

174

بعونہ تعالیٰ

یہ عجیب و غریب سراپا بندی تہذیبِ اُعلیٰ انسان کے لیے عبرت خیز اور شامِ جان کے واسطے عجب عطرِ بیز ہے
اس کے مصنف نازک خیال نے مجاز کو حقیقت کر دکھایا ہر فقرہ میں فصاحت و بلاغت کا طرفہ دریا بہا یا



الموسوم بہ
دوختہ الابصار

منظر الدین نامہ
جلد دوم
بوستان خیال

جو کہ
بخیاں تفریح اہل عالم فصیح السحاب بلغ البلسا لمر ماہران زمان صد نشین بزم مکہ بچان دوران عینی نواب مرزا محسن علی خان صاحب
عرف آغا جھو صاحب متخلص بہندی اعلیٰ اللہ مقامہ فی الجہان نے فارسی سے اردو زبان فصیح میں ترجمہ فرمایا

مطبع میرٹھی نو کشتہ واقعہ لکھنؤ میں چھپا

باہتمام منوہر لال بھارگوئی اسے پرنٹرز

اطلاعات - اس میں بین بر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست
مطلوبین ہر ایک کتاب کو چھاپہ خانہ سے منسلک ہو جس کے معائنہ و ملاحظہ سے متعلقان اصلی حالات کتب کے
مطابق فہرست میں قیمت بھی ارزان ہو اس کتاب کے پیل ہیج کے تین صفحہ جو سادہ ہیں ان میں بعض کتب قصہ جات
شیر و نظیر و ادبی کی طرح کر سکتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو
آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تشریح چاندنی فخر		جلد دوم		جلد اول دفتر ہشتم	عرب
داستان امیر حمزہ صاحب قرآن		کوچک باختر	عرب	ایضاً جلد دوم	عرب
جس کی ترکیب و ترتیب آصف و قنون		بالا باختر	عرب	دفتر آفتاب شجاعت جلد اول	عرب
میں جو اور اس کے ناموں کی		ایرج نامہ - جلد چہارم	عرب	ایضاً جلد دوم	عرب
تقریب حسب تشہیر مندرجہ ذیل ہے		ایضاً جلد دوم	عرب	ایضاً جلد سوم	عرب
نمبر نام دفتر تعداد جلد		طلسم ہو شرابا - جلد اول	عرب	ایضاً جلد چہارم	عرب
۱ نوشیروان نامہ	۲	ایضاً جلد دوم	عرب	ایضاً جلد پنجم حصہ اول	عرب
۲ کوچک باختر	۱	ایضاً جلد سوم	عرب	ایضاً حصہ دوم	عرب
۳ بالا باختر	۱	ایضاً جلد چہارم	عرب	گلستان باختر متعلق داستان	عرب
۴ ایرج نامہ	۲	ایضاً جلد پنجم کا حصہ اول	عرب	جلد اول -	عرب
۵ طلسم ہو شرابا	۱	ایضاً حصہ دوم	عرب	ایضاً جلد دوم بصری صدر	عرب
۶ صندلی نامہ	۱	ایضاً جلد پنجم کامل	عرب	طلسم فتنہ نور افشان جلد اول	عرب
۷ توسیع نامہ	۲	ایضاً جلد ششم	عرب	ایضاً جلد دوم	عرب
۸ اصل نامہ	۲	ایضاً جلد ہفتم	عرب	ایضاً جلد سوم	عرب
نوشیروان نامہ جلد اول	عرب	بقیہ طلسم ہو شرابا حصہ اول	عرب	ایضاً کامل جلد یکمشت ہر	عرب
جلد دوم	عرب	حصہ دوم	عرب	جلد کے لیے -	عرب
ہرگز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ	عرب	صندلی نامہ دفتر ششم	عرب	طلسم ہفت پیکر جلد اول	عرب
جلد دوم	عرب	توسیع نامہ - جلد اول دفتر ہفتم	عرب	ایضاً جلد دوم	عرب
جلد اول نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ	عرب	توسیع نامہ جلد دوم	عرب	ایضاً جلد سوم	عرب

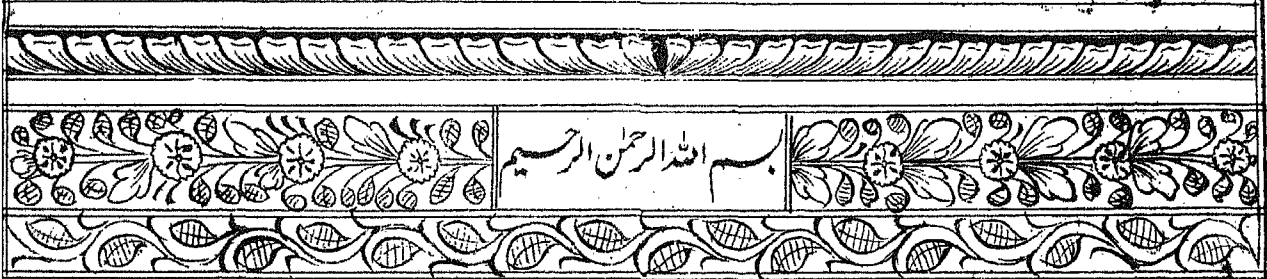
قصہ عجیب غریب سراپا بنیاد تہذیب اعلیٰ انسان کے لیے عبرت خیز اور شام جان کے واسطے عجب عطر بنی رہے
اسکے صنف نازک خیال نے مجاز کو حقیقت کر دکھایا ہر فقرہ میں فصاحت و بلاغت کا طرفہ دریا بہا یا

دوسته الابصار
منظر الين نام
بوستان خيال

جو کہ
 خیال تعمیر اہل عالم فصیح انصحا ابغ لبغا سرآمد ماہران زمان صد شین بزم کنگہ سجان دوران عینی نواب مرزا حسن علیخان صاحب
 عرف آغا محمد صاحب متخلص بہ ہندی اعلی اللہ مقامہ فی الجنان نے فارسی سے اردو زبان فصیح بین ترجمہ فرمایا

مطالع می نویسی نوک شرف واقع اکثر مین حصیا

۱۹۱۹ عیسوی



حمد وافر اُس محمود برحق کے واسطے لایق اور ستائش بے پایان اُس معبود مطلق کے لیے صادق ہے کہ جس کیلئے ہیبتا خالق
ارض وسمانے کو نین کو کلحی البصر اَوْ هُوَ اقْرَبُ اَیْک لفظ کُن سے بنایا اور آدم خاکی بنیان کو نفجواے خَمَرَتْ طِیْنًا
آدم بیدئی آذِیْنِ صَبَاحًا کَمِ عَدَم سے نکال کر خلعت وجود سے خلق فرمایا سبحان اللہ کیا اُسکی قدرت کاملہ کا جلوہ ہے کہ جس نے ایک
مشت خاک سے کیسی کیسی صورتیں بہتر و برتر جبکہ دیکھنے سے ساکنانِ فلک مششدر ہوں خلق کین جنکے انوار کی برکت سے تمام
عالم موجودات روشن و منور ہو گیا اور کیسے کیسے بندگانِ خاص ذمی اختصاص برگزیدہ و اور محبوب رب اکبر صاحب صف و
کتاب کی مبارک ذاتیں ظہور میں آئیں جنکے وجود باوجود کی سعادت سے عالم انواع علوم سے بہرہ ور ہو گیا پس انسان
ضعیف البنیان کی کیا مجال کہ جو اُس خالق بیفثال و صانع باکمال کی صنعت و قدرت کا ایک ٹمہ معرض بیان میں لاسکے اور
جبکہ جال کے ایک پر تو سے بھی دیدہ آرزو مند مشرف نما ہو اُسکی حقیقت کوئی کیونکر بتا سکے مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ
جب حضرت خیر البشر کا ارشاد ہے تو ہم پاشکستگان میدان معرفت کی کیا بنیاد ہے اور کیت خامہ اعجاز رقم کی کیا قدرت کہ اُسکے
میدان وسعت نکات و حکمت و شہراہ ہستی کے علم دقائق میں قدم اٹھا سکے اور وہم و خیال بر سائی پر وبال عقل

دہم وادراک بشری اُس کے باغیہ قدرت ہمیشہ بہارتک جاسکے ابیات

ل زکجا دین پرومال از کجا سے سخن را کہ در دست دست	من کہ و تعظیم جلال از کجا سنگ سر پرده او سر شکست	دہم بکپاے بسے رہ نوشت پرورش آموختگان از دل	ہم ز درش دست ہی باز گشت مشکل این حرف نہ کردن حل
	کز اندیش علم چہ دیاست این	تا ابدش ملک چہ صحر است این	

زینت ہکا ترا اُس سرود کائنات فخر تمامی موجودات کے واسطے زیبا ہے کہ جس کو سبب الاسباب نے ایک سبب عظیم واسطے
بیت عالم و عالمیان کے گردانا اور ایک کریمہ گوئی کے لئے خَلَقْتُ الْاَفْلَکَ اُسکی شان میں نازل فرمایا خلاصہ موجودات
لہلہ کائنات دافع مکر و حیلہ سازی رافع باز از غرور و غا بازی شیرازہ جمعیت قلوب دوستان دین معیار حال دشمنان
زرع متین ناظم مالک عدل و انصاف ہا دم مرا ہم جو رواعتنا مفتاح مشکلات جملہ بنی آدم مصباح تمامی ظلمات عالم
طلوب ارباب فخر بیت مقصود اصحاب طریقت انیس العالمین شفیع المذنبین مصداق آیت کریمہ سبحان الذی امرنی
لانشین منہ بلند پایہ سدرۃ المنتہی والی قبضۃ قاب قوسین او ادنی کھل بہ کحل الجواہر مازاغ البصر و باطنی منبع ضلال صدق
صفا حضرت ابوالقاسم محمد مصطفیٰ صلواتہ علیہ من الملک الہی

مف اور روح برد بان دارد	یا در آب و در دہان دارد	یا فتنہ دین حق بد و تعظیم	خلق اور اخصاے خواندہ عظیم
مف خلق کسے کہ قرآن ست	خلق را وصف او چہ امکان ست	زلان حمد و ثناء اولی ست برخاک از خفتن	جوئے میتوان کردن دروے تیرا ان گشتن

زینت اُس کے وحی اور جانشین کے لیے سرادار ہے جو کہ قوت بازو و احمد مختار صاحب ذوالفقار ہے منظر العجایب و
طہر الغرائب مطلوب کل طالب الشیخ العرب والعم اکرم الامم یعسوب الدین امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ
سلف التحیت والثناء جس کی شان میں جناب رسالت مآب نے انا مدینۃ العلم و علی بابہا ارشاد فرمایا ہے او ملک محی
ذک و می حدیث نبوی میں آیا ہے جیسا کہ اُس کے نسب کی تعریف میں زبان کلک و زبان لال ہے اُسی طرح ناسک
اوصاف میں بھی مجھ کھولنا محال ہے ابیات

دین و نہ بریند دگر و زگار	جوان چون علی تیغ چون ذوالفقار	فلک مرتبت بلکہ برتر ازین	لقب با ستاد روح الامین
---------------------------	-------------------------------	--------------------------	------------------------

صلوات اللہ علی رسولہ وآلہ الطیبین الطاہرین رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد حمد و ثناء زینت کے مخفی نہ رہے کہ کتاب
بوستان خیال عجیب داستان سحر بیان و قصہ دلچسپ ہے کہ نشان عالی منش و دقیقہ سنجان با فرنگ و دانش
و ہر شناسان اہل جوہر صاحب علم و ہنر اُس کی فصاحت و بلاغت و لکینی عبارت کے معرف و مدارج ہیں مگر بسبب زبان
ماری کے ہر ایک مشتاق اُس سے خط وافی نہیں اُٹھا سکتا تھا چنانچہ امیر کبیر عالی منزلت والا مرتبت تاجر ذی وقار
می و گرامی صاحب خلق و مروت مرتبہ شناس صاحب علم و ہنر قدان اہل جوہر یعنی جناب مستثنیٰ نو لکھنؤ صاحب بہادر
سی آئی۔ اسی مرحوم مالک مطبع او وہ اخبار مشہور دیار و امصار کہ جو فی تحقیق ہندوستان میں اپنا نظیر

نہیں رکھتے تھے خلق و مروت ہمت و جرات و بیدار مغزی و شریف نوازی میں مستغنی الاوصاف تھے انکی رائے عالی اس امر کی طرف تفتنی ہوئی کہ کتاب **یوستان خیال** کا ترجمہ زبان فارسی سے اردو میں کیا جاوے تاکہ ہر ایک مشتاق کو لطف اس قصہ و لفریب کا حاصل ہو اور کہ وہ مکمل گلشن نو بہار و گلستان بیخزان کی سیرت لطف بے اندازہ حاصل چنانچہ جلد اول **یوستان خیال** سہلی بہ ہندی نامہ جسکا ترجمہ عالی خاندان والا دودمان فصیح البیان شیوانہ بان مرزا محمد عسکری عرف چھوٹے آغا صاحب رئیس لکھنؤ نے زبان فصیح و عبارت و کچھپ تحریر فرمایا تھا منشی صاحب مدوح نے اپنے مطبع میں چھپوایا اور دیگر جلدوں کے ترجموں کی تجویز پیش نظر تھی کہ حسن اتفاق سے نواب **جعفر علی خان** صاحب برادر زادہ جناب آغا جھو صاحب نے کچھ جلدیں مختلف المقام اور نامات منشی صاحب کی خدمت میں پیش کیں جسکا ترجمہ انصحا بلخ البیان سحر بیان شیرین زبان جناب نواب مرزا محسن علیخان صاحب عرن آغا جھو صاحب مخلص بہ ہندی نے فرمایا تھا مگر افسوس کہ ترجمہ پوری جلدوں کا نہ ہونے پایا تھا کہ مترجم صاحب نام تمام چھوڑ کر اس دارنا پا کدار سے رہی ملک بقا ہوئے اور اجزائے ترجمہ بھی اتر جا بجا ہوئے منشی صاحب مدوح نے جب جلدوں کو ملاحظہ فرمایا نہایت پسند کیا سبحان اللہ کیا ترجمہ لکھا ہے کہ خامہ دوزبان اُسکے وصف سے قاصر ہے عبارت رنگین مقفی و مسجع فصاحت و بلاغت میں قلم توڑ دیے ہیں اشعار برجستہ و حسب حال ایسے عمدہ طرز سے موقع و محل پر لکھے ہیں کہ سبحان اللہ جہان حسن رنگ کا تلامذہ باندھا اُسکی تصویف کھینچدی ہے بارغ کی صفت مثنویوں کا سراپا صبح و شام کا ہونا عجائبات طلسم کی نیزنگیان کوہ و صحرا بحر و بر کی کیفیت رزم و نغم کی لطافت غرض کہ ہر ایک مقام کو نہایت عمدگی سے بیان فرمایا ہے اور تسلسل داستان کو ہر جگہ ملحوظ رکھا ہے اگرچہ خواجہ اماں صاحب دہلوی نے بھی نہایت عمدہ ترجمہ فرمایا ہے اور ناظرین والا تمکین کی نظر فور سے گزرا ہے مگر جب اس ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں گے تو فصاحت و بلاغت لطف زبان نازک خیالوں میں بدرجہا بڑھا ہوا پائیں گے غرض کہ مقتضائے عالی بہت منشی صاحب مدوح نے بشورہ جناب چھوٹے آغا صاحب بعد اخذ تالیف ان نامات جلدوں کی تکمیل کا حکم دیا تاکہ ایک رئیس شہر کے نتیجہ طبع عالی فطرت و دماغ سوزی شب ہائے دراز کا یادگار صفحہ ہستی میں باقی رہے اور ناظرین والا تمکین اُس کی دید سے مترجم کی روح کو دعاے خیر سے یاد کریں اسکا حاصل کئی برس کی منتظوں کی محنت اور مترجموں کی جانفشانی و عرق ریزی سے بھرپور ذکر و مبالغہ خیر تکمیل جلدوں کی ہوئی اور میں جلدوں کا بالکل ترجمہ نہ تھا انکا پورا ترجمہ کیا اور یہ سب کام بصلاح و صواب دید بہ توجہ خاص فیض اختصاص جناب چھوٹے آغا صاحب انجام پایا اور سب جلدیں بتدریج معرض طبع میں آئیں اور چونکہ ہر داستان اسکی ہر دل عزیز تھی شائقین و یادوار مصارف نے دست پرست خرید فرمائیں الحمد للہ کہ اب حسب حکم مطبع القاب رائے بہادر منشی پراگ ٹران صاحب مالک مطبع موصوف تیسری بار یہ شاہکار زیور طبع سے آراستہ ہو کر نور افروز چشم اولوالابصار ہوئی کتاب کیا ہے ایک نگار خانہ چینی ہے کہ عرصہ تک مرقع دہرین یادگار رہی جیت

غرض تفتنی ست کو یاد ماند	کہ بہتے رائے بنیم بقا
--------------------------	-----------------------

سبب تصنیف قصہ ہڈا

میر تقی خیالی متوطن گجرات گردش گردون دون سے پریشان حال ہو کے عہد سلطنت میں محمد شاہ بادشاہ کے قہر دہلی میں وارد ہوئے انکی منظور نظر ایک زن مطربہ تھی شب کو اکثر وہ اُسے قصص تازہ کی فرمائش کیا کرتی تھی یہ بنیاس خاطر اپنی محبوبہ کے روز ایک قصہ تازہ اپنی طبیعت سے ایجاد کر کے سناتے تھے انکے مکان کے عقب میں کچھ لوگ جمع ہوتے تھے اور داستان امیر حمزہ کی بیان کی جاتی تھی میر تقی بھی کبھی کبھی تفریحا شریک جلسہ ہوتے تھے ایک روز بعد ختم داستان اہالیان جلسہ نے داستان امیر حمزہ کی نہایت تعریف کی لیکن داستان گو نے میر تقی کو سنا کے کہا جی ہاں داستان کے مرتب کرنے کے واسطے خداوند عالم قابلیت پیدا کرے تو ممکن ہو ورنہ تحصیل علوم و فنون سے اگر کوئی شخص داستان مرتب کرنا چاہے تو محال ہو یہ بات میر تقی کو نہایت ناگوار معلوم ہوئی کہا کیا کہتے ہو صاحبان علم و فضل کے رو برو ایسے خیالات کی کیا حقیقت ہو یہ کہو کہ ان کو علوم کی کتابوں کی تصنیف سے اس قدر فرصت کہاں کہ وہ ان مزخرفات میں وقت اپنا ضائع کریں بعض نے انکے قول سے اتفاق کیا اور بعض نے اختلاف بعدہ جلسہ برخواست ہوا چونکہ ہر روز حسب فرمائش اپنی محبوبہ کے قصص تازہ کی فکر تھی اب زیادہ خیال کو وسعت دینے کی ضرورت ہوئی تا انکہ تھوڑے ہی عرصہ میں چند اجزاء اس کتاب کے مرتب کر کے اُس جلسہ میں گئے اور بعد ختم داستان امیر حمزہ اہالیان جلسہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ چند اجزاء ایک قصہ تازہ کے دستياب ہوئے ہیں اجازت ہو تو سناؤں سب نے متفق اللفظ کہا بسم اللہ ضرور پڑھے جب پڑھا تمام حاضرین جلسہ محو ہو گئے اور ہر طرف سے صدائے تحسین بلند تھی اور آپس میں کہتے تھے واقعی اس طرح کا قصہ آج تک نہیں سُننے میں آیا یہ قصہ مصنوعی نہیں معلوم ہوتا بلکہ یہ کوئی واقعہ اصلی ہے تا انکہ اسکی خبر بادشاہ وقت تک پہونچی دربار میں طلب کیے گئے بادشاہ نے مراتب اعزاز و احترام مرعی رکھ کے خلعت فاخرہ سے ممتاز فرمایا اور بعد تعین موجب مناسب حکم طوالت اس قصہ عجیب کے واسطے دیا غرضکہ ایک مدت مدید کے بعد یہ قصہ تکمیل کو پہونچا

خلاصہ حال صاحب بوستان خیال

واضح ہو کہ مصنف بوستان خیال کا نام میر تقی متخلص بن خیال ہے بعض اشخاص کی زبان سے ملقب بہ ملا بھی سنا ہے بہر حال یہ ایک آدمی نہایت ذی استعداد تھے اور طالب علم از رنگ سے بسر کرتے تھے چونکہ طالب علمی کے لوازم سے آزادی بھی ضرور ہو لہذا انکا شریک جلسہ داستان گوئی ہونا اور داستان گو کے کنایت اور اشارۃ بطعن پیش آنیکے سبب ایک فعل عجب کے لیے مستعد ہو جانا مصنف کی آزادی کی دلیل ہے دیکھیے اگرچہ بادی النظر میں بیکار وقت ضائع کیا مگر انکی قوت دماغی اور اکتساب علم و فضل حرف حرف سے پیدا ہو میرے خیال میں تو وسعت خیال اپنی

میر تقی خیال کی خالق مطلق نے خلق کی ہو شاید اور بھی خلق کی ہو اتنی تیزی تو داستان اور توارد مضامین کا کہیں نام بھی نہیں بل بے میر تقی کے خیال طرف یہ کہ کوئی نظم بلاوجہ تسمیہ نہیں مستعدی اور دماغ سواری ملاحظہ ہو کہ ایک مرتبہ بظہرورت سفر دریا کا اتفاق ہوا جس کشتی پر سوار تھے اسی کشتی پر ایک دوست بھی ان کے سوار تھے اس قصہ کی ترتیب کے لیے اس درجہ غریق بحر فکر تھے اور نیز گم فرمائی میں مشغول تھے کہ جب ساحل مقصود پر نوبت اترنے کی آئی اُس وقت اُن آشنائے ملاقی ہوئے اور معلوم ہوا کہ یہ بھی اس کشتی پر تھے باقی والد اعلم

آغاز داستان گلشن اول و بہار دوم کتاب بوستان خیال کہ جس کو گلستان اول معزالدین نام سے موسوم کرتے ہیں اول احوال عاشق ہونے صاحبقران اکبر شاہزادہ معزالدین نامور کا اور جاننا تلاش جانان میں اور پہونچنا منزل مقصود پر معرض بیان میں آتا ہے



کیون ہو یا نوری صورت پشیا یا رشاع مرجان ہو	ہو سرا پا وہ نود کی صورت ہو کلائی بلور کی صورت	چہرہ پر داؤد ہر سے ہر اسید ماہ رو خواب میں نظر آیا	نظر آئے حضور کی صورت پھر آکھو نہیں نود کی صورت
---	---	---	---

تشیبہ کشان چہرہ عرائس معنی و نقوش طرازان حالات گذشتہ دوران لوح دفتر سخن پر اس رنگ سے طراحی کرتے ہیں کہ بعد گزرنے تین سو برس حضرت خیر النوری کی ہجرت باسعادت سے المنصور بقوت اللہ بن احمد بن محمد سلطان ہند ملک مغرب کے بادشاہ ہوئے اور دار الخلافہ اپنا شہر افریقہ خاص مقرر فرمایا مورخان صادق البیان نے کتب تواریخ میں مذکور ہے کہ سلطان اسماعیل بادشاہ جلیل عدل و داد میں منصف تھا اور رعایا برا یا اُسکے عدل و داد سے نہایت شکر گزار تھے اول ہمدی نامہ کی عبارت میں یہ مضمون آیا ہے کہ عبدالعزیز مغربی جب شاہزادہ معمر الدین کے محلان ابوالقاسم اور جد ثانی قائم الملک سے ہزیمت خوردہ بجال خراب ملک فرنگ میں پہونچا اور وہاں اُسکا عقد کار دوس فرنگی کی کنیز سے کہ جو نہایت حسن و جمال میں بے نظیر تھی واقع ہوا اور وہ خود بھی عیسائی ہو گیا اور اُس کنیز سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھوڑے عرصہ میں عبدالعزیز نے انتقال کیا اور کار دوس فرنگی نے اُس بچہ کا نام بیکانوس رکھا جب وہ بچہ جوان ہوا تو کار دوس اُسکو ملک زرکلاہ شاہ فرنگ کی خدمت میں لگیا اور تمام حال اُسکا بیان کیا بادشاہ فرنگ نے جو عبدالعزیز بادشاہ کی حقیقت حال سنی اُس لڑکے کو فرزند شاہزادہ مغرب سمجھ کے کسی سردار لشکر کو جسکا نام فلیسیام تھا واسطے تعلیم کے سپرد کیا اور جب فنون سپہ گری میں طاق بلکہ شہرہ آفاق ہوا تو ایک روز بادشاہ فرنگ نے بیکانوس سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تم با فوج جبار و لشکر قنار کے ملک مغرب کو جاؤ اور اُسکو فتح کرو اور مذہب عیسائی کو رواج دو اور جہان تک ہو سکے دین محمدی کو مثلاً بیکانوس نے عرض کی کہ امیر بادشاہ اگر دین عیسوی حق اور دین محمدی باطل ہے تو بیشک ملک مغرب باسانی تمام ہمارے قبض و تصرف میں آئیگا اس عرصہ میں فلیسیام قوی باز و اتالیق بیکانوس بھی دربار میں آیا اور بعد دریافت کرنے اس حال کے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ فدوی کی رائے یہ ہے کہ حضور ایک نامہ بنام ملک مغرب اس مضمون کا ارقام فرماوین کہ بیکانوس بن عبدالعزیز مورث و سجن ملک مغرب کا مع فلیسیام قوی باز و سفیر تھارے پاس پہونچتا ہو تھو چاہیے کہ بیکانوس کو تخت شاہی پر بٹھا دو اور تم خود اُسکی فرمانبرداری و اطاعت میں حاضر ہو ورنہ در صورت عدول حکمی ہلو وہاں پہونچا جسٹا نو زیادہ والسلام جب میں یہ نامہ لیا کہ بادشاہ مغرب کو دونگا اور وہ نامہ کے دیکھنے میں مصروف ہو گا میں ایک تلوار میں کام اُسکا تمام کردونگا لیکن پشت پناہ میرا بیکانوس موجود ہے کہ جنگو حربہ دشمن سے بجائے اور اس امر میں فقط تین ہزار سوار کافی و وانی ہو سکے باقی فوج علیحدہ حکم کی منتظر ہے جب ہم اشارہ کریں تب موجود ہو جاوے بادشاہ کو یہ مشورہ فلیسیام کا نہایت پسند آیا اور فرمایا کہ تیرا فہم و ادراک لائق عمدہ وزارت کے ہے بعد اس کا راہم کے ہم ضرور جنگو اپنا وزیر کرے آخر کار شاہ نے ایک خلعت گران ہما فلیسیام کو دیا اور با فوج قاہرہ روانہ ملک مغرب کیا جب فلیسیام پہلوان اور بیکانوس نامدار بن عبدالعزیز مغربی باجاہ و حشمت خبروانہ افریقہ کے قریب پہونچے جا سوسون نے بادشاہ فلک بارگاہ سلطان اسماعیل کو اسکے آنے کی اطلاع دی کہ ایک ایچی صاحب قوت و شوکت باجمعیت و کثرت فوج کے نامہ بادشاہ فرنگ لایا ہے سلطان عالیشان نے

خواجہ ابوالنجیاء وزیر اعظم سے فرمایا کہ استقبال ایچی کو کس شخص کو تجویز کیا جائے وزیر اعظم نے عرض کی کہ امیر مجاہد الدین
 دیا امیر جلال الدین کو بھیجا جائے آخر الامر سلطان نے جگر دوس نصرانی کو چند الفار و ارزال کی جمعیت سے اُسے
 استقبال کو روانہ کیا جگر دوس فلسیام سے ملا اور فلسیام نے جگر دوس کے قیافہ پر نظر کی اپنے ادراک سے سمجھا کہ
 یہ کوئی مرد در ذیل کو ہی ہو گا امیر مرد شاکہ کوئی سردار تیرے بادشاہ کی سرکار میں ہمارے استقبال کے لائق نہ تھا کہ جو
 تجھے بھیجا ہو جگر دوس نے کہا کہ اراکین سلطنت بہت ہیں الا تیرے استقبال کو بجز میرے اور کوئی آدمی نظر نہ آیا کہ جسکو بھیجے
 مجھے بھیجا ہو اس واسطے کہ میں تمہارا ہم مذہب بھی ہوں اور مجھے اکل و شراب میں بھی تم سے کسی طرح کا پرہیز نہیں ہو فلسیام
 جواب معقول سے جگر دوس کے خاموش ہو گیا مگر بیکا نوس کو یہ کلمہ جگر دوس کا کمال ناگوار و جگر سوز ہوا چاہتا تھا
 کہ زبان تیغ آبدار سے جواب دے مگر فلسیام قوی بازو نے منع کیا اور بیکا نوس سے کہا کہ اس مردک کے ہلاک کرنے
 سے کوئی مطلب نہ نکلے گا بلکہ اور کام خراب ہو گا بالفعل خاموش رہو دیکھا جائیگا الغرض یہ دونوں جوان پہلوان باکروفر
 تمام بارگاہ سلطانی میں پہنچے بادشاہ نے اُنکو بیٹھے کا حکم دیا اور نامہ طلب کیا فلسیام نے کہا امیر بادشاہ عالیجاہ حضور
 جیسا استقبال ہمارا فرمایا خیر نہیں سکوت کیا مگر شرط تصدیق نامہ کی حضور کو ادا کرنی ضرور ہو اگر حضور اسمین فرقی فرمائیں گے
 ہم نامہ نہ دیں گے اور رخصت ہو جائیں گے سلطان نے فرمایا وہ شرط کیا ہو فلسیام نے کہا دستور قدیم سے یہ چلا آتا ہو کہ شاہوں
 کے نامہ کے جواب خود شاہ ملاحظہ فرما کر بدستخط خاص ارقام فرماتے ہیں چنانچہ یہ نامہ بھی ہمارے بادشاہ نے خود بدستخط خاص
 حضور کو لکھا ہو اس صورت میں حضور بھی نامہ خود ملاحظہ فرما کر جو جواب کہ مناسب ہو خود بدستخط خاص ارقام فرما دیں سلطان
 فلسیام سے نامہ لیکر ملاحظہ فرمانے لگے اور یہ برابر رخصت کے دست بستہ کھڑا تھا اور تمام اراکین سلطنت حاضر تھے بلکہ شہزادہ
 معز الدین بھی دست راست بادشاہ کے ایک کرسی زرنگار پر بیٹھے تھے مگر اُن ایام میں شاہزادہ کچھ علیل تھا شہزادے
 نے دیکھا کہ فلسیام دست بقبضہ بادشاہ کو نگاہ کج سے بقصد فاسد دیکھ رہا ہو اس اثنا میں بیکا نوس بھی کرسی سے
 اٹھ کر پشت پر فلسیام کے اکھڑا ہوا شاہزادے معز الدین نے فرمایا امیر شخص سچ بتا کہ اس طرح پشت بہ پشت تیرے کھڑے
 ہونے کا کیا منشا ہو اور تمہیں کیا منظور ہو بجز اس کلام کے بیکا نوس نے بادشاہ پر حملہ کیا اور فلسیام نے بھی شمشیر شاہ پر
 لگائی بادشاہ نے ایک عالم اضطراب میں ہاتھ سے شمشیر کے پناہ لی اور شاہزادہ معز الدین نے بچا لائی تمام وقوت
 مالا کلام تلوار بیکا نوس سے چھین لی اور بزور بازو بیکا نوس کو سر سے بلند کیا اور پھر حیرت دیکر اس زور سے فلسیام
 پر مارا کہ دونوں نابکار ایک ہی ضرب میں جہنم واصل ہوئے لیکن شاہزادے کو بھی اس زور سے ایسا صدمہ پہونچا کہ
 بہوش ہو گیا سلطان نے لاشیں اُن دونوں کی بارگاہ سے باہر پھکوا دیں اور ہمارا ہیون سے اُنکے جو مقابل ہوا مارا گیا
 باقی فرار ہو گئے یہاں شاہزادہ معز الدین کا حال ایسا اتر ہو گیا کہ تین شب و روز شدت تب سے آکھ نہ کھولی سلطان کی
 شاہزادہ معز الدین کے اس حال سے نوبت بجنون پہونچی روز چہارم جب شاہزادہ کو ہوش ہوا تب سلطان نے

استقدرد و مال فقرا و مساکین کو تقسیم کیا کہ اکثر انہیں سے تو نگر ہو گئے اور شاہزادہ کا کثرت ضعت و مال وانی سے جب دل بھر اتا تھا تب تو ایچ ملاحظہ کرتا تھا اور یہ حکم قطعی دیا تھا کہ جو مسافر و وار و صا و رہا ہمارے شہر میں آئے اُسے ہمارے پاس لاؤ کہ ہم اُس سے حال ہر ایک ملک و دیار کا دریافت کریں اور سلطان نے واسطے تفریح طبع شاہزادہ کے ایک مکان عالی شان لب و دریائے افریقہ بنوایا تھا اور کہا تھا کہ تم اس قصر و کشاو جاے فرحت افزا میں رہو تاکہ سفرہ نو و آب روان کے دیکھنے سے قلب کو تفریح چل چل ہو الحاصل شاہزادہ مع مصاحبین و ہمیشین مشب و روز حرف و حکایات شاہانہ نوادرات زیادہ میں بسر اوقات کرتا تھا ایک روز شاہزادہ نے ایک مجلس فسانہ قرار دیکر مصاحبین سے فرمایا کہ آج تمام شب ہر شخص ایک فسانہ تازہ ہو کہ سنائے مصاحبین نے حال ہر ملک و دیار کا بیان کرنا شروع کیا ایسا

تا حدیث حسن آید در میان	در ادا و ناز و خوبان جهان	شاہزادہ رو بہ بیان کرد و گفت	گو ہر سخن باین تقریر سفت
کامی عزیزان سیر عالم کردہ آید	نقل از ہر جا درست آوردہ آید	پیش ہر یک عرض حالے میکنم	از ہر ما یک سوائے میکنم
در کجا افزون بود حسن بتان	از ولایت ہائے معمور جهان	آن یکے گفتہ بلیحان عرب	خوب باشند از بے عیش و طرب
وان یکے حسن ختائی راستدو	دیگر ہی وصف فرنگستان نمود	از عراق و فارس و ہندوستان	ہر یکے آورد نقلے در میان

راوی کہتا ہے کہ اسوقت ابوالمکارم نامے ایک شخص ملازم جدید بھی حاضر تھا اور یہ سب حکایات سن رہا تھا جب تمام حضار مجلس اپنے اپنے قصے بخوشی بیانی سننا چکے شاہزادہ نے ابوالمکارم کی طرف دیکھ کر فرمایا ابوالمکارم تو بھی مرد جہان دیدہ و سیاح نزدیک و دور مشہور ہو تجھے بھی کوئی حکایت تازہ و دلچسپ بیان کرنا ضرور ہو ابوالمکارم نے بعد و عا و شناعرض کی کہ اے عالیجاہ فدوی کو ایک قصہ عجیب و حکایت غریب افسانہ ہوش رہا فسانہ فرحت افزا دہو اگر حکم عالی ہو تو عرض کروں شاہزادہ نے فرمایا ہاں بیت

سخن برای مہین ست او جهان پیا	بخاطر آنچہ رسیدہ ببا بیان فرما
ابوالمکارم دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ عالیجاہ و عالم پناہ اگرچہ نوع انسان کو علی قدر مراتب حسن و جمال خالق ذو الجلال نے عطا فرمایا ہو الا جو حسن کہ قریہ فردوس میں نظر احقر سے گذرا شاید ہی پردہ دنیا میں کہیں ہو جل جلالہ وہاں کی عورتوں کے آگے باعتبار حسن و تناسب اعضا کے حسنان ترک و چین کی کیا حقیقت اور مہوشان فرنگ انکے روبرو بے قدر ہیں اگر حور انہشتی کہیے تو سنو اور ہو بلکہ وہ قرین میں حسن البلاء دہو اے شہر یار وہاں کا بادشاہ ابوالعاصر ایک دختر عایوقار شک بدر غیرت ہلال خورشید جمال حور تمثال غنچہ وہاں موے میان شعلہ رخسار آفت روزگار حور کی حصلت پیری کی صورت رکھتا ہو قطعہ	

خدا نے اُس پری کی نور کی صورت بنائی ہو	نہیں جتنی نگہ اس پر یہ چہرے کی صفائی ہو
نہیں ہیں بال چوئی کے گل خسار جہان پر	تا شاہد گستان میں گشتا گشتگرہ و چہاٹی ہو

قصہ مختصر جو دیکھتا ہی کہتا ہو قدرت خدا کی ہو اسکے شوق وصال میں سیکڑوں شاہ و شہر بار پریشان حال تحت سلطنت کو
چھوڑ کر خاک نزلت و غربت میں بے سہارا ہو گئے یعنی ایسے شرط اسکے وصل میں ہیں کہ بشر کی کیا محال جو اوپر کے یا جن میں یہ
قدرت کمان کہ اس دادی میں قدم رکھ سکے انتہا یہ ہو کہ قیاس بشر کام نہیں کر سکتا شاہزادہ نے یہ جو قصہ حیرت افزا
ابوالمکارم سے سنا ایک ولولہ مغویں میں فرمایا اے ابوالمکارم مجھے قسم ہو ہمارے حق کی یہ نقل از سر نو مفصل بیان کر
کہ تو کس تقریب سے اس شہر مینوسوا میں پہنچا اور بادشاہ اس ملک کا کیا مذہب رکھتا ہو اور وہاں کی غلات کس
قماش کی ہو ابوالمکارم نے عرض کی کہ اے یزید سرج شوکت و جلال و مہر پہر کو کب و اقبال غلام کمان سے وہ زبان لائے
جو تفصیل اس جال کی زبان پر آئے ایک شہر اس حال سے گذارش کرتا ہوں کہ فدوی سوداگر زادہ فریدون تاجر کا لڑکا باشندہ
شہر قسطنطنیہ کا ہی اتفاقاً ایک سفر میں فدوی بھی ہمراہ اپنے پدر کے روانہ ہوا بعد دو ہفتہ کے کشتیان ہماری طوفانی ہو کر اسپین
ایسی ٹکرائیں کہ ایک ایک تختہ جدا ہو گیا اور جبکہ کہ ان کشتیوں میں مسافر ملک عدم تھے اپنی منزل مقصود کو پہنچے فقط
یہ بندہ درگاہ تنہا ایک تختہ پر بیٹھا ہوا ساحل نجات پر پہنچا جب تختہ پر سے اترتا تو ایک کوہ بلند سرسبز نظر آیا کہ گویا اس سر تاپا
وہ کوہ قتل سبز مردین سے منڈھا ہوا ہو جہاں تک نظر کام کرتی تھی سوائے گھمے رنگارنگ انواع و اقسام کے ادب و کھانے دکھائی
دیتا تھا جو میں ایک درہ کوہ میں داخل ہوا وہاں عجیب و غریب تماشا دیکھا کہ صد ہا خیمہ نخل و بانات سبز و سرخ کے زردوزی
استادہ میں اور ہر خیمہ کے ورپر ہزار ہا نازنین پری و ش حور لقا مثل پاسبانوں کے بیٹھی تھیں اور ان خیموں میں ایک خیمہ
نہایت وسیع و رفیع ایسا تھا کہ جسکی شعاع قبیلہ مثل شعاع آفتاب آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی کنا گاہ اس خیمہ کلاں سے ایک نازنین
سہمیں تاج زرنگار صبح سر پر رکھے بشوکت تمام مثل آفتاب صبح قیامت نکلی اور ہر خیمہ سے گروہ گروہ نازنین پری و ش
حور لقا نکل کے بادب تمام اس ملکہ آفاق کو سلام کیا اور وہ ملکہ ایک مادیہ اسپ عربی برق رفتار پر سوار ہو کر بالائے کوہ
روانہ ہوئی اور پیچھے پیچھے وہ تمام نازنینان مہوشان بھی لطیفہ بازی کرتیں غنچیں بولتیں اسپین روضہ کنا یہ کرتیں ہمراہ رکاب
فیض انتساب اس فتنہ عشر غارت گردن و بشر صاحب حسن و جمال کے چلی جاتی تھیں کہ جنکی صفت میں زبان غلام کی لال
ہی گویا میں نے جو مقصودات فی الجنان کو اس عالم میں مشاہد کیا اور جہاں تک نگاہ نے کام کیا ایک عالم محویت میں اسکے
حسن رفتار جہاں آرا کو دیکھتا رہا جب وہ نازنینیں میری نظر سے غائب ہو گئیں میں نے قصد آگے بڑھ کے دیکھنے کا کیا کہ
اصل و حقیقت انکی در بافت کردن کہ وہ کمان جاتی ہیں پھر یہ خیال آیا کہ خدا جانے کیا اسرار ہی مبادا کسی آفت میں نہ مبتلا
ہو جائوں لیکن دور سے ایک مکان عالیشان معلوم مذہب عجائب ترکیب کظاہر تعمیر مسکنی زمانہ قدیم سے معلوم ہوتی تھی
نظر آیا جس وقت وہ گروہ نازنینان اسپین داخل ہوا میں بھی زبردیوار قصر گیا اور گروہ قصر پھرا دیکھا تو ایک غرہ محل سے پر وہ
اٹھا کر اسی بلائے روزگار نے سر باہر نکالا کہ جو اسپ عربی پر سوار تھی پھر میں چند ساعت ایک عالم تخریب میں اسکی صورت مینا
کو دیکھتا رہا پھر وہ اندر چلی گئی میں بھی وہاں سے روانہ ہوا قریب شام آبادی میں پہنچا دیکھا کہ ایک درخت کے سایہ میں

جند آدمی بیٹھے باہم کچے باتیں کر رہے ہیں میں نے آواز بلند سلام کیا انھوں نے بعد جواب سلام مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا اس شخص تو مسافر معلوم ہوتا ہے میں نے اُسے اپنی سرگذشت بیان کی اُن لوگوں میں ایک جوان خوش رو و خوش خندہ پیشانی بھی تھا اُسے مجھ سے کہا اے عزیز اگر تو مسافر ہو تو ہمارے غریب خانہ کو سرفراز فرما اور جو نان و نمک موجود ہو اُسکو تناول فرما میں نے کہا بکشمیر وہ جوان مجھے اپنے ساتھ شہر میں لے گیا میں نے اثناء راہ میں شہر کا نام پوچھا اور کہا بادشاہ شہر کون ہے اُسے کہا یہ جو پہاڑ نظر آتا ہے اُسکو حیل اعلیٰ کہتے ہیں اور شہر دامنہ کوہ میں واقع ہے قریہ فردوس نام ہے اور ابو حاکم و ابو عامر و بھائی چچا زاد اس شہر کے بادشاہ ہیں فردوسی نے بھی کوچہ و بازار شہر کو نہایت مصفا و پاکیزہ دیکھا اور تمام شہروں سے آباد خوب دل کو مرغوب معلوم ہوا

وہ قریہ ہے کہ شہر دیکشا ہے ہواے شہر گویا جان فزا ہے

وہ جوان نزد مجھے اپنے مکان میں لایا اور خادموں کو حکم دیا کہ جلد تر کھانا تیار کر و جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے اُس جوان نے میرے واسطے فرش خواب بچھو ا دیا میں بھی از بسکہ ماندہ و کسل مند تھا سو رہا صبح کو جو اٹھا وہ جوان میرے پاس آیا کہا قہوہ پی لو تو شہر کی سیر کو چلین میں بعد قہوہ نوشی کے اُسکے ہمراہ ہوا بازار میں پہونچا ایک مکان عالیشان ایسا بلند دیکھا کہ ہر فلک مٹھتی تھا میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مکان شاہی ہے بعدہ اپنی فرودگاہ میں آئے پھر میں نے جو نام پوچھا اُسے کہا اس بندہ ناچیز کو حمید زرافشان کہتے ہیں میں نے کہا زرافشانی کی علت غائی کیا ہے اُسے کہا بروز ولادت اس جگر کے پدر مرحوم نے اس قدر زرخیز فقرا و مساکین کو دیا تھا کہ خلافت میں مجھے بلقب زرافشانی ملقب کیا اور کہا کہ کل اس شہر میں ایک تماشائے عجیب ہونے والا ہے تھیں بھی وہ تماشا دیکھنا ضرور ہے جب صبح ہوئی حمید باہر آیا اور مجھے ہمراہ لیا اور ہم دونوں واسطے دیکھنے تماشے کے روانہ ہوئے واقعی مردمان تماشا ئی جو جوق گروہ گروہ باہر سے چلے آتے تھے جب ہم تماشا گاہ میں پہونچے حمید نے کہا یہاں ہر سال جشن نوروز ہوتا ہے اور ہزار ہا آدمی دور سے مردمان شہری کے علاوہ جمع ہوتے ہیں بعد از ان حمید مجھے ایک درہ کوہ اعلیٰ میں لے گیا وہاں ایک میدان وسیع نظر سے گذرا اور وسط میدان میں نو عدد صفہ ہائے سیست و بلند مرتب دیکھے اور آخر صفہ پر ایک تخت عاج سفید یعنی ہاتھی دانت کا مٹلا زرنگا بچھا ہوا تھا اور آگے تخت کے ایک کرسی زرنگار رکھی تھی اور خلایق شہر موافق اپنے اپنے مرتبے کے اُن صفوں پر بیٹھتی جاتی تھی حمید نے مجھے بھی ایک جگہ اچھی معقول دیکھلے بٹھا دیا اور ایک ہی لمحہ میں درمیان فلق کے درہی ویر بھی ہوئی اور ایک مرد گندم گون باتاج سناہی اسپ عربی بر سوار اُس مجمع میں آیا سب نے اُسکی سرو قد تعظیم کی وہ مرد اُس تخت پر بیٹھ گیا بعد اُسکے دوسرا ایک اور مرد اُسی وضع کا آیا اور وہ بھی اُسی تخت پر بیٹھا لیکن بادشاہ دوم سیاہ پوش تھا اور اُسکے قیافہ سے رنج و ملال ظاہر تھا میں نے حمید سے پوچھا کہ یہ بادشاہ کون ہے اور بادشاہ ثانی کی سیاہ پوشی کی کیا وجہ ہے اور یہ کرسی زرنگار کسکے واسطے ہے پھر حمید نے کہا خاموش رہو دیکھو ابھی سب معلوم ہو جاوے گا پھر حمید نے کہا تم بائیں طرف دیکھو کیا قدرت خدا ظاہر ہوتی ہے میں جو

رسیدہ ماہ رنجی ساغر شراب زدہ	نیک کہ شہر بعد دیدہ راہ خواب زدہ	رنجی چو راہ بخوبی گذشتہ آفرینشید	لقاب رفتہ و سرکش با سحاب زدہ
ہزار برق ستم پایاں تو سن تو	ہزار اریل بلا بوسہ ہر کاب زدہ		

جوان نقابدار ہزار عشوہ و ناز و کوشش و انداز مرکب سے اترتا اور زینت وہ کمری زر نگار ہوا ہر چند کہ وہ نقابدار لباس مردانہ پہنے تھا لیکن ترکیب مناسب اعضا سے عورت معلوم ہوتا تھا پھر جو میں نے غور کیا تو وہی مجھ میں فارت گر جان تھی جو اس روز گھوڑے پر سوار ہو کر بالائے کوہ گئی تھی میں نے حمید سے اسکا حال پوچھا اسے لکھا کہ یہی دختر بلند اختر بادشاہ فردوس ہے اور یہاں کی حکمرانی بھی اسی سے متعلق ہو مگر اکثر اوقات یہ ماہ نقابدار چند خواص خاص ہزار و دس ہزار ہو خوری کو نکلا کرتی ہے پھر وہیں اپنی اس روز کی کیفیت بیان کی حمید نے کہا ہاں سچ ہے یہی مجھ میں رہ چسین ہوگی انرض وہ ملکہ دست نگارین میں ایک لوح سپین سطل جسی سطح پر آب زرسے کچھ لکھا تھا لیے تھی اور ایک کتاب غلاف زربفت میں آگے صندوق پر رکھے تھی ایک ایک اسی طرح مثل ادل درہمی و برہمی خلائی ہوئی وہ دونوں بادشاہ بھی برائے تعظیم سر و قد کھڑے ہو گئے ایک مرد ریش سفید لباس فاخرہ شہر عونی پر سوار ایک کتاب حامل کیے بانگ و نشان آیا مجمع خلایق میں خادموں نے کرسی رکھ دی وہ بیٹھ گیا میں نے حمید سے پوچھا یہ کون بزرگوار ہے حمید نے کہا یہ ایک مرد نصرانی نہایت مغرور ہے کہ بدون حکم اسکے کوئی کام نہیں ہو سکتا اور پادری ایڈروس اسکا نام ہے پادری کہتا ہے کہ جب ابوالمکارم نے یہ داستان بیان کی نصف شب گز گئی تھی اور سر میں ابوالمکارم کے دروہونے لگا تھا آخر ابوالمکارم نے شاہزادہ سے کہا کہ حضور دو لمحہ کی اجازت مجھے دین تو فدوی سو رہے اسواسطے کہ مجھے دروہونے کا فرض ہو گیا ہے شہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ ہمیں تمہاری اس نقل و حکایات نے خواب خور سے باز رکھا اور تم اجازت چاہتے ہو خیر اگر ایسی ہی تکلیف ہو تو ایک دو ساعت سو رہو ابوالمکارم آداب بجالا کر گوشہ میں جا سو رہا ہوتا بھی لیٹا تھا کہ شہزادہ خود وہاں پہنچا اور فرمایا ابوالمکارم قسم ہے خداوند عز و جل کی ہر چند میں نے چاہا کہ کس قدر سو رہوں لیکن اشتیاق اس داستان سحر بیان نے مطلق سونے نہ دیا اور ایک غلعت گراں بہا ابوالمکارم کو عطا فرمایا اور چار ہزار دینار سنخ اضافہ کیے ابوالمکارم مجبور پھر صحبت میں آیا اور لوگ جمع ہوئے شاہزادہ نے فرمایا ہاں بسم اللہ شروع کرو ابوالمکارم اس کے کیا ہوا ابوالمکارم نے عرض کی ہاں اور شہزادہ والا تبار پادری ایڈروس پھر ایک لمحہ کے کرسی سے اٹھا اور اول اس کتاب سے جو گردن میں حائل تھی کچھ عبارت پڑھی بعد ازاں باواز بلند خلق کی جانب مخاطب ہوئے کہا اے معاشر عرب و العجم بدانید و آگاہ باشید کہ یہ دو بھائی حقیقی جو تاج حکومت سر پر رکھے ہوئے تھے فرماندہی پر متمکن ہیں یہ ایسے ذلیل و نالایق ہیں کہ مثل انکا پر وہ دنیا پر نہیں ہو سلاطنت آل بیضا سات سو برس بعد انکے زمانے میں بر باد ہونے والی ہے اور یہ دونوں بادشاہ خاتم الملوک سلسلہ آل بیضا کے ہیں پس قسم ہے

اُس خدا کی جسے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو حضرت آدم صلی کے مانند بے پردہ پیدا کیا ہو اگر یہ دونوں میری نصیحت پر عمل کریں اور بوجہ میرے حکم کے چلین تو خیر ہو ورنہ بلا شہد و شک خاک مذلت بجائے تاج عزت انکو نصیب ہوگی اور دنیا میں سگ و شغال سے بدتر انکی اوقات گزریگی بلکہ عاقبت بھی خراب ہوگی کس واسطے کہ تعصب مذہبی و فساد نفسی انکا میرے قول کی پیروی نہ کرنے دیکھا بقولے بیت

کلم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	ز آب زمزم و کوثر سپید نتوان شد
-------------------------------	--------------------------------

اوی شہر یار وہ پیر مرد اُن بادشاہوں کو ایسے کلمات سخت کہہ رہا تھا اور میں حیرت زدہ اپنے دل میں کہتا تھا یا الہی یہ مرد عجب بیباک اور زبان آور ہو کہ بادشاہوں کی نسبت ایسے الفاظ سخت و درشت کہہ رہا ہو اور کسی طرح کا اُسکو خوف نہیں ہو دوسرے بادشاہ بھی اُسکو تاکید و تنبیہ نہیں کرتے خدا جانے یہ کیا معاملہ ہو القصہ پادری نے یہ قصہ ختم کیا اور خود زار زار رو یا اکثر حاضرین بھی روئے لیکن وہ بادشاہ شدت غضب میں چین چین سرنگون بیٹھے تھے اور یار اسے دم زدوں نہ تھا بعد ازاں اُس نقابدار کسی نشین کی طرف خطاب کر کے کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ یہ قمر طلعت زمرہ خصلت آفتاب جمال ہر مثال ابو عامر کی دختر نیک اختر ہو اور کوکب اقبال اس برج شرف کا کسی شتری سعادت سے ہم قران ہوا چاہتا ہو لیکن وہ نیز تن اقبال ہنوز اس شہر میں جلوہ افروز نہیں ہوا ہر ہم تمام مردمان شہر اور رعایا و برابرا ہر وقت اُسی کے مقدم نیک شیم کے منتظر و امیدوار رہتے ہیں آگاہ ہو کہ نوع انسان سے کوئی شاہزادہ و یا گدا جو اس نازنین مہجین سے عقد کیا چاہے اول ہر اسکا ادا کرے بعد اُسکو قصر میں لائے اور ہر اس حور مثال کا نہ در شاہوار نہ جو اہر بیشمار نہ اسپان راہوار صبار فتار نہ شتر ہرق رفتار نہ غلامان ہار و نہ کینران سنبل ہونہ بال عنقا نہ بیضہ ہماز فقط راز ہفت صد سالہ سے اس لوح کے ہمین آگاہ کر دے جو کہ اس کرسی پر رکھی ہو بعد ازاں یہ چند شعر پادری نے پڑھے

نہ کا بنیش غلامان پری خوشست	نہ کا بنیش کنیزان سمن روست	نہ کا بنیش بود لعل و نہ گوہر	نہ کا بنیش بود مشک و نہ عنبر
نہ خیل سپ و اشتر نہ زر و سیم	نہ تخت سلطنت باشد نہ دیہیم	بے کامین این لولے مکنون	ہمین باشد کہ باتو گفتم اکنون
بخواند آنچه در لوح ہست مرقوم	کنند بر جملہ اہل شہر معلوم	درین لوح انچہ مرقوم ہست خواند	تسم انکہ بکام دل یواند
	نویسد نامہ عفت نہ کا حش	و کیلم من کہ خواہد شد مباحش	

چند اشخاص ولایت ہائے مختلف سے محض واسطے دیکھنے لوح کے آئے تھے اُس پیر مرد سے لوح لیکر عرصہ دراز تک کھا گئے اور ایک حرف سے آشنا نہ ہوئے اتفاقاً میں بھی انہیں سے ایک مرد کے پاس بیٹھا تھا جب وہ لوح اُسکے ہاتھ میں آئی میں نے دیکھا الابر گز مجھے معلوم ہوا کہ کیا تھا اور کس زبان میں کیا لکھا تھا پھر وہ مجلس ختم ہوئی اور ملک بھی اپنے قصر میں تشریف فرما ہوئی اور سب اپنے اپنے گھر چلے گئے میں بھی حمید کے ساتھ اپنے مقام پر آیا میں نے حمید سے ملکہ کا نام پوچھا حمید نے کہا ملکہ تمنا جہاں غذب البیان نام ہے یعنی ایسی شیریں بیان اور شیریں زبان ہو کہ اُسکو غذب البیان سے خطاب کرتے ہیں جب ابوالمکارم

نے یہ داستان رنگین بیان تمام کی تو صبح صادق کا وقت تھا ارکان دولت نے شہزادہ سے عرض کی کہ حضور بھی ایک خطہ آرام فرماوین کہ سب ادا طبیعت دشمنان عدیل ہو جاوے شہزادہ نے بلا چاری آرام فرمایا ابوالکارم کو حکم دیا کہ خبردار بیان سے نہیں نہ جانا ہم چن برصہ میں باقی داستان سننے کے راوی کہتا ہے کہ جب شاہزادہ نے آرام فرمایا بمقتضائے اس مصرعہ کے

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

شاہزادہ نے عالم خواب میں اپنے خیال کے مطابق جو قصہ ابوالکارم کی زبان سے سنا تھا بعینہ اُسی شکل و شمائل کا ایک کوہ اور ایک قہر دیکھا اور اندر اُس قہر کے ایک تخت مرصع نگار پر ایک نازنین سہ جبین بیٹھی ہوئی دیکھی کہ گویا صانع قضا و قدر نے اپنے دست قدرت سے اُس کے سر پر ایک ہوشیار شاہزادہ ہزار جان سے اُس رشک قمر صورت دلیپ پر عاشق و فریقہ ہو گیا اور تا دیر بہ حسرت اُس کے جمال جہان آرا کو دیکھا کیا مگر تحمل طبع مانع سوال و خواہش دل طالب وصال پریش حال تھا زبان پر یہ قطعہ جاری ہوا قطعہ

دکھائے داغ دل نہ گلستانِ نیکو | وحشت دکھائی ہو یہ سامانِ نیکو |
اور بتان میں کوئی نہیں راہبر ملا | ہندو کوئی نہیں مسلمان نیکو |

آخر الامر اُس حوروش نے خود سبقت کی اور کہا اے طالب قصہ و امیو بوالہوس نادان تو جو ہمیں اس نگاہ حیرت سے دیکھ رہا ہو اسکا نتیجہ بجز حسرت و افسوس کے اور کیا ہے اور یہ اشعار پڑھے

ہوش رہا شکر ماہ لقا تو کن ہو | صبر و قرار کیا سچ تو بتا تو کن ہو |
نیکے ہی پھر مل گیا پہلو میں مرغِ دلا | حور ہی یا پری منم مرد خزانہ کو کن ہو |
بہرہ تو اپنا دیے بتا قصہ خیمہ حال کو | پردہ میں دل کے بن کئے بول رہا تو کن ہو |

اگر عشق تیرا صادق ہو تو سعی و تلاش میں کمر ہمت مضبوط باندھ اور ہماری راہ محبت میں قدم استوار کر ورنہ اس خیال محال سے درگزر کر یہ عشق دریائے بے کنار ہے جب تک اس بحر میں غوطے نہ کھائیگا ساحل مراد پر کیونکر پہنچے گا اور جب تک رسوائی و محنت گوارا نہ کرے گا صورت مراد آئینہ دل میں کیونکر دیکھیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ جہان سے آیا ہو وہیں پھر جا اس واسطے کہ میں ایسا لقمہ لطیف نہیں ہوں کہ ہر ایک کھا سکے حلوہ خوردن راوے کے بابر شاہزادہ نے جو کلمات طنز آمیز اُس نازنین کی زبان سے سنے تھے بے اختیار اشک آنکھوں سے جاری ہوئے اور چاہتا تھا کہ ان کلمات کا جواب دے کہ دیکھا ایک موزن نے اذان کہی پس شاہزادہ کی اُس خواب ہو شر با سے آنکھ کھل گئی اُس وقت شاہزادہ کا جو حال تھا لایق گذارش نہیں ہوا لامصلحت اپنے کسی رفیق سے بھی مطلق یہ ذکر نہ کیا ورنہ کیا ناز ظہر ادا کی اور وظائف سے فارغ ہو کے خاصہ طلب کیا بکا دل سے دسترخوانِ ادب و اقسام کے طعامِ رنوزیات وغیرہ سے آراستہ کیا شاہزادہ نے خاصہ نوش فرمایا بعد ہر دسترخوان پر اجلاس فرمایا ابوالکارم کو بلایا اور فرمایا

باز گو از قریا فردوس حرف | باز گو آن داستانہ شکر |
از بیان آن رہ شیرین سخن | باز گو از کوہ اسطی بازگو |
از بے تسکین من خشن بزن | باز گو آن ماہ سیمایا بازگو |



ابوالمکارم نے اول دعا اجاہ و حشت دی اور کہا کہ امیر شاہ آفاق جو ہر شہر نام

جہان تابود در پشاہ تو باد | زمین سرب در نگاہ تو باد

بعد ازان عرض کی کہ امیر شہریار والا تبار جب وہ محفل پر خاست ہوئی میں حمید زرافشان کے ہمراہ
نے کہا کیون ابوالمکارم ایسا تماشا کیسی تمھاری نظریں سے گزرا ہوا میں نے کہا دیکھنا کیسا بلکہ کبھی سنا بھی نہیں اور
چند باتیں ایسی ہیں کہ وہ فہم میں بھی نہیں آئیں کہ انھوں نے کیا بیان کیا اب اگر آپ سمجھا دیں تو میرا خفقان رفع ہو جاوے
آپ کا نہایت احسانمند ہونگا حمید نے کہا وہ کیا ہر بیان کرو میں نے کہا اول یہ سوال ہو کہ دو شاہ ایک تخت پر جلو
کرین اور کسی نوع کی آپس میں عداوت و خصومت نہویہ محالات سے ہو اور کلام سعدی اسیکے مطابق ہو

دہ درویش در گلے بنچند رود و بادشاہ در اقلیم نہ گنجد

چہ جا کہ ایک شہر اور ایک تخت پر حکمران ہوں بسا تعجب ہو دوم سبب سیاہ پوشی ابو حاکم کا کیا ہو سوم کوئی شخص کسی اور
آدمی سے ایسے مجمع کثیر میں ایسی سخت کلامی نہیں کر سکتا اور پادری ایدروس نے کیسے سخنان کر یہ و سخت بادشاہوں کی
شان میں باعلان کئے کہ جس سے سننے والے کو تاب ضبط نہ رہی لیکن دونوں شاہوں نے دم نہ مارا چہاں ہم بعد اس گفتگو کے
پادری رو یا اور اکثر لوگوں کو لڑایا اسکا کیا سبب ہو پنجم وہ نازنین کرسی نشین کہ ابو حاکم کی بیٹی اور ابو حاکم کی بھتیجی بھی
واجب التعظیم تو نہوئی پھر دونوں شاہوں نے سرو قد تعظیم کیوں دی حمید زرافشان نے کہا امیر ابوالمکارم میں بھی
یہاں دس برس سے مسافر نہ ہوں اوقات کرتا ہوں اس امر فرماؤ والی سے تو اسقدر رالبتہ واقف ہوا ہوں کہ کسی طرح یہ
دونوں بھائی چارہ و باہم حکمرانی کرتے ہیں انکے باپ و دادا بھی دو بھائی بنی عم تھے اور اسی طرح اس شہر کی خزانہ و روائی
کرتے تھے یہ امر آبائی ہو اور یہ جشن نور روز تھے دیکھا ہے میں اسکو سات برس سے دیکھتا ہوں کہ ہر سال بروز جمعہ علی نقیاب
یہ کیفیت جو تینہ دیکھی ہوئی ہو مگر جو کہ مجھے اسکی تحقیقات سے کچھ سروکار نہ تھا لہذا اسے فائدہ محض سمجھ کر میں نے یہ حال دریافت
نہیں کیا اگر تھو شوق دریافت حال ہو تو میں تمکو ایک تدبیر معقول بتا دوں کیا عجب ہو کہ اس ترکیب سے بخوبی دریافت کرو
میں نے کہا بھائی علم شری بہ از بھل شری ہوتی ہو دوسرے مجھکو اسقدر قدرت کہان کہ اسباب تجارت جمع کردن اور پیشہ تجارت کو
فرغ دون اور ہاتھ سے اجل کے بھی ہمت پاؤں پس میرے حق میں یہ کافی دوائی ہو کہ چند نفس حیات مستعار کسی بادشاہ
با سلام کی خدمت میں بذریعہ ملازمت گزر جائیں تو اسبب ہو کیونکہ ہمارا اس دنیا میں اس طرح حال ہو بقول کسی استاد کے ہے

دودن کی زندگی میں رہتے ہم مرے ہوئے | جوش جنون نے زرد کیا جب مرے ہوئے

ہاں لیکن بادشاہ کی ملازمت کیواسطے بھی کوئی ذریعہ معقول چاہیے ہو اور اکثر بادشاہوں کو حرف و حکایات تازہ و
افسانہ عجائب و غرائب کے سننے کا شوق ہوتا ہے لہذا اگر اس جشن نور روز کی کیفیت سے واقف ہو جائے گا کہ یہ بھی کہ
نیا معاملہ ہو کہ میں موقع پاتا تو بیان کر دیتا اور مجھکو تو بھی ایک نوع کی حیرت ہو وہ بھی رفع ہو جاتی اور یہ امر ایسا ہو کہ تادم رنگ

مین نہ بھولو نگا بلکہ یہ شعر اس امر صادق آتا ہے

تتناو اشم در دیدہ خاک آن کھت پارا | بحسرت مردم و در خاک ہر دم این تنارا

حمید نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہو اب گوش ہوش شو وہ تدبیر جس سے کہ بخوبی دریافت حال جشن نوروز مفصل ہو جائے وہ یہ ہے کہ تم کسی بادشاہ کا ایچی اپنے کو مشہور کرو اور پادری ایدروس کے پاس جا کے کہو کہ میں فلان بادشاہ کا مرسل آیا ہوں ہمارے شاہ نے ہلو تھارے پاس اس واسطے بھیجا ہے کہ تم ایک ورق تصویر ملکہ شمسہ تاجدار کا مجھے دو میں اسی ضمن میں اپنے سوالات کا جواب بھی پادری سے حاصل کر لینا پادری کو بخوبی سمجھا دیگا اور تصویر ملکہ بھی دیگا چنانچہ ابھی چند روز کا یہ قصہ ہو کہ نجاشی بادشاہ دنگبار نے ایک ورق تصویر ملکہ کا طلب کیا اور وہ اس پر عاشق ہوا بعد ازاں اس نے اس شہر پر فوج کشی کی مگر ایسی شکست فاش کھائی کہ بے حصول مطلب فرار ہو گیا اور سوائے ذلت و رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آیا آخر شہر بار دالہ عالی و قارندوی موافق تعلیم حمید کے دوسرے روز کچھ تحایف تحفہ عجیب لیکر پادری ایدروس کی خدمت میں پہنچا پادری مجھے نہایت اعزاز کے پیش آیا میں نے پادری کا مکان نہایت پاک و صاف پایا تمام صحن مکان میں حصیر ہار یک بچھا تھا اور فرش و فرش و شیشہ آلات سے خوب سجھا تھا لیکن ایدروس ایک بورے کہنے پر بیٹھا تھا اور چند نصرانی دست بستہ رو برو کھڑے تھے وہ کچھ باتیں کر رہا تھا میں نے پادری کو سلام کیا اور وہ تحفہ پیش کیا پادری نے بعد جواب سلام نذر میری قبول کی نام پوچھا مطلب دریافت کیا میں نے کہا کہ میں بادشاہ مصر کا ایچی ہوں واسطے تصویر ملکہ کے تھارے پاس آیا ہوں پادری نے کہا اس وقت مجھے معاف فرماؤ وقت عصر تشریف لانا میں بادشاہوں سے اجازت لیکر تصویر تھو دوں گا میں رخصت ہو کر حمید کے پاس آیا یہ حقیقت بیان کی حمید نے کہا بروقت وعدہ کے ضرور جانا یقین ہو کہ آج کی شب وہ تھاری مہمانی ضرور کر لگا اور جو حال ہو گا وہ بھی ظاہر ہو جائیگا میں بعد نماز عصر پھر پادری کے پاس گیا پادری میرے انتظار میں تھا میں آگے پادری کے خاموش بیٹھا پادری نے اول کہا امی شخص بظاہر تو مسلمان معلوم ہوتا ہے میں نے کہا ہاں پھر پادری مجھے دست گرفتہ مکان خلوت میں لیگیا اور بچندہ پیشانی و خوش مزاجی کا خوش آمدی میں نے کہا چشم پھر مجھے کہا امی جو ان اس وقت میرے پاس چند عیسائی آئے تھے اس وجہ سے میں مجھے بہ توجہ پیش نہ آیا اور نہ تھارے سوال کا جواب دیا اب جو کہتا ہو بیان کرو میں نے جو پہلے بیان کیا تھا وہی پھر کہا اور یہ کہا کہ جشن نوروز کا ہنگامہ جو میری نظر سے گذرا اسکا استفسار چاہتا ہوں پادری نے کہا میں امت حضرت خیر البشر کی تواضع و مدارات کو اپنا نخر بلکہ باعث نجات جانتا ہوں بے تکلف بیان کرو میں بخوبی جواب اسکے دوں گا میں نے وہی سوال جو کہ حمید زرافشان سے کیے تھے پادری سے کیے پادری ایدروس نے کہا ان سوالات کا جواب قصہ طلب ہی اول طعام بعدہ کلام کھانے سے فارغ ہو کر کونگا جب کھانے سے فراغت پائی میں نے پھر قصہ کیا ایدروس بولا امی جو ان آگاہ ہو کہ جد ہفتم ان بادشاہوں کا جنگوتنے ایک تخت پر پہلو پہلو تھادی دیکھا تھا ذی اقتدار صاحب قرآن روزگار تھا کہ جس نے سات سو ساٹھ

برس دنیا میں کو س صاحبقرانی اس دبدبہ و شان و شوکت سے بجایا کہ نشان دولت و اقبال جسکا گنبد دوار فیروزہ رنگ سے
بالا ہو گیا یعنی ملک مغرب سے تا خت و ختن اُسکے دائرہ دولت میں آگیا اور پردہ قاف میں بڑو شمشیر قلعه گیر و بعد اقبال فرخ مال
ہزار ہا جن و شیاطین کو قتل و سخر کیا اس وجہ سے اسم گرامی اُس شاہ والا جاہ کا بزبان عرب سلطان البیضا مشہور ہوا اور اہل
فرس اُسکو خورشید تاج بخش کہتے تھے حالانکہ صاحبقران اعظم خلائق کے زبان دوہو لیکن یہ اسم بزبان عجمی تاریخی ہے جسکو
زبان ہندی میں اس کا نام کہتے ہیں اس سے زیادہ تر شہرہ آفاق ہوا الغرض اس شاہ نے عہد حکومت اپنے میں اکثر
طلسم فتح کیے اور اکثر طلسم اپنی ذات خاص سے بنائے اور وہ کتاب کہ بروز جشن ملک کے روبرو رکھی تھی وہ شاہ نامہ اسی
بادشاہ کا خاندانی ہے اسی سے نام بھی اُس کتاب کا خورشید نامہ رکھا ہے جس وقت صاحبقران اعظم خورشید تاج بخش نے تغیر
اقالیم سب سے فراغت پائی تب اُس فلک قدر نے قصر ابیض میں کہ جو قصر قلہ چہارم کوہ قاف پر حضرت سلیمان علیہ السلام
کے واسطے اجنہ نے تعمیر کیا تھا اُس میں جشن مقرر کیا اور تمام حکماء یونان و عرب و عجم و ہندوستان وغیرہ ممالک کو
اُس جشن عالی میں طلب فرمایا اور اُس مجمع کو اجلاس الکملہ خطاب دیا اُس زمانہ میں حکیم اسقلینوس الہی جیکے فیض مہمیت
سے صاحبقران اعظم کو یہ حشمت و ثروت میسر ہوئی اور حکیم بزرگ سب حکماء عصر کا سرد فرما تھے جب اُس جشن کا حکماء
بافرہنگ و دقیقہ شناسان فلک فیروزہ رنگ کے روبرو انعقاد ہوا حکماء میں باہم عقیدہ مذہب و ملت میں بحث
شروع ہوئی صاحبقران نے فرمایا ہمارے نزدیک اس امر خاص میں گفتگو لا حاصل ہے کہ خداوند کریم نے ہر طریق و ملت
میں بڑی گنجائش عطا فرمائی ہے یہی وجہ ہے کہ ہر واحد اپنے اپنے طریق و ملت کو بدلیل و برہان نہایت مستحکم و راہ راست
نصو کر رہا ہے اور دوسری شریعت کو بے بنیاد و بجائے خود باطل جانتا ہے اور نفس الامر تو سب مذہبوں کا ایک ہی ہے یعنی خدا
پروردگار عالم کے کوئی نجات دہندہ نہیں ہے بقول کسی استاد کے صہ

گفتگوئے کفر و دین آخر بیک جا میکشد	خواب یک خواب است باشد مختلف تعبیر با
------------------------------------	--------------------------------------

لیکن انسان کو ما بین خدا و خود کے کوئی وسیلہ ضرور چاہیے تو وہ بجز انبیاء علیہم السلام کی تقلید و ہدایت کے دوسرا امر نہیں ہے
کہ بشر ہدایت و تلقین سے ان بزرگان خاصان درگاہ کبریا کے جلد تر منزل مقصود کو پہنچتا ہے بعد ازاں صاحبقران نے
حکیم بزرگ اسقلینوس الہی سے فرمایا کہ حضرت سیر کو اکب و حرکات فلکی کو بنظر غور ملاحظہ فرما دین اور اس حال سے
آگاہ فرما دین کہ بعد میرے اس خاندان میں کب تک یہ سلطنت باقی رہے گی اور اولاد میری کیونکر ایام گذاری کرے گی پس اسی
ابوالمکارم اسوقت اس بادشاہ جمہاہ کے بارہ فرزند ارجمند رشید و لائق و فائق موجود تھے ازان جملہ دو فرزند
صاحب جمال و کمال موصوف بہ ہمہ صفت بلکہ زمرہ جبین ختائی کے بطن سے تو ام متولد ہوئے تھے اور وہی صاحبقران
کے ولیعہد ہوئے تھے اُس میں ایک کا سلطان شمس الدین خورشید علم اور دوسرے کا سلطان ضیاء الدین قمر لوار
نام تھا الغرض حکیم اکبر دقیقہ شناس افلاک نے اسطرب آفتاب سے مقابل کر کے زایچ کیا اور طالع کو ملاحظہ فرمایا اور

صاحبقران اعظم سے کہا اے شہر پارہمین علم نجوم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تھینا سات سو برس سلطنت تمھاری اولاد کے قبضہ اور تصرف میں رہے گی آسمین دو سو برس تم اور پانچ سو برس تمھاری اولاد کے نام سکھ و خطبہ جاری رہیگا اور اس پانچ سو برس میں دو سو برس سواحل بحر اعظم اوقیانوس کے گرد و نواح کے ممالک تمھاری اولاد کے قبضہ میں رہیں گے باقی ملک موروثی نکل جائیگا بعد ازاں حکیم صاحب نے پھر زیاچہ کیا اور دیکھا اور خوب ہنسنے صاحبقران نے سبب خندہ حکیم صاحب سے پوچھا حکیم صاحب نے فرمایا کہ اے صاحبقران عالی قدر سبحان اللہ و بحمدہ ایزد تعالیٰ نے تمھاری اولاد میں عجیب قاعدہ و سلسلہ سے جہانداری و طریقہ سلطنت کو مقرر فرمایا ہے کہ آج تک کسی نے سنا نہ ہوگا اور دیکھنا تو امر شتوار ہے یعنی ناممکن ایام سلطنت دو پادشاہ ایک تخت پر حکم رانی کریں گے اور کوئی خدمت و نزاع آپس میں نہ ہوگی صاحبقران نے فرمایا یہ امر تو شرح طلب ہے یہ تفصیل فرمائیے حکیم صاحب نے فرمایا کہ ایسا کچھ معلوم ہوتا ہے کہ تم دس اولاد کو دس ملک متفرق دو گے اور یہ دو بیٹے شمس الدین و ضیاء الدین ملک مغرب کے حاکم ہوں گے اور ان کے یہاں ایک ایک پسر اور ایک ایک دختر پیدا ہوں گی اور وہ آپس میں انکا عقد و مناکحت کریں گے جب شمس الدین و ضیاء الدین کا عقد سلطنت آخر ہوگا تمام بادشاہان اطراف ان فرزندوں سے ممالک موروثی بقوت بازو لیلیں گے فقط ایک ملک مغرب ان دونوں کے قبضہ میں رہ جائیگا بعد ایک سو بیس برس کے وہ بھی انتقال کریں گے اور تخت سلطنت پر بدرالکمال و نجم الاقبال دونوں بیٹے اپنے حکم ران ہوں گے اور ان دونوں بھائیوں میں بھی بطور آبائی دورے کے اور دو لڑکیاں پیدا ہوں گی اور انکی نسبت بھی آپس میں ہو جائیگی جب وہ قضا کریں گے تو ابو اسحاق و ابو جنید ان کے فرزندوں کی نوبت آئیگی اور اسی زمانہ میں آفتاب ختم رسالت زمین و آسمان افق ولادت سے طلوع کریگا اور وہی باعث ترقی اسلام ہوگا اور روز بروز اسلام کو ترقی ہوتی جائیگی تا انیکہ تمام جہان غازیان اسلام کے تصرف میں آئیگا اور ابو اسحاق و ابو جنید بخوف اسلام سواحل بحر اعظم کو گریز کریں گے وہاں انکی ہر معاش کو زمین کافی ہوگی بعد ازاں ابو جنید و ابو اسحاق کے یہاں ابو نجم و ابو ناصر دو لڑکے اور دو بیٹیاں پیدا ہوں گی اور اسی طرح موافق دستور کے عقد دونوں کا ہو جائیگا جب یہ بھی اس دار فانی سے کوچ کریں گے تو ان کے لڑکے ابو طاهر و ابو قاسم ملک مغرب کے بادشاہ ہوں گے اسی طرح ان کے یہاں بھی ابو عاصم و ابو حاکم پیدا ہوں گے پس اسی روز سے سلطنت کو آل بیضا کی تنزل ہو جائیگا تا انیکہ انکی سلطنت کا نام و نشان تک باقی نہ رہیگا اور اخلاق انکو خاتم سلطنت آل بیضا کا خطاب دیگی جب یہ جملہ ختم ہوا تو حکیم صاحب نے فرمایا کہ اب تفصیل زمانہ حکومت اپنی اولاد کی سنو ابو جنید و ابو اسحاق اٹھارہ برس حکمرانی کریں گے اور ابو قاسم و ابو نصر دیر ۲۵ سو برس اور ابو طاهر و ابو منصور تیس برس تک اور جب ابو عاصم کا زمانہ قریب آئیگا تب ایک دختر رشک قریب پیدا ہوگی اور ابو حاکم لاولد رہیگا اور اس دختر ابو عاصم کا ایک شاہزادہ اسلام سے عقد ہوگا پھر اس وقت سے یہ سلطنت آل بیضا سے منتقل ہو کر خاندان سلاطین محمدیہ میں داخل ہو جائیگی و انکے تقدیر العزیز العظیم و ما شہدنا

الہامی علم و مالک الغیب حافضین ترجمہ اس آیت کا یہ ہو کہ یہ اندازہ ہو زیر دست حکمت واسے کا اور چنے وہی کہا جو ہو خیر حق
اور ہو غیب کی خبر یاد نہ تھی تمام ہوا ترجمہ جس وقت صاحبقران نے یہ حال سنا فرمایا امی حکیم صاحب مجھے حال خیر البشر
سے بھی آگاہ کرو حکیم صاحب نے تو ریت موسوی اور انجیل عیسوی سے چند فقرے نعت میں سرور کائنات کے صاحبقران
کے رو برو بیان کیے اور کہا کہ حضرت عیسیٰ نے بھی آنحضرت کی پیدائش کی خبر دی ہو بعد اسکے حکیم صاحب نے آیت انجیل
پڑھ کے جو اس آیت قرآنی کے مطابق ہو صاحبقران کو ستائی یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم صدق لما بین یدی
من التورۃ و مبشر ابرہول یا بنی من بعدی اسمہ احمد یعنی امی بنی اسرائیل میں بھیجا آیا ہوں اللہ کا تمہاری طرف
سچا کرنے اُسکو جس سے مجھے آگاہی ہو تو ریت سے اور خوش خبری مٹاتا ہوں ایک رسول کی جو آئیگا مجھ سے پیچھے اسکا نام
احمد ہو پس نام اس مقبول کو نین کا اہل آسمان میں احمد ہو گا اور اہل زمین میں محمد صاحبقران نے بعد استماع اس
اخبار کے حکیم اور تمام اہل مجلس سے کہا کہ تم گواہ رہنا کہ میں غیبت میں اُس سید المرسلین کا دین قبول کرتا ہوں یہ کہہ
حکیم صاحب سے کہا کہ امی حکیم صاحب میری اولاد سے بھی کوئی اس دین پاک میں ہو گا حکیم صاحب نے فرمایا کہ بجز
شمس الدین اور ضیاء الدین کے اور سب اسی ضلالت میں گرفتار رہیں گے اور دین عیسوی کو دین محمدی پر ہمیشہ
ترجیح دینگے اور ایک وہ دختر ابو عاھر کی بھی جسکا شانہ زادۃ اسلام سے عقد ہو گا ضرور اپنے شوہر کے دین میں داخل
ہو گی اور سب اولاد تمہاری مذہب عیسوی میں ہلاک ہو گی صاحبقران نے فرمایا حکیم صاحب ایک وصیت نامہ
ہماری طرف سے لکھ کر امانت رکھ دو کہ جو کوئی ہماری اولاد میں طریقہ محمدی قبول نہ کرے گا حشر میں ہم اُسکے واسطے جہنم
حکیم صاحب نے فرمایا امی شہر یار مقدرات الہی اس تدبیر سے بدل نہ جائیں گے یہ آیت وافی ہدایہ اسپر وال ہو انک لاتی
من اجبت ولكن اللہ ہدی من یشاء ترجمہ اسکا یہ ہو کہ راہ پر نہیں لاتا جسکو چاہے تو پر اللہ راہ پر لاتا ہو جسکو چاہتا
ہو صاحبقران نے فرمایا خیر مرضی خدا اب تم مجھے وہ قطعہ زمین سواصل بحر اعظم دکھا دو جہاں میری اولاد پناہ گزین
ہو گی حکیم نے بعلم رمل تقسیم کی بعد ازاں وہ قطعہ زمین صاحبقران کو دکھا دیا کہ وہ زمین اسی کوہ اعظم کے دامن میں واقع ہو
صاحبقران نے یہ شہر قریہ فردوس اُسی جگہ پر آباد کیا اور تمام سامان جلوس شاہانہ بطریق جمیز دختر ابو عاھر کیواسطے
بیان امانت رکھا اور اسپر ایک طلسم باندھا بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص اس لوح طلسم کو پڑھے اور اُسکے راز سے ہمیں
آگاہ کرے وہی دختر ابو عاھر کا زوج ہو گا جب ان امور است سے بھی صاحبقران نے فرصت پائی تب احوال اپنا
از روز ولادت تا ایام وفات تمام و کمال ایک کتاب میں لکھا اور شاہنامہ خورشیدی اور تاریخ اعظم اسکا نام رکھا
اور اپنی اولاد کو سپر کیا اور فرمایا یہ کتاب امانت رکھو اور پشت در پشت اپنی اولاد کو وصیت کرتے رہو کہ یہ کتاب بھی
اُسی سعادت مند کو دینا جو لوح طلسم کو پڑھے یقین ہو کہ ہشا ہدہ اس کتاب کے دستور کشوہرستانی و قواعد جہان بینی بخوبی تمام
اُسکو حاصل ہونگے اور وہ ہماری اولاد کی عزت و آبرو میں ترقی کرے گا جب یہ قصہ پادری نے تمام کیا مجھے کس کس کا

یوالمکارم یہ قصر جو بالائے کوہ تم دیکھتے ہو صاحبقران نے اسے ملکہ کے واسطے تعمیر کرایا ہے اور قصر اخضر اس کا نام رکھا اور اس پر
 طلسم بندی کی کہ پھر ملکہ شمسہ تاجدار کے اور کسی سے دروازہ اس قصر کا نہ کھلے یا جسے ملکہ حکم دے اور نام ملکہ کا اپنے نام سے
 استخراج فرما کر ملکہ شمسہ تاجدار مقرر کیا اس وجہ سے کہ زبان عرب میں جو رشید کو شمس کہتے ہیں اور ان حکمائے حسب الحکم
 صاحبقران یہ زیادہ تر طلسمات کیا کہ اعداد حروف سے ملکہ کے نام کی تفسیر کر کے ایک نقش مربع بنایا اور اس نقش کو لوح میں
 کندہ کیا صاحبقران نے وہ لوح اپنے فرزندوں کو سپرد کی اور فرمایا کہ تم اس کو امانت رکھو اور یہ وصیت اپنی اولاد کو درجہ بدرجہ
 کرتے رہو کہ وہ حفاظت و نگہبانی میں اس لوح کی کوشش بلین کریں جب ابو جہنید و ابو اسحاق کی سلطنت کا زمانہ پہنچے
 اور وہ سواصل بحر عظیم میں پناہ لیجائیں اس وقت یہ لوح باز و پر باندھ کر تخت فرماندہی شہر فردوسیہ پر جلوس کیا کریں ورنہ
 در صورت دیگر امورات سلطنت میں اس کے خرابی واقع ہوگی ہر گاہ ابو عامر و ابو حاکم بادشاہ ہوں اور وہ دختر ابو عامر
 کے یہاں پیدا ہوں اور بچہ ہفت سالگی پہنچے یہ لوح اس کی گردن میں ڈال دی جائے بعد ازاں باپ اور چچا اس طرح اس کی
 تعظیم و تکریم کریں جس طرح کوئی اپنے آقا کی کرتا ہے اور اپنے کوشل ملازموں کے جانیں کہ جسے اس ملک کی حکومت اس کے نام
 مقرر کی ہے اور ابو حاکم و ابو عامر کو اس کا نائب کیا قصہ جو حکمائے پیشین نے حال آئندہ اولاد صاحبقران کا لکھا تھا وہ
 سب ظہور میں آیا چنانچہ ایک روز کی نقل ہو کہ ابو حاکم اور ابو عامر واسطے دیکھنے قلعہ اور قصر کے گئے ہر چند کوشش کی لیکن
 دروازہ قصر کا نہ کھلا اور کوئی تدبیر پیش رفت نہ گئی ایک جانب سے مارسیاہ آتش فشان باکفچہ زہر آلود پیدا ہوا کہ تمام لوگ
 اس کے خوف سے زیر کوہ چلے آئے پھر کسی کی جرات نہ ہوئی کہ بالائے کوہ جاتا اور جب ملکہ شمسہ تاجدار ابو عامر کے یہاں
 پیدا ہوئی اور بچہ ہفت سالگی پہنچی ابو عامر کو حسب وصیت صاحبقران لوح ملکہ کی گردن میں ڈالنا یاد نہ ہوا نہ ان کی قدرت
 سے شب ساگر ملکہ کے ابو عامر دو مرتبہ تخت پر سے زمین پر گرا اور اسی حال میں ایک بزرگ نے فرمایا اے ابو عامر جلد
 لوح ملکہ کو حوالہ کر اور خبردار کوئی مراتب اس کی توقیر و تعظیم میں فرو گذاشت نہ کرنا ورنہ تیرے حق میں بہتر نہ ہوگا شاید تو
 آگاہ نہیں ہو کہ وہ اس شہر کی بادشاہ ہے اور تم دونوں اس کے نائب ہو صبح کو یہ قصہ ابو عامر نے ابو حاکم سے کہا ابو حاکم
 بولا میں نے بھی وقت شب یہی خواب دیکھا ہے آخر اسی روز ابو عامر نے وہ لوح ملکہ کو دی اور اس کی تعظیم و تکریم حسب وصیت
 کرنے لگے ملکہ بروز ساگر اس کوہ پر گئی باپ اور چچا بھی ساتھ تھے ملکہ کے سایہ قامت سے دروازہ قصر کھل گیا ملکہ اندر محل کے
 داخل ہوئی اس روز سے آج تک بدولت و اقتبال قصر میں موجود ہے الغرض جبل اعلیٰ یہی کوہ ہے اور قریہ فردوسیہ شہر مشہور ہے
 اور یہ نازنین وہی ابو عامر کی دختر بلند اختر اور صاحب لوح طلسم ہے اور اسی لوح کے بڑھنے و اس کی تلاش صبح و شام
 ہم سب کو رہتی ہے پھر میں نے کہا اے پادری صاحب اگر تمہارے نزدیک اسلام برحق ہے پھر تم مسلمان کیوں نہیں ہوتے
 اور اپنے بادشاہوں کو ضلالت میں کیوں مبتلا کیے ہو پادری ایدروس نے کہا واسعد میں دین محمدی کو برحق جانتا ہوں
 اور ان بادشاہوں کو جو میں نے کلام سخت سے یاد کیا اس کی یہی وجہ ہے کہ وہ شریعت محمدی کو قبول نہیں کرتے ہر چند چن

سمجھایا کہ یہ دین عیسوی منسوخ ہو گیا تم ناحق اس ضلالت میں گرفتار ہو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ طریقہ آبائی ہم ترک نہ کریں گے ابو حاکم حسب قاعدہ خاندان لاولد رہا اور کوئی فرزند پیدا نہ ہوا اور اُسکی منکو حوت نے بھی قضا کی جب وہ اولاد کی طرف سے مایوس مطلق ہو گیا اور ایام سلطنت بھی قریب اختتام ہو چکے تب مجبور ہو کر براہ نا امید می پوشاک سیاہ پہنی اور دنیا کو ترک کیا اور میں جو ارن دونوں بادشاہوں کو کلمات سخت کہتا ہوں اور یہ جواب نہیں دیتے تو اُسکی وجہ یہ ہو کہ میں کلمہ حق کہتا ہوں میرا کوئی نفع اس میں نہیں ہو اور دوسرا میرے ہر کہ میں سو برس سے انکے خاندان کا معلم ہوں انکی کیا مجال جو دم مار سکین کہ تمام رعایا اور سپاہ میری امداد کو موجود ہو اور وہ جو چند شخص میرے رونے پر روتے تھے وہ مسلمان ہیں لیکن بظاہر دین عیسوی رکھتے ہیں مصلحتاً ظاہر نہیں کرتے ہاں اُس روز کہ جب داماد ابو عامر تشریف لائے گا اُس وقت یہ بھی اپنا اسلام ظاہر کریں گے اور تمام شہر بھی اسلام آباد ہو گا پھر میں نے پادری سے پوچھا کہ اے بزرگ تم کو ح کے حال سے بخوبی واقف ہو گے پادری نے کہا بخدا میں فقط بسم اللہ سے تو البتہ واقف ہوں باقی ایک حرف نہیں پڑھا جاتا اے بزرگ اگر وہ لڑکھنڈہ طلسم کا منصب ہو اور شکندہ طلسم کے ساتھ ملکہ کا عقد ہو نا بھی ضرور ہو پھر میں نے کہا کہ اے پادری صاحب میں خورشید نامہ کیونکر سنوں کہ کہاں اُسکے سننے کا مشتاق ہوں پادری نے کہا اے ابو المکارم جو حال لوح کا ہو وہی حال خورشید نامہ کا ہو وہ بھی اُسی شاہزادہ کے آئے پر موقوف ہو اور جب کتاب خوانی کا وقت آئیگا تو چند بادشاہ بھی اطراف و جوانب کے واسطے سننے خورشید نامہ کے بشوق تمام بیان جمع ہونگے اور جشن عروسی ملکہ شمسہ تاجدار کا اس آرایش اور دھوم سے ہو گا کہ شاید اس چرخ پیر کی نظر سے نہ گذرا ہو میں نے پوچھا بھلا اب اُس زمانہ کو کس قدر عرصہ باقی ہو پادری نے کہا اگرچہ یقین اسکا محال ہو مگر اسی اٹھارہ سو برس کے عرصہ میں یہ معاملہ واقع ہو گا پھر میں نے کہا اس نازنین مہ جبین کا عقد ایسی شرط سے مشروط کیا ہو کہ جسکا ادا ہونا مشکل معلوم ہوتا ہو اور اگر کوئی شاہ شہنشاہ اس نازنین مہ جبین پر عاشق ہو کر بقوت شمشیر لہجائے کا قصد کرے تو ان شرائط کا کیا لحاظ باقی رہیگا اور حسب ظاہر کوئی ایسی جمعیت بھی تھارے پاس نہیں ہو کہ تیسے کسی زبردست سے مقابلہ ہو اور تم اُسکو دفع کر سکو پادری میری بات سے خوب ہنسنا اور کہا اے عزیز گرد و پیش شہر فردوس کے طلسم بیضا کا ایسا حصار ہو کہ جسکے سبب سے کوئی مفسد بارادہ فساد اس شہر میں داخل ہو نہیں سکتا چنانچہ یہ نقل تھارے رفیع لشک کیواسطے بیان کرتا ہوں کہ سال گذشتہ میں نجاشی بادشاہ حبش نے جو ہنگامہ آرائی جشن نوروز اور حال ملکہ شمسہ تاجدار سنائے ایک نامہ اپنے فرزند کی نسبت کا ملکہ کے ساتھ ہمیں لکھا ہے جو اصل حال تھا وہ جواب میں لکھ بھیجا نجاشی نے ایک پادری فاضل زمانہ کو واسطے دیکھنے لوح کے بیان بھیجا اور یہ حکم دیا کہ اگر لوح فہم میں آئے یا نہ آئے مگر تم بطرح ممکن ہو اُس نازنین کو اپنے ہمراہ لے آؤ پادری ابو عامر کے دربار میں آیا لوح ہمیں طلب کی ہے میں نے لوح دیدی وہ عرصہ تک لوح کو دیکھا کیا جب خط لوح مطلق سمجھ میں نہ آیا ناچار پہلے نبیل مہرام ہو گیا چلا گیا اور نجاشی کو مطلع کیا کہ وہ لوح طلسم ہر اس کے مضمون سے آگاہ ہونا شکندہ طلسم کا کام ہو نجاشی کی رگ شیطنت جو ش

میں آئی پادری کے کہنے پر خیال نہ کیا پچیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے اس طرف روانہ ہوا اما اینکہ نہر المٹھون پر کہ یہاں سے دس فرسخ ہو خیمہ زن ہوا اور وہاں سے وہی پیغام سابق بھیجائے بھی وہی جواب بطور سابق کے دیا نجاشی بولا میں شرط و شروط نہیں جانتا اگر خیریت حال نکال اپنا اور شہر کا منظور ہو تو بلا عذر اسی وقت اُس نازنین کو میرے پاس بھیج دو کہ میں اپنے فرزند مسرور و مصرع نگین سے نکاح کر دوں ورنہ تم جانو اور تمہارا کام ہے جو فوج قاہرہ دیکھی خوف پیدا ہوا لہذا میں نے کہا بھیجا کہ جسے زر نقد لو اور شہر کے قتل اور غارت سے باز آؤ نجاشی نے کہا میں مال و زر سے کچھ کام نہیں ہر تمہارا زر و مال نکو مبارک رہے بلکہ فقط عقد اُس نازنین سے کرنا منظور ہو اس واسطے آیا ہوں جب میں یہ سنا کہ اس بلا سے بیدرمان کا دفع ہونا دشوار ہو ناچار سپاہ اور رعایا نے عہد کیا کہ تاحیات اپنی ایسا ہم ہونے ندیکے مصرع بعد از سرمن کن فیکون شد شدہ باشندہ آخر ہم سب نے کفن کو سر سے باندھا اور رب العزت کی درگاہ میں مناجات شروع کی ناگاہ قدرت قادر حقیقی سے اُسی شب مسرور بن نجاشی کا دم بند ہو گیا اور قریب یہ ہلاکت پہنچا اور نجاشی نے خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ فرشتہ میں کہ ایروسیاہ اگر تجھے حیات اپنے دل بند کی منظور ہو جلد یہاں سے روانہ ہو خبردار کبھی اس طرف کا قصد نہ کرنا ورنہ ایک تنفس تیرے لشکر کا زندہ نہ بچے گا ای بیوقوف کہیں ہمارے بلند مرتبہ کا زرخ رو سیاہ سے پیوند ہوتے سنا ہی اس اثنا میں لازموں نے مسرور کا حال بد نجاشی سے بیان کیا نجاشی سر و پا برہنہ مسرور کے پاس آیا فی الحقیقت مسرور کو حالت نزع میں دیکھا فوراً حکم کو بج کا دیا جب نہر مٹھون کے اُس پار گیا مسرور اچھا ہو گیا پھر اُس نے اس طرف کا قصد نہ کیا ای ابوالمکارم ملکہ شمسہ تاجدار ابو عامر کے یہاں جب پیدا ہوئی اور ابو حاکم دولت اولاد سے بے یاس ہو اسمجھ گیا کہ اب زمانہ آخر ہو گیا وصیت نامہ صاحب قرآن کو دیکھا اُس میں معلوم ہوا کہ ایک بھائی کے یہاں دختر پیدا ہوا اور دوسرا اولاد ہوا اور جب وہ دختر بلند اختر پری پیکر سن تیز کو پہنچے تم مسد اسکا لوح طلسم بیضا کا پڑھنا مقرر کرنا اور ہر سال بروز نور روز اُس نازنین کو مجمع خلافت میں لانا یقین ہو کہ اس شکل سے کوئی خریدار اسکا ہم پہنچ جائیگا جب وہ شخص موعود آئے تم دین و مذہب بھی اسکا اختیار کرنا لہذا ابو عامر اور ابو حاکم سب حکم وصیت نامہ تو بجا لاتے ہیں الا دین اسلام کے قبول کرنے میں انکار ہوا ابو عامر کو تو کچھ سیلان اس طرف ہو مگر ابو حاکم کہ ایک شیطان مجسم ہوا ابو عامر کو بھی بہکا تا ہی اسوجہ سے اسکی طبیعت بھی اسلام کی طرف سے پھر جاتی ہو ای شہر یار ذوی الاقتدار جب پادری نے یہ قصہ تمام کیا صبح ہو گئی میں نے پادری کے ساتھ نماز صبح ادا کی اور طالب رخصت ہوا پادری نے ایک ورق تصویر دلیزیر ملکہ آفاق مجھے دیا اور نہایت اعزاز و اکرام سے مجھے رخصت کیا میں وہاں سے حمید زر افشان کے پاس آیا اور تمام سرگزشت بیان کی بعد ازاں حمید سے بھی رخصت ہوا اور کہا کہ انشاء اللہ اگر اجل نے ہمت دی اور حیات مستعار باقی رہی تو پھر حاضر ہوں نگا غرض دوسرے روز ایک قافلہ کے ہمراہ کشتی پر سوار ہوا بعد چند روز کے خدمت حضور میں پہنچا بعد اُسکے ابوالمکارم نے وہ تصویر ملکہ شمسہ تاجدار شہزادہ کو دی شہزادہ نے جو وہ تصویر بے نظیر بغور ملاحظہ فرمائی کیفیت خواب

یاد آئی وہ جو صورت زیبا خواب میں دیکھی تھی بعینہ مشابہ تصویر کے پانی سر مو فرق نہ تھا بلکہ پوشاک بھی وہی تھی جو خواب میں
زیب جسم دیکھی تھی شہزادہ اس حال کو سنکے غرق دریاے تیر ہو گیا اور بمشاہدہ تصویر حیرت افزا کے رنگ چہرہ مبارک کا
دگرگون ہو گیا بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور زلزلہ ایشیابر نو بہار روئے لگا شعور

یہ تو ممکن ہی نہیں دل ہی پھنسے جان بچے | صاحب خانہ یہ آفت ہو اور رحمان بچے

پس وہ انجن جسمین کہ شاہزادہ عالیجاہ اس غم جاں نگاہ میں مبتلا ہو پھر کیونکر وہ گھر ماتم سرا ہو جائے رفیق و رفقا حاضرین
محصل سب در ہم و بر ہم ہو گئے جتنا بچہ یہ مسدس حسب حال زبان زد ہوا

مسدس

کیا میں اس کا فریب کش کا ہوا ال کون	یہی خونخوار کیا کرتا ہی عاشق کا خون	زار کر دیتا ہی انسان کو یہ در زبون	رفتہ رفتہ ہی پہونچتا ہی نوبت بختون
یہی خون ریز تو خونخوار ہی انسانوں کا	یہی خون ریز تو خونخوار ہی انسانوں کا	دین کھوتا ہی یہ کافر ہی مسلمانوں کا	
یہی کرتا ہی ہر اک شخص کو رسوا ظالم	یہی کرتا ہی ہر اک چشم کو دریا ظالم	کوہ دکھلاتا ہی گاہے گئے صحرای ظالم	کیا بتاؤں عین کرتا ہی یہ کیا کیا ظالم
در بدر خاک بسر چاک گریبان کر کے	در بدر خاک بسر چاک گریبان کر کے	جان دیتا ہی ولے بے سرو سامان بچے	
یہی بانی تو زلیخا کی بھی تھا خوار ہی کا	یہی باعث دمن و دل کی ہوا یاری کا	یہی فریاد کا حامی تھا تبر داری کا	عشق کیسے نہ اسے تیرا ہی یہ باری کا
اے بختون سے بنائے ہیں بت دیوتا	اے خود رفتگی میں اپنے کیے بیگانے	کیے بے پردہ و برباد ہزاروں محل	ہر جو اس کا کہلا شوق ہو وہ ہی جائے
تاقہ لیلیٰ مضطر کا شربان یہ تھا	بندین قیس سے پہلے ہی جد غم ان تھا	چاہ میں ڈال کے یوسف کا نگہبان تھا	جان ہر شیر کی لیے کوئیستان یہ تھا
شکل و ہادہ بہت مر گئے سر پہوڑ حزمین	دی ہر شیرین کی طرح کتنوں نے جان شیرین	پاس غدرائے گیا اور کبھی دلتی کے توبین	اس سے آوارہ بچا اور یہ بچا گوشہ نشین
طور کو نور کے جلوے میں جلا یا اسے	کبھی آتش کو ہر گلزار بنایا اسے	جان چھوڑی نہیں جیتا جسے پایا اسے	اور نیرنگ جہان اپنا دکھایا اسے
اسکے افسانے ہیں بنائیں بہت طول و میل	جسکا ہم یہ ہوا ہو گیا وہ خوار و ذلیل	اسکا بیچارہ پڑا رہتا ہی بستر پہ علیل	دھونس دیکھے بجا دیتا ہی یہ کوس میل
یہی اختا ہی بصد زب رگ مر گل میں	سوز و نالہ یہ اسی کا ہی دل بلبل میں	یہی ہر جزو میں درد دیکھو ہی ہو گل میں	گرفتہ ہو تو آجاتا ہی اسے جل میں
خون حیرم زمانے کا بہاے دیکھا	میل جیون پہ کبھی اسکے نہ آئے دیکھا		

ایک شمع ہو لکھا حال جو میں نے ہرکا	جس پر اس نے لطف کا سایہ والا	دشت غربت میں وہ آوارہ و گشتہ ہوا	دوست بھی چھوٹے ہیں شہر بھی چھوٹے اپنا
ہجرت کے رنج میں کتنو کا ہوا اس میں ہصال	لیکے سینے میں فزقت کا بھی درد و لال	اسکی گردش سے ہرک ماہ ہوا بدر ہلال	کسی طاقت ہی جو بحریر کے اسکا حال
	زیت کرنا غم بھران سے یہ ہو سیکے شاق	جان دیدیے ہیں کہ لکے ہی ہائے فراق	

بعد ازاں شاہزادہ نے چند اشعار حسب حال اپنے اسی دولہ شوق اشتیاق میں سرگوشے

شاہزادہ زین حدیث دلفریب	و مہدم از شوق میشد بے شکیب	چون نظر بر صورت دلبر افتاد	چشمہ زخونی ز دیدہ بر کشاد
این حدیث این صورت اورا ہند	لشکر غم بردش ناگاہ زد	کرد گل از زکس او ارغوان	صفیہ او گشت کشت زعفران
از غم رخسارہ آن گلبدن	و در غم شمشاد آن زیب چین	لالہ شان دغش پدید آمد بدل	رفت ہچون سرو پاسے او بگل
نے انیس این غم جا کاکہ داشت	و بمنزل گاہ جانان راہ داشت	و فراق آن مہ برج کمال	شد بروز چند ماہ ہلال
مثل چشم یار خود رنجور شد	صبر و طاقت از دل او دور شد	عشق چون آفر و خشت آتش بدل	شع سائن میر بخت افکش متصل
ہوتے میداشت این غم را نمان	تا ز دست غم دلش آمد بجان	گفت من تنگ آمدم فریاد کن	یا مرا از قید غم آزاد کن
چونکہ این غم بردل او بار شد	از بے اظہار آن ناچار شد	آمدہ در بزم از ہم صحبتان	کردہ رو گاہے باین گاہے ہان
گفت یاران این چہ حالت بہت	من ننید ام کہ جانم در شست	بوالہ کارم خواند تا آن دستان	نالہ من میرسد بر آسمان
وصف آن سیمین بدن تا کردہ است	ہچو شمع جان بلب آورده است	تا ز سطر ابرویش تفسیر کرد	از سخن در کار من شمشیر کرد
گفت تا از چشم ہمارش سخن	طرف رنجے شد قرین با جان من	تا حدیث کا کل او گفتہ است	خاطر من ہو ہو آشفتنہ است
تا کہ وصف عارضش کردہ بہان	لالہ سان گشت از دلم داعی عیان	از لب او تا سخن را کردہ سر	میخورم چون لعل خوناب جگر
تا بیاض گردش را وصف کرد	و در دلم خون کرد چون مینا ز درد	زان کمر تا در سرم افکندہ شود	تا تو ام ساختہ تابستہ مور
ہم شنیدم وصف پستان نگار	صد گرہ دارم بدل ہچون انار	چون ز وصف ساعد او طربست	گوش ناکردہ سخن رفتہ ز دست
وصف انگشتانش تا کردہ بہن	گیرم انگشت تحسیر در دہن	چون سخن را داد از ساقش جلا	من ز خود بیگانہ افتادم ز پا
گوش کردم وصف سر تا پاسے او	یک بیک بہتر بود اعضاے او	چونکہ بر تصویر او کردم نظر	آن شنیدہ جملہ دیدم سبب
ای عزیزان در فراقش چون کنم	عالم از گریہ مگر جیون کنم	من ندانم چارہ این چارہ صیت	در غم جانان مرا غمخوارہ کیت
دوش بودم با خیالش ہم عیان	بود عشق و عقل با من ہم زبان	یک طرف عشق ہمستی می فرود	یک طرف عقل نصیحت می نمود
در تصور صورت او داشتم	تخم مہرش را بدل سے کاشتم	چشم من بے خواب و دل نا پیچ و تاب	جان او را ہجر جانان در عند باب
عشق گفتا بر گزین آداری	عقل گفتا ساز با بیجاری	عشق گفتا جان و تن دہ و گرد از	عقل گفتہ باشکیبانی بساز
عشق گفتا با چنین اقبال دناز	کے شوی از وصل جانان ہر فراز	عقل گفتا صبر ہم یاری کند	در غم یارت مدد گاری کند

عشق گفتا جستجوے یار کن	عقل گفت این غم بخود ہموار کن	عشق گفتا عاشقے از سر بہتر	پا قدم در جستن دلبر بہتر
عشق گفتا گردواری صبر پیش	عشق گفتا دلدار خود را سوے خوش	گر نمی آید حبس اندر جہان	عشق بیرون بردہ بود از کف عنان
دوستان فکرے بحال من کنید	یک نظر در ماہ و سال من کنید	کاین چہ ماہ است و چہ سال آید بن	وین چہ روز است و چہ فال آید بن
وین اگر خواب ست این تبصریت	ورنہ باشد خواب بس تبصریت	گر پیر آگہ شود از کار من	میشود اندر ہمین ز اطوار من
	در گزینم صبر آخر چون کنم	چون عشق از جان و دل بیرون کنم	

القصہ اہل محفل کو یقین ہوا کہ شاہزادہ اس نامزدین میں جہین پر عاشق ہو گیا بقول جامی ۵

نہ ترنا عشق از دیدار خیزد | بسا کین دولت از گفتار خیزد

مہر شخص نے ابوالمکارم سے کہا مجھے ایسے حکایات شہزادہ کے حضور میں کہنا لازم نہ تھا دیکھیے اب اسکا انجام کیا ہوتا ہے کس واسطے کہ اول تو قصص پر اعتبار کرنا نہ چاہیے اور اگر یہ سچ ہو تو شرائط ایسے ہیں کہ قوت بشر سے خارج ہیں ان شرائط کا ادا ہونا بھی عقل گوارہ نہیں کرتی شہزادے نے سب کو منع کیا کہ اب اس گفتگو لغو لا طائل سے کیا فائدہ بلکہ اسکے عوض میں کوئی صورت ایسی پیدا کرو کہ جس میں حصول مطالب ہو ورنہ فقائے کہا کہ ہم جان نثار حاضر ہیں حضور با فوج جبار و لشکر آتش بار قریہ فردوس میں تشریف لے چلیں اگر باشتی مطلب بر آری ہو تو فدا ہوا ورنہ بزور شمشیر اس ماہ منیر صاحب تصویر و لپیڑ کو لے آئیں شاہزادہ بولا تنہ شاید قصہ نجاشی شاہ حبش کا نہیں سنا کہ جو جرات کو کام فرماتے ہو ایک نے کہا کہ ملک فرنگ میں بھی اکثر علم نیرنگات میں کامل ہیں یقین ہے کہ وہ راز لوح سے حضور کو آگاہ کر دین یہ بھی ایک صورت کار بر آری کی معلوم ہوتی ہے شہزادہ نے فرمایا اسکو عمر فوج چاہیے بقول سعدی تا تریاق از عرق آوردہ شود ما رگزیدہ مردہ بود ایک نے کہا آخر اس امر کی غل بھائی کو اطلاع کرنا ضرور ہے شہزادہ نے کہا مجھے اندیشہ عتاب و خطاب سلطانی ہے علی الخصوص ان ایام میں کہ ہم مصر در پیش ہر مبادا میرے حال کی خبر ہوئی تو بادشاہ کو اس ہم کا ہوش نہ بیگا کس واسطے کہ یہ ہم اس سے زیادہ سخت تر ہو اگر ہوش و حواس میں فرق آجائیگا تو پھر اسکا کیا مال کار ہو گا کس واسطے کہ قطع

زخم ست زخم عشق کہ مرہم پذیر نیست | زخم محبت ست بلی زخم تیر نیست | ذوق بہار وصل نیاید تمام عمر | آن بلبل کہ در غم حیران انہیت

ورنہ حال میرا ایسا ہو کہ اگر کویم مشکل دگر نہ کویم مشکل بقول اسکے کہ ۵

عجب در دست اندر دل اگر کویم زبان نوزد | و گردم در شرم ترسم کہ مغز استخوان نوزد

راوی گذارش کرتا ہے کہ ایک جوان برادر رضاعی شاہزادہ کا ابوالحسن جو مہر نامے ہمسرا اور ہم مکتب بھی تھا اور پیر عاقل تھا اسکا ابوصالح علما عصر باشندہ مصر کا تھا اور ابوصالح مع قبائل مصر سے ملک مغرب کو روانہ ہوا جب قریب شہر افریقیہ پہونچا ایک شب قزاقوں نے شیخوں ماہ ابوصالح شہید ہوا حبیبہ خاتون زوجہ ابوصالح کہ حاملہ تھی چند مردمان باقی ماندہ قافلہ کے ساتھ بے سرو پا شہر افریقیہ کی طرف بھاگی ابھی شہر افریقیہ چار فرسخ باقی تھا کہ اس بیچاری در در سیدہ و آفت کشیدہ

کو دروزہ عارض ہوا اور اسی صحرائے ویران میں جو ہر ابو الحسن پیدا ہوا حبیبہ خاتون نے ایسی تکلیف اٹھائی کہ راہی ملک بقاء ہو گئی رحیبہ بانودایہ حبیبہ خاتون کی ساتھ تھی جو ہر کو گود میں لیکے نقش پر اس درد سے فریاد و زاری کرنے لگی کہ سننے والوں کا جگر شق ہوا جاتا تھا اب قدرت قادر حقیقی و چارہ ساز بیچارگان کو ملا خطہ فرمائیے کہ اسی روز سلطان ایں افریقیہ سے شکار کو نکلے تھے اتفاق سے ادھر آئے دیکھا کہ ایک نقش پر ایک ضعیفہ فریاد و فغان کر رہی ہے اور اُس ضعیفہ کی گود میں ایک لڑکا ہے سلطان قریب آئے اور حال اُس ضعیفہ سے پوچھا رحیبہ بانو نے تمام سرگزشت بیان کی سلطان نے بچہ کو دیکھا تو عجب تشکیل سمجھ کر کہ جسکی شعاع حسن سے آنکھ خیرگی کرتی ہے بادشاہ نے حبیبہ خاتون کو دفن کروایا اور رحیبہ بانو کو مع طفل شہر میں لے آئے حسب اتفاق دوسرے روز شاہزادہ معز الدین بھی بطن ملکہ عالیہ خاتون سے پیدا ہوا سلطان نے اُس طفل کا جو ہر نام رکھا اور اپنے فرزند دلبند کے ساتھ پرورش کا حکم دیا جب جو ہر تمام علم و فن میں کامل و اکمل ہوا اور فن عیاری میں طاق ملکہ شہزادہ آفاق ہوا تب بادشاہ نے ابو الحسن خطاب دیا اب کہ جو ہر ابو الحسن نے شہزادہ کو اس حال میں مبتلا دیکھا ایک روز تخلیہ میں کہا کہ آپ بادشاہ سے رخصت چند روز لیکر مجھکو جبل اعلیٰ اور شہر فردوس کو روانہ فرما دیں تاکہ میں بچشم خود دیکھ آؤں اور بخوبی تحقیق بھی کر آؤں کہ آیا یہ قصہ ابوالمکارم راست ہے یا بطریق افسانہ ایک تہید بے اصل بیان کی ہے اگر بر تقدیر یہ روایت درست ہے پھر میں اس معاملہ میں جہاں تک ممکن ہو گا کوتاہی نہ کروں گا شاہزادے نے جو یہ لفظ جو ہر کی زبان سے سنی جو ہر کو سینہ سے لگایا اور فرمایا ای برادر بجان برابر اس تدبیر سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہے اگر خدا نے چاہا تو بلا شک کوئی صورت پیدا ہو جائیگی الغرض دوسرے روز شہزادہ نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ فدوی کے محالات جاگیر میں نمک حرام عاملوں نے کچھ خیانت کی ہے اہل ابو الحسن کو واسطے بندوبست کے وہاں بھیجوں گا حضور رخصت عنایت فرما دیں بعد انتظام وہاں کے حاضر ہو گا بادشاہ نے حسب درخواست شاہزادہ کے جو ہر کو رخصت دی شہزادہ نے فرمایا کہ ای برادر اگر تیری کوشش وسعی سے میں اپنی مراد کو پہنچوں گا و اس مدت العمر شکر گزار رہوں گا بعد اذن ملبوس خاص اپنا مع ایک مالائے مروارید مرمت فرمایا جو ہر نے ایک غلام پیغمبر کو ہر نام کو ساتھ لیا اور رخصت ہو کر محالات جاگیر کی طرف روانہ ہوا جب بندوبست محالات سے فارغ ہوا کہا کہ میں چالیس دن تک تخلیہ میں ایک عمل پڑھوں گا اور تا ختم اور ادیرے تمام کام مالی اور ملکی کو ہر سے متعلق رہینگے چاہیے کہ کوئی اُس کے حکم سے خلاف نہ کرے اور جو ہر کو لیکر تخلیہ میں آیا اور کہا کہ کچھ بیوہ ترو خشک حجرے میں رکھ دے بعد ازاں خیر فہم سے کہا کہ میں جبل اعلیٰ کو جاتا ہوں میرے آنے تک سب کو حیلہ و حوالہ میں رکھنا میں انشاء اللہ حسب وعدہ اپنے آجاؤں گا انقصہ جو ہر لباس سرہنگی وہاں سے روانہ ہوا رفتہ رفتہ ایک گت دشت میدان میں جہاں بوئے انسان نہ آتی تھی بحر ریگستان کے درخت تک نہ تھا ہو گیا جب آفتاب بلند ہوا تازت آفتاب سے صلق میں کانٹے پڑ گئے بارے رفتار باقی نہ رہا آخر کار بے اختیار ہو کر زمین پر گرا بہوش ہو گیا جب غش سے افادہ ہوا اپنے کو زیر سایہ درخت لب چشمہ آب شیرین دیکھا شکر پروردگار بجا لایا اور کسمین

ریگستان میں افتادہ تھا مجھے کون لایا اس تجرین بیٹھا تھا کہ ناگاہ پس پشت سے ایک مرد ریش سفید نہایت بزرگ نورانی شکل
 پیدا ہوا ابو الحسن اُس بزرگ کو حضرت خضر علیہ السلام سمجھا دست و پا کو آنکھوں سے لگایا اور کہا ای بزرگ ہندو باری تھا
 وہادی راہ گم کردگان میں چاہتا ہوں کہ اس دشت پر خار سے نجات پا کر منزل مقصود کو روانہ ہوں اُس بزرگ کو اس نے کہا
 ای بشیر اس مرد گم کردہ راہ کو شارع عام پر پہنچا دے فوراً ایک طفل دوادہ سالہ آیا اور چھ ہر کو ہمراہ لیا اور روانہ ہوا
 مگر وہ اس قدر بچا لاکے پیش قدمی کرتا چلا جاتا تھا کہ ناگاہ کام نہ کرتی تھی ہر چند کہ جو ہر بھی عیار بے بدل تھا اور زود رفتار تھا
 مگر لاجول ولاقوۃ اُسکی گرد کو نہاتا تھا تھوڑے عرصہ میں جو ہر سے کہا کہ دیکھ وہ کوہ معلوم ہوتا ہے اُسکے درے میں چلا جا
 آگے بستی ہے جو ہر نے کہا آپ کون ہیں اپنا نام تو بتائیے اُس طفل نے جواب دیا جاؤ اپنا کام کرو تمہیں ہمارے نام سے
 کیا کام ہے جو ہر مجبور حسب نشان دہی درہ کوہ میں گیا اور کتا تھا افسوس خضر سے اور تجھے ملاقات ہوئی اور تو نے کوئی
 حاجت نہ بیان کی ان فرض بمشکل تمام قریب شام کوہ سے باہر نکلا رو برو ایک مختصر بستی معلوم ہوئی بستی میں گیا اور ایک اہل قریہ
 کے دروازہ پر بیٹھ گیا اندر سے صاحب خانہ نکلا جو ہر سے پوچھا تم کون ہو جو ہر نے کہا مسافر ہوں بسبب تنگ جانے کے تھا اے
 دروازہ پر بیٹھ گیا ہوں اگر ممکن ہو تو تھوڑا دوش لاؤ اُس نے کہا بچشم تم توقف کرو میں دوش لاتا ہوں یہ کچھ مکان میں گیا اور
 دوش و شیر لاسے جو ہر کے رو برو کھدیا جو ہر بونہی اُس دوش و شیر سے سیر ہوا جب ہوش و حواس جو ہر کے درست ہوئے
 اُس مرد سے نام قصبہ کا پوچھا اُس نے کہا ای شخص یہ قصبہ شہر عمرانیہ سے متعلق ہے اور یہاں کا بادشاہ عمران شاہ اور یہ زمین
 سواحل بحر اعظم کی ہے اور یہ قصبہ بادشاہ نے اپنی دختر ملکہ خلدانہ کی جاگیر میں دیا ہے اور یہاں کے باشندوں کا اکثر عیسائی مذہب
 ہے اور یہاں کے ایک فرسخ ملکہ خلدانہ کا ایک باغ ہے اور وہ کج اپنے باغ میں تشریف لائی ہے جو ہر نے جو یہ جملہ سنا
 دل میں کہا آج یہاں بسر کریں کل شہر میں چلکر قریہ فرو و سمیہ کا حال اہل شہر سے دریافت کر لیتے اُس مرد وہقان نے
 اُس روز جو ہر کی دعوت کی یہاں رکھا اتفاقاً جو ہر کو احتیاج پایا نہ ہوئی جو ہر نے جاے ضرور پوچھا اُس وہقان نے
 کہا ہلوگ وہقانی ہیں ہمارے گھروں میں جاے ضرور نہیں ہوتا ہم رض حاجت بیرون قصبہ کرتے ہیں تم بھی آفتابہ لو اور
 باہر جاؤ جو ہر واسطے رفع حاجت کے بیرون قصبہ گیا چونکہ وہ شب شب ماہ تھی جو ہر بعد فراغ حاجت سیر کرنا ایک فرسخ
 قصبہ سے دور نکل گیا وہاں دور سے شمع اور چراغان کی روشنی معلوم ہوئی قریب روشنی جو گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک باغ ہے
 اور باغ کے اندر سے اس طرح کی صداے نغمہ و ساز جاگداز آرہی ہے کہ دل بیقرار ہوا جاتا ہے جو ہر سمجھا کہ خلدانہ بنت
 عمران شاہ اسی باغ میں ہے آخر الامر جو ہر عیارانہ اُس باغ میں پہنچا وہاں دیکھا کنیزان خوب رو و خادان خوش و چار سو
 اگشت کر رہے ہیں اور ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے جو ہر درخت کی آڑ میں چھپ رہا تھا ملکہ خلدانہ کو دیکھا کہ سامنے
 اُسی درخت کے ایک چبوترے پر سندرنگار پر جلوہ آرا ہے اور خواصین اپنے اپنے عمدہ پر سرگرم ہیں جو ہر نے جو
 وہ حسن بے مثال و جمال حور مثال دیکھا سکھتا ہو گیا نگاہ حیرت سے صورت ملکہ تادیر دیکھا گیا ابیات

جہاں دید چون خورشید تابان دو عارض غیرت ز خسار صدور	برج دلبری ماہ فروزان دو گیسو چون شب بیدار و بچور کے گردید چشم سے پرستش	رخش گل را بگلشن رنگ دبوداد اگر چه غمزہ اش جان در خلل داشت بیک نظارہ گردید پرستش	قدش از باغ خوبی سرد آزاد لبش اعجاز عیسے در بغل داشت
---	--	---	--

جو ہرنے بمشکل دل کو تھا ما اور یہ کہا خدا یا مین تو شاہزادے کی مطلب بر آری کو نکلا ہوں یہاں خود گرفتار پتھر اجل ہوا چاہتا ہوں
واہ دی تقدیر میں کمان اور یہ عشق ناگمانی کمان بقول حافظ مصرعہ صلاح کار کجا ومن خراب کجا بہ مشکل ہو کہ اس عالم
غربت و مسافرت اور ملک غیر میں نہ پارے نہ مددگارے کس سے اپنا حال زار کہوں اور کون مجھے مشورہ نیک و بد کا دے
ہرچہ باد باد مصرعہ بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد و ایک بار ملکہ کو بھی اپنے حال زار سے مطلع کرنا چاہیے الغرض جو ہر کو
اسی جیسے ہیں مین اتنا عرصہ ہوا کہ اب باب طرب برخاست کر گئے اور ملکہ واسطے استراحت کے پلنگ پر گئی فقط چند خواصین
چو کہ پہرے کی تحنیں رہ گئیں باقی سب اپنی اپنی خوابگاہ میں گئیں اس عرصہ میں وہ جو خواصین پہرے والی تھیں ایسا خواب غفلت
انہ پر طاری ہوا کہ اپنے حال کی خبر نہ رہی جو ہر تو اسی وقت کا منتظر تھا اول ملکہ کو اور بعد سب کو داروے بہوشی سے بہوش کیا
بعد ملکہ کو چادر عیاری میں باندھ کر باہر باغ کے لیٹا قریب باغ ایک درہ کوہ تھا جو ہرنے ملکہ کو اس درہ کوہ میں لا کر رکھا اور
خود لباس شاہانہ و تاج ملوکانہ سے آراستہ ہوا اور دروغ عیاری سے رنگ چہرہ کو مجھے کیا اور چند شمعیں کا فوری جا بجھا
روشن کیں اور فتنہ رنج بہوشی قریب دماغ ملکہ رکھ دیا اور آپ ایک طرف پوشیدہ ہو گیا بعد ایک لحظہ کے ملکہ ہوش میں آئی
حیرت زدہ چارہ دیکھنے لگی نہ وہ مکان نہ کوئی صورت انسان نظر آئی ہے اختیار یہ آئیہ زبان پر لائی قل رب انزلنی منزلاً متبرکاً
وانت خیر المنزلین پس جو ہر ملکہ کا اضطراب دیکھ کر آگے آیا اور سلام کیا ملکہ نے بعد جواب سلام جو ہر کو اس سر تا پا بغور دیکھا
ہوش جاتے رہے عقل و دانش گم صم و بکم کا نقشہ ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بلارہ ہوئی ملکہ کشت محبت سے کاہ و کربا
اسی دم ہو گئی جو ہر سے بولی اے مرد عیبی یہ عالم خواب ہو یا بیداری یہ مکان کیا ہو اور تو کون ہو اور میں کس طرح یہاں آئی
جو ہرنے کہا اے ملکہ تم پریشان نہ ہو یہ خادم قصور زوار آپ کو تکلیف دہ ہوا ہوا جس قصہ سے کہ میں آپ کو یہاں لایا ہوں
اگر آپ منظور فرمائیں اور ناگوار خاطر اقدس نہ تو بیان کروں ملکہ نے اجازت دی جو ہرنے تمام حقیقت اپنی مفصل بیان کی
ملکہ نے کہا اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو جو ہرنے کہا کہ میں اصل میں تو سوداگر بیچ ہوں لیکن اب میں برادر رصناعی
صاحبقران شاہزادہ مغرب کا ہوں نام میرا ابو الحسن جو ہر جو حسب اتفاق واسطے ایک کار ضروری کے جاتا تھا اتنا راہ
میں یہ واقعہ ہوا کہ تمہارے باغ میں پو پو بچا یہاں تھا ار اجمال جہاں آرا دیکھ کر عاشق زار ہو گیا عنان صبر و استقلال ماتم سے
چھوٹ گئی دیوانہ وارہ سکتے کے عالم میں تاویر تمہارے حسن بے مثال کو دیکھتا رہا جب محفل برخاست ہوئی موقع فرصت دیکھ کر
آپ کو اس درہ میں فقط اپنی گزارش حال کے واسطے لایا ہوں آپ میرے حال زار پر رحم فرمائیے اس بندہ بے دام و
دوم کو اپنا حلقہ بگوش تصور کیجیے مسافر نازی و غریب الوطنی کو لحاظ فرما کر نظر تو رحم کو کام فرمائیے اور میں نکو جہان سے لایا ہوں

وہیں پہونچائے دیتا ہوں اور یہ شعر حسب حال میرے ہی میرے تھی

رسوا ہوا خراب ہوا بتلا ہوا

ایسا جانے کہ دیکھتے ہی دل کو کیا ہو

مگر اتنا جانتا ہوں کہ تمھاری مفارقت بدتر از موت ہوگی خلدانہ نے جو یہ عبارت جو ہر کی زبان سے سنی کہا اے جو ہر بلاشبہ تو حسن و جمال اور اپنے فن میں صاحب کمال بلکہ کیتاے روزگار ہی لیکن اس امر میں مجبور ہوں والدین کو اختیار ہے جو ہر نے کہا شرعاً و عرفاً ایجاب و قبول تمھارا مقدم ہے اور رضا مندی والدین ایک امر بزرگانہ ہے وہ تو خواہی خواہی ہو جائیگا خلدانہ نے کہا تمھارا قول درست ہے الا مجھ کو لازم نہیں ہے کہ میں خود درخواست اپنے عقد کی کروں مصرعہ میں خیال است و محال است و جنون ہے تم ذرا اپنے ہوش درست کرو دوسرا غضب یہ ہے کہ عرصہ ایک سال کا ہوا کہ میں مسرور بن نچاشی سے نام زد ہو گئی ہوں اور نچاشی آج کل ملک زنگبار کا فرمان روا ہے ہر چند کہ میں اور والدہ صاحبہ دونوں اس نسبت سے راضی نہیں لیکن بخوف بادشاہ موقع دم زدن نہیں ہے مگر والدہ گاہ بگاہ جہان پناہ سے کہتی ہیں کہ اس نسبت سے بیٹی میری ہمیشہ رنج و غم میں گرفتار رہے گی بادشاہ جواب دیتا ہے کہ مہر و رکنے رتبہ کا کوئی شاہزادہ عیسائی مذہب نہیں ہے جو ہر نے کہا تمھارا مذہب کیا عیسائی ہے خلدانہ نے کہا ہاں جو ہر نے کہا اے ملکہ تلو اسکا دین اختیار کرنا چاہیے جسکے دین کی عین علیہ السلام کو بھی تمنا تھی خلدانہ نے کہا میں نے دین اس خاتم پیغمبر ان کو اختیار کیا اور یقین ہے کہ خداوند کرم بکرت اس دین حق کے مجھے اس بلا سے نجات دے اور تمھارے ساتھ میرا بیٹا ہو جو ہر نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ ایک وقت ایسا آئیگا کہ تمھارا باپ نچاشی دل اور بار زوے تمام تمھارا عقد میرے ساتھ کر دیگا خلدانہ نے کہا خیر جب ہوگا دیکھا جائیگا لیکن اب تم اپنا حال کہو کہ تم کیونکر یہاں آئے اور کہاں کا قصد رکھتے ہو جو ہر نے کہا قصہ طول طویل ہے اور فرصت کم اب تلو باغ میں پہونچا دین پھر انشاء اللہ تعالیٰ جو تمھارے پاس آنا ہوگا تو تمام حال بیان کرونگا خلدانہ چپ ہو رہی جو ہر نے باغ میں پہونچا دیا خلدانہ نے پوچھا اب تم کب آؤ گے جو ہر نے کہا جب تک کہ میں اس شہر میں ہوں جب آپ یاد کریں گی اور میں فرصت پاؤنگا حاضر ہونگا ورنہ بدعا سے خیر یاد کرنا خلدانہ نے کہا یکشنبہ کو میں پھر باغ میں آؤنگی تم ضرور آنا جو ہر رخصت ہو کر باہر آیا صبح ہوئی نماز ادا کی شہر میں گیا جب در شہر پناہ پر پہونچا ایک مرد بزرگ نے جو ہر کو بادب سلام کیا اور کہا اے عزیزم مسلمان ہو بتاؤ کہ اس شہر میں کیوں آئے ہو جو ہر نے کہا بندہ بیشک مسلمان ہے اور ایک کام کو یہاں آیا ہوں اس مرد نے کہا تم مسلمان ہو تمھاری دعوت بھیر واجب ہے تم قبول کرو کسو اسطے کہ میں نے آج کچھ کھانا نذر پیغمبر علیہ السلام پکوا یا ہوا اس وجہ سے بتلاش اہل اسلام یہاں آیا تھا کہ جو کوئی مسلمان ملے اسکو شریک نذر کروں شب کو مجھے عالم رویا میں یہ بشارت ہوئی کہ تو صبح کو در شہر پناہ پر جانا ایک مسلمان سے ملاقات ہوگی اسے نذر میں شریک کرنا مہذا میں تمھارے انتظار میں تھا جو ہر نے کہا اول تم اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو اسے کہا میرا نام ابو زید ہے اور تجارت کرتا ہوں بعد ازاں اُسے جو ہر سے کہا کہ تمھارا کیا نام ہے جو ہر نے کہا مجھے ابو الحسن کہتے ہیں میں افریقیہ کا

باشندہ ہوں کہ دار الخلافت ملک مغرب ہی درینو لا بنا بر کار ضروری قریہ فردوسیہ کو جاتا ہوں ابو زید نے کہا قریہ فردوسیہ
ہیماں سے چالیس منزل ہی لیکن اس قدر کوستان اور ہیماں ویران راہ میں ہیں کہ انسان کا گذر محال ہو دل میں جو ہر نے کہا
کہ تویل آفتاب کو تو ایک مہینہ باقی ہو اور چالیس منزل جانا ہی کیونکر جانا ہو گا القصہ ابو زید نے جو ہر کی دعوت معقول کی
اور کمال خاطر و مدارات سے پیش آیا بعد فرائض کھانے کے آرام کیا صبح جو ہر کو اس شدت سے تپ محرقہ عارض ہوئی کہ کسی
پہلو آرام نہ تھا جو ہر اس کرب و اضطراب میں یہ کہتا تھا کہ یا اگہی ایک طرف یہ مرض جسمانی اور دوسری طرف وہ الم روحانی
اور طرہ اسیر یہ کہ جس کام کو افریقیہ سے نکلا تھا اسکا بھی کچھ سامان نہوا اور ہیماں کس مصیبت سخت میں گرفتار ہو گیا بقول لے شعر
باسن بیچارہ کردون طرفه نقشی باختر | اولم از خدمت شہزادہ دوراندختم | دام را در ہم ز زلف دلبری انداختم | اگر غم او بر فلک آہم علم افراختم

صبح کو ابو زید جو ہر کے پاس آیا حال پوچھا ابو الحسن نے کہا امیر برادر مجھے کیا پوچھتے ہو کسی طبیب کے پاس نہیں لیچو کہ
ہم رات سے عجیب حال میں مبتلا ہیں ابو زید نے کہا ہیماں کے لوگ علاج نہیں کرتے اسی سبب سے ہیماں کوئی حکیم بھی
نہیں ہو جو ہر نے کہا یہ وقت خوش طبعی کا نہیں ہے کہ حال میرا نہایت سقیم ہے ابو زید بولا میں بخدا سوچ کتا ہوں بلکہ عرصہ دو برس
کا ہوا کہ دختر شاہ ایسی بیمار ہوئی کہ اطباء شہر علاج سے ایسے عاجز ہوئے کہ سب نے جواب دیا بادشاہ نے ایک کشتی میں
سب کو سوار کر کے بحال کی فریت کے دریا برد کر دینے کا حکم دیا تھا وہ بیچارے فریاد و زاری کرنے لگے اس عرصہ میں ایک
جہاز آیا اہل جہاز نے جو یہ گویہ وزاری سنی حال پوچھا لوگوں نے حال بیان کیا اُس میں ایک مرد بزرگ تھا وہ بولا تمہارے
بادشاہ کو کیا ہو گیا ہے کوئی شخص ایسا ہے کہ بدون حکم خدا مریض کو اچھا کرے یہ بیچارے کس طرح اچھا کر سکتے ہیں تم جاؤ بادشاہ
سے ہائیں کے جسم کا ہینکا پڑا وہ ہم مرض بتا دینے اسکا علاج کرنا اور حکیموں کو رہا کرو ملاحون نے فوراً بادشاہ سے عرض کی
بادشاہ اُس دختر کا طبوس لیکر قریب جہاز آیا اور دست بستہ حال ملکہ عرض کیا اس بزرگ نے بادشاہ سے بعد ملامت کے
فرمایا ابو عمران شاہ تجھے کچھ خوف حاکم حقیقی کا نہیں ہے کہ ان مظلوموں کو دریا برد کرنے کا حکم دیا تھا عمران شاہ نے
کچھ جواب نہ دیا بعد ازاں اُس مرد بزرگ نے لباس مریضہ کو سونگھا اور فرمایا کہ اس عورت کو تپ دق عارض ہو اور
قیس اور جہیز اور بوجہ ایک غم سخت کے یہ عارضہ پیدا ہوا ہے اور ایک نسخہ لکھا اور کہا یہ دو اپلاؤ اور حال رنج طبیعت
دریافت کر کے اُس میں کو ششش کو روگرتہ صحت اُسکی غیر ممکن ہے اور بعد ایک ہفتہ کے ہمکو اطلاع دو بادشاہ نے عرض کی
حضور غریب خانہ کو سر فراز فرمائیں تو حسین بنہ نوازی ہی حکیم نے کہا کہ میں تارک دنیا ہوں کہیں نہیں جاتا نقطہ عباد
پروردگار عالم ایک گوشہ میں کیا کرتا ہوں بادشاہ نے کہا حضور کسی آدمی کو وہ آستانہ ہدایت کا شانہ کا نشان بتا دیں
کہ وہ حاضر ہو کرے اور حال حضور میں عرض کرے حکیم نے فرمایا میرے پاس کسی آدمی کا پہونچنا محال ہے بادشاہ نے کہا پھر
کیونکر میں بعد ایک ہفتہ کے حال مریضہ گذارش کرونگا حکیم نے کہا چار شنبہ کو یہ میرا غلام کشتی پر ہیماں آویگا اسکو طبوس
ملکہ دینا میں حال بذریعہ اُس پارچہ کے دریافت کرونگا بادشاہ نے غلام سے حکیم صاحب کا نام پوچھا غلام نے کہا

حکیم قسطاس الحکمت اسکا نام ہو بادشاہ کو ایسے بیانات سے اعتقاد کا مل ہوا الغرض قحوط عرصہ میں حکیم غائب ہو گیا بادشاہ محل میں آیا وہ نسخہ پلا یا ملکہ کو اس دو اسے افاقہ ہوا بادشاہ نے اپنے وزیر خالہ بن علقمہ سے فرمایا کہ روز چہار شنبہ کو حکیم ضرور تشریف لائینگے انکا منتظر رہنا چاہیے وزیر نے کہا حکیم صادق القول ہوتے ہیں ضرور تشریف لائینگے میں بند و بست کرتا ہوں حضور کو تشریف آوری حکیم سے ضرور اطلاع دوں گا کہ روز چہار شنبہ آیا بادشاہ مع اراکین سلطنت لب دریا حاضر ہوا بعد ایک ساعت کے غلام اُس کشتی میں دور سے نظر آیا اُس روز دریا میں نہایت تلاطم تھا لیکن کشتی باسانی تمام کنارہ دریا پیر آئی اور غلام نے بادشاہ کو قریب کشتی بلا کر پوچھا پارچہ لباس ملکہ لائے بادشاہ نے فوراً پارچہ لباس ملکہ حوالہ کیا غلام فوراً روانہ ہوا اور بعد زوال آفتاب پھر آیا اور ایک نسخہ مع پیراہن بادشاہ کو دیا اور کہا میں چہار شنبہ کو پھر آؤں گا بادشاہ نے قحوط احوال غلام کو دیا غلام نے کہا یہ اتنا سا جو امیر میرے کام کا نہ میرے آقا کے پھر تم کو یوں تکلیف کرتے ہو الغرض ایک ہفتہ وہ نسخہ ملکہ کو پلا یا افضل خدا ہوا تب کہ نہ دفع ہوئی صحت ہوئی کچھ حرارت خفیف دست و پا میں باقی رہی بادشاہ نے زرکشہ فقرا و مساکین کو تقسیم کیا اور تمامی شہر کی دعوت کی چند امراء شہر نے ایک روز بادشاہ سے عرض کی کہ تمام حکماء شہر بخوف حضور کے کسی کا علاج نہیں کرتے حضور ہم سب غلاموں کی طرف سے خدمت میں جناب حکیم قسطاس الحکمت کے ایک عرضی اس مضمون کی ارسال فرماوین تاکہ ہم سب بھی اُس شمع حکمت کے فیض سے بہرہ مند ہوں بادشاہ نے ایک عرضی حسب ایما و خلافت حکیم صاحب کی خدمت میں ارسال کی حکیم صاحب نے حکم دیا کہ اچھا ہر چہار شنبہ کو یہ غلام آیا کر لگا جو کہ مریض ہو اپنے جسم کی پوشاک سے ایک پارچہ بھیج دیا کرے ہم نسخہ لکھا کریں گے اُس مرتبہ بادشاہ نے غلام سے کہا نقد و جنس بے شمار لیکے اپنے آقا کی خدمت میں پیش کش کرنا اور میری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا غلام نے کہا ایسے امر کا نہ مجھے حکم ہو اور نہ میں مجاز ہوں ہاں ایک فرد تفصیل اجناس کی لکھ دو میں وہ فرد پیش کش کر دوں گا اور جو جواب کہ وہ دیں گے اُس سے اطلاع دوں گا عمران شاہ نے ایک فرد زر نقد و جنس کی لکھ کر غلام کے حوالہ کی غلام نے حکیم صاحب کو دی حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہماری طرف سے یہ نقد و جنس اُن حکماء کو جو کہ مورد عتاب ہیں دید و بادشاہ نے حسب الارشاد حکیم صاحب تمام اطباء شہر کو بلا کر وہ زر و جو امیر بخش دیا جب حکیم اپنے اپنے گھر گئے سب نے مشورہ کیا کہ اب اس شہر میں رہنا مناسب نہیں ہے کہ اب کسی طرح کا بیان لطف باقی نہیں رہا القصد چند روز میں کوئی اقسام طبیب کے اس شہر میں نہ رہا لیکن ہر چہار شنبہ کو حکیم صاحب کا غلام آتا ہے اور مریضوں کے کپڑے لیجاتا ہے اور نسخہ جات لے آتا ہے مگر جس مریض کو مرض موت ہوتا ہے حکیم صاحب اُس کے واسطے نہیں لکھتے اور جس کا کہ علاج کرتے ہیں وہ اچھا ہو جاتا ہے مرتا نہیں اور شاہ و گدا کا برابر علاج کرتے ہیں جو مرنے جو یہ حال ابو زید کی زبان سے سنا ایسا خوش ہوا کہ آدھا مرض بلا دوا اچھا ہو گیا اور کہا کہ حکیم صاحب کی خدمت میں جھکو جانا ضرور ہو انکی توجہ سے سب مشکین میری آسان ہو جاؤ گی حاصل کلام جو ہر روز چہار شنبہ دریا پر گیا دیکھا کہ بیچارے جمع ہیں جو کوئی پارچہ بھی اپنا دیتا ہے غلام لیجاتا ہے اور نسخہ لادیتا ہے

جو ہرنے دل میں کہا اگر میں غلام سے کہتا ہوں کہ مجھے حکیم صاحب کے پاس پہنچا دو تو غلام کا ہیکو لیا لینگا اس سے کوئی ایسی تدبیر کہجے کہ حکیم صاحب کے پاس پہنچ جاؤں

اب دو کلمے ملکہ خلدانہ فرطاعت کے سنو

کہ وہ بروز کیشنبہ اپنے باغ میں آئی اور تمام روز یاد ابوالحسن میں گزارا جب شام ہوئی ملکہ نے فرشتے صحن میں درست کرایا اور دایہ سے کہا دیکھیے آج بھی وہ جوان آتا ہی یا نہیں دایہ نے کہا اے ملکہ کچھ خبر ہو تم کس خیال خام میں ہو خدا جانے وہ کون تھا اور کس کام کو آیا تھا مسافر کا کیا اعتبار یہ کس کے ہوتے ہیں نہیں معلوم کہاں کہاں اور کس کس صحبت میں پھرے ہو گئے اگر ایسے ہی ہوتے تو یہاں کیوں آتے تھے

مسافر سے کرتا ہو کوئی بھی پرست

مثل ہی کہ جوگی ہوئے کس کے میت

دوسرے اگر خدا نخواستہ تھا ہے باپ کو خبر ہوگی پھر کسی خواص کو زندہ نہ رکھیکا ملکہ نے کہا دایہ تمہارا کہنا راست ہے کس واسطے کہ تم عشق و عاشقی کو کیا جانو اس مزے سے جو ناواقف ہو وہ نصیحت کیوں نہ کرے اور ظاہر اتم چاہتی ہو کہ میں اس حرام زادے مسرور بن سچا سستی سے ہم پہلو ہوں اگر خدا نے چاہا اور وہ جو ان تشریف لایا تو میں تجھے دکھا دوں گی کہ تیرے ہوش بجانہ رہینگے دایہ طرز بیان ملکہ سے سمجھ گئی کہ ملکہ اس جوان پر والہ و شہید ہو گئی ہو عشق کو نصیحت سے سیر ہو کہ اتنے میں ابوالحسن جو ہر بھی بہ لباس شب روی اسی راہ سے پہنچا دیکھا کہ خلدانہ مسند زنگار پر بیٹھی دایہ سے بحث کر رہی ہے یہ تقریر سن کے دل میں نہایت خوش ہوا اور یقین ہوا کہ ملکہ کو بھی سیرا خیال ہی ملکہ نے جو ہر کو دیکھا اٹھی اور سہ وقت تنظیم کر کے مسند پر پہلو میں بٹھا لیا ابوالحسن نے خلدانہ کو اپنی بغل میں لیا اور بوسے لب و رخسار کے لیے دایہ نے جو ابوالحسن کو دیکھا ہوش جاتے رہے اور کہا انصاف تو یہ ہے کہ فی الواقع یہ جوان خوش رولایق صحبت اور واجب المحبت ہے بعد اسکے جو ہرنے کہا کہ اے شہزادی ایک مطلب سخت و دشوار کیواسطے اپنا شہر چھوڑ کر یہاں آیا ہوں راہ میں جو جو کہ تکلیف و صعوبات سفر بھگت کر رہے ہیں میرا ہی دل جانتا ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اگر میں حکیم قسطاس الحکمت کی خدمت میں پہنچ گیا تو سب کام درست ہو جائینگے اور مطالب دلی برائینگے خلدانہ نے کہا شاید وہ مطلب ہمارے سینے کا نہیں ہے یا ہیکو ابھی تم بیگانہ جانتے ہو ابوالحسن بولا نہیں آپ نہیں پھر جو ہرنے از ابتدا تا انتہا ابوالکارم کا حال اور عاشق ہونا شہزادہ کا مفصل سب بیان کیا خلدانہ نے جب سب حال سنا جو ہر کو نہایت آفرین و تحسین کی اور کہا حق دوستی جو تھا وہ تھے خوب ادا کیا بخدا اگر براہ حقیقی بھی ہوتا تو اتنا ہی کرتا اب ہیکو سے ایفائے وعدہ کی اسید ہوئی اے جو ہر میں نے بھی حسن و جمال ملکہ شمسہ تا جہدار کی بہت تعریف سنی ہے اور جشن نوروز کا حال بھی مفصل سنا ہے اور نجاشی واسطے نسبت اپنے فرزند کے وہاں گیا تھا سو بے نیل مرام پھر آیا اور اکثر شہزادگان اطراف و جوانب سے گئے لیکن ایک حرف لوح طلسم سے پڑھا نہ گیا اسی وجہ سے ہنوز عقد ملکہ وقوع میں نہیں آیا دیکھیے کمال کارسما کی ہوتا ہے جو ہرنے کہا اے خلدانہ حکیم قسطاس الحکمت نے جو تم کو مدعوق فرمایا اور طرفہ یہ ہے کہ پیرا ہن کی بوسے اور اک حال فرماتے ہیں

صبح بتاؤ کہ مگر ایسا رنج و غم کیا ہو کہ جس سے تپ و دق ثابت ہوتی ہو برائے خدا تم کو کہ میں اسکا علاج کر دوں خلد انہ نے
 کنا آگے مجھے ایک رنج تھا لیکن بالفعل خود بخود خداوند کریم نے ایسا سامان کر دیا کہ وہ رنج و طال جاتا رہا ابو الحسن نے
 کہا آخر وہ رنج کیا تھا اور کس طرح جاتا رہا بیان کرو خلد انہ نے کہا مجھے رنج مسرور کے ساتھ نسبت ہونے کا تھا کہ
 نوبت ہدیٰ پہنچی تھی الغرض تمام شب اسی حرف و حکایات میں گذر گئی صبح کو جو مہر رخصت ہوا لیکن بوقت رخصت
 یہ کہا کہ ابھی چہار شنبہ کو حکیم سطاس الحکمت کی خدمت میں ضرور جاؤنگا اگر زندہ رہا تو وہاں سے پھر کے آؤنگا ورنہ
 بدعا سے خیر یاد کرنا ملکہ آبدیدہ ہوئی اور کہا شاعر

بہ سفر رفتن مبارک باد | بسلا مت روی و باز آئی

جو مہر نے کہا میں بہ مجبوری تمھاری دوری کو ارہ کرنا ہوں اور جاتا ہوں ورنہ سیرا خود ہی یہاں سے جانے کو کہ
 دل چاہتا ہو یہ کہا اور روانہ ہوا اور بروز چہار شنبہ کنارہ دریا پر پہنچا دیکھا کہ بیمار جمع ہیں اور غلام نسخہ تقسیم کر رہا ہے
 اور بیمار اپنے اپنے لباس دے رہے ہیں جو مہر نے کیا کام کیا کہ ایک مشکین خوب ہوا بھری اور دہانہ مشک کا باندھا
 دریا میں نظر خلافت سے بجا کر ڈال دیا اور آپ اس کے ذریعہ سے نصف دریا میں پہنچا جب غلام فراغت کر کے واپس چلا
 اور اس کے قریب کشتی پہنچی جو مہر نے اپنے کوشل ڈوبے آدمی کے بنایا اور فریاد کی کہ میں ڈوبتا ہوں مجھے تھک کوئی پیلے
 جب غلام نے شناختی کو اس کے قریب لگیا جو ہر ایک جست کر کے کشتی میں پہنچا غلام اس حرکت سے سمجھا کہ یہ کوئی
 مرد مفید ہے جو مہر سے کہا سچ بیان کر کہ تو کون ہو ابو الحسن نے کہا میرے ہوش و حواس درست ہو لیکن تو بیان کروں
 کہ مجھ میں طاقت گویائی ابھی نہیں ہو کنارے چل کے کوٹنگا غلام اس قیل و قال میں کنارہ پر پہنچا اور کہا تم کسی کشتی میں
 رہو کل میں تھیں شہر میں پہنچا دوں گا جو مہر نے اپنی تنہائی وغیرہ کا ہر چند عذر کیا اور چاہا کہ ساتھ لیجائے لیکن غلام نے
 ایک نہ سنا آپ کشتی سے اتر فائب ہو گیا یہ فریاد کرتا رہا گیا آخر مجبور ہو کر بالائے کوہ روانہ ہوا دیکھا کہ ایک چادر درخت
 گنجان ایسے ہیں کہ انکے سبب سے تاریکی ہو اور ہوا سے جب برگ درخت پلٹتے تھے ایک صدا سے ہولناک پیدا ہوتی تھی
 اور ہر چہا طرف کوہ کے عجیب و غریب آواز خوفناک آتی تھی کہ دل خوف سے دھڑکتا تھا جگر شق ہوا جاتا تھا
 جو مہر دہشت سے اس صدا سے جگر شکاف و آواز خوفناک کے ایک درخت پر چڑھ گیا ایک جانور عجیب الخلق
 دور سے ایسا نظر آیا کہ قد اسکا شیر کا اور سر گاؤ کا اور ہاتھ پاؤں چھوٹے اور جسم مثل گھوڑے کے اور بدن خاردار
 سفید و سیاہ مثل غار کھولے قریب درخت آیا اور ابو الحسن کو نظر قدر دیکھا جو مہر نے جو اسکی شکل عجیب دیکھی
 روح قالب سے نکل گئی دعا بدرگاہ عجیب الدعوات کی کہ بار الہی مجھے تو اس بلا سے ناکافی سے بچا اس عرصہ میں اس
 جانور نے سراپا اس زور سے اس درخت پر مارا کہ تمام برگ درخت گر گئے اور درخت کو لرزہ ہو گیا دیکھا کہ صد ہا
 جانوران درندہ مثل شیر و پلنگ و گرگ نالہ کنان درخت کی طرف چلے آئے ہیں جو مہر نے سایہ سب ہماہی ایذا رسانی

کو آتے ہیں دیکھنے کے ہاتھ سے کیونکر نجات ملتی ہے نالہ و انالہ راجوں زندگی کے دن پورے ہو چکے اس اثنا
 میں دیکھا کہ ایک مرد مشعل ہاتھ میں لیے اسی طرف چلا آتا ہے اور تمام جانور اسی کے خوف سے بھاگے آتے ہیں جب
 وہ مرد درخت کے پاس آیا سب جانور بھاگ گئے اس مرد نے ابو الحسن کو آواز دی ابو الحسن حیران ہو کر یہ
 مرد میرے نام سے کیونکر آگاہ ہوا جو پکار رہے غرض خوف زدہ درخت سے اتر اسلام کیا اب جو غور سے دیکھا تو وہی
 غلام ہے جو کشتی میں چھوڑ گیا تھا ابو الحسن خوش ہوا اور کہا اگر تم میری مدد کو ایک لحظہ اور نہ پہنچتے تو میں ہلاک ہو جاتا
 غلام نے کہا میں تمہاری تلاش میں حیران و سرگردان رہا جب میرے آقا نے یہاں کا نشان بتایا تو میں آیا تجھے
 یہاں پایا جو ہرنے کہا تمہارے آقا کو کیونکر میرے حال سے اطلاع ہوئی غلام نے کہا تم کشتی میں جو آئے مجھے تمہارے
 استفسار حال میں کچھ دیر ہوئی میں آقا کے پاس جو گیا آقا نے وجہ دیر ہونے کی پوچھی میں نے حال بیان کیا پھر آقا نے
 کہا وہ کشتی میں ہی رہے کہ میں آپ کی بے اجازت اسے کیونکر لے آتا اسے کشتی میں چھوڑ دیا لایہ وعدہ کر کے
 آیا ہوں کہ کل تجھے شہر میں پہنچا دوں گا حکیم صاحب نے کہا اگر وہ شہر کو جانے والا ہوتا تو تمہارے ہمراہ کشتی میں کیوں
 آتا اس بیچارہ کو تو نے مفت ہلاکت میں چھوڑا بڑے افسوس کی بات ہے اب جلد جا اور اس مراد مند کو لے آؤ ورنہ
 زراقت اس بیچارہ کو ہلاک کر ڈالے گا ابو الحسن نے کہا زراقت کیا بلا ہے غلام نے کہا زراقت وہی جانور ہے جسے سرانہ
 درخت پر مارا تھا اگر ایسی بار سرد درخت پر مارنا تو تم ہلاک ہو جاتے جو ہر کمال حیرت غلام کے ہمراہ چلا راہ میں پوچھا
 اسے برا در نام تمہارا کیا ہے اس نے کہا سہیل جو ہرنے پوچھا کہ یہ جانور جو تمہیں ایذا نہیں دے سکتے بلکہ تمہاری بوسہ بھانستے
 ہیں اسکا کیا سبب ہے سہیل نے کہا یہ آقا نے ایک روشن ایسا بنا دیا ہے کہ بوا سکی دماغ انسان کو معطر کرتی ہے اور
 جانور کو بھگا دیتی ہے جانور اسکی بو کے متعل نہیں ہو سکتے الغرض اسی حرف و حکایات میں ایک باغ میں پہنچے سہیل
 نے کہا تم سیر باغ کرو میں آتا ہوں ابو الحسن سیر باغ میں مصروف ہوا سہیل گیا اور بعد ایک ساعت کے آیا اور کہا
 حکیم صاحب نے تمہیں تین دن صہان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم تمہیں بعد تین دن کے بخوبی تمام جہان کا تم قصہ دے گئے ہو
 پہنچا دینگے جو ہرنے کہا جو مرضی حضرت کی سہیل نے دسترخوان بچھایا کھانا پر نطف انواع اقسام کا اور میوہ جو ہر کو کھلایا
 بعد فراغ طعام جو ہرنے آرام کیا صبح کو بعد از نماز دیکھا کہ ایک باغ نمونہ جنت ہے اور گرد اس باغ کے مکانات متعدد
 نقش نگار سے آراستہ ہیں اور ہر شاخ درخت پر ہجوم طائران غزل خوان و خوش الحان و نغمہ سرا ہے جو ہرنے کہا
 واہ کیا شان خدا ہے کہ اس جنگل و کوہستان میں حکیم صاحب نے فقط تفریح طبع کیواسطے کیسے کیسے عمارات و باغ
 بے نظیر بنائے ہیں جو ہر سیر کرتا ہوا اپشت پر ان مکانات کے جو گیا دیکھا کہ جہاں تک نگاہ کا م کہرتی ہے کو سون وہ
 دشت پر ہمارا لالہ زار معلوم ہوتا ہے اور عجیب عجیب گلہاے رنگارنگ سے اس صحر کو آراستہ کیا ہے کہ قدرت خدا نظر
 آتی ہے غرض بعد سیر اپنے مقام پر آیا سہیل نے کھانا کھلایا بعد اسکے سہیل سے پوچھا حکیم صاحب کی خدمت سے کس نے

مشرقت ہونگا سہیل نے کہا ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یروز رخصت حکیم صاحب نگو یاد فرمائیے جو ہر نے کہا میری تنہا
تھی کہ میں ایک وقت زیارت سے جناب حکمت مآب کے مشرف اندوز ہوتا سہیل نے کہا ہم بد دن حکم کوئی کام
نہیں کر سکتے اب چلو تمکو ایک تماشا دکھلائیں جو ہر سہیل کے ساتھ ہو لیا سہیل جو ہر کو ایک محل کے دروازہ پر
لیکھا جو ہر نے ایسی عمارت دیکھی کہ کبھی خواب میں بھی ایسی عمارت کا دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا سکتا ہو گیا سہیل سے کہا
کل میں تمام دن وہاں پھرا لیکن یہ محل نہ دیکھا اسکا کیا سبب ہو سہیل نے کہا اس محل کی خاصیت یہ ہے کہ دن کو
دروازہ معلوم نہیں ہوتا اور شب کو ظاہر ہوتا ہے جو ہر اندر محل راحت افزا کے جو گیا تو کیا دیکھا تمام مکان سامان
شادمانہ و اسباب ملوکانہ سے مثل عروس نوکے آراستہ تھا اور اسباب عیش و نشاط ایسا تہیا تھا کہ گویا ابھی آ رہا
کیا ہے لیکن کوئی آدمی نظر نہیں آیا جو ہر نے متعجب ہو کے کہا کہ اسکی آراستگی کو خدام کثرت سے چاہیے ہیں یہاں
کوئی نہیں اسکا کیا سبب ہو سہیل نے کہا تم ٹھہرو میں ہتھان محل کو بلاتا ہوں جو ہر خاموش ہو رہا سہیل روانہ
ہو گیا بعد ایک ساعت کے دروازہ پر کچھ روشنی اور غل معلوم ہوا دیکھا کہ کچھ لوگ فانوس و شعل لے آگے آگے اسنے
پیچھے ایک جوان خرد سال حور تمثال تاج مرصع بر سر لباس شادمانہ در بر تخت جواہر نگار پر سوار باہتمام دور بازش
چلا آتا ہے جو ہر کو کمال حیرت ہوئی کہ اب میں کیا کروں غلام مجھے تنہا چھوڑ گیا اور یہ آیہ وافی ہدایہ پر بھی صدق
رسول اللہ لاخیر فی عبیدی اور یہ شعر اسوقت پڑھا

رسول اللہ لاخیر فی عبیدی اور یہ شعر اسوقت پڑھا

پرستار زادہ نیاید بکار اگرچہ بود زادہ شہسوار
جو ہر غلام کے چھوڑ جانے پر نہایت فکر مند تھا دلین کہتا تھا خدا جانے یہ شخص اپنے مکان میں بھگدو دیکھ کے کیا سلوک کرے اس
عرصہ میں وہ شام زادہ سامنے جو ہر کے آیا اور سلام کیا جو ہر نہایت متعجب ہوا اور جواب سلام دیا اس شہزادہ نے
بہ کمال پاسداری اپنے پہلو میں تخت پر بیٹھایا اور کہا ای جوان فہان تم کسی طرح کا اپنے دلمین خیال نہ کرنا تم ہمارے
فہان ہو ہم تمھاری ملاقات کے نہایت مشتاق تھے جو ہر کی خاطر جمع ہوئی دلمین کہا کہ غلام نے تو کوئی دقیقہ آبرو پریری
میں باقی نہ رکھا تھا مگر خدا نے فضل کیا شہر

من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال | کار یکہ خدا کرد فلک را چہ مجال
اس شہر یار نے حکم تاج و رنگ کا دیا فوراً نازنینان ہوشاں و حسنینان جہان حاضر ہوئیں جو ہر نے جو حسن و جمال ان حسنینان
جہان کا دیکھا ہوش جاتے رہے اور دلمین کہا صدق اللہ العلی اعظم ان مع العسریر اور مولائے دو جہان امیر مومنان فرماتے ہیں
و کم امر الذی جاؤ بہ صباح | فیما تیک المسمۃ بالعندۃ
ای بسا مری کہ آید بہ لیل و صبح غم | شام آن آید سرت در برت ای محتشم
بلاشبہ یہ تلافی اس شب خوفناک کی ہے جو مجھ پر بالائے کوہ گذری تھی الحمد للہ اللہ می بدل السیئات بالחסنات

بعد شکر گزاری خدا سے بزرگ کے شہزادہ نے جو ہر سے کہا اگر شراب ناب پر میلان طبع ہو تو حاضر ہو جو ہر نے کہا میں خود گرا
اسکا نہیں ہوں شہزادہ نے کہا عرض اس کے بھون مٹی میں کیا مضائقہ ہو جو ہر نے کہا کچھ نہیں اس میں حاضر ہوں شہزادہ نے
بھون مٹائی اول خود نوش فرمائی بعد ازاں جو ہر کو کھلائی اور کہا کہ میں نے خلافت تہذیب یہ امر کیا کہ پہلے خود بھون کھائی
بعد آپ کو دی ہر چند کہ پہلے آپ کو کھانا تھا مگر اسکی وجہ یہ تھی کہ میں نے فقط آپ کے ریش شک کے واسطے پہلے خود کھائی
بعد آپ کو دی یہ گستاخی معاف ہو جو ہر نے کہا یہ فقط آپ کا حسن اخلاق ہی جو اسے مرا تپ کا لحاظ فرمایا

شاہ کر لطف سے عدد در اند | بندہ باند کہ حد خود داند

خداوند کریم تھار امر تہ عالی کرے اور عمر کو دراز فرما دے آپ نے ایسی شفقت و عنایت فرمائی کہ میں نہایت شکر گزار ہوا
اب اپنے اسم گرامی اور حسب و نسب سے آگاہ فرماؤ اور حال اس سرزمین کا بیان فرماؤ شہزادہ نے فرمایا ای برادر اب
تم نالج و رنگ کا تماشا دیکھو انشاء اللہ کل بشر طریحات بوقت ملاقات سب حالات بیان کر دنگا جو ہر خاموش ہو رہا بعد فراغ
طعام ایک مکان علیحدہ میں بستر استراحت بچھو دیا اور ایک پرزادہ کو کہ افسر سب نازنینوں کی تھی جو ہر کے سپرد کی اور کہا
یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو آپ آرام فرمائیں جو ہر نے شکر احسان شہزادہ کا کیا اور مع اس مہربان کے خواہگاہ میں آیا
ابھی جو ہر بوس و کنار میں مشغول تھا کہ خواب نے ایسا غلبہ کیا کہ سو گیا اپنے حال و مال کی مطلق خبر نہ رہی جب صبح کو آنکھ کھلی
اپنے کو ایک میدان لق و دق میں پایا اور ایسی تمازت آفتاب تھی کہ جو ہر کے پانوں جلے جاتے تھے کہا سبحان اللہ کہاں
وہ حبش اور وہ باغ و بہار اور کہاں یہ دشت پر خار کہاں وہ سرد ہوا کہاں یہ شدت گرما ہر امر میں عقل حیران نہایت
پریشان دل میں کتنا تھا بیت

انچہ نصیب ست ہم میرسد | گریستانی بستم میرسد

کہ وقت شب وہ شہزادہ کس خاطر و مدارات سے پیش آیا اور صبح کو اس صحرا سے ہولناک میں پہونچا یہ تو حرکت غلام سے بھی
سوا شہزادہ نے کی کیوں نہ وہ غلام تھا اسے اسقدر حرکت کی یہ شہزادہ موافق اپنے مرتبہ کے کیا چاہے خدا جانے یہ کیا
اسرار جو سمجھ میں نہیں آتا اگر وہ لطف کیا تھا تو یہ ظلم کیا ضرور تھا اور جو ظلم ہی کرنا تھا تو اعزاز و اکرام کی کیا حاجت تھی میں تو
حکیم صاحب کی زیارت کو آیا تھا کہ اپنا حال عرض کرونگا اب میں کیا کروں یہاں نہ یار نہ مددگار سے

میں نے دل سے نہ شناسے ہست | بھیجے اقمہ و طرفہ ماجراے ہست | بقول سرور المیو باد صبا بچھے ہوئے یار و نکو | راہ ملتے نہیں اب دشت کے آوار و نکو

اسی خیال میں ایک طرف چلا جاتا تھا کہ ایک چار دیواری نظر آئی جب اس کے اندر گیا دیکھا کہ عجیب پر تکلف باغ ہو کہ باغ
اول سے ہزار درجہ عمدہ اور بہتر جو اس اثنائے سہیل بھی طاہر ہو کر سلام کیا جو ہر نے کہا واہ آفرین صد آفرین خوب
غائب ہوئے خوب مہمانی کی یہی چاہیے اس طریقہ مہمان نوازی سے ہم آگاہ نہ تھے یہ دعوت بمنزلہ عداوت تھی ہر چند کہ
آپ کی خوش طبعی تھی لیکن ہمارا کام تمام تھا تھے خوب شہزادہ کو میرے حق میں اہتمام و تہنیم کیا تھا کہ جو اسے موافق تعلیم

تھارے کام فرمایا سہیل نے کہا میں نے اسے کیا حکم دیا تھا جو مہر نے کہا یہی حکم دیا ہو گا کہ جب یہ سو جائے اسے دشت ہوں گے
میں ڈال دینا بوجہ حکم کے مجھے یہاں اُسے پہنکوا دیا سہیل خوب ہنسا اور کہا ای جو مہر تمام شب تو کس عیش میں بسر کی اور
دو قدم طو کرنے میں تکلیف ایسی ہوئی اگر مجھے تمھاری تکلیف گوارا ہوتی تو میں تمھیں اس باغ جنت میں کہوں لا تا جو مہر بولا یہ
امر تو اتفاقی تھا سہیل نے کہا اتفاقی کیا تمام امور یہاں کے ہمارے اختیار ہی ہیں سب کا رخا نہ ہمارے آقا کا ذاتی ہے
بعدہ جو مہر سہیل کے ہمراہ ہوا سہیل ایک باغ نمونہ ارم میں جو مہر کو لیکھا اور کھانا کھلایا اور کہا آرام کیجیے جو مہر نے آرام
کیا صبح کو بیدار ہوا سہیل نے کہا آج شب کو تمھیں ایک تماشا عجیب دکھلائینگے بعد غروب آفتاب جو مہر سہیل کے ہمراہ
ہوا اور کہا مجھے کچھ صدمہ تو نہ ہو گا سہیل نے کہا خاطر جمع رکھو تمھیں کسی نوع کی تکلیف نہو گی سہیل جو مہر کو ایسے ایک باغ
ریشک فردوس میں لایا کہ جہاں دورویہ ہتھامین روشن تھیں اور جا بجا نازنینان اور باب نشاط رقص کنان عجیب ادا
ناز و انداز سے موجود تھیں جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی بجز مہ جبین پر یزادوں کے اور کوئی قسم مرد سے نظر نہ آتا تھا جو مہ
ایک مہ جبین کے رقص و سرود میں ایسا مصروف و خود رفته ہوا کہ مطلق اپنے حال و حال کی خبر نہ رہی اور سہیل وہاں سے
غائب ہو گیا جب جو مہر نے تماشے سے فرصت پائی سہیل کو نہ دیکھا ہر چند تلاش کیا جس مکان میں گیا بجز پر یزادوں کے
سہیل کو نہ پایا اتفاقاً ایک مکان میں جو تلاش سہیل گیا دیکھا کہ پر یزادین غول کے غول غٹ کے غٹ جمع ہیں اور
ایک نازنین مہ جبین ریشک قمر ماہ پیکر تخت پر جلوہ افروز ناچ دیکھ رہی ہے کہ ناگاہ نظر اُس پر پڑی پیکر کی جو مہر پر بڑی
ایک خواص سے کہا کہ اس جوان سے دریافت کر کہ تو کون ہے وہ خواص حکم اپنی مالکہ کے جو مہر کے پاس آئی اور کہا
ہماری مالکہ تمھارا حال دریافت کرنا چاہتی ہیں جو مہر نے کہا میں مرد مسافر ہوں حسب اتفاق اس باغ میں آ نکلا کہ میں نے
خدمت میں ملکہ کی یہ حال عرض کیا ملکہ بولی ہمارے پاس بلا لاؤ ہم دعوت اُسکی کرینگے خادمہ جو مہر کو ہمراہ اپنے لائی ملکہ نے
جو مہر کی سرو قد تعظیم کی اور تخت پر پہلو میں بٹھالیا اور معجون منشی بادب جو مہر کے پیش کش کی اور کہا تمھارے بسترے سے
نور اسلام مترشح ہو بیشک شراب ناب سے تمکو اجتناب ہو گا اس وجہ سے معجون مفرح سے تمھاری تواضع کی جو مہر نے وہ
معجون کھائی جب دماغ گرم ہوا پردہ شرم و حجاب طرفین سے اٹھ گیا جو مہر نے بیباکانہ دو چار بوسہ شیریں اُس نازنین کے
لب سے لیے وہ خاموش ہو رہی جب جو مہر کو نہ یادہ ہوس ہوئی اُس نے کہا صبر کرو جلدی کیا ہے میں تو موجود ہوں کہیں
چلی تھوڑے جاتی ہوں قصہ جو مہر کو ایسے ہی حیلہ و حوالہ میں بہلا کر سلا دیا جو مہر اُس کے زانو پر سر رکھ کے سو گیا جہاں آنگہ
کھلی نہ وہ باغ تھا نہ وہ ماہ و فقط ایک دیوار کہنے رو برو تھی جو مہر اُس چہار دیواری کے اندر گیا وہاں دیکھا کہ سوا
درخت انار کے اور کوئی درخت نہیں ہے لیکن سہیل موجود ہے جو مہر نے کہا ایسا انصاف شب با ن عشرت و روز با ن
فضیلت تمام روز بیابان گردی میں گزارتا ہے شب کو سامان عیش و نشاط موجود ہوتا ہے یہ کیا اسرار پر از حیرت ہے سہیل
نے کہا اب حکیم صاحب کی خدمت میں چلو سب عقدہ مر بستہ وہاں حل ہو جائینگے جو مہر سہیل کے ہمراہ ایک گنبد میں

گیا وہاں ایک مرد خضر صورت ملائک سیرت کو دیکھا کہ بوریائے بے ریا پر عبادت پروردگار عالم میں مشغول ہو اور بھلی
 نذر چہرہ پر ضیاء تمام گنبد ایسا منور و روشن ہو کہ نظر کام نہیں کرتی اور ایک غلام کم سن دست بستہ رو بر و استاد ہو
 جو ہر کو صورت غلام کی کچھ شناسا معلوم ہوئی بعد دیر کے بغور جو دیکھا معلوم ہوا کہ یہ وہی غلام ہے جسکی عنایت سے میں
 شہر عمرانیہ میں پہونچا تھا اور یہ بزرگ بھی رہی ہے جسے فلان ریستان سے میری جان بچائی تھی جو میرے بادیب سلام
 کیا اور دست حق پرست کو آنکھوں سے لگا یا حکیم صاحب نے بکمال شفقت بزرگانہ جو ہر کی پشت پر ہاتھ رکھا اور
 فرمایا جو میرے قریب ہے میرے حال سے اس نے حضرت کو مطلع کیا حکیم صاحب نے جو جو ہر کو تحیر دیکھا فرمایا میں تھکے
 جو ہر نے ولین کہا خدا جانے میرے حال سے کس نے حضرت کو مطلع کیا حکیم صاحب نے جو جو ہر کو تحیر دیکھا فرمایا میں تھکے
 وقت ولادت سے اب تک خوب آگاہ ہوں تحیر نو در نہ مکر زنگبار سے کیونکر نکالنا چکو علم نجوم سے دریافت ہوا کہ
 تمہارا باب ابو صالح سقرین قزاقوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور والدہ تمہاری حبیبہ خاتون اُسی محراب میں بعد تمہاری
 ولادت کے فوت ہو گئی قدرت خدا سے سلطان اسماعیل وہاں آیا اور وہ تمہیں لیگیا اور نام تمہارا جو ہر رکھا تم
 کے فرزند معز الدین کے ساتھ پرورش ہوئے بلکہ تم برادر رضاعی بھی اُنکے ہو جب تم تحصیل علوم اور فنون سپہ گری
 سے فارغ ہوئے تو تھکوا بادشاہ نے ابو الحسن کا خطاب دیا اب حال معز الدین کا سنو کہ دریولا ابو المکارم
 نام ایک شخص سے شامزادہ نے ملکہ شمسہ تاجدار کا نام سنا اور تصویر بھی دیکھی اور عاشق ہو کے تھکوا سکی تلاش میں بھیجا
 کہ تم شہر فردوس میں جا کر یہ معرکہ اپنی آنکھ سے دیکھ آؤ اتفاقاً تم بھی راہ میں ایک حاکم کی دختر پر عاشق ہوئے عرض
 تھے میرا حال سنا اور تم کو یقین ہوا کہ حکیم صاحب سے سب میرے کام نکلیا کینگے عجب نہیں کہ کار ساز عالم تمہارے گمان
 پورا کرے کہ ذات اُسکی سبب الاسباب ہو جو ہر نے جو یہ حال واقعی شناسات بار حکیم صاحب کے تصدیق ہوا اور کس شہر

اگر کہ از راز دلم آگاہ ۱۵ دروزازل | بالیقین انون گمان من شدہ بیشک بدل

حکیم صاحب نے فرمایا کہ تمہیں پہلے بتاتا لیکن اس تین دن میں مجھے از روے نجوم کے حال شہزادہ کا دریافت کرنا
 منظور تھا اس واسطے میں نے دیر کی کہ انجام کار تمہارا اور شہزادہ کا دیکھ لوں جب زایچہ تمہارا اور شہزادہ کا کیا تو
 معلوم ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے مقاصد دلی تم دونوں کے بر آئینگے جو میرے عرض کی کہ امی عالم علم حال و ماضی و بعد
 علوم اسرار کبریائی وہاں توقید لوح خوانی کی ہو اور لوح کا ایک حرف بھی نہیں پڑھا جاتا پھر کینے نگر یہ مرحلہ ہوگا حکیم صاحب
 نے فرمایا واقعی امر و شواہر معلوم ہوتا ہو جب تک ہم لوح نہ دیکھیں اقرار نہیں کر سکتے جو میرے کہا لوح شہر فردوس میں
 میں اور حضور بیان بقولی اسکے کہ ملاح در قرنگ و کشتی در چین است کس طرح ملاحظہ حضور میں گذریگی جو حضور
 مطالعہ فرماوینگے سوائے اسکے فدوی نے سنا ہو کہ جشن نوروز تاریخ اول ماہ فروردین کو ہوتا ہو اُسکو کل پندرہ
 روز کا عرصہ باقی ہو اور شہر فردوس میں معلوم کہ یہاں سے کس قدر فاصلہ پر ہو فدوی کیونکر پہونچ سکتا ہو حکیم صاحب

نے فرمایا شہر فردوس میں یہاں سے بچیں روز کی راہ پر جو خداوند تعالیٰ آسمان کر دیگا اسکی کچھ فکر نہیں ہو لیکن اہل
 تم ایک امر کا اقرار واثق کرو تو البتہ میں تمھاری شرکت کرونگا جو میرے کہا اسی مخزن خزینه اسرار الہی وہ کیا امر ہو جسکا
 میں اقرار کروں کیونکہ میں آپ کے ارشاد کو بمنزلہ وحی بالیقین جانتا ہوں پھر اسکا عہد کیا چیز ہو میں جملہ خلاف کر سکتا ہوں
 یہ بھی میری جان پر حکیم صاحب نے فرمایا اسی جو میرے بعد شہادت سبط پیغمبر بادشاہ بحر و بر برادر شہر سلطان فی نوا شہید کر دیا
 کے بنی امیہ نے نعت اہل بیت کو خطبے سے خارج کیا تا اینکه اب تک ملک عرب و عجم میں جہاں کہ بادشاہ بنی عباس ہو
 وہاں نعت اہل بیت بیان نہیں ہوتی لیکن تم بیشک حاکم مصر ہو گے تمھیں لازم بلکہ واجب ہو کہ جامع مسجد مصر میں خود
 منبر پر جا کر جس طرح میں تلقین کروں خطبہ آواز بلند پڑھتا اور حسیب کو ہمیشہ تاکید رہے کہ وہ ہر جمعہ کو اسی طرح خطبہ
 پڑھا کرے اور وہ خطبہ یہ ہے اللہم صل علی النبی المصطفیٰ والوہابی المصلیٰ والفاطمۃ الزہراء والحسن المجتبیٰ والحسین الشہید کر بلا
 اذہب اللہ عنہم الرحمن وکرمہم قطیر ابو الحسن نے بصدر دل ارشاد جناب حکمت آپ کو قبول کیا چنانچہ ترجمہ نگار تاریخ
 روضۃ الصفاء وحبیب السیر میں دیکھ چکا ہو کہ بعد فتح مصر جب کافور اشدیدی شکست کھا کے فرار ہو گیا جو میرے اول
 یہ خطبہ باعلان مسجد میں ادا کیا اور تاہنگام سلطنت اسمعیلیہ ملک مصر و شام میں یہی طریقہ خطبہ کا جاری رہا بعد ازاں
 جو میرے حکیم صاحب سے عرض کی کہ دور روز غلام نے وہ تاشا عجب دیکھا کہ فہم میں نہیں آیا شب کو ہنگامہ عیش و
 نشاط ہوتا تھا اور صبح کو ایک مصیبت تازہ نازل ہوتی تھی شب اول مجھے ایک بادشاہ ملا وہ مجھے ایسا بسلوک پیش آیا
 کہ جبکی حد نہیں اور دوسری شب کو ایک ملکہ نے نہایت سیر شبی سے میری دعوت کی اور دو باغ بھی دیکھے کیا معلوم کریں
 تھے یا اصلی حکیم صاحب نے فرمایا اسی جو میرے دل میں یہ کہا تھا کہ یہ باغ کسی بادشاہ کے ہیں اسے حکیم کو رہنے کو
 دیے ہوئے جو میرے سونے کے نہایت منقص ہوا اور شرم سے آنکھیں بھی کر لیں سہیل نے کہا حضور مجھے بھی انھوں نے
 ضلواتین سنائی ہیں بعد ازاں حکیم صاحب نے کہا اسی جو میرے سوا اس شاہزادہ اور اس نازنین کے جو کچھ کہنے لگا
 وہ ترکیب طلسم سے تھا وہ اس سرزمین میں بجز جانوران موزیہ اور صحرائے یثرب کے اور کچھ نہیں تھا ہاں یہ چند درخت
 انار کے اصلی ہیں خیر اب بیان کرو تمھارا کیا ارادہ ہو جو میرے عرض کیا اسی بزرگوار مصر عرض حاجت بر تو حاجت نیست
 میرانی کہ چسبیت یعنی میرا ارادہ اور حال آپ پر پوشیدہ نہیں ہو پھر مجھے حاجت شرح کیا حکیم صاحب نے فرمایا میں تمھیں
 بعد تین روز کے رخصت کرونگا اور شہر فردوس میں پہونچو ادونگا جو میرے عرض کیا کہ پیرو مرشد میں فقط جشن نوروز
 دیکھنے جاتا ہوں اگر وہ میرے توا میرا جانا بیکار ہو حکیم صاحب نے فرمایا اپنی نیت درست رکھو وہ قادر ہو تمھیں اسی روز
 قریہ فردوس میں پہونچو ادونگا ابو الحسن نے کہا آپ مختلف بن بر خیا نے تخت شاہزادی بقیس کا طرفہ العین میں
 حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس میں منگوا دیا تھا اگر آپ بھی روز نوروز مجھے شہر فردوس میں پہونچا دینگے تو کیا بعد
 ہو جناب عالی کو میں مثل آفتاب فلک دانش و حکمت جانتا ہوں القصہ تین دن میں ابو الحسن نے اکثر دقیقہ علم دیا مافی و

علم طب کے حکیم صاحب سے حاصل کیے جب غزہ فروردین میں پانچ روز باقی رہے حکیم صاحب نے جوہر کو بلا کر فرمایا کہ اب میں تمہیں تھکن اعلیٰ کی طرف رخصت کرتا ہوں پروین تمہارے ہمراہ جائیگا اور تمہیں وہاں پہنچاؤں گا انکے حکیم صاحب نے ایک کاغذ کہ اسمین موم اور کاغذ ملا ہوا تھا پروین کو دیا اور چند امور اُسکے کان میں کہہ دیے جوہر سے پروین نے کہا بسم اللہ تشریف لے چلیے واضح ہو کہ پروین وہی غلام ہے جو حکیم صاحب کے روپر و استادہ تھا جوہر پروین کے ہمراہ چلا پروین نے وہ روغن اپنے اور جوہر کے جسم پر ملا جس سے کہ جاؤں ان کو ذیہ بھگتے تھے بعد ازاں دونوں ایک کونہ میں داخل ہوئے اب راوی یہ داستان معجز بیان یہاں موقوف رکھے چند کلمہ حال ملکہ شمسہ تاجدار عذاب البیان کے گزارش کرتا ہے مورخان شیرین نگر یوکیان حکایات دلپذیر اس قصہ سحر بیان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ملکہ شمسہ تاجدار اپنے مکان کی آرائش میں مصروف تھی اور تمام کنیزیں خدمت میں حاضر تھیں کہ ناگاہ ایک حجرہ نظر آیا ملکہ نے دایہ سمین بائیں اور غزالہ سے پوچھا کہ اُس حجرے میں کیا شے ہے ان دونوں عورتوں نے عرض کیا ہے کہ یہ حجرہ نہیں دیکھا ملکہ کو کمال حیرت ہوئی اور خود در حجرہ پر تشریف لائی دیکھا ایک قفل کلان حجرے میں لگا ہوا اور اُسکو ایسا رنگ نے لکھا یا کہ کبھی کی جگہ نہیں ہے ملکہ نے غزالہ سے کہا اے بیہوش تو کہتی ہے کہ میں نے یہ حجرہ نہیں دیکھا اور اسمین قفل موجود ہے پس یہ دلیل ہے کہ کسی اہل قفل نے کچھ اسمین رکھ کے قفل دیا ہے ملکہ نے حکم دیا کہ دیکھو کوئی کبھی اسمین لگے تو قفل کھولو الغرض کنیزیں کچھ کنبیوں کا لائیں اور سب کنبیان لگائیں لیکن وہ قفل کسی تدبیر سے نہ کھلا بلکہ ناچار ہو کر خود بڑھی کہا ہم خود کھولیں گے جیسے ہی ملکہ کا ہاتھ لگا فوراً کنبی قفل جھڑپ سے گر پڑا اور در حجرہ کھل گیا ملکہ نے نہایت پاک و صاف حجرے کو دیکھا مع خواصین حجرے کے اندر داخل ہوئی وہاں دیکھا ایک صندوق چھ طلائی مرصع کا رجا ہر نگار صندی پر ایک گوشہ میں رکھا ہے لیکن قفل زرین سے بند ہے ملکہ نے وہ قفل بھی اپنے دست نگارین سے کھولا دیکھا اسمین ایک صندوق چھ زرد ہے اُسکو جو کھولا اسمین سے ایک شہ پارچہ میں پیچیدہ برآمد ہوئی ملکہ نے قصہ کیا کہ اُسے ملاحظہ کرے دایہ سمین بائیں مانع ہوئی کہ حضور جو حجرہ کہ آج تک کسی کی نگاہ میں نگذرا تھا اور اسمین سے کوئی شہ برآمد ہوئی ہمارے نزدیک حضور اُس شہ کو ملاحظہ نہ فرمائیں پہلے اُسکی اصلیت معلوم ہوئے پھر مضائقہ نہیں ملکہ نے کچھ نہ سنا وہ پارچہ سفید کھولا اسمین سے ایک ورق تصویر نکلا ملکہ نے جو تصویر کو بغور ملاحظہ فرمایا دیکھا ایک تختہ زر نگار پر دو تصویریں مقابل ایک مرد اور ایک عورت کی کھنچی ہیں اور عورت کی تصویر بالکل مشابہ اپنی تصویر اصلی کے پائی ایک سرمو فرق نہ تھا اور وہ جوان عالی شان ایسا حسین و صاحب جمال تھا کہ شاید پردہ دنیا پر اس شکل و شمائل کا پیدا نہ ہوا ہو گا فرد

شہناؤ سرف کو حسینان جہان بھی دیکھے	ایسا ہمیشہ طر حدار نہ دیکھا نہ سنا
------------------------------------	------------------------------------

ملکہ نے جو وہ تصویر دلپذیر دیکھی بے اختیار دل ہاتھ سے جاتا رہا حال غیر ہو گیا ایک آہ سرودل پر درد سے کھینچی اور بیہوش ہو گئی یہ حال دیکھتے تمام خواہوں میں ایک کھرام ہو گیا سمین بائیں دایہ نے کہا میں اسی واسطے منع کرتی تھی

غزالہ نے کہا بڑھاپے میں میرا سر مونڈا جائیگا ہاے میرے آگے یہ کیا کارخانہ طلسم ہے کہ ملکہ کو غش آگیا کسی نے کہا چکا
پڑا اسرار ہے کوئی بولی نہیں ریاس امر کا کوئی نہیں واقف کار ہر ایک نے کہا قرآن مجید کی ہوا و کسی نے کہا تھوڑا کیوڑا اور عرق
بید مشک پلا دو کوئی کہتی تھی شب کی بجلی لاؤ کسی نے کہا حرز الی و جانہ لاؤ کوئی بولی ملا سیائے کو بلا لو کسی نے بازو کو
رومال سے باندھا کسی نے کت یا میں نمک ملا سمن بانو نے کہا ارے لوگو حکیم صاحب کو بلاؤ الغرض اسی اثنا میں ملکہ
بوسش آیا کیا یہ تم نے کیا شور مچایا ہے چپ رہو اور پھر تصویر کو دیکھا اور یہ اشعار پڑھے

جب لکھی تھی تری تصویر اپنے ہاتھ سے | ہاتھ ماتی رہی تقدیر اپنے ہاتھ سے |
واضح رخ کو لکھا اور نظر پیشانی لکھی | زلف کو دلیلیں کی تفسیر اپنے ہاتھ سے |
اور یہ اختیار ماندا ہر نو بہار رونے لگی | اور ابیات چند اشعار کے پڑھنے لگی ابیات

بران صورت نظر چون کرد آن ماہ	تغیر یافت در احوال اوراہ	لب او خشک گشتہ دیدہ شد تر	سرخ رنگ و رخ مرعطر
توان از جان هارتن تاب رفتہ	زدیدہ تابدا من آب رفتہ	منید انم کہ آن تصویر دیگر	نہ آرد بر سرم زین قصر اخضر
نگارم خود بخود آید بسویم	و گرنہ خود طریق وصل جویم	نشان ظاہر شود آخر زناش	کنند زلف من آرد بد اشش
من از نیرنگ سازی ہائے افلاک	چنان دریافتم از نور ادراک	کہ اورا ہم بدام آورده باید	اسیر کا کل من ہے سر آید
اگر بے وصل باشد گفتگویم	سیا بان عدم را چارہ جویم	خدا سازد کہ کار من بر آید	و گرنہ جان من از تن بر آید
کے خاموش چون تصویر میبود	شکے سر گرم این تقریر میبود	زنگ قدت مست این نقش ایجاد	در و حیران ہے مانی وجہ ہزار
اگر مانی کند در وی نگاہے	کشد بے اختیار از سینہ آہے	اگر بہزاد این تصویر ببند	جو کلک کشیتن در خون کشیند
کشادہ دست حاجت ہے گردون	چنین گفتے بآن سحان چون	خداوند ابحق مریم پاک	بجیسے آن فروغ بزم افلاک
باعر از زینجا و وفایش	باستحکام او درہ عایش	کہ در عشقش مرا ثابت قدم دار	بشوق من ہم اورادہ سر و کار
بکام جرم زدہ از وصالش	بچشم روشنی بخش از جلالش	سمن بانو چو اورا بود دایہ	فرزون از دیگرانش بود پایہ
چو این حالت بآن خورشید روید	برنگ ماہ نواز بیم کاہید	مخاطب ساختہ آن ماہ رورا	باو در گریہ کرد این گفتگورا
شوم قربان حالت این چہ حال است	کز وہر حالت در زوال است	چرا جان و دلت بیتاب گشتہ	چگونہ کشت تو ہے آب گشتہ
کہ ای شاہنشہ خو بان عالم	ہلاک غمزہ ات شاہان عالم	از جوش گریہ چشم خود نگہ دار	کہ بیمار است غمش نسبت درکار
چرا علت نباشد شکر افشان	کہ باشد چشم ست گویا ہر افشان	توئی بر جملہ زمین بران طاق	بشیرین گفتگو مشہور آفاق
بود کار بست شکر فشانی	بہ نطق ختم شد شیرین سیانی	بر سن کن ز حال خویش تقریر	چرا خاموش بنشین چو تصویر

القہ جب سمن بانو نے یہ نالہ و زاری ملکہ کی دیکھی کہا قربانت شوم حال دل مجھ سے تو کو کیا ماجرا ہے تھاری بھڑائی
اضطرابی کی کیا وجہ ہے ایسا کیا سبب ہوا جو یہ صدمہ سخت طبع نازک پر پہنچا بخدا مجھ سے یہ تمہارا حال دیکھا نہیں جاتا
ملکہ نے کہا ای دایہ کیا پوچھتی ہو اس تصویر کو دیکھو اور بیان کرو کہ یہ کیسی تصویر ہے اور ایسا حسین صاحب جمال دیکھا

شاید تم کو معلوم ہو دایہ نے جو تصویر دیکھی حواس جاتے رہے اور دیکھا ملکہ کی تصویر کے مقابل ایک جوان رعنا کی تصویر ہے کہ جس کا ثانی جہان میں نہیں دایہ نے کہا اے ملکہ جو آپ نے فرمایا حق ہو قسم ہو خداوند ذو جہان کی ایسی صورت دلپذیر عابد فریب زاہد کش باین درازی سن میری نگاہ سے تو نہیں گذری اور دوسری تصویر آپ کی ہو اس میں کسی طرح کا شک نہیں ملکہ نے فرمایا اول تو ہم سات برس سے یہاں ہیں لیکن کبھی یہ حجرہ پہنچے نہیں دیکھا اس کا کیا سبب ہو دوسرے سات برس قبل میری پیدائش سے یہ تصویر مع لباس کے کیونکر پہنچی گئی جو آج مطابق ہو دایہ نے کہا قربانت شویم ہم اس بزرگ و بزرگوں سے سنئے آئے ہیں کہ یہ قصر مختصر آپ کے جدا علی نے آپ کے واسطے تعمیر کرایا تھا اور حکماء و متقدمین و متجربین کو جمع کر کے بزرگ و علم نجوم احوال اپنے خاندان کا جو جو کہ ہونے والا تھا اُسکو ترتیب دیا اور خاص تمھاری ذات کی واسطے یہ انتظام کیا گیا ہو جس کا ظہور اب ہوتا جاتا ہو یہ سب صاحبقران اعظم کے وقت کا ہو جسکو سات سو برس گذرے ہیں اور یہ قصا ویر بھی اسی زمانے میں انھیں حکمائے بافرہنگ کی پہنچی ہوئی ہیں اس کا کیا عجب ہو اُس زمانہ کے لوگ ذی کمال و معجز نما ہو گئے ہیں چنانچہ میں آپ کی تشفی خاطر کیواسطے ایک نقل بچشم دیدہ بیان کرتی ہوں اے ملکہ آفاق ملک یونان میں ایک شہر نہایت آباد تھا اور اُس شہر میں اکثر حکمائے عالی فہم اور دانشوران بافرہنگ رہتے تھے بادشاہ وقت نے اُن سب کو بلا کر اپنی مدت حکومت کو دریافت کیا اور اپنے خاندان کا حال پوچھا اُن حقائق نے زمانہ نے ایک ہفتہ کی مہلت بادشاہ سے لیکر ایک صند و قچہ فولادی جو ہر در تیار کیا اور کچھ خطوط طلسمی اُسکے گرد لکھے کہ وہ خط کسی کی سمجھ میں نہ آتے تھے بروقت نام ہونے مدت وعدہ کے شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے شہر یار جب تک کہ یہ صند و قچہ سر بہر رہیگا یہ سلطنت بھی تمھارے خاندان میں رہیگی لہذا یہ صند و قچہ اپنی اولاد کے سپرد کرو اور یہ وصیت کرو کہ کوئی اسکو نہ کھولے اور جو شخص اس راز سر بہتہ کو کھولے اسکا سلطنت سے ہاتھ دھو نیگا الایہ امورات تقدیری ہیں اور تقدیر کسی کے روکے دیک نہیں سکتی لہذا ہم خوب جانتے ہیں کہ جب تمھارے خاندان سے سلطنت جانے کا زمانہ آئیگا اُس وقت اس وصیت کا لحاظ بھی جاتا رہیگا قصہ مختصر مدت دراز تک اُس بادشاہ کی اولاد میں سکھ و خطبہ جاری رہا جب اولو العزمان عرب کی فوت ہوئی اور کوکب طالع ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا یثرب و یطعمین درخشان ہوا اور غازیان اسلام نے ہر طرف کفر و ضلالت کو مٹانا شروع کیا اسی زمانہ میں اُس خاندان کے ایک بادشاہ نے اُس صند و قچے کے کھولنے کا قصد کیا را کہین سلطنت نے منع کیا اور سبب اُسکے سر بہر رہنے کا شاہ سے بیان کیا شاہ نے کچھ نہ سنا خود صند و قچہ کو کھولا اُس میں ایک ورق تصویر نکلا بادشاہ نے خود دیکھا تو صدمہ مردمان با عظامان سبز اسبان عربی پر سوار اور نیزہ خطائی ہاتھ میں شمشیر اصفہانی کمر میں اس ہیبت و جلالت کی صد مرتبہ نظر آئیں کہ جنگی تصویر دیکھنے سے انسان کا زہرہ آب ہو جائے اور حاشیہ پر بخط خفی لکھا تھا کہ ایسی صورت و شکل کے لوگ اس ملک کو تسخیر کریں گے پس اسی زمانہ میں غازیوں نے اُس ملک کو لے لیا اور بادشاہ قتل ہوا ملکہ نے یہ نقل اُسکے دایہ سے کہا کہ محمد علیہ السلام

القصد جب جو ہر دیر وین درہ کوہ میں داخل ہوئے تین روز و شب انکو برابر راہ میں گذرے تیسرے روز دور سے ایک قبیہ اطلالی معلوم ہوا ہر وین نے کہا یہ وہی قصر ہے جہاں ہم تم جاسکے جو ہر نے کہا کہان پر دین نے کہا وہ سامنے بائیں ہاتھ جو ہر نے جو خیال کیا تو واقعی قبیہ معلوم ہوتا ہے ہر دین نے کہا قصر خاصہ یہی ہو اور ملکہ شمشہ تاجدار اسی قصر میں ہے جو ہر نے جو یہ مردہ جان فراسنا کہا خدا تیرے آقا کی عمر دراز کرے کس راہ سہل و نزدیک سے لائے حکیم صاحب تو فرماتے تھے کہ پندرہ روز کی راہ ہے ہر وین نے کہا راہ تو پندرہ روز کی تھی لیکن یہ راہ درہ کوہ سے واقع ہے اس راہ سے بشر کی مجال نہیں جو چلا جائے یہ فیض حکیم صاحب ہے کہ جو ہم تم چلے آئے جو ہر نے کہا بیشک اب جو درہ کوہ سے باہر آئے تو ایک پہاڑ سبز زمر دین سر بہ فلک کشیدہ دیکھا اور ہوا اُس کوہ کی فوت بخش دل و دماغ مفرح روح و جگر پائی گئی ہر وین جو ہر کو اُس مقام پر جہاں جشن نوروزی ہوتا ہے لایا جو ہر نے اُس میدان وسیع میں دیکھا کہ ہزار ہا خیمہ استادہ میں جو ہر نے کہا یہ خیمہ کس کے ہیں پوچھا بولایا خیمے اُن لوگوں کے ہیں جو جشن نوروز میں واسطے دیکھنے لوح کے ولایت ہائے بعیدہ و بلاد ہائے دور و دراز

سے آئیے پھر پروین جو ہر کو صفوں پر لیکھا اور کہا کہ صفہ بلند پر ابو عامر و ابو حاکم بادشاہ فردوس کا تخت بچھے گا اور باقی صفوں پر خلایق شہزادے اپنے قاعدے اور مراتب کے موافق بیٹھیں گے پروین نے جو ہر سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ لوح کو قریب سے دیکھیں لیکن کوئی صورت نظر نہیں آتی بجز اس کے کہ پادری کی نوکری کرین تو البتہ ممکن ہو اس واسطے کہ جہان تخت ہو وین لوح ہوگی اور وہاں بجز اس کے کہ جو طالب لوح ہو دوسرا جہان نہیں سکتا جو ہر نے کہا سچ ہے پروین نے کہا پادری بجز ایک خدمتگار کے دوسرا نہیں لاتا لہذا اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں یہ کہنے فائب ہو گیا ہر چند جو ہر نے تلاش کیا پروین کو نپا یا سمجھا کہ حکیم نے جو خفیہ پروین کو تعلیم کی ہے اس کی تعمیل کو کیا ہوگا آخر جو ہر شہر فردوس میں آیا جیسا کہ ابو المکارم سے سنا تھا ویسا ہی شہر کو پایا سیر و تماشا کرتا رہا بعد اس کے باہر شہر کے جو خیہ تھے وہاں گیا لیکن پروین کو نہ پایا اس عرصہ میں شام ہو گئی جو ہر جلاست کوہ گیا عجب یرضا جگہ دیکھی کہ تمام میدان گلہاے رنگارنگ سے مہور تھا اور چشمہ ہائے شیریں و پاکیزہ جا بجا جاری تھے جو ہر ہر جگہ کا تماشا دیکھتا ہوا قصر اخضر کی پشت پر گیا اور دل میں خیال گذرا کہ چلو اندر محل کے ملکہ کو دیکھیں کہ کس حسن و جمال کی صورت ہے و یا فقط شہر ہی شہر ہے یہ تصور کر کے ایک دیوار پر کہ جو کس قدر پست تھی کھنڈ بھینکی لیکن کھنڈ نہ پہونچی تین بار ملکہ کھنڈ لگائی مگر کارگر انوی بنور خیال جو کیا دیکھا کہ بروقت لگانے لگنے کے دیوار بلند ہو جاتی ہے جو ہر بولا سبحان اللہ عجیب و غریب عمارت ہے کہ جسکی دیوار گھٹتی بڑھتی ہے اور یہ شعر پڑھا شعر

ایجا جو جای بودن آن ماہ پیکرست | ہر وضع او غریب تر از وضع دیگرست

الغرض جو ہر اسی حیرت و استعجاب میں بیٹھا تھا کہ دو تین عورتوں کی آواز آئی جو ہر نے جو کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ ایک عورت نے دوسری سے کہا امیر شہرین ملکہ ابکی جشن میں کرسی پر نہ بیٹھیں گی شہرین نے کہا امیر شہرین شکوہ ہے بلکہ اس سال ملکہ کو جشن نوروز میں جانا منظور نہیں ہوگا شاید دایہ سہمن بانو کے کہنے سے جائے تو جائے بلکہ یہ بھی فرمایا تھا کہ مبادا سوائے صاحب تصویر کے کسی احمد و محمود نے اگر لوح کو پڑھا تو پادری اور باب اور چچا اس کے ساتھ میرا عقد کر دیں گے اور میں بجز اس جوان کے اگر فرشتہ بھی فلک سے آئیگا تو عقد نہ کرے گی پھر کس واسطے میں جشن میں جاؤں دایہ نے کہا کہ یہ رسم قدیم اور وصیت آبائی ہے اسکا ترک کرنا خوب نہیں تم خاطر جمع رکھو سوائے اس جوان یعنی طلسم کشا کے اور کسی سے لوح پڑھی نہ جائیگی اس امر میں پادری اور ابو عامر و ابو حاکم سب عاجز ہیں کسی کو دخل نہیں تم شوق سے جشن میں جاؤ اور کرسی پر جلوس فرماؤ ملکہ نے کہا خیر میں تمہارے کہنے کے بموجب جاؤنگی ورنہ کوئی جیلہ کر دوں گی جو ہر نے جو یہ باتیں زبانی کینزدن کے سنیں ایک آہ کا نعرہ مارا اور کہا افسوس ہزار افسوس کہ شاہزادہ معز الدین تو سوداے عشق ملکہ میں ایسا خود درفتہ ہو کہ دنیا اور مافیہا کی خبر نہیں اور یہاں کینزدن کی زبانی یہ سنا کہ ملکہ کسی دوسرے کے عشق میں مبتلا ہے خیر یہ بھی امورات تقدیری ہیں اس میں کیا چارہ جو ہر کو

ایسا رنج و ملال ہوا کہ اسی افسوس و تاسف میں تمام رات زیر دیوار بسر کی صبح کو جب زیر کوہ آیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک ناقہ سوار تیز رفتار خیزا خیز چلا آتا ہے جو ہر بھی راہ میں کھڑا ہو رہا جب وہ شتر سوار قریب آیا دیکھا ایک مرد سیاہ فام کوتاہ قد حیران و پریشان ایک کتاب نگے میں حائل کیے شتر پر سوار ہے جو ہر نے سلام کیا اس نے جو ہر سے پوچھا تم کون ہو اور جشن نور و زیہان کہاں ہوتا ہے جو ہر نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اور کہاں سے آنا ہوا شتر سوار نے کہا میرا نام رستمیوں راہب ہے اور دیار بکر کے بادشاہ کا ایچی ہوں بادشاہ نے لوح دیکھنے کو بھیجا ہے انشاء اللہ بعد دیکھنے لوح کے اس کے مضمون سے خلائق کو آگاہ کرونگا لوح کا یہ ٹھنکا کیا مشکل بات ہے پھر ملکہ کو ہمراہ لیجاؤنگا یہ سنکے جو ہر کو کس قدر غصہ آیا مگر دل میں کہا کہ اسکی بیہودہ گوئی سے تجھے کیا کام اپنے مطلب سے عرض رکھ بعد ازاں جو ہر نے کہا ایڑیوں پر ہون اگر چہ تمہارا نام رستمیوں ہے لیکن تم اس بندہ کو اپنا رستمیوں کرو تو میرے نزدیک بہتر ہے رستمیوں نے جواب دیا واقعی تعجب ہے کہ جو دیار بکر سے یہاں آئے اور وہ مجمع میں بغیر رستمیوں نہ پہنچ سکے جو ہر اس بات پر راہب کی خوب ہنسا اور کہا ای بزرگ تم تنہا ہو بد و ن آدمی کے کیونکر کام چلیگا راہب نے کہا آدمی میرے عقب میں ہیں مجھے تا آئے انکے ضرور ایک آدمی کی ضرورت ہے جو ہر نے کہا میں تمہاری خدمت کرنے کو موجود ہوں راہب جو ہر کو اپنے ہمراہ کاروان سرا میں لایا ایک چمچہ کرایہ کو لیا شتر کو باندھا جو ہر واسطے تیاری کھانے کے آمادہ ہوا جب کھانا دسٹر خوان پر چھنار راہب نے کہا آؤ جو ان تو بھی مرد و نجیب معلوم ہوتا ہے ہمارے ہمراہ کھانا کھاؤ غنکے دونوں نے کھانا کھایا اور تمام رات حرف و حکایات میں گذرائی صبح کو بعد فراع امور ضروری کے دونوں رفتہ رفتہ ان صفحہ سے پست و بلند پر پہنچے راہب صفر ہشتم پر جانے لگا سیا دل و چوہ دار مانع ہوئے کہ یہ جگہ انکی ہے جو لوح کو دیکھنے آئیں گے راہب بولا میں ایچی بادشاہ دیار بکر کا ہوں اسی واسطے آیا ہوں پھر کوئی معرض حال نہوا راہب اسی جگہ پر جا بیٹھا اتنے میں وہ دونوں بادشاہ ابو عامر و ابو حاکم بھی آئے تخت پر تنگن ہوئے جو ہر نے حسب بیان ابوالکارم دونوں بادشاہوں کو سیاہ پوش و سفید پوش دیکھا پھر مجمع خلائق میں ایک درہمی و برہمی ہوئی سب جانب کوہ نگران تھے کہ ملکہ شمسہ تاجدار بہ لباس سرخ نقاب افکندرہ برق درخشان کے مانند مجمع میں آئی دونوں بادشاہوں نے سر و قد تعظیم دی وہ پری پیکر اپنی کرسی جو اہر نگار پر جلوہ افروز ہوئی خواصوں نے بدستور کتاب و لوح راست و چپ رکھ دی پھر پادری ایدروس آ یا سب نے پادری کی تعظیم دی پادری نے اول سیوہ و نقل اہل مجلس کو تقسیم کیے بعد ازاں اہل مجلس سے مخاطب ہوا اور کلمات سخت و درشت ابو عامر و ابو حاکم کو کہے اور ملکہ شمسہ تاجدار کو مع شرط اظہار مطلب لوح خلائق پر عرض کیا چار شخصوں نے لوح دیکھی جب رستمیوں نے لوح لی تو جو ہر نے بھی دیکھی ہر چند جو ہر نے فکر کی لیکن ایک حرف سمجھ میں نہ آیا راہب نے بعد مطالعہ لوح باوازی بلند کہا ایہا الناس بدانید و آگاہ باشید فی الجملہ حال لوح سے میں آگاہ ہوا ہوں اگر اجازت دو تو میں بیان کروں سب حاضرین محفل نے نظر استعجاب راہب کو دیکھا

پادری بولا اے شخص ہم مدت مدید سے اسی ام کے مشتاق ہیں بیان کر رہا ہے کہ کہا ایسا الناس آگاہ ہو کہ تم پر
 آئندہ حال لوح ضرور ظاہر ہوگا اور مالک ملک شمسہ تاجدار ضرور یہاں تشریف فرما ہوگا پس زیادہ اس سے
 مجھے حکم بیان نہیں ہو پادری ایدروس نے کہا بلا شک یہ بیان تیرا درست ہے پس مجمع متفرق ہوا سب اپنی اپنی
 جگہ پر چلے گئے اور اُس برہی خلاق میں راہب بھی غائب ہو گیا جو مہر نے ہر چند تلاش کیا نہ پایا جو مہر کو راہب
 کی اس حرکت سے کمال حیرت ہوئی اس اثنا میں ایک ملازم شاہ جو مہر کے پاس آیا اور پوچھا اے جہان وہ آقا تیرا کہاں ہے
 جو مہر نے کہا میں نہیں جانتا کہ کہاں چلا گیا میں خود اُسکی تلاش میں ہوں ملازم نے کہا ہمارے بادشاہ نے تمکو
 بلایا ہے جو حال کہ مفصل ہو چکے بادشاہ سے بیان کرو آخر مجبور ہو کر جو مہر اُسکے ہمراہ سر امین آیا دریافت کیا معلوم
 ہوا کہ شتر بھی کرایہ کا تھا وہ کرایہ دیکر چلا گیا الغرض ملازم جو مہر کو دیوان عام میں لایا بادشاہ ہونے جو مہر کو طلب کیا جو
 اندر بارگاہ کے گیا دیکھا دو نوں بادشاہ تخت پر بیٹھے ہیں اور پادری عالم سکوت میں ٹہل رہا ہے جو مہر نے سلام کیا پادری
 سمجھ گیا کہ یہ سلمان ہر دلمین تو جواب سلام دیا مگر بظاہر کمال ترش روئی سے کہا وہ آقا تیرا زبان دراز کہاں ہے جس نے
 مجمع میں یہ عبارت ہے اصل بیان کی اب ہمکو یہ دریافت کرنا منظور ہے کہ اُسے کس سند و دلیل سے کہا تھا اگر وہ اس
 کلام کی تصدیق کر دے گا تو خیر ورنہ اُسے ہم اس دروغ گوئی کی سزا دیتے جو مہر نے کہا وہ کیا انصاف وعدالت ہے
 اول تو حاکم کا مواخذہ محکوم سے یعنی وہ میرا حاکم تھا جہاں اُسکا جی چاہا چلا گیا میں روک سکتا تھا یا مانع ہو سکتا تھا
 دوسرے اتنے بڑے جلسے میں وہ ہم کلام ہوا اُسوقت آپکی حکومت کام نہ کر سکی جو آج جمع غریب مسافر پر شان حکومت
 ختم کرتے ہو اور اصل حقیقت یہ ہے کہ میں بھی مسافر لوح کے دیکھنے کا مشتاق تھا اور وہ بھی وارد ہوا مجھے راہ میں ملاقات
 ہو گئی اُسے مجھے ملازم کیا میں بحیلہ ملازمی مجمع میں اُسکے ہمراہ آیا اور لوح اُسکی وجہ سے دیکھی لیکن وقت برخاستگی محفل
 وہ غائب ہو گیا میں خود اُسکی تلاش میں ہوں کہ اپنی تنخواہ ملازمی لون یہ موقع خوب ملا ورنہ مجھ غریب کی کون شنیتا
 اب حضور حاکم ہیں میں فریادی ہوں حضور میری تنخواہ اُس سے دلوادین جب جو مہر نے یہ بادشاہ ہون کے آگے
 بیان کیا پادری بولا بلا شک یہ مرد راست گو ہے اُسکا سوال درست و راست ہے یہ فید ہونے کے لائق نہیں بلکہ لائق
 داد و رسی کے ہے بادشاہ ہون کے کہا کہ وہ مرد مسافر تھا اُسکی کوئی جاہداد نہیں ہے نہ یہاں کا سکھ ہے نہ لہذا اُسکا چارہ غیر ممکن ہے
 اگر تم ہمکو اُسکی جاہداد کا نشان دو تو ہم ضرور تمھاری امداد کریں گے یہ کہنے رخصت کیا جو مہر وہاں سے حمید کے دروازہ پر
 آیا حمید کو آواز دی حمید باہر آیا جو مہر نے سلام کیا اور سلام ابوالمکارم کا پہونچا یا حمید بڑی عزت سے جو مہر کو
 مکان میں لیگیا اور ابوالمکارم کا حال پوچھا ابوالمکارم نے کہا فضل الہی سے اچھا ہے شب و روز عیش و آرام سے
 گذرتا ہے لیکن ہم اُسکے سبب سے سخت عذاب میں پھنسے ہیں حمید نے پوچھا خدا نخواستہ کیا عذاب ہے جو مہر نے کہا
 اے برادر ابوالمکارم جو تمھارے پاس سے ملک مغرب کو گیا وہاں سرکار میں شاہزادہ معز الدین ابوالمکارم کے ملازم ہوا

ایک روز عند الذکر حال شہر فردوس اور ملکہ ششم تاجدار کا مع جشن وغیرہ شہزادہ سے بیان کیا اور تصویر ملکہ
پیش کی شہزادہ تصویر دیکھتے ہی عاشق و شہیدا ہو گیا یہاں کے تحقیق حال کو مجھے بھیجا اور یقین ہو کہ سال آئندہ
بہ رخصت اپنے والد بزرگوار یعنی سلطان اسماعیل کے خود بھی یہاں تشریف لائے اس واسطے کہ ہم غصب میں
گرفتار ہیں کس واسطے اگر وہ ذکر یہاں کا نہ کرتا تو مجھے یہ نصیب کیوں پڑتی حمید نے کہا تم بھی جشن میں آئے ابو الحسن بولا
ہاں حمید نے کہا تم شہر میں کب سے آئے ہو ابو الحسن نے کہا تیسرا روز ہو حمید نے کہا آہ آپ تین روز سے شہر میں
ہیں اور آج ہم سے ملاقات کی اخلاق و محبت اسی کو کہتے ہیں جو مہر نے کہا ایک میرا رفیق تھا اس وجہ سے میں معذور
رہا حمید نے پوچھا اب وہ رفیق کیا ہوا جو مہر نے کہا بعد برخواست ہوئے جشن کے خدا معلوم کہاں گیا الا شاید بموجب
وعدہ کے میرے انتظار میں ہو اور وعدہ گاہ میرا اسکا فلان جافلان درخت ہو حمید نے اپنے آدمی کو بھیجا کہ جہاں کا
یہ نشان دیتے ہیں تم جاؤ اور وہاں سے اُسے بلا لاؤ اور ابو الحسن سے کہا آپ کمر کھولیں اور تشریف رکھیں بعد
چند روز کے پھر چلے جانا جو مہر نے کہا میں یہاں نہیں رہ سکتا کیونکہ شہزادہ کو میرا انتظار ہوگا اور جانا دور ہر جان
انشاء اللہ شہزادہ کے ہمراہ اس سال جو میں آؤں گا تو بیشک رہوں گا کس واسطے کہ جیسی تشریف اوصاف حمید کی
ابو المکارم سے سنی تھی اُس سے وہ چند زیادہ پائی بلکہ باہر از قیاس ہو کہاں تک عرض کروں حمید لاچار ہوا
اور خط طولانی جو مہر کی شکایت میں ابو المکارم کو لکھا جو مہر نے مسافت ملک معروف پوچھی حمید نے کہا راہ معروف
چالیس روز کی ہو اور راہ کو ہی قریب ہو الغرض جو مہر حمید سے رخصت ہو کر باہر شہر کے آیا پھر خیال کیا کہ وعدہ گاہ پر
ضرور چلنا چاہیے جب درخت کے قریب آیا دیکھا پروین منتظر بیٹھا ہو جو مہر نے کہا اے میرا اسیسی بے مردتی کو کام فرما
کہ لائق عرض نہیں ہو عرض کہ پروین نے وہی روغن اپنے اور جو مہر کی چشم پر ملا اور وہاں سے روانہ ہوا روز سوم
وہاں جا پہنچے حکیم صاحب نے جو مہر کو اندر نگہبند کے بلایا اور فرمایا کیوں جو مہر وہ لوح کس شکل کی ہو اور خط کیا ہو
جو مہر نے عرض کی پروم رشده لوح لقرئی ہو اور وسط لوح میں آب زر سے ایک عبارت لکھی ہو کہ ہرگز قیاس میں
نہیں آتی حکیم صاحب نے فرمایا روز رخصت جو مہر نے لکھا سمجھا دیا تھا وہ بھی یاد رہا یا نہیں ایک کاغذ موم دکا فو کا
ملا ہوا پروین کو دیا تھا جو مہر نے کہا میں حضور سے پوچھنے والا تھا مگر بسبب گستاخی کے عرض نہ کر سکا حضور نے
خود ہی ارشاد فرمایا حکیم صاحب نے وہ کاغذ جو مہر کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا بغور اسکو دیکھو ابو الحسن نے جو
کاغذ کو دیکھا بعینہ تحریر لوح کی ہو ایک سر مو فرق نہیں ہو جو مہر نے قیاس کیا کہ یہ کاغذ موم کی اس واسطے دیا گیا تھا
کہ حرف اس پر اٹھ آوین حکیم صاحب نے فرمایا کہ یہ کاغذ اس واسطے بھیجا تھا کہ جب حرف لوح اس پر اٹھ آوینگے اس وقت
معلوم ہو جائیگا کہ وہ خط لوح کیا ہو اسلئے کہ خط طلسم سات قسم کے ہیں اول سریانی دوم عبرانی سوم رومی چہارم عربی
پنجم فارسی ششم یونانی ہفتم ہندی مگر بعض کا قول ہے کہ یونانی پنجم اور فارسی ششم لیکن اب معلوم ہوا کہ خط لوح یونانی ہو

اور اصل میں یہ خط صفر آدم نے استخراج کیا ہے اور رواج دہندہ ارسطو ہے ورنہ پیشتر اس خط سے کوئی حکیم آگاہ نہ تھا اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اگر کاغذ پر ہو تو پڑھ سکتا ہے لیکن لوح ہرگز پڑھی نہیں جاتی کس واسطے کہ یہ لوح لوح طلسم ہے اور بانیان طلسم نے شکست طلسم محض لوح پڑھنے پر موقوف رکھی ہے اور پڑھنا لوح کا ایسے ایک عمل شاقہ و دشوار ہے مگر کیا ہے کہ انجام اس کا کسی طرح قیاس بشر میں نہیں آسکتا مگر بانیان طلسم نے جسکے نام پر فتح طلسم مقرر کی ہے بلاشبہ شک اس منزل سخت کو وہی طے کر سکتا ہے اور وہ بھی اس باعث سے کہ موکلان بالا اور انکی خادم پر یزادین اور اجنا صاحب اسلام بقوت اسماء الہی ہر وقت ہر لمحہ ہر کام میں موبد من اللہ کے شریک رہتے ہیں لہذا شاہزادہ کو سمجھانا اور میری طرف سے کہنا کہ اس سفر کا عزم بعید القیاس ہے اس ارادہ سے باز آؤ کہ ایک امر ظنی کے لیے تمام جہان کی آفت و مصیبت گوارا کرنا دانشمندی سے بعید ہے اور اہل خرد ایسے امر کو جنون کہتے ہیں ایسا

عاشقی صیت کو بندہ جانان بودن	دل بدست نگران جان حیران ماندن	حکیمے خردمند دانای راز	بہ چو ہر چنین گفت با صد نیاز
کہ ای در طریق وفا مستقیم	مثال تو در امر خدمت حکیم	سے رنج بردے براہ وفا	کشیدی ز ہر خار این رہ جفا
بشہزادہ از من دعاے گو	پس انگہ بگویش کہ این رہو	درین رہ بود خوار بہ بیشتر	بود حکم ہر خار چون نیشتر
خداوند این دولت یقیان	نصیب کہ خواہ شد از تیغ ناس	بر این امر ظنی با امید گنج	کشیدے خردمند زین گو نہ رنج
	از سوداے آن مہر خویش گیر	بجائے دگر عاشقی پیش گیر	

جو میر نے کہا ای صدف گو ہر مدعا و ای ہادی گو کہ در راہ سبحان اللہ اس روز تو حضور نے زبان ہجر بیان سے یہ فرمایا تھا کہ ہم تیرے اور شاہزادہ کے مقاصد دلی میں کوشش کریں گے اور آج اس طرح فرماتے ہیں کہ شاہزادہ کو اس قصد سے باز رکھو حکیم صاحب نے فرمایا اس روز تم نے فقط اپنا مطلب بیان کیا تھا کہ میں روز نور و زقریہ فردوس میں پہنچ جاؤں سو اللہ وہ مطلب تمہارا بر آ یا جو میر نے عرض کی حضرت نے فرمایا تھا کہ ہم تمہارے طالب میں سعی کریں گے اور مطالب لفظ جمع ہے و احدا یک مطلب ہے آئندہ حضرت کو اختیار ہے حکیم صاحب جو میر کی اس گفتگو پر خوب سننے اور فرمایا بہر حال ہم سمجھے کہ تم بہ حجت طالب علمی شاہزادہ کو کسی بلا میں مبتلا کیا چاہتے خیر تو دانی و کار و تاب اس امر سے خوب آگاہ ہو کہ عقد ملکہ سہمہ تاجدار کا فقط لوح خوانی پر موقوف ہے اور لوح پڑھنا بدون کھائے ثمرۃ الفہم کے ممکن نہیں اور ثمرۃ الفہم بدون پہنچنے شجرۃ العقل تک کے مشکل ہے اور شجرۃ العقل تک جانے میں ہزار ہا آفت اور بلا کا سامنا ہے جو میر نے کہا ای قبلہ و کعبہ اس جملہ کو بھی برا سے خدا ارشاد فرماوین کہ ثمرۃ الفہم کیا ہے اور شجرۃ العقل کیا ہے حکیم صاحب نے فرمایا امی ابو الحسن جب حکماء یونان کو حال غرق ہونے تختہ یونان کا معلوم ہوا تب سب حکماء جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ کوئی ایسی چیز بنا کر چھوڑی جائے جس سے بقاے نام رہے اور ایک طرح کا فیض جاری رہے آخر الامر یہ اسے قرار پائی کہ تخم درخت زیتون جو کہ وہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے زمانہ میں تھا اور انھوں نے چند اسماء اعظم اور اعمال جبرائیل سے تخم پر دم کیے تھے بعد ازاں وہ تخم یونان گیا جب اُس سے درخت پیدا ہوا اُس درخت کا نام شجرۃ العقل رکھا گیا اور جب وہ درخت بار آور ہوا تو اُس کے تخم کا نام ثمرۃ الفہم مقرر ہوا چنانچہ اُس ثمر کو خداوند عالم نے یہ تاثیر بخشی ہو کہ کھانے سے اُس کے صفائی ذہن و سرعت فہم و جودت حافظہ و سلامتی نفس و استقامت مزاج اور متانت عقل علی قدر ہر انسان کو حاصل ہوتی ہو اگر کیسا ہی کو دن ہو انسان ذلیفہم بلکہ حکیم ہو جائے لیکن ہاتھ آنا اُس کا دشوار ہو کس واسطے کہ وہ درخت ہمیشہ پانی میں غرق رہتا ہے جب دریا کو جڑ ہوتا ہے اس وقت وہ درخت پانی سے ظاہر ہوتا ہے دوم چار شیا طین بشکل میب نگہانی درخت پر معین ہیں اور ایک اُردہ درخت سے لپٹا رہتا ہے اُس جگہ کی تاثیر یہ ہے کہ اگر کوئی کشتی وہاں جانتے تو صاحب کشتی کی عقل آگے سے زیادہ ترقی کرتی ہے اور جب وہاں سے چلا آئے تو پھر اپنا لکھا آپ بڑھا نہیں جاتا ناقصہ کو تاہ جب تک معزالدین اُس ثمر کو نہ کھائیگا لوح مرگزی نہ پڑھی جائیگی جو مہر نے عرض کی کہ شاہزادہ اپنے زعم میں اس امر سے باز آوے مجھے تو نہیں معلوم ہوتا مگر میں حضور کی طرف سے ضرور سمجھاؤنگا آئندہ اُسے اختیار ہو حکیم صاحب نے کہا خیر اگر مرضی چارہ ساز عالم یہی ہے کہ شاہزادہ معزالدین سوداے عشق میں اُس نازنین کے خود گرفتہ رہے ناچار اُسے پھر میرے پاس لے آنا جو مصلحت وقت ہو گا وہ کیا جائیگا جو مہر نے حکیم صاحب کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور یہ شعر پڑھا شعر

برین مرزدہ گر جان فشانم ہوتا | کہ این مرزدہ آسا نیش جان است

پھر حکیم صاحب نے فرمایا کہ اے جو مہر اُس رہنمون کے حال سے بھٹک کر خبر ہو کہ وہ کون تھا جو مہر بولا میرے نزدیک تو وہ رہنمون نہ تھا کوئی بلائے آسمانی تھا میں اسی کے سبب سے ایک غضب میں گھر گیا تھا حکیم صاحب نے فرمایا وہ تنہا رافیق پروین تھا جس نے موافق حکم میرے تھیں دھوکا دیا جو مہر بولا مجھے اُس کے طرز کلام کے کچھ کچھ شک گذرا تھا مگر اس رہبر طریق نے ایسی بے اعتنائی کی کہ مجھے مطلق اُس کا خیال تک نہ آیا غرض دوسرے روز جو مہر حکیم صاحب سے رخصت ہو کر سہیل کے ہمراہ عمرانیہ میں آیا اور یکشنبہ کو باغ میں ملکہ خلدانہ کے پاس گیا یہاں ملکہ خلدانہ بامید آنے جو مہر کے یکشنبہ ناغہ نہ کرتی تھی ہر یکشنبہ کو ضرور آتی تھی کہ شاید ایسا ہو کہ جو مہر آوے اور پھر جانے غرض حسب معمول ملکہ نے روشنی کا حکم دیا باغ آراستہ ہوا ملکہ خلدانہ روشنی باغ کا سیر و تماشا دیکھتی ہوئی اُس دیوار کے پاس آئی جہاں سے جو مہر آتا تھا اور وہاں فرش مکلف بچھوایا اور ابو الحسن کا ذکر شروع کیا یعنی آج اکیس روز کا عرصہ ہوا ابو الحسن کو گئے ہوئے لیکن اے سمن سنا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آج ابو الحسن سے ضرور ملاقات ہوئی گسوا سٹے کل خواب میں میں نے اس راحت رسان قلب حزن اور سہ و بخش خاطر اندوہ میں کو دیکھا ہے کہ میرے پاس آیا ہو اور رخصت مانگتا ہے ابھی یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہی دیوار پر نمایان ہوئی خواصین متوہم ہوئیں لیکن ملکہ کو

دریافت ہو گیا کہ یہ سیاحی خالی از کیفیت نہیں ہے پس ملکہ خلدانہ ایک حالت اشتیاق میں زبردیوار تشریف لائی اور کہا ای ابو الحسن الحمد للہ کہ بعد انتظار بسیار جمال باکمال آگئے دکھلائی دیے ابو الحسن دیوار سے اترے اور ایک عالم شوق میں ملکہ سے بے تکلف ہو اور کہا شاعر

دل کی جو اسید تھی بر آگئی | صورت محبوب نظر آگئی

پھر لب جان بخش ملکہ کے بوسے لیے اور کہا ای ملکہ شاعر

جسدن سے ترے ملنے کا گلوں پیام تھا | اچھے یہ ہنسنا گل پہ ہکنا حرام تھا

ملکہ خلدانہ جو ہر کو مکان خلوت میں لائی اور کہا ای ابو الحسن تجھ سے بے مروت شاید دنیا میں اور کوئی بھی ہوگا کہ جسدن سے تو گیا پھر تو نے یاد بھی نہ کیا ہوگا اور ہمارا جو حال کہ تیرے پھر میں گزرا کس زبان سے بیان کروں کہ شب و روز تیرا ہی خیال تھا کوئی لحظہ آرام نہ تھا سارا گھر کاٹے کھاتا تھا جو مہر نے کہا ای گو مہر حسن دھونی گل گلزار محبوبی اس پر دہ دنیا پر کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو تجھے ایک بار دیکھ لے اور پھر اسکو تیرا خیال نہ ہو یہ محال ہے لیکن بقول شہسری شاعر

مجھے دیکھا جس نے کہ امیری بخدا اسکے نظارہ کی | نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس

تو کہا ای ملکہ تجھ کشتہ فراق سے شکوہ نہ چاہیے بعد اسکے جو مہر نے تمام سرگذشت اپنی ملکہ سے بیان کی اور یہ کہا انشاء اللہ شہزادہ معزالدین بھی بقصد عقد ملکہ شمسہ تاجدار یہاں ضرور آئیگا خلدانہ نے کہا میں نے بھی سنا ہے کہ دختر ابو عامر کسی شہزادہ اسلام سے نکاح ہوگا جب اس حرف و حکایات میں رات ٹھوڑی رہی جو مہر نے ملکہ سے رخصت طلب کی اور کہا کہ اب کی مرتبہ جو میں آؤنگا تو عمر ان شاہ سے اپنے عقد کا پتہ لے سکتا ہوں دو دن کا ملکہ نے کہا عرصہ ایک ہفتہ کا ہوا کہ نچا مٹی کا نامہ اس مٹھون سے آیا تھا کہ جس روز سے کہ مہر ورے کو واسطے پر صدمہ اٹھایا نہایت معوم رہتا ہے لہذا مجھے یہ منظور ہے کہ اب اسکی شادی جلد ہو جائے دیر کیا ضرور ہے جناب والدہ ماجدہ صاحبہ نے بشورہ جناب والدہ صاحبہ یہ جواب لکھا ہے کہ ملکہ خلدانہ کو ایسا ایک عارضہ سخت و مہلک ہوا تھا کہ حسین امیر دست بھی نہ تھی مگر اب فضل الہی سے صحت ہوئی ہے لیکن ابھی تک بخوبی آرام نہیں ہوا انشاء اللہ تعالیٰ بعد تندرستی کامل کے ہم اطلاع دینگے اس صورت میں اندیشہ یہ ہے کہ شاید تم بوجہ لاپرواہی کے اپنے شغل و اشغال میں منہ روخت ہو جاؤ یہاں نہ آؤ یا تمکو عرصہ ہو تو میں زندہ در گور ہو جاؤ گی پھر کیسا نکاح اور کیسی شادی سب موقوف رہے گی جو مہر بولا جائے بعد اسے تو میں تجھے بھولوں یہ ممکن نہیں تم خاطر جمع رکھو انشاء اللہ میں تمہارے حال سے کسی حال میں غافل نہ ہوں گا بس میرے فقط ملک مغرب میں پہنچنے کی دیر ہے اگر خدا نے چاہا تو دوسرے ہی روز مع شہزادہ کے اس طرف روانہ ہوں گا اور قصد تو میرا یہ تھا کہ تمکو بھی ساتھ لیتا جاتا مگر اس امر میں کئی قباحتیں ہیں اول یہ کہ نظر خلالت میں عورت ذلیل ہو جاتی ہے دوسرے مجھے وہاں قیام منظور نہیں تیسرے تمہارے باپ کو دولت اسلام دینی ہے اور اگر یہ عقد

وہ مسلمان نہوا اور اپنی رضامندی سے تمھارا عقد میرے ساتھ نہ کیا پھر مجھے پابندی اس آیت کی کرنی ہوگی جو جوہن
الی الکفار پھر جس طرح سے کہ ممکن ہوگا تمھیں لوں گا جو تھے تم پر خوب روشن ہو کہ جو امر شہزادے کا رو بکا رہا
بدون اسکے انجام دیے بعید از ہمت و انسانیت ہو کہ شہزادہ صدمہ فراق میں ہوا اور میں اپنی بغل گرم
کروں یہ محالات سے ہر اس بیان سے ابوالحسن کے ملکہ خلد انہ چپ ہو رہی اور دل میں سوچی کہ جو صبح کشتا
ہو مقتضایہ انصاف ہی ہو عرض جو ہر ملک سے رخصت ہو کر روانہ ملک مغرب ہوا ادھر ملکہ بستر غم پر جا دراز ڈھ کر گرتی ہے

کشتا ہی بار کے ہوئی کس درجہ بکلی	کیا کیا گھنڈے تھے سین جس پر وقار	باغ الفت کا چمن اگل تر شا ہوا	ریح کی چلنے لگی گلشن راحت میں ہوا
کشت سربز کو یوں ہاتھ سے پامال کیا	خار خست ہوئے پید اگل امید کی جا	نخل دیہ جو ریاض اب ہو تو کیا ہوتا	شجر خشک نصیبت سے ہرا ہوتا

ادھر جو ہر بجزیریت تمام خیزا خیز ملک مغرب میں پہنچا اور درجہ مقفل کھول کے داخل حجرہ ہوا سب کو آرام کیا صبح کو
مکاندار نے گوہر کو خبر کی شب کو قفل لٹ گیا چوری ہو گئی گوہر سمجھ گیا کہ بلاشبہ ابوالحسن تشریف لایا ہوگا گوہر
آیا حجرے کے اندر گیا جوہر کو دیکھا سلام کیا جوہر نے گوہر کو گے سے لگایا حال پوچھا گوہر نے کہا اول آپ
ارشاد فرماؤں کہ کیا معاملات پیش آئے جوہر نے کہا قصہ طول و طویل ہو پھر کوں گا اب تو یہ حکم عام دے کہ آقا
میرا نماز ظہر کے بعد دربار عام کر لگا گوہر نے اس خبر کو تمام شہر میں منتشر کیا امیدوار وظیفہ دار تمام حاضر ہوئے جوہر
دربار میں تشریف لایا مقدمات باقی ماندہ محالات فیصلہ کیے یہاں سلطان اسماعیل نے شہزادہ سے پوچھا جوہر
فیصلہ محالات کو کیا تھا یا عبادت کرنے کو میں نے سنا ہے کہ وہ ایک حجرہ میں جملہ نشین ہو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا سر ہو
شہزادہ نے عرض کیا جوہر کو آپ خوب جانتے ہیں کہ وہ متقی و عبادت گزار ہو لہذا کوئی گوشہ عبادت کو ملحوظہ مقرر
کیا ہوگا جسکو عوام نے اس طول سے بیان کیا سلطان نے حکم دیا کہ اب جوہر کو طلب کر و شہزادہ نے کہا بہت خوب
پس شہزادہ اسی فکر میں داخل محل ہوا اور سر بزا نو سکوت میں بیٹھا تھا کہ اب حکم شاہ کا کیا جواب دوں گا کہ دارندہ
اخبار نے عرض کیا کہ ہر کارہ در دولت پر آیا اور عرضی جوہر ابوالحسن کی لایا ہے شہزادہ نے خوش ہو کر ہر کارہ کو
اندر بلایا اور عرضی ہر کارہ سے لیکر ملاحظہ فرمائی عرضی میں بعد آداب کے لکھا تھا کہ فدوی تین مہینہ سفر میں رہا جو
کہ عجائبات مشاہدہ ہوئے بروقت حضور ہی کے گزارش کیے جائینگے اور محالات کا بھی حضور کے اقبال سے بخوبی
بند و بست کر چکا ہوں شہزادہ نے جواب لکھا کہ ای برادر بجان برابر بھر دیکھئے تحریر ہذا کے جلد حاضر ہوا ایک لمحہ
وہاں توقف نہ کرنا کہ میں تمھاری ملاقات کا کمال مشتاق ہوں اور اس شعر پر ختم کیا شعر

استیائے کہ بدیدار تو دار دل من	دل من داند من داند دل من
--------------------------------	--------------------------

باقی والسلام جوہر کے پاس جب شہزادہ کا اشتیاق نامہ آیا تو جوہر نے ایک کارندہ معتمد کو وہ محالات سپرد کیے اور
خود فوراً روانہ حضور معتمد ہوا شہزادہ نے چند سردار واسطے استقبال جوہر کے بھیجے اور نہایت اعزاز و اکرام سے بلایا

اور فو دہنایت گرجو مٹی سے ملا اور اُس وقت جو مہر کو لیکے حضور میں بادشاہ کے حاضر ہوا جو مہر نے مجرا گاہ سے مجرا کیا اور زمین خدمت کو بوسہ دیا اور بادشاہ نے بھی بھر تہہ سابق مزید عنایت و پرورش فرمائی اور ملبوس خاص محبت فرمایا بعد ازاں شہزادہ اور جو مہر رخصت ہو کر محل سے اسے خاص میں رونق افروز ہوئے شہزادہ نے حکم دیا کہ بجز ابوالمکارم و جو مہر کے تا ہنگام تخلیہ کوئی باریاب نہ ہو پھر جو مہر سے حال دیا باریاب ہو چکا کہ

ایک روز فرخندہ بے ایمانہ آکر مہر خان	ایک روز بہت تو تیار دیدہ نوین دلان	باری پھر آوردی خیم زان غنیمت شک فرما	کے بجز او خون شد جگر عالم بود انیت عیان
زان ماہ سیما باز گوزان قدر دیا بار کو	زان شک طوطی باز گوزان چند سیدار پنهان	بگو ای مایہ بخش جان افکار	چہ آوردی خبر از کوئے دلدار
بگو ای نور بخش چشم مشتاق	کہ شد در انتظارش طاقم طاق		

ابوالمحسن نے ابتدا سے انتہا تک اپنا جانارہ گم کرنا شہر عمرانیہ میں پہونچنا اور ملکہ خلد اس پر فریفتہ ہو گیا اور حکیم قسطاس الحکمت سے حکمت عملی ملاقات کرنا اور عجائبات کا دیکھنا اور جشن نور و رکا حال دریافت کرنا اور دیوار قصر خضر پر کند چھینکنا اور وہاں سے مایوس ہو کر پھر نا حکیم صاحب پاس آنا اور حال شجرۃ العقل اور قرۃ الفہم کا سب قصہ بیان کیا بعد ازاں جو زیر دیوار کنیزوں کی زبانی ملکہ شمسہ تاجدار کا عاشق ہونا کسی مرد کی تصویر پر سنا تھا وہ بھی بیان کیا اور کہا کہ حکیم صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شہزادہ کو اس امر سے منع کرنا کہ اس راہ میں بچہ جفا و تکلیف و یریشانی اور کچھ حاصل نہیں زندگی غنیمت جانو شہزادہ نے یہ حال سُنکے ایک آہ سرد دہل پر دروے چینی جو مہر چپ ہو گیا شہزادے نے کہا ای برادر میں خود جانتا ہوں بقول شخصہ کہ شعر

قدم وہ محفل جانان میں بے خوف و خطر گئے	مستقبل پر جو رکھنے سے منع کے مانند سر پہلے
کہ اس راہ محبت میں تمام جہان کی آفت ناکہانی و بلا سے آسمانی اٹھائی ہوتی ہے یہ عشق وہ بلا ہے بدرہے خدا اس سے بچائے	یہ عشق ایسا بلا ہے بدرہے جسکے نام کی دوتا
	درختوں کو سکھاتی ہے لپٹنا عشق بچانکا

نہ کسی بجز لطافت پر کرے چشم کو دا	حلقہ کیسو سے محبوب ہو گرداب ہلا	کہیں سیستون کو کبھی سمجھے نہ بشر
دلہ آج آتی ہو ٹپکی تاہی اس آگین زہر	دھیان میں رنگ ظلالی کے دیکتا ہو جگر	کشتہ احسن کو سونا نہیں ملتا دم بھر
نقد جان تن میں بچار کھنے کی تدبیر یہ ہے	خاک ڈالے رخ محبوب یہ اکسیر یہ ہے	انکے چھینٹوں پہ نہ لہرائے طبیعت کو ذرا
آشنائی سے حسنین کے کنارہ اچھا	جان دے کر کے کنوین میں نہ کبھی آہ کرے	نہ کسی خیرت یوسف کی مگر چاہ کرے
عشق بے موت سدا رکھتا ہے عاشق کو مار	اس سنگمر کی ادا میں ہو قضا آخر کار	ہو وے بیمار محبت کو جو شوق دیدار
حیرہ یار کے نظارہ کے برسے اکبار	ملک الموت کی شکل رسکو دکھاتا ہو عشق	روزن در کے عوض گو چھینکتا ہے عشق
خسرت دید میں پتھر آگین آنکھیں صبرا	لب پہ دم آیا جو بوسہ کی طرف دھیان	ہم بغل ہونے کی خواہش میں ہو ایہ نقشا
موت نے آکے دبا یا کہ ہوئی جان فنا	وصل جانان کی ہوس میں رہتا کشا دھیا	بدرے سونے کے پھر کھٹ کے جنا زاد بھیا

ای برادر میں یہ سب جانتا ہوں مگر تمہیں بتلاؤ کہ میں کیا کروں شعر	
ملنی مرگ کا فرقت میں مزا جیسا ہے	اک پریرا دے دیوانہ بنا رکھا ہے
اب درجہ عشق میرا حد سے گذر گیا ہے اب مجھے پند و نصیحت کرنا فضول ہے بقول شعر	
دست از طلب ندارم تا کام من بر آید	ای تن رسد بجایان یا جان ز تن بر آید
ای جو سر نہ یہ بتاؤ کہ کوئی شکل التیام زخم جگر کی تنے نکالی یا نہیں بقول اس نظم کے نظم	
مرض عشق کی بھی کوئی دوا ہے کہ نہیں	ای سیجا مریں تہت میں تھا ہے کہ نہیں
ای سیجا مجھے اتنا تو بتا دے جلدی	درد دلی بھی مرے کوئی دوا ہے کہ نہیں
یا ای برادر فقط نصیحت ہی کو گروہ میں باندھ لائے ہوا ابو الحسن نے کہا ای شہر پار والا تبار کیسیاے صحبت عاشق بے محنت کہاں	
مصرعہ یہ وہ شہر ہے زہر سے کچھ ایسا ہل زہر متی نہیں حضور تامل فرمائیں یہ جگہ اضطراب کی نہیں ہے خاطر جمع فرمائیں اگر	
خواستہ خدا ہے تو وہ چارہ ساز عالم ہے ہمارا آپکا کام بھی درست ہو جائیگا جب تک حضور بدولت و اقبال اس آفتاب	
اوج کمال فرشتہ خصال حکیم قسطاس الحکمت والا منزلت کی خدمت بابرکت میں تشریف نہ لیجائیے اور وہ مبداء فیض	
توجہ نہ فرمائیے گایہ عقدہ لاجل کبھی حل نہوگا شاہزادہ نے فرمایا یہ امر بھی بجز تمھاری عنایت کے نہوگا جو میرے	
نزدیک یہ امر کرنا چاہیے کہ بادشاہ سے فرمان محکمات عالیات کی حکومت کا بنام نامی اسپے لکھوا لو پھر انجام اس کام	
کا سہل ہو جائیگا اور دریغ لا سنا ہے کہ امیر مجاہد الدین محکمات عالیات کا حاکم ہے یہود و نصارا نے اُسے از حد تنگ	
کیا ہے انواع انواع کے صدمات اُسکے ہاتھ سے مجاہد الدین کو پہنچتے ہیں اور گرانی غلہ از حد ہے یقین ہے کہ لشکر اسلام	
تباہ ہوا اور خبر زیر باری لشکر بادشاہ کو پہنچے اور بادشاہ پہلے سے کسی امیر کبیر عالی شان کو بھیجنے کا قصد کرے تو	
اُس وقت آپ بادشاہ سے درخواست اس ہم کی کہ اُسے اول اُس ہم کو سر کرین بعد اُسکے حکیم صاحب کی خدمت میں	
چلیں اور اسی طرف ملک عمرانیہ بھی ہے وہاں بھی ہوتے چلیں یہ مشورہ شاہزادہ کو سپہ آقا قلم	
ہمسہ نامداران آن انجمن	ابرحسین فزودند بر بواحسن
از ہوشش مجرت فروماندہ اند	برایش بسے آفرین خواندہ اند
اب گذرنا عرضی مجاہد الدین کا حضور شاہ میں اور روانہ ہونا شاہزادہ معز الدین کا	
واسطے تادیب مخالفان گمراہ کے بیان ہوتا ہے	
القسم شاہزادہ معز الدین بہ مشورہ ابو الحسن عرضی مجاہد الدین کا غنظر رہا اور جو ہر جو تحفہ حمید کی طرف سے	
ابوالمکارم کے واسطے لایا تھا اُسے دیدیا اب ناظرین افسانہ پر ظاہر ہو کہ محکمات عالیات سات قلعہ ہیں انہیں	
سے تین قلعہ نصارا کے تصرف میں ہیں اور چار قلعہ کے یہودی مالک و حکمران ہیں اور دونوں فریق میں بوجہ	
اختلاف مذہبی جنگ و جدل گشت و خون رہتا ہے اور سلطان نے واسطے تنبیہ و تادیب دونوں فریق کے	

امیر مجاہد الدین کو مقرر فرمایا تھا جب امیر بہان ہوئے تو دونوں فریق نے اتفاق کیا اور امیر سے بمقابلہ پیش آئے اور لشکر اسلام چونکہ قلیل تھا ان دونوں قوموں نے ہمارے طرف سے گھیر لیا اور رسد بند کر دی جب امیر نے یہ حال دیکھا سلطان کو عرضی اطلاع حال کی روانہ کی بادشاہ نے باواز بلند دربار میں فرمایا کہ ہم واسطے مدد امیر مجاہد الدین کے فوج بھیجنا چاہتے ہیں تم میں سے کون دلاور استمداد مجاہد الدین کی واسطے جائیگا ابو الحسن نے شہزادہ کو اشارہ کیا شہزادہ نے دست بستہ عرض کیا اے شہر یار عالم مدار اگر فرمان عالیشان اس خدمت کا فدوی کو مرحمت ہو تو میں اپنا باعث افتخار سمجھوں بادشاہ نے فرمایا کیا اور کوئی سردار نہیں ہو کہ جو نوبت تمہاری پہونچی شہزادہ نے عرض کی سایہ بندگان عالی تمام عالم و عالمیان کے سر پر دائم و قائم رہے شاید حضور کو مضنون اس آید وانی ہدایہ کا یاد نہیں والدین جاہد و افضیلتہم سبنا نسیم ممالک سلاطین کو واجب ہو چنانچہ خداے تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے فضل اللہ للہمدین باوالم علی القعیدین درجۃ انشاء اللہ تعالیٰ اس ضمن میں چند ملک اور بھی جو سواصل بحر اعظم سے ملتی ہیں باسانی دائرہ اسلام میں آجاوینگے دوم حید و شکار کا بھی غلام کو شوق ہو اور وہاں شکار بہت ہو بادشاہ بیان شہزادہ کا سمجھ کے چپ ہو رہے ابو الحسن امیر جلال الدین فیروز مینی یہ سب شوق ہو کر بادشاہ سے عرض کرنے لگے کہ یہی سن چودت طبع اور کشورستانی اور ملک گیری کا ہو حضور شہزادہ کو خوشی اجازت ہم مرحمت فرمائیں بادشاہ نے فرمایا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو یہی عمر و وقت ملک گیری کا ہو لیکن میرے خیال میں سوا اسکے اور کوئی کام بھی معز الدین کو لاحق ہو لیکن مصلحتاً اظہار اسکا ہے نہیں کرتا خیر ہم نے اسے خداوند کریم کے سپرد کیا بسم اللہ روانہ ہوں بعد اس کے خلعت مع خنجر با قبضہ جو امیر نگار اور شمشیر آبدار با ساز مرصع نگار شہزادہ کو مرحمت فرمایا اور نصاب و پند بہت فرمائے شہزادہ نے ابو الحسن کے واسطے درخواست کی بادشاہ نے ابو الحسن کو ہرے فرمایا کہ تیرا جانا شہزادہ کے ہمراہ مناسب ہو اور سلطان نے امیر جلال الدین فیروز مینی کو سینہ لشکر اور امیر نجم الدین کی واسطے میسرہ لشکر تجویز فرمائی اور ہر اول لشکر فتح بیکر امیر مجاہد الدین کو یعنی مقدمہ پیش کیا اور امیر خلیل و امیر سلطان بھی ہمراہ رکاب فیض تاب شہزادہ عالیقدر کے ہوئے کہ او می کہتا ہے کہ یہ سب سردار شہزادے ہر ایک ملک کے تھے جبکہ سلطان اسماعیل شاہ ہفت اقلیم کے بادشاہ ہوئے یہ سب سلاطین حلقہ اطاعت میں داخل ہوئے عرض بروقت رخصت سلطان نے شہزادہ کو گلے سے لگایا اور بہت روئے

جدائی اور دلش سخت بود	کہ او ز یورافسر و تخت بود	طلب کرد و گرفت اندر برش	بصدھر بوسیدہ چشم و سرش
رفیقیت باو کرد پس سودمند	کز بود و مقدار قدرش بلند	وزان سو برون آمد از پیش شاہ	چو شیر زیان رونادہ بہ راہ
مجاہدان اپنی والدہ ملکہ عالیہ خاتون کے پاس آیا اور طالب رخصت ہوا اور عرض کی کہ اب آپ بھی مجھے رخصت دیجیے اور دودھ بھی بخش دیجیے کہ میں ہم پر جاتا ہوں یہ مقدمہ کارزار ہو خدا جانے کیا معرکہ پیش ہوگا			

اب روانہ ہونا شامزادہ نامدار عالی وقار کا طرف تحکمت عالیات کے بامداد امیر مجاہد الدین کے بیان ہوتا ہے۔

القصة شامزاده والابن الساجد هجرى بين محكمات عاليات كور وانه بنوا البيات

روان گشت شہزادہ بالاشکری	یرو زوغا میریک صفدری	امیران و سلطان ہمہ باسیاہ	دو منزل برقتند با او براہ
دران شہر ہر کس کہ بنامدار	برفت از پے رخصت شہریار	ظفر ہم عنان نصرتش رہنما	ز گرد سیاہش ہوا مشک سا
خیام فلک احتشام لشکر فتح پیکر شہزادہ کنارہ حوض زلال کہ شہر افریقہ سے دس فرسخ تھا برپا ہوئے			
کچھ عرصہ داشت چون آفتاب	از مشرق بمغرب کشیدہ طناب	گذشتہ زما ہی رسیدہ ماہ	سراپردہ و قبہ بارگاہ
شب کو آرام فرمایا صبح کو جانب مہم روانہ ہوا القصد بعد چند روز کے ایک دوراہہ ملا ابو الحسن نے کہا امیر شہریار			
یہ دو لون راہیں ایک ہی ہیں جدھر سے چاہیے تشریف لے چلیے الا ایک شارع عام ہو اور دوسری راہ کو ہستان سے			
واقع ہوئی پس حضور شاہراہ عام سے نہضت فرمائیں اور فدوی مع امیر جلال الدین کو ہستان کی راہ سے جاتا			
ہو شہزادہ نے کہا تم راہ بر ہو جیسا کہو گے کرئیے جو ہر دہنہ کوہ سے روانہ ہو احب وہاں ہو بخیا جہان سے دہنہ کوہ			
دس فرسخ تھا امیر جلال الدین سے کہا تم یہاں مقام کرو میں امیر مجاہد الدین کے لشکر ظفر پیکر کی خبر کو جاتا ہوں			
امیر جلال الدین موافق حکم جو ہر دین منزل گزین ہوئے اور جو ہر وہاں سے آئے بڑھا			

اب دو کلمہ حال امیر مجاہد الدین کے گذارش کرتا ہوں

میر مجاہد الدین کو رضارا نے ایسا تنگ کیا کہ فرصت نہ لینے دہی دوسرے گرائی غلہ سے نوبت فاقہ کشی پہنچی اور

اکثر امر کو کفار شہید کرتے تھے اور یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ ایک روز شیشم بن آخر جب سپہ سالار لشکر ثعبان بن افغان بادشاہ یہود کی طرف سے میدان میں آتا تھا اور بعد قتل کرنے اور زخمی کرنے ایک دوسرا لشکر اسلام کے شام کو چلا جاتا تھا اور دوسرے روز الواح بن التوم و شرفیل بن سماعیل میدان میں بادشاہ نصار کی طرف سے ایسا ہی حشر برپا کرتے تھے اور یہاں لشکر اسلام میں کسی کو جرات ایسی نہ تھی کہ جو اسکا مقابلہ کرتا مگر امیر مجاہد الدین خود میدان میں جاتا تھا دو چار پہلوان نامی کو قتل کر کے چلا آتا تھا لیکن جب سے کہ امیر مجاہد الدین زخمی ہوا لشکر کا حال قریب تباہی پہنچ گیا تھا اس عرصہ میں جو ہر لشکر اسلام میں داخل ہوا اور امیر مجاہد الدین سے ملاقات کی اور کہا امیر تم ہزار شاہزادہ کو پروانہ محکمت عالیات بادشاہ سے مل گیا ہو بعد دو روز کے شاہزادہ مع لشکر چار پہنچتا ہو امیر نے اپنا حال بیان کیا جو ہر پھر کہ شاہزادہ کے پاس آیا اور شاہزادہ سے سرکہ جنگ و حال تباہی لشکر مجاہد الدین کا بیان کیا اسباب و سامان رسد وغیرہ روانہ کیا یہود و نصار ا خبر آمد شاہزادہ کی شکست متوحش ہوئے مشورہ کیا آخر اسے یہ قرار پائی کہ جزیرہ دینگے ایک نے کہا کہ جزیرہ مسلمان نہ دینگے کہ ہنسے انھیں نہایت تنگ کیا ہو آخر شیشم اور الواح دونوں سپہ سالاروں نے بادشاہوں کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم دو جوان سرکوبی لشکر اسلام کو کافی ہیں آپ خاطر جمع فرمائیں فی الجملہ انکے کہنے سے خاطر جمع ہوئی مشورہ کا کارزار پر قرار ہوا جب شاہزادہ قریب پہنچا امیر مجاہد الدین مع سپہ استقبالیہ کو گئے ملاقات ہوئی رکاب فیض انتساب شاہزادہ کو بوسہ دیا شاہزادہ نے نوازش فرمائی جب شاہزادہ تخت حکومت پر بیٹھا امیرون نے نذر گزرائی اور شاہزادہ نے حسب مراتب خلعت مرحمت فرمائے انعام دیا اب لشکر اسلام کو از سر نو رونق ہوئی لیکن اس کثرت لشکر پر بھی کفار کو غلبہ رہا کس وجہ سے کہ چار ہزار سوار کی جمیعت امیر مجاہد الدین کے ساتھ تھی اُس میں کچھ زخمی اور کچھ شہید ہوئے اور ہمراہ رکاب شاہزادہ کے سات ہزار سوار تھے اور طرف ثانی کے پچیس ہزار سوار و پیادہ شمار میں آئے تھے سپہ لشکر اسلام کا ایسا خوف سب کے دلوں پر غالب ہوا تھا کہ ہر وقت فکر و تردد میں گذرتی تھی اور صورت مقرر نظر نہ آتی تھی اور زبان زد لشکر اسلام یہ آہ تھی کم من فتنہ قلیلہ غلبت فتنہ کثیرہ باذن اللہ الغرض شاہزادہ نے جو ہر سے کہا کہ فوج کفار زیادہ ہو جائے خوف ہو مبادا جنگ میں عرصہ زیادہ گزرے اور اصل مطلب میں دیر ہو جو میرے عرض کی کہ امیر شہر یار میں امیر جلال الدین کو درہ کوہ میں مقیم کر آیا ہوں اب مصلحت یہ ہو کہ صف آرائی ہو گئے اول پہلوان ایک ایک بلا کر لڑائی شروع کی جائے بعدہ جنگ مغلوبہ کر دینگے ادھر امیر جلال الدین کو خبر دینگے وہ پشت سے آکر لگا معاملہ درست ہو جائیگا شاہزادہ نے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ کوس حربی بجے وقت صبح بہادران لشکر اسلام میسرہ و مہینہ و جناح سے میدان رزم میں صف آرا ہوئے ابیاست

رسیدند در عرصہ کارزار گرفتہ سپہاے چرم ننگ بگردی یگانہ بکوشش گروہ	ظفر پیشگان تہور شہار برا فکندہ برگستان بلنگ برزخم سندان و بر حملہ کوہ	بہیجا چو آشفست پیلان مست نہ از مرگ شان خم نہ از تیغ تیز کم اندر عدد و گر چہ بود آن سپاہ	ہمہ فیزہ و گرز و تہجر بدست نہ از آب بیم و نہ ز آتش گریز چو رستم دل ہر یکے کینہ خواہ
--	---	---	---

جب میدان جنگ خس و خاشاک سے پاک ہوا فقیہوں نے سہارزان نامدار اور پہلوانان تہور شعار کو میدان نبرد میں بلایا میثم بن آخرجہ و شعبان بن افتحان نے بادشاہ یہود سے اجازت طلب کی شعبان نے دست نخس سرپاشکست اپنا اس شکست نصیب کی پشت پر رکھا اور جام شداب زہر مار کر آیا اور رخصت دی میثم قبل تمام دشوکت مالا کلام رزم گاہ میں آیا ادھر امیر مجاہد الدین نے شاہزادہ سے عرض کی کہ فدوی اس کے ہاتھ کے زخمی ہوا تھا لہذا مجھے اجازت ملے شاہزادہ نے بعد کلمہ و کلام کے فرمایا بسم اللہ تشریف لیجاؤ اور ایک تلوار خاص اپنے کمر کی امیر کو عنایت فرمائی امیر مجاہد الدین سمند مشک فام پر سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا میثم نے کہا ای جوان مرد اس روز تم میری ضرب سے بچ گئے لیکن اب تمھاری قصا پھر لائی بعد ازاں ایک گرز امیر کے سر مارا امیر مجاہد الدین نے بمشکل تمام ضرب گرز کو روکا اور جواب میں وہی شمشیر جانگیر عنایتی شاہ عالم گیر اس ضرب سے لگائی کہ خود کو کاٹ کے تنگ اسپ کو دو کیا اہیات

چنان بر سرش تیغ زدن دلیر ز بس تیغ زدن بر سرش بیدین لشکر حریف نے جو دیکھا کہ میثم با این تنومندی و قوت پہلوانی مارا گیا حواس سب کے پراگندہ ہو گئے بلیت	کہ یک لمحہ در قتل نمود دیر شد از تنگ م کعب عیان بر قتل سیر اقلیم کرد و بشگفت خود ہما وقت آن سنگدل جان بداد ز گردن بر سینہ بیامد فرود تو گفتم کہ ہر گز مادر نژاد
---	--

یہود و نصاحا ازان تیغ تیز
بہم فک کر دند راہ گیر نہ

الواح بن التوم نے کہا حیف ہے کہ تم باہن کثرت سپاہ ایک پہلوان کے مارے جانے سے بدحواس و سر اسیم ہوئے جاتے ہو یہ اسرائیلین شجاعت و طریقہ مردانگی سے بعید ہو کر کل میرے نام پر طبل جنگ بجاؤ و دیکھو تو میں کیا عرض میثم کا لیتا ہوں جب تک ایک پہلوان کے بدلے دس پہلوان لشکر اسلام سے نہ مارے تو کچھ کام نہ کیا یہاں شاہزادہ نے امیر مجاہد الدین کو ایک اسپ عربی بازین و جام جو اہرنگار اور ایک خنجر آبدار عنایت فرمایا اور چند خوان زر سرخ نثار کیے لشکر حریف میں پھر طبل جنگ بجا شاہزادہ نے بھی کوس حربی و قرنا سے رزمی کا حکم دیا جب لشکر طرین کے صف آرا ہو چکے جو ہر نے شاہزادہ سے کہا اب حضور امیر نجم الدین کو حکم دین کہ فردا جنگ مغلوبہ واقع ہو آخر شاہزادہ نے اس وقت امیر نجم الدین و امیر سیف الدین کو بلا کر سمجھا دیا کہ خبردار یہ نصار او یہود بعد جنگ مغلوبہ کے قلعہ بند نہو گئے پائین تم کین گاہ میں رہو جب ادھر کا قصد کریں تم پشت مارنا اور ہم چپ و راست اور امیر جلال الدین کے اطلاع دینے کو جو ہر گیا بعد اطلاع دینے کے پھر اپنے

لشکرین چلا آیا اور امیر جلال الدین طلوع آفتاب کا منتظر رہا کہ لشکر

اسید از دو جانب صف آرستہ | ازین آسمان وار ہر خاستہ

شاہزادہ نے خود لشکر کے چار حصہ کیے اور ہر حصہ ہر ایک دلا اور صف شکن کو تفویض فرمایا اور لشکر طر فین سے
آراستہ ہو کر صف آر ہوئے اول الواح بن القوم میدان میں آیا اور باواز بلند کہا کہ امی مسلمانو آگاہ
کہ آج تمھارا روز استیصال ہے اگر سلامتی جان منظور ہے تو اس سرحد سے باہر نکل جاؤ ورنہ عوض میں بیشم پہلوان
ایسا تم پر صاعقہ تلوار پڑیگا کہ ایک پہلوان زندہ وسلامت نہ جاسکے گا قضا را لشکر شاہزادہ میں ایک مرد کس
حاجی بلال نامے تھا اُس نے جو کلمات سخت الواح کی زبان سے سنے شاہزادہ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور
اس گبر پر غور کے مقابلے کی غلام کو اجازت ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ کام تمھارے دست قدرت کے لائق
نہیں ہے بلال نے نشہ جرات سے فرمانا شاہزادہ کا قبول نہ کیا اور بہت رخصت لیکر میدان میں آیا شاہزادہ الواح
ہو شیار بھی نہوا تھا کہ بلال نے ایک نیزہ الواح کو مارا الواح نے بعد رد کرنے نیزہ کے ایک ہی ضرب پر
اُس مرد پاکرین کو شہید کیا شاہزادہ نے جو بلال کو ہلاک دیکھا عنان صبر ہاتھ سے چھوٹ گئی بدون آگاہ کہ
لشکر کے خود مر کب باد پیا پر سوار ہو کر میدان رزم گاہ میں پہونچا لشکر

کے مر کبے داشت آن پاک زاد | کہ سبقت نمودی ببرق و بلبلم | انیسے رسیدے اگر بروش | ازین سوختے از شتر ارسمش

امیر خلیل اور ابو الحسن وغیرہ سرداران لشکر نے بے اختیار شور و غل مچایا اور فریاد کی کہ برائے خدا حضور
میدان موقوف رکھیں ہم غلام کس لیے ہیں شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اور بے تکلف معرکہ رزم میں پہونچا
الواح نے جو جمال با کمال شاہزادہ کو نظر خور سے دیکھا ہوش و حواس بچا نہ رہے ایک عالم حیرت میں متحیر رہ گیا

جمائے دید چون خورشید انور | نہان اندر لطافت یاسے تاسر

شاہزادہ سے کہا امی تاجدار کشور حسن و جمال میں دو کلمہ بنظر خیر خواہی حضور میں گذارش کرتا ہوں اگر حکم ہو
عرض کروں شاہزادہ نے فرمایا کہ الواح بولا بس مصلحت وقت یہ ہے کہ میرے مقابلے سے دست بردار ہو جائے
اور کسی دوسرے کو میرے مقابلے کو بھیجے کہ میرا دل نہیں چاہتا ہے کہ تم کو قتل کروں بڑے تاسف کی بات ہے
تم ایسا جو ان آفتاب صورت میرے ہاتھ سے قتل ہو شاہزادہ نے کہا امی گبر یہ معرکہ جنگ ہے مجلس نصیحت نہیں
جو تو نصیحت کرتا ہے آگاہ ہو کہ جس ضعیف کو تو نے شہید کیا وہ سن طفولیت کا میرا پرورش کنندہ خادم تھا اب میں
جب تک عوض خون اُسکا نہ لوں گا ہرگز قرار و آرام نہ لوں گا الواح نے کہا خیر تمھاری مرضی لیکن اب بھی ہر
تصین قتل کرنا نہیں چاہتا البتہ گرفتار کر کے سامی محفل اپنا بناؤں گا اسکے بعد الواح نے کمر بند میں شاہزادہ
ہاتھ ڈال دیا شاہزادہ نے لشکر اپنا سنگین کیا اور اس چستی و چالاکی سے کند کمر سے کھول کر حلقہ الواح کی گردن پر

مارا کہ جب تک وہ سنبھل سکے اور ہوشیار ہو بقوت بازو صاحبقرانی و تائید غیبی پشت زمین سے جدا کر زمین
مارا ابو الحسن نے کہ حاضر تھا دست و پا الواح کے خوب مستحکم رشتہ گند سے باندھ کر لشکرین کے گیا ادھر لشکر اسلام
میں نقارہ خوشی بجے اور فتح کی صدا بلند ہوئی اُس طرف یہود و نصارا کے بادشاہوں نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیا کہ
الواح کو رہا کرین ادھر بھی بہادران دلاور مثل دریا موج زن ہوئے اور دونوں لشکر مل گئے اور ایسا ہنگامہ
پیکار گرم ہوا کہ چشم فلک دریاہ انجم سے نگران ہوا کسی کو کسی کی خبر نہ رہی نظامی

زبس قتل و زخم اندران دشت کین	تو گھتی کہ دریاے خون شہزین	سیمہ با سیمہ دست بازی نمود	اجل فتنہ را کار سازی نمود
نفیرے دلیران برآمد براج	بہر گوشہ میرفت خون موج بیج		

ہنوز لشکر اسلام پر غلبہ کفار گران نہوا تھا کہ ناگاہ فوج ظفر موج امیر جلال الدین مینہ کی موج دریا سے
طوفان خیز کے مانند عقب پشت سے اُس لشکر کلبت اثر کے در آئی اور ہنگامہ لازم و پیکار از سر نو گرم ہوا
چنان ہم در آویختہ آن سپاہ | کہ از گردش دروے گیتی سپاہ | از بس قتل روی زمین خون گرفت | فلک یافت زان چہرہ ہستی شگفت
آخر الامر بقوت بازو سے افواج قاہرہ و دست زبردست دولت ناصرہ اُس گردہ دل پیشہ ضلالت کو ایسا زیروزبریا
کہ بجز فرار کے چارہ نہوا اپنے اپنے قلعوں کی طرف بے سرو پا بھاگے ثعبان بن افغان بادشاہ یہود مانستہ
اژدہا سے دمان با شمشیر خون چکان ہمہ تن جنگ میں مشغول تھا اور ایک عالم بخود ہی بین یہ اشعار پڑھتا تھا
بہ تندی پید گشت ثعبان منم | ہز بے چہ در جنگ پیل افغم | اپنگان درم بر سر کو ہمار | ہنگان خورم بر لب جو کبار
اسطرف شاہزادہ معز الدین بھی دریا سے حرب میں غرق تھا اور اپنے لشکر کی بہادری و دلاوری کا تماشا بھی دیکھ رہا تھا فردوسی

بزدل بردان یل ارجمند	بشمشیر و خنجر بگریز و گند	برید و درید و شکست بہ بست	یلان را سر و سینہ و پا و دست
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد	یکے را دو کرد و دو را چار کرد		

ناگاہ اس عرصہ میں بعد تلاش ثعبان بن افغان شاہزادہ کے مقابل آ یا شاہزادہ نے بعد رد و بدل فنون
سپہ گری شمشیر بے نظیر اس قوت و دلیری سے لگائی کہ مثل خیار تر اُسکو دو ٹکڑے کیا

یکے تیغ زد بر گم گاہ او	ادونیمہ در افتاد بد خواہ او
-------------------------	-----------------------------

جس وقت ثعبان قتل ہوا مردمان لشکر بیکرا ہو گئے اور قلعہ نصارہ کے شمال کی طرف میدان قتال سے واقع
تھا اور قلعہ یہود جانب جنوب اور دونوں قلعوں میں فاصلہ نیم فرسخ کا واقع تھا اور میدان جنگ وسط میں دونوں
قلعوں کے تھا اور دونوں فریق میں ایک طرح کی خصوصیت بھی واقع تھی اس وجہ سے قصہ و فساد درہتا تھا شعر
گئے جنگ با یک دگر داشتند | علم گاہ از صلح بفراشتند

اور اب یہ دونوں باہم باتفاق لشکر اسلام سے لڑتے تھے جب میدان سے گریز کی اور قلعہ کی راہ مسدود پائی

اور بادشاہ مارا گیا تب نہایت سراپیمہ و بدحواس ہو کر امان طلب ہوئے شاہزادہ نے امان دی اور قتل سے بچا لیا			
خداداد نصرت بشاہ جہان	ہزیمت بیفتاد در دشمنان	بے خون ازان لشکران تخت	گرفتند و کشتند و آویختند
برازجوی خون گشت صحر اودشت	سراسر زمین غیرت لعل گشت	بر اعدا چو شہزادہ شد کارگار	شہزادہ من کار او چون نگار
فرد آعدا از شہب خوش خرام	کہ دید آنچه مقصود بودش بکام	لشکر خدا روی برخاک سود	کہ فیروزی از داور پاک بود
شاہزادہ نے ابو الحسن جوہر کا شکریہ ادا کر کے کہا کہ تھے ایسی رائے صاحب دی کہ جسکا نتیجہ یہ فتح ہوا اور یہ ممکن نہ تھا اب یہ مال و متاع قلعہ ہائے نصار او ہو و کا شاہزادہ کے روبرو جمع ہو گیا کہ جس کا شمار بیرون قیاس تھا			
کہ چندان غنیمت بخسب و رسید	کہ اندازہ آید ازان ناپدید	دیم و زر و سندس و لعل و زر	سنازل کران تا کران گشت پیر
کنیزان مہ طلعت و مشکبوی	غلامان غلمان و دش و خوبرو	مواشی انواع و حیوان بے	شمار جہان را چہ داند کسے
شاہزادہ نے نقد و جنس ہر ایک امیر کو علی قدر مراتب تقسیم کیا اور امیر مجاہد الدین کو مال کثیر دیا کہ رتبہ اسکا فلک بھتی سے گذر گیا اور اسی طرح امیر جلال الدین فیروز مینی اور امیر نجم الدین دلاور اور امیر سیف الدین کو بھی خلعت ہائے فاخرہ و اجناس و نقد سے ممتاز و سرفراز کیا بعد ازان شاہزادہ نے الواح بن التوم کو بلایا اور کہا جان بخشی تیری اسلام پر منحصر ہو الواح نے اسلام سے انکار کیا اور زندان میں نجوس ہوا شاہزادہ خیمہ فلک احتشام میں داخل ہوا سرداران لشکر نے بعد مبارکباد فتح کے عرض کیا کہ ہم حضور سے اسید و ارہمن کہ بزم نشاط باچنگ و رہاب آراستہ کیجائے کہ یوم فتح ہو اور یہ وقت خوشی کا ہے شاہزادہ نے فرمایا معاف رکھو سب لوگ اپنے مقام پر ناچ رنگ دیکھیں ہم کسی کے مزاحم نہونگے افسران فوج جو وقت ناچ رنگ میں مشغول ہوئے اسوقت شاہزادہ نے جوہر اور ابوالمکارم کو تخلیع میں طلب کیا اور تصویر یار یعنی ملکہ شمسہ تاجدار کو مشاہدہ فرمایا اور زار زار مانند برنو بہار روئے لگا اور کہا ای جوہر			
الاکھون طرح کا سیر و تماشا بہار ہوا دل اپنا دان لگے کہ جہان اپنا یار ہوا			
جوہر نے کہا امی شاہزادہ عالی وقار آپ اسقدر بیقراری کو کام نہ فرمائیں بقول پادری ایدروس اب زمانہ وصال قریب آیا ہے چندے صبر فرمائیے انشاء اللہ تعالیٰ تدبیر ہوئی جاتی ہے بس یہ شکے شاہزادہ نے ایک آہ سر دھنچی اور یہ مطلع پڑھا مطلع			
دوستو حال مرا قابل اظہار نہیں	کیا کہون سے بھلا	دل ہی مجروح پہ ظاہر کوئی آزار نہیں	کیا کروں سکی دوا
ابوالمکارم نے کہا یہ ہم تو سر ہوئی اب کچھ عرصہ نہیں ہو مگر جب سے پادری ایدروس کو مسلمان شناسا اسوقت سے ایک محبت دلی ہو گئی ہو آپ خاطر جمع فرمائیں انشاء اللہ تعالیٰ حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات ہوئی اور عقدہ حضور کا حل ہوا حسب اتفاق شاہزادہ کے خیمہ کے قریب الواح قید تھا اسنے جو یہ معرکہ سنا کہا مجھے شاہزادہ کے پاس لے چلو پاسبانان محبس نے عرض کیا کہ الواح حاضر ہونا چاہتا ہے شاہزادہ نے فرمایا آئے			

الواح بارگاہ میں گیا بحر کیا اور بعد دعا کے عرض کی امیر شہر یار میں نے حضور کی تقریر جو کہ رفقا سے ہوئی تھی تمام و کمال سنی اگر پادری ایدر روس کہ تمام ہزار کا مقدمہ الجیش ہو وہ رسالت حضرت خاتم الانبیاء کا اقرار کر لگا تو فدوی بھی مسلمان ہو گا ابوالمکارم نے کہا یہ میرا ذمہ ہے تجھے میں اُس سے اُسکا اقرار کروں گا شام ہزارہ نے فرمایا کہ بند قید الواح کے کھول دو اب ہم بروز جشن نوروز پادری سے اقرار کرادینگے اب ہمارے اور الواح کے یہی اقرار قرار پایا ہے جو میرے حکم شام ہزارہ الواح کو رہا کر دیا اور حضور شام ہزارہ سے خلعت فاخرہ الواح کو عنایت ہوا اور خود مختار کر دیا گیا اور کہا گیا کہ بروز نوروز جشن میں ضرور حاضر ہونا الواح نے اس درجہ مرحمت و اخلاق شاہ دیکھ کے چند شعر پڑھے اشعار

کہ امیر اختر برج شام ہنشی	فروزان در درج شام ہنشی	یکے بندہ با شہم بہ بیان شاہ	انہ سچم دگر سرز فرمان شاہ
ترا باد اقبال یا ووریدام	کہ زسیا بود بدبر تو افسر مدام		

اب غلام در بارگاہ فلک چشم سے جدا نہوگا

بہر جا کہ رو آوری بندہ ایم | حکم تو دایم سر افکندہ ایم

شام ہزارہ نے الواح کو ایک عمدہ جلیبہ عنایت فرمایا اور نہایت عزت افزائی کی الواح بصدق دل مسلمان ہوا الغرض جب شام ہزارہ نے سب امور ملکی و مالی سے فرصت پائی ایک عرضی اس حال کی امیر نجم الدین کے ہاتھ خدمت میں سلطان کے روانہ کی اور یہ بھی لکھا کہ اب فدوی سخیر سواصل بحر اعظم اور جزائر خالد کاد کو روانہ ہوا ہے بادشاہ تو مشتاق حال شام ہزارہ از حد تھا امیر نجم الدین کے آنے کی خبر سنکے امیر محمد بن امیر نجم الدین کو استقبال کیواسطے بھیجا اور بعزت تام دربار میں بلایا نجم الدین نے بعد حصول ملازمت عرضی شام ہزارہ گذرانی اور زر و مال غنیمت بھی حضور شاہ میں پیش کش کیا بادشاہ نے شکریہ خداوند کریم ادا کیا اور امیر نجم الدین کو خلعت گران بہا مع عمدہ جلیبہ مرحمت کیا اور فرمایا کہ بہتر تو یہ ہے کہ معز الدین اسبق در فتوحات پر افتخار کرے اور حاضر ہو کہ ہمیں اُسکی جدائی شاق ہو اتفاق سے امیر محمد فیروز کمینی بن امیر جلال الدین بھی حاضر دربار تھا اور مشتاق دیدار سعادت آثار اپنے والد کا تھا اور کوئی حیلہ وہاں جانے کا نہ ہوتا تھا اُسوقت موقع پاکر عرض کیا کہ حضور ایک فرمان اس مضمون کا مرحمت فرماوین کہ فدوی بحیلہ رسالت عالی ملازمت شام ہزارہ والا تبار سے بہرہ اندوز ہو اور نور قدم فیض شہیم اُس فلک چشم سے یہ غلام خاص اپنی آنکھوں کو منور کرے بادشاہ نے فرمایا ہم جانتے ہیں کہ تجھے شام ہزارہ سے محبت دلی ہے ہم تجھے روانہ کرینگے امیر محمد آداب بجالا یا بادشاہ محل میں داخل ہوا اور ملکہ عالیہ خاتون کو وہ مال نقد و جنس دیا اور حال فتح ہانے شام ہزارہ کا بیان کیا اور کہا امیر محمد تمہارے فرزند امیر محمد کے پاس جایگا جو تکو کہنا ہو کہ وہ ملکہ عالیہ خاتون نے بھی ایک اشتیاق نامہ بیٹے کو لکھا اور دوسرے روز امیر محمد کو روانہ کیا

اوی حال امیر محمد کا جو راہ میں گذرا پھر بیان کریگا اب باز دگر قصہ شاہزادہ مسز الدین
دلاور کا پھر گذارش کر تا ہوں

یک روز شاہزادہ نے جو مہر سے کہا اے بھائی اب کس طرف روانہ ہونا چاہیے جو مہر نے کہا یہاں سے قریب ملک محمد شہر
ہو اول وہاں جانا چاہیے کہ وہاں سے حکیم صاحب کے پاس پہنچنا سہل ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ اے برادر ملک محمد شہر
ہو اول تجھے ہم پہلو کر لوں گا بعد اسکے اپنے کام کی جستجو کروں گا ابوالحسن نے یہ سنا کہ اے امیر عالی وقار فدوی نے
پہلے ہی اس عہد کو مصمم کیا تھا کہ جب تک حضور قصر اخضر کو فتح نہ فرمائیں کوئی کام میں نہ کروں گا بعد اسکے شاہزادہ
نے تمام اکابر بارگاہ کو حکم دیا کہ جو مہر کو بادشاہ مثل اپنے فرزند کے جانتا ہو اور میں جو مہر کو اپنا برادر بلکہ قوت بازو
بانتا ہوں اور قطع نظر ان سب باتوں کے شجاعت و فن سپہ گری و فضل و کمال جو مہر کا حد سے بڑھا ہو اہو کہ اپنا نظیر
نہیں رکھتا لہذا ہمارے لشکر میں سب جو مہر کو سلطان ابوالحسن کہا کریں ورنہ باعث خفت و خوارگی ہوگا
سب نے متفق اللفظ کہا اے شہر یار نامدار

بہر چیز فرمان کنی بندہ ایم | چو خامہ بکلیت سرافکندہ ایم

لقصہ بعد طو مراحل و قطع منازل کے جب ملک عمرانیہ تین منزل رہ گیا خیمہ ہائے افواج و امنہ کو وہ تین برپائے
در عمر ان شاہ کو نامہ باین مضمون لکھا کہ سلطان ابوالحسن برادر عزیز ہمارا اتھاری دختر بلند اختر کا حسن و جمال
شکے عاشق و فریفتہ ہو گیا ہر لہذا تلو لازم ہو کہ بوجب اس تحریر کے بے عذر و حیلہ اس دختر کا ہمارے برادر عزیز القدر
سلطان ابوالحسن جو مہر سے عقد کر دو اور بہتر یہ ہو کہ دین عیسائی منسوخ شدہ سے پھر کر دائرہ اسلام میں آؤ کہ
احث سعادت دارین تھا اہو ورنہ در صورت دیگر آمادہ جنگ ہو و اسلام اور فرمایا کہ کوئی غازیان لشکر جبار سے
جا کر جو اب اس نامہ کالائے اس عرصہ میں امیر سیف الدین بن امیر محمد الدین نے اول دعا و ثنا کی اور کہا
کہ اے آفتاب سپہ و جلال | ترا نیست ہرگز بکیتی زوال | از صل کمترین از غلامان تو | ابو دشتری ہم بھنرمان تو
یکے بندہ ام من بھنرمان شاہ | کہ بہتہ ہر شام و ہر صبح گاہ

بعد ازیں عرض کیا کہ حضور غلام کو یہ خدمت عنایت فرمائیں شاہزادہ نے امیر سیف الدین کو مکر بند خاص
مرحمت فرمایا اور پانچ سو سوار کی جمیعت سے بھیغہ رسالت شہر عمرانیہ کو روانہ کیا

اب دو کلمہ حال شہر عمرانیہ اور عمران شاہ کا بیان کرنا ضروری

اماوی کتاہو کہ قبل از ورود امیر سیف الدین کے ایچی نجاشی شاہ حبش کا ار تفر نام عمران بن جنید کے پاس

آیا اور ایک نامہ سچا منشی کا اس مضمون سے لایا کہ امیر تاجدار کشور شہت و اجلال ملک عمران بن جنید صاحب
 رخصت پناہ آگاہ ہو کہ اب تمکو عقد میں ملکہ خلدانہ ماہ رو کے توقف لازم نہیں ہے کس واسطے کہ فرزند دلبخت ہمارا
 مسرور فرمے صبح نگین عرصہ دراز سے اس انتظار میں ہے امید میں نے ارتقہ فیل گوش کو کہ نہایت معتد خاص اس
 سرکار کا ہے ہر باختم و ہر ایتھار سے پاس بھیجا ہے تاکہ تم بجز دیکھنے نامہ ہذا کے اس پر وہ نشین عصمت و عفت کو موافق طریقہ
 حضرت مسیح علیہ السلام ارتقہ کے ہمراہ ہمارے پاس بھیج دو اور کسی لازم معتد اپنے کو بھی ہمراہ کر دو کہ وہ بیان اگر
 رسومات باقی ماندہ ادا کریگا عمران شاہ کی نظر سے جب وہ نامہ گذرا وہ خاموش ہو رہا اور ایچی کی کمال عزت
 مہمانی کی اور ارتقہ کو سچا منشی نے یہ بھی تاکید کی تھی کہ اگر تیرے ہمراہ شاہ رخصت میں خلدانہ کے حیلہ و حوالہ کرے
 تو تو ہرگز نہ ماننا اور حسب طرح سے ممکن ہو اسکو اپنے ہمراہ لیتے آنا عرض عمران شاہ دربار سے محل میں گیا اور اپنی
 مشکوٰۃ سے حال نامہ کا بیان کیا خالدہ بانو نے جو یہ حال سنا کچھ جواب نہ دیا اسوقت عمران شاہ نے کہا یہ خاموشی
 بہتر نہیں ہے کس واسطے کہ مقدمہ تدبیر سے رو براہ نہیں ہو سکتا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ابکی مرتبہ عذر کیا تو نوبت بفساد آئگی
 بلکہ مجھے اس کے طرز کلام فساد آمیز سے شرم معلوم ہوتا ہے اور فوج بھی کثرت سے کنارہ دریا پر منتظر حکم ارتقہ کی ہے اس سے
 تم جلد سامان عروسی ملکہ خلدانہ تیار کرو اور ارتقہ کے ہمراہ کر دو تاکہ نوبت کشت و خون کی نہ آوے اور دختر ناکھدا کا
 زیادہ باپ کے گھر میں رہنا اچھا نہیں ہے اسی سبب سے یہ مال بیگانہ کلاتا ہے خالدہ بانو نے کہا جو مرضی تمھاری بعدہ
 عمران شاہ باہر آیا خالدہ بانو نے ملکہ خلدانہ کو بلایا اور یہ حقیقت بیان کی اور کہا امیر فرزند قسم ہے تیری جان عزیز
 کی جہان تک ممکن ہو امین نے تیرے معاملہ میں عذر کیا لیکن اب مجبور ہوں کہ بجز تیرے رخصت کر دینے کے اور کوئی
 صورت نظر نہیں آتی خیر میں بھی تیری محبت میں بے غیرت بنے تیرے ہمراہ داماد کے پاس چلوں گی ملکہ خلدانہ نے
 لحاظ ناکھدا کی کو بالائے طاق رکھا اور کہا کہ شاید تم مان باپ نا انصاف نے اسی واسطے مجھے پرورش کیا تھا
 کہ ایک زاغ سیاہ کو جو الہ کر دینگے سبحان اللہ شیعہ حسب حال ہے یہ

صورت او زیر و ہم یافتہ	جاے بجا بھلک و خم یافتہ
اور رونے لگی اور خیال و تصور ابو الحسن جو ہر کا آیا دایہ نے حتی المقدور ملکہ خلدانہ کو فہمائش بلین کی مگر اسکو سیطرح قرار نہ آیا	
بزم میں رونے لگی یارونکے سمجھا نیسے	رازدل چھپ نہ سکا اشکونکے بھرا نیسے

اور دایہ کو یہ جواب دیا کہ امیر دایہ میں تو نہ جاؤں گی مگر میرا تابوت ارتقہ ملعون بیجا بیگانہ یہ تم یاد رکھنا کبھی اسمین سرور
 فرق نہوگا مسرور فرمے مساق حبشی بچہ کی یہ طاقت ہے کہ خلدانہ سے پہلو گرم کرے خلدانہ کی کنیز اس بد بخت
 روسیہ سے لوٹ چوکی پر نہ رکھوائگی دایہ اس کلام سے خلدانہ کے بہت ناخوش ہوئی اب حال ابو الحسن جو ہر
 بیان ہوتا ہے جب شاہزادہ عالم پناہ نے امیر زادہ سیف الدین کو کوہہ بوقلون سے شہر عمرانیہ کو روانہ کیا

دوسرے روز ابو الحسن جو ہر نے شہزادہ سے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں بھی شہر عمرانیہ کو ایک نظر دیکھ آؤں شہزادہ نے فرمایا اچھا معشوقہ کے دیکھنے کا اشتیاق دل میں پیدا ہوا البسم اللہ تشریف لے جائیے مگر اسکا لحاظ رہے کہ سامان عیاری میں جانا کوئی اہل شہر تمھارے حال سے واقف نہوا ابو الحسن بولا حضور خاطر جمع فرمائیں میں بعد دو روز کے پھر حاضر ہوتا ہوں جب ابو الحسن شہر عمرانیہ میں پہونچا وہ روز یکشنبہ کا تھا اتفاقاً وہی روز خلدانہ کے باغ میں آنے کا بھی تھا مگر چونکہ عمران شاہ نے ارتقر کو اسی باغ میں اتارا تھا اس وجہ سے ملکہ خلدانہ نے آنا باغ کا ترک کر دیا تھا ابو الحسن اول شہر میں تبدیل وضع کر کے ہر کوچہ و بازار میں پھراقتضارا اہل شہر کی زبان سے یہ ماجرا بھی سنا کہ سنجاشی کی طرف سے اس مرتبہ ایک ایسا ایلیچی ارتقر فیل گوش ناسے آیا ہے کہ وہ رستم و اسفندیار کو بھی اپنی بہادری و دلاوری کے آگے کچھ مال نہیں سمجھتا اور باغ میں ملکہ خلدانہ کے اترتا ہے جو ہر کو اس خبر وحشت اثر کے شگفتے سے کمال بخ و ملال پیدا ہوا کہ میں اسقدر سافت اٹھا کر آیا اور دیدار یار سے محروم رہا شہر

رہے منتظر منظر یار کے | یہ دیدے ندیدے میں دیدار کے

پھر یہ خیال آیا کہ چلو ایک نظر باغ ہی کو دیکھ لیں آخر الام ابو الحسن شام کو ایک عالم وحشت میں شہر سے باہر آیا اور زیر دیوار باغ کے پہونچا اور نہایت اضطراب میں دل سے کہا قفا بنک من ذکر ی حبیب و منزل جب جو ہر نے اندر باغ کے نگاہ کی دیکھا شعر

ابرست بر جہے قمر زمزمست بر جہے شکر | اسنگست بر جہے کہ خاست بر جہے شکر

یعنی جہان ملکہ خلدانہ ناز و اداسے جلوس کرتی تھی وہاں ارتقر فیل گوش اپنے رفقا کے ساتھ مشرب خواری کر رہا ہے اور بجائے کنیزان عنبر موحشیان سیاہ رو بیٹھے ہیں ابو الحسن نے باغ کو اس بلا کے داغ میں مبتلا دیکھا کہا افسوس ہزار افسوس یہ کیا ہوا اسی تردد میں طرف شہر کے آیا اور اس خیال میں تھا کہ ملکہ کے پاس کس طرح پہونچوں کہ وہ اس آفت ناگمانی سے نہایت حیران و پریشان ہوگی اس حال میں اُسکے پاس جانا اور حال پرسی کرنا ضرور ہے ابو الحسن نصف شب کو با ساز و سامان سر ہنگی و لباس شب روی زیر محل ملکہ آیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک مرد پشتارہ پشت پر رکھے اس طرف آتا ہے اور دوسرا اُسکے پیچھے ہے جو ہر پو شیدہ عقب میں اُسکے ہو لیا کہ حقیقت دریافت کرے کہ کیا بلا ہے اس اثنا میں اُن دونوں کی خرابی آئی اور پشتارہ رکھ دیا اب جو ہر پو شیدہ کھڑا دیکھ رہا ہے اس عرصہ میں ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تو کیا جنس لایا ہے اُس نے کہا میں اسقدر مال لایا ہوں کہ تیرے حوصلہ سے زیادہ تھے دون اور میں صرف کروں دوسرے نے کہا یہ تو بتا کہ کس طرح سے لایا ہے اُس نے کہا میں بذریعہ کند کے محل ملکہ میں گیا تھا جب تک کہ خواص میں سب غافل نہیں ہوئیں اُسوقت تک میں انتظار میں رہا بوقت خواب اُن کنیزوں نے زیور اپنا اپنا اتار کے رکھ دیا میں نے بدل جمعی تمام وہ زیور اور سند مغرق

جس میں مروارید کی جھلک تھی اور ایک صراحی طلائی وہاں سے لایا ہوں اب جس قدر تم کو مطلوب ہو لے لو اور زیادہ مجھ کو ایذا نہ دو کس واسطے کہ زندگی میری پھر یار میں بدتر از مرگ ہو دوسرے نے اگر یہ سب تم مجھے دید و تو میں تمھاری کتھرائی کا سامان درست کر دوں اُسے کہا ایسا اوصاف تو نے فقط دو ہزار مغربی طلائی مانگی تھیں اور اب کئی پردانت لگاتا ہوں ہرگز نہ دوں گا کہ تو بڑا بے ایمان و بدقول ہو کہ مال کے واسطے ایمان چھوڑے دیتا ہو اب کسی اور مرد کو بلا لاکہ وہ اس میں سے موافق دو ہزار مغربی کے مال چھوڑ نکال دے دوسرے نے کہا اگر غیر مرد آویگا تو میری اور تمھاری دونوں کی رسوائی اور خرابی کا باعث ہو گا اتفاقاً ایک اُن دونوں میں سے پیشاب کو گیا اُس وقت جو میرے پس پشت سے ایک حلقہ کند کا ایسا مارا کہ وہ زمین پر گر جو میرے بچال کی تمام دوسرے کو بھی کند میں باندھ لیا اور ایک جادو نوں کو رکھ دیا اور خنجر خلاف سے نکال کے چاہا کہ ایک کو قتل کرے اُس نے آواز بلند فریاد کی کہ افسوس میں عشق میں ایک دختر ترسا کے دین اور ایمان سے بھی گیا اور جان سے بھی جاتا ہوں ابوا الحسن نے جو یہ سنا کہا ای عزیز اگر راست راست تو حال بیان کر لگا تو میں چھوڑ دوں گا ورنہ قتل کروں گا اُس نے کہا ای جوان اگر تو مشتاق حال ہو تو فرصت دے تاکہ میں بیان کروں جو میرے بند کند سست کر دیے اور آپ سینہ سے اُتر آیا جب ہوش و حواس اُسکے جمع ہوئے اُس نے کہا کہ میرا محمود و خراسانی نام ہے اور عیار پیشہ ہوں میں واسطے زیارت کعبہ کے گیا تھا جب حج سے فارغ ہوا اور اپنے وطن کو واپس آتا تھا اثنائے راہ میں کشتی میری طوفانی ہوئی بعد چند روز کے جزیرہ آندلس میں پہونچا اور وہاں جا کر ریگستان میں پھنسا جب وہاں سے نجات پائی شہر میں آیا وہاں ایک روز بوقت دوپہر واسطے سیر باغ کے گیا حسب اتفاق اس مرد ترسا کی دختر بھی سیر باغ کو آئی تھی میں نے جو اُس حور لقا ماہ پارہ کو دیکھا بے اختیار ہو گیا جب ہوش و حواس درست ہوئے بحال خراب شہر میں آیا اثنائے راہ میں ایک دوست سے ملاقات ہوئی اُسے مجھے مضطرب دیکھ کے کہا آج کیا تیرا حال ہے میں نے سرگزشت بیان کی اُسے کہا معشوقہ تیری بہمن ترسا کی بیٹی ہے اور وہ پاسبان شاہی کا سردار ہے لیکن طامع بہت ہے سو اس کے دوستوں اور وہ ترسا پر عقد کیونکر ہو گا میں نے کہا ای برادر

کافر عشق مسلمان مراد کا نیست	مردک من تار کشتہ حاجت زنا نیست
ہم عشق کے بندے ہیں مذہب نہیں	گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

اگر وہ مجھے اپنی بیٹی دیدے تو میں ابھی ترسا ہوتا ہوں اُسکو میرے حال پر رحم آیا اور بہمن سے میری سفارش کی بہمن نے مجھے بلایا کہ دیکھو وہ کیسا آدمی ہے اُس وقت وہ مجھے بہمن کے پاس لے گیا میں نے ملاقات کی بہمن نہایت متواضع مجھے پیش آیا اور مجھے اپنے گھر لے گیا اور کہا فقط خالی دین کے عوض میں عقد نہو گا اگر تم مجھے دو ہزار مغربی طلائی بھی دو تو کیا مضائقہ ہے میں نے کہا کہ میں مرد سا فرہون دو ہزار مغربی کہاں سے لاؤں اگر

میرے ہمراہ تو شہر خراسان کو چل تو البتہ دو گنا بہمن نے کہا مجھے ایسی غرض نہیں ہو کہ میں تیرے ساتھ سرگردان رہوں تو آپ جا اور لے آئی جو ان اس دل مضطر نے اتنا صبر گوارا نہ کیا کہ جو میں وہاں جاتا اور زر مطلوبہ لاکر اپنی محبوبہ سے ملتا اس روز سے بہمن مجھے کمال بے مروتی سے پیش آتا تھا یہاں تک کہ بات بھی نہیں کرتا تھا اور میں ہر روز جاتا تھا اور منت و سماجت کرتا تھا قصہ ایک روز میں اپنے حال زار پر رورہا تھا کہ ایک عورت نا آشنا آئی اور کہا اے محمود تو کیوں روتا ہو میں بہمن کے گھر گئی تھی اُنکی بیٹی نے پوچھا کہ تو محمود سے واقف ہو میں نے کہا کہ نام سے نہیں آگاہ مگر اتنا جانتی ہوں کہ ایک شخص تیرے عشق میں خراب ہو بلکہ وہ ہر روز تیرے باپ کے پاس آتا ہے اور باپ تیرا دو ہزار معربی طلائی مانگتا ہے اس سے جب میں نے کہا اگر میرے پاس مغربی ہو تین تو میں دینا جب یہ سنا اور بھی آتش عشق کی شعلہ زن ہوئی آخر یہ سوچا کہ بدون زردیے ہرگز بہمن سے کام دل نہ برآمد ہوگا اس فکر میں تھا کہ نظر میری دیوار محل شاہی پر گئی اور میں بذریعہ کند کے مع بہمن اندر محل کے گیا اور یہ مال لایا اور اس خرابے میں رکھا تاکہ کوئی راز سے واقف نہ ہو پس یہ حقیقت حال ہو جو ہر نے کہا کہ واسے ہو بھتیجہ کہ تو ایک عورت کے عشق میں دین سے دست بردار ہوا محمود نے کہا دین اسلام وہ دولت ہے کہ ہرگز جدا نہیں ہوتی میں نے دفع الوقتی کی تھی میں تو اس عورت کو بھی بعد عقد کے اپنے دین میں لاتا پھر جو ہر نے پوچھا اے بہمن محمود کیا کتا ہے بہمن بولا درست و راست کہا جو اس نے کہا ایک حرف غلط نہیں ہو پھر جو ہر نے پوچھا کہ اب تیرا کیا قصد ہے بہمن بولا کہ اگر تم امان دو تو مجھے منظور ہے بعدہ جو ہر نے پوچھا کہ تمہارے شہر میں یہ لشکر کیسا ہے بہمن نے جواب دیا کہ ایک لشکر ارقر قبیل گوش کے ہمراہ ملک حبش سے آیا ہے اور باغ ملکہ خلدانہ میں مقیم ہے اور دوسرے یہ بھی خبر ہے کہ ایک بادشاہ چچاہ بافوج کثیر اس ملک میں تھوڑے عرصہ میں وارد ہوا چاہتا ہے بلکہ ایک سردار نامی وگرا کی کوہ رسالت یہاں بھیجا ہے لیکن وہ ابھی راہ میں ہے مگر اصل معرکہ کا حال معلوم نہیں کہ کیا وجہ لشکر کشی کی ہو جو ہر نے تمام حقیقت اپنے لشکر اور شاہزادہ کی بیان کی اور بہمن کو امیدوار عمدہ کو توالی کا کیا بہمن فوراً مسلمان ہوا اور اپنے مکان پر اگر اپنی زوجہ سے یہ معرکہ بیان کیا زوجہ اُسکی کہ نہایت عقیلہ تھی اُس نے تصدیق صداقت بیانی اپنے بشوہر کی کی لیکن کہا کہ وہ عمدہ کو توالی کا ہے کیونکہ دیکھا بہمن نے کہا بیان اُسکا یہ ہے کہ اگر بادشاہ تمہارا قتل ہوا تو ہم تمہیں یہ عمدہ دینگے اور اگر بادشاہ نے تمہارے اطاعت ہمارے بادشاہ کی قبول کی تو ہم تمہاری سفارش کر کے بادشاہ سے عمدہ کو توالی کا دلا دینگے زوجہ نے کہا بیشک وہ راست گو ہے شب کو ابوالحسن دین سو رہا اور صبح کو ایک رقعہ اپنے خادم کو ہر کو لکھا کہ حامل رقعہ کی خاطر کہنا کہ یہ تازہ مسلمان ہے اور بہمن سے کہا تم یہ رقعہ محنت کر کے میرے شاگرد کو پہنچاؤ وہ بہمن حسب لیاقت زردیگا کہ ٹکوسا مان عروسی کی ضرورت نہوگی بہمن نے جو یہ سنا تو منہ میں پانی بھرا یا دل میں کہا تھوڑی محنت میں اس مرد کا جھوٹ و بیچ سب معلوم ہو جائیگا

آخر بہمن اسی روز کوہ بوقلمون کو روانہ ہوا اور لشکر میں امیر زادہ سیف الدین کے پوٹیا امیر کو خبر ہوئی
 بہمن کو رو برو بلایا اور حال پوچھا بہمن نے کہا میں گوہر کے پاس آیا ہوں گوہر کے استاد نے بھیجا ہے امیر
 نے رقعہ لے لیا اور اُسکو پڑھا بعد پڑھنے کے دو ہزار مغربی دین اور کہا امیر عزیز گوہر یہاں نہیں ہے تو دامنہ
 کوہ بوقلمون میں جا وہاں گوہر ہے بہمن امیر زادہ کو دعائیں دیتا ہوا طرف دامنہ کوہ بوقلمون کے روانہ ہوا ہنگام
 روانگی میں ایک لشکر سے پوچھا کہ جو ہر کون شخص ہے اور کیا مرتبہ رکھتا ہے اس نے کہا کہ تو جو ہر کے مرتبہ کو کیا پوچھتا ہے
 جو ہر زبان ناطقہ بادشاہ کا ہے علاوہ اس کے اور کیا بیان کروں بہمن دو ہزار مغربی طلائی لیکر سیر ہو چکا تھا غمخیزانہ
 کو پھر آیا اور یہاں جو ہر اور محمود تمام دن بہمن کے مکان پر رہے اور محمود کو کہ عیار پیشہ مرد چالاک تھا
 اسوجہ سے جو ہر نے اپنی رفاقت میں لیا اور اُسکو اپنے سے راضی کیا اور نشان محل ملکہ کا اُس سے بخوبی
 دریافت کیا بعدہ بذریعہ کند کے محل ملکہ میں داخل ہوا اور سنا کہ کوئی عورت یہ مناجات کر رہی تھی یا اکرم الاکرم
 یا ارحم الراحمین یا مجیب الدعوات المضطربین میں جس جوان کے سبب سے ضلالت کفر سے نکلی ہو اُسکی
 صورت مجھے ایک بار دکھلا دے کہ مجھے اُسکی یاد ایک دم نہیں بھولتی یا بار الہی اگر دین محمدی برحق ہے تو مجھے صدقہ
 سے اپنی وحدانیت کے اُس رو سیاہ کا فریضے مسرور بن نجاشی کے عقد سے محفوظ رکھ جو نکہ آواز ملکہ خلدانہ
 کی جو ہر نے عرصہ دراز کے بعد سنی تھی اس وجہ سے ابو الحسن نے آواز ملکہ خلدانہ کو عرصہ میں پہچانا
 اور جلدی سے پہونچ کر خلدانہ کو سینہ سے لگایا اور عارض پر نور کے دو چار بوسے لے اول ملکہ خلدانہ
 جھپک گئی بعدہ عاشق و معشوق بگلگے ہوئے اور یہ اشعار پڑھے ۵

یوسف گم گشتہ باز آید بہنگان غم خور | کلہ احزان شود روزی گلستان غم خور | ای دل محمدیہ حالت بشود دل بین | وی سر شوریدہ باز آید بسا مان غم خور

بعد ازاں ملکہ خلدانہ نے یہ شعر پڑھے ۵

مراگر سوختی در نار ہجران	بسر و قلم رسیدی شکر یزدان	مرا آتش بجان کردی و رفتی	بچشم ناخوان افگندہ رفتی
درین گلشن کہ مے بینی منم گل	خریدارم نیا بد غیب بلیل	وصالم را ثنا کرد زان غے	کزودارم بدل پیوستہ دل غے
بوصلم کے شود آن زانغ فیروز	کہ شب ہرگز نگر د جمع باروز	اگر یک ہفتہ دیگر دیر مے شد	ترا در آمدن تاخیر مے شد
ز دست غم زبس آزرده بودم	یقین میدان کز غم مرده بودم	بیزاران شکر یزدان میکنم من	کہ چشم از جمال ساخت روشن
چو جوہر این سخن زان ماہ شنید	ز شادی فرق برگردون رسانید	بگفتش ای سر برج تاکے	فدا کے پیکرت جان گرا مے
مرا گزاشت بے یاد تو روزی	چو شمع بود دایم از تو سوزی	تو شاہی ملک حسن و من غلام	کہ باشم من زیاد آ رہے ز نام
رسول حبش آمد چون شنیدم	بہ باغ تو بچشم خورشید دیدم	دران گلشن نشین کرد زان غے	روان گردید ہر سوی کلا غے
مرا از رشک آتش در تن فروخت	ز خیرت پیکر من سر سر سوخت	ولیکن اینقدر دایم کہ یزدان	بفضل خویش بر من کرد آسان

کہ بریں چون قوی راہربان خشت	زہرت خاطر مرا گلستان خشت	بہ لطف قادر قیوم دانا	باقبال تو ہستم آن توانا
کہ چون از باد آرم ارتقا	کز وغیرت بود گل را و خرا	اگر سلطان حبش آمد بجنگم	خلاصی نیست آنرا ہم ز جنگم
کہ چون نجاشی آید با سپاہش	بنایم در جنبم جایگا ہش	تو زین رہ خاطر خود را جعدار	ز غم ہرگز دل خود را میا زار

پھر جو ہر نے کہا اے جان جہان قسم ہر تیرے نقش پا کی کہ ایک لمحہ مجھے بے تمھارے قرار نہ تھا یعنی رات و دن تمھارے خیال میں از خود فراموش تھا اور یہ شعر و زبان تھا

بے تو غم تلخ و شادمانی ہم تلخ مرگ ہم تلخ و زندگانی ہم تلخ

اور یہاں آگے جو ارتقا لیں و بیدین کو باغ دلدار میں دیکھا اور حبشیان روسیہ و نابکاران کو تمھاری خواہوں کی جاؤں باغ رشک فردوس میں پھرتے دیکھا اسوقت کا حال تمھارے سامنے کیا بیان کروں کہ ان رنگیوں کے حرکات اور صورتیں دیکھ کر ایسا غصہ آیا کہ تمام عالم آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا مگر کیا کرتا کہ زمین سخت و آسمان دور تھا تیش کھاتا اور خون جگر بیتا پھر امین دل میں یہ سوچا کہ اول سے ملاقات کرنا ضرور ہو ورنہ ارتقا نسخہ کیا چیز ہو اگر نجاشی مردود ازل بھی ہوتا تو کیا تھا ایک دم واحد میں اسکا عدم وجود برابر ہو جاتا غرض کہ ابوالحسن نے پھر اپنی سرگزشت از اول تا آخر ملکہ سے مفصل بیان کی ملکہ خلدانہ نے جو یہ حال جو ہر کی زبان سے سنا کہ امیر زادہ سیف الدین بہ عمدہ رسالت یہاں آیا چاہتا ہو اور شاہزادہ معز الدین نامدار بھی بہ جمعیت بچیں ہزار سوار جرار آتش بار کے دامنہ کوہ بوقلمون میں فروکش ہو ان اخبار فرحت آثار سے کمال خوش و مسرور ہوئی اور پھر دل میں کسی طرح کا اندیشہ باقی نہ رہا آخر اسی گفتگو میں دونوں محب و محبوب طالب و مطلوب صبح تک گرم صحبت رہے چنانچہ اسی قصہ میں جو ہر نے کیفیت اپنے آنے کی بہن پاسبان کے مکان میں اور حال محمود خراسانی کے عشق و عاشقی کا اور چوری کرنا محل میں ملکہ کے روبرو بیان کیا ملکہ نے کہا ہاں آج چار کنیزوں نے اپنا زپور اور سند زردوزی مغرق اور صراحی و پاندان وغیرہ مرصع کار خود بخود گم ہو جانا محل سے میرے روبرو بیان کیا تھا بلکہ بعض خواصان محل اس تہمت میں گرفتار بھی ہوئی ہیں لیکن تمھاری زبان سے یہ حال عجیب و غریب سنا واللہ عجیب کام کیا اور میں نے بھی وہ مال اپنا محمود کو بخوشی دل بخشا کسو اسطے کہ وہ تمھارے یہاں آنے کا وسیلہ ہوا ہو تو کو بھی اسکی رعایت و پرورش ضرور ہو بلکہ واجب اتنے میں صبح صادق ہوئی جو ہر ملکہ سے رخصت ہوا اور کہا کہ انشاء اللہ المستعان کل پھر اسی وقت خدمت میں حاضر ہوں گا یہ سیکے جو ہر جس راہ سے محل میں گیا تھا اسی راہ سے چلا آیا اور پھر دن چڑھے تک آرام کیا پھر بیدار ہوا آنکھ کھلی حواج ضروریہ سے فرغت کے بارادہ سیر باہر نکلا محمود نے کہا امیر اُستاد تمہارا تشریف لیجانا بہتر و مناسب نہیں ہے یہ فدوی بھی ہمراہ رکاب فیض باب ضرور چلے گا جو ہر نے کہا تمھاری کچھ ایسی ضرورت نہیں ہو میں شام تک خود یہاں آ جاؤں گا محمود چپ ہو رہا

اب دو کلمہ حال بہمن ترسا کے سننے

کہ جب اس نے شاہزادہ معزالدین کے لشکر میں جانا موقوف کیا اور دو ہزار مغربی طلائی امیر زادہ سیف الدین سے لیکر اپنے شہر کے سمت روانہ ہوا اثنائے راہ میں اُسے یہ خیال آیا کہ مبادا کوئی ملازم عمران شاہ کاٹے اور اُسے اس زرقند کا حال معلوم ہو جائے تو میں اسوقت کیا تدبیر کروں گا پس یہ سوچ کے شارع عام کو چھوڑ کے کوہستان کی راہ لی قضاے کار و اتفاق روزگار اُس کوہ پر دس بارہ نفر حبشی خادمان اور تقریباً سیر و تماشے کے آئے ہوئے تھے اور ایک سنگ کلان پر کہ وہ نہایت صاف تھا سایہ درختان سبز میں بیٹھے ہوئے ہوا کھارہے تھے اور باہم دورہ شراب انگوری کا چل رہا تھا کہ ناگاہ بہمن بیچارہ بھی قریب اُنھیں رنگیان سیاہ رو کے اکٹلا اور اُن حبشیوں سے دوچار ہو گیا ناگاہ اُن حبشیوں کے سردار نے ایک حبشی سے کہا کہ اس مرد مسافر کو ہمارے پاس بلالو پس حسب الحکم ایک حبشی بہمن کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارا سردار تجھے یاد کرتا ہے بہمن نے بخوف زرد حبشی سے کہا کہ میں ملازم شاہ کا ہوں اور میرے بادشاہ نے مجھے اسوقت ایک کار ضروری کیوں اسے بھیجا تھا اب میں جواب لیے جاتا ہوں مجھ کو اسوقت معاف کیجیے کہ مجھے فرصت نہیں ہو ورنہ میں حاضر تھا ضرور چلتا حبشی چونکہ نشہ شراب سے سرشار تھا بہمن کا عذر خیال میں نہ لایا اور کشان کشان بہمن کو لپیٹا بہمن نے کہا میرا وہاں جانے میں بڑا نقصان ہو جائیگا اور مطلب بھی فوت ہوگا حبشی نے جواب دیا کہ تم چل کے ہمارے افسر سے عذر کر لینا میں تجھے ہرگز چھوڑ دوں گا اور نہ کوئی عذر اور یہاں سنو لگا الغرض اس کشاکش میں وہ تھیلی زر کی بغل سے بہمن کے زمین پر گر گئی حبشیوں نے جو وہ تھیلی روپیہ کی دیکھی پس بہمن کو گرفتار کیا اور وہ تھیلی اٹھالی بہمن بیچارہ اسوقت اپنے حال زار و کجی چرخ بے ہداری زار زار مثل ابرو نو بہار کے رونے لگا اور دیکھا کہ کوئی صورت ان رنگیوں سے نجات کی معلوم نہیں ہوتی آخر الامر اُن رنگیوں سے کہا یارو میں چور نہیں ہوں یہ زربشیک میرا مال ہے اگر تلو باور نہو اور مجھ کو چھوٹا جانتے ہو تو میرے ساتھ کسی آدمی معتمد کو کر دو کہ وہ میرے ساتھ شہر میں چلے میں اپنا جھوٹا اور سچ جو ہوگا تصدیق کر دوں گا حبشیوں نے جواب دیا کہ اس قدر زربشیک فقیر کو کہاں سے میسر آیا بلاشبہ تو راہ زن معلوم ہوتا ہے اور یہ مال بھی کسی مسافر بیچارہ کا ہے اور یقین ہے کہ سوا اس کے اور مال بھی تیرے پاس ضرور ہوگا اب جب تک وہ تمام مال ہمو نہ دیگا تیری نجات غیر ممکن ہے بہمن نے اپنے دل میں کہا سبحان اللہ یہ عجیب عذاب سخت پیدا ہوا کہ کوئی صورت نجات بظاہر معلوم نہیں ہوتی افسوس ہے کہ اس طمع مال میں جان و مفت ضائع ہوئی غرض جب بہمن نے اُن حبشیان جانور طبع سے کوئی صورت رہائی کی نہ دیکھی ناچار درگاہ پروردگار میں بھد عجروا نکسار با چشم و گریان یہ دعا کی کہ بار اے بخت ہندگان مقبول بارگاہ سمیع کو نین حبیب رب المشرقین اس بلا سے ناکامی سے نجات دے ہنوز یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف اچھا بہت ہو گیا یعنی ابوالحسن جو مہر بھی سیر کرتا تھا شاد دیکھتا ہوا اسی جا کہ جہان وہ حبشی

بیٹھے تھے آپہنچا حبشیوں کے سردار نے جو ابوالحسن جوہر کو دیکھا اپنے رفقا کو حکم دیا کہ یہ مرد بھی ہمیں اسی چور کا
 شریک معلوم ہوتا ہے اسے قریب آنے دو اور اس مجرم کو درخت سے خوب مضبوط باندھ دو اس عرصہ میں ابوالحسن بھی
 وہاں آپہنچا اور دیکھا کہ ان ملعونوں نے بہمن کو ایک درخت سے باندھا ہے اور ایذا رسانی کا قصد ہے جوہر کو اس
 ظلم و جور ان سیاہ کاروں سے کمال غصہ آیا اتنے میں ایک حبشی نے جوہر سے پوچھا اے مرد تو کون ہے جوہر بولا میں
 اسکا جواب پھر دوں گا پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم نے اس مرد کو کس خطا پر باندھا ہے وہ حبشی بولے کہ یہ مرد بیچارہ نہیں ہے یہ راہ زن
 ہے ہم اس سے مال سافروں کا دریافت کرتے ہیں جوہر نے کہا بس بہتر یہ ہے کہ جلد اسے رہا کر دو حبشیوں نے کہا
 معلوم ہوا کہ تو بھی اس چور راہ زن کا شریک ہے اگر یہ اس مال کا جو کہ اس کے پاس سے برآمد ہوا ہے ہکو نشان دے
 تو ہم ابھی اسکو چھوڑ دیتے ہیں ابوالحسن نے کہا میں تمکو اسکے علاوہ اور مال جو جا بجا دفن ہے بتاتا ہوں مگر یہ خوف ہے
 کہ تم اس مال کو بھی لیلو اور اپنے اثر پر قائم نہ رہو تو اسوقت ہم تمہارا کیا کرینگے حبشیوں نے ستم خیز عیسائی کی قسم کھائی کہ
 بعد یا جانے مال کے پھر ہکو اس مرد سے کسی طرح کی غرض نہو گی ابوالحسن نے کہا خیر جو مال و زر ہمنے اپنی عمر میں پیدا کیا
 ہے ہم کو اپنے بھائی کی جان سے عزیز نہیں ہے اگر یہ زندہ رہیگا اور بہت مال پیدا ہو جائے گا اب تم کسی ملازم معتد کو
 ہمارے ساتھ کرو کہ وہ فلاں درخت تک میرے ساتھ چلے اس سردار نے دو نفر مسلح جوہر کے ساتھ کیے جوہر انکو
 ساتھ لیے ہوئے چلا اور راہ میں ان دونوں حبشیوں سے پوچھا کہ تم محمدیوں کے حق میں کیا کہتے ہو وہ یہ سن کے
 کلمات سخت کہنے لگے جوہر چپ ہو رہا اور چند قدم آگے بڑھا بعد اسکے انہیں سے ایک کو اس چابک دستی سے قتل کیا
 کہ دوسرے کو مطلق خبر نہوئی جس وقت کہ وہ زمین پر گرادوسرا حیران ہوا اور جھک کر دیکھنے لگا اس عرصہ میں جوہر
 نے خنجر بران سے اسکا کام بھی تمام کیا اور لاشیں ان دونوں کی کنوین میں ڈال کر اوپر سے تھوڑی سی ڈال دی
 اور ان حبشیوں کے پاس پھر آیا اور کہا واہ عجیب طرح کے تہمتہ رفیق ہمارے ساتھ کیے تھے جسقدر مال و اسباب
 وہاں دفن تھا سب لیکر وہ ایک طرف روانہ ہو گئے ہر چند میں نے شور و غل مچا یا مگر انھوں نے ایک نہ سنا اور
 سب کا سب روپیہ لیکے سردار نے چار نفر واسطے بلا لائے ان حبشیان اول کے بھیجے اب یہ چاروں مثل جانوروں
 کے موافق کہنے جوہر کے بے تحاشا دوڑے جوہر بھی پیچھے ان حبشیوں کے چلا اور اس دوڑدھوپ میں دو کو اس
 چالاکی سے تیر مارا کہ دونوں کے پہلو توڑ کر باہر نکل آیا اور نوڑا وہ زمین پر گر پڑے اور ان دونوں باقی ماندہ نے جو یہ کیفیت
 دیکھی سمجھ گئے کہ اسی جو ان قدر انداز نے ہمارے ساتھیوں کو مارا پس وہ دونوں حبشی خنجر کھینچ کر جوہر کے پیچھے دوڑے
 جوہر نے اس اثنا میں ایک کو ان دونوں میں سے پھر قتل کیا ایک جو باقی رہا اس نابکار کو ایک تیر مارا کہ دونوں
 نشانے اس حبشی کے چھد گئے لیکن یہ ملعون ایسا سخت جان تھا کہ گرتا پڑتا اپنے سردار کے پاس پہنچا اور فریاد
 کرنے لگا اور کہا جلد اٹھو کیا بیٹھے دیکھتے ہو اجل تم سب کی قریب آگئی پس یہ کہنے جہنم واصل ہوا اس عرصہ میں

جو ہر بھی اُن ساتون نفر حبشیوں کے پاس پہنچ گیا اور اُن ساتون نفر حبشیوں نے بالاتفاق چار طرف سے جو ہر کو گھیر لیا اور حملہ آور ہوئے جو ہر بھی مثل شیر غضبناک اُن حبشیوں میں اس طرح در آیا کہ جیسے شیر گلہ کو سفندون پر جاتا ہے اور حرب و ضرب میں گرم ہوا۔

سکے را بخیر کیے را بہ شیخ | ہمیں کشت اُن شیر دل بیدریغ

الغرض ایک اُن واحدین جو ہر نے چھ نفر حبشیوں کو قتل کیا فقط ایک زندگی وہ بھی زخمی پہچان بھاگ گیا بعد اسکے ابو الحسن نے بہمن کو درخت سے کھولا بہمن بیچارہ قریب ہلاکت پہنچا تھا جس وقت بہمن نے نجات پائی اور ہوش و حواس جمع ہوئے جو ہر کے ہاتھ آنکھوں سے لگائے اور تصدق ہوا اور بصدق دل مسلمان بھی ہوا بعد اُسکے تمام حال گذشتہ مفصل جو ہر سے بیان کیا جو ہر سمجھ گیا کہ یہ دو ہزار اشرافی مغربی امیر زادہ سیف الدین نے بہمن کو دی ہوئی یہ بیچارہ لشکر تک نہیں پہنچنے پایا راہ میں گرفتار کر لیا گیا جس وقت کہ جو ہر نے بہمن کو اپنا دوست و مخلص و دیندار پایا تب اپنا تمام قصہ ابتدا سے انتہا تک مع حال عاشقی اور شاہزادہ کی نہضت فرمائی کہ بہمن سے بیان کیا بہمن نے کہا اے شہر یار عالی و قار براے خدا قصور معاف فرمائیے میں حضور کے حال سے مطلع آگاہ نہ تھا بلکہ نہیں معلوم کہ کیا کیا خیالات فاسدہ اور دوسوے باطلہ میرے دل میں گزرتے تھے شکر خدا کا کہ قسمت میری یا اور اور طالع میرا قوی ہو جو مجھ کو تمھاری فیضان صحبت سے یہ دولت بیزوال ایمان کی حاصل ہوئی ابو الحسن جو ہر بہمن کو ہمراہ لیکے شہر میں داخل ہوا یہاں محمود خراسانی انتظار جو ہر میں نہایت بیقرار تھا جس وقت جو ہر مکان میں آیا محمود بولا اے استاد حضور کہاں تشریف لے گئے تھے جو ہر نے تمام سرگذشت اپنی محمود خراسانی سے بیان کی اس اثنا میں بہمن نے کہا اے محمود یہ استاد تمھارا ملک مغرب و شام کا بادشاہ زادہ ہے پھر تو بہمن مع زوجہ اور فرزندوں کے دائرۂ اسلام میں آیا اور عرض کی کہ اگر آپ حکم دین تو میں اپنی دختر رشک مرقا کا نکاح محمود کے ساتھ کر دوں ابو الحسن جو ہر نے کہا مصرعہ درکار خیر حاجت ہیج استخارہ نیست پھر محمود نے جب ابو الحسن کا ملکہ خلدانہ پر عاشق ہونے کا حال سنا اُس وقت عرض کیا اے استاد جب تک تم اپنے مدعاے دلی اور مقصود اصلی پر کامیاب نہ ہو گے میں ہرگز عقد نہ کروں گا حضور ہی غور فرمائیں کہ یہ طریقہ مروت سے نہایت بعید ہے جو ہر نے کہا خیر جو تمھاری راے ہو تمھاری رضامندی سے عرض ہو جس وقت کہ شام ہوئی ابو الحسن کو خیال آیا کہ آج کی رات ملکہ باغ میں تشریف لائیں گی چکرار تقرنیل گوش سے کوئی ایسی حرکت خوش طبعی کی کیجیے کہ بجا یاد تو کرے آخر جو ہر نے محمود سے یہ حال بیان کیا محمود نے کہا یہ بات بھی مصلحت وقت ہے لیکن براے خدا مجھے بھی اپنے ساتھ ضرور لے چلیے گا جو ہر نے سامان عیاری درست کیا اور ایک پوشاک زنانی مع زیور جواہر نگار ہمراہ لی جس وقت پہر رات گزری جو ہر محمود کو ساتھ لے کے مکان سے روانہ ہوا اثناے راہ میں بہمن کے بھی ہاتھ ساتھ

بی بی پھن نے پوچھا اوستاد کہاں کا ارادہ ہو اور ار تقرر سے کیا حرکت خوش طبعی خیال میں آئی ہو جو ہر
 نے کہا میں بصورت نازنین نہایت شکیلہ و جمیلہ بنکے آتا ہوں مگر کچھ گانے بجانے میں بھی دخل ہو محمود نے کہا میں
 یہ جانتا ہوں بروقت آپ ملاحظہ فرمائیے گا اب اسوقت بیان کرنا بیکار ہو جو ہر نے کہا جس وقت کہ ہم
 روانہ باغ پر پہونچیں اور جو کوئی ہنگو پوچھے تو تم بیان کرنا کہ یہ نازنین وزیر اعظم خالہ بن علقمہ کی معشوقہ ہو
 درودیر نے بخوف اپنی بی بی کے اسے فلان قصہ میں پوشیدہ رکھا ہو اور میں اس رشک پری کا برادر حقیقی ہوں
 و محمود آج میں نسخہ ہفت رنگ کا امتحان کرونگا جو کہ حکیم قسطاس الحکمت نے مجھے تعلیم کیا ہو اور وہ مجھے یاد بھی ہو
 نہ دیکھنا کہ اس ار تقرر کا کیا حال بناتا ہوں ایسا سو کروں کہ تمام عمر یاد رہے بعد اسکے جو ہر نے بغیر عیاری
 سطح اپنی صورت تبدیل کی کہ اگر مادر جو ہر بھی دیکھتی تو نہ پہچانتی الغرض ابوالحسن جو ہر اور محمود خراسانی
 قنوی دیر میں باتیں کرتے ہوئے دروازہ باغ پر پہونچے دیکھا تو در باغ پر کچھ حبشی ملازم ار تقرر فیل گوش کے
 بیٹھے ہیں اور آپس میں شراب چل رہی ہو جو ہر بھی بنا ز معشوقانہ آہستہ آہستہ ایک انداز سے ان حبشیوں
 بیٹوں سے گذرا ان حبشیوں میں سے ایک حبشی نے دیکھا کہ ایک عورت حسین و خوش جمال حسن و انداز میں
 بے مثال ایک مرد کے ساتھ چلی آتی ہو اسنے اسی حالت نشہ میں آواز دی کہ تم کون ہو اور اسوقت کہاں سے
 آتے ہو محمود اور ابوالحسن نے اسکی بات کا جواب نہ دیا اسنے پھر آواز دی اور کہا عجیب طرح کے یہ مرد اور عورت
 ہیں کہ بات کا جواب نہیں دیتے محمود نے کہا تجھے ہمارے حال دریافت کرنے سے کیا سروکار وہ حبشی یہ سنکے
 اُسکے پاس آیا محمود نے کہا خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا والا تمہارے حق میں اچھا نہوگا حبشی محمود سے یہ کلام سنکے
 ٹھہر گیا اس اثنائ میں وہ سردار حبشیوں کا جو ہر کے پاس آیا اور کہا اگر اصل کیفیت اپنی سمجھے بیان کر دو تو پھر
 ہم تمہارے حال سے متعرض نہونگے محمود نے کہا اوکیدی روسیہ نہیں جانتا کہ یہ نازنین ماہ جبین ایک نامی وکائی
 طائفہ خالہ بن علقمہ عمر ان شاہ بادشاہ کے وزیر اعظم کی معشوقہ خاص ہو اور ہم اس حور ووش کے برادر حقیقی ہیں
 حسب اتفاق ایک خدمتگار نہایت ممتاز ار تقرر کا بھی اسوقت کسی کام کو وہاں آیا اسنے جو یہ حال سنا فوراً جا کے
 ار تقرر کو اس حال سے اطلاع دی کہ اسوقت ایک معشوقہ آفتاب صورت نہایت حسین صاحب جمال و خوبصورت
 دروازہ باغ پر آئی ہو اسکا بیان ہو کہ میں وزیر اعظم کی معشوقہ ہوں اور ایک بھائی بھی اُسکا اُسکے ساتھ نہیں معلوم
 کہ کہاں کا قصد رکھتی ہو امی پہلوان میں نے اس حسن و جمال غور شد یہ مثال کی کوئی عورت آج تک نہیں دیکھی سچان
 اسکی صورت ہو کہ قدرت خدا نظر آتی ہو موافق اس مصرعہ کے مصرعہ ایسے بھی بندے ہوتے ہیں قدرت خدا کی ہر
 کہ جسکے شعلہ رخسار سے آنکھ خیرہ ہوئی جاتی ہو ار تقرر نے اس خدمتگار سے کہا جس طرح سے ہو تو اُس معشوقہ کو
 ہمارے پاس بلالو میں تجکو اس خدمت کا حد سے زیادہ انعام دوں گا خدمتگار بولا بہت خوب میں جاتا ہوں

ادھر محمود کے بیان سے کہ یہ وزیر اعظم کی معشوقہ ہو وہ حبشی جتنے سے چپ ہو رہے اور محمود خراسانی جو مہر کو
 لیے ہوئے آگے بڑھا اس عرصہ میں وہ خدمتگار ار قمر باہر باغ کے جو آیا اور حبشیوں سے پوچھا کہ وہ نازنین
 کہاں گئی کہتر حبشیوں نے کہا وہ سامنے جاتی ہو خدمتگار نے غاشادوڑا اور آواز دی کہ اے جانے والو
 ٹھہ جاؤ کہ ہمیں مت سے کچھ ضروری کہنا ہو محمود وغیرہ یہ سُنکے ٹھہر گئے خدمتگار جو مہر کے پاس گیا اور کہا اے شخص
 ار قمر فیل گوش کو بھی تم جانتے ہو جو کہ بادشاہ حبش کی طرف سے بھرہ رسالت آیا ہو محمود بولا نام اسکا
 پہنچے بھی سنا ہو پھر خدمتگار نے کہا ار قمر فیل گوش نے تمہیں سلام کہا ہو اور بہت کہا ہو کہ واسطے ایک
 لحظہ کے ہلکو بھی اپنے جمال بے مثال کی زیارت سے کامیاب کر دو کہ تمہارے نور قدم سے ہماری محفل تابہی
 روشنی ہو جائیگی اور ہم تمہاری اس کرم بخشی و مہربانی کا شکریہ ادا کریں گے اور ممنون ہونگے دوسرے اس
 امر سے بھی آپ خاطر جمع رکھیں کہ وزیر اعظم کو بھی تمہارے اس حال سے اطلاع نہو گی محمود نے کہا معاذ اللہ
 اگر خدا نخواستہ کسی دشمن نے وزیر اعظم سے خبر کر دی تو پھر ہمیں اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیگا خدمتگار نے
 کہا تم خوف نہ کرو میں تمہیں بہت جلد ایک دولہہ میں رخصت کر ادونگا محمود نے اُس نازنین عملی سے کہا اے
 جو اس نقش طراز ہر چند کہ تمہیں تکلیف ہوگی اور خوف جان بھی ہو لیکن اب یہ کہتے ہیں اور ایک رئیس منت کرتا
 ہو دولہہ کے واسطے ار قمر کے پاس ضرور چلنا مناسب ہو لیکن اے انعام و اکرام اس قدر ملے کہ ہے اور تھے اُن کے
 جو پہلے کہا اے برادر تم وزیر اعظم کے مزاج سے بخوبی واقف ہو آئندہ تمکو اختیار ہو لیکن اس مصرعہ کے مطابق ہو
 مصرعہ بدوز طبع دیدہ ہوشمند بنو کہ تم سب کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے محمود نے کہا خیر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا
 ہر جہ باد اباد ایک دولہہ کی بات ہو کچھ خوف نہیں چلو ار قمر بھی کیا یاد کریگا کہ عمرانیہ میں بھی ایک نازنین
 اس حسن و جمال اور قدر و منزلت کی ہو بعد اسکے محمود نے خدمتگار سے کہا کہ ہم ایک شرط سے تمہارے ساتھ
 چلتے ہیں کہ مجھکو دولہہ سے زیادہ وہاں توقف نہ کرنا پڑے کہ پہنچے محفل تمہارے پاس و خاطر سے یہ امر
 قبول کیا ہو ورنہ ہلکو کچھ عرض نہیں ہو ہم مال و زر کی پرواہ نہیں رکھتے خدمتگار بولا تم خاطر جمع رکھو میں تم کو
 تمہارے حوصلہ سے زیادہ انعام دلاؤں گا اور بہت جلد رخصت بھی کر ادونگا محمود نے کہا کیا بکتا ہو انعام کیسیا
 یہ نازنین ایسی عالی منزلت ہو کہ تم ایسے نفرون کو خود صد ہارویہ انعام دے ڈالتی ہو انھیں کسی اور کی بخشش
 کی کیا ضرورت ہو بعد اسکے ابوالحسن اور محمود ہمراہ خدمتگار کے باغ میں آئے خدمتگار نے ار قمر کے
 کان میں کہا کہ غلام ہزار منت و خوشامد اس پری پیگر نہ ہرہ جبین کولا یا ہو ار قمر نے پچاس اشرفی طلسمانی
 خدمتگار کو انعام دیں اور خود مثل گندہ آبنوس مسند زر نگار پر بیٹھا ابوالحسن بھی اس ناز و انداز معشوقانہ
 سے محفل میں آیا کہ اہل محفل کے ہوش جاتے رہے اور جبوقت کہ ابوالحسن نے پردہ لقا ب کو چہرہ سے دور کیا

معلوم ہوا کہ اس سے ماہیتاب نکل آیا وہ تمام محفل کہ مثل شب تاریک کے تھی نور جمال سے اُس کے روشن و منور ہو گئی
یہ تقریب بھی دیکھ کے رنگ ہو گیا اور مصاحبین سے کہا قسم ہو قسم خبر عینی کی مجھے آج تک اس حسن و جمال ہمیشہ
کوئی عورت نہیں دیکھی واقعی یہ نازنین ماہ جبین حضرت مریم علیہا السلام کی نظر کردہ ہو ابوالحسن نے چند اشعار
ان حبشی میں اس لمحہ سے پڑھے کہ تمام حبشی ایسے محو ہوئے کہ جھوٹے لگے اور ہر ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی
اس اثنا میں ابوالحسن نے محمود کے کان میں کچھ آہستہ سے کہا محمود بے اختیار ہنس پڑا اور تقریب نے محمود سے
پھاڑی شخص نقش طراز نے تمہارے کان میں کیا کہا جو تمکو ہنسی آگئی محمود نے کہا تمہارے حسن اخلاق کی تعریف
بعد ایک لمحہ کے جو میر نے پھر محمود کے کان میں کچھ کہا اب محمود نے اول اور تقریب کو دیکھا اور پھر سر ہلایا اس طرح
یہ تیسری بار ابوالحسن نے محمود سے سرگوشی کی اور تقریب کو گمان ہوا کہ شاید یہ نازنین میری صورت سیاہ دیکھ کر
ستی ہو آخر محمود سے کہا تمہیں قسم ہو اسی نازنین کے سر اقدس کی سچ بتاؤ کہ نقش طراز نے پہلے تم سے کیا کہا جو تم
سے اور پھر دوبارہ کیا کہا جو تم نے سر ہلایا اور پھر سہ بارہ کیا کہا جو تم خفا ہوئے محمود نے کہا ای پہلوان نقش طراز کا
براعظم سے پہلے ایک آشنا حبشی بعینہ تمہاری صورت کا تھا اور وہ نقش طراز کو اس قدر پیار کرتا تھا کہ بغیر دیکھ
نے اُسکو ایک دم قرار و آرام نہ تھا اور نقش طراز کا یہ حال تھا کہ اُسکی صورت سے نفرت تھی بنا چارمی فہائش اور
سے ایک غلطہ کو اُس کے پاس جاتی تھی وہ بھی بکراہت دور بیٹھتی تھی اور کہتی تھی کہ اس روسیہ کے دیکھنے سے
بی جان نکلی جاتی ہو جس قدر کہ میں اُسکی صحبت میں رہتی ہوں مجھے وہ صحبت عذاب قبر سے بدتر معلوم ہوتی ہو
وہ حبشی ہزار ہا تدبیریں کرتا تھا کہ کسی طرح یہ مجھ سے مانوس ہو لیکن ممکن نہ تھا آخر ایک حکیم نے ایک روغن
ما حبشی کے چہرے پر مل دیا کہ فوراً وہ چہرہ کی سیاہی کا فور ہو گئی اور اس قدر سرخ و سفید صاف و براق چہرے کا
ہو گیا کہ گویا خلقی رنگ تھا پھر جو نقش طراز نے اُسکی صورت دیکھی نفرت کیسی ایسی شیفٹہ و فریفتہ ہو گئی کہ تمام
ناس سے ایک قلم ملاقات ترک کر دی اور ہر وقت اُسی کی صورت دیکھا کرتی تھی دین و دنیا کا ہوش نہ رہا لیکن اُس
ت کی عمر نے وفات کی چند ہی روز میں جو انامرگ ہو گیا نقش طراز اُس کے غم و رنج میں مبتلا ہوئی قصہ مختصر ایک
ما کامل اُس کے رنج و غم میں ایسی مبتلا رہی کہ دین و دنیا کا ہوش نہ رہا آخر حسب اتفاق ایک روز جو سواری
براعظم کی اُن کے مکان کی طرف سے نکلی وزیر اعظم نقش طراز کو دیکھ کے عاشق زار ہو گیا گھر تک جانا نہ شوالہ ہوا
سے دو آدمی بھیجے اور نوکری کا پیام ہوا نقش طراز نے جواب صاف دیدیا اور کہا کہ ہم کسی رئیس و امیر کے
صحبت نہیں رہے جب ہم نے بہت سمجھایا اور لعنت و ملامت کی اور کہا کب تک یہ غم رہیگا آخر ناچار ہو کر وزیر اعظم
نوکری اس شرط سے منظور کی کہ جس وقت میرا دل چاہے گا میں تمہارے پاس آؤنگی میں حکومت کی نوکری
نا کرنے کی وزیر اعظم چونکہ از حد فریفتہ تھا اُس بیچارہ نے قبول کیا لیکن ناچ و مجرا ترک نہیں کیا تھا چنانچہ

نقش طراز کے ایک دوست ہیں اور آج اُنکے یہاں تقریب شادی تھی اُسے صبح کو ایک آدمی کے ہاتھ رقعہ شادی بکاسے کو بھیجا نقش طراز نے عذر کیا اور کہا اسوقت میں نہیں آسکتی آخر آج رات کو نقش طراز نے مجھ سے کہا بھائی اسوقت ہم شادی میں چلین گے تم بھی چلو ورنہ وہ دوست آزدہ خاطر ہوگا میں نے کہا یہ کون وقت جانے کا ہے صبح کو تشریف لیجائیے گا اُس نازنین تلون طبع نازک مزاج نے میرا کہنا نہ سنا اور پیادہ پا روانہ ہوئی سواری کا بھی انتظار نہ کیا آخر ناچار جھکو بھی چلنا پڑا اتفاقاً راہ بھول گئی ادھر آنکلی یہاں تمھارے ملازم نے ہماری اس قدر منت و سماجت کی کہ بھوکو بجز اسکے کہ تمھارے پاس آئیں چارہ نہوا یہاں آکر جو تمھاری صورت نقش طراز نے دیکھی اپنے پار مرحوم کی صورت یاد آئی پہلے میرے کان میں کہا اے بھائی یہ پہلوان ار تقرر اسکی شکل سے کس قدر مشابہ ہے نہیں میں یہ سنکے ہنسنا اور کہا تم سچ کہتی ہو پھر اُنھوں نے کہا اگر ار تقرر تھوڑا روغن چہرہ پر ملے تو بعینہ اُسی حبشی مرحوم کی صورت ہو جائے میں نے سر ہلایا اور تیسری بار یہ کہا کہ اتفاق سے اسوقت وہ روغن میرے پاس موجود ہے میں تھوڑا پہلوان کو دیدوں اور باقی عمر اسی کی صحبت میں بسر کروں میں یہ سنکے ترش ہوا اور کہا او بیوقوف اس حرکت نالائقت سے تمھاری مان کا کیا حال ہوگا کیوں اُس ضعیفہ بیچاری کو زندہ درگور کر دو گی ار تقرر چونکہ بیوقوف تھا عقل سے مطلق بہرہ نہ رکھتا تھا اس نقل بے اصل کو سنکے بہت خوش ہوا اور کہا تھوڑا سا وہ روغن مجھے دو میں بھی اُسکو دیکھوں کہ کس طرح کی وہ شہر ہو ابوالحسن نے وہ روغن تھیلی سے نکال تھوڑا پشت دست ار تقرر چومل دیا ایک لمحہ میں پشت دست کی سیاہی جاتی رہی اور ایک گندم گون رنگ ہو گیا اور نہایت شگفتاں اور براتی پیدا ہو گئی ار تقرر کو اس ترکیب عجائب و غرائب سے کمال حیرت ہوئی اور کہا امی نقش طراز میں نے اپنی عمر میں ایسا سرج تاثیر روغن نہیں دیکھا بلکہ سنا بھی نہیں اگر سچا شی بادشاہ حبش کو یہ نسخہ روغن و شہاب ہو تو یقین ہے کہ تمام مملکت اپنی اسکی قیمت میں بخش دے نقش طراز نے کہا امی پہلوان نسخہ روغن تو ہمارے پاس نہیں ہے لیکن روغن البتہ میرے پاس موجود ہے ار تقرر نے پوچھا وہ روغن اسوقت تمھارے پاس موجود ہے نقش طراز نے کہا ہاں ہمارے پاس روغن تو موجود ہے لیکن ہم جہاں شادی میں جاتے ہیں اُنکی ایک دختر نہایت سیہ فام ہے اُسے وعدہ تھا سو اُنکے واسطے لیے جاتی ہوں کہ بدون اس روغن کے اُسکا شوہر اُسکو تکلیفین پہنچاتا ہے یعنی اُس دختر کے شوہر کا رنگ سفید ہے اپنی جو رو سیاہ فام کو ہر ایک طرح کی ایذا میں دیتا ہے اور کبھی آئینہ میں اپنی صورت سے اپنی زوجہ کی صورت ملاتا ہے اور کہتا ہے جھکو تیری صورت سیاہ ہرگز پسند نہیں کبھی رغبت نہ ہوگی وہ بیچاری اس طعن و تشنیع کا کچھ جواب نہیں دیتی اور بہرون رویا کرتی تھی حسب اتفاق ایک روز میں بھی اُسکے گھر گئی اور اُس مظلومہ کا حال سنا اور سبب آزدگی شوہر کا پوچھا اُسے ساری کیفیت شوہر کی مجھ سے بیان کی یہ سنکے جھکو اُسکے حال پر نہایت افسوس ہوا اور میں نے وعدہ کیا کہ ابی میں تمھارے گھر آؤنگی تو ایک شہر لہی

نادر الوجود خجے دو گئی کہ شوہر سے زیادہ تمھارا رنگ چہرے کا سفید و براق ہو جائے گا پس یہ وعدہ کر کے نصرت ہوئی چلی آئی ہر چہ کہ میرا قصد آج بھی وہاں جانے کا نہ تھا لیکن شام کو مجھے اپنے وعدہ کا خیال آیا آخر یہ روغن لیکے اب میں وہاں جاتی تھی کہ اثنائے راہ سے تمھارا خدمتگار بہکو یہاں لے آیا اور تقرنے کہا امی نقش طراز بہکو معلوم ہوتا ہے کہ اس روغن کا خمیر شاید تمازت آفتاب سے ترتیب دیا ہے نقش طراز نے کہا اس وقت میں چاہتی ہوں جس ترکیب سے میں نے اس روغن کا امتحان کیا ہے اسی ترکیب سے تمھارے چہرے پر بھی حقوڑا سا روغن ملوں اور تقر کہ نشہ شراب میں سرشار تھا کہا بسم اللہ اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو اجازت کی کیا حاجت ہے جو میرے فوراً تھیلے سے وہ روغن ہفت رنگ نکال اور تقسم کو ایک مکان خلوت میں لیجا کہ جس طرح کہ منظور تمھارو روغن اور تقر کے چہرہ پر خوب ملدیا اور اسی مالش روغن میں دارو سے بیہوشی بھی دیدی کہ وہ بیہوش ہو گیا جس وقت کہ اور تقر بیہوش مطلق ہو گیا جو پھر پھر محفل میں آیا اور اہل محفل کے سامنے ایسی نفیس برائی کی کہ وہ حبشی نہایت خوش ہوئے اور خدمت ساتی گری بھی ابوالحسن کو دی ابوالحسن نے بوقت مینوشی دارو سے بیہوشی سے تمام محفل کو بے ہوش مطلق کر دیا بعد اسکے جس قدر جو اسراور زر سرخ و سفید ابوالحسن اور محمود سے لیا گیا پشتارہ باندھ کر باغ کے باہر ہوئے اور اتفاق سے جس روز یہ روغن قازار تقر کے ملا گیا اسکے صبح کو امیر زادہ سید الدین کی ملاقات عمران شاہ سے قرار پائی تھی

اب حال امیر زادہ سیف الدین کا معرض بیان میں آتا ہے

کہ جب وہ دلاوردس فرسخ شہر عمرانیہ سے قریب پہونچا ملک عمران شاہ کو اطلاع ہوئی کہ شاہزادہ ملک مغرب و شام یعنی سلطان معز الدین بن اسمعیل بالشکر جبار اس سرحد میں وارد ہوا ہے اور کوہ بوقلمون پر خیمہ زن ہوا اور امیر زادہ سیف الدین نامے بعدہ رسالت تمھارے پاس ایک سردار کو بھیجا ہے ملک عمران شاہ اس خبر وحشت اثر سے ہوش و حواس باختہ ہو گیا آخر وزیر اعظم یعنی خالد بن علقمہ سے کہا خجے بھی کچھ خبر ہو کہ یہ شاہزادہ کس قصد سے ہمارے ملک میں وارد ہوا خالد نے کہا امی بادشاہ قریب دو ماہ کے ہوا کہ ایک قاصد محکمات عالیات سے آیا تھا اسکی زبانی یہ معلوم ہوا تھا کہ فوج ظفر موح شاہزادہ عالیماہ نے محکمات عالیات کو فتح کیا اور شرفیل بن سماعیل اور ثعبان بن افغان بادشاہان یہود و نصاریٰ کو شکست فاش دی بلکہ ثعبان کو شاہزادہ نے قتل کیا اور شرفیل بزم گاہ سے نہیں معلوم کس طرف نکل گیا ہر چند کہ میثم بن اخرجہ اور الولح بن التوم ان بادشاہوں کے سپہ سالار تھے لیکن غاریان اسلام سے مقابلہ نہ کر سکے اب مناسب و صلاح وقت یہ ہے کہ ایچی شاہزادہ عالی منزلت کو بعزت تمام شہر میں طلب کرو

اور بخوبی تمام دعوت کرو ملک عمران شاہ اس بیان سے وزیر اعظم کے نہایت ہراسان و پریشان ہوا اور
 کہا ای دستور العظم اسکے استقبال کو کسے بھیجوں خالد نے کہا بظاہر میرے سوا اور کوئی ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ
 جو اس خدمت کا اچھی طرح سرانجام کر سکے ملک عمران شاہ نے کہا خیر اب تجھے اختیار ہے جو امر کہ مصلحت وقت دیکھنا
 وہ عمل میں لانا کہ ادھر سے امیر زادہ سیف الدین بھی بعد طمر اہل و قطع منازل شہر عمرانیہ سے پانچ فرسخ
 قریب خیمہ زن ہوا اسی روز خالد بن علقمہ وزیر امیر زادہ سیف الدین کے استقبال کے واسطے آیا اور
 امیر زادہ کو شہر میں نہایت احترام سے لیکیا یہاں محمود خراسانی اور ابو الحسن جو ہر بھی آخر شب باغ سے
 باہر آئے اور ہمیں کے مکان میں گئے اور ابو الحسن اسی لباس زناتے اور تبدیل صورت وضع سے ملکہ کے محل میں پہنچا حسب اتفاق
 ملکہ خالدہ ہاٹو اسوقت چوکی پر واسطے رفع ضرورت کے گئی تھی اور کچھ عرصہ ہوا ابو الحسن بے تکلف ملکہ کے
 پلنگ پر سو رہا جب ملکہ خوابگاہ میں آئی دیکھا کہ کوئی شخص غیر میرے پلنگ پر سوتا ہوا وہ بھی شاید ابو الحسن
 تشریف لائے ہو گئے اور پلنگ پر سو رہے ہو گئے جس وقت ملکہ نے جو ہر کے منہ سے چادر کو اٹھا یا شمع کی روشنی
 میں بجاے ابو الحسن ایک عورت نہایت حسین و خوبصورت نازنین زہرہ جبین کو پلنگ پر سوتے پایا ہر چند کہ
 ملکہ خلدانہ بھی صاحب حسن و جمال نہایت شکلیہ تھی لیکن اس نازنین کو دیکھ کے ہوش جاتے رہے اور اس
 صورت زیبا پر بدل و جان عاشق و فریفتہ ہو گئی اور دلی میں یہ خیال کیا کہ شاید ابو الحسن اس نازنین میں جبین کو
 اس نظر سے میرے مکان میں لے آیا ہو کہ اسے دیکھو اور اپنے حسن و جمال پر غور نہ کر و اگر میں جا ہوں تو اسے
 بہتر اور خوبصورت نازنین صاحب حسن و جمال لاسکتا ہوں ای خلدانہ جب یہ ابو الحسن کو خیال ہوا تو انجام
 اسکا بجز برائی کے نظر نہیں آتا ہر چند کہ ابو الحسن سلطان اسماعیل کا تعلیم یافتہ ہو لیکن تلون طبعی و نازک خیالی
 کا کیا علاج ہو سکتا ہے ابھی مجھ سے عقد نہیں ہوا اور نہ نوبت وصال آئی اور اسے دوسرے سے دل لگی شروع
 کر دی یقین تو یہی ہے کہ جس طرح مجھ کو ایک مرتبہ غار میں لیکیا تھا اسی طرح اس بیچاری کو بھی یہاں ضرور
 لایا ہوگا اس عرصہ میں دایہ ملکہ کی آئی اور اسے جو ملکہ کو متحیر و متعجب دیکھا کہا قربانت شوم میں تمکو اسوقت
 تشویش میں پاتی ہوں مزاج عالی کیسا ہے ملکہ نے کہا کیا بیان کروں میری تشویش کی یہ وجہ ہے پھر ساری
 حقیقت حال دایہ سے بیان کی دایہ نے کہا اس خود پسندی کا یہی نتیجہ ہوگا جو کہ پیش آیا بقول اس مصرعہ کے
 مصرعہ گندم از گندم بروید جو جو حاصل شود ہ ملکہ نے کہا ای گمان تمھارا غلط ہے بلکہ ایسا جاننا چاہیے کہ
 جو ہر نے مجھے نہایت معتد سمجھا جو اس عورت کو براہ بے تکلفی میرے مکان میں لے آیا و اگر نہ کوئی ادنیٰ آدمی بھی
 ایسی حرکت خلاف وضع نہیں کر سکتا پس جس حالت میں کہ وہ مجھے اپنا دوست صادق سمجھے پھر میں ایک
 عورت ادنیٰ کیوں واسطے اس سے کبیدہ خاطر ہوں علامہ اسکے میں اُسکی وجہ سے دائرۃ اسلام میں دخل ہوئی

ورنہ ہمیشہ جہنم میں جلتی یہ اُسکا احسان کیا کہ ہر مگر معلوم نہیں کہ وہ ظالم اس بیچاری کو میرے پلنگ پر ڈال کر کہاں غائب ہو گیا دایہ بولی شاید پانچاٹھ مین گیا ہوگا ادھر ابو الحسن ملکہ اور دایہ کی گفتگو سن رہا تھا اور دل میں ملکہ کے فہم و ادراک پر آفرین کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا بعد اسکے ملکہ خلدانہ کو سینہ سے لگا لیا خلدانہ اس حرکت سے یہ سمجھی کہ شاید ابو الحسن نے اس عورت کو یہ سبق پڑھا دیا ہو کہ جو یہ اس طرح مجھ سے پیش آئی مگر ملکہ خلدانہ نے بھی براہ انسانیت اتنا کیا کہ اپنا ہاتھ جو ہر کی پشت پر رکھا اور کہا ای خواہر بیست

من و تو ہر دو خواجہ تاشائیم | ابدہ بارگاہ سلطانیم

پس اب جو ہر سے ضبط نہوسکا اور بے اختیار ہنس پڑا ملکہ خلدانہ جو ہر کی آواز پہچان کے زیادہ متحیر ہوئی اور کہا ای طاؤس بو قلمون ہر بہ صفت اس حرکت سے کیا مقصود تھا کہ ہلکنا حق خیالات فاسد میں مبتلا کیا اب سچ سچ کہو کہ اس بہر و پیہ میں سے تمکو کیا حاصل تھا ابو الحسن نے ملکہ خلدانہ کے لب نازک کے بوسے لیے اور کہا اچھ گو ہر بحر حسن خوبی مجھے منظور تھا کہ تمھاری مروت و ہمت کو دیکھوں اچھ لہ کہ میں نے اپنے خیال سے تمکو بدرجہ زیادہ اور صاحب فہم پایا وہ کیا کہتا ہے مستقل مزاج اتنا تو ہو جس وقت کہ صحبت گرم ہوئی ابو الحسن نے ارتقہ کا حال ملکہ خلدانہ سے بیان کیا ملکہ خلدانہ اس واقعہ کو سنیکے نہایت ہنسی اور پوچھا کہ اس روغن ہفت رنگ کی کیا خاصیت ہو ابو الحسن نے کہا اس روغن کا نسخہ جناب حکیم قسطاس النکست نے عنایت فرمایا تھا کہ جس کو زبان عربی میں دہن الالوان کہتے ہیں یہ نسخہ بزور عمل و افسون ساعت کو اکب بین تیار ہوتا ہے پھر سوائے اس کام کے جس عورت و یا مرد سے خوش طبعی منظور ہو فوراً ظاہر ہوتا ہے دوسرے اور ایک لطف یہ ہو کہ بروقت مالش روغن کے جس رنگ کو چاہے وہی رنگ ہو جاتا ہے یعنی فلان رنگ کا چہرہ ہو جائے و یا جس رنگ کا خط پیشانی پر کھینچے وہ گویا نوشتہ تقدیر ہو جائیگا ایسا ہی جس کو اکب کی ساعت میں روغن ملا یا جائیگا اسی کو اکب کا رنگ ضرور پیدا ہوگا خلدانہ نے کہا کو اکب کا رنگ کیونکر معلوم ہوتا ہے جو ہر نے یہ رباعی پڑھ کے شادی یعنی رباعی

زصل سیاہ بود صندلی بود زین | برنگ لعل بود گوشت رخ رنگ بہر | چو آفتاب بود زرد زمرہ آسفید | اکبود رنگ عطار دقمر زمر دقار

خلدانہ نے کہا خیر اب یہ بتاؤ کہ تنے ارتقہ کو کیونکر آراستہ کیا ابو الحسن نے کہا میں نے اُسکی پیشانی کا رنگ سپید کیا ہے اور اُسکے اس مصرعہ کو جلی سیاہی سے لکھ دیا مصرعہ ارتقہ مسخرہ کیست باین رسوائی و زور رنگ داہنے رخسارے کا زرد ہے اور بائیں رخسارے کا کبود اور رخ تمام سبز ہے دائرہ آدھی زرد آدھی سرخ اور سوائے اسکے داہنے رخسارے پر تصویر زن حبشیہ رقص کنان بنائی ہے اور بائیں رخسارے پر ایک جوڑا کتے کا بنایا ہے خلدانہ نے کہا اگر وہ صبح کو آئینہ میں اپنی صورت دیکھ لیگا تو دربار میں بادشاہ کے کیونکر آئیگا

اور جب تک وہ یعنی ار تقرر اس ہیئت سے دربار میں نہ آئیگا تو تمھاری ساری کارستانی برباد ہو جائیگی جو ہر نے کہا یہ ممکن نہیں کہ وہ نہ آوے اس واسطے کہ جب صبح کو وہ صورت اپنی آئینہ میں دیکھےگا تو اسی خوش رنگ اور براق صورت معلوم ہوگی کہ ہوش بجا نہ رہینگے اور حد سے زیادہ خوش ہوگا لیکن جس وقت کہ دربار میں امیر زادہ سیف الدین سے ملاقات ہوگی اور امیر اسکا خط پیشانی کا دیکھیں گے اس وقت البتہ نوشتہ تقدیر اسکا ظاہر ہوگا خلدانہ نے کہا یقین تو ہو کہ ار تقرر کو نہایت ذلت و شرمندگی حاصل ہو اور عجب نہیں کہ وہ اپنے کو ہلاک کر ڈالے کہ مقتضائے غیرت ہی ہو ابو الحسن نے کہا امر راحت و آرام جان عجیب تکلف کی یہ بات ہو کہ جب نوشتہ پیشانی ار تقرر ظاہر ہوگا اور صاحب بھی اسے اس تحریر کو دیکھینگے سب پر ایک حالت و جد کی طاری ہوگی اور اسی حالت و جد میں باواز بلند اسی مصرعہ کو جو اسکی پیشانی پر ہو باواز بلند پڑھینگے اور بار بار وہی مصرعہ پڑھے جائینگے خلدانہ نے کہا اس مد ہوشی کی کیا وجہ ہو ابو الحسن نے کہا یہ اثر ان چند شعروں کا ہو کہ جو میں نے زبان حبشی میں زہرہ کی ساعت میں ار تقرر کے مصاحبون کو سنائے ہیں ملکہ نے کہا واقعی یہ روغن عجیب و غریب خواص رکھتا ہو غرض صبح کو ابو الحسن ملکہ کے پاس سے بہمن کے مکان میں آیا وہ صحت برخواست ہوئی اور جو ہر نے بعد ادا سے نماز صبح اس روغن کو دھویا اور پوشاک تبدیل کر کے بہمن و محمود خراسانی کو ساتھ لیکے دیوان شاہی میں گیا تاکہ امیر زادہ سیف الدین کی سفارت کا تماشا دیکھیں ادھر ار تقرر خواب مرگ سے جاگا اور صاحبین بھی ہوش میں آئے ار تقرر نے مصاحبون سے پوچھا وہ نازنین نقش طراز کہاں ہو وہ ببولے وہ چلی گئی ار تقرر بولاتم اسے جلد تلاش کرو ملازمان ار تقرر نے ہر چند اس نازنین کو تلاش کیا جب کہیں نشان نقش طراز کا نہ پایا ار تقرر سے کہا معلوم ہوتا ہو کہ وہ نازنین جو ف وزیر اعظم اسی وقت چلی گئی اس اثنا میں اس خدمتگار نے جو نقش طراز کو باغ میں لایا تھا ار تقرر کی صورت کو نہایت سیدھا اور براق دیکھا اور آئینہ ار تقرر کے ہاتھ میں دیا اور کہا امی پہلوان آپ اس آئینہ میں صورت کو ملاحظہ فرمائیے کہ سوائے اس عیش کے جو کہ نقش طراز کے ساتھ شب کو میسر آیا یہ دولت کیسی آپ نے پائی ہو یہ روغن نواذرات زمانہ سرچ التافیر جو تھاکا چہرہ پر ملا گیا اسکے آگے ملک دولت کی کیا حقیقت ہو پس اب میں حضور سے مستحق انعام کا ہوں غلام کو غلام کے حوصلہ سے زیادہ انعام ملنا چاہیے ار تقرر نے آئینہ میں وہ حسن و جمال اور صفائی رنگ اپنے چہرہ کا دیکھا نزدیک تھا کہ خوشی سے شادی مرگ ہو جائے آخر اس ملازم کو بہت انعام دیا بعد اسکے مصاحبون سے کہا آج دربار میں جو یہ حسن میرا عمران شاہ دیکھے گا اور پوچھے گا کہ یہ تبدیل صورت تمھاری کس طرح ہوئی تو میں کیا جواب دوں گا مصاحب بولے کہ سوا تمھارے اور کون جواب اس سوال کا دے سکتا ہو ہم اس اسرار سے کیا واقف کہ یہ کیا اسرار ہو ار تقرر نے کہا میں نے بجائے خود ایک جواب سوچا ہو لیکن اس وقت بیان نہ کر سکتا

کسو اسطے کہ ابھی سے بیان کرنے میں وہ لطف باقی نہ رہیگا جو کہ اُس وقت ہوگا بان عمران شاہ کے سامنے اظہار
 کردہ لگا کہ اس عرصہ میں ایک مصاحب داد و فریاد کرتا ہوا آیا کہ شب کو میرا نقد و جنس سارا اسباب گم ہو گیا اور
 اسی رقت ار تقرر کا ملازم بھی آیا اور کہا جو امر جس قدر کہ ہمراہ آیا تھا وہ سب نہیں معلوم کہ کون لیکھا ار تقرر نے
 کہا آخر کون لیکھا بناؤ سب ملازم تو یہی قسم کھاتے ہیں کہ ہمارے نہیں مگر قیاساً کہتے ہیں کہ شاید نقش طراز لے گئی ار تقرر
 نے کہا اگر نقش طراز لے گئی تو میں نے اُسکو بدل و جان بخشا کسو اسطے کہ یہ دولت حسن کہ جو نقش طراز کی بدولت
 مجھے حاصل ہوئی ہو اگر اس کے عوض ایک ملک کا خراج بھی دیتا تو ممکن نہوتی الغرض ار تقرر نے تبدیل لباس کیا اور
 سلاح پہلوانی جسم پر سجے اور مصاحبوں کو ساتھ لیکے روانہ دربار ہوا اور راہ میں کہتا تھا یہ روحن خوب وقت پر
 کام آیا لے آج اہل اسلام کے ایچی سے مقابلہ ہو وہ بھی دربار میں آئیگا مگر اٹھنا سے راہ میں ار تقرر خود تماشاً ہو گیا
 کیا شہری اور کیا بازاری سب ار تقرر کی صورت دیکھتے تھے مخبروں نے عمران شاہ کو بھی اس امر کی اطلاع دی کہ
 آج ار تقرر فیل گوش عجب حسن و جمال سے دربار میں آتا ہے اس عرصہ میں ار تقرر دیوان عام میں پہنچا عمران شاہ
 نے جو صورت ار تقرر کی دیکھی مطلق نہ پہچانا امرا یان دربار نے کہا حضور یہ ار تقرر فیل گوش پہلوان ہے بادشاہ
 نے کہا امی پہلوان اس اپنے جمال تازہ کی کیفیت ہمارے روبرو بیان کرو ار تقرر نے کہا امی شہسوار عالی وقار
 کل شب کو ایک عورت طوائفین سے میرے پاس آئی تھی اُس نے بوقت صحبت میری صورت سیاہ سے نفرت کی اور
 ہسکا تنفر کرنا مجھے نہایت ناگوار گزارا پس اُسی رنج و صدمہ میں میں سو گیا عالم خواب میں کیا دیکھا کہ ایک صحرا سے
 لہ و دق ہو رہا نہ انسان و نہ حیوان پس میں اُس صحرا میں تنہا حیران و پریشان سرگردان ہوں کہ ناگاہ
 ایک خر نہایت زبردست و تیار میرے پاس آیا اور اُس نے مجھے زمین پر گرا دیا اور میرے بدن کو از سر تا پا چٹا نشانہ
 کیا میں اُسکی اس حرکت سے نہایت متحیر ہوا کہ یہ خر نا شخص عجب حرکت مجھے کر رہا ہے دیکھیے اس کے ہاتھ سے نجات
 کس طرح ملتی ہے اس اثنا میں ایک آواز غیب سے آئی کہ او ار تقرر خوش ہو کہ خر عیسیٰ نے تیری حیثیت تبدیل
 کر دی جس وقت میری آنکھ کھلی اور آئینہ میں صورت دیکھی تو واقعی نہایت حسین مجھے اپنی صورت نظر آئی کہ میں غم دہی
 اپنی صورت پر عاشق ہو گیا اہل دربار عمران شاہ نے جو یہ بیان بے سرو پا سنا تمام لباس ار تقرر کا پیرزے پرزے
 کر ڈالا اور ہر ایک شخص نے بطور تبرک آپس میں تقسیم کر لیا مصاحبین ار تقرر نے اسکو اس دروغ پر حسین و آفرین
 کی ار تقرر نے عمران شاہ سے لباس نو پہننے کی اجازت لی اہل دربار نے کہا کچھ ضرورت نہیں آجکا رہتہ تشریف لے
 انسب ہے اسو اسطے کہ اب ایچی اہل اسلام آتا ہے ہم اُس کے سامنے تھارے اس معجزہ کا اظہار کریں گے شاید کہ اس
 حدیث سے وہ بھی ہمارے دین کی طرف مائل ہو جائے اُس بات کو سرداران ار تقرر نے بھی پسند کیا اس عرصہ میں
 امیر زاوہ سیف الدین بھی خالد بن علقمہ کے ساتھ دربار میں تشریف لایا اور بطور اسلام سلام کیا لیکن مجسّم

ابو الحسن اور محمود خراسانی اور بہمن کے کسی نے جواب نہ دیا عمران شاہ نے خود ایک کرسی زر نگار واسطے
 بننے کے دی امیر زادہ کرسی پر بیٹھا امیر زادہ نے خود بغور ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ ایک شخص کوتاہ قد عجیب الخلق
 لباس بڑے بڑے ایک طرف کمال عزت سے کرسی پر بیٹھا ہوا امیر زادہ کمال متحیر ہوا اور دل میں کہا یہ مرد
 عجیب الخلق کون شخص ہو بعد اسکے ملک عمران شاہ نے امیر زادہ سے کہا اے دلاور دوران بہادر زمانہ
 آپ نے اپنے قدم مہینت لزوم سے اس کا شانہ تار یک کوروش و منور کیا لیکن اس قدر تکلیف کا کیا باعث ہو
 اسکا بیان کرنا ضرور ہو امیر زادہ نے کہا آگاہ ہو کہ شاہزادہ عالی جاہ سلطان ذی شان و عالم پناہ نوردیدہ روزگار
 روشن کن چشم آلوالبصار طرہ دستار اضری و سردری درۃ التاج فلک نیلوفری شہر یار گردون و قار صاحب
 شوکت و حشمت زینت دہ تخت و دیہیم یعنی شاہزادہ معز الدین ابوتیم بن سلطان اسماعیل نے تمکو ایک نامہ لکھا ہو
 اور مجاہد بلور ایچی گری اس طرف روانہ کیا ہو امیر زادہ سیف الدین کے اس بیان فصاحت عنوان سے تمامی
 اہل دربار امیر زادہ کی صورت دیکھنے لگے ملک عمران شاہ نے کہا اے دلاور اس نامہ عالی کو ہمارے منشی کے
 حوالہ کیجیے امیر زادہ نے کہا اس نامہ عظامی کی یہ قدر و منزلت نہیں کہ تمہارے منشی کو دیا جائے ملک عمران شاہ نے
 کہا دربار اعظم کو دیکھ امیر زادہ نے فرمایا جبکہ تمہاری سلطنت ہمارے بادشاہ کی وزارت سے ہم پہ نہیں ہو پھر کس
 صورت سے نامہ وزیر کو دیدیا جائے عمران شاہ نے کہا خیر مجھی کو مرحمت فرمائیے امیر زادہ نے فرمایا بادشاہوں کے
 ناموں کا جو دستور ہے یعنی تصدیق و تشار زرو جواہر لازم ہوتا ہو جب تک وہ رسم قدیم ادا نہ ہوگی کیونکہ نامہ ملکا لغرض
 عمران شاہ نے چند خوان زر سرخ نامہ پر سے تیار کیے امیر زادہ نے فرمایا کہ اب تعظیم کے ساتھ نامہ بھی عمران شاہ
 بمشورہ وزیر اعظم تعظیم نامہ بجالایا اور نامہ امیر زادہ سے لیکر پڑھا جس وقت مضامین نامہ سے آگاہ ہوا سنے
 درباب نسبت ملکہ خدرائے کے جو مرقوم تھا نظر سے گذرا ملک عمران شاہ کے چہرہ کار رنگ متغیر ہو گیا بعد دیر کے وہ
 نامہ وزیر اعظم کو دیا اور کہا اے حالہ اب بلا پر بلا نازل ہوئی ان مضمون سے کسی طرح جان و آبرو کو نجات معلوم
 نہیں ہوتی عجیب و غریب بلا سے ناگمانی میں مبتلا ہوا ہوں کہ صورت مقرر نظر نہیں آتی اب ایک طرف ار تھرا ایچی
 نجاشی کا دوسرے شاہزادہ معز الدین نے بھی اپنے نامہ میں یہی مضمون لکھا ہوا اب میں خود عمران ہوں کہ
 طرفین کے ایچوں کو کیا جواب دوں ار تھرا نے جو ملک عمران شاہ کو مترودیکھا وہ نامہ لائق سے ملک عمران شاہ
 کے لئے لیا ہر چند کہ مرضی عمران شاہ کی نہ تھی کہ ار تھرا کو راز نامہ سے آگاہ کرے جب ار تھرا مضمون نامہ سے
 بخوبی واقف ہوا امیر زادہ سیف الدین سے کہا اے نامہ آور معزور کیا تمہارے طریق و ملت میں یہ طریقہ
 جاری ہو کہ ایک شخص کے نامزد کو دوسرا پیام نسبت بھیجے شاید تمہارا بادشاہ اس نامہ میں کی نامزدی سے
 آگاہ نہیں ہو آگاہ ہو کہ نجاشی ملک حبش کا بادشاہ ہو اس کے فرزند کی یہ نامزد ہو اسکا پیام نسبت بھیجنا گویا اپنے

ہاتھ سے اپنا خون کرنا ہوا میرزا وہ نے جو ار تفر کو دیکھا اسکی صورت بوالعجب نظر آئی یعنی پیشانی سفید ایک ریشہ دار
 نیلا دوسرا زرد اور خط حلی اس سفیدی پیشانی پر کچھ عبارت تحریر ہر جب امیرزا وہ نے بغور ملاحظہ کیا تو یہ مصرعہ
 لکھا تھا مصرعہ ار تفر سحرہ کیست باین رسوائی پڑا اس عرصہ میں اسکے مصاحب خصوص ہر دو قرین ار تفر سے بھی
 ار تفر کی شکل دیکھی اور بے اختیار اپنی جا کھڑا ہوا اور غل جھجکا کر اس مصرعہ کو پڑھنا شروع کیا مصرعہ ار تفر سحرہ کیست
 باین رسوائی پڑا اس حرکت سے تمام حاضرین دربار کو شدت ہنسی آئی کہ بعض تو ہنستے ہنستے غش کر گئے ہر چند
 کہ ار تفر ان حبشیوں کو منع کرتا تھا اور پوچھتا تھا ای مرد دو بیان تو کرو کہ یک بیک تلو کیا ہو گیا کہ تم دیوانے د
 مجنون ہو گئے ہو وہ حبشی ار تفر کی بات کا کچھ جواب نہ دیتے تھے اور تالیان بجاتے تھے اور شور کرتے تھے اور اسی
 مصرعہ کو تال و سر سے پڑھتے جاتے تھے لیکن یہ حرکت وہی کرتے تھے جو کہ اُس شب کو شریک محض تھے اور باقی سب
 عالم سکوت میں خاموش کھڑے تھے شاید یکم رہے تھے بلکہ اور جو خلقت اس شور و غل کو سُننے دیوانہ بین انگلی تھی
 بیان حبشیوں کا سُننے مارے ہنسی کے بیتاب ہوئی جاتی تھی اور ادھر ابو الحسن اور محمود اور بہمن کا بھی ملے ہنسی
 کے عجیب حال تھا جب عمران شاہ سے ہنسی ضبط نہ ہو سکی ناچار اندر محل کے چلا گیا اور وزیر اعظم سے کہا جلد جاؤ
 خبردار ایچی اہل اسلام کو کسی شے کی تکلیف نہ دے پاوے اس عرصہ میں ار تفر بھی اُسی کیفیت میں دیوانہ عام سے
 باہر آیا اور وہ چودہ نظر حبشی باہم باتفاق اُسی مصرعہ کو پڑھتے ہوئے اور ناپتے ہوئے ہمراہ تھے اور بازاری لوگ
 ار تفر کی صورت دیکھ کے بے اختیار ہنستے تھے اس اثنا میں ار تفر نے اپنے ساتھیوں سے کہا امی خانہ خرابو آخر
 مجھ سے بھی تو کہو کہ یہ کیا معاملہ ہو جو تمہارا یہ حال ہو آخر انھوں نے آئینہ ار تفر کے سامنے کیا اور کہا تم خود اپنی
 صورت دیکھ لو ہم سے بار بار کیوں پوچھتے ہو ار تفر نے آئینہ میں جو صورت دیکھی فوراً گھوڑے سے اتر کے خود بھی حبشیوں
 کے ساتھ ناپتے لگا اور وہی مصرعہ پڑھنے لگا مصرعہ ار تفر سحرہ کیست باین رسوائی پڑا وہ روز بخشنہ تھا اور ساعت
 چہارم بخشنہ کہ وہ ساعت زہرہ سے تعلق رکھتی ہو جب تک کہ وہ ساعت رہی وہ حبشی مع ار تفر اسی حال و بال میں
 گرفتار رہے بعد اسکے وہ تمام حبشی زمین پر گر کے بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے یہ حال ہوا کہ جب طرح کوئی شخص
 بیہوش ہوتا ہوا اور جاگ پڑا ہوا ار تفر اُسی حال میں باغ کے اندر آیا اور ہر دو قرین اپنے فرزند رشید سے کہا او
 ہادر خطایہ تو نے کیا حرکت بیہودہ کی تھی کہ ہماری سمجھ میں نہیں آئی اور باقی تمام حبشیوں کو باندھ کر مارے زیر بند
 کے بیدم کر دیا وہ بیچارے تسمین کھاتے تھے کہ حاشا ہم اس معرکہ سے آگاہ نہیں ہیں مگر وہ ایک نہ سُننا تھا آخر
 ار تفر نے مصاحبوں کی منت و سماجت سے ہر دو قرین اپنے فرزند کی خطا کو معاف کر دیا لیکن اُن حبشیوں کو حکم دیا
 کہ سکو قتل کرو اتفاق سے ایک حبشی انہیں صاحب فہم بھی تھا اُس نے ار تفر سے دست بستہ عرض کیا ای پہلو ان تم ہی
 اپنی جگہ پر غور فرماؤ کہ یہ بیچارے محض بے قصور ہیں اور تسمین شدید کھاتے ہیں کہ ہلکوا اس امر کی خبر بھی نہیں ہو

خدا جانے یہ اسرار کیا تھا دوسرے کوئی ملازم اپنے آقا کی ذلت چاہتا ہی نہ یہ کہ فرزند باپ کی ذلت چاہتے یہ سراسر خلاف عقل ہو ہرگز قیاس قبول نہیں کرتا ہمارے نزدیک یہ تمھاری دروغ گوئی کی سزا ملی جو تھے پیغمبر کے مرکب کی نسبت ایک داستان سراسر دروغ بیان کی اب اسکا علاج یہ ہو کہ تم اس اپنے فعل بد سے توبہ کرو ورنہ یقین ہو کہ اور کوئی بلا سے تازہ تم پر نازل ہو اور تقر فمائش سے اُس مرد ہنیدہ کی اُن بیگناہوں کے قصور سے درگزر واجب شام ہوئی افسران لشکر سے کہا کہ آج رات کو میں مسلمان کے لشکر پر شیخون مارونگا کسوا سٹے کہ ایلچی اہل اسلام کے روبرو مجھ کو بڑی ذلت ہوئی اب اسکی تلافی بجز قتل کرنے اُس ایلچی کے اور کچھ نہیں ہو تھارا اُسوقت محمود خراسانی بہ تبدیل ہیئت اُس جگہ موجود تھا جو ہن یہ لفظ شیخون سنی فوراً اُس وقت ابو الحسن کو اس قصد سے ارٹھ کے اطلاع دی جو مہر بھر دھنسنے اس خبر کے امیر زادہ سیف الدین کے پاس آیا اور حبشیان روسیہ کے قصد سے امیر زادہ کو آگاہ کیا اور کہا ای برادر سیف الدین اب مصلحت وقت یہ ہو کہ تم اپنے لشکر کے خیمہ و شرکاء بالکل خالی کر دو اور خود ایک سمت چلے جاؤ اور تمام چراغ لشکر کے بجھا دو پس جس وقت کہ وہ روسیہ خالی ہوں پر شیخون مارینگے تم چار طرف سے اُن پر حملہ کر دینا انشاء اللہ الرحمن گھیر کر اُن نابکاروں کو مار لینگے مگر افسوس یہ ہو کہ لشکر خیروزی اثر یہاں سے اسنادور ہو کہ ناچار کر دیا ہو امیر زادہ نے کہا افضال ذوالجلال شامل حالی ہونا کافی ہو تم کسی طرح کا اندیشہ نہ فرماؤ جو کہ بیش آئیگا دیکھا جائیگا آخر امیر زادہ نے سرداران لشکر کو اسی وقت طلب کیا اور ابو الحسن جو ہر کے حکم سے سب کو آگاہ کر دیا اور خوب سمجھا دیا جس وقت نصف شب گزری ارٹھ سے ہزار سوار حیرار کی جمعیت سے امیر زادہ کے لشکر پر شیخون مارا ادھر تو خیمہ ہاے خالی پر بلا سے بیدار مان وکالی آندھی کی طرح وہ گرے اور ادھر چاروں طرف سے سرداران امیر باواز بلند مارنا اور پکڑنا کہتے ہوئے دوڑ پڑے اور فرشتوں سے امیر زادہ کے یہ کار نمایان کیا تھا کہ خیون کی طنائون کی رسیان اس طرح لگائی تھیں کہ مثل دام کے ہو گیا تھا یعنی فوج غنیم کے گھوڑے اُن طنائون میں ایسے الجھے الجھے کے گرے کہ سوار نیچے اور گھوڑے اوپر اور ایک طرفہ معاملہ یہ کیا تھا کہ جس قدر گھوڑے دنگی اور حرامزادے و دندان گیر تھے اُنکو کھول دیا اور وہ دوڑے اور ایک ہنگامہ اور شور و غل برپا ہوا اور غنیم کے گھوڑوں پر جا پڑے سواروں کو گرادیا ادھر سائیس لاکھ تھان لے لے کے گرد ہوئے اور جا بجا بڑی بڑی میٹھے آہنی میدان میں گڑی ہوئی تھیں اُس میں بھی گھوڑے الجھے گرے اور سائیسوں کے ساتھ عیار شاطر موجود تھے جو گرا اسکو باندھ لیا غرض کہ اُسوقت عجیب و غریب معاملہ و مہر کہ جنگ و پیکار گرم ہوا کہ کسی کو اپنی جان و مال کی خبر نہ رہی اس عرصہ میں امیر زادہ سیف الدین نے بھی پانچ سو سوار حیرار آتش بار کی جمعیت سے لشکر حبشیوں پر حملہ کیا اور نیزوں کی بوچھاڑ پر رکھ لیا بعد اسکے تلوار آبدار میان انتقام سے کھینچ کر جس طرح کہ بجلی سیاہی شب میں گرتی ہو اسی طرح ان حبشیان روسیہ پر گرے معاذ اللہ اُسوقت سے

دویدند بر جانب یک دگر	بگروسان و بخت و تبر	برون شد زاندا زہ بیدار	بعیوق پیچید فسر یاد
یکے بادم تیغ گردن برید	یکے باستان جسم جوش درید	یکے گفت گیر و یکے گفت بان	بگردون برآمد فغان یلان
یکے گفت بخروش و مردانہ باش	یکے گفت خاموش و فرزاندہ باش		

القہہ دلاوران تہو رشعار و جوانان دین و پہلوانان نصرت قرین نے اُن سیاحان سے قلب کو ایسا قتل کیا کہ تمام میدان کارزار خون سیاہ حبشیان سے لالہ زار ہو گیا علاوہ اسکے اُس تاریکی شب میں اپنے اور بیکانہ کا حال معلوم نہوتا تھا لہذا فوج دشمن آپس میں بہت تلف ہوئی

روز دیگر کین جہان پر غرور | یافت از سر چشمہ خورشید نور | ترک روز آمد باین زرین سرا | رنگے شب را بہ تیغ افگندہ مر

صبح کو امیر زادہ سیف الدین نے دیکھا حریف یعنی ار تقرر ہاشم شیر بران جس طرف حملہ کرتا ہی فوج کو پریشان کر دیتا ہی امیر زادہ نے ایک نفرہ مردانہ اس زور سے مارا کہ تمام میدان رزم گونج گیا اور کہا او حبشی مردار خوار ہو شیار ہو کہ ہم آپہنچے اب تیری مرگ سر پر پھیل رہی ہو ار تقرر نے جو امیر زادہ کی آواز سنی اور حسن چہرہ مبارک پر نظر پڑی یہ بھی آواز حبیب لکارا کہ امیر زادہ سر تو ہی اچھی مسلمانان ہو جسکی شومی قدم سے مجھے ایسی ذلت و خفت نصیب ہوئی یہ کہا اور وہین تیغ خون ریز نزل کر امیر زادہ کے سر پر لگائی ہر چند کہ امیر زادہ نے وہ ضرب سخت سپر فلادی پر روکی تاہم وہ تیغ بید تیغ خود کو کاٹ کر چار انگشت کا سہ سر میں در آئی اور ایک چادر خون سے جاری ہوئی اُس دلاوردوران و بہادر زمان نے کچھ زخم سر کا خیال نہ کیا اور تلوار بنیام انتقام سے لی اور کہا او کندہ ناتراش ہوشیار باش یہ کہے اس قوت سے اُس نابکار کی کمر پر لگائی کہ ار تقرر کے دو ٹکڑے برابر ہو گئے ہر و قرین ار تقرر بحال پریشان ہزیمت خوردہ بلاش پدر مقتول کو لیکے تیغ بقیہ لشکر کے بھاگایاں غازیان دین نے تکبیرین کہین اور نقارہ شادمانی بجنے لگے اور تمام مال و اسباب حبشیوں کا جو کچھ کہ ابو الحسن جو ہر کے ہاتھ سے باقی رہ گیا تھا وہ سب اہل لشکر نے غارت کیا امیر زادہ نے گرد باغ ملکہ خلدانہ کے لشکر ظفر پیکر کے اُترنے کا حکم دیا اور خود باغ میں فروکش ہوا جس وقت کہ خبر قتل ار تقرر اور بھاگنا ہر و قرین کا ملکہ عمراں شاہ کے گوش زاد ہوا خالد وزیر اعظم کو بلا کر کہا قیامت کی بات ہو بڑا غضب ہوا خدا جانے کہ انجام اس آغاز کا کیا ہو گا اگر نجاشی نے بانتقام خون اپنے اچھی بکے ہمارے ملک پر فوج کشی کی تو ہم اس قلیل فوج سے اُس کا مقابلہ کس طرح کریں گے خالد بن علی نے کہا امیر شہریار نجاشی کا یہاں تک پہنچنا اور فوج کا فراہم کرنا کیا سہل ہو کم سے کم اس اس امر کو دو ماہ کا عرصہ ہو گا تم بالفعل اس دشمن بزرگ کا علاج کرو جو کہ تمہاری سرحد میں نازل ہو حالانکہ اسی فرساق ار تقرر کی تقصیر تھی کہ اُس نے ناحق و بلا سبب لشکر اسلام پر شیخون مارا و اگر نہ مسلمان پیشیدستی نہیں کرتے ملک عمران شاہ نے کہا خیر جو گد ر گیا اُسکو نہ بوجھو لیکن جو کہ اب ہو فیوالا ہو اُسکی تدبیر بتاؤ یعنی اب شاہزادہ معز الدین سے

جنگ و صلح کے باب میں کیا مشورہ دیتے ہو خالد نے کہا اے شہر پار عالی وقار مقابلہ کرنا نجاشی سے آسان تر
 ہے لیکن ان مسلمانوں سے لڑنا محض جان و مال و ملک و آبرو کا خاک میں ملانا ہے آپ بھی غور فرمائیے کہ کل
 پچیس ہزار سوار و پیادے شاہزادے عالیجاہ کے ہمراہ رکاب ہیں اور لشکر تمہارا قریب دس ہزار سوار کے
 ہو گا سوائے اسکے وہ وہ بہادر لشکر اسلام میں ہیں کہ جنگی شمشیر کشور گیر سے پیشتر بن اخرجہ اور ثعبان بن افغان
 قتل ہوئے اور الواح بن التوم زندہ گرفتار ہو بلکہ وہ تو مسلمان بھی ہو گیا اور ایک انہیں سے امیر زادہ اسی لشکر
 خلف پیکر کا بھتیجہ رسالت تمہارے پاس آیا ہے اور تینے بچشم خود دیکھ لیا کہ اُس اچھی نے کس فصاحت و بلاغت سے
 دربار میں گفتگو کی اور معرکہ جنگ میں ارتق سے پہلوان کو ایک ضرب تیغ ابدار سے دو ٹکڑے کیا پس جس لشکر ظفر پیکر
 کے بچے کہ ابھی سبزہ بھی آغاز نہیں ہوا ایسی قوت و ضرب رکھتے ہوں اُن سے مقابلہ کیا سہل ہے محض اپنا خون کرباؤ
 ملک خن ان شاہ تا دیر دریا سے فکر میں غوطہ زن رہا بعد اسکے کہ اخیر ہم خوب سمجھے کہ تمہاری رائے جنگ کی نہیں ہے
 اچھا پھر کیا تدبیر ہو خالد نے کہا بجز اطاعت اور فرمانبرداری کے اور کوئی تدبیر غلام کی رائے میں نہیں آتی ملک
 عمران شاہ نے کہا اطاعت میں دو امر ہیں اول مسلمان ہونا دوسرے ملک خلدانہ کا عقد کر دینا گو یا مذہب ابراہمی
 ترک ہونا ہے اور عقد کر دینے میں ملک کے یہ البتہ صورت پیدا ہوگی کہ شاہزادہ معز الدین بعد ختم ہونے قریب
 نکاح کے اپنے ملک کو روانہ ہو جائیگے پھر کیا معلوم کہ کس طرح نجاشی سے پیش آوے بلکہ ہماری یہ رائے ہے کہ
 کچھ نقد و جنس بطور تحفہ کے شاہزادہ کو دو اور اس بلا سے ناکامی کو سر سے ٹالو خالد نے کہا اگر یہ بلا اسی طرح
 ٹل جائے تو اُس سے بہتر کیا ہے آپ یہی مضمون نامہ کے جواب میں لکھے آئندہ قبول کرنے نہ کرنے کا اُنھیں اختیار ہے
 انرض ملک عمران شاہ نے جواب نامہ یہ لکھا کہ بعد حمد خدا و نعمت رسول مقبول یزدان خصوص عیسیٰ بن مریم علیہ السلام
 کے شہر پار ذوالاقتدار ملک شوکت مریخ صولت کیوان رفعت عطار دلفطرت کو کب برج شہر پار کی کوہ ہجر کا انکھار
 رونق تاج افسری خاتم نگین سروری سند آراے تخت شاہنشاہی شاہزادہ معز الدین کو واضح ہو کہ نامہ عطا
 آپکا مع امیر زادہ سیف الدین اس مضمون کا آنا کہ دین اسلام قبول کرو و دوم نسبت ملک کی منظور کروان و دوم
 امرون کا جواب جس طرح سے واقعی امر ہے کم و کاست لکھا جاتا ہے امید کہ نظر انصاف ملاحظہ فرما کر جواب اس کا
 عنایت فرمایا جاوے اور ہماری عاجزی اور مجبوری پر غور فرما کے جواب سے سرفراز فرمایا جاوے وہ جواب یہ
 آگاہ ہو کہ یہ امر مذہبی اس قدر سخت و دشوار ہے کہ شرح اُسکی نہیں کی جاتی یعنی دین آبائی کہ پشت در پشت سے
 اسی طرح چلا آتا ہے کس طرح ترک کیا جائے دوسرے ملک کی نسبت میں یہ امر ظاہر ہے کہ جتنے قبل آنے اس نامہ سے
 ملک کو مصروف بن نجاشی بادشاہ حبش کے ساتھ منسوب کیا ہے اور جو شاید میں جبر عقد مصلحت اسکا تمہارے برادر
 سے کروں تو یقین ہے کہ نجاشی ہمارے ملک کو تاراج کر دے اس واسطے کہ ہکو اُس سے کسی طرح قدرت مقابلہ نہیں

و السلام الغرض عمران شاہ نے جواب نامہ طیفور نیزہ باز کے ہاتھ کہ وہ بھی ارکان سلطنت سے نقصا
ہزارہ کی خدمت میں روانہ کیا اور حال شرارت و نامردی ار تکر کا بھی اور قتل ہونا ار تکر کا امیر زادہ
یوسف الدین کے ہاتھ سے نامہ میں بہ تفصیل لکھا یا جس وقت طیفور لشکر ظفر پیکر میں پہونچا شاہ زادہ کو خبر ہوئی
طیفور نیزہ باز ایچی عمران شاہ کا جواب نامہ لایا ہر شاہ زادہ نے اُسکو طلب کیا جس وقت کہ طیفور
ب طلب بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا اور عظمت و شان و درعب و دبہ و جلال شاہ زادہ کا دیکھا ہوش
نہرے دل میں کہا عمران شاہ کی تو کیا حقیقت ہر نجاشی بادشاہ کی بھی یہ قدرت و مجال نہیں ہر کہ جو آنکھ
سکے مقابلہ تو شہر دیگر ہر غرض جب وہ جواب نامہ شاہ زادہ کی نظر مبارک سے گذرا طیفور سے فرمایا کہ ملک
ان شاہ کہ ہماری طرف سے زبانی یہ جواب دینا کہ ہم فقط عقد ملکہ خلدانہ کے واسطے ادھر آئے ہیں اگر
و اپنی سلامتی جان و تحفظ رعایا منظور ہو تو حسب فرستہ ہمارے عمل میں لاؤ ورنہ مابعد ولت کو وہیں پہونچا جانو
رأسی نامہ آور کے سامنے داروغہ فرشتانہ کو بلا کے حکم دیا کہ کل پیش خیمہ ہمارا ملک عہد انیمہ کی طرف روانہ ہو
ہم جمعہ آئندہ کو انشاء اللہ الرحمن روانہ ہونگے اور نماز جمعہ قریب ملک عہد انیمہ کے ادا کرینگے بعد اُسکے
ظہور کو ایک خلعت پر زمرہ رحمت فرمایا اور باعزاز تمام رخصت کیا طیفور دعا و ثنا کرتا ہوا ملک عہد انیمہ کو
انہ ہوا اور پیغام شاہ زادہ کا ملک عمران شاہ کو دیا عمران شاہ نے کہا خیر ہر چہ بادا باد ہم بھی جہانگیر
سکیگا جنگ و جدل پیش آوینگے آئندہ جو نوشتہ تقدیر ہو گا وہ عمل میں آویگا اور خیمہ اپنا بقصد جنگ
دن شہر نکوایا خالد بن خلعتہ وزیر نے پھر دوبارہ ارادہ جنگ سے ملک عمران شاہ کو منع کیا مگر عمران شاہ نے
نہ سنا اس عرصہ میں لشکر فیروزی اثر شاہ زادہ فلک قدر کا بھی سرحد عہد انیمہ میں پہونچ گیا اور خیام فلک
نشام شاہ زادہ عالی مقام متقابل لشکر عہد انیمہ برپا ہوئے امیر زادہ سیف الدین کو شاہ زادہ کی
ریفٹ آوری کی اطلاع ہوئی امیر زادہ واسطے ملازمت شاہ زادہ کے حاضر ہوا شاہ زادہ نے امیر زادہ
کو خلعت فاخرہ مرحمت فرمایا اور اُس کا رہنما یان پر نہایت تحسین و آفرین فرمائی شعر

اسخن بسیار دان و اند کے کو | ایسے را صد گو صد را سنے کو |

دی تازہ خیال اس اخبار کو اس طرح بیان کرتا ہوں کہ جب دوسرے دن لشکروں کی صفیں آراستہ ہوئیں
ردریا سے لشکر طرفین سے جوش میں آئے یعنی آمادہ جدال و قتال ہوئے ملک عمران شاہ کی طرف سے
ظہور نیزہ باز میدان کارزار میں آیا اور لشکر اسلام سے الواح بن التوم شاہ زادہ عالی وقار سے
ست حربے کے مقابل ہوا طیفور نے الواح کو جو ان قد آور و دلاور و تہور شعار دیکھا اور نامہ بھی
اہ ہوا اور الواح سے مخاطب ہوئے کہا ای الواح تہنہ تمھاری پہلوانی و شجاعت کی بہت تعریف کھنڈی

مگر یہ تو بتاؤ کہ تم کو کیا ایسی مجبوری ہوئی کہ جو تم نے اطاعت و فرمانبرداری شاہزادہ کی اختیار کی الواح نے جواب میں طیفور کے نہایت بزرگی اسلام اور خلق و مروت شاہزادہ کا عیجاہ کا بیان کیا طیفور خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا بعد اسکے دونوں پہلوؤں میں حرب و ضرب شروع ہوئی جسوقت کہ دونوں میں نوبت زور و قوت پہنچی الواح نے طیفور کو صدر زمین سے اٹھا لیا اور بلند کیا پھر آہستہ سے زمین پر رکھ دیا ابو الحسن بھی اُس وقت اُس معرکہ میں موجود تھا طیفور کو باندھ کر اپنے لشکر میں لے آیا عمر ان شاہ نے بعد گرفتاری طیفور جنگ مغلوبہ کا حکم دیا لشکر کو ٹھٹھا کر شہر میں داخل ہو گیا اور دروازہ شہر پناہ بند کر دیا اور شہر میں بھی ایک تہلکہ عظیم ہو گیا خالد نے عمر ان شاہ سے کہا تھے میرے کہنے پر خیال نہ کیا آخر اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ لشکر قتل ویراں ہوا اور تم اس روز بدین گرفتار ہو گئے عمر ان شاہ نے کہا لکھا تقدیر کا تو یونہی تھا کہ ہماری جان مفت جائے اسکا کیا چارہ اب میں تلوار سے اپنا گلا کاٹ ڈالوں گا کہ مجھے اب بجز ہلاک ہونے کے اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا خالد نے کہا میری رائے ناقص میں جو کہ آیا تھا میں نے عرض کر دیا تھا آئندہ آپ کو اختیار تھا عمر ان شاہ اسی فکر و تشویش میں اٹھ کر محل سرا میں گیا دیکھا تو خالد باوجود زوجہ عمر ان شاہ اپنے شوہر سے زیادہ تردد میں ہی لیکن اُسکو بھی نکاح ملکہ خلدانہ کا مسرور بن بخاشی سے منظور نہ تھا حسب اتفاق ایک کنیز خاص ملکہ خلدانہ کہ سودا وہ اُسکا نام تھا اور وہی آمدورفت ابو الحسن سے بخوبی واقف تھی اُس نے جو ملکہ خلدانہ بانو کو نہایت مشوش دیکھا کہا امی ملکہ آفاق مجھے حضور سے کچھ باتیں عرض کرنا ہیں لیکن تخلیہ میں خالدہ بانو سودا وہ کو علیحدہ لگی سودا وہ نے عرض کی کنیز نے حضور کو نہایت تشویش میں دیکھا لہذا ایک تدبیر نہایت معقول میرے خیال میں آئی ہو اگر میری جان بخشی ہو تو عرض کروں خالدہ بانو نے کہا کہ وہ کیا تدبیر ہو سودا وہ نے کہا یہ بلا جو کہ شہر پر نازل ہو ایک تدبیر سے دفع ہو سکتی ہو خالدہ بانو نے پوچھا کس طرح سودا وہ نے کہا امی ملکہ عالم شاہزادہ معزال دین سودا سے عشق ملکہ فردوسیہ میں اپنے وطن سے آئے ہیں اور یقین کامل ہو کہ واسطے مطالعہ لوح کے شہر فردوسیہ کو کو جائیں لہذا تم شاہزادہ سے بیانا خواہ تحریراً کہلا بھیجو کہ جس وقت تم جیل آئے میں پہنچو گے اور عقد ملکہ شمسہ تاجدار سے ہو لگا اسی وقت ہم بھی بلا حجت و تکرار تمہارے بھائی جو ہر سے عقد ملکہ خلدانہ کا کر دیں گے اور جب شہر فردوسیہ کو اسلام آباد کرو گے اُس وقت ہم بھی مسلمان ہو گئے خالدہ بانو نے کہا یہ تدبیر نہایت مناسب ہو لیکن سچ بتاؤ اس حال سے کیونکر آگاہ ہوئی سودا وہ نے ملکہ کی اس بات کا کچھ جواب نہ دیا خالدہ بانو نے جب خراب دھمکایا اور سمجھایا تب مجبورانہ اُس نے تمام حال ابو الحسن جو ہر کی تشریف آوری کا محل میں اور عشق و عاشقی ملکہ خلدانہ کا مفصل بیان کر دیا خالدہ بانو اس خبر تازہ سے نہایت متحیر ہوئی

لیکن یوم رسوائی کے خاموش ہو رہی دوسرے روز خالدہ بانو نے خالد وزیر اعظم کو دروازہ پر محل کے بلوا کر کہا ای برادر ہنسنے سنا ہو کہ شاہزادہ معز الدین دختر ابو عامر بادشاہ فردوسیہ کے عشق میں جلا وطن ہوا ہو اور شہر فردوسیہ کو واسطے پڑھنے لوح طلسم کے کہ جس پر عقد ملکہ منحصر ہو ضرور جائے گا اور اس امر میں لامحالہ توقف بھی ہو گا لہذا تم اس امر کو کسی اہل لشکر سے دریافت کرو کہ یہ خبر سچ ہو یا غلط جسوقت کہ یہ خبر صحیح ہو پھر تم بادشاہ کو اطلاع دو کہ وہ اس مضمون کا نامہ شاہزادہ کو لکھیں کہ مسلمان ہونا ہمارا شہر فردوسیہ کے مسلمان ہونے پر اور پادری ایدروس کے کہ تمام قوم نصارا کا پیشوا ہو منحصر ہو پھر چلو کوئی جاس کے حذر نہوگی اور ملکہ خلدانہ نامہ بنو کا عقد بعد عقد ملکہ شمسہ تاجدار کے تمھارے بھائی سے منفقہ کر دیئے خالد بن علقمہ نے اسی وقت ہنتر شہر تک عیار کو اس حال کی تحقیقات کے لیے روانہ کیا ہنتر شہر تک لشکر ظفر افریقین گیا اور ہر ایک لشکر کے کلمہ و کلام کو بغور سنا تھا راہ میں ایک عورت اپنے فرزند سے کہہ رہی تھی کہ تجھے شہر افریقہ میں پہونچا دے اور وہ کتنا تھا ای مادر گرامی میں نے تمھیں وہاں منع کیا تھا کہ تم میرے ساتھ نہ چلو کہ ہمارا سفر دور دراز ہی نہیں معلوم کہ کب آنا ہوتے نہ مانا اور آج جب تم کو اپنی دختر کی یاد آئی کہ تم روتی ہو اب جسوقت تک کہ شاہزادہ کا عقد ملکہ فردوسیہ سے نہ ہو گا ہکو شہر افریقہ میں جانا غیر ممکن ہو خیر آج کل میں اگر کوئی شخص لشکر سے افریقہ کا جانے والا ہو گا تو میں تم کو اس کے ساتھ کر دوں گا ہنتر شہر تک یہ حال سن کے خالد بن علقمہ کے پاس آیا اور اس کیفیت کو من و عن بیان کیا خالد دوسرے روز ہنتر شہر تک کو ساتھ لے ہوئے عمران شاہ کی خدمت میں آیا اور کہا ای شہر یار بالفصل بقدرت ایزدی یہ صورت خیال میں آئی ہو اور تصدیق کلام کو ہنتر شہر تک بھی حاضر ہو اب خدا نے چاہا تو علقمہ کی بھی تباہی و ہلاکی نہ ہو اور جان و مال بھی جمع آفات سے محفوظ رہے ملک عمران شاہ نے کہا وہ کیا صورت ہو بیان کرو خالد بن علقمہ نے تمام کمال حال شاہزادہ معز الدین کا بیان کیا اور ہنتر شہر تک عیار سے گواہی دلائی ملک عمران شاہ نے کہا صورت تو البتہ معقول تھے پیدا کی لیکن ایام گذاری میں انجام اسکا پھر وہی ہو مگر اب جس طرح سے تم کہو میں علی بن لاؤن خالد نے کہا بس آپ خود شاہزادہ معز الدین کی خدمت میں جا بیٹے اور کہیے ہم بروز بروز شہر فردوسیہ میں حاضر ہونگے اور اسی جشن نوروز میں مسلمان بھی ہونگے مگر اس شرط پر کہ پادری ایدروس بھی مسلمان ہو الغرض ملک عمران شاہ دوسرے روز صبح کو خالد بن علقمہ وزیر کو ہراہ لیکے شاہزادہ معز الدین کی ملازمت کو روانہ ہوا جس وقت کہ در شہر پہا پہونچا اور شاہزادہ کو بھی خبر گذری کہ ملک عمران شاہ مع وزیر کے خدمت میں حضور کے حاضر ہوا چاہتا ہو شاہزادہ عالی وقار نے ابو الحسن جو ہر سے فرمایا تم آج صبح شاہزادہ سر پر رکھو اور ہمارے برابر تخت پر بیٹھو جس وقت عمران اور خالد وزیر آیا شاہزادہ نے امیر تاج الدین کو

واسطے استقبال کے بھیجا امیر مجاہد الدین نہایت اعزاز سے عمران شاہ کو بارگاہ فلک اقتدار میں لایا اور کرسی جواہر نگار و اپنی طرف تخت کے بچھوادی ملک عمران شاہ اس کرسی پر بعد اسے آداب شاہی کے مؤدب بیٹھا شاہزادہ نے عمران شاہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تھے تکلیف کی اسکی کیا وجہ ہوئی عمران شاہ نے عرض کیا امی شہر یار عالی وقار حسب حال اس خاکسار کے یہ رباعی پور باجی

سیاہی شد ہوا و زنگاری شد دشت	ای دوست بیا و بگذر از ہر چہ گذشت
گر نیل و قاداری اینک دل و جان	در قصد جفا داری اینک سر و طشت

اس خادم نے سنا ہی حضور کو ایک مطلب بزرگ و مدعاے عظیم درپیش ہو یعنی حضور بدولت و اقبال واسطے عقد کرنے ملکہ شمسہ تاجدار کے شہر فردوسہ کا عزم بالجزم رکھتے ہیں اور یقین کامل ہے جناب ایزد تعالیٰ مطالب و مقاصد ملی حضور کے بوجہ احسن بر لائے کہ وہ چارہ ساز و رب العالمین ہو لہذا فدوی کی عرض یہ ہے کہ میں بھی مع عیال قریہ فردوسہ میں ضرور بالضرور حاضر ہوں گا اس قدر حمت چاہتا ہوں اور اسی روز جشن نوروز میں داخل دائرہ اسلام میں ہوں گا اور قبول اسلام میں کبھی عذر نہ ہو گا کہ اس واسطے پادری ایدر سے سردار قوم کا ہے جب وہ مسلمان ہوا تو کوئی شخص طعن و تشنیع نہیں کر سکیگا ورنہ سب فدوی کو انگشت نما کر دیں گے دوسرے اسوقت سخاوشی کی طرف سے بھی ہماری خاطر جمع رہی شاہزادہ معز الدین نے فرمایا یہ عذر ہوتا ہے اگرچہ دیر پا ہے مگر قابل قبول ہے لیکن بعد ہمارے جانے کے اگر تھے عقد ملکہ خلدانہ کا و یا کوئی رسم تازہ کی تو تمہیں بتاؤ کہ ہم اسوقت تمہارا کیا علاج کریں گے خالد وزیر نے عرض کیا امی شہر یار عالی وقار ہم بقسم عہد کرتے ہیں اور یہ اقرار شرعی ہے کہ خدا خواستہ ایک سر مو بھی خلاف اسکے وقوع میں نہ آئے گا اور ہکلو اپنی جان و آبرو و برباد کرنا قبول و منظور نہیں ہے لیکن قبل جشن نوروز ملکہ کا عقد کرنا ہکو منظور نہیں ہے آئندہ ہم حاضر ہیں حضور ہکو قتل فرمائیں ہکو منظور ہے اور اس عرصہ تک اگر سخاوشی کی طرف سے کسی طرح کی عجلت ہوئی تو ہم بحلیہ و حوالہ ٹالیں گے اور جب دیکھیں گے کہ اب ہمارے ٹالے نہیں ٹلنا تو پھر بہ جنگ و جدل پیش آویں گے اور مقابلہ کریں گے جب تاب مقابلہ باقی نہ رہی قلعہ بند ہو جائیں گے اور حضور میں اطلاع گزارش کریں گے اس وقت جیسار اسے عالی میں آوے کیجیے گا اور اس اقرار پر ملک عمران شاہ و خالد بن علقمہ وزیر و دونوں نے انجیل اٹھائی اور قسم کھائی شاہزادہ معز الدین نے ابو الحسن جوہر سے فرمایا تھے سنا ملک عمران شاہ کیا اقرار کرتے ہیں ابو الحسن نے کہا بہتر ہے کیا مضائقہ دیر آید درست آید یعنی التجیل من الشیطان و التأخیر من الرحمن ہوا کرتی ہے شاہزادہ نے ملک عمران شاہ اور خالد بن علقمہ وزیر سے اس شرط پر اقرار نامہ لکھو لیا اور تمام اراکین سلطنت کی مہرین ہو گئیں بعد تکمیل اس اقرار نامہ کے ملک عمران شاہ کی بڑی دھوم سے دعوت کی غرضکے شام کو

ملک عمران شاہ نے شاہزادہ سے رخصت چاہی شاہزادہ نے ایک خلعت فاخرہ مع اسب با ساز مرصع نکھار
ملک عمران شاہ کو عنایت فرمایا ملک عمران شاہ نے بھی جو امر بیش بہا اور مال و جو امیرات شاہزادہ
کے نذر کیا اور عرض کیا کل حضور بھی ایک ساعت کی واسطے باغ ملکہ خلدانہ میں رونق افروز ہوں کہ جو حاضر
ہو غلام پیشکش کرے حضور قبول فرمائیں کہ از یاد مرتبہ فدوی کا ہو گا فدوی نے یہ لفظ دعوت اس واسطے نہیں
عرض کیا کہ حضور کی دعوت و ہمائی کرنے کی اس خاکسار کو قدرت کہاں مگر بقول اس مصرعہ کے مصرعہ گر قبول فتد
ز ہی عز و شرف شاہزادہ نے فرمایا میں تمہارا اصل مطلب سمجھا خیر بہتر ہے ہم انشاء اللہ کل ضرور آویں گے
ملک عمران شاہ رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا عرض نہایت تکلف شاہانہ سے شاہزادہ کی ہمانداری اور
دعوت کی اور خود تمام رات خدمت میں حاضر رہا ابو الحسن جو ہر بعد نصف شب کے ملکہ خلدانہ کے پاس
گیا اور صحبت عیش گرم کی اور کہا ای ملکہ اب یقین ہے کہ بفضل رب کریم بظاہر ہماری اور بطنی ہماری صحبت اور
موافقت حقیقی ہو مگر ابھی توقف معلوم ہوتا ہے یعنی جو عہد نامہ و اقرار نامہ تمہارے عقد کے بارے میں
تمہارے باپ نے لکھا ہے یقین ہے کہ تم نے بھی ضرور سننا ہو گا ملکہ نے کہا میں نے مفصل سنا ہے ابو الحسن اصل یہ ہے
کہ امورات تقدیری میں کچھ چارہ نہیں ہے اور نہ جاے دم زدن ہے بقول اس شعر کے شعر

آباد ز سر سد وعدہ ہر کار کہ ہست | سودے کنند یاری ہر کار کہ ہست

کل امر مزہوئی باوقا تھا فضل الہی مثال حال چاہیے اندیشہ کی بات نہیں ہے یہ دن اس طرح گزر جائیں گے کہ
معلوم بھی نہ ہونگے کہ ہر تمہارا دھیان تو تم خاطر جمع رکھو مگر ہاں جو نوبت صلح کی نہ آتی تو البتہ امر دشوار تھا صد ہا
بندگان خدا کا خون ہوتا نہیں معلوم شہر یہ کیا آفت آتی ہم کہاں کہاں بھاگتے پھرتے اور یہ سارا فساد فقط ہمارے
اور تمہارے دم کے واسطے تھا مگر مصرعہ کا رہا آسان شود لیکن بہ صبر و صبر جو صبر نے کہا چمچہ جینے اور تحویل آفتاب
میں باقی ہیں انشاء اللہ الرحمن یہ بھی ایک چشم زدن میں تمام ہوئے جاتے ہیں کیونکہ گھبراتی ہو بقولے شعر

شکل نیست کہ آسان نشود | مرد باید کہ ہر آسان نشود

جس وقت کہ صبح ہوئی جو ہر ملکہ سے رخصت ہوا اور کہا کہ میں تم کو حافظ حقیقی کے سپرد کرتا ہوں بشرط صحت
اگر حیات مستعار باقی ہے تو پھر انشاء اللہ الرحمن آؤنگا اور آن کے بفضل ایزدی حسب دلخواہ ملاقات کروں گا
ملکہ خلدانہ نے بھی بہ مجبوری آبدیدہ ہو کر ابو الحسن کو رخصت کیا ابو الحسن وہاں سے بہمن پاسبان
کے مکان میں آیا اور بہمن سے کہا یہ مقدمہ اس بشرط سے طے پایا ہے بہمن نے کہا غلام کو ان شہر ایلط اور
اقرار سے کیا کام میں حضور میں حاضر ہوں ابو الحسن نے کہا میں تمہیں شہر میں اسوجہ سے چھوڑ جاؤں گا کہ
شاید کوئی نامہ و پیام ملکہ کی نسبت کا نجاشی ملک عمران شاہ کو بھیجے تو تم اسی وقت بہمن اطلاع دینا

بلکہ محمود خراسانی بھی نگران حال رہے تو بہتر ہو محمود بولایا امیر استاد والا جاہ بیان بہمن کا موجود ہونا کافی ہو
میری کیا احتیاج ہو دوسرے مجھے آپ کی مفارقت ایک لمحہ کی گوارہ نہیں ہو اور کوئی جگہ بے تھارے خوش نہیں
آتی پس آپ جہاں تشریف لیجائیے ممکن نہیں کہ میں بھی ہمراہ حضور کے نہ جاؤں اور جس روز کہ کار ساز حقیقی
آپ کے مقاصد دلی بر لائیگا میں بھی بہ تصدق حضور اپنی مراد کو پونچھنگا ابو الحسن محمود خراسانی اور بہمن کو دست
ملازمت شاہزادہ کے لایا شاہزادہ نے بہمن کو اُسکے حوصلہ سے زیادہ انعام اور خلعت مرحمت فرمایا اور
محمود خراسانی کو پیادہ باشی یعنی عمدہ کیرانی جلوے خاص کی عنایت فرمائی جب عرصہ قریب ایک
ہفتہ کے گزر شاہزادہ نے ابو الحسن سے فرمایا کہ اب تمہارا کیا قصہ ہو ابو الحسن نے عرض کی کہ امی
شہر یار عالی وقار میں نے ہر چند سہیل غلام حکیم صاحب کو تلاش کیا لیکن کہیں اُسکا نشان نہ پایا بلکہ خارجہ
یہ سننا ہو کہ جس دن ار قراچی نجاشی عمران شاہ کے پاس آیا اُس دن سے سہیل نے آمد و رفت شہر کی
بالکل چھوڑ دی سوا اسکے وہ درہ کوہ بھی مطلق یاد نہیں ہو میں نہیں جانتا کہ وہ کس طرف ہو مگر اب میں یہ
عرض کرتا ہوں کہ لشکر فتح پیکر ہمراہ امیر مجاہد الدین کے کر کے قریہ فردوسیہ کو روانہ فرمائیے اور
تھوڑی سی فوج انتخاب کر کے آپ براہ دریا تشریف لے چلیے کہ مصالحت وقت میرے نزدیک ہی ہو شعر

اکشتی از فضل خدا و ناخدایش بو حسن | راہ عشق آمد بہ پیش و رہنمایش بو حسن

یہ اسے ابو الحسن کی شاہزادہ کو پسند آئی تو اتمام لشکر سے پہلوانان نامی و گرامی انتخاب کر کے باقی
لشکر کو امیر مجاہد الدین کے ہمراہ روانہ فرمایا اور خود بہ جمعیت ایک ہزار پانچ سو سوار جہاں آتش بار و
آزمودہ کار کے براہ دریا کشتیوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے ابو الحسن جو ہمراہ امیر مجاہد الدین
فیروز مینی اور امیرزادہ سیف الدین اور امیر خلیل اور امیر سلطان اور محمود خراسانی اور
الواح بن التوم اور طیفور نیزہ باز عمرانی نوکسمر کا ب فیض انتساب میں موجود تھے

اس قافلہ دریا کو سپرد خدا کیا جاتا ہو اور اب کچھ نجاشی کا حال بیان ہوتا ہو اور یہ شعار حبال ہیں

منزل یار کا سودا بھی غضب ہوتا ہو	ہر قدم راہ میں سرگرم طلب ہوتا ہو	معرفت قدر مجازی کی نہ تھی اب مجھے
کہ یہی عشق حقیقی کا سبب ہوتا ہو	شکوہ جو رجفائے نہیں رہتا میں بو	سامنا اُس ستم ایجاد کا جب ہوتا ہو
ہوئی تخت تو کر گور میں لیٹے لیٹے	حشر دیدار طلب دیکھے کب ہوتا ہو	دل کا اند گھبان تری فقت میں جھم
غم تو پہلے ہی سے تھا در بھی اب ہوتا ہو	کیا رقیوں نے خدا جانے کیا ہو جاو	خوف اُس بت کے نہ آنے کا سبب ہوتا ہو

جو ہر شائسان ذوالفقار زبان و عقدہ کشایان اسرار نہان بیان کرتے ہیں کہ جب ہر و قمر بن ار قرا

حشیشیان بقیۃ السیف کے ہمراہ دارالملک حبش میں پہونچا اور اس نے عین دربار میں دونوں پارچے اپنے
 باپ کی لاش کے نجاشی کے سامنے رکھ دیے اور حد سے زیادہ گریہ و زاری اور داد و بیداد کی نجاشی نے جو
 ارتقہ کی صورت دیکھی عجیب ایک شکل مزخرف و مضحک نظر آئی کہ بے اختیار ہنسا اور تمام اہل دربار مارے ہنسی
 کے لوٹ گئے آخر ہر دق سے پوچھا کہ یہ کون جانور ہو اور تیرے ہاتھ کیونکر آیا ہر دق جو پیش رنج اور گریہ و زاری
 میں کچھ جواب ندے سکا لیکن اس بیٹھے نے کہ جسے حبشیوں کی جان ارتقہ کے ہاتھ سے بچانی تھی تمام کیفیت
 یعنی وقت شب نقش طراز کا ورن باغ میں آنا اور بوقت شرا بخواری روغن کا چہرہ پر ارتقہ کے ملنا اور
 جو امر کا گم ہو جانا نجاشی کے روبرو مفصل بیان کیا اور کہا کہ ارتقہ نے جو خیر عیسے پر اہتمام وافر بندسی کی تھی اسی
 وبال میں گرفتار ہوا سیئہ بلا سبب اہل اسلام کے ایچی کے لشکر پر شجون مارا اور آخر اپنی حرکت بد کی سزا پائی
 نجاشی نے سنا کہ شہزادہ معز الدین نے فقط واسطے ملکہ خلدانہ کے شہر عمرانہ پر لشکر کشی کی پس بھر دینے اس
 کلمہ کے رنگ چہرہ نجاشی کا متغیر ہو گیا اور حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اور یہ بھی کہا کہ اہل اسلام اگر ملکہ خلدانہ کو شہر عمرانہ
 سے لیکے تو اول تمام شہر کو مع عمران شاہ کے قتل کرونگا ایک تنفس کو زندہ نہ چھوڑونگا بعد اسکے اہل اسلام سے
 انتقام قرار دامتی لونگا اور اس فرقہ سرکش کی جب تک گوش مالی قرار واقعی نہوگی یہ فرقہ متنبہ نہوگا الغرض نجاشی
 یہ جمیت دو ہزار سوار جبار اور پیادہ ہائے بیشمار آتش بار براہ دریا شہر عمرانہ کو روانہ ہوا ناگاہ تھوڑے عرصہ میں
 دور سے چند کشتیاں نظر آئیں نجاشی نے سودا سے تندر و عیار کو براے دریافت حال ان کشتیوں کے بھیجا سودا
 ایک بوڑھی پر سوار ہو کشتیوں کے قریب پہونچا اس طرف سے محمود خراسانی بھی کشتی تھرد پر سوار ہو کے حسب الحکم
 شاہزادہ گردون سریر کے واسطے دیکھنے حال کشتیوں کے آتا تھا اثناے راہ میں سودا و محمود سے ملاقات ہوئی
 سودا نے پوچھا ای دلاور کشتیاں کسکی ہیں محمود نے کہا سودا اگر ہیں سودا نے کہا اگر سودا اگر ہیں تو پہلے اپنے مال کا
 خراج سرکار بادشاہ حبش میں داخل کریں بعد اسکے جان چاہیں چلے جائیں محمود نے فقط اسی قدر حال
 معلوم کر کے شاہزادہ والا جاہ کی خدمت میں عرض کیا شاہزادہ نے ابوالحسن جو ہر سے فرمایا تے سنا محمود
 کیا کہتا ہے جو ہر نے عرض کیا ای شہریار گردون وقار ابھی نجاشی ہمارے حال سے آگاہ نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ
 کچھ اسکو دیکرا اپنے سے اس بلا کو ٹالیں شاہزادہ نے فرمایا ای برادر تم خوب جانتے ہو کہ مجھے سودا سے عشق
 ملکہ شمسہ تاجدار نے ایسا خود رفتہ کر دیا ہے کہ اسنے حال کی خبر نہیں ہے لیکن ہاں خوف ان چند روسیاء ہون کے
 بہانہ تجارت سے نام دلاوری کے برباد کرنے کو دل گوارا نہیں کرتا کہ حوصلہ مردی اور طریقہ شجاعت سے
 خلاف ہوا دھر سودا نے نجاشی سے جا کر کہا کہ اہل کشتی تجارت پیشہ ہیں کسی طرف واسطے تجارت کے کچھ اسباب
 لیے جاتے ہیں پس بھر دینے اس خبر کے نجاشی کی رگ طبع نے حرکت کی اور سودا کو حکم دیا کہ ان سودا گروں کے

کل مال سے نصف لے لو اور نصف واپس دو اور جو نصف مال دیتے ہیں کچھ مضبائے کرین تو کل مال و اسباب ضبط کرو شاہزادہ نے محمود سے فرمایا تم جا کر سودا سے کہو کہ دریا میں مال کا تقسیم ہونا دشوار ہو جبکہ ہم خشکی میں پہنچیں گے پھر جو تم کہو گے ہمیں منظور و قبول ہو گا محمود نے سودا سے حسب الحکم شاہزادہ کے کہا سودا نے نجاشی کو اطلاع دی قنارہ دریا میں ایک پہاڑ واقع تھا اور یہ پہاڑ تھوڑا سا میدان تھا وہاں دونوں لشکر برابر جمیں زن ہوئے دوسرے روز نجاشی نے غرارہ بن قراقرز سپہ سالار لشکر کو واسطے لینے نصف مال کے بھیجا غرارہ اور سودا سے تندر و عیار لشکر میں شاہزادہ گیتی پناہ کے آئے جب بارگاہ سلطانی میں پہنچے اور شاہزادہ معزالدین کو تخت پر جلوس فرما دیکھا اور گرد و تخت کے پہلوانان صف شکن و بہادران دیوانگی کی جمعیت دیکھی غرارہ سپہ سالار کو اس تجل و شان سے شاہزادہ کی تخت نشینی نہایت ناگوار ہوئی اور دل میں کہا کہ آج تک پہنچے کسی سوداگر کو تخت نشین نہیں دیکھا غرض غرارہ نے تقاضاے حصول کیا اور کہا کہ سب مال و اسباب نقد و جنس اول ہمارے پاس لا کر دکھاؤ جو میرے کہا تم ایک ساعت توقف کرو جب قدر ہمارے پاس مال و اسباب موجود ہو پھر تمہارے سامنے جمع کیے دیتے ہیں آخر جو میرے چالیس صندوق سر بہر غرارہ کے سامنے رکھ دیے اور کہا یہ تم لے لو غرارہ کہا چاہتا تھا کہ نقد و جنس اپنا ہکو دکھاؤ ہم خود دوحصہ کر دینگے مگر سودا نے غرارہ کے کان میں کہا کہ امی نادان جو اسباب و مال یہ سوداگر دین اُسکو غنیمت جانو ورنہ جب تک ہماری مدد پہنچے یہ سب ہکو ہلاک و خاک سیاہ کر دینگے تم دیکھتے ہو کہ کیسے یہ سوداگر ہیں غرارہ حیرت زدہ وہ صندوق لیکر نجاشی سے واپس آیا اور کہا اس طرح کے سوداگر آج تک پہنچے دیکھے نہ سنے اور بلکہ یقین ہو کہ جہان میں نہو گے یہ چالیس صندوق نقطہ تمہارے اقبال سے ہاتھ لگے ہیں ورنہ نہایت مشکل پڑتی بعد اسکے غرارہ نے تمام حقیقت نجاشی سے بیان کی نجاشی نے حکم دیا کہ صندوق کھولو دیکھیں کہ ان صندوق میں کیا مال و جنس ہو بعد اسکے بجرم تخت نشینی قافلہ باشی کا کل مال و اسباب ضبط کر لو لنگھاتا کہ پھر کوئی سوداگر اپنے حدود و حوصلہ سے تجاوز نہ کرے تاجر کو تخت و تاج سے کیا سروکار جس وقت صندوق اجناس کے کھولے گئے تو عجیب قسم کی جنس برآمد ہوئی لیکن تمام صندوق گدھے کے پاؤں اور ہاتھ کے لینڈ اور مردے کی ہڈیاں اور پرانی جوتیاں اور گھوڑے کے سم تراشے ہوئے اور پرانے گودڑ وغیرہ سے پڑتے نجاشی نے جو یہ جنس لائیں گران قیمت و تحفہ پاکیزہ دیکھا اس قدر غضبناک ہوا کہ آنکھوں میں تمام زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اتفاق سے ایک ملازم ہر قدر کا بھی موجود تھا اور غرارہ کے ہمراہ گیا بھی تھا اور امیر زادہ سیف الدین سے بخوبی واقف تھا اُس نے نجاشی سے کہا تجھے کیا حیرت و استعجاب ہوا یہ وہ سوداگر اجناس فروش نہیں ہیں یہ دلال بازار ملک الموت ہیں جو نقد جان کو درم اجل دیکے لیتے ہیں اور ذلت و رسوائی اُسکے نفع میں مفت دلاتے ہیں لیتے یہ وہی شاہزادہ معزالدین عالی وقار دشمن جان ابلیس و قاتل کفار و اشرار ہیں جسکے لہجے نے اتر تھرا یہ پہلوان کو ایک ضرب

نہ بیدار رہا اور اپنے برادر ابوالحسن سے ملکہ خلدارانہ کا عقد کرنے کا قصد ہو نچاشی سے جو یہ سنا
ایک شعلہ آتشناک اُس ناپاک کے سینہ سے اٹھا کہ دماغ کے پار ہو گیا غرارہ سے کہا یہ بھی ہمارا اقبال تھا کہ جو
شامزادہ معزالدین اس قلیل فوج سے یہاں آگیا گویا کہ اب دام اجل میں خود گرفتار ہو گیا بعد اس کے شامزادہ کو
نامہ لکھا شامزادہ نے بھی جواب ترکی برترگی دیا نچاشی نے اُسی شب کو غرارہ بن قراقوز کے نام طبل جنگ بجا دیا
اور شامزادہ نے بھی لشکر میں کوس حربی کے بجانے کا حکم دیا تمام اسات سامان جنگ میں گذری صبح کو نچاشی مع سپاہ جنگ
سیدان رزم میں آیا اور غرارہ کو حرب کی اجازت دی شامزادہ نے بھی بعد اس کے صوف لشکر ظفر پیکر کے امیر خلیل
کو واسطے مقابلہ غرارہ کے رخصت فرمایا امیر خلیل مثل شیر غضبناک سیدان جنگ میں آئے اور بعد دو بدلی
نیزہ و گرز کے امیر خلیل نے غرارہ کے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کیا لیکن خود بھی اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا پس نچاشی
نے فقط اسبقہ رغبہ کو غنیمت سمجھ کے طبل باز گشت بجا دیا جب دونوں لشکر اپنے اپنے آرام گاہ پر آئے شامزادہ
نے جراحون کو طالب فرما کر امیر خلیل کے علاج کا حکم دیا انقضی دوسرے روز پھر غرارہ سیدان جنگ میں آیا اور
اُسے باواز بلند کہا امیر خلیل نے اپنی زیت دشوار ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے تاکہ درجہ شہادت پر
فیضیاب ہو وادی کتاہر کہ امیر خلیل کا ایک فرزند اسماعیل نام نہایت خوبصورت حسن و جمال میں بے مثال گمن
تھا کہ ہنوز صورت زیبا پر سبزہ خط بھی آغاز نہوا تھا قطعہ

جوانی برخ غیر آفتاب | بیدان ہم آورد افریاب | جرات چو رستم چو حاکم مجبور | چہ رستم چہ حاکم نظیرش نبود
اور باد و داس سن و سال اور حسن و جمال کے اخلاق ظاہری بھی حد سے زیادہ رکھتا تھا کہ جسکی تعریف قلم سے
ممکن نہیں اور شامزادہ معزالدین اُس صاحبزادہ کو کمال عزیز رکھتے تھے قصائے کار جس روز کہ امیر خلیل
غرارہ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے اُسی شب کو امیرزادہ نے خواب میں ایک صحرائے لق و دوق نہایت
پرہیزگارہ لطف شیر دیکھا امیرزادہ سیر کرتا ہوا ایک طرف روانہ ہوا ناگاہ دور سے ایک قصر عالی شان نظر آیا
جس وقت اُس قصر کے قریب آیا دیکھا ایک غرفہ قصر میں ایک نازنین خورشید جبین سند زنگار پر بیٹھی اُس صحرائے
پر فضا کی سیر کر رہی ہو اور اُسکے بشرہ سے ثابت ہوتا تھا کہ گویا کسی کی منتظر ہو پس مجھ دیکھنے امیرزادہ کے وہ
آنکھی اور سر و قد تعظیم دی اور امیرزادہ کو بادب سلام کیا امیرزادہ بھی اُسکے حسن و جمال بے مثال کو دیکھ کے
عاشق ہو گیا اور اُس نازنین سے راہ غفر کی دریافت کی اُس ماہ جبین نے راہ کا نشان بتایا امیرزادہ اُس
راہ سے غفر میں آیا اُس نازنین نے امیرزادہ کو نہایت اعزاز سے سند زنگار پر بٹھایا اور خود ہاتھ باندھ کے
سائے کھڑی ہوئی امیرزادہ نے فرمایا تمہارا کھڑا رہنا نہایت ہموں ناگوار ہے آؤ ہمارے پہلو میں بیٹھ جاؤ وہ بولی
میری کیا مجال کہ جو میں اپنے خداوند نعمت کے برابر پہلو میں بیٹھ سکوں اس اثنا میں امیرزادہ نے ایک پردہ

زربفتی ایک دروازہ پر بڑا دیکھا اُس پردہ کا حال پوچھا نازنین نے کہا وہ کینز کے مکان سے نہایت بہتر و عمدہ ہے
 امین بھی ایک کینز حضور کی رہتی ہے اگر حضور جلیں تو اسب ہوا میر زادہ وہاں گیا فی الواقع اُس مکان سے
 زیادہ آراستہ پایا وہاں بھی ایک نازنین ماہ چین تخت پر جلوہ آرا دیکھی اُس نے بھی بعد تعظیم کے سلام کیا اور خود
 دست بستہ کھڑی ہو گئی امیر زادہ سمجھا کہ شاید یہ نازنین اول اُسکی کینز ہی بیان بھی ایک پردہ زر نگار و سیاہی
 دیکھا پوچھا یہ پردہ کیسا ہے اُس نازنین نے کہا کہ یہ بھی مکان آپکی کینز کا ہے بسم اللہ تشریف لے چلے امیر زادہ
 تشریف لیا لیکن اس قصر کو اُن دونوں مکانوں سے زیادہ تر آراستہ دیکھا امیر زادہ سیر کرتا ایک شاہ نشین
 میں آیا وہاں تخت زمرد نگار پر ایک پری رخسار حور و ش نازک کمر بیٹھی تھی اُن نازنینوں نے اُسے سلام کیا
 اور دور تر دست بستہ کھڑی ہوئیں قصہ کوتاہ اسی طرح امیر زادہ نے سات قصر ایک سے ایک برتر و بہتر دیکھے
 اور سب سے سنا کہ یہی جوان عالی شان ملکہ نور الالبصار کا شوہر ہے امیر زادہ نے مالک خانہ ششم سے پوچھا
 کہ نور الالبصار کون ہے اُس نے کہا کہ نور الالبصار خانہ ہفتم کی مالک ہے اور ہمارے بادشاہ بھی نور الالبصار کے
 نہایت مشتاق دیدین وہ سب نازنینان با اتفاق خانہ ہفتم میں شاہزادہ کو لے گئیں امیر زادہ نے تمام
 در و دیوار قصر ہفتم مروارید و زمرد نگار دیکھے اور فرش و فرش شاہانہ سے آراستہ اور ایک نازنین ہر طلعت
 قمر صورت حور سیرت اس حسن کی تخت جو امیر نگار پر جلوہ افروز دیکھی کہ جسکی شان میں یہ شعر صادق آتا ہے

کہ بعد از دیدنش ہرگز نہ اند | وجود یار سایان را شکست

اور یہ آریہ وانی ہدایہ گویا اسی کی شان میں صادق آتی ہے مالا عین رائت و لانی قلب خضرت ولا اذن سمعت
 امیر زادہ لاکھ جان سے اُس حور ناز پر عاشق ہو گیا اور اُسے باعزاز تمام امیر زادہ کو اپنے پہلو میں بٹھالیا
 جب صحبت گرم ہوئی امیر زادہ نے بگوش صحبت و بمقتضائے بشریت اختلاط کا قصد کیا وہ پری بولی امیر جوان
 میری بے تکلفی کے واسطے دوسرا مکان ہے تم گھبراؤ نہیں میں چلتی ہوں یہ کہے وہ تو روانہ ہوئی اور ب دست بستہ
 حاضر رہیں بعد ایک لحظہ کے ایک خادمہ کم سن نے امیر زادہ سے کہا چلے ملکہ نور الالبصار سے بلایا ہے امیر زادہ
 تو مشتاق بیٹھا ہی تھا اُس خادمہ کے ساتھ ہوا وہ خادمہ امیر زادہ کو ایسے ایک دریائے خون کے کنارے
 لے گئی کہ جسکی آواز مغز کو پریشان کرتی تھی امیر زادہ نے دیکھا کہ وسط دریائے خون میں ایک مکان یا قوت نگار
 بنا ہے اور پشت مکان پر ایک تخت یا قوت نگار بچھا ہے اور اُسی تخت پر ملکہ نور الالبصار بیٹھی ہے امیر زادہ کو دیکھ کے
 نور الالبصار نے اشارہ سے بلایا امیر زادہ بولا دریائے خون سے میں کیونکر آؤں وہ بولی جب تک یہ دریائے
 خون تو طر نہ کرے گا میرا وصل ممکن نہیں ہے اس عرصہ میں امیر زادہ کی آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ تمام سردار لشکر
 میدان کارزار میں جاتے ہیں امیر زادہ بھی ہمراہ رکاب شہزادہ کے ہو گیا اور امیر زادہ نے اپنا خواب

شاہزادہ سے بیان کیا اور اس وقت شیخ احمد فضلہ عصر سے بھی موجود تھا اُس نے بھی سنا اور شاہزادہ سے کہا کہ اگر امیر زادہ رخصت میدان ملے حضور کبھی نہ دین اس طرف غرارہ نے وہی کلمہ سخت پھر دوبارہ کہا امیر زادہ نے شاہزادہ سے رخصت طلب کی شاہزادہ نے جواب نہ دیا امیر زادہ بے اختیار غرہ مارتا بے اجازت میدان کو راہی ہوا اور کہا ای شہر یار میں لاچار ہوں کہ وہ نور الالبصار غرارہ پر سوار مجھے لپکارتی ہو ورنہ میں بدون اجازت حضور میدان جنگ میں نہ جاتا آخر کار غرارہ سے نیزہ بازی ہوئی اور نیزہ غرارہ کے ہاتھ سے امیر زادہ نے پھین لیا غرارہ نے شل مار کے پیچ تاب کھایا اور دلیں کہا افسوس اور لعنت تیری اس زندگی اور پہلوانی پر کہ ایک طفل نے دونوں لشکروں کے سامنے ایسی ذلت فاش دی پس حالت غضب میں ایک ضرب سخت شیخ بیدریغ سے ایسی لگائی کہ خود کو کاٹ کر سینہ تک اُتر آئی امیر زادہ خون آلودہ زمین پر گر کر محمود وغیرہ ہزار خرابی لاش کو امیر زادہ کی لے آئے شاہزادہ امیر زادہ کے حال پر گریان ہوا اور کہا ای اہل محیل ہم تجھے میدان داری سے منع کرتے تھے مگر تو نے نہ مانا خیر تقدیر آہی میں یوں ہی تھا اُسکا چارہ نہیں امیر زادہ نے عالم احتضار میں بھی وہی کلمہ کہا کہ حضور نور الالبصار ابھی تک مجھے ہلا رہی ہو بعد اسکے مرغ روح امیر زادہ پرواز کنان داخل جنان ہوا ادھر غرارہ بد بخت اپنے کار نمایان پر لاف و کراف مارتا تھا اور کہتا تھا کہ کوئی میرے مقابل پہلوان لشکر اسلام میں نہیں ہو ساری ترکہ تمام ہو گئی کہ جو ہر رخصت حرب لیکر میدان میں آیا اتفاق سے ایک ملازم ار قہر بھی موجود تھا اُس نے نجاشی سے کہا کہ یہی شخص تمہارے سپہ کار قیب ہے سلطان ابوالحسن برادر شاہزادہ معزالدین بھی دلاور ہے نجاشی نے جو یہ سنا غرارہ سے کہا بھیجا خبردار اس جوان کو دم لینے کی فرصت نہ دینا کیونکہ تاجی مظلمہ و فساد کا بانی یہی جوان ہے غرارہ نے کہا کہ تم گھبراؤ نہیں اسے بھی شخص اول کے پاس بھیجتا ہوں عرض کہ اول ابوالحسن سے کلام سخت ہوئے بعد اسکے غرارہ نے گزہ پیہم جوہر کے سر پر لگائے جوہر نے ضربات گرز زد کر کے ایک ضرب شمشیر آبدار میں دو حصہ کیے شاہزادہ والا قدر نے باوجود رنج و ملال کے حکم دیا کہ شاد دیا نے بچیں اور لشکر دشمن میں آواز نوہ و یکا بلند ہوئی وقت شب نجاشی نے سرداران لشکر سے کہا اُٹھ دیکھا یہ شوم بخت کس طرح کی ضرب سخت رکھتا ہے کہ ایک ہی ضرب میں غرارہ سے بہادر کو خاک میں ملا دیا اربوب مہر دار خوار و خرتوب گندہ دہن و قتل نام قیل زور و سرسام فیل قوت و شہید اسے گرگ پیشانی و یلیم اللہ سر مست و تر قاش سب زبان و ہیمیاں شتر دندان و سیدروس زرد و روغیرہ سرداران لشکر جیش نے نجاشی سے یک زبان ہو کر کہا کہ ایک پہلوان کے گرنے سے اس قدر ہراسان ہونا نہ چاہیے کہ جنگ دوسر دار کا معاملہ ہے اگر غرارہ مارا گیا بلا سے ہم اسکا محض لینے کو کیا کم ہیں نجاشی تین روز غرارہ کے رنج و الم میں رہا اور

اسطوت شاہزادہ معز الدین امیر جلال الدین کے خیمہ میں واسطے تعزیت امیر زادہ اسماعیل کے تشریف لائے اور کہا امیر قضا و قدر میں بشر کو کیا اختیار ہے ہر پنج صبر کرنا چاہیے امیر خلیل نے کہا شعر

جان سپردن در رکابت از تن اسالی بود | جان اسماعیل با مخصوص قربانی بود

الغرض روز چہارم لشکروں میں طبل جنگ بجے اور صبح کو قتلنامہ فیل زور نجاشی سے اور امیر جلال الدین فیروز زمینی لشکر اسلام سے میدان جنگ میں آئے اور بعد چند ساعت کے قتلنامہ کو قتل کیا الغرض اسی طرح شہید گریگ پیشانی اور یلیم والیم بھی اُسی نامدار کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہنگام غروب آفتاب جنگ موقوف ہوئی پھر صبح کو صف آرائی ہوئی اُس روز تر قاش سگ زبان اور سرسام فیل قوت کو امیر زادہ سیف الدین نے درک اسفل میں بھیجا نجاشی نے اپنی داڑھی نوچی اور طبل باز گشت کا حکم دیا اور وقت شب پہلوانان لشکر سے کہا کہ ایک ایک تم ان فرقہ اسلام سے پیش نیاؤ گے مناسب ہو کہ کل بعد قتل ہونے ایک سردار کے جنگ مغلوبہ کر دو اور چار طرف سے گھیر کے سب کو مار لو سب نے کہا کہ یہی تدبیر انسب ہے محمود خراسانی بھی یہ تبدیل ہیئت وہاں موجود تھا اُسے اُسی وقت جیشیوں کے ارادہ سے شاہزادہ کو مطلع کیا شاہزادہ نے ابوالحسن سے کہا کہ اب تمھاری کیا رائے ہے جو میر نے کہا کہ اس شہر یا نامدار ایک ہزار پانچ سو سو ارجرار اور دو ہزار پیادہ آتش بار کی جمعیت رکاب فیض تاب میں موجود ہے انے چار حصہ فرمائے اور ایک ایک حصہ میر کے تفویض کیجیے اور آپ خود با فوج قلیل مقابلہ پر تشریف لیجائیں ان امر کو میر جا علیحدہ علیحدہ کھڑا کر دو نگاہ قوت جنگ مغلوبہ ہو یہ سب ہر چار طرف سے آگرین مگر حضور اسی وقت اسکا بند و بست فرمائیں ورنہ یہ خبر مشہور ہو جائیگی تو اچھا نہو گا غرض شاہزادہ نے اُسی وقت ققیوں کو حکم دیا کہ فوج تیار ہو کر آئے ققیوں نے فوراً حسب حکم شاہزادہ فوج کو در دوکت پر مسلح و مکمل حاضر کیا جو میر نے اُن سرداروں کو جا بجا قائم کیا اور کہدیا کہ جو وقت تم مجھے یا محمود خراسانی کو دیکھنا فوراً یورش کر دینا قصہ کوتاہ صبح کو لشکروں میں صف آرائی ہوئی ار تو ب سردار خوار نجاشی سے اور امیر ناصر الدین برادر امیر جلال الدین لشکر اسلام سے میدان میں آئے شعر

اتو گوئی کہ گوہ ست پس استوار | نہ جنبہ ز جاؤ نہ استدر کار

جب حرب و ضرب کی نوبت آئی ناصر الدین نے نیزہ ار تو ب کا چھین لیا اپنی ضرب شمشیر سے اسکی شمشیر زمین پر گرا دی بعد ازاں اُسکو قتل کیا شعر

کے تیغ زد بر تہی گاہ او | کہ از مرکب افتاد بد خواہ او

لشکر اسلام نے علم کو جلوہ دیا آخر تو ب سردار خوار برادر ار تو ب بے اجازت نجاشی میدان میں آیا اور کلمات بیہودہ زبان پر لایا امیر ناصر الدین نے کہا او مرد و زبان بہ بند و باز و کشامہ

بیارا نچہ داری زمر دی نشان | کہ در معرکہ نیست جائے زبان

خرقوب نے ایک وار گر دکایا امیر نے بعد در ضرب گر ز خرقوب کو ایک ہی ضرب شمشیر میں فی النار کی بجاشی نے موافق رائے سب کے لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا اور وہ دیو صورت با ضرب ہما سے غیر مکر لشکر اسلام پر حملہ آور ہوئے اس طرف سے غازیان لشکر با تیغ و تبر اور نیزہ و گر ز حبشیوں پر جا پڑے جو مہر نے امیر زادہ سیف الدین اور امیر جلال الدین اور سلطان کو خبر کی وہ سرداران دلاور مہر چہار طرف سے مثل شہباز تیزیر یمن زافغان لشکر حبش پر آ پڑے ریائی

نمود آغاز شمشیر یسانی | از جسم رزم جو یان سرفشانی | سنانش شعلہ آتش برافروخت | بجسم پردلان افتاد و جان نشت
الغرض غازیان لشکر اسلام نے ان سید کارون کو ایسا قتل کیا کہ اس دشت کو لالہ زار بنا دیا اور خون سیاہ سے ایک نہر جاری ہو گئی بجاشی ایک فیل پر سوار دو وزن لشکر وں کے جدال و قتال کا تماشا دیکھ رہا تھا قطعہ کوتاہ تمام روز بازار موت گرم رہا اور تمام رات حرب و ضرب رہی دوسرے روز صبح کو سودا سے تندر و عیار نے بجاشی سے کہا کہ تمکو اپنے لشکر کی بھی کچھ خبر ہو آگاہ ہو کہ اب کم از نصف لشکر باقی رہا اور سب رخصت ہو گیا اسب بھی طفل باز گشت بجو دو ورنہ ایک تنفس زندہ نہ رہیگا اس خبر سے بجاشی کے حواس جاتے رہے اور طفل باز گشت بجو یا جب شمار ہوا تو معلوم ہوا کہ چار ہزار لشکر مارے گئے اور مجروحون کا شمار نہیں ہو اور لشکر اسلام میں دو ہزار آدمی شہید ہوئے اور چار سو زخمی ہوئے بجاشی نے جو یہ کیفیت لشکر کی دیکھی سودا سے کہا خبر لا کہ لشکر اسلام سے کتنے لوگ مارے گئے سودا بولا مجھے خوب معلوم ہو کہ دو سو قتل ہوئے اور اسی قدر مجروح ہیں بجاشی نے اپنا ٹمٹھ پیٹ لیا اور کہا کہ اگر مسرور بد بخت نہ پیدا ہوتا تو میرا یہ حال خراب نہوتا اب مجھے نہ طاقت ستیزی اور نہ یار گر نیز اب کس بلا سے سخت میں گرفتار ہو گیا ہوں راوی کہتا ہے کہ غشاوہ خواہر بجاشی زوجہ شاہ مسقط سحرین کامل و استاد زمانہ تھی حسب اتفاق واسطے دیکھنے اپنے بھائی بجاشی کے بہ اجازت شوہر بزر و سحر پرواز کنان آتی تھی راہ میں سنا کہ بجاشی عمرانیہ کو گیا ہے عمرانیہ میں بھی نہ پایا نہ خبر جستجو سے تمام اسوقت لشکر بجاشی میں پہنچی کہ بجاشی شکایت لشکر اسلام اپنے رفقا سے کرتا تھا کہ ایک بو سے بد پیدا ہوئی ہر ایک نے دماغ بند کر لیا بجاشی بہن کو دیکھ کر بغل گیر ہوا اور پیشانی ظلماتی پر بوسہ دیا بعد اسکے لشکر اسلام کا خلیہ اور اپنے لشکر کی خراب حالی بیان کی غشاوہ نے کہا یہ ذلت تمکو دختر ملک عمران شاہ کے باعث نصیب ہوئی اب میں ملکہ خلدانہ کو لا کے تمکو دیتی ہوں بعد ازاں لشکر اسلام سے سمجھ لو نگی مسرور بن بجاشی اپنی بھوچی کے آگے خوب رو دیا اور کہا اگر آپ یہ کام کر دیں کہ ملکہ خلدانہ کو لے آویں تو گویا آپ نے دولت دو جہان کی مجھے دی غشاوہ نے بجاشی سے کہا کہ تم اب جنگ موقوف کرو میں چار روز میں ملکہ خلدانہ کو عمرانیہ سے لے آؤنگی یہ کہا اور عمرانیہ کی طرف روانہ ہوئی

اب راوی کو حال شہر عمرانیہ کا بیان کرنا لازم ہے

کہ ملک عمران شاہ کا ایک ندیم صعفوق حوش حرام ناکے ہوئے ایک روز ملک عمران شاہ سے کہا کہ
بادشاہ تھے ملک خلدانہ کے عقد میں کیا مشورہ کیا عمران شاہ بولا کہ اپنے معز الدین شاہ والا جاہ سے اقرار کیا
کہ ہم نور کو شہر فردوسیہ میں حاضر ہونگے یقین ہو کہ شاہ حبش اور شہزادہ کا مکار ضرور وہاں ہوں صعفوق
نے کہا یہ بات غلط ہے نجاشی ایسا تمھیں تنگ کریگا کہ زندگی دشوار ہو جائیگی جب تھے اپنی دختر کو اسکے بیٹے سے
نام زد کر دیا تو اب تلو کو کیا اختیار باقی ہو مناسب ہو کہ تم ملکہ کو مع سامان عروسی ملک حبش کو مخفی روانہ کر دو کہ باہم
رسم صحبت رہے اور نوبت کشت و خون کی نہ آوے آئندہ تلو اختیار ہو کہ آج شاہزادہ معز الدین بھاری
سہر حدین ہو کل بعد اسکے جانے کے تم کیا کرو گے اور نجاشی کو کیا جواب دو گے اس سے یہ بہتر ہو کہ ملکہ کو ادھر
روانہ کرو اور تم فردوسیہ میں جا کر شاہزادہ سے کہنا کہ ایک عیار نجاشی کا ملکہ خلدانہ کو جبراً لیکھا اور مجھ کو
دوسرے روز خبر ہوئی اگر شاہزادہ معز الدین کو عرض ہوگی تو ملک حبش پر فوج کشی کریگا ورنہ خیر تم اپنے عہدہ
پیمان سے سبکدوش ہو گے دوم اگر شاہزادہ حبش پر خروج کرے ادھر وہ اور ادھر تم دونوں قرار و امنی شاہزادہ
کو گونہ گونی دینا صعفوق کم سنی میں ملک عمران شاہ کا منظور نظر تھا اس وجہ سے یہ مصلحت تاثیر کر گئی عمران شاہ
محل میں آیا اور ملکہ خلدانہ بانو سے کہا تم جلد تر سامان حبش ملکہ خلدانہ کا تیار کرو میں اُسے ملک حبش کو روانہ
کرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ نجاشی بسبب قتل ہونے اپنے ایلچی کے ہمیر فوج کشی کرے اور ہزار ہا بندگان خدا کا خون
ہو خلدانہ بانو نے شوہر کی بات کا جواب نہ دیا بلکہ ملکہ خلدانہ کے پاس آئی اور یہ حال بیان کیا ملکہ خلدانہ
زار زار رونے لگی اور کہا امی والدہ تم لوگ بد عہد ضرور اپنی سزا سے اعمال کو پہنچو گے خلدانہ بانو نے کہا
امی نور چشم میں مجبور ہوں بلکہ میں خدا سے چاہتی ہوں کہ یہ نسبت چھوٹ جائے لیکن باپ تیرا سودائی اور
تلون مزاج ہو میں کیا کروں ملکہ خلدانہ خلوت خانہ میں آکر دعا بدرگاہ قاضی الحاجات مانگنے لگی کہ خداوند اپنے
حبیب کے صدقہ میں مجھے وصل سے ابو الحسن جو مہر کے کامیاب فرما اور تانا آنے اُسکے میری عفت و عصمت کا تو ہی
حافظ رہنا ناگاہ اثنائے دعائیں ایک بچہ بلا آسمان سے پیدا ہوا اور ملکہ خلدانہ کو وہاں سے لے گیا خلدانہ نے
بعد گم ہو جانے ملکہ کے دونوں ہاتھ سر پر مارے اور شور و غل مچایا اُنکی فریاد سے تمام خواصین محل کی جمع ہو گئیں
اور سبب شور و غل پوچھا اُنھوں نے کہا تم آسمان کی طرف خود دیکھ لو جب آسمان کی طرف دیکھا تو شب مہتاب میں
ایک سیاہی معلوم ہوئی اور غائب ہو گئی سب خواصین نوہ کنان سینہ زنان چاک گریبان ملکہ خلدانہ بانو کے پاس
آئیں اور یہ حقیقت جان سوز بیان کی ایک شور و محشر و ہنگامہ قیامت محل میں برپا ہوا ملک عمران شاہ نے بھی سنا
اور سر برہنہ محل سر امین گیا سب کے ساتھ وہ بھی گریہ وزاری کرنے لگا تا جی شہر کو امنوس تھا خلدانہ بن علقمہ وزیر نے

جو علم نجوم میں کامل تھا بعد دیکھنے زائچہ کے کہا کہ جان کی خیر ہر مان باپ سے کوہِ اعلیٰ کے دامنہ میں ملاقات ہوگی
خالد نے ملک عمران شاہ و ملکہ خالدہ بانو کی از حد تسکین و دلجمعی کی

اب حال ملکہ خلدانہ اور غشاوہ جادوگرنی کا بیان ہوتا ہے

ملکہ خلدانہ نے اثنائے پرواز میں دیکھا کہ ایک عورت حبشیہ بد ہیئت کر یہ نظر مجھے بغل میں دبائے لیے جاتی ہے پس
پوچھا خلدانہ نے کہ تو کون عورت بلاے ناگمانی ہے اور مجھے کہاں لیجانگی اُس نے کہا غشاوہ جادو میرا نام ہے اور
میں حقیقی بہن نجاشی کی ہوں میرے بھتیجے کا تیری مفارقت میں تباہ حال ہے تجھے اُس کے حوالہ کر کے رقیب سے
سمجھو گی یہ سننے لپٹیں تھاکہ روح ملکہ خلدانہ کی مفارقت کر جائے مگر اسی حال میں یہ مناجات پڑھی مناجات

کہ اے وقت از حال زار دلم | بے مشکل افتاد کار دلم | آہ دل خستہ عاشقان | باشک جگر تفتہ صادقان

الزین و رطلہ غم مرادہ نجات | بحق محمد علیہ الصلوٰۃ

قدرت کاملہ پر دردگار سے غشاوہ جادو راہ لشکر نجاشی بھولی سرگردان و خراب حال وقت صبح قصرِ حاضر پر
پونجی اور خیال میں یہ آیا کہ دیکھوں یہ کون مکان عالی شان ہے چونکہ وہ قصر طلسمی ملکہ شمسہ تاجدارہ کا تھا
جیسے ہی اُس قصر کے مقابل ہوئی عمل سحر باطل ہو گیا ہر چند زور مارا کہ وہاں سے نکل جائے مگر ممکن نہوا معلق ہوا
زمین کی طرف متوجہ ہوئی راوی کہتا ہے کہ گلچین باغ ہر روز پھول جمع کر کے ملکہ شمسہ تاجدارہ کے پلنگ پر واسطے
بچھانے پلنگ کے جمع کرتے تھے کہ ناگاہ غشاوہ جادو سے ملکہ خلدانہ اُن پھولوں پر گری خواصانِ قصر نے جو دیکھا
غشاوہ جادو کو دست بستہ حضور میں ملکہ شمسہ تاجدارہ کے گئیں ملکہ نے جو دیکھا کہ ایک عورت حبشیہ سیاہ رو
بد ہیئت ہے پوچھا تو کون ہے غشاوہ جادو تو خوف کے مارے چپ ہو رہی اور ملکہ خلدانہ نے کل قصہ اپنا بیان کیا
ملکہ شمسہ تاجدارہ نے ملکہ خلدانہ پر نہایت شفقت فرمائی اور کہا اس غشاوہ ملعونہ کو ایسی کفش کاری ہو کہ اُس کا
مغز ناک سے بہ جائے غشاوہ بولی میرا قصور معاف ہو ملکہ نے فرمایا او تجھ اس سے زیادہ اور کوئی قصور کیا ہوگا
تو ایک کے ناموس کو ناحق برباد کرتی تھی دوسرے اُن بیچاروں کے کلیجے کو نکال لائی غشاوہ نے کہا میں کسی
مرد غیر کے واسطے تو نہیں لائی اسکا نامزد مسرور ہے اُس کے پاس لیے جاتی تھی کہ برادر زادہ میرا ہے اُس کے ساتھ عقد
اسکا کرونگی باپ نے اس کے اپنی رضا سے یہ نسبت کی ہے ملکہ نے فرمایا کہ قطع ہونے نسبت کا کیا سبب ہے غشاوہ جادو
نے کہا کہ کوئی شاہزادہ اس پر عاشق ہوا اور اس کے باپ نے مجبوری وہ نسبت بھی قبول کر لی جب مجھ کو یہ معلوم ہوا میں
شہرِ عمرانیہ میں گئی اور اپنی بہو کو لیے جاتی تھی راہ میں یہ اتفاق ہوا املکہ نے فرمایا جب عورت بالغہ ہوئی پھر مان باپ
کو کیا اختیار ہے اور جو یہ خود راضی ہو تو لیجا ملکہ خلدانہ بولی اے ملکہ آفاق جانا کیسا مجھے اُس کے نام سے نفرت ہے

بلکہ جناب والدہ صاحبہ بھی راضی نہیں ملکہ نے دایہ سمن بانو سے پوچھا یہ وہی نجاشی ہو جو یہاں آیا تھا اور پھر بھاگ گیا
دایہ بولی میں صدقے یہ وہی کمبخت روسیہ ہو ملکہ نے غشا وہ قحبہ کو زندان میں قید کیا اور خلدانہ سے فرمایا اس حقیقت
بیان کرو کہ وہ شاہزادہ جو کہ تپہ عاشق ہوا کون ہو اور تم بھی اُس سے رضا مند ہو یا نہیں ملکہ خلدانہ مستحرم سے
چُپ ہو رہی اور کہا امی ملکہ آفاق سے

ایک بت کا فریہ دل اپنا جو شیدا ہو گیا | دیر مسجد ہو گئی کعبہ کلیسا ہو گیا

بیٹھے بٹھلائے نہیں معلوم یہ کیا ہو گیا | وہ اُٹھے پہلو سے دلین درد پیدا ہو گیا

ای کو ہر بھر خوبی و ابرجولوہ حسن محبوبی شعر

بمطلب رساند ترا کردگار | ترا باد پیوستہ انتبال یار

معز الدین ابو تمیم ملک مغرب و شام کا شاہزادہ حضور کا حسن و جمال اپنے ندیم ابوالکارم کی زبانی سُنکے عاشق و
فریفتہ ہو گیا اور اُس نے اپنے برادر رضاعی ابوالحسن جو ہر کو کہ فن عیاری میں مثل و نظیر اپنا نہیں رکھتا ہر واسطے دریافت
حال جشن نوروز کے روانہ کیا حسب اتفاق ابوالحسن جو ہر عمر انیہ میں کہ وہ دار الخلافت گنیز کا ہر آیا وہ میں اتفاقاً
اُسی ایام میں سیر باغ کو گئی تھی معلوم نہیں کس صورت سے وہ پھر عاشق ہو گیا بعد ازاں بطور عیاری وہ مجھے اُٹھا کر
عالم خواب میں ایک درہ کوہ میں لے گیا اور اپنی صورت بآرایش و تکلف دکھائی اور مجھے مسلمان کیا اور تمام حال
یعنی اپنا عاشق ہونا جو ہر پر اور ہدایت اُسکے مسلمان ہونا بعد ازاں وہاں سے حکیم قسطاس الحکمت کے پاس جاتا
اور پھر قریہ فردوسیہ کے جشن میں شریک ہونا پھر وہاں سے میرے پاس آنا اور مجھ سے عہد واثق کر کے اپنے
بھائی کے پاس جانا وہاں جا کر محکمات عالیات کو فتح کرنا اور مع شاہزادہ کے ملک عمرانیہ میں آنا اور میرے
باپ کو پیام نسبت بھیجنا اور ارقرارچی نجاشی کا امیر زادہ سیف الدین کے ہاتھ سے قتل ہونا اور میرے والد
سے اقرار لینا اور شاہزادہ کا راہ دریا سے قریہ فردوسیہ کی طرف روانہ ہونا تمام و کمال بیان کیا ملکہ شمسہ تاجدار
یہ افسانہ عجیب و غریب ملکہ خلدانہ سے سُنکے متعجب ہوئی بعد ازاں دایہ سے کہا تم نے سنا یہ نازنین کیا بیان
کرتی ہو دایہ بولی قربانت شوم مثل مشہور ہے شعر

ہر کج چشمہ بود شیرین | مردم و مرغ و مور گرد آید

ملکہ نے فرمایا تم نے شاہزادہ معز الدین کو دیکھا ہو خلدانہ نے کہا تعریف و توصیف تو از حد سنی ہو مگر دیکھا نہیں
ملکہ شمسہ تاجدار نے وہ تصویر جو حجرہ سے برآمد ہوئی تھی منگا کر ملکہ خلدانہ کو دکھائی اور فرمایا دیکھ یہ کسکی تصویر ہے
خلدانہ نے غور سے تصویر کو دیکھ کے خیال کیا کہ ملکہ صاحب تصویر پر عاشق ہو خلدانہ نے کہا امی ملکہ لباس تصویر تو بعینہ
فدویہ کے مطلوب کا ہے اس بات پر ملکہ کو شک گذرا کہ شاید مطلوب ملکہ خلدانہ کا شاہزادہ معز الدین نہ ہو بعد ازاں

حال نکلنے تصویر کا حجرے سے اور اظہار اپنے عاشق ہونے کا صاحب تصویر پر اور اپنے حسب و نسب اور قصر طلسمی کے حال سے بھی آگاہ کیا اور فرمایا اگر تم کو تو میں تعین شہر عمرانیہ میں بحفاظت تمام بھجوا دوں ملکہ خلدانہ نے کہا میرا عمرانیہ میں کیا کام ہو جشن نوروز تک وہ سب یعنی ابوالحسن جو ہر شاہزادہ معزالدین یہاں ضرور تشریف لاویں گے اس وقت جو امر مصلحت وقت ہو گا عمل میں آویگا یہاں غشاوہ نے روز و شب فریاد و زاری کی اور اپنے اعمال بد سے توبہ کی ملکہ کو خبر ہوئی ملکہ نے اسکا منہ کالا کر کے دروازہ قصر سے نکلوا دیا غشاوہ جادو وہاں سے باہر آئی اور حد طلسم سے جدا ہو کر بزدل سحر پر واز کنان لشکر نکبت اثر نجاشی میں پہنچی نجاشی نے غیبت غشاوہ میں شاہزادہ معزالدین سے چند روز کی مہلت لی تھی تاکہ زخمی صحت پائیں اور مسرور انتظار بھو بھی میں تھا اس عرصہ میں غشاوہ بحال خراب پہنچی اور تمام حقیقت نجاشی سے بیان کی نجاشی نے کہا تیرا قصور نہیں یہ ہماری برگشتگی تقدیر ہوسا اثنائیں محمود خراسانی نے شاہزادہ کی جانب سے نجاشی کے پاس جا کر کہا کہ وعدہ مہلت تمہارا گذر گیا اب یا تم مقدمہ جنگ کو یکسو کر دو یا ہمارے سردارہ نہو ہکو کار ضروری لاحق ہیں نجاشی نے بزور سحر غشاوہ دوسرے روز بدستور صف آرائی کا حکم دیا پاشنگ بن صعفوق ایک پہلوان زبردست نجاشی کے لشکر سے آیا امیر سلطان اس کے مقابلہ کو لشکر اسلام سے گئے اور دو ساعت میں امیر سلطان نے پاشنگ بن صعفوق اور سادہ بن فولاد آہن تن اور آوہ کندہ دہن وغیرہ تین چار پہلوانوں کو کہ جنکا کوئی ہمسر نہ تھا قتل کیا غشاوہ کے ہوش جلتے رہے نجاشی سے کہا ان مسلمانوں سے ہرگز عہدہ برآ نہو گے میں اور فکر کرتی ہوں اب تو اکیس روز مہلت مجھے دے جنگ موقوف کر بعد ختم عمل پھر مقابلہ کرنا دیکھنا کہ ایسا صدمہ سخت لشکر اسلام کو پہونچاؤں کہ تمام لشکر کے دست و پا بیکار ہو جائیں پھر تم بلا خوف و خطر ان سب کا کام تمام کرنا الغرض نجاشی نے ہفمائش غشاوہ شاہزادہ سے چند روز کی مہلت طلب کی شاہزادہ نے مجبوری مہلت دی غشاوہ نے ایک گوشہ میں عمل شروع کیا ابھی تین روز نہ گزرے تھے کہ تمام لشکر عارضہ میں مبتلا ہو گیا یہاں تک کہ شاہزادہ کو بھی تپ محرقہ عارض ہوئی اور دو روز میں یہ حال ہوا کہ اس پر زندگی کی قطع ہو گئی اور ہر سوار و پیادہ امراض مختلفہ میں گرفتار ہو گیا اور ابوالحسن کو خنجر قلب اور خنجران پینا ہوا شاہزادہ نے یہ حال دیکھ کر اس حالت کرب و اضطراب میں ابوالحسن سے فرمایا اے میرا برادر تمام لشکر کا دفعہ بیمار ہو جانا عقل میں نہیں آتا کچھ نہ کچھ اس میں اسرار ہو آیا تھے کچھ خبر لشکر نجاشی کی بھی لی یا نہیں ابوالحسن جو ہر نے کہا اے شہریار ہر ایک ایسا اپنے حال میں مبتلا ہو کہ دوسرے کی مطلق خبر نہیں شاہزادہ نے فرمایا اگر اس حال میں حریف جنگ کو تیار ہو تو کیا ہوگا ابوالحسن بولا میں خود اسی فکر میں ہوں یکا یک ابوالحسن اس جوش خفقان میں ہیر دریا کو چلا کہ ذرا قلب کو تفریح ہو جب لشکر سے چار فرسخ نکل گیا وہ خفقان بالکل جاتا رہا طبیعت خود بخود اصلاح پر آگئی ابوالحسن جو ہر اسی حیرت میں تھا کہ دور سے ایک مرد مسافر نظر آیا جب قریب آیا دیکھا کہ کھیل چہ

غلام حکیم صاحب ہر جوہر نے سہیل کو سینے سے لگا یا بعد ازاں گلہ و شکوہ کیا کہ خوب ہماری خبر لی سہیل بولا میں
تھارسی فکر میں تھا ابوالحسن نے کہا میں شاہزادہ کو لاتا تھا در میان میں یہ امر در پیش ہو گیا جو ہر نے تمام قصہ
گذشتہ سہیل سے بیان کیا سہیل نے کہا یہاں سے دس فرسخ پر مکان حکیم صاحب ہر تم کیون نہ آئے جو ہر
نے کہا میں راہ بھول گیا تم شہر عمرانیہ میں کیون نہ آئے سہیل نے کہا جب اترتھا پہلی بخاشی آیا میں نے حکیم صاحب
سے اطلاع کی حکیم صاحب نے فرمایا اب تیرا وہاں جانا اچھا نہیں ہر اس وجہ سے میں نے آنا ترک کیا جو ہر نے
کہا اے سہیل ہم نے براہ معروف کشتیان مع لشکر روانہ کیں اور میں بفوج قلیل ہمراہ شاہزادہ کے براہ دریا روانہ
ہوا اور اٹنا سے راہ میں لشکر بخاشی سے جنگ و جدل ہوئی ہر چند کہ ہم نے اُسکو شکست دی لیکن ایک ماہ کا مل
ہوا ہر کہ ہمکو بخات نہیں ہر کہ ہم جا میں اور اب تو یک بیک تمام لشکر انواع اقسام کے عوارضات میں مبتلا ہر
سہیل نے کہا آج صبح کو میں نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ خدا جانے ابوالحسن کا کیا حال ہر حکیم صاحب
نے نہ اچھ کیا اور فرمایا کہ دامنہ کوہ میں فلان درخت کے سایہ میں جو ہر ملے گا تو بلال لہذا میں آیا ہوں ابوالحسن
سہیل کے ہمراہ روانہ ہوا جب حکیم صاحب کی خدمت میں پہونچا قد مبوس ہوا بعد اسکے تمام حال شاہزادہ
کا اور حال لشکر بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے جوہر آگاہ ہو کہ ایک عورت عشا وہ خواہر بخاشی کہ ساحر
ہو اُسے تمام لشکر کو سحر میں گرفتار کر رکھا ہوا اب جاؤ اور تمھارے لشکر کے شمال و مشرق کے مابین ایک درخت
چنار ہو اُسکی بیج دو گز کھودو گے تو ایک ظرف گلی سیاہ نکلے گا اور اُس میں ایک رسی گرہ دار ہوگی جب تم
گرہ اُسکی کھولو گے فوراً سب کا مرض جاتا رہیگا بعد اسکے اُسی رسی میں بنام بخاشی اور اُسکی خواہر اور تمام
لشکر کا نام لیکر گرہ لگا دینا اور جو درخت تمھارے لشکر کے جنوب و مشرق کے درمیان واقع ہو اُسے کھود کر
اور اُسی ظرف گلی میں رسی رکھ کر دفن کر دینا پھر جو حال تمھارے لشکر کا ہو وہی حال اُسکے لشکر کا ہو جائے گا
ابوالحسن فوراً حکیم صاحب سے رخصت ہو کر شاہزادہ کے پاس آیا اور یہ مژدہ سنا یا شاہزادہ بھر دھنسنے
اس خبر کے تندرست ہو گیا پھر جوہر نے حسب ہدایت عمل کیا فوراً سب لشکر صبح و تندرست ہو گیا اور جب
حسب ہدایت حکیم صاحب اُس رسی پر ہر ہر نام کی گرہ لگا کر رسی کو مع ظرف دفن کیا فوراً مسرور تب سوداوی
میں گرفتار ہوا بخاشی کا بھی یہی حال ہوا اور اسی طرح تمام لشکر کفار آفت میں گرفتار ہوا سرداران لشکر نے
کہا عشا وہ تو فکر لشکر اسلام میں گئی تھی یہ کیا ہوا کہ برعکس ہو گیا مسرور بولا آج میرا دل سے عجب حال
ہو رہا ہر بخاشی نے سودا عیار سے کہا تو جا اور لشکر اسلام کا حال دریافت کر سودا لشکر اسلام میں آیا ہر ایک کو
بفضل رب العالمین بحال پایا یہ حال بخاشی سے کہا بخاشی نے عشا وہ کو آگاہ کیا عشا وہ سودا کو ہمراہ
لے کے جہان وہ ظرف گلی گڑا تھا آئی اور اُسے کھودا ظرف نہ پایا ہوش جاتے رہے تھوڑی دیر سکوت میں رہی

بعد اُسکے وہاں گئی جہاں ابوالحسن نے رسی گاڑی تھی غشاوہ نے کھود کر رسی کو نکال کر گرہیں کھولیں اور خود بجال خراب نجاشی کے پاس آئی نجاشی نے کہا واہ کیا عمل تھا جس نے اپنے ہی لشکر کو ایذا پہونچائی غشاوہ بولی مسلمان تو سحر کو حرام جانتے تھے اب یہاں برعکس دیکھا مسلمان سحر خوب جانتے ہیں خیر کیا پرواہ ہو دیکھو کس کس میرے عمل سحر کا جواب دیتے ہیں یہاں ابوالحسن حکیم صاحب کی خدمت میں پہونچا اور بعد لشکر پر کچھ کام کیا تھا عرض کیا حکیم صاحب نے فرمایا ابو الحسن یہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو تین روزیہ کافرہ بزور سحر تھے بمقابلہ پیش آدگی اور آخر اسی میدان میں واصل جہنم ہو گی پھر نجاشی اپنے وطن کو گریز کر جائیگا اور اکثر لشکر می دایرہ اسلام میں داخل ہونگے اور ایک شیشہ روغن کا دیا کہ شام کو گرد لشکر تین فرسخ کے فاصلہ تک اس روغن کا دائرہ کھینچ دینا تاکہ لشکر تمہارا آفات سحر سے بچا رہے اور صبح کو تماشا سے قدرت باری دیکھنا کہ پردہ غیب سے غشاوہ پر کیا بلا نازل ہوتی ہے اور خبردار کوئی شخص لشکر کا دایرہ کے باہر قدم نہ رکھے ورنہ آفات سحر میں گرفتار ہو جائیگا اور اگر غشاوہ بلائے تو بھی کوئی باہر نہ آئے اور ایک اسم بتاتا ہوں کہ شاہزادہ ہنگام تنویر صفوف کارزار اس اسم کو تین مرتبہ پڑھ کر طرف آسمان کے دم کرے اور قدرت قادر مطلق کا تماشا دیکھے ابوالحسن حکیم صاحب سے رخصت ہو کر شاہزادہ کے پاس آیا اور فرمان حکیم صاحب کا بخوبی سمجھایا اور غشاوہ نے نجاشی سے اپنے نام اہل جنگ بچوایا

برآمد ز نقارہ اش این صدا | کہ آمد محل از فناے شما | بدوزخ بود جاع کافر مدام | بدین محمد علیہ السلام

علی الصلاح وہ کافرہ یعنی غشاوہ ملعونہ بعد آراستگی صفوف طرفین میدان رزم میں آئی یہاں ابوالحسن نے حسب ہدایت و فہمائش حکیم صاحب اُس روغن سبز کا دائرہ چاروں طرف لشکر فیروزی اثر کے کھینچ دیا تھا شاہزادہ بعد فراغ نماز صبح میدان حرب میں آیا دیکھا ایک باد فروش لشکر نجاشی سے نکلا اور حسب نامہ غشاوہ کا زرد دشت و سامری تک پہونچا دیا اور غشاوہ بشکل مہیب میدان میں کھڑی تھی کہ دیکھ کے جسکو زہرہ لشکر اسلام کا پانی پانی ہو جانا تھا ایسے تلوار کے عوض چوب تر کر میں اور بجائے سپر برگ سبز دوش پر اور زبیر ایک کا نیزہ ہاتھ میں اور ریشمان طویل کمر میں اور خون تازہ پیشانی پر ملا ہوا اور روئے زرد و با چشم کبود نہایت کروف سے رنگاہ میں کھڑی تھی اور یہ اشعار رجز پڑھتی تھی ابیات

کہ اینک ہم در صفت کارزار	کہ نام غشاوہ است در روزگار	برآمد ز چشم کو اکب حجاب	زمین رو نہاں میکند آفتاب
چو من مرکب سحر ازین کنم	بخون یلان دست رنگین کنم	چو من نیست خونخوارہ در جہان	بلائے زمین فتنہ آسمان
زبان را بجا دو چو جنبش دہم	زمین را گرفتہ بگردون نہم	اگر سامری و دگر زرد دہشت	کہ گردند سوئے منم ہر دہشت
	اگر دیو باشد و گر امیر من است	کہ اتاب جادوے من در تن است	

بعد ازاں چوب تر کو زمین پر پھینک دیا آنکھوں میں غازیان اسلام کے میدان جنگ ایک دریا سے موج خیر معلوم ہوا اور ایک نہنگ طویل خونخوار دہن مثل غار کشادہ فوج اسلام کی طرف متوجہ ہوا پس مجر د دیکھنے اُس جانور دریائی کے

اسپان لشکر نے رم کیا اور اہل لشکر متوحش ہوئے لیکن وہ دریائے سحر جب قریب لشکر آتا تھا بہرکت و روغن و زین
رجاتا تھا جب غشاوہ نے اثر سحر کو باطل دیکھا وہ رسی کر سے کھولی اور میدان میں رکھ دی تو زارہ اڑا ہوا گیا اور
آتش فشان قریب دائرہ لشکر اسلام پہنچا وہ بھی یہیں رہ گیا غشاوہ نے مثل مار دم پریدہ بیچ و تاب کھانے کے ایک
انسون آسمان کی طرف دم کیا فوراً اس پر آسمان پر محیط ہو گیا اور آگ برسے لگی لیکن وہ بھی یا ہر زارہ کے گرتی تھی جبکہ
سب سحر باطل ہو گئے اور لشکر اسلام کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہنچا تب غشاوہ نے کہا ای فرقہ اسلام تم تو سحر کو کفر جانتے
تھے اب تو تم ہم سے زیادہ سحر جانتے ہو پس تمکو چاہیے کہ ظاہر ہو گیا پر شہیدہ جواب سحر دیتے ہو

بہ ہنیم کہ نام بلندی کراست | بدلت کرا ارجمندی کراست

اس عرصہ میں بجانب دست راست ایک گرد نظر آئی دو وزن لشکر گرد کو دیکھنے لگے دامن گرد سے ایک جوان نقاب پوش
مرکب پری پیکر پر سوار مسلح و مکمل نیزہ خطی ہاتھ میں لیے ہوئے نکلا اور غشاوہ کے سامنے آیا اور ایک نعرہ مارا کہ
غشاوہ کے حواس جاتے رہے غشاوہ نے کہا ای دلاور اپنے حال سے آگاہ کر اس سوار نے جواب دیا

منم آنکہ از قدرت کردگار	کنند مرگ تو نام من روزگار	نظر کردہ بر طالع دون خویش	بیار انجہ داری ز انسون خویش
اگر سامری زندہ گردد کنون	براہ جمیش منم رہنمون	تو گر ساحری بندہ ساحر کش است	تو گر آتش آبی آب آن آتش است
	بہ لب انجہ داری بمن آزما	بہ بیستم کرا فتح بخشید خدا	

اس گفتگو سے نقابدار کی لشکر دن کا یہ حال ہوا کہ دست و پا میں کسی کے حس و حرکت نہ رہی غشاوہ نے ہر چند
سحر کیا مگر کچھ اثر نہ ہوا جب دیکھا کہ میرا سحر اس جوان پر کچھ اثر نہیں کرتا دل میں کہا کہ جان بچانی مرگ ناگہانی سے
ضرور ہر پنجاشی جانے اور اسکا کام جانے آخر میدان سے بزور سحر جانب آسمان پرواز کی اور ایک طرفہ آسمان میں
غائب ہو گئی اور وہ سوار نامدار میدان کارزار میں موجود رہا شاہزادہ نے کہا ای جو ہر غشاوہ مفت چلی گئی
جو ہر نے کہا غلام اسی حیرت میں ہر ناگاہ بعد ایک ساعت کے صدا سے تراق تراق اوج ہوا سے آئی لشکر دن نے
جو آسمان کی طرف دیکھا تو ایک جانور قوی الجثہ عجیب الخلق منقار کو بازو سے غشاوہ پر مارتا ہوا زمین پر لایا
اور جوان نقابدار کے سامنے کھڑا کر دیا غشاوہ دست بستہ بحال تباہ سامنے کھڑی رہی اور سحر کو باطل دیکھنا چاہا
لشکر پنجاشی کی طرف بھاگی جوان نقابدار نے فرصت نہ دی ایک ہی ضرب شمشیر جانستان میں کام اس ملعونہ کا
تمام کیا بھر داسکے قتل ہونے کے ایک طوفان تیرہ و تار ایسا برپا ہوا کہ دن کو شب دیجور کا مزا آیا جب وہ تجرہ مادی گئی
تاریکی دغ ہوئی سوار نقابدار غائب ہو گیا اور لاش غشاوہ پڑی تھی شاہزادہ نے کہا ای جو ہر یہ سوار نہ تھا بلکہ طالع
تھا واہ کیا کار نمایان کیا وہاں پنجاشی نے حکم جنگ مغلوبہ دیا یہاں لشکر اسلام میں بھی ہر چار طرف سے بزن و کیش
کی صدا بلند ہوئی اسقدر حبشیوں کو قتل و زخمی کیا کہ بدحواس جس طرف جسے راہ پائی بھاگ نکلا اور پنجاشی بھی

قلیل فوج سے اپنے ملک کو راہی ہوا شعر

خدا داد نصرت بشاہ جہان | ہزیمت بیفتاد در کافران

اور شاہزادہ معز الدین نے با فتح و فیروزی داخل خیام فلک احتشام ہو کر تخت رفعت پر جلوس فرمایا غازیان اسلام و دلاوران نیک انجام کو انعام و خلعت حسب مراتب مرحمت فرمایا ابو الحسن نے عرض کی کہ سالم شیدی پہلوان لشکر تماشائی مع جمعیت ہزار سوار و پیادہ آرزو سے قد بوسی رکھتا ہو حکم ہوا کہ حاضر ہوا ابو الحسن شیدی سلم کو بارگاہ میں لایا بلا زست سے ممتاز کرایا شیدی سالم نے اول پایہ تخت کو بوسہ دیا بعد ازاں مع ہزار سوار بصدق دل مسلمان ہوا شاہزادہ نے شیدی کو مرتبہ اعلیٰ بخشا جب سب امورات سے شاہزادہ کو فراغت ہوئی ابو الحسن سے فرمایا

تا بکی آخر سوداے سرگینہ پیدار | بشکند درم قدم صد خار چون شانه مرا

عمرن در سوختن چون شمع میگرد تمام | کر رسد آندم کہ یاکم من بہ بزم یار جا

یعنی خدمت میں حکیم صاحب کی جھکو کب پہلو گے ابو الحسن نے کہا پہلے حکیم صاحب کو اطلاع کروں پھر آپ کو تکلیف دوں احمد ابو الحسن نے اسی وقت حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کے تمام حال گزارش کیا حکیم صاحب نے فرمایا کہ لشکر وہیں رہتے دو اور تم شاہزادہ کو مع چند امرا کے یہاں لے آؤ ابو الحسن آیا اور شاہزادہ کو مع امیر زادہ سیف الدین اور امیر جلال الدین فیروز مینی اور امیر خلیل و امیر سلطان و امیر لاسم و امیر یوسف وغیرہ کے لیکر روانہ ہوا بعد جانے چار فرسخ کے ایک چار دیواری دیکھی شاہزادہ نے جوہر سے پوچھا یہ کس کا مکان ہے جوہر نے کہا قبۃ فیض ہی مکان ہے جہاں حکیم صاحب رہتے ہیں شاہزادہ نے کہا اتنے تو بیان کیا تھا کہ حکیم صاحب کے مکان میں چند باغ و لکشا و فرحت افزا ہیں ابو الحسن نے کہا وہ باغ موہومی و طلسمی ہیں اور یہ اصلی ہر القصبہ جب شاہزادہ داخل ہوا ایک ایسی بوسے خوش و ماغ میں آئی کہ اس شہیم رحمت یزدانی سے ایک توانائی تمام اعضا سے رئیسہ بین محسوس ہوئی ادھر حکیم صاحب بھی چند قدم استقبال کو تشریف لائے شاہزادہ نے مودب سلام کیا اور ایک تسبیح مع ایک جلد قرآن مجید خاص ابن مقفع کے ہاتھ کا نذر گزارا حکیم صاحب نے معصوف لیلیا اور شاہزادہ کو سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور اندر گنبد کے بٹھایا اور کہاں شفقت خطاب فرزند ارجمند عطا فرمایا اور استفسار حال فرمایا کہ کیا کیا سوانح پیش آئے شاہزادہ نے تمام سرگذشت بیان کی اور کہا

بشما کار جو افتاد خدا ساز شود | کہ یہ قطرہ بدریا چو رود باز شود

ابو عالی جناب حکمت آب فیض انتساب بہ برکت و شرف قد بوسی سے یقین ہو کہ کوئی کام میرا بند نہ رہیگا حکیم صاحب نے فرمایا تو کل بند او تو سل برسول رکھو لا انشاء اللہ تعالیٰ مشکما سے شاقہ سب سہل ہو جائیگی چنانچہ دمن یتوکل علی اللہ ہو جسبہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ انجام ہر ایک کار کا ہمت کرتا ہے جیسا کہ ان اللہ بالغ امرہ نازل

ہوا ہر دوسرے یہ آہ بھی دلیل کرتی ہو قد جل اللہ کل شئی قدیرا لیکن ہر امر کو محنت و مشقت واجب ہو خیر خداوند کریم کی ایک یہ بھی کار سازی ہو کہ تم اس احقر کے پاس آئے اب اگر خواستہ خدا ہو تو کوئی مشکل بند نہ رہیگی اور فضل الہی شامل حال ہو عنقریب اپنے مقصد دلی کو پہنچو گے بقول کسی شخص کے شعر

مشکل نیست کہ آسان نشود | مرد باید کہ ہر آسان نشود

اور وہ جو کلام نصیحت آمیز ابو الحسن سے مین نے کہلا بھیجے تھے وہ محض تمہارے استقلال مزاج اور ثبات قدمی کا دریافت کرنا منظور تھا ورنہ مجھے اول ہی حرکات فکری سے انجام کار بخوبی دریافت ہو گیا تھا شاہزادہ نے فرمایا مین حضور کو ہر امر مین اپنا ہادی اور رہنما جانتا ہوں

دل را بدل رہی ست درین گنبد سپر | از سوئے کینہ کینہ دوز سوئے ہر ہر

بعد اسکے شاہزادہ نے عرض کی کہ ای را از دار اسرار الہی وای خزینہ دار کینہ ظاہری و باطنی ابو الحسن نے بعد کیفیت دعوت و دعائی بیان کی وہ خالی از قیاس بشر ہو فہم مین نہیں آتی حکیم صاحب نے فرمایا کیا تمہارا بھی دل سیر و تماشا کو چاہتا ہو خیر آج کی شب تکو کسل راہ ہو آرام کو و صبح کو دروازے متعدد معلوم ہوئے انھیں سے ایک دروازہ کے اندر خود جانا اور ہر دروازہ سے ہر رفیق کو حکم دینا کہ وہ جاوین وہاں ہر ایک کو موافق مراتب اپنے کے سیر و تماشا نظر آویگا شاہزادہ نے بعد تشریف لیجائے حکیم صاحب کے آرام فرمایا اور صبح کو ہنگام طلوع آفتاب شاہزادہ مع رفقا احاطہ سے باہر آیا چند دروازہ مطلقا و مذہب عالی شان ایسے نظر آئے کہ کبھی چشم فلک نے نہ دیکھے تھے اُنکے بروج و کنگرے طلائی ایسے مجھے تھے کہ نظر کام نہ کرتی تھی ابو الحسن کہ طلسمات عجائبات کا کمال مشتاق تھا اول ہی بلا اجازت شاہزادہ ایک دروازہ مین داخل ہو گیا بعد ازاں امیر جلال الدین و امیر سیف الدین و امیر سلطان بھی آگے پیچھے ایک ایک دروازہ مین داخل ہوئے سب کے بعد شاہزادہ عالی وقار تنہا ایک دروازہ مین داخل ہوا اور باقی رفقا کو واپس کیا

اب راوی تازہ خیال اول حال ابو الحسن جو ہر کا بیان کرتا ہو کہ وہ اول سب کے داخل دروازہ ہوا تھا

جب ابو الحسن دروازہ مین گیا ایک صحرائے لق و دق جس سے رسم کا دل شوق ہو نظر آیا کہ جسکی انتہا خیال مین نہ آتی تھی اور تمازت آفتاب اس شدت کی تھی کہ ہر ایک ذرہ دھشت کر رہا آہن گرہ کا مزہ دیتا تھا ابو الحسن جو ہر نہایت پریشان ہوا اور کس حکیم صاحب نے اُس عیش اول کا عوض خوب لیا مین ناحق آیا خدا خیر کرے جسکی ابتدا ایسی ہو اُسکی انتہا کیسی ہوگی الغرض جو ہر یہی کہتا ہوا ایک سمت روانہ ہوا ہر ہر قدم پر کشتا تھا کہ وہ حکیم صاحب دور سے باغ سبز دکھا کر بلا سے بیدرمان مین پھنسا دینا تھا راہی کام ہو اس عرصہ مین بمشکل تمام ایک فرسخ راہ طرکی تھی کہ تشنگی کا ایسا غلبہ ہوا کہ قریب بہ ہلاکت پہنچا اور کہ مین یابی کا پتہ نہ ملا کہ ناگاہ دوسرے

کوئی سفید شہ ظاہر ہوئی جو ہرنے جانا کہ چشمہ آب ہو جب قریب گیا تو ریگ معلوم ہوئی دل میں کہا کہ ایک روز حکیم صاحب نے ریگستان سے بچا یا تھا آج اس کا عوض لیا اتفاقاً دور سے کچھ درخت سرسبز معلوم ہوئے جو ہر ہزار ہزاری وہاں پہونچا دیکھا پانچ چار سو بے آب شیریں رکھے ہیں اور ایک نازنین مرجین حالت رنج میں خاموش بیٹھی ہو ابو الحسن اسکو دیکھ کے بے اختیار ہو گیا اور کہا اے سرمایہ حیات جاودانی و اے جان جہان و تسکین دہ دل ناتوان برائے خدا ایک جام آب سرد اپنے دست نگارین سے مجھ تشنہ لب بلکہ جان بلب کو دے اُسے نہایت ناز و اداسے ایک جام آب سرد کا دیا ابو الحسن نے پانی پیا اور شکر الہی بجالایا جب حواس جمع ہوئے پوچھا اے ساتھی آب حیات و تسکین دہندہ دل بیتاب تو طول و مکدر کیوں ہو اُسے کہا اے مسافر تو نے پانی بیابا ہوش حواس جمع ہوئے اب جانا کام کر تجھے میرے رنج و خوشی سے کیا کام میں مصیبت زدہ ستم کشیدہ آنت رسیدہ اس دشت ہولناک میں اپنی بسر کرتی ہوں نہ یارے و نہ مددگارے جس سے اپنی کیفیت بیان کروں اور وہ گوش دل قصہ جگر سوز میرا سنے جو ہرنے کہا کہ تیرے مان باب نے تیری شادی بھی کی تھی یا نہیں اسنے مان باب کا جو نام سنا ہے اختیار زوارہ مثل ابرو ہمارو روئے لگی اور کہا اگر مان باب میرے زندہ ہوئے تو یوں در بدر خاک بسر کیوں پھرتی تے میرا حال پر ملال پوچھا تو میں سرگزشت اپنی بیان کرتی ہوں سنا میرا عمر شصت تھیں کا زمانہ ہو اور صدمہ ہمار کی بیٹی ہوں اور باب میرا ایسا ہمار تھا کہ رسمہ دافرا سیاس کی کچھ حقیقت نہ جانتا تھا اور مال و زر نقد و نفس اسقدر تھا کہ سات پشت کو کافی ہوتا لیکن رہزنی کا پیشہ کرتا تھا ایک روز بادشاہ وقت نے ایک نامہ لکھا کہ اگر تو پیشہ رہزنی چھوڑ دے تو میں تجھے منصب جلیل دوں گا میرا باب قول بادشاہ سچا جان کے فوراً حاضر ہوا بادشاہ نے میرے باب کی شجاعت سے خوفناک ہو کر بیگناہ اسکو قتل کیا جب میری مان نے یہ حال سنا جس قدر طلا و ہوا میرا لیا وہ لیا باقی وہیں دفن کر دیا اور بھائی الغرض انسان دشمنان پیادہ یا ایک دیہہ میں پہونچی وہاں رہی ناگاہ زمیندار کو اُس دیہہ کے اس حال کی اطلاع ہو گئی ہم یہ سنا کہ بھوت جان وہاں سے بھی زد و انداز ہوئے بعد چند روز کے ایک تکیہ میں فقیر کے ہوئے بچے مادر چونکہ ضعیف از حد تھی تکلیف پیادہ پائی سے انتقال کر گئی اُس تکیہ دار نے مجھے اپنی فرزدی میں لے لیا اور میرا قوت اپنے ذمہ لیا اے جوان عالیشان اگرچہ جو امرا ت میرے باب کا اُس شاہ غمگین نے بہت لیا لیکن ایک نعل بے ہنا جسکی روشنی چراغ و شمع کو مات کرتی تھی اور سات متقال مغربی وزن میں تھا کاش اگر وہی ایک ہکو دیدیتا تو ہم تمام عمر محتاج نہوتے ابو الحسن نے کہا یہ تو قصہ گذشتہ ہے اب بتاؤ کہ یہاں کیوں کر میرا ہوتا ہے اُس نے کہا کہ فقیر صاحب کی مرید محبت اے وہ مجھے ہر ماہ میں موافق ضرورت کے آرزو پوچھا دیتے ہیں ابو الحسن جو ہرنے پوچھا نام اس مقام کا کیا ہے اور بادشاہ یہاں کا کون ہے اُس نے کہا اس شہر کو تصور یہ کہتے ہیں اور نام شاہ کا تصور شاہ ہے پھر جو ہرنے پوچھا کہ تو کج بھی کر گئی یا نہیں عمرہ شیریں کا رنے کہا کہ میرا ہر ایک شہر طیار

مشروط ہو اگر کوئی اول شرط ادا کر دیگا تو میں اُس سے عقد کرونگی بلکہ جتنا جو امیر کہ میرے پاس موجود ہو وہ بھی دہنگی جو میرے پوچھا بھلا کس قدر جو امیر تیرے پاس ہو گا عمرہ بولی تو میرے ساتھ چل جس قدر جو امیر ہر دیکھنے تب تو مجھے میرے قول پر یقین ہو گا ابو الحسن عمرہ کے ساتھ چلا تکیہ میں پہنچا عمرہ بولی تو پھر میں جو امیر لاتی ہوں ابو الحسن ایسا سمجھو ہوا کہ اپنی جان و مال کی کچھ خبر نہ رہی اس اثنا میں عمرہ ایک طبق پر از جو امیر ہر قسم کا لائی اور جو میرے روبرو رکھ دیا جو میرے اس آب و تاب کا جو امیر کبھی نہ دیکھا تھا حیرت میں آگیا عمرہ نے کہا مجھے حیرت کیوں ہو گئی میرے پاس اس سے زیادہ جو امیر گر ان ہما موجود ہیں جو میرے دل میں کہا اگر اس سے عقد ہو تو گویا دولت غیر مترقبہ ہاتھ لگے پھر عمرہ سے کہا تمہاری مہر کی کیا شرط ہے عمرہ نے کہا اول نام اپنا بتا پھر میں شرط بتاؤں ابو الحسن بولا میرا نام جو میرے عمرہ نے کہا یہ تو مجھے ایک بخوشی نے کہا تھا کہ تیرا عقد کسی جو میرے ہو گا لے اب سن میری یہ شرط ہے کہ جو مرد کہ تصور شاہ بادشاہ کو جو میرے باپ کا قاتل ہے قتل کرے میں اس سے بلا عذر عقد کرونگی جو میرے کہا میں ایک مسافر غریب الوطن نہ شہر تصور یہ سے آگاہ نہ تصور شاہ بادشاہ کی صورت سے آشنا بھلا کس طرح قتل کر سکتا ہوں اور جب یہاں کے لوگوں سے اور شہر سے واقف ہوں گا تو کچھ مشکل نہیں عمرہ بولی ای جو ان میں بھی فن عیاری میں دستگاہ رکھتی ہوں اگر تو اس ادا سے شرط پر کمر ہمت باندھے تو میں البتہ خوابگاہ شاہ میں تجھے پہنچا دوں بقول شخصے کہ شعر

اہر کارے کہ ہمت بستہ گردد | اگر خارے بود گلہ بستہ گردد

دوسرے جب عورت ہو کر میں ایسی ہمت مردانہ کرتی ہوں تو تو مرد ہی شعر

دو دل یک شود بشکند کوہ را | پر اگندگی آرد انبوہ را

میر کام میں مجھ کو ددو دہنگی جو میرے کہا فقط میرا وہاں جانا لینے بادشاہ تک پہنچنا مشکل ہے دہنگی میں ایک دم میں اسکا کام تمام کر دوں گا قصہ بعد اس عہد و اقرار کے عمرہ جو میرے کو فقیر تکیہ دار کے پاس لگی اور کہا ای پدر بزرگوار یہ مرد مسافر عہد کرتا ہے کہ میں تصور شاہ کو قتل کروں گا درویش نے کہا ہاں قیافہ تو اس جو ان کا دلالت کرتا ہے کہ یہ جو ان مرد و فادار ہو گا جو میرے جو صورت فقیر کی دیکھی معلوم ہوا کہ یہ صد سالہ ہی غرض عمرہ و درویش و جو میرے شب کو تکیہ میں رہے جب صبح ہوئی جو میرے کہا ای جان جان اب مجھے تاب تو فقہ نہیں ہے عمرہ بولی جلدی کیا ہے ابھی راہ کی کسل تو دور ہوئے جو میرے کہا مجھے آسودگی تیرے وصال کی کافی ہے درویش دہی نے کہا کہ یہ درست کتا ہے عمرہ نے کہا خیر میں کھانا کھالے پھر میرے ہمراہ ہو عمرہ بعد فراغت طعام کے ایک حجرہ میں گئی اور از سر تا پا پوشاک سیاہ پہنی اور تمام یراق سرنگی سے اپنے قامت سر اقامت کو آراستہ و پیراستہ کر کے مثل برق جھرسر سے باہر آئی اور جو میرے کہا چل تجھے خوابگاہ بادشاہ میں پہنچا دوں جو میرے جو عمرہ کو ٹھانڈا عیاری سے آراستہ دیکھا

مثل تصویر حیران و بصورت نگران رہ گیا دل میں کہا بلاشبہ یہ پری رخسار آفت روزگار ہر غرض جو ہر اس کے ہمراہ
دو پہر کو کچھ بوجہ بازار در بازار شہر میں پھرا اور بعد نصف شب کے زیر قصر شاہ آئے اور اول غمزدہ خود گشت کے
ذریعہ سے محل پر گئی بعد اسکے ابو الحسن جو ہر سے اشارہ کیا کہ آجو ہر بھی بالابے قصر گیا لیکن حیرت زدہ کہتا تھا کہ
یہ عورت سو برس محکو سبق عیاری دے سکتی ہو پھر مجھے کس واسطے لے آئی ہو الغرض غمزدہ جو ہر کو خواب گاہ خاص بادشاہ میں
لے گئی دیکھا تو بادشاہ سو رہا ہر غمزدہ نے کہا اول وہ لعل بے بہا کہ بادشاہ کے بازو پر بندھا ہوا ہو مجھے دیدے
بعد قتل کر اس وقت پری خوش وقتی کھانے سے سب خواصین خواب مرگ میں مبتلا ہیں ایسا نہ کہ وقت ہاتھ سے
چاتا رہے جو ہر بلا ای غمزدہ پہلے تو یہ بتا کہ تو فن سہنگی و عیاری میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ہو یکتاے زمانہ ہو پھر تو نے
اس کام میں شرکت غیر کو کیوں جائز رکھا غمزدہ نے کہا تو سچ کہتا ہو یہ کام مجھے کچھ دشوار نہ تھا الا اس منجم نے کہا اٹھا
کہ خبردار خبردار بادشاہ کو قتل نہ کرنا کس واسطے کہ اجل اس کی مرد کے ہاتھ سے ہو یہ وجہ تیرے لانے کی ہوئی ورنہ
تو نے خود دیکھا کہ قتل بادشاہ کا کرنا کرب و سگ سے بھی آسان تر ہو غرض کہ جو ہر نے وہ لعل بازو سے شاہ سے
نکول کے غمزدہ کو دیا اور چاہتا تھا کہ قتل کرے کہ بادشاہ بیدار ہو گیا اور ایسی ایک جست کی کہ ہلنگ سے دور
ہو گیا ہر جو ہر کا خالی گیا پھر تو وہ شور و غل ہوا کہ تمام کنیزین حبشیہ و ترکیہ جمع ہو گئیں اور ابو الحسن جو ہر کو رہنے
پر مجھے گرفتار کر لیا یہ قاعدہ کلیہ ہو کہ عیش و عشرت میں کچھ خیال نہیں رہتا جب کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہو تو اولاً ظلم
گذشتہ حال یاد کرتا ہو جیسا کہ خداوند جلیل نے قرآن مجید میں فرمایا ہر کہ طالب دنیا ایک ظلم حقیقی میں گرفتار ہیں

و اذا اس الال انسان الضر و عانا لجنبه او قاعدا او قایما فلما کشفنا عنه ضره مترکان لم یدعنا الی ضره مسه الغرض یہ
ابو الحسن اس مصیبت سخت میں گرفتار ہوا اس وقت شاہراؤ معزال الدین اور تمام دوست آشنا یاد آئے
اور اپنے حق میں کہا انا لند وانا الیہ راجعون ہماری قسمت میں مرگ ظلم تھی خیر جو مرضی الہی اس اثنا میں بادشاہ
نے ابو الحسن کو بلایا اور پوچھا ای مکار چور سچ بتا کہ تو ہمارے غل حیات کو کیوں قطع کرنا چاہتا تھا ابو الحسن نے
کچھ جواب نہ دیا بادشاہ نے قید کا حکم دیا اور کہا کل دربار عام میں اسکو قتل کر دینگا ابو الحسن کو وہ رات مثل
شب اول گور کے گذری جب پہنچ ہوئی بادشاہ دیوان عام میں گیا اور وزیر سے کہا کہ ہم نے شب کو ایک چور
کے فقر کیا ہو کہ جس نے میرے قتل کرنے میں کوئی درجہ باقی نہ رکھا تھا بعد ازاں مہر کہ شب بیان کیا وزیر نے کہا
ای شہر پار ایسے چور کو جلد سزا دینا چاہیے بادشاہ نے حکم قتل جو ہر دیا جو ہر نے دل میں دعا کی کہ خدا یا جھم بگیناہ کو
پھر برق اپنی وحدانیت کے غلات دے کہ ناگاہ غیب سے پیچھے آیا اور جانب آسمان جو ہر کو لے گیا لیکن جو ہر
تو جہ باد تیرے ہی ہوش ہو گیا جب ہوش درست ہوئے دیکھا کہ ایک باغ میں ہوں کہ وہ باغ نمونہ جنت ہر
و در وسط باغ میں ایک عمارت : الی شان ہو کہ قدرت خدا دکھائی دیتی ہو اور ایسی آراستہ بنی تھی کہ کبھی خواب

میں بھی نہ دیکھی تھی اور آگے صحن چوڑے پر ایک تخت مرصع بکھرا ہوا تھا جس پر دو نازنین نہایت حسین برابر بیٹھی ہیں جو ہر نے جو غور سے دیکھا تو ایک ان دونوں میں سے غمزہ شیریں کار بھی ہو غمزہ نے جو ابو الحسن جو ہر کو دیکھا سر و قد تعظیم دی اور اپنے پاس تخت پر بٹھالیا اور کہا ای جو ہر آفرین ہو تجھے کہ تو اپنے قول پر ثابت قدم رہا لیکن اس ظالم کی اجل نہ تھی کہ زندہ بچ گیا خیراب میں تیری فرمان بردار ہوں بعد ازاں دوسری نازنین سے کہا کہ ای ہن بستان آفرین میری زبان اس جوان عالی مقام کی تعریف میں قاصر ہو تم جلد درویش وہی کو بلاؤ تاکہ وہ میرا عقد اس جوان سے کر دے بستان آفرین نے کہا میں ابھی جا کے درویش کیلے آتی ہوں جو ہر نے دل میں کہا سبحان اللہ کیا تیری شان ہو کہ بعد تکلیف کے راحت ضرور ہوتی ہو الحمد للہ طے کل حال الغرض درویش وہی وہاں آیا اور بعد ایجاب و قبول طرفین کے دونوں زن و مرد کا باہم عقد کر دیا غمزہ اور ابو الحسن نصف شب کے بعد خلوت خانہ میں آئے اور وصال یار سے خبر نہ پوچھا ہوئے تمام شب بوس و گنار میں گزری ابو الحسن نے پوچھا کہ جب مجھے بادشاہ نے حکم قتل دیا تھا پھر وہاں سے یہاں آئے کون لایا اور یہ بستان آفرین کون ہو غمزہ نے کہا جب بادشاہ کی آنکھ کھلی تھی میں وہاں سے فوراً درویش کے پاس آئی اور سب حال بیان کیا درویش کی اکثر پرزادین سحر میں اُسے بزور اسم اعظم اسی وقت بستان میری کو بھیجا وہ لگو لے آئی اور یہ مکان میں قارون کا ہو جو صفی بن آصف بن برخیا کا میرا عمارت تھا اور بستان آفرین اُسکی دختر ہو اور نام اس قہر کا قہر عجیب ہو جب دوروز ابو الحسن کو عیش و آرام میں گزرے روز سوم حوض کے کنارے شراب کا شغل ہو رہا تھا اور غمزہ شیریں کا موجود نہ تھی بستان آفرین جو ہر کے پاس آئی اور پہلو میں بیٹھ گئی جو ہر نے اپنا اظہار مطلب کیا بستان آفرین نے اول تو ترش ہوئی بعدہ کہا ای جوان مرد اگرچہ میں بھی تجھے محبت رکھتی ہوں الا خوف یہ ہے کہ غمزہ ناراض ہو جو ہر نے کہا یہ خیال متھارایا ہوا کس واسطے کہ تم آتشی اور وہ خاکی پھر تمھارا وہ کیا کر سکتی ہو بستان آفرین نے کہا یہ سچ ہے لیکن دوستی و اتحاد سے یہ امر بعید ہے جو ہر بولا میرا اور تمھارا رسم اتحاد غمزہ کی ترک دوستی کا باعث ہو گا دوسرے مرد ایک عورت کا پابند نہیں ہو سکتا بستان آفرین نے خاموش ہو رہی جو ہر نے دل میں کہا ای خاموشی نیم رضا اس جوش سستی میں بے تکلف دست و گریبان ہو گیا اتفاقاً اس کشمکش میں غمزہ بھی آہو بچی اور اُسے جو ہر کو بستان آفرین سے خلط ملط دیکھا نہایت خفا ہوئی اور کہا او یہودہ یہ کیا حرکت ہو شاید تو نے مجھے کچھ دور سمجھا تھا جو ہر بستان آفرین سے بلحاظ غمزہ کے جدا ہو گیا مگر جو کہ لب حوض بیٹھا تھا حوض میں گر ا اور غوطہ کھا یا جب پانی سے باہر آیا نہ وہ باغ معلوم ہوا نہ وہ مکان نہ غمزہ نہ بستان آفرین نہ ساسنے قبہ فیض حکیم صاحب نظر آیا ابو الحسن جو ہر یہ شعر پڑھتا ہوا قبہ فیض کے جانب روانہ ہوا شعر

شکر شد کہ فردیم رسیدیم بدوست | آفرین باد برین ہمت مردانہ ما

اب راوی امیر جلال الدین کا حال جو بعد داخل ہونے طلسم کے پیش آیا بیان کرتا ہے

راوی سحر بیان اس داستان سحر بیان کو اس عنوان سے بیان کرتا ہے کہ جب امیر جلال الدین نے دروازہ
عجائبات کے اندر قدم رکھا بعد چند قدم کے ایک شہر نظر آیا اور باہر شہر کے ایک باغ نہایت پر فضا تھا
امیر کو اُس وقت تمازت آفتاب و سوزش ہوا اُسے گرم سے خیال آیا کہ باغ میں چلیے اور کسی سایہ دار درخت
کے نیچے قیام کیجیے کہ جان بچے غرض باغ میں آیا اور ایک درخت کہ نہایت سایہ دار تھا وہاں سو رہا اور وہ باغ
دشتر سپہ سالار کا تھا حسب اتفاق وہ بھی اُسی روز سیر باغ کو آئی تھی اور بوقت اہتمام تشریف آوری مالک باغ کسی
ملازم نے امیر کو نہ دیکھا اور وہ نازنین بہ چین سیر کرتی ہوئی اُس درخت کے پاس پہنچی کہ جہاں امیر آرام کر رہا تھا
دیکھا کہ ایک جوان عالی شان سایہ درخت میں بے خبر سو رہا ہے ملکہ لاکھ جان سے اس سپہ شکست و اجلال پر عاشق و
دمشید ہو گئی کہ یکا یک امیر بھی بیدار ہوا اور دیکھا کہ ایک نازنین زہرہ چین رشک قریری پیکر بالین پر نظر می نظر
حسرت دیکھ رہی ہے امیر کا بھی دل اُس صورت زیبا پر سہل ہو گیا ملکہ نے پوچھا ای جوان تو کون ہو کہ میرے مکان میں
بیخوف و خطر چلا آیا کیا تو اپنی جان سے بیزار ہو امیر نے کہا میں مسافر خستہ حال طالب وصال عبد ذلیل ذوالجلال
ہوں یہ سنکے ملکہ امیر جلال الدین کو اپنے ہمراہ بارہ درمی بین لائی امیر نے کہا ای آرام جان قوت روح ناتوان
آپ اپنے نام اور نام ملک و دوائی ملک سے آگاہ کیجیے ملکہ نے کہا اس شہر کو مشالیم کہتے ہیں اور بادشاہ یہاں کا
مماثل شاہ ہوا اور میں مصورہ بانو تختیل قومی بازو سپہ سالار کی دختر ہوں امیر نے کہا معلوم ہوا اب علاج
اپنے بیمار محبت کا تمکو ضرور ہو کس واسطے کہ اب مجھے تاب صبر نہیں ہو شعر

کب تک سہون میں بچری آفت بجائیے | اللہ کوئی وصل کی صورت بتائیے

مصورہ بولی ای جوان میرے باپ کو میرا نکاح کرنا منظور نہیں تھا مگر جب اپنے بیگانوں نے طعن و تشنیع کی اور کہا کہ تو
خلافت شریعت کرتا ہے شب بلا چارمی ایک شرط مقرر کی کہ جو اس شرط کو بجالائے میں اُسکے ساتھ عقد کر دوں گا جب یہ شرط
مشہور ہوئی تو اکثر سلاطین زادے اور امرا میرے اشتیاق میں آئے اور اُنھوں نے امتحان کیا لیکن شرط ادا نہ ہو سکی
چلے گئے امیر نے کہا وہ شرط کیا ہے مصورہ نے کہا وہ شرط یہ ہے کہ کمان میرے باپ کی زرہ کرے اور گرز و شمشیر کو
کام میں لاوے امیر نے کہا بس یہی شرط ہے مصورہ نے کہا ہاں امیر جلال الدین نے کہا لاؤ کمان میں تو دیکھوں
مصورہ بولی کہ تم یہیں رہو کل یا پرسون کمان و گرز و تلوار سب یہیں موجود ہوں گے غرض شب کو ملکہ محل میں
گئی امیر کو مفارقت میں نیند کمان پر شعر و زبان تھا شعر

سیری شب مزاق بھی کیا ہونا کئی | مرغ سحر اذان نہیں دیتا بجا رکے

غرض روز دوم مصورہ بانو کمان لیکر باغ میں آئی امیر نے جو زور کیا کشش کمان پر قدرت خدا سے متاثر ہوا

مصورہ کمال خوشی بولی کہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تم شہر طوک پورا کر دو گے لیکن انجام اس کام کا کس طرح پر کر و گے
میر جلال الدین نے کہا اول سامان درست کر دینا بعد ازان دربار شاہ میں جا کر دیکھو لنگا یقین ہے کہ تحیل قومی بازو
تھارا باب بھی ہو اُس سے درخواست عقد کر دینا دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتا ہے مصورہ بانو نے ہزار اشرفی امیری
نذر کین اور کہا کہ اس تھوڑے سے مال میں تم سامان درست کرو اور ایک مکان کرایہ کا شہر میں لو بعد اسکے جیسا
مناسب جاننا کرنا میں تین روز تمھارے واسطے باغ میں رہوں گی امیر نے فرمایا مجھے خداوند کریم نے بہت کچھ دیا ہے
اس مال کی مجھے کچھ حاجت نہیں ہے مصورہ بانو نے کہا میں اگر تھیں مفلس جانتی تو لفظ نذر کیوں کرتی فقط اسلئے یہ
روپیہ حاضر کیا کہ یہاں سردست روپیہ موجود نہیں ہے اور بدون روپیہ کے کام نہیں نکلیگا اور آپ کو روپیہ بنگاہ میں
عوض ہو گا یہ وجہ تکلیف دہی کی ہے ورنہ کچھ ضرورت تھا امیر نے ناچار وہ اشرفیاں لین لیکن بالعوض اُس کے ایک لڑکے
پرے کی کہ وہ قیمت میں پچاس ہزار کی تھی ملکہ کو بطور نشانی کے دی اور خود شہر کی طرف روانہ ہوا ملکہ اپنے محل میں
انہی غرض امیر نے اہل شہر سے پوچھا کہ ملک عمر انیس یہاں سے کس طرف ہے انھوں نے کہا کہ بہت دور انیس کا نام بھی
نہیں سنا پھر امیر نے پوچھا کہ یہاں کوئی مکان کرایہ کو مل سکتا ہے اُس نے کہا مکان کرایہ کا نہیں ہے امیر لاچار
ہو کر کاروان سرا میں گیا اور چند خدمتکار ملازم کیے اور ایک گھوڑا انہایت تحفہ خرید اور عمر موت نام ایک
آدمی کے معرفت ایک مکان بھی بدقت تمام کرایہ کو لیا بعد ازان دوسرے روز در دولت شاہی پر آیا دربار بانو
سے کہا شاہ کو اطلاع دو کہ ایک جوان ملک مغرب سے ملازمت کو آیا ہے دربان نے شاہ سے عرض کی کہ ایک
جوان عالیشان ملک مغرب سے آیا ہے اور ملازمت چاہتا ہے بادشاہ نے امیر کو بلا لیا امیر جب بارگاہ میں
پہنچا بطریق اہل اسلام سلام کیا حاضرین نے جواب سلام دیا بادشاہ کے حضور سے امیر کو کرسی دست راست
تخت کے عنایت ہوئی بادشاہ نے پوچھا ای جوان رسم نشان تو کس قصد سے یہاں آیا امیر جلال الدین نے
کہا کہ میں سفر دور دراز سے باشتیاق عقد تحیل قومی بازو کی دختر کے یہاں آیا ہوں ای شہر پار میں نے سنا ہے
کہ تحیل قومی بازو مغرور کو چونکہ اپنی بیٹی کا عقد منظور نہیں ہے اس واسطے ایک شہر طوقر کی ہے بقولے مصر عمر
رے برخاستہ را عذر بسیار اگر خدا کو اُس کا تختہ کرنا منظور ہے تو اُس کا کیا اختیار ہے مصر عمر میر دبا یہ کہ ہر اسان شود
بادشاہ کو طرز کلام نیک انجام اس عالی مقام کا پسند آیا اور اراکین سلطنت سے فرمایا کہ تحیل کو اس جوان سے
بہتر داماد اور کوئی میر نہ آدیکا تم بہ نظر غور دیکھو کہ علاوہ جوان مردی و دلاوری کے حسن و جمال میں بھی مثال
ہو اتفاق سے اُس روز تحیل دربار میں حاضر تھا لیکن احساس سظم گردن ایک شاگرد اُس کا موجود تھا
سکو گفتگو امیر کی کمال ناگوار ہوئی اور کہا ای جوان یہ لاف شیرا بھر دیکھنے گرزو مکان کے کافر ہو جائیگا امیر
جلال الدین نے کہا خیر تحیل نہیں ہے مجبور ہوں اب تو تحیلات بیجا کیا کرتا ہے اگر تجھے دعوائے پدا ملی ہو تو میں

موجود ہوں احساس سطر گردن نے کہا ایک ادنیٰ شاگرد تخیل کا تو میں موجود ہوں اگر کچھ دعویٰ کشتی ہو تو
بسم اللہ ابھی تمہارا امتحان بحضور شاہ ہوا جاتا ہے کس واسطے کہ بہت شہ زور پہلوان دور دور سے آئے اور
بے حصول مراد چلے گئے تم کس شمار و قطار میں ہو امیر جلال الدین نے کہا تجھے ایسے لونڈے سے مقابلہ
کرنا جو مرد ہیں اُنھیں ننگ و عار ہر الاتویہ نہ کہے کہ بخوف طرح دی بادشاہ نے حکم دیا کہ معرکہ کشتی جلد تیار ہو امیر
نے کہا حضور اسکے واسطے کشتی کیا ضرور ہے بچہ ہوا اپنے بچے پن کی وجہ سے کہتا ہے اسے گوش مالی کافی ہے میں اسے
واسطے کیا سامان کشتی یا جسم برہنہ کروں احساس بوجہ حریف کو منظور نہیں تو میں بھی نہیں چاہتا کہ معرکہ
ہو قصہ کوتاہ یہ دونوں باہم مقابل ہوئے تھے کہ تخیل بھی آگیا اور اہل دربار سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے سب نے کہا
یہ جوان خواستگار تیری دختر کا ملک مغرب سے آیا ہے تخیل حیرت زدہ آکے زور کا تماشا دیکھنے لگا آخر امیر نے
احساس کو بزور سر سے بلند کر کے آہستہ زمین پر رکھ دیا اور فرمایا بس اسی قوت پر تو بازارن تھا آج
مماثل شاہ نے امیر کو تحسین و آفرین کی اور ایک خلعت مع اسب عربی عنایت فرمایا تخیل قومی بازوئے
امیر سے کہا آج آرام کر لی دربار میں ضرور حاضر ہونا میں سلاح لاؤنگا اگر تو نے شرط اپنی پوری کی تو میں بھی اپنا
ایثار وعدہ کرونگا امیر جلال الدین دربار سے باغ میں آیا مصورہ بانو بارادہ شب باشتی اُس روز باغ میں
آئی تھی امیر نے تمام سرگدشت اپنی مصورہ بانو سے بیان کی مصورہ بانو نے کہا خدا سے اسید قوی ہے کہ
مراد تمہاری حسب دخواہ حاصل ہو امیر نے کہا انشاء اللہ کل معرکہ میں خدا نے اپنا فضل کیا تو تم پہلوان ہمارے
ہو گی ورنہ ہم پہلوان قبر کے ہو گئے آخر وہ شب بھی آخر ہوئی اور صبح امید ظاہر ہوئی امیر جلال الدین مصورہ بانو
سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا پھر وہاں سے بارگاہ سلطانی میں گیا یہاں تخیل نے شب کو اپنی زوجہ سے کہا
کہ ایک شخص تیری دختر نیک اختر پر عاشق ہو کر آیا ہے اور یقین ہے کہ وہ شرط کو بھی ادا کرے کیونکہ مثل اور لوگوں
کے نہیں ہے بی بی نے کہا ہاں صاحب دختر شریف کی کب تک خانہ نشین رہ سکتی ہے کوئی نہ کوئی خواہاں ہو ہی
جاتا ہے خدا نے کسی کو بلا جفت پیدا نہیں کیا اسی واسطے لڑکی کو مال بیگانہ کہتے ہیں تخیل نے سلاح منگوائے اور
سب کو لیکر دیوان عام میں آیا یہاں امیر جلال الدین صبح سے منتظر تھا بادشاہ نے بھی فرمایا کہ تخیل بڑی دیر
سے یہ دلاور تیرا منتظر ہے تخیل نے امیر سے کہا اے جوان اگرچہ تو نے احساس کو زیر کیا لیکن اب بھی اس ارادہ ہے
باز آؤں اور چلا جاؤں امیر نے کہا کمان مجھے دے اور نصیحت اور ہند کو موقوف کر تخیل نے کمان امیر کو دی امیر نے
کمان کھینچ کر گوشہ سے گوشہ ملا دیا اور گرز کو اس زور سے زمین پر مارا کہ تاد نبالہ غرق ہو گیا اور تلوار آبدار سے
شتر کو مع پالان دو کیا اور دو سے چار کر دیا ماما مثل شاہ نے جو یہ زور و قوت دیکھی اہل دربار سے کہا بخدا
بچے اس قوت کا انسان آج تک نہیں دیکھا اور اہل دربار نے تخیل کو دامادی کی مبارکباد دی تخیل معقول ہو گیا

خاموش ہو رہا اور بی بی سے جا کر حال بیان کیا اور کہا مجھے مصورہ بانو کے عقد میں اب کوئی عذر نہیں لیکن یہ خیال ہے کہ خدا نے جس طرح کا جگو پہلوان کیا ہے اسی طرح کا کوئی ایسا میرے یہاں نہ پیدا ہوا کہ میرے مسلح کو کام میں لاتا بی بی نے کہا کہ یہ بھی جیسے شکر ہے کہ خدا نے داماد ایسا لایق و دلاور دوران عنایت فرمایا اور یہ بھی سنا ہے کہ حسن و جمال میں بھی بیشال ہے تخیل نے کہا بلا شک ظاہر ایسا ہے کہ اُسکی تعریف نہیں کر سکتا لیکن دل چاہتا ہے کہ ایک بار میں خود بھی اُس سے زور کر لوں تو پھر عقد کروں تاکہ کوئی نہ کہے کہ دب کے عقد کر دیا نہ وجہ نے کہا واہ اگر تہنہ مقابلہ کیا اور وہ زیر ہو گیا تو تمہارا بچا ہے فرزند ہو گیا ہو گا اور جو اُسے تھیں زیر کیا تو پھر آپ کسی کے منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے تخیل کو اسے زوجہ کی پسند آئی اور سامان عروسی شاہانہ میں مصروف ہوا یعنی تمام شہر آئینہ بند ہوا اور فقرا و مسکین کو مال و دراز حد تقسیم کیا جب شب عروسی ہوئی امیر جلال الدین کو عقد کے واسطے محل میں بلایا بعد ایک ساعت کے محل سرا کے اندر سے ایک شور قیامت برپا ہوا کہ دُہن محل سے غائب ہو گئی جب امیر کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی تمام لباس تار تار کیا اور زار زار رونے لگا مان باپ مصورہ بانو کے سمجھانے لگے کہ اس سے کیا حاصل تم انصاف کرو کہ ہم تہے زیادہ مصیبت سخت میں گرفتار ہیں کہ ایک لڑکی ہمارے سارے گھر کا چراغ تھا وہ بھی دفعہ گل ہو گیا پندرہ برس کا ریاض ایک آن واحد میں شکیا بادشاہ نے امیر جلال الدین کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تخیل کا کیا قصور میں نے بھی دریافت کیا اور تلاش کو اکثر آدمی روانہ کیے ہیں اگر کہیں سراغ ملا تو فواہم اور نہ ہم تمہارا عقد اور کسی کے ساتھ کر دینگے آخر امیر جلال الدین شورش عشق مصورہ بانو سے مجنون ہو کر فقیری لباس پہن روتا بیٹھا تلاش جانان میں مثالیں سے باہر نکلا اب یہ حال سُنو کہ مثالہ کے قریب ایک شہر برزخ نام ہے وہاں بادشاہ برزخ شاہ ہے قضا را ایکٹھ مصاحبوں نے مصورہ بانو سے حسن و جمال کی تعریف کی اور کہا مقابل میں اُس ماہ جبین کے لچ پر دہ دنیا پر دوسری عورت نہیں ہے برزخ شاہ نے مصورہ کی تصویر مثالہ سے منگوائی کہ ہم بھی دیکھیں کہ کیسی حسین ہے سو اس بن خناس عیار نے عرض کی کہ اے شہریار اگر مجھے حکم ہو تو میں عرصہ دو روز میں خود مصورہ بانو کو حاضر کر دوں تصویر کیا شہر بادشاہ نے انعام دیا اور اُس کو روانہ کیا سو اس عین جشن عروسی مصورہ بانو میں مثالہ پہنچا اور زن حبشیہ کی صورت بننے کی حیلہ سے محل میں داخل ہوا اس وقت مصورہ بانو چوکی پر تھی سو اس آفتابہ لیکر گیا اور کہا اے ملکہ اس جگہ عطر یا گل خوشبو ضرور چاہیے تاکہ بوسے بدماغ میں نہ جائے یہ کہنے ایک گلہ سستہ بیہوشی آمیز مصورہ کے ہاتھ میں دے دیا مصورہ بانو نے جو سو نکھا حال و مال کی کچھ خبر نہ رہی بیہوش ہو گئی اسی حالت بیہوشی میں سو اس نے مصورہ کو چادر عیاری میں باندھ عیارانہ محل سرا سے نکل کر برزخ نامہ کی راہ لی اور دوسرے روز مصورہ بانو کو برزخ شاہ کے پاس پہنچا دیا برزخ شاہ

سے کہ مرد غیور تھا اپنے سرداران دربار سے کہا کہ حیف ہے اس ثروت اور موت بازو اور کثرت لشکر پر میں بلا اجازت
والدین مصورہ سے عقد کروں تم اسکو قلعہ قلبیہ میں نظر بند کرو اور حکم تیاری لشکر کا دو کہ ہم مثال یہ پر فوج کشی
کریں گے اور بعد زیر کرنے مماثل شاہ و تحیل کے مصورہ بانو کو اپنے عقد میں لائیں گے امرائے کما حضور اول ایک نظر
ملاحظہ فرمائیں پھر اختیار ہی پر رخ شاہ نے کہا بلا اجازت عورت کا دیکھنا بھی حرام ہے اور نہ میں عاشق نہ عاجز
پھر کیا اس سے حاصل جو ہونا ہوگا جب ہی ہوگا الغرض مصورہ بانو کو قلعہ قلبیہ میں نظر بند کیا اور ملک مقدم
ایک رئیس اعظم کو وہ قلعہ سپرد کیا اور خود دس ہزار فوج جبر آفت روزگار کی جمعیت سے روانہ ملک مثال یہ
کا ہوا جب سرحد مثال یہ میں پہونچا مماثل شاہ کو نامہ لکھا مماثل شاہ نے بعد دریافت حال جواب نامہ لکھا کہ
جس مطلب کو کہ آپ مکلف ہوئے ہیں یہاں سے وہ اصل مطلب ہی گم ہے اور ہم خود اسکی تلاش میں حیران و پریشان
ہیں اور جو خواہ مخواہ جنگ و جدل ہی منظور ہے تو ہم بھی حاضر ہیں اور مماثل شاہ نے بھی خیمہ اور خرگاہ بیرون شہر
استادہ کرادیے اور صبح کو دونوں لشکروں میں صف آرائی ہوئی

اب راوی ان دونوں لشکروں کو باہم حرب و ضرب میں رکھتا ہے اور چند کلمہ احوال سراپا
اختلال آوارہ دشت ادبار یعنی امیر جلال الدین نامدار کے بیان کرتا ہے

جب امیر جلال الدین ہجریار و فراق دلدار میں باحال زار و دل بیقرار حیران و پریشان سرگردان نوہر کنان
جاگمگر بیان کشان کشان انتان و خیزان چند روز کے بعد قریب ایک آبادی کے پہونچا اور وہاں ایک تکیہ
فقیر کا تھا جہاں چند فقرا جمع تھے یہ بھی جا کر ایک فقیر روشن ضمیر ہر منیر کے پاس کہ جو مرشد تمام فقر کا تھا پہونچا
اور سلام کیا اس درویش نے جو امیر کو لباس فقیر دیکھا نہایت بے اعتنائی سے پیش آیا اور جواب سلام دیا اور
پوچھا ای فقیر تیرا مرشد کون ہے اور کس سلسلہ میں دست بعیت ہوا ہے امیر نے کہا سلسلہ میرا متراجہ ہے اور نام مرشد کا
احمد ہے درویش نے کہا اب تجھے ہم سے دست بعیت ہونا چاہیے امیر نے کہا اس شرط سے کہ تم کوئی مسئلہ مشککہ طریقہ
درویشی میں پوچھو اگر میں جواب نہ دے سکوں گا تو فوراً میں تمہارا مرید ہوں گا اور میں نے جو سوال کیا اور اسکا جواب
تھے نہ دیا گیا تو میں تم سب کو مرید کروں گا اس بات پر مرشد اور فقرا سب راضی ہوئے اور امیر سے فقیر روشن ضمیر نے
کہا امی جو ان سلسلہ درویشی کی انتہا تک اب تو بتا کہ خدا کی کیسی صورت ہے امیر نے کہا کہ خدا کی وہ صورت ہے
جو ہمارے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی درویش نے پوچھا حضرت کی کیا صورت تھی امیر نے کہا جیسے میرے
ہادی کی جسکا نام درویش احمد ہے درویش نے پوچھا احمد کی کیا شکل تھی امیر نے کہا بعینہ میرے ہم شکل تھا یہ سن کے
درویش روشن ضمیر چپ ہو رہا پھر سوال نہ کیا سب فقیر آفرین و تحسین کہنے لگے بعد اسکے امیر نے سوال کیا کہ عشق و فقر

بنا کیا ہے اور کہاں سے ہے اور مکان ان دونوں کا کہاں ہے درویش نے تادیر فکر کی جب کوئی جواب ذہن میں نہ آیا کہا اے جوان ہم جواب سے عاجز ہوئے اب تو ہی بتا کہ یہ کیا ہے امیر نے کہا کہ خالق موجودات نے سرور کائنات کو خلق کیا اور نام اُس کا حبیب قرار دیا اور آپ خود ہی عاشق ہوا اُس محبوب ذوالجلال و مدید شیریں مقال گلستان ہے خزان آخر الزمان نے اپنی زبان معجز بیان سے فرمایا الفقر فخری پس جان کہ مکان فقر کا دماغ ہے اور فخر بمعنی حاجت ہے لیکن خلاق جہان کو بجز اپنی اطاعت و بندگی کے مخلوق سے کوئی حاجت نہیں اور طالب یہ کہ خدا کو حی و قائم جانے اور خود بھی کو ناجایز اور فقر کو بجائے اُس کے سمجھیں چونکہ یہ کلمہ حق تھا درویش روشن ضمیر مع تمامی فقر کے امیر کامرید ہوا امیر نے اُس روز سے اپنا نام درویش جلال رکھا اور مع اُن فقر کے ایک طرف روانہ ہوا قضا را اثنا را راہ میں ایک سوداگر درویش جلال کے پاس آیا اور چند اشرفیان نذر کین درویش نے پوچھا تو کہاں سے آتا ہے سوداگر نے کہا میں شہر برزخ سے آتا ہوں اور شہر مثالیہ کو جاؤنگا درویش جلال نے کہا برزخ سے کب چلے تھے سوداگر بولا کہ جب برزخ شاہ بادشاہ مثالیہ کی ہم پر گیا تھا درویش جلال نے پوچھا کہ تلو ان دونوں بادشاہوں کے باہم فساد کا بھی کچھ حال معلوم ہے سوداگر نے تمام قصہ و سوا اس عیار کے لیجانے کا مصورہ بانٹو کو اور قید کرنا قلعہ قلبیہ میں مفصل بیان کیا امیر نے جو یہ حال سنا ایک نعرہ آہ کا مارا اور درویشوں سے کہا یار و اب ہمارا قصد قلعہ قلبیہ جانے کا ہے تم سب کا کیا ارادہ ہے سب نے کہا کہ ہم تمہارے تابع حکم ہیں پھر امیر نے اپنی سرگزشت فقر سے بیان کی اور کہا میں نے اپنی معشوقہ کا سراغ پایا ہے میں بلا شک وہاں جاؤنگا سب نے کہا کہ

بہر کار ماتابع ہادی ایم | بہر چیز فرمان کنی راضی ایم | | شہیدیم گزشتہ خواہیم شد | | و گریخ باشد دماغازی ایم

جب امیر جلال الدین نے فقر سے دلچسپی کر لی قلعہ قلبیہ کو روانہ ہوا جب قریب قلعہ قلبیہ کے پہنچا تو ایک جگہ خوب نہایت مرغوب دیکھ کر فقر کا مقام کرادیا چونکہ وہ مقام قریب قلعہ تھا چار یا پنج روز کے بعد اُن میں مقدم قلعہ دار نے کہلا بھیجا کہ اس قلعہ میں ناموس برزخ شاہ قید ہیں تم لوگ یہاں سے اور کسی طرف چلے جاؤ ورنہ ہم تم کو نکال دیں گے امیر نے کہا کہ ہم کل چلے جائیں گے دن تو گزر گیا اور شام ہوئی امیر جلال الدین نے کہا اب کسی طرح مصورہ بانٹو سے ملاقات کرنا ضرور ہے جب سب سورہے امیر جلال الدین اٹھا اور دعا کی کہ بار الہا ایک بار اور مصورہ کی شکل دکھلا دے اور جس درخت کے سایہ میں امیر جلال الدین نے دعا کی تھی وہ ایسا کہنہ تھا کہ گویا حضرت آدم کے وقت کا نشان دیتا تھا کہ ناگاہ باد تند شروع ہوئی اور وہ درخت بزور ہوا زمین پر گرا جب ہوا کم ہوئی دیکھا کہ ایک غار ہو گیا اور غور جو کیا تو غار میں لقب معلوم ہوئی اور اندر لقب کے ایک زینہ دیکھا امیر جلال الدین بلا وسواس اندر لقب کے داخل ہوا جبکہ انتہائے لقب تک پہنچا وہاں حجرہ مقفل نظر آیا امیر نے جو در زردرازہ سے نگاہ کی تو ایک مکان نہایت وسیع اور تحفہ معلوم ہوا اور اُس میں عورتوں کی آواز آتی تھی اور دیکھا ایک سمت مصورہ بانٹو نہایت عمیق و مست

میٹھی ہو امیر جلال الدین نے ایک رقعہ لکھ کر دروازہ سے جب مصورہ بانو اس طرف نگران ہوئی پھینک دیا مصورہ نے ایک خاص سے کہا وہ کاغذ اٹھلا خواص نے کاغذ لادیا مصورہ بانو نے جب وہ کاغذ پڑھا یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے الا مصلحتاً خاموش ہو رہی جب سب کثیرین سو رہیں مصورہ بانو نے دروازہ حجرے کا کھول کے امیر جلال الدین کو بلا لیا پھر تو اپنی اپنی سرگدشت دونوں نے بیان کی امیر جلال الدین نے کہا میں اسی وقت رئیس مقدم کو گرفتار کرتا ہوں الغرض بعد نصف شب کے امیر جلال الدین اپنے بستر پر آیا اور فقرا سے کہا آج میں نے اپنے مرشد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ فرماتے ہیں تو اس ترکیب سے قلعہ کو فتح کرے تم بھی چلو تاکہ اس مقدمہ کو فیصلہ کریں یہ شکے سب فقرا امیر کے ہمراہ ہوئے امیر براہ نقب قلعہ میں آیا اور صبح کو خوابگاہ رئیس مقدم میں پہنچا اور رئیس مقدم کو گرفتار کیا پھر تمام قلعہ کا بندوبست کر لیا رئیس مقدم نے بھی انکی اطاعت قبول کی اور وہ بھی ہمراہ ہوا امیر نے کہا تم اپنی خدمت پر مہمور ہو جب ہم تلو بلا ٹینگے تم فوراً سچلے آنا بعد ازاں مصورہ بانو کو ہزار سوار کی جمیعت سے روانہ ملک شالیہ کیا اور خود بھی چند مدت کے بعد شالیہ کی سرحد میں پہنچا یہاں پر رزخ شاہ اور محامل شاہ بین ہر روز بازار رزم گرم رہتا تھا ایک روز رزخ شاہ خود میدان میں آیا اور محامل شاہ کی طرف سے صیفور تیغ بازو واسطے مقابلہ کے آیا رزخ نے صیفور کو زخمی کیا اس طرح تین چار ہیلوان نامی کو لشکر محامل شاہ سے قتل کیا آخر تخیل قوی بازو نے قصد میدان کا کیا اور معرکہ میں پہنچا جب نیزہ و گرز سے نوبت تلوار کی آئی رزخ شاہ نے ایسی ایک تیغ بیدریغ تخیل پر لگائی کہ اگر سپہ کی پناہ نہ کرتا تا سینہ اتر آتی سپہ بھی چار انگل سر میں در آئی عیاران لشکر بجزابی تمام تخیل کو لے گئے محامل شاہ تخیل کے زخمی ہونے سے ایسا بدحواس ہوا کہ لشکر کو قلعہ بند ہونے کا حکم دیا اس عرصہ میں لشکر فیروزی اثر امیر جلال الدین کا بھی میدان معرکہ میں پہنچ گیا اور امیر نے رزخ شاہ کو مقابلہ کیواسطے طلب کیا قصہ مختصر بعد جنگ نیزہ و تیغ امیر جلال الدین نے رزخ شاہ کو دام کند میں اسیر کر کے حوالہ عیاران لشکر کر دیا جب رزخ شاہ اسیر و دستگیر ہوا تمام ارکان سلطنت رزخ شاہ کے امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے تو امیر سمجھا کہ شاید یہ برائے شفاعت اپنے شاہ کے آئے ہیں جب چتر بردار شاہ نے سایہ چتر امیر کے سر پر کیا امیر نے ان ننگھاموں کو بہت لعنت و ملامت کی اور فرمایا ابھی تمہارا بادشاہ زندہ ہے اور تم فرما کر واری حریف میں آگئے وہ مزیت خود چپ ہو رہے امیر جلال الدین نے اپنے ہاتھ سے رزخ شاہ کو رہا کیا اور کہا جاؤ مہنے تمہاری جان بخشی کی اور ملک و مال تمہارا نگو مبارک رہے رزخ شاہ نے کہا اے شہر یار و کان امر اللہ قدر او مقدور اے

نوبت ماگزشت نویست | این زمان دور دور و دلشت | تاج برفرت تو مبارک باد | ازین تخت ہم بشوکت است
امیر جلال الدین رزخ شاہ کی یہ بات تو افسوس سمجھا اور فرمایا برادر بختد امین صلاح مقررندی نہیں کرتا میں نے

بخوشی یہ تاج و تخت نکو بخشا برزخ شاہ نے عرض کی کہ شاید اس آیت کریمہ کو حضور نے ملاحظہ نہیں فرمایا موافق
 اُن احکام خدا کے عمل میں لانا چاہیے سسفتہ اللہ التي قد خلقت من قبل ولن تجد لسنة العبد تبدیلاً شارق دانا و
 برزخ شاہ نے عرض کی اے شہر یار نامدار ملک برزخیمہ کا قدیم سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ اگر کوئی شاہ بغیر حرب و
 ضرب بادشاہ ملک برزخیمہ پر لشکر کشی کرے اور برزخ شاہ عاجز ہو جائے تو تمام سپاہ و رعایا تاحکم اپنے
 بادشاہ کی مدد میں جانبازی کریں اور جو برزخ شاہ آپ کسی ملک پر فوج کشی کرے اور مغلوب ہو پھر سب
 سپاہ اور رعایا نام اُسکا صفحہ بادشاہت سے ندار و کردیگی اور تاج سر پر غالب کے رکھیں پھر غالب کو قتل کا
 اختیار ہے لیکن حتی الامکان قتل سے برزخ شاہ کو باز رکھیں گے الایہ ممکن نہیں کہ وہ پھر فرمانروائی کرے اس واسطے
 کہ جب شاہ مغلوب ہوا تو پھر داب شاہی کمان اور نظر خلاق میں حقیر ہو جاتا ہے اور حقیر کو تخت نشینی ہو نہیں سکتی
 اس عرصہ میں محامل شاہ بھی وہاں آیا اور امیر جلال الدین کو سلطنت برزخیمہ کی مبارکباد دی برزخ شاہ
 نے تاج فرمانروائی خود امیر جلال الدین کے سر پر رکھ دیا امیر جلال الدین با شکوت و جہت شہر مشالیمین
 تشریف لائے تحیل قوی باز و اور اُسکی بی بی سے امیر کی ملاقات ہوئی اُن دونوں نے شکر خداوند قدیر ادا کیا
 پھر از سر نو برزم عروسی کا انتظام شروع کیا محامل شاہ نے بھی ایک خلعت شاہانہ امیر جلال الدین کو دیا قصہ
 عاشق و معشوق کا باہم وصال ہوا جب ایک ہفتہ عیش و عشرت میں گزارا تو ہشتم محامل شاہ نے کہا اب تم
 مع عروس ملک برزخیمہ کو جاؤ امیر جلال الدین بحسبیت لشکر کشی مع مصورہ بانو ملک برزخیمہ کو روانہ ہوئے
 تحیل قوی باز و نے چار منزل داماد کی مشایعت کی امیر نے رخصت کیا جب امیر جلال الدین برزخیمہ میں
 پہونچا رہا بے شہر استقبال کر کے بڑی دھوم سے امیر کو شہر میں لے گئے اور نذرین گذرانین امیر جلال الدین نے
 حسب مراتب سب کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا اور خدمت و وزارت دست راست برزخ شاہ کو دی
 اور شاروق دانا وزیر کو بدستور عہدہ پر برقرار رکھا اور داروغہ شہر کی فقیر روشن ضمیر کو مرحمت فرمائی اور شب و روز
 مصورہ بانو سے عیش کرتا تھا بقول فدائے شہر

خلوت پر وصل بایہ ہوس و کناز	تقدیر اوج پر مرے بخت رسا کی ہے	اہل عیش اہام جوانی	ازین خوش تر ہے باشد زندگانی
-----------------------------	--------------------------------	--------------------	-----------------------------

اتفاقاً ایک روز امیر جلال الدین شکار کو سوار ہوا اور ایک مرن کے پیچھے کھوڑا ڈالا ابوبیک چشم زدن نظر سے غائب
 ہو گیا امیر نے اس صحرا کو ایسا پر فضا و لالہ زار دیکھا کہ باغ ارم کی ہوس باقی نہ رہی اور دور سے ایک چار دیواری
 نظر آئی جب قریب اُسکے پہونچا دیکھا کہ ایک باغ ہے اور اُس باغ میں ایک عمارت نہایت پر تکلف بنی ہے کہ بروج و
 لکڑہ اُسکے سبب سیم خام کے ہیں اور ایسی لطیف و خوشگوار ہوا آتی ہے کہ فرحت بخش دل و قوت دہ جسم ناتوان ہوتی ہے
 اس عرصہ میں برزخ شاہ و شاروق دانا وزیر بھی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے شہر یار کامگار آپ کا اس باغ میں

فتیام بہترین ہر بہت جلد یہاں سے تشریف لے چلے امیر نے سبب پر چھا شاروق نے کہا جناب عالی نام اس باغ کا گلشن پر یاد اداں ہر اگر کوئی انسان یہاں آتا ہے تو بے نشان ہو جاتا ہے پھر نشان اسکا نہیں ملتا میر نے کہا یہ امر بعید از قیاس ہے گو یہی ہو الا اب تمہارے بیان سے مجھے نہایت شوق پیدا ہوا کہ دیکھوں امین کیا اسرار ہے ہر چہ بادا باد میں باغ کو ضرور دیکھوں لگا ہر چند شاروق و برزخ شاہ دونوں مانع ہوئے لیکن امیر نے ایک نہ سنا اور دروازہ کھول کے باغ میں داخل ہوئے اس شکل کا باغ نظر آیا کہ رونق و رونق ان کی چیز پر مصرعہ شنیدہ کہ بود مانند دیدہ یعنی شجر میوہ دار جا بجا نوران نعمت و غزل خوان درختوں پر چھوہ زنانہ صورت ہر روان اور نہروں کے فوارے طلا و نقرہ کے بنے ہوئے ہزارے چھوٹے ہر طرف گلکاری چبوترہ سنگ مرمر کا سائبان زبرجدی کھنی گنگا جمنی طنائیں گیسو سے عورت کی سب عمارت بلور کی جا بجا یا قوت و زبرد کی پٹی کاری عجب تیاری اندر بارہ درختی کے ایک چھپرے لگا مسہری کا مدانی کی پڑی آگے اس کے ایک مسند مغرق کھینی لیکن کوئی ذی روح نظر نہ آیا امیر نے شاہ وق و برزخ شاہ سے کہا ایسے باغ کے دیکھنے سے تم مانع تھے شاروق نے عرض کی پکار شاد ہوا خداوند کریم ہر بلا سے ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے امیر جلال الدین سیر کرتا ہوا ایک مکان عالی شان میں آیا کہ وہ مکان تمام مینا کا رکھا تھا اور ایک تخت زرنگار صحن چبوترہ پر بچھا تھا امیر تخت پر اوریہ دونوں زیر تخت بیٹھ گئے بعد ایک لحظہ کے امیر جلال الدین نے وزیر دانا سے کہا امی دستور اعظم دانا سے روزگار یہ سیر و تماشا ہے یا رنگسار صحن کیا معلوم ہوتا ہے

بے روئے یا ر جلوہ باغ و بہار صفت گل خندہ زد بہ مجلسی ہزار صفت

افسوس ہزار افسوس ایسی سیر اور تماشا اور جامے فرا میں ملکہ مصورہ بانو نہو شعر

میں وہ نہیں جو گردن سیر وستان تھا بہشت ہو تو نہ منم کیجے باغبان تھا

تم جلد جاؤ اور ملکہ مصورہ بانو کو ہمارے پاس لے آؤ بعد اسکے ایک رقصہ شوقیہ بھی لکھا اور یہ شعر مندرج تھا

میں جی جاؤں اہل سے آپ آجائیں اگر یہ پیغام زبانی خط سے کہنا تا نہ برسے

ہم آج آن خاں کہ دریلوے گل جائیں نہایت خوش تھے تو نہاں شد گجستان مارا

شاروق دانا حسب الحکم شہر کو روانہ ہوا اور وہ رقصہ ملکہ مصورہ بانو کو پہنچا یا ملکہ فوڑا سوار ہو کر باغ میں پہنچی مصورہ بانو سے امیر نے از حد باغ کی تعریف کی مصورہ بانو نے باغ کو دیکھا کہا ہاں باغ رشک ارم ہے امیر نے کہا میرے نزدیک اگر اسے بہشت شدادی سے مشابہت دیکھیے تو بجائے اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ جب ایک مکان سے دوسرے مکان میں جاتے ہیں تو وہ مکان جس میں سے آئے وہ غائب ہو جاتا ہے اور یہ مکان موجودہ اُس مکان سے نقش و نگار میں بمرتبہ بہتر اور وضع میں علیحدہ معلوم ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ ایک ہفتہ امیر جلال الدین اور

ملکہ باہم عیش و عشرت میں رہے آٹھویں روز امیر جلال الدین تخت پر سوار تھا اور مصورہ بانو گلچینی کر رہی تھی کہ ایک باد تند اس غضب کی چلی کہ تمام باغ تیرہ و تار ہو گیا اور ایک آواز ہولناک پیدا ہوئی کہ او مرد تیرہ بخت و برگشتہ روزگار تو باوجود منع کرنے کے اپنی حرکت سے باز نہ آیا اور ہمارا کہنا خیال میں نہ لایا یا در کھو کہ خلافت پر زخم تیرے ماتم سخت میں بیگی بعد اس آواز کے ایک دیو حبیب شکل عجیب سر اسکا آسمان پر اور پاؤں زمین پر سر جھاڑ منہ پہاڑ سامنے استادہ دیکھا امیر جلال الدین کی خوف سے آنکھیں بند ہو گئیں دیو امیر کو بغل میں دبا ہوا آسمان ہوا اور کہا او آدمی شامت زدہ نام میرا بخر جاس کوہ افکن ہی شاید تو آگاہ نہ تھا کہ سیر کنندہ اس باغ کا زندہ نہیں رہتا امیر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اس بلا سے آسمانی سے رہائی ہونا دشوار ہو لہذا یہ کہ یہ مجھے کھا جائے پس ایک سشت سخت اسی حالت پر واز میں دیو کے دل پر مارا کہ قوت پر واز دیو کی زائل ہو گئی اور بے اختیار زمین کی طرف چلا اتفاق سے دیو اور امیر دونوں نے ایک دریائے تہار میں گر کے غوطہ کھایا جب آنکھ کھلی اور ہوش آیا تو بقعر فیض حکیم صاحب نظر آیا پس یہ عالم حیرت میں بقعر فیض کی طرف پہلے راہ میں دیکھا کہ جو مہر بھی حکیم صاحب کے پاس چلا جاتا ہے

اب داستان امیر زادہ سیف الدین بن امیر مجاہد الدین کی بیان ہوتی ہے

راویان اخبار عجائب نگار و ناقلان حکایات غریبہ اس داستان حیرت افرا کو صفحہ قرطاس پر یوں رقم کرتے ہیں کہ امیر زادہ اس عجائب خانہ میں داخل ہوا اور کوہستان میں پہونچا کہ ہر قطعہ جس کا گویا تخیل کا شافی سبز کا تھا اور جہان نیک نگاہ کام کرتی تھی بجز گلہائے مختلف رنگ کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا اور ہر طرح کا شکار اس سبزہ زار پر ہمارے موجود تھا امیر زادہ نے ایک ہرن کا شکار کیا اور کباب یزی کے شغل میں مشغول تھا کہ ایک اور ہرن بھاگا ہوا امیر زادہ کے سامنے آیا امیر زادہ نے اسے کند سے اسیر کیا تھوڑی دیر کے بعد ایک بادشاہ اسب عربی پر سوار وہاں آیا اور اسے امیر زادہ سے پوچھا ای جوان مرد اس ہرن کے پیچھے میں نہایت حیران و سرگردان پھر امیر زادہ گھوڑا ایسا خستہ ہو گیا کہ طاقت رفتار کی مطلق باقی نہیں رہی خدا جانے تو نے کس ترکیب سے اسے گرفتار کیا امیر زادہ نے مؤدب سلام کیا اور کہا میں اپنے شکار کی کباب پری میں مشغول تھا یہ ہرن خود بخود میرے پاس آیا میں نے کند سے اسے گرفتار کیا بادشاہ کو طرز کلام امیر زادہ کا نہایت پسند آیا مرکب سے اُترا امیر زادہ نے زمین پر پیش بچھا دیا بادشاہ بیٹھ گیا بعد اسکے کہا ای جوان میں چاہتا ہوں کہ تجھے اپنی فرزندگی میں لون اگر تو راضی ہو امیر زادہ تاثیر طلسمی کے اس امر کو غیبی سمجھا اور کس ای شہر یار شہر

بہر کار ماتابع تہر یار بہر چیز فرما کنم اختیار

بادشاہ نے امیر زادہ کو سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا نام تمہارا کیا ہے امیر زادہ نے کہا فدوی کو سیف الزین
 کہتے ہیں بادشاہ نے کہا میرا حال اس وقت موافق ایک نقل کے ہو گیا بیان کرتا ہوں خداوند کریم نے مجھے فقط
 اولاد کے جسے مژدہ زندگانی کہتے ہیں نہیں دی اور سب نعمتیں عنایت فرمائی ہیں ایک روز میں غم اولاد میں سو گیا
 اس وقت عالم رویا میں دیکھا کہ ایک بزرگوار فرماتے ہیں کہ خاطر جمع رکھ خداوند جل شانہ ایک فرزند صاحب عمر عنایت
 فرمایا گیا میں نے عرض کی کہ میری قسمت ایسی کہاں کہ جو خداوند کریم مجھے دولت فرزند سے کامگار کرے اس وقت
 اس بزرگ نے تیری صورت دکھا کر فرمایا کہ یہ تیرا فرزند ہے پس بھرد دیکھئے اس سرور قامت و صورت زیبا کے اسکی
 محبت میں سجدہ ہو گیا تا انکہ آج تک مجھے وہی محبت باقی ہے آج جو میں نے تجھ کو دیکھا تو یقین کامل ہو گیا کہ اس جوان
 صاحب خواب کی بھی ایسی ہی صورت تھی اب میں سمجھا کہ وہ فرزند بوعود میرا تو ہی ہے امیر زادہ بولا کہ حضور مجھے اپنا
 فرزند تصور فرمائیں اور میں فرزند ہی حضور اپنا افتخار جانتا ہوں اس اثنا میں لشکر بادشاہی بھی وہاں آ پہونچا
 اور بادشاہ نے اس حال کو وزیر سے بیان کیا وزیر نے عرض کی کہ حضور بہت مناسب ہو میں نے جو نام بادشاہ
 کا اور ملک کا پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ ملک نخاعیہ ہے اور نام بادشاہ کا مود خورشاہ ہے اور نام وزیر کا عقیلہ خرم پور
 ہے اور کہا ای جوان آگاہ ہو کہ دار السلطنت اسکا نہایت وسیع عظامیہ مشہور ہے اور پچاس ہزار سوار و پیادہ کی
 جمعیت رکاب سعادت انتساب میں رہتی ہے امیر زادہ مود خورشاہ کے ہمراہ عظامیہ میں آیا شہر کو نہایت آباد
 دیکھا بادشاہ نے ایک مکان نشاط محل امیر زادہ کے رہنے کو عنایت کیا اور وزیر سے فرمایا خبردار اسکو
 کسی طرح تکلیف نہونے پائے اور خود محل سرزمین تشریف لگیا اور سنجیدہ بانو ابنتی بی بی سے کہا ایک امیر زادہ
 کہ حسن و خلق حد سے زیادہ رکھتا ہے میں نے اسے فرزند ہی میں لیا ہے سنجیدہ بانو بولی حضور نے جو کچھ کیا خوب کیا
 پھر بادشاہ نے اپنے خواب کو سنجیدہ بانو سے نقل کیا سنجیدہ بانو کو بھی حیرت ہوئی اب اسقدر شاہ کو امیر زادہ
 سے محبت ہوئی کہ ایک دم بغیر امیر زادہ کے قرار نہ تھا راوی کہتا ہے کہ مود خورشاہ کی ایک رط کی عقیلہ سیم اندام
 گرم و صاحب حسن و جمال تھی گویا خداوند قدرت نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا بقول شاعر شاعر

عالم میں دھوم حسن بت مسلقا کی ہے | کہتے ہیں بت بھی دیکھ کے قدرت خدا کی ہے |

اور باوجود اس تناسب اعضا و قد و قامت زیبا کے نہایت صاحب فہم و ادراک ہے کہ حکیم افلاطون کو درحکمت
 دے لیکن بدرجہ تند خو و بد مزاج تھی اور یہ حکم ناطق تھا کہ کوئی عورت ہمارے دربار میں کسی امر کا ذکر نہ کرے
 ہتھار کسی تقریب میں امیر زادہ نے بھی تعریف حسن و جمال جہان آرا عقیلہ سیم اندام کی سنی اور اسکی بد مزاجی
 سے بھی آگاہ ہوا ایک روز اپنے صاحب سے کہا گو قاعدہ جہان یوں ہے کہ کوئی فرد بشر بیٹی کو تمنا نہیں رکھتا جسکو
 لائق و فائق دیکھا اُس سے عقد کر دیا بخلاف اس شاہزادی کے کہ اسنے حکم دیا ہے کہ کوئی میری مجلس میں ذکر مرد کا

نہ کرے پس یہ طریقہ ارباب عقل و ادراک اور صاحب محنت و محنت کے خلاف معلوم ہوتا ہی نہیں معلوم کہ وہ اپنے
 دل میں کیا سمجھی ہو مصاحب نے کہا امیر سوائے مستورات محل اور کوئی اس راز سے ملکہ کے آگاہ نہیں ہو چکا
 نے اپنی بی بی سے یہ ذکر کیا اسکی بی بی نے اور عورتوں سے کہا رشتہ رفته ملکہ کے کان تک یہ خبر پہنچی ملکہ کو یہ کلمہ
 تنزیہ امیر زادہ کا نہایت ناگوار ہوا اور وہ در پر تکلیف امیر زادہ کی ہوئی ایک روز دایہ سے کہا امیر زادہ یہ
 سنا ہو کہ ایک مرد اجنبی کو بادشاہ نے خطاب فرزند سی دیا ہو اور وہ نہایت زبان دہرا ہو کہ ہماری غیبت میں ایسے
 کلمات نواور گستاخانہ ہماری نسبت کہتا ہو فقط بغور فرزند سی حضرت کے یہ حوصلہ اور جرأت اسکو ہوئی ورنہ
 کیا مجال تھی کہ زبان ہلا سکتا اسوا سٹے ہم چاہتے ہیں کہ اسے اس کلام کی سزا سے معقول دین تاکہ آئندہ کسی کو پھر
 یہ جرأت نہ ہو دایہ بولی امیر ملکہ اتفاق جو آپ فرماتی ہیں بجا ہو لیکن میں نے یہ سنا ہو کہ وہ شخص نہایت وسیع الاخلاق
 و نیک باطن ہو اول تو مجھے یقین نہیں کہ بے سبب حضور کو کوئی کلمہ خلاف تہذیب کہ سکے نہ اینکہ سخت گوئی اور اگر
 کہا بھی ہو تو خدا جانے کس محل و موقع پر کہا ہو ملکہ عقیلہ دایہ کے کہنے سے خاموش ہو رہی الغرض ایک روز وقت صبح
 موخر شاہ دربار عام میں بیٹھا تھا کہ چند زمیندار مضطرب و پریشان دیوان عام میں آئے اور عرض کی امیر بادشاہ
 ظلم اللہ ہم سکنائے آباد نگر ہیں وہاں چند روز سے ایک اژدہا آتش فشان ایسا پیدا ہوا ہو کہ ایک ہی کشش نفس
 میں تمام انسان و حیوان جو سامنے آیا کھینچ لیتا ہو اب وہ موضع کل ویران ہو گیا ہو اگر حضور اسکا کچھ تدارک نہ فرمائیے
 تو دس پانچ روز میں یہ آفت شہر میں پہنچ جائیگی ہم اطلاع کو حاضر ہوئے ہیں آئندہ جو حکم ہو موخر شاہ نے
 عصبیب خرد ویر و وزیر کو حکم دیا کہ ابھی اسکا بند و بست کرو وزیر نے خرطوم گرگ پیشانی کو ہزار سوار کی جمعیت سے
 انسداد و انتظام اژدہا کے کیواسٹے روانہ کیا خرطوم اس لڑائی میں پہنچا لیکن جانوروں کے دماغ میں اژدہا سے
 کی بو آئی تو کوئی جانور آگے نہ بڑھا اور جب اژدہا کے دماغ میں لشکر کی بو پہنچی وہ ایک ہی کشش نفس میں
 نصف لشکر کو نگل گیا اور باقی ماندہ ایسے بھاگے کہ شہر میں آکر دم لیا خرطوم ذلیل اور رسوا بادشاہ کے پاس آیا اور حال
 گذشتہ عرض کیا بادشاہ نے وزیر سے کہا واہ کیا معقول تدبیر کی وزیر چپ ہوا اسوقت امیر زادہ سیف الدین
 نے بادشاہ کو متردد دیکھے عرض کیا حضور فدوی کو حکم دین میں دیکھوں کہ وہ اژدہا کیسا ہو بادشاہ نے فرمایا یہ خدمت
 مختار سے لایق نہیں ہو اور کسی سہ دار کو روانہ کرتا ہوں امیر زادہ نے کہا فرزند سعادتمند وہی ہو کہ جو الدین کے
 وقت پر کام آوے جس طرح ہو آپ مجھے اجازت دیں اگر خدا نے چاہا تو اس بلا سے ناگمانی کو نہایت آسانی سے
 دفع کرے ونگا بادشاہ نے بمشکل امیر زادہ کو اجازت دی اور فوج کثیر ہمراہ کی امیر زادہ نے کہا فوج کی کچھ ضرورت
 نہیں ہو صرف بارود اور روغن نفت جس قدر ممکن ہو منگوادیجیے بادشاہ نے فوراً یہ اسباب منگوادیا امیر زادہ
 نے حکم دیا کہ یہ سب وہاں پہنچ جائے جہاں پردہ اژدہا نکلتا ہو بعد اسکے فرمایا کہ جسے جان عزیز نہ ہو ہمارے ساتھ

چلے میں یہ جبر نہیں کرتا کہ کوئی چلے امیر زادہ سے چند پہلوانوں کے روانہ ہوا بادشاہ نے بھی ایک فرسخ شہر کی
 لیکن جو اہل شہر امیر زادہ کو دیکھتا تھا کہتا تھا کہ افسوس ایسا حسین جوان اہل کے مٹنے میں چلا ہی ہر شخص کو ایک
 افسوس اور تاسف تھا رفتہ رفتہ یہ خبر عقیلہ کو بھی معلوم ہوئی کہ اب وہ جوان اژدہ کے مارنے جاتا ہو غویہ ہنسی اور
 دایہ سے کہا ظاہر یہ شخص عقل سے بہرہ نہیں رکھتا ہوا سو اسطے کہ خرطوم کا حال دیکھ چکا ہو اور پھر اپنی جان دینے جاتا
 ہو یا تو یہ بھاگ آئیگا یا طعمہ اجل ہوگا مگر مر جانا تو بہتر ہے الہ بھاگنا بڑی شرم کی بات ہے بلکہ جو لوگ کہ صاحب غیرت
 ہیں وہ بھاگنے کو بدتر از مرگ جانتے ہیں الغرض امیر زادہ زمینداروں کو لیکر وہاں پہونچا جہاں اژدہ کے کاسکن
 تھا زمینداروں نے دور سے نشان اژدہ کا بتایا امیر زادہ نے ایک غار عمیق قریب اُسکے کھدوایا اور بارود
 اور رال آسمین بھردی اور چند جانور گرد غار کے بندھوا دیے جب اژدہ نے اُن جانوروں کی بو پائی اور
 وہ ان جانوروں کی طرف چلا تو اُسکی آواز رفتار سے سب لوگ بھاگ گئے صرف امیر الحیوش و امیر الجودیہ
 دوسرے امیر زادہ کے ساتھ رہے لیکن جب اُس اژدہ کی شکل دیکھی یہوش ہو گئے امیر زادہ نے بہ چالاکانہ
 ایک قارورہ آتش بارود اور رال کے ڈھیر پر مارا کہ وہ سب جل اُٹھا اور اژدہ کو جلا کر خاک کر دیا یہ حال دیکھ
 سب زمیندار امیر زادہ کے تصدیق ہوئے اور کہا کہ آپکی بدولت ہماری جانیں بچیں خرداروں نے موخر شاہ
 کو خبر پہونچائی کہ اژدہ ہلاک ہو گیا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور عصب خرد پرور سے فرمایا کہ اس بہادر سے
 ایسا کام کیا ہو کہ اگر میں اسکو اپنی حیات میں خلعت فرمانروائی اس ملک کا دیدوں تو بجا ہی وزیر اعظم نے عرض کی
 غلام خود حضور سے عرض کرنے والا تھا حضور کو خود القاب و اہان امیر زادہ نے اُس اژدہ کی کھال کھنچ کر خشک
 کرانے کا حکم دیا کہ خلعت شہر بھی دیکھے اور دوسرے روز وہاں سے روانہ ہوا ادھر موخر شاہ استقبال کو آیا اور
 پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا امیر زادہ کو مبارک ہو کہ ہم نے تمکو اپنا ولیعہد کیا امیر زادہ آداب و تسلیمات بجالایا بادشاہ
 بڑی دھوم سے باجلوس و حشمت امیر زادہ کو شہر میں لایا اور زر و سرخ و سفید نثار کیا حسب اتفاق ملکہ عقیلہ بھی
 ایک غرفہ میں واسطے دیکھنے سیر و تماشا اژدہ کے بیٹھی تھی جب سواری قریب غرفہ کے پہونچی ملکہ نے پید اژدہ
 کی وہ شکل مہیب دیکھی بعد ازاں دیکھا کہ برابر بادشاہ کے ایک جوان آفتاب مثال رشک بدرغیرت ہلال تخت روان
 پر سواری ہو دیکھتے ہی ہوش اُڑ گئے اور تیر عشق امیر زادہ کا جگر سے اُس ماہ منیر کے دوسار ہوا حیرت سے سکتہ کا عالم
 تصویر کی صورت ہو گئی جہاں تک کہ سامنا رہا دیکھا کی جب نظر سے وہ نہان ہوا ملکہ کی آنکھوں میں جہاں تار یک ہوا
 ایک آہ سرد دل پر درو سے ایسی کھینچی کہ حالت غش پیدا ہوئی بقول میر

دل نہ سمجھا اور اضطراب کیا	درد کا کھد ہوا دل بیمار	خاطر افکار خار ہوئی	جان تمناکش نگار ہوئی
دل نہ سمجھا اور اضطراب کیا	درد کا کھد ہوا دل بیمار	خاطر افکار خار ہوئی	جان تمناکش نگار ہوئی

الغرض ملکہ کو اُسی عالم بخود ہی میں عجیب تماشا نظر آیا یعنی ایک باغ رشک ارم عشرت افزو ز دافع رنج و غم
 اسپہن ایسا عمارت عالیشان قصر طلا سے احمر ہوا اور آگے صحن میں چو ترے پر ایک تخت جو امیر نگار چھا ہوا اور اس پر
 ایک آفتاب محشر نازنین پری پیکر بیٹھی ہو کہ شعاع حسن اُسکی سے آنکھیں خیرگی کرتی ہیں عقیلہ سیم اندام مست نشین
 مہ جبین کے پاس گئی وہ سر و سہی عقیلہ کی سر و قد تعظیم کو اٹھی اور بغزت تمام تخت پر اپنے برابر بٹھا لیا اور کہا اے خواہر
 عالی قدر رہنے شننا ہو کہ تم اسم با سنے بلکہ فرست وادراگ میں یکتا اور فہم و دانش میں شہرہ آفاق ہو لہذا میں تم سے
 ایک سوال کرتی ہوں اگر تم میرے سوال کا جواب معقول نہ دو گی تو میں تمہارا نام فردحمق میں درج کر دوں گی عقیلہ نے
 بکمال حیرت پوچھا کہ اے ملکہ آفاق وہ کیا سوال ہو اُس نے کہا سوال یہ ہو کہ ایک مجلس میں سوائے اہل مجلس کے دوسرا
 نہ بٹھا اور اس مجلس سے پہلے سات شخص باہر آئے اگرچہ وہ لوگ اُسی مجلس سے نکلے تھے مگر انکو ماہیت اور حقیقت
 مجلس سے مطلق خبر نہ تھی اُنھیں مردمان ہفت گانہ نے چار عورتوں سے کہ وہ بھی اسپہن ذمی مرتبہ یعنی ایک دوسرے
 سے زیادہ مرتبہ بلند رہتی تھیں عقد کیا اور ان سے تین فرزند اس خصلت کے پیدا ہوئے ایک اُنہیں سے سخت دل
 اور سخت طبع تھا اور دوسرا سبز بخت و سرکش اور تیسرے فرزند میں علاوہ بھائیوں کے یہ زیادتی تھی کہ کسی جگہ پر
 اُسکو قرار نہ تھا پس اے خواہر فرزند اول جو کہ سست طبع و سخت دل تھا وہ لا ولد رہا اور فرزند دوم کے یہاں
 انواع اقسام کی وضع اور صورت کے لڑکے پیدا ہوئے اور فرزند سوم سے تو بیشمار لڑکے مختلف صورت پیدا
 ہوئے کہ جس کا حد و حساب نہیں پس خداوند کریم نے برادر لا ولد اور دوسرے بھائی کی اولاد کو تیسرے
 بھائی کی اولاد مقرر کیا مگر بعض اولاد سے تیسرے بھائی کی ایک فرقہ کو ایسا بزرگ اور افضل کیا کہ کوئی فرقہ اُسکی
 فضیلت کو نہیں پہنچتا تھا بعد اسکے اُس فرقہ بزرگ میں ایک شمع غیب سے روشن ہوئی بعض اُنہیں سے اُس
 شمع کی روشنی میں جو اپنی مان کی گود میں رہے وہ پائمال ہوئے اور مان باپ نے اپنی نوعیت سے خارج کر دیا
 اور بعض جو درمیان دو مادروں درمیان کے حفاظت میں رہے وہ مقبول دل ہوئے اور بعض جو مان کم رتبہ کی
 تقلید میں رہے اُنکا انجام نہ معلوم ہوا پس سوال ختم ہوا اب جواب با صواب اسکا دو عقیلہ کے ذہن نے ایک
 حرف اس سوال کا قبول نہ کیا جواب کیا دیتی چپ ہو رہی اتنے میں ایک جوان عالیشان مثل آفتاب کے ایک
 گوشہ باغ سے درخشان ہوا اور اُس نے بعض عقیلہ کے جواب معقول دیا اور خود بیچ میں اُن دونوں نازنینوں کے
 تخت پر بیٹھ گیا بعد ازاں عقیلہ کو غش سے آفاق ہوا لیکن ملکہ کو حقیقت سوال و جواب اور صورت اس جوان ملاحظت
 کی یاد رہی مگر سوال کا جواب بالکل سہو ہو گیا اور ملکہ نے جو غور اور فکر کی تو اس جوان صاحب خواب کو امیر زادہ
 سیف الدین کے مشابہ پایا سمجھی کہ میری فریفتگی کا یہی باعث ہوا کہ ظاہر وہ صورت دیکھی اور عالم بیوشی میں
 اس صورت سے دیکھا بہر حال امیر زادہ سے اس سوال کا جواب ضرور لینا چاہیے اگر اُس نے بھی وہی جواب دیا تو

بہر کیف باغ اور ان نازنینوں کا حال بھی بخوبی دریافت ہو جائیگا اور اگر یہ بھی مثل میرے ناواقف ہوا تو دفعۃً اپنا حال ظاہر کرنا مصلحت وقت نہیں ہے صبر کرو دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے سعدی فرماتے ہیں مہر عظم صبر تلخ نیست و لیکن بر شیرین دارد ہاں موخر شاہ کے دل میں یہ خیال ہوا کہ عقیلہ سیم اندام کا عقد امیر زادہ سیف الدین سے کر دینا بہتر ہے لیکن عقیلہ کا بھی راضی ہونا شرط ہے بلکہ عصبیت خرد پرورد پر اعظم زیادہ تر اس مقدمہ میں مصرتھا بادشاہ محل سرا میں آئے اور سنجیدہ بانو سے فرمایا کہ تم عقیلہ کو رضامند کرو کیونکہ امیر زادہ سیف الدین سے بہتر کوئی شخص دلاور میر نہ آئیگا سنجیدہ بانو بولی کہ میں نے گل اندام کنیز خاص ملکہ عقیلہ سے سنا ہے کہ عقیلہ نے بجائے خود ایک سوال تجویز کیا ہے اور کہتی ہے ہرچہ باشد جو کوئی اس سوال کا جواب شافی دیگا میں اس سے عقد کر دنگی بادشاہ نے پوچھا وہ کیا سوال ہے ملکہ سنجیدہ بانو نے کہا میں دریافت کر کے کہہ دوں گی غرض سنجیدہ نے گل اندام کو بلا کر کہا کہ تو ملکہ سے حال سوال کا دریافت کر کے مجھے بیان کر گل اندام عقیلہ کے پاس گئی اور کہا آپکی والدہ نے پوچھا ہے کہ وہ سوال کیا ہے عقیلہ نے اس سوال کو نظم کر کے ملکہ سنجیدہ بانو کے پاس بھیج دیا ملکہ سنجیدہ بانو نے حضور میں بادشاہ کے گزرانا بادشاہ اس سوال کو لیکے دربار عام میں تشریف لایا اسوقت عصبیت خرد پرورد وزیر اور اکثر عقلا حاضر تھے بادشاہ نے اول دانشوران روزگار کے آگے وہ سوال رکھ دیا اور فرمایا کہ اس معنی لاصل کا ہمیں جواب دو سب اراکین سلطنت و حاضرین دربار بہت دیر تک فکر اور غور میں رہے لیکن کوئی شخص مغرض سن کو نہ پہونچا اور جس نے کوئی جواب طبعی دیا بھی تو وہ لائق پسند کے نہ تھا اس عرصہ میں امیر زادہ نے بھی سوال کو ملاحظہ کیا اور دل میں کہا کہ عقیلہ نے یہ بند و بست خیالی باندھا ہے اتفاقاً ایک روز بادشاہ عقیلہ کے محل میں گیا تھا اور کسی کام کے واسطے امیر زادہ کو بلایا تھا اسوقت شراب کا نشہ از حد تھا بادشاہ امیر زادہ کے زانو پر سر رکھے سو گیا ملکہ نے جو سنا کہ بادشاہ زانو پر امیر زادہ کے سر رکھے آرام کر رہا ہے دل میں آیا کہ جیکے نزدیک سے امیر زادہ کو دیکھے آخر چند خواص خاص کو جو کہ محرم راز تھیں ہمراہ لے گئے وہاں آئی اور امیر زادہ کو دیکھ کر جلیگئی اتفاق سے امیر زادہ نے بھی عقیلہ کو دیکھ لیا اور ہزار جان سے عاشق و شہید ہو گیا جب عقیلہ محل میں آئی اُس نے گل اندام کے ہاتھ کھلا بھیجا کہ تمہیں ہمارا کچھ بھی عشق ہے تو تم ہمارے سوال کا جواب دو ورنہ اس بوالہوسی کا سولہ بدنامی کے اور کوئی نتیجہ نہیں ہے امیر زادہ نے گل اندام کی بات کا کچھ جواب نہ دیا اس عرصہ میں بادشاہ بیدار ہوا اور باہر آیا امیر زادہ بھی باہر آیا مگر اس فکر میں تھا کہ کسی طرح سوال عقیلہ کا جواب دینا چاہیے کہ ایک دن امیر زادہ نے سنا کہ جبل سیاہ جو عجم میں ہے اُس پر ایک درویش زاہد خدا رسیدہ رہتا ہے اور اکثر حاجت مند وہاں جاتے ہیں اور بکراد وہاں سے آتے ہیں امیر زادہ بھی دوسرے روز صبح کو سوار ہو کر درویش کے پاس پہونچا درویش نہایت تواضع و تعظیم سے پیش آیا بعد ازاں پوچھا تم کس کام کو یہاں آئے ہو امیر زادہ نے سب حال دست بستہ بیان کیا

اُس خدا شناس نے کہ بورق زامہ نام تھا کہا امیر میں تمہیں ایک اسم بتاتا ہوں تم ایک ہفتہ اسے پڑھو اور وہ
 ہشتم ایک اجنبی پیدا ہوگا جیسا وہ کہے موافق اُسکے حکم کے تمہیں کرنا یقین ہو کہ اپنے مطلب دی کو پہونچو امیر زادہ
 نے درویش کے حق میں دعائے خیر کی اور خود اور اس میں مشغول ہوا روز ہشتم صبح کو ایک شخص حسین امیر زادہ
 کے پاس آیا اور کہا چل میں تجکو منزل مقصود تک پہونچا دوں لیکن موخر شاہ سے چھ ماہ کی رخصت لو بعد چھ ماہ
 کے سوال کا جواب دوں گا امیر زادہ نے بادشاہ سے رخصت چھ ماہ طلب کی بادشاہ نے بخوشی اجازت دی امیر زادہ
 نے محل میں جا کے بعد انفرادی طعام آرام کیا جب صبح کو آنکھ کھلی دیکھا کہ صحرائے لق و دق ہو اور وہ جوان غیبی سیلے
 موجود ہو امیر زادہ نے پوچھا اے عزیز اب تیرا کیا مقصد ہو وہ جوان بولا کہ تمہیں منزل مقصود تک پہونچانا ہو امیر زادہ
 نے کہا اول اپنے نام سے آگاہ کر بعد اسکے سوال ہو اسکا جواب دے پھر منزل مقصود کو پہونچانا اُس جوان نے کہا
 تمہیں دلیل سے کیا حاصل خاموش میرے ہمراہ چلے آؤ جو ہوگا وہ خود ظہور میں آوے گا امیر زادہ متحیر اُسکے ہمراہ
 چلا جاتا تھا لیکن وہ صحرا مثل صحرائے دنیا کے نہ معلوم ہوتا تھا کہ ناگاہ ایک طرف زانغ اور کبوتر میں باہم جنگ
 دیکھی اور قریب تھا کہ زانغ کبوتر کو ہلاک کرے پس اُس جوان نے کہا اے امیر زادہ تم خوب وقت پر پہونچے جلد ایک
 تیر مارو کہ زانغ کا بازو چھد جائے پس یہی مقدمہ تمہارے فتح الہاب کا ہو امیر زادہ نے فوراً ایک تیر مارا بجز
 اس عمل کے ایک طوفان عظیم برپا ہوا کہ جہاں تیرہ و تار ہو گیا بعد دفع ہوئے اس طوفان کے امیر زادہ پھر اُسکے
 ہمراہ چلا راہ میں دیکھا کہ ایک درخت کھان ہو کہ ہر برگ اور شاخ سے اُسکے پانی جاری ہو اور پتے درخت سے ایک
 آواز غمناک اس درد کی آتی ہو کہ دل کو بے اختیار کیے دیتی ہو اُس جوان نے امیر زادہ سے پوچھا وہ تیر جو تھے
 زانغ کو مارا تھا کہاں ہو امیر زادہ نے کہا موجود ہے جو ان نے کہا اُس تیر کو درخت کے قریب لیجا کے کوکڑا
 سامون دانا پھر تم عنقریب اپنے مسکن پر جاؤ گے خاطر جمع رکھو میں یہ تیر گواہی کو لایا ہوں تاکہ تمکو میری بات
 کا اعتماد ہو یہ کہ تیر کو درخت کی جڑ میں رتھدینا اور چلے آنا امیر زادہ نے ایسا ہی کیا اور کہا کہ اے جوان نام
 اپنا بتا اور کام کا انجام بیان کر جو ان بولا نام میرا بشیرون ہو اور ابھی جلدی کیا ہو وہ بھی بتا دوں گا الغرض بعد
 تھوڑی دیر کے ایک شہر نظر آیا بشیرون امیر زادہ کو بیرون شہر لگیا اور وہاں ایک شہر یا قوت رنگ بغل سے
 نکلا لڑکے میں جلائی جب رنگ اُسکا کبود ہو گیا اُسکو پیسا اور سرمہ بنا کر امیر زادہ کی آنکھ میں لگا دیا پھر دکانے سرمہ کے ایک عالم
 دنیا سے علیحدہ یعنی اشکال عجیب و غریب مختلف رنگ مہیب صورت کی دیکھیں کہ ہوش جاتے رہے بشیرون نے کہا خوف نہ کرو تمکو اسنے
 صدمہ نہ پہونچے گا اب جو شہر میں آئے بازار صاف راہ بہت شفاف لیکن ساکنان شہر کے بصورت آدمی نہیں بشیرون نے امیر زادہ کو
 ایک بار گاہ کے دروازے پر لا کر ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا بعد ایک ساعت کے صاحبزادہ اندر سے باہر برآمد ہوا بشیرون نے
 امیر زادہ سے کہا اُسکو سلام کرو کہ یہ تمہارے کسی وقت میں کام آوے گا امیر زادہ نے کہ بشیرون کا تابع تھا بھوری مودب سلام کیا اب جو بغور

دیکھا تو تمام بدن اسکا شل دم طاؤس داغدار ہو اور چہرہ نہایت سفید کہ نظر کام نہ کرتی تھی وہ مرد با شوق تمام امیر زادہ سے بغلیک
ہوا بعد اسکے ملازموں کو حکم دیا کہ جہان ہدیہ خدا کو فلان مکان میں اتاروا اور خد متنگزاری میں کسی طرح کا قصور
نہ کرنا میں بھی بعد فراغت دربار کے آتا ہوں ملازموں نے حسب الحکم امیر کے از خد متنگزاری کی امیر زادہ نے
اس مکان کو نہایت آراستہ دیکھا بشیرون سے شہر اور صاحب مکان کا نام پوچھا بشیرون نے کہا یہ شہر سبطلیہ
قوم اجنہ کا ہے اور شہر یار یہاں کا سبطل شاہ جہی ہے اور صاحب خانہ کہ نام اسکا سرطون وجہیہ جہی ہے فرزند رشید
بادشاہ کا ہے امیر سیف الدین وہ جو تھے کبوتر اور زراغ کو جنگ کرتے دیکھا تھا وہ کبوتریہ جہان سرطون کہہ
تھا اور وہ زراغ سیاہ ایک جہیہ جہیہ سکوس ساحرہ نام تھی امیر زادہ سیف الدین نے باعث نزاع کا پوچھا
بشیرون نے کہا سکوس ساحرہ مدت مدید عرصہ بعید سے شاہ زادہ پر عاشق تھی لیکن قابو نہ ملتا تھا کہ شاہ زادہ
کو لیمائے اتفاق سے ایک روز سرطون مکتب میں بیٹھا تھا کہ وہ مردار بزرگ مکتب سے لیکھی اور عرصہ تک بخون
سبطل شاہ اسکو پوشیدہ رکھا بعد اسکے اپنا اظہار مطلب کیا سرطون نے عذر کیا کہ میں بدون مرضی والدین
کے کوئی امر نہیں کر سکتا جب وہ ساحرہ مایوس ہوئی تب اُسے شاہ زادے کو کبوتر بنایا اور آپ زراغ بنی اور چلا
کہ اپنا مقصد دلی حاصل کرے اس اثنا میں تم پہونچے اور تنے اسکو قتل کیا اور شاہ زادہ کو چنگل موت سے نجات دی
اور دوسرے وہ درخت کہ جسکی جڑ میں تنے تیر رکھا تھا وہ قید خانہ سامون دانا معلم اور تالیق شاہ زادہ کا تھا
جبکہ شاہ زادہ مکتب سے غائب ہوا اس جرم میں بادشاہ نے معلم کو اسی درخت کی جڑ میں قید کیا تھا کہ وہ مجلس اجنہ
ذی آبرو کا ہی ساموس بیچارہ بے گناہ اس بلا سے سخت میں گرفتار تھا شب و روز درگاہ خدا میں اپنی رہائی کے
واستے دعا کرتا تھا اور اس درد سے روتا تھا کہ سنانہ جاتا تھا اور وہ پانی جو درخت سے جاری تھا وہ پانی نہ تھا
بلکہ آنسو اسی معلم کے تھے اور جو میں نے وہ تیر درخت کی جڑ میں تھے رکھا دیا اسکا ہی منشا تھا کہ معلم شاہ زادہ کی
رہائی سے آگاہ ہو اور اگر خدا نے چاہا تو یہ پیر دانا بھی تمہارے معاملہ میں ضرور کوشش کریگا امیر زادہ سیف الدین
جب سرطون تھے پوچھے کہ تم یہاں کس مطلب کے واسطے آئے ہو تو تم کہنا کہ میں مطلب اپنا حضور میں بادشاہ کے عرض
کر لوں گا ہر چند وہ کہیگا کہ جو حکم دار و مال یا جس شہر کی احتیاج ہو بیان کرو میں وہ سب تمہارا کردار دنگا تو پھر بادشاہ سے
کہنا کہ ضرور تم اپنی بات پر قائم رہنا پھر وہ تلو بادشاہ کے پاس لیجا لیگا اور جو تم نے احسان کیا ہے وہ بھی بادشاہ سے
کہیگا جب بادشاہ یہ سن لیگا تو تمہیں کہیگا کہ امیر جہان ہادی یہ خوشی ہے کہ تم کچھ اپنا مطلب ہم سے بیان کرو تا کہ ہم بھی
تمہارے بار احسان سے سبکدوش ہوں پہلے بادشاہ سے اقرار اور عہد کر لینا بعدہ کہنا کہ فرمان حدیقہ العجب
دفر شاہی سے مرحمت ہوا اسوقت سبطل شاہ پوچھیگا کہ سوا اسکے اور بھی کوئی عرض ہے تم کہنا کہ اور کوئی مطلب
نہیں ہے اسوقت تمہارا سب مطلب پورا ہو جائیگا لیکن امیر زادہ دل میں کہتا تھا کہ میرا کیا مطلب اس سے نکلا

کیونکہ بشیر و ن تو میرے مطلب دلی سے آگاہ بھی نہیں ہی پھر کیا ہوگا عرض شاہزادہ اول امیر زادہ سیف الدین کے پاس آیا اور خاصہ طلب کیا امیر زادہ کے ساتھ کھانا نوش فرمایا جب اکل و شرب سے فارغ ہوئے امیر زادہ کو سیر و تماشا دکھایا امیر زادہ نے ایسے خوش قطع اور نئی نئی وضع کے مکان دیکھے کہ کبھی خواب میں نہ دیکھے تھے بعد اسکے سرطون نے کہا امی جو ان تیرا احسان ہمارے خاندان پر ایسا ہے کہ ہم مدت العمر اسکا شکر یہ ادا نہیں کر سکتے خداوند کریم تیرے اس احسان سے ہمو سبکدوش کرے جو مطلب کہ تو رکھتا ہے وہ بیان کرتا کہ وہ خدمت ہم بجا لائیں امیر زادہ سیف الدین نے کہا ایک مطلب میرا ہے لیکن میں بادشاہ سے کوٹنگا سرطون نے کہا ایسا مطلب کیا ہے کہ جو مجھے نہیں ہو سکتا امیر زادہ نے کہا جب میں بیان کرونگا اگر تھے ہو سکیگا تم ہی کر دینا یا بادشاہ مطلب میرا پورا کر دیگا دوسرے روز سرطون امیر زادہ کو بادشاہ کے پاس لیکیا اور کہا امی شہر پار یہ وہ ہی جو ان عالیشان ہے جسے میری جان اسوقت جنگل اجل سے بچائی کہ پھر خدا کے اور کوئی نہ تھا اور میری ہلاکت میں کچھ باقی نہ تھا سبطل شاہ امیر زادہ سے باخراہ پیش آیا اور شکر و احسان ادا کیا اور تخت پر برابر بٹھانا چاہا مگر امیر زادہ خود ایک کرسی زرنگار پر بیٹھ گیا ہوا بعد ازاں شاہ نے فرمایا امی جو ان عالی مقام ہم تمہارے احسان سے کسی طرح باہر نہیں ہو سکتے مگر تم ہی جو کام کہ ہمارے لائق ہو جسے بیان کرو کہ ہم اُسے بخوشی تمام انجام دین امیر زادہ نے کہا کہ خداوند کریم حضور کو باین قدر ذاتی و رتبہ شناسی تا دیر گاہ سلامت باکرامت رکھے یہ تھوڑا آپ نے خلق و مروت کو کام فرمایا اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ حضور مجھ ایسے کم رتبہ سے باین خوش اخلاقی پیش آئے ورنہ من آنم کہ من دائم اس سے زیادہ صلہ احسان اور کیا ہوگا لیکن میرا ایک مطلب ہے اگر حکم ہو تو عرض کروں سبطل شاہ نے کہا ضرور اظہار کیجئے امیر زادہ نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ میں جو عرض کروں آپ اُمسین مضائقہ فرمائیں بادشاہ نے بقسم حضرت سلیمانؑ کہا ہرگز ایسا نہ ہوگا جس قدر میرے قبضہ قدرت میں ہے ہرگز دریغ نہ کرونگا امیر زادہ سیف الدین نے کہا میں ایک فرمان حدیقہ لکھا ہوں کا دفتر شاہی سے چاہتا ہوں بادشاہ اس سوال سے تا دیر فکر میں رہا اور کہا امی محسن تو نے وہ شرط طلب کی کہ جو ہمارے اختیار سے باہر ہے مگر کج معاف کر انشاء اللہ تعالیٰ کل ضرور جواب دینگے عرض امیر زادہ رخصت ہو کر سرطون کے ہمراہ مکان پر آیا سرطون نے کہا امی برا در عجب سخت سوال تو نے بادشاہ سے کیا امیر زادہ نے کہا میں اسد واسطے آیا ہوں وگرنہ خداوند کریم نے مجھے سب کچھ دیا ہے عرض سرطون محل میں گیا اور آرام کیا امیر زادہ بھی سو رہا صبح کو بشیر و ن نے کہا اب تمہارے مطلب کا وقت قریب آیا یعنی فرمان حکومت حدیقہ العجایب تمکو ملنے والا ہے امیر زادہ نے کہا سوال دیگر اور جواب دیگر اس فرمان سے میرا کیا کام نکلیگا میرا کیا مطلب ہے اور تم کیا حکایت بیان کرتے ہو بشیر و ن نے کہا شاید میں تمہارے مطلب سے آگاہ نہیں کہ بار بار تم حیران ہو کر مجھے پوچھتے ہو یہ سب اسباب تمہارے ہی مطلب کے ہیں کہ بدون زمین کے بام پر جانا محال ہے امیر زادہ نے کہا دوسرا مطلب

کیا ہر بشیرون بولا کہ دو مطلب تمھارے یہ ہیں کہ ایک پہلو میں تمھارے مطلوب عقیلہ ہوگی اور دوسرے پہلو میں
 دختر شاہ جن کی ہوگی امیر زادہ نے کہا کہ مجھے صاف صاف کو یہ معمہ اچھا نہیں بشیرون نے کہا میں تمھاری یہ سچی
 سبطل شاہ کی بیٹی ملکہ قمرائے حور پیکر کا باغ ہو اور اصطلاح اجنہ میں طالب باغ ہونا گویا خواستگاری اسی
 پری پیکر کی کرنا ہو اور جو سوال کہتے عقیلہ بانو نے کیا وہ اصل مطلب نکاح قمرائے حور پیکر سے ہے جب یہ مطلب
 تمھارا سبطل شاہ نے کر دیا پھر میں مفصل اُسکی تفصیل بیان کر دوں گا قصہ کوتاہ دوسرے روز جب امیر زادہ دربار
 میں گیا بادشاہ نے امیر زادہ کی نہایت توقیر کی اور سامون دانا وزیر کو بلا کے کہا میں اس مقدمہ میں کیا فکر کی
 وزیر نے عرض کی کہ فدوی خدمت میں ملکہ کے گیا اور عرض کی اُس شخص نے تمھارے بھائی کو بیخہ اجل سے بچایا ہو
 اور بادشاہ نے اُسکی رواسے حاجت میں قسم شدید کھائی ہے تمکو چاہیے کہ تم بھی اپنی فیض صحبت سے اُسے سرفراز کرو
 ملکہ نے کہا آدمی خاکی ہم آتشی خاک اور آتش سے کیا مناسبت اگر آتشی ہوتا تو مضایقہ نہ تھا میں نے عرض کی خالہ تو
 آتش کو ضرر نہیں پہونچا سکتی اور سوائے اسکے آپ نے سنا ہوگا کہ حضرت بلقیس علیہا السلام کا کہ خلقت اُنکی آتشی تھی
 حضرت سلیمان علیہ السلام سے عہد ہوا ملکہ نے پھر اس جوان کا قیافہ پوچھا میں نے قیافہ بیان کیا ملکہ نے فرمایا
 میں نے کتب سماوی میں ایک عبارت دیکھی ہے اور میں نے عقلاً اُسکی شریعت کی ہے اگر میرے موافق نہم کے اُس جوان
 نے جواب دیا تو تمھارا کہنا منظور کرونگی ورنہ میرے دصال کی دوسری صورت ہوگی سبطل شاہ نے امیر زادہ سیف الدین
 سے کہا میں سنا سامون نے کیا کہا اسی سے میں نے کہا تھا کہ یہ مطلب تمھارا میرے قبضہ اختیار سے باہر ہے اب یقین ہے
 کہ تمھاری سمجھ میں بھی آگیا ہوگا امیر زادہ نے کہا حضور خاطر جمع فرماوین ملکہ عالم کے سوال کا میں حسب دلخواہ
 جواب دوں گا جب ملکہ کو اس بات کی خبر ہوئی کہ وہ جوان جواب دینے کا اقرار کرتا ہے تب ملکہ نے حدیقہ العجایب کی
 آراستگی کا حکم دیا سبطل شاہ امیر زادہ کو ہمراہ لیکے باغ میں گیا اور ایک کرسی زرنگار پر مقابل صندلی ملکہ قمرائے حور پیکر
 کے امیر زادہ کو بٹھایا اور خود تخت پر جلوہ آرا ہوا جب صحبت گرم ہوئی ملکہ نے کہا امی جوان عالی شان سوال میرا یہ ہے
 کہ ایک صحبت جس میں نقطہ اہل صحبت تھے اور کوئی دوسرا نہ تھا اور اول اس صحبت سے سات شخص باہر آئے اور اُنھوں نے
 بالاتفاق چار عورتوں سے نکاح کیا مگر دوعورتیں بھی باہم ذمی مرتبہ تھیں یعنی ایک دوسری سے درجہ اعلیٰ رکھتی تھی
 امیر زادہ نے کہا پہلے تم اسی کا جواب سُنو پھر اور حال بیان کرنا ملکہ نے کہا بہتر فرمائیے امیر زادہ نے کہا وہ شخص
 ممکنات سے عبارت ہے اور وہ ساتوں شخص موافق ممکنات کی مجلس میں موجود تھے یعنی علم اور ارادہ میں واجب الوجود
 کے داخل تھے جسکو بالقوہ کہتے ہیں اور اس صورت میں موجود نہ تھے کہ بالفعل مشہور ہو موجود ہونا
 انکا شمار میں نہیں آتا تھا بلکہ علم دارادہ میں آفرینندہ جہان کے داخل تھے اُسکی مشیت میں تھا کہ ہم پیدا کریں گے اور
 ایسے موجودات کو حکما مہیات ممکنہ اور صوفیہ عالمیان ثابتہ کہتے ہیں اور اُن سات شخصوں سے افلاک ہنگامہ مراد ہے

کہ بجز دامن کر کے تمام خلقت سے اول سات فلک و جو دین آئے ہیں جنکو اہل حکمت آبا سے علوی کہتے ہیں اور انکی
 بے علمی کی دلیل یہ ہے کہ قدرت قادر حقیقی سے کوئی ماہر نہیں ہو کہ کیا ہوگا ہو عالم السر و الخفیات اسکا شاہد ہو اول
 وہ چارون عورتیں اربعہ عناصر ہیں جنکو اہل کمال سے خطاب دیتے ہیں پس تفریق مرتبہ آپس میں جو ہے وہ ظاہر ہے
 کہ کرہ آتش بالا تر کرہ ہوا سے ہے اور کرہ ہوا بالا تر کرہ آب سے ہے اور کرہ آب بالا تر کرہ خاک سے ہے ہر ملکہ نے بنظر محبت
 امیر زادہ کو دیکھا اور کہا لہ درک آفرین خوب جواب معقول دیا ای جوان ذیشان اُن عورتوں سے ہیئت مجموعی
 تین فرزند پیدا ہوئے اُمین ایک سخت دل اور سست طبع تھا دوسرا سبز بخت اور سرکش اور فرزند سوم مین علاوہ
 خواص مذکورہ بھائیوں کے ایک روانی زیادہ تھی اس سبب سے وہ فرزند لا ولد رہا اور دوسرے فرزند سے طرح طرح کی
 اولاد پیدا ہوئی اور تیسرے فرزند سے عجیب قسم اور صورت کی اولاد ہوئی بعد اسکے بھائی لا ولد اور اولاد دوسرے
 بھائی کی تیسرے بھائی کی اولاد کی خدمت کو مقرر ہوئی امیر زادہ نے کہا ای ملکہ جب اُن عورتوں یعنی اربعہ عناصر
 نے ترکیب پائی اور ہیئت مجموعی ہم ہو چکی اُن سے تین لڑکے پیدا ہوئے اور وہ لڑکے موالید ثلاثہ سے عبارت ہے
 اور نام اُنکے جمادات و نباتات و حیوانات ہیں پتھر سخت و سست ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا اور سلسلہ
 توالد و تناسل بھی قطع ہے تو یہ وجہ لا ولد کی ہوئی اور نباتات بھی سخت ہیں الا نموا سکا سرکش اور اُمین سلسلہ تناسل بھی
 جاری ہے یعنی تخم پوتے ہیں اور اُس سے درخت پیدا ہوتے ہیں اور اُن درختوں سے پھل پیدا ہوتے ہیں و کذا ہلہ اجرا
 اور تیسرے بھائی کی اولاد سے حیوانات ہیں کہ جو نو اور سرکشی و حیات و سبز بختی مین نباتات کے شریک ہیں اور سختی طبع
 اور سستی مزاج مین بھی شریک ہیں اور جمادات کی نسبت ایک جز و روانی کی فضیلت رکھتے ہیں دونوں بھائیوں پر یعنی
 حرکت بالا راہ کرتے ہیں بخلاف نباتات اور جمادات کے کہ وہ اس مرتبہ سے بے نصیب محض ہیں بعد اسکے خداوند کریم
 کی حکمت اور مشیت نے جمادات و نباتات کو حیوانات کا مطیع فرمایا تاکہ وہ اُنکے وسیلہ سے معاش پیدا کریں
 اور معاش سبب اطمینان واسطے عبادت معبود کے ہے پس پانچو جمادات و نباتات کے واسطے اطاعت حیوانات کی
 دلیل ہے ملکہ نے فرمایا ای جوان ذیشان تیسرے بھائی کی اولاد مین ایک قسم کی نہایت فضیلت ہے امیر زادہ نے
 کہا وہ نوع انسان ہے جسکو اشرف المخلوقات خدا نے کیا ہے ملکہ فرما کر حور پیکر نے کہا جس وقت اُس نوع فاضل کے
 درمیان ایک شمع روشن غیب سے آئی بعض روشنی مین شمع کے اپنی مادر بلند مرتبہ سے ہم آغوش ہوئے اور مان باپ
 نے اُنکو اپنی جنسیت سے خارج کر دیا اور بعض دوا در کے درمیان حفظ اور امان مین رہے اور بعض نے جو مادر دانی کی
 بیروی کی اُنکا حال کسی کو معلوم نہوا امیر زادہ نے کہا ای ملکہ آفاق وہ شمع عقل ہے جو حق تعالیٰ نے انسان کو عنایت
 رانی اور اُس عقل کی روشنی مین شناخت حیوانات کی ہوئی اگرچہ مراد اعضاء افراد انسان سے ہے بقول سعدی شاعر
 بنی آدم اعضاء یکدیگر اند کہ در آفرینش زیک جو ہر اند

لیکن انہیں بعض احکام رسول کے مقلد نہ ہوئے اور انہوں نے ہم آغوشی مادر بلند مرتبہ یعنی آتش کی کی جنگی شان میں
 یہ آہ انک لا تہدی من اجبت ولكن یمدی من یشار نازل ہوئی اور وہ کافر ہوئے کہ جنگا اخترت النار بالعباد
 قول ہو کہ سوا سطلے کے کافر کوئی دوست دار نہ ہوگا جس طرح فنا بکت علیہم السہار قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور مقلد
 رسول مقبول ہوئے وہ مرتبہ یقین کو پہونچے یعنی جو انہوں نے دیکھا وہ کسی نے نہیں دیکھا اور جو انہوں نے پایا
 وہ کسی کو نہیں ملا اور وہ جو سمجھے کوئی نہیں سمجھا اور نہ ہم میں آیا اور جو دو مادر درمیانہ کے یعنی آب اور ہوا سے
 واصل ہوئے وہ روح و ریجان بہشت مشہور ہیں انکو مومنان حقیقی کہتے ہیں جنگی شان میں جنت عدن تجری من تحتہا
 الانہار نازل ہوا اور بعض نے انہیں مادر ادنیٰ یعنی خاک کی ہم آغوشی اختیار کی انکو مومنان حقیقی سے پست مرتبہ
 ملا کہ سوا سطلے کے وہ اہل شک سے ہیں انکا ایمان لانا اور بر خلاف ہونا کیسا ہر اسوا سطلے انکو مستضعفین خطاب دیا
 پس انکے ثواب و عذاب کا خدا کو اختیار ہے اگر لائق جنت ہیں انہیں جنت ملیگی اور جو جہنم کا کام کر لگا وہ داخل نار ہوگا
 ملکہ نے جب یہ سنا خاموش ہو رہی پھر کچھ نہ پوچھا تمام حضار محفل نے امیر زادہ سیف الدین کو تحسین و آفرین
 کی ملک سبطل شاہ نے امیر زادہ کی انگوٹھی ملکہ کو اور ملکہ کی خاتم امیر زادہ کو پہنادی اور سامان عروسی
 کے تیار ہونے کا حکم دیا بشیر دن نے ایک مہر و پوشیدار ملازمان سرکار سے بلا کر کہا کہ ایک تصویر مع باغ
 حدیقۃ النجا سب کے ایسی چھائی دو کہ امیر زادہ اور ملکہ قمر اور پیکر مقابل بیٹھے باہم سوال و جواب کرتے ہوں مہر
 و روز میں وہ درق تصویر دیکھ کر تیار کر دیا بعد اسکے بشیر دن نے امیر زادہ سے کہا اب تم بادشاہ سے چھ ماہ
 کی رخصت لو امیر زادہ نے سبطل شاہ سے کہا امیر وار ہوں کہ مجھے رخصت چھ مہینہ کی مرحمت ہو کہ مجھکو ایک
 کاراہم درمیش ہی انشاء اللہ تبتلے بعد انجام اس کام کے حاضر ہوں گا ملک سبطل شاہ نے پوچھا ایسا کیا کام ہے کہ جسکے واسطے
 ہلو گولی سفارقت گوارا کرتے ہو اور ملکہ بھی اس امر سے مطلع ہوئی کہ امیر زادہ رخصت چاہتا ہے ملکہ نے کھلا بھیجا کہ بقول میر حسن

ہمارے بزرگوں نے سچ ہی کہا کہ ہین آدمی زاد کل بے وفا

ایر جو ان آدم زاد بیوفائی تمھاری خلقت میں ہے پس تیرے ایفائے وعدہ پر کیا امید کی جائے اگر تم نہ آئے تو
 انتظار میں تمھارے سوا سے مرگ کے کیا چارہ ہے تا وقتیکہ جس کام کو تم جاتے ہو مفصل نہ بیان کرو گے ہم تمکو اجازت
 جانے کی نہ دینگے بشیر دن نے کہا ایر امیر شہر

راستی موجب رضائے خداست | کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

اسوا سطلے کے حال ملکہ عقیلہ بانو کا کسی طرح پوشیدہ رہ نہیں سکتا لہذا مناسب ہے کہ خود ہی بیان کر دو کہ ہر فرد بشر کو
 سچ پسند ہے علی الخصوص اس فرقہ اجنا کو جسٹ سے نفرت ہے آخر امیر زادہ نے کل احوال اپنا ازاو ل تا آخر
 بیان کیا اور یہ دو شعر سوال نظم ملکہ عقیلہ بانو کے پڑے رباعی

ہفت کس باپا زرن کردہ نکاح | وان نکاح آمد بملت با مباح | آمد از ایشان سہ کس با ندر وجود | صورت ہر یک جہاد و وضع بود

ملکہ کو اول ایک نوع کا ملال ہوا آخر دل میں سوچی کہ الفضاغت بشرط ہوا میرزا ادہ سیف الدین اور عقیلہ مر تبہ عاشقی و معشوقی کا رکھتے ہیں اگر امیرزادہ کو سودا سے عشق ملکہ عقیلہ بانو کا نہوتا تو ہمارے دام تدویر میں کیونکر آتا لہذا اس امر میں عارج ہونا مناسب نہیں ہے بلکہ رخصت عنایت کرنا چاہیے یہ سیکے چند نفر جن کا راز مودہ اور قوی ہیکل واسطہ استخار کے امیرزادہ کے ہمراہ کر دیے اور رخصت کیا بشیرون امیرزادہ کو سرحد نخیاع میں لایا اور موخر شاہ کو مطلع کیا بادشاہ اسی وقت مع اراکین سلطنت واسطہ استقبال کے آیا اور امیرزادہ کو لے گیا بادشاہ امیرزادہ سے بغلیک ہوا اور پوچھا اس قدر عرصہ کہاں کیا کہ ہم تمہارے صدمہ مفارقت میں گرفتار ہوئے اسب یہ بیان کرو کہ جس مطلب کو تم گئے تھے اور اتنی صعوبت سفر اٹھائی وہ بھی مطلب حاصل ہوا امیرزادہ نے کہا اے شہر یاران رتی سمیع الہیاء آپ نے سنا ہوگا شعر

بہر کاریکہ ہمت بستہ گردا اگر خارے بود گلرستہ گردا

بعدہ موخر شاہ امیرزادہ کو دولت سرا میں لایا دایہ ملکہ عقیلہ سیم اندام امیرزادہ کے پاس آئی اور عرض کی کہ اے جوان عالیشان ملکہ نے پوچھا ہے کہ اس سفر میں ذکر مقصود ہا تھا آیا یا ناحق گرداب بلا میں اپنے کو پھنسا یا امیرزادہ نے کہا اے دایہ صاحبہ تم ملکہ عقیلہ سے بعد سلام کے یہ کہنا کہ کوئی ذی روح جن و انسان مجھے ایسا ممکن نہوا کہ جو تمہارے مجھے کو سمجھتا اور اس عقدہ لاصل کو حل کرتا ہاں ایک ورق تصویر آپ کی نظر کو لایا ہوں مہر عمہ گر قبول افتد ز ہی عز و شرف ہا اسید کہ بعد ملاحظہ کے میری عرق ریزی اور جان فشانی کی داد عنایت ہو یہ سیکے وہ ورق تصویر حدیقۃ العجائب دایہ کو دیا دایہ نے پیغام زبانی ملکہ عقیلہ بانو سے لکے اور وہ ورق تصویر پیش کیا ملکہ عقیلہ بانو نے وہ نقشہ دیکھا ایسا صدمہ جان گزا ہوا کہ بیہوش ہو گئی امیرزادہ کو بھی ایک جن نے اس حال کی خبر دی بشیرون نے حکم دیا کہ ایک جن فوراً امیرزادہ سیف الدین کو سبطل شاہ کے ملک میں پہنچا دے اور چار جن اخبار ملکہ عقیلہ بانو پر مقرر کیے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ نگران رہیں تاکہ ملکہ عقیلہ بانو ہلاک نہ ہو جائے جب عقیلہ بانو بیہوش میں آئی دایہ سے کہا تو جا کر اس جوان غارتگر دین و ایمان و دشمن جان سے پوچھ کہ یہ تصویر کہاں سے دستیاب ہوئی دایہ جو آئی امیرزادہ کو بنیایا ملاز مون سے دریافت کیا ملاز مون نے کہا ابھی ایک ساعت ہوئی ہا ہر تشریف لیگے مگر یہ نہیں معلوم کہ کہاں گئے دایہ نے ملکہ عقیلہ سے اطلاع کی آخر موخر شاہ کو خبر ہوئی کہ امیرزادہ کہیں چلا گیا بادشاہ نے ہر چار طرف مخبر روانہ کیے جب کہیں نشان نہ ملا تب عصیب خرد پرور سے کہا میں خود حیرت میں ہوں کہ امیرزادہ کہاں گیا کہ یہ آنا اور بلا اطلاع چلے جانا عقل میں نہیں آتا جب ملکہ عقیلہ بانو کو یقین ہوا کہ امیرزادہ غائب ہو گیا اور کہیں پتہ و نشان بھی نہیں ہے گریبان چاک کیا اور اس قدر نالہ و زاری کی کہ قریب

ہلاکت پہنچی اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ امیر زادہ سیف الدین نہ آیا تو کنیز کی زندگی ہونگی بادشاہ نے جواب میں کہا کہ خاطر جمع رکھو میں نے ہر چہاں طرف آدمی روانہ کیے ہیں یقین ہو کہ خبر صحیح آ جاوے آخر ایک شب ملکہ عقیلہ بانو سو داسے خیال جانان میں سیر باغ کو گئی اور خواصوں سے پوشیدہ یکہ و تنہا حالت میں خود ہی میں ایک طرف روانہ ہوئی قصائے کار اتفاق روزگار سے صبح کو ایسے ایک صحرائے پر خاریں پہنچی کہ کف پا آبلوں سے فگار ہوئے اور تکلیف پیادہ پائی سے تھک کر زمین پر گر کے بیہوش ہو گئی اور جب کچھ ہوش آیا تو یہ اشد ریشہ

تپ جدائی سے اس طرح اب نزار ہوئیں | اہل کے ٹھہرے بھی غالب ہو فرسار ہوئیں
کیا ہر رخ جدائی نے ایسا کاہیدہ | کہ سبکی آنکھوں میں ٹھنکا کیا وہ خار ہوئیں

اور زار زار مانند ابرو بہار رونے لگی اور کہا افسوس ہزار افسوس بقول میان جرات شہر

لگا یار و گ جوانی میں کیوں میان جرات | ابھی تو کھیل تماشہ کے تھے تھارے دل

اور یہاں امیر زادہ سیف الدین اسوقت ملکہ قمر اور پیکر سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا تھا کہ ایک جن نے اس حال پر اختلال ملکہ عقیلہ بانو سے امیر زادہ کو خبر کی پس سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے رنگ چہرہ کا متغیر ہو گیا ملکہ قمر اور پیکر نے جو یہ حال دیکھا اول خوب ہنسی اور کہنا تمہارا بشر اگو اہی دیتا ہو کہ تمہیں ملکہ عقیلہ بانو کا نہایت صدمہ ہوا مگر اس حساب سے یہ صدمہ تمہارا بجا ہو کس واسطے کہ اگر تم متحل اُسکے صدمہ جدائی کے ہوتے تو کیوں اُسکا یہ حال ہوتا اور جو کسی وجہ سے اُسکے پہلو سے اُٹھے تھے پھر کرب اور اضطراب سبب ہو مگر افسوس ہو کہ وہ تمہاری جدائی میں اس مصیبت اور شداید میں گرفتار ہوا اور تمہارا یہ حال ہو دگر نہ وہ کہاں اور یہ آوارگی صحرا اور بیابان گری کہاں امیر زادہ نے کہا ہاں محبت اور عداوت دوسری شے ہو مگر بشر کو بشر کی تکلیف کا خیال ہوتا ہو جسوقت سبطل شاہ نے عقیلہ کا حال سنا کہا اول ملکہ عقیلہ بانو کا عقد ہو بعد ہمارے بیٹی کا اور اسوقت اسی حالت بیہوشی میں ملکہ عقیلہ بانو کو اٹھوا منگوایا اور اسی باغ حدیقۃ العجایب میں پہنچا دیا خواصوں نے تلوے سہلائے اور عرف گلاب بید مشک سے ٹھنڈ دھلا یا جب ہوش آیا ملکہ قمر نے ملکہ عقیلہ بانو کو برابر تخت پر بٹھالیا اور کہا اے خواہر عالی قدر تو نہایت عالی فہم اور دانش مند ہو میں نے تجھے یہاں اس واسطے بلا یا ہو کہ تو میرے ایک سوال کا جواب دے ملکہ عقیلہ بانو نے متغیر ہو کے سوال پوچھا ملکہ قمر نے وہی سوال مذکور صدر بیان کیا عقیلہ نے کچھ جواب ندیا اور مارے شرم کے سرنگون ہوئی اس عرصہ میں امیر زادہ سیف الدین موجود ہوا اور دونوں کے بیچ میں بیٹھ گیا ملکہ عقیلہ بانو نے جو ملکہ قمر اور امیر زادہ سیف الدین کو ایک جادیکھا صاف خواب کی تعبیر نکھن میں پھر گئی اور کہا صد شکر کہ میں نے اسوقت تعبیر خواب کی صحیح پائی امیر زادہ نے ملکہ عقیلہ کے سامنے سوال ملکہ قمر کا جواب دیا ملکہ قمر نے دعوت کا سامان کیا اور بعد دعوت کے بشیرون نے ملکہ عقیلہ کو شہر خا عہیہ کی طرف روانہ کر دیا اور امیر زادہ

سنے کہا تم خاطر جمع رکھو میں جلد آتا ہوں وہاں موخر شاہ اور ملکہ سنجیدہ بانو کا ملکہ عقیلہ بانو کی مفارقت میں عجیب حال ہو رہا تھا کہ یکا یک پرزادوں نے تخت ملکہ عقیلہ بانو کا صحن محل سرا میں رکھ دیا اور رسید لیکر روانہ ہوئے ایک کینز نے ملکہ کو دیکھ کے بے اختیار غل حجاب کا تمام اہل محل جمع ہو گئے ملکہ کی مان کو خبر ہوئی اور بادشاہ اسی وقت داخل محل ہوا اور بیٹی کو چھاتی سے لگایا اور بہت رویا پھر حال پوچھا ملکہ عقیلہ بانو نے سرگزشت اپنی بیان کی یہاں امیر زادہ نے بشیرون سے کہا کہ امی بادی طریق جادہ مشکل اب کیا قصد ہے بشیرون نے کہا اب سازا و سامان سفر مع فوج سبطل شاہ سے لو اور تھیل شاہانہ روانہ ہو اور نیا عیمہ میں پہونچکر عقد ملکہ عقیلہ بانو سے فرصت کرو بعد اسکے یہاں آکر اس ملکہ سے عقد کر لو امیر زادہ نے یہ حال سبطل شاہ سے بیان کیا سبطل شاہ نے کہا یہاں سب سامان موجود ہے عرض ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے مع جن و پرزاد نیا عیمہ کی جانب روانہ ہوئے جب وقت تریب نیا عیمہ کے پہونچے موخر شاہ استقبال خیر و نہ کر کے امیر زادہ کو لے گیا اور دوسرے روز سامان کٹھانی و جشن عروسی شروع ہو گیا اور اس شعر سے سامان جشن تصور کرنا چاہیے شعر

دران جشن از بزل اموال | اگر گشت سلطان و سلطان گدا

القصة قاضی شہر نے دونوں کا عقد پڑھا شعر

دو شتاق بیدل پس از ہرستا | گرفتند از وصل ہم لذتے

بعد ایک ہفتہ کے امیر زادہ سیف الدین موخر شاہ سے رخصت ہوئے مع ملکہ عقیلہ بانو کے ملکہ سبطلیہ کی طرف روانہ ہوئے جب قریب شہر پہونچے سبطل شاہ استقبال کر کے بغرت تمام امیر زادہ کو شہر میں لیگیا امیر زادہ نے دوسرے روز معرفت بشیرون کے پیغام شادی کا سبطل شاہ کو دیا سبطل شاہ نے اسی روز جشن عروسی کا حکم دیا کہ جلد تیار ہو جبکہ اجنہ کے مال و دولت کی انتہا نہیں تو سامان بھی علی قدر مراتب ہونا چاہیے لہذا حوالہ قصہ خوان کیا گیا القصہ جب امیر زادہ سیف الدین کا ملکہ قمر ارجور پیکر سے بھی عقد ہو چکا دونوں کو حدیقۃ العجائب میں لایا اور شب و روز عیش و عشرت میں مشغول ہوا بشیرون نے بعد عقد ملکہ قمر ارجور پیکر کے امیر زادہ سیف الدین کو نصیحت کی کہ خبردار روزینہ را ایک غسل سے ملکہ قمر ارجور اور ملکہ عقیلہ بانو کو تصرف میں نہ لانا نہیں تو پیشمان ہو گئے یعنی جب ایک نازنین کے پاس شب باش ہونا تو بغیر غسل دوسری سے صحبت نہ کرنا

منت ایچ حق بود گفتم تمام | تو دانی و گر بعد ازین و اسلام

امیر زادہ ایک مدت تک پابند نصائح بشیرون رہا لیکن حکم اذا انتم شئو و ہوا اما لقصہ شعر

برم اوسے دل جو شد کاری تمام | سیکند نقصانش سوی خود زمام

ایک شب ملکہ قمر ارجور پیکر سے صحبت کر چکا تھا کہ سبطل شاہ نے کسی کار ضروری کو ملکہ قمر ارجور کو بلا یا یہاں امیر زادہ

مہاراجا پشیمان ہو کر ملک عقیلہ گرم خوکے پاس پہونچا اور نصیحت بشیرون کا خیال نہ رہا ملک عقیلہ بانو کے پاس آرام کیا کہ فوراً ایک آتش سوزان
دونوں دن و مرد کے جسم میں روشن ہو گئی اس قدر بقیار ہوئے کہ کسی پہلو اگر آرام نہ تھا فریاد و الغیث ایسا بھایا کہ آسمان ہفتم تک حد بلندی
اس عرصہ میں بشیرون آیا اور کہا اے ظالم تو نے میری نصیحت کو بھلا دیا اور یہودہ سمجھا اور شکر اس نعمت کا نہ کیا خیر مرضی خدا یونہی تھی اب جلد تم دونوں
چشمہ عین الشفا میں غسل کرو ورنہ زندگی ہوگی امیر زادہ نے گھبرا کے پوچھا عین الشفا کہاں ہے بشیرون نے کہا عین الشفا ایک چشمہ اس کو
پر ہر جہان بوریق زاہد رہتا ہے سبطل شاہ نے چند نفر اجنبہ کو حکم دیا کہ جلد امیر زادہ اور عقیلہ بانو کو کوہ سیاہ پر پہونچاؤ بشیرون بھی
بہراہ ہوا جب بوریق زاہد کی خدمت میں پہونچے اس درویش نے کہا اے سیف الدین تم طلسم میں اسیر ہوئے خیر خدا سے تعالیٰ حافظ
ہو اب تم جلد جا کے اس گنبد کے عقب میں جو چشمہ ہر سین غسل کرو بشیرون اُن دونوں کو چشمہ پر لایا اول عقیلہ بانو نے غسل کیا اور باہر
کل آئی امیر زادہ نے جو دیکھا تو اول سے زیادہ حس و جمال میں پایا پھر خود چشمہ میں داخل ہوا ابھی غوطہ نہ کھایا تھا کہ بشیرون نے کہا
اے سیف الدین میں تیرے برج اقبال کا ستارہ تھا کہ بصورت انسان عالم طلسم میں مددگار رہا امیر زادہ سیف الدین
نے آواز بشیرون کی سنی مگر جواب کی ذہبت نہ آئی تھی کہ تخت النری کو پہونچا جب زمین کو پاؤں لگے آنکھ کھولی تو دیکھا ہفتہ فیض
مکان تقدس حکیم صاحب سانسے ہو اسوقت امیر زادہ سیف الدین نے بے اختیار ہی میں یہ رباعی جناب مرزا صاحب مرحوم کی پر طبعی ہوئی
دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا | کس کسانہ یان بہنے زمانہ دیکھا | برسوں رہا تنگ سر چتر زرین | تربت پہ نہ آنکے شامیانہ دیکھا

اب داستان اعجاز بیان امیر خلیل و امیر سلطان دونوں برادر حقیقی کی بیان ہوتی ہے کہ یہ دونوں کس طرح
داخل طلسم ہوئے



راوی کہتا ہے کہ ابھی امیر خلیل نے دروازہ کے اندر قدم رکھا ہی تھا کہ امیر سلطان بھی پہنچے ہر چند کہ یہ امر طلسم کے خلاف ہے کہ دو شخص باہم داخل طلسم ہوں الغرض جب یہ دروازہ طلسم میں گئے پھر دروازہ غائب ہو گیا بعد چاند قدم کے شاہراہ عام پر پہنچے اور اس جگہ کثرت سے سایہ دار درخت دیکھے اور وہاں کے لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف تھے امیر سلطان نے کہا امیر برادر ہنسنے جو حال جو مہر کی زبانی سنا تھا اُسکا تو کوئی اثر نہیں دیکھا امیر خلیل نے کہا یہ جائے شکر ہے نہ جائے شکایت مصرعہ کار رہا آسان شود اما بصبر برفتنہ رفتہ رفتہ دونوں برادر باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا ایک درخت عالیشان ہو اُسکے سایہ میں لوگ جمع ہیں اور سامان خورد و نوش سب مہیا ہے امیر خلیل نے ایک مرد سے پوچھا اس شہر کا اور یہاں کے بادشاہ کا کیا نام ہے اُس نے کہا نام اس ملک کا ارض الجدید ہے اور دو بادشاہ بنی عم یہاں کے فرمانروا ہیں اور ایک قطعہ اس زمین کا جو کہ قطب جنوب کی طرف واقع ہے وہ جنوبیہ مشہور ہے اور دارالسلطنت کا نام عشرت نگار ہے اور بادشاہ اُسکا عبدالمومن ملک الجنوب ہے اور خط شمال کی طرف واقع ہے اُسکو شمالیہ کہتے ہیں وہاں کے دارالخلاف کا نام جمعیت حصار ہے اور وہاں کا عبدالمہین ملک شمال ہے اور تم جہان وارد ہو یہ ملک شمالیہ کی سرحد ہے اور شہر جمعیت حصار بھی یہاں سے قریب ہے اس گفتگو کے بعد امیر خلیل نے امیر سلطان سے کہا ہمارے واسطے لفظ جمعیت فال ٹیک ہے وہاں سے آگے چلے شام کو شہر جمعیت حصار کے دروازہ پر پہنچے وہ شب تو باہر شہر کے کاروانسرا میں بسر کی صبح کو شہر میں داخل ہوئے وہاں امیر سلطان نے ایک شخص سے پوچھا اُس طرف کیا مقدمہ ہے جو لوگ رنجیدہ پھرتے ہیں وہ بولا خود جا کر دیکھا تو چھنے کی کیا حاجت ہے یہ دونوں بھی اُس طرف گئے دیکھا کہ ایک دیوار پر تصویر کسی شاہزادہ کی نہایت حسین و شکیل ہے کہ آنکھ اُسیر نہیں ٹھہرتی خلعت اُس تصویر کو دیکھ کے روتی ہے امیر و ن کو یہ حال دیکھ کے ایک حیرت ہوئی کہ یہ روتے کیوں ہیں بلا شک اس میں کوئی بھید ہے ناگاہ دوسری دیوار پر مقابل میں اُسکے ایک تصویر نازنین صاحب جمال بلکہ بیشال نظر آئی امیر سلطان امیر خلیل سے کہیں تھا اُس تصویر پر عاشق ہو گیا امیر خلیل نے سمجھا یا کہ امیر برادر یہ وقت عشق و عاشقی کا نہیں ہے کہ ملک بیگانہ ہے اور ہم مسافرانہ وارد ہیں امیر سلطان نے کہا کہ عشق کے واسطے کوئی وقت معین نہیں ہے اور عشق کسی کے اختیار میں نہیں ہے امیر خلیل نے کہا سچ ہے لیکن تا مکن انسان کو خود داری بھی ضرور ہے جہاں تک ہو سکے امیر سلطان نے کہا یہ بات آپ میری نسبت نہ فرمائیے کہ اب میں اُس درجہ سے گزر گیا آپکا سمجھانا کارگر نہ ہو گا شعر

از سر بالین من بر خیز ای نادان سب | درد مند عشق را دار و بجز دیدار نیست

پس اگر کسی تدبیر سے اس صاحب تصویر کا وصال ممکن ہو تو بہتر ہے کس واسطے کہ شعر

بجسے مریض عشق کو جز شربت وصال | نسخہ کی احتیاج نہ حاجت دوائی ہے

امیر خلیل نے دیکھا کہ جنون امیر سلطان کا حد سے گزر گیا اب بجز وصال معشوق دو احوال ہی امیر خلیل نے
ایک مرد سے پوچھا یہ تصویرین کس کی ہیں اُس نے اول کہا کہ تم مسافر تازہ وارد معلوم ہوتے ہو امیر خلیل نے کہا
ہاں بعد اسکے اُس نے کہا کہ یہ بادشاہ کے بیٹے اور بیٹی کی تصویرین ہیں امیر خلیل نے کہا پھر خلق کے رونے کی کیا وجہ
ہو اُس نے کہا اصل حال یہ ہے کہ ملک شاہ بن ملک شمال ایک روز شکار کو گیا وہاں ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا
ہرن ایک غار میں شاہزادہ کو لے گیا پھر جب سے اب تک شاہزادہ شمال کا نشان نہیں ملا بادشاہ کو کمال رنج و
صدمہ ہوا ایک منجم نے کہا کہ شاہزادہ ابھی زندہ و سلامت ہے اور حضور سے ملاقات کریگا بادشاہ کو یقین نہ آیا
منجم نے کہا کہ ایک طرف شہر کے دروازہ پر شاہزادہ کی تصویر اور دوسری جانب اُسکی خواہر کی تصویر لگائی جائے
اور حکم ہو کہ جو شاہزادہ کا پتہ لگا دیگا ہم اُسکے ساتھ ملکر روشن بدن کا نکاح کر دیں گے خواہ کوئی ہو اگر خدا نے چاہا تو
اس صورت سے شاہزادہ ملک شاہ کا سراغ جلد پیدا ہو جائیگا امیر خلیل نے امیر سلطان سے کہا تھے سنا
یہ شخص کیا بیان کرتا ہے امیر سلطان نے کہا میں کیا جانوں کہ کیا کہتا ہے مجھ میں اتنے حواس کہا کہ میں سمجھوں غرض
امیر سلطان کو ہر روز صبح سے تا شام وہاں جانا اور تصویر کو دیکھنا اور چلے آنا امیر خلیل نے جب امیر سلطان کو
زیادہ تر متلا دیکھا کہا بار خدا یا جس سے ہم حال شہر عمرانیہ یا شہر افریقیہ کو پوچھتے ہیں وہ کہتا ہے ہنسنے نام بھی نہیں
سنا اور ہم یہاں غریب الوطن ہیں کیا کریں اور اس عرصہ میں عشق امیر سلطان ہر کو چہ و بازار میں مشہور ہو گیا
اتفاقاً ایک شخص جو سرزمین آیا اور بازو بند ہوا ہر نگار اور انگوٹھی مرصع نگار طلائی اور انشرفیان وغیرہ نقد و جنس
امیر خلیل کا صاف چہرہ لیکھا صبح کو امیر خلیل کو معلوم ہوا کہ مال رنج و ملال ہوا اور کہا خدا یا میرا دست حاجت
کسی کے آگے نہیں پھیلا ہے تو ہی سیر می شہر رکھ گیا اب میں کیا کروں کہ میرے پاس ایک جہہ باقی نہیں رہا اور
علاوہ اسکے امیر سلطان جنون ہو گیا ہے اسے کچھ پرواہ نہیں اُسکو صبح جانا اور شام کو آنا غرض امیر خلیل ایک
عالم پریشانی میں شہر سے باہر نکلا دیکھا کہ لب چشمہ ایک درخت ہے اُسکے سایہ میں ایک مرد بیٹھا ہے اور ایک تختی
اور قرعہ آگے رکھا ہے امیر خلیل نے بحکم الغریق بٹھرت لکل حشیش مال پاس جا کر اپنے مال کا حال کہا مال
نے زانچہ دیکھا اور کہا چور نے تمہارا مال ایک درخت بول کے نیچے دفن کر دیا تم خاطر جمع رکھو عنقریب پیدا ہو جائیگا
امیر خلیل وہاں سے شہر میں آیا اور شاہزادہ عام سے کنارہ کنارہ چلا جاتا تھا ناگاہ ایک درخت کے نیچے
سنگ سیاہ رکھا ہوا دیکھا اُسوقت قلب کا حال موافق قلب المؤمن مرآۃ کا ہوا امیر کی طبیعت میں خطرہ گذرا
کہ اکثر چور واسطے نشان کے کچھ نشانی رکھ دیتے ہیں کیا بعید ہے کہ یہاں بھی چوری کا مال دفن ہو پھر کہا کہ وہ چور
کہاں اور یہ جاسے دفن کہاں دو چار قدم آگے گیا تھا کہ پھر یہ خیال گذرا کہ لاؤ دیکھیں تو یہ خیال کر کے چھری سے
زمین جو کھودی تمام اسباب مع اوڑھن و زائد کے ملا امیر نے شکریہ پور دگا کر کیا اور سرزمین آ کے اب اُس مال کو نہایت

احتیاط سے رکھا اور کچھ زر نقد لیکر مال کے پاس گیا اور اسکو دیا مال نے پوچھا تمہارا مال بھی ملایا نہیں امیر نے کہا ہاں ملا لیکن میں ایسی مصیبت میں مبتلا ہوں کہ جسکا چارہ کار میرے اختیار سے باہر ہے مال نے پوچھا وہ کیا مصیبت ہے امیر خلیل نے حال امیر سلطان کا بیان کیا مال نے پھر زانچہ دیکھا اور کہا تمہارے بھائی کا کام تمہاری کوشش سے ہو گا امیر خلیل نے کہا میں کیا کوشش کروں مال نے کہا تم ماہین غرب و شمال کے جاؤ تمہارا مطلب بخوبی ہو جائیگا امیر خلیل سر امین آیا اور دوسرے روز ایک گھوڑا برق رفتار خرید گیا اور سب سامان درست کر کے بادشاہ کے در دولت پر آیا اور پہرہ چوکی والوں سے کہا بادشاہ سے اطلاع کر دو کہ ایک حاجت مند حاضر ہوا ہے درگہ سالار نے حضور میں بادشاہ کے اطلاع کی سلطان عبدالملہمین ملک الشمال نے امیر خلیل کو طلب کیا امیر خلیل نے بطریق اہل اسلام سلام کیا تمام اراکین سلطنت نے جواب سلام دیا اور اس شان و شوکت کا جو ان پہلوان باشکوہ دیکھا کہ جسکی پیشانی نورانی سے آثار ریاست و شجاعت کے ظاہر تھے ایک کرسی زر نگار مرحمت ہوئی اور پوچھا کہ کس مطلب کی واسطے آئے ہو امیر خلیل نے کہا اے شہریار بحسب اتفاق ہم دو بھائی حقیقی حضور کے ملک میں وارد ہوئے ہیں بادشاہ نے براہ مہربانی فرمایا کہ جو تمہارا مطلب ہے اسکو بیان کرو امیر خلیل نے کہا اے شہریار نامدار میرے بھائی امیر سلطان نے ایک تصویر کسی نانہ میں ماہ جبین کی دیکھی اور اسپر عاشق ہو گیا ہے اور ایسا خود رفتہ ہے کہ اسے دین و دنیا کا ہوش نہیں ہے ہر چند میں نے سمجھا یا لیکن اسے موثر نہ ہوا جب میں نے حال اس تصویر کا اہل شہر سے پوچھا انھوں نے شاہزادہ کا شکار کے پیچھے جانا اور غائب ہو جانا اور مال کا حکم لگانا اور عہد اس امر کا کہ جو اسکا پتلا لگاویگا اسکے ساتھ عقد شاہزادی کا ہو گا سب بیان کیا بعد ازاں حکام شرط کے اگر حضور ایفا کا وعدہ فرمائیں تو فوری کوشش کرے بادشاہ نے فرمایا جتنے سنا ہے سچ ہے اور وہ تصویر اسی کی ہمیشہ کی ہے اور جہانناک کہ حق تلاش تھا کیا گیا لیکن شاہزادہ ملک شاہ کا کہیں سراغ نہ ملا پھر مگر ان خراب و سرگردان ہو گئے امیر خلیل نے کہا مجھے بشارت ہوئی ہے خدا نے چاہا تو میں شاہزادہ کو لاؤنگا یہ شکوک ہی کہ وہ بخم دربار میں آیا بادشاہ نے منجھ سے کہا اے ابوالمہر یہ جو ان اقرار کرتا ہے کہ میں شاہزادہ ملک شاہ کو لاؤنگا بخم نے اول امیر کا قیافہ دیکھا بعد اسکے زانچہ کیا اور کہا اے شہریار یقین ہے کہ اس جو ان کی کوشش کا اگر ہو بادشاہ نے فرمایا اے جو ان ذیشان بسم اللہ روانہ ہو اور اپنے بھائی کے کام سے مطمئن رہو بقول اس مصرعہ کے مصرعہ تناسیری آئے تمہارا حوصلہ نکلے بے امیر خلیل بادشاہ سے رخصت ہوا اور بھائی کے پاس آیا اور کہا اے امیر سلطان تمہارا نڈانگہبان ہے ہم تمہارے کام کو جاتے ہیں مگر اس بات کا خیال رہے کہ کوئی ایسی حرکت نہو کہ ہماری شرافت میں صبا لگے اور موجب نارضا مندی بادشاہ ہو اور اگر ممکن ہو تو دو دن وقت بادشاہ کو بھی سلام کرنا ضروری ہے امیر سلطان نے باوجود دیوانگی کے کہا مجھے آپ کی مفارقت گوارا نہیں ہے کسو واسطے کہ میں تو متحمل شہید کا ہو گیا پھر آپ کیون آئیے

سفر کو کہ جسکا انجام معلوم نہیں اختیار فرما دین بلکہ اس سب سے یہ بہتر ہو کہ تصویر میری معشوقہ کی مجھے دلواد و پھر
میں بھی ہمراہ ہوں امیر نے کہا کہ مقصود تو اس سفر کا یہی ہے پر تمہارا رہنا یہاں مناسب ہی انشاء اللہ تعالیٰ میں بہت جلد
آتا ہوں آخر الامر امیر خلیل اپنے بھائی امیر سلطان کو بادشاہ کی ملازمت کیواسطے لیکیا بادشاہ امیر خلیل کو دیکھ کے
بہت خوش ہوا اور باعلان دربار میں کہا کہ اگر امیر خلیل شاہزادہ کی خبر لایا تو ہم بلاشبہ ملکہ روشن بدن کا عقد
امیر سلطان سے کر دینگے اہل دربار نے کہا حضور یہ جو ان بھی بے مثل لایق اسی کے ہے بادشاہ نے خلعت نشانہ
امیر سلطان کو عنایت فرمایا اور ایک مکان پر تکلف رہنے کو دیا امیر وہاں سے رخصت ہو کر روانہ ہوا بقول حسن شعر

نہ سہمہ بدمدہ کی لی اور نہ منگل کی لی | اکل گھر سے بس براہ جنگل کی لی

امیر خلیل بموجب نشان دہی رمال کے چلا جاتا تھا بعد پندرہ روز کے ایک شہر نہایت آباد ملا اہل شہر سے پوچھا
کہ اس شہر کا نام اور والی شہر کا نام کیا ہے اُس نے کہا شہر کا نام بہار ہے اور والی اسکا نعمان شاہ ہے امیر
کا روانہ سرا میں آیا ہاتھ منہم دھویا دم لیا صبح کو وہاں سے روانہ ہوا دیکھا کہ دروازہ شہر پناہ بند ہے امیر سمجھا کہ
شاید یہاں دروازہ دیر کو کھولا جاتا ہے کہ ناگاہ تمام خلائق شہر مضطر و پریشان مسلح شہر سے نکلی امیر نے ایک سے پوچھا
کہ تم مسلح اور ایسے مضطرب کہاں جاتے ہو اُس نے کہا امیر جو اس سفر خشیہ خان نامے ملازم بادشاہ حاکم ایک ملک کا
تھا خبر نے اُسکی خبر بادشاہ سے یہ بیان کی کہ رخشید خان منکھرام و خائن ہے بادشاہ نے اُسکی تادیب و گوشمالی چاہی
کسی نے اُس سے خبر کر دی وہ بھی ہوشیار ہو گیا اور اُس نے بھی مردمان بیرونی کے جمع کرنے میں کوشش کی مگر چند روز
مثل سابق کے سلطان کی اطاعت بدستور کی جب اُسکے پاس سپاہ معقول فراہم ہو گئی تب اُس نے بادشاہ پر فوج کشی
کی اور بادشاہ کو جب خبر ہوئی کہ رخشید خان قریب شہر آگیا آخر دروازہ شہر کا بند کر دیا گیا اور بہکواسطے
بند و بست شہر کے بھیجا ہے امیر خلیل نے کہا بھلا کوئی صورت ایسی بتاؤ کہ ہم شہر سے باہر چلے جاویں اُس نے کہا
ممکن نہیں جب تک یہ مقدمہ یکسو نہ ہوے دروازہ شہر کا مہرگز نہیں کھل سکتا امیر نے پوچھا رخشید خان برخلاف
کیون ہو گیا اُس نے کہا کہ رخشید خان نے پیام بھیجا کہ بادشاہ اپنی بیٹی کا عقد مجھے کر دیں اور نصف ملک اپنا جہیز میں
دین تو خیر ورنہ تمہارے شہر کا زن و بچہ ایک آنچھوڑ ونگا سبکو قتل کرونگا امیر نے کہا رخشید خان بلا شک منکھرام ہے
اور ناچار ہو کے شہر میں واپس آیا اور یہاں رخشید خان سے ہر روز بازار حرب و ضرب گرم رہتا تھا اب اہل شہر
کو یقین ہوا کہ دو ایک روز میں شہر فتح ہو جائیگا اسواسطے کہ دروازہ شہر پناہ کا استحکم نہ تھا قصہ مختصر تیسرے روز
امیر خلیل نے اُسی مرد سے کہا کہ تمہارا کوئی آشنا ایسا ہے کہ جو بہکواس شہر سے باہر نکال دے اُس نے کہا کہ ایک مصاحب
بادشاہ سے اور مجھے ملاقات ہے الا اس ہنگامہ میں اُنکا بھی کوئی اختیار معلوم نہیں ہوتا امیر نے کہا خیر ہماری
ملاقات کرادو وہ مرد امیر کو لیے ہوئے اُس مصاحب شاہی کے پاس آیا ملاقات کرائی امیر خلیل نے کہا براے خدا

کسی تدبیر سے مجھے آپ اس شہر سے باہر نکلوا دین میں کچھ زر نقد پیشکش کرونگا صاحب شاہ نے بادشاہ سے ناجاری
امیر کا حال بیان کیا بادشاہ نے امیر خلیل کو باہر شہر کے نکلوا دیا اتفاقاً وہاں لوگ رخشید خان کے موجود تھے انھوں نے
امیر خلیل کو گرفتار کر لیا امیر نے کہا مجھے کیوں ناحق گرفتار کرتے ہو میں ایک پیغام بادشاہ کا رخشید خان کے پاس
لیے جاتا ہوں وہ امیر خلیل کو رخشید خان کے پاس لے گئے اور کہا یہ پیغام شاہ لایا ہے رخشید خان نے امیر کو بلایا اور
پوچھا تو باشندہ کہاں کا ہے امیر نے کہا میں بادشاہ کا نو ملازم ہوں اور فلان قصبہ کا رہنے والا ہوں رخشید خان نے
پوچھا پیغام کیا لایا ہے امیر نے کہا خالص صاحب بادشاہ نے بعد دعا و سلام کے فرمایا ہے کہ تم جو ہے اس طرح مدعیانہ
پیش آئے ہو تو شاید مقتضائے محبت و دوستی قدیمانہ کا یہی چاہیے کہ ہے جنگ و جدل کرو اور صد ہا بندگان خدا
کا ناحق خون کرو خیر الماضی لایڈ کر اگر تم کو یہی منظور ہے تو ہکو چند روز کی محنت دو کہ ہم بچاے خود نیک و بد کو بخوبی
تمام دریافت کر لیں اس وقت جیسا مصلحت وقت ہوگا عمل میں آویگا رخشید خان خوب ہنسنا اور کہا کہ امیر جوان ہماری
طرف سے بادشاہ کو یہ جواب دینا کہ الملک لمن غلبہ آپ نے نہیں سنا اور یہ شعر بادشاہ کے سامنے پڑھ دینا شعر

اعروس ملک کسے در کنار گیر دنگ | کہ بوسہ بر لب شمشیر آید از زند

یعنی ہمارے آپ کے جو سلسلہ دوستی و محبت تھا وہ اب اس تیغ آبدار نے قطع کر دیا امور ملکی میں دوستی کام نہیں کرتی
محبت کو دخل نہیں بعد اسکے امیر خلیل کو رخصت کیا امیر نے خیمہ سے نکل کے کہا کہ گوشت خردندان سب میں نے نجات
پائی لیکن بعد رخصت کرنے امیر خلیل کے رخشید خان کو یہ خیال آیا کہ یہ جوان لائق رفاقت معلوم ہوتا ہے اسے اپنے
پاس رکھنا چاہیے یہ سوچ کے امیر خلیل کو پھر بلایا امیر کو رخشید خان کے دوبارہ بلانے سے خوف پیدا ہوا کہ اس
حرام زادے کے دل میں کچھ فساد پیدا ہوا جب امیر رخشید خان کے سامنے گیا اُس نے کہا امیر جوان ہم یہ چاہتے ہیں
کہ تم تا فیصلہ جنگ ہمارے پاس رہو پھر ہم عہدہ رفاقت تمہیں دینگے امیر نے دل میں کہا ایک نہ شد و شد میں گل
دیگر شکست ہر چند حیلہ و حوالہ کیا جب کوئی عذر پیش رفت نہ گیا اس وقت کہا کہ خالص صاحب میں شاید کی طرح سے
بھی تمہارے واسطے ایک پیغام لایا ہوں الا خلوت میں کونگا رخشید خان نے دل میں کہا شاید وہ کیسے سیتن نے اپنے
خاوند سے پوشیدہ اپنی بیٹی کی نسبت کا پیغام دیا ہو گا یہ تصور کر کے کہا تم کان میں کہ دو امیر نے اول رخشید خان کا
خبر اپنے قبضہ میں کیا بعدہ کان میں کہا او نکھرام ولد الزنا ملکہ عالم نے کہا ہے او نالائق باجی شاہزادیاں تیرے لائق
ہیں بعد اسکے وہی خبر اس زور سے مارا کہ پہلو توڑ کر نکل گیا ملازمان رخشید خان نے جو دیکھا سروسر و پا برہنہ چلائے
باہر خیمہ کے نکل آئے اتنے میں امیر کو سب نے گھیر لیا اور حملے ہونے لگے امیر نے کہ شجاع زمانہ بہادر لگانا تھا حقوڑے
عرصہ میں صد ہا آدمی قتل کیے اور بہت زخمی ہوئے اس عرصہ میں ہوا خواہان نعمان شاہ نے در شہر پناہ پر آ کے
کہا کہ دروازہ شہر کا جلد کھولو کہ اس جوان رستم زمان نے کام رخشید خان کا تمام کیا دروازوں نے بادشاہ کو

اطلاع دی بادشاہ فوراً با فوج جہاز بیرون قلعہ آیا سرداران لشکر مخالف دست بستہ حاضر ہوئے اور اپنے قصور کے معترف ہوئے بادشاہ نے حسب ایما امیر کے قصور معاف کیا اور چند خوان زر صرخ نقد ق کیے اور کہا کہ امیر تمھاری شجاعت مثل آفتاب زیرابر ہم پر پوشیدہ تھی اب اپنے حال سے آگاہ کرو امیر نے کہا امیر شہر یار مین بھی ایک بندہ کم مرتبہ اس خدا سے قمار کا ہوں کہ جسے ایک لفظ کُن مین اس عالم موجودات کو باین زیب و زینت مزین کیا اور جسکے دفتر حکومت سے فرمان بادشاہی بطور اے انتباہ الملک ظاہر و مزین ہوتا ہے شعر

سردار شاہان گردن فرازا | بدرگاہ او بر زمین نیاز

نعمان شاہ اس بلاغت نظام سے سمجھا کہ یہ بلا شک کسی سلاطین یا امرا سے شرافت قرین کے خاندان سے ہے آخر نعمان شاہ نے محفل عیش و نشاط کی آراستگی کا حکم دیا اور با احترام تمام اس عالی مقام کی مہانداری کی اور وزیر سے مشورہ کیا کہ ہماری راے مین یہ آیا ہے کہ شاہزادی کا اس جوان سے عقد کر دین وزیر نے کہا جو راے حضور ہے وہ بہت مناسب ہے راوی بیان کرتا ہے کہ ملک نعمان شاہ کی ایک بیٹی ایسی حسین فخر پیکر اور لقا تھی کہ شاید کوئی اور عورات اسکے مقابلہ مین خلق نہ ہوئی ہونگی شعر

چو خورشید تابندہ بر افج حسن | زر خسارہ اش جو ش زن مج حسن

اور اس ماہ لقا کا حال موافق اس آئینہ کے الاسماء تنزل من السماء ملکہ گوہر افروز نام تھا نعمان شاہ نے روشن خرد وزیر سے کہا کہ تم جا کر امیر کا استعراج لو روشن خرد وزیر امیر خلیل کے پاس آیا اور کہا کہ امیر جو ان عالیشان بادشاہ کا یہ قصد ہے امیر خلیل نے کہا میرا سن قریب پچاس برس کے پہنچ گیا ہے اب مین لائق کتھائی کے نہیں ہوں لیکن فرمانا بادشاہ کا بسر و چشم قبول و منظور ہے وزیر نے عرض کی کہ شاید سن شریف قریب چالیس کے ہو اور آئینہ مقابل کیا اب جو امیر نے آئینہ مین دیکھا تو ایک بال سفید ریش مین نہ تھا کمال حیرت ہوئی اور کہا خداوندانہ تو مین نے کوئی دوا کھائی اور نہ خضاب کیا پھر کیا وجہ ہوئی کہ جو بال ریش مین سفید تھے وہ سیاہ ہو گئے آخر الامر امیر نے کہا کہ بعد اس شرط کے کہ جب مین ایک کاراہم سے فراغت کرونگا تب نکاح کرونگا روشن خرد وزیر نے پوچھا وہ کام کیا ہے امیر خلیل نے حال امیر سلطان کا بیان کیا وزیر نعمان شاہ نے بادشاہ سے اس امر کی اطلاع کی شاہ نے فرمایا کہ عذرا میرا بجا ہے دیکھا جائیگا دوسرے روز امیر شہر بہار یہ سے بموجب نشانہ ہی رمال روانہ ہوا بعد اکیس روز کے ایک پہاڑ عظیم الشان کے دامنہ مین پہنچا دیکھا کہ خلق ہر چہا طرف سے چلی آتی ہے اور جمع ہوتی جاتی ہے امیر نے ایک مرد سے پوچھا اس کثرت خلایق کی کیا وجہ ہے اس نے کہا کہ امیر جو ان تھوڑے دنوں سے یہ جو غار ہے اسکے اندر ایک ہنگامہ برپا ہوتا ہے کہ فیض اُسکا سننے والے کو ہوتا ہے اور دیکھنے والے بے نصیب رہتے مین امیر نے کہا یہ میری سمجھ مین نہیں آیا مفصل بیان کرو اسنے کہا ہر مہینہ مین اس غار سے بہت سازون کی ایسی

آواز آتی ہو کہ لوگ محو ہو جاتے ہیں اور کسی ساز معروف کی آواز مفہوم نہیں ہوتی اور نغمہ سرائی ایسی ہوتی ہو کہ آدمی کیا جانو زبان صحرائی بھی جمع ہو جاتے ہیں اور اکثر استادان علم موسیقی واسطے افادہ تعلیم کے یہاں آتے ہیں اور انکو علم موافق انکے مرتبہ کے حاصل ہوتا ہو اور نغمہ اور سرود دو گھڑی رات گئے شروع ہوتا ہو اور تا طلوع آفتاب رہتا ہو امیر نے کہا کوئی اندر غار کے بھی کبھی گیا ہو اُسے کہا دو برس ہوئے دو آدمی غار میں گئے تھے پھر نہیں معلوم کہ کیا ہوا جب سے کوئی نہیں گیا امیر خلیل نے گھوڑے کو درخت سے باندھا اور آپ آرام کیا جب دو گھڑی رات گئی آواز دف و قرقنا و قاتون و زباب و چنگ و بین و ارغنون و بربط وغیرہ کی غار سے آئی بعد اسکے ایسا نغمہ دلکش شروع ہوا کہ جسکو گوش فلک نے باین سن و سا لگی نہ سنا ہو گا تا صبح یہی راگ رنگ رہا جب گانا موقوف ہوا سب خلایق شہر اپنے گھروں کو چلی گئی امیر خلیل بھی شہر میں آیا شہر اور والی شہر کا نام پوچھا معلوم ہوا کہ نام شہر کا وقار یہ اور بادشاہ کو موقر شاہ کہتے ہیں جس طرح نعمان شاہ خراج گزار سلطان عبدالعزیز ملک الشمال کا ہو اسی طرح موقر شاہ خراج گزار سلطان عبدالعزیز ملک جنوب کا ہو امیر خلیل نے پوچھا ہے شہر شاہزادہ ملک شاہ بن ملک الشمال کی بھی خبر ہو اُسے کہا ہے آج تک اُس ملک کا نام بھی نہیں سنا امیر نے کہا خیر اب غار میں چلے اول حال کو دریافت کر لین پھر دیکھا جائیگا کہ یہ نغمہ و ساز کی کیا ترکیب ہو امیر خلیل دوسرے روز غار میں داخل ہوا وہاں ایسی تاریکی کہ خود اپنی صورت آپ نہ دکھائی دیتی تھی امیر نے چھتاق سے آگ نکال کے فتلہ روشن کیا قصہ کوتاہ چالیس روز کے بعد اس ظلمت سے باہر آیا دیکھا کہ ایسا وہ میدان پر ہزار ہزار سبزہ زار ہو کہ کوئی جگہ سبزہ و گل سے خالی نہیں ہو اور ہر جانہرین و حیر و چشمہ آب شیرین کے جاری ہیں اور صحرائین ایک قصر وسیع نہایت پر تکلف بنا ہو امیر اُس قصر میں گیا دیکھا کہ ایک باغ رشک فردوس غیرت ارم ہو اور چوبترہ پر صحن میں ایک تخت زر نگار بچھا ہو امیر نازنین صاحب حسن و جمال آفت روزگار بیٹھی ہو کہ اسکے نور چہرہ سے تمام مکان روشن ہو امیر خلیل اُس نازنین قمر جمین پر ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور اُس شہر کی نے باواز بلند کہا کہ امی جوان تو بلا خوف و خطر مکان غیر میں چلا آیا نہیں جانتا کہ یہ جگہ نہایت سخت و پر فساد ہو یہاں انسان کی مجال نہیں کہ اسکے اور جو کوئی اجل رسیدہ آگیا تو زندہ و سلامت نہ رہا برا سے خدا تو جلد یہاں سے چلا جا کیون مفت جان شیرین کو تلف کرتا ہو تو بڑا خوش نصیب تھا جو ایسے وقت آیا کہ مالک مکان نہیں ہو امیر نے کہا امی ملکہ آفاق میں تمام جہان میں سرگشتہ و آوارہ ہوتا ہوا ہزار محنت و مشقت یہاں پہنچا اور تیرا جمال جہان آرا دیکھ کر شیدا ہو گیا اب براے خدا تو ہی میرے حال زار کو بچشم انصاف ملاحظہ فرما کہ میں مسافر غریب الوطن لائق رحم ہوں کہاں جاؤں اور کسی طرح یہ دل ناصبور تیری مفارقت گوارا نہیں کرتا اور دو چار شعر اس غزل کے پڑھے اشعار

<p>لگی ہو آگ دل سوز غم فرقت سے جلتا ہے خدا را جلد لے آ کر خبر ای عیسیٰ دوران ملین ہندی وہ خوش ہو کر کھین ہو کیا خبر کیا بجز غم ہائے بیتابی نہ مونس ہے نہ ہمد ہے</p>	<p>خبر دیتا ہے بیتابی کی جو آنسو نکلتا ہے تیرے بیمار کا اب کوئی دم میں دم نکلتا ہے کوئی ناشاد حسرت سے کف افسوس ملتا ہے مگر ہاں ای خیال پار تجھے دل بہلتا ہے</p>
---	---

ہر صبح باد ابادا گریوں ہی نوشتہ تقدیر اور موت گلوگیر ہر رضینا بقضائے اتنی مصرعہ پیش آئیگا وہی جو کچھ کہہ بیٹھا ہے
اس نازنین زہرہ جبین نے کہا بخداے عزوجل میں نے بھی جسوقت سے تجھے دیکھا ہے تیری محبت میرے دل میں
اثر کر گئی ہے الا اس امر کا تا سہ ہے کہ میری محبت کے سبب سے تو کسی آفت و بلا میں مبتلا ہو جا کیگا کہ قبل اس سے
تین آدمی باغ میں آئے تھے انہیں ایک نے سخت کلامی کی وہ قتل ہوا دوسرا نکالا گیا تیسرا شخص کہ وہ خوش آواز
نغمہ سرا ہے اس وجہ سے قید ہے امیر خلیل نے کہا کہ کل میں نے ایسا گانا اس غار میں سے سنا کہ دل بیتاب ہو گیا
زبان نہیں جو تعریف کروں ملکہ نے کہا جو توے کا نساہہ پرینا دون کا گانا تھا اور یہ مرد آدم زاد ہے امیر نے کہا
تم اپنے حال سے آگاہ کرو کہ تم کس وجہ سے یہاں ہو اور یہ مقام کیا ہے اور مالک مکان کا کون ہے اُس نے کہا کہ میں
سلطان عبدالموصل ملک الجنوب کی بیٹی ہوں اور باپ میرا ایک لاکھ فوج کا مالک ہے اور بجز میرے اور کوئی
فرزند نہیں رکھتا اتفاقاً ایک روز میں نے خواب پریشان دیکھا صبح کو غسل کیا اور کوسٹھے پر اپنے بال سکھلا رہی تھی
کہ ایک پیچہ غیب مجھے آوج ہوا پر لیکیا میں بیہوش ہو گئی جب ہوش ہوا دیکھا تو اس باغ میں ہوں اور ایک
جوان خوبصورت میری بالین پر بیٹھا ہے ہر چند اُس نے مجھے راز و نیاز کی باتیں کیں لیکن میں نے شرم سے جواب
نہ دیا اور زار زار اپنی مصیبت و تنہائی پر رویا کی اُس نے مجھے کہا کہ ای نازنین تو اگر رفاقت والدین میں روتی
ہے خاطر جمع رکھ کہ تیری ملاقات ہونا اب اُسے دشوار ہے میں نے پوچھا تو کون بلا ہے وہ بولا شتارنگ ہر دم آزار
میرا نام ہے اور میری بہن شرنگان جگر خوار ہے اور ہم اُسکی نسل میں ہیں جسے گوسالہ طلا کو گویا کیا تھا یعنی وہ
سامری تھا اور یہ باغ و عمارت سحر کا ہے یہ سُنکے میں نے کہا او شتارنگ تو مجھے کسی نوع کی امید نہ رکھنا شتار

لغتم از خون بریزی از تن من | نرسد دست تو بد اسن من

میری یہ بات اُس ساحر کو نہایت ناگوار گزری پھر میں نے کہا کہ اگر سحر سے توبہ کر اور مسلمان ہو تو خیر معاف نہیں
ورنہ میرا وصل ممکن نہیں شتارنگ بولا کہ میں ابھی توبہ کرتا ہوں لیکن یہ قدرت و اقتدار کہاں رہیگا اور بعد
تو بہ کے میری صورت بھی تم کو دیکھنا گوارا نہو گی کیونکہ میں ایک مرد کریمہ نظر ہوں بسبب عمل سحر کے یہ شکل و شمائل
میری ہی میں نے کہا کہ بھلا میں صورت اصلی تو تیری دیکھوں جا دو گر حجرے میں گیا بعد ایک ساعت کے جو
دیکھا تو ایک مرد نہایت بد صورت کریمہ نظر سیاہ رو شتر لب حجرے سے نکل کے میرے روبرو بیٹھ گیا پھر حجرے میں گیا

اب جو آیا تو پہلے سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوا پھر میں نے کہا امی شتارنگ جادو اگر مجھ کو میرا قتل کرنا منظور ہو تو جلد قتل کر دیر کیا ضرور ہے بلکہ میں تیری شکر گزار ہوں گی وہ بولا تجھے ہلاک کرنے سے کیا فائدہ میں نے کہا کہ تو مجھے متوقع وصال ہوگا اور وہ محال ہے آخر تو دشمنی کر چکا کہ وہ موجب ہلاکت کا ہوگا پس میں ہر روز کے رنج و ملال سے بچنے کی ایک مرتبہ مر جانا خوب ہے وہ بولا میں فقط تجھ کو دیکھ لیا کرونگا اور مجھے کچھ کام نہیں ہے کچھی تین روز تک برابر میں بے آب و دانہ روتی رہی روز چہارم ایک مرد بزرگ نے عالم رویا میں فرمایا امی جمیلہ تو کیوں ہلاک ہوتی ہے پروردگار چارہ ساز عالم ہے تجھے جلد عذاب سے نجات دیگا تو کھانا کھا اور خدا کو یاد کر

میں نے موافق فرمودہ اُس بزرگ کے کھانا کھایا اور توکل بخدا کیا اب وہی شتارنگ جادو ہر روز ہزار ہزار طرح کی سیری دلجوئی کرتا ہے اور میں چپ رہتی ہوں جواب کیسا بات تک نہیں کرتی اور ایک لطیفہ یہ ہوا کہ ایک دن صبح کو جادو گر بھی موجود تھا ناگاہ بدبو دماغ میں آئی کہ دل بچیں ہو گیا اتنے میں ایک عورت عفریہ کر رہی تھی تخت پر سوار آسمان سے صحن مکان میں آئی اور ایک جوان خوش رو تاج سر پر رکھے پہلو میں بیٹھا تھا میں نے شتارنگ سے پوچھا یہ کون ہے اُس نے کہا شترنگان جگر خوار میری خواہر ہے جا رہی ہے دو دن بھائی بہن نے شراب زہر مار کی اور بدست ہوئے تو بہن نے بھائی سے کہا امی بھائی دیکھ میرا معشوق کس شان و شوکت کا ہے بھائی نے بھی اُسکی تعریف کی لیکن اُس جوان کو کمال نفرت اُس ساحرہ سے تھی کہ بات بھی اچھی طرح نہ کرتا تھا شترنگان نے شتارنگ سے کہا کہ یہ شاہزادہ اپنے غور و حسن و جمال میں مجھ کو بدتر از سگ و خوک جانتا ہے اور میں خون جگر پیتی ہوں شاید یہ نہیں جانتا کہ میں بادشاہان ہفت اقلیم کی کچھ حقیقت نہیں جانتی اور وہ میری صحبت کو اپنا خضر جانے ہیں خیر میں نے ابھی کوئی ایذا اسے نہیں دی ہے لیکن اب بری طرح سے پیش آؤ گی

شتارنگ نے میری شکایت بھی بہن سے کی تمام دن وہ باغ میں رہے شام کو روانہ ہوئے امیر خلیل نے ملکہ سے نام پوچھا ملکہ نے کہا مجھے جمیلہ عالم افروز کہتے ہیں امیر نے پوچھا کہ شتارنگ کس مزاج کا ہے ملکہ نے کہا خوش آہ مد طلب ہے تعریف اُسکی جو کرے نہایت خوش ہوتا ہے پھر جمیلہ بولی اب اُس جادو گر کے آنے کا وقت ہے امیر اور کچھ کہا چاہتا تھا کہ ایک آندھی آئی اور وہ سبزہ کہ پڑ مردہ تھا سر سبز ہو گیا اور مرغالین جین چکے گئے ملکہ نے کہا جلد کسی گوشہ میں چھپ جا کہ جادو گر آہو گا امیر ایک گوشہ میں پوشیدہ ہو گیا کہ شتارنگ تخت پر سوار آسمان سے اُترا اور پہلو میں جمیلہ کے بیٹھ گیا جمیلہ کو جو چین بچین دیکھا کہا امی ملکہ مجھے تیرا چکار ہے کمال ناگوار ہے تو مست کیوں ہے کہ میں تیرا پاس و لحاظ کیے جاتا ہوں آخر تا کہ ایک روز ایسی ہزارے سخت دونگا کہ مدت العمر یاد کر دگی کہ کوئی خاطر و مدارات تیرے خیال میں نہیں آتی اور تیرا غرور و نہین جاتا جمیلہ نے یہ بھی نہ جانا کہ کیا بکتا ہے کہ یکا یک امیر خلیل حجرے سے باہر نکل کے جادو گر کے سامنے آیا اور کمال ادب سے

اسلام کیا شتارنگ کو امیر خلیل کی اس جرأت پر کمال حیرت ہوئی اور نہایت غضب سے کہا ای بد بخت بڑے تقدیر تو کون ہے اور کس طرح ہو چکا تو نہیں جانتا کہ جو انسان اس مکان وحشت نشان میں آتا ہے اسے بجز گور کے وطن نصیب نہیں ہوتا امیر نے کہا امیر سلطان جادوان جو انسان موت سے ڈرتا ہے اسکا بیان کیا کام ہے شہر

قدم وہ محفل جانان میں بخوف و خطر کھے | اپنی پر جو رکھے شمع کے مانند سر پہلے

میں ایک بزرگ کا فرستادہ آیا ہوں شتارنگ نے پوچھا تھے کس نے بھیجا ہے امیر نے کہا خدا جانے وہ کون تھا جادوگر خوب ہنسنا امیر نے کہا اصل یہ بات ہے کہ میں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ ایک شخص گوسالہ طلائی پر سوار مجھے فرماتا ہے کہ تو شہر و قاریہ میں جادوہاں ایک غار نشاط ہے تو اس غار میں بخوف چلا جانا یقین ہے کہ میرے فرزند شتارنگ جادو کے پاس ہو چکا ہے پھر تجھ کو کچھ فکر نہ رہیگی تمام عمر عیش میں رہیگا اور حکومت سب پر کریگا میں ہزار مصیبت بوجہ حکم اس بزرگ کے شہر و قاریہ میں ہو چکا اور وہاں سے بدشوار ہی تمام جان بیکر بیان آیا ہوں شتارنگ نے جو یہ نقل بے اصل سنی کہا ای جوان وہ سوار گوسالہ طلائی میرا جادو کلان ہے نے الواقع اب تیرے واسطے تمام دنیا کی نعمتیں یہاں موجود ہیں اس روز سے امیر بے خوف و خطر سیر و تماشا باغ کا کرتا تھا لیکن جادوگر بخوف جمیلہ امیر کو زنجیر طلا میں باندھ کر جاتا تھا الغرض ایک مہینہ کے عرصہ میں حسب معمول وہ پیرا دین ماہ و ش و مہ جبین دلکش باغ میں جمع ہوئیں اور انھوں نے تمام شب ہنگامہ نغمہ و سرود گرم کیا امیر نے بھی اسی شب شترنگا نہ جگر خوار بہن شتارنگ جادوگر کو دیکھا اور اس شامزادہ کو بھی دیکھا امیر نے کہا ای شتارنگ اگر حکم دو تو میں اس آدم زاد سے کہ یہ میری جنس سے ہے کچھ کلمہ و کلام کرونا شتارنگ نے شترنگا نہ سے پوچھا کہ امی خواہ یہ جو ان مرسلہ سامری تیرے معشوق سے باتیں کرنے کی اجازت چاہتا ہے شترنگا نہ نے کہا کیا مضائقہ امیر خلیل شامزادہ کے پاس گیا پوچھا ای جوان نامدار تو کس ملک کا شامزادہ ہے اور کیا نام ہے اس بیچارہ نے کہا میں ملک شاہ ہوں اور باپ میرا سلطان عبداللہ میں ملک الشمال ہے اور جمعیت حضار کا رہنے والا ہوں امی برادر ایک روز میں شہر سے شکار کو گیا آہوے تیر خورده کے پیچھے غار کوہ میں چلا گیا ناگاہ ایک عورت کو زہ پشت سیاہ رو بد خو میرے پاس آئی اور مجھے اپنا عشق بیان کیا میں نے کہا اپنا حال بتا کہ تو کون بلا ہے اس نے مجھے کچھ جواب نہ دیا اور مجھے بغل میں دبا کر اپنے مکان میں لے آئی چنانچہ وہ ہی شترنگا نہ ملعونہ ہے اب ہر روز مجھے دھمکاتی ہے اور اپنا وصل چاہتی ہے اور وہ میری نظر میں ملک الموت معلوم ہوتی ہے اب ایک سال کی مہلت دی ہے کہ اگر اس عرصہ میں تو مجھے ہم صحبت نہوا تو اس عذاب سخت سے ہلاک کروں گی کہ طائران ہوائی تیرے حال پر افسوس کرینگے امیر نے کہا کہ بجائے خود بھی تھے اس امر میں کچھ مشورہ لیا ہے شامزادہ نے کہا مجبور ہوں کہ مجھے ایک لمحہ کی صحبت اس مجسمہ کی بدتر قید ہزار سالہ سے معلوم ہوتی ہے

امیر خلیل نے تمام سرگذشت اپنی کہی یعنی آوارہ ہونے کی اور امیر سلطان کا عاشق ہونا ملکہ زہرہ روشن بین پر تفصیل ملک شاہ سے بیان کیا ملک شاہ نے کہا ظاہر اچھے کوئی صورت نجات کی یہاں سے معلوم نہیں مگر بلکہ یقین ہے کہ یہ عمر میری اسی زندان خانہ ابدی میں تمام ہوگی اور قد موسیٰ والدین سے بے نصیب رہو گنا خیر جو مرضی خدا کی الغرض دوسرے روز وہ پریزادین جو نغمہ و سرود میں سرگرم تھیں اپنے اپنے مکان کو روانہ ہو گئیں شہزادہ بھی مع شامزادہ کے روانہ ہوئی پھر شتارنگ جادو بھی حسب معمول ظلمات میں گیا امیر خلیل باوجودیکہ زنجیر سحر میں مسلسل تھا لیکن ملکہ جمیلہ سے ہم کلام ہوا کرتا تھا ایک روز امیر خلیل نے پوچھا جو زنجیر لگانے ناچے آتی ہیں یہ کون ہیں اور کہاں سے آتی ہیں ملکہ نے کہا یہ سب تابع شہر انگیز کی ہیں اور شہر انگیز طراف جنی کی دختر ہے اور طراف جنی ایک شیطان زبردست موکل شہر شتارنگ کا ہے اسی کے حکم سے یہ سب پریزادین ہر ماہ میں ایک روز شام کو پردہ قاف سے آکر باغ میں جمع ہوتی ہیں اور تمام رات رقص و سرود میں مشغول رہتی ہیں صبح کو چلی جاتی ہیں امیر نے کہا ان میں نے بھی سنا ہے کہ اجنبی کفار ساحروں کے تابع ہوتے ہیں ایک روز جو شتارنگ ظلمات سے آیا ایک نازنین حسین شعر

برس پندرہ ایک کاسن و سال | نہایت حسین اور صاحب جمال

اپنے ہمراہ لیے آیا اور امیر خلیل سے کہا امی جوان میں تیری فکر میں تھا کہ کوئی ہجنس تیرے دل بھلا لے کر لاؤں چنا خچہ آج میں ایک سمت جاتا تھا کہ یہ نہ جبین اپنے باغ میں پھول چنتی تھی مجھے اُسکی صورت ابھی معلوم ہوئی لہذا میں لیتا آیا ہوں امیر نے بظاہر جادو گر کا شکریہ ادا کیا اور دل میں کہا خدا دین و دنیا میں منہ تیرا کالا کرے اور ناموس خلایق کو تجھے محفوظ رکھے وہ نازنین شہر سے سکوت میں بیٹھی تھی اور زار زار روتی تھی ملکہ جمیلہ کو اُسپر رحم آیا اور اُسکو دیکھ کے اپنا رخ بھول گئی سر اُسکا سینہ سے لگا کے کہا ای ہن ہم بھی تمہاری طرح قیدی ہیں اور مدت سے اس بلا میں گرفتار ہیں لیکن بجز شکر خدا کے کیا چارہ ہے تم شکر اُس سیارہ ساز کا کرو کہ تم کو اس خوش رو و خوش خو کی واسطے لایا ہے مجھ کو تو وہ کبخت اپنے واسطے لایا ہے اُس نازنین نے ملکہ جمیلہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا کہ اتنے میں شتارنگ جادو موافق معمول کے ملکہ جمیلہ کے پاس آیا اور پھر ظلمات کو روانہ ہوا کہ امیر کو شکل و صورت اُس نازنین کی پسند آئی لیکن بخوف ملکہ جمیلہ کے بات نہ کرتا تھا جمیلہ بھی قیاس سے سمجھ گئی کہ امیر خلیل کو میرا لحاظ مانع ہے آخر امیر سے کہا اگر منظور اتھی ہے تو ہم بھی تمہاری دولت و صل سے کامیاب ہونگے مگر اب ہم برضا و رغبت تم کو اجازت دیتے ہیں کہ تم اس نازنین سے محبت و اخلاص پیش آؤ تاکہ تم دونوں کا دل بھلے اور تمہارا خوش رہنا باعث ہماری خوشی کا ہے امیر جمیلہ کہنے سے اُس نازنین کی طرف مخاطب ہوا اُس نازنین نے کہا امی جوان اگر تو نے گستاخی کو کام فرمایا تو مجھ پر

میں اپنے کو ہلاک کر دینی اور میرا خون تیری گردن پر ہو گا ملکہ جمیلہ نے کہا امی خوامر تو نے اس جوان میں کیا عیب
 دیکھا کہ اس قدر احتیاط کرتی ہو نا زنین بولی کوئی عیب نہیں ہے بلکہ اوصاف حمیدہ و خصایل پسندیدہ رکھتا ہے
 جمیلہ نے کہا پھر کون امر مانع ہے میں بخوشی کہتی ہوں صلاح سحر قندی نہیں کرتی مگر اکثر عورات کا قاعدہ ہوتا ہے کہ
 جب تک اقرار شدید نہ کروالین راضی ہوں جب جمیلہ سے اس طعن و تشنیع کا کلام سنا وہ نا زنین ظلم رسیدہ
 رونے لگی اور کہا امی ملکہ آپ ناحق یہ خطاب باعتبار فرماتی ہیں میرے باپ نے مجھے ایک مرد سے نامزد کر دیا
 ہے اور وہ ابھی زندہ ہے پھر مجھے لائق ہے کہ میں لذت نفسانی کے واسطے غیر مرد سے اس طرح کی بے شرمی سے
 پیش آؤں صاحبان عفت و عصمت کبھی اس امر کو گوارا نہ کریں گی اور میرے خاندان کے یہ امر نہایت خلاف ہے
 لہذا میں مجبور ہوں ملکہ جمیلہ نے کہا افسوس تھے اب تک ہلکوا اپنے نام اور خاندان سے واقف نہ کیا خیر اب
 بیان کرو کہ نام تمہارا کیا ہے اور کون سے خاندان سے ہو اور تم کس سے نامزد ہوئی ہو وہ بولی کہ نام میرا
 گوہر افروز بنت نعمان شاہ ہے اور ملک ہمارا بہار یہ ہے ہم خراج گزار عبدالملہمن ملک الشمال کے ہیں
 اور میرے باپ نے مجھ کو ایسے ایک جوان رسم خصال سے نامزد کیا ہے کہ جو سام و نریمان کو مثل ایک
 پیر زال کے جانتا ہے اور سوا اسکے اس نامہ دار نے میرے باپ پر ایک ایسا احسان کیا ہے کہ تا دم زیست
 اس کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتا اور میری بھی یہی دعا ہے کہ خداوند کریم مجھے اُسکی کنیزوں میں شمار کرے ملکہ جمیلہ نے
 پوچھا کہ اُس جوان کا کیا نام ہے کہ جسکی مدح و ثناء میں ایسا مبالغہ کیا گیا گوہر افروز نے تمام قصہ رشید خان کا
 بیان کیا ملکہ جمیلہ چونکہ اس حال کو زبانی امیر کے سن چکی تھی اب گوہر افروز کے بیان سے زیادہ تر خوش ہوئی
 جمیلہ نے کہا امی بہن اگر ہم اُس جوان سے تمہیں ملو ادین تو ہلو تم رونائی میں کیا دو گی گوہر افروز بولی میرے
 پاس یہاں بجز جان کے اور کیا ہے جمیلہ نے امیر خلیل کو مبارکباد دی اور کہا امی میری وہی نا زنین ہے جس کے
 باپ سے تم وعدہ کر آئے ہو مگر علم بچھڑے ملجاتے ہیں جب فضل خدا ہوتا ہے یا نہ شکر

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظاری | با امید رسد امید واری

امیر خلیل کو اتفاقات زمانہ اور موافقت چرخ بوقاسے کمال حیرت ہوئی اور گوہر افروز کو درجہ یقین کا ہوا کہ
 یہ وہی امیر زادہ ہے جس سجدہ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات بجالائی اور کہا خدا یا تو نے اپنے کرم سے حق حقدار کو
 پہنچایا غرض امیر خلیل شب و روز ملکہ گوہر افروز اور جمیلہ سے بوسہ و کنار میں مصروف رہتا تھا اور شتارنگ
 کی جب امیر سے خاطر جمع ہوئی تو بند سحر سے اُسکو رہا کر دیا اس اثنا میں دو چار مرتبہ شرننگانہ اپنے بھائی کی
 ملاقات کو آئی اور شاہزادہ ملک شاہ کو بھی اپنے ہمراہ لائی حسب اتفاق ایک روز شرننگانہ کو طرز کلام ملکہ
 جمیلہ اور امیر خلیل کا دگرگون معلوم ہوا شتارنگ سے کہا امی برادر اس جوان کے تیور بد معلوم ہوتے ہیں

شتارنگ نے کہا میں گوہر افروز کو محض اسی واسطے لایا ہوں کہ یہ جو ان ملک جمیلہ کی طرف مائل نہو دو چہکے کہ خود سامری بھیجے پھر اس سے کوئی حرکت نہ سرزد ہو یہ امر خلاف اعتقاد و بعید از قیاس ہی لیکن شترنگان کے کہنے سے شک گذرا ایک روز مرغ بنکے ایک درخت پر بیٹھ رہا کیا دیکھتا ہے کہ ملک جمیلہ کو امیر خلیل نے سینہ سے لگا کے بوسے لیے پس بجزرد کہنے اس حرکت کے جادوگر کی آنکھوں میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور غصے میں امیر کو پکڑ کے اوج آسمان پر لیکھا اور وہاں سے چھوڑ دیا پھر ملک جمیلہ کے پاس آیا اور کہا او عورت مغرور میں نے رقیب کو تو اس طرح ہلاک کیا اب تجھے دائم الجس کرونگا اور گوہر افروز کہ وہ بے گناہ ہے اسے اس کے باپ کے پاس پہونچا دوں گا

اب حال پر ملال امیر خلیل کا بیان ہوتا ہے

راوی کہتا ہے کہ شترنگ جادو نے جو امیر کو آسمان سے پھینکا قدرت خدا سے امیر ایک دریا میں گرا اور یا اسوقت مدینہ تھا جب جزر ہوا تو امیر خلیل خشکی میں کنارے پر آگیا اسوقت امیر نے شاہزادہ معز الدین وغیرہ کو یاد کیا اور مفارقت میں یہ شعر پڑھا شعر

اشندہ بخت زما بودا داری دوست اگر یہ برخیزش کم یا بگرفتاری دل

اور یہ حسنل ہندی کی پڑھی غزل

دشمن بھی اپنے دوست کیار سب بڑا نہو	نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو	صد چاک ہو وہ دل جو درو آشنا نہو	پوٹے وہ اکھ جس سے کہ تو آشنا نہو
بعد از فنا زین سہ اٹھا مر اعتبار	ایسا کوئی کسی کی نظر سے گرا نہو	کرتی ہوا ب ملک جو لگاؤ تری گاہ	شہد کوئی گلے میں لگا رہ گیا نہو
رسوائی کا بھی جیسے جنت میں چھینچا	داسن جو چاک ہو تو گریبان چھینچا نہو	بے جرم بے گناہ نہ عاشق کو قتل کر	کعبہ تری گلی ہو کہین کر بلا نہو
کھینچی تھی تیغ پر نہ زکات سے کھینچی	قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو	جو ہو سکے وہ مجھے کر دیو فانیان	تا پھر کسی کو تے اسید وفا نہو

غرض امیر زادہ ایک سمت کو روانہ ہوا سامنے سے ایک پہاڑ نظر آیا جو ہوا پہاڑ سے آتی تھی طراوت بخش دل و دماغ ہوتی تھی جب امیر خلیل بالائے کوہ گیا ایک قلعہ درخون کا دیکھا کہ کبھی سنا بھی نہ تھا کہ بروج و فضائل قلعہ درخت ہی کے تھے امیر خلیل حیرت زدہ دیکھ رہا تھا کہ عمارات سنگین و یاخشتی دیکھی تھیں مگر درخت کا قلعہ نہ دیکھا تھا جب اس قلعہ میں گیا وہاں بھی مکانات اسی ترکیب کے دیکھے اور در و دیوار میں گلدستے مختلف رنگ دیکھے اور چشمہ ہائے شیرین ہر طرف جاری طرح طرح کے میوے کہ جسکی تعریف میں زبان گلک دوزبان لال ہو بلکہ عاری اور وسط میں قلعہ کے ایک گنبد نہایت عالیشان نظر آیا امیر گنبد کے اندر گیا وہاں دیکھا کہ ایک بزرگ خدارسیدہ خضر صورت الباس سیرت سر پر عبادت پر ہمہ تن یاد اہی میں مشغول ہے اور اس کے شعلہ جمال سے تمام گنبد منور و روشن ہے امیر کا دل جب قدر کہ حوادث روزگار سے گذر

ہو رہا تھا زیارت سے اس بندہ خاص کی مثل آئینہ کے روشن و مصفی ہو گیا امیر نے سلام کیا اور قدموں میں ہوا
فقیر نے جواب سلام دیا اور حال پرسی کی امیر خلیل نے دست بستہ تمام سرگزشت اپنی ستانی فقیر نے ابتدا سے
انتہا تک امیر کا قصہ سنا اور فرمایا کہ امیر جوان خاطر جمع رکھ اب تم ایسی جا پونچے ہو کہ بفضل خدا کوئی مشکل تمہاری
نہیں رہے گی امیر نے کہا حضور اپنا اسم مبارک اور اس عمارت کے بھید سے آگاہ فرمائیں درویش نے کہا
معظم الدین سبز نخت تسخیری میرا نام ہے اور ابتدا سے مجھے باغات کا نہایت شوق تھا جب میں اسہارا لہی
کی دعوت سے فارغ ہوا تو اکثر موکلان زبردست میرے مسخر ہوئے اور ہر موکل کے دس جن اور ہر جن کے
دس شیاطین محکوم ہیں میں نے باوصف اس قدرت کے ایک گوشہ عبادت کر دگار کی واسطے اختیار کیا اور
موکلون کو حکم دیا کہ ایک مقام تفریح اس ترکیب سے بناؤ موکلون نے عرصہ قلیل میں یہ قلعہ اور مکان بنایا کہ جسکے
دیکھنے سے عقل بشر حیران ہوتی ہو امیر نے کہا بیشک بشر کی کیا طاقت جو سمجھ سکے بنانا تو شوق دیگر ہو درویش نے
امیر کی تکلف سے دعوت کی بعد ایک ہفتہ کے امیر نے کہا کہ اگرچہ رہنا یہاں کا باعث افتخار کو نہیں ہے الا مجھے
امیر سلطان کا اس قدر خیال ہے کہ کسی وقت آرام نہیں درویش نے کہا خیر جو تمہاری خوشی بعد ازان کہا کہ میں
تکو ایک اسم بتاتا ہوں یعنی تین روز اسم یا غالب کا بائیں ترکیب ورد کرو تا دشمن پر غلبہ نصیب ہو روز چہارم
بروز پنجشنبہ رخصت کرونگا امیر خلیل نے حسب ہدایت درویش اس اسم کا ورد کیا

اب حال شتارنگ جادو کا بیان ہوتا ہے

راوی کہتا ہے کہ ایک شیطان جو اخبار عالم پر شتارنگ کی جانب سے مقرر تھا اس نے خبر دی کہ جس جوان کو تو نے
عزت کرنا چاہا تھا وہ بسلاست شیخ معظم الدین تسخیری کے پاس کوہ فائز پر پہونچا اور شیخ ہمہ تن اسکا کفیل حال
ہوا ہے کیا عجب ہے کہ وہ آدم زاد شیریں غارتگری کو امروز فردا میں یہاں آوے اس خیر و خشت اثر نے شتارنگ
کے ہوش و حواس کم کر دیے اور چند نفر ساحر جو کہ اپنے کام میں یعنی فن سحر میں کامل بلکہ اکمل تھے ظلمات سے
مدد کے لیے بلائے اور شتارنگ کو بھی طلب کیا انہیں سے ایک آتشبار جادو نام نے شتارنگ سے کہا میں تمہارے
تمام ملک کو آتش سے روشن کر دوں گا کہ پھر کسی جن و بشر کو مجال داخل ہونے کی نہوگی دوسرے جگہ رون
جادو کرنے کہا کہ میں تمام ملک کو دریا سے مواج کر دوں گا اسی طرح شتارنگ و شتارنگ نے بھی ایک دشت
باران سیاہ کا تیار کیا بعد ازان مستعد مقابلہ ہو کر باطلینان تمام بیٹھے پنجشنبہ کو شیخ معظم الدین نے ایک موکل کو واسطے
فتارنگ کے بھیجا موکل نے بعد دریافت شیخ کو شتارنگ کے حال کی خبر کی شیخ معظم الدین نے تین موکل
بیتیں جن کہ جو تین سو شیاطین کے حاکم تھے امیر خلیل کے ہمراہ کیے اور شتارنگ کی سرحد کو روانہ کیا اور کہا

کہ بعد فتح میرے پاس پھر آنا دوم جو جادو گرا اپنے محل پر نفرین کرے اور مسلمان ہوا سکوا مان دینا امیر خلیل درویش سے رخصت ہوا شتارنگ کی سرحد میں پہونچا دیکھا کہ دشت میں ہر چار طرف آتش مشتعل ہو اور شعلہ آتش کرہ اشیر تک پہونچتے ہیں موکلون نے ایک اسم امیر کو بتایا اور گرد لشکر کے ایک ہزار کھینچا اور نورائیل موکل امیر کے پاس سے غائب ہو گیا ایک ساعت کے بعد ایک آواز دہشت ناک آسمان سے آئی اور ابرہہ سرخ آسمان سے پیدا ہوا بعد ازاں ایسی بارش ہوئی کہ آتش سحر بالکل سرد ہو گئی جب وہ تاریکی دفع ہوئی موکلون نے کہا کہ اب آتش جادو جنگ کو ضرور آئیگا تم اپنے دظائف سے غافل نہ رہنا کہ آفات سحر سے محفوظ رہو گے اس عرصہ میں آتش بار جادو مثل دیو بلند قامت میدان میں آیا امیر خلیل اسم الہی کا ورد کرتا ہوا پہونچا جادو کرنے کوئی عمل سحر سے باقی نہ رکھا مگر کسی سحر نے اثر نہ کیا بلکہ خود جو بصورت خوفناک بناتھا وہ بھی زائل ہو گئی انفرض وہ ساحرا میر کے ہاتھ سے مارا گیا بعد قتل آتش بار کے نورائیل موکل امیر کی خدمت میں حاضر ہوا امیر خلیل وہاں سے پہلے ہی روانہ ہو چکا تھا بعد چند قدم کے ایک دریائے زخار طوفان خیز معلوم ہوا امیر اس کے کنارہ پہونچا اس کے پانی میں اس قدر زور و شور تھا کہ دل پریشان ہوا جاتا تھا امیر نے وہاں کوئی کشتی بھی نہ دیکھی ریحائیل موکل نے کہا اے امیر شایستگی تم تلاش کرتے ہو امیر نے کہا ہاں ریحائیل نے ایک برگ سبز اس دریائے متلاطم میں ڈال دیا اور کہا تم اس پتی کا حال دیکھو کہ پانی کے زور سے اسکی کیا شکل ہوتی ہے امیر نے دیکھا کہ وہ برگ پڑ پڑہ ہو گیا ریحائیل نے کہا دیکھتے تھے کہ کشتی کا اس دریائے سحر میں سالم رہنا دشوار ہے پھر ریحائیل نے ایک اسم اور امیر خلیل کو بتایا اور اسی طرح گرد لشکر کے دائرہ کشتی کی بعد اس کے غائب ہو گیا پھر وہی آواز مہیب و ہولناک آسمان سے آئی اور اس زور و شور سے ایک طوفان آیا کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا جادو دیکھ امیر خلیل داخل دائرہ تھے لیکن اس آواز سے جگر شق ہوا جاتا تھا انفرض چار ساعت کے بعد مطلع صاف ہوا دیکھا تو دریا خشک تھا جب یہ سحر بھی باطل ہوا تو بحرون باصلاح جنگ موجود ہوا امیر نے بقوت بازو و برکت اسم اعظم بحرون کو بھی جہنم واصل کیا پھر ریحائیل امیر کے پاس آیا اور کہا آپ اب دشت ماران میں چلیے موکلون کے ہمراہ امیر دشت ماران میں آئے وہ دشت تارنگ و شترنگانہ کی تھی وہاں چند اژدہ آتش فشان اس صورت کے نظر آئے کہ کبھی نہ دیکھے تھے فتنائیل بھی اسی طرح ایک اسم امیر خلیل کو بتا کہ غائب ہو گیا امیر نے بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ فوج طاؤس آسمان سے زمین پر آئی اور ہر طاؤس نے ایک ایک سانپ چوخی میں دبا لیا اور طرفہ یہ امر تھا کہ جس قدر سانپ کلان ہوتا تھا طاؤس بھی اسی قدر کلان ہو جاتا تھا کہ سانپ کو کھا جانے پر قادر ہوا آخر ایک ساعت میں طاؤس وہ سب سانپ نکل گئے اور میدان صاف ہو گیا جب مرحلہ سوم کا بھی سحر باطل ہو گیا تب شتارنگ جادو میدان میں آیا اور آواز بلند کہا کہ امیر ماحن شناس تو نے میری خدمت و مدارات کا یہی عوض دیا کہ میری معشوقہ سے بوسہ و کنار کیا اور مجھے مقابلہ کو آیا ہے

اب یاد رکھ کہ مین تجھے ایسی سزا سے سخت دوں گا کہ تمام عمر یاد کریگا یہ کہا اور افسون سحر پڑھنا شروع کیا جب کوئی سحر کار گر نہوا تلوار میان سے لی اور امیر پر حملہ کیا امیر نے حریر اسکاردر کر کے ایک ہی ضرب تیغ بیدریغ مین اسکو فی النار کیا

جهان از وجود چنین پاک به | اتنی آبخندان در تہ خاک به

شترنگانہ ملعونہ نے جو یہ صفائی دیکھی دست بستہ امیر کے پاس حاضر ہوئی اور اپنے عمل بد سے توبہ کی امیر نے حسب ہدایت شیخ شترنگانہ کو امان دی پھر ملک شاہ اور ملکہ جمیلہ عالم افروز کو زندان سے بلوایا وہ باغ و مکان کہ محض بزور سحر بنا ہوا تھا فوراً معدوم ہو گیا اور جس قدر کہ اصلی مکان تھے باقی رہ گئے اور اس قدر جو ابہر بشارت و بیش قرار وہاں سے ہاتھ آیا کہ جس کا حساب نہو سکا پھر امیر خلیل اور شاہزادہ ملک شاہ اور ملکہ جمیلہ عالم افروز تخت پر سوار ہو کے درویش بزرگ کی خدمت مین پہنچے امیر خلیل اور ملک شاہ نے سعادت قدوسی حاصل کی درویش نے امیر سے پوچھا کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے امیر نے کہا اول شاہزادہ کا پہونچنا ضرور ہے کہ اس کے والدین انکی مفارقت مین پریشان مین دوسرے امیر سلطان کا مطلب شاہزادہ کے پہونچنے پر موقوف ہے شاہزادہ نے موکلون کو حکم دیا کہ ملک شاہ کو جمعیت حصار مین پہونچا کر سید لا دو بعد اسکے جانے کے ملکہ جمیلہ عالم افروز سے پوچھا اب تمہاری کیا مرضی ہے وہ بولی کہ مجھے بھی میرے والدین کی خدمت مین پہونچا دو بعد ازاں خود آ کے مجھے عقد کرو اسکے بعد شترنگانہ کو بلا کر پوچھا تیرا کیا قصہ ہے شترنگانہ نے کہا مین فرمانبردار ہوں شیخ نے کہا کہ علامت اسلام تیرے قیافہ سے معلوم نہیں ہوتی لیکن پہنے جبکہ شری تھے آزاد کیا خداوند کریم تیرے شر و فساد سے امیر کو بچائے شترنگانہ آداب بجالا کر وہاں سے روانہ ہوئی دیکھئے کہ ہار دیگریہ قحبہ کیا فساد برپا کرتی ہے بعد اسکے امیر خلیل سے فرمایا امو فرزند تجھے بعد ایک ہفتہ کے رخصت کروں گا کہ ایک کام میرا تجھے متعلق ہے امیر نے بظاہر قبول کیا والدین کہا انکی اب فقیر صاحب کیا فرمائش کریں گے

راوی یہ بیان یہ قصہ موقوف رکھکے حال امیر سلطان کا بیان کرتا ہے

امیر سلطان بعد روانہ ہونے امیر خلیل کے ہفتہ مین دوبار عبدالملہمین ملک الشمال کے پاس جاتا تھا اور شب و روز اپنی معشوقہ کے تصور مین رہتا تھا اور ملک الشمال روز بروز عزت افزائی کرتا تھا اور وزیر سے کہتا تھا کہ یہ دونوں بھائی بڑے عالی مرتبہ و عالی خاندان سے ہیں اگر خدا نخواستہ امیر خلیل خالی پھر اور ملک شاہ کا کہیں بیٹہ نہ لگا تو مین امیر سلطان کو بجائے شاہزادہ سمجھوں گا اور عقد ملکہ روشن بدن کا بلا عذر اسکے ساتھ کر دوں گا وزیر عالی تدبیر کہتا تھا کہ حضور سج فرماتے ہیں امیر سلطان سے بہتر کوئی شاہزادہ نہ ملیگا یہ خوش امتیالی حضور کی ہے کہ اس طرح کا شاہزادہ عالی حسب و الانسب صاحب حسن و جمال رستم و قوت و توشعار باین قدرت و اقتدار خود وارد شہر ہوا بقول مخفی شاعر

ہنشین جب مرے ایام چلے آئیں گے | بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئیں گے

غلام کے نزدیک اب عقد میں درنگ مناسب نہیں ہو بادشاہ نے فرمایا مجھے امیر خلیل کا انتظار ہو اس عرصہ میں امیر سلطان نے بادشاہ سے کہا آپ کا اگر حکم ہو تو میں شکار کو جاؤں ذرا دل بہلاؤں بادشاہ نے فرمایا یہی فرزند ہمارے ملک میں یہاں سے بارہ فرسخ ایک دشت لالہ زار ہے کہ وہ ہمیشہ فصل وغیر فصل میں شگفتہ رہتا ہے اور شکار چرند و پرند بھی وہاں بکثرت ہے وہاں جاؤ سیر و تماشا دیکھو کوسوں تک بجز گل و لالہ کے اور کچھ نظر نہیں آتا غرض کہ چند قراول امیر سلطان کے ہمراہ کیے امیر دوسرے تیسرے اُس دشت میں جاتا تھا اور تاشام شکار کھیل کر پھر آتا تھا قصہ کوتاہ ایک ہفتہ اسی طرح صید و شکار میں گزارا روز ہشتم ایک آہو نظر آیا اُس کے عقب میں گھوڑا ڈالا آہو ایک درہ کوہ میں فوراً چلا گیا امیر سلطان بھی پیچھے آہو کے ہولیا

اب راوی نازک خیال امیر سلطان کو صید و شکار میں سرگرم رکھنے ملکہ زہرہ روشن بین بنت ملک شاہ کا حال گزارش کرتا ہے

سخن سخن دانائے شیرین کلام | شعر | چنین داد این داستان را نظام

کہ ملکہ زہرہ روشن بدن گاہ گاہ واسطے سیر و تماشا کے باغ کو آتی تھی اور دو چار روز رہتی تھی پھر چلی جاتی تھی حسب دستور انھیں ایام مسرت تو امان میں ملکہ باغ میں آئی اور چار شب دروڑ رہی پانچویں دن صبح کو بیدار ہوئی ایک شہدیز صبار رفتار پر سوار ہو کر چوگان بازی کرتی زیر دیوار باغ پہنچی وہاں ایک برج بلند اور وسیع میں کہ فرش وغیرہ سے آراستہ تھا تشریف لاکے خواصوں کو حکم دیا کہ تم باغ سے میوے کھاؤ ہم تماشا دیکھیں خواصین حسب احکام ملکہ کے ایک دوسری پر سبقت کرتی آپس میں ہنستی بولتی چھینا جھپٹی کرتی میوہ توڑتی کھاتی پھرتی تھیں ملکہ کبھی فضا سے صحرانور کبھی باغ میں انکی ہشت و دشت کا سیر و تماشا دیکھ رہی تھی ناگاہ ایک آہو سرخوردہ درہ کوہ سے باہر آیا اور پیچھے اُس کے ایک شہسوار سمندر رفتار چلا آتا تھا وہ آہو سے زخمی زیر دیوار باغ آکر بیٹھ گیا وہ سوار بھی زیر برج آیا ملکہ نے اس شکل و شمائل کا جو ان ذیشان دیکھا کہ شمع حسن کے آگے ہر درخشان بھی بے نور تھا اُس جوان نے اُس آہو کو کند سے باندھا اور لیکھا ملکہ زہرہ روشن بدن بمشاہدہ اُس ماجرا سے حیرت افزا کے شہد رر گئی اور تیر عشق اُس جوان رعنا ابرو کمان کا سینہ بے کینہ ملکہ سے دوسرا ہوا ملکہ نے بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئی خواص جو پس پشت ملکہ کے گس رانی کرتی تھی یہ حال ملکہ کا دیکھ کر حیران ہوئی اور پہرہ دریا نو دایہ سے اطلاع کی دایہ افتان و خیزان ملکہ کے پاس آئی اور کہا بلاؤں یہ کیا حال ملکہ نے دایہ کو بواب نہ دیا دایہ ملکہ کو دوسرے مکان میں لائی اور تعویذ وغیرہ باندھے ملکہ دایہ کی عقل پر ہنسی اور منہ مایا تو دیوانی ہوئی ہر شعر

کیون عبت پھرتی ہر دایہ تو مری تدبیرین	لکھ لے ہونا ہی وہی لکھا ہی جو تقدیرین
تو شاید اور کسی خیال میں ہی شعر	
یقین میدان کہ این کارے پر نہیں	عجب کاریت کارے سر سہمی نہیں
یہ کہا اور تھوید کھول کے زمین پر پھینک دے دایہ بولی واری خدا کے لیے اپنی طبیعت کا حال مفصل بیان کر دے کہ مجھے	
تھارا حال بے طور معلوم ہوتا ہی ملکہ نے فرمایا ای دایہ کیا پوچھتی ہو مسدس	
خدا جانے کہ مجھ پر کیا بلا سے ناگمان آئی	کہ یکبار ہی ہوئی ہوں کھوسے عقل ہوش سہوئی
نہ مجھ کو تاب طاقت ہی نہ ہی صبر و شکیبائی	اگر میں چپ رہوں تو موت ہی بولوں تو سووائی
امرا در دست اندر دل اگر کویم زبان بوزد	وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان بوزد
<p>دایہ نے کہا میں یہ شعر و سخن کیا سمجھوں واری تھارے بیہوش ہو جانے سے مجھے بے حواس کر دیا عقل کے طوطے اڑ گئے برائے خدا مجھے دل کا حال بیان کرو کہ بیٹھے ٹھائے دفعۂ دل پر کیا صدمہ گزرا جو یہ حالت ہو گئی ملکہ نے کہا ای دایہ ایک جوان سفاک تیر کی طرح درہ کوہ سے بہرن کے پیچھے میری دیوار کے نیچے آیا اور مجھے اس وقت اس آفت ناگمانی میں مبتلا کر گیا دایہ نے کہا اس وقت کا ذکر ہو وہ موجد و گرا کے افسون سازی کر گیا اور کوئی اس وقت مرنا جیتا نہ تھا جو اس کجنت بد نصیب کو گرفتار کرتا پھر ملکہ نے فرمایا کہ تم اور سب خواصین غارتگری بلخ میں مصروف تھیں جبوقت وہ میرے دل و جگر کو غارت و بامال کر گیا دایہ نے ملکہ کی اتشفی کی اور کہا خاطر جمع رکھو میں اپنے فرزند محسن کو نہایت تاکید کرتی ہوں وہ ضرور اس جوان کا سراخ لگا بیگا یہ کہہ ملکہ کو محل میں لے گئی لیکن ملکہ کو اس جوان ذیشان کے خیال میں کسی پہلو قرار و آرام نہ تھا ہر دم یہ شعر زبان زد تھا شعر</p>	
کس سے کہیں ہم آہ جرائی نصیب کی	دل گشت ہی فلک نے جدائی نصیب کی
<p>دایہ نے محسن اپنے بیٹے یعنی ملکہ کے کو کا سے یہ سرگذشت بیان کر کے کہا اگر تو اس جوان کا کہیں سراخ لگا بیگا ملکہ مجھے نہایت خوش ہوگی محسن امیر سلطان کی تلاش میں روانہ ہو ارا دی کہتا ہو کہ عجب المہین ملک شاہ کا ایک حکیم دانا ابو النجم لازم تھا اور اسے ملکہ زہرہ روشن بدن کو سات برس تک پرورش کیا تھا اسوجہ سے ملکہ کے مزاج میں نہایت دخیل تھا وہ بادشاہ سے رخصت ہو کے واسطے حج کے گیا تھا اور بعد سات برس کے سفر سے پھر آیا تھا بادشاہ نے کمال عزت و تکریم سے حکیم کو دربار میں بلایا بعد ملازمت شاہ کے حکیم خلیفہ اسکے دروازے پر آیا ملکہ کو اطلاع ہوئی باوجود اسکے کہ ملکہ زہرہ روشن بدن کو امیر سلطان کے سودا سے عشق میں سر و پا کا ہوش نہ تھا لیکن حکیم ابو النجم کے آنے سے بہت خوش ہوئی اندر بلایا حال سفر پوچھا حکیم نے سرگذشت اپنی بیان کی اور کہا سو اسے تو اس حج کے ایک چشمہ دولت بھی مجھ کو خدا نے دیا ملکہ نے پوچھا وہ کیا ہو حکیم نے</p>	

لہذا ایک کتاب تصنیفات سے حکیم بقراط کی جو حکیم افلاطون کا استاد تھا میرے ہاتھ آئی ہو اس میں عجیب ترکیب کے نسخے مجرب لکھے ہیں ملک نے حکیم کو خلعت دیا اور اپنی نبض دکھائی حکیم نے کہا اے ملک اس وقت کی نبض سے ایک پوسٹ و حرارت تمہارے مزاج میں ایسی پائی جاتی ہو کہ عقل میں نہیں آتی یہ امر دو حال سے خالی نہیں ہو یا تو سات برس کے بعد مجھے نبض دیکھنے کا اتفاق ہو اس عرصہ میں مزاج آپکا بدل گیا یا کوئی اور باعث مخفی ہو جسکا اظہار آپ نہیں کر سکتیں خیر آج زہر مہرہ خطائی اور عرق بید مشک یا شربت فواکہ نوش فرمائیے کل پھر نبض دیکھو لگا حکیم یہ کیلئے خست ہوا ادھر ملک نے حسب رائے حکیم وہ نسخہ استعمال کیا دوسرے روز پھر حکیم آیا اور نبض دیکھی اور کہا اے ملک عالم یہ کیا بیوست اور خشکی مزاج کل سے آج نبض میں زیادہ ہو اگرچہ جو ہات چند خدا نخواستہ تپ دق نہیں ہو لیکن کوئی مرض روحانی ضرور ہے اس صورت میں حال مزاج بیان کرنا چاہیے ورنہ خوف جان ہو ملک نے ناچار حال دل میقرار بند رہیے دایہ محرم اسرار حکیم ابوالخج سے بیان کیا حکیم نے کہا تم خاطر جمع رکھو آخر وہ شخص باشندہ اسی دیار کا ہو گا ہم تلاش کرتے ہیں الغرض حکیم نے امیر سلطان کا حال سنا کہ بادشاہ نے امیر سلطان کو اجازت شکار و شت لالہ زار کی انھیں ایام میں دی تھی دل میں خیال کیا کہ ہو نہ ہو یہی جوان ہو اس عرصہ میں محسن فرزند دایہ بھی یہی خبر لایا پس حکیم کو یقین ہو گیا کہ وہ شخص جسکے عشق نے ملک کی یہ صورت بنا دی امیر سلطان ہو اور کوئی نہیں ملک نے محسن سے کہا تو جا اور امیر سلطان سے ملاقات پیدا کر محسن گیا اور امیر سلطان سے ملاقات پیدا کی اور ہر روز امیر کے اخلاق کی بلکہ سے تعریف کرتا تھا ایک روز ملک زہرہ روشن بدن نے ایک مطلع حسب حال اپنے تصنیف کیا اور محسن سے فرمایا تو یہ مطلع امیر سلطان کے پاس لیجا اور کہنا کہ ہماری ملک نے موزون کیا ہو اور جواب اس مطلع کا لکھا ہو امیر سلطان کہ نہایت فہیم اور صاحب عقل و فراست ہو ضرور سمجھ جائیگا ورنہ خیر محسن امیر سلطان کے پاس گیا اور کہا اے امیر ہماری ملک نے ایک مطلع کہا ہو اور جواب مانگا ہو امیر سلطان نے کہا وہ کیا مطلع ہو محسن نے یہ مطلع پڑھا شعر

شکارا گلن زد شت لالہ آمد برق جولانی | کہ در سودا سے اودارم بدل داغ نمایانی

امیر سلطان مطلع سنتے ہی دلیں سمجھ گیا کہ اُس دن جو زبردیوار باغ آہو کا شکار کیا تھا شاید ملک نے مجھے دیکھا اور اب دریافت کرتی ہو کہ یہ وہی ہو یا کوئی اور اب تجھے جواب مقول دینا چاہیے محسن نے کہا کہ ملک کو ہمارا سلام کہنا اور یہ پڑھو

ایم آگہ زار احسن و عشق اما چنین دامن شعر | کہ زلف او سرے دار دجال من پریشانی

محسن نے جو یہ مطلع ملک کے روبرو پڑھا ملک کمال خوش ہوئی اور یقین ہوا کہ غارتگر کشور دل و جان یہی امیر سلطان عالیشان ہو اور یہ بھی سنا تھا کہ امیر سلطان میری تصویر دیکھ کے مجھے عاشق ہوا ہو اور بھائی اُسکا بیچارہ بوجہ اپنے بھائی کے میرے بھائی کی تلاش میں گیا ہو اور بادشاہ بھی امیر کو نیشنل اپنے فرزندوں کے چاہتا ہو جب

محسن سے امیر سلطان کے خلق و صحبت کی حد سے زیادہ تعریف سنی تو دل میں آیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ امیر سلطان سے ملاقات کریں اور کچھ اس دل مشتاق کی آرزو نکالیں اس تدبیر یہ کیفیت ملکہ نے حکیم صاحب سے بیان کی حکیم صاحب نے فرمایا کہ وقت وصال تک تمہارے واسطے ایک ایسا نسخہ تجویز کرتا ہوں کہ سوار کے مرض وصال کے کوئی اور شکایت نہ ہو مگر امیر فرزند اس نسخہ مسکن قلب و جگر کو اس طرح استعمال میں لانا کہ کسی کو مطلق خبر نہ ہو

لازم ہو سوز محقق کا شعاع عیان نہوا | اجل بچھے اس طرح سے کہ مطلق دھواں نہوا |

غرض حکیم ابوالنجیم نے پاس خاطر ملکہ اس کتاب سے جو حکیم بقراط کی تصنیف سے تھی ایک نسخہ سفوف کا اور دو نسخہ روغن کے ملکہ کو دیے اور کہا کہ یہ روغن چہرہ کو مبدل کر دیتا ہے اور دوسرا روغن رخسارہ پر ملنا کہ اس سے سبزہ آغاز ہو گا اور سفوف کے استعمال سے آواز مردانی ہو جائیگی کہ کسی کو مطلق تیز نہوگی اور میں نقب زن کو بلا کر اپنے مکان کے حجرے سے تمہارے حجرہ خاص تک نقب تیار کراتا ہوں پھر تم نقب کی راہ سے امیر سلطان کے پاس جانا اور بیخوف و خطر ملاقات کرنا ملکہ شکر احسان حکیم صاحب کا بجالائی اور کہا شعر

برین مرزدہ گر جان فشام رواست | کہ این مرزدہ آسایش جان ماست |

غرض نقب تیار ہوئی حکیم صاحب نے ملکہ کو براہ نقب اپنے مکان پر بلایا اور کہا امیر فرزند میرا کام ختم ہوا اسباب اختیار ہو تو دانی و کار تو ملکہ بعد استعمال سفوف و مالش روغن وضع کو تبدیل کر کے محسن کے ہمراہ امیر سلطان کے پاس پہنچی محسن سے کہد یا تھا کہ شاید امیر سلطان پوچھیں تو کہدینا کہ یہ میرا بھائی نادر الجہاں نام ہے جبکہ امیر سلطان نے نادر الجہاں سے ملاقات کی اور بغور دیکھا تو تمام سراپا و ترکیب اعضا ملکہ زہرہ روشن بدن سے مشابہ پائی محسن سے کہا تم ملکہ کے بھائی ہو میں تمہیں اپنا برادر عزیز جانتا ہوں تم اپنے بھائی نادر الجہاں کو تاکید کر دو کہ ایک بار ہر روز ایک گھنٹہ کی واسطے میرے پاس ہو جایا کرے کہ اسکی صورت سے مجھے شکیں پڑتی ہے محسن نے کہا کہ یہ مرد سوداوی مزاج ہے کہ سوا سے ملکہ زہرہ روشن بدن کے بادشاہ کی بھی حقیقت نہیں جانتا لیکن میں اسے یہاں روز آنے کے لیے بتا کید کہد ونگا القصہ ملکہ نادر الجہاں کے نام سے روز امیر سلطان کے پاس آنے لگی رفتہ رفتہ باہم یہ صحبت گرم ہوئی کہ ایک کو بغیر دوسرے کے آرام نہ آتا تھا اس عرصہ میں کئی پیغام اشتیاقیہ امیر سلطان نے ملکہ کو نادر الجہاں کی معرفت بھیجے چونکہ خود ملکہ پیامی تھی لہذا جواب شافی دے یہ ایک روز امیر سلطان نے ایک مطلع تصنیف کر کے نادر الجہاں کو دیا اور کہا کہ ملکہ کو سنا دینا نادر الجہاں نے کہا ملکہ کے سننے کی کچھ حاجت نہیں ہے تم بڑھو ملکہ نے بھی ایک مطلع اسی قافیہ و بحر میں کہا ہر مطلع امیر

کندر لطف تشکینت بردہ قلندہ چون دلم | اسیری پاسے بند محنت بے صبر و آرام |

ملکہ زہرہ روشن بدن نے جواب میں کہا شعر

شب بھرت فلک بس دو میدار در آرم | خوشاروز سے کہ مہر وصل تابدا زلب باہم

غرض اسی طرح صحبت شعر و سخن و لطائف و ظرائف میں گذرتی تھی لیکن امیر سلطان نادرا الجہاں کے خط و خال پر نظر کرتا تھا اور حیران ہوتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ یہ مرد بالکل ملکہ کی صورت ہے سرسوزی نہیں ہے اگر آغاز خط نہ ہوتا تو میں کہتا کہ ملکہ بلباس مردانہ میرے پاس آتی ہے اتفاقاً ایک روز ملکہ امیر سلطان کی صحبت میں موجود تھی کہ مولیٰ تخت شاہزادہ ملک شاہ دیوان عام میں لائے ملک شاہ نے بعد ملازمت قصہ اپنا بادشاہ سے بیان کیا اور امیر سلطان کو پوچھا بادشاہ نے فرمایا فضل الہی سے اچھے ہیں فلان مکان میں رہتے ہیں ملک شاہ بظہر حق شناسی و احسان امیر خلیل کے اول امیر سلطان کے پاس آیا یہاں امیر سلطان اور نادرا الجہاں باہم حرف و حکایات میں مشغول تھے ملک شاہ نے سلام میں سبقت کی امیر سلطان سر و قد تعظیم کو اٹھا اور بنگلیہ بوا بھائی کو دیکھ کے نادرا الجہاں کے ہوش جاتے رہے کچھ دم نہ مارا ملک شاہ نے تمام سرگزشت اپنی اور خال امیر خلیل کا اور احسانات امیر خلیل کے امیر سلطان سے بیان کیے ناگاہ اس گفتگو میں نظر شاہزادہ کی جو نادرا الجہاں پر پڑی دیکھا کہ گویا بہن اسکی بلباس مردانہ بیٹھی ہے امیر سلطان سے پوچھا یہ کون ہے امیر سلطان نے کہا آپ کی بہن کا برادر رضاعی نادرا الجہاں ہے ملک شاہ کو اور حیرت زیادہ ہوئی اور دلیں کہا ملکہ کا برادر رضائی بجز محسن کے اور کوئی نہ تھا یہ چند روز میں اور کہاں سے پیدا ہو گیا پھر ملک شاہ نے پوچھا تم سے اس سے کیونکر ملاقات ہوئی امیر سلطان نے کہا اسکا بھائی محسن اسکو میرے پاس لایا تھا ملک شاہ نے کہا محسن کو بلاؤ جب محسن آیا ملک شاہ نے پوچھا امیر محسن بعد وفات تیرے باپ کے یہ فرزند کس طرح پیدا ہوا محسن نے کہا امیر شہر یار یہ میرا خالہ زاد بھائی ہے تھوڑے دن ہوئے کہ عشرت نگار سے آیا ہے میں اسکو بادشاہ کی ملازمت کے لیے ابھی تک نہیں لیکیا ملک شاہ یہ سنکے چپ ہو رہا لیکن مہربان نادرا الجہاں کی صورت دیکھ دلیں کہتا تھا کہ اگر اس شخص کے چہرہ پر خط نہ ہوتا تو مجھے کچھ اور گمان ہوتا بعد اسکے امیر سلطان سے رخصت ہو کر مجلس کو روانہ ہوا ملکہ زہرہ روشن بدن بہ تجیل تمام حکیم ابو النجم کے مکان میں آئی اور آب دوا سے خوب چہرہ کو صاف کیا اور براہ لقب اپنے مکان میں آئی اتنے میں شاہزادہ بھی محل میں پہونچا اور والدہ سے قدمبوس ہوا کہ یہ سہیل نے بھی بیٹے کی ملائین لین ملک شاہ نے بہن کا حال پوچھا کہ کہاں ہے ملکہ نے کہیہ سہیل نے کہا چند عرصہ سے ایسی غلیل ہے کہ آٹھ بہر میں ایک دو ساعت کو حجرے سے باہر نکلتی ہے شاہزادہ در حجرہ پر آیا بہن کو آواز دی ملکہ نے زہرہ روشن بہن حجرے سے نکل کے بھائی کی قدمبوس ہوئی ملک شاہ نے پیشانی پر بوسہ دیا یہاں امیر سلطان کو بیان سے محسن کے شک گذرا کہ ہمیشہ تو محسن نادرا الجہاں کو اپنا حقیقی بھائی کہتا تھا آج برادر خالہ زاد بتایا اس امر میں کچھ بھیید ہے علاوہ اسکے شاہزادہ بھی نادرا الجہاں سے آگاہ نہیں بہر حال اس امر کو محسن سے دریافت کرنا ضروری ہے

جب شب گزری صبح کو دایہ ملکہ کی گریان و نالان ملک شاہ کے پاس آئی اور کہا امیر شاہزادہ عالیقدر آپ سے
خدا جانے شب کو میرے خواہر زادہ کو کیا کہا کہ وہ اُسی وقت سے غائب ہو اب میں اُسکی مادر بیوہ کو کیا جواب دوں
شاہزادہ نے کہا بخدا میں نے کوئی کلمہ سخت نہیں کہا ہاں حال البتہ پوچھا دایہ تم فکر مند نہ ہو میں اُسے تلاش
کرد ونگاہ بعد اسکے شاہزادہ والدہ کے پاس آیا اور والدہ سے کہا کل شب کو عجب تماشا دیکھا کہ اُس وقت سے اب تک
مچھو حیرت ہو یعنی دایہ کا خواہر زادہ ملکہ زہرہ روشن بدن سے ایسا مشابہ ہو کہ سر مو فرق نہیں ہو اگر وہ ملکیا
تو میں آکھو دکھاؤنگا کہ ایسا بھی تشابہ ہوتے نہیں دیکھا ملکہ زہرہ سمیٹنے نے کہا کیا ہوا یہ کچھ عجیب نہیں ہو بعد اسکے
دایہ سے کہا بھانجا تیرا کب آیا تھا تو نے ہے تو کہا ہوتا دایہ نے جواب دیا میں اسی فکر میں تھی کہ حضور کی ملازمت
کرا کے کوئی عمدہ سرکار شاہی سے اُسے دلو اون لیکن وہ بچہ ایسا بد مزاج ہو کہ ذرا سی بات پر اپنی مادر سے
بگڑ کے میرے پاس آیا اور اب یہاں سے بھی غائب ہو گیا میں نے محسن کو تلاش کیا واسطے بھیجا ہو خدا کرے وہ
نجانے قصہ کوتاہ امیر خلیل نے ملک شاہ سے تاکید کر دی تھی کہ نکاح میں امیر سلطان کے تم دیر نہ کرنا اور
میرے موجود ہونے پر منحصر نہ رکھنا اور ایک عرضی بھی بادشاہ کو لکھ دی تھی ملک شاہ نے وہ عرضی امیر خلیل کی
حضور میں بادشاہ کے گزرائی بادشاہ کو خود منظور تھا اُسی روز سے سامان عروسی کا وزیر کو حکم دیا الغرض ہفتائی
شہر کو آئینہ بند کیا بادشاہ نے ایک ماہ تمام اہل شہر کی مہمانی کی ہر محلہ میں ایک ایک باورچی خانہ مقرر کیا اور حکم
عام ہوا کہ خلان شہر تمام ہنگامہ شادی بجز عیش و عشرت کے دوسرا کام نہ کرے غرض کہ سعادت سعید میں ملکہ
زہرہ روشن بدن کا امیر سلطان سے عقد ہوا اور فضل الہی سے دونوں عاشق و معشوق مراد دلی سے کامیاب
ہوئے ناگاہ شب چارم امیر سلطان نے خواب میں دیکھا کہ امیر خلیل کسی بلا سے سخت میں گرفتار ہو گیا ہو
بے اختیار آنکھ کھل گئی تمام شب اُسی تصور میں گزری آخر وقت صبح ملک الشمال سے عرض کیا کہ امیر شاہزادہ
خدوی کو رخصت مرحمت ہو کہ میں تلاش امیر خلیل میں جاؤنگا اس واسطے کہ میں نے شب گذشتہ کو ایک خواب
پریشان دیکھا ہے اہذا مجھے جانا واجب ہے اگر حضور رخصت نہ فرمائیں گے میں بلا رخصت چلا جاؤنگا آخر الامردوسرے
درواز ایک مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر موافق نشانہ ہی ملک شاہ کے وقار یہ کی طرف روانہ ہوا

اب راوی معظم الدین زاہد اور امیر خلیل کا حال بیان کرتا ہے

واقع ہو کہ شیخ معظم الدین زاہد نے جو امیر خلیل کو ٹھہرایا تھا اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بیخوشیہ کو زاہد نے غسل کیا
اور لباس پاکیزہ پہنا پھر امیر خلیل سے فرمایا کہ ایک حق عظیم تمہارے ذمہ رکھتا ہوں اب منظور الہی یہ ہو کہ تم
میرے بار احسان سے سبکدوش ہو امیر نے کہا وہ حق کیا ہو زاہد نے کہا تم ہمارے برادر ایمانی ہو آج شب کو

اس عالم فانی سے ملک جاودانی کی طرف ہمارا کوچ ہی لہذا ہم تمکو وصیت کرتے ہیں کہ تم ہیکو بطہارت تمام غسل و کفن دینا اور فلان جگہ پر دفن کر دینا میرے جہیز میں آکر رہنا آبدیدہ ہو کے کہا مجھے بھی آپ کچھ تلقین فرمائیے جو میرے حق میں مفید ہو اور کام آئے نہ اہد بولا اگر میں تمہیں کوئی اسم بتاتا ہوں تو وہ تمہارے کام نہ آوے گا کہ معاملہ تمہارا دوسرے عالم سے متعلق ہے مگر ایک نصیحت یہ ہے اسے یاد رکھنا کہ مدت العمر کو کافی و دانی ہوگی قطعہ

پرستیدن ایزدی پیشین | از روز گذر کردن اندیشین | بترس از خدا و میا زار کس | ارہ رستگاری بہین است و بس

امیر خلیل نے کہا کہ اب میں اپنے بھائی امیر سلطان کے پاس کیونکر جاؤں نہ اہد بولا جس نے یہاں پہونچا یا ہو وہ قادر ہو وہاں بھی پہونچا لیگا مگر راہ میں ایک خطرہ عظیم ہو خدا حافظ ہو تو کیا غم ہو غرض شب جمعہ کو بعد فراغت اوراد کلہ طیبہ پڑھا اور روح قابض ارواح کو سپرد کی امیر خلیل نے حسب وصیت تجہیز و تکفین سے فراغت پائی اور تمام موکل و شیاطین بعد وفات زاہد کے متفرق ہو گئے امیر بھی ناچار حیرت میں مبتلا زبردان کوہ ایک جانب کو روانہ ہوا

اب شرننگانہ ملعونہ کا مال کا رگزارشس ہوتا ہی

کہ جسوقت شیخ کی رحلت اُسے سنی پھر از سر نو عمل سحر شروع کیا اور یہ فکر کی کہ امیر خلیل قاتل شتارنگ کو تلاش کرنا چاہیے آخر ایک روز امیر کو کنارہ دریا دیکھا پس بقوت سحر اُسکے ہاتھ پاؤں باندھ کے باغ شتارنگ جاوے میں لائی اور کہا امی خراب کن خاندان ساحران تو اسوقت شیخ کے سبب سے بچ گیا تھا اب مجھے اس عذاب سخت سے ہلاک کر دے گی کہ نشان تک کسی کو نہ ملیگا بعد اُسکے قید کیا اور نان خشک اور ایک کوزہ پانی کا ایک وقت مقرر کیا امیر پر وہ شب شب اول گور کی طرح گزری دوسرے روز امیر خلیل کو ہلاکے کہا امی جو ان ایک صورت تیری زندگی کی ہو جو میں کہوں وہ کرو گرنہ تمام عمر اسی قید سخت میں رہیگا امیر نے کہا او مجھ دیوانی ہوئی ہو مجھے کسی فعل کی توقع نہ رکھنا شرننگانہ بولی کہ شاید تو زندگی سے سیر ہو گیا ہی دیکھ اب بھی کہتی ہوں کہ ایسا معشوق دلنواز جسکے قبضہ قدرت میں ایک عالم ہو میرے نہیں آنے کا امیر خلیل نے کہا دور ہو سامنے سے مجھے تیری صورت ملک الموت سے بدتر معلوم ہوتی ہے شرننگانہ نے پھر امیر کو زندان خانہ میں بھیج دیا

اب راوی بار دگر حال امیر سلطان کا بیان کرتا ہی

جب امیر سلطان تلاش امیر خلیل میں جمعیت حصار سے تنہا روانہ ہوا تو بعد چند روز کے فوج ملک پہنچا یہاں میں پہونچا اسوقت نعمان شاہ شکار میں مشغول تھا امیر سلطان نے بھی اُسی شکار گاہ سے ایک ہرن کا شکار کیا قراولوں نے جو امیر کو ایک مرد غیر دیکھا چاہا کہ گرفتہ حضور شاہ میں لیجا میں امیر نے چند قراولوں کو جان سے

مارا اکثر وں کو زخمی کیا جب نعمان شاہ نے سنا تو سرداران لشکر کو حکم دیا کہ اس جوان کو ہمارے پاس پہلا لاؤ
سزوار بنت سہاجت امیر کو بادشاہ کے پاس لگے نعمان شاہ نے جو امیر سلطان کو دیکھا امیر خلیل کی صورت
آنکھوں میں پھر گئی پوچھا یہ جوان دلاور تیرا کیا نام ہے انھوں نے کہا مجھے امیر سلطان کہتے ہیں بادشاہ امیر خلیل
کی زبانی حال امیر سلطان سن چکا تھا کمال عزت و توقیر سے پیش آیا اور حال امیر خلیل کا مفصل بیان کیا پھر
پوچھا اب تمہارا کیا قصد ہے امیر سلطان نے کہا کہ امیر خلیل کی تلاش میں آیا ہوں نعمان شاہ نے امیر سلطان
کی شہانہ دعوت کی اور نہایت عزت و تکریم سے وہاں کیا گوہر افروز نے حال امیر سلطان کا سننے ایک آدم معتد
کے ہاتھ کھلا بھیجا کہ جب تم اپنے بھائی سے ملنا تو مجھ کشتہ فراق و مشتاق دیدار کی طرف سے بھی نکال اشتیاق سلام پہنچانا اور کہنا شہر

ایدم میکینی وز یاد مئے روی	عشرت در از باد فراموش کار من
دور جسدن سے ہوئی تجھ جین جین	نہ مجھے باغ خوش آتا ہے نہ گلشن نیرین
ہر گھڑی آہ کی تو نبی سے بجاتی ہوں جدا	دیکھیے کون سے دن ہر بہین دینگے درشن

اور ایک اشتیاق نامہ بھی امیر سلطان کو دیکے کہا یہ برادر یہ بھی دیدینا امیر سلطان وہاں سے وقار میں
پہنچا دیکھا کہ ایک نہر آب محل شاہی کے مقابل میں جاری ہے امیر سلطان نے گھوڑے کو پانی پلا یا اور بغور
محل کو دیکھا راوی کہتا ہے کہ شکیلہ گیتی آزاد خثر ثانی موقر شاہ نہایت حسین مہ جبین صاحب جمال اور فہم و فراست
میں اپنا نظیر رکھتی تھی اس وقت محل سے دور میں لگائے سیر صحر او دریا دیکھ رہی تھی ناگاہ نظر اس زہرہ جبین کی
امیر سلطان پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گئی بخونہ دایہ کہ وہ بھی موجود تھی دم نہ مارا ہزار دشواری خود داری
کو کام نہ آیا لیکن آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی کسی محرم راز کو نہ پایا کہ احوال سنا تی ناچار قہر درویش برجان درویش

خاموش ہو رہی لیکن یہ چند اشعار اس غزل کے پڑھے اشعار

دل و جان دین و ایمان ہو جو لینا ہو تم لیلو	گرینگے عذر دینے میں نہ ہم سکی قسم لیلو
تم آئے عین گہری میں نکلو دل سے اوٹو	کوئی دم نخل مرگاہ کے ذرا سایہ میں دم لیلو
ہمارا منہ کہاں لین بوسہ بے انگلی رہنمائی	کہیں جب تک نہ وہ نہجے کہ ہاں راضی ہیں ہم لیلو
نہیں ہے حضرت دل عشق کی بازار میں سودا	اگر لینا ہوا اپنے واسطے تم مولیٰ قسم لیلو
نہیں ہو اعتبار انکا وہ کہہ رہیں مگر جلتے	نوشہ اُنکے ہاتھوں کا ظفر تم یک قسم لیلو

بیان امیر سلطان کا روانسر میں فروکش ہوا اور حال امیر خلیل کا ہر ایک سے پوچھا مگر کسی نے جواب شافی نہ دیا
اعلیٰ بیان کی امیر سلطان سے پہر کو جو گیا ایک مرد کی زبان سے سنا کہ پہاڑ پر بابا اسحاق کو ہستانی کا مزار
جو کوئی مراد مند جاتا ہے اور تین روز مزار پر بصدق دل شب بیداری کرتا ہے تو مشکل اسکی حل ہو جاتی ہے لیکن وہاں

ہو پختہ شدوار ہر کہ دو شیر بہر شب و روز مزار کی نگہبانی کرتے ہیں اور کوئی خادم و مجاور بھی نہیں ہے لیکن عرس کے روز کچھ لوگ جمع ہو جاتے ہیں شیر بہر شب جاتے ہیں اسوقت زیارت بخوبی ہوتی ہے امیر سلطان نے پوچھا وہ عرس کب ہوتا ہے اسنے کہا کہ کل عرس ہوگا امیر سلطان بھی دوسرے روز خلعت کے ہمراہ پہاڑ پر گیا دیکھا کہ اس مرقہ کے دیکھنے سے روح کو تازگی ہوتی ہے اور دل گواہی دیتا ہے کہ ہمزور مطلب برآری ہوگی غرض کہ بعد ختم ہونے عرس کے امیر تین شب بیدار رہا

اب حال شکلیہ گیتی آرا کا سنو

کہ شدت خفقان سے اسقدر بیقرار ہوئی کہ کسی طرح قرار و آرام نہ آیا وحشت میں سیر باغ کو چلی اور دل سے کہا کہ مزار بابا اسحاق کو چلو اور دعا سے وصال جانان مانگو دایہ سے کہا تمہارا بیٹا کس طرح اپنی مراد کو پہنچا بیان کرو دایہ نے کہا چند سال ہوئے کہ فرزند میرا سفر میں ایک یہودیہ پر عاشق ہوا اور باپ اسکا ملک و قاریہ میں رہتا تھا جسب میں اس حال سے آگاہ ہوئی کہ میرا بچہ اسکے عشق میں قریب بہ ہلاکت پہنچا میں نے تمہارے والد یعنی شاہ کو آگاہ کیا لیکن وہ یہودی ایسا مغرور تھا کہ بادشاہ کو پیغام نسبت بھیجنے میں تامل ہوا اور فرزند میرا ناچار ہو کوئی صورت کار برآری کی نہ ہوئی جان سے ہاتھ دھو کر بابا اسحاق کے مزار پر گیا اور تین شب وہاں بیدار رہا تیسری شب بشارت ہوئی کہ جا کام تیرا ہو گیا حسب اتفاق وہ یہودیہ ایسی بیمار ہوئی کہ حکماء نے جواب دیدیا یہودیہ نے منہم سے رجوع کی منہم نے زانیہ دیکھے کہا تمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان تیری بیٹی پر عاشق ہوا ہے اور وہ بھی اسکے فراق میں قریب مرگ ہے اگر تو اسکا عقد اسکے ساتھ کر دیکھا تو اسکی جان بچ جائیگی ورنہ موت دانگہیر ہی پس صبح کو وہ یہودیہ اپنے اہل و عیال کے مسلمان ہوا اور میرے بیٹے سے عقد اپنی بیٹی کا کر دیا اور اسی طرح اکثر لوگ اسی مزار سے فیض سے کامیاب ہوئے ہیں ملکہ نے کہا امی دانیہ تجھے یاد ہو گا کہ جب بادشاہ بہت علیل ہو گئے تھے تو میں نے انکی صحت کیلئے نذرین مانی تھیں از انجملہ یہ بھی کہا تھا کہ بابا اسحاق کے مزار پر بھی نذرین چڑھاؤنگی مگر آج تک یہ نذر نہ ادا ہوئی اسکا بار میری گردن پر رہا اور میں بخوف والدین کے اظہار نہ کر سکی دایہ نے کہا بادشاہ سے اجازت لو وہ حفاظت کو لشکر ساتھ کرینگے چلے زیارت کرو تنہا بے سرو پا جانا مناسب نہیں ہے ملکہ نے کہا سبحان اللہ فوج ہمراہ لیکر مزار پر جانا اپنا اظہار مراتب کرنا ہی کہ محتاج مراد مندوں کے مانند جانا بہتر ہے آج تو یوم عرس ہے پھر یہ وقت کب ہاتھ آئیگا آخر ملکہ شکلیہ لباس مردانہ گھوڑے پر سوار ہوئی ایک دایہ اور دو خالصین معہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی جب قریب مزار پہنچی دایہ نے خواصوں کو حکم دیا کہ تم دور دور کھڑی رہو ملکہ مقبرہ میں داخل ہوئی یہاں پہلوسے مزار میں امیر سلطان عبادت الہی میں مصروف تھا کہ ناگاہ آنکھ بند ہوئی اور دیدہ باطن کھلے دیکھا مزار سے ایک مرد صند نہایت بزرگ باہر آیا اور امیر سلطان سے کہا امی جو ان جو درخت زبردوار ہمارے مزار کے ہے

تم اسکی جڑ کھودو وہاں سے ایک صندوق مقفل برآمد ہوگا اس میں ایک کمان اور دو تیرہیں وہ لیکے غار نشاط میں جانا
تاریکی غار سے جب باہر نکلو گے ساحرون کے باغ میں پہنچو گے وہاں شرننگانہ خواہر شتارنگ جادو سے تمہارے
بھائی کو بامید وصال قید کیا ہے نہیں تو اب تک مار ڈالتی وقت زوال روز بخوف و خطر اس باغ میں جانا وہ وقت
جادو گروں کے ظلمات جانے کا ہے باغ خالی ہوگا جب باغ کے بیچ میں پہنچنا تیرہیں کو ایک دیوار پر مارنا تیرہیں ضرب دیوار
سے پھر تمہارے پاس آجائیکا پھر اسی تیر کو دوسری طرف مارنا عرض اسطرح چاروں طرف تیر لگانا جب تیر سمت چارم
سے پھر آئے باغ میں سیر کرنا امید ہے کہ بسبب تیر افشانی کے ساحرون کی نظر سے غائب ہو اس عرصہ میں شرننگانہ
ملعون بھی چالیس نفر ساحرون سے آئیگی اور امیر خلیل کو بلا کر ایٹا اٹھا کر مطلب کریگی جب امیر خلیل گالیاں دیگا
پھر اسے زندان بھیجیگی اور خود ان چالیس نفر کے ساتھ شراب و کباب میں مصروف ہوگی جبکہ وہ سب جادوگر
نشدہ میں مست و بیہوش ہونگے مہر ایک شرننگانہ سے صحبت کر لیا اس وقت تم تیر دوم جسکا مہر خانہ سرخ ہے شرننگانہ کو
اس قوت سے لگانا کہ خلق سے باہر نکلا جائے اور وہ جہنم داخل ہو پھر وہ جادوگر خود بخوف جان بھاگ جائینگے اور
انکو سحر بھی فراموش ہوگا کہیں راہ فرار نہ ملے گی پھر تم تیغ بیدریغ سے سب کو قتل کرنا اور امیر خلیل کو زندان سے نکال کر
یران سے آنا اور ایک عورت حاجتمند ہمارے مزار پر آئی ہے اور وہ تمہاری خواہش رکھتی ہے شہزادہ اسکی غلطی سے زادی
و دلجوئی میں کوئی مرتبہ فرو گذاشت نہ کرنا کہ وہ ہکو نہایت عزیز ہے جو وقت کہ امیر سلطان کی خواہش سے آنکھ کھلی
دیکھا کہ چند عورتیں گرد مزار موجود ہیں امیر سلطان نے جانا کہ وہ عورت حاجتمندان میں سے ہے کہ یکا یک امیر سلطان
کو شکلیہ نے بھی دیکھا اور مزار کے قصد ہوئی دایہ سے کہا تو نے دیکھا کراست اسے کہتے ہیں کیا حلد ظہر میں آئی
اس کلمہ سے دایہ سمجھی کہ ملکہ اسی جو ان کی خواہش میں یہاں آئی ہے اب ملکہ نے دایہ سے حال مفصل بیان کیا اور کہا شہر

دل کی جو امید تھی برآگئی | صورت محبوب نظر آگئی |

دایہ چپ ہو رہی جب ملکہ و امیر سے صحبت گرم ہوئی مہر ایک نے حال اپنا بیان کیا اور تاصحح حرف و حکایات میں
گزارا امیر سلطان نے وقت رخصت ملکہ سے کہا کہ بھائی کی ملاقات کے بعد میں خرد درختے نکاح کرونگا ملکہ اس عہد
پیمان کے بعد اپنے باغ میں گئی اور امیر سلطان تیر و کمان لیکر غار نشاط میں داخل ہوا قصہ مختصر حسب ہدایت بابا
اسحاق شرننگانہ کو مع جادو گروں کے فی النار کر کے شکر خداوند دو جہان بجالایا اور امیر خلیل کو زندان سے نکال کے
ننگیہ پر ہوا اور ہر ایک نے اپنی اپنی سرگزشت بیان کی امیر سلطان نے رقعہ کو مہر افروز کا دیا اور حال رہائی بھی کہا
اور قصہ تشکیل کا بھی بھائی سے کہدیا جب یہ دونوں بھائی غار سے باہر نکلے خلعت و قاریہ نے بوجھا کہ اس غار سے
تو کوئی زندہ نہیں نکلا تم کیونکر زندہ بچے انھوں نے کہا خداوند تو انہما پر قادر ہے ہمیں مہربلا سے محفوظ رکھا اس عرصہ
میں موقر شاہ کو خبر ہوئی اسے نہایت انکساری سے امیر خلیل و امیر سلطان کو بلایا اور کہا نہایت حیرت کی جا

کہ تم اس آفت سے بچکر بیان آئے اسکی کیفیت مفصل بیان کرو کہ اس غار سے ایک نمہ کی امیسی آواز آتی تھی کہ دل کو
 بچین کرتی تھی پھر موقوف ہو گئی پھر جاری ہوئی امیر خلیل نے کہا امیر شاہ میرے بھائی امیر سلطان نے اب بالکل
 وہ آواز بند کر دی پھر حقیقت اپنی اور غار کی مقرر شاہ سے بیان کی مقرر شاہ نے جو سنا کہ امیر سلطان ملک الشمال
 کا داماد ہے اور بڑا بھائی امیر سلطان کا امیر خلیل ہی نہایت تواضع سے پیش آیا اور دعوت شاپانہ کی اتفاقاً اسی شب کو
 عالم خواب میں مقرر شاہ سے بابا اسحاق نے فرمایا کہ تیری بیٹی کا عقد امیر سلطان سے مقرر ہو چکا ہے لہذا میں بھی
 چاہتا ہوں صبح کو بادشاہ نے حال خواب وزیر دانا سے بیان کیا وزیر بولا آپ اپنے حق میں یہ کلام بھی وحی سمجھیے
 یہ امور غیبی ہیں بادشاہ نے کہا میں شکلیہ کی بابت امیر سے کہوں اور وہ بوجہ دامادی ملک الشمال کے قبول
 نہ کرے تو مفت ندامت ہوگی وزیر نے کہا اس طرح کے خواب غلط نہیں ہوتے میں امیر سلطان کا استعراج لیتا ہوں
 عرض وزیر نے امیر خلیل سے کہا اس معاملہ میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں امیر خلیل نے جواب دیا اگرچہ
 امیر سلطان کو اس امر میں تامل ہوگا لیکن میں پاس خاطر بادشاہ جس طرح ہوگا امیر سلطان کو راضی کر دوں گا تم
 سامان شادی تیار کرو وزیر نیک تدبیر خوش و خرم بادشاہ کے پاس آیا اور کہا امیر نے سامان شادی کا حکم
 دیا ہے یہاں امیر خلیل نے امیر سلطان کو عقد کی مبارکباد دی امیر سلطان نے کہا اول آپ ملکہ کو ہر افروز
 سے عقد کریں بعد اسکے میں عقد کروں گا امیر خلیل نے کہا تا وقتیکہ مقدمہ جمیلہ درست نہوگا میں کو ہر افروز سے نکاح
 نہ کروں گا کہ جمیلہ سے میں شرمندہ ہوں گا امیر نے کہا انشاء اللہ یہ بھی قریب ہی قصہ مختصر مقرر شاہ نے جشن عروسی شروع
 کر دیا تمام شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا آخر کار یہ آئین شاپانہ و قواعد خسروانہ شکلیہ کا نکاح امیر سلطان سے ہوا
 بعد چند روز کے امیر سلطان و امیر خلیل و قاریہ سے نعمان شاہ کے ملک میں آئے نعمان شاہ کو اطلاع ہوئی
 استقبال کے لیے آیا اور بڑے کروفر سے شہر ہمارے میں لیگیا اور اسی طرح نعمان شاہ نے بھی بڑے تزک و احتشام
 سے کو ہر افروز کی شادی امیر خلیل سے کر دی امیر عالی تدبیر اب ہمارے سے جمعیت حصار کی جانب روانہ ہو گیا
 لیکن کو ہر افروز و ملکہ شکلیہ کو میکے میں چھوڑ گئے اور کہا کہ ہم جلد بلا لینگے جب جمعیت حصار کے قریب پہنچے ایک
 قاصد ملک الشمال کو روانہ کیا ملک الشمال بھر دھوپنچنے قاصد کے خود استقبال کر کے نہایت اعزاز و اکرام سے
 شہر میں لے گیا ملکہ روشن بدن امیر کے آنے سے اس قدر خوش ہوئی کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا امیر سلطان نے
 ایک روز ملک الشمال سے رخصت ملک جنوبیہ طلب کی ملک الشمال نے کہا خیر تو میرا طبیعت میں جو پیش پیدا ہوا
 امیر سلطان نے امیر خلیل اور جمیلہ عالم افروز کی باہم رسم کی کیفیت بیان کی ملک الشمال نے کہا اعراف و زند
 جبکہ حق عظیم امیر خلیل رکھتا ہے ملک الجنوب بھی یقین ہے کہ انکار نہ کرے

پس ملک الشمال نے اسی وقت ایک نامہ باین مضمون ملک الجنوب کو لکھا کہ امیر نیر برج اوج و کمال دامی ہر ہر
 شمت و اجلال آگاہ ہو کہ امیر خلیل کا احسان تمام عمر ہماری تمھاری گردنوں پر رہیگا اور ہم شکر یہ اسکا ادا
 نہیں کر سکتے چنانچہ حق السعی میں اس احسان کے تمھاری برادرزادی ملکہ روشن بدن سے امیر خلیل کے چھوٹے
 بھائی امیر سلطان کا عقد کر دیا اور اپنا باعث شرف و افتخار سمجھا لہذا تمکو بھی لازم بلکہ الزم ہے کہ ملکہ جمیلہ عالم افزا
 کا امیر خلیل سے بلا حجت و عذر نکاح کر دو اور اس کے احسان سے سبکدش ہو یہ خیر خواہ بھی تمھارا ممنون و مشکور ہوگا
 والسلام جب یہ نامہ ملک الجنوب کو پہونچا جواب میں لکھا کہ الحق احسان اسکا ہمارے اوپر ایسا ہے کہ اگر ہمارا
 ہر سوے تن زبان ہو تو تمام شکر یہ ادا نہ ہو سکے الا وہ خود اگر درخواست کرے تو ہمیں بھی کوئی عذر نہیں کہ ایسا ذمی ہے
 محسن کمان لیگا دوسرے ہم راے بادشاہ کو بمراتب بہتر سمجھتے ہیں بقول شخصہ انجی مرضی مولیٰ از ہمہ اویٰ خلاصہ کلام
 یہ ہے کہ جو جمیلہ کے حق میں بہتر و انسب ہوگا ہمیں بھی منظور ہے ملک الشمال نے جواب نامہ امیر سلطان کو معائنہ
 کر دیا الفصہ جمعیت حصار سے ملک عشرت نگار میں منزل ہے حکم شاہ صادر ہوا کہ ہمارے ملک سے تاملک الجنوب
 دور وہ روشنی کیجائے اور ملک الشمال نے بھی اپنے کارندوں کو یہی حکم دیا جب کار پر دازان ممالک طرفین نے
 اس روشنی و آرایش سے فرصت پائی امیر سلطان و امیر خلیل ارض الجنوب کو روانہ ہوئے تمام روز تو آرام و عیش
 کرتے تھے اور شب کو آرایش و روشنی کی سیر کرنے جاتے تھے جبکہ ملک عشرت نگار کے قریب پہونچے ملک الجنوب باستقبال شانہ
 امرائے ذی شمت و اجلال کو مع ملک الشمال کے شہر میں لیگیا اور تین ماہ دعوت و تہانی کی اور امیر کی تعریف میں یہ شعر پڑھا

توصیف کمال تو شنبدم | چون دیدم ازان زیادہ دیدم

تاریخ سعید برائے عقد تجویز ہوئی قاضی القضاات نے ملکہ جمیلہ کا عقد پڑھا عاشق و معشوق مقاصد دلی کو پہونچے
 ملک الشمال امیر خلیل سے مرضی ہوا امیر خلیل نے کہا حضور تشریف لیجائیں لیکن امیر سلطان بعد چند روز کے
 حاضر ہونگے ملک الشمال نے کہا بہتر ہے مگر ملکہ زہرہ روشن بدن البتہ ہمراہ جائیگی قصہ مختصر بعد رخصت ملک الشمال
 کے امیر سلطان عشرت نگار میں ایک ماہ تک مقیم رہا بعد ازان جمعیت حصار کو روانہ ہوا اور دو منزل امیر خلیل
 نے بھائی کی مشایعت کی اور یہ امر قرار پایا کہ تین ماہ ہمارے عشرت نگار و جمعیت حصار میں بسیر و تماشا بسر کریں
 راوی کہتا ہے کہ امیر سلطان جمعیت حصار کی طرف جاتا تھا کہ بعد چار منزل کے ایک دورا پہلا امیر نے
 پوچھا یہ راہ کمان کو گئی ہو انھوں نے بالاتفاق کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ یکا یک ایک ہوا سے خوشگوار و معطر ایسی
 دماغ میں آئی کہ تمام لشکر کا دماغ معطر ہو گیا اور ہزاروں جانوران شکاری اس صحرائے پربہار میں نظر آئے
 امیر سلطان نے مصاحبوں سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی ملک گرد و پیش واقع ہو اور یہ راہ امیر طرف گئی ہے
 ہم بھی صید و شکار کرتے ہوئے امیر طرف سے چلیں گے آخر شاہراہ عام کو چھوڑ کر امیر طرف روانہ ہوئے درحقیقت

جس قدر آگے جاتے تھے ایسا صحرا ہے پر بہار نظر آتا تھا کہ باغات شہر کو کیا مناسب ہے امیر سلطان سیر کرتا تھا کہ
 کھیلتا ایک ایسے دشت پر بہار میں پہونچا کہ جسکی ہر نسیم خوشگوار تازہ کن دل و دماغ و قوت بخش روح تھی اور ایک
 قطار درختان خرمائی ایسی گنجان تھی کہ ان درختوں سے کوئی جانور ضرور یعنی خرگوش تک باہر نہ جاسکتا تھا اور
 جہاں تک نظر کام کرتی تھی وہی درخت معلوم ہوتے تھے اور بلندی بھی ان درختوں کی حد سے زیادہ تھی اور ہزار ہا
 جانور ہر شاخ درخت پر ایسے نظر آئے کہ جنکا قد برابر طاؤس کے اور پروبال سفید مثل نقرہ کے روشن و منور تھے
 اور ہر درخت مثل یا قوت سرخ کے چلتے تھے جب ان جانوروں نے گروہ انسان کو دیکھا ایک مقدمہ مارا امیر تھیں
 ان درختوں اور جانوروں کو تا دیر دیکھا کیا اور مصباحین سے کہا ایسا تماشا تو کہیں نظر سے نہ گذرا ہو گا مصباحین
 بولے حضور دیکھنا کیسا کبھی سنا بھی نہیں اب سب کے سب حیران و پریشان کوئی انسان نہ حیوان کس سے پوچھیں
 کیا کریں آخر یہ تدبیر ہوئی کہ ایک شتر سوار روانہ کریں کہ وہ حد اشتجار بھی دیکھ آئے اور جو کوئی آدمی ملے تو اسے
 سے آئے کہ اس سے حال پوچھا جائے امیر نے ایک شتر سوار برق رفتار کو حکم دیا کہ تم جا کے دیکھ آؤ کہ حد ان
 درختوں کی کہاں ختم ہوئی ہے اور جو کوئی آدمی ملے تو اسے سے آنا کہ ہم اس سے ملک وغیرہ کا حال پوچھیں غرض
 ایک شتر سوار دست راست اور دوسرا دست چپ کی طرف روانہ کیا اور آپ وہیں خیمہ زن ہوئے شام کو وہ
 جانوران درخت غائب ہو گئے جب ایک ساعت رات گزری ان درختوں سے آواز نغمہ و ساز جا نگہ اڑنے لگی
 اور انواع اقسام کی آتش بازی ایسی چھوٹی کہ تمام صحرا روشن ہو گیا امیر سلطان اول ہی حیرت زدہ تھا اب زیادہ
 حیران ہوا آخر تمام رات اسی حیرانی میں گزری صبح کی وقت شکار کو گیا جب وقت سے پہر ہوا پھر جانور درخت پر
 بدستور موجود ہو گئے اس عرصہ میں وہ شتر سوار بھی آئے اور کہا کہ ہم چالیس فرسخ گئے لیکن درخت تمام نہ ہوئے
 نہیں معلوم کہ یہ کہاں ختم ہوئے ہیں امیر نے کہا ہم بدون دریافت حال یہاں سے آگے نہ جائینگے ایک ملازم
 نے کہا حضور یہاں سے قریب ایک گائون ہو اگر حکم ہو تو وہاں سے ایک آدمی کو بلا لائیں حضور دریافت فرمائیں
 امیر نے کہا ہاں جلد جاؤ غرض وہ مرد گائون میں گیا ایک آدمی کو لے آیا امیر نے اس مرد سے ان درختوں کا
 حال پوچھا اُس نے کہا ہم نہیں جانتے لیکن ایک شخص شیخ احرم نامے کہ سن اسکا سو برس کا ہے شاید وہ جانتا ہو
 کہ ہم سب اُسی کی اولاد میں ہیں لیکن بسبب قنصی کے اسکا بیٹا تک آلا دشوار ہے امیر خود سوار ہو کر اس گائون میں
 گیا دیکھا کہ ایک مکان نہایت بلند ہے زمین وہ بڑھا مثل سفیر گوشت کے پڑا ہے کسی وقت وہ کوئی بات کرتا ہے وہ بھی مشکل مشہور

ارپیری پیکر شمشیر سے | اروان از مہربن موجود ہے شیرے

امیر جب اُسکے پاس گیا تو اُسکے لڑکوں نے زور سے کہا یا جہا ایک بادشاہ تمھاری ملاقات کو تشریف لایا ہے
 بڑھا اُنکی آواز سے ہوشیار ہوا اور معجون کی ڈبیا مانگی تھوڑی معجون کھائی دماغ گرم ہوا چاروں طرف دیکھ کر

امیر سلطان کو سلام کیا اور اپنا عذر ضعیفی کر کے پوچھا کہ آپ نے کیوں تکلیف فرمائی امیر نے کہا ان درختوں اور جانوروں کا حال پوچھنا چاہتا ہوں بڑھے نے کہا اسے آپ نہ پوچھیں مجھے معاف فرمائیں کس واسطے کہ جب آپ کا حال اس مکان حیرت نشان کا معلوم ہوگا پھر شوق دید بھی ہوگا اور دیکھنے میں ہزاروں خرابیاں ہونگی اور جب تک اس عالم سے دوسرے عالم میں جانا نہ ہو دیکھنا اُس کا ممکن نہیں ہے جب ہم اُس عالم میں انتقال کر گئے تو آپ کے تابعین ہماری قوم کو ہلاک کرینگے اس سے بہتر بھی ہے کہ آپ تحقیق نخلستان نہ فرمادیں اور جان کو ضیعت جانکر خانوش ہو رہیں امیر کو اس بیان سے زیادہ شوق ہوا اور کہا مجھے فقط دریافت کرنا منظور ہے بڑھا چُپ ہو رہا جواب نہ دیا امیر نے کہا میں تجھے عذاب سخت سے مارونگا ورنہ بتلا کیا حال ہے لڑکوں نے بڑھے سے کہا تم کو اس نصیحت سے کیا کام جو حال ہے بیان کر دو پس بڑھے نے ایک آہ کاغزوہ مارا اور کہا خیر نہیں جو مرضی خدا کی مجھے معلوم ہوا کہ عمر میری آخر ہوئی اور گائون بھی دیران ہوا اور شہر یار عالی وقار چھ فرسخ نخلستان کے آگے ایک قلعہ نہایت بلند وسیع عبرت نگار نام ہے پیشتر اُسکو عشرت نگار کہتے تھے دو سو برس کا قلعہ ہے کہ شاہزادہ اس دیار کے بادشاہ کا نہایت حسین و جوان تماشا دیکھتا قلعہ میں داخل ہوا پھر نہ پھر بادشاہ نے اُسی روز سے عشرت کو عبرت سے بدل دیا جب سے عبرت نگار نام ہو گیا اور یہاں سے باغ منزل پر ایک قلعہ شہرت نگار اور آباد کیا اور اب تک اُسی بادشاہ کے خاندان میں ریاست چلی آتی ہے اور یہ درخت خرماسی وجہ سے ایسے گنجان دریا سے شور کی حد تک اس بادشاہ نے لگائے تاکہ کوئی شخص سافران درختوں سے اُدھر نہ جاسکے تاکہ بالاسے طلسم میں گرفتار نہ ہو جائے امیر نے پوچھا یہ جانور عجیب اقلقت کیسے ہیں بڑھے نے کہا کہ میں اپنی عمر سے یہی تماشا دیکھتا ہوں کہ صبح کو جانور آتے ہیں اور شام کو قلعہ میں چلے جاتے ہیں مگر ظاہر اوہ طلسم کے معلوم ہوتے ہیں لیکن حد طلسم سے پرواز نہیں کر سکتے امیر نے کہا کہ اندر قلعہ کے کیا حال ہے بڑھے نے کہا کہ حال اندر قلعہ کا تو حضور کی بدولت دیکھو نگا مگر حال بیرون قلعہ کا بیان کرتا ہوں کہ نخلستان کے آگے دو درخت چنار چالیس قدم کے فاصلہ پر ہیں قلعہ وہاں سے نظر آتا ہے اور وہی گویا دروازہ قلعہ کا ہے جو انسان درختوں سے اُس طرف گذرتا ہے پھر وہ نہیں پھرتا اور جب کوئی درخت چنار سے گذرتا ہے تو دروازہ قلعہ خود بخود کھل جاتا ہے اور جین آدمی باساف سامان باہر آتے ہیں اور اُسکو اندر قلعہ کے لیجاتے ہیں پھر نہیں معلوم کہ وہ کس بلاتین گرفتار ہوتا ہے کہ پھر نہیں چنانچہ اس طرح بادشاہزادہ بھی جب آیا تو چند امیر تخت روان مرصع کا زہر سوار مع نوبت و نقارہ لطائف قلعہ سے نکلے اور بہ تو قیر تمام شاہزادہ کو قلعہ میں لیگے اُس دن سے آج تک شاہزادہ کا نشان نہ ملا جانوروں کا حال معلوم نہیں اس وجہ سے درخت خرماسی دیوار ہوا دی گئی تاکہ کوئی اس طرف کا قصد نہ کرے اور یہ گائون بھی غاص اسی نگہبانی کے لیے ہے شاہزادہ مردمان طلسمی ہیں کہ اس شکل سے مشکل ہیں امیر نے کہا کہ ہم قلعہ کو دور سے دیکھیں

بڑھے نے کہا جب تک کہ دو چار درخت خرمات قطع نہ ہوں کوئی جانی نہیں سکتا اور درخت بدون حکم حاکم قطع ہو نہیں سکتے
امیر نے اس وقت تبردار کو حکم دیا کہ درخت گر کے بیلدار راہ درست کر دیں ہر چند بڑھا اور چند مصاحبین اس امر کو
سن کر رستے رہے لیکن امیر نے ایک کی نہ مٹنی پس بجز قطع ہونے درخت کے وہ جانور فقہہ مار کر بنے اور پرواز کر کے
امیر سلطان و سیرد ہقان درخت چنار تک آئے امیر نے قلعہ کو دیکھا واقعی فصائل و بروج اُس کے ہمسر فلک مفتی
تھے قلعہ کا کیا مذکور امیر نے ملازمن سے فرمایا کوئی ایسا بہادر ہو کہ اپنی جان فروشی کر کے عین راز قلعہ سے آگاہ
کرے ہم انعام معقول دینگے ایک دھوبی جزائی لشکر کا دو ہزار تومان امیر سے لیکر قلعہ کو روانہ ہوا جب حد چنار
سے گزر رہا تو دروازہ قلعہ کا کھلا اور اندر سے ایک غل اور شور بلند ہوا بعد اُس کے چند دھوبی بلباس زعفرانی
پشتہ ہوتے بجائے قلعہ سے باہر آئے اور ایک بیل بھی ساتھ لائے اُنھوں نے دھوبی کو بیل پر سوار کیا اور با ساز
سامان قلعہ میں لگے امیر نے باواز بلند کہا او دھوبی چلا آ اب ہمیں حال معلوم ہو گیا دھوبی نے مطلق خیال نہ کیا
جب دروازہ قلعہ کا بند ہو گیا امیر نے اُسی جا مقام کیا بڑھے نے کہا ابھی تک خیر ہو اب آپ پھر چلیے ورنہ خدا جانے
انجام اسکا کیا ہوا امیر نے کہا میں دیوانہ نہیں ہوں بڑھا چپ ہو رہا صبح کو امیر پھر اُن درختوں کے پاس آیا اور
ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ قلعہ میں جا کر ہمیں اُس کے حال سے آگاہ کرے ایک مرد اور حد چنار سے آگے بڑھا بدستور
در قلعہ داخل ہوا چند نفر سپاہی مسلح ایک گھوڑا با ساز بفرہ ہمراہ لیے قلعہ سے باہر آئے اور اسی طرح نقارہ بجاتے
مستتر شخص کو اندر لیکے امیر اس روز بھی وہیں رہا شیخ دیہہ نے کہا آپ چلیے بس جو دیکھنا تھا دیکھ چکے امیر نے
کہا آج اور دیکھتا ہوں کل چلوں گا بڑھے نے کہا یہ قاعدہ طلسم ہو کہ آدمی خود اپنے کو گرفتار کر دیتا ہر ضبط نہیں
ہو سکتا امیر نے کہا تجھے خیر ہو کوئی اپنے کو دیدہ و دانستہ آفت میں پھنسا دیتا ہر شہر

آنکھیں اللہ نے دین دیکھنے چلنے کے لیے ا کوئی خود آگ میں گرنا نہیں چلنے کے لیے

بڑھے نے کہا اس وقت خیال نہیں رہتا جو غلام عرض کرتا ہو وہی ظہور میں آئیگا عرض تیسرے روز پھر امیر نے
باواز بلند کہا کہ کوئی ایسا مرد ہو جو اُن دونوں آدمیوں کی خبر لا دے بڑھے نے کہا معلوم ہوا کہ آپ حضور جلیلی
خیر میں تھے پیشتر جانا ہوں یا قسمت یا نصیب یہ کمر شیخ دھر روانہ ہوا جب درخت چنار سے آگے گیا بدستور
در قلعہ کھلا چند نفر دہقانی ایک بڑا سا گدھا لیے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے اور شیخ کو سوار کر لیکے اب بعد جانے شیخ
کے امیر سے ضبط نہو سکا اور خود چلا جب حد درخت چنار سے گزر اہل لشکر نے ہر چند فریاد کی لیکن کون سنتا ہی
اور قلعہ سے شور و غل کی آواز آئی دروازہ قلعہ کا کھلا چند امرا عظام مع سامان شاہی و جلوس ملو کا نہ قلعہ سے
باہر آئے اور تخت زرنگار پر امیر کو سوار کیا اور داخل قلعہ ہوئے دروازہ قلعہ کا بدستور بند ہو گیا یہاں اہل لشکر
باحال پریشان گریان و نالان چاک گریبان امیر خلیل کے پاس پہنچے اور تمام سرگذشت بیان کی امیر خلیل نے

بجھ دینے اس خبر وحشت کے خود بھی گریبان چاک کیا اور ایک نعرہ آہ کا مار کے غش ہو گیا بعد اسکے امیر خلیل
ملک الجنوب کے پاس گیا اور امیر سلطان کا حال بیان کر کے کہا میں بھی وہاں جا کر درخت چہارہ دیکھوں گا
ملک الجنوب نے کہا کچھ خیر ہی تم شاید یہ سمجھتے ہو کہ امیر سلطان سے ملاقات ہوگی یہ بخیر عرض اس بات کا بھی
دل میں خیال تک نہ لانا اب تم کہاں اور امیر سلطان کہاں بس اب تم امیر سلطان سے دست بردار ہو اور
اپنی جان کو غنیمت سمجھو امیر خلیل نے کہا مہرچہ باد اباد اب بغیر دیکھے اُن درختوں کے مجھے آرام کہاں انقض امیر خلیل
ملک الجنوب سے بخیر رخصت ہو کر نخلستان کی طرف روانہ ہوا اور حال شیخ دہریہ کا پوچھا شیخ کی اولاد نے سب
حقیقت بیان کی امیر خلیل درختان جینار کے پاس گیا اور کہا ہم قلعہ کا حال دریافت کریں گے ایک حلاج حسب الحکم
بیشتر روانہ ہوا موافق معمول اسکی سواری کو ایک یا دو اور چند نفر اسی قوم کے قلعہ سے نکلے اور حلاج کو لیکے امیر خلیل نے
ہمراہیوں سے فرمایا یارو در حالیکہ میرا بھائی امیر سلطان موجود نہ ہو پھر بیس و عشرت میں زندگانی بسر کرنا چھو
بدتر از مرگ ہی آخر گھوڑے سے اتر کے حد چنار سے آگے بڑھا اہل قلعہ جس جلوس و تزک سے امیر سلطان کو لیکے
تھے اُسی جلوس سے امیر خلیل کو بھی قلعہ میں لیکے سب رفقا و سپاہ گریان و پریشان ملک الجنوب کے پاس آئے
اور حال امیر کا بیان کیا ملکہ جمیلہ عالم افروز نے جو گم ہونا امیر خلیل کا سنا اُس وقت لہاس سیاہ پہنا اور سنا
سراسر قدر بیٹھا کہ بیہوش ہو گئی ماں باپ نے ملکہ جمیلہ کو مہرچند سمجھا یا لیکن اُس فراق دیدہ ہاجرت کشیدہ کو
کسی طرح قرار و آرام نہ تھا اور یہ شعر ورد زبان تھا شعر

فراق یارہ میں کس طرح سے دل کو قرار آئے | کوئی بیٹھا ہوا سینہ میں دل ہاتھوں سے ملتا ہی

جب کسی طرح دلی کو سکون نہوا تو باپ سے کہلا بھیجا کہ مجھے اجازت نخلستان جانے کی دیجیے ورنہ میں امیر خلیل کی
مفارقت میں ہلاک ہو جاؤ گی ملک الجنوب نے ملکہ کو پیشکش اجازت دی جب یہ خبر جمعیت حصار میں پہونچی
ملکہ نہ ہرہ روشن بدن نے بھی گریبان چاک کیا اور ملکہ جمیلہ کو اس مضمون کا ایک رقعہ لکھا کہ امی خواہر عزیز
اد جان تنے امیر خلیل کے پاس جانے کا قصد مصمم کیا ہے تو میرے آسنے تک صبر کرو کہ میں بھی تمھاری ہمسفر ہوئی لقمہ
لکہ نہ ہرہ روشن بدن بھی ملک الشمال سے رخصت لیکر روانہ ملک عشرت نگار ہوئی رفتہ رفتہ یہ خبر بہار
اور وقار یہ میں پہونچی گو مہر افروز اور ملکہ شکیلیہ کہتی آرا سنے سنا کہ امیر سلطان و امیر خلیل دونوں بھائی
ملک میں گئے اور ملکہ نہ ہرہ روشن بدن اور جمیلہ عالم افروز بھی جایا جاہتی ہیں گو مہر افروز نے
ملکہ جمیلہ عالم افروز کو یہ رقعہ لکھا

من و تو بیک گلزاریم | ہر دو دختہ جگر افکاریم | ہر دو بودیم بیک گل جہنم
شاد گشتیم بیک بوے ہستم | لطف کن رحم نما آئندہ کار | ہرہ خویش مرا ہم بردار

ملکہ جمیلہ عالم افروز نے اس رقعہ کو اول سے آخر تک پڑھ کے خود بھی ایک دیساہی رقعہ گوہر افروز کے نام لکھا اب شنیے چار دن میں جن جنگیں و حزمین یعنی ملکہ جمیلہ عالم افروز اور زہرہ روشن بدن اور گوہر افروز اور شکیلہ گیتی اگر اپنے اپنے والدین سے رخصت ہو کر غلستان میں پہونچیں اور قریب درخت چنار سے استاد ہوئے تمام شب فراق امیرین اشعار عاشقانہ پڑھتی رہیں ایک گیتی تھی ۵

لگی ہر آگ دل سو زعمِ فرقت سے جھلتا ہے	خبر دیتا ہے بیتابی کی جو آنسو نکلتا ہے
حذارا جلد لے آ کر خبر اے عیسیٰ دوران	ترے بیمار کا اب کوئی دم میں دم نکلتا ہے

کوئی بیان کر رہی تھی شعر

غضب ہر شام سے تاج پادروے روشن میں	مرے سینہ سے شعلہ آہ کا پیہم نکلتا ہے
-----------------------------------	--------------------------------------

اور کوئی یہ شعر پڑھ پڑھ کے بے اختیار رونی تھی ۵

ٹھہر جاؤ اجل اور انگو دم بھر دیکھ آئین ہم	ابھی باقی ہو دلیں حسرت دیدار تھوڑی سی
تھنا ہے کہ جیتے جی بنا لیتا میں قبر اپنی	اگر ملتی زمین کو چہ دلدار تھوڑی سی

نقصہ اسی رنج و غم میں گریبان سحر چاک ہوا یہ چاروں چار ناچار اُن درختان چنار سے آگے بڑھیں بدستور غل و شول کی آواز آئی اور در قلعہ کھلا چار خواجہ سرائے مہلی مع چار محافہ جو امیر نگار حاضر ہوئے جب یہ قریب پہونچیں اُن خواجہ سراؤں نے بادب سلام کیا اور کہا اے شاہزادہ اب محافون میں سوار ہو یہ چاروں محافون میں سوار ہوئیں اور وہ بعزت و حشم و خدم تمام اُنکو قلعہ میں لے گئے

اب راوی نازک خیال حال امیر سلطان گرفتار طلسم اول کا گزارش کرتا ہے

جس وقت امیر سلطان قلعہ عبرت نگار میں پہونچا ایک شہر آباد دیکھا جس کا طول و عرض حد قیاس سے باہر تھا اور اسی طرح قصور و مکانات وغیرہ کو بھی قیاس کرنا چاہیے غرض تخت بردار امیر کا تخت ایک میدان وسیع میں لائے امیر سلطان نے دیکھا کہ ایک گنبد زمرہ دقلم مینا کار ہے دروازے اُسکے بند ہیں سرداروں نے تخت امیر کا در گنبد پر رکھ دیا کہ ایک پیر مرد باریش سفید آیا اور اُس نے آواز دی کہ اے مرشد عالم ایک جوان غریب الوطن بوضع سلاطین اُس مکان میں آیا ہے اُسکے باب میں کیا حکم ہوتا ہے گنبد سے آواز آئی کہ جب تک اسکا چھائی نہ آئے اُسوقت تک اُسکو نظر بند رکھو لیکن خبردار اسکی عزت و حرمت میں کسی طرح کا فرق نہو اور جب وہ بھی آجائے تو تم ان دونوں کو تخت سلطنت پر بٹھا دینا اور جو لازم عدل و داد و عیش و نشاط ہیں وہ تعلیم کر دینا وہ مرد پیر و شہنشاہ امیر کو ایک مکان شاہی میں لایا اور نازنینان مہربان و مشوقان حسین خدمت کو مقرر کیا

امیر سلطان صدرہ سخت محبوب اور رنج فراق عزیز و رفیق میں ایسا غمگین تھا کہ کسی نازنین کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا اس عرصہ میں امیر خلیل بھی پہونچا اور پیر مرد نے حسب دستور جو آواز دی تو گنبد سے امیر سلطان کی بھی طلبی ہوئی پیر مرد امیر سلطان کو بھی درگنبد پر لے گیا پہلے دونوں بھائیوں سے ملاقات ہوئی بعد میں پیر مرد نے کہا یا مرشد دونوں جوان حاضر ہیں اندر سے آواز آئی کہ ایوان عدالت گستر سلطنت اس ملک کی تمکو مبارک ہو مگر آئین عدل و انصاف ہاتھ سے نہ دینا اور طریقہ حکمرانی کا یہ ہے کہ ایک روز ایک شخص تخت حکومت پر رہے دوسرا عیش و آرام کرے دوسرے روز دوسرا حکمرانی کرے اور وہ عیش و عشرت میں بسر کرے مگر خلاف حکم اس پیر مرد کے کہ نائب ہمارا ہو کوئی کام نہ ہو ورنہ پشیمان ہو گے بسم اللہ تشریف لیا وہ پیر مرد نے ان دونوں کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا ارکین سلطنت نے مبارکباد دی اور آواز دیا بتخانہ و مبارکباد چہا طرف سے بلند ہوئی شام کو پیر مرد دونوں امیروں کو محل میں لے گیا اور رسم عدالت و انصاف بتائی خواتین محل حاضر ہوئیں اور امیر کو آداب بجالائیں پیر مرد نے ایک طرف کے مکان امیر سلطان کو اور دوسری طرف کے مکان امیر خلیل کے رہنے کو دیے اور جو صحن میں مکان تھے وہ دونوں کی سیر کیو اسطے مقرر کیے امیروں نے وہ باغ اسطرح کا دلکشا و فرحت افزا دیکھا کہ شاید دوسرا نہ ہو گا ہر جگہ درختان میوہ دار کی قطاری تھیں جسب و سطی باغ میں آئے تو ایک درخت کثیر الفرع دیکھا جسکی شاخیں طلا سے احمڑ کی اور برگ مثل زمرد سبز کے اور خوشہائے مر واد پر ہر ایک شاخ میں آویزان تھے اور قرآن کے سیب کے برابر مثل یا قوت ربانی خوش رنگ تھے دونوں کو وہ درخت دیکھ کے کمال حیرت ہوئی پیر مرد سے نام اُسکا پوچھا اُس نے کہا اس درخت کو ثمرۃ المہنوعہ کہتے ہیں خبردار تم اسکا میوہ نہ کھانا ورنہ قوت رجولیت بالکل جاتی رہیگی امیر خلیل نے امیر سلطان سے کہا ای برادر اس جگہ فقط تمھاری وجہ سے میں آیا تھا مگر تمھارے آنے کی کیا وجہ ہوئی امیر سلطان نے کہا کہ جب میں نے درخت گنجان دیکھے مجھے دریافت حال کا شوق پیدا ہوا مگر چند سب نے منع کیا لیکن میں چلا آیا گو کہ سب طرح کا عیش و آرام یہاں موجود ہو لیکن ملکہ جمیلہ اور گوہر افروز کا خیال دل سے نہیں جاتا خدا جانے ان عورتوں کا کیا حال ہوا ہو گا امیر خلیل نے کہا سچ ہو میرا بھی یہی حال ہو دیکھو زندگی میں پھر بھی شکلیہ اور زہرہ روشن بدن سے ملاقات ہوتی ہو یا اسی مقام حیرت میں عمر تمام ہو گی عرض بعد ایک ماہ کے زبانی خواجہ سرا کے معلوم ہوا کہ چار شاہزادیاں جلیل القدر اس شہر غرائب نگار میں وارد ہوئی ہیں شاید جسے کچھ قرابت رکھتی ہیں قاعدہ یہاں کا یہ ہو کہ قرابت دار کو جدا نہیں رکھتے لہذا حکم ہوا ہو کہ اُنکو تمھارے پاس بھیج دیں اس عرصہ میں وہ پیر مرد بھی آیا اور کہا کہ مرشد عالم نے بعد سلام کے فرمایا ہو ای دلاور و تہم ان عورتوں کی حد سے زیادہ قدر و منزلت کرنا کہ یہ بیچارے ان تمھارے اشتیاق میں یہاں آئی ہیں انصاف کرو کہ یہ

طریق و فامین کسی ثابت قدم ہیں کس قدر محنت و کوشش سے تم تک پہنچیں اتنے میں دونوں امیر جو دیکھتے ہیں تو جمیلہ اور گوہر افروز و شکلیہ و زہرہ محافون میں سوار ہیں انکو نہایت حیرت ہوئی اور حالت خوشی میں ہاتھوں ہاتھ انکو باغ میں لائے پھر عیش و عشرت میں ہمہ تن مشغول ہوئے اور یہ شعر پڑھنے لگے

وہ نور مگر بھلا دیکھتے ہیں جو حسن رخ پر نصیب دیکھتے ہیں
جسے تنے توڑا تھا یہ دل وہی ہے اسے غور سے آپ کیا دیکھتے ہیں

لیکن قاعدہ اول جاری رکھا کہ ایک دن امیر خلیل اور ایک دن امیر سلطان باری باری حکمرانی و عیش و عشرت کرتے تھے قضا را ایک رات دونوں امیر مہر ثویر اپنی اپنی معشوقان مہ جبینان سے مشغول عیش تھے کہ ایک مریضہ شجرۃ المنوعہ سے گرا اور اُسکی بوسے خوشگوار سے تمام باغ کو مقطر کر دیا جمیلہ عالم افروز اور زہرہ روشن بدن نے اسیروں سے دریافت کیا کہ ایسے شریطیت کو کیوں نہیں کھاتے ہو امیر نے کہا پیر مرد نے منع کر دیا ہے گوہر افروز نے کہا نہیں معلوم اس بدشع سے کیوں منع کیا ہے جمیلہ نے کہا تم چپ رہو جب یہ باہر جائیں تو تم وہ شجر اٹھا لانا ہم تم کھائیں گے دیکھیں کیا ہوتا ہے اور اس شرمین زمین پر گرنے سے ایک ساعت تو خوشبو رہتی تھی اور پھر جاتی رہتی تھی ایک دن دونوں امیر دیوان عام میں تھے کہ گوہر افروز ایک مریضہ اٹھالائی آپ کھایا اور جمیلہ کو کھلایا انکو اس شجر نے ایسا ذائقہ دیا کہ کبھی کوئی سیوہ اس مرنے کا نہ کھایا تھا اور عرصہ تک سوخا خوشبودل و دماغ کے کوئی نقصان ظہور میں نہ آیا پھر یہ ذکر ملکہ زہرہ روشن بدن و شکلیہ سے کیا آخر زہرہ روشن بدن و شکلیہ نے بھی وہ مریضہ کھایا اور ہر روز ایک مریضہ کھاتی تھیں لیکن کوئی نقصان نہ پیدا ہوا آخر ایک روز جمیلہ وہ مریضہ کھا کر امیر خلیل کے پاس گئی امیر نے پوچھا آج تمہارے منہ سے یہ بوسے خوشش کیسی آتی ہے ملکہ نے کہا کہ ہم سب کئی روز سے وہ مریضہ کھا رہے ہیں لیکن کوئی نقصان آج تک نہیں ہوا یہ خوشبو اسی کی ہے اور امیر سلطان نے بھی یہی حال ملکہ زہرہ روشن بدن سے سنا آخر دونوں امیر بھی یہ مریضہ کھانے کو موجود ہوئے اور کبھی سچ ہی کہ پیر مرد نے ہمیں اس نعمت سے ناحق باز رکھا اب ہر چہ بادا باد ہم بھی یہ مریضہ کھائیں گے آخر ایک شب سب عاشق و معشوق جمع تھے کہ ایک پھل درخت منوعہ کا اگر زہرہ روشن بدن اسے اٹھا لائی اور تراش کے امیروں کے سامنے رکھ دیا چونکہ زمانہ عیش و عشرت امیروں کا تمام ہو چکا تھا موافق اس آیت کے اذ اب الرقصا عمی البصر معشون نے بھی وہ مریضہ کھائی ابھی ایک عاشق کھائی تھی کہ ناگاہ ہوا سے شد اس زور و شور کی چلی کہ تمام شاخیں اس درخت کی زلزلہ میں آگئیں اور ہر پھل

درخت کا مثل شعلہ کے ہوا سے آسمان ہو گیا اور جڑ سے درخت کی آواز آئی انسان جسہیں علی ہاشم اس اثنا میں وہ پیر مرد بھی اُنکے پاس آیا اور کہا اونا انفعاف آخر میرا کہنا مانا اور مجھ کو بہودہ سمجھا اور اپنی معشوقوں کے ہرکانے سے وہ مڑکھالیا معلوم ہوا کہ عیش و آرام طلسم سے سیر ہو گئے خیر شمع

انچہ نصیب ست ہم میرسد اگر نستانی بستم میرسد

جب صبح ہوئی پیر مرد اسیر و ن کو مع اُن نازنینوں کے درگنبد پر لایا اور کہا کہ اُنھوں نے عدول کی کی اور غر شجرۃ المذمومہ کا کھالیا آواز آئی کہ انکو ہمارے پاس روانہ کرو اور انکی بیبیوں کو جانور کی صورت بنا دو پیر مرد نے ایک افسون پڑھکے عورتوں پر دم کیا انکی صورت جانور سفید براق کی ہو گئی اور درخت خرمایہ جا کر چھپے کرنے لگین بعد اُسکے امیر خلیل اور امیر سلطان کو گنبد کے اندر داخل کیا گنبد میں ایسی تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا ایک روز و شب اُسی تاریکی میں چاروں طرف حیران و سرگردان رہے لیکن دروازہ نہ ملا دوسرے روز ایک تختہ سرداب کا ہاتھ آگیا تختہ اُٹھایا تو دہنہ نقب معلوم ہوا یہ نقب میں داخل ہوئے جب نقب سے باہر نکلے اُسوقت حال شاہزادے معز الدین کا اور اپنا عجائبات عالمات میں داخل ہونا یاد آیا اور احوال طلسم بطور خواب فراموش ہو گیا وہاں سے آگے چلے کہ بقعہ فیض حکیم صاحب کا معلوم ہوا امیر خلیل نے امیر سلطان سے کہا کہ اے بھائی کیا قدرت خدا ہے کہ شمع

سراسر ہچھو ہر وہاہ گردیدیم دنیا را اندر منزل آسایشی دیدیم دنیا را

یہ کہتے ہوئے چند قدم آگے بڑھے ہوئے کہ امیر سیف الدین کو دیکھا جلا آتا ہے

اب داستان فرحت بیان شاہزادہ معز الدین ابو تمیم بلند مکان عالیشان و واقعات افسانہ نادرات کا بیان ہوتا ہے

مورخان سحر بیان اور راویان خوش الحان اس داستان حیرت افزا و قصہ ہوشہرہ باکویون معروض بیان میں لاتے ہیں کہ جب صاحبقران عالیشان شاہزادہ گیتیستان والا قدر معز الدین ناہور بعد جانے اپنے ہمراہیوں کے خود سیر و تماشا عجائبات کو روانہ ہوا چاہتا تھا کہ حکم قسطاس حکمت نے فرمایا کہ اے فرزند دلبند تے خود در خواست سیر عجائبات کی کی و گرنہ میں آپ تھیں گے واسطے سیر کے بھیجتا اسلئے کہ اب بمشاہدہ لوح بیضا معلوم ہوا کہ عقد ملکہ شمسہ تاجدارہ بغیر فتح طلسم سب سے سلع ممکن نہیں اور فتح طلسم سب سے سلع نہ رطل و مرآۃ القیب و ذریعہ صد شغالی و نتیجہ دیکش پرخصہ ہوا و یہ اشیاے مذکور اس عجائبات میں



ہو جو دین جہان تم سیر کو جاؤ گے اور ملکہ شمسہ تاجدار کے شوہر کو زنا پر بڑا دہلوسی سے بھی
نکاح کرنا ضرور ہو اور وہ ازواج اسی سیر گاہ میں ہیں اور نہیں نکاح بھی ہو گا ہر چند کہ قیافہ تمہارا
دلالت کرتا ہو کہ تم خوش اقبال و صاحب طالع ہو بلکہ جو صفیتیں سیار طلسم کو لازم ہیں وہ سب تم میں موجود
ہیں لیکن اس طلسم میں قسمت آزمائی بھی ضرور ہو انشاء اللہ جب طلسم سے کامیاب ہو کے آؤ گے
ہم صاحبقران اکبر خطاب دینگے اور زوج ملکہ شمسہ تاجدار مشہور ہو گے یہ طلسم رفیع البیان
ایک عجائب کدہ ہو جسکا عدیل و نظیر دنیا میں نہیں ہو اور مصر العجائب کے بعد پر وہ دنیا پر بنا
نہیں ہوا اور نہ ہو گا اور طلسم مصر العجائب وہ طلسم ہو جسکا سیر و تماشا جہ ہفتہ ملکہ شمسہ تاجدار
صاحبقران اعظم خورشید تاج بخش نے دیکھا اور یہ طلسم سراپا اسرار اجرام و اجسام و حیوان کی
مدد سے حکیم ارسطو کے الہی نے ترتیب دیا ہو اور ایک نام اسکا اُھمات بھی رکھا ہو اگرچہ نیرنگی و
عجائب میں مرتبہ مصر العجائب کا برتر ہو کسواسطے کہ وہ طلسم بنا کیا ہو اور یاے اول حکیم آغاز کیوں
مصری کا ہو لیکن اس طلسم کی وسعت و کیفیت کو نہیں پہنچتا جب تمام مرحلات طلسمی تمہاری نظر سے
گذرینگے اسوقت نیرنگی زمانہ و بوقلمونی روزگار سے بخوبی واقف ہو گے اور ہر ایک سے بطریق
افسانہ حال اس طلسم کا بیان کرو گے یعنی کہ ہر خاک سے تا فلک الافلاک علامت عناصر اور گردش

رجعت کو اکب و معاملات عالم اسباب سب طلسم میں ظاہر ہونگے بعض کو اکب اپنے رنگ
سفینہ سے ظاہر ہیں اور بعض فقط ہدلائل مفہوم ہوتے ہیں اور بعض اسماے بروج دوازہ گانہ
سے متصل ہیں لیکن سیار طلسم کو فہم و ادراک ضرور چاہیے بلکہ اسی طلسم میں سیر ہفت اسلم بھی
ہوگی حاصل کلام یہ طلسم نمونہ دارین ہوگی کہ علم عجیبہ کلیموں نے اس طلسم میں ظاہر کیا ہے اور جو مشکل
اشنا و سیر میں پیش ہوگی آخر اسی طلسم میں حل ہوگی اور جو کہ مددگار سیار طلسم کا ہو گا وہ بیرون
طلسم اسکے ملازمون میں داخل ہوگا اور ای فرزند اثنائے سیر میں ایک شاہزادہ جلیل القدر
قبائل شاہ سے تم سے ملاقات ہوگی اور ہر امر میں وہ تمہارا شریک ہوگا تم بوجہ رات
اسکی عمل کرنا اور علامہ ازمین ایک اور امر ہے اسے بھی سن لے کہ بھگت ہو چنے طلسم کے ایک
نازنین ہمسورت ملکہ شمسہ تاجدار کے تھیں ملے گی اور تم اس پر عاشق ہونگے یہاں تک کہ
اسی کی تلاش میں تمام مرحلہ طلسمی نظریہ سے گزرینگے بسم اللہ اب جاؤ اور طلسم کی سیر کرو
شاہزادہ بعد دریافت ان حالات کے داخل طلسم ہوا القصہ جب شاہزادہ معزالہدین
نے دروازہ طلسم میں قدم رکھا بعد چند قدم کے ایک میدان لق و دق میں پہونچا دیکھا ایک
شخص مسن بہ لباس فاضلہ جام حواری خوانی ہاتھ میں لیے کسی کے انتظار میں بیٹھا ہے جب شاہزادہ
قریب گیا اسنے سلام کیا اور وہ جام شراب شاہزادہ کی نڈکیا شاہزادہ نے کہا مجھے معاف رکھو پیر مرد نے کہا
وہ سبحان اللہ اس نعمت نشاط افزا سے انکار حضور ہی کا کام ہے شاید یہ اشعار غالب ہوں
کے ملاحظہ میں نہیں آئے اشعار

عیدست و نشاط و طرب و زمرہ عامست از روزہ اگر کوشتہ بادہ دو اگیر جو نوش میندیش مکن شرم کہ در شہر عیدست صلاے خور و نوش جہانرا	جو نوش گنہ برین اگر بادہ حرام ست این مسئلہ حل نشدہ نسافی کہ امام ست میخوار بود حاکم و واعظ ز عوام ست آن روزہ نباشد کہ درین روز حرام ست
---	---

اور یہ شہر اب وہ شراب حرام نہیں جس سے حضور کو اس قدر رنج و غصہ ہوا کہ شاہزادہ چپ ہو رہا
کچھ جواب نہ دیا اور وہ جبرعہ نوش فرمایا بعد ایک لمحہ کے عجیب قوت تازہ و فرحت بے اندازہ
دل و دماغ میں پائی گئی پیر مرد غائب ہو گیا شاہزادہ آگے بڑھا ایک باغ نظیر آ یا شاہزادہ
باغ کے اندر گیا دیکھا کہ ایک نمونہ باغ ارم ہے عمارات نہایت عارف خوش قطع و کشادہ میں عنبر آئین
اور باد نشاط انگیز شمیم زلف حوران بہشت کے دل و دماغ کو معطر کیے دیتی ہے شاہزادہ ہرچہ

خیابان کی سپر کہ تا ہوا ایک طرف کو روانہ ہوا لہ باغی	ناگمان دید تو شکستہ گئے کہ ز سترم رخس گل آب شدہ رخبت ہر قطرہ کہ از رخس رشک صد شیشہ گلاب شدہ
<p>ایک نازنین مہربین کہ شعلہ محسن اسکا مثل شمع آفتاب کے روشن تھا بقول میر حسن</p> <p>برس پندرہ ایک کار سن و سال نہایت حسین اور صاحب جمال</p> <p>گوشہ باغ سے شاہزادہ کے پاس آئی اور نہایت ادب سے سلام کیا اور کہا حضور کو ملکہ نے سلام کہا ہر اور منہ مایا ہر کہ ایک ساعت کے واسطے اگر حضور کو فرصت ہو تو اپنے قدم مہمنت لزوم سے اس مخلص سراپا اشتیاق کی عزت افزائی فرمائیے بعید از عنایت شاہانہ ہوگا شاہزادہ نے دل میں کہا کہ جس نازنین کی کنیز یہ آفت جان و بلا سے ناگمان ہو وہ خود کس غضب کی ہوگی آخر شاہزادہ اس خادمہ کے ہمراہ ہوا اور وہ ایک مکان عالیشان میں شاہزادہ کو لے گئی جہاں صد ہا معشوقان جھوش اور نازنینان حور و شمس پری تمثال صاحب حسن و جمال اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم تھیں اور ان کے حسن و جمال کے برتو سے تمام باغ روشن و منور ہو رہا تھا از انجملہ ایک نازنین مہربین خورشید طلعت زہرہ خصلت تخت مرور دید پر رونق افروز تھی شاہزادہ کی نظر جو اس نور مجسم پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور یہ غزل پڑھی غزل</p>	
<p>ایہ چہرہ زیبا سے تو رشک بتان آفری آقا تھا گردیدہ ام ہر بتان مرزیدہ ام تا نقش را بستہ فلک کس را ندادہ این کس برتر نیاید در نظر صورت زار و میت خوہر توازی پری چاکتری و ز بزرگ گل نازکری</p>	<p>مہر چند و صفت یکیم لیکن از ان بالا تری بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری خوہر سے ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ یا مظہری وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلی</p>
<p>اور کہا کہ بیشک لائق افسری ایسی پر یون کے ایسی ہی پری چاہیے اور شاہزادہ کی فریفتگی کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہمیشہ ملکہ شمسہ تاجدار تھی سر مو فرق نہ تھا جب ملکہ نے اس سر و چین حسن و خوبی کو متحیر دیکھا بہ محبت و لطف کہا اے شہسوار تاجدار تم کس حیرت سے ہمیں دیکھ رہے ہو یہاں آؤ شاہزادہ پہلو میں اس ماہ پیکر کے بیٹھ گیا خواصون نے کشتیان بادہ ارغوانی کی حاضر کین اور تاج رنگ شمع ہوا ملکہ نے اول ایک گلاس شراب ارغوانی کا اپنے دست نگارین سے بھر کر شاہزادہ کو دیا اور یہ شعر پڑھا شعر</p>	

بنویش بادہ کہ ایام وصل جانان است | درین سرور عجب حطر روح انسا است
شاہزادہ سے بھی کہ کیفیت طبعی سے سرشار و خود رفتہ ہو رہا تھا گلاس ملک کے ہاتھ سے
لے لیا اور کاس شہر

گر یار می پلائے تو پھر کیوں نہ بیچے | زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں
اور بے تکلف نوش کیا اور ایک جام خود ملکہ کے پیشکش کیا الغرض جب دو چار دور آپس میں پیہم چلے
تو پھر کچھ اور بھی طور ہو گیا شاہزادہ نے کہا ای جان جان نام تمہارا کیا ہے اور اس مقام و باغ کی
کیفیت سے مطلع کرو ملکہ نے کہا اس کنیز کو تو بہار گلشن افروز کہتے ہیں اور ہم باشندے اقلیم چہارم
کے ہیں اور ہمارے ملک کو ارض الذہب مشہور کرتے ہیں دار الخلافہ مصرع نگار ہی شاہزادہ
نے کہا یہ آپ کا تفریح گاہ ہے ملکہ بولی ہاں ابھی دو ساعت ہوئے یہاں آئی ہوں ہر چند کہ طرز کلام
ملکہ تو ہمارے سے بھی محبت مفہوم ہوتی تھی الا شاہزادہ نہایت دل دادہ ہو گیا کہ اپنے جان و مال
کا ہوش نہ رہا ملکہ نے خود داری کو کام فرمایا نہایت استقلال مزاج سے بیٹھی رہی اور شاہزادہ کو
افراط محبت سے ایسا رعب حسن غالب ہوا کہ حرف مطلب زبان پر لانے کی جرأت نہ ہوئی جو بات
شاہزادہ کرتا تھا ملکہ نہایت تمکین و وقار و عجب ناز و انداز سے جواب دیتی تھی جب شام ہوئی
ہر طرف باغ میں ایسا چراغان کیا کہ رات کا دن کر دیا آخر کار نصف شب صحبت ناز رنگ اور ضرب و
کھاسہ میں گزری بعد ازاں خاصہ نوش فرمایا ملکہ نے کہا ای شہسوار اب آپ آرام فرمائیں اور خواہین
حاضر ہیں ہر طرح کی خدمت بجا لائیں گی میں بخوشی دل کمتی ہوں کہ جو خدمت ان سے منظور ہو بے تکلف لیجیے
شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ تم نے جو حق مہمانی و مسافر نوازی تھا ادا کیا لیکن میں مجبور ہوں کہ مجھے بجز
تمہارے دیدار فرحت بخش کے اور کوئی ہوس نہیں دگر نہ شہر

پریزادون کو ہم تسخیر کر لیتے ہیں باتون میں | ملا ہی نقش حب ہمو بڑے استاد کامل سے
ملکہ نے ہمارے کہا خیر ہمو ہمان کی خاطر و مدارات سے غرض تھی آگے ہمان کو اپنے فعل کا
اختیار ہے بعد اس گفتگو کے ملکہ رخصت ہو گئی شاہزادہ نے خواب گاہ میں آرام فرمایا دوسرے روز کہ
یکشنبہ تھا اور یہ دن آفتاب سے تعلق رکھتا ہے لہذا ملکہ نے تمام لباس و زیور طلائی زیب جسم کرنے کے
تحت زیر نگاہ پر جلوس فرمایا شاہزادہ بھی ہم پہلو ملکہ کا ہو گیا آخر الامرایک ہفتہ تک ملکہ اور شاہزادہ
سے صحبت رہی آٹھویں روز صبح کو شاہزادہ بیدار ہوا ان پر یزادون سے ایک کونہ دیکھا سب
خاشاک ہو گئیں وہ باغ جو کہ رشک ارم تھا شہر خموشان ہو گیا شاہزادہ اس حیرت میں بتلاش باغ

باہر گیا لیکن کہیں سزاغ نہ لگا آخر سامنے باغ کے کچھ درخت گنجان پر فضا تھے شاہزادہ قریب اُن درختوں کے گیا وہاں ایک نہر نظر آئی کہ جس کا طول معلوم نہیں کہ کہاں تک ہو گا اور کنارے نہر کے صدا ہا مکانات خوش قطع نہایت عمدہ بنے تھے لیکن دروازے سب کے بند تھے اور ہر مکان کے آگے ایک ایک درخت سایہ دار تھا اور اسی پر جانور عجائب و غرائب خوش رنگ چھپے کر رہے تھے لیکن ہر جانور کا رنگ علیحدہ علیحدہ یعنی کوئی زرد کوئی سرخ کوئی سبز کوئی کبود تھا لیکن ایک درخت پر کئی جانور جمع تھے اور ایک جانور سب سے بلند تر بیٹھا تھا گویا وہ سب جانوروں کا سردار تھا اور جانور سردار کا رنگ نہایت صاف و براق تھا شاہزادہ کو جانوروں کے دیکھنے سے زیادہ حیرت ہوئی پھر شاہزادہ نے چاہا کہ دروازہ کھولے مگر چند کوشش کی مگر کوئی دروازہ نہ کھلا آخر مجبور ہو کے ایک دروازے کے سایہ میں آرام کیا اور جانور اُس درخت کے کہ رنگ اُن کا کبوتری تھا گرد و پیش شاہزادہ کے آکر جمع ہو گئے مگر وہ جانور ایسے خوش تھے کہ جیسے کوئی مہمان کے آنے سے خوش ہوتا ہے چنانچہ اُن جانوروں نے میوہ طرح طرح کا لاکر شاہزادہ کے آگے رکھا شاہزادہ اس بات سے زیادہ حیرت زدہ تھا کہ یہ جانور آدمی سے مطلق وحشت نہیں کرتے بلکہ دعوت کرتے ہیں لیکن باوجود ان امور کے ملکہ نو بہار کسی وقت نہ بھولتی تھی بعد اسکے شاہزادہ دوسرے درخت کے سایہ میں گیا جانور درخت اول کے شور و غل جھانپتے شاہزادہ کے پاس گئے اور جو بخ سے دامن شاہزادہ کا پکڑ کے کھینچ لائے شاہزادہ درخت اول کے سایہ میں بیٹھ گیا وہ جانور بھی خاموش ہو رہے قصہ کوتاہ چار مرتبہ شاہزادہ دوسرے درخت کے سایہ میں گیا لیکن وہ جانور پکڑ پکڑ لائے اور ہرگز دوسرے درخت کی طرف جانے نہ دیا جب عصر کا وقت آیا نہر نے جوش کھایا اور ایک موج بلند ہوئی تمام جانوروں نے نہر میں خطہ مارا بعد اسکے ایک ستارہ روشن آسمان سے نازل ہو کر نہر میں غرق ہو گیا پس فوراً شاہزادہ کی آنکھیں بند ہو گئیں اور ایک حالت مستی طاری ہوئی بعد اسکے صدا سے نغمہ و ساز چاروں طرف سے کان میں آئے لگی شاہزادہ نے جو غور کیا تو جانور ایک بھی درخت پر نہ تھا اور ہر دروازہ مکان پر ایک نازنین کو تخت پر بیٹھا دیکھا اور گرد و پیش اُس کے اور نازنین موجود تھیں اکثر اُنہیں سے اپنے دروازے پر روشنی کر رہی تھیں اور جس درخت کے سایہ میں شاہزادہ بیٹھا تھا اُس مکان کی نازنین تخت نشین شاہزادہ کو نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے مکان میں لگئی اور اپنے پہلو میں تخت پر بیٹھا یا بعد ازاں ارباب نشاط کو حکم دیا کہ آج کوئی درجہ نغمہ سرائی میں باقی نہ رکھنا اس واسطے کہ بعد مدت کے ایک مہمان کے نور جمال سے یہ دشت تاریک و روشن و منور ہوا ہے پھر اُسکی تواضع و تکریم جہاں تک ہو سکے بدل کرنا چاہیے شاہزادہ ایسا مستحیر تھا کہ سوا دیکھنے عجائبات کے کچھ نہ نہ کرتا تھا اس اثنا میں ملکہ نو بہار گلشن افروز کا خیال آیا بے اختیار مثل ابرو بہار اشک آنکھوں سے

جاری ہو گئے صاحب خانہ نے پوچھا کہ حضور کو کیا ملال گذرنا شاہزادہ نے جواب نہ دیا بعد نصف شب کے خاصہ نوبت فرمایا بعد ازاں وہ نازنین شاہزادہ کو بالا خانہ پر لگی اور عرض کی حضور پلنگ پر آرام فرمائیں میں حاضر ہوتی ہوں شاہزادہ پلنگ پر لیٹا بعد ایک لمحہ کے وہ نازنین آئی اور پلنگ کے نیچے بیٹھ گئی شاہزادہ کو کچھ خیال نہوا جب اُس نے دیکھا کہ شاہزادہ ملقت نہیں ہوتا بولی کہ امی نا انصاف میں نے تمہاری خاطر مدارات میں کوئی درجہ باقی نہیں رکھا اور تم ایسے مغرور و سنگدل ہو کہ جواب تک نہیں دیتے اسکا کیا سبب ہے شاہزادہ نے فرمایا اول تم اپنی کیفیت بیان کرو کہ یہ مکان حیرت نشان کسکا ہے اور اسل حقیقت اپنی بیان کرو کہ نام تمہارا کیا ہے اور خود مختار ہو یا کسی کی تابع ہوا اور حاکم یہاں کا کون ہے اور یہ جانور کسے ہیں اور وہ ستارہ جو کہ آسمان سے نہر میں غرق ہوا کیا شے ہے اور بانی اس اسرار کا کون ہے ملکہ نے کہا امی جو ان بلند مکان جھکو گلزار کہتے ہیں اور یہ مکان مشکوے حیرت ہے اور ہم چودہ نازنین اپنے حاکم کے حسب الحکم مشکوے حیرت کے ہر مکان میں ملین ہیں اور ہم محض مہمان کی خاطر مدارات کیواسطے معین ہیں لیکن سوا مختار سے اور کوئی مہمان آج تک وارد نہیں ہوا اول جو آپ میرے سایہ درخت میں آئے گویا میرے مہمان ہوئے اور جو میں آپ کو دوسری جگہ جانے دیتی تو اپنے مالک کی تصور وار ہوتی اور بنیاد عمارت و حال ستارہ سے میں آگاہ نہیں ہوں شاہزادہ نے فرمایا اور کوئی نازنین اس راز سے آگاہ ہے گلزار نے کہا نادرہ راز دار میری بہن کہ چودھویں گھر کی مالک ہے وہ آگاہ ہے اور اُس کے آگاہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ مریخ اسرار کہ لقب اُسکا فسر برنج بھی ہے چالیسویں دن نادرہ کے مکان میں نازل ہوتا ہے اور نادرہ اُس سے حال علم دریافت کرتی ہے شاہزادہ نے کہا مریخ اسرار کیا ہے گلزار نے کہا میں نہیں جانتی اتنا معلوم ہے کہ ہم سبب مریخ اسرار کے روز جانور ہوتے ہیں اور پھر ہر شکل انسانی ہو جاتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا اب میرا حال سنو کہ میں پہلے ایک باغ رشک ارم میں آیا وہاں ایک مہ جبین نازنین پر عاشق ہوا وہ ایک ہفتہ نہایت اخلاق سے پیش آئی آٹھویں روز نہیں معلوم کہ وہ بے مروت کمان غائب ہو گئی خدا جانے کہ اُسکا قاعدہ و رسم یہی تھا یا مجھے ناراض ہو گئی گلزار نے پوچھا نام اُسکا کیا تھا شاہزادہ نے کہا ملکہ تو بہار گلشن افروز اور ملک کا ارض الذہب اور دار السلطنت کا مرصع نگار نام ہے اور تسلیم چارم کی باشندہ ہے گلزار نے کہا ہم واقف نہیں ہیں شاہزادہ نے کہا ہم ملکہ نادرہ راز دار سے پوچھیں گلزار نے کہا اگر وہ بھی واقف نہ ہو تو مریخ اسرار سے یہ عقدہ حل ہو گا شاہزادہ نے کہا کہ وہاں کیونکر جاؤں گلزار نے کہا اسی طرح ہر مکان میں ہر روز مہمان رہے جب چودھویں مکان میں پہونچے گا تو وہاں نادرہ سے اور مریخ اسرار سے سب حال دریافت ہو جائیگا لیکن یہ

وعدہ کیجیے کہ پھر بھی بعد ملاقات اپنی معشوقہ کے اس کنیز کو سرفراز فرماے گا شاہزادہ نے فرمایا ضرور آؤنگا بعد ازاں شاہزادہ نے پوچھا کہ نہر کا پانی کہاں سے آتا ہے اور جو دھوین مکان کے بعد کیا ہے گلخزار نے کہا ایک دیوار بہت بلند ہے اور پانی نہر میں دیوار کے پیچھے سے آتا ہے دیوار اسطرح ہے کہ حال معلوم نہیں اسوجہ سے کہ پہنچنے سنا ہے جو کوئی دیوار کے اسطرح جائیگا بال و پر اس کے جل جائیگا اس خوف سے کسی کو جرات نہیں ہوتی دوسرے جس کام پر کہ ہم مامور ہیں اُس سے کب فرصت ہوتی ہے جو اور کو دیکھیں شاہزادہ نے پوچھا مان باب تمہارے زندہ ہیں گلخزار نے کہا کیا معلوم کسوا سٹے کہ ہم جب سے ہوش میں آئے اپنی یہی حالت دیکھی نہ مان دیکھی نہ باب شاہزادہ نے آرام کیا جب صبح ہوئی بیدار ہوئے تو اپنے کو خانہ دوم منزل آبی میں دیکھا اول مکان غائب تھا مگر ہر امر و ہر مقام مثل مکان اول کے تھا لیکن وضع و قطع مکان دوم عمارت اول سے خلافت تھی اور رنگ جانوروں کا آبی تھا قصہ مختصر یہاں بھی مثل خانہ اول کے تھا ندری وغیرہ کی گئی اور وہی حال نہر و ستارہ کا دیکھا لیکن یہاں فرش وغیرہ سب زربفتی تھا اور ایک نازنین مہربین تخت پر بیٹھی تھی اُس نے بہ تنظیم و تکریم شاہزادہ کو تخت پر بٹھایا اور پوچھا کہ ای شہسوار شب مشکوے حیرت میں کس طرح گذری شاہزادہ نے کہا کیا پوچھتی ہو مصغر عمر بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد یہ اُس نازنین نے کہ جسکا گلر خسار نام تھا کہا ای تاجدار کشور حسن تم کسی نازنین مہربین پر عاشق معلوم ہوتے ہو مگر یہ کہو کہ تمہیں مشکوے حیرت میں اپنی معشوقہ کو دیکھا ہے کہ جو اسکی تلاش میں یہاں آنا ہوا یا نہ شاہزادہ نے اپنا حال بیان کیا گلر خسار بولی میں تمہاری معشوقہ کا نام جانتی تو نشان دیتی لیکن مرغ اسرار سے سب عقدہ حل ہو جائیگا شاہزادہ نے کہا خدا جانے مرغ اسرار کیا شہر ہے کہ منزل اول میں بھی نام سنا اور معلوم ہوا کہ اصل اسکی کیا ہے گلر خسار بولی یہ وہی ستارہ ہے جسکو ہر روز دیکھتے ہو شاہزادہ نے کہا میں گل دیگر شگفت جب کہ دیکھنے کی تاب نہیں ہے پھر مطلب کیونکر حل ہوگا گلر خسار نے کہا نادرہ راز دار کے مکان پر جب جاؤ گے اُس سے سب حال دریافت ہو جائیگا کہ چالیس دن میں ایک مرتبہ وہاں آتا ہے اور ہم سب نازنین بھی وہاں جمع ہوتی ہیں اور کلمات پسند و نصائح وہاں سے مرغ اسرار کی سنتی ہیں اُس وقت تم بھی اپنا مطلب مرغ اسرار سے بیان کرنا وہ حسب درخواست جواب دیکھا شاہزادہ نے کہا اگر تم مجھے نادرہ کے مکان میں پہنچاؤ میں تو میں نہایت احسان مند ہوتا گلر خسار بولی یہ میرے مکان میں نہیں ہے ورنہ میں بسر و چشم فرمانا آپ کا بجالاتی آپ بدون ہر جگہ مہمان رہے ہرگز نہیں جاسکتے پھر شاہزادہ کو حسب معمول کوٹھے پر لیگتی ٹھکانا کھلا یا شاہزادہ نے بعد کھانا کھانے کے آرام فرمایا جب صبح کو بیدار ہوا اس مکان اور مکین کا نشان نہ ملا دیکھا کہ ایک

مکان و باغ دلکش و فرحت افزا میں بیٹھا ہوں لیکن کسی ذی روح کا نشان نہیں ہر شاہزادہ سیر کرتا ہوا ایک ٹچ میں گیا دیکھا کہ ایک دریا زبردیا و بار بار زور شور سے بہ رہا ہے جب زیر برج آیا وہاں نہ وہ باغ تھا نہ دریا تیسرا درخت اور مکان موجود ہے یہ قصر ہوائی منزل سوم ہر شاہزادہ سایہ درخت سوم میں گیا دیکھا جانور سبز جمع ہیں انھوں نے بھی موافق قاعدہ کے میوہ سے تواضع کی شاہزادہ نے بعد کھانے کے آرام کیا جب عصر کے وقت بیدار ہوا اسی طرح آب نہر موجزن ہوا اور وہ ستارہ یانی بین غرق ہوا شاہزادہ کی آنکھ بند ہو گئی اور ایک حالت مستی پیدا ہوئی نغمہ و سرود کی آواز سے آنکھ کھلی دیکھا ہجوم نازنینان ماہ رویان ہر ایک پر پیکر رشک بدر غیبت ہلال ملکہ نسیم غنیمت ماہ پیکر نام نے نہایت اعزاز سے شاہزادہ کو تخت پر بٹھایا بعد ازاں ناچ گانا شروع ہوا شاہزادہ نے حسب معمول اپنا حال ملکہ نسیم غنیمت ماہ پیکر سے کہا اس ملکہ نے بخلاف ان لوگوں کے یہ کہا کہ مرغ اسرار اکثر غنچے بزرگ کی خدمت میں حاضر رہتا ہے اور حسب حکم اُسکے ہر روز یہاں آتا ہے شاہزادہ نے ملکہ کو ہمارے گلشن افروز کا حال پوچھا وہ بولی میں واقف نہیں پھر اسی طرح کوٹھے پر گیا کھانا کھایا آرام نہ پایا جب صبح کو بیدار ہوا ایک کونہ پایا ناچار باہر آئے دیکھا ایک گھوڑا عربی بازیں و لگام جو اہر نگار موجود ہے شاہزادہ اُس گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑا ہوا اُسے آسمان ہو گیا جو وہ گھوڑا بلند ہوتا تھا زمین بھی ساتھ گھوڑے کے بلند ہوتی جاتی تھی اور ہزار باغ و مکانات عمدہ و تحفہ کہ کبھی روئے زمین پر نظر سے نہ گذرے تھے معلوم ہوئے تھے اور غرضے ان مکانات کے کھلے تھے اُسین سے نازنین شاہزادہ کو بلاتی تھیں اس عرصہ میں وہ گھوڑا اوج آسمان سے زمین پر آیا جب شاہزادہ پشت زمین سے اتراد دیکھا کہ درخت چہارم و مکان چہارم کے پاس موجود ہوں اس امر سے اور زیادہ حیرت ہوئی یہ منزل آتشی ہے جانور یہاں کے آتشی رنگ تھے مکانات بھی اسی طرح کے قیاس کرنے چاہئیں شاہزادہ دل میں کہتا تھا کہ ہر روز کے قصہ کو کس سے دریافت کروں غرض سایہ درخت چہارم میں آرام کیا جب بوقت عصر آنکھ کھلی وہی سامان گذشتہ دیکھا ملکہ آتشین رخسار سے ملاقات کی ملکہ سے حال اپنا کہا ملکہ نے کہا اتنا میں جانتی ہوں کہ غنچے بزرگ مدینہ الحکمت میں رہتا ہے غرض شاہزادہ نے بعد کھانا کھانے کے آرام فرمایا بعد نصف شب کے جو شاہزادہ کی آنکھ کھلی گیا دیکھا کہ ایک سڑک صاف و مصفا ہے اور دونوں طرف اُس سڑک کے چبوترے بنے ہیں اور اُن پر پیروی رویان ماہ پارہ ناچ گار ہی ہیں لیکن سب مرغ پوش ہیں شاہزادہ اٹھا اور سیر کرتا ہوا باہر گیا اس صفے سے اُس صفے تک نہ جاسکا تھک کے ایک جگہ آرام کیا صبح کو جب آنکھ کھلی اپنے کو مکان پنجم میں درخت پنجم کے نیچے دیکھا یہ طلسم قمر تھا قصہ مختصر یہاں کے جانور سبز رنگ تھے بعد غرق ہونے

ستارہ کے شاہزادہ نے قمر طلعت سے پوچھا قمر طلعت نے کہا کہ اس درخت کو جو آپ کے سامنے ہے
 ملاحظہ فرمائیے شاہزادہ نے دیکھا ایک برگ مثل ستارہ کے چمکتا نظر آیا شاہزادہ نے کہا اس درخت
 میں ایک برگ چمکتا نظر آتا ہے ملکہ بولی کہ یہ دلیل آپ کے حصول مطلب کی ہو کسوا سکے کہ جب ہلو کوئی کام
 اہم پیش آتا ہے تو ہم تباہ کر کے ہیں اگر یہ علامت برگ کی معلوم ہوئی تو خوش ہوئے کہ اب مطلب ہو جائیگا
 وگرنہ خیر شاہزادہ چپ ہو رہا پھر کوٹھے پر گیا کھانا کھا یا آرام فرمایا جب صبح کو بیدار ہوا تو اپنے کو ایک
 مکان عالی شان میں دیکھا کہ سب درو دیوار اُس کے مینا کار ہیں شاہزادہ سیر کرتا کوٹھے پر گیا وہاں دیکھا
 کہ ایک دھوبی لادی سر پر رکھے چلا آتا ہے شاہزادہ نے پوچھا تو کون ہے وہ بولا دھوبی ہوں یہاں کے
 رہنے والوں کے کپڑے دھونے والا ہوں شاہزادہ نے کہا باشندہ یہاں کا کون ہے اُس نے کہا ملکہ قمر طلعت
 پھر پوچھا اب تو کہاں جاتا ہے اُس نے کہا تم میرا حال کیوں پوچھتے ہو اپنا مطلب کہو شاہزادہ نے کہا نادرہ راز دار
 کے قصر کو جائیگے دھوبی نے کہا جب منزل ہستم میں جائیے گا آپ معلوم ہو جائیگا اور جو راستہ پوچھتے ہو
 تو اس زمین پر جاؤ شاہزادہ زمین پر گیا دیکھا ایک ترہ فروش چلا آتا ہے شاہزادہ نے پوچھا تو کون ہے کہاں
 سے آتا ہے وہ بولا میں ترہ فروش قمر طلعت کا ہوں شاہزادہ نے کہا نادرہ راز دار کے قصر کا پتا بتا ترہ فروش
 نے ایک اور زمین بتلادیا شاہزادہ عشق میں مجنون تھا اُس زمین پر چلا دیکھا ایک قاصد نامہ سر پر رکھے
 آتا ہے شاہزادہ نے پوچھا تو کون ہے اُس نے کہا کہ قمر طلعت کا قاصد ہوں بھکو عطار در فرتون کے پاس بھیجا ہے
 شاہزادہ نے قاصد سے راہ پوچھی اُس نے بھی ایک زمین بتلادیا اُس قاصد اس طرح رفتہ رفتہ ایک حوض وسیع کے
 کنارہ پہونچا وہاں دیکھا کہ حوض ہزاروں ماہ پیکر حور نازا در صورت لنگ باندھے بیٹھی ہیں اور آپس میں
 خوش فعلیان کر رہی ہیں جسوقت شاہزادہ کو دیکھا ایک چیخ ماری اور حجرے میں چھپ گئیں شاہزادہ
 بھی حجرے میں چلا گیا وہاں حور تون کا نشان نہ ملا اور چھٹا قصر و درخت سامنے موجود پایا شاہزادہ
 دل میں کہتا تھا کہ میں عجب حیرت میں مبتلا ہو گیا نہ جسکا آغاز معلوم ہوتا ہے نہ انجام دیکھے کیا ہوتا ہے القصہ
 شاہزادہ چھٹے درخت کے سایہ میں آیا اور مثل سابق کے ستارہ وغیرہ دیکھا پھر شام کو ملکہ خرد آرا بانو
 خاتون قصر ششم سے ملاقات کی خرد آرا بانو نے کہا امی شہر یار نامہ دار حضور اپنے حال فرخ فال سے کثیر کو
 طلع فرمائیں شاہزادہ نے فرمایا امی خرد آرا عجب اسرار میں گرفتار ہوں جس قصر میں جاتا ہوں وہاں ایک
 نئی کیفیت دکھائی دیتی ہے اور ہر جگہ نیا نیا شاہ نظر آتا ہے خدا جانے یہ کیا بعید ہے حضور و آرا بولی یہاں کی
 فصل خبر حضور کو مرغ اسرار سے معلوم ہوئی ہم نہیں جانتے اب حضور ناچ ملاحظہ فرمائیں شاہزادہ نے
 مد سیر و تماشے کے کھانا کھا یا ملکہ خرد آرا نے شاہزادہ سے کہا وعدہ کیجیے کہ ایک بار پھر آئیے شاہزادہ نے

وعدہ کیا اور آرام کیا اب جو صبح کو آنکھ کھلی تو ایک صحرا سے لے لے ودق میں اپنے کو دیکھا کہ کو سون تختہ نافرمان
لالہ کے کھلے ہیں اور سبز نہایت پر بہار ہو اور وسط میں اُس مرغزار کے ایک گنبد کبودی نظر آتا شاہزادہ
اندرا گنبد کے جو گیا دیکھا گنبد اندر سے نہایت وسیع تھا اور تمام میدان گنبد کا روشنی کبودی سے منور تھا
اور چھت گنبد میں ایک ستارہ روشن نظر آیا کہ تمام گنبد اُسی کی روشنی میں منور تھا جب شاہزادہ زمین سے
بالا سے گنبد گیا تو اپنے کو ایک تہ خانہ میں دیکھا اور وہاں ایسی تاریکی تھی کہ نظر نہ کام کرتی تھی شاہزادہ ایک سمت
روانہ ہوا غرض ہزار مشکل ایک دروازہ معلوم ہوا جب دروازہ سے باہر آیا دیکھا اُسی صحن گنبد میں تھا
قصہ کوتاہ چند بار شاہزادہ زمین پر گنبد پر گیا اور پھر اُسی تہ خانہ تاریک میں جا پہنچا
تھانرا اٹھاے تلاش میں ایک دروازہ تہ خانہ کا دیکھا شاہزادہ نے کہا خیر ذرا اسکو بھی دیکھ لیکن ابھی دروازہ
میں تہ خانہ کے قدم رکھا تھا کہ وہاں روشنی معلوم ہوئی اور اپنے کو اوپر گنبد کے دیکھا کہا سبحان اللہ کیا تماشے
کی بات ہو کہ جب اوپر جائیں تخت اثری کو جاتے ہیں اور جب نیچے کا قصد کریں تو فلک پر پہنچتے ہیں اس طرح
درجہ سوم میں گنبد کے گئے وہاں دیکھا کہ ایک بزرگ بہ لباس کبودی تخت زبرجد پر بیٹھا ہوا ہو اور دست
قلم آگے رکھے لیکن پڑھنے میں مصروف ہو اور دو آدمی عجیب اخلاق د اپنے بائیں کھڑے ہیں شاہزادہ نے
جو کچھ دیکھا تو نصف جسم عرض میں عورت کا اور نصف مرد کا تھا اور دوسرے مرد کے سر پر خوشہ گندم تھے
شاہزادہ کو نہایت تعجب و حیرت ہوئی شاہزادہ نے اُس بزرگ کو سلام کیا اُس پیر مرد نے جواب سلام دیا
اور پوچھا تم کون ہو شاہزادہ نے اپنا حال بیان کیا پیر مرد نے کہا یہاں آنے سے تمہارا کیا مطلب ہو شاہزادہ
نے کہا میں اپنی مشوقہ کا نشان سے پوچھتا ہوں پیر مرد نے کہا جسوقت تا درہ کے مکان میں پہنچو گے
معلوم ہو جائیگا اور تمام مشکلیں بھی مریخ اسرار سے حل ہو جائیں گی شاہزادہ نے پوچھا کہ حضرت اس گنبد
میں کس کام پر مقرر ہیں پیر مرد بولا میں مالک گنبد ہوں اور تمام کارخانے یہاں کے میری ذات پر منحصر ہیں
شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ دونوں مرد عجیب اخلاق کیسے ہیں پیر مرد نے کہا یہ میرے گھوڑے ہیں شاہزادہ
نے فرمایا کہ یہ کلمہ سمجھ میں نہ آیا پیر مرد نے کہا کہ انکی خلقت کی شرح وقت طلب ہو جب وہ وقت آئیگا خود بخود
آگاہ ہو جاؤ گے شاہزادہ نے فرمایا تھوڑا آب سرد درکار ہے کہ میں اسوقت نہایت تشنہ لب ہوں پیر مرد
نے دستک دی اور کہا اگر فطرت اس مسافر پر حیرت کو پانی ٹھنڈا پلا دے یہ کہتے ہی ایک نازنین مجسمین جام
آب کبودی دست نگارین میں لیے حاضر ہوئی اور شاہزادہ کو دیا شاہزادہ نے جو اُس آفت جان کے
قیافہ کو دیکھا معلوم ہوا کہ گویا عقل مجسم ہو فرض آب سرد نوش فرمایا اور پیر مرد سے کہا براے خدا اپنے مرکبوں
کے بھی راز سے آگاہ فرمائیے پیر مرد نے کہا اویں شہر یار ہم سات بھائی حقیقی ہیں اور بارہ مرکب ہمساری

سواری میں ابتدا سے چلے آئے ہیں اگرچہ ہم میں سے پانچ بھائیوں کے دو دو مرکب ہیں اور دو بھائی ایک ایک مرکب کے مالک ہیں لیکن بالاتفاق دفعہ دفعہ تمام مرکبوں پر سوار ہوتے ہیں اور ہر ایک بھائی کے سوار ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ برادر بزرگ ہمارا تین برس میں سواری سے تمام مرکبوں کی فارغ ہو جاتا ہے اور اس سے چھوٹا بارہ برس میں اور اس سے چھوٹا دو برس اور چھ ماہ میں اور اس سے چھوٹا جسکی ذات سے امور سلطنت متعلق ہیں دو سال اور اس سے چھوٹا ایک سال اور ایک ماہ میں اور کبھی اس سے کمتر اور جو میں اس سے چھوٹا ہوں نو ماہ میں اور جو یہاں ہم سب بھائیوں سے زیادہ چھوٹا ہے وہ وزیر ہے وہ بسبب جلدی قریح کے ایک ماہ میں اپنی مدت کو تمام کرتا ہے پس یہ کیفیت مرکبوں کی ہر شاہزادہ نے کہا کہ جب تک صاف صاف یہ تفصیل نہ بیان کر دے گا ہمارے سمجھ میں نہ آئیگا پیر مرد نے کہا تفصیل مرغ اسرار بیان کر یگا شاہزادہ نے کہا اتنی نہر بانی فرمائیے کہ مجھے نادرہ راز دار کے قہر تک پہنچا دیجیے پیر مرد نے کہا یہ ہو سکتا ہے پھر پیر مرد نے اُسی نازنین کو آواز دی جب وہ فطرت نام نازنین آئی پیر مرد نے کہا کہ اس مسافر جلد باز کو تھان خانہ ہفتم کی راہ بتا دے فطرت نے اشارہ سے کہا بسم اللہ تشریف لیچو شاہزادہ اُس کے ہمراہ ہولیا فطرت ایک حجرہ میں لائی وہاں شاہزادہ نے ایک دریچہ دیکھا اور دریچہ میں ایک کشتی بھی موجود تھی فطرت نے کہا یہاں ٹھہریے تمھاری نذر کو ایک تحفہ لاتی ہوں ایک ساعت نہ گزری تھی کہ فطرت نے ایک قابین سات پھول سات رنگ کے سامنے شاہزادہ کے رکھ دیے اُس میں ایک گل نیلوفر تھا شاہزادہ نے کہا یہ گل کس کام میں آتے ہیں فطرت بولی کہ گل نیلوفر تمکو عنایت ہوا ہے اور باقی گل نذر جناب عالی کیواسطے لیے جاتی ہوں شاہزادہ نے کہا تو تسخر کرتی ہے فطرت نے کہا تسخر کیا معنی شاہزادہ نے کہا کہ تجھ کو حکم راہ بتانے کا ہوا ہے یا پھول لانے کا اور کہتی ہے کہ گل نیلوفر تمکو عنایت ہوا ہے فطرت نے اول پھولوں سے ایک پھول شاہزادہ کو دیکر کہا سو نگھو شاہزادہ نے جو گل نیلوفر سو نگھا بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو دیکھا کہ ایک گلستان جنت نشان ہے اور وہاں بجز اُن پھولوں کے اور کوئی پھول نظر نہیں آتا اور وسط میں اُس گلستان کے ایک نہر ہے اور ایک طرف کنارہ نہر کے صدف ہا زنان گل رخسار اور دوسری جانب طفلان قمر صورت خوشگوار عجیب و غریب حرکات معشوقانہ کر رہے ہیں اُن زن و مرد نے شاہزادہ کو کشتی میں سوار کر کے تمام گلستان کی سیر کرائی اور پھر وہیں پہنچا دیا جہاں فطرت تھی الحاصل شاہزادہ نے ایک ایک گل ہر قسم کا سو نگھا اور پھر اُسی گلستان میں آیا اور باغ کو اسطرح کے گُلوں سے بھرا ہوا پایا بعد ازاں فطرت کے مکان میں پہنچ گیا جو وقت گل نیلوفر کو سو نگھا ایسا غافل ہوا کہ اپنے حال کی خبر نہ رہی جب ہوش میں آیا اپنے تئیں درخت ہفتم کے مقابل پایا اور وہ سب کیفیت سابقہ نظر سے غائب ہو گئی ظلم زہرہ درخت ہفتم کے جانور سفید رنگ اسقدر براق تھے کہ میرے کے مانند

سب پر وبال معلوم ہوتے تھے شاہزادہ تمام روز زیر درخت رہا عصر کے وقت اس موج و ستارہ کو دیکھا جو مرغ اسرار اور تشرط طلسم بھی مشہور تھا جب ساز کی آواز سے آنکھ کھلی اسی طرح ہر جانب نازنینان زہرہ جبین جوق جوق پھرتی نظائیں اور ہر ایک کا رخ خدمت میں سرگرم یقین تاہید طلعت ملکہ قصر مہتم نے شاہزادہ فلک مقام کو تخت پر بٹھایا اور زیر درخت آپ مودب بیٹی شاہزادہ نے حسب عادت ملکہ نو بہار کا حال پوچھا تاہید نے کہا کہ یہ عقدہ نادرہ راز دار اور مرغ اسرار کے سوا کسی سے نہ ملے گا شاہزادہ نے کہا میں جس قصر میں جاتا ہوں صبح کو غائب ہو جاتا ہوں اور دوسرے مکان میں خود بخود پہنچ جاتا ہوں تاہید طلعت نے کہا اب حضور نالج دیکھیں کل انشاء اللہ تعالیٰ آپ خانہ اسید میں تشریف فرما ہونگے اور فردیہ کو اس سوال بعید از قیاس سے معاف فرمائیے شاہزادہ نے جو نغمہ و سرود بہان کا سنا کسی مکان میں نہ سنا تھا الغرض بعد ختم ہونے محفل رقص کے خاصہ خوش فرمایا اور بالا خانہ پر آرام فرمایا جب صبح کو بیدار ہوا ایک دشت وسیع الفضا و پُر از کیفیت دیکھا کہ جسکے بیان میں زبان قاصر و رباعی

چون من چون یاسمین یا مثل نسیرین سرسبز	بود صحراے پر از گل میر سیدے تا نظر
رنگ ہر گل بود براق و گلے بے بو نہ بود	سیر ہر یک روشنی در چشم ناظمی فردا

شاہزادہ نے تمام روز اس صحراے مینو سواد میں بسر کی اور شام کو ایک میدان وسیع میں پہنچا کہ زمین جسکی نقرہ خالص کی ایسی مجلس تھی کہ نظر کام نہ کرتی تھی اور چودہ موضع اس تفصیل سے واقع تھے کہ چار موضع دست راست اور دست چپ چار موضع اور تین تین پس و پیش تھے شاہزادہ وسط میدان میں منزل گزین ہوا کہ یکا یک ایک نسیم خوشگوار ایسی آئی کہ شاہزادہ بے اختیار سو گیا جن ساعت کے بعد جو آنکھ کھلی تو ایک گنبد بلور کا ایک ڈال ڈھلا ہوا نظر آیا جس میں چودہ دروازہ سیمین گردا گرد تھے اتنے میں ہر موضع سے ارباب نشاط زن و مرد آ کر گرد گنبد کے جمع ہوئے شاہزادہ نے ایک سیر مرد سے پوچھا اس مقام کا نام کیا ہے اور تم کس قسم کے لوگ ہو وہ سیر مرد بولا یہ مقام استاد المقامات مشہور ہے اور ہم لوگ فقط فیض تربیت کے لیے جمع ہوتے ہیں کہ یکا یک گنبد مثل کتاب کے روشن و منور ہو گیا کہ عکس اسکا ایک فرسخ تک جاتا تھا اور دروازے گنبد کے کھل گئے اور ہر دروازہ سے گروہ کی گروہ نازنین پری و شہ باہر نکلیں اور ایک نازنین زہرہ جبین تخت جو اہر نگار پر سوار میدان میں آئی اور گنبد کے سامنے رونق افروز ہوئی مگر نازنین تخت نشین کی پیشانی ایسی چمکتی تھی کہ گویا الماس جڑا ہوا باقی کل نازنینین گرد و پیش تخت کے دست بستہ استاد ہو گئیں استاد علم موسیقی نے علی قدر مراتب سب کو درس راگ و رنگ کا دیا جب تعلیم سے فارغ ہوئیں خود اس لہجہ و خوش الحانی سے گایا اور سرود بجایا کہ تمام وحوش و طیور میدان میں جمع ہو گئے بعد ازاں رقص شروع ہوا ملکہ کے ہمراہ تمام خواصین رقص میں مصروف ہوئیں اسوقت ایک دھماکا

عالم تھا کہ درو دیوار چرند و پرند سب مست ہو گئے تھے آخر شاہزادہ بھی ایسا محو ہوا کہ دین و دنیا کی خبر نہ رہی جب صبح کو بیدار ہوا تو درخت ہشتم و مکان سیمین دیکھا اور ہنگامہ شب کا مطلق نشان نہ تھا یہ طلسم آفتاب تھا اس درخت کے جانور زردی مائل تھے شاہزادہ نے وقت عصر وہی فوج مخروطی دیکھی اور وہی ستارہ روشن نہرین غرق ہوا اور اسی طرح ضیائے ستارہ سے آنکھ بند ہو گئی جب ہوش بجا ہوئے ہر طرف نازنینان جہین بہ لباس زعفرانی ہر کام میں مصروف نظر آئیں اور انکی مالک تاج جو امیر نگار پہنے تھی اور تاج میں ایک یاقوت زرد ایسا نصب تھا کہ جسکی شعاع سے معلوم ہوتا تھا کہ روز روشن ہو گیا اس نازنین تخت نشین نے شاہزادہ کو پہلو میں تخت پر بٹھالیا شاہزادہ نے کہا امیر خورشید جہین میں نے ہر ایک سے ان حیرت انگیز باتوں کو دریافت کیا لیکن کسی نے جواب شافی نہ دیا خورشید جہین چپ ہو رہی اور شاہزادہ کو بالا خانہ پر لائی یہاں عجیب تکلف مکان آراستہ سب سے علیحدہ پایا شاہزادہ کو خاصہ نوش فرمانے کو کہا شاہزادہ بولا مجھے معاف رکھو خورشید جہین بولی میرا حضور جو حضور اس خاصہ سے انکار فرماتے ہیں شاہزادہ نے کہا تم سب کی افسر ہو اور جان مشکوے حیرت سے ماہر ہو پس میری معشوقہ کا حال مجھے بیان کرو کہ میں اس سے کیونکر ملاقات کروں ملکہ نے کہا امیر شہریار تم یقین جانو کہ سیار مشکوے حیرت اپنے مقاصد دی کو ضرور پہونچے گا لیکن ہمارے ایک مدت جوتی ہوئی اور اس کو میں بیان نہیں کر سکتی شاہزادہ نے فرمایا یہ تو سب کہہ سکتی ہیں اور سب نے کہا لیکن تم میں خصوصیت کیا ہے یہ سننے خورشید جہین ناچار ہوئی اور ایک خواص کے کان میں کچھ کہا خواص نے ایک کاغذ طلائی لاکے ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا مشکل ہے کہ آپ قبل از وقت حال دریافت فرماتے ہیں اور سطر شکنی ہمارے کسی حال میں جائز نہیں ہے مجبور ہوں ورنہ جواب صاف دیدہ پتی یہ کہا اور اس کاغذ طلائی پر سوار ہو کر چھت کو دیکھا چھت شق ہوئی خورشید جہین اس در زمین غائب ہو گئی شاہزادہ یہ حال دیکھ کے متحیر ہوا اور دلیں کہا جو کرشمہ جہان دیکھا عجیب دیکھا کہ عقل کام نہیں کرتی غرض ملکہ خورشید جہین بعد ایک ساعت کے اسی شگاف سے آئی اور شاہزادہ سے کہا کہ قسم ہے حضور کے مرا تہ کی جس قدر مجھے دریافت ہوا ہے عرض کرونگی لیکن آپ زیادہ اصرار و تکرار نہ فرمائیں بعد ازاں کہا آگاہ ہو کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز حضور کی معشوقہ ہے اور شمسون بن قیصر نوس جہی کی بیٹی ہے کہ وہ قلعہ چہارم کوہ قاف میں پانچ لاکھ دیو جن کی جمعیت سے حکمرانی کرتا ہے اور ملک اسکا ارض الذہب اور دار الخلافہ مرصع نگار ہے اور والدہ اسکی اوقیہ ماہ رخسار سلطان بکتانوس جہی کی بیٹی ہے اور بکتانوس جہی قلعہ پنجم قاف میں بادشاہی کرتا ہے لیکن وہاں تک پہونچنا کسی انسان کا بدون اعانت غیبی کے محال و دشوار ہے شاہزادہ نے کہا کہ یہاں بجز تھار سے کون اعانت کریگا ملک و چلیے کہ جہاں تک تم سے ممکن ہو دریغ نہ کرو خورشید جہین نے کہا امیر شاہزادہ جب وقت کشود عہات آئیگا سب سامان

درست ہو جائیگا کہ دغیبی بھی موجود ہوگی

تادرسد وعدہ ہر کار کہ بہست | اسودے نکند یارے ہر یار کہ بہست

آخر شاہزادہ نے بہ منت سماجت خورشید حسین کے خاصہ نوش فرمایا اور تخت یا قوت نگار پر آرام فرمایا
ملکہ خورشید حسین نے دست بستہ عرض کی کہ امی شاہزادہ کا مکار کنیز کا حق خدمت حضور کے ذمہ جوہر
وہ بروقت رفع تشویش اور ظفر پانے کے گذارش کرونگی آپ وعدہ فرمائیے کہ ایک بار اور اس کا شانہ
تاریک کو نور جمال بمثال سے روشن و منور فرمائیے گا شاہزادہ نے فرمایا یہ وعدہ سب نے لیا بہ نہیں معلوم
کہ اسمین کیا بھید ہو لیکن انشاء اللہ میں ضرور آؤنگا خورشید حسین رخصت ہو کے اپنے مقام پر جلی گئی
شاہزادہ وقت پر بیدار ہوا دیکھا کہ ایک قصر عالیشان مرصع نگار ہے اسمین چار سو حجرہ ہا سے طلا کارہین
اور درمیان مکان کے ایک گنبد زرنگار ایسا مصقل و مجلی ہے کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی شاہزادہ نے ایک در
حجرہ کا واکیا دیکھا کہ ایک شیر نر زنجیر طلائی میں بندھا ہے وہ شاہزادہ کو دیکھے ایسا آواز مہیب سے
غرایا کہ شاہزادہ نے خوف سے در بندہ کر دیا بعد اُسکے دوسرا در کھولا وہاں بھی وہی شیر دیکھا وہ بھی
بند کر دیا اس عرصہ میں در گنبد واد ہوا اسمین سے ایک شیر سب سے زیادہ کلان باہر نکلا اور ایک سیہ گوش بھی
ساتھ تھا اور طرفہ یہ امر تھا کہ شیر افشانی طلائی تھا اور ہودج زرین پشت شیر پر بندھا ہوا تھا شاہزادہ کو
خوف نظری ہوا سیہ گوش بزبان فصیح بولا امی شاہزادہ والا قدر آپ کیوں ڈرتے ہیں کہ جتنے سکناے مشکوے حیرت
ہیں سب آپ کے مطیع ہیں اور یہ شیر آفاق شاہ کا گھوڑا ہے آپ کی سواری کو آیا ہے یہ آپ کو دربار ملک صبح دیکھا
ہیں ہو چا دیگا شاہزادہ کو اس حیوان کے ہمکلام ہونے سے نہایت حیرت ہوئی اور پوچھا ملکہ صبح دیکھا
کون سیہ گوش نے کہا سرحد درممالک آفاق ہے اور شہر بیدار دلان ملکہ صبح دیکھا کا دارا خلافت
شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ شہنوی

از تماشاے عجائب اینجا | ہر زمان حیرت دیکردارم | راز ہا بسکہ گردش نفس | ہر بسر رشتہ گو ہر دارم
طرفہ رازے کہ نیکد دل | تاکجا گام طلب بردارم

القصہ شاہزادہ قریب شیر آیا شیر بیٹھ گیا شاہزادہ سوار ہوا شیر سیہ گوش گنبد میں داخل ہوا جب
گنبد سے باہر نکلے دور سے ایک شہر اس شان و شوکت کا نظر آیا کہ جسکے فضائل و بروج طلا سے احمر کے تھے
جسکی شعاع کئی فرسخ تک جاتی تھی صبح کو شاہزادہ داخل شہر ہوا دیکھا در شہر پناہ سے تادیوان عام
دونوں طرف جوانان خوش جمال صفت بہ صفت تاج شاہی بر سر کھڑے تھے جیسے کسی کے انتظار میں کوئی
ہوتا ہی بجز وہ بچے شاہزادہ کے سب نے آداب و مہر کیا اور جلو میں ہمراہ ہوئے اور ایک شخص نے

بہ لباس ملوکانہ آکر دست بستہ عرض کیا کہ امی شہر یار نامدار یہ خادم ملک سقلاب کا حکمران تھا مگر چچا زاد بھائی نے مجھ پر جبر کر کے نام میرا دفتر شاہی سے خارج کر دیا ہے اور خود بادشاہ بن بیٹھا ہے لہذا فدوی اس آستان ہدایت نشان پر حاضر ہو کر داد خواہ ہوا ہے کہ میں داد کو پہونچوں بندگان عالی سے امیدوار ہوں کہ حضور اس غلام کی نسبت ملکہ صبح دلکش سے زبان مبارک سے سفارش فرمائیں کہ بدستور سابق فرمان حکومت دفتر سلطانی سے بنام فدوی جاری ہو جائے بعید از غلام نوازی و بندہ پروری ہنوگشا ہزادہ سکوت میں تھا کہ کیا جواب دیا جائے کہ سیہ گوش نے عرض کیا حضور فرماوین کہ ہم سفارش ملکہ سے کر دیں گے شاہزادہ نے سقلاب شاہ کو یہی جواب دیا وہ آداب بجالا کر داخل جلوس ہو گیا بعد ازاں ایک اور بادشاہ نے عرض کیا کہ میں شاہ کچکلاہ ملک ارمن کا شاہ ہوں میرے وزیر نے بعد فوت جنت آرامگاہ کے ایک محل سے مخفی رسم کر کے مجھے سوتے میں باندھ کر ایک صندوق میں بند کیا اور دریا میں پھینک دیا لیکن پہاڑی عمر لبریز نہ ہوا تھا میں کنارہ پر دریا کے زندہ و سلامت نکل آیا لہذا غلام بھی اسیدوار پرورش ہو کر حضور کے قصد حق سے میں اپنے حق کو پہونچوں شاہزادہ نے فرمایا اچھا ہم تمھاری بھی سفارش کر دیں گے شاہزادہ میر کو چہ و بازار کا سیر و تماشا کرتا چلا جاتا تھا کہ سب دوکانیں جو اہر نگار مینا کار اور خلائق تو نگر و آسودہ تھی قطعہ کوتاہ دو تھی نہ شاہی پر پہونچا کہ ایک طفل بارہ برس کا حاضر ہوا اور عرض کی کہ امی شہر یار باپ میرا کشور چین کا بادشاہ تھا اُس نے اپنی حیات میں مجھ کو تاج شاہی دیدیا تھا اور خود ایک غار میں کسی پہاڑ کے عبادت خدا میں مشغول ہوا میں نو مہینہ تک فرمانروا رہا کہ ایک محرر دیوانی نے نقب کیا وہ میرے باپ کے وقت کا ملازم قدیم تھا میں خاموش ہو رہا اُس نکر ام نے جو سنا کہ بادشاہ کو خبر ہو گئی اور بادشاہ نے دانستہ سکوت کیا اُس نے شاہ ماچین سے نوشت و خواند شروع کی بادشاہ ماچین بالشکر جوار چڑھ آیا چونکہ خدمت اخبار بھی اُسی کو تھی اُس نے مجھے خبر نہ کی اور چند سواران لشکر کا بھی غنیم سے ساز کر دیا مجھے اُس وقت خبر ہوئی کہ جب لشکر غنیم دار السلطنت میں پہونچا فدوی دست پاچہ ہوا مگر ایک نقب کہ وہاں اُسکا ہا ہر شہر کے ایک غار میں نکلا تھا اُسی راہ سے میں والدہ کو لیکر بھاگ آیا جب سے اسی غار میں بسر کرتا ہوں بادشاہ ماچین نے ہر چند تلاش کیا لیکن مجھ کو نہ پایا اب حضور کو اس حال میں ہماری دستگیری لازم و واجب ہے شاہزادہ نے اس طفل کی خاطر جمع کی بعد اسکے دو تختہ شاہی میں تشریف لایا وہاں دیکھا کہ تخت یا قوت نگار پر ایک نازنین ہر تکین بہ تمام عز و وقار رونق افروز ہے الا ایک ستارہ مثل ستارہ صبح اُسکی پیشانی میں روشن دیکھا اور خواص میں حور و رش پری تمثال چپ و راست دست بستہ کھڑی تھیں جس وقت شاہزادہ نے ملکہ کو دیکھا تمام نازنین نظر سے گر گئیں مگر ملکہ صبح دلکش نے مطلق شاہزادہ کی تعظیم نہ کی اور کہا امی محمد الدین

سلام علیکم قلبی لدیکم شاہزادہ نے جو اب سلام دیا ملکہ کے پہلو میں تخت پر جا بیٹھا ملکہ صبح دلکشا نے کہا
 امیر الملوک میں میں جس طرح تجھے پیش آئی ہوں کسی سلطان عالم کو یہ مرتبہ میسر نہیں ہوا بلکہ اکثر شاہزادے اسی
 تمنا و آرزو میں زیر خاک پہنچا ہونگے شاہزادہ نے دل میں یہ نظر انصاف جو غور کیا کہ یہ ملکہ سچ کہتی ہے کہ سوا
 کہ اسکے در دولت پر کس قدر شاہان و میرتبہ حاضر رہتے ہیں اور جمال باریابی نہیں اس سے زیادہ رتبہ کیا ہوگا
 اور حسن و جمال بھی بے مثال خداوند عالم نے عنایت فرمایا ہے کہ باقی

دل را از سرور بود دیدہ راضیا	بر جاست نام او کہ بود صبح دلکشا
گر نو بہار سن شدہ خوابان عالمی	این را اگر وزیر بخوانم بود بجا

اور کہا سبحان اللہ نازنینان مشکوے حیرت میری مہمانی کی تیار تھی یقین یہاں برعکس ہوا میں خود ہی خواہش
 کرتا ہوں کہ بعد ملکہ نو بہار گلشن افروز کے ملکہ صبح دلکشا میرے عقد میں آئے پس شاہزادہ کے اس
 خیال کرنے پر ملکہ صبح دلکشا نے تہققہ مارا اور کہا جو وسوسہ خیال اقدس میں گذرا اُسے گرہ میں
 باندھ رکھیے کہ اظہار اسکا مناسب نہیں ہے عصمت بخاری

این نہ کعبہ است کہ بے پاؤں سر آئی بلوچ	یا نہ مسجد کہ درو بے ادب آئی بخروش
این خرابات مغان ست دروستان	از دم صبح ازل تا بہ قیامت بدروش

بعد اُسکے خالصون کو حکم دیا کہ عرفون کو کھول دو جب غمے کھلے شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہو
 اور اُس میں بے شمار آدمی سرو پا برہنہ کھڑے حرکات مجنونانہ کرتے ہیں پس جبوقت ملکہ صبح دلکشا کی صورت
 دیکھی ایک آہ دل پروردے کھینچی اور ہر ایک دور سے تصدیق ہونے لگا اور بعض شائق دیدار رقص کرنے لگے
 ملکہ نے شاہزادہ سے کہا دیکھو یہ سب شاہ و شہر یار ہیں اور یہ حال اُنکا فقط میرے سوداے وصال میں ہوا ہے
 شاہزادہ یہ حال دیکھ کے متعجب ہوا اور کچھ جواب نہ دیں اسکا الغرض اول سقلاب شاہ کا قصہ ملکہ سے کہا
 ملکہ صبح دلکشا نے کہا وقت مراجعت سقلاب شاہ سے کہنا کہ تو نے بھی فلان امیر کی رخصت کے بعد حق پداری
 اُسکے فرزند کو نہ دیا تھا اور وہ یتیم ایک درویش کی خدمت میں حیران و پریشان پہونچا اُسکی خدمت بجالایا اُس
 درویش کی نفرین سے تیرا یہ حال ہوا خیر اب تو فلان پہاڑ پر جا اور اُس یتیم سے اپنا عفو تقصیر کرا اور اُسکے ہمراہ
 دشت متجاق میں جا وہاں اُس طفل کے خویش و اقربا ہین اُسے ملاقات کرا اور بہ مدارات پیش آ بعد ازان
 ہمراہ اُسکے دامنه کوہ سسُخ میں جا وہاں زیر کوہ ایک درخت چنار کا ہوا اور اُسکی جڑ میں خزانہ جمع ہے یا فاضل
 بن اعلیٰ کا وہ خزانہ ہے تو لینا اور فوج ترک نوکر رکھنا اور اپنے ملک پر جانا جب تو فتحیاب ہو گا تو اُس
 طفل کے بھی مال کو دینا تاکہ حق حقدار کو پہونچے پھر شاہزادہ نے اُسکی سفارش کی جسے دریا سے مازدران ہیں

بہا دیا تھا ملکہ صبح دلکشانے کہا اُسکو یہ جواب دینا کہ تیرا بھائی چھ برس کا تھا اُسکو تیرے باپ نے صندوق میں
 بند کر کے دریائے ہما دیا لیکن وہ بچہ فضل الہی سے ساحل نجات پر پہونچا رئیس ملک گیلان نے وہ صندوق
 دریا سے نکلوا لیا اور بچہ کو پرورش کیا اگر تو عہد کرے کہ بعد فتحیابی حصہ سوم اپنی ریاست میں سے اُس طفل کو
 دو تہا تو یقین ہو کہ سب جانہ نقالی تجھے تیرا حصہ بھی عطا فرمائے اور اب تو گیلان میں جا تیرا چچا وہاں کا حاکم ہے
 اُس سے اپنا حال بیان کرو وہ پوچھے گاتے کیون تکلیف کی تو اپنی سرگزشت بیان کرنا اور تم سوداگر بنکے
 لشکر کو قافلہ تجارت مشہور کرنا اور آپ قافلہ سالار ہونا جب باہن سامان ملک ارمن میں پہونچو گے وزیر خیر خاں
 بلائیگا تم پہلوانوں کو مسلح صندوق میں بجائے اجناس بند کر کے دربار میں لیجانا جب وزیر اسباب دیکھے گا
 حکم دے تم صندوق کو کھول دینا سب جوان باسانی نکل کر وزیر کو گرفتار کرینگے تم اُسکو قتل کرنا بعد ازاں
 حصہ سوم ملک کا اپنے چچا کو دینا اور بقیہ عمر بہ عدل و داد بسر کرنا پھر شاہزادہ نے حقیقت اُس بچہ کی کہ در شاہزادہ
 پر موجود تھا ملکہ صبح دلکشانے بیان کی ملکہ صبح دلکشانے سسیہ گوش سے یہ حال پوچھا
 سسیہ گوش نے عرض کی کہ امی ملکہ دوران محراب کے باپ کو اس طفل کے باپ نے اپنے ایام سلطنت میں بیگناہ
 قتل کرایا اس وجہ سے وہ محراب نگرانی کا مرتکب ہوا ملکہ نے کہا اگر یہی بات تھی تو پاس ملک ملازم کو ضرور چاہیے
 بلکہ واجب ہے سسیہ گوش نے کہا اگر مرضی مبارک میں یہ ہے تو یہ طفل اپنے باپ کے ہوا خواہوں اور ملک اردن
 سے ملکر اُنکے روبرو حقیقت اپنی بیان کرے تو وہ اُس کو اپنے ہمراہ ملک بلغاریہ کی طرف لیجا ئینگے جب
 نواح بلغاریہ میں پہونچینگے وہاں یہ سامان نظر آئیگا کہ ایک شیر ببر پر شاہ بلغار سوار ہوگا یہ طفل ایک تیر
 جانستان شیر کو ایسا لگا ئیگا کہ شیر مر جائیگا اور بادشاہ کو بچہ موت سے نجات ہوگی وہ بادشاہ شکر یہ میں
 اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیگا یہ سرگزشت اپنی بیان کرے بادشاہ فوج و لشکر دیگا یہ اُس فوج کو اسی
 غار میں پھنسا رکھے اور جب وہ بادشاہ ماچین پر فوج کشی کرے تو محسوس کرے کہ وہ اپنا نائب کزن کے ماچین کو
 ضرور جائیگا پس بلغاریہ سے نکل کر محاصرہ کر کے شہر کو غارت کر کے محراب کا قصور معاف کرے بلکہ اُسے عہدہ
 دیوانی پر مقرر کرے پھر یقین ہو کہ آئندہ کوئی حرکت نگرانی کی اُس سے ظہور میں نہ آئے شاہزادہ نے کہا
 ایک اور بیچارہ کچھ حال اپنا کہا چاہتا تھا شیر کے لغو سے چپ ہو رہا ملکہ نے کہا وہ مردک مرثوک ملعون
 کی اولاد میں ہو اور اُسے حسب شریعت مرثوک کی اپنی دختر سے زنا کیا اس سبب سے عادل حقیقی کا اُس ملعون پر
 ایسا غضب نازل ہوا کہ تاج و تخت سے بے نصیب ہو گیا ادھر سے اقبال بدل گیا اب پھر نہیں سکتا شاہزادہ
 نے کہا تنہا جو شاہزادہ ماچین کے مقدمہ کو سسیہ گوش سے پوچھا اسکا کیا سبب ہے سسیہ گوش کو امور سلطنت میں
 کیا دخل ہے ملکہ صبح دلکشانے کہا اسکا جواب مخرج اسرار سے لینا میں نہیں جانتی شاہزادہ نے کہا اس شہر کو

بیدار دلان کیون قرار دیا ہر ملکہ نے کہا ہمارے ملک میں سونا حرام ہے اگر کوئی سہواً بھی سو رہے وہ بھی
 غضب سلطانی میں داخل ہوتا ہے شاہزادہ نے پوچھا تمہارے باپ کا نام کیا ہے ملکہ نے کہا آفاق شاہ یقین
 ہو وہ بھی دو ایک ساعت میں تشریف لائیں شاہزادہ بولا خوب بات ہے میں بھی ملاقات کر کے جاؤنگا ملکہ
 بولی یہ خیال خام ہے دل سے اسے دور رکھیے کوئی آفاق شاہ کی ملاقات کی تاب نہیں لاسکتا شاہزادہ نے
 کہا سبحان اللہ اگر ایسا جلال ہے تو پھر تم کیونکر دیکھ سکتی ہو ملکہ نے کہا ہر چند کہ میں اُنھیں کے نطفہ سے پیدا ہوں
 الا کج تک میں نے صورت نہیں دیکھی کہ ناگاہ ایک شاطر نے عرض کی کہ امی ملکہ آفاق شاہ ظلمات سے
 برآمد ہوا ہے اور شعاع اُسکے علمہا سے زرین کی پہاڑوں پر نمایاں ہوئی ہے شاہزادہ نے دیکھا کہ بلا شک
 شعاع علم پہاڑوں پر نظر آئی لیکن ملکہ صبح دیکشا کو پہلو میں نہ دیکھا اس اثنا میں ایک شاطر اور آیا اور
 اُس نے کہا امی شاہزادہ تم متحیر کیون ہو ملکہ اپنے مقام اصلی کو روانہ ہوئی اب تم اس گھوڑے پر سوار ہو کر
 دیوان عام کے باہر نکلیاؤ اور اُن بادشاہوں کو جواب دو کہ وہ تمہارے انتظار میں ہیں ورنہ ملازمان
 آفاق شاہ تکو ایزاد بیگے شاہزادہ متعجب و حیران مرکب پر سوار ہوا اور اُس وقت مشرق سے
 ایسا غل اور شور اُٹھا تھا کہ مغز پریشان ہوا جاتا تھا آخر بہ تعجیل تمام قلعہ سے نکل کر اُن بادشاہوں کو
 جواب دیا مگر اُس وقت کوئی بشر وہاں موجود نہ تھا شاطر شاہزادہ کو پھر اُسی گنبد طلائی کے دروازہ پر
 لایا اور کہا کہ مرکب سے اُتر کے گنبد میں داخل ہو اپنی منزل اصلی کو جا پہنچو گے شاہزادہ نے کہا تیرا
 کیا نام ہے اُس نے کہا مجھے مہتر شعاع کہتے ہیں شاہزادہ نے پوچھا امی مہتر صبح دیکشا کہاں غائب ہو گئی
 مہتر نے کہا جس وقت تم علون کی طرف متوجہ تھے وہ اپنے مقام کو چلی گئیں اس واسطے کہ آفاق شاہ کا
 سامنا نہیں ہو سکتا شاہزادہ نے کہا صاف کہہ سمجھ میں آئے مہتر بولا مہرغ اسرار بیان کریگا یہ کہا
 اور غائب ہو گیا شاہزادہ مجبور تھا داخل گنبد ہوا جب باہر نکلا درخت نہم اور مکان موجود تھا طلسم مہرغ
 ناچار درخت نہم کے سایہ میں آیا اور سرنگوں بیٹھ گیا جانور اس درخت کے سرخ تھے حسب معمول
 عصر کے وقت اُلکی ستارہ روشن نے نہر میں غوطہ مارا اور وہی لذت روحانی حاصل ہوئی جب آنکھ
 کھلی دیکھا ایک نازنین بہ لباس گلنار تلخ یا قوت سر پر رکھے تخت یا قوت نگار پر بیٹھی ہے اور خواصین ہر کام پر
 حاضر ہیں مگر حیرت سے اُس نازنین کے کمال کبر و استغنا پایا جاتا ہے اُس نازنین نے مثل کنیزوں کے شاہزادہ
 کو سلام کر کے تخت پر بٹھالیا شاہزادہ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے وہ بولی حمرا سے خوشخوار گلگون پوش
 شاہزادہ نے فرمایا کہ لب خوشخواری کا کیا سبب ہے کہا امی مہتر یار ہمارے رب النوع کے حکم سے میرے
 روز ولادت میں ہزار ہا آدمی قتل ہوئے تھے اور تین قطرے خون کے بطور شگون میرے حلق میں بھی

ٹپکائے گئے تھے یہ وجہ لقب ہر شاہزادہ نے رب النوع کو پوچھا حمرانے کہا رب النوع سے واقف نہیں نام
 سنا ہو لیکن شاہزادہ نے وہاں ہر کنیز و ہر خواص کو مسلح دیکھا اور حمرانے کے روبرو بھی تخت پر تیر و کسان
 رکھا ہوا تھا شاہزادہ نے مسلح رہنے کی وجہ پوچھی حمرانے کہا یہاں کی رسم یہی ہے پھر صحبت شراب و کباب
 کی گرم ہوئی رقص و سرود شروع ہوا کہ ایک خواص نے دوسری خواص کے خنجر مارا اور باہم گشت و خون
 ہونے لگا جب تین چار خواصین قتل ہوئیں شاہزادہ نے کہا امی حمرانے منع نہیں کرتی تین حمرانے ایک قہقہہ
 مارا اور کہا حضور اندیش نہ فرمائیں یہ ابھی خود زندہ ہو جائیگی یہ اپنا ہنر دکھلاتی ہیں شاہزادہ نے کہا لعنت
 ایسے ہنر پر جو ناگوار ہو ملکہ نے خواص سے کہا کہ چند پتے درخت کے لاجب پتے آئے ملکہ نے سرون کو
 جسم سے ملا کر عرق اُن پتوں کا ٹپکا دیا سب زندہ ہو گئیں شاہزادہ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوا جب نصف شب
 ہوئی ملکہ حمرانے سرخ پوش شاہزادہ کو بالائے قصر لگائی اور نہایت عمدگی سے کھانا کھلایا مگر درو دیوار
 مع ظروف گلی سرخ تھے آخر آرام فرمایا جب صبح کو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک لالہ زار ہے کہ حد نظر سے باہر شاہزادہ
 تماشا دیکھتا ہوا ایک کوہ سرخ یا قوت رنگ کے دامنه میں پہو بجا کہ جسکے ہر چار طرف بوسے خون
 پھیلی ہوئی تھی اور ایسا صحرا ہے ہولناک تھا کہ خود بخود ایک وحشت ہوتی تھی چند قدم آگے گیا دیکھا کہ
 ایک میدان وسیع ہے اور چاروں طرف چار قلعہ سنگ سرخ کے بنے ہیں اور وسط میدان میں ایک مینار
 بلند ہے اور اُس مینار پر ایک برج نہایت خوش قطع بنا ہے شاہزادہ زیر مینار آ کے بیٹھ گیا کہ یکا یک دروازہ
 برج مینار کا کھلا اور ایک نازنین سرخ پوش نے عرق سے سر باہر نکالا اور بنظر آلود چار طرف میدان کو
 دیکھا اُن چاروں قلعہ کے بھی دروازے کھلے اور ہر قلعہ سے ایک بادشاہ سرخ پوش مع فوج جبار
 و لشکر آتشبار باہر نکل کر ایک طرف میدان میں صف آرا ہوا اور اُس نازنین مینار نشین نے ایک نظر
 سب بادشاہوں کو دیکھا وہ سب باری باری زیر مینار آئے اور اپنا اظہار عشق کیا اُس عورت نے کہا کہ
 میں ایک عورت ضعیف تم چار مرد قوی ہیکل سے کیونکر سربراہ ہونگی تم سب ایک کو تجویز کرو تو میں بہ صلاح
 تمھاری ایک مرد کو قبول کروں ایک بادشاہ نے کہا ای جان جہان مجھے زیادہ اور کوئی تیرے وصل کا
 مستحق نہیں ہے کہ میں ایک مدت سے تیری آتش فراق میں جلتا ہوں اور خون جگر پیتا ہوں آج میری خوش نصیبی
 تھی جو تے بات بھی کی دوسرے بادشاہ نے بادشاہ اول سے کہا او بیوقوف اپنے تئیں دیکھ اور اُس شغلہ رو
 کو دیکھ تو بھی اس لائق ہوا کہ اس محبوب لاثانی کا عشق ظاہر کرے خبردار اب کوئی حرف اس طرح کا زبان پر
 نہ آوے ورنہ سزا پائیگا جتنا کہ مجھ میں دم ہے کیا مجال کہ افراسیاب بھی بنظر محبت اُسکی طرف دیکھ سکے
 بادشاہ اول نے کہا عشق میں تمیز کہیں نہیں مٹی سبھی سخت کلامی بادشاہ سے لائق نہیں بادشاہ سوم نے

ان دونوں سے پوچھا آپس میں کیوں فساد کرتے ہو انھوں نے اپنی اپنی حقیقت بیان کی یہ بولا تم دونوں سے زیادہ احمق و بیہودہ گوہان میں نہو گا تم کیا خاک کا رسلطنت کرتے تھے تم نہیں جانتے کہ میں عاشق زار ملکہ کا ہوں اور وہ بھی مجھے چاہتی ہو اور فوج و حشمت بھی تم سے زیادہ رکھتا ہوں اور پھر تم میرے سامنے اپنا عشق ملکہ کی نسبت ظاہر کرتے ہو اور تم کو کچھ خوف اپنی جان و مال کا نہیں ان دونوں بادشاہوں نے بھی جواب ترکی ترکی میں دیا اس حیس و بیض میں بادشاہ چہارم آیا اور کہا امی بیو قو فو آدمی کو اپنے رتبہ کے لائق کام کرنا چاہیے ورنہ پشیمان ہوتا ہی بجشتم انصاف دیکھو تم سن رسیدہ ضعیف یہ نازنین جوان صاحب جمال پھر کس صورت سے تمہیں قبول کرے پس تم اس خیال محال سے باز آؤ جان کو غنیمت سمجھو چلے جاؤ بادشاہ اول کہ مٹن تھا اُسے جواب دیا کہ امی جوان اعتراض تیر بجا ہوا لاسہ

عاشقی راجہ جوان چہ پیر مرد	عشق در ہر دل کہ زد تاثیر کرد
اسکا قسانہ بین دنیا میں بہت طول مٹول	اس کا بیمار پڑا رہتا ہی بہتر بعلیل

اور میں سوداے محبت میں اس شعلہ رو کے تمام عمر اشک خونی رو یا ہوں آج نصیب نے یاوری کی کہ جو اس نازنین نے بخندہ پیشانی بات کی اب تم کو لازم ہو کہ تم برضا سندی ہمارے ساتھ اسکا عقد کر دو کہ زندگی بھر شکر احسان تمہارا ادا کرونگا بادشاہ جوان نے کہا اور مردک تو نے ہمیں فرساق بنایا ہی تجھے شرم نہیں آتی کہ یہ ملکہ تیری نواسی معلوم ہوتی ہو بائیں ریش فش خبردار بارگرا اس طرح کے کلام کیے تو تو جانیکا یہ اُسکے شاہ کسین پر ایسا غضب و طیش طاری ہوا کہ ایک تیغ بیدریغ شاہ کے سر پر ماری شاہ جوان نے ضرب تیغ دفع کر کے ایک خنجر ایسا مارا کہ شاہ پیر کے سینہ سے پار ہو گیا شاہ پیر قتل ہو گیا نازنین نے قہقہہ مارا اور خوش ہوئی شاہزادہ نے ملکہ کے خوش ہونے پر رحمت ملاست کی اور فرمایا تو نہایت سنگدل اور بیرحم ہو کہ وہ بیچارہ اسی کے واسطے مارا گیا اور تو ہنستی ہر قصہ کوتاہ شاہ جوان بعد قتل شاہ پیر کے اُن دونوں کے پاس آیا اور کہا تم نے اس پیر نالغ کا حال دیکھا اب تم بھی اس خیال خام سے باز آؤ ورنہ تمہارا بھی یہی حال ہو گا یہ دونوں باہم شاہ جوان پر حملہ آور ہوئے اور اُس جوان کو قتل کیا بعد اسکے ان دونوں میں بھی باہم نزاع ہوئی دونوں لڑے مارے گئے پھر لشکر و ن میں جنگ شروع ہوئی کہ سوا آواز بزن و کبش کے اور کچھ نہ سنائی دیتا تھا شاہزادہ حیران تھا کہ وہ چار بادشاہ تاحق ایک امر بے اصل پر مارے گئے اب لشکر و ن کا خون ہوتا ہی عجیب حیرت کی بات ہو شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ مینار تالاب خشک میں واقع تھا اور چہار طرف زمین بلند تھی اسوجہ سے خون زیر مینار آکر جمع ہو جاتا تھا یہاں تک کہ وہ تالاب خون سے لبریز ہو گیا شاہزادہ حیران ہو کے زینہ اول مینار پر جا بیٹھا خون بھی اُس درجہ تک پہنچ گیا ناچار شاہزادہ

وہاں سے درجہ دوم پر چلا گیا جب خون وہاں بھی پہنچا اور طغیاں خون کو زیادہ دیکھا شاہزادہ نے فرمایا بارگاہ
ایک درجہ مینار کا اور باقی ہو اگر یہ خون وہاں بھی پہنچا پھر زندگی کہاں آخر یہی ہوا کہ جب شاہزادہ درجہ
سوم میں گیا خون وہاں بھی پہنچا قصہ کوتاہ مینار خون میں غرق ہو گیا اور شاہزادہ غوطے کھانے لگا ناگاہ غیب سے
آواز آئی کہ ای جو ان دریا سے خون میں غوطہ لگا انجام بخیر ہو گا شاہزادہ نے آواز غیب پر عمل کیا اور غوطہ
لگایا جب آنکھ کھلی قصر دہم میں تھے اور درخت دہم سامنے تھا سجدہ شکر بدرگاہ عالم پناہ بجالایا اور درخت دہم کے
سایہ میں تا عصر بسر کی طلسم شترجی جانور اس کے صندوق میں اور بعض شترجی رنگ و بادامی تھے یہ جانور بدستور نقد
ہوئے اور میوہ نواضع کیا بعد شاہدہ مرغ اسرار سعادت بانو ملکہ قصر دہم سے ملاقات ہوئی سعادت بانو
شاہزادہ کو حسب معمول نصف شب کو بالائے بام لائی اور کھانا کھلایا مگر سعادت بانو کو بہ نسبت اور نازنینوں
کے فہمیدہ و سنجیدہ پایا اور ذی علم بھی تھی اور اکثر تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتی تھی اور مکانات مع سلاوسامان
سرخ صندوقی رنگ کے تھے بعد آرام کے جب آنکھ کھلی ایک مہر اے پرفضا میں درختان صندوقی رنگ کے
ہوا دوسرا رنگ نہ دیکھا شاہزادہ کو دو پہر دشت گردی میں بسر ہوئے سر پیر کو ایک شہر معلوم ہوا اور بیرون
شہر ایک تکیہ فقیر کا تھا اس تکیہ میں ایک جوان بہ لباس درویشی نجف و زار سرنگون دم بخود بیٹھا تھا اور ہاے کا
غمرہ مار رہا تھا اور چند ملازم و خدمتگار دست بستہ کھڑے تھے شاہزادہ نے سلام کیا بعد جواب سلام وہ
تفطیم کو سرو قد اٹھا اور خدمتگار کو قہوہ لانے کا حکم دیا اور کھانا رنگ برنگ کا طلب کیا شاہزادہ نے کہا جب تک
کہ تھکے حال سے مطلع نہ ہو گا ہرگز کھانا نہ کھاؤنگا اسنے کہا ای جو ان تو مسافر ہو یہ ماحضر نوش کر اور اپنی راہ لے
تجھے میرے حال سے کیا سروکار عرض کھانے کے اگر تیرا تنگ بھاؤں تو بہتر ہو بلکہ میں شب و روز میں دو چار
بچے اسٹش کے پیتا ہوں شاہزادہ نے کہا وجہ بیان کر فرمیں وہ زار زار مثل ابرو تو بہار رو یا اور کہا ای جو ان دلدار
اگر میں حال تجھ سے کوٹکا تو تو کمال مگر ہو گا بقول سرور

در محفل خود راہ مدہ ہجو منی را	افسردہ دل افسردہ کند اجمہنی را
ای کہ راحت طلبی در دلدل مامشون	جلرا ز بسکہ بجزگان کشد افسانہ ما

جب مبالغہ زیادہ ہوا اسنے کہا ای جو ان والا نشان میں ہر امیہ کا بادشاہ ہوں اور بہرام شرح قبا میرا
نام ہو اور قوم ترک سے ہوں ایک روز میں شکار کھیلتا ہوا اس نواح میں آنکھلا پوچھا یہ کون شہر ہو لوگوں نے
کہا سعدا ثمیر اور بادشاہ بیان کا سعدان شاہ ہو اور اسکو قاضی الملک بھی کہتے ہیں میں شہر میں تماشا دیتا
مکانات شاہی کی طرف آنکھلا دیکھا کہ ملکہ شرف افزا ہنر بال سکھا رہی ہو میں اس نقشہ عالم سوز کی صورت
دیکھ کر ایسا مبتلا ہوا کہ اپنی جان و مال کی خبر نہ رہی لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ آفت حیات

برباد کن دین و ایمان دختر سعدان شاہ کی ہر ہزار خرابی وہ شب سعدانیہ میں گزری دوسرے روز
 اپنے شہر کو چلا آیا ملازمن نے اس حال کی بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے اُسی وقت قاضی الملک کو پیغام
 شرف افزا سے نسبت کا بھیجا قاضی الملک نے جواب لکھا مجھے اُسکی نسبت کا اختیار نہیں وہ خود مختار ہے
 لیکن اُسے بجائے خود چند سوال مقرر کیے ہیں جو کوئی اُن سوالوں کا جواب دے گا وہ اُس سے عقد کرے گی اس میں شاہ ہو
 یا گدا بادشاہ نے شرف افزا کے سوال طلب کیے قاضی الملک نے جواب لکھا کہ جس مرد کو شرف افزا سے
 عقد کرنا منظور ہو وہ زیر غرہ محل حاضر ہو سوال اول کا جواب حسب مراد دے پھر دوسرے سوال کی نوبت
 آئیگی دوم سوال کے جواب کو ایک ہفتہ کی مدت مقرر ہے اور جو اُس مدت میں جواب نہ دیا پھر صورت اپنی
 شرف افزا نہ دکھلائیگی بادشاہ یہ سُنکے برہم ہوا سعدانیہ پر فوج کشی کا حکم دیا اور کہا کہ شرف افزا کو
 بقوت تلوار لینگے اکابران سلطنت مانع ہوئے سرداران فوج نے بھی عرض کیا کہ یہ مصلحت وقت نہیں ہے میں نے بھی
 کہا میں اُسکا عاشق ہوں عاشق کو معشوق کی رضا مندی ضرور ہے حضور میری رائے پر اس مقدمہ کو چھوڑ دینا
 عرض بادشاہ نے کہا تو دانی و کار تو ہم اب اس مقدمہ میں دخل نہ دینگے پس میں سعدانیہ میں آیا قاضی الملک
 نے میرا آنا سُنکے استقبال کیا اور مجھے بڑی عزت سے لگیا اُسوقت ملکہ شرف افزا غرہ میں بیٹھی تھی میں نے
 جو اس مرتبہ ملکہ شرف افزا کی صورت بخوبی دیکھی قریب تھا کہ جان قالب سے نکلے آخر ہزار دشواری
 طبیعت کو قائم کیا اور زیر غرہ پہنچا اُسوقت اُسے باوازل بلند کہا اے بہرام میں سوال اول تجھے کرتی ہوں
 اُسکا جواب معقول دینا میں نے کہا فرمائیے سوال اول ملکہ شرف افزا نے پوچھا وہ دو حیوان کون تھے جو
 رسول خدا کے رسول ہوئے اور انہیں ایک مورد لعن ہوا اور دوسرے کو خلعت آفرین و تحسین ملا اور اُسوقت
 آفتاب نہ زمین کو دیکھتا تھا اور نہ زیر زمین تھا پس اسکا جواب دو بعد ازان سر غرہ سے اندر کر لیا میں
 مکان پر چلا آیا دوسرے روز پھر زیر غرہ گیا شرف افزا نے پوچھا جواب لایا میں خاموش ہو رہا اس طرح ایک
 ہفتہ گزر گیا آٹھویں روز رفیقوں نے کہا آپ اسی حیلہ و حوالہ میں رہینگے اور ایام جواب گزر جائینگے پھر آپ کو
 صورت بھی شرف افزا کی دیکھنا نصیب نہو گی پس لازم ہے کہ سوال کا جواب دو یا اس خیال سے دست بردار
 ہو میں نے ہر چند اہل شہر سے پوچھا کسی نے جواب نہ دیا آخر نہ چار ہو کر اب صحرا نوردی اختیار کی ایک روز
 ایک آدمی آیا اور رقعہ مجھے دیا میں نے پوچھا یہ رقعہ کس کا ہے اُس نے کہا دایہ ملکہ شرف افزا نے بھیجا ہے میں نے
 رقعہ پڑھا اُس میں لکھا تھا اے بہرام تو دریافت جواب سوال کو ہرگز کہیں نہ جانا کہ تمام عقدہ اور مسائل علی تو
 اس ملک میں حل ہوتے ہیں آگاہ ہو کہ یہاں سے بارہ فرسخ پر ایک دارالعلم ہے اور وہاں پانچ مدرسہ اس
 طریق سے واقع ہیں یعنی چار طرف چار ہیں اور وسط میں ایک ہے اور ہر مدرسہ میں تین سو ساٹھ حجرے ہیں

اور ہر حجرے میں ایک طالب علم رہتا تھا وہاں جاؤ اور ہر طالب علم سے سوال کا جواب پوچھنا جو جس طرح تھا اسے سوال کا جواب دے اسکو یاد رکھنا مجھے تمھاری والدہ کے ایک طرح کی محبت ہو اور تمھاری جوانی کا بھی خیال آیا کہ مفت برباد ہو جائیگی اسوجہ سے تمھیں اطلاع کی میں نے اُسے دعاے خیر دی اور دارالعلم میں آیا وہاں ہر ایک شخص سے بیان کیا کسی نے جواب نہ دیا آخر ایک شخص نے کہا کہ ہم جواب بتا دیں گے مگر تم ہر روز ہلکو شہر سے ایک درہم کا روغن اکیس روز تک لا دیا کرو میں نے کہا بارہ فرسخ ہر روز جانا آنا نہیں ہو سکتا میں آپ کو اسقدر روغن لا دوں کہ سال بھر کو کافی ہو وہ طالب علم نہایت خفا ہوا اور کہا اگر نہیں ہو سکتا تو جاہے بھی نہیں ہو سکتا آخر میں نے مجبور ہو کر قبول کیا ہر روز جاتا تھا اور روغن لاتا تھا دو تین روز میں میرے پاؤں میں چھالے پڑ گئے آخر اُسے رحم آیا مجھے ایک شتر سواری کو دیا میں نے شکر کیا اور اکیس روز ہر ابرئیل لایا کیا اور ایک پارچہ نان وہ مجھے دیتا تھا میں کھا کر شکر کر دگا کرتا تھا اور وہیں شب کو بسر کرتا تھا ہائیسوین روز وہ ایک کرسی پر بیٹھا اور مجھے کہا تو سامنے کھڑا ہو کر سوال کرو میں دست بستہ کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ وہ کون دور رسول رسول خدا کے تھے جو ایک مورد لعن ہوا اور دوسرا سزاوار تحسین ہوا اسوقت آفتاب نہ زیر زمین تھا نہ زمین کو دیکھتا تھا طالب علم نے جواب دیا کہ وہ رسول خدا حضرت نوح علیہ السلام تھے یعنی جسوقت حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو یہ دعاے بد یاد فرمایا غضب الہی اُس امت پر نازل ہوا اور ایک طوفان شدید آیا کہ تمام عالم غرق آب ہو گیا حضرت نوح علیہ السلام حسب احکام ایزدی اسی نفر کو ساتھ لے کر ایک کشتی میں سوار ہوئے اور ایک ایک جوڑا تمام حیوانات کا بھی اُس کشتی میں رکھ لیا ہر چند کہ آفتاب اُس وقت خط استوا کے مقابل تھا لیکن طوفان کی شدت سے زمین کو نہ دیکھتا تھا جس وقت رشح عذاب ہوا تب حضرت نوح علیہ السلام نے واسطے دریافت حال طوفان کے ایک کوسے کو حکم دیا کہ تو جا کر خبر لا کہ کوئی موضع زمین کا پانی سے نکلا یا نہیں اسوا سٹے کوسے کو رسول خدا کا رسول خطاب کرتے ہیں یعنی رسول کے معنی فرستادہ کے ہیں کو امر دار خوار می میں مشغول ہو گیا اسوجہ سے مورد لعن ہوا پھر آپ نے کوثر کو روانہ کیا کوثر خبر لایا اور مورد تحسین ہوا اس سبب سے یہ دونوں یہ رسول خطاب کیے گئے اور چونکہ سبب طوفان کے کوئی زمین باقی نہ تھی اسوجہ سے آفتاب نے زمین کو نہ دیکھا اور نہ زیر زمین گیا یہ جواب تیسرے سوال کا ہی میں وہاں سے رخصت ہوا اور شہر میں آیا زیر غطف ہو نجا ملک نے پوچھا جواب لایا میں نے جواب بیان کیا ملک نے کہا درست ہے سوال دوسرا یہ ہے کہ وہ کون موضع ہے جسے خداوند باطل نے حکم اپنے نمونہ جہنم کیا اور خدا سے برحق نے اُسے بہشت عنبر سرشت کیا امی جوان میں اسکا بھی جواب نہ دیکھا اُسکے در غطف بند کیا میں اپنے گھر آیا اور دایہ کو رقعہ لکھا دایہ نے جواب دیا اب مدرسہ جنوبی میں جاؤ وہاں سے جواب حاصل کرو

میں مدرسہ جنوبی میں گیا اور ہر طالب علم سے سوال کیا کسی نے جواب نہ دیا تب حجرہ آخر میں ایک طالب علم نے کہا اگر تو پانچ ہفتہ ہماری بکریوں اور بھیتوں کو صحرا سے چرا کر دے تو ہم جواب بتائیں گے میں نے قبول کیا صحیح کو اس طالب علم نے مجھے ایک نان جو دی اور کہا خبردار اس کے سوا اور کچھ نہ کھانا میں خوب جانتا ہوں تو شاہزادہ ہزار اور ہزاروں کو سفند محکو حوالہ کیے میں نے نان جو میں پر اکتفا کی اور پانچ ہفتہ طوعا و کرہا بسر کی بعد ختم مدت وعدہ اس نے سب طلباء کی دعوت بہ تکلف کی بعد مجھے سوال پوچھا میں نے سوال بیان کیا اس نے فرمایا یہ نقل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے یعنی جب مفرود نے اپنے کو خدا کھلوا یا اور انا احمی و امیت زبان سے کھلوا یا اور حضرت ابراہیم کو آتش میں ڈالا خدا نے برحق نے اس ناک کو گلزار کر دیا وہ موضع زمین میں موجود ہے اور حضرت محفوظ رہے میں بعد حاصل ہونے جواب کے وہاں سے رخصت ہو کر شہر میں آیا اور زیر عرفہ پہونچا ملکہ شرف افزا نے پوچھا جواب لایا میں نے وہی جواب دیا ملکہ بولی درست ہے اب تیسرا سوال سن وہ یہ ہے کہ وہ کون جانور ہے جو بھرت سے یعنی سونا چاندی لوہا تانبا وغیرہ کو ایک جا کرنے سے بھرت ہوتا ہے بنایا گیا اور تین لاکھ آدمی کے قریب اس کے باعث قتل ہوئے میں نے اپنے مکان پر آیا اور دایہ کو اطلاع دی دایہ نے مدرسہ عربی کا حکم دیا میں وہاں گیا اسی طرح ہر ایک سے سوال کیا کسی نے جواب نہ دیا سب کے آخر میں ایک مولوی نے کہا سات ہفتہ ہمارے واسطے آتش بنایا کر تو ہم جواب دینگے میں نے بخوشی قبول کیا کہ صحرا گردی سے بچے قصہ مختصر جب وعدہ پورا ہوا تب اس مولوی نے سب طلباء کو جمع کیا اور مجھے سوال پوچھا میں نے وہی سوال بیان کیا اس نے کہا کہ یہ قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جب حضرت موسیٰ کو وہ طور پر شریف لینگے تو حضرت ہارون اپنے بھائی کو اپنا نائب کر کے سامری نے حضرت کی غیبت میں بنی اسرائیل کے زیور طلائی سے گوسالہ بنایا اور روح الامیں کے زیر قدم کی خاک اس کے حلق میں ڈالی اس خاک کی برکت سے وہ جانور گویا ہوا اور بنی اسرائیل نے اس کی پرستش کی جب حضرت موسیٰ کو وہ طور سے تشریف لائے اور اس معرکہ سے آگاہ ہوئے حضرت ہارون پر خفا ہوئے سامری بھاگ گیا گوسالہ جلایا گیا بنی اسرائیل نے اپنی حرکت سے انکار کیا حضرت موسیٰ بنے خداوند کریم سے عرض کی کہ یہ فعل بد سے انکار کرتے ہیں حکم ہوا کہ خاک گوسالہ سوختہ کو دریا میں ملا دو اور وہ پانی اس قوم کو پلا دو حضرت نے موافق حکم کے تعمیل کی جب پانی ان لوگوں نے پیا فوراً ایک نقطہ طلا زبان پر گوسالہ پرستوں کی نکلا حضرت موسیٰ نے بموجب حکم خدا اولاً یوسف کو حکم قتل کا دیا جب تعداد مقتولوں کی تین لاکھ کے قریب پہونچی اس وقت حضرت موسیٰ نے انکی جان بخشی کی جب یہ جواب میں نے پایا وہاں سے مکان پر آیا اور دوسرے روز زیر عرفہ گیا ملکہ کو یہی جواب دیا ملکہ شرف افزا نے سوال چہارم بیان کیا کہ وہ کون حیوان تھا جو دو جزو سے خلق ہوا

جب جزو سوم اُسکا خلق میں نہ ہوگا مرتبہ چار عنصری کو نہ ہوگا تو کیونکر مرتبہ چار عنصری کو پہونچیکا میں مکان پر آیا اور مدرسہ شمالی کو گیا حسب معمول سب طلباء سے سوال کیا کسی نے جواب نہ دیا آخر طالب علم درجہ آخر نے کہا کہ اگر تم ایک لباس سیرا ہر روز نہر سے دھولا یا کرو تو میں جواب دوں گا میں نے قبول کیا جب ایام وعدہ پورے ہوئے اُس نے سب طلباء کی دعوت کی اور کہا یہ قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ نے ایک جانور خاک و آب سے بنایا بعد اسکے بجائے باد اپنا نفس اُسکے منہ میں بھونکا بحکم الہی وہ جانور زندہ ہو گیا اور اُس جانور کو مرغ عیسیٰ کہتے ہیں اور بعض چمکا ڈر کہتے ہیں بعد اُسکے میں وہاں سے آیا اور جو سنا تھا ملکہ سے کہا شرف افزا نے کہا اے بہرام سوال خیم یہ ہے کہ وہ کون جانور ہے کہ جسے جرم سنگ سے پیدا ہو کر ایک قوم کو بزبان فصیح ہدایت کی میں مدرسہ پنجم میں جو وسط میں سب مدرسوں کے ہے گیا اور حجرہ آخر کے ایک طالب علم نے کہا کہ یہ مدرسہ المدارس ہے اگر تم خوان کھانے کا بارہ ہفتہ تک ہر ایک طالب علم کو پہونچا دیا کرو تو میں جواب دوں میں نے بہ مجبوری قبول کیا جب وعدہ پورا ہوا مدرس نے ایک تخت بچھوایا اور مجھے ایک کرسی مرحمت کی پھر سوال پوچھا میں نے بیان کیا اُس نے کہا یہ معجزہ حضرت سرور کائنات خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے یعنی چند کفار عرب نے حضرت سے کہا کہ ہم آپ کی رسالت کے جب مقرب ہوئے کہ سنگ سے ایک درخت مرصع نگار پیدا ہوا اور اُسپر ایک جانور بیٹھا ہوا اور وہ جانور بہ زبان فصیح آپ کی نبوت کا اقرار کرے حضرت نے دعا کی اُسی وقت پتھر سے درخت جو اہر نگار پیدا ہوا اور ایک جانور کہ چونچ اُسکی زمر دسبز کی تھی شاخ درخت پر بزبان فصیح گویا ہوا اور کہا کہ اشدان لالہ الالہ و اشدان محمد عبده و رسولہ پس اکثر قریش مسلمان ہوئے پس تمہارے سوال کا جواب یہ ہے بعد اسکے اُس مولوی نے ایک خلعت فاخرہ مجھے دیا میں وہاں سے ملکہ شرف افزا کے پاس آیا اور یہ جواب دیا راوی کہتا ہے کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ملکہ نے یہ سوال کیا کہ دو حیوان ایک زور آور اور دوسرا کمزور تھا کمزور زبردست سے بھاگا اور حیوان قوی پیچھے دوڑا حیوان ضعیف ایک مکان میں داخل ہو گیا حیوان قوی بخوف صاحب خانہ اندر نہ جاسکا اتفاقاً وہاں دو شخص صاحب خانہ کے دشمن مخفی بیٹھے تھے وہ یہ امر دیکھ کر تعجب ہوئے حیوان قوی بہ زبان فصیح گویا ہوا کہ تم ہمارے حال پر کیا تعجب ہو ہم تمہارے حال پر افسوس کرتے ہیں کہ مالک مکان تمکو خفا میں بحق کرتا ہے کہ جس سے تمہارا دین و دنیا درست ہو اور تم اسکے قول کو خیال میں نہیں لاتے اور اپنے کو ضلالت میں ڈالتے ہو جب میں نے یہ روایت طلباء و مدرس المدارس سے بیان کی اُس نے کہا یہ حضرت رسالت مآب کے وقت کا ذکر ہے کہ ایک روز حضرت بیت الحرم میں زینت بخش تھے اور ابوسفیان و ابن نوفل بھی حاضر تھے کہ ایک بھیڑ یا مہرن کا پیچھا کیے چلا آتا تھا مہرن بیت الحرم میں داخل ہو گیا

بھیڑ پانہ آسکان دونوں کو تعجب ہوا تب بھیڑیے نے بزبان فصیح ابوسفیان اور ابن نوفل سے کہا کہ امی دشمنان خدا تم ہم پر کیا تعجب کرتے ہو ہم تم پر تاسف کرتے ہیں کہ محبوب خدا تم کو اپنی رسالت کے باب میں ہدایت کرتے ہیں اور تم رسالت سے انحراف کرتے ہو ۵

امی خسرو اقلیم عجم شاہ عرب | ایجاد دو کون را وجود تو بسبب | لکشا اگر گرگ بر صفت تو زبان | انہو ذکال ہجرات تو عجب | جب یہ جواب بہرام نے دیا شرف افزائی کے اہم یہ پانچوں سوال جنکا جواب تو لایا یہ صفاتی تھے اب میں ایک سوال ذاتی کرتی ہوں اگر تو اسکا بھی جواب معقول دے گا تو پھر مجھے کچھ عذر نہ ہوگا ورنہ تمام محنت و کوشش تیری ضائع ہوگی یہ لکے ایک کاغذ منظوم مجھے دیا میں وہ کاغذ لیکر تمام مدرسوں میں پھرا مگر کسی نے جواب نہ دیا میں مایوس ہو کر شہر میں آیا اور دایہ کو رقعہ لکھا دایہ نے بھی کہا تو کل سچا کہ خداوند کریم کوئی شکل پیدا کر دیگا میں کمال مایوسی و بے اختیاری بعد سرگردانی و حیرانی کے ناچار و مجبور ہو گیا اور یہ دل میں آیا کہ اس سے تو آستانہ یار پر مرنا بہتر ہو امی جو ان ذیشان یہ لکھ کر تصور یار میں جو آنکھیں بند ہوئیں تو عالم واقعہ میں دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ امی بہرام تو ناامید ہوتا ہی خداوند کریم چارہ ساز عالم ہی خاطر جمع رکھ مطلب اسی جاسے حاصل ہوگا خبردار تو کہیں نہ جانائیں فرط سرور سے آگے کھلگئی میں نے خرچ گھر سے منگو اکریہ تکبہ بنوایا اور جب سے یہیں بیٹھا ہوں دیکھتے کب اُس خواب کا ظہور ہوتا ہی لیکن ہر ماہ میں ایک مرتبہ اُسکے دیدار سے دل کو نذر حاصل ہوا کرتا ہی اور یہ دو چار شعر پڑھا کرتا ہوں ۵

مرغ دل را گلشنی بہتر کو می یا نیست	طالب دیدار از ذوق گل و گلزار نیست	مہر کردار پائے دل زنجیر از زلف تو نیست
گرچہ آن منصور باشد محرم اسرار نیست	گرچہ سرتاپائے من در دست اما نیست	مثل درد و ہجر از درد و گداز نیست
انفہم از عشق بتان امی دل چہ حاصل کرد	گفت مارا حاصلی جز نالہ ہائے زاری نیست	فرز شادی شاد با شتم فی زعم از رہا
پیش اہل دیدہ فرقی در گل و زخار نیست	لذت در صحبت را ز بیدردان میر نیست	قد نصحت را نداند مہر کہ او بیار نیست
شاہزادہ معزز الدین کو بہرام کی خستہ حالی و جگر افکاری پر کمال رحم آیا اور خیال کیا کہ اسکے سوال کا جواب ہم ہو نچا نا چاہیے بعد ازان شاہزادہ نے اپنی سرگذشت بہرام سے بیان کی اور کہا وہ سوال کیا ہی بہرام نے ایک کاغذ شاہزادہ کو دیا اور کہا کہ یہ دستخط خاص ملکہ شرف افزائی کے ہیں شاہزادہ نے جو دیکھا تو یہ اشعار لکھے تھے ۵	ز لطف روز ازل بادشاہ داوکان	جہاں روشن او ہست سیکندرم رنگ
چہ گوہر نیست کہ اورا بزریر ہفتم بام	ہمیشہ در سرفست دہس از دو آژدہ سال	بہترے کہ رود میکند گذاردان
بخلق حسن و ملاحظت ازوشدہ آعیان	کہ عالمان بر او بند طفل ابجد خوان	کش خطاب نما یزد نیک و نیک بزرگ
ازان بعلم نسا بند نسبت ناس	بلند پایہ دوم کش دہند نشان	

شاہزادہ بعد دیکھنے کا غم کے اپنا رخ و الم بھول گیا اور فکر جواب میں تا دیر سرنگون رہا قصار شاہزادہ کو یاد آیا کہ حکیم قسطاس حکمت نے حل مشکلات کے بارے میں ایک اسم بتایا تھا اور فرمایا تھا بروقت مشکل اس اسم کو ورد کرنا انشاء اللہ مشکل آسان ہو جائیگی شاہزادہ نے تین بار وہ اسم معظم پڑھا تھا کہ آنکھ بند ہوئی اور حکیم صاحب کو ایک باغ میں لب حوض کرسی زرنگار پر بیٹھا دیکھا کہ حکم کو درس دے رہے ہیں شاہزادہ نے اول دست بوسی کی بعد ازان سب سرگزشت اپنی اور قصہ بہرام کا بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا امی فرزند سوال ملکہ شرف افزا کا مشتری ہو کہ مقام اس ستارہ کا چھٹا فلک ہو اور بارہ برس میں اسکا دورہ تمام ہوتا ہے یعنی جس بیج سے یہ روان ہوتا ہے بعد بارہ برس کے پھر اُسی برج میں آتا ہے اور رنگ اسکا صندلی اور گندمی ہو اور اسے سعد اکبر و نیک و بزرگ خطاب کرتے ہیں اور بلند پایہ دوم اس دلیل سے ہو کہ زحل و مشتری علو میں ہیں یعنی زحل پایہ اول و مشتری دوم پس اُسی دلیل سے شرف افزا نے یہ مسئلہ ذاتی قرار دیا ہے تم بہرام کو سمجھا دینا بہرام شرف افزا کی خاطر جمع کر دیگا شاہزادہ نے ملکہ نو بہار کا قصہ چھیڑا حکیم صاحب نے فرمایا وہ وقت پروقوف ہوا تھے میں آنکھ کھل گئی اور صبح ہوئی شاہزادہ بعد فراغ نماز و وظائف بہرام کے پاس تشریف لایا اور فرمایا معشوق تجھے مبارک ہو بہرام نے جو یہ مرثوہ جانفراشتا سات مرتبہ تصدیق ہوا شاہزادہ نے وہ عبارت بہرام کو سمجھا دی اور کہا کہ سوال منقول کا جواب بھی نظم ہو تو بہتر ہے بہرام نے عرض کی کہ فدوی معذور ہے کہ علم نہیں رکھتا شاہزادہ نے بیاس خاطر بہرام یہ رباعی نظم کی رباعی

ادب مشتری از دل و از جان بہرام | و زیاد تو در جان و دل و آرام | این مسئلہ کو بندہ خود پر سیدی | باشد صفت مشتری چرخ مقام

بہرام نے شاہزادہ کے حق میں دعائے خیر کی الغرض دوسرے روز شاہزادہ و بہرام زیر شرف افزا آئے بہرام نے خواجہ سرا کی معرفت اطلاع کرائی شرف افزا غم میں آئی اور کہا بیان کر کیا جواب ہے بہرام نے یہ رباعی پڑھی بعد سننے اس رباعی کے ملکہ شرف افزا نے سعدان شاہ سے کھلا بھیجا کہ ہماری شرط اس شخص نے پوری کی اب سامان عروسی تیار ہو جب یہ خبر بہرام کے باپ کو پہونچی وہ بھی با سامان فراوان و جلوس خسروانہ سعدانیہ میں نہایت کرو فرستے آیا آخر الامر بہرام کا عقد ملکہ شرف افزا سے ہو گیا اور بعد مدت مدید کے عاشق و معشوق مطلب دلی و آرزو سے قلبی کو پہونچے ملک سعدانیہ میں یہ رسم قدیم سے تھی کہ عروس و داماد زیارت بیت الشرف کو جاتے تھے اور بیت الشرف ایک مکان چار فرسخ پر سعدانیہ سے تھا جب بہرام و شرف افزا حسب معمول و رسم قدیم وہاں جانے پر تیار ہوئے بہرام نے شاہزادہ کو بھی ہمراہ لیا اور روانہ ہوا غرض ایک درہ کوہ میں پہونچے شاہزادہ نے اُس درہ میں مساجد و عبادت دیگھے اور درو و دیوار مروارید نگار پائے جب درہ ختم ہوا ایک دروازہ بہ شکل خرچنگ یعنی سرطان جسے کیکڑا کہتے ہیں معلوم ہوا

اور طریقہ یہ باجرا دیکھا کہ جس وقت وہ اپنا منہ کھولتا تھا دروازہ معلوم ہوتا تھا اور جب وہ منہ بند کر لیتا تھا دروازہ
 نہیں معلوم ہوتا تھا غرض کہ شرف افزا و مہرام قریب دروازہ کے پہنچے دیکھا کہ لب خرچنگ و اہوا اور دروازہ
 بھی کھلا ہوا معلوم ہوا شرف افزا و مہرام و شاہزادہ خرامان خرامان اندر دروازہ کے داخل ہوئے دروازہ
 پھر بند ہو گیا اور وہاں ایسی تاریکی معلوم ہوئی کہ ایک کو ایک نہ دکھائی دیتا تھا اس تاریکی میں شاہزادہ جس طرف
 راہ پاتا تھا چلا جاتا تھا آخر ہزار مشکل و حیرانی باہر آیا وہاں کسی کا نشان نہ ملا اور گیارھواں قصر و درخت نظر آیا
 ایک حالت حیرت و عالم استعجاب میں درخت کے سایہ میں آئے یہ طلسم زحل ہی اور اس درخت کے چاروں سر
 تھے شام کو وہ ستارہ و موج دریا دیکھی بعد ازاں نازنین ماہ جبین نظر آئیں ملکہ سودا وہ مشکین طرہ نے بعزت تمام
 تخت پر شاہزادہ کو بٹھایا اور دعوت و مہانداری میں مصروف ہوئی شاہزادہ نے شراب مشک اذفر و عنبر شب
 نوش فرمائی اور پرزادوں کا تماشا دیکھا جب نصف شب آئی ملکہ سودا وہ بالائے قصر لٹکی اور رنگ رنگ کا
 خاصہ چٹا گیا شاہزادہ نے نوش فرمایا اور آرام کیا جب آنکھ کھلی دیکھا کہ رات ہو روشنی طلب کی کسی نے جواب
 نہ دیا آخر ناچار تاریکی میں باہر آیا کسی آدمی کا نشان نہ پایا وہاں سے ایک سمت روانہ ہوا کہ ایک صحرائی درخت
 دیکھا اُسے بڑھا ایک مرد گرہ منظر سے فام بستہ قد لباس سیاہ نظر آیا اُسے کہا ادب شاہزادہ کو سلام کیا اور
 زار زار رویا شاہزادہ نے پوچھا تو شخص تو کیوں روتا ہے اُس نے کہا میں عرض حال پھر کرونگا ادل حضور فرمائیں
 کہ حضور اس بیابان غریب میں کس قریب سے تشریف لائے شاہزادہ نے اپنی سرگذشت بیان کی وہ شخص
 زیادہ تر رویا اور کہا ای شہریار یہاں سے قریب ایک جزیرہ رقرار ہو میں وہاں کا شاہزادہ ہوں ایک روز
 شکار کھیلتا ہوا ایک جزیرہ میں پہنچا وہاں کی خلقت نہایت حسین و صاحب جمال تھی میں نے پوچھا اس
 جزیرہ کا نام کیا ہے اور حاکم کون ہے ایک مرد نے کہا جزیرہ گلزار یہ اسکا نام ہے اور فرمانروا یہاں کی سمن بانو ہیں
 ملکہ نو بہار گلشن افروز کی ہے اور ملکہ نو بہار گلشن افروز ملک ارض الذهب کی شاہزادی ہے میں یہ سننے
 ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور بہزار دقت و جانفشانی سمن بانو کے پاس پہنچا اور رسم پیدا کی شاہزادہ
 نے کہا میری معشوقہ کا نام بھی یہی ہے اُس نے کہا بلا شک یہ ملکہ نو بہار گلشن افروز حضور کی معشوقہ ہے اگر آپ
 عہد واثق فرمائیں کہ میں بعد ملاقات ملکہ کے تیرا عقد سمن بانو سے کرادوں گا تو میں حضور کو ابھی ملک گلزار میں
 پہنچا دوں پھر وہاں سے سمن بانو کی معرفت ملکہ کے پاس پہنچنا کیا دشوار ہے شاہزادہ نے فرمایا ای شخص
 تو میرے حق میں سیما ہے میں بہ قسم سہمی کہتا ہوں کہ اول تیرا کام کرونگا بعد اپنا لیکن تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا
 میرا نام بہتان شاہ ہے شاہزادہ نے کہا ایسا نام مجھے سوا تیرے کسی کا نہیں سنا بہتان شاہ نے کہا
 حضور میرے باپ کی کوئی اولاد نہ جیتی تھی ایک بچہ نے کہا اگر آپ کی کوئی اولاد ہو تو اُسکا نام اسی طرح رکھنا کہ دنیا میں

کوئی نہ رکھے قدرت خدا سے میں پیدا ہوا پس میرا نام بہتان شاہ رکھا گیا۔ شاہزادہ نے کہا مجھے اس سے
 کیا غرض مجھے جزیرہ گلزار میں پہنچا دے بہتان شاہ شاہزادہ کو ایک شہر میں لایا شاہزادہ نے کہا تو
 اسی شہر کا شاہزادہ ہی بہتان شاہ بولا نہیں جب حضور شہر میں پہنچے خلائق شہر خود بیان کر گئی اس عرصہ
 میں خلقت شہر جمع ہو گئی اور غل و شور مچا یا کہ وہ بھاگا ہوا غلام پھر آیا بلکہ ایک غلام اور ساتھ لایا شاہزادہ نے
 کہا ای بہتان یہ خلائق تجھے کیا کہتی ہے بہتان بولا آپ بکنے دیجئے میرے ساتھ چٹکے چلے آئیے اور کچھ جواب
 نہ دیجئے میرا جھوٹ سچ تھوڑی دیر میں معلوم ہو جائیگا شاہزادہ نے کہا اہل شہر تجھے غلام کہتے ہیں بہتان
 نے کہا یہاں کی رسم یہی ہے بادشاہ کو یہاں یہی خطاب دیا جاتا ہے شاہزادہ حیران و متعجب بہتان شاہ کے
 ساتھ چلا جاتا تھا کہ دیوان شاہی میں پہنچے شاہزادہ نے تمام اہل شہر کو سیاہ و بد صورت دیکھا یہاں تک
 کہ بادشاہ بھی سیاہ قام تھا جسوقت بادشاہ نے بہتان شاہ کو دیکھا کہا کہ او غلام تو اپنے ذوق سے بھاگا اور
 پھر اپنے شوق سے آیا اسکا کیا سبب مگر یہ جو مرد تیرے ساتھ ہے ہمیں اس کام کا معلوم ہوتا ہے بہتان شاہ نے
 بادشاہ کے کان میں کچھ کہا بادشاہ اول کچھ سوچا پھر حکم دیا کہ اس غلام تازہ کو حمام میں لیجاؤ
 اور موافق رسم شہر کے پوشاک پہناؤ ہم اسے ولیعهد اپنا کرینگے شاہزادہ نے بہتان شاہ سے کہا اور دروغو
 تو نے کیا وعدہ کیا اور کہاں لایا بہتان شاہ نے چٹکے سے کان میں کہا کہ ای شاہزادہ ملکہ تو بہار گلشن افروز
 خود یہاں آئیگی یہ آپ کی خوش نصیبی کا باعث ہے کہ شاہ غلامان نے آپ کو اپنی فرزندگی میں لیا ہے اور داماد
 اپنا قرار دیا ہے شاہزادہ اس بیان سراسر بہتان پر خوب ہنسا اور فرمایا اسی وجہ سے نام تیرا بہتان رکھا گیا
 کہ ہر ایک بندہ خدا پر افراتراندی اور بہتان کرے ای بیوقوف ارض اللہ یہب کی شاہزادی کی کیا شامت ہے
 جو ایسے روسیہ کی فرزندگی اختیار کر گئی بہتان نے کہا ابھی تو میرا جھوٹ سچ معلوم ہوا جاتا ہے آپ حمام میں
 غسل تو کیجئے شاہزادہ نے کہا خیر غسل کا کچھ مضائقہ نہیں لیکن کتنا ہونا میرا ممکن نہیں کہ تیری دروغگوئی ظاہر
 ہو گئی وہ جزیرہ گلزار کہاں ہے جسکا تو نے اقرار کیا تھا بہتان نے کہا آپ کو جزیرہ گلزار یہیں ہو جائیگا آپکو
 میوہ کھانے سے غرض ہی یا درخت گنے سے شاہزادہ ناچار حمام میں گیا خدمتگاران سیاہ رولباس سیاہ
 شاہزادہ کیواسطے لائے اور انگوٹھی سوا دنگار ہاتھ میں پہنائی پھر شاہ غلامان کی دامادی کی مبارکباد دی شاہزادہ
 نے انگوٹھا بھلا کہا اور کہا تم دیوانے ہو میں مرد آزاد ہوں میں نکاح ہرگز نہ کرونگا ملازموں نے مع بہتان کہا
 ای جوان اگر برضا و رغبت فرمان ہمارے بادشاہ کا قبول نہ کریگا تو ہم اسی وقت گوشت و پوست تیرا مقرر ہیں
 سے پڑے پڑے کر دینگے جسکی تلاش میں تو سرشت و حیران ہے یہ وہی تو ملکہ تو بہار گلشن افروز ہے پھر مجھے
 انکار سے کیا فائدہ چنانچہ ان لوگوں نے اس امر کو بقتسم بیان کیا شاہزادہ کو یقین ہوا کہ شاید ایسا ہی ہوتا چار

خاموش ہو رہا جب لباس کی نوبت آئی شاہزادہ نے پوچھا سیاہ پوشی کی کیا وجہ ہو وہ بولے یہاں
 داماد کو بھی لباس پہنانے میں شاہزادہ نے جبراً و قہراً لباس سیاہ پہنا بہشتان شاہزادہ کو شاہ غلامان
 کے پاس لایا اس مرتبہ شاہ نے سروقہ تعظیم کی اور اپنے پہلو میں تخت پر جگہ دی پھر قاضی کو حکم دیا کہ تم عقد
 اس غلام کا ہماری دختر مرغولہ سے پڑھ دو قاضی نے بلا ایجاب و قبول خود وکیل طسرفین ہو کے تمام رسوم عقد
 طو کر دیے شاہزادہ حیران تھا کہ عجب معاملہ ہو کہ جسکا آغاز و انجام مطلق معلوم نہیں ہوتا آخر کہا او بہشتان طسرفین
 یہ بتا کہ مرغولہ کون جڑیل ہے جس سے بغیر میری رضا مندی کے قاضی مردود نے نکاح کر دیا بہشتان نے کہا
 اے شہر پار مرغولہ دختر شاہ غلامان کی تھی جب وہ مر گئی تو بادشاہ نے بحبت ملکہ نو بہار گلشن افروز کا بھی
 یہی نام رکھا ہے میرے بیان میں ایک حرف دروغ نہیں ہو سوا سطرے کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا بادشاہ
 نے بھی بہ قسم کہا کہ بہشتان جو کتنا ہی سچ ہے اب شاہزادہ کو خواجہ سرامحل میں لینگے جسوقت شاہزادہ
 نے اندر محل کے قدم رکھا ایک ہجوم کنیزان پیچیدہ بود مشکین رو کا واسطے استقبال کے آیا اور شاہزادہ
 کو لجا کر پہلو میں عروس کے بٹھا دیا اور سب عورتیں محل کی ہٹ گئیں شاہزادہ نے جو بخیال ملکہ نو بہار گلشن افروز
 نقاب چہرہ سے دور کی ایسی صورت کر یہ وزشت نظر آئی کہ خواب میں بھی کوئی نہ دیکھتا تو چونکہ پڑتا شمع

اتو کوئی تاقیاست زشت روی | برو ختم ست بریوسف نکوئی |

جب کہ شاہزادہ نے ایک عورت بست سالہ سیاہ رو فتیلہ موبہرہ بیت دیکھی بے اختیار غرہ آہ کا مارا اور کہا سچاں آہ

ہامید گل آدم حنا ردیدم | بجاسے پری دیو غدار دیدم |

اعت خدا شاہ و سپاہ پر کس قدر دروغ و غلو اور مفتری ہیں خداوند کریم انکے شر و فساد سے بچائے دیکھتے
 کیا معاملہ پیش آتا ہے اس رنج و ملال میں علیحدہ تخت پر سو رہا بعد نصف شب کے خلخال یا کی آواز آئی منہ
 کھول کے دیکھا کہ مرغولہ تخت سے اتر کر صحن مکان میں آئی شاہزادہ بھی پوشیدہ اُسے عقب میں گیا دیکھا
 کہ مرغولہ آہستہ زبرد یوار محل کے گئی اور کند کے ذریعہ سے اتر گئی وہاں ایک حبشی کا مکان تھا شاہزادہ
 بھی ایک گوشہ میں مخفی کھڑا ہو رہا وہ حبشی ایک مرد مجرد بیباک بلا قید تھا اُسے مرغولہ کو گلے سے لگا لیا اور
 پوچھا اے جان من کیا شوہر تیرا نام ہے جو تو اُسکو چھوڑ کر یہاں آئی ہے مرغولہ بولی اے یار غار محرم راز ایک
 عیب ہے کہ رنگ اُسکا سرخ و سفید ہے دوسرے میں تیرے شوق وصل میں ایسی بھیج تھی کہ مجھے کسی
 پہلو آرام و قرار نہ تھا جب وہ سو رہا تو میں تیرے پاس چلی آئی شاہزادہ کو اس بات سے مرغولہ کی بہت
 غصہ آیا اور کہا کہ میں اس ملعونہ سے کسی طرح کی غرض نہیں رکھتا لیکن ان دونوں کو زندہ رکھنا مقتضائے غیرت
 نہیں ہے اتفاق سے زنگی پیشاب کو پاخانہ میں گیا وہاں ایک چور تھا اُسے اُسے مار ڈالا بعد اسکے وہ چور

مرغولہ کے پاس آیا اور پوچھا تو کون ہی مرغولہ نے جو چور کو ایک جوان زبردست دیکھا ہٹ گئی اور کہا میں عورت
عیش پرست ہوں اور مرد تو ان کی عاشق و من چور نے کہا میرے ساتھ چل مرغولہ بولی یہ مکان میرا انواع و اقسام
کے مکانات سے آراستہ ہو میں آرام کر چور بولا یہ مکان غیر کا ہے اس میں مجھے خوف معلوم ہوتا ہے صحرائیں چل کسی
درخت کے نیچے تجھے سیراب کر دوں گا مرغولہ راضی ہو گئی چور گھوڑے پر سوار ہوا مرغولہ کو پیچھے بٹھایا اور
شہر سے باہر نکلا شاہزادہ بھی ایک عالم غیظ و غضب میں پیچھے چلا صبح کے وقت وہ دونوں ایک خرابے میں
پہنچے جاتے تھے کہ عیش میں مشغول ہوں شاہزادہ نے ایک تیرا سہارا کہ دونوں کے پار ہو گیا اور دونوں
اسی حالت میں جہنم واصل ہوئے اور آپ خود اسی چور کے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک طرف روانہ ہوا
اور دل میں ہزار ہزار شک پروردگار کا کیا کہ تو نے بہ حفظ آبرو بہتان و شاہ غلامان سے نکالاد و فرسخ
راہ طرکی تھی کہ دور سے کچھ سوار مسلح آتے نظر آئے کہ خیزا خیزا اسی طرف چلے آتے ہیں جب قریب پہنچے
ان سواروں نے آواز دی کہ اے جوان تو نے ہمارے بھائی کو بے گناہ قتل کیا اب تو ہمارے ہاتھ سے
بیچ کے کہاں جا بیگا یہ کہا اور چاروں طرف سے گھیر لیا شاہزادہ نے چار جوانوں کو تیرے مارا اور گھوڑے کو
ایسا دوڑایا کہ پتہ نہ لگا وہ چور بھی بیچا کیے چلے آتے تھے جب قریب آتے تھے شاہزادہ دو چار کو تیرے
مارتا تھا اور پھر آگے بڑھتا تھا اسی طرح پچیس چور مارے گئے باقی ماندہ بھاگ گئے شاہزادہ وہاں سے
ایک صحرائے پربہار میں پہنچا دیکھا کہ ایک جوان سبزہ رنگ شکار کھیل رہا ہے اس نے شاہزادہ کو اپنے پاس
بلا یا اور استفسار حال کیا شاہزادہ نے کہا کہ پہلے اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور یہ مقام کون ہے وہ بولا
اے ہستان کہتے ہیں اور سب باشندے یہاں کے کاشتکار ہیں بعدہ شاہزادہ نے کہا کہ میں ایک مرد
مسافر غریب الوطن آفت کا مارا ہوں اتفاق سے ادھر آنکلا پھر شاہزادہ نے اس جوان سبزہ رنگ سے پوچھا آپ کا
کیا نام ہے اس نے کہا مجھے شاہزادہ سبز بخت نوجوان کہتے ہیں اور اسم مبارک والد ماجد کا مزارع شاہ ہے
اگر غریب خانہ پر قدم رنج فرمائیے تو چندے صحبت حضور سے یہ خادم بھی فیض یاب ہو شاہزادہ اس کے ہمراہ
ایک گائون میں آیا وہ گائون خوش آب و ہوا تھا شاہزادہ سبز بخت نے دعوت کی شاہزادہ نے چند روز
وہاں قیام کیا باہم جواب رشتہ محبت بڑھا تو دونوں شاہزادہ ہمراہ شکار کو جایا کرتے تھے ایک روز ان
چاروں میں سے چار آدمیوں نے شاہزادہ کا سراغ لگایا اور اس کے قتل پر کمر باندھے وہاں پہنچے شاہزادہ
اُس وقت چوکی پر گیا تھا ان چاروں نے شاہزادہ کے شبہ میں شاہزادہ سبز بخت کو قتل کیا جب شاہزادہ
بیت الخلا سے باہر آیا اور یہ واقعہ دیکھا اُس وقت شعلہ آتش شجاعت شاہزادہ کا مشتعل ہوا ان چاروں
چاروں کو قتل کیا صبح کے وقت مزارع شاہ کو جوہیں اس سانچہ غم فرا و حال جانکاہ کی خبر ہوئی اس نے

دو دن ہاتھوں سے سینہ و سر کو پیٹ لیا اور زلزلہ ار رونے لگا جب شدت رقت سے کچھ افاقہ ہوا شاہزادہ سے تمام حال پوچھا شاہزادہ نے تمام سرگزشت اپنی بیان کی مزارع شاہ نے کہا کہ میرا فرزند تمھاری وجہ سے قتل ہوا گو کہ قاتل اُسکے مارے گئے لیکن میرے دل کی سوزش کسی طرح کم نہیں ہوتی خیر بوجہ بیگناہی کے میں تمھیں قتل تو نہ کرونگا الا ایسی سزا دوں گا کہ میرے دل کو سکون ہو اور تم بھی مدت العمر یاد کرو یہ ایک ملازمون کو حکم دیا کہ اسے کشتی میں سوار کر کے ایک ہفتہ کی خوراک رکھکے کشتی دریا میں بہا دو جو اسکا نوشتہ تقدیر ہو گا پیش آئیگا ملازمون نے حسب حکم بادشاہ کے اُسے اُسی طرح کشتی پر بٹھا کے بہا دیا شاہزادہ کشتی پر سوار یاس و حسرت کرتا دریا میں ڈوبتا تیرتا چلا جاتا تھا مگر ملکہ نو بہار گلشن افروز کی یاد سے غافل نہ تھا غصہ شکہ پاخ روز اسی کیفیت سے گذرے چھٹے روز دور سے ایک کشتی نظر آئی جب وہ کشتی قریب آئی تو اُسکے لوگوں نے شاہزادہ کو اپنی کشتی میں سوار کر لیا اور حال پوچھا شاہزادہ نے کہا کہ ایک مردنا انصاف نے بیگناہ مجھے یہ ایذا دی ہے اُن لوگوں نے شاہزادہ کی خاطر جہی کی اور کہا جہان تم کو گے ہم تمکو پونجا دیگے شاہزادہ نے اُسی کشتی میں ایک جوان خوش رو کو دیکھا کہ ایک مہجبین کی لاش پر اس در سے روتا ہے کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے شاہزادہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون مرد ہے اور یہ زن مردہ کون ہے اُس نے کہا یہ مرد قولک نام شالک ملک صاحب کشتی کا بیٹا ہے اور شالک ملک زمین نیک کار نہیں ہے اور یہ عورت مردہ قولک کی زوجہ ہے اور رشتہ میں چچا کی بیٹی ہے قبل اسکے اس جوان نے اسپر عاشق ہو کر بھد مشوق و آرزو اس عورت کے ساتھ شادی کی مہنوز ثابت وصل کی نہ آئی تھی کہ اس عورت کو ایک سانپ نے کاٹا یہ عورت فوراً مر گئی جب سے یہ مرد دیوانوں کی طرح حیران و پریشان رویا کرتا ہے کوئی دم گریہ و زاری اسکی موقوف نہیں ہوتی اور دیوانہ ہو گیا ہے شاہزادہ نے کہا خیر جو ہونا تھا سو ہو گیا اب اسکو دفن کرنا چاہیے وہ بولے ہماری قوم میں ایک علاج اسکا معین ہے ہم اُسی کی تلاش میں سرگردان ہیں شاہزادہ نے پوچھا وہ علاج کیا ہے اُس نے کہا آذر کیوان نامے ایک بزرگوار نہایت پرہیزگار و نماز گزار جزیرہ دریا سے محیط میں نظر خلعت سے پوشیدہ رہتے ہیں جو کوئی سانپ کا کاٹا مرنا ہے اُسکے کشتی میں لاش کو لیکر طواف دریا کرتے ہیں اگر حیات اسکی باقی ہوتی ہے تو آذر سے ملاقات ہوتی ہے اور میت کے عزیز و اقارب اسکی منت و ہاجت کرتے ہیں وہ ایک افسون سے اچھا کر دیتا ہے اور سانپ کا زہر دفع ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ہیئت اصلی پر آ جاتا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ آذر کیوان پردہ دار شہر کرسی کا ہمیشہ ہوتا ہے شاہزادہ نے پوچھا پردہ دار شہر کرسی کیا چیز ہے اُنھوں نے کہا سنا ہے کہ کوئی شہر ہے اور وہاں کا پردہ دار کیوان آذر ہے شاہزادہ کو شہر کرسی کے دیکھنے کا از حد مشوق پیدا ہوا غرض جب وہ کشتی روانہ ہوئی تو جس جزیرے میں کشتی جاتی تھی اہل کشتی وہاں کی زمین سو گھنٹے تھے رفتہ رفتہ ایک شہر

یہ فضا میں وارد ہوئے معلوم کشتی نے زمین سونگھی اور آواز بلند کہا شکریہ کہ ہلوگ بہ فضل خدا اپنی منزل مقصود پر پہونچے اہل کشتی وہاں اترے اور ایک ہفتہ تک افسون اور دعا کا ورد کیا جب نماز اور دعا سے فراغت ہوئی سب نے فریاد کرنا شروع کی کہ یا آذر کیوان اس مظلومہ کی جان بچاؤ تین مرتبہ یہ لفظ کہے اور آنکھیں بند کر لیں ناگاہ ایک مرد کو تارہ قد سیاہ فام سفید ریش نمودار ہوا تمام معلوم و اہل کشتی اس سے قد مبوس ہوئے اور تعظیم کی بعدہ حال اس عورت مردہ کا بیان کر کے لاش سامنے رکھ دی آذر کیوان نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا اے یزدتو تو تم جو سانپ کا زہر مجھے دور کرو اتے ہو اس سے کیا فائدہ کہ فقط پانچ ساعت اسکی حیات میں اور بانی ہیں اس کے شوہر نے کہا اے بزرگ اگر ایسا ہوا تو اس صدمہ جانکاہ سے میری زندگی بھی محال ہو واسطے خدا کے میرے حال زار پر آپ رحم فرمائیے آذر کیوان نے فرمایا کہ اگر تو نصف عمر اپنی اسے بخش دے تو بیشک اسکا زندہ ہونا ممکن ہے تو لوگ نے کہا میں نے بخش دی دل نصف عمر اپنی اسے بخشی آذر کیوان بولا اے احمق تو نے تو نصف عمر اپنی بخشی لیکن قضاے الہی کہیں رک سکتی ہے مگر تیری نالہ و زاری سے میں علاج کرتا ہوں آئندہ جو ام ہو گا ظاہر ہو جائیگا الغرض آذر کیوان نے اس لاش پر ایک ایسا افسون پڑھ کے دم کیا کہ تمام بدن سے اس مردہ کے عرق سیاہ جاری ہوا بعد ایک دم کے وہ اپنی ہیئت اصلی پر آ کے زندہ ہو گئی مثالک وغیرہ آذر کیوان کو دعائیں دیتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے بعد اسکے شاہزادہ نے آذر کیوان سے عرض کی اے حضرت مجھے شہر کمرسی کا نہایت اشتیاق ہے آذر کیوان بولا کیا شہر کمرسی تمہارے دیکھنے کو بنا یا گیا ہے لیکن خیر بالفعل دریا کے کنارہ کنارہ ان اہل کشتی کے ساتھ تم جاؤ یہ ایک رات دامنہ سبز کوہ میں مقام کرینگے رات کی وقت فلان درخت کے سایہ میں تم چھپکے انکی حرکتیں دیکھنا شاہزادہ نے کہا پھر حضرت سے کیونکر ملاقات ہوگی اسنے کہا کل ہفتہ کو پھر وہاں آؤنگا اور جو تمکو دیر ہو جائیگی تو پھر میں آٹھویں روز میں ملو گا شاہزادہ آذر کیوان سے رخصت ہو کر اہل کشتی کے ہمراہ ہو گیا جب دامنہ سبز کوہ میں پہونچا یہاں یہ قافلہ سے دور ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ رہا بعد چار گھنٹی رات گزرنے کے وہ تمام رو سیاہ باہم فعل بد میں مشغول ہوئے شاہزادہ نے آنکھیں بند کر لیں تو لوگ کی زوجہ نے شوہر کو اس حرکت میں مبتلا دیکھا فوراً اپنے چھو پھی زاد بھائی کے پاس کہ آشناے قدیم اسکا ہتھ آئی وہ بولا جب تک تیرا خاوند زندہ ہے میں تجھے کوئی حرکت نہ کرونگا عورت نے جوش سستی میں شوہر کو زہر دیدیا شعر

جان شیرین زتن برون آمد

چونکہ زہر از گلو درون آمد

اگر یار کو اپنے اس کار نمایان کی اطلاع دی اسنے کہا او حقہ فاحشہ جسے محبت سے آدھی عمر اپنی بھٹی دی اسکا تو نے مار ڈالا مجھے تو کیا سلوک کر گیا یہ کہکے اسکو مار ڈالا ایک ملازم نے مثالک کو خبر کی کہ اس عروس کو تیرے ہمشیرہ زادے نے ہلاک کیا مثالک ملک نے بغیر تحقیق اپنے بھتیجے کو قتل کیا اس عرصہ میں ایک اثر دیدیا ہوا

اُس نے سب قافلہ کو کھالیا شاہزادہ کو یہ دیکھ کے نہایت عبرت ہوئی اور اسی افسوس میں سورہا علی الصباح
آذریوان کی خدمت میں روانہ ہوا کہ اثناء راہ میں ایک روشنی معلوم ہوئی اور غائب ہو گئی بعد چند قدم
کے دوسری طرف پھر وہی روشنی معلوم ہوئی شاہزادہ نے جو غور سے دیکھا تو ایک دو لاپ نہایت بزرگ
معلوم ہوا کہ بلندی میں آسمان تک اور عرض میں جنوب سے شمال تک احاطہ کیے تھا اور کبھی نظر آتا اور کبھی
غائب ہو جاتا تھا اور یہ کہ روشنی ایسی اُس میں سے ظاہر ہوتی تھی کہ محسوس نہوتی تھی کہ کس شے کی ہے شاہزادہ
مستحضر تھا کہ ایسی عجیب شے کس قسم میں بھی نہیں دیکھی اور وہ دو لاپ کبھی مغرب اور کبھی مشرق میں ایسا جلد جلد پھرتا تھا کہ
آنکھ نہ ٹھہرتی تھی جب خوب غور کیا تو دو لاپ کے بیچ میں ایک قلعہ جیسے بارہ برج ایسے جھکتے تھے کہ بیان نہیں
ہو سکتا دوسرے دو لاپ ایک طرف گردش میں تھا اور قلعہ برعکس اُس کے پھرتا تھا اسی طرح بروج بھی ایک
دوسرے کے خلاف پھرتے تھے شاہزادہ عرضہ تک یہ تماشا دیکھا کیا اور ایسا جو ہو گیا کہ آذریوان کا وقت
ملاقات گذر گیا آخر دوسرے ہفتہ کو موافق فرمانے آذریوان کے پھر گیا دیکھا آذریوان اپنے وعدہ پر موجود
ہو شاہزادہ نے سلام کیا اور کیفیت قافلہ کی بیان کی آذریوان نے کہا میں نے کہا تھا کہ جو امر تقدیری ہو وہ
کسی طرح رد نہیں ہو سکتا مجھے تمام حال آئندہ معلوم تھا لیکن اظہار کرنے کا حکم نہ تھا شاہزادہ نے دو لاپ کی
کیفیت پوچھی آذریوان نے کہا یہ طلسم اجرام و اجسام چار عنصر فلک کا حساب ہے اور طلسم سازوں نے جو وہ
منزلین قرار دی ہیں انہیں سے گیارہ منزلین میں نے دیکھی ہیں تین منزلین اور باقی ہیں اول طلسم فلک البروج
دوم طلسم فلک معدل النہار سے فلک اطلس و فلک اعظم بھی کہتے ہیں سوم قصر نادرہ رازدار ہے کہ منزل علی
ور قصر اسرار مشہور ہے اور طلسم فلک البروج کسی کو کہتے ہیں اور وہ دو لاپ جو تھے دیکھا ہے فلک نہم کی مثال ہے
کہ جو اپنے بیچ میں تمام افلاک کو لیے ہوئے گردش دیتا ہے شاہزادہ نے فرمایا حضرت ملکہ نو بہار گلشن افروز
کے تصور کے سوا کسی کے کہنے سننے کی کیفیت ذہن نشین نہیں ہوتی آذریوان کے کہا جب تک نیرنگی لیل و نہار
نہ دیکھو گے بار یک رنگ تک پہنچنا دشوار ہے لیکن اب یہ حال سن لو کہ وہ درخت و قصر اور نہر وغیرہ جو سامان
تھاری نظر سے گذرا ختم ہوا اسوا سطر کہ وہ قصر و اشجار ہفت کو اکب سے متعلق تھے اور طلسم فلک البروج دوسری
کل سے واقع ہوا ہے شاہزادہ نے کہا حضرت اُس سے بھی مجھے آگاہ فرمائیے آذریوان نے کہا پہلے
س چشمہ میں غسل کیجئے پھر میں تم کو طلسم کسی کا نشان بتاؤنگا شاہزادہ نے حسب ارشاد آذریوان
باس زحل یعنی سیاہ اتار چشمہ میں کودا مگر ایسا پانی سرد تھا کہ خطہ کی جرأت نہوتی آذریوان نے کہا اگر
شاہزادہ اگر ایسی ہی جان عزیز کر دے گا تو مشہور کسی کا تماشا کیونکر دیکھو گے شاہزادہ نے ناچار خطہ مارا
جون ہی سر پانی سے یا ہر نکالا آذریوان کو نہ پایا

اب شاہزادہ کا شہر کرسی میں تشریف لیجانا اور فلک البروج کے طلسم کا حال معرض بیان میں آگیا ہے جس وقت کہ شاہزادہ چشمہ سے باہر آیا پوشاک شاہزادہ کی کنارہ چشمہ سے غائب ہو گئی اور سوا ایک لنگی کے اور کوئی کپڑا نہ رہا اس عرصہ میں ایک مرد سن دست بچہ لیے حاضر ہوا اور وہ بچہ شاہزادہ کے آگے رکھ دیا اور خود غائب ہو گیا جب بچہ شاہزادہ نے کھولا دیکھا کہ دستار و جامہ و کمربند زرین مغرق زردوزی جسمین کہ ربڑہ ہائے الماس جڑے تھے رکھا ہوا فرض شاہزادہ نے وہ لباس پر تکلف زیب جسم کیا اور براہ راست روانہ ہوئے چند قدم آگے بڑھے تھے کہ ایک باغیچہ معلوم ہوا جب وہاں سے آگے بڑھے ایک قلعہ دیکھا جسکے برج فلک ہفتی سے بھی بڑھے ہوئے تھے اور ہر ایک برج کا فاصلہ دو دو منزل کا تھا اور بعض کا فاصلہ اڑھائی منزل کا تھا اور ہر گنبد پر ایسا جواہرات خوش آب و گران بہا نصب تھا کہ اس کے سبب سے ایک شکل دیکھنے میں نہ آتی تھی اور ایک گنبد کی شکل گو سقند قوی الجشت کی تھی اور دوسرے کی ہیئت گاؤ کلان کی اور تیسرے گنبد کی صورت نصف مرد اور نصف عورت کی تھی باقی احوال عنقریب بروقت موقع و محل کے بیان ہونگے فرض جب شاہزادہ نے قلعہ کو غور سے دیکھا اُس میں ایک دروازہ معلوم ہوا اور زید برج حمل دو منازل یعنی شریطین و بطین جسکو ہندی میں اشنی و بھرنی پختہ کہتے ہیں نظر آئے اور ان منازل میں بجائے ستارہ کے سات ٹکڑے ہیرے کے نصب تھے اور ہر ٹکڑا ہیرے کا مثل ایک سنگ کلان کے تھا اسی طرح برج حمل جسے ہندی میں میکہ کہتے ہیں ایک ستارہ سرخ رنگ دیکھا وہ مالک مسج حمل مریخ تھا اور خلافت شہر نہایت حسین اور خوبصورت نظر آئی لیکن سب اپنے اپنے کاروبار میں مصروف تھے شاہزادہ دروازہ شہر میں داخل ہوا چاہتے تھے کہ یکا یک پتھر کی چوٹ ایسی انگشت پائین آئی کہ بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو قلعہ دروازہ کا نشان نہ پایا ایک محلہ لق و دق میں مضطرب حیران اپنے کو کھڑا دیکھا آخر ایک طرف روانہ ہوئے تمام دن راہ چلنے میں گزری شب کو ایک جگہ آرام کیا رات کے وقت ذرا آنکھ جو کھلی تو وہی قلعہ نظر آیا اور قلعہ کے اندر بڑے بڑے درخت اس کثرت سے دیکھے کہ شمار میں نہ آتے تھے اور پتے ان درختوں کے مثل ستاروں کے جھلکتے تھے اور جب ہوا سے ان درختوں کو جنبش ہوتی تھی تو پتے ان کے مثل جگنو کے قلعہ میں جا بجا اڑتے پھرتے تھے عجیب سمان تھا اتفاقاً ان درختوں میں ایک درخت سیب کا بھی تھا ہوا کے جھونکوں سے اُس میں سے ایک سیب ٹوٹ کے شاہزادہ کے دامن میں آگرا شاہزادہ نے وہ سیب نوش فرمایا اور پانی سیب پھر آرام فرمایا صبح کو جو آنکھ کھلی وہ قلعہ نظر نہ آیا شاہزادہ نے لباس شب اپنے جسم میں نہ پایا حیران پریشان اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ واہ یہ کیا خوب تماشا ہے کہ کپڑے بھی بدن سے غائب ہو گئے پھر چشمہ آب میں تفریحا غسل کیا دیکھا کہ ایک مرد پیر ہاتھ میں بچہ اور ایک قاب میں کھانا لیے سامنے سے آیا اور اُس مرد پیر نے وہ بچہ پوشاک اور قاب کھانے کی شاہزادہ کے آگے رکھ دی اور

خود غائب ہو گیا عرض شاہزادہ نے کپڑے پہنے اور کھانا کھا یا جب درختوں سے آگے بڑھا وہی قلعہ
 اور وہی شہر دیکھا لیکن ابکی مرتبہ دروازہ شہر کا باب الثور تھا جسے ہندی میں برکھ کہتے ہیں یعنی گاو کی شکل تھا
 اور جو منازل بروج ثور سے متعلق تھے انکے اشکال ظاہر نہیں تھے شاہزادہ کو وہاں بھی ایسی ہی ہوشی طاری
 ہوئی کہ اندر دروازہ کے داخل نہوسکا اور پھر اسی صحرا میں پہونچا اور وہی حال شب اول کا یہاں بھی ہوا
 آخر آرام فرمایا جب بیدار ہوئے غسل کیا اور چشمہ سے باہر آئے لباس جسم اور خاصہ موجود پایا مگر کھانا اور لباس
 کا لایوا لائیکہ نہ آیا عرض کھانا نوش فرمایا اور پوشاک زیب جسم فرمائی اور ان درختوں سے آگے بڑھا اب
 باب الجوزا ملا جسے ہندی میں بھن کہتے ہیں نصف مرد اور نصف عورت اور برج جوزا سے ہوستار سے تعلق رکھتے ہیں
 وہ بھی موجود تھے شاہزادہ نے دل میں کہا بار خدا یا میں ہر روز شہر دیکھتا ہوں اور شہر میں نہیں جاسکتا اس
 اثنا میں ایک ہوا ایسی سرد و خوشگوار آئی کہ شاہزادہ نے آرام فرمایا جب بیدار ہوئے وہی صحرا دیکھا
 اور بدستور غسل کیا جب پانی سے باہر آئے لباس اور کھانا کنارہ پر چشمہ کے رکھا دیکھا لباس پہنا اور کھانا نوش
 فرمایا اور ان درختوں سے آگے بڑھے اب باب السرطان جسے ہندی میں کرک کہتے ہیں ملاء بہ شکل خرچنگ تھا یعنی
 کیڑا اور جو منازل کہ اس برج سے متعلق تھے وہ بھی موجود تھے اسی طرح باب الاسد جسے ہندی میں ہنگ کہتے
 ہیں باب السنبلہ جسے ہندی میں کنیان کہتے ہیں باب العقرب جسے ہندی میں برچھیک کہتے ہیں اور
 باب الجدی جسے ہندی میں مکر کہتے ہیں اور باب الدلو جسے ہندی میں کنہ کہتے ہیں اور باب المیزان جسے
 ہندی میں تلال کہتے ہیں باب القوس جسے ہندی میں دھن کہتے ہیں اور ان بروجوں کے منازل بھی جو تھے
 وہ دیکھے مگر قلعہ میں داخل نہوسکے باب الحوت جسے ہندی میں مین کہتے ہیں وہاں پہونچا تو ایک مرد کھانا
 اور تھیلے کیڑوں کا لیے موجود تھا شاہزادہ نے اس مرد کا دامن پکڑا اور نہسرایا جب تک کہ تو میری بات کا
 جواب باخواب نہ دینا میں تجھے ہرگز نہ چھوڑوں گا اور کھانا و پوشاک کچھ نہ لوں گا کہ آج بارہ روز سے صحرا میں ہرگز ان
 پھر تا ہوں اور شہر میں نہیں جاسکتا اس مرد نے اشارہ سے کہا پہلے کھانا کھا لو پھر یہ عقدہ بھی حل ہو جائیگا شہزادہ
 نے کہا میں اشارہ نہیں سمجھتا تو خدا جانے کیا کہتا ہو جب اس نے یہ قسم کہا کہ اگر آج تمہارے عقدے نہ حل ہو جائیں
 تو تم مجھے لعنت ملا مت کرنا شاہزادہ نے خاصہ نوش فرمایا جب کھانے سے فارغ ہوئے بدستور وہ مرد غائب
 ہو گیا لیکن جیب قبا سے ایک کاغذ نکلا اس میں لکھا تھا اے شاہزادہ معزال دین اگر تمہیں شہر کرسی دیکھنا منظور
 اور مشوق تماشا سے طلسم منظور ہو تو ان درختوں میں جاؤ جو سامنے نظر آتے ہیں وہاں سات درخت جدا جدا ہیں
 چوتھے درخت کے سایہ میں ایک لمحہ توقف کرنا اور قلعہ کے دروازہ کو بغور دیکھنا جب خوب نظر قائم ہو جائیگی
 تو ایک خط مستقیم پییدہ مثل خط شعاع در قلعہ سے تا پہنچ درخت نظر آئیگا جسکو خط استوا کہتے ہیں اس خط پر ہوشیاری قائم

قدم رکھنا کہ پاؤں کو لغزش نہو اور روانہ ہو جانا جب دروازہ قلعہ میں پہنچے گا ایک پردہ زنگاری پڑا ہوگا
تم اس پردہ کے اندر داخل ہونا وہاں ایک شاہ نشین ہیں داروغہ شہر کرسی جسکا نام رفیع کرسی نشین ہر کرسی
درنگار پر بیٹھا ہوگا اُسے سلام کرنا اور یہ کاغذ دینا اور زبانی کہنا کہ میں شہر کرسی کے تماشے کا مشتاق ہوں وہ
تمکو بخوبی تمام سیر شہر کرسی کی کرا دیگا و اسلام

اب داخل ہونا شاہزادہ کا شہر کرسی میں اور ملاقات کرنا رفیع کرسی نشین داروغہ شہر کرسی سے

القصد شاہزادہ علیجاہ بموجب ہدایت رقعہ خط استوا سے رفیع کرسی نشین کے پاس پہنچا اور وہ کاغذ
حسب ہدایت دیا اور کہا میں شہر کرسی کا تماشا دیکھا چاہتا ہوں رفیع کرسی نشین نے وہ رقعہ آنکھوں سے لگا لیا
اور شاہزادہ کو نہایت عزت و توقیر سے شہر کرسی میں لینگیا شاہزادہ نے مکانات نہایت خوش قطع دیکھے
اور ہر مکان میں ایک پردہ زنگاری پڑا ہوا تھا شاہزادہ نے پوچھا اس پردہ میں کیا شہر ہر رفیع کرسی نشین
نے کہا حال پر دون کا حضور کو معلوم ہو جائیگا اور غلاموں کو حکم دیا کہ پردے باندھ دو پر دون کا بلند ہونا تھا
کہ ہر پردے سے غول کے غول گروہ کے گروہ نازنینان ماہ جبین کی آمد شروع ہوئی اور ایک آن میں محفل
نشاط جمع ہو گئی صراحی اور جام آیا رفیع کرسی نشین نے ایک جام شراب ارغوانی کا شاہزادہ کو دیا اور کہا
ای جوان یہ جام ہاتھ سے مجھ غلام کے نوش فرما کیے اور قدرت خدا کا تماشا دیکھئے کہ نام اس کا شراب
ظہور امثال ہو کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا ہاں پینے سے حال معلوم ہوگا شاہزادہ نے وہ جام شراب نوش کیا
واقعی ایک ہی جام میں کسل راہ دور ہو گیا اور قوت دل و دماغ خود کرا آئی اور باد ملکہ تو بہار گلشن افروز دل میں
پیدا ہوئی حتیٰ کہ تین روز و شب ہی صحبت رہی جو تھے روز شاہزادہ نے کہا کہ نادرہ رازدار اور مرغ اسرار
کی ملاقات کا مشتاق ہوں رفیع کرسی نشین نے کہا جب تک کہ بہ تفصیل تمام مقامات شہر کرسی بخوبی نہ دیکھ لو گے
اور تماشا فلک معدل النہار نظر سے نہ گذریگا نادرہ رازدار کے قصر میں پہنچنا دشوار ہو ہاں پہلے
مرحلات فلک البروج طرکیجی بعدہ فلک اطلس کو تشریف لیجائے کہ عمدہ ترین تماشا گاہ اس شہر میں پانچ مقام
ہیں اول بارہ بروج اور اٹھائیس منازل جنگی خدمت اس غلام سے متعلق ہی اور میرے گیارہ نائب ہیں
کہ وہ شہر کے ہر دروازے پر معین ہیں اور ہر نائب سے ایک یا دو دو منازل متعلق ہیں ابھی آپ نے ایک
برج کی بھی پوری سیر نہیں کی پھر فلک اطلس پر کس طرح جائیے گا ابھی یہ منزل شرطین میں آپ وارد ہیں منزل
بطلین باقی ہے مگر ہاں اگر آپ کا دل چاہے تو ایک روز میں سیر کیجیے خواہ ایک ماہ میں یہ آپ کو اختیار ہو اگر
بسرعت تمام کام فرمائیے گا سوارہ قمر رقتار خطاب ہوگا اور اگر شاہل و درنگ کرو گے تو سیارہ زحل صفت

لقب ہو گا غرضکہ موافق سرعت و مبطی ہونے کو اکب کے خطاب دیا جائیگا دوم قصر مربع جسکے چار طبقے ہیں اور تماشا گاہ
معلوم قصر میں ہر دیکھنا دو نون قصر دن کا نہایت سعید ہر سعید لوحہ دار و غنہ ہر اور سعید فردی سے مرتبہ میں زیادہ تر
ہر گو فردی امیر الامرا ہر اور تماشا گاہ چار حصہ چارم شلہ ہر جسکی کلید محفوظ قلمدار کے پاس ہر اور محفوظ سعید سے کہیں ذی مرتبہ
ہر یعنی مزید اعظم ہر پنجم بہترین سیر گاہ منزل خاص ہر جسکا تعلق خاص بادشاہ کی ذات سے ہر کہ تمام میں سے کوئی
موجودہ دارا کسی کا نہایت سے واقف نہیں ہر شاہزادہ نے جو یہ حال سنا ایک اور اشتیاق اسکے دیکھنے کا
دل میں پیدا ہوا اور نام بادشاہ کا پوچھا رفیع کرسی نشین نے کہا غلام کی کیا مجال جو نام بادشاہ کا لے سکے
اگر طالع یا درود دگار آپ کا ہر تو نام سے بھی آگاہ ہو جائیے گا خیر اب ہمراہ غلام کے چلیے آپ کو منزل اطمین بکھار دین
شاہزادہ رفیع کرسی نشین کے ہمراہ پیادہ پاروانہ ہوا ایک پردہ بلند دیکھا وہاں ایک قصر رنگین معلوم ہوا
کہ ہزار درجہ مکان اول سے نقش و آراستہ و پیراستہ پر ضیا تھا شاہزادہ وہ دن اور ساری رات وہاں رہا
خوب عیش کیا دوسرے روز رفیع کرسی نشین کے پاس تشریف لائے رفیع کرسی نشین نے ایک گھوڑا
صبار رفتار منگوا یا اور کہا حضور سوار ہو کر سیر برج سور ملاحظہ فرما دین شاہزادہ نے گھوڑا اگلا رک گل اسکے جسم پر
مثل ستارہ کے درخشان تھے دیکھا جب گھوڑے پر سوار ہو چار سو ہزار میں گیا دیکھا کہ دوکانین زر پختہ و
سم خام کی ہیں اور جتنے آدمی دیکھے سب حسین اور خوب صورت دیکھے وہ گھوڑا شاہزادہ کو برج نور میں لایا نہایت
رفیع کرسی نشین حسب الحکم منیب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے ثریا اور ویران دونوں منازلون کی سیر کروائی
شاہزادہ نے ایک منزل کو دوسری منزل سے بہتر و خوشتر دیکھا اور وہاں کی نازنینوں سے رقص اور سرود میں بھی
کمال کیفیت حاصل ہوئی قصہ مختصر با سب الجوزا میں بہتہ و ہنہ نظر سے گذرین اور باب السرطان میں ذراع اور نثرہ
و طرفہ اور باب الاسد میں جھد دوم زہرہ سوم صرفہ اور باب السنبلہ میں عود و سماک اور باب المیزان میں غفرہ و زلابہ
اور باب العقرب میں اکلیل و قلب اور باب القوس میں شعلہ اور انعام و بلدہ اور باب الجدی میں ذابح و بلع اور
باب الدلو میں سعود و اجنبہ اور باب الحوت میں مقدم و موخر اور رشا کا سیر و تماشا دیکھا نائب رفیع کا شاہزادہ کو
ایک برج سے دوسرے برج میں اسطرح لیجاتا تھا اور ہر مکان کا دریکچہ کھول دیتا تھا اور شاہزادہ کو دریکچوں
سے باغماے دلکش و فرحت افزا نہایت وسیع الفضا عجیب کیفیت و خوش قطع دکھاتا تھا کہ نمونہ فردوس اُسے
کہے تو بجاتا تھا الغرض شاہزادہ دلدادہ سیر کرسی سے بارہ برجوں کی بخوبی مثل مہر و ماہ کے جب کرچکا تو
رفیع کرسی نشین کے پاس آیا رفیع کرسی نشین نے کہا اے شہر یا عالم غلام حضور کو سعید لوحہ دار کے
پاس روانہ کرتا ہر وہ دار و غنہ ہر مربع و متن کا ہر آخر رقعہ مہری اور گھوڑا برق رفتار شاہزادہ نامدار کو دیگر
روانہ کیا شاہزادہ رفیع کرسی نشین سے رخصت ہو کر روانہ ہوا راہ میں صد ہا مکانات خوش قطع و مرغوطین

اور بازار خوب اجناس مرغوب ہر دوکان خوش اسلوب نظر سے گذری فقہ کوتاہ وہ اسب فلک سیر شہزادہ کو
 مقوڑی دیرین ایک مکان عظیم الشان کے دروازہ پر پہونچا کر ٹھہر گیا شاہزادہ گھوڑے سے اتر اندر مکان
 کے داخل ہوا دربانوں نے پوچھا ای جوان ذیشان کہاں سے آتا ہوا اور کہاں جائیے گا شاہزادہ نے فرمایا
 رفیع کرسی نشین کے پاس سے آیا ہوں اور سعید لوحدار کے پاس جاؤنگا دربان سعید کے پاس
 شاہزادہ کو لائے شاہزادہ نے سعید لوحدار کو دیکھا ایک مرد سفید ریش نورانی شکل صحن میں سبز رنگ
 پر بیٹھا ہے اور غلامان ماہ رو و عنبر بوہری پیکر زرین کمر دست بستہ گرد و پیش استادہ ہیں شاہزادہ نے
 سلام کیا اور رفقہ دیا سعید لوحدار نے شاہزادہ کو کمال توقیر و تکریم ایک مکان میں اتارا اور کہاں جان
 ہیں کوش فرمائیے کل دیکھا جائیگا یہاں شاہزادہ نے کنیزان رشک پری غیرت حور بے شمار ہر ایک
 اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم تیار دیکھیں سعید لوحدار نے کہا حضور بعد اسکے اور تخت پر اجلاس فرمائیں
 اور آواز دی کہ ای فرزند منطقہ زرین کمر ہمان کی خاطر مدارات کرنا ضرور ہے اور اسے آواز آئی کہ ای پدر
 والا قدر حاضر ہوئی اور شاہزادہ سے عرض کی کہ غلام کو بوجہ پیری کے طاقت اداسے لازم ہمانی نہیں ہے
 لہذا دفتر کو خدمت عالی میں دے کر امیدوار رخصت ہوں امید کہ حضور غلام کو معاف فرمائیں شاہزادہ نے
 فرمایا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے اور آرام کیجیے سعید لوحدار آداب عرض کر کے رخصت ہوا یہاں
 منطقہ زرین کمر بعض باب کے خدمتگزاری میں حاضر ہوئی شاہزادہ نے اس رات صحبت دلچ و رنگ
 موقوف رکھی اور منطقہ زرین کمر سے حرف و حکایات میں وہ رات گذاری منطقہ زرین کمر ایسی لطیف مزاج
 و ظریف و شیرین بیان تھی کہ شاہزادہ نہایت محظوظ ہوا خواصین خاصہ لائیں شاہزادہ نے خاصہ تناول
 فرمایا اور آرام فرمایا منطقہ زرین کمر بھی اپنی خوابگاہ میں گئی شاہزادہ نے ابھی آرام نہ فرمایا تھا کہ
 ایک آواز در دیاں کان میں آئی شاہزادہ تاب ضبط نہ لاسکا اور اس آواز پر جا پہونچا دیکھا کہ منطقہ
 زرین کمر کمال گریہ و زاری درگاہ باری میں مناجات کر رہی ہے کہ بار خدا یا حقیظ کو میرے ضعیف باب
 کے حال پر مہربان کر کہ میں سوزش باطنی روزمرہ سے نجات پاؤں شاہزادہ کے خیال میں آیا کہ یہ
 عورت کسی پر فریفتہ ہے کہ منطقہ نے شاہزادہ کو دیکھ لیا اور شرم زدہ رہ گئی شاہزادہ منطقہ کو اپنے
 آرامگاہ میں لے آیا اور بقسم نہایت شفقت سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے منطقہ نے کہا کہ ہمارا شریک کار
 محفوظ قلندر کا بیٹا حقیظ شریا مکان ہے کہ نہایت رشید و جوان ہے اور میرا حال صنف غائبانہ عاشق ہو گیا ہے
 جب محفوظ اس امر سے آگاہ ہوا اسے میرے باب سے پیغام شادی کا دیا میرے باب نے ایک لمحہ میں
 اسکو بھیج دی کہ اسے تصویر اسکی ہمیں بھیج دو کہ ہم اس کے قیافہ سے حال بخوبی دریافت کر لیں تو پھر جو اس

مناسب دیکھنے محفوظ قلمدار نے حقیقت کی تصویر لوح پر بھیجی بھجوری میرے باپ نے تین روز خوب اس تصویر کو دیکھا اور پسند کیا اور رضا مندی کا پیغام بھیجا جانتا تھا کہ کسی بدخواہ و بدگو نے کہا کہ محفوظ اپنی صحبت میں علانیہ یہ کہتا تھا کہ سعید جو اس قدر تحقیق میں کوشش کرتا ہے شاید جہیز میں گوہر سہیل دیکھا یہ کلمہ طنز میرے باپ کو ناگوار معلوم ہوا اور محفوظ کو لکھا کہ ہم یہ نسبت جب منظور کریں گے کہ جب تم گوہر سہیل عروس کے مہر میں روکے اور اگر یہ تم سے نہ ہو سکے تو تم اب ہرگز ہمیں پیغام نسبت کا نہ بھیجنا ہر چند کہ محفوظ اپنے قول سے بدودہ سے پیشمان ہوا لیکن کہ ورت طرفین کے دل میں پیدا ہو گئی اور اس غبار خاطر طرفین سے یہ نتیجہ ہوا کہ ستارہ اوج حقیقت پست ہو گیا اور ادبار ایسا بلند ہوا کہ تخت دولت و اقبال خاک مذلت میں ملکر برباد ہو گیا اب شناساؤ کہ حقیقت کو دو دو دن تین تین دن فاقہ کشی میں گزرتے ہیں اور اس تکلیف سے افاقہ نہیں ہوتا اور رات و دن نالہ و زاری و بیقراری میں بسر ہوتی ہے سمجھو بھی اس کے حزن و ملال سے کمال ملال ہوتا ہے اور ایک شعلہ آتش جگر و سینہ میں مشتعل ہوتا ہے مگر لاچار ہر درویش بر جان درویش چھو کچھ بن نہیں آتی شاہزادہ نے کہا کہ میں مسافر ہوں مجھے فرصت کہاں ورنہ میں کوئی نہ کوئی صورت تم دونوں عاشق و معشوق کے موافقت کی نکالتا اور تمہارے درد کا ضرور شریک ہوتا غرض تمام رات اسی قصہ و افسانہ میں گزری صبح کو سعید لوحِ دل شاہزادہ نامہ دار کے پاس آیا اور دروازہ قصر مریح پر لگیا شاہزادہ نے وہ قصر جو گوشہ دیکھا اور ہر گوشہ کا رنگ غلغلہ پایا یعنی اول طبقے کا رنگ آتش اور ادنیٰ طبقہ کا رنگ خاکستری اور اوسط کا رنگ سفید و سبز معلوم ہوتا تھا جب اندر باغ کے داخل ہوا تو باغ عجیب پر بہار و فرحت افزا دیکھا زمین اُسکی سیم خام کی تھی اور در و دیوار طلائی جس میں کہ یا قوت و زمر و غیرہ کی بچی کاری کی ہوئی تھی شاہزادہ سیر کرتا تھا شاہزادہ دیکھتا ایک بارہ دری میں گیا وہاں ہجوم ماہر و یان و ہنگامہ ناچ و رنگ برپا دیکھا اور ایک شاہ نشین پر پردہ زنبوری زنگار مرصع کار پڑا تھا لیکن اندر اُسکے تاریکی از حد تھی اور چند نازنین ماہ جبین چپ و راست پردہ کے موافق مرتبہ اپنے اپنے کے دہنے بائیں کھڑی تھیں اور کچھ بیٹھی تھیں اور ایک نازنین زہرہ جبین باحسن و جمال آگے پردہ کے کرسی زنگار پر نہایت تکبر و تجمل سے بیٹھی ہوئی تھی لیکن سب کا خیال ہمہ تن پردہ کی جانب تھا کہ گویا کوئی اندر سے کلام کرتا ہو اور یہ جواب دیتی ہوئی اسنے مخاطب معلوم نہ ہوتی تھیں شاہزادہ کو صورت آشنا وہ جبینان معلوم ہوئیں لیکن یہ خیال میں نہ آیا کہ کہاں دیکھا تھا تمام دن سیر باغ میں گزرا وقت شب محفل رقص میں گیا نازنین کرسی نشین نے اول شاہزادہ کو دیکھ کے کچھ پردہ کی جانب کہا بعد اسکے بہ تنظیم و تکریم پیش آئی اور سامان دعوت و مہانداری کا متیا کیا شاہزادہ نے ناچ دیکھا اور سرودہ نغمہ شناسا اور طعام نوش فرمایا پھر آرام فرمایا جب صبح ہوئی شاہزادہ بیدار ہوا دیکھا کہ میں دوسرے مکان

میں ہوں اور یہاں بھی ایک شاہ نشین اور پردہ زنگاری ہو لیکن کوئی اور نظر نہ آیا الا تمام دیواروں پر تصویریں
بھرا تھا اور قد آدم تصویریں ایسی با حسن و جمال تھیں کہ نگاہ نہ ٹھہرتی تھی شاہ ہزاوہ تمام دن تصویریں دیکھا کیا
یہاں تک کہ وقت کھانے کا آیا اور کھانا بھی لوش نہ فرمایا جب اشتہا ہوئی کچھ میوہ بانٹ سے کھا لیا جب
شام ہوئی ہر ایک تصویر بصورت انسان ہو گئی اور ناچ و گانا شروع کر دیا اور شاہ ہزاوہ کی دعوت کی
جب شاہ ہزاوہ نے حال شاہ نشین پوچھا انھوں نے کہا کہ ہمارا بادشاہ ہی الغرض پہلے مکان میں تصویریں
جا کی تھیں اور دوسرے مکان میں تصویر آبی اور تیسرے مکان میں تصویر بادی اور چوتھے مکان میں آتشی
تصویریں تھیں اس طرح چار شبانہ روز یہی کیفیت رہی کہ دن کو تصویر اور شب کو نازنین ہر تصویر کا ناچ و رنگ
سرد و فتنہ رہتا تھا اور جب پوچھا کہ پردہ کے اندر کیا ہو کہا کہ ہمارا بادشاہ ہی اور روزیم سعید لوحدار کے
مکان میں اپنے کو پایا سعید لوحدار سے شاہ ہزاوہ نے سب حال بیان کیا سعید لوحدار نے کہا اے شہزادہ
یہ تصویریں قصر مرج کی ہیں یہ طلسم عنبری ہیں ہی اور جو آپ نے طلسم افلاک میں ملاحظہ فرمایا وہ قصر مثنیٰ میں مشاہدہ
صورت ہو گا شاہ ہزاوہ نے کہا پردہ کے اندر کیا اسرار ہیں سعید لوحدار نے کہا
کہ حقیقت قصر مثنیٰ اور قصر مرج کی مفصل حضور کو منزل خاص میں معلوم ہوگی اور حضور قصر
مثنیٰ میں تشریف لے چلین اور وہاں کا بھی سیر و تماشا دیکھیں شاہ ہزاوہ سعید لوحدار
کے ہمراہ قصر مثنیٰ پر پہونچا یہ قصر مثنیٰ پہل تھا شاہ ہزاوہ نے آٹھ روز میں آٹھون پہون کی
سیر کی اور جو کنیزیں کہ راہ میں دیکھی تھیں ان سے ملاقات ہوتی گئی اور اسی طرح شاہ نشین اور
پردہ بدستور ہر مکان میں دیکھا شاہ ہزاوہ نے جب یہاں کسی کو نہ دیکھا تو دل میں آیا کہ اب
شاہ نشین میں دیکھنا چاہیے کہ کیا ہے جب پردہ شاہ نشین اٹھا یا وہاں ایک مکان نہایت عمدہ
پر تکلف دیکھا اور ایک دیوار پر تصویر ملکہ نو بہار گلشن افروز کی دیکھی پس بھر دیکھنے تصویر معشوقہ کے
ایک نعرہ ہائے کامارا اور بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا دیکھا کہ شب ہو گئی اور محفل عیش گرم ہے اور اس
نازمین نے جو کرسی پر بعدہ وزارت برابر پردہ کے بیٹھی تھی شاہ ہزاوہ کو اپنے برابر ایک کرسی زنگار پر بٹھالیا
شاہ ہزاوہ ایسا اشتیاق ملکہ میں تھا کہ سوا پردہ کے اور کسی جانب خیال تک نہ کرتا تھا اور ہر مرتبہ ہی
قصد کرتا تھا کہ پردہ اٹھا کے اندر چلے اور معشوقہ کے خیال سے دل کو خوش کیجیے اور یہ شعر پڑھتا تھا

در پردہ نشست نباشد نواے تو | عالم پرست از تو و خالیست جلے تو

آہ تک جلوہ نہ دیکھا برق روے یار کا | ایک ہو جینا نہ جینا نا تو ان و زار کا
جذبہ دل تو تو دیکھا رخنہ اس دیوار کا | نور ہی پیش نظر آنکھوں کی خواہش ہی یار کا
جب سے باہر نہیں آئے نہ کہیں شوق سے | شوق اپنے کان رکھتے ہیں تری گفتار کا

گیا جب حلقہ ہماری چشم کا ہار بنے | ہو تصور رات دن اس چاند کے رخسار کا | دیدہ تصویر کی صورت کھلی رہتی ہے رنگ
اب یہ نقشہ ہی تمھارے طالب دیدار کا

وہ نازنین سب مانے ہو مین اور کہا امی جو ان تیری جرات سے یہ خوف ہو کہ پہلو گون پر کوئی بلا نازل نہو شاہزادہ
نے اصلاً اُنکی بات کا جواب نہ دیا اور بے تکلف پردہ اٹھا دیا شمع

اس پردہ مین اک نور کا جلوہ نظر آیا | اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا

دیکھا ملکہ نور بہار گلشن افروز کس ناز و انداز سے تخت جواہر نگار پر بیٹھی ہو جبکہ آنکھیں ملکہ کی شاہزادہ سے
چار ہو مین ملکہ نے تبسم کیا اور مسکرا کر کہا کہ امی جو ان چالاک مجھے ملکہ صبح دلکش کی ملاقات مبارک ہو مجھے سب حال
بخوبی سنا ہے کہ تو جس لطف تکلف سے طلسم آفتاب اور شہر بیدار دلان مین گیا اور تیری ملاقات ملکہ صبح دلکش سے
ہوئی یقین ہے کہ اس وقت بھی تو نے اُسی کے خیال اور تصور مین پردہ اٹھا دیا یہ خیال تیرا محض غلط نکلا ملکہ صبح دلکش
کیا نہ کہان اگر وہ یہاں ہوتی تو ہم مجھے بخوبی ملاقات کرا دیتے اور تیرے قلب سوختہ فراق کو آب وصال سے
اُسکے سرد کرا دیتے شاہزادہ نے جو یہ کلمہ زبان معجز بیان ملکہ سے سنا یہ شعر پڑھا شمع

دل کی جو امید تھی برآگئی | صورت محبوب نظر آگئی

لیکن روح جسم سے تنگ لگی آئینہ وار حیران ہو آگیا سکتہ ہو گیا اور ملکہ کی صورت دیکھا کیا پس ایک مرتبہ جو گرا بیہوش ہو گیا
جب ہوش مین آیا اپنے کو سعید لوح دار کے مکان مین دیکھا سعید نے کہا امی شہر یار یہ تمھارا حال کیا ہوا چہرہ کو
نفسیاب اعدا تغیر کیوں ہو شاید کوئی تماشا تازہ دیکھا شاہزادہ نے سعید سے فرمایا کہ تم کیا حال پوچھتے ہو میرا
پس نہایت مہربانی کرو جو ایک بار اس قصر مین مجھے اور پونچا دو اور اپنی سرگزشت بیان کی سعید نے کہا اس
امر کا مین مجازہ نہیں ہوں کہ ایک مکان مین دوسری بار بھی سکون مین مجبور ہوں کہ یہ خلافت قاعدہ ہو مگر خاطر جمع
رکھو خدا نے چاہا تو جلد مطلب سے کامیاب ہو گے اب مین تمھیں محفوظ قلمدار کے پاس بھیجتا ہوں تم اس سے
حصہ چہار مثلثہ کی سیر کو کہنا کیا عجب کہ وہاں بھی صورت دلدار نظر آئے شاہزادہ نے کہا بدون تمھاری کوشش کے
میرا وہاں پہنچنا محال ہے سعید بولا کہ ہر چند میرے اُسکے ایک صورت کشیدگی کی ہو گئی تھی لیکن مین ٹکود وہاں ضرور
پہنچا دوں گا پھر سعید نے ملازمن کو حکم دیا فلاں صندوق تیرا وہاں جب صندوق آیا اُس مین سے ایک لوح یا قوت لائی
کی نکالی جو پانچ باشت کی مربع تھی اور اُس پر کچھ خط سبز لکھا تھا سعید نے ایک کاغذ سفید اس لوح پر رکھا غور غور وہ حرف
سبز رنگ کا غریب ہو گئے پھر اپنی ٹہری اور وہ کاغذ شاہزادہ کو دیا اور کہا کہ جب آپ یہاں سے روانہ ہوں گے
تھوڑی دور پر ایک کنواں ملیگا جسے فارسی مین چاہ زنان اور عربی مین بیرو النساء کہتے ہیں وہاں عورات تشکیل
و جمیلہ بارہ بارہ برس کی پانی بھرنے آئینگی اُن مین ایک نازنین گھڑا سونے کا مینا کار لیے ہوگی تم اُسکے ساتھ چلے جانا

وہ ٹکڑے محفوظ کے گھر کا پتہ بتا دیگی جب وہاں پہونچے گا تو اندر جانا دربان سے کہنا کہ میں محفوظ کے پاس جاؤنگا وہ ٹکڑے وہاں پہونچا دیگا محفوظ تھے پوچھے گا کہ آپ نے تکلیف کہاں کی بس تم یہ رقم دیدینا القصد شاہزادہ سعید سے رخصت ہو کر چاہ کی طرف چلا جب چاہ پر پہونچا دیکھا کہ ہزار ہا مہرو و سنبل سوہانی کو آتی جاتی ہیں جب وہ عورت بارہ برس کی گھڑا سونے کا مینا کا سر پر رکھ روانہ ہوئی شاہزادہ بھی ہمراہ ہو لیا وہ ایک بار گاہ عالی شان پر پہونچی اور ایک ساعت کے بعد اُسے اپنے مکان کی راہ لی شاہزادہ دروازہ پر حیران کھڑا رہ گیا دربان نے پوچھا تم کون ہو شاہزادہ نے فرمایا میں محفوظ کے پاس جانا چاہتا ہوں دربان نے محفوظ کو اطلاع دی محفوظ نے اندر بلایا لیکن کمال بے التفاتی سے پیش آیا یہاں تک کہ بیٹھنے کا بھی حکم نہ دیا شاہزادہ نے ایک مرد ریش سفید پچاس برس کا سن ضعیف خوش قیافہ دیکھا کہ کرسی زرنگار پر بکشت و اجلال بیٹھا ہوا اور لوگ دست بستہ گرد کھڑے ہیں محفوظ نے کہا ای جان تو کون ہو اور تیرا کیا مطلب ہے شاہزادہ نے بہ اکراہ تمام وہ رقم سعید کا دیا محفوظ نے بھر دے لیکن رقم کے سرو قدر تعظیم دی اور کرسی زرنگار پر بٹھایا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور غلام کا قصور معاف فرمائیں کہ میں ایک ایسے رنج میں ہوں کہ آنکھوں میں دین و دنیا اندھیر معلوم ہوتی ہے اپنے جامہ سے باہر ہوں شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ عذر بدتر از گناہ ہے کسو اسطے کہ وہاں سے کوئی شخص ایسی کچھ خلقی سے پیش نہیں آتا جیسا کہ تم نے کیا محفوظ نے کہا آپ ہمارے ولی نعمت ہیں ہماری مجال ہے کہ ہم آپ سے کسی طرح کی گستاخی کر سکیں اور ملازموں کو حکم دیا کہ آج ہمارے آقا نے اس غریب خانہ کو اپنے نور جمال سے منور کیا لہذا سامان دعوت جلد محتیا کرو خادموں نے ایک چشم زدن میں سب سامان شاہانہ جمع کر دیا جب دسترخوان آیا اور رنگ برنگ کا کھانا چنگاں تب شاہزادہ نے کہا میں بے تمھارے کھائے کھانا نہ کھاؤنگا محفوظ سکوت میں گیا شاہزادہ کو شک واقع ہوا کہ کوئی اسمین بھید ہے بعد اسکے محفوظ نے عرض کیا حضور نوش فرمائیں میرا کھانا ابھی تیار نہیں ہوا شاہزادہ نے فرمایا شاہزادہ یہ تمھاری غذا اس کھانے کے علاوہ اور کوئی کچھ ہے کہ اس عرصہ میں ایک کاسہ چینی خد متگار نے لا کر دسترخوان پر رکھ دیا محفوظ بولا حضور فدوی کا رزق بھی آگیا شاہزادہ نے جو دیکھا تو اسمین آتش جو تھے شاہزادہ نے فرمایا اسکا کیا سبب ہے محفوظ بولا ای شہر یار حفیظ کا حال عاشقی اس نوبت کو پہونچا ہے کہ صبح سے صبح کو نکل جاتا ہے جب ملازم از حد کہتے ہیں کہ ماں باپ تمھارے مرجائیں گے تو یہ آتش جو کچھ کھا لیتا ہے جو اُس سے بچتا ہے وہ میں کھاتا ہوں اور جس روز وہ نہیں کھاتا میں اور والدہ اُسکی بھی نہیں کھاتی شاہزادہ نے کہا ٹکڑے اسکا علاج کرنا ہے جب ہو روز وہ ضایع ہو جائیگا محفوظ نے کہا جناب عالی جب تک سہیل دستیاب نہ ہوگا اسکا اچھا ہونا غیر ممکن ہے اور سہیل زیور شاہی سے ہے بھلا کس طرح سے مل سکیگا شاہزادہ نے کہا حفیظ کہاں ہے محفوظ نے کہا پہاڑ پر چھوٹا ناں ہے نا ہوگا اگر تم قید کرتے ہیں تو وہ ہلاکت کا اپنے قصد کرتا ہے شاہزادہ کو از حد رنج ہوا لیکن کوئی صورت معائنہ محفوظ سے نہ

کی ذہن میں نہ آئی آخر محفوظ سے فرمایا ہمارے نزدیک اول تم باہم صفائی کرو بعد اسکے تم دونوں باہم بادشاہ سے گوہر سہیل مانگ لو محفوظ بولا اور شہر یار ہماری کیا حقیقت ہو اچھے اچھے معزز ملازم گوہر سہیل شاہ سے طلب کر نہیں سکتے اور یہ ایک ادنیٰ خادم کیا قدرت رکھتا ہو شاہزادہ نے کہا پھر عرض و معروض کی کیا صورت ہو محفوظ نے کہا یہاں جو ایک طرح سے طرز حکومت قانونی سابق سے چلا آتا ہو اُسین کم و زیادہ نہیں ہوتا نوبت حکم احکام کی نہیں آتی یہاں تک کہ ہم باوجود اس عہدہ کے کبھی صورت سے بادشاہ کی واقف نہیں ہاں ہر سال ایک مرتبہ منزل خاص میں حاضر ہونا ہوتا ہو وہاں سرنگون کھڑا ہونا ہوتا ہو اگر احیاناً کسی کی حاضریاں دربار سے آنکھ اوچھی ہو گئی تو فوراً ایک سنج برق غیب سے گرتی ہو کہ سر اسکا جدا ہو جاتا ہو شاہزادہ نے کہا یہ رسم قدیم ہو یا اب تمہارے بادشاہ نے اختیار کی ہو محفوظ نے کہا ہمارے ہوش سے یہی قاعدہ چلا آتا ہو شاہزادہ نے پوچھا نام تمہارے شاہ کا کیا ہو محفوظ بولا کہ باوجودیکہ کبھی قصر مشن اور قصر منج کی میرے اور سعید کے پاس ہو لیکن آج تک بننے یا سعید نے کبھی اپنی آنکھ سے بھی نہیں دیکھا کہ وہ قصر کیسے ہیں اور نہ نام بادشاہ سے واقف ہیں مگر یہ جانتے ہیں کہ تمام کارخانہ طلسم اجرام اجسام میں ایک بادشاہ ہو اور ہر جا ایک ایک نائب اسکا ہو شاہزادہ نے کہا یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ باوجود کلید برداری قصر کے اور پھر قصر کو نہ دیکھے تو اس قصر کا کام کس طرح سے کریگا ممکن نہیں کہ سعید نے یہ مقام نہ دیکھے ہوں محفوظ نے کہا خداوند نعمت دیکھنا ان مقاموں کا اجازت بادشاہ پر موقوف ہو شاہزادہ نے کہا اجازت بادشاہ کوئی امر دشوار نہیں ہو محفوظ نے کہا حضور بادشاہ بھی تو ایک ذات قدسی البرکات کا محکوم حکم ہو جسکو طلسم عناصر میں عین غنائے بزرگ حکمت لکھے ہیں اور ساکنان طلسم کو اکب میں دُرّی دانش مشہور ہو اور طلسم شہر کسی و فلک المبرج میں گم ہوتا ہو اسکا نام ہو اور طلسم فلک اطلس میں شاید کوئی اور نام ہو گا کہ اس سے ہم واقف نہیں حاصل کلام یہ کہ کل کائنات عجائبات کا بادشاہ عالیجاہ بالاستقلال وہی ذات بابرکات ہو شاہزادہ نے کہا اتنے اُسے دیکھا ہو محفوظ نے کہا حاشا ہماری مجال کہاں جو نظارہ اسکا کہ میں شاہزادہ کو کمال حیرت ہوئی اور فرمایا شعر

ان زمین رشتہ سر میتوان تاقتن | ان سر رشتہ را میتوان باقتن

غرض کہ دوسرے دن محفوظ شاہزادہ کو شہر سے باہر لایا اور کہا ذرا آنکھوں کو بند کیجیے شاہزادہ نے آنکھوں کو بند کیا پھر سات قدم چلنے کے بعد کہا آنکھوں کو کھولو اور شاہزادہ نے ایک حصار سنگ گبودی کا دیکھا جسکے ہر گوشے میں ایک برج اتنا بڑا تھا کہ شمار انسانی سے باہر ہو لیکن دروازہ معلوم نہیں دیتا تھا محفوظ نے کہا حصار مثلاً یہی ہو شاہزادہ نے کہا دروازہ اسکا کہاں ہو محفوظ نے کہا ان درختوں میں حضور تشریف لیچیں وہاں دروازہ کا بھی پتہ لگ جائیگا جب درختوں میں پہنچے وہاں ایک مسجد دیوہی کہ درو دیوار و حصار و برج اُسکے سب طلائی تھے محفوظ نے کہا حضور نے ایسی مسجد بھی کہیں دیکھی ہو شاہزادہ نے کہا دیکھنا کیسا شگفتا بھی نہیں محفوظ نے کہا یہ سچ عالم طلسم ہیں

بیت المعمور مشہور ہے اور یہی دروازہ حصار مثلثہ کا ہے اب ایک اسم میں عرض کرتا ہوں اسے شروع کیجیے لیکن ہنگام اسم خوانی اقسام اقسام کے اشکال مہیب و خوفناک وغیرہ دیکھیے گا لیکن آپ کسی طرح کا خوف نہ کیجیے گا اور پڑھے جائے گا بعد ایک ساعت کے آنکھیں بند ہو جائیں گی اور خواب میں جتنے مراتب کہ سیر حصار مثلثہ کے ہیں وہ سب یاد کر لیجیے گا جو آپ کو ہدایت ہوگی موافق اسی ہدایت کے کام کیجیے گا یہ کہنے کے محفوظ رخصت ہو گیا شاہزادہ تمام دن اس مسجد میں رہا لیکن جب کھانا میسر نہ آیا ناچار فقال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر یہ پڑھنا شروع کیا ناگاہ ایک حجرہ میں سے مسجد کے دیگ و کنگیری کی آواز آئی اور دروازہ حجرے کا کھلا پھر آواز آئی کہ اے تھان خدا کھانا حجرہ میں موجود ہے شاہزادہ حجرہ میں گیا دیکھا دسترخوان پر تکلف بچھا کھانا اقسام اقسام کا چٹنا اور ایک گلاس بلور میں پانی سرد موجود ہے عرض شاہزادہ نے خاصہ تناول فرمایا پانی نوش کیا اسے تین دست نماز عشاء آیا نماز ادا کی اور اسم پڑھنا شروع کیا ابھی چار ہی پانچ بار اسم پڑھا تھا کہ اشکال خوفناک دکھائی دینا شروع ہوئے لیکن شاہزادہ باطمینان تمام پڑھے گیا خوف کو خیالی میں نہ لایا اسم تمام کر کے آرام فرمایا راست کو جس وقت آنکھ کھلی ساری مسجد میں فرشتہ زربفت و فضل کا بچھا دیکھا اور فانوس چھابے ہانڈیاں و قندیلین جو امیر نگار روشن دیکھیں یعنی قندیل ہر در میں دمزد و یا قوت کی اور ہر محن مسجد میں چہل چراغ روشن تھا تمام مسجد روشن و سنور تھی اور ایک ایک منبر ہر در کے مقابل تھا اب لوگوں کا آنا شروع ہوا اور آٹھ مولوی زادہ و ابرار ہر منبر پر جا بیٹھے اور وعظ شروع کر دیا شاہزادہ نے ایک سے پوچھا کہ یہ واعظ کون ہیں اور یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں اس نے کہا تمہیں ان کے حال دریافت کرنے سے کیا فائدہ شاہزادہ نے کہا مجھے راہ حصار مثلثہ پوچھنی ہے اس نے کہا اگر تمہیں راہ کا دریافت کرنا منظور ہے تو واعظ آٹھ گئے ان کے پاس جاؤ کہ وہ بوجہ احسن راہ بتا دیں گے باقی اور واعظ مصلحتات افلاک سبعہ کی خبر دیتے ہیں شاہزادہ محراب آٹھویں کے واعظ کے پاس گیا واعظ نے کہا اے شخص سیار طلسم اجرام و اجسام اگر تم سیر حصار چار مثلثہ کی چاہتے ہو تو سن لو کہ اس حصار کے چار طرف بادشاہ جلیل القدر سلطنت کرتے ہیں انہیں ہر ایک کے ملک میں جانا چاہیے اسی طرح منزل خاص میں بھی پہنچ جائیے گا جو کہ خاص مقام شاہ ہے اور مینار مسجد میں راہ حصار کی ہے پس شاہزادہ پر ایسا نوم غالب ہوا کہ بے خبر سو گیا جب صبح کو آنکھ کھلی کسی کا نشان نہ پایا شاہزادہ نے کہا یہ خواب تھا کہ بیداری لیکن حسب ارشاد واعظ زینہ مینار پر گئے دیکھا نہ مسجد ہے نہ وہ مینار ہے ایک صحرا کے لق و دق کف دست میدان ہے آگے بڑھے چند قدم کے بعد ایک گرد نظر آئی جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا ایک نوجوان باتاج مرصع نگار عربی گھوڑے پر سوار فوج دریا موج کو ہمراہ لے چلا آتا ہے جب شاہزادہ کے قریب پہنچا کہا اے جوان ذی شان آپ کس طرح یہاں وارد ہوئے اور کہاں جائے گا شاہزادہ نے جو جوان عالی شان آفتاب مثال صاحب جمال جو انفرادی طور شہسار دیکھا فرمایا اے بھادر پہلے تم اپنے اسم گرامی سے آگاہ فرماؤ پھر میں اپنی سرگذشت بیان کروں گا اس نے کہا

نامہ سیرا اقبال شاہ بن آذر الزمان شاہ ہی میرا کام یہی ہو کہ میں ہر درد مند کا شریک حال رہتا ہوں اور جو کار سخت کسی کو لاحق ہوتا ہو میں اُسے اسپر آسان کرتا ہوں شاہزادہ معز الدین نے کہا کہ میں بھی کبھی ایک ملک کا شاہزادہ تھا مگر اب تو بقول اس غزل کے غزل

زلف شبگون کا ہمارے سر کو سودا ہو گیا	کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہو گیا	ایک بُت کا فر پر دل اپنا جو شیدا ہو گیا
دیر سجد ہو گئی کعبہ کلیسا ہو گیا	بیٹھے بٹھلائے ہمارے دل کو یہ کیا ہو گیا	وہ اُسٹے پہلو سے دل میں درد پیدا ہو گیا
خاک پھانی کو بکوا سیسی تلاشش یار میں	جامہ ہستی ہمارے تن پہ سیلا ہو گیا	

ایک نازنین کی زلف میں دل ایسا گرفتار ہو گیا ہو کہ اُسکی تلاش میں بیچ و تاب کھاتا عجائبات کے اندر آوارہ دشت و دیار میں پھرتا ہوں اور کہیں وہ صورت زبیا نظر نہیں آتی بلکہ شعر

اشکل امید تو کب پہلو نظر آتی ہو | صورت یاس بھی بن بن کے بکڑ جاتی ہو

اور جو کبھی نشان بھی ملا تو اسکا اعتماد نہیں اقبال شاہ نے کہا تم میرے ساتھ چلو میں شکوہ تھاری معشوقہ کے پاس جونی پہونچا دوں گا شاہزادہ نے پوچھا اب تمہارا کہاں جانا ہو گا اقبال شاہ بولا میں شہر سرکشان میں جاؤں گا شاہزادہ نے کہا اس حصار میں کوئی شہر بھی ہو اقبال شاہ نے کہا ہاں گو کہ حصار معلوم ہوتا ہے لیکن ہر گوشہ حصار میں ایک شہر عظیم ہو اور ہر ملک میں ایک بادشاہ ہو یعنی جو شہر کہ مشرق کی طرف واقع ہو اُسے شہر سرکشان اور جو ملک مثلثہ آتشیں مشہور ہو وہاں کی خلق صفراوی المزاج ہو اور نام بادشاہ کا طافی شاہ ہو اور سمت جنوب شہر سودا ہاں اور شہر بیچارگان ہو اور اُسے ملک مثلثہ خالی بھی کہتے ہیں وہاں کی خلایق سوداوی مزاج ہوتی ہو اور نام بادشاہ کا راسب شاہ سوم شمال کی طرف مثلثہ ہوائی واقع ہو اور شہر کا نام شہر عاقلان ہو وہاں کے لوگ دموئی مزاج ہوتے ہیں اور بادشاہ وہاں کا عادل شاہ ہو چہارم جو ملک مغرب سے منسوب ہو وہ مثلثہ آبی ہو دارالملک اُسکا شہر سیفیہاں ہو اور شکتا سے شہر بلخی مزاج چھوٹے بڑے قد کے ہوتے ہیں اور وہاں کے بادشاہ کا نام مرطوب شاہ ہو اور یہ مملکت مشرقیہ وغربیہ و شمالیہ و جنوبیہ بھی مشہور ہو اور یہ چاروں بادشاہ ایک شہنشاہ عالیجاہ کے خراج گزار ہیں اور ملک اُس شہنشاہ کا وسط زمین ان چاروں بادشاہوں کے واقع ہوا ہو اور عرصہ چند سال سے آپس میں بادشاہانہ چارگانہ میں نفاق بالاتفاق ہوا ہو اذین بہت سب نے شہنشاہ سے بغاوت و تفرودی پر کمر باندھی ہو اور رئیس عظیم کا دار و مدار حیات و ممات کا اُن چاروں کی فقط اطاعت ان چاروں سلاطین پر ہو لہذا ہر وقت اسی فکر میں غلطان و بیچان رہتا ہوں کہ کسی طرح آپس میں اتفاق ہو جائے اور میری اعانت ترک نہ کریں کہ دوسرے اطراف و جوانب کے لوگ مجھ پر حرج کرینگے تو میں بے دست و پا کیا کروں گا اسی رنج و الم میں نوبت ہلاکت پہونچتی اور حکمائے بھی یہی تجویز کیا ہو کہ جب تک ان چاروں بادشاہوں میں صلح نہ ہوگی ان کا

اچھا ہونا غیر ممکن ہو جب شاہنشاہ مجبور و مایوس ہوا تو اپنی بیٹی ناطقہ روشن بیان کا عقد باین شرط مشروط کیا کہ جو کوئی ان چاروں میں صلح کر دے تو ہم اسکا عقد ملکہ سے کر دیں گے اب تم بھی آگاہ ہو کہ ہمارا ایک مرشد و ہادی ہے اور ہم اس مرشد کے دو مرید ہیں ایک اقبال شاہ دوسرا مقبل لیکن میں مقبل سے ایک نوع کا رتبہ زیادہ رکھتا ہوں مرشد نے روز ازل سے اسکی تمام انوارات دنیاوی کی کفالت میرے پاسے نام کی ہو اور فرمایا ہے کہ ہر وقت و ہر ساعت مقبل کا حال دیکھتے رہنا حسب الفاق مقبل کسی تقریب سے ناطقہ روشن بیان پر عاشق ہو گیا جب مجھے اس کیفیت سے اطلاع ہوئی میں کوہ خفا اپنے دارالقرار خاص سے واسطے عقدہ کشائی مقبل کے اس ملک کو چلا کہ یہاں تم ملے تو تم بھی شاہزادہ بلند اقبال اور اپنی وضع و شاکل میں عذیم المثل ہو اور مقبل سے اتحاد کامل رکھتے ہو اسی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ ایک ہی ضمن میں تمہارا کام بھی ہو جائے شاہزادہ کو اس بیان سے کمال حیرت ہوئی پھر ناطقہ روشن بیان کے باپ کو پوچھا اقبال شاہ نے کہا نام اسکا سلطان روح الملک ہے اور اسکو ظہورستان بھی کہتے ہیں شاہزادہ نے پوچھا کہ وہ خفا تمہارے ملک سے اور مقبل کے مکان سے کتنے فاصلہ پر ہے اقبال شاہ نے کہا کہ وہ خفا اور ملک مقبل برابر مقابل میں ہے آخر الامر شاہزادہ معز الدین اقبال شاہ کے ساتھ گیا اور چالیس روز میں قریب شہر سرکشان کے پہونچا اور ایک نامہ باین مضمون طافی شاہ کو لکھا کہ اگر داند و اندوگرند اند و اند کہ تم چاروں سلاطین باہم صلح کر کے بالاتفاق و بہ صفائی دل سلطان روح الملک کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ اس امر نافذہ سے جو سرتابی کریگا تو سب اسپان لشکر فیروزی اثر سے ملک و مال اسکا تاراج کر دیا جائیگا اور ہر رئیس اپنی شامت اعمال کو پہونچیکا و اسلام بعد اسکے نامہ زور آور خان امرائے نادر لشکر کے ہاتھ طافی شاہ کو روانہ کیا اور یہ بھی روح الملک سے مخوف اور باغی تھا وہ اس تهدید اقبال شاہ کو مطلق خیال میں نہ لایا اور کسلا بھیجا کہ صفائی قلبی ہم رؤسا سے اب غیر ممکن ہے جب جواب صاف ملا دوسرے روز بارستان کو کوچ کیا اور طافی شاہ بھی حرب گاہ تیار کر کے باہر آیا اقبال شاہ نے دوسرا نامہ نصیحت آمیز رفعت عیار کے ہاتھ بھیجا کہ ہمکو تمہارے طرز کلام اور اندازہ تحریر سے معلوم ہوا کہ تم راہ راست پر نہ آؤ گے تم جانو اور تمہارا کام مگر یہ محض جہالت ہے اور کار جہل خراب کن انسانیت ہے فقط لیکن مابعد دولت و اقبال بدون جنگ مغلوبہ ایک منفس کو حکم جنگ نہ دیں گے لہذا تمہیں لائق ہے کہ تم خون زندگان خدا سے باز آؤ اور بہ نفس نفیس خود ہمارے اور تمہارے مقابلہ ہو آئندہ فتح اور شکست خدا کے ہاتھ ہے طافی شاہ نے جواب میں لکھا مجھے تمہارے قول سے کیا کام مچھو ایسی ضرورت نہیں کہ جو زرنگار خان و کراٹ خان سپہ سالار لشکر کے ہوتے جو ہر ایک رستم و قوت و اسفندیار زمانہ میں خود حرب و پیکار کروں اور حال جو آخر دمی ان پہلوانوں کا عرصہ کار زار میں بخوبی معلوم ہو چکا ہے اقبال شاہ چپ ہو رہا لیکن دلاور ان لشکر نے کہا حضور خود نہ تکلیف فرمائیں مردمان لشکر کو حکم دین کہ وہ

مقابلہ کرین اقبال شاہ نے کہا جب کہ طاقت دست و پا میں نہ پاؤنگا خود چلا آؤنگا غرض رات کو طاقی شاہ نے
 طبل جنگ بجا دیا صبح کو بعد تسویہ صفوں عسا کر طرفین کراٹ خان مردار خوار میدان جنگ میں آیا اس طرف اقبال شاہ
 شاہزادہ معز الدین سے اجازت لیکر میدان و غامین پہونچا دو لون پہلوان بعد فنون سپہ گری و کشتی میں
 مصروف ہوئے تا غروب آفتاب خوب زور ہوا کیے شام کو اپنے اپنے لشکروں میں چلے آئے تا اینکه تین روز
 انھیں کی حرب و ضرب میں گذرے پوچھے روز نماز کے وقت کراٹ خان کو اقبال شاہ کندہ میں بستہ و گرفتہ
 اپنے لشکر میں لے آیا طاقی شاہ کراٹ خان کے گرفتار ہونے سے ایسا گھبرایا اور بدحواس ہوا کہ قلعہ بند ہو گیا
 لیکن زرنگار خان نے جب بہت کچھ کہا کہ ایک پہلوان کے دستگیر ہونے سے ایسا بدحواس نہ ہونا چاہیے تم
 میرے نام پر طبل جنگ بجا دو تب آخر میں لاچار ہو کر زرنگار خان کے نام طبل جنگ بجا دیا تمام رات سامان
 کارزار میں گذری صبح کو صفوں لشکر آراستہ ہوئیں اور زرنگار خان اجازت میدان لیکر رزم گاہ میں آیا
 ادھر شاہزادہ معز الدین نے کہا اے برادر کج ہلکا اجازت حرب سے اقبال شاہ نے کہا ابھی ایسا امر نہیں ہے
 کہ جو میں تم کو تکلیف دوں مگر بان ایک وقت ایسا ہوگا کہ بدون تمھارے عقدہ حل نہوگا شاہزادہ چپ ہو رہا
 اور اقبال شاہ حرب گاہ میں آیا قصہ کوتاہ ایک ہفتہ تک برابر زور ہوا کیے آٹھویں روز زرنگار خان نے کہا
 کہ اب زور میرا ٹوٹ گیا ہے لہذا تم ایک ہفتہ کی مہلت لو آخر طاقی شاہ نے دس روز کی مہلت شاہزادہ سے لی
 جب چند روز جنگ و جدل موقوف رہی قراولون نے عرض کی اے شہر یار یہاں شکار خوب ہے اقبال شاہ نے کہا
 مجھے فرصت خوف دشمن سے نہیں ہے شاہزادہ معز الدین نے کہ شوقین شکار تھے کہا اچھا تم لشکر میں رہو ہم دو تین
 روز شکار کھیلین اقبال شاہ نے کہا بہتر جائیے مگر جلد تشریف لائیے گا شاہزادہ قراولون کو لیکر روانہ ہوا
 یہاں طاقی شاہ کو خوف اقبال شاہ از حد تھا رات دن اسی تردد میں رہتا تھا کہ ایک روز ادا بار نامے
 ایک عیار طاقی شاہ نے جو اپنے مالک کو مترود دیکھا کہا کہ آپ کیون اس قدر فکر میں ہیں میں آج جس طرح سے
 کہ ہوگا اقبال شاہ کو گرفتہ و بستہ حاضر کرونگا طاقی شاہ نے ادا بار کو انعام بہت دیا ادا بار عیار لباس شب روی
 سے آراستہ ہو کر لشکر اقبال شاہ میں پہونچا رفتہ رفتہ خیر خاص اقبال شاہ میں در آیا اقبال شاہ نصف رات
 کو دربار سے اپنے آرام گاہ میں آکر سو رہا ادا بار نے اول تمام جو کیداروں کو بیہوش کیا پھر دارو سے بیہوشی داغ
 اقبال شاہ میں پھونکی جب ادا بار نے بخوبی اطمینان کر لیا تب اقبال شاہ کو چادر عیاری میں باندھ لشکر سے نکل گیا اتفاقاً
 طلایہ دار لشکر اقبال شاہ خبردار ہو ہوشیار تھا ادا بار نے خوف سے طلایہ دار کے پہاڑ کا راستہ لیا مگر غلطی راہ وہاں
 ادا بار کو لائی جہاں شاہزادہ شکار میں تھا اور مقبول عیار اقبال شاہ شاہزادہ کے ساتھ آیا تھا وہ اس وقت
 بالادوی کو جو گیا درہ کوہ سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک شخص عیار وضع پوشاک شب روی پہنے پشت تارہ دوش پر رکھے

خیزا خیز جاتا ہی مقبول سدا رہا اور پوچھا تو کون ہی اور پشتارہ تیرے دوش پر یہ کیسا ہوا دبار بولا میں مرد
مفلس رہنے والا گاؤں کا ہوں مقبول نے کہا میں پشتارہ کو پوچھتا ہوں تو سکونت بیان کرتا ہی ادبار نے کہا
پشتارہ سے میں میری جو وہی مقبول بولا اگر تیری جو وہی پھر اس طرح کیوں لے جاتا ہی ادبار نے کہا امی جوان اصل
حقیقت یہ ہے کہ اس عورت کو میں اس قدر چاہتا ہوں کہ ایک دم جدا نہیں رہ سکتا پس کل یہ مجھے آذر دہ ہو کر اپنے
سکے چلی گئی تھی اور قریب اس کے روپیہ والے ہیں میں جس سے نہ لاسکا اور وہ لوگ منت و سماجت کو خیال میں نہ لائے
آخر ناچار سب قریبوں سے پوشیدہ اس طرح لے جاتا ہوں مقبول بولا تو کتا ہی میں غریب ہوں اور پوشاک تو
اس قدر بھاری پہنے ہی کہ یہ امیرون کو بھی میسر نہیں آتی تو بیشک عیار ہی اور پشتارہ سے میں کسی کو لے جاتا ہی تو ایک
نظر مجھے دکھلا دے میں دیکھوں وہ کیسی عورت ہے جس کے عشق کا تو یہ قصہ بیان کرتا ہی ادبار بولا اور جو خدمت
کہو میں بجا لاؤں لیکن یہ دل قبول نہیں کرتا مقبول بولا سبحان اللہ ایک غریب ذلیل عورت کے دکھلانے میں
تو غدر کرتا ہی یہ نہیں جانتا کہ بوقت ضرورت بادشاہ ہزارا یا ناسہ سے پردہ نہیں کرتین دوسرے یہ کہ آج تک ہنسنے
نگاہ ہر سے کسی عورت کو نہیں دیکھا خصوص عورت شوہر دار کو میں اپنی مان بہن جانتا ہوں بہر حال پشتارہ
کھول اور دکھلا جب ادبار نے دیکھا کہ یہ کسی طرح نہیں مانتا تب اس نے ایک یا قوت بیش قیمت بغل سے نکال
مقبول کو دیا اور کہا یہ تحفہ قبول کرو اور ہر اسے خدا اس خیال محال سے درگزر کرو کسوا سے کہ میرے مذہب
میں اگر کوئی مرد غیر کسی کی عورت کو قصداً دیکھ لیتا ہی پھر وہ عورت شوہر پر اپنے حرام مطلق ہو جاتی ہی مقبول نے
یا قوت لیکر اسے چھوڑ دیا ادبار ہوا ہو گیا بعد جانے او بار کے مقبول کو خیال آیا کہ بلاشبہ یہ عیار ہی اور یہ
عبارت ادبار نے سب غلط بیان کی بہر طور پشتارہ دیکھنا ضرور ہی آخر پھر ادبار کو جالیا اور کہا ای عزیز
دل میرا گواہی دیتا ہی کہ تو عیار ہی بغیر دیکھے پشتارہ کے تجھے جانے نہ دوں گا ادبار نے پھر وہی تقریر مذہبی نکالی
مقبول نے کہا ہم ایسے مذہب کو نہیں مانتے کہ ایک نظر دیکھنے سے بی بی شوہر پر حرام ہو جاوے پس یہ مذہب
باطل ہی اور تو جھوٹا ہی ادبار نے دیکھا کہ کسی طرح یہ نہیں مانتا پشتارہ زمین پر رکھ دیا اور خیر نکال کر اس پھر تی سے
مارا کہ اگر مقبول غافل ہوتا تو قبول ہی کر لیتا پھر کام تمام تھا مقبول نے وار خیر رکھ دیا اور خود ایک خیر مارا اس
عرصہ میں ملازم شاہزادہ کے آن پہونچے اور ادبار کو گرفتار کر لیا جب پشتارہ کھولا دیکھا اقبال شاہ بیہوش
ہی مقبول نے ادبار سے کہا او مادر بختا سخت حرمزدگی تو نے کی تھی بارے خدا نے اپنا فضل کیا پھر تو ادبار کو
مارتے بیٹے شاہزادہ معزالدین کے پاس لائے اور حال گذشتہ بیان کیا شاہزادہ نے دو رکعت نماز
شکرانہ کی ادا کی کہ عجب بلا سے بد سے اقبال شاہ کو تو نے بچا یا جب اقبال شاہ ہوش میں آیا ادبار کو
قتید کیا اور دوسرے روز اپنے لشکر کو روانہ ہو گیا شاہزادہ نے کہا امی برادر والا قدر مصرعہ رسیدہ بود بلا سے

وے بخیر گذشت ہر اوی کتا ہو کہ ایک گاٹون طاقی شاہ نے اپنے مشر ابدار کو معافی میں دیا تھا اور نام اسکا
 فریب تھا اور وہ فریب اپنے گاٹون میں ہر رخصت آیا تھا اتفاقاً اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین شاہ اسطین
 سے نکلے اور فریب نے ادبار کو مقید دیکھا ادبار نے ہر مز و کنا یہ کہا اے بھائی تو دیکھتا ہو کہ میں کس بلا میں
 گرفتار ہو گیا اگر تجھے ہو سکے تو کسی طرح سے میری جان بچا قضا را فریب کے گاٹون میں ادبار کی مان لہو نہ
 نحوست نام بھی رہتی تھی اسوقت فریب سے سوا اسکے اور کچھ نہو سکا کہ ادبار کے حال سے اسکو خبر کر دے
 کہ وہ غدارہ جہان کوئی شکل اپنے بیٹے کی رہائی کی نکال لیگی اسخبر فریب نے حال ادبار نحوست سے
 بیان کیا نحوست نے جو یہ سنا ایک عورت عابدہ کی شکل بنا اور چند خان نقل و میوہ کے لیکر فریب کے
 ہمراہ اقبال شاہ کے پاس لشکر میں آئی اور چو کی پہرہ والوں سے کہا کہ میری اطلاع شاہزادوں سے کر دو
 مقبول نے اقبال شاہ سے کہا ایک عورت معربا بن شکل و لباس درد و ملت پر حاضر ہو اقبال شاہ نے
 کہا اہلانو نحوست نے اول دست بستہ شاہزادہ کو آداب و تشلیہات عرض کیا اور کہا کہ میں ایک عورت
 راند قائم اللیل و صائم النهار ہوں شب گزشتہ میں مجھکو بشارت ہوئی ہو اور یہ حال معلوم ہو کہ جو تیرے
 گاٹون کی طرف شاہزادگان تشریف لائے ہیں گل عملداری انھیں کی ہو جائیگی لہذا میں اسواسطے حاضر
 ہوئی ہوں کہ بعد تسخیر ملک میرے قصبہ کو تاراجی سے محفوظ رکھیے گا بلکہ ایسا فرمان واجب الاذعان اسکنیز کو
 مرحمت ہو جائے کہ اس دار و گیر میں قصبہ میرا آفات لشکر ظفر پیکر سے محفوظ رہے اقبال شاہ کو طرز گفتگو
 نحوست کی نہایت پسند آئی اور ایک فرمان اسکو عنایت فرمایا نحوست تمام شب حکایات عجیب و قصص
 غریب و افسانہ شیرین بیان کیا کی صبح کو اس غدارہ نے عرض کی کہ حضور براہ غزبا پروری و شرفانوازی
 اس ادنیٰ اغریب کی نان و نمک قبول فرما دین تو ذہے عز و شرف میری تمام زمینداروں میں عزت و آبرو
 بڑھ جائیگی اور خداوند تعالیٰ نے آپ کو آفتاب عالم تاب کیا ہے آپ کی روشنی ہر جگہ موجود ہو اقبال شاہ کی
 مرضی نہ تھی مگر شاہزادہ معز الدین کے اصرار سے قبول کیا نحوست بخوشی تمام اپنے قصبہ میں چلی آئی اور
 کھانے انواع اقسام کے نہایت عمدہ و تحفہ تیار کرائے اور سب میں داروے بیہوشی ملائی دوسرے روز
 شاہزادہ معز الدین و اقبال شاہ مع لشکر نحوست کے گھر آئے اور باطمینان تمام کھانا کھایا ایک ساعت
 کے بعد تمام خدمتکار اور ملازم مع شاہزادہ و اقبال شاہ بیہوش ہو گئے نحوست نے خوب مضبوط شاہزادوں
 کے لوگوں کے ہاتھ پاؤں باندھے اور ادبار کو رہا کیا بعد اسکے تمام اسیروں کو عربوں پر لاو چار سو نفر سوار
 پیادہ کی جمیعت ہمراہ کر شہر سرکشان کو روانہ کیا فریب اور ادبار کو اسیروں کا قافلہ سالار کب جب
 اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین ایک منزل کے بعد ہوشیار ہوئے اپنے کو دام قضا میں گرفتار پایا

درگاہ پروردگار میں مناجات کی ادبارنا کار ہر روز ان امیر کو ایذا سے سخت دیتا تھا اور کلمات درشت کہتا تھا
 فریب ادبار کو سمجھاتا تھا کہ یہ شاہزادے ہیں تجھے انھیں سخت کلمہ کہنا زیبا نہیں ہے مگر وہ کب سنتا تھا آخر
 قریب شہر سرکشان کے پہونچا کہ ناگاہ ایک گرد گوشہ بیابان سے پیدا ہوئی اور اُس گردے ایک لشکر چار سو
 سوار و پیادہ کا نمودار ہوا اور یافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ سعادت بانو خواہر اقبال شاہ اپنے باپ نور الزمان شاہ
 سے رخصت لیکر زیارت بیت المعمور کو گئی تھی اور بعد زیارت کے اپنے وطن کو پھری جاتی تھی اور یہ شاہراہ عام تھا
 اندا حسب اتفاق اسی راہ سے گذر ہوا اور اہل لشکر نے اقبال شاہ کو زنجیر و سلاسل میں مسلسل عرابون پر
 سوار دیکھا ملکہ سعادت بانو سے اطلاع کی اُسے سرداران لشکر کو حکم دیا کہ چار طرف سے ان کو اردن پر حملہ کر دو
 اور ایک کو زندہ و سلامت نہ چھوڑنا لشکر اسی طرح اُس گردہ متفرق و بے خبر پر حملہ آور ہوا اور طرفہ العین میں
 انھیں قتل و غارت کر کے اقبال شاہ و شاہزادہ معزالدین کو خیمہ ملکہ سعادت بانو میں لاکر پہونچا دیا لیکن
 فریب بدشوار ہی تمام نکل گیا اقبال شاہ نے اپنی ہمشیرہ سے ملاقات کر کے اپنی سرگذشت بیان کی دوسرے روز
 ملکہ اپنے مکان پر گئی یہ اپنے لشکر میں داخل ہوئے یہاں قریب بحال خراب افغان و خیزان طاقی شاہ کے پاس
 پہونچا اور تمام حقیقت بیان کی یہاں زرنگار خان بھی اچھا ہو چکا تھا اُسے کہا امیر بادشاہ جب تک اقبال شاہ
 اپنے لشکر میں نہ آئے اُسے لشکر کو قتل و غارت کرنا چاہیے طاقی شاہ نے صبح کو طبل جنگ بجا یا صاف آرا پائی ہوئی
 زرنگار خان طاقی شاہ سے رخصت لیکر حرب گاہ میں آیا اس طرف اقبال شاہ مقابلہ حریت کو آیا قصہ مختصر
 اقبال شاہ نے بعد دو بدل و فنون سپہ گری مثل کراٹ خان کے زرنگار خان کو بھی قید کر لیا اور کہا اگر تو
 آتش پرستی کو ترک کرے اور اسلام کو قبول کرے تو جان کو امان ہے زرنگار خان نے قبول نہ کیا اور نہایت سخت کلائی
 کی اقبال شاہ نے دونوں پہلوانوں یعنی کراٹ خان و زرنگار خان کو قتل کیا طاقی شاہ نے جب دونوں جو انون کو
 قتل ہوتے دیکھا آنکھوں میں تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا آخر لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا ہر چند کہ لشکر اقبال شاہ
 قلیل تھا لیکن ایسی جرات و جانفشانی و سرفروشی سے داد مردانگی دی کہ طاقی شاہ کے لشکر کو شہر بند کر دیا جب
 محاصرہ کو عرصہ گذرا طاقی شاہ نے اقبال شاہ کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اصل مطلب جو آپ کا ہو ہے
 فرمائیے کہ ہم اُسکی تعمیل کریں اقبال شاہ نے یہ مصرعہ لکھا مصرعہ بارہا گفتہ ام و بارہا گریویم زمین چارون و دوسرا
 سے صلح چاہتا ہوں اور اطاعت سلطان روح الملک بدل منظور ہے پس طاقی شاہ نے دوسرے روز دروازہ
 شہر کے کھلوا دیے اور خود اقبال شاہ کی ملاقات کو حاضر ہوا اقبال شاہ نے طاقی شاہ کی نہایت تعظیم و تکریم
 سے ملاقات کی اور حال پوچھا طاقی شاہ نے کہا امیر شہر بارہا آپ نے ایسا مطلب سخت و دشوار ارشاد فرمایا ہے کہ خواہ مخواہ
 مجھے آپ سے ملاقات کرنا واجب ہوئی اقبال شاہ نے کہا فرمائیے وہ کیا امر ہے طاقی شاہ نے کہا سرزمین

حصار چار مثلث ایک شہنشاہ کے قبضہ قدرت میں ہو کہ جسے اسکی شان و عظمت بیان نہیں ہو سکتی اور اسس بادشاہ عالم پناہ کو جاودان شاہ کہتے ہیں دوم ہم بزرگوں سے بھی یہی کہتے چلے آتے ہیں کہ وہ ہمیشہ زندہ ہو اور فنا اُسکو نہیں ہو اور جب اُسکو آبادی سرزمین حصار منظور ہوئی تو چار شخص اپنے ہمتدان خاص سے چار نسبت سرزمین حصار میں معین و مقرر فرمائے اور چاروں کو فرمان حکومت چاروں سرحدوں کا دیا ازان جملہ سرحد مشرقی سے بزرگوں کو مرحمت ہوئی بعد اسکے ملک وسط ظہورستان سلطان روح الملک کو بخشا اور ہم چاروں کو سلطان کا مطیع و فرمانبردار اور مدد و معاون کیا اور ہر وقت حاضری خدمت سلطان کا حکم دیا مگر سلطان روح الملک جسوقت ارکان سلطنت میں سے کسی کو انعام و اکرام زیادہ دیتا ہو وہی اُس سے باغی ہو جاتا ہو اور عالم اخراجات میں مردمان اطراف و جوانب اُسکے پاس جمع ہو جاتے ہیں ہم تینوں رئیس باہم اتفاق کر کے اصلاح فساد کرا دیتے ہیں لیکن ابکی مرتبہ سلطان ہر ایک سے ایسی سخت ظلمانی سے پیش آیا کہ چاروں آزرہ خاطر اپنے اپنے ملک کو چلے گئے چنانچہ اسطرح زمانہ سابق میں بھی ہوا تھا تو شاہ ظہورستان کی زوجہ خواجہ آرم خوار بنے روح الملک کے باپ کو ہلاک کر ڈالا تھا بعد اسکے چاروں رئیس بھی ہلاک ہو گئے اسواسطے کہ تنہا کوئی رئیس اُس دن سفاک کا مقابلہ نہیں کر سکتا بدوں چاروں کے یکدل ہوئے وہ زیر نہیں ہوتی اقبال شاہ نے پوچھا نام اُسکا کیا ہو طاقی شاہ نے کہا میں آدم خوار اور دار السلطنت منیہ کا گوہ حرم ہو بعد اسکے روح الملک کا بیٹا روح الملک کے تخت پر بیٹھا اور ہم بھی چاروں اپنی اپنی ریاست پر اسنے باپ کی جگہ مقرر ہوئے اور روح الملک ثانی کے تابع رہے چنانچہ پھر اب وہی معاملہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ منیہ آدم خوار روح الملک پر خروج کر گئی اور سلطان ملک ہم کو اہانہ ہو گا اور ہم چاروں بھی ہلاک ہو گئے شاہزادہ معزالدین نے پوچھا نام تھا رہے باپ کا کیا تھا طاقی شاہ نے کہا طاقی شاہ شاہزادہ نے کہا یہ کیا تم بھی طاقی وہ بھی طاقی یہ برسے کہ یہ قدیم سے دستور چلا آتا ہے کہ پدر کے نام پر پسر کا نام ہوتا ہے اقبال شاہ نے کہا کہ منیہ نے آج تک خروج کیوں نہ کیا طاقی شاہ بولا وہ خروج پر موجود ہو الا اُسے خبروں سے شنکا کہ اقبال شاہ برائے صلاح چاروں رؤسا کے آئے ہیں لہذا چند سے عزم جنگ ہو عرف رکھا اگر یہ امر طی نہوا اور آپ چلے گئے تو وہ خروج کر گئی اقبال شاہ نے کہا کہ دشمن روح الملک کے عشق میں ہمارے بھائی مقبل کا حال ابتر ہو اور روح الملک نے بھی یہی شہرہ عقد اپنی بیٹی کی مقرر کی ہے لہذا ہر کوئی ہتھیار اٹھو جانا اُسکے پاس واجب ہو کہ بدوں اُسکے پاس جائے چارہ نہیں ہو طاقی شاہ نے کہا میں بھی اسی واسطے حاضر ہوا ہوں کہ اول عذر کروں اگر آپ عذر نہ قبول کریں تو ہلاک ہو جاؤں اور میرا ہلاک ہونا اُن تینوں رئیسوں کا ہلاک ہونا ہے شاہزادہ معزالدین نے کہا یہ بات قیاس سے باہر ہے کہ تم ہلاک ہو تو وہ بھی چاروں ہلاک ہو جائیں طاقی شاہ نے کہا حضور اسکی

یہ وجہ ہے کہ ہم چاروں رئیسوں کی فنا ایک ہی دن مقدر ہوئی ہو اور ایک ہی دن اور ایک ہی ساعت میں ولادت بھی مقرر ہو چکی ہو اور روح الملک کو غنیہ ایک ہی ساعت میں روانہ سرحد ملک عدم کر دیگی شاہزادہ معزالدین نے کہا سرحد عدم کیا شہر ہو طافی شاہ نے کہا سرحد عدم ایک قلعہ ہے جسے حصار اسرار کہتے ہیں کہ جو انسان اس قلعہ میں محبوس ہوا وہ تاقیامت وہیں رہا شاہزادہ نے کہا اگر یہی قاعدہ مقرر ہو تو تم کیوں روح الملک سے خلاف ہو تم لوگوں کو خود تاج حکم روح الملک رہنا چاہیے طافی شاہ نے کہا اے شہر یار مخالفت و نفاق ہمیشہ بادشاہ کی جانب سے ہوتا آیا ہے ہمارا قصور نہیں ہے اقبال شاہ نے کہا اس سے ہمیں کچھ غصہ نہیں ہے ہم زمین کا حال کہتے ہیں تم آسمان کی کیفیت بیان کرتے ہو آخر طافی شاہ نے ایک کتاب اقبال شاہ کو دی اور کہا کہ پہلے حضور اس کتاب کو ملاحظہ فرمالیں پھر جواب ارشاد ہوگا اُسکو ہم عمل میں لائیں گے اقبال شاہ نے کہا یہ کیسی کتاب ہے طافی شاہ بولا یہ کتاب ہمارے بزرگوں کا وصیت نامہ ہے بطور امانت ہمارے پاس پشت در پشت سے چلی آئی ہے اور حکم ہے کہ جب کوئی مشکل سخت ہو تو اسے دیکھو اور بموجب اسکے عمل میں لاؤ چنانچہ میں اسوقت جو متردد ہوا تو میں نے کتاب دیکھی یہ عبارت نکلی کہ ایام مخالفت میں تم چاروں رئیسوں کے فلان تاریخ اور فلان روز شاہزادہ کوہ خفا کا بادر اقبال شاہ بقصد اصلاح و صلح تمہارے ملک پر فوج کشی کریگا اور تم اقبال شاہ سے مغلوب اور عاجز ہو گے تو کہنا کہ پروانہ مہری ارباب مثلثہ آتش کا در باب طاعت و فرمانبرداری روح الملک کے تم لادو پھر ہم بہر صورت تمہارے مطیع اور فرمانبردار رہیں گے ورنہ در صورت دیگر ہمکو ہلاک ہونا اپنا منظور ہے لیکن تمہارے ساتھ ہم نجائیں گے شاہزادہ معزالدین نے کہا ایک نشہ دوستدین گل دیگر شکست وہ ارباب مثلثہ کون ہیں طافی شاہ نے کہا میں انھیں نہیں جانتا اور نہ کبھی صورت سے آشنا ہوا ہوں مگر یہ سنا ہے کہ اس دروازہ کوہ میں جو سانسے نظر آتا ہے اور ایک بڑی نہر جاری ہے اور اس پار نہر کے تین گنبد عالیشان برابر برابر واقع ہیں اگر کوئی انسان ان گنبدوں کے پاس جانے کا قصد کرے پہلے نہر کے کنارے ہاتھ پاؤں دھوئے اور دیکھے کہ کون سے گنبد کا دروازہ کھلتا ہے اگر خوش نصیب ہو تو دروازہ گنبد سوم کا کھلا دیکھے گا پھر بلا خوف و خطر اس طرف نہر سے گزر جائیگا اور جو دروازہ گنبد دوم کا کھلا دیکھے تو جسقدر بھاگا جائے بھاگے کہیں دم نہ لے ورنہ ایک جوان سرخ چشم رخ صولت سرخ پوش گینڈے پر سوار شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے گنبد سے نکلے اُسکو قتل کریگا اور اُسکی حرب کا یہ حال ہے کہ ذرا اسی حرکت دست میں لاکھوں آدمیوں کے سرتن سے جدا ہو جاتے ہیں مگر دروازہ گنبد کے کھلنے کا نہر سے ہاتھ دھونے پر موقوف ہے اقبال شاہ نے کہا یہ کتاب تمہارے بزرگوں کا وصیت نامہ ہے اور ارباب مثلثہ تمہارے مربی و پشت پناہ ہیں پھر تم خود ہی نہ جا کر کاغذ پر مہرین کردلو طافی شاہ نے کہا مجھے قوت لینے

گیندہ سوار کی تلوار کا ڈر ہوا قبال شاہ نے کہا ہمیں بیان تمہارا سر جھوٹ معلوم ہوتا ہے اور کتاب بھی
 کیا عجیب ہے ایسی ہی ہوطانی شاہ نے کہا میں اپنے صداقت قول کو نہر تک ضرور چلوں گا اور جو کچھ کہ میں نے
 عرض کیا ہے وہ سب دکھا دوں گا آخر دوسرے روز قبال شاہ و شاہزادہ معزالدین و طافی شاہ سب
 درۂ کوہ میں داخل ہوئے جب وسط درہ میں پہنچے وہاں ایک نہر نظر آئی اور وہی تینوں گنبد عالیشان بھی
 دیکھے اقبال شاہ و معزالدین کنارہ نہر کے ٹھہرے اور چند آدمی قیدی جو کہ واجب القتل تھے ان کو حکم دیا کہ
 تم نہر میں ہاتھ نہ ڈالو وہ بیچارے ہاتھ بھی نہ کرنے نہ پائے تھے کہ یکایک دروازہ گنبد دوم کا کھلا اور ایک جوان
 سرخ پوش قوچ دشتی پر ہوا گنبد سے باہر نکلا اور آدمی تلوار میان سے کھینچی کہ سر ان مظلوموں کے تن سے اتر گئے
 پھر وہ سوار اسی گنبد میں چلا گیا طافی شاہ نے کہا حقور نے ملاحظہ فرمایا کہ میرا قول و کتاب دونوں سچے ہیں یا کہ
 افسانہ ہے اقبال شاہ نے کہا بیشک سچ ہے اب تم شہر کو جاؤ ہم کوئی صورت اور نکالیں گے طافی شاہ کو رخصت کیا
 اقبال شاہ نے تمام شب یاد آئی میں وہاں بسر کی اور وقت صبح شاہزادہ معزالدین سے کہا اے برادر اگر تم
 کسی بندہ خدا کے کام آؤ گے خدا تمہاری شکل بھی آسان کرے گا اگرچہ میں نے تمہیں کسی طرح کی تکلیف نہیں دی لیکن
 بالفعل مجبوری تھی کہتا ہوں کہ بدون تمہاری ذات کے وہ کام اور کسی سے ممکن نہیں کہ حل ہو شاہزادہ نے
 کہا وہ کیا کام ہے اقبال شاہ نے کہا کہ میں رات کو جو سو یا تو اپنے مرشد کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہتے ہیں کہ یہاں
 ملکہ ناطقہ روشن بیان کے عاشق کا ہونا ضرور ہے یا جو انسان اسکی صورت سے مشابہ ہو ورنہ یہ عقدہ حل نہ ہوگا
 اور کل مقبل کا خط بھی آیا ہے اس میں لکھا تھا کہ آج کل میں ایک ایسے مرض سخت میں مبتلا ہو گیا ہوں کہ دہان میرا
 آنا ممکن نہیں ہے اور دوسرے شکل تمہاری اسکی صورت سے مشابہ ہے اور سوا تمہارے اور کوئی مجھے نظر نہیں آتا
 ورنہ تمکو تکلیف نہ دیتا اس وجہ سے لازم ہے کہ جو میں عرض کروں وہ قبول ہو انشاء اللہ تعالیٰ اسی مقبل کی
 ذیل میں تمہارا بھی کام جلد تر انجام کو پہنچے گا شاہزادہ معزالدین نے کہا شعر

بہر کار مایہ ناد سے ام | بہر چیز فرمان کنی راستے ام

میں بہر نیچ موجود ہوں بسر و چشم بجا لاؤنگا اقبال شاہ نے کہا اے شہر یار بعد ایک گھڑی رات گئے تم دو فرسخ نہر
 کے کنارہ کنارہ جانا وہاں ایک ماہی کلان خاک میں غلطان نظر آئیگی تم بعد سلام کہنا اے سمک القعر تو آبی ہاؤ تو
 شیرا خاک میں کیا کام ہے وہ جواب دیگی کہ مجھے ایک بچھو نے ڈنک مارا ہے اس سے میں اس روز بد کو پہنچی تم
 پڑ چھنا کہ بھلا تجھ سے بچھو کو کیا عداوت تھی وہ کہیگی کہ شعر

نیش عقرب نہ از پزیر کین سست | مقتضای طبیعتش ایست

پھر تم پڑ چھنا کہ کسی تہ بیر سے تو اچھی بھی ہو سکتی ہے وہ کہیگی ہاں یہاں سے تین فرسخ پر قلان غار ہے اور اس غار میں دو

درخت ہین ایک کے پتے سبز ہین اور دوسرے کے زرد اگر کوئی بندہ خدا رحم دل وہاں سے پتے ان درختوں کے لے لے
 اور سبز پتوں کا عرق مجھے پلا دے تو میں اچھی ہو جاؤں اور زرد پتے کا عرق اُس پانی میں کہ جہاں وہ بھجھ رہا ہے
 ملا دے تو بھجھو مر جائیگا پھر تم پوچھنا کہ اس خدمت کا عوض کیا ہے وہ کہیں جو فرمائے تم کہنا کہ تو اپنی پشت پر بھجھو سوار
 کر کے نہر کے پار اتار دے وہ سمکت القعر منظور کر لے گی تم وہ پتے لاکر سمکت القعر کو اچھا کرنا اور بھجھو کو مار ڈالنا بعد اسکے
 اُسکی پشت پر سوار ہونا وہ تمہیں پار نہر کے پہونچا دیگی جب نہر کے پار ہو جاؤ گے فوراً گنبد اول و دوم کا دروازہ
 کھل جائیگا تم چھپ جانا اور اس اسم کو پڑھنا گنبد دوم سے وہی قوج کا سوار صحرا کی طرف روانہ ہو گا بعد اسکے
 گنبد اول سے ایک شیر سوار باوقار تاج یا قوت نگار سر پر رکھے قوج سوار کے عقب میں روانہ ہو گا تم اُس وقت
 اسم دوم کا ورد کرنا مگر شیر سوار کے تاج کی ایسی روشنی ہوگی کہ شعاع اُسکی کو سون جائیگی اور تمام صحرا سوار دیکھ لائی ہوں
 جب وہ روشنی دور ہو جائے تم گنبد سوم کے در پر اس اسم سوم کو پڑھنا برکت اسم سے دروازہ گنبد سوم کھل جائیگا
 پھر تم شوق سے اندر گنبد سوم کے جانا وہاں از حد تاریکی معلوم ہوگی کہ کوئی شہ نظر نہ آئیگی مگر تم اسم سوم کو پڑھتے جانا
 قدرت خدا سے بعد چند قدم کے وہ گنبد روشن ہو جائیگا اُس روشنی میں گنبد کی چھت میں ایک کمان دیکھو گے کہ
 مثل قوس قزح کے ہوگی اور وسط کمان میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھا ہو گا تم اسکو بہ ادب سلام کرنا اور کہنا اے
 سید الارباب میں خدمت سمکت القعر کی بخوبی بجالایا اور اُسی کی پیٹھ پر سوار ہو کر آپ کی خدمت باسعادت میں پہونچا
 وہ بزرگ یہ کہے گا تو کس لیے یہاں آیا کہنا کہ مطلب میرا یہ ہے کہ آپ ایک فرمان ملک ارباب کا طافی شاہ کے
 نام ایسا لکھوا دیں کہ وہ بلا عذر میرے ساتھ ملک ظہورستان کو جائے اور روح الملک کی خدمت میں حاضر
 ہو کہ میرا ایک مطلب عظیم وہاں درپیش ہے وہ براؤے بہ برکت اُس اسم پاک کے اُسی وقت وہ اپنے ہاتھ سے فرمان
 لکھ کر ٹھہر کر دیگا جب شیر سوار اور قوج سوار گنبد سید الارباب میں داخل ہوں گے وہی بزرگ ٹھہر شیر سوار کی پیشانی پر
 فرمان کی کر دیگا اور پھر قوج سوار کی ہر آخر میں کر کے کاخذ تکو دیدے گا تم فرمان لیکر پھر نہر کے کنارہ جانا
 وہاں کشتیاں بے حد جمع ہوں گی اور ہر کشتی والا چاہے گا کہ تم ہماری کشتی پر سوار ہو لیکن تم اُس کشتی پر سوار ہونا
 کہ جس میں بوے صندل آتی ہو وہ کشتی تمہیں نہر کے پار پہونچا دیگی پھر مطلب تمہارا خدا کے فضل سے حاصل ہو جائیگا
 شاہزادہ معزالدین نے کہا یہ عجب قصہ دلچسپ ہے کہ مجھے اس راہ خوفناک و پرخطر میں برآمد کار کو اپنے بھیجتا ہے
 اور خود نہیں جاتا اب اگر گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل کس واسطے کہ جانے میں خوف جان اور عذر میں خلاف وضع و بہت
 مردان ہے آخر شاہزادہ نے کہا خیر اگر تمہاری کار برآری قرار واقعی ہو تو میں حاضر ہوں اقبال شاہ نے کہا
 برادر ہمارا اور تمہارا وہ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے خدا نہیں ہی الغرض شاہزادہ معزالدین یوم چہار شنبہ کو بعد
 ایک ساعت رات گئے توکل بخدا کر کے روانہ ہوئے اور برگ درخت سے سمکت القعر کو اچھا کیا بھجھو کو جان سے مارا

سکتا القصر نے شاہزادہ کو نہر کے پار پہونچا دیا دروازہ گنبد دوم کا کھلکا قوج سوار بہ شکل منیب ٹھکڑو روانہ ہوا بعد
گنبد اول سے شیر سوار بصلابت تمام برآمد ہوا اور عقب گینڈے سوار کے چلا اور وہ روشنی نعل تاج شیر سوار
جب کم ہوئی اور در گنبد سوم وا ہوا شاہزادہ اسم پڑھتا ہوا اندر گنبد کے داخل ہوا وہاں ایک بزرگ کو دیکھا
تخت پر بیٹھا ہی شاہزادہ نے سلام کیا بعد اسکے حال اپنا بیان کیا اُس بزرگ نے بغور شاہزادہ کو دیکھا پھر
کتاب میں کچھ دیکھ کے کتاب کو رکھ دیا اور ایک کاغذ صندلی لیکر فرمان لکھا اور حاشیہ پر مہر کی اس اثنا میں شیر سوار
اور قوج سوار دونوں آگئے اور سید الارباب کے گنبد میں داخل ہوئے سید الارباب نے شاہزادہ سے
فرمایا تم کہیں چھپ جاؤ شاہزادہ گوشہ میں پوشیدہ ہو گیا جب شیر سوار اور قوج سوار ایک جامع ہوئے تو
سید الارباب نے ملک ارباب یعنی شیر سوار سے کہا کہ ایک جوان آفتاب مثال باحسن و جمال بخواستہ خدا
طالع ہو کر ذرہ وار یہاں پہونچا ہے اور ہماری مہرون کا فرمان پر طالب ہے مہر کیف مطلب اُسکار واکرنا لازم ہے یہ
لکے اُس فرمان کو پیش کیا پھر شاہزادہ کو بلایا شاہزادہ حسب الطلب سید الارباب کے آیا ملک الارباب
نے بھی از سر تا پا شاہزادہ کو بغور دیکھا پھر مہر پیشانی فرمان شاہزادہ پر کر دی اور قوج سوار نے جو کہ ترک الارباب
تھا آخر فرمان میں مہر کی جب فرمان سچل ہو گیا شاہزادہ کو حوالہ کیا اور رخصت کیا شاہزادہ جس وقت
وہاں سے رخصت ہو کر کنارہ نہر پہونچا دیکھا کہ کنارہ نہر روشنی چراغان ہو رہی ہے اور میزار ہاشمتیان جمع ہیں شاہزادہ
حسب ہدایت اقبال شاہ جس کشتی میں بوسے صندل آتی تھی اُس کشتی میں سوار ہو کر پار پہونچا دوسرے روز
شکرین شریف لایا اقبال شاہ بگلگنہ ہوا اور وہاں کا حال پوچھا شاہزادہ نے سب ماجرا وہاں کا بیان کیا
پھر اقبال شاہ مع شاہزادہ طافی شاہ کے پاس آئے اور وہ فرمان دکھایا طافی شاہ نے فرمان کو آنکھوں سے
لگایا اور کہا اب میں تابع فرمان ہوں لیکن یہ فرمان مرحمت ہو کہ میں اسے دست آویزاپی گردانوں گا اقبال شاہ
نے کہا یہ فرمان ہم ابھی نہیں دے سکتے کہ ہمیں اور سرحد داروں کو دکھلانا ہے اور تمکو بھی ہمارے ہمراہ چلنے کا سامان
کرنا چاہیے طافی شاہ نے کہا کہ جس حال میں کہ میں آپکا مطیع اور فرمانبردار ہو چکا تو پھر ابھی میرے جانشینی کیا ضرورت
ہے جب آپ ظہور رستان میں تشریف لیجائیے گا میں وہاں مع اہل و عیال حاضر ہو جاؤنگا اقبال شاہ طافی شاہ
سے ظہور رستان میں حاضر ہونے کا ایک اقرار نامہ لکھا کر دوسرے روز وہاں سے روانہ ہوا

راوی یہ داستان یہاں موقوف رکھ کر دو کلمہ حال اُن دونوں عاشق و معشوق یعنی
حفیظ ثریا مکان سپر محفوظ قلمدار اور منطقہ زرین کمر دختر بلند اختر سعید لوح دار کا گذارش کرتا ہے
اول یہ بیان ہوا ہے کہ حفیظ ثریا مکان شورش عشق و سوداے محبت منطقہ زرین کمر میں دیوانہ وار سیلابان

کو ہزار اور دشت ادھار میں لیل و نہار سرگردان و حیران و پریشان پھرتا ہی ملازم محفوظ کو تلاش کر کے ہزار حیلہ و بہانہ لاتے ہیں اور اُسکو آتش و غمہ کھلاتے ہیں شہر کرسی میں عالیہ خاتون حقیقی خالہ حفیظ کی رہتی تھی قضا اور ایک روز عالیہ خاتون سیر باغ کو گئی تھی اور تمام شب وہیں رہی کہ یکایک نصف شب کو ایک طرف سے آواز غل و شور پیدا ہوئی اور عالیہ خاتون نے اُس آواز دردناک کو سُنکے ملازمون سے فرمایا کہ دیکھو تو یہ غل کیسا ہے ملازمون نے دریافت کر کے کہا یہ آواز تمہارے خواہر زادے حفیظ ثریا مکان کی ہے عالیہ خاتون اس خبر کو سُنکے زار زار روئی اور خواجہ سرا سے فرمایا ای یاقوت جسطرح ہو حفیظ ثریا مکان کو بلال یا قوت حفیظ کے پاس گیا اور کہا امی صاحبزادے ٹھکو تمہاری خالہ صاحبہ نے یاد کیا ہے اگر تم نہ جاؤ گے تو وہ خود سرو پا برہنہ یہاں چلی آئیگی اس میں تمہارے واسطے موجب بدنامی کا ہو گا حفیظ ناچار خواجہ سرا کے ساتھ چلا آیا عالیہ خاتون نے حفیظ کو گلے سے لگا لیا اور خوب روئی حفیظ بھی رویا بعد اسکے حفیظ سے پوچھا ای فرزند کوئی علاج بھی تیرے درد کا ہم ہو چکا یا نہیں حفیظ نے کہا امور تقدیری سے کچھ بس نہیں چلتا عالیہ خاتون حفیظ کو لیکر اُسکی والدہ کے پاس آئی اور کہا شاید تم اپنے فرزند کے تمام فرائض سے ادا ہو گئی ہو جو ٹھکو اُسکی آوارگی کا کچھ خیال نہیں ہے بخدا یہ مظلوم ایسی مصیبت میں گرفتار ہے کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے روز قیامت تم خدا کو کیا جواب دو گی پھر رات کا سارا حال بیان کیا یہ حال سُنکے سب عورات محل اسقدر روئیں کہ وہ گھرا تم سرا ہو گیا عالیہ خاتون نے حفیظ سے کہا اگر تین چار روز فقط زیارت معشوق کر لے اور قائم مزاج رہ تو ایک تدبیر معقول میرے خیال میں آئی ہے میں اُس تدبیر کو تجھے بیان کروں کیا عجب ہے کہ اُس تدبیر سے تیری کار بر آری ہو جائے اس خبر خوش سے حفیظ کے ہوش و حواس درست ہو گئے اور کہا امی خالہ جان جو آپ فرمائیں گی میں بدل جان اُسکو بجالاؤنگا عالیہ خاتون نے کہا بعد چار روز کے ملکہ منطقہ کی سالگرہ ہے میں ٹھکو لباس زنا نہ اپنی خواصون کے ساتھ سعید لوجدار کے یہاں لیچلو گی پس وہاں تم بدبجی تمام منطقہ کو دیکھ لینا مگر خبردار ایسا نہ کہ وہاں تے ضبط نہ ہو سکے تو پردہ فاش ہو جائے اور میں تمام مجلس میں رسوا ہو جاؤں حفیظ نے کہا کیا مجال میری طرف سے آپ خاطر جمع رہیں اور یہ احسان آپ کا تازیت میں نہ بھولوں گا عالیہ خاتون حفیظ کو اپنے گھر لائی اور خط و خال سب درست کیا بروز سالگرہ محل میں سعید کے حفیظ ثریا مکان کو لیکئی کو کہہ خاتون سعید کی بی بی نے عالیہ خاتون کی نہایت تعظیم و تکریم کی جب دونوں یعنی صاحب خانہ و عالیہ خاتون سند پر بیٹھیں اور حفیظ ثریا مکان بھی پس پشت بیٹھ کے مگس رانی کرنے لگا کو کہہ نے عالیہ خاتون سے پوچھا کہ یہ کنیز تے کب مولی عالیہ خاتون نے کہا چند دن ہوئے کہ پانچ ہزار دینار سدرخ کو میں نے خرید کیا ہے کو کہہ بولی دس ہزار کو بھی یہ کنیز ارزان ہے کیونکہ آدمی خوب رو اور قلم دار نہیں مٹا امی خواہر عزیز اگر تم آزرده ہو تو میں بھی کچھ کون عالیہ خاتون نے کہا نہیں آپ نہ

کو کہنے لگا میں جا رہی ہوں کہ میں اس تھاری کنیز کو خسرید کو منطقہ کی خدمت کے واسطے لون کہ وہ آج کل نہایت پریشان مزاج رہتی ہو کیا محب ہو کہ اس کنیز سے اسکا دل پہلے عالیہ خاتون بولی کہ ہاوجود اس دولت و حشمت کے منطقہ بید ماغ و پریشان خاطر رہے یہ خلاف قیاس ہو کہ کو کہہ بولی خدا جانے کس خیال و فکر میں مبتلا رہتی ہو مجھے خود حیرت ہو کہ خدا کی عنایت سے اسے کسی چیز کے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہو سب موجود ہو لیکن روز بروز اُداس ہی رہتی ہو اور تحلیل ہوئی جاتی ہو عالیہ خاتون نے کہا بلاؤ تو منطقہ کو میں تو دیکھوں کیا حال ہو کو کہہ نے منطقہ کو کنیز سے بلو ا بھیجا کہ تھاری خالہ تھارے دیکھنے کی مشتاق ہیں اور یہاں حفیظ کی یہی دعا تھی کہ عالیہ خاتون مجھے کو کہہ کو دیکھالین کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا اس عرصہ میں منطقہ آئی اور تسلیم کی اور سر و قد تعظیم دی مگر حفیظ بوجہ دیکھا ضبط نہوسکا ایک نعرہ ہائے کمارا اور بیہوش ہو گیا منطقہ نے جو صدائے نعرہ سنی اور حفیظ کو دیکھا فوراً سمجھ گئی کہ یہ کنیز نہیں ہو حفیظ ہو اور عالیہ خاتون کے ساتھ محل میں آیا ہو اور چونکہ عشق صادق تھا جذبہ کامل ہوا حال منطقہ کا بھی غیر ہو گیا مگر شرم و حیا کے سبب نہایت ضبط کیا اور طبیعت کو قائم کرنے کا موش ہو رہی لیکن تغیر حال منطقہ کا ایسا ہو گیا کہ سب کو ایک حیرت ہو گئی اور ایک شور محل بھر میں ہو گیا اور ہر ایک علاج میں منطقہ کے مصروف ہوا عالیہ خاتون نے کہ نہایت عاقلہ تھی کو کہہ سے کہا میں اسی وجہ سے اس کنیز کو تھوکنہ دیسکی کہ کبھی کبھی اسکا ایسا ہی حال ہو جایا کرتا ہو پھر کنیزوں سے کہا جلد اسے یہاں سے لیجاؤ کہ راز افشاں ہونے پائے کو کہہ بولی تم کیون ایسا تردد کرتی ہو اسے یہیں رہنے دو یہاں علاج ہو جائے گا عالیہ خاتون نے کہا اے یہن اسکا اب کھڑی ہیں جانا بہتر ہو آخر اسی حالت بیہوشی میں حفیظ کو گھر روانہ کر دیا یہاں سب عورتیں محل کی گرد و پیش منطقہ زمرین کمر کے جمع تھیں اور موافق اپنے اپنے ذہن کے باتیں کر رہی تھیں عالیہ خاتون نے اس کام سے بے عیبت و سواس کرتی ہو اس کنیزہ کو جو دفعہ غش آگیا منطقہ کہ ابھی بچہ ہو اسے دیکھنے کی تاب نہ آئی سہم گئی کو کہہ نے کہا تم درست کہتی ہو یہی بات ہو منطقہ جب اپنے محل خاص میں گئی عالیہ خاتون نے کہا اب میں بھی رخصت ہوتی ہوں کو کہہ نے کہا کہ تم دو تین روز اور رہو اس غریب کو سہرا فراز کرو بعد دو تین دن کی چلی جانا اور نیچے سے کچھ حال بھی دریافت کرنا ہو عالیہ خاتون نے کہا بہتر آخر وقت شب تھلیہ میں عالیہ خاتون سے کو کہہ نے پوچھا کہ تم کو محفوظ کی بھی کچھ خبر ہو اور حفیظ کا کیا حال ہو عالیہ خاتون نے بچشم پُر آب ایک آہ دردناک کھینچی اور کہا اے خواہر تمام خویش و اقرباے محفوظ بفضل الہی اچھے اور خوش و خرم ہیں الا حال حفیظ کا عشق منطقہ میں ایسا بد ہو گیا ہو کہ دیکھا نہیں جاتا ابیات

گاہ گریان ہو گاہ حیران ہو	کبھی کچھ آپ ہی آپ خندان ہو	تنگ ہمسایہ ہو رہے ہیں سب
اُسکے رونے پر رو رہے ہیں سب	کیا خبر دون میں چاک دامان کی	وہجیان اڑتی ہیں کہ بان کی

کوئی کتا ہو اسپہا بہ ہو	کوئی کتا ہو شو انگ لایا ہو	دیکھتا ہو جو اسکا حال عجیب
کتاب ہو ہاے اس جوان کے نصیب	مرض اسکو ہو درد و مشقت کا	اس مرض کی بھلا دوا ہو کیا
سرملین چشم پرپا ہو یہ	کسی بے درد پرندہ ہو یہ	گر یہی حال ہو تو پھر تانے
زندگی اور کوئی دن کی ہے		

ایر خواہر یہ جو میں نے کہا ہو اسکی کچھ حقیقت نہیں ہو عقرب اب تم سن لینا کہ حفیظ خدا نخواستہ مر گیا خلاصہ یہ ہو
بعد اسکے اور حال اسکی سرشاری اور صحرانوردی کا بھی بیان کیا کو کہہ بھی حال حفیظ کا سن کے بے اختیار رونے لگی
اور کہا کہ ایر خواہر یہ میں فقط حفیظ کے حال پر نہیں روئی بلکہ میں منطق کے حال کو بھی ہر روز دیکھتی ہوں اور
کہتی ہوں دیکھیے اسکا انجام کار کیا ہوتا ہو اگرچہ وہ بوجہ شرم و حیا کے کچھ منہ سے نہیں نکالتی الا مجھے یقین کامل
ہو کہ منطق کو بھی محبت دلی حفیظ سے ہو اور زیادہ تر پریشان اس امر سے میں بھی ہوں کہ کوئی صورت صفائی طرفین
کی نظر نہیں آتی یعنی سعید کے دل میں محفوظ کی طرف سے ایسا اخبار کدورت آگیا ہو کہ اسکا جانا دشوار ہو لیکن
ایک تدبیر میرے خیال میں آئی ہو اگر خدا راست لاف سے بلکہ میں حفیظ کی مان کو یہ پیغام بھیجا جاہتی تھی کہ تمہارا آنا
عین وقت پر ہو گیا عالیہ خاتون نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہو کو کہہ نے کہا ایک روز کا ذکر ہو کہ میں بیٹھی تھی اور
سعید لوحدار لوح کو ہم تن خور سے دیکھ رہا تھا میں نے پوچھا کون ایسا امر دشوار ہو کہ جسے تم اس خور سے
دیکھ رہے ہو سعید نے کہا ہاں ایک اسم ہو کہ جو کوئی شخص زیارت بیت المعمور کو جائے اور پہلے حوض مسجد
میں غسل کرے اور تباہ گردن پانی میں غرق رہے اور اس اسم پاک کو پڑھے پھر کیسی ہی مشکل سخت تر ہو وہ سہل سے
حل ہو جائیگی اور جو عامل عمل کے سر سے پانی اونچا ہو گیا تو پھر عامل اس عالم سے دوسرے عالم کی طرف انتقال
کر جائے گا میں نے کہا وہ اسم کیا ہو سعید نے یہ اسم بتایا یا مُحَمَّدُ الْاَحْوَالِ خَوْلُ الْاَحْوَالِ اَلْحَسَنُ الْاَحْوَالِ تو تم یہ اسم
والدہ کو حفیظ کی کہلا بھیجنا وہ حفیظ کو بتا دیگی حفیظ بیت المعمور میں جا کر اور اسی ترکیب مذکورہ سے اسم پڑھے
کیا عجب ہو کہ برکت سے اس اسم پاک کے اپنی مراد کو پہنچے عالیہ خاتون نے کہا میں اسی وقت محل میں جا کر
حفیظ کی مان کو سمجھائے دیتی ہوں اتفاقاً ایک کنیز خاص منطقہ کی موجود تھی اس نے بھی سنا اور منطقہ سے مفصل
یہ سب ماجرا بیان کیا اور نام اس کنیز کا ڈکا تھا اور یہ بھی کہا کہ برکت اس اسم سے دعا جلد ثبوت ہوتی ہو منطقہ
یہ شے چپ ہو رہی مگر دل میں عہد کیا کہ ایک بار زیارت بیت المعمور کو ضرور جانا چاہیے ہی شکل مواصلت حفیظ
کی خوب ہو قصہ کوتاہ دوسرے روز عالیہ خاتون وہاں سے محفل محفوظ میں آئی اور بی بی سے محفوظ کی حال
بیان کیا محفوظ کی زوجہ نے کہا ایر خواہر جب تم نے حفیظ کو یہاں بھیجا دو تین دن تو وہ بیہوش رہا بعد اسکے
بیہوش میں آیا اور اسی طرح دیوانہ وار صحرانوردی کو چلا گیا کئی آدمی اس کے ساتھ کر دیے تھے کہ یہ ہلاک نہ ہو حفیظ نے

ان لوگوں سے کہا اگر تم میرے ساتھ رہو گے تو میں اپنے کو ہلاک کر دنگا آخر لاچار ہو کر وہ سب چلے آئے اب
 نہیں معلوم وہ کہاں چلا گیا ہو زندرہ بھی ہو یا خدا خزاں استہ مان بند ہی ہلاک ہو گئی عالیہ خاتون نے کہا افسوس ہو
 کہ اسکی ایک شکل نکلی تھی سو وہ معلوم نہیں کہاں ہو مرضی خدا کی یونہیں تھی پھر عالیہ خاتون نے ذکر اسم کا محفوظ
 اور حفیظ کی مان سے کیا محفوظ نے پھر ملازمن کو بتلاش حفیظ بھیجا بعد ایک ہفتہ کے وہ ملازم چلے آئے اور جواب
 دیا کہ حفیظ کا کہیں نشان نہ ملا اب حقیقت منطقہ زرین کمر کی سُنو کہ ایک روز منطقہ نے دایہ سے کہا اے دایہ جان
 تم اپنی طرف سے ایک رقعہ بائیں مضمون عالیہ خاتون کو لکھو کہ تم نے اس بلاکش غریب از خود گم کر دہ یعنی حفیظ کو
 کار معلوم کیو اسطے بھی بھیجا یا نہیں دایہ نے رقعہ عالیہ خاتون کو لکھا عالیہ خاتون نے جواب لکھا کہ میں نقطہ
 اسی کام کو وہاں گئی تھی لیکن قبل میرے جانے کے حفیظ تمہارے سوزش عشق میں سرو یا برہنہ نہیں معلوم کہ
 کس طرف نکل گیا کہ ہر چند تلاش کیا لیکن کہیں پتہ نہیں لگا دایہ نے جواب نامہ منطقہ کو دکھا دیا منطقہ بہت روئی
 اور کہا میں باپ سے باغ جانے کی رخصت لیتی ہوں پھر وہاں سے تمکو اور ذکا کو ہمراہ لے کے زیارت
 بیت المعمور کو جاؤ گی کہ وہ باغ بیت المعمور سے نزدیک ہے الغرض جب سعید لوح دار محل میں آیا منطقہ نے اس
 اچے پدر بزرگوار میں نے فلاں باغ کی آپ کے نہایت تعریف سنی ہے سو مدت سے اُسکے دیکھنے کی مشتاق ہوں
 ادل تو سعید لوح دار نے منع کیا جب منطقہ نے اصرار کیا تو کہا میں لوح سے استخارہ کر لوں اگر اجازت لوح ہوئی
 تو تم جالا منطقہ چین چین ہوئی اور کہا آپ نے لوح شاہی کو کھیل مقرر کیا ہے کہ ذری ذری سے کام کو استخارہ دیکھا جاتا
 ہے خیر میں سمجھی کہ تمکو میری تفریح منظور نہیں ہے سعید کو جو پاس بیٹھی کا زیادہ تھا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا خفا نہو جاؤ
 مہنے جو خوشی و رضا اجازت دی لیکن زیادہ نہ رہنا منطقہ نے کہا آج جاؤ گی اور کل چلی آؤ گی سعید نے چند ملازم
 معتمد ہمراہ کیے منطقہ پہلے باغ میں گئی تمام دن سیر باغ کی کی شب کو تمام ملازمن کو پہرے چوکی پر مقرر کیا
 اور حکم دیا کہ کوئی آنے نہ پائے ملکہ شب ہمتاب میں سیر صحرا کر نیگی اور آپ اور ذکا کثیر ملکہ کو پا پیادہ بیت المعمور کو
 لیگی راوی کتا ہے کہ راہ میں ایک درہ کوہ تھا وہاں درندے جا نور اذ حد تھے اور شیر و چیتے وغیرہ کے بھی
 مسکن تھے کہ انسان کا گزر ہونا وہاں سے دشوار بلکہ ممکن نہ تھا مگر شاہزادہ معزالدین کو جو محفوظ اُس راہ
 سے لیگیا اور جانوران موزیہ ایذا نہ پہونچا سکے اسکا سبب یہ تھا کہ ایک سم شاہزادہ پر حفیظ نے دم کر دیا تھا برکت سے
 اُس اسم اعظم کے شاہزادہ محفوظ رہا الغرض منطقہ نے دایہ اور ذکا کثیر کے جب داخل درہ کوہ ہوئی دایہ نے کہا
 ہاں ملکہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اب بھی کہتی ہوں کہ یہ راہ نہایت پر خطر ہے اس میں جانور موزیہ بہت ہیں بلکہ خدا
 تم اس قصد سے درگزر و منطقہ نے کہا اے دایہ

قدم وہ محفل جاناں میں بخوف و خطر رکھے | ہاتیلی پر جو رکھ لے شمع کے مانند سر اپنا

تم کیا کہتی ہو سوختہ آتش عشق کو کوئی ایذا نہیں پہونچا سکتا اور وعدہ برابر کیا ہو تو کسی کے روکے سے ترک بھی نہیں سکتا
اس کش مکش و جان کنی سے تو مر جانا بہتر ہے کہ یہ کسی نے سچ کہا ہے **شعبہ**

یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہو | دم نکھائے بلا سے یہ یہ آزار نہو

بعد اسکے ایک اسم منطقہ نے ذکا و دایہ پر پڑھ کے دم کر دیا اور توکل بخدا زندہ و سلامت درہ کوہ سے نکلی و افسی حکم
ومن یتوکل علی اللہ فوجسبہ کوئی بھی درندہ سدرہ نہوا اور یہ تینوں عورتیں بیت المعمور میں داخل ہوئیں اس قدر درود و بار
مسجد میں جو اہرات بیش بہا نصب تھا کہ جسکا شمار نہو سکتا تھا منطقہ یہ دیکھ کے دنگ ہو گئی کہا سبحان اللہ کیا قدرت
صاحب البیت ہو دایہ نے کہا داری چونکہ رات تھی وہ جا نور نہ ملے مگر اب دن کو جانا دشوار ہوگا منطقہ نے کہا شاید
یہ آئی دانی ہدایہ لا تحزن ان اللہ معنا تو نے نہیں سنی جو کہ تو ہر بار نصیحت بجا کرتی ہو دایہ نے کہا اور یہ کیسی رسوائی ہو
کہ دن کو یا پیادہ یہاں سے چلنے منطقہ نے کہا اے دایہ مسدس

دل کا آجانا حقیقت میں ہر اک قہر خدا | دین دنیا میں بشر کا نہیں لگتا ہی پتا
آبرو جائے کہ عزت نہیں اصل پروا | چھوٹے ذلت سے اگر موت کی ایذا چلے

ای دایہ اور یہ حمسہ حسب حال پڑھا حمسہ

دل کا جو حال ہو میں سے کون کیا دایہ | کس مصیبت میں پڑی ہائے غضب اے دایہ
میں بھی ہوں آدمی حیوان نہیں اے دایہ | دل کے ہلانے کو کس طرح نہ باہر آتی

اس زندگی سے وہ رسوائی کہیں بہتر ہے کہ میں مفارقت میں حفیظ کے خون جگر کھاتی ہوں دایہ خاموش ہو رہی
منطقہ پوشاک اتار حوض میں کودی اور اسم کو شروع کیا اب کار نہائی جذبہ عشق بلاخیز و آفت انگیز کی
غور فرمائیے کہ حفیظ بھی آوارہ و سرکش نہ دیوار نہ در کا لغو مارتا ہوا دیوانہ و بیقرار بہ تلاش دلدار بیت المومنین
پہونچا اور یہ چند شعر پڑھنے لگا

سودا ہے سنبلم کو دو گیسوے یار کا | بندہ ہر ماہ عارض گل روے یار کا
شہرہ ہر آسمان تلک روے یار کا | تعویذ آفتاب ہو گیسوے یار کا
نرگس ہو کیا نشان ہو جادوے یار کا | شمشاد بندہ ہو مستد لجوے یار کا
رکھا ہو نام نہات گل بوے یار کا | بن کر ہلال گم خم ابرو میں رہ گیا
گم مثل مشک نافہ آہو میں رہ گیا | دیکھی جو آنکھ کو چہ گیسو میں رہ گیا
چھوٹوں بھی وہ اگر لب معجز نہا ہلا سے | دم میں ہر ایک قلب بے جان میں جان آئے
دم نکلے سامری کا سیما کی جان جائے | اعجاز ہو یہ نرگس جادوے یار کا

نہ وصل ہو نصیب نہ اس غم سے انفرغ دیوانہ ہوں میں نکبت کیسے یار کا جز شربت وصال دوا اسکی کچھ نہیں آپا وہ ماہر و جو پس مدت مدید	آنکھوں میں مثل خار پھلا ہوئے جبکہ داغ کندے یہ اُس سچ سے جا کر کوئی قرین سرم عشق بجھو ہو جوش جنون نہیں اک نور دیکھا قلمہ دل نے یہ جدید	نوح نسیم سے نہ پریشان ہو کیوں داغ آیا ہوا ب قریب مرا وقت واپسین لازم ہو خلیج عرق روئے یار کا غل تھا کہ دیکھوں قدرت باری ہوئی پدید
---	--	--

خورشید حشر پر نظر آیا ہلال عید | پر تو پڑا جو حوض میں ابروئے یار کا

یہ کشش جذبہ دل منطقہ تھی جسے حفیظ کو کشان کشان بیت المعبور میں پہونچا یا جو وقت کہ عاشق و معشوق اور محب و محبوب کی آنکھیں چار ہوئیں منطقہ تو غرق بحر شرم ہوئی غوطہ لگا گئی یعنی چادر آب میں اُس تن نازک و صاف کو چھپا دیا اور سعید نے کہ اس ترکیب سے اور اداسم میں قطعی غوطہ کو منع کیا تھا اور کہا تھا کہ عامل عمل کو ضرور ہو کہ پانی سر سے بلند ہو ورنہ دوسرے عالم میں جا پہونچے گا الغرض حفیظ منطقہ کو حوض میں دیکھ کر خود بھی کو دیر ۱۱ اور غوطہ کھایا اور اسی طرح ذکا و دایہ بھی بخوف سعید حوض میں کودیں اور پھر کوئی حوض سے باہر نہ آیا

اب دیکھیے کہ یہ غریق بحر محبت یعنی حفیظ ثریا مکان اور منطقہ زرین کمر اور دایہ اور ذکا کنیز کہاں نکلتی ہیں اور انکے سر پر کیا راحت و مصیبت گذرتی ہو انشاء اللہ تعالیٰ عند الذکر حال اشک بیان کیا جائیگا اور بار دیگر احوال شاہزادہ معزال دین بیان کیا جاتا ہے

جب طاقی شاہ نے اقبال شاہ کی اطاعت قبول کی اور اقرار نامہ لکھ دیا کہ جب تم ظہور بستان میں پہونچو گے میں بلا عذر خدمت میں سلطان روح الملک کے حاضر ہوں گا اقبال شاہ اور شاہزادہ معزال دین مشائخ خان کی کیطرف روانہ ہوئے جو شہر سودا نیان اور ملک ترابستان اور جتو بیہ بھی مشہور ہے اور اقبال شاہ نے پروانہ تھری بطریق سند اپنے پاس رکھا تھا اور طاقی شاہ نے بھی ایک منزل مشایعت اقبال شاہ کی اور کہا اے شہر یار دو مرحلہ سخت و دشوار راہ میں واقع ہوئے تم نہایت خبر داری اور ہوشیاری سے اُن مرحلوں کو طو کرنا پہلا مرحلہ دشت گاوان بلند شاخ ہے کہ ہر گاؤں مثل فیل کے کلان ہے دو سرا مرحلہ شہر کے نزدیک مزرعہ گندم آدم سدرہ ہو گا اگرچہ ایک طرف شہر کے دشت کو سفند ان فیل زور ہیں لیکن وہ سدرہ راہ نہیں ہوتیں جب ان مرحلوں کو طو کر لو گے تو یاد شاہ سودا نیان یعنی راسب شاہ تھاری اطاعت قبول کریگا پھر کوئی عذر باقی نہیں رہیگا اقبال شاہ نے فرمایا خدا ہمارا فیصل حال ہو گا تو ہم کو کچھ خوف نہیں ہے یہ کہے آگے چلے کہ ایک درہ کوہ نظر آیا اور دامنہ کوہ میں ایک صحرا ہے چر فضہ معلوم ہوا کہ ہر جا پر نہر در چشم ہلے شیریں جاری تھے

الغرض جہاں تک نظر کام کرتی تھی سو اسے گل وریحان و آب شیرین و سبزہ کے اور کچھ معلوم نہ ہوتا تھا اقبال شاہ نے وہاں مقام کیا اور مردمان لشکر برائے سیر صحرانہ ہوئے ناگاہ قریب تنوگا وٹکے کے سینک اُنکے مثل نیزہ تھے درہ کوہ سے باہر نکلیں اور مردمان لشکر پر حملہ آور ہوئیں چند آدمی ہلاک ہوئے باقی لشکر کو بھگا دیا اور گاوان اپنے چیراگاہ کو روانہ ہوئیں جب شام ہوئی ہزار ہا دیہی گاوان سینک بلند پہاڑ سے نیچے اتریں اور سب نے ایسا شور مچایا کہ تمام لشکر کے کان بہرے ہو گئے لیکن شاہزادہ کو سوداے عشق بلکہ نو بہار گلشن افروز کا ایسا تھا کہ کچھ خبر نہ معلوم ہوئی اور یہ اشعار زبان زد تھے اشعار

کے شہو دیار بک سر در پائے آن دلبر ہم	دسمدم انا شک خود درد انش گو ہر نہم
در تلاش او خواہم داشتہ خود را معاف	یا بصر اے عدم در ہر بیابان سر نہم
ای سبیل اشک تو ہی بہا دے اُدھر مجھے	کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے

الغرض تھوڑے عرصہ میں وہ گائیں خوشخوار زیادہ حد و شمار سے ہو گئیں اور مردمان لشکر کو زخمی و ہلاک کرنا شروع کیا صبح کو اقبال شاہ نے شاہزادہ معز الدین سے کہا ای شہریار اگر اس آفت ناگمانی کا تدارک نہوگا تو تھوڑے عرصہ میں سارا لشکر یا مال ہو جائے گا اور دعا کی شعہ

سچی کن در کار حنلق ای کر دگارا | تاکند کار تو ہم پر و ردگار

ای شاہزادہ مطلب میرا یہ ہے کہ یہ کام بھی تمہاری ذات ستودہ صفات سے متعلق ہی اس واسطے میں نے گزارا کیا کہ اس مثلثہ خاکی میں بھی تمہاری ہی توجہ سے مطلب برآری ہوگی شاہزادہ نے کہا کہ صاف صاف کہو کہ میری سمجھ میں آوے اقبال شاہ نے کہا وہ مثلثہ آتش تھا جو تپنے فتح کیا اور کو اکب مثلثہ آتش مریم و آفتاب و مشتری تھے اور وہ پیر مردمان نشین مشتری کے موکل کی شکل تھا اور شیر سوار موکل آفتاب اور قوج سوار موکل مریم اسی طرح وہ نائب مثلثہ خاکی زہرہ و عطارد و زحل ہیں آج شب کو میں نے طرف مرشد کے رجوع کی حکم ہوا کہ یہاں بھی مقبل کا ہونا یا جو اسکی شکل سے مشابہ ہو اسکا ہونا ضرور ہے اور مقبل کا یہاں آنا کسی طرح سے ممکن نہیں ہو سکتا اور مشابہ اسکا سو حضور کے اور کوئی نہیں ہے یہی وجہ تمہاری تکلیف دہی کی ہے کہ آپ یہ کاغذ لیکر درہ کوہ میں تشریف لیجائیے وہاں ہو چکر دیکھنا اور بموجب حکم کاغذ کے عمل کرنا بلکہ وہ فرمان مہری آتش بھی لیتے جانا کہ شاید کہیں اسکی احتیاج ہو شاہزادہ معز الدین نے کہا ای جو اغر تو مجھے اسی واسطے لیے پھرتا ہے کہ اپنے عوض مجھے عول دیدے اقبال شاہ نے کہا نہیں واللہ میں مصلحتاً کتا ہوں غرض شاہزادہ روز سہ شنبہ کو بساعت سوم کہ زہرہ سے متعلق تھی روانہ ہوا اقبال شاہ نے کہا ای شہریار یہ فرمان مثلثہ آتش سر پہ باندھو اور کاغذ میرا دست راست میں لوجہ وقت کوئی مشکل پیش نہ

اسکو دیکھ لیا کرتا تھا اللہ تعالیٰ آسان ہو جائیگی اور برکت سے فرمان کے کوئی ضرر اور آسیب نہ ہوگا۔
 یہ سکر شاہزادہ معز الدین نے درہ گوہ میں قدم رکھا تھا کہ چار طرف سے وہی گاوان جنگی سینگیں مثل نیزہ کے
 یقین بشمار جمع ہو گئیں اور شور و غل بے حد و حساب مچا یا لیکن شاہزادہ نے فرمان سربستہ کو دکھایا پھر کوئی گاؤ
 آگے نہ بڑھی شاہزادہ نے کاغذ کو دیکھا اُسین یہ عبارت دیکھی کہ اے درگاوان آگاہ ہو کہ یہ سچ تو ہے
 جب درگاوان بلند شاخ پر پہنچے اور گاوان سدر راہ ہوں تو فرمان مثلاً آتش اُنکو دکھانا گاؤں میں تیرے
 رد برو سے بھاگنیگی اور تو اُنکا پیچھا کرنا وہ ایک ساعت میں درخت عظیم الشان کے قریب پہنچنیگی وہاں ایک چشم
 پانی کا ہوگا اور کو سوں تک سبزہ زار نظر آئیگا اور کنارہ چشمہ کے ایک گائے سرخ سوتی ہوگی ان گاوان کے
 شور و غل سے اُسکی آنکھ کھل جائیگی تم پھر وہی فرمان اُسکو دکھانا پھر گاوان وہاں سے بھی بھاگنیگی لیکن وہ سرخ
 گاؤ وہیں رہ جائیگی اُسکے آگے جا کر اُٹھنا اے بقرة الحمر اور اسطے اُس گاؤ کے جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
 زمانہ میں عامیل کی گواہی دی تھی اپنی پشت پر مجھے سوار کر اور قصبہ میں عین الثور کے پہنچا دے جب
 بقرة الحمر تجھے عین الثور کے قصبہ میں پہنچا دے اور عین الثور تیرے مقابل ہو اُس وقت پھر یہی کاغذ دیکھنا
 اور موافق احکام کا غرض عمل میں لانا قصہ مختصر شاہزادہ بقرة الحمر کی پشت پر سوار ہو کر قصبہ عین الثور میں پہنچا
 ایک لمحہ کے بعد فوج گاؤ سواروں کی دیم کے باہر نکل سیدان میں صف آرا ہوئی شاہزادہ نے اُس
 فوج میں ایک مرد بعینہ شکل گاؤ کا دیکھا لیکن تمام جسم اس گاؤ کا انسانی تھا اور مثل آئینہ کے چمکتا تھا اور گاؤ
 مرد صورت چاروں طرف دیکھ رہا تھا باقی تمام گاؤ سوار گرد و پیش اُس مرد عجیب الخلق کے صلبستہ
 کھڑے تھے اس اثنا میں چہرہ گاؤ سا منہ شاہزادہ کے آیا اور باوازیلند کہا او بقرة الحمر تو میری سواری
 کا ہو کر تو نے ایک شخص غیر کو اپنی پشت پر سوار کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معاملہ سخت تجھے پیش آیا ہے
 وہ بولا کہ میں مجبور ہوں کہ طالع اس جو اُٹھد کا زائد الثور ہے عین الثور نے یہ کہہ سنکے گاؤ سواروں کو حکم دیا
 کہ یہ جوان نام اپنا صد شکن رکھا چاہتا ہے خبردار یہ زندہ و سلامت یہاں سے نہ جانے پائے کہ یہ اسنے
 انتہا کی گستاخی و بے ادبی کی ہے کہ میرے مرکب خاص پر یہ سوار ہوا اور اسے کچھ خوف نہ آیا پس بھر دھنسنے
 اس حکم کے وہ گاؤ سوار گردن گردن سریلے چار طرف سے حملہ آور ہوئے اور کہا کہ اگر اپنی سلامتی جان چاہتا ہے
 تو فرمان کو سر سے کھول کر سامنے رکھ دے پھر ہم تجھے قتل نہ کریں گے پس یہ لفظ سنکے شاہزادہ کی ہمت نے جوش
 مارا اور شمشیر خون آشام خلاف سے نکالی اور مانند رستم و اسفندیار کے جنگ میں مشغول ہوا مگر شاہزادہ کی
 لواجنس گاؤ سوار کی گردن پر پڑی سہرتن سے اڑ گیا لیکن جسم پر اُس گاؤ سوار کے کارگر نہوئی تھی اور طرف
 یہ معاملہ تھا کہ سر قلم شدہ کو اور جسم مقتول جب عین الثور اپنا جسم آئینہ کی طرح دکھاتا تھا تو جب عین الثور کے

جسم کا عکس پڑتا تھا پس وہ سردھڑ سے لچاتا تھا اور زندہ ہو کر پھر جنگ کرنے لگتا تھا۔
 مگر شاہزادہ کو بھی بہ برکت فرمان سر بستہ کے کسی طرح کا آسیب نہ پہونچتا تھا آخر کار جب
 شاہزادہ کے دست و پامین طاقت نہ رہی بوجہ کثرت جنگ کے اور یقین تھا کہ غش کھا کر گرے پڑے کہ
 درگاہ خدا میں دعا کی بجز دعا کے ایک سوار نقادار سبز پوش کو دیکھو ٹپے پر سوار پردہ غیب سے پیدا ہوا
 اور شاہزادہ کا بازو پکڑ کر علیحدہ کر دیا اور کہا ای جوان کا غذا دیکھنا بھول گیا کہ اس عذاب ہلک میں پھنسا
 خیر اب جلد کا غذا کو دیکھ تاکہ ان عینوں کے ہاتھ سے نجات ہو شاہزادہ نے دست چپ سے کا غذا کو دیکھا
 اُس میں لکھا تھا کہ جس وقت گاؤ عین الثور کے پاس جاتا ہے کا غذا دیکھنا اور جو دیکھنا کا غذا فرا موش
 ہو گیا ہو تو بروقت ہجوم گاؤ سواروں کے ضرور دیکھنا اور کچھ خوف نہ کرنا کہ برکت فرمان سے تجھے مطلق آسیب
 نہ پہونچے گا اور جو شاید کسی وجہ سے نوبت تلوار کشت و خون کی پہونچے تو اُنکے ہاتھ سے زندہ رہنا دشوار ہے
 اور مدد اقبال دوسرا امر ہو ورنہ علاج اُسکا یہ ہے کہ اُس فرمان کو اس ترکیب سے بند کرنا کہ ہر فقط قوج یعنی
 گینڈے سوار کی کہ آخند میں ہو کھلی رہے اور وہی فرمان مثل تلوار کے اُن پر مارنا اور ایک نعرہ اُٹھنا یا مریخ
 کا مارنا یقین ہے کہ ایک ہی وار میں چار حصہ لشکر عین الثور کا بے سر ہو جائے بار دیگر ایک بار پھر ایسی
 حرکت دینا جب تین حصہ لشکر بے سر ہو جائیگا عین الثور باس تھارے آئیگا اور بہ نہایت عجز و انکسار پوچھے گا
 کہ تیرا مطلب ہمارے قتل سے کیا ہے کہنا کہ مجھے باغ میں ملکہ زمہرۃ المثل کے پہونچا دے وہ کیگا سیری
 کیا مجال و قدرت کہ میں قدم باغ میں ملکہ کے رکھ سکوں اور اگر پہونچا ہی دیا تو پھر میری زندگی محال ہے
 تو کہنا خیر مجھے دروازہ تک پہونچا دے آئندہ پھر تجھے اختیار ہو عین الثور راضی ہو جائیگا تم فرمان
 مثلہ آتشی بدستور بغل چپ میں رکھ لینا اور کا غذا ہاتھ میں لینا جسوقت دروازہ پر باغ کے پہونچے پہلے کا غذا
 دیکھنا بعد ازاں باغ میں داخل ہونا و گرنہ پشیمان ہو گے آخر جب عین الثور تین حصہ قتل ہو چکا اُسے شاہزادہ
 سے مطلب پوچھا شاہزادہ نے مطلب بیان کیا عین الثور نے اپنی پشت پر سوار کرے بال و پر پرواز کی
 اور شاہزادہ کو ایک باغ فرحت افزا کے دروازہ پر پہونچا دیا اور شاہزادہ سے کہا ای جوان عالیشان
 برائے خدا میرے حال پر ملال کو ملاحظہ کر کہ میں ایک عذاب سخت میں پھنس گیا ہوں شاہزادہ نے
 عین الثور کی صورت دیکھی تو وہ جسم جو اُسکا روشن و صاف تھا سیاہ ہو گیا تھا پوچھا کہ یہ حال تیرا کس وجہ سے
 ہوا عین الثور نے کہا بوجہ تیرے حکم بجالانے کے خیر بروقت ملاقات ملکہ زمہرۃ المثل کے میری اور
 بقرۃ الحمر کی سفارش ضرور کرنا کہ ہم اپنی صورت اصلی پر آجائیں شاہزادہ نے کہا حق طرح جمع رکھ انشاء اللہ
 میں ضرور تیرا کام کرونگا پھر کا غذا دیکھا اُس میں لکھا تھا کہ جب تو باغ میں داخل ہوگا ہر چین میں ناز نہیں

گاہ جہن پھرتی ہوئی پلینگی اور تجھے بھرا بھلا کنتی ہوئی ملکہ زہرۃ المثل کے سامنے لیجا لینگے ملکہ زہرۃ المثل
 تیرا حال پوچھ لینگے کہنا بندہ ایزد غفار شاہزادہ عالی وقار عاشق ملکہ نو بہار یسکے زہرۃ المثل ایک
 قہقہہ آواز بلند مار لگی کہ تمام گل باغ شگفتہ ہو جائینگے اور طاؤسان باغ رقص کرنے لگیں گے بھپہ پوچھ لگی کہ
 یہاں کیونکر پہونچا کہنا بہ تائید ذوالجلال وہ کیلگی غلط تو جھوٹ کہتا ہے تجھے بقرة الحمر اور عین الثور نے پہونچا یا ہر
 تو کہنا میں انھیں نہیں جانتا خدا جانے وہ کون جانور ہیں زہرۃ المثل اس قیل وقال سے غضب ہو جائیگی
 اور اسے غضب ہونے سے برگ درختاے باغ گر جائینگے اور شاہناے درخت تلوار آبدار نظر آئیگی پھر تجھے
 کنیزان حبشیہ و ترکیہ سے حکم قتل دیگی وہ کنیزین تجھے قتل گاہ میں لیجا لینگے جب جلاد تیرے سر پہ تلوار علم کر لگا ملکہ
 زہرۃ المثل پھر تجھے اپنے پاس بلا کر وہی سوال کر لگی تو پھر وہی جواب دینا وہ پھر قتل گاہ میں بھیج دے گی اور
 کنیزان ملکہ زہرۃ المثل دھکا لینگے کہ اگر تو جواب معقول نہ دے گا تو ہم تجھے مقرر ص سے پڑ سے پڑ سے کرینگے
 تو جواب کچھ نہ دینا تیسری بار پھر زہرۃ المثل تجھے بلا کر بقسم شرعی پوچھ لگی کہ تو یہاں کس طرح آیا اب کہنا کہ میں
 ہمدایت سعد اکبر آیا ہوں ملکہ زہرۃ المثل کیلگی کہ اگر تو صادق ہے تو سعد اکبر کے بھائیوں کے حال سے
 مطلع کر تو نے جو تماشا مشلتہ آتش میں دیکھا ہے بتفصیل بیان کرنا ملکہ زہرۃ المثل بعد دریافت کرنے حال کے
 بہ تکلف تمام تیری دعوت کر لگی اور پوچھ لگی کہ آپ نے کس مطلب سے اس غریب خانہ کو سرفراز فرمایا کہنا کہ تم
 ایک فرمان را سب شاہ بادشاہ ملک جنوبیہ کے نام اس مضمون کا لکھ دو کہ وہ اول اپنے بھائیوں سے
 صلح کرے اور خدمت میں سلطان روح الملک کے حاضر ہو ملکہ زہرۃ المثل کیلگی یہ کام بے رشوت کے
 ممکن نہیں ہے یہ فرمان مشلتہ اس کے حوالہ کر دینا وہ فرمان اپنے پاس رکھ لگی اور دوسرا فرمان ٹہری عوض میں
 اسکے تیرے حوالہ کر لگی بعد لینے فرمان کے کہنا اے ملکہ میں بڑی محنت مشاقہ اٹھا کر یہاں آیا ہوں لیکن تم نے بطریق
 یادگار کوئی شرمجھے نہ دی ملکہ زہرۃ المثل تمام دنیا کے تحفہ تمھارے سامنے رکھ لگی تم کہنا میں اسکا حق نہیں ہوں
 اگر لوح الماس عنایت فرماؤ تو لیلون ملکہ زہرۃ المثل بھجوری لوح الماس تیری توافع کر لگی تم لوح کو بازو پر
 باندھ کر جنگی سفارش منظور ہو ملکہ زہرۃ المثل سے کرنا مگر جس وقت بستر خواب پر جانا اپنے جسم سے نہایت
 ہوشیار رہنا اور جو کوئی امر تازہ پیش آئے تو ایک بار پھر کاغذ کو دیکھنا والسلام القصدہ شاہزادہ نے موافق
 حکم کاغذ کے فرمان ٹہری مع لوح الماس زہرۃ المثل سے حاصل کیا بعد ازاں بقرة الحمر اور عین الثور
 کی سفارش کی ملکہ زہرۃ المثل نے بقرة الحمر اور عین الثور کو حوض خاص میں غسل دلوا یا وہ اسی وقت
 درست ہو گئے شاہزادہ نے بعد محض رقص و سرود کے آرام فرمایا ابھی ہنوز آرام نہ فرمایا تھا کہ ایک نازنین
 مسہ جبین وہاں آئی شاہزادہ نے جو غور سے ملاحظہ کیا تو ملکہ نو بہار گلشن افروز ہی لیکن کس ناز و انداز سے

جلی آتی ہے کہ شاہزادہ نے بے اختیار پلنگ سے اتر کر سینہ سے لگا لیا اس نازنین نے کہا ای شہسوار
تو میری مفارقت میں کیا کیا شدائد اٹھائے اور کمان کمان آوارہ و سرکشہ صحرا بھر اچھے شاہزادہ
نے فرمایا خیر آئندہ را یاد و گذشتہ را صلوات لیکن تم جس وقت سے جدا ہوئیں پھر تکو میں نے نہ دیکھا اور
گاہ بگاہ دیکھا تو عجب طرح سے دیکھا لیکن کلمہ و کلام کی نوبت نہ آئی اب کس شغل میں ہو ملک نے شاہزادہ
کی بات کا جواب نہ دیا شاہزادہ خاموش ہو رہا اس نازنین نے کہا وہ جو لوح الماس ملکہ زمہرہ المثل ہے
تکو دی ہے ہم بھی اُسکے دیکھنے کے مشتاق ہیں شاہزادہ نے کہا ای آرام روح و جان لوح حاضر ہو مجھے
تم سے عزیز نہیں ہے مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ کارخانہ طلسمی ہو گا غذا کو دیکھنا چاہیے آخر کار غذا کو دیکھا لکھا تھا
کہ کوئی نازنین بہ صورت ملکہ نو بہار اگر لوح مانگے فوراً اُسکے گلے میں ڈال دینا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا
شاہزادہ نے حکم کی تعمیل کی یعنی لوح گردن میں اُس نازنین کے ڈال دی بجز لوح گلے میں پڑنے کے
وہ نازنین ایک عورت کر یہ منظر نظر آئی جلدی سے شاہزادہ نے بجالا کی تمام اُس حبشیہ کے گلے سے
وہ لوح اتار کے اپنے ہا زویر باندھ لی اور آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوا اور کا غذا کو نہ پایا متعجب ایک سمت کو
روانہ ہوا دیکھا کہ لشکر اقبال شاہ چلا آتا ہے اس عرصہ میں اقبال شاہ درہ کوہ تک استقبال کو آیا اور
بعد ملاقات کے مبارکباد فرمان کے دستیاب ہونے کی دی شاہزادہ نے جو جو کہ تماشا طلسم زمہرہ میں
دیکھا تھا بیان کیا اور فرمان مع لوح رو برو اقبال شاہ کے رکھ دیا اقبال شاہ نے کہا یہ لوح و
سرمہان دونوں آپ بحفاظت تمام اپنے پاس رکھیے کہ یہ ایک وقت میں آپ کے کام آویں گے اور
دوسرے روز جنوبیہ حصار اور شہر سودائیون کی طرف کو روانہ ہوئے

اب راوی انکو حصار و شہر جنوبیہ میں چھوڑتا ہے اور دو کلمہ حال پر ملال منطقہ زمین کمر
گذارش کرتا ہے

یہ جملہ بیان ہوا ہے کہ سعید نے کو کبہ خاتون سے تاکید مانگ کیا ہے کہ عمل خوانی میں پانی حوض کا سر سے بلند نہو
ورنہ اکثر قباحت عامل کو ضرور ہے منطقہ کو رعب و داب و شرم حیا محبت حقیظ ثریا مکان کی اسی غالب
ہوئی کہ نصیحت سعید کا مطلق خیال نہ رہا اور حوض میں غوطہ زن ہوئی اور تحت الشری کو پہنچی جب آنکھ کھلی
دیکھا نہ وہ مکان ہے نہ وہ مسجد ہے نہ وہ حوض ہے فقط ایک قصبہ سامنے ہے لیکن وہ قصبہ آتش پرستوں کا تھا اور
اتفاقاً اُنکے یہاں وہ روز عید کا تھا اور وہ موافق اپنے رسم کے صحرا میں آگ جلا رہے تھے اور اُس
آگ کے گرد سب قصبائی و شہری افسون پڑھتے تھے اور ایک قاعدہ یہ تھا کہ بعد فراغ اور ادا فسون ایک

لڑکی ناکتھدا کو لباس سرخ پہنا کر خداوند آتش کی نذر کرتے تھے چنانچہ اُس روز رئیس قصبہ کی لڑکی کی نوبت تھی اور وہ رئیس نذر دینے میں لڑکی کے عذر کرتا تھا لیکن اہل قصبہ بجز اُس لڑکی کے اور کسی کو سرخ لباس نہ پہناتے تھے کہ یکا یک اُن میں سے ایک نے منطقہ زرین کمر کو دیکھا کہ ایک عورت ناکتھدا بالغم صحرا میں رو رہی ہے اُس نے رئیس کو اس حال سے اطلاع کی کہ تیری لڑکی کے عوض خداوند آتش نے ایک اور لڑکی بھیج دی ہے رئیس نے یہ سُنکے ملازموں کو حکم دیا کہ ہاں اُس نازنین کو جلد لاؤ ملازم منطقہ زرین کمر کو پکڑ لے گئے رئیس نے بلا دریافت حال منطقہ زرین کمر کو وہ لباس سرخ پہنایا اور کہا کہ ای نازنین تیری خوبی قسمت تھی کہ جو ایسے وقت میں یہاں آئی خاطر جمع رکھ کہ چند ساعت میں جسم خاکی تیرا خداوند آتش سے وصل ہو جائے اور تو مرتبہ اعلیٰ کو پہنچے گی منطقہ زرین کمر چپ ہو رہی کچھ جواب نہ دیا اور دل میں کہا کہ یہ مرد و کیسے سنگدل ہیں کہ مطلق خوف خدا نہیں کرتے اور کیسا انکا مذہب ہے کہ اس عرصہ میں رئیس کی بی بی بھی وہاں آئی اور منطقہ کو دیکھا گلے لگایا تب ہاں ہوئی اور کہا امی عطیہ خداوند آتش تو ہماری لڑکی کی قسم یہ ہے لہذا ہم کو بھی تیرے قربان ہونا چاہیے منطقہ نے کہا امی عورت اگر تو اپنی لڑکی کے فدیہ پر فدا ہو تو خداوند آتش پر خود کیون فدا نہیں ہوتی تو خداوند آتش تجھے اجر عظیم دیتا اس بات سے منطقہ زرین کمر کی تمام عورتیں خوب متحسین اور وہ ملعونہ منفعل ہوئی آخر کینروں نے منطقہ کو کرسی زرنگار پر بٹھایا اور چند افسون بزبان گبری دم کیے رئیس نے ایک گلاب کا پھول منطقہ زرین کمر کے ہاتھ میں دیا اور ماتھے پر ٹیکا سیندور کا لگایا پھر سب نے پاؤں کو بوسہ دیا جب رسم سب ادا کر چکیں رئیس نے حکم دیا کہ تخت موصل لاؤ کہ ایک گبر ایک پنجرہ کا ٹکڑا کاٹ کر لایا کہ چاروں طرف اُسکے چھید تھے اور ایک بیج ایسا لگا تھا کہ جب اُسے گردش دین تو وہ ایک حد مہینہ تک جاہو نیچے اسی وجہ سے اُسے تخت موصل کہتے تھے کہ وہ آگ سے وصل ہو جاتا تھا الغرض منطقہ زرین کمر کے ہاتھ پاؤں میں ہندی لگائی اور ہر ایک نے اپنے اپنے مطلب خداوند آتش سے کہلا بھیجے کہ ہماری طرف سے یہ کہنا اور یہ کہنا اور اُس قفس میں بند کیا اور اُس بیج کو حرکت دی وہ پنجرہ فوراً آگ میں داخل ہوا اسوقت منطقہ زرین کمر نے یہ اشعار پڑھے اشعار

نگہدار یارب مرا زین بلا	بجی محمد شفیع الورا	زآفات کس را چو محفوظ دار	مراد دل مستندان برآر
نہ آتش را باید نہ آتش بسوزد	چراغ مراد دلش بر فروزد		

بقول سعدی رح دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است پس قدرت کاملہ خداوند قادر سے ایک ابر آسمان پر پیدا ہوا اور اس شدت سے بارش ہوئی کہ تمام آگ ایک لمحہ میں بجھ گئی لیکن آنکھیں منطقہ زرین کمر کی بندھن تھیں کہ ناگاہ اشنا سے بارش میں ایک برق خاطر اُن گبروں پر گری کہ کوئی مرد وزن اُنہیں سے

زندہ و سلامت نہ رہا منطقہ زرین کمر بھی قفس اجل میں سے نکل کر ایک طرف روانہ ہوئی اور شکر منعم حقیقی کا بجالائی
بعد چند قدم کے دو مرد قزاق وضع دور کے آئے معلوم ہوئے منطقہ زرین کمر بخون اُنکے ایک درخت کے سایہ میں
چھپ رہی وہ دزد منطقہ زرین کمر کے پاس آئے اور انھوں نے جو پوشاک گسرخ و زیور ہیشمار دیکھا عاشق ہو گئے
اور اُن دونوں میں یہ گفتگو ہوئی کہ ایک شخص زیورے اور دوسرا اس نازنین کو لیلۂ آخر دونوں میں اس قدر
بحث ہوئی کہ نوبت مار پیٹ کی پہنچی اس عرصہ میں اور دو قزاق آئے اور بعد دریافت حال منطقہ زرین کمر کو
مع اُن دونوں قزاقوں کے شامل ہوئے جو افسر قزاقوں کا تھا اُسکے پاس لگے شامل نے زیور منطقہ زرین کمر کا
چارون کو تقسیم کر دیا اور منطقہ زرین کمر کو اپنے پاس رکھ لیا آخر دوسرے روز نشتر شراب میں شامل نے
وہ سوال منطقہ زرین کمر سے کیے کہ دفعہ دزد دل اُس کشتہ قزاق کو ایسا عارض ہوا کہ حالت غیر ہو گئی شامل
نے اپنے رفقا سے کہا کہ یہ عورت عالی خاندان معلوم ہوتی ہے جب تک کہ یہ حقیقت مفصل اپنی نہ بیان کرے گی میں اس
سروکار نہ رکھوں گا راوی کہتا ہے کہ یہ مقام سرحد میں طاقی شاہ کے واقع تھا اور طاقی شاہ کو ان قزاقوں کی
بڑی تلاش تھی کئی آدمی شنب و روز تجس میں حیران و پریشان پھرتے تھے ایک روز جاسوس نے فوجدار
طاقی شاہ کو خبر دی اور وہ فوجدار بالشرک جہاز اُن قزاقوں کے مکان پر اسوقت پہنچا کہ شامل وغیرہ سب
خواب غفلت میں مبتلا تھے فوجدار نے سب کو قتل کیا بعدہ روشنی مشعل سے دیکھا کہ ایک نازنین زمرہ حسین گوشت
مکان میں بیٹھی زار زار مانتا ہوا ہوا رہی ہے فوجدار منطقہ زرین کمر کو اپنے مکان پر لایا اور سب کو منع کر دیا
کہ اسکا کوئی ذکر نہ کرے اور تمام مال و اسباب شامل کا مع اور قزاقوں کے طاقی شاہ کے حضور میں گزرا
بادشاہ نے فوجدار کو خلعت بیش بہا عنایت فرمایا فوجدار جب اپنے مکان پر آیا منطقہ کو بلایا اور کہا کہ اگر تو رہی
ہو تو میں تجھے نکاح کروں منطقہ زرین کمر نے کہا میں مظلومہ آفت رسیدہ فلک زدہ وطن آوارہ مجھے آپ
سعادت نہر مائیں فوجدار بولا باد جو دیکھ تم ایسی مہیبت و تکلیف میں ہو مگر ہماری صحبت سے انکار کرتی ہو کیا وہ قزاق
شکل دشمنان میں مجھے بہتر تھا کہ اُس سے روز و شب خلط ملط رہتی تھی خاطر جمع رکھ میں تجھے کسی سوداگر عمدہ کے ہاتھ
بیچ ڈالوں گا آخر حسب اتفاق انھیں دنوں میں ایک سوداگر بھی خواجہ سیار نامے وہاں وارد ہوا فوجدار نے
ہزار مشرفی طلا کو جو دس ہزار اشرفی طلائی کے برابر ہوتی ہیں اُس تاجر کے ہاتھ منطقہ زرین کمر کو بیجا اور
بعد چند روز کے ناصح الملک وزیر طاقی شاہ نے منطقہ زرین کمر کو دو ہزار اشرفی کو مول لیا اور حکم دیا
کہ اس کنیز کو حجام کر کے پوشاک عروسانہ پہناؤ منطقہ زرین کمر نے کہا اگر دستور معظم میں لیاقت پہننے پوشاک
عروسی کی نہیں رکھتی مگر اور جو کوئی کام ہو اُسے میں بجالاؤں لیکن اعزاز خاتونی میں نہیں چاہتی لوگوں نے
جواب دیا کہ او بیوقوف عورت اور عورتیں اس بات کی آرزو کرتی ہیں اور تو انکار کرتی ہو اتنی بڑی نعمت و

دولت کو غنیمت نہیں سمجھتی منطقہ زرین کرنے جواب دیا کہ یہ امر تقدیری ہے کس واسطے کہ اگر میں رتبہ خاتونی کو پہنچنے والی ہوتی تو کنیزی میں کیوں آئی القصر رفتہ رفتہ یہ خبر کا فقیہ خاتون وزیر اعظم کی بی بی کو پہنچی کہ ایک کنیز نوخیز نے وزیر اعظم سے ایسے جواب و سوال کیے کہ وزیر کو ساکت کر دیا کا فقیہ خاتون کو منطقہ زرین کمر کا انکار کرنا بدل پسند آیا اور اسکو بلکرا اپنے پاس رکھا اور پوچھا کہ امی عورت تو نے وزیر اعظم کا کہنا کیوں نہ قبول کیا کہ تجھ کو بھی بوجہ زوجیت وزیر اعظم کے ایک رتبہ عظیم ملتا منطقہ زرین کرنے کا امی خاتون انسان کو اپنی آبرو کا خیال کرنا ضرور ہے مگر نہ انجام اسکا خراب ہوتا ہے اور یہ بات شیوہ شرافت و انسانیت سے نہایت بعید ہے کہ میں وزیر اعظم کے کہنے سے آپ کو اپنا رقیب گردانوں اس امر سے مجھے آپ کی خدمت کرنا منظور ہے لیکن وزیر اعظم کی خوشی منظور نہیں مجھے یہ کنیزی خاتونی سے پسند ہے کہ فقیہ خاتون نے منطقہ زرین کمر کو گلے سے لگا لیا اور وزیر اعظم نے اپنے شوہر سے کہلا بھیجا کہ ایسی مظلومہ ستم دیدہ آفت رسیدہ کو کہ جسے اپنے تن بدن کا ہوش نہیں خدا جانے کہ کہاں کہاں سے حیران و پریشان و دل خستہ ہوتی ہوئی اس ملک میں پہنچی تم ستائے اور ارادہ فاسد رکھتے ہو خوف خدا نہیں کرتے یہ عبرت کا مقام ہے کہ وہ توفلک کی ستائی اپنے گھر سے آوارہ و سرگردان عزیز و اقارب سے چھوٹی کنیزی میں آئی اُسے زمانہ اندھیر معلوم ہوتا ہے تمہیں شادی و نکاح سوچھتا ہے دوسرے یہ کہ خواہوں کو تنے سرفراز کیا اپنے کام میں لائے میں خاموش ہو رہی لیکن اس بیچاری کی مین تنے سفارش کرتی ہوں کہ تم اپنے ارادہ سے باز آؤ اور مجھے اسکو واسطے خدمت کے حوالہ کر دو ورنہ میں تنے ناراض ہوں گی وزیر اعظم نے اُس وقت بی بی کے خوف سے کچھ نہ کہا لیکن درپردہ کہ وقت بوقت ضرور اُسے خدمت میں لاؤنگا کا فقیہ خاتون بلکہ حمرا ملاتی شاہ کی بی بی سے بھی سلسلہ ملازمت رکھتی تھی اُسے ایک غر خنداشت اس مضمون کی لکھی کہ وزیر نے ایک کنیزی سوداگر سے خرید کی ہے اور وہ نہایت صاحب حسن و جمال ہے کہ تعریف اُسکی مجھے نہیں ہو سکتی بلکہ مجھے وہ غیب الطوفان و رئیس زادی معلوم ہوتی ہے اور ابھی اُس سرد و گلشن خوبی کو ہوائے حوادثات زمانہ نہیں لگی اور نخل قاست اسکا ٹھرماد سے بار در نہیں ہوا ہے یعنی ابھی ناکھنڈا ہے اور مد کے نام سے اُسکو نفرت ملی ہے کہ آپ کے وزیر نے ہر چند چاہا لیکن اُسے جواب سخت دیا اور کہا اگر کوئی جبر کریگا تو میں اپنے کو ہلاک کر دوں گی جب میں نے یہ سنا اُسے وزیر سے منگو لیا اسواسطے کہ آپ نے بارہا مجھے فرمائش کی تھی کہ کوئی شریف زادی حسین و عقیل و صاحب فہم لے لے تو ہم فرزندی میں لیں اگرچہ یہ کنیز چودہ برس کی ہو الا آثار نجابت و شرافت و عقلمندی اُسکے چہرہ زیبا سے ظاہر ہے اور نوشت و خواند میں بھی بہت خوب لائق و فائق ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو کسی بادشاہ کی بیٹی ہے یا کوئی امیر زادی اگر میرے نزدیک یہ لڑکی لائق فرزندی کے ہے اور اگر میری گزارش کا یقین نہ ہو تو حضور اپنے وزیر سے طلب فرما کر ملاحظہ فرمائیں تو میرا جھوٹ سچ کھل جائیگا ملکہ نے بعد ملاحظہ عرضی کے اُسی وقت روشن خرد خواجہ سرا کے ہاتھ

ناصر الملک وزیر سے کہلا بھیجا کہ کل محل میں ہمارے جادوان شاہ کی نذر ہر تم اپنی بی بی کو محل میں بھیج دو اور
کافنیہ خاتون سے کہلا بھیجا کہ تم اپنے ساتھ اس کنیز کو ضرور لانا ناصر الملک وزیر نے بھجوری اپنی بی بی کو محل
میں بھیج دیا کافنیہ خاتون ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ کنیز ملکہ کو نذر دی ملکہ حمرا منطقہ کو دیکھ کے
بے اختیار عاشق ہو گئی اور ایسی محبت دلی ہوئی کہ مثل اپنی دختر حقیقی کے سمجھنے لگی اور وزیر سے کہلا بھیجا کہ
خوشا نصیب تمہارے کہ جو تمہاری کنیز نوخیزید ہماری فرزند میمن داخل ہوئی وزیر نے کہا فدوی نے یہ کنیز شخص
حضور ہی کے واسطے خرید کی تھی شکر خدا کہ حضور نے بھی قبول فرمائی بعد چند روز کے ملکہ حمرا نے ملکہ منطقہ
زرین کمر سے کہا ہر بانی و دلدار ی پوچھا کہ امی دختر حال واقعی اپنا بیان کر کہ تو کس خاندان سے ہو اور
کس ملک کی باشندہ ہو اور کیا وجہ تیری کنیزی میں آنے کی ہوئی منطقہ زرین کمر نے ابتدا سے انتہا تک
اپنا کل حال بیان کیا ملکہ نے حال منطقہ زرین کمر کے ایک نعرہ آہ کا مارا اور کہا سچ ہر شہر

اگر ہر سر مویت ہند دودھ باشد | ہر بکار نسیا ید جو بخت بد باشد

مگر حال حوض بیت المعمور کو کہا کہ یہ امر ہماری عقل گوارا نہیں کرتی منطقہ زرین کمر نے کہا میں ایک حرف زاید
خدمت میں عرض نہیں کرتی درحقیقت یہی معاملہ پیش آیا جو میں نے گزارش کیا ملکہ نے کہا کہ ہنہ شہر کمر سی کا
نام بھی نہیں سنا مگر بیت المعمور کی تعریف تو بیشک سنی ہو کہ بہت بڑی معبد گاہ ہو لیکن کوئی شخص بد میں حکم
جاودان شاہ کے وہاں نہیں جاسکتا طافی شاہ محل میں آیا ملکہ حمرا نے کہا امی بادشاہ مجھے بتا رہی کہ کوئی
دختر عاقلہ حسیدہ و نجیبہ ایسی ملے کہ میں فرزند میمن لون خداوند کریم نے وہ آرزو میری پوری کی کہ یہ لڑکی عاقلہ و باطن
مجھے عنایت فرمائی لیکن مظلومہ اپنی عجیب و غریب حکایات بیان کرتی ہو کہ ہم میں نہیں آتی طافی شاہ نے جو منطقہ
زرین کمر کو دیکھا قیافہ سے اُسکے نجابت و شرافت دریافت کی اور وہی حال منطقہ زرین کمر کی زبانی سنا طافی شاہ
نے کہنا یہ بیان اسکا کہ حوض میں غوطہ مارا اور یہاں نکلی درست ہو کہ ایک روز میں نے ایک کتاب میں یہ عبارت
دیکھی کہ سوائے سر زمین حصار ایک اور طلسم ہو بیت المعمور حصار چار مثلثہ اُس طلسم کے درمیان واقع
ہو اور بلکہ ایک راہ پوشیدہ بیت المعمور میں سے بھی آئی ہو شاید وہ یہی راہ ہو جو کہ منطقہ زرین کمر بیان کرتی ہو
پھر منطقہ زرین کمر نے کہا عجیب حیرت کی بات ہو کہ ساکنان شہر کمر سی حصار چار مثلثہ کو طلسم کہتے ہیں اور
باشندگان حصار کے زعم میں شہر کمر سی طلسم ہو طافی شاہ نے کہا امی دختر جو تکلیف کہتے اٹھائی یہ امر تقدیر ہی تھا
اب آرام تمام یہاں بسر اوقات کرو اگر خدا نے چاہا تو حقیقت شریا مکان کا بھی پتہ مل جائیگا اور جانتک ہو گا ہم ضرور
تلاش کو یمن کے

راوی منطقہ کو محسوس میں طافی شاہ کے لطیفہ غیبی کا منتظر رکھتا ہو اور بار بار گرد استان

مدرست بیان شاہزادہ معزالدین اور اقبال شاہ کی بیان کرتا ہوں

اول یہ گذارش ہوا کہ وقت روانگی طاقی شاہ نے اقبال شاہ سے کہا تھا کہ اٹھا سہ راہ میں شہر سودا کیوں کے دومرے سخت ہیں ایک دشت گادان بلند شاخ دوم مزرعہ گندم آدم اگرچہ دشت گوسفند ان فیل زو بھی شہر کے ایک سمت ہی لیکن وہ سدر راہ نہیں ہوتی ہیں کہ جو شمال کی جانب سے شہر سودا کیوں کو جاوے از انجملہ طلسم دشت گادان شاہزادہ معزالدین نے فتح کیا جیسا کہ اول ذکر ہوا اب یہ دومرے اور باقی رہے ہیں القصہ اقبال شاہ اور شاہزادہ معزالدین وہاں سے ملک جنوبیہ کی طرف روانہ ہوئے راوی کہتا ہے کہ اقبال شاہ کا ایک جوان نامدار مسعود شاہ نام جو ہر اول لشکر ہے کہ وہ ہمیشہ تین منزل پیشتر لشکر سے روانہ ہوتا ہے اور سات ہزار سوار جدا جدا ہمراہ رکاب اسکے رہتے ہیں قضا را مسعود شاہ تیسرے روز ایک کشت زار پر پہونچا کہ وہاں سوا سے گھوڑوں کے اور کوئی درخت نہ تھا اور وہ گھوڑوں ان گھوڑوں سے دس حصہ زیادہ بڑے تھے ملازموں نے چند بالیان گھوڑوں کی لاکر سامنے رکھ دیں مسعود شاہ نے جو دیکھا کہ گھوڑوں پختہ اور رطب کلان کے برابر ہیں اور اس قدر شاداب تھے کہ شیرہ ہاتھ میں مسعود شاہ کے بھر گیا مسعود شاہ نے جو تھوڑا شیرہ چکھا عجب طرح کا ذائقہ پایا کہ تمام عمر کوئی چیز اس ذائقہ کی نہ کھائی تھی رفقا سے کہا کہ بظاہر تو یہ گھوڑوں ہیں مگر مزہ گھوڑوں کا نہیں ہے کوئی شیرہ دار میوہ اسکے ذائقہ کو نہیں پہونچتا اسکو تحقیق کرو اگر کوئی مالک اسکا ہو تو ہم تھوڑی بالیان مول لین کہ یہ ایک عجیب چیز ہے رفقا نے ہر چند تلاش کیا لیکن کسی مالک کو نہ پایا مسعود شاہ نے وہیں خمیہ استادا کرایا اور لشکر کو حکم دیا کہ فاصلہ سے خمیہ زن ہو ایک لمحہ کے بعد ایک ایسی ہو آئی کہ ہر شخص کو نہایت بھوک معلوم ہوئی اور مسعود شاہ کو بھی از حد اشتہا کا غلبہ ہوا مسعود شاہ نے کھانا مانگا بکاؤل نے جو دیگین دیکھیں توجہ دیگین پڑا طعام تھیں انہیں گرم رنگارنگ کے پڑ گئے تھے بلکہ نان کچھ میں بھی ایسا ہی کچھ نظر آیا یہ حقیقت بکاؤل نے مسعود شاہ سے بیان کی مسعود شاہ نے تمام کھانا پھکو ادا کیا اور کہا کوئی اور چیز ہمارے واسطے لاؤ لوگ ہر چہ رطرب طرف میوہ صحرائی کی تلاش میں گئے لیکن میوہ کمین نہ پا تھے آیا اور نہ کوئی آبادی ملی اور نہ درخت میوہ دار ملا لیکن ایک جگہ چند درخت انجیر کے دستیاب ہوئے اہل لشکر نے بھی خوب کھائے اور مسعود شاہ کیواسطے بھی لائے الا اشتہا دفع نہ ہوئی جب مسعود شاہ کا حال گرسنگی سے غیر ہوا بجزوری دو چار دانہ گھوڑوں کی بالی میں سے لیکے کھائے اور جو رفیق کہ موجود تھے انھوں نے بھی کھائے تا اینکه چار ہزار آدمیوں نے وہ خوشہ گندم کھائے ایک ساعت نہ گزری تھی کہ ہر ایک اپنے اپنے لباس پارہ پارہ کر کے مثل دیوانوں کے گرد مزرع کے پھرنے لگے اور جنھوں نے کہ وہ گھوڑوں نہ کھایا تھا وہ انکا متا شادیکم رہے تھے اور بحیرت کہتے تھے کہ خدا یا دم بھر میں یہ انکی کیا کیفیت ہو گئی کہ رفتہ سب کے سب از خود رفتہ ہو گئے مع افسردہ

پیادہ گرد مزرع کے چرخ لگا رہے ہیں اور با حضرت آدم مدد کیجیے کہتے جاتے ہیں اور مسعود شاہ تمام حاجت کے آگے تھا اور یہی کلمہ زبان زد تھا جب اسکو عرصہ گزرا اور مزاج اصلاح پر نہ آیا اور چونکہ نصیحت کرتے تھے اُنکا مال کاریہ ہوا کہ دو چار دیوانوں نے زبردستی ناصحوں کو زمین پر گرا دیا اور مٹھ میں اُسکے وہی شیرہ گندم ٹپکا دیا پھر کسی کو جرأت نصیحت کی نہ ہوئی اور وہ رات اسی کیفیت میں گذری جب صبح ہوئی دیوانوں کو بھوک کا غلبہ ہوا سب لوگ صفت بستہ گرد مزرع کے جا کھڑے ہوئے اور مسعود شاہ اُسقدر دانہ ہائے گہون سب کو دیتا تھا جسقدر کہ روز اول کھایا تھا اور جب پیاسے ہوتے تھے وہاں سے سمت جنوب روانہ ہو جاتے تھے اور لشکری جو واسطے دریافت حال کے اُنکے پیچھے جاتے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ کنارہ ایک آبجو کے سب دیوانے گئے اور جتنے دانے گہون کے جسے کھائے تھے اُس نے اُنتنے ہی جلو پانی کے بھی پیے پھر وہاں سے مزرع میں آئے اور اپنے شغل میں مشغول ہوئے اسی طرح رات دن میں ایک بار گہون کھاتے ہیں اور جے دانے کھاتے ہیں اُنتنے ہی جلو پانی پیتے ہیں اہل لشکر نے جب بخوبی یہ حال دیکھا اقبال شاہ کو اس مضمون کی ایک عرضی روانہ کی اقبال شاہ اور شاہزادہ معزالدین فوراً بچر دھٹے اس خبر کے مع لشکر روانہ ہوئے جب ایک فرسخ وہ مزرع رہا تب خیمہ و حنڈ گاہ لشکر کے وہیں برپا کر دیے اور حکم مقام کا دیا اور خود مع شاہزادہ معزالدین کنارہ مزرع کے آیا عجیب تماشا دیکھا کہ مسعود چار ہزار دیوانوں کے ساتھ مزرع کے گرد شنگ لگا رہا ہر ایک دیوانہ باواز بلند کہتا ہو کہ یا حضرت آدم مدد کیجیے اقبال شاہ نے اول ایک نگاہ حیرت سے اُنکو دیکھا بعد اُسکے ایک افسون پڑھا شاہزادہ معزالدین نے کہا ای برادر والا قدر رہائی

باز این چہ طور تازہ در آمد چشم ما	باز این چہ ماجراست درینجا شدہ بیا
آہ این چہ گندم ست کہ آدم ز خور	خود را باین و تیرہ قلند ست در بلا

اقبال شاہ نے کہا سب اسکا تمھیں بھی معلوم ہو جائیگا ابراہیم دانا مسعود کا چچا با جازت اقبال شاہ مسعود شاہ کے پاس گیا اور اُس نے باتیں نصیحت کی کہیں دیوانوں نے حسب قاعدہ ابراہیم کو بھی زمین پر گرا کے شیرہ گندم زبردستی مٹھ میں پھونکا دیا وہ بیچارہ بھی باوجود عقلمندی کے اُنکا شریک حال ہو گیا تب اقبال شاہ نے عبادت گاہ استادہ کرائی اور اپنے رہنما کی خدمت میں رجوع کی صبح کو شاہزادہ معزالدین نے کہا کہ چار ہزار بندگان خدا کس بلا سے جانکاہ میں مبتلا ہیں انسان کو چاہیے کہ اگر کسی کو کسی بلا میں گرفتار دیکھے تو لازم ہو کہ جہانتک ہو سکے اُسکی رہائی میں کوشش کرے اور اُسکی مدد سے عافیت نہو اقبال شاہ نے کہا رحمت خدا جو ایسی نیت کرے گا خداوند کریم اُسکی بھی کوئی عسر ضیاع نہ رکھے گا حاجت اُسکی روا کر دیگا اور نا حقیقی اُسے مغفرو منظور کر دیگا میری بھی یہی عسر ضیاع تھی کہ ان دیوانوں کا اچھا ہونا

فقط تھاری ذات پر موقوف ہر شعر

مشکل ز توجہ تو آسان | آسان ز لغافل تو مشکل

اب میں بار دیگر تمکو تکلیف دیتا ہوں اس واسطے کہ بدون تمھارے انکا چھوٹنا غیر ممکن ہو شام ہزارہ نے فرمایا
 ہم جو انفراد ہیں اور کام جو انفراد ہوں کا یہی ہے کہ جو ٹھنڈے سے کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور جسکی رفاقت کرتے ہیں
 ہر حال میں اس کے شریک رہتے ہیں جس وقت کہ پہنے روز اول تمھاری رفاقت قبول کی تو اب جو تم کو بے بسر و چشم
 بجالائیں گے مگر پہلے یہ کہو کہ اگر میں نہ ہوتا تو تم کسکو اس کام پر بھیجتے یہ حکم کے اقبال شاہ نے کہا اس امر کا مرغ ہر
 جواب دیگا مجھے معلوم نہیں شام ہزارہ نے بعد مدت کے نام مرغ اسرار کا سنا ملکہ نو بہار گلشن افروز کا
 خیال آیا اور ہارے کانفرہ مارا اقبال شاہ نے کہا ای شہر یار کل امر مرہون باوقا تھا آپ حنا طر جمع فرمائیں
 انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد عروس مراد پہلوے طالب میں جلوہ گر ہوئیوالی ہے آگاہ ہو کہ شب کو عالم رویا میں
 مجھے میرے مرشد نے کہا کہ شہزادے سے کہدے کہ لوح الماس و قرآن مذہبۃ المثل لیکر تیسری ساعت شب چہشتنبہ کو کہ عطار
 سے متعلق ہے تنہا مزرع گندم میں جانا اور نصف شب کو جب ستارہ کبودی برآمد ہوا و ردیوانے پانی پینے کو
 جو سے ہلیوں کو روانہ ہوں وہ رات نہایت تیرہ و تار ہوگی اس وقت لوح الماس کو کف دست پر رکھ لینا اُسکی
 روشنی سے تمام کشت زار روشن ہو جائیں گے تم اس روشنی میں وسط مزرع میں جانا وہاں ایک درخت گندم
 صورت آدم کے گیاہ دیکھو گے جسے اہل عرب بیروج الصنم کہتے ہیں تم اس گھاس کے گرد و پیش کی بالیان تین تین
 گز کاٹ لینا اور ایک جگہ رکھ کر رجوع قلب کننا ای قبول کنندہ تو یہ آدم مجھے اس وقت ایسا زور عنایت فرما
 کہ اس درخت کو جو سے کلینچ لون قدرت الہی سے اس درخت گیاہ کو تم بزر و قوت بازو جو سے نکال لو گے
 پس وہاں ایک غار نمایاں ہوگا اور اس غار میں دو زمین ہوں گے تم بلا خون و خطر ان زمینوں سے چلے جانا رفتہ رفتہ
 ایک مکان میں پہنچو گے وہاں ایک صندوق چھپا ہوگا اور اس صندوق پر ایک سانپ کبود رنگ بیٹھا ہوگا
 جب وہ سانپ تمکو دیکھے تم کہنا کہ اے اوزراق صندوق پر پاس سے چلے جاؤ تا میں اپنی امانت لیلون کہ مجھے
 ایک کام درپیش ہے اور عرض میں اس امانت کے یہ لوح الماس صندوق میں رکھ دو نگا انھی تمھیں غور سے دیکھو گے
 تم لوح الماس دکھانا وہ صندوق چھپو گے گنگا تم دلیرانہ قفل صندوق پر کھول کے لوح زبرجد نکال لینا اور لوح
 الماس رکھ دینا پھر حکم لوح کا رہند ہونا مگر درخت گندم قبل آنے دیوانوں کے کندہ کرنا ورنہ وہ مانع ہونگے اور
 زیادہ مشکل یہ ہے کہ کوئی حربہ انہیں کارگر نہین ہوتا الغرض شام ہزارہ اقبال شاہ سے رخصت ہو کر مزرع گندم میں
 پہنچا ابھی دیوانے پانی پینے نہ گئے تھے جب بعد ایک ساعت کے دیوانے جو سے ہلیوں کو روانہ ہوئے
 شام ہزارہ نے مزرع میں قدم رکھا وہاں ایسی تاریکی دیکھی کہ خدا نہ دکھائے کسی کو زمین و آسمان نہ معلوم ہوا تھا

جب شاہزادہ نے موافق وصیت اقبال شاہ کے لوح الماس کو ہاتھ پر رکھا تو تمام مزرع گندم روشن ہو گیا اور وہ درخت آدم گیا۔ بھی نظر آیا شاہزادہ نے اول تین تین گز بالیان درخت کے چار طرف سے کاٹ کر ایک جا بنا کر دین بعد اُس کے درخت پر زور کیا اور آنکھوں کو بند کر کے یہ کلمہ پڑھا یا قابل التوبہ من آدم ہیبتی قوت لا یبغی لامر خدا کی قدرت سے درخت زمین سے نکل آیا اور ایک غار عمیق وہاں ہو گیا شاہزادہ اندر غار کے داخل ہوا لوح الماس سانپ کو دکھائی سانپ لوح کو دیکھ کے ہٹ گیا شاہزادہ نے صندوقچہ میں سے لوح زبردلی اور لوح الماس اُسمین رکھ دی جب لوح زبردلی کو مطالعہ کیا تو یہ عبارت نظر آئی کہ ای فلح طلسم دست راست تیرے ایک مقفل دروازہ ہے لوح زبردلی کو قفل پر مل قفل کھل جائیگا دروازہ کے اندر جانا وہاں ایک نقب ہے روشنی میں لوح کے نقب کو طوق کرنا جوے ہلیون پر نکلے گا پھر جوے ہلیون کے کنارہ پر اس اسم کو پڑھنا ایک نشتی پانی سے باہر آئیگی اور ایک مرد ضعیف ملاح ہوگا تو اُسکو سلام کرنا وہ تجھے مطلب پوچھیکا کہنا مجھے شہر سنبلستان میں پہنچا دے میں فیروزہ پوش سے ملاقات کیا جا ہوتا ہوں وہ پڑھا تجھے کشتی میں سوار کر کے راہ میں چند در چند کلمہ فیلسوفانہ کریگا تو کچھ جواب نہ دینا اور اسم پڑھے جانا جب کشتی قریب شہر پہنچے تو اتر کر شہر میں داخل ہونا لوح کو دیکھ کر جیسا وہ حکم دے کر ناگر خبردار بدو نہ دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا ورنہ کسی بلا سے تازہ میں پھنس جائیگا قصہ کوتاہ شاہزادہ حسب تحریر لوح دروازہ کھول کے نقب میں گیا اور نقب سے جوے ہلیون کے کنارہ پر نکل کے کشتی پر سوار ہوا جب وہ کشتی زیر فیصل ایک شہر کے پہنچی شاہزادہ نے اس شہر باغبان کلانی کو زیب و زینت سے کمال آراستہ و پیراستہ دیکھا رفتہ رفتہ سیر کرتا ہوا ایک قصر رفیع الشان کے قریب پہنچا کہ رنگ اُسکا بودی تھا اور بلندی میں فلک چہارم سے ہمسری کرتا تھا اور تمام در و دیوار ایسے منبت بال نقش نگار تھے کہ قابل دید تھا شاہزادہ نے ایک مرد سے پوچھا کہ یہ کیا مقام ہے اور کس نے اسے تعمیر کرایا ہے والی یہاں کا کون ہے اُس نے کہا تو شاید یہاں کبھی نہیں آیا شاہزادہ بولا میں تازہ وارد ہوں اُس مرد نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور خلجیا کہا کہ اے سکناے سنبلستان یہ مرد مسافر تھارے شہر میں تازہ وارد ہے جلد اسکی مہمانی کا سامان کرو یہ سُننے ہی ساکنان شہر باتینہائے عریان شاہزادہ کے گرد جمع ہو گئے شاہزادہ نے جلدی سے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ جب تو ایسے مجھے میں چھنے تو کہنا یہ مرد مجھ پر ہتان کرتا ہے میں ایک بار اور اس شہر میں آیا تھا خلایق تیرے کہنے کا نشان پوچھیکا تو کہنا کہ میں بنیاد محل سے بخوبی واقف ہوں کہ یہ محل ملکہ کیودان ماہ منظر کا ہے اور فیروز شاہ فیروزہ پوش نے سا لگدشتہ میں اپنی بیٹی کے واسطے بنوایا ہے اس بیان سے خلق اُس مرد کو قتل کر گئی جسے تیرے حق میں وہ کلمہ کہا تھا آدمی رات تک شہر کا سیر و تماشا کرنا اور جب بھوکا ہوتا کچھ بازار سے لیکر کھا لینا اگر اور کوئی معاملہ درپیش ہو پھر لوح کو دیکھنا شاہزادہ نے ویسا ہی کیا کہ اُن لوگوں سے کہا میں ایک مرتبہ

اور بھی یہاں آیا تھا یہ محل ملکہ کبودان ماہ منظر کا ہو اور سال گذشتہ میں فیروز شاہ فیروزہ پوش نے اپنی بیٹی کے لیے بنوایا تھا یہ شے ان سب نے اس مرد کو قتل کیا شاہزادہ آدمی رات تک سیر دیکھتا رہا بعد اُس کے بیرون شہر گیا کیا دیکھتا ہو کہ ایک مرد سیاہ پوش محل کی طرف سے چلا آتا ہو شاہزادہ سمجھا شاید یہ وہ مرد تازہ جسکی لوح نے خبر دی تھی نہ پھر لوح دیکھی معلوم ہوا کہ تو بھی اُس سیاہ پوش کے عقب میں جانا کہ یہ ملکہ کبودان ماہ منظر کا عاشق شاروف نوجوان ہو اور شاہ فیروز کے وزیر کا بیٹا ہو جدھر سے محل میں یہ جائے تو بھی چلا جانا جب عاشق و معشوق ہم ہوں اور صحبت گرم ہو لوح کو بازو پر باندھ لینا پھر مردان محل کو نظر نہ آئیگا پھر انکی صحبت کا تماشا دیکھنا جب شاروف محل سے نکلے تو بھی نکلتا قصہ مختصر شاہزادہ نے ویسا ہی کیا کہ شاروف کے ہمراہ ہوا شاروف ایک کنوین میں اتر گیا شاہزادہ بھی پہونچا زیر چاہ ایک نقب تھی وہ جوان و شاہزادہ نقب کی راہ سے داخل محل ہوا دیکھا تو ایک بزم عیش آراستہ اور ایک نازنین مہ جبین صاحب حسن و جمال رشک بدر غیرت ہلال تخت فیروزہ پر بہ تجمل تمام بیٹھی ہو اور صد ہا نازنینان زہرہ جبین اور حور و شان مہر تمکین اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم خدمت ہیں ملکہ کبودان نے شاروف نوجوان کو تخت پر اپنے پہلو میں بٹھالیا شاہزادہ بھی برابر بیٹھ گیا جب صحبت گرم ہوئی شاروف نے ملکہ کبودان سے کہا کہ امی ملکہ اب میرا دل صحبت مصاحبت سے سیر نہیں ہوتا براے خدا کوئی صورت وصل پیدا کرو ورنہ تمام عمر اسی تنہا میں گذر جائیگی ملکہ کبودان نے شرم سے مسکرا کے کہا امید بخدا رکھو کہ وہ جمیع مراد مندوں کی آرزو پوری کرتا ہو کج کل ایک وسیلہ تیری حصول مراد کا پیدا ہوا ہو اگر تو کوشش کر تو میں بیان کروں شاروف نے پوچھا وہ کیا وسیلہ ہو ملکہ کبودان نے کہا کہ لوح زبرد کہ جسکی حفاظت آبائی ہمارے خاندان میں چلی آتی ہو وہ گم ہو گئی ہو اور فیروز شاہ کو رات دن اُسی کی تلاش میں گذرتا ہو اگر تو اس لوح کو بحفاظت میرے باپ کو لادے تو فیروز شاہ بلا شک میرا عقد عوض میں اس خدمت کے تجھے کر دیگا کیونکہ مدار سلطنت کا ہمارے خاندان میں حفاظت لوح زبرد پر ہو اور تو نے یہ بھی سنا ہو گا کہ شاہنشاہ جنی نے بادشاہ کو میری نسبت کا پیام دیا تھا لیکن بادشاہ نے قبول نہ کیا اب خود شاہ موسیٰ جنی کو درخواست دی ہو کہ اگر تم لوح زبرد پیدا کر دو تو ہم ملکہ کبودان کا عقد تم سے کر دیں تو اس صورت میں اگر تجھے یہ کام ہو تو گو یا حق حقدار کو پہونچا نہایت عمدہ بات ہو جائے شاروف نے کہا کہ امی ملکہ مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ ہمارے غدر ہو کہ لوح کا لیجانا کسی ایسے وسیعے کا کام نہیں اور پھر اُسے لے لینا بشر کی مجال نہیں ہو ایک حال تازہ سُنو کہ آج ایک جوان عالیشان پر یزاد صاحب جمال کو زیر قصر تھارے خلافت شہر نے بعلت اس بیان کے کہ میں مسافر ہوں قتل کرنا چاہتا تھا پھر اُسے کہا کہ یہ قصر میرے سامنے بنا ہوا اور میں باشندہ یہاں کا ہوں تب جان اُسکی بچی ملکہ کبودان نے کہا پس بیشک وہی جوان صاحب لوح ہو کسو اسطے کہ میں نے اپنے استاد سے

طفولیت میں سنا تھا کہ اس طرح کا جوان صاحب لوح ہوگا شاروف نے کہا اگر مجھ کو بلجائے تو میں بہزار حیلہ و
حوالہ لوح اُس سے لیون ملکہ کیودان بنے کہا بفریب یا زبردستی اُس سے کوئی جہان میں نہیں لے سکتا تو بھلا کیا چیز ہو
ہاں اگر بہت بلجائے تو عجب نہیں ہر الغرض صبح کو شاروف ملکہ سے رخصت ہو کر اُسی چاہ سے باہر آیا شاہزادہ
بھی چلا آیا بعد اُسکے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ شاروف تیری دعوت کریگا اور لوح کا طالب ہوگا تو کہنا کہ تجھے
لوح درکار ہے یا کوئی کام مطلوب ہے وہ کہیگا کہ اصل مدعا میرا دھال ملکہ کیودان ہر تم کہنا کہ انگوٹھی خزینۃ السلاطین
تیری دادی کے ہاتھ میں ہے جب جمعہ کو غسل کے لیے وہ انگوٹھی اتار کر کسی خواص کو دے تو آنکھ بچا کر اٹھا لا بھیس
میں مدعا تیرا پورا کر دینگا جب شاروف وہ انگشتی لادے پھر لوح کو دیکھنا غرض دوسرے روز شاروف
نے شاہزادہ کو در مسجد پر بیٹھے دیکھا وہ کھوڑے سے اتر کے بادب سلام بجالایا بھیس دست بستہ کہا حضور
نان خشک غریبوں کی بھی قبول فرمائیں کہ میرا باعث افتخار ہوا الغرض شاہزادہ شاروف کے مکان پر آیا
شاروف نے نہایت تکلف سے دعوت ملو کا نہ کی بعد فراغ اکل و شرب شاروف نے ایک نعرہ آہ کا

مارا اور یہ شعر پڑھا

کاش اس زندگی سے موت آئے | یا حند اشکل تیری دکھلائے

اور زار زار رونا شروع کیا شاہزادہ نے پوچھا خیر ہر شاروف نے عرض کی اے پیرمہند شعر

کیا پوچھتے ہو حالت اس جسم ناتوان کی | رگ رگ میں بیش غم ہے کہیے کہاں کہاں کی

میں ہمس در دے در مان میں مبتلا ہوں کہ جسکا کوئی چارہ کار نہیں ہے اور حال یہ موافق قول شاعر کے ہے

دوستو حال مرا قابل اظہار نہیں	کیا کہوں تم سے بھلا	دل ہے مجروح یہ ظاہر کوئی آزار نہیں	کیا کروں اسکی دوا
دیکھ کر جنس مری گستاخ ہر ایک طبیب	نہ بچیکا یہ مریض	کشتہ ہر جسم یار ہے بیمار نہیں	وصل ہے اسکی دوا

علاج اس درد لا علاج کا فقط توجہ حضور پر موقوف ہے شاہزادہ نے فرمایا مفصل بیان کرو تو میں جواب دون
پھر شاروف نے قصہ اپنا مفصل بیان کیا شاہزادہ نے وہ انگشتی خزینۃ السلاطین کی طلب کی شاروف
نے بروز جمعہ جب دادی اُسکی غسل میں مصروف ہوئی انگوٹھی لادی شاہزادہ نے دیکھا تو انگوٹھی فیروزہ کی
نہایت خوش رنگ تھی اور نگینہ کندہ تھا پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ بازار میں جا کر اور بکریوں کے دل بہت سے
خرید کر اور شاروف کو ہمراہ لے کے جانب جنوب صحرا کو روانہ ہو جب تو دس فرسخ پہونچیکا تو ایک کوہ بلند ملےکا
اُس کوہ پر جانا وہاں کوئے بہت جمع ہوئے اور ہر کوئے کی چونچ میں ایک ایک خوشہ ہوگا تو وہ دل بکریوں
کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہر کوئے کے آگے رکھ دینا کوئے بوٹی لے لینگے اور خوشہ رکھینگے مگر ایک کوہ خوشہ
چھوڑیکا تو وہ انگوٹھی اُسے دکھانا وہ انگوٹھی کو دیکھ کے خوشہ چھوڑ دیکا اور انگوٹھی لیکر پرواز کر گیا تو پہلے

خوشہ کو اپنے پاس رکھ لینا بعدہ ایک تیر کوٹے کو مارنا اور انگوٹھی لے لینا تمام کوٹے گوشت اُس کوٹے کا کھالینگے اور رخت ہو جائینگے تو مع شاروف ایک سمت کو روانہ ہونا چند قدم کے بعد ایک حجرہ مقفل ملیگا تو اُس خوشہ زراغ کو قفل پر ملنا دروازہ حجرے کا کھل جائیگا تم دونوں اندر حجرے کے داخل ہونا وہاں چھت مین ایک تابوت لٹکا ہوگا اور ایک ہاتھ تابوت سے باہر ہوگا تم انگوٹھی اُس ہاتھ مین پہنا دینا وہ مردہ نوراً زندہ باہر تابوت سے نکل آئیگا شاروف اُسے سلام کرے اور کہے یا حبس ایک کام سخت در پیش ہے وگرنہ مین آپ کو تکلیف نہ دیتا یعنی یہ جوان میری کارروائی کا اقرار کرتا ہے اور کتاب ہفت ورق مجھے مانگتا ہے اگر آپ کتاب ہفت ورق عنایت فرمائیں تو مین اپنی مراد کو پونچوں وہ مردہ کتاب شاروف کو دیدیگا پھر تم باہر چلے آنا اور لوح کو دیکھنا الغرض شاہنشاہ شاروف کو لیکے پہاڑ پر گیا اور کتاب ہفت ورق لی پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ نیچے پہاڑ کے چار درخت بید کے ہن سایہ مین اُن درختوں کے دوسرے ورق کتاب ہفت ورق کے دیکھنا بعد ایک ساعت کے ایک قلعہ کیودی نظر آئیگا کتاب کو اُسی طرح کھلا رکھنا اور ایک دائرہ کھینچنا پھر مع شاروف اندر قلعہ کے جانا وہاں در قلعہ پر ایک بڑھا ٹکھبان کیودریش بیٹھا ہوگا اُسے سلام کرنا اور کہنا کہ بادشاہ کو خبر کہ ایک شخص اسرار شاہ کا بھیجا ہوا آیا ہے بادشاہ ٹکوبلائیگا تم دونوں شاہ زبرجد پوش کو سلام کرنا اور کہنا کہ ہمیں اسرار شاہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے بادشاہ پوچھیگا کہ کیا مطلب ہے کہنا کہ دو مطلب تم سے ہن اول یہ کہ شاروف مستحق سلطنت ہے اور آپ غاصب سلطنت کی بیٹی پر عاشق ہن اگر انگوٹھی فیروزہ اُسکے پاس نہوتی تو کام اُسکا گل خراب ہو جاتا پھر کسی صورت سے اپنی مراد کو نہ پونچتا اسرار شاہ کی باوری اقبال سے شاروف انگشتی فیروزہ لایا اور اُسے اسود خیلہ کر کو ہلاک کیا جو کہ کوٹے کی شکل سے بنا ہوا ہمیشہ پوشیدہ رہتا تھا اور پشت پناہ غاصب حال کا تھا بعد اُسکے وہی انگوٹھی انگلی مین فیروز شاہ اول کے پہنائی جو جد کلان شاروف نوجوان کا ہے فیروز شاہ نے ایک کتاب ہفت ورق شاروف کو دی شاروف مع اُس کتاب کے آپ کے پاس حاضر ہوا اب آپ کو بھی شاروف کی مدد کرنا ضرور ہے دوسرے زہرۃ المثال نے ایک فرمان مہری رسم شاہ بادشاہ جنوبیم کے نام اس مضمون کا لکھ دیا ہے کہ خدمت مین سلطان روح الملک کے حاضر ہو لہذا حضرت بھی اُس فرمان پر اپنی مہر کرین تاکہ شاہ ظہورستان کہ آج کل خلیفۃ الرحمن ہے بالاستقلال وجمعہ تمام فرمانروائی کرے اور آفات لشکر سے تنبیہ آدم خوار کے محفوظ رہے شاہ زبرجد پوش حسب درخواست تمہارے مہر مذہبان پر کر دیگا اور شاروف نوجوان کے مقدمہ مین کیونکہ کہہئے اسکے نیک و بد کا تمہین مختار کیا بعد حاصل ہونے جواب کے قلعہ سے باہر آنا باقی دالسلام قصہ مختصر شاہنشاہ نے موافق حکم لوح کتاب ہفت ورق کو اُسی جا کھلا رکھا اور خود شاروف کے ساتھ قلعہ کیودان مین داخل ہوا اور معرفت صاحب ریش کیودے خدمت شیران شاہ مین پہنچا

ہو کہ بادشاہ قلعہ دوم اور رب دوم مثلثہ شاکی کا تھا بعد ازاں تمام قصبہ شیران شاہ سے بیان کیا تیران شاہ نے صاحب کبوتر دریش سے فرمایا کہ دو روز مہانی آپ کی کرد تیسرے روز رخصت کرو صاحب کبوتر دریش نے حسب الحکم دو روز مہانی کی اور روز سوم بعد ہنر کر دینے کے کہا ای جوان ہمارے بادشاہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے شاد و خوشی کے مقدمہ کا اہمیت مختار کر دیا جو امر اُسے حق میں مناسب ہو کر ناجس حال میں آئینہ خستہ دہندہ تمہارے پاس موجود ہے پھر ہماری مدد کی کیا ضرورت ہے شاہزادہ نے کہا ای صاحب کبوتر دریش بادشاہ نے تمہارے سب اراکین ظلم کے خلاف مجھے اپنی فیض صحبت سے محروم رکھا فقط ایک ملاقات سرسری کے بعد رخصت کیا یہ کیا بات ہے دربان نے کہا تیران شاہ نے حضور سے اس سبب سے ملاقات نہ کی کہ وہ اکثر اوقات زرین شاہ کی خدمت میں حاضر رہتا ہے باقی تمہارے سوال کا مرع اسرار جواب دیگا شاہزادہ نے فرمایا خدا جانے مرع اسرار کیا اسرار ہے کہ تمام عجائبات میں کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جہاں پر تو اسکا نہو یہاں جائے دم زدن نہیں ہے اور زرین شاہ کون ہے دربان نے کہا سبحان اللہ آپ اسے ہر روز دیکھتے ہیں اور ہر حال میں پوچھتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا واللہ میں زرین شاہ سے آگاہ نہیں دربان بولا اسے بھی مرع اسرار کے حوالہ کیجیے اور آپ تشریف لیجائیں شاہزادہ وہاں سے روانہ ہوا

اب یہ قصبہ یہاں موقوف رکھا جاتا ہے اور حال شاموس جہی کا بیان کیا جاتا ہے

راوی کہتا ہے کہ جس وقت شاموس جہی کو فیروز شاہ کا پیام پہنچا کہ بشرط پیدا ہونے لوح زبرد کے ملکہ کبودان سے تیرا عقد کر دینگے وہ اس مردہ جان بخش سے گویا شادی مرگ کے قریب ہو گیا اور سالوس جہی اپنے وزیر کو بلا کر لوح کے باب میں مشورہ کیا سالوس بولا جو مرد غیبی کہ لوح لینگے ہیں ان سے لوح کا ملنا خارج از قیاس ہے مگر ایک تدبیر ہے شاید اس قریب سے عقد ملکہ کبودان تمہارے ساتھ ہو جائے شاموس نے کہا وہ کیا تدبیر ہے سالوس نے کہا بالفعل بالشکر جس طرح ساز و سامان عروسی فیروزہ حصار کو چلو اور فیروز شاہ کو بائینہ نامہ لکھو کہ ہم حسب طلب تمہارے ساز و سامان عروسی یہاں آئے ہیں پہلے تم ملکہ کبودان کا ہمسے عقد کر دو بعد ہم اور تم بالاتفاق لوح کو تلاش کریں بقول شاعر شعر دودل یک شود بشکند کوہ را پر آگندگی آرد انبوه راہ اور اگر تنکو کوئی عذر در پیش ہوگا تو ہم اسکا دفعیہ بچنگ کرینگے اب ہم بے حصول مراد یہاں سے پھر کر نہ جائینگے کسوا سٹے کہ جب ہم اس قصد سے تمہارے ملک میں آئے اور تنے ہمیں پھیر دیا تو ہمیں اپنے ہم چشمن میں کس قدر شرمندگی ہوگی پھر ہمیں اس وقت بھر جان دینے اور دوسرے کی جان لینے کے کچھ بن نہ آویگا اور ہماری جان کے ساتھ ایک عالم کی جان ہے یقین ہے کہ اس تہدید و فکر لوح کے تردد میں فیروز شاہ سے کچھ نہ بن آئے

اور خواہ مخواہ عقد ملکہ کا تمہارے ساتھ کر دے اور مدعا تمہارا ہے کہ وہ کوشش برآوے اور اپنے ترددات میں
ازدکین سلطنت بھی یہی راے دینگے کہ عقد ہو جاوے کہ نوبت بہ فساد نہ پہنچے شاموس کو مشورہ سالوس جی
کا نہایت پسند آیا آخر بالمشکر جراح سامان عروسی فیروزہ حصار میں پہنچا جب فیروز شاہ کو شاموس
کے آنے کی خبر پہنچی فیروز شاہ نے کہلا بھیجا کہ شاید تلو کو ح دستیاب ہو گئی کہ جو یہاں کا قصد کیا شاموس
نے حسب فرمائش سالوس کے فیروز شاہ کو یہی جواب کہلا بھیجا فیروز شاہ خاموش ہو رہا اور اس وقت
بجز عقد کر دینے کے کوئی صورت مقرر نہ آئی جبراً و قہراً سامان عروسی شروع کر دیا تمام شہر میں آئینہ بندی
کرائی اور شاموس نے بھی اپنے لشکر سے تاشہ فیروز حصار دونوں طرف چراغان کی آرائش کرادی لیکن
ملکہ کبودان کو شاروف نوجوان سے تعلق تھا شب دروز درگاہ خدا میں دعا کرتی تھی کہ بار اکہا سیدی
عزت و آبرو تیرے ہاتھ ہی تو ہی شہر رکھیں گے تمام مردمان عالم کو سوا شاروف کے میں حرام مطلق جانتی ہوں

اب حال شاہزادہ معزالدین اور شاروف کا شنو

کہ جس وقت وہ قلعہ کبود سے باہر نکلے شاہزادہ نے لوح میں دیکھا معلوم ہوا کہ پہلے اسی حجرے میں جا کر کتاب
ہفت ورق حرقل شاروف کے جہ کلان کو دیدینا بعد ازاں انگوٹھی فیروزہ اُسکی انگلی سے اتار لینا وہ اسی وقت
اپنی ہیئت اصلی پر آجائیگا پھر تم دونوں وہاں سے کوہ زاغان پر جا کر باواز بلند کہنا اے قطران فطران بچہ دکھائی
فریاد کے ایک زاغ وہاں آئیگا تم وہ خوشہ اسود حیلہ کر کا زاغ کو دیدینا اور کہنا اے فطران اس در بند کو
نہایت نگہبانی و ہوشیاری سے اپنے پاس رکھنا اور خبردار اسود کی طرح خیانت و مکر نہ کرنا ورنہ ویسا ہی قہر
ہوگا جیسا کہ تو نے دیکھا ہے جب اس کام سے فارغ ہونا پھر فیروز حصار میں آنا اور باغ میں
فیروز شاہ کے فروکش ہونا اور لوح کے مطالعہ پر کام کرنا قصہ کوتاہ شاہزادہ معزالدین نے تمام مقدمات
مذکورہ بالا حسب ہدایت لوح زبرد کے تمام کیے اور باغ فیروز شاہ میں قیام کیا شاروف نے عرض کی
اے شہریاروالاتار اگر حکم ہو تو میں بھی ایک نظم شہر کو دیکھ آؤں شاہزادہ نے فرمایا بہتر شہر شاروف جو
شہر میں آیا دیکھا کہ ہنگامہ شادی چار طرف گرم ہو اور ایک لشکر جہار مثل مور و تلخ کے بیرون شہر مقیم ہو اور دروازہ
شہر سے تالشکر چراغان کی روشنی کا سامان ہو رہا ہو اور تمام خلایق بلباس مکت ہر ایک کام میں مصروف ہو
شاروف نے ایک شخص سے پوچھا یہ کیسا ہنگامہ ہے اس نے کہا آج ملکہ کبودان ماہ منظر کا عقد شاموس جی
بادشاہ قلعہ دوم سے ہوگا شاروف نے جو یہ سنا زمین و آسمان نظہ میں سیاہ ہو گیا اور شاہزادہ
کے پاس آکر ایک نعرہ آہ کا مارا اور غش کھا کر گر پڑا جب ہوشیار ہوا شاہزادہ نے پوچھا فیروز شاروف
نے حقیقت شاموس کی بیان کی اور زار زار رونے لگا شاہزادہ نے فرمایا خاطر جمع رکھ نکاح ملکہ کبودان کا

بجز تیرے اور کسی مرد سے نہیں ہوگا بعد اسکے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ نصف شب کو لوح بازو پر باندھ تاکہ خلعت کی نگاہ سے پوشیدہ ہو جائے مجلس امین عروس کے پاس جا کہ وہ بموجب قاعدہ کے تنہا حجرے میں ہوگی یعنی انکی قوم کا قاعدہ ہو کہ قبل عقد کے عروس کو حجرہ خالی میں بند کرتے ہیں اور کچھ اسم واسطے سازگاری کے پڑھتے ہیں اسوقت تو بھی عروس کے ہمراہ حجرے میں ہونا جب عورات عروس کو چھوڑ کر باہر نکل آئیں اور دروازہ اندر سے بند کر دیں تو لوح بازو سے کھول کر وہاں ظاہر ہونا ملکہ کبودان پوچھیں تو کون ہو اور یہاں کیونکر آیا تو کہنا ای ملکہ اگر شاروف سے کچھ محبت اور رغبت ہو تو میرے ساتھ چل میں تجھے شاروف کے پاس پہنچا دوں ملکہ کبودان تیرے ہمراہ ہو لیگی اسکو باغ میں شاروف کے پاس پہنچا دینا مگر یہ بھی کہدینا کہ تیرے جانے کے بعد شاموس جنی فیروز شاہ کو قتل کرے گا شاہزادہ موافق ہدایت لوح کے تنہا فیروز شاہ کی مجلس امین آیا دیکھا کہ ملکہ کبودان زانو پر سر رکھے اندوہناک بیٹھی ہو اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں تمام عورات محل گرد و پیش جمع ہیں شاہزادہ سمجھا کہ بلاشبہ ملکہ کبودان کو خیال شاروف کا ضرور ہو جب عقد کا وقت آیا عورات نے ملکہ کبودان کو حجرہ خاص میں لیجا کر اسم ودعا کا در ذکر دیا اور کہا ای ملکہ تم یہاں ٹھہرو ہم دوٹھا کو بھی لاتے ہیں یہ لکڑی حجرہ سے باہر نکل آئیں اور دروازہ حجرہ کا بند کر دیا ملکہ کبودان نے بیٹھ پڑا یہ دعا کی کہ خدا یا بحق خاصان درگاہ مجھے وصل شاروف سے مشرف کر شاہزادہ بھی حجرہ میں پہنچا اور اپنے کو ظاہر کیا ملکہ کبودان خوف زدہ ہوئی شاہزادہ نے دلاسا دیا اور فرمایا کہ میں فقط تیرے لیے ہے گو یہاں آیا ہوں اگر تیری مرضی ہو تو میں تجھے شاروف کے پاس پہنچا دوں لیکن تیرا باپ ضرور قتل ہو جائیگا ملکہ کبودان پہلے خاموش ہو رہی بعد ازاں کہا ای جوان دلاور خیر میرے باپا بائیس دال کسی طرح شاروف کی مفارقت گوارا نہیں کرتا شاہزادہ نے فرمایا میرے ساتھ چل ملکہ کبودان نے کہا ایک لمحہ تو قتل کرو میں آتی ہوں راوی کہتا ہے کہ ملکہ کبودان کی ایک دایہ سر فرطوت ایسی قظامہ تھی کہ ہمیشہ شاروف کی ملاقات سے سرزنش کیا کرتی تھی اور کہتی تھی ایو دختر شاروف کو محل میں نہ بلا ورنہ میں تمھارے باپ سے کہہ دوں گی اسی وجہ سے ملکہ کو اس دایہ سے عداوت قلبی ہو گئی تھی الغرض اسوقت ملکہ کبودان کی خاطر میں خوش طبعی گذری اور کہا کہ ایو دایہ اگر تجھ کو میرا سلوک داماد سے منظور ہو تو جو میں کہوں وہ قبول کر دایہ نے کہا بس و چشم ملکہ کبودان نے کہا کہ تم میری پوشاک عروسی اپنے جسم پر آراستہ کرو اور میری جگہ پر خاموش بیٹھ جاؤ جب داماد تمھارے پاس آئے اور ہاتھ تمھاری پشت ناپاک پر رکھے تم دونوں ہاتھوں سے اس کے فوط خوب مضبوط پکڑ لینا اور جب تک میں نہ آؤں تم باواز بند یہ اسم پڑھتے جانا یا قوی القسیب بحق شیخ حبیب بکشا مرا نصیب ہر چند داماد شور غل مچائے لیکن خبردار تم اپنی حرکت سے باز نہ آنا اور پڑھتے جانا

جب بین خود اسکو تھارے ہاتھ سے نجات دو گئی پھر وہ تاقیاست میرا تا بعد اورو فرما نبرد ار رہیگا دایہ نے کہا ای بیٹی
 تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اس عمل سے باہم یہ سلوک ہوتا ہو ملکہ کیودان نے کہا تم نہیں جانتیں کہ معلم میرا منجم اور
 طالع شناس تھا اُسے ایک روز مجھ سے کہا تھا کہ اس اسم کی برکت سے داماد تمام عمر فرما نبرد ار رہتا ہو لیکن یہ
 اسم یا مان عروس کی پڑھے یا دایہ اسی وجہ سے میں نے ملکہ کیلیف دی کہ تم بجائے میری والدہ کے ہوسوا اسکے
 والدہ سے یہ بات بے شرمی کی ہونا ممکن نہیں اور نہ میں اُنھیں بتا سکتی ہوں دایہ نے کہا یہ کیا مشکل ہو ہنگو
 اتھاری سازگاری درکار ہو ملکہ کیودان نے لباس عروسی دایہ کو دیا اور وہ تجبہ ہنگر حجرہ میں بیٹھی اور ملکہ کیودان
 خود حجرے سے باہر آئی شاہزادہ نے بطور عیاری کے ملکہ کیودان کو ایک چادر عیاری میں باندھ کے شاروف
 کے پاس پہنچا دیا شاروف شاہزادہ کے تصدق ہوا اور نہایت شکر گزار ہوا کہا ای شہر یار تمھارے صدمے
 میں یہ روز مبارک میں نے دیکھا شاہزادہ نے کہا تم اپنی مشق سے گرم صحبت رہو میں ابھی بعد ایک ساعت کے
 آتا ہوں الغرض شاہزادہ فیروز شاہ کی مجلس میں پہنچا اور ایک گوشہ میں چپکا بیٹھ رہا اس اثنا میں قاضی نے
 عروس اور داماد کا عقد پڑھا خواجہ سہرے محل شاموس کو مجلس میں لائے خادمان محل نے شاموس کو
 اسی حجرے میں پہنچا دیا جہاں وہ تجبہ بیٹھی تھی شاموس ایک حالت شوق اور اشتیاق میں حجرہ کے اندر آیا اور
 دروازہ حجرے کا اندر سے بند کر لیا وہاں کیا دیکھا کہ ملکہ کیودان سرنگون بیٹھی ہو اور اُسکے لباس کی خوشبو سے
 تمام حجرہ معطر ہو رہا ہو شاموس نے بہزار شوق پشت عروس پر ہاتھ رکھا وہاں بجائے طاؤس ایک اژدہا
 آتش فشان بیٹھا تھا کہ ناگاہ ددافر توتہ موافق تمنا میں ملکہ کیودان کے آہستہ آہستہ ہاتھ اپنا زیر دامن شاموس
 کے لپکی اور کہاں چالاکی سے دونوں فوطہ معلق پکڑ لیے بعد ازاں باؤ اڑتی جس طرح مژدہ صد سالہ کفن سے
 فریاد کرتا ہو پکارنا شروع کیا یا قوی القضیب بحق شیخ حبیب بکشا مرانصیب شاموس نے بے اختیار نعرہ
 ہائے کامارا اور فریاد پر لوٹ گیا لا وہ تجبہ اسی طرح سے عضو تناسل اُسکا مضبوط پکڑے ہوئے اپنے ذکر میں
 مصروف رہی شاہزادہ معزالدین ہنسی کے مارے لوٹ لوٹ گیا یہاں تک کہ شاموس کے فریاد و نالہ
 کی آواز حد سے گذر گئی جو خواہشیں کی منتظر تھیں اُنکو حیرت ہوئی کہ یا الہی یہ کیسا ہوا
 عروس کی فریاد کیوقت دوٹھا فریاد کرتا ہو آخراُنھوں نے ملکہ کیودان کی مان کو خبر دی کہ ای ملکہ عالم
 طرفہ تماشا ہو کہ برعکس صدائے عروس کے داماد کے شور و منہرادی کی آواز حجرہ سے آتی ہو خدا جانے
 وہاں کیا معاملہ گذرا والدہ ملکہ کیودان کی حجرہ کے در پر آئی فی الواقع اُسے بھی وہی صدا سنی اس عرصہ میں
 تمام عورت محل جمع ہو گئیں یہاں دداتجبہ نے دیکھا کہ ملکہ کیودان نہیں آتی ناچار پکاری ای دختر شاید
 ساعت مقرر میری تیری ختم نہیں ہوئی عورتوں نے جو دروازہ کے باہر سے ددائی کی آواز سنی دروازہ حجرہ کا

کھول کے اندر گھس گئیں وہاں یہ تماشا دیکھا کہ دوا دیوانوں ہاتھوں سے فوطے داماد کے مضبوط پکڑے ہوئے کھینچ کر
 نہیں چھوڑتی اور وہ بیچارہ فریش پریش ماہی بے آب کے تڑپ رہا ہے خالصون نے بمشکل تمام دوا سے شاموس
 کو نجات دلوائی بعد ازاں اس حرکت کا باعث پوچھا دوانے کہا میں نے یہ عمل ملکہ کبودان کے کہنے سے کیا ہے
 اخصون نے پوچھا ملکہ کبودان کہاں ہے دوانے کہا مجھے کیا معلوم خدا جانے کہاں غائب ہو گئی ملکہ کبودان کو
 تمام مجلس راہین ڈھونڈ رہا تھا جب کہیں نشان نہ ملا ایک شور قیامت برپا ہو گیا تا اینکه فیروز شاہ کو خبر ہوئی وہ بھی
 افغان و خیزان وہاں پہونچا شاموس جنہی جو مطلق العنان ہوا اول اُسے دوا فروتہ کو جان سے مارا بعد ازاں
 تمام سستورات محل کو درہم و برہم کر دیا عورات بیچارہ ہر طرف بھاگی بھاگی پھرتی تھیں اور کسی طرح مفرغہ ملتا تھا کہ
 اُس ہنگامہ میں فیروز شاہ آیا اور کہا اونا مرد یہ کیا حرکت یہودہ کرتا ہے شاموس نے ایک تلوار اس زور سے
 فیروز شاہ کے سر پر لگائی کہ تابہ ناف اُتر آئی وہ بیگناہ دارالعدم کو روانہ ہوا شاہزادہ نے لوح کو دیکھا
 یہ معلوم ہوا کہ اب شاروف کو جلد ہلا اور انگوٹھی اُسکی اُنکی میں پہنا اور شاموس کے مقابلہ کا حکم دے
 کہ اجل شاموس کی شاروف کے ہاتھ ہے اور اشرف وزیر شاروف کا باپ شاموس کے لشکر کو
 قتل و غارت کرے جب ان کا خون سے فارغ ہونا تو شاروف کو بجائے فیروز شاہ کے تخت پر بٹھا دینا اور
 عقد ملکہ کبودان کا شاروف سے کر دینا اگر چہ اس سبب تمام ہوا الا لوح زبرد ہنوز تیرے کام آئیگی قصہ
 کوتاہ شاہزادہ نے بعد فیصل ہونے ان مقدمات کے شاروف کا ملکہ کبودان سے عقد کر دیا شاروف
 اور اشرف باپ بیٹے شکر و احسان شاہزادہ والا جاہ کا بجالائے اور دو روز تک دعوت شاہانہ شاہزادہ
 کی کی تیسرے دن جو خواب راحت سے شاہزادہ کی آنکھ کھلی نہ وہ تہ خانہ تھا نہ لوح زبرد اور نہ مزرع نہ وہ
 دیوانے روبرو لشکر اقبال شاہ موجود پایا شاہزادہ لشکر میں تشریف لایا اور اقبال شاہ سے ملاقات کی
 پھر دیوانوں کا حال پوچھا اقبال شاہ نے کہا ای شہر یار کل بعد زوال آفتاب دیوانوں نے آج سے
 پانی پیا اور وہ درہ کوہ میں چلے گئے پھر ہکو معلوم نہیں کیا ہوئے القصہ دوسرے دن اقبال شاہ اور شاہزادہ
 معز الدین اُسی درہ کوہ میں داخل ہوئے اور ملک جنوہیہ و شہر سوداکیان کو روانہ ہوئے

اب گروہ مجنونوں کا بھی حال گذارش کرنا ضروری ہے

راوی بیان کرتا ہے کہ جب چار ہزار فردیوانوں نے مزرع کی قید سے رہائی پائی شہر سوداکیان تک کہیں
 دم نہ لیا اور سہ صد شہر میں پہونچے وہاں جو کچھ کہ میسر آیا اخصون نے کھایا لیکن الجوع الجوع کی دیوانوں میں
 صدا بلند تھی اہل شہر نے جو بیرون شہر ہنگامہ برپا دیکھا دروازے شہر کے بند کر لیے لیکن یہ دیوانے اُن دروازوں کو

کب خیال میں لاتے ہیں سب نے ملے وہ زور کیا کہ دروازے اور قفل سب توڑ کر پھینک دیے اور شہر میں دروازے
 چلے آئے اسب شاہ بادشاہ نے حکم دیا کہ انکو تدارواقتی گو شمالی دو خلایق شہر نے پہلے چوب و چماق سے
 خوب خبر لی جب دیکھا کہ یہ دیوانے چوب و چماق کی ضرب کو خیال بھی نہیں کرتے ناچار تلوار و خنجر ہر طرف سے
 لے لیکر حملہ آور ہوئے جب دیکھا کہ تلوار بھی انکے بدن پر اثر نہیں کرتی اور دیوانے آدمیوں کے غل اور
 ہنگامہ سے تنگ آئے اور ایک ایک دیوانے نے دو دو آدمیوں کو پکڑ پکڑ کے ایسا آپس میں ٹکرایا کہ انکے
 مغز سر نکل پڑے غرض از صبح تا شام یہی ہنگامہ برپا رہا جب اسب شاہ نے واسطے تنبیہ و تادیب دیوانوں کے
 لشکر کشی بھیجا دیوانے انہوہ خلایق دیکھ کے باہر شہر کے چلے گئے اور صحرا کی راہ لی یہاں اہل شہر اور سپاہ نے
 چلا جانا انکا غنیمت جانا تعاقب نہ کیا اسب شاہ نے محرق الملک وزیر اعظم سے بلا کر پوچھا کہ آیا تم اس
 بلا سے آسمانی اور آفت ناگمانی سے واقف ہو کہ یکا یک یہ دیوانے کہاں سے پیدا ہو گئے اور اب کسان
 غائب ہو گئے محرق الملک وزیر نے کہ اہل شہر سے سوختہ و برشتہ تھا عرض کیا غلام انکی ماہیت سے لاعلم ہے
 نہ میں نے کبھی ایسے آدمی دیکھے نہ ایسی حرکت دیکھی بلکہ سنی بھی نہیں اب سنا کہ یہ دیوانے یہاں سے جا کے شام کو
 قلعہ داغ کے پاس پہنچے تمام شب وہاں رہے صبح جب تک کہ اہل قلعہ کو خبر ہو یہ قلعہ میں داخل ہو گئے اور جہاں
 جہاں اشیاء خوردنی پائی بے خوف و خطر مفت بے اجازت مالک کے صرف میں لائے یہاں تک کہ محروق دہلی
 کے باورچی نہ میں کہ جو اسب شاہ قلعہ دار یعنی جنوبیہ قدیم کا حاکم تھا وہاں جسقدر کہ باورچیوں نے بخت کی تھی
 مع پختہ و خام سب کھالی اور جو مانع ہوا اسکو ہلاک کیا عملہ نے محروق شاہ کے محروق شاہ سے اطلاع کی
 محروق نے لشکر سے دیوانوں کا محاصرہ کیا اور بگم اور بزن کا حکم دیا جب کوئی حربہ ان دیوانوں پر کارگر نہ ہوا اور
 انھوں نے قیامت برپا کی محروق کو سوا بھاگنے کے اور کچھ نہ بن پڑا آخر سر اہل و عیال قلعہ سے نکل کے
 شہر ہمدانیوں کی طرف روانہ ہوا خلایق شہر بھی بھاگ گئی قلعہ داغ خالی ہو گیا دیوانوں نے قبضہ کر لیا محروق
 بحال خراب اسب شاہ کے پاس آیا اور تمام کیفیت بیان کی اسب شاہ نے محرق الملک وزیر
 سے کہا کہ ان دیوانوں کی کچھ تدبیر کرنی چاہیے وزیر نے عرض کیا حضور شکر کریں کہ انھوں نے فقط قلعہ داغ پر
 اکتفا کی دار الخلافت کی طرف توجہ نہ کی ورنہ مشکل سخت کا سامنا ہوتا مخور فرمائیے جسکے بدن پر کوئی حربہ کارگر
 نہ ہو اسکو کیونکر کوئی دفع کر سکتا ہے اور اس میں فکر کو کیا دخل ہے عرض ایک ہفتہ قلعہ میں دیوانے غلہ وغیرہ خوب
 کھایا کیے جب کوئی چیز باقی نہ رہی پھر ہر طرف کھانے کی فکر میں مصروف ہوئے قصداً ایک روز ملکہ سودا وہ
 سیہ نقاب بنت اسب شاہ کی سواری باغ سے شہر کو جاتی تھی دیوانے سمجھے اس میں کھانسی کوئی چیز ہے
 جب تک مردمان ہمارا ہی ہوشیار ہوں دیوانوں نے خوب مار پیٹ کی اور جو سامان کھانے کا تھا سب کھا لیا

ملکہ سودا وہ نے محافضے نکل کے ایک تیر جانستان مسعود کو مارا لیکن تیر نے کچھ اثر نہ کیا اتفاقاً بہتہ نقاب
ملکہ کا ایک طرف سے جو کھل گیا اور صورت دل پذیر مثل ماہ منیر ملکہ کی مسعود نے دیکھی ہے اختیار یا وجود خود تنگی
مجنونی کے عاشق زار ہو گیا اور یہ واسوخت حسب حال پڑھا واسوخت

یا خدایا عشق صنم کا کوئی بیمار نہ ہو	دم نکلیے بلا سے یہ آزار نہ ہو
تا بمقدور محبت نہ کرے بہتر نہ ہو	زہر کھا جائے کہیں ڈوب مرے بہتر نہ ہو
بوجھ اسکا نہ کسی شخص پہ ڈالے اسکا	یہ وہ پیر کا لہ آتش ہے کہ خالق کی بنیاد
خزینہ عمر کو اک پل میں کرے خاک سیاہ	ہر برق پر برق گرے رعد کی چھاتی پھٹ جائے
یہ وہ آسیب ہے سینہ جو کرے دیو کا شوق	اسکی بین صورتیں وہ جان کو جو جس سے قلق
یہ وہ جھوٹ سیانوں کو جو سمجھے حق	نقش و تعوید سے آسیب ہے مارا جاتا

غرض سودا وہ کو مسعود بغل میں لیے داخل قلعہ داغ ہوا اور تمام دیوانے بھی قلعہ میں آ گئے ہر چند ملازموں نے
ملکہ کے چھڑانے کی تدبیر کی لیکن کوئی صورت کارگر نہ ہوئی آخر داد بیداد الفیاض و فریاد کرتے روتے بیٹھے
راسب شاہ کے پاس پہنچے اور ساری حقیقت بیان کی اس واقعہ پوشش رہا سے راسب شاہ بدعواس
ہو گیا اور کوئی شکل عافیت کی نظر نہ آئی یہاں ملکہ سودا وہ نے جو اپنے تئیں بلا سے ناگمانی میں مبتلا دیکھا
مسعود سے کہا اے جوان مجنون اگر مجھے تو دوست رکھتا ہو تو خبردار قلعہ سے باہر نہ جانا اور کسی کو ایذا نہ دینا میں
تکو کھانا یہیں منگا دوں گی بعد ازاں ملکہ نے چند خواصوں کو بلا لیا اور دایہ سے کہا کہ میرے باپ کو اس مضمون کی
عرضی لکھو کہ حضور میری طرف سے غافل ہو جائیں اور ہزار من غلہ اور ہزار گوسفند ہر روز واسطے دیوانوں کے
مقرر کر دیجیے تاکہ ملک اور رعایا شہر کی محفوظ رہے اور تھوڑا سا ہر بلا ہل بھی بھیج دیجیے کہ میں وقت فرصت اُنکو ہلاک
کردوں گی جب وہ عرضی راسب شاہ کو پہنچی محترق وزیر سے کہا کہ یہ معاملہ خدا کی طرف سے پیدا ہوا کہ ملکہ
سودا وہ قید میں دیوانوں کے گرفتار ہوئی والا دیوانوں سے نجات ملنا اور اُنکا ہلاک ہونا ممکن نہ تھا عرض
راسب شاہ نے ہزار من غلہ اور ہزار گوسفند کا روز راتب مقرر کیا

اب راوی مسعود ناچو اور ملکہ سودا وہ کو قلعہ داغ میں باہم گرم صحبت رکھتا ہے اور
حال حفیظ ثریا مکان بن محفوظ قلعہ دار کا جو سودا سے محبت منطقہ زرین کمر میں بہت محبوب
کے حوض میں غرق ہوا بیان کیا جاتا ہے

اول گزارش ہوا ہے کہ جس وقت منطقہ نے لحاظ سے حفیظ کے حوض میں غوطہ لگایا اور حفیظ نے منطقہ کو حوض میں

دیکھا وہ بھی اُسی حوض میں کو دا جب تہ کو پہونچا آنکھ کھلی اور اہل طہسم نے پردہ غفلت چہرہ سے اُسکے وہ کیا تو اپنے کو دریا سے محیط کے کنارہ پر دیکھا اور منطقہ زمرین مگر کا نشان نہ ملا حقیقت نے ایک نسرہ آ ایسا مارا کہ اُسکی آواز دردناک سے ساکنانِ مجسمہ و برکے دل ہل گئے آخر یہ بچپارہ آفت کا مارا حیران پریشان یہ شعر پڑھتا دریا کے کنارہ کنارہ روانہ ہوا اور یہ کہتا جاتا تھا شعر

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر بھیجے | اے سیل اشک تو ہی بہا دے ادھ بھیجے

چند قدم چلا تھا کہ ایک قافلہ کنارہ دریا فروکش نظر آیا لیکن سامانِ روانگی میں اہل قافلہ سرگرم تھے حقیقتاً اہل قافلہ سے پوچھا کہ یہ قافلہ کہاں سے آیا ہے اور اب کہاں جائیگا اور قافلہ باشی کا نام کیا ہے اتفاق سے وہ مرد ملک التجار کا غلام تھا اُس نے کہا اے جوان سہدار قافلہ خواجہ قوام الدین رقیق انقلب ہو یعنی مالک قافلہ ایسا رحم دل و خدا ترس ہے کہ اُسے اس نام سے مشہور کرتے ہیں اور اہل قافلہ شمالیہ حصہ ارشہر عاقلان کا رہنے والا ہے اور اب قصد غریبہ حصہ ارشہر ابلہوان کا رکھتا ہے حقیقتاً نے پوچھا کہ شاید ان ملکوں میں ہر شخص عاقل و احسن ہوتا ہے اُس نے کہا اگرچہ یہ امر کلیہ نہیں ہے مگر شہر شمالیہ میں اکثر انسان ذی عقل و صاحب فہم ہوتے ہیں اور ملک غریبہ میں بوجہ مرطوب ہونے ملک کے اکثر بے وقوف ہیں بعد اس کے غلام نے اپنے آقا سے حقیقت حقیقت بیان کی کہ ایک جوان خوش رو صاحب حسن و جمال وطن آوارہ اس شکل سے قافلہ میں وارد ہوا ہے کہ آثارِ بخت و شرافت اُسکے چہرہ سے آشکار ہو ویداہین خواجہ نے اُسی وقت حقیقت کو اپنے پاس بلالیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے حقیقت نے کہا میں کیا حال بیان کروں کہ گردش گردون دون نے مجھے ایسا متقلب الحال کر دیا ہے کہ مجھے مطلق معلوم نہیں کہ میں کس طرح یہاں تک پہونچا اور کہاں سے آیا خواجہ قوام الدین نے پوچھا کہ اب کہاں جانے کا قصد ہے حقیقت نے کہا ارادہ میرا خدایر روشن ہے خواجہ نے کہا ہمارے ساتھ غریبہ حصہ ارشہر کو چلو ہم تجاری خدمت بوجہ احسن کریں گے حقیقت نے کہا شعر

رشتہ دور گر و غم افکنندہ دوست | میر و دمہر جا کہ خاطر خواہ دوست

اے خواجہ میں ایسی سخت مصیبت میں گرفتار ہوا ہوں کہ انجام اُسکا نظر نہیں آتا اور مجھے دنیا و مافیہا کی خبر نہیں خواجہ نے کچھ زرقہ دیا اور اپنے ساتھ کشتی میں سوار کر لیا قضاے کار و اتفاق روزگار بعد ایک ہفتہ کے جہاز فرنگیان جو دشمنِ مسافران دریا کے تھے نمودار ہوا اور جنگِ طرفین سے ہونے لگی اور فرنگی کشتیوں پر غالب آئے اور تمام کشتیوں پر قبضہ کر لیا اُس میں سے چند کشتیاں بقدرتِ خدا نسیج و سلامت اُس کے قبضہ سے بچ گئیں لیکن حقیقت اسیرِ دن میں رہ گیا سردار فرنگیوں کو کہ جسکا نام کیسی جوان تھا اسکو حقیقت کی شکل و صورت دلپذیر پسند آئی وہ اپنے وطن بندر ترسا کو لیکھا چند روز میں اسے خیال آیا کہ یہ جوان شکیل ہے اسکو ملک

فرمانوس کے ہاتھ بیچنا چاہیے آخر حفیظ کو ملک فرنگ میں لایا اور معرفت ایک مصاحب ملک فرمانوس کے حفیظ کے حسن و جمال کی نہایت تعریف کی بادشاہ فرنگ نے باشتیاق تمام حفیظ کو کیسی جوان سے خرید کر کے ایک خدمت لائق دی حفیظ نے چند روز کے بعد اپنے حسن خدمت سے ایسا رتبہ ہم پہونچا یا کہ مقرب خاص بادشاہ کا ہو گیا راوی کہتا ہے کہ بادشاہ فرنگ کو تصویرات سے کہاں شوق تھا چنانچہ اسی واسطے خاص شہر میں ایک مکان خاص نہایت تحفہ بنایا تھا اور نام اُس مکان کا نگارستان فرنگ رکھا تھا بلکہ اکثر تجار سودا گروں کو روپیہ واسطے تصویرات خرید کرنے کے دیا گیا تھا کہ جہاں کوئی تصویر خوش ترکیب ملے خرید کر لاوین لیکن شرط یہ تھی کہ تصویر خیالی نہ ہو اور جو کوئی تصویر چھوٹی لاتا تھا تو بادشاہ اُسے بڑھا کر فریم کلاں میں لگاتا تھا کہ اُسکے تمام مکان میں تصاویر قد آدم لگی تھیں اور ایسا اُس مکان کو آراستہ و پیراستہ کیا تھا کہ لوگ دور و دراز سے اُسکے دیکھنے کو آتے تھے اور ہفتہ میں ایک روز جلسہ عام بطور میلہ کے مقرر کیا تھا کہ تمام خلایق شہر مشتاق دید ہو کر واسطے دیکھنے اُن تصویرات و مکان کی آرائش و زینت کے آتے تھے اور دو کانات ہر قسم کے سودے کی لگاتے تھے یہ روز گویا نہایت اژدہام کا ہوتا تھا لیکن رات کو اُس مکان تصویرات میں رہنے کا حکم نہ تھا کہ جو شب کو وہاں رہے صبح کو قتل کیا جاوے اتفاقاً ایک روز حفیظ جو واسطے سیر و تماشے کے بازار میں گیا اور دروازہ نگارستان پر پہونچا وہاں اژدہام خلایق دیکھا حفیظ کو بھی دید نگارستان کا شوق پیدا ہوا اور تنہا نگارستان میں داخل ہوا اور ہر ایک درجہ کو خوب بغور دیکھا کیا مگر کسی تصویر کو موافق اعضاے منطقہ زرین کمر کے نہ پایا اور جو کوئی تصویر مشابہ دیکھتا تھا روتا تھا کہ درجہ سوم میں پہونچا کہ وہ تمام درجوں سے بلند تر تھا وہاں ایک جانب دیوار پر منطقہ زرین کمر کی تصویر لگی ہوئی تھی بس اُسے دیکھ کے ایک نعرہ آہ کا مارا اور بیہوش ہو گیا جب وقت برخاست نگارستان ہوا تمام تماشاخی باہر نکل گئے مگر حفیظ درجہ سوم میں بیہوش رہ گیا خادموں نے نگارستان کے بدستور تین بار میکار دیا کہ اب دروازہ نگارستان کا بند ہوتا ہے کوئی تماشاخی نہ رہے سب باہر نکل جاؤ حفیظ کہ بیہوش تھا اُسکے کان تک آواز نہ گئی اور دروازہ نگارستان کا بند ہو گیا حسب اتفاق دوسرے روز صبح کو ملکہ فرنگ سلطان مرصع کمر رشک قریری پیکر ملک فرمانوس کی دختر معشوقان فرنگ کی سرد دفتر سیر کو نگارستان کے آئی اور اُس روز بخوبی نگارستان کا بند و بست ہوا تھا یہاں تک کہ وہ ملکہ جہان سیر کرتی ہوئی تماشا دیکھتی درجہ بالا پر پہونچی جہاں کہ یہ غمزہ تفتیدہ جبکہ مضطرب حیران پریشان حفیظ ثریا مکان از خود رفتہ افتادہ تھا دیکھا کہ ایک جوان خوشنود و پر نیراد صاحب حسن و جمال با شوکت و جلال ایک گوشہ حجرہ میں بیہوش پڑا ہوا سر پائے اُسکے ضعف ناتوانی ظاہر ہو اگرچہ طبیعت ملکہ فرنگ کی اُس پر مائل ہوئی لیکن بخوف دایہ اور کنیزوں کے دم نہ مارا خواصوں نے حفیظ کو دیکھ کر شور و غل

مچایا کہ یہ مرد کون شخص ہو اور کس وجہ سے یہاں خلافت حکم رہ گیا کینزون کے غل سے حفیظ بھی چونکا اور مشکل تمام حجرہ سے باہر آیا خواصون نے گرفتار کر کے دربانوں کے حوالہ کیا دربان حفیظ کو بادشاہ فرنگ کے پاس لے گئے اور کیفیت ساری بیان کی ہر چند کہ بادشاہ فرنگ حفیظ کو عزیز رکھتا تھا لیکن بوجہ عدول حکمی کے شعلہ غضب شاہ شتمل ہوا اور کہا او غلام بد انجام تیرا یہ حوصلہ ہوا کہ تو نے ہمارے حکم کی مطلق پابندی نہ کی تمام شب نگارستان میں رہا حفیظ نے جو بوجہ تصور ملکہ منطقہ زرین کمر کے از خود رشتہ تھا یہ بھی نہ سنا کہ بادشاہ کیا کہتا ہو اور کس سے کہتا ہو بادشاہ کو اس خاموشی سے اور غصہ زیادہ ہوا اور حکم قتل کا دیا اتفاقاً اس وقت پادری جاروس ایک معلم قوم نصارا کا دربار میں موجود تھا اُس نے کہا امیر بادشاہ ہماری رائے میں یہ آتا ہے کہ اسکو بروز عید گاہ میں قتل کرانا چاہیے تاکہ جملہ خلایق کو بھی رعب بادشاہ زیادہ ہوتا آئندہ کوئی ایسی حرکت نا جائز نہ کرے بادشاہ کو پادری کا کلام پسند آیا یہاں ملکہ فرنگ سوداے عشق و محبت میں حفیظ کے ایسی ہیبت لہو رہی تھی کہ کسی پہلو قرار نہ آتا تھا بقول سعدی مصرع نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غزال پادری کوئی ہمراز پوچھتی تھی کہ ملکہ کیسا مزاج ہے یہ کیا ماجرا ہو تو کتنی تھی شغور

کیا کون دل مائل زلف دو تالکین لکھو | یہ بھلا چنگا گرفتار بلا کیونکر ہوا

کہ اس عرصہ میں ملکہ نے سنا کہ وہ بیچارہ مظلوم بیگناہ بہ جرم حکم عدولی شاہ قتل کیا جاتا ہو ایک خدمتگار معتمد کے ہاتھ پادری جاروس سے کہلا بھیجا کہ وہ غلام عجبی حفیظ نام کہ جو میرے باعث سے ہجرم و بے گناہ قتل کیا جاتا ہو اگر تیسے کسی تدبیر سے جان اُسکی بچ سکے تو ہزار اشرفی مروج میں تمھاری تواضع کرو دینی پادری نے کہلا بھیجا کہ تم خاطر جمع رکھو میں تابہ مقدمہ اسے قتل ہونے دوں گا آخر ایک روز پادری نے نشہ میں شرب کے بادشاہ کو پا کر کہا کہ یہ غلام عجبی جو بعلت شب باشی نگارستان گرفتار ہوا ہے حضور اُسکے خون ناحق سے درگزرین و گرنہ کوئی آفت آسمانی اس ملک پر نازل ہوگی بلکہ شب کو میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ امیر جاروس اپنے بادشاہ کو سمجھا کہ ایسے تھوڑے سے قصور پر بڑا گناہ کرنا یعنی ایک بندہ خدا کو بے گناہ قتل کرنا اچھا نہیں ہو لہذا خون ناحق سے باز آ کہ تو غضب الہی سے نہیں ڈرتا خصوصاً جو غیر ولایت کا باشندہ ناواقف ہو وہ ہماری کے مستوجب ہو کہ لائق قتل ہو اور مہمان ہدیہ خدا کہلاتا ہو بادشاہ جو اس وقت نشہ میں مخمور تھا فہمائش پادری کام کر گئی فوراً رہا کیا اور کہا کہ ہمارے ملک سے نکلا دو پادری نے اُسی وقت حفیظ کو محبس سے بلا کر کچھ زر نقد دیکر رخصت کیا اور کہا خبردار بار دگر اس شہر میں نہ آنا حفیظ ایک عالم بحویت میں وہاں سے روانہ ہوا یہاں ملکہ فرنگ نے حکم دیا تھا کہ جو وقت وہ قیدی رہا ہو فوراً ہمارے پاس لاؤ حسب الحکم حفیظ کو ملا زمان ملکہ فرنگ ملکہ کے پاس لے گئے ملکہ نے حفیظ کو نہایت حفاظت سے

باغ میں ایک جگہ محفوظ میں مخفی رکھا اور نگہبانان باغ کو تاکید کی کہ تم ہر وقت اسکے نگہبان حال رہنا ضرور باغ سے یہ باہر نہ جانے پائے اب جو بادشاہ نشہ سے ہوش میں آیا یا درمی سے پوچھا کہ تھے اُس غلام کے حق میں کیا کیا یا درمی نے کہا اسی شہر یار فدوی نے اُسی وقت حفیظ کو حسب الحکم حضور حضور کی معرفت سے باہر نکلوا دیا بادشاہ نے فرمایا ہے فقط ابو جہر عدول حکمی کے حکم قتل دیا تھا ورنہ وہ آدمی لائق سزا نہ تھا تم جلد تلاش کرو کہ ہم اُسے پھر وہی خدمت مرحمت کریں گے یا درمی نے کہا اب اُسکا ملنا دشوار ہو خدا جانے کہ وہ کہاں چلا گیا ملک فرنگ چپ ہو رہا ایک روز ملک فرنگ سلطان اُسی باغ میں آئی جہاں حفیظ نظر بند تھا اور اپنا اظہار عشق حفیظ کی نسبت دایہ سے ظاہر کیا دایہ نے حفیظ سے کہا اے جوان عجیب طالع بلند تیرا فلک اقبال یہ چمکا نصیباً جاگا ملک فرنگ تجھ ایسے ضعیف و ناتوان پر عاشق ہوئی اور ملک وہ نازنین شہرہ آفاق ہو کہ جسکے حسن و جمال کی تمام ممالک فرنگ مثال دیتے ہیں حفیظ نے یہ بھی نہ سنا کہ دایہ کہتی کیا ہو جس طرح کہ سکوت میں بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا مطلق جنبش نہ کی دایہ نے کہا اے ملک میں نے سب طرح تیرا اظہار محبت اُس جوان سے کیا لیکن وہ خبر بھی نہوا نہ کچھ جواب دیا تم اُسے اپنے پاس بلا کر بہ تشفی و دلاسا اُسکا حال پوچھو کہ یہ کیا ماجرا ہو کہ وہ مثل مجنون کے کیوں ہو رہا ہو اپنے ہوش میں نہیں ہو ملک نے حفیظ کو اپنی صحبت میں بلایا اور پوچھا کہ تو کس ملک کا باشندہ ہو اور یہاں کیونکر آیا حفیظ نے ملک کی بات کا بھی جواب نہ دیا ملک نے فرمایا اے دایہ مجھے یہ مرد آسیب زدہ معلوم ہوتا ہو کہ زبان اسکی بند ہو دایہ نے کہا بلالون آسیب زدہ نہیں ہو یہ کسی پر عاشق ہو کہ اُسی کے تصور میں رات و دن غرق رہتا ہو رنگ زرد دل میں درد لب پر آہ سرد حواس کم صم بکم یہ ساری علامتیں حضرت عشق کی ہیں واری بقول اس شعر کے

عاشقی چسیت بگو بندہ جانان بودن | دل بدست دگرے دادن و حیران بودن

ملک نے فرمایا یہ میری خرابی کا باعث سب سے زیادہ ہو یعنی میں اسکی عاشق یہ دوسرے پر مانل یہ بھی خدا کا دیا سر پہ لیا اول مجھے اسکی معشوقہ کو تلاش کرنا پڑا بعد ازاں اپنا اظہار مطلب ہو تو شاید کوئی صورت مطلب براری کی ہو لیکن یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ کس پر عاشق ہو دایہ نے کہا یہ امر سہل ہو تم ایک بار پھر سیرنگارستان کو چلو اس عقدے کو پھر میں حل کر دوں گی ملک فرنگ سلطان دوسرے روز پھر سیرنگارستان کو مع دایہ کے گئی دایہ نے خواصون سے پوچھا کہ یہ جوان کہاں عشق میں بیہوش پڑا تھا خواصون نے وہ جگہ بتا دیا کہ جہاں ایک تختہ پر چھ تصویریں لگی تھیں دایہ نے ایک مصورہ کہ وہ نہایت شوخ مزاج و تیز فہم ہو شیار فن تصویر کشی میں کامل ہمراہ ملک فرنگ کے حاضر تھی اُسکو حکم دیا کہ چوبہ ہر ایک تصویر کا جدا جدا تیار کرو مگر مثل اصل تصویر کے ہو سر و فرق نہیں بجز اس حکم کے مصورہ نے ایک روز میں وہ چھون تصویریں تیار کر دیں دایہ نے یہ کام کیا کہ

اپنی رائے سے مجلسِ رائے ملکہ میں جدا جدا موقع و محل دیکھ کے بر محل وہ چھون تصویریں لگا دیں اور حفیظ کو وہاں لٹکائی جب ملکہ منطقہ روشن بیان کی تصویر حفیظ نے دیکھی فوراً ایک نعرہ آہ کا مارا اور بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا ہزار ہزار بار اس تصویر کی بلائیں لین اور تصدیق ہوا دایہ اور ملکہ فرنگ اس حرکت سے سمجھ گئیں کہ بلا شک یہ شخص اسی صاحب تصویر پر عاشق ہو اس قدر ایک روز وقت شب ملکہ فرنگ سلطان نے صحبت شراب و کباب گرم کی اور عالم سرور میں حفیظ سے کہا اے جوان عجمی آیا یہ بھی تو کچھ جانتا ہو کہ میں تجھے چاہتی ہوں اور تو اس صاحب تصویر پر عاشق ہو مگر میں نے عہد کیا ہے کہ جب تک تیری معشوقہ کو میں پیدا نہ کر لوں گی اپنے مطلب دلی سے نکلو آگاہ نہ کروں گی بلکہ باز رہوں گی اب تو رنج و غم نہ کھا خاطر جمع رکھ اور عیش و عشرت میں بسر کر میں انشاء اللہ بہت جلد اسکا سامان کرتی ہوں ملکہ نے اسے کلمات دلجوئی و دلا سے کہے کہ حفیظ گے ہوش و حواس جمع ہوئے اور ملکہ کی ہمت و فائز آفرین کی اتفاقاً تھوڑے روز میں ملک فرنگ یعنی سلطان قرنا تو س نے قضا کی اگرہیں سلطنت نے ملکہ فرنگ سلطان کے سر پر تاج شاہی رکھا اور تخت نشین کیا ملکہ باوجود بند و بست ملکی کے ہمہ تن معشوقہ حفیظ کے تجسس میں سرگردان رہتی تھی غرض کہ ایک روز ملکہ نے کرنا روس منجم کو تخلیع میں بلا کر مامی لضم اپنے سے سوال کیا منجم نے بعد زانچہ کرنے کے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق حضور غریبہ حصار کو نہضت فرماوین وہاں چند عاشق و معشوق ہر طرف سے سرگردان و پریشان حال جمع ہوئے ہیں یقین ہے کہ اُس ذیل میں اُس جوان کی بھی معشوقہ کا پتہ مل جائیگا ملکہ فرنگ سلطان نے وزیر اعظم کو بلا کر ملک فرنگ کا نائب کیا اور خود چالیس ہزار زنگی جسار کی جمعیت سے معھیاران چابک دست و ہوشیار تیز رفتار اور حفیظ شریا مکان کے روانہ ہوئے

یعنی ملک غریبہ حصار کو گئی

بِ راوی داستان ملکہ فرنگ سلطان کو جست و جوئے معشوقہ حفیظ شریا مکان کی وقوف رکھ کر بار در گھر حال سرگردانی شاہزادہ معزالدین بلند قدر کا بیان کرتا ہے

جب شاہزادہ معزالدین نے طلسم سنبہ کو فتح کیا جو کہ برج دوم مثلثہ خاکی کا تھا اور اُن دیوانوں سے مید سے مزرع گندم کے نبات پائی اور قلعہ داغ میں پہنچے بعد اسکے شاہزادہ نے اقبال شاہ سے قات کی اقبال شاہ نے کہا اے شہریار کا مگار پھر تم لوح زبرد کو مطالعہ کرو دیکھو کہ اب کیا ہدایت ہوتی شاہزادہ نے لوح کو دیکھا یہ مشورہ پایا کہ اے شکندہ طلسم سنبہ وہ ریشہاے درخت گندم جو تین تین گز سے کیے ہیں انہیں ہمراہ لو اور نہایت حفاظت سے رکھو کہ وقت ضرورت کے کام آویں گے اور لوح زبرد کو بھی سر رہنے دو کہ یہ لوح بھی بطریق لوح الماس کے محض لوح جدید کے جانا شاہزادہ نے یہ عبارت لوح

اقبال شاہ سے بیان کی اقبال شاہ نے کہا اے شہر یار جب تک ہم شہر ظہورستان میں پہنچنے کے سرگردی امورات ظاہری سے مطلق نہ ہو سکے گی اور امورات باطن طلبہ کو تم خود انتظام کرو اور جو میں کہوں اُسکو عمل میں لاؤ شاہزادہ نے کہا بیان کرو اُسکو کہ وہ کیا ہوا اقبال شاہ نے کہا کہ جب ہم ملک جنوبیہ اور شہر سودا کیوں کے قریب پہنچیں تم بطریق رسالت شاہ کے پاس جا کر نامہ میرا اُسے دو اور زبان بھی کہنا کہ تجھے شاہ کی خدمت میں حاضر ہونا ضرور چاہیے کس واسطے کہ اب کوئی جاے عذر باقی نہیں ہوا اور جو وہ کوئی صورت عذر پیش کریگا تو ہم بھی بڑی طرح پیش آئیں گے اور تجھ کو بجز ملک ظہورستان کو لے چلینگے راسب شاہ جواب دیگا کہ اول اُن دیوانوں کا بندوبست کرو جنہوں نے تمام بندگان خدا کو عاجز کر رکھا ہوا اور خلایق کو انواع انواع طرح کی تکلیف دینا دیتے ہیں اور بعد ختم ہونے اس حکام کے جو ارشاد ہوگا عمل میں لاؤنگا اور بر و حشم قبول کرنا تم لوح زبرد کو دیکھا جیسا وہ ہدایت کرے عمل میں لانا اور میں بھی بعد آپ کے یہاں سے روانہ ہونے کے جاتا ہوں شاہزادہ نے کہا اے برادر جو کہ تم نے حکم دیا میں نے اُسکی تعمیل کی مگر تمکو میرے حال سے کچھ مطلق خبر نہیں ہو کہ شب و روز ہم کس حال پُر ملال و خیال میں مبتلا رہتے ہیں اقبال شاہ نے کہا میں فقط تمہارے ہی حصول مطلب کی تدبیر میں جاتا ہوں شاہزادہ نے کہا شاعر

کر دہ ام یارے طلب درد اس صبر استوار | تاجہ پیش آید مراد عشق یار از روزگار

القصہ اقبال شاہ نے شاہزادہ کو جمعیت ہزار سوار خود اسی بھدرہ رسالت جنوبیہ حصار کو روانہ کیا اور خود بھی بعد تین دن کے روانہ ہوا شاہزادہ معزز الدین چند روز میں قریب شہر سودا کیوں کے پہنچے اور باہر شہر کے خیمہ زن ہوئے جب ایلیچی کے ورود کی خبر راسب شاہ کو پہنچی محرق الملک وزیر کو واسطے استقبال ایلیچی کے بھیجا اور بعد تحفہ و ہدایہ بھیجنے کے شاہزادہ سے ملاقات کی شاہزادہ نے نامہ اقبال شاہ کا دیا اُس نامہ کا یہ مضمون تھا کہ اے راسب شاہ اول تم جاہلون رئیس باہم صلح کرو بعد اسکے سلطان روح الملک کی خدمت میں حاضر ہو راسب شاہ نے محرق الملک سے اس بارے میں علاج کی محرق الملک کو حشم و خدم سے اقبال شاہ کے بخوبی آگاہی تھی اور یہ خبر بھی عام ہو گئی تھی کہ مشائخ آتش فتن ہو گیا اور طافی شاہ دائرہ اسلام میں داخل ہوا اور اطاعت بجان و دل قبول و منظور کی اُسے عرض کی اے بادشاہ تم ایلیچی کو یہ جواب دو کہ آج کل ہم ایسی بلا میں مبتلا ہیں کہ جسکا علاج احاطہ قدرت سے باہر ہو اور اُس سے ہمیں کسی طرح نجات معلوم نہیں ہوتی اگر آپ ہکو اس آفت ناگہانی سے بچالیں تو ہم جو ارشاد ہوگا بدل و جان قبول کریں گے راسب شاہ نے یہی عذر شاہزادہ سے کیا یعنی ایک فرقہ ہر ہمت ہماری سرحد میں نازل ہو کہ الجوع الجوع کہتا ہوا اور تمام عالم کو تکلیف دے رہا ہو مہر چہر کہ جسے استغاثی

بہت کم ہی لیکن ہم باوجود اس کثرت سپاہ کے اُن سے عمدہ برائین ہو سکتے کہ اُن پر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا
اب وہ قلعہ داخ میں مقیم ہیں ہزار من غلہ اور ہزار اس بکریاں اور بھیر اُس کے واسطے مقرر کر دی ہیں جب
ذرا صورت امن کی ہوئی ہو اور طرفہ متا شا اور عجب طرح کی مشکل سخت یہ ہو کہ ملکہ سودا وہ کو بھی گرفتار کر لیا ہو
ہم کسی صورت سے ملکہ سودا وہ کو اُن سودا کیوں سے چھڑا نہیں سکتے پھر اس سب شاہ نے وہ رقم
شاہزادہ کو دکھایا جس میں کہ حال زہر دینے کو ملکہ سودا وہ نے لکھا تھا شاہزادہ نے کہا کل ہم جواب دینا
اس سب شاہ نے لازمہ سامان دعوت و مہمانداری کا شاہزادہ کو بھیجا اور ایک باغ واسطے قیام کے
دیا شاہزادہ نے لوح زہر جذب شب کو دیکھی اُس نے یہ ہدایت کی کہ امیر کتندہ عجب سب روزگار و محرم راز
مہر جلی و خنی و واقف اسرار جب اس سب شاہ سے شکایت دیوانوں کی کرے تم وہ خوشہ ہاسے گندم
جو کہ تمہارے پاس جمع ہیں اُس میں سے تھوڑے گندم اس گہون کے آٹے میں ملا کر روٹی خمیری پکراؤ
اور اُن خفین سودا کیوں کو غلاؤ فوراً وہ دیوانگی زائل ہو جائیگی شاہزادہ نے صبح کو اس سب شاہ کے
پاس جا کر پوچھا کہ تمہارے یہاں سے راتب دیوانوں کا کون لیجاتا ہو اور کس وقت بھیجتے ہو اس سب شاہ نے
کہا اگر غلہ چاشت کے وقت وہاں نہ پہنچے تو تمام شہر وہ غارت کر دیں لہذا باہین خوف وہ راتب فلان ملاؤ
وزیر قبل آپ کے تشریف لائے کے لیکھا ہوا شاہزادہ نے فرمایا خیر کل بغیر اجازت ہماری راتب ہرگز
بھیجا نہ جائے بلکہ بہتر یہ ہو کہ کل راتب ہماری سرکار سے لیکہ بھیجا جائے وزیر و بادشاہ دونوں حیران ہوئے
کہ دیکھیے ایسی کیا تدبیر کرتا ہو غرض شاہزادہ نے چند نان پزیر بلا کر روٹی خمیری اور گوشت کی بخنی تیار کروا کر
خوانوں میں چنوا کر دیکھ ہاسے بخنی ہمراہ لے خود قلعہ داخ میں تشریف لیکھا اور محرق الملک وزیر کو بھی ساتھ لیا

اب راوی کو فی الجملہ حال ملکہ سودا وہ سیہ نقاب بنت اسب شاہ کا بھی ضرور بیان
کرنا بلکہ واجب و لازم ہے

رقعہ کا حال معلوم ہوا کہ ملکہ سودا وہ اول زہر دینے کو موجود و مستعد تھی لیکن جب سودا وہ کو
چار روز مسعود کی صحبت میں گزرے اور اُس نے نظر خریداری مسعود کو دیکھا ہزار جان سے عاشق
ہو گئی اور اپنے ارادے سے نہایت پشیمان ہوئی بلکہ اکثر اس سب شاہ نے لکھا کہ کار معلومہ میں کیوں تاخیر
ملکہ نے یہی جواب دیا کہ پکانے غلہ سے فرصت نہیں ملتی انشاء اللہ بوقت فرصت اس کام کا سرانجام ہوگا
آپ میری عصمت سے خاطر جمع نہ رہا میں جب شاہزادہ معزالدین قلعہ داخ کے قریب پہنچے سایہ درخت
میں وہ خوان کھانے کے رکھوا دیے بعد اسکے حصہ ہر دیوانے کا ایک ظرف میں نکوا کر دسترخوان پر رکھا

اور ایک ایک دست بچہ لباس بھی برابر دسترخوان کے رکھ دیا جب دیوانے وقت معمول پر کھانے کو آئے اور دماغ میں بخنی اور روئی کی بوگئی جو کہ مدت سے جو وغیرہ اور گوشت خام کھا رہے تھے کہ یکا یک یہ بوسے خوش کھانے کی ان دیوانوں کے دماغ میں پہونچی جتنا بچہ بھر داس خوشبو کے پہونچنے کے ہر دیوانہ آپ سے گزر گیا اور ناپچنے لگا اور نہایت خوشی خوشی گرد دسترخوان کے بیٹھ گئے ان کے بعد مسعود نام جو کہ سردار تھا وہ بھی چند دیوانوں کے ساتھ قلعہ سے باہر آیا اور اُس نے بھی بخنی کے ساتھ روٹی کھانا شروع کی ملکہ سودا وہ ایک برج سے اُس کے کھانے کا متا شادیکم رہی تھی کہ دیوانے عجیب و غریب خوش فعلیاں کرتے جاتے تھے اور کھانا کھاتے جاتے تھے آخر اُنھوں نے ایک ایک روٹی سے زیادہ نہ کھائی تھی کہ یکا یک سب بیہوش ہو گئے بعد ایک ساعت کے جو مسعود بیہوش میں آیا اور اُس نے اپنی عریانی دیکھی وہ لباس بے تکلف پہن لیا اسی طرح ہر ایک شخص نے اپنے اپنے لباس پہنے اور بیہوش میں آئے پھر سب نے شاہزادہ کو سلام کیا جب مسعود کے بخنی ہوش درست ہوئے شاہزادہ نے پوچھا ام مسعود یہ تیرا کیا حال ہو اور یہاں کس طرح آیا مسعود نے عرض کی اے شہریار بس اس قدر بیہوش مجھے ہو کہ میں ایک مزرعہ گندم پر پہونچا اور چند دانہ گندم کے مین نے کھائے پھر کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوا شاہزادہ نے بھی حال گزشتہ مسعود سے بیان کیا پھر مسعود کو ہمراہ لیکر راسب شاہ کے پاس آیا اس عرصہ میں اقبال شاہ بھی پہونچا شاہزادہ نے اقبال شاہ سے ملاقات کی اور دیوانوں کی تندرستی کا حال بیان کیا راسب شاہ نے سنا کہ دیوانے اچھے ہو گئے ملکہ سودا وہ کو قلعہ سے مجلس امین بلوالیا اور دوسرے روز خود شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکریہ احسان بجالایا پھر اقبال شاہ نے راسب شاہ کی دعوت کی راسب شاہ نے مسعود وغیرہ کے دیوانے ہونے کا حال پوچھا اقبال شاہ نے مزرعہ گندم کی حقیقت اور کیفیت فتح ہونے طلسم کی شاہزادہ کے ہاتھ سے مفصل بیان کی راسب شاہ نے پوچھا شاہزادہ معز الدین کون صاحب باشوکت و اقبال ہیں اقبال شاہ نے کہا میرے آقائے نامدار ہیں مگر ازراہ مہربانی مجھے بھائی کہتے ہیں شاہزادہ نے کہا اے راسب شاہ یہ جو اقبال شاہ بیان فرماتے ہیں گویا میں کہتا ہوں یعنی یہ میرے مربی و سرپرست ہیں اور میں انکو پشت پناہ اپنا جانتا ہوں بعد اس گفتگو کے اقبال شاہ نے کہا اب کو تمکو کیا منظور ہے یعنی تمکو فرمانبرداری میں سلطان روح الملک کے کیا عذر ہیں راسب شاہ نے کہا اے شہریار طافی شاہ نے کیفیت اسکی ضرور بیان کی ہوگی کہ ہر سہ صد ار چار مثلثہ کے بجائے خود ایک طلسم کا حکم رکھتے ہیں اور ہر ایک طلسم میں ایک حاکم ہے اور ہر حاکم کا حکم ہم چاروں سہ صد داروں پر یکساں جاری ہوا اس صورت میں جس طرح طافی شاہ نے بعد حصول اجازت از باب مثلثہ کے تمھاری اطاعت قبول کی میں بھی وہی اس پر

ارباب مثلثہ کی اجازت جانتا ہوں اقبال شاہ نے وہ ٹری مندرمان موکل برج سنبھلہ کار اسب شاہ کو دکھایا راسب شاہ نے قبول و تصدیق کیا اور کہا کہ تیر حکم مخموم طلسم مثلثہ خاکی کی نہیں ہونی وہ بھی ہو جائے تو میں حاضر ہوں پھر مجھے کسی نوع کا عذر نہ ہوگا اقبال شاہ نے بوجھا کہ تمہارے حاکم سوم کا مقام کہاں ہے ہلکو نشان دو کہ ہم وہ بھی بفضلہ طر کرین راسب شاہ نے کہا کہ میں نہیں واقف ہوں اور نہ کبھی وہاں گیا اقبال شاہ نے کہا کہ نہ تم اپنے حاکمون سے واقف اور نہ انکی کبھی صورت دیکھی پھر معاملات سلطنت کس طرح طر ہوتے ہیں راسب شاہ نے کہا ای شہر یار یہ سلطنت جس طرح سے کہ واضح نے وضع کر دی تھی اسی طرح سے برابر چلی آتی ہے کوئی امر جدید نہیں ہوا کہ جو ہلکور جوع حکم کرنا ہو یا اجازت کی حاجت پڑے اور ہمیں سے اگر کسی نے کوئی امر خلاف حکم کیا پس وہ قتل کیا گیا یا معزول ہوا دوسرے ہمارے بزرگوں کو ایک کتاب جاودان شاہ سے مرحمت ہوئی ہے کہ وہ ہمارے خاندان میں پڑتا پشت سے چلی آتی ہے جو کوئی کام اہم پیش آتا ہے تو اس کتاب کو دیکھ لیا اور موافق حکم و ہدایت اُسکے کام کیا چنانچہ جب آپ وارد طلسم ہوئے تھے کتاب کو دیکھا تھا معلوم ہوا کہ بدرون اجازت ارباب مثلثہ کے اقبال شاہ کے ساتھ ظہورستان کو نہ جانا اور وہ کتاب اقبال شاہ کے سامنے رکھ دی اور کہا کہ یہ وہی کتاب ہدایت ہے حضور ملاحظہ فرمائیے اقبال شاہ نے فرمایا تم اول حال جاودان شاہ سے ہلکو مطلع کرو کہ وہ کیا شیئر ہے ہر چند کہ ہنہ طانی شاہ سے بھی سنا تھا لیکن ہمارے سمجھ میں نہیں آیا عجیب حیرت کی بات ہے کہ تم اپنے حاکمون کے مقام تک سے واقف نہیں اور نہ نام جانتے ہو فقط ایک داستان بے اصل بیان کر دیتے ہو یہ نہیں معلوم کہ کیا بات ہے راسب شاہ نے کہا ای شہر یار ہلوگ اس اسرارے آگاہ نہیں ہیں اور بعد اسکے راسب شاہ نے کہا ای شہر یار اس شہر سے چار فرسخ ایک صحرائے لق و دق ہے جسکو دشت سواد کہتے ہیں وہاں سے ہر سال گاہے گاہے ایک بڑ کو ہی اس ہیئت سے خوفناک آواز دیتی ہے کہ خلایق شہر کا زہرہ آب ہو جاتا ہے اس دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید حاکم سوم کا وہی مقام ہوگا اقبال شاہ نے کہا خیر تو کلت علی اللہ ہم اب آپ جاتے ہیں اور جس طرح سے ہوتا ہے ہم یہ عقدہ بھی حل کیے لائے ہیں یہ کیلے اقبال شاہ اُس صحرائے طرف روانہ ہوئے راسب شاہ نے شاہزادہ معزالدین سے کہا ای شہر یار اقبال شاہ وہاں تشریف فرما ہوئے اب تم بھی لوح زبرد کو ملاحظہ کرو جیسا کہ لوح سے ہدایت ہو عمل میں لاؤ شاہزادہ نے جو لوح دیکھی لکھا دیکھا کہ ای جوان تیر سوم برج جدی سے متعلق ہے اور اُسکی خبر دہندہ لوح جدید ہے اور لوح جدید بدون جائے دشت سواد کے دستیاب نہوگی اور وہاں ایک بڑ کو ہی اس شکل کی ایسی نظر آئیگی جسکی ایک شاخ زمین میں ہے اور ایک شاخ آسمان پر تو تم اُس بڑ کو ہی کو یہ لوح زبرد دکھانا اور کہنا یا اس الجدی مجھے لوح جدید چاہیے اور یہ لوح زبرد

برائے نشان لایا ہوں وہ اس قدر شور و غل کر گئی کہ طرفۃ العین میں تمام بڑے صحرائی وہاں جمع ہو جائیگی اور ان میں ایک بڑا سیاہ گول سہرا اس الجدی کی اس سرعت سے چرخ مار گئی جس طرح چاک کھار کا پھرتا ہے اس الجدی اشارہ اُس سے کر گئی وہ بڑا وہاں سے روان ہو جائیگی تم بھی پیچھے اُسکے چلے جانا وہ ایک درخت عظیم الشان کے قریب جا کر تھوڑی دیر میں سب پتے اُس درخت کے چر جائیگی بعد اُسکے ایک ٹکڑا اس زور سے درخت پر مار گئی کہ درخت زمین پر گر پڑیگا اور اُنسی وقت دوسرا درخت وہاں پیدا ہو جائیگا اور اُس درخت میں سات لوح بجائے پتے کے آویزان ہوں گی تو تم لوح زبرد کو ہاتھ پر رکھ کر اس اسم کو کہ دعوت زحل ہے اُنیل مرتبہ پڑھنا لوح تمہارے ہاتھ سے درخت میں جا کر لٹک جائیگی اور لوح جدید تمہارے ہاتھ میں آجائیگی پھر جو معاملہ درپیش ہوگا اُس میں دیکھنا والسلام القصہ شامزادہ نے لوح جدید اسی صورت سے حاصل کی پس فوراً وہ صحرا بدل گیا اور مثل صحرائے اول کے ہو گیا اور ہر چار طرف سے بڑے مشک ایسی آئی کہ دماغ معطر ہو گیا پھر شامزادہ نے جو غور سے دیکھا تو اپنے تئیں ایک دائرہ ہفت رنگ پر پایا کہ خطیہ اسکا سیاہ دوسرا صندلی تیسرا سرخ چوتھا زرد پانچواں سپید چھٹا کبود سا تو اُن سبز تھا شامزادہ نے لوح جدید کو دیکھا اُس میں لکھا تھا ای طالب اسرار اتنی وسیار عجائبات نامتناہی یہ دائرہ دعوت کو اکب زحل ہے جسکو سب سے زیادہ کہتے ہیں اگر تجھے ہر سومار باب مسئلہ خاکی نہرمان پر اپنے مطلوب ہے تو سات روز دائرہ سیاہ میں تخی ہو کر برج جدی کے مشغول ہو لیکن سوائے برگ درخت سیاہ جو کبارہ صف کے ہے اور کچھ نہ کھانا اور اُس اسم بزرگ کو بائیں تعداد پڑھنا روز ہفتم ایک مرد فیصل سوار لباس سیاہ شکل مہیب نظر آئیگا وہ نہرمان اُسے دینا وہ ہر گز دیکھا لیکن ہنگام اور ادعجب و غریب اشکال خوفناک پیدا ہوئی تم خوف نہ کرنا اور نہ قدم دائرہ کے باہر رکھنا ورنہ سرگردان ہو گے آخر شامزادہ نے حسب ہدایت لوح اور ادعمل زحل کیا اور اشکال خوفناک نے کوئی درجہ ڈرانے کا باقی نہ رکھا آخر روز یعنی ساتویں روز دیکھا ایک عورت جمیلہ چار برس کا لڑکا بغل میں دبائے اور پیچھے اُسکے ایک مرد سیاہ رنگ مسلح نیز خیز بھاگا چلا آتا ہے جب وہ عورت و مرد قریب دائرہ پہنچے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے بعد ایک ساعت کے اُس مرد نے خنجر پتھر پر تیز کرنا شروع کیا اور وہ عورت بہ آواز دردناک و باچشم پر آب اُس مرد سے بولی ای مردنا انصاف تو نے میرے مان باپ و شوہر کو تو قتل کیا اور اب اس بچے بے گناہ سے باز آمین بہر صورت تیری تابع نہرمان ہوں اُس مرد نے کہا کہ جب تک میں تیرے تمام خرد و کلان کو قتل نہ کرونگا مجھے قرار نہوگا اسی واسطے خنجر تیز کر رہا ہوں کہ بچہ کو ذبح سے تکلیف نہو پھر اُس عورت نے بہ نگاہ حسرت شامزادہ کو دیکھا اور کہا ای جو امر دم میرا حال سنو کہ میں کیسی آفت میں گرفتار ہوں اس ظالم ناخدا شناس کو سمجھا دو کہ شاید تمہارے کہنے سے اس ظلم صریح سے باز آوے میں رئیس مراد کی بیٹی ہوں

اور رئیس مراد ایک قصبہ کا باشندہ ہر اتفاقات سے یہ مرد میری صورت دیکھ کے عاشق ہوا اور مجھے پیام بھیجا کہ اگر تو مجھے عقد کرے تو میں تیرا تمام عمر تابع فرمان رہوں گا جو نہ کہ شوہر میرا زندہ تھا میں نے جواب صاف دیا پس ایک روز آدھی رات کو یہ میرے مکان میں آکر پوشیدہ ہو گیا میرے بھائی نے اسکو دیکھ کر آواز دی تو کون ہر اسنے اُسے قتل کیا اتنے میں میرے باپ کی آنکھ کھلی اسنے اُسے بھی مارا غرض اس مردود نے ماں باپ بھائی شوہر سب کو بیگناہ قتل کیا اور مجھے کس اب تو مجھے کوئی عذر باقی نہیں ہو جب کہ میرا کوئی وارث باقی نہ رہا تب میں ناچار اس بچہ کو لیکر سروریا برہنہ بھاگی یہ بھی میرے پیچھے ہو لیا کہ یہاں تک نوبت پہنچی اب میں اس ظالم سے کتنی ہوں کہ میں تجھے نکاح کرونگی اس بچہ کو تو چھوڑ دے یہ میری منت و زاری پر بھی نہیں مانتا اور یہی کہتا ہے کہ جب تک اس بچہ کو بھی قتل نہ کر لوں گا ہرگز دست بردار ہوں گا ابھی وہ مظلوم شاہزادہ سے کل حال بیان نہ کر چکی تھی کہ اُس مرد نے بچہ کو زبردستی بغل سے چھین لینے کا قصد کیا اور وہ عورت اٹھ کر ایسی بدحواس بھاگی کہ قریب دائرہ کے آکر گر پڑی اور بہ آواز دردناک رونے لگی شاہزادہ نے اُس مرد زنگی کو سمجھایا کہ اسی ظالم نا انصاف تجھے قتل کرنے سے اس بچہ بیگناہ کے کیا فائدہ بہتر یہ ہے کہ تو اس کے خون سے درگزر زنگی بولا تو ہمارا حاکم ہے جو انصاف کرتا ہے شاہزادہ کو اس کلام سخت سے ایسا غیظ و غضب طاری ہوا کہ بے تکلف دائرہ کے باہر نکل آیا پس بھر دنگلنے کے دائرہ سے ایک آندھی ایسی آئی اور طوفان سیماٹھا تھا کہ تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا جب تاریکی دُفع ہوئی نہ وہ قصبہ تھا اور نہ وہ دائرہ نہ عورت نہ مرد شاہزادہ حیران و پریشان خود کردہ پیمان ایک جنگل ویران میں اپنے کو کھڑا دیکھتا تھا اُس وقت لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اسی مرد نا تجربہ کار تجھے یہ عجب غلطی فاش ہوئی کہ تو قریب میں شیاطینِ ظلم کے آگیا اور کام اپنا آپ خراب کیا اب عوض میں اس خطہ کے تیری یہ سزا ہے کہ تو ایک سال حیران و سرگردان رہے جو کچھ کہو اسو ہوا خبر دار خبر دار اب بے دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا ورنہ اور کسی بلا میں گرفتار ہو جائیگا شاہزادہ دل دادہ تین روز تک اطراف و جوانب میں پریشان خراب و خستہ سرگردان رہا اور ہر قدم اپنے پر نفیرین کرتا رہا لیکن کوئی بستی نظر نہ آئی اور جو کوئی گاؤں ملا بھی تو باشندے وہاں کے ایسے حیوانِ خصلت تھے کہ اُن سے صحرا بہتر تھا آخر الامر شاہزادہ چھ مہینے کامل سطح آوارہ و سرگردان حیران و پریشان پھر کیا ایک روز ایک شہر دور سے نظر آیا جب شہر میں داخل ہوا دیکھا کہ ہر فرد بشر کے پاس ایک ایک بکری ضرور ہے کوئی ایسا نہ تھا کہ بیکے پاس بکری نہ ہو شاہزادہ سیر کرتا ہوا چاندنی چوک میں پہنچا وہاں بھی ہر دوکاندار کے پاس بکری دیکھی شاہزادہ حیرت زدہ کتا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جسکے پاس بکری نہ ہو کوئی انسان از کہ تا مہرے بکری نہیں ہے غرض ایک مرد سے پوچھا کہ نام اس شہر کا کیا ہے اور حاکم وقت یہاں کا کون ہے اُسنے کہا کہ اس شہر کو شہر باز مکران کہتے ہیں اور بادشاہ

یہاں کا چند روز ہوئے کہ مرگیا اب اسکی بیٹی لایعہ بازمی گوش ہر اور وہی حکم رانی کرتی ہو شاہزادہ نے کہا اس شہر میں بکری کو بہت عزیز رکھتے ہیں اور انسان کی کوئی قدر نہیں کرتا یعنی جب سے میں یہاں آیا ہوں کسی نے نہ پوچھا کہ تو کون ہو اُس نے کہا جب تک کہ تو کسی بکری والے کی نوکری نہ کریگا اُس وقت تک کھانا پانی میسر نہ آئے گی شاہزادہ نے پوچھا کہ نوکری کو کہاں جاؤں مجھے بجز بکری والوں کے کوئی شریف معلوم نہیں ہوتا اُس نے کہا عصر کے وقت معرکہ میں جاؤ وہاں کوئی شکل نوکری کی نکل آئے گی شاہزادہ بولا معرکہ کیا چیز ہے اُس نے کہا مصرع آخ کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان بالینی عیان کو کیا میں بیان کروں خود تم جا کر یہ ہنگامہ دیکھ لو گے ہم کیا بتائیں شاہزادہ تین پہر کامل تشنہ و گرسنہ شہر میں سرگردان رہا جب عصر کا وقت آیا خلایق شہر چار طرف سے اپنی اپنی بکریاں لیکر بازار کی طرف روانہ ہوئے شاہزادہ سب کے ساتھ چلا دیکھا کہ خلایق ہر طرف سے آتی ہو اور ایک میدان وسیع میں جمع ہوتی جاتی ہر لاکوئی شخص بے بکری کے نہ تھا شاہزادہ نے اُس میدان میں ایک مکان کھروں سفال سبز کا بنا ہوا دیکھا اور اُس میں ایک شاہ نشین بطور ہمان نما کے ایسی بنی تھی کہ جس سے گل بازار کا تماشا بخوبی دکھائی دے اور اُس شاہ نشین میں چھت پردے اور نشیمنہ آلات سجا ہوا تھا نوکر چاکر اپنی اپنی خدمت پر موجود تھے اس اثنا میں ایک ڈھول نواز اُس معرکہ میں آیا اور اُس نے دہل کو خوب بجایا کہ تمام خلایق اُس شاہ نشین کی طرف متوجہ ہوئی شاہزادہ بھی دیکھنے لگا پھر دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین تاج مرصع نگار سر پر رکھے ہوئے بالائے قصر تشریف لائی بقول میر حسن شعر

برس پندرہ ایک کاسن و سال | اہنایت حسین اور صاحب جمال

بقول امانت

غور سے میں نے جو وہ نور کی ہورت دیکھی	جلوہ حسن میں اللہ کی قدرت دیکھی	تکلی بندہ گئی میری ہونی حالت جو تباہ
مُسکرائے لگا منہ پھیرے وہ غیرت ماہ	کی لگاوت سے پھر اُس نے مری جانب ہنگامہ	کر گئی دُخ مجھے تیغ نظر خاطر خواہ

حسن کی چار طرف جلوہ گری کو دیکھا | سخت پر صحن میں اس رشک پری کو دیکھا

جامی ندراتے ہیں اور یہ ابیات اسی کی گویا صفت میں ہیں ابیات

چارہ سالہ بے برب بام	چون مہر چارہ در حسن تمام	بر سر از ناز کلہ گوشہ شکست
ہر گل از سنبل تر سلسلہ سبقت	اوند روزان چوسہ کردہ ہجوم	بر در و با مش اسیران چو نجوم

جب وہ نازنین رخسار آفت جان عاشق زار تخت جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئی ایک خواجہ سرا نے باواز بلند اسے تشریف سے کہا کہ امی طالبان امور سلطنت و عاشقان ملکہ ماہ طلعت جس کسی کی بکری اپنے ہنر و فن میں تیار ہو معرکہ میں لائے کہ جلوہ گاہ انصاف گرم ہو خلایق نے اول طلبہ بجایا بعد چند پائے

لکڑی کے تلے اوپر مثل بندہ روالوں کے رکھے جیسے کہ بندہ روالے تماشے کے وقت تلے اوپر پائے رکھ کر بکری سے کو
 کھڑا کرتے ہیں اسی طرح ہر ایک نے اپنی بکری کو کھڑا کیا الغرض کسی کی بکری باغ پائون پر کھڑی ہوئی اور
 بعض کی سات پائون پر اور کسی کی بکری نو پائون پر اس سے زیادہ کسی کی بکری کھڑی نہ ہو سکی اور جو بکری کہ اس
 تماشے کو کرتی تھی اسکو فندی کہتے تھے تو اسی وقت ڈھول بجاتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ جانم فندی
 واہ قربانت شوم شاہزادہ اس تماشے حیرت افزا سے نہایت متحیر تھا اور کہتا تھا کہ اس طرح کا تماشہ کبھی
 کبھی نہیں دیکھا اور وہ سب شریف قوم معلوم ہوتے تھے کوئی باجی اور بد قوم نظر نہ آیا بلکہ ہاتھی نشین اور
 پاکی نشین تھے جب اہل شہر یہ تماشہ کر چکے تو ملکہ لاجپتہ بازمی گوش خود ایک بکری سیاہ ابلت جسکے سینک
 طلائی مرغ تھار تھے لیکر صحن میں تشریف لائی اور خود آپ وہی پایہ تلے اوپر رکھے اور بکری کو اُس پر چڑھایا
 اور چاروں طرف سے محل کے عجیب و غریب باجے بجنے لگے اور تمام کنیزیں اور خواصین خوش گلوئی سے
 جانم فندی قطعہ دیگر کہتی تھیں کہ کسی اہل معرکہ میں جان باقی نہ رہی تھی الغرض ملکہ کی بکری چودہ پائے
 پر گئی اور بکریوں سے بہت زیادہ قائم رہی جب آفتاب عالمتاب قریب غروب ہوا اُسی خواجہ سرانے
 ندا دی کہ اب سب رخصت ہوں اور کوئی بکری ایسی پیدا کرے کہ جو ملکہ کی بکری سے زیادہ بڑھ جائے خلایق
 وہاں سے اپنے مکان کو گئی فقط شاہزادہ رہ گیا مگر اب بھوک کی شدت نہایت ہوئی کہ حال غیر ہونے لگا
 شاہزادہ نے کہا خدا یا اب میں کہاں جاؤں اور کسے در پر کھانا جا کر مانگوں ناچار لوح کو دیکھا یہ ہدایت ہوئی
 کہ ایوان سہراہ ایک مرد مشن بالباس سفید عمامہ سبز سر پر رکھے تھے ملکہ اور ایک لڑکا اُنہیں برس کا
 زرد پوش اُسکے ساتھ ہو گا تم بھی اُسکے ہمراہ ہو جا نا جب وہ اپنے مکان پر پہنچیں اُنسے بیان کرنا کہ میں غریب
 مسافر ہوں یقین ہے کہ وہ تجھے نوکر رکھ لے اور یہ شہر کہ برج جدی کے منسوبات سے یہاں نہ رہے اور محل
 کے قسطن کا نمونہ نظر آتا ہو یہی وجہ ہے جو خلایق یہاں کی فن بازی بکری اور بکریوں کو معزز و ممتاز سمجھتی ہے الغرض
 شاہزادہ نے اُس پیر مرد سے ملاقات کی اور اُسکے ہمراہ مکان میں گیا جب وہاں صحبت گرم ہوئی تو فرمایا
 ای بزرگ میں مسافر ہوں اور کوئی صورت معاش شہر میں مجھے نظر نہیں آتی اُس بڑھے نے چار بکریاں
 شاہزادہ کو حوالہ کیں اور کہا اُنکے دانے پانی کی خبر لینا پس یہی تمہاری نوکری ہے شاہزادہ نے دل میں
 کہا واہ سبحان اللہ کبھی بکریاں نہ چہرہ انہیں تھیں سو یہاں یہ خدمت بھی کرنی پڑی جو نوشتہ تقدیر ہو وہ رد نہیں
 ہو سکتا چارونا چاروہ خدمت قبول کی بڑھے نے شاہزادہ کو حمام میں بھیجا اور لباس شاہانہ دیا اور کہا
 ای جوان اس خدمت سے آزدہ نہو تا کہ یہاں کوئی مرتبہ اس سے زیادہ معزز نہیں ہے کہ تو خود آپ دیکھ چکا
 ہے کہ ہر امیر و غریب یہی کام کرتا ہے شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ لڑکا زرد پوش ہر وقت آہ کرتا ہے پوچھا ای عزیز

تیرا کیا حال ہو اُس نے کہا امیر جوان میں شاہزادہ اسی شہر کا ہوں اور یہ لالہ عجب نازنین جو بادشاہی اس ملک کی کرتی ہو میرے چچا کی بیٹی ہو اور یہاں کی بادشاہت اس شہر پر ہو کہ جسکی بکری چودہ پایہ پر سوار ہو جاوے وہ بادشاہ ہو گا چنانچہ ملکہ لالہ عجب باڑی گوش بعد انتقال اپنے باپ کے بادشاہ ہوئی کہ بکری اُسکی چودہ پایہ پر سوار ہوئی ہو اور میں مدت دراز سے ملکہ لالہ عجب پر عاشق ہوں اور رات دن اُسکے ہجر میں بیقرار رہتا ہوں بہر چند میں نے ہزار بکریاں فقط اس نظر سے تعلیم کیں ہیں کہ شاید کوئی بکری ملکہ کی بکری سے زیادہ ہو لیکن استحکام ممکن نہ ہوئی بلکہ اور اور بھی اُمرارا دے اسی فکر میں ہیں جیسا کہ تو نے دیکھا شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ بدھا تیرا کون ہو اُس نے کہا میرا پدر بزرگوار ہو اور بادشاہ مرحوم کا بھائی حقیقی ہو شاہزادہ کو اُسکے حال پر بہت رحم آیا

یہاں شاہزادہ کو خدمت بکریوں میں مشغول رکھ کر داستان صفوانہ دایہ اور منطقہ زرین کمر کی بیان کی جاتی ہے

راوی کہتا ہے کہ جسوقت دایہ صفوانہ نے بظہر محبت منطقہ زرین کمر کے اور بخوف سعید لوحصار کے بیت الممور کے حوض میں غوطہ مارا اُسکو اپنے حال کی کچھ خبر نہ رہی اور چند ساعت بیہوش رہی بعد اسکے جسوقت کہ ہوش میں آئی کیا دیکھا کہ صحرا سے لہجہ و دق ہو اور اُس میں درخت سایہ دار کثرت سے ہیں اور ہر درخت کے سایہ میں عورات نازنین جمع ہیں لیکن کہیں جانے کی تیاری پائی جاتی ہے دایہ صفوانہ نے قریب جا کر اُنکی گفتگو سنی تو ایک عورت نے دوسری سے کہا میں بوالہ کی مرتبہ اپنی مراد کو عبادت خانہ عظمیٰ میں جاؤنگی دوسری نے کہا میں اپنے بیٹے کے بیاہ کی دعا مانگوں گی دایہ صفوانہ سمجھ گئی کہ یہ عورات کسی معبد گاہ میں جا کینگیں آخر دایہ صفوانہ نے اُسے پوچھا کہ تم کہاں جاؤ گی اور یہ کون ملک ہو اُنھوں نے کہا کہ یہ ملک طرابلسستان ہو اور شہر جنوبیہ بھی اسے کہتے ہیں اور شہر سودا نیان بھی نام ہو اور یہاں ایک مقبرہ حضرت حوالیہ السلام کا ہو اور نام اُسکا معبد بزرگ ہو مراد مند وہاں ہر سال جمع ہو کر اپنی مراد بذر بیعہ اُس صاحب مقبرہ کے درگاہ مجیب الدعوات سے دعا مانگتے ہیں اور خداوند کریم اُسکی برکت سے مقصد ہر ایک کا حسب دلخواہ بر لاتا ہو اگر تیری کوئی مراد ہو تو ہمارے ساتھ چل دایہ صفوانہ اُنکے ہمراہ روانہ ہوئی الغرض پانچویں روز شہر جنوبیہ میں پہونچی دایہ صفوانہ نے ایک جانب لشکر قاہرہ کو خیمہ زن دیکھا جب دریا فسطاط گیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر اقبال شاہ کا ہو موسم زیارت میں سب کاروان سرازرانے ہو جا یا کرتے ہیں کہ عورات وہاں اُترتی ہیں دایہ صفوانہ بھی مع اپنے ہمراہیوں کے ایک سہا میں مقیم ہوئی دوسرے روز شیرینی اور پھول اور شمع لیکر معبد بزرگ میں گئی دایہ صفوانہ نے گنبد عالی شان سنگ لیشب کا دیکھا اور

انواع انواع طرح کے پتھر کی بچی کاری بڑی تیاری سے تھی اور نہایت پرتکلف بناتھا اور اسقدر ہجوم عورت نظر آیا کہ کوئی جگہ خالی نہ تھی کہ جہاں عورات کے غٹ کے غٹ اور گروہ کے گروہ نہ تھے آخر دفعہ تمام عورات معبد بزرگ میں جاتیں اور نذر و نیاز کرتی تھیں

آب راوی کو حال ملکہ سودا وہ سیہ نقاب کا بھی ضرور بیان کرنا ہی

واضح ہو کہ مسعود نام جو ملکہ سودا وہ کو ایک عالم جنون میں قلعہ داغ میں لگیا تھا یہ حرکت اسکی مجنونانہ تھی بلکہ طرفہ یہ تھا کہ جب سے ہوش میں آیا تھا پھر کبھی نام سودا وہ کا زبان پر نہ لاتا تھا عشق و عاشقی تو چھپنہ دیگر ہر گز سودا کو ایسا سودا سے عشق مسعود نام جو کا ہوا تھا کہ ایک لحظہ قرار و آرام اسکو نہیں آتا تھا یہی وجہ اسکی تھی کہ جو اسے واسطے مراد دلی کے معبد عظمیٰ کا قصد کیا تھا اور اپنی مراد اسے صاحب اولیہ سے طلب کی تھی جب زیارت سے فارغ ہوا تو سر راہ ایک کمرے پر برائے سیر آئندہ دروند بیٹھ رہی خواصین اکثر عورات مغلسہ کی کچھ اعانت کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ تم دعا کرو کہ خداوند تعالیٰ ہماری ملکہ کو بھی مراد دلی عطا کرے اتفاقاً صفوانہ بھی اُدھر سے گزری تو خواصون نے صفوانہ کو بھی کچھ دیا اور دعا کی فرمائش کی صفوانہ نے کہا تم کیون مجھے دیتی ہو کہ میں بھی یہ دعا نہیں کروں گی ملکہ نے صفوانہ کو بلا کر پوچھا کہ امی ضعیفہ تو کیوں دعا نہیں مانگتی صفوانہ نے کہا امی ملکہ آفاق میں تھا ہی دشمن نہیں ہوں کہ جو دعا مانگوں اسوجہ سے عذر کرتی ہوں کہ واسطے کہ درگاہ باری میں وہ دعا مستجاب ہوتی ہو کہ جو شخص اول بندہ اسے خدا کے حق میں دعا کرے بعد اُنکے طفیل میں اپنے واسطے دعا مانگے تو خداوند کریم اسکی دعا جلد مستجاب کرتا ہو ملکہ کو یہ بات صفوانہ کی پسند آئی اور پوچھا تم کہاں کی باشندہ ہو صفوانہ نے کہا قریب بابت شوم میرا قصہ ایک داستان طول و طویل ہو اور یہاں اسقدر فرصت نہیں کہ جو میں اپنا حال گزارش کروں ملکہ نے کہا اگر تیرا جی چاہے تو میرے پاس رہ میں تجھکو نہایت عزت سے رکھوں گی صفوانہ نے کہا میں افریقہ ہیشکی کا نہیں کر سکتی البتہ چندے کے واسطے مضائقہ نہیں ہو میں حاضر ہوں ملکہ صفوانہ کو محل میں لیکتی صفوانہ جو منطقہ زرین کمر کی دایہ تھی چند روز میں ایسی مصاحبت کی کہ ملکہ سودا وہ کو ایک لحظہ بدون صفوانہ کے قرار و آرام نہ تھا ایک روز ملکہ سودا وہ نے فرمایا کہ امی صفوانہ تو نے اقرار کیا تھا کہ میں وقت فرصت کے حال اپنا بیان کروں گی اب بیان کر کہ وطن تیرا کہاں ہے اور حال کیا ہے صفوانہ نے ابتدا سے انتہا تک حال گزشتہ اپنا بیان کیا یعنی قصہ منطقہ زرین کمر اور حقیقت شریا مکان اور حوض بیت المعمور میں داخل ہو کر غائب ہو جانا کہ زار زار مثل ابرو ہزار روئے لگی ملکہ سودا وہ کہ خود دردمند و در رسیدہ تھی وہ بھی رونی پوچھ رہی تھی حقیقت اور مسعود کے عشق کی بیان کی اور کہا میں نے اسی کے واسطے تجھے تکلیف دہ تھی کہ تو دعا کر

صفوانہ نے پوچھا کہ اے ملکہ اب مطلوب تمہارا کہاں ہے سو دواوہ بولی کہ مطلوب میرا لشکر کا ہر اول ہے جو تونے بیرون شہر دیکھا اور سہ دار لشکر اقبال شاہ جو میرے باپ سے ملازمت روح الملک کا در پر ہے اور اسکا بھائی شاہزادہ معزالدین واسطے اجازت ارباب مثلثہ خاکی کے طلسم جدی میں گیا ہے تاکہ باپ کو بہرے کوئی حیلہ باقی نہ رہے واپس نے کہا شاہزادہ معزالدین سے تو میں بھی واقف ہوں الا تم یہ کہو کہ مطلوب تمہارا تیسے کچھ ملتفت ہو یا نہیں ملکہ سو دواوہ بولی اے صفوانہ میں اور وہ ایک مدت تک ایک جا رہے لیکن اُس بے مروت کی آنکھ میں طلق نور محبت نہیں ہے صفوانہ بولی اُس زمانہ میں مسعود کے ہوش کب درست تھے یقین ہے کہ اُس نے تمہاری صورت بھی بدیدہ ہوش نہ دیکھی ہو اگر اب وہ نکو دیکھے تو ضرور تم پر منہ ریفٹ ہو جائے جس طرح سے کہ ممکن ہو تم ایک بار اُس سے ملاقات کرو ملکہ نے کہا یہ عقدہ بجز تیری ذات کے حل نہوگا اور یہ اشعار پڑھے اشعار

ز جہاں آرام ہر باید ز دل ہوش	ز دیدن ہر سچ اثرے در میانہ	در آید جسلوہ حسن از در گوش
------------------------------	----------------------------	----------------------------

صفوانہ نے کہا خاطر جمع رکھو میں مسعود کے پاس جا کر استعراج لیتی ہوں لیکن دربانوں کو حکم دید کہ میں جسوقت آؤں کوئی مقررہ حال نہو صفوانہ لباس فقیرانہ محسرا سے نکل عابدہ نام اپنا بیان کرتا م شہر میں پھرتی ہوئی لشکر اقبال شاہ میں پہنچی اور دو ایک روز میں خدمتگاروں سے مسعود کے ایسی ملی اور آشنائی پیدا کی کہ وہ مرید ہو گئے تھارا ایک روز مسعود واسطے سیر باغ کے آیا تھا صفوانہ بھی وہاں پہنچی اور ایک صاحب سے مسعود کے کہا کہ میں تمہارے صاحب سے ملاقات کیا چاہتی ہوں مصاحب نے مسعود سے کہا کہ ایک زن عابدہ نام خدا رسیدہ آپ سے ملاقات کو کہتی ہے اور وہ ایسی با صفت ہے کہ زبان اُسکی تعریف سے قاصر ہے کبھی کبھی وہ ہمارے لشکر میں بھی آتی ہے مسعود نے باشتیاق تمام صفوانہ کو بلا یا چونکہ خدا نے شان نشوان میں ان کا کینہ کن عظیم فرقان میں نہر مایا ہے صفوانہ نے باند از تمام و ملکیت مالا کلام مسعود سے ملاقات کی مسعود نے کہا اے ز اہدہ صاحبہ تم گاہے گاہے ہمارے غریب خانہ کو بھی سرفراز نہر مایا کرو صفوانہ نے کہا اگرچہ فقیر کا شیوہ یہ نہیں کہ کسی کی محبت میں جائے مگر ہاں بنظر اخلاق تمہارے وقت فرصت کبھی آجایا کرو گی اغرض چند صحبتوں میں صفوانہ مسعود کی ایسی مصاحب خاص ہوئی کہ مسعود کو بغیر صفوانہ ایک دم قرار نہ آتا تھا آخر ایک روز صفوانہ نے خلوت میں مسعود سے کہا اے فرزند تو نے کبھی کسی سے محبت بھی کی تھی یا اسی طرح اوقات لطائف بھڑائی میں گزرائی مسعود نے کہا میں محبت کا نام بھی نہیں جانتا کہ کیسا ہوتا ہے اور چہ جاکہ عشق میں نہیں جانتا کہ کیا چیز و بلا سے بد ہے صفوانہ نے کہا قول بزرگوں کا یہی ہے

ابن جام محبت بھان کس بخشیدی محبت سے ہوتا ہے کار سے عجب	گر عشق نہ بودی بخدا کس رسیدی محبت سبب محبت سبب
---	---

افسوس ہزار افسوس اور حیف کی جا ہو کہ جسے ایام جوانی خداوند تعالیٰ عطا فرمائیے وہ نعمت و لذت و نیابت محروم رہے اور محبت کا کبھی دل میں خیال بھی نہ آئے کہ حدیث و آیہ ہر الجوار قنطرة الحقیقہ تو نے سنا ہو گا کہ خدا شناسی خاص عشق مجازی سے ہو پھر صفوانہ نے مسعود کے روبرو ملکہ سودا وہ سیم نقاشیا کا ذکر چھیڑا اور اس قدر تعریف کی کہ دل نادیدہ کو مشتاق ملاقات کا کر دیا مسعود نے کہا اے عابدہ مجھے اور ملکہ سودا وہ سے ایک عالم ہے خودی میں یکجائی رہی لیکن مجھ میں ایسے خواہش نہ تھے کہ جو مجھے شکل ملکہ سودا وہ کی یاد رہتی عابدہ نے کہا کہ اگر تجھ کو ملکہ سودا وہ کا دیکھنا منظور ہو تو میرے ساتھ بحیلہ شکار فلان کوچ پر چل کہ وہاں ایک باغ ملکہ سودا وہ کا ہے اور آٹھویں روز وہ وہاں آتی ہیں تجھے دوسرے ایک نظر دیکھا دونگی پھر تو جانے گا کہ ایسا بھی حسن جہان سوز دنیا میں ہوتا ہے مسعود کہ عین شباب میں تھا عابدہ کے بکھڑے سے بے قرار ایسا ہوا کہ تاب ضبط کی نہ لاسکا اس قدر اقبال شاہ سے رخصت شکار لیکر صفوانہ کے سپتہ پر پہونچا اور صفوانہ ملکہ سودا وہ کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ اے ملکہ سودا وہ مبارک ہو میں تیرے شکار کو لگا لائی ہوں اور ہمیشہ راری مسعود کی ملکہ سودا وہ سے بیان کی ملکہ سودا وہ بھی اسی وقت سوار ہو کر باغ میں آئی اور تین سمت چوکی پر سر رہا ایک طرف واسطے سیر و تماشے کی خالی رکھا جب نصف شب گدڑی صفوانہ مسعود کے پاس آئی اور کہا اچھے دیکھئے کہ کیا قدرست حنف نظر آتی ہے مسعود تنہا صفوانہ کے ہمراہ ہوا ایمان ملکہ سودا وہ نے بیج باغ میں ایک چوڑے پر فرشتے کھنکھنایا اور ہر چار طرف روشنی کروائی صفوانہ نے مسعود کو ایک غنچہ درخت میں لاکر کھڑا کر دیا اور کہا کہ نظر غور سے دیکھ وہ ملکہ سودا وہ بیٹھی ہے مسعود نے جو ملکہ سودا وہ کو دیکھا کہ ایسی ایک نازنین خوبصورت شمع رخسار پری پیکر جو روشنی باحسن و جمال ہے کہ اگر فرشتہ بھی دیکھتا تو پرواز آسانی بھول کر گر پڑتا اور مصاحبت ہاروت و ماروت میں چاہ باہل کو چلا جاتا پس مسعود بے اختیار اس صورت و نظریہ و ماہ طلعت عابدہ فریب و زاہد کش پر عاشق زار ہو گیا اور نشہ بے خودی میں ایسا از خود رفتہ ہوا کہ مطلق خبر دنیا مانہا کی نہ رہی جب ذرا ہوش آ یا اس وقت سے بیچ تک اسی کی صورت دیکھتا رہا اور یہ شعر پڑھا کیا شمع

کاش کہ حصلت آئینہ میں پیدا کرتا	وہ مجھے دیکھتا اور میں اسے دیکھتا کرتا
---------------------------------	--

اب صفوانہ کا یہ حال ہوا کہ گاسے مسعود کے پاس اور بھی ملکہ سودا وہ کے پاس آتی تھی ملکہ سودا وہ بولی او صفوانہ تو مسعود کو میرے پاس کیوں نہیں لاتی صفوانہ نے کہا ایسا نہ ہو کہ مسعود اس حرکت سے گستاخ ہو کر ہتھارے عز و وقار میں کسی طرح کا فرق لائے دوسرے ہر شے کا ایک وقت اور موقع ہوا کرتا ہے آئینہ جو حکم

میں بسہ و چشم بجا لاؤں ملکہ سودا وہ چپ ہو رہی اور کچھ جواب نہ دیا غرض صبح کو صفوانہ نے بھر مسعود کو باغ سے باہر نکالا مسعود نے ایک ہفتہ صفوانہ کا انتظار کیا بعد ملازمن کو حکم تلاش عابدہ کا دیا کہ جہاں عابدہ کو پاؤ ہمارے پاس بلا لاؤ ملازمین ہر چہاں طرف سرگردان پھرنے لگے لیکن صفوانہ کا کہیں نشان نہ پایا اور بسہ دو ایک ہفتہ کے خود عابدہ لشکر میں آئی ملازمن نے جو دیکھا کہا کہ امی عابدہ تم کہاں چلی گئی تھیں ہمارے آقا نے تمہیں ہر چند تلاش کر ایا لیکن تمہارا پتہ نہ لگا ہر روز تمہاری یاد رہتی ہی عابدہ بولی کہ ایک کار ضروری آج کل مجھے ایسا درپیش تھا جس سے میں نہیں آئی ملازم فوراً صفوانہ کو مسعود کے پاس لے گئے مسعود بولا اور شفقت

دلہا بزدلی و دلداری کردی | ختم دادی و مخواری کردی

اور اس غزل کے چند شعر پڑھئے غزل

مرا آتش ز دی با جان چہ کردی	بدشمن ساختی جہان چہ کردی	وفار اٹھانسان بر باد دادی
چہ کردی حسانہ آبادان چہ کردی	نمودی خاطر مارا پریشان	شہسبم زلف مشک افشان چہ کردی
نمک بر زخم سارے دل فشانی	وگر در درمرا در مان چہ کردی	پریشان ساختی اور اقل گل را
حسنان بالبل نالان چہ کردی	زدی در حجب صبرم چاک چون گل	بہارستان مشتاقان چہ کردی
بمشت خون کہ آن زاد دل لقب بود	سدا پا آتش سوزان چہ کردی	سپردی دل با آن بے باک عیشے
چہ کردی آہ امی نادان چہ کردی		

سیان اللہ تم نے ایک مجھ بچا رہے غریب زندہ آوارہ و ناخبر بہ کار کو دام اجل میں گرفتار کر دیا اور آپ الگ ہو گئیں شاید دنیا میں مشیوہ مروت اسی کا نام ہو غور کرو کہ میں تمہارے فرمانے سے باغ میں گیا اور ایک دن بلا سے ناگہانی میں پھنس گیا اور تم جو اس روز سے غائب ہوئیں تو پھر پتہ نہ لگا آج صورت دکھائی دی اب حیران ہوں کہ انجام کار ہمارا کیا ہو گا صفوانہ نے کہا امی صاحب میں نے ایک تماشا نگو دکھا دیا اللہ یہ قدر تو نہیں کیا تھا کہ میرا ایک بادشاہ کی بیٹی سے تمہیں ملاوٹگی آخیر میری بھی آبرو ہو یا نہیں اگر کوئی دیکھے یا سنے گا تو کیا کہیگا کہ یہ عورت عابدہ کا سہ کو ہو بلکہ مشاطہ اور مکارہ ہو اور بر تقدیر اگر حال تمہارا ایسا ہی نفیہ و زار ہو گا تو ایک بار اور نکو لیا کہ ملکہ سودا وہ سے ملاقات کر ادوٹگی آئیندہ تم جانو اور تمہارا کام اور یا وہ معشوقہ کلفام مسعود بولا کہ میری بھی یہی راہ ہے ہر کہ ایک بار صورت اس مایہ فساد آفت جان و بلا سے بے درمان یعنی ملکہ سودا وہ کی اور دیکھ لوں کہ اس دلی مشتاق دیدار کو تسکین ہو جس طرح سے کہ ماہی بے آب تڑپ رہا ہو کئی طرح قرار نہیں لیتا صفوانہ ملکہ سودا وہ کے پاس آئی اور اُس نے مسعود کی بیقراری کا حال بیان کیا ملکہ سودا وہ بولی کہ میں باغ میں جاتی ہوں تم مسعود کو بلا لاؤ صفوانہ مسعود کے پاس آئی اور ملکہ کے

باغ میں جانے کا حال بیان کیا مسعود شکار کے حلیہ سے باغ میں پہنچا اُس روز ملکہ سودا وہ دو چار
خواصین ہمراہ لائی تھی اور کوئی غیر نہ تھا صفوانہ سے مسعود کو بلا یا اور تمام شب عاشق و معشوق
باہم صحبت عیش و عشرت میں رہے صبح کو مسعود ملکہ سودا وہ سے رخصت ہو کر لشکر میں آیا اور ملکہ سودا وہ
باغ میں اشتیاق مسعود میں رہی اور مسعود ہر روز آیا کیا مگر سولے برس و کنار اور نوبت بوجہ پابندی شریع کے نہ آئی فقط

عاشق و معشوق کو یہاں عیش و عشرت میں مشغول رکھا جاتا ہے اور
بار دیگر داستان شاہزادہ معزالدین والا مکان کی پھر شروع کیجاتی ہے

اول یہ قصہ یہاں تک گذارش ہوا ہے کہ شاہزادہ معزالدین شہر باز یگرون میں بکریوں کی پرورش
کرتا ہے اور بڑھاپے میں سالوٹ چچا ملکہ لاعلمیہ کا اور فرزند اسکا کالوٹ زرد پوش نہانی میں شاہزادہ کی
مصرفت رہتا ہے اب شاہزادہ نے پھر لوح کو دیکھا لوح میں یہ عبارت نکلی کہ شہر سے پندرہ فرسخ پر ایک
قصبہ ہے کہ وہاں ایک بڑھیا سمناٹہ نام رہتی ہے اُسکی بکری نے شب گذشتہ کو دو بچے دیے ہیں ایک سیاہ بلیٹ
اور دوسرا سیاہ مطلق تو قصبہ میں جا کر وہ بچہ سیاہ مطلق جتنے کو دے خرید کر لاجب وہ بچہ دو دھ پیا ترک
کرے تو چہارہ اُس درخت کا جو پادشاہی باغ میں ہے اور بیخ برگ یعنی پانچ پتے اُس کی ہر شاخ میں ہیں اور
نام اُسکا درخت ناشناس ہے یعنی اصل خدا جانے کیا نام ہے اور رات اُس بکری کا وہ تل جو کہ تین برس کے ہوں
وہ کھانا کہ اُن تلون پر ایک دورہ زحل کا گذر گیا ہوگا اور سات روز یہ اسم جو حاشیہ لوح پر کندہ ہے اُن
سیاہ تلون پر پڑھنا جب وہ بچہ دو مہینے کا ہو تب اُسے تعلیم دینا یقین ہے کہ وہ ایک ہی ہفتہ میں اکیس پادون
پر چڑھ جائے پھر بعد بشرط جیتنے کے کالوٹ زرد پوش کا ملکہ لاعلمیہ سے عقد کر دینا پھر اُس روز سے بجائے
لاعلمیہ کے کالوٹ بادشاہی کرے گا اور کوٹوالی شہر تھوڑے دنوں کے واسطے تو لے لینا اور مردمان شہر
کو خوب غور سے دیکھنا ساتویں روز کوٹوالی سے ایک لڑکا چار برس کا خاندان آوارہ پیادے کوٹوالی کے
تیرے پاس لاویگے تو اُس بچہ کو اپنے پاس رکھنا اور شہر میں پینا دی سے ندا کر دینا کہ جس کا بچہ چار برس کا
گم ہو گیا ہو وہ خود آکر لیجائے اکثر آدمی بیان کریں گے کہ یہ بچہ ہمارا ہے تو اُسے نام پوچھنا جس وقت نام پوچھا
شنگال کوئی بیان کرے اور یقین ہے کہ تو بھی اُسے شناسا ہو اُس وقت تو اُس عورت کو علیحدہ لیجا کر کہنا
کہ منجملہ شوہر اور پسر تیرے کے ہم کو ایک آدمی درکار ہے وہ سبب پوچھگی اُس وقت تم کہنا کہ کج کل بادشاہ
کا جبکہ ضعیف ہو گیا ہے چنانچہ حکیموں نے تیرے شوہر یا لڑکے کا جگر واسطے دوا کے تجویز کیا ہے وہ عورت بہت
شور و غل مچائیگی اور کہے گی کہ کج تک کسی نے اپنے شوہر یا بچہ کو بخوشی قتل کر لیا ہے جو میں واسطے قتل کرینگے دون

اس وقت تو کہنا کہ ای مرد ار تجھے یاد ہوگا کہ تو نے اور تیرے خاوند نے لاغیبہ بازی گوش کے باپ کا دل اور جگر کس مزے سے کھایا تھا اور فلان جا بے کفن اُسکو دفن کیا تھا وہ عورت ایک لمحہ چپ ہوگی بعد اُسکے کہیں گی کہ خاوند مجھکو بہت عزیز ہے مجھ کو مین دے سکتی ہوں تم کہنا ای غیبہ خاوند تیرا فلان درخت کے سائے میں اسی بجہ کو ذبح کرتا تھا تو ہرگز راضی نہ ہوتی تھی بلکہ تو نے میری پناہ لی تھی اور مجھے دائرہ محفوظ سے باہر نکلوا دیا تھا اور مین ایک سال کامل تیرے سبب سے جنگل پہ جنگل صحرا بصرہ حیران و پریشان سرگردان پھر اب کج کیسی محبت خاوند کی ہو گئی کہ بجہ کو خاوند کے عوض قتل کرنے کو دیتی ہے پھر اُس ملعونہ کو قتل کرنا اور کلیجہ اُسکا کہ سیاہ ہوگا اُسے آگ میں جلانا جب وہ خاک ہو جائے اُسے آنکھوں میں لگانا آئندہ جو معاملہ غیب کا درپیش ہو اُسے لوح میں دیکھنا قصہ مختصر شاہزادہ معز الدین کا لوط سے رخصت ہو کر قصبہ میں پہونچا اور اُس بڑھیا سے ملاقات کی وہ بڑھیا نہایت ضعیف تھی شعر

زیریں پیکر شش مشت خمیرے | روان از ہر تن موجودے شیرے

اور فی الحقیقت ایک بکری بھی سمنا نہ کے پاس اُسی صورت کی دیکھی کہ تمام شہر میں کسی کے پاس نہ تھی اور اُسے دو بچے بھی اُسی رنگ کے دیے تھے سمنا نہ نے شاہزادہ معز الدین سے پوچھا کہ ای جوان تو کون ہے شاہزادہ نے فرمایا میں تمہارا ہمان ہوں سمنا نہ نے کہا بسر و چشم آئیے اتنے مین سمنون بن سمنا نہ آیا سمنا نہ بولی ای جان مادر آج ہمارے غریب خانہ میں ایک مہمان نے قدم رنجہ فرمایا ہو تو اسکی مہانداری لازم ہے سمنون دعوت مین شاہزادہ کی مصروف ہوا شاہزادہ شب کو وہاں رہا صبح کو سمنا نہ سے فرمایا خدا تمکو زندہ و سلامت رکھے مین تم سے ایک چیز طلب کیا جا رہتا ہوں اگر انکار نہ کرو تو مین کہوں سمنا نہ بولی کہ سو اس بچہ سیاہ بکری کے اور جو چیز جا ہو حاضر ہے شاہزادہ نے فرمایا ای مادر مہربان مین نے تو اسی بچہ کیواسطے تمہیں تکلیف دی تھی وگرنہ میرا بیان کیا کام تھا اور مین بقیت جا رہتا ہوں جو تم کو مین قیمت بچہ بکری کی دینے کو حاضر ہوں سمنا نہ بولی تھے اس بچہ بکری کی قیمت نہ دیجائیگی شاہزادہ نے کہا ایسی کیا قیمت ہے معلوم تو ہو سمنا نہ نے کہا کسی زمانہ میں ہمارے گھر مین گلہ گو سپند کا تھا جب وقت انتقال سمنون کے باپ کا پہونچا اُس نے کہا بعد ہمارے یہ سب بکریاں تباہ و غارت ہو جائیں گی لیکن ایک بکری حاملہ فقط باقی رہیگی تو اُسے ہوشیاری تمام رکھنا اُسکے دو بچے ایک ابلق دوسرا سیاہ مطلق ہوگا اور اُسی زمانہ میں ایک شاہزادہ بچوا ہر شش بچہ بکری سیاہ کے آئیگا کہ اُس بچہ سے اُسے سلطنت ملیگی تو جس وقت تک اُسکی خواہر سے اپنے بیٹے کی شادی کا افسار نہ کر لینا اُس وقت تک ہرگز بچہ نہ دینا شاہزادہ اس بیان سے ضعیفہ کے چپ ہو رہا اور لوح کو دیکھا لوح سے ہدایت ہوئی کہ جو کچھ ضعیفہ کے قبول کرنا شاہزادہ وہاں سے سا لوط کے پاس آیا اور فرمایا ای بزرگ

دیکھنے لگی اور اس چالاک سے ایک خنجر شاہزادہ کو مارا کہ اگر غافل ہوتا تو کام تمام کر دیتا تھا شاہزادہ نے وہی خنجر ہاتھ سے چھین کر عورت کا پیٹ چاک کر کے اور کلیجہ نکال کے دیکھا تو واقعی جگر اُس روسیہ کا سیاہ تھا پھر یہ ہدایت لوح اُس زنگی کا بھی جگر نکال لیا ہر چند کہ زنگی نے بھی حملہ شمشیر کا خاطر خواہ شاہزادہ پر کیا لیکن خدا کے فضل سے کارگر نہوا بعد اسکے پھر لوح دیکھی تو لوح میں یہ لکھا تھا کہ جو جگر سیاہ ہو اُسکا سرمہ بنا دے اور جگر زنگی کا لیکر صحر کو جانا وہاں بڑ کو ہی یعنی راس الجدی ملیگی وہ جگر اُسکے آگے رکھ دینا وہ جگر کو لیکر غائب ہو جائیگی تو یہ سرمہ اُسی وقت آنکھوں میں لگا لینا پھر اُسی دائرہ میں جا پہنچے گا پھر اور ادبانی کو تمام کرنا بعد ختم ہونے اس کے ایک مرد فیل سوار موکل بُرج جدی بلباس سیاہ ہنایت حشم و خدم سے فریب دائرہ کے آئیگا فرمان اُسے دینا وہ پھر اُس فرمان پر کر دیگا قصہ مختصر شاہزادہ نے موافق ہدایت لوح کے عمل کیا اور فرمان پر پھر کراہی یہاں پر بعض مویخ نے لکھا ہے کہ بجائے فیل کے وہ شخص بکری پر سوار تھا پھر شاہزادہ نے لوح دیکھی معلوم ہوا کہ طلسم جدی ختم ہوا اب تم اپنے مقام کو روانہ ہو جاؤ کہ یار و آشنا تمہارے انتظار میں ہیں شاہزادہ وہاں سے روانہ ہوا بعد دو روز کے ایک تکیہ فقیر کا ملا دیکھا کہ صد ہا مرد وزن وہاں جمع ہیں لیکن سب سب شہیرینی واسطے نذر و نیاز کے ہاتھوں میں لیٹے اس طرح سے کہ گویا کسی کے انتظار میں ہیں کہ ناگاہ حجرے سے ایک فقیر عمامہ سفید سر پر رکھے باریش ابلق یعنی کچھ سفید اور کچھ سیاہ باہر آیا تمام خلایق اُس فقیر کے قدمبوس ہوئی اور نذر و نیاز گذرائی فقیر نے نذر لیکر لوگوں کو تقسیم کر دی اور پھر اُسی حجرے میں داخل ہوا بعد تھوڑی دیر کے اور ایک فقیر بے ریش حجرے سے باہر آیا لیکن قدم و کاست اور شکل و شمائل میں فقیر اول سے نہایت مشابہ تھا شاہزادہ سمجھا کہ شاید یہ دونوں فقیر برادر حقیقی ہیں و یا قوام پیدا ہوئے ہوں سب لوگ اُسکے بھی قدمبوس ہوئے و ریش نے اشارہ کیا کہ سب لوگ حجرے کے اندر جا کر دیکھیں اکثر لوگ حجرہ میں گئے شاہزادہ بھی اندر گیا اور چار طرف بھونکے غور دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا پھر سب کے سب حجرے سے باہر نکل آئے اور صاحب تکیہ کے قدمبوس ہوئے و ریش پھر حجرے میں داخل ہوا اور اب جو وہ فقیر حجرے سے باہر آیا تو ریش دراز اُسکی دیکھی خلایق نے پھر حجرہ دیکھا کہیں کوئی طاق وغیرہ بھی نظر نہ آیا شاہزادہ نے بھی خوب دیکھا مگر وہاں کوئی درجہ وغیرہ بھی نہ دیکھا دل میں کہا یہ عجیب شعبہ ہے و یا سحر ہے سو اُسکے اور کیا تصور کیا جائے آخر ایک مرد نے پوچھا کہ یہ دونوں فقیر جو حجرہ سے باہر نکلے شاید باہم دونوں بھائی ہیں اُس نے کہا یہ دو فقیر نہیں ہیں بلکہ ایک ہی فقیر ہے اور یہاں کا یہ قطب اعظم ہے اور یہ صاحب کرامات ہیں جو تم نے دیکھا شاہزادہ نے کہا شان فقر امین جو کہا جائے وہ سچ ہے علاوہ اُسکے تکیہ میں ایک درخت اُٹار دیا کہ اُس میں چار شاخیں ہیں دو شاخوں میں پتے زبرد کے ہیں شاہزادہ نے کہا ایسا درخت بھی نظر سے نہیں آیا

جب قریب درخت کے گیا کیا دیکھا کہ ایک سانپ کالا درخت کو حلقہ میں لیے بیٹھا ہوا شاہزادہ نے دلیں کہا اس حال کو دریافت کرنا ضروری ہوئی دوسرے روز جو لوح کو دیکھا تو ایک حرف نظر نہ آیا شاہزادہ قطب اعظم کا مرید ہوا قطب اعظم نے کچھ کلمات وحدت وجود کے تلقین کیے اتفاق سے ایک روز کچھ آنکھ میں خار شت ہوئی نہر کہ تو موجود تھا شاہزادہ نے سرمہ آنکھوں میں لگا یا لیکن اُسکے خواص سے ماہر نہ تھا کہ سرمہ لگانے والا نظر خلافت سے کم ہو جاتا ہے مرشد کے پاس جا کر باوازلند سلام کیا مرشد کو آواز معلوم ہوئی اور کوئی آدمی نظر نہ آیا اور مریدوں سے پوچھا کہ یہ کسکی آواز ہے مرید مرشد سے زیادہ حیران ہوئے شاہزادہ سمجھ گیا کہ میں سرمہ کی جہت سے انھیں نظر نہ آیا فوراً سرمہ دھو کر مرشد کے پاس پہنچا مرشد نے کہا ابھی ایک آواز بالکل تھاری آواز کے مشابہ آئی تھی شاہزادہ نے فرمایا امی قطب زمانہ واقعی آواز اسی مرید خاص کی تھی میں بوجہ صفائی باطن کے حضرت کو نظر نہ آیا ظاہر البعد آپ میرے سوا کون مرتبہ خلافت کا رکھتا ہے درویش کو یہ کلمہ شاہزادہ کا سخت ناگوار معلوم ہوا اور خاموش ہو رہا دوسرے روز درویش بزرگ کی جو زیارت کو خلائق آئی اور بعض اُن میں تازہ وارد تھے درویش جو بخاطر اُنکے حجرے میں گیا شاہزادہ بھی بجلت تمام سرمہ لگا کر حجرے میں داخل ہوا دیکھا کہ درویش نے ایک برگ درخت اناہ لکھا یا بجسہ دکھانے اُس پتے کے ڈاڑھی ایسی غائب ہو گئی کہ اصلاً نشان بالون کی جڑ تک کا باقی نہ رہا پھر حجرے سے باہر نکل آیا خلائق بدستور دست بوس ہوئی اور نذر و نیاز گذرانی فقیر نذر قبول کر کے پھر حجرے میں گیا اس مرتبہ ایک پتی سبز کھائی پھر دیسی ہی داڑھی ہو گئی شاہزادہ نے کہا واہ عجیب و غریب ترکیب ہے واہ امی قطب اعظم اب حال معلوم ہوا یہ ساری کرامات درخت کی پتیان دکھاتی ہیں پھر شاہزادہ چند پتے درخت کے لینے کی ترکیب میں تھا اور دل میں کہتا تھا کہ کیا فکر کریں جو پتے اس درخت اناہ سے لیتے چلیں قضاے کار درویش کو حاجت پتون کی ہوئی درویش نے سب کو ایک بہانہ سے تکیہ کے باہر کر دیا شاہزادہ فقط بوجہ نظر نہ آنے کے کہ سرمہ لگائے ہوئے تھا رہ گیا درویش نے ایک لکڑی مار چوبہ ہاتھ میں لیکر اول ادھر ادھر دیکھا جب کہ تکیہ میں کوئی آدمی نظر نہ آیا درخت کے پاس گیا اور لکڑی سے سانپ کو مارا واضح ہو کہ مار چوبہ ایک لکڑی ہی ہو کہ اُسکو جب سانپ دیکھتا ہے وہ بھاگ جاتا ہے چھوٹا بڑا کوئی ہو پاس نہیں آتا غرض جب وہ سانپ باغ میں بھاگ گیا درویش اور شاہزادہ نے جوبی وہ پتے توڑ لیے اور علیحدہ دونوں نے پتون کو رکھ لیا پھر درویش تکیہ میں اور شاہزادہ مریدوں کے پاس آیا شاہزادہ نے جب دیکھا کہ سب مرید جمع ہیں اُس وقت درویش سے کہا کہ امی قطب دوران اب مجھے آپ یہ اجازت دیکر رخصت کریں کہ میں بھی کسی شہر میں جا کر دوکانداری کو آپ کی جاری کر کے رونق آپ کی مریدی کو دونوں درویش اس کلمہ سے نہایت خفا ہوا اور کہا امی فقیر سزا یا حقیر جھکو ایک ہفتہ میں یہ مرتبہ حاصل ہو گیا کہ ہماری خلافت کا دعویٰ کرتا ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ آپ تو ایک ہفتہ کو فرما سکتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ جس

شخص کو آپ کا جی چاہے ایک آن میں سب کرامات بخش دین یہ فقط آپ کی نظر عنایت و مرحمت کا سبب ہو جو
 مجھے آپ نے ایک ہفتہ میں اتنی بڑی کرامت عنایت فرمائی حضور چاہیں امتحان فرمالیں اور جس مرید پر حکم ہو
 وہ عمل حسب ہدایت حضرت کے بجالائے اور آپ بچشم خود ملاحظہ فرمالیں کہ آیا عمل درست ہو یا نہیں علاوہ اسکے
 بروقت تعلیم اس عمل کے حضرت نے وعدہ کیا تھا کہ میں تمام مریدوں سے پہلے پکڑی فضیلت کی تیرے سر پر رکھوں گا
 میں نہیں جانتا کہ اب انکار میں آپ کی کیا مصلحت ہو اور اگر آپ کو پوشیدہ کرنا منظور تھا تو جھکوا اس امر سے منع فرمایا ہوتا
 تو میں سب کے سامنے یہ کلمہ کہی نہ کہتا درویش کو ایسے کلمات سے زیادہ ترخصہ آیا اور کہا او دنما بازہ جھوٹے مکار
 ہمنے عمل بزرگ تجھے بتایا ہو تو ایک مرید صاحب ریش پر ہمارے عمل کر ہم بھی دیکھیں کہ کس طرح عمل کرتا ہو شاہزادہ
 نے فرمایا ہاں آپ نے یہ بھی تعلیم کیا تھا کہ غیر آزمائش کوئی مرید مرشد کا قائل نہ ہو اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ حضور کی خفگی محض واسطہ
 امتحان کے تھی خیر میں حکم آپ کا بسر و چشم بجالاتا ہوں لیکن حضرت بھی بنظر انصاف ملاحظہ فرمادین راوی کہتا ہے کہ جس
 روز شاہزادہ نے دعوائے خلافت درویش سے کیا تھا اول دو کلچہ پکائے تھے اور ایک میں برگ سبز جس سے داڑھی
 نکل آتی ہو اور دوسرے میں برگ زرد جس سے داڑھی بالکل دور و غائب ہو جاتی ہو ملا کر لایا تھا قصہ کو تاہ سبب
 مریدوں کے آگے ایک مرید ریش دراز کو کلچہ برگ زرد کھلایا بس ایک ہی خطہ میں داڑھی اُسکی غائب ہو گئی بعد اسکے
 دوسرا کلچہ شیرینی والا کھلایا بدستور فوراً لبنی داڑھی موجود ہو گئی درویش نیزنگ ساز نے جو یہ تماشا دیکھا ہوش اڑ گئے
 اور جو اس جانتے رہے اور تمام مرید اس امر عجیب سے درویش نیزنگ ساز کے بھڑک گئے بلکہ بدگمان ہو گئے اور
 یقین ہوا کہ یہ درویش مکار و جمل ساز ہو کہ مرید جدید کو تو عمل فوراً بتایا اور ہلوگ اتنے دنوں سے خدمت کرتے ہیں
 ہکو نہ بتایا یا آخند ایک مرید نے نہایت برہم ہو کے طنز یہ کہا سبحان اللہ ہم اس مدت سے خدمت گزار می ہیں اور
 ایک حرف بھی ہکو نہ بتایا خدا جانے اس مرید نووارد کے کیا حقوق خدمت حضور پر ثابت ہوئے کہ جو مرشد نے
 تمام مریدوں پر اسکو فضیلت دیدی اور کرامت باطنی بھی بخش دی بلاشبہ یہ فقیر منافق و مکار ہو دوسرے مرید کہنگو
 کچھ اعتقاد تھا اُنھوں نے کہا ایسے کلمات سخت و کڑیہ مرشد کو نہ کہنا چاہیے اویا حق را ندہ درگاہ مرشد کے حق میں
 یہ بے ادبی مناسب نہیں مرشد نے جھکولائق و مناسب سمجھا اپنی نعمت بخشی دی اگر تجھ میں یہ لیاقت ہوتی تو تجھے بھی
 دیتا اس میں مرشد کا کیا قصور ہو تیسرے نے جو کہ آتش حسد میں جل پھین کے کباب ہو گیا تھا اُس نے اُس ناصح اور مفید
 دونوں کو خوب گالیاں دیں اور ایک گھونسا زور سے گلہ پر ناصح کے نام اُکھٹھکا سکا ٹیڑھا ہو گیا اور مرید سوم نے بھی
 جواب دڑ کی بڑکی دیا بعد اُسکے خوب مار پیٹ اور داڑھی پھول ہوئی جو لوگ کہ زیارت کو آئے تھے اُنھوں نے
 ہر چند سمجھا یا لیکن فقیر باز نہ آئے آخند آدمے ایک سمت اور آدمے ایک طرف ہوئے خوب چوب چماق چلی جب
 درویش نے یہ فساد اور ہنگامہ قیامت برپا دیکھا سمجھا کہ بعد اس جنگ کے پھر مجھ تک بھی نہایت ضرر ہو ہی آئیگی پس

ایک حجرے میں جا کر دروازہ حجرے کا اندر سے بند کر لیا اور دل میں کہتا تھا کہ افسوس نہ میں اسکو مرید کرتا نہ اس
 بلا میں گرفتار ہوتا شاہزادہ بھی سرمہ آنکھوں میں لگائے جنگ و جدل کا متاثر نہ دیکھ رہا تھا اور اُس کے حرکات
 مار پیٹ پر ہنستا تھا یہاں تک کہ سب لوگ اُس جنگ و جدل سے زخمی ہو کر اپنے اپنے بستر پر بیٹھ رہے شاہزادہ
 در حجرے پر آیا اور کہا اے قطب اعظم اب اپنے مرید خاص کے حق میں کیا ارشاد ہوتا ہے درویش نے حجرے کے اندر
 سے کہا اے درویش میں خود ہی تیرا مرید ہوا اور تو میرا مرشد ہے اب جو کچھ کہے تو کہے میں منظور کروں لیکن اسوقت
 ان مریدوں و مریدوں سے میری جان و آبرو بچا نہیں تو یہ مردود مجھے بعد اب سخت ہلاک کرینگے شاہزادہ نے
 کہا آپ خاطر جمع نہ رہیں میں ایک دم میں یہ فساد مٹائے دیتا ہوں درویش بولا جتنی جلدی کیجیے بہتر ہے شاہزادہ
 سرمہ دھو کر مریدوں کے پاس گیا مریدوں نے تعظیم دی شاہزادہ نے فرمایا قطب اعظم فرماتے ہیں کہ اب
 شہر و فساد بیکار ہے جو وقت کہ تیرا کمان سے گذر گیا پھر کمان میں نہیں آتا اب تم صبر کرو بعد ایک سال کے تھیں ہیں
 کسی کو یہ دولت اور نعمت ضرور بخش دو مگر کسواسطے کہ اگر میں یہ نہ کرتا تو میرے ہاتھ سے یہ دولت جاتی رہتی اور کسی
 کام نہ آتی اب میرے خیال میں یہ ہے کہ سال آئندہ سے ہر ملک میں ایک مرید کو سجادہ نشین اپنا کر دوں گا اور ہر سال
 ایک ایک کو اپنا فیض باطنی بخشوں گا مریدوں نے جو یہ شاہزادہ کی زبانی سنا اپنے افعال سے منقطع ہو کر شاہزادہ
 سے کہنے لگے کہ اب ہم آپ کو اپنے مرشد سے زیادہ تصور کرتے ہیں آپ کسی طرح سے ہمارا قصور مرشد سے معاف
 کرادیں شاہزادہ انھیں نشانی دیکر حجرے کے در پر لایا اور اُنکی خطا معاف کرائی درویش بعد گفت و شنید کے حجرے سے
 باہر آیا اور چار و ناچار دستار اور جبہ اپنا شاہزادہ کو دیا شاہزادہ جبہ و دستار لیکر وہاں سے چھو بیہ ہوا اور روانہ ہوا

اب راوی شاہزادہ کو راہ میں سرگرم رفتار رکھتا ہوا بار و بار دیکر حال مسعود نا مجو
 اور ملکہ سودا وہ سیہ نقاب کا بیان کرتا ہے

راوی کہتا ہے کہ جس وقت ملکہ سودا وہ باغ میں آتی تھی مسعود بھی ضرور جاتا تھا ایک روز مسعود ملکہ سودا وہ کے
 پاس گیا تھا یہاں لشکر میں اقبال شاہ نے دریافت کیا لوگوں نے کہا مسعود شکار کیلئے گیا ہے اقبال شاہ نے کہا
 روز شکار کو مسعود کا جانا خالی از علت نہیں معلوم ہوتا ہے ایک درانداز نے کہا کہ حضور مسعود و راسب شاہ کی
 بیٹی پر عاشق ہوا ہے اور وہاں ہر روز بھیلہ شکار جایا کرتا ہے اگر راسب شاہ اس حال سے آگاہ ہو گیا تو پھر
 کار مجرمین فرق پڑ جائیگا بلکہ کیا عجب ہے کہ ظہورستان جانے میں بھی عذر کرے اقبال شاہ نے کہا تم
 کیا کہتے ہو عشق کوئی امر اختیار ہی نہیں ہے مسعود کو پوشیدہ جانے سے کیا حاصل ہم راسب شاہ کو خود اُسکی
 نسبت کا پیام دینگے دوسرے روز جو مسعود سلام کو گیا اقبال شاہ نے کہا اے مسعود پوشیدہ تھا رہا جانا

اچھا نہیں ہو کہ اس میں راسب شاہ کی بدنامی ہو دوم اس امر کا زیادہ تر لحاظ رکھنا چاہیے کہ نبادا وہاں کسی علت میں گرفتار نہ ہو جاؤ خاطر جمع رکھو ہم جب تک ملکہ سودا وہ سے تمہارا عقد نہ کر لینگے ہرگز یہاں سے نہ جائینگے دوسرے روز راسب شاہ کو اقبال شاہ نے اس مضمون کا رقعہ لکھا کہ مسعود ناچھو ایک دلاور دوران اور بہادر زمان پہلوان ہمارے لشکر کا ہو اور حسب و نسب کا بھی اپنے نجیب الطرفین ہو بلکہ میں اُسکو اپنا بھائی اور قوت بازو جانتا ہوں لہذا تم اُس کو ہر صدق عصمت یعنی ملکہ سودا وہ کا حسب آئین شرع تین مسعود عقد کرو تاکہ سلسلہ اتحاد و محبت موداد فی مابین ہمارے ساتھ رہے کسواسے کہ مسعود اور ملکہ سودا وہ عرصہ دراز تک ایک جگہ رہے ہیں اب اُنکا باہم رہنا ہی ہلکے مناسب معلوم ہوتا ہے والسلام راسب شاہ نے بی بی سے کہا اور محترق الملک دزیر سے مشورہ لیا آخر یہ جواب راسب شاہ نے دیا کہ ہنوز وہ امر جسکے واسطے شاہزادہ معزالدین تشریف فرما ہوئے ہیں وہ طر نہیں ہوا جب وہ تشریف لاوینگے تو انشاء اللہ تعالیٰ جیسا ارشاد ہوگا ہم بجلاوینگے اقبال شاہ چپ ہو رہا مگر ملکہ سودا وہ کو تو عشق مسعود چٹھا ہوا تھا اتنا صبر کا شعر

اُسکے ہی یار کے ہوئی اس درجہ بیکلی | کیا کیا گھنٹے تھے ہمیں صبر و قرار کے

ستاب ضبط مفارقت مسعود نہ لاسکی صفوانہ سے مسعود کو بللا بھیجا کہ ہم نسلان روز باغ میں آئینگے تم بھی آنا یہ تو کہتی ہی پھرتی تھی شعر

کس سے کہیں ہم آہ بُرائی نصیب کی | دل لگتے ہی فلک نے جُدائی نصیب کی

اور سچ تو یہ ہے کہ بقول کسی شاعر کے شعر

یارب کسی پری کا کوئی آشنا نہو | اور آشنا بھی ہو تو کبھی وہ جُدا نہو

پس یہ تو صدیہ ہما جرت سے بیتاب ہو رہا تھا کہ ابیات

ای شفیق و رفیق عاشق زار | مہربان میرے قاصد غمخوار | تو ہی روح روان عاشق ہے | غمخیز دل کو بس نسیم ہے تو | تو ہی گویا زبان عاشق ہے | مرض عشق کا حکیم ہے تو

یہ کہنے بدون اجازت اقبال شاہ پوشیدہ صفوانہ سے ساتھ باغ میں ملکہ سودا وہ کے پاس پہونچا اور عاشق و معشوق باہم گرم صحبت ہوئے کہ قضائے کار و اتفاق روزگار راسب شاہ بھی اُسی ایام میں شکار کو گیا تھا اور چار نفر خواجہ سرا بھی ہمراہ تھے شب ممتاز میں سیر کرتا ہوا ایک باغ میں گیا کہ وہ باغ قریب باغ ملکہ سودا وہ کے تھا کہ ناگاہ راسب شاہ نے آواز سرد کی سنی پوچھا کہ یہ باغ کس کا ہے خواجہ سرا بولا ملکہ سودا وہ کا باغ ہے راسب شاہ نے یا قوت خواجہ سرا سے کہا کہ ہم اس طرح ملکہ سودا وہ کے پاس جائینگے کہ کسی کو ہماری خبر نہ ہو کہکے دیوار باغ پر چڑھ خواجہ سراؤں کے ساتھ باغ میں آیا اتفاقاً ایک کنیز کسی کام کو

باہر جوا آئی اُسے جو بانج چار شخص کو سلع دیکھا کہ دیوار باغ پر آتے ہیں اُسی وقت ملکہ سعود اور وہ کو اطلاع کی ملکہ سعود اور
بھجور دھننے اس خبر سے ایک حجرہ میں پوشیدہ ہو گئی اور مسعود عالم اضطراب میں وہاں آیا جہاں اسے شاہ
باغ میں کھڑا تھا کہ اُن خواجہ سراؤں نے بخیال چور کے مسعود کو گرفتار کر لیا مسعود نے بخیال ناموس
اپنی معشوقہ کے دم نہ مارا اور گرفتار ہو گیا راسب شاہ نے تاریکی میں مسعود کو پہچانا نہیں اور یا قوت کو
حکم دیا کہ اس چور کو سر ہنگون کے حوالہ کر دو اور کہہ دو کہ اسی وقت کو تو ال شہر کے سپرد کر دے کل ہم صبح کو دربار عام
میں سزا دینگے یا قوت نے حسب احکم بادشاہ مسعود کو سر ہنگ مجاہد کے حوالہ کر دیا مجاہد نے حمید دلاور
کو تو ال کے پاس بھیج دیا صفوانہ نے جو یہ دیکھا کہ مسعود گرفتار ہو گیا اُسی وقت باغ سے باہر نکل اور گھوڑے پر
سوار ہو بہ جلدی تمام لشکر میں اقبال شاہ کے پہنچی اور دربار باؤن سے کہا کہ مجھے اس وقت شاہزادہ اقبال شاہ
سے ایک کار ضروری ہو تم جلد اطلاع کر دو دربار باؤن نے اطلاع کی اقبال شاہ نے صفوانہ کو بلالیا صفوانہ
نے بعد تسلیم کے کہا کہ مجھے تھلیہ میں کچھ عرض کرنا منظور ہے اقبال شاہ صفوانہ کو ایک مکان میں لگیا دیا صفوانہ
نے تمام حقیقت حال اقبال شاہ سے بیان کی اور کہا اگر اسی دو پہر رات میں مسعود کے رہائی کی تدبیر ہو گئی
تو بہتر ہے والا اگر راسب شاہ کو حال معلوم ہو گیا تو پھر کوئی تدبیر پیش رفت بنائیں گی اور کیا عجب ہو کہ بیٹی کو بھی اپنی
قتل کرے میں نے حضور کو آگاہ کر دیا آئندہ حضور کو اختیار ہے اقبال شاہ نے پوچھا اب مسعود کہاں ہے صفوانہ
نے کہا کہ بحکم شاہ کو توالی میں قید ہے اقبال شاہ نے کہا افسوس میں نے اُس بیوقوف کو اکثر منع کیا لیکن اُسے
سیری نمائش نہ مانی آخر اپنے اعمال کی سزا کو پہنچا

اب یہ قصہ یہاں پر چھوڑا جاتا ہے اور پھر حال شاہزادہ معزال دین کا بیان کیا جاتا ہے

القصہ جب شاہزادہ درویش سے جبہ اور دستار لیکر تکیہ سے باہر آیا درویش نے بیس آدمی مرید اپنے
جو کہ فن سپہ گری کا دعویٰ رکھتے تھے اُنھیں شاہزادہ کے پیچھے روانہ کیا اور کہا میں تم میں سے ہر ایک کو
قطب زمانہ کر دوں گا الا تم اُس فقیر کو دست و پا بستہ میرے پاس لاؤ یا اسکا سر لاؤ یہ فقیر سپاہ پیشہ شاہزادہ
کے تعاقب میں بے خوف و اندیشہ روانہ ہوئے اور تیسری منزل میں شاہزادہ سے ملاقات کی شاہزادہ نے
دل میں کہا کہ یہ نیرنگیان نیرنگ شاہ کی ہیں جو اُنھیں میرے قتل کو بھیجا ہے اس عرصہ میں وہ فقیر بھی شاہزادہ
کے پاس آن ہی پہنچے اور ہر چار طرف سے شاہزادہ پر حملہ آور ہوئے شاہزادہ نے تین چار کھجٹ پٹ
جان سے مارا باقی سمجھ گئے کہ شاہزادہ سے جنگ میں ہم سر نہ ہونگے اب مکر و فریب سے کام نکالنا چاہیے آخر
بالاتفاق سب فقیروں نے کہا اگر جو ان ہمیں بجز اسکے اور کوئی کام نہیں ہے کہ مرشد نے تمہیں بلایا ہے جو نشی تمام تم

ہمارے ساتھ چلو شاہزادہ نے کہا آج تم یہاں رہو کل میں تمہارے ہمراہ چلوں گا فقیر چپ ہو رہے حسب اتفاق
 ان فقیروں میں آدھے فقیر داڑھی والے تھے اور آدھے بے داڑھی کے شاہزادہ شام کو ایک کاروان سرا
 میں اُترا اور روٹی خمیری فقیروں کے واسطے پکوائی اور بخینی لیکن آدھے خمیر میں پتے زرد ملا دیے اور آدھے میں
 پتے سبز جب کھانا تیار ہوا شاہزادہ نے داڑھی والوں کے آگے زرد پتے والی روٹی رکھی اور بے داڑھی والوں
 کے آگے سبز پتے کی بعد اسکے خود سبز آنکھوں میں لگا کر وہاں سے روانہ ہوا فقیروں نے جو وہ روٹی کھائی جنگلی
 داڑھی والی وہ غائب ہو گئی اور جنگلی داڑھی نہ تھی اُسکے داڑھی موجود ہو گئی تمام فقیر اس حرکت سے منفعل ہوئے
 اور اُسی شکل سے مرشد کے پاس پہنچے مرشد نے پوچھا کہ خیر یہ کیا شکل ہے فقیروں نے کہا یا مرشد آپ ہر سال
 ایک مرید کو کرامت بخشتے تھے اُس مرد نے تمام فقیروں کو ایک ساعت میں قطب زمانہ کر دیا یہاں شاہزادہ اقبال شاہ
 کے لشکر میں داخل ہو گیا اور وہ وہ وقت تھا کہ اقبال شاہ صفوانہ سے باتیں کر رہا تھا جب اقبال شاہ کو
 شاہزادہ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تاہم دروازے استقبال شاہزادہ کے گیا شاہزادہ نے وہ فرمان ہماری
 ارباب مثلثہ خاکی کا اقبال شاہ کو دیا اور پوچھا کہ میں اس وقت تمہیں فکر میں پاتا ہوں اور یہ ضعیفہ کون ہے اقبال شاہ
 نے حقیقت مسعود کے گرفتار ہونے کی بیان کی اور کہا یہی فکر مجھے اس وقت تھی کہ کسی صورت سے وہ مسعود احمق
 چھوٹ آئے یہ ضعیفہ سچ کہتی ہو کہ اگر اسی شب میں وہ چھوٹا تو بہتر ہو ورنہ مسعود اور ملکہ مسودا وہ دونوں ضائع
 ہونگے اور مفت خون ناحق دونوں کا ہو گا شاہزادہ نے کہا میں حاضر ہوں جو کہو بجا لاؤں اتفاقاً اقبال شاہ
 نے آب خاصہ مانگا آبدار آب خاصہ لایا اور صفوانہ نے آبدار کی صورت دیکھی اقبال شاہ سے کہا اے شہریار
 تمہارے آبدار کی صورت یا قوت سے ایسی شاہ ہے کہ گویا وہی بعینہ ہو دونوں بھائی حقیقی معلوم ہوتے ہیں پس
 یہ منہ ہر کہ وہ بے داڑھی ہو اور یہ ہاریش شاہزادہ معتر الدین نے پوچھا اب کس قدر رات باقی ہو گی اقبال شاہ
 نے کہا کہ دو پہر پر ایک بجایا شاہزادہ نے کہا تم فکر نہ کرو میں ابھی مسعود کو کو توالی سے بلوائے لیتا ہوں بعد اسکے
 سب کے سامنے وہ برگ سبز آبدار کو کھلایا مجسرد کھانے برگ کے داڑھی معلوم ہوئی کہ کہاں گئی الغرض صفوانہ
 آبدار کو لیکر وہاں سے روانہ ہوئی آبدار نے موافق تعلیم صفوانہ کے دروازہ پر شہر کے جا کر دربانوں سے کہا کہ یا قوت
 ناظر بادشاہ کا واسطے کسی کام ضروری کے کو توال کے پاس جاتا ہے تم دروازہ کھول دو دربانوں نے دروازہ کھول دیا
 یا قوت عملی کو توال کے پاس آیا اور کہا کہ بادشاہ نے اُس چور کو اسی وقت طلب کیا ہے کو توال نے کہا اے ناظر صاحب
 سر ہنگ مجاہد نے تمہارے ہی زبانی ہمیں حکم دیا ہے کہ اس چور کو با احتیاط تمام قید رکھو اب آپ یہ منہ مانے ہیں
 یا قوت عملی نے کہا اے مردک تو کیا شاید دیوانہ ہوا ہو کہ معاملات شاہی میں دخل دیتا ہے خدا جانے بادشاہ
 اس وقت کیا سوچا اور جب کیا سمجھا تھا یہ چور باغ سے گرفتار ہوا ہے بادشاہ کو اسکا افشاں منظور نہیں ہے کو توال

مارے خوف کے چپ ہو رہا اور مسعود کو حوالہ کر دیا مسعود شب اقبال شاہ کے پاس پہونچا اقبال شاہ نے
منہ مایا ام مسعود آخر تینے میرے کئے پر عمل نہ کیا اور خود اپنے کو بلا میں گرفتار کر لیا تھا اگر شاہزادہ اس وقت
نہ آجاتا پھر تیری جان و آبرو دونوں جاتی رہتیں مسعود نے ہاتھ شاہزادہ کے آنکھوں سے لگائے اور کہا
ای شہر بار کا سنگار

بود بدست تو گو پاکشاد شکل ہا	کہ شد ز آمدت حل عفتہ دلہا
برائے واشدن غنچہ دلہم چویم	چہ خوب آمدہ طر نمودہ نزلہا

پھر اقبال شاہ نے شاہزادہ کی واسطے محفل عیش و نشاط تیار و آراستہ ہونے کا حکم دیا الغرض تین روز تک
تمام شکرین ہنگامہ عشرت و نشاط برابر چلتے روز اقبال شاہ نے مسعود کے ہاتھ پیغام راسب شاہ کو
بھیجا کہ الحمد للہ اب تمام کام حسب دخواہ دوستوں کے پورے ہوئے یعنی شاہزادہ معزالدین نصرت قرین بھی
دشت سواد سے بخوشی تمام مراجعت فرما کر شب کو داخل شکر ظفر پیکر ہوئے اب لکھو بھی کوئی حذر و حیل یقین ہو کہ
باقی نہ رہا ہو یہاں راسب شاہ بعد گرفتار کرنے مسعود کے ملکہ سوداؤہ کے پاس گیا اور کہا امی جان پدر ہے
تنگو بار ہا نصیحت کی کہ جس روز باغ میں رات کو رہو چاروں طرف فرار واقعی باغ کا بندوبست کروالیا کرو تھے دیکھا
کہ آج ایک چور رہنے تمہارے باغ میں گرفتار کیا ملک نے بادشاہ کی بات کا مطلق جواب نہ دیا اور چپ ہو رہی راسب شاہ
وہاں سے شہر میں آیا اور صبح کو کو تو ال سے چور کو طلب کیا کو تو ال نے عرض کیا کہ میان یا قوت ناظر امی دشت
شب کو چور حسب الطلب حضور کے خود آکر لینگے بادشاہ کو بیان سے کو تو ال کے غصہ آیا اور منہ مایا او بے وقوف
یا قوت ناظر تمام شب ہمارے پاس سے جدا نہیں ہوا حاضر رہا اور تو کہتا ہو کہ یا قوت چور کو خود لینگے کو تو ال نے
بادشاہ کے سر کی قسم کھائی اور تمام عملہ کو تو ال نے کو تو ال کے صداقت کی گواہی دی بادشاہ کو ہرگز اعتماد نہ ہوا اور
قریب تھا کہ سزا سے چور کو تو ال کو دی جائے اتنے میں محترق الملک وزیر پہونچا اور اسنے بعد دریافت مقدمہ کے
عرض کیا کہ امی شہر یا حضور غور فرماوین کہ کو تو ال کو غلط بیانی سے کیا حاصل میرے نزدیک اس میں کوئی بھیدہ یقین ہو
کہ دو ایک روز میں حضور پر ظاہر ہو جائیگا کہ درگہ سالار نے اطلاع کی کہ ابھی اقبال شاہ کا دربار گاہ پر موجود ہو
اور حضور کی اجازت چاہتا ہو راسب شاہ نے مسعود کو اندر بلا یا مسعود نے پیام اقبال شاہ دیا راسب شاہ
نے محترق الملک وزیر سے فرمایا واقعی اب ہمیں کوئی حجت شرعی باقی نہیں ہو محترق الملک نے کہا اول حضور
اقبال شاہ و شاہزادہ معزالدین کی دعوت فرمائیے بعد اسکے پھر فرمان کو اپنے کاغذ سے مطابق کیجیے اگر وہ ہر
مطابق ہو جائے پھر آپ کو اختیار ہو کہ ہمراہ تشریف لیجائیے خواہ وعدہ فرمائیے کہ بروقت ظہورستان میں ہم بھی
حاضر ہونگے راسب شاہ نے کہا البتہ ہمارے تمہاری نہایت انسب ہو اور ملکہ سوداؤہ کے مقدمہ میں بھی یہی

جواب کافی دوانی ہو محرق الملک نے کہا یہ امر تو شدنی ہو کسو اسطے کہ عورت کو خدا نے واسطے مرد کے پیدا کیا ہو اور مسعود ایسا داماد ملنا آپ کو مشکل ہو کیونکہ وہ نہایت لائق و فائق ہو پس راسب شاہ نے اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین کی دعوت کی اور مہر ہائے فرمان کو اپنی کتاب کی سرور سے ملا یا اور اقبال شاہ سے کہا کہ اب مجھے تمہاری نہر مہر داری میں کسی طرح کا عذر نہیں ہو جب تم مشلتہ آبی دہوائی کو طر کر دے میں بھی طافی شاہ کے ہمراہ بلا عذر حاضر ہو گا اقبال شاہ نے فرمایا کہ خیر اسی وقت ہم بلائیے لیکن ملکہ سودا وہ کے باب میں کیا جواب ہو راسب شاہ نے کہا جب تک ہم سلطان روح الملک سے خلافت تھے ہر فعل کا ہمیں اختیار تھا اور اب ہم بدون حکم اُنکے کوئی امر نہیں کر سکتے کیونکہ پابند اطاعت اُنکے ہو گئے ہیں لیکن ملکہ سودا وہ کو بھی ہمراہ لیتا آؤں گا پھر وہاں سلطان جس طرح حکم دینگے بجا لاؤں گا پھر اقبال شاہ نے پوچھا کہ تمہارے ملک سے شمالیہ حصار یعنی شہر عاقلان کتنی دور ہو راسب شاہ نے کہا کہ چھ مہینے میں براہ راست پہونچے گا اور دوسری راہ دشت بادانگیر کی طرف سے ہرالا اس راہ سے انسان کا گزر نہیں ہو اور ہم کو نہیں معلوم کہ کس قدر فاصلہ ہو بلکہ طلسم مشلتہ ہوائی اُس دشت پر خطر اور پر خون سے عبارت ہو کہ بدون وہاں جائے ارباب مشلتہ ہوائی میں نہیں پہونچے گے پس لامحالہ وہاں جانا حضور کو ضرور ہو گا اقبال شاہ نے کہا اب ہم کو اُس دشت پر ہول میں جانا لازم ہو

اب جانا اقبال شاہ کا مع شاہزادہ معز الدین دشت بادانگیر کی راہ سے
شمالیہ حصار کو بیان کیا جاتا ہو

دوسرے روز اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین ملک شمالیہ کو روانہ ہوئے راسب شاہ بھی جہاننگ کہ دورا ہوا واقع تھا بشایت ہمراہ گیا اقبال شاہ نے لشکر ظفر پیکر کو دشت بادانگیر کی راہ سے روانہ فرمایا اور راسب شاہ سے خدمت ہو کر خود بھی روانہ ہوا چوتھے روز قریب شام ایک مقام میں پہونچے اور وہاں مقام کیا کہ یکا یک بائیں ہاتھ کی طرف ایک روشنی نظر آئی کہ گویا صد ہا مشعلیں روشن ہیں کچھ لوگ روشنی کو دیکھنے لگے جب قریب روشنی کے گئے روشنی غائب ہو گئی وہاں سے چلے آئے پھر بعد اسکے روشنی ہو گئی صبح لشکر کا کوچ ہوا پھر بعد قطع مسافت قریب شام بسبب چشمہ خمیر زن ہوئے یہاں بھی وہی معرکہ روشنی کا معلوم ہوا تیسرے روز پھر جس وقت منزل پر پہونچے وہی روشنی اور وہی چشمہ اور وہی درخت نظر آئے اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین اس علامت اور آثار سے یہ سمجھے کہ ہم روز چلتے ہیں لیکن پھر اسی جگہ پر مقام ہوتا ہو جہاں سے کہ کوچ کرتے ہیں آخبر شب کو اقبال شاہ نے اپنے مرشد ہادی الہدایت کی خدمت میں رجوع کی ہادی الہدایت نے اصل کیفیت سے

آگاہ کیا اقبال شاہ صبح کو مسرور و خندہ پیشانی بیدار ہوئے اور خیمہ شاہزادہ معز الدین میں آئے اور کہا
 اے برادر والا قدر مجھے بشارت ہوئی کہ لوح جدید جو تمھارے پاس ہے وہ ہمارے کوچ کی ملنے ہوتی ہے اگر آج کی
 شب بھی روشنی نظر آئے تو تم روشنی کی طرف جانا و ہاں ایک درخت عظیم الشان ملیگا اس میں بجائے ہتی کے لوح
 لٹکتی ہوگی تم لوح کو جس طرح سے لائے ہو پوچھا دینا شاہزادہ بعد نماز عشاء روشنی کی طرف روانہ ہوا جب
 قریب پہنچا ایک درخت میں لوحین آویزان دیکھیں شاہزادہ نے لوح جدید کو ہاتھ پر رکھا لوح خود بجائے
 برگ درخت میں لٹک گئی بعد ازاں درخت غائب ہو گیا شاہزادہ لشکر میں واپس آیا اور اقبال شاہ سے
 یہ کیفیت بیان کی اور پانچویں روز صبح کو کوچ کیا ہی چاہتے تھے کہ یک بیک شمال کی طرف سے ایک طوفان ایسا
 شدید پیدا ہوا کہ اگر طوفان عادی کہے تو بجا ہے کہ تمام زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا اور تمام بارہا نور و ن کا
 زمین پر گر پڑا اور جانور و پھر کو بھاگ گئے جب ہوا کم ہوئی اہل لشکر جانور ہائے بار برداری کو ہر شوارہی تمام
 جنگل سے پکڑ لائے اور بار کر کے روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ پھر وہی طوفان شدید و شہوانی ہوا بلکہ دل سے بھی
 زیادہ بڑھ گیا اقبال شاہ نے کہا شاید دشت باد انگیز و صحرا سے ہر طرف و خطر ہی ہو آخر وہیں مقام کر دیا
 و زرات کو پھر ہادی الہدایت سے رجوع کی صبح کو اقبال شاہ نے شاہزادہ معز الدین سے کہا
 بسم اللہ آپ میرے ساتھ چلیے کبھی جو مرشد نے بشارت دی ہے میں تم کو سمجھا دوں پھر سعید سلطان بہادر
 کو سالار لشکر کا کیا اور ایک اسم بتا دیا کہ بعد ہر نماز کے شتر مرتبہ پڑھا کو ناکہ یہ اعداد اسم جو راکے ہیں اور
 تمام لشکر پر دم کرنا اور کوئی شخص تا آنے ہمارے لشکر میں نہ آنے پائے اور نہ کوئی فعل بد کرنے پائے اور جھوٹ
 سے باہر نہ جائے ورنہ آفات طلسمی میں گرفتار ہو جائیگا بعد اس فہمائش کے اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین
 پاپیادہ و جان دادہ ایک سمت کو روانہ ہوئے دن مسافت میں گذرا شام کو دامنه کوہ عالی شان میں پہنچے
 رات کو وہاں رہے صبح کو بدقت تمام اوپر پہاڑ کے گئے شاہزادہ کی طاقت رفتار طاق ہو گئی اقبال شاہ سے کہا اے شاہزادہ

دم ابلخت ہر دم ہدم میرا کیا کروں ٹھہرے جسمیں دم میرا

اقبال شاہ نے کہا اے برادر والا قدر تم ابھی سے گھبرائے اور اتنی ہی بات میں بدیشان ہو گئے جسٹال
 معشوقہ و دلدار بے خلش حنا رنگہ افکار اور وصال محبوبہ طہر حدار بے مصیبت و بلا سے جانگداز ایسا کیا
 منہ کا نوالہ ہے یہ دولت کہیں پیتر آتی ہے شعر

قدم وہ محفل جانان میں بیخود و طرے ہستجلی پر جو رکھے مجمع کے مانند سر پہلے

خاطر جمع نہ گھو اب جو قدم کہ رکھو گے گویا منزل مقصود کے قریب پہنچو گے شاہزادہ نے فرمایا جو کچھ فرمائیے
 سب درست و راست ہے الغرض ہر شوارہی تمام ہالاسے کوہ پہنچے وہاں سوائے میوہ سیب کے کچھ سیر نہ آیا

ناچار وہی کھایا اور ناشام روادوی میں چلے گئے ایک جا قیام کیا دہان دیکھا کہ ایک پتھر دس گز سے دس گز
 کمس مرچ میں ہوا اور تمام صف پر انواع انواع طرح کے سنگ رنگ رنگ کے ایسے جڑے تھے کہ گویا قالین بنا ہوا
 تھا اور بیچ میں صف کے ایک تصویر از سر تا پا نصف مرد اور نصف عورت کی بنی ہوئی تھی اور طرفہ یہ تھا کہ ایک
 نکتے سے ناک کے اُس تصویر کے ہوا آہستہ آہستہ آنا شروع ہوئی اور اس قدر وہ ہوا تند ہوئی کہ نوبت طوفان کی
 پہنچی شاہزادہ اس تماشاے عجیب و غریب سے نہایت متعجب ہوا اقبال شاہ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے
 اور یہ تصویر نہ عورت کی نہ مرد کی ہے پھر یہ کیا چیز ہے اقبال شاہ نے کہا یہ تصویر سنگین برج جوڑ کی ہے جو برج
 اول مثلثہ خاکی کا ہے اور مال کار ہمارا اسی صورت سے ہے اب تمکو ایک اسم بزرگ بتاتا ہوں ایک طرف تم
 بڑھو دوسری جانب میں جب اسم تمام ہوگا وہ تصویر خود بخود گویا ہوگی اگر دست راست سے گویا ہوگئی تو فتح
 ظلم تمکو مبارک ہو اور شاید اسکے برعکس ہووے تو پھر جو مراحل ظلم میں ہیں وہ طر کرنا ہونگے شاہزادہ بولا اول
 پتھر کی تصویر کا بولنا فہم میں نہیں آتا اور اگر شاید ایسا ہی ہو تو پھر میں کیا جواب دوں اقبال شاہ نے کہا کہ تم کہنا
 دو مطلب ہمارے ہیں اول یہ کہ روح الملک کا لفاق سرحد داروں کی وجہ سے سخت مصیبت میں گرفتار ہوں
 کہ چند روز میں منیہ آد مخوار اُسے نوش کر جائیگی دوم میں شاہ ظہورستان کی دختر پر عاشق ہوں اور بادشاہ
 نے عقد کو صلح پر اُن چاروں رئیسوں کے تہا ردیا ہے پس یہ برکت اس اسم کے جو برج جوڑ اسے متعلق ہے تم بھی
 ارباب مثلثہ آتشی و خاکی کے مثل ایک فرمان تھری ارباب مثلثہ ہوائی کا دو تاکہ ملک عادل شاہ بادشاہ
 شمالیہ حصار خدست میں روح الملک کے حاضر ہو پس یہی ارشاد مرشد تھا جو کہ میں نے تمکو تعلیم کیا قصہ کوتاہ
 دست راست سے شاہزادہ نے اور دست چپ سے اقبال شاہ نے اسم بزرگ شروع کیا جب تین روز شب
 متواتر اور ادخوانی میں گزرے چوتھے روز یک بیک وہی طوفان برپا ہونا شروع ہوا اور آواز مہیب و خوفناک
 اُس تصویر سے آئی شاہزادہ نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں بعد ایک لمحہ کے جو آنکھ کھولی دیکھا کہ وہ تصویر
 سنگین داہنی طرف سے مجسم ہو گئی اور باواڑ مہیب کہا کہ ای وار د ظلم جوڑا بیان کر کہ مطلب تیرا کیا ہے شاہزادہ
 نے دونوں مطلب حسب تعلیم اقبال شاہ بیان کیے اُس تصویر نے کہا کہ ای جوان فتح جوڑا وہ کرے کہ جسکے پاس
 سرمہ نرخل ہو وہ شخص سرمہ آنکھوں میں لگا کر زیر کوہ جائے بعد چند قدم کے شہر میجر مہون کا ملیگا تا مہ روز
 شہر میں رہنا اور میرو تماشا کرنا اور رات کو ہر ایک مکان اور ہر ایک محلہ میں پھرنا جس جگہ دو آدمی باتیں نقل
 کرتے ہیں اُن باتوں کو تم بگوش دل سنا اگر نقل کنندہ مرد ہے تو ذکر صاحب مطلب کا ضرور آئیگا بلکہ اُسی کی وجہ سے
 سرمہ موکل برج جوڑا کی حاصل ہوگی اور اگر وہ عورت ہے تو بھی بغور سنا خالی از اسرار نہوگا جب تک کہ کوئی
 ایسی صورت نہ دیکھے پھر تار ہے اور صبح کو چشمہ عطار دین غسل کرے جو شہر کے بیچ میں ہے اور شب کو گشت میں

رہے دوم وہ شہر کہ مخنون کا ہوا محالہ علامت اناس و ذکر آبی ہوگی یہ وجہ ہے کہ زن و شوہر میں شہر کے اتفاق ہو
اور جب وہ مرد مجلس میں دبیر بادشاہ کے جائے اور نہ مان پر توکل جو زاکی ہنس ہو جائے پھر وہ مرد دبیر طلسم
سیران سے بیچی ہوچھے کہ اُسکی فتح کا کیا طریقہ ہے دبیر اُسکو شہر زنان کی طرف کی راہ بتا دیگا شاہزادہ نے جو یہ جملہ
سنا ہوش جاتے رہے اور حواس بجا نہ رہے اور اقبال شاہ سے فرمایا سبحان اللہ عجیب و غریب معاملات
جانستان درپیش ہوتے ہیں خدا خیر کرے جب تک کہ یہ عقدے حل نہونگے منزل مقصود کو پہونچنا دشوار رہی
اقبال شاہ نے کہا واقعی بقول سعدی

بدریا در منافع بے شمار است | اگر خواہی سلامت بر کنایست

بقول ناسخ مصرعہ بعد روزوں کے ہمیشہ غمزدہ ہو مثال کا یہ خدمت سے غفلت رنج سے راحت زحمت سے
حشمت ہو آخر جتنے کہ عاشق گذرے ہیں مخنون و سر ہاد و امق و زلیخا یہ سب مصیبت جانکاہ میں ایسے
رہے کہ سب آگاہ ہیں کچھ حاجت شہج اور بیان کی نہیں بیان تو ابھی تک کوئی امر ایک شتمہ بھی مثل اُن لوگوں
کے نہیں گذرا سوا اسکے مجھ ایسا خادم راہبر آپ کے ساتھ سراسر کمر بستہ خدمت میں حاضر ہوا اور ہر مشکل میں
سینہ سپر کرنے کو موجود ہوا پھر آپ کو کیا ڈر ہے شاہزادہ نے فرمایا اللہ والہ اللہ اللہ اللہ ہی میں حسب ہدایت
تصویر سنگین کے جاتا ہوں آئندہ جو نوشتہ تقدیر ہو مصرعہ پیش آئی ہو وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہو نگریہ تو مجھے بتا دو کہ
اکل و شرب کی کیا صورت ہوگی اقبال شاہ نے کہا کہ یہ امر بھی اُسی تصویر سے پوچھنا چاہیے شاہزادہ نے
تصویر سے سوال کیا کہ کھانے وغیرہ کی کیا صورت ہوگی اس پیکر سنگین سے آواز آئی کہ امی جوان وہاں یعنی شہر
مخفشان میں جو شہر کہ ہے وہ تجھے حلال ہے جو چاہنا کھانا مگر سرمہ سے غافل نہونا پھر شاہزادہ نے اقبال شاہ
سے پوچھا کہ سرمہ زحل کیا شہر ہے اقبال شاہ نے کہا وہ خوب بھولے سرمہ زحل وہ ہے جسکی بدولت جتہ دستار
نیرنگ شاہ سے لیا اور مسعود کو قید سے رہا کرایا شاہزادہ نے کہا اب یاد ہوا شاہزادہ زیر کوہ روانہ ہوا
اور اقبال شاہ لشکر میں آیا چند قدم شاہزادہ معز الدین نے طو کیے تھے کہ دور سے ایک شہر نظر آیا حسب اتفاق
سرمہ شاہزادہ لگانا بھول گیا جب در شہر پہنچا ایک مخنت صاحب ثروت نے نہایت ادب سے سلام
کیا اور قدموں پر ہوا اور اپنے مکان پر بہ منت لیگیا اور کمال تکلف سے دعوت کی شاہزادہ نے کہ از حد بھوکا تھا وہ
سیر ہو کر کھانا نوش فرمایا اور اُس بیچرے نے عجیب و غریب نقلین اور ہر کیتین کرنی شروع کیں اور خدمت ہمائی
بخوبی بجالایا لیکن اُسکے طلسم زکلام سے ایسا کچھ مترشح ہوتا تھا کہ جیسے کوئی عورت ناز و نیاز سے اپنے خادمہ یا بیٹے
سے باتیں کرتی ہو شاہزادہ نے دل میں کہا خدا خیر کرے دیکھے یہ امر کس ترکیب سے پیش آتا ہے جب شام ہوئی تب
وہ ہجیرا ایک کوٹھری میں گیا اور لباس نوع زیور پیش بہا جو اہر نگار پہنا اور پہلو میں شاہزادہ کے آکر بیٹھ گیا

شاہزادہ نے کہا کہ امی مشفق اولیٰ تم حال اپنا مجھے بیان کرو تاکہ میں اسکا حسب خواہش تمھارے سامان کروں
 وہ بھڑک اٹھا کہ اس شہر کا نام شہر مختشان ہے یہاں صورت مرد کی نظر نہیں آتی جو لوگ کہ امیر ہیں اُسے پاس ایک
 عورت اور ایک مرد ہے اور باقی عورت مرد باہم ہیں یعنی کبھی عورت ملتی ہے اور کبھی مرد و عورت ان دو صورتوں
 سے کوئی خالی نہیں ہے اگرچہ میرے پاس بھی دو نفر شوہر و زن ہیں لیکن بھڑکے دونوں غصے میری بی بی اپنے
 عزیزوں میں گئی ہے اور شوہر بھی میرا غضب میں ہے اس وجہ سے ہلاے خواہش انسانی نے دونوں کی مجھے
 اس قدر تنگ کیا ہے کہ ایک لحظہ قدر نہیں آتا اتفاق سے جو آج میں نے تجھے پایا تو گویا نعمت عظمیٰ پائی اور اسی
 تمنائیں میں تمکو یہاں لائی کہ تم سے صحبت کر لوں گی شاہزادہ نے جو یہ سنا کہا واہ واہ خوب پیچھے خوب شد کہ پہل نبوہ
 یعنی اسکو اگر عورت کی خواہش ہوتی تو بڑا غضب ہوتا خدا نے اپنا بڑا فضل لیا اور مجھے کام عورت کا دینا پڑتا آخر
 شاہزادہ نے ہر چند کہا کہ میں تمھارے کام کا آدمی نہیں ہوں تم کوئی اور مرد مجھ پر تلاش کر لو لیکن وہ کب سنا تھا
 کہا مجھے کچھ رغبت نہیں ہے نہ میں اب سواتیرے اور کس سے اپنے مرض کا علاج کروں اور کہاں تلاش کرتا ہوں
 ادھر آخلاق گزارم کہ از دست من مفت مسلم بدر روی اور اختلاط شروع کر دیا شاہزادہ نے کہا یا امی
 عجب بلا میں گرفتار ہوئے کہ جسکا درمان نہیں ہو ناچار تلاش تمام ایکس میخ کلان چار پہلوئیں منظر میں سے
 لا کر ہاتھ پیر اُس بھڑکے کے رسی سے باندھے بیٹھنے لگا یہ کیا حرکت کرتا ہے شاہزادہ نے کہا ہمارے
 ملک کا یہی قاعدہ ہے اور اسی طرح علاج محنت کا کریمہ میں بیٹھتا سمجھا کہ شاید سچ ہے اسی طرح کرتے ہوئے چپ ہو رہا
 شاہزادہ سنا ہاتھ پاؤں بیچرہ کے خوب مضبوط باندھ کے بس ایک بارگی وہ میخ اُس گیدی کے مقام مقصود یعنی
 ہر زمین زور سے لڑی بعد بیٹھتا ہر ہر نگاہ کر آٹھوں میں روانہ ہوا اور بیٹھنے نے شور و غل مچانا شروع کیا آخر
 ملازموں نے ہر شکل دیکھ نکالی اور اُسکی جان بچائی شاہزادہ وہاں سے اور مکان میں گیا وہاں ایک بیچرہ زانی ٹوٹا
 اور زیور پہنے بیٹھا تھا ایک لہر کے بعد اُس نے دستک دی پس اُسی صورت کا ایک مرد بھی حجرہ سے نکل اُس زمانہ سے حرکت
 ناسزا کرنے لگا اور بعد فراغ پھر حجرہ میں چلا گیا اور یہ بیچرہ اب سر سے بدن دھو کر سند زنگار پر مردانہ لباس پہن کر
 بیٹھا اور دست چپ کی طرف دستک دی کہ حجرہ سے ایک بیچرہ مستعد و جوان لباس زنا نہ پہنے باہر نکلا اور اُس بیچرہ
 مستدین کے پہلو میں بیٹھ گیا اُسے اُس سے صحبت کر کے تھوڑی دیر میں جبر و نقصان برابر کر دیا شاہزادہ نے
 ان بے حیائوں کے آئین پر لعنت کی اور وہاں سے اور مکان پر ہونچا مگر کہیں حرف مطلب نظر نہ آیا اسی طرح تمام شب
 خانہ بجانہ پھر تار باور سچ کو ایک مکان بلند پر سورا تھا قارہ مکان مسیح شاہ بادشاہ جلیل القدر مختشون کا تھا
 جب شاہزادہ کی آنکھ کھلی اور بھوکہ معلوم ہوئی بادشاہ نے اسے امیر کے ایک قلاب پڑاؤ کو گھٹے پر لا کر خوب
 نوش جان فرمائی اور قلاب صاحب مکان کے سپرد فرمادی اس امر سے وہ شور و غل مچا کہ جسکی حد نہیں ملا زمانہ

اس بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کیا بلا ہے کہ جسے قیامت برپا کر رکھی ہو ملازموں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے شاید کوئی جن زبردست وارد ہوا ہے کہ اس نے یہ تملکہ مچا رکھا ہو اسکا علاج کرنا چاہیے شاہنشاہ نے وہاں سے باہر آیا اور تمام شب سرگردان رہا جب صدا سے مطلوب کان میں نہ آئی تب اور مکان میں ایک سردار کے بیٹھ رہا اور آرام کیا صبح کو بعد کھانا کھانے کے قاب کو پھینک دیا تمام شہر اور ہر محلہ میں ہی غوغا مچا کہ واقعی کوئی دیوانا نازل ہوا ہو مگر سوکھانے اور ٹوڑنے قاب کے اور امن ہو اس بات کو بھی غنیمت جانا شاہنشاہ نے انکی گتگو سے نہایت خوش ہوتا تھا ایک روز ایک ملازم اسیر نے کہا کہ ایک شخص صاحب تسخیر ملا آدمی ہے اگر حکم ہو تو بلا لوں سردار نے کہا کہ جلد لا ملازم ایک ملا کو کہ کتاب بغل میں دبائے تھا بلا لایا شاہنشاہ نے دلیں کہا کہ اس ملا کا تا شاہ کیجیے کہ یہ کیا کرتا ہو ملا نے کتاب کھول کر یہ اسم یا بکنا نوس شروع کیا شاہنشاہ نے دل میں اس وقت جو غرض مزاجی آئی تو پگڑی ملا کے سر سے اتار صاحب خانہ کے سر پر رکھ دی اور چیرہ صاحب خانہ کا ملا کے سر پر رکھ دیا اس امر سے سب اہل محفل حقدار کہہنے ایک محنت ظریف نے کہا کہ دیو نے ملا کو پگڑی بدل بھائی دینی کر دیا اب تم برابر مال تقسیم کر لو اور صاحب خانہ پیچیرہ اتر دانی دیو دیکھا کہ اسکا چیرہ اتار دیا اور آخر وہ روز بھی اسی واہیات میں گذرا ایک روز شاہنشاہ ایک مفلس کے گھر آیا کہ وہ خلافت دستور ایک بور یہ پڑا ہے پر سچ ایک عورت کے بیٹھا تھا شاہنشاہ کو گمان ہوا کہ شاید یہاں طلب براری ہو آہنہ اس مکان کے ایک گوشہ میں چپ و خاموش بیٹھ رہا بعد ایک ساعت کے عورت بولی کہ امی طالقوس تو شہر میں اتنا بڑا بزم اور حکیم مشہور ہو لیکن مجھے یہ نہیں معلوم کہ شہر میں آج کل دیو یا جن کا ایسا شور مچا ہے کہ جس سے ہر شخص حیران ہو رہا ہو آہنہ بتلا کہ اسکی اصل کیا ہو مرد نے جواب دیا کہ امی مجھے عاقلہ میں تجھے حال اصلی سے آگاہ کر دوں گا جو تو مجھے پہلے نقل پریزادوں کی سنانا دے مجھے عاقلہ نے کہا نقل پریزادوں میں مجھے عذر نہیں ہے لیکن اس شدت سے بھوک ہوئی کہ زبان میری اختیار میں نہیں ہو اگر ایک ٹکڑا روٹی کا کہیں سے لادے تو میں کھا کر شکر خدا کر دوں طالقوس نے کہا شکر

دل خوردن ست قسمت کاس کہ ماہ نوا روزی خوردن پہلو سے خود چون تمام شد

ای خاتون اس شہر میں مردوں کو خدا نے کم رزق پیدا کیا ہے اور دنیا میں دولت و نعمت نامردوں کو دی ہے شاہنشاہ نے دل میں سوچا کہ شہر میں ایسا کوئی زن و مرد نہ دیکھا کہ جیسے یہ عورت و مرد نیک معلوم ہوتے ہیں طالقوس بولا امی مجھے عاقلہ تو خاطر جمع رکھ ایک موکل کی معرفت رزق ہمیں پہنچا کہ ہم اس کے قدم مبارک کے انتظار میں ہیں شاہنشاہ نے دل میں کہا دیکھیے وہ موکل کون ہے جسکا انھیں انتظار ہے انکے واسطے کھانا لانا چاہیے شاہنشاہ نے ایک اسیر کے باور چنانہ سے جسٹھ رکھنا دستیاپ ہوا نہایت تحفہ لاکر انکے مکان کے گوشہ میں رکھ دیا مجھے عاقلہ کے دماغ میں بوکھانے کی گئی طالقوس سے کہا آج خلافت دستور کھانے کی بو آتی ہے طالقوس بولا دیکھو شاید موکل

کھانا لایا ہو نجمہ عاقلہ نے جو دیکھا تو واقعی کھانا طرح طرح کا دسترخوان پر رکھا ہے اُس نے طالقوس کو اطلاع کی طالقوس نے خوان کھانے کا دیکھ کر موکل کو دعائے پھر کھانا نقل پریزادوں کی تجھے سنا نجمہ عاقلہ نے کہا تم بھی شریک کھانے میں ہو طالقوس بولا کہ میں بھی کھاؤنگا کہ یہ رزق مجھے اور آئندہ رزق کو حلال ہے آخر نجمہ عاقلہ اور طالقوس نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور شاہزادہ بھی مشتاق حال پریزادان ہو رہا تھا دل میں کہتا تھا یقین ہے کہ اُس تصویر سنگین نے مجھے اُنھیں عورت اور مرد کا حال بیان کیا ہوگا جب دونوں کھانے سے فارغ ہوئے موکل رزق کو دعائی طالقوس نے نجمہ عاقلہ سے کہا اب پریزادوں کے حال کا بیان ضرور ہے کہ موکل بھی ضرور یہاں ہوگا وہ بھی سنے

تصویر نجمہ عاقلہ بیان کنندہ حال پریزادان اور طالقوس کی اور شاہزادہ معزالدین کا



اب نقل کرنا نجمہ عاقلہ کا داستان شاہزادہ شمسون مہر طلعت کی جو ملکہ نو بہار گلشن افروز کا پیر بزرگوار ہے اور استماع فرمانا شاہزادہ معزالدین کا اس نقل عجیب و غریب کو



قصہ کوتاہ نجمہ عاقلہ نے کہا ای طالقوس یہ نقل میری مادر مرحومہ نے اس طرح بیان کی تھی اور مان نے ہمارے نانا سے اس داستان کو بخوبیوں سے سنا تھا کہ قلعہ جہارم بن کوہ قاف کے ایک ملک ارض الفضہ نام ہے اور دار الملک اسکا عجائب نگار مشہور ہے وہاں ایک ملکہ بالقیس ثانی ملکہ شرقیہ گل اندام نام ستر ہزار دیو اور پریزادوں کی جمعیت سے فرمانروائی کرتی ہے اور سامان دولت و شہت اور شوکت سلطنت اسکے پاس اسقدر موجود ہے کہ جسکا حساب وہم و گمان محاسب میں نہیں آسکتا اور شوہر ملکہ شرقیہ گل اندام کا سلطان بکتا نوس ہے طالقوس نے کہا ای خاتون میں تمھاری بات قطع کر کے کہتا ہوں کہ یہ جوتے باوجود شوہر ہونے کے نقل ملکہ کے نام سے شروع کی اسکا سبب کیا ہے نجمہ عاقلہ نے جواب دیا کہ پریزادوں کی نقل اکثر عورات کے نام سے شروع کی جاتی ہے اس واسطے کہ پردہ قاف میں شوہر عورت کا تابعدار ہوتا ہے طالقوس نے کہا خوب جواب دیا واہ افسہ میں نجمہ عاقلہ نے کہا ای طالقوس اگرچہ ملکہ شرقیہ کی سرکار میں دولت و شہت بے قیاس تھی لیکن روشنی شمع چراغ خانہ و باعث اقبال کاشانہ نہ تھا اور نخل مراد شرف حیات سے بارور نہ تھا یعنی نعمت فرزند می سے بے نصیب محض تھی اور رات و دن اسی آرزو میں مبتلا رہتی تھی جبکہ ملکہ شرقیہ گل اندام کی عمر قریب چالیس برس کے پہنچی ایک روز اس نے چشم پڑ آب بادل کباب شوہر سے کہا ای بکتا نوس افسوس صد ہزار افسوس کہ ہم ضعیف ہوئے اور نخل حیات ہمارا ثمر مراد فرزند می سے بارور نہ ہوا بس اب میں تاج سلطنت تجھے دیکر گوشہ عبادت اختیار کرنا چاہتی ہوں بکتا نوس اور تمام اراکین سلطنت نے ملکہ کو سمجھا یا کہ درگاہ خدا سے مایوس نہ ہونا چاہیے اور اسکی درگاہ میں رجوع کرنا چاہیے یقین ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تمھاری دعا کو قبول فرماوے اور نہ زند عطا فرماوے ملکہ نے کچھ نصیحت پر خیال نہ کیا اور ایک غار چیل فیروزہ بن

جو عجائب نگار سے قریب تھا گوشہ نشین ہوئی اور تاج و سلطنت شوہر کو دیدیا اور ظالم قوس ایک دیو فرشتہ مر و ارغور
 کہ دشمن جان ملک شرقیہ گل اندام کا تھا اس واسطے کہ اس کے گھر بار کو ملک نے بار بار باد کیا تھا اب جو فرشتہ نے گناہ
 ملک شرقیہ گل اندام گوشہ نشین ہائی ہوئی ہر یس نہ کر با چند مصاحبوں کے غار میں پہونچا اور ملک کو وہاں سے لے آڑا
 اشارہ راہ میں ایک مکان قدیم مکانون سے تھا فرشتہ مع مصاحبوں کے اُس مکان میں آیا قدرت کاملہ خداوند قدیر
 سے اُس وقت بارش ایسی شروع ہوئی کہ سب ایک جا بیٹھے فرشتہ نے کہا کہ اس دشمن قوی کو کس عذاب سخت
 سے ہلاک کروں بعض نے کہا قتل کرو بعض نے کہا دریا میں ڈبو دو فرشتہ نے کہا میں اس طرح ہلاک کروں گا کہ خون ناحق
 بھی ذرہ میرے نہواور یہ خود ہلاک ہو جائے مصاحبوں نے کہا وہ کیا ترکیب ہو فرشتہ نے کہا میں اسے درخت میں
 باندھ دوں گا کہ یہ عنصر آتش سے ہو اور دشمن قوی اسکا پانی ہر لا محالہ چند ساعت میں بارش سے آب ہی
 ہلاک ہو جاوے گی اور میں اس کے خون سے جو نگا مصاحبوں نے کہا واقعی یہ خوب بات آپ نے تجویز کی ہر ہم سمجھے آخر
 فرشتہ ملک شرقیہ گل اندام کو ایک درخت سے باندھ کر آپ تماشا دیکھتا رہا حسب اتفاق وہ درخت سفر جہل یعنی
 ہی کا تھا اور حضرت آصف بن برخیا زوجہ مطہرہ صفیہ پاک طہیت کے ہاتھ کا بویا ہوا تھا اسی وجہ سے نام اُس
 درخت کا سفر جہل نجات مشہور تھا جس طرح درخت سیب آصف بن برخیا کا لگایا ہوا ہوا اور اُسکا نام سیب مراد
 رکھا ہوا ہر وقت موقع و محل اُسکا بیان ہوگا الغرض پاکان و صالحان دین و صاحبان یقین نے ہر سون عبادت الہی
 اس درخت کے نیچے کی تھی کہ برکت عبادت سے وہ درخت نظر کردہ باری ہو گیا تھا جب ملک شرقیہ گل اندام نے
 یہ حال پُر لال اپنا دیکھا نہایت رجوع قلب سے درگاہ باری میں بالحاح و زاری اپنی نجات کے لیے دعا کی منتہی تحقیق
 نے اپنی قدرت کاملہ سے دعا اُس مظلومہ کی قبول کی یعنی وہ عمارت مستحکم ہزار سالہ اُن ملعونوں کے اوپر گر پڑی کہ
 ایک ظالم زندہ و سلامت نہ بچا پس ملک شرقیہ گل اندام شکر خدا بجالائی اور سجدہ میں اُٹھیں جو ہوئی کہ اپنے حال سے
 اصلاً خیر نہ رہی اور اُسی حالت میں آواز ہاقت غیب کان میں آئی کہ اے شرقیہ جاہل نے تجھے ایک دختر رشک فر
 صاحب حسن و جمال باین بین و سال عطا کی کہ جسکا نظیر جن و بشر میں کوئی پردہ دنیا پر نہیں ہوا اور نہوگا ایک ہی اسی
 درخت سے کھا اور شوہر کے پاس جا اور جب اُس خیر برج شرف کا شرف عروج ہو تو جو شخص خواہ انسان یا پیر زاد
 سیب مراد لادے بلا دریافت حال نہ بے عذر و ٹکرا اُس کے ساتھ اُسکا عقد کر دینا اور چالیس شتر مر و ارید پیش بھی
 لینا اور نام اسکا سلطان اوقیہ ماہ رخسار رکھنا اور لانے والا سیب مراد کا شوہر اس دختر پری بیکر کا ہوگا
 ملک شرقیہ گل اندام ہوش میں آئی اول سجدہ شکر بجالائی اور اس مردہ جانفزا اور راحت افزا کو شکستہ مارے خوشی
 کے پیراہن میں نہ سائی تھی اور سب مصیبت اپنی بھول گئی اور ایک ہی اسی درخت سے لیکر تناول فرمائی پتان سلطان
 بکنا تو س نے جو ملک شرقیہ گل اندام کو غار میں نہ پایا نہایت پریشان اور بدحواس ہوا اور ہر چہ ہر طرف

بریزاوان تیز پرواز کو بتلاش ملکہ شرقیہ گل اندام روانہ کیا اور حکم دیا کہ جو ملکہ شرقیہ گل اندام کا پتہ لگانیکا سین اُسکے پر جو اہر بے بہا کے لگا دوں گا اور یہ اشعار قلوب اس قلوب میں بیٹھے اشعار

ام شفیق و رفیق عاشق زار	مہربان میرے قاصد عفو ار	میرے قاصد تجھے خدا کی قسم	جلد ہو تو روانہ سو سے صدم
پہلے تو اپنی چشم تر کرنا	میرے روئے کی پھر خبر کرنا		

اب بیقراری سلطان بکنا توس کی جستجو سے اس گم گشتہ یار غمگسار میں قابل تحریر نہیں اور شرح سوز قلب و جگر اس جو یاسے خبر کی اس قدر ترقی پر تھی کہ قابل بیان کے نہیں ہو اور سوداے عشق ملکہ شرقیہ گل اندام میں یہ اشعار بیٹھے

کئی دن ہوئے جب بنائی خبر	تو اندھیر آنکھوں میں چھایا ادھر	لگا کئے سب سے یہ کیا ہو گیا	انصیب امر جاگ کے سو گیا
گئے اُسے جب دن کئی اور بھی	تو بگڑا یہاں حال کچھ اور بھی	دیوانہ سا ہر طرف پھرنے لگا	پہاڑوں میں جا جا کے گرنے لگا
	بڑھا ہجر میں اس قدر اضطراب	خرو و خواب چھوٹا جال خراب	

اور کبھی کتنا قشعر

فلک نے تو ایسا ہنسا یا نہ تھا کہ جبیکے عوض یون رولانے لگا

اس عرصہ میں ملکہ شرقیہ گل اندام خود شہر میں پہونچ گئی اور تمام سرگدشتہ اپنی اپنے شوہر سے بیان کی سلطان بکنا توس کو کمال حیرت ہوئی اور سجدہ شکر پروردگار عالم بجالایا قدرت الہی سے اُسی روز ملکہ شرقیہ گل اندام حامل ہوئی اور بعد انقضاے مدت حمل کے وضع حمل ہوا اور ایک دختر بلند اختر اس شکل و شمائل کی پیدا ہوئی کہ آنکھیں دیکھنے والوں کی خیرہ ہوئی جاتی تھیں ملکہ شرقیہ گل اندام نے حسب بشارت سلطان اوقیہ ماہ رخسار نام رکھا جب اُس دختر رشک قمر کا سن تیز کو پہونچا اور جمیع صفات حمیدہ و خصائل پسندیدہ کے مشددہ آفاق ہوئی تا اینکه پردہ قاف میں ہر ایک شخص اُسکی عقل و شعور اور قسم و ناک کی مثال دیتا تھا اور اکثر سلاطین زادگان ملک قاف ہوا سے وصل اور شوق وصال اُس یگانہ آفاق میں تخت سلطنت سے خاک مذلت میں ملنے لگے مگر بوجہ عقد شرطیہ کے جو کہ کمال سختی سے مشروط تھا کسی سلاطین قاف کو بجز بیابان گرد می و خاک نشینی کے اور کچھ حاصل نہوا جب اوقیہ ماہ رخسار پندرہ برس کی ہوئی عالم خواب میں اُسی مقدسہ نے ملکہ شرقیہ گل اندام سے فرمایا کہ تم ایک قصر دلکش عالی شان فرحت افزا اوقیہ ماہ رخسار کے لیے بنواؤ اور بیچ میں اُسکے ایک برج نہایت بلند تیار کرادو اور نام اُس برج کا برج طلعت رکھو اور جو دھوین تاریخ ہر ماہ کو ملکہ اوقیہ ماہ رخسار اپنے نور جمال جہان آرا سے دیدہ ہا سے خلعت شہر کو روشن و منور کیا کرے اور جو شخص کہ درخواست نسبت کی کرے تم وہی شرط کھدیا کرو کہ چالیس یا رشتہ مردارید اور ایک سیب مراد جو لاوے وہ عقد کرے اور جو کوئی نشان و پتہ اُس سیب مراد کا پوچھے تو کہنا کہ سیب مراد یا قوت درخشان کے مانند باغ اسید و گلشن طالع میں پیدا ہوتا ہے ملکہ شرقیہ گل اندام نے صبح کو سلطان بکنا توس سے

خواب بیان کیا سلطان بکنا تو س نے اسی وقت تعمیر قصر اور برج کا حکم دیا کہ چند روز میں وہ سب عمارت تیار ہو گئی اور ملکہ اوقیہ ماہ رخسار حسب ہدایت و بشارت چودھویں تاریخ طبع کو برج طلعت میں آکر اجلاس کرتی تھی اور اپنے حسن و جمال کا وہ شمع رخسار و غیرت حور خلائق کو جلوہ دکھلاتی تھی اور اکثر شاہزادگان اطراف و جوانب بشوق زیارت جمال اُس ماہ مثال کے آتے تھے اور جو ایک بار اُس گلزار شعلہ رخسار کا حسن و لطف و بکھتا تھا زندگی سے بے صبر ہو جان کھوتا تھا جب نجمہ عاقلہ نے یہاں تک داستان کو بیان کیا طالقوس سے کہا کہ اب اس قصہ کو موقوف رکھ دو کچھ دوسری جگہ کے بیان کرتی ہوں جو کہ مثال کی طرف ارض الفضا اور ایک سرزمین ارض ابراہیم نام واقع ہوئی ہو اور دار الخلافہ اُس کا شہر مصر نکار دامنہ کوہ یا قوت ہو کہ عجائب نگار سے وہ زیادہ تر آباد ہو وہاں ایک بادشاہ عظیم الشان و عالیجاہ سلطان قیصر نوس قمر کا ب و آسمان جاہ ایک لاکھ دیو و پریزاد کی جمعیت سے حکم رانی کرتا ہو اور سلطان بکنا تو س کی حشمت کو خیال میں بھی نہیں لاتا کہ کیا چیز ہو شاہزادہ یہ سن کر نہایت خوش ہوا کہ ملک و دیار یار کا ذکر اب ہو گا غرض کہ نجمہ عاقلہ نے کہا کہ اسی طالقوس سلطان قیصر نوس کا ایک فرزند ارجمند غیرت قمر شک بدر خورشید انور ایسا صاحب حسن و جمال ہو کہ آفتاب عالم تاب اُس کے پر نور حسن و شعلہ رخسار سے عرق خجالت میں ڈوب جاتا ہو اور اُس شاہزادہ والا قدر کو شمسوں مہر طلعت سے خطاب کرتے ہیں ہر چند کہ ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کے حسن و جمال کا شہرہ ہفت قلعہ قاف میں تھا لیکن شمسوں مہر طلعت اپنے غرور حسن اور مرتبہ و جاہ میں ایسا مستغنی تھا کہ ملکہ کی طرف ایک ذرہ التفات نہ کرتا تھا بلکہ کوئی کہتا بھی تھا تو اُسے مستثنائے تھا اتفاقاً ایک روز شمسوں شکار کو نواح میں ارض الفضا کے پہونچا وہاں مزارات بہار میں اکثر شاہزادگان قاف کو پریشان حال فقیرانہ لباس گوشہ نشین دیکھا شاہزادہ نے مصاحبین سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں انھوں نے عرض کی کہ سلطان زادے پردہ قاف کے سوداے فراق ملکہ اوقیہ ماہ رخسار میں اس درجہ کو پہونچے ہیں شاہزادہ شمسوں مہر طلعت نے فرمایا کیا انھیں اپنے ملک میں کوئی عورت حسین مہر نازی جو انھوں نے اپنی سلطنت ترک کر کے گدا کی اختیار کی کیا بے عقل ہیں جو ایسی حماقت میں گرفتار ہیں کہ جنکو اپنے نیک و بد کا بھی خیال نہیں ہو جبکہ ان شاہزادوں خاک نشینوں نے شہنا پہلے تو خوب روئے بعد یہ شعر پڑھے ابیات

ملک ملامت میں شہر قمر ایچو دمغور	ترا کہ میت ز احوال ہیچکس خبر ہے	مزار مرتبہ بدتر شوی ز حالت
اگر بظاہر آن ماہ رو کئی نظر ہے	شوی باتش حشش دوچار گر یکبار	دگر بجائے نسا ندز ہستیت اثر ہے

شاہزادہ شمسوں کو اُن کے کلام سے ایسا غصہ آیا کہ مٹھ مٹھ ہو گیا اور چاہا کہ تلوار اُٹھا کر سے جواب دے لیکن عقل دانہ شمدی مانع ہوئی آخر خاموش ہو رہا اور کہا کہ پہلے ایک نظر ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کو دیکھ لوں تو ان سے کوگون حماقت آب کو ضرور جواب دوں بعد اسکے مصاحبین سے پوچھا کہ شہر ارض الفضا یہاں سے کتنی دور ہے

انھوں نے عرض کیا کہ یہاں سے دو منزل ہو لیکن ملکہ اوقیہ ماہ رخسار چودھویں تاریخ ہر ماہ کو برج طلعت میں اجلاس کرتی ہو حضور تازمانہ تاریخ جلوہ ملکہ شکار پھیلین تیرھویں تاریخ کو جا کر ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کا حسن و جمال ملاحظہ فرمائیں شاہزادہ کو یہ اسے پسند آئی آخر بارہویں تاریخ تک صید و شکار میں مشغول رہے اور تیرھویں کو روئے ہوئے سلطان بکتانوس نے جو سنا کہ شاہزادہ شمسون ملک عجائب نگار میں تشریف لایا ہے اس نے سامانِ محبت نہایت تکلف اور بڑی دھوم سے شاہزادہ شمسون کا کیا اور خود بھی ملاقات کو آیا شاہزادہ شمسون نے سلطان بکتانوس سے فرمایا کہ تھے یہ کیا امر خلاف ذی شان سلاطین کے اختیار کیا ہے کہ اپنی دختر کو بازار عام میں ایک قصر خاص میں بٹھاتے ہو تمہیں شہر نہیں آتی ہمارے نزدیک یہ امر نہایت خراب اور باعث کسر شان سلاطین کے ہے اس سے تمہارے واسطے دنیا میں بڑی بدنامی کا باعث ہوگا سلطان بکتانوس نے کہا ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کے مقدمہ میں اسکی مان کو اختیار ہے مجھے کچھ دخل نہیں ہے بعد اسکے ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کی پیدائش کا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا شاہزادہ شمسون چپ ہو رہا اور سمجھا کہ یہ مکر و فریب عورات کے جیسے ہو کرتے ہیں ویسے ہی ہوئے ہیں پھر کہا کہ ہم بھی یک نظر ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کو دیکھنے سلطان بکتانوس نے کہا بہتر ہے قصہ کو تاہ جب ملکہ اوقیہ ماہ رخسار دوسرے روز موافق قاعدہ عینہ کے برج طلعت میں جلوہ گر ہوئی شاہزادہ شمسون بھی زیر قصر گیا دیکھا کہ چار طرف تماشا یون کا ہجوم ہے اور بیشتر وہی شاہزادے اور امرا زادے جو کہ سوداے عشق ملکہ اوقیہ ماہ رخسار میں گرفتار تھے ہر طرف دیوانہ وار بے ہوشی کے مارے پھرتے ہیں کہ یک بیک برق چمکی اور تمام تماشا ئی بے خود و بے ہوش ہو گئے شاہزادہ شمسون نے بھی متحیر ہو کر نظر اپنی بلند کی اور ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کو دیکھا ہوش جاتے رہے اور اس بچانہ رہے ایک عالم حیرت میں تادیر چپ سکتے میں رہا اور اس آئینہ رخسار کو بغور دیکھا کیا شعر

اُس حور کا جس وقت کہ چہرہ نظر آیا | بس قدرت اللہ کا جلوہ نظر آیا

اور پھر شاہزادہ شمسون نے کہا کہ شعر

عالم میں دھوم حسن رخ دلربائی ہے | ہے عالم شباب کہ قدرت خدا کی ہے

بیات حال میں عاشق ہونے شاہزادہ شمسون کے اور جواب اسکا جو کہ شاہزادگان کشتہ فراق سے طنزیہ کلام کیے تھے اربیات

یہ شاہزادہ چون بنظر او	ہوش پرواز کرد از سراو	بروش شیر عشق او جو رسید	ہجو بسمل بخاک و خون تلطید
سر آن نازنین میر رخسار	کرد از دور ہوش و صبر و قرار	ہجو دیوانہ گفت گو میکرد	در رہ دمنس جستجو میکرد
ن جو اسے کہ شاہزادہ باو	بر وہ بودی بیکار تنہی خو	دید شہزادہ را چو با آن حال	ہجو گل بے شکست دکر سوال

کے شہنشاہ کشور خوی	ماہ تابان اوج محبوبی	این تغیر کو محالیت چیست	ہجو دیوانہ قیل و قال چیست
دل تو درد چون کشید آخر	نالہ ات بر فلک رسید آخر	وہ آں گفت گو کہ می سفتی	خاطر هست اینچی گفتی
این زمان حال خود چہ می بینی	از فلک فال خود چہ می بینی	گفت شہزادہ حرف راست بچہ است	عشق در گفنگو نیاید راست

ارکان دولت نے جو یہ حال شاہزادہ شمسون کا دیکھا صلاح کی کہ بکتا نوس سے اصرار اپنی قلب شاہزادہ شمسون کی کہنا چاہیے آخر قویل وانا وزیر زادہ نے عالم خلوت میں سلطان بکتا نوس سے کہا کہ تم شہکت و اعلان سلطان قیصر نوس سے بخوبی واقف ہوئے حاجت شرح و بیان کی نہیں اس صورت میں اگر علاج شاہزادہ شمسون کا ہو گیا تو بہتر ہو کہ ایک طریقہ محنت و اتحاد کا دو سرا پیدا ہو جائیگا ورنہ جیسا ہونا ہو گا وہ ہو گا سلطان بکتا نوس نے کہا اے قویل وانا میں اول ہی سے شاہزادہ شمسون کی خدمت میں عرض کر چکا تھا کہ میں ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کے مقدمہ میں مجبور ہوں اسکی والدہ کو اختیار ہو جو اصل میں اس ملک کی بادشاہ ہو بلکہ وہ بھی ایک شرط سے مشروط ہو جسکا ذکر میں نے بھی سنا ہو گا اور اس شرط میں لحاظ کسی ادنیٰ اور اعلیٰ کا نہیں ہو کوئی ہو خواہ شاہ یا گدا یا پریزاد یا انسان مگر بجا آوری شرط ضرور ہو کسی کی سفارش اور سعی کی کیا ضرورت ہو جسے منظور ہو وہ سب مراد لاسے اور چالیس بار شہر گوہر آبدار کے دیوے تو ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کو لیو سے قویل نے کہا کیا یہودہ بات خلاف رسم ہے اصل میں اختیار کی ہو سلطان بکتا نوس بولا جو امر واقعی تھا وہ سہنے کہا اب تم چاہو مانو یا نہ مانو قویل وانا وہاں سے شاہزادہ شمسون کے پاس آیا اور سب حال جو کہ سلطان بکتا نوس سے سنا تھا وہ عرض کیا شاہزادہ شمسون نے کہا کہ خدایا ہی جانے سب مراد کس چیز کو کہتے ہیں میں اس سے واقف بھی نہیں مہاجون نے کہا حضور یہ حیل سازی ہے آپ تشریف لیجیے سلطان قیصر نوس کے پاس وہ شرط سلطان بکتا نوس کو کہنے کا پھر سلطان بکتا نوس کا کوئی عذر بادشاہ سے پیش رفت نہ جائیگا اور بر تقدیر اگر عذر کیا تو پھر اتوں اسکی کہ مصراع کا رے کہ بصلح بر نیاید دیوانگی درو بیاید بزور قوت بازو سلطان بکتا نوس کو شہرہ واقعی کو شالی دیگر ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کو لینے عرض شاہزادہ شمسون مہر طلعت ملک عجائب نگار سے ملک ارض المہرب کو روانہ ہوا جب اپنے شہر میں پہنچے قویل وانا وزیر زادہ خوش تدبیر نے خلوت میں سلطان قیصر نوس سے تمام قصہ گذشتہ بیان کیا قیصر نوس نے کہا کہ بہنے بھی سنا ہے کہ سلطان بکتا نوس نے بجائے خود ایک ہنگامہ برپا کر رکھا ہے پھر سلطان بکتا نوس کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ بعد اظہار محبت و اخلاص کے سلطان بکتا نوس کو معلوم ہو کہ اپنی دختر بلند اختر کا ہمارے فرزند بخت بلند سے عقد کر دو تو بہتر ہے و السلام یہ محبت نامہ سلطان بکتا نوس کو پہنچا اسنے ملکہ مشرقیہ گل اندام کو دکھلا یا ملکہ مشرقیہ گل اندام نے بعد لزوم آداب شاہی وہی شہرہ عقد مفصل جواب نامہ میں لکھی سلطان قیصر نوس نے بار دیگر اس جواب کے جواب میں لکھا کہ ہکو معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں جسرا بی ملک و مال اور دولت و اقبال کا زوال با نظر ہے

جو تم ایسے عذر بجا پیش کرتے ہو پس بجائے سب مراد زخندان ہمارے فرزند ارجمند کی کہ عین نونہالی باغ ہوا ہو اور بجائے چالیس ہزار شتر ہمارے ہمارے قربت کو سمجھو بلکہ اور اپنا افتخار جانو اور اگر تلو پاس تولی عہد ہو تو ایک چیز یعنی چالیس ہزار شتر گوہر کو لینا منظور ہو تو خیر گوہر لیلو اور سب مراد کو معاف کرو وگرنہ تمہارے حق میں ہتر نونہ کا زیادہ زیادہ جب یہ جواب نامہ سلطان بکتانوس کو پہنچا تب ملکہ شرفیہ کل اندام سے خود بدستخط مہر لکھا کہ اگر بربادی ہمارے ملک کی پیش نہاد ہمت بلند حضور کے ہو خیر مبارک الا عقد ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کا بدون اداسے دونوں شرتون کے ممکن نہیں ہو سلطان قیصر نوس نے جواب نامہ کا شاہزادہ شمسون کو دکھایا شاہزادہ شمسون نے عرض کی کہ اگر شہر یار زہنا حضور قند جنگ نہ فرمائیں اسوار سے کہ جب ملکہ اوقیہ ماہ رخسار زندہ نہ رہیگی پھر کوشش بیکار رہی خیر میں تلاش سب مراد کو جاتا ہوں اگر اجل نے جہلت دی اور سب مراد ملکیا تو نوالہ مراد ورنہ مصرع بعد از سر من کن فیکون شدہ شدہ باشد جیسا مناسب وقت ہو گا کیجیے گا شعر

میر و م یک چند روز سے صبر پیدا کیسکم | باز یادش می روم یاد دلش جاسکم

غرض شاہزادہ شمسون مع قویل دانا وزیر زادہ اور ہزار سوار نہایت ہوشیار و آزمودہ کاری جمیعت سے روم ملک عجائب نگار ہوا جب نواح میں ملک عجائب نگار کے پہنچا دیکھا کہ ایک لشکر جرار سب شاربہر چار طرف ملک عجائب نگار کے سرحد پرشل ہو رہے یوریش کر رہا ہے اور سلطان بکتانوس بچارہ شہر بند ہے اور ایک دیو کوہ سیکر قوی سیکل نہایت عظیم الشان درخت کو دوش ناپاک پر رکھے ہوئے لشکر کے آگے آگے قریب دروازہ شہر کے پہنچ گیا ہے اور چاہتا ہے کہ اندر شہر کے داخل ہوا اور تمام خلافت شہر کی سرد پابرہنہ دعا اور مناجات پروردگار عالم سے کر رہی ہے شاہزادہ شمسون نے ایک دیو سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے وہ بولا اے جوان پری زاد چند روز کا ذکر ہے کہ دیو فرشتہ مردار خوار ملکہ شرفیہ کل اندام کے سبب سے مع مصاحبین اپنے کے ہلاک ہو گیا ہے اب جو خواہر فرشتہ مردار خوار کی فرشتہ گندہ دہن ہے اسے اپنے بھائی کے خون کے دعوے میں اپنے شوہر سردنگ کوہ شکاف کو کھجیت ایک لاکھ نوے دیو کے میدان بھیجا ہے اور چند پہلوان سلطان بکتانوس کے سردنگ کوہ شکاف کے ہاتھ سے ہلاک ہو چکے ہیں جب سلطان بکتانوس نے اپنے میں طاقت مقابلہ کی نہ دیکھی تو تاجار قلعہ بند ہو گیا جب پھر عاقلہ نے میانیک داستان بیان کی طالقوس نے کہا کہ مجھے اس جگہ ایک شہہ گذرا ہے اسکا جواب دید و پھر کیو اور حال بیان کرنا پچھ عاقلہ نے کہا وہ شہہ کیا ہے بیان کر و طالقوس نے کہا کہ خداوند تعالیٰ نے دیو اور پریزادوں کو طاقت پرواز کی بھی عنایت کی ہے پھر اُنکے ہاتھ سے قلعہ بند ہونا قیاس قبول نہیں کرتا پچھ عاقلہ نے کہا کہ طالقوس نے اکثر متقدمین سے سنا ہے کہ قوم آتشی کو خدا نے ایک حد پرواز عین کی ہے کہ وہ اُس حد سے زیادہ پرواز نہیں کر سکتے پس جس طرح کہ انسان اپنی جائے امن بناتے ہیں اُسی طرح اگر وہ بھی اپنی جائے پناہ بناتے ہوں تو کیا عجب ہے

دوسرے ایک بندہ ظلم بھی ہوتا ہے کہ کوئی دیو یا پری بدون اجازت مالک مکان کے اُس ظلم سے گذر نہیں سکتا اور
 کسی صورت سے وہ داخل بھی ہو جائے تو بال پر فوراً اجل جاتے ہیں طالقوس نے کہا کہ جواب تو تینے خوب دیا
 فرین بسم اللہ اب قصہ شروع کرو مجھے عاقلہ نے کہا امی طالقوس شاہزادہ شمشون نے جو یہ حال سنا عرضِ محبت
 نے جوش مارا اور محبوبہ کو اس صدمہ میں دیکھنا نہ گیا آخر شمشیر دیکش جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے
 میراث میں چلی آتی تھی میان سے کھینچی اور نعرہ مردانہ و دلیرانہ کرتا چلا سمر ونگ کوہ شکاف ہنوز شاہزادہ شمشون
 کی طرف متوجہ ہوا تھا کہ قویل دانادزیر زادہ نے پس پشت سے ایک قارورہ آتش سمر ونگ کوہ شکاف کو مارا اور
 دھڑ شاہزادہ شمشون نے وہ ضرب سخت تلوار آہن شکن لگائی کہ سمر ونگ کوہ شکاف کے تابہ سینہ اُتر آئی
 دردانہ جہنم کو دیا اور شکر سمر ونگ کوہ شکاف ہر چار طرف سے حملہ آور ہوا اور وہ ہزار سوار بہادر و تہور شعار
 فنتار و زگار با تیغ و تبر و خنجر شکر حریف پر مانند تہر و اور گرے لیکن بوجہ قلت لشکر شاہزادہ شمشون کے سخت
 زانی ہوئی عرصہ جنگ تنگ ہوا چاہتا تھا کہ سلطان بکتانوس بھی کمک کو شاہزادہ شمشون کے مع فوج کثیر
 بسم خفیر کے نکل کر پہونچ گیا پس ایک آن واحد میں کشتون سے پٹتے بھر دیے فرشا نہ مردار خوار شوہر کی لاش لیکر
 پیدان جنگ سے فرار ہو گئی پھر تو بھگدر پڑ گئی سلطان بکتانوس نے کئی خان جو اہر سر مبارک شاہزادہ شمشون
 یشار کیے اور کہا تم سب اپنی بھادری و جواہری کی کس زبان سے ادا کروں اور شکر یہ احسان تمہارا کہا نک
 بالادون اگر ہر موے تن میرا زبان ہو تو بھی نہیں بیان ہو سکتا اب حضور غریب خانہ حقیر کو روشنی نور قدم سے اپنے
 نور سہر مادین قویل دانانے کہا امی بکتانوس ہمارا شہر میں لیجانا اچھا نہیں ہے ایک امر زاید کو راہ نہ دو کہ سوا سٹ
 شاہزادہ شمشون بھی بقول تمہارے کس آفت و مصیبت میں مبتلا ہو گیا باوجودیکہ لاکھ سوار اور پیادہ کے لشکر پر
 زار سوار کی کچھ اصل اور حقیقت نہیں اگر وہ ادھر سے بھاگتے بھی تو ہم پامال ہو جاتے مگر وہ شاہباش و ہزار آفرین اس
 ست و جرات پر شاہزادہ رستم زمان پر فوق لیگیا اور کیا کام بہادرانہ اور دلیرانہ کیا کیا مجال ہے کسی کی کہ جو تعریف بھی
 سکے اور اپنی جان کا بھی کچھ خوف نہ کیا اور تمہارا احسان نہ دیکھ سکا اور سلاطین زادے دلدادے سے کوئی نہ آیا
 رستم دیدہ و دانستہ اُس سے عجیب و غریب حکایتیں بیان کرتے ہو سلطان بکتانوس بولا کہ امی قویل دانانکو
 خیال ہے کہ ہمکو باطریق شاہزادہ شمشون سے نسبت کرنا منظور نہیں ہے و اسد یہ گمان تمہارا غلط ہے کہ سوا سٹ کے اگر ہم
 تہ بلا دادے شرط کر دیں تو اسی وقت کوئی بلایا آفت، غیبی ہمارے سر پر نازل ہو کہ پھر اُسکا علاج غیر ممکن ہو جو بہت
 بل دانانے شاہزادہ شمشون کی خدمت میں یہ جملہ عرض کیا شاہزادہ شمشون نے سکوت کیا اور پھر اس سلطان
 نانوس کے شہر میں تشریف لایا سلطان بکتانوس نے کہا کہ حضور تخت پر جلوس سہر مادین شاہزادہ شمشون نے
 اکہ تخت تمہارا تمکو مبارک ہو مگر ہاں جب خداوند کریم مجھے تخت نشینی کے لائق کر چکا اسوقت مضائقہ نہیں ہے سلطان

بکتانوس نے بہ آئین شاہانہ و سامان ملوکانہ دعوت شاہزادہ شمسون کی کی اور تحفہ و تحائف ملکی بھی پیش کش کیے
شاہزادہ شمسون نے قویل و اناسے کہا ایک بار اور تم ذکر نسبت کا سلطان بکتانوس سے کرو دیکھو کہ کیا جواب
دیتا ہے قویل و اناسے حسب الحکم شاہزادہ شمسون کے پھر نسبت کا ذکر سلطان بکتانوس سے کیا سلطان بکتانوس
ملکہ شرقیہ گل اندام کے پاس گیا اور کہا کہ امی شرقیہ خاتون احسان شاہزادہ شمسون کا ہم پر جو کہ ہو اسکا ہم شکریہ
ادا نہیں کر سکتے اور عرض تو چیز دیگر ہے اس صورت میں جواب صاف صاف دینا کمال بے شرمی اور خلاف انسانیت
کے ہے شرقیہ خاتون نے کہا واقعی تمہارا کہنا بہت درست ہے اور شرط آدمیت یہی چاہی ہو لیکن کیا کروں کہ مجبور ہوں
کوئی صورت ایسی خیال میں نہیں آتی کہ اس احسان شاہزادہ سے سبکدوش ہوں مگر ہاں آجکی شب کو میں پھر بپاس
خاطر شاہزادہ کے اسم بزرگ کو پڑھتی ہوں خدا کرے کہ اجازت عقد ملکہ اوقیہ ماہ رخسار ہو جاوے کہ مجھے بھی
شاہزادہ شمسون کی دامادی بدل منظور ہے عرض شب کو بعد اور اس اسم کے ملکہ شرقیہ گل اندام جو سوئی عالم خواب
میں وہی بزرگ تشریف لائے اور کہا امی شرقیہ گل اندام بیان کر کہ کیا تیرا مدعا ہے ملکہ شرقیہ گل اندام نے یہ قصہ شاہزادہ
شمسون کا بیان کیا اس خدا رسیدہ نے فرمایا یہ سفارش تیری محض بیجا ہے سود ہے عقد ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کا
بدون سیب مراد کے لائے کسی طرح ممکن نہیں تم اس خواستگار سے کہو کہ سیب مراد میں چند خاصیت ہیں اول یہ کہ
درخت سیب مراد آتش سوزان میں خود بخود سرسبز ہوتا ہے اور بقدرت خداوند تدبیر بارور ہوتا ہے دوم یہ کہ
رکھنے والا اسکا عزیز خلائق ہوتا ہے اور جس سے کہ مفارقت ہو گئی ہو وہ ملجأتا ہے سووم یہ کہ بو اسکی نائینا کو بینا کرتی ہے
چہارم یہ کہ کھائیو اسے کے فرزند حسن و جمال میں بے مثال پیدا ہوتا ہے پنجم یہ کہ رنگ سیب مراد کا بعینہ یا قوت رانی سا
ہوتا ہے یہ کہکمرہ مقدس غائب ہو گئے صبح کو ملکہ شرقیہ گل اندام نے سلطان بکتانوس سے یہ خواب بیان کیا اور
شاہزادہ شمسون کو محل میں طلب کیا اور خود ہی حال خواب کا بیان کیا اتفاقاً شاہزادہ شمسون نے بھی اسی شب کو
عالم رویا میں اسی مقدس کو دیکھا تھا کہ وہ فرماتے ہیں امی شاہزادہ شمسون مضطرب اور پریشان ہونا شرط ہمت
اور مردانگی سے بہت بعید ہے شاید تو نے من طلب کیا و وجود واحد انہیں شننا شمر

اسخت مشکل ہے کسی حوریہ آنا دل کا | سہل سمجھے تھے مرجان لگانا دل کا |

بس ایک شرط سیب مراد نہ ادا کر سکے اسی حوصلہ پر عشق کا دم بھرتے ہو کیون عشق کو بدنام کرتے ہو ایسے عشق کو
عشق نہیں کہتے بلکہ خود غرض کہتے تو بجا ہے اور بوالہوس کہنا تو عین سزا ہے طالب وصال جانان کو کمر ہمت چست
کرنا چاہیے فرماؤ کو دیکھو کہ پہاڑ خارا کا کاٹنا نہر کا لانا بشر کا کام نہ تھا اور مجنون کو دیکھو کہ ایک مشت گوشت
کے لیے تمام بدن کا گوشت کاٹ کر بھیج دیا اس گمان پر کہ خدا جانے کس جگہ کا گوشت معشوق نے طلب کیا ہو اور چارہ سارھا
کی بسندہ پروری کو دیکھو کہ فرماؤ سمندر کو اچھ کرگو ہر مراد کو لایا جو وہم و خیال میں بھی نہیں آتا ہے وہ ہمت اسکی تھی

اور عنایت اس پروردگار عالم کی کہ جو چارہ ساز دوعالم ہو پس دیکھیے عاشق زار کو اور اسکی دلیری و ہمت کو تم بھی جو کہ ہمت مضبوط باندھو گے تو خداوند قدیر سب مراد کیا چیز ہو بلکہ غرض شاہزادہ شمسون گھر کر خواب سے بیدار ہوا اور اسی وقت ملکہ شرقیہ کل اندام نے جو خواب دیکھا تھا شاہزادہ شمسون عالیجاہ سے بیان کیا مگر ملکہ شرقیہ کل اندام نے جو صورت دلپذیر شاہزادہ بے نظیر کی دیکھی عاشق و فریفتہ ہو گئی اور درگاہ جناب باری بین یہ دعا کی کہ یا بار اگنا واسطہ اپنی وحدانیت کا مجھے بجز شاہزادہ شمسون کے اور کوئی داماد نہ دینا اور شاہزادہ شمسون سے کہا کہ اے جوان کوئی بیٹی کو جہان میں بٹھا نہیں رکھتا اور سوا اسکے تپ کے جو کہ احسانات میں اٹکا کیا بیان ہو لیکن ہمت و شجاعت و شرافت و لیاقت و دولت و حشمت و صورت و سیرت میں کوئی متسا جہان میں اگر ہزار برس فلک چرخ مارے اور ہم بمشعل آفتاب عالم تاب تمام جہان میں تلاش کریں تو ہکو ممکن نہوگا اور ہماری بھی عین تمنائے دلی یہی ہو کہ ہم ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کی نسبت آپ سے کریں کہ ہمارا باعث فخر و مباہات کا ہو چہ جا کہ آپ سا جوان خود درخواست نسبت فرماوے اور ہم مضائقہ کریں مگر افسوس ہزار افسوس کہ ہمارا اس امر میں کچھ اختیار نہیں ہے مجبور محض میں کیا کریں شعر

زمین سخت اور آسمان دور ہے | غرض بندہ ہر طرح مجبور ہے

شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ آپ کا کہنا مجھے دریائے عرفان میں ڈبوئے دیتا ہے آج شب کو میں نے بھی عجیب واقعہ عالم رویا میں دیکھا کہ قابل بیان کے نہیں مگر ہرچہ باادب و توکل علی اللہ اب مجھے بدون لائے سب مراد کے قرار و آرام کہاں جو لا شہتہ تقدیر ہے وہ پیش آئیگا مصرعہ یا تن رسد بجانان یا جان زتن بر آید ملکہ شرقیہ کل اندام نے چند خان جو ابھر بطور نذر کے پیشکش کیے شاہزادہ شمسون نے کہا اسکے قبول کا وقت جب آئیگا دیکھا جائیگا اب میں فقط رخصت اور دعا سے خیر کرا سیدوار ہوں اس عرصہ میں ملکہ اوقیہ ماہ رخسار نے بھی محل کے جھروکے سے وہ شکل دلپذیر شاہزادہ آفاق گیر کی دیکھی ہزار دل و جان عاشق و فریفتہ و شیدا ہو گئی اور کہا مصرعہ ایسے بھی بندے ہوتے ہیں قدرت خدا کی عہد پس سوائے خاموشی و ضبط طبیعت کے اور کوئی چارہ کر نہوا لا چارہ شعر مرزا محمد عباس خلیفہ الصدق جناب ناظم صاحب بہادر کا زبان پر آیا شعر

دہ کون ہے جو مجھ پر تاسف نہیں کرتا | پر میرا جگر دیکھ کہ میں افس نہیں کرتا

شاہزادہ شمسون لشکر میں داخل ہوا اور حکم دیا کہ تم سب صاحب وطن کو روانہ ہو جاؤ ہم تنہا اس جادہ عشق کو طے کرینگے مصاحبین والا تمکین نے بالا اتفاق کہا کہ اے شہر یار والا تبار پروردگار عالم ہکو وہ روز بد نہ دکھائے کہ ہم اپنی حیات میں حضور کے قدم سے جدا ہوں اور یہ ہے ہرگز نہوگا کہ ہم دامن دولت حضور کو چھوڑ دیں کیونکہ ہم لوگ سرفروش اور جان نثار شہر یار شہر میں شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ اگر جنگ و پیکار کا معاملہ ہوتا تو یہ کلمہ تھا را بجا تھا یہ راہ عشق ہے اس میں

اپنے جسم کی پوشاک بھی بار خاطر ہوتی ہو مگر چونکہ غلش خار بیکار نہ ہو اسلئے کہ شعر

بلق دشت نور دی یا توں کی ایذا نہیں | دل دکھا دیتا ہے لیکن ٹوٹ جاتا خار کا

پس حق تعالیٰ میری تنہائی و جفاکشی پر زیادہ رحم فرمایا قویل دانائے کہا کہ مقدمہ ملازمین توجہ نہ کریں مگر میں مجبذات والا صفات کے جہان میں کوئی نہیں رکھتا اس صورت میں حضور مجھے قتل فرمائیں ورنہ فدوی سایہ وار ہمراہ اپنے آقائے نامدار کے موجود رہیگا آخر کار ناچار شاہزادہ شمسون نے قویل داناکو ہمراہ لیا اور تبدیل لباس کر ایک طرف کو روانہ ہوا اور بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے شاہزادہ دل دادہ اور وزیر زادہ پایادہ دشت و صحرائین حیران و مضطر آوارہ و سہمگردان پھرتے پھرتے چند روز میں ایک باغ میں پہونچا وہاں بجز درختان سیب کے اور کوئی درخت مقرر دار اور بے مقرر نظر نہ آیا شاہزادہ شمسون نے قویل دانائے فرمایا کہ کیا عجب ہو کہ نشان سیب مراد اسی باغ میں ہو فتنہ در میان میں باغ کے پہونچے تو ایک گنبد عالی شان دیکھا شاہزادہ شمسون نے قویل دانائے گنبد کے گیا وہاں ایک زاہد کو دیکھا کہ سجادہ عبادت پر سرنگون یا د خدا میں بیٹھا ہو شاہزادہ شمسون نے سلام کیا اور حال باغ دریافت کیا درویش نے باغ سیب نام بتایا اور کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وقت سے یہ قاعدہ ہو کہ سیب اس باغ کے بادشاہ قاف کو ہر سال بطور تحفہ کے جایا کرتے ہیں اور میرے نام دار و غلی اس باغ کی ہو اور نام میرا ارطوس زاہد ہو شاہزادہ شمسون نے پوچھا کہ ای حضرت سیب مراد بھی یہاں پیدا ہوتا ہو درویش بولا کہ ای شاہزادے آپ نے سیب مراد کا نام کسی انسان یا پریزاد سے سنا ہو یا دل سے یہ مضمون تراشا ہو اسوقت شاہزادہ شمسون نے اپنی سب حقیقت بیان کی درویش نے کہا یہ تو میں نے بھی سنا ہو کہ ایک درخت سیب آصف نے اپنے دست مبارک سے لگایا ہو اور گرد اس کے بند طلسم سے باندھا ہو اور مقرر اسکا سوختہ آتش کو بہت نفع دیتا ہو یہی وجہ اس کے سیب مراد کہنے کی ہو نہیں معلوم کہ سچ ہو یا جھوٹ پس شاہزادہ شمسون اور قویل دانادونوں درویش سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے شب کو ایک دشت پر خار میں پہونچے اسوقت وہ دشت طوفان گرد سے تیرہ و تار یک ایسا ہوا تھا کہ تمام دشت آنکھوں میں سیاہ ہو گیا تھا اور وہ سیاہی اسقدر بھیلی کہ قویل دانائے ساتھ سے شاہزادہ شمسون کے چھوٹ گیا جب وہ سیاہی دفع ہوئی شاہزادہ شمسون کو قویل داناکا پتہ نہ ملا اسکا الم اپنی تنہائی کا غم اسوقت کا عالم قابل لحاظ ہو پس اپنی بیکسی اور تنہائی کے حال پر ایسا زار زار مانند ابرو بہار کے شاہزادہ شمسون رویا کہ جس کے بیان سے جگر اہل درد کا شق ہو جائے اور اسی یاس اور ہراس میں بلا و سوا اس مثل شربے ہمارا ایک سمت کو روانہ ہوا بعد چند روز کے ایک شہر ملا کہ تمام خلایق وہاں کی زرد پوش نظر آئی ایک مرد سے شاہزادہ شمسون نے پوچھا کہ یہ شہر کون ہو اور حاکم بیان کا کون ہو اس نے کہا کہ ہمارے ملک میں یہ لباس مانتی ہو شاہزادہ شمسون نے سبب ماتم داری کا پوچھا اس نے بیان کیا کہ ای جوان یہاں کے بادشاہ کی ایک دختر ماہ پیکر تھی اس پر شر قویل دیو عاشق ہوا اور اس نے اپنی نسبت کا اس

ماہ پیکر سے پیام بادشاہ کو بھیجا بادشاہ نے نسبت دیو بچہ کی نا منظور کی آخر نوبت مجاہدہ و مقاتلہ کی آئی اور اس دیو کو شکست ہوئی آخر وہ بھاگ گیا اور اسکی مان ملعونہ نے ایک سرمہ بھیلہ سرمہ فروشی محسرا میں بادشاہ کے ہونچا اس دختر ماہ پیکر کی آنکھوں میں ایسا لگا دیا کہ دونوں آنکھیں اس نور نظر شہسوار کی جاتی رہیں اور وہ قحبہ بھاگ گئی جب بادشاہ نے دیکھا کہ بیٹی اندھی ہو گئی اس وقت بادشاہ نے اشرف نوجوان کو حکم دیا کہ شرفیول دیو کو مع اسکی مان کے گرفتار کر لاؤ یا قتل کروا اشرف نے اس دیو کو ایسا تنگ کیا کہ وہ خوف سے چشمہ گھر پر پڑا میں غرق ہو گیا اشرف بھی ساتھی اس کے چشمہ میں داخل ہوا پھر اس دونوں کا پتہ و نشان نہ لگا خدا جانے کہ وہ کہاں غائب ہو گئے حریم شاہ بادشاہ والی ملک اس شہر کا اس صدمہ جانکاہ سے نہایت پریشان ہوا اور چاہا کہ میں بھی اسی چشمہ میں ڈوب جاؤں کہ اس زندگی سے مرنا کہیں بہتر ہے اگر کہیں سلطنت نے سمجھا یا کہ یہ چشمہ طلسم ہر وہاں سے جا کر واپس آنا بہت دشوار ہے آخر شرف نے سزاواروں کے چپ ہو رہا لیکن مفارقت میں اپنے فرزند کی ایسا رویا کہ آنکھوں سے معذور ہو گیا اور اسکی بی بی کا بھی یہی حال ہو گیا پھر اور نام اپنا جب سے محروم زرد پوش رکھا ہر وزیر اعظم نے جب یہ حال دیکھا چھوٹے بیٹے کو حریم شاہ خطاب دیکر سخت پریشان دیا شاہزادہ شمسون دوسرے روز وہاں سے بھی روانہ ہوا چند روز کے بعد اور ایک شہر میں ہو چکا وہاں کے حاکم کا دیونا زیل ارنق چشم نام تھا نازیل کو فرقہ خدا پرست سے عداوت قلبی تھی اس نے حکم دیا تھا کہ جہان خدا پرست دیکھو میرے پاس آؤ اہل شہر شاہزادہ شمسون کو وضع خدا پرست دیکھ کر گرفتہ و بستہ دیونا زیل کے پاس لینگے دیونا زیل نے اسی وقت حکم قتل کا دیا قضا را فرشا نہ ملعونہ فرشتک دیو کی بہن کہ نازیل دیو سے رابطہ برادری رکھتی تھی اور دیونا زیل کی بہن بھی ہوتی تھی اور اس وقت واسطے ملاقات دیونا زیل کے آئی تھی اسے جو شاہزادہ شمسون کو دیکھا دل میں نہایت خوش ہوئی اور دیونا زیل سے کہا کہ اے برادر یہی جوان میرے شوہر کا قاتل ہے تم ازراہ مہربانی مجھے دید و تو گویا جہان کی سلطنت تھنے دیدی میں اس وقت اسکو بجا کر قتل کرونگی تاکہ دل میرا ٹھنڈا ہو اور اس ضعیفہ نے اس خوشامد سے کہا کہ نازیل نے شاہزادہ شمسون کو حوالہ فرشا نہ کے کیا فرشا نہ اپنی خوشامد کے پاس لائی اس ملعونہ نے کہا کہ اس قاتل سحر و تنگ کو اس وقت ہلاک کرنا چاہیے فرشا نہ نے پوچھا کس عذاب سخت سے اسے ہلاک کروں وہ بولی کہ میں ایک باغ میں گئی تھی وہاں میں تمام درخت باغ کے خشک دیکھے ہیں تم اسی باغ میں اسے لیجا کہ ایک درخت سے باندھ کر چاروں طرف سے آگ لگا دو کہ یہ جلے اور ہم تماشا دوسرے دیکھیں آخر الامر جو دیو کہ حاضر تھے انھوں نے ازراہ ظلم و زبردستی کے شاہزادہ شمسون کو باغ میں لا کر ایک درخت خشک میں باندھ کر چاروں طرف سے آگ لگا دی تمام درخت خشک ایک ہرقہ العین میں مانند شعل کے جلنے لگے اور حرارت اسکی جسم شاہزادہ شمسون کو محسوس نہوئی خاموش بیٹھا رہا جب

اس آگ نے کچھ اذیت نہ پہونچائی شاہزادہ شمسون نے دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بخضوع و خضوع کی اور کہا کہ بارگاہ خلیل کی طرح مجھے بھی اس آگ سے نجات دے کہ آگ واسطے کفار کے ہی نہ واسطے مومن کے اور میں تو تیری واحدانیت اور تیرے رسول کی رسالت کا قائل ہوں کہ ناگاہ ایک درخت اس جلتی آگ میں سے سرسبز ہو گیا اور اسی وقت اس میں بلاتا خیر ثمر یا شاہزادہ شمسون نے غور سے دیکھا تو وہ درخت سیب کا تھا اور شاہزادہ بھی اذخود کھل گیا اور درخت سیب کے سایہ میں تشریف لایا اور آتش مطلق محسوس نہ ہوئی بعد چند ساعت کے اس شاخ درخت میں ایک پھل سیب کا مثل یا قوت کے ایسا مجلی نظر آیا کہ آنکھ خیرگی کرتی تھی اور اسکی خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا تھا شاہزادہ شمسون نے سیب کی طرف ہاتھ دوڑایا سیب خود بخود دامن میں آ گیا پھر یہ دیکھا کہ چند دیو فریاد کرتے ہوئے اس آگ میں گر پڑے اور جل کر کوئلہ ہو گئے قصہ مختصر اسی طرح سے سب دیو بسقد کہ دیوار پر واسطے دیکھنے تماشے کے کھڑے تھے سب دیوار پر سے خود بخود آگ میں گر پڑے اور جل کر خاک ہو گئے یہاں تک کہ فرشتائے گنبد دہن اور اسکی ساس ملعونہ بھی وہاں فریاد کرتی دوڑی اور آگ میں گر پڑی اور فی النار ہو گئی شاہزادہ شمسون اس تماشے عجیب سے حیرت میں تھا اور کہتا تھا کہ کیا تیری قدرت ہی کہ کس طرح تو نے دشمن کے ہاتھ سے نجات دیکر کفار و کوا داخل جہنم کیا اس عرصہ میں ایسا پانی برسا کہ سب آگ سرد ہو گئی جب دھوین اور غبار کی تاریکی دفع ہو گئی اور مطلع صاف ہوا چند پریزا دیں ایک تخت زرنگار لیکر حاضر ہوئیں اور دست بستہ شاہزادہ شمسون سے عرض کیا کہ حضور سوار ہوں اور تشریف لیجیے ہمارا بادشاہ حضور کی ملاقات کا مشتاق ہے شاہزادہ شمسون تخت پر سوار ہوا اور سیب مراد جیب میں رکھ لیا اور پریزا شاہزادہ شمسون کو ایک بادشاہ عظیم الشان کے پاس لے گئے کہ وہ تخت یا قوت نگار پر تاج شاہی سر پر رکھے بشوکت تمام متکین تھا اور تمام اراکین سلطنت صفت بہ صفت اپنے اپنے قریب سے کرسیوں زرنگار اور دنگل پر بیٹھے تھے کہ بادشاہ تخت نشین ہو تو قد واسطے تعظیم شاہزادہ شمسون کے اٹھا اور تعظیم دیکر اپنے پہلو میں بٹھالیا اور بعد رسم ملاقات کے کہا کہ امی عالی ہمت و بلند مرتبہ ہکو تمہارا حال بخوبی معلوم ہوا کہ تم پر عشق میں کیسے شیدا ہوا اور مصائب گذرے کہ جسکا حد و حساب نہیں ہے لیکن ہمت مردان و مرد خدا اب حصول مدد کا وقت موجود ہے شاہزادہ شمسون نے بوجھا کہ اسم مبارک حضور کا کیا ہے اس نے کہا پاپی شہر شاہ اس حقیر کو کہتے ہیں اور یہ ملک پریزا دیں کا ہے اور ملک نشوونہ کا بادشاہ ہوں اور ملک نشوونہ دار اس سلطنت خاص قلعہ بنیم پردہ قاف کا میں بادشاہ ہوں مگر اس وقت میرے آنے اور مدد کرنے کی یہ وجہ ہے کہ درخت سیب مراد آصف برخیا نے اپنے دست خاص سے لگا یا اور گرد اس کے بزر و علم جعفر و نیر خاں طلسم بندی کر کے مجھے دار و مدد کر دیا تھا اور یہ دار و مدد غلہ پشین سے میرے نام چلی آتی ہے اور ایک کتاب وصیت نامہ خاندانی میرے پاس موجود ہے اور اس میں لکھا ہے کہ جو انسان و یا پریزا دامن سیب مراد کا

مالک ہو ہر کام میں اُسکی مدد کرنا اور یہ امانت جو تمہارے پاس ہو اُس جوان کو دینا پس میں نے مدد اور ملعون ذبوں کو داخل جہنم کیا اور نام مالک سبب مراد کا شمسون ہو گا اور نام اُسکی معشوقہ کا اوقیہ ماہ رخسار ہو گا ہر شاہزادہ شمسون کو اس بیان بایستمر شاہ سے زیادہ ترجیحت ہوئی اور کہا باوجود اس قدر مسافت کے آپ کو کیونکر اطلاع ہوئی کہ آپ اس عجلت سے شریک مدد ہوئے بایستمر شاہ نے کہا ایشی شہر یار کا مگار ایک درخت سبب میرے بھی مکان خاص میں اُسی وقت کا موجود ہو اور تاثیر طلسمی سے ہر وقت اس میں ایک سبب تیار رہتا ہے پس یہ حکم ہو کہ جس وقت سبب مراد درخت سے گرے اُسی وقت مدد کو روانہ ہونا چنانچہ جسے ہی وہ سبب زمین پر گرے اس وقت اپنے مکان سے روانہ ہوا اور یہاں آکر یہ تماشا دیکھا کہ لشکر فرشتانہ نے چار طرف سے باغ کو گھیر لیا تھا اور آگ لگا دی تھی اور آپ بیچ میں کھڑے تھے میں نے اُنھیں اُسی آگ میں جلا دیا اور انکو اُس آتش سے نجات دی شاہزادہ شمسون نے پوچھا وہ کیا امانت ہے جو تمہارے پاس رکھی ہے بایستمر شاہ بولا ایک صندوق میرے ہر نہیں معلوم اُس میں کیا شے بند ہے آخر شاہزادہ شمسون ہر طلعت شہر شو کیتھ میں مع بایستمر شاہ کے تشریف لایا اور بایستمر شاہ نے پہلے دعوت و ہمانی کی بعد اُسکے وہ صندوق میرے ہر حوالہ کیا شاہزادہ شمسون نے فضل صندوق کا کھول کر دیکھا اُس میں ایک لوح اور کاغذ نکلا اُس کاغذ میں یہ عبارت تھی کہ ایشی شمسون بن قیصر نوس فتح طلسم چشمہ گہر ریز اور عقد اس اوقیہ ماہ رخسار بنت شرفیہ سلطان کاروز ازل سے تیرے نام مقدر ہے اور لوح رازدار طلسم لیکر طلسم میں جاؤ اور شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ کو قید طلسم سے نجات دو دوسرے ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کی ایک دختر صاحب حسن و جمال رشک خورشید پیدا ہوگی اور عقد اُس کو ہر بھر شرافت کا قوم سادات میں ایک سلاطین زادے سے کیا جائیگا جب لوح کے مطالعہ سے فارغ ہوئے بایستمر شاہ سے شاہزادہ شمسون نے رخصت طلب کی بایستمر شاہ نے کہتا ہوں بچے وطن مالوف کے اور فارغ ہونے امور ات دنیوی سے میں خدمت بابرکت میں حاضر ہوں گا بعد اسکے باجائز آپ کے اپنے مکان پر جاؤ نگاہ شاہزادہ شمسون بایستمر شاہ کے ہمراہ پہلے ملک دیو تانہیل میں تشریف لایا وہاں خواص اور تاثیر سبب مراد سے وہ دیونا بکار مع تیغ و کفن کے حاضر ہوا اور فرمانبرداری شاہزادہ شمسون کی اختیار کر کے ہمراہ ہوا شاہزادہ شمسون وہاں سے ملک حریم شاہ میں آیا بادشاہ نے جو تشریف لانا شاہزادہ باشوکت و ذی جاہ کا سنا وزیر سے دریافت کیا کہ تو بھی جانتا ہے کہ یہ شاہزادہ کس قصد سے یہاں تشریف فرما ہوا ہے وزیر نے کہا اگر حکم ہو تو میں تحفہ و سخاوت لیجا کر دریافت کر آؤں حریم شاہ نے اجازت دی وزیر خوش تدبیر شاہزادہ شمسون کی خدمت میں حاضر ہوا اور تحفہ گذرانا شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ امیر برادر وزیر اعظم میری طرف سے بعد سلام کے حریم شاہ سے کہنا کہ تم کچھ اندیشہ نہ کرو میں شاہزادہ اشرف کو چشمہ طلسم گہر ریز سے نکالنے آیا ہوں :

اور جو آپ آنکھوں سے معذور ہو گئے ہیں بفضل خدا آنکھیں روشن و منور ہو جائیں گی وزیر نہایت مسرور و خوش
 حریم شاہ کے پاس آیا اور یہ قصہ بیان کیا حریم شاہ اسی وقت سوار ہو کر شاہزادہ شمسون کی خدمت
 میں پہونچا شاہزادہ شمسون نے بطور بزرگانہ حریم شاہ کی ملاقات کی بلکہ یہ کلمہ کہا کہ میں تمکو
 اپنا عہ نامدار سمجھتا ہوں حریم شاہ نے شاہزادہ شمسون کی دعوت نہایت ذہوم اور تزک سے
 کی شاہزادہ شمسون نے وہ سیب مراد حریم شاہ کو دیا کہ تم بوا سکی سو نگھو پس جیسے ہی حریم شاہ
 نے بوسو نگھی فوراً آنکھیں روشن ہو گئیں حریم شاہ شکر یہ احسان بجالایا بعد اسکے حریم شاہ کی بی بی اور
 لڑکی کی بھی آنکھیں روشن ہو گئیں حریم شاہ نے فرمایا کہ امی شہر یار ذی اقتدار جیسے آپ نے
 حریمہ گل رحسار کو از سر نو حیات تازہ بخشی اسی طرح اُسکے عقد کا بھی حضور کو اختیار ہے جس سے حضور
 چاہیں فوراً بلا عذر کر دین شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ یہ مقدمہ وقت پر معین ہو اب چشمہ گہر ریزہ پر
 جاؤ اور اُسکی علامت بتاؤ حریم شاہ نے کہا پیر مرشد چشمہ گہر ریزہ بیان سے تین روز کے فاصلہ پر ہر
 مگر براہ دیو و پری کے اور علامت یہ ہو کہ جو شخص اُس چشمہ میں قدم رکھتا ہو ایک آواز اندر چشمہ سے
 پیدا ہوتی ہو کہ اپنے شوق سے گورین آیا اور تلاطم پانی میں پیدا ہوتا ہو اور موتی چھوٹے بڑے کنارہ چشمہ پر
 جمع ہو جاتے ہیں اور کوئی غیب سے کہتا ہو کہ یہ مروارید اس بحر غریق کے دار ثون کا حصہ ہو عنہ ص
 دوسرے روز شاہزادہ شمسون اور حریم شاہ اور بابا شہر شاہ کنارہ چشمہ گہر ریزہ کے آئے شاہزادہ
 شمسون نے دیکھا کہ وہ چشمہ تین گز سے تین گز عمود و درہو شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ تم کسی شخص واجب القتل
 کو چشمہ میں داخل کرو تا کہ ہم دیکھیں اگر طلسم فتح ہو گیا تو وہ زندہ بچے گا ورنہ خیراتے میں ایک بڑھا جس نے
 اشرف شاہزادہ بن حریم شاہ کو پرورش کیا تھا اُسے شاہزادہ شمسون سے کہا کہ مجھے
 اپنی زندگی مفارقت شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ بن بدتر مرگ سے ہو اگر حکم ہو تو میں جاؤں
 شاہزادہ شمسون نے کہا تجھے اپنے فعل کا اختیار ہو پس یہ سننے ہی وہ بڑھا داخل چشمہ ہوا
 حسب معمول وہی صدا آئی کہ اپنے شوق سے گورین آیا اور ایک ساعت کے بعد گویا کسی نے چھوٹے
 موتی کنارہ پر رکھ دیے شاہزادہ شمسون نے فرمایا واہ اہل طلسم نے بھی غریب اور امیر میں امتیاز
 رکھا ہو دیکھو کہ شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ کے موتی بڑے تھے اور یہ موتی اُس بڑھے بیچارے
 کے حصہ میں چھوٹے ہیں

اُس داخل ہونا شاہزادہ شمسون مہر طلعت کا چشمہ گہر ریزہ میں بیان



قصہ مختصر شب کو بعد عبادت کر دگا رشا ہزادہ شمشون نے لوح کو دیکھا اُس میں یہ عبارت لکھی تھی کہ اے
 بدست آرنده لوح طلسم گہر ریز صبح کو سامنے جانا ایک درخت زیتون کا ملیگا اُس پر ایک جانور عجیب الخلق
 بزبان خوش الحان بولتا ہوگا تم تیرے اُسے مارنا اور خون اسکا جلدی سے ایک پیالہ بلور میں لیکر پانی چشمین
 ملا دینا چشمین تلاطم شدید پیدا ہوگا اور ایک کشتی مدور پانی سے باہر آئیگی تم اُس کشتی میں جا بیٹھنا وہ کشتی پھر
 چشمین داخل اور غرق ہو جائیگی پھر جہان پونچنا موافق حکم لوح کے کام کرنا شاہزادہ شمشون نے
 حسب ہدایت لوح کے خون اُس جانور کا چشمہ کے پانی میں ملا یا فوراً اُس چشمہ سے ایک کشتی نکلی شاہزادہ شمشون
 اُس کشتی میں سوار ہوا پھر کشتی غرق ہو گئی شاہزادہ شمشون نے خوف سے آنکھیں بند کر لی تھیں جب
 اُنکھ کھولی دیکھا کہ ایک قلعہ بلور کا ہے اور زیرِ قلعہ پیر ایک دریائے زخار نہایت زور و شور سے بہتا ہے کہ
 کشتی لوح دریا پر اسقدر بلند ہوئی کہ فضیل پر پہنچی شاہزادہ شمشون نے ایک شہر بارونق ایسا ملاحظہ کیا کہ جسکے
 مکانات کل صدف و گوہر کے تھے اسی طرح آراستگی بازار اور نقش و نگار ہر در و دیوار کے قیاس کرنا چاہیے اور
 درمیان شہر کے ایک عمارت عالیشان دولت خانہ شاہی صدف خالص کا اور اندر محل کے ایک باغ رشک ازم

کمال فرحت فرا اور اس باغ میں ایک صفہ مربع پر صد ہا نازنین قمر طلعت مروارید و جواہر نگار کے زیور سے آراستہ اور مروارید پوش ایک ملکہ تخت نشین ہو اسکے آگے عجیب لطف سے نغمہ و سرود ہو رہا ہو شاہزادہ شمسوں نے جو ملکہ تخت نشین کو غور سے دیکھا تو سر سے پاتک جسم میں اسکے بجز زیور مروارید کے دوسری چیز نہ دیکھی اور ملکہ کے چوگرد کنیز و خادمہ بطرح سے گرد ماہ کے ستارے ہوتے ہیں اس محفل بہشت منزل میں نظر آئین اور اسقدر مرواریدی کثرت تھی کہ درخت کو بھی بہرون گو ہر شبنم کے نہ دیکھا اور پہلو میں دیوان عام کے ایک بادشاہ مروارید پوش تخت مروارید نگار پر بشوکت تمام بیٹھا تھا اور تمام اراکین سلطنت حاضر تھے کہ یکا یک کشتی غرق ہوئی اور تخت الشری کو پہونچی وہاں شاہزادہ نے زندان خانہ دیکھا اور چند نفر دیو و پری زندان میں مجبوس زنجیر آہنی میں مسلسل تھے اس میں ایک دیوبچہ ایک جوان صاحب جمال سے کچھ تکرار کر رہا تھا اور وہ جوان ہر لحظہ کشتا تھا کہ او ما در خطا نامرد باوجود اس دون ہمتی کے تو میرا مقابلہ کرتا ہو اور مجھے بھی زندان خانہ میں گرفتار کر دیا شاہزادہ شمسوں سمجھ گیا کہ یہ اشرف بن حریم شاہ ہے غرض جب موج دریا کشتی کو بلند کرتی تھی تماشا قلعہ اور باغ کا معلوم ہوتا تھا اور جب تخت میں وہ کشتی پہونچتی تھی تو نزاع لفظی دیوبچہ اور اشرف کی سنائی دیتی تھی بموجب اس آیت کے ذلک تقدیر العزیز العظیم آخر لوح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ جسوقت موج دریا قلعہ کے برابر کشتی کو لائے تو دیوان عام میں دابنے ہاتھ بادشاہ کے ایک مرد کرسی نشین ہندی پوش کتاب کا مطالعہ کرتا ہو گا جب وہ پیر بزرگ ٹھکو دیکھے اسوقت تم پشت لوح اسے دکھا دینا اسی طرح ایک نازنین بنفشہ پوش پیر زال پہلو میں ملکہ کرسی نشین کے مطالعہ کتاب میں ہوگی اسے بھی پشت لوح دکھانا جب وہ مردوزن لوح کو دیکھیں گے بادشاہ اول مروارید پوش کو سلطنت سے معزول کرینگے اور اسکی جاپر ٹکو مقرر کرینگے بعد اسکے جو ہدایت لوح سے ہوگی اسپر عمل کرنا غرض چند بار کشتی قلعہ کے برابر آئی لیکن شاہزادہ شمسوں کی طرف ان مردوزن نے نہ دیکھا ناچار شاہزادہ شمسوں نے پھر لوح میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ قلعہ کی تفصیل پر روزنامہ اسیروں کے واسطے ہر روز کھانا پکاتی ہو تم اس سے کہنا کہ نصف حصہ اشرف بن حریم شاہ کا ہمو دے کیونکہ میں مستحق ہوں ذرہ کیبکی علامت دوم جب تک میں نہ دیکھوگی اعتماد نہ کرونگی تم لوح اسے دکھا دینا وہ ایک کاسہ شیر برنج کا تفصیل قلعہ پر لا کر رکھدیگی تم وہ شیر برنج نوش فرمانا پھر کام میں مصروف ہو جانا شاہزادہ شمسوں نے تین روز اسبطح بسر کی چوتھے روز صبح کو عورتوں کی محفل میں اس بنفشہ پوش نے شاہزادہ شمسوں کو دیکھا شاہزادہ شمسوں نے پشت لوح دکھائی وہ سرنگون ہوئے پھر بڑھے ہندی پوش نے دیکھا اسکو شاہزادہ شمسوں نے روئے لوح دکھا یا وہ بھی چپ ہو رہا جب تین مرتبہ ایسا ہی کیا گیا تو نسل عورات میں اس ہندی پوش نے دربار میں بادشاہ کے پگڑی اور چادر سے اتار لی اور ایک چرخ مارا اور فریاد کی معشر الجنیات بداندیدہ آگاہ باشندہ کہ صرف جینی سلطنت سے معزول کیا گیا اور کاروبار طلسم صاحب سیب مراد کے سپرد ہوا بجز آواز فریاد کے بادشاہ سبز پوش

تخت سے اُترا اور شاہزادہ شمسون کو باعزت تمام کشتی سے دیوان عام میں لا کر تخت شاہی پر بٹھادیا اور سبارکباد دی جب شاہزادہ شمسون تخت حکومت پر اجلاس فرما چکا سب اراکین سلطنت معرفت اُس بزرگ صندی پوش کے ملازمت شاہزادہ شمسون بجالائے شاہزادہ عالیجاہ نے تمام دن عدل اور داد رعایاے شہر میں مصروف رہا شام کو اُس پیر بزرگ نے آکر عرض کیا کہ امی شہر یار دولت مدار ملکہ شبنم گوہر پوش ملازمت عالی کی مشتاق ہے شاہزادہ شمسون نے پوچھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کون ہے اُس پیر بزرگ نے کہا کہ بادشاہ زادی شاہ معزول کی زوجہ مطلقہ ہے شاہزادہ شمسون نے کہا کہ میں کسی کی زوجہ مطلقہ سے سروکار نہیں رکھتا دوسرے یہ کہ صدف پوش نے کیوں طلاق دی صندی پوش نے کہا کہ اس طلسم کا قاعدہ قدیم سے یہی ہے کہ جو حاکم وقت ہو وہ بادشاہ معزول کی ملکہ سے نکاح کرے اور حاکم معزول طلاق دے شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ اس عورت کے کتنے نکاح ہوئے ہیں پیر مرد بولا چودہ شاہزادے نے کہا اچھا سمجھ کے اسکا جواب دیا جائیگا پھر شاہزادہ شمسون نے لوح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوا ملکہ شبنم گوہر پوش کے سب عورات تکو مباح ہیں اور جب وہ ملکہ تھے نہایت منت و سماجت سے پیش آئے تو پھر لوح دیکھنا اور جو حکم لوح ہو وہ عمل میں لانا **شعر**

کہ ہمان روز روز رخصت تست

در میان بہر عیش فرصت تست

اب تم دیوان عام میں اسیران طلسم کو ہلا کر فیصلہ کرو یعنی جو دودھی کہ باہم نزاع رکھتے ہوں انھیں اجازت دو وہ باہم فیصلہ کریں جو ان میں غالب ہو وہ تمہارا عزیز ہے اور جو وطن کو جائے اُسے بعزت تمام رخصت کرو شاہزادہ شمسون بموجب حکم لوح کے تمام روزامورات سلطنت میں رہا شام کو محل میں تشریف لایا ملکہ شبنم گوہر پوش مثل طاؤس طناز بہزاران ناز و عشوہ انداز حاضر ہوئی شاہزادہ شمسون نے تمام نازنینان محل سے ملکہ شبنم گوہر پوش کو باحسن و جمال پایا اور ہر ایک عضو اسکا پر تکلف دیکھا شاہزادہ شمسون بھی باختلاط و گرمجوشی کے پیش آیا اور آدھی رات تک حرف و حکایات میں گزری بعد اُسکے ملکہ کو رخصت کیا ملکہ ایک مایوسی کے عالم میں مجبوراً نہ چلی گئی شاہزادہ شمسون نے دوسرے روز اسیران طلسم کو ہلایا پیر صندی پوش رکن سلطنت نے چودہ نفر اسیر پیش کیے ان میں ایک جوان خوبروز بخیر طلائین مسلسل تھا اور کچھ صورت آشنا بھی معلوم ہوا اور دیو بچہ زنجیر آہنی میں جکڑا تھا شاہزادہ شمسون نے کہا کہ آج اشرف اور شرف قول کی رو بکاری کرونگا پھر اشرف سے پوچھا کہ اگر تو دینے و دانستہ کیوں قید طلسم میں پھنسا اشرف نے عرض کی کہ امی آزاد کنندہ بیچارگان مجھے اسی دیو بچہ نے گرفتار کر دیا اور تمام سرگزشت اپنی بیان کی پھر شرف قول سے فرمایا او مردود جو تو قابل مقابلہ نہ تھا پھر کس واسطے مقابلہ کیا دیو بچہ بولا امی شاہ طلسم جب اشرف کے باپ نے اپنی بیٹی مجھے نہ دی مھکو سوا اسکے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا اسواسطے کہ یہ قید دائمی میں گرفتار ہو لیکن جب تک میں گرفتار نہ ہوتا یہ اشرف قید نہ کیا جاتا لہذا میں نے

اشرف شاہزادہ کو خود پھنس کے قید کرایا پھر شاہزادہ شمسون نے فرمایا تم دونوں ہمارے سامنے زور کر دو تو ہم دیکھیں کہ تم دونوں میں سے کون زبردست ہو شرف قول نے عرض کیا یہ پر یزاد کی سی طرح میرا مقابلہ نہیں کر سکتا شاہزادہ شمسون نے اشرف سے فرمایا کہ سنا تھے شرف قول کیا کہتا ہے اشرف بولا غلام کو اس قید سے حضور آزاد فرما دیں تو پھر تماشا دیکھیں کہ میں اس حرام زادہ کے ساتھ کیا کرتا ہوں یہ تا بعد از فقط حکم کا منتظر ہوں شاہزادہ شمسون نے خود دونوں کے بند طلسم کھول دیے اور دونوں اسی وقت حرب و ضرب میں مشغول ہوئے آخر شاہزادہ شمسون نے شرف قول کو قتل کر کے آگ میں لاش اُسکی جلوادی اور اشرف کو کرسی خاص محبت کی شاہزادہ شمسون نے کہا میں تیری رہائی کیواسطے فقط یہاں آیا ہوں بعد اسکے کل حقیقت اپنی بیان کی اشرف نے دست شاہزادہ شمسون پر بوسہ دیا اور حال نا بینا ہو جانے والدین کا سنا اور یہ بھی سنا کہ شاہزادہ عالی جاہ نے آنکھیں بھی بند ستور کر دیں پس بھر دھننے اس حال کے نہایت خوش ہوا شاہزادہ شمسون نے فرمایا اب اپنا حال بیان کر اشرف نے عرض کی کہ جب میں چشمہ میں کودا اور تحت الشرعے کو پہونچا جبکہ مجھے ہوش ہوا دیکھا کہ دیوان عام میں بیٹھا ہوں پیر صندی پوش نے مجھے حمام کرایا اور لباس شاہانہ پہنا یا اور تخت شاہی پر بٹھا دیا بادشاہ اول گوہر پوش نے نذر دی اور شل ملازموں کے حاضر رہا میں نے تمام روز حیرانی کی اور غلبہ کو محسوس کیا ایک نازنین گوہر پوش سے بے اختیار ہی میں محبت کی وہ صحبت نہ تھی بلکہ قیامت تھی کہ میں بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا اپنے کو اسی دیوان عام میں مقید پایا اور وہی بادشاہ اول گوہر پوش تخت نشین ہو گیا اور حکم تعزیر مقررہ سلاطین مجھے ہوا اُس صندی پوش نے چند چھڑیاں پھول کی مجھے ماریں اور موتی برابر بیفہمہ کج شک کے دکھائے کہ یہ تیرے عوصل میں ہم تیرے وارثوں کو دیتے ہیں میں چپ ہو رہا پھر مجھے تہ خانہ میں قید کیا اور دو کاسے شیر برنج کے غذا مقرر کی یہ سب شاہزادہ شمسون نے اشرف کو ایک محل میں رہنے کا حکم دیا اور چند پر یزادین خدمت کو مقرر کیں دوسرے روز پیر بزرگ سے کہا کہ ایک اسیر کو لاؤ پھر مرد اول ایک مرد ضعیف کو لایا شاہزادہ شمسون نے اُس سے بھی حال پوچھا اُس نے بعد دھا اور ثنا کے عرض کیا کہ میں گوہر پوش کا با و شاہ ہوں جس زمانہ میں سیکل شاہ جنی باپ میرا زندہ تھا اور عمر میری پچیس سال کی تھی ایک روز جو میں شکار کو گیا اور اس چشمہ پر پہونچا اور حاضری کھائی ایک مصاحب نے کہا کہ اس شاہزادہ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے کہ یہ چشمہ طلسم ہے مجھے یہ خیال یہودہ شامت اعمال سے پیدا ہوا کہ اسکے اندر کا حال دیکھنا چاہیے میں نے بجا ہوش دل ققتیان جنی اپنے معلم سے اس کیفیت کو بیان کیا معلم نے کہا کہ ایک کتاب پشت نامہ کے طور سے ہمارے خاندان میں چلی آتی ہے اور اُس کتاب میں چند نقش ہیں اور انکی یہ صفت لکھی ہے کہ جو اس نقش کو بازو پر باندھ کر جس طلسم میں جاوے اُسے کسی نوع کا آسیب نہ پہونچے گا میں ایک نقش کو بازو پر باندھ کر چشمہ میں داخل ہوا قصہ کوتاہ اول میں بادشاہ ہوا

اور شب کو ملکہ شبنم کو ہر پوش ایک نازنین سے ہم صحبت ہوا پس قیامت ہو گئی اور زندان میں قید ہو گیا مجھے چالیس برس قید میں گزارے گئے کہ میں اور وزیر میرا قیدی شاہزادہ شمسون نے قریل بن ہیکل شاہ جنی کو مع وزیر کے خلعت مروارید عنایت فرمایا اور موکلان طلسم کو حکم دیا کہ اسکو اسکے وطن میں با آرام تمام پہنچا دو بعد اسکے اور اسیر طلسم کو بٹایا اور حال پوچھا اُس نے عرض کی کہ اے شہر یار ابد قرار غلام سرخون نشاط پور اور میں الگہ خاکریز کے بادشاہ کا اختیار ہوں قضا را ایک روز میرے آقا نے مجھے ایک کام کو بھیجا مجھے راہ میں یہ چشمہ ملا میں بوجہ کسل راہ کے اُس چشمہ پر واسطے آرام کے بیٹھ گیا وہاں دیکھا تو سفید پتھر پر یہ شعر لکھا ہوا شعر

درین چشمہ مردے کہ زد غوطہ چست | بہ بخشش نشانند روز نخست

میں دل میں نال نیک بھکر چشمہ میں واسطے غسل کے ہسترا کہ مرتبہ شاہی لینا چاہیے جیسے ہی میں نے غوطہ مارا مثل اور اسیروں کے میں بھی قید ہو گیا شاہزادہ شمسون نے کہا کہ میں تجھے تیرے وطن کو روانہ کر دوں سرخون نشاط بولا کہ اب میں بہ چند نفس حضور کے زیر قدم بسر کرونگا شاہزادہ شمسون نے اُسے اپنی خدمت میں رکھا پھر اسیر چارم آیا وہ مرد ضعیف و زار و نحیف تھا پوچھا تو کون ہو اُس نے کہا میں بادشاہ مینا عکار کا بیٹا ہوں جو مضافات قلعہ پنجم قاف کا ہے ایک روز میرے ہم صحبت نے ملکہ سرو بالا پری بادشاہ قلعہ ششم کی بیٹی کی ایسی تعریف کی کہ میں نادیر اسکا عاشق ہو گیا اور باپ ملکہ کا میرے باپ سے کہ مرتبہ میں زیادہ تھا اسوجہ سے میرے باپ کو جرات پیغام نسبت کی نہوی آخر کار سوداے عشق میں اُسکے نوبت قریب بجنون پہنچی میں دیوانہ وار زیبا سواد شہر میں نکل گیا وہاں تمام دن کوچہ گردی میں گزارا اور شام کو زیر قصر اُس گلے دار کے فقیرانہ بسر کرتا رہا یہ داستان میرے سوداے عشق کی اس قدر مشہور ہوئی کہ ملکہ کو بھی خبر ہو گئی جب ملک ارشون ملکہ سرو بالا کے باپ کو خبر پہنچی اُسے چاہا کہ اس فساد کو رفع دفع کر دوں کہ شاید بادشاہ چارم اس قصہ کو سنے اور نوبت فساد کی پہنچے کیونکہ قلعہ چارم کے بیٹے سے ملکہ کی نسبت ہو چکی ہے اور یہ باعث بڑی بدنامی کا ہو گا آخر ایک روز ملک ارشون نے ایک ملازم کے ہاتھ میرے پاس پیغام بھیجا کہ اگر ملکہ سرو بالا سے عقد چاہتا ہو تو طلسم گہر پریز سے تھوڑے موتی آبدار لادے تاکہ زیور عروس تیار ہو یہی مسد ملکہ کا ہے میں نے ملازم سے پوچھا کہ طلسم گہر پریز کہاں ہے اُس ملازم نے مجھے اس چشمہ پر لا کر کھڑا کر دیا اور کہا اس میں غوطہ مار سہان سے یقین ہو کہ تیری مراد برآیگی میں بوجہ خود رفتگی کے چشمہ میں کودا پھر یہی مصیبت مجھ پر بھی گذری جو کہ حضور نے اور اسیروں سے سنی پھر اسی شہر یار چند روز کے بعد ایک جوان مہ جبین خورشید طلعت کو جو میں نے قید میں دیکھا مجھے خود بخود محبت اُسکی پیدا ہو گئی میں نے پوچھا اے جوان تو کون ہو اُس نے بیان کیا کہ میں ملک ارشون کی بیٹی ہوں اور نہایت آبدیدہ ہو کے نام سرو بالا ہوتا ہے میں ایک عالم تھیر میں ہو گیا اور کہا کہ سہجان اللہ تیری قدرت کہ اس قید خانہ میں اور سرو بالا خود پہنچے پھر

میں نے پوچھا کہ اے جان جہان تو کیونکر یہاں آئی اُس نے کہا کہ جب تجھ کو میرے باپ نے فریب سے طلسم میں گرفتار کر لیا
میں نے سنا کہ تیرے سوداے عشق میں اُس عاشق رنجور کا یہ حال ہوا مجھے بھی ایک دلولہ دلی پیدا ہوا کہ
جس طرح ممکن ہو تو بھی اپنے کو اپنے عاشق کے پاس پہنچا اور یہ دو چار شعر میرے حسب حال اپنے پیٹھے سے

تھنکے یہ حال نہار عاشق زار	بستر خاک پر گری اکبار	یش غم نے ہر کردیا بیکار	درد کا گھر ہوا دل بیکار
خاطر افکار حصار ہوئی	جان بخت کش نگار ہوئی	دل نہ سمجھا اور اضطراب کیا	آتش شوق نے کباب کیا
رفتہ رفتہ سخن ہوئے ناسے	گئے اُٹھنے جگمگے ہر کالے		

پس اس قدر تپ مفارقت و ہجرت سے حال درہم درہم ہوا کہ جسکی وجہ سے صاف تپ محرقہ کا دہم ہوا اور ہوش و
حواس نے بھی حجاب دیا اور رنگ و ناموس کا شباب ہوا چہرے آپس میں جب یہ ہونے لگے دوست دشمن ہمارے
ہونے لگے ایک ہمارا زہری دمساز نے کہا کہ اے ملکہ کیون جان بغیرین مہفت برباد کرتی ہو اور کس کی اُلفت کا دم
بھرتی ہو یہ خیال محال اپنے دل سے نکال دالو اور زورق زندگانی سفینہ کو جوانی دیدہ و دانستہ در طہ ہلاکت میں
نڈالو اور دل خود رفتہ اپنا سنبھالو شعر

سہل سمجھے ہو کہ آہسان لگانا دل کا	آہسان لیتا ہی میری جان لگانا دل کا
-----------------------------------	------------------------------------

پس میں آخر کار اپنے اور بیگانے سے پوشیدہ محل سے نکل چہشمہ میں داخل ہوئی اور تیری رفاقت میں پہنچی میں نے
جب یہ حال اُس سرور بالا کا سنا خوب رویا اور شکر پیر و درگاہ کیا کہ خدا نے زندہ معشوق سے ملا یا الغرض ہم تین برس
سے قید ہیں اور اب تک کوئی صورت نجات کی نظر نہیں آئی شاہزادہ شمسون نے نام پوچھا اُس نے کہا کہ حسان پریزا
غلام کو کہتے ہیں شاہزادہ شمسون نے فرمایا اگر مرضی ہو تو تجھ کو ملکہ سرور بالا کے وطن میں ہو چو ا دو دن
حسان پریزا دولا کہ اے شہریار نامدار میں اب حضور کو چھوڑ کر کہاں جاؤ لگا غرض ایک محل حسان پریزا کو بھی
عنایت ہوا اور نہ مایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کتھائی تمھاری بعنوان شالیستہ کر بیٹے چندے تم دو دن عاشق و معشوق
صحبت پاکبازی میں رہو پھر اسیر بیچم کو طلب کیا اور حال پوچھا اُس نے کہا اے بادشاہ جم جاہ طلسم میرا حال میرے بھائی
برط سے دریافت فرمائیے غرض بھائی کو اُس کے ملا کر پوچھا تو اُس کا ایک اور بھائی بزرگ تھا اُس نے کہا کہ میں بھی
نہیں جانتا میرا بڑا بھائی جانتا ہی پھر تیسرے بھائی کو بلا یا اُس نے بھی یہی کہا جب وہ چاروں بھائی ایک جا ہوئے
تب شاہزادہ شمسون کے دل میں خود بخود محبت اُن چاروں شخصوں کی پیدا ہوئی کہ بدون دریافت حال امکان
اُنکو محبت فرمایا اور فرمایا کہ آج میں ان چاروں کی ہمائی کرونگا پھر قیدی دوسرا طلب کیا اس مرتبہ ایک عورت
برطھیا کر یہ نظر کوڑہ پشت و زلف رو ازق چشم سراپا خراب حال حاضر ہوئی شاہزادہ شمسون نے بیکمال
کراہت فرمایا کہ تو کون بلا ہو اسوقت اُن چاروں بھائیوں نے اُس مکارہ و عمارہ کو دیکھ کے ایک شور و غل مچایا

اور کہا کہ اے شہر یار فلک اقتدار عدالت شعار ہم چاروں بھائی اسی مکارہ عذارہ کے سبب سے اس بلا سے
ظلم میں مبتلا ہوئے اسی ملعونہ نے وطن سے ہمو آوارہ کیا اور تخت عورت کو ہمارے خاک مذلت میں ملا دیا شاہزادہ
شمسون نے فرمایا اے جوانان و دلاوران برائے خدا اب تم اپنا قصہ بیان کرو

بیان کرنا بڑے بھائی کا اُن چاروں بھائیوں میں سے قصہ اپنا شاہزادہ شمسون کے رو پر



بڑے بھائی نے شاہزادہ شمسون کی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ اے شہر یار و الا تبار ہمو یہ خوف ہو کہ قصہ
ہمارا نہایت طول و طویل ہو ایسا نہ ہو کہ حضور کو تکد و خاطر ہو شاہزادہ شمسون نے فرمایا تم کہو کہ مجھے خود ہمتی ہے
حال حیرت انگیز کے سننے کا کمال اشتیاق ہو بعد بڑے بھائی نے قصہ اپنا بیان کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ اے
شہر یار کا سگار ہم چاروں بھائی حقیقی بادشاہ ارض الذہب سلطان فیض نوس کے فرزند ہیں ایک ماں باپ
سے اور ہم چاروں آپس میں ایسی محبت رکھتے ہیں کہ ہمیں ایک دم کی جدائی شاق تھی اور کبھی علیحدہ نہیں رہے
ایک روز ہم نے اپنے باپ سے رخصت شکار طلب کی اور صحر اکور و انہ ہوئے شاہزادہ شمسون کو یہ بات سن کے
کمال حیرت ہوئی اور دلیں کہا کہ بادشاہ ارض الذہب کا سوا میرے اور کوئی فرزند میں نے سنا بھی نہیں
دیکھا کیسا شایہ چمنام کوئی اور ملک و بادشاہ ہوگا خیر سنا چاہیے ہم چاروں بھائی دار الخلافت مرصع نگار سے

چار سو فرسخ نکل گئے کہ ایک ہرن جسکی نقرئی و طلائی جواہر نگار کی سنگوٹیاں جڑ میں اور جھول زر بفت کی پڑی گھنگرو پینے چوڑیاں بھرتا سناٹے سے آتا نظر آیا ہر چند ہنسنے قصد گرفتار کرنے کا کیا لیکن گرفتار نہ ہو سکا اس قدر حیران و سرگردان ہوئے کہ گھوڑے بھی ہلاک ہوئے اور ہم بھی نہایت خستہ ہو گئے اور وہ ہرن غائب ہو گیا ہم جو نہایت خراب و خستہ و حیران و پریشان ہو گئے تھے اس وجہ سے جاے سکونت ڈھونڈتے پھرتے تھے کہ ایک باغ میں پہنچے وہاں ایک مکان عالیشان دیکھا کہ جہاں صدیہ ناز میں پریرا دلکش زاہد فریب عابد کش ماہ رو جمع ہیں اور ایک خوشنم و صاحب حسن و جمال حور تمثال با جاہ و جلال تخت نشین ہو اور سامنے اُسکے تاج گانا ہو رہا ہو ہلوگ تماشے میں اُن پریرا دون کے ایسے محو ہوئے کہ ہکو مطلق خبر نہ رہی اور اپنی خرابی و حیرانی پر لیشانی سب بھول گئے ملکہ نے ہمیں نہایت عزت و احترام سے بلایا اور تخت پر اپنے پہلو میں بٹھالیا اور شراب و کباب کی صحبت گرم ہوئی اور اُس عالم بے خودی کے نشہ میں ہر ایک بھائی کو شوق وصال پیدا ہوا لیکن ہضم و حجاب سے کوئی اظہار مطلب نہ کر سکا جب آدھی رات آئی ہم چاروں بھائیوں کے لیے علیحدہ علیحدہ مکان واسطے آرام کے فرش و فرش سے آراستہ ہوئے اور کثیران ماہ رو ہر ایک کی خدمت کیواسطے معین ہوئیں مگر ہم شوق وصال ملکہ میں ایسے محو ہو گئے تھے کہ اپنے حال کی مطلق خبر نہ رہی شاہزادہ شمسون نے نام پوچھا اُس نے کہا کہ نام ہمارا مہرون اور جو مجھے چھوٹا بھائی ہے اُسکو بچون کہتے ہیں اور اُس سے چھوٹا بھائی جو ہر اُسکو مقرون اور اُس سے چھوٹا جو ہر اُسکو بدرون کہتے ہیں اور اُس طرح ہر ایک میں ایک سال کی چھوٹائی بڑائی ہے قصہ کوتاہ ہم تو خیال وصال ملکہ میں تھے ہی آخر غرض خدمتی ہی رہی روکشادہ سے کہا کہ میرا دل شوق وصال تمہاری ملکہ میں تڑپتا ہے اُس نے کہا کہ ہاں یہ امر ممکن ہے الا کبھی کبھی تو میرے کام بھی آؤ گے میں نے روکشادہ کا کہنا قبول کیا وہ کینہ میرے پاس سے چلی گئی اور بعد ایک لمحہ کے پھر آئی اور کہا کہ میں نے بڑی مشکل سے ملکہ کو راضی کیا ہے مگر خبردار اس بات کا خیال رکھنا کہ جو ملکہ عالم فرمائے اُسکو بدل و جان قبول کرنا کیونکہ ہماری ملکہ فقط اطاعت چاہتی ہو میں یہ سنکر روکشادہ کے ساتھ بشوق تام چلا روکشادہ نے مجھے ملکہ کے پاس پہنچا دیا اور سرگوشی کر کے روانہ ہو گئی میں ملکہ کے پہلو میں بیٹھ گیا اور عجز اور نیاز کی باتیں کرنے لگا اور شراب کے نشہ میں دلوں بشوق سے ایک بوسہ بھی لے لیا ملکہ کے منہ سے ایسی بو سے بد آئی کہ دماغ پریشان ہو گیا اور یقین تھا کہ تو ہو جاوے اور نشہ بالکل جاتا رہا اور نوبت غشی کی آگئی ملکہ نے جو مجھے تلفد دیکھا روکشادہ سے کچھ اشارہ کیا روکشادہ نے مجھ سے علیحدہ نفرت کا باعث پوچھا میں نے کہا کہ تمہاری ملکہ کے منہ میں ایسی بد بو آتی ہے کہ میری جان کھل گئی ہوتی روکشادہ نے کہا کہ ای جو ان یہ نازنین حکیم و سواس کی بیٹی ہے اُس حکیم نے کسی وجہ سے اسکا کسی سے عقد نہ کیا پس یہ ناکتخارہ گئی مگر جب طعن و تشنیع خلایق سے عاجز آیا اُس وقت اُس نے ایک عطر ایسا بنایا کہ جسکی بو

مرد عورت کی طرف رغبت نہ کرے اور تمام عمر عورت سر بہر رہے آخر وہ عطر اپنی بیٹی کے جسم میں ملا اور کہا کہ سچے اجازت دی تو جسکے پاس چاہے جائیں نے جو یہ داستان سرا یا ہتھان سنی حکیم و سواس کو لعنت و طاعت کی اور پوچھا کہ بھلا اسکے دفع ہونے کا بھی کوئی علاج ہو رو کشادہ نے کہا ایو جوان کجب والدہ ملکہ اپنی بیٹی کے حال سے آگاہ ہوئی کمال رنج و الم ہوا کیونکہ عورت کو بیٹی کے عقد سے زیادہ تر خوشی ہوتی ہو جس نے حکیم و سواس شہر سے اپنے کہا کہ او ظالم اس عطر کی ماش سے تو یہ بہتر ہو کہ تو اپنی بیٹی کو ہلاک کر تا تو اس سے اچھا تھا کہ یہ بیاری مظلومہ تمام عمر اس عذاب الیم سے نجات پاتی افسوس کہ اس حسینہ کو تمام عمر لذت نفسانی سے محروم رہے نصیب رکھا حکیم و سواس کنت سے بی بی کے بولا کہ تم جس مرد کا اس سے نکاح کرو اول یہ روغن ملنا بعد اسکے اسی چشمہ میں غسل کرانا کہ اسکا پانی زمین کے اوپر بہتا ہو یقین ہو کہ بعد غسل کے پھر بومشک و عنبر سے زیادہ تر ہو جائیگی اب اجل میری قریب ہو کہ جو میں نے یہ علاج بتا دیا ورنہ ہرگز زبان سے نہ نکالتا اور ای شہر یار واقعی بعد گزرنے چار روز کے وہ حکیم رحلت کر گیا میں نے رو کشادہ سے کہا کہ براے خدا مجھے وہ روغن دے اور وہ چشمہ بتا دے میں تمام عمر تیرا شکر گزار رہوں گا رو کشادہ نے ایک شیشی میں روغن دیا اور مہیوقت یہ چشمہ بتا دیا میں نے وہ روغن اپنے جسم میں خوب ملا اور اندر چشمہ کے داخل ہوا اور غوطہ مارا غرض بھر دیا نے غوطہ کے گرفتار ہو کر قید ہوا اور چند ساعت کے بعد میرے آگے پیچھے قرون و بدرون و بجنون بھی طلسم میں آئے اور قید ہو گئے اسی طرح ہم چاروں بھائی قید طلسم میں گرفتار ہوئے ہمیں آئے دو روز کا عرصہ ہوا تھا کہ نگہبانان طلسم نے اس ملعونہ کو بھی زعمان قید میں بھیج دیا پہنچے جو اسکو دیکھا ہرگز صورت سے واقف نہ ہوئے آخر ایک روز ہم سے اسنے کہا کہ ایو جوان دلاور تم مجھے بھی واقف ہو کہ میں کون ہوں سچے بالاتفاق جواب دیا کہ خدا نہ کرے کہ ہم تیرے حال سے واقف ہوں خدا جانے تو کون بلا سے بد ہو آئے کہا کہ میں وہی نادین صاحب باغ ہوں جسکے عشق و وصل میں تم گرفتار ہوئے تھے اصل صورت میری یہی ہے اور وہ شکل زیبا جو تنے باغ میں دیکھی تھی وہ عارضی تھی اب یہ ملعونہ بھی حضور میں حاضر ہوا شاہزادہ شمسوکن نے فرمایا اسے ضعیف تو نے سنا کہ شاہزادوں نے تیری نسبت کیا بیان کیا وہ بولی ایو شہر یار یہ مقام طلسم ہی میں سچ کوئی اصل پیشہ میرا سحر ہی اور شعلہ سحر میرا نام ہی میں نے یہاں بوجہ آب و ہوا کے خوش کے ایک باغ نہایت وسیع و بڑا بنوایا اور میں برس اوقات اپنی یہاں بسر کی اور خوب عیش و آرام کیا اس عرصہ میں جو جوان خوش جمال نظر آیا میں نے کسی نہ کسی بہانہ سے جلا کر جب تک اس میں طاقت رہی کام لیا بعد اسکے اور مرد کی تلاش رہی اور جس نے کہ بوسے دہن سے میرے نفرت کی آسکو میں نے اسی چشمہ میں ڈبو دیا اسی طرح میں برس گزیر گئے حسب اتفاق یہ بھی چاروں بھائی آئے ان سے بھی میں نے اپنا اظہار طلب کیا اور جب انکو متفرق کیا تو گنیزون سے کہہ دیا کہ انکو چشمہ میں غوطہ دید و گنیزون نے ایک داستان بے سرو پا بیان کر کے انھیں مشتاق کیا

کہ یہ خود غوطہ کھا کے شاہزادہ شمسون نے کہا پھر تو کس طرح چشمہ میں آئی شعلہ نے کہا اے شہر یار بعد گرفتار ہونے ان چاروں جوانان نامدار کے ایک مرد بزرگ سبز پوش عصا کے سبز ہاتھ میں لیے ہوئے باغ میں تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ اب جا تو خراب کفندہ سلاطین قاف کب تک تو بندگان خدا کو فریب دیکر سے قید طلسم میں گرفتار کر ایگی اور روسیا ہی دین و دنیا کی محض لذت نفس شوم کیواسطے اختیار کیا کہ مگر آیا تو یہ نہیں جانتی کہ ان کو نہ لالہ چمن اقبال کی جدائی میں مان باپ کا ان لو جو انون کے کیا حال ہوا ہوگا اگر خداوند تعالیٰ انکی حفظ جان نہ کرتا تو تو نے کوئی دقیقہ انکی جان جانے میں باقی نہ رکھا تھا یہ کہے وہی عصا کے سبز میرے سر پر مارا پس فوگامیرا علم و عمل رنجست ہو گیا اور حسب احکام اسکے میں بھی چشمہ میں داخل ہوئی یہ کنیز کی حقیقت ہی شاہزادہ شمسون نے پوچھا بھلا کس قدر تو نے آدمی چشمہ میں قید کر کے ہونے شعلہ بولی کہ سوا اسکے صحت مرد اور خوش جمالوں کو میں نے قید طلسم میں پھنسا یا ہی شاہزادہ بولا اب جو تو چھوٹے تو کہاں جا ایگی شعلہ بولی کہ اب میں صریح اقدس پر جا کر باقی عمر اپنی توبہ و استغفار میں گذرانوں گی شاہزادہ نے کہا صریح مقدس کس سے مراد ہے شعلہ نے کہا مرزا حضرت آصف بن برخیا علیہ السلام سے مراد ہے کہ گناہ گاران خلق کا وہی مقام ہے شاہزادہ شمسون نے موکلان طلسم کو حکم دیا کہ شعلہ کو پہونچا دو اور چاروں پہونچا دے سے کہا کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے وہ بولے ہم خدمت عالی میں حاضر رہینگے شاہزادہ شمسون نے اُسکے رہنے کو ایک بار گاہ عالی شان عنایت فرمائی اور اسیر گیارھویں کو بلایا یہ وہی بڑھا شرف کا خدمت گزار تھا اور وہ دیوانگی کی وجہ سے کچھ نہ کہ سکا شاہزادہ شمسون نے اُسے رہنے دیا اور ملکہ سرو بالا پیری کو بلایا اور حقیقت پوچھی اُسنے عرض کی کہ اے شہر یار نامدار میں لباس مردانہ چشمہ میں داخل ہوئی ایا لیان طلسم نے اول مجھے تخت پر بٹھایا اور رات کو محل میں بے گئے اسوقت ملکہ کو ہر پوش بننا معشوقانہ میرے پاس آئی اور مجھے اظہار مطلب کیا میں خوب ہنسی جب ملکہ کو ہر پوش میرے حال سے آگاہ ہوئی فوراً مجھ کو زندان خانہ میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ خبردار بدون تحقیق کے کسی اسیر کو ہمارے پاس نہ لانا پس میں محفوظ رہی شاہزادہ شمسون بعد استفسار حال اسیروں کے دیوان عام میں تشریف لایا اور ملکہ شبنم کو ہر پوش کو کرسی زر نگار محبت فرمائی تا نصف شب صحبت نایب و رنگ رہی اُسکے بعد ایک پری کو ہمبستری کیواسطے بلایا اور ملکہ شبنم کو ہر پوش کو رخصت کیا ملکہ کو یہ امر ناگوار گذرا لیکن داب و رعب شاہزادہ سے دم نہ مارا عرض اسی طرح چند روز بسر ہوئے کہ دن کو دربار کرتا اور شب کو عیش و عشرت میں رہتا ملکہ شبنم کو ہر پوش آتش فراق میں جلیبی تھی آخر ایک روز ملکہ نے سب پریوں پر قد غن کی کہ خبردار کوئی پری شاہزادہ کے بلانے سے ہرگز نہ جائے جب شاہزادہ محل میں آیا حسب معمول ایک خواص کو طلب کیا وہ کام کے حیلے سے مل گئی آخر جس خواص کو بلایا سب نے بہانہ کیا آخر ایک خواص سے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ جب میں کسی کنیز کو بلاتا ہوں وہ چلی جاتی ہے میرے پاس نہیں آتی اُسنے اشارہ سے کہا کہ ہکو ملکہ شبنم کو ہر پوش نے منع کیا ہے شاہزادہ سمجھا کہ خود ملکہ آئیگی آخر چند ساعت

تنہائی میں کاٹیں گرجب یلنگ پر گیا نیند نہ آئی یہ بھی قاعدہ طلسم کا تھا کہ بدون عورت کے قرار و آرام نہ آتا تھا
 دوسرے شاہزادہ شمسون کا عین شباب تھا آخر میں ملکہ شبنم کو ہرپوش بصد اعزاز شاہزادہ شمسون کے پاس
 آئی اور کہا اے مرد بے مروت میرا کیا قصور اور خطا تھی کہ جو تھے جھگڑاؤں فراق میں جلایا اور طرہ یہ کہ خواہوں کو
 مجھ پر فون دیا جائے انصاف ہو کہ میں کب تک ضبط کروں اور خون جگر کھاؤں واللہ اب مجھے صبر نہیں ہو سکتا اور
 میرا ہاتھ اور حضور کا گریبان ہو گا جنت تک کہ مقاصد دی میرا حاصل نہو گا کبھی ہاتھ گریبان سے جدا نہو گا شاہزادہ
 شمسون نے ملکہ شبنم کو ہرپوش کو گلے سے لگایا اور بوسے کب و خسار کے لیے اور خواہش دل سے دلو کہ شوق
 ذوق کو دوں کیا تھا کہ خیال آیا کہ حکم لوں کا یہ ہے کہ بدون دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا چاہیے ایسا نہو کہ کسی بلا سے
 تازہ میں گرفتار ہو جاؤں اور ملکہ شبنم کو ہرپوش سے کہا کہ ایک لحظہ توقف کرو میں بعد الفراق حاجت کے
 آتا ہوں ملکہ شبنم کو ہرپوش خاموش ہو رہی شاہزادہ نے ایک گوشہ میں جا کر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ جب
 ملکہ شبنم کو ہرپوش حد سے زیادہ مبالغہ کرے تو تم کہنا کہ میں کھٹل اور واردان طلسم کے نہیں ہوں میں اس شرط
 سے تمہارے پاس رہتا ہوں کہ جھکو مع میرے رفقاء کے مقبرہ مسافران میں پہنچا دے اور وہاں جو قصہ
 روز ازل سے میرے واسطے مقرر ہے اسکا نشان بتا دے ملکہ شبنم کو ہرپوش اس فرمائش سے آزر رہا ہو کر
 چلی جائیگی اور مدت تک تیرے پاس نہ آو گی تو بھی خبر نہ ہونا اور رات و دن عیش و عشرت میں اوقات اپنی بسر کرنا
 پھر آخر ایک شب عالم سستی میں عام خواہوں کی نظر بجا کر پوشیدہ تیرے پاس آکر کہیگی کہ علاوہ اس امر کے اور
 جو تو فرمائے میں بسر و چشم بجا لاؤں مگر یہ بات میرے قبضہ قدرت میں نہیں ہے مگر تم اپنی بات پر قائم رہنا اور
 کہنا میرا ایک ہی قول ہے ملکہ شبنم کو ہرپوش کہیگی کہ ہر درویش و درویش اگر آپکو تنہا چلنا ہو تو میرے ساتھ
 چلیے تم کہنا کہ میں بغیر رفیقوں کے ہرگز جا نہیں سکتا پھر ملکہ شبنم کو ہرپوش کہیگی کہ اول میری حاجت روائی کرو تم کہنا
 کہ میں اول مقبرہ میں جاؤں گا ملکہ شبنم کو ہرپوش پھر خفا ہو جائیگی پھر تم روز سہ شنبہ کو کنارہ کنارہ دریا کے روانہ ہونا
 چند فرسخ کے بعد ایک فقیر ہندی کے پاس پہنچے گا اور وہ غصہ و توجہ کی کے ہو گا پھر توجہ کی کو سلام کرنا اور خاموش
 چپ بیٹھے رہنا جوگی پوچھے گا اے بادشاہ طلسم گہریز تیرا کیا مطلب ہے تم کہنا اے گرد مقدس میدان تک طلسم ہذا اور
 اب پورہ ہونا اسکا نقطہ تمہاری ہر بانی پر باقی ہے آئندہ جو جوگی کے عمل میں لانا المقصد شاہزادہ شبنم کو
 پرست نا تھ جوگی کے پاس پہنچا اور اس کے روبرو کل حقیقت اپنی بیان کی پرست نا تھ نے کہا اے بادشاہ طلسم
 تیرا عمل جوگ سے متعلق ہے شاہزادہ شمسون نے کہا میں عمل جوگ سے واقف نہیں جوگی بولا اہل ہند کے
 فرقہ میں ایک کوک شاہستر ہے اس میں اکثر جا پر لکھا ہے کام دیو ایک جادو چیز ہے جسب تھ ہندی کے ایک موضع میں
 رہتی ہے جو اس وقت صاحب علم اس اعضا سے عورت کو کہ جہاں وہ اس روز ہے حرکت دے تو فوراً عورت خود بخود

سہرہ ہو جاوے گی تم اول ملکہ شبنم گوہر پوش سے عہد کر لینا کہ نصف تیرا کام آج کرونگا اور پورا کام تیرا میں اُس روز کرونگا جس روز مقبرہ مسافران میں پہونچا دیگی بعد اسکے جس اعضا میں کہ اسکے اُس روز کام دیو ہو اُس جا پر بہ نری تمام ہاتھ پیرنا یقین ہو کہ تجھے کچھ راضی ہو جائیگی اور آئندہ کی اسید دار سیکی قصہ کوتاہ شاہزادہ شمسون پر بت نا تھ سے رخصت ہو کر ملکہ شبنم گوہر پوش کے پاس آیا اور بعد عہد و پیمان کے ملکہ شبنم گوہر پوش سے وہی عمل مذکور کیا ملکہ شبنم گوہر پوش کچھ راضی ہوئی اب راوی ذمی ہوئی گذارش کر تا ہو کہ نجمہ عاقلہ نے یہ داستان یہاں تک بیان کی اور شاہزادہ معز الدین سمرہ زحل آنکھوں میں لگائے ہوئے سن رہے تھے طائفوس سے کہا کہ تہنہ سنا ہو کہ عمل جوگ اور علم کوکبا کیوں کے واسطے مخصوص ہو اور وہ جوگی پر بت نا تھ پردہ قاف میں تھا اور قاف ملک پریزادوں کا ہو اسوجہ سے مجھے شبہہ واقعہ ہوا کہ اگر پر بت نا تھ خاکی تھا تو پردہ قاف میں کیونکر پہونچا اور جو قوم جنات سے تھا تو علم خاکیوں کا کیونکر اخص کیا طائفوس نے کہا کہ ای خاتون چونکہ زمانہ اہل ہند کا بہت قدیم سے ہو کیا عجب کہ اُس زمانہ میں قوم آتشی اور خاکیوں سے رابطہ ہو اور وہ پر بت نا تھ کو پردہ قاف میں لگے ہوں اور ہر روز علم سحر جہرگی نے پریزادوں کو تسخیر کیا ہو دوم یہ احتمال قوی ہو کہ جوگی خود صاحب علم آتشی تھا جس طرح ظہور شد دیو بند کو دیوان قاف نے محض خون سیاہی کے نوشتہ د خواند کی تعلیم کی جسکا حال تاریخ عجم میں مفصل لکھا ہو نجمہ عاقلہ نے کہا شاہباش آفرین خوب جواب دیا اور معقول کر دیا خیر اب سنو کہ جب شاہزادہ شمسون ہر طلعت سے ملکہ شبنم گوہر پوش راضی ہوئی اور اُسے وعدہ کیا کہ میں گو مع رفقا کے مقبرہ مسافران طلسم میں پہونچا دوں گی لیکن تعین روز نہیں کرتی اسوجہ سے کہ شریک دار میر سے راضی نہیں ہیں آخر جب ملکہ شبنم گوہر پوش کو موقع ملا اُسے شاہزادہ شمسون کو اطلاع دی شاہزادہ نے اشرف بن حریم اور سرخون شاطر اور حسان پریزاد اور مہرون اور قہرون اور پنجون اور بدرون اور ملکہ سروبالا پریمی وغیرہ رفقا کو ہمراہ لیا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا کہ میں خوف سے شہر کا کے راہ مشہورہ سے تمکو نہ لیجاؤں گی آخر نقب کی راہ سے مقبرہ میں لائی شاہزادہ شمسون نے مقبرہ چار فرسخ مربع میں دیکھا کہ قبور بے شمار تھیں لیکن کسی پر لوح تھی اور کسی قبر پر نہ تھی اور ایک دروازہ تھا شاہزادہ شمسون نے لوح مزار کا حال پوچھا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا جو قبور کہ لوح مزار رکھتی ہیں وہ واردان طلسم کی قبریں ہیں اور جو بے لوح قبریں ہیں وہ خالی ہیں اُس میں آپ دفن کیے جائینگے شاہزادہ شمسون نے جو لوح کو دیکھا واقعی ہی لکھا تھا کہ فلان شخص فلان تاریخ داخل طلسم ہوا اور اتنے روز طلسم میں رہا اور فلان تاریخ انتقال کیا شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ میری قبر اور میرے رفقا کی قبروں کا نشان بتا ملکہ شبنم گوہر پوش نے نشان بتایا کہ یہ تھاری قبر اور وہ تھارے رفقا کی قبریں ہیں کہ ایک گنبد سیپ کا نظر آیا شاہزادہ شمسون نے پوچھا کہ اس گنبد کا کیا قصہ ہے

ملکہ شبنم گوہر پوش بولی کہ اسکا حال مجھکو نہیں معلوم اور نہ بتاؤنگی شاہزادہ شمسون نے پھر لوح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ہار اور توجہ کی پاس جا اور رگ خواب ملکہ شبنم گوہر پوش کو دریافت کرنا جب یہ سمجھ میں بخوبی آجائے اسے شب کو رفقہ کو حکم دینا کہ سب قریب منتظر آواز کے رہیں اور تم رگ خواب ملکہ شبنم گوہر پوش کو خوب ملنا جب وہ بیہوش ہو جائے اسوقت چادر عیاری میں اسے باندھ کر اپنے رفیقوں کو آواز دینا کہ سب جمع ہو جائیں اور وہ پشدار اپنے کندھے پر لیکر براہ نقب روانہ ہونا جب قبرستان میں پہنچو گے ہر ایک رفیق اپنی اپنی قبر میں داخل ہوجائیں اسوقت تم بھی مع اپنے پشدارہ کے اپنی قبر میں چلے جانا اور رفقہ پر تاکید رہے کہ جہتک طاقت رہے چلے جانا کہین دم نہ لینا صبح کو تم سب ایک جامع ہو جاؤ گے اسوقت ایک لشکر عجیب و غریب صورت کا ہتھارا پیچھا کریگا اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو تیسے مانگیگا تم اس سے جنگ مردانہ کرتے ہو سچے جانا اور انکو جو اب غینا اور جو شاید کوئی رفیق بھی زخمی ہو جائے تو کچھ خوف نہ کرنا اور خیال میں نہ لانا کہ وہ زخم ہلک نہ ہوگا ظہر کے وقت وہی گنبد جو قبرستان میں دیکھا تھا نظر آئیگا اسوقت پشدارہ ملکہ شبنم گوہر پوش کا شاہزادہ مہرون کو دیکر لڑتے بھڑتے سایہ گنبد میں پناہ لینا جب وہاں جاؤ گے اسوقت سردار اسے پیغام دینگے کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمیں دید و تم خاموش رہنا اور شام کو ایک پیر مرد کمر گنبد سے نکل کر تیسے لشکر کی سفارش کریگا تم کہنا کہ میں ایک شرط سے صلح کرتا ہوں کہ چالیس بار شتر گوہر مجھے دو دوسرے دروازہ طلسم کا کہ جسکو چشمہ گہر ریز کہتے ہیں اسکو اسطرف سے بند کریں اور ظلمات کی طرف کھول دیں تاکہ کسی بندہ خدا کو اسے سب طلسم نہ پہنچے ہر چند کہ وہ بڑھا فریب دے لیکن تم قریب میں نہ آنا اور اپنے قول پر مستحکم رہنا وہ پیر مرد سرداران طلسم کو بلائیگا وہ چار شخص ہوں گے انہیں ایک ملکہ شبنم گوہر پوش بھی جو دوئم بادشاہ گوہر پوش ہو جو تخت شاہی سے معزول ہوا تھا سوئم پیر صندلی پوش وزیر اسکا چارم کہو پوش بڑھا جب یہ تینوں ارکان طلسم تھارے پاس آئیں اور کہیں کہ ہمیں آپکا حکم بجان و دل قبول و منظور ہے تو تم پہلے حضرت آصف بن برخیا کی قسم لینا بعدہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو حوالہ کر دینا آخر شاہزادہ شمسون مہر طلعت نے حسب الحکم لوح کے سرداران طلسم سے صلح کی سرداران طلسم انکو گنبد میں لیکے بادشاہ گوہر پوش نے شاہزادہ شمسون کی دعوت شاہانہ کی شاہزادہ شمسون نے بعد تنہا دل فرمانے خاصہ کے آرام فرمایا صبح کو جب بیدار ہوا نہ وہ گنبد تھا نہ وہ سردار فقط شاہزادہ اور رفیق ایک عالم خیر میں ایک طرف روانہ ہوئے رفتہ رفتہ ایک جا پر پہنچے کہ زمین وہاں کی بالکل سیپ جلی کی تھی اور ایک قلعہ عظیم الشان کہ جسکے بروج و فصائل بھی سیپ کے تھے کہ ناگاہ جلوس و سامان شاہی قلعہ سے برآمد ہوا جسوقت قریب شاہزادہ کے وہ سامان پہنچا تو دیکھا کہ وہی سرداران طلسم ہیں انکوں نے آداب عرض کیا اور شاہزادہ کو تخت بر سوار کر اسکے جلوس بکمال جاہ و حشمت شہر میں لائے کہ جسکی تمام عمارت اور وہ نین سیپ کی تھیں اور موتی بجائے دام و درم فقط صرف میں تھے اور پولہ سیاہ اور عباہی

اور شاہی اور محمدی و ہزار دیناری اور اشرافی طلائی تاخر مزہ یہ کچھ نہیں تھا فقط موتی ہی کالین دین تھا اور تمام اہلکار شاہی دو ہفتہ تک دعوت میں مصروف رہے شاہزادہ نے عین صحبت عیش و عشرت میں ملکہ شبنم کو ہروش اور سرداران طلسم سے فرمایا اگرچہ یہ صحبت معتقات سے ہو الا تشنہ وصال صحبت کو بدرون دیدار یار کے تہہ اور آرام کہاں بقول شخصیکہ شہر

لاکھوں طرح کا سیر و تماشا بہار ہو | دل اپنا وان لے کے جہان اپنا پار ہو

میں ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کا عاشق صادق ہوں اور اُسکی مفارقت میں کوئی لحظہ مجھے خوش نہیں گذرتا پس مجھے جس قدر جلد رخصت کرو عین احسان ہو اور تمہارا شکر گزار ہوں گا سرداران طلسم نے کہا اے شہر یار نامدار بنے اُسی روز مہری موس پر ہیز گار کو آپکے کام کیو اسطے روانہ کیا ہے لیکن وہ ہنوز نہیں آیا فقط اُسی کا انتظار ہو شاہزادہ شمسون نے پوچھا مہری موس کون بزرگ ہو اور میرا مطلب کیا ہے جسکے واسطے اُسے بھیجا ہے اُنھوں نے کہا مہری موس وہ شخص ہے جسے ہمارے اور آپکے صلح کرانے کے ماہم فیصلہ کرا دیا اور کام آپ کا یہ ہے کہ چالیس بار شتر موٹیوں کے اور وہ گوہر بغیر پائے غریباں گہریز کے ممکن نہیں ہیں اور وہ غریباں

تصویر مہری موس پر ہیز گار و غریباں گہریز اور دیو شنگال سخت دندان کی



حضرت آصف نے ششکال سخت دندان نام ایک دیو زبردست کی تحویل میں رکھی ہو اس واسطے
 ہری موس پر سیزگار کو ششکال دیو کے پاس بھیجا ہو اور چھپنی طلب کی ہو جب تک کہ اس چھپنی سے پانی
 نہ چھانا جائیگا موتی حسب خواہش تھارے نہ ہاتھ آئیگے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب یہ تماشائے عجیب و غریب حضور
 کی نظر سے گزریگا شاہزادہ شمسون کو اس کیفیت سے نہایت حیرت ہوئی آخر دوسرے روز ہری موس پر سیزگار
 آگیا اور اراکین سلطنت نے بعزت تمام ہری موس پر سیزگار کی دعوت کی اور حال غریب کا ہری موس سے پوچھا
 ہری موس نے کہا آجکل اسیر دیو ابلیس پرست ششکال کا ایسا دوست جانی و محبوب روحانی ہو رہا ہو کہ بغیر
 اس کے ایک دم اسکو قرار و آرام نہیں اور اسی دیو نابکار کے ورغلانے سے ششکال دیو نے وصیت نامہ آصفی
 کو طاق لسیان پر رکھ دیا اور جواب صاف دیا کہ غریب میرے پاس موجود نہیں اور اگر ہوتی بھی تو ہرگز نہ دیتا
 میں نے بہت سمجھایا لیکن اس پلید نے نہ مانا اور جواب بھی نہ دیا ملکہ شبنم گو ہر پوش اور سب سرداران طلسم
 بیان ہری موس سے تادیر سرنگون رہے آخر کہا کہ اموشہ یار بجز جنگ و جدل کے ششکال سے کوئی علاج
 اور نظر نہیں آتا شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ کوئی جگہ تردد کی نہیں ہو تم خاطر جمع رکھو ہم اسکی تدبیر کرتے ہیں آخر
 بعد نماز عصر کے لوح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک تلوار برق خارا شکاف امانت ہری موس کے خاندان میں
 چلی آتی ہو تم اس سے لیکر ششکال دیو پر لشکر کشی کرو کہ اجل اس دیو کی اسی شمشیر برق خارا شکاف پر منحصر ہو
 شاہزادہ شمسون نے دوسرے روز ہری موس سے فرمایا کہ تم شمشیر برق خارا شکاف مجھے لا دو کہ میں اسی سے
 ششکال دیو کو قتل کرونگا ہری موس نے دست شاہزادہ شمسون کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپ درست فرماتے ہیں اور وہ شمشیر خارا شکاف
 لاکر نظر شاہزادہ شمسون کے کی شاہزادہ وہ تلوار زیب کمر کر کے دوسرے روز بالشکر جہرا ششکال دیو کی طرف روانہ ہوا اور چند روز میں
 لشکر طلسم دامنہ میں کوہ سخنام کے جا پہنچا جو کہ سکین ششکال دیو بد فرجام کا تھا ششکال دیو نے جو سنا کہ اہل طلسم مقابلہ کو آئے ہیں اُسے بھی لشکر
 اپنا لے کر وہاں شاہزادہ شمسون نے لوح کو ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ جب تک ملکہ شبنم گو ہر پوش خود میدان کا قہد
 نہ کرے تم تماشہ دیکھنا بعد اسکے ملکہ شبنم گو ہر پوش کو باز رکھنا اور خود جا کر جنگ کرنا اور شمشیر خارا شکاف سے
 اسکو قتل کرنا کہ بجز اس تلوار کے اور کوئی حربہ اس کے جسم پر کارگر نہ ہوگا شاہزادہ شمسون دوسرے روز صبح کو باجماعت
 سرداران طلسم میدان جنگ میں صفت آرا ہوا ششکال نے جو اپنے کو تمام سرداران طلسم پر غالب دیکھا خود میدان
 میں آیا چنانچہ ایک دیو نامی ششکال دیو کے مقابل ہوا ششکال نے زخمی کیا اور پانچ روز میں تمام دیوان لشکر طلسم کو
 قتل اور جرح کیا آخر چھ روز خود ملکہ شبنم گو ہر پوش مستعد میدان جنگ ہوئی شاہزادہ شمسون نے کہا کہ ملکہ
 شبنم گو ہر پوش تم بیوقوف ہو جاتے ہیں ملکہ شبنم گو ہر پوش چپ ہو رہی اور شاہزادہ شمسون میدان جنگ میں آیا
 ششکال دیو نے جو شمشیر خارا شکاف شاہزادہ کے ہاتھ میں دیکھی بھاگا اور کوہ سخنام میں جا کے دم لیا

ہر چند اہل طلسم نے لکارا اور لعنت ملامت کی لیکن اُسے کچھ خیال نہ کیا جب وہاں بھی جاے امن نظر نہ آئی تو شاہب وہاں سے بھی مع اپنی عیال کے کوہ امن میں پہونچا اور وہاں پناہ لی شاہزادہ شمسون نے کوہ سخنام کو فتح کر کے خیمہ خاص حضرت آصف کو لیا اور وہاں سے روانہ کوہ امن کو ہوا شنگال تمام راہین اور رخنہ بند کر کے باطنیان تمام قلعہ میں جا کر بیٹھ رہا شاہزادہ شمسون بھی پہونچا اور ہر چند کوشش کی لیکن کوئی صورت فتحیابی کی نظر نہ آئی آخر ناچار ہو کر لوح کو دیکھا اُس میں بھی جزا سکے کہ قلعہ فتح ہو جائیگا اور کوئی تدبیر نہ معلوم ہوئی شاہزادہ نے قلعہ کا محاصرہ کر کے ہر چار طرف راہ کو بنظر غور دیکھا سرخون عیار نے جو شاہزادہ کو فکر مند دیکھا وہ اس خیال میں ہوا کہ کسی طرح شنگال دیو کو شاہزادہ شمسون کے مقابل کرنا چاہیے آخر ایک روز گرد کوہ کے پیش رو کی کرتا ہوا اور اطراف کو دیکھتا ہوا چلا اتفاق سے چند نفر نگہبانان دیوشنگال کے دکھائی دے گئے اور سردار اُنکا بلہان کچ فہم کہ نہایت اپنی قوم میں بیوقوف اور احمق تھا دکھائی دیا سرخون نے غار کوہ میں جا ایک دیو کی صورت نہایت حسین اور خوش جمال مقوہ کی بنا اور خول میں اُسکے آتش قارورہ اور روغن نفت وغیرہ سامان عیاری جا بجا نصب کر ایسا ایک روغن ملا کہ اصلی صورت میں ملا دیا کہ سرخون فرق نہ رہا بعد اسکے خود اندر پیکر کے داخل ہوا اور رفتہ رفتہ اُس جا پہونچا جہاں وہ نگہبان معین تھے اور نغمہ سرائی شروع کی بلہان وغیرہ پاسباںوں نے جو یہ صدائے خوش سنی بے قرار ہو گئے اور زیر کوہ نظر کی دیکھا کہ ایک دیو بی نہایت خوبصورت عالم شوق میں نغمہ سرائی کر رہی ہے بلہان اُسکے جمال جہان آرا پر بے حد جان و دل عاشق و مبتلا ہو گیا اور اپنے ملازم سے کہا کہ تو جا کر اس سے پوچھ کہ تم کون ہو اور یہاں تمہارا کس طرح سے آنا ہوا ایک دیو نے کہا یہ دیو بی شاید لشکر حریت کی ہو دوسرے نے کہا کہ اگر یہ لشکر حریت کی دیو بی ہوتی تو یہاں ہرگز نہ آتی اور وہ دیو حسب الحکم بلہان کے زیر کوہ آیا اور اُسے سرخون سے کہا کہ امی نازنین ہمارے سردار کچ فہم پوچھتے ہیں کہ تم بائین حسن و جمال اس کوہ ویران میں کیونکر آئیں یہاں سے لشکر حریت کا قریب ہی ایسا منو کہ وہ تمہیں کسی طرح کی تکلیف و ایذا دے سرخون عیار نے اُس پیکر سے جواب دیا کہ امی مرد تو کیا بکتا ہے اور تیرا سردار احمق کیوں ہو گیا ہے جو ہکو یہ پیام بھیجا ہے کیا مجال کسی دیو یا پری کی کہ جو نظر کچ سے مجھے دیکھ سکے یا بدون مرضی میرے پاس آ سکے سن لے ذرا گوش دل سے کہ میں نظر کردہ ابلیس علیہ اللعنتہ کی ہوں بلکہ تعلیم علم موسیقی کی خود مجھے ابلیس نے دی ہے اسی وجہ سے شوہر کی مفید بھی نہیں ہوں اور میں خود صاحب اختیار ہوں مگر مرد صاحب حسن و جمال کے آگے نغمہ سرائی ضرور کرتی ہوں کیونکہ طبیعت میری حسن پرستی پر نہایت مائل ہے لہذا تمہارے سردار بلہان کی بھی صورت اچھی معلوم ہوئی اور موافق قاعدہ طبعی کے میرے دل نے کہا کہ چند ساعت اسکی صحبت بھی ضرور ہو دیو نے یہ سب ماجرا بلہان سے جا کر بیان کیا بلہان زیادہ مشتاق ہوا یہاں سرخون نے اُس پیکر کو غار میں پوشیدہ کر دیا اور خود خدمت شاہزادہ شمسون میں حاضر ہوا شاہزادہ نے پوچھا کہ امی سرخون

تم کہاں چلے گئے تھے سرخون بولا اے شہر یار غلام نے ایک جال و مکر پھیلایا ہے یقین ہے کہ ایک دو روز میں قلعہ فتح ہو جائے پھر ساری حقیقت بیان کی شاہزادہ شمسون نے سرخون کو خلعت اور انعام مرحمت فرمایا سرخون دوسرے روز پھر فارین پہونچا اور نعمہ سرائی شروع کی بلہان نے ایک دیو کے ہاتھ کھلا بھیجا کہ اے آرام جان اگر آپ چند ساعت ہمارے پاس قدم رنجہ فرمائیں تو آپ کے مشتاق فیض صحبت سے مسرور ہو جائیں سرخون نے جواب سخت دیا کہ خبردار پھر اس امر کا ہمارے ساتھ ذکر نہ آئے ورنہ ہم یہاں سے چلے جائیں گے او بیوقوف ہم یہاں کرچکے ہیں کہ ہم صاحب شوق ہیں ہمیں کسی کی فرمائش کو ارا نہیں اُس دیو نے بلہان سے یہ جواب بیان کیا اور کہا وہ نازنین ماہ جبین نہایت تند خواہ اور نازک مزاج ہے اور ہمارے کہنے کو خیال بھی نہیں کرتی شاید تمھاری منت و سماجت سے چلی آئے تو عجب نہیں عرض سرخون تین روز برابر صبح کو غار میں نعمہ سرائی کرتا رہا یہاں سب دیو آپس میں کہتے تھے کہ بلاشبہ یہ نازنین نظر کردہ ابلیس ہو گویا اسے کہ ایسا حسن اور نعمہ دلکش بغیر عنایت و پرورش ابلیس کے حاصل نہیں ہوتا آخر روز چہارم سرخون وہاں گیا اُس روز بلہان بھی زیر کوہ آیا اور دست بستہ ہو کر بہت عرض کیا کہ واسطے ابلیس عین کے اوپر تشریف لے چکے کہ ہم آپ کی ہمائی بجالائیں گے سرخون بولا باین شرط کہ جو میں کہوں وہ قبول کرے نہ تیری صورت دیکھ کر مجھے بھی ایک نوع کی تجسس محبت ہو گئی ہے اور میں بھی ڈھونڈھتی تھی کہ کوئی شخص خوبصورت و جہم موافق طبع میری کے مل جائے تو میں اُس سے عقد کروں کہ یہ چند روز عیش و آرام میں ساتھ اطمینان کے گذریں کہ میں نے تجھے دور سے دیکھا اور پسند کیا اور دل نے بھی گواہی دی کہ اس مرد سے بہتر کوئی شخص نہ ملیگا اب تو بیان کر کہ آیا تجھے مجھے عقد کرنا منظور ہے یا فقط صحبت آزادانہ گرم کرنا ہی بلہان بولا قربانت شوم زبے قسمت زبے نصیب کہ جو میں ایسی نازنین ماہ جبین کہ جسکا عدیل و نظیر نہیں اور نظر کردہ ابلیس ہو اُس سے پیوند ہوں شہر

مجھے حقیر کو دیا عشوق نازنین | یہ بندہ پروری یہ عنایت خدا کی ہے

سرخون بولا کہ اب مجھے تیری اُلفت کا یقین ہوا اب میں اپنے رسوم نکاح کو بیان کرتی ہوں کہ شریعت ابلیس میں یہ رسم ہمارے یہاں مقرر ہے کہ بوقت عقد تمام حاضرین محفل کے ہاتھ سے نوشاہ کے ایک روغن خوشبو ملا جاتا ہے دوم ایک ہزار دیو ہنگام عقد عروس و داماد کے گرد و پیش حلقہ کرتے رہیں اور عروس اور داماد کو ایک عالم سرور و خوشی میں کہ وہ عالم وجد کا ہوتا ہے نعمہ سرور دہرتے ہوئے تمام شہر میں گشت کر آتے ہیں بلہان نے کہا کہ سات سو دیو میرے پاس موجود ہیں باقی تین سو دیو اور سردار مغربی سے لیلونگا آخر ایک شب عقد مقرر ہوئی اور وہاں سے سرخون اپنے لشکر میں آیا اور شاہزادہ شمسون کی خدمت میں عرض کیا کہ اے شہر یار اب آپ جمعیت ہزار نفر دیو کے تشریف لے چلے اور جہان میں عرض کروں وہاں تشریف رکھیے

لیکن پوشیدہ جب وہ واسطے عقد کے زیر کوہ آوین آپ اُنکے مقاموں کو دیکھ کر بندوبست کر لین فی الفور شاہزادہ شمسون ہزار دیو کی جمعیت سے سرخون کے ہمراہ چلا سرخون نے سب کو جا بجا پوشیدہ کر دیا اور یہاں بلہمان نے خود مورچہ مغربی کے سردار پاس جا کر سب حقیقت اپنی بیان کی اور کہا کہ تین سو دیو سے آپ بحشت و اجلال وقت عقد کے غریب خانہ کو سرفراز فرمائے کہ باعث سربندی اس خاکسار کا ہوگا وہ بولا کہ اگر شنگال کو خبر ہوگی تو کیا علاج ہوگا بلہمان نے کہا کہ وہ جنگ و جدل حریف میں ایسا مصروف ہی کہ اُسکو اپنے حال و مال کی خبر نہیں اُسے کون اطلاع دیگا عرض شب عروسی کو سرخون ایک شمع روشن کر کے غار میں گیا بلہمان وغیرہ دیو کہ اُس وقت کے منتظر تھے زیر کوہ آئے اور پیکر عملی کے گرد و پیش سب جمع ہو گئے سرخون نے پہلے وہ روغن نفت تمام دیوؤں کے بدن پر ملا اور عرصہ تک اُنسے حرف و حکایات میں مشغول رہا جب دیکھ لیا کہ شاہزادہ شمسون کا لشکر کین گاہ سے مورچال پر پہونچ گیا اور اب باطمینان ہمارا تماشا دیکھ رہا ہے بلہمان سے کہا کہ اب تم تال دیتے ہوئے ہمارے ہمراہ چلو تاکہ ہم کو ایک حالت وجد حاصل ہو اور میں نغمہ سرائی شروع کرتی ہوں دیو ملعون کہ اُس روز مارے خوشی کے شراب بے حد پی گئے تھے ایسے مست اور از خود رفتہ ہو گئے تھے کہ اپنے سرو پا کی خبر اور ہوش نہ تھا آخر بموجب حکم سرخون کے ناچتے اور گاتے ہوئے ہمراہ عروس اور داماد کے روانہ ہوئے سرخون نے کہا یا رویہ شب وصل ہر اب حالت خوشی میں ایک شعلہ عشق میرے سینے سے نکلیگا جسے اہل ہند راگ و بیپک کہتے ہیں خبردار اس وقت کوئی مجھے جدا نہو تاکہ میں ایک ولولہ ذوق شوق میں ہر ایک سے گلے ملوئی بعد اُسکے وہ شمع روشن قالب کے اندر لیگیا اور ایک بیک اُن قاردرہ ہائے آتش اور آتش بازی کو آگ دیدی کہ ایک شعلہ آتش پیکر کے اندر سے نکل کر فلک اول تک پہونچا سرخون نے اس وقت ہر ایک دیو سے بلائے بے درمان ہو کر بغلیں ہونا شروع کیا جس طرح سے کہ چراغ سے چراغ روشن کرتے ہیں جس دیو سے ملا وہ دیو مثل خشک لکڑی کے جلنا شروع ہوا اور جو دیو کہ اُسکو پکڑنے یا چارہ جوئی کو گیا وہ بھی بوجہ اُس روغن کے جلنا شروع ہوا قصہ مختصر چند ساعت میں سب دیو مثل سرد چراغان کے روشن ہو گئے اور ادھر سے شاہزادہ شمسون نے تیر و تفنگ کا میخ برسانا شروع کیا زیر کوہ ایسی قیامت برپا ہوئی کہ ہنگامہ حشر بپا ہو گیا اس اثنا میں شاہزادہ نامدار بالشکر جہار نعرہ مردانہ و مار تار ہوا برابر قلعہ کے پہونچ گیا اور دیوؤں کو بجز اپنے اور کسی کے حال کی خبر نہ رہی کہ اس شور و غل سے اہل قلعہ کو خبر ہوئی اُنھوں نے شنگال کو اطلاع دی شنگال افغان و خیزان معرکہ گیر و دار میں آیا اور یہاں اُس نے یہ ہنگامہ برپا دیکھا شاہزادہ سے کہا اے پریزا دضعیف البنیاد تجھ میں یہ قدرت و جرات ہوئی کہ تو ہمارے مقابلہ کو آیا اب مجھے بھی تیر اقل کرنا واجب ہوا دیکھو کہ تجھ کو کس پر گھنڈ ہو شاہزادہ شمسون نے وہی شمشیر برق خارا شنگال نیام سے لی شنگال بولا سو اس تلوار کے اور کوئی حربہ تیرے پاس نہیں ہے شاہزادہ

ہوا اور ملعون گر بن پائیرے واسطے ہی کافی ہو آخر شنگال ملعون قتل ہوا باقی دیو حلقہ اطاعت میں آئے
کہ لشکر طلسم بھی پہنچا اور ہر ایک نے مبارکباد دی اور خزانہ دار نے غریبوں کو گھر بیز نذر شاہزادہ والا تبار کی وہ
چھلنی بارہ گز کی تھی اور ہر چار طرف اسوار اُتھی اُسین کندہ تھے شاہزادہ نے عقل و فہم حکماء سابق پر آفرین
فرمائی اور کمال معرفت صنعت ہوا پھر نو شاہ مروارید پوش اور ملکہ شبنم گوہر پوش اور پیر صندلی پوش
اور ڈال کبود پوش اور ہری موس پر ہیز گار سرداران طلسم نے عرض کی کہ اب حضور بدولت و اقبال کنارہ
چشمہ گہر ریز کے تشریف لیچیں شاہزادہ شمسون اُنکے ہمراہ چشمہ پر آیا یہاں حریم شاہ انتظار میں شاہزادہ کے
مع اہل و عیال مقیم تھا کہ ناگاہ وقت صبح حریم شاہ کو ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ جو اہرنگار نظر آیا کہ جسکے بروج و گنگوہر
ایسے درخشان تھے کہ نظر کام نہیں کرتی تھی حریم شاہ بجزرت قلعہ کو نگران تھا کہ جلوس شاہی قلعہ سے باہر آنا شروع
ہوا بعد اسکے ایک بادشاہ با شوکت و جاہ تخت مروارید پر سوار کنارہ چشمہ کے تشریف لایا جب حریم شاہ کو معلوم
ہوا کہ یہ شاہزادہ شمسون ہر طلعت ہر سرد پابرہنہ ملازمت کیواسطے حاضر ہوا شاہزادہ اشرف نے باپ کو
سلام کیا حریم شاہ نے بعد پانچ برس کے فرزند کے دیدار سے مسرور ہو کر فرزند کو گلے سے لگالیا اور خوب رویا
شاہزادہ شمسون نے بلحاظ بزرگی حریم شاہ سے بتوقیر تمام ملاقات کی حریم شاہ بھی دست ادب بستہ شکر یہ حسان
بجالاتا بعد ازان سرداران طلسم شاہزادہ شمسون کو کنارہ چشمہ کے لینگے شاہزادہ نے ہزار ہا سوار چھلنی
میں شل بیٹھ کر کے ملاحظہ فرمائے اور وہ روز جمعہ کا تھا ملکہ شبنم گوہر پوش اور ہری موس پر ہیز گار نے
پانچویں ساعت مشتری میں ایک طرف بہت بڑے سے پانی چشمہ کا چھلنی میں ڈالنا شروع کیا اور اہل طلسم کچھ بڑھے
لگے بقدرت کا علم زمانی وہ برکت اسمائے سبحانی پانی چشمہ کا مجید ہو کر موتی چھلنی سے نکلنا شروع ہوئے یہاں تک
کہ موتی چالیس بار شتر کے جمع ہو گئے اہل طلسم نے وہ شاہزادہ شمسون کے تواضع کے شاہزادہ سجدہ شکر
بجالاتا اور اہل طلسم نے ایک ٹھٹی خاک قلعہ گوہرنگار کی اپنے ہاتھ سے پانی میں چشمہ گہر ریز کے تلادی بجزر ڈالنے
اس خاک کے چشمہ غائب ہو گیا اور بعد فراغ جملہ کاموں کے اہالیان طلسم نے شاہزادہ سے رخصت طلب کی
شاہزادہ نے بعد مطالعہ لوح کے اہالیان طلسم کو رخصت کیا حریم شاہ نے محفل نشاط آراستہ کی اور شاہزادہ
سے باطن طلسم کا حال پوچھا شاہزادہ نے تمام سرگزشت اپنی بیان کی اُسکے سُنے سے اہل محفل کو نہایت حیرت
ہوئی حریم شاہ نے کہا وہ چشمہ اب کیا ہو گیا شاہزادہ نے کہا وہ طلسم کا دروازہ تھا چنانچہ ظلمات کی طرف گھول دیا
اور ادھر نہ گواہ دیا گیا پھر دوسرے روز شاہزادہ نے رفقا کو بلا کر کہا کہ اب جو تمکو منظور ہو تو اپنے اپنے وطن کو جاؤ
اور جو یہاں رہو تو میں بھی تمہاری خدمت کو حاضر ہوں شاہزادہ مروان وغیرہ نے عرض کی ہر چند کہ حضور کی
مفارقت ہم پر نہایت شاق و دشوار ہے لیکن عرصہ دراز سے کچھ حال مان باپ سے آگاہ نہیں کہ انکا صدمہ مفارقت

ہمارے کیا حال ہوا ہوگا اور حقوق والدین کا بھی ایک امر فریضات میں سے ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم چند روز کے بعد بدلتی تمام خدمت عالی میں حضور کے حاضر ہونگے شاہزادہ نے اُن چار دن بھائیوں کو باقاعدہ لایق و فایز ہزار پرزاد کی جمعیت ہمراہ کر کے رخصت فرمایا اب شاہزادہ نے چاہا کہ ملکہ سرو بالا پری کا حسان سے عقد کر دے جب ملکہ سرو بالا نے سنا عرض کیا کہ اے شہنشاہ کا گارہ تک ہم زن و مرد ایک جا رہے لیکن شادی بدون اجازت والدین کے مناسب وقت نہیں ہے اب ہم اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوں بعد ازاں حسان میرے باپ سے میری خواستگاری کرے کہ اس صورت میں آبرو و طرفین کی رہتی ہے حسان بولا کہ یہ رائے تیری نہایت اولیٰ و مناسب ہے مگر مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ تیری نسبت پہلی شاہزادہ قلعہ چہارم سے ہوئی ہے یقیناً یہ ہے کہ تیرا باپ میری نسبت پہلے قبول نہ کریگا ملکہ سرو بالا نے کہا اے صاحب تین برس کا عرصہ ہوا اب تک کیا وہ نسبت رکھی ہے اور سوا اسکے اب میں بجز تیرے تمام جہان کے مردوں کو اپنے اوپر حرام جانتی ہوں شاہزادہ نے بہ آبرو سے تمام دیباغت ملکہ سرو بالا پری کو بھی رخصت کیا اور ایک نامہ سفارشی حسان کے بارے میں ملک ارشون ملکہ سرو بالا کے باپ کو لکھا بعد اسکے حسان پر پرزاد بھی اپنے شہر میٹانگار کو روانہ ہوا حکیم شاہ نے عرض کی کہ حضور اب شہر میں رونق افروز ہوں اور چند روز دعوت میری قبول فرماؤ میں شاہزادہ شمسون شہر میں تشریف لایا اور ایک ہفتہ تک حکیم شاہ دعوت میں شاہزادہ کی مصروف رہا لیکن قویل دانا وزیر زادہ کا کہیں نشان نہ ملا شاہزادہ نے کہا خدا جانے وہ بیچار کس بلا میں گرفتار ہو گیا اندہ بھی ہے یا مرگیا

اب راوی حال قویل دانا وزیر زادہ کا بیان کرتا ہے



قویل دانا جو بوجہ تاریکی کے شاہزادہ شمسون سے جدا ہوا تو ایک مدت دراز میں وہ مصیبت بے شمار کے بعد ملک میں حریم شاہ کے وارد ہوا اور وہ وہ وقت تھا کہ شاہزادہ شمسون چشمہ گہر ریز میں داخل ہو چکا تھا اور یہ شدت گرمی اور تہذات آفتاب کی وجہ سے ایک باغ میں واسطے آرام کے گیا اتفاقاً وہ باغ حریمہ گل رخسار بنت حریم شاہ کا تھا اور قریب شہر کے بھی تھا یہ اسی باغ میں ایک درخت کے سایہ میں سو رہا اور اسی روز حریمہ گل رخسار بھی باغ میں آئی تھی اور سیر و تماشا ہے جن میں مشغول تھی کہ یکایک وہ سیر کرتی ہوئی اسی درخت کے پاس پہنچی جہاں قویل دانا سو رہا تھا حریمہ گل رخسار نے جو غیر مرد کو باغ میں دیکھا غصہ سے چہرہ اسکا سداغ ہو گیا اور چاہا کہ خود اسے اسی وقت قتل کرے راوی کہتا ہے کہ جو پیر زادہ سکنہ پردہ قاف میں اُنکے پاس سوا اور حربہ کے گوئے آتشین ایک حربہ ہر وقت پاس موجود رہتا ہے اور وہ گوئے آتشین چند پارہ ہلے سنگ اور آتش سے مرکب ہے اور وہ گیند کی شکل بنا کر اوپر سے اس قدر گھماے خوشبودار اور رنگین لگائے جاتے ہیں کہ اصل جسم اسکا نظر نہیں آتا پس جس پر وہ حربہ لگاتے ہیں تو ہر پارہ سنگ سے آگ کا شعلہ نکل کر فترتہ بعین میں جسم کو جلا دیتا ہے اور اسکی پناہ نہیں ہے مگر بوجہ نایابی پتھر اور گرانی قیمت کے پردہ قاف میں ہر ایک کو یہ حربہ سیر نہیں آتا حریمہ گل رخسار کی ایک کنیز سرو ناز نام ہے اس سے فرمایا کہ تو اس جوان برگشتہ تقدیر و خواہیدہ بخت کو سیر سے پاس بلا لانا کہ یہ اپنی شامت اعمال کی سزا پائے اور گوئے آتشین کے مزے کو چکھے سرو ناز قویل دانا کے پاس آئی اور اس بیچارہ کو انگشت پا سے جگا کر کہا کہ اے شوریدہ بخت جلد بیدار ہو کہ تجھے تیری اجل نے بلایا ہے قویل دانا جو بیدار ہوا تو دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین سر و قامت سرو باقیامت بالین سر کھڑی ہے قویل دانا نے ہنسی سے کہا ہاں صاحب سچ ہے بلانا کیسا اجل خود مجھے ہم کلام ہے اور یہ شعر پڑھا شمسون

الایق قتل ہیں اور قابل تلوار ہیں ہم | ابان بیان سچ ہے کہ ایسے ہی گنگا ہیں ہم

اب جو سرو ناز نے نظر غور دیکھا بے ساختہ زبان سے فتیاریک اللہ احسن الخالقین نکل گیا اور باہ سر و دل پر در سے کہا افسوس کہ یہ ایسا جوان رعنا باقامت زینا مسافر ملک عدم کا ہو گا خدا اس عمر کا درخت بھی قطع نہ کرے لیکن ناچار ملک حریمہ گل رخسار کے پاس لائی ملکہ نے جو وہ صورت ہاشوکت و حسن و جمال زاہد کش و آدم فریب دیکھی ہلاک کرنا کیسا خود ہی کا بچنا محال ہوا اور عقل و خرد و ہوش و حواس کا زوال ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی قویل دانا کی بلار ہوئی وہ حملہ گوئے آتشین ہاتھ سے چھوٹ گیا اور دل ملکہ حریمہ گل رخسار کا دریا سے عشق میں ڈوب گیا اب بہانہ سوچنے لگی تو ہی سرو ناز جو ملکہ کی دمساز و محرم راز اور مزاج دان تھی اس نے دوچار کلمہ بطریق سفارش قویل دانا کی طرف سے خدمت میں ملکہ کے عرض کیے ملکہ نے فرمایا اے سرو ناز تو اسکو میرے سامنے تولائی لیکن پہلے اس سے پوچھو کہ تو کیونکہ یہاں آیا یقین ہے کہ

اسکو میرے آنے کی خبر ہوگی ورنہ یہ دانستہ اس عذابِ ملک میں گرفتار نہوتا جب قویل دانا ملکِ حریمہ گل رخسار کے سامنے گیا ملک نے بیستمِ شرم آگین پوچھا کہ ای جو افر تو کون ہو اور کہاں کا باشندہ ہو قویل دانا نے کہا مسافر ہوں غلطی راہ سے تمہارے ملک میں آ گیا ہوں اور اسوقت دھوپ کی شدت سے خیال میں آیا کہ کسی باغ میں چل کر دو گھنٹی آرام کیجے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس باغ کی تم مالک ہو تو میں ہرگز نہ آتا ملکِ حریمہ گل رخسار نے دایہ اور سر و ناز سے فرمایا کہ واقعی یہ شخص بیگناہ محض ہو افسوس کہ اس غیظ و غضب میں میں ناحق خون ناحق میں مبتلا ہوئی تھی بارے بغیر گزشت اب ہمیں اسکی خاطر اور معافی لازم بلکہ واجب ہوئی اسواسطے کہ معاف ہدیہ خدا مشور ہو اور معافی طریقہ اربابِ کرم کا ہو آخر ملکِ قویل دانا کو وہاں سے مکان میں لائی اور حالِ مفصل پوچھا قویل دانا نے تمام سرگزشت اپنی بیان کی ملک نے حکم دیا کہ شرابِ ارخوانی لاؤ خواہیں شیشہ شراب ناب حاضر لائیں ملک نے ایک گلاس اپنے دست نگارین سے لبریز بادہٴ ارخوانی کا قویل دانا کو دیا پھر قویل دانا نے بھی گلاس پُر از بادہٴ ارخوانی ملک کو دیا اسطرح پے در پے دو تین جام گردش میں آئے اور پردہٴ حجاب و شرم درمیان سے اٹھ گیا دایہ نے ملک کو خفا ہو کے کہا کہ ایک مرد اجنبی سے صحبت بے تکلفانہ دفعۃً لازم نہیں ہر کام کو سلیقہ چاہیے عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیے ملک نے کچھ جواب نہ دیا دایہ خاموش ہو رہی آخر ایک ہفتہ اسطرح صحبت رہی آٹھویں روز ایک خواص نے خبر دی کہ بادشاہ اُس شاہزادہٴ عالیقدر کو شہر میں لائے ہیں جس نے تمہارے برادرِ عالیقدر کو قیدِ طلسم سے چھڑایا ہو ملکِ حریمہ گل رخسار نے سجدہ شکر ادا کیا اور قویل دانا سے کہا کہ تم یہاں باغ میں آرام کرو میں اپنے بھائی سے ملنے جاتی ہوں کہ بھائی کو میرے خدا نے از سر نو عمر تازہ بخشی ہو انشاء اللہ تعالیٰ دو روز کے بعد پھر آؤنگی قویل دانا نے پوچھا بھائی تمہارا کس وجہ سے طلسم میں گرفتار ہو گیا تھا حریمہ گل رخسار نے تمام حقیقتِ شعرِ قول دیوبند کے جنگ و محاربہ کی اور اپنے نام بیٹا ہونے کی قویل دانا سے بیان کی اور کہا کہ ایک شاہزادہٴ والا قدر نے میرے بھائی کو عرصہٴ دراز کے بعد طلسم سے نکالا ہے قویل دانا نے پوچھا نام اُس شاہزادہ کا کیا ہے حریمہ نے کہا نام بھکوباو نہیں ہے قویل دانا بھی تو اپنے حال میں مبتلا تھا خاموش ہو رہا اور اچھی طرح سے نہ پوچھا حریمہ شاہ نے شاہزادہٴ ستمسوں کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور تخت پر اجلاس فرما دین شاہزادہ نے فرمایا تخت تمہارا شکو مبارک رہے شاہزادہٴ اشرف نے مجلسِ امین جا کر اپنی مان اور بہن سے ملاقات کی حریمہ گل رخسار دو روز کے بعد پھر قویل دانا کے پاس باغ میں گئی اور عین صحبت میں جو حالِ باطنِ طلسم کا یہاں شاہزادہ سے سناتا تھا وہ سب مفصل بیان کیا قویل دانا نے کہا آخر نام اس شاہزادہ کا کیا ہے ملکِ حریمہ گل رخسار نے کہا نام اُسکا کچھ آفتاب سے مشابہ ہے قویل دانا خاموش ہو رہا

اب حقیقت سرونار کی شہزادی کی رخصت کی اور



سرونار سوداے محبت قویمل وانا میں شب وروز ایسی بیقرار رہتی تھی کہ کسی وقت آرام و مسترا نہ تھا مگر کوئی وقت فرصت نہ پائی تھی کہ اپنے حال مضطر سے قویمل وانا کو مطلع کرے اتفاقاً ایک روز قویمل وانا تنہا باغ میں سیر کرتا تھا کہ سرونار بھی وہاں آئی اور کہا اے جوان دلور مجھے کچھ معلوم ہو کہ میں تیرے تصور و خیال میں رات و دن حیران و پریشان رہتی ہوں قویمل وانا نے کہا یہ مجھے زبان سے کہنا مناسب نہیں ہو کہ دیوار ہم گوش دار و اگر ملکہ حریمہ گل رخسار میں باورگی پھر خدا جانے تیرا کیا حال کرگی حسب اتفاق ایک کنیز خردسال تیز ہوش نام سوال و جواب قویمل وانا اور سرونار کا سنتی تھی اسے اسی وقت ملکہ حریمہ گل رخسار کو اس امر کی اطلاع کر دی ہر چند ملکہ حریمہ گل رخسار نے مصلحتاً اس وقت کچھ نہ کہا الا باطن میں درپے آزار ہو گئی کہ کسی روز سرونار کو سنا اسے بد دینی چاہیے آخر ایک روز کسی کام کے بہانہ سے خوب مارا اور ایک عالم غضب میں بے اختیار یہ زبان سے نکل گیا کہ اے مردار پشت شاید یہ لقمہ طیف تیرے دہن ناپاک کے لائق تھا اور تو ایسی دلیر و شیر ہوئی کہ مجھے ہمارا بھی خیال و خوف مطلق نہ رہا اچھا دیکھ لیا جائیگا سرونار نے دم نہ مارا مگر جس وقت ملکہ حریمہ گل میں تشریف لائی اسے خلوت میں حریمہ شاہ سے تمام حال قویمل وانا اور حریمہ گل رخسار کا باہم رہنا اور عشق و عاشقی کا سب بیان کیا اور کہا کہ دونوں رات و دن محض عیش و عشرت گرم کرتے ہیں اور ہر وقت بے تکلف شراب و کباب کا دور چلتا ہے حریمہ شاہ نے جو یہ حال سنا آتش غیرت سینہ میں مشتعل ہوئی اور کہا کہ افسوس ہزار افسوس مجھ ایسے بادشاہ کی بیٹی ناکندہ ایک مرد غیر مجہول النسب سے بچا ہے خود عشق پیدا کرے اور اپنے ننگ و ناموس کا کچھ خیال نہ کرے اے سرونار تو سچ کہہ دے کہ یہ صحبت پاکہ را نہ گرم ہوتی ہو یا کوئی اور امر بھی وقوع میں آیا سرونار نے کہا اے شہزادہ یہی حال

عصمت ملکہ قائم ہو میں نے اسی واسطے حضور میں عرض کیا کہ مبادا ایسا نہ ہو کہ فانوس عصمت سنگ نقشہ شراب سے چور ہو جائے
 کہا خیر ابھی جو وہ گیسو بریدہ باغ میں گئی تو میں بھی مخفی ضرور جا کر دیکھوں گا تو اسکا خیال رکھنا اگر اس بیچا نے کسی تجربے میں
 اس مرد کو بند کر دیا تو قتل لگانا میں ہر سانی گرفتار کر لوں گا آخر دوسرے روز موافق معمول کے ملکہ حریمہ گل خسار
 باغ میں گئی اور عاشق و معشوق دونوں باہم گرم صحبت تھے کہ حریم شاہ آدھی رات کو منع با چند ملازموں کے
 سر پر پہونچ گیا اور ملکہ کو اسوقت خبر ہوئی جب بادشاہ قریب آگئے اور وہ صحبت عیش و نشاط چشم زدن میں
 درہم و برہم ہو گئی اور کنیزین خوف جان بھاگ گئیں ملکہ حریمہ گل خسار نے اس یاس و ہراس میں دایہ
 سے کہا کہ براے خدا تو قویل دانا کو کسی مکان محفوظ میں چھپا دے ورنہ جان اسکی مفت جانیکی استے میں
 حریم شاہ بھی پہونچ گیا اور قویل دانا کو گرفتار کر لیا قویل بیچارہ جو دام بلا میں پھنسا اپنے حال زار پر خوب
 رویا اور کہا کہ افسوس یہ جان عزیز یہاں مفت صنایع ہوئی اور قد مبوسہ شاہزادہ کی میسر نہ ہوئی خیر جو نوشتہ تقدیر
 اب افسوس سے کیا فائدہ حریم شاہ نے مع قویل دانا باہر شہر کے ایک حیدان میں شب گزاری اور حکم دیا
 کہ ابھی ایک دار کھڑی کرو تا کہ ہم صبح کو اس چور کو سزا دینے اور بعد سزا دینے کے شہر میں جائینگے اسوقت دار
 کھڑی ہوئی اور صبح کو قویل بیچارہ کو دار کے نیچے لائے یہ خبر جو مشہور ہوئی کہ بادشاہ نے شب کو باغ میں اپنی
 بیٹی کے ایک چور جو ان گرفتار کیا ہے سو وہ اسوقت تیر باران کیا جائیگا تمام خلایق شہر تاشے کیواسطے جمع ہوئی لیکن
 جسے قویل دانا کو دیکھا نہایت افسوس کیا اور کہا سبحان اللہ یہ چور کس درجہ کا صاحب جمال ہے خدا جانے
 کس قریب میں یہ باغ کو گیا ہو گا کہ بلا سے ناگہانی میں گرفتار ہوا راوی گذارش کرتا ہے کہ شاہزادہ شمسون کا
 قاعدہ تھا کہ ایک روز خود ملاقات کو حریم شاہ کی جاتا تھا اور ایک روز حریم شاہ حاضر ہوتا تھا اتفاق سے وہ
 روز حریم شاہ کے آنے کا تھا جب حریم شاہ کو عرصہ ہوا شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ آج حریم شاہ ہمارے
 پاس نہیں آیا ملازموں نے عرض کیا کہ اگر شہر یار رات کو حریم شاہ نے اپنی بیٹی کے باغ سے ایک چور جو ان
 گرفتار کیا ہے اور اسوقت وہ سزا یاب ہو گا شاہزادہ نے فرمایا کہ ایسے چور دلیہ کو ہم بھی دیکھینگے یہ کہنگے
 اسی وقت دار الامارۃ میں تشریف لایا یہاں تیر انداز تیر کو لیس کیے ہوئے حکم ثانی کے منتظر تھے کہ شاہزادہ شمسون
 وہاں پہونچا اور حکم دیا کہ ٹھہر جاؤ اس چور کو ہم دیکھ لیں کو توالی والے قویل دانا کو شاہزادہ کے پاس لائے شاہزادہ
 نے جو اس بلاکش وادی فراق کو دیکھا ایک نعرہ آہ کا مارا اور خود بغلیں ہوا اور اس آواز دردناک سے رویا کہ
 تمام حاضرین معرکہ کا قلب ہل گیا حریم شاہ نے دل میں کہا کہ یا بار خدا یہ کیا سدا رہی مگر بعض سمجھ گئے کہ یہ شاہزادہ
 وزیر ہوا قصہ شاہزادہ شمسون نے قویل دانا کو کرسی زر نگار پر اپنے بائیں پہلو میں بٹھایا اور حریم شاہ سے کہا
 یہی جو ان دلاور میرا یار جانی اور دوست روحانی ہے کہ جسکی یاد میں مجھے ایک ساعت خوش نہ گذرتی تھی

حریم شاہ اپنے دل میں نہایت منفعل ہوا اور سمجھا کہ ملکہ حریمہ گل رخسار کا اسی جوان سے عقد مقدر ہوا ہوگا
 شاہزادہ شمسون دہان سے شہر میں آیا اور قویل داناسے رویداد پوچھی قویل نے کہا امی شہزیار بادشاہ
 غلام اس طوفان تاریک میں خدمت عالی سے جدا ہو کر شہر میں دیوان زندگی کے پونچھا جو ایسے کالے ہیں کہ حبشی
 مشہور ہو گئے ہیں بلکہ ستارہ انکے ملک کا بھی وہی ستارہ ہلا دالبرخ کا ہے وہ ملعون خدا پرستوں کے دشمن جانی
 ہیں انھوں نے مجھے بھی اسی علت میں قید کیا اور بعد مدت کے بیٹی رنگول بادشاہ کی نجات کی باعث ہوئی
 یعنی اس مادہ دیو نے کسی قریب میں میری صورت دیکھ کے ایک روز وقت فرصت پا کر عیار بچہ کو بھیج کر زندان سے
 مجھے باغ میں بلایا اور کہا کہ ایو جوان میں تیری صورت دیکھ کر دلہیز پر فریفتہ اور شیفٹہ ہوں اگر مجھے تو اپنے وصل سے
 ہاں میاں کر لیا تو میں تجھے آرام تمام اپنے پاس رکھوں گی میں نے کہا کہ بالفعل میں بوجہ تکلیف قید کے ایسا ضعیف اور
 ناتوان ہو گیا ہوں کہ تمام اعضا میرے محض بیکار ہو گئے ہیں پھر اس دیو نے مجھے باغ میں اپنے نظر بند کیا اور
 ایک ہفتہ میں دو مرتبہ آیا کرتی تھی اور پڑسان حال ہوتی تھی کہ اب طاقت ہاتھ پیرون میں آئی یا ابھی نہیں میں بھی
 بظاہر نہایت خوشامد کرتا تھا اور کوئی حذر اور حیلہ کر دیا کرتا تھا مگر اسی فکر میں تھا کہ جب فرصت ملے نکل جاؤں
 اس عرصہ میں اس کے بھائی کی شادی پھیلی میں دل میں نہایت خوش ہوا کہ اب یہ دیو میرے پاس نہ آئیگی
 چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک ہفتہ اس شادی سے اسکو فرصت نہوئی میں باغ سے ایسا بھاگا کہ کہیں دم نہ لیا آخر کار
 ہزار محنت و خرابی اس ملک میں پہونچا آئندہ جو یہاں ہوا وہ تو حضور پر روشن و رویداد ہر شاہزادہ شمسون نے
 فرمایا کہ اگر ایک لمحہ مجھے دیر ہوتی تو اس عشق کی بدولت تیری جان ضائع ہوتی بارے خدا نے اپنا فضل کیا کہ میں
 بروقت پہونچا نوشتہ تقدیر بہر حال ہوا چاہے اب ملکہ حریمہ گل رخسار کو تو اپنے پہلو میں جان پھر شاہزادہ
 نے اپنی تمام سرگذشت قویل داناسے بیان کی قویل داناسے عرض کیا کہ حضور کی زیارت اور منہ مبوسی
 قسمت میں تھی ورنہ کوئی صورت زندگی کی نہ تھی شاہزادہ نے دوسرے روز حریم شاہ سے فرمایا کہ اے
 بادشاہ ہمارے نزدیک ملکہ حریمہ گل رخسار کا عقد قویل سے کر دینا مناسب ہو حریم شاہ نے فرمایا پیر و مرشد
 آپ میری جان اور مال اور زن و فرزند کے مالک ہیں جیسا کہ مناسب ہو حکم فرمائیں کوئی عذر نہیں کر سکتا
 بلکہ مجھے تو پوچھنے کی کیا حاجت ہے قویل نے عرض کی کہ اول حضور اپنے کام سے فارغ ہو لیں بعد اسکے اس
 غلام کی سرپرستی فرمائیں شاہزادہ نے فرمایا خیر جو تیری مرضی الحاصل ایک روز شاہزادہ شمسون کو ایک
 پریزا نے ایک کاغذ سر بہر دیا شاہزادہ نے وہ کاغذ ملاحظہ فرمایا اس میں لکھا تھا کہ اے نجات بخش بچہ ارکان و
 داد و درم داد و دہان مظلوم نواز رفیق پرور درنی الواقع کینز سے ایسی خطا سرزد ہوئی ہے کہ ملکہ حریمہ گل رخسار جس
 عذاب سے چاہے ہلاک کرے حق بجانب ہے لیکن میں خدا کو شاہد کرتی ہوں کہ یہ گناہ مجھے ایک عالم بے اختیار میں

سرزد ہو گیا اب بجز دامن دولت کے مجھے کہیں پناہ نہیں ہو لہذا میں حضور سے اسید وار ہون کہ میسری جان ملکہ کے ہاتھ سے بچائیے ورنہ میں دو ایک روز میں اس دار فانی سے فنا ہو جاؤ گی شاہزادہ نے وہ مرضی قبول کو دکھائی قبول نے عرض کی کہ اگرچہ سر و ناز کینز واجب القتل ہو الا بوجہ معذرت و منتعلی کے ہلاکت سے بچ جائے تو انسب ہے سرخون عیار نے عرض کی کہ میں مجلس کی طرف ابھی گیا تھا وہاں بھی یہی دکر تھا کہ سر و ناز کا ملکہ کے ہاتھ سے زندہ رہنا مشکل ہے شاہزادہ کے خیال میں آیا کہ سر و ناز کا عہدہ اگر سرخون عیار سے ہو جائے تو نہایت خوب بات ہے سرخون سے شاہزادہ نے فرمایا کہ اگر سرخون تم بلباس عیاری آج مجلس اے ملکہ میں جا کر دیکھ تو آؤ کہ سر و ناز کس شکل و شمائل کی عورت ہے لیکن اگر مترم اسکی نصیہ و رنگ پر ہرگز لحاظ نہ کرنا کیونکہ جامہ بشریت ہر وقت خطا سے ملو ہوا کرتا ہے اور پر پڑا دیکھا فرشتہ بھی خطا سے نہیں بچا دوسرے جو حضور کہ سر و ناز سے ہوا وہ اکثر عورتوں سے جو کہ صاحب شرم و حیا ہیں سرزد ہوا کرتا ہے یہ آتش رشک سے کوئی جاغل نہیں ہو گی بڑی ہوتی ہے سرخون حسب الحکم بلباس شب رومی محل ملکہ حرم میں گیا دیکھا کہ چند عہدین ملکہ حرم کی آویسین باتیں کر رہی ہیں سرخون نے سنا کہ ایک خواص نے دوسری خواص سے کہا کہ اگر یہ کچھ بات کر و طرہ نے کہا اگر سمن ہو کیا بات کروں کہ سر و ناز کو ہر وقت ایک رنج اور فکر میں دیکھتی ہوں تو نہایت دل پر قلق ہوتا ہے میسری نے کہا سچ تو ہے سر و ناز سی عورت خوبصورت و صاحب جمال کہیں پیدا ہوتی ہے پھر چوتھی بولی کہ حیف کی بات ہے کہ ایسی دانا اور عقلمند ہو کر ایسی حرکت بڑی کرے مضر ہم چہا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی پس سب بولیں تو سچ کہتی ہے لیکن اگر لذت عاشقی اور معشوقی چکھے ہوئے ہوتی اور ذائقہ محبت سے آگاہ ہوتی تو یہ کلمہ ہرگز نہ کہتی ہدر عاشیت آن داند کہ بمصیبت گرفتار آید یہ گفتگو تھی کہ سر و ناز بھی وہاں آئی سب خواصوں نے پہلے اسکی تعظیم دی بعد ازاں پوچھا اگر خواہر سر و ناز اب تمہارے اور ملکہ کے درمیان کیا امر قرار پایا ہے سر و ناز نے کہا میرا اور ملکہ کا کیا امر پوچھتی ہو پس یہ تصور کرو کہ گائے اور قصاب و کار دہ استخوان کا معاملہ ہے خواصوں نے سر و ناز کے حق میں دعا سے خیر کی سرخون عیار نے بنظر خریداری سر و ناز کو دیکھا ہے اختیار عاشق زار ہو گیا اور ایسا بے خود ہوا کہ وہاں سے نکلنا دشوار ہو گیا آخر بشکل تمام وہاں سے خدمت میں شاہزادہ کے پہونچا شاہزادہ نے کہا کہ اگر متر کو تنے کیا تماشا دیکھا سرخون نے عرض کی کہ پیر و مرشد حضور نے مجھے ایسی جگہ بھیجا تھا کہ زندہ آنا دشوار ہوا بعد ازاں سر و ناز کی تعریف بہت کی شاہزادہ نے فرمایا اگر مرضی ہو تو ہم تیرا عقد سر و ناز سے کر دیں سرخون شاہزادہ شمسوں کے سات بار قصدق ہوا اور کہا

برین مرزدہ گر جان فشام رواست | کہ این مرزدہ آسایش جان ناست

دوسرے روز شاہزادہ نے حرم شاہ سے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ متر سرخون کا سر و ناز سے عقد کر دیں

اس امر میں تقاری کیا اسے ہر حریم شاہ نے عرض کی کہ میں نے تو خدمت عالی میں پہلے ہی عرض کیا ہے کہ میری جان اور مال کا حضور کو اختیار ہر شاہزادہ نے اُسی روز سر و ناز کا عقد سر خون سے کر دیا اور خود ارض الفطر کی طرف روانہ ہوا اشرف بن حریم شاہ اور دیونا زیل خوشنوار اور بایسٹم شاہ بادشاہ شوکتیہ بھی یہ جمعیت و حشمت و جاہ ایک لاکھ سوار اور پیادہ کے ابنوہ سے اور وہی مرد دیوانہ بھول الاحوال اُسی شکل سے کہ جس طرح شاہزادہ کے ہمراہ تھا اور موافق اپنی عادت کے ایک روز کے بعد کچھ قلیل سا کھالیا کرتا تھا اور اس عرصہ میں ہر چند شاہزادہ نے اُسکا حال پوچھا لیکن اُسے مطلق بات نہ کی اور اسے طرح حیرت زدہ ایک ایک کا منہ دیکھتا تھا جب یہ داستان بیان تک پہنچی نجمہ عاقلہ نے طائفوس سے کہا کہ اب شاہزادہ شمشون کی داستان موقوف رکھ کر دو کلمہ حال اُن چاروں شاہزادگان عالیقدر مہرون و ہدرون و نجمون و قہرون کا بیان کرتی ہوں شاہزادہ معزالدین سرمہ زحل آنکھوں میں لگائے ہوئے اُسی گوشہ سے نجمہ کی داستان سن رہا تھا

داستان اُن چاروں شاہزادوں کی جو کہ شاہزادہ شمشون سے رخصت ہو کر اپنے ملک کو روانہ ہوئے ہیں



القصہ نجمہ عاقلہ نے کہا کہ وہ چارون شاہزادہ عاقلہ رشاہزادہ شمشون مہر طلعت کے حقیقی بھائی
تھے ان چارون شاہزادوں کے کم ہونے کے تین برس کے بعد شاہزادہ شمشون پیدا ہوئے
تھے اور یہ پانچون فرزند ارجمند سلطان قیصر نو س کے ہیں ایک منجم نے جو زائچہ کر کے طالع دیکھے
تو سلطان کی خدمت میں عرض کی کہ ادرشہر یاران چارون شاہزادوں کے حال سے یہ شاہزادہ
آگاہ نہ ہو سکتے ہیں اسی سبب سے بادشاہ نے حکم مطلق دیدیا تھا کہ خبردار کوئی اس شاہزادہ سے
اسکے بھائیوں کی خبر نہ لے سکے پس یہی وجہ ہوئی کہ جو شاہزادہ شمشون اپنے بھائیوں کے حال سے
مطلق خبردار نہ تھا طالع نویس نے کہا کہ انکا قصہ بیان کر دو کہ وہ لوگ قید سے چھوٹ کر کس طرف کو
روانہ ہوئے نجمہ عاقلہ نے کہا کہ جب یہ چارون شاہزادہ شاہزادہ شمشون سے رخصت ہو کر
روانہ ہوئے شاہزادہ میں باہم یہ صلاح کی کہ ہیں برس کے بعد جو ہم گھر جائینگے تو کوئی لیاقت ملے گی ورنہ
اس میں ایسی ہسم ہو چکا ہے کہ جس سے ہمیں لوگ دیکھ کے خوش ہوں اور ارکان سلطنت کی
نظروں میں ہم حقیر معلوم نہ ہوں گویا ہر کسی نے نہ کہا لیکن دلوں میں ضرور کہینگے کہ یہ شاہزادہ
بیس برس تک نہیں معلوم کہ کہاں رہے در یوزہ گری کیا کیے اگر صاحب اقبال ہوتے تو کوئی تو
شوکت شاہانہ ضرور پیدا کرتے اس واسطے کوئی شکل اپنی ترقی صباہ و شہت شاہی کی پہلے پیدا
کر لیں بعدہ وطن کو چلیں ورنہ بدون اسکے ہم کسی کو نہ کھانینگے شاہزادہ ہرون کہ سب میں
بڑا بھائی تھا وہ بولا کہ اگر ہم بیس برس قید طلسم میں نہ رہتے تو تمام عالم میں کوئی من الملکی بجاتے
اب ضرورت کوئی صورت نام اور نشان و اقبال ہندی کی بظاہر نظر نہیں آتی چھوٹا بھائی کہ منجموں
تھا وہ بولا کہ اگر بھائی کریمت مضبوط باندھو دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے جو جب اس مثل کے
ہست مردان بد و خرد شہر

بہر کار یکہ ہست بستہ گرد | اگر نثار سے بود گلہ ستہ گرد

خدا کی ذات سے بندہ کو مایوس ہونا چاہیے فقہ کو تاد دن بھیر تو فہید و شکار میں مشغول رہتے
تھے اور شہر کو ایک جاہان آب و ہوا مرغوب طبع پاستے آرام کرتے ایک روز جو شکار کو سگے
تمام دن سرگردان و حیران جنگل پر جنگل صحرا بھرا تلاش شکار میں پھرتے رہتے اور زمین شکار میں
نہ آیا نہ ویر گشتہ تھکے ماندے شام کو ایک میدان دلکش میں پہونچے وہاں ہر چار طرف سید
میں سر و چراغان اور شعل کی روشنی ہو رہی تھی اس روشنی وغیرہ سے اس کے خیال میں یہ آیا کہ شاید
ہم راہ بھول گئے جب قریب روشنی کے پہونچے دیکھا کہ ایک دروازہ عسائی شان ہوا اور ہزار ہا دیو

پریزاد سرد گرم نگہبانی و پاسپانی بین آخند شازادون نے ایک سیاہی زادے سے فرمایا کہ ہم بھی سردار زادے ہیں راہ بھول گئے ادھر آنکے تم ہمیں کچھ اسباب ضروری کسی سے منگوادو تاکہ ہم یہ شب ہمیں بسر کریں صبح کو چلے جائیں گے سردار دربانوں نے کہا اچھا صاحب زادے زر کی تو کچھ ضرورت نہیں مگر جو آپ فرمائیں وہ حاضر ہو سکتا ہے اور ایک دربان سے کہا جو شے کھانے پینے کی آپ فرمائیں وہ لادے اور ایک مکان معقول شاہوں کے رہنے کے لایق بتا دیا شازادہ مہرون نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اور مالک یہاں کا کون ہے افسر دربانوں نے عرض کی کہ اسکو ملک درخشانیہ کہتے ہیں اور بادشاہ اس ملک کا فرقت درخشندہ تاج ہے اور پچاس ہزار دیو و پریزاد کی جمعیت سے فرمانروائی کرتا ہے اور اس میدان کا نام میدان زیبا ہے اس وجہ سے کہ اس میدان کے چاروں گوشوں پر چار باغ چار شازادوں کے واقع ہیں شازادہ مہرون نے پوچھا شازادوں کا نام کیا ہے اُس نے کہا کہ ایک کا نام زیبا نگار ہے اور دوسری کا زیبا قلمت اور تیسری کا زیبا قامت اور چوتھی کا زیبا طراز نام ہے اور یہ چاروں شازادیاں آج یہاں واسطے سیر باغ کے تشریف لائی ہیں ان شازادوں نے جو یہ سنا ہر ایک کو شوق ملاقات شازادوں کا پیدا ہوا آخند باہم یہ صلاح ہوئی کہ ہر ایک بھائی اپنی طالع آزمائی کرے اور ہر ایک شازادہ موافق اپنے مرتبہ اور سن و سال کے ہر ایک شازادی کے باغ میں جا کر پوشیدہ ہو رہے اور محفل کا تماشا دیکھے پھر جیسا کہ مناسب ہو گا کیا جائیگا لیکن پہلے باہم عہد کرنا چاہیے کہ خدا نخواستہ جو کوئی بھائی کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو دوسرا بھائی اُسکی مدد کو ہوئے شازادہ بدر و ن نے کہا کہ اگر ہم چاروں بھائی کسی بلا میں گرفتار ہو گئے تو کیا صلاح کیا جائیگا شازادہ مہرون نے کہا جس خدا نے قید طلسم سے ہمکو نجات دی ہے وہی ہر آفت اور ہر بلا سے ہمکو نجات دینے والا ہے اور دیگا قصہ کوتاہ جب شازادہ آب اور طعام سے فارغ ہوئے دربانوں سے نشان اور پتہ ہر شازادی کے باغ کا پوچھا شازادہ کلان نے شازادہ مہرون زیبا نگار کے باغ کی طرف روانہ ہوا اور شازادہ تجھون طرف زیبا قلمت کے اور شازادہ بدر و ن شازادی زیبا قامت کی طرف اور شازادہ مہرون زیبا طراز کی طرف روانہ ہو چکے تھے عشق کو کشش قوی خدا نے بخشی ہے لامحالہ طبیعت عاشق اور معشوق کی مثل کاہ و کبر باد ہیں و مقلاتیس کے جذب اور خود بخود کشش کرتی ہے

اب راوی کوئی الجملہ حال شاہزادیوں کا بھی بیان کرنا واجب ہے



فرض چارون شاہزادیان میں برس پہلے اس معاملہ کے ہمراہ اپنی والدہ مہربان روشن پری کے تقریباً شادی میں ملک صیقلیہ میں گئی تھیں کہ صیقل پری حاکم ملک صیقلیہ ان شاہزادیوں کی حقیقی خالہ ہو بعد وقت شادی کے وقت مراجعت باغ میں شعلہ ساحرہ کے بھی گزر ہوا تھا اور ایک مقام بھی گیا تھا اور شعلہ ساحرہ یا یہ قاعدہ تھا کہ جو مرد شاہزادگان قاف سے اس سے ملقت ہوتا تھا وہ اسے چشمہ گوہر پر زمین خسرق لرا دیتی تھی اور ایک تصویر اسکی اپنے مکان خاص میں لگا رکھتی تھی اور اسے رات و دن نظر حسرت دیکھا کرتی تھی پنانچہ ان چارون شاہزادوں کی بھی تصویریں دیوار مکان میں لگی ہوئی تھیں جب ملکہ روشن پری ان پارون شاہزادیوں کی والدہ شعلہ ساحرہ کے باغ میں آئیں دیکھا کہ تمام باغ ویران و برباد ہو گیا ہے لیکن دو چار چمن باغ میں سرسبز و شاداب ہیں روشن پری نے کہا کہ آج ہم یہیں مقام کریں گے اور شاہزادیان بھی

مثل شاہزادوں کے نہایت کسین تھیں آخر وہ شاہزادیاں آپس میں کھیلتی سیر باغ کرتی ہوئیں جو اس مکان میں آئیں کہ جہاں وہ تصویریں شاہزادوں کی لگی ہوئیں تھیں پس بھر دیکھنے اُن شاہزادوں کی تصویروں کے عاشق و شہید ہو گئیں لیکن بوجہ شہم و حیا کے اپنی دلیوں سے بھی کسی نے اس امر کا ذکر نہ کیا مگر ایک مصورہ بانو کہ وہ نہایت ہوشیار اور عاقل تھی اور فنِ تصویر کشی میں بھی مشاق تھی وہ محرم راز ان شاہزادیوں کے ساتھ تھی پس شاہزادیوں نے مصورہ بانو سے فرمایا کہ ان تصویروں کا چربہ نہایت صحیح چسپے سے کھینچتی لانا مگر کسی کو خبر نہ ہو کہ جس وقت کہ مصورہ بانو نے اُن چاروں شاہزادوں کی تصویریں کھینچ کے شاہزادیوں کی خدمت میں حاضر کیں پس ان شاہزادیوں نے اپنے اپنے معشوق کی تصویر اپنے اپنے پاس مثل تمویذ جان کے رکھ لیں اور دوسرے روز وہاں سے روانہ ہوئیں جب اپنے مکان میں پہنچیں اور جس وقت کہ یاد دلدار میں بہت بیقرار ہوتی تھیں تو اُن تصویروں کو نکال کر دیکھ لیتی تھیں اور ہر وقت یہی دعا رہتی تھی کہ بار خدایا ہمیں ان صاحبِ تصویر کا وصل جلد نصیب ہو قضا را ایک روز جو اُسی تصویر کے خیال میں سو گئیں تو عالم رویا میں دیکھا کہ ایک بزرگ خضر صورت نورانی شکل تشریف لائے اور فرمایا کہ تم کل اپنے باغ کو صحبتِ غیر سے خالی کر رکھنا کہ ہر ایک کو اپنے اپنے دلدار کا دیدار نظر آئیگا صحیح ہوتے ہی ایک نے ایک سے حالِ خواب کا بیان کیا اور یقین ہو گیا کہ اس خواب کی تعبیر حسبِ دُعا ہمارے ضرور ہوگی آخر ہر ایک شاہزادی نے اپنے اپنے باغ کو آراستہ کرنے کا حکم دیا اور چند خواص میں جو کہ محرم راز تھیں اور دایہ کو رہنے دیا اور باقی کو رخصت کر دیا

اب راوی شیریں بیان پہلے شاہزادہ مہرون کا حال گزارش کرتا ہے

کہ شاہزادہ مہرون لباس عیاری زیب جسم کیے ہوئے شاہزادی کلان کے باغ میں آیا اور رفتہ رفتہ سیر کرتا ہوا وہاں پہنچا جہاں ملکہ زیب انگار منظر دیدار یار تھی کہ یکا یک آواز پاؤں کی کان میں ملکہ زیب انگار کے آئی پس بھر دیکھنے آواز پا کے ملکہ زیب انگار خود گھبرا کے بیٹا بانہ باہر مکان کے چلی آئی اور دیکھا کہ ایک جوان ذی شان جسکے چہرہ سے شان و شوکت نمایاں ہوئے سامنے خرامان خرامان تھلتا سیر کرتا چلا آتا ہے مگر نظر حیرت ہر چہا ر طرف نگران ہو ملکہ زیب انگار نے جوہن شاہزادہ مہرون کے جمالِ جہاں آرا کو دیکھا تو یہ کہہ کہ ای جوان بلند مکان میں اپنے دل میں کہتی تھی کہ شہر

سبے سبب کیونکہ کون ہر گل ہے خندان باغ میں | کچھ تو دیکھا ہے جو یوں رنگس ہے حیران باغ میں

بعد اسے ہاتھ شاہزادہ مہرون کا پکڑ لیا اور کہا شہر

پھیر و چھری گلے پہ کہ ہم ہیں عذاب میں | تعجیل چاہیے تمھیں کارِ ثواب میں

اور مکان خلوت میں لا مسند زرنگار پر بٹھایا شاہزادہ ایک عالم حیرت میں مسند پر بیٹھ گیا ملکہ زریبا نگار نے
چٹکے سے دایہ کو ہلایا اور کہا وہ مرقع جو ہمارے صند و فچہ میں رکھا ہے اسے آؤ دایہ مرقع لائی ملکہ زریبا نگار
نے اس مرقع کو شاہزادہ کی صورت سے ملایا تو مشابہ نام نکلا بلکہ ایک سرمو فرق نہ پایا بعد ازاں دل سے
مشورہ کیا کہ اب اس سے اسکا حال پوچھنا چاہیے مگر جذبہ دل یہی کہتا تھا ابیات

ببین کہ زلف کج و چشم سرمہ سہا اینجاست	ہر انچه می طلبی حاجت از خدا اینجاست
دل گواہی میدہد کہین دلبری جانی بود	لیک چشم از کم سواد یوز غلط خوانی بود

پھر ملکہ زریبا نگار نے جام و صراحی طلب کی اور چند جام شراب ارغوانی شاہزادہ کو اپنے دست نگارین
سے متواتر پلائے جب دماغ شاہزادہ کا نشہ بادہ سر جوش سے گرم ہوا اسوقت ملکہ زریبا نگار نے کہا کہ اے
نومہال چین خوبی و سہ و بوستان دلبری و محبوبی ہر چند کہ عالی مرتبتی تیری تیرے چہرہ سے ہوید اور شان
کشور ستائی تیرے حشمت و اجلال سے پیدا ہو لیکن اب وجہ نزول اجلال اس باغ سرا پا زوال کی ارشاد ہو
کہ باعث تردد و دفع حیرت ہو کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں شعر

تا مرد سخن بگفتہ باشد	عیب و ہنرش نہ گفتہ باشد
-----------------------	-------------------------

ابیات

ہوش رہا ستگر اماہ لقا تو کون ہو	صبر و قرار لیگیا سچ تو بتا تو کون ہو	دیکھتے ہی پھر ٹک گیا پہلو میں مرغ دل مرا
خو رہی یا پری ہو تو مرد خدا تو کون ہو	بھید تو اپنا دے بتا محسن خستہ حال کو	پردہ میں دیکے بن کہے بول اٹھا تو کون ہو

شاہزادہ نے بھی ایک عالم سرور میں فرمایا ابیات

عدم سے جانب ہستی تلاش یار میں آئے	بھٹک کر راہ ہم کس وادی پر غار میں آئے	اٹھا کر بار عشق اس عالم خدا میں آئے
کہان سے ہم کہان کیڑے بے یگار میں آئے	بزدی بواہک نے اے گل بن تیرے پسینے کی	ہزاروں عطر کچھکھک طبلہ خطا میں آئے
اگر بختے رہے رحمت نہ بختے تو شکایت کیا	اسلم خم ہو جو مزاج یار میں آئے	

بعد اسکے فرمایا اے ملکہ ہم چار بھائی حقیقی سلطان فیض نوس ملک ارض الذہب کے فرزند ہیں حسب اتفاق
ہم شکار کو اپنے ملک سے جو نکلے اور شکار کھیلتے ہوئے باغ میں شعلہ ساحرہ کے پہونچے اسے ہم چاروں کو
ایک طلسم میں گرفتار کر دیا ہم ایک مدت تک وہاں قید رہے آخر ایک شاہزادہ غالیقہ نے ہمارے ہلکے اس بلا سے
جلسہ سے رہا کیا اب ہم اپنے ملک کو جاتے تھے کہ راہ بھول کے اس تھارے ملک میں آ گئے اور یہاں آکر سنا
کہ اس شہر کے سلطان کی چار بیٹیاں ہیں اور وہ چاروں شاہزادیاں آج اپنے اپنے باغ میں جلوہ آرا ہو گئی
ہمارے دل میں خود بخود تمہارا اشتیاق ملاقات ایسا پیدا ہوا کہ کچھ خیال انجام کا بھی نہ کیا اور بیباکانہ یہاں

چلے آئے پھر ملکہ زیبائنگار نے پوچھا کہ باغ شعلہ ساحرہ کس نواح میں ہے شاہزادہ نے کہا کہ نام اس نواح کا ہمیں فراموش ہو گیا الا نقشہ عمارت باغ کا البتہ معلوم ہے اب ملکہ زیبائنگار کو یقین کامل ہوا کہ بلاشبہ و شک وہ تصویر دلپذیر اسی ماہ منیر کی ہے پھر ملکہ زیبائنگار نے وہ ورق تصویر شاہزادہ کو دکھایا اور کہا کہ آپ بغور ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کسکی تصویر ہے شاہزادہ نے بعد ملاحظہ کے فرمایا کہ اس تصویر سے میری تصویر عالم طفولیت کی نہایت مشابہ ہے بلکہ ایک سر مو کا فرق نہیں ہے ملکہ زیبائنگار سے ضبط نہ ہو سکا اور اسی وقت اٹھی اور سات مرتبہ شاہزادہ کے تصدیق ہوئی شاہزادہ نے کہا کہ یہ کام تو ہمارا ہی تم کیون تصدیق ہوتی ہو خیر اب اپنے حال سے مجھے آگاہ کرو کہ آپ نے اس قدر مسافر نوازی اور مہربانی مجھ ایک حقیر نا آشنا کے حال پر نہ مائی اسکا کیا باعث ہے

ملکہ زیبائنگار نے کہا شہر

الحکم بنشین کہ پشت عرض حال خود کنم | نقل رنگینی برات از ماہ و سال خود کنم

بعد ازیں کیفیت اپنی بہنوں کی ابتدا سے سفر حقیقیہ سے تا مراجعت اور شعلہ ساحرہ کے باغ میں اترنا و شاہزادین کی تصویر میں دیکھ کر عاشق ہونا ہر ایک کا ہر ایک تصویر پر مفصل بیان کیا اور آج جو ہم نے تمہارے آنیکی خوش خبری سنی آراستگی باغ کی گئی اور قنطر بیٹھے تھے اسکا یہ سبب ہے کہ ایک بزرگ نے عالم رویا میں مجھے فرمایا کہ کل فلان شاہزادہ جو کہ ملکہ مطلوب ہے باغ میں تشریف لائے گا تم باغ کو غیر شخص سے خالی کر رکھنا سوا الحمد للہ کہ حسب بشارت اس بزرگ کے ہم اپنے مقصد دلی کو پہنچے شاہزادہ نے فرمایا اے ملکہ ہکو اپنے بھائیوں کے حال سے اصلاً خبر نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں لہذا ہکو ایک طرح کا از حد تردد ہے ملکہ زیبائنگار نے کہا کہ میں بھی اسی فکر میں ہوں کہ خدا جانے میری بہنیں کس طرح شاہزادوں سے پیش آئی ہوں گی اگر حضور تشریف لیں تو شاہزادوں کا حال بخوبی دریافت ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا بہت مناسب ہے عرض شاہزادہ ملکہ زیبائنگار کے ساتھ ملکہ زیبائنگار کے باغ کی طرف روانہ ہوا جب قریب باغ پہنچے تو دیکھا کہ اس طرف سے تین چار آدمی لطیف بازی کرتے ہوئے چلے آتے ہیں جب قریب تر پہنچے تو دیکھا کہ ملکہ زیبائنگار و شاہزادہ قہرون تشریف لاتے ہیں الغرض دونوں بھائیوں میں باہم ملاقات ہوئی اور ایک نے دوسرے کا حال پوچھا شاہزادہ قہرون اول شکر پروردگار بجالایا اور کہا کہ واسطہ دریافت حال آپ کے جاتے تھے پھر وہاں سے ملکہ زیبائنگار قامت کے باغ کو روانہ ہوئے جب باغ میں پہنچے ملکہ زیبائنگار قامت کو باغ میں نہ پایا خواصون نے کہا کہ ملکہ زیبائنگار قامت شاہزادہ بدر و ن کے ہمراہ اپنی چھوٹی بہن کی ملاقات کو گئی ہیں یہ سنکے یہ بھی وہیں اپنی بہن کی ملاقات کو روانہ ہوئیں اثنائے راہ میں دیکھا تو ملکہ زیبائنگار قامت اور ملکہ زیبائنگار از شاہزادہ قہرون و بدر و ن کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے انکے پاس آتی تھیں جب آپس میں باہم ملاقات ہوئی ملکہ زیبائنگار اور زیبائنگار نے ملکہ زیبائنگار اور ملکہ زیبائنگار قامت سے کہا کہ اے بہن قہرون

ربنا حقاً فضل و جدم ما و عذرکم حقاً قالوا نعم رباعی

گفتند از نشاط بزرگان بکوچگان
آیا شما ہر انجہ مرادست یافتید
کاسے خواہر ان بدادہ حق شا کریم ما
ہر چند شامل است بہا نیز این عطا

بعد اسکے شاہزادیان اور شاہزادے صبح تک اسی صحبت بادہ نوشی میں سرگرم و مشغول رہے اور نظر ارہ
جمال جہان آرا سے ایک دوسرے کے مخطوط و خوش حنرم رہے صبح کو شاہزادیوں نے ان شاہزادوں
سے کہا کہ تم چند روز یہاں تشریف رکھو اور لشکر کو بھی اپنے بلالو پھر ملک درخشندہ تاج کو ہماری نسبتوں کا
پیام بھیجو دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتا ہے آخر شاہزادے سات روز وہاں جہان اسطرح رہے کہ دن بھر تو
قلات کو ہستان میں رہتے تھے اور شب کو شاہزادیوں سے صحبت عیش گرم کرتے تھے آخر آٹھویں روز
شاہزادے اپنے لشکر میں آئے تو بین پریراؤ کہ وہ لشکر کا سردار تھا اور انکی مفارقت میں قریب بہلاکت
ہو چکی تھی اور ہر روز صبح اور کوہستان میں شاہزادوں کو تلاش کرتا پھرتا تھا جب شاہزادوں سے
ملاقات ہوئی تو گویا قالب سبحان میں جان آگئی یا چمن خزان دیدہ بہار آگئی تو بین پریراؤ نے کہا اے شاہزادو
واسطہ خدا کے تمہارا اتنا جانا بے اطلاع ہم جان نثاروں کے شکار کو کسی طرح مناسب نہیں ہے اگر خدا نخواست
کوئی رخصتم چشم ٹکو ہو پچھے تو پھر میں اپنے آقا کو کیا جواب دوں گا شاہزادے تو بین پریراؤ کی حاضرت جمع
کر کے رح لشکر وہاں سے شہر درخشانیہ کی جانب روانہ ہوئے جب سرحد میں کوہ درخشانیہ کے پہونچے ایک
جائے خوش آب و ہوا میں خیمہ زن ہوئے اور خلوت میں تو بین پریراؤ کو بلا کر پوچھا کہ اے تو بین پریراؤ مجھے
شاہزادہ شمسون نے تمام کام و خدمت کیواسطے ہمارے ساتھ کیا ہے یا فقط وطن میں ہو نچا دو اور کسی حالی میں
شریک نہ تو بین نے کہا میں حاضر ہوں مجھے کسی کام میں حضور کے عذر نہیں ہے ہر حال تمہارے حکم کا
تابع فرمان ہوں جو فرماؤ بدل و جان بجالاؤں شاہزادوں نے فرمایا ہم امر و زفر دین تمہیں بعدیہ رسالت
ملک فرقت شاہ بادشاہ کے پاس بھیجا جاتے ہیں تو بین پریراؤ نے کہا کہ میں حاضر ہوں بس و چشم
جاؤں گا پھر شاہزادوں نے ملک فرقت درخشندہ تاج کو اس مضمون کا نام لکھا کہ بعد از حمد
خداے جہان و نعت پیغمبران امیر شاہ دلاوران ہمنے سنا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے چار بیٹیوں کو
عنایت فرمائی ہیں اور ہم چار بھائی حقیقی شاہزادگان ملک ارض الذہب حسب اتفاق تمہارے
ملک میں وارد ہوئے ہیں اور اب ہمارا قصد ہے کہ ان چاروں کو ہر شہر یاری کو اپنے رشتہ سلک ازدواج
عقد شہرعی میں منسلک کریں پس آپکو بھی مناسب ہے کہ ایسی نسبت کو باعث اپنی حیات و لطف زیست کا
سمجھکر تعمیل احکام شریعت بجالاؤ کہ خداوند کریم نے آپکو گوہر مقصود دلی و در مراد مطلوبی کھر بیٹھے صدق تمنایں دیا

اور پھر ایسی نسبت اگر چراغ لیکے ڈھونڈ ہو گئے تو ٹکو میسر نہ آئیگی کہ چاروں شاہزادیاں ایک ہی جا پر آرام تمام محفوظ و سرور رہیں گی باقی والسلام نو بین پریزاؤ نامہ عالی لیکر شہر درخشا نیہ میں آیا اور بارگاہ سلطانی میں ملک فرقت درخشندہ تاج کے پہونچا فقہار انو بین پریزاؤ کے وارد ہونے سے پہلے ایک ایچی سووال نامے بادشاہ زنگبار قاف کا دیوزنگول کی طرف سے اس مضمون کا نامہ لایا تھا کہ تم دو بیٹیاں اپنی سووال کے ہاتھ ہلکو بھیجو کہ ایک کا ہم اپنے ساتھ اور دوسری کا اپنے بیٹے کے ساتھ عقد کر دیں اور باقی ماندہ دو لڑکیاں بعد کو بھیج دینا کہ ایک کا وزیر زادہ کے ساتھ اور دوسری کا وزیر کے ساتھ عقد کر دیں گے اور ہر گروان دونوں شاہزادیوں کے بھیجنے میں توقف نہ کرنا تا رسم محبت و اخلاص آپس میں جاری رہے ملک فرقت درخشندہ تاج کی نظر سے جو یہ نامہ گذرا بس مارڈوم بریدہ کی طرح سے بیچ و تاب کھا کر چپ ہو رہا اور نظر کثرت فوج اور شرارت ذاتی زنگول کے دم نہ مارا اور یہ بھی ایک باعث تھا کہ یہ ملک فرقت مسلمان خدا پرست تھا اور وہ کافر ابلیس پرست تھا اور کنارہ پر کوہ قاف کے ایک زمین طویل زنگبار قاف کے نام سے مشہور ہوا اور جو دیو اس سرزمین میں پیدا ہوتا ہو رنگ اسکا سیاہ ہوتا ہو اور سب دیوؤں سے قوی تر ہوتا ہو اس وجہ سے وہاں کے لوگ زنگی خطاب کیے جاتے ہیں دوسرے ستارہ بھی اُسکے ملک کا بلاد اطریق و بلاد السودان ہوا اور بادشاہ وہاں کا قدیم سے زنگول کے خطاب سے چلا آتا ہوا اب آمدیم برس مطلب کہ نو بین پریزاؤ نے نامہ شاہزادوں کا بھی ملک فرقت درخشندہ تاج کو دیا بادشاہ نے ملاحظہ فرما کر وزیر کو دیا اور کہا ایک نشہ دوشد یعنی این گل دیگر شکفت وزیر نے عرض کی کہ جناب عالی غلام کے نزدیک یہ نسبت شاہزادگان نہیں ہو بلکہ یہ حضور کو ایک وسیلہ نشیبی ہاتھ آیا ہو آئینہ آپ کو اختیار ہو ملک فرقت درخشندہ تاج نے کہا خیر اب اس ایچی زنگول کو کیا جواب دینا چاہیے یہ باتیں تو ہو رہی تھیں کہ سووال بد اعمال نے وزیر کے ہاتھ سے وہ نامہ شاہزادوں کا چھین لیا اور دیکھ کے آگ ہو گیا اور نو بین پریزاؤ سے کہا کہ ابو مردک شامت زدہ تیرے شاہزادہ انھیں ہزار دیو کی جمعیت سے زنگول سے مقابلہ کرینگے جو فی زمانہ تمام دشت قاف کا بادشاہ ہو اور ایک لاکھ دیو نو خواہ و آزمودہ کار ہر وقت اُسکے ہمراہ رکاب موجود رہتے ہیں اور ہر چند کہ تیرے شاہزادے بچا رہ نادرانت ہیں مگر تو اپنی چشم کو رے نہیں دیکھتا کہ سفیر بادشاہ زنگبار دربار میں موجود ہو اور تجھے اتنی جرأت نامہ گذرانے کی ہوئی اور تو نے کچھ خوف نہ کیا پس اس تیری حرکت بیہودہ سے صاف ظاہر ہو کہ تو اپنے شاہزادوں کا خیر خواہ نہیں ہو اور جان و مال اُن بچاروں کا صفت ایسے بادشاہ جلیل القدر کے ہاتھ سے برباد کرایا چاہتا ہو اور یہ قوت یاد رکھ کہ جس وقت زنگول کو خبر اس امر کی ہوگی فوراً تیرے شاہزادوں کو مثل ایک حرف غلطی کے صفحہ ہستی سے مٹا دینا کہ نام و نشان بھی کسی کو نہ ملے گا

نوبین پر یزاد کے اس سخت کلامی سے کبھی کان بھی آشنا نہ تھے کمال غضب کے ساتھ یہ جواب دیا کہ اور وسیعہ دیو
در اصل تو باجی بلکہ اتج ہی اور تیرا آقا بھی کہ جسے تجھ ایسے حرام خورد دریدہ دہن کو عہدہ رسالت دیکر خدمت میں
بادشاہوں کے بھیجا ہی آگاہ ہو و بگوشت سن کہ جب نوبت تلوار پہنچتی ہی اس وقت ہزار پر ایک جوان بھاری ہوتا ہی
اور ان ہزار سوار پر کیا موقوف ہی اگرچہ میں ایک جزو ضعیف ہوں مگر جس وقت کہ ارادہ کروں تو فوج و لشکر و دیویری
تمام عالم بھر دوں پھر ہمارے شاہزادوں کی برابری و ہمپیشی اس کا فرم دار خوار راندہ درگاہ حضرت سلیمان
سے کہ جسکو تو اپنا سردار قرار دیتا ہی کرنا ننگ و عار ہی پس تمام اہل دربار نے رو برو ملک فرقت درخشندہ تاج
کے نوبین کی حسن تقریر اور شیریں بیانی پر تحسین و آفرین کی اور کہا کہ خوب دندان شکن جواب دیا سوداں بد مال
نے کہ نوبین سے کہیں قوی تر تھا ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ نوبین بیہوش ہو گیا اہل دربار نے بہت نوبین کو
اس بد آئین سے نجات دلوائی جب نوبین ہوش میں آیا سوداں نے اسکو ایک ستون بارگاہ سے باندھ دیا
اور کہا کہ امی پر یزاد ضعیف البنیاد تو نے اپنی سخت کلامی کی سزا پائی یا ابھی باقی ہی نوبین بولا امی ملعون اگر
تلوار کی نوبت آتی تو میں تجھے بتاتا کہ پر یزاد ضعیف الخلق ایسے ہوتے ہیں عقاب کے غائب ہو جانے سے
بہادری شہبازی جاتی نہیں رہتی سوداں مقدمہ مار کر ہنسا اور کہا کہ میں تیری سخت زبانی و نزاکت بیانی سے
خود ہی قتل ہو گیا اور یہ شعر کسی نے تیرے ہی حسب حال شاید کہا ہی شعر

خود گلا کاٹوں اگر خنجر عنایت کیجیے | دیکھیے دکھ جا نیگی نازک کلامی آپ کی

اور وہاں جب شاہزادوں کو نوبین کے حال کی خبر ہوئی ہر ایک نے سوداں کی گوشمالی کا قصد کیا مگر بھون
کہ سب سے چھوٹا بھائی تھا سوار ہو کر بارگاہ میں ملک فرقت درخشندہ تاج کے تشریف لایا اور نوبین کو
ستون سے کھول دیا پھر سوداں سے فرمایا کہ او حرامزادے مغرور مصرعہ بیاتاجہ داری زمر دی نشان
سوداں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کے گریبان شاہزادہ کالے کہ شاہزادہ بھون نے خنجر سے ہاتھ اسکا قطع کر دیا
سوداں نے دوسرے ہاتھ سے وار شمشیر کا سر پہ شاہزادہ کے کیا شاہزادہ نے اسکا وار رد کر کے
ایک ہی ضرب شمشیر میں اسکو جہنم واصل کیا بس تمام دیو ہمارے ہی اس مادر بخت کے شاہزادہ پر ہر چار طرف سے
گھیر کے حملہ آور ہوئے شاہزادہ بھون اور نوبین پر یزاد نے جنگ رستخانہ ایسی کی کہ تھوڑے عرصہ میں
پچاس دیوؤں کو داخل جہنم کیا اور باقی لاشیں سوداں کو لیکر قاف کو روانہ ہوئے ملک فرقت نے
بشظیم و تکریم تمام شاہزادہ کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور نہایت مدارات سے پیش آیا اس عرصہ میں یہ تینوں
شاہزادے بھی داخل بارگاہ ہوئے ملک فرقت نے محل نشاط آراستی اشعار

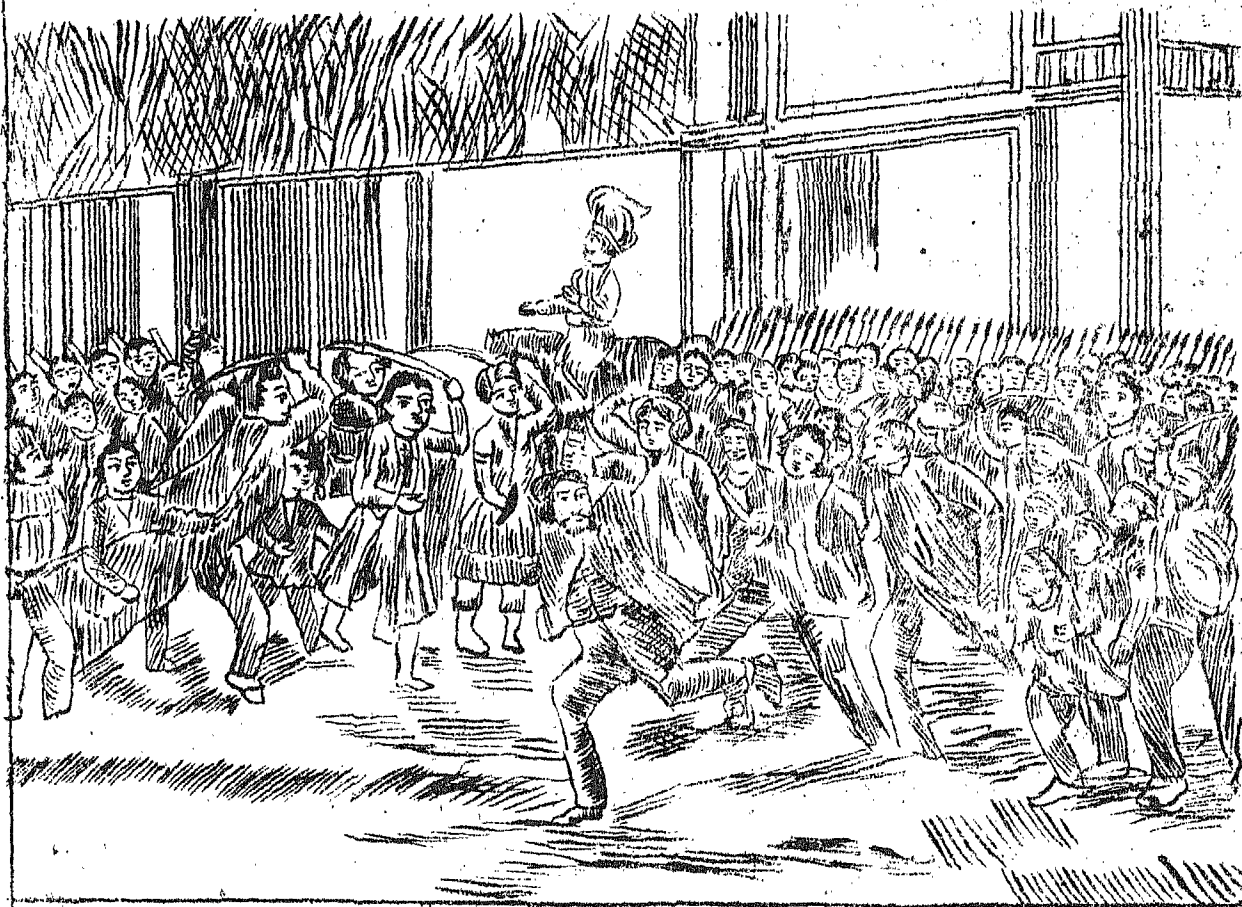
سنگ گنگ در میان آمد | بر بھو جنگ در فغان آمد | خندہ جام و گریہ مینا | شست گرد طال از دلہا

ملک فروت درخشندہ تاج نے شاہزادہ مہرون سے پوچھا کہ امی دلاور یونٹو آئے غریب خانہ کو نو قدم
 فرخشندہ شہر سے روشن و منور فرما کے اس خاکسار کو سرفراز فرمایا اور مجھے ممنون و مشکور کیا لیکن باعث ان
 عنایات و استغاثہ کا معلوم نہوا شاہزادہ مہرون نے کہا امی شہر یار ذی اقتدار ہم چارون بھائی حقیقی سلطان
 قیصر نوس بادشاہ ارض الذہب کے فرزند ہیں اور بیس برس ہوئے کہ ہم زیارت والدین سے
 بوجوہات چند در چند محروم رہے اب ہم بشوق زیارت والدین جاتے تھے کہ اثنائے راہ میں پہنچے سنا
 کہ یہاں کے فرمانروا کی بھی حیار دختر بلند اختر ہیں پہنچے صلاح کی کہ ظاہر اسباب ایسی نسبت اور کہیں
 میسر نہ آئیگی کہ ہم چارون بھائی اور وہ چارون بہنیں ایک ہی خاندان کی ہیں اسبواسطے تمکو پیغام بھیجا
 ملک فروت درخشندہ تاج نے کہا کہ مجھے بھی تمھاری نسبتیں بدل قبول منظور ہیں بلکہ اپنا فخر
 جانتا ہوں لیکن تم نے اس بلا سے بے درمان کو مثل خانہ زنبور کے چھبھڑ دیا ہے خدا خیر کرے
 کسواسطے کہ میں تاب مقابلہ انکا نہیں لاسکتا شاہزادہ مہرون نے فرمایا کہ بعد نسبت تمھارے
 قبول کرنے کے وہ زنگیان جنھیں تم بلا سے بے درمان اور فوج کو اسکی خانہ زنبور جاسے ہو انکا مطالبہ
 ہمارے ذمہ ہے تم کچھ خوف نہ کرو ملک فروت نے کہا تم پریزاد وہ دیوزاد غول صحرائی تمھارا
 اور انکا مقابلہ کیونکر ہو سکتا ہے شاہزادہ مہرون نے فرمایا کہ ایک تھوڑی مدد بھی اگر تم دو
 تو ہم انکی ایسی گوشمالی قسار واقعی کریں کہ وہ مدت العمر یاد کریں ملک فروت نے کہا کہ جان و
 مال سے جس طرح کو میں حاضر ہوں شاہزادوں نے فرمایا کہ خیر اب ہم جب تک کہ یہ معاملہ
 جنگ ایک سو نہ کر لینگے اسوقت تک تمھارے یہاں عقد بھی نہ کریں ملک فروت نے پھر
 ایک بار گاہ عالیشان فرش و فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کرائی اور
 شاہزادوں کی دعوت شاہانہ کی اور وہی مقام آرا نگاہ قرار دیا شاہزادے دن بھر تو حرف و حکایات میں
 رہتے تھے اور شب کو اپنی اپنی معشوقوں کے پاس عیش کرتے تھے

اب ملک زنگبار کا حال گذارش ہوتا ہے

کہ جب دیوؤں نے لاش سوداں کی ملک زنگول کے پاس پہنچائی اور تمام کیفیت بیان کی پس زنگول کا
 یہ سنا تھا کہ آتش غضب سر سے تاپا ایسی مشتعل ہوئی کہ دھواں سینہ اور دماغ کے پار نکلیا اور اسی وقت
 افسران فوج کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اسوقت ہمارا لشکر ظفر پیکر تیار ہو اور پیش خیمہ بیرون شہر استادہ کیا جائے غرض
 اتنی ہزار دیوان آزمودہ کار سے مثل زنگال فیل سر اور ارنایک خوگ پیشانی اور دیو ساریت رعد آواز اور سہمکین بن
 خافیل اور جزیرہ شتر دندان کو روانہ شہر درخشندہ کیا جب آتش زنگول ملک فروت نے سنی اُس نے بھی آراستگی کا لشکر کو حکم دیا

تصویر شاہزادہ نجمون کا معرکہ جنگ میں آنا اور مارا جانا زنگول کا اور ملک فرتوت کا
فتح یاب ہونا



اس عرصہ میں لشکر شہزادہ اثر زنگول بدسیر کا قریب شہر کے پہنچ گیا ملک فرتوت نے باہر شہر کے ایک میدان وسیع میں اپنا لشکر آراستہ کیا تھا زنگول نے پہلے ایک دیو چرب زبان کو ملک فرتوت کے پاس بھیجا اور یہ پیام دیا کہ ہم معاملہ گذشتہ درگزر سے اور ہلکے سی طرح کا فتور منظور نہیں ہو الا تم کو مناسب ہے کہ اب بھی تم اپنی دو بیٹیاں بلا عذر ہمارے پاس بھیج دو تاکہ تم صدقہ لشکر قیامت اتر سے محفوظ رہو آئندہ تم کو اختیار ہے شعر

نت انچہ حق بود گفتہ تمام | تو دانی و گر بعد ازین و اسلام

ملک فرتوت درخشندہ تاج طاہر ہوا اور کچھ جواب نہ دیا لیکن شاہزادوں نے اس پیام کا جواب سخت دیا کہ طرفین سے صفت آرائی شروع ہوئی اور زنگول فیمل سرسیدان میں آیا اور اس طرف سے

دیو شہرنگ سپہ سالار ملک فرقت مقابل ہوا اور ایک ہی ضرب دار شمشاد سے زنگول کو زخمی کیا کہ
 شانہ زنگول کا بیکار ہو گیا اسکے بعد ارناہک خوک پیشانی کے ہاتھ سے پانچ دیو ملک فرقت کے قتل
 وزخمی ہوئے دوسرے روز غریو شتر دندان معرکہ آرا ہوا اس طرف شاہزادہ بجنون جنگ گاہ میں تشریف
 لایا اور غریو کو قتل کیا قصہ کوتاہ پانچ سردار لشکر زنگبار کے پڑ در پی مقابلہ پر شاہزادہ بجنون کے آئے دو
 زخمی ہوئے باقی قتل ہوئے زنگول نے دیکھا کہ ایک ایک دیوان پر ہزاروں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تب جنگ
 مغلوبہ کا حکم دیا دو نوں لشکر با یک دگر با ہم وصل ہو گئے اور تیر تیر و تیشیر و گوز و نیزہ و پیکان ایسے چلنے لگے
 کہ اپنے اور بیگانے کی تمیز نہ ہوئی شاہزادہ مہرون نے ارناہک کو قتل کیا اور اسی طرح شاہزادہ بدر و
 اویشا ہزارہ قرون نے بھی چند پہلوان نامی و گرامی کو قتل کیا اور اب ہجوم دیوان شاہزادہ بجنون پر زیادہ
 ہوا اور شاہزادہ بھی بڑی مردانگی سے لڑا لیکن بوجہ کثرت فوج زنگول کے لشکر میں گرفتار ہو گیا اور زنگول
 نے اسی وقت شاہزادہ بجنون کو اپنے عیار کے ہاتھ قاف کو روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ کوئی اس امر کی اطلاع
 نہ کرے آخر تین روز اسی صورت سے جنگ و پیکار رہی اور کشت و خون اس کثرت سے ہوا کہ ایک قیامت کہی
 برپا ہو گئی اور کشتوں کے پٹے اور سروں کے انبار اور خون کے دریا جاری ہو گئے تھے چوتھے روز بون
 باز گشت کی آواز حرب گاہ سے بلند ہوئی اور دو نوں لشکر اپنے مقام پر گئے شاہزادہ و بجنون نے جو شاہزادہ
 بجنون کو نہ دیکھا تمام قتل گاہ میں تلاش کیا لیکن کہیں پتا نہ پایا ایسا صدمہ سخت ہوا کہ تینوں بھائیوں نے
 گریبان اپنا از سر تا پا چاک کیا اور نوبت بجنون ہو چکی اور اس حال سے ملکہ زیمیا طراز شاہزادہ بجنون
 کی معشوقہ کو جو ضرب ہو چکی اسکو بھی ایسا اپنے معشوق کے گم ہونے کا صدمہ جانکا ہوا کہ غش کھا کے زمین پر
 گر پڑی اور بیہوش ہو گئی جب ہوش میں آئی تو اپنے آپے میں نہ تھی جب زنگول نے فرست مقتولان لشکر کی
 اپنے دیکھی تو دو حصہ لشکر اپنا قتل اور زخمی پایا اور جنگ کی اپنے میں طاقت نہ پائی دوسرے روز مع اپنے لشکر
 کے فرار ہو گیا اور اثنائے راہ میں سرداران لشکر سے اپنے کہا کہ ایک جوان رستم توان ایسا ہمارے
 ہاتھ آیا ہو کہ ہمیں لشکر کے قتل و غارت ہونے کا کچھ غم نہیں ہوا مگر افسوس کی بات ہو کہ امن جو اتان باقی کا
 ہم سے کچھ تدارک نہ ہو سکا تنہا رگندہ دہن عیار نے زنگول سے کہا کہ ای بادشاہ تم ناحق تردد کرتے ہو میں
 دو روز کے عرصہ میں ان تینوں جوانوں کو بھی گرفتہ و بستہ تمہارے پاس لا کر حاضر کرونگا زنگول نے کہا اگر
 ایسا تو کریگا تو میں تجھ کو انعام بے حد و شمار اس قدر دوں گا کہ تجھے مال دنیا سے بے نیاز کروں گا وہ حرام زادہ
 تین نفر دیو ہمراہ لے کر وہ درخشا نیم کو روانہ ہوا اور یہاں گم ہونے سے شاہزادہ بجنون کے ایسی
 پریشانی ہوئی کہ کسی کو کسی خبر نہ رہی آخر شاہزادہ و بجنون نے قنطور کلنگ پر داز عیار کو ملک فرقت و شند

کے لشکر میں برائے تلاش بھیجا کہ شاہزادہ بجنون کو تلاش کر کے پتالگائے قنطور کلنگ پر دارہ عیار جو ملک رنگبار میں گیا اُسے شاہزادہ کا کہیں مذکور بھی نہ سنا مجبور ہو کر شاہزادوں کے پاس واپس آنا اور کہا کہ رنگول کے لشکر میں ہے کسی کی زبانی شاہزادہ بجنون کا ذکر بھی نہیں سنا اس خبر وحشت اثر کے بیان سے اور زیادہ تر تشویش ہوئی اور ملکہ زیباطرا از معشوقہ شاہزادہ بجنون غلبہ جنون و سودا سے عشق سے ایسی از خود رفتہ ہوئی کہ دین و دنیا اندھیر ہو گئی تھی آخر ایک روز جو ش سودا سے عشق میں ایسی بیخود ہوئی کہ بے اطلاع ایک طرف کو نکل گئی نوپین پریز اور عرصہ دراز تک اس کے چلنے کا منتظر رہا آخر کار تاجدار وہ بھی شاہزادہ شمسون تہر طلعت کی خدمت میں روانہ ہو گیا

اب راوی تجارتگر گندہ دہن عیار کا حال بیان کرتا ہے



کہ وہ عیار تا بکار مع تینوں فردیو اشارے کوہ درخشاں میں آیا وہاں اُسے سنا کہ شاہزادے اپنے بھائی کی تلاش میں نکل گئے تجارتگر بلباس فقیرانہ کوستان کی راہ سے روانہ ہوا بعد ایک ہفتہ کے ایک ملک فقیر میں وارد ہوا اتفاقاً شاہزادے بھی حیران و پریشان سرگردان ہوتے ہوئے اُسی ملک میں پہنچے تجارتگر اور دیوؤں نے جو شاہزادوں کو دیکھا اُس وقت چپکے ہو رہے رات کو بیوشی سے اُن آوارگانِ شہت آدا

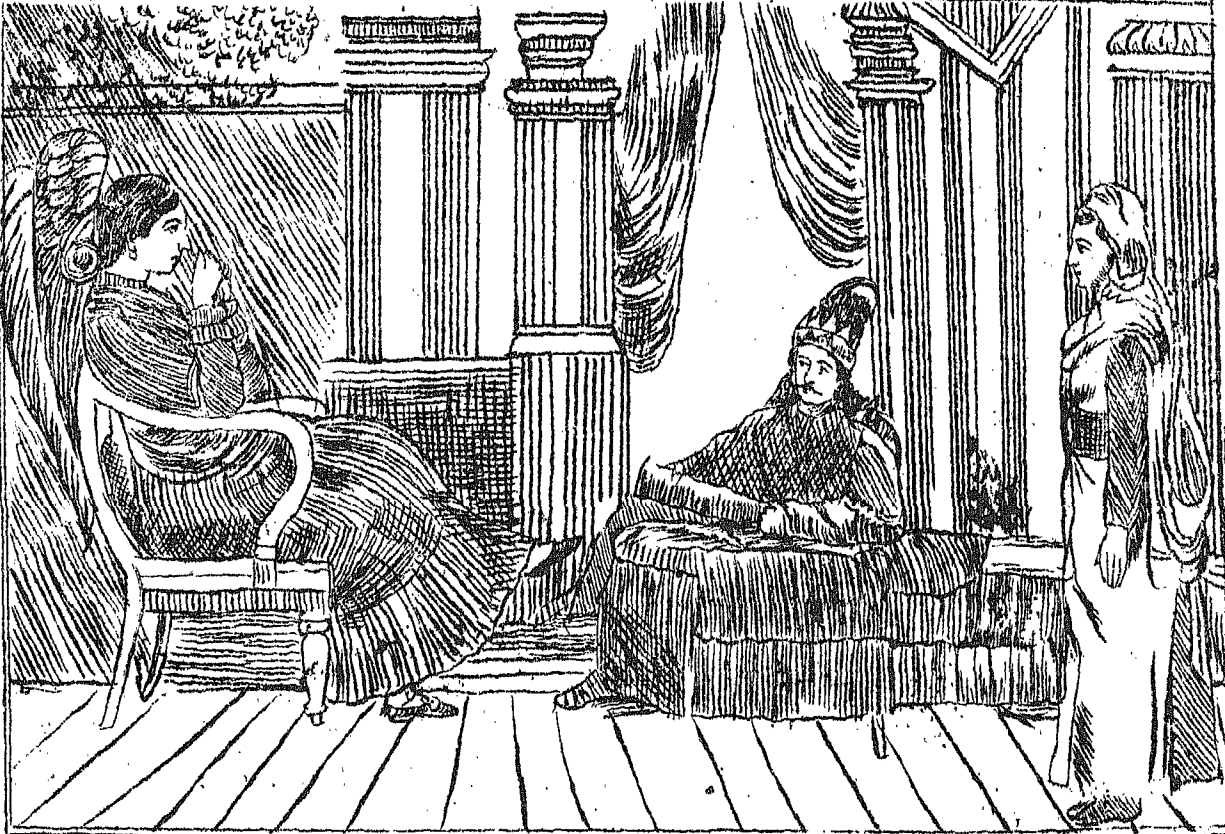
کو بیوش کیا اور جدا جدا پشتارہ باندھ کر وہاں قاف رنگبار ہوئے اور ادھر نو بہن پر میرزا و بعد چند روز کے
 شہر استہر قیہ کے قریب لشکر ظفر پیکر شاہزادہ شمسون تہر طلعت دلا درین پہونجا اور بعد ملازمت کے تمام
 سرگزشت شاہزادوں کی شاہزادہ شمسون سے بیان کی شاہزادہ نے جو یہ خبر جگر خراش سنی
 خون نے جوش مارا آنکھوں میں زمین و آسمان تاریک ہو گیا اور کمال درجہ ملال طبع نازک پر گزرا قول دانا
 سے کہ یہ وزیر زادہ فن نجوم میں یکتا ہے روزگار تھا احوال شاہزادوں کا پوچھا قول دانا وزیر زادہ نے
 قرعہ پھینکا اور حال سب دریافت کر کے شاہزادہ شمسون سے بیان کیا اور کہا کہ اس شہر یار غلام کو معلوم
 ہوتا ہے کہ شاہزادے ملک رنگبار میں نہایت قید سخت میں گرفتار ہیں اتنے میں قنطور کلنگ پرواز عیار
 ملک فرقت کا بھی معرفت نو بہن پر زادہ کے خدمت میں شاہزادہ شمسون کے حاضر ہوا اور
 عرض کی کہ ملک فرقت درخشندہ تاج نے مجھے واسطے دریافت حال شاہزادہ بجنون کے
 بھیجا تھا اس شہر یار غلام نے اکثر لوگوں کی زبانی سنا کہ شاہزادہ بجنون نہایت سخت مصیبت میں
 گرفتار ہے بلکہ زنگول نے شاہزادہ بجنون کو قتل کا حکم دیا تھا لیکن شاقول بن زنگول نے
 منع کیا اور اپنے باپ کو اس حرکت سے ابھی تک باز رکھا اور کہا کہ اس شہر یار تجار عیار اسکے
 اُن تینوں بھائیوں کو لے آوے تو چاروں بھائیوں کو ایک ہی بار قتل کرنا چاہیے حاتم زاد
 یہ سننے و بان سے روانہ ہوا اثنائے راہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ تخب عیار اُن تینوں شاہزادوں
 کا بھی پشتارہ باندھے خیزا خیز لے چلا جاتا ہے اور تین نفر دیو بھی اُسکے ساتھ تھے غلام سے بوجہ
 تنہائی کے کچھ علاج نہ ہو سکا آخر مجبور و مایوس وہاں سے جلدی تمام آکر غلام نے اپنے آقا سے
 اس خبر کو بیان کیا آقا نے فوراً حضور کی خدمت میں روانہ کیا اور کہا کہ اس وقت جا اور جیسے مجھے
 ہو سکے جلد اسکی اطلاع حضور سے کر شاہزادہ شمسون نے نازیل دیو قوی ہیکل کو پچاس ہزار
 دیو کی جمعیت سے کہ ہر ایک اُن میں اپنے وقت کا رستم و اسفند یار نہایت ہوشیار و کار گزار
 جنگ آزما چالاک تھا ملک رنگبار قاف کو روانہ کیا اور نہایت تاکید کی کہ خبردار بہت جلد
 پہونچنا اور جس طرح سے کہ ہو سکے جان لڑا دینا اور شاہزادوں کو اُن نابکاروں کے ہاتھ سے
 چھین لینا خبردار یہی وقت جان بازی اور سرفروشی کا ہے کہ یہ وقت و معرکہ بھی یادگار زمانہ ہو جائیگا
 اور لوگ جو کہ صاحب ہمت اور قدردان ہیں وہ تواریخوں میں اب زر سے اس معرکہ کو لکھیں گے
 پس بجز دبا نے اس حکم کے فوراً فوج میں نقارہ کوچ کا بگیا اور مکر بندی ہو گئی اور نازیل دیو اس وقت
 راج فوج کے روانہ ہوا دوسری عرضی حسان پر پڑا وہی اس مضمون کی گزری کہ اس بادشاہ مجاہد

عسلام اپنے ملک میں آیا اور میں نے سنا کہ قمران بن شہر روم نے اس عرصہ میں دوسری جنگ
نکاح کیا اب سرو بالا پر می سے اُسکو کسی طرح کی غرض نہیں ہو میں باسلامان عروسی شہر حریریز یہ
میں پہونچا کہ وہ دارالسلطنت ملک ارشون ہو ملک ارشون نے دوسرے روز بزرگ تمام
سرو بالا سے میرا عقد کر دیا اور بعد چند روز کے میں ملک حریرہ سے رخصت ہو کر اپنے
ملک کو مع عروس کے روانہ ہوا کہ کسی درانداز نے قمران کو خبر دی کہ تمہاری نام زد کو سلطان
شخص لیے جاتا ہے قمران فوراً بھجھ دینے اس خبر کے چالیس ہزار دیو و پری کی جمعیت سے اثنار
راہ میں ہمارا سدا راہ ہوا ہے پہلے نرم زبانی و منت و سماجت کی جب ہماری انگساری کو وہ
خیال میں نہ لایا آخرا چار نو بت حرب و ضرب کی پہونچی اور طرفین سے کشت و خون بہت ہوا
تا اینکه مدوی بھی ہاتھ سے قمران کے زخمی ہو گیا اور لشکر بھی میرا پس پا ہو گیا اور مجھ کو چند
رفقا ایک غار کوہ میں لیکے اور وہاں یجا کر پوشیدہ کر دیا اور اب میرا دہین علاج ہوتا ہے اور
قمران سرو بالا کو اپنے مکان میں لے گیا غلام نے بھی ایک تجربہ مند کو واسطے استخبار حال کے
روانہ کیا تھا اُسکی زبانی یہ معلوم ہوا کہ راہ میں قمران نے سرو بالا سے پوچھا کہ اب تیرا کیا ارادہ
ہے اُس نے کہا کہ جو نوشتہ تقدیر تھا وہ ہو چکا قمران نے کہا سچ ہے مجھے بھی اب نیری خواہش نہیں رہی
لیکن میں تجھے ایسی قید بندید میں بھیجو لگا کہ تو اپنی زندگی کو بدتر از مرگ سمجھے گی یہ کہے جب اپنے
ملک میں پہونچا تو سرو بالا کو ایک حجرہ تنگ و تاریک میں قید کیا اور ایک وقت کھانے کو
دیتا ہے اور اُسکی جو روایسی محیط ہے کہ اُسکی وجہ سے سرو بالا کا نام بھی نہیں لے سکتا اور مدوی بھی اب
اچھا ہو چکا ہے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب باجمیعت قلیل حاضر خدمت ہوتا ہے یہ فقط اطلاعا حال گزارش
خدمت کیا ہے اور ملک ارشون آپ کے خسر نے بھی پوشیدہ کچھ فوج میرے ہمراہ کر دی ہے
اسدوار ہون کہ حضور بھی اس عسلام خاص کو بمذد و امداد بادشاہ وین شاہزادہ شمشون نے
فرمایا کیا خوب شعر

ہر دم زمانہ داغ غم بر جگر بند | ایک داغ نیک ناشدہ داغ دگر بند

میں خود شاہزادوں کے حال میں متردد ہوں یہ قصہ دوسرا رو بکار ہوا حیران ہوں کہ کسکو واسطے مدد
حسان کے بھیجوں کہ شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ نے دست ہمتہ عرض کی کہ مدوی اس خدمت کے
لائق ہے شاہزادہ شمشون ہر طلعت نے خلعت شاہانہ شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ کو دے کے
اس وقت چالیس ہزار دیو و پری کی جمعیت سے واسطے امداد حسان پر یزاد کے روانہ کیا

اب دو کلمہ حال شاہزادہ بخون کا گزارش ہوتا ہے



بیایا بریشم زن طرف درے | کہ ہم طرف درے وہم طرف گوے | بیک نغمہ دلکشم بندہ کن | ز چشم بکش در لبم زندہ کن
 راوی کہتا ہے کہ جب زنگول دیو نے شاہزادہ بخون کو کوہ درخشان سے ملک زنگبار کو روانہ کیا اور
 خود داخل شہر ہوا تو اسکی بیٹی زنگولہ فتیلہ مونسے کسی تقریب سے شاہزادہ بخون کو دیکھ لیا اور بے اختیار
 اسے عشق میں مبتلا ہو گئی اسقدر ایک مرد معتمد کی معرفت زندان میں شاہزادہ کو یہ پیام بھیجا کہ ای جوان
 پریزا اگر تو مجھے ہم صحبت ہو تو میں تیری رہائی میں کوشش کروں نہیں تو کوئی صورت تیری رہائی اور
 جان پری کی نظر نہیں آتی شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا آخر شکار عیار ان تینوں شاہزادوں کو بھی لے آیا
 اور زنگول نے حکم دیا کہ جلد چاردارین بازار چوک میں استاد ہوں کہ میں دشمنان جان و تشنہ خون کو اپنے
 تیر باران کرونگا شاقول بن زنگول کہ یہ بھی پرزادہ سے ہوا سوچہ سے ایک گونہ پرزادوں سے میلان طبع
 رکھتا تھا اسنے باپ سے کہا کہ امی پدر بزرگوار انکے قتل میں اسقدر تعجیل کیا ضرور ہو بلکہ انکو الگ الگ بازاروں کے
 چوراسے پر قتل کرنا چاہیے تاکہ اور لوگ بھی دیکھیں اور دوسروں کو رعب و عبرت ہو اور زنگولہ فتیلہ مونسے

پھر اپنے عیار بے سرگین بن تنہا کو شاہزادہ نجمون کے پاس بھیجا اور کہا اے بیوقوف آخر تو نے اپنی ہلاکت قبول کی اور میرے کئے کو ٹال دیا خیر اب بھی باغ میں جو میرے پاس پہنچ جا تو پھر میں سمجھ لوں گی شاہزادہ نجمون ناچار عیار بچے کے ساتھ بحفاظت تمام زندان خانہ سے زنگولہ کے پاس پہنچا شاہزادہ نے زنگولہ کو حد سے زیادہ سیاہ فام دیکھا لیکن چہرہ پر نہک و شوخی حد سے زیادہ پائی کہ گویا شوخی ہر رگ و پڑ میں کوٹ کوٹ کے بھری تھی ہر ایک ریشہ ریشہ سے شرارت ظاہر ہوتی تھی زنگولہ فتیلہ مرنے نہایت خاطر و مدارات شاہزادہ کی شاہزادہ نجمون بھی بظاہر داری تمام خوش اختلاطی و خوش مزاجی و گرمجوشی سے پیش آیا اور کہا اے زنگولہ فتیلہ مو اگر تجھ کو میری خوشی منظور ہو تو میرے بھائیوں کو بھی اس طرح باغ میں اپنے پاس بلا لے زنگولہ فتیلہ مو نے کہا کہ صبر کرو کل میں انکو بھی بلوا لوں گی جب صبح ہوئی نگہبانان نے رپورٹ داروغہ زندان سے کیا کہ شاہزادہ نجمون خود بخود زندان سے غائب ہو گیا اور دروازے زندان خانہ کے سب بدستور مقفل رہے داروغہ نے بادشاہ زنگول سے عرض کی کہ شاہزادہ نجمون خود بخود زندان سے غائب ہو گیا اور طرفہ یہ تماشا ہے کہ دروازے زندان کے ہنوز مقفل موجود ہیں زنگول نے تنہا عیار سے کہا کہ او ما در بختا جس طرح ممکن ہو جلد اس جوان کو پیدا کرو ورنہ تو عوض میں اُسکے قتل کیا جائیگا اور حکم دیا کہ اُن تینوں شاہزادوں کو ہمارے پاس لاؤ اور تیر انداز کرو مبادا ایسا نہ ہو کہ یہ بھی اس طرح غائب ہو جائیں اتفاق سے شاہ قول اس وقت دربار میں نہ تھا کہ سفارش پیش آتا آخر جلا نے شاہزادوں کو لا کر زیر دار کھڑا کیا اور منتظر حکم کے تھے کہ سرگین عیار بچہ نے شاہزادہ نجمون اور زنگولہ فتیلہ کو اس حال سے اطلاع دی کہ اس وقت تینوں شاہزادے تیر باران ہونے کو آئے ہیں شاہزادہ نجمون نے زنگولہ فتیلہ کو سے کہا کہ میرے ہتھیار جلد منگوا دے کہ میں تیر اکمال ممنون و احسان مند ہوں گا اور اگر زندہ رہا تو بصحت و عافیت ابھی تیرے پاس آیا ورنہ میرے حق میں دعاے خیر کرنا زنگولہ نے کہا کہ اے جوان دلاور ہتھیار تیرے اول ہی سرگین عیار لے آیا ہے اور وہ حاضر ہیں میری دانست میں تیرا وہاں جانا مصلحت نہیں ہے شاہزادہ بچہ زنگولہ سے رخصت ہو کر مثل شیر ثریان باغ سے نکل کر زیر دیوار تشریف لایا اور وہاں دیکھا کہ شاہزادہ مہرون اور قہرون اور بدرون پابہ جولان طوق و زنجیر میں مسلسل سرنگون چپ و خاموش کھڑے ہیں اور جلا دلو اور علم کے پیچھے منتظر حکم شاہ کھڑا ہے اور ہر چار طرف بھرت نگہاں ہے شاہزادہ نجمون نے اول سنگ اندازوں و جلا د کو قتل کیا اور زنجیر اُٹکی اُسی تلوار آبدار سے قلم کر کے اپنے بھائیوں کو رہا کیا کہ اتنے میں تمام محافظان و نگہبانان زندان نے شاہزادوں کو چار طرف سے گھیر لیا اور حملہ آور ہوئے شاہزادوں نے بھی زنگیوں کو قتل کیا اور کچھ زخمی ہوئے اس ہنگامہ میں زنگول بھی آیا اور اُس نے عجب حشر برپا دیکھا کہ ہر چار طرف سے صدائے بکس اور بزن آرہی ہے اور کسی دیو یا پریزا کو اپنے

بیگانہ کا ہوش نہیں ہو آخر تا وقت زوال یہ معرکہ جہاں و قتال گرم رہا کہ تلواریں آ رہ ہو گئیں اور دست و پا میں طاقت نہ رہی ناچار ہوا ایک عالم مایوسی میں شاہزادوں نے طرف آسمان کے دیکھو دعا کی کہ خدا یا تو ہی محسوس نظر جان و آبرو ہو ابھی پوری دعا تمنا ہی کو نہ ہو پچی تھی کہ خداوند چارہ ساز دو عالم کی یہ قدرت ظاہر ہوئی کہ اس وقت نازل ہو پوری تین معرکہ جنگ میں ہو پچا اور یہ معرکہ حیرت افزا دیکھ کر جو حملہ آور ہوا تو ایک دم واحد میں تمام رنگینان روسیا ہوں کو خاک مذلت میں ملا دیا اور رنگول بھی شاہزادہ ہرون کے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا جب رنگول قتل ہو چکا تو باقی ماندہ نے امان مانگی شاہزادوں نے شاقول بن رنگول کی خطا معاف فرمائی اور تخت سلطنت رنگول کا اسی کو بخشا شاقول نے ایک ہفتہ تمام لشکر کی ہمانداری کی اتفاقاً دیو نازیل نے رنگولہ قتلہ مو کے حسن و جمال کی تعریف سنی اور شاہزادوں سے عرض کیا کہ غلام نے رنگولہ قتلہ مو کی تعریف از حد سنی ہو امیدوار ہوں کہ اسکا عقد میرے ساتھ حضور کرادین شاہزادہ ہرون نے شاقول سے کہا شاقول نے اسی وقت بلا عذر اپنی بہن کا عقد دیو نازیل سے کر دیا وہ بچاری بعد مدت دراز کے اپنی آرزو سے دلی کو پہونچی اور بعد طے ہونے ان مرحلہ جات کے شاہزادے وہاں سے ملک درخشانیہ میں آئے اور دیو نازیل نے رخصت طلب کی شاہزادوں نے فرمایا کہ ہم بعد جشن کھدائی کے ٹکڑ رخصت کرینگے یہ لکھروانہ ہوے جب ملک فرتوت درخشندہ تاج نے سنا کہ شاہزادے کا سبب تشریف لاتے ہیں برسم استقبال تاد در شہر پناہ آیا اور بڑی عزت و کرد فر سے در شہر شاہزادوں پر سے نثار کرتا ہوا اندر شہر کے لیگیا اور شاہزادین اس مزدہ جان بخش کے شہن سے نہایت سرور ہوئیں اور سجدہ شکر پروردگار عالم کا بجا لائیں قصہ مختصر ملک فرتوت نے تختدائی شاہزادیوں کی ایسی دھوم سے کی کہ اگر سامان اسکا لکھا جائے تو ایک دفتر ہو اندا حوالہ قصہ خوان کیا گیا خلاصہ یہ کہ ملک فرتوت نے جتنے حاجت مند کہ اس کے ملک میں تھے سبکی حاجت بعنوان شایستہ پوری کر دی اور عام فقر و ساکین کے کاسہ طبع کو زرو جو اہر سے بھر دیا اور غنی کر دیا ابیا

حریفان از دام لالہ کون مست	زنجی چون سبکو گر دیہ ہمدست	ز سامان جہان عشرت گزیدند
سہ ماہی پر پی ساغر کشیدند	دران بزم اہل دانش بر نشستند	دو گوہر چہار نوبت عقد بستند

شاہزادے بعد اداے رسوم عقد ایک ماہ کامل ملک فرتوت درخشندہ تاج کے یہاں همان رہے بعد ازان پچیس ہزار سوار و پیادہ کی جمیعت سے بسامان ملو کا نہروانہ ملک ارض الفدہ پہنچے اور اپنی اپنی عرسوں سے کہا کہ جو وقت ہم سعادت قد مبوسی والدین سے مشرف ہو گئے بعدہ قلوب بلا لینگے خاطر جمع رکھنا اور کسی طرح کا اندیشہ نہ کرنا ملک فرتوت درخشندہ تاج ایک منزل تک واما دون کو رخصت کرنے گیا بعد اس کے شاہزادے مصلحتی نقاب پوش ہوئے اور نام اپنا تمثنان قاف مشہور کیا اسوا سے کہ قریب خط استوا پردہ قاف میں ایک

شہر شہر استوار ہوا وہاں کے چار شاہزادے بڑے بہادر ہیں کہ اہل قاف اُنکو پہلوانان قاف سے مشہور کرتے ہیں اور اس پر وہ مین یہ چاروں شاہزادے بڑے کروفر سے اپنے پد و بزرگوار یعنی سلطان قیصر تونس ملک ارض الذہب کی خدمت میں روانہ ہوئے

اب راوی داستان ان چاروں شاہزادوں کی پھر بیان کریگا اب پہلے دو کا بیان اشرف بن حریم شاہ کا گذارش کرتا ہوں جو بعد حستان پر یزاد کے روانہ ہوا ہے



القبہ شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ حسب الحکم شاہزادہ شمشون مہر طلعت بہ جمعیت چالیس ہزار دیوان و پر یزادان کے کہ ہر ایک اُنہیں خوشخوار و دشمن نگار و لا اور آزمودہ کار تھا ملک شہر و میہ کو روانہ ہوا اور شہر و میہ طبقہ سوم و قلعہ چہارم قاف کا دار السلطنت ہو جب شاہزادہ اشرف شہر شہر و میہ میں پہونچا ملک ارشون سر و بالا پرئی کا باپ با استقبال تمام شاہزادہ اشرف کے پاس آیا شاہزادہ اشرف نے کہا کہ ای بادشاہ بڑی شہر کی جاہو کہ تھاری بیٹی کو قرآن بن شہر و میہ بکریجائے اور داماد تھارا شکست کھائے اور تم اُسکی امداد نہ کرو اور چشم پوشی اور تغافل شہر کی کو کام فرماؤ ہمارے نزدیک یہ حرکت آئین ریاست اور طریقہ عروسی سے نہایت بعید ہو ملک ارشون نے کہا کہ ای شاہزادہ والا جاہ خون جان سے کہ وہ بلا سے بہ در مان ہو باین لحاظ میں اس سے مقابلہ نہ کر سکا اسوجہ سے میں نے بظاہر

چشم پوشی کو اختیار کیا مگر میں نے کچھ فوج اپنی خفیہ طور پر حسان کے ہمراہ کر دی ہو اور میں مقابلہ ملک شہروم کا بظاہر نہیں کر سکتا کہ وہ مجھے کہیں زیر دست ہو شاہزادہ اشرف نے کہا کہ جب مخالفت ہو تو پھر قتل ہو اور بہت سے کیا کام پھر تو سب یکساں ہیں اب تم میرے ساتھ چلو ملک ارشون اُس وقت اُنکے گھسٹا ہوا اور کسب اسم اللہ میں حاضر ہوں

اب دو کلمہ حالات میں حسان پر یزاد کے واجب البیان ہیں



راوی کہتا ہے کہ جب حسان پر یزاد شہروم میں پہنچا اُس نے ملک شہروم کو بائیں مضمون نامہ لکھا کہ اے بادشاہ مجھ کو مقبول کر دگا رعدالت شعار شاید طریقہ عدل و انصاف میں یہی ہے کہ جو تمہارے فرزند ارجمند نے کیا خیرا نیچہ گزشت گزشت الماضی لایذکرا ب تکو لازم و مناسب بلکہ واجب ہے کہ سرو بالا پر می کو کہ وہ عقد میں ہمارے ہو بجاظفت تمام ہمارے پاس بھیج دو کہ ذلیل و خوار کرنا ناحق کو کسی کا اچھا نہیں ہوتا ہے اور غضب الہی سے کیا تم نہیں ڈرتے یہ امر خلاف شان بادشاہان عادل کے ہے کہ کسی کی جو رو کو بجز بے لینا کسی مذہب و ملت میں چائز نہیں ہے بلکہ تمکو اس جگہ عدل نوشیر وانی کرنا ضرور ہے کہ باعث خوشنودی خدا و رسول ہو ورنہ ہم مشتاق جنگ مردانہ کے قرآن ناموس سے ہیں اگر ہم قرآن بد آئین کے ہاتھ سے مارے گئے تو درجہ شہادت اور مرتبہ اعلیٰ کے درگاہ خداوند کریم سے مستحق ہونگے اور جو قتل کیا تو وہ سزا یاب اور ہم غازیوں میں شمار کیے جائینگے والسلام ملک شہروم نے وہ نامہ حسان کا قرآن کو دکھا کر کہا کہ اونا انصاف و ناحق شناس یہ تو نے کیا حرکت نالایق

خلاف آئین شاہزادگان کے گئی کہ ہلکے باعث خجالت خلایق کا کیا اب لوگ ہمیں کیا کہیں گے مصرعہ جو کفر از کعبہ پر خیزد
 کجا ماند مسلمانانی جب ہم ایسا جبر یہودہ کریں گے تو مابین خلایق کیا انصاف اور عدل کریں گے پس مناسب یہ ہو کہ
 تو جلد اس وقت سرو بالا پیری کو حسان کے پاس بھیج دے کہ خدا و بندہ اسے خدا سب تجھے راضی ہوں قرآن
 نے جواب دیا کہ امیر شہر یار مجھے سرو بالا پیری سے کسی طرح کا سروکار نہیں ہو اور نہ اس کے بھیجنے میں کسی طرح کا
 عذر ہو لیکن حسان نے جو یہ لکھا ہے کہ مجھے قرآن سے آرزو ہے جنگ مردانہ ہر اب میں جنگ کہ اس کی آرزو
 پوری نہ کر لوں گا ہرگز سرو بالا پیری کو نہ دوں گا اور حضور کو اس مقدمہ میں اصرار و تکرار کرنا نہ چاہیے ملک شہر و م
 چپ ہو رہا اور قرآن نے طبل جنگ بجا دیا اور لشکر کو شہر کے باہر نکالا جب صبح ہوئی قرآن خود میدان جنگ میں
 آیا اور کہلا بھیجا کہ میں تمہارا منتظر ہوں حسان بھی بشوکت تمام بمقابلہ قرآن میدان مصافحہ میں آیا آہستہ بہ
 امتحان جنگ و سپاہ گری کے حسان نے ایک ضرب تیغ بیدار بنی سر پر قرآن کے اس زور سے ماری کہ اگر
 دستانہ فولادی سے نہ روکتا تا بہ سینہ دو پارہ ہو جاتا تا ہم وہ تلوار چار انگشت کا سہ سر میں در آئی قرآن نے
 فوراً اپنے لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا چونکہ لشکر حسان پر یزاد کا کتر تھا ناچار فرار ہونا پڑا اور ایک کوہ کے
 دامن میں پناہ لی قرآن نے تمام کوہ کا محاصرہ کر لیا اور تین روز تک طرفین سے تیرو تیش چلا کیے چوتھے روز
 قریب تھا کہ لشکر حسان پر یزاد کا حسان کے قتل ہو جائے کہ ناگاہ گوشہ بیابان سے ایک تنق گردنایاں ہوا
 جب دامن گرد چاک ہوا تو احسن شاہ حسان پر یزاد کا باپ بیس ہزار پر یزاد کی جمعیت سے جلوریز قرآن
 کے لشکر پر آگرا اور اس طرف شہر و م نے بھی ملک بے حد اپنے فرزند قرآن کو بھیجی اور فوج قرآن نے چاروں طرف
 سے یورش کیا اور لشکر کو احسن شاہ کے بھی شکست فاش ہوئی آہستہ احسن شاہ بھی اسی کوہ کے دامن میں
 داخل ہو گیا اور لشکر قرآن نے اسی طرح محاصرہ کر لیا اور سرداران لشکر کو حکم دیا کہ جب تک ہم اپنی زخمی سلاخ
 فرصت نہ کر لیں تم محاصرہ رکھنا بروقت صحت ہم جنگ و محاربہ کریں گے راوی کہتا ہے کہ حسان پر یزاد کا ایک حیار
 قنطار تیز رفتار تھا اس نے ایک روز حسان سے کہا کہ امیر شاہزادہ عالم مجھے اندیشہ ہے کہ سرو بالا پیری کو قرآن
 بحالت غیظ و غضب کے ہلاک نہ کر ڈالے اگر مجھے حکم دو تو میں سرو بالا پیری کو سے آؤں پھر جو مقتضائے وقت
 ہو گا وہ کرنا حسان نے کہا بہتر ہے مجھ کو بھی اس بات کا خوف ہو بلکہ دن رات اسی خیال میں رہتا ہوں آہستہ
 قنطار حیار حسان سے رخصت ہوا اور ایک زن غابدہ کی شکل اپنی بنا کے شہر میں آیا اور رفتہ رفتہ معرفت
 ایک ملازم خاص کے محل میں گھر پر پیری کے جو کہ بی بی قرآن کی تھی پہونچا اور ایسا مصاحب تھوڑی ہی عرصہ
 میں گھر پر پیری کا ہو گیا کہ ایک لمحہ بغیر قنطار کے گھر پر پیری کو قرا آرام نہ آتا تھا ایک روز فرصت پا کر گھر پر پیری
 سے کہا کہ امیر ملک ایک ایسا اسم مجھے یاد ہے کہ میں خواب میں صفیہ خاتون پاک حضرت آصف کی بی بی سے

حالات کرتی ہوں اور جس حال کو اُن سے دریافت کرتی ہوں وہ بتا دیتی ہیں گلرخ پری نے کہا کہ امیر عابدہ صاحبہ تم ایک روز میری خاطر سے اُن مقدسہ کو عالم خواب میں بلا کر پوچھو کہ یہ لشکر جو بمقابلہ میرے شوہر کے آیا ہے اُسکا انجام کار کیا ہوگا قنطار عیار نے کہا خاطر جمع رکھو میں آجکی شب یہ عقدہ تمہارا حل کر دوں گی آئندہ دوسرے روز قنطار عیار نے گلرخ پری سے کہا کہ امیر ملکہ اُن خدا رسیدہ نے فرمایا ہے کہ جب تک سرو بالا پری تمہاری قید میں رہیگی یہ آفت سخت شہر سے ہرگز نہ جائیگی مناسب ہے کہ تم سرو بالا پری کو محل سے نکال دو گلرخ پری نے کہا کہ یہ بدون اطلاع قمران کے کیونکر ہو سکتا ہے اگر وہ طلب کرے تو میں کیا جواب دوں گی قنطار عیار نے کہا تم جانو حکم یہی ہے کہ شوہر کو اپنے اس حال سے ہرگز آگاہ نہ کرو ورنہ وہ سرو بالا پری کو قتل کرے گا اور یہ زیادہ تر باعث غضب الہی کا ہوگا گلرخ پری بولی پھر کیا علاج کرنا چاہیے قنطار عیار نے کہا کہ امیر ملکہ پشت کوہ پر ایک قصبہ ہے سرو بالا پری کو میں وہاں پوشیدہ چھوڑ دو جب وہ قصبہ میں چلی جائیگی تو گویا وہ اپنے لشکر میں چلی گئی پھر کوئی دھوئے نہ کرے گا پھر تلو اُسکے ہلاک کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے قنطار عیار کے اس کہنے نے ایسی تاثیر کی کہ فوڑا گلرخ پری نے سرو بالا پری کو قنطار عیار کے حوالہ کر دیا قنطار عیار سرو بالا پری کو اپنے لشکر میں لے آیا اثنائے راہ میں سرو بالا پری نے پوچھا کہ امیر ماما تو کون ہے اور مجھے کہاں لیے جاتی ہے قنطار نے جواب دیا کہ امیر ملکہ عالم تمہارے شوہر کا عیار ہوں اور قنطار میرا نام ہے اور تمام سرگندشت اپنی بیان کی سرو بالا پری خوش و خرم ہمراہ قنطار عیار کے اپنے لشکر میں آئی جب حشاشان کو سرو بالا پری کے آنیکی خبر ہوئی جلسہ کے خیمہ میں آیا اور طبل شادمانی بجانے کا حکم دیا قنطار عیار نے کہا پیرو مرشد ہنوز اس مقدمہ کا حال غریب رکھنا چاہیے مناسب و مصلحت وقت یہی ہے دیکھیے کہ انجام کار اسکا کیا ہوتا ہے یہاں قمران کا قصد ہوا کہ اب قصبہ سرو بالا پری کا تمام کر دینا چاہیے تاکہ مقصود دشمن کا حاصل نہو آخر سرو بالا پری کو اپنی زوجہ سے طلب کیا گلرخ پری کو بجز راست بیانی کے اور مفر نہوا اُس نے صاف صاف اپنے شوہر سے بیان کر دیا کہ میں نے ایام زخمداری میں تمہارے باپین نفر سرو بالا کو قتل کروایا تاکہ تم جلد تندرست ہو جاؤ قمران نے پوچھا کسکے مشورہ سے تو نے یہ حرکت کی گلرخ پری نے کہا کہ ایک عابدہ محل میں آئی تھی اُس نے مجھے کہا تا وقتیکہ سرو بالا قتل نہو گی حریف کے ہاتھ سے نجات کا ہونا نہایت دشوار ہے ہرگز نجات نہو گی میں نے بے تکلف سرو بالا کو اُسی عابدہ کے حوالہ کر دیا کہ تلو اسکی مرگ و زیست کا اختیار ہے قمران نے کہا عابدہ کو بلاؤ میں اُس سے پوچھوں کہ تو نے سرو بالا کو کیا کیا گلرخ پری نے ملازموں کو حکم دیا کہ عابدہ کو جہان دیکھنا میرے پاس بلا لانا ملازموں نے بعد دو روز کے جواب دیا کہ عابدہ نہیں معلوم کہاں چلی گئی ہکو نہیں ملتی قمران گلرخ پری اپنی زوجہ پر نہایت غصہ ہوا اور کوس حربی بجانے کا اُسی غیظ و غضب میں حکم دیا اور صبح کو خود میدان میں آیا اور ادھر احسن شاہ

مقابلہ کو گیا احسن شاہ قرمان کے ہاتھ سے زخمی ہو کر اپنے لشکر میں چلا آیا تاکہ شام تک باغ نضر پہلوانان نامی
 وگراہی حسان کے لشکر کے قتل و زخمی ہوئے قصہ مختصر چار روز میں کوئی پہلوان لاین مقابلہ کے لشکر میں
 حسان کے باقی نہ رہا اور قرمان خود میدان میں آیا اور باواز بلند نعرہ مارتا تھا کہ اگر کوئی مرد مقابل تمہارے
 لشکر میں ہو تو مقابلہ کو آوے ورنہ جنگ یکسو کروں اب ایسا خراب حال و مہا ہی لشکر حسان و احسن شاہ کا
 ہوا کہ نوبت بدعا پہونچی کہ یکا یک گوشہ بیابان سے ایک طوفان گرد تیرہ و تار ایسا اٹھا کہ تمام عالم سیاہ ہو گیا
 اور اُس گرد سے شہر علم زرنگار مع شہر ہزار فوج جبار و لشکر آشبار کے نمودار ہوئے احسن شاہ نے قنطار عیار
 کو واسطے خبر کے روانہ کیا قنطار خبر لایا کہ سردار اس لشکر قیامت اثر کا ایک ملک ارشون سرو بالا پری
 کا باپ دوسرا شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ بن اور تمہاری مدد و امداد کیواسطے یہاں آئے ہیں احسن شاہ
 اور حسان پریزا اس خبر فرحت اثر سے نہایت خوش ہوئے ملک ارشون باوجود فی دنا توانی کے اسی وقت
 میدان مصافحہ میں گیا اور قرمان نے ملک ارشون سے کہا کہ اے ملک شاید سلاطین کا قاعدہ یہی ہوتا ہے
 کہ ایک کے نامزد کا دوسرے سے نکاح کر دیں اور اپنی حرکت سے نادم نہ ہوں ملک ارشون نے جواب دیا
 کہ اے قرمان تھے خود ہمیں اس قدر ذلیل و نالایق سمجھا کہ دوسری جگہ نسبت کر لی تمہیں لازم تھا کہ اول اپنے قصد
 سے ہمیں اطلاع دیتے پھر اپنے قول و فعل کے مختار تھے دوسرے حسان پریزا دھدا جانے کس وجہ سے
 سرو بالا پری پر عاشق ہو گیا اور اپنی جان کا کچھ خوف نہ کیا اور طلسم میں چلا گیا سرو بالا بھی اُسکی وفاداری و
 محبت پر آپ بھی طلسم میں پہونچی پھر تم خود انصاف کرو کہ میرا اسمین کیا گناہ لازم آتا ہے اور خیر تمہارے قول کو بھی
 تسلیم کیا لیکن اب شکوہ و شکایت کا کیا محل رہ گیا جو نوشتہ تقدیر تھا بہر حال ظور میں آیا اب ہمارے اور تمہارے
 بیچ میں انصاف کر نیوالی یہ تلواریں آبدار ہو سوا اسکے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے آخر ظرفین سے حرب و ضرب کی نوبت
 پہونچی قرمان کے ہاتھ سے ایک زخم ملک ارشون کے سر پہ پہونچا شاہزادہ اشرف نے ملک ارشون کو
 لشکر میں روانہ کیا اور خود واسطے مقابلہ قرمان کے گیا الغرض ایسی جہد و جہد ہوئی کہ شاہزادہ اشرف نے
 قرمان کے ہاتھ سے نیزہ زمین پر گرا دیا اور چاہتا تھا کہ قرمان کو قاش زمین سے اٹھائے کہ ملک شہروم نے
 طبل باز گشت بجوا دیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر چلے گئے رات کو ملک شہروم نے اپنے بیٹے قرمان سے
 پوچھا کہ کس قدر حریت تجھے زبردست ہے قرمان نے کہا زبردست تو ہے مگر نہ ایسا کہ جو میں اُس سے کسب طرح دب جاتا
 آپ نے ناحق طبل باز گشت بجوا دیا ملک شہروم بولا اچھا ابکی مرتبہ بھی یار زندہ و صحبت باقی تم چند روز اور
 در زین کرو مجھے حریف زبردست معلوم ہے قرمان نے مواضع حکم باپ کے دو روز معرکہ جنگ موقوف رکھا
 تیسرے روز ایک نامہ باین مضمون آیا کہ اے ملک شہروم اول تم اس حرکت قبیح سے اپنے فرزند کو تنبیہ و تادیب کیجئے

دوسرے ملکہ سروبالا کو ہمارے پاس بھیج دو تاکہ تمہارا قتل اور رعایا کی بربادی نہ ہو وگرنہ ہم بوجہ حکم شاہزادہ شمشون مہر طلعت کے تمہارا استیصال اور تمہارے شہر کو بے چراغ کر دینگے آئندہ تم کو اختیار ہر قنطار عیار نامہ لیکر ملک شہر و م کے پاس پہنچا اور نامہ دیا ملک شہر و م نے کہ دبدر بہ شکوت و جاہ شاہزادہ شمشون سے بخوبی واقف تھا اور مطلع ہونا دیونا زیل قوی سیکل کا خود دیکھ چکا تھا قرآن کو ہلا کر کہا کہ ای نالایق مشر زند نااہل تو نے ایسی حرکت بیودہ کی ہے کہ مدت العمر ہمارے خاندان سے خائلیگی حالانکہ تجھے خود بھی سروبالا پر می سے کسی طرح کا سروکار نہیں ہے فقط بوجہ تعصب صد ہا بندگان خدا کا خون ناحق کروا تا ہے ہماری رائے میں اب مصلحت یہی ہے کہ سروبالا کو دیدے تاکہ یہ بلا سے اجل ناگہانی ہمارے سر سے رفع دفع ہو جائے قرآن نے کہا ای شہر بار قسم ہے آپ کے حق کی ایک ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ سروبالا خود بخود مجلس اسے غائب ہو گئی ورنہ مجھے حکم عالی سے کچھ عذر نہ تھا ملک شہر و م نے جو یہ حال سنا خاموش ہو رہا اور کوئی تدبیر بجز جنگ کے نظر نہ آئی آخر دوسرے روز پھر وہی سحر کا رزار گرم ہوا قصہ مختصر سات پہلوان لشکر قرآن سے میدان جنگ میں گئے مگر انہیں سے دو قتل ہوئے اور پانچ زخمی ہوئے بعدہ ملک شہر و م نے طبل باز گشت بجا دیا اور پہر رات کو قرآن کو لعنت و ملامت کی قرآن نے پھر اپنے نام طبل جنگ بجا دیا

روز دیگر کین جہان پر غرور | یافت از سر چشمہ خورشید نور | ترک روز آمد باین زرین سپہ | از نگی شب را بہ تیغ افکندہ سر

صبح کو قرآن میدان جنگ میں آیا ادھر شاہزادہ اشرف مقابلہ میں موجود ہوا اور بعد جنگ شمشیر و تیر کے کمر بند قرآن میں ہاتھ ڈال کر صدر زرین سے بلند کیا قصداً کہ کمر بند قرآن کا صدر سے لنگر کے ٹوٹ گیا اور وہ زمین پر گرا عیاران لشکر قرآن کو لشکر میں لے گئے اور پھر چند روز معرکہ حرب و ضرب موقوف رہا لیکن باوجود مغلوب ہونے کے شاہزادہ اشرف نے مصلحتاً پھر واسطے طلب سروبالا پر می کے ملک شہر و م کو پیام بھیجا اور کہا کہ خدا جانے تم اپنے نزدیک کیا سمجھتے ہو ملک شہر و م نے اس مرتبہ یہ جواب دیا کہ اگر سروبالا پر می زندہ ہوتی تو ہمیں دیدینے میں کچھ عذر نہ تھا اور نہ اب عذر کرتا ہوں الا مجبور ہوں کہ اُسے قضاے الہی سے حلت کی شاہزادہ اشرف نے بعد حصول جواب طبل جنگ کا حکم دیا جب صبح طرفین سے صف آرائی ہوئی اور ایک سردار ناظر لشکر سے شاہزادہ اشرف کے میدان میں آیا اور حریف کی طرف سے کسی واحد نے میدان کی جرات نہ کی اور ملک شہر و م بیچارہ بے یار و مددگار خاموش و حیران عالم یاس و ہراس میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک گرد و مختصر صحرا سے اُٹھی اور اُس گرد سے ایک نقابدار گلگون پوش نکلا اور اُسے طرفۃ العین میں سرزد از نشانزادہ اشرف کو چند زخم کاری لگائے دوسرا پہلوان آیا وہ بھی اسی طرح زخمی ہوا اسی طرح تا شام چند پہلوان نقابدار کے ہاتھ سے قتل و زخمی ہوئے بعد ازاں جدھر سے وہ آیا تھا چلا گیا دونوں لشکر اس

معاملہ نقابدار سے حیران و متحیر تھے اور کہتے تھے کہ شاید یہ کوئی فرشتہ آسمانی ہو کہ مثل بلائے ناگمانی کے آتا ہو اور پہلو انان لشکر حریف کو قتل کر کے چلا جاتا ہو آخر دوسرے روز پھر نقابدار میدان جنگ میں آیا اور حسان پر یزاد کو زخمی کیا تیسرے روز شاہزادہ اشرف نقابدار سے مقابل ہوا اور تا غروب آفتاب رد و بدل رہی آخر بمشکل تمام نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے زمین پر گر دیا نقابدار بولا کہ ای جوان دلاور اب شام ہو گئی کل بشرط حیات پھر حاضر ہونگا یہ کہا اور شل تیر شہاب روانہ ہو گیا چوتھے روز شاہزادہ اشرف پھر میدان مصافحہ میں آیا اور نقابدار کی راہ دیکھنے لگا لیکن وہ نقابدار نہ آیا اور قرآن کی طرف سے بھی کوئی پہلوان لشکر سے نہ نکلا آخر شاہزادہ اشرف نے پھر نامہ لکھا کہ تاکجا ہم اپنی اوقات خراب کرین نہ تم سر و بالا پریمی کو بھیج دیتے ہو اور نہ مقدمہ جنگ یکسو کرتے ہو یہ کیا خیال خام دل سے پیدا کرتے ہو ملک شہر و مہن جو اب نامہ گاہ لکھا کہ جو اصل کیفیت تھی وہ سب گزاریش خدمت کردی اور جنگ و صلح کا ایک ہفتہ میں جواب دیتے شاہزادہ اشرف نے ناچار قبول اور منظور کیا ایک روز شاہزادہ اشرف مع مصاحبین آپس میں کچھ ذکر وادکار کر رہے تھے کہ ایک پر یزاد نا آشنا ایک رقعہ سر بستہ لایا اور شاہزادہ کو دیا شاہزادے نے ملاحظہ فرمایا اسپین یہ مضمون لکھا تھا کہ نقابدار گلگون پوش کی طرف سے شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ کو معلوم ہو کہ جو تلو تصفیہ جنگ منظور ہو تو فلان پہاڑ کے دامنه میں بطریق صید و شکار تشریف لائے ہم بھی آپکا انتظار کریں گے مگر شرط یہ ہو کہ اس راہ سے کسی کو اطلاع نہ ہو سہنے دلاور و جو انہر د تلو بھلکر یہ پیام بھیجا ہو شاہزادہ اشرف نے دل میں کہا کہ اگر تنہا نہیں جاتا تو نقابدار کیسے کہ میرے خوف سے نہ آیا اور جو جاتا ہوں تو خدا جانے وہاں کیا معاملہ درپیش ہو آخر دوسرے روز پوشیدہ شکار کھیلتا ہوا اسی طرف کو روانہ ہوا اور وہاں ہو بچا دیکھا کہ نقابدار منتظر بیٹھا ہے نقابدار نے جو نہیں شاہزادہ کو دیکھا ایک نیزہ سیٹھ شاہزادہ پر مارا اشرف نے وہ ضرب نیزہ رد کی بعد ازاں نیزہ بازی ہونے لگی جب نیزہ بیکار ہو گئے تو دونوں نے دونوں نیزے زمین پر پھینک دیے اور زور آپس میں ہونے لگا تا شام اسی کشش و کوشش میں رہے آخر شاہزادہ اشرف نے بین العصر و مغرب نقابدار کو صدر زمین سے بلند کر کے نقش زمین کر لیا چاہتا تھا کہ نقابدار نے ایک طرف کا گوشہ نقاب اٹھا دیا شاہزادہ اشرف کو معلوم ہوا کہ جس طرح سے ایک برتن چمک جاتی ہے چمک گئی پس بے ساختہ آنکھ شاہزادہ کی بند ہو گئی اس حسن و جمال بے مثال کی ناظرین ماہ جبین خورشید طلعت نظر آئی کہ اس کے شعلہ رخسار انور سے آفتاب کو حجاب آئے اور زلف مشکین و پر خم سے سنبل پیچ و تاب کھائے میر حسن

خدا نے اس حسین کی نور کی صورت بنائی ہے
مناشا ہے گلستان میں گشتا گلنگد و چھائی ہے

نہایت حسین اور صاحب جمال
نہیں ہیں بال چوئی کے گل رخسار جانان پر

برس پندرہ ایک کا سن و سال
پھسلتی ہے نگاہ اپنی یہ گالوں کی صفائی ہے

بقول خسرو	
ای چہرہ زیبایے تور شک بتان آذری ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر	ہر چند وصفت میکنم لیکن ازان بالا نری کسے ندانم یا قریا ز ہرہ یا ششتری
شاہزادہ اشرف نے آہستہ سے اس رشک قمر کو زمین پر رکھ دیا اور کہا ای جان جہان و آفت جان عاشقان تو کون ہو وہ نازنین بولی کہ تو میرے ساتھ چل تو میں اپنی کیفیت مفصل تجھے بیان کروں شاہزادہ مجبور ہو کر ساتھ اس ماہ رخسار کے چلا وہ نازنین شاہزادہ اشرف کو ایک مکان دلکش مین لائی اور محفل نشاط آراستہ کی منظر	
محفل آراستہ دے خوردند	ای باواز چنگ و نر خوردند
جب بادہ گلگون سے مست و لایعقل ہوئے تب اس گلزار ماہ رخسار نے کہا کہ ای شاہزادہ عالی وقار میں اس دیار نامدار کے بادشاہ کی بیٹی ہوں فرزانہ پری اس کینز کو کہتے ہیں لیکن سن طفولیت سے مجھے علم و فنون سپہ گری سے ایک شوق ایسا پیدا ہوا ہے کہ تمام عمر میں نے اسی فن اور ورزش میں بسر کی تا اینکه میں اپنے بھائی قمران پر اکثر غالب آئی جب بھائی میرا ہتھے زیر ہو گیا اور مقابل نہوسکا تب لاچار میں اپنے باپ سے اجازت لیکر نقاب سے شہ کو چھپا میدان حرب میں آئی اور تھے مقابل ہوئی تھاری شکل و شمایل ایسی کچھ میرے دل کو پسند آئی کہ خود کند عشق میں تھارے گرفتار ہو گئی آخر اس حیلہ سے ٹکڑا یا کہ ہوس اس دل خانہ خراب کی جو سیما بستہ و آراستہ سو داسے عشق میں تھارے بے قرار ہوئے تھے نکالوں اب آپ حال اپنا بیان کیجیے کہ آخر مقصد اصلی آپ کا کیا ہے شاہزادہ اشرف نے فرمایا کہ ای جان جہان برہم کن گبر و مسلمان اول میں سرو بالا پری کو چاہتا ہوں دوسرے اب جس وقت سے تھاری صورت زیبا کو دیکھا ہے اپنے سن و بدن کا ہوش نہیں اور دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں ہے لہذا یہی دل پر ٹھنی ہے کہ ہرچہ بادا باد خواستگاری تھاری ملک شہروم سے اپنے ذمہ واجب گردانی ہے فرزانہ نے کہا ای شہریار والا تبار بخدا سرو بالا پری کی بابت بہت مختلف روایتیں سنے ہیں آئی ہیں کوئی کہتا ہے کہ محل سے عابدہ خاتون کوئی عورت لیکئی کوئی کہتا ہے کہ مار ڈالی گئی مگر میں یہ جانتی ہوں کہ کوئی عیار حسان پر نژاد کا محل سے بختیاری سرو بالا پری کو لیکیا ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ ہم کچھ نہیں جانتے ہم جب تک کہ تھارے باپ سے سرو بالا پری کو نہ لے لینگے آہستہ کو زندہ نہ چھوڑینگے فرزانہ بولی چہ خوش جو معاملہ کہ اصل بھائی میں نے عرض کر دیا آئندہ آپ کو یقین کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے شاہزادہ نے تمام شب صحبت فرزانہ پری میں گذرانی صبح کو رخصت ہوا اور کہا کہ جب آپ ہلکو یا کر نیگی میں حاضر ہو گا ملکہ بولی کہ میری یاد کو ایسا نہو کہ فراموش تصور کرو شاہزادہ سے نے کہا خیر کل میں آؤنگا یہ کچھ شاہزادہ لشکر میں آیا حسان پر نژاد نے کہا کہ تمام رات ہلکو تھارے خزان میں شب اول گور سے بدتر گذری اور تمام لشکر حضور کی تلاش میں سرگردان رہا آپ کہاں تنہا تشریف	

لیگتھے مین یہ خیال کرتا تھا کہ ملک بیگانہ ہر ایک سے معاملہ حریفانہ نہ تھا اپنا نہ بیگانہ خدا نخواستہ اگر کوئی معاملہ سخت پیش آتا تو پھر جسے اسکا کیا علاج ہو سکتا شاہزادہ اشرف نے کہا خاطر جمع رکھو کچھ اندیشہ کی جانہیں ہو فضل الہی شامل حال چاہیے اب تم اپنے قصہ سے مجھے آگاہ کرو کہ ٹکواب کیا منظور ہو حسان پر یزاد نے کہا کہ مدعا ہمارا سروبالا پری سے تھا سو وہ تمہارے اقبال سے ہمارے پاس موجود ہو ملک ارشون سروبالا پری کے باپ نے کہا اے شہر یار دولتدار تھے تو اپنے کام سے فرصت پائی لیکن مجھے تشویش ہی میں مبتلا رکھا شاہزادہ نے کہا کیا بات ہو فرمائیے ملک ارشون نے کہا کہ آپ پر بخوبی روشن ہو کہ ہمارے ملک کی سرحد ملک شہروم کے ملک سے قریب تر بلکہ ملی ہوئی ہو اور فرج ہمارے پاس ایسی نہیں ہو کہ جو ہم مقابلہ ملک شہروم کا کر سکیں پھر نہ مائیے کہ بعد آپ کے تشریف لیجانے کے ملک شہروم ہمارے ساتھ کیا صورت پیدا کرے گا اس سے مناسب یہ ہو کہ آپ اپنے روبرو اس ہمارے مقدمہ کو بھی فیصلہ کر دیجیے تو بہتر ہو شاہزادہ اشرف نے کہا سو اس کے ایک مطلب اور درپیش ہو پھر اپنا اور فرزانہ کا حال تمام و کمال بیان کیا ملک ارشون اور حسان پر یزاد نے جو یہ حال سنا نہایت خوش ہوئے اور شکر خدا کا کیا کہ اب کسی طرح کا دفعہ باقی نہ رہا قصہ مختصر یہ کہ رات کو فرزانہ پری کے پاس جاتا تھا اور تمام روز صید و شکار میں اپنی اوقات گزراتا تھا ایک روز اشرف نے عالم سرور میں فرزانہ پری سے کہا کہ اب مین تیرے وصال حقیقی کی کیا تدبیر کروں رباغی

اے دل غم زلف تو مرا کر دیر | اکون چہ کلم بہر وصال تدبیر | گفتہ کہ بخواہش عقدم ز پیر | لو لے سخن آر بس ملک مخریر

شاہزادہ اشرف نے کہا

کہنک سون فراق کی تدبیر چھیے	لشد کوئی وصل کی تدبیر چھیے	آئینہ نہیں دل عاشق ہر اہم چھیے	حیران نہ اسکو صورت تصور چھیے
نامہ میں حال وصل کا کھریر چھیے	باطل مرا فوشتہ تقدیر چھیے	بندون ظلم کرتا ہر خوف خدا نہیں	کیا شکوہ تیرا اہم بتا دیر چھیے
گلین غم و الم میں رہن کہنک اہر	امداد ابو حضرت شہیر چھیے		

فرزانہ پری بولی کہ میں خود خواہش وصال تھے بجان دول رکھتی ہوں لیکن کیا کروں کہ مجھے اس معاملہ میں اصلاح دخل نہیں ہو بان تم بادشاہ کو پیام نسبت کسی آدمی معقول کی معرفت بھیج دو کیونکہ کیا جواب وہاں سے حاصل ہوتا ہو شاہزادہ اشرف نے دوسرے روز بخواستگاری فرزانہ پری رقعہ لکھوا کر احسن شاہ پر یزاد کے ہاتھ ملک شہروم کو بھیجا ملک شہروم نے جو رقعہ شاہزادہ کا دیکھا تو مضمون اسکا یہ تھا کہ جو امر شدنی تھا وہ ہوا اب ناحق تم اپنے تئیں زحمت میں ڈالتے ہو ٹکواب مناسب یہ ہو کہ ہمے دوشہر طین کرو کہ انکو مین بخوشی دل منظور کرونگا اور سروبالا پری کی تشویش نہ کرو کہ وہ زندہ و سلامت ہمارے پاس موجود ہو شہر ط اول یہ ہو کہ تم اپنی بیٹی فرزانہ پری کا جسے عقد شرعی کرو دو اور شہر ط ثانی یہ ہو کہ ملک ارشون سے ملجاؤ اور آپس میں

طریقہ محبت و اتحاد جاری رکھو باقی دوا سلام ملک شہروم تو اس امر کا منتظر ہی تھا لہذا ملک شہروم نے نہایت
 محنت سے دعوت کی اور جواب میں لکھا کہ ہمیں عقد ملکہ فرزانہ کا بدلہ جان شاہزادہ سے منظور ہے لیکن شرط ایجاب
 و قبول بھی ایک امر شرعاً واجب ہے لہذا ملکہ فرزانہ سے بھی اس امر کا دریافت کر لینا ضروری مگر یہ خیال ہے کہ اسکا
 مزاج تند و سرکش حد سے زیادہ واقع ہوا ہے دیکھیے کیا کہے اور اس امر کا جواب کیا دے ورنہ مصرعہ درکار خیر حاجت
 بیج استخارہ نیست ہا اور شاہزادہ کے اخلاق و حسن اشفاق و جمال بے مثال کی حد سے زیادہ تعریف کرتا رہا ملک
 شہروم نے اس روز تو احسن شاہ کو مہمان رکھا اور کہا کہ کل میں جواب اسکا دو ٹوکا غرض رات کو ملک شہروم
 محل میں گیا اور دروازہ پر یہی اپنی بی بی سے اس کیفیت اور گفتگو کا ذکر کیا دروازہ نے کہا کہ میں ملکہ فرزانہ کو
 راضی کر لوں گی تم اس نسبت کو قبول کر لو ملک شہروم نے صبح کو احسن شاہ سے کہا کہ تم میری طرف سے شاہزادہ
 اشرف کو دعاے درازی عمرو ترقی جاہ و حشمت دینا اور کہنا کہ میں اس قرابت کو تمھاری باعث اپنا خسر
 جانتا ہوں بسم اللہ سامان عروسی تیار کرتا ہوں احسن شاہ نے شاہزادہ اشرف کو اطلاع اور مبارکباد دی
 شاہزادہ اشرف نے کہا کہ تم پھر جاؤ اور میری طرف سے ملک شہروم سے کہو کہ بالفعل مجھے فقط رسم
 نامزدگی منظور ہے باقی شادی انشاء اللہ تعالیٰ بعد عقد شاہزادہ شمسون مہر طلعت کے حسب خواہش دل میں کہتا
 کہ بدون شرکت اپنے آقا سے نامدار کے لطف شادی نہیں ہے اور خلاف عیث و انسایت بلکہ خلاف آدمیت و
 محبت کے ہے ملک شہروم کہ جو حال سے شاہزادہ شمسون مہر طلعت کے بخوبی واقف تھا اُس نے بخوشی دل یہ
 عذر قبول کیا اور کہا کہ ہم اس امر سے نہایت خوش ہوئے کہ جو تم نے یہ کام جو انفرادی کا فرمایا یا القصد بعد ایک ہفتہ
 کے جب شاہزادہ اشرف رخصت ہونے لگا ملک شہروم نے کہا کہ میں بھی کمال مشتاق ملازمت شاہزادہ
 شمسون مہر طلعت کا تھا اب خدا نے تمھارا ذریعہ نہایت خوب پیدا کر دیا میں بھی مع عیال و اطفال ہمراہ تمھارے
 چلتا ہوں الغرض شاہزادہ اشرف مع ملک شہروم ملک شہروم سے نہایت تھل و حشمت کے ساتھ روانہ ہوئے
 بخمہ عاقلہ نے کہا کہ

یہ داستان یہاں پر موقوف رکھی جاتی ہے اور حال اُن چاروں شاہزادگان والا شان
 عالی خاندان والا دودمان یعنی شاہزادہ مہرون و قمر و بدر و ون و بچون کا بیان
 ہوتا ہے

اول یہاں تک بیان ہو چکا ہے کہ چاروں شاہزادوں نے نام اپنا پہلوانان قاف قرار دیکر نقاب پوشی
 اختیار کر کے ملک ارض الذہب کو روانہ ہوئے اور تمام لشکر کو حکم مطلق دیا کہ کوئی ہماری حقیقت حال کو

کسی سے بیان نہ کرے بلکہ کسی کی زبان پر ذکر و چرچا بھی اس بات کا ہرگز آنے نہ پائے کہ دیوار ہم گوش دار
القصہ جب شاہزادے نواح ارض الذہب میں داخل ہوئے اسوقت سلطان قیصر نوس کو لکھا کہ اسقدر
نقد و جوا پر مہج بارگاہ قیصر نوسی بطریق ہدیہ ہمیں جلد بھیج کہ ہم بربادی و غارت سے تمہارے ملک کی دست بردار
رہینگے اور کسی اور سمت کو چلے جائینگے ورنہ در صورت دیگر سامان جنگ جلد تیار کرو اور ہمیں وہاں پہونچا جانو
اسطالافوس اس امر سے شاہزادوں کو یہ منظور تھا کہ اکابران دولت و اراکین سلطنت کوئی دقیقہ ہماری تعظیم و
تکریم کا فرو گذاشت نہ کریں گے بلکہ رعب و داب ہمارا واجب جان کے عمل میں لاوینگے کہ ہم مدد و عرصہ
بعید کے بعد اپنے ملک میں آئے ہیں غرض وہ نامہ سلطان قیصر نوس کی نظر انور سے گذرا سلطان نے
اسوقت پیش خیمہ باہر شہر کے نکلوا دیا اور تیاری جنگ کا حکم دیا دوسرے روز خود بھی مع لشکر ظفر پیکر کے
باہر شہر کے آکر خیمہ زن ہوا اس عرصہ میں شاہزادے بھی قریب شہر کے آ پہونچے اب دونوں لشکر میدان دہن کوہ
کے قریب فروکش ہوئے اور نامہ و پیام سے اصلاح ہوئی آخر فوجت بہ صفت آرائی لشکر ہو پچی سلطان کی جانب
سے منظور پریرا دیا سپہ سالار لشکر میدان جنگ میں آیا اور تاغروب آفتاب معرکہ جنگ گرم رہا آخر شاہزادہ
بخون کے لاپتہ ہوئے زخمی ہوا دوسرے روز شاہزادہ قمر و ن نے زخمی کیا قصہ مختصر
ایک ہفتہ میں تمام پہلوان نامی و گرامی لشکر سلطان قیصر نوس کے شاہزادوں کے ہاتھ سے زخمی و مجروح ہو
گرفتار ہوئے اب چند روز معرکہ جنگ توقوف رہا

اب راوی ذی ہوش معرکہ آرائی شاہزادگان کو موقوف رکھا چاہتا ہی اور داستان
سحر بیان شاہزادہ سلطان شمشون نہر طلعت حیطہ بیان میں لاتا ہے

واضح ہو کہ جس روز شاہزادہ شمشون نواح استبر قیہ میں وارد ہوا اسی روز دیونا زیل قوی ہیکل سپہ سالار
لشکر ظفر پیکر نے بھی خدمت میں شاہزادہ کے حاضر ہو کر بعد ازاں اسے مرا تہ قد نبوسی از ابتدا تا انتہا سر گذشت
شاہزادوں کی بیان کی شاہزادہ نے دیونا زیل کو بعد عطاے خلعت و نعمت بے بہا نہایت عمدہ جلیس
پر مامور فرمایا اس عرصہ میں شاہزادہ اشرف اور احسن شاہ اور حسان پریرا د اور ملک ارشون اور
ملک شہر ورم بھی داخل لشکر شاہی ہوئے شاہزادہ شمشون نے ان سب شاہزادوں اور شاہزادوں کا نہایت
اعزاز کیا اور ہر ایک کو حسب مراتب دربار میں جلا کر کرسیاں و دنگل عطا فرمائیں اور خلعت شاہانہ و انعامات
خسروانہ سے سرفراز فرمایا دوسرے روز وہاں سے کوچ کیا اور شہر استبر قیہ خاص میں پہونچا استبرق پری
حاکم شہر کچھ تحفہ و ہدیہ ہمراہ لیکر ملازمت کو حاضر ہوئی شاہزادہ نے بھی محفل جشن آراستہ کی استبرق پری نے

اثنائے مکالمہ میں حال طلسم کو ہر ریز کا پوچھا شاہزادہ نے تمام سرگذشت من و عن بیان فرمائی اور کہ کہ ایک اسیر طلسم ایسا میرے ساتھ ہے کہ وہ کسی سے بات نہیں کرتا اور عجیب و غریب حرکات اُس سے سرزد ہوتے ہیں کہ قسم کام نہیں کرتی استہرق پرمی نے کہا حضور اُسکو بلائیں کہ میں بھی دیکھوں شاہزادہ نے تیرھویں قیدی طلسم کو یاد فرمایا استہرق پرمی تا دیر اُسکو از سر تا پا بغور دیکھا کیچہ عرض کی کہ اس سلوب الحواس کی صورت آشنا میں بھی ہوں کل انشاء اللہ تفصیل حال اسکا حضور میں عرض کرونگی شاہزادہ نے فرمایا ہاں اگر یہ عقدہ تو نے حل کر دیا تو بیشک کارے کر دی کیونکہ کچھ اصل کیفیت اسکی معلوم نہیں ہوتی کہ یہ کس بیلا میں مبتلا ہے ہم بھی تیرے شکر گزار ہونگے جب وہ صحبت برخواست ہوئی اور استہرق پرمی اپنے مکان پر واپس آئی دوسرے روز ایک مرد بزرگ کو ہمراہ اپنے خدمت میں شاہزادہ کے لیجا کر عرض کی حضور اُس دیوانہ کو بلا لیں پھر میں اس پیر مرد کا حال بھی گزارش کرونگی جب وہ سوختہ فراق محبوب بارگاہ میں آیا اور پیر مرد نے اُسکو دیکھا بے اختیار باواز بلند ہائے کافرہ مارا اور زار زار ماندا ہر نوہار کے رونے لگا شاہزادہ نے پوچھا اے عزیز یہ شخص تیرا کون ہے اُس نے عرض کیا کہ خداوند یہ بندہ زادہ ہے آج غلام نے پانچ برس کے بعد حضور کی بدولت اسکی صورت دیکھی خداوند عالم حضور کو سر پر ہم عاجزون اور مجبورون کے تا صد دہی سال سلامت باکرامت رکھے کہ آپ کے قدموں کی بدولت یہ دولت گم گشتہ پائی کہ میری ساری عمر کی کمائی تھی اور حضور کے صدقہ میں مرمت کے بعد آج مجھکو اپنے پسر کا دیدار میسر ہوا شاہزادہ نے ملکہ سے کہا اے ملکہ تھے پیر مرد سے کچھ اس نوجوان کی گرفتاری کا بھی حال پوچھا کہ یہ دیوانہ گرفتار طلسم کیونکر ہوا استہرق پرمی بولی اے شہر یار یہ پیر مرد تھو یلدار جو امیر خانہ کشرین کا ہے اور حسب و نسب میں سلسلہ اسکا الرض الطیب بادشاہوں سے ملتا ہے مگر بوجہ گردش گردون دون و بی سپہ و اژگون سے سلطنت اسکی جاتی رہی اب فقط نام نامی انکارہ گیا ہے ایک ما روز بر سر تذکرہ اس بزرگ سے میں نے یہ سنا کہ الملح نوجوان فرزند دہلید میرا رات کو اکثر باہر نکلتا تھا اور دو دو پہر غائب رہتا تھا ایک روز اسطرح سے غائب ہو گیا کہ جو آہنگ اُسکا نشان نہ ملا پھر میں نے غائب ہونے کی کیفیت پوچھی اُس نے بیان کیا کہ یہ الملح تھا رے وزیر کی بیٹی پر عاشق ہوا تھا اُسکے عشق و ولولہ شوق میں کہیں نکل گیا اب اُسکے زیست و مرگ کی کچھ خبر نہیں ہے شاہزادہ نے کہا وزیر کی بی بی سے الملح کا حال پوچھنا چاہیے کہ وہ بخوبی واقف ہوگی استہرق پرمی اپنے محل میں آئی اور وزیر کی بی بی سے بلا کر فرمایا کہ اے حاملہ پرمی میں نے سنا ہے کہ تیری بیٹی حد بلوغ کو پہنچی اور سچے کچھ اُسکے عقد و نکاح کی کچھ فکر نہیں حاملہ آبدیدہ ہو کر بولی کہ اے ملکہ عالم چار پانچ برس سے وہ نامراد لڑکی ایسے سودے میں گرفتار ہے کہ کبھی آپ ہی آپ ہنستی ہے اور کبھی دو دو تین تین روز تک ایک عالم سکوت میں رہتی ہے ہر چند میں نے ملاسیا نے حکیم طبیب دعا تعویذ سب کچھ کیا مگر ایک کارگر نہوا اب چند روز سے

اسکا ایسا حال بد ہو کہ دیواروں سے سر ٹکراتی پھرتی پھر افادہ شب و روز روتی رہتی ہی میں حیران ہوں کہ کن آنکھوں سے یہ حال اُسکا دیکھوں کہ دیکھنے والوں کا کلیجہ شق ہوا جاتا ہو میرا تو کھانا پانی حرام ہو گیا ہے جب زیادہ قلق ہوتا ہے تو کستی ہوں آیا انجام اس لڑکی کی کتھانی کا کیا ہوگا استعبرق پری نے پوچھا کہ ابتدا اس مرض کی کیا ہے حاملہ نے کہا مجھے معلوم نہیں خدا جانے کیا ہوا استعبرق پری بولی ظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی حرکت سمجھے ایسی ہوئی کہ جبکہ وبال میں یہ لڑکی تیری اس حال کو پہونچی اگر اب بھی سچ سچ اسکا حال مجھے بیان کر دے تو میں تیری لڑکی کے علاج میں ایسی کوشش کروں کہ مزاج اُسکا اصلاح پر آجائے حاملہ پری نے کہا ای ملکہ آفاق اصل حقیقت تو یوں ہے کہ الملع نامے ایک نوجوان تمھارے جو اہر خانہ کے داروہ کا بیٹا اس شامت زدہ پر عاشق ہوا اور یہ کیسو پریدہ بھی اُس سے محبت باطنی رکھتی تھی آخر الملع نے ایک عورت دلالہ کی معرفت اس کے پاس پوشیدہ آنا جانا شروع کیا جب میں نے سنا تو بوچھڑا شک و ناموس کے یہ چاہا کہ الملع کسی طرح ہلاک ہو کہ اسکا چھپا چھپٹے اور ہم بدنامی سے بچیں کہ کنواری بیٹی کے واسطے یہ ستم ہر اسی فکر میں دن رات رہتی تھی کہ اتفاق سے ایک عورت اجنبی میرے پاس آئی میں نے اُس سے یہ ذکر کیا اُس نے کہا کہ ای خاتون آپ فکر نہ کریں خاطر جمع رکھیں میں اپنے خاتمہ سے تمھارے اس رنج و فکر کا بخوبی علاج کرادو گی کہ وہ خاص اسی کام کا استاد زمانہ ہو میں یہ شکے خوش ہوئی اور کچھ روپیہ اُسکو دیا اور اُسکی خاطر داری بہت سی کی وہ عورت دوسرے روز پھر آئی اور کہا ای ملکہ میرے خاوند نے تمھارے دشمن ناموس کو چشمہ طلسم گہر ریز میں غرق کر دیا اب آپ اُسکو کبھی نہ دیکھیے گا بلکہ نام بھی اُسکا نہ سنیے گا پس ای ملکہ واقعی اُس روز سے الملع کی پھر شکل اس شہر میں کسی جانہ دیکھی جو وقت اس لڑکی خانہ خراب نے یہ حال سنا کہ الملع کسی طرح محل گیا اُسکے رنج و الم میں ایسی مبتلا ہوئی کہ دو چہرے کا مل نہ کھانا کھایا اور نہ کسی سے بات کی آخر کما ننگ بیان کروں کہ اُسکے عشق میں یہ اس نوبت کو پہونچی اب مجھے یہ امر ایسا شاق و دشوار ہے کہ قابل بیان کے نہیں اگر گویم مشکل دگر نہ گویم مشکل بقول کسی کے

عجب درویش اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم در کتم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
آہ کروں تو جگ سنے اور چپکے لاکے کھاؤں	ایسی کٹھن پریت کو کس بت کروں او پاؤں

اب یہ عارضہ لا علاج ہو گیا کہ وہ دفتر ہی کا و خور و گوارا قصاب پر دہوا اب کہنے سے اس حال کے کیا ظاہر لیکن آپ نے جو ارشاد فرمایا میں نے تعمیل حکم کیا استعبرق پری نے کہا اچھا اگر الملع نوجوان از سر نو پیدا ہو تو تم اپنی لڑکی کا عقد اُسکے ساتھ کر دو گی یا نہیں حاملہ پری نے کہا عقد کیسا جو کوئی بسر و چشم بجالاؤ گی استعبرق پری بولی تم خاطر جمع رکھو الملع نوجوان زندہ و سلامت ہی بعد ازاں یہ قصہ شاہزادہ شمسون مہر طلعت کا سبب بیان کیا حاملہ پری نے کہا مجھے شاہزادہ کی خدمت میں ایچلو استعبرق پری و حاملہ پری ہمراہ شاہزادہ

مسنون مہر طلعت کی خدمت بابرکت میں آئین اور تمام و کمال حال بیان کیا شاہزادہ نے فرمایا اب
 علوم ہوا کہ الملع غریب بحر عشق ہی یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ حاضر بارگاہ نے اطلاع دی کہ ایک بڑھیا حضور سی کی
 میدوار ہی شاہزادہ نے فرمایا آنے دو جب وہ پیرزن آئی اُسے پایہ تخت کو بوسہ دیا شاہزادہ نے جو
 بغور ملاحظہ فرمایا دیکھا کہ شعلہ ساحرہ ہی شاہزادہ نے فرمایا اے شعلہ تو اس وقت کہاں سے آئی شعلہ نے
 عرض کی اے شہریار کا مگار میں حضور سے رخصت ہو کر سیدھی حضرت آصف بن برخیا کی ضرب اقدس پر
 پہنچی اور ایک ماہ کامل دہان میں نے توبہ و استغفار کی چالیس روز کے بعد حضرت آصف نے عالم واقعہ
 میں مجھے فرمایا کہ اے شعلہ تھوڑی خاک میری تربت کی لیکر شہر استمرق میں جا وہاں شاہزادہ شمسون
 ایک فکر سخت میں گرفتار ہی شاہزادہ کو یہ خاک دینا اور کہنا کہ تھوڑی الملع نوجوان کو کھلا دوا اثر سحر اسکا باطل
 زائل ہو جائیگا اور آج سے منے شاہزادہ شمسون مہر طلعت کو شاہزادہ مراد بخش خطاب دیا لازم ہو کہ تمام
 اہل لشکر کو اس خطاب سے آگاہ کر دے شاہزادہ ضرب مقدس کی طرف آداب و تسلیات بجالایا اور دروہ رکت
 ہناز شکریہ ادا کی بعد ازان خاک تربت الملع کو کھلائی فوراً خاک کا حلق سے اُترنا تھا کہ ہوش میں آ گیا اب جو الملع
 نے وہ بارگاہ فلک اشتباہ دیکھی اور اپنے والد ماجد کو بھی موجود پایا پس الملع گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور استمرق پری کو
 بادب سلام کیا شاہزادہ کے حضور میں استمرق پری الملع کو لے آئی شاہزادہ نے نہایت شفقت و عنایت
 سے الملع سے پوچھا کہ تجھے اپنا حال کچھ معلوم ہو کہ تو کہاں تھا الملع نے عرض کی اے شہریار دولت مدار جس زمانہ میں
 میں گلہ خسار پری بنت حاملہ پری پر عاشق ہوا تھا ایک مرد غیر میرے پاس آیا اور اُسے مجھے ایک چیز ایسی
 کھلائی کہ میرے ہوش و حواس جاتے رہے بعد اسکے مجھے کہا کہ چل میں تجھے ایک چشمہ میں غسل کروادون پھر
 تمام مطلب تیرے حاصل ہو جائیگے میں حالت بخود میں اُسکے ہمراہ ہوا وہ مجھے کنارہ ایک چشمہ کے لایا اور
 ایک افسون میرے اوپر دم کر کے مجھے کہا تو اس چشمہ میں جا اور غوطہ مار میں نے موافق اُسکے کئے کے چشمہ میں
 غوطہ مارا پھر مجھے بطور خواب اتنا معلوم ہوا کہ میں کسی شہر میں گیا اور وہاں ایک بادشاہ مراد پد پوش نے مجھے
 قید کیا بس پھر میں ایسا بیہوش ہو گیا کہ مجھے دین و دنیا کا ہوش نہ رہا پھر نہیں جانتا کہ کیا ہوا باقی حال شاہزادہ نے
 الملع کا الملع سے بیان کیا الملع نے شاہزادہ کا ہاتھ چوما شاہزادے نے گلہ خسار پری کا الملع سے نکاح کر دیا
 اور دوسرے روز وہاں سے ارض الذہب کو روانہ ہوا جب شہر عجائب نگار قریب رہ گیا ملک شہر قہیم و
 سلطان بکتاؤس کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ مابعد دولت نے سنا ہے کہ تم نے اپنی تخت جگر شکست فرمایا اوقیہ ماہ خسار
 کا عقد اس شرط پر موقوف رکھا ہے کہ جو سیب مراد اور چالیس شتر مراد دے اُسکے ساتھ کرے اہذا بقوت
 قادر حقیقی ہم دونوں امر صی کر لائے ہیں اب بجز دیکھنے اس نامہ نامی کے سامان عروسی تیار کروا والسلام

عنوان نامہ پر شاہزادہ مراد بخش کا نام لکھا اور شاہزادہ اشرف بن حکیم شاہ کے ہاتھ روانہ کیا شاہزادہ اشرف بر جاہ و تجل ملوکانہ عجائب نگار کو روانہ ہوا اور بعد دو روز کے شہر عجائب نگار میں داخل ہوا سلطان بکتانوس و ملکہ شرقیہ کو خبر ہوئی کہ ایک ایلیچی کسی کا بڑے جاہ و چشم سے آیا ہے بکتانوس نے غلمان خرد افروز وزیر کو واسطے استقبال کے بھیجا غلمان وزیر شاہزادہ اشرف کو نہایت عزت و تکریم سے شہر میں لایا اور ایک قصر عالیشان میں فروکش کرادیا اور خود بکتانوس اور ملکہ اوقیہ سے کہا کہ اب تمکو جاے عذر و حجت شرعی باقی نہیں ہے شرقیہ نے کہا اے غلمان ہمیں افسوس اُس بیچارہ شاہزادہ شمسون صہر طلعت کے حال پر آتا ہے کہ خدا جانے کس صحرا سے پربلا میں سرگشتہ و حیران پھرتا ہو گا ہزار افسوس کہ اُس کشتہ محبت سے کس قدر اوقیہ ماہ رخسار کے عشق میں جانفشانی کی اور اس نکت سے محروم رہا خیر جو مرضی خدا کی کیا چارہ عقد ملکہ کا شاہزادہ مراد بخش سے کاتب تقدیر نے مقدمہ کیا تھا جب شاہزادہ اشرف دربار میں آیا بکتانوس نے سیب مراد اور گنج گوہر کا حال پوچھا شاہزادہ اشرف نے کہا کہ سیب مراد تو باغ میں شاہزادہ اشرف مراد بخش کے پیدا ہوا اور گنج مراد پیر اُس عالی گوہر کے خزانہ عافہ میں موجود تھا اور ایسی تعریف سخاوت و بہت شاہزادہ کی بیان کی کہ حاضرین دربار کے ہوش جاتے رہے راوی کہتا ہے کہ جس روز شاہزادہ شمسون تلاش میں سیب مراد کے روانہ ہوا تھا اُسی شب کو ملکہ شرقیہ نے خواب میں دیکھا کہ اب تم قصر نشینی اوقیہ کی ترک کرو اور گوشہ نشین ہو پس بجز دیکھنے اس خواب کے شرقیہ نے اوقیہ ماہ رخسار کا برج طلعت میں جانا ترک کر دیا تھا آخر آپس میں بکتانوس و شرقیہ کی پر اسے قرار پائی کہ غلمان خرد افروز وزیر کو مع ہدیہ و تحفہ شاہزادہ مراد بخش کی خدمت میں روانہ کریں کہ وہ بچھم خود وضع و طریقہ شاہزادہ کا دیکھ آئے بعد اسکے جو مصلحت وقت ہو گا عمل میں آویگا القصد غلمان وزیر اور چار شخص اراکین و مدبران سلطنت کو مع تحفہ و ہدایہ واسطے ملازمت شاہزادہ مراد بخش کے روانہ کیا جب لشکر فیروزی اثر کے قریب پہونچے شاہزادہ اشرف نے شاہزادہ مراد بخش کو اطلاع دی کہ غلمان خرد افروز وزیر مع چند مردمان مشیران سلطنت بکتانوس حضور کی ملازمت کو حاضر ہوا چاہتے ہیں شاہزادہ نے آراستگی بارگاہ آصفی کا حکم دیا جا بجا بارگاہ میں کرسیاے نفرتی و طلائی و جواہر نگار و مرصع کار و دنگل و صندلی وغیرہ کو فریٹے سے بچھوایا اور نوج کو لباس ہائے نو سے مزین کیا اور افسران فوج کا تمغہ طلائی سے پیراستہ کر کے خود نقاب چہرہ پر ڈال کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور قول وانا وزیر کو بھی نقاب پوش کر دیا غلمان خرد افروز جب بارگاہ عرش استیباہ میں آیا تو بیان کا سامان کہ جو اسکے شہر شون نے بھی نہ دیکھا تھا دیکھ کر ہوش باخستہ ہو گئے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ خواب ہی یا عالم بیداری یہ بارگاہ ہے کہ قدرت باری یہاں بکتانوس کی کیا حقیقت ہے بکتانوس اسے صدمہ ملازم شاہزادہ کے ہیں

شاہزادہ نے کرسی غلمان کی اس قدر فاصلہ پر بچھوائی تھی کہ آواز اسکے کان تک نہ پہنچے غلمان نے وہ تحفہ پیش کش کیا شاہزادے نے عمدہ پیام و سلام کا شاہزادہ اشرف کو مرحمت فرمایا اول پیام دیا کہ غلمان کس ارادہ سے آیا ہے یہاں سے جواب ہوا کہ غلام واسطے زیارت جمال باکمال حضور کے حاضر ہوا دوسرا پیام دیا کہ بکتانوس کو اب عقد کرنے میں اپنی دختر کے کیا عذر ہیں غلمان نے عرض کیا کہ عذر کیا وہ اپنا باعث فخر و افتخار جانتا ہے پھر یہاں سے سیب مراد وزیر کو دکھایا گیا غلمان نے عرض کیا کہ رنگ سیب کا وہی ہے جو کہ ہم سنتے تھے لیکن خواص بروقت امتحان معلوم ہونگے شاہزادہ نے پوچھا خواص اس میں کیا ہیں غلمان نے عرض کیا کہ ایک تو یہ خواص ہے کہ درخت خشک سیب مراد کا آگ سے خود بخود سیہ ہو جاتا ہے دوسرے اس کی خوشبو سے نابینا مینا ہوتا ہے شاہزادہ نے فرمایا تمہارے شہر میں ایسی ہی چیزیں ہیں بہت ہوں تم انہیں حاضر کرو اس وقت معلوم ہو جائیگا بعد اسکے گج گوہر دکھایا غلمان گج گوہر سے نایاب دیکھ کر بہت تعجب ہوا پھر شاہزادے نے ایک خلعت گران بہا غلمان کو دیا کہ بکتانوس نے بھی خواب میں یہی نہ دیکھا تھا پھر غلمان نے نقاب پوشی کا باعث پوچھا شاہزادہ اشرف نے کہا ای وزیر بادشاہ نفل اللہ کو جاسیے کہ کس و ناکس سے پوشیدہ رہے اور رسم نقاب پوشی قدیم سے ملک گوہر نگار میں ہی پھر غلمان خرد افروز وزیر شاہزادہ سے رخصت ہو کر بکتانوس کی خدمت میں آیا اور اس قدر عظمت و شان شاہزادہ کی بیان کی کہ بکتانوس اور ملکہ شہر قیہ کے بھی ہوش معطر ہو گئے بکتانوس نے کہا سامان عروسی جلد تیار ہو ملکہ شہر قیہ نے کہا میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے لیکن میرا دل اس کی جانفشانی و صحرانوردی پر شوق ہوا جاتا ہے دوسری شب کو وہی مقدمہ شہر قیہ کو پھیر عالم خواب میں نظر آئیں اور فرمایا کہ ای شہر قیہ جو تیری شرط پوری کر دے اس میں کیا مضائقہ ہے تو ملکہ کا عقد بے تکلف کر دے صبح کو ملکہ شہر قیہ نے حال خواب شوہر سے بیان کیا بکتانوس نے سامان عروسی تیار کرایا اور حکم آئینہ بندی شہر کا دیا اور شاہزادہ سے کہلا بھیجا کہ شہر

ارواق منظر چشم من آسشیا نہ تست	الرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست
شاہزادہ شمسون وہاں سے کوچ کر کے شہر میں داخل ہوا جب ملکہ اور قیہ ماہ رخسار نے سنا کہ ایک شاہزادہ صرا و بخش نامے ملک گوہر نگار کا گج گوہر اور سیب مراد سے واسطے عقد کے آیا ہے یہ خبر سن کر انتہا سے درجہ تکلیف و ملول ہو گئی اور دایہ کو ہلا کر کہا کہ اے مادر مہربان مجھ کو عجیب ایک تشویش لاحق حال ہوئی ہے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے سکوت میں خدشہ جان اظہار میں باعث کسر شان خاندان ہے اگر گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل بقول کسی شاعر کے	
پاں ناموس جنون درس سکوت و داد است	گویش کن گویش کہ خاموشی من فریاد است

ایک دایہ خدا جاننے طالب و ہم طلب میرا کس صحرائے وحشت ناک میں یا دل غمناک و جگر چاک آشفتمی خاطر حیران و پریشان و سرگردان پھرتا ہوگا اور یہ شاہزادہ ہر ادب بخش جسکے حال و افعال سے مطلق ہم آگاہ نہیں ہیں وہ میری نو استگاری کو یہاں آیا اس صورت میں سوا اسکے کہ میں ابھی اپنی جان دید و ن اور کوئی علاج نظر نہیں آتا دایہ نے کہا اس سداۓ حیات والدین و اچھے شمع محفل زمینت و زین تیرا طالع اقبال اس درجہ بلند ہے کہ سوائے فضل پروردگار کے کوئی آسیب روزگار تیرے موثر نہ ہوگا تم خود شہربان جاؤں صاحب ادراک ہو اور لوگوں کو سمجھاؤ راہ نیک بتاؤ نہ یہ کہ خود ہی نادان ہو جاؤ چشم انصاف سے دیکھو کہ خداوند کریم نے ایسا عقیل و نہیم و صاحب تاج و دیہیم و سعادت مند و صاحب اقبال و فرخندہ فال شوہر عطا فرمایا ہے کہ جسکے باغ میں سیب مراد پیدا ہوا اور خزانہ ہمارہ میں جو امیر خانہ ایسا ہے کہ جس سے چالیس شہر ہر وارید بار کر کے ادا سے شرط کو لایا ہے اسکا مقابلہ دنیا میں کوئی شہنشاہ نہیں کر سکتا دوسرے امر عقد و مناکحت تقدیر سے متعلق ہے تقدیر کسی کے قبضہ اختیار میں نہیں ہوتی ہے جو امر تقدیر پر ہی ضرور ہوگا بقول شاعر شہر

تیسرے یہ کہ شاہزادہ شمسون عالی مقام بتلائے رنج و آلام اس مدت کی معیبت و عشرت میں خدا جانے
زندہ بھی ہو یا دشمن اُسکے ہلاک ہو گئے ہیں ورنہ یہ کھانگئے یا پیوند خاک ہو گیا اس امر وہوم پر تکیہ کرنا عقل سے
بعید ہے اور اُس آوارہ و شست معیبت کا سبب شیل مراد واپس آنا عقل سے بعید ہے پس بے وصال یا ر حیات ستار
لخص بیکار ہے نہ معلومت وقت یہ ہے کہ اب تم اس خیال بیجا سے درگزر و اور صبر کرو و مصرعہ صبر تلخ است لیکن برترین دارث
جو تھے یہ اسر ہے کہ شرط میں شاہ و گدا برابر ہیں پہلے ہی اسکا خیال کرنا تھا کہ جہاں سیب مراد و چالیس بار شتر تھے
وہاں یہ بھی ہوتا کہ ادا کنندہ شرط بھی فلان خاندان سے اس شکل و شمایل اور اس طور کا ہو یہ خدا کی دین ہو اگر وہ
برور دگار عالم ایک چار کو یہ رتبہ عنایت فرماتا کہ وہ بھاری شرط ادا کر کے بھاری خواستگاری کرتا کیا تیارہ بھقا
کچھ میں نہ پڑتا یہ تو محض نادانی کی بات ہے کیونکہ غریب کا تو حسب و نسب پوشیدہ نہیں رہتا بھلا شاہوں کا حسب و
نسب کیسے چھپ سکتا ہے در یافت ضرور ہوا ہو گا تو معلوم نہیں تم کیوں حیران ہوتی ہو بان ایک ایسی بات یاد
آئی ہے کہ جس سے بالکل بھارا رنج و طلال دغ ہو جائیگا مگر یہ بتاؤ کہ عوض میں یہ دایہ کیا پائیگی ملکہ نے کہا مجھے اس وقت

تھاری یہ باتیں بنائیں بڑی معلوم ہوتی ہیں کہ میرے حواس ٹھکانے نہیں ہیں بس مختصر یہ جانتی ہوں کہ جو میں خوش
ہوئی تو تم بھی خوش ہوگی دایہ نے کہا دوا مرہین ایک تو یہ کہ شاہزادہ کا نام ہی مراد بخش ہو یا واقعی مراد بخش
کہتا ہو اگر نام ہی مراد بخش ہو تو ہمارا یہ سوال ہوگا کہ یہ نام تم اپنا بدل ڈالو نام کا بدلنا سہل بات نہیں ہے یہ سب
صبح کو شاہزادہ غائب ہو جائیگا اور سب مال و متاع یہیں رہ جائیگا اور اگر واقعی مراد بخش ہو تو فوالمہراد مطلب
ہمارا حاصل ہو اور دوسرے یہ کہ سب مراد کی بھی یہی خاصیت ہے کہ جو وقت صاحب سب مراد کی صورت دیکھوں
ایکباری وحشت مزاج کی کیفیت دفع ہو جائیگی پس ملکہ اوقیہ بانو تنگین و رنجیدہ بیٹھی تھی کہ یہ سننے ہی سے اختیار نہیں پڑی
اور کہا ای دایہ عشق صادق بھی تاثیر رکھتا ہے دایہ بولی والی تم خود پڑھی لکھی ہو خدا کے فضل سے تمھاری چار آنکھیں
میں ہم ناخاندہ اندھے ہیں لیکن کچھ تنک ویدا پنا ضرور سمجھتے ہیں اگر شاہزادہ شمشون کو تمھارا عشق صادق ہے
تو ضرور وہ تمھارا شوہر ہوگا اور کسی کی کیا مجال جو تمھارے محل میں قدم رکھ سکے ملکہ نے کہا ای دایہ ابھی تھوڑے ہی
روز کا ذکر ہے کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جسکی تعبیر ٹھیک یہی ہے کہ ملاقات سے شاہزادہ شمشون کے جلد سرور
ہوئی لیکن برعکس اُسکے یہ ظہور میں آیا کہ دفعہ شاہزادہ مراد بخش نہیں معلوم کہ کہاں سے پیدا ہو گیا کہ جسکے نام سے
ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ وہی شاہزادہ شمشون ہے اُسے مصلحتاً یہ نام اپنا رکھا ہے دایہ نے کہا تم خاطر جمع رکھو میں
اپنے فرزند لمعہ عیار سے کہتی ہوں وہ مفصل حال شاہزادہ مراد بخش کا دریافت کر لائیگا ملکہ نے فرمایا میری طرف
سے لمعہ کو کہنا کہ اگر تو میرے اس عقد سے کوٹ کر لائیگا تو میں تیرے مرتبہ سے زیادہ انعام دوں گی غرض کہ لمعہ کو دایہ
نے واسطے دریافت حال شاہزادہ کے روانہ کیا لمعہ لباس عیاری سے تیار صورت کر کے اسی وقت لشکر ظفر پیکر
میں گیا اور بعد آدھی رات کے خوابگاہ شاہزادہ میں پہونچا اور تمام قلم و قند کو بیہوش کیا اور چاہا کہ نور جمال
شاہزادہ کو دیکھے کہ سرخون عیار کو شاہزادہ نے کسی کار ضروری کو بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ جس حال میں
ہوں مجھے جواب دینا تھا اس سرخون عیار اسی وقت پہونچا اور درانہ خوابگاہ میں چلا آیا اور یہاں تاشا دیکھا کہ سب
گلمبان چوکی پہرہ کے بیہوش ہیں اور شمعیں وغیرہ بھی گل ہیں چاروں طرف اندھیرا ایسا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں معلوم ہوتا
سرخون حیرت زدہ ہو کر بولا کہ بارگاہ یہ کیا معاملہ ہے روکشی کا گل ہونا لوگوں کا بیہوش ہونا یہ خالی از علت نہیں ہے
جب قریب پلنگ شاہزادہ کے پہونچا دیکھا کہ ایک مرد سیاہ پوش چہرے کو شاہزادہ کے بغور دیکھ رہا ہے
سرخون دفعہ لباس لمعہ کو دیکھ کے سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہے اور ارادہ اسکا بد معلوم ہوتا ہے سرخون نے لمعہ کو
گرفتار کرنے کا قصد کیا اور لمعہ نے جو روشنی میں عکس اسکا دیکھا فوراً ایک خنجر کا وار کیا سرخون نے بجالائی
ایسی ایک جست کی کہ اسکا وار خالی گیا ورنہ خنجر سینہ کے پار ہو جاتا لمعہ جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے
روانہ ہوا سرخون نے اسکا تعاقب کیا اور کہا باش اوما در بخدا میں تجھے کب زندہ چھوڑتا ہوں سرخون کی

آواز سے شاہزادہ کی بھی آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ سرخون ایک مرد سیاہ پوش کا بیچھا کیے چلا آتا ہے شاہزادہ بھی پیچھے پیچھے سرخون کے روانہ ہوا ہر چند لمعہ دواد بھاگا جاتا تھا لیکن سرخون آگے بڑھنے سے دور ہو گیا دونوں عیار باہم خنجر بازی میں مشغول ہوئے اس عرصہ میں شاہزادہ بھی ہونچ گیا لمعہ نے جو شاہزادہ کو دیکھا سمجھا کہ کوئی اور عیار بانداد سرخون آگیا اس نے سرخون سے کہا کہ اے عیار دلاور تنہا سے دو شخصوں کا مت بلو خلاف مردانگی ہے سرخون نے پس پشت دیکھا کہ کون آتا ہے اس عرصہ میں لمعہ مثل برق چمک کے نکل گیا سرخون نے کہا اے شہسوار آپ ناحق تشریف لائے حضور نے تکلیف فرمائی میں جنتک اس عیار کی حقیقت دریافت نہ کر لوں گا ہرگز اس سے دست بردار نہ ہوں گا آخر سرخون عیار لمعہ کے پیچھے دوڑا قضا را شہر کے باہر ایک باغ ملک اوقیہ ماہ رخسار کا تھا اور لشکر شاہزادہ کے دو فرسخ کا فاصلہ تھا اتفاقاً ملک اوقیہ ماہ رخسار واسطے سر باغ کے تشریف لائی تھی اور لمعہ کو اس امر کی خبر نہ تھی کہ ملک باغ میں ہیں یہ اپنی پشت پناہ سمجھ کے باغ میں آیا دیکھا کہ ملک اوقیہ ماہ رخسار ایک کمرہ میں نازنینان ہوش کا ناچ دیکھ رہی ہیں لمعہ نے اپنی مان کو آواز دی دایہ بھر دھنسنے آواز کے باہر نکل آئی اور کہا اے جان مادر خیر ہی لمعہ بولا کہ تجھے بات کرنے کی فرصت نہیں موت قریب معلوم ہوتی ہے دایہ نے کہا آخر مفصل بیان کر لمعہ نے کہا عیار شاہزادہ کو ہر نگار کا میری گرفتاری کو ضرور آئیگا دایہ نے ملک کو اس حال سے مطلع کیا ملک نے فرمایا کہ لمعہ سے کہہ دو کہ اس عیار کو باغ میں آنے دے ہم سمجھ لینگے یہاں سرخون عیار نے دیکھا کہ عیار باغ میں گیا پس اسی راہ سے سرخون بھی باغ میں ہونچا لیکن نہایت ہوشیاری سے چاروں طرف دیکھتا جاتا تھا لمعہ نے چمن میں حلقہ کند بچھا کر خاک سے پوشیدہ کر دیے اور اپنی مان سے کہا کہ جبوقت وہ عیار حلقہ کند پر پاؤں دھرے تم مجھے باتوں میں لگانا میں باسانی گرفتار کر لوں گا آخر یہی معاملہ پیش آیا کہ جب سرخون عیار نے قدم حلقہ کند پر رکھا دایہ نے سرخون سے کہا اے مرد تو کون ہے جو ہمارے باغ میں میا کا نہ چلا آیا سرخون دایہ کی طرف مخاطب ہوا کہ لمعہ نے فوراً گرفتار کر کے سرخون کو ستون بارہ درمی سے باندھ دیا جب پنجہ عاقلہ اس حال تک پہنچی طا الفوس نے کہا اے پنجہ بھلا میں پوچھتا ہوں کہ جب وہ دونوں عیار بقول تیرے پریزا دستے پہنچے انکو عیاری سے باغ میں جانا اور دیوار پر چڑھنا کیا مشکل تھا پنجہ نے کہا اے طا الفوس جن و پریزا آدم کی تقلید کرتے ہیں کس واسطے کہ آدم اشرف المخلوقات ہے جس طرح عیار آدم زاد عیاری بقوت دباڑ کرتے ہیں اسی طرح جن و پریزا دبی قوت بشریہ سے کار بند ہوتے ہیں اور بال و پیروں کو اپنے تکلیف نہیں دیتے طا الفوس نے کہا مر حبا خوب جواب دیا اب بیان کر کیا ہوا پنجہ نے کہا کہ جب سرخون ستون سے باندھ گیا لمعہ نے سرخون سے پوچھا کہ اے ہر سر ہنگان اب تم کیا قصد رکھتے ہو سرخون نے غصے سے پنجہ کو اس سے دیا جب شاہزادہ محسوس کرنے لگا کہ دوں عیار اس باغ میں جا کر غائب ہو گئے

اور جذبہ عشق نے بھی تاثیر کی کشش محبت نے شاہزادہ کو کشان کشان اُسی راہ سے باغ میں پہنچا یا لمحہ
باین خیال کہ دوسرا عیار باغ میں باہر ادا اس عیار کے نہ آجائے زبردیا اور باغ گیا اور جاہتا تھا کہ اسکا بھی
انتظام کرے کہ یہ بھی واجب ہو مگر لمحہ کے خیال و فکر کرتے کرتے شاہزادہ باغ میں داخل ہو گیا اب جو
لمحہ نے فکر کی دیکھا شاہزادہ خود تشریف لایا اور فوراً ملک کو اطلاع دی اور کہا اے ملک عالم شاہزادہ والا جاہ خود
بنفس نفیس تنہا پیادہ و دل از دست دادہ بہر عیار طرار تھارے باغ میں تشریف لایا تو پس اس خبر سے رست خط
سے اول ملک سیما بدار بقرار ہو گئی اور خواب شب گزشتہ کی تعبیر برآورد ہو گئی دایہ سے فرمایا میں نے بخدا شب کو
یہی خواب دیکھا تھا کہ شاہزادہ شمشون سے اسی باغ میں مجھے ملاقات ہوو گی تم لمحہ سے کہد کہ شاہزادہ کو
ہدایت عربت و تکریم سے مسترز نگار پر بٹھائے اگر ہمارا مظلوم ہو تو المراء ورنہ اس کے عیار کو حوالہ کر دینا آخر
شاہزادہ شمشون ہر طلعت خوف زدہ متحیر ہر ایک مکان کو دیکھتا چلا جاتا تھا کہ لمحہ عیار نے بادب تمام
آداب و سلام کیا اور عرض کی کہ اے شاہنشاہ سلاطین قات تصور نے کسکی تلاش میں اس چمن پر خار کو اپنے پر تو
جال سے رشک لالہ زار فرمایا اگر اپنے عیار طرار کی تلاش ہو تو یہ جان تیار اسکو حاضر کرے اگرچہ شاہزادہ بھی
شجاعت و جوانمردی میں یکساںے روزگار و شہرہ آفاق تھا مگر اسوقت خود بخود جسم مبارک میں ایسا لرزہ ہوا کہ
شل بیدار اپنے لگا لمحہ سے پوچھا تو کون ہے کہ اس طرح ہمکلام ہوتا ہے شاید سرخون ہمارے عیار کو تو ہی اس
باغ میں لایا ہو لمحہ نے دست بستہ عرض کی کہ حضور دو چار قدم اور تکلیف فرمائیں جو معاملہ واقعی ہو حنا نہ زاد
عرض کرے گا شاہزادہ لمحہ کے ہمراہ سرخون عیار جہان در سے بندھا ہوا تھا وہاں آیا لمحہ نے جلدی تمام
سرخون کو ستون سے کھول دیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ حضور تخت پر اجلاس فرمائیں چونکہ جس حجرے میں
ملکہ اوقیم ماہ ہر خسار تھی وہ حجرہ مشرق رو تھا اسوجہ سے صورت آئینہ کی در حجرہ سے بخوبی معلوم ہوتی تھی
اور اتفاق سے اسوقت شاہزادہ بے نقاب تھا پس نظر ملک شاہزادہ پر پڑی ملک پہچان گئی کہ یہ وہی شاہزادہ
شمشون ہر طلعت ہے پس فوراً سجدہ شکر پروردگار بجالائی اور دایہ سے چپکے سے فرمایا میں نے خواب کی
تعبیر دیکھی کیا جلد طور میں آئی ادھر شاہزادہ سے کو بھی قرینہ سے دریافت ہو گیا کہ حضور معشوقہ میری اسی حجرے
میں ہو پس ایکبارگی و نولہ مشوق نے جو سشن مارا ابے ساختہ پر اشعار پڑھے اشعار

یاد ہر ہر دم کسی کے حاضری نور کی	داغ دل سے کو نکلتی ہو چرخ نور کی	خون دل بیتا اور یاد پنجم مست یارین
ہر نصیب و نون میں مرے ہر دم کے انور کی	دیکھتا ہوں راہ یار بس سرا پا نور کی	ہو عیان پھرانی آنکھوں میں تکی نور کی
تیرہ جنتی کو کھینچے کیونکر قیامت تک نہ طول	ہو غذا شیر سحر مار شب دیجزر کی	وہل کی شب میں جدا ہوگا اگر وہ جان جان
ہو سفیدی میں سحر کی آنگی کا نور کی	آتش سوزندہ بن جہانے حضور کا نظم	کھینچ کر تیرے عاشق کے تن مجروح کی

ملکہ نے دایہ سے بظاہر یہ ہم ہو کر کہا کہ اس مرد بیہودہ وارفتہ مزاج سے کہو کہ باغ میں بادشاہوں کے دروازے پہلے آتا اور کھاتے کستا خانہ زبان پر لانا اچھا نہیں ہو معلوم ہوا کہ تو زندگی سے اپنی سیر ہی جو ایسی بیہودہ گوئی کرتا ہو اس پہ فون میں آپ ہاتھ بھرتا ہو مجھے خوف خدا آتا ہو ورنہ ایک اشارہ چشم میں خاک سیاہ ہو جائیگا یہ سارا لشکر ہرن ہو جائیگا شاہزادہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ خوبان روزگار و مرہم زخم دل داغدار اشعار

جز وصال یا مطلب عاشقوں کو کچھ نہیں	اسکی حسرت کے سوا دل میں کتنا کچھ نہیں	سیر ہونے بھی بہت کی بوستان دہر کی
بے گل روئے صنف انکا تماشا کچھ نہیں	لوگ کہتے ہیں کہ عالم میں بہت چیزیں ہیں تو	انکھ اٹھا کر نہیں جب دیکھا تو اچھا کچھ نہیں

آگاہ ہو کہ یہ مسافر ملک عدم بتلائے رنج و غم و آوارہ و سرکشہ و دل سوختہ و خاطر آشفستہ وہی تمہارا عاشق صادق الوعد ہو کہ جو پہلے تمہاری بندست عالی میں حاضر ہوا تھا اور دوسری بار حکم و الاتبار بطلب سیب مراد آوارہ بیابان و کوہسار ہوا تھا آخر کار بقدرت قادر لم یزل یہ عاجز و مجبور مراد دلی سے کامیاب ہو اسیب مراد دستیاب ہوا اور چالیس شتر گوہر بار سے بھی سبکبار ہوا تب عجائبات دہر کی سیر کر کے یہ شعر پڑھتا ہوا قریب دیار یار کے پہونچا شعر

یارب دل محزون کا یہ ارمان نکجا ہے	سیر زانو پہ اس بت کے ہو اور جان نکجا ہے
-----------------------------------	---

اب اپنے قیام گاہ سے کشش جذب محبت نے ہزار حیلہ و بہانہ دیہ جہان تک پہونچا دیا تا شیر عشق نے گاہ و گہر کا عالم دکھا دیا ملکہ نے مسکرا کر دایہ سے فرمایا کہ اس مرد افسون ساز سے کہو کہ اب اپنی چرب زبانی و شیریں بیانی و طلاقت لسانی کو موقوف کر کے پہلے نام و نسب اپنا اظہار کیجئے بعد اسکے مطلب بیان کیجئے گا بھلو آپ کے قول کا اعتبار نہیں مرد غیر کا یہاں ٹھہرنا بھلونا گوارا ہو اور ہمکلام ہونا نامحرم سے عار ہو شاہزادہ نے حال زار اپنا دایہ سے بیان کیا اور کہا اے دایہ میری طرف سے دست بستہ کہنا کہ یہ محنت کشیدہ اتنا چاہتا ہوں کہ نور جمال سے اپنے دیدہ بے نور کو روشن کرے دایہ نے ملکہ سے باچشم پڑ آب اس حال خراب شاہزادہ دل کہا کہ اب بیان کیا اور خود بھی سفارش کی ملکہ نے کہا اے دایہ کچھ خبر ہو تے دھوپ میں بال سفید کیے ہیں یا شاید سیب مراد نے تم پر اثر کیا کہ تم اس مرد افسون ساز کی باتوں میں آگئیں مجھے اس طرح کی فرمائش بیہودہ خوش نہیں آتی ایسی باتوں سے نفرت ہو خداوند تعالیٰ سے ہر کام کے لیے ایک وقت تعین کیا ہو دوسرے مرد نامحرم کے زور برد جانا جائز نہیں دایہ نے کہا اے جان مادر تم بہت درست کہتی ہو لیکن اپنے عاشق زار صادق الاقرار کیواسطے کیا وقت درکار ہو نظر انصاف سے ملاحظہ فرماؤ اس سچپنے کی باتوں کو جانے دو دیکھو ایک شخص نے تمہاری خوشی کیواسطے اپنی حکومت و ثروت عیش و عشرت کو ترک کیا غریب الوطنی و مہر آوردی قبول کی صحرا بھرا پھرا تمہاری شہر طوری کی کیسی کیسی مصیبتیں تلکینیں اٹھائیں سیب مراد لایا اب تکر جی اسب شہتہ کی دلوئی مناسب ہو مہر ع خدا سے توڑے آستانہ نہیں ملتا ملکہ نے کہا کہ کیونکر یقین ہوا کہ یہ سچ کہتا ہو تمہارا پیش قاضی روی راضی آئی شہر عا ایک گواہ پر فیصلہ نہیں ہوتا سچے ہلا گواہ فیصلہ

کر دیا فی الواقع اگر وہ مالک سیب مراد ہو تو ہو مجھے کیا میرا مالک تو نہیں ہے کہ جو میں خواہ مخواہ دست بستہ حاضر ہوں
خبردار دایہ اب ایسی جھٹ گفتگو نہ کرنا اس سے کہہ دو کہ اپنی جان سلامت لیجائے خدا جانے کس وجہ سے طرح دی شعر

ابو بلبل سے لیجائے چمن سے آشنیاں اپنا | ایشے کر صد ہزار اشون نہو گا باغبان اپنا

دایہ نے اشارہ سے کہا اے شہر یار تم خود اس وقت جرات فرما کر داخل حجرہ ہو تمکو کسی غیر کی سفارش کیا ضرور ہے
شاہزادہ تو خود ہی اس بات کا منتظر تھا دایہ کا اشارہ کافی ہو گیا اور بے تکلف اندر حجرے کے داخل ہوا اور کہا بیت

دہان دہان سے لڑے اور زبان زبان سے لڑے | جو حکم ہوئے تو بندہ فرشتہ خان سے لڑے

اب کیا حکم ہوتا ہے شعر

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور ہمیں | دیکھنا ایک نظر تمکو ہے منظور ہمیں

اور سوا اس کے شعر

شتاب آ کہ تری دید تک میسر ہو | یہ دم لبوں پہ ہو اب دیکھے رہے نہ رہے

ملکہ نے بظاہر نہایت بد مزاج ہو کر کہا ہان ہان ارے کیا اندھیر ہے دایہ تم بھی منع نہیں کرتیں یہ کون ہمارے پاس
بے حجاب چلا آیا یہ لکے ایک گوشہ مسند کا خالی کر دیا شاہزادہ نے چار برس کے بعد جو اس رشک قریری پیکر کو
دیکھا درگاہ سبب الاسباب میں سجدہ شکر بجالا دیا دایہ نے ارباب نشاط طلب کر کے حکم مبارکباد گانے کا دیا قصہ کوتاہ
پھر تو صحبت عاشق و معشوق تا وقت سحر گرم رہی مگر ملکہ کا یہ حال تھا کہ بار بار شاہزادہ عالی وقار کو گوشہ چشم سے
دیکھتی تھی اور ہزار ہزار شکر پروردگار کرتی تھی شعر

اسعدین راقرین شدہ درخانہ شرف | کم دید این چنین نظر چشم روزگار

اس اثنائیں سرخون عیار نے ملکہ اوقیہ سے کہا تم شاہزادہ کی خدمت میں عرض کرو کہ حضور یہاں تشریف تشریف
کو ازانی فرمائیں انشاء اللہ یار زندہ اور صحبت باقی شاہزادہ نے دایہ سے فرمایا کہ میں کل والدین ملکہ سے
اپنی کیفیت کو نکاحیہ لکھ کر سرخون و لمعہ عیار کے ہمراہ روانہ ہوا اثنائے راہ میں قویل داننا وزیر سے ملاقات
ہوئی اُس نے پوچھا حضور کہاں تشریف لے گئے تھے شاہزادہ نے فرمایا برسہ موقع بیان کیا جائیگا جب لشکر میں
ہو بچا ایک مصور کو بلا کر تصویر اپنی کھنچوائی قویل داننا نے کہا کہ ایک تصویر حضور کی میرے پاس موجود ہے شاہزادہ
نے قویل داننا سے وہ تصویر لیکر ملاحظہ فرمائی اور قویل کو حکم دیا کہ تو نقاب چہرہ پر ڈال کر یہ تصویر بکتا نوس کے
پاس لیجا اور کہہ کہ ہمارے شاہزادے نے ایک تحفہ تمکو بھیجا ہے لیکن جسوقت ملکہ مشرقیہ اور علمان وزیر نکتہ دان
جمع ہوں تو یہ تحفہ پیش کرنا اور کہنا کہ صاحب تصویر ہمارے شاہزادہ کا دوست جانی و محبوب جاودانی تھا اگر
تم اُسکے حال سے واقف ہو تو ہو کو نشان بتا دو قویل داننا حسب ارشاد شہر میں آیا بکتا نوس نے سنا کہ شاہزادہ کے

پاس سے ایک نقابدار آیا ہوا ہے اپنے دربار کو آراستہ و پیراستہ کیا اور قویل کو نہایت اعزاز و اکرام سے دربار میں بلایا قویل دانے لکھا اسی سلطان میرے آقا نے ایک تحفہ شکو بھیجا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جب تک شرقیہ سلطان اور علمان نکتہ دان وزیر ایک جاہلوں کے اس تحفہ کا دیکھنا محال ہے بکتا نوس نے ملکہ شرقیہ کو اطلاع دی ملکہ شرقیہ نے قویل کو اندر محل کے بلالیا اور علمان نکتہ دان وزیر بھی ہمراہ قویل کے گیا حسب اتفاق اس روز سمن جان پری قویل دان کی مان جو علمان کی حقیقی بہن تھی واسطے ملاقات شرقیہ کے آئی اور جلسہ میں موجود تھی قویل دان نے کہا اے شہریار ہمارے آقا نے پوچھا ہے کہ تم کو سامان عروسی سے فرصت ہوئی یا نہیں بکتا نوس نے جواب دیا کہ ہم شب و روز اسی فکر میں ہیں قویل نے وہ تصویر بکتا نوس کو دی اور کہا یہ جو ان عالیشان صاحب تصویر ہمارے شاہزادہ کا دوست قدیم ہے اگر تم کو اس کے حال سے اطلاع ہو تو ہکو نشان دو کہ شاہزادہ ہمارا اسکی ملاقات کا کمال مشتاق ہے بکتا نوس نے وہ تصویر خود دیکھی اور سب کو دکھائی اور پوچھا کہ تم سب کے خیال میں یہ تصویر کسکی ہے سب نے بالاتفاق کہا کہ یہ تصویر شاہزادہ شمشون ہر طلعت کی ہے سمن جان پری نے جو وہ تصویر دیکھی بے اختیار روئی اور ملکہ شرقیہ گل اندام سے کہا اے ملکہ عالم خدا جانے کہ شاہزادہ شمشون ہر طلعت کس جانب نکل گیا ہے کہ اُسکی مان یعنی ملکہ روشن گہر کا اُسکے فراق میں ایسا حال بد ہے کہ دیکھنے والوں کو افسوس آتا ہے اور اسقدر روئی کہ آنکھوں کی بھارت جاتی رہی بکتا نوس اور ملکہ شرقیہ دو وزیر علمان نکتہ دان اس کلام سے آبدیدہ ہو گئے اور قویل دان نے جو اپنی مان کی آواز سنی نہایت بیقرار ہو گیا اتفاق سے قویل کی گردن کا خال اُسکی مان نے دیکھ لیا اُسکے خون نے جوش مارا اور اُسی اضطراب میں دروازہ سے باہر نکل پڑی اور نقاب چہرے سے قویل کے اُتار کے گلے سے لگا لیا اور زار زار رونا لگی پھر تو علمان نے بھی بھانجے سے ملاقات کی تمام مردمان محل کو از سر نو خوشی تازہ ہوئی گو یا دولت بے اندازہ ملی اور آواز محل سے بلند ہوئی کہ الحمد للہ الذی اقام الحق فی مرکزہ بعد اس کے بکتا نوس اور قویل دان شاہزادے کے پاس آئے شاہزادے نے بکتا نوس کو برابر تخت کے جگہ دیکر پوچھا اسوقت کیا باعث کہ آپ تشریف لائے بکتا نوس نے کہا اے شہریار میں تمہارے حال سے نہایت متحیر تھا مگر اسوقت تمہارا حال سُنے سجدہ شکر بجالایا اور برائے تنہیت خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوا شاہزادہ شمشون نے بکتا نوس کی دھوت شاہانہ کی اور کہا کہ ہماری راے یہ ہے کہ تم چند روز شادی کو موقوف رکھو کہ یہ رسم اگر بصلحت والدین ہو تو نہایت مناسب ہے بکتا نوس نے جواب دیا کہ اے شاہزادہ نامدار

جان و مال و ملک و فرزند اچھے دست	بہر نذر شاہ خود دارم بدست
خواہ شہ اکون ستانم خواہ باز	لطف می باید ز شہ ازمان ساز

آخر دوسرے روز شاہزادہ عالی تبار نے بساعت سعید و فال نیک ارض الذہب کی طرف کوچ کیا
تیلے خدمت میں گذارش ہو چکا ہے کہ بنی جان اکثر معاملات میں آدم کے مقلد ہوتے ہیں اور حکم و کلام کرتے
ہی آدم تمام کار انسانی عمل میں لاتے ہیں اسی وجہ سے شاہزادہ شمسون مہر طلعت نے بھی دیونا زیل
نوی سیکل اور اشرف بن حریم شاہ پریزاد اور ملک ارشون اور ملک شہروم اور بالیسھر شاہ بادشاہ
شوکتیہ وغیرہ کو حکم دیا کہ تم مع لشکر کرو فرشتوکت و حشمت سے طرف ارض الذہب کے روانہ ہو تاکہ جو دیکھے
حیرت زدہ ہو اس قہل کا لشکر جن و انس میں سے کسی کو نصیب نہیں شعر تو کوئی سلیمان قاف از شکوہ روان شد کہ با دست
چندین گروہ جسوقت یہ لشکر مثل موج دریا قریب ارض الذہب کے پہنچا شاہزادہ نے پہاڑ کے
دامنہ میں خیام فلک احتشام برپا کروائے اور شب بھر جلسہ رہا صبح پرچہ نویس نے خبر دی کہ پہلوانان
قاف نے سلطان قیصر نوس کے مقابلہ میں صف آرائی کی ہے اور زرکشیر اور جواہرات مع بارگاہ قیصر نوسی
طلب کرتے ہیں شاہزادہ کو اس خبر و ہشت اثر سے کمال غیظ آیا اور جوش شجاعت میں رفقا سے فرمایا
کہ ان پہلوانان قاف کے ایام بد آئے ہیں کہ بارگاہ قیصر نوسی سلطان سے اور زر و جواہر طلب کرتے ہیں
جب شامت آنے کو ہوتی ہے تو ایسی ہی جھوٹی ہے

چوتیرہ شود مردار روزگار | ہان می کند کس نیاید بکار

شدہ شدہ یہ خبر شاہزادہ مہرون وغیرہ نے بھی سنی کہ بعد ہمارے کم ہونے کے ایک فرزند شمسون نام اور بھی
خداوند کریم نے سلطان قیصر نوس کو مرحمت فرمایا تھا اور وہ بتلاش سیب مراد عشق میں ملکہ اوقیہ ماہ رخسار
کے کسی طرف نکل گیا تھا اب بعد مدت و راد کے باقبال شوکت و حشمت پھر اپنے ملک کی طرف آتا ہے پس بھڑاسکے
یہ خیال آیا کہ وہ شاہزادہ والا جاہ وہی ہے جسے ہکو طلسم گہر ریز سے نجات دی تھی اور جان ہماری بچائی ورنہ تاقیات
رہائی ممکن نہ تھی سب شاہزادوں نے باہم مشورہ کیا کہ ایک بار تو ضرور امتحان قوت شاہزادہ شمسون واجب و
لازم ہے پھر دیکھا جائیگا شاہزادہ مہرون نے کہا وہ صاحبقران روزگار ہے اس سے مقابلہ کرنا دشوار ہے آخر
ایک روز یہ چاروں شاہزادے نقاب چہرہ پر ڈال تھوڑی فوج سے شاہزادہ شمسون کے لشکر کی طرف روانہ
ہوے اور اسی شب کو عالم واقعہ میں شاہزادہ شمسون نے دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اے شاہزادہ شمسون
کل صبح کو تیرے چاروں بھائی حقیقی کہ جنکو تم قید طلسم گہر ریز سے نکالا تھا برائے امتحان تمہارے پاس آئینگے لوح
طلسم گہر ریز بازو پر باندھنا اور ان سے کہنا کہ ہکو تھے کچھ حاجت حرب و پیکار نہیں سب بیکار ہے تم فقط مجھے بچہ
اور کلانی کرو تمکو غالب و مغلوبی کا بخوبی امتحان ہو جائیگا جو مغلوب ہو وہ واجب التعظیم و اطاعت ہو گا جب وہ
راضی ہوں تو تم کہنا کہ تم چاروں اس ستون بارگاہ کو بلند کرو جب تم زور کر چکو گے تو پھر میں زور کرونگا پس اُسے

ستون جنبش نہ کھائیگا اور تم بفضل قادر بیچون و برکت لوح و بقوت صاحبقرانی باستانی ستون کو بلند کر لو گے پھر اپنے بھائیوں سے بسلوک و مدار است پیش آنا کہ تمہارے بڑے بھائی حقیقی ہیں شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا بعد فراغ حوائج ضروری انتظار میں بھائیوں کے بارگاہ میں کرسی زرنگار پر بیٹھا اس عرصہ میں درگاہ سالار سے اُن شاہزادوں نے آکر کہا کہ تم اپنے بادشاہ کو ہمارے آنے کی اطلاع دو درگاہ سالار نے شاہزادہ کی خدمت میں عرض کی کہ چار بھوان نقادار واسطے ملازمت حضور کے حاضر ہیں شاہزادے نے اُنکو اندر بارگاہ کے بلالیا اور بعد اسے رسم سلام غل اہل اسلام کرسی جو امہ نگار ہر ایک کو مرحمت فرمائی اور استفسار کیا کہ آپ نے کس غرض سے اس کا شانہ فقیر کو سرفراز فرمایا شاہزادہ ہر و ن نے کہا امہ شہر پار ہمارے اور بادشاہ ارض الذہب کے فی مابین نزاع واقع ہوئی اور فی الحال سنا کہ سلطان قیصر نوس کا ایک فرزند ارجمند رشید دوران و حید زمان کہ وہ آپکی ذات والا سے مراد ہے بعد عرصہ کے اپنے ملک کو جاتا ہے اس واسطے اس قصد سے آپکے پاس آئے ہیں کہ ایک بار آپ سے بھی امتحان زور و فنون سپہ گری کریں اگر آپ ہم چاروں بھائیوں پر غالب ہوئے تو ہم بدل و جان آپکے مطیع و فرمانبردار ہونگے ورنہ یہ فتح ہمارے نام ہے شاہزادے نے فرمایا بہت مناسب تھوڑی دیر توقف کیجیے بندہ حاضر ہو ناگاہ سلطان قیصر نوس بھی شاہزادہ شمسون کی خبر سُننے اسیوقت عقیل خرد پرور وزیر کو ہمراہ لیکے واسطے ملاقات اپنے فرزند دلبند تخت جگر نور بصر کے روانہ ہوا اور قریب بارگاہ کے پہونچا تھا اثنائے راہ میں یہ سنا کہ وہی پہلوانان قاف واسطے آزمائش زور و قوت کے شاہزادہ شمسون ہر طلعت کے پاس بارگاہ میں آئے ہیں عنین شاہزادوں نے جب اصرار حد سے زیادہ کیا تو شاہزادہ شمسون ہر طلعت نے پوچھا تم کس چیز کا امتحان مجھے چاہتے ہو شاہزادوں نے جواب دیا کہ آلات حرب سے خوف جرات ہے چونکہ ہلکو فقط امتحان طاقت منظور ہے لہذا زور و قوت دست بازو کافی ہے آئندہ جو راے اقدس ہو ہم عمل میں لاوین شاہزادہ نے فرمایا میں سب طرح سے موجود ہوں مجھے کیسی طرح کسی امر میں عذر نہیں ہے مگر میری راے یہ ہے کہ تم چاروں بالاتفاق اس ستون بارگاہ پر زور کر کے بلند کرو اگر تمہاری قوت سے اس ستون نے دو چار انگشت بھی زمین چھوڑ دی تو میں فرمانبرداری تمہاری قبول کرونگا اور اگر تم سے اس ستون نے جگہ نہ چھوڑی تو پھر میں زور کرونگا شاہزادے اس شرط پر رضی ہوئے اور چاروں بھائیوں نے متفق ہو کر ستون بارگاہ پر حد سے زیادہ زور کیا لیکن ستون نے جنبش نہ کی شاہزادہ شمسون نے کہا کہ ابھی تم چاروں اس ستون کو نہ چھوڑنا اب میں زور کرتا ہوں پس یہ سنتے ہی چاروں جو ان پٹ گئے اور لنگر اپنا سلگین کیا اور شاہزادہ شمسون نے ستون کو بغل میں دبا کر لالہ زبان سے کہنے لگا زور کیا تو تائید آتی اور قوت صاحبقرانی سے ستون مع اُن چاروں شاہزادوں کے چار ہاشت زمین سے بلند کر لیا اس اثنا میں سلطان قیصر نوس بھی بارگاہ میں تشریف لائے اور اُس زور و قوت کو شاہزادہ شمسون کی ملاحظہ فرمایا تمام حاضرین بارگاہ بھی اُسی تماشے میں مشغول تھے اور کسی کو سلطان قیصر نوس کے آنے کی خبر نہ ہوئی شاہزادوں

نے بعد امتحان شاہزادہ شمسون مہر طلعت سے کہا اے شہر یار اللہ الحمد جو ہلکو منظور تھا وہ بخوبی ہو گیا اب ہم رخصت ہوتے ہیں شاہزادہ شمسون نے فرمایا ابھی کیا جلدی ہے ایک لمحہ اور توقف کرو بعد اسکے شاہزادہ شمسون باپ کے قدموں پر گرا بادشاہ نے فرزند کو سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا شاہزادہ شمسون نے بادشاہ کو تخت پر بٹھایا اور بھائیوں کی کرسیاں دست راست بچھو ادین اور آپ بائیں طرف تخت پر بٹھا بادشاہ نے فرمایا اے نور دیدہ و آرام جان ہلکو تیرا بائیں جانب بیٹھنا ناگوار ہے اسکا کیا سبب ہے بیان کر شاہزادہ شمسون نے عرض کی پیروم شد تمام حال حضور کو ایک خطہ میں معلوم ہو جائیگا بادشاہ خاموش ہو رہے جب صحبت گرم ہوئی شاہزادہ نے فرمایا غلام حضور کے واسطے ایک تحفہ لایا ہے کہ شاید کوئی فرزند اپنے والدین کے واسطے نہ لایا ہو گا بادشاہ نے فرمایا اس دنیا میں اولاد سے بہتر خدا کا نام ہے باقی والسلام شاہزادے نے عرض کی میں اُس تحفہ کو عرض کرتا ہوں کہ جسکی آرزو میں حضور کی نصف عمر گزر گئی بادشاہ نے فرمایا ہم تمھارے معرین کو نہیں پہونچے شاہزادہ نے فرمایا کہ بجز اس خانہ زاد کے اور بھی کوئی فرزند حضور کا تھا بادشاہ یہ سنکر تادیر سکوت میں رہا اور نہایت تعجب ہوا فرمایا اے فرزند اب دل بھر دو نون میرے اختیار سے باہر ہیں جلد بیان کرو کہ یہ کیا اسرار ہے شاہزادہ نے عرض کی حضور کے نور نظر یہ چار جوان دلاور نقابدار ہیں کہ ایک ایک انہیں رسم و اسفند یار روزگار ہے جو حضور کے روبرو کرسیوں پر بیٹھے ہیں بادشاہ نے فرمایا شاید تمھارے مزاج میں اس سفر وسیلۃ الظفر سے تھوڑی خوش طبعی زیادہ بڑھ گئی ہے میں ان نقابداروں کے حال سے مطلع نہیں ہوں اے فرزند ان نقابداروں نے سارے میرے لشکر کے سرداروں کو زخمی و گرفتار کر لیا ہے اور بارگاہ قیصر فوسی کی خواہش رکھتے ہیں شاہزادے نے اپنے دست مبارک سے شاہزادہ ہرولن کے چہرے سے نقاب دور کی اور فرمایا کہ اے برادر والا قدر حجاب تا کہ اب محل شکراتی ہے نہ ہنگام نقابداری آگاہ ہو کہ یہ زور و قوت میرا دادا لکھی ہے کہ جو میں تمپر غالب ہوا اور نہ ہم تم تو برادر ہیں پس وہ چاروں شاہزادے بادشاہ کے قدموں پر گرا بادشاہ نے سرانگہ سینہ سے لگایا لیکن نہایت حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے شاہزادہ شمسون نے بادشاہ کی خدمت میں تمام و کمال قصہ انکا مفصل بہ تصریح بیان کیا بادشاہ نے فرمایا اے فرزند دل بند میں نے یہ روز فرخ و مبارک فقط تیرے طفیل دیکھا بعد اسکے بادشاہ نے چاروں فرزندوں کو سینہ سے لگایا اور خوب رویا شاہزادہ شمسون نے عرض کی اب حضور بدولت و اقبال شہرین شریف یچلین تاکہ فدوی یہ تحفہ بلکہ دولت غیر مترقبہ خدمت میں جناب والدہ ماجدہ مدظہا کے گزرا نے بادشاہ مع اُن شاہزادوں کے داخل مجلس اسے خاص ہوا شاہزادہ شمسون نے مان کے قدموں کو بوسہ دیا اور دیکھا کہ نور بھارت بالکل جاتا رہا ہرمان نے بعد شوق بیٹے کو چھاتی سے لگایا شاہزادہ نے وہ سیب مراد اپنی والدہ کو دیا اور کہا کہ حضور اسکو سو نکھیں بس ملکہ نے جیسے ہی اُس سیب کو سو نکھا بجز داسکی خوشبو دماغ میں پہونچنے کے آنکھوں میں روشنی ہو گئی ملک نے فوراً

نماز شکر یہ ادا کی بعد اُسکے فرزندوں کے تقدق ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ تینوں لشکر ایک جا جمع ہوں اور شہر
 مرصع نگار سے تاکوہ سبز رنگ دورویہ ہماری سرکار سے آراستہ و پیراستہ کیا جاوے اور کوہ سبز رنگ سے تاملک
 عجائب نگار آرایش سلطان بکنتا فوس کرین اور تمام سلاطین قاف کو اس جشن و شادی میں رقعے طلائی مرصع کار
 بھیجے جاوین خلاصہ یہ کہ یہ جشن شادی شاہزادہ شمسون اس زیب و زینت سے تین مہینے تک ایسا دھوم سے کیا گیا
 کہ پھر کبھی چشم فلک نے نہ دیکھا یعنی غرہ فروردین سے تا آخر خرداد ہنگامہ عیش و نشاط برپا رہا کہ ملک ارض الزہرہ
 اور ملک عجائب نگار ایک ہو گئے تھے اور یہاں سے وہاں تک ہر خاص و عام کو ہر جگہ سامان عیش و نشاط مہیا تھا
 اور روشنی کا یہ عالم تھا کہ رات و دن میں فرق نہ تھا غرض کہ قاضی قضات نے شاہزادہ شمسون کا عقد صیغہ
 ملکہ اوقیہ ماہ رخسار سے بعد خطبہ طولانی پڑھا پھر ان چاروں شاہزادوں کا بھی نہایت تجل و شان سے عقد
 ہوا پھر شاہزادہ شمسون نے اپنے رفقا یعنی حسان پریزاد اور شاہزادہ اشرف اور دیو نازیل وغیرہ کی
 اُنکے مطلوبوں کے ساتھ بڑے تزک اور شان سے شادیاں کیں اور یہ سب رفقا بھی شکر یہ احسان شاہزادہ کا
 بسر و چشم بجالائے اگر انہیں سے ایک جشن عروسی کا بھی مفصل حال لکھا جائے تو ایک عمر نوح چاہیے اور پھر مطلب
 رہ جائے اور مطلب اصلی تک نہ پہنچے لہذا اسے حوالہ قصہ خوان سخن ساز کے کیا گیا کہ وہ آب و تاب کے ساتھ
 بلطف شیرین بیانی سامعین کے روبرو بیان کریں اور اس خاکسار نے اشتب مشک بارخانہ کو میدان طلب کے
 صفحہ میں یوں جولان کیا کہ جب بعد اداے رسومات تختدائی شاہزادہ شمسون مہر طلعت ملکہ اوقیہ ماہ رخسار سے
 ہمبستر ہوا شتب زفاف ہی کو ملکہ حاملہ ہوئی اور بعد انقضاے مدت حمل ایک دختر بلند اختر پیدا ہوئی کہ جو اپنے مان پاپ
 کے حسن و جمال سے بدرجہا حسین تھی گویا صانع حقیقی نے نور کے سانچے میں ڈھالا تھا سوائے مادہ ذاتی والدین خواص
 اس ایک سیب مراد کا نرالا تھا یعنی خاصیت سیب مراد کی آگے بیان ہو چکی ہے کہ جو کوئی کھائیگا اُسکی اولاد حسن و جمال میں
 بے مثال ہوگی کہ جسکا نظیر و عدیل پردہ دنیا پر نہ ہوگا غرض کہ شادی تو لد دختر بھی اُسی کرو فرسے ہوئی کہ تمام سلاطین قاف
 جمع ہوئے اور نام اُس ماہ برج شرف کا ملکہ نو بہار گلشن افروز رکھا جبکہ اس ہنگامہ عیش و نشاط سے فرصت پائی
 شاہزادہ شمسون کبھی سسرال اور گاہے اپنے گھر میں خوشی و خرمی بسر کرنے لگا اس طرف شاہزادہ معز الدین
 خاموش ایک گوشہ میں یہ داستان فرحت نشان سن رہا تھا جب اُس نے نجمہ کی زبان سے اپنی معشوقہ ملکہ نو بہار گلشن افروز
 کا نام سنا چاہتا تھا کہ نعرہ آہ کھینچے مگر ضبط کو کام فرمایا اور دل میں کہا کہ اس نقل کو آخر تک سن لینا چاہیے
 ویکھو کہ انجام کار اُسکا کیا ہوتا ہے اس اثنا میں نجمہ نے کہا امی طال قوس نوع انسان میں ایک حکیم عالی حنندان
 والا دودمان مجمع علوم و فنون علامہ عصر عالم علم شیر نجات حاکم رموز طلسمات حکیم قسطاس الحکمت والا نثر دکنہ دست
 میں شاہزادہ شمسون کو ابتدا سے طفولیت سے ایک طرح کا وثوق تھا وہ اُس دختر پری پیکر مشک فخر کو

حکیم صاحب کی خدمت میں لیگیا حکیم صاحب عالی منزلت نے کمال شفقت و مہربانی دست حق پرست اپنا
ملکہ نو بہار کی پشت پر رکھا اور فرمایا اے شمسون اس نو بہار سر و چین خوبی کو ہم اپنا لخت جگر و نور بصر سمجھیں گے
بعد اسکے طالع ولادت کا زائچہ کر کے دیکھا اور فرمایا کہ از روئے علم نجوم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی آدمی کا صحیح النسب
سادات کے ساتھ اس عالی گوہر کا عقد ہوگا اگرچہ یہ امر شاہزادے کے خلاف طبع تھا لیکن بخوف حکیم صاحب
کچھ جواب نہ دیا چپ ہو رہا جب ملکہ نو بہار سن تیز کو پہونچی حکیم صاحب نے ملکہ کو اپنے عجائبات و طلسمات کا
بادشاہ کر دیا اور شاہ بکتانوس و سلطان فیض نوس نے اس دار ناپائدار سے انتقال کیا اور ان چاروں
بھائیوں نے بھی ریاست اور سلطنت ارض الذہب اپنی برضا و رغبت شاہزادہ شمسون کو سپرد کر دی
اور خود بقیہ عمر اپنی سلطنت ملک فروت درخشندہ تاج میں کہ جو سسرال تھی بسر کی فقط سلطان شمسون والد ملکہ
نو بہار گلشن افروز کے باقی ہیں اور ملکہ نو بہار گلشن افروز محکوم حکیم قسطاس الحکمت ہے لیکن خود حاکم طلسمات و
عجائبات ہے یہ قصہ یہاں تک تو مجھے یاد تھا میں نے بیان کیا اب تم کو کہ مال کار ملکہ نو بہار گلشن افروز کا کیا ہوا
آیا کسی آدم نیک ہنار کے ساتھ عقد ہوا یا نہیں طالقوس نے کہا شعر

تو بت بین افتاد بگوئید کہ دوران | آرا بیستہ از تو بکند مستند بسم را

اے خاقان معظم میں چہار شعبہ کو اول چشمہ عطار و مین غسل کروں تو نوبت بیان آئیگی کیسوا سٹے کہ بدون اس
عمل کے مجھ میں کیا منت فہید داستان کی نہ ہوگی شاہزادہ معزال دین کہ سرمہ زحل آنکھوں میں لگائے
یہ بوستان نجمہ سے سن رہا تھا بس جب طالقوس کے کہنے سے خیال آیا کہ مجھے بھی تو ہدایت پیکر جوا کی تھی
بس صبح کو شاہزادے نے چشمہ عطار و مین غسل کیا دن تو سیر بازار میں گذارا اور شب کو کھانا نہایت نفیس
بادشاہ و امرا کے باد چہینا نہ سے نوش فرمایا اور نجمہ و طالقوس کیواسٹے لایا اور خود اسی گوشہ میں پوشیدہ ہو گیا
نجمہ نے کہا اے طالقوس آج دو دن سے خداوند کریم بے منت خلق ایسی غذا سے لطیف کھلاتا ہے کہ اُسکا شکر
ادا نہیں ہو سکتا اب جلد تم کھانا کھا لو تو داستان بیان کرو کہ میں نہایت مشتاق ہوں طالقوس نے کہا اے نجمہ
مغرب میں ایک بادشاہ سلطان اسمعیل المنصور بقوۃ اللہ ہے خداوند تعالیٰ نے اُسے سلطان معزال دین
ابو یقین نام ایک فرزند ارجمند عنایت فرمایا ہے شاہزادہ نے کہا سبحان اللہ یہ تو میرا نسب نامہ بیان کرتا ہے
ناظرین داستان سحر بیان کو واضح ہو کہ شاہزادہ معزال دین تاثیر طلسم سے ایسا محو ہو رہا ہے کہ اُسے
سواے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے اور کچھ خیال نہیں بقول شاعر شعر

مطلب ہی لامکان سے نہ کچھ کائنات سے | مجھ کو فقط امید ہی تیری ہی ذات سے

نشہ عشق ملکہ نو بہار گلشن افروز ایسا چرایا ہوا ہے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں ہے قصہ مختصر طالقوس نے

ابتداءے عاشقی شاہزادہ سے یہاں تک بیان کیا کہ اب وہ شاہزادہ گوشہ میں پوشیدہ موجود اور ابو الحسن جو ہر
کاروانہ کرنا اور حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات جو ہر کی ہوتا اور سیر و تماشا عجائبات کا دیکھنا اور وارد ہونا
طلب جو زمین اور خود مشرکہ زحل آنکھوں میں لگائے ہوئے فلان گوشہ میں تشریف رکھتا ہو اور ہمارے داستان
سُن رہا ہو یہاں تک کے حالات بیان کیے اور باوازل بلند کہا ای شاہزادہ معز الدین اب کس طرح تم پوشیدہ ہو سکتے
ہو اب تم نکل آؤ کہ یہی مناسب وقت ہو اور ہم انشاء اللہ تمکو تمھاری منزل مقصود کو پہنچا دینگے اگر فرمان پر
تمھارے ارباب اول مثلثہ ہوائی کی مہر ہو جائے تو پھر عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار کو تمھاری اطاعت میں
کسی طرح کا عذر نہ ہوگا شاہزادہ مشرکہ زحل آنکھوں سے دور کر کے بوجہ ہدایت طالقوس کے پاس
تشریف لایا طالقوس نے سلام کیا اور کہا ای شہریار یہ خیر اندیش عرصہ سے حضور کے قدم مہمنت لزوم کا منتظر
تھا لہذا الحمد کہ آج زیارت جمال باکمال سے مشرف ہوا شاہزادہ نے فرمایا اب آپ اس کشتہ فراق کے باب میں
کہا ارشاد فرماتے ہیں طالقوس نے کہا کہ آج چار شنبہ ہو وقت عصر مخنثون کے معرکہ میں تمکو لیجاؤنگا اور جھول
مدعا کی تدبیر کرونگا وقت عصر طالقوس شاہزادہ کو ایک میدان وسیع میں لیگیا جہاں مجمع عظیم مخنثون کا تھا
اور مردکانام نہ تھا گوشہ میدان میں بادشاہ مخنثون کا تخت پر بیٹھا تھا اور آگے اُسکے تمام مخنث تالیاں بجاتے
اور بٹکتے تھے شاہزادے نے طالقوس سے اُسکا نام پوچھا طالقوس نے کہا اُسکا نام مخرج شاہ ہے الغرض
جب سب امیر و غریب اُس فعل سے فارغ ہوئے ایک پیر مرد دوات و قلم اور کاغذ لے کر معرکہ میں آیا
حکیم طالقوس نے کہا ای شہریار اسی پیر نوہندہ کاغذ سے کام ہمارا متعلق ہے شاہزادہ نے
کہا نام اُسکا کیا ہے طالقوس نے کہا شادان واقعہ نگار اُسکا نام ہے اور یہ ہر ایک کیفیت کو لکھا کرتا ہے ہر ایک
ان فردون سے ایک فرد کی ضرورت ہوگی یکا یک ایسی ایک ہوا سے تندہلی کہ تمام فردین پریشان و اتبرکونین
اور ایک فرد ان فردون سے خود اُڑ کر شاہزادہ کی گود میں آگئی شاہزادہ نے وہ فرد جیب میں ڈال لی یہاں تک
اُس پیر مرد نے وہ سب فردین اُٹھالین غروب آفتاب تک وہ ہنگامہ موقوف ہو گیا اور وہ سب مخنث شہر میں
روانہ ہو گئے اور وہ مرد بھی پہاڑ پر چلا گیا بعد اسکے طالقوس شاہزادہ کو قریب پہاڑ اُس قصبہ میں جہاں
نوہندہ افراد کا مکان تھا لیگیا طالقوس نے پیر مرد کو سلام کیا پیر مرد نے جواب سلام دیا اور کہا ای بخوی
تم یہاں کہاں طالقوس نے کہا ای حضرت وعدہ آپ کا گذر گیا جس مولود کے ہم اور آپ منتظر تھے وہ
یہاں تشریف لایا ہے اب جو امانت اُسکی تمھارے پاس موجود ہے دیدینی چاہیے کہ وہ اپنی مراد سے کامیاب ہو
پیر مرد نے کہا ابھی مجھے حکم نہیں پہنچا طالقوس نے کہا کیا میں تم سے جھوٹ کہتا ہوں پیر مرد نے کہا میں بدون
اجازت کے نہیں دیکھتا شاہزادہ اُسکے جواب و سوال سے حیران تھا کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا طالقوس نے کہا

دینے نہ دینے کا ٹکڑا اختیار ہی مگر اپنی فردین تو دیکھو پیر مرد نے کہا جب تک مجھے حکم نہ پہنچے میں فردین کیا دیکھوں
 طالقوس نے کہا اگر تم نہیں دیکھتے ہو مجھے ایک بار دکھا دو میں دیکھ لوں گا کہ وہ فرد مطلب ان فردون میں ہی
 یا نہیں پیر مرد نے طالقوس کی اس تکرار سے فردون کو دیکھا اُس میں بادشاہ کے حال کی فرد نہ ملی اُس نے خوب
 غور سے شاہزادے کو دیکھا اور کہا ای شہر یار نامہ ارسبحان اللہ فرد مطلب خود بخود تمھارے پاس پہنچ گیا
 اور میں وقت بھول گیا برائے خدا میری خطا معاف کرو کسوٹے کہ مجھے بھی حکم تھا کہ جس وقت یہ فرد جسکے پاس
 پہنچ جائے وہی شخص صاحب مطلب ہی شاہزادے نے وہ فرد جیب سے نکال کے پیر مرد کو حوالہ کی پیر مرد
 بولا آج آپ میری دعوت نوش فرماوین کل انشاء اللہ آپ کو منزل مقصود پر پہنچا دوں گا شاہزادے نے قبول
 کیا بعد فراغت اگل و شرب جب تھوڑی رات باقی رہی وہ پیر مرد شاہزادے کو ایک درہ کوہ بین لینگا اور
 کہا تم اس فرد کو ایک پتھر پر رکھ دو اور قدرت خدا کا تماشا دیکھو شاہزادے نے اُس فرد کو ایک پتھر پر رکھا
 بھر درکھنے اُس فرد کے ایک ہوائے تند ایسی چلی کہ اُس فرد کو لینگئی پیر مرد نے رخصت طلب کی اور کہا بعد ایک
 لمحہ کے ایک بوریا آسمان سے اڑتا ہوا آئیگا تم اُس پر بے خوف و خطر بیٹھنا وہ ٹکڑا دربار میں ایک بادشاہ کے
 پہنچا دیگا تم اُس سے کہنا کہ مجھے شادان و قانع نگار نے تمھارے پاس بھیجا ہے بعد اسکے اپنا مطلب اظہار کرنا
 وہ بادشاہ سوال کر لگا کہ وہ سات قصر بست و بلند کون ہیں جنہیں چھ قصر کا رنگ صاحبان قصر کے رنگ سے خلاف ہے
 اور ایک قصر صاحب قصر کے رنگ سے مشابہ تر ہو تم جواب دینا کہ سات قصر دن سے مراد ساتون فلک ہیں اور
 اُڑوے نجوم کے سات ستارہ بھی ہیں اور نجوم کی اصلاح میں بحسب رویت ہر فلک کے رنگ کو کبودی قرار دیا ہے
 اور کوکب و عطارد کو بھی برنگ کبودی قرار دیتے ہیں اسوجہ سے اُسکو مشابہ برنگ فلک بیان کرتے ہیں اور افلاک
 اپنے اپنے کو اکب کے رنگ سے خلاف رنگ ہیں پس بادشاہ بعد حصول جواب فرمان پر تمھارے اپنی ہمدردی
 یہ کہہ لکھ پیر مرد روانہ ہو گیا طالقوس نے کہا ای شہر یار مجھے بھی رخصت کرو انشاء اللہ تعالیٰ میں اُسی شہر میں تم سے
 ملاقات کروں گا قصہ کوتاہ شاہزادہ اُسی حصیر پر سوار ہو کر بادشاہ کی مجلس میں پہنچا اور وہی جواب و سوال باہم ہو
 بادشاہ نے تین روز مہمانی کی چوتھے روز شاہزادے کو اپنے ساتھ ایک گنبد کلاں فلک نشان میں لے گیا
 شاہزادے نے دیکھا اندر گنبد کے ایک تخت فیروزہ رنگ پر ایک پیر مرد بیٹھا ہے لیکن صورت اُسکی بالکل اسی
 پیکر سنگین کی ہے کہ جو برج جوزا کی شکل تھی مگر اسقدر فرق ہے کہ وہ تصویر سنگین تھی اور یہ انسان ہے بادشاہ نے اُس پیر مرد
 سخت سے دست بستہ عرض کی کہ ای بزرگ یہ جو ان اپنے فرمان پر تمھاری ہر چاہتا ہے پیر مرد نے بادشاہ کو ہر کی اجازت
 دی بادشاہ نے فرمان پر ہر کردی شاہزادے نے وہ فرمان لیے آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو پھر اُس بادشاہ و
 گنبد کا نشان نہ پایا بلکہ دیکھا تو ایک دشت پر خوف تھا اور اسقدر آندھی تیز چل رہی تھی کہ قدم زمین سے اُٹھ جاتے تھے

آخر بمثل تمام ایک جانب روانہ ہوا اس عرصہ میں طالقوس بھی موجود ہوا شاہزادے نے طالقوس سے فرمایا
اے عالم رموز غیب و دانندہ کو اکب افلاک تا کجا اس دشت ہولناک میں خراب و سرگردان و حیران رہو نگاہیت

بغیر یار بسرے بریم عمر شریف | بہ تنگ عیشی ماہیچیس بعالم نیست

طالقوس نے کہا حضور کسی نوع کا آپ اندیشہ نہ فرمائیں کہ وقت مواصلت و ہنگام عشرت قریب تر آیا ایک مرحلہ
طر ہو گیا ہر دو اور باقی ہیں بفضل ایزدی وہ بھی ط ہوے جاتے ہیں شاہزادے نے پوچھا وہ مرحلات باقی ماندہ
کون ہیں طالقوس نے کہا ایک شہر زنان جہاں صورت مرد کی نایاب ہو دوم بہر العین جو دروازہ خروج دشت
باد انگیز کا ہے میں تمہارے ہمراہ بقالون کے قصبہ تک حاضر ہوں وہاں پھر زایچہ کر کے دیکھو شاہزادہ یہ شہر
طالقوس کے ہمراہ روانہ ہوا ہواے تند کی وہی شدت تھی اور راہ میں بجز اخروٹ اور بادام و نار جیل کے
اور کچھ نہ تھا طالقوس سے شاہزادے نے کہا اس دشت میں سوا اس میوہ نفاخ کے اور کچھ نہیں ہوتا طالقوس
نے کہا کہ جو میوے برج میزان سے متعلق ہیں اس دشت میں پیدا ہوتے ہیں آخر اکیس روز کے عرصہ میں رفتہ رفتہ
بعد طر منازل و قطع مراحل ایک قصبہ میں پہنچے کہ تمام مکانات اُس قصبہ کے سفید و پختہ گچ کے نہایت خوش وضع
و خوش قطع بنے تھے لیکن بجز بقالون کے اور کوئی قوم وہاں نہ تھی اور سوائے روغن زیتون اور گھی کے کسی
جنس کی خرید و فروخت نہ ہوتی تھی شاہزادہ نے حال اُس قصبہ کا اور خرید و فروخت کی وجہ پوچھی طالقوس
نے کہا یہ قصبہ برج میزان سے منسوب ہے اب تھوڑی دور یہاں سے شہر زنان ہے یہاں کے بقال شہر زنان میں
روغن لیجاتے ہیں اور وہاں سے عوض میں نقرہ خام لاتے ہیں شاہزادہ سیر کرتا ہوا ہمراہ طالقوس کے بازار میں
گیا دیکھا کہ ہر دوکان پر ایک ترازو لٹک رہی ہے اور ہر شخص اُسکی پرستش کرتا ہے ایک جامع خلایق دیکھا شاہزادہ
جو وہاں گیا تو یہ چہر چاہتا کہ ایک بٹے کا داماد سفر کو گیا تھا اور اُسکی بی بی نے اُسکے بعد اپنے چچا کے بیٹے سے زنا
کیا تھا اور اب وہ انکار کرتی ہے کہ یہ مجھے گھر والے تہمت لیتے ہیں حاکم نے حکم دیا کہ یہ مقدمہ یہاں فیصل نہیں ہوگا
مدعی و مدعا علیہ کو میزان العدل میں لیجاؤ وہاں فیصلہ ہوگا طرفین راضی ہوے اُسکو وہاں لائے ہیں شاہزادہ نے
طالقوس سے میزان العدل کی کیفیت پوچھی طالقوس نے کہا اے شہر یار ذی وقار میزان العدل کو تم خود دیکھ لینا
میرے بیان کی کچھ ضرورت نہیں ہے مگر پرستش ترازو کی یہ وجہ ہے کہ یہ لوگ برج میزان نقلی کو بجائے اصلی کے
پوجتے ہیں اب تم شہر زنان میں تشریف لیچو اور جو کون اُسپر عمل کر دے اپنی مراد دلی کو پہنچے پہلے تم سرے زحل
آنکھوں میں لگاؤ دیکھنا کہ شہر زنان میں نازنینان ارباب نشاط و طرب ایسی صاحب حسن و جمال ہیں کہ ایسا حسن
تمہاری نظر سے نہ گذرا ہوگا اور ہر وقت رات و دن عیش و نغمہ و سرود میں گذرانتی ہیں ملک کوئی نہ دیکھی کہ جہاں
چاہنا عیش کرنا اور جو مرغوب طبع ہو کھانا کوئی تمہارا مزاج حال نہوگا غرہ ربیع الثانی کے جمعہ اول کو تمام زنان شہر

اپنی ملکہ کے ہمراہ شہر سے باہر پہاڑ پر جمع ہو گئی وہاں ایک ترازو آدھ کوس کے فاصلہ پر آویزان ہو کہ ایک پلہ
 اسکا آسمان پر اوڑا ایک پلہ زمین پر رکھا ہو اسی کو میزان العدل کہتے ہیں اور تمام اہل شہر اپنے اپنے اعمال
 ایک کاغذ پر لکھتے ہیں اور وہ کاغذ پلہ بلند پر رکھتے ہیں اور پلہ زمین پر خود بیٹھتے ہیں اگر اعمال اُنکے نیک ہیں
 پلہ اُنکا زمین سے بلند ہو جاتا ہے اور بد کا پلہ زمین پر آ جاتا ہے اور جو کسی عورت کا پلہ بلند نہوا وہ اسی وقت اپنی
 مرشدہ جسٹہ کو وہ کاغذ اعمال نامہ دکھاتی ہے وہ مرشدہ اُسکو اُسکے اعمال سے آگاہ کرتی ہے کہ تجھے فلان خطا سرزد
 ہوئی ایک برس تو صوم و صلوة کر سوائے عبادت کے اور دوسرا کام نہ کرنا ہر وقت توبہ و استغفار میں مشغول رہنا دل
 میں نامہ پشیمان ہونا اور جو مدعی و مدعا علیہ فیصلے کو جاتے ہیں وہ دونوں پلہ میزان پر بیٹھتے ہیں سچے کا پلہ بلند ہو جاتا ہے
 اور جھوٹے کا پلہ اُسکو زیر کوہ پھینک دیتا ہے پس یہ قاعدہ مقررہ ہے شہر اُسے نے کہا جب یہاں کوئی مرد نہیں ہے
 تو پھر والد و تناسل کس طرح ہوتا ہے طالقوس نے کہا اے شہر بار جب کسی عورت کی زندگی میں تیرہ برس باقی رہتے ہیں
 آثار محل خود بخود ظاہر ہوتے ہیں جب وہ مر جاتی ہے تو اُسے دفن کر دیتے ہیں بقدرت قادر مطلق بعد دو برس کے
 اُسکی قبر سے ایک عورت جوان اُسی عورت مژدہ کی شکل کی ظاہر ہوتی ہے اور وہ اپنی جان کی قائم مقام ہوتی ہے
 شہر اُسے کو اس حکایت عجیب سے کمال حیرت ہوئی اور فرمایا سبحان اللہ سبحان من کہ فی مخلوق قاتم عجائب کثیرہ
 خیر یہ تھمتہ سنا اب کوئی صورت کشود کار کی مجھے بتاؤ طالقوس نے کہا تم ایک ہفتہ یہاں کی سیر کرو بعد اسکے
 میں ایک اسم بزرگ بتا دو نگاہم شب جمعہ سے اُسکو پڑھنا اور ایک پلہ میزان میں سوار ہونا جب میعاد پوری
 ہو جائیگی یعنی جمعہ جمادی الاول کو ایک نازنین زہرہ جبین بمقاری خدمت میں حاضر ہو کر پوچھگی کہ تم نے کس کام کو بلایا ہے
 تم کہنا کہ میں برج دوم مثلہ ہوائی کی فرمان پر مہر چاہتا ہوں وہ نکو پلہ دوم میزان العدل میں سوار کر لی پلہ میزان
 ایک بیک زمین سے اسقدر بلند ہو جائیگا کہ تمام عالم مثل ایک شہر مختصر کے نظر آئیگا اسوقت کسی طرح کا خوف و دسوس
 نہ کرنا اور اسی اسم کو پڑھے جانا ایک ساعت کے بعد نازنین دوم نازنین اول سے زیادہ تر حسین و خوب صورت آکر
 باوازا تازتے مطلب دریافت کر لیگی تم وہی مطلب اُس سے بھی بیان کرنا پس نازنین دوم ایسی پلہ کو گردن دیگی
 کہ تم مثل سنگ بنجینق یعنی جسکو گوپھن ہندی میں کہتے ہیں پلہ سے جدا ہو کر زمین پر گر گئے اور بدحواس ہو جاؤ گے جب
 ہوش درست ہونگے تو ایک باغ جنت نشان پر فضا میں اپنے کو پاؤ گے کہ تمام باغ کے مکانات آئینہ وار روشن و
 صاف ہونگے اور تمام میوہ جات گرم و تر شیریں ہونگے اور اُسکی بو سے خوش ایسی دماغ کو معطر کر دیگی کہ سالہا سے
 دراز تک اُسکی خوشبودار بو سے نہ جائیگی اس اثنا میں ایک سمت سے آواز نغمہ و لسوز اور ندا سے سرور و دلکشا آئیگی
 کہ دل کو بچپن کر دیگی تم اُسی آواز پر چلے جانا وہاں ایک مکان عالیشان کے اندر صد ہا نازنینان زہرہ جبین و
 پری رویان مہ جبین سر و قامت سرا سرقیامت جمع ہو گئی اُنہیں سے ایک نازنین حور پیکر تاج مرصع نگار بر سر

بشوکت تمام تخت مروارید نگار پر جلوہ گر ہوگی کہ جسکی شعاع حسن سے تمام باغ و مکان روشن ہوگا اور اُس کے آگے ایک کرسی زرنگار بھی ہوگی تم اُس کرسی زرنگار پر بیٹھو و خطریٹھ جانا اور اُس محفل عشرت منزل کا تماشا دیکھنا اور کھانا بھی اُنھیں محوشان کے ساتھ کھانا بعد ایک شب کے ہزار ہا جان و خوش رنگ و خوش الحان شاہانے دیت پر جمع ہو کر اس آواز خوش اور نغمات و دلکش سے دمر نہ کہ سینگے کہ تمام عمر ایسے چھپے کسی ہزار داستان کے نہ سنے ہونگے بلکہ اس شکل و شمایل کے جانور بھی نہ دیکھے ہونگے اور اُن جانوروں میں ایک جانور اُتو کی آواز سے فریاد و شور کرے گا تم تیر و کمان پوشیدہ لیکر اُس جانور کو تیر سے مارنا اور دو قطرہ خون اُس کے اپنی آنکھوں میں لگا لینا پھر اُن زنیوں کو تم بخوبی نظر آؤ گے اور اثر مرمزہ زحل کا بالکل زائل ہو جائیگا اور وہ ملکہ تخت نشین تلو پہلو میں بٹھالیگی تم اُس سے کہنا کہ ای ملکہ میں فقط اس واسطے تمھاری خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ تم بھی بھربانی میرے فرمان پر مہر کر دو وہ جواب دیگی کہ جب تک کوئی دستاویز مکمل نہ دیکھوں گی مہر نہیں کرونگی تم مہر پیکر جو زاکا اُسکو دکھا دینا پھر وہ بلا حجت و تکرار مہر کر دیگی پھر بعد اس کے مہر سوم ار باب مثلثہ ہوائی کی اس فرمان پر بانی رہ جائیگی مگر اُس مہر کا ہونا پونچھنے پر سیر العقیق کے موقوف ہو جسے زبان عجم میں چاہ درفش کہتے ہیں انشاء اللہ وہاں بھی میں تمھاری مدد کروں گا لیکن تم یہ اسم بزرگ شب جمعہ کو ساعت اول میں زہرہ کی شروع کرنا کہ اُس وقت ستارہ زہرہ کی بودی فلک میں پہونچے گا قصہ مختصر بعد اس انھایش کے طالعوس شاہزادہ کو شہر زنان کی طرف روانہ کر کے آپ دوسری طرف چلا گیا شاہزادہ سرمہ زحل آنکھوں میں لگائے ہوئے شہر زنان میں پہونچا شہر کو کمال آسودہ و آباد و بار و برق دیکھا ساکنان شہر سپید رنگ نہایت حسین و خوش جمال و کشادہ ابرو و سیاہ چشم شوخ مزاج صاحب کرم و ناز و معشوقانہ انداز تھے شاہزادہ جان چاہتا سورہتا تھا اور جسکے ساتھ چاہتا کھانا کھاتا تھا اور جب وہ نازنین کھانا صرف ہوتے دیکھتین اور کھانے والا نہ دیکھتین نہایت متعجب ہوتی تھیں حسب اتفاق شاہزادے نے زکیہ سپید پوش ملکہ شہر کے ہمراہ کھانا کھایا ملکہ نے دایہ سے کہا ای دایہ دیکھتی ہو کہ کوئی موکل میرے ساتھ کھانا کھاتا ہو دایہ نے کہا قربان جاؤں میری عقل بھی کچھ کام نہیں کرتی کہ یہ کیا عقدہ ہو غرض کہ شاہزادہ جس جگہ کھانا کھاتا تھا لوگوں کو سواسے حیرت و استعجاب کے پتہ نشان نہ معلوم ہوتا تھا اس عرصہ میں غزہ ربیع الثانی کا آیا تمام زنان شہر مع ملکہ زکیہ سفید پوش پہاڑ پر میزان العدل کے پاس جمع ہوئیں بعد ہر ایک نے نامہ اعمال اپنا پلہ بلند پر رکھا اور خود پلہ دوم میں سوار ہوئیں قصہ کوتاہ دو عورتوں کے سوا اور سب عورتیں پسند بردہ اعمال ہوئیں اور اُن دونوں نے اسی وقت لباس سپید اتار کر لباس سیاہ پہنا اور سینہ پٹی اور نالہ و زاری کرتی ہوئیں حسنہ مرشدہ کی خدمت میں پہونچیں شاہزادہ بھی اُنکے ساتھ ہوا یہ عورتیں شہر کے بازار میں قفسر سپید کے دروازہ پر آئیں اور درق الباب کیا اندر سے آواز آئی تم کون ہو اُنھوں نے کہا نگار برا سے استغفار آئے ہیں دروازہ کھلا یہ عورتیں اندر گئیں شاہزادہ بھی پیچھے پیچھے گیا کیا دیکھا کہ ایک عورت ضعیفہ زائدہ تسبیح ہزار دانہ سے

سجادۂ عبادت پر نماز میں مشغول ہی ان عورتوں نے اپنا اپنا کاغذ پیش کیا زاہرہ نے غور سے دیکھا ایک سے کہا کہ
تو نے فلان روز ترک عبادت کی اور قضا کو ادا نہ کیا اسوجہ سے درگاہ خدا میں معتبوب ہوئی اور دوسری سے کہا کہ تو نے
فلان روز خیال کیا تھا کہ میں بھی مردمان عالم ناموس کے مانند اگر صاحب شوہر ہوتی تو کیا خوب اوقات بسر ہوتی اب
تم دونوں عوض میں اسکے دو مہینے روزے رکھو اور شب و روز نغمہ و سرود میں بسر کرو ورنہ زیادہ تر گناہگار ہوگی
یہ تو حریفہ کو نذر دیکر باہر آئیں اور ایک پہاڑ کے غار میں غائب ہو گئیں شاہزادہ وہاں سے میزان العدل میں پہونچا
اور زمانہ شہر کے اعمال کی سیر دیکھا کیا استغنیہ میں وہ عورت ہمراہ اپنے مع دیگر عورات اس کے آئی اور ملکہ زکیہ سفید پوش
سے حقیقت بیان کی مگر شاہزادہ کو پاکدامنی کا حال بشیہ کی لڑکی کا بخوبی معلوم ہو گیا تھا غرض ملکہ زکیہ نے سب
عورتوں کا اظہار کیا اس لڑکی سے کہا اے ملکہ میں ہرگز وہ افسانہ نہیں یہ میری ساس ناحتی مجھ کو مستہم کرتی ہے ضعیفہ نے کہا اب
انکار سے کیا ہوتا ہے میں نے خود دیکھا ہے کہ تم مرد و عورت باہم ایک جا پرستے اول ملکہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تم دونوں
اپسین فیصلہ کرو ورنہ میزان العدل کے فیصلہ میں ایک ایک جان سے جا بیگی بقال کی لڑکی نے کہا کہ مجھے ہرگز
ملکہ کے کہنے سے انکار نہیں ہے لیکن وہ ضعیفہ راضی نہ ہوئی کہ ملکہ زکیہ نے پہلے بقال کی بیٹی کو پلہ میزان میں بٹھایا
جبکہ وہ بیچاری علت و ناسے پاک مٹی پلہ اُسکا بلند ہو گیا بعد اس کے ضعیفہ سے کہا اب تو سوار ہو ہر چند کہ اُس نے عذر کیا ملکہ
نے ایک کو بھی سماعت نہ کیا اور پھر اُس قبیلہ کو پلہ میزان میں بٹھا دیا پلہ نے ایسا چرخ کھایا کہ وہ ضعیفہ فوراً پلہ سے
زمین پر گری اگرچہ جان بچی لیکن آنکھیں جاتی رہیں شاہزادے کو اس تماشا سے عجیب سے کمال حیرت ہوئی
القصہ تمام مہینہ ربیع الثانی کا اسی سزا سے اعمال عورات میں گذرنا بعد اسکے سب شہر میں پٹی آئین اور دروازہ شہر
بند ہو گیا اب پہاڑ پر سوائے شاہزادے کے اور کوئی نہ رہا شاہزادہ موافق تعلیم حکیم طالقوس کے پلہ میزان میں
جا بیٹھا اور وہ اسم پاک شروع کیا الغرض نازنین اول نے شاہزادہ کا حال پوچھا اور نازنین دوم نے جس طرح
زبانی طالقوس کے سنا تھا شاہزادے کو باغ میں زمزمۃ النشاط کے پہونچا دیا زمزمۃ النشاط نے بعد اول
رسم دعائی و دعوت فرمان پر ہر کردی شاہزادہ جو شش محبت و سودا سے عشق ملکہ نو بہار گلشن افروز میں
ایسا محو و خود غلط ہو رہا تھا کہ کسی ماہ جبین پر یزاد کی طرف آنکھ اٹھا کے نہ دیکھا اور تن تنہا آرام کیا رات کو جب
آنکھ کھلی ایک دروازہ باغ میں دیکھا شاہزادہ دروازہ سے باہر آیا دیکھا کہ ایک دشت پر دشت سنسان و ویران ہے پوچھا

دہر سو بادے آید دامد | گز و برہم شدی احوال عالم | تو کوئی کوہ نیز از مرکز خاک | ابا سانی رسیدہ تا بہ افلاک

شاہزادہ حیران و پریشان در ماندہ و دل دادہ ایک طرف مشاہدہ ہوا مگر ہوا کے جھکے نے پھر اُسے اُسی جا پہونچایا
جہاں سے روانہ ہوا تھا غرض بمشکل تمام تا قریب شام دامن کوہ میں پہونچا اور اُس پہاڑ پر ایک قلعہ نظر آیا کہ جس کے
بروج سب آہنی تھے اور ساکنان قلعہ نہایت کریہ نظر و سیاہ قیام نظر آئے اور ہر ایک کے سر پر ایک شاخ بلند

دکھ جی جب ان روسیہ ہون نے شاہزادے کو دیکھا نیچے پہاڑ کے آگے اور دست بستہ کہا کہ حضور قلعہ میں تشریف لیجیے شاہزادے نے فرمایا میرا قلعہ میں کیا کام ہو وہ بولے کہ ہم لایق اپنے مقدور کے حضور کی دعوت و دعائی کرین گے شاہزادے نے فرمایا مجھے معاف رکھو ان ملعونوں نے دیکھا کہ یہ شخص کیسے طرح قلعہ میں نہیں جاتا رنگ آلود ایک تلوار غلاف سے نکال کر کہا کہ خیر اسی میں کہ قلعہ میں چلو ورنہ ہم یہیں تمہاری دعوت کرینگے شاہزادے نے فرمایا مجھے قلعہ میں لیجانے سے کیا فائدہ انھوں نے کہا کہ ہماری خوشی یہی ہو کہ ہم تم آج پہلو پہ پہاڑ کھانا کھائیں اور وقت صبح تک اور رخصت کر دینگے اور تمہارے جال سے عزام ہونگے شاہزادے نے کہا کہ خدا یا اب میں کیا کروں اگر انکا کہنا نہیں کرتا ہوں یہ ملعون کثرت سے ہیں مجھے ہلاک کرینگے بقول شیخ سعدی

اور چکان را چو بودا افسان | شیر زبان را بد ز آئند پوست

نور آئے شب قلعہ میں بسر کرنی پڑی دیکھا چاہیے کیا معاملہ پیش آتا ہے آخر کار لاچار شاہزادہ اُسے ہمراہ سپاہیوں سے از دست دادہ روانہ ہوا اُٹھنا سے راہ میں شاہزادے نے اُسے پوچھا تھا راہ مذہب کیا ہو وہ بوسے جو طریق تمہارا ہے شاہزادہ نے فرمایا میں تو مسلمان ہوں وہ بولے ہم بھی مسلمان ہیں جب شاہزادہ قلعہ میں گیا انھوں نے شاہزادے کو ایسے مکان تنگ و تاریک میں اتار کر ہر گوشہ سے مکان کے بد بو آتی تھی شاہزادے نے پوچھا کہ تمہارے یہاں مکان دعوت ایسا ہی ہوتا ہے انھوں نے کہا اے جوان ہم مکان سکھت و پاکیزہ مکان کو دستہ ہیں تو دیکھ کہ اس سے زیادہ کوئی مکان عمدہ دوسرا قلعہ میں نہیں ہے شاہزادے نے کہا سبحان اللہ پاکیزہ اسی کا نام ہے خیر قدر درویش برجان درویش اب بجز سکوت کے کیا چارہ تھوڑی دیر کے بعد ماسٹس پلاؤ تیل و نمک شور میں بکا ہوا شاہزادے کے آگے لاکے حاضر کیا اور کہا اے جوان دلاور جیسا کہ مکان ہو ویسا ہی دعوت کا سامان ہو اسے نوش کرو اور طعام چڑی کا انعام دو شاہزادے نے دو طبقہ بھرورت اُس کھانے کے کھائے وستر خوان برخواست کیا پانی انکا صاحب خاشاک کی لڑکی سیاہ مٹی کے پیالہ میں پانی لائی شاہزادہ نے باگراہ تمام اُس پانی سے ہاتھ دھویا اُس قحبہ نے کہا اس وقت رد مال موجود نہیں ہے میرے دامن سے ہاتھ منہ پونچھ لو آخر اسی کے دامن سے ہاتھ پاک کیا بعد تھوڑی دیر کے چند آدمی ایک دہل کھنہ پھٹا ہوا اور ایک شہنا و قرنا لیکر وہاں آئے اور گرد و پیش شاہزادے کے بیٹھ گئے شاہزادے نے فرمایا ظاہر یہ ساز و سامان واسطے تفریح مہمان کے ہوا اے اس حرکت پر شاہزادے کو نہایت ہنسی آئی اور کہا

گلہ از چرخ کم یا ز جفاکاری دوست | شکوہ از دہر کم یا ز سنگاری دوست
از پرہیز بزم یا بطلبکاری دوست | خندہ بر بخت زخم یا بوفاداری دوست

کر یہ برخویش نسیم یا بگرفتاری دل

غرض ان سیاہ ورون و سیاہ رویوں نے متفق ہو کر گانا بجانا شروع کیا صدا سے خلاف آہنگ ہر ایک کی

بلند ہوئی یکا یک ایک مرد بصورت قاضی محض بین آیا اور اُس نے لڑکی جو دکان دامن شاہزادے کے دامن سے
باندھ دیا شاہزادہ حیرت زدہ قاضی سے پوچھنے لگا کہ قاضی صاحب یہ گزہ کیوں بندھتی ہو قاضی نے کہا تم نے
اس عورت کے دامن سے ہاتھ پوچھا تھا اب دوسرے مرد پر یہ حرام ہو گئی اس واسطے ہم اسکا نکاح تجھ سے کیے دیتے
ہیں شاہزادے نے کہا یہ بھی قسمت کا لکھا پورا ہوا میں جانتا تو کیوں اسکے دامن سے ہاتھ پاک کرتا یہ ملکہ نو بہار
گلشن افروز کا معاوضہ ہی بعد اسکے شاہزادے نے کہا یا رومین تو تھا راتھان ہوں تم اس عورت کا نکاح اور کسی
سے کر دو انھوں نے کہا ای جوان یہ تو نے کیا کہا اب ہمارا ہاتھ تیرے گریبان پہنچ سکتا ہے یہ جاسے شکر ہو ورنہ
ہم حشر میں تیرے دامگیر ہونگے شاہزادہ چپ ہو رہا خدا کی قدرت خوش قسمت برج دلو کی ایسی ہوئی کہ شاہزادے
کو سہمہ زحل مطلق یا دنہ آیا غرض آدھی رات تک بک بک رہی بعد اسکے شاہزادے کو اور اُس عورت کو
ایک مکان تاریک میں بند کر کے قفل دیدیا شاہزادے کے اُس تاریکی اور تنگی نفس سے ہوش جاتے رہے
ان روسیاء ہوں نے صبح کو عروس کو اندر سے نکال کر حال شب کا پوچھا وہ بولی میں اسی طرح سر بہر ہوں مجھے
یہ مرد مخاطب بھی نہوا وہ ملعون پھر سب جمع ہوئے اور قاضی کو بلا کر حال شب کا بیان کیا قاضی نے فتویٰ دیا کہ مرد
نا انصاف کو قتل کر دو اور عورت کو اختیار ہو کہ جس کسی مرد کو وہ پسند کرے اُس سے وہ اپنی شادی کر لے باپ
عروس کا اُس شہر یار نامدار کو گرفتار کر کے باہر قلعہ کے ایک میدان وسیع میں کہ مذبح خانہ اور ان تھا لایا اور
وہاں کارسم بھی ہی تھا کہ جو مرد یا زن بیمار ہوتا تھا اُسکو وہاں لپکا کر ذبح کرتے تھے اور نصف گوشت اُسکا چیلون کو
دیتے تھے اور نصف گوشت کو باہم تقسیم کر لیتے تھے شاہزادے کو اُسوقت بجز دعا اور مناجات کے کچھ بن نہ پڑا
جب تربیع زحل ساتھ مریخ کے واقع ہوئی یعنی زحل دلو کے درجہ اول میں تھا اور مریخ درجہ آسمان میں حمل کے
شاہزادے کو وہ شب و روز عجب طرح کے شدید و تکلیف درجہ میں گذرے جب ساعت خمس ختم ہوئی تیر دعا
شاہزادے کا ہرث اجابت پر پہنچا طالقوس اسی وقت مسلخ میں پہنچا اور شاہزادے کو اُس مصیبت میں
دیکھا ایک مرد سے پوچھا کہ تم اُس جوان کو کس علت میں قتل کرتے ہو اُس نے سب حقیقت گزشتہ بیان کی طالقوس
نے اُس جو صاحب دختر سے کہا تم قاضی کو بلاؤ میں اُس سے چند سوال کرونگا اتفاق سے قاضی بھی وہاں موجود
تھا طالقوس نے قاضی سے کہا کہ امی قاضی باہم زن و شوہر کے کیا نسبت ہے قاضی نے کہا جو زمین و آسمان میں
نسبت ہے طالقوس نے کہا جبکہ شوہر کو بہر نوع عورت پر فضیلت ہے تو لازم ہوا کہ رسم شوہر کو بھی رسم زن پر فضیلت ہو
قاضی نے کہا بیشک یہ بات سچ ہے طالقوس نے کہا قاضی صاحب جس طرح کے رسم تھا رے ہیں ہمارے یہاں بھی
یہ رسم قدیم ہے کہ جب تک کوئی بزرگ داماد کی جانب سے وقت عقد موجود نہ ہو وہ نکاح درست نہیں اسی وجہ سے
میرا بھائی مرگب حرام کا ہوا قاضی نے کہا اگر یہ شخص رسم خاندان اپنا بیان کرتا تو ہرگز فتوے قتل نہ دیتا میں

یہ سمجھا کہ شاید اسکو زوجہ سے نفرت ہو اسوجہ سے یہ لایق سزا ہو اب جو یہ تمھاری زبان سے سنا تو ہم بھی اسکے قتل سے درگزر سے الغرض وہ ملعون شاہزادہ کو پھر قلعہ میں لائے طالقصوس نے کہا اب تم میرے سامنے پھر صیغہ عفت پڑھو میں دیکھوں کہ بھائی میرا کس طرح انکار کرتا ہے لیکن پہلے میں اپنے یہاں کی رسم سے آگاہ کر لوں انھوں نے کہا بہتر ہے طالقصوس نے شاہزادہ کو ایک گوشہ میں لیجا کر کہا تم کس طرح یہاں آئے اور اگر آئے تھے تو سرمہ زحل لگا لیا ہوتا شاہزادے نے کہا کہ اے بزرگ مجھے سرمہ زحل مطلق یاد نہ رہا تھا اب تمھارے کہنے سے یاد آیا ہر حال یہ تقدیر کا لکھا پیش آیا جائے شکوہ نہیں یہ فقط تمھارے موجود نہ ہونے سے ہوا طالقصوس نے کہا کہ تجھے عاقلیہ نے انتقال کیا میں اُسکی تجیز و تکفین میں تھا اسوجہ سے دیر ہوئی شاہزادے نے کہا اب ان ملعونوں کو اس حرکت کی سزا دینی چاہیے طالقصوس نے کہا اس قاضی کی خطا ہو اسکی زندگی کے دن پورے ہو گئے ہیں اسی نالایق نے فتویٰ تمھارے قتل کا دیا ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ تمہارا قاضی کے قتل سے تسکین نہیں ہوگی طالقصوس نے کہا کہ ابھی انکی ہلاکت کا وقت نہیں آیا کہ منسوبات برج دلوائے زبردست ہیں شاہزادے نے کہا پھر جو تم کو عمل میں لاؤں طالقصوس نے کہا کہ ابھی تمکو اس عورت کے ساتھ بھرے میں بند کرینگے تم سرمہ زحل آنکھوں میں لگا لینا اور یہ پاؤں گدھے کا جو میں تمکو دیتا ہوں اسکو پہلو میں عروس کے رکھ دینا اور ایک پرچہ کا خذ میں یہ لکھنا کہ یہ دست خرازا لہ بکر عروس کو کافی ہے بعد اسکے وہاں سے ٹھکر قاضی کے خوابگاہ میں جانا اور باوازلہ بند سلام کرنا قاضی متعجب ہو کر پوچھ گیا اے مرد تو کون ہے تم کہنا میں فرشتہ رحمت ہوں قاضی کہنا میرے گھر میں فرشتہ رحمت کا کیا کام ہے تم کہنا کہ تمھاری عبادت قبول ہوئی اور اب تمکو عالم بالا پر بلایا ہے خاطر جمع رکھو کہ وہاں مرتبہ اعلیٰ تمکو ملیگا اس خوشخبری سے قاضی اکیلا تمھارے ساتھ ہو لیکا پھر اسکو تم مسلخ میں لیجا کر پہلے اسکا لباس اُتر وانا بعد اسکے بائیں پاؤں باندھ کے مسلخ میں چھوڑ دینا یقین ہے کہ تاصبح گوشت پوست اسکا گیدڑ اور سیار کھا جائینگے جب اس کام سے فارغ ہونا پھر میں تمھیں اپنے ساتھ ایسی جگہ لیجاؤں گا جہاں تمھارے فرمان پر ہر سوم ارباب متلشہ ہوائی کی ہوگی القصہ دوسری مرتبہ اُن روسیاء ہوں نے عقد شاہزادہ کا باندھا اور حسب معمول اُسی حجرے میں عروس کے ساتھ بند کر دیا طالقصوس نے عروس کے باپ سے رخصت طلب کی اور کہا کہ مجھے ایک ضرورت ہے یہ کہہ کر وہاں سے روانہ ہوا یہاں شاہزادے نے سرمہ آنکھوں میں لگایا اور عروس کے ساتھ لپٹ رہا عروس نے پہلو بدلا شوہر کو نہ پایا وہ سمجھی کہ کسی گوشہ میں شاید چھپ رہا ہو گا جب کہیں نشان نہ ملانا جا رغل مچایا اُسکی مان کو اُسکے شور سے گمان گذرا کہ زفاف خوب درست ہوا وہ درجہ پر آئی اور کہا اولکاتہ یہ وقت عیش و عشرت کا ہے یا ہنگام نوبہ زاری کا عروس نے جواب دیا کہ اگر عیش ہی ہوتا تو میں دیوانی بنتی جو غل مچاتی مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوانہ غائب ہو گیا اور شاہزادہ معز الدین کو نے میں کھڑا یہ سب سن رہا تھا آخر دروازہ حجرے کا کھول کر روشنی کر کے

تلاش کیا لیکن شاہزادہ کا پتہ نہ پایا اس اثنا میں اُسکا پدر ملعون بھی آیا شاہزادے نے وہی دست خنجر اس
مردود کے سر پر لگایا کہ مغز سر سے نکل آیا بعد اسکے شاہزادہ قاضی کے خوابگاہ میں آیا قاضی کو خواب مرگ میں
پاکر ایک لات ماری قاضی بیدار ہوا حیرت زدہ چاروں طرف دیکھتا تھا جب کوئی نظر نہ آیا شاہزادے نے
آواز بلند سلام علیک کی قاضی نے کہا تو کون ہے شاہزادے نے کہا میں فرشتہ رحمت ہوں جلد اُٹھ میرے ساتھ
چل کہ میں تجھ کو مرتبہ اعلیٰ کو پہنچاؤں قاضی اس بات کو سمجھ سمجھا شاہزادے کے ہمراہ ہوا جب مسلخ میں پہنچا
قاضی نے کہا اے فرشتہ رحمت تو نے مجھے کیا اقرار کیا اور کہاں لایا شاہزادے نے کہا یہیں سے مرتبہ اعلیٰ ملتا ہے
اس عرصہ میں طالقوس بھی وہاں پر آگیا اور کہا اے قاضی میں تیری نگہبانی لباس کو آیا ہوں قاضی نے کہا یہاں کیا
حمام ہے کہ تم غسل کراؤ گے طالقوس نے کہا ہاں جب تو برہنہ ہوگا حمام نظر آئیگا لیکن خبردار تو یہاں کے اسرار کا
کسی سے ذکر نہ کرنا ورنہ سزاوار عقوبت ہوگا قاضی نے لباس اتارا چونکہ آفتاب و لوہین تھا اُسوقت ہوا میں
اسقدر سردی تھی کہ تمام بدن قاضی کا سرد ہو گیا اُسوقت دلیں کہا افسوس بڑی خطا کی کہ اس فرشتہ رحمت کیساتھ
چلا آیا طالقوس نے کہا کیوں قاضی جی حمام نظر آیا یا ابھی نہیں قاضی بولا مجھے سردی سے جان بچانا مشکل ہے حمام
کیسا شاہزادے نے فرمایا تو نہایت سخت دل معلوم ہوتا ہوا اب تجھ کو بارگنہ سے سبکدوش کیے دیتے ہیں بعد اسکے
طالقوس اور شاہزادے نے قاضی کے ہاتھ اور پاؤں خوب مضبوط باندھے اور مسلخ میں چھوڑ کر طالقوس
شاہزادے کو ایسی جگہ لایا کہ وہ جگہ نہایت تنگ و تاریک تھی شاہزادے نے پوچھا اے طالقوس یہ کیا جگہ ہے
طالقوس نے کہا بے ایمان یہی جواب تم میرا دامن پکڑے چلے آؤ ورنہ مجھے جدا ہو جاؤ گے اُدھر قاضی کو
جانوران صحرائی نوش جان کر گئے الغرض شاہزادہ طالقوس کے ہمراہ چلا جاتا تھا بعد ایک ہفتہ کے دو پہاڑ
سربشک کشیدہ دکھائی دیے اور یہ دونوں اُس تاریکی سے باہر آئے اور درمیان اُن دونوں پہاڑوں کے
ایک دروازہ نمودار ہوا شاہزادہ اُس دروازہ میں آیا درمیان میں اُن پہاڑوں کے ایک کنواں دیکھا کہ
چالیس گز کا دور اُسکا تھا عمق کا حال نہیں معلوم کس قدر تھا اور ایک ڈول بڑا بھاری رسی میں بندھا رکھا تھا اور
کنوئین میں ڈول خود بخود جاتا تھا اور گاہ باہر آتا تھا لیکن رسی کا سرا معلوم نہوتا تھا اور یہ وقت برآمد ہونے ڈول کے
ایسی آواز خوش الحان آتی تھی کہ آدمی کو خود ایک عالم وجد ہو جاتا تھا اور ہزار ہا مردمان صحرائی سیہ قام کر یہ منظر
درویشی لباس پہنے ہوئے بیٹھے تھے اور اُسکی خوش الحانی پرست ہو رہے تھے اور یہ شعر دل چسپ پڑھتے تھے شعر

کسا نیک یزدان پرستی کنند | آواز دولاب مستی کنند

شاہزادے نے دیکھا کہ یہ آواز درہ کوہ میں پہنچتی ہے اور بعض درویش اُسی عالم سستی میں اپنے کو اُسی چاہ میں
گرا دیتا چاہتے ہیں اور وہ ڈول پھر اُنکو کنارہ پر پہنچا دیتا ہے اور تمام درویش اُنسے دست بوس ہوتے ہیں اور پاؤں

آنکھوں سے لگاتے ہیں شاہزادہ اس تماشے عجیب و غریب سے متحیر تھا طالقوس سے کہا کہ اے منجم یہ کیا ماجرا ہے اور سر اس رسی کا کمان ہے اور کھینچنے والا ڈول کا کون ہے اور یہ کون کیسی ہے طالقوس نے کہا اے کثیر یار یہ طلسم برج دلو ہے تنکو بھی واسطے ہر کے اس چاہ میں جانا ہو گا اور یہ مشائخین اسی برج کے ہیں اور کھینچنے والا ڈول کا نہیں معلوم کہ کون ہے اور ابتدا سے رسن کی بھی خبر نہیں ہے کہ کمان سے شروع ہوئی ہے مگر جب تم مع الخیر نادرا رازدار کے مکان میں پہنچو گے تو مرغ اسرار سے یہ راز بستہ کھل جائیگا شاہزادے نے فرمایا یہ طرفہ بات ہے کہ ہر جگہ ہر طلسم میں مرغ اسرار کو دخل ہے دیکھا چاہیے کہ اس مرغ اسرار سے کب ملاقات میسر ہوگی طالقوس نے کہا خاطر جمع رکھیے اب تھوڑا عرصہ باقی ہے تمام منازل تکلیفات طر ہو چکے ہیں اب ایام عیش و نشاط قریب ہیں شاہزادے نے فرمایا شعر

رشتہ در گردنم انگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ دوست

طالقوس نے کہا ان خیالات سے کیا فائدہ فکر حصول مقاصد دلی چاہیے شاہزادے نے فرمایا اب جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤں طالقوس نے کہا یہ مشک و شکر سرخ اور اشیائے بخورات دعوت زحل تنکو دیتا ہوں ایک جگہ تین روز لانی قطع کا ورد کرو چوتھے روز ڈول سے آواز آئیگی کہ تسخیر کنندہ کو کب زحل چاہ میں داخل ہو جب تین بار آواز آئے تو تم کنارہ چاہ کے جانا ڈول کنارہ پر خود بخود آجائیگا تم اس میں سوار ہونا وہ تنکو ایک جگہ تار یک میں پہنچا دیگا تم شمع مومی اپنے ہمراہ لیتے جانا دہان روشن کر لینا اس روشنی میں صد ہا مشائخ باریش سفید جمع ہوں گے ان میں ایک شخص لباس فاخرہ و قلم مصوج و اہرنگا رہنے تخت پر بیٹھا ہو گا تم بے تکلف اس محفل میں جانا وہ درویش تنکو دیکھ کے ایک نعرہ مستانہ بالاتفاق مارینگے اور وہ نعرہ مثل شعلہ کے منہ سے نکلے گا اور جو قندیلین اور فانوس چھت میں اور دیواروں میں لٹکتی ہیں اس شعلہ سے روشن ہو جائیں گی پھر چند قوال خوش حال باریش سفید حاضر ہوں گے اور گانا شروع کرنے ہر ایک درویش حال و قال میں مصروف ہو گا اور ان پر ایک عالم وجد طاری ہو گا اور انکھیں سرخ ہو جائیں گی پس اسی حالت وجد و بخود می میں وہ درویش تخت نشین و تاجدار تھا رہے پاس آئیگا اور تم سے مطلب کو باشارہ پوچھیکا تم وہ فرمان اپنا جس پر پیکر چوڑا اور زہرۃ النشاط کی ہرین ہیں درویش کو دکھانا وہ درویش اس وقت اپنی ہنر فرمان پر کر دیگا پس نجر دہر ہونے کے تنکو دوران سر عارض ہو گا اور پھر اپنے حال کی خبر نہ رہیگی جب ہوش میں آؤ گے اپنے کو پھر اسی جاد کھو گے جہاں سے روانہ ہوئے تھے بس اب میں رخصت ہوتا ہوں کہ مجھے اس قدر تمھاری خدمت و ہدایت کا حکم تھا شاہزادے نے فرمایا پھر بھی تم سے ملاقات ہوگی طالقوس نے کہا انشاء اللہ میں وعدہ نہیں کر سکتا شاہزادے نے با چشم پُر آب طالقوس کو رخصت کیا اور آپ دعوت ہو کل سچ دلو شروع کی قصہ کوتاہ چوتھے روز شاہزادہ درویش تخت نشین کے پاس گیا اور

سب ہدایت طالقوس ہر فرمان پر کرا لی مگر دوران سراپا پیدا ہوا کہ اپنے حال کی خبر نہ رہی جب ہوش آیا
 پنے کو ایک بیابان سرسبز و پُر بہار لالہ زار میں پایا لیکن ہر ایک میدان ہر رنگ کا دیکھا جیسا کہ طلسم جوزا اور
 طلسم میزان اور طلسم و لو میں نظر سے گزرا تھا اس اثنا میں ایک گرد تیرہ و تار ایک بیابان پُر خار سے بلند
 ہوئی اور اس دامن گرد سے ایک لشکر نمودار ہوا جب وہ لشکر قریب پہنچا معلوم ہوا کہ لشکر اقبال شاہ کا ہے
 غرضکہ اقبال شاہ نے شاہزادہ معز الدین سے ملاقات کی اور باہم گفتگو ہوئے بعد اسکے تمام سرداران
 لشکر نے شاہزادہ معز الدین کو نذرین دین اقبال شاہ نے وہیں صحبت جشن بسبب ملاقات ہوئے
 شاہزادہ معز الدین کے متفقہ کی اور اس صحبت میں شاہزادے کا حال واقعات پوچھا شاہزادے
 نے ابتداء سے انتہا تک سب حقیقت حال بیان کی بعد اسکے اقبال شاہ سے پوچھا تم کو کس طرح میرے یہاں
 آنے کی خبر ہوئی اقبال شاہ نے کہا اے شہر یار نامہ ار جہ وقت تمہارے فرمان پر پیکر جوزا کی ہر ہر ہوئی
 وہ ہوا سے تند چلی کہ جس نے تمام عالم کو پریشان کر دیا تھا جب موقوف ہو گئی تھیں موافق ہدایت ہادی کے وہاں
 کوچ کیا تین منزل راہ علی ہوئی تھی اور اس وقت آفتاب برج جوزا میں تھا یکا یک پھر ویسا ہی طوفان اُٹھا
 اور ہوا چلنے لگی اور تمام جانور پر دار چلنے لگے ہم بھی مجبوری اسی جا مقیم ہوئے بعد چند روز کے طوفان میں کمی
 ہوئی اور ہموار ہو کر ایک مہینہ راہ میں گزرا جب آفتاب میزان میں آیا پھر ویسی ہی
 آندھی چلنا شروع ہوئی کہ ایک قدم چلنا دشوار ہو گیا مجبور ہو کر وہیں خیمہ زن ہوئے تین روز مقام کیا اس
 غرض میں تھے کہ مکمل برج درلو کی فرمان پر ہر ہر کرائی ہو کر پھر حکم کوچ کا ہوا ہم مجبور ہو کر چلے یکا یک تھے ملاقات
 ہوئی غرض تین روز جشن رہا بعد تین روز کے چوتھے روز اقبال شاہ نے مقبول عیار سے شمالیہ حصار
 ملک عادل شاہ کی مسافت راہ پر بھی مقبول عیار نے عرض کی حضور یہاں سے دو فرسخ ایک قصبہ ہے
 غلام نے ان قصبہاتیوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شہر شمالیہ حصار یہاں سے تین منزل ہے اور راہ صاف ہے
 کسی طرح کا خوف و خطر نہیں ہے اقبال شاہ نے کہا تو جا اور وہاں کے بادشاہ درغایا کا حال بچشم خود
 دیکھ اور دریافت کر کے جلد ہو کر مطلع کر مقبول عیار دوسرے روز شہر شمالیہ حصار میں گیا خلائین شہر کو
 نظر عیاری دیکھتا ہوا عادل شاہ کے دیوان عام میں آیا اس طرف اقبال شاہ و معز الدین شاہ
 والا جاہ روز تین فرسخ کوچ کرتے ہوئے دامنہ کوہ میں پہنچے اور وہاں بوجہ لطافت آب و ہوا کے مقام کیا
 کہ یکا یک نصف شب کو ایک آواز دردناک اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین کے کان میں آئی شاہزادہ
 معز الدین کو تمام شب نیند نہ آئی آخر صبح کو یہ امر اقبال شاہ سے بیان کیا اقبال شاہ نے کہا اے برادر
 میں نے بھی سنا تھا اگر اسے عالی ہو تو ہم تم پہاڑ پر چلیں وہاں دریافت کر لیتے

اب ذکر ہر شاہزادہ اصف بن طانی شاہ کے عشق و عاشقی کا اور رحم کرنا دونوں
شاہزادوں کا اُسکے حال پر اختلاف پر

القصر اقبال شاہ و شاہزادہ معزالذین دونوں شاہزادگان عالیقدر باہم بہادر پر تشریف لینگے وہاں
دیکھا کہ ایک جوان رعنا لباس درویشی پتھر پر درخت انار کے سایہ میں سر نیچے کیے بیٹھا ہے اور باواز درناک ہاتھ لاسے
کر رہا ہے شاہزادے اُسکے قریب آئے اور کہاں شفقت پوچھا وہ شخص تو کون ہے اور حال تیرا کیا ہے اُس نے
باچشم اشکبار کہا کہ ای دلاور میں طانی شاہ بادشاہ مشرق نگار کا بیٹا ہوں اصف میرا نام ہے اتفاقاً ایک روز
میرے مصاحبوں نے ملکہ حمراے گلرنگ بنت عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار کا ذکر کیا اور ایسی تعریف کی
کہ میں نادیدہ عاشق ہو گیا شہر

نہ تھا عشق از دیدار خیزد | بسا کہین دولت از گفتار خیزد

تا اینکه چار زبان مصورہ کو بھیج کے ملکہ حمراے گلرنگ کی تصویر کھینچوانگائی اور بجز دیکھنے اُس تصویر دلپذیر کے
میرے ہوش و حواس بجا نہ رہے میں نے اپنے باپ کو اس حال سے اطلاع دی والد بزرگوار نے نہایت
تشنہ کی اور کہا کہ ہم کوئی تدبیر تمھارے عقد کی گردینگے ای جوان دلاور باپ میرا رکیان حصار چار مشائخ
سلطان السلاطین یعنی سلطان روح الملک کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اب پیام نسبت میرا عادل شاہ
کے پاس بھیجا جاتا تھا کہ یکا یک رشتی طلح اور تیزہ بختی قسمت سے عادل شاہ اور میرے باپ میں فساد
ہو گیا اور وہ مقدمہ نسبت کا رہ گیا اقبال شاہ نے کہا وہ مقدمہ کیا تھا جس پر فساد ہوا اصف نے کہا کہ ایک روز
سلطان روح الملک نے مرطوب شاہ بادشاہ غریبہ حصار کے حال زاد پر مہربانی فرمائی اور انعام کثیر دیا
میرے باپ کو بوجہ نازک مزاجی کے یہ امر مرطوب شاہ کا ناگوار گذرا حتی کہ سلطان کو بھی اسوقت سخت دشت کہا
عادل شاہ نے میرے باپ سے کہا کہ تیرا منصب بادشاہ سے گستاخ ہونے کا نہیں ہے باپ سے میرے
عادل شاہ کو بھی بُرا کہا بلکہ ثبوت دشنام کی آگئی اگرچہ عادل شاہ میرے باپ کا نہایت دوست اور
ہر امر میں مدد دے گا رہتا لیکن اسوقت اُسکو بھی ناگوار معلوم ہوا اور خود بھی آزرہ ہو گیا اور عادل شاہ کی
جانب داری مرطوب شاہ نے بھی کی را سب شاہ نے کہا مجھے تمھاری آپس کی نزاع اور قصہ میں کچھ
دخل نہیں ہے تم آپ ہی فساد کرتے ہو اور آپ ہی صلح آخر سلطان روح الملک چارون رکیان اعظم پر
غضبناک ہو کر اول بادشاہ سے کشیدہ خاطر ہوا بعد اُن میں بھی باہم فساد پیدا ہوا وہ سب اپنے اپنے ملک کو
چلے گئے اب سلطان روح الملک بھی اپنی حرکت پر نادم و پشیمان ہے اور اس فکر میں مبتلا رہتا ہے کہ بدون مدد

اُن رو سائے چار گانہ کے دشمن جانی یعنی منیب آدم خوار سے کیونکر نجات ہوگی اور ظاہر کوئی صورت صلح کی نظر نہیں آتی ادھر مین نے مایوس ہو کر بحیلہ شکار پیادہ پامک شمالیہ حصار کی راہ لی بحسب اتفاق راہ مین ایک قافلہ شمالیہ حصار کو جاتا تھا اہل قافلہ نے مجھے ایک ٹکڑا روٹی کا دیا اور حال پرسی کی مین نے کہا کہ مین سوداگر زادہ ہوں مال و اسباب میرا طوفان مین غرق ہو گیا مین ایک تختہ پر ہٹا ہوا یہاں پہونچا ایک شب قراقون نے شجون مارا مین نے اُس ہنگامہ مین جاننازی کی اہل قافلہ نے میری بہادری سے میری عزت و توقیر کی مین چند روز قافلہ مین رہا بعد ازاں شہر مین پہونچا جب یہاں کوئی صورت حصول مدد کی نظر نہ آئی مجبور ہو کر اُس پہاڑ پر آیا اور یہاں سکونت اختیار کی اقبال شاہ نے پوچھا یہاں رہنے سے کیا حاصل اصفہر بولا اے شہر پار یہاں ہر سال ایک مرتبہ ملکہ حمراے گلرنگ واسطے زیارت کے اس درخت انار کے سایہ مین آتی ہوں شکر گزار ہوں اُس قادر مطلق کا کہ ہر سال مین ایک بار صورت ہی معشوقہ کی دیکھ لیتا ہوں شاہزادہ معز الدین اور اقبال شاہ کو اُس کے حال پر نہایت افسوس ہوا اور کہا کہ ملکہ کے آنے سے اور کیا ہوتا ہے اصفہر نے کہا اس پہاڑ پر کائے سانپ اس کثرت سے ہین کہ اُنکی وجہ سے کوئی یہاں ٹھہر نہیں سکتا مگر جب روز آمد ملکہ ہوتا ہے تو وہ سب سانپ اپنی بانہی مین چلے جاتے ہین اور گرد اُس درخت انار کے قنائین اور سراچے لگ جاتے ہین پھر ملکہ حمراے گلرنگ اُس پردہ مین واسطے زیارت درخت انار کے آتی ہین اور قدرت خدا سے شاخ درخت سے ایک انار تازہ ملکہ کے ہاتھ مین آ جاتا ہے ملکہ کمال فخر و مباہات انار کو شہر مین لیجاتی ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ کوئی شہید مرد زیر دست زیر درخت انار دفن ہین ایک روز مین اپنے خیال رزق مین زیر سایہ درخت بیٹھا تھا کہ ناگاہ مار سیاہ بیشمار میری ایذا رسانی کو آئے مجھے بجز دعا کے کوئی صورت زندگی کی نظر نہ آئی اُس عرصہ مین ایک افنی سیاہ ایک بالشت کا آیا اور ایک پتھر شل ہرے کے میرے روبرو رکھ کے چلا گیا مین نے وہ ہرہ بازو پر باندھ لیا بھر د اُس ہرہ کے باندھنے کے وہ سب سانپ غائب ہو گئے پھر اُس روز سے کوئی سانپ میرے پاس نہ آیا اور میرے رزق کی یہ صورت ہے کہ ایک انار خود بخود میرے دامن مین آ جاتا ہے مین اُسے کھا کر شکر خدا کرتا ہوں ملکہ حمراے گلرنگ آتی ہے اور خواص مین ملکہ کی مجھے اس درخت انار کا مجاور سمجھ کے میری خاطر حد سے زیادہ کرتی ہین بلکہ مجھے صاحب کشف جانتی ہین اس خیال سے کہ یہ شخص ایسا خدا رسیدہ ہے کہ کوئی سانپ اسکو ایذا نہیں پہونچا سکتا اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مین اپنے حال مین ایسا غلطان و پیچان ہوں کہ کسی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا حالانکہ ملکہ جب زیارت کو آتی ہے بعد ادا کے رسم زیارت مجھے خوب بچشم غور دیکھتی ہے ایک روز مجھے تاب ضبط نہ رہی بے اختیار مین رو دیا ملکہ نے میرے رونے پر کچھ خیال نہ کیا اور بعد ایک ساعت کے روانہ ہو گئی جب اہل شہر نے میری سکونت اس پہاڑ پر

سنی سب متعجب ہوئے اور ولی اللہ مجھے کہنے لگے لیکن کوئی میرے پاس نہ آتا تھا عرض دوسرے سال ملک
 حمراے گلرنگ پھر زیارت کو آئی اور اس روز بکمال نہربانی مجھے فرمایا کہ ای جوان ہکو تو عاشق و صبح
 معلوم ہوتا ہی سچ بیان کر کہ تو کون ہو اور جلسے وطنی اور ترک دنیا کا کیا سبب ہو میں نے کچھ حال اپنی آوارگی
 کا بیان کیا ملک نے کہا جاو دان شاہ تیرا مدعا سے دلی بر لا نیگا ہکو اختیار نہیں یہ کلمے کہے روانہ ہو گئی اب
 عرصہ ایک ماہ کا ہوا کہ پھر ملک حمراے گلرنگ آئی اور مجھے کہا ای جوان ہم نے کل رات کو ایک خواب دیکھا ہے
 کہ بالکل تیرے حصول مدعا کی صورت اُسکی تعبیر سے ظاہر ہوتی ہے میں چاہتا تھا کہ خواب کو پوچھوں کہ خواہوں کہ
 ملک حمراے گلرنگ سے کہا جلد تشریف لے چلے کہ بیان ٹھہرنا اچھا نہیں ہے ملک خواہوں کہے کہنے سے
 روانہ ہو گئی پس خلاصہ یہ کیفیت اس حقیر کی ہوا اقبال شاہ نے اصف کو گلے سے لگایا اور فرمایا ای اصف
 اگر تیرا فاقہ ہماری قبول کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ بحسن و خوبی ہم تیرا عقد ملک حمراے گلرنگ سے کر دینگے
 اور شاہزادہ معز الدین نے بھی فرمایا کہ ہم بھی اقرار کرتے ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا اصف شاہزادوں
 کے ہمراہ لشکرین آیا اور سنا کہ اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین ارباب شلشہ آتشی کی مہرین
 حاصل کر چکے ہیں اور میرے باپ طافی شاہ نے بھی اطاعت و فرمانبرداری اُنکی قبول کی اور واسطے
 حاضر ہونے سریرا علی کے اقرار مکمل ہو گیا اور اسی طرح راسب شاہ بادشاہ جنوبیہ اور اقبال شاہ
 و عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار بھی دائرہ اطاعت میں آگئے ہیں ان اخبار فرحت آثار سے اصف نو جوان
 کو بھی اپنی حصول مراد کا یقین کامل ہوا

اب حال مقبول عیار کا بیان ہوتا ہے

کہ وہ عیار طار دیوان عام شاہی میں پہونچا اور اُسے شاہ و سپاہ کو بنظر خورد دیکھا ناگاہ ایک جاموس نے
 عادل شاہ کی خدمت میں عرض کیا ای شہر یار فلک اقتدار شاہزادہ کوہ خفایہ یعنی بھائی اقبال شاہ کا
 جو سلطان السلاطین روح الملک بادشاہ ظہورستان کی دختر پر عاشق ہو پہلے ملک سرکشان میں گیا
 اور اُسے طافی شاہ کو نامہ لکھا کہ تم چاروں رئیسان اعظم باہم صلح کرو بعد اسکے سلطان روح الملک
 کے پاس حاضر ہو طافی شاہ پہلے بوجنگ و مقابلہ پیش آیا جب وہ مغلوب ہوا عذر کیا کہ ہم بے اجازت ارباب
 شلشہ کے صلح نہیں کر سکتے اقبال شاہ نے حسب درخواست طافی شاہ کے مہرین ارباب شلشہ آتشی
 کی اپنے فرمان پر کرالین طافی شاہ نے بدل اطاعت اقبال شاہ کی قبول کی اور ایک اس مضمون کا
 نوشتہ لکھ دیا کہ جب تم ملک ظہورستان کو پہونچو گے میں بلا حجت و تکرار وہاں خود حاضر ہو نگا اسی طرح

اقبال شاہ نے راسب شاہ بادشاہ جنوبیہ حصار کو بھی مطلوب کر کے نوشتہ لکھا لیا اور اب اقبال شاہ
دشت باد انگیز کی راہ سے اس ملک میں تشریف لایا ہی اور دامنہ کوہ نار ان میں خیام فلک احتشام لشکر خفہ پیکر
کے برپا ہیں بلکہ یہ بھی خبر مشہور ہے کہ فرمان مہری ارباب مشلشہ ہوائی بھی حاصل ہو گیا ہے اور یقین ہے کہ آج کل
میں کسی سردار لشکر کو حضور کی خدمت میں بھیجے عادل شاہ نے بعد سننے اس حال کے سرداران لشکر سے کہا
کہ ہکو بجز اطاعت و فرمانبرداری کے اور کچھ چارہ نہیں ہے دوسرے جنگ کا بھی اُسے چوک نظر یافتہ ارباب نشاط
ہوں کب بار اہر محض جان و آبرو و بر باد کرنا ہے آخر عاقل الملک وزیر کو اقبال شاہ کی خدمت میں بھیجا
اور کہا میں بہر کیف آپ کی اطاعت قبول و منظور کرتا ہوں اگرچہ تمام اراکین سلطنت کو مع وزیر کے یہ راس
بادشاہ کی پسند آئی لیکن دوسرے از نامدار سپہ سالار لشکر عادل شاہ کے ملک منتن گندہ بغل دوسرا
اقتم تیرہ غام نہایت ناراض ہوئے اور کہا کہ ہماری دانست میں بزدلی و نامردی تیر ختم ہے اور ابھی کوئی معاملہ
سخت درپیش نہیں ہے مگر تمہارے ہوش و حواس جاتے رہے خیر تم کو اختیار ہے لیکن ہم صلح میں تمہارے
شریک حال نہیں ہیں کہ ہکو خداوند تعالیٰ نے محض واسطے جنگ و ستیز کے پیدا کیا ہے نہ واسطے صلح و اطاعت
کے آخر اسی غیظ و غضب میں بلا اجازت لشکر سے نکل گئے اور ایک میدان وسیع میں خیمہ زن ہوئے اور طبل جنگ
بطور بغاوت بجا دیا کہ نہ ہم تمہارے بلازم نہ تم ہمارے بادشاہ فقط تم ہماری لڑائی کا تا شاد دیکھو بعد اسکے جیسا کہ
حکم ہو گا تعمیل کریگے مقبول عیار نے عادل شاہ اور اُن سرداروں کے باہم نزاع و ٹکرائی کا حال
من و عن اقبال شاہ کی خدمت میں آکر بیان کیا اقبال شاہ نے عادل شاہ کے باب میں کہا کہ وہ نہایت
مرد فہیدہ معلوم ہوتا ہے اور اُسکی فرمانبرداری سے نہایت خوش ہوا دوسرے روز عاقل الملک بھی مع نام
عادل شاہ خدمت میں اقبال شاہ کے حاضر ہوا اور جو تحفہ تجاوت کہ لایا تھا پیش کش کیا بعد اسکے عادل شاہ
کا پیام فرمان برداری بحال گذشتہ بیان کیا اقبال شاہ نے فرمایا اے عاقل الملک پہنچے بھی سنا ہے کہ دوسرے سردار
تمہارے لشکر کے نیک حرائی و سرکشی پر آمادہ ہیں بلکہ باغی ہو گئے ہیں عاقل الملک وزیر نے کہا پیرو مشد
اپنی سزا کو پہنچنے چاہ کندہ را چاہ در پیش اقبال شاہ نے فرمان مہری ارباب مشلشہ ہوائی کا
عاقل الملک وزیر کو دکھایا اور فرمایا دیکھو یہ ٹھہرین صحیح ہیں یا غلط وزیر نے کہا ہر دوں کے صحیح ہونے میں
کیا شک ہے اقبال شاہ نے کہا یہ فقط پیامردی بھائی شاہزادہ معز الدین کے حاصل ہوئی ہیں بعد اسکے
خلعت گران بہا عاقل الملک وزیر کو مرحمت فرمایا وزیر رخصت ہو کر اپنے بادشاہ کے پاس آیا یہاں
اقبال شاہ نے پھر مقبول عیار کو عادل کے پاس روانہ کیا اور کہا کہ عادل شاہ اور اُن سرداروں
کے حالات اپنی آنکھ سے دیکھ آنا اور دوسرے روز خود کوچ کیا جب قریب شہر کے پہنچا تو مقبول عیار

نے خدمت اقبال شاہ میں آکر عرض کیا کہ قریب شہر آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر عادل شاہ حضور کے استقبال کو آیا چاہتا تھا کہ ان دونوں سرداروں نے سسر راہ ہو کر مقابلہ کیا اور چند سردار لشکر کے زخمی و قتل کیے اور اب تک ہنگامہ حرب و ضرب گرم کیے ہیں اقبال شاہ نے کہا وہ بڑے سرکش و مکررام ہیں آخر اس وقت اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین مع لشکر فخر پیکر کے معرکہ جنگ میں پہنچے وہاں دیکھا واقعی جنگ مغلوبہ واقع ہو اور وہ ملک حرام حد سے زیادہ ظلم برپا کر رہے ہیں اقبال شاہ نے لشکر کو حکم دیا کہ ان ملک خراموں کو چاروں طرف سے گھیر لو اور خود منتیں گندہ بھیل کو واسطے مقابلہ کے بلایا قصد کوتاہ منبتیں گندہ بھیل اقبال شاہ کے ہاتھ سے جہنم داخل ہوا اور شاہزادہ معز الدین نے اقمہ تیرہ فام کو قتل کیا بقیہ ان لوگوں نے امان مانگی شاہزادہ نے امان دی عادل شاہ بھی بجز تشریف آوری کی شاہزادہ کے حاضر ہوا اور شاہزادوں کو نہایت عزت و تکریم سے شہر میں لیگیا اور عرض کی کہ حضور تخت پر جلوس فرمائیں اقبال شاہ نے کہا میں لیاقت تخت نشینی کی نہیں رکھتا شاہزادہ معز الدین لایق تخت و تاج ہے جسے تمام ممالک طلسم کا سیر و تماشا دیکھا اور خدمت میں صاحب مشائش ہوا لی کے پہنچا آخر تینوں شاہزادے ایک ہی مسند پر بیٹھے عادل شاہ نے محفل رقص و سرود گرم کی اقبال شاہ نے عادل شاہ سے پوچھا کہ شہر ابلمان اور ملک سفہان تمہارے ملک سے کونسل ہے عادل شاہ نے کہا ای شہر پار عالی جاہ مگر ہمیں ہمارا اور ملک ابلمان کی دوراہیں ہیں خشکی کی راہ سے آدمی کم از کم دو برس میں پہنچتا ہے اور براہ دریا اگر بحر طوفان خیز مانع نہ ہو تو چالیس روز میں پہنچتا ہے اقبال شاہ نے کہا بحر طوفان خیز کیا چیز ہے عادل شاہ نے کہا بحر طوفان خیز خاص دروازہ طلسم مثلثہ آبی کا ہے اقبال شاہ نے فرمایا یقین ہے کہ مرطوب شاہ بھی تمہاری طرح فرمان مثلثہ آبی کا ہے طلب کریگا عادل شاہ نے کہا میں کچھ شک نہیں کیونکہ صل عقدہ ہم چاروں بادشاہان ہمارا کا نقطہ حکم پر اپنے اپنے ارباب مثلثہ کے موقوفہ مختصر و مفید طاعت و بغاوت میں شاہ ظہورستان کے ای شہر پار اگر کوئی غیر بادشاہ بزور فوج و لشکر سلطان روح الملک سے اور جسے صلح و اصلاح کرانے کا قصد کرے تو غیر ممکن ہے جب تک کہ ارباب مثلثات کی ہمیں اجازت نہ لادے ہم اس کے قول کو ہرگز معتد نہ سمجھیں گے اقبال شاہ نے کہا جب مرطوب شاہ بھی ہے ہی عذر پیش کریگا پھر ہمارا خشکی سے جانا محض بیکار ہے اور دریا کی راہ سے دو مطلب نکلیں گے اول فرمان ہماری حاصل کرنا اور باب مثلثہ آبی کا دوسرے قطع کرنا راہ نزدیک کا مصرعہ چہ خوش بود کہ برآید بیک کر شہم دو کارہ اب تم کو کہ دریا تمہارے شہر سے کتنی دور ہے اور وہاں کشتیان اتنی مسکتی ہیں کہ ہمارے لشکر کو کافی ہوں جب عادل شاہ نے کشتیوں کا نام شاہے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اقبال شاہ نے کہا کہ ای عادل شاہ یہ کیا بات ہے کہ کہنے کشتیوں کا ذکر کیا اور تم آبدیدہ ہوئے عادل شاہ نے کہا ای شہر پار یہ عجب قصہ جان کر از فساد حیرت افزا ہے کہ زبان سے

بیان نہیں ہو سکتا اقبال شاہ نے کہا ہم بھی سنیں کیا معاملہ ہے عادل شاہ نے کہا اے شہریار اس مخلص کا ایک پسر رشید احمد نوجوان گلگون قبائلی ہے کہ وہ پندرہ برس کی عمر میں علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوا تھا اور اکثر واسطے شکار چھکی کے کنارہ دریا جایا کرتا تھا اور صبح سے تا شام اُسے وہی شغل رہتا تھا قصداً ایک روز دریا میں احمد نوجوان کو ایک کشتی نہایت آراستہ و سلف دور سے نظر آئی جب وہ کشتی نزدیک پہنچی احمد نوجوان نے دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین عورت کشتی میں سوار ہے مگر وہ پریش کسی ایسی فکر میں بیہوش تھی کہ ذرا اپنے حال و مال کی خبر نہ تھی احمد نوجوان بھر دیکھنے اُس بلا سے روزگار و آفت جان کے دل و جان سے فریفتہ و شیفہ ہو گیا اس اثنا میں اُس غیرت حور و رشک پری کی بھی نظر احمد نوجوان پر پڑی اُسے فرمائش کی کہ اے نوجوان ایک کشتی تحفہ ہماری سواری کی واسطے تیار کرادے یہ کہنے نظر سے غائب ہو گئی بعد اُسکے جانے کے احمد کا حال دگرگون ہو گیا تا انیکہ نوبت بجنون پہنچی لیکن احمد نے عمدہ کاریگر شہر سے بلا کے حکم دیا کہ انواع اقسام کی کشتیاں چھوٹی بڑی تیار کرو اور کنارہ دریا ایک جنگل میں کہ درخت خشک کثرت سے تھے وہاں ایک مکان عالیشان اپنے سیر و تماشے کی واسطے علیحدہ بنوایا اور تیاری کشتیوں میں مشغول رہا جب چھکرا احمد نوجوان کے حال سے خبر ہوئی میں نے احمد کو بلا کے حال پوچھا اُسے شغل دیوانوں کے بکنا شروع کیا لیکن اُسکے رفقا سے حال مفصل معلوم ہوا میں نے عاقل الملک وزیر سے اسکا مشورہ کیا وزیر نے کہا پہلے تحقیق ہو کہ وہ عورت کون ہے اور کس خاندان سے ہے بعد ازاں اُسکی تدبیر کیا وے میں نے بہت آدمی واسطے دریافت حال نازنین کے بھیجے یہاں اس عرصہ میں ہزار کشتیاں تیار ہو گئیں احمد نے ان سب کشتیوں کو کنارہ دریا کے رکھوا دیا اور رات دن انتظار میں اُس پری پیکر کے کنارہ دریا منتظر رہا قصداً بعد دو ماہ کے پھر وہی نازنین کشتی نشین موج دریا سے تیز و تند کنارہ دریا کے آئی احمد نے باواز بلند کہا اے نازنین بفرمائش حضور یہ کشتیاں حاضر ہیں اُسے پہلے بنگاہ غور احمد کو دیکھا اور جواب دیا کہ ان کشتیوں سے بھی بہتر اور خوش قطع کشتی ہمیں چاہیے بعد اسکے پھر جدھر سے آئی تھی اُسی طرف روانہ ہو گئی احمد پھر کشتیوں کی تیاری میں مصروف ہوا اس عرصہ میں وہ آدمی جو واسطے دریافت حال کے روانہ کیے گئے تھے وہ بھی آگئے انھوں نے بیان کیا کہ وہ نازنین رُمانہ دُر دندان ملک ارمن جزیرہ نشین کی بیٹی ہے اور ملک ارمن یہاں سے بارگاہ منزل ہے اور یہ بھی کہا کہ اسی شہر کے تجار اجناس متفرق کشتیوں میں جزیرہ ارمن کو لیجاتے ہیں اور وہاں سے عوض میں اُسکے عقاید و تجوز وغیرہ لاتے ہیں اور جیسا انار وہاں ہوتا ہے پردہ دنیا پر کہیں نہیں پیدا ہوتا ہے وہی وجہ ہے کہ جزیرہ کا انارستان نام رکھا ہے اور حاکم جزیرہ صاحب فوج اسقدر نہیں ہے لیکن مکان کے تین طرف عظیم الشان پہاڑ واقع ہیں اور ایک طرف دریا ہے اسوجہ سے وہ مکان بمنزلہ قلعہ کے ہے اور غنیم کے شر و فساد سے محفوظ ہے لیکن وہاں کے باشندوں کو شوق سواری کشتی بہت ہے لہذا رُمانہ بھی

برائے تفریح طبع کشتی پر ادھر ادھر کھجانی ہو یہ منکر ایک نامہ ملک ارمن کو رُتاناہ دُر دندان کی نسبت کا عادل شاہ نے روانہ کیا اور اُس میں یہ بھی لکھا کہ احمر نو جوان اُس پر فریفتہ ہو اور رُتاناہ کا آنا بھی اُس نامہ میں مندرج کیا جب نامہ ملک ارمن کو پہونچا اُس نے اپنی بی بی سے لڑکی کا حال کہا اور یہ جواب لکھا کہ اے عادل شاہ بخدا مجھے اُس لڑکی کے باب میں اختیار نہیں ہو بلکہ پاس خاطر تمہارے حتی المقدور میں نے بھی کوشش کی ہو مگر رُتاناہ کو غور و فہم و شعور اور عقل و دانش نے انسانیت سے خارج کر دیا ہو جب میں نے بوجہ تحریر عالی کے حال آمد و رفت رُتاناہ کے دریافت کیا رُتاناہ نے یہ بیان کیا کہ ایک روز میں نے شاہزادہ احمر سے کشتی بنانے کی فرمائش کی تھی سہقت مجھے فکری کہ ایک کشتی خوش قطع بنوانا چاہیے اس اثنا میں احمر نو جوان کو دیکھا مجھے گمان گذرا کہ یہ مرد کوئی قوم بخار سے ہو پس بلا دریافت میرے منہ سے بے ساختہ یہ نکل گیا کہ ایک کشتی ہماری سواری کو چاہیے دوسری مرتبہ جو میں آئی احمر نو جوان نے مجھے کہا کہ حسب الحکم تمہارے کشتیان تیار ہیں مجھے کچھ یاد بھی نہ تھا مگر جب خوب خیال کیا تو معلوم ہوا کہ واقعی ہم نے اسی سے فرمائش کشتی کی تھی پھر بطور خوش طبعی کے یہ کہا تھا کہ ہم ان کشتیوں سے زیادہ تر خوش وضع کشتی چاہتے ہیں اے عادل شاہ جب ہم نے رُتاناہ کی زبانی یہ کیفیت سنی اُسکو بہت سبھایا کہ احمر نو جوان عادل شاہ کا فرزند تیرے عشق میں مجنون ہو رہا ہو تو اُس کے ساتھ عقد کرے ورنہ وہ بیچارہ ہلاک ہو جائیگا رُتاناہ نے دایہ کے ہاتھ ایک کاغذ بعبارت منظوم بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں احمر کے حسب و نسب سے واقف ہوں مگر یہ مجھے معلوم ہو کہ اُس میں کچھ عقل و فہم نہیں باہن خیال یہ مسئلہ منظوم تمہارے پاس بھیجتی ہوں کہ تم احمر سے جواب معقول لیکے ہمارے پاس بھیج دو اگر اُس نے میرے سوال کا جواب معقول دیا تو میں بے تکلف اُس سے نکاح کر لوں گی ورنہ اُس سے کہنا کہ تو اس خیال خام سے درگزر اور وصال رُتاناہ سے دست بردار ہو میں وہ سوال رُتاناہ کا تمہارے پاس روانہ کرتا ہوں تم احمر نو جوان سے کہدینا کہ اے فرزند ولید خواہ بقدرت خود یا کسی کی رائے سے اس سوال کا جواب جب دو گئے تب وصال محبوب ممکن ہو ورنہ کوئی شکل حصول مقصود کی تمہارے ممکن نہیں میں خود حیران ہوں کہ اُس علامہ عالی فطرت نے کیا اپنی فکر طبع سے اختراع کیا ہو اور کمال اُس کا کیا ہو اے شہر بار و دنگار جب وہ کاغذ میرے پاس آیا تو میں نے خود بھی دیکھا اور فکر کی اور اکثر علماء شہر کو بھی دکھلایا لیکن کسی سے یہ معمہ حل نہوا احمر آج تک اسی خیال خام میں دل وارفٹہ ہو رہا ہو اور ہزار ہا روز کشتیان تیار ہو رہی ہیں شاہزادہ معز الدین نے فرمایا اے عادل شاہ وہ سوال منظوم بھگو بھی ایک نظر دکھا دو عادل شاہ نے کہا حاضر ہوں تھا ملاحظہ فرمائیں شاہزادہ نے وہ کاغذ دیکھا اُس میں یہ اشعار تحریر تھے ابیات

زیر این ہفت گنبد افلاک	کشتی خلق کردہ ایزد پاک	کہ در ان حلق اول و آخر	بر شستند باطن و ظاہر
ہر کہ جاندار بود در عالم	جنس حیوان و نوح انسان ہم	ہمہ گشتند بر سفینہ سوار	وہ چہ کشتی سپہر در مقابلہ

غیر ہشتاد ایک از ایشان	بود باقی بہ پشت ملاحان	گرچہ اکنون بہر کشتی نیست	تا قیامت نمونہ اش باقیست
	پیش حق ہر کہ از بند بود	از سواریش بہرہ مند بود	

شاہزادہ معز الدین نے دل میں کہا کہ کیسے طرح رُمانہ کے سوال کا جواب ہو چنانچا یہ ہے کہ احمر بچپارہ کامیاب ہوا اقبال شاہ نے عادل شاہ سے کہا جس دشت میں احمر نوجوان رہتا ہے وہاں سے کشتی دو روز عادل شاہ نے کما تین منزل اقبال شاہ نے شاہزادہ معز الدین سے کہا اے میرا درو آقا جلاہم بھی احمر نوجوان کو دیکھیں صبح کو دونوں شاہزادے کنارہ دریا تشریف لائے دیکھا تو واقعی احمر نوجوان اسی خط میں مبتلا ہے سواے کشتی سازی کے اور دوسرا خیال نہیں عادل شاہ نے کہا اے فرزند ان دونوں شاہزادوں کے قدموں میں ہو کہ یہ ہمارے حاکم و مالک ہیں احمر نے یہ بھی نہ جانا کہ کوئی کیا کہتا ہے عادل شاہ اس حال بخودی پر اپنے فرزند کے خوب رویا اقبال شاہ نے عادل شاہ کی تشفی خاطر کی اور کہا انشاء اللہ تعالیٰ یہ اچھا ہو جائیگا اصغر بن طافی شاہ کہ وہ بھی غرق دریا سے عشق تھا احمر کو دیکھ کے آنکھوں میں آنسو بھر لایا اقبال شاہ سے عادل شاہ نے پوچھا یہ جوان کون ہے اقبال شاہ نے فرمایا یہ بھی ایک مرد آفت رسیدہ و مصیبت زدہ ہے لیکن اسکے درد کی دوا محض تمھاری ذات پر منحصر ہے عادل شاہ نے کہا حضور صاف صاف ارشاد فرما دیں کہ میں سمجھوں اقبال شاہ نے فرمایا اچھا وقت پر سمجھا جائیگا اس رات کو شاہزادہ معز الدین خیال سوال رُمانہ میں سو رہا عالم خواب میں دیکھا کہ حکیم قسطا بس حکمت تشریف لائے اور فرمایا اے فرزند تو سوال رُمانہ میں مت فکر کیونکہ آگاہ ہو کہ وہ کشتی حضرت نوح علی نبینا علیہم السلام کی ہر وقت طوفان مردوزن اسی کشتی میں سوار تھے اور اقسام پرندے بھی ایک ایک جفت حضرت نے رکھ لیا تھا باقی تمام مخلوق غرق بحر فنا ہو گئی اور ملاحون سے حضرت نوح اودنی علی اولاد مراد ہے کہ جنکا حضرت سام اور حضرت حام اور حضرت یافث نام تھا اور سوال دوسرا کہ علاوہ اسی آدمیوں کے جو پشت میں ملاحون کے تھے اسکی شرح یہ ہے کہ سواے اسی نفر کے اور کوئی زندہ نہ بچا لیکن ہر ایک انسان اُنھیں کی نسل سے ہے اور آئندہ بھی اُنھیں کی نسل سے ہونگے اور پشت صلب سے مراد یہی وجہ ظاہر و باطن کی ہے کہ ظاہر تو فقط اسی نفر تھے اور باطن گویا تمام خلائق کشتی میں تھی اور یہ جو کہا ہے کہ نمونہ کشتی تا قیامت باقی رہیگا وہ نمونہ مراد اہل بیت علیہم السلام سے ہے یعنی حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے زبان معجز بیان سے فرمایا ہے اہل بیتی کسفیتہ نوح سن رکبنا نوحی ومن خلف عنہا غرق القصہ بعد تعلیم کرنے اس معنی کے حکیم صاحب لفظ سے غائب ہو گئے اور شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا اور اقبال شاہ سے کہا اے میرا درو آقا کہ رُمانہ کے سوال کا جواب با صواب مجھے حاصل ہوا اب میں

احمر کو آگاہ کرتا ہوں بشرطیکہ عادل شاہ اپنی بیٹی کا اصفر نو جوان سے عقد کر دے اقبال شاہ نے کہا میں پہلے ہی کہ چکا تھا کہ یہ عقدہ بغیر ذات جناب کے حل نہ ہو گا اب عادل شاہ کی کیا قدرت کہ جو اصفر کی نسبت میں کسی طرح کا عذر کرے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ عادل شاہ بھی وہاں آیا اقبال شاہ نے پہلے اصفر نو جوان کی نسبت کا عہدے لیا بعد اسکے کہنا مبارک ہو مجھے کہ شاہزادہ معز الدین نے عقدہ سخت مختار فرزند احمد نو جوان کا حل کیا عادل شاہ شاہزادہ معز الدین کے قصد میں ہوا اور کہا کہ ہر بن ہو اگر زبان ہو تو حضور کا شکریہ احسان ادا نہیں کر سکتا بعد اسکے اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین اور عادل شاہ احمد نو جوان کے پاس آئے اب جو احمد نو جوان نے شاہزادہ معز الدین کی صورت دیکھی بے اختیار ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا اے شہر یار عالی وقار اس وقت حضور کے جسم مبارک سے بوسے مقصود آتی ہے اسکا کیا سبب ہے شاہزادہ معز الدین نے فرمایا اے احمد تیری محبوبہ و مطلوبہ نے ایک سوال کیا ہے اور یہ شرط کی ہے کہ اگر تم اسکا جواب با صواب دو گے تو میں تم سے عقد کر دوں گی اور وہ کاغذ منظوم احمد کو دیا احمد نے کہا میں یہ کاغذ کیا کروں حضور جیسا جواب مناسب ہو آپ ہی ارشاد فرما دیجیے شاہزادے نے وہی مضمون جو جواب میں حکیم صاحب نے فرمایا تھا بیان کیا بعد اسکے اصفر بن طانی شاہ کی سفارش کی عادل شاہ نے کہا کہ اے شہر یار ناہار جبکہ ہم آپ کے تابع فرمان ہیں پھر جو فرمائیے گا بدل و جان قبول و منظور کریں گے انکار تو کیسی طرح ہم کر ہی نہیں سکتے اور آپ اصفر کا البسا بد مزاج ہی کہ اگر حضور کا درمیان نہوتا تو میں ہرگز یہ نسبت قبول نہ کرتا بعد اسکے عادل شاہ نے احمد کی نسبت کے باب میں اس وقت ملک ارمن کو نامہ لکھا اور ارمین یہ بھی لکھا کہ تمہارے سوال کا جواب بھی موجود ہے پرید خان ایک سردار عادل شاہ کے لشکر کا نامہ لیکر جزیرہ ارمن کی طرف روانہ ہوا عادل شاہ نے اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین کی نہایت تکلف سے دعوت کی شاہزادہ گاہ گاہ صید و شکار میں مصروف رہتا تھا ایک روز شاہزادہ کے دل میں یہ آیا کہ سرسبز محل احمد و اصفر کو دین تاکہ وہ اپنی معشوقہ و مطلوبہ کو دیکھ آویں اصفر سے کہا کہ ایک چیز ہم تجھے دین کہ تو اپنی معشوقہ کو دیکھ آوے اور تجھ کو کوئی نہ دیکھے اصفر نے کہا اے شہر یار اگر حضور مجھ کو ایسی چیز دیو میں تو گو یا کہ سلطنت کو میں دیدی شاہزادہ نے سرسبز کی ایک سیلابی اصفر کو دی اور اس سرسبز طلسم کی کیفیت سب بیان کی کہ جس وقت تو سرسبز آنکھوں میں لگا لگا پھر تجھ کو کوئی نہ دیکھے گا اور تو سب کو دیکھے گا پس بے تکلف محل میں ملکہ کے جانا جب تک جی چاہے اپنی محبوبہ کو دیکھنا پھر چلے آنا اصفر بموجب ارشاد شاہزادے کے سرسبز محل آنکھوں میں لگائے اور ایک نیچے نفل میں دیائے ملکہ حمراے گل رنگ کی مجلس کی طرف روانہ ہوا مگر یہ زیادہ تر لطیف کی بات ہے کہ اصفر کو

یقین کامل تھا کہ مجھے کوئی نہیں دیکھتا ہے اور اہل میں ساری خلقت اسکو دیکھتی تھی اسکی یہ وجہ تھی کہ خاص
سُرمہ زحل واسطے باطن طلسم کے تھا اور یہ مقام باطن طلسم نہیں ہے بلکہ خارج طلسم ہے اور شاہزادہ اس
خاص خاص سُرمہ زحل سے واقف نہ تھا ورنہ اصغر کو کیوں دیتا وہ تو یہی جانتا تھا کہ طلسم میں طلسم ہیں تاثیر ہے
کی برابر ہے اب ناظرین قصہ عجائب نگار کو یہ بھی واضح رہے کہ شاہزادہ معزالدین دروازہ اول
سے عجائبات کی سیر کرتا ہوا جاتا ہے لہذا جب تک کہ شاہزادہ طلسم سے نہ بچے گا اور حکیم صاحب سے
بار دیگر ملاقات ہونگی تمام عالم میں ہر مقام اسکو طلسم ہے لیکن وہ مقامات جہاں شاہزادہ واسطے مہر کرنے
فرمان پر ارباب مثلثہ خاکی و آبی و آتش دہوائی کے گیا وہ سب باطن طلسم تصور کیا جائیگا بلکہ
سکنائے حصار چار مثلثہ ان مقامات کو بجائے خود طلسم جانتے ہیں غرض اس بیان سے یہ معلوم ہوا
کہ ان مقامات مذکورہ بالا میں تاثیر سُرمہ زحل ہوتی ہے ورنہ ہر جا نہیں ہوتی اور شاہزادے کو اس
حال سے خبر نہ تھی ورنہ سُرمہ اصغر کو کیوں دیتا اور اصغر کو فرمانا شاہزادے کا اصلاً و نقلاً شل حدیث
تھا لہذا نہایت خوشی و خرمی سے سُرمہ لگائے ملکہ حمراے گلرنگ کی مجلس کے دروازہ پر پہنچا اور
دروازہ کے اندر قدم رکھا قدرت خدا سے وہ وقت اطمینان کا تھا یعنی جس طرح کہ پاسبان مشب کو بہت
بیداری و ہوشیاری سے پہرہ دیتے ہیں اور جب صبح ہوتی ہے تب بیفکر ہو جاتے ہیں کہ اب صبح ہے صبح
ہر شخص اپنے اپنے حوائج ضروری کو چلا گیا تھا اور سب پاسبان بے خبر سوتے تھے اور جو کوئی جاگتا بھی تھا
تو اسے نیند میں یا قوت خواجہ سرا کا گمان گذر کہ یا قوت کے بھی ہر وقت ایک دو شالہ زرد روشن
پڑا رہتا تھا اور اتفاق سے اصغر بھی زرد و شالہ اوڑھے تھا پس اسوجہ سے اور بھی پاسبانوں کو یا قوت
کا خیال ہوا غرض اصغر نوجوان اس دلجمعی تمام و اطمینان سے مجلس امین گیا جس طرح کوئی اپنے مکان میں
جاتا ہے اور اتفاق کی بات یہ تھی کہ اسوقت ملکہ حمراے گلرنگ بھی ایک کرسی زرنگار پر بیٹھی تھی اُسے
اصغر کو دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہے جسے پہلے کوہ ماراں پر دیکھا تھا نہایت تعجب ہے کہ اسقدر
پہرہ چوکی میں یہ یہاں کیونکر آیا آخر ملکہ نے اصغر سے اشارہ کیا کہ یہاں سے چلا جا ورنہ جان تیری صفت جاگتی
اس اثنا میں کنیزان محل آکر جمع ہو گئیں اور اصغر کو چار طرف سے گھیر لیا اور غل و شور مچایا اصغر نے جب
یہ ہنگامہ برپا دیکھا دل میں کہا خدا یا یہ عجب طرح کا معاملہ ہوا پھر خیال آیا کہ شاید یہ بھی سُرمہ زحل لگائے ہیں
بہر حال اپنی حرکت سے نہایت پشیمان ہوا اور کہا اگر میں جانتا کہ محل والوں کی نظر دن سے پوشیدہ نہوگا
تو میں محل میں نہ آتا اس عرصہ میں جبشیں اور تر کنیں اور خواجہ سرا جمع ہو گئے اور چاہا کہ اصغر کو گرفتار
کر لیں ملکہ حمراے گلرنگ دور سے تماشا دیکھ رہی تھی اور کہتی تھی کہ اس بیچارے کی مفت جان کئی اصغر

نے جب دیکھا کہ اب گرفتار ہوا چاہتا ہوں تو دو مثالہ کو کمر سے باندھ نیچے کو مع غلات ہلاتا شروع کیا تاکہ یہ مجمع پر اگن ہو جائے سب گرد و پیش سے دور ہو جاوین میں نکل جاؤں آخر سب نے پوچھا کہ اسی شخص تو کون بلا سے بے درون ہے کس طرح آیا اصفہر نے کہا اذل تم کہو کہ تم نے مجھے کس طرح دیکھا کہ میری آنکھوں میں سرمہ زحل لگا ہوا تھا اس گفتگو سے اصفہر سے تمام کینزین اور خواجہ سرا بحث کرنے لگے اور کہا بیشک یہ مجنون ہی کسی نے کہا دیوانوں کی وضع تو معلوم نہیں ہوتی ایک نے کہا اگر دیوانہ نہ ہوتا تو اپنے کو دیدہ و داشتہ ہلاکت میں کیوں ڈالتا اس شور و غل سے عادل شاہ بھی بیدار ہوا پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے خواجہ سرا نے اصفہر کی کیفیت بیان کی عادل شاہ سردار پر ہندوہان آیا ملکہ حمراے گلرنگ بادشاہ کو دیکھ کے دوسرے مکان میں چلی گئی اور اصفہر کے حال زار پر نہایت متاسف تھی جب عادل شاہ سحر کے میں پہونچا اور اصفہر کو دیکھا سمجھا یہ وہی طافی شاہ کا بیٹا ہی پس باواز بلند کہا یہ لوگ کیسے بے شرم بے حیا ہیں کہ اپنا خیال تو گجا اور کسی کے بھی تنگ و ناموس کا خیال نہیں ہو کوئی بدنام و رسوا ہو تو بلا سے جبکہ ہنسنے اس ناشدنی کی نسبت قبول کر لی پھر کیا اضطراب و بیقراری تھی بعد اسکے ان کینزون اور خواجہ سراؤں کو حکم دیا کہ ہٹ جاؤ اور اس روسیہ کو جانے دو لیکن خوف شاہزادہ معزالدین و اقبال شاہ اسے دم نہ مارا جب اصفہر مجلس سے باہر آیا پاسبان سدراہ ہوئے اصفہر پانچ چار کو قتل کر کے آپ صاف نکل گیا اور شاہزادے نے جو حال پر اصفہر کے ہر بانی فرمائی تھی اقبال شاہ سے بیان کی اقبال شاہ نے جب سنا ڈانٹ پر ہاتھ دے مارا اور کہا بڑا غضب ہوا جلد اصفہر کو بلاؤ اس اثنا میں ایک ملازم نے کہا اصفہر دو پہر کو بناؤ سنگار کر کے برائے سیر بازار گیا ہے اقبال شاہ سمجھ گیا کہ بلاشبہ و شک اصفہر محل میں پہونچا اور خدا جانے کس صیبت میں پڑا شاہزادے نے فرمایا ای برادر تم متردد نہو اصفہر آتا ہوگا اقبال شاہ نے کہا مجھے اُسکی جان ہی پیچنے میں شک ہے اور اگر زندہ بھی بچا تو نہیں معلوم کیا صورت بنے آوے شاہزادہ معزالدین نے کہا میں نہیں سمجھا کہ تم نے یہ کیا کہا اقبال شاہ نے کہا تم نے اس خیال سے اصفہر کو سرمہ دیا ہے کہ وہ کسی کو نظر نہ آوے مگر یہ خیال نہ کیا کہ سرمہ زحل خارج قسمت طلسم میں کام نہیں آتا بالکل بیکار شخص و بے اصل ہو جاتا ہے شاہزادے نے جب یہ جملہ سنا حال اُسکا دگرگوں ہو گیا بدحواس ہو کر ایک ملازم کو بتلائی اصفہر بھیجا اس اثنا میں اصفہر بھی بحال خراب لشکر میں آیا شاہزادے نے فرمایا مصرعہ رسیدہ بود بلا سے بخیر گذشتہ سیدہ شکر کیا اقبال شاہ نے کہا اے شہر یار تے اصفہر کو قتل کر ڈالنے میں قصور نہ کیا تھا مگر اُسکی زندگی تھی جو بچ گیا جب اصفہر شاہزادوں کی خدمت میں گیا اُسے شاہزادہ معزالدین سے کہا واہ پیر و مرشد خوب حضور نے سرمہ زحل عنایت فرمایا تھا کہ میری جان مفت گئی ہوتی برائے خدا ایسا کیا گناہ بندے سے

حضور میں ہوا تھا جسکی حضور نے ایسی سزا سے معقول دی کہ عمر بھر یاد رہی شاہزادہ نے فرمایا اسی بھائی
 بھڑا مجھے اسکی خبر نہ تھی کہ ہر عمر زحل خارج طلسم میں بیکار ہو جاؤ اور نہ میں ہرگز تھیں نہ دیتا خدا نے فضل کیا
 اقبال شاہ نے پوچھا اے اصفریہ تو بتاؤ کہ تم پر کیا گزری اصفریہ نے تمام سرگزشت اپنی بیان کی شاہزادے
 ہنستے ہنستے غش کر گئے دوسرے روز عادل شاہ آیا اور اُسے اصفریہ کی کمال شکایت کی کہ میں نے یہی
 خدمت عالی میں عرض کیا تھا کہ یہ شخص انسانیت سے خارج ہے اس کے قول و فعل کا اعتماد نہ کرنا چاہیے آپ نے دیکھا
 کہ اس ناشدنی نے کیا بیودہ حرکت کی واللہ میں حضور کے لحاظ سے چپ ہو رہا ورنہ ایسی بڑی طرح پیش آتا
 کہ یہ بھی یاد کرتا اقبال شاہ اور شاہزادہ معزالدین نے کہا اے عادل شاہ اصفریہ بے گناہ ہے قصور
 ہمارا ہی بعدہ خاصیت مرمہ زحل عادل شاہ سے بیان کی عادل شاہ خاموش ہو گیا قصہ کوتاہ ایک روز اقبال شاہ
 اور شاہزادہ معزالدین اور اصفریہ جو ان وغیرہ موجود تھے اور باہم صحبت گرم تھی کہ ایک سوداگر جو چھار
 کا آیا اور اُسے ہر قسم کا اسباب تجارت شاہزادہ کی خدمت میں پیش کیا اور شاہزادہ معزالدین ہر ملک کا
 حال اُس سوداگر سے پوچھ رہے تھے اور سوداگر ہر ایک ملک کی کیفیت بیان کر رہا تھا کہ اُس ذکر میں سوداگر
 نے یہ کہا کہ اے شہر یار نامدار کج کل غلام نے ایک لونڈی گیارہ برس کی بہت خوبصورت صاحب حسن و جمال
 مول لی ہے اور سو اسے حسن و جمال کے عقل و فراست میں بھی بے مثل ہے لیکن افسوس کہ مجھے اُسکو مطلق
 رغبت نہیں ہے ورنہ میں اُسکو مثل جان کے عزیز رکھتا اور ایک دم جدا نہ کرتا جس شخص سے میں نے خرید کی ہے
 وہ بھی یہی شکایت کرتا تھا شاہزادہ معزالدین نے فرمایا تم نے اُس عورت سے یہ بھی پوچھا تھا کہ آخر تیرا منشا
 کیا ہے سوداگر نے کہا پیر و مرشد دن رات مجھے ہر بار وہ ہی کہتی ہے کہ مجھے کسی بادشاہ کے ہاتھ بہ قیمت معقول
 بیچ ڈالو اسلئے میں آپکی خدمت میں لایا ہوں شاہزادہ معزالدین نے فرمایا اچھا ہم اُسے ایک نظر دیکھ لیں اگر ہماری
 پسند ہوگی تو لیلیٰ کے اور جو قیمت کہو گے دیدینگے خواجہ سلیم سوداگر اسی وقت لونڈی کو لے آیا شاہزادے نے
 جو اُسکو دیکھا تو وہ نظر میں کچھ شناسائی معلوم ہوئی مگر یہ خیال نہ آیا کہ کہاں دیکھا تھا شاہزادہ اسی حکم میں تھا کہ دفعہ
 وہ کنیز بولی اے شہر یار فلک مدار حضور ناحق اسقدر تشویش میں ہیں بندگان عالی کو یاد ہو گا کہ جس وقت حضور محل میں
 سعید لوح دار کے رونق افروز ہوئے تھے جو شہر کرسی کا بخشی تھا تو یہ لونڈی بھی حاضر ہوئی تھی اور آپ اس وقت
 قصر مرغ و قصر شمن کی سیر کو سعید سے فرماتے تھے شاہزادے نے اُسے آگے بلایا اور بشفقت فرمایا کہ تو اپنی
 کیفیت مفصل بیان کر اور نام تیرا کیا ہے اُس کنیز نے عرض کیا نام میرا ڈکا ہے اور میں ملکہ منطقہ زرین مکی کنیز
 ہوں پھر اپنی تمام داستان شاہزادہ کے روبرو بیان کی اور حقیقت ثریا مکان اور منطقہ زرین مکی کنیز کا عشق و
 مشغولی کا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا بعد ازاں کہا کہ ہم چاروں عورت و مرد نے جس وقت صحن مسجد کے

جو حض میں غوطہ مارا پھر ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہی کہ ہم کہاں اور دوسرا کہاں ہی خدا جانے وہ زندہ بھی ہیں یا اس
 دار فانی سے رحلت کر گئے اور شاید زندہ بھی ہیں تو ہمیں معلوم کہ کس بلا سے ناگہانی میں گرفتار ہو گئے مگر ایسی خبریں
 بھجھیرہ گزری کہ جو میں بیان کرتی ہوں کہ جب میں اپنے ہوش میں آئی دیکھا کہ میں دامنہ کوہ میں ہوں اور چند
 قزاق پہاڑ پر نظر آئے انہیں سے ایک قزاق مجھے دیکھ کے زیر کوہ آیا اور مجھے پہاڑ پر لگیا وہاں جو دیکھا
 تو دس قزاق تھے اُس میں دو بھائی حقیقی تھے کہ وہ سردار تھے باقی نوکر و چاکر وہ سب مجھے دیکھ کے عاشق
 ہو گئے اور ہر ایک میں مکالمہ سے نوبت مجادلہ کی آئی پہلے اصلاح کنندہ قتل ہوئے اور بعدہ چھ آدمی مع
 سردار مارے گئے صرف ایک حاکم دوسرا محکوم باقی بچے لیکن وہ سردار غم میں اپنے بھائی اور رفقاء کے
 ہمیشہ روتا تھا اور مجھے کہتا تھا کہ ایسا زمین تیری وجہ سے میرے رفیق و آشنا سب تلف ہوئے لیکن جب میں
 تجھ کو دیکھتا ہوں اُنکا غم و الم بھول جاتا ہوں مگر میں خدا کی درگاہ میں یہی دعا کرتی تھی کہ بارگاہ تو ہی میرے
 پروردہ ناموس کا نگہبان ہے اگر ایک روز میں نے کہا ایسا مرد میں تیری مفارقت میں رات و دن جلتی ہوں
 لیکن تیرے سردار کے خوف سے دم نہیں مار سکتی وہ چور بولا کہ جو تو مجھے اپنے عقد میں قبول کرے تو میں
 ابھی سردار کو ہلاک کرتا ہوں میں نے کہا اس کام کو جلد کر دیر مناسب نہیں اُس چور نے دوسرے روز
 اُس سردار کو زہر ہلا لیل دیدیا بعد اسکے مجھے پوچھا کہ اب تیرا کیا ارادہ ہے میں نے کہا کہ میرے کہنے پر
 عمل کرو ورنہ پشیمان ہو گا وہ چور بولا میں تیرا تابع فرمان ہوں جو حکم کر بجالاؤں میں نے کہا اب تو مجھے اپنے ہاتھ سے
 قتل کر یا اپنے ارادہ سے ہاتھ اٹھا وہ چور بولا اوبے مروت یہ کیا کہتی ہے میں نے کہا کہ میں سچ کہتی ہوں
 وہ مرد ایک لحظہ چپ ہو رہا بعد ازاں کہا کہ میں تجھے ناحق کیوں ہلاک کروں اور اپنی جان بھی عزیز ہو ورنہ خود
 ہلاک ہو جاتا اگر تیری مرضی ہو تو میں تجھے کسی سوداگر کے ہاتھ بقیہ معقول بیچ ڈالوں کہ ہم اور تم دونوں ہلاک
 بچیں اگر اس سوداگر کے ہاتھ پچاس ہزار دینار کو بیچ کیا میں نے سوداگر سے بھی یہی کہا کہ اگر خراج
 میں تمھارے پاس نہیں رہوں گی تم کو مناسب ہے کہ مجھے کسی شاہ و شہریار کے ہاتھ بیچ ڈالو ورنہ میں ہلاک ہو جاؤ گی
 خواجہ مرچند کہ مجھ پر مائل تھا لیکن بخوف اسکے کہ میں نے ہلاک ہونے کو کہا تھا مجھے خبر نہوا اور میری
 عرض اس گفتگو سے یہ تھی کہ میں کسی طرح دایہ صغوا نیہ یا منطقہ زرین کے پاس پہنچوں شاہ ہزارے نے
 فرمایا ایڈ کا حفیظ اور منطقہ بھی اسی شہر میں ہونگے ہم اُن کو ضرورت تلاش کرینگے کہیں نہ کہیں پتہ مل ہی جائیگا
 بعد اسکے شاہ ہزارے نے خواجہ سلیم سوداگر کو پچاس ہزار دینار قیمت دیکے دے کو اپنے پاس رکھا

اب راوی حال برید خان کا بیان کرتا ہے جو نامہ عادل شاہ بادشاہ کا

ملک ارمن جزیرہ نشین کے پاس لے گیا ہے

القصر بڑید خان نے نامہ عادل شاہ کا ملک ارمن کو پہنچایا ملک ارمن نے بی بی کو پہنچا دیا اُس نے اپنی دختر
 رُمانہ کو دکھایا رُمانہ نے نامہ دیکھتے ہی والدین سے کہا کہ جلد تر ساز و سامان سفر شمالیہ حصار کا تیار کرو
 میں خود عادل شاہ کے ملک میں جا کر اپنے سوال کا جواب لوں گی دیکھوں کہ احمر بن عادل شاہ نے کیا جواب
 تجویز کیا ہے ملک ارمن دوسرے روز مع زن و فرزند تھوڑے سے آدمی ہمراہ لے کشتی میں سوار ہو کر
 شمالیہ حصار کو روانہ ہوا بڑید خان نے قبل روانگی ملک ارمن کے عادل شاہ و اقبال شاہ اور شاہزادہ
 معز الدین اور احمر و اصغر تمام سردار جمع ہوئے اور ایک میدان صاف میں خیمے برپا ہوئے
 بعد چند روز کے ملک ارمن بھی پہنچا اقبال شاہ نے خلعت گران بہا ملک ارمن کو عنایت فرمایا اور وہیں پر
 جلسہ سوال و جواب بھی مقرر کیا گیا اور ایک طرف ایک خیمہ زمانہ بھی رُمانہ در و ندان کیواسطے
 برپا ہوا اسی میں سب عورت جمع ہو گئیں اور باہر پردہ کے عادل شاہ و شاہزادہ معز الدین اور اقبال شاہ اور
 ملک ارمن وغیرہ بادشاہ اور شاہزادے جمع ہوئے اور صحبت گرم ہوئی پردہ میں سے ایک خواہر
 نے نکل کر احمر نوجوان سے کہا ایوان ملکہ ہماری پس پردہ تشریف رکھتی ہیں اور جواب اپنے سوال کا طلب کرتی ہیں اگر
 نے بفضاحت تمام وہ عبارت سامنے سب حاضرین محفل کے بیان کی اور اہل محفل نے بھی بالاتفاق کسا
 واقعی اس سوال کا جواب یہی ہے ملکہ رُمانہ در و ندان نے بھی اپنے باپ سے کہا کہ میں نے اپنے سوال کا جواب
 حسب دلخواہ پایا اب تمکو میرے رسم کٹھنائی کا اختیار ہے جب چاہو ادا کرو مجھے قبول و منظور ہے احمر
 نوجوان نے جو شاہزادے کے حال عشق سے آگاہ تھا عرض کی کہ امی شہریار دولتدار میں اپنے مطالب دلی کو
 حضور کی بدولت پہنچا اب میں چاہتا ہوں کہ حضور کے عقد کے بعد میرا عقد ملک ظہورستان
 میں ہو تو بہتر ہے کہ تابع فرمان سبقت نہیں کر سکتا کہ یہ باعث گستاخی ہے شاہزادے نے فرمایا ہمیں بہر حال تیرا خوشی
 منظور ہے مگر بالفعل اصغر کا عقد ہونا مصلحت سے ہے اصغر نے کہا حضور احمر کا عقد ملک ظہورستان
 میں ہو گا پس میرے عقد کی کیا جلدی ہے اقبال شاہ نے ملک ارمن کو حکم دیا کہ مع قبائل ملک ظہورستان
 میں حاضر ہونا عادل شاہ بھی ہمراہ ہمارے جائینگے شاہزادہ معز الدین نے ذکا کنیز کو واسطے
 خدمت گذاری ملکہ حمراے گل رنگ کے مقرر کیا اور کہا کہ خبردار اسے کسی طرح کی تکلیف نہو بعد اسکے ملک ارمن
 سے فرمایا کہ بحر طوفان خیز کی علامت کیا ہے اور ہتھارے ملک سے دریا کتنی دور ہے ملک ارمن نے
 کہا کہ شہریار ہمارے شہر سے دو منزل تک دو یا میں کوئی خطرہ نہیں ہے مگر جب آگے وہاں سے کشتیاں جاتی ہیں
 تو ایک موج اور ہوائے تند ایسی آتی ہے کہ کشتیاں وہیں آجاتی ہیں جہاں سے روانہ ہوتی ہیں اگر کوئی کشتی

اور طرف بھی نکل گئی تو پھر چند قدم کے فاصلہ سے ایسا صدمہ طوفان کا پہونچتا ہے کہ وہ کشتی سلامت نہیں رہتی اقبال شاہ نے کہا کہ تم کشتیان جمع کرو ہم خود وہاں جا کر تماشا طوفان کا دیکھینگے القصہ شاہزادہ معز الدین و اقبال شاہ و عادل شاہ و احمر نوجوان و اصغر نوجوان و حمراے گل رنگ بنت عادل شاہ یہ تمام مرد و کشتیوں پر سوار ہو روانہ ہوئے اور چند روز میں ملک ارمن میں جا پہونچے ملک ارمن نے دو روز دعوت ملو کا نہ بچل تمام کی اور تحفہ اپنے ملک کا پیش کش کیا اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین ملک ارمن سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے دو روز بغایت تمام چلے گئے تیسرے روز دریا میں ایک سوجہ سر بفلک کشیدہ متلاطم ایسا پیدا ہوا کہ تمام کشتیان سرحد ملک ارمن میں پہونچ گئیں جب تین بار ایسا ہی وقوع میں آیا رات کو اقبال شاہ نے اپنے مرشد کو یاد کیا

اب روانہ ہونا شاہزادہ معز الدین و اقبال شاہ کا مثلثہ آبی کی طرف حسب الارشاد
جناب ہادی الہدایت بیان ہوتا ہے

رادی اخبار عجائب رقم و حاکم حکایات غرائب شیم اس داستان سحر بیان کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ وہ شب اقبال شاہ نے عبادت قاضی الحاجات میں گزاری اور صبح کو شاہزادہ معز الدین سے کہا امیر تاجدار ہفت اقلیم ہمت و مروت مثلثہ آبی ہماری تمھاری منزل مقصود کا سد راہ ہوا ہے اور صل اس کا مشکل کا تمھاری ہی ذات پر گناہ پر موقوف ہے جب تک تم متحمل شداید عظیمہ کے نہو گے وصل دلداریسہ آنا مشکل ہے اور میرے بھائی عاقل کا کام بھی معطل و ناتمام رہیگا لہذا لازم یہ ہے کہ کمر ہمت کو چست کرو اور تعلیم اس اپنے خادم قدیم کی عمل میں لاؤ کہ شیوہ مردان دین و آئین شاہان صاحب یقین یہی ہے شاہزادہ معز الدین نے جواب دیا امیر برادر بجان برابر بلکہ از جان بہتر و خوشتر یہ آپ کیا فرماتے ہیں جس کسی بندہ خدا کا کام میری کوشش و سعی سے نکلے ہرگز جھکو دروغ و افسوس نہیں بلکہ ہزار کام اپنے حرج کروں اور اسکا کام بجان و دل بجالاؤں اس واسطے کہ حاجت بر آری برادر ایمانی کی موجب خوشنودی خدا و رسول ہے

بہر کار مایع ہادی ایم	بہر چیز فرمان کنی رہنی ایم	گر بسعی من بر آید کار کس	کی کسم تقصیر ما دارم نفس
-----------------------	----------------------------	--------------------------	--------------------------

شاید اس سبب سے ایزد پاک میرے حال زار پر ہر بان ہو جائے اقبال شاہ نے آفرین کی اور کہا آگاہ ہو کہ مرشد نے میرے وقت شب یہ ہدایت کی ہے کہ بحر طوفان خیز در بند خرچنگ سے پیدا ہوتا ہے میں وقت شب تمھارے ہمراہ چلوں گا اور اپنے روبرو ٹکروں گا کہ وہ کدو لگا کر تم آج بین الصلوات میں اس اسم بزرگ کا موافق اعداد قمر اور سرطان کے کہ جو چھ نلوساٹھ ہیں ورد کرو اور بجو رات قمری بھی کرتے جاؤ اور لباس سبز

زیب بدن کرو اور عطر بدن و لباس میں ملو جب فارغ ہو اسکے ختم سے تو میں تمکو رخصت کر دوں گا عرض حسب ہدایت اقبال شاہ شاہزادہ
اور اداسم سے فارغ ہوا تو اقبال شاہ رات کو شاہزادہ معز الدین کو کنارہ دریلا لایا اور ایک کشتی خرید میں سوار ہوا
جب ماہ کامل سمت الراس میں پہونچا اقبال شاہ نے ایک روغن سبز کے تین چار قطرے دریامین ڈال دیے
بجز قطرے ڈالنے کے ایک جوش تلاطم پیدا ہوا اور بعد ایک گھڑی کے ایک کشتی چھوٹی دریاسے نکلی اُس میں
تین ملاح تھے ملاحون نے شاہزادہ معز الدین کو سوار کیا اقبال شاہ نے کہا ای شہریار آپ سوار ہوں
اور جہان یہ ملاح لیجا کین بلا تکلف چلے جائیے گا اور یہ جو میں نامہ سر بہر تمکو دیتا ہوں اپنے پاس رکھنا جب
کوئی قاصد تمہارے پاس آوے نامہ قاصد کو دیدینا اور جواب کے منتظر رہنا بعد دو گھڑی کے دو شاط جالاک
ایک اسپ نقرہ لے آئیگی تم اُس پر سوار ہونا وہ شاطر تمکو پیر سبز پوش کے پاس پہونچا دیگی تم اُس بزرگ کو
سلام کرنا وہ تم سے مطلب پوچھیکا تم کہنا کہ میں بتلاش لوح طلسم برج سلطان آیا ہوں آئندہ جو وہ بزرگ
فرمائے تم عمل میں لانا انقصہ شاہزادہ معز الدین موافق ہدایات اقبال شاہ کے نقرہ گھوڑے پر سوار ہو کر
پیر سبز پوش کے پاس گیا اور اُس بزرگ سے لوح طلسم سرطان مانگی پیر مرد نے پوچھا تم یہاں کیونکر آئے
شاہزادے نے کہا ہم کشتی پر آئے وہاں ایک قاصد کو نامہ دیا وہاں سے اس اسپ نقرہ پر سوار ہو کر
یہاں آئے اُس پیر مرد نے شاہزادے کے بیان پر ایک قہقہہ مارا شاہزادے کو اس خندہ بے محل پر
حیرت ہوئی پھر خدمتگارانے دسترخوان بچھایا اور طعام رنگارنگ چٹنا اور میوہ گوناگون شاہزادے کے
رو برو لگایا جب اکل و شرب سے فارغ ہوئے شاہزادے نے پھر وہی سوال کیا پیر مرد نے سوال کے
جواب میں کہا یہاں تم کس طریق سے آئے شاہزادے نے پھر وہی جواب دیا پیر مرد یہ سنکے اور زیادہ
بہنسا شاہزادے نے دل میں کہا کہ عجب مرد بیوہ سے پالا پڑا ہو خدا خیر کرے آخر تیسری مرتبہ شاہزادے
نے پھر لوح طلسم طلب کی پیر مرد نے پھر وہی سوال کیا شاہزادے نے تنگ ہو کر جواب دیا ای پیر مرد کہ تک
تم ہی پوچھے جاؤ گے پس تم یہ سمجھو کہ خدا نے یہاں تک پہونچایا پھر تو پیر مرد نے شاہزادے کو سینہ سے لگایا
اور فرمایا ای شہریار اب تم نے جواب معقول دیا اب تمہارا مطلب بھی برآئیگا یہ انگوٹھی میری لیکر اس غار میں
جاؤ شام کو قصبہ بزازان میں پہونچو گے اور وہاں بزازون کی لڑکی کا جشن عقد ہوگا تم بھی ایک گوشہ میں تماشا
دیکھنا جب عقد کا وقت آئے اور نکاح نامہ تحریر ہو عزیز واقارب دُھن کے واسطے مہر نکاح نامہ کے برابر محفل
کے سامنے لائیگی جب تمہاری نوبت آئے تم اُسے کہنا کہ میرے پاس مہر موجود نہیں ہے اہل مجلس کہیں گے کہ یہ انگوٹھی
زمر کی موجود تو ہے تم کہنا کہ اس انگوٹھی کا نقش کاغذ پر ہوگا جب وہ بحث زیادہ کریں کہنا کہ میں سے براہِ بخل
نہیں کہتا مہر حاضر ہے تم اپنے ہاتھ سے کاغذ پر کر لو میرا جھوٹ سچ معلوم ہو جائیگا جب اُسکے ہاتھ سے مہر نہ کھلیگی

قاضی باواز بلند کیگا ایٹا لٹاں اگر حاضرین محفل سے ایک کی بھی ہر اس نکاح نامہ پر ہونگی نکاح ناجائز ہوگا
 باپ عروس کا تمھاری نہایت خوشامد و منت کریگا اور کیگا ای جوان ذی شان اگرچہ تھان ناخواندہ بد پر خدا
 مشہور ہو لیکن تیرے تشریف لانے سے ہمارے کام میں خرابی واقع ہوئی تم کہنا کہ اگر کاغذ دریائی پر نکاح نامہ
 لکھا جائے تو میں نہر گردون اہل مجلس تمام قصبہ میں کاغذ دریائی ڈھونڈ چھینگے کاغذ دریائی نہ ملیگا پھر تمھارے
 پاس آئیگے اور کہینگے کہ کاغذ دریائی ہمارے قصبہ میں نہیں ہے اور کاغذ فروش کہتے ہیں کہ ہم نے آج تک نام بھی
 کاغذ دریائی کا نہیں سنا تم کہنا کہ سچ ہے لیکن تم کاغذ فروشوں کے قصبہ میں جا کر تلاش کرو کہ آبی کاغذ دریائی
 ہوتا ہے اس علامت سے ملیگا وہ سب وہاں جا کر تلاش کریگے وہاں بھی نہ پائیگے تم کہنا میں چلتا ہوں تم
 ساتھ میرے چلو میں تلاش کر دوں گا جب تم قصبہ میں کاغذیوں کے پہونچو گے چوک میں جانا وہاں ایک لڑکا
 سبزہ آغاز و سبز رنگ قرطاس نام دوکان پر بیٹھا ہوگا تم قرطاس سے کاغذ آبی طلب کرنا وہ ایک دستہ کاغذ
 تمھارے سامنے رکھ دیگا تم اس انگوٹھی کو ہر کاغذ پر آزمائش کرنا جو کاغذ کہ نقش انگشتری کا قبول کرے وہ کاغذ لیکر
 بحفاظت تمام اپنے پاس رکھنا اور اہل محفل کو اور کاغذ دیدینا وہ نکاح نامہ اس کاغذ پر لکھینگے پھر تم بھی اپنی
 ہر نکاح نامہ پر کر دینا یقین ہے کہ پھر ہر تمھاری یہ برکت اس کاغذ کے ہو جاوے گی اہل قریہ اس کے شکر یہ میں تمھاری
 دعوت کریگے اور کچھ تحفہ مثل سوغات کے بھی تمھاری نظر کریگے تم وہ جنس نہ لینا اور کہنا یہ میرے کام کی نہیں
 اگر کوئی چیز قدیم لاؤ تو میں اُس میں سے کچھ لیلوں وہ کہینگے قدیم و جدید ہم نہیں سمجھتے تم کہنا کہ تمھارے قصبہ میں ایک
 پیرزن بدرہ رہتی ہے اس کے پاس ایک جامہ دار پشٹین سے چلی آتی ہے کہ اس کے متن میں کچھ نام بزرگون کے
 لکھے ہیں تم اس پیرزن سے جس قیمت کو ہو لے دو پھر میں تمھاری نذر لیلوں جب وہ لوگ بدرہ سے قیمت
 جامہ دار پوچھینگے وہ کیگی قیمت اس جامہ دار کی یہ ہے کہ سہ دروازوں کا میری میٹھی سے اپنے فرزند کا عقد
 کر دے اور میں وہ جامہ دار ہمیں دونوں بزاز یہ امر بپاس خاطر تمھارے قبول کریں گے اور جامہ دار اس
 بدرہ سے لیکر نکو دیدینگے تم اسے قصبہ خیاطوں کا دریافت کرنا جب قصبہ میں خیاطوں کے پہونچنا وہاں
 ادریس نامے ایک درزی بھی رہتا ہے تم ادریس کو جامہ دار دیدینا اور کہنا کہ راتوں رات اس جامہ دار کا
 جامہ تیار کر دے ادریس کیگا کہ مزدوری کیا دو گے تم کہنا ایک درم سے ہزار درہم تک جو تم مانگو گے دینگے
 ادریس کیگا کہ اسکی مزدوری میں ایک مشکل سخت و دشوار میں ہم گرفتار ہیں وہ مشکل میری حل کر دو تم یہ
 جواب دینا کہ اگر تو میرے ساتھ چل تو میں تیری مشکل کو حل کر دوں ادریس تمھارے ہمراہ ہوگا اور اسی رات
 جامہ دار کا جامہ تیار کر دینگا تم ادریس کو مع جامہ میرے پاس لے آنا جسوقت اس جامہ کو زیب جسم کرو گے
 تب لیاقت لوح سرطان حاصل ہوگی غرض شاہزادہ زمرہ کی انگوٹھی پیر مرد سے لیکر رخصت ہوا پہلے

قصبہ میں بزازوں کے گیا اور بعدہ بدرہہ پیرزن کے قصبہ میں پہونچا اور اُس سے جامہ وار لیکر ادریس درزی کے پاس گیا ادریس نے جب وہ جامہ وار دیکھی شاہزادے کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ میں مدت مدید سے تمہارے قدم مہمنت لزوم کا امیدوار تھا فقط تمہارے واسطے میں نے یہ پیشہ خیاطی اختیار کیا الحمد للہ کہ آج وہ امر ظور میں آیا اب حضور ارشاد فرماوین کہ یہ تھان جامہ وار خاص حضرت آصف کے توشہ خانہ کا ہے اور جامہ وار آصفی اسکا نام ہے اسکی اجرت مجھے کیا دیجیے گا شاہزادے نے کہا جو تجھے منظور ہو ادریس نے کہا پیر و مرشد اجرت اسکی یہ ہے کہ میں ایک مصیبت سخت میں گرفتار ہوں حضور مجھے اُس سے نجات دلاوین شاہزادے نے کہا کہ وہ مشکل کیا ہے ادریس نے کہا آج حضور میری دعوت قبول فرماوین شب کو میں اپنا حال مفصل بیان کرونگا شاہزادے نے ادریس کو ایک جوان خوش جمال ایسا دیکھا کہ آثار نجابت و شرف اسکی پیشانی سے ظاہر تھے جب اہل و شرب سے فرصت پائی ادریس نے داستان اپنی شروع کی

بیان کرنا ادریس نوجوان کا قصہ اپنا خدمت میں شاہزادہ معزالدین والا گھر کے

میں ملک نیم روز کا وزیر زادہ ہوں ادریس نوجوان میرا نام ہے اکثر میں صید و شکار کو جایا کرتا تھا اتفاقاً ایک روز میں ایک کوہ کے دانہ میں پہونچا ملازموں نے میرے کہا کہ اسکا کوہ تماشا نام ہے میں نے پوچھا آخر کوہ تماشا کی کچھ وجہ تسمیہ بھی ہے انھوں نے کہا ہنسنے اکثر آدمیوں کی زبان سے سنا ہے کہ جو تماشا دیکھنے پہاڑ پر جاتا ہے خدا جانے وہ کہاں جاتا ہے کہ پھر نا اُسے نصیب نہیں ہوتا اسی سبب سے اسے کوہ تماشا کہتے ہیں اتفاقاً میرے رفیقوں کے دل میں خود بخود ایسا شوق پیدا ہوا کہ روز و شب سوائے اس خیال کے دوسرا کام نہیں تھا آخر ایک روز جو میں شکار کو گیا دانہ کوہ میں مقام کیا اور سب کی نظر سے پوشیدہ نصف شب کو تنہا جہاڑ پر چلا گیا وہاں بجز تاریکی یا پتھروں کے اور کچھ نظر نہ آیا دلمین میں نے کہا کہ افسوس اس قدر مصیبت اٹھا کر یہاں آیا اور یہاں کچھ نظر نہ آیا اس عرصہ میں ماہتاب نکلا اور دور سے اُس چاندنی میں ایک چار دیواری نظر آئی جب قریب چار دیواری کے پہونچا ایک باغ دیکھا اور اُس باغ سے آواز نغمہ و ساز کی ایسی خوش آئند و جان گداز آتی تھی کہ دل بچپن ہوا جاتا تھا مگر دروازہ باغ کا اندر سے بند تھا ناچار حالت یاس و ناامیدی میں دروازہ پر باغ کے بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت نے کچھ میوے کے چھلکے وغیرہ اندرون باغ سے پھینکے وہ میرے آگے زمین پر گرے میں نے کہا اے بندہ خدا ہزار افسوس اس تکلیف و محنت سے یہاں میں آیا کوئی تماشا بجز چھلکوں کے نظر نہ آیا بعد ایک لمحہ کے کسی نے ایک خان رسی میں بندھا ہوا دیوار پر سے لٹکا اور آواز آئی کہ اے مشتاق تماشا اس خان پر سوا ہے تو ہم باغ میں پہونچا دین میں بخوشی تمام اُس خان میں

بیٹھ گیا اُس عورت حبشیہ نے دیوار پر سے کھینچ کر مجھے باغ میں ہیونچا دیا اسی شہریار عالم شب مہتاب کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی زبان سے بہانہ نہیں ہو سکتا پس گویا بہشت کو پردہ دنیا پر دیکھا اور اُس میں ایک قصر عالیشان تھا اُسکے کوٹھے پر صد ہا نازنین و مہر جبین و پری پیکر خوشیدر و ماہ طلعت طرح طرح کی پوشاکین و زیور و جواہرات مرصع نگار پہنے اس شکل و شمائل سے جمع تھیں کہ اگر ہر ایک کو حوران بہشتی کہیے تو بجائی میں مکان میں گویا عالم پرستان کا تھا جب میں نے اُن نازنینوں کو بغور دیکھا تو اُن میں ایک شاہزادی روم اور ایک شاہزادی ایران کی تھی اور جس قدر کہ عربی و عجمی پوشاک میں فرق تھا اُس قدر حسن و جمال میں بھی ہر ایک کے تفاوت و فرق تھا شعر

ہجوم ماہر و یان اسقدر تھا | مجھے بھی دل کے پس جانیکا ڈر تھا

از انجملہ ایک نازنین زہرہ جبین ہندی لباس اس درجہ صاحب حسن و جمال دلکش و زاہد فریب تھی کہ بے اختیار اُسکی صورت و ناز و ادب پر میں بصورت پروانہ دیوانہ و عاشق بلکہ از خود رفتہ ہو گیا وہ تمام پریرا دین مجھے کہاں تعظیم و تکریم پیش آئیں اور بے تکلف ہر ایک نے مجھے پہلو میں اپنے بٹھا لیا خواصون نے جام یا قوت نگار و مینا کار و کلبو مع شیشہ ہائے شراب گلفام کی کشتیان حاضر کیں اور ارباب نشاط حاضر ہوئے ناچ و گانا شروع ہوا اُسوقت کا آج تک آنکھوں میں سمان سما یا ہوا ہے اور عشق دل پر اُس پری پیکر کا چھایا ہوا ہے بعد ازاں ہر ایک نازنین نے بادۂ گل رنگ کا جام اُس گل سے ہاتھوں میں لیکر آئیں دلبری و ادا ہائے شیرین دفعہ دفعہ سب نے ساتی گری کی اور تمام اہل محفل کو جام مژگاب و گزک و کباب سے سیراب کر دیا اور جب نوبت ساتی گری اُس صنم حور شمیم آفت جان شیخ و برہمن یعنی معشوقہ ہندی کی اُس انجن میں پہنچی میں اُسوقت کا اپنا حال عرض نہیں کر سکتا کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی بقول میر سوز

ظاہر میں گر چہ بیٹھا لوگون کے دریاں بہن | پر یہ خبر نہیں ہی میں کون ہوں کہاں بہن
نوبت ساتی گری جو آن بت بیدین رسید | ہیجو زلف او جہان را چشم من تار یکے یہ

میں نے ہاتھ سے اُسکے جام شراب لے لیا اور کچھ توقف کیا کہ ذرا قریب سے صورت زیبا اُس بت دلربا کی دیکھوں اور یہ رباعی پڑھی رباعی

ای نظر باگت ہم می دہم میخانہ | چشم مخور تو ہم ساتی و ہم میخانہ
ہم مسلمان ز تو حاجت طلبد ہم کافر | طاق ابرو سے تو ہم کعبہ و ہم بیتخانہ

اُس نازنینان باغ کو میری اس وحشت و طرز کلام سے میرا عاشق ہونا معلوم ہو گیا پھر تو میں ایسا نشہ میں مخمور ہو گیا کہ مطلق جواب باقی نہ رہا میں نے اُس سبز پوش کا نام پوچھا اُس نے کہا کہ نام میرا رانی چندرمان ہے اور زانہ اُم چندر کی

میں بیٹی ہوں روپ نگر اسکا راج ہر ملک سرانند پ کہ دریا سے شور سے قریب تر ہو وہ مکان ہمارا ہی اور
آپ تشریف لیجائیے انصاف کو کام فرمائیے دل کو سمجھائیے اور کسی کی امانت دیکھ کے پیر نہ پھیلائیے ذرا دل میں
غور فرما کر ان باتوں سے جو کہ بے سود ہیں باز آئیے بھلا ہم آپ سے کہتے ہیں کہ کہیں بھی قوم برہمن کا اہل اسلام سے
پہوند ہوا ہی میں نے جواب دیا کہ اے جان جہان شاعر

اکافر عشقم سلما نی مراد کار نیست | ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنا نیست

اُس نازنین ماہ جبین نے دوسرا جام حجاب سے لبریز بھرا اور کہاں عشوہ و ناز میرے سامنے لائی اور
یہ شعر پڑھا بیت

بنوش جامِ محو چہرہ ارغوانی کن | بہار آمدہ سامان شادمانی کن

میں نے وہ جام بھی بھد متناے دلی پیا اُن ماہروی ان جلسہ نے التفات طبع میرا اُس رانی سے زیادہ پاکے
خدمت سانی گری اُسکو دی مجھے اور اُس گلفام سے دورہ جام کا چلتا رہا تھوڑی دیر میں میں بدست ہو کر
بیہوش ہو گیا بعدہ جب ہوش آیا دیکھا نہ وہ باغ تھا نہ وہ ماہروی ان تھیں بلکہ ایک دشت بیابان بلاخیز میں
اپنے کو پایا کہ جہان تک نگاہ کام کرتی تھی بجز صحرا سے پر خار و بیابان کو ہزار اور کچھ نظر نہ آتا تھا میں اس حالت حیرت
میں سرگردان و حیران ہر چہا ر طرف پھر تار و پاز بیت

چو قیس و چو فراد دور از گروہ | گئے دشت بیو دم و گاہ کوہ
ز ملک و ز ملت ز خویش و تبار | نماندہ بخاطر مرغ غیب یار
ز ہر دیدہ صد جور و ان ساقم | بیابان بیابان ہی تا ختم
ہمین داکشم جستن یار و بس | بہر سوے بانالہ همچون جرس

آخر کار رات کو بہزار محنت و مشقت دامنہ میں ایک پہاڑ کے پہونچا اور بخیاں حفاظت جان اور خوف سے
جانورانِ موزیہ کے ایک غار میں چھپ رہا مگر یہ رباعی بر زبان تھی رباعی

اول تو مرا بعشق راضی کر دی | لطف و کرم و بندہ نوازی کر دی
من در دل تو وفاندیدم ہر گز | اے دوست ہما زمانہ سازی کر دی

الغرض صبح کو بحال خراب وہاں سے ایک سمت روانہ ہوا اور بعد دو روز کے رات کو ایک آبادی میں پہونچا
باہر شہر کے ایک تکیہ تھا اُس میں ایک مرد پیر بصورت فقیر و زاہد کو ایک سنگ مریم پر بیٹھا دیکھ کر میں نے سلام
کیا اُس نے بعد رد سلام میری کمال تعظیم کی اس عرصہ میں چند آدمی ہندو تکیہ میں آئے اور اُنھوں نے انواع اقسام
کی پوریان پوریان جسے ہندیان پکوان کہتے ہیں میری تواضع کیں وہ فقیر بیراگی تھا مگر اتفاقاً میری زبان سے
کچھ آشنا تھا میں نے اُس سے پوچھا کہ اس ملک کو کیا کہتے ہیں اور فرمانروا یہاں کا کون ہو فقیر نے کہا کہ یہ
ہندوستان ہے نام اسکا روپ نگر ہے اور حاکم یہاں کا راجہ اتم چندر ہے اور یہاں سب قوم برہمن رہتے ہیں

میں کمال خوش ہوا کہ نام میرے معشوق کے شہر کا بھی یہی ہے میں نے پوچھا کہ اس راجہ کا کوئی فرزند بھی ہے فقیر نے کہا کہ اس راجہ کا کوئی فرزند تو نہیں ہے لیکن ایک بیٹی رانی چندرمان ہے میں اور زیادہ خوش ہوا کہ ہزار شکر اس قادر حقیقی کا کہ جس نے مجھے بعد حیرانی دیار یار میں پہنچایا اب یقین ہے کہ کوئی صورت ملاقات اس ماہ سیکہ کی نکل آوے وہ رات مجھے اسی فکر میں گزری دن کو سیراگی نے کہا امی جو ان کل سوموار ہے وہ رانی چندرمان فلان کنوین پر پانی بھرنے گھڑا سونے کا لیکر آئیگی میں نے کہا کہ امی مرشد رانی کو پانی بھرنے سے کیا علاقہ سیراگی نے کہا بابا کل دوشنبہ ہے جسے ہندی میں سوموار کہتے ہیں اور سوموار فخر کو کہتے ہیں اور اس فرقہ ہنود میں سوموار کو پانی کنوین کا اس نیت سے گھر میں لاتے ہیں کہ شرع خانہ داری میں اس عبادت سے زیادہ کوئی عبادت نہیں ہے اس عمل سے کوئی برہان خالی نہیں ہے اس طرح ہفتہ میں ایک روز رانی چندرمان کنوین پر آتی ہے اور وہ کنوین اس تکیہ سے قریب ہے میں نے پوچھا کہ کسی سے پردہ تو نہیں ہے فقیر نے کہا کہ ایک نقاب باریک منہ پر البتہ رہتی ہے اور کنیزیں بھی آب کشی میں ہمراہ رہتی ہیں میں نے جب یہ حال فقیر سے سنا دل میں بہت خوش ہوا بقول کسی شاعر کے شعر

وعدہ وصل چون شود نزدیکیا آتش شوق تیز تر گردد

دل میں یہی خیال تھا کہ بے شہم رانی چندرمان سے ضرور ملاقات کریگی کہ شب کو نہایت محبت سے پیش آئی تھی غرض اس خیال میں تمام شب نیند نہ آئی جیسے ہی صبح ہوئی سب سے پہلے کنوین پر پہنچا تھوڑی دیر کے بعد وہ نازنین خورشید حین ایک گھڑا سونے کا سر پر رکھے عجیب ناز و انداز سے آئی اور صد ہا کنیزان دریں کمر ہمراہ تھیں لیکن اور سب کنیزوں کے سر پر گھڑے تقریبی تھے قطعہ

یون وہ رخ تھا نقاب میں روشن
ناک میں اسکی وہ ہلاقی نہیں
ماہ ہو جون صاحب میں روشن
شمع ہی ماہتاب میں روشن

پہچاناکہ یہ وہی آفت جان و بلا سے جہان ہے جسکی صحبت میں رات کو ہم تھے مگر جب میں آگے گیا کہ وہ بھی مجھے پہچانے اُس نے مطلق خیال نہ کیا دل میں میرے یہ خیال آیا کہ شاید اسکی نظر نہیں پڑی آخر کار میں نے ان حرکات سے اُسکے ایسا مضحکہ کیا کہ وہ سہیلیان اور رانی چندرمان مجھے مخاطب ہوئیں اور خوب بظرف غور مچھکودیکھا لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا پھر میں سمجھا کہ شاید اسوقت ازحام خلافت و ہجوم سے کنیزوں کے بوجہ شرم کے نہیں بولی کوئی آدمی تیرے پاس ضرور بھیگی غرض اسی انتظار میں چھ مہینے گزرے اور ہر مہینہ میر کو کنوین پر جانا اور جمال محبوب مرغوب سے دل شاد کرتا لیکن بد اتفاقی درج خلقتی سے نہایت حیران تھا اور کہتا تھا پیت

کیونکر کون کہ وصل کی تہ سیریم
اللہ کیا شکایت تقدیر کیجیے

اگر اسکی صورت ہی کو ایک مرتبہ ہفتہ میں دیکھ لینا غنیمت جانتا تھا اب قصائے کار و اتفاق روزگار اقرار کو یعنی شنبہ دو شنبہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور کرب میں گذری آخر صبح کو میں اسکی چاہ میں چاہ پر گیا اور زوال آفتاب تک وہاں رہا لیکن رانی چند زمان نہ آئی دوسرے دو شنبہ کو بھی نہ آئی آخر مجبور و لاچار وہاں سے تکیہ پر چلا آیا یہاں تک کہ دو تین شنبہ گذر گئے اور اس ماہ کی شکل نہ دکھلائی دی آخر تکیہ میں آیا اور کہا شعر

این راز کہ جویم دین غصہ بکہ گویم | حیرانم و در ماتم در قدرت ربانی

اب میرا یہ حال ہوا کہ کھانا پینا سونا بالکل چھوٹ گیا اور ہر روز تحلیل ہونا شروع ہوا بیت

نالہ را ہر چند میخوام کہ پنهان برشم | دل بہین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

آخر ایک روز یہ خبر مشہور ہوئی کہ کل رانی چند زمان پانی بھرے کنوین پر جا بیگی اور پھر جانا اسکا کنوین پر موقوف ہوگا میں نے پیراگی سے یہ خبر کہی اسنے کہا کہ کل دو شنبہ کو چند زمان اور بر سبت برج کرک میں جا بیگی یعنی فراق ہوگا کہ سرطان محل شریف یعنی سعد اکبر کا ہے اور روز دو شنبہ کو کب قر سے منسوب ہے جبکہ طالع میں چند زمان کے بھی قمر داخل ہے اسی سبب سے چند زمان رانی پانی کو جا بیگی مگر اور حال مجھے معلوم نہیں ہے شاید دوج بیاس کو معلوم ہوگا میں نے پوچھا دوج بیاس کون شخص ہے پیراگی نے کہا اس شہر کے اپرست یعنی تمام پنڈتوں کے مالک اسکو بیاس مانی کہتے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ زمان سابق میں ایک شخص بیاس نام پنڈت بڑا عالم مترجم وید کا گذرا ہے اور اس پنڈت نے بھی اپنے علم میں نہایت دستگاہ حاصل کی ہے لہذا راجہ نے اسے بیاس مانی خطاب دیا ہے میں یہ شے چپ ہو رہا جب صبح ہوئی تو میں اسی چاہ پر اسکی چاہ میں گیا دیکھا تو وہ ماہر و اسی ناز و انداز سے گھر پر اسے رکھے ہوئے اور زیادہ اس روز سے خلاف معمول یہ تھا کہ چند تھاں سٹھائی کے بھی ہمراہ اسے تھے کنوین پر آئی جب پانی بھر چکی تب وہ سٹھائی اپنے ہاتھ سے حسب مراتب ہر شخص کو تقسیم کرنے لگی میں نے دسین کہا کہ جب مجھے سٹھائی دینے لگے گی تو میں اپنا حال زار ضرور اسے رو برو کوں گا جب از دحام خلق کم ہوا اور میری نوبت آئی میں نے سٹھائی کیواسطے ہاتھ پھیلا یا اور آنکھ سے آنکھ لڑائی وہ آفت جان جہان و فتنہ آشوب دوران برہم کن گبر و مسلمان غارتگر دین و ایمان اس میری حرکت سے نہایت برہم ہوئی اور اپنی زبان سے کلمات سخت مجھے کہے اور تو میں سمجھا مگر مواد دیوانہ میری سمجھ میں آیا اور وہ خدایین کہ جو اسکی چیری یقین انھوں نے ہزار ہا گالیاں مجھے دین میں رانی چند زمان کی کج خلقی سے مایوس مطلق ہو گیا اور کہا کہ عقلا سچ کہا ہے مصرعہ اسب وزن و شمشیر و فادار کہ دیدار لیکن پھر اس روز سے اسکی صورت کبھی خواب میں بھی نہ دیکھی پھر میں نے دوج بیاس پنڈت سے رسم و راہ پیدائی اور اسکی صحبت سے میں زبان ہندی سے بھی آگاہ ہو گیا آخر ایک روز دوج بیاس پنڈت سے میں نے کہا کہ اے دقیقہ شناس وید برہمنان میں تم سے ایک سوال کیا چاہتا ہوں جو اب معقول دو لیکن ٹکونر کار کی دہائی کہ تم کوئی امر

پوشیدہ نہ رکھنا دوج بیاس پنڈت نے کہا وہ کیا سوال ہر مین نے کہا کہ رانی چندر رمان نے پانی کنوین کا بھرنا کہ یہ کارہی ہے کیون موقوف کیا دوج بیاس نے مجھے خوب غور سے دیکھ کر کہا کہ مجھے اس کے دریافت سے کیا فائدہ مین نے کہا کہ مجھے فقط اس نظر سے کہ ایک امر نیک کہ جسکو ہر کس و نا کس کرتا ہے بلکہ عبادت مین داخل ہے اسکو کوئی ترک نہیں کرتا ہاں کوئی ایسی ہی بات ہو کہ جسکا چارہ کار نہ ہو تو البتہ ترک کرنا مضائقہ نہیں ہے اور راجہ کو کہ وہ حاکم وقت ہے اسکو کسی کا خوف نہیں دوج بیاس پنڈت نے کہا کہ ای جوان ایک روز راجہ نے مجھے رانی چندر رمان کا زایچہ کرایا اور اس کے طالع سے حال آئندہ پوچھا مجھکو اڑ روئے نجوم معلوم ہوا کہ رانی چندر رمان کا عقد کسی مسلمان سے ہوگا مین نے وہی راجہ اتم چندر سے کہہ دیا راجہ اتم چندر نے اسی روز سے حکم دیا کہ یہ ناشدنی غارت کن دین و ایمان کج سے پانی بھرنے کو نہ جائے کہ نہ باہر جائیگی نہ فساد پیدا ہوگا بلکہ شب و روز معبد مین تقسیم کرے مین نے جب یہ جملہ سنا میرے حواس جاتے رہے حیران و پریشان اشتیاق مواصلت دلدار مین پھر کیا آخر ایک روز دلمین یہ آئی کہ حیف اس زیست پر چلو اس چاہ مین اپنی معشوقہ کے ڈوب مرین پس یہ دل پر ٹھان کے اس کنوین پر گیا اور چاہتا تھا کہ کنوین مین گرون اور یہ شعر کسی شاعر کا پڑھا تھا

چھوٹ جاؤں غم کے ہاتھوں سے جو کچھ دلمین	حیف ایسی زندگی پر ہم کہیں اور تم کہیں
<p>یچا یک ایک مرد بزرگ پوشاک سبز زیب جسم نقاب پوش نیزہ ہاتھ مین اسپ برق و شہ پر سوار سامنے سے نمودار ہوا اور آواز دی کہ باش او جو انخر دیہ کیا غضب کرتا ہے پس بجز دس آواز کے مین حیرت زدہ چپ ہو گیا اور دلمین کہا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اور یہ سوار نہیں معلوم مجھے کیا سلوک کریگا کہ وہ بزرگ اور میرے قریب تشریف لائے اور مجھے فرمایا تو نہیں جانتا کہ خود کشی مرگ حرام کو کہتے ہیں اور اس موت کا مرنے والا تاقیامت عذاب الہی مین گرفتار رہیگا اور حشر مین اپنے خون کا آپ ذمہ دار ہوگا تو ہر اسان نہو میرے ساتھ چل مین تیرے حصول مطالب کی ایسی ایک تدبیر بتا دوں کہ تیرا کشود کار ہو جاوے مین خاموش ایک عالم محویت مین اس بزرگ کے ہمراہ چلا راہ مین مجھے فرمایا کہ نام تیرا در لیں ہے تجھی کو فن خیاطی مین دخل ہے مین نے عرض کی ای حضرت مین سینا نہیں جانتا یہ شے کہ وہ بزرگ خوب ہنسا اور میری پشت پر دست شفقت رکھا اور فرمایا کہ پھر اب کسی طرح تم کار خیاطی ضرور سیکھو اور اس قصبہ مین دوکان رکھو کہ ایک روز ایک شاہزادہ والا جاہ جامہ وار آصفی تیرے پاس واسطے تیاری جامہ کے لائیگا تو اپنی سرگذشت تمام و کمال اس سے بیان کرنا یقین ہے کہ وہ شاہزادہ عالی تبار بعد پروردگار تیری اعانت کریگا بعد اسکے اس بزرگ نے ڈورادیا اور سوزن بھی اپنے پاس سے دی اور درزی کا کام مجھے خود تعلیم کیا اب مین اسکی برکت تعلیم سے اس فن مین کامل ہو گیا مین سترہ مین سے اس قصبہ مین</p>	

حضور کا مشتاق زیارت تھا الحمد للہ کہ آج یہ دیدے دیدار کے ندیدے دیدے سے حضور کی سیر ہوئے اور جامہ وار
 آصفی کی بھی زیارت میسر آئی شاہزادے نے فرمایا ای اور لیس تیرا قصہ بھی عجیب و غریب ہو کہ میں جسکو شنگ
 اپنی سرگزشت بھی بھول گیا مگر اب جلد یہ جامہ تیار کر لو کہ میں بھی تمہیں ایک مرد بزرگ سبز پوش کی خدمت میں
 بھجوانا اور لیس نے راتوں رات وہ جامہ تیار کیا اور صبح کو شاہزادے کے ساتھ اس مرد بزرگ سبز پوش کی خدمت
 میں روانہ ہوا اور راہ میں اس طرح اپنا قصہ بیان کرنے لگا کہ ای شاہزادے جب روپ نگر میں مجھکو اس بزرگ سے آپکی
 التفات ہوئی تو میں حیران تھا کلاب مکان کیسے پہنچو ننگا اتنے میں ایک شخص آپ ہی کی صورت کا سامنے آتا نظر آیا میں نے
 اسکو فرشتہ غیبی سمجھکر اس سے اپنا سب حال بیان کیا اس نے رحم کھا کر مجھے ایک اونٹ پر سوار کیا اور خود گھوڑے پر سوار
 ہوا ہم دونوں تھوڑی دور چلے گئے کہ سامنے کچھ آبادی معلوم ہوئی جب آبادی میں پہنچے اب جو میں نے
 ادھر خیال کیا تو اس شخص کو نہ پایا حیران ہوا کہ اب میں کیا کروں غرض کہ میں نے ہمارے شتر کی چھوڑ دی پس وہ
 شتر نے ہمارا چلا اور ایک مکان پر کہ وہ نہایت خوش قطع بنا ہوا تھا اور اُس میں کچھ بھلواری بھی تھی وہ اونٹ وہاں
 جا کر ٹھہر گیا میں اونٹ سے اترنے ہی کو تھا کہ اونٹ بے تکلف غار میں کودا اس مکان میں چلا گیا وہاں دیکھا کہ تخت کے
 چوکے پر ایک بزرگ باریش سفید نورانی شکل بیٹھا عبادت پروردگار میں مشغول ہو میں اُس کے سامنے جا کر نہایت
 ادب سے دست بستہ کھڑا ہوا بعد ایک ساعت کے اس بزرگ نے آنکھ کھول کر مجھے دیکھا میں نے سلام کیا
 اُس نے جواب سلام دیا اور مجھے پوچھا کہ ای اور لیس تو کس طرح سے یہاں آیا میں نے جس طرح سے آیا تھا بیان کیا
 وہ بزرگ خوب ہنسنا اور پھر مجھے پوچھا کہ ای اور لیس تو یہاں کس طرح آیا پھر میں نے وہی جواب دیا جو کہ پہلے
 کہا تھا پھر وہ بزرگ اور زیادہ ہنسنا جبکہ تیسری مرتبہ میں نے یہ کہا کہ خداوند قادر و توانا مجھے جس طرح لایا میں آیا
 تب اس بزرگ نے میری خاطر کی اور کہا کہ مریحاً بعد ازان مجھے پوچھا کہ آخر تمہارا یہاں آنے کا کیا باعث ہوا
 میں نے اپنی سرگزشت از اول تا آخر سب بیان کی بعد سننے اس حال کے مجھے دلاسا دیا اور کہا کہ خاطر جمع رکھ
 خداوند عالم بڑا کار ساز ہے تمہارا سب کام پورا کرے گا اور مجھکو اس طرف روانہ کیا اس اثنا میں دو شاطریے شاہزادے
 کے پاس آئے اور کہا کہ حضور گھوڑے پر سوار ہوں اور اونٹ پر اور لیس کو حکم سواری دیجیے شاہزادہ اور اور لیس
 غار کی راہ سے پیر سبز پوش کی خدمت میں پہنچے اُس وقت وہ پیر بزرگ کرسی زرنگار پر تشریف رکھتا تھا اور لیس نے
 دیکھتے ہی کہا ای شہر یار یہ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے مجھے حرام موت سے بچا کر فن خیاطی تعلیم فرمایا تھا شاہزادے
 نے فرمایا ہاں پھر شاہزادہ اور اور لیس نے سلام کیا اس بزرگ نے بعد جواب سلام اور لیس سے پوچھا کہ
 کس طرح ہمارے پاس آیا اور لیس نے بموجب تعلیم شاہزادہ کے کہا خدا نے مجھے یہاں پہنچایا پیر مرد نے
 کہا آخر فن تیرے تسلیم کنندہ پر پھر ایک کرسی شاہزادے کو دی اور اور لیس کو قالین پر بٹھایا بعد ایک گھڑی کے

ملا زمان صاف باطن ایک شیشہ میں شراب گلرنگ مع جام بلورین لائے شاہزادے اور ادریس نے شراب نوش فرمائی اور کھانا عمدہ و تحفہ تناول فرمایا جب تین روز اسی اُکل و شرب میں گزرے چوتھے روز شاہزادے نے درخواست مطلب کی اُس پیر روشن ضمیر نے ایک شیشہ روغن سبز کا شاہزادے کو دیا اور کہا یہ پہاڑ جو سامنے تھا رے ہوا سکے پیچھے ایک تالاب ہے تم لب تالاب اس اسم کو پڑھو جب اسم ختم ہو انگشت سبابہ سے پانی تالاب کا شگاف تہ کر کے یہ کلمہ کہنا کہ اے خضر بحق خداے بزرگ و برتر جسے بحر نیل کو شگاف تہ کیا اور حضرت کلیم اللہ علیہ السلام اپنے مطلب کو پہنچے اس عبد ذلیل کو بھی راہ دے پانی تالاب کا جوش کھاکر درمیان سے جدا ہو جائیگا اور ایک مکان مقفل نظر آئیگا تم وہ قفل کھول کر اندر جانا صحن مکان میں ایک درخت بلند تناور دیکھو گے اُس درخت کے نیچے اس اسم کو پڑھنا وہ درخت بھی نیچے سے شگاف تہ ہو جائیگا اور اُس کے اندر سے ایک مرد باریش و بہ لباس سفید باہر آئیگا اور گلے میں اُس کے ایک ہیکل بھی ہوگی تم اُس کو سلام کرنا دے گے مطلب پوچھیگا تم کہنا کہ مجھے لوح طلسم سرطان چاہیے وہ مرد ہیکل گے کی تم کو دیگا اور کہیگا کہ اس میں سے لوح لیلو ہیکل میں بہت لوحیں ہونگی تم ان میں سے لوح سمیں جو بظہر سبز لکھی ہو نکال لینا وہ مرد پھر اُسی درخت میں چلا جائیگا تم بھی وہاں سے چلے آنا بعد اُس کے وہی روغن سبز پانی میں ملا دینا جب شگاف پانی کا برابر ہو جائے تم مع لوح میرے پاس تشریف لانا پھر میں تمہیں منزل مقصود کو روانہ کر دوں گا الغرض شاہزادے نے حسب فہمائش و تعلیم پیر روشن ضمیر لوح سرطان حاصل کی اور خدمت میں اُس پیر بزرگ کے حاضر ہوا پیر بزرگ نے لوح کے ملنے کی مبارکباد دی جب صحبت گرم ہوئی شاہزادے نے فرمایا کہ اے حضرت میں نے سنا ہے کہ ہنگام عمل صاحب عمل کو ترک حیوانات کرنا چاہیے مگر یہ عجیب عمل خوانی ہے کہ جان شراب تک کی ممانعت نہیں ہے پیر بزرگ نے کہا اے شہر یار تھے جو شراب طلسم میں نوش فرمائی اور نوش فرماؤ گے وہ شراب حکم شراب کا نہیں رکھتی اسے دارو سے طلسم سے خطاب کرتے ہیں شاہزادے نے فرمایا اے جناب عالی میں ادریس کے قصہ میں ایسا متحیر ہوں کہ کچھ عرض نہیں کر سکتا کجا ملک نیمروز اور کمان ملک روپ نگر آبادی برہمنوں کی اور سوا اسکے وہ ہندو مذہب رانی چندرمان راجہ اتم چندر کی بیٹی اور سیر کوہ اور ادریس سے وہ گرجو شہی کی صحبت رات بھر رانی چندرمان سے رہی گراپنے ملک میں اُسے یہ بھی نہ جانا کہ ادریس کو کہیں بھی دیکھا تھا شناسائی کیسی حضور اس نعمت کو بھی ارشاد فرما دین تاکہ میری حیرت دفع ہو پیر سبز پوش نے فرمایا کہ اے فرزند یہ راز ہائے طلسمی ہیں میں تم کو اس نظر سے آگاہ کرتا ہوں کہ تم سیاح طلسم آسمان عجائبات ہوا گاہ ہو کہ کوہ قاف میں ایک پردہ ہے جسے پردہ شعبدہ کہتے ہیں اور اُس پردہ کا شہر شعبدہ نگار نام ہے اور شعبدہ نگار کی پریزا دین کمال شعبدہ باز ہیں آدم زاد کو اکثر حیران و پریشان کرتی ہیں یعنی ایک جا سے دوسری جا پہنچا دیتی ہیں

اب قصہ ادریس نوجوان کا سنو

کہ وہ پریزادان شعبہ باز ملک نیمروز میں کوہ تماشا پر کبھی بھی جمع ہو کر اقسام اقسام کی شکل سے باہم صحبتیں اور محفلین عیش و نشاط کی گرم کرتی ہیں تھارا اُس شب کو اُن پریزادوں نے صورت اپنی روم کے پادشاہ کی بیٹی کی اور پھر اُنکے شاہزادے کی اور پھر ہندوستان کی رانی کی بنائی جسرا ادریس کو چند رمان رانی کی طرف راغب دیکھا تب ادریس کو خواب میں اپنے کاندھے پر سوار کر کے ملک روپ نگر میں پہنچا دیا ادریس کے طالع کی بلندی کو دیکھو اور یاوری اقبال ایسا ہوا کہ اتفاق سے اُن پریزادان شعبہ باز میں سے ایک پری کا اوہر گذر ہوا اُسکو ادریس کے حال پر رحم آگیا آخر اُس نے ادریس کو اپنے وطن میں پہنچا دیا اب تم غور فرماؤ کہ اگر قدم مبارک تمہارا درمیان میں نہوتا تو اُس بندہ خدا ادریس کی جان مفت لگتی تھی شاہزادے نے کہا پیر و مرشد اب فرمائیے کہ میں کیا عمل میں لاؤں پیر بزرگ نے کہا پہلے اُس شہر یعنی روپ نگر میں جا کر ادریس بیچارہ کی غلطی کو شاہزادہ نے فرمایا یہ تو میرا بھی جی چاہتا ہے لیکن اگر حکم ہو تو لوح سے مشورہ لون پیر بزرگ نے کہا لوح مقدمات طلسم سے متعلق ہے اور شہر برہمنوں کا خارج طلسم ہے وہاں شمشیت ظاہری و خونی و لشکر درکار ہوگا اسوا سے کہ اول برہمن تھے جنگ پیش آئینگے اور مقابلہ کریں گے جب مغلوب ہونگے دین اسلام قبول کریں گے شاہزادے نے فرمایا کہ یہ کلمہ حضرت خوش طبعی سے فرماتے ہیں پیر مرد نے کہا ہم خوش طبعی نہیں کرتے شاہزادے نے فرمایا پھر میں تن تنہا وہاں کیا کروں گا خوش طبعی نہیں تو کیا تصور کیا جائے پیر بزرگ نے کہا خاطر جمع رکھو خدا مالک ہر کل صبح کو ادریس کو شہر اعرابی پر سوار کر دیا اور آپ اُسی گھوڑے پر سوار ہو یہ پیک بچے نکو دریائے محیط کے کنارہ پر پہنچا دیوینے وہاں ایک سوداگر خواجہ ماہیار تھا اُس کا لشکر ہمراہ لیے حسب بشارت ایک مرد غریب کا منتظر ہوگا کہ اسکا بدر جہان نامے فرزند طلسم سرطان میں غائب ہو گیا ہے لشکر میں جا کر خواجہ ماہیار سے ملاقات کرنا اور کہنا اے ماہیار اگر موافق میرے کہنے کے تو عمل میں لاویگا تو میں تیرے فرزند کو طلسم سرطان سے نجات دوں گا خواجہ ماہیار کو بھارے قول کا اعتقاد نہوگا تم لوح اُسے دکھا دینا جب خواجہ ماہیار کو بھارے قدم مبارک کی بشارت ہوگی اور بعد دیکھنے لوح کے بدل وہاں فرمانبرداری قبول کریگا اُس سے حسب قدر مال و زر ہم برہمنوں کے لیے درکار ہوگا قرض لیکر فوج کو نوکر رکھنا بعد ازاں روپ نگر پر لشکر کشی کرنا غرض دوسرے روز شاہزادہ ادریس نوجوان کو ساتھ لے روانہ ہوا وہ دونوں شاطر بچے بھی حسب الحکم پیر سبز پوش کے ہمراہ ہوئے دو ہفتہ کے بعد کنارہ پر پھر محیط کے پہنچے اور خواجہ ماہیار سوداگر سے ملاقات کی جب صحبت گرم ہوئی شاہزادے نے پوچھا تم کس خیال سے یہاں مقیم ہو خواجہ ماہیار نے کہا اے جوان دلاور میرا فرزند جو ان و رشید بدر جہان نامے سفر دریا میں میرے ہمراہ تھا جب ہم بندر خرنچنگ کے قریب پہنچے جو سرحد طلسم ہے

ایک موج تند اس زور و شور سے دریا میں پیدا ہوئی کہ کشتیوں کو ہماری تہ و بالا کر دیا نزدیک تھا کہ کشتیاں آپس میں ٹکرا کر ٹوٹ جائیں وہ غلام زادہ جدا کشتی میں سوار تھا اُس نے خوف طوفان بلاخیز کے لنگر ڈال دیا اور دعا و اسم پڑھے لیکن اُس تلاطم نے لنگر کو توڑ ڈالا اور وہ کشتی بدرجہا تکی کی پُڑے پُڑے ہو گئی قدرت خدا سے سب رفقائے بدرجہا جان زندہ بچے لیکن بدرجہا جان کا نشان نہ ملا میں غصہ مفارقت فرزند میں چاہتا تھا کہ غرق ہو جاؤں کہ ناگاہ ایک بزرگ سبز پوش غیب سے وہاں پیدا ہوئے اور مجھے اُس حرام مونس سے بچایا اور فرمایا ای خواجہ ماہیار کنارہ دریا کے تو مقیم رہ چند روز کے بعد ایک شاہزادہ عالیقدر یہاں تشریف لائے گا اور تیرے فرزند بدرجہا جان کو طلسم سلطان سے نجات دے گا میں اُس روز سے یہیں مقیم ہوں اور رات و دن اُسی شاہزادے کے انتظار میں گذرتا ہوں شاہزادے نے کہا میں ایک شرط سے تیرے فرزند کو نجات دوں گا کہ چند روز تو میرے پاس رہ اور میری اطاعت قبول کر خواجہ ماہیار بولا چند روز کیسا جنتک کہ زندہ رہوں گا تیرا بندہ ہوں لیکن مجھے کیونکر یقین ہوا کہ شاہزادہ مراد بخش آپ ہی ہیں شاہزادے نے لوح طلسم دکھا دی اور فرمایا کہ دیکھو یہی علامت ہے یا اور کچھ خواجہ ماہیار نے شاہزادے کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ اب غلام کو یقین کامل ہوا کہ مشکل میری آپ ہی سے حل ہوگی شاہزادے نے خواجہ ماہیار سے پوچھا کہ خزانہ و لشکر کس قدر تمہارے پاس ہے خواجہ ماہیار نے عرض کیا کہ ایک ہزار سوار جراد اور تین ہزار پیادے برق انداز و آتشبار میرے ہمراہ ہیں اور زر و خزانہ خدا سے یگانہ نے بشمار دیا ہے شاہزادے نے فرمایا ہم بقدر ضرورت کچھ زر نقد تم سے قرض لینے تاکہ فوج نوکر رکھیں اور ملک روپ نگر پر لشکر کشی کریں انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح پانے ملک روپ نگر کے زر قرضہ تمہارا ایک مشت ادا کر دیں گے بعد اسکے قصہ ادریس نوجوان کا خواجہ ماہیار سے بیان کیا ماہیار نے کہا کہ غلام کی جان و مال حضور پر سے تصدق ہے شاہزادے نے فرمایا الحمد للہ خزانہ کی طرف سے خاطر جمع ہوئی اس عرصہ میں اُن شاطر بچوں نے عرض کی یہاں تین فرسخ پر گاؤں بہت ہیں اور باشندے وہاں کے روزگار پیشہ ہیں اور اکثر روم و حلب و فرنگ میں ملازم ہیں اگر حضور وہاں تشریف لیجائیں اور نگہداشت فرمائیں تو بہت جلد لشکر کثیر تیار ہو جائے گا شاہزادہ بجز دسٹے اس خبر کے گاؤں میں تشریف لیگیا اور نگہداشت شرف کی عرصہ قلیل میں بیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے ملازم ہوئے شاہزادہ باین حشمت و جلال وہاں سے روانہ ہوا اور ملک روپ نگر کی طرف کوچ کیا جب راجہ اتم چندر کو اطلاع ہوئی کہ ایک لشکر جراد اہل اسلام کا مثل مور و طخ کے بقصد جنتک یہاں آتا ہے اُس نے بھی فراہمی لشکر کا حکم دیا شاہزادے نے خواجہ ماہیار سوداگر کو واسطے پیغام و سلام کے بصیغہ سفارت راجہ اتم چندر کے پاس بھیجا کہ ہم دو مقدموں کے واسطے تمہارے ملک میں آئے ہیں اول یہ کہ تمکو دین متین اسلام قبول کرنا ہوگا دوم رانی چندر مان اپنی دختر بلند اختر کا عقد ہمارے برادر عزیز القدر ادریس نوجوان سے حسب شریعت محمدی

کر دینا ہوگا راجہ اتم چندر نے مشورہ سے دوج بیاس کے جواب دیا کہ یہ دونوں شرطیں تمہاری کسی طرح منظور و قبول نہیں ہو سکتی ہیں آخر طرفین سے لشکر صف آرا ہوئے راجہ اتم چندر کی طرف سے بھیم سنگھ اور راجن سنگھ سپہ سالار لشکر باری باری میدان میں آئے اور ریس نوجوان نے بھیم سنگھ کو قتل کیا اور راجن شاہزادے کے ہاتھ میں زندہ گرفتار ہو گیا بعد قتل و گرفتاری اُن دونوں سرداروں کے جنگ مغلوبہ واقع ہوئی آخر لشکر اتم چندر کو شکست ہوئی اور فرار ہو کر داخل شہر ہو گیا اتم چندر نے دروازہ شہر کا بند کر لیا شاہزادے نے شہر کا محاصرہ کر لیا ابھی محاصرہ کی نوبت بھجونی نہ آئی تھی کہ پیغام صلح آیا راجہ اتم چندر نے کھلا بھیجا کہ ہماری جان کے ضائع کرنے سے کیا فائدہ تم سے حسب شریعت اپنی جزیہ لیکر چلے جاؤ اور اُن شرطوں سے دست بردار ہو شاہزادے نے فرمایا کہ زرو مال تمہارا تمکو مبارک رہے اگر تمکو صلح کرنا گوارا تھا تو پہلے ہی گوارا کیا ہوتا نوبت جنگ کی کیوں آئی اب ہم بدون اداسے شرائط کے ممکن نہیں کہ اس مقدمہ کو واکذار کریں اسی واسطے پہلے اول یہ سہولت کھلا بھیجا تھا اور جنگ میں اسیوجہ سے تامل کیا گیا تھا مصرعہ کر دنی خویش مثل ہست کہی آئینہ راجہ اتم چندر جواب شاہزادے سے خاموش رہا مگر شاہزادہ کو یہ خیال تھا کہ پیر بزرگ نے فرمایا ہے کہ راجہ اتم چندر کو سہولت مسلمان کرنا اب کیا کرنا چاہیے یہ تردد تھا کہ اُن مشاطہ بچوں نے عرض کی کہ حضور تردد نہ فرمائیں پیر و شنفیر نے بوقت رخصت ایک رقعہ سر مہر غلاموں کو دیا ہے اور کہا ہے کہ جب شاہزادے کو تردد دیکھنا یہ رقعہ دیدینا حضور ملاحظہ فرمائیں شاہزادہ معزال دین نے وہ رقعہ دیکھا اُس میں یہ مضمون تحریر تھا کہ جو وقت راجہ روپ نگر محصور ہو اور پیام عاجزانہ بھیجے تم کہنا کہ ہم تمکو بجز مسلمان نہیں کرتے اگر خود تمہاری کتاب دین و مذہب ہمارے پیغمبر رسالت کی گواہی دے اور ہم ہی تمہاری کتاب میں دکھلا دیں پھر اس وقت تو تمکو کچھ عذر نہ ہوگا اور اگر یہ مضمون تمہاری کتاب میں نہ ہو تو ہم پھر جائینگے اور کچھ تے تفرض نہ کرینگے لہذا تم ایک مجلس سوال و جواب کی مقرر کرو علما و فضلاء جمع ہوں اور دربار عام کا حکم دو اُن سب کے سامنے کتاب لنگے اور مقابلہ ہو قایلی و معقولی کیا گئے پھر جو معقول ہو وہ اداسے شرط کرے جب وہ مجلس مقرر ہوگی اور برہمن کتب و پوٹھیاں متعدد لائینگے اُن کتابوں میں ایک کتاب اٹھروں میں ہے اُس کتاب میں ہینوین اولاد تیسرے اور پانچویں ورق میں بزبان شاستریہ عبارت لکھی ہوگی کہ پانچ سو برس بعد بکرماجیت کے زمین عرب میں ایک شخص محمد نام پیدا ہونگے اور دعویٰ نبوت کریں گے اور اُن سے ہجرات ظہور میں آئیں گے از انجملہ ایک معجزہ شق القمر بھی ہے یعنی چاند کا دو ٹکڑے کرنا جس سے عبارت ہو پس جو سعادتمند دین و مذہب اُس برگزیدہ داور کا قبول کریگا اور اُسکے قول و فعل کو صادق سمجھگا وہی ایماندار ہوگا دوج بیاس بعد دیکھنے اس عبارت کے تے سوال کریگا کہ معجزہ شق القمر کس صورت سے ہوا تھا اس وقت تم معجزہ نبوی

فضاحت و بلاغت سے بدلیل و برہان اُنکے روبرو بیان کرنا اکثر کا اُسی روز عقیدہ برگشتہ ہو جائیگا لیکن دوج بیاسی
اور اتم چندر خاموش ہو رہینگے جواب نہ دینگے تم اُنٹے کہنا کہ ایسی دلیوں پر بھی تمکو ایک نفع کا شک باقی ہو
خیر تم سب شب جمعہ کو بصدق دل یہ نیت کرو اور سو رہو کہ ہم رسالت مآب کے اُس حال میں مقرر ہو گئے کہ جب عالم خواب
میں معجزہ شق القمر کا دیکھیں بفضلہ خواب میں شب کو وہ معجزہ دیکھ لینگے پھر کوئی عذر و حیلہ اُنکو باقی نہ رہیگا تم بعد
ظہر ہونے اس مقدمہ کے ادریس کا عقد اُس گل ریحان چمن حسن و خوبی یعنی رانی چندر مان سے کر دینا
شاہزادہ اُس ہدایت اور تحریر دلیہذیر رقم سے نہایت خوش ہوا بعد ازاں ایک پیک بچے کے ہاتھ کہ نام اُسکا
سہام سقا طر تھا راجہ اتم چندر اور دوج بیاسی کو پیام بھیجا دوج بیاسی نے سوال اول میں تا دیر
سکوت کیا آخر تمام مراتب تحریر قبول کیے اور راجہ اتم چندر نے بمشورہ دوج بیاسی کے باہر شہر کے
اُسی کنوین پر جہان رانی چندر مان پانی کی واسطے جاتی تھی ایک میدان وسیع میں خیمہ برپا کر آیا اور دوشنبہ کو
تقریب محفل قرار دی اور تمام مرد و زن وہاں جمع ہوئے راجہ اتم چندر نے چار طرف قنات و سراپچہ کھجوا دیے
تاکہ مستورات بھی پردہ سے یہ روایت شنیں اور باقی تمام رئیسان شہر و ملازمان سرکاری جمع ہوئے اس عرصہ میں
شاہزادہ عالی وقار اور ادریس نامدار اور خواجہ ماہیار ملک التجار محفل میں تشریف لائے راجہ اتم چندر
اور دوج بیاسی نے شاہزادے کو مسند زرنگار پر کمال عزت و تکریم سے بٹھایا جب محفل خوب گرم ہوئی
پہلے دوج بیاسی نے کھڑے ہو کر بعد اختتام مدح باوازل بلند کہا اے قوم برہمنان آگاہ ہو یہ شاہزادہ فرما تا کہ
کہ میں کسی انسان پر جبر و تعدی نہیں کرتا اگر ہمارے پیغمبر کی رسالت کی خبر تمہارے کتب شریعت میں بھی درج ہو
تو تم دین و اسلام قبول کرو ورنہ خیر ملتوی رکھو آیا تمہاری اس مقدمہ میں کیا ارادے ہی تمام غلا یق نے بالاتفاق
جواب دیا کہ ہم بہر حال اپنے پیشوا کے محکوم حکم ہیں جو ارادے تمہاری دوج بیاسی یہ کلمہ باوازل بلند کیا خاموش
ہوا قضا را اُس روز جمع غلا یق میں پردہ زبور سے رانی چندر مان نے اُس نوجوان کو دیکھا کہ یہ وہی جوان
دیوانہ ہو جو ہر دوشنبہ کو کنوین پر آیا کرتا تھا اور عجیب و غریب حرکتیں کرتا تھا آج شاہزادے کے پہلو میں کس شان و
شوکت سے بیٹھا ہے مجھے اب معلوم ہوا کہ یہ غریب میرے ہی عشق میں دو سال تک یہاں پڑا رہا اور کوئی دقیقہ میرے لئے
کے لیے اٹھانے کا الغرض دوج بیاسی نے اپنے طول کلام سے فرصت پا کے شاہزادے سے کہا کہ اے شہر یار دو لہزار ہماری
کتاب موجود ہے اب حضور ہکو وہ عبارت دکھلا دین شاہزادے نے اٹھو وں بید کتاب سے بیس جزد اور
تین ورق کے بعد وہ عبارت کہ جو نامہ میں پیر سبز پوش کے لکھی تھی دوج بیاسی کو دکھائی دوج بیاسی نے
جو دیکھا اور عبارت پڑھی رنگ چہرے کا فور ہو گیا حواس جاتے رہے تمام بدن میں رعشہ ہو گیا اور کہا تمہارا
پیغمبر نے کس زمانہ میں معجزہ شق القمر کیا تھا اگر یہ امر واقعی ہوتا تو مندرج کتب تواریخ ہر دور ہوتا شاہزادے نے

فرمایا ای دو ج بیاس تمہارے بزرگ علمائے ضرور لکھا ہو گا لیکن متاخرین نے کہ اُنکو بغض و عناد زیادہ تھا لہذا اس امر کو پوشیدہ رکھا دو ج بیاس نے کہا کہ اچھا آپ بمقتضیٰ ارشاد فرما دیں کہ اس معجزہ کی کیا صورت واقع ہوئی شاہزادے نے فرمایا ای دو ج بیاس چند مشرکین عرب نے مشورہ کیا کہ ایسا سوال کرنا چاہیے کہ جسین یہ پیغمبر عاجز ہو اور ہم بطلان رسالت کریں آخر یہ اسے قرار پائی کہ چاند کے دو ٹکڑے کر کے کو کہیں کہ یہ امر نہایت دشوار ہے کبھی نہ ہو گا اس بات کو قرار دیکر خدمت میں رسالت پناہ کی آئے اور کہا کہ ہم جب آپ کی رسالت کو برحق جانیں گے کہ آپ چاند کے دو حصہ کر دیں پس اُس سردار کائنات نے با جازت جبریل علیہ السلام قبول فرمایا اور جسوقت کہ وسط آسمان پر مانتاب پہنچا حضرت نے با اشارہ انگشت سبابہ چاند کی طرف اشارہ فرمایا پس بجزد اشارہ فرمانے کے نصف چاند آسمان پر قائم رہا اور نصف کوہ بوقیس میں کہ جو پشت پر مکہ معظمہ کے واقع ہے پوشیدہ ہو گیا اُسوقت حاضرین کی زبان پر یہ رباعی جاری ہوئی رباعی

شاہا بھمان در نبوت بستی | وز معجزہ جان دشمنان رختی | شاہا مہ دو ہفتہ کردی دویم | مردانہ مصاف بدر را شکستی

اس بیان سے شاہزادے کے رانی چندرمان اور چندا شاہس کچھ ملام ہوئے لیکن راجہ اتم چندر دو ج بیاس خاموش ہو رہے شاہزادے نے فرمایا ای دو ج بیاس ہم سمجھے کہ تمکو یقین کامل نہیں ہوا اور تمہاری تشفی خاطر قرار واقعی نہیں ہوئی لہذا ہم کہتے ہیں کہ آج شب دو شنبہ کو تم بصدق دل یہ نیت کرو کہ یا ائی اگر یہ امر سچ اور حق ہے تو ہلکے آجکی شب ہماری آنکھ سے دکھا دے اور اگر تم نے نہ دیکھا تو ہلکے کچھ دعویٰ نہیں اور جو تم نے اپنی آنکھ سے دیکھا تو پھر تم مسلمان ہو اور اس دین باطل کو چھوڑو اس شرط پر سب بخوشی راضی ہوئے اور شہر میں اپنے اپنے گھر چلے گئے اور یہ کہا کہ لعنت خدا اُس پر کہ جو آنکھ سے یہ معجزہ دیکھے اور یقین نہ لائے القصہ شب کو جس بشر نے کہ صدق دل سے نیت کی صاف معجزہ شوق القہر دیکھا اور صبح کو راجہ اتم چندر دو ج بیاس سے اپنی قوم کے بصدق دل مسلمان ہوئے شاہزادے نے راجہ کو قہر دین کے خطاب سے مخطوب کیا اور دو ج بیاس کو عالم الہدی خطاب دیا اور رانی چندرمان کو ملکہ ماہ لقار وشن رخسار خطاب دیا راجہ اتم چندر نے دعوت شاہزادے کی نہایت تکلف سے کی شاہزادے نے حال گذشتہ ادریس نوجوان کا راجہ اتم چندر سے بیان کیا حاضرین محبت کو نہایت تعجب ہوئے راجہ اتم چندر نے نہایت آرائش و احتشام شاہانہ سے ملکہ ماہ لقار وشن رخسار یعنی رانی چندرمان کا عقد ادریس نوجوان کے ساتھ کر دیا اور عاشق و معشوق دونوں شربت وصل سے سیراب ہوئے جب شاہزادے نے ان امور سے فراغت پائی مع رانی چندرمان اور ادریس نوجوان کے طلسم برج سرطان کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طر مراخل لشکر نظر پیکر پیر خواجہ ماہ سیر سوداگر کے داخل طلسم برج سرطان ہوئے

اور موافق حکم پیر روشن ضمیر کے ادریس نوجوان اور رانی چندرمان کو شاطر بچوں کے ہمراہ روانہ خدمت کیا اور ایک ایک ماہ کا سپاہ نو ملازم کو انعام دے کر رخصت کیا اور شپ جمعہ کی اول ساعت سے دعوت و سیم برج سرطان شروع کی چودھویں شہر جمادی الاول کو جب سات گھنٹے رات آئی صدا ہاے خوش کان ہین آئین شاہزادے نے دیکھا کہ روشنی مثل روشنی ماہتاب کے سامنے سے چلی آتی ہے ہر چند کہ روشنی بہت دور تھی لیکن پر تو اسکا شاہزادے کے پاس تھا شاہزادے نے اس روشنی میں لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح میں یہ مضمون تھا کہ اے شہر یار وقت اسم خوانی ایک کشتی نیرہ نام مثل ماہتاب کے روشنی آئیگی جب چالیس گز کے فاصلہ پر رہے تم سر مہر زحل آنکھوں میں لگا کر زنگ شاطرون کا پاؤں میں باندھ کر ایک ایسی جست کرنا کہ کشتی میں جا پونچو وہاں ایک مرد سبزہ آغاز کر سی مروارید نگار پر بیٹھا ہوگا تم پس پشت اس کے کھڑے رہنا وہ کشتی طرقتہ العین میں حد خرچنگ سے گزر جائیگی پھر لوح دیکھنا جیسی ہدایت ہو عمل میں لانا شاہزادے نے فرمایا اور سب ہو سکتا ہے مگر زنگ شاطر کمان سے آئیگا ناگاہ پس پشت سے آواز آئی کہ اے شہر یار یہ غلام مع زنگ حاضر ہے شاہزادے نے شاطر بچے سے زنگ لیا اور پوچھا کہ اے سہام تجھے کس طرح سے معلوم ہوا کہ زنگ کی ہلکو ضرورت ہے سہام نے کہا کہ پیر و مرشد سے پیر سبز پوش نے پہلے ہی کہہ دیا تھا ہم بڑی دیر سے یہاں حاضر ہیں شاہزادے نے سہام سے وہ زنگ لیکر پیر سبز پوش کو بدعائے خیر یاد کیا سہام نے کہا غلام رخصت ہوتا ہے کہ میرا کام تمام ہوا شاہزادے نے کہا میرا سلام پیر روشن ضمیر کی خدمت میں عرض کر دینا سہام اُدھر روانہ ہوا یہاں بعد روشنی معلوم ہونے کے کشتی موجود ہوئی شاہزادہ نے بتجھیں تمام سر مہر زحل آنکھوں میں لگا یاد دیکھا کہ صدا ہا ہا ہر دیان با ساز ہاے ہندی اس کشتی میں موجود ہیں اور اس خوش آوازی سے صدائے ساز آئی کہ شاہزادہ نہایت محظوظ ہوا اور اس کشتی کا وہ عالم تھا جیسے ماہ چار دہ زمین پر آتر آیا ہے اور چند جوان نوخیز آپس میں خوش فعلیان کرتے ہیں اور درمیان کشتی کے ایک کرسی بلوری بھی ہے اس کرسی پر ایک جوان خوش جمال حسین و خوبصورت مرغولہ موثرم اندام بلہاس ہندی بغرور تمام عجب تجمل و شان سے بیٹھا ہے اور ایک شرمناک قدیل یا قمقمہ گلے میں ہے کہ اسکی روشنی تمام دریا کو روشن و منور کر رہی ہے شاہزادے نے فرمایا کیا اسکی قدرت ہے کہ ہر جا ہر ایک طرح کا تماشا بنیاد کھلائی دیتا ہے جب چالیس گز کا فاصلہ رہا پس اسچاک کر شاہزادہ کشتی میں آیا اور سچھے اس کرسی نشین کے کھڑا ہوا اس طفل کرسی نشین نے جس جا شاہزادہ مشغول اسم خوانی تھا ایک تیر اس زور سے مارا کہ سارا تیر زمین میں غرق ہو گیا لیکن وہ کشتی جس طرح تیر جاتا ہے ٹکل گئی اور وہاں پہنچی کہ جہان سے طوفان اٹھتا تھا شاہزادے نے ایک جانور بلند قد ایسا دیکھا کہ تمام پاؤں اور ہاتھ اس کے گردا گرد تھے جب بغور دیکھا تو خرچنگ نہایت قوی الجبہ نظر آیا کہ جس وقت وہ دم کھینچتا تھا

آدھا پانی دریا کا کچھ آتا تھا اور جب چھوڑتا تھا دریا جوش مارتا تھا دریا میں جنر و مد کی کیفیت اُس کے نفس کے
آمد و شد سے پیدا ہوتی تھی ایک اُس شہر جنگ نے کچھ مثل ایک غار کے کھولا وہ کشتی اُس کے منہ میں چلی گئی شاہزادہ
نے بسبب خوف کے آنکھیں بند کر لیں اور دلیں کہا کہ اب دابتہ البحر کے لقمہ ہوئے نوشتہ تقدیر پو نہیں تھا
غرض عرصہ تک ایسی تاریکی رہی جب تاریکی دفع ہوئی شاہزادے کی آنکھ کھلی دریا میں ایک قلعہ
سربلند کشیدہ آبگینہ کا نظر آیا اور نگہ اُس کے آسمان چارم سے ہمسری کرتے تھے اہل کشتی قلعہ کی طرف مت
مع شاہزادہ روانہ ہوئے جب دروازے پر قلعہ کے پونچے شاہزادے کو خیال آیا کہ لوح کو دیکھ کر
قلعہ میں جانا چاہیے آخر لوح کو دیکھا تو یہ ظاہر ہوا کہ جب اسیار طلسم برج سلطان قلعہ آبگینہ پر پہنچو
جو خاص طلسم سلطان ہر تونہ ہمارا اہل کشتی کے ساتھ قلعہ میں نہ جانا چند قدم کے بعد واسطے ہاتھ قلعہ کے
ایک درخت عظیم الشان ہے اُس میں بجائے مڑ صدا گیند نقری آویزان ہونگے لوح طلسم اُس درخت کو دکھانا
اور کہنا کہ اسی شجرہ طریق ایک لڑکا اپنا مجھے دے کہ سیر طلسم میں میرے ساتھ رہے ایک گیند چاندی کا تھا کہ
دامن میں آجائیگا تم اُس گیند کو جیب میں رکھ کر قلعہ میں جانا اور جو کوئی راہ میں ملے اُس سے قرآن بن طریق
کا مکان دریافت کرنا جب قرآن کے مکان پر پہنچو اور ملاقات ہو کہنا اسی قرآن تیرے باپ نے طلسم
تجھے میرا مددگار کیا ہے قرآن کہیگا کہ یہ بات کس سند سے آپ فرماتے ہیں تم وہ گیند نقری قرآن کو دکھاؤ
پس قرآن اُس گیند کو دیکھ کر تمہارے ساتھ ہوگا اور پوچھیکا آپ کا کیا کام ہے کہنا کہ مہر اول مثلثہ آبی کی اپنے
فرمان پر چاہتا ہوں بعد ازاں قرآن جو کہ وہ عمل میں لانا اور لوح کو دیکھنا قصہ کو تاہ شاہزادے نے
قرآن سے بعد تلاش ملاقات کی قرآن نے پوچھا حضور کس مطلب سے تشریف لائے ہیں شاہزادے نے
فرمایا میں فرمان پر مہر ارباب اول مثلثہ آبی چاہتا ہوں بعد اُس کے مرطوب شاہ بادشاہ غریبہ حصار
کو پاس ملک ظہورستان کے لیجاؤنگا قرآن نے کہا لکھنے والا فرمان کا تو غلام ہی ہو لیکن کاغذ آبی چاہیے ہے
بجھو دیکھنے کے کاغذ آبی شاہزادے نے دیدیا قرآن نے کہا حضور آج نان خشک یہیں تناول فرما میں کل
حضور سے ملاقات بادشاہ کی بھی کرادونگا اور اُنھیں کی اجازت سے مہر بھی کرادونگا شاہزادے نے فرمایا
اسی قرآن وہ درخت کیا شہر ہے اور جو اُس میں گیند نقری ہیں وہ کیا چیز ہیں قرآن نے کہا آپکو میوہ خوری سے
کام ہے درخت شہر سے کیا کام ہے غرض رات کو قرآن نے شاہزادہ کی دعوت کی شاہزادے نے
قرآن کو نہایت تیز طبع و ظریف پایا صبح کو قرآن ایک گھوڑا شاہزادے کے واسطے مع شاطران بے شمار
بہرہ رکاب لایا شاہزادے نے اہل شہر کو بلباس سفید و سبز دیکھا لیکن نہایت تیز قدم و زود رو شاہزادے
کو سیر و تماشا شہر دکھاتا ہوا دربار بادشاہی میں لایا وہاں کرسی نفوذ و طلائی جا بجا بھی تھیں اور ایک تخت

فیروزہ رنگ جو ہر نگار بچھا تھا اسپر ایک مرد سفید ریش بلباس مردارید با شوکت شاہانہ بیٹھا ہوا تھا قمران
 بولا ای شہریار آپ یہیں تو قف فرمائیے میں حاضر ہوتا ہوں قمران نے کان میں بادشاہ کے کچھ کہا بادشاہ
 نے فرمایا بہتر ہے قمران شاہزادے کو وہاں سے ایک گوشہ میں لے گیا اور کاغذ آبی پر فرمان لکھ کے
 شاہزادے کو دیا اور کہا کہ بس میرا کام ختم ہوا اب حضور لوح سے مشورہ لین لوح میں یہ مضمون دیکھا کہ
 ایک چشمہ عین السرطان ہے قمران سے کہو وہ تھیں اس چشمہ تک پہنچا دے شاہزادے نے قمران سے
 فرمایا کہ امی برادر مجھے چشمہ عین السرطان تک پہنچا دے قمران نے شاہزادے کو کنارہ چشمہ عین السرطان
 کے پہنچا دیا دیکھا کہ جوش و خروش خرچنگان سے پانی چشمہ کا ستلاطم ہی پانی زیادتی جاؤروں سے چھپا ہوا تھا
 نظر نہ آتا تھا شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ ان خرچنگوں میں ایک خرچنگ سفید رنگ ہوگا تم
 یہ فرمان اُسے دکھانا اور کہنا کہ امی سرطان الابیض میں فرمان پر اپنے موکل برج سرطان کی مہر جانتا ہوں
 اس کہنے سے وہ کیکڑا غل مجائیگا تمام کیکڑے اُسکے ساتھ شور مچائیں اور غائب ہو جائیں گے اور پانی میں چشمہ کے
 ستلاطم برپا ہوگا تم اس اسم کو جو لوح میں مرقوم ہے پڑھنا اور وہیں کھڑے رہنا جب پانی کو دن تک پہنچے تم
 غوطہ مارنا اور پھر لوح کو دیکھنا شاہزادے نے تعمیل حکم لوح کی اور غوطہ مارا جب آنکھ کھلی ایک صحرا سے
 سبز مرفضا نظر آیا شاہزادہ ایک طرف روانہ ہو گیا بعد اسکے ایک میدان دلکش میں پہنچا وہاں دیکھا کہ
 سرکہ پیکوں کا ہورہا ہے اور ایک پیک شلنگ لگا رہا ہے شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ قمران
 کے آنے کا انتظار کرو جب قمران آئے قمران سے پیک کو بلوانا جو شلنگ لگا رہا ہے جب وہ پیک آجاوے
 یہ رنگ شاطران اُسکو دکھا دینا وہ اُس رنگ کی تعریف کریگا اور تم سے مانگیگا تم کہنا اس شرط سے مجھے دیتا ہوں
 کہ بدر جہان بن ماہیار کو کہ گرفتار طلسم ہے میرے پاس بلا لا اور ایک گھوڑا بھی لانا پیک بدر جہان کو مع سپ
 تمہارے پاس پہنچا دیگا تم اُسی پیک سے کہنا کہ اے خواجہ ماہیار کے پاس پہنچا دے پھر رنگ اُسکو
 دینا اور تم وہاں سے روانہ ہو جانا بعد اسکے ایک گنبد مقفل نظر آئیگا اُس میں خزانہ بچہ ہے تم قمران سے قفل
 کھلو اگر اندر گنبد کے جانا اور وہاں سے جس قدر مال و زر خواجہ ماہیار سے قرض لیا ہے ادا کرنا اور رسید
 قمران سے لیلینا غرض شاہزادے نے بدر جہان کو معرفت پیک کے اُسکے باپ کے پاس روانہ کیا
 اور گنبد سے زریکیر قمران سے فرمایا کہ تم یہ زر قرضہ خواجہ ماہیار کو پہنچا کر رسید لا دو قمران نے کہا میں
 یہاں بار برداری کہاں سے لاؤں شاہزادے نے کہا حسب الحکم لوح کے یہ میں نے کہا ہے قمران نے
 کہا میں نے فقط بخوش طبعی واسطے امتحان لوح کے عرض کیا تھا حضور کا زر مرسلہ خواجہ ماہیار کو پہنچائے دیتا ہوں
 قصہ مختصر قمران وہ روپیہ لیکر روانہ ہوا شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا یہ ہدایت ہوئی کہ اب انتظار قمران

کی کچھ ضرورت نہیں ہو رہے تھے جانب تم روانہ ہوا ایک باغ فردوس برین و بہشت آئین میں پہونچے وہاں جو کچھ معاملہ پیش آئے پھر لوح میں دیکھنا شاہزادہ حسب الحکم لوح کے باغ میں آیا وہ باغ ایسا دلکش اور پرفضا تھا کہ خود بخود دل کو تفریح ہوتی تھی اور صد ہا پریرا دین مثل شاطران طناز کے جست و خیز کر رہے تھے یعنی ایک حجرے سے دوسرے حجرے میں جاتی تھیں اور پھر باہر نکل آتی تھیں شاہزادہ تا دیر انکی حرکتیں دیکھتا رہا آخر الامروہاں سے بھی روانہ ہوا تھوڑی دور کے بعد ایک دروازہ عالی شان دیکھا کہ وہ سینتیس گز زمین سے بلند تھا شاہزادہ زمین سے اُس دروازہ پر گیا وہاں ایک باغ اس باغ سے بھی زیادہ فرحناک نظر آیا لیکن کوئی انسان یا حیوان اُس میں نہ تھا اور بیچ میں ایک گنبد ایسا بلند دیکھا کہ جسکی بلندی پر نظر کام نہیں کرتی تھی اور درو دیوار اُس باغ کے ایسے عجیب و روشن تھے کہ عقل کام نہیں کرتی تھی اور عکس اُن درختان باغ کا اُس گنبد میں صاف نظر آتا تھا اور چند قندیلین بلوری الماس تراش اُس گنبد میں روشن تھیں اور باہر سے حرکت کرتی تھیں اور ایک قندیل گاہے گاہے اس سرعت سے پھرتی تھی کہ نظر اُس پر قائم نہ ہو سکتی تھی اور دروازہ گنبد کا معلوم نہ ہوتا تھا اور گنبد سے آواز خوش آتی تھی اور کبھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی رئیس کی سواری جاتی ہو کبھی آواز گانے کی اور اہل حرفہ مثل سقہ دان بنائی وغیرہ کی آتی تھی شاہزادے نے جو یہ تماشا عجیب و غریب دیکھا اور سنا دلیں کہا کہ عجائبات طلسم ایسے ہی ہوتے ہیں کہ عقل و فہم میں نہیں آتے غرض پھر لوح دیکھی نظر آیا کہ اسی سیاح طلسم عجائبات اس گنبد کا نام گنبد بے درجہ بعد نصف شب کے اس گنبد سے ایک ستارہ روشن آسمان کی طرف روانہ ہو گا اور ایک درخت میں آکر غروب ہو جائیگا تم اُس درخت کے قریب جا کر بآواز بلند کہنا اے سدرۃ المراد اُس لوح کی برکت سے جو میرے ہاتھ میں ہے مجھے راہ دے تاکہ میں اپنی مراد کو پہونچوں وہ درخت بیچ سے دور ہو جائیگا تم اُس کے اندر جانا وہاں ایک نقب ہے اُس نقب میں بیخوف داخل ہونا جب نقب طے ہوگی خود بخود گنبد کے اندر پہونچ جاؤ گے شاہزادہ اس وقت ہدایت لوح کے نقب میں پہونچا وہاں تاریکی از حد تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا جب لوح کف دست پر رکھ لی برکت لوح سے روشنی مثل چراغ کے ہو گئی راستہ نظر آنے لگا شاہزادے نے اُس روشنی میں دیکھا کہ جہان تک نظر کام کرتی تھی گنبد ہی گنبد معلوم ہوتا تھا بلکہ ایک بات نئی دیکھی کہ ہر گنبد کے گوشہ میں ایک صحرا ہے پر بہار و وسیع دکھائی دیتا تھا عقل کام نہ کرتی تھی کہ کیا اسرار تھا اور ہر طرف چشمہ ہائے شیریں جاری تھے اس عرصہ میں شاہزادہ کنارے ایک دریا کے پہونچا وہاں دھوبی کپڑے دھو رہے تھے شاہزادہ وہاں سے آگے بڑھا ایک دھوبی چھینکا شاہزادے نے توقف کیا اور لوح کو ملاحظہ فرمایا یہ ہدایت ہوئی کہ ان دھوبیوں میں سے جو دھوبی کہاریش سفید ہو اس سے کہنا کہ اپنے بادشاہ سے میرے آنے کی اطلاع کر دے میں اس کے عوض میں تیرے لڑکے کا جو شاعروں کی

لڑکی پر عاشق ہوا ہی نکاح کرادونگا وہ دھوبی پوچھیکا کہ میں تمہاری طرف سے کیا خبر کروں تم کہنا کہ تو یہ کہہ دے کہ صاحب لوح طلسم ہرج سرطان آیا ہی شاہزادے نے دلیں کہنا کہ وہ سبحان اللہ اب انجام کار ہو گیا جیون سے مقدمہ عرض و معروض کی فوجت آئی خیر ہرچہ بادا باد حکم لوح کی تعمیل کرنا چاہیے آخر شاہزادے نے ایک دھوبی کو کہ بریش سفید نہایت سن تھا سلام کیا اور مزاج پوچھا دھوبی بولا اے جوان میرا مزاج چھا ہی یا نہیں تجھے اس سے کیا شاہزادے نے دلیں کہا وہ کیا پا جی ہو کہ ہم تو کس غربت سے مزاج پوچھتے ہیں اور وہ کیا جواب دیتا ہی پھر شاہزادے نے پوچھا اے دھوبی تم کپڑے اسی دریا میں دھوئے ہو وہ بولا تو شاید قاضی ہو جو مجھے ہر امر کو دریافت کرتا ہی شاہزادے نے فرمایا اس حکم لوح کے قربان عجیب خزانہ شخص سے پالا پڑا ہی پھر شاہزادے نے فرمایا تم بادشاہی دھوبی ہو یا اور خلافت کے کپڑے دھوئے ہو وہ بولا کہ عجب ایک بلا سے ناگہانی میں گرفتار ہوا ہوں دیکھیے اس سے کب نجات ہوگی یہ کہہ کر سب دھوبیوں کو بلایا اور کہا یارو یہ حساب تم لوگوں سے نیا پوچھنے والا پیدا ہوا ہی تم سب روزمرہ کا حساب اسکو بتاتے جاؤ وہ سب دھوبی بولے اے شخص تجھے اس دھوبی سے کیا کام ہی شاہزادے نے فرمایا میرا مطلب اس قرم ساق سے یہ ہو کہ میں اسکے فرزند نطفہ تحقیق کا مقصد دلی حاصل کر دوں گا دھوبی نے جو یہ سنا کنارہ پر دریا کے فرش سفید بچھا دیا اور آپ عرض کرنے لگا کہ اے جوان خداس غلام زادے کا کیا مقصد ہی شاہزادے نے کہا صدق رسول اللہ ﷺ علی قدر عقولہم میں نے پہلے ہی اس گیدی سے اس قبیل کے کلام کیے ہوتے تو کیوں سخت کلامی سننتا اب کیسا منت و سجاہت کرتا ہی شاہزادے نے فرمایا اے قرم ساق شاید تو نہیں جانتا کہ تیرا وہ فرزند نالائق حق ناتحقیق پیکوں کے سردار کی لڑکی پر عاشق ہی دھوبی نے کہا حضور نے کمال عنایت و شفقت فرمائی کہ آپ تکلیف فرما کر یہاں تشریف لائے اب حضور ارشاد فرمائیں کہ آپ کا کیا مطلب ہی شاہزادے نے فرمایا جب پوشاک بادشاہ کی لیجانا کہدینا کہ صاحب لوح طلسم ہرج سرطان یہاں آیا ہی اس عرصہ میں ہاتھی اور گھوڑے مع جلوس شاہی کنارے پر دریا کے آئے شاہزادے نے دلیں کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہاں پا جی پروری بہت ہوتی ہو وہ دھوبی بشوکت و تجل سوار ہو کر شہر کو روانہ ہوا شاہزادے نے اسی بددماغی میں لوح دیکھی معلوم ہوا کہ اے جوان طلسم کشا ہرج سرطان قمر سے متعلق ہی اور جو تش کی راہ سے برہن اسکو تیج کا ستارہ شمار کرتے ہیں اسواسطے اسکے لوازمات بھی اسی قبیل کے ہونا چاہیے اسیوجہ سے اس شہر میں عرض بیگی شاہی دھوبی ہوتا ہی اب یقین ہو کہ تمہارے واسطے بھی سواری آتی ہوگی بعد ایک لحظہ کے چند اُمرائے نامدار مع جلوس و سواری حاضر ہوئے اور شاہزادہ کو بعزت تمام شہر میں لگئے شاہزادے نے شہر کو آباد اور خلافت کو سفید پوش باریک اندام بادام شیر دیکھا شاہزادے نے پھر لوح دیکھی معلوم ہوا کہ اے جوان بادشاہ کا جب سامنا ہو لوح کو دکھا دینا اور بادشاہ کو

تخت سے اُتار دینا اور کھٹا تو کرسی وزارت پر بیٹھ اور خود تخت پر اجلاس کرنا بس بادشاہ کرسی پر بیٹھیکا کہ موافق رسم اس ملک کے تخت نشین کا وزیر الملک خطاب ہوتا ہے جب وزیر الملک پوچھے کہ تم کس مطلب سے یہاں آئے تو کہنا کہ میں مہراول مشکثہ آبی کی چاہتا ہوں کہ میرے فرمان پر ثبت ہو جب شاہزادہ دروازہ بارگاہ پر پہنچتا بادشاہ کو بھی دروازہ گنبد بلور پر موجود پایا اور سردار پیکان بھی حاضر تھا شاہزادے نے حسب الحکم لوح کرسی وزارت وزیر الملک کو عنایت فرمائی اور آپ تخت پر اجلاس فرمایا وزیر الملک نے عرض کیا کہ حضور کس مطلب کو تشریف لائے ہیں شاہزادے نے فرمایا واسطے حاصل کرنے ہر موکل برج سلطان کے وزیر الملک نے ایک ہفتہ شاہزادے کی مہمانی کی اور محفل عیش و سرور گرم رہی شاہزادے نے فرمایا میں نے باغ اول میں کچھ عورتوں کو اس صورت سے دیکھا کہ مثل شاطرون کے جست و خیز کر رہی تھیں اور ایک مکان سے دوسرے مکان میں جاتی تھیں یہ کیا اسرار تھا وزیر الملک نے عرض کی اے شہر یار عالم طلسم سرطان کے مالک کہ پاکدست و صفات و تیز و جست ہیں اسی سبب سے وہ نازنین بعض مکان طلسم جردی ہیں القصد بعد ایک ہفتہ کے وزیر الملک شاہزادے کو بیرون شہر میدان حق و دق میں لایا اور تمام میدان میں فرش پر تکلف پاکیزہ بچھوایا بعد ازاں علمائے شہر جمع ہوئے اور اسم قر شرف ہوا تین روز اسم خوانی کی گئی روز چہارم اوج ہوا سے ایک مرد نقابدار مجمع میں آیا اور وزیر الملک سے پوچھا کہ ہمیں کیوں بلایا ہے وزیر نے کہا کہ یہ جوان نامدار فرمان پر مہر چاہتا ہے نقابدار نے مہر ہاتھ سے اُتار کے وزیر کو دیدی وزیر نے فرمان پر مہر کر لی اور انگوٹھی نقابدار کو حوالہ کی کہ یک بیک آسمان وزمین تیرہ تار ہو گیا اور وہ نقابدار بھی مثل ایک شغلہ کے روانہ آسمان ہوا مگر چہرہ نقابدار کا ایسا روشن تھا کہ نقاب سے شمع اُسکی باہر مثل شمع آفتاب کے نمایان تھی وزیر الملک شاہزادے کو پھر شہر میں لایا اور گنجیان خزانوں کی شاہزادے کے آگے رکھ دیں شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس میں ہدایت ہوئی کہ ان اجناس سے جو چیز چاہو لیلو ورنہ مطلب تمہارا حاصل ہے اگر سیر کرنا منظور ہو تو مضایقہ نہیں شاہزادے نے تحائف طلسم سے ایک خنجر جسکا قبضہ زمر و نگار تھا پسند کیا اور تین روز قیام کیا بعد اسکے وزیر الملک کو تخت شاہی پر بٹھا کر خود روانہ ہوا اور وہی اسب نقرہ جسپر سوار ہو کر پیر و شہنشاہ کی خدمت بابرکت میں گیا تھا واسطے لینے شاہزادے کے آیا اور تمام دھوبی جلو میں ہوئے اثنائے راہ میں وہی دھوبی حاضر ہوا اور عرض کی اے شہر یار اب اس غلام کا بھی وعدہ ایفا فرمائیے شاہزادے نے حسب الحکم لوح اُس لڑکے کا نکاح بیگون کی لڑکی سے کر دیا اور شہر سے باہر چلا یکا یک قرآن بھی راہ میں ملا اور اُسے رسید خواجہ ماہیار کی شاہزادے کو حوالہ کی شاہزادہ وہاں سے چند قدم روانہ ہوا تھا کہ ایک دروازہ عالیشان نظر آیا شاہزادے نے پوچھا یہ کون مکان ہے قرآن نے کہا یہ اُسی گنبد بے در کا دروازہ ہے حضور اندر تشریف لیچلین شاہزادے نے قدم

اند ر کھا دفتہ دروازہ غائب ہو گیا شاہزادہ وہاں سے باغ میں اُن نازنینانِ دوندہ کے پہونچا اس مرتبہ جو اُن نازنینوں نے شاہزادے کو دیکھا سب خدمت میں شاہزادے کے حاضر ہوئیں اور آداب و تسلیات بجا لائیں اور عرض کی کہ حضور دعوت ہماری قبول فرمائیں شاہزادہ ایک رات دعوت میں اُنکی رہا گو کہ اُن ماہوش پری رخساروں میں نمک نہ تھا لیکن شاہزادہ اُنکی شوخ مزاجی اور حسنِ سلیقہ محفل سے کمال محفوظ ہوا بعدہ وہاں سے گنبد میں تشریف فرما ہوا جہاں خزانہ تھا ایک جوان نے گنبد سے نکل کر سلام کیا کہ وہ داروغہ خزانہ طلسم تھا داروغہ خزانہ نے شاہزادہ کی دعوت کا سامانِ شایانہ کیا اور شاہزادہ سے

رقص را دید شاه و نغمه شنید | چیز را خورد و تا سحر خوابید | صبح دم شد سوار و گشت روان | تاکہ آید بہ مسکن بیکان

عرض جب شہر میں بیکون کے پہونچا سرداروں نے بیکون کے بھی ہمائی کی شاہزادے نے وہ رات صیغ و عشرت میں بسر کی اور صبح کو سرعانِ سردار مع نورالعین حاضر نہ تھا قرآن سے شاہزادے نے پوچھا ای برادر سرعانِ بیک نہیں آیا قرآن نے کہا ای شہر یار شاید بادشاہ عجائبات کا یہاں وارد ہوا ہے جسکے تمام شاہانِ طلسم محکوم اور خراج گزار ہیں یہ بیک سب اُسکے استقبال کو گئے ہیں شاہزادے نے پوچھا کہ بادشاہ طلسم کون شخص ہے جسکا یہ شاطر ہی قرآن بولا غلام نے سنا ہے کہ بادشاہانِ طلسم حصار چار مثل شہر بلکہ تمام اہالی طلسم ایک ایک بادشاہ کے فرمان بردار ہیں اور روح الملک بھی اُس سے سر تابی نہیں کر سکتا لیکن اس بادشاہ کا حاکم طلسم میں کوئی مکان معین نہیں ہمیشہ سیر و تماشے میں رہتا ہے اور کبھی بھی ملکِ طہوستان میں تشریف لیجاتا ہے اور قوم پریزادے ہی اہل طلسم سے نہیں ہے اسی سبب سے پہنے اُسکی صورت نہیں دیکھی فقط اسقدر حال سنا ہے جو حضور میں گذارش کیا اور یہ شاطر بادشاہ کا دو سال کے بعد شہر میں بیکون کے آتا ہے فقط واسطے تحصیل خراج کے شاہزادے نے پوچھا کیا یہ شاطر بھی قومِ آتشی سے ہے قرآن نے کہا مجھے نہیں معلوم پھر شاہزادے نے فرمایا کہ صورت اُس شاطر کی کیسی ہے قرآن نے کہا شاید آج حضور کی بدولت میں بھی زیارت کر لوں گا مجھے اپنے کام سے فرصت نہیں اس سے بھی یہاں آنے کا اتفاق نہیں ہوا شاہزادے کو بیان پر قرآن کے کلمہ بچہ حاققلہ کا یاد آیا کہ طائفوس نے طلسم جو زامین بیان کیا تھا کہ شاہزادہ شمسون مہر طلعت اور ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کو حند اوند کریم نے ایسی دخترِ مشکِ قرعطا نہ مائی ہے اور حکیم قسطاس الحکمت نے اُسکو اپنی منہ زنجیری میں لے کر سلطنت کل عجائبات کی اُسے دی پس یقین ہے کہ یہ وہی ماہ پیکر ملکہ نوہار گلشنِ انبروز کل طلسمات کی بادشاہ ہوگی اور یہ شاطر بھی اُسی کی طرف سے تحصیل خراج کو آتا ہوگا اس عرصہ میں وہ سب بیک ایک شاطر نقابدار کو ساتھ لائے شاہزادے نے جب شاطر کو بغور دیکھا ایسا ایک جوان برق رفتار نظر آیا کہ تیزی

اُس کے سراپا سے ظاہر تھی جب وہ شاطر دربار میں آیا سب اہل دربار سے بالا دست بیٹھا مگر شاہزادے سے پائین لیکن آواز ذاتی محسوس ہوتی تھی سرعان پیک نے عرض کی اے شہنشاہ عالی وقار یہی شاطر نقتا بدار بادشاہ کی طرف سے ہمارا حاکم ہے شاہزادے نے پوچھا نام اس کا کیا ہے سرعان پیک نے کہا ہماری کیا مجال ہے کہ جو ہم نام لین اتنے میں خود وہ شاطر بولا اے شہنشاہ میرا نام برق بریق ہے شاہزادے نے فرمایا واہ ہم بھی ہو اب بتاؤ تمہارے بادشاہ کا کیا نام ہے جو کہ شہنشاہ ممالک طلسم مشہور ہے برق بریق نے جواب دیا کہ نام اس شاہ والا مقام کا ایسا نہیں ہے کہ ہر جا و ہر محل پر لیا جائے شعر

اگر یار کہ با آن استراش | برد در ہر مکان بے صدف ناش

شاہزادے نے فرمایا سبحان اللہ اظہار نام میں کیا گناہ ہے برق بریق بولا ہم مجبور ہیں کہ ہمیں ہر جا پر اظہار نام کا حکم نہیں شاہزادے کو اظہار نام سے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی کیفیت دریافت کرنی منظور تھی کہ بادشاہی اسی کے نام ہوگی اور یہ تمہارے لیے کیا ہے برق بریق نے نام بادشاہ کا نہ بتایا شاہزادے نے سرعان سے پوچھا کہ تو نے کبھی شکل بھی اس شاطر کی دیکھی ہے سرعان نے عرض کیا کہ ہنہ نام تک نہیں سنا صورت دیکھنا کیسا آج خدا جانے کیا بات تھی کہ حضور سے ملاقات کی اور اب تک موجود بھی ہے نقابدار نے کہا شاید حضور کو میری صورت دیکھنے کا بہت شوق ہے خیر آپ ہمان میں اور ہمان کی خاطر داری ہر طرح لازم و واجب ہوتی ہو ورنہ شہر کے باشندوں نے بھی میری صورت کبھی نہیں دیکھی بعد ازاں نقابدار نے نقاب چہرے سے اٹھا دی اور کہا حضور بخور ملاحظہ فرمائیں شاہزادے نے دیکھا کہ ایک نازنین مہجین ہے کہ شعلہ حسن جبکا آنکھوں کو خیرہ کیے دیتا تھا اور سن بھی قریب بیس سال کے ہوگا لیکن صورت سے اُسکی عیاری و طاری ظاہر تھی خیال ہوا کہ اسکو کہیں دیکھا ہے برق بریق بولی حضور جو اس عورت سے دیکھ رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کچھ شبہ واقع ہوا شاہزادے نے فرمایا ہاں میں نے کہیں نہ دیکھا ہے برق بریق بولی کہ جب حضور دروازہ عجائبات میں تشریف لے گئے تھے تو یہ کینز بھی سیر باغ عشرت کو گئی تھی شاہزادے نے کہا ہاں اب یاد آیا تمہیں نے عجائبات میں ملکہ نو بہار گلشن افروز سے ملاقات کرائی تھی فوراً شاہزادے کے خیال میں آیا کہ اب اسکو جانے نہ دینا چاہیے کہ یہ ملکہ سے ملاقات کرادی پس ہاتھ بڑھا کے دامن اسکا پکڑنا چاہا فوراً تاثیر طلسم سے بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا اُس نازنین کا پتا بھی نہ پایا سرعان نے پیک سے پوچھا برق بریق کہاں ہے سرعان بولا حضور جیوقت آپ کو غفلت ہوئی وہ اُسی وقت سے غائب ہے شاہزادہ تصور ملکہ نو بہار گلشن افروز میں زار زار ریشل ابر نو بہار رونے لگا اور سب حاضرین بھی چشم پر آب ہوئے الغرض شاہزادہ روتا ہوا وہاں سے روانہ ہوا اور چشمہ عین السرطان پر پہونچا وہاں دیکھا تو خیمہ وغیرہ کثرت سے برپا میں قرآن ہے پوچھا یہ خیمے کسکے ہیں قرآن نے عرض کی جناب عالی عینون داروغہ

چشمہ خرننگ ملازمت والا کا اسیدوار ہوا اور مہانی بھی حضور کی کیا چاہتا ہی شاہزادہ نے پوچھا کہ عمدہ داروغہ
 چشمہ سلطان کیا چیز ہے قرآن نے کہا پیر و مرشد خدمت آب رسانی قلعہ بلور کی محض عینون کی ذات پر موقوف ہے
 گنگار کو ایک قطرہ پانی مطلق میسر نہیں آتا اور صورت اعفو گناہ اسما را لہی پڑھنے پر مقرر ہے شاہزادہ عینون کا ایک
 شب مہمان رہا اور جو تحفہ کہ پیش کیا اسمین سے ایک تشبیح مردارید لے لی بعد اسکے قلعہ مردارید میں تشریف لے گیا
 حاکم قلعہ ابرق سپید قبا واسطے استقبال کے آیا اور شاہزادے کی مہانی حسب لیاقت کی شاہزادے
 نے ابرق سپید قبا کے تحائف میں سے ایک تلوار آبدار قبول فرمائی پھر وہاں سے پاس اُس درخت گیند دار
 کے پہونچا قرآن نے عرض کی کہ اب حضور اس غلام کی دعوت قبول فرمائیں شاہزادے نے فرمایا بہت مناسب
 پھر شاہزادے کو سایہ میں اُس درخت کے لایا کہ ناگاہ اس شجرۃ الطریق سے آواز آئی کہ اے شہسوار
 سلام علیک شاہزادے نے جواب سلام دیا لیکن متحیر تھا کہ آواز کدھر سے آئی قرآن نے زمین پوش بچھا کر
 عرض کی کہ حضور تشریف رکھیں شاہزادے نے دلیں کہا اس شخص کی مہانی فقط اسکے فرش سے ظاہر ہو
 خدا جانے کھانے میں کیا تکلف ہو گا مہر عمہ سالے کہ نکوست از بہارش پیدا است قرآن حضور میں
 شاہزادے کے بیٹھ گیا اور اُسے حکایات رنگین و آیات و احادیث بیان کرنا شروع کیں اب شاہزادے
 نے دیکھا کہ کیطرف کھانے وغیرہ کا کچھ سامان نہیں ہے کہ یکا یک ہوا سے سرد چلنا شروع ہوئی قرآن نے کہا اگر
 تشنگی ہو تو غلام آب سرد حاضر کرے شاہزادے نے فرمایا بہتر عرض میں کھانکے پانی ہی سہی قرآن نے کہا
 حضور ابھی کھانے میں عرصہ ہی جب تک کچھ فواکھات نوش فرماوین شاہزادے نے فرمایا کیا مضائقہ قرآن نے
 درخت کی طرف کچھ اشارے سے کہا کہ خان میوہ ہاے انواع و اقسام موجود ہو گئے گویا کسی نے زمین پر کھدایا
 شاہزادے کو اس معاملہ سے حیرت ہوئی اور فرمایا اے قرآن شاید تیری دعوت کے لیے اسباب ظاہری
 ضرور نہیں ہیں کیونکہ طلسم ہی درخت ہے جسکو تیرا باب مشہور کرتے ہیں قرآن نے کہا پیر و مرشد مہر عمہ فکر ہر کس
 بقدر ہمت اوست بہ جب وقت شام ہوا شاہزادے نے دیکھا کہ دفعۃً تنہ درخت شکافہ ہوا اور اُسکے
 اندر سے غلامان پری پیکر اور خدمتگاران زرین گرنگے اور اُس دشت کو مصفا کیا اور پانچ فرسخ تک فرش
 پر تکلف بچھایا کہ بادشاہان ماسلف کو میسر نہ آیا تھا اور جب شام ہوئی وہ گیند ہاے سین درخت سے زمین پر
 آئے اور مثل تیر شہاب کے آسمان کو روانہ ہوئے ایک ساعت نہ گزری تھی کہ آواز خلخال کان میں آئی اور گروہ
 گروہ نازنینان زہرہ جبین درخت کے نیچے آکے جمع ہوئیں بعد اسکے ایک بزرگ نورانی صورت فرشتہ خلعت
 باریش سفید و لباس پاکیزہ و عمامہ زیب سر درخت سے ظاہر ہوا اور تخت زمرہ نگار بچھوایا اور شاہزادے
 کو باعزت تمام تخت پر بٹھایا اور ارباب نشاط کو طلب کر کے حکم دیا کہ ناچ گانا شروع ہو پھر تولا لہ رخاں ماہرو

جہاں ہوا شان عشر بومع جام و شراب کفام حاضر ہوئیں پہلے اس بزرگ نے اپنے دست حق پرست سے جام شراب فرحت بخش لبریز کر کے شاہزادے کو دیا اور کہا کہ بعد نوش فرمانے اس شراب خوشگوار کے حضور کو کیفیت معلوم ہوگی شاہزادے نے چند جام شراب نوش فرمائے جب سرور آنکھوں میں ہوا تصویر یار دلدار ملکہ نو بہار گلشن افروز دلیں آیا زار زار مثل ابرو بہار رونے لگا اور یہ شعر متواتر زبان پر لایا شعر

لاکھوں طرح کا سیر و تماشا بہار ہو | دل اپنا وان گئے کہ جہاں اپنا یار ہو

اس پیر حجتہ خصال نے کہا کہ اے صاحب اجلال و اقبال اضطراب کو کام نہ فرمائیے اب زمانہ مواصلت دلدار قریب تر آیا ہے سر اٹھا کر ذرا دیکھو کہ قدرت خدا نظر آتی ہے شاہزادے نے سر اٹھا کر دیکھا کہ از زمین تا آسمان شعلہ مائے نور و فائوسان بلور روشن ہیں اور تخت زمرد نگار پر ایک نازنین بہ جبین تاج مرصع نگار سر پر رکھے ہوئے اور بریزادان پری بیکر کا گرد و پیش مجمع ہے شاہزادے نے خوب غور سے ملاحظہ فرمایا دیکھا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز بہار ناز و انداز جلوہ گر ہے شاہزادے کو یار اے ضبط کمان تھا بے اختیار ایک آہ سرد دل پر درد سے پھینچی اور بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا پھر وہ سامان روح افزا نظر نہ آیا پیر بزرگ نے پوچھا خیر تو یہ رنگ چہرہ مبارک کا کیوں متغیر ہوا شاہزادے نے فرمایا ای بزرگوار آپ میرے اضطراب و بیقراری جان زار کو کیا پوچھتے ہیں میں جسکے شوق میں تباہ و سرگردان و حیران و پریشان جنگل جنگل اور بیابان بیابان پھر تار با اس آفت جان و دشمن دین و ایمان کو ابھی دیکھا اور پھر چشم زدن میں آنکھوں سے نہان ہو گئی آپ برائے خدا اسکا مقام بتا دیجیے یا مجھے وہاں تک اگر ممکن ہو پہنچا دیجیے تا دم مرگ احسان مند رہوں گا پیر بزرگ نے کہا اے شہر یار قیمہ ہی اس پاک پروردگار کی مین اسکا مقام نہیں جانتا اور نہ یہ قدرت ہے کہ اس تک ملکہ ہو نچا دون مگر اتنا مجھے خوب معلوم ہے کہ ایک بار پھر تمہاری معشوقہ سے ملاقات ہوگی لیکن یہ نہیں جانتا کہ کب ہوگی پھر دوسرے روز شاہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ قرآن کو رخصت کرو اور خود بان سے روانہ ہو خواجہ ماہیار سے ملاقات ہوگی اسے بھی رخصت کرنا بعد اسکے وہی شاطر اور اسپنقرہ آئیگا اور تمہیں پیر سبز پوش پاس پہنچا دیگا پھر جو امر مصلحت وقت ہو گا وہ تمہیں سمجھا دینگے کہ یہ طلسم برج سرطان اول شلشہ آبی کا تھا تمام ہوا و السلام شاہزادہ حسب الحکم لوح کے ایک لحظہ کے بعد لشکر خواجہ ماہیار میں پہنچ گیا شاہزادے کو کمال حیرت ہوئی کہ اتنے عرصہ میں کہاں کہاں کیسی کیسی مصیبت میں پڑا اور کہاں گیا لیکن قلعہ بلور وغیرہ کہیں نہ ملا یہاں خواجہ ماہیار سوداگر نظر تھا بھر دشریف لائے شاہزادے کے خواجہ ماہیار مع اپنے فرزند دلبند کے قدمبوس ہوا اور دعوت بڑی دھوم سے کی شاہزادے نے خواجہ ماہیار سوداگر سے پوچھا کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے خواجہ ماہیار بولا حضور میں اب اپنے وطن سمندر یہ کو جاؤنگا اتنے میں

شاہ طبرجہ اسپ نقرہ لپکر حاضر ہوا شاہ ہزاہہ خواجہ ماہیار سوداگر کو رخصت کر کے آپ گھوڑے پر سوار ہو سکے
روانہ ہوا القصبہ بعد چند لمحہ کے پیر روشن ضمیر کی خدمت میں پہونچا اس روشن ضمیر نے فتح طلسم و حصول مہربان
مٹلشہ آبی کی مبارکباد دی بعد ازاں فرمایا اے شہر یار آپ کا عزم بالجرم کیا ہے شاہ ہزاہہ نے فرمایا جو میرے دلیں ہی
آپ کی زبان پر ہے ابھی دو ہرین فرمان پر اور ہائی ہیں اُسکے بارے میں جیسا ارشاد ہو گا عمل میں آدیکھا لیکن سپہ
مطلب دلی طلب وصال ملکہ تو بہار گلشن افروز ہے کہ جسکی وجہ سے کوئی ایسی تکلیف نہیں جو میں نے نہ اٹھائی ہو مگر
یہ بھی مجھے خوب یقین ہے کہ میں جب تک کہ ملک ظہورستان میں نجاؤنگا ملکہ سے ملاقات دشوار ہے اور ملک ظہورستان
کا جانا بغیر متابعت رئیسان اربعہ کی غیر ممکن ہے جب تک فرمان پر سب کی مہرین ہون اور ہردن کا ہونا آپ کی ذات
بابر کا تیر شخص ہے لہذا آپ کو میرے حال پر توجہ فرمانا ضرور ہے کہ میں اپنے مدعا سے دلی سے کامیاب ہوں پیر بزرگ
نے فرمایا کہ اے شہر یار یہ دونوں مہرین باقی ماندہ جب یقین حاصل ہونگی کہ تم اپنے قلب کو جفا کشی و مصیبت کا
مستحل کرو گے اور امورات پر خطر سے خاطر کو پرانندہ ہونے دو گے شاہ ہزاہہ نے فرمایا کہ اے بزرگ یہ مثل
صنور نے شاید نہیں سنی چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست پیر مرد نے کہا خیر جو مرضی تمھاری ہے
لوح زمردین جہان سے لائے ہو وہاں پہونچا دو اور اب لوح نحاس کی تلاش میں جاؤ جو طلسم عقرب کی
خبر دہندہ ہے شاہ ہزاہہ نے حسب الحکم پیر سبز پوش کے لوح اسی مقام پر پہونچا دی اور پھر پیر سبز پوش کی خدمت
میں حاضر ہوا پیر سبز پوش نے بعد ازاں اسے رسم دعوت و ہمانداری کے ایک انگشتی دی اور کہا تم کنارے
کنارے دریا کے چلے جانا وہاں تگو پانی سرخ رنگ مثل خون معلوم ہو گا تم اس اسم کو تین سو ستائیس مرتبہ پڑھنا
یہی تعداد طلسم عقرب کی ہے بعد ازاں ہونے اسم کے ایک سنگ پشت دریا سے ٹکلیا تم کہنا اے دایۃ البحر بحق موکل عقرب
یعنی سیفائیل مجھے اپنی پشت پر سوار کر کے جزیرہ ترکون میں پہونچا دے وہ کچھو تگو وہاں پہونچا دیگا تم شہر میں
جا کر میرے چھوٹے بھائی صا ر م شیر دل کو تلاش کرنا جب صا ر م سے ملاقات ہو انگشتی میری اُسکو دیکر سلام کہنا
یقین ہے کہ وہ بھی تمھاری مدد بدل کرے گا لیکن حلیہ صا ر م کا یہ ہے کہ بلند قامت گندم رنگ سرخ چشم پوشہ ابرو اور ہر وقت
مسلح و مکمل رہتا ہے جب اس صورت کا جو ان خوش رو خندہ پیشانی دیکھنا پہچان لینا کہ صا ر م شیر دل ہی ہے

روانہ ہونا شاہ ہزاہہ نامدار کا طلسم عقرب کی طرف اور فتح کرنا اس طلسم کا بعد صا ر م شیر دل کے

القصبہ شاہ ہزاہہ معزال دین پیر سبز پوش سے رخصت ہو کر کنارے پر دریا سے احر کے روانہ ہوئے اور
آب سرخ رنگ تک پہونچے دایۃ البحر یعنی کچھو نے جزیرہ ترکون میں پہونچا یا جب داخل شہر ہوئے شہر
سنگ اور خلائق شہر ازرق چشم بلند قامت ہمب صورت نظر آئی لیکن وہ لوگ نہایت بیہوش خانہ جنگ شہر پرورد ہوا

و غریب آزار تھے شاہزادہ سیر کرتا اور تلاش صارم شیر دل میں کو چہ بکو چہ پھرتا تھا مگر کین صارم شیر دل کا پتا نہ لگا آخر ایک مرد نے شاہزادے سے پوچھا ای جوان دلاور بظاہر تو مرد مسافر معلوم ہوتا ہے کیا کین کوئی مکان واسطے قیام کے میسر نہیں آیا کہ جو تو پریشان پھرتا ہو میرے غریب خانہ پر چل میں بخوبی تمام خدمت ہماری بجالوں گنگا شاہزادے نے کہا مجبور ہوں دلیں خیال کیا کہ مصرعہ باہین مردمان بہ باید ساخت ہر چند کہ قیام سے اُسکی کوئی صورت انسانیت کی ظاہر نہیں ہو لیکن خیر یہ شخص بہ التفات پیش آیا ہے اگر نہ چلو گے تو اُسکی دلشکلی ہوگی افوض امری الی اللہ کہا اور ہمراہ ہوا اس مرد نے شاہزادے سے راہ میں پوچھا ای شخص تو کون ہو اور کہاں کا رہنے والا ہو اور یہاں کس وجہ سے آنا ہوا شاہزادے نے کہا میں صارم شیر دل کی تلاش میں آیا ہوں اُسنے کہا صارم شیر دل کے نام کا اس شہر میں کوئی مرد نہیں ہے یا تو میں واقف نہیں الغرض وہ ترک کہ نام اُسکا کیوس خان تھا شاہزادے کو اپنے مکان پر لایا اور بخنی روٹی تیار کر کے شاہزادے کے آگے حاضر کی شاہزادے نے جب کیوس خان کو مفلوک الحال دیکھا چند دینار سرخ عنایت فرمائے اور تین روز وہاں رہا اور ہر روز تلاش میں صارم شیر دل کے سرگردان پھرتا تھا اور ہر کس و تا کس سے جو یاے صارم شیر دل تھا جب کین نشان صارم شیر دل کا نہ ملا کہا افسوس اب کہاں تلاش کروں کہ سوا سے بازار کے اور کسی مکان کا پتہ پیر سبز پوش نے نہ دیا کہ وہاں بھی جاتا اب سخت مشکل میں پھنسے دیکھیے کب صارم شیر دل ملیں اور اپنی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ شعر

اولا تائے درین کاخ مجازی | کنی مانند طفلان خالسازی

لیکن کیوس خان ہر وقت اس فکر میں تھا کہ کیس طرح اُنکے ہتھیار چرانا چاہیے اور قاعدہ کلیہ اس شہر کا یہ ہے کہ بظاہر تو مسافر کی خاطر مدارات اڑھد کرتے ہیں اور باطن میں تکلیف و ایذا کے درپڑ ہوتے ہیں کیوس خان بھی چاہتا تھا کہ جس طرح ممکن ہو خواہ بھیلہ یا زبردستی سلاح ضروری بھیے آخر ایک روز شاہزادے سے کہا ای جوان ذی شان ہمارے شہر میں ایک عورت مطربہ مستان آغا نام نہایت حسین و خوبصورت ہے اگر حکم ہو بہ تفریح طبع بلالوں شاہزادے نے فرمایا مجھے اس سے رغبت نہیں ہاں تو صارم شیر دل کو اگر تلاش کر لا تو میں انعام بے حد تجھے دوں گا کیوس خان نے دیکھا یہ شاہزادہ اس دام مکر میں گرفتار نہیں ہوتا دو چار روز کے بعد پھر کہا کہ سوا سے حسن و جمال کے وہ عورت نہایت خوش وضع و لطیفہ گو اور حاضر جواب ہے شاہزادے نے فرمایا خیر اگر تیری یہی مرضی ہے جا بلا دیکھیں کیسی وہ عورت ہے کیوس خان نے کہا اگر حضور وہیں تشریف لیچیں تو نہایت مناسب ہے شاہزادہ کیوس خان کے ساتھ مکان پرستان آغا کے آیا دیکھا تو واقعی وہ عورت مطربہ ازرق چشم زرد مو ایسی ہے کہ خواہ مخواہ اُسکی صورت سے ہنسی آتی ہے اُس عورت نے شاہزادے کی تعظیم و تکریم بہت کی اور ایک شیشہ شراب لالہ فام کالا کر دو رو رکھا اور ایسے سخنان مضحکہ شروع کیے کہ باوجود طلال

خاطر اقدس شاہزادہ ہنایت خوش و محفوظ ہوا غرض کہ حالت نشہ میں ہتھیار کھول کر شاہزادہ پیشاب کو گیا اب جو آکر دیکھا ہتھیار نہ ارد کیوس خان سے کہا ای مرد ہتھیار ہمارے تو نے کہاں رکھے ہیں کیوس خان نے کہا میں نے ہتھیار تمہارے آنکھوں سے بھی نہیں دیکھے خدا جانے کیا کہتے ہو شاہزادے نے مستان آغا سے فرمایا کہ شاید تو نے ہنسی مجھے کی ہو وہ قہر بولی ای جو افر دین خود چار پیسے کے لیے کسب کرتی ہوں تو عجیب طرح کا تماشہ بین ہی کہ ہمارے گھر میں آیا ہو اور ہمیں کو چوری کی تہمت لگاتا ہو شاہزادے نے کیوس خان سے فرمایا کہ ای مرد ک تیرے کلام سے ثابت ہوتا ہو کہ میرے پاس سلاح نہ تھے کیوس خان نے کہا ہونگے لیکن بہنے نہیں دیکھے اس بحث میں اور ایک حرام خور اسی قبیل کا وہاں آیا اور اُسے نزاع لفظی کی وجہ پوچھی شاہزادی نے فرمایا ای عزیز اس نکار نے میرے سلاح چڑا لیے ہیں اور اب انکار صریح کرتا ہو اُسے کیوس خان سے کہا یہ جو ان کیا کہتا ہو کیوس خان نے کہا غلط کہتا ہو ہم سلاح کی صورت سے بھی واقف نہیں اُس مرد نے شاہزادے سے کہا ای جو ان شہر میں دروازہ عدل و انصاف کا وہاں قاضی شہر کے پاس جا کر اسباب گم گشتہ کا دعوے کر جو امر حق ہو گا قاضی فیصلہ کر دیگا شاہزادے نے دلیں کہا دیکھے قاضی صاحب کیا انصاف کرتے ہیں الغرض عدالت میں گیا دیکھا کہ قاضی مسلح سند عدالت پر بیٹھا خلافت شہر کا انصاف کر رہا ہو جب قاضی کو مقدمات پیشی عدالت سے فرصت ہوئی شاہزادے کا حال پوچھا شاہزادے نے مفصل کیفیت بیان کی قاضی نے کہا تیرے دعویٰ کا کوئی زن و مرد گواہ بھی ہو شاہزادے نے فرمایا تمام مردمان خانہ کیوس خان نے میرے پاس سلاح دیکھے ہیں اگر اب گواہی نہ دیں تو یہ بات دوسری ہو قاضی نے کیوس خان کو مع اُس عورت مستان آغا کے عدالت قضا میں بلایا کیوس خان کے مع ہمراہیوں کے یہی اظہار گزرے کہ ہم ہرگز واقف نہیں یہ مرد ناحق تہمت دھرتا ہو قاضی نے مستان آغا اور کیوس خان سے کہا تم دونوں زن و مرد قسم کھاؤ کہ ہم اس مسافر کے ہتھیاروں سے واقف نہیں اُن ملعونوں نے حلفاً قسم کھائی قاضی نے شاہزادے سے کہا بلا شبہ تو نے دعوے غلط کیا ہو خبردار آئندہ پھر کسی پر اس طرح کا اہتمام نہ کرنا ورنہ تجھے سزا سے بدلیگی شاہزادے نے فرمایا واقعی خوب انصاف ہوا اور اپنی داد کو پہونچا مستان آغا نے کہا ای قاضی صاحب اب میرا حق محنت اس سے دلوادو کہ میں نے تمام شب اس کے روبرو نغمہ سرائی کی ہو قاضی نے شاہزادے سے کہا ای جو ان اول تجھے اس عورت ناچنے والی کو بہر صورت راضی کرنا چاہیے تھا ہر گاہ تو نے اسکی اجرت نہ دی اور عدالت تک نہ پہونچی تو اب جو یہ مانگے گی تجھکو دینا پڑیگا غرض کہ اس قہر نے جب تک تمام نقد و ہنس و اسباب شاہزادے کا نہ لے لیا کس طرح راضی نہ ہوئی شاہزادہ بیک بینی و دو گوش قاضی کے محکمہ سے باہر نکلا اور اُسوقت یہ اشعار پڑھتا تھا اشعار

صبا بیا رکن عرض حال زار مرا	بہار خاطر آشفته نو بہار مرا	کہ ہر قدم برہ عشقت احوال مرا	بزنگ سہیل تو عقد ہاست کار مرا
-----------------------------	-----------------------------	------------------------------	-------------------------------

اور کبھی کہتا تھا اس ترک رہ گیسے کیا فیلسوفی کی بڑا انکار و فریبی ہو اور اُس عورت فحشہ مستان آغا نے کیا جالاک
سے میرا زور جو ابھر لے لیا اور قاضی نے بھی خوب عدالت کی یہ نخواست کو کب مرچ کی ہو کہ جو طلسم عفرین
پیش آئی ناگاہ سرمہ ڈھل یاد آیا شاہزادے نے سرمہ ڈھل آنکھوں میں لگایا اور کہنا دیکھے یہاں بھی سرمہ کا عمل پورا
ہوتا ہی یا شل اصفرتو جوان کے میں بھی ذلیل و خوار ہو گیا قصہ کو تاہ صبح کو بازار گیا جب چوک میں پہونچا دوکان
نان بائی سے دو تین شیرمالین اٹھالین نان پرزے جو غائب ہوتے شیرمالوں کو دیکھا بے اختیار سلام کیا اور شور و
غل مچایا کہ دیکھو بارو شیرمالین میری دوکان کی خود بخود جلی جاتی ہیں شاید میری دوکان پر پیر غیب کا قدم مبارک
آیا ہو یہ شک تمام دوکاندار جمع ہو گئے اور آنکھوں نے بھی یہ تماشا دیکھا اتفاقاً کیوس خان بھی اسی وقت واسطے
پکوانے روٹی کے دوکان نانبائی پر آیا اور دو قمری دیکر پیر روٹی نان بائی سے لی اور حسب اتفاق اُس دوکان پر
نانبائی کے پانچ اشرفیان اور تین انگوٹھیان سونے کی ایک کونے میں رکھی تھیں شاہزادے نے چپکے سے
وہ اشرفیان اور انگوٹھیان اٹھالین اور حیب میں کیوس خان کے رکھ دین اور کیوس خان اپنے مکان کو
روانہ ہوا جب نان پرزے دوکان بڑھائی اور اشرفیان و انگوٹھیان نہ پائین اس عرصہ میں شاہزادہ جلدی سے
سرمہ دھو کر دوکان پر نان پرزے آگیا اور کہا کہ اشرفیان اور انگوٹھیان تمھاری فلاں شخص جو کہ روٹی دینے لیتے آیا تھا
لے گیا اور اسکی جیب میں من نے بچم خود دور سے دیکھی ہیں نانبائی یہ شک فوراً دوڑا اور راہ میں اُسے کیوس خان
کو گرفتار کیا اور کہا تو نے میری اشرفیان اور انگوٹھیان چرائی ہیں کیوس خان نے کہا کیا بکتا ہو میں اشرفیان
لے گیا ہوں میں نے آنکھ سے بھی نہیں دیکھیں نانبائی نے کہا میں میری ملاشی لوٹا کیوس خان نے چونکہ چرائی
نہ تھیں کہا بسم اللہ دیکھ لے نانبائی نے جیسے ہی جیب میں ہاتھ ڈالا اشرفیان و انگوٹھیان دونوں جیب سے
نکل لین اور کیوس خان کو کھینچتا ہوا بازار میں لے آیا سب دوکانداروں نے ملکر اُسکو ایسا مارا کہ بیدم کر دیا
راہ گیاروں نے جان کیوس خان کی بچائی کیوس خان زخمی و کو قتی خراب و خستہ مستان آغا کے مکان پر
آیا شاہزادہ سرمہ لگا کر پہونچا دھر چند اوباشوں نے حال شنکر کیوس خان سے کیفیت پوچھی کیوس خان نے
سرگزشت بیان کی اکثر وہ کیوس خان پر افسوس آیا اور بعض کو یقین نہواستان آغا نے کہا میں اس
حرامزادے کے افعال سے خوب واقف ہوں بیشک اسے اشرفیان چرائی ہوئی اب انکار کرتا ہو کیوس خان
نے بقسم کہا کہ میں سچ کہتا ہوں کہ میں ہرگز واقف نہیں ہوں غرض شب کو سب اوباش باہم شراب کے نشہ میں خوب
سرشار ہوئے شاہزادے نے ایک دھول کیوس خان کے سر پر لگائی کیوس خان کو شبہ گذرا کہ جو پہلو میں
شخص بیٹھا ہو اُسے دھول لگائی کیوس خان نے بھی ایک کہ اسکی گردن پر لگایا پھر تو باہم دونوں میں لڑتے
گھونٹہ چلنے لگا اسیں آدھے بد معاش ایک طرف ہوئے اور آدھے ایک طرف شاہزادے نے ایک کی

گپڑی اُتار کے دوسرے کے سر پر رکھ دی وہ بد معاش اُنٹھ میں سمجھے یہ انھیں لوگوں کا کام ہی آخر اس قدر قصہ و
فساد ہوا کہ چند نفر جان سے مار گئے اور بہت سے زخمی ہوئے باقی وہاں سے بھاگے کیوس خان بھی بھاگا
اورستان آغا بھی خوفِ حاکم ایک مکان میں ہمسائے کے چھپ رہی شاہزادہ بخاطر جمع تمام گل مال و جواہر
اپناستان آغا کے گھر سے لیکر چلا آیا اور فکر میں رہا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ کیوس خان اپنی سزائے اعمال کو
ہونچے کیوس خان حرامزادے نے چند اوباشوں سے ملکر ایک رات قاضی کے گھر میں چوری کی اور وہ مال کچھ
نشانی کے طور سے ایک عورتِ عقیقہ و صالحہ کے گھر رکھ آیا اور دوسرے روز آپ قاضی کے پاس گیا اور کہنا
فلان عورت کہ جو ہمارے ہمسایہ میں رہتی ہے اُسکے گھر اکثر مال چوری کا آتا ہے یقین ہے کہ آپکا مال بھی شاید وہاں
آیا ہو اگر آپ کسی آدمی کو میرے ساتھ کر دیجیے تو میں آپکا مال سگوا دوں قاضی نے چند پیادے کو تولی کیوس خان
کے ساتھ کر دیے کیوس خان اُس بیچاری ضعیفہ کے مکان میں پیادوں کے گھس گیا اور پیادوں سے کہا کہ
فلان جگہ مال قاضی کا رکھا ہے وہ ضعیفہ ناز میں مشغول تھی کہ پیادے مشکین اُس بیچاری عورت کی باندھ کے کھینچتے
ہوئے قاضی پاس لائے قاضی مردود نے بلا تحقیق اُس عورت صالحہ کو ڈرے لگائے اور قید کیا ہر چند کہ اُس
مظلومہ نے کہا کہ میں بے قصور ہوں نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے جب کیوس خان وغیرہ
حرامخوڑوں کی خاطر جمعی و اطمینان ہوا تو وہ مال قاضی کا آپس میں تقسیم کر لیا کیوس خان فرساق نے اپنے حصہ کا
مال اپنے مکان میں دفن کر دیا اور اُسی جا شاہزادے کے ہتھیار بھی دفن تھے شاہزادے نے فرمایا اب
ظلم اس حرامزادے کا حد سے گذر گیا ہے یقین ہے کہ جلد تر اپنی سزائے اعمال کو ہونچے دوسرے روز شاہزادے
نے قاضی پاس جا کر پوچھا اے قاضی صاحب تمہارے مال کا بھی کہیں پتا لگا قاضی نے کہا ایک ضعیفہ کو پہنے چوری کی
حالت میں گرفتار کیا ہے لیکن ہنوز اُسے اقرار اپنے فعل کا نہیں ہے شاہزادے نے فرمایا مال تمہارا اُس شخص کے مکان میں
دفن ہے کہ جسکے مکان میں ہمارے بھی ہتھیار چوری گئے ہیں قاضی نے کہا اے جوان ہر بان اگر تجھے علم ہے تو پھر کیوں
توقف کرتا ہے جلد ہمارے آدمیوں کو لیجا کر اپنے سلاح اور ہمارا مال مع چور کے گرفتار کر لا شاہزادہ جمعیت چند نفر
کو تولی کیوس خان کے مکان پر گیا اور ایک پیادے سے کہا کہ کیوس خان کو آواز دے جیسے ہی پیادے نے
آواز دی کیوس خان باہر آیا شاہزادے نے حکم دیا کہ اب یہ اندر مکان کے نہ جانے پائے اور اس سے کہو
کہ ہمیں سے کہدے کہ عورتیں پردہ نشین پردہ کر لیں کیوس خان نے جب شاہزادے کو دیکھا اور یہ حکم سنا
کہا اے مسافر کچھ خیر ہے دو روز ہوئے کہ میں نے مال قاضی کا مع نشان چوری گرفتار کر لیا ہے آج تو میرے سر پر ناحق
یہ آفت ناگہانی لایا چاہتا ہے چل میں قاضی سے رو بکاری کر لوں گا شاہزادے نے فرمایا پہلے ہمارا تعمیل حکم ہو لے
پھر قاضی کے سامنے رو بکاری ہوگی ہر چند کہ اُس مردود نے حیلہ و حوالہ کیے لیکن اُس عالیجاہ نے ایک دھمکنی

آخر ناچار کیوس خان نے پردہ کرایا شاہزادہ مع پیادہ کو توالی داخل مکان ہوا اور جہان مالی و سلاح دھن
تھا کھدوایا وہ مال مع سلاح برآمد ہوا پیادہ ہائے کو توالی کیوس خان کو مشکین کے مارے پیٹے مع مال قاضی صاحب
کے پاس لائے قاضی صاحب نے اس ضعیف مظلومہ بیجاری کو رہا کیا اور اس مردود کو داخل زندان کیا شاہزادہ
اس ضعیف کے ساتھ اس کے مکان پر آیا اور اس سے اس کی کیفیت دریافت کی اس مظلومہ آفت رسیدہ نے کہا آخر
شہر یار پروردگار تیرے مقاصد دی بر لائے اور آسب و بلا سے ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے کہ میری اس وقت
میں ایسی مدد کی حال میرا یہ ہو کہ میں خواجہ امیر اہم سوداگر ایرانی کی زوجہ ہوں اور سات اولاد میں خداوند کریم نے
مرحمت فرمائیں لیکن زندہ کوئی نہ رہی آخر میں نے علم اولاد میں ترک دنیا کی اور عبادت پروردگار شب و روز اختیار
کی اور باجائز اپنے شوہر کے میں اپنے والدین کی خدمت میں آ رہی یہاں سامان تجارت درست کر کے میں
ملک روم سے فرنگ کو کشتی پر جاتی تھی اثنائے راہ میں کجی بخت و نحوست طالع سخت سے کشتی ہماری صدمہ باد تندر
سے سرگردان ہوتی ہوئی اس ملک ترکان میں پہونچی اور ترکوں نے ہمو گرفتار کیا اور شوہر نے بھی قضا کی اور
تمام مال و اسباب ہمارا لوٹ لیا اس عالم ہر اس میں ایک جوان نا آشنا مجھے اپنے مکان میں لایا اور مجھے کہا
ای مادر میراں قضاے آئی سے کیا چارہ اب تم صبر کرو اور یہاں جس طرح ہو سکے اپنی بسا اوقات کرو تھیں کسی امر کی
تکلیف نہوگی اور چالیس روز کے کھانے کا سامان مجھے لادیا اور کہا میں واسطے عبادت خدا کے فلان پہاڑ پر
جاتا ہوں اس واسطے یہ چالیس روز کا سامان تھیں مہیا کر دیا ہو کہ تاکئے میرے تمکو تکلیف نہو میں بعد چالیس روز کے
آؤنگا میں نے اس مرد حق آگاہ کے حق میں دعاے خیر کی وہ پہاڑ پر گیا میں دروازہ بند کر کے عبادت معبود برحق میں
مشغول ہوئی اب اس کے وعدہ میں تین روز اور باقی ہیں شاہزادے نے فرمایا نام اس جوان کا کیا ہے ضعیف بولی
نام مجھے معلوم نہیں لیکن وہ اس شکل و شمایل کا ہے شاہزادے نے جب غور فرمایا معلوم ہوا کہ یہ حلیہ بالکل صام شیردل
کا حسب فرمان پیر سبز پوش معلوم ہوتا ہے الغرض بعد تین روز کے چوتھے روز وہ جوان ضعیف کے پاس آیا شاہزادے
نے سلام کر کے پیام پیر سبز پوش کا بیان کیا اور وہ انگوٹھی دی صام شیردل نے کہا شاہزادہ معز الدین شاید
تھا راہی اسم گرامی ہے شاہزادے نے فرمایا ہاں مشہور تو یونہی صام شیردل نے مصافحہ کیا اور پوچھا
ایسا کیا امر ہم درمیش ہوا کہ جو حضور نے خاکسار و جان نثار کو سرفرازا میں تکلیف شاقہ فرمایا شاہزادے نے
کیفیت گذشتہ اپنی بیان کی اور کہا اب لوح طلسم عقرب کی جستجو میں آیا ہوں صام شیردل نے کہا ای جوان
لوح عقرب کے حاصل کرنے کو پتھر کا جگر چاہیے بشکر کام نہیں شاہزادے نے فرمایا ہاں خدا آسان کرے گا
تم خاطر جمع رکھو شہر

شکل نیست کہ آسان نشود	مرد باید کہ ہر آسان نشود
-----------------------	--------------------------

اور جو یہ تھے کہا کہ بشر کا کام نہیں بشر کو خداوند جلیل نے افضل المخلوقات پیدا کیا ہے مصرعہ انسان تو وہ ہو کہ گسیا
لا مکان تلک ہصارم شیر دل نے کہا اچھا اگر یونہی مرضی مبارک میں ہو تو کل روز سہ شنبہ ہی جسکو فارسی میں کیوانج
مریخ بھی کہتے ہیں تم قضا بون میں جاؤ وہاں ایک مرد سنگدل نام رہتا ہے وہ اسم با سمی ہی اسکا قاعدہ یہ ہو کہ روز
ایک آدمی کو واسطے خاصہ بادشاہ شہر کے ذبح کرتا ہے لیکن سترمہ زحل بھی تمہارے پاس ہے شاہزادے نے فرمایا
موجود ہے اگر سترمہ نہ ہوتا میری زندگی اس شہر میں دشوار تھی بعد ازاں خال گذشتہ اپنا بیان کیا صدارم شیر دل نے
کہا سترمہ زحل آنکھوں میں لگاؤ اور خواب گاہ میں اس ثانی صفاک بادشاہ شہر کے جاؤ اور انگوٹھی پیر سبز پوش کی ہنسی
انگلی میں پہناؤ جب وہ بیہوش ہو جائے اسے چادر عیاری میں باندھ کر قصاب کے پاس لیجاؤ جب وہ تھے پوچھے
کہ یہ کیا شہر ہے تم کہنا کہ حکم شاہ تو اس آدمی کو ذبح کر دے اور دل و جگر نکال دے کہ میں کباب گزک بادشاہ کیواسطے
تیار کروں وہ سنگدل دل و جگر بادشاہ کا ٹکون نکال دیگا تم وہ دل و جگر لیکے داہنی طرف کو روانہ ہونا تھوڑی دیر کے
بعد ایک عالیشان پہاڑ ملے گا اس پہاڑ پر ایک پتھر سترخ پاؤں کے جگر کو اس سترخ سنگ پر رکھ دینا پس وہ پتھر فوراً ٹکڑے
ٹکڑے ہو جائیگا اور ہر ٹکڑا مثل شعلہ کے ہواے آسمان ہوگا بعد ایک ساعت کے ایک مار سترخ یا قوت رنگ پتھر کے
نیچے سے باہر آکر وہ جگر کھا لیگا اور اسے حوض میں لوح سی اگل دیگا جب تم لوح سی کے لینے کا قصد کرو گے ایک
عقاب اس لوح کو پنجہ میں دبا کر لیجا لیگا تم باواز بلند کہنا امی عقاب اپنا حصہ لے اور لوح مجھے دے پس تم اس دلو
اسے دکھانا وہ لوح ٹکو دیگا تم اسے دل دینا وہ دلو پنجہ میں پکڑو روانہ آسمان ہوگا پھر تم مع لوح یہاں تشریف لانا
مگر سترمہ زحل سے غافل نہ ہونا قصہ کوتاہ شاہزادے نے موافق ہدایت و تعلیم صدارم شیر دل عمل کیا اور جگر بادشاہ کا
سنگ سترخ پر رکھا ایک مار سترخ زہر آلود اس سنگ سترخ سے باہر آیا کہ جسے دیکھ کر روح انسان کی قالب سے
کل جائے عرض اس آفت و مصیبت سے لوح سی لیکر روانہ شہر ہوا جب قریب شہر پہونچا دیکھا سارا شہر مسلح و مکمل
تیر و کمان ہاتھوں میں لیے جنگ پر تھے ہوئے ہیں اور کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے کہ جو ہتھیار بند نہ ہو اور چوک میں
دور و یہ سپاہ شاہی سترخ کپڑے پہنے صف بستہ کھڑی ہے لیکن آدمی خلقت ایک طرف تھی اور آدمی ایک طرف
شاہزادے نے جو ایک ہنگامہ قیامت برپا دیکھا خیال میں آیا کہ سترمہ دھوکہ کسی سے اس حال کو پوچھنا چاہیے
پھر دلیں کہا صدارم شیر دل نے سترمہ کی تاکید کی تھی آخر اس ضعیفہ کے مکان میں پہونچا یہاں صدارم شیر دل
منتظر تھا شاہزادے نے صدارم کو سلام کیا صدارم نے بعد جواب سلام کہا امی صاحب لوح و سترمہ ہم بہت مشتاق
تمہارے تھے شاہزادہ سترمہ دھوکہ کے صدارم کے پاس آیا صدارم شیر دل نے حصول لوح کی مبارکباد دی اور
پوچھا تھے لوح میں کوئی مطلب بھی دیکھا شاہزادے نے کہا دیکھا سب کچھ مگر جھکو کوئی حرف نہ دکھلائی دیا
صدارم شیر دل بولا حرف بھی بوقت ضرورت سب ظاہر ہو جائیگے تم لوح ذرا جھکو دو شاہزادے نے لوح

حوالہ کی صدارت شیردل نے پہلے لوح کو چاروں طرف مکان کے دکھایا بعد اسکے کوٹھے پر فرش بچھوایا اور کس
اب تم آرام تمام سیر جنگ ان ترکوں کی یہاں سے دیکھو شاہزادے نے پوچھا یہ قصہ و فساد کیسا ہو صدارت شیردل
بولا بوجہ قتل ہونے بادشاہ کے یہ فساد پیدا ہوا ہے بلکہ اور زیادہ ہوگا شاہزادے نے فرمایا آخر وجہ اسکی کیا ہے
صدارت شیردل نے کہا سپرد و مرشد یہ ترک فلک کے منسوبات سے ہیں اور طلسم عقرب اسکا نام ہے جب تک کہ سالک ان شہر
طریقہ شریعت و انصاف و عدالت پر قائم رہے ہیں کوئی صورت فساد کی پیدا نہیں ہوتی اور نہ کوئی آفت آتی ہے اور
کل خلقت یہاں کی آب غلم سے خمیر کی گئی ہے لا محالہ ڈھائی برس کے بعد مریخ کے دورہ کامل میں اہل شہر جادہ اعتدال
سے منحرف ہو کر ظلم و جور از حد اختیار کرتے ہیں آخر خود اسی وبال ظلم میں جہنم داخل ہوتے ہیں اور جہنم خلاف
شرع کوئی امر واقع نہیں ہوتا وہ محفوظ رہتے ہیں اور بقدرت کاملہ اس کثرت سے پیدا ہوتا ہے کہ شہر آباد
ہو جاتا ہے لیکن اس مرتبہ جو آپ نے یہ صورت ملاحظہ فرمائی یہ بیس برس کے بعد ظہور میں آئی اس وجہ سے کہ
قرآن الحسین برج عقرب میں واقع ہوا ہے اور ظلم و ستم ان لوگوں کا حد سے زیادہ ہو گیا ہے اور یہ آئینہ متبرکہ کہ بڑھی
وَإِذَا ارْتَدَّ أَنْ تَنْتَهِكَ قَرْيَةً أَمْرًا مَرَّتْ بِهَا فَاسْتَوْفُوا فِيهَا مَحْنَ عَلَيْهِمُ الْقَوْلَ فَمِمْ تَنْتَهِكَ مِيرَا اہل شہر یا حالانکہ ظلم و جور بادشاہ
کا آگے بھی تھا کہ بے گناہوں کو ناحق قتل کروانا اور قافلوں کو لوٹ لیتا اور مسافروں کو ایذا پہونچاتا تھا لیکن اب
جو کیوس خان نے اس عورت صالحہ و عقیفہ کو چوری کی علت میں متهم کرایا اور قاضی مردود نے بلا تحقیقات
ڈڑے گولے اور بادشاہ نے تحقیق ہونے پر قاضی کو سزا دی غضب ہو گیا شاہزادے نے منہ مایا
سبحان اللہ الملک المستقیم الجبار اے برادر اہل شہر جو یہ خون کرتے ہیں اسکا کیا انجام ہوگا صدارت شیردل نے کہا
جب بادشاہ قتل ہوا تو قاضی و وزیر میں واسطے رہا سست کے جھگڑا ہوا آدھے لوگ آدھے ہوئے آدھے ادھر
ہوئے اب جب تک ہزار ہا آدمی طرفین کے قتل ہونگے یہ مقدمہ کیسوں ہوگا بعدہ قاضی و وزیر دونوں مع خلافت شہر
بھرا حھر پر جا کر رب النوع سے اپنا استحقاق ثابت کریں گے اور طلب حق کریں گے شاہزادے نے پوچھا رب النوع
انکا کون ہے صدارت شیردل نے کہا مریخ جلا د فلک کہ اسی کے منسوبات سے یہ ہیں شاہزادے نے فرمایا مریخ
کیونکر تصدیق حق کریگا عقل میں نہیں آتا صدارت شیردل نے کہا یہ امر لائق بیان نہیں ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے
انشاء اللہ تعالیٰ اب آپ خود دیکھ لیں گے کہ یہ سب معرکہ بھی آپ کے روبرو گذریگا سو اسطے کہ رب النوع فقط تصدیق
حق ہی نہیں کرتا بلکہ موافق ہر گناہ کے ہر شخص کو سزا عارضہ ملتی ہے ہر گناہگار اپنے کردار کی سزا پاتا ہے ایسا
نگلی و کوری و کری و جہازم فالج و لہوہ سوزش اندام غالب آید بہ پیکر ایشان خاں ریزد بہ بستر ایشان
ہر قدر شان گناہ خواہ بود حالت شان تباہ خواہ بود

پڑتا ہوا اور سوا اسکے انکے لیے اس قدر قدرت نے بھی یونین مقدر کیا ہو کہ اُسکو اس قوم کا خود ہلاک کرنا منظور ہو
 شاہزادے نے فرمایا انکو تاہم صلح کرنا چاہیے صارم نے کہا پیر و مرشد مقدرات الہی کی کوئی اصلاح کر سکتا ہو نہ
 انکو جنگ ہی کا اختیار ہو نہ صلح کا یہاں تو دفعۃً بلو اسے عام ہو جاتا ہو اور پھر لاکھ کوشش کریں وہ ہنگامہ دفع نہیں
 ہوتا شاہزادے کو نہایت تیر ہوا صارم شیر دل نے کہا اب آپ تناشائے جنگ ملاحظہ فرمائیں ناحق منکر
 کیوں فرماتے ہیں کہ خود کردہ را علا جے نیست اور کردنی خویش و آمدنی پیش کا معاملہ ہو دیکھیے کس قدر بہادری و
 مردانگی سے لڑ رہے ہیں شاہزادے نے دیکھا تو واقعی جہاں تک نظر کام کرتی تھی ایک دریا سے خون جوش
 مار رہا تھا لیکن صارم شیر دل نے چونکہ پہلے لوح چارون طرف گھر کے دکھا دی تھی لہذا برکت سے اسکی
 گولی و تیرون سے یہ مکان محفوظ تھا شاہزادہ انکی جنگ مغلوبہ دیکھ رہا تھا اور تعریف دل میں کر رہا تھا
 جب نوبت طرفین میں دو چار ہزار آدمیوں کے قتل کی ہو چکی ایک آدمی نے بیچ میدان میں آکر چادر امان
 ہلائی اور ایک آواز احقاق الحق کی بلند کی پس شل قبل بازگشت کے دفعۃً وہ ہنگامہ موقوف ہو گیا اور تمام
 خلائیق نے قصد بحر الاحمر کا کیا کہ بروز سہ شنبہ کل امیر و فقیر صغیر و کبیر کنارے پر دریا سے بحر الاحمر کے جمع ہونگے
 صارم شیر دل نے عرض کی کہ اب حضور تناشائے عدالت ملاحظہ فرمائیں شاہزادے نے کنارے پر دریا
 کے ایک محل عالیشان دیکھا کہ اُسکے در و دیوار سہرتے پانک یا قوت احمد کے تھے وزیر مع اپنے آدمیوں کے
 داہنی طرف محل کے صفت بستہ کھڑا ہوا اور قاضی شہر بائیں طرف اور تمام خلائیق عورت و مرد پیچھے قاضی کے
 خاموش کھڑی تھی عاملوں نے طرفین کے ساعت اول میں دعوت مرغ شروع کی جب وہ دعوت ختم کر چکے
 تب انھوں نے خلائیق کی طرف متوجہ ہو کر اشارہ کیا کچھ کہا تمام خلائیق نے باواز بلند ایک مرتبہ احقاق الحق کہا
 یکایک از زمین تا آسمان تیرہ و تار ہو گیا اور اُس اندھیرے میں برج عقرب کی شکل نمودار ہوئی اور دریا میں ایسا
 تلاطم پیدا ہوا کہ بے اختیار سب کی آنکھیں بند ہو گئیں بعد اسکے ایک شکل عجیب الخلق اس ہیئت کی دریا سے
 پیدا ہوئی کہ جس سے زہرہ رستم پانی ہو جائے شاہزادے نے کبھی کسی طلسم میں اس طرح کی ہیبت شکل نہ دیکھی تھی
 حالانکہ بازو پر لوح نحاس بھی بندھی تھی اُسپر بھی خوف سے شاہزادے کے ہوش و حواس بجا نہ رہے اور تمام
 بدن مثل بید کا نپ رہا تھا کہ اس اثنا میں ایک بچھو اسقدر لٹبا چوڑا قریب ہزار گز کے طویل اور پانچ سو گز کا چوڑا
 اور دم بازہ سو گز بلند سر پر شل چھتر کے اور نیش اُسکا مثل شعلہ جوالہ کے معلوم ہوتا تھا دریا سے پیدا ہوا اور پشت پر
 اُس بچھو کے ایک مرد سیاہ فام خو خوار پر ہیبت سوار تمام بدن اُسکا مثل آفتاب کے درخشان اور ناخون کی
 جگہ خمر بران تھے اور وقت چلنے کے پانی میں آگ لگ جاتی تھی جب تمام خلائیق نے عقرب پر عقرب سوار کو دیکھا
 عاملوں نے چارون طرف سے الحق الحق کا شور کیا اور خلائیق میں گویا جان نہ تھی کہ حق کو پکارتے ہیں ایک خنجر اور

شہزادہ آتش نے عقرب اور سوار عقرب سے جدا ہو کر جسم کو گناہگاروں کے مبتلا سے عوارض برودت و حرارت
 کیا اور بے گناہ محفوظ رہے اور ارکان سلطنت نے بخشی خان کو جو وزیر تھا تخت فرماندہی پر بٹھا دیا بعد اسکے
 تمام ضلایق شہرین چلی آئی جب وہ تاریکی دفع ہوئی دیکھا قاضی جلکبر اکرم ہو گیا تھا اور ہمراہی بھی اسکے ایک حصہ
 جہنم میں پہنچے تین حصہ امراض مختلف میں مبتلا ہوئے باقی بیگناہ محفوظ رہے شاہزادہ صہارم شیردل کے
 ہمراہ ضعیفہ کے مکان پر آیا صہارم شیردل نے کہا اے شہریار ایسا متا شایقین ہو کہ کبھی چشم مبارک سے نہ گذرا ہو
 شاہزادے نے کہا معاذ اللہ خدا نہ دکھلائے مدت العمر یہ ہنگامہ بھی یاد رہیگا صہارم شیردل نے کہا حضور کو بھی
 اس عقرب سوار کے پاس واسطے ہر رب دوم مثلثہ آبی کے ضرور جانا ہوگا شاہزادے نے فرمایا اگر یہی
 امر ہو تو اب دیر کیوں ہو جانتک کہ جلدی اس کام میں ہو بہتر ہو غرض دوسرے روز چہار شنبہ کی صبح کو صہارم شیردل
 نے شاہزادے سے کہا کہ دریا سے اچھر پر جا کر قریب محل پانچویں ساعت میں دریا کے پانی کو بغور دیکھئے گا
 پانی وہاں کا پیچ دار ہوگا اور اسکی لہروں سے ایک عبارت پیدا ہوگی تم اس عبارت کو یاد کرنا اور اسی جا میں
 تعداد سے پڑھنا بعد اسکے سات مرتبہ لوح کو پانی میں غوطہ دینا پھر جو سوال لوح سے کرو گے جواب شافی حاصل
 ہوگا قصہ کوتاہ شاہزادہ صہارم شیردل سے رخصت ہو کر کنارہ دریا زیر محل پہونچا اور موافق تعلیم صہارم شیردل
 کے دریا میں لوح کو مضول کیا پھر جو دیکھا مطلب ظاہر ہوا کہ اے طالب سیر طسم عقرب اس لوح کو آفتاب کے
 مقابل رکھ رکھ رکھ لوح سے محل کا دروازہ معلوم ہوگا محل کے اندر جانا دوا جو امر ہو لوح سے دریافت کرنا شاہزادہ
 حسب الحکم محل کے اندر گیا وہاں کسی جانور تک کو نہ دیکھا آدمی و پیر زاد کیسا ناچار سیر کرتا تھا شاید بھتا محل کے
 دوسرے دروازے سے باہر گیا اور بعد چند قدم کے ایک پہاڑ سرخ رنگ کا نظر آیا اور پہاڑ پر ایک مکان عالیشان
 سرخ رنگ کا بنا ہوا دیکھا شاہزادہ اس مکان میں گیا وہاں ایک باغیچہ تھا اور اسی باغیچہ میں چند قطعہ مکان تھے
 اور ایک مکان میں ایک نازنین بہ جبین سرخ پوشاک پہنے ہوئے تخت باقوت پر غمگین و لول بیٹھی تھی شاہزادے
 نے پوچھا یہ کون مکان ہو اور تیری یہ کیا کیفیت ہو اس شعلہ زدے نے کہا اے جوان یہاں سے نزدیک ایک شہر شوکت نگر
 ہر وہاں کے بادشاہ کی بیٹی ہوں نام میرا ملکہ گلگونہ ہو اور میرے باپ کا نام شہرت شاہ ہو اور اس پہاڑ پر
 ایک مکان ہو کہ اس میں ایک سو تیس چورہستے ہیں انہیں اُن تیس نرسہ دار ہیں اور باقی نوکر اور یہ نابکار راہ زنی
 میں نہایت طاق ہیں دوسرے ایسے بد فعل ہیں کہ رات و دن فاعلی و مفعولی میں مشغول رہتے ہیں ایک روز
 از راہ مذاق آپسین کہا کہ کی طرح اس شہر کے بادشاہ کی بیٹی چوری سے یا زبردستی یہاں سے آئیں غرض چار
 چور انہیں سے مستعد ہوئے اور مجھے سوسنے میں یہاں اس طرح اٹھالائے کہ بھکو مطلق خبر نہ ہوئی اور اس پہاڑ پر
 ایک جانور سرخ رنگ مثل بچھو کے رہتا ہے مگر بچھو کی آنکھیں ظاہر نہیں اسکی ایک آنکھ مثل بیل کے ہو اور سرخ ہو

یہ چور اُس جانور کو تیر سے مارے ہیں اور چربی اُسکی نکال کے اپنے جسم میں ملتے ہیں پھر کوئی حربہ تیر و تبر و تیغ جسم پر موثر نہیں ہوتا اور ایک بار کی مالش اُس چربی کی ایک سال کو کافی ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ روئین تن کھلائے ہیں جب میں یہاں بیدار ہوئی تو سب نے ملکر کہا کہ امی ملکہ بھگو اور کسی بات سے غرض نہیں ہے لیکن صرف تم ہمارے واسطے کھانا تھکے پکا دیا کرو میں درگاہ خدا میں شکر گزار ہوئی کہ خیر با عفت و عصمت تو رہی اس عرصہ میں میرے باپ نے ان چوروں پر فوج کشی کی لیکن کوئی صورت میری رہائی کی نہ ہوئی لاچار ہو کر خاموش ہو رہا تم نادانستہ یہاں چلے آئے ہو اور وہ چور بھی ابھی نہیں آئے ہیں لہذا اب تم چلے جاؤ ورنہ اُنکی صورت ہی تمہارے ہلاک ہونے کو کافی ہے کیونکہ آدمی کی صورت سے اُنکی صورت خلاف ہے قد اُنکا نوگز کا ہے اور ایک آنکھ مشرخی شعلہ آتش کے پیشانی پر ہے اور ایک زخمِ جگر کے تلوار لگی ہو ہر ایک نفر کے گال پر پیدایشی ہے شاہزادہ حیران ہوا اور ملکہ گلگونہ سے فرمایا تو نے عجیب جملہ بیان کیا ملکہ گلگونہ نے کہا یہ ملعون عول ہیں اور غوطے دنوں سے یہاں رہتے ہیں نہیں معلوم کہ ملک انکا کہاں ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ ملعون آ پہونچے اور جب تک شاہزادہ خبردار نہ چند نفر نے شاہزادے کو پاڑ کر ایک طاق پر کہ زمین سے دس گز بلند تھا بٹھا دیا اور ملکہ گلگونہ سے کہا امی پر یزاد تو نے ہمارے واسطے خوب شکار پیدا کر رکھا ہے ہم مدت سے ایسی لذت کے کھانے کی تلاش میں تھے کہ یہاں کے آدمی بے نمک اور بد مزہ ہوتے ہیں شاہزادے نے دلیں کہا کہ واقعی ایسا مفت کا شکار کہاں ملے گا اور میں تمہارے لئے ہی کیا واسطے آیا ہوں ملکہ گلگونہ حال پر شاہزادے کے نہایت افسوس میں تھی اور کہتی تھی خدا جانے یہ بیچارہ کس مطلب کو یہاں آیا تھا اور کس بلا سے ناگہانی میں پھنسا غرض اُن ملعونوں نے ملکہ گلگونہ سے کہا امی ملکہ آج تم اس شکار غیبی کے گوشت کے کباب لگاؤ کہ ہمارا نہایت جی چاہتا ہے ملکہ گلگونہ نے کہا ابھی تو یہ ڈبلا لاغری تم چندے صبر کر و جب خوب تیار ہو تو کباب خوب پکینگے وہ چپ ہو رہے اور جو شکار کہ لائے تھے اُسکا گوشت کھایا اور پھر غلام میں مشغول ہو گئے ملکہ گلگونہ نے شرم سے آنکھیں بند کر لیں شاہزادے نے اُن کے افعال بد پر لعنت کی اور لوح کو دیکھا اُس میں یہ ہدایت ہوئی کہ یہ مریخ و عقرب کے منوبات ہیں تم مشرماً زحل آنکھوں میں لگا کر شہرِ حشمت نگار میں جاؤ وہاں بقالون میں ایک عبید بقال رہتا ہے اُسکی دوکان پر سنگ وزن کے بست ہیں اُس میں ایک پتھر ہے کہ جس پر سات بادشاہوں کی سات مہر ہیں وہ تمکو جس قیمت کو دے تم خرید لو اور محلہ میں لوہاروں کے جاؤ وہاں ایک بہرام لوہار رہتا ہے اُس سے کہو کہ اسکی مجھے ایک تلوار بنا دے جو مزدوری وہ مانگے دیکر تلوار اس لوہے کی اُس سے بنوا کر حشمت شاہ بادشاہ عالیجاہ کے پاس جاؤ وہ پوچھیکا تم کس مطلب سے یہاں آئے ہو تم کہنا میں تمہاری صاحبزادی کو اُن یک چشم چوروں سے چھڑاؤں تو عوض اُسکا مجھے کیا دو گے حشمت شاہ نہایت تمہاری تعظیم کریگا اور کہیگا جو میرے قبضہ قدرت میں ہے وہ سب حاضر ہے تم حشمت شاہ سے فوج لے کر

ایک چشم چورون کے مقابلہ کو جانا اور لوح کو بازو پر باندھنا کہ برکت سے لوح کے کوئی حربہ چورون کا تم پر کارگر نہ ہوگا اور چورون پر بھی سوا سے اس تیغ خانہ ساز کے اور حربہ موثر نہ ہوگا بعد فتح ہونے کے اسد بن بہرام لوہار کے ساتھ ملکہ گلگوٹہ کا عقد کر دینا کیونکہ پشتون سے سپہ سالار اس ملک کی فوج کا ہی اور اصل میں لوہار کی نسل سے ہی باقی کیفیت وہ اپنی آپ سے بیان کرے گا اور اگر حشمت شاہ تھارے قول کا یقین نہ کرے تو یہ شمشیر خانہ ساز اُسے دکھلا دینا اور بہرام سے بھی کہنا کہ مجھے بھی عوض میں اس عقد کے کچھ سلوک کرنا چاہیے وہ کہیگا جو ارشاد ہو تم کہنا کہ عمل حدید اور دعا سے یعنی ہکو بتا دے بہرام عمل حدید اور دعا سے یعنی اس ملک کی بتا دیگا تم بعد حصول عمل حدید پھر لوح کو دیکھنا قصہ کو تاہ وہ ملعون تو اُس روسیاحی میں مشغول تھے شاہزادہ شرمہ لگا کر غائب ہوا چورون نے جو طاق خالی پایا ملکہ گلگوٹہ سے کہا اویازین تو نے ہکو ایسے گوشت لذیذ سے محروم رکھا ملکہ گلگوٹہ نے جواب نہ دیا شاہزادہ شہر شگوت نگار میں پہونچا اور وہ سہ منابقت ایک اشرفی کے عبید بقال سے مول لیکر بہرام لوہار کے پاس آیا بہرام نے بادب سلام کیا اور شاہزادے کا حال پوچھا شاہزادے نے فرمایا میں مسافر ہوں ایک کام کو آیا ہوں بہرام نے پوچھا کیا کام ہے فرمائیے کہ آپ ایسے کر فرما کا کام کرنا عین سعادت ہے شاہزادے نے وہ سہ منابقت ہری دیا اور کہا ایک تلوار ہمیں بنا دو بہرام بولا تلوار اس لوہیکی نہایت دشواری سے تیار ہوگی مزدوری اسکی دے سکتے ہو شاہزادے نے فرمایا کیا ایسی اجرت ہے بیان کر بہرام نے کہا آج آپ غریب خانہ کو سرفراز فرمائیں کل میں عسیر فرما کر دنگا شاہزادہ بہرام کے یہاں آیا بہرام نے سامان دعوت شاہزادے کیواسطے تمہا کیا لیکن کھانا نہ فرنگہ و بد مزہ ایسا تھا کہ کھانا نہ گیا

بیان کرنا بہرام کا اپنے قصہ کو شاہزادہ سمرالدین عالی وقار کے روبرو

غرض کہ رات کو شاہزادے نے آرام فرمایا صبح کو بہرام نے یوں قصہ اپنا شروع کیا کہ میں کا وہ لوہار کی قوم سے ہوں اور آباد اجداد میرے اس شہر کے حکمران ہوتے آتے ہیں بلکہ میں سپہ سالار بادشاہ حشمت شاہ کا تھا آج کل مجھے اور شاہ سے ایک فوج کی کشیدگی ہو گئی اور وہ کشیدگی کی یہ ہے کہ ایک فرزند بلند میرا بہادر زمان الشجع دوران اسد نوجوان قاصد ہے ہر قصہ کا اتفاق روزگار شاہزادی ملکہ گلگوٹہ سے ہوا ہے سیر باغ کو گئی ہوئی تھی اور وہ بندہ زادہ بھی شکار کو گیا تھا وقت واپسی شکار کے اتفاقاً اسکا اُسکی طرف سے گذر ہوا اور ملکہ ایک چمن میں پھول کھڑی توڑ رہی تھی کہ اسد نوجوان و ملکہ گلگوٹہ دو چار ہوئے نظر سے نظر ڈھی ریچی عشق کی جگر کے پار ہوئی اسکو تو ایک عشق سا طاری ہوا اور وہ معشوقہ وہاں سے ایک مکان میں پوشیدہ ہو گئی اسد دوران سے بحال خراب و بال دل پڑا اضطراب اپنے گھر آیا اُس روز سے وحشت عشق نے ہوش و حواس اُسکے کھو دیے کار و بار چھوٹ گیا

خواب خور سے بالکل ناکام ہو گیا جب میں اُسکے حال سے آگاہ ہوا شب و روز اس فکر میں آلودہ رہتا تھا کہ کیا تدبیر کروں جو اسکی جان بچے آخر یہ صلاح ہوئی کہ پیام نسبت بادشاہ کو بھیجنا چاہیے بعض لوگوں نے پیام نسبت سے پہلے اُسکی عاشقی کا حال نہایت بے عنوانی کے ساتھ بادشاہ سے کہہ دیا بادشاہ آگاہ ہوتے ہی ایسا غضبناک ہوا کہ میری تمام اہلک ضبط کر لی اور عہدہ سے بھی معزول کیا اور کہا کہ اگر تیرے حقوق خدمت ہمارے ذمہ نہ ہوتے تو ہم تجھکو تیرے فرزند نالایق کے قتل کرتے اُس مردک نے مطلق ہمارا پاس و لحاظ نہ کیا خیر اب یہی سزا تیرے حق میں کافی ہے کہ تو ایک دوکان بازار آہنگران میں لے اور کاروبار سلخ خانہ بادشاہی کا انجام دیا کر بقدرت قادر حقیقی تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ ملکہ گلگونہ سرخ پوش شاہزادی کو دزدان ایک چشم کہ جنگو نسناں عقر بنی کہتے ہیں محل میں سے اٹھا لیکے اور اسد بھی بجنون ہو کر ملکہ گلگونہ سرخ پوش کے عشق میں کوہ بکودہ سرگردان و حیران و پریشان پھرتا رہا ایسا دلور دوران ہم اُسکے فراق میں زندہ درگور ہو گئے ہیں اور اُسکی مان کا حال دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے ابھی ہفتہ عشرہ گزرا ہو گا کہ اسد نوجوان آیا اور کہا ای والد بزرگوار کل خواب میں ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ ای اسد تو خاطر جمع رکھ عنقریب تیرا مقصد دی پورا ہوا چاہتا ہے اور تو اس عارضہ مفارقت سے چھوٹا چاہتا ہے میں اس خواب کی تعبیر کو دلیں پیغام مرگ سمجھ کر حاضر ہوا ہوں کہ ایک بار اور آپکی زیارت باسعادت سے کامیاب ہوں کیونکہ کون ایسا میرا ساعی و مددگار بزرگ دست ہے کہ جو بادشاہ کو بزور زیر کر کے میرے مقصد کو بر لاویگا اس وجہ سے مجھکو بجز مرگ کے اور کوئی تعبیر اسکی معلوم ہوئی مگر جب اُس بزرگ نے یہ کہا کہ ایک شاہزادہ کہ اُسکے ہمراہ ایک سنگ وزن پر سات بادشاہوں کی ہرین ہوئی تیرے باپ کے پاس تشریف لائیگا اور اُسکی تلوار نواہیگا اور اُسکی عنایت و مدد سے تیرا بھی مدعا بر آویگا پس اس بشارت سے دل شاد شاد ہوا اور انتظار میں حضور کے شب و روز ہم تن چشم انتظار اور گوش بر آواز رہا کہ دیکھیے کس روز خداوند کریم حضور کے قدم دکھلائے گا الحمد للہ کہ آج تعبیر خواب ظہور میں آئی کہ حسب بشارت صورت زیبا حضور کی خدا نے دکھائی شاہزادہ بدست اسد نوجوان کی شنگ آبدیدہ ہوا اور سرمایا تم بخاطر جمعی کام ہمارا بناؤ انشاء اللہ تعالیٰ جو معاملہ ہو گا تم چشم خود دیکھ لو گے بہرام شاہزادے کے گرد سات مرتبہ پھرا اور سات روز کے عرصہ میں تلوار تیار کر دی اور ساتوں ہر و ن کو بھی قائم رکھا ایسی استادی کو کام فرمایا کہ ہر و ن میں سر مو فرق نہ آیا شاہزادہ بہت خوش ہوا اور ایک قبضہ جو اہرنگار و مرصع کار اُس تیغ آبدار میں جڑا دوسرے روز حشمت شاہ بادشاہ کے پاس گیا بادشاہ نے پوچھا ہے جو امر دس مطلب سے اس شہر میں تیرا ورود ہوا شاہزادے نے فرمایا قبضہ میرا طول و طویل ہے پھر بھی بیان ہو گا بالفعل میرا مطلب یہ ہے کہ ملکہ گلگونہ سرخ پوش کو قید سے دزدان یک چشم کے نجات دوں بادشاہ نے بنگاہ حیرت شاہزادے کو دیکھ کے کہا ای جوان باہن قد و قامت تیرا یہ دعویٰ محض لاف زنی ہے

دلالت کرتا ہے اسوجہ سے کہ میں با فوج و لشکر اُن سے مقابلہ نہ کر سکا اور تم تنہا کیا کام کر سکو گے شاہزادے نے ہفت مہری تلوار دکھائی حشمت شاہ دیکھتے ہی تلوار کے قدبوس ہوا اور کہا شاید شاہزادہ معز الدین مراد بخش تو ہی ہے جسکے انتظار میں اتنی مدت گزری شاہزادے نے فرمایا تم میرا نام کیا جانو بادشاہ نے کہا مجھے بشارت ہوئی تھی کہ شاہزادہ معز الدین تیری بیٹی کو قید دزدان یک چشم سے چھڑا دیگا اور ایک شمشیر ہفت مہری اُسکے پاس ہوگی وہ جو کچھ فرمائے عمل میں لانا شاہزادے نے فرمایا تم تیار ہو اور فوج ہمراہ لیکر میرے ساتھ چلو حشمت شاہ مثل تابعدار کے با فوج پیش رو و لشکر جہاں شاہزادہ عالی وقار کے ہمراہ رکاب روانہ ہوا جب اُن غولان بدشعار کو لشکر ہائے جرار کی خبر ہوئی ایک میدان وسیع میں آکر صف آرا ہوئے اور تیرو کمان و نیزہ و پیکان چلنا شروع ہوا قصہ مختصر یہ کہ تین روز میں چورون کا خاتمہ بالآخر ہوا شاہزادے کو بجلوس شاہانہ واعزاز خسروانہ بادشاہ حشمت شاہ قصر شاہی میں لایا اور نہایت تجل سے دعوت کی شاہزادے نے اُسی صحبت میں حشمت شاہ بادشاہ سے فرمایا کہ بہرام لو ہار بھاری سرکار کا نکھار قدیم ہے اور نہایت ہمارو شجاع و خیر خواہ و ہوا خواہ ہے اُسے تنے معزول کیا اور بیٹا اُسکا صدقہ فراق و ولولہ عشق ملکہ گلگونہ نے ہا دیوانہ وار کو ہزار و بیابان میں سرگردان ہے ملکہ مناسب ہے کہ بہرام کو پھر وہی منصب مرحمت کرو اور اُسکے بیٹے اسد نوجوان ذیشان کو بھینٹہ دامادی منسوب کرو پس بھجر دفرمانے شاہزادے کے حشمت شاہ نے بہرام کو طلب کر کے خلعت سرداری عنایت فرمایا اور ملکہ گلگونہ کا عقد اسد نوجوان سے کر دیا جب جشن عروسی سے فرصت ہوئی شاہزادے نے فرمایا ای بہرام شکر ہے اُس پروردگار عالم کا کہ کام مقصود را حسب دلخواہ ہو گیا اب ہماری محنت کا بھی کچھ عوض چاہیے بہرام نے دست بستہ عرض کی بیچشم کل غلام کو بھی بشارت ہو چکی ہے اب حضور فلان سرداب میں تشریف لے چلیں اور عمل حدید و دعا سے سیفی یاد کر لیں شاہزادہ بہرام کے ساتھ سرداب میں گیا اور دو روز کے عرصہ میں عمل کو یاد کیا بعد حصول عمل حدید شاہزادے نے لوح ملاحظہ فرمائی اُس میں یہ ہدایت ہوئی کہ جگہ اور ادعا سے سیفی کی وہی قصر ہے جہاں ملکہ گلگونہ سرخ پوش قید دزدان یک چشم میں تھی شاہزادے نے بموجب بشارت لوح ایک ہزار تلوار و خنجر وغیرہ جمع کیے اور اُنکو گرد اپنے زمین پر گاڑا اسطرح پر کہ سر اُنکے باہر رہے اور قبضہ اُنکے زمین میں اور اوراد میں سیفی کے مشغول ہو ابھی دوسرا روز تھا کہ شیر اور چیتے اور خوک صحرائی وغیرہ جانوران درندہ ہر چار طرف اُس قصر میں جمع ہو گئے شاہزادہ اُنکو دیکھ کر نہایت خوفناک ہوا پھر لوح کو باز و پر باندھ لیا اور کچھ خیال نہ کیا چوتھے روز اسقدر ہاتھی سرخ رنگ کے جمع ہوئے کہ جسکا شمار نہ تھا اور گھڑی بھر میں اُنھوں نے تمام قصر کو کھود کر گرا دیا فقط حصار بھر بچ رہا لیکن شاہزادہ اسم خوانی کیے گیا پانچویں روز وہ ہاتھی اپنے سونڈوں کو اُن ہتھیاروں سے جو زمین پر

کھڑے ہوئے گڑے تھے ملنے لگے اور اس قدر خون انکی سونڈوں سے جاری ہوا کہ جہاننگ نظر کام کرتی تھی ایک دریا سے خون نظر آتا تھا قحطی دیر میں سوائے حصار کے کل خون ہو گیا پھر اس دریا سے خون میں کشتیان سُرخ پیدا ہوئیں اور ان کشتیوں میں جلوس شاہی اور سامان بادشاہی موجود تھا بعد اسکے ایک کشتی صندل سُرخ کی پیدا ہوئی اُس میں ایک عورت سُرخ پوش مرغ صورت ہیبت ناک سوار تھی جسے دیکھ کے ذہرہ انسان آب ہو جائے جب وہ کشتی قریب آئی دیکھا تو وہ عورت اسلحہ جنگ سے آراستہ ہوئی اسے ایک آواز خوفناک و صدا سے مہیب سے پوچھا کہ جو ان تو نے ہمیں کیوں یاد کیا ہے شاہزادے نے حسب ہدایت وہ فرمان اُسکو دیا اور کہا اس شہر ان پر ہر رب دوم ارباب مثلثہ آبی چاہتا ہوں وہ عورت یہ سننے کے تادیر آسمان کو دیکھتی رہی شاہزادے نے جو سُرخ اٹھایا تو عجیب سامان نظر آیا یعنی ماہین زمین و آسمان ایک پیکر سُرخ پوش ہو گئے جسکے ہر بن موسیٰ شرار ہے آتش شعلے تھے اور یہ ہیبت تھی کہ دیکھنا نہ جاتا تھا اور خون کے دریا کو ایک جوش و خروش و تلاطم تھا کہ پناہ بد ذات خدا شاہزادے نے جب بغور دیکھا تو وہی سوار عقرب ہو جو رب النوع ان ترکوں کا تھا جب اُس عورت کشتی سوار سے اُس عقرب سوار سے اجازت ہر جا ہی اُسے فوراً حکم ہر دیا اُس عورت نے آب دہن سے ہر اُس فرمان پر گوارہ شاہزادہ کیا شاہزادے نے دوسرے روز وہ ہتھیار کہ جسے حصار کیا تھا زمین سے نکال لیے فوری دیر میں وہ کاغذانہ درہم دہریم ہو گیا نہ وہ کشتی نہ وہ دریا نہ کچھ سامان رہا مگر ایک صدا سے مہیب ایسی آسمان سے آئی کہ شاہزادہ بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا دیکھا تو اپنے کو اُس قصر اول میں بیٹھا پایا اور جوق جوق پریزاں سُرخ پوش و بان جمع ہیں گویا وہ کسی کی منتظر ہیں گلہ خسار سُرخ پوش نے کہ ملکہ ان شعلہ رخساروں کی غمی باد لب تمام شاہزادے کو سلام کیا شاہزادے نے لوح کو دیکھا ہدایت ہوئی کہ یہ پریزاں سرحد دار طلسم عقربہ ہیں جب تک دل چاہے یہاں رہیں ہمیشہ آرام رہو اور کلفت سفر مٹاؤ نہانی و دعوت گھاؤ شاہزادہ پانچ روز وہاں رہا بعد اسکے ایک روز جب خواب سے بیدار ہوا کتارہ بھرا حرم کا نظر آیا اور دیکھا کہ چند آدمی شہر ترکان سے ایک جنازہ لیے آتے ہیں اور حصارم شیر دل بھی ساتھ ہے شاہزادے نے جب حصارم شیر دل سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اسی ضیفہ کا جنازہ ہے شاہزادے نے اتنا بلند و اتنا کثیر کہ جھوٹا کہا اور خود بھی بمشایعت ہمراہ ہوا بعد دفن اُس مرحومہ کے حصارم شیر دل شاہزادے کو اپنے مکان پر لایا اور حال پوچھا شاہزادے نے تمام سرگزشت اپنی بیان کی حصارم شیر دل نے کہا لہذا لہذا کہ مقصود حضور حسب دخواہ برآیا شاہزادے نے فرمایا ابھی ہر رب سوم ارباب مثلثہ آبی باقی ہے وہ بھی ہو جائیگی تب نوبت ملاقات ملکہ نوہار گلشن افروز کی آئیگی حصارم شیر دل نے کہا اب فرمائیے کہ آپ کا کیا عزم بالجزم ہے شاہزادے نے فرمایا کہ عیان را چہ بیان جو کچھ کہنا تھا کہ چکے حصارم شیر دل نے کہا ہر سوم برج حوت سے متعلق ہے تم وہ انگوٹھی پیر سبز پوش کی مجھے دو

اور اُسکے عوض میں انگشتری یا قوت مجھے لو اور لوح کو جہان سے لائے تھے وہاں پہونچا دو شاہزادہ لوح کو
کوہ مرغ پر لے گیا وہ سانپ کو یا منتظر ہی تھا شاہزادے نے لوح اُسے دی وہ لوح لیکر غائب ہو گیا شاہزادہ
حصارِ شیردل کے پاس آیا حصارِ شیردل نے دعوت کی اور صبح کو کہا اے شاہزادہ عالی وقار آپ کنارے دریاے
احمر کے روانہ ہوں جہاں کا پانی غبار آلود ہے انگوٹھی کو پانی میں دھونا ایک کشتی فوراً پیدا ہوگی آپ سوار ہو کر فرمائیے گا
اے سفینۃ السعادت مجھے گردابِ ماہیان میں پہونچا دے کشتی گردابِ ماہیان میں جا کر غرق ہوگی آپ
آنکھوں کو بند کر لیجیے گا جب تہ پر پہونچے گا ایک شہر دیکھے گا کہ نام اُسکا گوہر آویز ہے اور اُسین شہر کے بارگاہ
دروازے ہونگے اور ہر در میں ایک موتی بیضہ مرغ کے برابر رنگتا ہوگا اسی وجہ سے نام اُس شہر کا گوہر آویز مشہور
ہوا ہے آپ داخل ہو کے ابو الحسن معلم کا مکان دریافت کیجیے گا اور وقت ملاقات یہ انگوٹھی میری دکھا کر سلام
میرا کننا پس شاہزادہ حصارِ شیردل سے رخصت ہو کر حلقہ شلشہ آبی کی طرف روانہ ہوا

روانہ ہو نا شاہزادہ معزالدین کا طلسم برج حوت کی طرف واسطے ہر فرمان شلشہ آبی کے مرحلہ سوم میں

راویان روایات صحیحہ و حاکیان حکایات نفیسہ و مورخان اخبار رنگین طراز و کتابان مطالب افسانہ نوا اعجاز ائیںب ملک
تیز رفتار کو میدانِ صفحہ قرطاس میں یوں جولان کرتے ہیں کہ شاہزادہ عالی وقار حسب ہدایت حصارِ شیردل
پارِ غلگسار کنارے کنارے دریاے احمر کے بے خوف و خطر روانہ ہوا اور ہر لمحہ دہر لحظہ پانی دریا کا دیکھتا چلا جاتا تھا
تھوڑی دیر میں ایک درختِ صندل کا ملا لیکن بڑے صندل اُسین نہ تھی بلکہ ایسی بڑے خوش اُس درخت میں تھی کہ
تمام صحرائے بقا شاہزادے نے تھوڑا پانی دریا سے چکھا تو نہایت شیرین و معطر پایا سمجھا کہ اب ہر حدِ طلسم حوت
میں پہونچے انگشتری یا قوت کو دریا میں غوطہ دیا بھر دریا سے ایک کشتی پیدا ہوئی شاہزادہ اُس کشتی میں سوار ہو
لیکن کشتی جگہ سے نہ ہلی شاہزادے نے کہا اے سفینۃ سعادت بخداے بحر و بر مجھے گردابِ ماہیان میں پہونچا دے
پس وہ کشتی نخلِ خدنگ روان ہوئی اور طرفۃ العین میں گردابِ ماہیان میں پہونچ گئی اور فوراً غرق ہوئی شاہزادہ
نے آنکھوں کو بند کر لیا جب کشتی کو سکون ہوا آنکھ کھولی شہر کا دروازہ دیکھا کہ اُسین ایک موتی برابر بیضہ مرغ کے
آویزان تھا اس نشان سے سمجھا کہ شہر گوہر آویز ہی ہے شاہزادے نے ایک اہل شہر سے پوچھا کہ ابو الحسن
معلم کا مکان کہاں ہے اُس نے کہا اے جوان ابو الحسن سعدان شاہ بادشاہ شہر کا استاد ہے اور مجتہد عصر بھی ہے
بادشاہی مدرسہ میں رہتا ہے اور درس و تدریس مشغلہ ہے شاہزادہ مدرسہ میں تشریف لایا دیکھا کہ ایک شخص پر غور
سند پر بیٹھا ہے اور گرد اُسکے طابعل جمع ہیں شاہزادہ ہزار مشکل طلبا کو ہٹا کے قریب معلم پہونچا اور سلام کیا معلم نے
لاپرواہی سے رد سلام کیا شاہزادے کو ناگوار ہوا دلین کہا کہ اے باب کمال علی انخصوص عالم کو ایسا غرور و

تمکنت نہ چاہیے خدا خیر کرے آخر کار بوقت بسیار جب درس سے فرصت پائی شاہزادے نے اسی ازدہام
 خلیق میں سولانا سے کہا کہ صبارم بشیر دل بنے آپکو سلام کہا ہے اور یہ انگوٹھی دی ہے مولانا نے کہ اسکی شان میں
 کمثل الحمار جیل اسفار اعلیٰ ہے جواب نہ دیا اور اپنے مکان میں بغرور و تکبر داخل ہوا شاہزادہ افسردہ خاطر ہو کر
 ایک گوشہ میں جا بیٹھا اور کبھی گردش لیل و نہار و زمانہ ناہنجار پر ہنستا تھا اور گاہ یاد دلدار و اشتیاق وصال یار
 میں روتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھیے اب پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اس عرصہ میں وقت تقسیم کھانے کا طلبا کے
 آیا خادمان مدرسہ شاہزادے کیواسطے بھی کھانا لائے شاہزادے نے کھانا نوش فرمایا اور اس رات کو
 آرام کیا دوسرے روز سہ شنبہ کو پھر معلم اپنے خانہ غس سے باہر آئے اور مسند غرور پر اجلاس فرمایا شاہزادہ بھی
 معلم کے پاس آیا لیکن معلم نے چہر بات نہ کی اور نہ مخاطب ہوا قصہ کوتاہ اسطرح ایک ہفتہ گزرا اتفاقاً قریب سکونت
 شاہزادہ ایک حجرہ تھا اور اس میں ایک پیر صندلی پوش رہتا تھا دن و رات میں ایک مرتبہ واسطے رفع حاجت
 کے نکلتا تھا آخر ایک شب شاہزادے کے پاس آیا اور اسے سلام بیاد و مزاج پر سی کے کہا اے جوان میں آپکو
 عجیب حال میں دیکھتا ہوں آپ کون ہیں اور یہاں آنے کا کیا باعث ہے شاہزادے نے جو اسکا اس دلجوئی سے
 حال پوچھا دیکھا فرمایا اے مرد خدا ترس حیرت یہ ہے کہ تمام مدرسہ میں تو ایک حق شناس معلوم ہوا شاید تو مستفیضان
 مولانا سے نہیں وہ مرد شاہزادے کو حجرے میں لے گیا اور کہا آپ اپنی کیفیت بیان کیجیے شاہزادے نے
 از ابتدا تا انتہا حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ مجھے صبارم بشیر دل نے معلم کے پاس بھیجا ہے اس مرد نے کہ شہابیہ جو
 نام تھا کہا صبارم بشیر دل نے اس مکار کے پاس آپکو بھیجا ہے یا حکیم ابوالمحسن کے پاس بھیجا ہے کیونکہ زمانہ سابق
 میں یہ دارالعلم اسی حکیم والا مرتب کے نام سے رونق پذیر تھا اور یہ خادم بھی تعلیم یافتہ انھیں صاحب علوم کا ہے
 ایک روز کا ذکر ہے کہ شاہزادہ شہر سہم السعادت سعد الشاطی کی بیٹی پر عاشق ہوا اور پیام نسبت اپنے پدر بزرگوار
 ملک سعیدون شاہ کی معرفت بھیجا سعدان شاہ کو عقد کرنا چونکہ منظور نہ تھا حکیم ابوالمحسن سے صلاح کی
 حکیم صاحب نے فرمایا ہمارے نزدیک بہتر ہے سعدان شاہ نے کہا حکیم صاحب سعیدون شاہ ہمارا ہم مرتبہ
 نہیں ہے حکیم صاحب کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ مرتبہ میں واقعی سعیدون شاہ تمہارے برابر نہیں ہے بلکہ تم سے زیادہ
 ہے اور سوا اسکے کاتب قدرت نے یونہی اسکی تقدیر میں لکھا ہے عذر تمہارا محض بیجا ہے سعدان شاہ کو یہ کلمہ
 حکیم صاحب کا ناگوار ہوا اور کہا علم غیب بشر کو نہیں ہو سکتا حکیم صاحب اسی روز سعدان شاہ سے ناراض ہو کر
 شہر سے چلے گئے اور دامن کوہ میں عبادت پروردگار کرتے ہیں سو امیرے کوئی انکی عبادت گاہ سے واقف نہیں
 بیان پھر بعد تشریف لیجائے حکیم صاحب کے سعیدون شاہ نے اپنی شاہزادہ داری مشتری طلعت کی
 نسبت کا سعدان شاہ کو پیام بھیجا سعدان شاہ کو یہ فکر ہوئی کہ حیلہ معقول سے یہ نسبت قبول نہ کروں

سعید و ن شاہ کو جواب صاف دون آخر اس معلوم حال نے جسکا نام غادی دانا ہوا اور اسی حکیم والاحب اب کا
 شاعر بھی ہر سعدان شاہ سے کہا کہ بادشاہ سہیم السعادت سے کہلا بھیجو کہ اگر قصر قرآن السعدین سے مرآت آئے
 لاؤ تو البتہ ہم نسبت کو منظور کرتے ہیں غرض نہیں اور قرآن السعدین سے حضرت الغیب کا ملنا دشوار ہے ہر سعید و ن شاہ
 تھا کہ کبھی پیام نسبت نہ بھیجکا مطلب تھا کہ ابے لڑے بھڑے سہل میں حاصل ہے سعدان شاہ سے یہ بات نہایت پسند
 کی اور ایسا خوش ہوا کہ اسی وقت غادی دانا کو خطاب ابوالحسن دیا اور بسند تعلیم عنایت ہوئی بعد اسکے
 سعید و ن شاہ کو وہی جواب پیام نسبت کے بابت لکھا شاہزادہ ہمدانی مشتری طلعت بن سعید و ن شاہ
 نے بے صورت مراد نہ دیکھی ناچار لشکر کشی کی ہنگامہ جدال و قتال برپا ہوا ہزار ہا ہندوگان خدا کا خون ہوا حتی کہ
 شاہزادہ مشتری طلعت بھی صولت شہار سپہ سالار سعدان شاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور لشکر بھی اسکا شکستہ
 کھا گیا شاہزادہ مشتری طلعت اسی حالت زہری میں بھاگ کر ایک پہاڑ میں چھپ رہا حکیم ابوالحسن تشریف
 لایا کہ شاہزادہ مشتری طلعت کے زخم کا علاج کیا جب فضل اکی سے صحت ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا امیر فرزند
 مابین ان پہاڑوں کے ایک کوہ جیل مراد ہوا ان تم جاؤ اور چند سے قیام کرو میں ایک تحریر بھیجو تاکہ موافق اسکے
 وطن میں لانا شاہزادہ مشتری طلعت حسب ہدایت اس حکیم عالی منزلت کے اسٹنگ اسی پہاڑ جیل مراد پر انتظار
 فرمادو پھر میں اس حکیم روشن ضمیر کے قیام پذیر ہو دیکھیں مال کار اس شاہزادہ عالی وقار کا گردش زمانہ ناچار
 و شیرازی بیل و ہمارے کیا طور میں آتا ہے شاہزادہ معزالدین نے فرمایا امیر برادر شہر سہیم السعادت شہر کو ہر اوہنہ
 سے کس جانب اور کتنے فاصلے پر ہوگا اور سعدان شاہ کسوجہ سے نسبت قبول نہیں کرتا اور عراق الغیب کیا چیز
 شہاب نوجوان نے کہا امیر شہر یار شہر سہیم السعادت یہاں سے شمال کی طرف تین چھینے کی راہ ہوا اور بادشاہ
 شہر سہیم السعادت سعید و ن شاہ نجابت و اقتدار میں سعدان شاہ سے ہزار درجہ بڑھا ہوا ہے بلکہ کسی
 دماغ نے میں بزرگ سعدان شاہ کا بادشاہ سعید و ن شاہ کا لازم تھا لیکن اس قصہ کو پانچویں پشت ہو اور
 ملازمی بنی سپہ سالاری کی تھی اور کوئی عمدہ نہ تھا اب کہ سعدان شاہ کو ایسی شہت و قدرت ہم پہنچی کہ حق تک
 سعید و ن شاہ کا بالائے طاق نہ تھا اور بنگ پیش آیا اور کارخانہ قضاہ قدر سے سعید و ن شاہ ہزیمت اٹھا کر
 فرار ہوا اور لشکر پر گندہ ہو گیا ارکان سلطنت نے شہر کو ہر آہیزہ چند مالک جو ذی سعید و ن شاہ کے بزرگ کو
 دلو کر سلخ کر دی لیکن ملکوں پر قبضہ نہ کیا خراج گزاری پر معاملہ ہو گیا بعد چند روز کے یہ خراج بھی موقوف ہو گیا
 اور اولاد سعدان شاہ بلا شرکت غیرے اس ملک پر فرمانروائی کرتی چلی آئی اور اب کو کب بلندی اقبال پر ہو کہ
 سعید و ن شاہ کو سعدان شاہ کے شہت و اقتدار کی نسبت کچھ رتہ نہیں ہو پس یہ وجہ ہے کہ جو سعدان شاہ
 نسبت شاہزادہ مشتری طلعت کی قبول نہیں کرتا کہ سعید و ن شاہ چونکہ دونوں ایک اکا بادشاہ ہوا ایسا نہ کہ

میری سلطنت میں کسی طرح کا فتور پیدا ہوا اور میں ریاست سے معزول ہو جاؤں اور قصر قرآن السعدین ایک مکان طلسم ہو سکے حال سے کسی کو واقفیت نہیں ہو اور مرآۃ القیوب ایک آئینہ کا نام ہو کہ حکما سے متقدمین نے وہ آئینہ اسی طلسم میں امانت رکھا ہو اور خواص اُسکے از حد ہیں چنانچہ ایک انجمن سے یہ بھی ہو کہ جب حال غیب پر چھو تو وہ جواب دیتا ہو اور گرا عجیب ہو کہ اُسے آئینہ جہان غائب بھی کہتے ہوں اور ایک روایت خارجہ سعدان شاہ کی نسبت مبنی جاتی ہو لیکن اُسکے انبار سے کیا حاصل شاہزادہ نے فرمایا میں تو مسافر ہوں اور میں کسی سے کیا کہتا ہوں نگاہ بھی بیان کر شہاب نوجوان نے کہا اے شاہزادہ بلند اقبال ملک سعدان شاہ ابتدائیں مذہب برہمنی کا معتقد تھا اور پھر شریعت زروانی پر عمل رہا اب چند روز سے غادی داتا کے اغوا سے مرشد کی ہو گیا اس واسطے کہ یہ غادی ملعون اولاد خاص سے مرشد کی ہو جبکہ دین مرشد کی میں بہن اور بیٹی مباح ہو اس واسطے سعدان شاہ اپنی دختر باکرہ سے ارادہ بردار تھا مگر خوف ظلالین خاموش ہو کچھ دم نہیں مار سکتا شاہزادہ معز الدین نے جو یہ سنا فرمایا لعنت خدا سعدان شاہ کے دین و آئین پر ہر حال ہر مسلمان کو تا بقدر ممکن مستحکم و نیکو بنانا اور شاہزادہ درمی شریعت کی مدد کرنا لازم و واجب ہو اور اُس کا فریضی سعدان شاہ کو جہنم داخل کرنا ضرور ہو شہاب نوجوان نے کہا اُسکے دوبارہ کا زمانہ قریب ہو شاہزادہ سے معز الدین نے فرمایا اے برادر دین نہایت ہی مشتاق ملاقات حکیم ابوالحسن کا ہوں مجھے اُنکے پاس پہنچا دے شہاب نوجوان نے کہا میں تو اسی خدمت گیر ہوں اور ایک مدت سے گھڑی تشریف آوری کا منتظر تھا شاہزادہ نے فرمایا اے بے انصاف درآئی لیکہ میری کام تھا اور تو بیان بھی کرتا ہو کہ میں منتظر تھا تو اس سے ثابت یہ ہوا کہ تو نے دانستہ مجھے ملاقات نہ کی اور ناقص مجھے غادی ملعون کی کج خلقی سے ذلیل کر دیا شہاب نوجوان نے کہا میں میری خطا نہیں مجھے حکم تو یہی تھا کہ فلان تاریخ اس وقت اس صورت کا ایک شاہزادہ مدرسہ میں وارد ہوگا جب تک کہ غادی کی بے اعتنائی سے رنجیدہ خاطر ہووے اُس سے ملاقات نہ کرنا بعد اُسے میرے پاس لے آنا اے شہاب نوجوان شاہزادہ قضا و قدر اس طرح جاری ہوے ہیں کہ انسان کو بغیر ایذا پہنچنے راحت نہیں ہوتی غرض دوسرے روز صبح کہ شہاب نوجوان شاہزادہ معز الدین کو باہر شہر کے لگیا شاہزادہ نے وہاں ایک گنبد بھر بھر کا دیکھا کہ دروازے اُسکے خوب صندل کے تھے اور آگے دروازے کے ایک شیر بہر چند کی رنگ مہرہ شکل بیٹھا شیر نے جو شہاب نوجوان و شاہزادہ کو دیکھا تا آواز خوفناک غرا یا شہاب نوجوان نے کہا یا لہوشت الجبل جسک حکیم صاحب یہ جوان یہاں تشریف لایا ہو تو بہت جا کہ ہم داخل گنبد ہوں شیر بہت گیا شہاب نوجوان اور شاہزادہ داخل گنبد ہوئے دیکھا تو ایک مرد بزرگ سیاہ عبادت پر محرم عبادت ہو اور نور جمال سے اُسکے تمام گنبد روشن اور نورانہ جب حکیم صاحب نے شاہزادہ کے چہرہ پر بے مثال باحسن و جمال کو ملاحظہ فرمایا شاہزادہ نے بے با و بسلام کیا حکیم صاحب نے جو اب سلام دیکر شہزادہ کو معز الدین الجور تشریف لائے میں تمہارا منتظر تھا شاہزادہ سے کہنا صدارم شیر دل نے حضور کو سلام کہا ہوا اور یہ انگوٹھی دی ہو حکیم صاحب نے صدارم شیر دل کا حال پوچھا

شاہزادے نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ اب حضور کی خدمت میں واسطے مہرب سوم مثلثہ آبی کے بھیجا ہوا
حضرت توجہ و عنایت فرما کر اس کام کو انجام تک پہنچا دیوین حکیم صاحب نے فرمایا تم راہ دور دراز سے آتے ہو
آجکی شب آرام کرو دو چار روز میں تمہارے کام کے انجام کے لیے ٹکڑے روانہ کرونگا شاہزادے نے فرمایا ہر شب
غرض شام کو حکیم صاحب نے ایک پائون زمین پر مارا بھرد مارنے کے زمین شق ہوئی اور غول کے غول نازنینان
مہر و شان ماہ رو و عنبر بونوش جمال و بے مثال بالباس زرین برنگ صندلی و زیور جو اہر نگار سر صغ کا ریح سامان
طرب و اسباب عشرت اس شکات زمین سے باہر آئین اور گنبد کے گرد گرد فرش قائم و سنجاف سے آراستہ و پیراستہ
کیا اور طرح طرح کے میوہ ہائے تر و خشک و غذا ہائے لطیف و صاف ہر قسم کے خروٹ چینی و بلورین بین زیب
دستر خوان کے شاہزادے نے خواہش تمام نوش فرمایا شب کو پیریزادان کا ناچ و گانا سنا صبح کو حکیم صاحب
سے طالب مطلب ہوا اور کہا اے گنجینہ اسرار معانی و امی عالم علم مکنتہ دانی آپ میرے حالات دل تردد منزل سے
بخوبی واقف ہیں جیسا کہ میں شوق دیدار ملکہ تو بہار گلشن افرور زمین بقرار و دیوانہ وار ہو رہا ہوں مجھے ایک
لحہ مسکی مفارقت میں ایک سال کے برابر ہر ایسی حالت میں جس قدر حضرت عجلت فرمائیے میرے حال پر ملال پر
عین مہربانی ہوگی حکیم صاحب نے فرمایا خیر مرضی تمہاری اب تم مہرب سوم مثلثہ آبی کے لیے قصر قرآن سعیدین
میں تشریف لیجاؤ وہاں گوشہ میں قصر کے ایک ہفتہ دعوت مشتری کرو جب دعوت ختم ہوگی تسخیر سعید اکبر کی حاصل ہوگی
تب مہر تمہارے فرمان پر ہوگی اور دعوت میں مشتری کے اشکال خوفناک دکھلائی دینگے تم خوف کسید طرح کا نہ کرنا
حکیم صاحب نے ایک کاغذ شاہزادے کو دیا اور فرمایا کہ بارہ منزل مغرب کی طرف تم جاؤ وہاں ایک کوہ جبل مراد
ہو اور اس پہاڑ پر ایک قصر عالیشان ہو اور دروازے پر اس کے سوار اور کچھ پیادے پاسبانی کرتے ہیں تم بے شک
اندر اس قصر کے چلے جانا اگر کوئی مانع ہو تو کہنا کہ ہم تمہارے شاہزادے کی معشوقہ کا پیام لائے ہیں تم اپنے
شاہزادے کو اطلاع دو شاہزادہ فوراً ٹکڑے بلا لینگا تم میرا سلام کہنا وہ پوچھ لینگا تم کیا پیام لائے ہو تم کہنا تمہارے
سلاح خانہ میں ایک صندوق ہے اس میں زرہ درع الحفاظ بطور امانت پشتون سے تمہارے خاندان میں چلی آتی ہے
اس صندوق کو منگوا کر ہمیں دکھلا دو جب وہ صندوق تمہارے پاس آوے تم اس میں سے وہ زرہ نکال لینا اس کے
گریبان میں ایک حلقہ ماہی کی صورت کا ہو گا وہ حلقہ نکال کر اپنے پاس رکھنا بعد اس کے کاغذ کو دیکھ کے موافق اس کی
تقریر کے کام کرنا اور یہ دوسرا رقمہ ہر شاہزادہ مشتری طلعت کو دیدینا پھر وہ بجان و دل تمہارا فرما خبردار
ہو جائیگا شاہزادہ حکیم صاحب سے رخصت ہو کر بارہ روز میں کوہ مراد پر پہنچاؤ وہاں تھوڑی فوج دروازے
قصر پر دیکھی اور اندر سے اس قصر کے آواز دردناک آرہی تھی دربان شاہزادے کو دیکھ کے اپنے سردار
کے پاس لینگے سردار نے پوچھا کہ ایوان والا شان پہنے جب سے کہ یہاں ایک آفت میں مبتلا ہیں کسی انسان کی

صورت نہیں دیکھی تم کس طرح تن تھا اس کو نہ مراد پر اسے شاہزادے نے فرمایا میں تمہیں اپنے حال سے آگاہ کر دوں گا پہلے تم کو کہ اس مقام پر خوف میں کیوں پڑے ہو اور اس قصر میں کون بندہ خدا اس دروسے نالہ و ہنکا کر رہا ہے کہ اُسکی آواز سے دل بھیجیں ہو رہا ہے اُس سردار نے با چشم پر آب کہا ای جوان نامدار میں کیا حال زار اپنا بیان کروں یہ آواز دردناک شاہزادہ مشتری طلعت کی ہے جو شہر سہیم السعادت کا بادشاہ ہے جب سے کہ وہ عاشق و شیدا سعدان شاہ بادشاہ گوہر آویز کی بیٹی پر ہوا اور اسید کا کیا بی موصلیت دلربا سے مایوس ہونا چار سرگشتہ و آوارہ دشت ادبار ہو کر اس کو نہ مراد پر ہو چکا اور اس قصر غم میں رات و دن گریہ و زاری میں بسر کرتا ہے کوئی لحظہ آرام نہیں کرتا شاہزادے نے فرمایا شاہزادہ مشتری طلعت کی اس کو نہ مراد پر سکونت سے کیا مراد ہے اُس پیر مرد نے کہا اتنا تو بین جانتا ہوں کہ بعد فوج کشتی و شکست فاش کھانے کے شاہزادہ مشتری طلعت کے ایک عرصہ تک خدا جانے کہاں کہاں سرگردان و پریشان مقصد و الجھر رہا جب مجھے شاہزادے کی خبر ہوئی میں بھی دیوانہ وار اسکی محبت میں بیقرار ہو کر سینہ زنانہ کھان کھان خاک بسر پھر تار ہا کہ ایک روز ایک مرد بزرگ نورانی صورت خضر سیرت مجھے نظر آئے اور وہ مجھے یہاں پہنچائے اور فرمایا جاتیرا شاہزادہ یہاں ہے ہر امر میں تو اسے دخل دینا سمجھنا لیکن شہر سہیم السعادت کی طرف ہرگز نہ جانے دینا جب میں قصر میں داخل ہوا شاہزادہ مشتری طلعت کو ایک کاغذ کے دیکھنے میں مشغول پایا قرینے سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس کا غد میں تصویر اُسکی معشوقہ کی ہے میں اس غرض سے جو کہ سامنے ہے کھانا پہنچا دیتا ہوں اگر خواہش ہوئی تو کچھ کھالیا ورنہ واپس دیا اور رفتہ رفتہ یہ چار سو نفر یہاں آکر جمع ہو گئے اور میں ہر وقت دست بد عار ہتا ہوں کہ خداوند کریم کوئی صورت ایسی کرے کہ شاہزادہ ہمارا اپنے ملک کو جاوے اور گاہ بگاہ اُسکے حال سے اُسکے والد یعنی ملک سعید و ن شاہ کو بھی اطلاع کر دیتا ہوں شاہزادے نے پوچھا تم اُسکے کون ہو وہ بولا میں نے اسے طفولیت سے پرورش کیا ہے یہ فقط مجھ کو اسکے پالنے کی محبت ہے ای جوان ذی شان و اسے بر حال مادر و پدر کے کہ مجھے اُنکا حال بیقراری کا بیان نہیں ہو سکتا بلکہ ایک مرتبہ بوجہ میرے لکھنے کے اسکے والد بزرگوار یہاں تشریف لائے اور چاہا کہ اندر قصر کے جا کر اپنے نور و دیدہ کے دیدار سے سرور ہو اور اپنے فرزند دلبند لخت جگر کو سیدہ سے لگائے تاکہ دل کو سرور ہو کہ مشتری طلعت نے اندر قصر سے کہا اگر آپ کو میری حیات منظور ہے تو آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دین ورنہ میں اپنے کو خود ہلاک کر ڈالوں گا سعید و ن شاہ ناچار پڑ مردہ خاطر ہو کر اپنے ملک کو روانہ ہو گیا شاہزادے نے فرمایا وقت کھانے کا کون ہے پیر مرد بولا اب بے جاتا ہوں شاہزادے نے فرمایا تم اپنے شاہزادے سے کہنا ایک شخص پیغام وصل دلا رہا ہے اور حکیم ابوالمحسن کا سلام کہتا ہے اس پیر مرد ابو الوفا نام نے جو نام حکیم ابوالمحسن کا تھا نہایت شاد ہو گیا اور شاہزادہ مشتری طلعت کو اطلاع دی شاہزادہ مشتری طلعت نے بھر دینے پر کلام

شاہزادہ معز الدین کو بلا یا شاہزادہ معز الدین نے شاہزادہ مشتری طلعت کو ایک جوان بنایت خوش اور صاحب جمال دیکھا الا پھر زرد شفق دلیں در شاہزادے نے رقم حکیم صاحب کا دیا شاہزادہ مشتری طلعت نے وہ رقم آنکھوں سے لگا یا پڑھا مضمون رقم یہ تھا کہ یہ شاہزادہ علیجاہ برآزندہ مدعا تیرا ہوا ہذا سب نے حاکم در فرمانروا کے بھیجا ہے تمکو چاہیے کہ جو یہ حکم دے فوراً تعمیل کرو اور تابع فرمان اس کے رہو شاہزادہ مشتری طلعت نے سروسر قد تقطیع دی اور بغلیں ہوا شاہزادے نے فرمایا اے میرا درتھارے والد ماجد کے سلاح خانہ میں ایک صندوق ہے اس میں ایک زرہ درع الحفاظ پشتون سے امانت رکھی ہو اسکو منگوانا چاہیے شاہزادہ مشتری طلعت نے اس وقت ابو الوفا کو اپنے باپ کے پاس واسطے اس صندوق زرہ درع الحفاظ کے روانہ کیا اور بعد چند روز کے ابو الوفا شہر سہم سعادت میں پہونچا اور اسے بیٹے کا آداب و تسلیات کہا ملک سعید و ن شاہ سے داروغہ طلب فرما کر بلا یا اور حال زرہ درع الحفاظ کا پوچھا داروغہ نے عرض کی غلام نے یہ نام بھی نہیں سنا لیکن میں سلاح خانہ میں تلاش کرتا ہوں آخر داروغہ نے جائزہ مسلح خانہ کا لینا شروع کیا بعد ختم ہونے پر کل سلاح کے ایک حجرے میں ایک صندوق تھا اسپر یا پوچھو پشت کی ہر تھی داروغہ نے وہ صندوق بادشاہ کی نظر سے گزرا نا بادشاہ نے مجسمہ ابو الوفا کے ہمراہ روانہ کیا ابو الوفا صندوق لیے ہوئے شاہزادہ مشتری طلعت کے پاس آیا شاہزادہ مشتری طلعت نے ہر چند قفل صندوق کھولا جب کسی طرح وہ قفل نہ کھلا تو شاہزادہ معز الدین نے قفل کھولا مگر صندوق میں سے زرہ نکال کے اس کے گریبان سے حلقہ نکالا کہ اس میں زرہ درع الحفاظ لکھا تھا اور اسماء الہی بھی کندہ تھے اور گریبان پھلی کی طرح علیحدہ تھا حلقہ لیکے جیب میں رکھ لیا بعد اسکے کا غز حکیم صاحب کا دیکھا حکم کا غزیہ تھا کہ حلقہ زرہ کو شاہزادہ مشتری طلعت کو دینا اور تاکید کرنا کہ زرہ کو بدن سے جدا نہ کرنا پھر پختہ کو غرہ ماہ اسفند یار اور اول طلوع برج حوت ہوگا ساعت مشتری میں تم دونوں جوان ہمراہ نیچے پہاڑ کے جانا سات فرخ پر دریا سے محیط ہوا شاہزادہ معز الدین اس اسم بزرگ کا ورد کرے ایک ساعت میں وہاں پہاڑ پر چھلیاں جمع ہو جائیں گی حلقہ پر زرہ کے جو کا آتما لگا کر دریا میں ڈالنا تمام چھلیاں اسے کی بوسے دور بھاگ جائیں گی اور ایک چھلی کلان وہاں ٹھہری رہے گی مگر اس صورت کی چھلی کبھی نظر سے نہ گزری ہوگی یعنی اس سے تباہ آدمی ہوگی جب وہ چھلی حلقہ کو نگلیاں گئے تم بقوت تمام چھلی کو کھینچ لانا اسکی آنکھ سے ہر نکال لینا اور چھلی کو دریا میں چھوڑ دینا اور کہنا اے ہا ہی یوشع علیہ السلام مجھے ایک کام اہم درپیش ہے اس سبب سے میں نے تجھے تکلیف دی واسطے حضرت یوشع علیہ السلام کے قصور معاف کر کے میں اپنی اصل مراد کو پہونچوں اور بعد طر ہو جانے کام کے میں امانت تیری تجھ کو پہونچا دوں گا یہ کلمہ سننے چھلی فریاد وزاری نہ کرے گی اور تلامذہ دریا بھی نہوگا بعد ازاں پھر کا غز دیکھنا جو تحریر ہوئی میں لانا شاہزادہ معز الدین اور شاہزادہ مشتری طلعت کنارہ دریا سے محیط پر پہونچے اور شاہزادے نے ہر چھلی سے لیا اور چھلی نے فریاد کی کہ دریا میں ایک

شور و طوفان برپا ہوا شاہزادے کے ہوش جاتے رہے اور شاہزادہ مشتری طلعت ایسا حواس باختہ ہوا کہ مثل بید کا بننے لگا جب شاہزادے نے کلمات مسطور مچلی سے کہے تب وہ شور و غل موقوف ہوا اور طوفان بطرف ہوا بعد اسکے شاہزادہ معزالدین نے کاغذ دیکھا اُس میں یہ ہدایت تھی کہ بعد حاصل ہونے ہرے کے کنارے کنارے دریا کے جانا بعد تین روز کے ایک چاہ عمیق ملیگا کہ دن کو پانی دریا کا اُس میں داخل ہوگا اور نصف شب کو کنوین مین سے ایک پھول کنول چھ بالشت کا کہ جسکو گل نیلوفر کہتے ہیں مثل حوضہ اندر سے کنوین کے نکلے گا تم پہلے ہرہ دیکھنا اور خود بے خوف و خطر اُس میں جا بیٹھنا کہ اصل میں وہ دروازہ طلسم ہے وہ تھیں قصر قرآن السعدین میں ہو چکا دیگا مگر شاہزادہ مشتری طلعت سے کہنا کہ تا آنے میرے تم اس اسم کو ترک نہ کرنا چڑھے جانا اور کنوین سے علیحدہ ہونا اگرچہ باعث برکت درع الحفاظ کے آسب سے محفوظ رہو گے لیکن تاہم احتیاط شرط ہو ایسا نہ کہ کسی آسب میں گرفتار ہو جاؤ شاہزادہ معزالدین نے تمام مراتب مذکورہ شاہزادہ مشتری طلعت سے بخوبی کہہ دیے اور سمجھا دیے اور خود کنوین میں داخل ہوا۔

اب یہ داستان بہان موقوف رکھ کے چند کلمہ حال سعیدہ قمر طلعت بنت سعدان شاہ کے گذارش ہوتے ہیں



راوی صادق البیان اس داستان رنگین بیان کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو بھی یقین واثق ہوا کہ باپ میرا میری نسبت ارادہ فاسد باغوا سے غامدی دانائے رکھتا ہے اسی سبب سے ہر وقت

عجیب و غریب خیالات فاسد میں مبتلا رہتی تھی کہ کوئی موقع ایسا ملے کہ میں کسی طرف کو نکل جاؤں اور کسی سے اس حال کا کہنا منظور نہ تھا اور چونکہ کسی خاص محل سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ شاہزادہ سہیم السعادت کا مشترعی طلعت میرے عشق میں جھون و دیوانہ وار ہو کر دشت و کوہسار میں خراب و خستہ پھرتا ہی یہ اور بھی سبب پریشان حالی کا تھا کہ بالفعل انداز میں ملک سعدان شاہ اپنے باپ کا خلاف وضع دیکھا یقین ہو گیا کہ بلاشبہ یہ کج بخت میری حرمت و عصمت کو ضرور برباد کرے گا آخر الامر بجائے خود عزم بالجزم کیا کہ باغ کی سیر کے بہانے سے شہر سے نکل چلیں پھر جو مصیبت وقت ہو گا دیکھا جائیگا الغرض دوسرے روز ملکہ باغ میں سوار ہو کے گئی اور کنیزان خاص و ہمراز و سوار کو خلوت میں بلا کر ایک کانسہ زہر ملا ہل سانسے رکھا ان کنیزوں نے جو کہ اپنی حیات سے ملکہ کی خوشی و طلال کو افضل و اولیٰ جانتی تھیں انھوں نے پوچھا کہ کانسہ زہر کا سانسے رکھنے سے کیا منشا ہو ملکہ نے اپنے پردہ گربانی فساد و شرکی کیفیت بیان کی اور فرمایا کہ تمہیں بتاؤ کہ اب مجھے بجز اسکے کہ آبرو کے عوض میں جان دوں کیا چارہ ہو سوا اسکے اور کوئی تدبیر میرے ذہن میں نہیں آتی تم سب میری پاکدامنی اور عصمت کی گواہ رہنا اور خدا کو شاہد کرتی ہوں کہ میں مذہب اور ملت میں بھی باپ کی شریک نہیں ہوں گسواسطے کہ اس مردود سننے دین مرشد کی جو بدترین مذاہب پر اختیار کیا ہے جس طرح کہ قبا و ثانی نوشیروان کے باپ نے فقط لذت نفسانی کے لیے مذہب سراپا ذلت مرشد کی اختیار کیا تھا افسوس کہ والدہ نے میری قضا کی ورنہ کیا محال تھی کہ یہ کافر کافر کی طرح نظر بد سے میری طرف دیکھ سکتا یہ کہا اور آبدیدہ ہو کر کانسہ زہر اٹھا لب نازنین سے لگایا اور چاہا کہ نوش فرمائے دایہ نے ہاتھ سے وہ جام لے لیا اور کہا اے ملکہ آفاق یہ کیا قیامت ہے خدا اس روز کو ہمیں پیوند خاک کرے ہم کس آنکھ سے آپکا یہ روز بد دیکھیں گے اور ان خواصوں نے بھی کہا قربانت شوم پہلے ہمیں حضور قتل کر لیوین اس وقت تو حضور کو اختیار ہو اور ہمارے جیتے جی تو یہ بھلا کا ہو کہو ہو گا کہ دشمن تمہارے ہوں اور ہم رہیں دایہ بولی کہ بلا لون اس حرام موت مرنے سے تو تن بہ تقدیر لباس مردانہ توکل خدا کر کے کسی طرف نکل چلو کہ تم مظلوم ہو خدا تم پر ضرور رحم فرمائے گا اور کسی جاے امن میں ایسی پہونچو گی کہ جان و آبرو دونوں محفوظ رہیں گی ملکہ نے دایہ کو گلے سے لگالیا اور فرمایا کہ اے دایہ میرا بھی ارادہ تھا لیکن بدون تمہاری رائے کے کوئی بات نہیں کر سکتی ہوں الا نہیں معلوم کہ حکیم ابوالمحسن جسکی فیض صحبت سے میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئی کہان تشریف رکھتے ہیں کہ بدون اُنکے کوئی میرا پرسان حال نہیں دایہ نے کہا کہ باپ نے جو تمہارے اس عالی منزلت کے حق میں کلمہ سخت کہا وہ آزرده ہو کر شہر سے نکل گئے لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ عالی مرتبت کبھی تمہارے حال سے غافل نہ ہو گا حیات شرط ہے کبھی ہم تلو د کھا دینے غرض کہ دور روز میں دس عدد لباس مردانہ تیار کروائے کہ کسی عورت و مرد کو خبر نہ ہوئی بعد اسکے داروغہ دو اب کو حکم دیا کہ ملکہ چوگان بازی کریں گی دس بارہ گھوڑے چالاک نیز رفتار مع ساز و سامان دروازے پر باغ کے تیار رکھنا اور ہر دو چلے جانا اب سب سامان سفر تیار ہو گیا آدمی رات کو

ملکہ سعیدہ اور دایہ اور دس خواصین جو ہر ایک فن تیر اندازی میں بے مثل تھیں گھوڑوں پر سوار ہو کر ایک طرف روانہ ہوئیں جاڑے کی رات تھی اور گھوڑے بھی چالاک تھے نصف شب میں دور نکل گئیں صبح کو ملکہ نے دایہ سے کہا کسی رہرو سے پوچھا چاہیے کہ ملک سہیم السعادت کس طرف ہے کیونکہ ہلکے بجز وہاں کے اور کہیں آرام نہ ملے گا دایہ سمجھ گئی کہ ملکہ کی طبیعت شامزادہ مشتری طلعت پر مائل ہے خداوند کریم انجام بخیر کرے اور مراد دلی اسکی بر لائے ناگاہ اُس جنگل میں کچھ خیمہ استادہ معلوم ہوئے دریافت ہوا کہ ایک سوداگر بخون قزاقوں کے مقیم ہے کہ وہاں چالیس قزاق راہ زنی کرتے تھے اور اُس سوداگر کے ساتھ کل بیس سوار تھے لہذا اس امید میں کہ کوئی اور قافلہ آوے تو ہم اُسکے ساتھ چلیں الغرض سوداگر نے خیمہ پلہ پلہ ہوا اسلحہ و کھل گھوڑے بھی اُنکے چالاک اور تیز دیکھے خوش ہوا کہ خدا نے غیب سے میری مدد کیواسطے یہ سوار بھیجے ورنہ ایسے جنگل میں ایسے سوار کہاں اب ان قزاقوں کا مزاج بخوبی پوچھ لینے آخر ایک آدمی کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اگر تم لوگ بتلاش روزگار نکلے ہو تو جو مشاہرہ مانگو گے ہم دینگے بلکہ بوقت پہونچنے کے آبادی میں جو تمہاری احتیاج ہوگی وہ بھی ہم تا بمقدور روانہ کریں گے یہاں سوائے ملکہ سعیدہ تمام خواصین بے نقاب تھیں اُس آدمی نے پیام سوداگر دایہ کو دیا دایہ نے ملکہ سے کہا کہ امی فرزند اس امر کو تم منجانب اللہ سمجھو کہ واقعہ راہ نہ تھیں ہمراہی کیواسطے خدا نے ایک راہ برپید کر دیا ملکہ بولی جو امر کہ مقتضائے وقت اور مصلحت سمجھو کہ دایہ نے اُس آدمی سے سوداگر کے کہا ہم روزگار پر راضی ہیں اُس مرد نے جاکر سوداگر سے کہا کہ وہ سوار روزگار پر راضی ہیں مگر عجیب سوار ہیں کہ جبکہ ٹھنڈ پر ایک بال نہیں ہے اور بظاہر سب ہنس اور کم عمر ہیں مگر ایک انہیں سن ہے سوداگر نے کہا ہلکے اپنے کام سے ہر آنکی ڈاڑھی موچھون سے کچھ غرض نہیں دایہ سوداگر کے پاس آئی اور کہا ہم دو شرط سے روزگار کرتے ہیں اول یہ کہ ہم خال و خط نہ لکھوائیں گے دوسرے ہمارے قافلہ سے دور اُتر کر نینگے سوداگر نے کہا ہمیں منظور ہے بعد اسکے رات کو کھانا انواع اقسام کا اُنکو بھیجا بعد فراغ کھانے کے دایہ واسطے اداسے شکریہ کے سوداگر کے پاس آئی اور دو ساعت بہ تبدیل اور کلام کرتی رہی چونکہ دایہ قوم قلماق سے تھی ڈاڑھی نہونے نے پردہ فاش نہونے دیا جب وہاں سے ملکہ کے پاس آئی کہا امی ملکہ میں نے سوداگر کو نہایت مشوش پایا قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی دشمن سخت سوداگر کا سہرا ہے ملکہ نے کہا درست ہے ہماری زیادہ تر خوشامد کا بھی یہی باعث ہے کہ دو ایک روز میں نوبت بجنگ آوے گی دایہ نے کہا خدا نہ کرے تم ایسی خال بدنہ نکالو کہ ہم بارہ عورتوں میں کسی نے ایک چوہا بھی نہیں مارا لڑائی بھڑائی تو امر دوسرا ہے ہر چند کہ دو خواصین تمہاری تیر اندازی بے بدل ہیں لیکن جنگ غنیمت میں دل و جگر چاہیے عورتوں کو خداوند کریم نے فقط واسطے خانہ داری و زینت مکان و آرام جان مردمان کیواسطے پیدا کیا ہے ملکہ نے فرمایا اب چپ رہو ایسی باتیں بزدلی و پست ہمتی کی جھکو پسند نہیں آئیں آگے وہ کیسی عورتیں تھیں کہ جنھوں نے کارہائے مردانہ کئے ہیں شاید تھنے ملکہ شیر زن ملک سعید و ن شاہ بزرگ کی دختر کا حال نہیں سنا سو سن ایک کنیز گستاخ و نہایت چرنیاں

تھی اسنے کہا حضور اسکا حال بیان فرمائیں کہ یہ کینز نہایت مشتاق ہر ملکہ نے کہا اے سوسن جس زمانہ میں کہ ملک
سعیدون بزرگ کی سلطنت مستقل ہوئی تھی اور وہ ہمیشہ اس سرزمین پر سرکشوں سے معرکہ آرا رہا کرتا تھا کہ
ایک زمیندار پر قوج کشی کی دہنہ پہاڑ پر کہ نام اسکا کوہ سعادت تھا لشکر کا قیام ہوا ناگاہ ایک مفسد عروج خان
نام نے راہ غیر متعارف سے لشکر پر شبخون مارا اور نہفت خان سپہ سالار لشکر بادشاہ بھی اس کے ہاتھ سے قتل ہوا
اور لشکر کی ذلت بفرار ہی پہونچی ملکہ شیرزن بنت سعیدون شاہ آپ نقاب منہ پر ڈال کے مسلح دھمک چاند
خواصون کی جمعیت سے عروج خان سے مقابل ہوئی لشکریان دل دادہ نے جو ملکہ کو مقابلہ میں حریف کے دیکھا
سب شریک ملکہ ہو گئے عروج خان خود اس ہنگامہ میں بھی ملکہ کے سامنے گیا اور کہا اے ملکہ کیا تمہارے لشکر میں
کوئی مرد باقی نہیں ہے کہ تھے خود تکلیف حرب کی عروج خان کے منہ سے یہ کلمہ یورانہ نکلا تھا کہ ملکہ نے ایک تیر
جائگہ ایسا مارا کہ عروج خان کے حلق کے پار ہو گیا اور عروج خان اسی جگہ گھوڑے سے گرا اسوقت ایک منجم
نے ڈانچہ کیا اور دیکھا تو طالع وقت سہیم السعادت کو و تدارض میں پایا جسکو چوتھے خانہ سے تعلق ہے اور
زبان عرب میں سہیم کہتے ہیں تیر کو ملک سعیدون شاہ نے تلاش کیا جس جگہ کہ ملکہ کا تیر گرا تھا وہیں ایک شہر
آباد کیا اور نام اسکا سہیم السعادت رکھا اور اُس روز سے اپنی بیٹی کو ملکہ شیرزن شیر زبان خطاب دیا اور ایہ
عورتیں ایسی جواخرد ہوتی ہیں اور خواصین بھی کیسی رفیق و دمساز تھیں خواصون نے ملکہ سعیدہ سے جو یہ حال
سنا سب نے عرض کی اے ملکہ خوبان روزگار ہم حضور کے جان نثار و فرمانبردار ہیں ہر چند کہ ہمکو آج تک کوئی ساتھ
ایسا رو بکار نہیں ہوا لیکن کیا کوئی مان کے پیٹ سے ہتھوڑی لڑتا ہوا پیدا ہوتا ہے یوں ہی سے آزمودہ کار پہونچتے
ہیں انشاء اللہ دیکھئے گا کہ ہم بھی مثل پروانوں کے حضور کے شمع رخسار پر جان نثار کرینگے ملکہ نے خواصون کو
آفرین و تحسین فرمائی اس اثنا میں وہی مرد یعنی خادم سوداگر کچھ روپیہ واسطے خرچ ضروری کے لایا دایہ نے
جگہ ملکہ وہ روپیہ واپس کیا اور کہا کہ جب ہمارا حق خدمت خواجہ عالم کے اوپر ثابت ہوگا اسوقت جو کچھ دینگے
ہمکو قبول و منظور ہوگا اور ابھی ہمارے پاس خرچ موجود ہے ہمکو ضرورت نہیں قصہ کوتاہ وہ تمام رات ان عورتوں کو
صفائی و درستی آلات حرب میں گذری صبح کو سوداگر نے کوچ کیا چھ فرسخ راہ طی کی ہوگی کہ وہ قزاق سرقان تیغ خانہ
چالیس نفر کی جمعیت سے قافلہ کا سدر راہ ہوا اور سوداگر سے کہا کہ مال و اسباب اپنا ہمکو دید و اور جان کو اپنی سلامت
لیجاؤ سوداگر نے کہا جب تک کہ ہمارے دم میں دم ہے ہم جیت نہ دینگے آخر فریق ثانی نے جو چالیس نفر تھے
چار حصہ ہو کر قافلہ کا محاصرہ کر لیا سوداگر نے ایک سمت سواران نو ملازم یعنی ملکہ کو مع خواصون کے مقرر کیا
اور تین طرف اپنے سواران قدیم کو متعین کیا اور بازار حرب و ضرب گرم ہوا اور پیام قضا شیران جفانے پہونچا
شروع کیے دایہ نے ملکہ سے کہا اے فرزند ابھی تک کوئی شخص طرفین کا ہمارے حال سے واقف نہیں ہوا



اب مناسب ہر کہ تم کسی طرف نکل چلو دیکھانہ جو میں نے کہا تھا وہی امر پیش آیا یا در کھو عورتیں محض واسطے امور خانہ داری کے ہیں نہ واسطے جنگ و جدل کے چنانچہ خدا فرماتا ہے اسکو بہن من حیث سکنتم ملکہ نے فرمایا دور ہو سائے سے اگر حق خدمت تھا را میرے ذمہ نہوتا تو تمکو اسی وقت اس کلمہ کی ایسی سزا دیتی کہ تم یاد کرتیں اور نالایق پہلے مجھے زہر نہ کھانے دیا تے اور اب ان قزاقوں کے ہاتھ سے میری پردہ درہی گردو گی دایہ خاموش ہو گئی ملکہ نے کمر ہمت چست باندھ کے ان قزاقوں سے مقابلہ کیا جو مورچہ کہ ملکہ کے سپرد ہوا تھا وہیں سے ملکہ نے مع خواصوں کے تیر مارنا شروع کیے تا اینکه نو نفر کو ملکہ اور ملکہ کی خواصوں نے جہنم واصل کیا اور دو خواصین ملکہ کی شہید ہوئیں اور ان قزاقان باقیماندہ نے ہزار وقت ان قزاقوں میں پہونچکر حال خرابی اور مارا جانا نو نفر کا بیان کیا وہ قزاق یہ سن کر ہر چار طرف سے ملکہ پر حملہ آور ہوئے سوداگر نے بھی اپنے سواروں کو ملکہ کی مدد کا حکم دیا اور کہا کہ ایسا نہو کہ قزاقوں کے ہاتھ سے یہ جوان ضائع ہوں اتنے میں سرقان تیغ باز خود ملکہ کے مقابل آیا ملکہ نے اپنے حفظ ناموس کا خیال کر کے ایک تیر سرقان تیغ باز کے گھوڑی کی پیشانی پر اس زور سے مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا اس مرتبہ وہ پیادہ پا ملکہ کے سامنے آیا ملکہ نے ایسی بدحواسی سے تیر مارا کہ گوشہ کمان نقاب پر لگا اور بند نقاب ٹوٹ گیا سرقان تیغ باز کی نگاہ چہرہ انور ملکہ پر پڑی بے اختیار عاشق و شیدا ہو گیا ادھر سواران سوداگر اور خواصان ملکہ نے ایسی تیرباری کی کہ کل پانچ نفر چالیس قزاقوں میں باقی رہ گئے اور سب جہنم واصل ہوئے سرقان تیغ باز نے ان پانچوں قزاقوں سے کہا کہ تم اپنی جان لیکر بھاگو اور زندگی کو غنیمت جانو اور خود بھی بھاگ گیا سوداگر نے اُنکے فرار ہونے کو غنیمت جانا اور انکا پیچھا نہ کیا جب شام کو خیون میں آئے تو سوداگر نے زر کشیر اور جراح علاج کو بھیجا ملکہ سعیدہ بدستور لشکر سے علیحدہ خیمہ زن ہوئی اور ان دو کنیزوں کو اسی لباس مردانہ میں دفن کیا مگر سرقان تیغ باز کا تصور میں ملکہ کے

عجب حال ہو گیا تھا آخر سر قلعہ نے اُن پانچوں نفر باقی ماندہ سے کہا یا رد ہزار افسوس کہ تمام رفیق اور یار میرے جہاں آرمودہ کارسنت ہلاک ہوئے کہ اب اسے رفیق ملنا دشوار ہیں اُن رفیقوں نے کہا کہ ہم تمہارا زندہ رہنا غنیمت جانتے ہیں کہ اگر تم زندہ ہو تو ہزاروں رفیق و یار مل جائیں گے سر قان تیغ باز نے کہا مجھے رفیقوں کا تو کچھ ایسا خیال نہیں ہی میں تو ایک اور ہی غم میں مبتلا ہو گیا یہ ایسی بلا ہے ناگہانی ہے کہ اسکا بسطرح چارہ کار نظر نہیں آتا وہ بولے کہ ہلکو تمہارے دل کی کیا خبر سر قان تیغ باز نے کہا وہ جوان نقابدار جو کہ رستم و اسفندیار کے مانند جنگ کر رہا تھا تمکو معلوم ہے کہ وہ کون آفت و دغا رہا وہ بلا سے جان دل آزار تھا اُنھوں نے کہا وہ وقت ایسا تھا کہ ہمیں اپنے حال کی خبر مطلق نہ تھی سر قان تیغ باز نے کہا وہ ایک نازنین سبجین تھی جو ان بہن تھا جس نے میرے خرمن ہستی کو اپنے شعلہ حسن سے جلا کر خاک کر دیا اب میرا جینا کجا بقول اس شعر

بے تو غم تلخ و شادمانی نامم | مرگے ہم تو تلخ و زندگانی نامم

وہ پانچوں قزاق بھلے جو امر کہ شدنی تھا وہ ہوا اب اس بیقرار آدمی و اضطرابی سے کیا فائدہ سر قان تیغ باز بولا کہ اگر تمکو میری جان عزیز ہے تو کسی تدبیر سے اس دشمن جان و ایمان کو میرے پاس پہنچا دو ورنہ مجھے بھی تم مرا ہوا سمجھو قزاقوں نے کہا یہ ہم میں قدرت کہاں کہ ہم اسے لاسکیں سر قان تیغ باز نے کہا جو میں حکمت بتاؤں وہ تم کرو اُنھوں نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہے سر قان تیغ باز حرامی کہ عیار پیشہ بھی تھا اُسے ایک روغن ایک شاگرد کے چہرے پر ملا کہ صورت اُسکی بدل گئی اور اُسے کہا کہ فلاں مقام پر ایک کنواں شیریں ہی میں بصورت فقیر وہاں مقیم ہو جاؤ تو ہلکے قافلہ کو وہاں پہنچا نا شاگرد بولا اس تدبیر سے تو قافلہ وہاں نہیں آسکتا سر قان تیغ باز نے دوسرے شاگرد کی بھی صورت بدلی اور کہا تم دونوں زخمی ہو کر قافلہ سالار کے پاس جاؤ اور کہو کہ سر قان تیغ باز قزاق سو فرسواران کی جمعیت سے فلاں جا قافلہ کا انتظار کر رہا ہے بلکہ مجھے بھی قافلہ کا آدمی بھٹک رہا ہے کیا ہے پھر دوسرا آدمی بھی جا کر یہی بیان کرے اہالیان قافلہ پہلے ہی سے خائف ہیں اب تمہارے بیان سے اور بھی اُنپر خوف غالب ہو جائیگا پھر میں تیسرا شاگرد بھیجوں گا تم دونوں اُس سے پوچھنا کہ تو کہاں سے آتا ہے وہ بیان کریگا کہ اس بڑا دھن پانی شیریں ہے اور بے خوف جگہ ہے فلاں تکیہ میں فقیر کے مسافر کو آرام بہت ملتا ہے پھر آگے وہاں سے دو منزل تک پانی شیریں ہے سر نہیں آتا یقین ہے کہ اس تقریر و تدبیر سے قافلہ تکیہ میں آئے اور میرا مطلب دلی بھی برآئے القہر سر قان مکار نے اس مکاری سے قافلہ کو تکیہ میں فقیر کے بلوایا اور اپنے کو عابد و زاہد مشہور کیا قافلے والوں کو اُس حرام زادے کا اعتقاد ہو گیا آخر شب کو داروے بیہوشی پلا کر سب کو غافل کیا اور ملکہ سعیدہ کو عالم بیہوشی میں لے بھاگا اور وہ چارہ ن فرساق سوسن اور دو کنیز دن کو چادر عیاری میں باندھ اور جس قدر مال و زر و اسباب تھا لیکر روانہ ہوئے جب صبح ہوئی سردار قافلہ نے سنا کہ سردار نو ملازم کو مع چار نفر سواروں کے کوئی عیار صہر قان تیغ باز کا

لیکھا سوداگر کو نہایت قلق ہوا اور باقی ماندہ خواصون نے کہ جنگی بنفشہ افسر قحی سوداگر کے پاس جا کر کہا کہ ہم تخلیہ میں کچھ کہنے کے لئے آخر تخلیہ میں بنفشہ نے ابتدا سے انتہا تک سب حقیقت ملکہ سعیدہ کی سوداگر سے بیان کی سوداگر نے جو سنا کہ یہ ملکہ سعدان شاہ بادشاہ ملک گوہر آویز کی بیٹی تھی غضب شاہی سے ماتند بید کا بننے لگا اور کہا یہ کیا قیامت ہوئی اگر سعدان شاہ اس ماجرے کو شنیکا تخم تجارت کو جہان سے ناپید کر دیگا آخر سوداگر نے یہ صلاح کی کہ یہاں کے حاکم کو اس امر کی اطلاع کرنا مناسب ہو تاکہ میں الزام سے بچوں الغرض دوسرے روز سوداگر وہاں سے روانہ ہوا اور چوتھے روز شہر ہیکلیہ میں پہونچا جو شہر گوہر آویز کی سرحد میں تھا اور ابطال قوی ہیکل ایک سردار سعدان شاہ کی طرف سے صوبہ دار تھا سوداگر نے وہ رات کا روان سراے میں بسر کی اور صبح کو ابطال قوی ہیکل کے پاس گیا ابطال قوی وقت فرمان شاہی دیکھ رہا تھا اور اس فرمان میں یہ لکھا تھا کہ بارہ کینرین محل خاص سے کھوڑوں پر سوار ہو کر سیطرف نکل گئیں ہیں انکو تلاش کر کے اور گرفتار کر کے حضور معلیٰ میں حبلہ روانہ کرو نامہ پڑھ کے سوداگر سے مخاطب ہوا سوداگر نے غلوت میں ابطال سے سب ماجرا بیان کیا اور پانچون خواصون کو بھی حوالہ کر دیا ابطال قوی ہیکل کو بیان سے سوداگر کے معلوم ہوا کہ یہ کام بجز سرقان تیغ باز قزاق کے اور کسی کا نہیں ہو دہی ملکہ کو لیکھا ابطال نے اسی وقت چار سردار تنوشو سواروں کی جمیعت سے چار طرف روانہ کیے اور ان سے تاکید کر دی کہ جہاں سرقان ملے زندہ میرے پاس لانا ہلاک ہونے پائے

اب حال ملکہ سعیدہ قمر طلعت اور سرقان تیغ باز قزاق کا بیان ہوتا ہے

کہ سرقان تیغ باز ملکہ سعیدہ کو تکیہ سے ایک گھاٹی میں پہاڑ کی لے گیا اور وہاں جا کر فقیلہ رفیع بیہوشی ملکہ اور خواصون کو سنگھار کے ہوش میں لایا اور ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہوا اور کہا اے نازنین تجھے کچھ معلوم ہو کہ میرے سب رفیق و یار وفادار تیرے ہاتھ سے ہلاک ہوئے ورنہ سوداگر کی کیا مجال تھی جو مجھے مقابلہ کرتا اور جو کام کہ تو نے اور تیری خواصون نے رستمانہ کیا وہ افراسیاب و اسفند یار سے بھی نہیں ہو سکتا میں اس خداوندگار کار ساز کا شکر گزار ہوں کہ تو میرے ہاتھ آئی گویا میں نے دولت کو نہیں پائی اور ایک عرصہ سے اسی تلاش میں تھا کہ کوئی نازنین مہ جبین صاحب حسن و جمال ملے تو میں اس سے عقد کروں اب وہ دعا میری خدا نے مستجاب فرمائی اور تجھ ایسی خورشید رو پری پیکر مجھے عنایت فرمائی اب تم یہاں بعیش و آرام تمام رہو دنیا کی نعمت فضل خدا سے موجود ہی خوش فرمائیے اور ان چاروں کینزون کا میرے رفیقوں کے ساتھ نکاح کر دو اور سبکو تم اپنا خدمت گزار و تابعدار و فرمانبردار سمجھو ملکہ سعیدہ نے دلمین کہا کہ خدا یا ایک بلا سے آسمانی سے بمشکل جان بچائی یہ دوسری بلا سے ناگہانی کہاں سے آئی اس سے دیکھیے کس طرح نجات ہوتی ہے اگر اس قزاق سے

بے اعتنائی کرتی ہوں تو ابھی ناموس میں فرق آتا ہی آخر ملکہ نے سرقان تیغ باز سے کہا کہ خیر جو نوشہ تقدیر تھا
 طور میں آیا مگر چند سے توقت ضرور ہو کہ میں بھی بجائے خود مشورہ کر لوں سرقان تیغ باز نہایت خوش ہوا اور
 اپنے رفیقوں سے کہ خبردار کسی طرح کی ان عورات کو تکلیف نہونے پائے یہ جو حکم دین بجان و دل بجالا نا وہ چور
 بہمن انکی خاطر داری میں سرگرم ہوئے ایک روز دایہ نے بایکے ملکہ سرقان تیغ باز کو مطلع کیا کہ اے سرقان
 آیا یہ بھی تو جانتا ہے کہ یہ ملکہ خوبان عالم کس خاندان ہالیشان سے ہو اور تو کمال خوش قسمت ہے سرقان تیغ باز بولا
 واقعی میرا ایسا طالع کہاں تھا جو ایسی معشوقہ مجھ کو میسر آئی دایہ نے کہا اے شخص یہ ملکہ سعدان شاہ بادشاہ کی بیٹی
 ہماری شاہزادی ہے سرقان تیغ باز یہ سنتے ہی دلیں نہایت شاد ہوا دایہ نے کہا ہماری ملکہ نے فرمایا ہے کہ غلہ
 وغیرہ کا جلد بند و بست کر دے ہم اب یہاں خاصہ تیار کر اٹھینگے کہ یہ کام عورات کا ہے مرد سے نہیں ہو سکتا سرقان
 تیغ باز نے تمام سامان خورد و نوش دایہ کے حوالہ کر دیا خواصوں نے ملکہ کی ایسا طعام لذیذ پکا یا کہ سرقان نے
 کبھی آنکھوں سے بھی نہ دیکھا تھا کھانا کیسا لکڑھنکہ وہ خود بھی فریبی اور فراق تھا ہزاروں کو مکر سے مار چکا تھا اسوجہ سے
 پہلے وہ کھانا کوسکتے کو کھلاتا پھر آپ دہر مار کرتا تھا اور اگر وہ کتنا کھاتا تھا تو خود بھی نہ کھاتا تھا اور ایک کتے کو ایسا
 تعلیم کیا تھا کہ طعام زہر آلود کی بوسے کمال غل و شور مچاتا تھا ملکہ کتے کی خصلت سے آگاہ ہو گئی تھی دایہ سے کہا
 خبردار کھانے میں کوئی امر ایسا نہ ہو کہ یہ فراق ہمارے راز سے آگاہ ہو جاوین ایک روز سرقان تیغ باز نے
 دایہ سے کہا اے دایہ جبکہ ملکہ عالم کے ہم غلام ہیں تو پھر جسقدر بہکوا اپنی خلوت سے جلد سرفراز فرمائیں عین احسان
 آنکا ہے کہ میں شوق وصل میں ملکہ کے دن رات مرتا ہوں اور انکے ہجر مفارقت سے حال روز بروز میرا بدتر
 ہو جاتا ہے دایہ نے ملکہ سعیدہ سے کہا کہ اے فرزند اب مجھے نیت اس حرام زادے کی فاسد معلوم ہوتی ہے ملکہ نے
 فرمایا ابھی اسکو رسم کھدائی میں مصروف کرو دیکھو کیا منظور خدا ہوتا ہے دایہ نے سرقان تیغ باز کو سات روز
 ہر ایک طرح کے رسم میں مشغول رکھا آخر سرقان تیغ باز بولا اے دایہ رسومات شادی کی کچھ انتہا بھی ہے دایہ نے
 کہا گیا سہل ہے شادی کا کر لینا یا دشا ہوں گے مہر اسم ہیں انکو بلاشبہ عرصہ چاہیے سرقان تیغ باز بولا کہ مجھے
 اب ایک ساعت برابر ایک برس کے معلوم ہوتی ہے آجکی رات ضرور ملکہ کی خدمت میں حاضر ہو کر زفاف سے
 کامیاب ہو گا میری طرف سے ملکہ کی خدمت میں عرض کر دینا کہ بھلا جب تک رسومات کھدائی تمام ہوں بوسہ و کنار
 تو ہوتا کہ گو نہ میرے دل کو تسکین ہو ورنہ مشکل ہوگی دایہ نے ملکہ کو اطلاع دی ملکہ نے فرمایا سرقان تیغ باز سے
 کہدو کہ خیر دور زکے بعد تیرا کتنا قبول ہو گا سرقان تیغ باز خاموش ہو رہا ملکہ نے دایہ اور سوسن وغیرہ خواہوں
 اپنے پاس بلا کر کہا اے دایہ اگر اس روز میں زہر کھالیتی تو آج اس مصیبت میں کیوں گرفتار ہوتی مگر تیرا کیا قصور اتنی
 زندگی اور ہماری باقی تھی خیر تن بہ تقدیر جو ہونا ہو گا وہ تو ضرور ہی ہو گا بہر حال شکر کر دگا کرنا چاہیے یہ کیکے

انگوٹھی ہیرے کی سوسن کو دی کہ اسے پیس لاجل ہماری یونہی مقدر ہوئی تھی اور خواصوں سے کہا کہ ہم نے مقصود
 بخوشی آزاد کیا جہاں تمہارا جی چاہے چلی جاؤ اگر ہر ایک اپنا اپنا قراق سے نکاح کرے تو بھی بہتر ہو کہ (زندگی تمہاری
 اچھی طرح گزر جائیگی) خواصوں نے جو اسے دیا اور ملکہ آفاق اتنا ہیرا ہم سب کے لیے کافی و دانی ہے پہلے آپ ہمو
 عنایت فرمائیں جب ہماری تجیز و تکفین سے فراغت ہو پھر آپ کو اختیار ہے ملکہ سعیدہ اس جواب سے خواصوں کے
 چُپ ہو رہی الغرض جب سوسن نے نگینہ ہیرے کا جوا کیا اُسین سے کچھ شرمخ رنگ نکلی سوسن وہ شرم ملکہ کے
 پاس لے آئی اور اُس شرم کو دکھلایا ملکہ ہولی خدا نے اب اپنا فضل کیا اب ہمیں ہیرے کی بھی ضرورت نہ رہی
 اور سوسن یہ انگوٹھی فلان سرحد دار نے والد کو دی تھی بھکو قطع اسکی پسند آئی مین نے بادشاہ سے لیلی لیکن
 بروقت انگوٹھی دینے کے یہ کہا تھا کہ اسے فرزند آگاہ ہو کہ اس انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے ایک شراہیسی ہے کہ اگر اسکی
 ہوا بھی کسی کو لگ جائے تو وہ خاک ہو جائے اور جو روغن زیتون ہاتھ میں لگائے تو ضرر کم ہو جاتا ہے یہ تحفہ مجھے
 ایک سرحد دار نے دیا تھا اور اُسے خواص سے بھی آگاہ کیا اور کہا تھا کہ مین تحفے اس سے بہتر انگوٹھی منگوادونگا
 یہ نہ لو مین نے کہا تھا کہ مین یہی انگوٹھی لونگی بادشاہ نے مجھے دیدی سوسن نے کہا مجھے ایک تدبیر یاد آئی ہے اگر
 حضور بھی پسند فرمائیں ملکہ نے فرمایا وہ کیا تدبیر ہے بیان کر سوسن نے کہا کہ تھوڑے عطر میں اسکو ملا کر دایہ سے
 سرقان تیغ باز کو یہاں بلا کر اُسکے بدن پر ملیں کہ داماد کے حالت عروسی میں عطر و روغن بدن پر ملتے ہیں
 جب وہ ملعون یہاں آئیگا وہ سگ مردار خوار بھی ساتھ آئیگے ہم یہاں سے کھانا زہر آلود بھیجیں گے لامحالہ وہ
 رفیق زہر مار کر بیگے اور ہلاک ہونگے اور ہم یہاں سے اس موذی کا کام تمام کر دیں گے ملکہ سعیدہ کو یہ رائے سوسن
 کی پسند آئی غرض اُن عورتوں نے اسی تدبیر سے اُن قراقون کو مار ڈالا ملکہ سعیدہ نے شکر پروردگار ادا کیا اور
 سوسن کو اُس روز سے خواہر جان بخش خطاب دیا بعد اسکے ملکہ اور دونوں خواصین اور دایہ بلباس مردانہ
 گھوڑوں پر سوار ہوئیں اور جس قدر زور و جواہر و اشرافان لیکن لین اور باقی غار میں پوشیدہ کر دین اس سگ کو
 جب تک اپنے آقا کی زندگی کا خیال رہا بطریق اُسکے کے موجود رہا سوسن نے ہر چند بلایا لیکن وہ کفایت نہ آیا اور
 کسی طرف کو چلا گیا یقین ہے کہ داستان اس کے کی پھر بیان کیجا بیگی الغرض ملکہ سعیدہ نے غار سے نکل ایک سمت کی
 راہ لی یکایک دور سے چند سوار نظر آئے جنکو ابطال قومی ہیکل نے بتلاش ملکہ سعیدہ روانہ کیا تھا اور اُن
 سواروں نے چار طرف سے اُن پانچوں عورتوں کو گھیر لیا اور پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آتی ہو اور کہاں کا قصد
 ہو اور سودا کرنے بھی واسطے شناخت کے دو چار آدمی ہمراہ کر دیے تھے اُنھوں نے سواروں سے کہا کہ ملکہ یہی
 نقاب پوش سوار ہے سرداروں نے کہا ملکہ عالم اب تمہارا روپوش ہونا ناحق ہے ہم نے اب پہچان لیا اب آپ کو چلنا
 ابطال قومی ہیکل کے پاس مناسب ہے کہ وہ آپکو بحفاظت تمام آپ کے والد ماجد کے پاس پہنچا دیگا ہم سرقان تیغ

کی تلاش میں شب و روز سرگردان پھرتے تھے یقین ہی کہ تھے اس کافر کو ضرور مار ڈالا ہو گا ملکہ سعیدہ اور سوسن نے پہلے چند تیرسواروں کو مارے لیکن انکو کچھ ضرر نہ پہونچا آخر مجبور ہو کر سواروں سے کہا تم ہمارے پاس نہ آنا ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں سوار دور دور محاصرہ کیے ہوئے ہمراہ ہوئے جب شہر ہیکلیہ کے قریب پہونچے سواروں نے ابطال قومی ہیکل کو اطلاع دی ابطال ایک محافظہ زرنگار لاکر نہایت عزت سے ملکہ کو شہر میں لے گیا اور دوسرے روز اس نے اپنے بیٹے ارجال سے کہا اگر فرزند ہزار سوار کی جمعیت سے ملکہ کو بجا نفلت تمام بادشاہ کے پاس پہونچا دو تاکہ ہم ستم ستی انعامات شاہی کے ہوں ارجال اسی روز ملکہ کو لیکر شہر گوہر آویز کی طرف روانہ ہوا ملکہ کو سواے گریو و جکا کے اور کام نہ تھا خاوصون سے ملکہ نے کہا کہ تھے دیکھا کہ کس پریشانی و حیرانی میں گرفتار ہیں اور وہی بے آبروی کا سامنا پھر ہر اب دیکھیے اس ظالم و بے دین کے پنجے سے کس طرح رہائی ہوتی ہے جو مرضی اسکی دوسری منزل میں ملکہ نے ارجال قومی بازو کو بلا بھیجا ارجال چونکہ جوان تھا سمجھا کہ شاید ملکہ کچھ نیت بد میری جانب رکھتی ہے فوراً حاضر ہوا ملکہ نے پوچھا شہر گوہر آویز کتنی دور ہے ارجال قومی بازو نے عرض کی کہ سات منزل ہے پھر ملکہ نے پوچھا کہ تیری شادی بھی ہوئی ہے ارجال نے کہا ای ملکہ میں وہاں اب عقد کرونگا جہاں میرا خود بھی چاہے گا ملکہ نے پردہ نعل کا اونچا کر دیا اور اس حیلہ سے اپنی صورت دکھائی ارجال قومی بازو نے نور جمال ملکہ کو جو دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا نزدیک تھا کہ قالب سے جان نکل جائے ملکہ نے اسکو عطر و پان دیکر رخصت کیا ارجال قومی بازو وہاں سے بدشواری تمام اپنے خیمہ میں آیا اور رات بھر بیکراشل مرغ بھل تڑپا کیا ملکہ نے حکم دیا کہ ہمارا مزاج بد مزہ ہو گیا ہے ہم دو مقام یہاں کرینگے اور دوسرے روز پھر ارجال کو طلب کیا اور فرمایا تو جھکو میرے باپ کے پاس بے جانا ہی خدا کو کیا جواب دیگا شاید تو نیت بد سے اسکی آگاہ نہیں ہے بعد اسکے ساری کیفیت اس سے بیان کی ارجال قومی بازو نے کہا قربانت شو میں تمہارا تابعدار ہوں جو حکم ہو بحال اؤن ملکہ نے کہا بس خدمت میری یہی ہے کہ مجھے کیسے طرف تو لے چل پھر میں تجھے عقد کرونگی



ارجال قوی بازو چونکہ اسی بات کا خواستگار تھا دوسرے روز مع ملکہ کے ایک طرف روانہ ہوا پانچ سو سوار
جو خاص ارجال سے تعلق رکھتے تھے وہ ارجال کے ہمراہ ہوئے باقی ماندہ لوگوں نے ارجال سے کہا کہ انجام اسکا
اچھا نہوگا ارجال نے کہا کہ تم جاؤ اپنا کام کر دو وہ ہیٹھلیہ کو روانہ ہوئے ارجال نے ان پانچ سو سواروں پر شیخون
مارا انہیں سے جو چند سوار زندہ بچے بجال خراب ہزیمت خوردہ خراب خستہ ہیٹھلیہ میں پہنچے اور انہوں نے تمام
حقیقت ارجال قوی بازو کی ابطال قوی ہیٹھلیہ سے بیان کی ابطال اس خبر و شست اثر سے ایسا غیظ و غضب
میں آیا کہ اسی وقت دو ہزار سوار کی جمیعت سے ارجال قوی بازو کا تعاقب کیا اور ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ
کو روانہ کی کہ نیکرام ارجال مادر بظاہر انجام امانت شاہی میں بخیانیت پیش آیا لہذا یہ غلام واسطے تادیب و گوشمالی
ارجال کے روانہ ہوا ہر باقبال شاہی عنقریب اسی برگشتہ نخت کو باندھ کر حضور علی میں روانہ کرتا ہوں

اب ابطال و ارجال کو اپنے حال میں مصروف رکھا جاتا ہے اور حال حکیم ابوالمحسن اور
شہاب نوجوان کا گزارش کیا جاتا ہے

شہاب نوجوان اصل میں مرد شریف تھا اور باب اسکا قطب الدین ارباب ایک مرد عابد و زاہد تھا اور
ہدایت معزز و معمار باب طلسم میں تھا جب شہاب الدین واسطے تحصیل علم کے شہر گومہر آویز میں حکیم ابوالمحسن
کے پاس آیا حکیم صاحب نے فرمایا اے شہاب نوجوان میں اس شرط سے تجھ کو درس میں شریک کرتا ہوں کہ صید و
شکار موقوف کر اور تنہا ایک حجرے میں قیام کر پھر میں تجھے خود اجازت شکار دے گا شہاب نوجوان نے فرمانا
حکیم صاحب کا بدل قبول کیا اور تحصیل علم میں ہم تن مصروف رہا یہاں تک کہ علم ربیبہ سے تھوڑے عرصہ میں فارغ ہوا
حکیم صاحب نے فرمایا اب سیر و شکار کیا کر شہاب نے تمام سامان ظاہری و اسباب ضروری اپنے بادشاہ سے جسکا طیبہ
نام تھا طلب کیا اور شہر گومہر آویز میں رہنا اختیار کیا اور ہفتہ میں ایک مرتبہ حکیم صاحب کی خدمت میں جاتا قصارا
ایک شب شہاب نوجوان ایک مرغزار میں پہونچا دیکھا ایک طرف سو اسے سوسن خود رو کے اور کچھ نظر نہیں آتا
شہاب نوجوان باغ سوسن میں جا کر سو رہا ناگاہ عالم خواب میں عجیب تماشا دیکھا کہ ایک نازنین جس میں رشک و فخر
پری پیکر ایک بھول سوسن کا ہاتھ میں لیے ہوئے گشت کر رہی ہے اور صورت پر ضیا اسکی ایسی مصفا و مجلی ہے کہ نظر
کام نہیں کرتی شہاب نوجوان ہزار دل و جان اس پری پیکر پر عاشق ہو گیا اتنے میں وہ نازنین خرامان خرامان
خود شہاب نوجوان کے پاس آئی اور بیٹھ گئی شہاب نوجوان نے بعجز پوچھا کہ اے سرور چین خوبی و گل گلزار
محبوبی اپنے نام و نسب سے بھی اس خاکسار کو آگاہ کر اسنے کہا اے نوجوان نام میرا سوسن جان بخش ہے اور میں بادشاہ
کی بیٹی کی خواہر خطابی ہوں اگر تجھ کو مجھ سے کسی طرح کا میلان طبع ہو تو تو کو وہ مراد پر جا اور حق خدمت اپنا میری بہن پر

ثابت کر شاید تیرے حسن خدمت سے مقصد تیرا حاصل ہو بعد اس جملے کے نظر سے دفعۃً غائب ہو گئی جب شہاب نوجوان
 بیدار ہوا اپنے کو عجیب حال بدین پایا اور وہاں سے بدشواری تمام شہر میں پھیل چلا اور اُسے ایک آدمی سے پوچھا
 کہ ملک سعدان شاہ کی بیٹی کوئی بہن خطابی بھی رکھتی تھی؟ بخون نے کہا ملک سعدان شاہ کی ایک بیٹی ہر وہ بھی
 چند روز ہوئے کہ کہیں چلی گئی ہے شہاب نوجوان بعد ایک ہفتہ کے حسب معمول حکیم صاحب کی خدمت میں گیا
 حکیم صاحب نے فرمایا اے شہاب نوجوان آج میں تجھے عجیب حال میں مبتلا دیکھتا ہوں سچ بتا کہ یہ کیا بات ہے
 شہاب نوجوان نے حکیم صاحب کی دست بوسی کی بعدہ خواب بیان کیا حکیم صاحب نے شہاب نوجوان کے
 خواب کی تعبیر بحساب ستارہ فلکی و تاثیرات کو اکب کے استخراج کر کے کہا اے فرزند ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت
 ملک سعدان شاہ کی ایک کنیز خاص دسارو ہزار ہے اُسکو پروردگار عالم نے نجابت و شرافت و فہم و ذکا و احد
 عطا فرمایا ہے اور آج کل ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے اُسکی خدمت کے صلہ میں خواہر جان بخش اُسکو خطاب دیا ہے
 تم مہر حال خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالیٰ قریب تر تو اپنے مدعا سے دلی کو پہنچو شہاب نوجوان کو ارشاد سے
 حکیم صاحب کے فی الجملہ اطمینان ہوا باقی احوال شہاب نوجوان کا ضمن میں قصہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے
 بیان کیا جائیگا

اب عنان اشہب مشکین طرف میدان صفحہ حال ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے پھرتی ہر

کہ ہر ہی تو ایسا قی بے خبر	انہ کی لطف سے غمزدون نظر	طیش سے تڑپ سے تو کر دے ہم	کہ لکھتا ہوں مین داستان الم
خوشی سے مجھے رنج غم خوب ہے	یہ مونس ہی ہمد بہت خوب ہے	یہی ساتھ دیتا شہب ورد زہر	یہ غم عاشقوں کا غم اندوز ہے

عرض ار جال بن ابطال قوی ہیکل ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو لیکر روانہ ہوا ملکہ شکر پروردگار عالم بجالانی کہ خداوند
 تو نے اس ظالم ظلم پدید سیر کے ہاتھ سے نجات دی آئندہ جو کاتب تقدیر نے تحریر کیا ہے وہ ضرور ہوگا جو حق منزل تھی
 کہ پشت سے ایک گردنایان ہوئی جب دامن گرد چاک ہوا معلوم ہوا کہ ابطال قوی بازو آتا ہے ار جال نے
 جانا کہ باپ میرا واسطے تنہیہ کے آہو بچا اُسے ایک آدمی کے ہاتھ کھلا بھیجا کہ تم یہاں کس ارادے سے آتے ہو
 اگر تم نے واسطے ملکہ کے تکلیف کی ہے تو میں ہرگز تاحیات اپنی ملکہ کو کبھی نہ دوں گا کہ خداوند زردشت نے ملکہ کو خاص
 میرے ہی واسطے خلق کیا ہے سو مجھ تک وہ ہزار خرابی پہنچی اب آپکو مناسب ہے کہ آپ واپس جائیں ابطال کو
 یہ کلمہ ار جال کا ایسا برا معلوم ہوا کہ اُس آدمی کو ابطال نے اُسی غیظ و غضب میں قتل کیا بعد اسکے ایک رقعہ لکھا
 کہ اومادر خطا نکرام بادشاہ کے حرم محترم خاص میں خیانت کرنا گویا اپنے خون میں آپ شریک ہونا ہے دوسرے
 مجھے تیری محبت میں اپنا ملک و مال و جان و آبرو ہرگز دینا منظور نہیں ہے مجھکو چاہیے کہ اپنی خطا پر نادم ہوا و قصہ

باطل سے درگزر اور ملکہ کو میرے ملازموں کو دیدے ورنہ تیرے حق میں اچھا نہوگا اگر جال نے برہم ہو کے پیام آور کو قتل کیا ابطل نے اپنے لشکر کو حکم جنگ مغلوبہ دیا ادھر ارجال نے بھی اُن پانچ سو سوار سے باپ کے لشکر پر حملہ کیا اُس ہنگامہ جدال و قتال میں ملکہ نے فرصت غنیمت جانی اور فوراً محاذ سے نکل گھوڑے پر سوار ہو کر خود ہون کے اول چند تیرا بطل قومی ہیکل کے لشکر پر مارے اور خود ایک طرف مثل برق کے چمک کر نکل گئی یہاں ایک شبانہ روز ہنگامہ جدال و قتال گرم رہا ہر چند کہ ارجال کے پاس فوج قلیل تھی لیکن کمال شجاعت و بہادری سے لڑا ناگاہ اُس شور میں ابطل دار جال کا مقابلہ ہو گیا بیٹے نے ایک تیرا باپ کی پیشانی پر مارا باپ نے بھی ایک نیزہ جگر شکاف قریب سے سینہ پر بیٹے کے مارا تیرے باپ مجروح ہوا اور ضرب نیزے سے بیٹا گھوڑے سے زمین پر گرا اور فوراً باپ نے سر بیٹے کا اپنے ہاتھ سے قلم کیا بعد قتل ہونے ارجال کے لشکر اسکا پرانندہ ہو گیا جب ابطل محاذ کے پاس آیا ملکہ کو محاذ میں نہ پایا اہل لشکر سے پوچھا انھوں نے کہا کہ ہنگام رزم ملکہ گھوڑے پر سوار تیر اندازی میں مشغول تھی پھر ہمیں نہیں معلوم ابطل نے دونوں ہاتھ زانو پر مارے اور سینہ و سر پیٹنے لگا اور کہا افسوس جسکے واسطے میں نے اپنے تخت جگر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا وہی سلامت جان بچا کر نکل گئی آخر ابطل نشان سہم اسپان باد رفتار پر روانہ ہوا ملکہ سعیدہ بھی بخوبی چالاک سے راہ طر کرتی چلی جاتی تھی حتیٰ کہ تین روز برابر رات و دن چلی چوتھے روز جب غشی کی نوبت پہونچی کینزوں نے کہا اے ملکہ آفاق ایک دو ساعت آرام کرو ایسا نہو کہ دشمنوں کی طبیعت علیل ہو جائے ملکہ ناچار سایہ میں ایک درخت کے سو رہی سو سن کی بھی آنکھ لگ گئی باقی خواصین گھوڑوں سے اتر زمین پوش بچھا بیٹھ گئیں ملکہ سعیدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنواں نہایت گہرا ہل دریا اور جگت پر اُس کنوین کے ایک جوان عالی شان باشوکت و شان سبزہ آغا ز کچھ اور ادا میں مشغول ہے ملکہ نے اُس جوان سے پوچھا نام و نسب تیرا کیا ہے اور اس بیابان ویران میں تنہا بیٹھا کیا پڑھتا ہے اُسے جواب دیا کہ میں نے محض تیرے سوداے عشق میں مبتلا ہو کر خاندان کو ترک کیا اور تمہارے شوق مواصلت میں اس حال کو پہونچا ہوں نام میرا شاہزادہ شہرستان ہے ابن سعید و ن شاہ بادشاہ شہر سہیم السعادت ہے ملکہ کچھ اور پوچھا چاہتی تھی کہ یکا یک دایہ نے پکارا اے فرزند جلد اٹھ سوار ہو کہ فوج دشمن آپہونچی ملکہ کی آنکھ کھل گئی مگر چہرہ نہایت متغیر تھا خواب کے خیال میں تیر عشق دل پر کھائے ہوئے دوسرے خوف دشمن میں مبتلا ہے اختیار ایک نعرہ آہ کا نکل گیا اور دریا سے اشک تھا کہ آنکھوں سے جاری ہو گیا بلکہ اسوقت سو سن کا بھی یہی حال تھا کہ دازار مثل ابرو بہار روتی تھی اور صورت ملکہ سعیدہ شہر کی ایک عالم حسرت و یاس میں دیکھتی جاتی تھی یا سمن وغیرہ خواصین ملکہ کا حال دیکھ کے حیران تین اور زمین کتنی تھیں کہ خداوند ابھی تو یہ ابھی سوئی تھیں دفعۃً اٹکا ایسا حال ہو جانا قیاس میں نہیں آتا مگر نہ کہ فرست دم زدن کی نہ تھی کہ فوج حریف سر پر تھی ناچار بادل داغدار اُن گھوڑوں کے ماندر وں پر سوار ہو کر اس شہر

روانہ ہوئیں ملکہ نے دایہ سے کہا میرا دل گواہی دیتا ہو کہ ابطل بعد قتل ار جال ہمارے تعاقب میں آیا ہو دایہ نے کہا واری تمہارا کہنا بجا ہو کہ ناگاہ دور سے ایک کوہ نظر آیا بلندی میں اسکو ہم رتبہ فلک چہارم پایا عورتیں اُفتان و خیزان با حال پریشان خوفناک نیچے اُس پہاڑ کے پہونچیں دیکھا تو چار طرف سے وہ پہاڑ ایسا بلند ہو کہ پرندہ بھی پہونچ نہیں سکتا اور ایک طرف راہ خارستان وہ بھی تنگ ایسی کہ ایک سوار بصد دشواری گزے اتنے میں وہ گرد قریب تر گئی ملکہ نے دایہ سے کہا کہ اب اسی خارستان میں پناہ لینی چاہیے اور مصلحت وقت بھی یہی ہے کہ اُس خارستان میں داخل ہوئیں دایہ نے کہا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہو ورنہ دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو جائیں گے بہتر یہ ہو کہ بالائے کوہ تشریف لیجیے ملکہ کو اسے دایہ کی پسند آئی اور ایک فرسخ کی بلندی پر بمشکل تمام تشریف لائیں اتنے میں وہ فوج حریف اور قریب آئی ابطل نے دیکھا کہ پانچ چار سوار پہاڑ پر چڑھے چلے آئے ہیں سمجھا کہ بیشک یہ وہی ملکہ سعیدہ بنت سعدان شاہ ہے اُسے سرداران لشکر سے کہا یا روجن عورتوں کی کہ مجھے سلاش تھی یہ وہی عورتیں لباس مردانہ پہنے پہاڑ پر جاتی ہیں خبردار ہرگز اب یہ جانے نہ پائیں گرفتار کر لو یہ کہنے ابطل بدافعال نے خود ملکہ کے عقب میں گھوڑا اٹھایا اور فوج قلیل بھی ہمراہ اس بدافعال کے پہونچ گئی انہیں سے پچاس سوار پہاڑ پر پہونچے ملکہ نے خواصون کو حکم دیا کہ اسی جگہ گھوڑے چھوڑ دو اور علیحدہ علیحدہ پس و پیش بیٹھ جاؤ خواصین حسب الحکم ملکہ پس و پیش بیٹھ گئیں اور تیر و گمان لیکر تیر مارنا شروع کیے اس طرف بوجہ تنگی راہ ایک ایک سوار آگے پیچھے روانہ ہوا جب قریب تیر کی زد کے پہونچے سو سن نے چند سواروں کو ناوک جانستان سے خاک میں ملا دیا جب وہ تھک گئی یا سمن نے تیر مارنا شروع کیے اسنے بھی بہت سے سوار جان سے مارے قصہ مختصر بمجملہ پچاس سوار کے دس سوار زندہ بچے اور سب راہی ملک عدم ہوئے سو وہ بھی فرار ہو کر لشکر میں اپنے پہونچے اور ابطل سے یہ ماجرا کہا ابطل نے کہا لعنت ہو تمہاری اس مردی و مردانگی پر کہ دس عورتوں سے پچاس مرد عمدہ ہرا ہو سکے اُنھوں نے کہا کہ راہ ایسی تنگ و تاریک ہو کہ ہر ایک سوار کے دوسرا جا نہیں سکتا وہ بھی اُن عورتوں نے مسدود کر رکھی ہو اور عورتیں بھی ایسی قد راندا ہیں کہ ہننے اپنی عمر میں ایسی تیر انداز عورتیں نہیں دیکھیں ابطل خاموش ہو رہا اور شام کو حکم دیا کہ کل سب فوج جمع ہو جائے ہم چار طرف سے پہاڑ کو گھیر لینگے دیکھیں تو کمان تک ان عورتوں کے تیر مارنے سے لوگ ہلاک ہوتے ہیں اب یہیں مقام کرو اور صبح کو دوسری راہ بھی ڈھونڈ لینگے ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے دیکھا کہ لشکر ابطل قوی ہو گیا زیر کوہ مقیم ہوا خواصون کو حکم دیا کہ گھوڑوں کو چھوڑ دو اور آگ روشن کر دو تاکہ گمان ہو کہ یہیں یہ بھی مقیم و موجود ہیں اور ہم تم پیادہ پا بالائے کوہ چلیں آخر کار یہ مظلومہ و آفت رسیدہ ناچار خراب و خستہ تمام رات راہ چلیں صبح کو پہاڑ کی چوٹی پر پہونچیں اتفاق سے یہ پہاڑ وہی پہاڑ ہے جسے لوگ کوہ مراد کہتے ہیں جہاں ابوالوفا چار سو سوار و پیادے کی جمعیت سے انتظار میں شاہزادہ شہر می طلعت کے

مقیم ہو اور شاہزادہ مشتری طلعت ہمراہ شاہزادہ معز الدین کے طلسم قصر قرآن السعدین کی طرف روانہ ہوا اور
 انفرق مردمان لشکر ابو الوفا نے جب ان عورات کو دیکھا اسنے پاس آکر پرسنا حال ہوئے ملکہ نے فرمایا سبحان اللہ
 مصرع بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیدا است بہان بھی ہمارے پوچھنے والے پیدا ہو گئے کس کس سے اپنا حال زار
 بیان کیجئے اور کہاں جائیے ابو الوفا نے جو سنا کہ دس نقابدار بالاسے کوہ وارد ہوئے ہیں خود انکے پاس آیا اور
 کہا ای جو انان ذیشان و بلند مکان ہر چند کہ تم اسوقت بظاہر گرفتار مصیبت و آلام ہو لیکن ہمارے نزدیک تم
 عا لیمقام ہو اب تمکو لازم ہے کہ تم اپنے حال پر طال سے حکو بھی آگاہ کرو شاید تمھاری راست گوئی سے پروردگار عالم
 تمھارے حال پر مہربان ہو اور کوئی صورت رفع ملال کی پیدا ہو جائے سو سن نے ابو الوفا سے کہا اری سیر و فاکیش و
 صاحب مرآت و نیک اندیش ہو کو بھی تمھاری پیشانی نورانی سے آثار نیکی ظاہر ہوتے ہیں ایسی حالت میں دلجوئی
 و مدارات ہماری مثل وارد و صادر کے تمیر لازم ہے کیونکہ دنیا معرض زوال و انتقال میں ہے وقت کو بقاء نہیں ہے اور
 باث رہ جاتی ہے پہلے تم اپنے حال فرخندہ مال بیان کرو کہ وجہ سکونت اس کوہ ویران کی کیا ہے اور نام و نسب
 تمھارا کیا ہے بعد ازاں ہم بھی اپنا حال راز مع افکار روزگار بیان کریں گے ابو الوفا نے کہا شاہزادہ مشتری طلعت
 بن سعید و ن شاہ کا میں غلام ہوں اور نام میرا ابو الوفا ہے اور ہمارا شاہزادہ ایک مدت سے اس قصر کے
 اندر اپنی معشوقہ و مطلوبہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت سعدان شاہ کے عشق میں شب و روز آہ و زاری و نالہ و
 بیقراری میں بسر کرتا تھا اب تھوڑے دن ہوئے کہ ایک شاہزادہ گنام اپنے ہمراہ شاہزادہ مشتری طلعت کو
 قصر قرآن السعدین کی طرف لیکھا ہے اور ہمارے شاہزادے سے یہ وعدہ واثق فرمایا ہے کہ میں تمھاری معشوقہ
 کے پاس تمکو پہونچا دوں گا اب میں فقط اپنے شاہزادہ عالی وقار کے انتظار میں ہوں ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے
 جو یہ حال فرخندہ فال ابو الوفا کی زبانی سنا فرط خوشی سے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا اور رنج سفر دور ہو گیا تمام
 مصیبت و غم و الم سبیل بسرور ہو گیا سو سن نے ابو الوفا سے پوچھا کہ آپکو سعیدہ قمر طلعت کے حال کی بھی کچھ خبر ہے
 ابو الوفا نے کہا ہاں اسقدر سنا ہے کہ کسی وجہ سے ملکہ سعیدہ قمر طلعت اپنے محل سے مع بارہ خواہون کے فرار
 ہو گئی ہے سو سن نے کہا کہ ایک مکان واسطے آرام کے دو کہ ہم بعد دفع ہونے کس راہ کے اپنا حال مفصل سے
 گزارش کریں گے ابو الوفا نے ملکہ کو اسی قصر میں اتارا اور انکی خاطر مدارات میں مصروف ہوا اور کہا تم بد لجمی تمام
 بیان آرام کرو یقین ہے کہ عنقریب ہمارا شاہزادہ بھی قشریف لاتا ہے

اب حال ابطال بد مال کا سنو

کہ جب تمام و کمال لشکر راتوں رات جمع ہو گیا صبح کو اُسے پہاڑ پرورش کیا ابو الوفا نے بھی کمر بندی کا حکم دیا اور کہا

کہ اپنے سامان حرب و ضرب سے سب ہوشیار ہو جاؤ سرداران لشکر ابطلال نے جب دیکھا کہ یہاں چار سو سوار
 پیادے با سناؤ سامان جنگ با تیر و تفنگ موجود ہیں ابطلال کو اس حال کی اطلاع کی ابطلال نے نیچے پہاڑ کے
 جا کر آواز بلند کیا کہ اے اہل کوہ تھے محمدان سعدان شاہ کو پناہ دی ہے شاید اپنی جان و آبرو سے بیزار ہوئے ہو
 ابو الوفا نے کہا اے ناقص العقول و ناعرد وقت ہے تمہاری اس سپہ گری پر کہ دو چار عورتوں مصیبت زدہ کو اتنے بڑے
 لشکر سے گھیرتے ہو تنگوشم نہیں آتی لعنت ہے تمہارے دین و مذہب اور تمہارے بادشاہ پست ہمت پر جبکہ
 تمہارے بادشاہ سے دو چار عورتوں کا بندوبست ہو سکا تو کاروبار سلطنت کس طرح ہوتا ہوگا اور تھے کسی مرد کا
 مقابلہ کس طرح کیا جائیگا ابطلال نے کہا اے پیر مزخرف تو اسی جمعیت چند مردمان مفلوک اور قلب جگہ ہونے پر
 مغرور ہو رہا دیکھ کہ اس حرکت کا بجز ہلاکت و مذلت کچھ نتیجہ حاصل نہوگا اگرچہ ابھی ہمارے پاس لشکر قلیل ہے لیکن ہمارے
 شاہ کو جو خبر ہوگی تو قیامت کبریٰ برپا ہو جائیگی اور یہ پہاڑ مانند تودہ خاک کے ہو اے سم اسپان سے بر باد
 ہو جائیگا لہذا مناسب ہے کہ اس جہالت کو موقوف کر دو اور اپنی جان و عرت کو غنیمت جان آئندہ تجھے اپنے فعل کا
 اختیار ہے ابو الوفا نے کہا ہرچہ باد آباد جسے ہم پناہ مانگی اُسکو دشمنوں کے حوالہ کر دینا اس سے زیادہ بزدلی و
 نامردی کیا ہوگی دوسرے خوشنودی خدا و رسول کو ہم واجب و لازم جانتے ہیں تمہارے اور تمہارے بادشاہ کی
 طوشتی و ناراضی سے ہم کو کیا کیر گس ہے خفتہ و چہ بیدار جب ابطلال قوی بازو نے دیکھا کہ یہ مرد جاہل کسی صورت سے
 نہیں سمجھتا ناچار لشکر کو حکم دیا کہ اس پہاڑ کا راستہ اور کسی طرف سے بھی نہ یا نہیں لشکریوں نے خوب تلاش کیا
 جب اور راہ نہ ملی ناچار ہو کر اسی راہ قلب و دشوار گزار سے یورش کیا اور ہر تنفس سے کہتا تھا کہ یاروید کام بادشاہ
 ہو معاوضہ میں اس کے منصب جلیل ملیگا جہاں تک ہو سکے کوشش مردانہ کرو جو کوئی انہیں سے ہٹا دے ہوگا اُسکی
 اولاد کو وظیفہ سرکار شاہی سے ملیگا ان چند مردمان مفلوک کو مار لینا کتنی بڑی بات ہے اور پس پا ہونا اس جگہ
 سے بڑی شرم کی بات ہے اس طرف پہاڑ والے جنگ مردانہ میں مشغول تھے الغرض تمام روز بازار موت گرم رہا
 اور تا شام چار سو آدمی لشکر ابطلال کے زخمی و ہلاک ہوئے شام کو طبل باز گشت بجا ابطلال قوی بازو و ثابت
 انگین و شہر سارا اپنے خیمہ میں آیا اس روز ابطلال کے لشکر میں غلہ مطلق نہ تھا اسوجہ سے دوسرے روز جنگ
 موقوف رہی ملکہ سعدہ اور سوسن جان بخش اور دایہ حمیدہ غرقہ محل سے سیر جنگ دیکھ رہی تھیں اور ابو الوفا
 کی جرأت و بہادری دیکھ کر تحسین و آفرین کرتی تھیں دایہ حمیدہ نے ملکہ سے کہا قربانت شوم اگرچہ اپنی بڑے
 سفر و غریب الوطنی اور حریت سے جنگ و جدل اور خوف آبرو و جان یہ سب امور ات با عثت انحلال طاعت ہیں
 لیکن جب سے کہ تم اس درخت کے سایہ میں سو کر بیدار ہوئی ہو تمہارا چہرہ نہایت متغیر ہو رہا ہے اور نالی پر وازی
 بھی زیادہ پانی ہون اور تھے زیادہ سوسن کا حال ابتر ہو گیا ہے کہ کبھی میں نے اس طرح کے رنج و ملال میں ملن مبتلا

نہیں دیکھا ملکہ نے جو خواب دیکھا تھا دایہ سے بیان کیا دایہ کو کمال حیرت ہوئی اور کہا سبحان اللہ عجیب عجیب معاملات پیش آتے ہیں دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے دوسرے روز صدا سے کوس حربی لشکر ابطال سے بلند ہوئی اور ابطال نے عہد کیا کہ آج جب طرح سے ممکن ہوگا پہاڑ پر چلینگے اور اگر آج ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو گرفتار نہ کیا تو کچھ بھی کام نہ کیا ادھر ابو الوفا اور سب اُسکے ہمراہی جان لڑ رہے تھے یہاں تک کہ عرصہ قلیل میں بہت سے دلاوران لشکر ابطال کو زخمی و ہلاک کیا لیکن مردمان لشکر ابطال نے ابطال کی ترغیب سے ایسی کوشش و محنت کی کہ نیچے پہاڑ کے پہنچ گئے اُس روز اہل کوہ کو بھی یقین کامل ہو گیا کہ یہ مردود آج بند و بست ہمارا توڑ دینگے انھوں نے ابو الوفا کو اطلاع دی ابو الوفا خود برسر کوہ آیا اور ملکہ سعیدہ قمر طلعت سے کہلا بھیجا کہ درگاہ خدا میں دعا کرو آج کثرت افواج سے اُن ملعونوں کے انتظام کوہ رہتا نظر نہیں آتا ملکہ سعیدہ نے ایک غرفہ سے محل کے اس پورش کا تماشا دیکھا اور نہایت عجز و زاری سے مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں کی جب اہل کوہ کا حال نہایت سقیم ہوا یکا یک دامن صحرا سے ایک گرد پیدا ہوئی اور دامن گرد سے ایک نقابدار سرخ پوش اسپ ابلق تند خرام پر سوار کمان کیانی کا ندھے پر شمشیر مرصع نگار حمایل کیے سپر فولادی سے پشت کی پناہ کیے نیزہ خطی ہاتھ میں لیے شل برق جہندہ کے لشکر ابطال میں داخل ہوا مگر نیزہ اُسکا بعینہ شل چرخ کلان کے گردش کھار ہا تھا اور جو نیزے کے رو برو آتا تھا سیدھا جہنم کو چلا جاتا تھا غرض وہ نقابدار اُس نیزے سے سپر اور تلوار دونوں کا کام لے رہا تھا تھوڑے عرصہ میں چند پہلوان لشکر ابطال کے ہلاک کیے ابطال نے مجبوری میں بازگشت بجا دیا اور اپنے خیمہ میں چلا آیا

اب راوی تازہ خیال انکو سرگرم جنگ و جدال رکھتا ہے اور حال ملکہ سعیدہ قمر طلعت اور سوسن وغیرہ کا بیان کرتا ہے



ملکہ سعیدہ قمر طلعت دایہ حمیدہ اور سوسن جان بخش اور یاسمن وغیرہ خواصین کو ہمراہ لیے غرفوں سے محل کے عجز اہل کوہ اور غلبہ ابطلیون کا دیکھ رہی تھی اس اثنا میں وہ سوار نقادار معرکہ جنگ میں آیا سوسن نے جو نقادار کو دیکھا ہوش جاتے رہے اور بے اختیار ایک نعرہ آہ مارا کہ تمام خواصین مع ملکہ متحیر ہوئیں ملکہ نے حیران ہو کر کہا یا اکہی اس نقادار سرخ پوش کے دیکھنے سے یک بیک سوسن کا کیا حال ہو گیا جب دو چار ساعت کے بعد سوسن کو ہوش آیا ملکہ نے حال پوچھا سوسن نے کچھ جواب نہ دیا اور ایک نگاہ حسرت سے میدان جنگ کو دیکھ رہی تھی اور جسم مثل بید کا نپ رہا تھا وہ نقادار بعد قتل کرنے چند پہلوانوں کے لشکر ابطال سے سلامت نکل گیا کسی اہل لشکر ابطال نے خوف جان اسکا پیچھا نہ کیا یہاں سوسن بھی ملکہ کے ساتھ سے دوسرے غرفہ میں چلی گئی یاسمن بھی پیچھے سوسن کے گئی کیا دیکھتی ہو کہ سوسن تو غرفہ میں بیٹھی ہو اور نقادار زیر کوہ کھڑا ہو اور قصر کو بنظر غور دیکھ رہا ہو جب نقادار نے یاسمن کو دیکھا مثل شہارہ آتش نظر سے غائب ہو گیا یاسمن نے یہ معاملہ ملکہ سعیدہ سے آکر بیان کیا ملکہ فوراً سوسن کے پاس آئی سوسن کو اسی طرح بیہوش پایا جب سوسن کو ہوش آیا ملکہ نے اپنے سر کی قسم دی اور فرمایا اے سوسن تو اپنا حال مفصل مجھے بیان کر سوسن نے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق میرا حال لایق بیان نہیں ہیں آپ سے کیا عرض کروں اور آبدیدہ ہو گئی ملکہ نے فرمایا آخر ہم بھی سنیں سوسن نے کہا اسی سایہ درخت میں جہاں حضور نے شاہزادہ مشتری طلعت کو خواب میں دیکھا تھا مجھے بھی عالم واقعہ میں عجیب سامان نظر آیا اور تعبیر بھی اُس خواب کی جلد ظہور میں آئی ملکہ نے پوچھا کیسا خواب تھا سوسن نے کہا میں نے دیکھا کہ میں اسی غرفہ میں جہاں اب ہوں جنگ کا تماشا دیکھ رہی ہوں اور یہی جوان سرخ پوش بعد ختم جنگ زیر غرفہ آیا اور میں اسکی صورت پر عاشق زار ہو گئی ملکہ نے دایہ سے کہا کچھ سنا سوسن کا کلام کیا کہتی ہو دایہ نے کہا مجھے خود حیرت ہو کہ ایک معاملہ ختم نہیں ہوا کہ دوسرا اور درپیش ہو گیا خدا انجام بخیر کرے عرض دو روز معرکہ جنگ موقوف رہا ابطال نے جاسوس و عیار واسطے دریافت حال نقادار کے روانہ کیے جب کسی کو نقادار کا نشان نہ ملا تیسرے روز ابطال نے پھر کوہ پر یورش کیا پھر نقادار سرخ پوش آیا اور چند پہلوانان لشکر کو قتل و ہلاک کیا ایک پہلوان لشکر ابطال نے نقادار سے کہا اے جوان عجیب طرح سے تو نے طریقہ جنگ اختیار کیا ہو کہ دلمین بہادر وں کی حسرت و آرزو رہ جاتی ہو اگر کچھ مردانگی رکھتا ہو تو ایک لحظہ نیزہ پھر انا موقوف رکھ تا کہ ہم تم با ہم امتحان ہنر سپہ گری کریں نقادار نے نیزہ گردانی موقوف کی اُس پہلوان نے جسکا غولان غول پیکر نام تھا نہایت زور سے ایک تلوار سر پر نقادار کے لگائی نقادار نے بعد رد کرنے کے اُسی نیزہ خطی سے غولان غول پیکر کو قتل کیا بعد اسکے روانہ ہو گیا قصہ کوتاہ جب ابطال کوہ پر یورش کرتا تھا نقادار کے ہاتھ سے ہزیمت پاتا تھا یہاں ملکہ سعیدہ قمر طلعت اور ابو الوفا حیرت میں تھے کہ خدا یا نقادار کو ہمارے ساتھ کمان کی دوستی تھی جو ایسے وقت میں شریک ہوا اور ابطال کے ساتھ

کیا دشمنی کی وجہ ہی انقصہ جب ابطال بدافعال نے دیکھا کہ فتح ہونا کوہ کا بوجہ نقابدار کے مشکل ہو ناچار عرضی سرگزشت کی سعدان شاہ کو روانہ کی اور یہ عرضی میں لکھا کہ جب تک حضور بدولت و اقبال مدد فدوی کی نہ فرمائیں گے کارزار کا یکسو ہونا دشوار ہے سعدان شاہ نے بجزد ہو پنے اس عرضی کے خادی سوسفطانی کو بھر اہی افواج بمشار روانہ کیا دوسرے روز ابو الوفا نے بھی ایک عرضی سعیدون شاہ بادشاہ کی خدمت میں روانہ کی اور اُسے تمام حقیقت کوہ مراد کی اور جانا شاہزادہ مشتری طلعت کا شاہزادہ معزالدین کے ساتھ طلسم قصر قرآن السعدین کی جانب اور قصر مراد میں ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت سعدان شاہ کا وارد ہونا اور نقاب گرنا ابطال قومی بازو کا اور حمایت کرنی اپنی ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی پیاس ناموس شاہزادہ مشتری طلعت کے اور ہر روز حملہ آور ہونا کوہ مراد پر ابطال قومی بازو کا لکھا سعیدون شاہ نے عرضی کو ملاحظہ فرمایا وہ بھی بالشکر جبار و پہلوانان نامدار روانہ بسوے کوہ مراد ہوئے یہاں ابطال قومی بازو نے سعدان شاہ کے ہو پنے تک جنگ موقوف رکھی راوی کہتا ہے کہ سوسن کو ایک روز قصر مراد میں ایک دروازہ نظر آیا سوسن عالم وحشت میں دروازہ کھول کے اندر گئی وہاں ایسا اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھلائی دیتا تھا سوسن نے شمع روشن کر کے جو دیکھا تو نقب معلوم ہوئی وہ انتہائے نقب پر ہو پچی وہاں بھی ایک دروازہ پڑا دیکھا اور دروازے میں سوراخ تھا اس سوراخ میں آدمی معلوم ہوئے جب بغور دیکھا تو دروازے کے آگے ایک سنگ مربع پر ایک مرد بزرگ بیٹھا ہے اور ایک درخت انار بھی سایہ دار ہے سوسن سمجھی کہ خدا جانے یہ بزرگ کون ہے اور یہ مقام کیا ہے یکا یک ایک جو انر دخو بصورت صاحب جال سبزہ آغاز وہاں آیا اور اُسے بادب سلام کیا پیر مرد نے فرمایا امی فرزند شہاب کوئی اخبار تازہ ہے بیان کر اس جوان نے کہا امی مخزن اسرار کبریائی میں مشکل مشہور ہے کہ ابطال قومی بازو نے اپنی مدد کیو اسطے ملک سعدان شاہ کو یہاں بلایا ہے پیر مرد نے فرمایا ہمیں گردش فلکی سے معلوم ہوتا ہے کہ دامنہ کوہ میں خونریزی بہت ہوگی سوسن نے جو غور سے دیکھا تو وہ وہی جوان نامدار صاحب نقاب و سرخ پوش ہے جسکو پہلے خواب میں دیکھا تھا اور پھر معرکہ جنگ میں زیر غرقہ آیا تھا سوسن نے پھر اسطرح نعرہ ہلے کا مارا اور بیہوش ہو گئی یہاں محل میں جب تلاش ہوئی سوسن نظر نہ آئی خواص میں ہر ایک جاتلاش کر کے شمع روشن کیے ہوئے مع یا سمن اور سمن کو قریب نقب ہو پچین وہاں سوسن کو غش میں پایا یا سمن و سمن پونے آپس میں صلاح کی کہ ہم میں سے ایک یہاں گھسائی کرے اور ایک ملکہ کو اس حال سے خبر کر دے سمن پونے ملکہ سے اطلاع کی ملکہ سعیدہ قمر طلعت چند خواصون کو ہمراہ لے وہاں پہونچی سوسن کو وہاں از خود رفتہ و بیہوش دیکھا جب سوسن کے ہوش بجا ہوئے ملکہ نے حال پوچھا سوسن نے زبان سے تو کچھ جواب نہ دیا مگر نقب کی طرف اشارہ کیا ملکہ نے جب سوراخ در سے ملاحظہ فرمایا دیکھا ایک بزرگ ہے اور آگے اسکے ایک نوجوان صاحب حسن و جمال دست بستہ بادب تمام کھڑا ہے ملکہ کو اسکی

ترکیب لباس سے گمان ہوا کہ مطلوب سوسن یہی جوان ہے پھر ملکہ نے اس بزرگ کی صورت بغور دیکھی اور فرمایا
اسی دایہ تم بھی دیکھو کہ یہ بزرگ کون ہیں دایہ نے دیکھ کے کہا ملکہ عالم صورت اس بزرگ کی میرے نزدیک شناسا
معلوم ہوتی ہے لیکن بوجہ اختلال حواس کے عرض نہیں کر سکتی ملکہ نے فرمایا یہ تو میرے استاد حکیم ابوالحسن معلوم ہوتے ہیں



دایہ بولی ہاں آفرین تیری عقل و قہم کو خوب پہچانا وہی تو ہیں اس اثنائیں حکیم صاحب سے شہاب نوجوان نے
کہا اے حضرت خلاف معمول دسترخوان پر حضور کے آج بارہ صھے رکھے ہیں حکیم صاحب نے فرمایا یہ حالی بھی تجھے
عنقریب ظاہر ہو جائیگا مگر پہلے جو میں پوچھوں جواب صاف دینا شہاب نے کہا جو ارشاد ہو حکیم صاحب نے فرمایا
اسی فرزند بارہ برس کامل میں نے تجھے علم نجوم بتایا ہے اب تو یہ بتا کہ اس وقت تیری معشوقہ اور ملکہ کمان ہے شہاب نے
زایچہ کر کے عرض کیا پیر و مرشد غلام کو از روئے حساب معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ملکہ اسی مکان میں موجود ہے
حکیم صاحب نے شہاب کو ایک کونے میں چھپا دیا اور آپ قریب نقب تشریف لائے اور فرمایا ملکہ سعیدہ اب
باہر نکل آ ملکہ سعیدہ نے خواہوں سے کہا دیکھا میں نہ کہتی تھی اب جلد دروازہ کھولو غرضکہ دروازے سے باہر آئی
حکیم صاحب نے ملکہ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پوچھا کہ اس چند روز میں کیا کیا مصیبتیں تجھ پر گذرین اور کیسے کیسے سخت
معاملہ پیش آئے ملکہ نے روزگار کی رفتار اور اپنے والد نابکار کا حال مفصلاً حکیم صاحب کی خدمت میں بیان کیا
حکیم صاحب نے فرمایا اب خاطر جمع رکھ عنقریب زمانہ حسب مراد آیا چاہتا ہے اور غم و الم شادی و خوشی سے مبدل
ہوا جاتا ہے پھر سوسن سے فرمایا اے سوسن ہماری خوشی یہ ہے کہ تو شہاب نوجوان کے پاس جاتا کہ ایک دو ساعت
عاشق و معشوق ہم ہو جائیں سوسن بشرم و لحاظ سر جھکا کے رہی حکیم صاحب خود سوسن کا ہاتھ پکڑ کے شہاب
کے پاس لائے اور فرمایا اے شہاب یہ کنیز ملکہ کی زرخیز زمین ہے اور کسب و نسب میں تیرے ہم مرتبہ ہے تجھے بھی

اسکی قدر و منزلت قرار واقعی کرنی چاہیے قصہ سوسن کا کسی وقت ہم تجھے بیان کرینگے شہاب نوجوان خلوت میں سوسن کے صدر تے ہوا سوسن بعد ایک ساعت کے وہاں سے چلی آئی ملکہ نے حکیم صاحب سے شاہزادہ مشتری طلعت کا حال پوچھا کہ اب کس صحرائین سرگشتہ و آوارہ پھرتا ہے حکیم صاحب نے بعد ملاحظہ کرنے زائچہ کے فرمایا سبحان اللہ عجیب وقت تھے شاہزادہ مشتری طلعت کا حال پوچھا کہ اب وہ بیچارہ ایک بلا سے سخت مین گرفتار ہے شاہزادہ معز الدین اور درمی مشتری طلعت دو بون دروازہ تک قصر قرآن السعدین کے بخوبی پہونچے بعد ازاں شاہزادہ مشتری طلعت سے شاہزادہ معز الدین نے کہا ای برادر کنوین پر تم اسم پڑھو اور خبردار نیچے جگت سے کنوین کے پاؤں نہ ہمارا ورنہ کسی بلا سے طلسم مین گرفتار ہو جاؤ گے اور خود فحاشی کے بعد طلسم مین داخل ہو گیا ناگمان ایک رات کو عالم وقصہ مین شاہزادہ مشتری طلعت نے تیری صورت دیکھی جب آنکھ کھلی میتابی شوق مین اُسے اپنے حال کی کچھ خبر نہ رہی پس اُس خوشی مین دائرہ محفوظ کے باہر چلا گیا وہاں شیاطین طلسم فکر گرفتاری مین رہتے ہی تھے اُسکو گرفتار کر کے مکان مین لے آئے اور حسب اتفاق اُس روز کیدانہ ملعونہ ملاقات کو اُس شیطان کے آئی تھی اُسے جو شاہزادہ مشتری طلعت کو دیکھا عاشق زار ہو گئی اُسے حال مشتری طلعت کا اُس شیطان سے دریافت کیا اُسے کہا یہ گرفتار طلسم ہے کیدانہ نے کہا اگر گرفتار طلسم ہے تو اسکو مجھے دید و مین بہت حفاظت سے رکھو گی شیطان نے شاہزادہ مشتری طلعت کو کیدانہ کے حوالہ کیا کیدانہ شاہزادہ مشتری طلعت کو وہاں سے اپنے ملک مین لے آئی ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے پوچھا کیدانہ کا ملک کہاں ہے حکیم صاحب نے فرمایا کیدانہ کا ایک بھائی اشتر ارجاد و جالیس ہزار جادو گروں کا افسر ہے اور اُسے درمیان دشت قبیاق اور ظلمات کے ایک شہر شرنکار نام آباد کیا ہے وہ کیدانہ ساحرہ بھی اُسی شہر مین اپنے بھائی کے پاس بھگومت بسر کرتی ہے ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے زار زار مثل ابرو بہار کے رونا شروع کیا اور کہا افسوس ہزار افسوس میری اس قدر پریشانی و سرگردانی مفت ضایع ہوئی مجھے اب بجز حرام موت کے اور کوئی صورت نجات کی نظر نہیں آتی مین خدا کو شاہد کرتی ہوں کہ مین فقط امید وصال مین شاہزادہ مشتری طلعت کے اب تک زندہ رہی ورنہ جب میرے پدر خانہ خراب نے مجھے ارادہ بد کیا تھا سیو قت مین اپنے کو ہلاک کر ڈالتی حکیم صاحب نے بہت دلاسا و تشفی سے فرمایا ای فرزند اسی قصر مراد مین تم عاشق و معشوق باہم عیش و آرام کرو گے گھبراؤ نہیں کسی کی محنت رایگان نہیں ہوتی نیت بخیر چاہیے مصرعہ بعد روزوں کے ہمیشہ غم نہ ہو شوال کا پانچواں ابھی کسی آدمی کو واسطے رہائی شاہزادہ مشتری طلعت کے روانہ کرتا ہوں اور خود بھی قصر قرآن السعدین مین جاؤنگا کہ مجھے مدد شاہزادہ معز الدین کی ضرور ہے کسوا سٹے کہ وہ کارخانہ عجائبات کا مہمان ہے ملکہ سعیدہ قمر طلعت حکیم صاحب سے رخصت ہو کر اُسی نقب سے محل مین آئی بعد اسکے حکیم صاحب نے ایک نگینہ عقیق کا کہ اُسپر اسماء الہی کندہ تھے بازو شہاب نوجوان کے باندھ کر فرمایا کہ اس عقیق منقوش کو خدا سے بزرگ و برتر نے یہ کرامت و خاصیت عنایت فرمائی ہے کہ صاحب

اس نگینہ عقیق کا کسی بلاے ارضی و سماوی میں گرفتار نہیں ہوتا اب تو عوض ہر مین سو مین کے شاہزادہ مشتری طلعت کو قید طلسم سے کیدانہ ساحرہ کے چھڑا لشہاب نوجوان نے عرض کیا میں بہر نوع آپکا فرمانبردار ہوں مجھے جو حکم ہو بجالاؤں غلام کو کسی کام میں عذر نہیں حکیم صاحب نے فرمایا یہاں سے مغرب و شمال کے درمیان روانہ ہو بعد ایک ہفتہ کے ایک لشکر ملیگا کہ سردار اس لشکر کا ضرغام شاہ بادشاہ ہر وہ بھی اسی جادوگر کے ہاتھ سے تنگ ہو رہا ہے اور ستم رسیدہ ہے تم ضرغام شاہ سے ملاقات کرنا اور اس سے اسکا حال دریافت کرنا وہ اپنی کیفیت سب بیان کریگا تم کہنا کہ امیر ضرغام شاہ اگر تم میرے ساتھ چلو میں اس جادوگر کو قتل کر کے تمہیں منزل مقصود کو پہنچا دوں گا ضرغام شاہ مثل ملازمین کے تمہارے ساتھ ہو گا جہاں تم در ماندہ و عاجز ہو نا اس اسم کو جو کہ اس نگینہ میں کندہ ہے تین مرتبہ پڑھنا پس فوراً آنکھیں تھاری بند ہو جائیں گی اور عالم رویا میں ایک جوان نقابدار جو ہدایت کرے موافق اس کے عمل کرنا لشہاب نوجوان حکیم صاحب سے رخصت ہو کے روانہ ہوا

داستان لشہاب نوجوان کے روانہ ہونے کی واسطے رہائی شاہزادہ درمی مشتری طلعت گرفتار طلسم کے

لشہاب نوجوان حسب حکم حکیم صاحب کے روانہ ہوا اور سات روز کے بعد آکر لشکر ضرغام شاہ میں پہنچا کہ وہ ملک ضرغامیہ کا فرمانروا تھا تیس ہزار سوار کی جمعیت سے شہر شرنگار کو جاتا تھا لشہاب نوجوان نے قریب بارگاہ کے جا کر حاجبان شاہی سے کہا تم اپنے بادشاہ کو اطلاع دو کہ ایک بندہ خدا مسافر راہ دور دراز سے باشتیاق ملازمت حاضر ہوا ہے درگاہ سالار نے بادشاہ کو اطلاع دی ضرغام شاہ نے لشہاب نوجوان کو اندر بلا لیا لشہاب نوجوان نے برسم اسلام سلام کیا ضرغام شاہ نے جواب سلام دیا اور کرسی پر پہلو میں بٹھایا اور پوچھا امیر جوان دلاور اپنے سبب و نسب اور قصد سے آگاہ کر لشہاب نوجوان نے کہا اول اپنی کیفیت سے مطلع فرمائے ضرغام شاہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا تھے اہل لشکر کی زبانی جو سنا ہے وہی بجا ہے دوبارہ حاجت بیان نہیں دوسرے غریب خانے میں تشریف لیجیے کسل راہ دفع کیجیے ناں خشک قبول فرمائے پھر جو حال زار ہے بتوجہ شنئے کہ آپ نے اتنی مسافت اٹھا کر اس نالایق کو سرفراز فرمایا ہے بعید از انسانیت ہے کہ میں آپکی ہمائی نہ بجالاؤں بلکہ عوض مدارات کے غلگین و منفذ کروں آدمیت کے خلاف ہے لشہاب نوجوان نے کہا ایسا کوئی بشر جہاں میں نہیں ہے کہ رنج و اعلام میں حوادث زمانے کے مبتلا نہ ہو البتہ وہ ذات موصوف بہ صفات اس خالق جل و علی کی ہے کہ جو تمام علایق سے پاک ہے اور قادر ہے تمام امور ات پر ضرغام شاہ نے کہا خیر تمہاری مرضی اگر یہی ہے بسم اللہ دوسرے خیمہ میں تشریف لیجیے اول کچھ حاضر نوش فرمائے بعدہ میری سرگزشت کو ملاحظہ فرمائے لشہاب نوجوان ضرغام شاہ کے ہمراہ خیمے خاص میں آیا وہ خیمہ نہایت پر تکلف مثل مکان کے آراستہ تھا ضرغام شاہ نے خاصہ طلب فرمایا ملازمان بارگاہ ایک قاب میں

کباب مرغ اور کانسہ مین شیر برنج لائے ضرغام شاہ اس کباب و شیر برنج کو دیکھ کر بہت رویا اس عرصہ میں ایک پیر زل پردے سے باہر آئی اور کباب و شیر برنج اٹھا لیکر بعد اسکے دسترخوان بچھا اور ہر قسم کا کھانا عمدہ و تحفہ چنا گیا ضرغام شاہ نے فقط آتش جو پر اکتفا کیا اور شہاب نوجوان سے کہا بسم اللہ نوش فرما یہ شہاب نوجوان نے کہا جب تک کہ مین اس سے کوسن نہ لوں گا کبھی کھانا نہ کھاؤں گا ہا اینہہ نعمت فقط آتش جو پر اکتفا کرنا کیا معنی ضرغام شاہ نے کہا اول طعام بعدہ کلام

قصہ ضرغام روبرو سے شہاب نوجوان عالی مقام بزبانی خود

ضرغام شاہ کو جب کھانے سے فراغت ہوئی شہاب سے کہا اے نوجوان عالی مقام ایک عورت ضعیفہ شہر نظیرستان کی عمدہ پر داستان گوئی کے ملازم ہماری سرکار میں تھی اور میں کبھی کبھی افسانہ زمانہ اس سے سنا کرتا تھا ایک روز میں ایک تصویر دیکھ رہا تھا اور جو خواصین اس وقت حاضر تھیں انکو دکھا رہا تھا اور وہ ضعیفہ و اسطہ یا نوقصہ خوان بھی موجود تھی تب میں نے وہی تصویر کہ نہایت عمدہ تھی و اسطہ یا نو کو دکھائی و اسطہ یا نو نے تصویر کی کچھ تعریف نہ کی نہ موصوفہ بیٹھی رہی میری زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ شاید تو نے کوئی صورت اس تصویر سے بھی بہتر دیکھی ہو کہ تعریف نہ کی اسطہ یا نو نے جواب دیا کہ بیشک اے بادشاہ سلامت ہمارے ملک کی شاہزادی ایسی پری پیکر صاحب حسن و جمال ہے کہ اس تصویر کو اس سے کچھ مناسب نہیں اور میں نے اسے چار برس کے سن میں دیکھا تھا نرگس شہلا اسکا نام ہے اور مجھے وہاں سے آئے سات برس کا عرصہ ہوا ہے اب یقین ہے کہ نام خدا اسے گیا رھوان برس ہو گا اگر آفت زمانہ سے وہ محفوظ رہی ہے تو پری حسین و شکلیں صاحب حسن و جمال ہوئی ہوگی کہ جسکے آگے آفتاب عالم تاب کی روشنی ماند ہوگی کہ جس خانہ تاریک میں وہ رہتی تھی حاجت شمع کی نہ ہوتی تھی میں اس کلام و اسطہ یا نو سے ایسا بیقرار ہو گیا کہ جسکی حد نہیں آخر و اسطہ یا نو سے کہا براے خدا تو نظیرستان کو جا اور اس شاہزادی نرگس شہلا سے میرا حال بیان کر بلکہ تصویر بھی لیتی جا ایک نظر اسکو دکھا دینا اور اسکی تصویر مجھے لادے میں تمام عمر تیرا شکر گزار ہوں گا و اسطہ یا نو حسب فہمائش میری نظیرستان کو گئی اور میری تصویر نرگس شہلا کو دکھائی اور زبانی بھی میری تعریف بہت کی کہ نرگس شہلا میری ملاقات کی مشتاق ہوئی اور و اسطہ یا نو نے نرگس شہلا کی تصویر مجھے لادی میں پہلے ہی سے نرگس شہلا کے عشق میں مبتلا تھا تصویر کے دیکھنے سے بالکل از خود رفتہ ہو گیا الا و اسطہ یا نو نے یہ بھی کہا تھا کہ ہر سال نرگس شہلا کی سال گرہ ہوتی ہے اور اسے اس روز ایک صورت حبیب و خوفناک دکھائی دیتی ہے اور وہ نرگس شہلا سے اپنا اظہار محبت کیا کرتی ہے اس سے خالہ زاد بھائی سے نرگس شہلا منسوب تھی بلکہ شکم مادر ہی میں نامزد کی گئی تھی مگر اب شوہر سے نسبت ترک ہو گئی ہے میں اس خبر کو جھوٹ سمجھا جب والدین اس امر سے خبردار ہوئے انھوں نے کہا سدا نرگس شہلا کے اور بھائی کو تیرا

عقد کر دین کیونکہ یہاں تیری جان کا خوف ہی میں نے کہا سوا سے نرگس شہلا کے اور تمام جہان کی عورتیں میں حرام مطلق جانتا ہوں اس عرصہ میں والد ماجد نے فقہ کی اور میں صاحب حکومت ہوا جب تمام امور استملکی و مالی سے فرصت ہوئی ایک روز میں نے والدہ سے کہا کہ اگر آپ کو میری زندگی منظور ہے تو میرا عقد نرگس شہلا سے کر دیجیے وہ شہلا کے خاموش ہو رہیں میرے دل میں خیال آیا کہ شکل ہیبت ناک کا دکھلائی دینا تو خلاف قیاس ہے اور اگر یہ امر واقعی سچ بھی ہے تو برکت دعا و تقویٰ سے دفع ہو جائیگا آخر میں نے انظار شاہ سے نسبت کا پیام بھیجا انظار شاہ نے بصدق دل قبول کیا میں بسا مان عروسی نظیرستان میں پہونچا اور وہاں میرا عقد بآئین شاہانہ ہوا جب نرگس شہلا کو میں اپنے شہر میں لایا والدہ نے مجھے اور نرگس شہلا کو بٹھا کر ایک دسترخوان پر با اعتبار رسوم شیر برنج اور کباب وغیرہ چنے بنوڑ نرگس شہلا نے دو لقمہ نہ کھائے تھے کہ یک بیک حال اسکا غیر ہو گیا اور چلائی کہ یہی بلا سے بد مجھے ہر سال نظر آتی ہے دفعہ ایک پنجہ بلا آسمان سے پیدا ہوا اور نرگس شہلا کو لینگیا بعد ازاں کسی نے باواز خوف ناک پکار کے کہا ای ضرغام یہ لقمہ لطیف تیرے دہان ناپاک کے لائق نہیں میں نے مدت دراز سے اس نازنین کو پرورش کیا ہے اب اپنی امانت لیے جاتا ہوں مجھے اس آواز سے ایسا خوف پیدا ہوا کہ میں بیہوش ہو گیا والدہ نے میری عزیمت بخیر انون کو بلوایا اور علاج کرایا جب ہوش میں آیا وہ دن مجھے نالہ و فریاد میں گذرا ایک روز چند ملازموں نے ایک منجم کی تعریف کی اور اسکو بلالائے میں نے منجم سے پوچھا اُس نے زائچہ کیا اور ایک ہفتہ برابر غور و فکر کر کے کہا کہ ایک جادوگر قوم میں آدم سے نرگس شہلا کو لینگیا ہے اور نام اسکا اشتر جادو ہے میں نے پوچھا کہ جادوگر اُڑتے بھی ہیں منجم نے کہا ساحر بقوت سحر پرواز کرتے ہیں میں نے ہر ایک وارد و صادر سے اشتر جادوگر کو دریافت کرنا شروع کیا آخر ایک شخص سیاح سے معلوم ہوا کہ اشتر جادو شرنگار کا بادشاہ ہے اور چالیس ہزار جادوگروں کا سردار ہے اور شر شرنگار دشت قباق و ظلمات کے درمیان میں واقع ہے واسطہ بانو یہ شکر بشکل زن عابدہ پیادہ پامک شرنگار میں پہونچی اور وہاں اُس نے مشہور کیا کہ میں اگر کوئی عورت یا معشوق کسی سے ناراض ہو راضی کر دیتی ہوں شدہ شدہ یہ خبر اشتر جادو نے سنی واسطہ بانو کو بلا کر کہا امی ضعیفہ ایک نازنین میری محبوبہ و مطلوبہ ہے اور وہ کسی صورت سے مجھے راضی نہیں ہوتی تو اُسے ایک نظر دیکھ اور ایسی تدبیر کر کہ جو میں کہوں وہ منظور کرے واسطہ بانو کو اشتر جادو اپنے ہمراہ نرگس شہلا کے پاس لینگیا نرگس شہلا نے جو واسطہ بانو کو دیکھا اشتر جادو کو سامنے سے ہٹا دیا اور کہا کہ میں اس ضعیفہ سے کچھ باتیں کرونگی اشتر جادو وہاں سے باہر چلا گیا نرگس شہلا نے واسطہ بانو سے پوچھا کہ یہاں تم کیونکر پہونچیں واسطہ بانو نے کہا پہلے تم اپنی کیفیت بیان کرو پھر میں بھی کوئی نرگس شہلا نے کہا کہ مجھے ملک الموت کا انتظار ہے واسطہ بانو نے کہا تم کیسی طرح دو برس کی ہمت اشتر جادو سے لو اگر اس عرصہ میں تیری کوئی صورت رہائی کی نکل آئی تو خیر ہے ورنہ تم کو اپنی زیست و مرگ کا اختیار ہے نرگس شہلا نے کہا بہتر ہے

ہم کلام ہونا اشعار جادو کا نرگس شہلا سے



غرض ایک روز اشعار جادو نے نرگس شہلا سے کہا اے جان بہان میں تیری خدمت و مدارات میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتا لیکن تو مجھے شگفتہ ہو کر کبھی خندہ پیشانی سے بات ہی نہیں کرتی اب میں بھی تجھے ایسی ایسی تکلیف دہ رنگا کہ تو بھی یاد کر لگی نرگس شہلا نے کہا اے اشعار جادو تجھے معلوم ہے کہ میں کتنا ہو گئی ہوں اور تو مجھے میرے شوہر کے گھر سے لے آیا ہے اور ہماری قوم و مذہب میں جھٹک کہ شوہر زندہ ہو تو عدت دو برس کی واجب ہو اگر تجھے دو سال کا دسبر ہو سکے تو خیر میں تجھے قبول کر دوں گی ورنہ میری جان مفت جا لگی اور تجھے کچھ حاصل نہوگا اشعار جادو بولا اس بات کا مضائقہ نہیں ہے یہ عذر تمہارا لائق قبول ہے واسطہ بانو شہر سنگار سے پھر میرے پاس آئی اور اُس نے کہا کہ اسے بادشاہ اتنا کام تو میں کر آئی ہوں کہ دو برس تک تو نرگس شہلا کی عصمت میں کسی طرح کا فتور نہ آئے گا اس عرصہ میں جو آپ است رہائی کی تدبیر ہو سکے کہیے ورنہ بعد اسکے اُس گرفتار پنجہ بلا کی جان مفت جا لگی اور باقی خیریت ہے اُسکو دن رات حضور ہی کا خیال ہے اور یہ شعر کہا ہے

یہ الفت ہوئی یار جانی تمہاری | وظیفہ ہے میرا کہ فی تمہاری

جب میں نے یہ حال نرگس شہلا کا واسطہ بانو سے سنا اُسکو بہت انعام دیا اور اُس روز سے اسی فکر میں ہوں کہ کیا تدبیر کر لوں

جو نرگس شہلا قید طلسم سے رہا ہوا اور جو ساحر کہ یہاں آیا یا کہیں سراغ ملا میں نے اُسے بلایا اور ملاقات کی اشرا جادو کا حال سُنکر سب کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے اُس کا مقابلہ نہوگا آخر جب میں مجبور و مایوس مطلق ہوا ناچار یہ قصد کیا کہ ہرچہ بادا باد زیرِ قصر معشوق جان ناتوان اپنی دینی بہتر ہے کہ اُس کے دردِ فراق میں زندہ درگور رہیں اس عزم بالجزم سے اپنے ملک کو ترک کر کے یہاں پہونچا اور چند جاسوس واسطے خبرِ اشرا جادو کے بھیجے کہ دیکھو اشرا جادو کہاں ہو وہ جاسوس خبر لائے کہ یہاں سے تین منزل پر ایک نہر عمیق ہے اور اُس میں ایسی آگ سحر کی روشن ہے کہ طائر کا گذر نہیں ہو سکتا انسان کا ذکر کیا اور جو شاید کوئی انسان اُس طرف نہر کے گذر بھی جائے تو لقمہ اجل ہو جائے بلکہ چار نفر جاسوس بھی جل کر خاک ہو گئے بس یہ سُنکے میں ناامید ہو گیا رات کو عالم واقعہ میں دیکھا کہ ایک بزرگ نے مجھے فرمایا ایہ ضرغام شاہ اسی جگہ تم خیمہ زن ہو کہ ایک مرد کشندہ اشرا جادو تمہارے پاس آئیگا تم اُس کی فرمانبرداری اختیار کرنا میں حسب بشارت اُس جوان عالیشان کا منتظر ہوں شہاب نوجوان نے کہا کہ ایہ ضرغام شاہ میں نحس واسطے قتل اشرا جادو اور رہائی ملے نرگس شہلا کے یہاں آیا ہوں ضرغام شاہ نے کہا ایہ جوان عالیشان قاتل اشرا جادو کے پاس ایک علامت بھی ہونی شرط ہے شہاب نوجوان نے کہا لکینہ عقیق کندہ تو نہیں ہے ضرغام شاہ نے کہا یہی مجھے اُس بزرگ نے بھی فرمایا تھا شہاب نوجوان نے وہ عقیق سُرخ و کندہ ضرغام شاہ کو دکھایا اور کہا دیکھو وہ علامت یہی ہے ضرغام شاہ نے شہاب نوجوان کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور کہا ایہ خضر راہ گم کردگان و معالج دردِ مجبوران میں کس زبان سے تیرا شکریہ احسان تشریف آوری بیان کروں پس اب تم تخت سلطنت پر بیٹوس فرماؤ اور مجھے ایک خادم خاص اپنا تصور فرماؤ شہاب نوجوان نے کہا تخت ملگو تمہارا مبارک رہے لیکن لشکر کی سپہ سالاری چاہتا ہوں انقضی دوسرے روز شہاب نوجوان اور ضرغام شاہ عالیشان ملک شہرِ رنگار کی جانب روانہ ہوئے

اب راوی یہ داستان عجائب یہاں موقوف رکھتا ہے اور حال شاہزادہ معزالدین بلند اقبال کا گذرِ ارش کر تا ہے

ناظرین پر تمکین کو یاد ہو گا کہ شاہزادہ معزالدین نامدار چاہ نیلو فر کے کنارے جو خاص دروازہ طلسم قصر قرآن مستقر ہے شاہزادہ درمی مشتری طلعت کو اسم خوانی میں مشغول رکھ کے آپ واسطے حصول ہر رب سیوم اربابِ مشلتہ آبی چاہ کے اندر داخل ہوا تھا باقی حال شاہزادہ مشتری طلعت کا ضمن میں قصہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے حکیم ابوالمحاسن کی زبانی بیان ہو چکا ہے دوبارہ بیان کی حاجت نہیں ہے انقضی شاہزادہ معزالدین موافق ہدایت کاغذ حکیم صاحب کے گل نیلو فر میں سوار ہوا وہ پھول نیلو فر کا مثل کشتی کے پانی میں روان ہوا تھا یکایک اُس

گل نیلو فر نے چکر کھایا شاہزادے نے کاغذ ملاحظہ فرمایا اُس میں یہ ہدایت تھی کہ جہاں خوف جانوران ہو ہمہ سہ چشم ماہی ہاتھ میں لیکر باواڑ بلند کہنا کہ ای جانوران بحر عمیق میں مالک ہرہ ہون یا درکھتا کہ تلو متھارے عمدہ سے معزول کر دو نگا اس کلمہ سے وہ جانور غائب ہو جائیگا اور جو کاغذ میں تحریر پہلے اپنے اوپر دم کرنا اور کہنا کہ کشتی بحر مجھے قصر قرآن السعدین میں پہونچا دے کشتی ایک آن واحد سین ایک باغ میں پہونچا دیگی پھر بوقت ضرورت کاغذ کو ملاحظہ فرمانا اور موافق نوشتہ عمل میں لانا بعد اسکے شاہزادہ ایسی جگہ پہونچا جہاں پانی سر سے بلند ہو جاتا تھا اور گل بھی اونچا ہو جاتا تھا شاہزادے کو وہاں روشنی اور ایک دروازہ نظر آیا کشتی نے ایسی حرکت کی کہ شاہزادہ خود بخود دروازے کے اندر داخل ہو گیا چند قدم کے بعد ایک باغ میں جو مثل باغ ارم تھا پہونچا وہاں دیکھا کہ در دیوار و مکانات باغ کے اس قدر بلند ہیں کہ نظر کام نہیں کرتی اور بیچ میں باغ کے ایک صفہ سطح آدھے فرسخ کام رہی اور اُس صفہ میں ایک مینار ہو کہ اُس میں چھ درجہ بہت بلند ہیں اور نیچے مینار کے ایک پیر مرد قرعہ و تختی لیے بیٹھا ہے حساب میں مشغول ہے شاہزادے نے جا کر اُس پیر بزرگ کو سلام کیا پیر مرد جواب سلام دیکر خاموش ہو رہا لیکن قرعہ اندازی کرتا رہا شاہزادے نے پوچھا ای بزرگ آپ کون ہیں اور یہ زایچہ کس کا ہے جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں پیر بزرگ نے پھر جواب نہ دیا اس عرصہ میں وقت ظہر آیا اُس پیر بزرگ نے آپ نہر سے وضو کیا اور نماز میں مشغول ہو گیا شاہزادہ مقتدی ہوا ابھی رکعت اول تمام ہوئی تھی کہ ایک عورت مینار پر آئی اور آواز دی کہ ای والد بزرگوار کھانا تیار ہے پیر مرد بچر دھنسنے آواز کے نماز کو توڑ صفہ پر سے نیچے اتر درختوں میں غائب ہو گیا شاہزادے نے بعد ختم نماز پیر مرد کو درجہ سوم مینار میں دیکھا کہ کچھ کھا رہا ہے اور ایک نازنین مہجبین بہ حسن ملیح ناکتھا انگس رانی کر رہی ہے پیر مرد نے مینار پر سے اشارہ کیا کہ آپ بھی نوش فرمائیں شاہزادے نے کہا یہ اشارہ ہمارے فہم میں نہیں آیا زبان سے کہہ کہ سمجھ میں آوے پیر مرد چپ ہو رہا اور شاہزادے کو اُس وقت ایسی بھوک تھی کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا آخر صفہ سے اتر کر درختوں میں گیا جب راہ نہ ملی مجبور باغ کا میوہ کھایا اور سیر و تماشے میں مشغول ہوا جب عصر کا وقت آیا زیر مینار پھر آیا پیر مرد کو پھر اسی طرح زایچہ میں مصروف پایا شاہزادے نے کہا ای پیر روشن ضمیر افسوس اس صلاحیت و تقویٰ پر ایسی خوش طبعی مزاج میں واقع ہے پیر مرد نے اشارے سے کہا صبر کرو اس عرصہ میں مغرب کا وقت آیا پیر مرد نے بعد ادا سے نماز مغرب فرمایا کہ میں نے بوجہ روزے کے تیسے بات نہیں کی شاہزادے نے دلمین کہا کہ اس بڑھے نے میرے سامنے کھانا کھایا ہے اور اب بیان کرتا ہے کہ میں روزے دار ہوں کہا ای بزرگ ہمارے سامنے آپ نے کھانا کھایا اور پھر دعویٰ روزہ داری کرتے ہو یہ کس طعت و مذہب میں ہے پیر مرد نے کہا شعر

ہم عشق کے بندے ہیں مذہب نہیں افلا | اگر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا

مخلوق کو نہیں نے چند قطرون کو وصل ہوئیے واسطے اصل دریا میں اور بھی سوائے طریقہ شریعت کے منزل مقصود کے

ہونے کے لیے اور راہین بھی پیدا کی ہیں ہر فرقہ میں بجائے خود روزے کی قسمین ہیں انہیں سے ایک روزہ عام ہے اور ایک روزہ خاص شاہزادے نے فرمایا بھل میرے فہم میں نہیں آتا بتصریح فرما کیے پیر مرد نے کہا روزہ عام وہ ہے کہ تہامی اعضائے بدن سے ہو بلکہ اسکو روزہ تام بھی کہتے ہیں اور روزہ خاص ایک عضو خاص سے متعلق ہے جیسے کہ آنکھ اور زبان وغیرہ غرض کہ میں نے ایک ہفتہ روزہ زبان رکھا تھا کچھ تھارے سانسے افطار کیا اور تہامی ہفتہ میں بجز دعا و نماز کے کسی سے بات نہیں کی اور بقدر تسکین کچھ کھانا کھا لیا جو اس روزہ میں جسکا صوم الصمت نام ہے منع نہیں شاہزادہ کو فصاحت بیانی میں پیر مرد کی عنایت و لطف معلوم ہوا بعد ازاں پوچھا کہ اسم مبارک حضرت کا کیا ہے اور یہاں کب سے نزول اجلال ہوا اور اس مقام کا کیا نام ہے اور کیا یہ بھی داخل طلسم ہے پیر مرد نے کہا میرا نام عبیدون علیہ رمال ہے چار تلو برس سے یہاں رہتا ہوں اور یہ بارغ و مینار مرحلات طلسم میں داخل ہے اور حکما بروقت درستی طلسم عجاہبات کے بنی آدم اور قوم جن دو فرقوں کو جمع کرتے ہیں اور فرقہ اول کو ابراہیم لقب دیتے ہیں اسوجہ سے کہ اسمین زاہد اور رمال و منعم وغیرہ انسان ذی لیاقت داخل ہیں اور فرقہ دوم اشرا جادوگر اور کاہن سے مراد ہے الغرض جادوگر وغیرہ اشرا طلسم فقط ایدارسانی کے لیے مقرر ہیں اور فرقہ ابراہیم طلسم واسطے نجات دینے پیاہرگان کے سعید ہیں لیکن جو خاکی و آتشیں ماسم دنیا داری ترک کرتا ہے اور گوشہ عبادت میں عمر بسر کرتا ہے وہی طلسم میں داخل ہوتا ہے الا ایں شخص مذکور کو علم پس الناس بھی ہونا ضرور ہے کہ عمر اسکی بڑی ہو اسوجہ سے بنی آدم طلسم میں کم رہتے ہیں اور قوم جن کا فرہ کیا موقوف صاحب اسلام بھی بیشتر رہتے ہیں دیگر یہ کہ بانی طلسم صاحب تسخیر ضرور ہوتا ہے اور قوم آتش پر دستگاہ و قدرت رکھنے کا یہی ذریعہ ہے شاہزادہ نے پوچھا بانی اس طلسم کا کون ہے پیر مرد نے کہا حکیم الحکام عدم الخال اشرف الناس حکیم قسطا اس حکمت شاہزادہ کو حکیم قسطا اس حکمت کا نام سننے ہی فوراً یاد آیا کہ تم کبھی ہوئے ہو اس حکیم عظمت کا بکے ہیں مگر کیفیت طلسمی نے بھلا دیا اور بالکل غافل کر دیا پھر شاہزادہ نے پوچھا وہ حکیم علیجاہ اب بھی کہیں موجود ہے پیر مرد نے کہا ہاں الا ان اولیاء اللہ لا یوتون شاہزادہ نے فرمایا یہ غار میں جو منارہ پر ہے کون ہے جسے تھین کھانے کو بلایا تھا پیر مرد نے کہا وہ ملاحت پری نام گل افروز شمالی پریزادوں کے بادشاہ کی بیٹی ہے اور میری فرزند اور شاگرد ہے کہ میں اسکو قرآن شریف پڑھاتا ہوں اور وہ میرے واسطے کھانا لاتی ہے شاہزادہ نے کہا تم ان درختوں میں غائب ہو کر منارہ پر ظاہر ہوے یہ کیا رمز ہے پیر مرد نے کہا حقوڑے عرصہ میں تمہیں یہ بھی معلوم ہو جائیگا پھر شاہزادہ نے کہا قرعہ اندازی اور زانچہ نویسی یہ کس کے واسطے ہے پیر مرد نے کہا کل دو سائل آئے تھے انکے واسطے استخراج احکام کر رہا تھا شاہزادہ نے فرمایا او داناسے روزگار و دانندہ اسرار نہایت حیرت ہے کہ بن ایسی راہ دشوار گذار سے آیا ہوں کہ بشر یہاں کس طرح نہیں آسکتا بلکہ وہم و خیال بھی کام نہیں کرتا اور آپ فرماتے ہیں کہ کل دو سائل آئے تھے معلوم نہیں وہ کس راہ سے اور کیونکر یہاں پہونچے پیر مرد نے کہا اے علیجاہ

ہر طلسم کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہوتا ہے اور صفت ظاہر و باطن کی یہ ہے کہ ظاہر مثل عمارات حصار کے ہو اور باطن طلسم بطور قلعہ کے ہوتا ہے اور بعض طلسم کا ظاہر و باطن ایک ہے چنانچہ اس طلسم کا ظاہر و باطن دونوں میں ظاہر تو یہ ہے جہان سے آپ وارد ہوئے بلکہ شہر گوہر آویز و شہر سہیم السعادت بھی اسی ظاہر طلسم میں ہیں اور ظاہر دوم اس جہان نیلوفر سے عبارت ہے جہان سے آپ تشریف لائے غرض ظاہر طلسم میں دنیا کی خلائق ہے اور باطن طلسم میں خلافت اسکے مگر ظاہر اول بہت بڑا ظاہر دوم سے اور ظاہر دوم زیادہ تر ظاہر سوم سے ہوتا ہے اسی طرح اس پردے میں بھی شہر میں جیسے شہر آبدیہ حصہ نام ہے اور بادشاہ عالی سلطان وہان کا حکمران ہے وہ دونوں سائل واسطہ دریافت اس پینے سال کے کل علوہ علیہ میرے پاس آئے تھے اور سوال کر گئے تھے ہر چند کہ وہ دونوں رئیس و حکمران ہیں لیکن ایک فقیر زادہ ہے دوسرا شاہزادہ شاہزادہ معزالدین نے پوچھا انکا مطلب کیا ہے پیر مرد نے کہا ظاہر انکے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ باہم ایک دوسرے کی بہن سے مقاربت کرنا چاہتا ہے شاہزادہ نے دلیں کہا واہ ایسا صاحب کمال ہو کر فحش کلمہ سے کہنا چاہیے تھا پیر مرد فوراً طبیعت شاہزادہ سے آگاہ ہو گیا اور کہا میں نے فحش نہیں کہا بلکہ موافق خواہش دل کے کہنے کا تھا شاہزادہ نے کہا کل آپ نماز کو توڑ کر کہنے کو چلے گئے یہ کیا سبب ہے پیر مرد نے کہا غرض میں تمام کر چکا تھا دعا مانگتا تھا صاحب خواہش دعا آواز آئی میں دعا کو چھوڑ کر چلا گیا ہزار نہیں قطع کی اب آپ اپنا حال فرمائیے کہ کس غرض سے آپ نے تکلیف کی شاہزادہ نے قصہ اپنا بیان کیا یعنی ملکہ نو بہار گلشن افروز کا حال اور ملاقات اقبال شاہ سے اور فنا رباب مشائش کی مروت کا اور کہا کہ اب حکیم ابوالحسن کے کاغذ کے ذریعہ سے تلاش ہر دو از دہم رب سوم رباب مشائش آپ کی کے بیان آیا ہوں پیر مرد نے کہا تم نے یہاں آکر کاغذ کو بھی دیکھا یا نہیں شاہزادہ نے فرمایا آپ کی باتوں میں ایسا مصروف ہوا کہ کاغذ کا دیکھنا یاد نہ رہا عبیدون عابد نے کہا تم نے خطا کی شاید مفسدان طلسم کاغذ تمہارے پاس سے لیکے ہوئے شاہزادہ نے جو بغل میں دیکھا ادائیگی کاغذ گم تھا عبیدون عابد نے کہا میں نے پہلے ہی خدمت شریف میں عرض کیا کہ آپ خطا کی شاہزادہ نے فرمایا خدا تمہارے مینار وغیرہ کو غارت کرے جسکے تماشے نے میرا کاغذ گم کروایا عبیدون عابد نے کہا شاید وغیرہ میں حضور مجھے بھی داخل کرتے ہیں سبحان اللہ ایسے رہنا کو پاس رکھنا اور ایسے غافل ہو جانا یہ امر تم ایسے عقلمند سے بعید ہے شاہزادہ نے فرمایا مشیت خدا کو کیا کریں امر شدنی نہیں ٹلتا ہے اب کوئی فکر ایسی فرمائیے کہ کاغذ پھر ملے پیر مرد نے کہا کاغذ کہاں رکھا تھا شاہزادہ نے فرمایا بغل میں تھا شاید وضو کرنے میں گرا ہو عبیدون نے کہا اب تمہارے واسطے بھی زانچہ کرنا پڑا مگر افسوس میں بھی تمہارے ہمراہ باغ سے نکلوا گیا یہ شیاطین مجھے اب یہاں نہ رہنے دینگے خیر اب مینار پر تشریف لیجیو ورنہ شیاطین تکو گرفتار کر لینگے اور تمہاری وجہ سے مجھے بھی ایذا دینگے شاہزادہ نے فرمایا شیاطین مینار پر نہیں جاسکتے پیر مرد نے کہا نہیں ہو جہ کہ گرد مینار آسمان آتی لگے ہیں اسدا وہاں انکا دخل نہیں ہو سکتا شاہزادہ ناچار عبیدون عابد کے ساتھ ہوا عبیدون عابد شاہزادہ کو درختوں میں

لیگیا اور درخت کو زمین سے اٹھا کر اُسکی جڑ میں نقب تھی اُس نقب میں گیا اور مینار پر پہنچا وہاں زمین تھا زمین پر سے
درجہ سوم مینار پر پہنچا اور کہا اے والا جاہ یہی مقام میرا ہیہاں سے آگے نہیں جاسکتا شاہزادہ نے اسکا سبب پوچھا
سیر مرد نے کہا تاریخ طلسم میں لکھا ہے کہ ان چھ درجوں کا شاہزادہ دیکھے گا جسکے پاس حضرت یوشع علیہ السلام کی مچھلی کی
آنکھ کا ہرہ ہوگا شاہزادہ نے فرمایا وہ ہرہ میرے پاس ہے عبیدون عابد نے کہا اگر آپ صاحب ہرہ ہیں شوق سے
اوپر جا کر تماشا ملاحظہ فرمائیے ابھی عبیدون عابد شاہزادہ سے یہ باتیں کر رہا تھا کہ باغ میں دفعۃً ایک روشنی ایسی
ہوئی کہ تمام باغ روشن ہو گیا اور ایک دیو ہاتھی کا قد بصورت انسان گزر رہا تھا میں نیچے مینار کے آیا اور باغ شیاطین اُسکے
ساتھ تھے اُسنے باؤں کو فنا کر کے اے عبیدون عابد تو نہیں جانتا کہ طلسم میں ہر شخص بجائے خود اپنے اپنے کام اور
خدمت پر مہین ہو اور اپنے کام کی رونق چاہتا ہے اور خدمت سے حکومت طلسم تمہارے پاس رہی اب ہماری نوبت آئی
لہذا تمہارا نکالنا طلسم سے ہمو لازم ہے اور ہم تم ایک ہی ہیں لہذا اصلاح وقت یہی ہے کہ تم اس جوان کو ہمو دید و اور اُسکی
لک نہ کرو تو تمکو ہر ایک سلطنت طلسم رکھینگے اور اپنا تمہارا معاملہ ایک سمجھینگے اور یہ ہم فقط اشیائے متہ کتے ہیں براہ دوستی قدیم



ور نہ کہنے کی حاجت نہ تھی عبیدون عابد نے شاہزادہ سے کہا جو تمکو اسم یاد عاید ہوا سو وقت پڑھو اُس شیطان نے کہا
اے عبیدون عابد ہمو ثابت ہوا کہ تو اس جوان کو ہمو نہ دیگا خیر ہم بھی تمہاری خاطر سے چھوڑے دیتے ہیں ایک دن وہ
ہرہ ماہی اس سے لیکر ہمو دید و ہم عہد کرتے ہیں کہ جہاں یہ کہیگا پہنچا دینگے اور ہر وقت اسکی حفاظت کریں گے عبیدون عابد
نے چپکے سے کہا ہاں ایک ہرہ اس بیچارہ کے پاس رہ گیا ہے وہ بھی تمہیں میں دید و نہ کہ مطلب تمہارا حاصل ہو شاہزادہ
نے کہا یہ مرد عجیب الخلق کون ہے کہ جو میرے درباری عبیدون عابد نے کہا اسکو حکم شیطان شہد روس آتش دہن

کہتے ہیں ای شہر یار جو کہ آتش مسلمان ہو اسکو جن کہتے ہیں اور کافر کو شیطان کہتے ہیں اس طلسم کا بادشاہ شیاطین بشیر روس
آتش دہن ہو اور بادشاہ اجنہ مسلمان سلطان ارفیموس ہو اب تم اس حال سے بھی واقف ہو کہ مسلمان یا کافر
دو صورت سے داخل طلسم ہوتا ہے یا خود یا جھانٹت محافطین طلسم کے اگر شخص مسلمان ہو اور ہالیان طلسم کی معرفت آیا ہو تو بعد سے
درجات طلسم پھر اسکو طلسم کے باہر کر دینگے اور اگر وہ کسی غفلت سے کفار طلسم کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا تو وہ اسکو اقسام قسام
کی ایذا اور شہداء دیدینگے لیکن جان سے نہیں مار سکتے اس واسطے کہ بانیان طلسم اکثر حکماء خدا پرست سے ہوتے ہیں اور
جو معرفت کفار طلسم کے آیا اور خود بھی کافر ہو تو بلاشبہ اسکو مسلمانان طلسم قتل کرینگے شاہزادہ نے پوچھا اسکی کیا وجہ ہے
عبدالون عابد نے کہا کفار ان طلسم کو ایسا اختیار نہیں دیا جتنا کہ وہ صاحب اسلام پر غالب ہوں اور انکو طلسم سے
نکال دین ورنہ تمام طلسم کفرستان ہو جاوے اور اگر بانی طلسم ساحر ہو تو اس کے مصالح جن اور انسان جادو گر ہوتے ہیں
اور تمام احکام طلسم برعکس ہونگے لیکن یہاں دونوں فرقہ موجود ہیں اور آپس میں عداوت بھی ہے جب تم عہدہ طلسم کے ارکانوں
کے معرفت طلسم میں آئے اور اسے ایک کاغذ بھی مثل سند کو دیدیا تو وہ تمہارے پاس سے جاتا رہا اور شیاطین طلسم
در پر ہرے کے ہیں اور خدا خواستہ ہرہ بھی لے لیں پھر تمام اجنہ مسلمان کو طلسم سے نکال دین اور بے شرکت غیر سے
تمام مرحلات طلسم پر قابض ہو جائیں آگاہ ہو کہ تم ساحر و تباہ القدر آج تک طلسم میں داخل نہیں ہو چکے پاس حکیم ابو الحان
عمدۃ الاراکین طلسم کی دست آویز موجود ہو یہی مجھے حیرت ہے کہ چراغ طلسم جو ہرہ ماہی حضرت یوشع علیہ السلام سے مراد ہے
تمہارے پاس رکھیا اور کاغذ حکیم صاحب کا کم ہو گیا خبر یہ امر شذی تھا تمہارا کچھ قصور نہیں اب میں صبح کو تمہارا زانچہ کرونگا
اور حال آئندہ دیکھونگا حالانکہ میں خوب جانتا ہوں کہ فضل الہی سے انجام کار اچھا ہے لیکن پھر بھی دل بے دیکھ نہیں ملتا
غرض تمام شب جوق جوق شیاطین سے اُنکے ہمراہی باغ میں آئے اور شور و غل مچا یا کیے اور عبدالون عابد کو خوب غب
نصیحت کیا کیے لیکن عابد نے ایک نہ سنی اور جواب بھی نہ دیا اور اسما الہی کا ورد کیا آخر صبح کو شیاطین غائب ہو گئے شاہزادہ
نے بعد نماز صبح کے عبدالون عابد سے پوچھا کہ اب وہ شیاطین کیا ہوئے عبدالون عابد نے کہا اور شیاطین کی طلاع
کو گئے ہیں کہ یہ اپنی قوم میں کم طاقت ہیں کی طرح انکو قدرت نہیں ہے اب جو کہ زبردست ہیں انکو خبر دینگے شاہزادہ
نے کہا میں مینار پر جا کر تاشا ویکھوں اگر اجازت ہو اور آپ جب تک زانچہ درست کریں عبدالون عابد نے کہا بسم اللہ شاہزادہ
درجہ چارم میں گیا وہاں سے ایک شہر خوب آباد دیکھا پھر پانچویں درجہ پر گیا وہاں ایک بارغ بہت عالیشان نہایت پر تما
دیکھا جب چھٹے درجہ پر گیا ایک محل صندلی رنگ اس صورت کا دیکھا کہ جسکی روشنی مانند آفتاب کے تھی بلکہ حرارت اسکی اتنی
دور سے شاہزادہ کے جسم میں محسوس ہوتی تھی شاہزادہ عقلیہ سمجھ گیا کہ قصر قرآن السعدین یہی ہے درجہ تاشا دیکھا گیا
بعد اس کے عبدالون عابد کے پاس چلا آیا دیکھا کہ ملاحیت پری بھی موجود ہے ملاحیت پری نے شاہزادہ کو سلام کیا
شاہزادہ کو ملاحیت پری کا وہ چہرہ نکمیں نہایت پسند آیا بعد اس کے جو تاشا کہ دیکھا تھا عبدالون عابد سے بیان کیا

پھر عبیدون عابد سے روشنی قصر قرآن السعدین کو پوچھا عبیدون عابد نے کہا وہ روشنی مرآت الغیب کی ہے جو دیوار قصر پر شرق کی جانب نصب ہے اور ایک خواص اس آئینہ میں یہ بھی ہے کہ جو شخص مخاطب ہو کر اس آئینہ سے کہے کہ اے مرآت الغیب عن رجال الغیب اگر کام میرا ہونے والا ہے تو صورت مطلوب کی میرے آئینہ میں دکھلا دے تو صورت مطلوب ضرور آئینہ میں نظر آئیگی دوسرے یہ بھی صفت ہے کہ کسی انسان کا چہرہ آئینہ میں ظاہر نہیں ہوتا مگر جو مالک آئینہ ہے اسکی صورت ضرور آئینہ میں دکھلائی دیتی مگر یہ نہیں معلوم کہ کون ہی شاہزادے نے کہا افسوس ای بزرگ کلید درہنہ کا غز حکیم صاحب کا میری غفلت سے گم ہو گیا اب تمکو براہ ہمدردی اسلام میری مدد واجب و لازم ہے عبیدون عابد نے کہا ای شہر یارہ الا قدر سوا سے ہم مذہبی کے تم میرے مکان بھی ہو اور مکان کی خدمت واجب و لازم ہے اور مجھے زانچہ سے بھی معلوم ہو چکا ہے کہ تمہارے طالع میں شکل نصرت الدین کی موجود ہے اور یہ شکل برج حوت سے متعلق ہے جب اور شکلیں بھی موافق ہیں تو بلا شک و شبہ تمام کام تمہارے جوہر حسن اتمام کو پہونچنے لیکن تمکو قصر قرآن السعدین میں تشریف لیجانا پر ضرور ہے دوسرے یہ بھی مجھے گمان ہے کہ جو بزرگ تمہارا مددگار ہے وہ اس طلسم میں بھی تمہاری امداد ضرور کریگا کہ تم طالع بہت زبردست رکھتے ہو اور میں بہر نبج تمہارا رفیق بدل و جان ہوں بھانسیک مجھے ہو سکیگا تمہاری معاونت میں حاضر ہوں شاہزادہ نے فرمایا میں راہ سے قصر کی ناواقف تھیں ہوں عبیدون عابد نے کہا میں حاضر ہوں مگر راہ میں یہ خوف ہے کہ شیاطین طلسم تمکو کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچائیں شاہزادہ نے پوچھا انکو کس طرح کی ایذا رسانی کا اختیار ہے عبیدون عابد نے کہا پہلے تو جیسا تھے رات کو دیکھا تھا ہدایت کرینگے بعدہ بہ اشکال خوفناک مع حرہاے زبردست تمہارے سامنے آئیگی اس صورت میں اندیشہ ہے اور اس طرح بھی اگر تم نہ ڈرے تو انسان کی صورت ہو کر تھے لڑینگے پھر فتح اور شکست خدا کے اختیار ہے شاہزادہ نے فرمایا خدا کا فضل شامل حال ہونا چاہیے انشاء اللہ شکل آسان ہو جائیگی شعر

شکلے نیست کہ آسان نشود | مرد باید کہ ہر آسان نشود

اور میں نے زبانی حکیم صاحب کے یہ بھی سنا ہے کہ مالک ہرہ ماہی کو کسی طرح کا آسیب نہ پہونچیکا اور اگر وجہ غفلت کے نوبت جنگ کی پہونچے تو اس ہرہ ماہی کو زمین پر رکھ دینے سے اسکی شعل کا حلقہ گرد ہو جاتا ہے پھر کسی شیطان کا اس حلقہ میں نہ نہیں ہو سکتا اور شاید کوئی قریب حلقہ گیا بھی تو زندہ نہیں رہتا بلکہ جل جاتا ہے عبیدون عابد نے کہا تم ہرہ تولائے لیکن خواص سے بھی اسکے واقف ہو بہر حال یہ میں خوب جانتا ہوں کہ آئینہ تمہارا مقصد دلی ضرور حاصل ہوگا بہر کیف تمکو خاطر جمعی رکھنا چاہیے پھر عبیدون عابد نے ملاحظہ پر می کو بلایا اور کہا ای فرزند شاہزادہ کی خاطر مدارات تجھے بھی واجب ہے ملاحظہ پر می نے کہا بسر و چشم جو حکم ہو عبیدون عابد نے کہا ابھی تو اتنا کام کر کہ جس قدر پیمان مسلمان ہیں سب سے حال شاہزادہ کا بیان کر لیتیں ہو کہ حال شاہزادہ کا شک ہے کہ وہ فرستادہ حکیم ابو المحاسن اور

صاحب مہرہ ہر ضرور ملک اور عنایت کرینگے مجھے از روئے علم رمل خوب معلوم ہو چکا ہے کہ اس سال اجنبہ مسلم اور شیاطین
 کفار میں جنگ عظیم برپا ہوگی دیکھیے کسکی فتح ہو اور دوسرا کام یہ کہ مجھے بھی اب میرے مکان میں پہنچا دے کہ میرا بیان
 رہنا کس طرح مناسب نہیں ہے لیکن پہلے شاہزادہ سے کو باغ سے لیجا کر کسی جا پہنچا دے بعد اس کے عبیدون عابد نے
 شاہزادہ سے کہا امی شہر یار جب ملاحت پر مئی کہیں لیجائے تو تم دو بہتر گتہ شریف سے مغرب کو جانا اور بعد زوال آفتاب کے
 مغرب سے پھر مشرق کو جانا اس عرصہ میں جہاں رات ہو جائے شب کو تم اسی جا رہنا اور ایک قدم آگے قدم نہ کرنا ورنہ
 راء بھول جاؤ گے شاہزادہ نے کہا واہ اس آمد و رفت سے کیا فائدہ عبیدون عابد نے کہا یہ سب راز کی باتیں ہیں
 جو اب جو مرغ اسرار سے معلوم ہونگی شاہزادہ نے فرمایا صد ہا اسرار ہیں کہا تک مرغ اسرار بیان کریگا عبیدون عابد
 نے کہا جو مرغ اسرار نہ بیان کر سکیگا وہ اصل کار سے حل ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا اصل کار کوئی اور شخص ہے عبیدون عابد
 نے کہا جب تم مرآۃ السغیب سے اصل کار کو دریافت کرو گے تو آپکو معلوم ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا ابن گل دیگر گفت
 غرض ملاحت پر مئی نے شاہزادہ کو اپنے کا نہ سمجھ پر سوار کر کے جس مکان کا عبیدون عابد نے بتہ دیا تھا وہاں پہنچا دیا
 اور عرض کی کہ امی شہر یار باوقار میں آئیگی فرمانبردار ہوں جا کر سب مسلمانانِ طلسم کو آپکی مدد کیواسیے روانہ کرتی ہوں لیکن حق
 خدمت کا صلہ بعد طر ہوئے مقدمہ طلسم کے کینز بھی ضرور پاسے شاہزادہ نے فرمایا تو خاطر جمع رکھ ایسا ہی ہوگا ملاحت پر مئی
 اُدھر روانہ ہوئی اور شاہزادہ نے حسب ہدایت عبیدون عابد آمد و رفت مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق کو
 شروع کی ابھی چند قدم طر نہ کیے تھے کہ پشت سے آواز ہولناک آئی کہ باش او آدم زاد مغرور آخر تو مرحلات طلسمی آتشی و
 خاکی و بادی طر کر چکا اور اب طلسم بارہویں میں پہنچا جو برج حوت سے متعلق ہے دیکھو تو کس طرح سے زندہ و سلامت
 بیان سے جاتا ہے شاہزادہ حیرت زدہ ہر طرف دیکھنے لگا لیکن کوئی آواز دہندہ نظر نہ آیا یکایک گرد آگے سے نمودار ہوئی
 اور اس گرد سے ایک لشکر فیل سوار سر بر ہنہ گرز فیل سر ہاتھوں میں سیلے برآمد ہوا شاہزادہ اسرار آئی پرٹھنے لگا اور
 مہرہ ماہی کو خوب حفاظت سے رکھا جب فوج نزدیک آئی تھوڑے اُنہیں سے دہنے اور تھوڑے بائیں ہو گئے سب کے بعد
 ایک مرد ہاتھی کی سونڈ پر سوار شاہزادہ عالی وقار کے سامنے آیا اور کہا امی جوان ذی شان مناسب یہ ہے کہ مہرہ ماہی مجھے
 حوالہ کر وہ کاغذ جو تیرا ہم لگے ہیں اور یہ مہرہ دونوں دروازہ طلسم پر لٹکا دینگے اور جو جن یا انسان یا دیو تجھے لڑیگا اس سے
 ہم لڑینگے اور تیری حفاظت کرینگے شاہزادہ نے پوچھا نام تیرا کیا ہے اور تو کس طرح کاغذ ہمارا لیگیا اُس نے کہا میرا جو نام شعبدہ باز
 شیطان نام ہے جب آپ نے وضو کے لیے باغین کمر کھولی کاغذ کمر سے گر پڑا جس تک کہ تمہارے سایہ میں رہا ہم نہیں لے سکے
 جب تمہارے سایہ سے جدا ہوا ہم نے اُٹھ لیا لیکن ہمارا اس کاغذ سے کچھ حاصل نہوا ہاں اگر مہرہ بھی ہلکوتا تو البتہ کچھ کام
 بر آتا سیلے ہم عہد کرتے ہیں کہ ہر وقت ہم تیرے شریک حال رہینگے شاہزادہ نے فرمایا تہرہ ہمارے پاس ہے اگر تمہیں لیا جائے
 لیلو اُس نے دیکھا کہ شاہزادہ فریب میں نہ آئیگا اور نہ یہ خوف کریگا آخر گرز فیل سر اُنھارے حملہ کیا شاہزادہ نے جو غور سے

گزر کو دیکھا تو ایک شلخ درخت انار ہوا اور اس میں ایک انار لگا ہوا مگر دور سے وہ گرز معلوم ہوتا ہی شاہزادہ سمجھا کہ یہ برکت مہرہ سے کارخانہ طلسم صاف معلوم ہوتا ہی اور یہ زیادہ تر لطف دیکھا کہ سخوم شعبدہ باز جو کہ باغی کی سوند پر سوار معلوم ہوتا تھا وہ ایک فیل مرغ کے مضغہ منقار پر سوار ہی اور فیل مرغ کی سواری کے موافق اسکا بھی قد ہی اس تماشے کو دیکھ کے خوب ہنسنا سخوم شعبدہ باز نے وہ شاخ زمین پر پھینک دی اور وہ سمجھ گیا کہ میری قلعی کھل گئی آخر بھاگ گیا اس عرصہ میں دو پہر ہو گئی اب شاہزادہ مغرب سے مشرق کو روانہ ہوا کہ اتنا دریا میں وہ دوسری صورت سے آکر ملے راہ ہوا اور ہر طرح سے چاہا کہ شاہزادہ خوفناک ہو مگر شاہزادہ ہر گز خیال میں نہ لایا اور اسی طرح اپنی راہ چلا گیا سخوم شعبدہ باز شیطان شکل انسان سر سے پاتک سلخ و مکمل شاہزادہ کے رو برو آیا اور کہا امی آدم سخت دل کسید طرح تو ہمارا خوف نہیں کرنا خوب کسی استاد کامل کا پڑھایا ہوا ہے تو سامنے آمین دیکھو کہ کس طرح مقابلہ کرتا ہی اور کیسا فن سپہ گری رکھتا ہی اس آواز سے شاہزادہ بہرہم ہو کر آمادہ جنگ ہوا ہر چند شیاطین نے فن نیزہ بازی رجم شہاب ثاقب سے تعلیم پائی تھی لیکن شاہزادہ نے برکت مہرہ چشم ماہی کے نیزہ سخوم شعبدہ باز کا اپنی ضرب نیزہ سے زمین پر گرا دیا جب تلوار کی نوبت پہونچی برکت سے مہرہ کے سخوم شعبدہ باز کی تلوار شاہزادہ پر کارگر ہوتی تھی اور بوجہ جسم لطیف کے تلوار شاہزادہ کی بھی سخوم شعبدہ باز پر کارگر ہوتی تھی غرض سب شیاطین ہر چار طرف سے ہائے کر کے شاہزادہ سے لڑنے لگے اور حملہ کرنے لگے ہر چند کہ شیاطین کا بھی کوئی حملہ شاہزادہ پر اثر نہ کرتا تھا لیکن انکے شور و غل اور گرد و غبار سے شاہزادہ گھبرا گیا اس اثنا میں ملاحظہ پوری باجمیعت تیس تیس نقر جن مسلمان کے پہونچ گئے اور وہ جن ہاشمیر دشمن فگار اس ہجوم شیاطین میں در آئے تھوڑی ہی دیر میں بہت شیاطین مارے گئے اور باقی بھاگ گئے اور ایک تلوار ان اجنبی نے شاہزادہ کو دی اور کہا کہ حضور اس تلوار سے ان شیاطین کو قتل کریں شاہزادہ نے سخوم شعبدہ باز وغیرہ شیاطین کو قتل کیا بعد قتل ہونے سخوم شعبدہ باز کے سب شیاطین غائب ہو گئے ملاحظہ پوری اقلون جہنی کو کہ وہ سردار جنوں کا تھا شاہزادہ کے پاس واسطے ملازمت کے لائی اقلون جہنی نے بعد ملازمت شاہزادہ سے عرض کی کہ امی شہر یار با اقتدار خداوند عفو نے آدم زاد کو کرامت عظیم عطا فرمائی ہے اس لیے کہ فیضیت اور بہادری کو کوئی نہیں پہونچ سکتا حضور نے ایسی شکست ان شیاطین ملعونوں کو دی ہے کہ ورنہ کیا مجال تھی اور کسی کی جواسے سربر ہو سکتا بعد دفع ہونے شیاطین کے شاہزادہ پھر جانب مشرق روانہ ہوا شام کو ایک باغ میں پہونچا جسکا دروازہ عالیشان تھا شاہزادہ باغ میں گیا ایک سیل بیچ میں باغ کے دیکھا ہونے ہدایت عجیبہ و ن عابد زیر سیل شاہزادہ نے آرام کیا لیکن ایسا وہ باغ باغ اول سے مشابہ تھا کہ شاہزادہ کو یقین ہوا کہ میں شاید باغ اول میں ہوں اتنے میں وقت نماز آگیا شاہزادہ نے وضو کیا بعد اداے نماز کے کچھ میوہ باغ کا کھایا اور زیر سیل توقف کیا بعد ایک خطہ کے روشنی نمودار ہوئی جب وہ روشنی قریب آئی دیکھا تو ملاحظہ پوری شعل کی روشنی میں ایک خوان کھانے کا لپے آتی ہی شاہزادہ از بسکہ گرسنہ تھا خوان کے آنے سے بہت خوش ہوا ملاحظہ پوری نے شاہزادے کے

کے آگے خوان رکھ دیا اور کہا اے شہر یار یہ کھانا مین حضور کے واسطے لائی ہوں شاہ مزادہ نے قصد کیا کہ کھانا نوش فرمائے آواز آئی اے شہر یار یہ کھانا تام غلیظ ہے نہ کھانا شاہ مزادہ نے سکوت کیا اور ہر چار طرف متوحش ہو کر دیکھنے لگا جب کوئی نظر نہ آیا پھر چاہا کہ لقمہ اٹھاوے کہ پھر آواز آئی اے شاہ مزادہ ہرگز ہرگز یہ کھانا نہ کھانا شاہ مزادہ تھیر تھا کہ آواز تو آتی ہے مگر صاحب دانا معلوم نہیں ہوتا یہ کیا معاملہ ہے اس عرصہ میں قریب سے آواز آئی کہ اے شہر یار تے کاغذ کو تو کھویا کیا اب اپنی جان کے بھی دشمن ہوئے ہو شاہ مزادہ نے ہاتھ روک لیا وہ عورت پریزا دکھانا رکھے چلی گئی اور کہتی جاتی تھی کہ یوں بے انصاف ہے کہ کھانا شاہ مزادہ کو کھانے نہیں دیتا اسکے بعد ملاحظت پر مری اصل شاہ مزادہ کے پاس آئی اور اُس نے کہا اے شہر یار تے ستم کیا تھا اگر ایک بھی لقمہ اس کھانے کا کھا لیتے پھر تاقیاست ایک ہی شکل پر رہتے شاہ مزادہ نے فرمایا وہ کیا طرف بات ہے کہ یہی کھانا لائی اور کھلائے پر آمادہ ہوئی اور یہی کہتی ہے کہ خوب کیا نہ کھایا یہ کیا بات ہے ملاحظت پر مری نے کہا وہ اجنبی باغ کے سرحد دار آپ کے واسطے کھانا لائے تھے حضور اس کھانے کو ملاحظہ فرمائیے تو کیفیت معلوم ہو شاہ مزادہ نے جب وہ کھانا دیکھا تو واقعی ہر ایک رکابی میں سبب کھانے کے کرم اور غلیظ تھا ملاحظت پر مری نے کہا حضور یہ ایک کرم دس آدمی کے ہلاک کرنے کو کافی ہے شاہ مزادہ سے نہ کہا شکر ہو خدا کا کہ میں اس قریب سے بچ گیا اور وہ کھانا کہ ملاحظت پر مری لائی تھی نوش فرمایا بعد اُس کے زیریں آرام فرمایا ملاحظت پر مری نے شاہ مزادہ کے ہاتھ پاؤں دبائے تاکہ چند ان راحت ملے صبح کو جب شاہ مزادہ بیدار ہوا موافق ہدایت عبیدون علیہ السلام کے مغرب کی طرف روانہ ہوا راہ میں دفعہ بگولہ گرد ظاہر ہوا اور اُس گرد سے ہزار شیاطین باصورت میسب نکلے اور ان شیاطین نے کوئی دقیقہ شاہ مزادہ کے دھمکانے میں باقی نہ رکھا لیکن شاہ مزادہ نے مطلق خیال نہ کیا اور بجائے خود قائم رہا

اب حال اُن شیاطین کا سنجو سنجو شیطان کے ہمراہ تھے

جب سنجو شیطان کو شاہ مزادہ نے قتل کیا لشکر نے سنجو کے شہید روس آتش دہن بادشاہ شیاطین کو اطلاع کی کہ ایک آدم زاد مع دستاویز کاغذ حکیم ابوالمحسن کے جو عمدۃ الاراکین ظاہر طلسم کا ہے ظاہر دوم میں طلسم کے یعنی عبیدون علیہ السلام کے باغ میں پہونچا لا وہ کاغذ شیاطین طلسم نے بکرو فریب لیلیا ورنہ اب تک اُسے طلسم میں مطالب اپنا حاصل کیا ہوتا اور اب رہنمائی سے عبیدون عابد کے ہر روز ایک منزل منزل طلسم سے طر کرتا ہے بلکہ سنجو شیطان کو بھی جو باغ کا سرحد دار تھا اسی آدم زاد نے قتل کیا شہید روس بادشاہ شیاطین نے پوچھا کہ شمشیر نے آدم زاد کی سنجو شیطان کے جسم پر کس طرح اتاری کہ اُنھوں نے کہا اکثر جن مسلمان اُس کے رفیق ہوئے اور ایک تلوار اُنھوں نے اپنے پاس سے دی اور اصل میں تمام فتنہ برپا کیا تھا عبیدون عابد کا ہے شہید روس بادشاہ شیاطین نے کہا علاوہ کاغذ حکیم ابوالمحسن کے شاید اور کوئی شے بھی اُس آدم زاد کے پاس ہے جس وجہ سے عبیدون عابد حرمت اور عزت کرتا ہے ایک شیطان نے کہا ہاں مہرہ بھی حضرت یوشع علیہ السلام کا ہوا اُس کے باعث سے وہ آدمی حفظ و امان میں رہا جب یہ سنا تو شہید روس آتش دہن کے ہوش جاتے رہے اور

مصابیون سے کہا کہ بلاشبہ صاحب مہرہ کسی جن و انس سے مغلوب نہیں ہوتا مگر وہ شیطان کیا حسین شیطنت نوجوان تک ہو سکیگا ہم اپنی حرکتوں سے باز نہ آویں گے آخر خر تو س بد قیام کو ہزار شیاطین کی جمعیت سے واسطے ہلاکی شاہزادہ کے بچا اور حکم حکم دیا کہ خیردار آدم زاد سے مقابلہ پر غائب ہونا بلکہ رات کو بھی تم مقابل رہنا آخر خر تو س بد قیام نے اگر چار طرف سے شاہزادہ کو گھیر لیا اور حملہ کرنا شروع کیا شاہزادہ نے اقلون جہنی کی تلوار سے صد ہا شیاطین کو جہنم داخل کیا اور خود برکت سے مہرہ ماہی کے محفوظ رہا جب کثرت شیاطین سے شاہزادہ عاجز آیا درگاہ الہی میں دعا کی کہ اے مجیب الدعوات تو ان بلیات سے نجات دے پس بھر دے دعا کرنے کے فوراً سقلان جہنی وہاں آیا اور شیاطین سے حرب و ضرب میں مشغول ہو آخر تو س بد قیام نے اس جنگ میں ایک ضرب شمشیر اقلون کے سر پر ایسی لگائی کہ درجہ شہادت پر فائز ہوا مرتے وقت شاہزادہ سے عرض کی کہ اے شہر یار کا مگر یہ تلوار جو میں نے حضور کو دی ہو اسے حضور اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا آئندہ اسکا حال آپکو معلوم ہوگا اور قصاص میرے خون کا اس خر تو س حرام زادے سے لیجیے گا اور میں حضور کے سر پر سے تصدق ہوا یہ کہا اور جان بحق تسلیم ہوا چند جنوں نے نقش اقلون کی مقبرہ حضرت اصف بن برخیا میں دفن کی اور تمام رفیق اقلون کے بوجہ قلت فوج شیطانوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے لاچار شاہزادہ نے مناجات درگاہ رب العزت میں کی ناگاہ ملاحظہ پیری جمعیت چار سو اجنبہ قوی ہیکل کے معرکہ رزم میں پہنچی اور اس لشکر فتح پیکر کا سپہ سالار فرمانو س جہنی اقلون جہنی کا خالو تھا فرمانو س نے ہر چار طرف سے شیاطین کے لشکر کو گھیر کر حملہ کرنا شروع کیا شاہزادہ فرست پا کے مغرب کی طرف سے روانہ مشرق ہوا اور شام کو موافق معمول کے ایک باغ میں پہنچا وہاں اسی طرح کا ایک میل بیج میں باغ کے تھا جیسا کہ اور باغ میں تھا شاہزادہ نے زیر میل آرام کیا یکا یک ملاحظہ پیری کھانا لائی اور چند جن خدنگذاری میں حاضر رہے اور روشنی بھی افراط سے تھی شاہزادہ نے ملاحظہ پیری سے حال روشنی دریافت فرمایا ملاحظہ پیری نے عرض کی کہ اے شہر یار کا مگر داہنی طرف حضور کے اجنبہ اہل اسلام سے ہیں اور بائیں کو لشکر اجنبہ کفار ہے اس روز ہزار نفر سے خرطوم ابلیس منشا اپنے لشکر نکلتا اثر میں داخل ہوا اور ہنگامہ کارزار درپیش ہوا آخر خرطوم کے ہاتھ سے خر تو س زخمی ہوا اور شاہزادہ نے خرطوم کو جہنم داخل کیا اس عرصہ میں ارقیماں درست یقین ایک جن مسلمان باشوکت و شان مدد اہل اسلام کو آیا خرطوم نے چند زخم سرد گردن پر کھائے اور آپ بھی شاہزادہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا جب شاہزادہ غلبہ شیاطین کی کثرت سے تنگ آتا تھا مہرہ ہی زمین پر رکھ دیتا تھا تمام جن اس مہرہ کی نور شعاع میں بیٹھ جاتے تھے کسی شیطان کو جرأت نہ پڑتی تھی کہ قریب آسکے اس کے الغرض اسی جنگ و جدل میں شام ہو گئی شاہزادہ کو حسب معمول باغ نظر آیا شاہزادہ نے زیر میل بسر کی صبح کو شاہزادہ سے ملاحظہ پیری نے عرض کی کہ آج بادشاہ اجنبہ شید روس کے آنے کی خبر ہو چکی ایک شید روس آتش و ہن بعد زوال آفتاب اپنے لشکر میں داخل ہوا اس روز ملاحظہ پیری نے ایک جاسے بلند پر شاہزادہ کو ٹھہرایا قوڑی دیر کے بعد ان شیاطین اور لشکر اسلام سے جنگ شروع ہو گئی اور شاہزادہ انکی حرب و ضرب کا تماشا دیکھ رہا تھا اور زمین کی

تعریف کرتا تھا لیکن جو شاہزادہ پر حملہ کرتا تھا شاہزادہ اسے قتل کرتا تھا ملاحت پر میری نے کہا حضور میں تشریف نہیں
کہ غلبہ کفار زیادہ ہو اور مسلمان نہایت قلیل ہیں مجھے سخت حیرت ہو کہ سلطان ارقموس ملک الجمن باوجود ان گاہی
کے معرکہ جنگ میں نہیں آیا اور یہ وہ وقت تھا کہ ملک الموت کو فرصت حساب و کتاب کی نہ تھی بعد ازاں شاہزادہ ہونے آواز
اللہ اکبر اس زور و شور سے بلند کیا کہ تمام میدان قتال لرز گیا اور خود قلب میں لشکر کفار کے شل شیرخان در آیا اور ان
شیاطین کو تیغ آبدار سے شل خیار دو اور دو کو چار کرتا تھا جب شیدروس ملک الشیطان نے شاہزادہ کو حرب و ضرب
میں مصروف دیکھا خناس عیار سے اپنے کہا ای خناس عیار میں اس آدم زاد سے برسر مقابلہ ہوتا ہوں تو کین سے ایک
ضرب اسکے ہاتھ اور یا تو ن پر ایسی لگا کہ ہرہ کا ڈورہ کٹ جاوے اور ہرہ زمین پر گرے پھر قتل کرنا اسکا کچھ مشکل نہیں ہو یہ کہہ کر
شاہزادہ کے آگے آیا اور کہا او آدم زاد خاکی و ضعیف اخلقت تونے نام شیاطین طلسم کا صفحہ ہستی سے مٹا دیا اب دیکھو کہ
تو میرے ہاتھ سے کہاں سلامت جاتا ہو ملاحت پر میری نے اشارہ سے کہا ای شہر یاری شیدروس ملک الشیطان ملعون ہو
شیدروس نے ایک وار تلوار کا کیا شاہزادہ نے وہ ضرب دفع کی کہ خناس ملعون سے زمین سے بازوے شاہزادہ پر
ایک تلوار لگائی شاہزادہ باقبال صاحب قرانی کین کینہ سے آگاہ ہو گیا تھا کہ خناس ولد الحرام نے حملہ کیا شاہزادہ نے وہی
تیغ ایمانی پہلے شیدروس کو دکھائی اور خناس پر لگائی وہ تلوار خناس کے تابہ سینہ اتر آئی بھر دو قتل ہونے خناس کے
شیدروس نے لشکر کو اپنے حکم دیا کہ سب ایک بار باہم ہو کے اس آدم زاد کو زندہ پکڑ لو اس حکم سے تمام شیاطین نے
شاہزادہ کو گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا مگر جو قریب آتا تھا شاہزادہ اسے قتل کرتا تھا جب شاہزادہ کے ہاتھوں
میں طاقت نہ رہی ملاحت پر میری کو یقین ہوا کہ اب شاہزادہ شیاطین کے ہاتھ میں گرفتار ہو جائیگا پس دعا دعا گاہ قاضی الحاجات
میں کی کہ ای چارہ ساز عالمیان و مجیب الدعوات درویشان تو ہی حافظ و نگہبان اس شاہزادہ تھان کی جان و آبرو
کا ہو یکایک دامن صحرا سے ایک گردنایان ہوئی اور اس دامن گرد سے ایک لشکر جبار و خو خوار نمودار ہوا جسے دیکھ کے
شیدروس کے حواس باختہ ہو گئے ادھر سے ملاحت پر میری ادھر سے و سو اس بن خناس عیار شیدروس
روانہ ہوا پہلے و سو اس خبر لایا کہ بادشاہ سلطان ارقموس شاہ اجنہ اہل اسلام چالیس ہزار کی جمعیت سے
واسطے ملک شاہزادہ نامدار کے آیا ہو اور حکیم ابوالمحاسن بھی ہمراہ لشکر میں اس خبر و حشت اثر سے شیاطین کے
لشکر کی روح قالب سے نکل گئی اور شاہزادہ کے پاس سے ہٹ گئے شاہزادہ فرصت ملتے ہی ہرہ زمین پر
رکھے اسکی روشنی میں بیٹھ گیا اس عرصہ میں ملاحت پر میری نے شاہزادہ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ ای شہر یار
مبارک ہو کہ حاکم پردہ ظاہر اول طلسم حکیم ابوالمحاسن تشریف فرست لائے ہیں شاہزادہ کو اس خبر و حمت اثر
سے نہایت خوشی حاصل ہوئی گویا قالب لیجان میں جان آگئی اور وہاں میدان کارزار میں جنگ و پیکار ہونے لگی
اور ارقموس شاہ بادشاہ جن نے شیدروس شاہ ملک الشیاطین کو قتل کیا اور تمام لشکر کو اسے قتل و زخمی ایسا کیا کہ



باقی ماندہ تاب لشکر اسلام نہ لاسکے اور بھاگ گئے اور بقیۃ السیف نے دین اسلام قبول کیا شاہزادہ دایرہ نور محمد بن
 میٹھا تھا حکیم ابو الحسن واسطے ملاقات شاہزادہ کے تشریف لائے شاہزادہ حکیم صاحب سے بغلیک ہو حکیم صاحب
 نے فرمایا اے شاہزادہ! یہ عالمی قدر آپ نے ایسی غفلت کو باوجود فہمائش کے کام فرمایا کہ کاغذ کو ہمارے کھو دیا شاہزادہ نے
 فرمایا کہ اگر کاغذ کم نہوتا تو میں اتنا جلد آپ کو کسب پاتا اس سعادت ملازمت سے محروم رہتا حکیم صاحب نے فرمایا خوب جواب
 دیا لیکن یہ صاحبان ذمی ہوش کی شان سے بعید ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ جو مشیت ایزدی میں گذرتا ہے ضرور ظہور میں آتا
 حکیم صاحب نے فرمایا اخیر مصر میں رسیدہ بود بلا سے وے بخیر گذشت اب آپ اپنی مصیبت گذشتہ بیان فرمائیے شاہزادہ
 نے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت اپنی بیان کی الغرض بعد قتل ہونے شہید روس ملک الشیاطین کے بادشاہی ظاہر ہو
 طلسم کی بلا شرکت غیر سے سلطان ارمیوس حبشی کے حصہ میں آئی اور داروغہ جو امیر خانہ شہید روس نے وہ کاغذ حکیم ابو الحسن
 جو شاہزادہ سے کم ہو گیا تھا سلطان ارمیوس کی خدمت میں گزارا ارمیوس نے حکیم صاحب کو دیا حکیم صاحب

نے شاہزادہ سے فرمایا کہ کیا کاغذ گم شدہ آپکا یہی ہے شاہزادہ نے فرمایا ہاں کاغذ یہی ہے لیکن جب صاحب کاغذ موجود ہو تو کاغذ کی کیا احتیاج مثل مشہور ہے کہ آب آئینہ برخواست بہ ملاحیت پیرمی حکیم صاحب کی خدمت بابرکت سے شرف یاب ہوئی شاہزادہ نے فرمایا حضور کی وجہ رونق افزوی اتفاقی ہے یا بارادہ حکیم صاحب نے فرمایا ایہ شہریار عالی تبار آپکا احوال روزمرہ زانچہ میں بطور روزنامہ کے ہکو معلوم ہوا کرتا تھا تھے جو خطائے فاش راہ طلسم میں واقع ہوئی ہیں اسی وقت کوہ مراد پر گیا وہاں سے شہاب نوجوان کو شرر نگار کی طرف روانہ کیا اسی میں مطلب اس جوان کا یہ تھا کہ معشوقہ شاہزادہ مشتری طلعت ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت ملک سعدان شاہ کوہ مراد سے براہ نقب سے پاس آئی اور اُس نے اپنے مطلوب شاہزادہ درمی مشتری طلعت کا حال بہ تفصیل مجھے دریافت کیا اور حسب اتفاق شاہزادہ درمی مشتری طلعت کو چند شیاطین طلسم نے گرفتار کر کے ایک ساحرہ کی قید میں مقید کر دیا تھا میں شہاب نوجوان کو حکم رہائی اُس مشتری طلعت کا دیکر اس طرف بھاڑے پاس روانہ ہوا جب پردہ دوم و ظاہر دوم میں پہونچا وہاں یہ سنا کہ کاغذ میرا تھے شیاطین طلسم لے گئے اور عبیدون عابد بھارے واسطے کوشش میں ہے اور جنگ عظیم برپا ہے تو سلطان ارقموس جنی کے پاس گیا جو کہ پردہ دوم اجنہ اسلام کا بادشاہ ہے وہاں سے ارقیمان درست یقین کو بامداد بھارے بھیجا آخر خود سلطان ارقموس جنی کے ساتھ خدمت میں بھارے حاضر ہوا شاہزادہ نے فرمایا آپکی عنایات مرہبانہ سے مصرعہ چنان نماند چنین نیز ہم خواہد ماند کا اظہار کیا لیکن دیدار ملکہ نو بہار گلشن افزو سے اب تک محروم ہوں اب فرمائیے کہ انتظار دلدار میں کس قدر سختیاں پیش آئی والی ہیں حکیم ابوالحسن نے فرمایا صبر کرو اور خدا پر شاکر رہو خاطر جمع فرماؤ اب سب سہل ہے انشاء اللہ کل امور اطمینان سے ہو گئے اور بقیہ بھی قریب اختتام ہیں قصہ کوتاہ وہ شب اسی صحرا میں بعیش گزری دوسرے روز ارقموس جنی رخصت ہوا اور حکومت شہر روس آتش دہن کی ارقیمان درست یقین کو حاصل ہوئی بعد اسکے ملاحیت پیرمی کو حکم ہوا کہ عبیدون عابد کو اسی جا باغ میں پہونچا دے حکیم ابوالحسن کو حکومت عطا فرمائی کی وجہ یہ ہے کہ حاکم ظاہر اول طلسم کا طلسم ظاہر دوم پر بھی حاکم و متصرف ہو سکتا ہے غرض بعد فارغ ہونے ان امور ات اہم کے حکیم ابوالحسن شاہزادہ کو لیکر طلسم قرآن السعدین کی طرف روانہ ہوئے

اب حکیم ابوالحسن اور شاہزادہ معزالدین کو متوجہ طلسم رکھا جاتا ہے اور داستان
ظاہر اول طلسم کی گزارش ہوتی ہے

راوی تازہ خیال گزارش کرتا ہے کہ ظاہر اول میں اس طلسم عجیب و غریب کی دو طرح پر داستان بیان ہوئی ہے ایک داستان
کوہ مراد کی اور دوسرے قصہ شہاب نوجوان کا

اب سعدان روسیہ کا حال بیان ہوتا ہے

کہ وہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے لینے کو روانہ ہوا جب ابطال بد افعال نے کیفیت گذشتہ کوہ مراد کی ملک سعدان شاہ کو کسی ملک سعدان شاہ نے غامدی دانا کو بلا کر کہا غامدی دانا اس نوبت کو تو نے مجھے پہنچایا کہ تمام دنیا میں ہوا و فضا میں ہوا غامدی دانا نے کہا آپ اپنے حرکات سے رسوا ہوئے میرا سینہ کیا تصور اب آپ کوہ مراد پر پہنچے اور اپنی دختر نیک اختر کو لے آئیے ملک سعدان شاہ پچاس ہزار سواران جرار اور پیادگان آتش بار کی جمعیت سے کوہ مراد کو روانہ ہوا اور القوم فیل قوت و ملقوم فیل زور اور سردوم کشتی گیر و غیظ تنہا اور ساہول پہن سینہ اور شاروقی گردن کش وغیرہ سرداران قومی ہیکل ہمراہ رکاب تھے چند روز میں قریب کوہ مراد پہنچے اور وہیں خیمہ زن ہوئے ابطال قومی ہیکل حاضر خدمت ملک سعدان شاہ ہوا اور تمام کیفیت فساد و جدال و قتال کی بیان کی ملک سعدان شاہ نے اس فساد کو سنے اس تیز پامیاری کی زبانی ابو الوفا سے کہلا بھیجا کہ اُس کیسو بریدہ ملکہ سعیدہ قمر کو اس وقت ہمارے پاس لیکر حاضر ہوا اور ملازم ہمارے وہاں کا بندوبست کر لینگے ورنہ اگر توقف کیا تو فوراً پہاڑ کو گرنے اور رستم شعار سے پرزے پرزے کر کے سبکو خاک سیاہ کر دوں گا کہ پھر مجال گریز نہ رہے گی راجل تیز پانے پہاڑ کے قریب جا کر یہی پیام بعینہ باواز بلند کہا عرض میں جواب کے چار پارچے تیرے راجل بھاگا اور ملک سعدان شاہ سے حال بیان کیا ملک سعدان شاہ اور حد سے زیادہ غضبناک ہوا اور ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے جو ثنا کہ پدر بد اختر ہا فوج و لشکر میرے لینے کو آیا ہے سو سن سے فرمایا ای خواہر بجان برابر اگرچہ بعنایت پروردگار عالم کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہے لیکن دیکھئے تقدیر اپنا ضرور تماشا دکھا لگی دایہ حمیدہ اور سو سن نے عرض کی حضور بجا ارشاد فرماتی ہیں دوسرے روز ملک سعدان شاہ نے خواجہ فیروز کو ملکہ سعیدہ کے پاس بھیجا خواجہ نے بھی پیچھے پہاڑ کے آکر باواز بلند کہا کہ مجھے بادشاہ نے ملکہ کے پاس بھیجا ہے اور کچھ پیام بھی فرمایا ہے ابو الوفا نے ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو خبر کی ملکہ نے خواجہ کو پہاڑ پر بلایا خواجہ نے ملکہ کو نقاب پوش رونق افروز تخت پر دیکھا کمال تحیر ہوا اور عرض کی کہ امی ملکہ عالم آپ خوب واقف ہیں کہ میں نے آپ کو گودیوں میں کھلایا ہے اور حضور نے مجھ سے پردہ فرمایا نہایت تعجب ہے شاید آپ نے مجھے اپنا خدمت گزار نہ سمجھا ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے جواب دیا ای خواجہ فیروز اب میں دوسرے کے اختیار میں ہوں لہذا بے اجازت اسکی غیر مد کے سامنے کس طرح ہو سکتی ہوں نافرمانی مالک مجازی کی عین عدول حکمی مالک حقیقی کی ہوتی ہے خواجہ فیروز نے عرض کی کہ کسکی آپ تابع ہیں ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے فرمایا وہ مظلوم شاہزادہ مشرعی طلعت ہے کیا تو نہیں جانتا کہ وہ میرے سوداے محبت میں اپنے گھر کی دولت و عیش و آرام چھوڑ کر خاک مذلت میں مبتلا ہوا بد خستہ آوارہ و سرگردان صحرا بھر ادب و بد رخصاں بھر رہا ہے خواجہ فیروز نے کہا آپ اپنے فعل کی مختار ہیں لیکن آپ کے والد بزرگوار نے فرمایا ہے کہ جو فرزند اپنے والدین کی اطاعت نہ کرے اور بلکہ رسوائی خلافت کرے وہ روز قیامت

خداوند کریم کو کیا جواب دیگا بلکہ سعیدہ قمر طلعت نے فرمایا ای خواجہ فیروز میری طرف سے یہ جواب دینا کہ ام ظالم
 بیدین ولعین تیری بات کا جواب مذہب مرشد کی مین ہوگا اور نیز جو تیری اولاد رشید یعنی غادی ملعون ہو وہی دیگا
 پہنچے تھے فضیحت کیا کہ تیرے اطوار تجھ کو رسوا و فضیحت کرتے ہیں جب مین نے دیکھا کہ تیرے ہاتھ سے ناموس و عزت کا
 بچنا ممکن نہیں ہو آخر بلا چاری بخوف عزت مین نے یہ حرکت کی اور حافظ حقیقی نے میری عصمت و ناچاری پر رحم
 فرما کر مجھے بجائے محفوظ پہونچا دیا مین اسکا شکرا داکرتی ہوں اور حاشا مجھے تجھے کسی طرح کا سروکار نہیں جب خواجہ
 فیروز نے ملکہ سعیدہ قمر طلعت سے یہ جواب پایا ملکہ سے رخصت ہو کر ملک سعدان شاہ کے پاس آیا اور جواب
 ملکہ صاف لفظ بہ لفظ کہہ دیا ملک سعدان شاہ نے یہ سُنکے مثل مار کو فتنی بیچ و تاب کھایا اور خواجہ فیروز سے کہا
 او مردک اجل گرفتہ تو نے سامنے سب کے یہ کیوں کہا کہ بادشاہ نے مجھے اپنی دختر کے پاس بھیجا تھا مہر چند کہ تو جانتا تھا کہ
 مین راز کو پوشیدہ سب سے رکھتا ہوں بعد اسکے خواجہ فیروز کو چند ضرب تازیانہ خود مارے خواجہ فیروز نے کہا آپ
 پوشیدہ رکھا کریں لیکن یہ معاملہ اب تمام خدائی مین طشت از بام ہو گیا ہے یہ لکے اپنے مکان پر آیا اور دل سے مشورہ کیا
 کہ اب اس کا فریے ایمان کے پاس رہنا اچھا نہیں ہو اور ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے پاس چلنا ضرور ہو دو سر سروز
 ملک سعدان شاہ گرد پہاڑ کے خوب پھر اور راہ اوپر جانکی تلاش کی مگر کوئی راہ بجز خارستان کے نہ ملی شاقول گردن کش
 کو بھرا ہی پانچ ہزار سوار کے حکم دیا کہ جا کر یورش کرے شاقول گردن کش پہلے زیر کوہ آیا اور چند کلمہ صلح آمیز نصیحتا کہ
 اہل کوہ نے جواب کے عوض مین تیر مارے کہ چند ہمراہی شاقول کے زخمی ہوئے شاقول گردن کش دیرانہ و مردانہ
 آہستہ آہستہ لڑتا ہوا اوپر پہاڑ کے پہونچا اور سپر آہنی سے اپنی پناہ کیے ہوئے تھا اور سب کے آگے آگے تھا اور دو
 مرحلہ بھی فتح کیے تھے کہ ابوالوفانے ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو اطلاع کی کہ آج انتظام کوہ دشوار ہے کہ دو مرحلہ شاقول
 نے طے کیے اور برابر چلا آتا ہے ملکہ بحالت اضطراب نقاب سے چہرہ کو چھپائے کنارہ پہاڑ کے آئی اور شاقول گردن کش
 پر ایک تیرا لیا مارا کہ سپر فولادی کو توڑ کر نشانے پر پہونچکر خود کو کاسہ سر کو بر ماتا ہوا نکل گیا اہل لشکر شاقول گردن کش
 کے مارے جانے سے بدحواس ہو کر شاقول کی لاش زیر کوہ لیگئے اور طبل باز گشت بجا دیا شاقول کہ سردار ذی عزت
 تھا ملک سعدان شاہ خود تغزیت کو خیمہ مین شاقول کے آیا اور اُسکے خسر کو اسکا عمدہ دیا اور اُسکے رنج مین
 چند روز مہر کہ رزم ہو قوت رہا ایک شب راجل عیار تیز پانے ملک سعدان شاہ کو متردد بہت دیکھا اس
 حرا مزادہ نے یہ فکر کی کہ کسی تدبیر سے ملکہ کو کوہ مراد سے لائے تاکہ فکر بادشاہ کی جاتی رہے اسنے یہ کام کیا کہ ایک
 بیچ آہنی گاڑی اور اسپر چڑھا دو بہری بیچ گاڑی اسپر چڑھا قصہ کوتاہ اس شکل سے بیچ کے اوپر بیچ گاڑتا ہوا بالائے
 قفسر پہونچا وہاں سے کمند پھینک محل مین آیا دیکھا کہ ایک سند زرنکار پر کوئی عورت بے خبر آرام کرتی ہو راجل کو سند
 مکلف دیکھکر گمان ہوا کہ ملکہ سعیدہ یہی ہو اور دراصل وہ سو سن تھی راجل نے سو سن کو بیہوش کر چادر عیاری مین

نہر محل سے باہر نکل گیا اور اس پشتارہ کو کندھ میں باندھ آہستہ آہستہ پہاڑ کے نیچے پہونچا دیا اور خود بھی کوہ سے اتر آیا
 در نہایت خوش و خرم لشکر کی طرف روانہ ہوا قضاے کار و اتفاق روزگار خواجہ فیروز ملک سعدان شاہ سے
 زردہ خاطر ہوا و غلام ہمراہ لیے یا بو پر سوار ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی خدمت میں کوہ کی طرف جاتا تھا خواجہ فیروز
 نے دیکھا کہ اندھیری رات میں ایک پیادہ سیاہ پوش پشتارہ بدوش خیزا خیز بھاگا جاتا ہے خواجہ فیروز نے راجل
 کو آواز دی کہ کون جاتا ہے راجل آواز فیروز کی پہچان کر بولا کہ میں راجل عیار بادشاہ ہوں تم اس وقت رات کو
 کہاں جاتے ہو خواجہ فیروز نے پوچھا اس پشتارے میں کیا ہے راجل نے کہا بڑی وقت و دشواری جان بچ کے ملکہ سعیدہ قمر طلعت
 کو لایا ہوں کہ بادشاہ کی طبع نازک سے رنج ملال و دفع تردد ہو فیروز نے غلاموں سے کہا راجل عیار کو گرفتار کر لو کہ میں



پشتارے کو دیکھوں غلاموں نے راجل کو گرفتار کیا راجل نے کہا خواجہ صاحب مجھے بے قصور کیون گرفتار کیا
 خواجہ فیروز نے کہا ای راجل بادشاہ تیرا ظالم دے ایمان و مردود در گاہ ایزدسان ہے کہ غلامی ملعون مزدکی مذہب
 کے اغوا سے اپنی دختر کی طرف ارادہ فاسد رکھتا ہے معاذ اللہ ایسے گمراہ کا فری رفاقت و خدمت سے پرہیز واجب ہے
 راجل بولا اگر میں ایسا جانتا تو ملکہ کو کوہ مراد سے کبھی نہ لاتا میرے ہاتھ پاؤں کھلوا دو کہ میں بھی تمہارے ہمراہ کوہ مراد
 پہنچوں جو حال تمہارا وہی حال میرا بھی ہو گا خواجہ فیروز نے راجل کو بند قید سے رہا کر دیا وہ حرام زادہ منافق جب
 مطلق العنان ہوا ایک غلام کو خیر مار کر آپ صاف نکل گیا اور چاہا کہ فوج طلایہ کو بعد دلاؤن مگر پشتارہ نہ لیجا سکا فیروز
 نے کا فور غلام دوم سے کہا ای کا فور اب کیا علاج اسکا کیا جائے کا فور نے کہا کہ اب یہ تدبیر ہے کہ زیر کوہ چل کر شور و
 غل مچائیں کہ ہم تمہارے خیر خواہ ہیں شاید تمہاری راست بیانی سے وہ تمکو پہاڑ پر بلالیں سو اس کے اور کوئی علاج
 نہیں ہے خواجہ فیروز نے کہا یہی بہتر ہے چلو زیر کوہ پاسبانوں کو خبر کریں آخر زیر کوہ جا کر آواز دی پاسبانان مرحلہ اول نے

پوچھا تم کون ہو کا فوراً نے کہا ہم دوستدار ملکہ ہیں ہمیں اوپر آنے دو تو ہم اپنے حال سے ٹکوا گاہ کریں پاسباؤں نے محل
 اول کے حاکم ابو الوفا سے کہا کہ تین آدمی اس وقت رات کو اوپر کوہ کے آئینگی اجازت چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خیر خوا
 ملکہ کے ہیں ابو الوفا نے خواجہ فیروز کو بلا یا فیروز نے وہ پشتارہ سو سن کا ابو الوفا کے روبرو رکھ دیا اور ساری
 کیفیت بیان کی ابو الوفا نے سلامتی جان ملکہ کا سجدہ شکر کیا اتفاق سے ملکہ بھی اس وقت بیدار تھیں خواجہ فیروز نے
 محل کے دروازہ پر جا کر اطلاع دی سر و ناز دروازہ پر آئی اور کہا خیر خواجہ اس وقت تم کہاں خواجہ فیروز نے تمام قصہ
 سر و ناز سے بیان کیا سر و ناز نے ملکہ سے عرض کیا اس اثنا میں سو سن کو بھی ہوش آیا اور خود آپ وہ اندر محل کے
 گئی ملکہ نے کہا شکر خدا تو نے عجیب دام قضا سے نجات پائی اسے تا نکید غیبی کہتے ہیں بعد اسکے ملکہ نے خواجہ فیروز کو خدمت
 محل خاص کی مرحمت فرمائی یہاں راجل دوادو لشکر کے طلا یہ میں پہونچا اور حال خواجہ فیروز کا بیان کر کے طلا یہ دار کو
 ہمراہ لیکر وہاں آیا جہاں کہ خواجہ فیروز کو چھوڑ گیا تھا وہاں خواجہ فیروز کو نہ پایا جب خواجہ کا نشان نہ ملا اس وقت
 سعدان شاہ سے تمام حقیقت بیان کی ملک سعدان شاہ نے صبح کو ساہول پہن سینہ کے نام طبل جنگ بجوایا
 ساہول پہن سینہ اہل کوہ پر حملہ آور ہوا اور بڑی کوشش کی لیکن بہت لشکر کام آیا اور کوئی کام ظہور میں نہ آیا آخر
 خود پیدل اوپر پہاڑ کے جانے کا قصد کیا تمام سردار بھی پیدل ہمراہ ہوئے ادھر ابو الوفا نے بوجہ قلت لشکر مضطر ہو کر دعا مانگ
 شروع کی کہ خداوند اعلیٰ کی آبرو کا تو ہی شریک ہو ناگاہ ایک تتر گرد گوشہ بیابان سے بلند ہوا اور گرد سے ایک لشکر جبار آتش بار
 باہر نکلا جب قریب آیا معلوم ہوا کہ ملک سعیدون شاہ مشتری جاہ دو لاکھ سوار کی جمعیت سے بامداد ابو الوفا و ملک
 سعیدہ قمر طلعت کے تشریف لایا ہوا اور تمام سرداران نامدار و پہلوانان آزمودہ کار شل فارس خان شیر شکار و
 رالفن خان و فواد اور مظہار خان یکہ سوار و قوروم خان ترک اور سردیوان بیگ ترک اور بہت پہلوان
 ہمراہ رکاب فیض انتساب ملک سعیدون شاہ ہیں ایک جانب پہاڑ کے یہ تمام سردار مع فوج جبار آمادہ کار زار ہوئے
 سرعت آہو قدم عیار نے ملک سعیدون مشتری جاہ کی خدمت میں عرض کی کہ ای شہریار کا مگار اس وقت ساہول
 پہن سینہ کوہ پر حملے متواتر کر رہا ہے اور دو مرحلون پر قبضہ بھی کر چکا ہے ملک سعیدون شاہ نے سردیوان بیگ ترک
 کو پانچزار سوار سے واسطے امداد ہالیاں کوہ کے روانہ کیا سردیوان بیگ نے پائین کوہ جو فوج جمع تھی ان پر حملہ کیا
 سب پر آگندہ ہو گئے کچھ زخمی اور قتل ہوئے ساہول پہن سینہ نے جو یہ ہنگامہ زیر کوہ دیکھا وہاں کا ہنگامہ ترک کر
 زیر کوہ آیا اور باہم جنگ و جدل شروع ہوئی تا اینکه ساہول پہن سینہ کو سردیوان بیگ نے قتل کیا اس حادثہ سے
 ملک سعدان شاہ نے طبل باز گشت بجوایا ملک سعیدون شاہ کا خیمہ و خگاہ ایک طرف پہاڑ کے برابر ہوا دوسرے
 دوسرے سعدان شاہ نے ملک سعیدون شاہ کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ ای شاہ فلک اشتباہ ہم واسطے گرفتاری چند
 ستورات گریختہ کے جو ہمارے محل سے بھاگ گئی تھیں اور یہاں آ نکوا سن ملی ہو آئے ہیں پہلے پہلے اہل کوہ سے انکو

طلب کیا جب اہل کوہ باغی ہو کر ہم سے برسرِ مقابلہ پیش آئے تب ہم بلا جباری اہل کوہ کی گوشمالی اور ان عورات کی گرفتاری کو بیان آئے تھے مگر تم یہاں آکر معلوم نہیں کہ کس وجہ سے بے سبب و بے وجہ برسرِ جنگ ہوئے اور تھے ہمارے پہلوانان نامی کو قتل کروا ڈالا عوض دوستی و اتحاد کے عداوت و دشمنی ظاہر کی شاید تمکو ہمارے بزرگوں کی تلوار آبدار یا دہنیں رہی جو تم اس بدسلوکی سے پیش آئے خیر گذشتہ راصلوۃ ابھی تک خیر ہو جو تمکو اپنی عافیت منظور ہو اور دوستی ہماری رکھنی ہو تو بجز دیکھنے اس تحریر کے یہاں سے بلاتاخیر روانہ ہو جاؤ اور ہندوگان خدا کے خون سے ہاتھ اٹھاؤ اور رعایا اور برائیا کے مال و آبرو کو بچاؤ ورنہ تمہارے حق میں خوب ہنوگا اطلاقاً ہم تمکو آگاہ کیے دیتے ہیں آئندہ تمکو اختیار ہو غیظ تند خو کہ ایک سردار لشکر تھا اسکے ہاتھ وہ نامہ روانہ کیا جب ملک سعدرون شاہ کو خبر ہوئی اُس نے دربار عام میں نامہ بر کو بلا کر نامہ طلب کیا غیظ تند خو نے نامہ دیا نشی کو نامہ دیکر حکم ہوا کہ باوا ز بلند ہکو سنا دے نشی نے وہ نامہ پڑھا اتفاقاً سحاب تند طبع ایک مرد بہادر حاضر دربار تھا اُس نے جو اس طرح کے خلاف تمذیب کلمات سنے کہا سبحان اللہ لکھو ان قدیم کو یہ رتبہ ہوا کہ ان خاندان عالیشان کے حق میں ایسے الفاظ سخت لکھیں اُنکو شرم نہ آئی اور اپنے ولی نعمت کی شان میں ایسے گستاخانہ کلمات حوالہ قلم کیے گئے کہ تمہارے حق میں بہتر ہنوگا غیظ تند خو نے سحاب تند طبع سے کہا باش او پاجی بے ادب تجھکو معاملات شاہی میں کیا دخل ہو مہرِ عمر امور مملکت خویش خسروان دانند بظن و نفرون کو دخل دہ معقولات دینا نہایت داب سلطنت کے خلاف ہو سحاب نے کہا ای خیر خواہ لکھوام ملازم ناحق شناس وہ آقا تیرا مثل تیرے پاجی ہو جس نے اپنے ولی نعمت کو ایسا لکھا اور کچھ خوف و لحاظ نہ آیا غیظ تند خو نے ایک وار تلوار آبدار کا ایسا سحاب کے سر پر لگایا کہ وہ بیچارہ کشتہ ہو گیا اس حرکت سے تمام اہل دربار بیچ و تاب کھا کر چاہتے تھے کہ قصاص خون سحاب کا لین بادشاہ نے منع فرمایا کہ اس سگ نامہ عقول نے حرکت ایسی ہی کی ہو کہ اسبوقت اُسکو سزا دی جائے لیکن ہلاک کرنا ایسی کسی آئین میں جائز نہیں ہو معرکہ جنگ میں اسکا عوض ہو جائیگا تمام سردار خون جگر پیگیر خاموش ہو رہے ملک مشتری جاہ نے جواب میں اس نامہ کے یہ لکھا کہ ای سعدرون شاہ اگر تم اپنی دختر کے لینے کو یہاں آئے ہو تو ہم حفاظت کو اپنی عروس کے آئے ہیں کیونکہ تمہاری دختر ہماری عروس ہی ہمارے ہمارے ہمارے سلسلہ دوستی کب تھا جواب خیال اُسکے قطع کا ہوتا ہاں تمہارے آبا و اجداد نے ہمارے بزرگوں کے کار نمایان کیے اور ہمراہ رکاب رہے اس سبب سے اُنھوں نے نام و نشان پایا اب کہ سننے کو رنگی پر کمر باندھی اور اپنے بزرگوں کے ریاض و نام کے مثالی فکر کی خیر خداوند عالم منتقم حقیقی ہو جلد اپنی سزا سے اعمال کو پہونچو گے اب وقت تمہارے استیصال اور زوال کا قریب تر ہو کہ تم دین حق سے پھر گئے اور مذہب باطل اختیار کیا پس یہی علامت ہو کہ نام و نشان تمہارے خاندان کا باقی نہ رہیگا بعد ازاں نامہ کا جواب غیظ تند خو کو دیکر فرمایا ای مرد کہ تیری اس حرکت سے ہم خاموش رہے لیکن منتقم حقیقی تجھے تیری حرکت کی سزا ضرور دیگا کہ تو نے خون ناحق کیا غیظ تند خو

جواب نامہ لیکے ملک سعدان شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا سرعت آہو قدم عیار بھی بہ تبدیل صورت و وضع حاضر
 تھا غیظ تند خو نے جواب نامہ ملک سعدان شاہ کو دیا اور جرأت و دلاوری اپنی بیان کی ملک سعدان شاہ نے
 اس حرکت و کار نمایان کے صلہ میں ایک خلعت گران بہا غیظ تند خو کو دیا اور کہا اے غیظ تند خو کمال تعجب ہے کہ کسی
 بہادر نے ملک سعید و ن شاہ کے تجھے کچھ نہ کہا کہ تو سلامت نکل آیا ایک نے کہا کہ یہ امر باعث سفارت کے درگزر
 کیا غیظ تند خو بولا اے بادشاہ رعب سیر ایسا غالب ہوا کہ کسی کو جرأت انتقام نہوئی سرعت کو یہ کلمہ غیظ کا ناگوار
 ہوا اور ایک خیر مار کہ غیظ کا پہلو توڑ کر باہر نکل گیا بعد اسکے کہا اے سعدان شاہ فقط ایچی سمجھ کے سکوت کیا ورنہ دیکھا
 تم نے ہلاک کرنا اس مردود کا کیا بات تھی ملک سعدان شاہ نے حکم دیا خبردار اس عیار کو زندہ نہ جانے دینا تمام
 مردمان بارگاہ نے سرعت کو چار طرف سے گھیر لیا سرعت نے تھوڑی دیر میں کچھ لوگوں کو قتل کیا اور کچھ زخمی ہوئے
 اور ملک سعدان شاہ سے کہا اے بادشاہ تم جانتے ہو کہ میں کس مرتبہ کا عیار ہوں اور پھر میری گرفتاری کا حکم دیتے ہو
 یہ لکھن شل برق کے بارگاہ سے نکل گیا اتفاق سے راجل عیار کہ وہ بالادوی کو گیا تھا وقت جانے سرعت کے
 راہ میں دو چار ہو گیا سرعت نے ایک زخم کاری شانہ پر راجل کے بھی دیا اور اپنے لشکر کی راہ لی دوسرے روز
 ملک سعدان شاہ نے القوم فیل قوت کے نام طبل جنگ بجوایا صبح کو بعد صفت آرائی صفوف لشکر طرہ فین
 القوم فیل قوت میدان جنگ میں آیا ملک سعید و ن شاہ کی طرف سے راض خان وفادار مقابلہ کو آیا
 القوم فیل قوت نے راض خان وفادار کو زخمی کیا مضمار خان یکہ سوار نے القوم فیل قوت کو مارا
 ملک سعدان شاہ نے فقط بعد قتل ہونے ایک ہی پہلوان کے طبل باز گشت بجوایا بعد ازاں رات کو مشورہ کیا
 کہ آدھی رات کو سرودم کشتی گیر با فوج کثیر کوہ پر یورش کرے اور قتل سے اہل کوہ کے دست بردار نہوایسی حالت میں
 اگر وہ گیسو بریدہ بھی آجائے تو قتل ہو جائے کچھ فکر کی بات نہیں ہے بلکہ ہماری عین خوشی ہے آخر رات کو تمام فوج جانب
 کوہ روانہ ہوئی اور تھوڑا لشکر سعید و ن شاہ کے لشکر کا سد راہ ہوا تاکہ ملک اہل کوہ کی نہ کر سکیں سرودم کشتی گیر
 نے جب تک کہ اہل کوہ کو خبر ہو تین مرحلہ فتح کر لیے اس وقت آواز بزن و بکش کی بلند ہوئی ملک سعید و ن شاہ کو
 ہنگامہ کی خبر ہوئی ملک سعید و ن شاہ نے چند مہتابین روشن کرادین کہ رات کا دن ہو گیا اور اس روشنی میں
 سرودم کشتی گیر کے حملوں کو ملک سعید و ن شاہ نے دیکھ کے قوروم خان بیگ ترک کو نصف فوج یعنی
 ایک لاکھ کی جمعیت سے واسطے گونٹالی سرودم کشتی گیر کے روانہ کیا قوروم خان بیگ ترک چلا اس وقت جو
 راہ میں فوج پڑی تھی مانع ہوئی قوروم خان نے چشم زدن میں سب کو پرگندہ و متفرق کر دیا ملک سعدان شاہ
 بھی آہو نچا ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ کسی کو اپنے اور بیگانہ کی خبر نہ رہی قوروم خان نے دیکھا کہ تین مرحلہ اس نے اس
 اہل کوہ سے لے لیے ہیں اور یہ مردود پہاڑ پر چلا ہی آتا ہے قوروم خان بیگ ترک نے ایک نعرہ مردانہ مارا

اور روانہ کوہ ہوتا تا اینکه دونوں لشکروں میں مجادلہ و مقاتلہ ہونے لگا اور مہتابین طرفین کی روشن ہو گئیں اسوقت یہ ہنگامہ برپا تھا کہ اہل کوہ نے گویا تمام پہاڑ سر پر اٹھالیا اور زیر کوہ بھی قیامت برپا تھی آخر قوروم خان نے دونوں پاؤں سرودم کے قلم کر دیے اور دھرا ایک تیر پہاڑ پر سے آیا کہ سرودم کو بیکار کر کے جہنم واصل کیا اب فوبت دونوں بادشاہوں کی آئی ملک سعدان شاہ نے ایک نیزہ ملک سعید و ان شاہ کی پیشانی پر لگایا ملک سعید و ان شاہ نے زخمی ہو کر اسکا کمر بند پکڑ کے اسکو پشت زمین سے اٹھالیا مگر کمر بند ٹوٹ گیا اور منہ کے بھل زمین پر گر کر اہل عیار ملک سعدان شاہ کو لشکر میں لے بھاگا بعد ازاں قبل بازگشت لشکروں میں بجاسب اپنے اپنے مقام پر چلے آئے لیکن ملک سعدان شاہ نے ایسی شکست فاش کھائی کہ بسبب شرمندگی کے تین دن محل سے باہر نہ نکلا چو تھے روز سرداران لشکر نے غادی سے کہا کہ امیر حکیم صاحب یہ تو بڑی بدنامی کی بات ہے کہ بادشاہ محل سے باہر تشریف نہیں لےتے حریفوں کو نہایت جرأت اور خوشی ہوگی اور لشکر بھی مایوس و مہراسان ہو اس حال میں آپ کوئی فکر معقول فرمائیے غادی دانامہ شنگے ملک سعدان شاہ کے پاس گیا سعدان شاہ نے غادی سے اپنے بخت ناساز کی شکایت کی اور کہا کہ جب تک حکیم ابوالمحاسن میرے کاروبار میں شریک رہے کوئی آفت ارضی و سماوی سامنے نہ آئی اب میں ایسے غصہ میں پھنسا ہوں کہ دم نہیں مار سکتا پہلے اس دختر بد اختر کی بخت سے آوارہ و سرگردان ہو کر تمام عالم میں رسوا کیا دوسرے یہ امر کہ نفس کی بخت کیواسطے دین مرد کی اختیار کیا وہ بھی راس نہ آیا اور دختر کش جہان میں نام مشہور ہو گیا اور ہزار ہا بندگان خدا کا خون نیری وجہ سے ہوا اچھا جانے مال کار میرا کیا ہوگا غرض کہ اب بجز ہلاک ہونے کے اور کچھ بن نہیں آتا غادی دانامہ سو قسطنطنیہ اور معلّم الملکوت سلطنت ملک سعدان شاہ مین مشہور تھا کہ امیر بادشاہ دو ہفتہ کی ملک سعید و ان شاہ بادشاہ سے ہمت لو تو میں ایک تدبیر معقول بتا دوں ملک سعدان شاہ نے کہا اگر طرف ثانی ہمت نہ دے غادی نے کہا خاطر جمع رکھو جب تک تم جنگ طلب نہ کرو گے اہل اسلام بھی جنگ نہ کریں گے سعدان شاہ چپ ہو رہا غادی سو قسطنطنیہ اسی دن سامان نیرجات و آلات طلسمات لیکر ایک غار میں گیا اور ایک غلام ہمارا تھا وہ تمام رات و دن میں ایک مرتبہ غادی دانامہ کے پاس جاتا تھا اور کوئی لشکر اس سے آگاہ نہ ہوا تھا دوسرے روز ملک سعید و ان شاہ نے ملک سعدان شاہ کو پیام بھیجا کہ یا تو تم کیسی طرف چل جاؤ یا سامان جنگ کرو ملک سعدان شاہ نے جواب میں کہا کہ بعد دو ہفتہ کے جواب اسکا ہم دینگے یہاں غادی طعن بعد دو ہفتہ کے غار سے نکلا اور ایک لوح تانبے کی کہ اسپر شعلین شیطین کی کندہ تھیں ملک سعدان شاہ کو دی ملک سعدان شاہ نے پوچھا کہ اسکا خواص بتاؤ غادی دانامہ نے کہا یہ لوح جسکے بازو پر باندھی جائیگی اسپر کوئی حربہ کارگر نہ ہوگا کیونکہ میں نے بروقت ترتیب اس لوح کے تمام نام پہلوانان لشکر ملک سعید و ان شاہ کے دم کر دیے ہیں اسوجہ سے ان لوگوں کا حربہ کارگر نہ ہوگا لہذا ہر پہلوان بے خوف و خطر جنگ کرے اور دیکھ لینا کہ کس طرح سے

پہلوانان لشکر ملک سعید و ن شاہ گرفتار ہو کے تھارے پاس آتے ہیں اب کسی کے بازو پر یہ لہجہ باندھی جائے
ملک سعید و ن شاہ نے غادی دانائے ہاتھ آنکھوں سے لگائے اور کہا حکیم صاحب جو کہ انہیں سے بہادر اور
پہلوان اور اس کام کے لائق ہو اُسکے بازو پر باندھ دو اُسوقت تمام پہلوانان لشکر بھی حاضر تھے غادی دانائے
ہر ایک پہلوان سے کہا کہ اگر لوح کو میں تھارے بازو پر باندھ دوں اور کوئی عیار لوح کے لینے میں کد و کوشش کرے
تو تم کیا کرو گے ہر ایک نے حسب راے اپنی تدبیر بتائی جب ابطل قومی ہیکل کی نوبت پہنچی کہ یہ لشکر میں بڑا
سرکش مشہور تھا اُسے کہا کہ حکیم صاحب میرا بازو چیر کے یہ لوح رکھ دیجیے تو خوب ہی زخم مرہم سے اچھا ہو جائیگا پھر
دیکھیں کون عیار لیجاتا ہو غادی دانائے کہا تیرے سوا کوئی اس کام کی لیاقت نہیں رکھتا آخر لوح غادی دانائے
نے ابطل قومی ہیکل کا بازو چیر کے رکھی اور بخیر کر دیا جب ابطل قومی ہیکل کا زخم اچھا ہو گیا تب اُسے اپنے
نام کا طبل جنگ بجوایا صبح کو طرفین کے لشکر جمع ہوئے غادی دانائے بعد عطاے جام شراب ابطل قومی ہیکل
کو اجازت حرب دی ابطل بکرو فرج بگاہ میں آیا ملک سعید و ن شاہ کی طرف سے سمطور خان دلاور دوران
مقابلہ کو آیا ابطل قومی ہیکل نے سمطور خان کو فوڑا قتل کیا اس طرح اُس روز دو پہلوان اور ابطل قومی ہیکل
کے ہاتھ سے قتل ہوئے شام کو طبل باز گشت بجایا اپنے اپنے مقاموں میں گئے ملک سعدان شاہ نے زر کثیر
ابطل قومی ہیکل کے سر پر نثار کیا اس طرح ہر روز ابطل لشکر اسلام کے دلاوران تو ر شکار کو قتل و گرفتار کرتا تھا

راوی یہاں ان بادشاہوں کو سرگرم رزم رکھتا ہے اور اب حال شہاب الدین
دلاور کا بیان کرتا ہے

کہ جب شہاب نوجوان نے سپہ سالاری ضرغام کی اختیار کی دوسرے روز واسطے استیصال اشرا شرکار
کے ملک شرر نگار کی جانب روانہ ہوا جب پانچ منزلیں طو کین دیکھا تمام جنگل جل رہا تھا اور جہاننگ کہ نظر کام کرتی
ہو آگ معلوم ہوتی رہی ہر چار طرف شعلہ ہائے آتش بلند ہو رہے ہیں اور ایک نہر آگ کی جاری ہو شہاب نوجوان
سمجھ گیا کہ یہ جملہ کارخانہ سحر ہی پس وہیں خیمہ برپا کیا اور شب کو بعد ان فراغ امور ات ضروری کے وظیفہ منقوش غریق شمع
حسب ہدایت حکیم صاحب کے شروع کیا اور بعد اختتام اسم کے سو رہا خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ انقاس پوش
فرماتے ہیں کہ شہاب نوجوان ایک طرف میں مٹی یا تانبے کے نہر کا پانی لے لے اور اسم کو چالیس مرتبہ پڑھ کے
دم کر پھر تو نہر کے اُس طرف جا انشاء اللہ آتش سحر بجھ کر ضرر نہ ہو جائیگی اور جب قریب نہر کے پہنچنا تو یہ دم کیا ہوا
پانی تھوڑا نہر میں چھڑک دینا بجز کرنے اس عمل کے ایک فرسخ تک آگ ہٹ جائیگی اور جہان پانچ گئی تو خیمہ برپا کرنا
بلکہ اشرا رجاء و کے پہنچنے تک یہی عمل کرنا اس عرصہ میں اشرا رجاء و اور اُسکے پہلوانان لشکر با آتش سحر تھے

مقابلہ کرینگے جب وہ اپنے سحر کو بیکار دیکھینگے اور دلیری اور شجاعت و پہلوانی بھی بیکار ہو جائیگی پھر تھارے سامنے سے بھاگ جاوینگے یا قتل ہو گئے جب وہ بھاگ جائیں تو حسب معمول اس آگ کو تم اسی عمل سے پیچھے ہٹا دینا اور خود اسی جگہ قیام کرنا اسی طرح بعد ایک ہفتہ کے ملک شمر رنگار میں جا پہونچے ہر چند کہ سحر ساحرون کا تہہ اثر نہ کریگا لیکن قوت و پہلوانی میں ٹکوا اختیار ہو الغرض صبح کو شہاب الدین دلاور جب بیدار ہوا اور حسب بشارت خواب پانی مر کا ایک ظرف میں لیکر اسم پڑھا اور قریب آگ کے پہونچا آگ کے نہ بڑھی اور وہ جاسوس جو کہ پہلے خبر کو گئے تھے اور طعنہ آتش نہ ہوئے تھے آگ کے نہ بڑھنے سے متحیر ہوئے اور تمام لشکر ضرغام شاہ میں یہ خبر عام ہوئی کہ یہ جوان ملا ایک سے ہو کہ اسکو آتش طلسم ضرر نہیں پہونچا سکتی شہاب نے دو چار قطر پائے آب سے آتش سحر کو پس پا کر دیا اور وہ میں لشکر کو اپنے حکم قیام دیا ایک جادو گر نے اشترار جادو کو خبر دی کہ ایک جوان اس طرح کا آیا ہو کہ جس نے تیری آتش سحر کو ایک فرسخ ملک شمر رنگار کی طرف پس پا کر دیا اس خبر وحشت اثر سے اشترار جادو کے ہوش جاتے رہے اور آتش دست جادو کو بجمعیت ہزار جادو گروں کے مقابلہ میں شہاب نو جوان کے روانہ کیا یہاں شہاب نو جوان نے پھر ایک فرسخ اور پیچھے اس آتش طلسم کو ہٹا دیا تیسرے روز آتش دست جادو اور ایک جادو گر کہ وہ پہلوان بھی تھا اپنے لشکر سے میدان کی اجازت لیکر نکلا ادھر سے بھی ایک جوان مرد دلاور میدان میں آنا



جادوگر نے بزور سحر اُس جوان کو کندہ سے گرفتار کیا اس طرح چار پانچ نفر لشکرِ ضرغام شاہ کے گرفتار ہو گئے شہاب نوجوان کو نہایت حیرت و افسوس ہوا اسی رنج میں بعد وظیفہ کے جب شہاب کو سویا اُسی نقابدار نے عالم رویا میں ہدایت کی کہ چند پہلوان تیرے لشکر کے جادو سے گرفتار ہوئے ہیں اب تو خود کیوں نہیں جاتا اور اُسکو قتل کیوں نہیں کرتا شہاب نے نوجوان دوسرے روز میدان میں گیا اور آتش دست جادو نے ایک ساحر کو کہ علم و عمل سحر میں کامل تھا مقابلہ کو شہاب کے بھیجا شہاب نوجوان نے فوراً اُسکو قتل کیا پھر آتش دست جادو خود میدان میں آیا اور پہلے جادو خوب کیا جب دیکھا کہ جادو کا اثر مطلق نہیں ہوتا مجبور ہو کر مخاطب بھنگ ہوا آخر شہاب نوجوان نے اُسے بھی قتل کیا لشکرِ اسلام میں مہل شادی بے باقی تمام جادوگر خوف جان ملک شہرِ نگار کی جانب روانہ ہو گئے بعد اُنکے بھاگنے کے پھر آتش سحر پیدا ہوئی شہاب نوجوان نے موافق اُسی قاعدہ کے پانی چھڑک کے ایک فرسخ اور بٹھا دیا اور آپ مع لشکر دہین قیام کیا دوسرے روز اہل لشکر کو طرح طرح کے عارضے ہونے لگے تاہنیکہ ضرغام شاہ بھی دردمسین مبتلا ہوا شہاب نوجوان پھر بعد وظائف فکر میں سو گیا کہ نقابدار نے بشارت دی کہ اے شہاب نوجوان اشتر جادو نے ماہیار نامے جادوگر کو تمہارے مقابلہ کو بھیجا ہے اُسکے جادو سے تمہارے لشکر میں عارضہ پھیلا ہے تم اُسی نگینہ عقیق کندہ کو آب نہر میں غوطہ دیکر سب کو بلا دو فوراً صحت ہو جائیگی غرض صبح کو شہاب نوجوان نے اُسی نگینہ کا پانی تمام لشکر کو پلایا بفضلِ خدا سب کا مرض فوراً دفع ہو گیا دوسرے روز ماہیار جادوگر میدان میں آیا دھڑے سے شہاب نوجوان بھی ہاشکودہ و شان میدان میں پہونچا ماہیار کے ہوش کم ہو گئے اور بغیر مقابلہ بھاگ گیا اور فوج بھی اُسکی متفرق ہو گئی جب شہاب نوجوان نے پانی آتش سحر چھڑکا اُس آگ نے ماہیار جادوگر کو راہ میں لقمہ کیا ضرغام شاہ نے بجائے آتش مقام کیا اب دوسرے فرسخ ملک شہرِ نگار کل باقی رہ گیا اور آتش سحر کی شہر میں پہونچی اہل شہر نے اشتر جادوگر سے فریاد کی اور کہا اے شاہ ساحر فریاد ہے کہ ہم غریبوں پر آتش سحر پڑھا کر صاف کر رہی ہے اور حریت سے بھاگتی ہے اگر ابھی وہ جوان آگے بڑھا تو آگ ہم سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیگی اشتر جادو ویہ شکے دم بخود ہو گیا اور رات کو اپنے مصاحبوں سے کہا کہ یارو میں نے محتمل و زیر کی محبت میں یہ آتش سحر واسطے محافظت کے وطن کی تھی لیکن حریت ایسا زبردست ہے کہ اسنے میرا حربہ بھی پر کیا اور اُسکو اُس آگ نے مطلق ایذا نہ دی اب اسکے دفع کرنے کو بھی تین روز کامل چاہیے ہیں اور سوا میرے یا محتمل کے اور کسی سے یہ آگ بچھ نہیں سکتی اور یہ بھی خیالی ہے کہ کہیں ہمارے بعد شہر پر اور کوئی بلا نازل نہ ہو خلافت شہر نے کہا ہمیں تیرے بیان سے ثابت ہوا کہ ہم اپنا مال و اسباب آتش سحر کے نذر کر گئے تھے ابیک بینی و دوگویش شہر کو چھوڑ دین اشتر جادو نے کہا تم خاطر جمع رکھو میں جنوبی دروازہ سے شہر کے مقابلہ حریت میں جاؤنگا کیونکہ حریت کو فقط مجھے غرض ہے تیرے کیا واسطے تم محفوظ رہو گے آخر اشتر جادو در جنوبی سے شہر کے قتل کے ایک جگہ خیمہ زن ہوا اور رمیاں چرکین پوش جادوگر کے ہاتھ اس مضمون کا نامہ ضرغام شاہ کے پاس بھیجا کہ اس نے میرے ملک پر کسواسطے فوج کشی کی اور

آپ کو خرابی و بربادی ملک سے کیا حاصل ہوگا اور جو آپ کو حرب و ضرب ہی درکار ہو تو فلان جگہ میں مقیم ہوں آپ بھی
 بمقابلہ وہاں تشریف لاسیئے اتفاقاً شہاب نوجوان بھی نامہ ضرغام شاہ لے ہوئے جادوگروں کے پاس
 جاتے تھے اتنا سے راہ میں رمیال نامہ بردار اشرا جادو سے ملاقات ہوئی رمیال نے پوچھا اسی جوان تم
 کہاں جاتے ہو شہاب نوجوان نے کہا میں ضرغام شاہ کا سفیر ہوں لشکر میں جادوگروں کے جاتا ہوں رمیال
 نے کہا میں بھی ایسی جادوگروں کا ہوں اور آپ کے پاس جاتا ہوں شہاب نے کہا تیرا لشکر اسلام میں کیا کام ہے
 میرے ساتھ تو چل جو سوال تیرا سر دار مجھ سے کریگا میں جواب دوں گا رمیال نے کہا امی دلاور ہمارے لشکر میں
 جادو گرا ہے ہیں کہ سر اسرہ جالت میں مبتلا ہیں ایسا نہ کہ تم کو کسی طرح کی ایذا اُسے ہوئے شہاب نے کہا یہ اندیشہ
 تو نہ کرو میرے ساتھ چل اسرا سی رد و بدل میں نوبت ہتھیار کی آئی رمیال نے جادو شروع کیا جب کچھ اثر نہ ہوا
 ایک ضرب تلوار سر پر شہاب نوجوان کے لگائی شہاب نوجوان نے تلوار کو سر پر روک کے ایک ہی ضرب تیغ
 سے کام رمیال کا تمام کیا اشرا کو خبر ہوئی کہ سفیر یزدان پرست نے رمیال جادو کو اصل جہنم کیا اور آپ خود
 تنہا میرے پاس آیا چاہتا ہے بلکہ دروازہ پر بارگاہ کے کھڑا ہے اشرا جادو نے بارگاہ میں بلا یا شہاب نوجوان
 نے بنام خدا سلام کیا اور ہلا دست جادوگروں کی کرسی پر بیٹھ گیا اور کہا میں سفیر ضرغام شاہ ہوں اشرا جادو
 نے پوچھا کون ضرغام شاہ شہاب نوجوان نے کہا ضرغام شاہ مظلوم اشرا جادو نے کہا کس ظالم نے اُنہیں ظلم کیا
 شہاب نوجوان نے کہا تو نے اُسے کہا میں نے کیا ظلم کیا شہاب نوجوان نے کہا نرگس شہلا کو بچرے کے پلو سے
 لے آیا اور اس سے کیا زیادہ ظلم ہوگا اشرا جادو نے نامہ طلب کیا شہاب نوجوان نے کہا ہمارے یہاں نامہ
 خود ایچی پڑھتا ہے مصرعہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان اشرا جادو بولا تمہیں پڑھو شہاب نوجوان نے
 باواز بلند کہا کہ امی اشرا جادو ہمیں خوب معلوم ہے کہ خدا نے نرگس شہلا کو ابھی تک تیرے شر و فساد سے محفوظ رکھا ہے
 لازم ہے کہ اب نرگس شہلا کو ہمارے پاس بحفاظت تمام پہنچوادے دوسرے کیدانہ ملعونہ خواہ تیری سہا ہنزدہ
 مشتری طلعت کو ظلم یہاں سے آئی ہو اور اپنا معشوق قرار دیتی ہو اُسکو بھی اپنی خواہر سے لیکر نرگس شہلا کیساتھ
 بھیج دے تیسرے یہ کہ تو نے اپنی ہمیشہ اور تمامی خلایق شہر کے اسلام بخوشی دل قبول کر کے مسلمان ہو اور اس جادوگری
 سے تو پرکردار نہ عنقریب اپنی سزا سے اعمال کو پہنچیکا اشرا جادو نے کہا امی جوان دلاور ضرغام شاہ کی بھی حقیقت
 ہوئی کہ اس مضمون کا نامہ لکھے ابتدا کیا مجال اور تاب و طاقت تھی کہ بات کر سکتا فتنار ایک جادوگر نے اُن
 جادوگروں سے کہ اُسے شہاب نوجوان کو میدان جنگ میں دیکھا تھا اشرا جادو سے کہا امی شاہ جادوان
 ضرغام شاہ نے اسی جوان کی قوت پر فوج کشی کی ہو بلکہ تمام کار سلطنت بھی یہی انجام دیتے ہیں محتال وزیر نے
 کان میں اشرا جادو سے کہا کہ پھر آپ کو ایسا وقت ملے گا کہ اُنکا جسطرح ممکن ہو فوراً اس جوان مایہ فساد کو گرفتار کر لو

اشرار جادو بولایا کتا ہر جب میں دستک دون حاضرین دربار سب ملے یکبارگی اسے دستگیر کر لین خدا کی قدرت سے شہاب نوجوان کو بھی اس مشورہ کی خبر ہو گئی اشرار جادو نے پوچھا ای جوان تونے میرے ایچی کو کیوں قتل کیا شہاب نوجوان نے جواب دیا اجل اُسکی آگئی تھی میرا کیا قصور ہر چند میں نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اسے اپنے لشکر میں اُس اجل گرفتہ نے میرا کہا نہ مانا اور بقابلہ پیش آیا اشرار جادو نے کہا ہمیں کمال حیرت ہو کہ اس وقت تمام حاضرین دربار سحر کرتے ہیں اور تجھ پر مطلق اثر نہیں ہوتا شہاب نوجوان نے کہا تم اپنے عمل میں کمال کو نہیں پہنچے اس سوال و جواب کے بعد اشرار جادو نے بفرق دستک ہاتھ مارا کہ بھرد دستک دینے کے سب اہل دربار نے چاروں طرف سے شہاب نوجوان کو گھیر لیا اور چاہا کہ گرفتار کر لین شہاب نوجوان دو چار جادو گروں کو قتل کر کے اپنے گھوڑے پر سوار ہو روانہ ہو گیا اشرار جادو نے حکم دیا کہ خبردار یہ جوان جانے نہ پائے ہزار ہا سوار و پیادے شہاب نوجوان کے تعاقب میں چلے شہاب نوجوان لڑتا ہوا دوا دوا اپنے لشکر کی طرف چلا جاتا تھا جب ہجوم جادو گروں کا زیادہ دیکھتا تھا دو چار ہاتھ تلوار و نیزہ کے مار کر دس پانچ کو قتل و زخمی کر کے سب کو متفرق کر دیتا تھا ناگاہ آتش سحر سامنے سے نمودار ہوئی اور قریب پہنچی مگر بوجہ کینہہ عقیق کنندہ کے کچھ اثر نہوا شہاب نوجوان اُس آگ سے مثل تیر شہاب نکل گیا اور چند قطرے اُسی آب نہر کے چھڑکے وہ آگ حسب قاعدہ اسی طرف روان ہوئی اور وہ جادو گر سوار و پیادے جو عقب میں شہاب نوجوان کے آتے تھے سب لقمہ آتش ہوئے شہاب نوجوان صحیح و سالم اپنے لشکر میں پہنچے اور ضرغام شاہ سے سب کیفیت بیان کی ضرغام شاہ نے چند خان جواہر شہاب نوجوان پر سے نثار کیے اور مسجد شکر سلاستی درگاہ پر وردگارین بجالائے یہاں اشرار جادو نے کیدانہ اپنی خواہر کو بلا کر کہا ای خواہر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوان بلاشبہ موبد من الحکیم ہے یعنی جس شخص سے کوئی کام زیادہ از قدرت انسانی ظہور میں آتا تھا اُسے اہل طلسم موبد من الحکیم سے خطاب کرتے تھے مگر ملک سعدان شاہ بد بخت روسیہ حکم لڑا جہاں القضا عی البصر حکیم عالیشان کے مرتبہ سے واقف نہ ہو اسعدی بیت

ہمہ آن کند کس نیاید بکار

چو تیرہ شود مرد راروزگار

باوجود اُسکے کہ حکیم ابوالمحاسن سعدان شاہ کا مزار المہام بھی تھا اور خود بھی مقرر اس بات کا ہے کہ جب سے حکیم چلے گئے طرح طرح کے آلام و افکار میں پھنس گیا مومن اور جب تک وہ کفیل رہے اس وقت تک بے فکر رہا اب ناظرین کتاب آگاہ ہوں کہ قصر قرآن السعدین شہر گوہر آویز کے مقامات میں واقع ہے اور طلسم حوت میں اس قصر سے زیادہ کوئی جامعہ نہیں اس سبب سے متصدی کو ظاہر اُسی شہر گوہر آویز میں سکونت و اُجب تھی کہ حکیم باوجود اسلام کے اس شہر میں تھے غرض کیدانہ نے اشرار جادو اپنے بھائی سے کہا ای برادر اگر شہاب نوجوان موبد من الحکیم ہے تو تمکو بہر حال اُسکی فرمانبرداری واجب ہے اشرار جادو نے کہا کہ شہاب نوجوان اس مضمون کا نامہ ضرغام شاہ

لایا تھا کہ نرگس شہلا اور شاہزادہ مشتری طلعت کو بھجود اور خود مع خلافت شہر مسلمان ہو لیکن میرے نزدیک جب شاہزادہ مشتری طلعت کو شہاب نوجوان کو دیدینگے تو پھر نرگس شہلا سے کیا ہو غرض رہیگی اور یقین ہے کہ ہمارے دین و مذہب سے بھی وہ مزاحمت نہ کرے کس لیے کہ نرگس شہلا ضرغام شاہ کی جو روہی شہاب نوجوان کو اس سے کچھ غرض نہیں ہے کہیرانہ دل میں سوچی کہ اس مرد کے نے اپنی معشوقہ کو بچا یا اور میرے معشوق کو حوالہ کرتا ہے کہا اے اشترار جادو تیرا کیا خیال غام ہے شہاب نوجوان بغیر لینے نرگس شہلا اور شاہزادہ مشتری طلعت کے راضی نہوگا اور یاد رکھ کہ مسلمان بھی کریگا اشترار جادو نے کہا کچھ ہو ہر جہ بادا باد نرگس شہلا میری جان کے ساتھ ہے میں زندگی میں نہیں دوں گا اس اثنا میں ایک جادوگر نے خبر دی کہ لشکر اسلام تمھاری درخواست کے موافق فلان جانیہ زن ہوا اشترار جادو نے کہا آتش سحراب کہاں ہے وہ جادوگر بولا کہ تمھارے داہنی طرف اور لشکر اسلام کے بائیں طرف ہے یہ شے اشترار جادو اور محال دیر اور کہیدانہ یہ تینوں عورت و مرد سکوت میں تا دیر رہے اور بعد صلاح و مشورہ کے اشترار جادو نے محال سے کہا کہ میں نے آتش سحر دشمن کیواسطے پیدا کی تھی اس کے برعکس ہوا کہ وہ مجھی کو ایذا پہونچاتی ہے اتفاق سے اسوقت ایک خدا ترس بھی بیٹھا تھا اور نام اسکا درست پیمان تھا لیکن تقیہ کیے تھا اسے اشترار جادو سے کہا

ای شاہ جادوان رباعی

چونکہ آتش نیز مخلوق خداست	حکم خالق ہر دم اور ارہنما است
از پے بر خیزد از ان سے شود	بر بعضے گلستان سے شود

اشترار جادو نے کہا اے درست پیمان آتش سحر بغیر تین دن کے مجھ نہیں سکتی اسواسطے کہ جو کچھ زمین میں دفن ہے وہ جب نکالا جائے تو آگ مجھے محال نے کہا اے شہریار جادوان میرے پاس ایک زرہ درخ الحفاظ نام ہے اور بھڑشاہزادہ مشتری طلعت کے اور کوئی اسکا مالک نہیں ہو سکتا اور اس میں یہ صفت ہے کہ کوئی حربہ اسپر کارگر نہیں ہوتا تم وہ زرہ شاہزادہ مشتری طلعت کی اجازت سے لو اور کسی پہلوان کو دو کہ وہ ہیں کہ میدان جنگ میں جاوے یقین ہے کہ وہ کسی پہلوان لشکر ضرغام شاہ سے مغلوب نہوگا مگر بے اجازت شاہزادہ مشتری طلعت کے کچھ نہوگا اور یہ سوال کرو کہ اس آگ کو جو بچھاویگا ہم اسکی فرمانبرداری بجالائینگے پس جب تک وہ دھینہ نہ نکلے گا ہرگز نہ بچھے گی اور دھینہ سے کوئی ماہر نہیں یہ تدبیر بہت معقول ہے اشترار جادو اچھل پڑا اور کہا واہ کیا تدبیر معقول سوچی ہے لیکن شاہزادہ مشتری طلعت بدل اجازت دے یہ قیاس میں نہیں آتا محال نے کہا اگر ملکہ کہیدانہ کو ناگوار نہو تو میں اسوقت زرہ لے آؤں ملکہ کہیدانہ نے کہا میرا زرہ لینے میں کیا نقصان محال وزیر نے کہا مجھے فقط تمھاری آزر دگی کا خیال ہے ورنہ میں دم بھر میں اسکو سمجھا چکا کہ زرہ اس سے لے سکتا ہوں اچھا میں اپنی تدبیر تو کرتا ہوں اب آپ دیکھیے پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے

اب حال شاہزادہ مشتری طلعت کا سننے

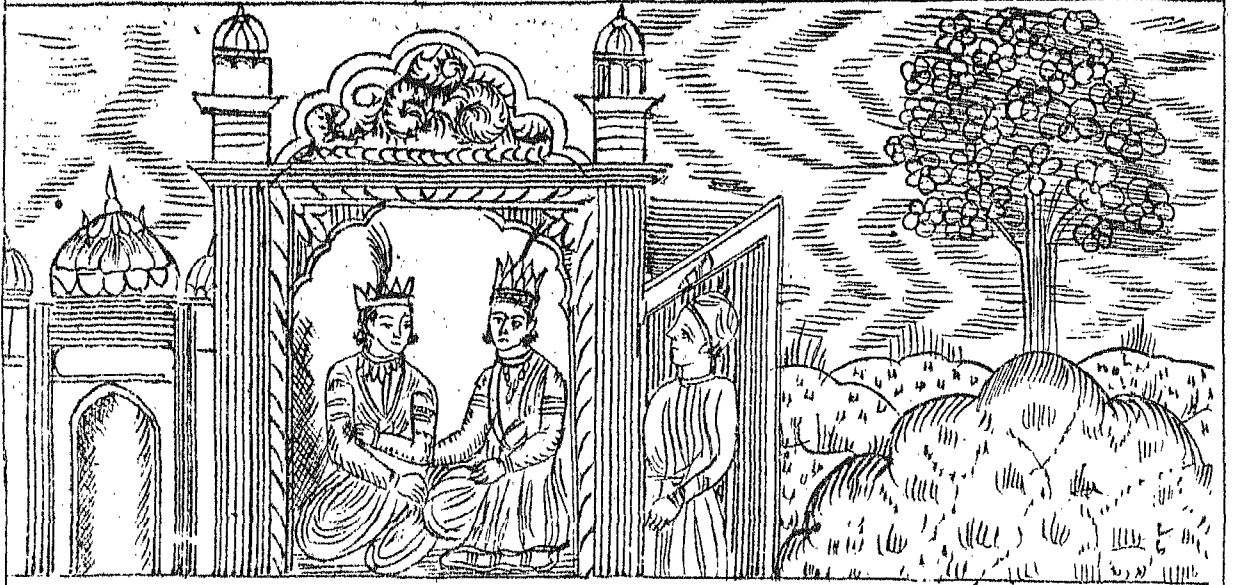
کہ کیدانہ ملعونہ نے شاہزادہ مشتری طلعت کو ایک مکان عالیشان میں نظر بند کیا تھا اور روزِ طرح طرح کی خاطر و مدارات ددِ بھونکی کرتی تھی مگر شاہزادہ مشتری طلعت تصورِ ملکہ سعیدہ میں ایسا محو تھا کہ اُسے دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ تھی علی الخصوص جس وقت سے کہ ملکہ سعیدہ قمرِ طلعت کو چاہ نیلو فر کے کنارہ عالم خواب میں دیکھا تھا اور اُنکھ کھلی اُس وقت سے ایک دم کنی طرح قرار نہ پڑتا تھا اور کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا لیکن شاہزادہ مشتری طلعت کے پاس ایک تصویرِ ملکہ سعیدہ قمرِ طلعت کی تھی اور اوپر تصویر کے ملکہ سعیدہ کا نام لکھا تھا وہ تصویر کو دیکھ کے ہر وقت روتا تھا اور مجنونا اُس تصویر سے باتیں کرتا تھا اتفاقاً وہ تصویر محال نے دیکھی اُس سے سمجھ گیا تھا کہ شاہزادہ مشتری طلعت اس صاحب تصویر پر عاشق ہو غرض محال نے شاہزادہ مشتری طلعت سے کہا کہ اے شاہزادہ عالی وقار میں تعین تمہاری معشوقہ کے پاس پہونچا دو نگا اس شرط پر کہ یہ زرہ بخوشی دل بخش دیکھے شاہزادہ مشتری طلعت کہ غلبہ عشق میں ملکہ سعیدہ قمرِ طلعت کے از خود رفتہ تھا وہ زرہ برضا و رغبت حوالہ کردی محال نے کہا آپ میرے دوش پر سوار ہو بیجے میں ملکہ سعیدہ قمرِ طلعت کے پاس پہونچا دو نگا شاہزادہ مشتری طلعت محال کے کاندھے پر سوار ہوا محال شاہزادہ مشتری طلعت کو ایک محل عالیشان میں کہ کسی بادشاہ کا بنوایا ہوا تھا لیکھا اور کہا کہ اے شاہزادہ والا جاہ میں آپ کی معشوقہ کی صورت سے آگاہ نہیں اگر مجھ کو آپ تصویر دیکھے تو میں تلاش کر کے لے آؤں اور تا وہی میرے آپ یہیں با رام تمام تشریف رکھیے شاہزادہ مشتری طلعت نے کہا اے مرد خدا تو کب آؤ گی محال نے کہا مجھے تین روز کی ہمت دیکھیے اور تین دن کا کھانا میں آپ کو دیے جاتا ہوں شاہزادہ مشتری طلعت نے محال کو اپنا بڑا دوست جانی سمجھ کر بے تکلف تصویرِ ملکہ سعیدہ قمرِ طلعت حوالہ محال کردی محال تصویر اور زرہ دیکھ کر غافل لے ہوئے کیدانہ کے پاس آیا اور وہ تصویر کیدانہ کو دکھائی کیدانہ نے پوچھا یہ کسکی تصویر ہے محال نے کہا یہ تیرے معشوق کی معشوقہ کی تصویر ہے دیکھ میں کس فریب سے یہ تصویر اور زرہ لایا ہوں پھر محال نے تمام قصہ بیان کیا کیدانہ نے کہا میں مطلق آگاہ نہ تھی کہ یہ کسی عورت پر عاشق ہو خدا جانے تجھے اُسے اس راز سے کیونکر آگاہ کیا محال نے کہا جب تو شاہزادہ کو لائی تھی اور میں تجھ سے اجازت لیکر شاہزادہ مشتری طلعت کے پاس گیا تھا اس وقت شاہزادہ مشتری طلعت عالم تنہائی میں اس تصویر کو دیکھ رہا تھا اور اُس تصویر سے دیوانوں کی طرح باتیں کر رہا تھا اور روزِ روز ہاتھ میں سمجھ گیا کہ یہ اسی صاحب تصویر پر عاشق ہو اور جب غور کر کے دیکھا تو پیشانی پر نقشہ میرے نام ملکہ سعیدہ قمرِ طلعت بنت سعدان شاہ لکھا تھا اس وقت میں چپ ہو رہا تھا بھی خبر نہ کی آج وہ امر کام آیا کیدانہ نے کہا اب شاہزادہ مشتری طلعت کہاں ہے محال نے کہا میں اُس کو قصر الجبال میں چھوڑ کر تین روز کا وعدہ کر آیا اور اس قدر کھانے کو دے آیا کہ اُسے تکلیف نہ ہو کیدانہ نے کہا اگر وہاں شاہزادہ کو کوئی صدمہ پہونچا تو میں کیا کرونگی محال نے کہا دیوانی ہو

اس امر میں تمہارا بھی مطلب ولی حاصل ہو گا تم اپنی صورت کو بزور علم سحر مثل اس نقویر کے بناؤ شاہزادہ مشتری طلعت
تھیں اپنی محبوبہ جانے گا اور جو کوگی وہ منظور کریگا کیدانہ نے کہا میں اکثر اسکے روبرو خوبصورت بننے لگی لیکن اسے خیال ہی
نہ کیا محال یہ تو کیا کتا ہو میں سب کچھ کر تھی مگر ہاں یہ ترکیب معقول ہی شاید بن پڑے لیکن مجھے یقین نہیں آتا کیونکہ
میری قسمت بھلا ایسی کہاں ہے جو ایسے نوجوان سے پہلو گرم کروں عمر بھر اسی حسرت میں رہوں گی محال سے کہا اس
بات کا ضرور خیال رہے کہ تو اپنی طرف سے کسی امر میں پیش قدمی نہ کرنا بلکہ ایک مرتبہ شاہزادہ مشتری طلعت بھی
اگر خواہش کرے تو تم مثال دینا کیدانہ نے کہا میں خود چاہتی ہوں کہ چند روز اسے اشتیاق میں رکھوں مگر مجھے چار
کنیزیں خدمت کیواسطے لادے غرض محال اور کیدانہ بقوت سحر قصر الجہاں میں آئے محال حرامزادہ نے
کیدانہ کو ایک حجرے میں پوشیدہ کر دیا اور خود شاہزادہ کے پاس آیا شاہزادہ مشتری طلعت نے پوچھا اترتھیں
مہربان میرے واسطے تھے کیا تجویز کیا محال نے کہا امی شہر یار آپ نے اپنی معشوقہ کا پتہ شہر گوہر آویز میں دیا تھا
اور میں نے ملکہ کو شہر کے باہر ایک باغ میں دیکھا اب وہاں سے اس مکان میں لے آیا ہوں لیکن معلوم نہیں یہ وہی
نازنین ہے یا اور کوئی اسکی ہم شکل ہے شاہزادہ مشتری طلعت محال کا شکر گزار ہوا اور فرمایا سچ کہ کہ ملکہ کو کہاں رکھا ہے
محال نے کہا فلان حجرے میں تشریف لے چلیے ایک نظر دیکھ کے پھر آئیے جب وہ رضا مند ہو جائیگی پھر آپ کو اختیار ہے
شاہزادہ مشتری طلعت موافق کئے محال کے دروازہ کی دراز سے ملکہ سعیدہ کو دیکھنے لگا وہاں کیدانہ ملعونہ
نے اسی صورت بنائی کہ اصل کو نقل سے ملا دیا پس بے اختیار نعرہ آہ کا مارا اور بیہوش ہو گیا محال نے برسر و کنا یہ کیدانہ
کو مبارکباد دی جب شاہزادہ کو ہوش آیا در حجرہ کھول کر کے دست بستہ کہا امی جان جہاں تم اتنی مدت کہاں
تھیں یہ آوارہ و سرگردان تیری تلاش میں کہاں کہاں سر و پا برہنہ پھرا کیا اور طرح طرح کے صدقات میں مبتلا
رہا مگر ہاں بیت

اے تو غم تلخ و شادمانی ہستم تلخ	مرگ ہستم تلخ و زندگانی ہستم تلخ
---------------------------------	---------------------------------

بار سے خداوند کریم نے اس مرد آشنا کو میرے حال گزار پر مہربان فرمایا کہ یہ تھیں یہاں لایا اور میں نور جمال
نور شہید مثال تمہارے سے مسرور ہوا اور نہ مصرعہ صلاح کار کجا و من خراب کجا بعد اسکے شاہزادہ مشتری طلعت
اندر حجرے کے گیا کیدانہ ملعونہ نے غل مچایا کہ امی جوان اگر تو نے حجرے میں قدم رکھا تو میں اپنے کو ہلاک کر دوں گی میں تیری
صورت سے بھی واقف نہیں خدا جانے تو کون بلا ہے اور یہ کافر یہاں مجھے کسواسطے لایا اور محال کو بہت سخت و سخت
کہا محال نے کہا امی ملکہ آفاق یہ افریقہ کی طبیعت اسوقت شایان تھی کہ جو میں کسی جا دوگر کی صحبت کیواسطے تھیں
لایا ہوتا یہ جوان ذیشان عالی خاندان ملک سپہم السعادت کا شاہزادہ ہے اور عرصہ سے تمہاری شورش عشق میں آوارہ
ہو رہا ہے اور تمہاری تلاش میں یہاں آیا ہے اب اگر تم اپنے عاشق صادق سے بخوڑی دیر صحبت گرم کر لو تو کچھ نصیحت نہیں کر

اور نہ کچھ گناہ ہے یہ بیچارہ ایک زردہ مایہ و بساط میں رکھتا تھا وہ بھی اشتیاق دیدار تمھارے میں دیدی



پھر محتال نے شاہزادہ مشتری طلعت سے کہا اے شہریار آرزوہ خاطر ہو آہستہ آہستہ مزاج ملکہ کا راہ پر آجائیگا اب میں خواصین ملکہ کی خدمت کیواسطے لاتا ہوں آخر دو ساعت میں چار پانچ خواصین لایا اور میناے شراب بھی لایا شاہزادہ مشتری طلعت نے کہا میں کہاں تک کس کس امر کا شکریہ ادا کروں محتال نے کہا کہ بغیر شراب و کباب لطف صحبت معشوق نہیں ہے تھوڑی شراب حجرے میں ملکہ کے لیجاؤ جب شراب تم دونوں صاحب نوش فرماؤ گے اسکا غصہ اور تمھارا رخ دور ہو جائیگا اور پردہ حجاب بھی درمیان سے اٹھ جائیگا مگر خبردار کیدانہ اس حال سے آگاہ ہو ورنہ مجھے زندہ بچھوڑ لی شاہزادہ مشتری طلعت نے کہا کیدانہ کہاں ہے محتال نے کہا اپنے برادر نابکار کے پاس گئی ہو گئی مشق سحر کی غرض سے یقین ہے کہ عرصہ تک نہ آوے جب تک تم بے غل و غش عیش و عشرت میں بسر کرو شاہزادہ نے محتال کو دعائے خیر دی اور چند جام شراب نوش فرمائے راوی کہتا ہے کہ محتال بدافعال کو اس شراب خواری سے یہ مفاد تھا کہ شراب کے نشہ میں بوے دہن کیدانہ نہ معلوم ہوگی اور جوش مستی میں یہ کیدانہ سے ضرور بے خود ہو کر صحبت کریگا الغرض وہ درع الحفاظ محتال نے اشترار جادو کو دیدی اشترار جادو کا قصد ہوا کہ خود میدان جنگ میں اسے پہن کر جاوے اور صرغام شاہ سے مبارز طلب ہو کسواسطے کہ خوب واقف تھا کہ اسپر شہاب نوجوان کی وجہ سے سحر اثر نہیں کریگا اور بہ برکت درع الحفاظ صرغام شاہ کا حربہ بھی مجھ پر کارگر نہ ہوگا اس حال میں بزور بازو و حرب و ضرب ضرور ہی آخر رات کو اپنے نام طبل جنگ بجوایا اور صبح کو میدان جنگ میں آکر صرغام شاہ سے مبارز طلب ہوا اور اسے کلمات بد کہے کہ صرغام شاہ کو بہت برا معلوم ہوا اور

شہاب نوجوان سے کہا اویہا درشتے ہو کہ یہ کافر بد زبانی کر رہا ہے اب میرا میدان میں جانا مناسب ہے ورنہ اہل لشکر کے آگے میں ذلیل ہونگا اور سب مجھ کو نامرد و بے غیرت کہیں گے شہاب نوجوان نے حقیق منقوش کا پانی ضرغام شاہ کو پلا کر میدان کی اجازت دی ضرغام شاہ باغیظ و غضب میدان میں آیا اشرا جادو نے پہلے بوقت جادو ضرغام شاہ کو دستگیر کرنے کا ارادہ کیا جب دیکھا کہ جادو اثر نہیں کرتا تلوار کی نوبت آئی اشرا جادو نے ایک ضرب شمشیر آبدار ایسی ضرغام شاہ پر لگائی کہ چار انگلی کا سہہ سر میں اتر گئی عیاران لشکر اسلام ہزار اشرا ضرغام شاہ کو میدان سے اپنے لشکر میں لے آئے شہاب نوجوان اس حال سے مطلق آگاہ نہ تھا کہ زرہ الحفاظ کا یہ فعل ہے دوسرے روز ایک سردار اور میدان میں گیا اشرا جادو نے اسے بھی فوراً گرفتار کر لیا اور دو پہلو اذن کو قتل کیا شہاب نوجوان کو نہایت حیرت ہوئی اور کہا خدا یا اشرا جادو اعمال سحر اگر ہزار کرنا لیکن ممکن نہ تھا کہ برکت اس نقش معظّم کی جاتی رہتی یہ کیا معاملہ ہے کہ فہم میں نہیں آتا آخر دوسرے روز خود شہاب نوجوان اس کے مقابلہ کو گیا اشرا جادو سے تاشام حرب و ضرب رہی لیکن کوئی دونوں میں سربر نہ ہوا اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے شہاب نوجوان اور ضرغام شاہ اور رحم الدین بہادر اور اسد نامدار وغیرہ یہ سب سرداران فوج آپس میں حیرت زدہ تھے کہ یہ اشرا جادو کا فریب کواناں لشکر اسلام کو قتل و زخمی ہر روز کرتا ہے اسکا سبب معلوم نہیں ہوتا کیا علاج اسکا کریں کہونکہ جس لشکر میں یہ نگینہ منقوش ہوتا ہے وہاں سحر اثر نہیں کرتا مگر اب یہاں اس کے خلاف ظہور میں آتا ہے کہ ہمارے سردار برابر قتل و مجروح ہوتے چلے جاتے ہیں نہیں معلوم یہ کیا اسرار ہے سب سردار متفق اللفظ ہوئے کہ ہمیں بھی یہی حیرت ہے رات کو شہاب نوجوان بعد ختم وظیفہ جب سویا خواب میں نقابدار تشریف لائے اور یہ حال قتل سرداران لشکر بیان کیا گیا اور یہاں اشرا جادو نے بھی اپنے مصاحبوں سے کہا کہ یارو معلوم ہوتا ہے کہ شہاب نوجوان کے پاس بھی کوئی ایسی شے ہے کہ جس سے درع الحفاظ کا اثر جاتا رہا بلاشبہ اسکا مددگار حکیم داروغہ ہے یعنی باصلاح جادو گن طلسم حکیم داروغہ حکیم ابوالحسن کو کہتے ہیں اور جو شخص کہ حکیم صاحب سے مستفیض ہو اسے مودید من الحکیم خطاب کرتے ہیں جادو گر ہوں یا اہل طلسم ہوں بعد اسکے اشرا جادو نے گیدانہ اور محتال کا حال اہل صحبت سے پوچھا کہ نہیں معلوم وہ اب کس شغل میں ہیں چند روز سے معلوم نہیں ہوتے مگر محتال نے یہ بہت بڑا کام کیا کہ شاہزادہ مشتہر می طلعت سے زرہ لایا اور لطف یہ کہ برصناور رخت لایا ورنہ نہایت مشکل تھی اب مجھے جادو سے کچھ غرض نہیں رہی مگر حریف کو ضرور پست کرونگا اشرا جادو نے پوچھا اے سردار جادو ان اس آگ کے بجھانے میں کتنا عرصہ چاہیے اشرا جادو نے کہا میں اور محتال تین روز محنت کروں تو یہ آتش سحر خاموش ہو مگر محتال یہاں نہیں ہے میں ناچار ہوں اور حریف سے ہمت ملے تو ایک ہفتہ میں محنت تنہا کر کے آتش سحر کو بجھا سکتا ہوں اشرا جادو نے کہا اب تم اور شہاب نوجوان جیسے کارخانہ تھا براہ رہے اگر تم اہل اسلام سے ہمت ایک ہفتہ کی طلب کرو

کہ اس عرصہ میں ہم اور تم دونوں آرام کر لین تو کیا عجب ہو کہ مہلت حریف سے مل جائے اس واسطے کہ انکو بھی صدمہ پر صدمہ سپونچا ہو اشرا جادو کو یہ مشورہ اترار کا پسند آیا اور کہا کہ ایسا اترار یہ کام تجھی سے ہو گا اور کسی جادو گر میں یہ لیاقت نہیں معلوم ہوتی اترار حسب اقرار صبح کو لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا یہاں رات کو شہاب نوجوان سے نقابدار عالی وقار نے عالم خواب میں فرمایا کہ ایسا شہاب نوجوان ایک زرہ الحفاظہ ہے کہ اُسکے گلو پر اسم اعظم کندہ ہیں اُسکی برکت سے کوئی حربہ صاحب زرہ پر کارگر نہ ہو گا اور وہ زرہ ملک میں شاہزادہ مشتری طلعت کے ہے اور جسکو کہ شاہزادہ مشتری طلعت پہنے کی اجازت دیا وہی پہنے گا اور اُسی پر یہ اثر مرتب ہو گا ورنہ بیکار ہو گا کہ بے اجازت ایک لمحہ جسم پر نہیں رہ سکتی اور آجکل محتال جادو وزیر اشرا جادو زرہ بکرو فریب شاہزادہ مشتری طلعت سے لایا ہے اور تمہارے سرداران لشکر کو ہلاک کرتا ہے اور محتال زشت اعمال شاہزادہ مشتری کو قضا الجبال میں لپیکیا ہے اور وہاں رات دن اس فکر میں ہے کہ کیسے طرح کیدانہ ملعونہ کا شاہزادہ مشتری طلعت سے وصل کرادے اور کیدانہ نے اپنی صورت نفس کو بزور علم جادو بعینہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی شکل بنائی ہے شہاب نوجوان نے پوچھا ایسی حضرت قصر الجبال کی طرف ہے نقابدار نے کہا تمہارے لشکر سے دابہ کو میں فرسخ کے فاصلہ پر ہے اور کل اترار جادو تمہارے پاس ایک ہفتہ کی مہلت مانگے آئیگا تم مہلت دیدینا اشرا جادو ان ایام مہلت میں آتش سحر بجھا دیگا شہاب نوجوان نے پوچھا سپر و مرشد یہ آتش سحر کیونکر بجھیگی نقابدار نے کہا اشرا جادو اور محتال نے ایک اسم سحر میں روز پڑھ کے ایک چراغ پر دم کیا ہے اور وہ چراغ زمین میں دفن کیا اور ایک جانور سمندر کے سرخاب کے برابر ہوتا ہے اُسکی نگہبانی پر مقرر کیا ہے میں یہ آتش سحر وہی ہے اب پھر اشرا جادو دوسرا اسم پڑھیگا اور اُس چراغ پر دم کرے گا وہ چراغ بجھ جائیگا اور سمندر مر جائیگا اُسوقت یہ آتش سحر موقوف ہو گا لیکن تمہیں بھی اس قدر مہلت درکار ہے کہ نرگس شہلا اور شاہزادہ مشتری طلعت کو اشرا جادو اور کیدانہ ملعونہ کی قید سے نجات دلاؤ شہاب نوجوان نے کہا جس طرح حضور فرمائیں اُسی طریق سامان اُنکی رہائی کا کیا جائے نقابدار نے فرمایا کل قبل طلوع آفتاب طرف مشرق کے روانہ ہونا جب حوض کے کنارہ پہنچو وہاں یہ اسم اکیسواں جو چالیسواں حصہ اسم اعظم کا ہے موافق عدد برج حوت کہ چھ لکھو انیس ہوتے ہیں پڑھنا بعد اُس اسم کے ایک از دہائے شعلہ فشان حوض سے سر باہر نکالے گا تم بے خوف و خطر بلا تامل اُسکے منہ میں چلے جانا بعد تھوڑی دیر کے دروازہ قلعہ کا معلوم ہو گا تم یا مفتوح الابواب ہزار مرتبہ پڑھ دروازہ قلعہ پر دم کرنا ایک مور اُڑتا ہوا آسمان سے آئیگا اور کنگرہ قلعہ پر بیٹھ کر غل و شور مچائیگا تم اُس مور کو تیر سے مارنا اور خون اُسکا در قلعہ پر چھڑکنا پس وہ دروازہ کھل جائیگا اندر قلعہ کے جانا وہاں جوق جوق عورات بازاری و پیشہ وراپنے اپنے کام میں سرگرم پھرتی ہونگی اُسکی وجہ یہ ہے کہ جب نرگس شہلا نے ایک سال کی اشرا جادو سے مہلت لی ہے تو محتال نے نرگس شہلا کو اس قلعہ ظلم میں قید کیا ہے اور ان عورتوں کو خدمت نرگس شہلا میں مقرر کیا ہے اور خود بھی آٹھویں دسویں آتا ہے جب تم بازاہ میں پہنچو گے وہ

عورات بازاری تھیں دیکھ کر بے تحاشا شور و غل مچا لینگے اور ایک آواز آئی جو مشابہ آواز کے اور گدھے اور شیر اور چیتے اور چیل اور کوسے اور اُگو وغیرہ کے ہوگی اور اُس آواز سے سب جانور ان پرند و پرند و ہاں جمع ہو جائیں گے درند و نرین سے شیر اور پرند و نرین سے عقاب کو تم ہلاک کرنا پس تمام جانور غائب ہو جائیں گے بعد اُسکے ایک بڑھیا خسرانہ شہزادہ کی ماں ملعونہ لباس پر تکلف پہنے اور زیور مرصع و جواہر سے آراستہ تمھارے پاس آئیگی اور تم سے مطلب پوچھگی تم جواب دینا کہ میں مجر د ہوں اور ایک عورت واسطے رفع حاجت کے چاہتا ہوں خسرانہ کہیگی کہ ان عورتوں میں کوئی تمھارے پسند نہیں تم کہنا جسکے پاس زیور زیادہ ہو وہ مجھے بہت مرغوب ہو وہ کیسی ای جوان زیور زیادہ عورت سن رسیدہ کے پاس ہوتا تو تم کہنا اس سے کچھ غرض نہیں ہو ہمارے نزدیک جوان بڑھیا دونوں برابر ہیں جسکے پاس زیور زیادہ دیکھتا ہوں پس بے اختیار ہو جاتا ہوں خسرانہ بہت خوش ہوگی اور تھیں مکان خلوت میں ہو چائیگی جب تم سے قصد وصال کرے تم کہنا کہ ای خسرانہ میں تو ہر حید وصال چاہتا ہوں لیکن مجھے تجھے رعبت نہیں ہوتی اگر تو مجھے سرخ گھاس لادے تو شاید مجھے جرات ہو وہ کیسی سرخ گھاس کیا شہزادہ کہنا کہ وہ گھاس خریطہ میں اشہر جادو کے موجود ہے خسرانہ اُس وقت گھاس سرخ لادیگی تم وہ گھاس لیکر پہلے خسرانہ کو سونکھانا جب وہ بیہوش ہو جائے تو تم اُس گھاس کو اُسکے منہ میں رکھ کے جلا دینا پس اُس آگ کی گرمی سے ایک کپڑا بالشت بھر کانٹے کا تم فوراً اُس کپڑے کو جوتے سے مار ڈالنا پس فوراً خسرانہ بھی اس کپڑے کے ساتھ فی التار ہو جادگی اور طلسم کا نام و نشان بھی باقی نہ رہیگا فقط ایک محل رہ جائیگا جس میں کہ نرگس شہلا اور چند خواصین قیدی ہیں تم نرگس شہلا سے جا کر کیفیت ضرغام شاہ کی بیان کرنا اور اُسکو اپنے لشکر میں لے آنا بعد اسکے پھر ہم جیسا مناسب ہو گا مشورہ دینگے والسلام الغرض جب شہاب نوجوان کی خواب سے آگاہ ہو گئی اُس نے اشہر جادو کو مصلحت ایک ہفتہ کی دی اور خود موافق ہدایت نقابدار کے طلسم اشہر جادو کو توڑ کر نرگس شہلا کو ہمراہ لیے ہوئے اُس پہاڑ پر پہنچا جہاں سے ملک شہر نگار معلوم ہوتا تھا دیکھا ایک طرف شہر نگار ہی اور دوسری طرف لشکر ضرغام اور تیسری طرف آتش سحر ہو لیکن وہ تیزی آگ میں معلوم نہیں ہوتی سمجھا کہ اشہر جادو بھائی کی فکر کر رہا ہے آخر دن بھر سپر پہاڑ کی اور رات کو صبح نرگس شہلا اور خواصون کے لشکر میں داخل ہوا شہاب نوجوان نے نرگس شہلا کو اپنے خیمہ میں آرام تمام جگہ دی اور آپ ضرغام شاہ کے پاس گیا ضرغام شاہ نے کہا امیر سرد فتر بہادران و سرکوب عباد و گران آپ تین روز سے کہاں تشریف فرما تھے کہ ہم مفارقت میں کمال بے چین تھے شہاب نوجوان نے کہا امیر بزرگ والا قدر میں شکار پر تھا ضرغام شاہ نے کہا کچھ شکار ہاتھ آیا شہاب نوجوان نے کہا ہاں ایک شکار بہت بھاری لایا ہوں تم وہ خیمہ مجھے دو جس میں تھے پہلے روز مجھے کھانا کھلایا تھا اور آپ شام کو تشریف لائے گا آج آپ کی دعوت ہے ضرغام شاہ نے وہ خیمہ شہاب نوجوان کے پاس بھیج دیا اور شام کو خود بھی موجود ہوا اور اوی کہتا ہے کہ یہ خیمہ وہ ہی جس میں کہ ضرغام شاہ نے شیر برنج اور کباب مرغ تناول فرمائے تھے اور وہیں سے اشہر جادو نرگس شہلا کو

لیگیا تھا یہی وجہ تھی کہ ضرغام شاہ وہ خیمہ اپنے ہمراہ رکھتا تھا القصہ شہاب نوجوان نے نرگس شہلا کو پوشیدہ کر دیا اور ضرغام شاہ کو بٹھایا جب کھانے کا وقت آیا تو ضعیفہ کو جو ہمیشہ ضرغام شاہ کی واسطے شیر برنج اور کباب مرغ لاتی تھی فہمائش کی کہ آج تو جسوقت ضرغام شاہ کے لیے شیر برنج لائے اور وہ اسے دیکھ کے نالہ و زاری کرے تو تو نرگس شہلا کو اس خیمہ میں بلا لینا یہ کہلے آپ خیمہ سے باہر چلے آئے ضرغام شاہ نے حسب عادت اپنے وہ شیر برنج اور کباب دیکھ کے فریاد و انگیختہ کرنی شروع کی نرگس شہلا نے جو یہ حال ضرغام شاہ کا خیمہ سے دیکھا بے اختیار ایک آہ کی کہ ضرغام شاہ نے وہ آواز آہ کی سن لی اتنے میں اس ضعیفہ نے پردہ خیمہ کا بلند کر دیا اور عاشق و معشوق سے باہم ملاقات ہوئی نرگس شہلا اور ضرغام شاہ دونوں دلوں شوق و ذوق میں ہم بغل ہوئے اور بیہوش ہو گئے ہر چند ضعیفہ نے علاج کیا ہوش نہ آیا اب جو بغور دیکھا تو دونوں کو شادی مرگ ہو گئی اس واقعہ جان کر اسے شہاب نوجوان کو خبر کی شہاب نوجوان کے ہوش جاتے رہے اور متحیر ہو گیا آخر شب کو عالم واقعہ میں شہاب نوجوان نے نقابدار سے یہ کیفیت بیان کی نقابدار نے کہا ایسی کوئی حرکت کرتا ہے کہ جو عاشق و معشوق کہ مدہوش سرگشتہ بادیہ فراق ہوں دفعۃً اُنسے ملاقات کر دینا گویا مار ڈالنا ہے اور شادی مرگ اسی کا نام ہے تھیں پہلے حال سے خبر کرنی تھی بعد اسکے باہم ملاقات کرنا تھا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا مگر اب دیکھو اگر لعاب دماغ سے اُنکے جاری ہے تو البتہ صورت زندگی کی ہو ابھی ہلاک نہیں مجھے جذبہ اشتیاق طرفین از حد تھا اور عین عالم یاس میں کہ جسکا ہونا ممکن تھا یکا یک ملاقات ہو گئی ایک عالم مستجاب اُنکو ہوا اور گرمی عشق نے دماغ کی طرف صعود کیا جسکی وجہ سے مسامات بند ہو گئے اب جلد اُنکے دماغ پر پچھنے لگائے جان اور لعاب دہن ایک کا دوسرے کے دماغ میں ٹپکایا جاوے بعد اسکے ایک ہی پلنگ پر دونوں کو سلا یا جائے تو یقین ہے کہ تندرست ہو جاوے اور جو لعاب اُنکے دماغ کا خشک ہو گیا تو بقائے زندگی کو پہنچے شہاب نوجوان عالم خواب سے بیدار ہوا فوراً دوڑا اور اُن دونوں کو دیکھا تو لعاب دماغ سے جاری تھا شکر خدا کیا اور حسب ہدایت علاج کیا گیا غرض فوراً دونوں عاشق و معشوق ایک ساعت میں ہوش میں آئے ضرغام شاہ شکر پروردگار عالم بجالایا اور شہاب نوجوان سے کہا اے دلاور دوران آپ حکیم حاذق عشق عاشقان اور معالج قالب بیجان ہیں میں بندہ بے زر آپکا ہو گیا اور نرگس شہلا کنیز خاص آپکی ہو گئی کسواسطے کہ آپ نے وہ احسان ہم دونوں پر کیا ہے کہ آپکے احسان کا اگر ہر وہ بجائے زبان کے ہوں تو بھی تازیست شکر یہ نہ ادا ہو اب آپ مجلس امین تشریف فرما ہوں شہاب نوجوان نرگس شہلا کے پاس آیا اور کہا آپ سب صاحب میرے حق میں دعائے خیر فرمائیے نرگس شہلا اور ضرغام شاہ نے شہاب نوجوان کے لیے دعائے خیر کی شہاب نوجوان وہاں سے اپنے خیمہ میں آیا اور بعد ختم اسم معظم سورہ نقابدار عین عالم واقعہ میں تشریف لائے اور فرمایا اے شہاب نوجوان اب تم فکر رہائی شاہزادہ مشتری طلعت میں کل صبح کو قطب شمالی کی طرف ضرور جاؤ تین فرسخ کے بعد پہاڑ ملیگا وہاں ایک مکان قصر الجہاں ہے اس میں محتال جادو اور کیدانہ ملعونہ سنا ہزارہ

مشتہری طلعت کو شراب پلا یا چاہتے ہوئے اس واسطے کہ کیدانہ ملعونہ کا مدعا سے دل پورا ہو یعنی مستی شراب میں بوسے دہن کیدانہ ملعونہ دماغ میں نہ آئے اور عجیب و غریب راز و نیاز کی باتیں معشوقانہ کیدانہ ملعونہ دور سے شاہزادہ مشتہری طلعت سے کر رہی ہوگی اور خود بزورِ سرِ ملکہ سعیدہ کی ہشکل بنی ہوئی ہوگی جسوقت کہ تم وہاں پہنچو گے برکت سے اس ننگینہ عقیق کے جادو و محنت کا باطل ہو جائیگا اور پوچھنے نقاب دار صاحب اسرار نے شاہزادہ مشتہری طلعت کے باب میں ہدایت کی ہوگی کہ بیان ہوگی



القصہ صبح کو شہاب نوجوان بھر د بیدار ہونے کے بظرف کوہ شمال روانہ ہوا اور جب قصر الجہاں میں پہنچا ایک مکان عالیشان سنگ لیشب کا نہایت دلکش و فرحت افزا دیکھا شہاب نوجوان سیر کرتا وہاں پہنچا جہاں کہ محنت جادو اور کیدانہ بیٹھے تھے اور شراب کا چرچہ شروع تھا اور شاہزادہ مشتہری طلعت بھی کیدانہ کو اپنی معشوقہ راحت جان سمجھ کے جذبہ شوق میں خواہاں وصال تھا دفعۃً محنت بد مال کی نگاہ شہاب نوجوان با اقبال پر پڑ گئی ہوش اُس و نوش کے جلتے رہے اور نشہ ہرن ہو گیا جب شہاب نوجوان اور قریب آئے محنت نے لکارا کہ امی دشمن جان جادو ان تم کس طرح یہاں آئے اور کس تجربے نے یہ خبر دی شہاب نوجوان نے جواب دیا او ملعون بعلم اللہ الجلیل ہلکے ہوئے محنت نے تیغ آبدار لیکے حملہ کیا اور ایک ساعت جنگ خوب رہی آخر کار شہاب نوجوان نے اُس کو قتل کیا مصرعہ نکو شد کہ خس کم جہاں پاک شد بعد قتل محنت شہاب نوجوان داخل حجرہ ہوئے دیکھا شاہزادہ درمی مشتہری طلعت اور کیدانہ کی صحبت گرم ہی کیدانہ پر جوہن سایہ نقش معظّم پڑا برکت سے اُس ننگینہ کے سحر کیدانہ باطل ہو گیا اور اپنی صورت اصلی پر آگئی اور بوسے بد اُس ملعونہ کے دہن ناپاک سے ایسی بھلی کہ تمام حجرہ متعفن ہو گیا شاہزادہ درمی مشتہری طلعت نے دیکھا کہ ایک عورت خجیثہ و بد صورت پہلو میں بیٹھی ہے اور بنظر غور مجھے دیکھ رہی ہے شاہزادہ درمی مشتہری طلعت متحیر ہو کر کیدانہ کے پاس سے ہٹ گیا اور اُس بوسے بد سے ناک بند کر لی بعد اُس کے پوچھا او ملعونہ تو کون بلا ہے کہ

مثل گرگ رنگ بدلتی ہو کیدانہ نے جواب نہ دیا اور سحر کرنا شروع کیا کہ شہاب نوجوان ساسے آیا اور شاہزادہ درمی مشتری طلعت کو سلام کیا شاہزادہ مشتری طلعت نے جواب سلام دیا اور کہا ای جوان خوش آمدی میت

بیابیا کہ خوش آمد مرا از آمدنت | ہزار جان گرامی فدا سے بر قدمت

شہاب نوجوان نے کیدانہ کو حجرے سے باہر لاکے ستون سے ہاندھ دیا شاہزادہ درمی مشتری طلعت حجرہ سے باہر آیا دیکھا کہ مشفق و مہربان اپنا یعنی محبتال مقتول پڑا ہی شہاب نوجوان سے کہا ای برادر بر اسے خدا یہ فرما کیے کہ آپ یہاں کیونکر تشریف لائے اور نام آپ کا کیا ہی شہاب نوجواب نے فرمایا ای شاہزادہ میں اس کا فرعون سے فرصت کروں تو کیفیت اپنی بیان کروں آخر کیدانہ کو بھی قتل کیا اور اپنی سرگذشت شاہزادہ درمی مشتری طلعت سے بیان کی شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے شہاب نوجوان کو گلے سے لگالیا اور فرمایا ای برادر تنے بڑا احسان کیا میں تمہارے بار احسان سے تمام عمر سرنہ اٹھا سکو نگا شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے کہا اب کیا ارادہ ہو شہاب نوجوان نے کہا حسب ارشاد و ہدایت نقادار صاحب اسرار کے جیل الخیل کو جاؤ نگا کہ عالم رویا میں حکم ہوا ہے کہ قصر الجبال جیل الخیل نشتر فرسخ داہنی طرف ہو وہاں چند دیو خدا پرست گھوڑے کی صورت بروز شنبہ آسمین وہ حضرت سلیمان علیہ السلام عصر کے وقت اُن گھوڑوں کو دیکھ کر ایسے تاشے میں محو ہوئے کہ نماز عصر قضا ہو گئی حضرت سلیمان نے فرمایا اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْلِ عَنْ ذِكْرِ مَسَاجِدِیْ تَوَاكَلَتْ بِالْحِجَابِ اُسوقت اُن گھوڑوں کو ارادہ میں قربانی کیا فوراً آفتاب نے رجعت کی یعنی پھر طلوع ہوا حضرت نے نماز عصر ادا کی اور اس طرح ایک مرتبہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی جہاد میں نماز عصر قضا ہو گئی تھی تو دعائے یوشع بن نون سے آفتاب نے رجعت کی اور دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں کہ جب وہ حضرت درہ کوہ سے منزل حبیبامین تشریف لائے اور اُس مقام میں کہ جہان وحی نازل ہوئی اور یہ آیت کہ وَ مَا یَقُطُّ عَنْ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی حضرت سر مبارک اپنا زانو سے حضرت شاہ ولایت حمید رگرار غیر فرار پر رکھ کے وحی میں مخاطب ہوئے اور جب کلام راز و نیاز بے نیاز سے فارغ ہوئے آفتاب غروب ہو چکا تھا پس حضرت نے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا یا علی تنے نماز عصر ادا نہیں کی فرمایا خدا اور رسول خدا پر ظاہر ہو کہ مجھے فرصت نہیں ملی چونکہ حضرت کی نماز بھی قضا نہیں ہوئی تھی لہذا آفتاب بدعا سے حضرت رسالت مآب طلوع ہوا اور امیر المومنین نے نماز عصر ادا کی اور جو بقیے بعد وفات خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جب شاہ ولایت وصی حضرت رسالت مآب علیہا السلام جنگ نہروان سے فارغ ہوئے طرف کو قہ متوجہ ہوئے اور زمین بابل میں پہونچے جو جاسے عذاب الہی تھی حضرت نے وہاں حکم مقام فرمایا تو جو یہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ میں بھی حاضر تھا اور میرا قصد بھی تھا کہ میں اپنے امام کے ہمراہ نماز ادا کرونگا جب بیل چرسوری نام سے گزرے تو آفتاب غروب ہو گیا تھا میں نے دلمین کہا کہ وصی پیغمبر کی نماز کا قضا ہونا تعجب کا مقام ہے

حضرت میرے اس خطرہ پر مطلع ہوئے اور مجھ سے فرمایا اے جو میرے شاہد طبیعت میں تیری کچھ اندیشہ پیدا ہوا میں نے جو
 دلمین خیال کیا تھا حضرت سے عرض کیا حضرت ولایت مآب نے اس وقت کچھ کلمات ایسے فرمائے کہ میرے فہم میں
 نہ آئے بجز در شاد کے ایک آواز تکبیر آسمان سے آئی اور آفتاب طالع ہوا حضرت نے نماز ادا کی میں بھی مقتدی ہوا
 اور نماز پڑھی اور کہا اللہم ان رزقنا عجبہ اہل بکیت حبیبک وثبت اقدارنا علیہ الغرض شاہزادہ مشتری طلعت نے
 کیفیت اُن گھوڑوں کی شکر شہاب نوجوان سے کہا اے برادر والا قدر اب جو فرمائیے عمل میں آوے شہاب نوجوان نے
 کہا اے جیل انجیل پر لجا کے جو ہم کہ مجھ کو تعلیم دیا ہے میں تم کو تعلیم کروں گا تم اس کو تعداد معینہ سے پڑھنا ایک گھوڑا شکی ادھم وہاں آئیگا تم بعد ختم
 تین مرتبہ باواز بلند کہنا کہ اے ادھم جی حضرت سیلوان علیہ السلام چند روز تو میرے پاس حاضر رہے اور جب تک کہ میں تجھے رخصت نہ کروں تو وہی شکل تبدیل
 نہ کرنا ادھم تمہارا حکم بجالائیگا پھر وہاں سے ہم ہم اشرا جادو کو جاؤ گے قصہ کوتاہ شاہزادہ درمی مشتری طلعت
 شہاب نوجوان کے ساتھ روانہ ہوئے اور عصر کے وقت جیل انجیل پر پہنچے وہ پہاڑ از حد بلند تھا کہ نظر کام نہ کرتی تھی
 اور اشجار میوہ دار و آبشار شیرین و خوشگوار و سبزہ دار کو وہاں کے دیکھا اور بیچ میں ایک چٹان سنگ مرمر کی ہوا رہی
 شہاب نوجوان اور شاہزادہ درمی مشتری طلعت رات کو وہیں رہے صبح کو وہ اسم شروع کیا تیسرے پہر کو ایک
 آندھی ایسی اٹھی کہ تمام گرد باد ہو گیا اور ہزار ہا گھوڑے پر یزاد سانسے نمودار ہوئے شہاب نوجوان ایک جگہ
 پوشیدہ ہو گیا شاہزادہ درمی مشتری طلعت بعد ختم اسم پاک کے اُن گھوڑوں کے چراگاہ میں آیا اور تماشا گھوڑوں کا
 دیکھ رہا تھا کہ دیکھا ادھم شکی بھی سر پر کلنی مرصع و جواہر نگار مثل تاج ساتھ سب گھوڑوں کے چرتا پھرتا ہر غنہ سب گھوڑے پانی پکیر
 اڑ گئے جب نوبت ادھم شکی کی آئی شاہزادہ مشتری طلعت نے حسب تعلیم شہاب نوجوان اُس سنگ مرمر پر کھڑے ہو کر
 وہی کلمہ باواز بلند کہا ادھم نے پہلے بہ نظر غیظ شاہزادہ مشتری کو دیکھا بعد اُس کے قریب آیا شہاب نوجوان بولا
 جلد اسپر سوار ہو اور اسکو تین بار پڑھو سبحان الذی سخر لنا هذا غنہ شاہزادہ مشتری طلعت نے تین مرتبہ پڑھ کر گھوڑے
 دم کیا فوراً تمام پروبال ادھم کے معدوم ہو گئے اور وہ شل اور گھوڑوں کے ہو گیا شہاب نوجوان نے کہا اے شہر یار خاطر جمع
 رکھو جب ضرورت ہوگی خود بخود پروبال ادھم کے پیدا ہو جائیگے شاہزادہ مشتری طلعت ادھم پر سوار ہو کر لشکر کو روانہ ہوا

اب کمیت خاصہ طرف پردہ دوم طلسم کے جو لان ہوتا ہے اور باقی حال فرخندہ فال شاہزادہ

معزالدین والاکمین کا بیان کیا جاتا ہے

یہاں تک حال بیان ہو چکا ہے کہ خورشید فلک شوکت و وقار و نونہال گلستان ہمیشہ بہار و اجب التظیم و تکریم عینی شاہزادہ
 معزالدین نے پردہ دوم منزل چہارم قصر قرآن السعدین میں حکیم ابوالمحسن سے ملاقات کی اور ملک الشیاطین
 یعنی شیدروس آتش دہن کو ملک الحق سلطان ارفیوس نے قتل کیا اور شاہزادہ معزالدین نے حکیم صاحب سے

فرمایا کہ اے آفتاب فلک اسرار تا کجا فراق یار و ہجر دل را زین لاجار و دیوانہ وار رہون اب آپ جلد ترجمہ کو قصر قرآن السعدین میں پہنچائیے
حکیم صاحب نے فرمایا صبر کرو کہ وہ قصر اب ایک میل سے زیادہ دور نہیں ہے بعد اسکے حکیم صاحب اور شاہزادہ دلدادہ پیادہ قصر
قرآن السعدین کو روانہ ہوئے شاہزادے نے فرمایا حکیم صاحب آپ حاکم طلسم جلیل القدر و صاحب اختیار ہیں باوجود ان اختیارات
کے اتنی پیادہ روی کیون اختیار کی حکیم صاحب نے فرمایا یہ حضور کی بدولت ہے اگر آپ کا غزنہ کم کر دیتے تو ہم تکلیف پیادہ پائی کیون
اٹھاتے اب اس خط کے عوض ہر ایک تکلیف تسلیم کرنی پڑی تاکہ حصول مقصد میں فرق نہواور میں بوجہ آپ کی حرمت و پاس خاطر کے
سوار نہیں ہو سکتا القصد بعد دو پہر حکیم صاحب نے بھی رجعت کو کام فرمایا یعنی مغرب سے مشرق کو پھر سے شاہزادے نے حال
رجعت کا ہستفسا کیا حکیم صاحب نے فرمایا امی فرزند طلسم کے قواعد الشرف خلاف واقع ہوئے ہیں کس واسطے کہ یہ طلسم صبح حوت ہے اور جب آفتاب
صبح جو زامین جاتا ہے تو صبح حوت بالائے آسمان طلوع کرتا ہے اور توجہ اس کی مشرق سے مغرب کی طرف ہوتی ہے اور جب زوال کے وقت
حوت مغرب ہو جاتا ہے پھر موافق حرکت فلکی کے زیر زمین مغرب سے مشرق کی سمت حرکت کرتا ہے اس وقت ضرور ہے کہ متوجہ طلسم بھی موافق
رفتار حرکت اس کی کے راہ قطع کرے اگرچہ یہ طلسم اپنی عادت پر مراجعت کرتا ہے لیکن یہ امر دراصل نہیں ہے جو وہ سمجھا بلکہ بانیان طلسم نے راہ
طلسم حوت ہی طرح مقرر کی ہے شاہزادے نے فرمایا میں نے کسی طلسم کی اس طرح راہ قطع نہیں کی حکیم صاحب نے فرمایا کہ یہ لازم نہیں ہے کہ
طریقہ سب طلسم کا ایک ہی ہو یہ طریقہ فقط صبح حوت کے لیے مقرر ہے بعد اس سوال و جواب کے قریب شام حکیم صاحب و شاہزادہ
معز الدین ایک درہ کوہ میں داخل ہوئے اور جب اُس درہ سے نکلے تو ایک دریا سے قہار ناپیدا کنا نظر آیا اور بیچ میں اُس دریا کے
ایک قصر بزرگ بادامی نظر آیا اور دیوار شرقی قصر میں ایک آئینہ ایسا نصب تھا کہ اُس کے عکس سے تمام دریا روشن تھا حکیم صاحب نے وہ
رات دریا کے کنارے پر بسر کی ملاحظہ پر میری طعام انواع و اقسام کے لائی دونوں صاحبوں نے نوش فرمایا صبح کو حکیم صاحب شاہزادے
کو کنارے دریا کے لائے وہاں دیکھا کہ دو مرد پشت بہ پشت بیٹھے چوب ترکا پڑہ بنا رہے ہیں مگر باہین اُن دونوں کے اتنا فاصلہ ہے
کہ ایک کی صورت دوسرے کو اچھی طرح محسوس نہیں ہوتی شاہزادے نے حکیم صاحب سے پوچھا یہ دونوں مرد کون ہیں اور
کنارہ دریا پر کیا کام بناتے ہیں حکیم صاحب نے کہا تم خود جا کر پوچھو شاہزادہ ایک مرد کے پاس گیا اور پوچھا اے جوان تیرا نام کیا ہے اور
یہ پٹر کیون بناتا ہے اُس نے کہا آپ کو ہمارا حال دریافت کرنے سے کیا فائدہ شاہزادہ نے فرمایا شاید ہم تمہارے کام آویں اُس نے کہا میں
بندہ خدا شہر آگلیتہ جھمار سے ہوں اور مجھے ایک امر دشوار درپیش ہے کہ کسی صورت سے وہ معاملہ حل نہیں ہو سکتا لہذا میں یہاں آ گیا ہوں
سے اپنے مطلب کا سوال کرنے آیا ہوں اگر جواب باصواب حاصل ہوا تو خیر ورنہ جان اپنی ہلاک کرونگا لیکن جب میں اس پٹر سے پرسوا رہو کر
اُس پار جانے کا قصد کرتا ہوں ایک ہوا سے تند و برخلاف ایسی چلتی ہے کہ میں پھر اسی پار آ جاتا ہوں اور وہ پٹر بھی پانی کے زور و ثوب
سے ٹوٹ جاتا ہے میں پھر صحرا سے چوب ترکا پڑہ تیار کرتا ہوں شاہزادہ نے کہا ناحق تو اس قدر محنت کرتا ہے یہ پٹر پھر اسی طرح ٹوٹ جائیگا
اُس نے کہا ٹوٹ جائے میں تاقیامت یونہی بنایا کرونگا اس سے دست بردار نہونگا شاہزادے نے پوچھا اُس دوسرے مرد سے بھی تو
واقف ہے اُس نے جواب دیا کہ میں اپنے ہی حال سے واقف نہیں دوسرے کو کیا جانوں تم خود اُس سے پوچھو شاہزادہ دوسرے کے پاس

گیا دیکھا کہ وہ بھی پڑا ہوا ہاں شاہزادے نے اسکا حال پوچھا سنے بھی یہی کہا کہ میں شہر آبگینہ حصار کا رہنے والا ہوں ایک مطلب کیواسطے یہاں آیا ہوں شاہزادے نے پوچھا وہ دوسرا مرد کون ہے؟ سنے جواب دیا بامیت

چواڑ میں شور لیکی در سرم ہست | کجا برو اسے کار دیگر ہست

شاہزادے نے جواب دیا رباعی

کہ مگر عاشقی ایسی شیفہ مرد | کہ بدینگو نہ شدے لاغر و زرد | گفت اگر بے سرم شور کسی است | اس چو سن عاشق رنجور سیست

پھر شاہزادے نے استفسار کیا تو نے اسقدر یہ پڑے بنائے اُسے کہا یہ تیسرا ہی شاہزادے نے کہا کہ جب تیرا پٹر تلام موج کا تحمل نہیں ہو تو کیوں اسقدر محنت کرتا ہے؟ اُسے کہا سوا اسکے اور کوئی تدبیر مجھے معلوم نہیں اس امید پر محنت کر رہا ہوں کہ شاید ابکی بار اُس پار پہنچ جاؤں شاہزادے نے کہا شاید تیری معشوقہ اس قصر میں ہے جو تو اسقدر مشقت کر رہا ہے اُسے کہا میں اپنا حال افضل نہیں کہہ سکتا کہ شاید آپ افشا کر دیں اور میں کسی بلا سے ناگمانی میں پھنس جاؤں شاہزادے نے وہ تمام کیفیت حکیم صاحب سے بیان کی حکیم صاحب نے فرمایا آپ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کون ہیں اگر یہ آپ صورت آشنا ہوئے لیکن عبیدون عابد سے آشنا ہوگا کہ دو شخص زایچ کرانے میرے پاس آئے تھے اور وہ آپس میں قرابت کرنا چاہتے تھے اب پھر دوبارہ مجھ سے کہنے کہ شہر آبگینہ حصار میں

ایک بادشاہ عالی سلطان اور دوسرا درویش صاحب خاں فقہ اس رتبہ کا ہے کہ تمام خلایق شہر اُسے اپنا ہادی اور رہنما جانتی ہے لیکن اُس شہر میں نسبت غیر سے کرنا کمال معیوب جانتے ہیں آپس میں شادی کرتے ہیں تا اینکہ اگر بادشاہ فقیر سے نسبت چاہیگا تو فقیر بادشاہ کو ذلیل جانکر ہرگز راضی نہوگا اتفاق روڈگار عالی سلطان بن عالی سلطان دختر فقیر صاحب خاں فقہا چرسکا کرشمہ خاتون نام ہے عاشق ہوا اور قدرت قادر حقیقی سے اُس درویش کا بھی فرزند نوجوان جمیل عرفان بادشاہ کی دختر بلند اختر دینی معالی کی ہمشیرہ پر عاشق و فریفتہ ہو گیا لیکن یہ دونوں بخوف اپنے اپنے بزرگوں اور رسم شہر کے اس امر کو کسی سے ظاہر نہ کر سکے آخر ناچار ہو کر عبیدون عابد کے پاس اس غرض سے گئے کہ وہ علم رمل سے دریافت کر دے کہ انجام کار اس امر

دستوار کا کیا ہوگا آیا ممکن ہے یا نہ عبیدون نے اُنکو دوسرے روز بلایا یہ حسب وعدہ دوسرے روز عبیدون عابد کے پاس گئے وہاں عبیدون عابد کو نہ پایا آخر کار عالم یاس و ہراس میں اُداس بیٹھے تھے یکایک شاہ و گدا دونوں کے خیال میں آیا کہ مطلب اپنا امر آقا الغیب سے بیان کرنا چاہیے دیکھیں وہاں کیا جواب ملتا ہے شاہزادہ نے فرمایا یہ حال محل سمجھ میں نہیں آتا آپ فضل بھرنج بیان فرمائیے کہ یہ دونوں عاشق کس طرح ہوئے حکیم صاحب نے فرمایا کہ ایک روز کرشمہ خاتون فقیر خاں فقہ کی دختر نیک اختر محل عالی سلطان میں ہمارا گئی اور وہاں معالی سلطان نے اُسے دیکھ لیا پس دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور کرشمہ کو بھی معالی سے محبت دلی ہو گئی معالی پہلے عبیدون عابد کے پاس گیا جب عبیدون عابد باخبر ہوا کہ یہ ملا دوسرے روز وحشت مزاج و شور و عشق میں مبتلا ہو کر دیوانہ وار شکار کے بہانہ سے صحرا کی طرف نکلیا یکایک ایک ہرن نظر آیا معالی نے کندہ ہاتھ میں لیکر دل میں کہا میں اس نیت سے کنڈاس ہرن پر مارتا ہوں کہ جو یہ ہرن زندہ گرفتار ہو گیا

تو یقین ہے کہ میری معشوقہ بھی کند عشق میں میرے آجائگی اس ہرن نے تین روز و شب اس قدر حیران و سرگردان کیا کہ گھوڑا بھی پست ہو گیا اور ہرن ہاتھ نہ آیا چوتھے روز معالی خستہ و ماندہ ایک درخت کے سایہ میں سو گیا اس عالم واقعہ میں کرشمہ خاتون بکمال ناز و انداز معالی کے پاس آئی معالی نے کمال عجز سے کہا اے جان جہان اگرچہ تو مرشد عالم کی بیٹی ہے اور کرشمہ نام رکھتی ہو مگر افسوس ہزار افسوس کہ اپنے عاشق زار کے حال سے واقف نہیں کرشمہ خاتون نے جواب دیا کہ اے معالی میرے عاشق نشہ کرے یا رجائش نظر نہ کرو معالی نے کہا خیر اب مجھے کوئی تدبیر وصال بتاؤ ورنہ میرا خون تھاری مفارقت میں ہوگا کرشمہ خاتون نے کہا کہ قصر قرآن السعدین میں جا کر مرآۃ الغیب سے اپنے حصول مدعا کا سوال کر معالی سلطان جب خواب سے بیدار ہوا بظلمت تقسیم طلسم قرآن السعدین کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ نے فرمایا حکیم صاحب اپنے معالی سلطان کا حال اس طرح بیان فرمایا کہ گویا دیدہ تھا حکیم صاحب نے فرمایا میں احوال طلسم برج حوت کے اصل الاصول سے آگاہ ہوں بلکہ ہایت کل طلسمات سے جہاں جہاں آپ نے تماشہ دیکھا ہے شاہزادہ نے پوچھا اصل الاصول کیا ہے حکیم صاحب نے فرمایا عبیدون عابد نے تھے ضرورت ذکر مرآۃ الغیب کا بیان کیا ہوگا کہ مرآۃ الغیب ایک آئینہ طلسم ہے اس میں اصل الاصول کی صورت نظر آتی ہے الا اس شخص کو کہ جو آخرین اس آئینہ کا مالک ہو مگر شاہزادے نے فرمایا میں بھی مرآۃ الغیب سے ضرور اصل الاصول کا سوال کروں گا حکیم صاحب نے کہا اب آپ جمیل عرفان بن مرشد عالم کا بھی حال سنئے کہ جس روز معالی سلطان کرشمہ خاتون پر عاشق ہوا تھا اسی روز علیا سے بلند ابرو خواہر معالی سلطان ایک غرفہ میں محل کے بیٹھی سیر دریا کر رہی تھی اتفاقاً جمیل عرفان بھی اس طرف آنکلا اس کی علیا سے بلند ابرو سے آنکھیں چار ہو گئیں فوراً نظر کے زیرے دونوں کے دل کے پار ہو گئے اور برچھپان عشق کی باہم دوسار ہو گئیں ہیت

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ صبر رخت ہوا اک آہ کے ساتھ

جب جمیل کو کوئی چارہ کار نظر نہ آیا گھبرا یا اور یہ شعر زبان پر لایا شعر

شکل اسید تو کب ہو نظر آتی ہے صورت یاس بھی بن سکے بگڑ جاتی ہے

پس اسی روز بعد عصر عبیدون عابد کے پاس آیا عبیدون عابد نے جمیل کو بھی دوسرے روز بلا یا جمیل حسب استرار دوسرے روز جب آیا باغ میں بحر خارج امید کو نہ پایا یعنی عبیدون عابد نظر نہ آیا مضطرب الحال ہوا اور گھبرا یا اس غصہ میں جمیل کے باپ نے بھی یہ حال اپنے پسر نوجوان کا سنا اس نے بیٹے کو خلوت میں بلا یا بہت سمجھایا اور کہا

گرفتار میں وفا کا پاس نہیں جو نکل کا غدی میں باس نہیں کیجئے تخت دل بھی اپنا نثار ہاے تو بھی انھیں سپاس نہیں منہ پھیرا ہے ہر مساجم سے بیوفائی کا کچھ قیاس نہیں شکوہ ابنائے جنس کا ہے عیث پنج انگشت ایک راس نہیں

جمیل نے اپنے والد سے دست بستہ عرض کی کہ فدوی کو حضور کے ارشاد میں کچھ عذر نہیں ہے لیکن میں کیا کروں کہ دل پر میرا اختیار نہیں ہے بقول اس کے کہ ہیت

آئینہ نے دیکھا تھا اس کو اسے زاری میں ہے دل نے کیا دیکھا تھا میں دیکھے گرفتاری میں ہے

جب کوئی امر بند و سمیت کا کار گر نہوا تو کہا اسے فرزند دلبند عاقل و ہوشمند تو نے بڑے شکار کا ارادہ کیا اپنے منہ سے ہنر چند زیادہ چاہا
بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے ہر حال اب بہتر یہ ہے کہ تو تنہا دشت مغیلاں کی راہ لے اور قصر قرآن السعدین میں پناہ لے اگر تیرا مقصد
یا ورو مددگار ہو تو یار ہلکنار ہو ورنہ تجھے اپنی مرگ و نیست کا اختیار ہو لیکن بے نیل مرام تو نہ پھر نا اور مجھے صورت اپنی نہ دکھانا پس
جاخدا حافظ اور اللہ نگہبان ہو یہ شکے جمیل باپ سے رخصت ہوا اور کہا جیسا کہ ارشاد ہوا ہو عزائے چاہا تو یہی ہو گا اور قصر قرآن السعدین
کو روانہ ہوا راوی کہتا ہے کہ یہ دونوں جوان مایوس حیران و پریشان ایک دن اور پانچ ساعت کے تفاوت سے جلا سے وطن
ہوئے اور بعد روانہ ہونے کے بادشاہ ججاء نے مرشد عالم پاکہ اسن سے بلا کر حال فرزند پوچھا مرشد نے جواب میں کہا کہ اے
بادشاہ مجھ سے آپ کیا پوچھتے ہیں مصرعہ او خوشن گم ست گراہ ہری کند میراد لبند بھی مل سے غائب ہو گیا ہو شاہزادہ معزال دین
نے فرمایا حکیم صاحب آیا معالی و جمیل کا مطلب بھی حاصل ہو گا یا نہیں حکیم صاحب نے فرمایا ہاں بیست

درین فال بیشک ستوی بہرہ ور | ولیکن بد مشواری سخت تر

شاہزادے نے فرمایا پھر گریہ و نون آپس میں فیض الکریم تو بہتر ہو حکیم صاحب نے فرمایا مانع عقد وہی رسم شہر ہو کہ غیر کفوین نسبت
مطلق منع ہو اور کفوہیان قوم سے مراد ہو شہر آئینہ حصار کی خلائق کا بموجب اس آئینہ گریہ کے عمل ہو کل حزب بالادیم فرخون اسی
وجہ سے فقیر بھی بادشاہ کو خیال میں نہیں لاتے شاہزادہ نے فرمایا اے رازدار اسرار خفی و جلی ہر چند کہ یہ رہنے والے ایک ہی
شہر کے ہیں لیکن آپس میں صورت اشفا نہیں حکیم صاحب نے فرمایا کہ اول تو یہ اپنے کو پوشیدہ کیے ہیں ہیئت بد لے ہوئے ہیں و دوسرے باہم اپنے
حال میں ایسے خود رفتہ ہیں کہ اپنے حال سے خود آگاہ نہیں تیسرے یہ بھی خیال ہو کر اگر کسی سے حال پوچھو نگا تو وہ بھی مجھ سے دریافت
کرے گا اور افشاءے راز میں خرابی ہوگی مگر تم جا کر اسے کو کہ حکیم ابوالمحسن آیا ہو اور وہ کہتا ہے کہ اگر تم ابکی مرتبہ اس پٹرے پر سوار ہوے
تو سنا تھ ہی اس پٹرے کے تھارے اعضا بھی ٹوٹ کر پڑے پڑے ہو جائینگے اور کہنا کہ تلو بٹا یا ہو شاہزادہ پہلے معالی سلطان
کے پاس گیا اور کہا اے شخص تیرے جنت نے یاوری کی جلدیل کہ حکیم ابوالمحسن نے بلایا ہو معالی سمجھ گیا کہ بدرون ظہار
نام کے اُنے میرا نام لیا بیشک یہ مرد بزرگ ہو غرض شاہزادہ معالی اور جمیل کو لیکر حکیم صاحب کے پاس تشریف لایا حکیم صاحب نے
ہر ایک کا حال جدا جدا دریافت کیا بعد ازاں کہا اے شہر یار وہ ہر ماہی حضرت یوشع دریا کو دکھاؤ شاہزادے نے وہ ہر ماہی دیا
دکھایا یک ایک آب دریا نے جوش کھایا اور بعد ایاک ساعت کے ایک مچھلی نہایت بڑی دریا سے ابھر کے کنارے پر آئی اور منہ
اپنا کھولا شاہزادے نے حسب الحکم حکیم صاحب وہ ہر ماہی دہان ماہی میں ڈال دیا ماہی غائب ہو گئی ایک لمحہ نہ گذرا تھا
کہ ایک کشتی دریا سے باہر نکلی اسپر ایک نازنین اپنے ہاتھ سے کشتی کو کھیتی ہوئی آئی اور حکیم صاحب و شاہزادہ معزال دین معالی
سلطان و جمیل کو سوار کر کے پار پونچا دیا اور ہر ماہی شاہزادہ معزال دین کے حوالے کیا اور خود دریا میں غائب ہو گئی شاہزادے نے
اس قصر بادامی کو بہت تکلف کا پایا اور آگے اس قصر کے ایک میدان وسیع دیکھا اور اس میدان میں شعاع آئینہ مثل شعاع آفتاب پر تو فتن
کئی شاہزادہ نے جو بغور ملاحظہ فرمایا تو آفتاب کا مین نشان نہ تھا فقط وہ آئینہ ایسا روشن تھا کہ عکس سے وہ تمام مقام پر نور تھا

علاوہ اسکے وہ آئینہ مثل آفتاب کے طلوع و غروب ہوتا تھا شاہزادے نے حکیم صاحب سے اس آئینہ کا حال پوچھا حکیم صاحب نے فرمایا پہلے ان بچاؤں کو کہ خانان آوارہ ہو کر بامید حصول مراد یہاں آئے ہیں اجازت دو کہ آئینہ میں اپنے معشوقوں کو دیکھیں تاکہ انکا مقصد ملی حاصل ہو کیونکہ تمہارے طفیل میں اکثر مراد منداہنی مراد کو پہنچے ہیں شاہزادے نے فرمایا یہ خوب بات ہے اور وہی حاجت بڑی ہو اور میں ناکام رہوں حکیم صاحب نے فرمایا کہ یہی صفت ہے کہ غیب کے کام کو اپنے کام پر مقدم جانے بعد اسکے معالی سلطان کو ایک اسم بتایا اور کہا کہ زیرِ قصر آئینہ کے مقابل آنکھیں بند کر کے پڑھو اور آئینہ کو دیکھو اور کہو کہ اے مرآۃ الغیب بحق علام الغیوب میری محبوبہ کی صورت آئینہ میں دکھادے اگر وصال جاناں تقدیر میں مقدر ہوا ہے تو ضرور معشوقہ کی صورت آئینہ میں نظر آئے گی لیکن اسم کو بعد سات بار کے آنکھیں کھول کے پڑھنا معالی سلطان نے کہا بہت خوب بعد ازاں حکیم صاحب نے جمیل عرفان کو بھی اسطرح تعلیم کیا جمیل نے کہا یا حضرت بعد معالی سلطان کے میں شروع کروں کہ معالی سلطان اپنی ہمیشہ کو نہ دیکھے کہ مجھے بڑا بھلا کہیگا حکیم صاحب نے فرمایا کہ جب تم دونوں ایک ساعت اور ایک وقت میں عاشق ہو سکو اور تمہاری بان پر وہ عاشق ہوے اور اسکی بہن پر تم پس تمہارا اٹھارہ تہہ مساوی ہے اگر وہ کچھ کہے تو تم بھی کہنا جواب ترکی بتری ہو بعد فیصل ہونے اس امر کے پھر تمہارا اٹھارہ فیصلہ کر دیا جائیگا جمیل بھی عقب میں معالی سلطان کے گیا اور اسم شروع کیا اور حکیم صاحب نے شاہزادے سے کہا کہ اب آپ بھی تشریف لیا جائیں اور اوراد خوانی کا ان دونوں کی تماشا دیکھیں شاہزادہ اور حکیم صاحب زید یوار قصر تشریف لائے اور آئینہ کو نزدیک سے دیکھا تو اس میں عام آئینوں کے کسی کا عکس معلوم ہوتا تھا اور ایسا صاف مثل برق کے تھا کہ کسی کی نظر کام نہ کرتی تھی اور یہ دونوں معالی سلطان اور جمیل اسم خوانی میں مشغول تھے لیکن بوجہ ورود وظائف جمیل کو ہمارت زیادہ تھی اسے معالی سلطان سے پہلے اسم تمام کیا اور علیاے بلند ابرو ہزار ناز و انداز آئینہ میں جلوہ گر ہوئی اور اسے ایسی باتیں بانڈاز معشوقانہ محبت آمیز اشارہ میں کیں کہ جمیل محو طلق ہو گیا اس عرصہ میں معالی سلطان نے بھی اسم ختم کیا دیکھا کہ ہمیشہ علیاے بلند ابرو بے تکلف آئینہ میں موجود ہے اس تماشاے حیرت افزا سے معالی سلطان کے ہوش جاتے رہے اور کہا واہ کیسیا یہ آئینہ ہے کہ جس میں بان بہن میں فرق و امتیاز نہیں ہے یعنی معشوقہ کی جگہ ہمیشہ کو دکھاتا ہے خیر سات مرتبہ اور بھی آنکھیں کھول کے پڑھنا باقی ہے وہ تمام کر لوں تو جیسا ہوگا دیکھا جائیگا الغرض بعد تمام باقی ماندہ اسم کے معالی سلطان نے کہاں بددماغی پھر آئینہ کو دیکھا اور اپنے مطلب کی درخواست کی لیکن پھر کے جو دیکھا جمیل علیاے بلند ابرو کے بلا گردان ہو رہا ہے تو سمجھا کہ علیاے بلند ابرو جمیل کی معشوقہ ہے یہ امر نہایت شاق و دشوار گذرا اور ایک حالت غیظ و کمال غضب میں جمیل سے کہا او گداز اذ سے صدقہ خوراس پیشہ دریوزہ گری سے اس رتبہ کو پہنچا کہ یا دشادہ زادیوں پر عاشق ہونے لگا اور اپنی قدرو منزلت کو بھول گیا شاید سلسلہ درویشی اپنے خاندان کا خاک و خون میں ملانا چاہتا ہے جمیل اس وقت لطف دیدار معشوق میں ایسا غرق تھا کہ یہ بھی نہ جانتا کہ معالی سلطان نے کیا کہا اور کسکو کہا تاکہ کرمشہ خاتون کی صورت آئینہ میں نمودار ہوئی جمیل نے جوابی بہن کو آئینہ میں دیکھا وہ سمجھا کہ معالی سلطان کرمشہ خاتون پر عاشق ہوا ہے اور اس وقت تیرش رونی معالی سلطان سے کہا اسکی بہن اس سبب سے کہ چار فلوک تجھے سلام کرتے ہیں ایسا مغرور و خود درفتہ ہو گیا ہے کہ عارف خدا شناس بلکہ وہ جو تم سب کے پیشوا ہیں انکی دشمنی

وہ تھاری مرشد زادی ہوئی اس سے یہ رسم و راہ محبت پیدا کرتا ہے اور مطلق درویشی اور پیشوائی کا لحاظ نہیں کرتا یہ حرکت قبیح باعث



روسیا ہی کی ہے معالی سلطان نے کہا یہ تو کس وجہ سے کتاب و جمیل نے کہا جس وجہ سے تو کتاب و معالی سلطان نے جو آئینہ کی طرف دیکھا تو
کرشمہ خاتون نظر نہ آئی پس بھر دیکھنے کے بیہوش ہو گیا جب بیہوش آیا تو دونوں کو انفعال ہوا اور دیر تک اپنی اپنی معشوقوں کو
دیکھتے رہے بعد ایک ساعت کے آئینہ دیوار قصر میں غروب ہو گیا غرض حکیم صاحب نے معالی سلطان و جمیل میں صلح کرادی بلیت

ہر دو خجل از روئے ہم ہر دو نہ ہم مراد جو | خواہر او نگار این خواہر این نگار او
شاہزادہ معزالدین کو ان دونوں کی گفتگو پر کمال ہنسی آئی معالی و جمیل نے حکیم صاحب سے عرض کی کہ ای عالیجناب یہ تو آپ کی
بدولت ہوا لیکن اب ہم والدین سے کیا کہیں گے کیونکہ پدر بزرگوار ہرگز ضرور سرزنش فرمائیں گے حکیم صاحب نے فرمایا جب شاہزادہ معزالدین
سیر طلسم سے فرست کرینگے اور فرمان پر بھی بارھوین گئے ہو جائیں گے تو پہلے آگینے حصار میں تمھارے ہی عقدہ کو حل فرمائیں گے بعد اسکے
ہر وہ اول طلسم میں تشریف فرما ہونگے جب تک تمکو صبر کرنا ضرور ہے بعد اسکے حکیم صاحب نے فرمایا اب آپ اسم زیر دیوار قصر شروع
کیجئے شاہزادے نے دوسرے روز صبح کو اسم شروع کیا جب اسم ختم کرچکے تو فرمایا بلیت

مجھے شکل محبوب کی تو دکھا | نہیں تو مرا جی ٹھکانے لگا

میں بوجہ دستور نہال قاصد ملکہ تو بہار گلشن افروز دکھلائی دیا کہ ملکہ عجیب ناز و کرشمہ و انداز سے بال بختان جلوہ افروز ہیں شاہزادے
نے چونکہ بعد مدت دراز ملاحظہ فرمایا عرصہ دراز تک تھیر رہا بعد ایک ساعت کے وہ آئینہ پس دیوار قصر غائب ہو گیا پھر وہ صورت گمان
شاہزادے نے ایک آہ سرد دل پر در دے کھینچی اور بیہوش ہو گیا جب بیہوش میں آیا حکیم صاحب سے فرمایا ایک بار اور وہ صورت
اگر دکھا دیجئے تو بہر احسان فرمائیے حکیم صاحب نے فرمایا آپ پہلے بھی سنا ہے کہ تجلی کو کسی صورت تکرار نہیں ہوتی ہاں اور جو کوئی امر سوا
اسکے ہو تو ارشاد فرمائیے میں بجان و دل بجلاؤں مگر ایک یہ امر میری قدرت سے خارج ہے کہ جس طرح جو بات منہ سے نکلتی ہے
میں نہیں اسکتی شاہزادے نے فرمایا اصل لاف لاف ہی ہے کہ صورت دکھا دی لیکن میں نے صبر و دل عابد سے سنا ہے کہ آئینہ میں صورت

اصل کار کی نظر آتی ہے میں بھی دیکھوں کہ وہ کیا شہر حکیم صاحب نے فرمایا در الخالیکہ عجائبات خاص آپ کے اور آپ کی معشوقہ کیواسطے بنا ہوا ہے پھر آئینہ کا بھی سوائے تھارے کون مالک ہو سکتا ہے لہذا جو مرضی مبارک میں ہو آئینہ سے فرمائش کیجیے شاہزادے نے دوسرے روز بعد ختم اسم آئینہ سے کہا اصل کار کی صورت دکھایا گیا حکیم قسطاس الحکمت کے جمال بالکمال نفع العبد العباس کا صراۃ الغیب میں ظہور ہوا بجز مشاہدہ کرنے صورت حکیم صاحب کے تمام قصہ گذشتہ یاد آیا یعنی اپنا نسب نامہ اور پہونچنا میر عجائبات کو حکیم صاحب نے مخاطب ہو کر فرمایا سبحان العبد اب لوگون کو جامہ بشریت میں یہ کمال عنایت ہوا ہے کہ اوصاف ملکوتی سے منصف ہیں اب فرمائیے کہ میں کیا کروں حکیم صاحب نے بحالی سلطان اور جمیل عرفان کو وہیں رہنے کا حکم دیا اور خود مع شاہزادہ معز الدین نیچے قصر کے تشریف لائے شاہزادے نے بجز دیوار کے اور کوئی چیز نہیں دیکھی حکیم صاحب نے فرمایا اے شہریار ایک ساعت رات باقی ہے آپ زیر دیوار تشریف لیجائیں وہاں روشنی یلانی روشنی میں خندق ہو تم اس خندق کے قریب توقف کرنا ایک حبشی شمشیر بردار برہنہ یہ خندق سے باہر آگیا تم بچستی و چالاکی ایسی ایک تلوار اُسے مارنا کہ سر تو باہر خندق کے اور دھڑ اندر خندق کے گرے بعد اس کے تم بشوق تمام اندر خندق کے جانا تھوڑی دیر میں قصر دکھائی دیا اور میں بھی حد عینہ تک تھارے ساتھ ہوں شاہزادہ موافق ہدایت حکیم صاحب کے کار بند ہوا اور زیر دیوار قصر پہونچے حبشی کو قتل کیا اور خندق میں داخل ہوا جب خندق سے باہر آیا حکیم صاحب کو موجود پایا چند قدم کے بعد ایک قلعہ تانبے کا معلوم ہوا کہ اس میں اکیس برج تھے چار چار جانب قلعہ کے اور ایک برج بڑا بیچ قلعہ میں اور ایک مکان صندلی رنگ دور میں برج کے اور وسط میں اتنا بلند تھا کہ باہر قلعہ کے جنوبی دکھائی دیتا تھا اور اُن اکیس برجوں میں دو دو صورتیں غیر مکرر ایک تخت پر عجیب و غریب شکل سے نظر آتی تھیں یعنی اول میں ایک زنگی قوی ہیکل کی صورت ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار اور انگلیں آگ کی آگے رکھے ہوئے اور دوسرا مرد داڑھی سفید مصلیٰ عبادت پر بیٹھا ہوا اس پر ہتھ تھا اور حامل گردن میں حامل کیے اور دوسری طرف اصطرلاب رکھا ہوا باسا زو سامان زنگی کے پردہ پر وہ بھی تخت پر بیٹھا تھا اسی طرح دوسرے برج میں وہی زنگی سیہ قام ایک مرد سیاہی سرخ پوش کے پہلو میں اس شان سے بیٹھا تھا کہ ایک ہاتھ میں اس کے سر پریدہ تھا اور دوسرے ہاتھ میں تلوار برہنہ اور نوخیز کان تھی مگر زنگی مرد سرخ پوش سے قد و قامت میں زیادہ تر تھا بلکہ اور برجوں میں بھی یہی قیاس کر لینا چاہیے کہ تمام مردمان تخت نشین سے زنگی زبردست زیادہ ہیں الغرض برج سوم میں وہی زنگی ایک مرد تاجدار زرین لباس کے ہمراہ تھا اور برج چہارم میں بھی ایک نازنین جمیلہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا شاہزادے نے نازنین تخت نشین کی صورت بغور دیکھی معلوم ہوا کہ اس وقت کسی عارضے کے سبب سے رنگ چہرے کا سیاہ ہو گیا ہے لیکن جبکہ درباب شراب و کباب تمام سامان عیش و طرب گرد و پیش اس نازنین کے جمع ہے اور برج پنجم میں وہی حبشی ہمراہ ایک مرد سیاقدان تنہدی کو بد پوش کے تھا اور برج ششم میں اسی زنگی کو ایک ایسے مرد جوان تو ان کے پہلو میں دیکھا جسے از سر تا پا چالاک و چستی قیافہ سے نمایاں تھی اور لباس ازہ پہنے تھا اسی صورت سے برج ہفتم میں ایک مرد صندلی پوش سیاہی سرخ پوش کے ساتھ تخت نشین تھا اور برج ہشتم میں وہ صندلی پوش اور بادشاہ ایک جگہ تھے اولیکہ دوسرے کو نظر جس سے نگران تھا اور برج نہم میں صندلی پوش اسی نازنین جمیلہ کے ساتھ تھا لیکن اس برج میں صورت نازنین پاک و صاف تھی اور برج دہم میں صندلی پوش اور ہجر کو بد پوش تھے اور برج یازدہم میں صندلی پوش کے

پہلو میں دیہی جوان امر دشاٹری لباس سے تخت نشین تھا اور بارہویں برج میں وہ سپاہی سرخ پوش بادشاہ کے ساتھ تھا تیسویں برج میں سپاہی اور وہ نازنین حسینہ و جمیلہ ایک ہی جگہ تھے اور چودھویں برج میں ترک سرخ پوش مقصدی کبود پوش کے پاس تھا اور پندرہویں برج میں سرخ پوش اور وہ جوان امر دشاٹری لباس ایک جگہ تھے سو لھویں برج میں بادشاہ نازنین جمیلہ کے ساتھ تھا اور تیرھویں برج میں بادشاہ کے ساتھ عمر کبود پوش تخت پر جلوہ گر تھا اور اٹھارھویں برج میں بادشاہ و وزیر بالباس شاطری ایک مقام میں تھے اور انیسویں برج میں وہ نازنین مقصدی کبود پوش کے پہلو میں تھی اور بیسویں برج میں وزیر شاطر لباس تھا اور اکیسویں برج میں کبود پوش مقصدی وزیر کے ہمراہ تھا مگر ان صورتوں کی حرکت معلوم ہوتی تھی لیکن ایک برج سے دوسرے برج میں نہیں جاتے تھے اور وہ برج کہ جو قصر صندلی کے بیچ میں واقع تھا اسکی راہ سب برجوں سے تھی کہ ہر ایک اپنے اپنے برجوں سے آتے تھے اور پھر اسی برج میں جاتے تھے اور اس تخت میں پیسے لگے تھے جس طرح گاڑی میں ہوتے ہیں سوا اسکے یہ طرفہ تماشا تھا کہ وہ صورتیں کبھی رونق و زینت پیدا کرتی تھیں اور گاہ رونق انکی ادل سے زیادہ تر ہو جاتی تھی اور جب ایسا تغیر ہوتا تھا تو قلعہ سے نقارہ و ساز وغیرہ کی آواز آتی تھی اور تمام صورتیں مشک نادر اور اخروٹ باہر قلعہ کے اس طرح پھینکتی تھیں کہ زمین پر گر کے وہ ٹوٹ جاتے تھے اور اُسے غائب کو سون پھیل جاتی تھی اور دو صورتیں برج صندلی میں جو کہ بیچ میں واقع تھا قائم ہو جاتی تھیں اور جب وہ صورتیں دوسرے برج میں حرکت کرتی تھیں یہ سب سامان موقوف ہو جاتا تھا ہر چند کہ شاہزادہ گدق قلعہ کے پیرائیک اور کوئی سیر نہ تھی سوا اسکے کہ دوسرے برج کے برابر جاتا تھا تو وہی صورتیں مکرر دکھائی دیتی تھیں اور دوسری طرف جانے سے غائب ہو جاتی تھیں شاہزادہ سلمان الذی خلق الازواج کما کتا تھا یعنی کیا قدرت اسکی ہر چہ جوڑے خلق کیے اور حکیم صاحب سے کہا کہ ایسا تماشا بھی نہیں دیکھا تھا حکیم صاحب نے فرمایا جو حالات اور عجائبات آپ نے دیکھے وہ تمام کائنات علم انسانی و حرکات فکلی و بیئت کو اکب سے خبر دیتے تھے اور یہ ظلم فرماں اسعدین ہے کہ ہر برج میں اس قلعہ کے دو ستاروں کا قران ہوتا ہے کہ برج اول میں زحل و مشتری کی صورت ہے کہ اُسکو علوئین کہتے ہیں اور دوسرے برج میں زحل اور مریخ اور تیسرے برج میں زحل اور آفتاب اور چوتھے برج میں زحل و زہرہ اور پانچویں برج میں زحل و عطارد و چھٹے برج میں زحل و مریخ اسی طرح ہر برج باقیہ میں سب ستاروں کا قران ہوتا جلا آیا ہے اب آپ کو اس ظلم کے صاحب تاریخ سے ملائی کیے دیتا ہوں کہ وہ موافق ہدایت کتاب تاریخ تنکو سجد دیکھا غرض حکیم ابوالمحسن شاہزادے کو قلعہ کی داخلی طرف کنارہ چشمہ کے لیکیا اور ایک اسم چشمہ پر دم کیا مٹا ایک جوش پانی میں پیدا ہوا اور پانی سارا چشمہ کا ساکت ہو کر جم گیا بعد اسکے ایک طوفان عظیم ایسا آیا کہ تمام آب تیرہ و تار ہو گیا جب وہ تاریکی دفع ہوئی تو بجائے آب ایک گندہ بلور نظر آیا حکیم صاحب شاہزادے کو گندہ میں لینگے وہاں ایک مرد بزرگ باریش سفید و پیشانی نورانی بیٹھا تھا اور کتاب تقدیم آگے آگے رکھی تھی اور کچھ حساب میں مشغول تھا حکیم صاحب نے کہا سلام علیک ای برحقس محاسب اُس بزرگ نے جواب سلام دیا حکیم صاحب نے کہا میں شاہزادہ معزال دین کو تمھاری ملاقات کے واسطے لایا ہوں تم انکے حال سے بھی واقف ہو کہ یہ کون عالی قدر ہیں برحقس نے پہلے شاہزادہ والا قدر کا بشرہ دیکھا اور کہا تمہارا حق باستم و خدم خورشید علم تمھارے ہی واسطے بادہ کائنات ظلم تریب دیا گیا ہے اور اسی قدم ہمایوں چشم کی بدولت عاشقان چشمہ جگہ در میدان ہے ہاں و پیرانی مراد مقصد دلی کو پہنچا

ای مالک مرآۃ الغیب اس غریب خانہ کو اپنے نور قدم سے کیون نور فرمایا شاہزادہ نے حکیم صاحب کو دیکھا حکیم صاحب نے فرمان
مہرے ارباب شلشہ کا آبی حکیم برجیس محاسب کے آگے رکھ دیا اور کہا ای بزرگ عیان را چہ بیان موکل برج حوت کی ہر جا ہتا ہوں
برجیس نے پوچھا ہر ماہی حضرت یوشع علیہ السلام آپ کے پاس ہر شاہزادہ معز الدین نے فرمایا میرے پاس موجود ہر برجیس نے
ایک کتاب شاہزادہ کی خدمت میں حاضری اور کہا عبارت صفحہ پانسو چوتھ پر ملاحظہ فرما کر از بر کچھے غالباً آئندہ اسکا بھی بیان آئیگا حکیم صاحب
نے فرمایا کہ میں بین ہوں آپ قلعہ میں تشریف لیجائیں شاہزادہ طرف قلعہ کے تشریف لیکر دروازہ نہ پایا مضمون کتاب یاد آیا پانی
چشمہ کا اُس برج کے آگے جہاں وہ پیر صندی پوش اور نازنین سفید پوش تھے پھینکا بجز دھیسٹکے کے دروازہ فوراً ظاہر ہو گیا لیکن بند تھا
پھر شاہزادے نے تھوڑی خاک اُس پانی میں ملائی اور غلہ بنا کر زور سے دروازہ پر مارا اور دروازہ فوراً کھل گیا اور شاہزادہ
داخل قلعہ ہوا اور کتاب کو دیکھا لکھا تھا ای جوان ذی شان بلند مکان اس قلعہ میں میں دیوان عام میں اور دیوان خالص کیسویں
برج سے متعلق ہو اور اکیس بازار میں نہایت وسیع شاہزادہ بازار اول میں پہونچا وہاں چوک میں ایک نہر جاری دیکھی وہاں بازاری
و دو کا ہمارا سب حبشی تھے اور دوسری طرف جو انان ذیشان و حسین سبز پوش اپنے اپنے کام میں مصروف تھے شاہزادہ بازار سبز پوش
میں گیا پکا ایک ایک حبشی نے شاہزادے کو بغل میں زیر دستی دبا اپنے بازار میں پہونچا دیا اور کہا ای جوان ہمارے بازار سے
کیا قصور کیا کہ وہاں سے چلا آیا شاہزادہ مجبور بازار رنگیان میں چلا گیا اس اثنا میں دو شاطر سبز پوش آئے اور ہاتھوں ہاتھ اپنے
بازار میں لینگے جب تین بار ہی معاملہ ہوا کہ کبھی سبز پوش لینگے اور کبھی رنگی لینگے تو شاہزادے نے کہا عجیب محسنہ میں پڑے اس اثنا میں
برجیس نے جو اسم تعلیم کیا تھا یاد آیا کہ بروقت قلعہ میں جانے کے کہا تھا کہ جب مضمون کتاب بھولنا تو اس اسم کو پڑھنا تمام مضامین
کتاب یاد آجائیں گے عرض شاہزادے نے وہ اسم شروع کیا مضمون کتاب یاد آ گیا حسب ہدایت کتاب ہر ماہی حضرت یوشع نہر کو
دکھایا دفعہ ایک کشتی پیدا ہوئی شاہزادہ سوار ہوا تھوڑی دیر میں دیوان عام میں پہونچا شاہزادہ نے ایک حبشی اور ایک
سبز پوش کو تخت حکومت پر بیٹھا دیکھا اور وہ دربار نصف حبشیوں اور نصف سبز پوشوں سے بھرا تھا لیکن جب تک شاہزادہ کشتی سے
نہ اُتر باہم رنگیوں و سبز پوشوں میں جنگ و فساد رہا جب شاہزادہ قریب تخت گیا بادشاہ رنگی نے کہا یہ ہمارا چور ہے اسکو قتل کرینگے
سبز پوش نے کہا غلط کہتا ہے ہمارا اہمان ہے ہم اسکی تعظیم و تکریم کرینگے آخر دونوں بادشاہوں میں باہم نزاع لفظی شروع ہوئی شاہزادے
نے حکم کتاب سے تمام اہل دربار کو ہر ماہی دکھایا بجز دیکھنے ہرہ کے رنگی کا فور ہو گیا مگر سبز پوش موجود رہا بادشاہ سبز پوش نے
شاہزادے کو پہلو میں جگہ دی اور اسباب دعوت مہیا کیا شاہزادے نے طعام لطیف و شراب ریانی کو نوش فرمایا اور رات بھر
ناچ دیکھا صبح کو جب بیدار ہوئے تو شاہزادے نے اپنے کو دوسرے بازار میں پایا وہی نہر جو اُس بازار میں تھی یہاں بھی جاری تھی
اور ایک طرف بازار سبز پوشوں کا تھا اور دوسری طرف صندی پوش بیٹھے اور ہر ایک کی ہی درخواست تھی کہ ہماری بازار میں چلو لیکن
شاہزادہ حسب ہدایت مضمون کتاب عمل میں لاتا تھا عرض موافق ہدایت کتاب اُسے کہا کہ تخت روان سواری کے واسطے لاؤ
فوراً اُن دونوں فریق کے بادشاہوں نے دعوت شاہزادے کی باہم بڑی دھوم سے کی اور خود تمام مشہ حاضر رہے شاہزادہ نے

نصف شب تک نایاب دیکھ کر آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوئے تو بازار سبز پوش و سرخ پوش نظر آیا آخر ان کے آپس میں ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ تمام پانی نہر کا سرخ ہو گیا پھر شاہزادہ ایک سبزہ اسب پر سوار ہو کر دیوان سوم میں تشریف لایا بادشاہ سبز پوش نے کہا کہ ہم اس شاہزادہ کو والا قدر کی دعوت کرینگے شاہ سرخ پوش نے کہا کہ ہم اس کے گوشت کے کباب شراب کے ساتھ کھاینگے اور گزک بنا کینگے بادشاہ سبز پوش نے کہا کہ لغت خدا تمھاری دعوت پر نہیں یہ سنتے ہی سرخ پوش نے شمشیر بدار سبز پوش کے سر پراری سبز پوش نے جیستی و چالاکی تمام وہ ضرب دفع کی اور آپس میں لڑائی ہونے لگی شاہزادے نے حکم مضمون کتاب ایک حوض میں غوطہ مارا جب حوض سے باہر آئے سرخ پوش کا پتہ بھی نہ ملا بادشاہ سبز پوش نے دعوت شاہانہ شاہزادہ کی کی شاہزادہ نے سبز پوش سے کہا کہ میں تین روز سے ایک بازار بنایا کھتا ہوں اور آپس میں گوشت و خون ہوتا ہوا اسکا کیا سبب ہے سبز پوش نے کہا کہ چھ روز تک آپ ہمارے ہمارے ہونگے بعد اسکے اور قوم میں آپ تشریف لے جائینگے میں اتنا نہیں معلوم ہوا اور باقی اسرار سے ہلکا اطلاع نہیں ہے سرخ اسرار یا نادرہ راز دار آگاہ ہونگے دیا اور سردار و مالک جانتے ہونگے شاہزادہ نے کہا سرخ اسرار و نادرہ راز دار کا بھی کوئی مالک ہے سبز پوش نے عرض کی امی شہر یار کوئی ایسا جہاں میں ہے کہ بے مالک ہو چنانچہ یہ آہ کر یہ شاہد ہے کہ انا خلقناکم عبثاً واکلم الدینا لترجعون الفرض اس طرح سبز پوش کے ساتھ بھی زرد پوش تھے مگر اب سبز پوش کے سر پر سرخ صرغ نکار دیکھا اور زرد پوش کے سر پر تاج یا قوت نکار دیکھا یہ بھی دونوں فریق کمال شفقت سے شاہزادے کو لائے اور دعوت کی پھر جو بیدار ہوا تو سفید پوش اور سبز پوش ملے یہاں ایک نازنین زہرہ جبین تخت پر جلوہ افروز تھی اور سامان عیش سب مہیا تھا شاہزادہ بخوشی تمام وہاں عیش میں رہا اور دعوت نوش فرمائی

اب ناظرین کتاب پر حال کو اکب نحس و سعد بھی حالی کرنا ضرور ہے اس واسطے مع لوازم و خواص بیان کیا جاتا ہے

کہ رطل سیاہ مطلق اور نحس اگر ہر جیسے ہندی میں پیچہ کہتے ہیں اور اسکے منسوبات سے دیہات و صحرا و مشائخ و خونی و قزاق و بدکار ہوتے ہیں اور تمام چل درختوں کے بد مزہ و تلخ پیدا ہوتے ہیں اور مشتمل ہے جسکو ہندی میں برہسپت کہتے ہیں یہ سعد اگر ہر اور رنگ اسکا مندی و بادامی و جوزی و خودی قرار دیا گیا ہے اور منسوبات اسکے زہد و عابد و سادات و علما و فضلاء ہیں اور پھر درختوں کے شیریں و باغزہ ہیں اور سرخ جیسے ہندی میں شگل کہتے ہیں سرخ رنگ سیاہی مائل جلا د فلک ہے منسوبات میں اسکے سپاہ پیشہ اور مردمان سبکدل ہیں اور سیوہ ہلے قریش و تلخ ہیں اور آفتاب جسکو ہندی میں سورج کہتے ہیں یہ افسر ہے تمام کو اکب کا رنگ اسکا زرد و سرخی مائل ہے منسوبات اسکے بادشاہ و سردار و عابدین ہیں اور سیوہ ترش و خوش ذائقہ شراب وغیرہ کا باعث تولید ہے زہرہ جبین ہندی میں شکو کہتے ہیں رنگ اسکا سپید و براق اور منسوبات اسکے زنان حسین و خوش جمال اور گانے بجانے والے ارباب عیش و طرب و جوانان خوش عین ہیں اور عطار جسکو ہندی میں بدم کہتے ہیں نیلا رنگ اور منسوبات اسکے میٹھے و ناعم ہیں اور قرص و سبز رنگ اور منسوبات اسکے شاطر اور دھوئی اور کھڑے وغیرہ ہیں بس اب قرآن السعدین و قرآن النحسین کو ملاحظہ فرمائیے

داخل ہونا شاہزادہ عالی قدر کا قصر قرآن النحسین اور قصر قرآن السعدین میں

راوی کہتا ہے کہ جب شاہزادہ مغل الدین خواب عیش سے بیدار ہوا تو اپنے کو ایک بازار میں دیکھا کہ بچے میں اس بازار کے ایک ہرجاری تھی اور پانی نہر کا آدھا سیاہ مطلق اور آدھا نسخہ مثل خون کبوتر تھا اور سیاہ پانی میں جانوران آبی سیاہ تھے اور نسخہ پانی میں نسخہ رنگ کے اور ایک طرف کنارہ نہر کے حبشی کوئلے والوں کی دوکانیں تھیں اور دوسری طرف آبیاب غمو کی اور دونوں طرف نہر کے دارین نصب ہو رہے تھے کیونکہ وہاں خفیف قصور پر انسان دار پر کھینچ دیا جاتا تھا شاہزادے کے سامنے بھی کئی آدمیوں کو فقط ایک کلمہ فحش پراور پیشاب نہر کے کنارے کرنے پر سولی دے دی شاہزادہ نے کتاب چھین کر دیکھا خدا کی شان کہ ایک حرف بھی اسم کا شاہزادہ کو یاد نہ رہا کہ جس سے مضمون کتاب خیال میں آتا ناچار دھتوروں کا تماشا دیکھ رہا تھا اس آتما میں کئی قصائی آئے اور گوشت لاشوں کا صاف کیا اور باہم خرید لیگئے باقی خلق خدا نے خرید لیا شاہزادہ اور زیادہ حیران ہو کر وہاں سے روانہ ہوا ناگاہ ایک عورت نہایت بد صورت سیاہ رو کاٹے کپڑے پہنے ہوئے آئی اور شاہزادہ سے کہنے لگی اے جوان جیسا کہ تو بظاہر اچھا ہے یقین ہو باطن کا بھی درست ہو گا میں ایک حاجت تیرے پاس لائی ہوں شاہزادے نے کہا بیان کر اس عورت نے کہا میں نے اپنی دختر کا ایک شخص سے عقد کر دیا تھا اب شوہر اسکا میرے گھر آنے نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ تو اگر کسی مرد مقبول کی ضمانت دے تو تیری دختر کو تیرے گھر جانے دو نگاہے خدا میری غریبی کو کسی لحاظ فرما اور میرے ساتھ چلے میری ضمانت کرے کہ میں اپنی دختر کو گھر میں لے آؤں شاہزادہ یہ بیان اسکا سنے خوب ہنسنا اور فرمایا اے نیک بخت اس شہر میں تیرا کوئی غریز نہیں ہے کہ جو مجھ شخص غیر سے ضمانت کو کہتی ہو عورت نے جواب دیا کہ خویش و اقربا بہت ہیں لیکن شوہر اسکا ضمانت شہری کی قبول نہیں کرتا لہذا تم مسافر ہو شاید تمہاری ضمانت قبول کرے شاہزادے نے کہا جانا کام کر مجھے کیا مطلب تیری ضمانت کرنے سے وہ عورت بولی آپ سچ فرماتے ہیں اخرو ض مجھوں پر یہی غرض ٹکرو دیوانی کیسے ہو آپ مجھے عقلمند معلوم ہوئے اس سے میں نے عرض کی شاہزادہ نے کہا ضمانت کسی میں اس شہر کی نگرانی سے کچھ سروکار ہی نہیں رکھتا اسنے کہا اگر تمکو سروکار یہاں سے نہ تھا پھر کیوں آئے شاہزادے نے فرمایا آپ سے نہیں آیا اسنے کہا اگر اسی طرح مجھ ستم رسیدہ کی بھی ضمانت کر دو گے تو کیا گناہ ہو شاہزادے نے کہا شاید تیری دختر فاحشہ ہو جو شہر ہر کوہکا اقل نہیں ہو وہ عورت بولی مہاذب فاحشہ وہ ہو جو غیر مرد کے پاس جائے وہ سوا اپنے مرغ خانگی کے اور کسی مرد غیر سے واقف نہیں شاہزادے نے فرمایا لعنت خدا تیرے اور اس کے قول و فعل پر اور تمہیہ دور ہو سامنے سے اس عورت نے شاہزادہ کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا اب تو اپنی غرض سے میں نے گایا نہ بھی کھائیں اور بہو جب آپ کے حکم کے پشت بھی کر لی اب آپ کے جس طرح ہو میرے ساتھ چلتا ضرور ہو شاہزادے کو پیچھا چھوڑنا دشوار ہوا آخر ناچار ہو کر فرمایا اے نیک بخت شہ مجھے معاف فرما میں لائے ضمانت نہیں ہوں یہ کہنے وہاں سے روانہ ہوئے عورت نے دوڑ کر گریبان میں ہاتھ ڈالا اور فریاد کرتا شریع کی

کہ یہ مسافر مجھ پر ظلم کرتا ہی شاہزادہ تیر ہوا کہ اب کیا کروں اس اثنا میں خلایق شہر نے ہجوم کر لیا اور حال پوچھا عورت نے کہا میں اپنی حاجت اس جوان کے آگے لائی پہلے تو اقرار کیا اور اب انکار کرتا ہی شاہزادے نے فرمایا او قظامہ میں نے اقرار تیری حاجت کی کیا کب کیا تھا عورت نے کہا پھر تھے میری حاجت کیوں پوچھی میں سمجھی تھی حاجت روائی کرو گے جب قصہ کو طول ہوا سب نے کہا یہ معاملہ بدون قاضی کے فیصل نہ ہو گا آخر وہ ملعونہ شاہزادے کو زبردستی حکم قضا میں لائی شاہزادے نے دیکھا کہ قاضی سیاہ فام باریش سفید گٹھری سر پر باندھے برہنہ مسند قضا پر بیٹھا ہے اور تیسرے عقیق البحر کی ہاتھ میں ہے اور کیا بگوشت سور کے کھا رہا ہے شاہزادہ نے کہا واہ لعنت ہو اس کباب پر اور اسکے کھانے والے پر اس عورت نے اپنی کیفیت اس قاضی ملعون و مردود سے بیان کی قاضی نے شاہزادہ سے کہا ای جوان اس عورت کا حق بجانب ہو تھیں ناحق حاجت پوچھی ہمارے شہر میں یہ دستور ہو کہ اگر کوئی کسی سے حاجت کو اپنی کہے یا وہ اس سے پوچھے کہ تیری کیا حاجت ہو تو وہ اس کی حاجت روائی کا مستحق ہو جاتا ہے جب تھے اس عورت کی حاجت کو پوچھا تو اب واجب ہو گیا کہ تم ضمانت کر کے اس عورت کی رشتہ کو اسکے شوہر سے دلا دو شاہزادے نے کہا حکم آپکا بسر و چشم لیکن یہ آپ کس حرکت میں مشغول ہیں قاضی نے کہا ای جوان اہل شہر قاضی کے بول کو مہر دین اور داماد کو بلاتے ہیں کہ اس سے زیادہ کوئی رسم عہد نہیں بلکہ اس شہر پر موجود تین ہی یہ طریقہ منہ لون تک ہے شاہزادہ لعنت کرتا ہوا وہاں سے پھر اہل شہر شاہزادے کو اس عورت کے داماد کے پاس لیگئے اور بھر ضمانت دلو اگر اسکی دختر دلوا دی اور وہ شخص یعنی داماد عورت کا تمام روز شاہزادہ کی خاطر داری کرتا رہا جب شام ہوئی اُس نے کہا ای ضامن اب تم کوئی عورت واسطے شراب پلانے کے لاؤ ورنہ میں تمہیں قتل کرونگا شاہزادے نے جواب میں ایک مٹکا اس زور سے اُسکے سر پر مارا کہ بیجا اسکا ناک سے نکل گیا پھر خیال آیا کہ اب دیکھیے اسکے عزیز و اقارب کیا کرتے ہیں جس طرح سے ہو یہاں سے بھاگو جب قصہ باہر نکلنے کا کیا دیکھا وہ واہ میں باہر سے قفل ہونا چار ایک کونے میں خاموش بیٹھ رہے آخر صبح کو وہی عورت آئی اور اپنے داماد کو مردہ پایا شاہزادے کو گرتا کر لیا اور قاضی کے پاس لیگئی قاضی صاحب تمام خلایق کے سامنے کباب سور کھا رہے تھے جب یہ قصہ سنا حکم دیا کہ اس زن بیوہ کو اسکے شوہر کے تاتل کو حوالہ کر دے شاہزادہ نے پوچھا آج یہ آپ کیا نوش کر رہے ہیں قاضی نے جواب دیا یہ غذا ہے لطیف ہی جو میں کھا رہا ہوں بعد اسکے چند لوگوں نے زبردستی بیوہ کا دامن شاہزادے کے دامن سے ہاندہ دیا اور کہا جو ہنر کہ تلو آتا ہو اس سے معاش پیدا کرو اور جو رو کو اپنی دو بعد اسکے اس عورت کی مان نے یعنی اس ملعونہ نے کوئی چیز کا غنہ میں لپی ہوئی شاہزادے کو دی شاہزادے نے پوچھا یہ کیا ہے وہ بولی تبرک ہو یعنی بول قاضی صاحب کا شاہزادے نے کہا یہ تبرک اپنے خلق میں اتارنے یا قاضی مردک کو زہر مار کر اس قظامہ نے غل جپا کہ وہ یہ داماد تو ایسی عہد رسم سے انکار کرتا ہے جب قصہ و فساد زیادہ ہوا اہل محلہ نے عورت کو سمجھا یا کہ یہ رسم نہیں شہر کو چاہیے یا ہر ایک دختر کے عقد دل میں یہ تو دوسرا نکاح ہے اور یہ مرد بھی مسافر ہے غرض سب کے سمجھانے سے چپ ہو رہی شاہزادہ عروس کو پیہ ہوئے باہر آیا

چونکہ کوئی ہنسنہ آتا تھا تمام روز فاقہ میں بسر کی کسی نے ایک ٹکڑا روٹی نہ دیا اور وہ عورت بار بار روٹی پکڑے کھا آٹھا کھانے لگی شاہزادہ نے جواب نہ دیا اور حیران رہا کہ اس مصیبت میں گرفتار ہوئے مقوڑی دیر کے بعد وہ عورت باہر گئی اور ایک مرد توانا کو بلالائی اور کچھ کھانا بھی اس کے پاس تھا اُن دونوں عورت اور وہ شاہزادے کے سامنے بیٹے نکلت کھانا کھایا اور وہ عورت کو بہن کتا تھا اور یہ عورت اُسکو بھائی جب کھانا کھا چکے تو ایک مکان علیحدہ میں دونوں بیٹے گئے شاہزادے کو شک گذرا کہ خدا جانے یہ دونوں علیحدہ تکلیف میں کیا کرتے ہیں جب وہاں گئے تو دیکھا وہ مرد اس عورت کے بوسے لیتا ہی اگرچہ شاہزادہ کو اس فاحشہ سے کچھ غرض نہ تھی لیکن اس قدر آشفٹہ خاطر ہوا کہ ایک ہی ضرب میں دونوں کا کام تمام کیا جدا اسکے وہاں سے بھاگے اہل محلہ کو خبر ہوئی اُنھوں نے بے قصد کیا کہ شاہزادہ کو چلکر پکڑ لائیں جب قریب پہونچے شاہزادے نے شمشیر سے دو چار کو قتل کیا اور پھر اپنی راہ لی یہاں تک کہ صد ہا عین جمع ہو گئے شاہزادہ کی شکل تمام تاج صحیح ہنر کے گناہ سے پہونچا جو بازار کے چچ میں جاری تھی اور جو غلبہ خان نسبت کر کے سرخ پانی میں داخل ہو گیا بکھر گرنے کے سرخ پوشوں نے شاہزادے کو نکال لیا اور سب سرخ پوش حامی و مددگار ہوئے تا انیکہ آپس میں سیاہ پوش اور سرخ پوشوں میں نوبت فساد و عظیم کی آئی انہیں سے ایک سرخ پوش نے شاہزادے کو تار و دیکر کہا اے جوان ذی شان دو سال اور چھ مہینے دورہ مرج باقی ہو تم اس تلوار کو باندھو میں اپنی دختر گلنار جو مخوار کا تیسرے عقد کرد و نگا شاہزادہ نے فرمایا مجھے اس امر سے معاف فرمائیے اُسے کہا پہلے اُسکی صورت دیکھ لو تو پھر کہو بعد اسکے سرخ پوش نے شلیط نام اپنی خواہر سے کہا کہ گلنار جو مخوار کو باریش و زینت تمام یہاں سے آ بعد ایک لمحہ کے شاہزادے نے دیکھا ایک عورت تیشیں برس کی لباس گلنار جتنے تلوار کے میں حامل کیے تیر و کمان بردوش اور زیور آہنی خار دار پہنے گرد اس کے غارشل پیکان تھے گولی ہوئی سامنے سے آئی اور بجائے سلام فوراً ایک ضرب تلوار کی شاہزادے کے سر پر لگائی شاہزادے نے وہ ضرب جیتی تمام دفع کی پھر وہ ملعونہ تیر مارنا چاہتی تھی کہ اُسکے باپ نے منع کیا اور کہا جان پدیر یہ مرد مسافر ہو تیرے ناز و اداسے شیریں سے دفع نہیں ہو شاہزادے نے کہا سبحان اللہ جس نالائق کی ادا سے شیریں ایسی ہو اسکا غیظ و غضب کیسا ہو گا نا چارہ تلوار کمر میں باندھ کر سرخ پوش کے ساتھ ہوا لیکن دل میں نحوست قرآن انھیں کا خیال تھا کہ ہر چند فکر کرتا ہوں اسم یا ونہیں آتا اور سرور محل بھی سہو میں پڑ گیا غرض تیسرے پہر کو وہ ترک جنگا اولدی خان نام تھا شاہزادے کو مکان پر سے گیا بھجوری اولدی خان کے ہمراہ بازار میں پہونچا بازار کو نہایت آراستہ و آباد دیکھا جا بجا سامان حق و مخور جمع تھا اور دوکانیں شراب کی بکثرت تھیں اور ہزار ہا بد معاش ہر دوکان پر جمع تھے شاہزادہ بھی اولدی خان کے ساتھ سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کچھ چوک میں ایک عورت فاحشہ کی بابت دو مردوں میں باہم قصہ ہوا اور دس بارہ آدمی قتل ہوئے کسی کو یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوا اولدی خان ایک شراب خانہ میں گیا اور ساتھ میں او با شون کے شرابخواری میں مصروف ہوا اور شاہزادے کو بھی شراب پلانا چاہا شاہزادے نے انکار کیا اولدی خان نے نقشہ میں شراب کے اُن بد معاشوں سے کہا کہ میں آج فلاں شخص کی ناموس سے بد فعلی کرونگا تیسے ہی کہیں وعدہ ہوا ہی ہر ایک نے اپنے اپنے وعدے بیان کیے کہ ہم فلاں جا جائینگے جب شراب پی چکے

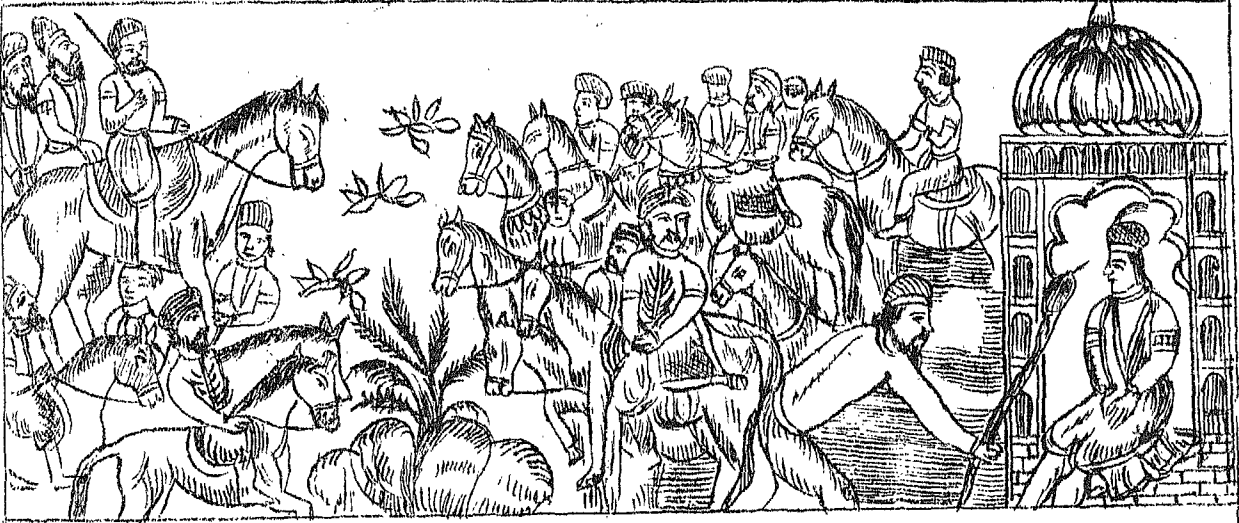
اولدی خان مع شاہزادہ اس شخص کے مکان میں آیا جہاں کا وعدہ تھا اور ایک شخص کی ناموس سے فعل بد کرنے لگا اس عورت نے عین صحبت میں شاہزادے کا استفسار حال کیا اولدی خان نے کہا بندہ کا یہ داماد ہو میں اسے ایک دم جدا نہیں کرتا پھر اولدی خان نے پوچھا شوہر تیرا کہاں ہو اسنے کہا جسطرح تو یہاں آیا ہو وہ بھی کہیں گیا ہو گا شاہزادے نے اپنے دل میں کہا اس شہر میں معلوم ہوتا ہو یہی رسم آپس میں جاری ہو اولدی خان بعد فراغت دہان سے نکلتا تھا کہ اسکا شوہر آگیا غرض اولدی خان اور اسٹین تلوار چلنے لگی اولدی خان نے ایک ہی ضرب میں تلوار کی اسکا کام تمام کیا اور اپنے گھر چلا آیا یہاں ایک مرد آزاد کو بی بی کے پاس ہم نفل دیکھا اس مرد نے اولدی خان کو قتل کیا گلٹار نے اپنے باپ کے قاتل کو مارا صبح کو شاہزادے نے سنا پچاس آدمی سوائے اُن مردان او باش کے جنکا شراب خانہ میں جمع تھا جہنم واصل ہوئے اہل محلہ نے شاہزادہ کی خاطر جمع کی اور کہا اگر ایک تمہارا مددگار مر گیا تو کیا فکر ہو ہم سب آپکی مدد کو موجود ہیں چند روز کے بعد دختر گلٹار کو خوار بنت اولدی خان سے آپکا نکاح کر دینگے آپ کسی طرح کا اندیشہ نہ کیجیے اور اسطرف تمام سپہ پوش اس عورت ملعونہ کے ساتھ جسکی دختر کو شاہزادے نے قتل کیا تھا ہر روز قاضی کے پاس عوی خون کرتے تھے کہ یہ جوان ہمارا مجرم ہو ہیکو ملے سرخ پوش جواب دیتے تھے کہ جب وہ اب سرخ پوشوں میں داخل ہوا ہمارا مہمان ہو مہمان کو ہم کس طرح دشمنوں کو دیدہ اگر وہ تم سیاہ پوشوں میں ہوتا سوقت تمہارا مجرم تھا پھر ہیکو کچھ دخل نہ تھا قاضی طرفین اپنے اپنے طور پر قہقہے لگاتے تھے اور ہزاروں آدمی طرفین کے اسی قصہ و فساد میں قتل ہوتے تھے شاہزادہ نے دل میں کہا خدا یا عجیب و غریب معاملہ درپیش ہو کہ کسی طرح فضیل نہیں ہوتا خدا جانے مال کار اسکا کیا ہو گا جب قاضیوں سے طرفین کے یہ مقدمہ طر ہو باو شاہزادہ تک نوبت پہونچی شاہزادہ نے دیکھا دو بادشاہ سیاہ پوش و سرخ پوش ایک تخت پر پہلو پر پہلو جلوہ افروز ہیں لیکن ہر ایک بادشاہ کو اپنی اپنی قوم کی جانبداریا مد نظر ہو الختصر بعد اختتام بحث کے بادشاہوں نے حکم دیا کہ اس جوان کو آج کی رات فلاں مکان میں رکھو کہ جوب نہر ہو اور کسی سرحد میں داخل نہیں ہو ہم صبح کو اپنے سامنے پھرا لیکار اس سے جست کرانینگے اگر اب یہ اب سیاہ میں گرا تو سیاہ پوشوں کا مہمان ہو اور جو اب سرخ میں گرا تو سرخ پوش یچا میں آخر اسی مضمون کا ایک نوشتہ تیار ہوا اور سب اراکین اور مغزین کی ہرین ہوین قاضیوں نے طرفین کے شاہزادے کو قسم دی کہ تمکو قسم ہو اسی کی جسکی تلاش میں تم سرگشتہ و حیران کہاں کہاں پھرسے اور طلسمات و تمام مرعات طلسم طرکچہ خبردار تم جست کرنے میں کسی کی طرفداری نہ کرنا جقدر کہ تم میں قوت ہو سب خرچ کرنا شاہزادے نے بھی اس قسم سے دل میں عدد و اٹن کیا کہ میں ہرگز رعایت کسی کی نہ کرونگا جو نوشتہ تقدیر ہو گا پیش آینگا شعر کردہ ام پائے طلب درامن صبر استوار تا چہ پیش آید مرا ز جو رہاے روزگار چہ اغرض کچھ دمان شاہی شاہزادے کو مکان نہ کو رہین لائے بعد ایک لمحہ کے ایک شخص نے رقص شاہزادے کو دیا شاہزادہ اس رقص کے مضمون سے مطلع ہوا اسٹین لکھا تھا اس جوان دلاور تم کسی طرح خیال و اندیشہ دل میں نہ لانا اگر ہزار آدمی تم قتل کرو گے ہیکو منظور ہو کہ تم ہر نیچ ہمارے مہمان ہو اور اب اس مقدمہ خاص کی بادشاہوں تک نوبت پہونچی اور ناموس کا نام بھی ظاہر ہوا اب آپ کو لازم ہو کہ آپ ایسی قوت و جوانمردی کو کام فرمائیے کہ اب سیاہ میں داخل

ہو جائیے ہم قسم رطل اکبر کی کھا کر کہتے ہیں کہ بعد طی ہونے اس مقدمہ کے ہم اپنی دختر زنگولہ کا ہتھارے ساتھ نکاح کر دینگے اور حکومت شہر کی بھی ہتھارے پائے نام کر دینگے تھوڑی دیر میں اسی مضمون کا دوسرا نامہ آیا وہ رقعہ بادشاہ مسخ پوش کا تھا شاہزادہ حیران تھا کہ خداوند اکوئی مرد آدمی نظر نہیں آتا کہ جس سے کچھ مشورہ کروں کیا کروں بیت

سیاہ دسرخ زہم بدتر اند حیرانم	کہ گفتہ کہ گم راست گو کرادانم
مگر کہ جسد بیدلبر مرا نجات دہد	کہ ہجو کا کل ادسیر بر پشانم

جب صبح کو سیاہ پوش و مسخ پوش دونوں کنارہ نہر صفت آراہوئے اور خلافت شہر کا ہجوم اسد رہو بہو کہ جہان تک نظر کام کرتی تھی بجز آدمیوں کے اور کچھ معلوم نہوتا تھا دونوں بادشاہوں نے کہا ای جان بسم اللہ جست کیجئے شاہزادے نے دامن گردان کے خدا کو یاد کیا اور دل میں کہا کہ میں ہمارے در عایت فقط اپنے دلبر کی قسم چست کرتا ہوں یہ کہا اور بقوت تمام کنارہ پر سے نہر کے ایک جست کی قدرت قادر مطلق بیچ میں نہر کے سطح پہونچا کہ ایک طرف سے لباس مسخ ہو گیا اور ایک طرف سیاہ پس و دونوں بادشاہ گھوڑوں سے اتر پڑے اور کہا کہ اب یہ جوان سخن اس امر کا ہو کہ ہم دونوں اپنی اپنی دختر کا اس سے عقد کر دیں اور رفقوں کی نوشتہ خواند کا بھی آپس میں انکار ہو گیا شاہزادے نے کہا میں اس شرط سے نکاح کرتا ہوں کہ وہ رسم عمدہ کہ قاضی کے بول سے عبارت ہو ورمیان میں نہ آئے بادشاہوں نے کہا ای جان دلاور خاطر جمع رکھو ہم تمکو تیر تکلیف نہ دینگے کیونکہ تم مسافر ہو آخر ایک سال عت میں زنگولہ و مرغولہ کا نکاح شاہزادہ سے کرو یا اور وہی نصیر جو کہ بیچ میں سرخوون کے تھا وہ واسطے عیش کے ویا شاہزادے نے دونوں عروسیوں دیکھا تو ایک سیاہ اور دوسری مسخ بھی اور عورتیں جنس بے شک ناچار عروسون سے چالیس روز کی مہلت لی اور فرمایا ہمارے ملک کی رسم یہی ہو کہ بعد چالیس روز کے رسم دنیا ادا کرتے ہیں انھوں نے بھی منظور کیا اتفاقاً دختر سیاہ پوش اپنے من سحر میں کمال تھی اور دختر بادشاہ مسخ پوشان نہایت جرار و بہادر تھی کہ ہر وقت تیر اندازی و شمشیر زنی کے سوا کچھ کام نہ کرتی تھی قصہ کوتاہ دونوں شاہزادیوں کو یہ فکر ہوئی کہ ایک دوسری کو مار ڈالے تاکہ بلا شریک شاہزادہ سے عیش کریں زنگولہ ساحرہ نے سحر سے ایک صورت سحر کی بنائی اور تیر و کمان ہاتھ میں اُس تصویر کے دیا اور ایک افسون پڑھا کہ ایسا دم کیا کہ جسکے نام پر وہ پڑھا جاوے وہ شخص کہیں ہو ہلاک ہو جاوے اور یہاں مرغولہ کو یہ فکر تھی کہ جب تنہائی میں زنگولہ ملے تو ایک ہاتھ تلوار کا ایسا ماروں کہ اسکا کام تمام ہو جاوے آخر ایک رات کو خراب کے نقشہ میں مرغولہ زنگولہ کے مکان پر تلوار برہنہ لیے پہونچی اور اسے دم لینے کی فرصت نہ دی ایک ہی ضرب میں زنگولہ کو دو ٹکڑے کیا اور زنگولہ نے بھی سحر تیار کر رکھا تھا یعنی تیر تصویر کے ہاتھ میں دیکھی تھی کہ وہ کمان سے چھوٹا اور جگر مرغولہ کو توڑ کر ٹکلیا مرغولہ نے ایک آہ سرکشی اور جان کن تسلیم ہوئی اسی وقت کینروں نے بادشاہوں کو خبر دی دوسرے روز قاضی پھر دربار میں آیا اور اراکین سلطنت جمع ہوئے بادشاہوں نے قاضی سے پوچھا کہ جسکی نحوست قدم سے دو شاہزادیاں مر جائیں اسکی سزا کیا ہو قاضی مسخ پوش نے فتویٰ دیا کہ ایسے مجرم کو کسی جا سے بلند پر قتل کرانا چاہیے اور سزا سیاہ پوش نے کہا ہمارے نزدیک ایسے مجرم میں مجرم زہر افی سے ہلاک کیا جائے تو مناسب ہو بادشاہوں نے حکم دیا کہ مجرم کو شہر کے

باہر فلان بچ پر لجا کر پہلے سانپ سے کٹواؤ جب اثر زہر سے سیاہ ہو جائے تو پھر حلا دسر اسکا جدا کر کے پس شاہزادہ کو اسیر کر کے شہر کے باہر پہلے تمام خلایق شہر تاشا دیکھتی ہوئی ہمراہ چلی ہر چند کہ خلایق از حد بیرحم و نا انصاف تھی لیکن بموجب آیہ کریمہ خلق الانسان من نفاق و تہنئہ شہزادے کے حسن و جمال پر روتے تھے آخر با حال خستہ و خوار شاہزادہ والا تبار کو بچ پر لپکے اور وہ نون بادشاہ بھی مع لشکر ہمراہ آئے سانپ دلے نے پہلے سانپ کو تین مرتبہ سار ہی خلایق کو دکھایا شاہزادہ مضطرب و حیران سکوت میں تھا



کہ خدا یا عجیب مصیبت میں گرفتار ہوں اس حالت یا میں مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں کی کہ خدایا اس وقت ملک تو بہار گلشن افرور کو یہاں پہنچا دے کہ میں ایک مرقبہ اور اسکو دیکھ لوں بقدرت کاملہ اسوقت وہ اسم یا د آگیا ہنوز تین مرتبہ نہ پڑھا تھا ایک دست غیب آسمان سے پیدا ہوا اور شاہزادہ کو سچے میں دبا کے لیکھا شاہزادہ بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا دیکھا کہ میں ایک مکان عالی شان میں کھڑا ہوں اور وہ مکان جنت نشان اسقدر بلند ہے کہ وہ قلعہ بھی دکھائی دیتا ہے لیکن وہ صورتیں بروج میں رہتیں اور آواز گانے کی ہر گوشہ مکان سے آتی تھی اس شان میں ایک جوان پر پیسہ نکایاں ہوا شاہزادہ نے پوچھا تو کون ہو اور یہ کس مکان ہوا اسنے عرض کی میں بھیج حوت کا موکل ہوں اور میں ہی حضور کو بیان لایا ہوں خاقیل میرا نام ہر شاہزادہ نے کہا میرے ساتھ تو نے کہاں کی دوستی ختم کی اسنے کہا میں آپ کی حفاظت کے لیے مقرر ہوں شاہزادے نے فرمایا عجیب طرح کی حفاظت وہ مدد ہو کہ میں ہر طرح کی مصیبت میں پھنسا اور تو خبر نہوا خاقیل نے کہا میرا کیا قصور ہے حضور نے یاد فرمایا میں حاضر ہوا اس اسم کا پڑھنا گویا مجھ کو طلب کرنا ہوا اور دوسرے شخص قرآن انجیلین کی بھی تھی وہ بخوشی زائل ہو گئی اب بچہ فرحت مست کے اور کچھ نہوگا اب حضور قلعہ میں تشریف لے چکے اور جو میں عرض کروں غل میں لائیں شاہزادے نے فرمایا اس قلعہ میں پہرہ دار جاؤں جہاں ایسے ہمدات اٹھائے اور خدا خدا کر کے جان بچی خاقیل نے کہا حضور وہ دن گئے اب تھراپ کے فرمان پر ہوگی شاہزادے نے پوچھا میرے خالص و مہربان حکیم ابوالحسن کہاں ہیں خاقیل نے کہا بعد ہر ہو جانے کے

سب ملجا کینگے شاہزادہ خاقیل کے ساتھ داخل قلعہ ہوا قلعہ سے ایک ہوا ایسی فرحت افزا آئی کہ طبیعت شاہزادے کی شکستہ ہوئی اور ایک شہر نہایت دلچسپ و آباد نظر آیا اور وہ نہر بھی موجود تھی لیکن اس بد نہر شہد اور دودھ سے مملو تھی اور تمام خلقت صندلی پوش و خوش رو و تفتی و پرہیزگار اور ہر ایک اپنے کام میں مصروف اور نہر پر مردان سپید پوش و زنان بادلو پوش الامروک عورت زیادہ اور سب پیادہ کنارہ نہر استادہ اور اسباب عیش و عشرت مہیا تھا ان زنان و مردان نے شاہزادہ کو تخت پر بٹہر گار پر سوار کیا اور قلعہ میں لیچلے راہ میں دیکھا ایک طرف مکانات صندلی مطلقاً و تفتی و مرد و ساری طرف نہر کے شاہد سپید ایسی کہ نگاہ خیرگی کرتی تھی غرض انھوں نے شاہزادے کے تخت کو ایک جگہ رکھ کے آپ رقص کرنا شروع کیا شاہزادہ بھی انکے ناچ سے ایسا خوش و مخطوٹا ہوا کہ ساری کلفت و مصیبت بھول گیا الغرض وہ حال تخت اسی طرح ناچتے اور گاتے خوش و مخطوٹ چھ روز کے عرصہ میں سچ قلعہ میں گئے جب چھ روز و یوں خاص میں پہنچے دیکھا کہ وہاں بھی دو بادشاہ ایک تخت پر حکمران ہیں انہیں ایک مرد مس سپید پوش صندلی پوش تاج شاہی سر پر لباس پر تکلف دربار اور گرد و پیش تمام ملازم و خادم تسبیح و تملیل میں مصروف تھے و دوسرے ایک نازنین مجسمین ہری بیکر الماس پوش پلباس شاہانہ تخت پر ٹھکان تھی اور نہر پار ہا ہا ہوش تاج اور رنگ میں سرگرم تھیں ان مرد و زنان تخت نشین نے سر و قد شاہزادے کی تعظیم کی اور صدر میں تخت کے بٹھا لیا بعد اسے جشن جہنمی کا حکم دیا شاہزادے نے عام زن و مرد کو وہاں کے از حد خوش اخلاق و خوش طبع پایا جب صحبت گرم ہوئی شاہزادہ نے فرمایا صابو عجیب حیرت کی بات ہو میں نے ایکس وضع کی خلافت دیکھی انہیں سے ایک قسم کی ایسی بد خلقت دیکھی کہ جبکہ سابقہ سے محکوم نہایت تکلیف ہوئی اور نہر کا نشان مطلق دیا یا بادشاہ صندلی پوش نے کہا او شہر یار زوی و قاریہ کرشمہ بادشاہی ہیں کہ ایک لمحہ میں سا ان بے قیاس جمع ہو جاتے ہیں اور قلعہ کی زمینیں بھل جاتے ہیں

ایک لمحہ بیک ساعت بیک دم	دگرگون مے شود احوال عالم
--------------------------	--------------------------

اب وقت کو غنیمت سمجھئے اور دیکھئے کہ کیا ہوتا ہو مصر عہدین کی کیا ہے ہشی قارون کند گدرا باد او شہر یار زوی و قاریہ کرشمہ بادشاہی ہیں کہ ایک لمحہ میں سا ان بے قیاس جمع ہو جاتے ہیں اور قلعہ کی زمینیں بھل جاتے ہیں

کا کا ناسیہ تو آپ کو تعجب ہو کہ دنیا میں ایسی بھی گانے والے خوش گلو پیدا ہوئے ہیں شاہزادہ چونکہ عالم محو میں تھا یہ کنگے خاموش ہو رہا باجے رفراسی طرح عیش و طرب میں گذرے چھ روزات کو جب ہوش آیا نازنین تخت نشین سے فرمایا او ملکہ آفاق شادید تھارے یہاں ہما نداری کا یہی طریق ہوتا ہو کہ خاطر ہمان نہیں کرتے بلکہ آزرہ کرتے ہیں اور اپنے جو ہر ذاتی سے مطلع نہیں کرتے ملکہ نے کہا جو امر ہو ابھی ظاہر ہوا چاہتا ہو آخر جنگ کو ہاتھ میں آٹھا اس طرح بجایا کہ ساری محفل و نگ ہو گئی کسی میں ہوش میں باقی نہ رہا بعد اس کے ملکہ محسن میں آئی اور منہ طرف آسمان کے کر کے جنگ بجانا شروع کیا ایک ساعت میں ایک ستارہ آسمان سے نازل ہوا اور منہ میں آٹھ نازنین کے داخل ہوا بجز ستارہ منہ میں جانے کے وہ ایسی آواز سے گائی کہ دیوار و درخت شہر ہو گئے اور ساری محفل ہوش ہو گئی اور ملکہ خود بھی نیووش ہو گئی اور اسی عالم غفلت میں ستارہ اس کے منہ سے نکلے آسمان کی طرف روانہ ہو گیا شاہزادے کو بھی اس وقت اس طرح کا ایک عالم محویت طاری ہوا کہ تاج ہوش نہ آیا جب صبح کو بیدار ہوا تو آپ کو سچ میں برج کے پایا وہاں سلسلہ پستان ملو کا نہ تھا اور بونے خوش سے دماغ موطر ہو گیا لیکن کوئی ذمی حیات وہاں نہ پایا شاہزادے کو باوجود اس آگاہی کے کسی کو

نہ دیکھنے سے نہایت تعجب ہوا اس اثنا میں خاقیل موکل بھی وہاں آیا شاہزادہ نے پوچھا اسی برادر کہاں غائب ہو گئے تھے خاقیل نے کہا اسی شہر یا رہا لیو قاری ہی مکان فیض نشان تھا را منزل مقصود ہی اب آپ بدولت و اقبال تشریف رکھیں اور دعوت مشتری شروع کیجیے بعد ختم دعوت موکلان عالم بالا آپکے پاس آئینگے اور فرمان پر آپکے مہر کرینگے بعد اسکے آپ سے دریافت کریں گے کہ سوا مہر کے اور کوئی مطلب بھی ہے آپ کہیے گا میں ایک ساعت اتر کر میں اسعدین اپنے حال میں دیکھا جا رہا ہوں پھر اسوقت ملاحظہ فرمائیے گا کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہو شاہزادہ نے حسب تعلیم خاقیل دعوت مشتری شروع کی ہزارہ دعوت ختم نہ ہوئی تھی کہ چھ روز سارا آسان ہو گلوں کی آمد سے پوشیدہ ہو گیا آسمان ایک موکل نہایت حسین وجہ و خوش جمال تخت جو اس پر تگا رہا سردار شاہزادہ عالی وقار کے پاس آیا اور آئے پوچھا اسی جوان تو نے ہمیں کس مطلب کے واسطے طلب کیا ہو شاہزادہ نے فرمان ٹہری آگے رکھ دیا موکل نے خود مہر بارھوین کر دی اور پوچھا اور کوئی مطلب ہے شاہزادہ نے فرمایا ہاں ایک ساعت اتر قرآن السحیرین اپنے حال میں دیکھنا منظور ہے اس موکل نے خاقیل سے حکم کیا کہ جو یہ جوان اپنا مطلب بیان فرمائے تم بجا لانا اس واسطے کہ آپ کی شان میں یہ آیہ مبارک نازل ہوئی ہو خلق الانسان من عجل یہ کہا اور روانہ ہو گیا خاقیل نے کہا اس حضور یہاں بآرام تمام تشریف رکھیں میں ارشاد آپکا بسر چشم بجا لاتا ہوں شاہزادہ کو اس امر میں بھی ایک طرح کی حیرانی تھی کہ شخص کیونکر مجھے خوش کریگا ناگاہ تمام مکان مع دیوار و در و روشن و منور ہو گیا اور سواری اس شمع شبستان انجمن افروز یعنی ملکہ نو بہار گلشن افروز کی نمودار ہوئی اور پریرادین تخت روان ملکہ کا پہلوئے شاہزادہ میں رکھ کر خود بیٹ گئیں اور وہاں اتفاق سے اسوقت کوئی رفیق و مجلس و خدمت گزار حاضر نہ تھا شاہزادہ کی نظر جو ہمیں چہرہ معشوقہ پر پڑی فوراً بیہوش ہو گیا ملکہ نو بہار گلشن افروز یہ حال دیکھ کر گھبرا گئی اور چاروں طرف بغور دیکھا جب کوئی بظہر نہ آیا سامنے حوض سے گلاب لیا اور طاق سے شیشہ بید شک اتارا دو تون عرق آمیز کر کے چہرہ پر شاہزادہ کے چہرے پر شاہزادہ کے چہرے کا اور شاہزادہ فرش سے اٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا اور دامن سے پیشواز کے ہوا دینا شروع کیا جب دیر ہوئی اور شاہزادہ کو ہوش نہ آیا بے اختیار آنسو ملکہ کے رخ پر شاہزادہ کے ٹپک پڑے شاہزادہ نے آنکھیں کھول کر ملکہ کو دیکھا ملکہ نے بسبب شرم کے زانو اٹھالیا اس عالم شوق میں یہ اشعار شاہزادہ نے کی زبان پر جاری ہوئے اس بات

زین قرآن بخت مرا خوش یا رہی تھا	ایا رب این خوابست یا بیداری است	این توئی ای سوہ کہ بر تو نا ظرم	یا جستم گشتہ شوق خاطر م
این توئی ای مہراج و بیری	با خیالم کردہ این صورت گری	این توئی ای میوہ باغ امید	با چو دل چشم ترا از شوق دید
طالع اکون بمن دریا در نیست	بلکہ طالع آفتاب غاویست		

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ہزار غمزہ و ناز فرمایا اسی شہر یا رہا قسم ہو جاو ان شاہ کی کہ میں ہزار درجہ زیادہ تر تجھ سے بی ملاقات کی مشتاق تھی اور یہ ایام ہجر ایسے شاق تھے کہ اگر اب بھی آپ کا جال باکمال نہ لکھتی تو یقین تھا کہ کسی عارضہ جانگزا میں مبتلا ہو جاتی کیونکہ کوئی لحظہ تمھاری مفارقت میں قرار و آرام نہ تھا لیکن کیا کرتی زمین سخت اور آسان دور غرض بندہ ہر طرح مجبور ہو کر اہم ہوں

باقاتہا خدا کے فضل سے سب مدارج طر ہو چکے سہل قصہ باقی ہی انشاء اللہ اب اچھی طرح ملاقات میسر آئیگی و دوسرے مجھے چند امور کا
گلہ جو وقت پر ذکر کیا جائیگا شاہزادے نے جب یہ کلمہ ملکہ نو بہار گلشن افرور کی زبان سے سنا سر پنا زانو پر ملکہ کے رکھ دیا اور
دست بستہ کیا ای ملکہ خوابان روزگار وہ کیا گلہ ہی جو مجھ کشتہ فراق سے کیا جا رہی ہو میں تمہارے شوق موصلت میں کمان کمان حیران و
پریشان و آوارہ پہر اور تم فرماتی ہو کہ مجھے کئی باتوں کا گلہ ہی ملکہ نو بہار گلشن افرور نے سر کو شاہزادے کے کمال ذوق و شوق زانو پر
رکھ لیا شاہزادے نے جب تکلیف صحبت اختیار سے پایا ولین جوش محبت اور دلوں کے عشق نے زور کیا چند بو سے لب شیرین دجان بخش کے لیے
لیکن وہ بو سے نہ تھے گویا داروے ہوش رہا تھی بس پہر بیوش ہو گیا اور اپنے مال کی خبر نہ رہی جب ہوش آیا وہ ایک ساعت کی مدت تم
ہو گئی چونکہ شاہزادے نے فقط درخواست ایک ساعت کی تھی پہر دیکھا کہ ملکہ نو بہار گلشن افرور نے باصدا کرشمہ و ناز تخت پر سوار ہو کر کہا
ای شاہزادہ کشتہ فراق وای سیرکنندہ عجائبات اب میں رخصت ہوتی ہوں اب انشاء اللہ الرحمن اگر حیات مستعار باقی ہو تو پھر ملاقات
ہو جائیگی اور میں مدعاے خیر یا دفرما تا اب جو شاہزادے نے ملاحظہ فرمایا تو وہ تخت روان ہوا شاہزادہ ملکہ کی تاب مفارقت نہ لا سکا
سیاب دار بیقرار ہو کر بیوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا دیکھا نہ وہ قلعہ ہو نہ برج اور نہ وہ مکان شاہزادے نے ایک کوہ بلند
پر دیکھا کہ کھڑا ہوں اور پائین کوہ ایک دریاے ناپید کنار موج مار رہا ہو اور سامنے حکیم ابوالحسن اور معالی سلطان اور
جمیل عرفان بھی موجود ہیں حکیم صاحب نے شاہزادے کو پہلے طلسمات اربعہ کی مبارکباد دی بعد اسکے ہر آت الغیب نذر کیا اور کہا
کہ یہ حکمائے پیشین کا تحفہ خاص تمہارے واسطے تھا کہ جو وقت تم کو کسی طرح کا رنج و ملال لاحق حال ہو آئینہ بین دیکھ لینا اور کسٹا ہی
ہر آت الغیب بحق مردمان غیب یا ران گمشدہ کے حال سے خبر دے یقین ہو کہ ہر ایک کا حال بخوبی دریافت ہو جائیگا اور یہ آئینہ
بیسے جدا نہ ہو گا تا وصال حقیقی معشوقہ تمہارے پاس رہیگا شاہزادے نے وہ آئینہ ہشت پہل دیکھا کہ ہر گوشہ الماس کا صاف شفاف
تھا اور چاروں طرف اس آئینہ کے بخط خفی اسما آتی کندہ تھے لیکن زبان عبرانی ایسی کتابت تھی کہ ہم کام نہ کرتی تھی تیسرے اس قدر
چھوٹا تھا کہ گریبان میں شاہزادے کے آگیا پہر حکیم صاحب نے ملاحظہ پوری سے فرمایا کہ سلطان ارقیوس جنی کو بلا لاجب
سلطان ارقیوس آیا حکیم صاحب اور شاہزادہ معزالدین تخت روان پر سوار ہوئے اور ایک تخت پر معالی سلطان اور
جمیل عرفان کو سوار کر لیا اور آگلیہ حصار میں تشریف لائے عالی شاہ معالی سلطان کے والد اور شد عالم خانقاہ لازم
میں حکیم صاحب کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضرت کے قدم کی بدولت اپنے فرزندوں کو دیکھ کے آنکھوں میں نوا گیا اور سینہ کو مسرور
ہوا ورنہ ہلکا امید انکی زیست سے قطع ہو گئی تھی حکیم صاحب نے جمیل عرفان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا یہ شخص ایک غرض ہے
رکشا ہر عالی شاہ نے جمیل عرفان سے پوچھا کیا مطلب ہو بیان کر جمیل نے دست بستہ عرض کی بیت

عجز من و غرور تو شد آشنا بہم رسم نویست الفت شاہ و گدا بہم

عالی شاہ نے حیران ہو کر کہا کہ مطلب اس شعر سے معلوم نہوا حکیم صاحب نے معالی سلطان اور جمیل عرفان کا حال بیان کیا
عالی شاہ نے عرض کی حکیم صاحب یہاں کے رسم و طریق سے آپ واقف ہیں کچھ حاجت بیان نہیں کہ سوائے ہم کفو کے دوسرے

افہمیں نسبت کا معاملہ ہو نہیں سکتا حکیم صاحب نے فرمایا مقدرات انہی میں کسی کو کیا دخل ہو عالی شاہ نے کہا حضرت حکیم اکی میں شک کی مجال ہو جو دم مار سکے آخر کار بڑی دھوم سے کرشمہ خاتون بنت مرشد عالم کا شاہزادہ معالی سلطان سے عقد ہوا اور علیا بلند ابرو جمیل عرفان سے باہتمام تمام منعقد کی گئی حکیم اور شاہزادہ معزالدین عالی ایک ہفتہ تک شہر آگینہ حصار میں جمان رہے اور یہ پردہ شیاہین و کافران سے پاک ہو گیا اور حکمرانی بیان کی حکیم ابوالمحاسن نے سلطان ارقموس ملک الجن کو مرحمت فرمائی اور خود شاہزادہ معزالدین تخت روان پر سوار ہو کر کوہ مرو کو روانہ ہوا جب تخت شاہزادے کا اوج ہوا پر پونچا شاہزاد نے حکیم صاحب سے فرمایا کہ آپ راہ چاہے نیلوفر کی طرف سے کوہ مرو پر تشریف لیجئے تاکہ ہم شاہزادہ درمی مشتری طلعت کو بھی پہلو لیں حکیم صاحب نے کہا آپ کو شاہزادہ درمی مشتری طلعت کے حال سے بھی آگاہ ہونا چاہیے کہ وہ بیچارہ کس مصیبت میں گرفتار ہے بعد اسکے تمام قصہ شاہزادہ درمی مشتری طلعت کا سن کر شاہزادے نے کہا پہلے ملک شہزنگار میں چلنا چاہیے حکیم صاحب نے کہا شاہزادہ درمی مشتری طلعت خود کوہ مرو پر آجائے گا وہاں چلنے کی ضرورت نہیں بعد حکیم صاحب شاہزادہ معزالدین کوہ مرو پر پہنچے ابو الوفا اور اسکے ہمراہی وہیں ایک جامع تھے کہ آگاہ آسمان سے ایک تخت پہاڑ پر نازل ہوا ابو الوفا پہلے متحیر ہوا جب شاہزادہ معزالدین کو دیکھا پھر خوشی سے جامہ میں نہ سہا سہا لیکن شاہزادہ درمی مشتری طلعت کو نہ دیکھ کر بہت گھبرایا پوچھا کہ میرا شاہزادہ کہاں ہے حکیم صاحب نے ابو الوفا کی تسلی و تسفی کی اور فرمایا کہ غریب شاہزادہ درمی مشتری طلعت بھی آیا چاہتا ہے جبکہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو حکیم صاحب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی اُسے حکیم صاحب کو مجلس میں بلا کر بلاتا تھا کی حکیم صاحب نے ملکہ سے فرمایا اسے فرزند آج کل میں شاہزادہ درمی مشتری طلعت بھی ضرور آئیگا ابو الوفا نے شاہزادہ معزالدین کو ایک مکان پاکیزہ و نفیس میں اتارا اور تمام عورت اور خدمت میں مصروف ہوئے

اب حال پہاڑ کے نیچے کا بیان کیا جاتا ہے

پہلے داستان دھان تک گذارش ہوئی ہے کہ ابطل قوی ہیکل بد افعال ہر روز میدان جنگ میں جاتا تھا اور لوح ظلم کے اثر سے جو غامدی ملعون نے اُسکے بازو کے اندر رکھی تھی اکثر بہادران لشکر اسلام کو قتل و زخمی کرتا تھا اور مشتری جاہ یعنی ملک سعید و ن شاہ اور سرداران لشکر حال سے لوح سحر کے مطلق آگاہ نہ تھے اب جس روز کہ شاہزادہ معزالدین اور حکیم صاحب کوہ مرو پر پہنچے دوسرے روز بدستور طریق میں صف آرائی ہوئی ملک سعید و ن کے لشکر سے مضمہار خان دلاورد اسٹل مقابلہ ابطل قوی ہیکل کے گیا ابطل قوی ہیکل نے اُسکو بھی زخمی کیا فارس خان نے میدان جنگ میں جا کر ابطل قوی ہیکل کے مرکب کو نیزہ مارا بعدہ دو نوں پہلوان باہم پیادہ بازو و قوت میں دست و بازو کے مشغول ہوئے اور دو روز و شب انکو اسی کشش و کوشش میں گذرے آخر کار روز چہارم ابطل قوی ہیکل لوح سحر کے باعث فارس خان کو بھی رشتہ کندہ سے باندھ کر اپنے لشکر میں لے آیا شاہزادہ معزالدین کوہ پر بیٹھے یہ سب تماشا دیکھ رہے تھے اور افسوس کرتے تھے کہ کافر اہل اسلام کو شہید

و گرفتار کرتے ہیں شاہزادے نے حکیم صاحب سے پوچھا کہ کیوں حضرت خلائق بنین ملک گوہر آویز کے چند مدت سے دین زردشتی شائع ہو آپ کس وجہ سے انکی تعریف کرنے لگے حکیم صاحب نے فرمایا اسی شہر یارتین سو برس قبل اس معاملہ کے ملک سعید و ن بزرگ زمین عرب سے بیان آیا تھا اور سعدان بزرگ جس طرح تھے قصہ ثنا سعید و ن بزرگ کا ملازم تھا جب سو برس کا زمانہ گذرا سعدان شاہ شہر گوہر آویز میں ایک مرد مرتد کے اغوا سے زردشتی ہو گیا پھر اُس زمانہ سے آج تک شہر گوہر آویز میں دین زردشتی رائج رہا مگر میں طلسم قرآن السعیدین کا قدیم الاہام سے داروغہ ہوتا آیا ہوں اسی باعث سے سکون میل بھی شہر گوہر آویز مقرر رہا اور یہاں کی خلائق کا ہر مصیبت و راحت میں شریک حال تھا جب میں نے خلائق شہر کو دین خدا پرستی سے برگشتہ دیکھا ایک روز درگاہ جناب احدیت میں انکی امانت اور غیر عانت کی استغاثہ کی حکم ہوا کہ امور ظاہری میں انکی مدد کرو اور جب باوجود شاہ در عایا خدا اعتدال سے گذر جائیں اسوقت عبادت کا گوشہ علیحدہ بنانا اور ہتھیال انکا حوالہ بخدا کرنا میں نے حسب ہدایت عمل کیا جب میں نے ملک سعدان شاہ کی نیت ملک سعید و ن طلعت کی طرف بددینی تو مجھ سے ضبط تنوسکا اسی روز شہر سے باہر نکلیا شاہزادے نے کہا یہ طلسم کسے بنایا ہو اور داروغہ کی آپ کو کسندی اور میں آپکا سو برس سے زیادہ ہو کر یا حکیم صاحب نے کہا یہ طلسم ہمارے استاد و امام اجل الہ نے ترتیب دیا ہے اور عمر ہماری چار سو برس سے زیادہ ہے اور ہمارے استاد کا سن سات سو برس کا ہے شاہزادے نے کہا کہ ہمارے پیغمبر جیلے اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اکثر اعمار اُستی میں استین و استعین حکیم صاحب نے فرمایا امیر شاہزادہ عمر انسان کی خداوند کریم نے بعد و شمار نفس مقرر کی ہے یہ سال و ماہ پر پس جو شخص کہ مہینہ مکر پکا عمر اسکی ضرور زیادہ ہوگی چنانچہ بعض حکما اس عمل کے عامل ملک یونان میں اب تک موجود ہیں اور اکثر ہندوستان میں ہیں کہ انکو جوگی کہتے ہیں چنانچہ ایک حضرت سلیمان فارسی است میں ہمارے پیغمبر کے تھے کہ عمر انکی بغیر جس دم کے تین سو برس کی تھی بالاتفاق مورخین لکھتے ہیں مگر یہ عمر اکثر یہ ہو کلیہ نہیں ہو قصہ مختصر دوسرے روز ابطال بد اعمال نے میدان میں جا کر طوقس خان ایک پہلوان لشکر سعید و ن شاہ کو قتل کیا شاہزادے کو طوقس خان کے قتل ہونے سے ایسا غیظ آیا کہ بیتا با نہ خود میدان کا قصد کیا حکیم صاحب نے کہا آپکا تکلیف کرنا عبث ہے اس ملعون کی قضا آپ کے ہاتھ تقدیر نہیں ہوئی میں طالع دیکھ چکا ہوں اور عمر اس نابکار و ناہنجار کی قریب اختتام ہے انشاء اللہ یردہ غیب سے اسکا قاتل ظاہر ہوگا اس عرصہ میں جن پہلوانوں کی اجل اسکے ہاتھ سے ہو انکو قتل ہونا چاہیے

یہ قصہ جنگ و جدل بیان موقوف رکھا جاتا ہے اور بوستان شاہزادہ دری مشتری طلعت

اور شہاب نوجوان کی بیان ہوتی ہے

کہ شہاب نوجوان اور شاہزادہ دری مشتری طلعت جبل انجیل سے جو کہ کوہ اسپان مشہور ہے اسپ اور ہم کو لے ملک شہر نگا کو روانہ ہوئے یہاں اشتر اردگردار نے بھی آتش سحر فرو کی اور خود واسطے دیکھنے نرگس شہلا کے طلسم میں گیا وہاں طلسم کا نشان تک نظر نہ آیا اور نہ نرگس شہلا کو پایا سمجھا کہ یہ کام سوائے خدا پرست کے دوسرے کا نہیں ہے سو ساتھ ہی اس خیال کے انکی آتش غضب

مشتعل ہوئی اور اسی حالت غیظ میں کہا قسم مجھے اپنے دین باطل کی جب تک میں لشکر اسلام کو قرار واقعی غارت نہ کر دوں گا قرار و آرام نہ لوں گا اور وہاں سے اپنے لشکر میں آیا تمام جا دوگر استقبال کو آئے اشرار جا دو نے ہر ایک جا دو گرتے یہ معرکہ گذشتہ بیان کیا اور کوس حربی بجائے کا حکم دیا سب جا دو گر مانع ہوئے اور کہارات کو کوس حربی بکایا جائے صبح کو معرکہ جنگ گرم ہو کیونکہ ابھی شہاب نوجوان سپہ سالار لشکر اسلام لشکر میں موجود نہیں ہو نہیں معلوم کہاں اور کس فکر میں گیا ہوا اشرار جا دو نے کہا میں خود چاہتا ہوں کہ شہاب نوجوان میرے مقابل ہو بلکہ میں سوائے شہاب نوجوان کے اور کسی سے مبارز طلب نہ لوں گا کہ سوائے اسکے اور کوئی کیا مال ہو جو میرے آگے آئیگا اور ضرغام شاہ کے طبل جنگ کی آواز سے ہوش اڑ گئے کہ شہاب نوجوان لشکر میں تشریف نہیں رکھتا اور زخم سے اچھا نہیں ہوا علاوہ برین مجھ سے عالم صحت میں کیا ہوا جواب حالت زخم میں ہوگا مگر مجبور ہی قریبے زخمی کا حکم دیا صبح کو دو لون لشکر مقابل ہوئے اشرار جا دو نے میدان میں ایک آواز دی کہ جسکو جان اپنی دشوار ہو وہ آگے ضرغام شاہ نے داہنے اور بائیں اپنے بنظر یاس و حسرت دیکھا کسی تنفس کو لشکر اسلام میں جرات مقابلہ اشرار سے نہ تھی اور تمام ہلو ان اور سردار سراپا جھکا کر مثل تصویر صم و بکم ہو گئے ضرغام شاہ لشکر سے نا امید ہو کر ابدیدہ ہو گیا اتفاقاً ملک فائز نام ایک سردار سن و جوان دیدہ لشکر میں موجود تھا اسنے جوانی میں صد نام کار نمایاں کیے تھے اسنے جب ضرغام شاہ کو رنج میں مبتلا دیکھا عرض کی اے بادشاہ جہاں آپ کیوں بلول ہیں مجھے اجازت جنگ کی مرحمت فرمائیے کہ لشکر کی آبرو میں فرق آتا ہوا میری شرم کی جا ہی ضرغام شاہ نے فرمایا اب کوئی لشکر میں نہیں ہو جو تمہاری تو بہت پہونچی ملک فائز نے کہا اب مصلحت وقت یہی ہے کہ جا دو گر کا فر میدان میں لاف و گزاف بک رہا ہو اور کوئی جواب نہیں دیتا ضرغام شاہ نے ملک فائز کو مجبور ہی اجازت میدان دی ملک فائز نے مجبور ہو پونچنے کے نیرے کا دار اشرار نا بھار پر کیا اشرار جا دو نے ایک ہی دار میں اس مومن پاک کو شہید کیا خام کو لشکر طریق کے اپنی اپنی جا پر واپس لے ضرغام شاہ کو ملک فائز کے قتل ہونے کا کمال صدمہ ہوا کہ اس روز کھانا نہ کھایا اور نہ محل سے برآمد ہوا بلکہ تر گس شہلا نے کہا نہیں معلوم کہ شہاب نوجوان نے کہاں دیر لگائی لیکن میرا دل گواہی دیتا ہو کہ کل ضرغام شاہ اب الدین سے محافقہ ہو گا کیونکہ آج بائیں آنکھ میری پھر کھلتی ہو اور تعبیر اسکی یہی ہو کہ شوہر یا برادر سے ملاقات ہو ضرغام شاہ نے کہا اے تر گس شہلا خدا ایسا ہی کرے کہ قال تمہاری مطابق ہوا اور ہکو اس درد و الم سے نجات ملے صبح کو ضرغام شاہ محل سے برآمد ہوا تمام اراکین سلطنت و سرداران لشکر حاضر ہوئے و فقہا لشکر خریف سے صدر طبل جنگ بلند ہوئے ضرغام شاہ نے آواز طبل سکے کہا اب مجھے بجز دعا کرنے کے درگاہ سبب الاسباب میں اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا تم سب سردار بھی میرے ساتھ آئیں کہو شاید خداوند کریم تم کیوں پر رحم کرے اور ہکو اس بلا سے محفوظ رکھے آخر ضرغام شاہ نے نہایت عجز و نیاز و زاری سے اپنی نجات کی دعا کی یہ خبر اشرار جا دو کو پہونچی اشرار جا دو نے ایک عیار طرار کے ہاتھ ضرغام نیک انجام سے کھلا بھیجا کہ ضرغام شاہ ہیں آج تک ہر تمہاری زندگی ہو جس طرح سے چاہو پیش بسر کر لو بیان ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ شاہزادہ وری مشتری طلعت اور

شہاب الدین فتح قرین سرکوب دشمنان دین بارگاہ شاہی میں داخل ہوئے ضرغام شاہ نے نہایت خوش ہو کے سجدہ شکر درگاہ رب العزت میں ادا کیا شہاب الدین نوجوان نے شاہزادہ درمی مشتری طلعت سے کہا کہ ضرغام شاہ کا قد بوس ہو اور ضرغام شاہ سے کیا یہ ملک سعید و ن کا فرزند ارجمند ہو آپ بقلگیر ہوں بعد اسکے زرگس شہلا کو بھی آمد شہاب نوجوان سے اطلاع ہوئی زرگس شہلا نے شہاب نوجوان کو مجلس راین بلایا ضرغام شاہ شاہزادہ درمی مشتری طلعت سے بقلگیر ہوا اور بزم عیش و نشاط آراستہ ہوئی اور صحبت شراب و کباب گرم ہوئی ضرغام شاہ نے حالت وجد میں رباعی پڑھی

شادی میں نہ لطف ہوئی ستم میں کچھ ہو	راحت میں نہ کچھ ہوئی غم میں کچھ ہو
یاں رنگ زمانے کا دگرگون دیکھا	دم میں کچھ ہوئی تو ایک دم میں کچھ ہو

اس آئینہ عیار اشارہ نا بکار نے پیام اپنے آقا کا ضرغام شاہ کو دیا شہاب نوجوان نے کہا اے مردود اشارہ جا دو کو ہماری طرف سے اس پیام کا یہ جواب دینا بیت

اگر سدا چو ہوا از افق سرزند	برہمیشم کر ابر نہ میں برزند
-----------------------------	-----------------------------

عیار نے اشارہ جا دو سے کہا اے شاہ جا دو ان آپ کے پیام کا یہ جواب شہاب نوجوان نے دیا ہوا اشارہ جا دو کے ہوش شہاب نوجوان کا نام سنتے ہی پرتان ہوئے مگر چونکہ طبل جنگ بجا چکا تھا موقوف نہ کر سکا اب جس طرح کی نا چاری لشکر اسلام میں تھی اس سے بدتر اشارہ جا دو کے لشکر میں ہو گئی ضرغام شاہ نے تمام سرگذشت اپنی شہاب نوجوان سے بیان کی شہاب نوجوان کو فائز کے شہید ہونے کا کمال تاسف ہوا رات کو شہاب نوجوان نے بعد اسم خوانی آرام کیا وہی نقابدار عالم رویا میں تشریف لائے اور فرمایا اے شہاب نوجوان اب یہ لڑائی آخری ہو چکے تھیں پوچھنا ہو پوچھ لو میرے یہ یاد گے اور چند باتیں میں کہتا ہوں انھیں بگوش ہوش سن لو فراموش نہوں اول یہ کہ اب میدان شاہزادہ درمی مشتری طلعت کے ماتھے پر ہم آنکھ سمجھا دو کہ جب اشارہ جا دو سے مقابلہ ہو تم اس وقت زرہ الحفاظ کی طرف متوجہ ہو کر آہستہ کہنا کہ اے زرہ الحفاظ اگر حسب ارشاد تو میری ملک میں رہیں میرے علم سے اس جا دو کو گر ملعون کی چشم میں سنگین ہو کہ یہ ملعون مجھ سے وفا و فریب سے لے گیا رہیں اسکے کہنے سے وہ زرہ اشارہ جا دو کے جسم میں ایسی گران و تنگ ہو گئی کہ وہ اتار کر میدان میں رکھ دینا اور اپنے نوکر و ن سے کہنا کہ یہ زرہ شاہزادہ درمی مشتری طلعت کو ہو بجا و جب وہ ملازم بھی نہ اٹھا سکیں اس وقت شاہزادہ درمی مشتری طلعت باواز بلند اشارہ جا دو سے کہے اے ملعون ہمارا مال و فاسے بجانا سہل سمجھا تھا اب ہم اپنا مال واپس لیتے ہیں بعد اسکے زرہ اپنے ملازم سے شکار بنے اور اس سپاہی ہم پر سوار ہو کر اشارہ جا دو کے مقابلہ کو ہائے پھر نہ کوئی حربہ کار کر رہا ہو گا اور نہ سحر اثر کرے گا تب وہ شقی ازلی یعنی اشارہ جا دو آسمان پر بردار کر بگا اس وقت شاہزادہ درمی مشتری طلعت لگام گھوڑے کی بلند کرے اور ہم بھی جا دو کے پیچھے روانہ ہو گا اشارہ جا دو اسے دیکھ کر بریشان و حیران ہوتا ہوا اس سرزمین پر دار و ہو گا کہ جہان سے جہنم کی راہ سیدھی ہو پس دہان راہی ملک عدم ہو گا کہ جسکی شان میں یہ آہ کہ میرے

دماغ درمی نفس بای ارض متوت صادق آتا ہی بلکہ وہاں اور اور مردود بھی ہلاک ہونگے شاہزادہ درمی مشتری کو فہمائش کر دینا کہ ایک کوڑہ ہاتھ میں رکھے کہ وقت پر واز جب اشترار جادو قریب آئے تو وہ کوڑہ مارے جب شاہزادہ درمی مشتری طلعت اور اشترار جادو و تمھاری نظر سے غائب ہو جائیں تم لشکر اشترار جادو پر حملہ کر کے قتل شروع کرنا اور جو مسلمان ہو اسے امان دینا اور ملک شہزنگار کا نام اسلام نگار رکھنا اور وہاں کی فرمانروائی بھی کسی انسان با ایمان و فاضل کو دینا بعد اسکے کوہ مراد کو روانہ ہونا کہ وہاں دوست و آشنا تمھارے انتظار میں ہیں شہاب نے کہا حضرت میں آپ کے جلال با کمال کا شائق ہوں نقاب چہرہ سے ہٹائیے اب جو شہاب نو جوان نے دیکھا تو حکیم ابو الحاسن ہیں پس فوراً غائب ہو گئے صبح کو شہاب نو جوان نے شاہزادہ درمی مشتری طلعت سے حال خواب بیان کیا اور تمام ارشاد حکیم صاحب سنا دیا اس عرصہ میں لشکر طرفین کے آراستہ ہوئے اور اشترار جادو و نیران و ترسان خائف و ہراسان میدان میں آیا مگر دل میں کہتا تھا شہاب لدین دلا در میرے مقابلے میں نہیں آئیگا ناگاہ شاہزادہ درمی مشتری طلعت گھوڑا چمکاتا ہوا میدان جنگ میں آیا اور زہ کلمات زہ حفاظ سے مخاطب ہو کر بیان کیے فوراً زہ اس جسم ناپاک پر اسقدر بھاری ہوئی کہ گھوڑا بوجھ اسکا نہ اٹھا سکا اور زمین پر بیٹھ گیا اشترار جادو نے گھوڑا بدلتا چاہا لیکن ایسا لشکر بڑھ گیا کہ خود دل نہ سکا لاچار ہو کر زہ اتار کے زمین پر رکھ دی اس اثنا میں جو جادو گر کہ محال و کیدانہ کو پہنچانے گئے تھے وہ قصر الجبال سے واپس آئے انھوں نے سران ملعونوں کے اشترار جادو کے آگے رکھ دیے اور ساری کیفیت بیان کی اشترار جادو و دونوں ہاتھوں سے سر پٹینے لگا اور کہا کہ اب میرے لیے بھی بجز خیر ملک مال کے کوئی صورت مفرک نہیں ہو خیر اب مصلحت وقت یہ ہے کہ جان کا بچانا ضرور ہی بیکار شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے مردانہ و دلیرانہ آواز سے کہا او اشترار جادو و خبردار دیکھو تو کیا ہنر سپاہگری کے اور حوصلہ مردانگی و سحر و ساحری کا رکھتا ہے اور کوڑا دکھا کر کہا تمھارے اشترار ناپاک کو بس یہ کوڑا کافی ہے اور تیرے خون ناپاک سے تلوار کو کیوں خراب کر دوں اور زہ کا حال تو کہہ بیٹے کیوں نہ رہا اشترار جادو نے کہا زہ رنگ آلودہ ہو گئی ہے میں دوسری زہ پہنوں گا شاہزادہ مشتری طلعت نے کہا اے ملعون تیرا دل بھی تو رنگ کفر سے بھرا ہو خاطر جمع رکھ میں اسے بھی پاک کیے دیتا ہوں او ملعون تیرے نوکر نالائق و غابازی نکر اور جلسازی کر کے میری زہ لینگے تھے ورنہ تیری یہ مجال تھی کہ تو بغیر اجازت میری ایک لحظہ زہ کو اپنے منہ میں نہ لے سکتا اب چشم کور سے دیکھ کہ کس طرح اپنا مال دشمن سے واپس لیتے ہیں آخر شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے گھوڑے سے خم ہو کر زہ زیب جسم کی پہلوئان و سرداران لشکر طرفین کے پیچھے ہو گئے اور اشترار جادو و مستوحش و دیوانہ وار ہر چار طرف گھبرایا ہوا دیکھ رہا تھا شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے کہا اے ملعون تیرے حواسل بھی سے جاتے رہے اس سے کیا ہوگا اور وہ دوسانے آپس اشترار جادو نے ایک نیزہ سینہ بے کینہ پر شاہزادہ درمی مشتری طلعت کے مارا شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے وہ نیزہ اس مردود سے چھین لیا اور تلوار کی ایک اوچھڑا سی دی کہ تلوار اسکی زمین پر گر پڑی جب اشترار جادو نے دیکھا کہ نہ زور میں نہ سربر ہو سکا اور نہ سحر کار گر ہوتا ہی آخر زور سحر آسمان کی طرف پرواز کی شاہزادہ درمی مشتری طلعت ادھم پر سوار ہوا اور کہا کہ

تھے قسم ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تو بھی بال و پر نکال اور اس جادوگر کو لے جانے نہ پاوے پس پھر اس کلمہ کے ادھم بھی فغبناک
ہوا اور ثقب بین اشرا جادو کے دوڑا لشکر طرفین کے تماشا دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے کہ ایسا گھوڑا بھی ہوتا ہو کہ مثل جانور پر وار کرتا
ہو شہزادہ درمی مشتری طلعت کے قریب اشرا جادو کا بقوت تمام ایک کوڑھ پشت پر ایسا مارا کہ اشرا جادو بے اختیار تپکلا گیا
اور غل مچانے لگا آخر اشرا جادو اور شاہزادہ درمی مشتری طلعت دونوں لشکر کی نظر سے غائب ہو گئے اور شہاب نوجوان
دلاور اشرا جادو کے لشکر نکبت اثر پر حملہ آور ہوئے اور تمام لشکر کو جادوگروں کے تباہ و غارت کر دیا جب کوئی مقتض لا نفع
جنگ وجدل نہ رہا تب شہاب نوجوان داخل شہر ہوا اور اہل شہر کو بشرط قبول اسلام ایمان دی اور کفاروں کو قتل کیا اور نام
شہر کا اسلام نگا رکھا اور حکومت شہر ایمان و درست پیمان کو بخشی کہ یہ درست پیمان سلاطین زادہ تھا جب شہاب
نوجوان نے تمام امورات ملکی سے فرصت پائی گوہ مراد کی طرف چلے دوسرے روز ایک دورا ملا وہاں سے ایک راہ طرستان
کو گئی تھی شہاب نوجوان نے ضرغام شاہ سے کہا اے برادر اب آپ اپنے وطن کو تشریف لیجائیے ہم اپنے وطن مالوت کو
رودانہ ہونگے ضرغام شاہ نے کہا یہ نہوگا کہ میں تلو چھوڑ دوں غرض کہ شہاب نوجوان کے ہمراہ ہوا

اب راوی انکو اشنا سے راہ میں رکھتا ہے اور پھر حال کوہ مراد کا بیان کرتا ہے

کہ جب ابطل بدافعال چند پہلوان ملک سعید و ن شاہ کے لشکر کے قتل کر چکا اسوقت ملک سعید و ن شاہ نے
ملک سعدان شاہ سے ایک ہفتہ کی حمت طلب کی اس واسطے کہ اس عرصہ میں ہمارے بیان کے زخمی بھی صحیح و سالم ہو جائیں گے
ملک سعدان شاہ کو اگرچہ منظور تھا لیکن غامدی دانا کے کہنے سے شکل حمت دی جب ہفتہ گزر گیا ابطل قوی ہیکل
حرامزادہ نے نشہ میں شراب کے رات کو طبل جنگ بجوایا اور صبح کو بکرو فر تمام میدان جنگ میں آیا اور بعض سردار جو کہ لشکر میں
نیم جان تھے میدان میں گئے اور ابطل قوی ہیکل کے ہاتھ سے شہید ہو گئے اب کوئی سردار قابل مقابلہ فوج اشرا کے لشکر میں
باقی نہ رہا اور ادھر وہ کافر کفر لاف و گزاف بک رہا تھا یہاں ملک سعید و ن شاہ کو بجز دعا و مناجات کے کچھ اختیار نہ رہا
آخر اس روز ابطل قوی ہیکل نے قسم کھائی کہ آج تا شام انتظار مقابل کرونگا اور بعد اسکے جنگ مغلوبہ کرونگا

اب حال بد مال اشرا جادو نا بکار اور شاہزادہ درمی مشتری طلعت عالی وقار کا گزارش کیا جاتا ہے

کہ اشرا جادو قوت سحر سے بھاگا جاتا تھا اور ادھم گھوڑا بھی بیچا کیے جاتا تھا اس دوداوش میں جب شاہزادہ درمی مشتری طلعت
اور اشرا جادو قریب ہو جاتے تھے شاہزادہ درمی مشتری طلعت ایک کوڑا اشرا جادو کی پشت پر زور سے مارتا تھا کہ
اشرا جادو بھلا جاتا تھا آخر اسی بدحواسی میں اشرا جادو کے خیال میں آیا کہ ظلمات میں چلنا چاہیے پس وہ ملعون

و مردود شقی ازلی انس و امّہ کوہ بین بود چاکر جهان دونون لشکر پڑے ہوئے تھے اور ابطل قوی ہیکل لشکر اسلام کو سخت کوشش
کمر ہاتھ پیک پاک شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے ایک اور تازیانہ اشترار جادو کی پشت پر دور سے مارا کہ ٹوک کوڑے
کی گدی کو ٹوکے پیشانی سے نکل گئی اور مثل فوارہ کے خون جاری ہوا اشترار جادو اسوقت ایسا چلا یا کہ آواز اسکی دونون لشکر دن
نے نشی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے تو ایک آدمی دراز قد ہوا پہن نظر آیا اور دوسرا ایک جوان عالی شان کھنڈے پر سوار
انکو کوڑے مار رہا ہوا اور اس مار پیٹ میں اشترار جادو سحر بھول گیا اب زمین کی طرف چلا اور بیان انس روز نامہ
سحیدہ قمر طلعت کو حکیم ابو المحاسن نے مژدہ ملاقات دیا تھا اور شاہزادہ مغر الدین سے فرمایا تھا کہ تم بھی کچھ مژدہ مل
سے تماشائے جنگ دیکھو کہ اب پیانہ عمر ابطل پورا ہو چکا معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے تمام مردوزن و اہل کوہ تماشائے
جنگ دیکھ رہے تھے اور انس آواز سے بھونکی نظر آسمان کی طرف تھی اور اشترار اسوقت زمین کی طرف چلا آتا تھا
ابطال قوی ہیکل بدافعال نے جب یہ کرشمہ دیکھا حیران ہوا دفعتاً اشترار جادو برابر سر ابطل قوی ہیکل کے آئی پہنچا
جب تک ابطال قوی ہیکل ہو شیار ہوا اشترار جادو ایسا مع سوزہ آہنی ابطال قوی ہیکل کے سر پر گرا کہ کاسٹہ سر چور ہو گیا قطعہ

ہمان لحظہ آن کا سیر کینہ خواہ	بدون رخ رسیدہ بحال تباہ
طاسمیکہ غادی نادان بہست	خداوند دانا بہ یک دم شکست

ملا کہ آسمان نے اترتا کہ نوید رگم الموت و لو کہتم فی بروج مشیدۃ غادی نادان اور سعیدان شاہ کو با داز ملہ نہایا
اور وہ گھوڑا پتلیان جاکر اشترار جادو پر ایسا اتر کہ اس لعین کے بدن کے سب جوڑا در بند ٹوٹ گئے اور سید صاحبم کو گہا
دونون لشکر دن کو اس حال عجیب تماشائے غیب کے دیکھنے سے کمال حیرت ہوئی گویا گھوڑا نہ تھا بلکہ موت مجسم انس نا بکار کے
واسطے تصور کرنا چاہیے ملک سعید و ن شاہ کے لشکر میں نوبت خوشی کی تھی اور آواز مبارک باد بلند ہوئی اور لشکر کفار میں افراد
الغیاب کی صدا تھی ملک سعدان شاہ نے تاج سر زمین پر دے مارا اور طبل باز گشت بجوا دیا لیکن ملک سعید و ن شاہ
بھی محو حیرت تھا کہ یا کہی یہ کیا اسرار ہے جو ظہور میں آیا ایسا کام بشر سے قیاس میں نہیں آتا یہ کوئی فرشتہ یا موکل ہو کہ جس سے
ایسا کام نمایاں ہوا سرعت عیار کہ اسوقت میدان جنگ میں موجود تھا جب اسنے شاہزادہ درمی مشتری طلعت
کو بایں شان و عظمت دیکھا یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے گھبرا کر اور تو کچھ نہ کہہ سکا قدموں پر شاہزادہ درمی مشتری طلعت
کے گر پڑا اور بیہوش ہو گیا شاہزادے نے سرعت کو اٹھایا وہ ہوش میں آیا شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے سرعت عیار کو
سینہ سے لگا یا سرعت نے فوراً ملک سعید و ن شاہ کو شاہزادہ درمی مشتری طلعت کے آنے کی خبر دی ملک سعید و ن شاہ
اُسی وقت بتیا بانہ پیادہ پافرزندہ دہند کے دیکھنے کو تشریف لایا شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے باپ کے قدموں پر چڑھا
بادشاہ نے فرزند کو گلے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے ہمراہ فرزند کو لشکر میں لایا تمام لشکر میں ایسی خوشی ہوئی گویا انس
غید تھی اور ویسا ہی رنج لشکر کفار میں ہوا حکیم ابو المحاسن اور شاہزادہ مغر الدین بھی زیر کوہ آئے حکیم صاحب نے شاہزادہ

مغز الدین سے فرمایا اے شہر یار دولت مدارا بشرا رجا دو کا جگر نکال کر اپنے پاس رکھ لیجیے کہ کسی وقت ہر کام آدیکھا بیٹھے اپنے
جو کسی سے وعدہ کیا ہو اسے بھی ایسا کرنا ضرور ہوگا شاہزادہ مغز الدین نے بموجب ارشاد حکیم صاحب کے ہر ارشاد و خواہ
کا بکمال احتیاط نکال کر حکم دیا کہ اسے بجاظت تمام رکھنا خبردار غفلت نہ ہونے پائے جب ہم مانگیں دینا اور شاہزادہ
دری مشتری طلعت سے ملاقات کی شاہزادہ دری مشتری طلعت نے ہاتھ حکیم صاحب کے آنکھوں سے لگائے
ملک سعیدون شاہ نے بھی بعد دست بوسی کہا حکیم صاحب ہمیں آپ نے گویا دوبارہ خلعت حیات عنایت فرمایا کہ
ہماری روح و جگر و جان کو ہم سے ملایا ہم شکر یہ احسان ادا نہیں کر سکتے حکیم صاحب نے فرمایا اے شفیق ہوں فقط گوہر آفرین سے
مطلب تھا نہ ملک سعدان شاہ سے بلکہ سعیدہ قمر طلعت نے جب سنا کہ حکیم صاحب تشریف لائے فوراً خوان زر و جواہر
تصدق کو بھیجے اور دو رکعت نماز شکر یہ ادا کی دوسرے روز ملک سعیدون شاہ نے بشورہ حکیم صاحب ملک سعدان شاہ
کو بلکہ سعیدہ قمر طلعت کے عقد کا پیام بھیجا ملک سعدان شاہ نے جواب دیا کہ تم مراات الغیب بھی قصر قرآن السعدین
سے لائے جو ہماری شرط تھی ملک سعیدون شاہ نے کہلا بھیجا تم اس کے خواص سے بھی آگاہ ہو جو ہر بار طلب کرتے ہو اور جو
بر تقدیر وہ آئینہ آتا بھی تو تلو اس سے کیا فائدہ ہوتا ملک سعدان شاہ چپ ہو رہا اور چاہا غاوی داتا سے بچھکے کہ اس بات
کا کیا جواب دیا جائے اور غاوی وانا بجز دوخل ہونے حکیم صاحب کے لشکر سے غائب ہو گیا تھا ملک سعدان شاہ
نے جب غائب ہونے کا حال غاوی کے سنا نہایت صدمہ ہوا آخر یہ جواب دیا کہ آپ مسلمان ہیں زرتشتی مذہب میں
تقریب شادی کیونکر ہو سکتی ہو ملک سعیدون شاہ نے کہلا بھیجا کہ تم تاسیخ اعظم میں دیکھو کہ تمہارا بدایئے سعدان
بزرگ مسلمان تھا کہ زرتشتی دوسرے یہ پیام سہنے براہ انسانیت نہ بخشی بھیجا ہو ورنہ ملک سعیدہ قمر طلعت خود ہمارے
پاس موجود ہو اور وہ اپنے دین قدیم پر مستحکم ہو اسے تمہاری طرح دین آبائی اپنا ترک نہیں کیا اور وہ اسی سبب ہمارے
پاس نہایت خفا کشی سے چو پتی ہو اور تم خود جانتے ہو کہنے کی ہمارے کیا حاجت ہو بہر حال اب تلک بھی لازم ہو کہ تم دین حق
اپنا قدیم بھدق دل اختیار کرو اور اس ملت و مذہب کو لعنت کرو تا عقد ملک سعیدہ قمر طلعت کا تمہاری خوشی سے ہو
ملک سعدان شاہ نے تین روز کی ہمت مانگی کہ بعد تین روز کے جواب دیا جائیگا ملک سعیدون شاہ نے تین روز کی ہمت
قبول کی رات کو چند سردار ملک سعدان شاہ کے آئے اور کہا اے بادشاہ ہماری رائے بھی یہی ہو کہ آپ عقد ملک
سعیدہ قمر طلعت کا شاہزادہ دری مشتری طلعت سے کر دین صاحت وقت یہی ہو ملک سعدان شاہ نے کہا میرا یہ
دل و جگر کمان کہ جو میں ملک کے عقد کو اپنی زبان سے اپنی حیات میں کہوں ان بصرہ بعد از مرگ کن فیکون شدنہ بادشاہ
مگر اب کوئی شکل ایسی جس سے کہ ان لوگوں سے جان بری ہوئے معلوم نہیں ہوتی اس عرصہ میں ایک شخص غیر آیا اور ایک رقعہ
ملک سعدان شاہ کو دیکر روانہ ہوا ملک سعدان شاہ نے رقعہ کا مضمون دیکھا غاوی وانا سنے لکھا تھا کہ اسی
ملک سعدان شاہ میں فقط بخوف حکیم صاحب روپوش ہوں لیکن ایک چیز ایسی تھی میرے ہاتھ آئی ہو کہ اگر اسکا وار چلائے تو

تھارا مطلب دلی برآمدے وہ یہ کہ کوہستان میں ایک چشمہ عین السموم ہوا تیسرے چانول پیدا ہوتے ہیں اگر ان چانولوں سے دو چانول دوسرے چانول خالص میں پین تو وہ سب چانول زہر ملا ہل ہو جائیں گے اور وہ زہر بھی ایسا قاتل ہوگا کہ کوئی زہر اس کے مقابل نہیں ہوگا کیونکہ دو چار چانول بھی ایک آدمی کو کافی دوائی ہیں اسی واسطے پانچ سیر وہ چانول بھارے پاس بھیجے ہیں کہ اُنکے ذریعہ سے تم اپنے دشمن جان و ایمان کو ہلاک کر دینا یہ فتنہ و فساد مٹ جائے اور پھر ہم تم بعیش بسر کریں ملک سعدان شاہ نہایت خوش ہوا اور دوسرے روز واسطے ملاقات ملک سعید و ن شاہ نے شاہ سعدان شاہ صلاح کو آتا ہوتا اور بارگاہ استقبال کو آیا اور نہایت اعزاز سے لشکر میں لے گیا اور دل میں بہت خوش تھا کہ اب ملک سعید قمر طلعت اپنے باپ کی خوشی سے منعقد ہوگی اور حکیم صاحب آج کل عبادت الہی میں ایسے مشغول ہیں کہ ملک سعید و ن شاہ کے پاس کم آتے ہیں غرض جب ملک سعدان شاہ و ملک سعید و ن شاہ کے باہم ملاقات ہوئی ملک سعدان شاہ نے اسلام قبول کیا اور کہا کہ میں عقیدہ کا بھی برضا و رغبت شاہزادہ درسی مشتری طلعت سے کیے دیتا ہوں ملک سعید و ن شاہ بھراٹھا اور بنگلیر ہوا ملک سعدان شاہ وہاں سے اپنے لشکر کو بھرا آیا صبح کو اس منافق ملعون نے بہت سے چانول اور گوشت اور سیدہ اور کھجوریں وغیرہ تمام سامان تیار کیا اور تھوڑے چانول سموم ان چانولوں میں ملا کر ملک سعید و ن شاہ کو بھیج دیے اور ایک رقعہ لکھا کہ میں نے یہ رسم جدید پیدا کی ہے یہ تو اتحاد جدید کی دعوت غلام ہوا ابی دعوت بختہ ہوگی آج آپ سے سب اہل لشکر اسکو پکڑ کر تناول فرمائیں و اسلام ملک سعید و ن شاہ نے حکم دیا کہ دو چار ملازم معتد ملک سعدان شاہ بھی حاضر رہیں ہم اُنکے سامنے یہ دعوت کھائیں گے اور حکیم صاحب سے کہا یہ جگہ متعفن ہے اور جہان مناسب ہو وہاں خمیر برپا کیا جائے حکیم صاحب نے اسی غار میں حکم دیا کہ ہمیں خمیر و خورگاہ برپا کر دینے چاہیے قریب اپنے اور وہیں سے شہاب نوجوان کو واسطے جنگ ابطلال تو ہی اہل کے روانہ کیا تھا ملک سعید و ن شاہ اور شاہزادہ درسی مشتری مع چند مقرب خاص کے وہاں تشریف لائے اور حکم دیا تھوڑا سا سامان دعوت کا بیان بھی آئے کہ ہم خود اپنے سامنے پکڑ کر کھائیں گے اور باقی اسباب دسامان باورچہا نہ میں بھیج دیا کہ تمام لشکر کو تقسیم کر دیا جائے الغرض چار سو دیگ دردیچے بیان تیار ہوئے اور باقی کھانا لشکر میں پکا اب بیان را دی کا بیان ہو کہ حکیم صاحب ایک مکان میں علاحدہ مصلیٰ سے عبادت پرستے اور ملک سعید و ن شاہ اس غار میں محض فیش و نشاہ میں تشریف رکھتے تھے

اب حال بالائے کوہ کا بیان ہوتا ہے

کہ ایک روز سوسن نے بطریق خوش طبعی ملک سعیدہ قمر طلعت سے کہا اے ملک آفاق بفضل چارہ ساز بیچارگان شاہزادہ درسی مشتری طلعت بھی تشریف لایا ہو اور ہر ایک طرح کا سامان بھی موجود ہے اب فقط اُسکے حکم کی دیر ہو امیدوار کو چاہیے کہ اسید اپنی لگائے رہے ملک مسکرا کر بولی تھے رہش کیوں آیا تیری مراد میں کیا دیر ہو سوسن چپ ہو رہی اور ملک کے پاس سے چلی گئی

سرونا نے سوسن سے کہا اے من جلو ہم بھی محل جشن کا تماشا دیکھیں سوسن بولی چلو غرضکہ سرونا اور سوسن اسی نقب میں
 پہنچیں اور دروازے کے نظری وہاں فقط حکیم صاحب کو بوریاسے بے ریا پردیکھا کہ عبادت الہی میں مشغول ہیں اس
 اثنا میں ایک ملازم نے آواز دی کہ حکیم صاحب کھانا تیار ہو حضرت کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہو اور ادھر ایک کتے کی آواز سوسن
 نے سنی کہ وہ فریاد کر رہا ہو سوسن نے سرونا سے کہا ہن اس کتے کی آواز ہن پہچانتی ہوں بلکہ یقین ہو کہ یہ وہی کشت
 سرقان تیغ باز قزاق کا ہو جو طعام نہرا کو دی ہو سے شور و غل مچاتا ہو سرونا نے کہا سچ ہو یہ وہی کتا معلوم ہوتا ہو
 سوسن نے کہا جلد جا اور دیکھ کیا معاملہ ہو سرونا نے کھڑکی سے دیکھا تو واقعی وہی کتا ہو سرونا وہاں سے سوسن کے پاس
 آئی اور کہا ہن وہی ابلق کتا قزاق کا قریب باور چنانہ کے غل مچا رہا ہو سوسن نے کہا دروازہ پردھک دے سرونا نے ایک
 پتھر در پر زور سے مارا حکیم صاحب نے برہم ہو کر پوچھا کون ہو سوسن نے کہا حضرت میں سوسن ہوں حکیم صاحب نے دروازہ کھلیا
 جب سوسن قریب آئی سلام کیا حکیم صاحب نے فرمایا اس حرکت بیہودہ سے کیا محل سوسن نے دست بستہ عرض کی کہ کستا
 سرقان تیغ باز قزاق کا شور و غل باور چنانہ کے در پر کر رہا ہو اور اُسکا خواص یہ ہو کہ جب طعام نہرا کو دی ہو پاتا ہو
 تو ایسی ہی حرکت کرتا ہو حکیم صاحب نے فرمایا جبکہ ملک سعدان شاہ نے فیس تمام بیجی بی پھر میں نہرا کس طرح خیال و شکست ہو
 سوسن بولی درست ہو لیکن جب تک دشمن کا بخوبی امتحان نہو لے کیا اعتبار اور احتیاط میں کیا مضائقہ ہو حکیم صاحب
 وہاں سے ملک سعیدون شاہ کے پاس آئے اور فرمایا مجھے طعام دعوت میں ایک نوع کا شک پیدا ہوا ہو ملک
 سعیدون شاہ نے اول دس نفر جو ملک سعدان شاہ کی طرف سے حاضر تھے اور محض لاعلم تھے اُنکو وہ کھانا کھلایا
 ایک ساعت نگذری تھی کہ وہ سب غریب راہی ملک عدم ہو گئے اور یہ بھی خبر پہنچی کہ دس بارہ نفر باور چنانہ کے فقط کشتی
 میں کام آئے اور چند باورچی اُس کھانے کی بھاپ سے دم میں آلودہ ہو کر غش میں پڑے ہیں بادشاہ نے وہ سب کھانا
 دفن کر دیا اور منادی شکر میں کرادی کہ کوئی اس طعام نہرا کو نہ کھائے مگر جنگا وعدہ برابر ہو گیا تھا وہ کیونکر نہرتے
 غرضکہ چار سو آدمی اُس طعام کو کھا بہشت عنبر سرشت میں پہنچے اور وہ دغا شعاران مظلوموں کے خون میں مبتلا ہوا
 حکیم صاحب نے ملک سعیدون شاہ سے فرمایا شاید برنج عین السموم ان کچے چاندیوں میں ملا دیے ہونگے بعد اسکے
 نقل کچھ عین السموم بادشاہ سے بیان کی بادشاہ نے کہا کہ سعدان اُن دغا شعار ہو حکیم صاحب نے فرمایا کہ جیسے اپنی
 بیٹی سے ایسا ارادہ کیا اس سے جو کچھ نہو تعجب ہو اور اس سے جو کوئی امید نیکی رکھے خلاف عقل ہو غرضکہ اس اثنا میں
 شام ہزارہ دری مشتری طلعت نے قبل جنگ اپنے نام یو یا ملک سعدان شاہ کو بھی خبر ہوئی سمجھ گیا کہ میرے
 مکر و فریب سے یہ سب آگاہ ہو گئے دربار میں باعلان جلا کر رونے لگا سرداران لشکر نے کہا اب رونے سے کیا فائدہ اب
 بغیر مقابلہ چارہ نہیں ہوتا چار ملک سعدان شاہ زرم گاہ میں آیا طرفین کے لشکر جمع ہوئے شام ہزارہ دری مشتری طلعت
 با جازت حکیم صاحب حرب و ضرب میں مشغول ہوا ملک سعدان شاہ کی طرف سے القوم فیصل قوت مقابلہ کو آیا

شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے ان قوم فیل تو ت کو قتل کیا پھر ملقو م فیل زور میدان میں آیا شاہزادے نے اسکو بھی قتل کیا اسی طرح دوسرے روز ساحول میں سیدہ قتل ہوا قصہ مختصر تین روز میں بہت سے پہلوان نامی و گرامی ہلاک سعدان شاہ کے شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے جہنم واصل کیے جب کوئی سردار لائق ترم و پیکار لشکر اشترار سعدان شاہ نا بجا رہا باقی نر ہلاک سعدان شاہ سردار برہنہ تھوڑی فوج لیکر بھاگ گیا باقی لشکر نے بعد فرار ہونے ملک سعدان شاہ کے حاضر ہو کر اپنے مذہب باطل سے توبہ کی ملک سعید و ن شاہ نے فرمایا خدا جانے وہ کافر کمان پہلا گیا عیاران لشکر کو ہلاکے حکم دیا کہ جہان ملک سعدان شاہ ملے ہاتھ پاؤں باندھ کے پکڑ لاؤ حکیم صاحب نے فرمایا اسکی تلاش کرنی کچھ ضرور نہیں وہ خود حاضر ہوگا آخر کاری ہی افرطور میں آیا کہ بعد پانچ روز کے ملک شہاب الدین دلاور لشکر میں ہو چکا اور ملک سعدان شاہ بھی دست و گد بستہ اس کے ہمراہ تھا شاہزادہ درمی مشتری طلعت کہ واسطے استقبال شہاب نوجوان کے گیا تھا دیکھا کہ ملک سعدان شاہ سلسل بطون و زنجیر ایک شتر عربی پر سوار ہو اور علاوہ برین ایک نقش کبود رنگ شری ہوئی عیار کیچے پیہ آئے ہیں شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے شہابی نوجوان سے پوچھا اگر عالی قدر یہ نقش کسی ہو شہاب نوجوان نے کہا غادی ملعون کی ہو جو باقی فساد تھا میرے ملازم واسطے میرے گئے تھے انھوں نے دیکھا یہ نقش شری ہو اور دو غلام پیچھے رہے ہیں ان سے پوچھا یہ لاش کسی ہو انھوں نے جواب دیا کہ یہ لاش غادی دانائی ہو غور ہو کہ وہ غلام بھاگ گئے اور لاش کو وہ لوگ میرے پاس لے آئے دوسرے روز ملک سعدان شاہ سے ملاقات ہوئی اس نے کہا بلکہ کیا میں نے اسکو شکست دے کر گرفتار کر لیا بعد اسکے تمھاری خدمت باریک بین حاضر ہوا شاہزادہ درمی مشتری طلعت نے شہاب نوجوان کو سینہ سے لگا لیا اور کہا بھائی صاحب خدا نے یہ فتح تمھارے نام مقرر کی تھی اب تمام کام حسب دستور انجام کو پہنچے شہاب نوجوان ملازمت میں سعید و ن شاہ کی حاضر ہوا اور حکیم ابو الحسن سے بھی مشرت ہوا حکیم صاحب نے دوسرے روز بفتوا سے شرح شریف ملک سعدان شاہ بیدین دگر اہ کو قتل کرنیکا حکم دیا بیت

چو شد نام گشتش ز اہل جہان کم | فلک گشتہ خندان زمین گشت خرم

جب ملک سعید و ن طلعت نے خبر قتل پر پر سیر کی سنی پہلے جوش خون سے آبدیدہ ہوئی اس واسطے کہ یہ سخت اگر بیدین نہوتا تو اس نوبت کو کیوں پہنچتا بعد اسکے جوش ہوئی اور حکیم صاحب نے حکم دامنہ کوہ مراد میں جوش عروسی کا دیا اور خیمہ ہاسے سرخ و سنبر و طلائی و تقرئی استادہ ہو گئے جگہ قبون بر نظر خیر کی کرتی تھی اور آگے اسکے اسی چوب کا نگیرہ جسکی طنائین کلا بتون کی جھالر بادلہ د مرور پیکر تھی نصب ہوا اور ناچ پر یزادان خوش گلو و ماہر دمان خوش رو کا شروع ہو گیا عقل شراب و کیا ب ہر جا گرم ہوئی کدورت سفر بفضلہ تقائی دور ہوئی اور نہایت شان و شوکت ملوکانہ سے عقد ملک سعید و ن طلعت کا شاہزادہ درمی مشتری طلعت سے ہوا میان شادی و سامان آبادی بوجہ طول حوالہ قصہ خوان تیر بیان کے کیا گیا کہ وہ بعنوان شایستہ سامعین کو سنائیں اور زور طبیعت اپنا اپنا دکھائیں اب گفتگو سے قصہ سوسن تفرع ہوئی شہابی نوجوان نے عرض کیا کہ اس بارہ میں اگر خوشی والدین

کی بھی ہو تو مناسب ہر اس واسطے کہ ہر شخص کو اپنی اولاد کی شادی کی تمنا ہو تو ہر حکیم صاحب بھی اس امر سے خوش ہو گئے
ملک نجم الدین ار باب اب شہاب نوجوان کا ملک گوہر آویز کا حاکم تھا حکیم صاحب نے مع قابل اسکو کوہ مراد پر
طلب کیا ملک نجم الدین ار باب مفارقت میں اپنے نور بصیر و تخت بکر شہاب الدین دلا در کے قریب برگ ہو گیا تھا بجز
سنے اس امر کے خدمت میں حکیم صاحب کی حاضر ہوا اور اپنے فرزند دلبند کو گلے سے لگایا اور حکیم صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ
جناب میں ایک ہمیشہ میری ہزار پرگنہ کی مالک ہو پندرہ برس کا عرصہ ہوا کہ ان بادشاہوں کے ہنگامہ میں میری ہمیشہ کی ایک
لڑکی دولہ زینت بخش نامے گم ہو گئی اور میری بن اسکی فرق میں لب گوہر اور روتے روتے آنکھوں کی بصارت جاتی رہی چند
میں نے سمجھا یا کچھ مفید نہوا اور اب میں نے بہت کچھ کما بستیجے کی شادی میں شریک ہو لیکن اسے سوار روینے کے کچھ جواب نہ دیا بلکہ
یہ کہا کہ آپ میرے در پر شرکت نہوں کہ میں کسی تقریب میں جانیکے لائق نہیں بقول اس شعر کے **میت**

در محفل خود راہ مدہ بچو منے را | افسردہ دل افسردہ کندا بچنے را

اور اس وجہ سے کہ تمامی قوم میں وہ بزرگ قوم ہو اور سوا اسکے میری حقیقی بہن ہو علاوہ برین غمزدہ کا دل نازک زیادہ ہوتا ہو
اگر انکے سکوت پرین بھی سکوت اختیار کروں تو اور زیادہ انکے لیے سبب ملال ہوگا لہذا نرم شادی بغیر انکے مجھے اچھی نہ معلوم
ہوگی اور بلکہ حضور اگر اس امر میں واسطہ نہوتے تو میں اسکو بغیر انکے جائز نہ رکھتا حکیم صاحب نے فرمایا اس کلام مطول سے کیا
حاصل آپ اصل مطلب بیان کیجئے ملک نجم الدین ار باب نے عرض کیا پیروم شدہ مطلب میرا یہی ہو کہ آپ بطل نجوم ملاحظہ فرمائیے اگر
کوئی صورت حصول مراد ممکن ہو تو اسکی تدبیر کیجاوے ورنہ اس امر وہوم سے نا امید ہو کر چپ رہیں حکیم صاحب نے فرمایا اور
ملک نجم الدین ار باب ہمیشہ زادی مختاری زندہ تو بیشک ہو لیکن جب تک مختاری بہن میان نہ لنگی میں حال اسکا بیان
نکر ونگا اگر ملک حال مفصل دریافت کرنا منظور ہو تو اپنی ہمیشہ کو بلا بھیج دو ملک نجم الدین ار باب نے اسی وقت اپنی بہن کو رقعہ
لکھا زیبا لکھ فوراً کوہ مراد پر پہنچی اور بھائی سے کہا جلد مجھے حکیم صاحب کی خدمت میں پہنچا دو ملک نجم الدین ار باب زیبا لکھ کو لکھ
حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا حکیم صاحب نے زیبا لکھ سے فرمایا کہ اگر میں تیری دختر کو میان بلاؤں تو کس طرح اسکو بچاؤنگی
زیبا لکھ بولی حکیم صاحب اب میرا ایسا مقصود کہاں کہ اسکو دیکھوں اور سوا اسکے اگر حضور ایسا ہوا بھی تو وہ کیونکر مجھے بچاؤنگی اور
میری آنکھیں کہاں جو بچاؤنگی اگر دیدار اسکا میری تقدیر میں ہوتا تو میں اندھی کیوں ہوتی حکیم صاحب نے فرمایا اہم تیری آنکھوں
کا بھی علاج کر دینگے اگر خدا چاہے گا تو آنکھیں تیری روشن ہو جائیں گی مگر یہ بتا کہ کوئی ایسی علامت بھی ہو کہ جسکے سبب سے تو اسکو
پہچان سکے زیبا لکھ نے کہا ہاں دو نشانیاں قابل پہچاننے کے ہیں ایک تو یہ کہ درمیان دو نوں ابرو کے ایک خال ہی
دوسری نشانی یہ ہو کہ دائی کی غفلت سے اسکے سر میں دروازے کا کٹا ایسا لگا گیا تھا کہ اسکی زندگی محال ہو گئی تھی جب وہ
اچھی ہوئی تو اس جگہ بد گوشت نکل آیا تھا یہیں ہو کہ وہ بھی موجود ہو حکیم صاحب نے شاہزادہ مضر الدین سے فرمایا کہ اس
ضعیفہ کے حال پر غمکو بھی ترجمہ فرمانا چاہیے شاہزادے نے فرمایا کہ توجہ آپ کی ہونا ضرور ہو حکیم صاحب نے فرمایا کہ سرمدہ رحل

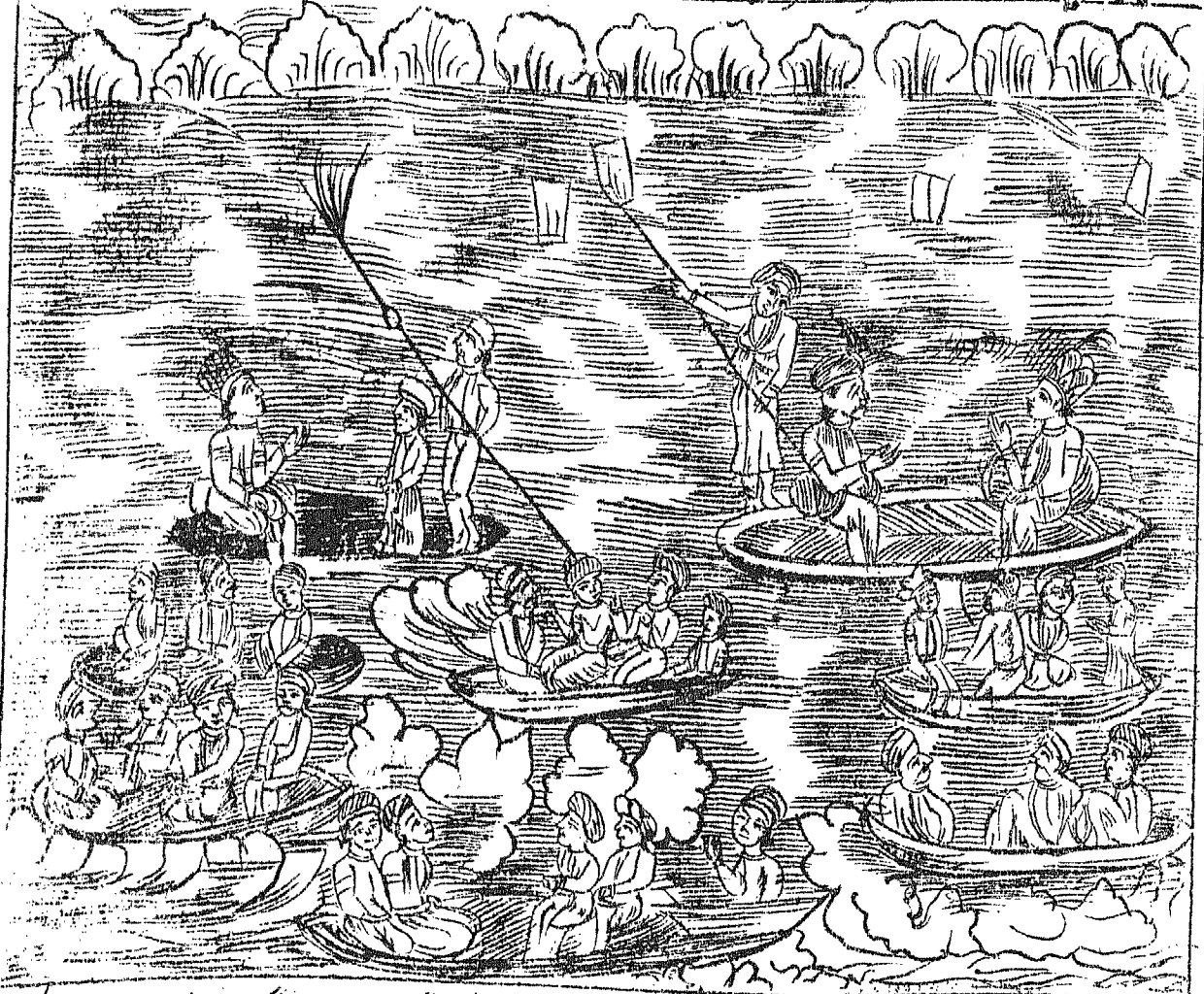
تھوڑا دیر بعد کہ تماشہ دیکھو شاہزادے نے سرمہ زحل دیا حکیم صاحب نے زیبا ملکہ کی آنکھوں میں لگا دیا پس بجز سرمہ لگانے کے آنکھوں میں زیبا ملکہ کی روشنی آگئی حکیم صاحب زیبا ملکہ کو ساتھ لے نکل میں تشریف لائے اور فرمایا امیر زیبا ملکہ دیکھ تو اسین کسی کی شکل تیری دختر کے مشابہ ہو اتفاق سے اسوقت سوسن کسی کام کو گئی تھی زیبا ملکہ نے سب کو بغور دیکھا لیکن کسی میں وہ نشان نہ پائے اور کہا امین تو معلوم نہیں ہوتی اس اثنا میں سوسن بھی آئی زیبا ملکہ کی جنین نگاہ سوسن پر پڑی خود بخود دل میں اضطراب پیدا ہوا جب قریب سے وہ نال دیکھا ایک آہ سرور دل پر درو سے کھینچی اور بیہوش ہو گئی اور قلب سوسن کا بھی پیاب ہوا اور خون نے جوش مارا جب زیبا ملکہ کو ہوش آیا سوسن کو گلے سے لگا لیا اور اس درف سے روئی کہ تمام حاضرین محفل کے بھی بے اختیار آنسو نکل آئے اور یقین کا مرتبہ ہو گیا کہ بلاشبہ سوسن زیبا ملکہ کی دختر ہو حکیم صاحب نے فرمایا امیر زیبا ملکہ اب حقیقت اپنی دختر کی سن کہ اس پر جو مصیبت گذری بیٹھے جب اس تاراجی و غارت میں تیری دختر کو ایک لشکر کا پیادہ لے گیا آئے شہر گھر آویز میں ایک دلالہ کو برائے پرورش دیا اس عورت نے محل میں بادشاہ کے لیا کر ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی مادر گرامی بیٹے سا عدہ یا نو عمر حرمہ کے ہاتھ عوض میں ایک انگشتری یا قوت اور ہزار دینار سونے کے فروخت کر ڈالا اور اتفاق سے اس روز یہ لباس سوسنی رنگ پہنے تھی اور وہ رنگ اسکو نہایت ہی زیبا تھا پس سی دم سے ملکہ سعیدہ بانو نے نام اسکا سوسن رکھا زیبا ملکہ نے یہ حقیقت سیکے حکیم صاحب سے کہا کہ آپ کے قدم مبارک کی برکت سے میری آرزو کے ولی برائی درتہ میں کمان اور یہ روز برکت و مبارک کمان جب شہاب نوجوان نے یہ کیفیت سوسن کی سنی نہایت خوش ہوا اور کہا لکھنا کہ معشوقہ میری صحیح النسب ہو کثیر نہیں ہر میں خیال کرتا تھا کہ بھلا کثیروں میں یہ نعم و ادراک حسن و جمال کمان جو باین لیاقت خدمت میں ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے تقرب حاصل کرے آخر کار باعث سعید سوسن خواہر جان بخش کا عقد شہاب نوجوان سے کر دیا اور کئی روز تک بزم عیش و مہار ہی پھر ضرغام شاہ و نرگس شہلا بھی اپنے ملک کو روانہ ہوئے اور ملک سعید و نرگس شاہ اور شاہزادہ معز الدین اور حکیم ابوالحسن شہر سہم السعادت میں تشریف لائے ملک سعید و نرگس شاہ نے شاہزادہ معز الدین کی دعوت شاہانہ کی اور حکیم ابوالحسن نے ملک گوہر آویز کی حکومت شہاب الدین دلاور کو دی اور بعد قراغ ان امور ان کے شاہزادہ معز الدین نے وہ مہرہ اور نصف جگر اشترار جادو کا سب وعدہ ماہی کو دیا کیونکہ ماہی سے وعدہ کیا تھا کہ مہرہ مع شہزادہ تجھے پہونچا دوں گا اور شہزادہ اسی جگر اشترار جادو سے مراد ہو بعد اسکے حکیم صاحب فرمایا امیر عالیجناب

ہر گے دید در آئینہ دل دے نگار | غیر من کر غم دلدار ہندوم جیران | انا کجا عقدہ بکارم فدا کردم شرف | چند پرکار صفت باشم از سر گردان | حکیم صاحب نے کہا امیر شہر بار جو کریم الطبع اور سخی و شجاع ہیں وہ غیر کے کام کو اپنے کام پر مقدم جانتے ہیں اور اُن کے طفیل نامراد اپنی مراد کو پہونچتے ہیں لہذا اب آپ اپنے رفقا و ہم طریق بیٹے اقبال شاہ سے ملاقات کیجیے وہ آپ کے منظر ہونگے شاہزادہ نے کہا طریق ملاقات ارشاد ہو حکیم صاحب شاہزادہ کو کنارہ دریا لائے اور ایک اسم تعلیم کیا بجز دہرے اس اسم کے دہی کشتی

صمدی سفینۃ السعادت جیسے شاہزادہ سوار ہو کر شہر کو ہر آویز میں تشریف لے گیا تھا اور یا سے برآمد ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا
 بسم اللہ کشتی میں سوار ہو جیسے جب شاہزادہ سوار ہو چکا حکیم صاحب نے فرمایا اس سفینۃ السعادت شاہزادے کو مقام مقصد پر
 پہنچا دے کشتی یہ سننے ہی غرق ہو گئی اور پھر چوبانی پر ابھری تو کشتیاں جدا ہوا اقبال شاہی نظر آئیں بعدہ اقبال شاہ عادل شاہ
 مع تمام سرداران لشکر ملازمت کو شاہزادے کی حاضر ہوئے اقبال شاہ نے بعد اواسے رسم سلام حال پرسی کی اور بارہویں حجر
 ہونے کی شاہزادے کو مبارکباد دی دوسرے روز وہاں سے مرطوب شاہ کے ملک کی جانب روانہ ہوئے اور مرطوب شاہ کے
 ملک کو شہر غریبہ حصار اور شہر سفیمان اور شہر ایلہان بھی کہتے ہیں غرض چند روز کے بعد سوا و غریبہ حصار نظر آیا اقبال شاہ
 نے اسی جانشکر کو حکم قیام دیا اور مرطوب شاہ کو باہر بھنوں نامہ لکھا کہ اے مرطوب شاہ آگاہ ہو ہم چاہتے ہیں کہ تم چاروں
 رئیسان حصار چار شمشلہ کو ملازمت کے لیے شاہ ظہورستان یعنی روح الملک کے یجادین اور باہم صلح کرادین لیکن ہلکے امر
 ملحوظ خاطر ہو کہ شاید تم لوگ بغیر حکم اپنے ارباب شمشلہ کے نچاؤ اور غرض پیش کر دینا ایک فرمان تمام ارباب کی مدد سے
 ہنسنے مرتب و فرین کر دیا بعد اسکے ہر رئیس کو اپنی ملازمت کے واسطے طلب کیا اس میں بعض بقابلہ پیش آئے ہنسنے بتائید شاہ
 جادوان آنگوگہ شمالی معقول دی جب مغلوب ہوئے تو یہ عذر شرعی پیش کیا کہ ہم بے اجازت ارباب شمشلہ کے آپ کی
 اطاعت نہ قبول کریں گے جب ہنسنے فرمان نہری ارباب شمشلہ کا دکھلایا اور نہرین انکی کتب قدیمہ سے مقابلہ کرانیں تو کوئی
 عذر اٹھو باقی نہ رہا اور بسر و شہم ہماری فرمان برداری منظور و قبول کی اسی طرح طافی شاہ اور راسب شاہ اور عادل شاہ
 نے بھی اطاعت قبول کی اب ہم ٹکو بھی آگاہ کرتے ہیں کہ نہرین ارباب شمشلہ آبی کی حامل کر کے ہم تمہارے ملک میں آتے
 ہیں اب ٹکو بھی واجب لازم ہو کہ مجبور و کچھنے اس فرمان واجب الاذعان کے غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر رکھو کے ملازمت میں
 ماہر دولت و اقبال کی حاضر ہوشل عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار کے کہ وہ تمام بادشاہان حصار سے ممتاز ہو تم بھی رکاب
 فیض انتساب کے ہمراہ ملک ظہورستان کو چلو یقین واثق ہو کہ اور بھی بادشاہ مثل طافی شاہ اور راسب شاہ کے
 موافق اپنے اپنے وعدہ کے حاضر ہونگے باقی والسلام اس نامہ کو مسعود نام لے کر کشتی میں سوار ہوا بعد چند روز کے
 ملک غریبہ حصار میں پہنچا جب خبر آ مسعود نامہ نہرین کی مرطوب شاہ کو پہنچی مرطوب شاہ نے نہایت اعزاز سے
 مسعود کو دربار میں بلایا مسعود نے وہ نامہ مرطوب شاہ کے ہاتھ میں دیا مرطوب شاہ نے اپنے وزیر قریب الدم کو
 دکھایا اور پوچھا کہ اس بارہ میں تمہاری کیا صلاح ہو قریب الدم نے عرض کی کہ اے بادشاہ جو انسان کہ عالم غیب سے
 مامور ہو سکی فرمانبرداری ضرور ہو آئندہ جو مرضی مبارک مرطوب شاہ نے قریب الدم کی بات کا کچھ جواب نہ دیا وہ بادشاہ
 سے رخصت ہوا اپنے مکان کو چلا گیا مرطوب شاہ نے بعد جانے وزیر اعظم کے حاضر خزان و مالخ خان سپہ سالاران
 لشکر کو بلا کر اس باب میں مشورہ لیا چونکہ وہ لوگ بلفض تھے اور ضرر شاہی کو خیر خواہی جانتے تھے علاوہ برین قریب الدم
 وزیر سے بھی ایک طرح کی عداوت رکھتے تھے انھوں نے بالاتفاق جواب دیا کہ بادشاہ سلامت خود سلطان روح الملک

کی بدزبانی بخوبی جانتے ہیں عرض کرنا کیا ضرور ہو اگر سلطان عدل و انصاف ہاتھ سے نہ دیتا کوئی رئیس تم چاروں رئیسوں میں سے سخت ہنوتا دیکر یہ کہ اقبال شاہ نے جو طانی شاہ وغیرہ روساے ثلاثہ میں باہم اصلاح و صلح کرائی اور اپنا انگو فرما بند کر کیا یہ حال ان رئیسوں سے دریافت کرنے کے قابل ہو کر انھوں نے فقط دنیا سازی کی یا واقعی بچاؤ پیش نفس اطاعت قبول فرمائی اور یہ ابھی ظاہر ہو کہ اگر طانی شاہ اور اسب شاہ بدل اطاعت قبول کرتے تو مثل عادل شاہ اقبال شاہ کے ہمراہ رکاب ہوتے اس صورت سے ثابت ہو کہ انھوں نے بصلحت صلح کی اور اس فساد عظیم کو سر سے ٹالا اور عادل شاہ کی ہمراہی کی یہ وجہ ہو کہ ان کے فرزند احمد نوجوان کا اقبال شاہ نے ملک ارمن مالک جزیرہ کی دختر سے عقد کر دیا ہو ورنہ وہ بھی ضرور غدر و حیلہ کر دیتا اور غرور طلب یہ امر ہو کہ ہرین بارعدن اور باب مثلثہ کی اقبال شاہ کے فرمان پر تاقیاست قیاس میں نہیں آتا ہو کسو اسطے کہ ہر کرنا موکلان طلسم کا فرمان پر کسی صورت نہیں ہو سکتا وہ ہرین میں معلوم کہ کس صورت سے ہیں اور وہ اپنے نزدیک اور باب مثلثہ کی ہرین قرار دیتے ہیں مرطوب شاہ نے کہا ہم تمہارے قول کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اب ہم انگو کیا جواب میں حامض خان اور مالخ خان نے کہا دریا خالی کر شرت افواج کے سبب اُنسے جنگ و پیکار میں سر نہ نہیں ہو سکتے فریب و کر سے کام نہ لیا مصلحت وقت ہو آپ اپنے سرکاری سپہا کون کو حکم دیکھ کر فلاں جا دریا میں حکم کے منتظر رہیں بعد اسکے جواب نامہ اس مضمون کا اقبال شاہ کو لکھو کہ ہمارا قدیم سے یہ دستور العمل ہو کہ ہمیں اس شخص کی فرمائشوں کی منظور ہوتی ہو جو فلاں جا دریا میں ہم سے ملاقات کے واسطے جائے مچھ پر تشریف لائے جو اس طرف سے آویٹھے باہم بخوبی ملاقات ہوگی یہ مسلمان موافق تمہارے لکھے کے کشتیوں میں سوار ہو کر وہاں آویٹھے اس جگہ اپنی کشتیوں میں جا کر سوراخ کر دیں کشتیاں غرق ہو جائیں گی اور اگر اقبال شاہ کے موکلان عالم بالا ہمارا کر و فریب ظاہر کر وٹھکے تو ہم غدر کر بیٹھیں کہ یہ حرکت محض احتجاجی عمل میں آئی ہو تمہارا حال دریافت کرنا تھا ورنہ ہم تمہارے بلا غدر و کفر اسطے فرما بند رہیں راوی کہتا ہو کہ حاکم لغبی مزاج کی ظاہر ہو مرطوب شاہ کو سپہ سالاروں کی یہ ہمیشہ ناسعقول پسند آئی اور اقبال شاہ کو وہی جواب لکھا کہ جبکہ سب رئیس آپ کے حلقہ اطاعت میں ہیں تو ہم کیا غدر کر سکتے ہیں لیکن قاعدہ کلیہ خاندانی سے البتہ کسی قدر مجبور ہیں کہ ہر حاکم سے دریا میں ملاقات کیجاتی ہو کہ یہ ملاقات ہمارے حق میں مبارک ہوتی ہو لہذا آپ فلاں جا پر تشریف لائیے اور ہم بھی حاضر ہوں انشاء اللہ تعالیٰ پھر بخوبی ملاقات ہو جاوے گی و السلام مسعود جواب نامہ لیکر اقبال شاہ کے پاس آیا اقبال شاہ خوش ہوئے اور فرمایا کہ مرطوب شاہ نے باوجود حاکم کے مقابلہ نہ کیا بیان بعد جانے جواب نامہ کے مالخ خان و حامض خان نے آپ بازان کامل کو بلا کے تمام مراتب اس مقام کے سمجھائے اور روانہ کیا اور کہا کہ تم نہایت ہوشیار سی سے کام کرنا وہ اب اپنا اپنے کام پر مستعد و سرگرم ہوئے اور بروز معینہ اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین اور عادل شاہ اور ملک ارمن وغیرہ تمام سردار کشتیوں میں سوار ہو کر اس مقام میں پہنچے اس طرف سے مرطوب شاہ بھی ہمراہی فریب الدم وزیر اور مالخ خان و حامض خان کشتیوں میں آئے اثنائے راہ میں سمک عیار نے

مرطوب شاہ سے عرض کی کہ اس شہر یا ملک سلطان مرصع مکر بادشاہ ملک فرنگ با لشکر بے قیاس خود مختاری ملاقات
کشتیوں میں سوار ہو کر شہر اودہ مغالہ میں کا آتا واسطے ملاقات مرطوب شاہ کے مع سرداران فوج



کے لیے فرنگستان سے یہاں آئی مالخ خان نے کہا واقعی سچ ہو کہ جب میں سال گذشتہ ملک فرنگ میں گیا تھا تو ملک
فرنگ سلطان نے فرمایا تھا کہ ہم ضرور تمہارے بادشاہ کی ملاقات کو آئیگی کہ کمال مشتاق ملاقات ہوں اور میں نے بھی حضور
کا اخلاق ملکہ سے بیان کیا اور کمال صفت دشمنی کی اگر حکم ہو تو میں ملک سلطان کو بڑے اخلاص سے شہر میں لا کر رہائی کروں
اس ہنگامہ میں ملک فرنگ سلطان کا تشریف لانا ناگزیر غیبی تصور کرنا چاہیے اس واسطے کہ ایسے ہلو انسان دشمنان ہمارے
ملکہ کی سرکار میں ہیں کہ پردہ دنیا میں نہونگے مرطوب شاہ نے کہا بہتر بتو قیہ تمام ہم ملک فرنگ سلطان کو شہر میں لے چکے ہیں
آتا ہوں مالخ خان نے ملک فرنگ سلطان کو شہر میں لا کر قلعہ کے اندر ایک مکان عالیشان میں کرنا یہ پاک پائے رہا تھا انا

آب حال بیان کا سُنیے

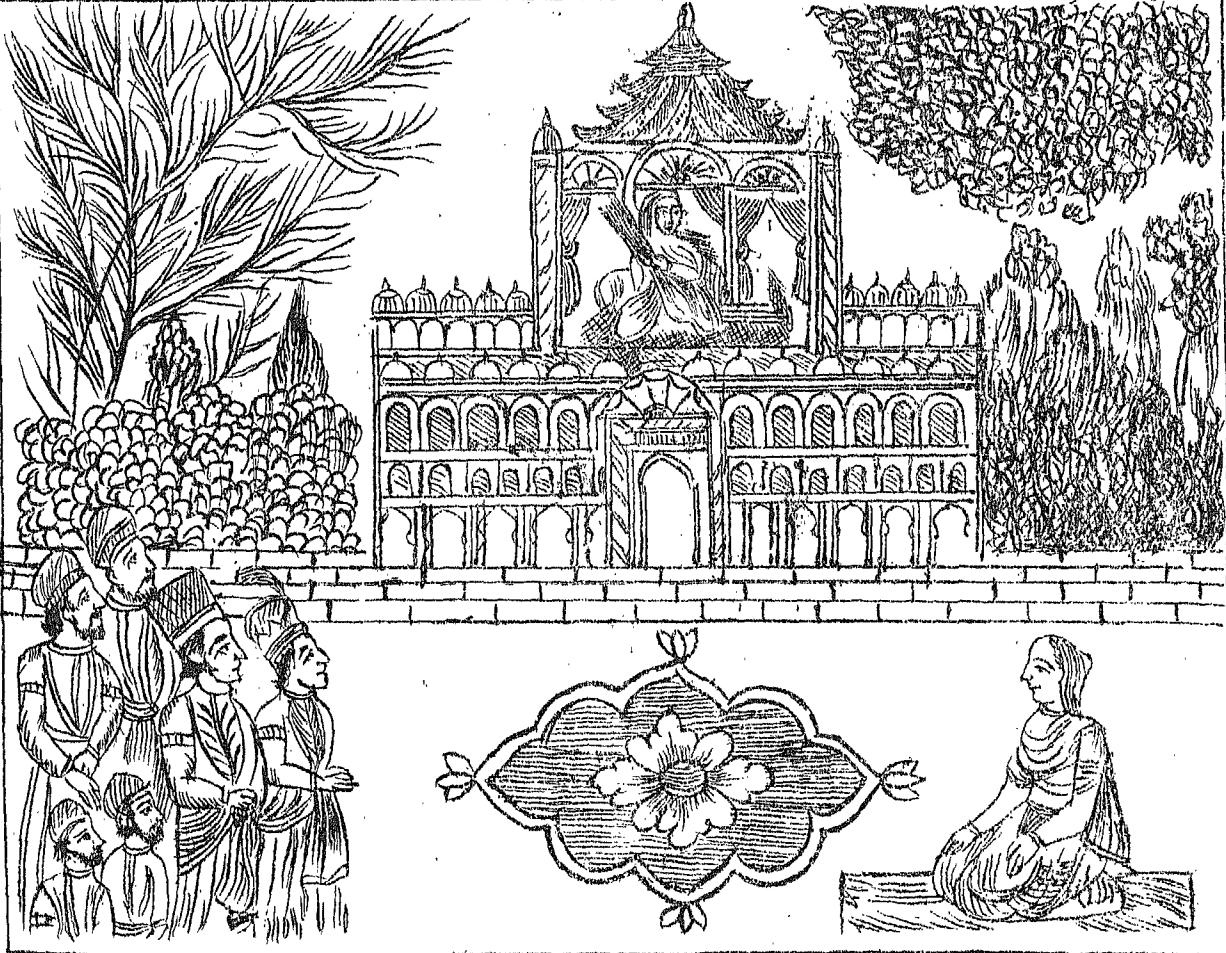
کہ جب کشتیان اقبال شاہ کی آب بازوں کے موقع پر آئیں ان حرامزادوں نے تمام کشتیوں کے پئیدے میں سوراخ کر دیے اور کشتیان قریب غرق ہونے لگیں اقبال شاہ اور شاہزادہ معزالدین دوسری کشتی میں سوار ہوئے مگر اس کشتی کو بھی اس بلا میں مبتلا پایا آخر کار جس کشتی میں سوار ہوئے تھے وہی معاملہ پیش آتا تھا قدرت خدا دیکھنا چاہیے کہ اس وقت اقبال شاہ نے خیال کیا کہ شاید یہ شرارت مرطوب شاہ کی ہی یہ سوچ کر درگاہ رب العزت میں دعا کی یکایک اس شدت سے ہو چلی کہ مرطوب شاہ کی کشتیوں کے لشکر ٹوٹ گئے اور بادبان صدمہ ہوا سے پرزہ پرزہ ہو کر اڑ گئے اور وہ کشتیان اقبال شاہ کی کشتیوں سے اس قدر متصل ہو گئیں کہ باہم ٹکرائیں اقبال شاہ و شاہزادہ معزالدین مع سرداران ہوا کی اپنی کشتیوں سے مرطوب شاہ کی کشتیوں میں اتر آئے اور مرطوب شاہ کو مع وزیر فریب الدم گرفتار کر لیا بعد اسکے اپنے لشکر کے غوطہ خوردن کو حکم دیا کہ تم غوطہ لگا کر دریا میں دیکھو کہ کیا ماجرا ہوا اقبال شاہ کے آب بازوں نے دریا میں غوطہ مارا وہاں دیکھا کہ قریب چار سو نفر آب باز کے دریا کے اندر کشتیوں کی تہ میں سوراخ کر رہے ہیں ایک آب باز نے دریا سے نکلے حقیقت انکی بیان کی اقبال شاہ نے اور چند نفر غوطہ خور امداد کے واسطے بھیجے الغرض دریا میں باہم غوطہ خوردن میں خوب لات مٹکا اور کھوٹا چلا اور خنجر و پیش قبض کی نوبت پہنچی تا انیکہ تمام پانی دریا کا خون سے سرخ ہو گیا اور بسکہ اقبال شاہ کا اقبال یا درجہ مرطوب شاہ کے غوطہ خوردن و گرفتار ہوئے اقبال شاہ نے مجازوں کو حکم دیا کہ جلد کشتیوں کی مرمت ہو چکا پس کشتیان کہ شکست ہو گئی تھیں فوراً درست کر دیں بعد اسکے اقبال شاہ نے مرطوب شاہ سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت تھی اور حق تجھے یہ خیال نہ آیا کہ اس فکر و فریب سے بجز ندامت کے کیا حاصل ہوگا مرطوب شاہ نے سر نہ اٹھا کر دیا اور عرق انفعال پیشانی پر آگیا اور جواب دیا کہ اے شہر یار میرا تصور نہیں ہو یہ خرافادے مانع خان و حامص خان کی شرارت ہی اقبال نے فرمایا حامص خان ہمارے پاس پہنچتے ہیں گرفتار ہوا تھا اللہ تعالیٰ مانع خان کو بھی سزا معقول ہم دینگے مگر تو نے جو دیدہ و دانستہ حرکت یہودہ کی وہاں شرارت پیش کیا اب میری کیا سزا ہو مرطوب شاہ نے کہا مجھے بھی خطا ہوئی میں آپ کی تحریر کو اپنا نوشتہ تقدیر نہ سمجھا اور نصیحت و ہند کو فریب الدم و زینک تدبیر کی خیال نہ کیا کیونکہ بارہا اس وزیر خوش تدبیر نے مجھ سے توفیق کو سمجھایا اور حضور کی اطاعت کے لیے فہمائش کی الامین اُن شیاطین کے بکائے سے مجبور ہو گیا بالذات میرا تصور نہیں ہے یہ مفسدہ پر دازی آغشین ملعونوں کی ہی اقبال شاہ نے اسی وقت مرطوب شاہ کے سامنے حامص خان کو پانی میں ایسے غوطے دلائے کہ وہ اپنی سزا اعمال کو پہنچا بعد ہلاک ہونے حامص خان کے فی الجملہ مرطوب شاہ کے کچھ ہوش درست ہوئے اور خود اشتیاق ملازمت سلطان روح الملک پیدا ہوا اقبال شاہ نے کشتیان غریبہ حصار کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا جب کشتیان شہر کے نزدیک پہنچیں دیکھا دروازے

شہر کے بند تھے اور سامان جنگ بروج و فضائل پر شہر کے آراستہ ہو رہا تھا آخر معلوم ہوا کہ مالخ خان بذات نے جب مرطوب شاہ کا گرفتار ہونا سنا دروازے شہر کے بند کروا دیے اور اب خود مستعد جنگ ہو یہ حرکت مالخ خان کی نہایت ناگوار گزری مرطوب شاہ نے بقیہ کہا کہ میری کچھ خطا نہیں بلکہ اسی وقت مالخ خان شورشخت کو کہلا بھیجا کہ اپنے اعمال کا تجھے کچھ خیال نہیں ہے اس حرکت ناشائستہ سے باز آ در نہ تیرے حق میں بہتر نہوگا مالخ خان نے خود فیصل بند دروازے پر آکر آباد از بلند کہا ای بادشاہ تا مراد جب تک کہ میں زندہ ہوں شہر و قلعہ مفت ندیوں کے حوالے نہیں کرونگا اگر تم اقبال شاہ کے ہاتھ سے زندہ و سلامت بچے تو پھر ہمارے تم بادشاہ ہوا و نہیں تو ہمیں تمھاری کچھ پروا نہیں ہے تلو بھی اب ہمارے حال سے کچھ مطلب نہ رکھنا چاہیے پھر اقبال شاہ نے ایک نامہ مالخ خان کو نہایت سخت لکھا اور حامض خان کی کیفیت بھی لکھی مالخ خان نے وہی جواب دیا جو مرطوب شاہ کو دیا تھا اقبال شاہ نے اسی جاکشتیوں کے لشکر قائم کر نیکا حکم دیا شاہزادہ معزالدین نے اقبال شاہ سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کو مرطوب شاہ سے غرض تھی وہ آپ کے پاس موجود ہو اب آپ اسکو جس طرح سے چاہیں ظہورستان لکھنیں یہ قلعہ خدا جانے کب فتح ہوا اقبال شاہ نے کہا جاے غور ہو خیال کرنا چاہیے کہ تمام طلسمات حصار چار و مثلثہ تمھاری برکت قدم اور زور بازو سے فتح ہوئے چنانچہ طافی شاہ وغیرہ بادشاہان حصار ملازمان عالی میں حاضر ہیں اگر اب ہم اس امر سہل کو فرو گذاشت کر دیں کس قدر موجب بدنامی کا ہوگا دوم مرطوب شاہ کو بھی غدر و حقول کی گنجائش ہوگی کہ میرے ملک پر ایک شخص غیر قابض و متصرف ہو کیونکر بخوارے ساتھ چل سکتا ہوں تیسرے جب تک مالخ خان زندہ ہو فساد ملک ہرگز دفع نہوگا شاہزادہ معزالدین خاموش ہو رہا وہاں مالخ خان نے ملکہ فرنگ سلطان کو تخت نشین کیا ملکہ فرنگ سلطان نے کہا میں تمھارے یہاں حمان ہوں مجھے تخت نشینی سے کیا سروکار ہاں اگر ارادہ جنگ کا رکھتے ہو لشکر میرا حاضر ہو مالخ خان نے کہا ای ملکہ ہم مقابلہ اقبال شاہ کا کسی طرح نہیں کر سکتے لشکر انکا ہمارے لشکر سے دس حصہ زیادہ ہو سمک عیار نے مالخ خان سے کہا کہ ای ہلوان تم خاطر جمع رکھو میں آج کی شب جس طرح ممکن ہوگا مرطوب شاہ کو بزور عیاری دہان سے لے آؤنگا مالخ خان نے کہا ای سمک عیار اگر تو نے یہ کام کیا تو میں انعام تیرے حوالہ سے زیادہ دوںگا سمک عیار نے ایک شک میں ہوا بھری اور اسپر سوار ہونے کے قلعہ کے بدر رو سے نکل رفتہ رفتہ اقبال شاہ کی کشتیوں کے قریب پہونچا قضا را اس شب اقبال شاہ نے تمام دریا میں روشنی چراغان کی تھی اور آپ مع شاہزادہ معزالدین سیر چراغان میں مشغول تھا سمک عیار کو فرصت ملی اُسے مرطوب شاہ کو بیہوش کر چادر عیاری میں پستارہ باندھا اور اس چالاک سے باہر نکلا کہ کسی کو خبر نہوئی اور وہ پستارہ مالخ خان کے پاس لیجا کر رکھ دیا مالخ خان نے اسی وقت مرطوب شاہ کو تخت پر بٹھا دیا اور نقارہ شادیا نہ بجانے کا حکم دیا ملکہ فرنگ سلطان ہر وقت نقاب پوش رہتی تھی اُسے اسی نقاب پوشی میں مرطوب شاہ سے ملاقات کی اور کیفیت اقبال شاہ کی پوچھی مرطوب شاہ نے تمام ماجرا سے گذشتہ چاروں راتیں حصار کا اور آرزو ہو جانا سلطان روح الملک کا اور تشہیت لانا

اقبال شاہ کا واسطے اصطلاح فساد کے ملکہ فرنگ سلطان کے رد و رد بیان کیا ملکہ کا چونکہ اس ضمن میں ایک مطلب پیش
 تھا مانج خان سے کہا اور خان صاحب تم اپنی فسادیت سے دور گزرو اور نصیحت پر اقبال شاہ کی عمل کرو مہر طوب شاہ نے
 کہا اور ملکہ میرا بھی یہی ارادہ ہے الا چند روز قنطر ہوں کہ کیا ظہور میں آتا ہے مانج خان نے مہر طوب شاہ سے کہا خدا نے تم کو مدعی
 کے چہل سے چھوڑا اگر اقبال شاہ بجائے ارباب مشائخ تھا اسے ملکہ میں آن کر مستعرض ہوتا تو سمجھ لو انکی قید سے نجات ہونی
 مشکل تھی القصہ اقبال شاہ نے شہر مہر طوب سے کامحاصرہ کر لیا اور اثنائے محاصرہ میں بار بار اپنے مرشد ہادی الہدایت کی خدمت
 میں رجوع کی تاکہ طریق فتح قلعہ ارشاد ہو کوئی حکم صادر نہ ہو پس معلوم ہوا کہ اس کام میں توقف ہو راوی کہتا ہے کہ ایک ذرا حرمین
 عادل شاہ اور اصغر بن طافی شاہ دونوں شاہزادے چند مہما جوں کے ہمراہ کنارہ پر دریا کے گوشے پر رہے تھے کہ ایک
 جوان چھوٹی کشتی پر سوار دور سے نظر آیا اصغر نے اسے کہا براویہ مرد ظاہر مصیبت زدہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اکابر بلا بغیر طراح کے
 کشتی میں سوار ہو کر حرمین کے خوف سے ہکا بکا ہوا گاہ و گشتی دریا کے کنارے پہنچی اور دریا میں غرق
 ہو گئی اس جوان نے غوطے کھائے اور مضطرب ہو کر فریاد کی کہ اے بندگان خدا تم پر اسے خدا بھیجے گداب ملا سے نجات دو شاہزادوں
 نے ملاحظہ کو حکم دیا کہ جلد اس کشتی کو نکال لاؤ غرق شکل تمام ملاحظہ نے دریا سے نکالا وہ بیچارہ بحال خراب اس کے پاس خاموش بیٹھ گیا
 شاہزادوں نے دیکھا کہ ایک جوان خوش رو عمر میں بیس برس کا ہو کر رنگ چہرے کا زرد ہو شاہزادوں نے پوچھا اور جوان ہم کون ہو
 اور کس بلا میں مبتلا ہوئے ہو اس نے کہا اے شاہزادے میں اسی شہر یار نامدار میں اسی شہر کا رہنے والا ہوں اب میرا سرکار شاہی بن محمد احمدرضا
 ممتاز ہے اتفاقاً میں دختر مانج خان لازمہ بانو پر عاشق ہو گیا جب میرے باپ کو میرے حال کی اطلاع ہوئی اس نے حد سے زیادہ
 اس مقدمہ میں فکر کی لیکن کوئی صورت حصول مقصود نہ ہوئی پس جب تک کہ آپ لوگ یہاں وارد نہ ہوئے تھے میں تنہا کشتی میں سوار
 ہو کر صبر طح آج آپ نے ملاحظہ فرمایا ہر روز شہر میں جاتا تھا اور بعد غروب دریا ٹان کے چلا جاتا تھا اس عرصہ میں جب
 کبھی وہ سپر دریا کو غرق محل میں آتی تو میں بھی ایک نظر دیکھ لیتا تھا بقول کہیں ایک نظر سے خوش گذرے آج جب میری
 صبح کو آنکھ کھلی شوق دیدار میں حد سے زیادہ عین ہو آخر یہ دل میں منور کیا کہ آج جو کچھ ہو لیکن جہاں دلدار کی زیارت ہو جاوے
 تاکہ دل بفرمان کو قرار آوے یہ خیال کر کے یہ غفل محسوسہ کشتی لا یا یہاں پر کشتی طالع نے کشتی کو بہنور میں ڈال دیا آخر کشتی غرق ہوئی
 اور میں بدد ملاحوں کے آپ کی خدمت میں پہنچا شاہزادہ اصغر نے نام پوچھا کہ اس خانہ برباد کو قتر اک کہتے ہیں شاہزادے کو
 کہ ہم عشق و عاشقی سے واقف تھا اور وہ نہ مفارقت جھیلے ہوئے تھا حال قتر اک پر رحم آگیا اور کہا اے قتر اک بعد فتح ہونے
 قلعہ کے انشاء اللہ قلعہ جبر طح ممکن ہو گا ہم لازمہ بانو کے ساتھ عقد تھاراکر اور یہی قلعہ قتر اک نے شاہزادوں کے حق میں عارے فر
 دی اور ہر وقت خدمت میں حاضر رہنے لگا اور چونکہ نہایت عقلمند و ہوشیار تھا اور مدارج خدمتگزاری سے بخوبی واقف تھا
 مقصود ہی عرصہ میں تمام امور ات خدمات شاہزادوں کے اپنے ذمہ لے لیے تا انیکہ غلوت و جلوت میں بھی شریک حال
 رہنے لگا ایک روز قتر اک نے شاہزادہ اصغر سے کہا کہ اے شہر یار کامگار ایک کشتی چھوٹی مرحمت ہو کہ فدوی آج اپنی مشغور ہو

ایک نظر دیکھ آوے اصرار کرنے لگا ایک بار دیدار مشوقہ نے وہ مزہ چکایا کہ غریب رحمت ہوا چاہتے تھے اب ہر غرق ہونے کا ارادہ ہو گیا اور ایک کشتی عنایت فرمائی اور کہا اگر کشتی غرق نہ ہوتی تو کہہ رہے شہر میں داخل ہوتے اور کشتی پر کس راہ سے آتے قتر اک نے کہا پیر و مرشد قلعہ کی کھڑکی کے نگہبان کو انعام دے کر اپنا کام نکال لیتا ہوں جسوقت چاہتا ہوں دربان دروازہ کھول دیتے ہیں میں اندر شہر کے چلا جاتا ہوں شاہزادہ اصرار نے لاج انہی طرف سے قتر اک کے ساتھ کیا کہ راہ قلعہ کو بخوبی دیکھ کے بیان کرے لاج چاروں طرف قلعہ کے دیکھتا ہوا چلا جب دروازہ پر پہنچا قتر اک نے کہا خوبی قسمت ہو جاؤ گے نگہبان بیان نہیں ہو خیر جو مرضی خدا یہ کیلئے لشکر کی طرف چلا چند قدم راہ طوی ہوگی کہ کنارہ دریا کے ایک مکان نہایت عمدہ پسند خاطر ملاج ہوا ملاج نے قتر اک سے کہا تو بھی اس مکان کو دیکھ کہ نہایت خوش قطع بنا ہو قتر اک نے مکان کو دیکھ کر ملاج سے کہا عجیب تھاں ہو کہ میں بار بار ادھر سے آیا ہوں لیکن یہ مکان نہیں دیکھا چلو اندر بھی ایک نظر دیکھ لیکن ملاج نے کہا ایسا نہ کر کہ نہی تعرض کرے اور دربان شاہی ہو کہ گز قتر اک کے قتر اک نے کہا ہر طوب شاہ مع ملازم بخوف اقبال شاہ قلعہ بند ہو گا نکاح شہر کے باہر نکاحنا محلو ضمن ہوتا ملاج نے کشتی پر ایک درخت سے باندھ دیا اور قتر اک کے ساتھ داخل مکان ہوا مکان کو دیکھا تو درختی مکان کیا ایک نمونہ جنت تھا قتر اک نے کہا ای بار بھاری بدولت ایسا مکان خوشنما و فرحت افزا ہے دیکھا اگر تم ٹھوٹے تو ہلکا کاہتہ کو دیکھنا نصیب ہوتا آگے بڑھے تو دیکھا صحن مکان جو کور ہو اور تین طرف صحن کے حاط ہو اور ایک جانب مکان عالی شان نقش و انداز نہایت پاکیزہ بنا ہوا ہو اور تمام صحن میں گلہارے رنگارنگ کھلے ہوئے ہیں اور درختان میوہ دار جھوم رہے ہیں اور نہریں اور کیا یہاں سب آراستہ و مصدفا اور تمام در و دیوار میں نقش و نگار مینا کار ایسے عجائبات روزگار قطعہ دار و خوشگوار ہیں جسکے دیکھنے سے دل کو فرحت ہوتی ہو اور پشت پر بالائے غائبہ کے ایک بنگلہ کمال خوش و صفا بنا ہوا ہو اور آسمین ایک نازنین زہر جبین با ساز ہندی مشغول ہو رہی ہو جسکی آواز سے بے اختیار دل بیقرار ہوا جاتا ہو اور نیچے اس بنگلہ کے ایک حوض شکل گل شیلوفر اور برگ حوض مثل کیکل کے پھول کے خود بخود متحرک ہوتے ہیں کہیں تو مثل غنچہ اور گاہ مانند گل کے شکستہ ہو جاتے ہیں اور آگے مکان کے ایک صحن وسطی صفا شفاف ہو اس پر ایک عورت عابدہ و پرہیزگار بچہ ہزار دہ تھیں یہ عبارت الہی میں مشغول ہو قتر اک اور ملاج نے عابدہ کو کہا الود سلام کیا عابدہ نے جواب سلام دیا اور محویت میں عبادت کیا کی مگر ملاج کہ اُس نے اس نازنین کو سناڑ چھیڑتے بنگلہ میں دیکھا تھا اور علاوہ ساز نوازی کے بیٹوشی بھی ہو رہی تھی حالانکہ بڑھا تھا کھاشق زار ہو گیا کہیں مکان کو طلسم تصور کرتا تھا اور کہیں بانی مبالغہ اُس عورت عابدہ کو جانتا تھا اور کہیں دل سے کہتا تھا کہ خدا جانے میں کہاں آنکلا اور یہ تماشائے روح افزا کیا ہو قتر اک نے ملاج سے کہا اب جلد تر بیان سے لشکر کو چلو کہ شام قریب ہو ملاج نے کہا تو قتر اک ایسا تماشائے دیکھا ہو کہ ہمارا دل جانتا ہوا اور تمام عریا و نگار ہنگام قتر اک نے کہا سچ ہو میں بھی اس مکان اور صاحب مکان کو دیکھ کر محو ہو گیا ہوں اور تمنا یہ ہو کہ ایک بار یہ تماشائے ساتھ اگر خوب تماشائے دیکھیں مگر کسی لشکر سے اسکا ذکر و کرنا غرض قریب شام بادل ناکام قتر اک اور ملاج لشکر میں چلے گئے اور قتر اک نے کھانا خوش رہا لیکن ملاج نے باوجود منع کرنے کے اپنے دوستوں سے یہ حال مفصل بیان کر دیا اور دوسرے روز قتر اک کو بہر فقیر

اوس کہا کہ چلو وہاں ابی مرتبہ دو ملاح اور ہمراہ ہوئیے اور اس مکان عالیشان کی عرصہ تک کیفیت دیکھا کیے اور وہاں میں آیا کہ بنگلہ پر جا کر نازنین ساز نواز کو دیکھیں لیکن زینہ مٹا فتراک نے اسے اس زینہ کا زینہ کہا کہ اس بنگلہ کا زینہ کہاں ہو اس زین عابدہ نے جواب نہ دیا فتراک نے کہا اس خاموشی سے معلوم ہوا کہ نگو ہمارا بنگلہ پر جانا منظور نہیں ہو فیض تم جہاں اپنا نام بتا دو کہ ہم نام ہی سن لیں عابدہ نے ترش رو ہو کے کہا نام میرا زرقہ ہو اور پھر اپنے وظیفہ میں مصروف ہو گئی پھر شام کو ملاح و فتراک اپنے لشکر میں چلے آئے الغرض رفتہ رفتہ یہ خبر ملاحوں میں مشہور ہوئی اور ملاحوں سے اہل شکر بھی ہو چکے قصہ مختصر یہ قصہ شاہزادہ احمد نے بھی سنا اور صبح کو بے اطلاع اقبال شاہ کے مع چند ملازم رخصت گارا احمد و اصفہر دونوں شاہزادے اس مکان عالیشان میں پہنچے دیکھا واقعی مکان ہو کہ ایک طلسم ہو قدرت خدا معلوم ہوتی ہو آخر اس نازنین ماہ جبین کو بھی دیکھا کہ بنگلہ پر شراب چل رہی ہو اور ساز چھڑ رہا ہو ہر ایک سپرد جوان کے دل میں شوق ملاقات اس پر زیاد کا پیدا ہوا لیکن زینہ کا پتہ نہیں ملتا فتراک نے کہا اوس شاہزادہ عالی وقار یہ عورت عابدہ بہان کے حال سے ضرور واقف ہوگی اس سے ملنے پوچھیں احمد و اصفہر دونوں عابدہ کے پاس آئے اور نہایت خوشامد و عاجزی سے راہ اس بنگلہ کی پوچھی عابدہ نے موافق معمول کے



کچھ جواب نہ دیا جب ان دونوں صاحبوں نے اصرار حد سے زیادہ کیا ناچار عابدہ چپکے سے بولی تم ناحق مجھے ستاتے ہو میرے وظیفہ میں خلل ہوتا ہو اس تکلیف دینے سے تم کو کیا حاصل اصفہر نے کہا ہماری ہی آرزو ہو کہ اس بنگلہ میں جائیں اور ہمیں تباہ و عابدہ بولی راہ اس بنگلہ کی اس حوض میں سے ہو پس اس سے زیادہ مجھ کو معلوم نہیں ہر فتراک نے کہا حضور تماشا دیکھیں اول میں جاتا ہوں جو حال ہو گا معلوم ہو جائیگا اگر میں کسی بلا میں گرفتار ہو گیا تو حضور میری مدد کریں اور جس طرح ہو سکے مجھے ضرور یہاں سے نکالیں شاہزادوں نے فتراک سے کہا خدا نے چاہا تو ہم ضرور تیری مدد کرینگے آخر فتراک نے عابدہ سے پوچھا اے عابدہ صاحبہ مع لباس یا برہنہ حوض میں جاؤں عابدہ نے کہا یہ اختیار ہو لیکن برہنہ حوض میں کو ناخلاق ہو فتراک نے حوض میں غوطہ لگایا احمر اور اصفہر دونوں دیکھا کیسے کہ بعد غوطہ کھانے فتراک کے برگ حوض جو گل نیلوفر کی شکل تھی وہ سب ایک جاجج ہو گئی اور حوض پوشیدہ ہو گیا اور پانی کے خالی ہونے کی صدا سب کے کان میں آئی بعد ایک ساعت کے فتراک بنگلے میں پہونچا اور اُس نازنین کے پاس بیٹھ گیا اور پکار کے فتراک نے کہا اے عابدہ میں یہاں سے عجیب و غریب تماشا دیکھ رہا ہوں کہ قابل بیان کے نہیں ہیں ایک قدرت خدا نظر آتی ہے یہ کہا اور اُس نازنین کے ساتھ میٹھوٹی میں مصروف ہو گیا احمر اور اصفہر جو تشنہ شوق تھا اسے محبوب میں از خود رفته ہو رہے تھے اُسے ضبط نہ ہو سکا اور بلا سمجھ بوجھ حوض میں داخل ہوئے پھر اسی طرح وہاں حوض کا پتھون سے پوشیدہ ہو گیا اور پانی حوض کا روان ہو گیا لوگوں نے دیکھا کہ یہ بھی فتراک کے مانند بنگلے میں پہونچے اور مع نازنین محبتیں میٹھوٹی میں مشغول ہو گئے غرض کہ یہ چودہ آدمی ایک کے بعد ایک حوض میں کودتا رہے کہ سامنے صفت بستہ بیٹھ گئے اور احمر و اصفہر نے اپنے اپنے ملازمین کو حکم دیا تھا کہ تم لوگ یہیں رہو وہاں از دحام ہو جائیگا اسوجہ سے تمام ملازمین کنارہ حوض کے جمع ہو رہے اور تماشا دیکھا کیسے کہ جو وقت یہ چودہ سردار بنگلے میں آئے فتراک وہاں سے چلا آیا یہ لوگ کنارہ حوض منتظر تھے کہ فتراک ہمارے پاس آتا ہے جب فتراک پہونچے نہ آیا اور شام ہو گئی خدنگاروں نے کہا اب حضور کو لشکر میں چلنا مناسب ہے تشریف لائیے اور دوسرے یہ ملک دشمن کا ہے خدا جانے کیا اتفاق ہو گا ایسا ہی ہو تو کل پھر تشریف لائیے گا بنگلے سے کچھ جواب نہ ملا یہاں سب ایک عالم محویت میں مشغول رہے اور طرہ حیرت برقی کہ تمام سردار اور شاہزادے اُس نازنین کے پاس اس طرح سکوت میں بیٹھے تھے کہ مطلق بات و بانوں میں جس و حرکت معلوم نہ ہوتی تھی دست بستہ مثل تصویر کے سامنے بیٹھے تھے اس امر سے خدنگاروں کو زیادہ حیرت ہوئی اُنھوں نے پھر آواز بلند سے کہا لیکن کون سنتا ہے کسی نے جواب نہ دیا آخر ناچار ہو کر آپس میں یہ صلاح ہوئی کہ ایک آدمی ہم میں سے بنگلے میں جائے اور شاہزادوں کو لے آئے اور وہاں کی کیفیت بھی دریافت کر لے کہ یہ کیا معاملہ ہے غرض ایک آدمی جس میں گیا غوطہ مار کے بنگلے میں پہونچا باقی انتظار میں اُسکے رہے جب وہ بنگلے میں گیا اور واپس نہ آیا تب پھر دوسرا آدمی گیا اسی طرح گیا اُسکی خبر نہ ملی کہ کیا ہو گیا پھر کسی کو جرات حوض میں کودنے کی نہ ہوئی ناچار ہو کر عابدہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے عابدہ تمھاری ہی تہائی سے ہمارے سردار اور شاہزادے حوض سے بنگلے پر پہونچے اب وہ اُس نازنین ساز نواز کی صحبت میں اسقدر رہیوش ہیں کہ ان کو اپنے جامہ کا

ہوش نہیں رہی بلکہ ہر چند چہنہ بیان سے غل مجا یا لیکن وہاں سے کوئی جواب نہیں دیتا واسطے خدا کے تم انکو کسی طرح ہم تکس
 ہو چکا دو کہ ہم انکو لشکر میں یجا میں در نہ ہم تمھارے دست بگر بیان ہوئے عابدہ نے کہا اے نامتو کو تھے اپنا وقت نصیب نہ کیا
 کیا اب ہمکو کس واسطے ستاتے ہو جبکہ بیان جس طرح سے تم آئے میں بھی آئی پھر مجھے کیا معلوم کہ یہ لوگ کہاں گئے اور کس بلا میں
 مبتلا ہوئے خود تنگ روں نے کہا تم کس صورت سے بیان آئیں عابدہ نے کہا میرا قصہ طویل و طویل ہے اور فرصت قلیل ہے کیا بیان
 کروں خود تنگ روں نے کہا ہم بھی سنیں عابدہ نے کہا میرا حال پرانتال ہے کہ ایک فرزند میرا بیس برس کا نہایت تقی و پرہیزگار ہے
 ہمراہ واسطے زیارت بیت المعمور کے جاتا تھا بعد چند روز کے جہاز ہمارا اس مکان کے قریب پہنچا میں نے نا خدا سے کہلے ہمارے
 لشکر کرایا اور ہم اس مکان کے دیکھنے کو بیان آئے جب وقت نماز مغرب آیا میں نے اور ا صلح نوجوان میرے فرزند نے اسی
 حوض کے پانی سے وضو کیا اور نماز مغرب ادا کی جب نماز سے فارغ ہوئے دیکھا کہ ا صلح نوجوان نہیں رہی میں جہاز میں گئی اور
 وہاں تلاش کیا کہیں پتہ نہ لگا وہ تمام رات مجھے روتے اور پیٹتے گزری جب صبح ہوئی سو گئی عالم رویا میں ایک بزرگ نے مجھے
 فرمایا اے زہد فاضل اندیشہ نہ کر تیرے فرزند نے حوض سے وضو کیا مولانا طلسم اسکو لے گئے ہیں اور قید خانہ میں قید کیا ہے جب
 بارہ برس ہو جائینگے اور عمر اس طلسم کی تمام ہو جائیگی ا صلح نوجوان تیرا فرزند صبح و سالم طلسم سے نکلیگا اب تو ان اسباب
 اپنا راہ خدا میں دے دے اور بارہ برس بیان عبادت پروردگار عالم کر کہ خداوند نے تیری حج و زیارت کو ہمیں سے قبول فرمایا
 اب تو نہ جاتے کی ضرورت نہیں رہی اور بقدر تیری قوت کے خداوند عالم رزق بیان بھی ہو جائیگا کہ وہ رزاق مطلق
 ہے ایک فرستہ تجھے روز کھانا پہنچا یا کریگا میں نے پوچھا حضرت آپکا اسم شریف کیا ہے اور مجھے بیان کس طرح معلوم ہوگا کہ
 بارہ برس کب گزرے اور ا صلح نوجوان کب نکلیگا بزرگ نے فرمایا کہ مدت ختم طلسم کی نشانی یہ ہے کہ جب بارہ برس ختم
 ہونے لگیں تو چند سردار اور شاہزادے بتائیں کہ وہ مولانا ارباب مشائخ آبی کے بیان وارد ہونگے اور اس طلسم میں
 وہ گرفتار ہو جائینگے پھر انکی کوشش دسویں سے طلسم فتح ہوگا اور تیرا فرزند ا صلح نوجوان بھی سلامت نکلے گا میں اس
 بشارت سے نہایت خوش ہوئی اور اُس روز سے آج تک اُس امر غیبی کے انتظار میں عبادت پروردگار کرتی رہی اب جو
 میں نے حساب کیا تو بلاشبہ وہ سال موعود ہی بار ہوا ان سال ہو اور یہ علامت آمد و گرفتاری شاہزادگان ہو جب
 ارشاد اُس بزرگ کے ہو چنانچہ اسی وجہ سے میں نے شاہزادوں کو حوض میں جانے سے منع نہیں کیا بلکہ اور راہ تبادی وہ نہ
 وہ بھی بچے میں نہ جاسکتے ہر کس قدم انکے میں بھی اپنی ہمداد کو پہنچونگی ٹکو چاہیے کہ تم اپنے شاہزادوں کے نجات کی شکل پیدا کرو
 اور مجھے آفت رسیدہ دستم دیدہ کو یاد آئی میں رہنے دو تکلیف نہ دوس یہ کیفیت ہماری ہو وہ ملازم چارے پٹنے خاموش لشکر
 میں آئے اور شاہزادہ مفر الدین و اقبال شاہ سے من و مہن سب کیفیت بیان کی اقبال شاہ نے جو سنا ملازموں
 کو بہت رنج و توجہ کی اور فرمایا تم بے اجازت ہماری اور بدوں اطلاع کس واسطے وہاں گئے انھوں نے عرض کیا ہمارا کیا قصہ
 ہم انکے ملازم تھے کس طرح انکے ہمراہ نجات انکی اطلاع کا ہمیں کیا منصب تھا اقبال شاہ نے کہا کل ہم خود جا کر وہاں

اس مکان طلسم کو دیکھنے کے غرض شب کو اقبال شاہ نے اپنے مرشد کی خدمت میں بدل رجوع کی مرشد نے کشتہ و کار کی تدبیر ہوئی ارشاد فرمائی صبح کو اقبال شاہ مع شاہزادہ مغرالدین وہاں تشریف لایا جہاں وہ مکان عالی شان فروس نشان اس عالم سکون میں واقع تھا جب وہ مکان اس عالی فاندان والا دودمان نے بچشم خود ملاحظہ فرمایا محو حیرت ہو گیا زبان میں راوی خوش بیان کی ایسی طاقت کمان ہو چشمہ اس مکان طلسمات کا حال بیان کر کے غرضکہ اقبال شاہ اس سر داروں کی طرف دیکھ کے خوب ہنسے جو جنگل میں صحبت ساز نواز میں تھے اور شاہزادہ مغرالدین سے کہا اے برادر عزیز القدر اب یہ اشخاص بے اجازت بیان آئے اور نافرمانی کو کام میں لائے انکی سزاے اعمال یہ ہو کہ پہلے اصفہر بن طافی شاہ کو بیان سے تیرا و شاہزادہ مغرالدین نے فرمایا حاشا مجھے یہ امر غیر ممکن ہو سچا ان اللہ ایک تو وہ بیچارہ وطن آوارہ تنہا ہی حضور ی میں بامید مطلب حاضر ہوا ہوا اور ہنوز مواصلت معشوق سے بے نصیب و مجروح ہو اور اب بے گناہ ہلاک کیا جائے کیا شرط انصاف ہے اقبال شاہ نے کہا آپ لیل نغمائیں جو میں کہوں عمل میں لائیں شاہزادہ مغرالدین نے فرمایا وہ افسوس میں بدنامی ہو کیونکہ گوارا کیا جائے یہ مظلوم درویش ساسی واسطے تمہارے ہمراہ ہوئے ہیں کہ ایک اونکی گناہ پر ایسی سزا سے سخت جو شرعاً اور عرفاً خلاف ہو دیکھو اے اقبال شاہ نے کہا اگر برادر جو شخص کہ اپنے ہمراہ ہوا اسکی مصیبت میں مدد کرنا لازم ہو اقبال شاہ نے کہا خیر کی خاطر سے میں اصفہر کی خطا سے درگزر اور اس خفتہ بخت کی ہی سزا تھی جب شاہزادہ مغرالدین دوسری طرف مخاطب سے اقبال شاہ نے ایک تیر جانتاں شاہزادہ کی نظر بجا کر مارا کہ اصفہر بن طافی شاہ کے سینہ سے گزر گیا اور آواز ایسی آئی کہ جیسے خشک لکڑی پر کسی نے تیر مارا شاہزادہ مغرالدین بسبب ہلاک ہونے اصفہر کے زار زار روئے گئے اور اقبال شاہ سے فرمایا یا اللہ تنہا ہی اس تساوت قلبی اور سنگین دلی سے رشہ امید سیر بالکل قطع ہو گیا جب تمہا کہیم و جامع اخلاق و عالی طبع ایسی حرکت کرے پھر دوسرے سے کیا امید رکھی جائے اقبال شاہ نے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے شہریار میرا اسمین قہقہہ میں اجل اصفہر کی یونہی مقدرتھی لیکن اپنے یہ بھی دیکھا کہ ایسی آواز آئی جیسے چوب خشک پر تیر پڑا آپ خوب تصور فرمادین کہ یہ دونوں اصفہر اور احمر میری نافرمانی سے مسخ ہو گئے اور اپنی نوع سے دوسری نوع میں داخل ہو گئے شاہزادہ مغرالدین چپ ہو رہے بعد ازاں اقبال شاہ نے ملازمن کو حکم دیا کہ اس زن عابدہ کو گرفتار کر لاؤ مجھے کچھ مال دریافت کرنا ہو شاہزادہ مغرالدین کو کہ حال زرقا کا مفصل سن چکے تھے کہ فرزند اسکا بارہ برس سے کم ہو گیا ہوا اور یہ بیماری ہمارے آنے کی انتظار میں تھی زرقا کے حال پر کمال رحم آیا اقبال شاہ سے فرمایا کہ تلو اس سفلی اور بیچمی کا عوض روز جزا ملے گا ایک کو بچہ گناہ مارا اور دوسری بیماری کو اس ذلت سے بچھا منگوایا خدا جانے تم کیا سوچے ہو خدا کو کیا جواب دے گے میں تلو ایسا سخت دل نہ جانتا تھا دن واللہ تنہا ہی رفاقت ہرگز نہ قبول کرتا افسوس ہزار افسوس کہ ہماری محنت و شقت مفت برباد ہو گئی اور تم نے میرے حق خدمت کا خیال نہ کیا اقبال شاہ نے کہا میں بعد ایک لمحہ کے اس بات کا جواب دوں گا غرضکہ جب لازم شاہی عایدہ کو دست بستہ اقبال شاہ کے روہر لائے وہ بے ہوش چاروں طرف دیکھنے لگی اور شفاعت اپنی ہر ایک سے چاہتی تھی شاہزادہ مغرالدین نے جو دیکھا دیکھا ضبط نہ ہو سکا بے اختیار باجسم پر اقبال شاہ

کو دیکھنے لگے اقبال شاہ نے شانہ زادہ کو سینہ سے لگایا اور کہا اغوش ہنر دارہ عالیجاہ محدست پناہ جب تم اصل سے اس قصہ کی آگاہ نہیں ہو
جو اعتراض کرو بجا ہو میری طرف مخاطب ہو جیے اور حال مفصل سنیں ای برادر عزیز القدر ررات کو میں مرشد کی خدمت میں پہونچا
اور مرشد نے مجھے تعلیم کی اور اس زرقا کے حال سے بھی آگاہ کیا اور فتح قلعہ کو بھی چند تدابیر سے فرمایا اب انشا اللہ تعالیٰ دو ایک
روز میں قلعہ فتح ہوا جاتا ہو اور مالخ خان بھی اپنی سترائے اعمال کو پہونچتا ہو اور ملکہ فرنگ سلطان جو آجکل مرطوب شاہ
کے بیان آئی ہیں اور بد ذاتی مالخ خان سے ناحق بدین انھیں ملکہ صاحبہ کی ایک عیارہ زرقا نہایت حسین و صاحب جمال
فن عیاری و بخاری میں بنیظیر ہو اور وہ زرقا عیارہ ہی ہو جو مختارے سامنے کھڑی ہو اور آپ اسکے شفاعت خواہ ہیں خال
وخط حسن و جمال روغن عیاری سے تبدیل کر دلا لا ہو کہ مطلق پہچانی نہیں جاتی اور جو قصہ اصلح کا اُس نے بیان کیا محض غلط ہو یہ
مکاری اسکی ہو اور حوض و مکان کی بانی بھی یہی مکارہ ہو شانہ زادہ نے فرمایا خلاصہ فرمائیے کہ ہماری سمجھ میں آوے اقبال شاہ نے
کہا ای شہر یا حسب اتفاق سک عیار مرطوب شاہ زرقا پر عاشق ہوا اور کہا کہ ہنگوا اقبال شاہ وغیرہ دشمنوں کے ہاتھ سے
کوئی شکل ایسی نظر نہیں آتی کہ ہماری جان بچے تو دیکھتی ہو کہ ہم کس بلا میں مبتلا ہیں زرقا نے کہا ای مہتر عیاران میں فن عیاری ایسی
ہون کہ کیا مجال جو کوئی میرے دہن کو چھو جائے اور علم بخاری اور نقاشی بھی جانتی ہوں کہ شاید کوئی دوسرا عیار اس صنعت کا
دنیا میں ہو منجرا ان سب کے ایک فن نقاشی ہو کہ میرا مقابلہ مانی و ہنر انہیں کر سکتا اور ایک نسخہ عیاری ایسا مجھے یاد ہو کہ ایک روز
میں تمام ہلوامان و سرداران اقبال شاہ کو گرفتار کر لوں بشرطیکہ جو میں کہوں وہ تو کر اُسے کہا یہ میری عین تمنا ہو زرقا نے کہا
صالح اور سامان مجھے جمع کر دے پھر دیکھ کر میں کیا صناعتی کر دکھاتی ہوں سک عیار نے کہا جو تو کہ وہ میں موجود کر دوں زرقا
نے کہا پہلے مرتب سرداران لشکر اقبال شاہ کا مع نام و عہدہ کے لانا کہ میں موافق آنکی لکڑی کے پتلے تراش کے روغن وغیرہ
سے ایسے درست کروں کہ مطلق اصل و نقل میں فرق نہ ہو اور ایک حوض کہ جسکے اوپر گل نیلوفر کے پتے ہوں ایسا بناؤں کہ کوئی
انسان اس حوض میں سے جانے سکے اور اوپر وہ پھول کے پتے کھل کر ایک جا ہو جائیں دوسری تین حوض کے ایک سو رنج
ایسا ہو گا کہ بالکل پانی حوض کا اس سو رنج سے نکلا جائے اور مرد و عورت مار نیوالا جلد گرفتار ہو جائے سک عیار نے کہا مفصل
بیان کر کہ میری سمجھ میں آوے زرقا نے کہا چند کشتیوں کو دریا کے تحت بند کر دوں گی اور ان کشتیوں پر ایک عمارت جو بی
بناؤں گی اور اسکی جھٹ پر ایک بنگلہ نہایت خوش ترکیب دلچسپ ہو گا اور بنگلہ کے اندر ایک نازنین پری تمثال اس کیفیت
و لطافت سے ساز ہندی بجاتی ہو گی کہ سننے والے بے قرار ہو جائیں گے اور نیچے بنگلہ کے وہی حوض ہو گا جسکا تونے ذکر سنا اور
اسکے نیچے کے درجہ میں ایسی وسعت ہو گی کہ انہیں چند نفر پوشیدہ رہیں کہ کیسے ہی ہلوامان و بان آئیں فوراً گرفتار کر لیں جاویں
دو نفر دیان پوشیدہ رہیں گے اور تین حوض کی ایک تختہ اس ترکیب سے لگایا جائیگا کہ جو شخص اس حوض پر قدم رکھے فوراً وہ
لوگ خبردار ہو جاویں کہ کوئی حوض میں آتا ہو پس اس تختہ کو علیحدہ کر کے اس آدمی کو گرفتار کر لیں اور قلعہ میں داخل کر دیں
اور میں اب ایک بلکہ بصورت زن عابدہ عبادت انہی میں مشغول ہوں گی اور جو آئینگا اسکے سامنے ایک نقل بے اصل بیان کروں گی

اور تم کوئی عیار ہر نہایت آزمودہ کار ایسا مقرر کرو کہ وہ اقبال شاہ کے سرداروں کو کسی نہ کسی صورت سے وہاں لائے
پھر گرفتار کر لینا انکا کچھ شکل نہیں ہو اور تو خود دیکھ لینا کہ وہ تصاویر سرداران لشکر اقبال شاہ جو صف بستہ بٹھائی جاوٹکی کس
لطف سے محک ہوتی ہیں اور گانا بجانا ہوتا ہو کہ مطلق کوئی نہ پہچان سکے اور کاٹھ کے چیلے کس ناز و گریہ سے ساز چھڑتے
ہیں کہ ہرگز تیز ہوگی بلکہ ہی گمان ہوگا کہ یہ سب سردار نازنین ساز نواز کی صحبت میں جمع ہیں اور دورہ شراب ناک ہستین
چل رہا ہو اور سارنج رہا ہو اور عالم محویت ہر ایک کو چل رہا ہو اگرچہ اس تہیہ سے عیب سرداروں کا گرفتار ہونا معلوم الا اکثر گرفتار
ہو جائینگے پھر ٹکوانی قید و ہلاکت کا اختیار ہو سکے عیار نے جب زرفا سے یہ تدبیر سنی نہایت خوش ہوا اور مالخ خان
کو اس کیفیت سے آگاہ کیا مالخ خان نے مرطوب شاہ سے کہا کہ زرفا عیار ہر ملکہ فرنگ سلطان کا قصد ہو کہ اس
عیاری سے سرداران لشکر اقبال شاہ کو قید کریں لیکن اپنی ملکہ سے اجازت خواہ ہو مرطوب شاہ نے حسن رائے زرفا پر
آفرین کی اور اسکے کمال سے نہایت خوش ہوا اور کہا کہ میں ہر حال تیری خاتون سے اجازت دلواؤنگا آخر کا مرطوب شاہ
نے ملکہ فرنگ سلطان سے کہا کہ ملکہ فرنگ سلطان نے زرفا کو لعنت و ملامت کی اور کہا اور دودہ تو یہ نہیں جانتی
کہ میں جہان بیان آئی ہوں پھر کسی جہان کو گرفتار کرانا یا ہلاک کرانا مناسب ہو اور اس امر سے تجھے کیا سروکار ہے یہ جہان
اور انکا کام چالے جو نوشتہ تقدیرات ہو گا ہر حال ظہور میں آویگا ہماری مدد و امداد سے کیا ہوگا زرفا ملکہ فرنگ سلطان
کے قتل ہونے سے چپ ہو رہی اور اپنی حرکت سے منفعیل و برباد ہوئی مالخ خان نے ملکہ فرنگ سلطان سے زرفا کی
سفارش کی ملکہ فرنگ سلطان نے ناچار کہنے سے مالخ خان کے زرفا کو اجازت دی انھیں زرفا اور سک عیار اس
کام میں مصروف ہوئے یہاں تک کہ چالیس روز کے عرصہ میں جسطرح تھے ملاحظہ فرمایا یہ مکان آسمانوں نے بنایا اور زمین
گلبائے تجارت اہلی و نقلی ہزار ہا رنگ کے لگائے اور پیشانی پر دروازہ کے بخط جلی عجوبۃ المنازل لکھا جب مکان تیار
ہو گیا مرطوب شاہ اور مالخ خان اور ملکہ فرنگ سلطان بھی واسطے سیر و تماشے کے یہاں آئے انھیں سیر میں ملکہ
فرنگ سلطان نے زرفا سے کہا وہ ناپاک مردار یا مکان تو بنے بنایا ہو کہ دونوں ہاتھ تیرے قلم کراویے جائیں تو بہتر ہے
بعد اسکے زرفا عیار ہر شکل زن عابدہ مقدسہ تسبیح ہاتھ میں لیکر عبادت ربانی میں مشغول ہوئی اور سک عیار نے اپنے ایک
شاگرد رشید قتراک کو ہمارے لشکر میں مقرر کیا تاکہ وہ سرداروں کو بکر و فریب بیان لائے قتراک ایک کشتی شکستہ پر وادشت
سوار ہوا اور عدا کشتی کو غرق کر دیا اور خود فریا کرنے لگا احمد و اصغر نے اسکو دریا سے نکلوا یا اور اپنے پاس کہا یہ قتراک
نے دو چار روز کے بعد احمد و اصغر کو مع سرداران جنگجو بیان لاکر حوض میں گرفتار کر دیا چنانچہ یہ صورتیں احمد و اصغر
دونوں کی مع اور دلاورون کے جو ٹکڑے و پیش نازنین ساز نواز کے جمع معلوم ہوتی ہیں وہ سب تصویریں کاٹھ کی ہیں اور اسی
بدبخت زرفا کی دست کاری ہو کہ پہلے اسنے چوب خشک سے تراشیں بعد اسکے روغن ملا اور پوٹاک پٹنا کے گڑ بٹھا دبا کہ اہلی
اور علی میں مطلق تیز نہیں ہوتی میں نے تمھاری آگاہی کے واسطے اصغر کو تیر بار اور تھنے دیکھا کہ جب وقت تیر سینہ پر اصغر کے لگا

معلوم ہوا کہ گو یا کسی چوب خشک پر ضرب لگی پس اب حضور کی سمجھ میں آیا اور بے دریافت حال جو کچھ کہ آپ عتاب فرمائیں بجا ہو
شاہزادے نے جب یہ قصہ سنا اصغر نوجوان کی طرف سے خاطر جمع ہوئی اور صنعت و کار سازی زرفا کی بنایت تقریبات کی اور
اقبال شاہ کی زبانی جو حال مفصل متنا یقین ہوا کہ شاہزادہ بلا شک تائید یافتہ ارباب طلسم کا ہر در نہ بے دیکھے کسی کا حال
کوئی کیا جانے زرفا نے دست بستہ عرض کیا اور شہر یار نامہ دار کی نسبت تائید غیبی ہوتی ہو کسی طرح کا شک نہیں ہو کہ جو اصل
حال تھا آپ نے بیان کر دیا اور سر مو فرق نہیں ہوا اب برائے خدا اس کنیز سرا پا تقصیر کا گناہ معاف فرمایا جاوے ہر چند میرے
لیے سزا ایسے قصور کی نسبت جو فرمایا کہ کم از کم ہو لیکن بنظر اشفان و پرورش خسروانہ و الطاف کریمانہ اسید و بخشش و عفو
ہوں انشاء اللہ تعالیٰ آمیندہ ایسی کوئی خدمت لائق محبت سے ظہور میں آئیگی کہ اس قصور کی تلافی ہو جائیگی شاہزادہ نے بھی زرفا
کی سفارش کی اقبال شاہ نے پاس خاطر شاہزادہ معزال دین زرفا کا قصور معاف فرمایا اور زرفا
کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر میں آئے اور مقبول عیاں حسب الحکم اقبال شاہ وہاں گیا دیکھا واقعی ایک مچھلی مری ہوئی بڑی ہو کہ جس کا
وزن قریب ہزار من بخت کے ہوگا مقبول نے کہا افسوس یہ زندہ نہ ہوئی ورنہ گوشت اسکا تمام لشکر کو کافی دوائی تھا نہیں معلوم
کہ اقبال شاہ نے کس کام کے واسطے طلب کی ہو جب وہ مچھلی اقبال شاہ نے دیکھی لشکر سے بخارون کو بلا یا اور حکم دیا کہ ایسی مچھلی
ایک لکڑی کی جلد تیر بناؤ اور چپکے اس ماہی مردہ کے اس چوبی مچھلی پر لگا دو اور ایسا روغن ملو کہ اصلی اور علی میں فرق مطلق
نہ معلوم ہوا اور بواہی ہو کہ جانوران موزیہ اسکے قریب نہ آدین اور شاہزادہ معزال دین کو بلا کر کہا ای برادر عنقریب آپ
ملاحظہ فرمائیں گے کہ قلعہ فتح ہوا جاتا ہوا اور احمر و اصفر بھی قید سے رہا ہوئے جاتے ہیں میں نے یہ ماہی چوبی اس واسطے بنوائی
ہو شاہزادہ معزال دین نے بوجھا کہ اس ماہی مردہ کا انجام کیا ہوگا اقبال شاہ نے کہا اس شہر یار مرشد نے مجھے آگاہ کیا ہو
اور فرمایا ہو کہ تین روز سے مالح خان اور مرطوب شاہ اور ملکہ فرنگ سلطان فلان برج میں قلعہ کے مچھلی کا شکار
کھیل رہے ہیں اور بڑی بڑی مچھلیاں ہر روز گرفتار کرتے ہیں لیکن بوجہ گرانی کے کاٹنا شست کا ٹوٹ جاتا ہو قدرت
خدا ایک مچھلی فلان جگہ کنارہ پر دریا کے مردہ پڑی ہو اسے ننگوا کے ویسی ہی مچھلی چوبی تیار کر آؤ اور چچہ میں اسکے ایسی جگہ ہو
کہ تین چار آدمی بیٹھ رہیں اور ایسی ترکیب اس مچھلی میں ہو کہ تم اندر سے اسکے شکاری کر سکو اور زورن اس میں ایسی ترکیب ہے
ہوں کہ تم ان روزنوں سے دیکھتے رہو لیکن کوئی تمکو نہ دیکھے جب زیر برج اس ماہی مصنوعی کو شکار کرتے لاؤ گے وہ لوگ جو
مشتاق شکار برج میں بیٹھے ہیں ضرور کاٹنا پھینکینگے تم پہلے مچھلی اور پھر پھینکا تا کہ مصنوعی ثبوت نہ ہو بعد اسکے وہ کاٹنا منہ میں
دبا لینا جب وہ اوپر برج میں پہنچے لیجا دین تم تر پنا لیکن وقت کا لحاظ رکھنا جب موقع ملے فوراً اندر سے مچھلی کے نکل کے جیسا مناسب
وقت ہو عمل میں لانا اور ایک افسون بھی تعلیم فرمایا کہ اسکو پڑھتے جانا اور ماہی چوبی پر دم کرنا کہ نظروں میں غائب کی وہ مچھلی
اصلی معلوم ہوگی اور کوئی اٹان اسکے راز سے مطلق آگاہ نہ ہوگا شاہزادہ معزال دین اور مقبول عیاں اس بیان و حکمت سے
جبرائیل ہو گئے اور کہا باوجود اسکے کہ ہمارا یہ پیشہ ہو لیکن باین عیاری ہو مطلق ایسی عقل نہ آئی سچ ہو خداوند عالم بڑے آدمی کو

عقل بھی بڑی عنایت فرماتا ہوا فرض چار پانچ روز میں بخارون نے نہایت صناعی سے وہ مچھلی تیار کی کہ اصل دنقل میں سر مو
فرق نہ رہا اور روغن کے ملنے سے بعینہ مچھلی ہو گئی اقبال شاہ نے اُن کا ریگرون کو انعام کثیر عنایت فرمایا اور جو افسون
مرشد نے بتایا تھا مچھلی پر دم کیا بعد اسکے اقبال شاہ اور شاہزادہ معزالدین اور عادل شاہ اور مقبول عیار وغیرہ
سات نفر جو امان دلا اور جو فین مچھلی کے داخل ہوئے اور اُس آکہ کو حرکت دی جس سے مچھلی دریائے رودان ہوئی تھی اقبال شاہ
نے ایک روغن اور اسپر لاشاہزادہ معزالدین نے پوچھا اب روغن کیوں ملا اقبال شاہ نے کہا اس روغن کی بوسے جانوران ہوتے
دریا کے پاس اسکے نہ آدینگے قصہ مختصر وہ مچھلی رفتہ رفتہ عصر کے وقت زیر برج ہو گئی حسب اتفاق اسوقت مرطوب شاہ اور
مالح خان اور ملکہ فرنگ سلطان شہت ہاتھ میں لیے ہوئے صید ماہی میں مشغول تھے ناگاہ وہ مچھلی جو بی انگو نظر آئی



افسون نے کانٹا مضبوط و زبردست دریائے پھینکا اُس مچھلی نے پہلے ادھر ادھر جھپکائی دی آخر وہ کانٹا مسدود میں لے گیا
اور ایک غوطہ مارا مرطوب شاہ اور مالح خان وغیرہ تمام حاضرین مجلس متفق ہو کر بہ شکل تمام مچھلی کو اوپر بچ کے کھینچ لائے
مالح خان نے کہا اے شہر یار میں اسوقت فال دیکھی تھی کہ جو ہم اس مچھلی کو شکار کر لائے تو سب کام ہمارے درست ہو جائیں گے
الحمد للہ کہ فال ہماری درست آئی ناگاہ سمک عیار داد و پیدا کرتا ہوا مرطوب شاہ کے پاس آیا اور اسے کہا اے
بادشاہ افسوس نہر افسوس زرفا ملکہ فرنگ سلطان کی عیارہ مدعوں میں گرفتار ہو گئی اور میں دہان سے جان بچا کر
بھاگ آیا ہوں ورنہ میں بھی قید ہو جاتا مالح خان نے پوچھا کہ زرفا کی گرفتاری کی صورت کیا ہوئی سمک عیار نے کہا
اقبال شاہ بذات خود اُس مکان میں تشریف لایا اور اسے زرفا کو دستگیر کر لیا بعد ازاں اس مکان کا حال معلوم نہیں کیا ہوا
لیکن زرفا کے گرفتار ہونے سے یقین ہوا کہ اقبال شاہ وغیرہ ارباب شمش آبی کے تائید یافتہ ہیں مالح خان نے کہا

امی احمق بچے عیاری میں دخل ہو کہ امورات سلطنت میں چھکچھک نصیحت و پند کرتا ہو دیکھ ہمارا اقبال کہ ہم نے آج اسی نیت سے اس مچلی کا شکار کیا تھا کہ اگر ہم نے اس مچلی کو پکڑ لیا تو سب کام حسب مراد حاصل ہونگے خدا تعالیٰ نے فال نیک ہماری ظاہر کی اور مچلی کو گرفتار کر لیا سمک عیار کو یہ کلمہ مالح خان کا ناگوار معلوم ہوا اور اُس نے جواب دیا کہ خالص صاحب مجھ پر کیوں آپ خفا ہوتے ہیں جو امر ہو وہ خود ہی ظاہر ہوا عیاں ہوا مرطوب شاہ نے کہا ای سمک تو ہمیشہ کتا تھا کہ میں کباب مچلی کے تحفہ پہناتا ہوں اب اس مچلی کو با در چینا نہ میں لیا اور جلد ہمارے واسطے کباب تیار کر کہ آج ہم بجز کباب ماہی اور کچھ نہ کھا سینگے سمک عیار نے علمہ کو با در چینا نہ کئے بلکہ با در چینوں کو وہ مچلی سپرد کی با درچی بمشکل تمام اُس مچلی کو با در چینا نہ میں لینگے اور صاف کرنے کا سامان درست کیا اقبال شاہ نے مقبول عیار سے کہا کیا وہ برہم اب کل کو دیا کہ منہ مچلی کا کھلے اور ہم با درچین مقبول عیار نے فوراً حلقہ دبا یا ایک بیک سمک مچلی کا مثل ایک غار کے کھلیا اور با درچی مشور و غل مچانے لگے یہ طرفہ بات ہو کہ ماہی مردہ منہ کھوتی ہو اس تماشے سے تمام با درچی گرد آگزیع ہو گئے اس اثنا میں مقبول عیار اور اقبال شاہ وغیرہ سرداروں نے کھلے چند بچے فرنگی با درچینوں کو مارے تین چار نفر با درچی انہیں سے مارے گئے باقی بھاگے اقبال شاہ و شاہزادہ معزال دین اور عادل شاہ جو ت سے اہی کے باہر نکلے پہلے با درچینا نہ کا دروازہ بند کر دیا بعد اسکے سمک عیار کو گرفتار کیا اور باقی دلا درون نے کچھ نفر با درچی مارے باقی نے امان مانگی اقبال شاہ نے امان دی پھر سمک عیار سے پوچھا کہ تیرا کیا ارادہ ہو اُس نے کہا میں حضور کا فرما ہوا ہوں اور زرفا کو آزا و فرما میں غلام بھی حاضر ہوں اگر زرفا قتل ہوئی تو فدی کو بھی قتل فرمائیے اور میں حضور کو موبد میں اللہ جانتا ہوں اقبال شاہ نے فرمایا آخر میں اب تو بتا کہ ہم کیا عمل کریں کہ قیدی اپنے چھوڑا لیں سمک عیار نے عرض کی اے شہر یار غلام کی رائے میں یہ ہو کہ حضور تو قف فرما میں میں خاصہ تیار کر کے جب مالح خان و مرطوب شاہ وغیرہ کے واسطے یہاں لنگا دہاں کا مجمع کم ہو جائیگا حضور وہاں جا کر مالح خان و مرطوب شاہ وغیرہ کو گرفتار کریں بعدہ باطنیان تمام اپنے قیدیوں کو چھڑا لیجیے وہ تہ خانہ میں قید ہیں اقبال شاہ نے کہا کہ مجھے تیری گفتگو سے بوسے صدق آتی ہو اگر یہ بات سچ ہو تو بیان کر ہم اقرار کرتے ہیں کہ جو تیرا مطلب ہوگا اُسکا دبر لائینگے سمک عیار نے کہا اے شہر یار غلام کا سوا اسکے اور کوئی مطلب نہیں ہے شاہزادہ معزال دین نے بھی سمک عیار کی سفارش کی اقبال شاہ کو مشورہ سمک عیار کا پسند آیا سمک عیار نے علمہ کو با درچینا نہ کے خوب فمائش کر دی کہ تمہاری زندگی اسی میں ہو کہ جو میں کہوں عمل میں لاؤ اور اس امر کا افشاں نہ کرنا کہ تمہاری مرگ زندگی انھیں جو انان دلا در کے ہاتھوں میں ہوا وہ خاصہ نہایت عمدہ و تحفہ تیار کرو اور جلد ان سب صاحبوں کو کھلاؤ اور با درچی انواع اقسام کا کھانا عمدہ و تحفہ لائے انھوں نے خوب سیر ہو کر نوش فرمایا اور با درچینا نہ میں آرام کیا اور سمک عیار چند خوان کھانے کے مرطوب شاہ کے واسطے لینگیا مرطوب شاہ نے کہا سمک تو نے بہت جلد کھانا تیار کر لیا اور کباب بڑی مچلی کے بہت جلد تیار ہوئے سمک نے کہا حضور آج کباب مچلی کے تیار ہونا بہت مشکل تھے لہذا آج پر موقوف رکھیے ملکہ سلطان فرنگ نے کہا سچ کہتا ہو اتنی بڑی مچلی کا صاف کرنا مشکل ہو سمک عیار نے جو کھانا مالح خان کے سامنے رکھا یا اس میں یہ دیکھی بھی آئینہ مالح خان

نے دو چار رقمہ کھا کر کہا کہ میرا سر پہنے لگانے لگا اگر حکم ہو تو دو چار ساعت سو رہوں مرطوب شاہ نے کہا کیا رضا قبول مالح خان
تو اپنی خوابگاہ کو گیا اور مرطوب شاہ دیکھ فرنگ سلطان بھی اپنی اپنی خوابگاہ میں داخل ہو گئے سمک عیار وہاں سے
پھرا اور اقبال شاہ سے کہا بسم اللہ اب میدان خالی تو تشریف لے چکے اقبال شاہ اور شاہزادہ معزالدین دلاور وغیرہ
سمک عیار کے ہمراہ خوابگاہ مالح خان میں گئے مالح خان کو مع ملازمان مفسدہ پرواز کے باندھ لیا بعد اسکے شمع روشن
کر کے سمک عیار آگے آگے اور پیچھے پیچھے صاحب خانہ میں داخل ہوئے احمد و اصفہ وغیرہ نے جو اقبال شاہ کو دیکھا
عالم استعجاب میں پوچھا اور حضرت آپ کہاں اقبال شاہ نے تمام گزشتہ بیان کی بعد اسکے اُن سب کو قید خانہ سے باہر لائے
اور اتنے ہی حقیقت پوچھی اُنھوں نے کہا اور شہیار خدا جانے وہ نازنین ساز نواز کون سا جوتھی کہ جس وقت ہم نے دیکھا پھر ہوش
نہا اور لبوق مواصلت حوض میں غوطہ مارا وہاں اندھیرا تھا کچھ معلوم نہ ہوا یکایک وہ تختہ پیر کے نیچے سے نکلیا ہنوز قدم ہمارا
ٹھہرا نہ تھا کہ چند آدمیوں نے ہکو قید کر لیا اور قید خانہ میں بھیج دیا اقبال شاہ نے سمک عیار سے کہا کہ تو مالح خان کی رفخ
بیہوشی کر سمک عیار نے قید رفخ بیہوشی دماغ میں دیا جب وہ ہوش میں آیا دیکھا کہ چند سردار اور سمک عیار میرے
بلنگ کے گرد ہیں مالح خان نے خوف سے اُنکھیں بند کر لیں سمک عیار نے کہا خاں صاحب یہ خواب ہو کہ بیداری کچھ یاد رہی
کل آپ نے کیا فرمایا تھا مجھ غریب پر ناحق ناراض ہوئے تھے اب آنکھ کھول کر ملاحظہ فرمائیے اپنی حرکت بد کا نتیجہ دیکھیے مالح خان
خاموش ہو رہا جواب نہ دیا اقبال شاہ نے مالح خان کو عادل شاہ کے حوالہ کیا عادل شاہ اُسکو با در چٹانہ میں بے آیا بعد
اسکے اقبال شاہ نے اصفہ شاہ اور احمد شاہ کو مع تمام سرداروں کے دروازہ قلعہ پر بھیجا اور تاکید کی کہ صبح کو جو ہتھیار پیش
آئے فوراً قتل کرنا اور فوج شاہی کو اندر قلعہ کے بلا لینا مقبول عیار شاہزادہ معزالدین کو ملکہ فرنگ سلطان کی خوابگاہ
میں لایا اور سمک عیار اقبال شاہ کے ہمراہ مرطوب شاہ کے محل میں پہنچا اور اسنے مرطوب شاہ کو خواب غفلت
سے جگا یا مرطوب شاہ کی جب آنکھ کھلی اور اسنے اقبال شاہ کو دیکھا سمک عیار سے پوچھا یہ جوان کون ہوا اور اسکو قتل
میرے پاس کس واسطے لایا سمک عیار نے کہا ای بادشاہ یہ جوان عالی قدر غیر خواہ تمہارا اور تمہاری رعایا و ملک کا شاہزادہ
اقبال شاہ ہو بعد ازان تمام حقیقت گزشتہ بیان کی مرطوب شاہ نے جب سنا کہ مالح خان گرفتار ہو گیا طبیعت اسکی
خود بخود اصلاح بہا گئی اور اقبال شاہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور عرض کی مجھے آپکی فرمان برداری سے کچھ غم نہیں رہتا
میں آپکا مطیع ہوں راوی گزارش کرتا ہوں کہ روایت صحیح یہ ہو کہ جس وقت وہ ماہی جو بی بیچ میں پہنچی اسی وقت اقبال شاہ اور
عادل شاہ سرداروں نے محفل کے شکم سے نکل کر مرطوب شاہ و مالح خان کو گرفتار کر لیا بعد ازان تمام شہر و قلعہ پر تصرف ہو گیا
اور مقبول عیار اور شاہزادہ معزالدین خط مستقیم ملکہ فرنگ سلطان کے محل میں آئے اور دیکھا کہ ایک شہنشاہ میں پروردہ
ہو اندر سے پردے کے ایسی آواز دروناک آئی کہ شاہزادہ بیچ میں ہو گیا حسب اعتقاد اسی معلوم ہوا کہ ملکہ فرنگ سلطان اسی
سے خطاب کر کے کہتی ہو گی کہ ای شاہزادہ کب تک تیرا یوانگی میں گرفتار رہیگا اب بھی اپنے حال سے آگاہ کر کہ تو کس نازنین پر عاشق ہو

اور یہ تصویر کسی ہو کہ جسکورات دن دیکھا کرتا ہو اگر تیری مشقہ کا نام معلوم ہوتا تو ہم کچھ فکر کرتے اور تجلو اسکے پاس پہنچا دیتے شاہزادہ
مغز الدین نے آہستہ پر دے میں سے دیکھا کہ فرنگ سلطان ایک جوان نالوان سے یہ باتیں کر رہی ہوا اور وہ کتا ہو گا و ملکہ
کشور غریب پرورد خداوند کریم تمھاری عمر و دولت میں ترقی دے کہ جسے میرے ساتھ ایسی دستگیری اور غربت نوازی کو کام فرمایا
کہ جہاں میں کوئی کسی کے ہاتھ شاہید ایسا کرتا ہو حاکم کا قصہ سننا ہی نہیں آپ کو دیکھا میں پہلے ہی کہ چکا ہوں کہ نازنین صاحب
تصویر اس ملک کی باشندہ نہیں ہر جو میں آجکوتیاؤں اور آپ اسکا شخص فرما دیں ایک شہر کر ہی ہو جائے لودھار کی دختر بلند اختر ہو ملکہ
فرنگ سلطان نے پوچھا نام اسکا کیا ہو اور تمھارا کیا نام ہو اسنے کہا مجھے حفظ کہتے ہیں اور وہ منطقہ زرین مگر بہت
سعید لوح دار مشہور ہو اور ملکہ عالم حسب اتفاق منطقہ زرین کمرع وایہ اور ایک کینز میرے ساتھ حوض میں بیت المعمور ثانی
کے داخل ہوئی جب میں نے پانی سے سر نکالا تمھارے ملک میں اپنے کو پایا اور ان عورتوں کا حال نہیں معلوم کہ کمان پہنچیں
اور کیا ہوئیں کسی مصیبت میں نہیں یا عیش میں ہیں زندہ بھی ہیں یا نہیں ملکہ فرنگ سلطان نے کہا اور حفظ کہ چکی شہباز
معلوم ہوتی ہو کہ تو نے اپنی سرگزشت ہم کو سنائی معلوم ہوتا ہو کہ کسی بندہ برگزیدہ خدا کا قدم مبارک بیان آیا ہو اسکی یہ برکت
ہو یا میرے بد بخت کی یادری ہو مقبول عیار بنا ہر پردہ کے کٹرا سن رہا تھا اسنے بلند آواز سے کہا اے ملکہ فرنگ سلطان
تھے سچ ارشاد فرمایا کہ اندھیری رات میں یہ وقت مبارک صرف بہرکت قدم شہنشاہ عالم و خزانہ آدم و تاج احکام شریعت
زیب وہ تخت و تاج سلطنت واجب تعظیم یعنی شاہزادہ مغز الدین ابو تمیم نصیب ہو اب تلگو واجب و لازم ہو کہ جلد تر حاضری ہو کہ
سعادت قدوسی حاصل کرو پس بجزو سننے اسل آواز کے ملکہ فرنگ سلطان اور حفظ شریا مکان کمال متحیر ہوئے اور کہا
خداوند ایہ کیا امر ہو اس عرصہ میں شاہزادہ بدولت و اقبال اندر پردہ کے داخل ہوا ملکہ فرنگ سلطان نے گھبرا کے نقاب
چہرہ پر ڈال لی اور جمال با کمال شاہزادہ صاحب اقبال کا بخوبی دیکھا بقول جامی بیت

جاملے دیدار از حد بشر دور	ندیدہ از پری شنیدہ از حور
علاوہ جمال بیشال کے اس نونہال گلشن لایزال کا رعب عظمت و جلال ایسا تھا کہ ملکہ و حفظ شریا مکان کے ہوش بجا نہ رہے میا ختم تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور بادب تمام سلام کیا اور سمن زر نگار خالی کر دی اور خود سمرگون مودب و در پشیمیت	یکے در خموشی یکے در سکوت
بفرمان ہے الذی لای موت	

شاہزادہ مغز الدین نے فرمایا اے ملکہ فرنگ سلطان تم کیون حیران ہو شاید آج کے قصہ کی تلگو خبر نہیں ہو غرضاکہ خان
اور مرطوب شاہ کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ میں شکر گزار اس خالق کا ہوں کہ تلگو میں نے اپنا بھر دیا یا کہ چہین منطقہ زرین
اور حفظ کے حال سے بخوبی واقف تھا لیکن تھے اب ملاقات ہوئی حفظ نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اس غلام کے حال سے
کیا آگاہ ہیں شاہزادہ نے فرمایا اے حفظ ہر چند کہ تو فی الحال نشہ محبت میں سرشار تھا لیکن تو نے ضرور سنا ہو گا کہ کوئی شخص
مشتاق سیر قصر مرچہ دشمن کا شہر کر سی سے آیا ہو حفظ نے جو نہیں یہ سنا شاہزادہ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا سبحان اللہ

اس مملکت طلسمین کوئی ایسا نہیں کہ جو حضور سے واقف و آگاہ نہیں بلکہ فرنگ سلطان نے کہا کہ ہاں میں نے بھی اپنے پادری سے سنا ہے کہ اس ایام فرخندہ فرجام میں ایک شاہزادہ عالیجاہ کائنات طلسمین وارد ہوا ہے اور تمام اہالیان طلسم کو اس کی حرمت و عزت کا خیال واجب و لازم ہے اور جو کوئی تعظیم و تکریم میں کسی نیچے کا فرق کرے گا مجرم سزاوار ہوگا الحمد للہ کہ یہ خادمہ بھی اس حیلہ سے قدمبوس ہوئی یہاں یہ گفتگو تھی کہ ایک ملازم مرطوب شاہ کا بطلب ملکہ آیا اور کہا کہ اے ملکہ فرنگ سلطان آپ کو مرطوب شاہ نے یاد کیا ہے کہ کیا تو جاہل و غریب دیر میں میں آتی ہوں اور فوراً ایک اپنے ملازم کو واسطے دریافت مرطوب شاہ کے بھیجا ملازم نے آکر بیان کیا کہ مرطوب شاہ اقبال شاہ کے پاس ایک ہی مسند پر جلوہ افروز ہے بلکہ فرنگ سلطان نے شاہزادے سے رخصت چاہی اور اپنی حفظ آبرو کے لیے عرض کیا شاہزادے نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو اور ہر چند کہ حفیظ ثریا مکان مجھے بھی باخبر غرض ہو اور جب تم اس کی فراورسی میں مصروف ہوئیں تو مجھے اور زیادہ تر اس کا پاس ہوا اور وہ تینوں عورتیں جو حفیظ کے ساتھ بیت المعمور ثانی کے حوض میں غرق ہوئی ہیں اسیں ایک کا نام دکا ہو وہ میرے پاس موجود ہے اسی طرح اور رفتہ رفتہ وہ یہ صفوات اور مشفقہ زریں کمر وغیرہ بھی ملی جاتی ہیں اور میں عقد منطقہ زریں کمر کا تمھارے حفیظ ثریا مکان کے ساتھ کر دوں گا بلکہ فرنگ سلطان کو یہ سکر ایسی حیا و شرم و منگی ہوئی کہ کچھ جواب نہ دیا اور چپکلی وہاں سے روانہ ہو گئی جب مرطوب شاہ کے پاس آئی مرطوب شاہ و اقبال شاہ نے سرفرد تعظیم دی بلکہ فرنگ سلطان نے مرطوب شاہ سے پوچھا کہ آج شب کیسی گزری مرطوب شاہ نے کہا اے ملکہ اقبال شاہ کے موبدین الارباب ہونے میں کچھ شک نہیں ہے میں نے اپنے اعمال گذشتہ سے اب توبہ کی اور اطاعت اقبال شاہ کی بدل و جان قبول کی کل یقین ہے کہ مالخ خان بھی اپنی سزا سے اعمال کو پہنچے بلکہ فرنگ سلطان نے بھی اقبال شاہ سے مصافحہ کیا اور کہا مجھے بھی اپنی کینز ان خاص میں تصور فرمائیے گئے تھے میں شاہزادہ مغرالدین حفیظ کو ہمراہ لیکے وہاں تشریف لایا اقبال شاہ نے حفیظ ثریا مکان کا حال پوچھا شائے نے فرمایا یہ بھی میرے متوسلان قدیم سے ہے اقبال شاہ نے کہا ایسا ضعیف و ناتوان یہ جوان کون ہے شاہزادے نے فرمایا عاشق و علاست مای ہوئی ہے اقبال شاہ نے کہا شاید یہ ساکنان شہر کسی سے ہے شاہزادہ بولا ہاں واقعی یہ قلمدار کا فرزند ہے جس نے جو وہ رات اسی مکالمہ میں گزری صبح کو اچھر نو جوان اور صغیر بن طانی شاہ نے دربار نون سے کہا شہر کا دروازہ کھول دو ورا نے دروازہ کھولنے میں تامل کیا فوراً حکم مرطوب شاہ بھی واسطے کھول دیے دروازے کے پہونچا احمر اور اصفردو نون مع کٹ ظفر پیکر داخل شہر ہوئے ادھر عادل شاہ باور چنانہ سے مالخ خان کو دست و پا بستہ دیوان عام میں لائے چونکہ عادل شاہ اور مرطوب شاہ باہم قرابت رکھتے تھے لہذا مرطوب شاہ کو عادل شاہ نے لعنت و ملامت نافراتی کرنے سے کہ مرطوب شاہ نے غدر کیا بعد ازاں صحبت گرم ہوئی ساقیان ماہوش مع جام و میو ارغوانی حاضر ہوئے اور قصص مہوشانہ شروع ہوا طلبہ پر کتاب پڑی ساز بجنے لگے دورہ شراب گردش میں آیا ہے

بصد ساز نو محفل آراستند	مرد و عود را مشکران خود ہستند	شدہ رشک افلاک آن بارگاہ	بگردش در و جام سے بھیجی
-------------------------	-------------------------------	-------------------------	-------------------------



مرطوب شاہ نے عین محبت میں فریب الدم وزیر اعظم سے پوچھا اس مالچ خان مفسد ناپاک کی کیا سزا ہو وزیر اعظم نے عرض کی کہ حسب قاعدہ قدیم مالچ خان کو غرق چاہ نک کر دنیا چاہیے اقبال شاہ نے کہا چاہ نک کیا شو ہو فریب الدم نے کہا پیر مرشد پیر دن شہر ایک کھاری کنواں ہو اس میں حجر مرشد شاہی حکم شاہ ہو یا بقتولے قاضی اسی کنوئیں میں غرق کیا جاتا ہو بجز غرق ہونے کے تمام گوشت و پوست کنوئیں میں رہ جاتا ہو اور ہڈیاں نکل آتی ہیں اقبال شاہ نے اسی وقت تاحی خلعت کے سامنے مالچ خان شوریدہ بجزین کو اسی کنوئیں میں غرق کروادیا اور وہ اپنی سزائے اعمال کو پہنچا بموجب اس آیر کے فداقت بال امرہ وکان عاقبتہ امر ہا خسر بعد از ان دوسرے روز اقبال شاہ اور شاہزادہ مغرال دین اور مرطوب شاہ و عادل شاہ وغیرہ ملک محمودستان کی طرف روانہ ہوئے ملکہ فرنگ سلطان بھی بامید مقصد دل ہمراہ رکاب ہوئی بعد ایک ہفتہ کے یشتیان ساحل مراد پر پہنچیں اثنائے راہ میں طافی شاہ بادشاہ شہر سرکشان یعنی بادشاہ شمشہ آتش شرقیہ حصار اور اسب شاہ بادشاہ شمشہ نغا کی شہر سو دانیان جسکا نام ملک جنوبیہ اور قرابستان بھی مشہور ہو موافق وعدہ کے لشکر ظفر پیکر میں داخل ہوئے اور یہ بادشاہان عالی شان یعنی عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار طلسم شمشہ ہوائی و شہر عاقلان اور مرطوب شاہ بادشاہ شرقیہ حصار طلسم شمشہ آبی و شہر ابلہان اور ملک ارمن ہزیرہ نشین و احمد بن عادل شاہ و صفر بن طافی شاہ اور ملکہ فرنگ سلطان در جمع کمر و غیرہ مع اپنی اپنی فوج و لشکر کے دل ہی خدمت بابرکت میں حاضر تھے شاہزادہ مغرال دین نے جب یہ شہرت و ثروت و کثرت اپنے ہمراہ رکاب دیکھی دل میں کہا سبحان اشہاب وجود اس اقتدار کے ہنوز وصال جان جان آرا میر نمود اور نہ کوئی حد رتہ ہنوز نہ کتنی نظر آتی ہو اور نہ اقبال شاہ کو ہماری فکر ہو کہ اس کشتہ غم فراق پر کیا گذرتی ہو ہر چند کہ اسوقت رتبہ شاہنشاہی حاصل کر لیکن بشول کسی کے سارے جہان کی شاہی سے کوسے جانان کی گدائی بہتر ہو سیت

گدا با شتم دیار باشد بر بر ابر از شاہی با چنین کرد و فر با شتم گدا و یار بود در کنارین ابر از نیک شاہ با شتم و نبوغ کارین
اقبال شاہ شاہزادے کو مکدر دیکھ کر قریب آئے اور کہا اے برادر گرامی قدر ہر گاہ آپ کو بخوبی معلوم ہو اور یقین والوں ہو کہ آپ کا پکا
مقصد ولی برائیگا بھر خیال محال کیوں فرمائیے آپ خود بچشم الفضا ملاحظہ فرمائیے کہ سوائے وقت موعود کے کوئی لشکر اپنے مطالبہ
کو پہنچتا ہو ہر ایک امر کیواسطے ایک امر مقرر ہو واضح ہو کہ شاہزادہ معز الدین کو بعد دخل ہونے عجائبات کے خیال والدین اور
احباب ملن ضرور آتا تھا اور محوٹی دیر کے بعد بسبب حالت طلسمی کے وہ سب محو ہو جاتا تھا چنانچہ اب بھی بعد دخل ہونے قصر
قران السعدین کے ہر روز ایک مرتبہ خیال آتا ہو کہ میں کون ہوں اور کسوجہ سے یہاں وارد ہوا ہوں اور دفعۃً تصور ملکہ
نوبہار گلشن افرور ہر ایک خیال سے غافل کر دیتا تھا رہا عی

ہر لحظہ زمن روایتی می شنوی | در قصہ من شکایتی می شنوی | سوز دل من فشانہ می ہندی | من مردم و تو حکایتی می شنوی
اول گذارش ہوا ہو کہ سلطان روح الملک کی ایک زن خوشنویس آدھواری حسن قوی اور عدوے جانی ہو اور وقت
مخافت رئیسان حصار چار شلہ سے ہر وقت دہر ساعت استیصال خاندان سلطانی کی فکر میں ہوتی ہو اور سلطان روح الملک
بغیر اعانت و مدد رئیسان مذکور کے خود اس بلاے جان کا کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتا اور سرحد ملک اس منیہ آدھواری کی ایک
بیابان صحرا سے عدم نام وسیع ہو اور اس صحرا سے عدم میں ایک پہاڑ بہت بڑا جبل التقاقب ہو اور وہی منیہ آدھواری کا فاش
دارا خلافت ہو اگر کوئی اہل لشکر سلطان کامنیہ آدھواری کے ہاتھ گرفتار ہو جاتا ہو پھر تاقیامت وہاں سے نہایت نین پاتا اور ہر طرف
جبل التقاقب کے ایک صحرا سے بق ووق و بیابان ہولناک ہو کہ جسے بیابان اسقام کہتے ہیں وہاں کی خلافت مردم آزار و بد خلق
و کج فہم و نا ہموار ہو اور وہی سب منیہ آدھواری کے تابع حکم ہیں جب منیہ آدھواری کو خبر پہنچتی ہو کہ چارون رئیس سلطان روح الملک
سے ناراض ہو کر اپنے ملک کو چلے گئے بس وہ ایک زبردست دیو خصلت سردار کو بیابان اسقام سے باناد و سامان جنگ
ملک ظہورستان کو روانہ کرتی ہو یا ان اگر سلطان روح الملک قلعہ بند ہو گیا تو وہ بہت خود ملک ظہورستان میں
پہنچے گی اور سلطان کو گرفتار کر کے جبل التقاقب و صحرا سے عدم کو روانہ کرے گی قصہ مختصر جب منیہ ظالمہ کو سلطان روح الملک
کے قلعہ بندی کی خبر نہیں پہنچتی ایک سردار کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا نہیں پڑ دہی ہو چکا یا کرتی ہو اور اگر اس عرصہ میں
چارون رئیسوں میں اتفاق ہو گیا تو سب ملے اسکو شکست فاش و شکے اور اب فرمانبرداری سلطان روح الملک سے انحراف
کرتے ہیں غرض آدم بر سر مطلب جب بدریغہ اخبار رئیسان ہر چار گانہ کے فساد کی خبر منیہ آدھواری کو پہنچی لقوات کج گردن کو
ہا فوج کثیر حد سر و سیری سے بیابان اسقام کی شہر ظہورستان کو روانہ کیا پہلے قلعہ و برج کا محاصرہ کیا جو کہ سرحد سے طورستان
کے ملحق تھا اور حاکم و برج کا ورید خان لقوات کے ہاتھ سے تنگ آیا تھا بعد ازاں تھروس و شست انکشت بغرض شہر
قلعہ عصبیہ کے آیا اور عراق بن تسائے قلعہ سابقہ پر قبضہ کیا اسکے بعد حد گرم سیری سے بیابان اسقام کے حمایہ لشکر دست
نے افواج بیچارے سے فاص شہر کا محاصرہ کر لیا اور لشکر کو اپنے حکم دیا کہ چارون طرف سے حملہ آور ہوں اب اس درجہ پورش لشکر و

دکترت جنگ ہوئی کہ غفریب سلطان روح الملک محصور ہونے کو تھا کہ ناگاہ اسی عالم یاس و ہراس میں ہر کارون نے خبر دی کہ چارون رئیس اعظم آجیکے مطیع ہیں اور واسطے عذر کے کہتے ہیں اور شاہزادہ اقبال شاہ لسی کو اپنے ہمراہ حضور کی ملاقات کے واسطے لیے آتے ہیں اس خبر فرحت اثر و فرود جان بخش سے ہوش و حواس سلطان روح الملک کے بجا ہوئے اور اسی وقت عاقل روشن تدبیر وزیر کو واسطے استقبال اقبال شاہ کے روانہ کیا ایک ماہ بھی مع بیدار و ظلم اعدا لکھ بھیجا عاقل روشن تدبیر نے ملک ظہورستان کے قریب اقبال شاہ سے ملاقات کی اور سب رعایاں ارج بھی وزیر اعظم سے کہاں خوش خلقی و اخلاص پیش آئے اقبال شاہ نے عاقل روشن تدبیر کی تکلف تمام دعوت کی اور مال سلطان کا دریافت کیا وزیر نے دست بستہ عرض کی اے شہر پار اگرچہ سرداران حدس و سیری کا قلعہ ہے سرحد شہر پر ہر روز یورش ہوتا ہے اور پہلوانان باغی جلا آور ہوتے ہیں لیکن کوئی حملہ کار گر نہیں ہوتا اور درید خان وغیرہ حاکم قلات نہایت مددی و درانگی سے لڑتے ہیں لیکن جیسے کہ حمائے آتش و ست خاص شہر میں آیا ہے خلافت شہر نہایت ہراسان ہے اور امید حیات قلعہ ہو گئی ہے اور ہر ایک تنفس اپنے حال میں گرفتار ہے اور جیسے کہ زرنگار خان اور کراٹ خان سپہ سالار شکر طافی شاہ ملک ہوئے حمائے آتش و ست کو بھی یقین ہوا کہ یہاں کے فیصلے میں توقف ہو بعد غارت و تاراج کرنے قدرے شہر کے محاصرہ شہر سے دست بردار ہوا اور سچ راہ میں خمیر و خرگاہ برپا کر آئے ہیں جب راسب شاہ کے مفسدان ملک مضر قتل میں آئے تین مردان سر و سیری بھی شہر سے ہونے لگے مگر قلعوں کے محاصرہ سے دست بردار ہوئے جو وقت سے عادل شاہ اور مرطوب شاہ کے مطیع ہونے کی خبر شہر ہوئی دو چار سردار نامی نقوڑی فوج سے لکھی باقی فوج کو رخصت کر دیا اس واسطے کہ رستہ میں پہنچتی اور اب تو نہیں ہے فوراً حضور کے آمد کی خبر شہر کے درازی ہو جائیں یا شاید ایک دو مقابلہ کی ذمت آئے طافی شاہ وغیرہ نے عاقل وزیر روشن تدبیر سے کہا کہ جب تک ہم اپنے دشمنوں کا فیصلہ نہ کرینگے سلطان کی ملازمت نہ کرینگے بلکہ سرواے بریدہ اسقامیوں کے بطریق تحفہ نذر سلطان کو لا کینگے راوی کہتا ہے کہ چار طرف حصار چار متنازعہ کے ایک بیابان وسیع ہے اور ہر میدان سے ہر رئیس کا ملک ملحق ہے اور نام اس میدان کا خارستان ہے ہر چند کہ مردان خارستان بد شکل ہیں لیکن ایسے بہادر و دیردشجاع ہیں کہ ان مفسدان اسقام سے بچنے کے اور کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اسی واسطے رعایاں ارج اکثر مردان خارستان کو ملازم رکھتے ہیں بلکہ ہر جا پر نہیں کے ساتھ فوج بیابان خارستان کی رہتی ہے اتفاق طافی شاہ و عادل شاہ نے مجیت افواج خارستان وغیرہ براہ راست قلعہ و جہ کی طرف روانہ ہو کر لقوات کچ گردن کو ہلاک کیا نقوین بن لقوات لاش باپ کی لیکر بیابان اسقام کو روانہ ہو گیا خلافت نے دست ظلم سے اُس مزدی کے نجات پائی بعد اسکے طافی شاہ نے نقروس وشت انگشت اور نقر اس بن نقروس کو بھی زندہ زندہ بیابان اسقام میں بھگا دیا عادل شاہ نے عراق بن نشان کو قتل کیا اور قلعہ سابقہ جبین لیا اسی طرح راسب شاہ و مرطوب شاہ نے شکر حمائے آتش دست بختون مارا اور حمائے آتش دست کو زندہ گرفتار کر لیا اور اُسے اسی وقت آگ میں جلوا دیا اور دختر شکی حمی بن حمائے آتش دست بظہر خرد سال و بیگناہی آزاد کی گئی اور شکر حمی کا نہایت

خوردہ بیابان اسقام کو روانہ ہو گیا بعد اسکے انخوف شریک کو گرفتار کر لیا کہ یہ بھی ایک بہت بڑا مفسد تھا اور اسنے قلعہ حلقومیس کا محاصرہ کر لیا تھا جب ملک ظہورستان اُنکے ظلم و ستم سے پاک ہو گیا اور میدان صاف ہوا چاروں رئیس سرسے بریدہ کفار نے بیابان اسقام لیکر اسے نذر سلطان روح الملک کے روانہ ہوئے جب مندیہ آؤ چوار نے غیر شکست لشکر نکبت اثر اپنے کی سنی چار جاہ گھوڑے سے اُتر دیا اور کہا اب ہم چند روز کی مہلت دیتے ہیں پھر دیکھا جائیگا اس طرف سے سلطان بھی واسطے استقبال اقبال شاہ کے غھر سے نکلا غرض بیابان خرم میں جو شکار گاہ خاص سلطان تھا وہاں اقبال شاہ اور شاہزادہ مغرال دین کی سلطان روح الملک سے ملاقات ہوئی روسے اربع بھی ملازمت سلطان روح الملک کی بجائے اقبال شاہ نے گناہ و قصور کا سلطان سے معاف کر لیا بعد اسکے ہر رئیس نے اپنا اپنا کار نمایاں جو محاربہ میں اسقامیوں کے واقع ہوا تھا سلطان روح الملک سے عرض کیا سلطان نے اقبال شاہ سے کہا کہ ہر ایک رئیس کی علی قدر مراتب تواضع کرنا ضروری اور شاہزادہ والا جاہ عالم پناہ یعنی شاہزادہ مغرال دین کا حال اقبال شاہ سے دریافت کیا اقبال شاہ نے کہا یہ شاہزادہ بلند اقبال میرا بڑا عزیز ناز جان اور آپکا فغان ہو سلطان نے شاہزادے کو سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے برابر بٹھالیا اور اقبال شاہ کے کان میں آہستہ کچھ کہا اقبال شاہ نے کہا دست شاہزادہ مغرال دین نے خیال کیا کہ سلطان نے نہیں معلوم میرے حق میں اقبال شاہ سے کیا کہا بہت گھبرایا جب وہ دربار برخواست ہوا اقبال شاہ و شاہزادہ مغرال دین ایک جا ہوئے اسوقت شاہزادے نے اقبال شاہ سے پوچھا کہ سلطان نے جو تھے پوشیدہ کہا ہمارے سنانے کے قابل نہیں ہو اقبال شاہ نے کہا آپ سے کوئی امر پوشیدہ نہیں ہو شاہزادہ جب مصر ہوا اقبال شاہ نے کہا اے بڑا درجب میں نے تمہارا حال بیان کیا تو سلطان روح الملک نے کہا یہ وہی عالم جاہ ہو کہ جس سے میری دختر بلند اختر ناطقہ روشن بیان کی نسبت قرار پائی ہو میں نے کہا کہ ہاں وہی شاہزادہ نامدار ہو شاہزادہ مغرال دین نے کہا اس دروغ گوئی سے کیا فائدہ اقبال شاہ نے کہا یہ دروغ مصحت آمیز ہو اسواسطے کہ اگر میں سلطان سے بیان نہ کرتا کہ یہ وہی شاہزادہ ہو پس ضرور وہ اس مقدمہ کو موجود ہونے پر مقبل کے موقوف رکھتا اور ممکن تھا کہ سلطان اپنے عہدہ وعدہ سے برگشتہ ہو جاتا اور ثانی الحال خدا جانتے کیا معاملہ پیش آتا اب غور فرمائیے کہ مقابلہ میں ہم سلطان سے ہرگز سر نہیں ہٹ سکتے بلکہ عدول حکمی میں سلطان کی خوف جان ہو اس لحاظ سے میں نے اقرار کیا کہ یہ شاہزادہ مقبل ہو شاہزادہ مغرال دین نے فرمایا کہ تجھے جواب معقول دے دیا لیکن انجام بہتر نظر نہیں آتا اقبال شاہ نے کہا میں نے ایک خبر سنی ہو اگر یہ خبر واقعی ہو تو پھر بیان مقبل کا آنا مشکل ہو شاہزادے نے پوچھا وہ کیا خبر ہو اقبال شاہ نے کہا میں بخوبی تحقیق کر کے بیان کرونگا شاہزادے نے فرمایا کہ کیا بروقت عقد کے کہو گے اقبال شاہ نے کہا ہم بخوشی تمہارا نکاح ناطقہ روشن بیان سے کریں گے شاہزادہ خاموش ہو رہا اور کچھ جواب نہ دیا مگر سلطان روح الملک ہر روز بنظر دامادی شاہزادہ مغرال دین کی عزت و توقیہ کرتا تھا اور شاہزادہ شرم سے منفعل ہوتا تھا اور کہتا تھا خدا خیر کرے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہو آخر کار طرین میں سامان عروہ

تیار ہونا شروع ہوا اور خیمہ وغیرہ اقبال شاہ کے دشت خرم میں برپا ہوئے سلطان نے تمام شہر میں آئینہ بندی کا حکم دیا اور خزانے کو لے کر طافی شاہ اور اصغر نوجوان اور مرطوب شاہ لشکر میں اقبال شاہ کے رہے اور عادل شاہ اور حمرا سے گلدار پوشل در اسب شاہ اور ملکہ سودا وہ سیہ نقاب مسعود نامجو کی معشوقہ پر سلطان روح الملک کے ہمراہ شہر میں چلے آئے الغرض دشت خرم سے قلعہ بادشاہی دو طرفہ بازار آراستہ تھا اور بارہ منہج ناک شہر سے روٹی تھی سلطان روح الملک نے حکم دیا کہ پہلے مسعود نامجو کی شادی ہو بعد اسکے اصغر بن طافی شاہ کی اسکے بعد احمد نوجوان بن عادل شاہ کا عقد ملک ارمن جزیرہ نقشبند کی دختر سے کیا جائے بعد اقبال شاہ کے بھائی شاہزادہ معزالدین کی شادی ہونا چاہیے اتفاق سے ایک روز اقبال شاہ و شاہزادہ معزالدین ایک جا موجود تھے کہ سک عیار مرطوب شاہ کا حاضر ہوا اور آئینہ چند حکایتیں مضحک بیان کیں شاہزادہ نے پوچھا اے ہمت کیون آئے ہو سک عیار نے عرض کی اے شہر یار نا مدار الکیم اذ اوعدہ وقاب غلام بھی حضور کے تصدیق میں اپنے مقصد دلی کو پہنچنے اقبال شاہ نے فرمایا بہتر ہو جبکہ سلطان ساز و سامان عروسی سے فارغ ہوں ہم بھی شغل کر نیکی بعد ازاں شاہزادہ معزالدین سے کہا اے برادر عالی قدر تم ملکہ فرنگ سلطان کو زرقا عیارہ کے عقد کا پیام بھیجنا ہرادرہ اسی وقت خود ملکہ فرنگ سلطان کے پاس تشریف لایا اور فرمایا اے ملکہ ہمیں زرقا کا سک عیار سے عقد کر دینا منظور ہو ملکہ فرنگ سلطان نے عرض کی کہ اے شاہزادہ بلند اقبال اس امر میں مجھ سے ضرورت استفسار کی کیا جو میں بھی کینر حضور کی ہوں اور زرقا بھی کینر حضور کی ہو غرض کہ زرقا کا کاح سک عیار سے کیا گیا اور سک شکر احسان شاہزادے کا بجالا یا اب اس خادم کی خدمت ارباب شوق میں گزارش ہو کر اگر جدا گانہ ہر ایک شادی کے لوازم تحریر کروں تو طول کلام ہوا درینہ نظور نہیں لہذا اصغر بن طافی شاہ کا عقد ملکہ حمرا سے گلہ رنگ سے ہوا اور احمد و اصغر و مسعود نامجو کی بھی شادی بآرائش تمام وزینت مالا کلام وقوع میں آئی راوی کہتا ہے کہ زرقا زین کمر کی لونڈی تھی اور شاہزادہ کے حکم سے ملکہ حمرا سے گلہ رنگ بنت عادل شاہ کی خدمت میں رہتی تھی اور بعد شادی ملکہ حمرا سے گلہ رنگ کے آئی تھی جب وہ کا نخل طافی شاہ میں آئی بیان اسے منطقہ زین کمر کو خاموش ایک گوشہ میں بیٹھا دیکھا وہ کا پاؤں پر منطقہ زین کمر کے گر چڑی اور زار زار رونے لگی منطقہ زین کمر نے سر و کا کا سینہ سے لگایا اور آپ ہی رونے لگی تا نیک دونوں بیہوش ہو گئیں تمام عورتیں محل کی ان دونوں کے رونے سے متحیر ہوئیں جب ہوش ہوئیں طافی شاہ کی بی بی نے منطقہ زین کمر سے کہا اے زرقا زین میں تمہاری بچاے مان کے ہوں تم اپنے اس رونے کا حال بیان کرو اور یہ دوسری عورت کون ہے منطقہ زین کمر نے زرقا کا حال ابتدائے ابتدا بیان کیا خود آئینہ محل سب اس حال کو شکر آباد یہ ہوئیں دوسرے روز زرقا نے کسی سے سنا کہ حقیقہ نام ایک جوان ایک فرنگ سلطان کے ساتھ آیا اسکو گمان گذرا کہ بلا شک یہی شخص ہماری بی بی کا مطلوب ہے اسکا حال شاہزادہ معزالدین سے دریافت کرنا ضرور ہو اور یہ رسم قدیم ہے کہ حرم سلطان روح الملک اس شخص سے جو کر میسولی اور سلطان سے صلح کرائے یا جو ملاک طلسم میں ممان ہوئے چڑھتے اس سے پردہ نکرئی تھیں اسی وجہ سے اقبال شاہ

اور شاہزادہ مغرالہ دین جو وقت گھبراتے تھے جس رئیس کے محل میں جا رہے تھے پہلے جاتے تھے اور یہ بیان محل کی شکل کینزدن کے حاضر رہتی تھیں لیکن شاہزادہ مغرالہ دین کو کسی محل میں جانے کا اتفاق نہوا تھا اقبال شاہ بضرورت ایک دو بار بعض محل میں روسا کے گئے تھے ایک دفعہ وہاں کے منطقہ زرین کمر سے ایک عرضی اس مضمون کی لکھو اسکے شاہزادہ مغرالہ دین کی خدمت میں تحفہ روانہ کی کہ اس کینزدن کو حال مبارک کی زیارت کا کمال اشتیاق ہو امیدوار ہوں کہ ایک لمحہ کی واسطے حضور جہلسرے طافی شاہ میں قدم رنجہ فرمائیں تاکہ یہ کینزدن قوسوس سے بہرہ یاب ہو بعد از بندہ نوازی نہوگا شاہزادہ مغرالہ دین نے جب یہ تحریر ملاحظہ کی فرمایا سبحان اللہ مجھے آجکے کسی خاتون محل نے بلایا اور زمین کبھی گیا اس کینزدن کو کیا ایسا شوق ملاقات ہو کہ پھر خیال کیا کہ چلتا جا رہے ہیں کیسے کیا معاملہ درپیش ہو اقبال شاہ سے بھی ذکر کیا کہ او برادر چنے سنا کہ مجھے دکھانے طافی شاہ کے محل میں بلایا ہوا اقبال شاہ نے کہا

ایو باعث حصول قاصد برائے خلق حاصل و مقدم تو ہم مدعاے خلق | چون از تو این مراد دل خوش یافت | حاصل شود مراد تو ہم از دعاے خلق
حضور تشریف لے جاؤ زمین معلوم اس بیجاری کا کیا مدعاے دلی ہو کہ اسے اتنی بڑی جرات کر کے آپ کو بلایا ہو اگر آپ تشریف نہ لے جائے گا تو اسکی کمال دشمنی ہوگی شاہزادے نے فرمایا میں ابھی جاتا ہوں مجھے کسی کی دشمنی منظور نہیں ہوا اقبال شاہ نے کہا ابھی کہ آج شاہزادہ والا جاہ تمھاری مجلس راہین رونق افروز ہوگا خبردار اسکی تکریم میں قصور نہ کرنا طافی شاہ نے علم اسکی مجلس راہین ہو گیا دیا اور فرش اور لباس وغیرہ سے سبکو ہوشیار کر دیا بعد از انتظام اور بندوبست عام کے بی بی طافی شاہ کی خود چوڑ دست نگارین میں لے واسطے گس رانی کے حاضر ہوئی منطقہ زرین کمر نے جب یہ سامان و اہتمام دیکھا دل میں کیا یا الکی کیس مرتبہ کا تھان ہو جسکے لیے یہ سامان ہو رہا ہو پھر کہا مجھے کیا سروکار میں اپنے حال میں مبتلا ہوں دوسرے کے حال کو کیا جانوں اور ماورا اسکے میں اس ملک کی باشندہ نہیں جو بیان کے باشندے ہوں اپنی مہانداری واجب ہو سوا اسکے وہ شاہزادہ بھی جوان ہو ایسا نہو کہ اپنی صحبت کے واسطے مجھے پسند کرے مجھ غریب الوطن و بے دارش کی کون مدد کریگا اور مجھے سوا چلے جانے کے اور کچھ چارہ کار نہوگا ہر چند کہ شاہ دشمن پار کا مخاطب ہونا ایک نعمت غیر متعبر ہو اسلئے کہ مرتبہ اعلیٰ القیاب ہوتا ہو لیکن میرے دل کا حال خدا جانتا ہو کہ میں بجز حقیقت ثریا مکان کے کسی فرشتہ آسمان کی بھی حقیقت میں جانتی اور بشیر کیا چیز ہو آخر منطقہ زرین کمر نے دھماکا ہوا کہ اپنی طبیعت کے خیالات اور دور اندیشیاں بیان کیں وہاں کا خوب نشی اور کارہ خیال تھا را درست ہو تم بڑی خیر اندیش ہو غفلت کا کیا کہنا منطقہ زرین کمر نے کہا تو دیوانی ہو گئی ہو آجکل مصاحبت بادشاہ نے تیرا فرج بگاڑ دیا ورنہ کانے کہا اے ملکہ تم اپنے دل میں یہ خیال و توہمات بے اصل جس کمر ہی ہو جن کا عدم وجود یکساں ہو اس سے کیا فائدہ میں نے شب کو خواب دیکھا ہو کہ تین بڑے اخلاص و شوق سے شاہزادہ تھان کے پانوں پر سر رکھ دیا ہو اور اسے تلو سینے سے لگا کر کیا ان بھولی تھا کہ حال کو پوچھا ہو اور تمکو نہایت رسوخ اسکی خدمت میں ہو اور منطقہ زرین کمر نے کہا اور مدار کیا گیتی ہو تم تو اپنا در و دل بیان کرتے ہیں تو قہقہے لگاتی ہو ورنہ کانے کہا اگر یہ شاہزادہ تمھارے در و دل کے علاج پر قادر ہو اور خوف خدا کر کے تیرے مہربان ہو جاوے اور تمھارا دعا برآورے تو تم بتاؤ کیا الغام دوگی منطقہ زرین کمر نے کہا اگر تو واقف راز ہو تو پھر فصل کیون نہیں بیان کرتی ناحق پیشان کو اور پیشان کرتی و کالونی اے بی دمن میں تم اپنے کیکر لوگی کہنے کی ضرورت ہی کیا ہو بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ مصرعہ شنیہ ہو کہ اور مانند دیدہ چہ منطقہ زرین کمر نے کہا مجھے

ایک غرض کہ نامحرم مرد کی صورت دیکھوں تو کانے کہا بالضرر اگر شاہزادے نے خود متعارف حال دریافت کرنے کو بلایا اسوقت کیا غدر
 کرو گی منطقہ زرین مکر نے کہا میرا ذکر کرنے والا کون ہو تو کا بولی اسوقت ہم سلام کر گئے جب ذکر کر نیوالا اور یو چھنے والا پیدا ہو گا اس
 اثنا میں خواجہ سرا نے پکارا خبردار ہو جاؤ شاہزادہ ہمارے محل میں داخل ہوا اپنے منصب و مرتبہ کا خیال رکھو پھر سننے اس صدا
 کے ملکہ سودا وہ مشکین نقاب اور رمانہ دردندان اور حمراے گلگون پوش وغیرہ خواتین محل صفت بستہ استادہ ہو گئیں لیکن
 منطقہ زرین مکر جس گوشے میں بیٹھی تھی وہیں بھی رہ گئی جب شاہزادہ عالی مقدار بعد جاہ و چشم داخل حرم ہوا پہلے طافی شاہ کی بی بی بلا گردان
 ہوئی بعد اسکے ملکہ سودا وہ و حمرا درمانہ وغیرہ نو عروسوں کو ملازمت سے سرفراز فرمایا شاہزادے نے دست شفقت و حمایت اسکے
 سر و پشت پر رکھا اور فرمایا خداوند کریم تمہاری عمر دراز کرے اسوقت تو کا جلو میں حاضر تھی اتھو نو جوان کی دیر نے زوجہ طافی شاہ
 سے کہا کہ منطقہ زرین مکر بچاری گوشے میں تنہا بیٹھی ہو وہ نہیں آئی زوجہ طافی شاہ بولی وہ اپنی طبیعت کی مختار و تہمتا سہرا نقیانیہ
 جو میں بچہ ملازمت شاہزادے کو بلاؤں سوا اسکے تم جانتی ہو کہ وہ کس قدر بد مزاج ہو دایہ نے کہا یہ سب بین جانو لیکن میری غرض فقط
 اطلاع حال سے تھی غرض جب شاہزادہ تخت پر جلوہ گر ہوا سب خواتین محل اپنے اپنے قریب سے گرد و پیش پر بیٹھ گئیں اور باقی اپنے اپنے عہدے
 پر حاضر رہیں اور تو کا نگہ لانی کرنے لگی اکثر عورتوں نے کہا کہ منطقہ زرین مکر تم حجاب میں ہوا و گنیز تمہاری بکشا و پیشانی شاہزادے کی
 مصاحبت میں ہوا اس میں کیا اسرار ہو سچ بتا کر یہ نئی بات کہ منطقہ زرین مکر نے کہا مجھے ایسی غرض نہیں کہ جو میں ایک مرد نامحرم سے سامنا کروں
 تو کا سے کہیں کی شناسائی ہو گی جو آج وہ مصاحب ہو گئی وہ یہ سننے خاموش ہو رہیں اس اثنا میں ساقیان مابوش و زامان حور پسکر
 زرین مکر حاضر ہوئیں تاج شمع ہوا جام و ناب گردش میں آیا جب شاہزادے کو سرور ہوا خیال دینوی دل سے دور ہوا تو کانے کان
 میں شاہزادے کے عرض کیا اے شہر بار با و فار وہ علیحدہ نیا کینہ خاص نے خدمت میں ملازمان عالی کے ارسال کیا تھا اور مکلف خاطر اقدیں ہوئی
 تھی بے ادبی و گستاخی معاف ہو اگر جان کی امان پائے تو یہ کینہ کوئی حرف زبان پر لائے شاہزادے نے فرمایا ہم ابر کرم ہیں ہمیں کس ذکس
 کی دستگیری و فریاد سی کرنا اپنی ذات پر مقدم ہو بیان کر کیا کارا ہم ہو تو کانے عرض کیا کہ جناب عالی کی ذات مراد بخش عالم ہوا چہ ضرور
 حفیظ ثریا مکان ایک جوان جو سابق میں ملکہ فرنگ سلطان کی خدمت میں تھا اور اب وہ حضور کے ہمراہ رکاب ہو وہ کون شخص
 ہو شاہزادے نے فرمایا یہ وہی حفیظ ثریا مکان ہے جسکے سوداے عشق میں تیری خاتون ملکہ منطقہ زرین مکر ایک عالم سے دوسرے
 عالم میں گرفتار ہوئی ان چاروں آدمیوں میں سے جو حوض میں بیت المعمور کے غرق ہوئی ایک تو دوسرا حفیظ ثریا مکان دستیاب
 ہوئے منطقہ زرین مکر اور صوانہ و ایر کا پتہ نہیں ہو خواتین محل کو نہایت پتھر ہوا کہ یہ کینہ نہایت شاہزادے کی محرم راز ہو اور سب اس
 سرگوشی کا اور مصاحبت کا اسکی بی بی ہو گی یقین ہو کہ اسی کا ذکر چپکے چپکے کر رہی ہو آخر اس بات کا ایسا چرچہ ہوا کہ منطقہ زرین مکر
 نے بھی سنا منطقہ زرین مکر کو بھی یہ سننے ایک سو سو پیدا ہوا کہ ضرور اس مردار نے تیری شکل و شمائل کا ذکر کیا ہو اور یہی ذریعہ اپنے رسوخ
 کا نکالا ہو اب خدا ہی حافظ ہو میں تک زنت تھی ظاہر اسباب بجز مرگ حرام کے اور کوئی چارہ کا خیال میں نہیں آتا میں پہلے ہی سمجھتی تھی
 کہ اسکا ہنسنا خالی از علت نہیں ہے آخر اسکا مال یہ ہوا اگر افسوس ہزار افسوس کہ ہماری مفت جان گئی اور اس دشمن وین دایان

کو خبر بھی نہ ہوگی کہ کوئی اپنی عفت و عصمت کا خیال کر کے فقط میری ہی مفارقت میں جان بحق تسلیم ہوئی شہرین و پھر خیال نہ کیا کہ اگر دھنک راجہ جمال یہ کہے راز راز شیل ابرو بہار رونے لگی بیان حب و کمانے زبانی شاہزادے کے تھا کہ یہ جوان
 ابھی حقیقت شریا مکان میری بی بی کا مطلوب ہو فرط خوشی سے باغ باغ ہو گئی اور تمام سرگزشت منطقہ زرین مگر کی شاہزادہ
 سے بیان کی اور اسی طرح گس رانی کیا کی شاہزادہ مضر الدین نے بعد ایک ساعت کے طافی شاہ کی زوجہ کو بلا کر فرمایا اور خاتون
 ہنسے نہا ہو کر ایک دختر انقلاب نامہ سے منطقہ زرین مکر نام شہر کر سی کی حسب اتفاق تھارے شہرین آئی ہو اور تھارے اسے کہاں محبت
 بجائے فرزند کے اپنے پاس رکھا ہو مگر نہیں معلوم کہ وہ ہمارے پاس کیوں نہیں آئی اسکو بلاؤ ہم بھی ایک نظر دیکھیں اور اس سے
 احوال اسکا پوچھیں طافی شاہ کی بی بی نے پہلے بنگا ہ قہر و کا کو دیکھا اور اسکو یقین ہوا کہ اسی مردار نے سرگوشی میں منطقہ کا
 حال شہزادے سے بیان کیا در منطقہ کا شاہزادہ کیا جاتے پھر کہا اور شہر یار وہ عورت پیدا یا اپنے حال زار میں مبتلا ہو اور
 میری محکوم نہیں ہو جو میں بچہ بلاؤں اور خدمت عالی میں حاضر کروں البتہ میں تعمیل حکم کرتی ہوں اگر وہ بخوشی آئی تو لاتی ہوں
 ورنہ حضور کو اختیار ہی بندی ہرچہ مجبور و لاچار ہو آخر وہ بی بی منطقہ کے پاس تشریف لائی اور کہا اور فرزند مجھ کو میرا کچھ قصور
 نہیں یہ فتنہ تیری کنیز ناپاک نے یر پا کیا ہوا اب تجکو بھی شاہزادہ مہمان کی خاطر ضرور ہو بہر کیف میرے ساتھ چل کہ اسنے یاد
 فرمایا ہرین اقرار کرتی ہوں کہ بعد ملازمت و حال پرسی کے تجھے اسی جا پہنچا دوں گی اور تو مطمئن رہ کہ شاہزادے کا طریق ایسا نہیں
 ہو کہ کسی عورت کو بغیر خریداری دیکھے یا کسی کو انکی ذات سے ایذا پہنچے اور تو خود دیکھ لے کہ تمام خواتین محل ایک سے ایک میں جوان
 موجود ہیں لیکن وہ کسی کی طرف نظر التفات سے بھی نہیں دیکھتا اور یہی سہی اگر کسی بی بی پر اسکی طبیعت تیری طرف راغب بھی ہوئی تو
 اس میں کچھ گناہ نہیں ہو بلکہ اسکی تمنا لوگ رکھتے ہیں اور درگاہ خدا میں شکر کرنا چاہیے کہ ایسے جلیل القدر مرد کے ساتھ منسوب ہوگی
 جسے تمام کائنات طلسم کی سیر کی اور موکلان عالم بالا اسکے مطیع حکم ہیں علاوہ اسکے جسکے شور و عشق میں تمام جہان میں آوارہ و گشتہ
 پھری ہنوز اسکا پستہ و نشان بھی نہ ملا خدا جانے وہ زندہ بھی ہو یا مر گیا منطقہ زرین مکر نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ دھڑپٹا اور
 کہا اور خاتون عظمیٰ آپ ایسا کلمہ فرماتی ہیں میں اس رتبہ و سلطنت کو بدتر از خاک کو پہنچا جان سکتی ہوں مجھے اپنے پروردگار عالم سے
 یہی امید ہو کہ وہ مجھے سولے میرے مطلب کی اور کسی کی صورت نہ دکھلائے اب آپ چاہتی ہیں کہ میری عفت بھی خراب
 ہو جائے بی بی نے کہا نہیں صاحب مجھے ہرگز خبر نہیں منظور ہو تو جان اد تیرا کام ہم کو پیغام شاہزادہ کا دینا تھا و بچے اور جو حق تھا
 شہزادہ کو دیا آئندہ تمکو اختیار ہو جس طرح سے تم کو میں تمھارا پیغام شاہزادہ کی خدمت میں پہنچا دوں لیکن مجھے جو مناسب معلوم
 ہو آگاہ کرے نزدیک یہی مناسب ہو کہ تم جگہ اپنے حال سے شاہزادے کو آگاہ کر کے چلی آنا میں کچھ قباحت نہیں در منطقہ زرین مکر
 خاموش ہو رہی اس اشنائین و کا بھی پہنچی اور اسنے کہا اور ملکہ عجب تماشے کی بات ہو کہ شاہزادہ عالیجاہ تمکو بلا و فرماتا ہو اور
 تم غدر و انکار کر رہی ہو یہ حرکت تمکو شایان نہیں ہو منطقہ اپنی زندگی سے عاجز بیٹھی تھی اور یہ بھی اسے خیال تھا کہ سارا نساؤ کا
 کا ہو پس یہ کلمہ و کا کا سننے ہی آگ ہو گئی اور عالم غیظ و غضب میں ایک تھپڑ مٹھو پرو کا کے مارا کہ وہ کو بچہ جہر جاسے کے اور کچھ

نہیں آیا وہاں سے شاہزادے کے پاس چلی آئی اور اجدید کھڑی ہو رہی آخر منطقہ پر سوچی کہ یہ بھی تو بجائے حاکم تہیتی ایک حکم مجازی ہو
اسین کوئی گناہ لازم نہیں آتا اگر وہ اور طرح نہ پیش آیا تو اپنا حال کہ کے چلی آؤنگی ورنہ قہر درویش بر جان درویش غرضکہ بشکل
تمام ایک طرف طافی شاہ کی بی بی دوسری طرف عادل شاہ کی بی بی منطقہ زرین مکر کو لیے ہوئے شاہزادے کی خدمت میں
لائین شاہزادے نے فرمایا اسی منطقہ جو میری صورت سے واقف نہ تھیں وہ بایں تواضع و تعظیم پیش آئیں اور افسوس تو باوجود
واقعیت کے اس طرح کی بیگانگی کرتی ہو کہ گویا ہجو جانتی نہیں ہو نہ ہماری صورت سے آشنا ہو منطقہ زرین مکر کے کان میں بخوبی
شنوائی کی آواز آئی اور اُس نے وہ صورت قمر طاعت مثل آفتاب جہاں تاب کے دیکھی پہچان کر یہ وہی شاہزادہ عالیقدر ہو کہ جو تمام رت
ہمارے یہاں نہان رہا تھا اور باپا سے ہمارے ہمسوا سی کی خدمت پر متعین کیا تھا اور اسکی دعوت شاہانہ ہوئی تھی اور میں نے
حقیقت شرمکان کا حال انھیں کے رد برد بیان کیا تھا پس دوڑ کر سر اپنا قدم مبارک پر شاہزادے کے رکھ دیا اور چلا کر بے اختیار دلی کہ
تمام خواتین محل میں ایک کمرام ہو گیا شاہزادے نے منطقہ کا اٹھا کر سینہ سے لگا لیا اور اُس کو آنکھوں سے اپنے ہاتھ سے پاک کیے اور فرمایا اب
حال اپنا بیان کرو کہ تم پر کیا مصیبت گذری منطقہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے عالیجاہ کیا عرض کروں کہ حضور کو بھی ملال ہو گا شاہزادہ
نے کہا ہر جہہ بادا با تو بیان کر ہم مشتاق ہیں کہ واسطے کہ صاحب دروہال دل دروند خوب سنتا ہو منطقہ نے حکایت گذشتہ اپنی بیان کی
کہ تمام خواتین محل دنگداز و چشمہ نر آب ہو گئیں شاہزادے نے فرمایا اب خاطر جمع رکھو کہ حقیقت شریا مکان بھی ہمارے ساتھ ہیں منطقہ زرین
یہ کہ شاہزادے کی زبان مبارک سے سن کے سات مرتبہ تصدیق ہو گئی اور غش کھا کر گر پڑی جب ہوش آیا تو کہتے کہا اے ملکہ میرا سلام
ہو اب فرمائیے میرا خواب کیسا تھا منطقہ زرین کہ بولی اے مردار تو بڑی شرم ہو اگر تو پہلے مجھے شاہزادے کے نام سے آگاہ کر دیتی تو
اس قدر طول کیوں ہوتا اور ایسے خیالات فاسدہ میرے خیال میں کیوں آتے و کانے کہا اگر میں کہہ دیتی تو طبا بخ کیوں کھاتی آپ کو کہہ کر
یقین آتا یہ سب صاحب کیوں آپ کو سمجھاتے شاہزادے نے کہا کہ میں ڈکا کو عقلمند جانتا ہوں یہ نہایت زلیخو و فہیدہ ہوا اس محل
نے بھی ڈکا کی وفاداری و ثابت قدمی کی تعریف کی اور منطقہ کی بھی عفت و عصمت پر اور عاشق صادق ہونے پر تحسین آفرین کی
قضائے کار اتفاق روزگار صفوانہ دایہ بھی منطقہ زرین مکر کی ملکہ سودا وہ مشکین نقاب بنت راسب شاہ کے ساتھ اسی روز
طافی شاہ کے محل میں آئی تھی اور نگہ بانی مکان کیواسطے بیٹھی تھی مگر اُس کو منطقہ اور ڈکا کی خبر نہ تھی اتفاقاً اس وقت خود بخود دل صفوانہ
کا گھبراہ وہ بھی بطریق سیر شاہزادے کے دیکھنے کو آنکلی بیان منطقہ کو دست بستہ رو رہو شاہزادہ کے کھڑا دیکھا کہ حقیقت اپنی بیان
کر رہی ہو پس صفوانہ کے منہ سے بے اختیار ایک آہ سر نکلی اور بیہوش ہو کر گر پڑی جب ہوش آیا تو کہہ منطقہ کے لپٹ گئی اور بٹل
اب تو بہار رونے لگی منطقہ نے صفوانہ کو گلے سے لگایا بعد اسکے صفوانہ شاہزادے کی بلا گردان ہوئی شاہزادے نے صفوانہ کا حال پوچھا
اقبال شاہ نے کہا اے شہر یار نا مدار میں نے بارہا عرض کیا ہو کہ اکثر مراد مند تجارتی برکت قدم سے اپنے مقاصد دلی کو پاتے ہیں اور
اس سرکار و دستار سے کامیاب ہو جاتے ہیں جب طافی شاہ نے شاہ کا اب منطقہ بھی بفضل باری کامیاب ہو گئی یعنی مطلوب اسکا
حاضر ہو بہت خوش ہوا اور عرض کی اے شہر یار ذوق دار دریا خالیہ منطقہ میرے بجائے فرزند کے ہو لہذا اسید وار ہوں کہ اسکے سامان

عروسی کا مجھے حکم ہو جائے ہر طوب شاہ نے عرض کی پر دم شدت کان حالی کو خوب روشن ہو کہ میں اس دولت اولاد سے بے نصیب ہوں نکل امید بڑھادے بار در ہوا اسی حسرت میں عمر عزیز ضائع ہوئی لہذا امیدوار ہوں کہ حقیقت شریا مکان کی بزم شادی کا سر انجام میرے سپرد کیا جائے اور اس تقریب میں اپنے بھائیوں کا شریک ہوں شاہزادے نے دونوں بادشاہوں کو بخوشی وال بازئی ملکہ فرنگ سلطان نے نصف سے زیادہ مصارف شادی حقیقت شریا مکان اپنے ذمہ لیا اور مرطوب شاہ کی شریک مال ہوئی القصہ نہایت آرایش سے حقیقت کی برات کا سامان ہوا لیکن ایک طرف واقعہ ہوا کہ باوجود اسکے کہ اس شادی میں شاہ اور ملکہ سرگرم اہتمام تھے اور دو مرتبہ برات بھی واقع ہوئی مگر اصل حقیقتی اسوجہ سے نہیں ہوا کہ جب شب عروسی منطقہ کو حمام میں لینگئے اور عورتوں نے پوشاک اتارنے کا قصد کیا دفعہ ایک آواز جبب آئی کہ سب خوفناک ہو گئیں یعنی ان کا تالاب تہ واحدہ فاذا ہم خادمون اور بعض عورتوں کو غش آگیا جب ہوش آیا تو منطقہ اور فر کا کثیر و صفوانہ وایہ حمام سے غائب تھیں کہیں نشان نہ تھا سب نے یہ باجرا طانی شاہ کی بی بی سے بیان کیا اُسے حال سنے اپنا گریبان چاک کیا بلکہ تمام مجلس کہ جو عشرت فضا تھی ماتم سر ہو گئی شاہزادہ معزال دین اور اقبال شاہ اور سلطان فرج الملک وغیرہ نے بھی یہ حال سنایا سب چشم پر آب انیسوس کرنے لگے اور یہ قطعہ ہر فرد لشکر کے دروز بان تھا قطعہ

تکیہ بر گنبد گروون نہ کنے کین دولاب	آسیا ہست کہ از خون عزیزان گردد	خود گرفتہ کیس از سنی و تلاش بسیار
کا زان سان کہ دولت خواست بہان مان گردد	بہرہ زان کار دل خون شدہ نگر فتنہ منور	آفت تارہ ز افلاک ٹا یا ن گردو

حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں شہر منہ دل برین و ہر ناپا مدار بہ ز صدی ہین یک سخن یاد دار بہ عرض کوئی عورت اور مرد ایسا نہ تھا کہ جبکہ اس امر کا تاسف و افسوس نہ تھا اور کوئی دل ایسا نہ تھا جو اس غم سے افسردہ نہ تھا اور جب حقیقت شریا مکان نے یہ حال سنا دو روز کا کل مثل تصویر کے حیران و بیجان تھیں و حرکت بستر غم پر پڑا رہا کسی سے بات نہ کی آخر تیسرے روز ہوش آیا تو گریبان چاک کر کے عالم بنیوی میں صحرانورد ہوا اور ہر وقت یہ شعر دروز بان تھا اور سوے آسمان نگران تھا بیت کیا ہوا جرم ای خدا مجھ سے بہ سوت بھی ہو گئی خفا نجد سے بہ مگر اس حالت یوانگی میں یہ قوت ز قنا حقیقت شریا مکان کو میسر ہو گئی تھی کہ مثل ہوا صحرانورد کی طرف چلا جاتا تھا اور عقب میں شاہزادہ معزال دین اور اقبال شاہ تاسف کرتے چلے جاتے تھے ایک بیابان میں پہنچے کہ وہاں مجرم خلافت از حد تھا اور حقیقت شریا مکان ایک طرف خلقت سے جدا وہی شعر پڑھتا ہوا اسطرت و کیچھا ہوا چلا جاتا تھا یکا یک ایک بگڑا گرد کا تیرہ دتا را ایسا آیا کہ سب شہر ہر گئے اور وہ بگڑا حقیقت کے گرد محیط ہو گیا جب وہ گرد بر طرف ہوئی حقیقت بھی غائب ہو گیا بعد اس وقت کے تمام خلافت نہایت غموم و بکا کرتی شہر میں چلی آئی شاہزادہ معزال دین بھی دو روز حقیقت شریا مکان کے اس پیچ و الہ میں خاصہ بھی تنادول نفرمایا اور ملکہ فرنگ سلطان سیاہ پوش ہو کے دوسرے روز شاہزادہ سے رخصت ہو کے اپنے ملک فیصر یہ فرنگ کو روانہ ہوئی وقت شب اقبال شاہ نے شاہزادہ معزال دین سے کہا ای شہر پار خداوند کریم تلو غم حقیقت شریا مکان میں صبر نہایت فرمائے جس حال میں کہ انکی مرگ یقینی نہیں ہو تو پھر خدا سے چاہا تو آپ سے اٹھنے لیکن عقدہ ملکہ ناطقہ روشن بیان بہت سلطان فرج الملک

میں تو حق لازم نہیں ہو کہ بفضل ایزد متعال تمام سامان و لوازمات موجود ہیں شاہزادے نے فرمایا اسی برادر میں تیسے کیا مال بیان کروں کہ میں شب و روز کس کس تھوڑ و خیالات میں آلودہ رہتا ہوں اور تم ہر بار تقاضا کرتے ہو کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان سے عقد کرو اور بغیر سوا صلت ملکہ نو بہار کے ملکہ ناطقہ روشن بیان سے عقد کرنا بڑے شرم کی بات ہے اقبال شاہ نے کہا کہ دیوار ہم گوش دار و خاموش ہو رہا ہے ایسے الفاظ آ پکڑتے تھے کہ لائق لازم نہیں مبادا کوئی در انداز سلطان سے خبر کر دے پھر اصلاح مزاج طریق مشکل ہوگی میں اس امر میں آپ کو شکایت وہ نہوتا لیکن مجبور ہوں کہ برادر مقبل کا آنا یہاں ممکن نہیں شاہزادے نے کہا کہ مقبل تمہارا بھائی حقیقی ہے اقبال شاہ نے کہا ہاں برادر روحی جو قریب تر حقیقی سے ہے یعنی میرا اور مقبل کا مرشد ایک ہے اور شاہ کو پدر روحی کہتے ہیں لیکن چونکہ مقبل مجھ سے چھوٹا ہے اس واسطے مرشد نہ آئے تمام امور ات دنیوی میرے متعلق کر دیئے ہیں لہذا جب ایک ماہ ہفتہ حقیقت شریا مکان اور منطقہ زرین کمر کو گم ہوئے گذرا از سر نو سامان عیش و عشرت اور لازمہ عروسی شروع ہوا

کتختا ہونا شاہزادہ عالم کا دختر سلطان فرح الملک یعنی ملکہ ناطقہ روشن بیان سے بیان ہوتا ہے

قصہ فقیر کہ دست خرم سے تاشہ ظہورستان دور ویر آرائش چراغان ہوئی اور خٹا بندی بڑی دھوم سے ہوئی تیسرے روز بیکھل و جلوس شاہزادہ اقبال شاہ مع بیٹیاں از بچہ شاہزادے کے ہمراہ رکاب پیاسہ کوروان ہوئے لیکن شاہزادہ متحیر تھا کہ دیکھئے انجام اس شادی کا کیا ہوتا ہو کیونکہ میں ایک شخص غیر کے عوض جاتا ہوں آخر اہلین اقبال شاہ سے شاہزادے نے کہا اے برادر ہم عروس کو لا کر کہاں رکھینگے دوسرے قاضی کا بھی ساتھ ہونا اسوقت ضرور میری قاضی کے سامنے عروس کو طلاق دون اقبال شاہ نے کہا کہاں سمجھ رہو کہ ایک ہفتہ داماد کو عروس کی عورت نہیں کھاتے اور نہ رخصت کرتے ہیں شاہزادے نے اقبال شاہ سے کچھ اور پوچھا اقبال شاہ نے کہا مجھ کو اور نہیں معلوم جو معاملہ پیش آئیگا آپ خود ملاحظہ فرمائیے گا شاہزادہ غفل عقیدین تشریف لایا سلطان فرح الملک بھی موجود تھے تھوڑی دیر کے بعد موافق قرار و سابق کہ جو اقبال شاہ سے گفتگو پائی تھی قاضی نے شاہزادے کا ملکہ ناطقہ روشن بیان سے عقد پڑھا سلطان روح الملک نے اقبال شاہ سے پوچھا کہ مرآت الغیب کہاں ہے جو بجائے مصحف آئینہ عروس و داماد کے رو بردر کھا جائے اقبال شاہ نے شاہزادے سے مرآت الغیب لیکے سلطان روح الملک کو دیا سلطان نے بلکہ تمام حاضرین مجلس نے باتفاق گواہی دی کہ یہ وہی آئینہ ہے بعد ازاں شاہزادے کو محل میں لائے امارہ خاتون جو کیل سلطنت اندرون و بیرون تھی ملازمت کو حاضر ہوئی اور ہر ایک نے اپنے حال سے شاہزادہ سعرا الدین کو مطلع کیا شاہزادے نے بدولت و اقبال تخت کامرانی پر جلوس فرمایا مگر عروس کو نہ دیکھا خاتون سے پوچھا کہ عروس کہاں ہے امارہ خاتون نے کہا اے شہر یار ایک ہفتہ آپ ہمارے ہمان میں ہیں بعد ایک ہفتہ کے ہر ساعت سعید عروس کو آپ کے حوالہ کر دوں گی اور جب تک کہ ساعت سعید نہ ہوگی البتہ توقف ہو گا شاہزادے نے فرمایا یہ طرفہ رسم ہی کہ صیغہ عقد تو اب واقع ہوا اور رخصت عروس میں ساعت سعید دیکھی جائے امارہ خاتون بولی حضور ہر ملکہ و ہر شاہزادے نے دل میں کہا کہ مجھے جب عروس سے کچھ غرض نہیں تو دلیل زائدہ بیفائدہ ہی ہاں توقف میں

کام کا البتہ سچ ہو گا پھر شہزاد نے فرمایا جبکہ عروس موجود نہ ہو پھر میں آئینہ میں کسا منہ دیکھو لگا امارہ خاتون نے کہا اے حضرت باوجودیکہ تم خود صاحب آئینہ ہو پھر کیسے کیا حال دریافت فرماتے ہو نہیں جانتے کہ مقابل ہونا کسی انسان کا آئینہ میں لازم نہیں ہو اسی وجہ سے نام اسکا مرآت الغیب پر لگا ہوا ہے آپ مخاطب ہو کر فرمائیے کہ امیراۃ الغیب بحق ہر دان غیب میری منکوحہ کی صورت مجھے دکھا دے شاہزادے نے موافق تعلیم امارہ خاتون کے آئینہ کی جانب مخاطب ہو کر وہی کلمہ کہا ناگاہ اس آئینہ میں اس طرح کی ایک شکل روشن دیکھا باحسن جبل نظر آئی کہ تمام مکان روشن و منور ہو گیا شاہزادے نے جو نظر اتیان سے دیکھا تو ملکہ نو بہار گلشن افروز با ہزاران ہزار غفرہ و شوخی سطح آئینہ میں جلوہ گر ہو جس بے اختیار دیوانہ وار کہ سر دل پرورد سے کھینچی اور عالم محویت میں انصوخت یہ شعر زبان پر جاری ہوا بیت ایسا نمودہ رخ تو چہ بسیار بودہ در ہر ہر بیکرم تو نمودار بودہ در کھن کھن تھکتے تھکتے

محو کن نقش دہنی از ورق سیمہ ما	انے نگاہت الف صیقل آئینہ ما	وقت تاراج غم تست یہ پیدا چہ نہان
بچو رنگ از رخ مارفت ل ز سیمہ ما	یہ تماشا ست ز خود ز فتنہ پوشیت بودن	صورت ناشدہ کس نور آئینہ ما
ایک لمحہ کے بعد اس خورشید رونے پھر آئینہ میں اپنے کو ظاہر کیا اور شاہزادہ پر بعد غائب ہو جانے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے ایسی خود رفتگی کا غلبہ ہوا کہ بیہوش ہو گیا دوبارہ پردہ کی طرف دیکھ کے یہ اشعار غالب پڑھنے لگا ہفتار		
برند دل ہر اداسے کہ کس گمان نہ برد	افغان ز پردہ نشینان کہ پردہ دارانند	در پردہ چند بائیں اے ماہ عالم آرا
بے پردہ روئے خود را چون آفتاب بنما	از حد گذر شستہ شو قم ردل نازندہ صہرم	بر لب رسیدہ جانم رحمتے بکن خدا را
آنانکہ خاک راہ ترا کیمیا کنند	بے پردہ گر بجشتم در آئی چہ ہا کنند	

شاہزادہ نے محلدار سے فرمایا اے محلدار یہ ہو سکتا ہے کہ قبل ساعت معینہ کے تم ہو کو ایک نظر صورت عروس کی دکھا دو کہ میں ایک مدت دراز سے اسی صورت دلپذیرہ قدر عنا کی تلاش و تجسس میں تمام جہان میں آوارہ و سرگشتہ خاک چھاتا پھرا ہوں امارہ خاتون نے کہا اے حضرت یہ امر کسی صورت سے ممکن نہیں اس واسطے کہ بیان خلافت ضابطہ کوئی کام نہیں ہو سکتا شاہزادہ مجبور خاموش ہو رہا اور اسی تصور میں آرام کیا جب بیدار ہوا تو تخت اپنا دکشا باغ میں پایا امارہ خاتون سے فرمایا کیا ماجرہ یہ باغ کیا ہوا امارہ خاتون نے کہا اے شہر یا جب اپنے آرام فرمایا ہوا حکم آیا کہ شاہزادے کا تخت اس طرح باہتگی باغ میں پہنچا دو کہ اصلاً خبر نہ پہنچے آپ کو مع تخت اس باغ میں پہنچا دیا اس واسطے کہ یہ مکان دباغ بطریق جہان خانہ محض تھا رہے واسطے مقرر کیا گیا ہوا اب یہاں ایک ہفتہ عیش و عشرت میں اوقات بسر کرو اگر جی چاہے تو اقبال شاہ کو بھی بلائیے ورنہ یہ سات کنجیان یکے ہفت سیر گاہ کی ایک ایک سیر کرو کہ یہ مدت گذر کے نوبت دصال جانان آجائے شاہزادہ باپاے امارہ خاتون وہاں سے اقبال شاہ کے پاس آیا سلطان روح الملک نے اقبال شاہ کو بھی ایک مکان مکلف قریب باغ رہنے کو دیا تھا لیکن شاہزادہ کو ہر وقت ہر خطہ ہی خیال آتا تھا کہ اکی یہ کیا اسرار ہو کہ مرآت الغیب میں بھی بجائے صورت ملکہ ماطقہ روشن بیان ملکہ نو بہار گلشن افروز کی صورت ہو قبول تو اگرچہ اس ظلم سراپا نیزنگ میں جو تماشا نظر سے گذر عقل بشری سے خلافت ہو سمجھ میں نہیں آتا دوسرے یہ اگر

نا طہر روشن بیان بجائے ملکہ نو بہار گلشن افروز ہو یا صورت میں مشابہت ہو لا محالہ دعویٰ مقبل کو خارج کرنا ہوگا کہ میں نے ابان
 اسی صفت کا ہون اور انفعال لازم آئے گا تو اقبال شاہ کو بت مقبل کی صورت سے بھی واقف نہیں غرض اسی طرح کے خیالات
 و دوسواں خاطر عالی میں گذرتے تھے بعد اقبال شاہ کے پاس تشریف لائے اقبال شاہ نے حال مزاج پوچھا شاہزادے نے
 قصہ گذشتہ بیان کیا بعد ازاں فرمایا امی برادر سخت مشکل میں گرفتار ہوں برائے خدا اس مشکل کو میری حل کرو اقبال شاہ نے کہا
 فرمائیے نصیب عداوہ کیا ایسی سخت مشکل پیش آئی شاہزادے نے فرمایا امی برادر عجب اتفاق و ماجرے غریب ہو کہ میں جسکی تلاش
 میں آوارہ دشت ادبار و حیران و پریشان دیوانہ وار ہوا اور آسائش وطن کو چھوڑا سیدیا رہا ہوا اور ظلمات و عجائبات میں گرفتار
 ہوا اور ابھی تک اسی فکر میں مبتلا ہوں شب گذشتہ اسکی صورت مرآت الغیب میں بجائے عروس نظر آئی یعنی نا طہر روشن بیان
 کے عوض ملکہ نو بہار گلشن افروز اس آئینہ میں جلوہ افروز ہوئی پس کچھ دیکھنے کے مجاہدیت ہوئی کہ یا انہی یہ کیا اسرار ہو
 مرآت الغیب میں تو خاص صورت ملکہ نو بہار گلشن افروز نمودار تھی اور سب سے زیادہ یہ سوجھ بھٹا تھا ہوا اول تو میرا اس
 شمع آئینہ غریبی سے عقد نہیں ہوا دوسرے ملکہ نا طہر روشن بیان سے بھی بطور رسم فرضی نکاح واقع ہوا اور ملکہ نا طہر روشن بیان
 اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کا ایسا ہمشکل ہونا یہ بھی امر عجیب ہو یہ کیا معاملہ و طرفہ مقدمہ ہوا اقبال شاہ نے جواب دیا امی شہزاد
 با وقار خیال و تہاد و حال سے خالی نہیں ہوا اول یہ کہ تم ملکہ نو بہار گلشن افروز کو نہایت عزیز رکھتے ہو اور ہر وقت اسی کا
 خیال و تصور مد نظر رہتا ہو شاید تم نے اسی تصور میں آئینہ دیکھا ہوگا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کا ہمہ تن خیال ہوگا دوسرے
 خدا تعالیٰ نے قوم پریزاد کو جزو لطیف سے خلق کیا ہو اور انکو قدرت ایسی عنایت فرمائی ہو کہ جسکی صورت سے وہ چاہیں شکل ہو جائیں
 جیسا کہ انکی ترقیف میں فلسفی بیان کرتے ہیں ہر جسم نامی شکل با شکل مختلف کیا عجب ہو کہ جو ملکہ نو بہار گلشن افروز کو
 جذب دل کا اثر ہوا ہو اور اسکا جی دیکھنے اور دکھانے کو پا ہوا ہو تو صورت و کھلا سنے کا موقع پا کر ملکہ نا طہر روشن بیان
 کی صورت کو اپنی صورت سے بدل کے آپ کو دکھا دیا ہو تیسرے یہ کہ ملکہ نا طہر روشن بیان اور ملکہ نو بہار گلشن افروز
 کا ہمشکل ہونا بھی تعجب نہیں ہو اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہو آئندہ واللہ اعلم بحقائق الاسرار میرا ذہن ناقص تو یہی کہتا ہو
 آئندہ جو امر غیب دراصل ہو غیب کا حال عالم الغیب جانے شاہزادے نے پوچھا کہ تمہارے بھائی مقبل کی بھی کچھ خبر معلوم ہوئی
 اقبال شاہ نے کہا میں بعد تین روز کے انشاء اللہ حال مفصل مقبل کا عرض کروں گا شاہزادہ نے فرمایا برادر ایک ہفتہ اس
 باغ میں جہان رہنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہو اس واسطے کہ کوئی امر ہو قید کے ساتھ طبیعت کو نہایت شاق گذرتا ہو
 ایسی جہان سے کاش تمہارے پاس رہنا ہو تو بمراتب بہتر ہو اقبال شاہ نے کہا آپ خاطر جمع فرمائیے اور مجھے اپنے ہی
 پاس تصور فرمائیے مگر بالفعل کوئی امضات آئینہ و رسم اس ملک کے کرنا مناسب نہیں ہو لہذا جہان اور تکلیفیں ہیں اور
 آئینے انکو بخوشی گوارا کیا اسکو بھی اسی طرح گوارا کیجئے شاہزادہ مجبوری اقبال شاہ کی خاطر سے پیرائے باغ میں تشریف
 لے آیا اور بعد تنادل خاصہ آرام فرمایا جب بیدار ہوا بعد فراغت ظہر میں امارہ خاتون محلدار وہ کنجیان لیے ہوئے

حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اگر حضور کو کسل نہ تو سیرگاہ میں تشریف فرما ہوں شاہزادے نے فرمایا اچھا سیر میں کچھ گناہ نہیں ہے
 امارہ خاتون محلدار شاہزادے کو ایک دروازہ سبز رنگ پر لائی اور قفل کھول کے شاہزادہ سے کہا بسم اللہ حضور تشریف لے چکے ہیں
 شاہزادہ جو وہاں گیا تو ایک باغ نہایت پاکیزہ و پر فضا نظر آیا۔ بیچ میں اس باغ کے ایک محل عالیشان تھا اسکے چبوترے پر
 ایک تخت طلائی جو ہر گناہ پر بچھا تھا اور اس پر ایک نازنین زہر جبین تم صورت سبز لباس پر تکلف پہنے زیور سے آراستہ بیٹی جو اور گرد
 خواہشیں اپنے اپنے عہدوں پر کھڑی ہیں اور ایک نازنین پشت پر حضور ہلا رہی ہے دو چار مہاجرین جہنہ بائیں مودب بھی ہیں لیکن
 سب سبز پوش تھیں امارہ خاتون نے کہا اے ماہ پیکر بد عالم یہ شاہزادہ والا مقام سرتاج عالم تجھ سے مکان میں رونق افروز ہوا ہے
 جلد آداب تسلیمات بجالاؤ یہ شکے پری پیکر نے سر و قد تعظیم کی سلام کیا اور تخت پر بٹھایا اور آپ مودب سب سے سائے تخت کے
 بیٹھ گئی شاہزادے نے اس ماہ پیکر کو کچھ صورت آشنا پایا فرمایا اے نازنین بہنے تھیں کہیں دیکھا ہوا ہے پیکر نے عرض کی اے شہزادہ طلسم
 میں حضور کی ملازمت عالی سے بہرہ اندوز ہوئی ہوں اور حضور نے اس کینز سے کچھ وعدہ بھی فرمایا تھا شاہزادہ نے فرمایا واقعی اب
 مجھے یاد آیا امارہ خاتون محلدار نے عرض کیا حضور نے کیا وعدہ فرمایا تھا شاہزادے نے فرمایا میں نے کہا تھا کہ بعد مواصلت
 مکہ تو بہار گلشن افروز میں ایک بار تیرے مکان میں ضرور آؤں گا محلدار نے کہا اب حضور کو ایسا وعدہ واجب ہو گیا کہ
 فضل الہی سے عقد بھی وقوع میں آگیا اور مواصلت میں ظاہر اچھ روز باقی ہیں شاہزادے نے فرمایا اے محلدار بہت
 جزا دہم منزل وادائے کسیت | بے اور بیام نہر پر کسیت | جزا حاصل نفس کہ بدل ریشہ واند | اور خاطر آشفہ من چاک کسیت
 امارہ خاتون یہ شکے خاموش ہو رہی شاہزادہ بعد سیر وہاں سے باہر تشریف لایا اور راہ میں امارہ خاتون محلدار سے پوچھا
 کہ باشندہ طلسم تمہارا شہرین کیونکر آئی امارہ خاتون محلدار نے کہا ہمارے بادشاہ نے انھیں کے واسطے یہ سیرگاہ قرار دی ہے
 یہی وجہ ہے کہ ہر طلسم کی نازنیشیں واسطے سیر کے یہاں آتی ہیں انھیں کی سکونت کے لیے یہ مکان تعمیر ہوا ہے شاہزادہ اپنے باغ میں آیا
 بعد خاصہ نوش فرمانے کے آرام فرمایا جب خواب استراحت سے بیدار ہوا موافق معمول کے اپنے دھن و دوست و احباب
 عزیز و اقارب کو یاد کیا دل میں کہا میں بیان کیونکر آیا اور طلسم میں کیونکر پھنسا اول گزارش ہو چکا ہے کہ شاہزادہ کو قبل طلوع آفتاب
 و قریب غروب آفتاب یا دھن ضرور آتی ہے اسی طرح حسب عادت اب بھی یاد آئی آئینہ مراآت الغیب کو سامنے رکھ کے
 فرمایا اے مراآت الغیب بحق مردان غیب مجھے حال یاران و رفقا سے آگاہ کر دے کہ انہر عجائبات میں کیا کیا مصیبت
 و راحت گذری اول ابوالحسن جو ہر کی صورت نظر آئی ابوالحسن جو ہر نے سلام کیا شاہزادے کو آواز سلام
 ابوالحسن جو ہر سے حیرت ہوئی فرمایا پہلے تو فقط صورت معلوم ہوتی تھی اب آواز بھی آتی ہے عرض جو ہر
 نے تمام سرگزشت بیان کی اور تا غروب آفتاب آئینہ میں موجود رہا بعد غائب ہو گیا اس عرصہ
 میں امارہ خاتون آئی اور عرض کیا حضور سیرگاہ میں تشریف لے چکے ہیں کہ وہ خالی از لطف نہیں ہے
 شاہزادہ امارہ خاتون کے ساتھ سیرگاہ دوم میں تشریف لایا بیان سامان طلسم عطار د نظر انور سے گذرا

اور ملکہ طلسم عطار دینے بھی حسب قاعدہ سابق سوہب سلام کیا تو بقیہ پیش آئی اور کہا اے شہریار ایفائے وعدہ اب ضروری
 شاہزادے کے ماہ پیکر سے جو کہا تھا اُسے بھی وہی جواب دیا بعد اسکے آرام گاہ میں تشریف لا کر بعد تناول خاصہ آرام فرمایا جب
 دوسرے روز صبح کو بیدار ہوا حسب معمول تمام دیکھال قصہ امیر جلال الدین فیروز پنی کا آئینہ مرآت الغیب میں سنا اور بشام کو
 بعد فراغ وظائف معمول کے سیرگاہ سومین پہونچا وہاں طلسم زہرہ کی حاکم حسب ہدایت بتعظیم ذکریم پیش آئی اور اپنے ایفائے
 وعدہ کی درخواست کی شاہزادہ نے پھر وہی جواب دیا امارہ خاتون نے کہا اے شہریار اب آپ ناحق خود داری کو کام فرماتے
 ہیں معلوم ہوا کہ حضور کو اس پیش خدا داد کی قدر نہیں ہو شاہزادہ نے فرمایا اے امارہ خاتون مجبور ہوں کہ طبیعت میری سی طرف
 راغب نہیں ہوتی امارہ خاتون بولی خیر آپ کو اختیار ہو شاہزادہ وہاں سے آرام گاہ میں تشریف لایا اور بعد غذا آرام فرمایا
 چاہتا تھا کہ ایک خواص نے عرض کیا کہ اقبال شاہ نے حضور کو بلایا ہو شاہزادہ اقبال شاہ کے پاس گیا اور فرمایا اے برادر میں
 دو تین روز اس واسطے تمہارے پاس نہیں آیا کہ مجھے اپنے رفقا کی خبر دریافت کرنی تھی اس میں مصروف تھا فرصت نہیں ملی بعد اسکے
 حال سیرگاہ و مرآت الغیب کی کیفیت بیان کی اقبال شاہ نے کہا اے شہریار آپ ہر روز سیرگاہ میں سیر فرماتے ہیں لیکن
 امارہ خاتون محلدار کے کہیں مکر و فریب میں نہ آ جانا نہایت ہوشیار رہنا کہ یہ عورت کسی جگہ آپ کو دھوکا نہ دے دوسرے بجے
 ایک کام ضروری ہو لہذا میں آپ سے خدمت چاہتا ہوں شاہزادہ نظر خدمت کے نہایت متانت ہوا اور آنکھوں میں
 آنسو بھر لائے فرمایا اے برادر کیا ایسا کام ہو کہ تم اپنے بھائی مقبل کی بھی عروس کو میرے حوالے کیے جاتے ہو اقبال شاہ نے
 کہا اب یہ عروس آپ کو مبارک ہو کہ مقبل کو اس سے کسی طرح کا سروکار نہیں ہو شاہزادہ بولا سبحان اللہ جس مطلب کے لیے متہم
 حصار چار شلہ کو پہنچے فتح کیا اور بادشاہان عالیشان تمہارے فرمانبردار ہوئے اور میں نے تمہاری بدولت نیزنگی زمانہ سے جفا کیا
 جیسا کہ جب صبح امید بخت ہوئی تو اب تم دست بردار ہوتے ہو یہ امر خلاف قیاس ہمارے خیال میں نہیں آتا اقبال شاہ نے
 کہا جو مرتبہ کہ مقبل کو حاصل ہوا ہو اگر ملک حاصل ہوتا تو تم بھی بلا شک و شبہ اس دنیا سے دون کے تعلقات سے بے تکلف دست بردار
 ہو جاتے کبھی اس ارنا پاندار سے تعلق نہ رکھتے شاہزادہ نے فرمایا اُس مرتبہ کو بیان کرو تو میں جواب دون اقبال شاہ نے کہا
 اے شہریار نامدار میرے مرشد ہادی طریقت کو گاہ گاہ ایک طرح کا جوش ہوتا ہوا اُس سنجووی میں کھٹکتے ہوئے جاری ہوتا ہوا
 اگر وہ کھٹ کوئی مرید حاضرین سے بطور تبرک کھائے تو وہ تارک الدنیا ہو جاتا ہوا اور جب تعلق دنیوی نہ رہا تو کچھ عالم اسباب کی
 ضرورت نہیں رہتی بس جامہ بشری تو ہوتا ہو لیکن خواص و عادات ملگوتی ہو جاتے ہیں چنانچہ میں نے سنا ہوا کہ تانیہ خجستہ مقبل
 مرشد کی خدمت میں حاضر تھا اتفاقاً حالت و جود مرشد برطاری ہوئی اس مقبل نے وہ کھٹ خود بھی کھایا اور قدرے میرے دستے بھی
 بٹرکا رکھا اس واسطے میں تعجب کرتا ہوں کہ جلد پہونچوں اور اس نعمت غیر مترقبہ سے بہرہ مند ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ دولت بقیاس میری
 غفلت و دوری سے ضائع ہو جائے شاہزادہ نے فرمایا کہ شاید یہ دولت دست کر جو آپ کو اس وقت میسر ہو اس سے وہ لعاب بہن افضل ہو
 لہذا اقبال شاہ نے کہا یہ جو آپ نے فرمایا بجا ہوا و بہت درست ہو کہ دینے والا ایک ہی ہو لیکن مجھے لذت نفسانی کا مل میں شوق نہیں

کہ زن اقتدار و حشمت و وقار ظاہری کا پابند ہوں ہاں یہ البتہ ہرگز ابتدا سے ہوش سے جس کسی کو انکار و اولام روزگار میں مبتلا دیکھتا ہوں صبر نہیں آتا بچپن ہو جاتا ہوں اور بھڑک سے کہ دیکھتا ہوں ہمہ تن اسکا شریک ہو کر جہاں تک کہ مجھ میں قدرت ہو انہیں کوشش کرتا ہوں پھر مجھے اپنے آغاز و انجام کا خیال نہیں رہتا صدا بندگان خدا کے کام مجھ سے نکلے ہوئے ہیں اسی کو اپنا فخر جاتا ہوں شاہزادہ نے کہا ہاں بجز میرے اور سب کا کام تم سے نکلا الانہیں نکلا تو میرا کام اقبال شاہ نے کہا گستاخی معاف یہ آپ غلط فطرت ہیں جبکہ مقبل کو ملکہ ناطقہ روشن بیان سے واسطہ نہ اور تم نے ملکہ ناطقہ روشن بیان کو اپنی معشوقہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہر شکل پایا پھر یہ محنت و مشقت کسے واسطے ہوئی بلکہ یہ فرمایا کہ میں نے جتنی سعی و کوشش کی وہ فقط آپ کے واسطے تھی شاہزادہ یہ سنکے خاموش ہو رہا اور یقین ہوا کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہر صورت ہو یا شاید یہ بھی نام ملکہ نوبہار گلشن افروز کا ہو اور اگر یہ امر ہوتا تو اور زیادہ باعث محبت کا ہو گا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز قسم پر زور سے ہوا اور فیضل خدا ہو کہ مقبل اس امر سے دست بردار ہو اور نہ شکل اور نہ خداوند عالم چارہ ساز عالم ہو اسطرح نیست میں گذرا وہ جو کرتا ہوا اپنے بندے کے حق میں ہرگز کرتا ہوا پھر فرمایا اے برادر اب تم بھی وہ کف مرشد کا کھانے دنیا سے کنارہ کش ہو جاؤ گے پھر سے ملاقات کجا بقول اس کے مصرعہ صلاح کار کجا و من نرا ب کجا میں گرفتار دنیا سے ناپا یاد رہم اس سے دست بردار ہاں ایک اہل حق سے البتہ امید پائی جاتی ہو کہ عادت جلی کسی کی خواہ کسی حال میں ہو نہیں جاتی علی الخصوص نیک دوسرے یہ کہ جتنی نعمتیں خداوند کریم نے پیدا کی ہیں وہ سب اپنے بندوں کے لیے بلکہ گناہگاروں کی واسطے اور ایسا وعدہ شرط یہ ہوا اور وعدہ وہ شہر ہو کہ اسکا ایفا و اجبات میں داخل ہو اس سے ہر کو امید تو ہی کہ کہتے ضروری ملاقات ہوگی کیونکہ تم نے وعدہ واثق کیا ہو کہ ہم تم کو تمہاری معشوقہ کی منزل تک پہنچا دیں گے اقبال شاہ نے کہا یہ وعدہ تو ختم ہو یعنی تم بجزیرت تمام اپنی معشوقہ و محبوبہ کی منزل خاص میں پہنچنے میں امان تک کہ عقد بھی ہو گیا اب غلٹ نہ ہو وہ بھی فیضل خدا سے قدیر چند روز میں میسر ہو جائیگی اب اس راؤ کو ہمیں تک رہنے دیجئے زیادہ تر دلیل و برہان کی ضرورت نہیں بنجاموشی یہ ایام ہجرت گزار ولیکن مراست الغیب کو ایک آن اپنے سے جدا نہ کرنا ورنہ لپٹیاں ہو کے غفلت کو ہرگز پاس نہ آئے دنیا مگر وہ جملہ ہماری سمجھ میں نہ آیا جو آپ نے فرمایا کہ کل نعمتیں خداوند کریم نے اپنے بندوں کے لیے خلق کی ہیں بلکہ اکثر بندگان غلطی کے واسطے کیا بندگان صالح کے واسطے نہیں ہیں شاہزادے نے جواب دیا کہ میں نے اس معنی سے کہا کہ خداوند کریم کلام مجید میں اپنے پیغمبر آخر الزمان کی نسبت فرماتا کہ پیغمبروں کو واسطے ہر ایک خلق کے پیدا کیا ہوا اور ہدایت ہو واسطے غلطی و گمراہی کے پس اگر ہو تو پیغمبر تو یہ آسمان زمین خدا نہ پیدا کرتا اسی طرح اگر سب بندے صالح ہوتے تو ہادی کی ضرورت کیا تھی غرض بعد اس سوال و جواب کے اقبال شاہ شاہزادے سے یہ نصیحت ہو کر روانہ ہوئے اور بروقت یہ نصیحت یہ کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ عند الضرورت ایک مرتبہ پھر ملاقات ہوگی شاہزادہ کو وہ شب کمال رنج و الم میں گذری اور یہ رباعی در زبان تھی رباعی

سیاہ و سرخ ترسم بدتر از چہرہ کرم	اگر گفتہ کہ کمتر راست گو کردا دلم	اگر کہ جذبہ دلبر مرا نجات دہد	اگر مجھ کو کل اور سرسبز پریشا دلم
ہنوز طلوع آفتاب نہوا تھا اور شاہزادہ بھی وظیفہ سے فایز نہوا تھا کہ امارہ خالون محلدار حاضر ہوئی اور جی سیرگاہ چہارم کی شاہزادہ			

کے آگے جا غار پر رکھ دی اور کہا بسم اللہ تشریف لے چلے اور شہر یار آج عجیب و غریب تماشائاً خطہ فرمائیے گا شاہزادہ ہر آتہ البس لیکے گلدار کے ساتھ سیر گاہ چارم بن بیو بچا اور ملکہ طلسم آفتاب خدمت میں حاضر ہوئی میافق قاعدے کے بعد تیسرا ایسا تفہیم و تکریم وہی در خواست اپنے ایفاسے وعدہ کی کی امارہ خاتون گلدار نے بھی شاہزادے سے کہا انوس اس عشر تکہ میں ایسی نازنینوں سے التفات نہ کرنا اور اپنے مشتاق کی از دے ولی کو نہ کالائیکون شرط انصاف ہی شاہزادے نے وہی جواب بیان بھی دیکے دچھا کہ جب ہر طلسم کی پہننے والی بیان آتی ہو تو یقین ہو کہ ملکہ صبح و لکشا بھی ضرور میر و قاسمے کو بیان آتی ہوگی کیونکہ وہ بھی تو طلسم آفتاب سے متعلق ہو امارہ خاتون نے عرض کیا کہ ایک باغچہ مختصر و دوسری جانب ہر وہاں ملکہ صبح و لکشا تشریف رکھتی ہو بلکہ نازنین اسکی ندیم و مصاحبین میں شاہزادہ نے فرمایا جسطرح ہو ایک نظر ملکہ صبح و لکشا کو بھی دیکھنا ضرور ہو امارہ خاتون شاہزادے کو داہنی طرف اس باغ کے ایک مکان میں لائی اور وہ وقت تشریف لے کر آئے امارہ خاتون نے فرمایا اور نام فرشل اور سامان مکان کا مکانات گذشتہ سے نہایت حفظ اور عمدہ و پر کھنڈ نظر آیا بلکہ ہر در و دروازے مکان کے ایک تجلی دکھائی دیتی تھی کہ قلب کو ایک طرح کی تفریح معلوم ہوتی تھی آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک قصر مالیشان ہوا در حوض مکان میں ایک تخت باقوت نگار پر ملکہ صبح و لکشا نہایت عظمت و شان سے بیٹھی ہو کینیزان زرین کمر اور خواصان بری پیکر گرد و پیش جمع میں راوی کشا کہ شاہزادہ کو بھی کسی قدر میلان طبع ملکہ صبح و لکشا کی جانب تھا اور طلسم آفتاب میں ملکہ صبح و لکشا سے بوس دیکھا بھی ہو چکا تھا مگر اس عرصہ میں ملکہ کا باب یعنی خاور شاہ وہاں تنہا تھا اور وہ بخوف اپنے باب کے اپنے دارالقرار کو روانہ ہو گئی تھی اب جو اس مکان میں شاہزادے نے ملکہ صبح و لکشا کو عالم تنہائی میں دیکھا بے اختیار ایک دلور جوش پیدا ہوا یہاں تک کہ ملکہ نو بہار گشتن افرور کا عشق فراموش ہو گیا اور کچھ خیال نہ رہا پس جہل نے ہی کہا کہ کچھ ہو مگر ایک دو ساعت ملکہ صبح و لکشا سے اختلاط طبعیہ ہو دیکھا جائیگا لیکن ملکہ صبح و لکشا نے شاہزادے کی مطلق تعظیم و تکریم کی فقط سلام کیا وہ بھی باکراہ تمام اور تخت پر بیٹھنے کا اشارہ کیا شاہزادہ کو یہ کج ادائی اور غمزدہ ملکہ کا سخت ناگوار معلوم ہوا امارہ خاتون گلدار سے فرمایا امارہ خاتون تو نے کچھ خلقی اس نازنین کی دیکھی کہ مجھ سے کس بے اعتنائی سے پیش آئی امارہ خاتون نے کہا اور شہر یار در تہ صبح و لکشا کا نہایت جڑا ہر کہ ہماری ملکہ بھی اس سے بغض پیش آتی ہیں اور نہایت تو قیر فرماتی ہیں شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ جو نازنین کہ بخدمت خاوانہ پیش آئیں ان سے تو میں نے التفات نہ کیے کیا اور کبھی صحبت کو دل چاہتا ہو وہ شرم و حیا سے کچھ بات نہیں کرتی امارہ خاتون نے کہا عورت وہی خوب ہے کہ صاحب شرم دلچاظ ہو نہ کہ خود مرد سے آنکھیں چار کر کے باتیں کرے میں ہی جاتی ہوں آپ تجلیہ میں نے کلک ملکہ سے بوس دیکھا شروع کرے شاہزادہ نے فرمایا اگر خدا نخواستہ اس حرکت سے کسی بلا سے ناگمانی میں گرفتار ہو جاؤں پھر میں کیا علاج کر دنگا امارہ خاتون نے کہا اور شہر یار رقم بادشاہ ہو اور بادشاہ ہوں کو ایسے امورات کا خیال اُمکی شان سے بعید ہو دوسرے جو لوگ کہ عالم بجز دین ہوتے ہیں انکو اپنے انجام کار پر ہرگز لحاظ نہیں رہتا اور آپ تو مدت مدید و عرصہ بعید سے عجائبات و طلسمات کا سیر قاض دیکھ رہے ہیں اور ہنوز کسی فعل کے مرتکب نہیں ہوئے آپ ناحق اپنے کو بیوہ و بے سبب لذت دنیا سے محروم رکھتے ہیں اگر یہاں

ایک دو لحظہ آزدی دل نکال لیجی گا تو کیا ہوگا آخر مارہ خاتون نے تمام خواہوں کو اشارہ کر کے ہٹا دیا اور خود بھی ایک طرف ہٹ گئی جب نخلیہ کامل ہو گیا شاہزادے نے اس وقت جرات کی اور صبح دکنشا کو سینہ سے لگا کے چند بوسے لیے راوی کتا ہو کر باغ عشرت میں روز اول بردقت ملاقات ملکہ نو بہار گلشن افریون نے ایک ورق تصویر اپنا بطور یادگار شاہزادہ والا تیار کر دیا تھا اور شاہزادہ نے بھی مثل تعویذ جان اس تصویر کو اپنے بازو پر باندھا تھا کھڑا اس گلشن طیفین میں وہ تصویر خود بخود بازو سے نکل کر چلتی پر گر پڑی شاہزادے نے جو ملکہ کی تصویر کو دیکھا اور آنکھ ملائی بے اختیار شرم آئی ملکہ صبح دکنشا نے بنظر قہر شاہزادہ کو دیکھا اور ایک ایسا مقہمہ مارا معلوم ہوا کہ چھت اس مکان کی آڑ گئی اور ہر درو دیوار مکان سے ایک شعلہ آتش پیدا ہوا اور مانند بجلی کے چمک ہونے لگی شاہزادے نے مائے خوف کے آنکھیں بند کر لیں اور ایک عالم غشی ظاری ہوا جب آنکھ کھلی اور ہوش آیا ملکہ صبح دکنشا کا وہاں نشان تک نہ ملا اس سانحہ حیرت افراسے تخیر ہوا اور دل میں کہا خدایا ان شعلہ آتشیں کا درو دیوار سے پیدا ہونا کیا بعید تھا اور فوراً غائب ہو جانا ملکہ صبح دکنشا کا بہان سے عجب کا مقام ہو اس حال کو کس سے دریافت کروں غرض اسی تجوہ میں تمام باغ کو چھان ڈالا لیکن کسی کا پتہ نہ لگانا چار اپنی خواہ گاہ کی طرف روانہ ہوا راہ میں ایک اور دروازہ دیکھا اسپر دروازہ نگاری پڑا تھا شاہزادے نے دروازہ میں قدم رکھا وہاں بجز تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آیا اور وہ دروازہ بھی غائب ہو گیا شاہزادہ اس تاریکی میں حیران و پریشان ہر طرف پھرتا تھا اور کوئی راہ نکلنے کی نہ ملتی تھی ناگاہ ایک طرف روشنی معلوم ہوئی جب وہ روشنی کے قریب پہنچے ایک زینہ دکھائی دیا اور وہ زینہ اوپر کے جانے کا تھا شاہزادہ تلاش میں ملکہ صبح دکنشا کی اوپر گیا وہاں عجب تماشا نظر سے گذرا کہ جہاں تک نظر جاتی تھی ایک صحرا سے لے کر دریاں اور بیابان ویران نظر آتا تھا جبین برگ و شجر کا کیا ذکر گھاس تک نہ تھی شاہزادے نے فرمایا سچاں شاہ

کے در گلشن عزت نشینم	کے این دشت پر دشت بہ بنیم	کے سلطان کے شہزادہ با شرم	کے ہر قہر آبادہ با شرم
کے شاہ و گے در ویش گردم	کے حیران کار خویش گردم	بکم نفس آمارہ چنین شد	کہ عنما با دل مخزون قرین شد
خطا کردم گناہے شد و دستم	کہ جزو لب نظر بر غیر بستم	نہ صبح و لکشا شاہ ملا بود	کہ از دے قہر میں این سزا بود
ندامت تا چہ باشد آخر کار	گر قہارم گر قہارم گرفتار		

لیکن با اینہم کیسی و تنہائی مرا آت انیب کو بغل میں نسل جان کے لیے تھے مگر وہ تصویر ملکہ نو بہار گلشن افریون کی البتہ کم ہو گئی تھی شاہزادہ سمجھ گیا کہ میں جو ملکہ صبح دکنشا سے باختلاط پیش آیا نتیجہ اسی کا پایا کہ سیرگاہ سے نکالا گیا اور صحرا سے برافست میں گرفتار ہوا اب بجز صبر کے اور کیا چارہ ہی آخر الامحدث آفتاب سے نہایت عین چاروں طرف نقشہ و گرسنہ پھرتا رہا لیکن کوئی نتیجہ نیک نہ پیدا ہوا آخر شام کے وقت دور سے کچھ درخت گنجان معلوم ہوئے جب وہاں گیا دیکھا ایک تکیہ فقیر کا ہوا اس تکیہ میں فقیر بیٹھا ہوا شاہزادے نے فقیر کو سلام کیا فقیر نے جواب سلام دیا شاہزادہ فاموش بیٹھ گیا فقیر نے شاہزادے کا بشرہ دیکھ کے ایک رونی خشک شاہزادہ کے تواضع کی شاہزادہ نے شکر پروردگار کر کے وہاں خشک نوش فرائی بعد اسکے فقیر سے پوچھا تم بیان کب سے ہوا اور نام تمہارا کیا ہے درویش نے نام اپنا درویش سیابانی بتایا اور کہا باپ بھی میرا درویش تھا بعد اُنکے میں سجادہ نشین ہوا

لیکن اس مدت میں میں نے آبادی نہیں دیکھی اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کیوں یہاں آئے اور کون ہوا اور تمھارے باعث سے آج میں بھوکا رہا کہ جو جنگو غیب سے قوت ملتا تھا وہ نکلو دید یا شاہزادے نے کہا پھر تنے کیوں دیا اور جو دیا تو پھر پتہ اس احسان کا ذکر کرنا کیا ضرور تھا درویش نے کہا کیا کروں کہ وہاں کی مدارات بھی ضرور تھی شاہزادے نے جو وہاں کا نام فقیر سے سنا وہاں

حصار چار مثلثہ یا دائی اور زار زار روئے لگا فقیر بولا بابا اب روئے سے کیا فائدہ اپنی کیفیت بیان کر دیا شاہزادے نے فرمایا غالب

حالی میں ہنگر داز عاقبت کا دیریں | عمر خود کشتہ دو غصہ بیابان رفت | سعی در باب ہالی بنود غیر فنا | اور دہے شدم از درون زندگ

اگر درویش میں بھی ایک ملک کا بادشاہ ہوں واسطے ایک پریراد ماہ رو کے تمام مہرعات طلسم طر کیے اس تلاش میں خدا جالے

کس قدر تماشے و عجائبات دیکھے اور انواع انواع اقسام کے مصائب کا متحمل ہونا پڑا اور کس کس طرح کی جیرانی دریشانی میں آوارہ پیر

اور ابھی تک ہوں لیکن ہنوز صورت وصل و دیدار نہیں ہوئی درویش نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تیسے کوئی امر خلاف فرج دلدرا واقع ہوا کہ

جبکہ موافقہ میں تم آوارہ دشت ادبار کیے گئے ورنہ اتنا طول نہوتا شاہزادے نے کہا ہاں یہ قصہ ضرور مجھے وفعہ ہوا دین خود ہی

خطا پر مادم و پشیمان ہوں اور وہ قصور یہ ہو کہ میں ہر ایک میر کاہ سلطانی میں ہر روز میر کو جانا تھے اتفاق سے

سیر گاہ چہارم میں نازنین لکھ صبح دیکھا نام سے ملاقات ہوئی اور وہاں بھکانے سے امارہ خاتون ایک دلالہ کے میں اس نازنین

سے مخاطب باخلاط ہوا ورنہ صد ہا نازنینان جو نصائل و پریو دیان نہر تھال میری نظر سے گذر گئیں اور میں نے نظر اٹھا کر کبھی

نہیں دیکھا کہ یہ کیا مال میں درویش نے کہا اے مرد خدا حق بجانب تمھاری معشوقہ کے ہر آب خور غور کیجیے کہ

ہنوز موافقت حقیقی معشوقہ سے محروم ہوا اور باغواے ایک زن دلالہ کے کسی غیر عورت کو بجائے اپنی معشوقہ کے تصور کیا ہو کوئی نہ دلالہ صاف

دو جا غیرت کند زور آزمایے | چنان غیرت کرو نتوان رہائے | یکے جائے کہ چشم عاشق زار | بہ بیند باز خود را پیش اغیار

شاہزادہ نے فرمایا یہ سب تو بجا ہے اب یہ بیان کرو کہ نتیجہ اس کا کیا ہو میں خود احتیاط کرتا تھا مگر امورات تقدیری سے مجبور ہونا

کہ نوشتہ تقدیر یوں ہی تھا وہ کس طرح شہر چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا نہ فوہ سوزن تدبیر باری عمر گو سی رہے

خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا لیکن اب آپ فرمائیے کہ اس سز میں میں کہیں آبادی بھی ہو یا مثل مجھ خانہ برباد کے تمام جہان ویران ہو درویش نے کہا

میں نے اپنے والد مرحوم سے سنا ہے کہ جو پہاڑ سامنے نظر آتا ہو اسکی گھاٹی میں ایک ہیبت ناک خندق ہو اگر کوئی اُس غار میں جائے تو بعد

مسافت چالیس روز کے ایک بستی میں پہونچے اور راہ میں اکثر سیوہ جات و آب شیرین میسر آتا ہو شاہزادہ دہائے اٹھا اور درویش کی

نشانہ ہی پر روانہ ہوا جب پہاڑ کے قریب پہونچا تو واقعی ایک درہ پہاڑ نظر آیا شاہزادہ بعد داخل ہونے اُس درے کے چالیس روز

میں بعد قطع منازل و مراحل قریب آبادی کے پہونچا دل میں خیال آیا کہ حال ملک تو بہار گلشن افروز آئینہ مراآت الغیب سے

دریافت کرنا چاہیے کہ دیار جہاں محبوب بھی سیر ہوگا اندھن کی آزدگی بھی معلوم ہو جائیگی یہ خیال کر کے آئینہ کو مقابل کر کے کہایا

مراآت الغیب بحق مردمان غیب میری محبوبہ کی صورت مجھے دکھا دے بجز اس کلام کے بجائے ملک تو بہار گلشن افروز

<p>ملکہ صبح دلکش کی صورت دکھائی دی وہ بھی نہایت مکدر و پریشان اب شاہزادہ کو یقین ہوا کہ ملکہ تو بہار گلشنِ فروزہ و لکشمی و خورشید و نور و صاف و درخشاں صورت ملکہ صبح دلکش آئینہ میں نظر نہ آتی پس آئینہ زمین پر رکھ دیا اور ایک عالم جنون میں دیوانہ وار یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا آیا</p> <p>بکلم نفس امارہ گرای و بسر خطا کردم ترجم کن کمال من کہ من بر خود جفا کردم بکسم اینکہ با غیر تو اور آشنا کردم صدائے من کنون از ضعف در گوشت من آید بخاک رایت از بس بچہ نقش پاشیدم کیان بخشم جادہ گر آید بدست خود عصا کردم بجون دیدہ در ہر جا کہ شستم دوا کردم</p> <p>ز دیدہ از ندامت خون دل بہ خطای یادم ترا از بس درین کسار در دافرا اندا کرده باین درد یکہ از تو شد دل بچارہ راعا عش</p>		
--	--	--

بس با چشم غمچکان دل در سینہ طپان وہاں سے روانہ ہوا جب چالیسویں روز غار سے نکلا تو دور سے چند عیار یا تو سٹنڈر کے دکھائی دیے
بشکل تمام قریب اُس مکان کے پہنچے دیکھا تو بیت المعمور ثانی ہوا اور اسقدر اثر و عام خلافت ہو کہ جسکی حد نہیں ہو شاہزادہ دل میں
خوش ہوا کہ خدائے پھر مجھے شہر کرسی میں پہنچا دیا اب پہلے زیارت بیت اللہ تو کروں یہ دل میں خیال کر کے دروازہ پر آیا وہاں از و عام خلافت
سے راہ مسدود تھی غرض بمشکل اندر داخل ہوا اور بدستور طواف زیارت کے بعد در مسجد پر آیا وہاں ایک جوان صاحب حسن و جمال نظر آیا
جسکے ساتھ خادم و ملازم بکثرت تھے شاہزادہ نے بغور دیکھا تو حقیقتاً ثریا مکان تھا حقیقت گھوڑے سے اتر کے شاہزادے کے قدموں پر ہوا
شاہزادہ نے حقیقت کو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا شکر ہی خدا کا کہ میں نے تمہیں زندہ پایا میں تمہاری اور منطقہ زمین مکر کی مفارقت میں
بیقرار تھا خیر بیان کرو کہ بیان کیونکر آتا ہوا حقیقت نے کہا میں کیفیت اپنی بیان کر ڈنگا لیکن اب فرمائیے کہ زیارت سے آپ شرف تھے
یا نہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ زیارت میں شرف ہو چکا حقیقت نے عرض کی حضور ایک لمحہ میں توقف فرما میں میں ابھی حاضر ہوتا ہوں اور
میرے حاضر ہونے تک تشریف نہ لیجائیے گا شاہزادہ نے فرمایا بہتر حقیقت اندر مسجد کے گیا اور بعد حصول زیارت باہر آئے شاہزادے کو اپنے
گھوڑے پر سوار کیا اور آپ دوسرے گھوڑے پر سوار ہوا تیسرے روز جب قریب شہر کرسی پہنچا راہ میں سواری محفوظ قلمدار و سعید و حدار
ورق کرسی نشین کی ملی وہ داسے زیارت بیت المعمور ثانی کے جاتے تھے حقیقت نے کیفیت ورود شاہزادہ کی بیان کی وہ بھی دور سے
آداب و تسلیمات بجالائے اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور غریب خانہ کو تشریف لیجائیں ہم بھی بہت جلد حاضر ہوتے ہیں شاہزادہ
نے شہر سے مسجد اسقدر خلقت کا اثر و عام دیکھا کہ تقریباً قلمبند کیا جائے تو ایک دفتر چاہیے اور مقصد عرض تو میں آجائے کا نہ سے
سے کا نہ چاہتا تھا باد صبا کو راستہ نہ ملتا تھا حقیقت سے پوچھا ای برادر آج کیا ہو کہ اسقدر انبوہ خلافت ہو حقیقت نے عرض کیا ای
حضرت بیان کی خلافت ہر سال ایک مرتبہ زیارت بیت المعمور کو جاتی ہو اس واسطے کہ ایام زیارت میں خوف و خطر جانوران و درختیں
ہوتا اور خلافت وقت میں یہ راہ حیوانات و موذیہ سے ملو رہتی ہو مگر جب کوئی حاجت یا غفلت و ماخ بقول اسکے کہ المعروض منہوں انکو کچھ
اندیشہ نہیں وہ خلافت راہ بھی بلا خوف جاتے ہیں اگر حیات مستحار ہوئی تو پودے اور زیارت کی ادراپنی حاجت براری کی دعا کی اور
چلے آئے ورنہ خیر شاہزادے نے پوچھا کبھی باشندے حصار چار شلہ کے بھی داسے زیارت کے آتے ہیں حقیقت نے کہا غلام کے ہوش
میں ایک مرتبہ ملکہ سعادت باؤ بنت نورانیان شاہ آئی تھیں پھر جب سے کسی کو آتے نہیں سنا اور حصار چار شلہ بیان سے

ایک سال کی راہ ہو اور بہت سخت و دشوار ہو کہ صدمہ ہا کوہ و بیابان اور شیب و فراز درمیان میں عامل ہیں کہ سونے تک گھاس بھی
نظر نہیں آتی اور پانی تو نایاب ہی اور جو راہ قریب کی ہو وہ بسبب طلسم کے پوشیدہ ہو شاہزادے نے کہا تم قریب منظر نہ دیکھو مگر
حوض مسجد سے ایک غوطہ میں حصار میں پہنچنے اور اب یہ قصہ بیان کرتے ہو حقیقت نے کہا اے عابدیہ بتاؤ کیا خبر ہے؟ اور
گذا کہ ایک ہی غوطہ میں حصار میں جا پہنچے جس طرح حضور بنیہ کی راہ سے حصار میں داخل ہوئے ورنہ یہ دونوں ان خلاف عقل ہیں
شاہزادے نے پوچھا تم شہر کرسی میں کیونکر پہنچے حقیقت نے کہا اگر منطقہ نوحی تو حضور مجھے بھی زندہ نہاتے اب حضور سے غریبانہ بہ حال
منفصل عرض کرونگا شاہزادہ حقیقت کے ساتھ شہر کرسی کا تماشہ دیکھتا اور سیر کرتا مکان پر تشریف لایا حقیقت نے منطقہ کو تشریف دے دی شاہزادہ
کی خبر کی منطقہ زرین کمر نے چند خوان زر سرخ تصدیق کو بھیجے جب غوطہ قلمدار بہت المعمور سے واپس آیا حقیقت یاب کی اجازت سے
شاہزادہ کو مجلس میں لے گیا اور منطقہ زرین کمر کو شاہزادہ کی ملازمت سے سرفراز کر دیا شاہزادہ نے فرمایا میں تمہاری کیفیت سننے کا
بہت مشتاق ہوں منطقہ نے عرض کیا جوابی حال میرا یہ ہو کہ جب صدمہ آواز خوناک سے میں بیہوش ہو گئی اور پھر ہوش آیا تو اپنے
اپنے کو اور ڈکا دھفوانہ دایہ کو اسی حوض مسجد بہت المعمور ثانی پر پایا اور جو لباس کہ اتار کے پہنے غوطہ لگایا تھا بھٹکنا رہ حوض پر
ملا اور پانی کو حوض کے البتہ ملاحظہ تھا ہم تینوں نے اپنا لباس پہنا بعد اسکے یہ فکر ہوئی کہ اب گھر میں قدرت خدا سے وہ جانزداری کچھ
کا تھا جس میں جھوٹا ہی ہلوگ حجرہ میں مسکے پوشیدہ ہو گئے لیکن صفوانہ نے ایک شخص متعارف سے ہماری اطلاع سعید لو حصار
سے کہ ایسی سعید لو حصار بجز اطلاع کے فوراً خود مسجد میں آیا اور مجھے شہر میں لے گیا حقیقت شریا مکان نے عرض کیا حضور میں جو
گولہ گردین غائب ہوا تو تین روز کے بعد کسی مرد غیبی معلق مجھے کنارہ پر اسی حوض کے کھڑا کر دیا میں وہاں سے شہر میں آیا اور تمام
اپنے بیگانوں سے ملا سعید لو حصار منطقہ زرین کمر کا باب اپنی حرکات سے اس قدر نامدم ہوا کہ اس وقت میرا عقد منطقہ سے کر دیا
اب ہم باقیال حضور با رام تمام اوقات بسر کرتے ہیں اور دن رات حضور کو دعا دیتے ہیں دوسرے روز سعید لو حصار غوطہ قلمدار
در قریب کرسی نشین ملازمت سے بہرہ مند ہوئے اور عظیم و بکریم پیش آئے شاہزادے نے محفوط سعید سے فرمایا کہ تم نے کہا تھا
منزل خاص بادشاہ کی حصار چار شلشہ میں ہو اس تمہارے بیان کا پہنچے کچھ نشان نہ پایا کہ حصار چار شلشہ میں میں نے خوب
سیر کی لیکن کہیں تمہارے بادشاہ کو نہ دیکھا اور نہ کسی مکان کا منزل خاص خطاب سنا محفوط نے کہا اب حضور اپنی سیر کا حال بیان
فرمایا میں کہ آپ نے کیا کیا ملاحظہ فرمایا اور کہاں کہاں تشریف لیکے گئے؟ کیا کیا تماشہ حصار چار شلشہ کا نظر انور سے گذرنا نہیں میں عرض کروں
شاہزادہ نے از بتارانا امتداد عقل ہونا اپنا حصار چار شلشہ میں سب بیان کیا جب شہر ظہورستان کی نوبت آئی ہفت سیرگاہ کا
قصہ شروع ہوا محفوط نے کہا سیر و مشاہدہ ہی اربع منزل خاص بادشاہی ہو شاید حضور کے ملاحظہ میں نہیں آیا جب شاہزادے
نے حکایت ختم کی محفوط نے کہا ہمیں آپ کے بیان سے ظاہر ہوا کہ ایسی کوئی خطائے فاش سرزد ہوئی کہ جو آپ منزل خاص تک
نہ پہنچے شاہزادہ دل میں منفعول و محفول ہوا کہ اس سے زیادہ اور کیا خطا ہوگی جو مجھ سے ملکہ صبح و لکشا کی نسبت وقوع میں آئی
بعد اسکے محفوط سے پوچھا کہ دار الحکومت وہی منزل خاص تمہارے بادشاہ کی ملک ظہورستان میں ہو یا کوئی مہمان خانہ

سلطان روح الملک کی طرف سے بادشاہ نے تعین کیا کہ جب کا منزل خاص خطاب ہو محفوظ نے کہا غلام اس حال سے آگاہ نہیں
 شاید سعید لو حدارہ واقعہ ہو پس اس قدر مجھے معلوم ہو کہ ملک ظہورستان میں بادشاہ کا خاص ایک مکان ہو جسکو عام اہل ظلم منزل
 خاص کہتے ہیں سعید نے کہا اسی شہر یومین نے ایک روز لوح میں دیکھا تھا کہ وہ مکان ملک ظہورستان میں بطور مہمان خانہ کے ہو اور
 سلطان روح الملک کو ہمارا بادشاہ اپنے سے بزرگ سمجھتا ہو اور دولت و جہت و قدرت ہمارے بادشاہ کی سلطان روح الملک
 سے زیادہ معلوم ہوتی ہو شاہزادہ بنہ محفوظ سے پوچھا تم کس کام پر معین ہو اور سعید لو حدار کیا کام کرتے ہیں اور رفع کرسی نشین
 کو کیا خدمت سپرد ہو محفوظ نے جواب دیا کہ فدوی کو قلمداری کی خدمت سپرد ہو شاہزادے نے فرمایا قلمداری کی خدمت کا کیا
 طریقہ ہو محفوظ نے کہا میرے پاس ایک صندوق ہے جو جب کوئی حکم ہوتا ہو وہ صندوق خود میرے پاس آتا ہو اور خود ہی اس میں
 ایک قلم ہو کہ وہ میرے سامنے زمین پر خود بخود روان ہوتا ہو اور اس روانی میں جو نقش قلم سے زمین پر بنجاتے ہیں یعنی خود بخود
 زمین پر ہو جاتی ہو موافق اس تحریر کے میں لکھتا ہوں لکھ کے جاری کر دیتا ہوں غلام شہر میرے حکم کو حکم شاہ جانتی ہو کہ ہر شہر کی
 کیا طاقت جو میرے حکم کی تعمیل نہ کرے سعید نے کہا میں ہندو صوبہ شیان معظم کو ہر سال لوح کا مطالعہ کرتا ہوں اور آسمان سے
 احکام آئندہ سال بھر کے ظاہر ہوتے ہیں موافق ان احکام کے رفع کرسی نشین کو آگاہ کر دیتا ہوں رفع جو نہ کو ناظم شہر ہو
 اس حکم کے موافق شہر کا بند و بست کرتا ہو اور جو شاید کوئی اور امر ہو تو اسکا پھر لوح سے سوال کیا جس طرح بعد حکم ہونے محفوظ اور
 منطبق کے میں نے سوال کیا تھا جواب باصواب پایا جواب تک زندہ رہا شاہزادے نے فرمایا کہ یہ بھی تو سنا ہو کہ سال میں ایک مرتبہ
 بادشاہ ہتھارا شہر کرسی میں وارد ہوتا ہو اور دیوان خاص میں جلوس فرماتا ہو اور تمام روسے شہر دربار میں حاضر ہوتے ہیں
 لیکن کیا مجال ہو جو کوئی نظر بلند کرے دیکھ سکے اور جسکی نظر ادھی ہو گئی پس ایک تلوار مثل برق پردہ غیب پیدا ہو کر اس کا تین
 سے جدا کر دیتی ہو محفوظ نے کہا حضور درست فرماتے ہیں اب بعد ایک ہفتہ کے کہنا سچا اٹھا رہو میں ذیچہ کی ہو بادشاہ کا حضور
 اجلاس ہو گا شاہزادہ نے فرمایا اس روز میں بھی تمہارے ساتھ دربار میں چلو نکلا کہ میں بھی تمہارے بادشاہ مہمان نواز کو ایک نظر
 دیکھوں سعید و محفوظ دونوں نے کہا اے حضور یہ امر ہماری قدرت سے باہر ہو جب خود ہمیں کو آجک بادشاہ کی صورت دیکھنا
 نصیب نہیں ہوئی پھر حضور سے ہم کس طرح وعدہ کر سکتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا بادشاہ کی صورت دیکھنا کیا مشکل ہو بقول سعیدی
 ہر کہ دست از جان بشوید ہر جہر در دل آرد بگوید اگر نوبت تقدیر یہی ہو تو چارہ کیا ہو بادشاہ کو تو دیکھینگے بعدہ جو کچھ ہو خوف کیا ہو
 ہم بھی خدا باری سے چھوٹ جائینگے اور تمہارے بادشاہ کی مہمان نوازی بھی معلوم ہو جائیگی محفوظ نے کہا حضور کا فرماتے ہیں مجھے
 ایک امر کا خیال ہو شاہزادہ نے فرمایا وہ کیا امر ہو محفوظ نے کہا پہلے جب حضور تشریف لائے تھے تو دور و قریب میں ایک سیفر
 کی معرفت حکم مدارات و تواضع کا کمال عزت و توقیر ہو چکا تھا اور مجھے بھی کوئی دقیقہ حضرت کی خاطر مدارات میں باقی نہیں بچا تھا
 تا انیکہ قصر مرج و قصر مشن و حصار چار مثلثہ کا تماشا بھی دکھایا اور جب کی بات ہو کہ آج کل خود بادشاہ موجود ہو اور کوئی حکم آپ
 بارہ میں صادر نہیں ہوا خدا جانے یہ کیا امر ہو اور ہم بوجہ اسکے کہ حضور کی قدر و منزلت سے آگاہ تھے باہر خدمت پیش آئے اور آپ کے

حسن و اخلاق کے ہم منہوں و مشکور ہیں کہ آپ پرورش فرماتے ہیں مگر ہاں ہلکے صدمہ و حکم ثانی کا ضرور خیال ہو شاہزادے نے دل میں
کہا یہ نتیجہ اسی آرزو کی خاطر کا ہو جو میں نے ملکہ صبح و لکشا سے اختلاط کیا تھا بعد اسکے فرمایا تھا را بادشاہ کتنے عرصہ سے شہر میں ارد
ہو محفوظ نے مکمل شہر میں داخل ہوا ہو شاہزادہ نے کہا تعجب ہو کہ ہمیں ورود بادشاہ کی خبر نہ ہوئی محفوظ نے کہا کسی اہل شہر کو ورود
بادشاہ کی خبر نہ ہوئی لیکن جب دروازہ مجلس اکٹھے گا تمام خلائن کو خبر ہو جائیگی شاہزادہ نے کہا کب تک بادشاہ کا مقام بیان رہیگا
محفوظ نے کہا بظاہر ایک ہفتہ اور بعد ایک ہفتہ کے دیوان خاص کے دوسرے ملک کو منضت فرمائینگے شاہزادہ نے فرمایا تم بھی
اس عرصہ میں جاؤ گے محفوظ نے کہا میں اور سعید اور رفیع تینوں ارکان شہر بہر روز عصر کے وقت زیر غرفہ حاضر رہتے ہیں
اگر کوئی حکم صادر ہوا اسکی تعمیل کرتے ہیں ورنہ بعد یک ساعت کے رخصت ہوتے ہیں اور آواز پر وہ سے آتی ہو ہم نہیں جانتے کہ
خود بادشاہ حکم دیتا ہو یا اور کوئی کہتا ہو بقول غالب آواز شنیدیم دندیدیم ہانا بد معشوقہ تو نیست کہ از پردہ برآید بلکہ آج بھی
زیر غرفہ حسب معمول حاضر ہو گئے شاہزادہ نے فرمایا یہ بھی ممکن ہو کہ خود میری اطلاع کرو اور شوق ملازمت بیان کرو محفوظ و سعید
نے کہا شہر کرایا کہ گوید این سخن را نہ مگر در خون نشان خوشین را باد شاہزادہ چپ ہو رہا جب سعید رخصت ہوا شاہزادہ سے
وہی مطلب محفوظ کے سامنے بیان کیا اور منطقہ زرین کمر اور حفیظ شریا مکان نے بھی محفوظ سے کہا کہ ای پرہیزگار تم قلمداری شاہی
ہو اگر شاہزادہ کی طرف سے تحریک کرو تو مضائقہ نہیں محفوظ نے کہا ای حفیظ یہ راز شاہی ہو اس میں تجا علی و شاہ لازم آتا ہو یا دبا دشا
فرمائیں درحالیکہ ہم نے تمہیں ایک بار حکم دیا اور وہ اسی ملک میں موجود ہو کہ حکم ثانی کی کیا ضرورت تھی دوسرے شاہزادہ یا شاہزادہ نے فرمایا کہ ہم خود غافل نہیں ہم
مگر عرض کرتے ہو وہ حکم نسخ نہیں ہوا جو غافل ہو گئے اور اگر ایسے جوابات بادشاہ نے دیئے تو سوائے رخصت کے اور کیا چارہ ہو شاہزادہ آپریدہ ہوا اور فرمایا
غیر میرا تم کیا اختیار ہو محفوظ کو شاہزادہ کے حال پر رحم آیا اور کہا او شہر یارم خاطر جمع رکھو افسردہ نو بین اس مخلص کو سزا کوئی کہ بادشاہ شاہزادہ نے
کہا میں بھی سنوں تم کیا تمہید میدا کرو گے محفوظ بولا میں عرض کروں گا کہ ایک جوان ہمان بیت الممور ثانی سے دار شہر ہوا جو ہم اسکی حقیقت سے واقف
نہیں کہ جہی شاہزادہ ہمان جسکی خدمت کو ہم مقرر کیے گئے تھے یا کوئی اور شاہزادہ ہو اختلاف و فتح سے ظاہر ہو کہ محسوس نہیں ہوتا
شاہزادہ نے فرمایا جیسی مصلحت دیکھو کہو کہ میرا بیان کوئی شناسا نہیں ہو آخر الام عصر کو وقت محفوظ اور سعید اور رفیع حضور علی بن
ردانہ ہوئے شاہزادہ بھی وحشت زدہ ایک طرف چلا گیا اور کنارہ دریا پہونچا وہاں سیر و تماشے میں مصروف ہوا دیکھا کہ ایک آدمی
بیہوش پڑا ہو اور تمام بدن اسکا زرد ہو گیا ہو شاہزادہ اس شخص کو دو فرودوں سے اٹھوا کے حفیظ کے مکان میں لے آیا اور منطقہ
سے فرمایا ای خاتون آج میں ایک شخص بیمار کو لایا ہوں کوئی جگہ علیہ اسکی تیمارداری کو تباد و منطقہ زرین کمر نے ایک مکان
مناسب بتلادیا شاہزادہ نے بیمار کو وہاں رکھا اس عرصہ میں محفوظ و سعید دربار سے آئے شاہزادہ نے کیفیت دربار پر پوچھی
محفوظ نے کہا جانتا ہوں آج بادشاہ سے ملازمت نہیں ہوئی شاہزادہ نے کہا تم کو حال ملازمت کیوں معلوم ہوتا ہو محفوظ نے کہا بروقت
تشریف آوری شاہ کے صدارے رنگ آتی ہو تا عہد ہو کہ دروازہ پر رنگ رکھے ہیں پھر آواز رنگ اول سب دروازوں کے
رنگ بجتے ہیں پس ان سبکی آواز کیلئے ایک بٹری آواز ایسی ہو جاتی ہو کہ سارے شہر کو اطلاع ہوتی ہو سب مطلع ہو جاتے ہیں کہ جلال

شاہ ہوا اگر آج نہیں معلوم کیا اتفاق ہوا کہ وہ آواز نہیں آئی معلوم ہوا کہ بادشاہ نے بلوچ نہیں فرمایا بلوگ تاقوت میں حاضر رہے بعدہ
چلے آئے شاہزادہ نے اس بیمار کی کیفیت محفوظ سے بھی کسی اور علاج و معالجہ کو بھی پوچھا محفوظ نے کہا تھوڑا روغن کہ دو روغن تیل
میں ملا کر اس کے جسم میں مالش ہو یقین ہو کہ تھوڑے عرصہ میں رو بہ صحت ہو جائے شاہزادہ نے شفقت غریب نوازی کو کام فرما کے خود بہت رک
سے اپنے بیمار کے جسم پر روغن ملنے کا ارادہ کیا حقیقت نے کہا حضور نا صحت تکلیف فرماتے ہیں ہم نہ متکرا حاضر ہیں شاہزادہ نے فرمایا
میں اس وجہ سے خدمت کرتا ہوں کہ شاید خداوند کریم مجھ پر بھی عنایت فرمائے مگر جب لباس جسم سے بیمار کے دور کیا معلوم ہوا کہ وہ مریض
عورت ہو حقیقت سے کہا کہ اپنی دو کینزوں سے کہہ دو کہ اسکی خدمت کریں کہ اس کے جسم کو نا حرم کا ہاتھ لگنا مناسب نہیں ہو حقیقت نے
منطقہ کی دو کینز میں دست خدمت مریضہ کے مقرر کریں کہ وہ روغن وغیرہ ملین اور خدمت کریں بعد دو روز کے وہ ہوش میں آئی اور انکھ
کھولی شاہزادہ نے پوچھا ای خاتون تیرا کیا حال ہو آئے با دراضاعت و درونک کہا او جوان دلاور خداوند عالم تمہیں خزانے خیر کے کہ
سننے اس حال میں مجھ تکسین غمیدہ پر رحم کیا یہ کہا اور پھر بیہوش ہو گئی بعد ایک ساعت کے پھر ہوش میں آئی شاہزادہ نے شہر با شیکا
پلایا الغرض دو روز میں گو نہ قوت ایسی آئی کہ بات کرنے لگی اور ادھر دور درنگ بادشاہ کی ملازمت نہوئی شاہزادہ نے فرمایا محفوظ
ایسا نہو کہ بادشاہ تمہارا بغیر اجلاس فرمائے بیرون شہر روانہ ہو جائے محفوظ نے کہا ایسا نہو گا آپ خاطر جمع رکھیں ابھی باچہ روز
بادشاہ کے جائے میں باقی ہیں اس عرصہ میں بھی تو موقع عرض حال ہو گا اور میں جانتا ہوں کہ خود بادشاہ آپکی حال پر ہی فرمائے
شاہزادہ نے فرمایا میں تمہارے بادشاہ کی بے اعتنائی خوب جانتا ہوں تمکو یہ راز معلوم نہیں ہم بھی دیکھتے ہیں کہ یہ بری مزاج کب تک
رہیگی محفوظ نے کہا ہم ملازموں کو بادشاہ ہوں کے کارخانہ میں کیا دخل ہو مریضہ امور مملکت خویش خسران دانندہ حضور درست
فرماتے ہیں شاہزادہ وہاں سے مریضہ پاس آیا اور افضل الہی پر نسبت سابق اسکو تندرست و توانا پایا اسنے شاہزادے سے عرض
کی کہ او شہر پار کا مگرا امیدوار ہوں کہ بجز حضور والا اور ان دونوں کینزوں کے اور کوئی مریضہ عورت میرے جسم کا ہاتھ لگائے کہ میں
حضور کو اپنے باپ اور ان سے زیادہ جانتی ہوں جب حضور تشریف لیجائیں تو وہ وارہ جہے کا ہنہ کر دیا کہ میں شاہزادہ نے فرمایا
خاتون آج فی الجملہ تم تندرست ہو اگر زبان گویائی دے تو حقیقت اپنی کچھ بیان کرو وہ مریضہ ہلنگ سے بچے اترتی پہلے سلام کیا
بعد اسکے خوب بنظر غور شاہزادے کو دیکھا شاہزادے نے کہا تم مجھے غور سے کیا دیکھتی ہو اسنے کہا میں نے یہ دیکھا اور شکر پروردگار عالم کیا
کہ کسی نا حرم نے میرے جسم کو ہاتھ نہیں لگایا بلکہ میرے قبلہ و عقبہ نے میرا معالجہ کیا شاہزادہ نے متعجب ہو کر فرمایا کہ یہ کلمہ کسوجہ سے تمہیں کہا
اُسنے کہا اسنے بادشاہ والا جاہ میں کینز خاص آپ کی یعنی ملکہ فرنگ سلطان ہوں مجھے حضور نے گوشہ دل سے اپنے فراموش
فرمایا شاہزادہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ تو ملکہ فرنگ سلطان ہو ای ہوں یہ تیرا کیا حال ہو یہ تو کس مصیبت میں گرفتار ہو گئی ابیارت

کبار رفت آن شکوہ و دولت تو	چہ شد آن شکوہ و آفت تو	چگونہ شکرت از دست افتاد	چسان بخت بجاہ و کت افتاد
چسان شد دوران جاہ و جلالت	چگونہ شد قرین با دل ملالت	سبدل شد جمال و لقمیبت	بخل و عزم بنیر شکلیبت
	مرا از حال زان خود خبر بخش	نہال این تنہا را مژگن بخش	

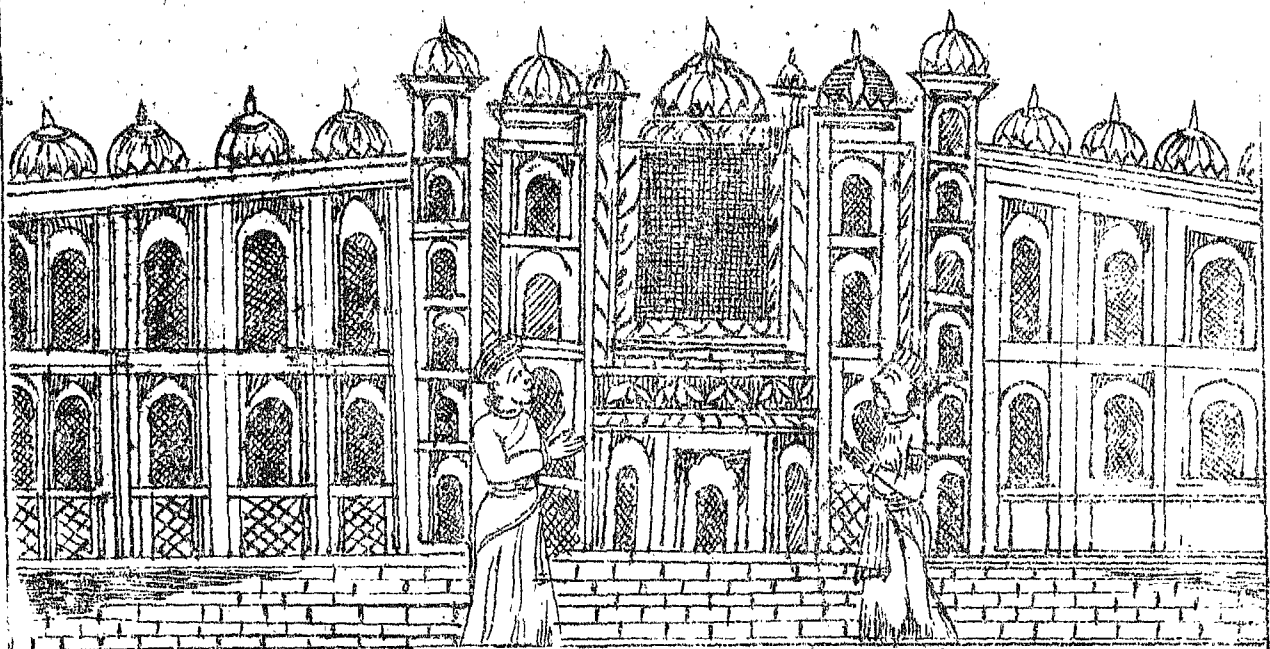
ملکہ فرنگ سلطان نے باویدہ گریان و دل بریان اس طرح بیان کیا کہ شاہزادہ عالیجاہ جب شہر ظہورستان میں حقیقتاً مبتلا سے ملا
 ہوا میں کمال حالت یاس و ہراس میں اپنے ملک کو روانہ ہوئی اور بدستور حکمرانی کرنے لگی لیکن و لکو میرے ایک طرح کا اضطراب ہوا
 قرار نہ آیا ایک شخص نے کہ نام اسکا ماروس تھا وہ میرے پاس قدیم سے آتا تھا بلکہ میری سرکار میں ملازم تھا میں کوئی راز اپنا اس سے
 پوشیدہ نہ کرتی تھی بلکہ پہلے بھی اسی نجومی کے حکم سے میں ملک ظہورستان میں تلاش میں حقیقت کے کئی ایک روز میں نے پہنچے کہ اسی ماروس
 اکبر تہ اور توڑا کچھ کر کے میرے طالع کو دیکھ کر تقدیر میں میری ملاقات حقیقت کی شدنی ہو یا نہیں اور اگر شائد نہ تو اپنے کو ہلاک کر ڈالوں
 شخص نے بعد زرا یہ کہنے کے کہا اے ملکہ آج کل جانا تھا رات شہر کرسی کو ضرور ہو کہ مصلحت وقت یہی ہو وہاں تمہارا مطلب حسبِ خواہ ضرور ہوگا
 اتفاق سے خواجہ پائیس ایک سوداگر ہمیشہ سے میرے ملک کو آیا جایا کرتا تھا اور ہر ملک کے تحفہ اکثر اس سے لیتی تھی ایک روز سوداگر
 سے پوچھا کہ تم شہر کرسی میں بھی گئے ہو خواجہ پائیس سوداگر نے کہا وہاں ایک مرتبہ گیا تھا پھر سبب سختی راہ کے نہیں گیا میں نے کہا وہاں کی
 راہ میں کیا تکلیف ہوتی ہو سوداگر نے کہا کہ علاوہ جانوران موزیہ کے جزائر رنگیان آدھوار اکثر سدا رہتے ہیں کتے بچا شکل ہوتا ہے وہیں
 کہا تم کیونکر ان کے ہاتھ سے بچے تھے خواجہ پائیس نے کہا مجھے نصف مال دینا پڑا اور کبھی چوتھائی حصہ اور کہیں دسواں حصہ اس سبب شکل گیری
 جان بلی میں نے کہا اے خواجہ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ ایک بار میں بھی تمہارے ہمراہ چکر شہر کرسی کو دیکھوں سوداگر نے کہا اے ملکہ تم سے تکلیف
 نہ اٹھانی جائیگی تم نہایت پریشان ہو گئی میں نے کہا مجھے کمال شوق ہو اسی سفر میں بہت المصورتانی کی بھی زیارت چھپے میرا سبب
 سوداگر نے انکار کیا اور کہا کہ مجھ میں اتنی قدرت نہیں کہ اتنے بڑے سفر کا متحمل ہوں خلاصہ یہ کہ ہزار وقت سوداگر چلنے کو راضی ہوا میں نے
 وزیر اعظم کو نائب سلطنت کیا اور زوال بے قیاس ہمراہ لیکر خواجہ پائیس کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئی تمام ملازمان ہمراہی کو
 تاکید کی کہ مجھے کوئی بادشاہ نہ کہے راہ میں چند جزائر سدا رہنے سوداگر نمک حرام نے بطریق دہائی اور پانچویں حصہ کے تمام مال حاکمان
 جزائر کو دیدیا اور اپنے مال سے ایک جہ نہ دیا یہاں تک کہ اب نوبت کینز و غلام کی آئی میں نے ذوق ملاقات حقیقت میں کچھ خیال نہ کیا کہ
 اگر قسمت میں مواصلت حقیقت ہو تو بال کیا چیز ہو پھر ہو جائیگا اور کینز و غلام بھی مل جائیگے جب میرا اس کچھ نہ رہا خواجہ پائیس نالائون
 نے ہلکوا یہاں تک کیا کہ روزمرہ کا بھی چھپے باقی نہ رہا اب فرض سوداگر سے لیکر کھانے لگی سو اس کے اسکا ارادہ میری نسبت بد معلوم ہوئے لگا
 لیکن میری تنزیل مزاج سے اظہار نکر کا فرض ایک رات ملاح نے دوسرے ملاح سے تذکرہ کیا کہ ایک دور فزین لگیا دھراد
 ملی تو ہم جزیرۃ الغیب میں پہنچینگے جہاں کا مار قوس رنگی حاکم ہو پھر وہاں سے شہر کرسی تین روز کی راہ رہ جائیگا میں نے جب
 ملاح سے یہ سنا دل میں نہایت خوش ہوئی کہ مال و زر جان کا صدقہ ہو سوداگر سے کچھ قرض لیکر سامان اپنا درست کر لوں گی جب
 جزیرۃ الغیب میں پہنچے سوداگر نے مار قوس رنگی سے ملاقات کی رنگی نے نصف مال طلب کیا میرا مال و اسباب تو کچھ باقی نہ تھا
 سوداگر نے اپنے مال کی حفاظت کے لیے مار قوس سے میری صوات کی از حد تعریف کی اور مجھے فروخت کر ڈالا جب مجھ کو خبر ہوئی میں
 فریاد و زاری کرنے لگی اس وقت میری فریاد بیکار تھی مار قوس مجھ کو اپنے مکان میں لیکیا اور رات کو بہ کلفت تمام نہایت ذوق و شوق
 سے بارادہ شب باشی میرے پاس آیا میں نے جب ہسکی نیت فاسد دیکھی دل میں کہا اے ملکہ اب بغیر کرو فریب کے آبرو بچی محال ہو

میرا

مار قوس سے کہا کہ اگر تجھے میری خاطر منظور ہو اور صحبت گرم کیا جا رہا ہو تو جو میں کہوں عمل میں لا ورنہ میں اپنے کو اسی وقت ہلاک کر دوں گی
 مار قوس نے کہا میں بہر حال تیرا فرمانبردار ہوں میں نے کہا لب دریا ایک بچہ میں سامان پیش کیا کہ گروہان بجز میرے اور تیرے اور کوئی
 نہ پھر اس تخلیق میں باہم صحبت ہو نیکا مضائقہ نہیں مار قوس نے کہ وہ مجھے فریفتہ تھا قبول کیا قصہ کوتاہ بروقت شرابخواری میں نے
 شراب کم پی اور اسکو شراب خوب پلائی جب دور آخری ہوا اس میں نہ ہر قاتل ویدیا جب نہ ہر نے اپنا اثر بخوبی کر لیا اور حواس سے گزر گیا
 میں زہر بچے آئی وہاں کنارہ دریا بقدرت خدا ایک تختہ لگا ہوا تھا اور دو حلقے آہنی لگے تھے میں بلباس مردانہ اس تختہ پر سوار ہوئی
 اور میری کو مضبوط اپنی کر میں ہاندھ کے قلابوں میں باندھ دیا اور تختہ کو توکل بخدا چھوڑ دیا تین روز تک مجھ میں ہوش رہا چوتھی روز الہی ہیوستی
 طاری ہوئی کہ مجھے کچھ اپنا خیال نہ رہا نہیں معلوم کہ وہ تختہ کب یہاں آیا اور حضور کب مجھے لائے شاہزادہ نے بدستہ اس حال کے فرمایا اور
 ملکہ فرنگ سلطان تو محض عشق حفیظ میں اپنا ملک مال ربا و کر کے اس مصیبت جانکاہ میں گرفتار ہوئی ملکہ فرنگ سلطان نے کہا
 اے شہر بار شمع محبت است کہ دل را بنی و ہمارا دم و گرہ کیست کہ آسودگی بنی خواہد شاہزادہ نے جو نام محبت سنا تصور ملکہ نو بہا گلشن افروز
 میں زار زابے اختیار رونے لگا شمع تصور بندہ گیا جب اس صنم کاہ لگا پکا پکٹنے چشم ہم کاہ ملکہ فرنگ سلطان نے پوچھا آخر حضور نے بھی
 کہیں نشان اپنی معشوقہ کا پایا یا ہنوز تلاش ہی ہو شاہزادہ نے فرمایا قصہ میرا طویل و طویل ہر وقت فرصت کے بیان کیا جائیگا ملکہ
 فرنگ سلطان ہوئی خدا آپکا مقصد دلی برائے کہ ہم بھی آپکے تصدیق میں اپنی مراد کو پہنچیں شاہزادہ وہاں سے منطقہ اور حفیظ کے پاس
 تشریف لایا اور فرمایا اے حفیظ تیرا مکان آجکل تم دونوں بفضل الہی عیش میں بسر کرتے ہو آیا تمکو ملکہ فرنگ سلطان کا بھی کچھ خیال
 ہے حفیظ نے لحاظ سے منطقہ کے جواب نہ دیا مگر منطقہ زیریں کہہ کر فرمایا اے شہر بار جب سے حال ملکہ فرنگ سلطان کا میں نے حفیظ کی زبان سے
 سنا ہے بے اختیار ہی دل چاہتا ہے کہ میں خود ملکہ فرنگ سلطان سے ملاقات کروں اور بخوشی دل اسکا عقد حفیظ سے کر دوں کہ وہ بیجاری
 حفیظ کے سوداے عشق میں اسقدر آوارہ و سرگردان ہوئی ہو کہ جسکی انتہا نہیں شاہزادہ نے فرمایا اے منطقہ جس مریضہ کو میں کنارہ دریا سے
 لایا ہوں اب تمکو معلوم ہوا کہ یہ وہی ملکہ فرنگ سلطان ہے بعد اسکے تمام قصہ جو زبانی ملکہ کے سنا تھا بیان کیا حفیظ و منطقہ دونوں
 زن و شوہر اس حال پر احوال ملکہ فرنگ سلطان پر آبدیدہ ہوئے اور فوراً ملکہ سلطان کے پاس آئے ملکہ
 فرنگ سلطان نے منطقہ سے ملاقات ساوی کی جب وہ رات گزر گئی دوسرے روز حفیظ نے حال ملکہ فرنگ سلطان
 کا محفوظ سے سچیر کے رد و بیان کر لیا ان دونوں کو بھی اس اتفاق سے کمال حیرت ہوئی آخر سب نے مشورہ کیا اور یہ امر قرار پایا کہ
 رفیع کرسی نشین ملکہ فرنگ کو اپنی دختر بستی قرار دیکر مجلس امین بجائے اور بادشاہ سے اس حال کو گزارش کرے جیسا وہ حکم صادر
 فرمانے مطابق اسکے عمل میں لادے علاوہ اسکے خواہر بائیس ہو اگر کا قریب کچھ علاج کرنا ضرور چاہیے آخر چوتھے روز بوقت معین محفوظ
 اور رفیع اور رفیع اور حفیظ تریا مکان زیر غرفہ حاضر ہوئے بعد ایک ساعت کے پردہ سے آواز بلند ہوئی محفوظ قلمدار جزیرہ مقرب
 اراکین سلطنت سے تھا قریب پردہ کیا اندر سے آواز آئی اے قلمدار شاہنشاہ جو عرض کرنا ہو کہ محفوظ نے بعد دعاؤں کے عرض کیا اے
 ظل اللہ جن مانہ میں خانہ زاد یعنی حفیظ تریا مکان طلسم حصار چار شلہ میں گیا وہاں اسپر ملکہ فرنگ سلطان عاشق ہوئی



اور آئینہ کوئی روشنی نہ ہوا نہ اس قدر سرسبز و فادار ہی سے باقی نہیں رہا اب جب حقیقت شریا مکان باقبال بادشاہی و باغصال غماز
 آئی اپنی آنکھوں سے دیکھ کر وہ مسکرائی کہ یہ تو وہی ہے جو میں نے دیکھا تھا وہاں سے ایک سے چند عیش میں ہر راہ ایک دگر
 کے اس شہر میں وارد ہوئی اور اس نے دیکھ کر کہ جسے بیسلا کر ملک سے کی جو پختہ دشن وہ وہاں توجہ حجت بیان فی الحال وہ سوداگر
 ظالم اور وہ ظالم وہی شہر میں حاضر ہیں جو حکم نافذ ہو نہیں سکتا کیجئے حکم اور آئینہ دیکھ کر کہ سلطان شریف و فادار طرقتہ حجت میں ہر راہ ایک دگر
 عقد آئینہ حقیقت شریا مکان سے کرنا نہ سبب ہوا نہ سوداگر خواجہ پاشین کو سر بازار نقل کرنا لازم ہوا وہ وہاں سے کہ مال و اسباب کا
 سوداگر نے غارت کیا یہ وہاں سے کہ سلطان کو لوہا وہ اور اگر حقیقت شریا مکان حکومت ملک فرما کر متصور کہ ہر راہ ایک دگر حقیقت کا
 بٹیا کار سلطنت کو انجام دیا کہ یہاں جو غلطی تھی جہت میں یہی کام کر آج کل ایک جوان غریب الوطن کسی طرف سے آوارہ دگر شہر ہوا
 ہوا بیت المعمور میں وارد ہوا ہوا اعلیٰ عا عرض کیا گیا اور اب وہ شہر میں بھی داخل ہوا ہر حکم ہوا جو بندہ خدا ہر راہ ایک دگر
 میں وارد ہو رہا گیا ہوا ہر راہ ایک دگر عا عرض کیا گیا اور اب وہ شہر میں بھی داخل ہوا ہر حکم ہوا جو بندہ خدا ہر راہ ایک دگر
 ضرورت اور ہر راہ ایک دگر عا عرض کیا گیا اور اب وہ شہر میں بھی داخل ہوا ہر حکم ہوا جو بندہ خدا ہر راہ ایک دگر
 وہ ہر راہ ایک دگر عا عرض کیا گیا اور اب وہ شہر میں بھی داخل ہوا ہر حکم ہوا جو بندہ خدا ہر راہ ایک دگر
 کر وہ اور ہر راہ ایک دگر عا عرض کیا گیا اور اب وہ شہر میں بھی داخل ہوا ہر حکم ہوا جو بندہ خدا ہر راہ ایک دگر
 ہر راہ ایک دگر عا عرض کیا گیا اور اب وہ شہر میں بھی داخل ہوا ہر حکم ہوا جو بندہ خدا ہر راہ ایک دگر
 نقطہ جو یاسے ملا نہت عالمی ہی اب جیسا حکم عالمی ہو عمل میں آئے بادشاہ نے فرمایا ہماری طرف سے یہ جواب نیا گیا کہ بندہ خدا ہم
 ہر راہ ایک دگر عا عرض کیا گیا اور اب وہ شہر میں بھی داخل ہوا ہر حکم ہوا جو بندہ خدا ہر راہ ایک دگر



گوشت شریعہ اپنی سرادہ لی کو پہنچے رحمت خدا پھر ہو کہ تم اپنے کام میں نہایت ہوشیار و متعہ ہو یہی وجہ ہے کہ مابعد ولایت و اقبال نہ
 بھی بخش اجرت و انعام میں ایسے کار نمایان کے یہ عنایت فرمائی کہ حاصل پنی زبان سے تمہیں جواب دیا والا لہم اس اعزاز کے لائق نہ تھے
 بلکہ سوائے ملازمت کے اور جو تمہیں منظور ہو ہم وہ حاجت بھی بدو اگر تمہیں میں اس امر کا اقرار کیا جاتا ہے کہ جب قدر اس ملک میں علمائے دوسرا
 ہیں سوائے ہمارے سرکار خاص کے جہاں کہیں مہور ست و لالی ہوگی لینے تقرری مناسحت وغیرہ وہ بجز تمہارے اور کسی کو خدمت
 و شہانہ ہوگی بیشک تمہیں طلب کیے جانے لگے بلکہ زور میں کی طرف سے تمہیں واسطہ ہو گئے دوسرے کو مطلق دخل نہ ہوگا چونکہ تلویشہ و لالی
 میں کمال ہی یہی رعایت کی جائیگی کہ جو کچھ رسوم سرکاری بطریق معمول پیشہ درہ کا ہوتا ہے وہ بھی معاف کر دیا جائیگا سوائے اسکے
 سابق میں ایک جہاں اطراف ہلاوت سے ہمارے ملک میں داور ہوا تھا چنے منگی یہی ہوگی پر خیال کیا تو چند امور خیانت و بوالہوسی
 کے ایسے ملاقات میں آئے کہ جس سے یہ عہدہ گزرا پڑا کہ کسی جہاں ناخواندہ کو بغیر استخوان ہرگز اپنے محفل خاص میں دخل نہ دینگے اور نہ
 بسوگ ملاقات پیش آئینگے ہاں اس امر میں مجبور تھیں ہیں کہ ہمارے یہاں عہدہ داری سے زیادہ عہدہ کوئی کام نہیں ہے اس لیے وہ ہے جو کوئی
 وار و صا در ہو اسے جہاں سمجھنا واجب ہوتا ہے اور جہاں کی بدارات تو اضع نکرنا یہ شرط دروت و انسانیت کے خلاف ہے خصوصاً
 رئیس کا کوئی کام بدتر اس سے زیادہ نہیں ہے کہ کج خلقی جہاں سے کرے اور محفوظ رقم دیکھو کہ باین تقریب حق خدمت را کہیں سلطنت کو
 کبھی پر تو انوار جمال ہمارا میسر نہیں آیا پھر یہ جہاں کیا چیز ہو چہ ہے خواہش ملازمت رکھتا ہو اور خیر نام اسکو بھی گوارا کرتے لیکن
 اس جہاں اول نے جسے کم ظرفی کو کام فرمایا اور ہمارے مرتبے کی قدر کی اور صبح و شام کو نادانی سے یکساں سمجھا ہینے اس قول پر
 عمل کیا سعدی شیرازی بیست

جواز قوسے یکے بیدار نشی کرد

کہ نہ را منزلت باشد نہ مہ را

پس اسکا نتیجہ نکلا کہ چنے قطعاً ملوک ملاقات ہر ایک مہمان سے ترک کر دیا محفوظ اور سعید در قریع کرسی نشین بعد حصول جواب
خصت ہو گئے اور ارشاد بادشاہ چچاہ شاہزادہ سے بیان کیا شاہزادہ اس جواب طعن آمیز سے سمجھا کہ شہ کرسی کی بادشاہ یہی ملکہ
کو بہار نکلتا ہے فردرہ ہو کر جب خوب غور کیا تو بجز اپنے اور کسی کو ان اوصاف سے موصوف نہ پایا کہ سوامیرے کون طلسم میں آیا اور کسے
خیانت کی کہ جو اس دلربا و آفت جان نے اسکو بجا سے بند کھڑا کیا اور سر اسر غلط معنائیں طعن طبیعت سے پیدا کرتی ہو میں نے سونے
ملکہ صبح و لکشا سے ملتفت ہونے کے اور کیا گناہ کیا یہ البتہ اسکو ناگوار گذرنے کی بات ہو میں نے حفیظ ثریا مکان میں منقطع زرین مکر
کو اس نظر سے کہ یہ بندہ خدا ناحق ہلاک ہوتے ہیں اور انکے ساتھ انکے والدین کا بھی خون نفٹ ہو گا یہ خیال کر کے خوف خدا
یکام کیا تو اسکا خطاب لال ہکو ملا کیا کہ روں مجبور ہوں کہ اسوقت میں موجود و نقاد و نہ اسکا جواب تھا کہ غیور

نہیں پروا ہمارے قتل سے گراؤ و نفرت ہو | بہت لمبا ٹینگے قاتل جو میرا نیا ملالت ہو

القصر محفوظ اور سعید نے حسب الحکم بادشاہ کے ملکہ فرنگ سلطان کا حفیظ ثریا مکان سے عقد کر دیا اور خواجہ پائیس
سوداگر کو تو قتل کیا لیکن باوجود اس شادی و خوشی کے حفیظ ثریا مکان اور سلطان فرنگ بعد مدت مدید کے اپنے مقصد
دلی کو پہنچے اور ہر وقت شاہزادہ کے بارہ میں دست بہ عار ہتے تھے اس اثنا میں دوسرے روز بادشاہ نے تخت شاہی پر
اجلاس فرمایا اور اہل دربار کو حکم طلب ہو چکا یا مجری سلام سے بہرہ یاب ہوئے اور یہ خبر مشہور ہوئی کہ کل بعد اجلاس اوان خاص
کے بادشاہ منزل اعلیٰ کو نہضت فرمائے شاہزادہ نے محفوظ سے کہہ دیا کہ منزل اعلیٰ کون جا رہی انھوں نے کہا نام تو نشا ہو لیکن ہم
واقعہ نہیں اتنا جانتے ہیں کہ تمام طلسم میں وہ مقام اعلیٰ تر ہو اور زمین بھی اس ملک کی سب ملکوں کی زمین سے بلند تر ہو یہی وجہ
ہو کہ اسے منزل اعلیٰ کہتے ہیں دوسرے بادشاہ کا مقام دارالسلطنت وہی ہو اور وہیں رہتے ہیں اور بطور دوری اسکے اور ملکوں میں
مسافر تشریف لپاتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا اور قلمدار تھا کہ بادشاہ کو بادشاہ کہنے کو دل گوارا نہیں ہو گا کہ اسکا بادشاہ
میں عمدہ صفات انصاف کی ہو ساتھ برباری کے چنانچہ عدالت و انصاف بیان جانتے ہیں نہیں کہ کسے کہتے ہیں اور حائل کا
کیا ذکر ہو محفوظ نے کہا استغفر اللہ بادشاہ ہمارا کسی پر ظلم نہیں کرتا حضورنا حق یہ کلمہ ارشاد فرماتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا
کہ جسکو میں سمجھا ہوں اگر بہرہ بادشاہ ہو تو ہلا شہم ایسا جفا پیشہ قاتل و بے درددل و بے رحم جہان میں شاہد دوسرا ہو بلکہ ہو گا تو خود
منصف ہو کہ اس سے زیادہ اور کیا ظلم ہو گا کہ اسنے مجھے اپنی مجلس میں آنیکا کہم دیا اور عرض منست و سماجت کے کلمات سخت و قلیل
کہلا بھیجے ہی شرط مہمان نوازی و قاطر و دراست ہو سعید نے کہا ای حضرت اب آپ خاموش ہو رہے ہیں ایسا لفظ گستاخانہ بادشاہ
کی نسبت کہنا مناسب نہیں ہیں آپ غور فرمائیں کہ ہم لوگ بادشاہ کے گویا ہاتھ میں اور کل مورالی اور ملکی کے ہم مختار ہیں لیکن
آجک ہم نہیں جانتے کہ جال چہرہ مبارک کیسا ہو آواز البتہ سنی ہو اور نہ یہ معلوم کہ بادشاہ خود ہم کلام ہوتے ہیں یا کوئی متوسط ہو
شاہزادہ نے فرمایا میرے اور مختار سے معاملہ میں فرق ہو اسواست کہ میں مہمان ہوں اور تم ملازم ہو تنگد و عوی برابری کسی طرح
لازم نہیں محفوظ نے کہا ملازم کیسا بلکہ غلام شاہزادہ نے فرمایا اس سے مجھے کچھ غرض نہیں ہو کہ تم ملازم ہو یا غلام میں یہ کہتا ہوں کہ

بادشاہ کو جہان سے ایسی کج خلقی لازم نہیں ہو محفوظ نے کہا بادشاہ کے طرز کلام سے ثابت ہوتا ہو کہ کسی جہان نے اُسے کوئی حرکت ایسی لگوئی ہو کہ جس سے طبع نازک کو لال ہوا ہو اس جہت سے اُنھوں نے یہ کہا شاہزادہ نے فرمایا کہ تھے اُسوقت نہ پوچھا کہ وہ جہان کون تھا اور اُسے کیا مقصود کیا اور کیا سبب ہو کہ ایک گناہ کرے سب گناہگار ہو جائیں محفوظ نے کہا ہماری کیا مجال ہو ہم جب تک وہاں رہتے ہیں امید و بیم میں گذرتی ہو شاہزادہ نے کہا اگر ایسے ہی بادشاہ سے خائف ہو تو مجھے تمھارے مکان پر رہنا مناسب نہیں ہو شاید میری وجہ سے تم کسی بلا میں مبتلا ہو جاؤ آخر افسوس کرتا ہوا محفوظ کے مکان سے چلا آیا حقیقت نے عرض کی اے شہزادہ ہم غریبوں سے ناراض ہونا حضور کا ناحق ہو ہم آپ کے فرمان بردار ہیں اور ان کے ملازم ہیں ہم کو ہرچہ دونوں صاحب کی طاعت واجب و لازم ہو شاہزادہ نے فرمایا وہ من توکل علی اللہ فوجہ سبب ہر چند سبب بنت کہا لیکن شاہزادہ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور کہا جو امر تقدیری ہو وہ ہو گا وہاں سے آکر بازار میں ایک دوکان پر بیٹھ گیا مالک دوکان بھی بحسن سلوک و مدارت پیش آیا اور حاضر پیش کیا شاہزادہ نے کچھ نوش فرمایا اور پھر غم و دلدار و فراق پار میں نالہ و زاری کرنے لگا جب چار گھنٹی رات آئی حقیقت شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا بے خدا حضور غریب خانہ کو سرفراز فرمائیں شاہزادہ نے فرمایا اول یہ کہو کہ جب بادشاہ تمھارا دیوان خاص میں اجلاس کریگا تو کس قدر لوگ ہونگے حقیقت شریامکان نے عرض کی قریب چار سو آدمی کے ہونگے انکا نام فرست میں مندرج ہو شاہزادہ نے کہا کچھ ہونا ہو وہ ہو گا میں ضرور جاؤنگا اگر شمشیر طلسم ہمارے ہی واسطے ہو تو خیر کچھ مضائقہ نہیں بیست

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی اوست	موجب شہرت و مہمانی و خوش کامی اوست
حقیقت شریامکان سنا کیا کچھ جواب نہ دیا بعد اسکے اپنے مکان پر چلا آیا شاہزادہ دوسرے روز در قلم پر پہنچا تمام عائد شہر آکر جمع ہوئے اور سب نے بادب سلام کیا اور بعض نے نصیحتاً شاہزادہ کو سمجھایا کہ بے اجازت قلم میں تشریف لیجانا آپ کا مناسب نہیں ہو شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اور اُنکے ہمراہ ہوا وہ سب بعد طے کرنے ساٹھ دروازوں کے ایک مکان تار یکس میں پہنچے اور دونوں طرف صفت باندھ کے دست بستہ کھڑے ہوئے شاہزادہ نے دل میں کہا دیکھیے اندھیرے میں صورت بادشاہ کی کیونکر دکھائی دیتی ہو یکایک ایک روشنی خود بخود پیدا ہوئی اور سارا مکان تار یک منور و معطر ہو گیا سب حاضرین دربار نے اپنا اپنا سر نیچا کر لیا شاہزادہ نے بلکہ نو بہار گلشن افروز کو وہاں تخت نازیر باد قاریٹھے دیکھا اور ملکہ صبح و لکشا کو گیس رانی کرتے ملا حظہ فرمایا اور ایک اہل شب چراغ ایسا دھندلہ سرور ملکہ نو بہار گلشن افروز کے صندوق سے رہا تھا کہ اسکی شعاع سے تمام مکان روشن تھا شاہزادہ بجز دیکھنے بلکہ نو بہار گلشن افروز کے دوسرے ملا گردان ہوا اور تیغ طلسم کا بھی خیال نہ رہا ملکہ نو بہار گلشن افروز میں حسین ہو کر بولی اے صبح و لکشا	
برخت فیض خاص خود برسم جویشین رفتہ	نخلی در میان آمد تو با شایجا کہ من رفتہ
ملکہ صبح و لکشا نے جواب دیا اے ملکہ آفاق اگر اکل ہو تمھارا جہان غریز ہوا اور اگر آئینہ رحمت ہو تمھاری شان میں نازل ہو	

مجھے اُس سے کیا ملے نو بہار گلشن افرورنے کے کما الحق تجھے کچھ نہ ہو نہیں ہو مگر وہ تیری طرف بالحق راغب ہے مائل نو بہار وہ سنے سوال و جواب ملک صبح و لکشا کا شہادہ و فقہا وہ تخت غائب ہو گیا اور وہ مکان اول سے زیادہ تاریک ہو گیا شاہزادہ نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو مکان محفوظ میں اپنے کو پایا بہت گھبرا یا محفوظ اور رفیع کرسی نشین بھی موجود تھے شاہزادہ بے اختیار اس درو سے روپا کر سب بچیں ہو گئے اور فرمایا اب میں معلوم ہوا کہ تمہاری بادشاہ سلطہ نو بہار گلشن افرورنے اور طرز کلام سے اسکے ثابت تھا کہ مجھ سے کچھ خاطر ہو غیر خداوند عالم اُس ظالم کو یہ توفیق غنایت فرمائے کہ وہ میری خطا سے درگزر سے درمنا انجام مجھے اپنا اچھا نہیں معلوم ہوتا محفوظ و سعید نے عرض کیا کہ امی شہر یار بخدا ہم ایسے عاجز و مجبور دلا علم ہیں کہ ہماری فہم میں آپ کی ایک بات سبب نہیں آتی و انتا علم نو بہار کا نام ہو اور عجائبات کیا شہر نو بہار شاہزادہ نے کہا ہم تم میں کس طرح پہنچے محفوظ نے کہا جب آپ دربار میں بیہوش ہو گئے ہم آپ کو وہاں سے لے آئے شاہزادہ نے کہا بادشاہ نے کس طرف تہمت کی محفوظ نے کہا ہمارے بادشاہ کے ہزار ہا مکان و مقام میں جہاں چاہا وہاں تشریف لیگئے شاید بموجب مشہور کے منزل اعلیٰ میں گئے ہوں تو عجب نہیں ہو جسکو منزل گردان کہتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا منزل گردان کہاں ہو محفوظ نے کہا صاحب اپنے دیکھا ہو تو کہیں شاہزادہ نے قلمدار سے کہا تمکو ہماری پریشانی کا مطلق خیال نہیں ہو کہ ہم کیسی سخت مصیبت میں مبتلا ہیں بیت

چھلکتا ہوں رات دن تب بوقت میں یا رکی	دھونڈھوں کہاں میں جا کے دوا اس بخار کی
--------------------------------------	--

محفوظ نے کہا ہم ہر کیف فرما ہوا رہیں جو ہے فرما سبے بجالاتین شاہزادہ نے فرمایا اول یہ بیان کرو کہ تمہارے بادشاہ کے دل میں کینہ رہتا ہو یا جلد اصلاح پر مزاج آجاتا ہو اس سوال سے محفوظ اور سعید خوب ہنسے اور عرض کیا امی شہر یار میں اول ہی خدمت شریف میں اتنا مس کر چکا ہوں کہ بادشاہ کو فدوی نے کچھ نہیں دیکھا اور حضور ہر مرتبہ حال بادشاہ کو پوچھتے ہیں آیا حضور براہ خوش طبعی فرماتے ہیں یا واقعی شاہزادہ نے فرمایا یہ جھوٹ تھا ہمارے قیاس میں نہیں آتا جس مکان میں تمام بھی موجود تھے ہاں دیکھنے کے مقدمہ میں غدر تھا اور سب سے کہہ کر مگر ان استادہ تھے شاید نہ دیکھا ہو گا مگر قانون سے ضرور سنا ہو گا کہ جب سلطہ نو بہار گلشن افرورنے ملک صبح و لکشا سے کہا اور صبح و لکشا نے جواب دیا محفوظ نے کہا حاشا ہمیں اس حال سے مطلق آگاہی نہیں ہو اور نہ کوئی صدا ہمارے کان میں آئی شاہزادہ نے فرمایا فیہر اب مفصل اپنے بادشاہ کے مالک میرے آگے بیان کرو سعید نے کہا امی شہر یار عالیجاہ اس سرزمین کے مالک مثل باختر کے بے حساب ہیں شاہزادہ نے پوچھا زمین باختر کہاں ہو سعید نے کہا نفاذ باختر لغت میں جانب مغرب کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ایک ملک وسیع ہو کہ اسکے شہروں کا حساب شمار نہیں ہو سکتا یعنی جو کتاب زمین باختر کے حال میں نظر سے گزری اُس میں نام مختلف شہر و بلاد کے لکھے ہیں اور کئی کتاب میں ان شہروں کا نام مکرر نہیں ہو اسی وجہ سے غلام نے عرض کیا اس سرزمین کے بھی شہر زمین باختر کی طرح بیشتر ہیں شاہزادہ نے پوچھا تاریخ باختر میں کیا تحریر ہو سعید نے کہا باختر دوسری جلد ایک تاریخ کی ہو اُس میں حالات تاریخی اس ملک کے بادشاہوں

کے ترقیم ہیں اور غوام اسکو رموزِ حمزہ بھی کہتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا شاید قصہ حمزہ واقعی ہو سعید نے کہا جو بات کہ زبانِ زوغلان پر اُسکے بیان کی ضرورت کیا ہو اسبطرح اب غور فرمائیے کہ آپ نے کیا کیا تماشادیکھا اُسکا جواب دوسری جادو تھا اور وہ معاملات نظرِ اقدس سے گزرے ہیں کہ اگر آپ کسی سے بیان فرمائیں تو اُسکو یقین نہ آئیگا اور آپ نے واقعی ملاحظہ فرمایا ہو شاہزادہ نے فرمایا درست کہنے ہو بعد وہاں سے سعید کو حصار کے مکان پر آئے اور لو حصار سے فرمایا اے یار میری خاطر سے پھر دیکھو کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہی میسر ہوگا یا نہیں اور جو ملال کہ ملکہ کے دل میں میری طرف سے ہو وہ بھی برطرف ہوگا یا نہیں سعید نے کہا پھر و مرشد ہیں نے لوح دیکھی نہیں ضرور ہوگی الا بعد دفعِ ملال اور بغیر اسکے وصال بلکہ بہت دشوار معلوم ہوتا ہو شاہزادے نے کہا کہ دفعِ ملال کا علاج غیر ممکن ہو

از یار علاج دل خیدا شدنی نیست | جلا د جفا پیشہ سچا شدنی نیست

خیر اب اس مقدمہ کو حوالہ بخدا کر دو اور ایک التجا قبول کرو کہ وہ دعا جو عرض میں بیت المعمور ثانی کے ورد کرتے ہو کچھ قلم کر دو کہ اُسکی برکت سے انجامِ مرام ہوتا ہو شاید مجھ پر وہ چارہ ساز عالم اپنا رحم فرمائے کہ میری بھی تمنا ہے دلی برائے شاہزادہ کے اس عاجزانہ کلام سے سعید ابدیدہ ہو گیا اور کہا اے شہر یار آپ کو خداوند جہان مقاصد دلی کو پہونچائے غلامِ فرمان بردار ہو دعا کیا میری جان حضور پرستے تبار ہو الا اَجَلِ راہِ بیت المعمور بہت سخت و دشوار گزار ہو کیونکہ جانورانِ صحرائی مثل شیر وغیرہ کے اس فصل میں سدا رہا ہوتے ہیں اس دشت پر خار سے تنہا جانا حضور کا مناسب نہیں ہوتا زمانِ حج آپکو صبر ضرور ہو کہ انسان کو حفظِ جان بھی ضرور ہو شاہزادہ نے فرمایا اے برادر اگر ہر ایسی ہی پابندی کرتے تو آج تک نہیں معلوم کہاں ہوتے اور اس نوبت کو نہ پہونچتے طلسمات سے زیادہ یہ راہ نہیں دشوار ہو تم اگر دعا پتاؤ تو خیر و نہ خدا حافظ شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا سعید سمجھا اب انکا قیام غیر ممکن ہو کہا بہت خوب ہم اُٹھو اسم پاک پہو اسے یاد فرمائیے شاہزادہ وہ اسم یاد کر کے وہاں سے روانہ ہوا دیکھا تو واقعی گرگت شیر و عقرب و مار اس راہ میں بکثرت ہیں لیکن شاہزادہ کو کوئی صدمہ نہ پہونچا شاہزادہ نے تیسرے روز بخیر و عافیت تمام بیت المعمور میں داخل ہو کے مقام کیا اور دو رکعت نماز حاجت ادا کر کے داخل ہوا بعد اسم شروع کیا ہنوز اعداد اسم تمام ہوئے تھے کہ دروازے مسجد کے وا ہوئے اور ایک جوان صاحب جمال و رویش صفت مسجد میں آیا اور شاہزادہ کو بکمال شفقت و محبت سلام کیا شاہزادہ نے بعد جواب سلام غور سے دیکھا تو اقبال شاہ مالجا ہو شاہزادہ بعد ختم اسم اقبال شاہ سے بے تلکیر ہوا بعد ازان اقبال شاہ سے تبدیل لباس کو پہونچا اقبال شاہ نے کہا میں آپ سے خصت ہو کر راہِ راست اپنے مرشد کے مقام پہو پہونچا مستقبل کو خبر ہوئی مستقبل نے وہ کفن مرشد کا جسکا ذکر میں نے حضور سے کیا تھا ہر چند آپسین مریدوں سے نہایت فساد ہوا کہ ہر ایک کو اُسکی خواہش بجان و دل تھی جب میں پہونچا چونکہ میری قسمت میں تھا مجھکو ملا میں نے کہا لیا بعد ایک لفظ کے حالت میری خود بخود غیر ہو گئی بعد تھوڑی دیر کے سکون ہوا اور دل میرا بحال ہو گیا پر دے حجاب کے اُٹھ گئے اور عالم ملکوتی نظر آنے لگا اب تمام جہان پیشِ نظری ہر شخص کے حال ظاہری و باطنی سے آگاہی ہو جان جی چاہتا ہو بلا مشقت چلا جاتا ہوں گویا تمام دنیا اس بدترین غلامی کی سیرگاہ ہو اور حاضر و غائب ہو جائیگا اختیارِ مطلق ہو جب یہ مرتبہ حاصل ہوا ایک روز خدمت

مین مرشد کے آپکا مالی مفصل غرض کیا اور اپنے وعدہ کو بھی کہا کہ میں نے شاہزادہ معز الدین کو منزل مقصود پر وعدہ پہنچا
کا کیا ہو اسکا ایثار ضرور ہو مرشد نے فرمایا کیا معنائی ہے اور بیت المعمور سے شاہزادہ کو منزل مقصود پر پہنچا لہذا
حسب الحکم مرشد کے تمھارے پاس آیا ہوں شاہزادہ نے فرمایا خوش حال ستارا کہ تم اس مرتبہ عالی کو پہنچے لیکن حیرت کی
بات ہو کہ مقبل کا تختہ باوجود اس کوشش و سعی و جانفشانی کے عقد تو دختر سلطان روح الملک سے کر دیا لیکن عروس
کی صورت سے وہ سچا رہ آشنا ہوا یہ امر مذہب ہی رہ گیا اور جو پوچھ سببت کہ بعد تمھارے بھیہ گزری قابل سننے کے ہو اور نہایت
حیرت انگیز ہو اقبال شاہ نے کہا بیان کرو وہ کیا سرگذشت ہو شاہزادہ نے ملاقات کرنا ملکہ صبح و لکشا سے اور
۱ دارہ دشت ادبار ہونا اپنا بیان کیا اب راوی گزاریں کرتا ہو کہ بوجہ اسکے کہ اقبال شاہ نے شاہی دنیا
کو ترک کر کے فرقہ فقیری اختیار کیا کہ شاہی آخرت ہو بنا برائے اس نام میں بھی علامت کچھ ہونا چاہیے تاکہ شناخت مراتب ہو لہذا
اقبال شاہ کے نام کی شاہی جو کہ آخرین تھی وہ اول میں آئی یعنی شاہ اقبال ہو گئے اور سامان سلطنت دنیا کی شاہی آخرین تصور ہونا چاہیے فقط
انقصہ شاہزادہ اپنی کیفیت اقبال شاہ سے کہ چکا تھا اقبال شاہ نے کہا تو شہر یار ملکہ ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک
اور مقبل میرے بھائی کی حکایت عجیب و غریب ہو جب تک اس حال سے اطلاع ہو تو تم خود سمجھو گے کہ جس واسطے کوشش میں نے ظلم
میں کی وہ سب گویا خاص اپنے ہی واسطے تھی مقبل کو کچھ اس سے سروکار نہ تھا یقین ہو کہ یہ حال عنقریب تم پر حالی ہو جائے اور میرے
بیان کی ضرورت نہ آئے بلکہ یہ آید زانی بڑا یہ بھی گواہ ہو وان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیہ سوف یرکب لیکن شکر کرتا
ہوں میں اس بات کا کہ تم کو معلوم ہو گیا کہ خوبہ تمھاری تمامی عجائبات کی بادشاہ ہو اور تمھارے بیان سے ثابت ہو کہ وہ
کسی وجہ سے تم سے کشیدہ خاطر ہو اور تم سے معاملہ راز و نیاز میں کچھ دخل نہیں نہ جگو یہ قدرت ہو کہ میں جبہ تعدی ایسی نہ ہو
تمھارے حال پر ہریان ہو جائے بیت

بیان عاشق و معشوق رنر نیست	کوا کا بین را ہم خبر نیست
<p>مگر یہ بخش و برہمی مزاج با اعتبار رشتہ عشوقی کے ہو انشاء اللہ تعالیٰ ایک وقت ایسا آئے گا کہ خود بخود وہ تم سے صاف ہو جائیگی اس واسطے کہ ہر امر کا ایک وقت عین ہو لیکن اب تصور فرمائیے کہ بارہ مرحلات ظلم عظم کی سیر آپ نے کی ان میں چار ظلم عناصر اور آٹھ ظلم فلکی اور ظلم نہم کی بھی سیر کی تو بہت پہنچی ہو جسکو قصہ ناوہ رازدار کہتے ہیں اور ناوہ رازدار تمھاری سالی یعنی تمھاری معشوقہ کی رضاعی بہن ہو جب ناوہ کے قصہ میں پہنچو گے تو وہاں چند اشیا کی حقیقت معلوم ہوگی اب میں اس واسطے حاضر ہوا ہوں کہ ظلم نہم میں آپ کو پہنچا دوں شاہزادہ نے فرمایا امیر برادر گرامی قدر بقدر اس امر میں جلدی کر و گئے مجھ پر احسان ہو اقبال شاہ نے پوچھا جب پہلے تم واسطے سیر جہاں مثلثہ کے اس مسجد میں آئے تھے تو تینے یہاں کیا تماشا دیکھا تھا شاہزادہ نے کہا عالم واقعہ میں دیکھا کہ ہر محراب میں ایک منبر زرنگا رکھا ہو اور ہر منبر پر ایک واعظ و عظم کہا ہو دوسرے یہ کہ شمار میں نو منبر تھے لیکن نو منبر پر کوئی واعظ نہ تھا میں نے پوچھا کہ وہاں منبر کیوں غالی ہو ایک شخص نے</p>	

جواب دیا کہ واعظ منبرنہم ابھی نہیں آیا اقبال شاہ نے کہا اس وقت تک منبر ششم سے کام تھا یعنی راہ حصار چار مثلثہ کی پوجتا تھا اور اب کی کام منبرنہم سے متعلق ہے آج تم اس شیخ کو چڑھو کہ یہ وظیفہ عرش اعظم کا ہے اور جو کیفیت کہیلے نظر آئی تھی وہی آج بھی دیکھو گے لیکن جب واعظ منبرنہم پر جلوہ گر ہوئے اسکو سلام کرنا وہ تیسے پوچھتا کہ کون ہو کہنا کہ ہم کائنات ظلم کے مہمان ہیں پھر وہ سوال مطلب کریگا کہنا کہ سیر منزل اعلیٰ کا قصد ہے پھر جو وہ فرمائے عمل میں لانا پس اب میں رخصت ہوتا ہوں جب تک کہ پھر کوئی کام پیش آئیگا حاضر ہوں گا شاہزادہ نے کہا اب یہاں سے کہاں کا قصد ہے اقبال شاہ نے کہا کوئی جاے معینہ جانے کی نہیں ہے کہ میں بیان کروں سے

رشتہ در گردنم افکنده دوست
میسر و ہر جا کہ خاطر خواہ دوست

پس شاہزادہ اور کچھ کہنے کو تھا کہ اقبال شاہ آنکھوں سے غائب ہو گیا شاہزادہ متحیر رہ گیا غرض مابین عصر و مغرب موافق ارشاد اقبال شاہ کے وہ اسم شروع کیا ایک ساعت نگذری تھی کہ ہزاروں جانور ہر رنگ کے آسمان سے آنے شروع ہوئے اور حوض میں غوطہ مارا اور انسان ہو گئے اور بلباس فاخرہ سب نے وضو کیا ایک نے اذان دی دوسرا امام ہوا سب نے بجماعت نماز ادا کی بعد فراغ نماز سب ہی تسبیح جو کہ شاہزادہ پڑھ رہا تھا پڑھنے لگے جب تسبیح ختم ہوئی اس شخص آنکھوں منبروں پر جا کر ذکر حق و تعریف و توصیف خالق بیان کرنے لگے بعد اسکے وہ شخص جو امام سب کا ہوا تھا نوین منبر پر گیا اور وعظ شروع کی شاہزادہ نے جو رونق کہ اول مسجد میں بھی تھی اب اس سے ہزار و ہزار زیادہ پائی یعنی ہزار ہا قندیلین یا قوتی و زمر دی و الماسی و کھراجی ایسی روشن تھیں کہ نظر کام نہ کرتی تھی اور تمام مسجد منور تھی اسی طرح سب اپنے دوش و غیرہ کو بھی خیال کرنا چاہیے شاہزادہ نے ہر منبر کے واعظ کے جب کلمات سنے تو ہر ایک مصداق اس قول مشہور کا تھا ہوا الطبع الاشباع بجواہر لفظ و یقرع السماع بزواجر واعظ غرمنکہ شاہزادہ کو کلام ان بزرگوں کے نہایت پسند آنے لگا ورتک سنا کیا بعد اسکے حصول مطلب کے لیے اس منبر کے پاس پہنچا اور سلام کیا واعظ نے بعد جواب سلام پوچھا تم کون ہو اور کیا مطلب ہے شاہزادہ نے کہا میں مہمان کائنات ظلم ہوں واعظ نے سرتوہ تعظیم کی شاہزادہ نے فرمایا اے خدا آگاہ

خواہم از لطف تو جاد منزل علی کن
در قد دلدار سیر عالم بالا کن

واعظ نے کہا اگر آپ کا یہ قصد ہے تو اول یا علی الاعلیٰ کہو اور اول زینہ منبر قدم رکھو جو نہیں شاہزادہ نے زینہ پر قدم رکھا وہ زینہ اسقدر بلند ہوا کہ قریب آسمان اول پہنچا واعظ نے کہا دہنے اور بائیں ملاحظہ ہو کہ قدرت قادر حقیقی کا تماشا ہے شاہزادہ نے جب غور کیا دیکھا تو تمام عالم نور سے منور ہوا اور ایک خلقت منبر پوش صاحب جمال ذکر پروردگار لایزال میں مشغول ہے اور مکانات بھی منبرین اور غرق مکانات سے ہزار ہا تارنیں ماہوش جامہ منبرینے عجیب ناز و انداز سے بیٹھی ہیں اور ہر ایک کا اشارہ طلب ہے واعظ نے کہا اے جوان ذیشان آب زینہ دوم پر شاہزادہ زینہ دوم پر گیا وہ زینہ پہلے سے بھی زیادہ بلند دیکھا اور ایک ستارہ کیود رنگ زینہ سے نکل آسمان پر پہنچا اور اسکے

نور سے تمام جہان روشن ہو گیا بعد ازاں زینہ سوم پر قدم رکھا دہان سے بھی ایک ستارہ سپید رنگ چمکتا ہوا آسمان پر روانہ ہوا
اسکی روشنی تمام مکانات پر نظر آئی اور ہر ایک نازنین زہر جبین اپنے اپنے مکان میں جدا جدا یا دالھی کرتی نظر آئیں جب زینہ
چہارم پر گئے دہان آفتاب عالم تاب کو روشن پایا اور چوکی دیکھی وہ زرد و صاف و شفاف تھی قصہ کوتاہ زینہ پنجم میں ستارہ
نہر خ رنگ اور زینہ ششم میں ستارہ صندلی رنگ اور زینہ ہفتم میں ستارہ سیاہ رنگ لیکن یہ سب نورانی نظر آئے اور منبر سے
جدا ہو کر آسمان پر پہنچے اور سبز رنگ ستارہ نے اپنے رنگ کے نور سے جہان کو ایسا روشن کیا کہ تمام اشیاء اسی کے رنگتے ہوئے
نظر آتی تھیں شاہزادہ قیاسا سمجھا کہ بیان کی سیر بھی ہدیت مجموعی معلوم ہوتی ہو خلافت سیر گیشہ کے کہ وہ افرادی طور
سے متصل تھی اسکے بعد بموجب حکم واعظ زینہ ہفتم پر قدم رکھا اس زینہ سے کوئی ستارہ پیدا نہوا بلکہ خلعت ستارہ ہائے رنگ رنگ
معلوم ہوئے اور شہر کرسی وغیرہ تمام شہر حصا رچا و شعلہ کے پیش نظر تھے علاوہ ازیں فلک قمر سے تا فلک زحل زینہ کے نشیب
میں معلوم ہوئے مگر نشیب ہر فلک کا موافق ہیئت افلاک تصور کرنا چاہیے اب واعظ نے بلند آواز سے کہا اے جہان خیز
اب زینہ نہم پر تشریف لا اور تاکہ میں تم سے ملاقات کروں شاہزادہ نے زینہ نہم پر قدم رکھا واعظ نے ہلو میں بٹھا لیا
اور کہا اے جوان ہمکو ہمتا از درون نگ بسبب عارضہ عشق کے ثابت ہوتا ہے حال اپنا سچ بیان کر دو کہ عشق حقیقی ہوا مجازی جسکو
خیال محض تصور کرتے ہیں شاہزادہ نے تامل کیا کہ اس سوال کا جواب لجا ظ طلب ہو یا نہ کیا جواب دینا چاہیے اگر حقیقی کہتا ہوں
تو حقیقت میں نہیں ہوا اور اگر مجازی بیان کرتا ہوں تو واعظ سمجھے گا کہ یہ شخص بوالہوس ہے جسے خواہش نفسانی کے سبب عشق مجازی
اختیار کیا مگر ساتھ ہی عقل و دراندیش نے ہدایت کی کہ اس دلیل سے حقیقی بھی کہنا لائق ہو یعنی طلسم پاروہ گانہ بحساب اعداد
کرہ ہائے آب و آتش اور افلاک ہشت گانہ بعینہ عالم اسباب کا نمونہ ہیں اور عشقہ میری منہ نو بہار گلشن افرور تمام عجائبات
کی بادشاہ ہو اور میرے دل کی لوح میں بجز خیال اس نہ میندہ نبی آدم کے نہیں پیدا ہوا نہ کسی عورت کو تا اینہم نہ بظہر بد و کیا
دوسرے باعتبار المجاز قطرة الحقیقہ جو زینہ پر قدم رکھتا ہے بے تکلف پشت بام پر جا پہنچتا ہے غرض ان وجوہات کو دلیل اور
برہان قرار دیکر عشق اپنا حقیقی بیان کروں تو کیا عیب کی بات ہو آخر شاہزادہ نے واعظ کو یہی جواب دیا کہ عشق میرا
حقیقی ہے واعظ نے کہا آفرین نہایت دلیل معقول سے جواب دیا اب مجھے اصل حقیقت سے بھی آگاہ کیجئے کہ عشق کس طرح ہوا
شاہزادہ نے از ابتدا تا انتہا تمام سرگزشت بیان کی واعظ نے جسکا نام نوران تھا کہا اے جوان خرد پیست

کے رائے سوئے شاہر و است	کہ راند بدین شامیدی غدر خواست
لیکن جب شاہزادہ ہلو سے واعظ میں بیٹھا اسوقت منبر اپنی ہیئت پر تھا یعنی نہ وہ سیر تھی اور نہ بلند ہی نہ وسعت واعظ سے فرمایا اے بزرگ میں جب زینہ پر قدم رکھتا تھا تو عجیب غریب تماشا دیکھتا تھا اور اب کچھ نظر نہیں آتا یہ کیا ہے اور ان کے کہا کہ انسان کسی وقت عجیب و غریب کیفیت دیکھتا ہے اور کبھی کبھار نظر نہیں آتا مثل خواب کے شاہزادہ نے فرمایا خیر اب مجھے منزل مقصود کی ہدایت کیجئے واعظ منبر پر کھڑا ہوا اور قبلہ اور قطب جنوبی کی طرف پشت کی اور ایک سم چھوڑ کر چھوڑ کر دم کیا بعد اسکے	

شاہزادہ سے کہا اب بنظر غور آپ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا نظر آتا ہو شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ عجیب طرح کی دراندازی و وسعت منبر میں نظر آئی ہے کہ ایک زمینہ گویا ایک فلک ہو سوا اسکے جو شاید پہلے نظر سے گذرا وہ بھی صاف ہر زمین میں موجود ہی ناگاہ منبر کے مقابل درہی چرخ دولا بی شکل نظر آیا جو آخر طلسم افلاک میں فلک رحل کے اندر منزل آفر کیوان میں دیکھا تھا اور سچ میں اُسکے تمام عالم نظر آتا تھا اسے یہاں بھی دیکھا کہ مشرق سے مغرب کو اسقدر تیز روی سے حرکت کرتا تھا کہ تمام اجزا چرخ کے ہرگز محسوس نہوتے تھے اور شہر کرسی وغیرہ حصار چار شمشہ اسکے سچ میں موجود تھے شاہزادہ نظر حیرت سے چرخ کو دیکھ رہا تھا کہ ایک دروازہ نہایت عظیم الشان اس شکل کا چرخ میں نظر آیا کہ کبھی وہ دروازہ نیچا ہوتا تھا اور گاہ اوپر مقابل منبر کے آجاتا تھا نوران و اعظ نے کہا ای جوان صمان جب دروازہ منبر کے مقابل ہو تو بے تکلف جست کر کے اُس دروازہ میں داخل ہو جانا یقین ہے کہ منزل اعلیٰ میں جا پہونچو شاہزادہ نے چند مرتبہ دروازہ میں داخل ہونے کا قصد کیا لیکن خوف ممکن نہوا نوران و اعظ نے کہا بظاہر تم خوف جان سے دروازہ میں جا نہیں سکتے اب یہ اسم تین مرتبہ پڑھ کے دم کر لو پس برکت سے اس اسم کے ایسی ایک شکل دلپذیر و طلعت ماہ منیر نظر آ جائیگی کہ خوف بالکل جاتا رہیگا شاہزادہ نے وہ اسم تین مرتبہ پڑھا اور اپنے اوپر دم کیا ناگاہ سواری ملکہ نو بہار گلشن آفرور کی اندر سے دروازہ کے نمودار ہوئی اور پر یزدان زرین کمر جلو میں یقین

داخل ہونا شاہزادہ عالی مقام کا طلسم فلک اعظم یعنی فلک اطلس میں اور دیکھنا منزل اول میں چند معاملات دنیا کو

القصہ جب شاہزادہ نے ملکہ نو بہار گلشن آفرور کی صورت دیکھی پھر ضبط نہوسکا اور دروازہ میں داخل ہو گیا فوراً ملکہ نو بہار گلشن آفرور غائب ہو گئی مگر رنگ اُس سرزمین کا معلوم نہوتا تھا اور درخت مثل و رختان طلسم سابق کے نہ تھے بلکہ اول سے خوب تر تھے شاہزادہ نے دل میں تصور کیا کہ دوسرے جہان میں ہم ہیں دیکھیہ کہ یہاں کیا ہوتا ہے اتفاق سے ایک ہرن رو برو سے آیا کہ اُسپر جبولی زہر رفتی تھی سینگو ٹیان لقرئی و طلائی جو ہر نگار یقین شاہزادہ از بسکہ صبوکھا تھا ہرن کا قصد شکار کیا وہ ہرن خود شاہزادہ کے پاس آیا اور بزبان انسانی کہا ای جوان نصیب عدا میری نسبت کیا خیال میں گذرا شاہزادہ نے کہا میں نے شکار کا قصد کیا ہی ہرن بولا پھر موقوف کیوں رکھا شاہزادہ نے فرمایا جال ظاہری تیرا مانع ہوا ورنہ ضرور شکار کرتا اب زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہوں ہرن بولا میرا شکار و گرفتار ہونا ایک امر محال ہے بلکہ کی طرح سے ممکن نہیں ہاں اگر طریقہ گرفتاری میرا ٹھکویا د ہو تو شاید ہو سکتا ہے شاہزادہ نے فرمایا وہ طریق کیا ہے ہرن نے کہا میں دیوانہ نہیں جو آپ اپنا علاج بتاؤں اس امر کو اپنے استاد سے پوچھنا وہ تبادیگا شاہزادہ نے پوچھا میرا استاد کون ہے آہو نے کہا میرے غریب خانہ میں جلو میں وہاں تمھاری کمال تکلف سے

دعوت کرونگا اور تمہارے استاد کا نام بھی بتا دو نگاہین نے اکثر آدمیوں کی دعوت کی ہر اسی طرح تمہاری بھی دعوت کرونگا شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ میں نے بھی حیوانوں کی دعوت نہیں کھائی اب تیری دعوت ضرور قبول کرونگا وہ ہرن شاہزادہ کو ایک کنوین پر لایا اور خود کنوین میں داخل ہو گیا شاہزادہ نے جو چاہ کے اندر دیکھا طرفہ تماشاً نظر آیا کہ ہوش جاتے رہے کمال وحشت ہوئی یعنی چاہ کے اندر ایک طرف دیوار پر ایک درخت چھوٹا سا جھریری کا ہوا اور ایک مرد دونوں ہاتھوں سے مضبوط اسکو پکڑے ہوئے دانشوں سے بیرکھا رہا ہوا اور جہاں اس مرد کے دونوں پاؤں ہیں وہاں چار سانپ موزی نمکین رنگ شیش زرد و سفید و سیاہ ہر ساعت اسکی ہلاکت کا قصد کر رہے ہیں شاہزادہ اس کے دو چوہے سیاہ و سفید دانشوں سے درخت کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور بیچ میں کنوین کے ایک اڑدیا سے آتش فشان نہایت خوفناک شعلہ کھولے ہوئے اس انتظار میں بیٹھا ہے کہ جبوقت وہ مرد بیرکھا کے گرے میں اسکو تھک جاؤں اس تماشے ہوش رہا سے تمام بدن شاہزادہ کا مثل بید کے کاٹنے لگا اس مرد بیرکھا نے واسے نے پوچھا اسی جوان کیا تو بھرت دیکھ رہا ہے شاہزادہ نے کہا مجھے حیرت ہے کہ اس جنگلی بیرکھے کھانے سے مجھے کیا فائدہ جسکے واسطے اسقدر تڑپنے اپنے اور شفقت گوارہ کی اور اگر کچھ حاصل بھی ہوا تو لعنت ہے ایسے کھانے پر کہ ادھر تو کانٹے جسم میں گرے جاتے ہیں دوسرے تھوڑی دیر میں چوہے جڑ درخت کی کاٹ کر گرا دیں گے اور تو مع درخت نیچے گریگا دیوان اڑدیا بھٹک جائیگا اور اگر درخت کے گرنے میں عرصہ ہوا تو وہ سانپ تجھے ہلاک کر ڈالینگے پس یہ سب سامان مرگ ترے موجود ہیں اور تو خدا جانے کیا سمجھا ہے کہ اس اور نی چیز کو اسقدر شفقت سے کہا رہا ہے اس مرد نے جواب دیا یہ

کایک جوان گر چشم دل را داکنی	در حساب خود تو ہم مثل منی	ہر یکے را بہر کارے ساختن	حب آن را در دلش انداختن
------------------------------	---------------------------	--------------------------	-------------------------

اب حال اپنا بیان کرو کہ اس چاہ کے کنارے کس چاہ میں آئے شاہزادہ نے فرمایا جبے ایک ہرن لایا ہوا تھے کہا وہی ہرن ہر ایک انسان کو ورغلان کے بیان لاتا ہوا اس چاہ میں گرفتار کرتا ہوا شاہزادہ نے فرمایا معاذ اللہ میں دیوانہ نہیں کہ خود دیدہ و والستہ چاہ میں گرفتار ہو جاؤں اس مرد نے کہا تم تو ایسے چاہ میں گرفتار ہو کہ رہا ہی نہ سکی اس چاہ سے بھی کہیں دشوار ہے جو عذاب کہ مجھ پر ہوا اسکی کچھ حقیقت نہیں ہوا جب طرح سے ہو سکے جلد بیان سے روانہ ہو جاؤ ایسا نہ کہ مبادا کسی علت میں گرفتار ہو جاؤ شاہزادہ فون زدہ وہاں سے روانہ ہوا اور دل میں کہتا تھا کہ عجیب و غریب تماشاً دیکھنے میں آیا کہ تپاس سے باہر ہر رفتہ رفتہ اسی خیال میں ایک کشت زار میں پہونچا دیکھا ایک مرد وہقانی وہاں آیا اور آئے ایک مشت گندم کھیت میں ڈال دیے اُس میں سے چند دانہ کنارے پر کھیت کے گرے اور چند دانے ایک پتھر پر اس گنوار نے آسمان کی طرف دیکھ کر کچھ دعا کی ایک ابر آیا اور وہ برساتیں اُن والوں تک پانی نہ پہونچا جو کہ کنارے پر کھیت کے گرے تھے اس آشنا میں کچھ جانور آئے اور وہ دانے چر گئے اور جو دانے کہ پتھر پر تھے بوجہ خاک کے وہ روئیدہ ہو گئے بعد اسکے شک ہو گئے اور جو بیج کھیت میں پڑے تھے اُن میں تھوڑے جابے پُر خاں میں پڑے مگر جب وہ خوشہ نکلنے کے

قریب پہنچے وہ خار باج ہوئے اور اسوجہ سے ناتمام رہے اور جو اچھی زمین پر پڑے تھے اسی وقت روئیدہ ہو گئے اور ان میں خوشے آئے دھقان نے وہ خوشے اپنے ہاتھ سے صاف و پاک کیے بعد اسکے شاہزادہ کے سامنے رکھے شاہزادہ نے پوچھا یہ کیا ہے دھقان نے کہا اے جوان ہمان یہ خوشہ گندم تمہارے واسطے لایا ہوں اسے کھائیے شاہزادہ نے وہ گہون کی بالیاں لیں مگر کھانے میں تامل کیا دھقان بولا سبحان اللہ اس نقش فانی کو نظر تو جہ دیکھنا اور اس دولت و نعمت باقی کے کھانے میں تامل کرنا یہ شیوہ الضاف سے بعید ہے شاہزادہ کے دل میں اس گنوار کے کھنے نے ایسی تاثیر کی کہ وہ گہون فوراً کھائے واقعی وہ نہایت اللہ کے تھے اور اسی قدر گندم سے شاہزادہ سیر ہو گیا بعد اسکے اس گنوار سے کہا اے مرد میں پیاسا ہوں اُسے کھا وہ سامنے دھون کے غنچہ میں چشمہ شیریں ہر شاہزادہ نے جو دھون کی طرف دیکھا اُدھر گنوار غائب ہو گیا جب قریب غنچہ پہنچا ایک دریائے بے پایان موج زن پایا پانی نہایت صاف و لطیف نظر آیا شاہزادہ نے ہنوز پانی نہ پیا تھا کہ ایک جانور آسمان سے آیا اور اُسے ایک قطرہ اپنی پیچ میں لیکر مشرق کی طرف پھینک دیا بلکہ اسی صورت سے چاروں طرف وہ پانی پھینکا اور ایک قطرہ دریا میں سے لیکر پھر دریا میں ملا دیا شاہزادہ کو اس امر سے اور زیادہ حیرت ہوئی ناگاہ ایک مرد مہمیا وضع شاہزادہ کے پاس آیا اور اُسے کہا اے جوان کس فکوحجبا میں مبتلا ہو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر نے بھی یہی تماشا دیکھا اور اصل کیفیت سے آگاہ ہوئے تم کس شمار میں ہو شاہزادہ تو پانی لیکر پیشہ زوانہ ہوا چند قدم کے بعد دوسرے سواد شہر نظر آیا شاہزادہ نے بیرون شہر ایک مرد سے حال شہر دریافت کیا اُسے پہلے شاہزادہ کو نظر غور دیکھا بعد ازاں کہا اے مرد بجز ہمتاے آج تک کوئی مسافر اس شہر میں وارد نہیں ہوا شاید تم وہی ہمان ہو جسکا نام تمام شہر میں مشہور ہو رہا ہے شاہزادہ نے کہا اپنی حقیقت میں تیرے سامنے کیا بیان کروں پہلے تو بیان کر کہ اس شہر کا کیا نام ہے اور بادشاہ یہاں کا کون کا کیا مقام ہے اور نام ہمان کس طرح شہرت پذیر ہے اُس مرد نے کہا اے جوان دیشان اس ملک کو مقام حیرت کہتے ہیں اور اس آبادی کو شہر صورت پرستان مشہور کرتے ہیں اور اگر زیادہ تر حال شہر ٹکوپو چھپا ہو آگے جاؤ در شہر بنا ہا بردار و غم شہر ملک ارفع موجود ہے اُس سے دریافت کر لینا شاہزادہ ہمان کی تشریف آوری کا وہ شہر ہے لیکن دو ملک بطور نصیحت اگر جی چاہے تو فجر سے سُن لو یقین ہے کہ تمہارے مفید مطلب ہونگے شاہزادہ اُس سے بخلگیر ہوا اور فرمایا اے شفیق فرمائیے وہ کلمہ نصیحت کون ہیں اُسے کہا اے جوان مسافر روز گذشتہ شہر میں بادشاہ کی طرف سے منادی ہوئی ہو کہ جو انسان عشق و عاشقی یا محبت و الفت کا ذکر کرے گا یا بادشاہ کی ملاقات سے آزاد کیا جائیگا شاہزادہ نے پوچھا آزادی کس شہر سے مراد ہو اُسے کہا بیرون شہر ایک پہاڑ ہے سر بفلک کشیدہ اور اس طرف پہاڑ کے بجز دھوین اور تاریکی کے کچھ نظر نہیں آتا جب کوئی آدمی بادشاہ کی تافرمانی کرتا ہوا سکو یہ سزا دی جاتی ہے کہ پہاڑ سے وہ مناک تاریک میں پھینک دیا جاتا ہے جس حال میں تم غریب وطن مسافر ہو اور پہلے مجھ سے ملاقات ہوئی اس واسطے بادشاہ کے حکم سے میں نے تمہیں مطلع کر دیا تاکہ تم نادانستہ ہو ایسا نہ کہ تمہاری زبان سے کوئی بات عشق و محبت کی نکلی جائے تو اسوقت مجھے آپ نعرین کریں کہ عجب ایک مرد نالائق سے ملاقات ہوئی جس نے مجھے اس امر سے آگاہ کر دیا آئندہ آپ کو اپنے قول و فعل کا

اختیار ہو شاہزادہ نے فرمایا اے عزیز حکم بادشاہ کا لا موزن کے واسطے یہاں سے لے کر یہاں کے لیے میری نسبت ایسا حکم جاری نہیں ہو سکتا
بہر حال شاید عالم شہر ملکہ تو بہار گلشن افرور ہو اسی کے یہ حکم جاری کیا ہو کچھ عجیب نہیں ہو اس مرد کی نصیحت پر عمل کرنا کیا گناہ ہو
بالکل واجب ہو لیکن براہ خوش طبعی کہا کہ اے مرد ہم تو سمجھتے تھے کہ تو خضر راہ ہو لیکن تو شیطان سے بھی بدتر نکلا یعنی ایسی خبر خوش خاک
تو نے بیان کی کہ میں مہتر ہو گیا ایسا کوئی عاشق جہان میں ہو کہ جو خوف جان اظہار محبت کرے ۵

نشیدہ کہ عاشق پر دے سہ ندارد | جز قصہ محبت و گیر خبر ندارد

آیا یہ بھی نہیں معلوم ہو کہ کس وجہ سے بادشاہ نے عشق و عاشقی کے اظہار کو منع کیا ہو اور اس منادی سے بادشاہ کو کیا
منظور ہو اسے کہا مجھے بادشاہوں کے امور میں کیا دخل ہو میں نے جو سنا تھا اس سے اطلاع کر دی قبول کرنے لگنے کا
تمہیں اختیار ہو شاہزادہ و اسے روانہ ہوا

داخل ہونا شاہزادہ کا مقام حیرت اور شہر صورت پرستان میں

ایک ساعت روز باقی تھا کہ شاہزادہ در شہر پناہ پر پہونچا وہاں ایک مرد سفید ریش بغلت تمام وسط دروازے میں بیٹھا تھا
اور غلامان و خادمان زمین کمر گرد و پیش دست بستہ کھڑے تھے اور آئندہ روز شہر اسکو سلام کرتے تھے شاہزادہ سمجھا کہ
ارفع داروغہ شہر شاید یہی بزرگ ہو شاہزادہ نے بھی داروغہ کو سلام کیا ارفع نے بعد جواب سلام نظر غور سے دیکھا اور
دوسری نظر دیوار پر کی بعد ازاں سر و قد تعظیم دی اور کہا اے عالی قدر شاہزادہ ہمارے آپ ہی ہیں جسکی خدمت کے لیے ہم
رہے سے مشتاق تھے اور شب و روز تمہارے انتظار میں گذرتا تھا شاہزادہ نے فرمایا اے داروغہ صاحب دل تم نے دیوار
کی طرف دیکھا اور پھر منہ کیونکر متوجہ ہوئے یہ کیا بات ہو ارفع نے کہا جو میں نے دیکھا حضور بھی ملاحظہ فرما لیں
شاہزادہ نے دیوار پر ایک تصویر عینہ اپنی صورت سے مشابہ پائی آخر اللہ عالم استعجاب میں ارفع سے پوچھا کہ یہ تصویر
میری تھیں دیوار پر کیوں لگائی ہو ارفع نے کہا ہماری کیا حیاں یہ خاص حضور عینے سے آئی ہو چہنہ حسب حکم دیوار پر لگا دی شاہزادہ
نے پوچھا تمہارے بادشاہ کا کیا نام ہو ارفع نے کہا نام بادشاہ کا بادشاہ ہو زیادہ اس سے حال ہو معلوم نہیں شاہزادہ نے
پوچھا کہ تمہارا بادشاہ کبھی دربار عام بھی کرتا ہو کہ رعیت باہر گاہ میں باریاب ہو ارفع نے کہا کہ خلائق شہر نے کبھی بادشاہ کی
عمورت نہیں دیکھی یہاں یہ قاعدہ مقرر ہو کہ ہفتہ میں ایک بار تمام اہل شہر ادنی و اعلیٰ دیوان عام میں جمع ہوتے ہیں اور ملکہ
شہر افرور بادشاہ کی تشریف لاتی ہوا در تمام مشتاقوں کو تصویر بادشاہ کی دکھائی جاتی ہوا اہل شہر اسی تصویر کو
بادشاہ سمجھتے ہیں اور یاد بسلام و خیر کرتے ہیں دوسرے کوئی امتیازہ یا معاملہ جدید بیان رو بکار نہیں ہوتا کہ جو خلائق
شہر کی استغاثہ و غور بادشاہ تک جاوے اے شہر ہمارے میں ایک مصور ہوا ہو بادشاہ کی طرف سے وہ بھی ایک
رکن اعظم ہو جو کوئی شخص پتھر او کو رضا مند کرتا ہو ہزار ایک دست تصویر بادشاہ اسکو دیتا ہو پھر وہ صبح و شام بجائے بادشاہ

اسی تصویر کی زیارت کرتا ہوا بلکہ اس روز سے تمام اہل شہر صاحب تصویر کو معزز و مقرب سلطان خطاب کرتے ہیں شاہزادہ نے پوچھا روز زیارت کون مقرر ہوا رفع نے کہا یوم جمعہ اب حضور غریب خانہ کو تشریف لے جائیں اور نان خشک خانہ زاد کی قبول فرمادین شاہزادہ ارفع کے مکان پر تشریف لے گیا وہاں دیکھا تو ایک جوان ضعیف و لاغر نہایت ناتوان ہائے کر رہا ہوا ارفع سے پوچھا یہ جوان درو مند کون ہوا رفع نے جواب دیا شاہزادہ نے کہا اے ارفع جہنم سے کیا کہا ارفع نے کہا غلام نے سنا لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ رفیق میں بیان نہ کروں اس واسطے کہ آجکل آپ کے سامنے زبان سے نکلتا مناسب نہیں شہر میں میرا بند و بست ہو شاہزادہ نے فرمایا آخر کچھ تو کہو ارفع نے کہا چند روز کا ذکر ہو کہ یہ غلام زادہ ارفع اپنے چچا کی دختر پر عاشق ہوا اور چچا اسکا مرفوع مقام مثال کا حاکم ہو جب میں نے یہ حال سنا ملک مرفوع کی دختر کا اس سے عقد کر دیا لیکن وہ عقد نہ تھا گویا بلا سے آسانی تھی پس اسی روز سے اسکا حال روز بروز بدتر ہوتا گیا اور کسی طرح اچھا نہوا اور میں اسی بیخ و فکر میں شب درو ز مبتلا رہتا ہوں اے شہر یار اس ملک و دیار کا یہ رسم ہو کہ تمام عروسیں فصل سرما سے موسم بار تک اپنے شوہر کے یہاں رہتی ہیں اور گرمی اور برسات میں اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہیں چنانچہ بموجب اسی رسم کے ارفع کی بی بی بھی عمل میں لاتی ہو لیکن ہنگام وصل بندہ زادہ ایسا بدحواس ہو جاتا ہو کہ اسکو سرو پا کا ہوش نہیں رہتا اور ایام مفارقت میں زیادہ تر بیقرار ہوتا ہو تکلیف مفارقت کا تحمل نہیں ہو سکتا جب بی بی کے ہنیکا قریب زمانہ ہوتا ہو تو مزاج درست ہو جاتا ہو اور وقت قربت افراط محبت سے ایسا رست پاچہ ہوتا ہو کہ کسی کام کا نہیں رہتا اکثر میں نے سمجھا یا اور بہت تسلی و دلاسا دیا لیکن کچھ مفید نہوا واللہ اعلم کیا خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں کہ بالکل سقوط باز ہو جاتا ہو بلکہ قبل از نکاح دس بارہ کینہ میں اسکی خدمت میں تھیں اور یہ ہر ایک سے ہم صحبت ہوتا تھا اگر یہ اس کام کا ہوتا تو ہم عقد کیوں کرتے اسی حیرت میں مبتلا ہوں اور کچھ تدبیریں نہیں آتی بقول جامی کہ وہ اپنی مثنوی سجتہ الابرار میں ذوالنون مصری کا قصہ نظم فرماتے ہیں پس حضور ملاحظہ فرمائیں اچھے اس خادم کا حال مثل اس کے ہو شاہزادہ نے فرمایا یہ مثنوی مثنوی ملا جامی ذوالنون مصری کے حال میں ۵

والی مصر دلایت ذوالنون	آن با سر حقیقت مشحون	گفتہ در کعبہ مجاور بودم	در حرم ناظر حاضر بودم
تا کہ آشفته جوانے دیدم	چہ جوان سوخته جانے دیدم	لاغر و زرد شدہ ہوجو ہلال	کردم از وسعہ ز سر ہر سوال
کہ مگر عاشقی آشفته مرد	کہ بدین گوشت شدہ لاغر و زرد	گفت آری بسم شوکیست	کس چو سچ عاشق دلنست ہیست
گفتش یار تو نزدیکست	باشب در ذرات زواریکست	گفت در خانہ اویم ہمہ عمر	خاک کا شانہ اویم ہمہ عمر
گفتش یکدل دیکر دست بتو	یا تر گار و جفا جوست بتو	گفت ہنسیم ہر شام و سحر	ہم آمیختہ چون شیر و مشک
گفتش یار تو ای فرزانہ	یا تو ہموارہ بود رخسانہ	ہست فرمان بر تو ہمہ کار	بر مراد تو بود کار گزار
لاغر و زرد شدہ ہر چہ	سر بر زرد شدہ ہر چہ	گفت روبرو کہ عجب خبر ہے	ہے کہ زمین گوشت سخن و رنگ ہے

مخت قریب بعد افرون است	جگر از ہیبت قرم غوست	ہست در قرب ہمہ بیم زوال	نیست در بعد جز امید وصال
شاہزادہ سخن اد چو شنید	لرزہ افتاد بر ہفتاش چو سید	گفت اگر عشق چنین می باید	در خیال کم زکے می آید

الغرض شاہزادہ نے ارفع سے فرمایا امی ارفع تم سچ کہتے ہو میں نے یہ حال کسی کا نہیں دیکھا مگر ہاں عشق حقیقی اسی سے مراد ہو لیکن رافع میری رائے میں فقط وصل حقیقی کا محتاج ہو پس وصل ہوا اور یہ سب امر دفع ہو جائیگے ارفع نے عرض کیا خدا جانے کہ وصل حقیقی کا کب موقع ہو میں نے بار بار اس نا ہشاد کو سمجھا یا کہ جو لوگ عاشق ہوتے ہیں کیا دیگر عذرات سے وہ ہمبستر نہیں ہوتے تو کیوں نہیں جرات کرتا وہ نہیں کے دم بخود ہو جاتا ہو کچھ جواب بھی نہیں دیتا شاہزادہ نے دل میں کہا اُن لوگوں میں رافع نے مجھے داخل کیا اور یہ کنا یہ میری طرف کیا عرض وہ تمام رات ملکہ نو بہار گلشن افروز کی یاد میں گزری صبح کو سیر بازار کو نکلا شہر کو کمال آباد و مسرور پایا اور ضلایق شہر کو دھا جس دن و جمال دیکھا کہ کسی ظلم میں ایسے حسین نہ دیکھے تھے شام تک سب بازاروں کا سیر و تماشا کرتا ہوا مکان پر آیا ارفع دوسرے روز شاہزادہ کو ہنرا و مصور کے پاس لے گیا جب ہنرا و مصور کو شاہزادہ کے آنے کی خبر ہوئی تا ورفانہ واسطے استقبال کے آیا اور با کرام تمام سند پر بٹھا یا بعد ازان سامان عیش و عشرت و طرب حاضر کیا شاہزادہ ایک روز وہاں مہمان رہا دوسرے روز پھر رافع کے مکان پر تشریف لایا اس عرصہ میں شب جمعہ بھی آئی تمام ضلایق شہر نے لوازم شادی و سامان خوشی ہر ایک جا پر مینا کیا اور ہر کو چہ و بازار میں شہرت ہوئی کہ کل تصویر بادشاہ کی دکھائی جا یگی اور ہر طرف شہرے نوبت و تقارہ کی صدا بلند ہوئی اور سب بل شہر حمام میں گئے اور پوشاک پر تکلف زیب جسم کی اور تمام شہر میں رات بعد دوکانیں کھلی رہیں اور سب باشتیاق دیدار تصویر بیدار رہے جب تھوڑی رات باقی رہی رافع نے عرض کیا کہ حضور کو بھی ایک لحظہ آرام فرمانا ضرور ہو مبادا طبع مبارک پر گرانی نہ گذرے شاہزادہ ارفع کے کہنے سے سو رہا جب صبح کو بیدار ہوا حسب معمول چروما و در ملازم و آشنا یاد آئے اور یہ بھی خیال آیا کہ مجھے حکیم قسطاس حکمت نے سیر عجائبات کے واسطے بھیجا ہوا اور میں عجائبات میں ملکہ نو بہار گلشن افروز نام ایک پر نرزا پر عاشق ہو گیا ہوں اول ملکہ شمسہ تا جدار کے اشتیاق میں وطن سے نکلا تھا سبحان اللہ کیا حیرت کی بات ہو کہ وطن سے کسی کے اشتیاق میں نکلا اور راہ میں دوسرے کی محبت میں گرفتار ہو گیا اس خیال میں تھا کہ آفتاب طلوع ہوا اور شاہزادہ کی پھر وہی حالت سابقہ ہو گئی یعنی کیفیت طلسمی نے غافل کر دیا وہ خیالات البیت سے جاتے رہے الغرض اُس حالت میں رافع نے شاہزادہ کے پاس آکر کہا کہ اگر حضور کو زیارت بادشاہ کا ارادہ ہو تو ہم اللہ تشریف چلے شاہزادہ نے فرمایا کہ وہاں بادشاہ بھی تشریف لائے گا یا فقط تصویر ہی کی زیارت ہوگی رافع نے کہا پیر و مرشد ہم اسی تصویر کو بادشاہ جانتے ہیں اور اس داب و لحاظ سے سلام و مجرا بجالاتے ہیں کہ گویا بادشاہ کے حضور میں موجود ہیں اور یقین ہو کہ بادشاہ بہ نظر خود ہماری طرف نگران ہو شاہزادہ نے دل میں کہا جس اقتقاد سے یہاں کی ضلایق اپنے بادشاہ کی بندگی کرتی ہو اگر کوئی اس طرح اپنے آقائے برحق کی عبادت کرے تو بلا شک مرتبہ ولایت آتے حاصل ہو جس طرح کہ

محمود غزنوی کہ ہزاران غلام و پشت	عفتش چنان گرفت غلام غلام شد	
مگر ایسا مجبور ہوں کہ مجھ سے اپنے دل مضطر کا علاج کچھ ہونہیں سکتا اور بوجہ اس دل سبقتار کے بے اختیار ہوں خدا جانے اس عالم بے اختیاری میں کیا کیا مسئلہ سے نکل جاتا ہو بیت		
نالہ را ہر چند سے خواہم کہ پنهان بر کشم	دل ہی گوید کہ من تنگ آمد مفرود کن	
رافع نے عرض کیا کہ ان باتوں کا یہ وقت نہیں ہوا اب حضور قلعہ میں تشریف لیچیں جب شاہزادہ قلعہ میں پہونچا وہاں ایک عمارت مختصر مثل بارہ درمی کے بنی تھی اور ہر درمیں پردہ مروارید پڑا تھا اور صحن دروازہ سے تا مکان اس قدر مجوم غلاق تھا کہ نظر کام نہ کرتی تھی شاہزادہ نے رافع سے پوچھا اس کش کش غلاق میں تصویر بادشاہ کیونکر نظر آئیگی رافع نے کہا حضور ایک لمحہ توقف فرمائیں جو حال ہوگا خود ظہور میں آئیگا شاہزادہ نے فرمایا		
عاشق سے بھی ہوتا ہو کہین مبر و محل	وہ کام تو کہتا ہو جو آتا نہیں مجھ کو	
شیخ سعدی فرماتے ہیں بیت		
قرار در کف آزادگان نگیر د مال	نہ صبر در دل عاشق نہ آب در خیال	
مگر اس وقت شاہزادہ کو رافع کا اتنا کہنا نہایت ناگوار خاطر گذرا اور فرمایا		
مانہی فہم تمثیل و دلیل دل مجہ از درد و زبانی پر گل گر درین رہ موسیٰ ہم شگافتم لیک میدا کہ با من رقتاں	عشق مارا ساخته اینجا و لیل درد سر سودا و دریا آبلہ بوسے زلف عنبر نیش یا فقیم آمد آن سج شرف را آفتاب	عاشقان را صبر کے محل بود از زمین تا عرش کردم جستجو جلوہ اش دیدم ہر جا آشکار تا نما پید روے نیکو را بن
رافع نے عرض کی کہ ان باتوں سے حضور کا تو کچھ نقصان نہوگا لیکن ہم غریبوں پر مفت آفت نازل ہوگی خیر اب تک سوا غلام کے کسی غیر نے نہیں سنا بہر حال آپ خاموش رہیں شاہزادہ نے فرمایا ایسا		
آمد از عشق جو دریا دل بچوش شد ازین دینت خموشی گر ضرور	تا کجا باشد زبان من خموش چشم از گریہ نخواہد بود دور	اس اگر ساکت شوم دل خون شود شع سان آہستہ باشم شک نیر درد و غم در سینہ ام فروں شود تا کہے با من نباشد در ستیز
اس غصہ میں آواز چنگ و رباب ہر گان سے آنے لگی بعد اسکے ایک خواجہ سر نے باواز بلند بجا را اسی حاضرین دربار ہمہ تن چشم ہر جا قیام و قصد یہ بادشاہ کی طرف متوجہ ہو معلوم نہیں کہ ہفتہ آئندہ کوئی زندہ رہے یا نہ رہے پھر اس آواز کے نظر سبکی اس آواز کی طرف گئی یکایک پردے سب رزون سے آئے شاہزادہ نے اس مکان بارہ درمی میں ایک صندوق کلان چوکور رکھا ہوا دیکھا اور گرد اس صندوق کے تصویریں لگی تھیں ہر چند کہ شاہزادہ قریب تھا لیکن بخوبی معلوم نہوا کہ تصویریں کسکی تھیں آخر شاہزادہ نے جو دیکھا تو عام غلاق سجدہ و سلام میں مصروف ہوا اور ایک شور ہو کہ زونا کرنا یعنی ہمارے اوپر		

زیادہ کرم کراس اثنا میں ایک عورت تیس برس کی زیور جواہر نگار پہنے بالباس فاخرہ وہاں آئی اور ایک گوہر شب چراغ بخل سے نکال کے صندوق میں رکھ دیا اسکی شعاع سے استعداد روشنی ہوئی کہ چاروں تصویریں بخوبی تمام نظر آئے لگین بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ تصویریں سب کے قریب کھڑی ہیں اب جو شاہزادہ نے دیکھا تو وہ تصویریں ملکہ نو بہار گلشن افروز کی ہیں شاہزادہ نے اسی حالت میں غرہ ہائے کامارا اور بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو اپنے کو ملک ارفع کے مکان میں پایا اور رافع بھی موجود تھا شاہزادہ اضطراب قلب سے مثل ابرو بہار زازار روپا رافع نے عرض کی حضور خیر ہو آج حضور کو زیادہ تغیر معلوم ہوتا ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ میرا حال کیا ہو چیتے ہو خدا جانے کس رنج و غم میں مبتلا ہوں بیت

کیا پوچھتے ہو یا روح مجھ جسم ناتوان کی | رگ رگ میں تیش غم ہی کیسے کہاں کہاں کی

رافع نے کہا کہ حضور کو کیا مرض ہے شاہزادہ نے فرمایا بیت

دام تنے چنانکہ سرنگشت رحیب | برداشت تار فیض من اندر وہاں گرفت

رافع نے کہا اگر مرضی مبارک ہو تو کسی طبیب حاذق کو حاضر کروں شاہزادہ نے فرمایا

طیب عشق را دکان کدام است | علاج جان کندا دراجہ نام است

اور رافع میں خوب جانتا ہوں کہ تو دیدہ و استغنائی کرتا ہو لیکن تیرا اغراض ہموخت ناگوار گذرتا ہو اور یہ اشعار

بارہا گفتہ ام و بارہا گریگیم | کہ من گم شدہ این رہ نہ بخود می پیم

جلود دیدہ ام اول نگلے دباغے | کہ بہر دم غمش چہرہ بخون می شویم

رافع نے کہا کہ حضور ایسے کلمات خلاف وضع فرماتے ہیں کہ مجھے ہرگز سننے نہیں جاتے اگر میرے باپ تک اسکی خبر ہوگی تو وہ

مجھ سے از حد ناراض ہوگا کہ تو نے باوجود اتنا عکس اسطرح کے کلمات سے شاہزادہ نے فرمایا میں تمہاری تاکید سے چہچہ

اپنا انتظام کرتا ہوں لیکن ممکن نہیں ہو سکتا بلکہ منع کرنے سے زیادہ دل کو انقلاب پیدا ہوتا ہے پہلے یہ بیان کرو کہ ملکہ

نو بہار گلشن افروز نے غلابی شہر کو عشق و عاشقی کی گفتگو سے کس واسطے منع کیا رافع نے کہا پیر و مرشد ایک کینز فاض

شرف افروز بانو کی گاہے گاہے میری مجلس میں آتی ہے میری بی بی نے جو یہ حال اس سے پوچھا اُسے کہا کہ ہماری ملکہ نے

ایک مرد کو عشق و محبت میں بواہوس پایا اسی وجہ سے شہر میں منادی کرادی کہ خبردار کوئی اہل شہر عشق و عاشقی کا نام زبان

سے نہ نکالے شاہزادہ دل میں معقول ہوا کہ یہ اشارہ بواہوسی بجز میرے دوسرے شخص پر غایت نہیں ہو سکتا القصد وہاں

سے رافع داروغہ کے پاس تشریف لایا اور فرمایا داروغہ صاحب آفرین جو حق خدمت مہمان نوازی میں تھاتھے ادا کیا اب میں

تکو یہ تکلیف دیتا ہوں کہ میرا بازو بند یا قوتی بازار سے بچ لا دو اور اسکی قیمت میں مجھے اسباب نفیس اور خیس پاکیزہ خرید

کر دو کہ میں واسطے نذر ہنرا و مصور کے لیجاؤنگا اور اُس سے ایک درجہ تصویر بادشاہ کا لونگا میں نے سنا ہے کہ بدون حق

کے ہنرا و مصور تصویر بادشاہ نہیں دیتا ملک ارفع خوب ہنسنا بعد اسکے چند خوان اجناس نفیسہ کے شاہزادہ کے سامنے رکھ دیے

شاہزادہ نے پوچھا یہ کیا شہر ہے رافع نے عرض کیا یہ تحفہ ہے جسکو حضور جاپن دین اور بازو بند بازو سے مبارک پر باندھ لیجیے اور یقین ہے کہ حضور سے ہنرا و مصور بھی کسی شہر کا طالب نہ ہو لیکن بادشاہ سے اجازت ضرور لیگا اس واسطے کہ بغیر اجازت کسی کو تصویر نہیں دیتا اگر بادشاہ کی اجازت ہوئی تو ضرور تصویر دیگا شاہزادہ وہ خوان اجناس لیکر رافع بن ارفع کے ہمراہ ہنرا و مصور کے مکان پر تشریف لے گیا ہنرا و نے اسی طرح باغزادہ و افتخار شاہزادہ کو مسند زرنگار پر بٹھایا اور خود ملازموں کے مانند در و در ہاتھ باندھ کے بیٹھا شاہزادہ نے وہ خوان ہنرا و کے رو برو رکھ دیے ہنرا و نے پوچھا کیا چیز ہے رافع نے کہا اسے ہنرا و شاہزادہ ہنرا و ہنرا و کے واسطے یہ تحفہ لایا ہے اور تم سے تصویر بادشاہ طلب کرتا ہے ہنرا و بولا مجھے حضور کو تصویر دینے میں کیا عذر ہے فقط اجازت بادشاہ ضرور ہے میں ابھی عرضی حضور میں بادشاہ کے روانہ کرتا ہوں اگر اجازت آگئی تو ایسی نادر تصویر حضور میں گذرا تو نگاہ کر حضور نہایت خوش ہو گئے شاہزادہ نے پوچھا کہ تمہاری عرضی کا جواب کب تک آئے گا ہنرا و مصور نے کہا کہ تین روز میں جواب آ جائیگا حضور غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمائیں وہ عرضی دستخطی حضور کو معائنہ کرادو نگاہ شاہزادہ نے فرمایا اچھا میں ضرور آؤنگا ہنرا و نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کترین بھی خدمت عالی میں حاضر رہے شاہزادہ نے فرمایا تمہارے تکلیف کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے میرے شغل و اشغال کے واسطے رافع و ارفع کافی ہیں عرض شاہزادہ وہاں آج دیوان خانہ میں آیا رافع نے عرض کیا حضور مجلس میں تشریف لیجیے شاہزادہ نے فرمایا مجلس میں تمہاری مستورات مجھے پرودہ کرنی کی رافع نے کہا حضرت جس مرد کا همان خطاب ہوتا ہے اس سے تمام شہر کی عورتیں پرودہ نہیں کرتیں شاہزادہ نے کہا یہی رسم شہر کرسی اور حصار چار مثلثہ میں میں نے دیکھی ہے جب شاہزادہ مجلس میں داخل ہوا تمام خواتین محل خدمت میں حاضر ہوئیں شاہزادہ نے رافع کی بی بی رافعہ بالو کو نہایت صاحب حسن و جمال دیکھا لیکن وہ درج شہر میں مبتلا تھی شاہزادہ نے دونوں شوہر وزن کے حق میں دعاے خیر کی بعد ازاں رافع سے فرمایا اے رافع جفت ہے کہ تلو اپنی بی بی حلالہ سے مطلق رغبت نہیں رافع نے کہا حضور جب میں بی بی کے پاس جاتا ہوں میرے ہاتھ پاؤں بیکار ہو جاتے ہیں کہ میں مطلق کسی کام میں نہیں رہتا نہیں معلوم کہ یہ کیا بے ہوشی ہے شاہزادہ نے کہا یہ رباعی تمہارے حسب حال ہے رباعی

اگر جائے شود پیدا حرا تنہا منی یا ہم
ز شا دی دست و پا گم میکنم خود را منی یا ہم

جو خواہم با تو را زول گویم جانمی یا ہم
ترا تنہا اگر یا ہم و جاے ہم شود پیدا

بعد اسکے فرمایا اے رافع ہمیں تجھ سے یہ گلہ ہے کہ ہر روز جمعہ کو تصویر بادشاہ کی دیکھتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ بادشاہ عورت ہر مرد نہیں ہر مگر تو نے ہم سے اسکا ذکر بھی نہیں کیا رافع نے جواب دیا اے حضرت ہم صورت پر بادشاہ کے فقط اپنا مالک سمجھ کے نظر کرتے ہیں ہمیں عورت و مرد ہونے سے کچھ غرض نہیں ہے مگر تم مالک طلسم میں همان و صاحب اختیار مشہور رہو جو چاہو فرماؤ تمہارا کوئی بند و بست کرنا والا نہیں بلکہ ہمیں زیادہ تر اسی بابت کی حیرت ہے کہ بادشاہ کے اور تمہارے درمیان خدا جانے کیا راہ و رسم جاری ہے باوجود اسل تناسل شدیدی کے چند بار ذکر عشق و عاشقی کا زبان پر لائے ہوا در پہ کوئی حکم سخت

بادشاہ کا تھاری نسبت صادر ہوا شاہزادہ نے فرمایا شاید تجھے منظور ہو کہ بادشاہ مجھے بھی مثل اور گناہگاروں کے دریا
و خان میں غرق کروادے رافع نے کہا معاذ اللہ خداوند عالم نے تمکو وہ مرتبہ بخشا ہو کہ تمہارے حق میں اس طرح کا
حکم جاری نہیں ہو سکتا شاہزادہ نے فرمایا میں خلوت میں ایک راز پوشیدہ اپنا تھے بیان کرونگا رافع نے کہا بہتر ہو آخر
علحدہ مکان میں شاہزادہ نے حقیقت اپنے التفات کی ملکہ صبح دلکشا کی جانب رافع کے روبرو بیان کی اور یہ بھی
کہا کہ بادشاہ تمہارا فقط اسی سبب آزدہ ہو دہ نہ باغ عشرت میں روز و شب میرے اور تمہارے بادشاہ کی عجیب لطف سے
گذری اور خدا جانے کیا کیا عمدہ و بیان باہم واقع ہوئے چنانچہ اسی امید میں اس وقت تک میں طلسم بطسم آوارہ و سرگشتہ
پھر رہا ہوں اور اس عرصہ میں جو کسی نے تدبیر بتائی منظور کی اور ایک ورق تصویر ملکہ نو بہار گلشن افروز نے بطریق یادگار
مجھے دیا تھا اسکو میں اپنی جان کے برابر رکھتا تھا اتفاق کا روقضاے کردگار سیرگاہ چارم میں بکائے سے ایک زن ضعیفہ
امارہ خاتون نام کے میں نے ملکہ صبح دلکشا سے ملاقات کی اور بات التفات پیش آیا اور کچھ میلان طبع بھی ہوا پس فوراً
وہ تصویر خود بخود میرے پاس سے گم ہو گئی اسی واسطے اب میں ہزار و مصور سے دوسری تصویر چاہتا ہوں پس یہ واقعہ میرا
ہر رافع نے عرض کی اموشہ یا رسم فقط اپنی خلوص عقیدت و نیک نیتی کے سبب خدمت شریف میں گذارش کرتے ہیں
کہ برائے خدا بار بار اس قصہ کو نہ بیان فرمائیے اس واسطے کہ خبر بادشاہ کے ہمیشہ ہر جا پھرتے ہیں سہا خدا خواستہ کوئی
آفت تازہ حضور کے سبب سے شہر پر نازل ہوئے تو پھر ہمیں زیارت جال بھی میسر ہوگی کہ میں حضور کو اس خانہ تارک
کا نور جانتا ہوں شاہزادہ نے فرمایا آفرین پھر بخیلہ و حوالہ ہماری زبان بند کرتے ہو اور اپنے بادشاہ کے حکم کا
لحاظ رکھتے ہو قصہ کو تاہ چوتھے روز شاہزادہ ہزار و مصور کے پاس تشریف لے گیا اور حال عرضی کے جواب کا پوچھا
ہزار و مصور نے جب شاہزادہ کو وہ عرضی حوالہ کی اور کہا حضور ملاحظہ فرمائیں کہ پیشانی عرضی پر کیا دھڑکا ہوا شاہزادہ
نے عرضی کو پہلے آنکھوں سے لگایا اور پھر کھول کر دیکھا تو یہ لکھا تھا کہ اس مکان ناخواندہ کی واسطے حضور معنے سے تصویر
ارسال ہوئی ہے شاہزادہ دل میں کمال خوش ہوا اور اسوقت یہ گمان گذرا کہ شاید وہ تصور و خطا میری معاف ہوئی دینہ
ملکہ نو بہار گلشن افروز ورق تصویر کیوں سمجھتی آخروقت رخصت ہزار و مصور سے پوچھا وہ تصویر کب تک آجائیگی
ہزار و مصور نے کہا خداوند نعمت میں یانہیں عرض کر سکتا کہ کب آئیگی مگر ہاں یقین ہو کہ جلد آجائے یہ سنکے شاہزادہ
پھر اُنے رخصت ہوا اثنائے راہ میں رافع سے کہا اے برادر دیکھا تھے اب وہ ملال ملکہ نو بہار گلشن افروز کے
دل سے دفع ہوا اور کیونکر دفع ہوتا اگر وہ بادشاہ طلسم ہو تو ہم بھی مغرب و شام کے بادشاہزادے میں ملک فریقہ
سے تاجزیر خالکات تمام ممالک میرے دائرہ دولت میں داخل ہیں دوسرے حسب و نسب و صورت و سیرت میں کم
نہیں ہوں اور حسب ظاہر و باطن اس نا انصاف سے کسی طرح کم رتبہ نہیں ہوں ابیاست
گرادماہ است میں ہم آقام | گر اول سال است میں در خوش آیم | گرادشاہ است میں ہم شہر یارم | شریک اب و بقدر و اعتبار

گراؤ بچم است من چون ماہ انور	گراؤ زہرہ است من چون سعد اکبر	گراؤ ماہیت نومن ہم ہلام	گراؤ شمشاد من ہم نوناہام
بنے جانم گراؤ را برگزیدند	مرا ہم شاہ قوم خویش دانند		

واقع نے عرض کیا ہم سچا روں کو معاملات راز و نیاز میں کیا دخل جو حضور بار بار ہکو قصہ اپنا سنا تے ہیں البقہ شاہزادہ شب جمعہ تک تصویر کا منتظر رہا یہاں تک کہ شب جمعہ دوم آئی اب شاہزادہ نے دل میں خیال کیا کہ تصویر نہ ملی تو کیا سفارت ہو اب صاحب تصویر کو دیکھینگے لیکن اس جمعہ کو جس طرح کا کہ سامان پیشتر دیکھا تھا ویسی دھوم دھام نہ تھی رافع سے فرمایا اے برادر آج وہ سامان نظر نہیں آتا رافع نے کہا اے شہریار ملک شرف افروز کے آنے کی پیشتر سے خبر ہو جاتی تھی مگر تعجب ہو کہ آج ابھی تک کوئی حکم نہیں آیا خدا جانے کیا معاملہ ہو مصرعہ امور ملک خوش خندان دانند دوسرے دوسرے اور خیالات آپ کی طبیعت میں پیدا ہوئے ہیں آپ ہی انکو خوب سمجھتے ہیں شاہزادہ کو تمام رات آخر شامی میں گزری صبح کو ہنرا و مصور کا خدمتگار آیا اور کہا کہ ہنرا و نے بعد آداب و تسلیمات کے عرض کیا ہو کہ تصویر حضور کی میرے پاس آگئی ہو حضور قدم رنجہ فرمائیں اور اپنی تصویر لیجا میں شاہزادہ اسی وقت ملک ارفع کے ہمراہ ہنرا و مصور کے مکان پر گیا ہنرا و مصور نے بعد اداۃ تسلیم کے درق تصویر شاہزادہ کو دیا اور عرض کیا اے شہریار میں نے اس تصویر کو نہیں دیکھا کسو اسطے کہ جو شہر حضور مصلے سے آتی ہو جاری خیال نہیں کہ ہم اسے دیکھ سکیں

دیکھنا شاہزادہ کا بجائے تصویر ملک نو بہار گلشن افروز کے تصویر ملک صبح دلکشا کی اور دیوانہ ہو جانا فراق و لہر میں جوش و حشت سے اور ملاقات کرنا ملک شرف افروز یا تو سے اور آوارہ ہونا بیابان و حشت میں

القہصہ جبوقت شاہزادہ نے عالم شوق میں اس درق تصویر کو دیکھا اس طرح کا تماشا سے عجیب نظر آیا کہ ہوش جاتے رہے یعنی اس درق میں ایک طرف تصویر ملک صبح دلکشا کی تھی اور مقابل میں شاہزادہ کی تصویر مگر پیشانی پر ملک صبح دلکشا کی تصویر کے فقط لفظ صبح لکھا تھا اور شاہزادہ کی تصویر پر فقط کاذب جسکے جمع کرنے سے صبح کاذب حاصل ہوتا تھا شاہزادہ نے وہ درق تصویر مع اپنے گریبان کے چاک کیا اور اس زور سے ایک آہ کی کہ جسکی آواز آسمان تک گئی اور سرو پا برہنہ ہنرا و مصور کے مکان سے نکل کے کوچہ و بازار میں دیوانہ وار یہ بیت پڑھتا ہوا روانہ ہوا بیت

گاہ از خاک درت مرا ہم بزم خم پابیند	این چنین بگذر مارا یار ہا کن یابیند
ملاظطوری ابیات	
زغم مردہ ام زندہ ام پیستم	ستم چسند سچا رہ کیستم
شکایت ندارد جفا با بجا ست	کہ گوید جفا محض معروف و فاسد ست

دل تیرہ ام را صفائی بدہ	اگر صاف حیف ست لائی بدہ
اور کبھی دولون ہاتھوں سے سر کو ٹپکتا تھا اور کھتا تھا بیست	
رستے کہ کبھی زار و جانب غیری	ابھیت سزائیش کہ لبس مزینم اورا
مخلص کا شہی بیست	
میتوان گاہے نمودم رو بہن	ای کل رعنا لگن یکہ رو بہن
رافع اور بہراد نے یہ حال دیکھ کے کہا حضور لباس پہنیں یہ کیا وضع اختیار کی ہو شاہزادہ نے فرمایا	
بر تہم تشریف فرمایا خوش بہت	خوب می افتد نگاہ او بہن
الغرض اسی طرح کے کلمات وحشت بکھتا ہوا عالم بخود ہی مین دیوانہ وار ہر طرف بھرتا تھا اور جودل مین آتا تھا بکھتا تھا مگر تمام	
خلایق اسی طرح غرت و مکرم کرتی تھی شاہزادہ کسی طرف مخاطب نہ ہوتا تھا اور جو کوئی رحم کھائے ٹکڑا روٹی کا یا میوہ دیدیتا تھا	
تو کھالیتا تھا ارفع اور رافع اور بہراد مصوریتینوں شخص نہایت منت و سماجت کرتے تھے اور کہتے تھے ہر اسے خدا حضور	
کو ایسی خلاف وضع حرکتیں لالین نہیں ہیں غریب خانہ مین تشریف لیجیے جو حضور فرمائینگے ہم لبس و چشم بجا لائینگے شاہزادہ	
یہ جواب دیتا تھا قطعہ	
سنگ وحشت از مسجد ویرانہ می آرم شہر	خانہ در کوہ ترسایان عمارت میکنم
کر وہ ام ایمان خود را دست فروختن	می تراشم بیکہ از سنگ و عبادت میکنم
اب میرا متھارے گھر مین کیا کام ہو اور نہ تھکو میرے حال سے معترض ہونا چاہیے مین جب تک بادیرہ پائی و دشت نور دی	
نکر لوں گا اس دل بے قرار کو آرام کہاں آخر ایک روز اسی وحشت و جنون مین شہر کے باہر نکل گیا خلائق شہر حسب لیاقت کھانا	
اور لباس لیکر عقب مین شاہزادہ کے روانہ ہوئی شاہزادہ نے کہا اویارو بیست	
دیوانہ برا ہے رو و طفل برا ہے	ای قوم مگر شہر شہا سنگ ندارد
خلایق جواب دیتی تھی بیست	
ما مثل تو دیوانہ کجہ آنکہ تو دانی	در کشور ما هیچ کسے جنگ ندارد
آخر الام اسی وحشت و جنون مین روز و شب صحرا نور دی کرتے گزری اس حالت گرسنگی مین اگر کچھ میوہ مھرائی پا گیا تو کھالیا	
والا اسکی بھی پردا نہیں آخر چوتھے روز شاہزادہ کا ایک بیابان مین گذر ہوا وہاں ایک جگہ خمیر برپا و دیکھا اور رقیع کو بھی	
استادہ پایا اور از دحام خلائق از مددیکھا شاہزادہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہاں پر جمع لوگوں کا کیوں ہوا سنے پہلے تو غصہ	
شاہزادہ کو دیکھا بعد ازان کہا اوی جان تم وہی شاہزادہ مہمان ہوا الحمد للہ کہ اب تم اپنے جامہ مین ہو اس غصہ مین ارفع	
وارفع اور بہراد مصور کی بھی سواری آئی اور اُنھوں نے گھوڑوں سے اتر کے شاہزادہ کو سلام کیا بعد اسکے عرض کیا کہ	

اسی شاہزادہ عالم یہ کیا طریقہ حضرت نے اختیار کیا ہے ہر اسے خدا ان اسورات سے باز آؤ اور شہر میں تشریف لیجیو ہم تمامی شہر کی زبان
 ناکتھذ ایک سے ایک حسین و طر حدار صاحب حسن و جمال آپ کو ملاحظہ کریں گے انہیں سے جو پسند ہوگی حاضر کریں گے اور اگر
 سلطنت کی طرف طبع مبارک مائل ہو وہ بھی حاضر ہوں ہم دیوان شاہی سے فرمان سلطنت تمہارے نام لکھوا دیں گے لیکن شاہ
 اس دیوانگی سے باز آؤ اور کلمات لاجل ترک کرو یہاں چند باغ جنت نشان نہایت فرحت افزا و دلکش ہیں ہر روز ایک
 باغ کی سیر دیکھیے اور دل کو بہلائیے ورنہ بہک جان کا خوف ہے شاہزادہ نے کہا کہ یہ آپ کی خیر خواہی اور دل سوزی
 آپ کے آقا کی واسطے کافی ہے

باغربان را تماشاے چمن در کار نیست از سر بالین من بر خیز ای نادان طلیب باشم گرا و یار بود در کنار من گل خار لاله داغ بند بید بیدہ ام گرفتی المثل بہر قدمی مد رخنہ بود خواہم کہ نقش خویش نشانم بکوسے یار ربنجدہ طبع نازک او گر ز من یہ باک گرا اتحاد لطف بن کرد یا نگہ	کار عاشق جز تماشاے جمال یار نیست وردمند عشق را دار و بجز دیدار نیست زمین بہر کہ شاہ باشم و بنودنگار من در گشتنہ کر نیست در و افرو بہار من خورشید من چون نیست نیاید بکار من چند انکہ بعد مرگ تخم و غبار من افزون شود بدیدہ من اعتبار من بیگانہ را یہ کار کہ آید بکار من
---	---

رافع اور ارفع نے عرض کیا کہ ہر امر کو ایک وقت چاہیے ہو اور وہ وقت بفضالت و مطلق عنقریب آتا ہے شاہزادہ
 نے پوچھا آج انہوہ خلایق کیسا ہے ملک ارفع نے کہا کہ شاہزادہ باریاں عدالت ہوتی ہے اور قاضی اکبر
 ایک بزرگ مسند تضا پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اگر کسی شخص پر کوئی دعویٰ کرے تو وہ حکامہ قضایا میں بقابلہ دعویٰ مدعا علیہ کے فیصل
 کر دیا جاتا ہے لیکن یہ حکم اسوقت ہوتا ہے کہ جس جمعہ کو مشرف افروز تشریف نہیں لاتین اور تصویر بادشاہ خلایق کو نہیں
 دکھاتین تو خلایق شہر کو خیال گذرتا ہے کہ جسے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے کہ پھر زیارت بادشاہ سے حرم دم رست چنانچہ آج دہی
 ہنگامہ برپا ہے شاہزادہ نے فرمایا اے رافع ہمارے ملک میں یہ تاحدہ ہو اگر کوئی شخص ملازم درگاہ میں سے بادشاہ پر
 بھی نالشی ہو تو قاضی شہر بادشاہ و صاحب عمومی کو ایک جا کھڑ کرتے ہیں آیا یہاں بھی یہ دستور ہے یا نہیں رافع نے کہا کہ آجک
 یہاں کسی بشر نے بادشاہ پر دعویٰ نہیں کیا اور اگر بھی ایسا واقعہ وقوع میں آئے تو شاہد ملکہ مشرف افروز پالو و کالست
 بادشاہ کی طرف سے جواب دعویٰ داخل کرے اس واسطے کہ رواج ملک اور رسم عدالت موافق شریعت اور ملکوں کے اس
 ملک میں زیادہ تر شاہزادہ فاموش ہو رہا جب از حد عام زیادہ ہوا ایک مرد سپید ریش بلباس سفید کتاب
 بطن میں دبا سے ایک جانب سے وہاں آیا اور مسند تضا پر بیٹھ گیا شاہزادہ نے پوچھا شاید قاضی ہی ہو رافع نے عرض کیا

ہاں یہی بزرگ ہیں شاہزادہ نے فرمایا میں نے اس قاضی کو تمہارے شہر میں کبھی نہیں دیکھا رافع نے کہا یہ سبب تقاضا پر رگاری کے اکثر مغارات کوہ میں عبادت الہی کیا کرتے ہیں بلکہ ایک قصبہ اکبر یہ آباد کردہ انہیں کا ہر اسی قصبہ میں عیال انکی رہتی ہو ہر چند کہ یہ صاحب دولت ہیں لیکن وضع فقیری میں بسر کرتے ہیں غرض جب قاضی اکبر سے عدالت پہنچے حکم دیا کہ جسکو جس کسی پر دعویٰ ہو پیش کرے کوئی مدعی پیدا نہوا شاہزادہ رافع کی نظر سے پوشیدہ آکر سامنے گیا اور فرمایا اے قاضی صاحب میں تمہارے بادشاہ کی نسبت ایک دعویٰ رکھتا ہوں وہ تمکو فیصل کرنا ہوگا قاضی اکبر نے کہا اے جوان دلاور ہمیں تمہاری جرات و دلاوری سے معلوم ہوتا ہو کہ تم کوئی دعویٰ سخت کرو گے ہم بذات خود فیصل کرنے کا اقرار نہیں کرتے ہاں بذریعہ تحریر کے اس حال سے بادشاہ کو اطلاع کرینگے شرف افروز بانو وکیل سلطنت عدالت میں تشریف لا کر تمہارے دعویٰ کا جواب باصواب دیگی آخر الامر قاضی نے اسوقت شاہزادے کے روبرو ایک عرضی اسی مضمون کی بادشاہ کی خدمت میں ارسال کی بعد ازاں وقت پر خاست عدالت شاہزادہ سے کہا کل صبح کو پھر عدالت میں حاضر ہونا دعویٰ تمہارا بخوبی فیصل ہوگا شاہزادہ وہاں سے ارفع کے مکان پر آیا ارفع نے کہا اے شہر یار ہر اے خدا ہمیں بھی آگاہ فرمائیے کہ آپ نے کیا دعویٰ کیا شاہزادہ نے فرمایا کل خود تم سن لو گے میرے بیان کی کیا ضرورت ہے القصہ دوسرے روز بعد طلوع آفتاب شاہزادہ بلباس فاخرہ ارفع اور رافع اور ہنرا و مصور کے ہمراہ عدالت میں تشریف لایا یہ خبر جو مشہور ہوئی کہ شاہزادہ عہان نے بادشاہ پر نالیش کی ہو ادنیٰ اور اعلیٰ رئیسان شہر سب محکمہ میں آکر جمع ہوئے شاہزادہ علیحدہ ایک گوشہ میں خاموش بیٹھ رہا جب قاضی اکبر آئے اور شاہزادہ کو دیکھا اُس نے کہا اے جوان تم نے خوب کیا کہ بے طلب حاضر ہوئے اب سواری شرف افروز بانو کی بھی آتی ہو یکا یک گوشہ بیابان سے گرد بند ہوئی اور اس گرد سے جلوس شاہی نمودار ہوا اور ایک تخت زر نگار پر سوار ملکہ شرف افروز بانو براہ راست عدالت میں آئی اور اس کے ہمراہ رکاب جو انان صاحب جمال نازنینان بری مثال اس کثرت عین کہ جب کا حساب کا تب قدرت کے سوا کوئی نہیں کر سکتا شاہزادہ نے جب یہ شوکت و شان ملکہ شرف افروز بانو کو دیکھی کہا سبحان اللہ میری مشوقہ کا کس قدر اقبال و اقتدار ہو کاش وہ روز سیاہ نہوتا کہ جس روز باغ عشرت میں نے ملکہ نو بہار گلشن افروز کو دیکھا اور جمال با کمال پر بعد جان و دل فریفتہ ہو گیا اگر اس روز ملاقات نہوتی ہوتی تو میں اس مصیبت میں کیوں گرفتار ہوتا مگر یہ حیرت ہو کہ

آنکھ نے دیکھا تھا اسکو اسلئے زاری میں ہے | دل نے کیا دیکھا جو میں دیکھے گرفتاری میں ہے |

جب شاہزادہ نے قریب سے دیکھا تو پیش برس کی عمر اس عورت کی پائی گئی مگر عقل و دانش و فہم و دکانسکی پشانی سے ہویدا رافع اور ہنرا و مصور نے باوہ ملکہ شرف افروز بانو کو سلام کیا ملکہ شرف افروز بانو کرسی زرنگار پر دہنی طرف بیٹھی بعد ازاں قاضی سے پوچھا کہ وہ جوان دریدہ زبان موجود ہے جسے بائیں جرات اس عہان خانہ

فلک آستانہ میں قدم رکھا اور ایسے بادشاہ حجابہ عدالت پناہ پر کہ جو حکمران وحش و طیر حاکم عجاibat ہی دعویٰ بنیاد کیا ہو قاضی نے شاہزادہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ مدعی یہ ہیں شاہزادہ بھی ملکہ شرفت افروز بانو کے برابر آیا شرفت افروز بانو نے قظیم کی اور مؤدب آداب بجالائی اور دوسری کرسی مرصع دست راست شاہزادہ کے واسطے بھی شاہزادہ اسپر بیٹھا ملکہ شرفت افروز بانو نے پوچھا وطن حضور کا کمان ہر قطعہ

غشیں باز گفتش از کجائی | گفت از دار ملک آشنائی | گفت آنجا بصف در پہ کوشند | گفت ندو خزند و جان فروشد

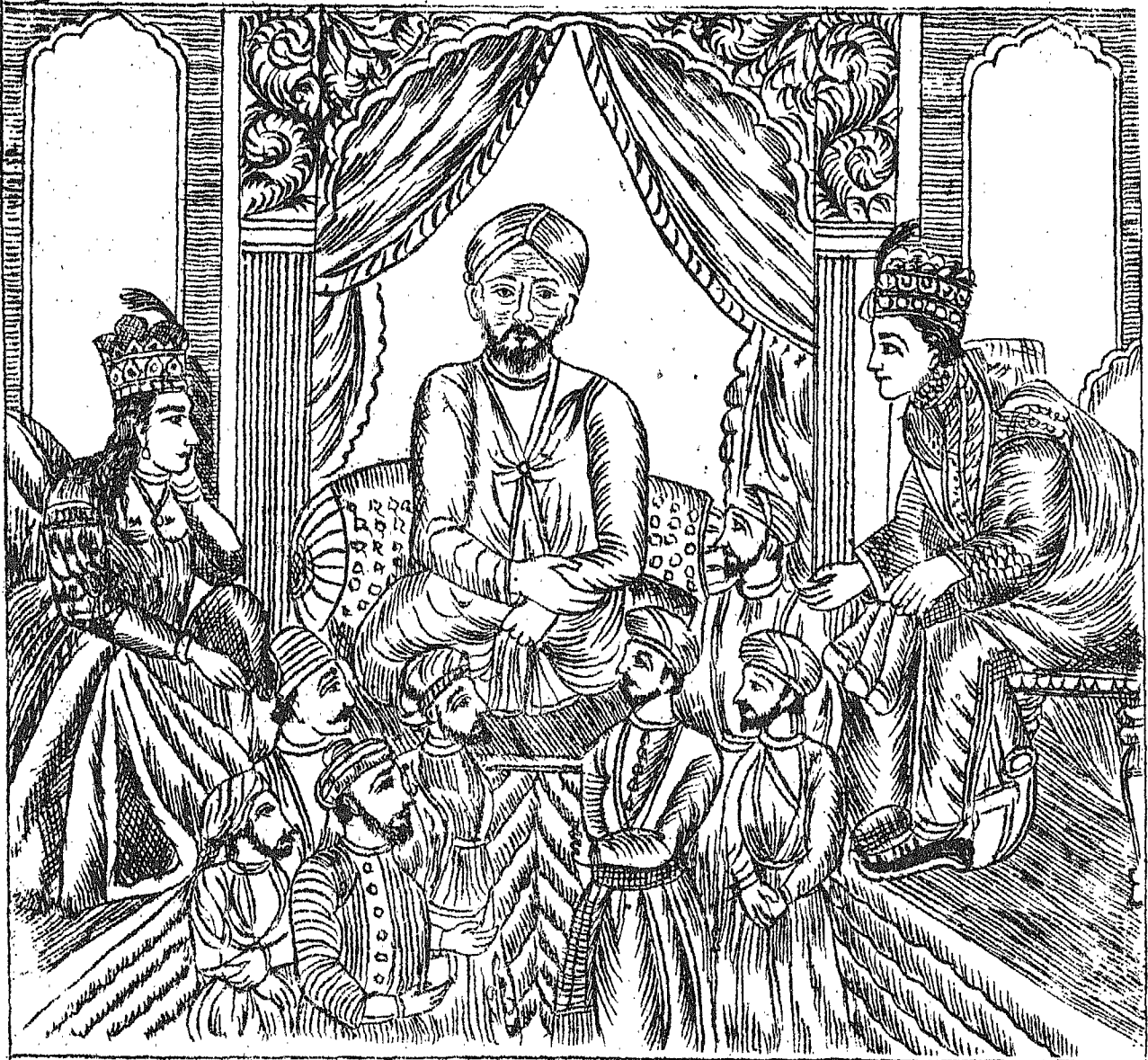
بعد اسکے کہا جو دعویٰ ہو پیش کیجیے اس میں قاضی اکبر کو مدخلت نہیں ہو آگاہ ہو میں دکیل سلطنت ہوں تاکہ تمہارے دعویٰ کا جواب دوں لیکن پہلے اقرار یہ کرو کہ اگر دعویٰ میں غلطی ہو تو کیا سزا دی جائے شاہزادہ نے کہا جو تعدیر ایسے گناہ کی تمہارے یہاں مقرر ہو مجھے اس سے انکار نہیں ملکہ شرفت افروز بانو نے کہا سخن مردان جان دارد شاہزادہ نے فرمایا بچہ تمام اہل شہر شیخ و شاب ادنیٰ اور اعلیٰ حیران تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یہی تمام عمر ایسا مقدمہ نہ دیکھا نہ شاہزادہ نے شرفت افروز بانو نے شاہزادہ سے کہا اے جوان آپ دعویٰ اپنا بیان کیجیے شاہزادہ نے فرمایا اے ملکہ شرفت افروز بانو تم خدمت میں اپنے بادشاہ کی عرض کرو کہ مشتاق جمال بنیوال و سوشٹہ آتش فراق عرض کرتا ہوں جس

ملکہ باطوق و قافہ گیت را کرد | من آزاد کہ آوارہ ازین باغ نمود | خود گویا کجا در درخت پویم | قمر ریختہ بالہ بہ پناہ کرد

تابک سرکشی اے سرو خرامان از من

ملکہ شرفت افروز بانو نے کہا اے جوان آیا کوئی گواہ بھی رکھتے ہو یا فقط زبان آوری پر یہ دعویٰ مبنی ہو شاہزادہ نے فرمایا تم کس قدر گواہ چاہتی ہو ملکہ شرفت افروز بانو نے کہا بموجب شرع محمدی دو گواہ کافی ہیں شاہزادہ نے فرمایا تم دو گواہ کہتی ہو اور ہم اپنی صداقت دعویٰ پر چہ گواہ رکھتے ہیں انہیں تین گواہ پر وہ نشین ہیں انکا بیان پردہ میں ہو گا جب یہ شاہزادہ نے فرمایا رافع وارفع اور ہنرا و مصور یہ سنتے ہی زرد ہو گئے اور خون خشک ہو گیا باہم تینوں شخصوں نے کہا خدا خیر کرے ایسا نہ کہ شاہزادہ ہمیں گواہ قرار دے ورنہ مشکل ہوگی ہنرا و مصور نے کہا سچ ہو اے رافع شاہزادہ ہمیں ضرور گواہی میں طلب کریں گے اور یقین ہو کہ ہماری عورتیں بھی بلوائی جائیں گی آئندہ حکم سے بادشاہ کے جو دربارہ عشق و عاشقی جاری ہو اس سے آپ خوب واقف ہیں علاوہ اسکے جس امر سے ہم آگاہ نہیں اسکی کیا گواہی دینگے اے رافع نے کہا سچ تو یہ ہو کہ یہ دیوانہ ہمان ہمارے سر پر ایک نہ ایک بلا ضرور نازل کرے گا کاش ہم ملاقاتی شاہزادہ کی نہ کرتے مگر اس میں بھی مجبور تھے کیونکہ ہمیں خاص حضور متلے سے حکم پہنچا تھا کہ خبردار شاہزادہ ہمان کی خاطر و مدارات میں کوئی امر فرو گذاشت نہ کرنا ہنرا و مصور نے کہا تم کو تو حکم پہنچا تھا میری کیا شامت تھی کہ میں نے بے سبب بے وجہ ملاقات کی اگر تصویر کی خواہش تھی تو ایک تصویر دینے سے کیا جانتا تھا کہ میں غضب میں ناحق گرفتار ہو جاؤں لگا اے رافع نے کہا کہ امر شدنی سے کچھ پس نہیں چلتا خیر چپ رہو جو ہونا ہو گا وہ ہو گا اب شاہزادہ کی

رد بکاری سنوا قصہ شاہزادہ نے گواہوں کا نشان دیا بلکہ شرف افرورز بانو نے پوچھا تمہارے گواہ کہاں ہیں حاضر کرو شاہزادہ نے فرمایا حاضر ہیں بلکہ رات اور دن میں کسی ساعت مجھ سے جدا نہیں ہوتے بلکہ ایسے ایسے شہدائے بین مدد کرتے ہیں کہ میں انکا شکریہ احسان ادا نہیں کر سکتا بلکہ شرف افرورز بانو نے کہا ہاؤ ہم دیکھیں کہ کیسے وہ گواہ ہیں شاہزادہ نے فرمایا اے شرف افرورز نادان عاشق صادق کے گواہ ہر وقت آستین میں موجود رہتے ہیں آگاہ ہو



گواہ اول دل خزون گواہ ثانی جگر پر خون گواہ ثالث سیدہ پر غم یہ شاہد ان پردہ دار ہیں اور گواہ طاسری چشم پر غم آہ سرور رنگ زرد ہیں پس یہ چھ گواہ رفیق و ہمدم ہیں ملکہ شرف افرورز بانو نے سر نہجا کر لیا اور دل میں شاہزادہ پر ہنر ہنار

آفرین کی رافع اور ارفع اور ہنرا دے جب نام گواہوں کے سننے سبکی خاطر جمع ہوئی ورنہ عجب حال بدین گرفتار تھے
ملکہ شرف افروز بانو نے کہا اے جوان ذی شان دعویٰ تمہارا سچا اور گواہ تمہارے صادق و معتبر جانیں یا جن لوگوں
نے تمہاری نسبت بوالہوسے و خیانت کی تہمت لگائی اُنکو پائی اعتبار میں لائیں اب تمکو بیان کرنا چاہیے کہ تمہیں ہمارے
بادشاہ کو کیا ہوا دیکھا ہو اور مفتون ہونے کی علت بتاؤ ہر چند کہ خلایق شہ نے عشق و عاشقی سے منع کیا اُسپر بھی تم اپنی
حرکت دیوانگی سے باز نہ آئے اور عالم وحشت و جنون میں بادشاہ عالیجاہ کو کیا ہوا بیان کیا اگر لفظ مہمانی
تمہاری شان میں عاید نہ ہوتی تو ایسے شخص رسوا کفندہ کا ہر پارچہ جسم ہر دھڑکنا پناہ پر لٹکا یا جاتا فقط منظر مہمانی پہننے فراموش
نہیں اور اب تک کوئی صورت صدق کلامی کی تمہارے بیان سے ظاہر نہیں ہوئی شاہزادہ نے ناچار سرگزشت
اپنی ابتدا سے انتہا تک ملکہ شرف افروز بانو سے بیان کی ملکہ شرف افروز بانو نے کہا کہ سب کہانی موقوف
کر و فقط حال سیر چہارم کا بیان کرو کہ وہاں کیا معاملہ پیش آیا شاہزادہ نے دل میں کہا کہ ملکہ شرف افروز بانو کو
فقط حال ملکہ صبیح دلکش دریافت کرنا منظور ہو آخر الامر شاہزادہ نے فرمایا اے ملکہ شرف افروز بانو بیشک مجھے
یہ خطا ہوئی اور اپنی خطا سے منفعل ہوں کہ واسطے کہ بیت

چوتیرہ شود مردار روزگار	ہمہ آن کند کش نیاید بکار
اب لہ میری طرف سے اس سروچمن مجبوی سے عرض کرو کہ وہ بیچارہ کتنا ہوا بیات	
گلہ این گنہ کرد خوش بہل	چہ شد جرم این خستہ بیچارہ دل
من از غیر تو روئے بر تافتم	ز جرمی کہ کردم سزا یافتم
نظر بار این سنگ برداشتم	بجال تو کز دل خبر داشتم
ز ناز تو خون شد دل جان من	ز افلاک بگذشت افغان من
گناہم بہ بخشای بہر خدا	مرا باز پسند از خود جدا

ملکہ شرف افروز بانو نے کہا اب ہم مجبور ہیں کہ تم خود اقرار گناہ کرتے ہو بہر حال سزا سے سخت ٹکودینا چاہیے
شاہزادہ نے فرمایا اے ملکہ شرف افروز بانو رُباعی

ماہما نیم وسیہ مستی ہر روز بہان	نہ شب جمعہ شناسیم و نہ ماہ رمضان
مست پیمانہ پیمان استم بگذار	منکہ مستم چہ شناسیم حدیث پیمان
الفرض اگر تھکو مجھے سزا دینا منظور ہو تو بس	

تغیر نیست آنکہ سرم بردارند | از یار خود یک جدا نگذارند |
ملکہ شرف افروز بانو نے کہا عیاذ اللہ تم ایسے صاحب آئینہ و بلند مکان کو ایسی تغیر نہیں ہو سکتی مگر ہاں
بیابان وحشت کو ضرور جانا ہو گا تاکہ اپنی سزا کے اعمال کو پہنچو اور تھوڑا سا سرگردانی و پریشانی کا بھی ذرا پادشاہزادہ
نے فرمایا مقامات مشکوے حیرت سے تارین مقام کیا کم ہو بدتر سے بدتر ہو مگر انصاف شرط ہو ملکہ شرف افروز بانو نے

کہا وہ مقام تمام مقامات گذشتہ سے جدا ہو جب وہاں پہونچ گئے تب معلوم ہو گا کہ کیا رنگ ہو شاہزادہ کو یقین ہوا کہ ملکہ شرف افروز بانو کو راہ بیابان وحشت سے مجھے نکالنا منظور ہو پھر ملکہ نو بہار گلشن افروز سے ملاقات کیا آخر ضبط نہوسکا بے اختیار رو دیا ملکہ شرف افروز بانو نے اس وقت اس حالت گریہ میں شاہزادہ کو تخت پر سوار کر کے حکم دیا کہ انھیں بیابان وحشت میں پہونچا دو حالوں نے تخت پر شاہزادہ کو سوار کیا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ کنارے بیابان وحشت کے لیجا کر تخت رکھ دیا ملکہ شرف افروز بانو بھی ساتھ تھی شاہزادہ کو سمجھاتی تھی کہ اسی شہزادہ کچھ معاملات چند در چند ایسے ہیں کہ مفصل میں خدمت مالی میں گزارش نہیں کر سکتی آپ بجائے خود غور فرمائیے کہ طریقہ محبت میں ایسی خطائے فاش تھیں ہوتی ہیں جسکے عوض جو سزاے سخت تلکود بجائے بجا ہی کہ خداوند کریم بھی جرم کو جتلیک سزا جرم نہیں دیتا بہشت نہیں عنایت فرماتا شاہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ شرف افروز بانو

الایق قتل ہیں اور قابل تلوار ہیں ہم | ہاں بیان سچ ہو کر ایسے ہی گنہ گار ہیں ہم

ملکہ شرف افروز بانو نے کہا فضل خدا شامل حال چاہیے آپ گھبرائیے نہیں انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آپ اپنے مددگاروں کو پہونچے گا اور روئے مقصود آئندہ مراد میں جلوہ کر دیکھیے گا ہمارے بادشاہ نے کہ ظل اللہ ہو تلو بیابان وحشت میں بھی ہوتا کہ تھارے رگ و پڑ سے جرم و گناہ صاف ہو جائیں اور سوا اسکے اور ایک یہ حال ہو کہ میں زبان سے نہیں کہہ سکتی بلکہ یہ آئیے کر میدال ہو دان شکم الا وارو ہا بہر حال فریاد و فغان کو موقوف کیجیے اور رضائے الہی پر شاکر رہیے دیکھیے پروا محض کو کہ عشق شمع میں کس طرح خاموش جل جاتا ہو کہ آواز بھی نہیں نکلتی پس بیت

لازم ہو سوز عشق کا شعلہ عیان ہو	جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھواں ہو	محض
فغان بچم این سخن نمی شاید	صد از گشتہ این تیغ بر نمی آید	اگر شرب حالت بکام دل باید
خست چشم تعلق ز کامیات بپوش	چو گشت دست از دامن ہوں کوتاہ	بیاے عشق بری در پریم خلوت شاہ
	چو یافتی لب را پر دہ تبسلی راہ	جمال یار بین شرب وصل نبوش

سوا اسکے آپ کیواسطے کوشش کرنے کو بدل و جان میں بھی موجود ہوں آپ مطمئن رہیں شاہزادہ نے ملکہ شرف افروز بانو کے حق میں دعائے خیر کی اور کہا اے ملکہ شرف افروز بانو اللہ جو امر کہ مجھے سرزد ہوا محض بے اختیاری سے ہوا میرا قصور کچھ اس میں نہیں ہو آئندہ تمہارے بادشاہ کو میری ہلاکت اور تکلیف کا اختیار ہویت

اگر بخشنے رہے جنت نہ بخشنے تو شکایت کیا | سر تسلیم خم ہو جو مزاج یار میں آئے

بعد ازاں ملکہ شرف افروز بانو رخصت ہوئی اور شاہزادہ مغزا الدین بیابان وحشت میں داخل ہوا

راوی یہاں داستان شاہزادہ مغزا الدین کی موقوف رکھتا ہے اور حال

ملکہ نو بہار گلشن افروز بنت سلطان شمسون مہر طلعت گذارش کرتا ہوں

واضح ہو کہ معشوقہ شاہزادہ معزال دین ملکہ نو بہار گلشن افروز بنت سلطان شمسون مہر طلعت پیریزا حکیم قسطاس الحکمت کے عجا ئبات کی بادشاہ ہوا اور سلطان شمسون مہر طلعت بن سلطان قیصر نوس جہی پردہ قاف میں ایک بادشاہ عالیجاہ صاحب حشمت و اقتدار ہو جیسا کہ حال اسکا برج جوزا میں نجمہ عاقلہ کی زبانی سننا ہے جبکہ ملکہ نو بہار گلشن افروز ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کے لطن سے پیدا ہوئی سلطان شمسون مہر طلعت ملکہ نو بہار گلشن افروز کو حکیم قسطاس الحکمت کی خدمت میں لے گیا کہ حکیم کو تمام پیریزا دوجہ علم و عمل کے اپنا ہادی و پیشوا جانتے ہیں بنا براسے کہ من کان اللہ حکیم ہزار ہا جن علم و حکمت میں مفا گرد ہیں انھیں میں سلطان قیصر نوس جہی و شاہزادہ شمسون مہر طلعت اور وہ چاروں بھائی حقیقی شاہزادہ شمسون مہر طلعت کے شاہزادہ مہرون وغیرہ بھی حکیم صاحب کے شاگرد ہیں بقدرت خداوند قدیم محبت ملکہ نو بہار گلشن افروز کی خود بخود حکیم صاحب کے دل میں ایسی پیدا ہو گئی کہ حکیم صاحب نے فرزند اپنا قرار دیکر جب طالع اس کے دیکھے معلوم ہوا کہ ایسے طالع کسی خاکی و آتشی کے نظر سے نکلے اور تزویج میں برج جدی و مشتری کو نہایت قوی پایا اس شکل سے یقین ہوا کہ یہ دختر پیریزا دسی آدم زاد قوم سادات صاحب برج و علم سے منصفہ ہوگی کیونکہ برج جدی خاکی ہو وہ دلیل قوی ہے غرض کہ حکیم صاحب نے سلطان شمسون کو اس امر سے آگاہ کیا کہ اس لڑکی کا کسی آدم زاد عالی خاندان و والا نسب سے نکاح ہوگا بلکہ شاہزادہ شمسون مہر طلعت کو اپنی دختر کا عقد غیر خنس میں ہونا بالطبع ناگوار گذرا جب حکیم صاحب نے اس آدم زاد یعنی زوج ملکہ کی عالی خاندانی اور فضیلت و علم و دانش کا تذکرہ کیا بس سلطان شمسون مہر طلعت کی خاطر جمع ہوئی اتفاقاً جب ملکہ نو بہار گلشن افروز سن تیز کو پہنچی حکیم صاحب نے خود تمام علوم و کارگذاری کا درس دیا چند روز میں وہ ماہ زاید النور تیزی فہم و ذکا میں کمال طاق بلکہ شہرہ آفاق ہوئی اور ملاوت قرآن مجید اس لہجہ سے کرتی تھی کہ اکثر پیریزا دان قاف مشتاق ہو کر آتی تھیں اور قرآن ششٹی تھیں حکیم صاحب نے جب طبیعت ملکہ کو مائل بسیر باغ دیکھا طلسم قدیم میں اسطو سے آئی کے کہ جیسے خود دار غنہ تھے اسے بادشاہ کیا لیکن قدیم و جدید طلسم کا مال جس وقت شاہزادہ نادرہ رازدار کے قصر میں پہنچے ہا حیرت اسرار کی زبانی معلوم ہوگا یہاں بیان کی کیا ضرورت ہے کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز فلک اعظم میں جو شہر علیین مشہور ہو اور اس کے قلعہ کو سریشہ کہتے ہیں فرمانروائی کرتی ہو ملکہ کا وہی شہر علیین دار السلطنت ہے ہی اس عرصہ میں شاہزادہ معزال دین نے حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات کی حکیم صاحب نے جو علامتیں ملکہ نو بہار گلشن افروز کے شوہر کے طالع میں دیکھی تھیں وہ سب شاہزادہ معزال دین میں پائیں انکو یقین واثق ہو گیا کہ یہی مرد زوج ملکہ نو بہار گلشن افروز کا ہے شوہر ملکہ نو بہار گلشن افروز اور ملکہ شمسہ تاجدار کا مشکل ہونا یہ ایک امر اتفاقی ہے جب شاہزادہ معزال دین مرحلہ اول

طلسم یعنی باغ عشرت میں داخل ہوا ملک نو بہار گلشن افروز نے حسب حکم شاہزادہ سے ملاقات کی اور شاہزادہ بسبب کیفیت
طلسمی ملک نو بہار گلشن افروز کے عشق میں ایسا مبتلا ہوا کہ مطلق ہوش نہ رہا اگرچہ ملک نو بہار گلشن افروز کی بھی طبیعت کا
ایسا ہی کچھ حال ہوا کیونکہ شاہزادہ بھی حسن و جمال میں سحر ساری کا نمونہ تھا لیکن اس نے بوجہ شرم و حیا کے خود داری
کو کام فرمایا بعد ایک ہفتہ کے حسب ایما حکیم صاحب کے باغ سے بے اطلاع چلی آئی مگر حکیم صاحب کا نشانہ اس امر سے
یہ تھا کہ شاہزادہ بسبب ملک کے تلاش ملک میں تمام مرحلات طلسم دیکھ گیا اور نہایت افلاک سے باخبر ہو گا دوسرے اس
ضمن تلاش میں شاہزادہ کی ہمت عالی و ثابت قدمی بھی معلوم ہو جائیگی ناگاہ طلسم آفتاب میں میلان طبیعت
شاہزادہ کا ملک صبح دلکش سے پایا گیا جب یہ ملک نو بہار گلشن افروز نے سنا اس کو سخت ناگوار گذر حتیٰ کہ اسی
برہمی مزاج کے سبب سے ایک حیلہ و بہانہ پیدا کیا اور بایں محبت و الفت طریقہ شوخی و ناز کو شاہزادہ کے ساتھ برتنی
تھی ہر چند کہ شاہزادہ سے زیادہ تر دردمقارقت میں بیقرار رہتی تھی اور حکم ملک تھا کہ کوئی اہل صحبت بجز ذکر شاہزادہ
کے دوسرا ذکر چارے سامنے نہ کرے لیکن پھر مصلحتاً حسب ظاہر کوئی علامت محبت و الفت کی چہرہ سے ظاہر ہوتی تھی
اسی وجہ سے ملک نے واسطے دفع ملال اور امتحان طبیعت شاہزادہ کے بیابان وحشت میں شاہزادہ کو بھیجا اور دو نفر
جن واسطے دریافت کرنے حالات مخفی کے مقرر کیے کہ وہ مثل کر آنا کاتبین کے خبر ملک کو دیتے ہیں القصہ ایک دن طلسم
نو بہار گلشن افروز اپنے محل میں مسند زرنگار پر رونق افروز تھی اور اسوقت پر نیرادان صاحب جمال شل نادرہ راز
اور شرف افروز با نو دایہ ملک عالم اور بدیع الجمال و عظیم المثال و روح افزا و محفل افروز و بخش آرا و ماہ طلعت
و ماہ پیکر و حورش و حور لقا و غیرہ کے حاضر تھیں اور ان تمام نازنینان مذکور کو علی قدر مراتب خدمت میں ملک کے
اور پر نیرادون کی نسبت مراتب قرب زیادہ تر حاصل ہو بلکہ ہر ایک اپنے اپنے ملک کی پردہ قاف میں سے شاہزادی
ہو ناگاہ اس گرمی صحبت میں شاہزادہ معزالہ دین کا ذکر در بیان آیا شرف افروز ملک کی دایہ نے شاہزادہ کے
کمال و جمال و جرات و ہمت کی حد سے زیادہ تعریف کی اہل محفل کو بھی تعریف آدم زاد کی جرات ہوئی اتفاقاً اسوقت چھوٹا
بھائی ملک نو بہار گلشن افروز کا شارون بن شمسون بھی بہن کی ملاقات کو آیا تھا اس نے جب شل شاہزادہ کی بہائی
اور دلاوری کا سنا ملک نو بہار گلشن افروز سے کہا اے خواہر اگرچہ آدم زاد کے دلیر و شجاع ہونے میں شک نہیں ہے
مگر نہ اس قدر کہ بعض انسانوں نے دیویا غول کو ہلاک کیا یہ امر کسی طرح قیاس میں نہیں آتا ملک نو بہار گلشن افروز نے
ملک شرف افروز با نو سے فرمایا اے دایہ شارون بچ کہتا ہے البتہ مجھے بھی آدم زاد کے دلیر ہونے میں شک ہے یہ کیف شاہزادہ
کا امتحان کرنا چاہیے شرف افروز نے کہا حضور کو اختیار ہو ملک نو بہار گلشن افروز نے سات نفر دیو واجب القتل
زندان خانہ سے بلوا کر فرمایا کہ مجھے ایک آدم زاد کی شجاعت کا امتحان منظور ہو تم جاؤ اور دیکھو کہ وہ کیسا بہادر دلیر ہے اور
بھی کچھ اُنکے کان میں چپکے سے کہا اور دو پر نیرادون کو انکے ہمراہ کیا وہ دیو ایک طرف روانہ ہوئے

بالفعل حال شاہزادہ مغزالہ دین کا بیان کرنا ضروری

کہ اس گرفتار جام محبت کو جو دشت وحشت میں بھیجا تو اس پر کیا مصیبت گذری ہر چند باطن میں شعلہ نعت شاہزادہ کا سینہ بین ملک نو بہار گلشن افروز کے ہر روز شعلہ ہوتا جاتا ہی الا بظاہر حال دل اپنا کسی محرم باز سے بیان نہیں کرتی قصہ کوتاہ جب شاہزادہ نے بیابان وحشت میں قدم رکھا چند قدم کے بعد ایک فرشتہ بلاخیز نظر آیا شاہزادہ نے حسب وجہ صحرائے برف آفت دیکھا تا جم جم شل بیدار کرنے لگا اور ہوش و حواس کجا نہ رہے لیکن تہہ درویش بجان درویش بغیر ٹپکے چاروں کا نظر نہ آیا بہر حال راہ دشوار گزار کو طے کرتا تھا اور کتنا تھا

ای خار دشت محنت ما ہم ہر سہنہ پاکم | آخر ترحمے کن دیوانہ بلایم

آخر بعد چند قدم کے تشنگی کا غلبہ ہوا ہزار محنت و مشقت کشان کشان ایک چشمہ پر پہنچا لیکن پانی اس چشمہ کا نہایت غلیظ و سیاہ تھا شاہزادہ نے باوجود اس تشنگی کے وہ پانی نہ پیا اور آگے بڑھا جب کہ پانی صاف نہ آیا آخر مجبوری چاہا کہ اسی آب غلیظ سے رفع تشنگی کرے کہ وہ فرشتہ شاہزادہ ان خود رفتہ ہو گیا اور ایک کھیت پر پہنچا کہ اس میں بیگن پھلتے تھے شاہزادہ نے اس عالم جنوں میں انہیں سے دو چار بیگن کچے توڑ کر کھائے بوقت عصر چند رنگی سیاہ رو ایک طرف سے وہاں آئے اور شاہزادہ سے کہا کہ یہ بیگن ہمارے کھیت سے بے اجازت توڑے کیوں توڑے شاہزادہ نے عالم محویت میں ایک لکڑی سے اٹکوا پیا مارا کہ دس حبشی جان سے مر گئے اور باقی بھاگ گئے شاہزادہ کو پھر غلیظ تشنگی کا ہوا اور تلاش میں پانی کے شام تک سرگردان رہا آخر شام کو ایک چشمہ ملا کہ پانی اسکا نہایت صاف شیرین تھا شاہزادہ نے خوب پانی پیا اور کنارہ اس چشمہ کے آرام کیا بعد ایک ساعت کے خود بخود مزاج اصلاح پر آ گیا دل میں کہا کہ خداوند! یہ کیا خواب تھا کہ جسین بیگن کھائے اور حبشیوں سے لڑائی ہوئی اور پھر کچھ نہیں اگر بیوشی میں یہ ہوتا تو ہاتھ پاؤں میں ضرور کسل ہوتا مگر اب تمام اعضا میں آگے سے زیادہ طاقت ہو واقعی یہ بیابان آفت نیزہ و وحشت انگیز ہی لیکن تعجب کا مقام ہو کہ ہر جگہ برائے امتحان بیان بھیجا مگر خیر مصراعہ صبر تلخ ست دلیکن بر شیرین دارد۔ آخر تمام روز اسی حال میں گذارات کو ایک طرف سے چند مشعلیں روشن آتی معلوم ہوئیں جب قیوب رہ روشنی پہنچی دیکھا ایک لڑکا گیارہ بارہ برس کا تخت پر سوار آیا اور ایک صفہ پر اس چشمہ کے فرش شاہانہ بچھوا کے وہ لڑکا بیٹھا اور چند قاصد غیر بھی حاضر ہوئے آخر اس لڑکے نے حکم نایح ہونے کا دیا شاہزادہ پوشیدہ تاشا دیکھ رہا تھا اور کتنا تھا اس صحرائے ویران میں یہ سامان کہاں سے آیا اور یہ لڑکا کون ہو آخر جب وہ نایح کا ناموقوف ہوا اور ملازموں نے دسترخوان بچھایا اس لڑکے نے پہلے چاروں طرف بغور دیکھا اور ملازموں سے کہا اس کھانے میں مہمان کی بو آتی ہے تلاش کرو کہ کوئی مہمان اس بیابان میں ضرور ہو ملازموں نے بعد تلاش بسیار شاہزادہ کو دیکھا اور آقا کے سامنے لے گئے اس طفل نے

شاہزادہ کو مودب سلام کیا اور کہا اے شہر یار آپ یہاں تشریف رکھیں اور ہم سے ملاقات نہویہ خلاف شان اخلاق حضور
 سے ہی شاہزادہ نے فرمایا اے برادر میں تمھارے حال سے واقف نہیں کہ تم کون ہو دوسرے مہمان ناخواندہ خدا کے گھوٹن بھی
 نہیں جاتا اس طفل نے کہا میں آپکا ملازم ہوں آپ اپنے حال خیریت مال سے آگاہ فرمائیے کہ آپ یہاں کیونکر تشریف لائے
 شاہزادہ نے فرمایا اگر میرا نسب دریافت کرتے ہو تو میں مالک مغرب کا شاہزادہ ہوں اور اگر غفل اوقات کو پوچھتے ہو تو
 میں خود اپنے حال میں ایسا مبتلا ہوں کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں بعد استغفار رب یارا اپنی حقیقت گذشتہ اس طفل سے بیان
 کی اسنے کہا کہ اے شہر یار شعر مشکلی نیست کہ آسان نشود مگر وہ بایہ کہ ہر اسان نشود شاہزادہ نے پوچھا تم کون ہو اسنے
 کہا کہ قوم پر نژاد کا بادشاہ ہوں لیکن ہم بموجب اپنی رسم کے ابتداء ملاقات میں حال اپنا بیان نہیں کرتے آئندہ
 جب ملاقات ہوگی تو ہم کیفیت بیان کریں گے شاہزادہ خاموش ہو رہا الغرض شاہزادہ نے اس طفل کے ساتھ کھانا
 کھایا اور رات شغل می نوشی میں گزری قریب صبح شاہزادہ نے آرام فرمایا اور طفل اپنے خواب گاہ میں گیا صبح کو جب
 شاہزادہ بیدار ہوا تو کسی کا نشان نہ ملا صرف وہی بیابان ویران نظر آیا اور پھر تشنگی کا غلبہ ہوا جب کنارہ چشمہ کے گیا
 تو پانی کہ پاک و صاف تھا اسے پھر سیاہ و غلیظ دیکھا آخر لاچار بقدر ضرورت کچھ پانی پیا اور پھر وہی نوبت جنون کی
 آئی یکا یک ایک ہرن مثل گھوڑے کے سامنے سے نظر آیا شاہزادہ نے کہا واہ کیا خوب گھوڑا خدا نے دیا ہر مین اسپر آج ضرور
 سوار ہونگا جب ہرن قریب آیا شاہزادہ بے تکلف سوار ہو گیا ہرن نے دو تین ساعت کے عرصہ میں تین فرسخ راہ
 طر کی اور شاہزادہ کو مطلق مکان معلوم ہوئی غرض عصر کے وقت وہ ہرن ایک مقام پر پہنچا کہ زمین و ہاں کی نہایت
 صاف اور مدور تھی اور چند فقرا جمع تھے شاہزادہ بھی پشت ہرن سے اتر ادراس مجمع فقرا میں گیا دیکھا تو ایک شخص
 بلباس درویشی ایک پتھر پر تکیہ کیے بیٹھا ہی اور باقی فقرا اگر دو پیش جمع ہیں اور کھانا کھا رہے ہیں اور ایک محافظ بھی رکھا
 ہے اور ایک جوان ہاتھوں میں ہندی لگائے قریب محافظ کے بیٹھا ہے شاہزادہ نے آواز بلند آن فقیرون کو سلام کیا کسی
 فقیر نے سلام کا جواب تک نہ دیا شاہزادہ کو اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے جواب سلام ندیا نہایت غصہ آیا اور ان
 فقیرون کو لکڑیاں ماریں افسر درویشوں کا شاہزادہ کے پاس آیا اور عرض کی اے دلاور ہم سے تمھارا کیا مطلب ہے
 شاہزادہ نے فرمایا بھوکے ہیں اور سوا اسکے جواب سلام نہ دینا کس مذہب میں ہے وہ درویش چپ ہو رہا اور سب
 فقیر کھانسنے سے دست بردار ہوئے شاہزادہ نے اس فقیروں کا کھانا بخوشی تمام نوش فرمایا بعد اسکے اس مرشد سے
 پوچھا کہ تمھاری کیا قوم ہے اور بیان کس واسطے جمع ہوئے ہو اور محافظ میں کون ہے درویش نے کہا اے جوان مرد مجھے
 بات کرنا دشوار ہے جب ہمارے تکیہ میں تشریف لیچے گا تو ہم اپنی حقیقت بیان کریں گے شاہزادہ نے کہا میں تمھارے
 ساتھ کیوں جاؤں جو تم کو کہنا ہو میں کہو درویش نے کہا اے جوان یہ سامنے جو پہاڑ نظر آتا ہے وہ اسپر ایک دیو خوشنور
 رہتا ہے اس کے خوف سے اپنا حال نہیں بیان کر سکتے شاہزادہ نے کہا اگر پہاڑ پر دیو رہتا ہے تو پھر کس واسطے بیان آئے

اور جب یہاں آگئے ہو تو پھر خوف کرنا ناحق ہو فقیر نے کہا حسب ضرورت ہم یہاں آئے ہیں شاہزادہ نے فرمایا کیا ضرورت ہے
بیان کرو درویش نے کہا اے جوان نام میرا درویش مدح ہو شاہزادہ نے چونکہ ایسا نام اپنے ہوش میں کبھی نہیں سنا تھا فرمایا
یہ نام ہو کونسا آیا لہذا یہ نام حکم دے اور اپنا اور نام رکھ لے درویش بچارہ خاموش ہو رہا شاہزادہ نے ایک تپا پنچ
کلمے پر فقیر کے مارا اور کہا اے مردک تو نے کیوں میری بات کا جواب نہ دیا درویش نے کہا یہی جواب ہو کہ نام اپنا ہم اور
رکھ لینگے شاہزادہ نے فرمایا یہ نہ بتایا کہ یہاں کس واسطے آنا ہو اور درویش نے کہا ہمارے یہاں کا یہ رسم ہو کہ نکاح اسی با
ہوتا ہو اور کہیں نکاح درست نہیں ہو لیکن اب ہمارا یہاں رہنا زیادہ تر خرابی کا باعث ہو اور وقت مقررہ سے دو تین
ساعتیں زیادہ گزر گئیں اب یقین ہو کہ دیونا پاک عروس کو لیجا لینگا اور خدا جانے اسکا کیا حال کریگا اسی واسطے ہم نکاح میں
جلدی کر رہے ہیں کہ قبل وقت مقررہ حد سے اس دیو کی نکاحائیں الّا تمھارے آنے سے ہمارے کام میں عرصہ ہو گیا شاہزادہ
نے فرمایا بابرک اللہ پہلے عروس کو ایک نظر مجھے دکھا دے پھر اپنے فعل کا اختیار درویش نے کہا یہ مستور کس ملت و مذہب
میں ہو کہ عورتیں غیر مرد کے سامنے ہو جائیں شاہزادہ نے فرمایا جبکہ ہنوز عقد نہیں ہوا پھر اسے سامنے ہونے میں کیا تکلف
ہے اور اگر تم بخوشی نہ کھاؤ گے تو میں جبریہ دیکھ لوں گا بعد ازاں پھر ایک نفر کو بھی تم میں سے زندہ نہیں رکھوں گا اور
اس وقت شاہزادہ کو ایسا اپنی قوت پر گمان تھا کہ رسم وافر سیاب کو بھی سچ دیو بیچ سمجھتا تھا درویش سمجھا کہ دیونا
جو کسی صورت سے باز نہ آویگا ناچار پردہ محافہ کا آلٹ دیا اور صورت عروس کی دکھا دی شاہزادہ نے جب عروس
کو دیکھا کہ نہایت ہی سیاہ ہو گیا کہ اس عروس سے ہم غلوت ابھی کرینگے درویش بولا اے جوان ہم داماد کو اپنے کیا جواب دینگے
شاہزادہ نے کہا تیرا داماد کون ہو درویش نے کہا جسکے ہاتھوں میں مہندی لگی ہو شاہزادہ نے درویش کے داماد سے پوچھا
تیرا کیا نام ہے اس نے کہا مجھ کو شاہزادہ نے اس مشفقہ سے کہا تیرا نام ہنر ہے دیدیا اب ہم تیرے داماد کا نام رکھینگے
بعد اسکے درویش کے داماد سے کہا اے مرد ہم اور تو باہم زور اور قوت میں امتحان کریں جو غالب ہو وہ عروس کو لے آئے گا
لکڑی لیکر داماد فقیر پر حملہ کیا درویش یعنی عروس کا باپ در بیان میں آگیا اور اسے بہت دزاری دست بستہ کہا اے جوان
برائے خدا اس خیال بیہودہ سے باز آؤ شاہزادہ نے فرمایا ہرگز شہ فی نہیں کہ میں عروس سے دست بردار ہوں ناگاہ
اوج ہوا سے اس دیو نے آواز دی کہ اے برگشتہ بدستوتے اس قدر توقف کیا کہ ساعت مقررہ گزر گئی یہ لکڑی عروس کو مع کاف
پھاڑ پر اٹھا لیگیا تمام درویش بالاتفاق نوحہ دزاری کرنے لگے شاہزادہ نے انکی تشفی خاطر کی اور فرمایا میں اس وقت
عروس کو قید سے دیو پلید کے نجات دیتا ہوں آخر وہی لکڑی ہاتھ میں لیکر کوہ کی جانب روانہ ہوا فقیر بھی روتا ہوا ہملہ
ہو گیا جب زیر کوہ پہونچا درویش نے کہا اے جوان فقط اس لکڑی سے دیو کا مقابلہ کیونکر کریگا شاہزادہ نے فرمایا
تھاںشا دیکھو کہ خدا کیا کرتا ہو کہ ناگاہ دیو نے بھی پہاڑ پر سے دیکھا کہ تمام خویش واقارب عروس کے زیر کوہ جمع ہیں آخر دیو
باجریہ وار شمشاد زیر کوہ آیا اور کہا اے فقیر دم ایسے جری ہوے کہ میرے مقابلہ کے واسطے آئے بعد اسکے وہی وار شمشاد

شاہزادہ کے لگائی شاہزادہ نے بچالہ کی ضرب دیو کی بچا کے دہی لکڑی دیو کے سر پر ماری کہ دیو کا بھیجا ناک سے گر پڑا اور واصل جہنم ہوا بس شاہزادہ کا یہ کار نمایاں دیکھ کے سب اُسکے قدموں پر گرے اور کہا کہ ای جو ان بے شبہ تو کوئی ملائک سے ہو شاہزادہ نے عروس کے باپ سے کہا کہ اب تجھے کیا قدر بانی رہا مناسب ہو کہ اب جلد اپنی دختر کا مجھ سے عقد کرے تاکہ تیرے ہی سامنے زفاف ہو جائے درویش نے کہا ای جو ان شوہر عروس کا میرے بھائی کا فرزند ہو اودت سے اس عورت کا عاشق ہو آپ حال پر اسکے رحم کیجیے اور عروس سے دست بردار ہو جیے ورنہ یہ اس غم میں جان سے گز جائیگا اور لڑکی الگ مرجائیگی آپکے ہاتھ کچھ نہ اٹھیکا اور اگر خدا ترسی سے چھوڑ دیجیے گا تو یہ مظلوم آپکے حق میں عابثہ خیر کرے گا بعد ازاں میرے ساتھ نکلیے پر چلیے وہاں عروس کی اور ایک بہن نہایت خوبصورت ہو میں آپ کا اس سے عقد کر دوں گا شاہزادہ نے فرمایا اُسکا اپنے داماد کے ساتھ عقد کرو مینا میں ہی عورت کا خواہاں ہوں اس گفتگو میں وقت نماز عصر آگیا اور وہی تشنگی موافق معمول کے معلوم ہوئی شاہزادہ نے درویش سے پانی مانگا درویش نے کہا کہ اب شیریں پہاڑ پر ہی شاہزادہ تلاش میں پانی کے پہاڑ بر تشریف لے گیا فقیروں نے جب فرصت پائی نجوت جان بے تحاشا بھاگے شاہزادہ نے ایک چشمہ آب شیریں نہایت صاف و پاک پا کر پانی نوش فرمایا بجز پانی پینے کے وہ حالت دیوانگی فوراً جاتی رہی اور حالت روزگذاشتہ یاد آنے لگی اسے سنے حرکات پر نہایت منتقل ہوئے اور فرمایا استغفر اللہ ان بچا روں فقیروں نے بسرا کیا کیا تھا کہ میں نے اُنکو مارا اور خداوند کریم نے تجھے اس عورت سے خوب بچایا ورنہ جب مجھے ہوش آتا ضرور میں اپنے کو ہلاک کرتا شکر خداوند کارساز کا کہ ملکہ نو بہار گلشن افرور کا کوئی ملازم موجود نہ تھا اور اُس روز کھانا کس قدر میں کھا گیا اور پھر سٹ نہ بہر خیر جو ہوا سو ہوا اگر اب ایسے حرکات ناشائستہ کا خیال رکھنا ضرور ہو اس آتما میں پہاڑ پر ایک طرف کو ایک دروازہ تھم کا دکھائی دیا شاہزادہ اُس دروازہ میں داخل ہوا وہاں ایک باغیچہ چھوٹا مثل پائین باغ کے دیکھا اور چند مکان بھی خوش ترکیب وہاں تھے شاہزادہ کو اُس وقت اشتہا خوب تھی کچھ سیوہ اُس باغ کا نوش فرمایا ناگاہ ایک حجرے سے آواز دروناک آئی کہ کوئی بندہ خدا ہے اے کر رہا ہو شاہزادہ اُس حجرے میں گیا دیکھا ایک نازنین پر نیراد چھت میں لٹکتی ہوئی تھی بالوں کو اُسکے باندھ کے لٹکا دیا ہو اور وہ بے اختیار نالہ و زاری کر رہی ہو شاہزادہ اُس مظلوم کو وہاں سے کھول لایا اور اُس سے کہا کہ اپنی حقیقت بیان کر اُس نے کہا ای جو ان والا شان میں پر نیراد ہوں نام میرا ہرجا نہ پری اور مان میری ملک ریکان نگار کی بادشاہ ہو جو کہ قلعہ دوم قات کے مضافات سے ہو قضاے کردگار میں ایک روز اپنے ملک کے واسطے لشکار کے نکلی یہ دیو مرد و زبردستی مجھے اس باغ میں لے آیا شاہزادہ نے پوچھا دیو کا نام کیا ہو ہرجا نہ پری نے کہ نام اُسکا قشور خنجر بردندان اور عورت سیلاب ہو ایک وز عالم قتلہ میں دیو نے کہا ای نازنین میں تجھ سے ہم بستر ہونا میں نے جواب صاف دیا اُس ولد الزنا نے دیکھا کہ یہ پر نیراد ارضی نہیں ہوتی مجھے حجرے کی چھت میں باندھ کر لٹکا دو اور طرح طرح کی ایذا میں دینا شروع کیں شاہزادہ نے فرمایا ای ہرجا نہ پری ایک دیو کو میں نے ہلاک کیا اُسکو

یہ نشانی اور علامت ہو مگر معلوم نہیں کہ وہ سیلاب تھا یا اور کوئی امر جانے نہ کہا بلاشبہ وہی ملعون تھا اب حضور اس مکان میں بارام تمام تشریف رکھیں اور چند کیزین بھی موجود ہیں الغرض وہ گئی اور دو چار ساعت کے بعد سحساں شراب و کباب و رقص و سرور حاضر ہوئی حسب شاہزادہ کا دماغ بادۂ ارغوانی سے گرم ہوا امر جانے پری سے فرمایا اے امر جانے پری بغیر موجود ہوئے اس دل آرام کے یہ نشہ شراب ریحانی میرے حق میں صدمہ روحانی ہی یہ کہا اور تصور ملکہ نوہار گلشن افروز بندھا اور زار زار مثل ابرو بہار رونے لگا اور کہا

اگر یہ چہرہ تو سے راحل الہیہ الم	خدا بہ تیغ تو خون مرا حرام کند
بے تو بہار جلوہ باغ بہار زمین	گل خندہ رو بہ یکسی ماہر جیف

اسی خیال میں تمام شب بے کی قیوب صبح گو نہ غنودگی آگئی اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کوزیر کوہ پایا اور اس باغ و چشمہ کا کہیں پتہ نہ ملا اور اسی طرح پیاس کی شدت ہوئی بعد چند قدم کے پھر اسی چشمہ سیاہ و فلیط پر پہنچے اور حسب ضرورت بلا چاری وہی پانی پیا اور وہی دیوانہ بن عود کر آیا یکایک دور سے چند درخت گنجان نظر آئے شاہزادہ دہان پہنچا مگر دل میں مٹا خیال آیا کہ اس صحرائے پر آفت و وحشت ناک میں سوائے بول یا اندر این کے ایسے درختوں کا ہونا عجب کا مقام ہو شاید کسی فقیر کا تکیہ ہو گا

نکلنا شاہزادہ کا بیابان وحشت سے اور پہونچنا مینخانہ ہوش ربانین

آقصہ جب شاہزادہ قریب درختوں کے پہونچا وہاں ایک عمارت مختصر نہایت خوش قطع و فرحت افزا دیکھی اور اندر سے مکان کے اسطر محلی بوے خوش و مفرح دل و دماغ میں آئی کہ خود دماغ معطر ہو گیا اور نہرا ہا زن و مرد شراب کے نشہ میں باہم خوش فلیطوں میں مشغول تھے شاہزادہ نے ایک مرد سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اس نے کہا اس مقام کو موحانہ ہوش ربانین کہتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ میں بھی اس مینخانہ میں جاؤں اس نے کہا تجھ کو کسے منع کیا ہے شاہزادہ نے اولاً مینخانہ میں قدم رکھا دیکھا ایک مکان دلچسپ و فرحت افزا آراستہ و پیراستہ ہے کہ جس کے در و دیوار سے بوسے مشک و غیرہ آ رہی ہو اور سامنے دروازہ کے شاہ نشین ہو اس میں تخت ہوا ہر نگار پر ایک بٹھیا مرصع پوش بڑی عظمت و شان سے بیٹھی ہو اور داہنے بائیں تخت کے چند طفلان خورشید طلعت و نازنیناں ہوش کہ چٹکی عمر میں زیادہ سے زیادہ چودہ یا پندرہ سال کی ہیں لباس سے نور اور زیور ہائے گو نہ گونستہ آراستہ و پیراستہ اور جام ہائے بلورین اور شیشہ ہائے رنگین لیے ہوئے صفت بھفت کر سی ہائے تر نگار و مرصع کار پر نہرا نہرا ناز و انداز سے بیٹھے ہوئے اس میں مشغول کر رہے ہیں اور اس بڑھیا کے آگے بھی چند صراحیان می ارغوانی کی رکھی ہیں جب اس بڑھیا نے شاہزادہ کو دیکھا تخت سے کھڑی ہو گئی اور کہا اے عیان عالی قدر تشریف لائے اور دوا یک



جام جو گلفام کے نوش فرمایے تاکہ کلفت راہ دور ہو اور آنکھوں میں سرور ہو اور وہ آپ کثیف کی حضور کی رگسہ ملی
 میں ہو دفع ہو شاہراہ نے اُن نازنینوں کی طرف بنظر غور دیکھا اور دل اشتیاق منزل میں یہ خیال گذرا کہ اگر
 یہاں کوئی مزاحم نہ تو ان نازنینوں سے ایک دو نازنین زہرہ جبین کو واسطے خدمت و آرام جان کے ہمراہ لیتا نہ ہو
 ہو اس آشنائیں اُس ضعیفہ نے خود پوچھا کہ اسی شہر یار آیا انہیں سے کوئی نازنین حضور کے منظور نظر ہو شاہراہ نے
 جواب دیا اے مادر مہربان سے

بگوش حلقہ دم از حلقہ سے دام کند

اسیر عشقم و ہر کس مرا غلام کند

اس بات سے شاہزادہ کی وہ نازنین خوب شہی ضعیفہ نے کہا اے جوانمرد تم میری صحبت کے لائق ہو شاہزادہ نے فرمایا خدا کرے جو میں تیری صحبت کے لائق ہوں ضعیفہ نے کہا مجھ کو اس نظر حقارت سے نہ دیکھیے شاید آپ اس حال سے واقف نہیں ہیں

چونکہ تین بیٹن میں ابن حبلہ خدمت میں تھے اور گویا ہر تیرہ سو سالانہ عشرت میں تھے

شاہزادہ تخت پر پہلو میں اس ضعیفہ کے جالٹھا اور فرمایا ما درمہربان میں تو ہوتا رہا جہاں ہوں جبکہ میری خاطر داری دہائی کرو گی میں مہمان نوازی ہو ضعیفہ نے ایک جام شراب سوسنی رنگ شاہزادہ کو دیا شاہزادہ نے فرمایا عجیب رنگ کی شراب ہو ضعیفہ نے کہا اس شراب کا کلفت انداز نام ہو جب حضور دو جام نوش فرمائیں گے تب کیفیت سے اسکی مطلع ہونگے شاہزادہ نے چند جام نوش فرمائے اور اس نشہ شراب میں ہر ایک نازنین کو بہ نگاہ خریداری ملاحظہ فرمانے لگے اس ضعیفہ کو جو یہ حال معلوم ہوا وہ وہاں سے اور ایک مکان میں چلی گئی اور جاتے وقت کہا اے جوان ذی شان یہ سب آپ کی کنیز میں حاضر ہیں جو خدمت فرمائیے گا بسر چشم بجا لائیں گی اور وہ لڑکے بھی ہمراہ ضعیفہ چلے گئے جب شاہزادہ اور پریرا دین تنہا ہوئے شاہزادہ نے ایک کو بجوا ہش نفس اپنے پاس بلایا اسنے عرض کی کہ میں ایک کار ضروری سے فارغ ہو کر حاضر ہوتی ہوں شاہزادہ نے دوسری سے ارادہ کیا اسنے بھی یہی نذر کیا جب زیادہ تر مصر ہوا ان نازنینوں نے متفق اللفظ کہا اے جوان ہم آپ کے پاس موجود ہیں آپ اسقدر کیوں اضطراب فرماتے ہیں دن واسطے صحبت کے ہوا اور رات عیش کے لیے شاہزادہ انکے کہنے سے خاموش ہو رہا مگر اسوقت تقاضائے خواہش نفس سے حال غیر ہو گیا تھا آخر ہنر و شکل وہ دن تمام ہوا اور رات ہوئی وہ لڑکے شمع و چراغ منیا نہ میں مصروف ہوئے بعد رشتی کرنے کے چلے گئے جب چار گھڑی رات آئی ان نازنینوں نے بہ کلفت تمام دسترخوان بچھا کر شاہزادہ کو کھانا کھلایا اور ہر طرح کی خدمت بجا لائیں شاہزادہ نے بعد انقراغ اکل و شرب پھر وہی تقاضائے خواہش نفس کیا اور فرمایا کہ اب قورات ہو تم باوجود میری تکلیف و بیقراری کے جواب صاف نہیں دیتی ہو حیلہ و حوالہ کرتی ہو کہ ایک نے دوسری کو دیکھا اور زور سے قہقہہ مارا شاہزادہ سمجھا کہ اب یہ راضی ہو گئیں آخر ایک عورت سے دست درازی شروع کی ابھی فقط ہاتھ پائی کی توت آئی تھی کہ دوسری عورت پکارتی آئی عودان تجھے یاد بھی ہو کہ تو نے مجھ سے کس چیز کا وعدہ کیا تھا واہ واہ بہت جلد بھولی عودان نے شاہزادہ سے کہا اے جوان مہمان میری خوشی ہو کہ پہلے اس عورت بے صبری کو لے کر اس سے ایک دو لحظہ کا صبر نہیں ہوتا بعد اسکے میں حاضر ہوں شاہزادہ نے فرمایا میں پہلے تجھے نہیں جانتا عودان بولی میں نے جب تمہارا آئے ہو اس عورت بے صبری سے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ جوان خواہش کریگا تو میں بوجہ اپنے اسکو تجھے دنگی پس نصیب اسکا نہ ہر دست تھا جو اول حضور مجھ سے مخاطب ہوئے لہذا مجھے ایسا وعدہ کرنا واجب ہوا شاہزادہ کو اس حالت مستی میں یہ تہید عودان کی سخت گران گذری لیکن جبراً دقتاً جدا ہو گیا اور دوسری نازنین سے صحبت کا قصد کیا کہ

اسی طرح اور ایک عورت ہوگی اور عجائب عودان نے کو اپنے قول کی وفا کی پر کچھ بھی اپنے قول کا کچھ خیال ہو یا نہیں عجائب ہونی اور بہن تینے سچ کہا خاطر جمع رکھو ایسا نہیں کہ میں تم سے خلافت عہد کروں ضرور وعدہ وفا کرونگی بعد اسکے شاہزادہ سے کہا اور جوان مجھے قسم ہو تیرے سر غریز کی میں نے بھی یہی وعدہ اس عورت سے کیا ہو کہ میں اپنا حق تجھ کو دوں گی شاہزادہ نے فرمایا عجیب تماشے کی بات ہو کہ میں تو اپنے حال میں گرفتار ہوں اور تم مجھے ایک دوسرے کے عالم کرتی ہو عجائب لے کہا کہ جب تمہارے نزدیک ہم سب برابر ہیں پھر غلو کیا عذر ہو میں نہ سہی وہ سہی شاہزادہ منٹ جاتا سے عجائب کی چپ ہورہا جب نازنین سو م سے عشرت کی فوہیت آئی اُسے بھی یہی فرمایش شاہزادہ سے کی اور کہا اور شاہزادہ برائے خدا میرے عوض جمعیت کے پاس تشریف لیجا لیجئے ورنہ میں اپنی پیمشون میں ذلیل ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ مجھ پریشان روزگار کو جمعیت سے کیا کام دوسرے میں کب تک ایک کو چھوڑ دوں دوسری کو پکڑ دوں اور اس کشمکش میں گرفتار رہوں آخر ہزار و شواہی شاہزادہ نے جب چلا کہ اختلاط کر دں تو اُس عورت نے دونوں لاتین اس زور سے ماریں کہ شاہزادہ معرالدین گر پڑا اور بیہوش ہو گیا

کلنا شاہزادہ کشور کشا کا میخانہ ہوش رہا سے اور داخل ہونا مقام مثال و شہر اُلمینہ داران میں

راویان اخبار شیرین بیان اس داستان حیرت نشان کو سماعت میں نکتہ سنجان ذی ہوش و دقیقه رسان ہمہ تن گوش کے یوں پہنچاتے ہیں کہ جب شاہزادہ ہوش میں آیا اور میخانہ ہوش رہا کا نشان نہ پایا اور اپنے کو ایک صحرا سے لے دوئی میں ایک پل پر کھڑا پایا اور وہ پل مثل پل صراط دیکھا کہ دونوں طرف اُس پل کے نشیب ہی کہ جبکہ کہیں پتہ نہیں اور غار میں آگ کے شعلہ ایسے اٹھتے ہیں کہ فلک تک پہنچتے ہیں اور تمام جہان کے سانپ اور بھجود وغیرہ جا نوراں موزیں اُس آگ میں جلتے ہیں اور وہ پل اس قدر تنگ ہو کہ ایک پاؤں کے سوا دوسرے کی گنجائش نہیں اور طرفہ یہ حیرت کی بات ہو کہ شاہزادہ بچ میں پل کے تھا کہ جعفر آگے جانے میں وقت تھی اُسی قدر واپس آنے میں وقت تھی شاہزادہ نے جب یہ تماشا دیکھا ایسا خوف غالب ہوا کہ آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا اور بدن مثل بید کے کاہنے لگا اور کہا کہ خدا کا غضب ازل ہوا سپر جسے مجھے اس بلا میں مبتلا کیا اکی تیری پناہ مصرعہ خوار نیزد بچ در دسرم بیجا یک اُس فارس سے مدد عجیب و غریب کاں میں آئی شاہزادہ نے جب بغور غور میں کیا تو کیا دیکھا کہ کراٹ خان اور زرنگار خان اور متن گندہ بقل اور حامض خان وغیرہ پہلوان و سردار و جروسائے اربعہ کے مخاریات میں اقبال شاہ کے ہاتھ سے لاک ہوئے تھے آتش سوزان میں جل رہے ہیں اور ایسی فریاد و بکا کرتے ہیں کہ آواز رونے کی آسمان تک جاتی رہی شاہزادہ کو کمال تعجب ہوا آخر کار انکے شعلہ آتش سے چشم مبارک شاہزادہ کو بھی گزند پہنچی اور اُسکی حرارت سے ایک عرق سیاہ از سرتاپا جاری ہوا اور اُس یاس و ہراس میں دی آہو با زید مرصع نگار شاہزادہ کے پاس آ کر

موجود ہو گیا اور افادہ کیا کہ میری پشت پر سوار ہو جیسے شاہزادہ نورالہشت آہو پر سوار ہوا وہ ہر نچتر زون میں مل کر
حد سے باہر ہو گیا اور ایک سحر آئے پر ہمارے میں ہو گیا شاہزادہ ہشت آہو سے اتر کے سجدہ شکر پر وردگار سب لایا اور
دل میں کہتا تھا کہ چند ماہ سے ایسے نظر سے گزرے ہیں کہ تمام عمر یا درہنگے کو تکلیف بھی ایسی اٹھائی ہو کہ تادم مرگ نہ ہو لگی

بعد مرن زخماے تو اگر یاد کنم | از کفن دست برون آرم و فریاد کنم

لیکن خیر یہ بھی سب سہل ہو اگر طالع اس ماہ کامل کا برطرت ہوا لقصہ شکوہ و شکایت بیان کرنا ہوا طرف شہر روانہ
ہوا قریب شام دو سے سوا شہر معلوم ہوا شاہزادہ در شہر پناہ پر ہو گیا اور جو کہ خستہ ہو گیا تھا ان لوگوں میں چھ گیا ایک شخص
باشندگان شہر سے شاہزادہ کے پاس آیا اور کہا اے شخص مجھے تیرے بچہ سے ثابت ہوتا ہو کہ تیرے بچہ کو طعن ہو گیا ہو یا یہ
میرا گمان ہے کہ شاہزادہ نے فرمایا بیچ ہو پس اسے مصافحہ کیا اور کہا وہ یہ کہ خدا بسم اللہ میرے غریب خانہ کو نور قدم سے
نور کر شاہزادہ اس کے ساتھ ہوا وہ مرد صالح اپنے مکان پر شاہزادہ کو لایا شاہزادہ نے مکان کا نہایت صاف
ہوا رستہ دیکھا جب شام ہوئی روشنی وغیرہ ہوئی مگر پیشانی اس شخص کی ایسی روشن و جلی تھی کہ مثل آئینہ کے تھیں انسان کا
منہ معلوم ہوتا تھا بلکہ اس شہر کے باشندے سب ایسے ہی تھے یہی سبب تھا کہ اس شہر کے انسانوں کو تمام خلافت پر فضیلت
دیتے تھے شاہزادہ نے نام شہر کا پوچھا اس نے کہا اس مقام کو مقام مثال کہتے ہیں اور اس شہر کو شہر آئینہ داران شہور
کرتے ہیں اور دروازہ بیان کا مرفوع بلند مکان ہو شاہزادہ نے پوچھا والی شہر کون ہو اس نے کہا جو شہر کرسی اور عجب آباد
کا والی ہو وہی بیان کا بھی حکمران ہو اور میں ملک مرفوع کے خزانہ کا ارشد و تحویل دار ہوں شاہزادہ نے وہاں جاکر دیکھا اس کی
پیشانی آئینہ سان منور تھی شاہزادہ تعجب تھا اور کہتا تھا یکتا مایشا و الغرض جب آدمی رات گزری اور اکل و مشرب
سے فارغ ہوئے ارشد نے تذکرہ کیا کہ برسوں خلافت شہر جلوہ گاہ خاص میں منع ہو گیا اگر آپ کو بھی حاشا دیکھنا ہو تو میرے
ساتھ تشریف لیجیے گا شاہزادہ نے کہا دل بیان کرو کہ جلوہ گاہ خاص و عام کون مقام ہو اور اس میں کیا ہوتا ہو ارشد
نے کہا پیر و مرشد شہر سے تین فرسخ پر ایک میدان وسیع ہو اور اس میں دو قطعہ مکان عالیشان بنے ہوئے ہیں ان میں سے
ایک مکان شیشہ کا ہو اس میں تمام رئیس و شریف شہر جمع ہوتے ہیں اور ایک ساعت آنکھیں بند کر کے اس دعا کو پڑھتے ہیں

سبحان الذی بدیع السموات سبحان الذی خالق العجاایات سبحان اللہ من ابدع ہذا النفس الغریب سبحان من خلق ہذا
الصورۃ العجیب جب یہ دعا تمام ہوئی ہو آئینہ خانہ میں ہر ایک کو صورت بادشاہ کی نظر آتی ہو اور جو دیکھتا ہو وہ
بیہوش ہو جاتا ہو جب ہوش آتا ہو تو پھر آئینہ میں کل بادشاہ کی خوبی دیکھتا ہو اور ایک ساعت کے بعد سب اپنے اپنے مکان
کو چلے جاتے ہیں یہ مکان جلوہ گاہ عام ہو اور ایک جلوہ گاہ خاص ہو اس میں متعدد حجرے ہیں اور ہر حجرے میں بقدر
قد آدم ایک آئینہ نصب ہو اور دروازہ پر نہ کہ شرف افروز یا نفہاتہ میں فرو لیے کرسی پر بیٹھی ہو جس شخص کا نام
فردین ہوتا ہو اسے آواز دیتی ہو وہ شخص جس در حجرے پر اپنا نام لکھا دیکھتا ہو پس اس کے اندر داخل ہوتا ہو اور اس

آئینہ میں صورت بادشاہ کی بالمشافہ دیکھتا ہو لیکن بوقت مشاہدہ جمال شاہ ہم نکھیں خود بخود بند ہو جاتی ہیں اور پھر ذکر الہی کے اور کوئی ذکر نہیں ہوتا بعد ہر شخص کے کان میں اس کو از خصت آتی ہو سب باہر نکلتے ہیں غرض ایک ساعت سے زیادہ وہاں حکم قیام نہیں ہوتا اور اسی کو مرتبہ خاص کہتے ہیں اور جسے عبادت اور بندگی بادشاہ زیادہ کی ہوگی اسے جلوہ گاہ خاص کی زیارت نصیب ہوگی اور جلوہ گاہ عام ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو معہرہ ہوتا ہے اور جلوہ گاہ خاص میں متناظران شہر سال سہی کے جمعہ اول کو جمع ہوتے ہیں اور قدرت خدا سے اس مرتبہ یہ اتفاق ہوتا ہے کہ کل غزوہ جب اور جمعہ اول نوروز کا دو لون مطابق ہونگے اور یہی ایک قاعدہ ہے کہ علاوہ باریابان قدیم کے تین چار سو آدمی اس کے دوست و عزیز وغیرہ بھی زیارت شاہ سے بہرہ مند ہوتے ہیں شاہزادہ نے کہا خوب سیر ہو ہم بھی ضرور چلیں گے غرض کہ ارشد اپنے محل میں گیا مگر شاہزادہ کو اشتیاق دیدار ملکہ نو بہار گلشن افروز میں تمام رات نیند نہ آئی گھبرا کر آسمان کو دیکھتا تھا اور کتا مٹھا ۵

از دست تو دل کیا ب تاکے | جان در طلبت خراب تاکے

بس ہم تن ہی خیال شاہزادہ کو رہا کہ شہر کرسی و مقام حیرت کی طرح اس شہر کی بھی بادشاہ ملکہ نو بہار گلشن افروز ہر مدت کے بعد وہ صورت و لہیزر معشوقہ بے نظیر آئینہ میں نظر آئیگی اور اس دل مضطر کی کچھ تو فی الجملہ تسکین پائیگی الغرض تمام رات اسی بیقراری و اختر شاری میں گزری اور صبح کو ارشد خود یلدار کے ساتھ جلوہ گاہ کو روانہ ہوا دماغی جسکو دیکھا اسکی پیشانی مجلی مثل آئینہ کے تھی جب خاص دروازہ پر جلوہ گاہ عام کے پہنچے شاہزادہ کو تمام درو دیوار قصر بلور صاف کے نظر آئے اور قصر ایسا وسیع کہ ہزار آدمی ایک وقت میں داخل ہوں اور پھر گلشن ہو اور ارشد شاہزادہ کو مکان میں لیکر وہاں ایک میدان بق و دق تھا اور بیچ میں اس میدان کے ایک محل عالیشان تھا اس میں بقعہ قد آدم چاروں طرف آئینہ نصب تھے اور خلافت شہر آنکھیں بند کیے وہی دعا پڑھ رہی تھی شاہزادہ بھی ارشد کے ساتھ دعائیں مشغول ہوا الا آنکھوں کو بند نہ کیا بعد ایک لمحہ کے تمام خلایق کو جلوہ بادشاہ نظر آیا لیکن شاہزادہ محروم رہا گھبرا کر ارشد سے کہا اے برادر ہو کو کچھ نظر نہ آیا شاید تھے میری تشفی خاطر کو وہ عبارت غلط بیان کی ارشد نے کہا حضور نے آنکھیں بند کی ہوئی بقول صاحب ۵

در چشم بستن است تماشای ہر دو کون | این کو رہا طنان ز تماشای دیدہ اند

شاہزادہ نے پھر آنکھیں بند کر کے دعا کو پڑھا اور بعد ختم کے آنکھیں بند کیں دیکھا کہ آئینہ میں ملکہ نو بہار گلشن اوقیہ چین چین بیٹھی ہے بعد ایک لمحہ کے وہ صورت و لہیزر آئینہ سے غائب ہو گئی شاہزادہ نے ایک آہ سرد دل پر ۵ سے کہنے لگی اور کہا بقول کسی شاعر کے ۵

ہنوز آنکینہ دیر بینہ دارد | ہنوز از من بخاطر کینہ دارد | ہنوز در اگرہ در بردانست | ہنوز من چین پیشانی عیانست

ارشاد تجوید ارشاد ہزارہ کا یہ حال دیکھ کے فوراً باہر آیا اور دست بستہ عرض کی کہ معذرت سے اپنے ساتھ مجھے بھی ہلاک کر لیا
ہوتا آپ نے وہاں کیا ملاحظہ فرمایا کہ جو نصیب اعدا اس طرح حالت غیر ہو گئی شاہ ہزارہ نے فرمایا اے ارشد قند میرا
جگر سوز دل و وز ہر مین مدت مدید سے اس صورت زیبا پر عاشق و فریفتہ ہوں اور اسی کی جستجو و تلاش میں شہر شہر
و صحرا بصیرا آوارہ و خاک سیر با حال مضطر پھر رہا ہوں جہاں دیکھا عجیب طرح سے دیکھا چنانچہ آج جو دیکھا معلوم ہوا
کہ تھارے بادشاہ کی ہر صورت ہو ارشد نے کہا آپ درست فرماتے ہیں لیکن آئینہ میں کیسی صورت دیکھی شاہ ہزارہ
نے فرمایا کہ کیا آئینہ میں ایک صورت کئی طرح نظر آتی ہو ارشد نے کہا ہمارے بادشاہ کو یہ قدرت ہو کہ انسان کو
ہر صورت دکھائی دیتی ہو شاہ ہزارہ نے پوچھا تھیں کس صورت سے دیکھا ارشد نے کہا میں نے ایک مذکر سن بنویش
دیکھا شاہ ہزارہ نے فرمایا مجھے یہ لباس سیرجہ ملکہ تو بہار گلشن افروز کی صورت نظر آئی بلکہ زیور بھی سیرجہ یا قوت کا تھا
آخر شاہ ہزارہ نے اور لوگوں سے پوچھا ہر ایک نے نئی شمع اور ہر رنگ کے لباس سے بیان کیا شاہ ہزارہ نے فرمایا
یہ دو سلاخیں جو خیر میرا جو شخص منظور نظر تھا اور جسکی صورت زیبا کا میں مشتاق تھا اسکی شکل کو آئینہ میں دیکھ لیا بعد ازاں
ارشاد سے فرمایا اب جلوہ گاہ خاص کو چلو وہاں بھی ایک نظر دیکھ لیں ارشد نے کہا میری قیامت جلوہ گاہ خاص
میں جانے کی نہیں ہو کہ وہاں ماہر عشق و عاشقی دیر ہیز گار جاتے ہیں میرا منصب جہاں کا تھا میں نے آیا وہ بھی آپ کو نہان غریب
از جہاں سمجھ کے اور یہ عشق و عاشقی کا جو حال آپ باوازا بلند فرماتے ہیں اس میں مجھے کیا دخل جو وہ سائے دروازہ
جلوہ گاہ خاص کا ہو بسم اللہ تشریف لیجائیے میں بھی تادار بارگاہ حضور کو پہنچا دوں گا شاہ ہزارہ نے فرمایا خیر اسی قدر
دھانی بخاری کافی ہو مقصود اچھ از دوست میرے نیکو دوست آخرا لا مر شاہ ہزارہ اور ارشد در جلوہ گاہ خاص پہنچے
وہاں دروازہ میں ایک مرد بزرگ باریش سفید کسی پر غلگین و ملول سرنگون بیٹھا دیکھا شاہ ہزارہ نے ارشد سے پوچھا
کہ یہ کون مرد بزرگ ہو ارشد نے کہا ہر فوج بلند مکان دار و قہ شہر ہو اور ملک مشرف افروز باؤ کا نائب ہو شاہ ہزارہ
نے فرمایا کچھ ملول و غلگین معلوم ہوتا ہو ارشد نے کہا اسکو ایک غم سخت و ریش ہو اسی کے عالم میں گرفتار ہوا ہو
شاہ ہزارہ نے فرمایا وہ کیا غم ہو ارشد نے کہا اسکی ایک دختر ماہ پیکر راقعہ بخت و شادمانی تھی اسکا نکاح رافع
بن ارفع سے ہوا تھا اور ارفع شہر صورت پرستان کا دار و قہ ہو اور تادار و قہ در لوزن زن و شوہر میں
اتفاق رہا کہ قابل بیان نہیں جب رافع کو جنون ہو گیا اور ہر فوج کو بھی اطلاع ہوئی ہر فوج نے صحت و تندرستی
داماد کی دعا کی آخر بعد چند روز کے یہ ہوا کہ ایک روز صحرایں رافع گیا اور وہاں ایک چشمہ تھا اس میں غسل کیا
پھر وہاں سے خدا جانے کہاں غائب ہو گیا پھر نہ نکلا اور طرفہ تر یہ تھا کہ پانی اس چشمہ میں ایک قدر آدم سے زیادہ تھا
ہر چند ملازموں نے تمام پانی چھانا لیکن کہیں پتہ نہ لگا ہر فوج غم و داماد میں اس حال کو پہنچا بلکہ زیادہ تر اسکو یہ
افسوس ہو کہ مجھ سے کوئی ایسا گناہ ہوا کہ جو میری دعا نے برکات افروز کیا شاہ ہزارہ کو چونکہ رافع اور ارفع سے

نہایت کمال تھی اور اس کے قصہ سے بھی واقف تھا یہ جو سننا اور زیادہ تر ملال ہو کر رہے			
چو از بس شور لیلی در سرم هست		کجا پردا سے کار دیگرم هست	
<p>شاہزادہ خاموش ہو رہا اور دروازہ پر جلوہ گاہ خاص کے تشریف لایا اور بے تکلف اندر داخل ہونیکا قصہ کہیں نکھیا مان دروازہ مانع ہوئے اور کہا یہاں بے اجازت مالک مکان کے فرشتے کی مجال نہیں جو آگے قدم رکھے تم کون ہو کہ بے اجازت اس جرات کو کام فرماتے ہو شاید تمہیں چارون شاہ سے زیادہ عبادت کی ہو جو ایسے شکر و سپر غور ہو ایک لمحہ توقف کرو کہ ہم ملکہ شرف افروز بانو سے اطلاع کر لیں وہ فردین نام مختار و یکسر جب تکو بلا و شکی تب تم جانا شاہزادہ نے فرمایا میں نے صاحب جلوہ گاہ کی اس قدر بندگی کی ہو کہ دل کو دو منزل میں میرے بجز نقش صورت اس کے اور دو نقش نہیں ہو در بانوں نے شاہزادہ کے حال سے مرفوع کو اطلاع کی مرفوع نے شاہزادہ کو اپنے پاس بلایا اور بکمال عزت و توقیر اپنے پہلو میں بٹھایا بعد اس کے کہا حضور اپنے حال سے اس غلام کو گاہ فرمایا میں شاہزادہ نے با چشم پرآب فرمایا اے مرفوع</p>			
چہ می پرسی ز حال نا تو آئے	اسیر ہجر جانان خستہ جانے	ز یک جلوہ کہ از عباد دیدہ	بخون خویش چون لیل طیبیدہ
بآن حالت مر اعلیٰ طمّودہ	بہر منزل غم مقصد فرو دہ	دل خود را تھی از غیر کردہ	عجائب ہاے عالم سیر کردہ
بزدان مشقت ہا گرفتار	بجان در حجت را خبر دیا	ہر جایافت از جانان نشانے	رساند آنجا بخت نیم جا سنے
<p>بعد ازاں کچھ حال مرفوع سے اپنا اور بھی بیان کیا اس عرصہ میں ایک ملازم ملکہ شرف افروز بانو کا آیا مرفوع سے کہا اے دروغہ صاحب آپسے ملکہ شرف افروز بانو نے کہا ہو کہ جن صاحبوں کا نام مندرجہ طومار الابرار ہی انکو قسربین جانے کی اجازت دیجئے مرفوع نے ملازم سے پوچھا کہ ملکہ شرف افروز بانو کہاں ہیں اُس نے کہا دوسرے دروازہ پر قصر کے تشریف رکھتی ہیں مرفوع نے شاہزادہ سے کہا حضور ایک لمحہ یہیں توقف فرمائیں میں حاضر ہوتا ہوں شاہزادہ ناچار وہیں بیٹھا رہا اور مرفوع ملکہ شرف افروز بانو کے پاس گیا اور بعد ایک لمحہ کے وہی ملازم ایک کاغذ طول و طویل لایا اور اُس نے نام اہل فرد کے لیے سوا سم امرزادے اور عابدون کے تھے وہ جلوہ گاہ میں داخل ہوئے شاہزادہ نے جب دیکھا کہ سب جاتے ہیں اور میں یہیں رہا جاتا ہوں نہایت برہم ہوا اور اُن جانے والوں سے کہا خبردار جنتک کہ ہم نہ جائینگے ہم ایک کو جانے نہ دینگے کیا خوب ہم تو یہیں رہیں اور تم چلے جاؤ یہ ہرگز نہ ہو گا اور ایسا غیظ و غضب طاری ہوا کہ ہاتھوں در بانوں نے کہا حضور توقف فرمائیں برہم نہ ہوں اور مرفوع سے کہا کہ وہ جو ان کسی کو آنے نہیں دیتا سبکدوش کے کھڑے ہو مرفوع نے شاہزادہ کو بلایا شاہزادہ تشریف لے گیا ملکہ شرف افروز بانو نے سرفقہ تعظیم کی اور کرسی خاص اپنی حاضر کی اور آپ ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑی ہوئی اور عرض کیا اے عالی جناب فلک انتساب ہم جانتے ہیں شاید آپ عبادت و طاعت جادوان شاہ کی از حد کی ہو جو اہل عباد سے اس سلوک سے پیش آتے ہیں شاہزادہ نے جواب دیا</p>			

ہم عشق کے بندے ہیں نہ سبب نہیں واقف	اگر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا
نہاں ہم احتیاج مسجد و محراب در طاعت	بود کا فی ہر اسے سجدہ من طاق ابرو سے
ملکہ شرف افروز بانو نے کہا الحمد للہ والستہ حضور بیا بان وحشت سے سلامت نکلے جو شہر آئینہ داران میں ہر پہچے	
شاہزادہ نے فرمایا ۵	
منم محو جال ادنیہ نام کجا بودم	شدم غرق وصال ادنیہ نام کجا بودم
خیر جو کچھ گزری بہتر گزری مگر سنو زور سے مقصود نظر نہیں آتا اور ای شرف افروز بانو اس مرتبہ تو مجھے ہماری بڑی عزت و توقیر کی اور کرسی سکودی اور خود مثل کینزوں کے گھڑی ہو کر بڑے حیرت کی بات ہے کہ در بانو نے ہلکے جلد گاہ میں نہ جانے دیا ملکہ شرف افروز بانو نے کہا ہم عزت بٹھاری فقط بنظر غریب لوٹنی اور دھماں سمجھ کے کرتے ہیں اور ذلت و سزا کا آپ کی بادشاہ کو اختیار ہوا وہی حرکت آپ نے اہل ریاضت سے کی اگر کوئی اس ملک کا کرتا تو ہر خرد بدن اسکا در شہر پناہ پرت لگا ہوا ہوتا یہ فقط لحاظ معافی کا ہو جو آپ کو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے بلکہ برعکس اسکے آپ سے خلعت و تواضع پیش آتے ہیں خیر پہلے حال آپکا مرفوع سے دریافت کر کے پھر بادشاہ کی خدمت میں عرضی ارسال کرتی ہوں آپ ماحصول جواب عرضی مرفوع کے معان رہیں وہاں حضور کی بخوبی معافی ہو گی اور بعد حصول اجازت ادل حضور جلوہ گاہ میں تشریف لے جائیں گے بعد ازاں اور لوگ جائیں گے مرفوع حسب حکم ملکہ شرف افروز بانو کے شاہزادہ کو اپنے مکان میں لایا اور بزم نشاط آراستہ کی آٹھ بجے صحبت میں معشوقان رقاص و سربان خوش آواز نے شاہزادہ کے سامنے یہ غزل گائی عن غزل	
مشکل توان رسید بنار و نیاز عشق	آسان چگونہ فہم توان کرد راز عشق
سازیت بس بزرگ دین پردہ ساز عشق	سوز و گداز شمع بشبہا معین است
الغرض دوسرے روز حضور سے بادشاہ کے ملکہ شرف افروز بانو کی عرضی کا جواب یہ آیا کہ جس حجرے کی پیشانی پر نہاں اپنا نام لکھا دیکھے آئینہ داخل ہو جائے ملکہ شرف افروز بانو نے شاہزادہ کو حکم بادشاہ سے اطلاع دی شاہزادہ نے اندر قصر کے جا کر سب حجروں پر بنظر غور دیکھا لیکن کہیں نام اپنا نہ پایا الا ایک حجرے پر یہ لکھی تھی بیت	
بیا کر زلف کج و چشم سر سہا اینجا است	ہر انچہ می طلبیدی تو از خدا اینجا است
شاہزادہ قیاس سے سمجھ گیا کہ یہ شعر میرے ہی باب میں لکھا گیا اسی حجرے میں جانا چاہیے آخر شاہزادہ پردہ اٹھا کر داخل حجرہ ہوا دیکھا کہ ایک آئینہ قد آدم دیوار حجرے میں نصب ہے اور دو عورتیں حسین و خوش جمال و خوشید مثال اس آئینہ میں معلوم ہوتی ہیں کہ کبھی اوپر سے اوپر آتی جاتی ہیں لیکن آئینہ میں تو عکس انسان معلوم ہوتا ہے بجز غلات اس آئینہ کے یہاں خود آدمی معلوم ہوتا ہے اب جو شاہزادہ نے قریب سے آئینہ کے جا کر غور کیا	

تو وہ ایک ملکہ نو بہار گکش افروز اور دوسری ملکہ صبح دلکشا ہو لیکن ملکہ نو بہار گکش افروز نے صبح دلکشا کو زبردستی شاہزادہ کے سامنے کر دیا اور ایک بارگی دونوں اس کی پشت پر ایسے مارے کہ وہ اور آگے شاہزادے کے بڑھ آئی اور خود اشارے سے شاہزادہ کو اس کی طرف اس طرح بتایا کہ جیسے کوئی کسی گماشتہ کو دکھاتا ہو اور کہا اے جوان تم جیسی جستجو تلاش میں بیان آئے ہو وہ یہی ہو شاہزادہ کو عالم محوس نے گھیر لیا اور کہا بقول کسی شاعر کے ابیات

بہر چوں بزوبے جالت نگاہ	ہم ہفتہ ہفتہ ہمہ ماہ	مبادا ازین ظلم بر چشم من	برا انصاف حسن تو آید سخن
زاد را دخواستی زبان کام یافت		کہ شہر نژادے تو در کام یافت	



بعد اسکے ایک دوران ہوا کہ شاہزادہ بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا دیکھا کہ میں مرفوع کے مکان میں بیٹھا ہوں مرفوع سے پوچھا اے پرورد مجھے بیان کون لایا مرفوع نے کہا خداوند نعمت آپ کے بیہوش ہونے کے بعد شرف افروز یا نو کو

خبر ہوئی اور جلوہ گاہ بھی برخواست ہو اچھے حکم دیا کہ تم تھمان کو اپنے یہاں سے لیاؤ اور جو خدمت فرمائیے بجان وواں بجالاؤ
میں تمکو اسی عالم بیوشی میں لے آیا اب آپ آرام فرمائیں اور سب کو اپنا مطیع و فرمانبردار سمجھیں شاہنشاہ نے فرمایا مجھے
تھماری اور غلامی کی اطاعت سے کچھ فائدہ نہیں، ہر مان اگر یہ تھے ہو سکے کہ ایک بار اور مجھے اپنے بادشاہ کے پاس
ہونچاؤ واپس خدمت کو تھماری تمام دنیا کی خاطر مدارات سے زیادہ سمجھوں گا مرفوع نے کہا سیر و مشہد بھلا یہ میری مجال ہے
کہ میں آپکو جلوہ گاہ شاہ میں پہنچاؤں لیکن ناوہ رازدار اور اسکی ماں شرف افزا یا تو اگر چاہیں تو البتہ ہو سکتا
ہو شاہنشاہ نے فرمایا ناوہ رازدار کے مکان کا نشان دو مرفوع نے کہا بخدا میں نہیں جانتا ورنہ میں حضور کے ساتھ
ساگر پہنچاؤں تا مگر اس قدر مستحکم ہو کہ مکان ناوہ رازدار مرغ اسرار کا محل نزول ہو گیا ہو شاہنشاہ نے پوچھا ناوہ رازدار
کے مکان میں کیونکر جاؤں مرفوع نے کہا جسطرح کہ اپنے اور طلسم کی سیر کی اسی طرح خود بخود کوئی نہ کوئی وسیع ایسی ہوگی
کہ آپ مان جا پہنچیں گے اور وانشہ تھم عرشہ اوشہ میں بھی کہ جو ہمارے بادشاہ کا خاص دارا سلطنت میں ہو چکے گئے حافظ

ما بدار منزل اعلیٰ نتوایم رسید | ہاں اگر لطف شہا پیش نہ دے گاے چند

اس بات سے مرفوع کی شاہنشاہ کو تسکین ہوئی بعد اسکے فرمایا اے مرفوع میں نے سنا ہے کہ رافع نے ایک چشمہ میں غوطہ مارا
اور پھر غائب ہو گیا یہ کیا مفرزہ مرفوع نے کہا غلام کو بھی یہی حیرت ہو شاید خدا نے اسکی اجل اسی طرح مقرر کی ہو لیکن اس
دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ رافع زندہ ہی یعنی ایک روز میں رافع کے غم میں روتے روتے سو گیا تو عالم خواب میں ایک
بزرگ نے فرمایا اے مرفوع اگر تیرا راستہ الغیب پیدا ہو تو خود حال رافع اپنی آنکھ سے دیکھنا تجھے انکشاف ہو جائیگا
شاہنشاہ نے مرآت الغیب کا نام جو سنا بفل میں دیکھا تو مثل دل کے آئینہ موجود تھا آخر مرآت الغیب سے رافع بن
ارفع کا حال پوچھا رافع نے کہا اے شہر یار ناوہ رازدار وہ حالت کہ جو حضور نے ملاحظہ فرمائی تھی وہ اس سبب سے تھی کہ
قدوی اپنے ہوش میں نہ تھا اسی نحویت میں بنی سے غالب ہوتا تھا ملاحظہ اور پانوں میرے قسمت و ضعیف ہو جاتے تھے اور بعد
اسکے مفارقت میں بیقرار ہو جاتا تھا اس پر حضور تھا مضر میرے تاب و تحمل داروں نے طاقت جدائی نہ چھوڑا حق آتا تھا جب
مرفوع میرے خسر نے درگاہ الہی میں میری صحت کی دعا کی خداوند کریم نے دعا اسکی استجاب کی جب میں نے غسل چشمہ
میں کیا پس پیر و غوطہ مارنے کے موکل آتشی مجھے شفا خانہ شیفینگان میں لے گئے اور وہ شاہ خانہ حضرت سلیمان علیہ السلام
کے دریا صدف میں پر خیا کا بنایا ہوا دریا ہاں ایک حکیم طبعیوں نے جتنی نام بادشاہ کی طرف سے واسطے علاج
بیاروں کے مقرر ہوئے اور اسے پہلے قصہ کی بعد ازاں اب برگ فرگس آئے تھے مگر لا ابراہق کہتے ہیں میرے تمام جسم کو دھوا
اور ہر روز دھوتا ہوا اب فضل الہی سے راجعیت ہو رہی تھی کہ بعد نسل صحت پر حکم بادشاہ کا میرے واسطے ہو تھیں ہوگا قصہ
میرے صحت کی خبر میرے والدین سے فرما دیں اور مرفوع کو کہ وہ میرے غم میں نہ آئے پریشان ہیں انہیں سمجھا دیکے گا تاکہ
میرے غم سے ہلاک نہ ہوں اور خدا نے چاہا تو میں بہت جلد خدمت عالی میں حاضر ہوتا ہوں بعد اسکے رافع نظر سے غائب ہو گیا

شاہزادہ نے مرفوع کو صورت رافع کی آئینہ بین دکھا دی اور جو کہ کیفیت اُسے بیان کی تھی وہ بھی سنا دی مرفوع نے جب صورت داماد کی دیکھی اور حال سنا شکرا تھی بجالایا اور شاہزادہ کے قصد قہوا اور ایک زرہ صد مثقالی اور ایک نیمچہ دیوکش عوض اس احسان کے شاہزادہ کی نذر کیا شاہزادہ نے پوچھا یہ زرہ کیسی ہو مرفوع نے کہا غلام کے پاس یہ زرہ اور نیمچہ نہایت تحفہ اور نادر ہو حکمائے پیشین نے ان دونوں کو واسطے حضرت آصف بن برخیا کے تیار کیا تھا اور وزن اسکا سو مثقال ہو اسی وجہ سے نام اسکا زرہ صد مثقالی رکھا گیا دوسری صفت یہ ہو کہ کوئی حر بہ آتش و خاکی پہننے والے پر اسکے اثر نہیں کرتا اور اسی طرح یہ نیمچہ دیوکش ہو کہ یہ بھی اسی زرہ کے ساتھ بنایا گیا ہو کہ دیو یا غول روئین تن وغیرہ اسکی ضرب سے ہرگز جان نہیں ہو سکتے حضور نے مجھے دیدار رافع سے مسرور فرمایا غلام نے یہ دو تحفہ کہ نادرات زمانہ سے تھے حضور کی نذر کیے شاہزادہ نے فرمایا یہ تہ میری نذر کی اور میں بخوبی جانتا ہوں کہ یہ میرے بکار آمد ہونگے لیکن یہ بھی ایک قاعدہ ہو کہ پہلے علاج حیات کرنا چاہیے کہ بے زندگی سب بیکار ہیں مثلاً اگر کوئی تمام دنیا کی دولت تگودیدیتا تو وہ بغیر رافع کے خاک تھی اور اب معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہو اور عتق ریب آیا چاہتا ہو پس اب جو ملے خوب ہو اسی طرح میرا دل بھی میرے اختیار میں نہیں ہو اور زندگی بے یار و شوار ہو اول اس راحت جان و مایہ حیات جاودان سے وصل و صحبت ہونے کی تدبیر بتاؤ پھر امید زندگی ہو تو یہ سب چیزیں کام کی ہو جائیں گی مرفوع نے کہا پہلے ہی حضور میں گزارش کر چکا ہوں کہ میں اس امر خاص میں مجبور ہوں بلکہ تمام اہالیان عالم حضور کو یہی جواب دینگے ہاں ایک امر غلام کی خاطر میں آیا ہو کہ اگر میں ایک اسم متبرک کا ایک ہفتہ اس ترکیب سے درود کروں تو خدا کی ذات سے امید قوی ہو کہ ایک برس کا کام ایک ہفتہ میں ہو جاوے شاہزادہ اس مژدہ جان فرا سے نہایت خوش ہوا اور فرمایا کہ وہ ترکیب اور ادا کیا ہو مرفوع نے عرض کیا کہ ترکیب اسم خوانی یہ ہو کہ تین روزہ بلا فصل رکھے اس طرح کہ روزہ اول تین روز کا اور روزہ دوم چار روز کا اور روزہ سوم سات روز کا ہو اور افطار میں کھانا پیٹ بھر کے نہیں کھانا چاہیے یعنی تین روز کے روزہ میں افطار تین با دام ہیں اور چار روز کے روزہ میں چار با دام اور سات روز کے روزہ میں سات با دام کھائے جاتے ہیں اور اسی طرح پانی بھی موافق انھیں با داموں کے پینا چاہیے جب اسم بزرگ ختم ہوتا ہو تو سال بھر کا کام دو ہفتہ میں تمام ہوتا ہو اب میں حضور کے واسطے یہ عمل شروع کرتا ہوں شاہزادہ نے فرمایا تم کیوں یہ تکلیف شاقہ اٹھاؤ مجھے بتا دو کہ میں ایسے امور کا خوگر ہوں مجھی کو پڑھنے دو مرفوع نے کہا کہ ہمارے یہاں نہان کو کسی طرح کی تکلیف نہیں دیتے کہ یہ امر طریقہ نہانی کے خلاف ہو آپ رات دن یہاں عیش میں بسر فرمائیں اور جب دم گھبرائے باغ کی سیر کیجیے دل بہلائیے اور جب قدر یہاں کنیز و غلام حضور کی خدمت میں حاضر ہیں ان سے کام لیجیے بعد ازاں مرفوع شاہزادہ کو اندر محلسرا کے لے گیا اور رافع بلند پیشانی و ختر مرفوع حاضر ہوئی اور اُس نے بھی اپنے شوہر کی خیریت سنی شکر یہ ادا کیا شاہزادہ نے رافع بلند پیشانی کو بھی اسکے شوہر

موت مرثیہ الغیب میں دکھادی غرض مرفوع نے اقرار کیا کہ پنجشنبہ سے میں اسم پاک شروع کرونگا شاہزادہ
پہنچا اور مرفوع یہ زہرہ اور نیچہ مختارے پاس کس طرح سے آیا مرفوع نے کہا چونکہ یہ آل آصف بن برخیا کا ہی
میں آصف کی اولاد میں ہوں لہذا مجھ کو میراث میں یہ تحفہ ملا تھا شاہزادہ تین روز محاصرہ میں رہا مرفوع نے
منبر سے اسم شروع کیا شاہزادہ نے زہرہ صدہ شقالی زریب جسم کی اونچے دیو کش کر میں لگایا اور تین تنہا برائے سیر
روانہ ہوا اسی طرح ہر روز ولولہ عشق میں بیابان اور کوہستان میں آوارہ و سرگردان پھرتا تھا

وی بہان شاہزادہ معزالدین کو سیر و تماشے میں مشغول رکھتا ہی اور حال اُن
مات نفرو دیوان ملعون کا بیان کرتا ہی جنگو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے واسطے امتحان شجاعت
وجواخر دی شاہزادہ کے روانہ کیا تھا

پس اُن دیوؤں میں سے ایک دیو سیلاب تھا اور چھ دیو اسکے فرزند تھے اور پروہ قاف میں تعلقہ زمینداری رکھتے تھے
یہ نو بہار گلشن افروز نے اُنکو فقط عدم اداے مالگذاری اور رہبری کی علت میں قید کیا تھا بلکہ اسی علت میں جب قتل
یہ الغرض اُس روز ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اُنکو بلا کر حکم دیا کہ میں تمکو واسطے امتحان ایک آدم زاد کے بھیجتی ہوں
جو آدم زاد واجب التحم عجائبات ہو تم ایک ایک نفر اُس آدم زاد سے مقابلہ کرنا اگر وہ تم سے قوت میں کم ہو تو تم طرح
بنا اور اگر کوئی تم میں سے اُسکے ہاتھ سے قتل ہو تو ضمانتہ نہیں کرتے واجب قتل ہو لیکن اس امر کا لحاظ رکھنا کہ خبردار
میں جسم ناز میں پر کوئی مختارے ہاتھ سے صدمہ نہ پہنچے ورنہ میں مختاری کل قوم و برادری کو قتل کرونگی اور میں بعد اس
امتحان کے تمکو آزاد کرونگی بلکہ انعام کشی بھی دوں گی دیو حکم ملکہ بسرو چشم قبول کر کے ایک طرف روانہ ہوئے اور ملکہ نے چند
بنہ خفیہ خبر انکی تنگداشت کو غلطہ مقرر کی کہ وہ ہر وقت ہر امر کی خبر دیتے رہیں اور پوشیدہ شاہزادہ اور اُن
یوون کا مقابلہ دیکھیں اور شاہزادہ کو کوئی آسیب ان دیوؤں سے نہ پہنچے یہ اُسکی حفاظت کریں
اب حال اُن دیوان مردود کا سنو کہ سرگردہ دیوان یعنی سیلاب تند فحو کو اس حال سے مفصل اطلاع تھی
کہ شاہزادہ تہان ضرور مرعلات طلسم کی بالتفصیل سیر دیکھیکا اسواسطے بیابان وحشت میں بھی اُسکا گذر ہوگا
ی وجہ سے بیابان وحشت میں اُس پہاڑ پر ایک باغ و مکان بنایا اور ایک پر نر ادا کو کہیں سے اپنی صحبت کے
اسطے لے آیا تھا کہ اس اثنا میں شاہزادہ بھی بیابان وحشت میں پہنچا اور اُس نے رنگیوں کو جان سے مارا جو کھانے
ت رنگیوں کے مانع ہوئے تھے وہ رنگی قوم شیاطین سے تھے حسب مصلحت طلسم علمائے عالیقدر نے اُنکو بیابان وحشت میں
باندھا تھا بلکہ وہ فقرائے صفہ نشین بھی شیاطین تھے اور عقد و نکاح انکی قوم کا حسب سرتشہ طلسمی صفہ پر موافق گردش اُس
تارہ کے قدیم سے چلا آتا تھا کہ جو ستارہ بیابان وحشت کا تھا القصد جب دیو سیلاب نے حسب حکم ملکہ نو بہار گلشن افروز

کے پہاڑ پر مکان بنایا اور اُن فقیر و ن کو حکم دیا کہ اگر تم قریب نکاح میں اپنی ساعت مقرر سے زیادہ عرصہ کرو گے
 تمہاری عروس کو نیچا ڈنگا اور جلتک عروس کے عوض کچھ قسم طعام سے ہلکے عروس کو ہرگز نہ دوں گا اور حصر
 شاہزادہ سے اور سیلاب سے ملاقات ہو گئی اور شاہزادہ سے سیلاب برسر مقابلہ ہوا تمام اجنبہ منتظر حفاظت
 رہے کہ شاہزادہ مغلوب ہو تو ہم مدد کریں مگر شاہزادہ نے فقط اپنی شجاعت ذاتی سے سیلاب کو قتل کیا اجنبہ نگہبان
 بعد قتل ہوئے سیلاب تندرخت کے مع نیلاب اور باغلو اور شاغلو اور سردیول اور اردیول سیلاب کے بیٹے ملک
 کے پاس گئے اور تمام سرگذشت بیان کی ملک نو بہار گلشن افروز نے فقط اسی امتحان پر اُن دیوؤں کو تصدیق
 میں شاہزادہ کے آزاد کیا اور جو کہ زر مالک زاری اُنکے ذمہ باقی تھا وہ بھی بعد تو بہ کروانے رہنمائی اور قرانی کے
 معاف کیا وہ دیوبچے اپنی مادر ملعونہ تراغانہ کے پاس آئے اور اُنھوں نے اپنے باپ کے قتل ہونے کا حال بیان
 کیا تراغانہ نے جب سنا کہ ایک آدم زاد ضعیف انخلقت نے میرے شوہر سیلاب کو قتل کیا اور یہ دیوبچے
 اسکے تصدیق میں آزاد کیے گئے اُسے دونوں ہاتھ اپنے سر پر مارے اور کہا تا بکار و ملعونو تم چلو بھائی میں
 ڈوب نہ میرے بڑے شرم کی بات ہو کہ تم سات تھے تاہم ایک آدم زاد ضعیف البیاد کے ہاتھ سے باپ کو قتل
 کروایا اور مجھے کچھ نہو سکا یہ تنگ ہمیشہ ہمارے واسطے رہا ہر ایک دیو کو بجائے خود یہ بات ضرب آتش ہوگی
 کہ ایک آدم زاد حقیر نے سیلاب دیو کو قتل کیا اب تم کو لازم ہو کہ یا اس آدم زاد کو بھی قتل کر دیا جائے بھی سیلاب
 کے ساتھ جہنم میں پہنچاؤ کہ ہر روز کی سوزش باطنی سے نجات پاؤں نیلاب اور قیلاب وغیرہ نے کہا اے مادر گرامی
 دیوانی ہوئی ہو آدم زاد کا ہلاک کرنا ہمارے مقدر در سے خارج ہو کیونکہ وہ معشوق شاہ وقت ہو اور اہل طلسم کا ہمان
 واجب التعظیم ہو جس مرعہ طلسم میں وہ جاتا ہو باشندے وہاں کے خدمت و مدارات ہی کرتے ہیں تراغانہ نے
 کہا کیا کہتا ہو جو اپنی حیات کو کھینچے پھر دوسرے کا کیا خوف کرے دوسرے مجھے تمہاری ہلاکت اس بے غیرتی کی
 زندگانی سے بہتر ہو اور تم چھ نفر ہو اور دیو کے بچے ہو اور وہ ایک آدم زاد ہو وہ بھی ضعیف الحبشہ اگر تم وہ کرنا سہرا اپنے
 کو گرا دو تو بھی وہ دب کر سرمہ ہو جائے مقابلہ کیسا غرض اُس دیو نے ایسی لعنت و ملامت کی کہ وہ عاجز آکر دوسرے
 روز بتلاش شاہزادہ مقام شمال میں اس کوہ پر پہنچے جہاں شاہزادہ صیاد و شکار میں مصروف تھا اُنہیں سے
 ہر دیول اور باغلو و دیوبچے شکار کو صحرا میں گئے باقی چاروں بھائی پہاڑ پر ایک جا موجود رہے اور افسردہ
 انگوری زہر مار کرنے لگے ناگاہ شاہزادہ عایجاہ اُن دیو بچوں کے روبرو سے گذرا اُن حرام زادوں نے
 جب شاہزادہ کو دیکھا نہایت خوش ہوئے کہ اس وقت ہمارے باپ کا قاتل تنہا مل گیا پھر ایسا وقت نہ ملیگا
 بہر حال اسکو ہلاک کرنا چاہیے تاکہ طعن و تشنیع سے مادر کی نجات ہو علاوہ اسکے اس حال سے کسی پری یا جن کو خبر
 نہوگی آخر یہ چاروں دیوبچے اپنا اپنا حربہ لیکر باہر آکر غل جاتے شاہزادہ کے قریب پہنچے اور بہ آواز ہمیب للکا

اما کو آدم زاد مایہ فساد تو نے ہمارے باپ کو بے گناہ قتل کیا اب تو ہمارے ہاتھ سے بچ کر کمان جاتا ہو یہ کمکاریاں رہے پشت ننگ
 رشا ہنرادہ والا تبار کے مارا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز نے دو جنات ایک طیران دوسرا سیران خفیہ نویس واسطے
 فت حال شاہنرادہ کے تعین کیے تھے کہ وہ ہر وقت کیفیت حال شاہنرادہ کی خدمت میں ملکہ نو بہار گلشن افروز
 عرض کیا کرتے تھے اور انھیں اپنے اظہار کا حکم نہ تھا پس جب انھوں نے یہ ہنگامہ و محاربہ دیکھا خود بخود دیوان ایک
 شہ میں تاشاے جنگ دیکھ رہے تھے اور وجہ پوشیدگی کی یہ تھی کہ پر نیا دیون کی نظر سے بوجہ خبیثیت چھپ نہ سکتے تھے
 اپو شیدہ ہو گئے تھے اور تاب مقابلہ بھی دیون سے نہ رکھتے تھے آخر سیران نے طیران سے کہا تم نگران حال شاہنرادہ
 رہو اور ہم کسی کو واسطے امداد شاہنرادہ کے لاتے ہیں طیران نے کہا ای برا در جلد جاؤ اور نہایت جلدی خبر لینا
 لان وہاں سے روانہ ہوا یہاں جو نیلاب نے آ رہے پشت ننگ مارا شاہنرادہ نے درگاہ خدا میں کہاں عجز و زاری
 کی اور دل میں کہا کہ افسوس وصل جانان سے محروم رہے اور اجل آگئی اب ان دیو بچوں سے بچا بیٹے شکل ہر نگر بوجہ
 ہ صدر مشقائی کے آ رہے پشت ننگ نے شاہنرادہ پر مطلق اثر نہ کیا اور شاہنرادہ نے نیچے دیوکش غلاف سے نکالا اور
 س ضرب نیلاب پر اس قوت سے لگائی کہ مثل خیاب تر و ٹکڑے برابر ہو گئے اور دریائے خون زمین پر جاری ہوا اور
 دیول جھوٹے بنائی نے اُسکے شور و غل مچایا اور کہا خبردار خون نیلاب کا بوجہ و صفت مادر ملعونہ کے جاری
 نے پاوے یہ کہلے خود دوزخ و زانو بیٹھ کے خون اپنے بڑے بھائی کا نوش جان کرنا شہ مع کیا بلکہ شاہ علم و با غلمہ یہ
 خون بھائی خون نوشی میں شریک ہو گئے اور قیلاب دار شمشاد برہنہ ہاتھ میں نیکر شاہنرادہ کے آگے آیا اور کہا ای
 م زاد بد بخت یہ حربہ دیوکش تجھے کس نے دیا یہ کہلے وہی دار شمشاد شاہنرادہ کے سر پر مارا شاہنرادہ نے بچا لائی و
 تی نوک نیچہ کی سینہ پر اس دیو کے ایسی ماری کہ پشت سے باہر نکل آئی اور خون کا فوارہ اُسکے جسم ناپاک سے جاری
 اب مجروح قتل ہونے قیلاب کے شاہ علم نے غونا مچایا اور شاہنرادہ کے مقابل ہوا شاہنرادہ نے فوراً اسے بھی جہنم واصل کیا
 غلمہ نے اے دیول کی پشت بخش پر دونوں ہاتھ مارے اور کہا ای مادر بخلا دیو قوت تو نے نصیحت ماری کو قبلا دیا ہمیں
 ست میں ہلاک کروایا اب خون پینا چھوڑ جلد آ کہ با ہم ہو کر اس آدم زاد کو قتل کر لیں اے دیول نے کہا جو ہو سو ہو لیکن میں
 نہ تو اپنے بھائی کا آدمی کے ہاتھ سے زمین پر جاری نہیں ہونے دوں گا اے دیول اسی طرح خون بھائیوں کا کھاتا رہا اس عرصہ
 ہر دیول بن سیلاب جو چھپے با غلمہ کے آتا تھا عین مع کہ میں پوچھا اور اُس نے دیکھا کہ چار دیو بچے آدم زاد کے
 سے قتل ہو چکے اے دیول سے کہا ای نالایت چار بھائیوں کا خون تو کروا چکا اور ہنوز خون کے کھانے سے باز نہیں آتا
 نے جواب دیا کہ اگر تمام جہان کا خون ہو جائیگا تو بھی میں اپنی جان کی وصیت ترک نہیں کرنے کا بھائی کیسا ناچار اے دیول
 شاہنرادہ سے حرب میں مشغول ہوا لیکن دور سے حملہ کر رہا تھا قریب نہ آتا تھا شاہنرادہ بھی ہوشیاری تمام ضربات دیو
 اپنے کو بچا رہا تھا جب تا دیر یہی معاملہ رہا اور سر دیول کسی طرح قریب نہ آ سکا شاہنرادہ نے ایک بہت کر کے

ران پر اس دیوبچے کے ایک زخم لگا یا چونکہ ضرب کاری تھی سر دیول تمام ہو گیا بعدہ شاہزادہ جب اسے مار کر اتر اوار دیول جھکا ہوا خون اپنے بھائی کا نوش کر رہا تھا پس دونوں پانوں اس پر ایسے آئے کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہو اور دیول نے فوراً دونوں پانوں شاہزادہ کے پکڑ لیے اور جانب آسان اڑا طیران یہ شاہزادہ دیکھ رہا تھا پس ہاسے کر کے وہ بھی ساتھی پیچھے پیچھے ار دیول کے روانہ ہوا مگر بخوف نزدیک نہ جاتا تھا کہ مبادا شاہزادہ کو یہ مرد و کسی ایسی جگہ پر پھینک دیے کہ شاہزادہ ہلاک ہو جائے قصہ کوتاہ جب ار دیول اوج ہوا پر ہو نچا اور شاہزادہ سے کہا اے آدم زاد تو نے میرے باپ اور پانچ بھائیوں کو قتل کیا اور میں نے بھی خون اپنے بھائیوں کا زمین پر گرنے نہیں دیا لیکن سر دیول کا خون زمین پر چھوڑ کر آیا ہوں اب میں تجھے پردہ دنیا پر تیری قوم کے سامنے لیجا کر ذبح کرونگا اور گوشت و پوست تیرا بختہ و خام کھاؤنگا پھان سیران پر نیراد افتان و خیزان پہلے مرفوع کے پاس آیا اور اسے مرفوع کو شاہزادہ کے حال سے اطلاع دی مرفوع چلہ خانہ سے بحال خراب باہر نکلا اور چند ملازموں کے ساتھ پہاڑ پر پہونچا موقع واردات پر باج لاشیں دیوان کشتہ کی دیکھیں اور شاہزادہ کا نشان نہ ملا قیاساً سمجھا کہ کوئی دیواسین کا بچا ہوا شاہزادہ کو یہاں سے لیگیا قضا سیران پر نیراد کو اشناے تلاش میں چند ملازم پر نیراد شرف افروز بانو کے راہ میں مل گئے کہ سردار انکا عامر پری تھا سیران نے عامر پری کو بھی اس حال سے خبر دی عامر پری نیراد اسی وقت پہاڑ پر پہونچا وہاں دیکھا کہ مرفوع بحال خراب نالہ وزاری کر رہا ہو اور پانچ لاشیں دیوان مقتول کی پڑی ہیں عامر پری نے سیران سے پوچھا کہ ان دیوؤں کو کس نے قتل کیا ہو سیران نے کہا یہ شاہزادہ کے مقتول ہیں اور چٹا دیو شاہزادہ کو یہاں سے کسی طرف لیگیا عامر پری نے زور بازو سے نصرت قرین پر شاہزادہ کی تعریف توصیف کی بعد ازاں تلاش میں شاہزادہ کے سیران کے ہمراہ ایک طرف روانہ ہوا جب یہ قریب دریاے محیط کے پہونچے دیکھا کہ ار دیول دیو شاہزادہ کو گردن پر سوار کیے ہوئے لیے جاتا ہوا گاہ ار دیول نے بھی ان پر نیرادوں کو دیکھ لیا اور خوف سے قوت پر واز اسکی زائل ہو گئی آخر اوج ہوا سے زمین کی طرف متوجہ ہوا شاہزادہ بروقت نزول بدحواسی میں گردن سے ار دیول کی جدا ہو کر دریا میں گرا خدا کی قدرت سے ایک مچھلی مردہ بہت بڑی طویل و عریض مثل کشتی کے موج کے طپانچے کھاتی ہوئی دریا میں چلی جاتی تھی شاہزادہ پشت پر اس مچھلی کے گرا اور جسم نازنین کو کسی طرح کا آسیب نہ پہونچا بعد اسکے دیکھا کوئی غیب سے آکر اس دیو کو باندھ کے کسی سمت لے گئے غائب ہو گیا شاہزادہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا دیکھیے مچھلی اب ہم کو کمان پہونچاتی ہو ایک مرکب زندہ تو یہاں لایا اب یہ مرکب مردہ دیکھیے کس طرف روان ہو اب جو دیکھا یا تو مچھلی بموجب ہوا کے جاتی تھی اب یہ برعکس ہوا کے چلنے لگی اور یہ معلوم ہوا کہ گویا مچھلی بطور کشتی کے جاتی ہو اور طرفہ تر یہ دیکھا کہ تمام سامان کھانے کا بھی موجود ہو شاہزادہ کو نہایت استعجاب ہوا اور کہا سبحان اللہ مصرعہ

رزق راروزی رسان پر سید ہر بہ یہ قدرت اسی قادر حقیقی میں ہو کہ جس جگہ وہ چاہے وہاں رزق بندہ کو پہونچاے

غرض تھوڑا سا ہزاوہ نے نوش فرمایا اور ایک ہفتہ تک اس دریا میں سرگردان رہا اور ہر قسم کے جانوران دریائی دیکھنے میں آئے کہ اگر انکو بتفصیل لکھوں تو طول ہو لہذا موقوف رکھتا ہوں۔

داخل ہونا شاہزادہ نامدار کا شہر شہت نگارین بروز موجودات اور دیکھنا اپنے دلبر قمر پیکر و مہرا نور ملکہ نو بہار گلشن افروز کو

واقفانے کہ در سخن سر و اند | شرح این داستان چنین روزی

کہ آٹھویں روز وہ ماہی مردہ کنارہ پر دریا کے ناپیدا کنار کے پہونچی شاہزادہ پھلی کی پشت پر سے اتر کے ایک طرف کو روانہ ہوا بعد چند قدم کے دور سے سب او شہر نظر آیا جب قریب پہونچے تو ایک تاشائے حیرت افرا دیکھا کہ ہوش جلتے رہے۔

چہ دید دید کہ دریا سے قصر سلطانی | چمن چمن ہمہ جا ز گسست گل کردہ
بقصر چون نظر افکند شاہزادہ بدید | ہزار ز گس دیگر شکفتہ در پردہ

راوی کہتا ہے کہ بیرون شہر ایک محل عالی شان تھا کہ وہیں بائیں اسکے ایک تختہ زر گس شہلا نہایت پر بہار و رحمت آہنا تھا کہ جسکی خوشبو سے تمام صحرا ہلک رہا تھا اور ہنوز شمع آفتاب عالم تاب اس تختہ زر گس تک پہونچی تھی کہ شاہزادہ زیر قصر پہونچا چونکہ کئی دن سے تکلیف اٹھائی تھی اب کہ اسی جا پر بہار و خوشبو دار میں پہونچا دماغ معطر ہو گیا شاہزادہ وہاں بیٹھ گیا اور ان گہائے زر گس کا تاشا دیکھنے لگا اور شہر چڑھا

اگر فروس بر روی زمین است | ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

غرض جب شہیم عنبر بنیر اس کو ہر دریا کے لطافت کی دماغ میں پہونچی اور یاد کا کل مشکین جانان کا خیال آیا اور ان بٹمان زر گسی سرمد آلود کا تصور ہوا بس ایک آہ سرد دل پر دروست کیجی اور بے اختیار آبدیدہ ہو کر یہ شعار پڑھنے لگا

قرار پائی ہمین جان زار بن تیرے | ستارہا ہو دل بیقرار بن تیرے
سرد کشتہ محبوب خاک سیر کرے | بسر جو کر تا ہو بیل و نہار بن تیرے

اس یہ شعر پڑھ کے اس تختہ زر گس کی طرف سے منہ پھیر لیا بعد ایک لحظہ کے کیا دیکھتا ہو کہ صدارت جو بدار و عصا بردار عصاے نقرہ و طلائی ہاتھ میں لیے ہوئے راست و چپ محل کے صف بستہ کھڑے ہیں بلکہ تمام محل جلوس شاہانہ موجود ہو پس یہ دیکھ کے شاہزادہ کو ایک طرح کا خوف دامن گیر ہوا کہ مبادا ملک باغ مانع ہو پھر یہ دل میں کہا کہ ہم کسی کا نقصان تو کرتے نہیں ہمیں کیا ڈر ہو بیٹھے رہو سیر دیکھ کے جائینگے جو ہوسو ہو بول سکے بب عمارت اسکی دیکھی اور نقش و نگار اسکے دیکھے کہا سبحان اللہ ایسا قصر لا جوردان بنائے روزگار میں کبھی کسی کی نظر سے گذرا ہوگا اور اس محل کے ایک غرفہ میں پردہ رنگاری پر زرد مرصع کا پڑا ہوا تھا اور آگے اسکے ایک ٹلیہ نخل

کاشانی کا زردوزی تھا جس میں جھالرموتیوں کی تھی اور چوبین گنگا جہنی اور طنائین اسکی کلاتوں کی کھنچی اور اُس پر وہ
میں برابر برابر ہزار ہا وزن تھے اور ہر روز ن سے اُس پر وہ کے ہر ایک چشم فتنہ انگیز و قیامت خیز مثل تختہ زر گس شہلا نگران تھی
اور وہ پر وہ گویا ہمہ تن چشم معشوقان ناز و عشوہ انداز تھا اور موشان زر گس چشم نگران تھیں اور شاہزادہ عالم
تجربین پر وہ کی طرف دیکھ رہا تھا ناگاہ پر وہ میں ایک چشم مخمور ایسی نظر آئی کہ خود بخود شاہزادہ کے دل میں اضطراب
پیدا ہوا اور وہ آنکھ کو نہ چشم میں آشنا معلوم ہوئی دل میں شاہزادہ نے خیال کیا کہ یہ وہی آنکھ معلوم ہوتی ہو
جسکی چشم نمائی نے مجھے آوارہ کشت ادبار کر رکھا ہو اور یہ شعر پڑھا شعر آمد آن شوخ بسیر چین و زر گس مست بہ
دیکھ چشم سہیش را و سر افگند پیش بہ آخرا سی دلو لہ شوق میں بادل بریان یہ شعر پڑھا شعر چشمیت بغیرہ کردا واقع ناز رہ
بیمار میکند بہ اشارت ناز را بہ اور یہ اشعار پڑھے

تانشہ محو ریختہ در چشم تورنگے	ہر غمزدہ تو داد بتاراج فرنگے
تاناگاہ ہے کردہ عالم زخو و بیگانہ بود	گردش چشم تو گویا گردش ہیما نہ بود

آخر الامضبط ہوسکا اور باواز و دروناک تصویر میں معشوقہ دل آزار کے زار زار مثل ابرو بہار روزا شروع کیا اس آشنائین
صدائے رنگ پر وہ سے پیدا ہوئی بجز و سنے اُس آواز کے جو ہر شاہزادہ کے پاس آئے اور کہا اے شخص تو کون ہو
جو اس بے ادبی سے دیوانہ وار چین خاص میں سامنے محل کے بیٹھا ہو شاید تجھے نہیں معلوم کہ یہ خاص سیرگاہ شاہی ہے اور
یہاں اس طرح سے بیٹھا ہو تجھے اپنی جان عزیز کا بھی خوف نہیں ہو جلد یہاں سے روانہ ہو جاؤ ورنہ تمھارے حق میں بہتر نہوگا
ہم نے تم سے اطلاع کر دی کہ تم نادانقت تھے اور اسی سبب سے اس فریاد و زاری کی بھی ٹکوسن نہیں دیکھی شاہزادہ نے اسکی
بات کا جواب نہ دیا اور اسی طرح پر وہ کی طرف دیکھتا رہا جب وہ چوبدار زیادہ اصرار کرنے لگے شاہزادہ نے فرمایا

چشمی کہ نگاہے کند آگاہ نباشم	یک چشم زدن غافل از ان ماہ بناشم
------------------------------	---------------------------------

وہ چوبدار چپ ہو رہے مگر شاہزادہ کو ایک چوبدار نے اپنے دوش پر سوار کر کے دوسرے کو دیا اور دوسرے نے
تیسرے کو دیا اسی طرح دوش بدوش شہر کے دروازہ پر پہونچا دیا شاہزادہ جو شہر میں تشریف لایا دیکھا کہ شہر نہایت
آباد اور بارونق ہو کوئی مسکلس خستہ حال نظر نہیں آتا لیکن شاہزادہ سے کسی نے نہ پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں
سے آئے ہو شاہزادہ نے دل میں کہا کہ تمام جہان کی دولت اس ملک میں خداوند کریم نے عنایت فرمائی ہے بخلاف اور
شہروں کے کہ جہاں شاہزادہ تشریف لیکیا سب امراء شہر شاہزادہ کی خاطر و مدارات میں حاضر ہوئے الا اس شہر
میں کسی نے شاہزادہ کا حال تک نہ پوچھا اس وجہ سے شاہزادہ کو خیال ہوا کہ شاید یہ ملک ملکہ تو بہار گلشن فروز
کی عملداری میں نہیں ہو جو کسی نے ہکو نہ پوچھا کہ تم کون ہو ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ قلم و ملکہ تو بہار گلشن افروز ہو اور
ہکو کوئی نہ پوچھے اور بے اعتنائی و کج خلقی سے پیش آئے مگر کشش و جذبہ دل ہی کہتا تھا کہ اُس پر وہ میں ضرور معشوقہ دل رہا

فی الغرض اسطرح کے خیالات دل میں کرتا ہوا بازاریں پہنچا وہاں ایک مرد مجید نام کی معرفت مکان کرایہ کو لیا جب
 و شاک اوتاری تو خیال آیا کہ جب شہر مرفوعیہ میں لباس تبدیل کیا تھا تو جیب میں کچھ اشرفیان پڑی رہی تھیں وہ
 کلین شاہزادہ نے مجید کے اقربا سے ایک شخص کو واسطے خدمت کے نوکر رکھا اور ہر روز سیر و تماشے کو شہر کے جاتا تھا
 جب وضع و طریقہ شہر سے آگاہ ہوا تو معلوم ہوا کہ خلقت اس شہر کی خدا پرست تو ہے لیکن مسافر پروری کی رسم نہیں
 نہیں ہو بلکہ ایک نوع کا اسمین بھی تکلف کرتے ہیں شاہزادہ نے بھی اپنے اظہار حسب و نسب میں تامل کیا
 اور نام اپنا مزارا دہم مشہور کیا آخر ایک روز مجید سے نام شہر کا پوچھا اور کہا بادشاہ یہاں کا کون ہے اور مذہب
 اسکا کیا ہے مجید نے کہا جناب عالی نام اس مقام کا مقام محل ہے اور شہر کو حشمت نگا رکھتے ہیں اور بادشاہ
 ہانکی سلطان والا مقام سپہراحتشام ہے اور دین و آئین یہاں کا خدا پرستی ہے شاہزادہ نے خیال کیا کہ نام
 ان شہروں کے آئینہ دار اور مقام مثال تھے اور اسکا نام مقام محل ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی بھی
 حاکم ملکہ نو بہار گلشن افسر و رہی ہوگی مگر بوجہ برہمی طبع کے اس شہر میں ہماری دعوت کا حکم نہیں یا خیر
 دیکھا جائیگا لیکن یہ شکل ہے کہ بعد صرف ہونے ان سب اشرفیوں کے پھر کیا کیا جائیگا یہ البتہ ایک محل تردد ہے پھر
 مجید سے پوچھا کہ شہر رافعہ و مرفوعیہ اسی بادشاہ کی دارالحکومت میں ہیں مجید بولا غلام نے ان شہروں کا نام بھی نہیں
 ہاں اتنا جانتا ہوں کہ ہمارے بادشاہ کا لشکر فوج بے قیاس ہے اور ہمارا بادشاہ نقابدار ہے ہم نے آج تک جمال باکمال بادشاہ کی زیارت
 نہیں کی اور ایک ایسی بھی ہمارے شہر میں قاعدہ ہے کہ ہر سال ایک مرتبہ لشکر کا جائزہ اسطرح ہوتا ہے کہ زیر محل شاہی میدان میں
 سپاہ جمع ہوتی ہے اور وہ غرفہ جس پر کہ پردہ رنگاری پڑا ہے اس غرفہ کا پردہ خواجہ سرا اٹھائے رہتا ہے اور بادشاہ سپاہ کو
 ملاحظہ فرماتا ہے اور تمام غلامی شہر و لشکر وغیرہ نقابدار میں بادشاہ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا
 ہمارے نزدیک تھا کہ بادشاہ عورت ہو مرنہیں ہو اگر مرد ہوتا تو ہر وقت نقابدار نہ رہتا کبھی تو بے نقاب کوئی سکون دیکھتا
 مجید نے کہا ظاہر تو تمام لباس مردانہ ہو آئینہ خدا جانے دوم یہ کہ ہم اس رازرہ سبب کے اظہار سے ممنوع کیے گئے ہیں
 شاہزادہ نے پوچھا وہ روز جائزہ سپاہ کب ہوگا مجید نے کہا پندرہ روز باقی ہیں شاہزادہ نے پوچھا سپاہ وغیرہ
 کس جگہ جمع ہوتی ہے مجید نے کہا وہ محل جو کنارہ دریا کے ہے اسی محل میں بادشاہ جلوس فرماتا ہے اور صد ہا کشتیاں اطراف
 و جوانب سے اکو جمع ہو جاتی ہیں اور انھیں کشتیوں سے فوج اتر کر کنارے دریا کے جمع ہو کر فجر و سلام کرتی ہے اور اپنے
 اپنے ملک کو روانہ ہو جاتی ہیں لیکن یہیں علوم کہ وہ فوج کہاں جاتی ہے اور کہاں سے آتی ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ ہاں
 یہ تماشا تو ضرور دیکھنے کے لائق ہے القصد شاہزادہ نے ہر روز امداد شہر کی اس خیال سے دعوت کرنا شروع کی کہ جب میں
 مفلس ہوں گا تو یہ میری تواضع کریں گے آخر چند روز میں شاہزادہ کے پاس ایک حبہ باقی نہ رہا اور شہر میں سے کسی نے
 بات نہ کی پوچھی ایک روز شاہزادہ اسی فکر میں متردد بیٹھا تھا کہ مجید آیا شاہزادہ نے پوچھا او مجید اب جائزہ

لشکر میں کس قدر عرصہ باقی ہو چھینے کہا پیر و مرشد تین روز اور باقی ہیں شاہزادہ نے کہا اس روز کوئی اہل شہر غرقہ کے نزدیک بھی جانے پاتا ہو چھینے کہا اس شہر میں ایک درویش شاہ آدم نام ہوا اسکا فرزند شاہ جمال روز جائزہ اس غرقہ کے سامنے جو صفحہ واقع ہوا سپہ سرنگوں آنکھیں بند کیے کھڑا ہوا کہ بزبان فصیح دعا و ثنا بادشاہ کی بیان کرتا ہو اور زر کشیر سرکار شاہی سے عوض میں ثنا خوانی کے پاتا ہو لیکن اسوقت کوئی بشر بخوف جان نظر اوچی نہیں کر سکتا شاہزادہ نے یسکے زرہ مدد مثقالی اور نیمہ دیکش و آئینہ مرآت الغیب رکھ لیا اور تمام مال و اسباب جو بیان خرید تھا وہ سب راہ خدا میں فقرا کو دیدیا عصر کے وقت شاہزادہ کی ملاقات کو شاہ آدم آئے اور بعد ملاقات کے کہا کہ ہنسنے سنا ہو کہ آپ نے ترک لباس کیا ہو چنانچہ میں اسی واسطے آیا ہوں کہ آپ کے اوضاع و طریقہ کو کچھ خود دیکھ کے موافق رسم اس شہر کے تمھیں بھی مریدوں میں اپنے داخل کروں شاہزادہ نے فرمایا کہ اول رسم شہر بیان کرو کہ کیا ہے شاہ آدم نے کہا کہ یہاں یہ رسم ہو کہ جو تازہ فقیر ہوتا ہے اسکو میں اپنا مرید کرتا ہوں شاہزادہ نے فرمایا کہ میں ایک شرط سے مرید ہوتا ہوں کہ تم جھکوا اپنے پیٹے کی جگہ بروز جائزہ لشکر اس صفحہ پر بادشاہ کے دربرہ اسادہ کرو شاہ آدم نے کہا یہ بات ممکن ہو مگر ثنا خوانی شاہ کی کرنی ہوگی شاہزادہ نے فرمایا میں تمھارے پیٹے سے زیادہ ثنا خوانی میں قدرت رکھتا ہوں شاہ آدم نے کہا بہتر ہو لیکن اگر بادشاہ نے شاہ جمال کو نہ دیکھا اور آپ کا استفسار حال کیا تو پھر کیا جواب دیجے گا شاہزادہ نے فرمایا جو جواب دوں گا تم بھی سن لینا شاہ آدم نے کہا قبول و منظور ہو آپ میرے ساتھ تکیہ میں چلیے شاہزادہ شاہ آدم کے ہمراہ تکیہ میں تشریف لایا شاہ آدم سے حکایت کی شاہ آدم نے نہایت غریب حرمت سے شاہزادہ کی تواضع و مدارات کی ہر چند کہ بعض مریدان شاہ آدم کو یہ امر ناگوار خاطر ہوا لیکن بخوف مرشد و مرنہ مار کے جب شاہ جمال شاہ آدم کے فرزند نے سنا کہ ابی مرتبہ ایک مرید تازہ اوہم نام بادشاہ کے آگے صفحہ پر کھڑا ہو کر ثنا خوانی بادشاہ کی کریگا کہ شاہزادہ سے اٹھنا طریقہ درویشی میں دلیل کی شاہزادہ نے بدلائل جوابات دیکر شاہ جمال کو مقبول کیا شاہ آدم نے فرزند کو لعنت و ملامت کی اور کہا ای احق در اٹھا لیکہ تو از واسر است آگاہ نہیں ہو پیر دلیلین تیر ہی سب بجا و بیکار ہیں قصہ کوتاہ در روز شاہزادہ تکیہ میں شاہ آدم کے پاس مہمان رہا تیسرے روز صبح کو شاہ آدم نے کہا ای بابا اوہم شاہ بسم اللہ میرے ساتھ چلو شاہزادہ بعد ادا کے فریضہ سیم ہی شاہ اکوم کے ہمراہ روانہ ہوا شاہ آدم نے شاہزادہ کو زیر غرقہ لاکر جہان دہ تختہ زرگس زار کا تھا اسی صفحہ پر کھڑا کر دیا اور یہ نمائش کی کہ جس وقت آواز زنگ کی پردہ سے تمھارے کان میں آوے بلا تکلف دعا و ثنا بادشاہ کی شروع کرو دنیا اب جو شاہزادہ نے دہ تختہ زرگس دیکھا مال گذشتہ یاد آیا شاہ آدم سے اپنی تمام کیفیت بیان کی درویش نے کہا ای بابا یہ اسرار اللہ میں سکھوان امورات میں کیا دخل لیکن جو میں نے کہا ہے اسکا تم خیال ضرور رکھنا خبر دار ثنا خوانی میں توقف نہ کرنا ورنہ عوض الغام کے سراسر بد بلیگی یہ کمر دہان سے رخصت ہو گیا شاہزادہ نے فرمایا ای ہادی طریق

ب تیسے کمان ملاقات ہوگی شاہ آدم نے کہا کہ فقیر کی جائگہ ہوتا ہے شاہزادہ خاموش اس منہ بہ منہ گیا اس عرصہ میں آفتاب بھی بلند ہوا اور شکر و سپاہ مثل مورد ملنے کے ہر چار طرف سے اکرجع ہوئی شروع ہوئی اور باقی اور ٹوٹے شہر سطر وغیرہ مع سامان و جلوس شاہانہ اس قدر جمع ہو گئے کہ جس کا حصہ حساب نہیں ہو سکتا شاہزادہ ابھی یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ صدائے زنگ پردہ سے کان میں آئی شاہزادہ بجز دھننے آواز کے مودب کھڑا ہو گیا اور باواز بلند یہ اشعار پڑھنے لگا۔

بخوبی پہچو تاج بندہ باشی	ہلک و ببری پائیندہ باشی	بسیغ غم نہ کشتی عاشقان را
کرم کردی اکہی زندہ باشی	ستم چندان کن بر من کہ فردا	میان عاشقان شرمندہ باشی

ناگاہ دوسرا دروازہ کھلا اور ایک خواجہ سرا بلباس فاخرہ ایک عصا سے ظلام رفع نگاہا تو میں سینے ہوئے برآمد ہوا اور اُس نے باواز بلند کہا ای جوان بادشاہ نے فرمایا ہے کہ یہ فقیر شاہ آدم کا فرزند نہیں بڑی تازہ وارد اسکی جگہ کون پہاں دریافت کر دے کہ یہ اپنی کیفیت بیان کرے کہ کمان سے آیا ہے شاہزادہ نے کہا اے نواب ناظر میری طرف سے بادشاہ کی خدمت میں بعد سلام شوق کہو کہ امی بادشاہ فرخندہ بخت یہ خاکسار گرفتار اعلام و افکار شہر محبت آباد سے آیا ہے خواجہ یہ جواب سنکے روانہ ہو گیا اور بعد ایک لحظہ کے پھر آیا اور پوچھا کہ آپ کس راہ سے آئے ہیں شاہزادہ نے فرمایا یا بانصفت و صحرائے پُر آفت کی راہ سے خواجہ سرانے پوچھا تمہارے شہر میں کیا پیشہ کرتے ہیں اور کیا کام ہوتا ہے شاہزادہ نے فرمایا نقد و دل دے کے سوداے دردمول لیتے ہیں خواجہ سرانے کہا اے فقیر بادشاہ نے تیرا نام پوچھا ہے شاہزادہ نے کہا اصل نام میرا شیفتہ ہے لیکن اس شہر میں مجھے لوگ ادبم کہتے ہیں ناظر نے پوچھا یہاں آپ نے کس وجہ سے تکلیف فرمائی شاہزادہ نے فرمایا ہم نے سنا تھا کہ بادشاہ تمہارا لیا صاحب قدرت و شہرت ہے کہ کوئی سلاطین روزگار سے اسکا ہم سز نہیں لیکن اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا پس میں سخت زکوٰۃ ہو کر بطلب زکوٰۃ آیا ہوں کہ سوا میرے کوئی زکوٰۃ پائین سکتا خواجہ سرا نے روانہ ہوا اور بعد ایک لمحہ کے پھر آیا اور اُس نے کہا کہ اے فقیر بادشاہ نے فرمایا ہے کہ مال کثیر کی زکوٰۃ بھی کثیر ہوتی چاہیے پس اُس بارگران کا تھل ہونا بھی شرط ہے شاہزادہ نے فرمایا ایسی زکوٰۃ کی جامہ سے سر و چشم ہے ہر خواجہ سرانے کہا خیر اب یہ تقریر لا طایل ہے اسے موقوف کیجئے اور کوئی شے بادشاہ کی جناب سے طلب کیجئے شاہزادہ نے فرمایا ایسا نہ کہ میں کوئی شے بادشاہ سے مانگوں اور وہ نہ عنایت ہو خواجہ سرانے کہا کہ یہ گمان محض غلط ہے کوئی ایسی شے دنیا میں ہے کہ بادشاہ کے امکان میں نہیں ای جوان درویش مجھے قسم ہے بادشاہ کے سزائیں کی کہ اگر بادشاہ تمہارے سوال میں مضائقہ فرمائے گا میں بزور دلواد و نگاہ شاہزادہ نے فرمایا اے خواجہ سرانے اب اپنے بادشاہ کے سر مبارک کی قسم کھائی ہے تو پہلے میری طرف سے ہاتھ باندھ کے بادشاہ کی خدمت میں یہ عرض کرو ملاحظہ فرمائیے۔

کہ دیگر کس پر نگاہست جفا	از بجز تیرش مصر سانسے پا	دل تیرہ ام را صفائی بدہ	اگر صاف جینست لالی بدہ
--------------------------	--------------------------	-------------------------	------------------------

بعدہ کہنا کہ اپنے جمال بے زوال سے مجھے محروم نہ کیجئے پس اور کسی چیز کا خواستگار نہیں مصرعہ دردمند عشق را در بجز دیدار

خواجہ سمرانے جب یہ جملہ سنا مثل بیدار گیا لیکن کیا چارہ تھا کہ زیادتی حقوق خدمت کے بھر دے پر عہد واثق کر لیا تھا
تا دیر سرگریبان تفکر میں ڈالے سرنگون بیٹھا رہا آخر دل میں کہاتن بہ تقدیر جو ہو سو ہو یہ کیکے حضور میں بادشاہ کے حاضر
ہوا اور حال میں دین شاہزادہ کا عرض کیا اور شاہزادہ دل میں کہتا تھا دیکھیے کیا جواب آتا ہے بعد ایک لمحہ کے خواجہ
پھر آیا اور کہا ای شیفہ و عرف ادہم آپ کے سوال کا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ نے فرمایا یہ تو ہنسنے پہلے ہی
گزارش کیا تھا لیکن آپ نے اصرار کیا بلکہ بادشاہ کے سر کی قسم کھائی اب آپکو ہرنج اس اپنے قول کا وفا کرنا ضرور
ہی بلکہ واجب خواجہ سمرانے کہا مجھے نہ معلوم تھا کہ ایسی سخت فرمائش جو میری قدرت و اختیار سے باہر ہو آپ کریں گے درج
ہرگز میں اقرار نہ کرتا میں سمجھا تھا کہ آپ خواہش دولت و شہرت رکھتے ہیں اور یہاں دولت و شہرت کی کمی نہیں ہو
حسب طرح ہوگا بادشاہ سے دلاؤنگا بلکہ اب بھی اگر تمام دنیا کی دولت اور حکومت ملو درکار ہو تو میں دلا سکتا ہوں اور
آپ خود بقدر انصاف فرمائیے کہ وہ بادشاہ عالیجاہ اور میں ایک غلام ادنیٰ کیونکر ہو سکتا ہو کہ میں بادشاہ پر ہوتا ہے
مطلب کے واسطے جبر کروں اور مطلب بھی ایسا سخت کہ جسکا ادا ہونا کسی صورت سے ممکن ہی نہیں شاہزادہ نے فرمایا اب
عذر آپکا سچا ہی اس عذر کا آپ کو اول ہی خیال لازم تھا بقول اس شل کے مٹتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکھ خود باید زد
دوسرے میرا سوال چنداں سخت و دشوار نہیں ہی اگر تمہارے بادشاہ میں میری روانے حاجت کی قدرت نہ تو میں بھی اپنے
سوال سے باز نہ ہونگا ورنہ میرا ہاتھ ہی اور تمہارا دامن جہاں آپ چاہیے گا وہاں یہ داؤ خواہ بھی ہمراہ رکاب ہوگا خواجہ غیر
کو اسوقت کوئی صورت بری الذمہ ہونے کی معلوم نہ ہوئی آخر ناچار و مجبور شاہزادہ سے کہا ای فقیر اب تم میرے
غریب خانہ میں تشریف لانا جو کچھ کہ مجھ سے تمہارے اجر اسے کاٹنی تدبیر ہوگی کرونگا اور جہاں تک کہ کوشش و تدبیر
ہوگی بجان و دل اس میں کسی طرح کا قصور نہ کرونگا بہر نوع خاطر جمع رکھو غلبت میں کام نہ لگتا ہو

بنوش جام می و چہرہ ارغوانی کن | بہار آمدہ سامان شادمانی کن

یہ کہ کے خواجہ غیر پر دے کے اندر داخل ہوا اور شاہزادہ سیر افواج شاہی میں مشغول ہوا لیکن لشکر اول سے
اور زیادہ تر لشکر باکروں فرشتیوں میں سوار کٹا رہ دیا کے آگیا انہیں نصف علم لشکر صندلی تھے اور نصف سرخ اور علم
ہزار سوار کا نشان تھا اور جب وہ لشکر کشتیوں سے کنارہ پر آیا تین شخص تاج شاہی مکمل بجا ہر سر پر رکھے آگے آگے
لشکر کے مجرہ گاہ میں ہو چکے نہایت مودب آداب بجالائے جب شاہزادہ نے بغور ملاحظہ فرمایا اور دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ ایک بہرام سرخ پوش اور دوسرا قاضی الملک باب شرف افزا کا جو جسے طلسم مشتری میں سات سوال
بہرام سے کیے تھے جسکا اول بیان ہو چکا ہو انھوں نے شاہزادہ کو بھی سلام کیا اور دور ہی سے مزاج پر سی بھی کی شاہزادہ
نے بعد جواب سلام اشارہ سے حال پوچھا کہ کس طرح بیان آئے انھوں نے کہا کہ ہم کو اسوقت مجال سخن نہیں ہو شاہزادہ
نے تیسرے شخص کو پوچھا کہ یہ کون ہی بہرام نے کہا کہ یہ غلام کے پدر بزرگوار ہیں الغرض جب بہرام وغیرہ روانہ ہو گئے تو

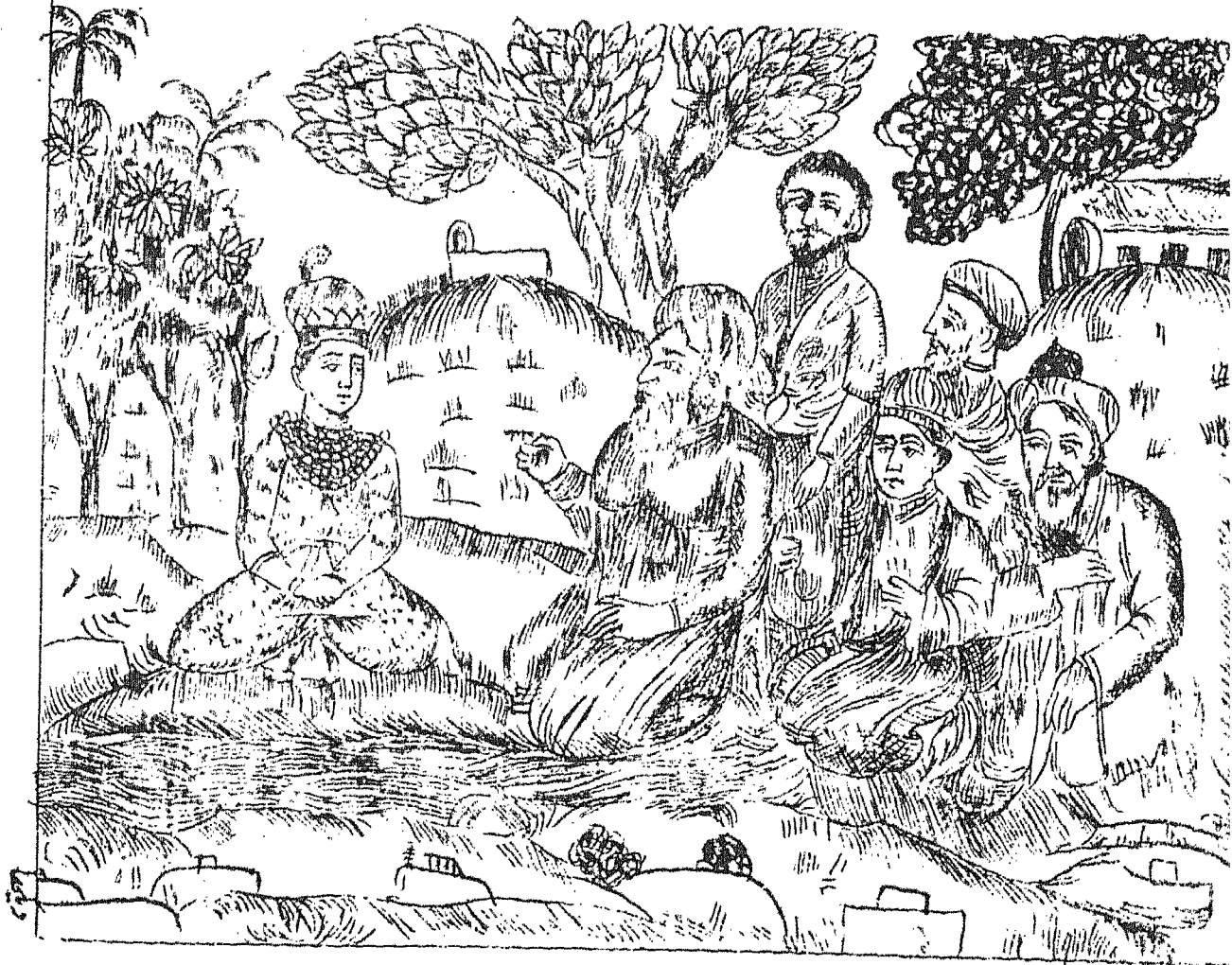
اور کشتیان کنارہ پر دریائے ہمن کہ انکے علم نفی تھے اور انکے علم کے پرچم پر کچھ زرین تیرتا بندہ تھی اور چار سرداران لشکر
 علی گھوڑوں پر سوار تاج منیع نگار سر پر بطرک غفر روانہ ہوئے شاہزادہ نے جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ رفیع
 کرسی نشین اور سعید لوح دار اور محفوظ قلمدار و حنیف شریک مکان چاروں تھے انھوں نے بھی پہلے بادشاہ کو بارگاہ
 حجاز کیا بعد ازاں شاہزادہ سے برفرد کنا یہ کچھ کہا شاہزادہ نے بھی اسکا جواب دینا چاہا تھا کہ وہ روانہ ہو گئے شاہزادہ کو
 کمال حیرت ہوئی اور خیال کیا کہ میں نے کسین ان لوگوں کو دیکھا ہوا اور کتنا تھا سبحان اللہ خداوند کریم نے اس نا اہل
 کو ایسا مرتبہ عالی عنایت فرمایا ہو کہ جبکہ ادنیٰ ادنیٰ غلام بادشاہ ادب و العزم ہیں اور جب باغ عشرت میں ملکہ کی وہ صحبت
 یاد کرتا تھا فوراً بیتاب ہو جاتا تھا اور کتنا تھا خداوندادہ دن سبھی کبھی ہوگا کہ وہ نامہ بان محبوبہ پر ہر بان ہو تیری قدرت
 سے تو بعید نہیں اور میرا کچھ ایسا گناہ بھی نہیں ہوا اور اگر گناہ ہنگام بھی ہوں تو گناہ کے لیے عفو بھی ہر بہر حال بیت

کاش اس زندگی سے موت آئے یا خدا شکل تیری دکھلا دے

آخر تصور ملکہ بین اس آواز و رونماک سے رویا کہ تمام حضار میدان کے بے چین ہو گئے اس اثنا میں وہی خواجہ عظیم شاہزادہ
 کے پاس آیا اور اسے کہا کہ اے فقیر اگر ایسے ہی نازک مزاج اور ناتجربہ کا رہتے کہ مفارقت عزیزان وطن کے تحمل نہو سکتے
 تھے تو ناحق وطن کو چھوڑا کیا کسی نے جبر کیا تھا جو تم حبیب وطن کی مفارقت میں اسطرح نالہ و بکا کرتے ہو تمکو معلوم نہیں
 ہو کہ آج لشکر کا جائزہ ہو کہ بسکا نام یوم السرور و یوم الجلال ہو اس خوشی بادشاہین جو کوئی آج شہر میں حرف سچ کا
 زبان پر لاتا ہو تو اس کے حق میں حکم مطلق ہو کہ زبان اسکی گدسی سے نکال لیجاوے اور اگر آنکھ سے برابر پرگس کے بھی آسنو
 نکل آوے تو اسے اسی وقت قتل کر دو مگر تم خدا جانے کیسے بے کلیجہ ہو کہ سانس بادشاہ کے اس آواز سے رو رہے ہو تمکو کسی طرح کا
 خوف جان نہیں ہو اے فقیر حقیر ہم فقط اس وجہ تیر تہیہ نہیں کرتے کہ تم اس شہر میں غریب و مسافر ہو ورنہ تمھاری اس کت
 گستاخانہ و بدنامی کی سزا سے معقول دیتے خیر اب بھی خاموش ہو رہو اور لشکر ظفر پیکر کا تماشا دیکھو بعد ختم ہونے اس
 جائزہ کے تمکو تمھارے عزیزوں کے پاس کہ جبکہ غم میں تم اس قدر مبتلا ہو بغنا ط تمام پید نچا دیگے شاہزادہ نے باختم و کتب
 یہ جواب دیا کہ اے خواجہ صاحب جہم پریشان روزگار و بے دیار کا دیار کہاں ہو جو پید نچا دو گے کسو اسطرح کہ مصرعہ درویش ہر کجا کر
 شب آمد میرے دوست بد علاوہ برین میں اس دنیا میں دوست نہیں رکھنا کیونکہ مصرعہ ہر دوست وہ جو دوست کی خاطر
 جلائے دل ہو مگر مان ہر کہ ان کہ نہ نہ باید ان بنید کہ شاید جیسا کیا ہو اسکی سزا لا بد ہوگی اور بادشاہان روزگار یقین ہو کہ حکم
 بہت خاص حال رعایا ہے شہر سے بخوبی واقف ہوتے ہیں تو آئندہ روزند کے سبھی حال سے واقفیت رکھتے ہوں اس سبب مجھے معلوم
 ہو کہ تمھارے بادشاہ میرا حال بخوبی جانتے ہونگے اور اس صدمہ مفارقت و گریہ و بکا سے بھی بخوبی واقف ہیں
 اس سبب کہ جواب کے بعد وہ خواجہ سرا بھانہ ہو گیا اور شاہزادہ لشکر کی آمد و رفت کا تماشا دیکھنے لگا اب جو دیکھا تو
 کشتیوں سے ہزار ہا غلام زرد رنگ کا لباس پہنے اور سر وار انکے طاقی شاہ اور اصفروں جو ان تھے انھوں نے

بھی حسب قاعدہ بادشاہ کی خدمت میں آداب تسلیم عرض کیا بعد ازاں بخت شاہنشاہ وہ بھی دعلے خیر کی اور روانہ ہو گئے بعد اُنکے راسب شاہ بھی جمعیت سے لاکھ سوار و پیادہ کی بلباس فاختی وہاں آئے اور سلام و حجاز کیا اور روانہ ہوئے اُسکے بعد عادل شاہ و احمد نوجوان اور ملک ارمن جزیرہ نشین آئے اور آداب و تسلیمات بجالائے اور راہی ہوئے مگر ہر شخص نے شاہنشاہ کو بھی سلام سودب ضرور کیا اور ہر ایک بادشاہ کہتا تھا کہ ہم بکا بادشاہ حاضر خدمت نہیں ہو سکتے بعد اسکے مرطوب شاہ باعلہائے سفید براق آئے اُنکے بعد ایک نقابدار کبود پوش بجمیت بیشمار زیر غرفہ آئے اور حسب قاعدہ آداب و کورنشاٹ بجالائے اور روانہ ہوئے شاہنشاہ نے ہر چند نقابدار کے حال کا تفحص کیا لیکن دریافت نہوا کہ کون تھا یقین ہو کہ عذر الذکر معلوم ہو جائیگا بعد اسکے جاوس شاہی مع تقار خانہ اسی وشتیری و فیلی بکرو فر تمام وہاں آیا اور اُنکے علمائے لشکر بھی ہر رنگ کے تھے وہ دورویہ میدان میں صفت بستہ کھڑے ہو گئے بعد اسکے ایک بادشاہ عالیجا سپر پوش تخت روان پر سوار زیر غرفہ تشریف لایا اور جب قریب غرفہ پہونچا تو اندر سے غرفہ کے آواز سلام علیک آئی بادشاہ تخت نشین نے سلام کا جواب دیا مگر شاہنشاہ سے بھی سلام علیک کی شاہنشاہ نہایت متحیر تھا کہ خدا یا یہ کون بادشاہ جلیل القدر ہے مگر آواز سے بعینہ معلوم ہوا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز ہو اس اثنا میں دو خواجہ سراؤں نے وہ پردہ غرفہ کا اٹھایا اور بجز پردہ اٹھنے کے تمام سرداران لشکر گھوڑوں پر سے اتر اتر کے آداب و سلام بجالائے اور سب بادشاہ سلامت کیلئے دعائیں دین شاہنشاہ نے بھی دیکھا کہ ایک نازنین سر و قامت ماہ طلعت با حشمت و جلالت با جمال خورشید مثال ایک تلخ یا قوت نگار بالائے سر رکھے سر و قد واسطے تعظیم بادشاہ تخت نشین کے استادہ ہو گئی اور باغرازا و کرام مزاج پوچھا اور پشت پر دو لڑکے نہایت حسین خواجہ سرا ہال ہما سے گس رانی کر رہے تھے اب جو شاہنشاہ نے بنور و تامل ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ تخت نشین سلطان روح الملک ہو اور غرفہ میں وہی آفت روزگار قاتل عاشق زار دشمن دین و ایمان برہم گن گہر و مسلمان شاہ شاہان بلا سے بے درمان ملکہ نو بہار گلشن افروز ہی حسب اتفاق ایک کبھی نقاب کے اندر اس شیرین لب کے رخسار پر بیٹھی اور خواجہ سرا نے ہر چند با احتیاط تمام گوشہ نقاب سے کبھی کو دفع کیا مگر پھر بھی پردہ نقاب سے نصف چہرہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کا بخوبی شاہنشاہ نے دیکھ لے اختیار ایک آہ سینہ بے کینہ سے کھینچی اور اسی صدمہ پر سے کہ خوبین سے چار گز بلند تھا کرا اور بیہوش ہو گیا پس جب ہوش میں آیا تو اپنے کو بحال خراب و دل کباب اسی چمن نرگس میں پڑا دیکھا ناچار بادل فغا وہاں سے نالہ زاری کرتا ایک طرف روانہ ہوا اشتاے راہ میں شاہ آدم سے ملاقات ہوئی اُسے پوچھا اے آدم ہم بھتا رہے کیا حال ہے شاہنشاہ نے فرمایا اے بادی اللہ حال لایطاق شاہ آدم نے کہا خیر اس جھگڑے سے ہم کو کچھ غرض نہیں مگر یہ کہو کہ آج تمکو بادشاہ نے کچھ انعام بھی دیا اس واسطے کہ تمام فقرا تکیہ میں انعام کے انتظار میں ہیں شاہنشاہ نے

ایک اور مرد کچھ نہیں خواجہ عنبر ناظر کا مکان مجھے بتلایا کہاں ہر شاہ آدم نے کہا کہ شاید اس سے انعام لیجئے گا شاہزادہ
 فرمایا ہاں شاہ آدم نے کہا چلتے چلتے تکیہ میں چلے وہاں خواجہ عنبر ناظر کا مکان بھی معلوم ہو جائیگا شاہزادہ شاہ آدم
 سے تھک گیا تکیہ میں تشریف لایا دیکھا تو فقیر جمع ہیں اور انتظار انعام کا کر رہے ہیں جب سب نے دیکھا کہ یہ نقیہ تازہ دار و حنفی
 و غالی ہاتھ آیا سب نے ایک آہ کھینچی اور ہاسے کی آواز بھر چار طرف سے بلند ہوئی شاہ جمال بن شاہ آدم نے اس پر
 بے کما کر بیگانہ کو یگانہ سمجھا اسکا نتیجہ یہی ہوتا ہے شاہزادہ نے سب یہ کلمہ طعن سنا مالا لاند اپنے حال میں تھا لیکن سخت دشوار
 معلوم ہوا شاہ آدم نے اپنے بیٹے کو مع ان فقر کے نہایت سخت و سخت کہا اور ملاحت کی اور کہا یہ اسرار اللہ پر تکیہ بھر چ
 اپنے اپنے سال پر صبر و شکر کرنا چاہیے فقیروں کو اس قدر رنج و طبع نہ چاہیے شاہزادہ عنبر ناظر کو انعام ہی کے واسطے
 یا ہوں کہ اوہم اسکا مکان مجھے دریافت کرتا ہوں اس عربہ میں ایک فقیر نے کہا یا مرشد چوک میں فلاں محل مالی شان آئی
 راہ عنبر فی شان کا ہے جب گھڑی بھرات آئی تو چند مٹھلون کی روشنی سامنے معلوم ہوئی وہ فقیر توبہ طرف روشنی کے ہوئے





دیکھا ایک خواجہ سرکمن یا قوت نام بارہ خوان مزدوروں کے سر پر لیے تکیہ میں آیا اور شاہ آدم کو سلام کیا اور یہ قاعدہ
 قدیم سے تھا کہ جمال شاہ بن آدم شاہ کو ایک خوان اشرفیوں کا سرکار سے بروز جائزہ ثنا خوانی میں ملتا تھا اب جو بارہ
 خوان آئے تو فقرا کو گمان ہوا کہ بہ برکت قدم اس تازہ فقیر کے عوض میں اشرفیوں کے بادشاہ نے خوان کھانے کے واسطے فقرا
 کے بھیجے ہیں اس خواجہ سرکمن نے وہ خوان پر از اشرفی و جواہر شاہ آدم کے آگے رکھ دیے اور کہا اے مرشد بادشاہ نے فرمایا ہے
 کہ یہ بارہ خوان تمہارے مرید تازہ کی ثنا خوانی کا انجام ہے جسے بروقت جائزہ لیکر کلام بے ادبانه دگستاخانہ زبان سے نکالے
 خبردار ایسے زبان دراز و یادہ گو کو بھی منصب ثنا خوانی نہ دینا ورنہ تم جانو گے ابکی مرتبہ اس نظر سے یہ انعام عطا فرمایا کہ وہ راہ
 دور دراز سے بامید زکوۃ ہمارے ملک میں آیا ہو ورنہ ہمارے اعمال انسی یہ تھی کہ بذلت تمام ہم اپنے ملک و حکومت سے
 نکلوا دیتے شاہزادہ نے فرمایا کہ ہم اپنی سزا سے اعمال کو پہونچے کہ کر دکھ نیافت بادشاہ تمہارا صاحب ہم پر سزا کر کے اپنی
 طبیعت کو گرم کرتا ہو پھر اس خواجہ سرکمن نے کہا اے شاہ آدم تم کو تمہارے مرید تازہ کے قیافہ سے ہرزہ گزہ کی ثابت برتی ہے

ونکہ جسکو فی الجملہ صاحب اقتدار دیکھتا ہے اس کے سامنے بے تکلف ہاتھ پھیلا دیتا ہے صبر نہیں ہے جس فقیر میں کہ صفت قناعت و کل نہ وہ را نہ در گاہ ہو یہ مرد مکار معلوم ہوتا ہے فقیر نہیں ہے اگر ہم شان نقیری اس میں پاتے تو بلاشبہ جس امر کی اس نے راجہ عنبر سے خواہش کی تھی ہم اسی وقت اسے ادا کرتے ورہ کسی آنکھ کو قدرت کب ہو کہ جو جمال با کمال پاؤں شاہوں کا دیکھے اور نہ ہر ایک کے کان کو یہ لیاقت ہو کہ کلمات بادشاہ سے شعر نہ ہر چہ ہی بود لایق کہ بنید جلوکہ جانان ۴۰ پدم سالما در انتظارش کو رہی بادشاہ شاہراہ یہ کلمات اس خواجہ سرگ کی زبان سے نکلے خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا خواجہ سرا یہ کیکے شاہ آدم سے رخصت ہو گیا شاہراہ دوسرے روز خواجہ عنبر ناظر کے مکان پر گیا اور بعد ملاقات کے تمام سرگدشت اپنی بیان کی خواجہ عنبر نے کہا اے شاہراہ عایجاہ یہ نارمن مر حسین ایسی آفت روزگار اور بلائے بے دران ہو کہ ایک اتنی بات پر بلا زمان قدیم کو خاک میں ملا دیتی ہو کچھ خیال قدامت و نمک حلائی نہیں کرتی اور جس سے کوئی بھی حرکت خلاف مزاج واقع ہوتی ہو وہ تمام عمر اس کے دل سے نہیں جاتی میں تم سے ملکہ کی تنگ مزاجی و زور بخشی کی ایک نقل بیان کرتا ہوں سنو عجائبات میں ایک بادشاہ صاحب جنت و جاہ ملکہ نو بہار گلشن افروز سے بھی زیادہ ترغالی تھے ہوا اسکی بیٹی سے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے بنا پا کیا اور باہنک نوبت اتحاد و اخلاص کی آپس میں ہو چکی کہ ایک لحظہ جدا نہ ہوتی تھیں ایک روز اثنائے صحبت میں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اس سے کلمہ راز کہا اور یہ نہ کہا کہ کسی سے نہ کہنا اس نیک بخت نے حسب اتفاق کہیں اپنی ماں سے اسکا ذکر کر دیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جب سنا کہ اس نے وہ بات اپنی ماں سے کہی پس اس روز سے آج تک پھر کبھی اسکا نام نہ لیا ایسی زور و سنج و بے مروت ہو کہ جسکا بیان مشکل ہے حتی کہ پیر و باد و دیوان اس کے مزاج سے اترتے ہیں ہاں ایک مرد بزرگ کا ضرور خوف اسکو ہو ورنہ خدا جانے کیا آفت برپا کرتی شاہراہ سنہ فرمایا اے خواجہ صاحب آپ سچ کہتے ہیں مجھے بھی ایسا ایک تصور سرزد ہوا ہے کہ میں خود اپنے فعل کا منفعل ہوں کہ میں نے کسی کے سامنے نہیں ہوتی اور ہر وقت اسی خیال میں رہتا ہوں کہ اگر خدا خواستہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کی ناراضی کو عرض نہ گذر تو میری زندگی و شہوار مگوگی بلکہ ہلاکت ہے جاؤ نکلا مگر پھر یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اگر مہربان نہ ہوتی تو ہرگز میری مہماندہی کا حکم نہ پہونچتا خواجہ عنبر نے کہا کہ مدارات و خاطر مہربان مہربانی میں داخل نہیں ہوا دل یہ کہ عمائدین زمانہ سے ہر روز سر سے کل کائنات طلسم میں جلائے می بہت زیادہ بہتر کوئی شے نہیں ہے بلکہ ہم سب لائے اغماض کرنا رسم دعوت میں بہتر از گناہ کبیرہ جانتے ہیں شاہراہ نے فرمایا خیر آپ بتائیے پاس آیا ہوں ہر کیف تمکو بھی میرے مال زار پرچم فرماتا ضرور ہے اور اپنے عہد و وعدہ کا خیالی قیاس خواجہ عنبر نے کہا ہاں میں نے بادشاہ کے سر کی قسم کھائی ہے اور تمھارا بھی خیال ہے انھوں نے لیکن یقین جانو کہ اگر ملکہ نے یہ میرا عہد و وعدہ سنا تو مجھ کو زندہ کبھی نہ چھوڑے گی شاہراہ نے کہا کہ اگر آپ کو خوف جان ہو تو میں ہرگز اپنا مطلب نہیں چاہتا آپ تکلیف نہ فرمائیں خواجہ عنبر نے کہا ہرچہ بادا باد اب جو میں کہوں اسکو بگوش ہوش شود و خیال فرماؤ کہ دو فرسخ دریا کے سامنے ایک عبادت خانہ ہے جس کو

منزل جاودان شاہ کہتے ہیں وہ مقام ناز و نیاز مشہور ہو وہاں بچہ بادشاہوں اور کوسا سے عالی شان اور مخصوصین کے کسی کو عبادت کرنے کا حکم نہیں ہو اور کسی کی کیا مجال جو وہاں قدم رکھ سکے اور وہاں کی عبادت کا یہ طریقہ ہو کہ ایک اسم بزرگ کے عدد کا ورد کیا جاتا ہو اور تین ساعت میں تمام کیا جاتا ہو اور تمام دہلیں سے تا طلوع آفتاب کوئی تنفس باہر نہیں آسکتا اور ایک شرط یہ بھی ہو کہ حالت وظیفہ میں کوئی غیر جنس نہ آوے اور اگر اتفاقاً کوئی غیر جنس آ بھی جائے تو پھر وہ تا طلوع آفتاب باہر نہیں جاسکتا چنانچہ جب بادشاہ عبادت خانہ میں داخل ہوتا ہو تو بہت بڑا بند و بست کیا جاتا ہو بلکہ گرد پیش عبادت خانہ کے ایک فرسخ تک فوج شاہی کا ظلا یہ پھرتا ہو اس بیان سے میری غرض یہ ہو کہ اگر کسی تدبیر سے اس عبادت خانہ میں پہنچ جاؤ تو پھر بخوبی تمام شب بے نقاب ملک کی صورت دیکھو اور کوئی تیسے مزاحم نہیں ہو سکتا اور زیادہ تر لطف یہ ہو کہ روپوشی بھی عبادت خانہ میں منع ہو بلکہ بدعت جانتے ہیں شاہزادہ نے کہا جس طرح فرمائیے میں عبادت خانہ میں جاؤں خواجہ عتبہ نے کہا اس وقت آپ تشریف لے جائیے کل شب کو غریب خانہ پر ضرور تشریف لائیے گا بجائے خود کچھ نہ کچھ ضرور فکر کی جائیگی شاہزادہ نے خواجہ عتبہ کو دعائے خیر دی اور رخصت ہو کر تکیہ میں شاہ آدم کے پاس پہنچا تمام فقرا کو بہ تصدق شاہزادہ کے زر کثیر ہاتھ لگا تھا اس سبب سے نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتے آتے تھے اور بار بار تعریف و ثناء کرتے تھے شاہزادہ اس شب ہی رہا

اب داخل ہونا شاہزادہ مغالہ میں کا عبادت خانہ میں اور ملاقات کرنی ملک
نوبہار گلشن افروز سے معرفت خواجہ عتبہ کے

سخن سنج دانائے معنی فریب | اعروس سخن را چنین داد زب

کہ دوسرے روز بعد نماز مغرب میں شاہزادہ خواجہ عتبہ ناظر کے مکان پر تشریف لایا بعد سلام علیک و مزاج پر ہی کے خواجہ عتبہ نے کہا اے شہریار باوقار میں خوب جانتا ہوں کہ تمہاری رفاقت و خیر خواہی میں ضرور کوئی آفت عظیم میرے سر پر آئیگی پروردگار عالم انجام اسکا بخیر کرے شاہزادہ نے فرمایا اے خواجہ صاحب میں اب بھی ہی کہتا ہوں کہ اگر آپ کے حق میں کوئی امر خلاف ہو یا اندیشہ جان ہو تو میں اپنے مطلب سے باز آیا مجھے ہرگز منظور نہیں میرے واسطے ناحق اپنا نقصان کیوں کیجیے مصرعہ گزشتہم از سر مطلب تمام شد مطلب

میر دم کیچند روزی صبر پیدا میکنم | یاز یادش میوم یاوردش جاسیکنم

خواجہ عتبہ نے کہا بہر حال جس طرح ہو گا میں تلو ایک بار ضرور ملک نوبہار گلشن افروز کے پاس پہنچا دوں گا آئندہ جو ہو بعد اسکے ایک ملازم سے کہا کہ قتلح ملحق کو بلا لاجب قتلح ملحق آیا خواجہ عتبہ ناظر نے کچھ کان میں کہا اور شاہزادہ کو اس کے ہمراہ کر دیا قتلح ملحق جب گھڑی بھرات گذر گئی شاہزادہ کو گناہ دریا کے لے گیا

س سورنچی پر سوار کر کے ایک مقام پر پہونچا دیا وہاں ایک مکان بشکل بیت المقدس بنا تھا اور دریا کی طرف دیوار میں
 س بدر رو ایسی کشادہ تھی کہ آدمی بخوبی چلا جاوے قتاح ملاح نے شا ہزادہ سے کہا اے شہر یا رہی مکان ہی یقین ہی اس وقت
 و شاہ عبادت میں تنہا مشغول ہو گا آپ اسی بدر رو کی طرف سے تشریف لیجائیے بعد طے ہونے اس بدر رو کے ایک تختہ
 ہنی کہ اس میں خانہ میں بطور جالی کے لگا ہوا ہے گایہ سوہن لیتے جاؤ دو تین سلاخیں کاٹ کر عبادت خانہ میں داخل ہو جائیے
 یہاں مناسب دیکھنا کر نا اب آپ رفاقت خواجہ عنبر ناظر کو ملاحظہ فرمائیے کہ اُس نے اپنی جان بچ کر آچو یہاں پہونچایا
 و شاہ ہزادہ حسب ہدایت قتاح ملاح بدر رو سے داخل عبادت خانہ ہوا یہاں بوجہ ایام سرانجام مکان میں پردے
 پڑے ہوئے تھے اور دوسرے شب تا راسی تھی کہ کوئی شکر نظر نہیں آتی تھی

اب حال عبادت خانہ میں

کہ ایک مکان ملکہ نو بہار گلشن افروز نے واسطے عبادت کے بنوایا تھا اور ہر روز عبادت معینہ کیا کرتی تھی چنانچہ
 اُس روز بھی ملکہ نو بہار گلشن افروز عبادت میں مشغول تھی اور ملکہ صبح دلکش دنا درہ راز دار اور ملکہ شرف افروز
 بانو و گلر خسار و آئینہ دار پر سی وغیرہ پر نیرادین جدا جدا مکانوں میں اسی اسم بزرگ کا ورد کر رہی تھیں شاہ ہزادہ
 معبد کو دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا چاہتا تھا کہ کوئی شکر دیکھے اور یہ فقہا مکان خلوت میں داخل ہو جاؤں بعد اسکے جو معاملہ پیش
 آئیگا دیکھا جائیگا آخر کو ایک جا دشت چندیلی سے کے زبایت گنجان نظر آئے اسکے آگے محض تھا اور محض کے
 مقابل مکان کا چو ترہ تھا شاہ ہزادہ اُن درختوں میں چبپ گیا کہ یہ مکان خلوت ملکہ نو بہار گلشن افروز کا یقین کر لیں
 تو آگے بڑھیں وہاں دو کنیزیں کس ملکہ نو بہار گلشن افروز کی آپس میں باتیں کر رہی تھیں ان میں ایک صباحت اور
 دوسری ملاحت تھی ناگاہ صباحت کی نظر درختوں پر پڑی وہاں اسکو کچھ سفیدی نظر آئی اُس نے ملاحت سے کہا ہوا
 دیکھنا یہ سفیدی درختوں میں کیسی نظر آتی ہو اگر تو بتا دے تو میں تجھے بڑی عقلمند جانوں وہاں نرگس نام ایک اور کنیز
 تھی اور حال اسکا یہ تھا کہ فرصت ملی اور سو گئی ملاحت نے کہا شاید نرگس درختوں میں سو گئی یہاں بخیاں اسکے وہ
 نہ سوئی کہ جگہ کی ساؤنگی صباحت نے نرگس کو آواز دی جب نرگس کی آواز نہ آئی انھوں نے کہا دیکھو نیند اسے کہتے
 ہیں کہ کسی طرح آگاہ نہیں کھلتی آخر ملاحت نے کہا چلو بہن نزدیک سے نرگس کو بگا دیں صباحت نے کہا میری بیزار جگا دے
 آئینہ دار پر سی جو اسکی خاتون ہو کر جگائے گی بعد ایک لمحہ کے پھر نرگس کو آواز دی اور کہا کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ
 تیری قصاصت پہونچیل رہی ہو کہ جگانے پر بھی جواب نہیں دیتی او آفت رسیدہ جلدی آؤ ورنہ آج تیری خاتون تجھکو اُلٹا
 ٹانگے گی شاہ ہزادہ نے ولیمین کہا آج ہکو خوب غیب خطاب سے اگر یہ خطا سب خداوند کریم مجھکو سزاوار کرے تو میں ان خطا بون کو
 بطور ان دشنام کے تصور کرونگا جو ہند میں غیب عروسی کو باہم دیجاتی ہیں اگر ملکہ سے حسب دلخواہ ملاقات ہو گئی اس عرصہ

میں آئینہ دار پر سی بھی وظیفہ سے فراغت کر کے آئی اور اسنے بھی نرگس اپنی کینز کو بچا را اور حسب اتفاق نرگس اور ایک مکان تخلیہ میں سو رہی تھی اپنی بی بی کی آواز سنکر دوڑی آئی اب صبا حسرت کو خیال گذرا کہ بلاشبہ ان درختوں کے کچ میں کوئی آسپ ہو اسنے یہ کیفیت آئینہ دار پر سی سے کہی آئینہ دار پر سی نے بغور ان درختوں میں دیکھا اس عرصہ میں نادرہ راز دار بھی آگئی اسکے ساتھ چند خواصین بھی تھیں آئینہ دار پر سی نے یہ راز نادرہ راز دار سے کہا وہ سمجھی کہ شاید کسی راہ سے شاہزادہ یہاں آں ہو نچا آخر نادرہ راز دار نے کہا اے شخص تو کون بلا ہو کہ شل چور دن کے یہاں پوشیدہ ہو ہم جانتے ہیں کہ خدا نے آنکھیں تجھے نہیں عنایت فرمائیں اور نہ کان ہیں کہ جو ہمارے کہنے کو سننے یا ہمو دیکھے شاہزادہ نے سوچا اب خاموشی کا کام نہیں ہو ورنہ یہ روشنی لائینگی اور دیکھینگے اب مصلحت یہی ہو کہ چہن سے باہر نکلا اور جواب دو آخر کہا ۵

بیا ای سخن گوے پاکیزہ پوش
چہ باشی ز حال سخن پردہ پوش

قدسی بیت

دارم دے اما چہ دل صد گونہ حرمان و فراق
چشمی خون در آستین اشکے و طوفان و فراق

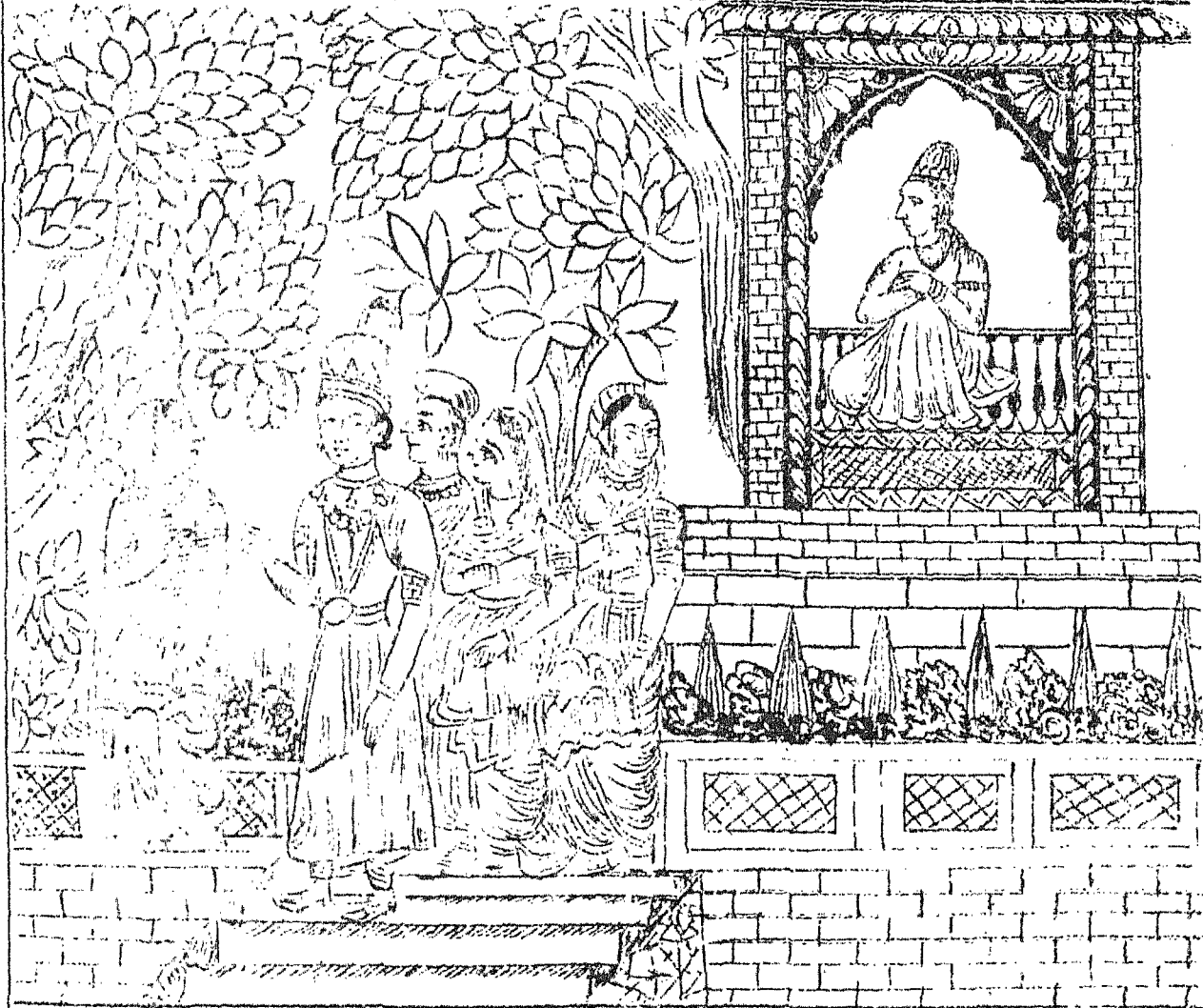
نادرہ راز دار نے جو شاہزادہ عالی وقار کو دیکھا کہا الحمد للہ فال میری مطابق آئی یعنی حضور بدولت و اقبال تشریف لائے میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ سوا حضور کے اور کسی دیو یا جن یا پری کی کیا مجال و قدرت تھی جو یہاں قدم رکھا و شہزادوں کے یہاں پر جلتے ہیں یہ وہ مکان عالیشان ہو اس عرصہ میں ملکہ نو بہار گلشن افروز بھی عبادت سے فارغ ہوئی خواصوں نے حال شاہزادہ عرض کیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے بہ تجاہل عارفانہ فرمایا اے نادرہ کیون بلا ہے بدو کہ جو ایسے پہرہ اور چوکی میں اپنی جان سے ہاتھ دھو کے یہاں آیا اس حرکت سے معلوم ہوتا ہو کہ شاید مجنوں یا مسلوب الحواس ہو نادرہ راز دار نے عرض کی قربانت شوم ایک چور نہایت چالاک میں نے گرفتار کیا ہو حضور میں اسکو حاضر کرتی ہوں حضور ملاحظہ فرمائیں مگر طرف بے دل و جگر یہ چور ہو کہ ملکہ عالم کی نسبت الزام وزدی کا لگاتا ہو ملکہ نے فرمایا او شوخ اسوقت خوش طبع کسی کی سیج سیج جو امر ہو بیان کر اس عرصہ میں شاہزادہ خود ہی سامنے تشریف لایا اور ملکہ سے آنکھیں ملا کر فرمایا سبحان اللہ بقول کسی شاعر کے ۵

خوشا کہ شب کشی در روز بر سرم آئی
کہ آہ اینچہ کست کہ گشتہ است این را

ای آفتاب سپر خوبی اور ای سر و چین محبوبی یہ ناتوان دبے خانان فقط ہمتاری امید وصال میں کمان کمان آوارہ و ریدر و خاک بسر رہا اور آتش فراق میں تیغ سان جلا کیا اور آپ اب تک میرے حال سے واقف نہیں کہ اس طرح مثل بیگانوں کے پوچھتی ہیں ۵

منم بیدی خستہ و ناتوانے
دل از دست کم کردہ بے فائزے
چو رنگ روان گشتہ صحرا بصر
بہر منزلی ہم بہر کاروانے

ان کردہ از قصہ سوز نام کم	ہر گلشن بیلان داستانے	یقین هست کا خرملاک تو آدم	بنا شد مرا گر بہر ت گمانے
جفا و بدہ دور و ہجران کشیدہ		ہر وقت تو پیوستہ رطب لسانی	



لکھ لو ہمارے گلشن افروز سے جو یہ اشتعال سے اور گنگوے شاہزادہ کو غور فرمایا مثل غنچہ سرسبز کے شگفتہ ہو کے دل میں نہایت خوش ہوئی لیکن ظاہر میں باندا مشوقانہ و ناز مجبوزانہ لب معجز بیان سے فرمایا

کیون بلبل شیدا کی طرح کرتے موزائے	باجا رنگ چاہت کا فرآ کو اس دوز	پڑ جاؤ گے جس دن کسی بیدار کیلے
مشتوق عاشق کی جگر میں تیر کی	اک آپ نظر آئے نئے چاہتے دلے	

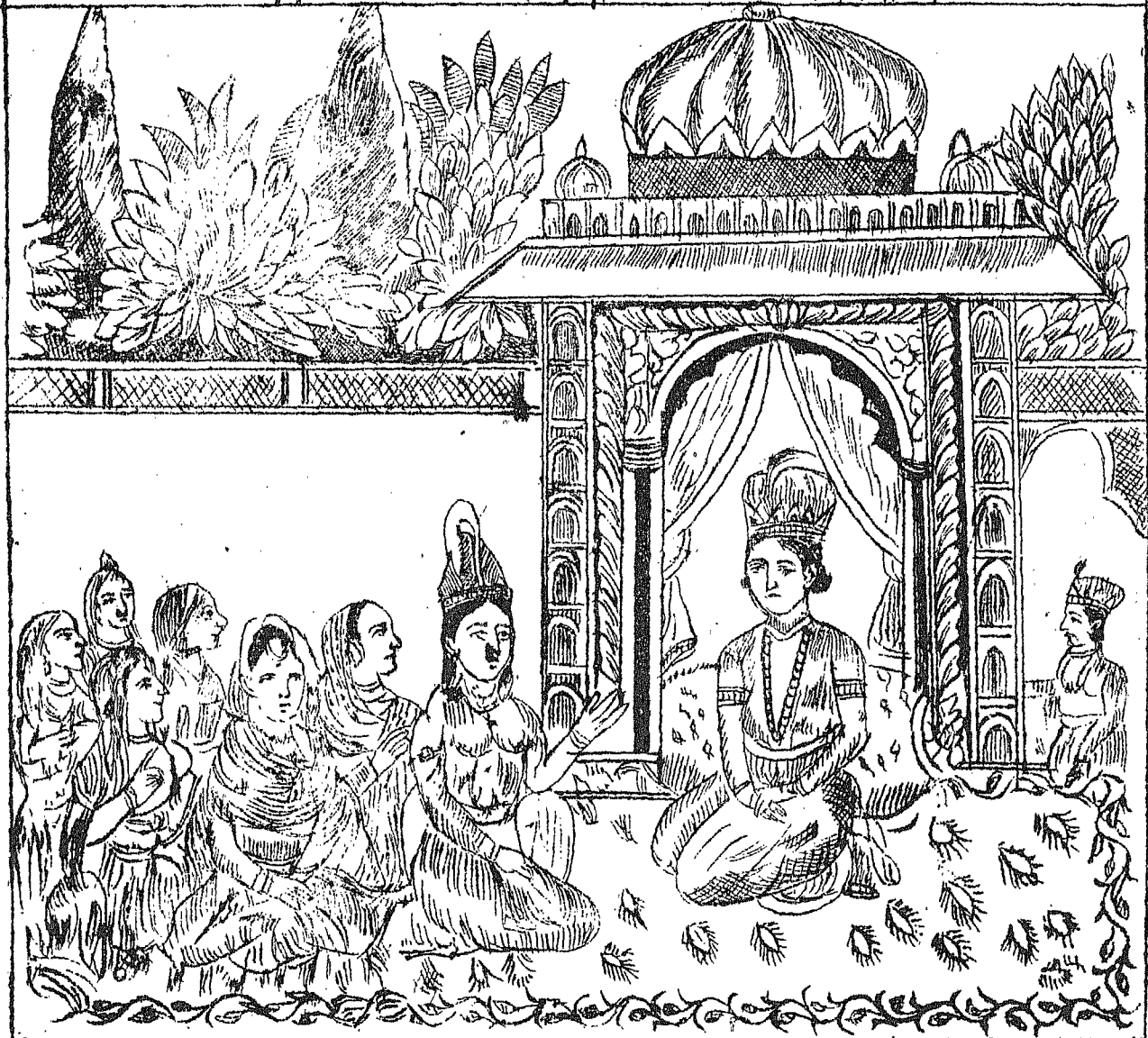
و یہ جو آپ اپنا حال محض کرو فریب سے بیان کرتے ہیں کہ مڑتا ہوں اور جیتا ہوں یہ نئی بات نہیں، ہر سیت

خلق انسان ہر سے جی سے گذر جائے کو	بھول اس باغ میں کھنکھے پلے ہیں کھلا نیلو
-----------------------------------	--

اور عشق ایسی چیز نہیں ہے کہ ہر شخص کرے	قدم وہ نفل جانان میں بے خوف و خطر رکھے	ہمیلی پر جو رکھے قمع کے مانند سر پہلے
<p>یہ بھی کوئی بات ہے کہ ہر کس و ناکس نے جسکو چاہا کہدیا کہ ہم فلان پر عاشق ہیں نہ خیال کسی کی آبرو کا نہ لحاظ عصمت و عفت کا چاہے کوئی بدنام ہو یا ذلیل اپنے مطلب سے غرض ہوا تو اورہ راز دار ای شرف افروز با تو دریافت کو کہ کس بل رسیدہ و شوریدہ بخت نے اس مرد نا تجربہ کار یا وہ کو کو عبادت خانہ میں پہنچایا اور کسکے پہرے میں یہ یہاں آیا کیسی نگہبانی ہوتی ہے ہم ہی وقت سراسے اعمال دیکھے تو اورہ راز نے کہا قربانت شوم حضور پر خوب روشن ہے کس مقام مقدس میں کسی مقدمہ کی تحقیق منع ہے دوسرے جو شخص کہ ایسی فوج قاہرہ کی نگہبانی میں یہاں پہنچ جائے کہ جہاں فرشتہ نہ آسکے وہ بیشک نظریافتہ و تائید یافتہ جاودان شاہ ہوا دربر کفایت واجب التعمیم ہی سمجھنا چاہیے لہذا آپکو بھی مناسب ہے کہ ازراہ کرم و مہمان نوازی کے حضور بھی شاہنشاہ سے بغزت و آبرو پیش آئیں اس گفتگو میں ملکہ صبح و لکشا بھی وہاں آئی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا ای تو اورہ راز دار جبکہ یہ مکان مقدس معبد ہے پھر کسی نامحرم سے ہم کلام ہونا اور مدارات کرنا کیا ضرور ہے تو اورہ راز دار نے چونکہ حکیم صاحب سے حسب و نسب شاہنشاہ کا شن لیا تھا اسنے جواب دیا کہ ای ملکہ عالم یہ جو آپ نے فرمایا بجا ہے کسو اسنے کرنا معشوقانہ اسی کو کہتے ہیں خیر آپ نفر مانیں میں آپ کی طرف سے وکالتا شاہنشاہ کی خدمت و مہمانداری بجا لاؤنگی اور شاہنشاہ سے سے مخاطب ہو سکے گماں</p>		
رواق منظر جستم من آشیانہ نست	اکرم ناد فرد و آکر خانہ خانہ نست	
<p>ملکہ نو بہار گلشن افروز تو اورہ راز دار کے اس کلام سے نہایت برہم ہوئی اور فرمایا کہ ای تو اورہ راز دار اسوقت میں تجھ سے عجب کلمات گستاخانہ و بے ادبی کے سنتی ہوں خدا خیر کرے شاید ترے و باغ میں کچھ فتور ہو گیا ہو مجھے کیا غرض کہ میں ایک مرد نامحرم و بواہوس جہاں گرد سے کلام ہوں اور ناحق مدارات و مہمانی کروں ہاں ملکہ صبح و لکشا کو یہ کہنا زیبا ہے بقول کسی شاعر کے بیت</p>		
خوش آمدی ز کجا میر سی بیا بشین	بیا کہ میر بہت درود دیرہ جا بشین	
<p>ملکہ صبح و لکشا کو یہ کلمہ طعن کا نہایت ناگوار گذرا اور اسنے چین چین ہو کے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہا ای ملکہ آفاق میرا نام ناحق اس معاملہ میں داخل کرتی ہو یہ آپکی شوخی اچھی نہیں ہے واللہ میں اس گفتگو سے طعن آمیز سے یک لخت سلام و مجرا تمقار ترک کر دونگی آپ نے مجھے کیا سزا مقرر کیا ہے کہ ہر امر اور بات میں تمام سیرالیشی ہو اب تو مدعی و مدعا علیہ ایک جا قدرت خدا سے جمع ہو گئے آپ از روئے حلف دریافت فرمائیں کہ شاہنشاہ کس کے سوداے محبت میں دیوانہ وار جہان کی خاک چھان رہا تھا اور در بدر خاک بسر پھر رہا تھا شاہنشاہ نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے فرمایا</p>		

	ای مہر جہان تاب زیر نگی عشقت	جون سایہ شدم در پردہ خاک سبرم
ملکہ صبح دلکشانی کہ اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ شاہزادہ کیا کہتا ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا بان بچائے خود اپنے کو الزام سے بچاتا ہو ورنہ اس طرح کہتا مصرعہ اے صبح دلکشائے زیر نگی عشقت نہ ناوہ راز دار نے شاہزادہ سے کہا اے شاہزادہ آپ نے سنا کہ میرے مصرعہ خود ملکہ نے اپنی زبان سے آپ کے اور ملکہ صبح دلکشائے کے معاملہ میں فرمایا واللہ یہ وہی محل ہو جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہر بیت		
	گر چہ میخوام ہم دلم سے اختیار	از زبان غیر میگویم سخن
خیر اب بیان ہارام تمام تشریف رکھو اور دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے شاہزادہ کی تو خود یہ آرزو ہے دلی تھی بے تکلف ملکہ صبح دلکشائے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے سچ میں بیٹھ گیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے محبت باطنی سے نظر ظاہر غضبناک ہو کر شاہزادہ کو صبح دلکشائے پر ہتھیلا دو نوٹوں ہاتھ شاہزادہ کے لگے ایسی حدوت حاصل ہوئی کہ جبکہ بیان مشکل ہو ناوہ راز دار نے یہ دیکھ کے اہل طرب کی طرف اشارہ کیا اور اہل طرب نے ناوہ راز دار کے اشارہ سے یہ اشعار گانا شروع کیے		
شاخ گل در پردہ میل وصل بلبل میکند	راز نہان محبت میں کہ چون گل میکند	بلبل بیچارہ در صد گلستان آوارہ شد
گل ہنوز از بہر وصل او تامل میکند	باطن بلبل برنگ لالہ گشتہ داغ داغ	زین گل بے رحم در ظاہر تغافل میکند
ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اے ناوہ راز دار مجبور ہوں کہ تو حکیم صاحب سے توسل رکھتی ہو ورنہ اس وقت میں تجھے اس چرب زبانی کا ایسا جواب دیتی کہ تو ہمیشہ یاد رکھتی لیکن حکیم صاحب کی خدمت میں ضرور عرض کر دینی کہ حضرت نے ناوہ راز دار کو عہدہ رازداری دیکھے ایسا گستاخ کر دیا ہو کہ اسکو ذرا امتیاز و کاظ باقی نہیں رہا جو کچھ چاہتی ہو کہہ دیتی ہو میری بلا جانے کہ عشق و عاشقی کیا شجر اور گل و بلبل کسکو کہتے ہیں شاہزادہ نے برہمی مزاج ملکہ نو بہار گلشن افروز دیکھے سراپا زانو سے ملکہ پر رکھ دیا اور بزبان غمزہ کہا کہ اے ملکہ خوبان روزگار بیت		
	خدمت تو از سیمین زنیسان گذشت	کر سو فارہ جاے پیکان نشست
ملکہ نو بہار گلشن افروز نے شرم و حیا سے سنبھ اپنا نقاب میں چھپا لیا لیکن نگاہ ناز سے شاہزادہ کو از خود رفتہ کر دیا		
شاہزادہ نے فرمایا		
	جانا بگو کہ از سن بے دل چہ دیدہ	کز دام سن جو آہوے چشمی رسیدہ
اے جان جہان اب تمکو اس عاشق زار سے استقدر بیزار ہونا نہ چاہیے کیونکہ مجھ غریب و سرکشہ کو سرخ و غم میں گرفتار کرتی ہو		
یادایاے کہ در باغ کن نگار	مہربان بودی مرا در حال زار	لطف میگردی دمی گشتی سخن
		شمع سان بودم غریزہ زہن

ایں مان چون شمع می سوزم دلام جسم و جام سوخت عشقت تلام رحم کن بر حال زار من بہین بر من از لطف ای نگار من بہین



ناوہ راز دار نے کہا اے ملکہ آفاق قسم ہو تمہارے سرنا زمین کی شاہزادہ عالیجاہ کلمہ حق فرماتا ہو مگر تم اس قدر سنگدل و بے رحم ہو کہ ملکہ اس جگر سوختہ و ناتوان کے حال دار پر کچھ بھی رحم نہیں آتا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی حسب اتفاق ایک ہوا کا جھونکا ایسا آیا کہ نقاب سے زلف ملکہ باہر نکل آئی ملکہ نے پھر اُسے نقاب سے چھپا لیا پس شاہزادہ نیم جان و رہی بسمل ہو گیا اور بے اختیار یہ خمس زبان پر جاری ہوا خمسہ
 اے کہ رحمت نہ بودیچ بہ بیماری دل ایک طرف ترست آمادہ ہو گوار می ل شرو ات صحت زدہ یک بجفا کا بیل غزلت سے گردام گرفتاری ل
 کہ در دوسوے نکتہ ز بیماری دل

نادرہ رازدار نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہا اے ملکہ بے وجہ شاہزادہ کے حال برابر بجا کرتی ہو یہ امر اچھا نہیں
 یا درکھو ایک وقت ایسا ہوگا کہ تم خود بخود اس ستم رسیدہ کے حال پر انتقال پر رحم کرو گی اور اس وقت کسی کی سعی و فحاش
 کو دخل نہیں گا اب بہر حال تم کو غشا ہزارہ کے حال پر مہربانی و نوازش فرمانا چاہیے تم کو خوب ظاہر و روشن ہو کہ یہ
 بیچارہ سوختہ آتش فراق فقط تمہارے اشتیاق میں کہاں سے کہاں آیا اور کسی کی مصیبت میں گرفتار ہوا اور کونہ دوست
 میں آوارہ پھر اسکی سزایہ ہو کہ بخندہ پیشانی اس سے بات تک نہیں کی جاتی یہاں ہر مہمان خاص و عام کی تواضع و تکریم
 بنزلہ واجب ہے لیکن تم نے اس واجب کو بھی ترک کیا شرط انصاف یہی ہے کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اے
 نادرہ رازدار میں نے ہزار بار سمجھا یا اور منع کیا لیکن تو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتی تیرے مزاج سے یہ خوش طبعی
 و ظرافت بجا نہیں جاتی کہ ایسی باتیں کرتی ہو اور بوجہ رازداری کے تجھ کو پاس و لحاظ سب اُمید گیا مطلق ہمارا خوف نہا
 میں دیکھتی ہوں کہ تو اپنے جامہ میں نہیں ہو ذرا اپنے ہوش میں آپس قرینہ کی بات اچھی ہوتی ہے ہر امر کا ایک قے و محل
 ہے ہنسی کی بھی ایک حد ہے شاید حکیم صاحب نے بوقت عمدہ دینے کے اس امر کا بھی تجھ کو حکم دیا ہو کہ جو جھوٹا ہے کسے
 آج میں تیرے ہاتھ سے نہایت تنگ ہوئی مگر نہیں معلوم کہ میں کس امر کا پاس کرتی ہوں درندہ ایسی سزائے معقول
 دیتی کہ یہ زبان درازی بھول جاتی ایک تو یہ کہ تو میری ہمیشہ رضاعی ہو دوسرے حکیم صاحب کی جانب سے
 منصب رازداری پر مامور ہو تیسرے اس مکان کا بھی مجھے پاس ہو کہ یہاں کسی عورت اور مرد کو تکلیف دینا روا نہیں ہے
 نادرہ رازدار نے عرض کیا قربانت شوم آپ نے ایک بیچارہ کو دنیا سے کھدو یا نہیں کا فر کیا اور پھر طبیعت
 صاف نہیں ہو اب اس کے عہد میں ہم کنیزان خاص مبتلا ہوئے ہیں آخر کسی بندہ خدا کا صبر صانع نہیں ہوتا حاکم کے تو
 پا پوش بھی افرین ہوتا کہ وہاں سات و ایون کا سایہ ہو غریب ہی پر وبال اسکا ہوگا خداوند کریم ہم پر رحم فرمائے
 مگر مجھے آپ کی ترکیب مزاج سے خوف آتا ہے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اے نادرہ رازدار تم مجھے انصاف دیکھو
 کہ میں اور کہاں آدم زاد خاکی و آتشی سے کہیں بھی پیوند ہوا ہے شاہزادہ نے فرمایا آپ نے شاید ترجمہ اس
 آپ مبارک کا نہیں سنا خلقی میں نار و خلقی میں طین پس یہ کہنا تھا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز نہایت افر و خضہ ہو کہ
 کہنے لگی اب سنو بس خوش ہو میں اس بندہ خدا نے کیا کیا نادرہ رازدار نے کہا حضور میں تو نہ سمجھی کہ یہ کیا راز ہے
 مفصل فرمائیے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا یہ کہ جن آتش سے خلق ہوئے اور راندہ درگاہ معبود ہوئے
 دیا گیا تو اب میں جواب کیا دون سو اس کے کہ جب ہم بچا پرے عنصر آتش سے خلق ہوئے راندہ درگاہ معبود ہوئے
 تو پھر ہمیں خامان و مقربان بارگاہ صمدیت سے کیا مطلب اور اس نا آشنا سے کیا مناسبت ہے کہ ہم آدم
 خاکی سے مگر اپنی قوم آتشی کو چھوڑیں خداوند کریم ایسی خلقت سے جہاں تک بجائے اسکا شکریہ ہو اور ای
 نادرہ رازدار تم نے یہ بھی سنا ہے ملائکہ مقرب جناب اہدیت نے ان بزرگوں کے حق میں ایک کلمہ کہا ہے یعنی

جب وقت کہ شیت اکی میں گذرا کہ آدم خلق ہو تو ملائکہ کو حکم ہوا کہ تم خاک لاؤ ملائکہ نے عرض کیا خداوند آقا لاوا بجل فیما بین فیما بین
فیما بین فیما بین الدماء یہ قوم مفسد ہر شاہزادہ نے فرمایا کہ ای ملک خداوند کریم نے یہ بھی فرمایا ہوائی اعلم بالاعلمون اس آیت
سے یہ ثابت ہو کہ نبی آدم سے خونریزی ازراہ نادانی سرزد ہوگی ورنہ اسے زیادہ کوئی اشرف دنیا میں نہیں ہو کہ
خداوند عالم فرماتا ہو و تقدیر مٹا نبی آدم ملک نو بہار گلشن افروز نے جواب دیا ہاں صاحب سچ ہو اگر اس ترکیب
کی خلقت نہوتی تو یہ کاہیکو ہوتا کہ دل میں تصور کچھ اور ظاہر نام دوسرے کا و روزبان ہو شاہزادہ نے فرمایا
ای شاہ خوبان و جان جہان خداوند تقدیر عالم ہو

اگر جہاں تو می راحل امید ام	خدا بہ تیغ تو خون مرا حرام کند	جانا بغم روی تو اندرت و تابم	سوز جگر ام کہ چشم چشم پر ام
چشم تو بود بہشت زن ہوش و جوہم	بے تابم و بے طاقت ہم بے خود و خواہم	ایسا قی سرشار بہین سے من زار	در آتش غم سوختہ ام طرفہ کبابم
	گر حال دل خستہ بہی سز زلفت	ناید ہر بان حریف بجز آہ جوام	

قسم ہو اس خاک پائے نازنین کی جسکو کل بصر اپنا جانتا ہوں اپنے خرمین زندگانی کو تھا بے ہی آتش فراق میں جلا دیا اور
تھارے ہی امید وصال میں میں نے اپنے کو مانند حرف غلط کے اس جبریدہ و نیلے دون سے مٹا دیا اور آج تک
بجز اس جہاں خورشید مثال کے دوسرا تصور نہیں آتا

آفاق ماگردیدہ ام ہر بتان در دیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام اما تو چیز دیگرے	تو از پری چاہک تری دز برگ گل نازگے و
	وزیر ہر چہ گویم بہترے تھا عجائب دلبری	

یہ سوال و جواب عرصہ تک رہے اور آپس میں رد و بدل رہی الغرض ہر چند شاہزادہ نے منت و سماجت کی لیکن ملک
نو بہار گلشن افروز کچھ خیال میں نہ لائی محب شاہزادہ کی بجائے مطلق اثر پذیر نہوتی رونے لگا شاہزادہ کے
رونے پر تمام حاضرین بھی رونے لگے لیکن ملک نو بہار گلشن افروز نے ضبط کیا اور آئینہ دار پیری کی طرف
مخاطب ہو کر فرمایا کہ عورتوں کو سبب ضعیف قلبی کے صدر مہ قلیل میں رونا آجاتا ہو اور مرد اسکو ٹکرتے ہیں لیکن
آج ہننے دیکھا کہ مرد بھی فلیسوف و مکار ہوتے ہیں کہ جب چاہا رونے لگے گویا آنسو اختیار میں ہیں شاہزادہ
نے کہا ای ملک آفاق مقام تعجب و جاے افسوس ہو کہ تم میری اس گریہ و زاری و بقیاری و لکھو مکر و فریب سمجھتی ہو
اب تک کہ درت طبع کسی طرح دفع نہیں ہوتی خیر یہ میری قسمت کا قصور ہو یا کوا کوئی قصور نہیں یہ میری غلطی فہم تھی کہ میں
اپنے حق میں تلمو شفیق و مہربان سمجھنے لگا مگر اب تمہارے اس کلام سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ تم عوض مہربانی کے میری
دشمن جانی ہو خیر تمکو اپنے فعل کا اختیار ہو یہ سننے ملک نو بہار گلشن افروز نے آہستہ جواب دیا کہ ای نادارہ راز دار
اگر کسی سے سہو آخطا ہو تو اسکو اپنی خطا پر نادم ہونا چاہیے یا اور چار آنکھیں کر کے دوسرے کو الزام دے یہ بھی کہیں
ہو سکتا ہو شاہزادہ نے فرمایا ای ملک بخدا

ایون لاکھ ہونے نیا میں تو کچھ کام نہیں ہو | اولاد کہ تجھ بن مجھے آرام نہیں ہو |

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے مادرہ رازدار سے فرمایا کہ وظل در مقولات یعنی دوسرے کی بات میں بولا نہ تھا رازدار نے
 بھرا اور جو کہ گریہ و بکا کرتا ہو اسکی آواز حلق سے کبھی نہیں نکلتی کلمہ و کلام کجا مادرہ رازدار نے کہا اب تم چاہو کہ وہ
 یا خوش ہو میں یہ کہو گی کہ اب تم کو شاہزادہ کا شانہ نہیں اچھا آئندہ تم کو اختیار ہو حکیم صاحب کو تو ایسی خاطر
 ہزارہ کی غیر سہوئی کہ شاہزادہ کو واسطے سیر عجاibat کے بھیجا اور وہ بیان اس طرح حیران و پریشان ہوا کہ شاہزادہ
 ہزارہ و امرا زادے ایسے ہیں کہ جبکہ سلام تک بھی حکیم صاحب نہیں لیتے بار بار بھونکے تو چونکہ وہ ایک بادشاہ کا بیٹا تھا
 اتھا کہ حکیم صاحب نہایت ہی شاہزادہ کو چاہتے ہیں اور پاسداری فرماتے ہیں کہ نہ فرمایا کہ شاہزادہ
 شل کوئی حسین و صاحب کمال با حشمت و شوکت از اہل تہذیب آدم تھا آئندہ میں پیدا ہوا اور بنایا گیا کہ وہ صاحب
 نہایت مہربانی فرماتے ہیں جیسا کچھ ٹوٹے بیان کیا تو پھر مجھے کیا میں نے بھی حکیم صاحب کی خاطر سے جو سلام بھیجا
 نداری کے لئے ادا کیے لیکن شاہزادہ کو چاہیے کہ بھوکا نہ رہے بدنام و رسوا نہ کرے یہ عاشق و عاشقی سے
 بڑے میری بلا جانے میرے عاشق بن کے مجھ کو جہان میں رسوا و بدنام کرتے ہیں محبت اسی کو کہتے ہیں کہ جس سے شہر
 ہے اُسے دنیا و دین دونوں سے کھوئے واہ ری محبت ایسی محبت سے تو عداوت بہتر ہو اب محبت وقت ہی اور راز
 اپنی طرف سے تم شاہزادہ کو سمجھاؤ اور فہمائش کرو کہ تمھاری فہمائش کا رگہ ہو گی شاہزادہ سمجھ جائیگا اور چاہے
 رت سے بھی کہو کہ جس قدر کنیزان خاص ہماری ہیں جسکی طرف آپکا میلان خاطر ہو ہم اسی وقت آپکی خدمت میں آسے
 یہ میں وہ عمدہ طور سے آپکی خدمت بجالائیگی اور آئندہ خبردار ہماری محبت کا اظہار نہ کرے ورنہ اسکے حق میں خوب
 پن ہوگا اور خواہر تم خود انصاف کرو کہ میں بے فائدہ ایک مرغ غیر بنس سے صحبت گرم کروں تا کہ گرم کو اپنے پاس
 نون میں کہاں سے ایسا جگر لاکون جو سنے گا وہ مجھے کیا کہیگا جناب حکیم صاحب خوش ہوں یا ناخوش مادرہ رازدار
 کہا اے ملکہ آفاق ہر چند کہ میں باغ عشرت میں موجود نہ تھی لیکن وہاں کی صحبت کا حال مفصل سنا ہو اور خود بھی اپنے
 بنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا کہ شاہزادہ سے ایک ہفتہ صحبت رہی اور نہایت عیش و عشرت میں بسر فرمائی
 بہ لونڈی کیا عرض کرے یہ امر بے ولی کا خیال میں نہیں آتا نہ کسی کا جبر ہو اگر آپکو بھی منظور تھا تو کیوں آپ شاہزادہ
 سے بگرم چوٹی و اختلاط پیش آئیں پہلے آپکو خیال نہوا کہ ہم جو ایک آدمی سے اختلاط کرتے ہیں تو اس بیچارہ کا کیا حال ہوگا

اولون کے لینے پر آواگی جو فرمائی | تو کس بہانہ سے گھر میں بلا بلا کے لے |

خود نے جو فرمایا کہ میری طبیعت تجھے الفت کرتی ہو لیکن بسبب ننگ ناموس کے بالطبع کوئی امر نہیں کر سکتی پھر کس طرح
 بہت شاہزادہ کو نہواں ایک بات اس وقت کنیز کے خیال میں آئی اگر حکم ہو تو عرض کروں ملکہ نو بہار گلشن افروز
 نے فرمایا بیان کرو وہ کیا بات ہو ناورہ رازدار نے کہا اول حضور قرار فرمائیں کہ میں ناراض نہو گی اور عمل میں لاؤنگی

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا ہم ناراض نہونگے بیان کرنا ورہ راز دار نے عرض کیا یہاں ہم لوگ چند خواص خاص
ہیں اور خاص سے مراد یہی ہو کہ محرم راز ہیں اور شرط وفا یہی ہو کہ کوئی امر پوشیدہ بجز اپنے کسی پر ظاہر نہ ہو بلکہ نو بہار گلشن افروز
نے فرمایا کہ بے فائدہ باتوں سے کیا کام اپنا اصل مطلب بیان کرنا ورہ راز دار نے عرض کیا کہ شاہزادہ کو یہاں سے
بے یاسی کیونکہ جاسے متبرک ہو یہاں کوئی فعل نکرنا چاہیے بعد اسکے ایک گلاس شراب بیہوشی پلا دیں جب یہ بیہوش ہو جائے
اسے ایک صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیں کسی کو معلوم بھی نہوگا کہ کیا ہوا پھر آپکا یہ سب اندیشہ بدنامی و ذلت
در سوائی جاتا رہیگا کس واسطے کہ بقول کسی شاعر کے بیت

زخمیست زخم عشق کہ مریم پذیر نیست | زخمیست ست کے زخم تیر نیست

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا خوب کہنے میرے ساتھ سلوک کیا واہ کیا خوب بات بتائی اور کیا مشورہ نیک دیا
کہ دنیا و دین دونوں خراب ہوں تیرے فحوائے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یاقین جے تکلف پر وہ ناموس کو چاک
کر دیں اور شاہزادہ سے بے شرمی پیش آؤں ورنہ اپنے کو خون ناحق میں مبتلا کر دیں تا ورہ راز دار نے کہا کہ
نو بیڈی کی کیا مجال جو حضور کے ایک ادنیٰ ملازم کی بدخواہ ہو بلکہ میں یہ عرض کرتی ہوں کہ حضور بحسب سابق اس سے
پیش آئیں کہ اس بیچارہ و دہمند کی جان بچ جائے اس واسطے کہ جب آدمی اپنے اختیار میں نہو تو جو اس سے نہو تجب ہو
ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اور تا ورہ راز دار تو نے جو باغ عشرت کا حال بیان کیا میں نے حکیم صاحب
کے حکم کی تعمیل کی تھی کہ شاہزادہ کے پاس گئی اور جھوٹ سچ جو جی میں اسوقت آیا بیان کیا اور سنا تا ورہ راز دار نے
کہا یہ تسلیم کیا لیکن آپ فرمائیں کہ اب حکیم صاحب کی ضمانت ہو گئی جو آپ اس بدسلوکی سے پیش آئیں اگر یہ حکم ہو تو
بسم اللہ پھر آپکا کیا قصور شوق سے ملکہ نے فرمایا افسوس مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ مرد بوالہوس خواہ مخواہ میرے گلے کا ہار
ہو جائیگا اور حال اسکا یہ ہو کہ جہاں کوئی صورت نرم و گرم دیکھی پس گردیدہ ہو گئے آدمی کو کچھ تو تحمل بردباری بھی چاہیے
تا ورہ راز دار نے کہا کہ اب عذر و حیلہ سے کچھ فائدہ نہیں ان چونچلون کا وقت اور ہر صاف صاف فرما یہ حکم
اول میرا میلان طبع تھا اگر جیسے کہ امارہ محلدار خانہ خراب نے ورغلان کے شاہزادہ کو ملکہ صبح و لکشا کی طرف
مائل کیا اسوقت سے دل میرا بیزار ہو گیا مگر میں پلار غایت تقسیم کہتی ہوں کہ شاہزادہ اسوقت ایسا کیفیت طلسمی
میں مبتلا تھا کہ ہوش و حواس مطلق بجا نہ تھے ورنہ کبھی یہ حرکت ظہور میں نہ آتی انصاف بھی کوئی چیز ہو جب آدمی
کے ہوش بجا نہوں تو اسکا کیا قصور ملکہ نے فرمایا کہ تا ورہ راز دار تجھ کو اپنے کام سے کام ہو کوئی بدنام ہو تیری
بلا سے تا ورہ راز دار نے کہا خیر حضور ہی کا قول درست ہوگا کہ ہنر تو کسی مرد کا دل ایک عورت کی محبت
میں گرفتار ہوتے نہیں سنا اگر شاہزادہ نے خواہش نفس کسی عورت کو بنظر التفات دیکھ لیا تو کیا گناہ کی
بات کی اور وہ بھی ورغلان سے ایک زن مکارہ کے دوسرے بشر ہر وقت گناہگار رہو دریا خالیکہ وہ فرمان بردار ہو

ہلوگ خیر خواہی کی نظر سے کہینگے جو کچھ کہینگے لیکن آپ کے خطا دار ہیں قصہ کوتاہ ناوہ راز دار نے کہا اب آپ
اطال فرمائیں اور اس سوختہ آتش فراق کی تفصیر و خطا سے درگزر میں ملکہ نے فرمایا یہ مشاطی اور دلالہ گری کو
بخل میں رکھیے مجھے کسی کی چاہوسی و خوشامد خوش نہیں آتی اور تو تو دیوانی ہو گئی تو تیرے حواس بجا نہیں رہے تیری
ن کا اعتبار کیا اتنی مدت سے تو نے مجھے دیکھا اور آج تک میرا مزاج نہ جاننا میں اپنے مزاج سے مجبور ہوں ایسا نرم دل
ن سے لاؤں کہ جسکو دیکھا بس فرش ہو گئی حکیم صاحب میری عادت جہلی سے واقف ہیں ناوہ راز دار نے کہا جب
پہلے سے باز نہیں آتیں تو ہم نیکی سے کیوں باز آئیں ہم کلہ حق شاہزادہ کی طرف سے عرض کیے جائینگے ملکہ
بہار گلشن افروز وہاں سے اٹھ کے دوسرے مکان میں چلی گئی راوی بیان کرتا ہے کہ وہ مکان نہایت خالیشان
اور اس کے صحن میں ہر سال چار طرف آتش بازی وغیرہ نصب ہوتی تھی اور بیچ میں ہندو لہ نصب کیا جاتا تھا اور جب
نوبہار گلشن افروز بعد فراغ عبادت اس مکان میں جاتی تھی خواہ صین آتش بازی چھوڑتی تھیں اور ملکہ ہندو لہ میں
دلتی تھی اور روشنی کا تماشا دیکھتی تھی اس مکان کا نام عیش منزل اور سرور سلطانی تھا جب ملکہ اس مکان میں تشریف لگتی
اصول نے حسب معمول آتش بازی چھوڑنا شروع کی جب شاہزادہ نے یہ سنا کہ وہ دیکھا وہ بھی اس مکان کے پردہ تک
ن پہنچا مگر یہ خیال آیا کہ ایسا نہویہ مکان بھی عبادت خانہ میں داخل ہوا اگر میں بے تکلف چلا جاؤں تو ملکہ
بہار گلشن افروز خواص سے اپنی نکلوا دے تو بجز جان دینے کے اور کیا چارہ ہوگا اس سے مناسب یہ ہو
دروازہ سے تماشا دیکھو اگر بہان سے کوئی متعرض ہوا تو پھر اندر چلے جائینگے آخر یہ سوچ کے سر پردہ سے نکال کر
ماہ حسرت سے تماشا دیکھنے لگا اس اثنا میں ایک خواص نے ناوہ راز دار کی شاہزادہ کے پاس آکر
ماہی شہر کا رہا رہی بی بی نے کہا ہو کہ آپ دروازہ پر کیوں حیران و پریشان کھڑے ہیں اندر پردہ کے
شریف کیوں نہیں لاتے کوئی آپ سے مزاحم نہیں ہو سکتا اور مبارک ہو کہ عنقریب تمہارا ستارہ عروج کیا
اہتا ہوا اشارہ اللہ تعالیٰ تمکو خوشی ہوا چاہتی ہو شاہزادہ پیام اس کینر سے نکلے نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اللہ
رت سے میں ناوہ راز دار کا نام سنتا تھا الحمد للہ کہ اب عین وقت پر خدا نے ملا یا مگر واقعی جیسی صفت سنی تھی
اس سے زیادہ معائنہ میں آئی کسی دوسرے کی مجال نہ تھی کہ اس طرح کلمہ بکلمہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہم کلام
ہوتا بعد ازاں شاہزادہ نے روشنا کینر کو گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
جی اس وقت گوشہ چشم سے دیکھ رہی تھی جس وقت شاہزادہ نے روشنا کینر کو سینہ سے لگایا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے ناوہ راز دار سے کہا اے ناوہ راز دار خدا کا کہ یہ مقدمہ کیا جلد فیصل ہو گیا ناوہ راز دار نے کہا کیا
ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اشارہ سے کہا ادبے دقوت جس نالائق کی تو تیری طرف دار اور سامعی تھی دیکھ تو اپنے
میدہ کو رہے کہ وہ روشنا کینر سے کیا کر رہا ہو ناوہ راز دار نے جب یہ دیکھا سمجھی کہ شاہزادہ نے محض

افراط خوشی اور میری محبت سے روشناس کینز کو سینہ سے لگایا اور کوئی بات نہیں آئے ایک قہقہہ مارا اور کہا واہ وا
ملکہ آفاق خوب بھین اگر ناگوار خاطر اقدس ہو تو جواب آسکا عرض کروں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کیا
جواب ہو ناوہ راز دار نے کہا لغو باد اللہ خدا نے اس آتش رشک کو کس قدر تیز کیا ہو کہ کسی طرح سے نہیں سمجھ سکتی
آپ خوب جانتی ہیں اور سب پر ظاہر ہو کہ جس طرح اوجس سبب سے شاہزادہ نے روشناس کینز کو گلے سے لگایا لیکن
اس پر بھی آپ کو یہ حرکت ناگوار گزری ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ہنسی سے ناوہ راز دار کے خسار کو چھو لیا اور کہا
ای غورست اللہ ریشتا تو اپنی حرکتوں سے باز نہ آؤ گی ناوہ راز دار نے کہا کہ جب حضور باز نہیں آتین تو میں بھی
حضور ہی کی ساتھی ہوں کس طرح باز آؤں اس عرصہ میں شاہزادہ بھی وہاں آگیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اس
غضب سے شاہزادہ کو دیکھا کہ شاہزادہ کا خون خشک ہو گیا بعد اسکے ہندو لہ میں سوار ہوئی اور یہ بھی معمول تھا
کہ ہنگام واپسی بطور فال کے ہندو لہ میں بیٹھ کے پھرایا جاتا تھا اگر حسبِ خواہ وہ ہندو لہ پھرا تو گویا دعا قبول ہوئی ورنہ قلعہ
دیا جاتا تھا اور دوسرے پلہ میں ملکہ نو بہار گلشن افروز کے مقابل ملکہ صبح و لکشا جیتی تھی اسی طرح ملکہ صبح و لکشا
حسب معمول سوار ہوئی ہر چند خواصوں نے زور کیا اور چنچ و یا لیکن ہندو لہ نے جیش نہ کی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے
فرمایا کہ ای ناوہ راز دار آج یہ ہندو لہ بھی ہم سے ناراض ہو ناوہ راز دار نے عرض کی کہ ہندو لہ ایک طرف آپ کے کام
ایسے ناپسندیدہ ہیں کہ ہر ایک کو ناگوار معلوم ہوتے ہیں آخر ملکہ نے جس بری کو بٹھایا پلہ نے اصلاح حرکت کی چونکہ قبول عبادت
خاص گردش چنچ یعنی ہندو لہ پر تصور کیا جاتا تھا لہذا طبیعت میں ملکہ کی ایک طرح کا وسوسہ پیدا ہوا آخر ناوہ راز دار سے
عالم غصہ میں فرمایا او ناوہ راز دار جلد اس راز کو بیان کر کہ یہ آج چنچ کیون گبڑا ہوا ہو ناوہ راز دار نے عرض
کی مجھے آپ کیا دریافت کرتی ہیں آپ پہلے اپنے دل سے کیوں نہیں پوچھتی ہیں اگر آپ میرے ہی کہنے پر عمل فرمائیں تو یہ
معاملہ کیون پیش آتا نو بہار گلشن افروز نے فرمایا خیر گزشتہ راصدمات اب تو بیان کر ناوہ راز دار نے جواب دیا
حضور میں نے ایک روز حکیم صاحب سے سنا تھا کہ ایک روز عبادت خانہ میں ہم پلہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کا کوئی غیر شخص
ہو گا اور اگر نو بہار گلشن افروز امتحان کسی بزرگ کو مقابل پلہ کے چنچ میں سوار کرے گی چرخ کو گردش نہوگی اور حکیم صاحب کا
فرمانا ایسا نہیں ہو کہ خلاف ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ شاید وہ غیر ملکہ صبح و لکشا ہو گی ناوہ راز دار نے کہا ملکہ
صبح و لکشا کا یہ مرتبہ ہی کہ ہم پلہ ہو ہر چند کہ آپ کی ایک ہمشیرہ خالہ زاد ہو لیکن ہم مرتبہ نہیں ہو سکتی ملکہ نو بہار گلشن افروز
نے اس سے فرمایا پھر کیا تدبیر کریں ناوہ راز دار نے عرض کی کہ جو بیان موجود ہیں سب کا امتحان کر لیا جائے بھی ہم پلہ
معلوم ہو جائیگا کہ فلاں شخص ملکہ کا ہم پلہ ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کہ اچھا ہم اپنے بھائی کو بلا کر بٹھائیں وہ تو ہمارا
ہم پلہ ہو ناوہ راز دار نے عرض کی کہ حضور جس شخص سے عقد ہو وہ ہم پلہ ہو سکتا ہو اور کوئی بھائی بن ہم پلہ نہیں ہو سکتا
ملکہ نو بہار گلشن افروز نہایت ناراض ہوئی اور کہا ای ناوہ راز دار ہم بات کیون کرتی ہو صاف صاف کیون

ہستی ناوردہ راز دار نے کہا صاف تو یہی ہو کہ اس بیچارہ خانان آوارہ کو اپنا ہم پلہ کر دیکھو کہ امتحان بھی اچھی ہو جاتا
ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا طلسم بندی حکیم صاحب نے جگر شکن کر دیا اور کچھ بن نہیں آتا دوسرے ناوردہ راز دار
ی زبان درازی نے اور پریشان کیا ہو خدا کرے تو کوئی ہو جائے ناوردہ راز دار نے کہا اے شہر بار آج آپ ان باتوں
پر خیال نہ فرمائیے بسم اللہ ہندولہ میں سوار ہو جیسے شاہزادہ نے یہ خیال کیا کہ اس چرخ کا پھرا ہوا منبر لے عبادت کے ہو یہ
قوت کر نہیں سکتی اور بجڑ میرے دوسرے سے یہ چرخ جلیگا بھی نہیں پس فرمایا کہ اے ناوردہ راز دار اے راز دار ناوردہ راز دار
بہت کم مہم فصل نہ بیان کریں گی کہ انھوں نے اپنے بھائی سے مجھے نسبت کیوں دی اگر تو بہت بڑا تو میرے دوست
نہ یہ چرخ کیسا چرخ فلک پر بھی پاؤں نہ کھونگا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ناوردہ راز دار سے فرمایا اے راز دار ناوردہ راز دار
انتی ہوں کہ یہ ساری فتنہ پردازی تیری ہی ہو اب اپنے مہمان ناخواندہ کو دیکھ کہ وہ کیا غمنا کرتا ہو تو میں فتنہ
ظہور نہیں ہو کہ ہم اپنے بھائی کو ایسے یہودہ سے نسبت دین اسی سے ہم خود تو بہت کر رہے ہیں کہ پتھلا کی بات کی
میں آپ شرم آتی ہو یہ بات بھی اسوقت بے ساختہ زبان سے نکلی گئی ناوردہ راز دار نے کہا اے راز دار ناوردہ راز دار
میں رتبہ کو منظور نہیں کرتا بعد ازاں شاہزادہ سے کہا کہ اے شہر بار والا تیار آج آپ نے سنا کہ ملکہ نے اپنے اچھے اچھے
میں تو بہی اب آپ شوق سے چرخ پر سوار ہوں اور ان لوگوں کو قدرت خدا کا تماشا دکھاؤں میں یہ شاہزادہ ناوردہ
ور ملکہ نو بہار گلشن افروز دونوں ہندولہ پر سوار ہوئے اور دونوں طرف سے پرندہ اداؤں نے اس چرخ کو گردش
ہی چرخ پھرنے لگا اور قرآن السعدین بھی ہوا یعنی ملکہ نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ دونوں سوار ہوئے
میں قرآن سے عجیب و غریب شکایں معلوم ہونے لگیں یعنی کبھی تیلیٹ جو کہ دوستی و محبت پر معمول ہو اور گناہ پر
را اس سے عتاب سلطانی ظاہر ہوتا ہو اور گناہ مقابلہ کہ عین زندگی کا نتیجہ ہو قصہ کو تاہ شاہزادہ نے سبب
بہند و پست و برابر ہونے بلوں کے ایسے تماشے و کرشمے اسکی حرکت سے دیکھے کہ جنگی تھریج محال ہو معلوم ہوتا تھا

کہ جان تائب سے نکل بیاتی اور پھر قالب میں آجاتی ہو سمیت

ہزارہ چوس بود آن سرچو قمر | بر چرخ فلک نزل شان ساخت قدرا | مثلث و مقابلہ قرآن و تیس | واقع شدہ با کیر گیرا قضاہ نظر
ماوی عرض کرتا ہو کہ شاہزادہ کو چونکہ حسن جمال ملکہ نو بہار گلشن افروز نے بے چین کر دیا خیال آیا کہ اپنے ہم سے
ادجک کے ملکہ کے ہم پر ہوئے پھر یہ خیال گذرا ایسا ہو کہ ہنگام جست اگر صفہ بلورین پر گرا تو سر پاش پاش ہو جائے
آخر گیارہویں گردش میں ایسا جاوہ معشوق نظر آیا کہ پھر ضبط نہو سکا اور عالم محویت میں پلہ سے شاہزادہ نے جست کی اور
صفہ بلورین پر گرا اور وہ صفہ اصل میں بلور کا نہ تھا بلکہ ایک حوض پانی کا تھا جو صفہ بلور معلوم ہوتا تھا تا پھر طلسمی سے
اسطرح پانی بھرا تھا کہ بعینہ بلور کا ایک تختہ معلوم ہوتا تھا الغرض جب شاہزادہ حوض میں گرا اور غوطہ کھایا تمام حوضوں
نے محل کی شور و غل مچانا شروع کیا ناوردہ راز دار نے شکل تمام خواصوں سے شاہزادہ کو حوض سے باہر نکلوایا بعد اسکے ہر ایک

پر نیراد علاج میں شاہزادہ کے مصروف ہوئی چونکہ جھوٹے کے تھکان سے شاہزادہ کو گوندہ درد سراحق ہو گیا تھا یہی سبب بیہوشی کا بھی تھا تاہم وہ رازدار وہاں سے مکان صدر میں لائی اور شاہزادہ کے گرد و پیش ٹیکٹھیاں آگ کی روشن کرانیں اور ملک نو بہار گلشن افروز سے کہا اگر شاہزادہ خدا نخواستہ مر جاتا تو اس کے خون کا وبال کسی گردن پر ہوتا ملک نو بہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ اپنے خون میں آپ مبتلا ہوتا کیا کسی نے اس سے کہا تھا کہ تو حوض میں گر پڑ یا صبح و لکشا اس کے خون کی ذمہ دار تھی جسکی تلاش میں یہاں تک پہنچا صبح و لکشا نے کہا ای ملک ناحق تم اپنی بلا اور دن کے گلے لگاتی ہو اور ہلوگ ستاخ کرتی ہو اب میں بھی صاف صاف کہوں گی تو آپ کو ناگوار گذرے گا یہ وبال اسی کی گردن پر ہوتا جسے باغ عشرت میں سات روز تک مجلس شراب و کباب گرم کی اور قصر قران السعدین میں باہم کیا کیا اقرار کیے اور ایک امتحان ہو رہا ہے لیکن حیلہ و بہانہ اور دن کی واسطے ہو ملک نو بہار گلشن افروز کو یہ کلمہ صبح و لکشا کا سخت ناگوار ہوا اور شاہزادہ رازدار کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا جو سو ہوا اب ایسے کلمات لا طائل سے کیا حاصل خدا کرے کہ یہ بیچارہ جس واسطے کہ اپنے وطن سے نکلا اور صعوبات میں گرفتار ہوا وہ مراد اسکی برآورے اور جلد اپنے گھر کو باہر آجائے اس کے والدین سے ملے اس اثنا میں شاہزادہ کو بھی ہوش آگیا اس نے نام جواب سوال ملک اور صبح و لکشا کے سنے ان کے کوئی ملک نو بہار گلشن افروز نے فوراً وہ گفتگو محو کر دی اور کہا ای ناوہ رازدار جس سے نا فرود شاہزادہ ہوا ہو گا خراجا جانے اس بیچاری کا شاہزادہ کے انتظار میں کیا حال ہو گا خداوند کریم کسی کو مفارقت نصیب نہ کرے مگر اسکی دعاے سحری نے تاثر کی اسی کی تھری سے شاہزادہ نے اس قدر تکلیف و محنت شاقہ گوارہ کر کے تماشائے طلسم سے فراغت حاصل کی اب مناسب یہ ہے کہ اپنے وطن ماوت کو خیر و عافیت سے روانہ ہوں کہ وہ بیچاری غمیدہ و مصیبت کشیدہ بھی اپنی مراد کو پہنچے اور شربت وصال سے شاہزادہ کے سیراب ہو شاہزادہ نے جب یہ سننا سنا ملک نو بہار گلشن افروز کے زانو پر رکھ دیا اور کہا ابیات

ایرہنشاہ کشور خوبی	آفتاب سپہر محبوبی	پرو ما ورم فدای تو باد	سر و جان و تنم برے تو باد
دل و دین در رہ تو با ختم ام	با خیال رخ تو ساختہ ام	از خدا جز تو نیست قصد من	طاق ابروے نتست بعد من
ننگ در دام تو اسیر شدم	کتف دیگر بد ہر نامزد م	جز تو گر نا فرود شود منظور	آن نباشد مرا بغیر از گور
	کا مران جہان جان باشی	بیسر بندہ مہربان باشی	

ملک نو بہار گلشن افروز خاموش شاہزادہ کے پاس سے دوسرے مکان میں چلی گئی یہاں ناوہ رازدار نے سر سے ہاتھ شاہزادہ کی بلائیں لیں اور چند خوان زرخ سر پر سے نثار کیے بعد ازاں با در بلند کہا ای خواتین محل میں نے زبانی حکیم صاحب کے سنا ہے کہ آج شب عبادت خانہ میں حاضرین عبادت خانہ شاہزادہ کے ساتھ سطح پیش آئینگی جس طرح ملک نو بہار گلشن افروز کی خدمت کرتی ہیں اگر خدا نخواستہ ملک عالم کو ایسا صدمہ شدید پہنچتا تو جتنے خدام و نملک خوار تھے سب قصد و نذر ملک کی واسطے لاتے بلکہ خود بلا گردان ہوتے تمام عورتوں نے آپس میں اتفاق کیا اور کہا کہ ناوہ رازدار آپ بہت بجا فرماتی ہیں

برہ راز دار نے کہا اب تمکو چاہیے کہ جس طرح سے تم لوگ ملکہ کی اطاعت کرتی ہو اسی طرح شہا ہرا وہ عالی وقار کی بھی اطاعت
داور بلا گردان ہوتا ہی مستورات محل اس وقت باتفاق خوان زر تصدق کو لائیں اور آپ خود بلا گردان لائیں تاکہ نو بہار گلشن افروز
بوڑھ جو کی سر رکھنے کو حکم دیا اور ایک کنیز زکیہ الکن نام صبح ولکشا کی بسبب ملکنت زبان کے تملک کے بولتی تھی اور اس کی بات ملکہ
بہار گلشن افروز کو اچھی معلوم ہوتی تھی ملکہ اس سے اکثر سنتی بھی تھی اور وہ کنیز ملکہ سے کسی قدر گستاخ بھی ہو گئی تھی الغرض ملکہ جب
کی پرورش کرتی تھی تو زکیہ الکن بھی ساتھ گئی وہاں ملکہ کے ولین خیال پیدا ہوا کہ بہادر میرے تصدق نہ پہنچنے سے اور بلا گردان ہونے
سے شہا ہرا وہ کیوں اسے واسطے کوئی صورت مباحث ہونے کے طلسم میں عام شرائط اگر نادر اجبات سے ہوتا ہو یہ سوچ کر زکیہ الکن
سے ملکہ نے فرمایا کہ تو شہا ہرا وہ کے پاس جا اور دونوں ہاتھوں سے بلائیں لینا میں تجھے انعام دونگی اور دل میں نینت کی کہ
ن زکیہ الکن کو پانا سب پہنچتی ہوں حسب حکم ملکہ نو بہار گلشن افروز کے زکیہ الکن شہا ہرا وہ کی خدمت میں پہنچی
ر شہا ہرا وہ اس وقت پوشاک زیبہ کر رہا تھا اسنے جاتے بے تکلف دونوں ہاتھوں سے شہا ہرا وہ کی از سر پایا بلالیں
بن ملکہ صبح ولکشا نے جو اپنی کنیز کو شہا ہرا وہ کی بلائیں لیتے دیکھا دل میں سوچی کہ اس کا یہ اہم میرے ذمہ عائد ہوگا ایک تو
لہ یونہی نوک جھوک کر تھی میں اب بالکل انہیں یقین کا درجہ ہو جائیگا کہ صبح ولکشا نے اپنی طرف سے اپنی کنیز کو
مجا ہوگا پس ضبط ہوا اور زکیہ الکن کو اس زور سے ایک جھڑکی دی کہ وہ سم کر رہ گئی اور بسبب کم سننے کے پانچا نہ
لی طرف دیکھتے تو تلی زبان سے کہا اے ملکہ صاحبہ میں تو حضور کے حکم سے شہا ہرا وہ کے تصدق ہوئی میری بی بی ملکہ
صبح ولکشا مجھ پر ناحق خفا ہوتی ہیں اس بات سے زکیہ الکن کے تمام محفل مع شہا ہرا وہ کے خوب ہنسے اس اثنا میں
ملکہ نو بہار گلشن افروز بھی جو کی سے فارغ ہو کر تغریف لائیں اور زکیہ الکن کنیز باوجود کم سننے کے سمجھ گئی کہ اس میں کوئی بھید ہی
نہا کہا اے حضور میں کیا جانوں کہ حضور نے پوشیدہ تجھے بھیجا تھا آپ نے منع کر دیا ہوتا میں کسی کے سامنے نہ کہتی میرا اس میں کیا قصور
اسپر دوبارہ لوگ پہلے سے زیادہ ہنسے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اے زکیہ الکن تو بڑی جراتور ہو اپنی بی بی کی طرف سے
لائیں لینے گئی اور اور دن کو بلزم کرتی ہو ہمارے سامنے ملکہ صبح ولکشا نے اشارہ سے کہلے تجھے بھیجا تھا ملکہ صبح ولکشا نے کہا ہاں
صاحبہ میں ہی تقصیر وار ہوں خیر الغرض شہا ہرا وہ نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے فرمایا اے ملکہ تم کیوں زکیہ الکن سے خفا
ہوتی ہو اگر زکیہ الکن تمہارے ہی طرف سے میری بلا گردان ہوئی تو کیا عیب کی بات ہو میں ابھی تمہاری بلائیں پھیرے دیتا ہوں
یہ کہ کے شہا ہرا وہ نے سر سے پاتک ملکہ نو بہار گلشن افروز کی بلائیں لینا نادرہ راز دار نے ارباب طرب کو حکم دیا کہ مبارکباد
گائیں جب ملکہ نو بہار گلشن افروز مسند پر جاؤں فرما ہوئی شہا ہرا وہ نے کہا ال عجز فرمایا اے ملکہ آفاق برائے خدا اب
عفو قصور فرما کے میرے حال زار پر رحم فرمائیں کہ اب مجھے کسی طرح مفارقت کا بانہیں اٹھ سکتا قطعہ

ملکہ کے سر کو جان نہ دل میں تو کیا کروں	کب تک فراق یار کے صدمے سہا کروں	ہر چند چاہتا ہوں نہ بولوں میں یار سے
	قابو میں دل کو اپنے نہ پاؤں تو کیا کروں	

ملکہ نو بہار گلشن افرورنے جواب دیا اور صاحب بین پری تم آدم زاد آتشی دغا کی کی کس طرح صحبت برابر ہوگی آپ کو
چاہیے کہ اپنا بھنس تلاش کیجیے اور خبردار آئندہ ایسے کلمات یا وہ گوئی کے زبان سے نہ نکالیے کہ آپ کی زبان درازی یا وہ گوئی
باعث میری رسوائی کا ہو اگر خدا خواستہ اس حال کی خبر میرے والدین کو پہونچی تو میری تو جیسی نفرین ہوگی ہوگی لیکن آپ کے
واسطے بھی قباحت عظیم ہوگی شاہزادہ نے فرمایا اگر میری گستاخی معاف ہو تو عرض کروں حضرت بلقیس بھی تو بدروایت مشہور
آپ ہی کے جنس کے تھیں پھر کیوں انکا عقد حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہوا سو اس کے اور بھی پر زرا دین آدم زاد سے
نسب ہوئی ہیں ملکہ نو بہار گلشن افرورنے کہا ہماری قوم سے آج تک کوئی آدم زاد بہ وفائے نسب نہیں ہوئی
سوائے اسکے جو صاحب حکومت ہوتا ہو وہ دوسرے کا محکوم نہیں بننا اس لیے مجھے خود فرمان برداری کسی کی منظور نہیں
ہو لہذا آپ اس خیال خام سے باز آئیے اور میری خواہشیں کہ یہ سب شاہزادیاں ہیں جسکو تم پسند کرو میں اسی کے ساتھ
متھارا عقد کروں ملکہ صبح و لکشا جو مختاری مطبوع خاطر ہو اور ہماری بھی بہن خالہ زاد ہو اگر تم رضامند ہو تو میں اسکے
والدین سے مختاری نسبت کا پیام دوں شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ آفاق یہ باتیں مختاری تشریح میں تم کہو تو ابھی
جگر چاک کر کے تلو و کھا دوں کہ کس قدر مختار صد مفاقت نے میرے دل و جگر کو گھائل کیا ہے بلکہ نو بہار گلشن افرورنے
نے کہا یہ صرف باتیں ہیں کسی کو چہنہ دیکھا نہیں کہ کوئی اپنا جگر چاک کرے شاہزادہ کو اس کلام سے نہایت غصہ آ گیا
فوراً خنجر سینہ پر رکھ لیا اور چاہتا تھا کہ سینہ چاک کر ڈالے مگر نادارہ راز دار اور گلرخسار وغیرہ پر زرا دوں نے شاہزادہ
سے خنجر چھین لیا شاہزادہ نے نادارہ راز دار سے کہا ای نادارہ راز دار تم میری مزاحم ہو مختاری ملکہ نے کسی کار خیز
نہیں دیکھا ہے میں دکھائے دیتا ہوں درآئیں لیکہ اکثر میرا امتحان ہوا ہے یہ بھی امتحان کر لیں ملکہ صبح و لکشا اسوقت
وہاں موجود نہ تھی ملکہ نو بہار گلشن افرورنے ملکہ صبح و لکشا کو پکارا کہ امی صبح و لکشا تم کہاں چلی گئیں بیچارہ
شاہزادہ تمہارے اشتیاق میں جان دیے دیتا ہے شہر جلد آ جاؤ کہ ہو جان لبوں پر پیاری بات رہ جائیگی اور وقت
نکل جائیگا شاہزادہ کو یہ بات ملکہ کی ایسی ناگوار ہوئی کہ از خود رفتہ ہو کر ہاتھوں سے اُن پر زرا دوں کے نکل گیا
جب نادارہ راز دار نے دیکھا کہ شاہزادہ قابو سے نکل گیا ملکہ نو بہار گلشن افرورنے سے کہا ای ظالم تجھے خوف خدا بھی نہیں
اگر خدا خواستہ صدمہ جان گزا شاہزادہ کو پہونچا تو خدا جانے اہل طلسم کے سر پر کیا آفت نازل ہوگی خنجر شاہزادہ
سے لیلو کہ یہ خودکشی کرنے پائے ہم مجبور ہیں ہمارا زور کچھ نہیں چل سکتا اور نہ ہمارا کچھ نہیں ہو کیونکہ عورت کا زور مرد و شہ روز
سے چل نہیں سکتا ملکہ نو بہار گلشن افرورنے پہلے شاہزادہ اور خواہوں کی کش کش کا تماشا دیکھا کی جب نادارہ راز دار
نے مجبور ہو کر یہ کلمہ کہا تب سمجھ میں آیا کہ نادارہ راز دار کتنی ہو کیا تعجب ہو کہ شاہزادہ جان پر کھیل جاوے آخر
نادارہ راز دار اور خواہوں سے کہا تم سب بہت جاؤ ہم آپ اس سے بچے لیتے ہیں دیکھیں اس دیوانے مرد سے کہ
کس قدر ہاتھ پاؤں میں قوت و طاقت ہو خواہیں ملکہ نو بہار گلشن افرورنے سے یہ سبکے علیحدہ ہو گئیں درملکہ نو بہار گلشن افرورنے

نے دونوں ہاتھ شاہزادہ کے اپنے دست حنائی سے پکڑے اور کہا اور مکار تو اپنے حرکات سے باز نہ آئیگا جو نہیں وہ دست نگاہیں ہاتھ میں شاہزادہ کے آئے گویا جان شاہزادہ کی جان میں آگئی اور نظر کا تیر دل کے پار ہو گیا ہر چند کہ نوبت غشی کی ہو چکی تھی مگر شاہزادہ نے ضبط کو کام فرمایا اور جواب دیا ای ملکہ آفاق جب آپ کو میرے قول و فعل کا اعتبار نہیں پھر اس ظاہر داری سے کیا حاصل آپ میرے حال سے خبر نہوں کہ تک کوئی اس بے اعتباری کی حالت میں زندگی بسر کرے آج میں اپنی جان پر کھیلو لگا جب انسان کی بات ہی نہیں تو پھر لطف زندگی کیا آپ کو بھی معلوم ہو جائیگا کہ محبت و وفا جہاں میں ایسی ہوتی ہے کہ سو اسطے کہ شعر

اتھارے ہاتھ سے تنگ آئے ہیں خون اپنا کرتے ہیں | مجبور ہی گلے کو کاٹتے ہیں متیہ مرے ہیں |

میں آپ کی شگدلی سے نہایت پریشان ہوں حتیٰ کہ اپنی زندگی سے بے زار ہوں ملکہ نو بہار گلشن افرورزے کچھ جواب دیا لیکن خیر ہاتھ سے چھینتی تھی اور شاہزادہ اس خیال سے خیر نہ دیتا تھا کہ اگر ملکہ نے خیر لے لیا تو یہ ملی جائیگی اور مجھے اپنے دیدار سے محروم رہیگی آخر کار دانستہ شاہزادہ دونوں ہاتھوں میں خیر کو داب کر دراز ہو گیا ملکہ نو بہار گلشن افرورزی خیر کے لینے کو شاہزادہ کے سینہ پر سوار ہو گئی نوبت باخیا رسید کہ ایک ہاتھ ملکہ کا شاہزادہ کے گلے میں تھا اور دوسرا ہاتھ خیر پر اور سینہ سینہ سے شاہزادہ کے دھل تھا اور اس قدر قوت و زور کیا کہ قطر ہاسے عرق جبین اس نازنین کے



مثل شبنم کے پتوں پر شاہزادہ کے گرنے لگے اور کاکل مشک بو بھی پریشان ہو کے رخسار دن پر آگئی اللقصہ جب ملکہ نو بہار گلشن افرورز کے ہاتھوں میں طاقت نہ رہی اسوقت پہ نگاہ غضب شاہزادہ کو دیکھ کے فرمایا ادب و قوت دے نہ جیسا تجھے شرم نہیں آتی مجھ کو اپنی مکاری سے دباتا ہو اور مثل عورتوں کے غمزے کرتا ہو بس اب حق میں تیرے

یہی بہتر ہو کہ خبر بہین دیدے ورنہ ہمارا بھی اب مزاج و گروں ہوتا ہی پھر کمال اچھا نہ ہو گا یہ بتھاری سناری وحشت ایک
مین نکال دے گی یہاں شاہزادہ کو نصیب کہاں تھا صورت بھی دینی نصیب ہوتی تھی افراط حیرت سے مثل تصویر ملکہ کی
صورت دیکھ رہا تھا گویا آب مین نہ تھا آخر کار زبردستی ملکہ خبر شاہزادہ کے ہاتھ سے حسین کے اسی مسد پر جا بیٹھی اور کہہ
استغفر اللہ آجکی شب عبادت خانہ مین عجیب فضیحت سے گزری دیکھئے کیا ہوتا ہی اور گلہ خسار دریافت کر کہ رات کتنی باقی ہو
گلہ خسار نے عرض کیا کہ بقدر ایک گنٹہ کے رات باقی ہو شاہزادہ نے دیکھا کہ ایسی غدر و مضرت سے بھر بھی غبار آئینہ دل
کا ملکہ کے دفع نہوا اور ساری رات بیکامحض تمام ہو گئی اور صبح قیامت سر پر آگئی یعنی صبح کو پھر وہی مفارقت شدہ دکھلائی
پس زار زار مثل ابرو بہار رونے لگا اور کہتا تھا

من اگر کشیدہ شوم باعث بدنامی ست | موجب شہرت بے باکی و خود کامی ست

ملکہ نو بہار گلشن افروز کے بھی اسوقت آنسو بھرائے ہر چہ ضبط کیا مگر نویکا اور حال ملکہ نو بہار گلشن افروز کا
تغیر ہو گیا اور تمام خواصین بھی ملکہ کی آبدیدہ ہوئیں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا آج کی شب ایسی بخشش کی کہ میرے
جسم مین ایک مردنا محرم و نا آشنا کے ہاتھ بلا سبب لگے اگر اس امر سے مین اپنے کو ہلاک کرتی تو بجا تھا کیوں
ناورہ راز دار سچ کہنا تجھے اپنے ایمان کی قسم باغ عشرت مین کہ وہاں صحبت آزادانہ تھی مگر یہ سامان رو بکار نہیں ہوا چہ
یہاں ہوا غضب ہو گیا طلسم قرآن السعدین مین اُن موکلان خانہ خراب نے مجھے ملکہ صبح و لکشا کے عوض عالم بیوٹی
مین پہونچا دیا تھا لیکن ہرگز کیا و نہیں کہ مین نے وہاں کیا دیکھا اور کس بلا مین گرفتار ہوئی خدا آجکی شب کو غارت
کرے کہ مجھے ایک دم بھی آرام نصیب نہیں ہوا اس اشنا مین صبح ہوئی اور شاہزادہ کو حسب عادت جس طرح اول ذکر
ہوا ہی کہ دودقت اپنی حالت اصلی پر طبیعت آتی تھی اسوقت احباب وطن اور محبت والدین یاد کرتا تھا چنانچہ چہرہ شہمت
وسلطنت یاد آئی اور غرور و تکبر شاہی مزاج عالی مین پیدا ہو گیا پہلے آنسو آنکھوں سے پوچھے بعد ازاں ملکہ
نو بہار گلشن افروز سے فرمایا اے ملکہ عالم ایسا مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا کہ کسی صورت سے معاف نہیں ہوتا اور آپ
جو چاہتی ہیں کلمات سخت فرمائی ہیں ہماری کچھ آپ کے نزدیک حقیقت ہی نہیں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ
تھارا کچھ گناہ نہیں مین اپنی عادت و خلعت پر افرین کرتی ہوں اور اپنی خلقت سے مجبور ہوں شاہزادہ نے دل پر
کہا اب جواب ترکی تہرکی دینا چاہیے کیونکہ کوئی درجہ خوشامد و منت کا باقی نہیں رہا حتی کہ گریہ وزاری کی نوبت پہونچی
اور پھر بھی ملکہ کو مطلق خیال نہوا آخر شاہزادہ سامنے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے دوزانو ہو بیٹھا اور فرمایا اے پریراد
مغرور بے رحم تمام رات پہنے بجز وزاری اپنا حال زار نکوٹنا یا لیکن بتھارے دل پر کسی طرح اثر نہوا تھے مجھے عالم غربت
و بیکسی مین تنہا اہل غرض سمجھ کے ہر ایک طرح کے شدید و تکلیف مین گرفتار کر رکھا ہو ہم بھی اپنے ملک کے
صاحب تخت و تاج تھے انوس کہ باہیمہ جانفشانی و جانکاہی تھے کچھ قدر نہ کی بلکہ اُسکے عوض مین الزام دیا

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا آپ یہ ناحق فرماتے ہیں میں آپ کے حال سے بخوبی تمام آگاہ ہوں اگر اجازت ہو تو میں اوّل سے آخر تک حال آپ کا سب بیان کر سکتی ہوں شاہزادہ نے فرمایا میں بھی سننا چاہتا ہوں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اب آپ گوش ہوش میری طرف مخاطب ہو جیے اور سنیں اور یہ اشعار کسی کے پر سے

اولت بود یکے قطرہ آب	کہ از دشت تن تو بہت صواب	ار شکم تا بہ کنار آمدہ	از رہ بول دوبار آمدہ
آخرش جیفہ افتادہ نجاک	کرد پنهان بہ یکے ترہ نجاک	پر تو پردہ بفرض ابد رند	چشم نابستہ کسان کم گزند
در میانہ کہ سراپا خوشی ست	روز و شب کار تو گشتی ست	ظاہر آراستہ با گوہر دور	چون شکستہ شکم از سر کین پر
	زمن این نکتہ فراوش کن	درست مدح گران گوش کن	

شاہزادہ نے فرمایا آئنا و صمد قما جو کچھ آپ نے فرمایا راست ہو تمام جہان میں تین تین کی سی طرح پیدا ہوتی ہو لیکن یہ آیہ مبارک بھی اسی خلقت کے واسطے نازل ہو لہذا کر دنا بنی آدم یہ خاص ہماری شان میں نازل ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جواب دیا واقعی نوع انسان ایسا ہی ممتاز و معزز ہو قضا یہ گفتگو تمام ہوئی تھی کہ نسیم صبح کا بایں کیفیت اس محل میں جھونکا جلا کہ تمام حاضرین مجلس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور شاہزادہ اور ملکہ نو بہار گلشن افروز نے بھی آرام فرمایا صبح کو جو آنکھ کھلی شاہزادہ نے دیکھا کہ عبادت خانہ میں شور و خروش برپا ہو شاہزادہ نے حیرت زدہ ہو کر فرمایا ای خداوند کریم یہ کیا انقلاب ہو گیا آخر سرور برہنہ معرکہ میں پھونچا وہاں دیکھا ایک عظیم الشان درخت کے سایہ میں وہ سرسبز ماہ رخسار یعنی ملکہ نو بہار گلشن افروز لباس کفایت یا قوت نگاہ پر جلوہ گر ہو اور سرور پاست ایک طرح کا غضب و غیظ ظاہر ہو اس وقت تاوردہ راز دار اور ملکہ شرف افروز با نوا اور حبلہ اراکین سلطنت مثل قالب بجان کے دست بستہ خاموش سرنگون کھڑی ہیں اور پہلے بدن مثل بید کا نہایت ہیں اس اثنا میں کچھ لوگ شالہ پر پیرا و خواجہ غنیمت ناظر کو دست و پا بستہ وہاں لائے اور انہوں نے زمین پر بیٹھا دیا بعد اسکے ایک جلا و شمشیر آبدار برہنہ کے پشت سر خواجہ غنیمت ناظر کے کھڑا ہوا شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ

ایک ساعت بیک محفلہ بکیر ہم	وگرگون می شود احوال عالم
----------------------------	--------------------------

شب کو وہ عشرت و دلکشا ئی اور ونکو بایں شوکت و فرمانروائی یہ کیا اسرار ہی علاوہ برین خواجہ غنیمت ناظر سے کیا ایسی خطا واقع ہوئی کہ اس وقت قتل کیا جاتا ہو اس اثنا میں آئینہ دار بری نے جو وکیل سلطنت تھی باواز بلند خواجہ غنیمت سے کہا ای خواجہ غنیمت تجھے غضب سلطانی کا کچھ خوف نہ آیا تو نے ایک مرد غیر جنس ناجرم کو خاص غلوت سرا شادی میں داخل کر دیا خواجہ غنیمت نے جواب دیا ای آئینہ دار بری بلاشبہ انتقام میں ایسے گناہ کے جو سرور و عین انصاف عدل ہو مگر میں عالم بے اختیار میں اس طرح کے جرم کا مرتکب ہوا اس آدم زاد ناشاد کے حال زار و نالہ و فریاد پر مجھے رحم المیہ آیا کہ مجھے کچھ خوف غضب سلطانی کا نہ ہوا سو اسکے اور موجودات میں میں نے

بادشاہ کے سر کی قسم بھی کھائی تھی کہ ہر کیفیت میں تیری روئے حاجت و مقاصد ولی میں کوشش کرونگا ورنہ مجھ ملازم کی کیا قدرت و مجال تھی جو کسی غیر کو خلوت خاص میں داخل کرتا اب بادشاہ کو میرے نیک و بد کا اختیار ہو خواہ جان بخشی کرے خواہ سزا دے آئینہ دار پری نے کہا یہ غدر تیرا قابل سماعت نہیں لاریب تجھے سزا اعمال و بجائگی تا اور کوئی شخص اس طرح کی دلیری و حرکت گستاخانہ کا مرتکب نہ ہو خواجہ عنبر ناظر بولا خیر جو اسے بادشاہ کی ہوسصر عہ سر تسلیم خم ہو جو مزاج یار میں آئے ۔

آئینہ دار پری نے جلا کو حکم دیا کہ جلد خواجہ عنبر کا سرتن سے جدا کر شاہزادہ نے فرمایا افسوس یہ ناظر بیچارہ بے گناہ محض میری وجہ سے قتل ہوتا ہو ہر حال کلمہ حق اس مظلوم کے واسطے کہنا مناسب ہو شاید تیری سفارش سے جان اسکی بچ جائے

آخر الامر شاہزادہ فوراً معرکہ میں پہونچا اور ملکہ نو بہار سے فرمایا اے بادشاہ نا انصاف و سفاک تجھے ایک بیگناہ کے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا اگر اس ناظر کے عوض مجھے قتل کا حکم دے تو بدل منظور ہو تا تیرے غم مفارقت اور ہر روز کے جفا و ظلم سے نجات پاؤں ملکہ نو بہار گلشن افرور شاہزادہ کی طرف مطلق مخاطب ہوئی اور حکم شدید جلا کو دیا کہ جلد خواجہ عنبر ناظر کو قتل کر جلا دے حکم عالم تیغ بیدار بنے علم کی کہ یکا یک ایک ہاتھ غیب سے پیدا ہوا اور ایک طمانچہ جلا کو اس زور سے مارا کہ جلا زمین پر گر پڑا اور خواجہ عنبر کو وہی پنجہ لیک غائب ہو گیا بھرو غائب ہونے خواجہ عنبر کے ملکہ نے پر زرادان تیز پر کو حکم دیا جلد جاؤ اور اس حال کو تحقیق کر کے ہمیں خبر دو کہ خواجہ عنبر ناظر کو کون لیک گیا اور جو لیک گیا ہو اسے بھی کہاں ذلت و خواری ہمارے پاس حاضر کرو تاکہ وہ بھی خواجہ عنبر کے ساتھ سزا اعمال کو اپنی پہونچے پر زرادان نے حسب الحکم پرواز کیا بعد ایک لمحہ کے شل سید کا پستی ہوئی حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اے ملکہ کافان جب ہم قریب خواجہ عنبر کے پہونچے ایسی ایک آواز خوفناک و جگر ٹگاف آئی کہ ہمارے پرواز میں مطلق طاقت پرواز نہ رہی سب قوت زائل ہو گئی اور قریب تھا کہ دم نکھلے اور وہیں ہم تھم گئے لیکن تیا ساطع ہوتا ہو کہ وہ دست کسی اہل اجرام کا تھا جو خواجہ عنبر ناظر کو لے گیا ملکہ نو بہار گلشن افرور نے نا دورہ رازدار سے فرمایا کہ تم تو بیان کر دے کیا جھسک رہی نا دورہ رازدار نے عرض کی قربانت شوم سوا حلیم صاحب کے اور کوئی کیا قدرت رکھتا ہو کہ جو خواجہ عنبر ناظر کو اس طرح لیجانا کو اسطے کر کل اجرامی انکے فرمان بردار میں ملکہ نو بہار گلشن افرور تخت منگا کے سوار ہوئی اور روانہ ہوئی

بعد ملکہ کے تشریف لیجانے کے کوئی ذی حیات بجز شاہزادہ عالی درجات کے عبادت خانہ میں باقی نہ رہا شاہزادہ پہلے اپنی تنہائی و بکی پر رویا اور بعدہ سیچون میں مشغول ہوا اور تمام مکان عبادت خانہ کے ملاحظہ فرمائے جب وہ دن گزر گیا شام ہوئی کچھ سیوہ باغ کا کھایا اور بعد ان فراغ نافذ و فریضہ ایک مکان میں جا کر سو رہا مگر پک سے پکٹ لگی کیونکہ ہتھار پر نہایت سختی سے گزرتی ہو علی الخصوص شاہزادہ کو یہ ہجار عشق ہو ہر بار یہ ریاچی درد زبان تھی ریاچی

دے شہ وصل باچان نوش بھی | اشب شب بچہ باچین لب لب | فریاد کہ مستوفی دیوان قصب | آتر ایشی نو سیدارین رایشی

آخر صبح کو شاہزادہ کے دل میں یہ آیا کہ اپنے کو دریا میں غرق کر دیجیے یہ سوچے اس بدر رو کے قریب آیا کہ اب کون

روز روز کے صدمے اور رنج مفارقت اٹھائے کیسا طاعن بد ہو کر اٹھتا کہ کسی طرف کوئی تدبیر نہیں بنتی پس اب یہی اور خوب ہو کہ جانوران و ریائی کا زرق ہو جائوں اس سے پردہ رہ جائیگا اور اگر شاید نقصان آئی اور زندہ رہا تو جان آب و دانہ یہاں لگا جا ہو پھونکا جب بررو کے اوپر پہونچا دیکھا کہ ایک کالا ناگ نہایت لمبیل بیٹھا ہو شاہزادہ دیکھ کے خوش ہوا اور کہا معلوم ہوتا ہو کہ چندے اور بیان رہنا ہو گا لیکن اگر قول حکماء راست گو کا درست ہو تو بلاشبہ دشتک سال معشوق میسر ہو گا و گرنہ در صورت دیگر طرح سے ہو یہ حیات مستعار چند روز مصیبت و تکلیف ہی میں گذر جائیگی یہ سوچ کر دل کو تسکین دی اور یہ اشعار پڑھتے

ہکتا ہو کہاں اقلیم ایمان کی میر جہی	دل عارف تو کہیں ہو سوید اشک سودا	اوشاں پر شرف کھتی ہو کلی ہم فقیروں کی
نظر میں اپنے فرش بویا سلطان کی مندر	حقیقت میں میرا ہیں یک ہین یاد خدا جا	حرم خوشی کا درج کلیسا اپنا معبد ہو
کناریار کی حسرت میں اپنی جان جاتی ہو	ہی دو ایک نین میں اور آغوش و قدیر	

وارد ہونا شاہزادہ کا قصر اسرار اور مقام میں مرغ اسرار کے جسکو بہشت برین بھی کہتے ہیں اور ملاقات کرنا نادرہ راز دار سے

رادی شیرین زبان اس داستان سحر بیان کو اس طرح بیان کرتا ہو کہ ساتویں روز شاہزادہ بالا حسانہ پر ملکہ ٹوپہ مار گلشن افروز کے قصور میں کھڑا سیر دریا کر رہا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ اس عبادت خانہ میں ملک سے ملاقات ہوئی اور رات بھر ایک ہی جگہ کلمہ و کلام میں گذری لیکن طبیعت اس نا انصاف و سفاک عالم کی سی طرح صاف نہوئی اور اب بیان سے کوئی شکل خلاصی کی بھی نظر نہیں آتی دیکھتے قید غم سے کب خدا مجھ کو آزاد کرتا ہو اور نہ کوئی صورت وصل معشوقہ سے کامیاب ہونے کی نظر آتی ہو اس اثنا میں دفعتاً جو شاہزادہ کی نظر بلند ہو گئی ایک کاغذ چمیدہ خود بخود دامن میں شاہزادہ کے آگیا شاہزادہ نے جوہ کاغذ ملا خطہ فرمایا تو اس میں بخط سنہریہ عبارت لکھی تھی کہ اسی شاہزادہ ہذا خیر الدین ہے

آزردہ مہاش کا سحر کار	گرد و ہوا سپر رخ و دار
کیون ای نو نہال چمن شوکت و اقبال اس قدر مصیبت میں تم بکھر گئے پیت	
مشکلے نیست کہ آسان نشود	مرد با ید کہ ہر آسان نشود

اس عبادت خانہ میں ایک مکان عالیشان شرق رویہ جو اس مکان میں ایک پتھر سنہریہ دور ہو کل تم روزہ رکھتا اور وقت شب با وضو اس دائرہ سنگ سنہرے اوپر بیٹھ کے یہ اسم اس تعداد سے پڑھتا جب اس اسم سے فارغ ہو گے ایک جانور بہت بڑا زبردست ہتھارے پاس آئیگا اور زبان فصیح کیگا کہ میری پشت پر سوار ہوتا کہ تمہیں منزل مقصود کو پہونچا دوں

پس قتل و خوف و خطر اس بانور کی نسبت پر سوار ہو لینا وہ تھیں قصر میں نا درہ راز دار کے پہونچا دیگا کہ وہ مقام اسرار
بھی مشہور ہو وہاں تین روز بجا فیت تمام سہرا وقت کرنا چوتھے روز نا درہ راز دار سے ملاقات ہوگی بعد ازاں
جو نا درہ راز دار کے عمل میں لانا و اسلام قصہ کو تاہ شاہزادہ موافق ہدایت کا فذ پشت پر مرغ اخضر کے
سوار ہوا مرغ اخضر اوج ہوا پر ایسا بلند ہوا کہ تمام جہان مثل ایک بیضہ مرغ کے معلوم ہوتا تھا بعد اسکے اُسے
شاہزادہ کو ایک مکان عالیشان خشت نشان میں پہونچا دیا اور خود راہی ہو گیا شاہزادہ نے وہ مکان اس مکان کا
دیکھا کہ جیسے درو دیوار زمر و سبز ایک ڈال کے تھے اور حوض سنگ مرمر کا اور تیاری باغ کی بھی اس طرح قیاس کرنا چاہیے
پس مختصر یہ ہو کہ جینہ نمونہ فردوس برین کا تھا جب شاہزادہ صحن مکان میں پہونچا ایک درخت اس قدر تنہا و بلند و بکھا
کہ جیسے دور میں سو گز ریمان بھی کافی نہوا اور شاخوں کی بلندی کا کیا ذکر ہو قیاس بشر سے باہر تھا بلکہ شاہزادہ کو
گمان ہوا کہ طلسم کرہ خاک سے تا طلسم ملک زحل اسی درخت کی شاخیں ہر طلسم میں دیکھی تھیں حق یہ ہو کہ فردوس برین اگر
طلسم ہو تو یہ درخت طوبی ہو اور برگ درخت مثل زمر و کے آب و تاب میں چمک رہے تھے شاہزادہ مکان کے تکلفات سے
و تہیزی تھا مگر درخت کو دیکھ کے محو حیرت ہو گیا اور نیم باغ نے جگر کو ایسی فرحت بخشی کہ دماغ معطر اور دل نشاط ہوا اور
جب شاہزادہ اندر مکان کے تشریف لایا دیکھا کہ تمام مکان میں محل کاشانی کا فرش ہو اور طاقون میں انواع اقسام کا عمار
اور مرہبہ چار یوں میں اور ڈالیاں میوہاے خشک و تر کی جا بجا جھنپی ہوئی ہیں مینر و سنگل و کوچ و چھپر کھٹ قرینے سے لگے
ہوئے ہیں شاہزادہ سیر کرتا ہوا صحن باغ میں آیا وہاں یہ قدرت خدا نظر آئی کہ کین حوض مرچہ تھے اور انہیں فوارہ ہاے
یا قوت و الماسی زبرجد نگار چل رہے تھے اور زیادہ تر تکلف یہ تھا کہ فوارہ یا قوتی سے سسج پانی اور فوارہ الماسی سے سفید اور
فوارہ زبرجدی سے پانی و حنائی اس طرح ہر ایک فوارہ سے ہر ایک رنگ کا پانی جاری تھا شاہزادہ نے ہر فوارہ کا پانی
چکھا و اکتہ سے معلوم ہوا کہ کسی فوارہ میں شراب ناب دو آتشہ اور کسی فوارہ میں بید مشک اور کسی فوارہ میں شیر و غسل
بھرا ہوا دل میں کہا سبحان اللہ خداوند کار ساز نے اپنے بندوں کو کیا کیا عقل و فراست عنایت فرمائی ہو اور کسی کیسی
قدرت و دستگاہ عطا فرمائی ہو کہ جنھوں نے بزر و علم و فن و ہشت برین کو پردہ دنیا پر بنا دیا اور اصل و نقل کو ایک کر دیا میں بھی
ایک مدت سے نا درہ راز دار اور قصر اسرار کے دیکھنے کا مشاق تھا الحمد للہ کہ آج بخوبی تمام سیر اس قمر کی ممیسر ہوئی
شاہزادہ نے دیکھا تو جانور نمک و خوش لہان و بلبان نغمہ سنج ہر شاخ درخت پر چھپ کر رہے ہیں اور اکثر جانور
مشابہ ان درختوں کے جانوروں سے جو کہ شکوے حیرت میں دیکھے تھے اور وہ درخت پر چھپ کر رہے تھے اور رات کو بھوت
انسانی ہو جاتے تھے شاہزادہ نے جو انکی زمر سے پردازی لغو سنی تو معلوم ہوا کہ سب جانور زبان عربی و فارسی و ترکی و
ہندی ذکر الہی کر رہے تھے شاہزادہ کو اور زیادہ حیرت ہوئی اور سایہ درختوں میں آیا کہ وہاں سے ان جانوروں کی
آواز سننے جب شاہزادہ قریب پہونچا تو جانوروں نے وہ ذکر تو چھوڑ دیا اور زبان فصیح بالاتفاق کہا السلام علیکم

یا ایہا السلطان ابن السلطان ہلاکو سلام و مرحبا و غیر مقدم خیر الینا کیف الحال و رجال الوصال ایہا السلطان المکرم اقر من کتاب اللہ سلام علیکم طبعتم اذا دخلتم بیوتنا فسلموا علی انفسکم تحیتہ من عند اللہ مبارکۃ طیبہ شاہزادہ اُن جانوروں کی گویائی سے نہایت حیران ہوا اور کہتا تھا کہ عجیب عجیب نادرات و طرح طرح کے واقعات تازہ نظر سے گزرتے ہیں پھر وہ جانور بعد اس عبارت کے اسی طرح حد الہی میں مشغول ہو گئے شاہزادہ نے اُن جانوران فصیح البیان سے فرمایا ای مرغانِ راز و راز میں کسے یہ سوال کرنا ہوں کہ مکدر خاطر میری محنت کا کب دفع ہو جائیگا اُن جانوروں نے کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ وہاں سے دوسرے نکتہ کے نیچے تشریف لایا اور اُن جانوروں سے بھی وہی سوال کیا انہوں نے بھی بجز مبارکباد اور ذکر الہی کے کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ نے فرمایا کیا تماشے کی بات ہے کہ تمام جانور میرے آنے کی مبارکباد دیتے ہیں اور سوال کا جواب نہیں دیتے آخر الامتین روزِ سیر و تماشا میں اُس قصرِ بہشت آمین کے گزرتے چوتھے روز دیکھا کہ تمام آسمان کثرتِ بریزادانِ زرین کمر صحن نگار سے بھر گیا اور سواریِ نادارہ رازدار کی قصرِ سرار میں داخل ہوئی شاہزادہ ایک عالمِ خوبت میں واسطے استقبالِ نادارہ رازدار کے گیا اور اور فرمایا ای نادارہ رازدار با نوقم غور کرو کہ میں کس مشقت و تلاش سے تمہارے قصر تک پہنچا ہوں نادارہ رازدار نے نہایت ادب سے حجر کیا بعد اسکے دست بستہ عرض کی ا بیات

بروہ غیب سے مطلب نکل آیا صد شکر	نخل امید نثر شاخ میں لایا صد شکر	دست نقاش ازل ہی نے کیا دور حجاب
	چہرہ شاہد مقصود کھا یا صد شکر	

مولانا غالب فرماتے ہیں یہ

زن سر رہ کر سر آن ہر تاشا گذرند	شور خیز و کفران آمد و ہمان آمد	ناگمان چون تو بدین حسن خدا داد آئے
	ہمہ گویند کہ شاہ آمد و سلطان آمد	

ای شہر یارِ مکرم حضور کو یاد ہو گا کہ قد و یہ نے مکانِ عبادت میں ملکہ کی طرف سے خدمتِ عالی میں عرض کیا تھا اور

اب بھی گزارش کرتی ہوں ا بیات

ہر کارِ تالابِ بادی ایم	بہر چیز فرمان کنی راضی ایم	شنیدیم گر گشتہ خواہیم شد	دگر فتح با شہرِ یاعاری ایم
	رداقِ منظرِ چشم من گنایا بہشت	کرم ناد فرود آکر غارِ مخافت	

اب حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ اس مکانِ حیرت نشان میں کس طرح تشریف لائے شاہزادہ نے تمام کیفیت بیان کی بعد ازاں وہ رقعہِ نادارہ رازدار کو معائنہ کرایا نادارہ راز نے جو رقعہ دیکھا کہانیِ الواقع مصرعہ بنے زینتِ بامِ ندیدست تھکیں ہر جھکو یہ یقین تھا کہ حضور ضرور اس کا شائد ویرانہ کو اپنے نورِ جمال سے منور فرمائیں گے اب فرمائیے کہ حضور کا کیا قصد ہے

جزوِ زمانِ ارمطاب مشقون کا کچھ نہیں	اسکی حسرت کے سودا میں تہا کچھ نہیں	گل بستہ ہیں بوستانِ ریخ بلبلِ کنان	بے گل رکھنم نکا تاشا کچھ نہیں
-------------------------------------	------------------------------------	------------------------------------	-------------------------------

نادرہ راز دار نے عرض کی حضور خاطر مبارک جمع فرمائیں مجھے جبکہ آپ کے مقدمہ میں کوکشتش دسی ہو سکے گی دریغ نہ کرونگی آئندہ جو خدا چاہیگا وہ ہوگا۔

نادرہ زبرد و عدہ ہر کار کہ ہست | سودے نکند یارے ہر یار کہ ہست

شاہزادہ نے فرمایا اے نادرہ راز دار تم سچ کہتی ہو کہ بغیر وقت کوئی کام نہیں نکلتا میں بھی ایسا تنگ آگیا ہوں کہ میری بھی اب یہی دعا ہو۔

یار بے ل محزون کا یہ ارمان نکلیجائے | سر زانو پر اس بست کے ہوا و جان نکلیجائے

اور بیان کا یہ قصہ و افسانہ تو یہیں لگیا بقول اس بانی کے

تا چند بہن تغیر حالات شود | تاکہ دل من حریف آفات شود

تا وقت رسد وقت شود تنگ بہن | شاید کہ بغیر دوس ملاقات شود

نادرہ راز دار نے کہا جہاں یار سے ملاقات ہو وہی فردوس علی ہو پھر شاہزادہ نے کیفیت اس درخت اور جاناں باغ کی پوچھی نادرہ راز دار نے کہا اس درخت کا نام شجرہ طیبہ ہو اور اسی جا پر مرغ اسرار نزول اجلال کرتا ہو اور جانور سب اسی صفت پر موصوف ہیں شاہزادہ نے فرمایا اے نادرہ راز دار میں مدت سے مرغ اسرار اور قصر اسرار کا مشتاق تھا شکر اس خدا کا کہ جس نے اتنی مدت کے بعد یہ امر و پوری کی کیونکہ میں نے بالافتقار اہل طلم سے سنا ہو کہ مرغ اسرار کے چہرہ پر کسی کی نظر نہیں پڑتی آیا یہ امر سچ ہو دوسرے مل عقدا ت طلسمات کل مرغ اسرار کی ذات پر موقوف ہیں حیرت کی بات یہ ہو کہ ہر روز ہر منزل طلسم میں شام کو نہر سے ایک موج مثل سوند کے گنبد کی شکل نظر آتی تھی اور ایک ستارہ روشن اوج ہوا سے اس موج میں داخل ہو جاتا تھا اور جب میں نے پوچھا تو اہل طلم نے بیان کیا کہ یہ مرغ اسرار ہر گھر چند میں سے غور کیا لیکن اسکی چمک اور تڑپ ایسی تھی کہ مجھ کو سوائے روشنی کے اور کچھ دریافت نہوا نادرہ راز دار نے کہا ہر ایک اکھ ہر ایک جگہ کیواسطے مخصوص ہو اب جو حضور قصر اسرار میں تشریف لائیں تو کوئی مشکل بافضال انہر و منان ایسی نہیں ہو کہ جو حل نہو جائے ہر چند کہ اس عالم میں بھی مرغ اسرار کے مرئی و مددگار ہونے میں شبہ نہیں لیکن حکماء طریقت نے حل مقدمات طلسمی فقط اسی امر پر موقوف رکھا ہو کہ میرے عزیز خانہ میں جب حضور بدولت و اقبال تشریف فرما ہوں تو میں آپکے عقدے مرغ اسرار کے ذریعہ سے مل کر دن شاہزادہ نے پوچھا مرغ اسرار تمہارے یہاں کس وقت نازل ہوتا ہو نادرہ راز دار نے کمالات روز و نزل مرغ اسرار میں باقی ہیں اور اب یہ فرمائیے کہ وہ نہر حسین مرغ اسرار غوطہ مارتا تھا آپکے نزدیک اسکا یہاں سے کھد فاصلہ ہوگا شاہزادہ نے فرمایا مشکوکے حیرت بیان سے چہ سینے کی راہ ہو نادرہ راز دار خوب ہنسی اور کہا اگر حضور ارشاد فرمائیں تو میں ایک لمحہ میں مشکوکے حیرت کا آپ کو سیر و تماشا دکھلاؤں شاہزادہ نے فرمایا استغفر اللہ آپ معاف رکھیے کیونکہ مجھے کوہ و دشت میں سرگردان پھراؤنگی

میں باز آیا ایسے تماشے سے میں جہاں ہوں وہیں غنیمت ہوں جبکہ فرصت ہو اُسے غنیمت جانتا ہوں ناوہ رازدار
 نے کہا اے شہر یار تجھے ایک دعا ایسی یاد ہو کہ چند قدم میں گویا وہیں تھے شاہزادہ نے فرمایا اے ناوہ رازدار شاید
 اہل طلسم موجود حقیقی کو شاہ جادو ان کہتے ہیں جو کہ بادشاہ لایزال ہو ناوہ رازدار نے کہا حضور درست فرماتے ہیں
 یہی بات ہے قصہ مختصر وہ روز و شب عیش و نشاط میں کٹی ناوہ رازدار نے عرض کی اب حضور مشکوے حیرت
 میں تشریف لیجلیں اور وہاں کا بھر تماشہ ملاحظہ فرمائیں شاہزادہ نے فرمایا کہ اے ناوہ رازدار میں فقط
 ملکہ نو بہار گلشنِ افروز کا شائق ہوں ناوہ رازدار نے کہا یہ آرزو بھی انشاء اللہ نکالے عنقریب
 برآئی جاتی ہو اب کچھ عرصہ باقی نہیں ہے شاہزادہ ناوہ رازدار کے ہمراہ کچھ بوری ہوا ناوہ رازدار نے
 تمام مکانات قصرِ اختر کی شاہزادہ کو سیر مفصل کرائی بعد ازاں ایک ایسی جالائی کہ جہاں ایک زینہ
 نہ خانہ کا باقی تھا شاہزادہ اس زینہ سے تہ خانہ میں گیا ناوہ رازدار وہاں سے ایک دروازہ کھول کر
 باہر نکلی شاہزادہ عقب میں ناوہ کے باہر آیا دیکھا تو مکان مشکوے حیرت میں موجود ہوں کمال حیرت
 ہوئی اور دیکھا تمام منازل طلسم نظر آ رہے ہیں لیکن یہ مکان بھی نظر سے نہ گذرا تھا آخر ناوہ رازدار سے
 پوچھا کہ اس مکان کو میں نے مشکوے حیرت میں نہیں دیکھا ناوہ رازدار نے کہانی الواقع قصرِ جہانم
 حضور نے ملاحظہ نہیں فرمایا شاہزادہ کو اور حیرت ہوئی اور فرمایا اے ناوہ رازدار اب ہم سمجھ گئے یہ غلط
 انسان کو ناحق بہکا تی ہے تاکہ سرگردان ہوں انھوں نے بھی مجھے ایسا راستہ نزدیک کا نہ بتایا اور مجھ کو
 ناحق تمام جہاں میں حیران پریشان پھر آیا ناوہ رازدار نے کہا اگر سرگشتہ نہوتے تو یہ تماشے عجائبات کیونکر
 نظر آتے اور جن جن لوگوں کو آپ کی ذات سے نفع پہونچا ہو وہ محروم رہ جاتے شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ اور
 طرف بات ہو کہ اور دن کو مجھ سے نفع پہونچے اور میں اپنے مطلب کا محتاج رہوں ناوہ رازدار نے کہا
 کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ قافلہ سالار کے بعد منزل پر پہونچتا ہے شاہزادہ نے فرمایا کاش میں بھی من قبیل کمترین
 ہوتا تو جلد منزل مقصود پر پہونچتا الغرض جب ناوہ رازدار دریا کے کنارہ آئی ایکبارگی دروازے سے
 مکانوں کے از خود کھل گئے اور جو جانور کہ درخت پر بیٹھے تھے آپس میں چہچہہ کرنے لگے بعد ایک ساعت کے
 خورشیدِ حسین اور گلِ خُساں سیری وغیرہ نازنین اور ملکہ طلسم زحل طرح طرح کی پوشاکیں بنسین مکانوں
 سے باہر نکل گئے شاہزادہ عالیجاہ کی قدم بوس ہوئیں بعد ازاں انھوں نے کنارہ پر نہر کے فرشِ مہتاب
 بچھایا اور مجلسِ عشرت گرم کی شاہزادہ نے محلات میں سے مشکوے حیرت کے کنارہ محل اس ترکیب کے
 دیکھے تھے کہ ہر بار ایک دروازہ سے دوسرے محل میں داخل ہوتا تھا مگر طلسم فلک البروج میں چشمہ کی راہ
 سے موافق ہدایت آؤر کیوان کے پہونچا تھا طلسم فلک اعظم میں منبر کے زینہ سے موافق نصیحت نوران و غلط

کے داخل ہوا تھا لیکن کیفیت سے نازینان قصر یازدہم کے باہر سبب واقف ہوئے کہ انکو منازل قبر میں رنج کرسی نشین کی معرفت شہر کرسی کے اندر دیکھا تھا اور نام اُنکے مطابق تھے لیکن سرطین و طین جسکو ہندی میں اسونی بھرنی بختہ کہتے ہیں تا آخر زینہ تیرھویں قصر کے نازنینوں کو آج ملاحظہ فرمایا کہ تمام اطلس پوش خچین اور زبور و جواہر میں بھی اُنکے نازنینان سابق کے نسبت تکلف ظاہری زیادہ پایا جاتا تھا اور سردار انکی نائسہ خاتون تھی جب نائسہ خاتون واسطے ملازمت شاہزادہ کے حاضر ہوئی شاہزادہ نے پوچھا ای نادرہ راز دار بخلات اور نازنینوں کے نائسہ خاتون کے نام عجائب سنتے ہیں آئے ماحرہ راز دار نے عرض کیا ای شہر یار عالی وقار نام اس پر نادرہ کا دراصل حسن افروز ہو اور نائسہ خاتون نام خطابی ہو کہ اس کینتر کی نان نے دیا تھا اور طلسم ملک اعظم کے چار منازل انقدر ہیں اول مقام حیرت و مثال کہ یہ دونوں میری نان سے متعلق ہو دوم قصر تیرھواں مشکوے حیرت کا جو شہر آئینہ داران سے مشہور ہے سوم مقام تخیل اور شہر حشمت نگار جہان عبادتخانہ منزل جاودان شاہ ہو چہا رہم قصر اسرار جسکو بہشت طلسم اور محل نزول مرخ اسرار بھی کہتے ہیں یہ قصر میری ذات خاص سے متعلق ہو اور میں نے اپنی طرف سے عالم افروز پری کو مشکوے حیرت میں نائب کر دیا ہو پھر نادرہ راز دار نے عالم افروز کو بھی شاہزادہ کی ملازمت سے سرفراز کر دیا اور کہا کہ قصر چودھواں اسی عالم افروز کا مکان ہو اور یہ قصر قصر اسرار کے تعلقات میں ہو لیکن جو راہ باطن میں ہو وہ براہ ظاہر نہیں بقول شخصے کہ

پاے استدلالیان جو ہیں بود | پاے جو ہیں سخت بے تکلیف بود

شاہزادہ کو خوش بیانی نادرہ راز دار کی بہ لطافت نہایت پسند آئی اور فرمایا کہ دیکھیے خداوند کریم مجھے کب راہ باطن سے آگاہ فرماتا ہو قصہ کوتاہ شاہزادہ کو تمام روز کنارہ نہر کے اسی تخیل و مثال و گفت و شنید میں گزارا کہ وقت عصر آیا شاہزادہ کو مرخ اسرار کا انتظار تھا جب وہ ستارہ نہ دیکھا نادرہ راز دار سے پوچھا ای خاتون آج بخلات ان ایام کے مرخ اسرار نے نہر میں غوطہ نہیں کھا یا نادرہ راز دار نے کہا ای شہر یار مرخ اسرار کا قاعدہ یہ نہیں کہ ہر روز نہر میں داخل ہو جب کوئی نہان تازہ مشکوے حیرت میں داخل ہوتا ہو اسوقت نزول مرخ اسرار بھی ہوتا ہو شاہزادہ نے اُنکا سبب پوچھا نادرہ راز دار نے کہا اسکی وجہ سے حکیم کے سوا اور کوئی واقف نہیں ہو اس اثنا میں شام ہو گئی نادرہ راز دار نے حکم دیا کہ نہر پر روشنی چراغان ہوا ورنہ ناخ و غیرہ کو تاکید کی کہ جلد محفل نشاط برپا کی جائے غرض شاہزادہ نے ساری رات روشنی کی کیفیت کو ملاحظہ فرمایا اور گانا وغیرہ سنا بعد اسکے آرام منہ ہایا نادرہ راز دار بھی ایک مکان میں جا کر سو رہی پانچ روز تک یہی جلسہ رہا ایک روز شاہزادہ نے نادرہ راز دار سے پوچھا کہ مرخ اسرار کس جنس سے ہو اور کیا شے ہو نادرہ راز دار نے کہا آپ ایسا سوال سخت فرماتے ہیں کہ حسین نام ارکان طلسم عاجز ہیں جواب نہیں دے سکتے ورنہ خالیکہ ہکو حالات روزمرہ مرخ اسرار سے اطلاع نہیں ہو پھر ہم

سکی خلقت و ماہیت سے کب آگاہ ہو سکتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ تھو خود مرغ اسرار سے کیوں نہ دریافت کیا
 ناورہ راز دار نے کہا میری کیا مجال و قدرت جو میں کوئی کلمہ خلافت تہذیب مرغ اسرار کے سامنے کہ سکون یا بجز ضروریات
 طلسمی کے اور کلام زبان سے نکال سکوں کہ وہ گستاخی میں شمار کیا جائے شاہزادہ نے فرمایا جب تم اس قدر ذلتی ہو تو
 پھر میرے سوالوں کا جواب کس طرح پوچھو گی سوا اسکے جو شکر کہ تجھے ہنوا در نظر بھی نہیں آئے اس سے عقدے کیونکر حل
 ہو سکتے ہیں ناورہ راز دار نے کہا آپ کو جن سوالات کے جوابات منظور ہوں مجھے فرمائیے میں کیا سے خود سوال جواب
 انکا حاصل کر لوں گی کہ مرغ اسرار بذات خود آپ سے ہمکلام نہیں ہو گا مگر آپ در سے اسکا نزدیک حال ملاحظہ فرمائیے گا
 لیکن درخت کے پاس تشریف لائیے گا ورنہ آپ کے سایہ سے وہ غصت ہو جائیگا اور تمام مطالب رہ جائیگے پھر مجھے آپ
 الزام دینگے آمینہ آکھو اختیار ہو میں نے آگاہ کر دیا شاہزادہ نے چار روز میں حسب رامت بعد از قیاس و عقل
 طلسمات میں دیکھے تھے وہ سب ناورہ راز دار سے کہہ دیئے ناورہ راز دار نے بھی وہ سب محفوظ کر لیے جب رز جمہ
 آیا شاہزادہ سے کہا میں پھر عرض کیے دیتی ہوں کہ آج رات مرغ اسرار شجرہ طیبہ پر ضرور نزول فرمائے گا آپ
 کنارہ حوض سے اسکو ملاحظہ فرمائیے گا اور خبر دار درخت کے قریب نہ تشریف لائیے گا ورنہ اکثر مطالب فوت ہو جائیگے
 شاہزادہ نے فرمایا بہتر اس عرصہ میں شاہین زرین متعارف آئیے میں داخل ہوا یعنی غروب آفتاب ہوا اور
 ستر طائر قمر مرزہ فلک میں واسطے دانہ خوری کے ظاہر ہوا شاہزادہ نے جلد ناز مغربین سے فراغت حاصل کی ابھی
 سجدہ شکر ادا ہوا تھا کہ ایک روشنی مثل ستارہ زہرہ کے آسمان کی طرف سے شجرہ طیبہ پر نازل ہوئی کہ تمام باغ
 مکان روشن و منور ہو گیا ناورہ راز دار نے پہلے ہی زیر درخت فرش وغیرہ کا سامان کر رکھا تھا اور بخورات عود و عنبر
 و اگر طلائی و نقرئی انگلیٹھیوں میں روشن تھا اور خوشبو میں ہر طرح کی موجود تھیں شاہزادہ بھی حوض پر تشریف لا کے
 خاموش بیٹھ گیا جب عکس اس شجرہ طیبہ کا پانی پر پڑا شاہزادہ نے بنظر غور حوض میں دیکھا تو ایک شعلہ نور کہ کسی جا
 اسکو قرار نہیں ہو ہر شاخ پر پھرتا معلوم ہوا اس عرصہ میں ناورہ راز دار بآداب تمام صفت و ثنا کرتی ہوئی دست بستہ
 درخت کے نیچے مرغ اسرار کی خدمت میں گئی اور عرض کیا اے شاہ القیادار پر ہرگز گاروی مرغ اسرار حسب اتفاق
 ایک شاہزادہ عالی وقار جہاں اس مکان عالی شان غرائب نشان میں وارد ہوا ہو اور حسب الحکم حضور فیض مخجور
 کے واجب التعلیم و تکریم ہو اُسے چند سوال کیے ہیں اس سبب سے فدویہ تقدیر یہ وہ حضور ہوئی ہو کہ ہر چند
 تصنیع اوقات شریف ہوئی لیکن جوابات سوالات جہاں ضرور ہیں درخت کے اوپر سے آواز آئی کہ اے ناورہ راز دار
 بیان کر کہ وہ کیا سوال ہیں ناورہ راز دار حسب جائزت قریب گئی اور وہ شعلہ بھی از خود نزدیک آیا یہاں
 شاہزادہ نے جبوقت اس مرغ اسرار کی آواز سنی کچھ کان آٹنا معلوم ہوئے نہایت متحیر ہوئے کہ درخت کی طرف دیکھا
 اور کبھی بحیرت حوض کے پانی میں نظر کی بیان ناورہ راز دار تھوڑی دیر تک مرغ اسرار سے سوال و جواب میں

سرگرم رہی ہر چند کہ شاہزادہ کان اس طرف لگائے رہا لیکن مطلق پھر آواز ہم کلامی نادرہ رازدار و مرغ اسرار
کان میں نہ آئی آخر اضطراباً نہ نادرہ رازدار سے پوشیدہ قریب درخت کے پہونچا کہ اب چند قدم سائیرہ کیا تھا نا
آواز آئی کہ اوناورہ رازدار وہ همان عالیشان مقام را سائید و درخت کے قریب پہونچا آخر صد
نہو سکا کہ انتظار کرتا یہ کلمہ کہا اور وہ نور شعلہ طور و درخت پر سے پرواز کر گیا نادرہ رازدار
شاہزادہ کو کمال ملامت کی اور کہا افسوس تھے سوالات کا اپنے بھی جواب حاصل نہ کرنے و
ایسے مضطرب و بدحواس ہو گئے لیکن شاہزادہ نے بغور سنا تو وہ آواز حکیم قسطاس الحکمت
کی معلوم ہوئی شاہزادہ نے نادرہ رازدار سے بیان کیا نادرہ رازدار نے کہا درست ہی مرغ اسرار اور حکیم صاحب
کی آواز میں سرمو فرق نہیں ہے جب نادرہ رازدار اور شاہزادہ عالی تبار مکان خلوت میں گئے شاہزادہ نے
ای خواہر اب بیان کر دو کہ تھے میرے سوالوں کا مرغ اسرار سے کیا جواب حاصل کیا نادرہ رازدار نے کہا ابھی حصہ
خاصہ نوش فرمائیں بعد اسکے تا شادیکھیں گانائیں کل بشرط حیات آپ کے سوالوں کا جواب عرض کرونگی جب وہ راز
عیش و نشاط میں گذر گئی اور صبح امید نمایاں ہوئی شاہزادہ نے بعد فراغ فراہمن کے نادرہ رازدار سے فرما
درجہ ای طوطی شکرتن

قل فقد اذہب یعنی قلب بخزن	الا ای طوطی گویاے اسرار	مبادا خالیت شکر ز منقہ
سرت بہر دولت خود تن و جاوید	اگر سازی مراد اقصا ز اسرار	

تا و دراز دار نے عرض کیا اب حضور سوال کریں میں انکا جواب دوں شاہزادہ نے فرمایا کہ ادل سوال میرا یہ آ

من نمیدانم کہ آخر چیست	روز تائب در تلاش کیستم	عالمی دیدم ازان عالم برون	ان زمین تا آسمان بستانوا
انچہ وصفش را شنیدم از کتاب	اکثرش دیدم چو روشن قباب	انچہ باشد بر فلک زیر فلک	از ثنا جز کو اکب یک بابا
جملہ را دیدم بحیث خود عیان	گرچہ بیشک بر زمین آدم کان	ز نگاہ دیدم ز نیرنگی بدر	گرچہ آن نیرنگ بودہ مرے
باز این نیرنگی دلداد چیست	دین تغافل با مجال زار چیست	از تومی پرسم سخن ای رازدار	بکہ واقف دیدست از چو
زانکہ شیر دایاش را خوردہ	سالما با ادب ہم برودہ	میکند آخر بو حکم کامیاب	یا دادم می پسندم و رغدا
ہجرا و خواہم اداون امان	میشود آخر بحالم مسربان	عمر بامن میکند چندان وفا	گر وصال یار یا ہم مدہ
یا بہ تیغ ہجر خواہم شدہ ہلاک	وز غم جانان بر آید جان پاک	چون تویی ای شاہ خوبان رازدار	کشتہ باشی واقف از انجا
آگہی چون یافتی از حال من	باز گوہار من ز استقبال من		

بیان کرنا نادرہ رازدار کا حقیقت طلسم کی شاہزادہ عالی جاہ کے رو برو اور واقف

ہونا شاہزادہ کا تمام حقایق طلسم سے

راویان شیرین زبان و مورخان سحر بیان اس داستان شوکت نشان کو صفحہ قر فاس پر یوں رقم کرتے ہیں کہ
پہلے شاہزادہ نے ماورہ رازدار سے یہ سوال کیا کہ مجھے اپنے حال میں کمال حیرت ہو رہی ہے

نہ ہندو نہ مسلمان نہ کافر نہ ہندو | بحیرہ رقم کہ سر انجام من جہ خواہد بود

میں اہل میں کون ہوں اور دن رات کسی تلاش و جستجو میں سرگردان ہوں اور اس سرگردانی و صحرانوردی میں ایسے
سوانح و عجائبات نظر سے گزرے کہ جس طرح کتب متقدمین میں حال زمین و آسمان اور عناصر و کواکب و افلاک کا
شرح سے لکھا ہو وہ بخشم خود ہمنے دیکھ لیا اگرچہ وہ جملہ معاملات نیزنگی ظلم میں داخل تھے لیکن میں آنکو واقعی و اصلی
جانتا تھا دوسرے با اہمہ خرابی و پریشانی ملک نو بہار گلشن افروز کی مجھ فراق کشیدہ سے بھی کبھی صفائی ہوئی یا
میں اسی رنج و غم میں مہر جاؤنگا اے خواہر عزیز تہنہ بھی ملک کی دایہ کا دودھ پیو ابتدا آجک اش مفرور جفا شہار
سے ایک لمحہ جدا نہیں ہو سکتی ضرور اُس کے خواص مزاج سے بھی بخوبی واقف ہوگی لہذا اب تم اس غفلت شہار کی طرف
سے میری خاطر جمع کر دو تاورہ رازدار نے کہا ایشہ پار والا تبار یہ مکان غرایب نشان عالم ظلم اور فن ظلم سے
بنا ہی یعنی حکماء پیشین نے اجزاء سماوی اجزاء زمینی کے ساتھ باعث سعید موافق حرکات کواکب کے اس طرح ترکیب دیے
ہیں کہ صورت ہمیشہ اور اشکال خیالیہ انواع انواع صورت سے ظلم میں ظاہر ہوتے ہیں بلکہ علم نجوم و علم ہندسہ و علم رمل و
علم حساب و علم سیما و ریما و علم جفر و غیرہ بدرجہ کمال اس ظلم غیب میں صرف ہوئے ہیں اسی واسطے نام اس ظلم کا
ظلم اجرام و احسام اور ظلمات اعمات و ابا اور ظلمات عناصر و افلاک قرار پایا اور حاکم بالاستقلال اس پردہ پر
کا حکم قسط اس اہلک بافرنگ ہی مگر موجودات و محسوسات عجائبات و قسم سے ہر اول صورت دہمیشہ و خیالیہ کہ ہندو
علم سیما و علم توسیع اخیال ظاہر ہوتے ہیں جنکو عوام میں نظر بند ہی مشہور کرتے ہیں اور بعض صورتیں اصلی ہیں جنکا وجود
غیر از ظلم بھی موجود رہتا ہے لیکن ترتیب دنیا اس طرح ظلم کا نہایت شکل و اشکل ہو اسوجہ سے کہ اول فرمان روائی
ہفت اقلیم حاصل کرے بعد ازاں ظلم کہ ان دونوں قسم کے موجودات کا جامع ہو وہ ترتیب دے بلکہ اقتدار سلطنت کے
سوا عالم و مائل عدم کا بھی ہونا ضرور ہو ورنہ ظلم کا ترتیب دنیا شکل ہی اور حسن عجائبات کا حضور نے تا شاہ دیکھا ہی ہو
وہ ایسا بے مثل و بے نظیر ہو کہ زمانہ اول سے تا انکدام کسی جن یا پری و بشر کی نظر سے نہیں گذرا حسین کرہ خاک سے
تا فلک الافلاک دونوں جہان کا نمونہ موجود ہو اب آپ اپنی محبوب ملک نو بہار گلشن افروز کا حال سنئے کہ وہ
سلطان شمسون بن سلطان قیصر نوس پر نیا دکی دختر بلند اختر ہو اور نواسی ہو سلطان بکتا نوس پر نیا دکی
لیکن تم جو اے امارہ خاتون سے ایسے خود رفتہ ہو گئے کہ اپنے آقا زاد انجام کا کچھ خیال نہ کر کے ملک صبح و لکشا
سے غفلت ملت ہو گئے یہ وجہ کشیدگی ملک کی ہے کہ وہ ملک بالہوس و چچہ ہر وگی کہتی ہو اور محبت و الفت کو بالائے طاق رکھا
حالانکہ ایک دوسرا امر بھی اُس کے تغیر مزاج و ناوار خاطر کا باعث ہوا جسکے روبرو قسم ملک صبح و لکشا کا محض بے مصل ہو

بلکہ برہی مزاج کو اسی امر سے سمجھنا چاہیے شاہزادہ نے پوچھا کہ کیا امر ہو ناورہ راز دار نے کہا جبکہ تم خود نہیں جانتے
میں کیوں بیان کروں کہ میرا بیان کرنا عبث ہی شاہزادہ نے فرمایا ای خواہر میں اپنے نزدیک ہی جانتا ہوں کہ امارہ خواہا
محمدا کے ہکانے سے میں ملکہ صبح دلکشا کی طرف ضرورتوجہ ہوا تھا ورنہ اور کوئی گناہ مجھ سے نہیں سرزد ہوتا مگر راز دار
نے کہا ہاں آپ نہایت چالاک و ہوشیار معلوم ہوتے ہیں اور میرے کتب علمیہ بھی نظر اقدس سے گذری ہیں یہ امر غو
طلب ہو کہ جہاں طانی شاہ و راسب شاہ سلاطین بن سہدر سلطان روح الملک آن رمیون کا بادشاہ
پھر نام امارہ حکمت سے کیوں خالی ہوگا کہ طانی و راسب غلط سودا و صفرا کی صفت ہو تو لفظ امارہ بھی بجا
نفس امارہ سمجھنا چاہیے اور اس کے حکم سے احتراز واجب ہو شاہزادہ نے فرمایا پیغمبران خدا کی شان میں یہ ایہما
و ما ابرہی نفسی ان النفس لامارۃ بالسور نازل ہوئی پھر میں بجا رہ کس شمار میں ہوں بقول شخصیکہ میت

جائیکہ عقاب پر پر ہزد | از پیشہ لاغری چہ خیزد

ناورہ راز دار نے کہا خیر اس غدر کے جواب کا اور دقت ہو اب آپ دوسرا سوال فرمائیے شاہزادہ نے فرمایا
مشکوے حیرت کیا چیز ہو ناورہ راز دار نے کہا یہ طلسم جدید ہمارے حکیم صاحب کا تصرف ہی شاہزادہ
نے فرمایا ایک نشہ و شد قدیم و جدید کیسا اسکی شرح فرمائیے ناورہ راز دار نے کہا طلسم قدیم معلوم اول حکیم
ارسطو نے اکہی نے حکم سکندر ز دوا القرنین طیار کیا تھا اور طلسم جدید ہمارے حکیم صاحب کا مشہور ہو چکا تھا
جب سکندر ز دوا القرنین بعد طیار کرنے سدیا جوج و ما جوج کے طلسمات سے واپس آیا تو راہ میں ایک جزیرہ آیا
پھر ہمارے خوش آب و ہوا ملک اسکی فضا کا بیان نہیں ہو سکتا اور وہ نہایت وسیع بھی تھا سکندر نے وہاں قریب
دریا ایک تختہ زمین کا نہایت ہموار و خوش قطعہ ایسا دیکھا کہ جہاں تک نظر کام کرتی تھی سوا درخت سیوہ دار و گل
کے کچھ نظر نہ آتا تھا سکندر کو وہ زمین نہایت پسند آئی اور ارسطو سے فرمایا کہ یہ قطعہ زمین اس زمین سے نہایت
مشابہ ہی ہے جسپر تمہارے استاد فلاطون نے ہمارے لیے سیرگاہ تیار کی تھی ارسطو نے کہا بجا ہو سکندر نے فرمایا کہ کیا
تمہارے استاد نے علم طلسم بندی تعلیم نہ کیا ہوگا ارسطو نے کہا اگر حکم ہو تو میں بھی ایک طلسم اسی شکل کا مرتب کروں
کہ اس میں دو فن عالم کا نمونہ ظاہر ہو جائے اور ایسا عجائبات بھی کسی جن و انس کی نظیر سے نہ گذرا ہوگا اور ایک
مدت دراز تک آسیب خزان اس گلشن عجائبات کو مہینے کا اور نام اسکا تا قیامت باقی رہے گا سکندر نے فرمایا کہ
حکیم صاحب یہ سبب نام آدری دنیا کا بھی ہوا در نام با نیاں طلسم کا جریدہ روزگار سے محو ہوگا ارسطو نے چند
اشخاص ذی علم و ہوشیار بزرگ سکندر واسطے اپنی ہوا ہی کے ہر ملک و دیار سے طلب کرائے اور چند اطفال خرد
اور چند رؤسا و شرفا ہر قوم و ملت کے اور نیز چند نفر گہر و غیرہ بوساطت سکندر مہیا کیے تاکہ طلسم مرتب کیا جاوے
اور علی ہذا چند ساحر و عالم اور بہت سے اجنبہ اور شیاطین بھی بزم مصالح طلسم موجود کیے سکندر نے پوچھا کہ

نیا طین قوم جنی میں داخل نہیں ہیں جو آپ نے اس میں تفریق کی اسطونے کہا قوم جن میں دیو پری محسوب ہیں اور
 فرقہ شیاطین جدا ہی سوا اسکے زرد جو اہر ہے حد و شمار تعمیر طلسم میں صرف ہوگا جبکہ یہ سب سامان بکوشش آپ کے
 بیج ہو جائیگا۔ ورنہ فرام کر لوں گا تو چالیس برس کے عرصہ میں ایسا ایک طلسم ترکیب و رنگا کہ انہیں کل روز غرضی
 و سماوی موجود ہونگے سکندر نے فرمایا خیر اب جس طرح ہو سکے ان عجائبات کا تیار کرنا ضرور واجب ہے جو غرض
 اسی وقت سے سکندر نے حسب درخواست اسطو حلیم بلیناس فرنگی اور حکیم الکیمون خطائی اور حکیم برہون
 ہندی کو ترتیب طلسم میں شریک کیا اور خود کار فرما ہوا ملک نے پہلے بالفاق بزور اسرار باطل ساحرون کی تسخیر کی
 بعد ازاں دعوت سے اسما اعظم کے کو اکب و موکل اور اجنہ و شیاطین مسخر ہوئے چونکہ اطفال میں آدم ہر قوم و
 مذہب کے سکونت طلسم کے واسطے طلب کیے تھے لہذا جب کل سامان مہیا ہو گیا اسطونے اسی جزیرہ پر فضا میں
 عجائبات ترتیب دیکھے بنی آدم کو بجائے مناسب اُنکے ساکن کیا چونکہ حکما کو بذریعہ علم نجوم یہ حال بخوبی معلوم تھا کہ
 اختلاف قوم اور فساد دین و ملت کے باعث لامحالہ ایک قوم دوسری قوم کی دشمن ہو جائیگی انہوں نے اجنہ مسلمان
 کو بنی آدم مسلمان کا ہر ایک کام میں مدد و معاون کیا اور شیاطین کفار ان ساحر کے مددگار ہوئے اور ظاہر ہو کہ بغیر
 موجود ہونے تمام فرقوں کے طلسم یا عجائبات کی ترتیب غیر ممکن تھی تاکہ ایک فرقہ ہر طرح سے دوسرے فرقہ پر غالب
 آئے پس ایسی حالت میں انتظام معینہ اور پابندی عجائبات قابل اعتبار نہیں لامحالہ چند ہی روز میں ہر طرف فتور ہوگا
 اسواسطے حکمانے ہر فرقہ کو بجائے خود اپنے اپنے محل و موقع پر برقرار رکھا اور تو انہیں طلسمی تعلیم کیے انہیں بعض کو بادشاہ
 اور بعض کو امرا اسی طرح ہر ایک کو بجائے خود ہر کام کے واسطے مقرر کر کے دو حصہ کل سلطنت طلسم کے لیے ایک حصہ
 پر یزادان مسلمان صاحب دیانت و امانت کو تفویض کیا اور دوسرا حصہ آدم اہل اسلام کو عطا کیا اگرچہ اسبقہ کفار
 بنی آدم کے حصہ میں آئے مگر انکو حکومت خردی دی غرض جب ان کاموں سے حکیم فارغ ہوئے تو ہر ایک جن و بشر کی
 خلعت طبعی اور عادت جبلی کے بنیاد پر طلسم بندی کی کہ انتظام طلسم کے خلاف کوئی امر نہ ہو بعد اسکے نوع انسان دہریزادان
 و مسلمان میں سے جا بجا ہر کارخانہ میں ایک مرد عاقل مقرر ہوا کہ جبوقت وہ اپنا عمل یعنی ترتیب صور و ہیمہ و خیال
 شروع کریں اسوقت فوراً عال بھی موجود ہو جب یہ عجائبات حکمائے عالی صفات کی محنت و کوشش کے چالیس
 برس کے عرصہ میں مرتب ہو چکے بعد حکمانے سکندر و القرنین کو تکلیف سیر و حاشائے طلسم کی دی
 سکندر و القرنین نے عجائبات کو نظر غور و انصاف ملاحظہ فرمایا اسطو و حکمائے عالی وقار کے علم و کمال
 کی حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا بلا شک کمال اپنا دکھا دیا بعد اسکے حکیم قسطاس الحکمت جو کہ شاگرد رشید
 تھے اور علم و عمل و تجربہ کی صفت میں پختہ روز گاہ تھے انکو عجائبات کا وار و نگہ مقرر کیا اور اسکو وصیت یہ کی کہ
 جب بارہ برس کا زمانہ تمہارے عہد کا اختتام عمر میں باقی رہیگا ایک عورت سے ایک فرزند ہم عمر تمہارا پیدا ہوگا

مکو اپنا قائم مقام طلسم بن کرنا کہ ہکو علم نجوم سے دریافت ہوا ہی کہ عمدہ وار و غل اس طلسم کا مختار سے خاندان بن
 مختار بر سر تک باقی رہیگا اور بعد اسکے سلسلہ حکومت طلسم تیری اولاد سے قطع ہوگا اور پھر طلسم کا بھی باقی رہنا
 مشکل ہو ہر چند کہ تا قیام دنیا طلسم کا بھی قیام ہو مگر نظر خلاص سے مخفی ہو جائیگا اور جو وار و غل طلسم مختاری اولاد سے
 ہوگا ان سب کا نام ایک ہی ہوگا یعنی خطاب اسکا قسطاس ہی ہوگا بلکہ نام طلسم بھی عجائبات قسطاس کے مشہور ہوگا
 شہر یار نامہ اور جو تا شا طلسم میں مختاری نظر مبارک سے گذرا انین اکثر صورتیں خارج طلسم میں بھی موجود ہیں اور
 بعض بالکل وہمیدہ و خیالیہ ہیں شاہزادہ نے جب یہ قصہ عجیب و غریب سنا تو راز دار کو سینہ سے لگا لیا
 اور فرمایا اے راز دار بارک اللہ اس عجائبات کو خوب تفصیل بیان کیا تو راز دار نے اس حرکت سے
 شاہزادہ کی تبسم کیا اور کہا اے عالی جناب اسی حرکت سے تم نے ملکہ صبح و لکشا بچاری کو معنوب کر دیا کیا
 اب مجھے بھی کسی بلا میں گرفتار کیا جاتے ہو خدا خیر کرے شاہزادہ نے فرمایا دانشدین نے تمہیں اپنی سالی
 سمجھ کے سینہ سے لگا لیا کہ ملکہ کی ہمیشہ ہو اور سوا اسکے میں تمہیں بچائے اپنی ہمیشہ کے جانتا ہوں ناورہ راز دار
 نے کہا میں نے یہ فقط خوش طبعی سے خدمت فیض و رحمت میں گذارش کیا حضور اسکا خیال نہ فرمائیں شاہزادہ
 نے فرمایا ہاں قدیم کی تعریف تو ہو چکی اب جدید کی بیان کرو ناورہ راز دار نے کہا جب حکیم قسطاس حکمت
 حال اپنے علم و کمال میں بے مثال ہوئے انھوں نے اپنی طرف سے ہر طلسم ارسطوے انہی میں تصرفات کو
 دخل دیا پس انھیں تصرفات کا نام طلسم جدید رکھا اور طلسم معلم اول کو طلسم قدیم مشہور کرتے ہیں اور جو
 مشکوے حیرت آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ طلسم جدید ہمارے حکیم صاحب کے تصرفات سے ہی انھوں نے
 اپنی طرف سے کسی جا کو ظاہر قرار دیا اور کسی جا کو باطن اور معلم اول کے شہر و عجائبات موافق امداد فلکی و
 بروج و کوکب کے اہا و کیے تھے یعنی ہر شہر میں ہر علم طلسم نمونہ ہر فلک و بروج و عنصر کا بنایا چنانچہ مشہور ہو کہ
 شہر چین میں ایک مکان کے اندر نگار خانہ تھا اسی طرح تمام شہر کو قیاس کر لینا چاہیے کہ یہاں بھی سب طلسم
 کو اول مرتبہ ایک ہیئت مانند فلک کے مع کوکب نظر آتے ہیں اور وہ شہر مع تمام اراکین سلطنت بھی
 اسی فلک کے نام سے منسوب ہوتے ہیں مثلاً جہان فلک کرسی ہی اس شہر کا نام شہر کرسی رکھا ہی اسی صورت
 سے تمام شہروں کے ناموں کو قیاس کرنا چاہیے لیکن روزمرہ طریقہ معاش ہر شہر کے باشندوں کا مثل عالم اسباب ہی
 جس طرح آپ نے ملاحظہ فرمایا ہی معلم اول نے جس نمائندہ علامت ستارہ و خاصیت کا نمونہ ظاہر کیا تھا
 وہاں ہمارے حکیم صاحب نے کسی جا ایک ظاہر اور کسی جا ایک باطن اور بعض جا دو باطن اپنی طرف سے
 زیادہ تیار کیے اور ہر باطن و ظاہر میں ہر طلسم کی علامت و نشانی ستارہ اور ہیئت افلاک کا دخل رکھا سیوچ
 سے ہر طلسم کے ظاہر و باطن میں بعض صورتیں خیالی اور بعض اصلی ہیں اور جو نام و خطاب ہر ایک خدمت کے

ابتداء سے معین ہیں وہی اسماء انکے فرزندوں کے بھی تازمانہ حال مقرر چلے آتے ہیں جس طرح سلطان روح الملک اور طافی شاہ و راسب شاہ و عادل شاہ و مرطوب شاہ وغیرہ ذالک قدیم الایام سے اب تک اسی خطاب سے مشہور ہوتے چلے آئے ہیں اور سلطان روح الملک کہ حکیم قسطاس الحکمت کا فرزند ہو اسوجہ سے ملکہ نو بہار گلشن افرور کی اطاعت کرتا ہو آخر شاہزادہ نے پوچھا باغ عشرت بخش کسکو کہتے ہیں نادورہ رازدار نے کہا وہ باغ بھی جدید ہمارے حکیم صاحب کا بنایا ہوا ہو شاہزادہ نے فرمایا میں نے جو نازنینان مشکوے حیرت کا حال پوچھا انھوں نے بیان کیا کہ صاحب اختیار ہمارا ادب مارا پیدا کنندہ ہی ہو اور ہرکوجیسے ہوش آیا اسی طرح سے ہم دنگہ بشکل جانور اور رات کو بصورت انسان ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ جانوران طلسم ہر درخت بے ثمر سے قسم قسم کے میوے ہمارے دامن میں بھر دیتے تھے یہ بھی خالی از سرائین ہو نادورہ رازدار نے کہا او شہر یار پندرہ برس قبل خلقت ان نازنینوں کے چہ نفر پر یزاد مسلمان پاک اعتقاد جناب حکیم صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور اولاد کی خواہش حکیم صاحب سے ظاہر کی حکیم صاحب نے ایک ہی اور ایک ایک سیب ہر شخص کو دیا اور فرمایا کہ سیب وہی تراش کر دیکھنا جس میں تخم ہو اسے کھانا اور جو بے تخم ہو اسے ہرگز نہ کھانا انشاء اللہ تعالیٰ موافق اعداد تخم سیب کے فرزند ان نیک نکل حاصل پیدا ہونگے اور جسب اعداد تخم ہی دختر ان خوش جمال بمشیت کرو گا سیب جب قدر تھے بے تخم نکلے اور ہر ایک ہی میں سے دو دو تخم نکلے آخر الامر بموجب ارشاد حکیم صاحب انکو اس میوہ سے یہ نمر ملا کہ ہر ایک کے پیمانہ دو دو ہو کیا پیدا ہو میں وہ انکو حکیم صاحب کے پاس لے آئے حکیم صاحب نے انکو لایق طلسم دیکھا انکے مان باجے انکو لے لیا جب وہ سن تیز کو پہنچیں تو تمام روز بصورت جانور رہنا اور رات کو صورت اصلی پر آ جانا اور رہمان کی فائزہ مدارات کرنا باوہ تمام انکو تعلیم کیا جب اس کام میں خوب مشاق ہوئیں پس انکو اپنے عجائبات میں داخل کیا چنانچہ ہی وجہ ہو کہ انھوں نے بیان کیا کہ خالق مجازی سردار ہمارے ہی ہیں یعنی حکیم صاحب اور حسن افرور و عالم افرور و جنگو آپ نے مشکوے حیرت میں دیکھا تھا وہ میری والدہ کی نائب پردہ طاقت کی رئیس زادیان ہیں ان نازنینوں میں نہیں ہیں چونکہ وہ نازنینیں پر نیا د ہیں اور انکو قدرت پر واز حاصل ہو لہذا وہ ہر ایک جاسے اقسام اقسام کے میوہ جات لا کر آپ کے دامن میں رکھ دیتی تھیں آپ کیفیت طلسم میں مبتلا تھے سمجھے کہ یہ میوہ میرے دامن میں انھیں درخت بے ثمر سے آگیا پھر شاہزادہ نے پوچھا کہ وہ روشنی چراغان وغیرہ کہ طلسم چار عنصر میں نظر آئی وہ کیا شرمتمی نادورہ رازدار نے کہا اسکو تصور موجودات خیال باطن طلسم اور صورت و اہمہ سمجھنا چاہیے وہ سامان علم سیمیا سے ظاہر ہوا تھا لیکن وہ طلسم قدیم سے ہو بلکہ موجودات باطن طلسم ملک خمر و موجودات باطن فلک عطارد اور موجودات باطن فلک زہرہ کا بھی ہی حال سمجھو شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ جبکہ میں طلسم عطارد میں زینہ کنی راہ سے گنبد پر گیا تھا تھری میں پہونچا اور جب ترخانہ میں گیا تب گنبد پر پہونچا نا وہ رازدار نے کہا یہ مقدمہ تو وسیع و بخیال سے متعلق ہو یعنی

وہاں تھا را خیال متقلب ہوا کہ تمام معاملات برعکس خلافت فہم معلوم ہوئے شاہزادہ نے فرمایا اسی طلسم عطار وین ایک
بڈھا تھا اور اس کے سامنے دو آدمی ایسے کھڑے تھے کہ ایک کا نصف جسم مرد کا اور نصف عورت کا اور دوسرے مرد کے تمام
سر پر پکے بال کے بالیاں گیون کی تھیں ہر چند کہ اس بڈھے نے مجھے حقیقت بیان کی لیکن میری سمجھ میں نہ آیا نہ اور
راز وار نے کہا آخر اس بڈھے نے انکی کیفیت بیان کی تھی شاہزادہ نے فرمایا جب میں نے حال پوچھا تو اس بڈھے
نے کہا کہ ہم سات بھائی حقیقی ہیں اور بارہ گھوڑے ہماری سواری کے روز ازل سے معین ہیں انہیں پانچ بھائی کے ڈوڑو
گھوڑے ہیں اور دو بھائی کے نام ایک ایک گھوڑا ہے اور ہر ایک بھائی ہمارا مدت سواری اپنی زیادہ کم نہیں کرتا
اس واسطے کہ جس گھوڑے کی جس قدر سواری مقرر ہو اس سے زیادہ ہو نہیں سکتی اسی واسطے
ہر گھوڑے کی سواری کا وقت و مدت معین ہو کہ اس سے زیادہ ٹھہر نہیں سکتا نہ اورہ راز وار
نے کہا اسی شہر پارہ بڈھا بصورت عطار و تھا اُس نے یہ جو آپ سے بیان کیا موافق حرکت
ستارہ کے بیان کیا یعنی سات ستارہ کہ جب کو ستارہ ہفتنگا کہتے ہیں ان سات ستاروں کو سات بھائیوں کا
خطاب دیا اور بارہ مرکب جو کہ وہ برج قرار دیے اور ان سات ستاروں سے دو ستارہ شمس و قمر ہیں کہ یہ دونوں
ایک ایک برج سے تعلق رکھتے ہیں یعنی اسد جسے ہندی میں سنگھ کہتے ہیں اور سرطان جسے ہندی میں کرک کہتے ہیں
باقی حل و عقرب جسے ہندی میں میکہ و برجیک کہتے ہیں یہ برج سے متعلق ہیں اور ثور و میزان کہ ہندی میں
برکہ و ثلثا کہتے ہیں زہرہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جوزا و سنبلہ جسے ہندی میں مقصن و کنیا کہتے ہیں عطار و سے متعلق
ہو اور قوس و حوت جسے ہندی میں دھن و سن کہتے ہیں مشتری سے متعلق ہو اور جدی و دلو یعنی مکر و میکہ ہیں
یہ زحل سے متعلق ہیں دوسرے یہ حال جو اس پیر مرد نے کہا کہ ہر ایک بھائی ہمارا مدت معینہ میں بارہ مرکبوں
کی سواری سے فرصت پاتا ہو یہ گردش سیارگان اور بارہ برج سے تعلق ہو اور حرکت کو دورہ کہتے ہیں
یعنی ستارہ زحل جسکی ہندی سنچرہ و بطی السیرہ یعنی کم اس قدر چلتا ہو کہ تیس برس میں دورہ اسکا ختم ہوتا ہو اور ہر برج
میں تیس مہینے رہتا ہو اور مشتری یعنی جسے ہندی میں برہسپت کہتے ہیں اسکا دورہ بارہ برس ہو اور ہر برج میں
ایک برس رہتا ہو اور مریخ جسے شگل کہتے ہیں اسکا دورہ بیس مہینے کا ہو اور ہر برج میں دو مہینہ پندرہ یوم رہتا ہو
اور شمس یعنی سورج یہ ایک برس میں دورہ کرتا ہو اور ہر برج میں ایک ماہ رہتا ہو اور عطار و جسے بدھ ہندی میں
کہتے ہیں یہ نو مہینے میں دورہ ختم کرتا ہو اور ہر برج میں ساڑھے بائیس یوم رہتا ہو اور زہرہ کہ نام اسکا ہندی میں
سکرہ ہو اور دورہ اسکا تیرہ مہینے کا ہو اور ہر برج میں ایک مہینہ ڈھائی دن رہتا ہو اور قمر جسے ہندی میں چندرنا
کہتے ہیں اسکا دورہ اٹھائیس روز کا ہوتا ہو اور یہ برج میں کچھ بل کم ڈھائی روز رہتا ہو اور سوا سے شمس و قمر کے اور سب
ستاروں کو رحبت معینہ اسی گردش جسے ہندی میں مہری کہتے ہیں ہوتی ہو شاہزادہ نے فرمایا بارگاہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے

نجوم سے بھی آگاہ کر دیا نادرہ راز دار نے کہا اس شہر پار باطن طلسم زہرہ میں دیہات و زمین فقری و گنبد و مطرب و
 فاضل جو بختاری نظر سے گذرے وہ تمام وہی و قدیمی تھے اسی طرح دومین طلسم آفتاب کے شہر بیدار دلان و آفاق
 ماہ و سلاطین جنہی آپ نے ملکہ صبح و لکشا سے سفارش کی تھی وہ طلسم جدیدین داخل ہیں اور صورتیں انکی وہمید و خیالیہ
 فین اور جو قصہ ان سلاطین نے تمہارے روبرو بیان کیا تھا بالفعل اجینہ عالم خارج میں گذرا ہے اگر و الیت مستقلب
 فرجین اور اس سے موافق بیان انکے مال دریافت فرمائے تو آپکو یقین اسے باقی ملکہ صبح و لکشا کے حال سے
 و خود بخوبی آپ واقف ہیں کچھ حاجت بیان کی نہیں ہے شاہزادہ نے فرمایا میں کیا جانوں صبح کون ہے اور شام کیا چیز
 ہونا دورہ راز دار نے کہا ملکہ صبح و لکشا موجودات طلسم سے اصلی و خارجی ہے ملک خا و شاہ باب ملکہ صبح و لکشا
 کا بھی موجودات طلسم سے خارج ہے اور پردہ قاف میں ملک مشرق نگار کا بادشاہ ہے لیکن مدت سے بکلم حکیم صاحب
 طلسم میں رہتا ہے اور وہ بھی ایک رکن طلسم ہے اسی طرح موجودات باطن طلسم مرغ یعنی مثال علم سنیائے ظاہر ہوا
 غا اور وہی تھا غرض اس نازنین مینا نشین خون فوارہ کے تمامی کا رخا نہ کو وہاں کے ہمیشہ وہی و خیالی تصور کرنا چاہیے
 شاہزادہ نے کہا طلسم مشتری کا حال بیان کرو نادرہ راز دار نے کہا موجودات باطن طلسم فلک مشتری میں بکلم ہرام
 اور اسکی مشق شرف افزا اور انکے والدین کے باقی تمام حکمین خیالی ہیں اور حکماء پیشین نے عقد ہرام اور شرف افزا
 کا محض تعاری ذات پر موقوف رکھا ہے قصہ کوتاہ موجودات طلسم فلک زحل کا بھی یہی حال ہے کہ تمام تاشا دیان کا
 وہی ہے لیکن باطن فلک البروج کی اکثر صورتیں اصلی اور اکثر وہی ہیں ازاں بخلہ رفیع کرسی نشین اور حیدر و حصار
 اور منطقہ زمین کمر و محفوظہ قلمدار اور حقیقت ثریا مکان وغیرہ یہ انسان ہیں اور مکان طلسم فلک کرسی کی شکل
 بیت المعمور ثانی اور حصار چار مثلثہ اصلی و قدیمی ہیں شاہزادہ نے پوچھا اے نادرہ راز دار اقبال شاہ
 لون شخص ہے جسے ایک مدت میری فرمان برداری کی اور آخر کو فقیر ہو گیا اور نام اپنا پلٹ دیا یعنی اقبال شاہ
 شاہ اقبال کر دیا نادرہ راز دار نے کہا کہ اقبال شاہ کو صبح اسرار سے پوچھو گی شاہزادہ نے کہا حال چار مثلثہ
 کا بیان کرو نادرہ راز دار نے کہا بجز طافی شاہ اور چند اشخاص کے تمام موجودات طلسم مثلثہ آتش دہی و خیالی ہے
 اور باطن طلسم نے ارض طلسم سے ایک قطعہ زمین جدا کر کے پانچ حصہ کیے اور ہر حصہ میں ہر قسم کے انسان آباد کیے
 بعد ایکے ہر سکن کے موجودات میں سے انسان کے موافق خاصیت ہر عنصر کی طلسم بندی کی اور ہر حصہ پنجم کا نام کہ
 وسط حقیقی میں تھا باطن ظہور انسان ظہورستان رکھا اور ایک شخص کو انھیں میں کے سلطنت ظہورستان کی بخشی
 جب رائج طالع سے حال آئندہ اسکا معلوم کیا کہ اس مرو کی اولاد مستقل طور سے انتہائے طلسم تک سلطنت کر لگی حکما
 نے اسے تخت نشین کو روح الملک خطاب دیا اسی سبب سے حکم سلطان روح الملک کا حصار چار مثلثہ میں
 مثل نفس ناطقہ کے جاری ہے اسی طرح چاروں سرحدوں میں ظہورستان کے جو چار حصہ کیے تھے شرقی و غربی و جنوبی

و شمالی میں علم طلسم میں جسم انسان کی طرح چار شہر آباد کیے ہیں اور ان شہروں میں چار شخص معتد اسی سرزمین کے زمیندار و رئیس
 بمنزلہ چار خلط کے مقرر کیے اور حکومت وہاں کی انکو عطا فرمائی کیونکہ صفر بعد ملتے اختلاط کے اور حامل ہونے مزاج کے
 مثل کھٹ تمام اختلاط کے اوپر آجاتا ہو ملک شرقی کے بادشاہ کو طافی شاہ خطاب دیا اس ترکیب سے کہ طافی کو طافو سے
 استخراج کیا اور جو شہر اوپر ہوا اسکو طافو کہتے ہیں مگر زنگارنی دگر اسی جو صفر سے غیر طبعی کی صفت ہو اور موزی بدن بھی ہو اس سے
 طافی شاہ کے سپہ سالار اور فسادان ملک اس لقب سے ملقب ہوئے اسی صورت سے راسب سودا کی صفت یعنی رسوب
 جو شہر کہ تہ نشین ہوا و رسودا بجا استخراج کامل تہ بہ تہ پیچھا جاتا ہو اسوجہ سے ملک جنوبیہ کے رئیس کا نام راسب شاہ رکھا
 اور شہر سودائیون کا بادشاہ مقرر ہوا اسی لحاظ سے سرداران راسب شاہ کو سوداے غیر طبعی کے نام سے خطاب دیا
 تیسری خلط خون جو متوسط اور غذا سے معتدل صفت عدل میں ہو اس واسطے ملک شمالیہ کے رئیس کو عادل شاہ سے
 مشہور کیا اور بادشاہ بلغم یعنی رئیس ملک مغرب کو باعتبار رطوبت مرطوب شاہ لقب دیا لیکن حکمانے آب و ہوا کو
 ہر ملک کی ان چار عنصر وں سے بزور علم طلسم ایسی تاثیر بخشی کہ اسی مزاج کے انسان ان ملکوں میں پیدا ہوں اور
 ہر انسان کی خلقت میں وہی خلط غالب ہو جہاں کے وہ رئیس ہیں چنانچہ سرحد شرق میں تمام انسان صفر وری
 مزاج پیدا ہوتے ہیں اور سرحد مغرب میں مرطوب مزاج غرض اسی صورت سے پیدائش و خاصیت ہر زمین کی
 قیاس کرنی چاہیے حاجت بیان نہیں کیونکہ طول ہوگا مگر وہ طلسم ان چاروں ملکوں کے کہ جہاں کی آپ نے سرسری
 اور موکل طلسم آتش و خاکی وغیرہ سے آپ نے فرمان پر ہمیں کراہیں وہ وہی و خیالی ہیں ہر چیز کہ ان چاروں
 ملکوں میں کچھ فاصلہ و مسافت نہیں ہو لیکن اثر طلسم سے خیال میں ہوتا ہے ایسا معلوم ہوا کہ چند قدم طے کرنے کو
 مسافت بعیدہ معلوم ہوتی یعنی طلسم کا وان و طلسم مزرعہ گندم اور طلسم کو سفندان بھی وہی کہتے اور نام بھی اٹکے باعتبار
 بروج و واژہ گانہ مقرر کیے جیسا کہ طلسم برج ثور کو گاوان کہا کہ ہندی کہیں ثور گائے کو کہتے ہیں و عوفی میں ثور ہو اور
 طلسم مزرعہ گندم یہ طلسم برج سنبلہ ہو طلسم کو سپندان برج جدی کو کہتے ہیں جو بزرگوں ہی بھی مشہور ہو یہ برج مثلثہ خاکی سے
 مشوب ہیں حکمانے موافق معانی اسما ان برجوں پر طلسم ہندی کی الغرض باطن طلسم سنبلہ میں شاد و ف نوجوان
 اور ملک کیودان ماہ منظر معشوقہ شاد و ف کی مع متعلقات اصلی انسان میں اس طرح مثلثہ ہوائی میں عادل شاہ
 اور اسکے توابعین کو اور ملک ارمن اور احمر بن عادل شاہ وغیرہ موجودات طلسم سے اصلی و خارجی میں
 اور مرحلہ دوم میں مثلثہ ہوائی کی صورت برج جوزہ کی جو آپ نے دکھی جسکا نصف بدن عورت کا اور نصف مرد کا
 تھا اسکا حال یہ ہو کہ صورت اس برج کی اسی شکل سے ہو بلکہ شہر مختار بھی اسی برج کے نموبات سے ہو اور ستارہ اسکا
 عطارد ہو اور عطارد کو قصہ و فساد سے نسبت دیتے ہیں حکیم صاحب نے ملکہ نو بہار کی نسبت کا حال اور اسکے
 آبا و اجداد کا قصہ طلسم عطارد میں آیکو سنو ادیا شاہراہ کہ نے فرمایا اور نا درہ حکیم طالقوس نجم و نجمہ غافلہ کن

ناورہ رازدار نے کہا وہ دونوں جن شاگرد حکیم صاحب کے ہیں حکیم صاحب نے ایک تنگ آنکھ علم کا سبق دیا ہے جب
یہ ہوئے قصہ مختصر میزان العدل و ظلم کچھ دلو اور قلعہ جو دونوں کا اور قتل گاہ اور سیر العین اور مشاچ یہ سب وہی
لی و قدیمی ہیں لیکن مرحلہ اول شلشہ آبی کے پیر ہنر پوش اور شاطربچے اور ادریس نوجوان وزیر زادہ ملک
وز کا جو پردہ نیرنگ کی پریزا دونوں کے ہاتھ گرفتار ہوا تھا آخر تھامری سخی سے وہ اپنی مراد کو پہونچا یہ سب انسان ہیں
قلعہ بلور اور اسکے محلے جہان سے آپ نے ہرین فرمان پر چل کین اسکی کچھ اصل نہیں ہو اور موجودات ظلم
تقریب میں سوا صدم شیر دل کے کروہ بھی شاگرد حکیم صاحب کا ہو اور سب لوازم وہاں کبابے اصل و بے بنیاد ہو
کہ آپ نے مناسبت کوئی تشریح ظلم میں نہ دیکھیں گے مگر فہم و عقل شرط ہے اب حقیقت مرحلہ سوم شلشہ آبی کی سنیے کہ ظلم
برج حوت میں ایک باطن دو نکلا ہر میں اس میں شہر گوہر آویزاور شہر سیہم السعادت ظلم قدیم میں شمار کیے جاتے ہیں
ان موجودات انکے اصلی و خارجی ہیں یعنی عشق شاہزادہ درسی مشتری طلعت امرو اتنی تھا اور حکیم
الحاسن یہ بھی انسان شاگرد رشید حکیم صاحب کے ہیں اور شہاب نوجوان یہ حکیم ابوالحاسن کا
رودر شاہزادہ نے پوچھا کہ کفار ان ظلم عجائبات میں کس حکیم نے داخل کیے ناورہ رازدار نے کہا انکو
پیر ہمن ہندی نے داخل کیا ہو اور ضرغام شاہ و مالی سلطان اور درویش مرشد عالم یعنی صاحب خانقاہ
راگ ظلم ہن اسطو کے انہی کے طلب کیے ہوئے ہیں پھر شاہزادہ نے فرمایا اے ناورہ رازدار بیابان اسقام
امکان ہو ناورہ رازدار نے کہا باشندے بیابان اسقام کے کل کافرو شیاطین ہیں اور با نیان ظلم نے انکو
لہ مرض اہل اسلام کے مقرر کیا ہو اسوجہ سے وہ ہر وقت دہر ساعت واسطے جنگ و جدل کے سلطان روح الملک
ہستعد و آمادہ رہتے ہیں اور نام ان شیاطین کے اسمائے عمری سے نکالے گئے جو کہ ہر زبان سے افضل تر ہو
چہ پیدائش ہمارے پیغمبر کی سکندر زو القرتین کے زمانہ کے بعد ہوئی لیکن اسطو نے اکثر جاوالات عرب کی
ست کی ہو جو جہ نزول اس آیہ مبارکہ کے انقلاب یہوئی لی انقلاب روایت صحیح ہو کہ ایک روز ایک شخص نے
مرت رسالت پناہ کے سامنے اسطو کو کچھ مانرا کہا حضرت نے فرمایا اے شخص خاموش ہو تو وقت نہیں کہ کان نہیں
الانبیاء جملہ قوم اسطو کی شان میں وارد ہوا ہو بعد ازاں ناورہ رازدار نے عرض کیا اے شہریار نام ان شیاطین
ان اسقام کے اس ترکیب سے مقرر کیے کہ نقوہ سے لقوات نکالا اور حمی کو تپ سے اور عروق بن حسین عرق النساء
عبارت ہو جو پنڈلی میں انسان کے درد غارض ہوتا ہو اور خنق سے خنوق ہی طرح اور باقیات ہیں بعد ازاں مرد
بل ان شیطانوں کے مردمان بیابان خاستان جو اجنبہ سہلان بن مقرر کیے گئے اور انکے ناموں کو اسماء
یہ پر مقرر کیا مثلاً باعدو بالائی جلی اور فرع خان تردست اور فلافل خان تنگ چشم و ملک خیابین خلوس شہری
برخان بن اشہب اصفری و صغیر خان فارسی شاہزادہ نے فرمایا میں نے یہ نام نہیں سنے ناورہ رازدار نے

کہا اور شہر یار میں خلاصہ خدمت عالی میں عرض کرتی ہوں کہ یہ طلسم ایک تماشا گاہ ہے جہتیک کوئی تماشا ٹی اسپین نہیں
آتا حقیقت اصلی اسکی ظاہر نہیں ہوتی اگر کوئی داروغہ صاحب کمال بروقت اسنے کسی تماشا ٹی کے موجود ہو تو وہ طلسم اس
صند و قچہ کے مانند ہو کہ جو استاد ان فرنگ اصالتاً یا تعلیماً بناتے ہیں اور اسپین تصویرین کاٹ کے سایہ دار اس ترکیب
سے لگاتے ہیں کہ ایک ناچنے والی اور پیچھے اسکے سازندے اسی طرح باغ اور کنواں اور نہرا و روخت وغیرہ کا نمونہ
ظاہر کیا جاتا ہو بعد ازاں جب حلقہ کو پیچ دیتے ہیں سب تصویرین خود بخود اپنے اپنے کام میں مصروف ہو جاتی ہیں
یعنی جو ناچنے والی ہو وہ ناچتی ہو اور جو بجانے والی ہیں وہ بجاتی ہیں اور گانے والی گاتی ہیں اور پانی کنوین سے نہیں جاتا
اسی طرح سب کام ہوتے ہیں غرض جب حکمانے رستی طلسم سے فراغت پائی اور سکندر رفوہ القریین نے تماشا عجائبات
کا بالتفصیل ملاحظہ کیا پھر حکمانے باہم صلاح یہ کی کہ ترکیب سیارہ اور حرکت فلکی سے یہ امر بھی دریافت کرنا ضروری کہ
کوئی انسان بھی اس تماشے سے کامیاب ہوگا یا نہیں جب مال آئینہ دریافت ہوا کہ زمانہ حکم قسطنطین کی چوتھی
پشت میں ایک شاہزادہ مغزالدین قوم سادات سے عالی نسب فلان سال و فلان تاریخ سکندری اور فلان سنہ ہجری
میں داروغہ طلسم سے ملاقات کریگا اور داروغہ اس عالیو قار کو مع چند رفقا کے واسطے سیر و تماشے کے عجائبات میں بھیجے گا
ارسطو نے الہی نہایت خوش و خرم ہوا اور کہا کہ یہ طالع و ذہن سمیت اس طلسم کے جسکا تماشا اولاد رسول کے ملاحظہ میں
آوے بعد اسکے ارسطو نے حکما سے کہا کہ اب واجب و لازم ہو کہ کوئی شیخ بطریق تحفہ ولایت ہدیہ واسطے سیار طلسم کے
امانت ہو بلیناس فرنگی نے ایک آئینہ آہنی جو ہر دارایا بنایا کہ وہ حال تحقی سے خبر دے اور تاثیر عمل سو برس تک
اسپین رہے حکم برہم ہون ہندی نے کہا میں اس آئینہ کا عمل تین سو برس سے زیادہ کر سکتا ہوں اسی طرح حکیم
ارسطو نے چار سو برس کا اقرار کیا مگر آپ کے داخلہ تک مدت طلسم چار سو برس سے بھی بڑھا دے تھی حکمانے
لنسخہ آئینہ کی ترکیب کا اس خط میں لکھا کہ بجز حکم قسطنطین کے دوسرے کے فہم میں نہ آوے بعد ازاں وہ
لنسخہ مع اسباب و مصالح آئینہ سازی ایک صند و قچہ میں رکھ کر ایک حجرہ میں طلسم کی امانت رکھ دیا جب ہمارے
حکیم صاحب کی نوبت آئی انھوں نے موافق وصیت حکماے پیشین وہ آئینہ آپکے واسطے تیار کیا اور نام اسکا
مرآۃ العیب رکھا وہ اب بفضل الہی آپکے صرت میں ہر باقی مخالفت ریسوں کی سلطان روح الملک اور
مجبور ہونا سلطان روح الملک کا ریسوں کی فرمان برداری پر اور مدد و غایت اقبال شاہ کی جسکا حال
ملاقات حکم صاحب پر موقوف ہو اور مہرون کے کرانے کو روانہ کرنا محض آپکے تماشے کی واسطے منحصر رکھا گیا تھا
کہ تاثیرات کواکب عالم سفلی میں چشم خود دیکھو اور ایک طرح کی عبرت تکوین حاصل ہو اور محبت عالم علوی کا لطف
آوے جس طرح کہ یہ فرمودہ خداے تعالیٰ ہوا ان فی ذلک لآیۃ لاءولی الا بصار یعنی صنعت الہی میں غور کرو
اور اپنے عیال پر نظر رکھو شاہزادہ نے جو یہ تمہید سنی عرصہ تک بجز حیرت میں غرق رہا اور فرمایا کہ خداوند کریم نے

عشق ملکہ نو بہار گلشن افروز کے اپنی محبت و الفت عطا فرمائی اور آئینہ دل کو میرے غبارِ غیر سے پاک و صاف کر دیا
 راز دار نے کہا حضور مجھے آپ کے طرز کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ عشق میں ملکہ نو بہار گلشن افروز کے نہایت متلا ہو
 ن اس قدر آلودہ ہونا بہترین ہے اس واسطے کہ مجھے رخش ملکہ کی طبیعت سے بالفعل تمکاری جانبِ معارف ہوتی ہو بظاہر اور
 باطن کی اصلاح غیر ممکن ہو یا صفائی ظرفین کو عرصہ گزرے اسکا انجام بھی بخیر معلوم نہیں ہوتا بلکہ اندیشہ یہ ہے کہ
 انخواسۃ اس خیال محال میں آپ کی نوبت بہ ہلاکت پہنچے میں یہ کلمہ بطریقِ خیر خواہی و دلسوزی خدمت میں
 پیش کرتی ہوں ہر چند کہ یہ صریح ہو حاجتِ شرح نہیں یعنی سیت از یار علاج دل شیدا شدنی نیست + جلا و جفا پیش
 ناشدنی نیست + پس اس سے انسان کو اپنی حفظ جان اور خود داری بھی ضرور ہو بلکہ کسی شخص نے خوب کہا ہے
 بت نہیں پروا ہمارے قتل سے گراؤ کو نفرت ہو + بہت لمبا کنگے قاتل جو سراپا سلامت ہو ہوا و شاہزادہ جی ہو
 بہان ہو شاہزادہ نے فرمایا امیر ناز دار اگر عوض اس خیر خواہی کے ایک خنجر بران مارتین تو وہ ابتداء میں تسلیم کرتا
 مات کر دے کہ مجھے تمکاری ذات سے کیا کیا امید تھی اس کلمہ سے امید و توقع قطع ہو گئی بالائینی فی البوائے عذری
 مدۃ منی ایک دو نصفت کم لیم طبیعت ام نصیحت کنندہ و عشقم ہاگر کنی عدل می شوی ساکت + ناز دارہ راز دار
 کہا میں نے یہ کلمہ کسی اور غرض سے نہیں کہا بلکہ بطریق نصیحت کہتی ہوں اس واسطے کہ بہت گرویدہ ہونے سے بھی توادبی
 صون میں مشوق کے ذیل ہو جاتا ہو اور جبے لیل ہو گیا تو اسکی کچھ حقیقت نہیں رہتی انسانیت سے خارج ہو جاتا ہو
 رجب انسانیت نہ رہی تو صحبتِ مشوق کہاں کہیں جنگل میں جھک مارتے ہو گئے بقول بحرِ شعر زندگی بھراے جنون میں
 سے جانان میں رہا + نہیں دیا نہ تھا جو جا کر بیابان میں رہا + اسی شہریار وہ عشق اور ہو جو کہ لیلی و مجنون یا شیرین فرما د
 دامن و غدر میں تھا اس واسطے کہ وہ عشق پاک تھا خواہش وصال نہ تھی حضور کا عشق بخواہش وصل ہوا
 درسا مان و لوازمہ کو ہوتا چاہیے جس طرح کہ یوسف زینب کا ماجرا ہو ہر چند کہ عشق ہوا لیکن حضرت
 یوسف نے عذر بھی تو کیا کہ خداوند ایہ تو بڑھیا ہو جب خدا نے اسے خلعتِ جوانی و محبوبِ دلی عنایت فرمایا
 ب حضرت یوسف نے قبول فرمایا عشق سے کچھ نہوا پس آپ بھی اگر اپنی حیثیت سے گزرا یہ گاہ تو ہی عذر ہوگا
 ب آئینہ آپ خود عاقل و بالغ ہیں آپ کو نصیحت کرنا حکمت بلقان آموختن ہو شاہزادہ نے فرمایا مجھے
 سمیت آپ کی درکار نہیں آپ اس نصائح و ہند سے مجھے معاف فرمائیں ناز دارہ راز دار نے کہا مجھے بلکہ منظور
 و خیر جو کچھ مجھ سے ہو سکیگا تا بہ مقدور تھا رہے معاملہ میں تصورِ نگر و نگاہی بعد اسکے شاہزادہ نے
 بیدون عابد اور ملاححت پری کا حال پوچھا ناز دارہ راز دار نے کہا ملاححت پری و عبیدون عابد
 ہر طلسم و دم بین داخل ہیں میں نے صریح اسرار سے انکا حال دریافت نہیں کیا شاہزادہ نے پوچھا کہ تم بھی
 بہ حال عجائبات سے واقف ہو یا مرغ اسرار کی زبانی کچھ سنا ہو نا و راز دار نے کہا کچھ مجھے پتا ہے

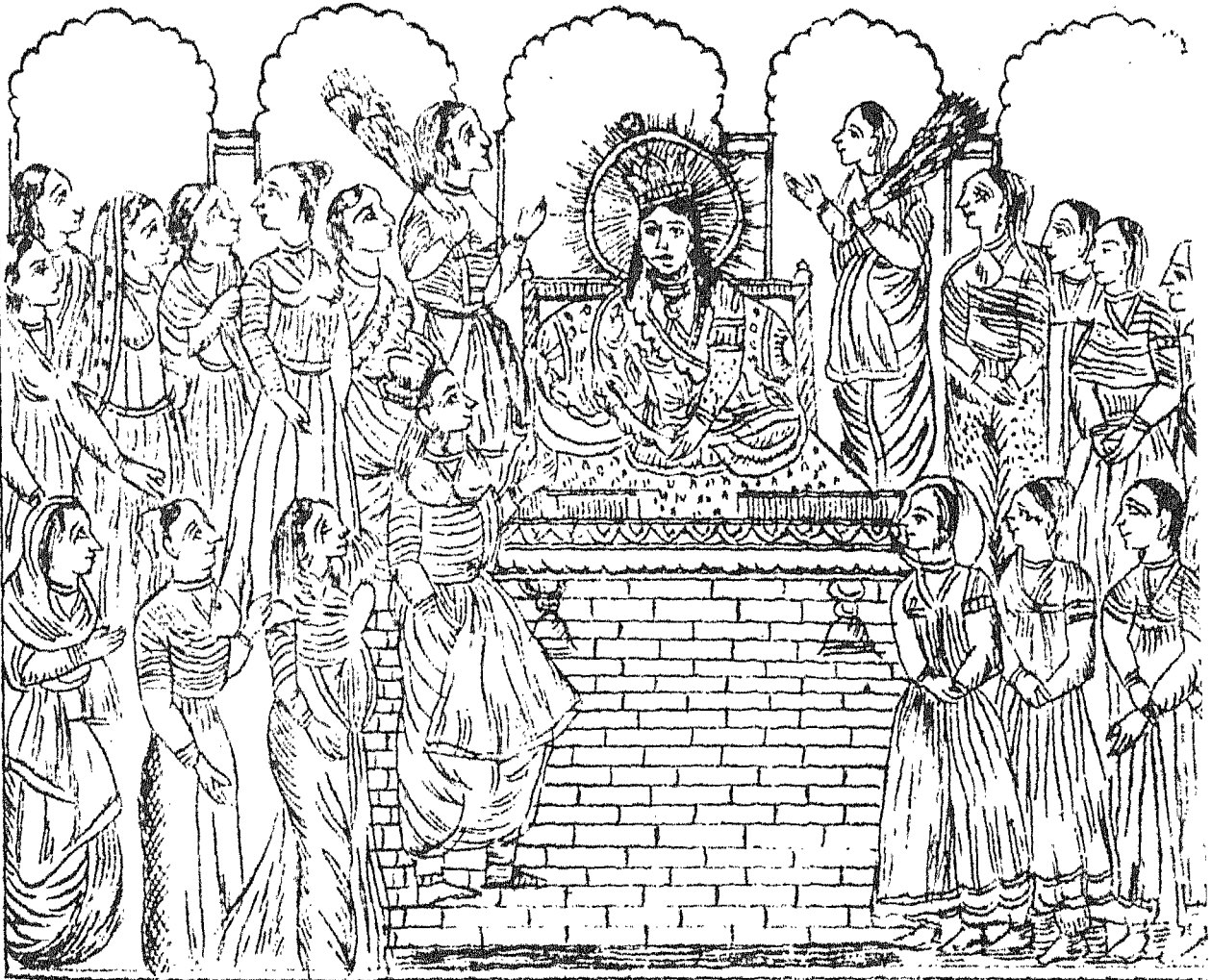
مرغ اسرار نے آگاہ کیا تھا اور اکثر اب آپ کے سوالات کے ذریعہ سے مرغ اسرار سے مطلع فرمایا لیکن حالات تمام و کمال بڑی
 وکلی طلسم کے بجز حکیم صاحب کے اور کوئی نہیں معلوم کر سکتا شاہزادہ نے فرمایا بلکہ نو بہار گلشن افروز جو حکیم صاحب کی
 فرزند مشہور ہے البتہ جملہ حال طلسم سے آگاہ ہوگی تا وہ راز دار سے کہہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو بجز عیش و عشرت
 کے کچھ کام نہیں بلکہ مجھے سبب راز داری کے زیادہ تر معلوم ہو شاہزادہ نے فرمایا ای نا وہ راز دار اس فادی
 کی کیا کیفیت ہو نا وہ راز دار نے کہا غامی بد بخت فردک کی ادلاو سے ہو اور سحران طلسم کی معرفت طلسم میں آیا
 ہو اور شاہ گوہر آویز نے بسبب مذہب زدوشتی کے اسے عزت دی ہو باقی جو حال گوہر آویز کا ہوا آپ نے دیکھا
 کہ اس کے ساتھ وہ فردکی بھی ہلاک ہوا اور شاہزادہ ساکنان طلسم قدیم و جدید امور جزئیہ میں کچھ دست گاہ بھی رکھتے
 ہیں اس سبب سے کہ معاملات ظاہری اُن کے بدستور مثل باشندگان رنج سکون کے ہیں مگر امور کلی میں جسکا ارکان طلسم
 کو اختیار ہو محض مجبور ہیں کسی کو یہ قدرت نہیں ہو کہ طلسم سے باہر جاسکیں یا اسے اجازت درود کسی غیر کو بڑا سکین ہر چند
 کہ حکیم صاحب کفار طلسم کی اصلاح میں ہمہ تن مستعد رہتے ہیں لیکن یہ بر باطن اُن اصلاح سے اُنکو اپنا دشمن جانی
 سمجھتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا اب ملکہ فرنگ سلطان کا حال بیان کرو تا وہ راز دار نے کہا ملکہ
 فرنگ سلطان بھی موجودات طلسم سے خارجی و اصلی ہو اور لباس فرنگی کی وجہ سے طلسم میں داخل کی گئی اور
 عقد اُسکا بقدرت خدا حفیظ ثریا مکان سے ہوا اور با نیان طلسم نے ایک کتاب بطور توارینج طلسم کی خاص پنے
 ہاتھ سے تحریر کی ہو اور طلسم میں امانت رکھ دی ہو اس کتاب میں مالک آئندہ یعنی جو ہونے والا ہو تبصرہ لکھا ہو گویا
 تمام معاملات طلسمی اُنکی نظر سے گزرے ہیں یہاں تک کہ سمجھا را وار ہونا اور عشق ملکہ نو بہار گلشن افروز کا
 مفصل و مشرق لکھا ہو شاہزادہ نے کہا وہ کتاب کہاں ہو نا وہ راز دار نے کہا حکیم صاحب کے پاس ہو شاہزادہ
 نے فرمایا کاش کسی طرح حکیم صاحب سے وہ کتاب ملتی تو انجام کار اپنا دیکھتا تا وہ راز دار نے کہا کہ خط کتاب کا
 طلسمی ہو آپ سے کب پڑھا جاتا فہم میں بھی نہ آتا شاہزادہ نے فرمایا اور سب شکوک جس میں میں تھے وہ سب توختے
 صاف کر دیے لیکن جس امر سے کہ دل بہ قرار ہو اور سیلاب و ارسطرح قرار نہیں اُس سے تو مجھے آگاہ کرو کہ صبر آوے
 تا وہ راز دار نے کہا جو آپکو اتنا ہی صبر ہوتا تو اچھا ہوتا یہ خرابیاں کیوں واقع ہو تیں اگر نہ برداشت نہ آتے تو
 سب معاملے حل ہو جاتے لیکن خیر اب آپ فاطمہ فرما تیں فضل خدا شامل حال ہونا چاہیے سب
 مرحلے طے ہو جائیں گے شاہزادہ نے کہا کہ اب تم ملکہ نو بہار گلشن افروز سے میری جانب سے عرض کرو بہت

یہ لم رسیدہ جا تم تو بیا کہ زندہ مانم | پس از انکہ من مانم بیک کار خواہی کرد

تا وہ راز دار نے کہا بہت خوب جہا تک یا راسے گفتار ہی میں کہوئی حضور اس مقرر ام میں آرام فرما میں کثیران
 خدمت گزار واسطے خدمت کے حاضر ہیں اور میں جا کر ملکہ کو آپ کے حال راز سے اطلاع کرتی ہوں شاہزادہ نے

یابان اب یہاں بجز تھارے میرے واسطے کوئی وسیلہ نام طلسم میں نظر آتا ناورہ راز دار نے کہا یہ کلمہ حضور کا برکت
درہ میں ایک کنیز خاص ہوں غرض وہ رات اسی صبح کو ناورہ راز نے اپنی کنیزوں
سے گلخوار اور مشکین خال اور روشک کو شاہزادہ کی خدمت میں پہنچا اور خود تخت ہوا پر سوار ہو
روانہ ہوئی اور شہر علیین میں پہنچی ۔

انہ ہونا ناورہ راز دار کا خدمت میں ملکہ نو بہار گلشن افروز کی اور سفارش کرنی شاہزادہ
اور قبول نہ کرنا ملکہ نو بہار گلشن افروز کا بعد ازاں روانہ ہونا شاہزادہ کا حسب حکم حکیم صاحب کے
مام اتبلا و اعتذار میں جس جگہ کو مقام الامتحان اور آزمائش کا عشق و ہوس بھی کہتے ہیں



راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز جان جہان زبدہ اولاد نبی جان کو کب برج عفت و عصمت آفتاب فلک شگفتہ تخت توتی بخش دیدہ انتظار تکین نے خاطر بیکار یعنی ملکہ نو بہار گلشن افروز تخت دولت و شہمت پر جلوہ افروز تھی اور تمام کنیزان خوب و وعبر بڑ و خواصان خوش رو ہر چہا ر طرف صفت بستہ حاضر تھیں ناگاہ خبر دار نے نادرہ راز دار کے آنے کی خبر دی بلکہ نے حسب عادہ عمدہ راز دار نادرہ راز دار کو حکم دست پرست کا دیا اور ملکہ صبح و لکشا کی کرسی دست چپ بھی لکین صبح و لکشا کہ اس روز عباد و خانہ سے آزرہ ہو کر پردہ قاف کو گئی پھر نہیں آئی اور یہ قاعدہ مقررہ ہو کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز نادرہ راز دار اور ملکہ صبح و لکشا و حکیم طالقوس و صارم شیر دل وغیرہ یہ چند شخص ارکان ظلم حکیم صاحب کی طرف سے مجاز میں کہ جبک جاہن ظلم میں رہیں اور جب جاہن اپنے وطن کو چلے جائیں بجالات اور وہ انہیں ظلم کے کہ وہ بغیر اجازت قدم بھی ظلم کے باہر نہیں رکھ سکتے اور شاید با اجازت کسی کام کو جائیں بھی تو فوراً چلے آئیں ورنہ مورد عتاب ہونگے غرض جب نادرہ راز دار حاضر ہوئی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے وہی کرسی منصب راز داری عنایت فرمائی بعد ازاں پوچھا کہ ای راز دار عالم ظلم تھے جمہ حال کو مع اسرار کی زبان سے کیا اخبار سنا اگر کوئی خبر ہمارے سنانے کے قابل ہو تو بیان کرو نادرہ راز دار نے کہا قربانت شوم کنیز خلیہ میں گذارش کو گئی ملکہ نو بہار گلشن افروز دربار سے غلوت خانہ میں تشریف لائی نادرہ راز دار نے کہا ای ملکہ عالم وہی شاہزادہ ہمان اب قصر اسرار میں وارد ہو چونکہ حکم ناطق حکیم صاحب کا خدمت کیواسطے اٹکی ہوا فدویہ نے کوئی دقیقہ خدمت گذاری کا اسکی اٹھانہیں رکھا یہاں تک کہ یاس خاطر شاہزادہ تمام معاملات ظلمی بھی مع اسرار سے دریافت کر کے شاہزادہ سے کہہ دیے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے پوچھا اب وہ شاہزادہ ہرزہ دوست کیا کرتا ہے نادرہ راز دار نے کہا تا حکم ثانی جناب حکیم صاحب قصر اسرار میں ہمان رہے گا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اگر اسکو تو اپنی صورت پر فریفتہ کر لے تاکہ وہ مجھ سے دست بردار ہو تو میں تیرا کمال احسان مانوں گی دوسرے تیرے حق میں بھی بہتر ہوگا اسواسطے کہ تجھے شاہزادہ کے حال پر حد سے زیادہ مہربان و مہیتی ہوں نادرہ راز دار نے جواب دیا ای ملکہ آفاق یہ کام اسی امارہ خاتون محلدار کا تھا ہم ملازمون کو یہ قدرت و مجال کہاں کہ جواب دے دلی نعمت کے ذمہ کسی احسان کو منسوب کریں ہاں احسان آقا کا ملازمون کے حق میں البتہ شایان ہے خیر اب یہ خوش طبعی ہو چکی ہو لگی موتوف کیجیے اور جو میں عرض کروں اسکو بغور سنئے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہو کیا کہتی ہو میں بھی یہی قصہ سننا چاہتی ہوں نادرہ راز دار نے کہا ای ملکہ خدا کے واسطے اب اس عاشق دل ملول و مجبور کا عفو تصور فرمائیے اور بار منت اسکا اس کنیز خاص کی گردن پر رکھیے کہ وہ بیچارہ آفت کا مارا ستم کشیدہ غم دیدہ زار زار مانند ابر نو بہار دوتا ہے اور بار بار یہی کہتا ہے

دل خون شہم خراب شہم در بدر شہم	ہر جا شہم چولاہ بخونی جگر شہم	کردم اگر چہ میر عجب چہ فائدہ	کا دل بھشن پارہ و بے خبر شہم
--------------------------------	-------------------------------	------------------------------	------------------------------

نوہار گلشن افروز نے کہا استغفر اللہ میں سمجھی تھی کہ کوئی بات میرے مطلب کی کیسلی مگر تو نے پھر وہی قصہ
 دہرایا اور ہزارہ راہدارین پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ تمہارے مہمان حسن پرست و جہاں دوست نے کل
 رات ظلم کو بخوبی دیکھ لیا اب انکو اپنے عزیز و اقارب وغیرہ کے پاس بجا فلت پہونچا دینا مناسب ہو
 اسطے کہ وہ سب کے خصوصاً مان اور باپ کے زیادہ تر مشتاق زیارت میں ہوں اور ہزارہ راہدار
 ، کہا اے ملکہ عالم میں آپ کے سر مبارک کی قسم کھا کر کہتی ہوں مجھے شرم ہی ہو گا کہ عالم کی اب
 ہزارہ ہمتارے صدمہ مفارقت میں اور شوق وصال کین اس سال کو پہونچا کر کشت و برفراست
 طاقت نہیں ہو دوسرے امتحان کا کوئی بھی درجہ ہائی نہیں رہا شاہزادہ اسین بھی بفضل ایزدی ثابت قدم
 اور بظاہر اب آپ کو کیا حجت شرعی باقی ہو پس مناسب آپ کو یہ ہو کہ آپ بکمال عزت و آبرو شاہزادہ
 پتے پاس بلا کین اور جو غبار اسکی طرف سے آپکے آئینہ دل میں ہوا سکودھو ڈال لے لے نوہار گلشن افروز
 ہوا وہ کیا تا شاہزادہ ایک شخص کو تو ہرگز ہرگز ملاقات و رسم منظوری نہیں ہو تم خواہ مخواہ اسکی محبت بھجرت ثابت کرنی
 ہزارہ راہدار نے سچان اللہ یہ جامہ نفاق خداوند کریم نے خاص تمہارے ہی جسم کی واسطے قطع کیا ہو
 نوہار گلشن افروز نے فرمایا تیرے تراوش کلام سے صاف ترشح ہو کہ میں باطن میں شاہزادہ کو عزیز
 فی ہوں اور بظاہر تیرے خوف سے صفا فی نہیں کرتی خیر یہ حال تو خدا کو معلوم ہو بیان سے کیا حاصل ہو
 رہ راہدار نے کہا میں یہ پوچھتی ہوں کہ باغ عشرت میں جو شاہزادہ سے ملاقات ہوئی اور مدارات تمام سے
 پیش آئیں اسوقت شاہزادہ میں کیا خوبی تھی اور اب کیا عیب ہو عیب طرح کے غدو بہانے بے محل اور
 نہ کرتی ہو لکہ نوہار گلشن افروز نے فرمایا کہ باغ عشرت کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شفق جناب حکیم صاحب
 میرے پاس آیا کہ تین ایک مہمان کو واسطے سیر عجائبات کے بھیجا ہوا اسکی مدارات اور مہمانی میں کوئی افرو گداز
 نہا میں نے بھی ابتدا سے شاہزادہ کی پاسداری اور حفظ مرا تہ میں کوئی درجہ فرو گداز اشت نہیں کیا اور
 قوت خدمت گذاری میں حاضر رہی مگر یہ معلوم نہ تھا کہ اس معانداری و مدارات کا دباں میری ہی گردن پر
 ہا مصرعہ امروشنی طبع تو برین ہلا شہی ہو اور البتہ ایک طرح سے تیرا کنا سیج ہو اور تیرا خیال بھی درست ہو
 بحسب ظاہر جمال و کمال شاہزادہ میں ایسا ہی تھا اور طبیعت ایک طرح کا تعلق رکھتی تھی لیکن جب میں نے
 تم خود چند حرکتیں خلافت و صنع و کھین اور سنیں پس جبکہ کہ تعلق تھا اس سے زیادہ ایک سخت نفرت ہوئی
 تو میرے تم خود غور کرو کہ یہ مقدمہ دل کا ہو اور دل کیسی کا اختیار نہیں اور تم خود میرے مزاج سے بخوبی واقف
 ہزارہ راہدار نے کہا میں سمجھی اب آپکی طبیعت شاہزادہ سے صاف نہو گی خیر اب میں جا کر صاف صاف
 ہزارہ سے کہے دیتی ہوں کہ ملکہ کے دل کا خبر ہرگز سچا لیکھا تمہیں اپنے قول و فعل کا اختیار ہو

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اچھا تمہارے کہنے سے کیا ہوگا جو تم اور شاہزادہ مجھے دیتے تھے دنیا تادیرہ راز دہا
نے کہا تمہارے دشمنوں کو کیا ہوگا جو ہوگا وہ اسی کجبت بد نصیب کو ہوگا جب آدمی مایوس ہوتا ہو تو پھر اس سے جو کچھ
نہو تعجب ہو یہ ضرور ہوگا کہ میں نے جس وقت جا کر یہ جواب صاف دیا پس یہ جان لو کہ اسی وقت زہر کھالیا یا خنجر
سے اپنے کو ہلاک کر چکا آگاہ ہو مسدس

عشق کے نام سے یارب کوئی بدنام نہو	خاص میں شورش وحشت کی خبر نام نہو
انتہا سوچ کے دار فتنہ و خود کام نہو	ابتدا عمر میں آفت کا سراخ نام نہو

نہ گرفتار قد غیرت شمشاد رہے
سرو کی طرح سے اس باغ آزاد رہے

یا خدا حسن پری کا کوئی دیوانہ نہو	قصہ عشق صنم خلق کا افسانہ نہو
کوئی دل شیفہ جلوہ جانا نہو	گل کا بلبل نہ سبے شمع کا پردانہ نہو

نیش آتش حسرت سے تپ دق ہو رہے
پرکسی رشک سیا کا نہ عاشق ہو رہے

سب میں آسیب پر آسیب کجبت ہو غیب	ہوتا ہی سایہ فکس دیو شب فرقت جب
بھوت بن جاتا ہو عاشق نہیں بنتا کسی و جب	تب یہ چلاتا ہو انسان کہ نبی جان پر اب

جنکو دعویٰ ہو دم انکا بھی فنا ہوتا ہو
حسن بریوں کا حقیقت میں بلا ہوتا ہو

جان پیاری ہو تو انسان نہ کرے حسن کو بیاہ	یہ مرض وہ ہی مٹا سکتے ہیں جسکو آزار
وصل جانان سے نکلتا ہو کہیں دل کا تار	جی تپا ہجر سے ہو جاتا ہو دق آخر کار

تن بدن غم کی حرارت سے جو چمک جاتا ہو
عشق کے نام سے لرزہ اسے تب آتا ہو

الارض عشق سے محفوظ رکھے سب کو خدا	اس بلا میں جو پھنسا پھر وہ کہیں کا نہا
اسے شہزادہ نصیب میں بیان آئے چننا	عشق کی جان کو تو تو یہ لگی اس کے بلا

ایک پریراؤ نے دیوانہ بنایا اسکو
تخنہ مرگ کو فرقت میں چکھایا اسکو

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کیا خوب یہ ہنکو دہرہ دھکا ٹاڑنا ہوا شاید کوئی شو بہنے کسی سے زبردستی چھین لی یا

ایسی امر میں دخل دیا کہ وہ اپنی جان کو ضائع کرتا ہو تو تو اس حق پر سمجھتی ہی نہیں میں سمجھی وہ مکار اس طرح ہکو ڈراتا ہو
 پر حکومت قبضہ کرنا چاہتا ہو اور خواہر وہ محبت میں کرتا میرا سرا اور اپنا طلب چاہتا ہو اب تم میری طرف سے کھدینا
 فضل پس تیرے حق میں بہتر و مناسب بھی ہو کہ جس راہ سے یہاں ظلم میں آیا ہو اسی راہ سے اپنے وطن شریف کو تشریف
 ہٹتے ہو جب رسم اپنے ملک کے ممانی و مدارات کی غریب الوطن سمجھ کے خاطر و تواضع کرتے تھے مہمان کو لازم ہو
 و چاہے وزیر ہا اور شخصت ہو انہ کہ چھاؤنی چھائی ایک دو روز کا مہمان پھر آگے بے ایمان ہو مہمان کو فرمائش داہی تباہی
 لازم نہیں ہو ان جو خرچ کی ضرورت یا خطر راہ ہو اور اسکی حفظ چاہتا ہو وہ البتہ ہمہ واجب و لازم ہو کہ ہم
 سے وطن مالوت کو بھناٹت تمام ہو چکا دیکھتے نا ورہ راز دار نے کہا آپ جو جاہلین فرمائین مگر شاہزادہ کا کلام یہ ہو
 خواہ نزدیک ہو یا کہ دور سہیں دیکھنا ایک نظر ملو ہی منظور سہیں بلکہ ٹوہار گلشن افرور نے فرمایا وہ نہیں
 ہو کچھ بھی کو اس کے قول و فعل کا اعتماد ہو گیا مان نہ مان میں تیرا مہمان ہو خواہ میں تیری نہایت شکر گزار ہوئی اور جیسی
 ری عقل مند سی اور کارکناری جا توئی جب تم بچے خود اس مرد و ابی مزاج ہر جانی کو کسی طرح ایسی فمائش کر دو
 میرے عشق و محبت کا ذکر بھی زبان پر نہ لائے اور نا ورہ راز دار یہ شاہزادہ اگر میری خواہش رکھتا تو ملکہ
 و لکشا کو کیوں دیکھنا نا ورہ راز دار نے کہا ای ملکہ عالم آپ نے خوب فرمایا مگر جاے غور ہو کہ سرگردانی ظلم
 بے اعتنائی آپ کی کیا کہ تہیہ ہو مگر شاہزادہ اپنے حال سے ہرگز باز نہ آیا اور نہ آدیکھا بلکہ میں نے آپ کے فرمانے
 پہلے نصیحت و فمائش کا کوئی درجہ اٹھا نہیں رکھا اور آپ کی نازک مزاجی سے بھی بہت ڈرا یا بلکہ یہ کہا کہ اب ملکہ تھے
 ہرگز صاف ہوئی کہ خاصہ مزاج ملکہ کا یہی ہو لیکن شاہزادہ نے مجھے ہی جواب دیا ہے

مردان منع کنند کہ چرا دل تہو دادم | بایہ اول تو گلشن کہ چین خوب چرائی

ٹوہار گلشن افرور نے فرمایا مان صبح و لکشا کے عشق میں یہ شعر پڑھتا ہو گا یا تمہارے نا ورہ راز دار نے
 لیا غضب کی بات ہو کہ اپنی بلا اور بے گناہوں کی گردن پر رکھتی ہو ای ملکہ آپ پر خوب روشن ہو کہ شاہزادہ
 خواہر کتا ہو اور ملکہ صبح و لکشا کے نام سے اسے نفرت ہو سننے اتنی مدت میں کہیں نام بھی انکی زبان سے
 نہیں سنا ہو جب سنا تمہارا ہی ذکر سنا قبول کسی شخص کے بیت

یہ آفت ہوئی یا رجائی تمھاری | وظیفہ ہو انکا کہانی تمھاری

وقت و سہر خطہ بجائے سبج زبان نہ رہتا ہو نام رہتا ہو اور اگر ملکہ حق میرا کتنا ناگوار خاطر ہو خیر آئندہ سے
 ہر اجوہ کی سفارش کیسی ذکر بھی نہیں کرے گی اور یہ بھی سچ ہو کہ مجھ کو کسی کی خیر خواہی و دل سوزی سے کیا علاقہ
 نے خوف و ہلاکت کے جو حق تھا کہا ورنہ مجھے کیا غرض اب میں جا کر جو اپنے فرمایا ہو شاہزادہ سے کہ دو توئی
 اپنی مرگ و نیست کا اختیار ہو تم خود ابھی میں کوئی کہ تمھاری مفارقت نے کیا کیا میں خوردہ نہ بردہ مفت

دروگر وہ میں گرفتار ہوں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا شاہزادہ سے تو سوال وجواب بھی بے فائدہ دیکھارین
میرے نزدیک پہلے تم جناب حکیم صاحب کی خدمت میں جاؤ اور میری طرف سے عرض کرو کہ اے قبلہ و کعبہ
شاہزادہ مہمان نے مرحلات طلسمیہ و تفصیلاً دیکھ لیے اسکو اپنے وطن مالوت پہنچوا دینا مناسب ہو ناوہ رازدار
نے کہا میں قطع کلام آپکا کر کے کشتی ہوں پہلے یہ فرمائیے کہ خواجہ عنبر ناظر کو عبادت خانہ سے کون لیکھا اُنکی کیفیت تو
آج تک معلوم نہیں ہوئی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا مجھے بھی حیرت ہو یہ گفتار ہوئی ہی تھی کہ ایک پر نیا
نے رقعہ حکیم صاحب کا ملکہ نو بہار گلشن افروز کو دیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے وہ رقعہ ملاحظہ فرمایا اس میں
یہ لکھا تھا اے فرزند خواجہ عنبر ہمارے پاس موجود ہے اب ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں بہتر یہ ہو کہ تم باپس خاطر ہمارے
اسکی عفو تقصیر کرو اور اسے خدمت معینہ پر مامور کرو اس واسطے کہ اُس نے یہ کام ہماری اجازت سے کیا ہو ناوہ رازدار
نے کہا میں تو اسوقت تمہاری خدمت میں عرض کر چکی تھی کہ بجز حکیم صاحب کے اور کسی کی کہ کیا قدرت ہو
خواجہ عنبر ناظر کو عبادت خانہ سے لے جائے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا خیر اب وہ سفارش زبردست لایا
ہو اور معتد خدمت بھی ہو بہر حال ہم نے اسکی عفو تقصیر کی ناوہ رازدار نے کہا تو اُنات شوم یہ وقت عفو تقصیر کا ہو اگر
خواجہ عنبر کی خطا معاف ہوئی ہو تو جسکی بدولت خواجہ عنبر قصور وار ہو گیا تھا اسکا بھی قصور معاف ہونا چاہیے کہ
بعید از مسافر نازی ہو گا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کچھ دیوانی ہوئی ہو مجھے شاہزادہ سے وجہ ناراضی کیا
ہو اور مجھے شاہزادہ کے افعال سے کیا سوکار وہ جانے حکیم صاحب جانیں جنہوں نے سیر عجائبات کو بھیجا
ناوہ رازدار نے کہا میں جانتی ہوں کہ شاہزادہ کے مقدمہ میں حکیم صاحب کی سفارش پاہتی ہو اب مجھے
حکیم صاحب کی خدمت میں تمام و کمال حال شاہزادہ کا تفصیل بیان کرنا پڑا حالانکہ حکیم صاحب حال سے
شاہزادہ کے غافل نہیں ہیں مگر ہمکو عرض کرنا ضرور ہو رادی کا بیان ہو کہ شہر علیسین میں ایک مکان حکیم صاحب
نے بنوایا ہے اور اس میں ایک حوض ہے اور حوض کے پاس پردہ زربفت کا پڑا رہتا ہے اور نام اسکا منزل حکیم مشہور ہے جب
ملکہ نو بہار گلشن افروز یا ناوہ رازدار کو کوئی کار ضروری پیش ہوتا ہے تو پردہ کے سامنے جا کر ایک اس
بتعد اوپر ہستی ہیں اور بعد ختم اسم کے اس پردہ کے اندر سے آواز آتی ہے کہ تمہارا کیا مطلب ہے بیان کرو ملکہ
ناوہ رازدار جو منصب رازداری کے اکثر جاتی ہے اور ملکہ گاہے گاہے جب کوئی ایسا ہی کار دشوار
ہوا تو گئی مگر اول معرفت ناوہ رازدار کے حکیم صاحب کو اطلاع ہوتی ہے جب حکیم صاحب طلب
فرماتے ہیں تو ملکہ جاتی ہیں اور اگر خود حکیم صاحب کا واک ملکہ کے دیکھنے کو چاہا تو خود تشریف لاتے ہیں غرض
ناوہ رازدار کنارہ حوض کے گئی اور وہی اسم پڑھا پردہ کے اندر سے آواز آئی اے ناوہ رازدار کیون
خیر ہو ناوہ رازدار نے تمام حال شاہزادہ کا بیان کیا کہ شاہزادہ نہایت مضطرب و بیقرار ہے اور

ہمارے گلشن افروز کو غرور و اہتمام ہو حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہم حال شاہزادہ مغرالدین سے تھے زیادہ
 گاہ بین میں آئی تا ورنہ راز دار شہیت از کوئی یہ ہو کہ عقد ملکہ نو بہار گلشن افروز کا شاہزادہ مغرالدین
 ضرور ہو لیکن ملکہ نو بہار گلشن افروز جب تک کہ شاہزادہ کا امتحان قرار واقعی نہ کر لے گی راضی نہ ہوگی
 ورنہ راز دار نے عرض کیا حضرت ابوبکرؓ صورت مصفا کی کیا فرمادیکے حکیم صاحب نے فرمایا ہاں
 میں مجھے سفارش شاہزادہ مغرالدین کی کرنا ملکہ نو بہار گلشن افروز سے صلوات صاف مناسب
 ان کے مواجہ میں ملکہ نو بہار گلشن افروز سے شاہزادہ کی سفارش کروں یہ میرے شایان نہیں ہو مگر
 ان تو میری طرف سے اس تندخو نازک مزاج سے سمجھا دینا کہ اب شاہزادہ مغرالدین سے صلح کر لینا مصلحت
 ہے اور ان مقدمات گذشتہ کا خیال نہ کرو کیونکہ اگر شاہزادہ عالم موجود نہ ہوتا تو سمٹھا رہا ہمسر
 ہوتا مشکل تھا

نبودے گران ہر اوج کمال | ترا ہم کہیتی نہ بودی ہمال

ورنہ راز دار نے جب حکیم صاحب کی زبانی موافق اپنی مرضی کے کلمات سنے بہت خوش ہوئی
 بروہان سے رخصت ہو گئے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی اور حکیم صاحب کی طرف سے
 اب دیا کہ اگر ملکہ آفاق گستاخی معاف اگرچہ باطن میں آپ مثل غنچہ شگفتہ ہیں لیکن بظاہر جو شہیت
 یزدی ہو وہ ہوتا ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اگر خواہر میری طرف سے بعد تسلیم حکیم صاحب
 خدمت میں عرض کرنا کہ آپ کو خوب ظاہر ہو کہ میں تمام عمر عقد نکاح سے متنفر رہی مگر حضور مجھے
 پسے ایک مرد غیر جنس و غیر کفہ کے ساتھ پیوند کرتے ہیں کہ جسکی خلقت میں محبت و وفا کا ذکر بھی
 میں ہو اور طرفہ یہ کہ چند حرکتیں بویہ اسکی میں نے نہیں آنکھ سے دیکھی ہیں خیر یا اینہمہ اگر آپکی بیٹی
 رضی مبارک ہو تو میری کیا مجال ہو کہ سرتابی کر سکوں یہ تو شکل انسان ہو اگر کسی حیوان مطلق سے
 لم ہو تو بھی بجز قبول و منقول کے چارہ کیا ہو نا ورنہ راز دار نے پیام ملکہ نو بہار گلشن افروز کا حکیم صاحب
 خدمت میں پہنچایا حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہنوز ملکہ نو بہار گلشن افروز کے عقد کی نوبت نہیں پہنچی
 بلکہ عجیب و غریب حکایات بیان ہوئے لیکن خدا خیر کرے میری طرف سے یہ جواب دینا کہ اگر فرزند جب
 نے امارہ محلہ دار کو حصار چار مثلاً میں بجائے نفس امارہ مقرر کیا پھر کسی وارد طلسم یا اہل طلسم کی کیا
 درت جو اسکے خلاف کوئی امر یا حرکت کر سکے سوائے اسکے ملکہ صبح و لکشا سے بھی شاہزادہ نے کوئی حرکت
 سنی نہیں کی کہ جسکی وجہ سے ناخوش ہو ہاں اسوجہ سے کہ عاشق صادق کو خطرہ نازک مزاجی مشوقہ کا ضرور
 واسطے اسقدر آرزو کی وجہ اعتنائی تیری کافی ہو لیکن اب شاہزادہ کو ستانا بہتر نہیں ہو کہ

ہر امر کی انتہا ہو انسان کی واسطے انصاف شرط ہو بعد حصول جواب نادرہ راز دار پھر ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی اور ملکہ نو بہار گلشن افروز سے فرمودہ حکیم صاحب بیان کیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا خیر جناب عالی کا ارشاد لبس و چشم قبول و بدل منظور لیکن بغیر شاہزادہ کا امتحان لیے میرا دل صاف نہوگا اور صفائی دل شرعاً و عرفاً ضرور ہو ناوہ راز دار نے کہا سبحان اللہ اگر خدا نخواستہ اس امتحان میں نوبت ہلاکت شاہزادہ کی پہنچی تو آپ کی پیر سے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا تو شاہزادہ کی وکیل ہو جو اس طرح کے دلائل پیش کرتی ہو ناوہ راز دار نے کہا یہ امر نہیں ہو بلکہ میں کلمہ حق کہتی ہوں شاہزادہ واقعی صاحب رحمہ اور یہ بھی مجھے خوب معلوم ہو کہ آپ کو بھی قلع دلی ہو گو بظاہر یہ سب ناز معشوقانہ ہیں لیکن اس کشمکش ناز و انداز میں عاشق بیچارہ سے بار نہ اٹھ سکا تو اسکی جان مفت گئی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا ایسی تقریب یہودہ سے کیا فائدہ جو ہم کہتے ہیں حکیم صاحب سے کہہ دناوہ راز دار پھر حکیم صاحب کی خدمت میں آئی اور یہ کیفیت بیان کی حکیم صاحب نے فرمایا خیر ہم پاس خاطر ملکہ نو بہار گلشن افروز اقرار کرتے ہیں کہ شاہزادہ مغالدین کا ایسا امتحان کرینگے کہ پھر کوئی وسوسہ خاطر باقی نہ رہیگا بعد اسکے کہا کہ اے ناوہ راز دار ایک مرد جو نہایت ضعیف الباہ ہو تلاش کر کے ہمارے پاس لے آنا ناوہ راز دار نے عرض کی جناب عالی امتحان شاہزادہ میں ایسے شخص کی تلاش کا کیا سبب ہو امیدوار ہوں کہ اس راز سے آگاہ کیجاؤں اور اسے بھی منصب راز داری امانت رکھوں حکیم صاحب نے فرمایا اے ناوہ راز دار منزل اعلیٰ ایک مقام ہو کہ اُس سے باوجود راز داری کے تو بھی آگاہ نہیں ناوہ راز دار نے عرض کیا کہ اُس کا نام کیا ہو حکیم صاحب نے فرمایا کہ اہل نام مقام الامتحان ہو اور مقام الامتحان اور مقام الاستغفار بھی کہتے ہیں اور ایک نام آزمائش گاہ عشق بھی ہو وہاں جو جاتا ہو فوراً سراسر اعمال پاتا ہو اور شاہزادہ مغالدین بعلت خواہش نفس گناہ بنظری میں متہم ہو اسیر عذاب کیا جائیگا کہ شہوت کی طغیانی ہوگی اور زنان ہر طلعت بے حیا بے شرم حاضر ہو کہ ہر ایک طرح کے ناز و غمزے کریں گی اور در غلہ نہنگی اگر شاہزادہ مغالدین جو ش مستی سے محفوظ رہا تو یقین کرنا کہ گناہ سے پاک ہو اور نہیں تو گناہ نگار ہو اسی واسطے میں نے ایک نصیحت الباہ کو بلایا ہو کہ پہلے اُسکو مقام امتحان میں بھیجوں گا بعد ازاں شاہزادہ مغالدین کو ناوہ راز دار تم اور ملکہ نو بہار گلشن افروز دونوں ایک جاسے پوشیدہ یکشم انصاف ہر ایک عاشق صادق اور بواہوس کا تماشا دیکھ کے جھوٹ اور سچ کو دریافت کر لینا ناوہ راز دار نے شرم سے آنکھیں نمجی کر لیں جواب نہ دیا مگر دل میں سمجھی سچ ہو اس سے زیادہ اور کیا امتحان ہوگا الغرض حکیم صاحب سے رخصت ہو کر ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی ملکہ نے پوچھا کہ ناوہ راز دار نے ساری کیفیت بیان کی ملکہ نو بہار گلشن افروز کمال خوش ہوئی اور فرمایا اے خواہر عالی گہرا ب جسطرح ہو سکے کسی پیر ضعیف الباہ کو

میں تلاش کرنا چاہیے اتفاقاً ایک خواص نیسانہ پیری اسوقت حاضر تھی اسنے ملکہ کی خدمت میں عرض کیا اے ملکہ آفاق کام کو اریاق نام قصبہ جنگلو کے رئیس سے کوئی بہترین ہو حضور اسکو بلا لیں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا مون بلا ہر نیسانہ پیری نے کہا قربانت شوم اریاق ایک مرد ہو بوالہوس و ضعیف الباہہ آجکل موافق اپنے دل کے اپنے ہمسایہ کی دختر شمسہ بنت حبشہ پر عاشق ہو اور وہ عجیب و غریب حرکتیں کر رہا ہو یعنی طرفہ نقل یہ ہو جہاں کسی زن خوب صورت کا ذکر سنتا ہو بس اسقدر شوق و ذوق و غلبت کا زور ہوتا ہو کہ از خود رفتہ شخص ہو جاتا اور پھر اپنے حال کا اسے ہوش نہیں رہتا اور جس طرح ممکن ہوتا ہو اس سے نکاح کرتا ہو لیکن جزو مردی کا یہ حال ہو کیا عرض کروں مثل منض مرغض نیم جان کے چلتی ہو کسی عورت پر قادر نہیں ہو سکتا اب حال حبشہ و شمسہ کا حضور میں وہ بیچارے ستم رسیدہ مدتہائے مدیہ سے قصبہ جنگلو کی رئیس دسر دار زادیان ہیں اور اسی قصبہ میں رہتی ہیں اور کچھ زمین انکی اوقات بسر کی کو سرکار شاہی سے مقرر ہو اور عالم غربت میں وہ اپنی بسر کرتی ہیں اور اریاق کو بقول انکے کہ ہمارا ملازم تھا مطلق خال میں نہیں لائیں گو کہ یہ بالفعل حاکم قصبہ ہو ایک رزدار اریاق نے کسی سے زیارت حسن شمسہ کی کشتی بے اختیار طبیعت نے انکی جوش کھایا آخر نہایت عجز و انکساری سے شمسہ کے عقد کا پیام بھیجا شمسہ انکی مان راضی نہوتی جواب صاف دیا نا ورہ راز و وارنے کہا ہاں میں نے ہی سنا ہو کہ رئیس قصبہ ان بچاؤں نے درپردہ اسانی ہو رہا ہو بلکہ میں نے اریاق کے نسبت حکم سخت صادر کیا ہو کہ اگر بارہ حرکت بجا کی خبر پہنچی اور اپنے شیوہ سے باز آیا تو ریاست قصبہ کی تھو سے ضبط کر لیا جائیگی بلکہ اور بھی سزا دی جائیگی ورنہ اپنے اس شیوہ کو چھوڑے میسانہ پیری نے کہا اے رمانہ وار خاتون شمسہ و حبشہ دونوں مان بیسیان ملکہ کو ہزاروں رعائیں دیتی ہیں اور نہایت شکر گزار ہیں اور قربانت شوم آجکل وہاں عجب تماشا ہو رہا ہو جسکا بیان نہیں ہو سکتا ملکہ نو بہار نے فرمایا کیا تماشا ہو نیسانہ پیری نے کہا اے ملکہ عالم جب اریاق نے دیکھا کہ اب کسی طرح سے میری منت و سماجت کا رگ نہیں ہوتی اس مردود نے ان پر نہایت سختی کی اور طرح طرح کی ایذا و نیش و عیب کی اور صبح و شام انکے مکان کے گرد پھرتا ہو اور نالہ و کھاکرتا ہو وہ مظلوم ایسی وقت میں پیری ہیں کہ اپنی زندگی سے عاجز ہیں اور انھیں کچھ بن نہیں پڑتا لیکن کیا کرتیں نجوف عزت و آبرو و مہمانی ماریں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا بلاشبہ اریاق سے بہتر کوئی مرد اس وضع کا نہیں لیگا اسکو مع شمسہ و حبشہ جلد بلواؤ نا ورہ راز و وار نے اسوقت دونوں زن و مرد کو پردہ قاف سے بلوایا جب وہ حاضر ہوئیں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جھوٹے دل سے غل کے ملاحظہ فرمایا دیکھا اریاق ایک مروضہ مستر پر بس کا ہو اور بوالہوس اسکے قیافہ سے صاف ظاہر ہو لیکن شمسہ ایک نازنین پندہ برس کی نہایت حسین و صاحب جمال تھی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے پہلے حبشہ سے فرمایا کہ تم اپنی دختر کی شادی رئیس قصبہ سے کسواٹے نہیں کرتی ہو یہ تو ہتھارے قصبہ کا حاکم ہو حبشہ نے عرض کیا اے ملکہ آفاق حضور انصاف فرمائیں کہ پہل بے ہاشم خارا سے کیونکر وصل ہو سکتا ہو اور شاہ حضور

حال سے رئیس قصبہ کے واقعہ نہیں ہیں کہ جو اس طرح فرماتی ہیں کہ قمر مساق ایسا بواہوس ہو کہ شاید پردہ دنیا پر ایسا خلق
ہوا ہو اس سن میں جبراً بطبع مال دزر پچاس عورتوں سے نکاح کیا ہو اور جب قدر کہ اول اُسے عشق اپنا ظاہر کر کے لایا
اب اُس سے سو حصہ زیادہ اُس نے بے اعتنائی اور زبان درازی کرتا ہوا اور مال اُن بیچار یوں کا بھی لے لیا اُنکو سولے
سو کھی روٹی اور پیرائے کپڑے کے کچھ میسر نہیں ہو اور جب اُسکو عورتوں کی طرف رغبت ہوتی ہو تو سب بی بیوں کو
ایک جاجع کر کے اُنکو نگا کرتا ہو اور اُنکے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہو وہ بیچار یان جیسی کہ اپنے گھر سے بیاہ آئی تھیں ابھی تک
دیسپی سر بہرہین اور جب زیادہ کھیا نہ ہوتا ہو تو اُن عورتوں کا سینہ بڑور ملتا ہو اور گالوں کو کاٹ کاٹ کھاتا ہو کہ وہ
بیچار یان زخمی ہو جاتی اور زار زار روتی ہیں بلکہ نو بہار گلشن افرور نے فرمایا در حقیقت طرفہ ماجرا ہو جمشہ نے عرض کیا
کہ ابتدا میں الماق خان شمسہ کا باپ قصبہ جنگلو کا مالک تھا اور اریاق کو جو کیداری دی تھی اریاق بعد چند روز
کے بد معاشوں سے ملکہ ایک جمعیت سے الماق خان اپنے ولی نعمت کا در پی ملاکت ہوا اور ہر دیکر الماق خان کو
مار ڈالا اور سرکاری آدمیوں کو رشوت محقول دیکر فرمان ریاست اپنے نام کر لیا اور تمام دولت و ثروت الماق خان
کی ضبط کر لی ایک تھوڑی زمین باقی ہو اس میں بسر وقات کرتی ہوں نہ جینی ہوں اور نہ مرنی ہوں اور اس دختر ناکھڑا
کی پرورش کرتی ہوں اب حضور انصاف فرمائیں کہ میں اس نمک حرام بواہوس سے کیوں عقد کر دوں مگر ایسی سخت
مشکل درپیش ہو کہ جسکا دفع ہونا نہایت دشوار ہو اس زندگی سے تو مرنا میں بہتر جانتی ہوں نابال میں سوچتی ہوں کہ
ایک روز زہر شکار پہلے اس سخت بد نصیب کو دوں بعد اسکے آپ کھالوں کہ ہر روز کے عذاب سے نجات ہوں گیں خیال
حرام موت کے سکوت کرتی ہوں دوسرے ایک یہ امر مانع ہو کہ لوگ مجھی کو بدنام کر گئے کہ کچھ تو ایسی بات تھی کہ جو
اپنی بیٹی کو مار کے آپ بھی مر گئی اور یہ حرام زادہ بھی دھمکتا ہوا اور کبھی عاجزی کرتا ہو اور پام نہایت بھیجتا ہو اور تمام رات
دو چار بد معاشوں کو ساتھ لیکر میہ گھر کے گرد پھرتا ہو اور وہ بد معاش لوگ پکار پکار کہتے ہیں کہ اچھا جمشہ بہتر یہی ہو
کہ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے ورنہ اس دولت سے تجھے ہم اس قصبہ سے نکالینگے کہ بہت یاد کر رہی اور اگر رئیس تیری دختر کے
عشق میں ہلاک ہوا تو ہم بھی تجھ کو مع تیری لڑکی کے زندہ نہیں رہینگے مگر ہاں یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ ہمارے سمجھانے
کو تو خیال میں نہ لائیں تو ہم بجز تیری لڑکی کو لیا کر رئیس کے ساتھ عقد کر دینگے آخر ایک روز میں نے شمسہ سے
پوچھا کہ ای فرزند اگر تیری مرضی ہو تو میں اس اریاق سے تیرا نکاح کر دوں شمسہ بولی کہ مجھے اس نکاح سے اپنا مننا
بہتر ہو لیکن مجھ کو کسی طرح عقد منظور نہیں ہو سکا سطلے کہ جن بیچار یوں غریبنوں کو ہزار ہزار احمد و بیان کہے کہ اپنے گھر
لے گیا اب اُنکو ہر ایک طرح کی تکلیف دینا میں دے رہا ہو تو پھر کس امید پر کوئی قبول کرے ملکہ نے کہا شمسہ بہت
درست کہتی ہو اگر پہلے سے مجھ کو معلوم ہوتا تو میں اریاق کو خوب گوشمالی دیتی کہ یاد کرتا خیر اب تو خاطر جمع رکھو خدا نے
چاہا تو اصل مقدمہ ہی نادر دیکھ دیتی ہوں بعد اسکے ملکہ نے اریاق کو بلایا اور فرمایا کیوں اریاق باوجود اس

من و سال کے اس قدر غور میں تیرے عقد میں ہیں اور پھر تو اپنے ظلم سے باز نہیں آتا اریاق نے عرض کیا کہ میں عشق میں شمسہ کے
 سینا مبتلا و خود رفته ہو رہا ہوں کہ مجھے دین و دنیا کا ہوش نہیں رہا ہاں اگر شمسہ راضی ہو تو سب سببیوں کو ملال و دیدار
 کرنے فرمایا جیسے سنا ہو کہ تو نے ہر ایک عورت سے اول عشق کیا اور بعد عہد و پیمان کے لایا ہو اور روز میں وہ عشق جاتا
 ہا پھر دوسرے کو تیرے قول و فعل کا کیونکر اعتبار ہو اریاق نے کہا حضور ان عورتوں کا عشق اسی قابل تھا اور شمسہ
 نے عشق نے تو میرے دل و جگر کو کباب کیا ہو اور کسی وقت خیال شمسہ کا دل سے نہیں جاتا مالک نے فرمایا کہ شمسہ سے تو
 رگدڑ ہم تجھ کو اس سے بہتر اور حسین و جمیل عورت تلاش کر دینگے اریاق نے کہا میں جب شمسہ کا عاشق ہوا تو پہر اور
 عورت سے مجھے کیا سروکار مالک نے فرمایا خیر ہم تجھے ایسی ایک جا پر بھیجینگے کہ وہاں زنان خوش ہال و پری پیکر از حد ہونگی
 اگر تو اُن سے مخاطب ہو تو پہر بے تکلف شیر عقد شمسہ کے ساتھ کر دیا جائیگا اور جو شاید تو نے وہاں اپنا کسی عورت سے کالا
 شمسہ کیا تو اس جہم کے عوض کیا جہانہ دیگا اریاق اول نہایت خوش ہوا اور دلیں کہا کہ میرے پاس وہ آلہ معصیت
 کا نہیں ہو جس سے کوئی حرکت سرزد ہونگی خواہ مخواہ محفوظ رہونگا پھر تو مالک عقد شمسہ کا مجھ سے کر دینگے اور یہ نہیں
 جانتا تھا کہ کتنا ناپانی وغیرہ مقام الامتحان کا بعینہ ماہ شتر اعرابی اور ماہی سقنقور کا خاصہ رکھتا ہو کہ با نیاں ظلم لے خاص
 اسی امتحان کی واسطے یہ مکان بنایا ہو اریاق نے کہا کہ اے مالک آفاق اگر میں نے وہاں کوئی حرکت کی تو جہد میرے پاس
 مال و اسباب ہر سب سے وہ سب شمسہ کو دید و نگا اور کبھی شمسہ کا نام تک زبان پر نہ لاؤنگا مالک نے اریاق سے
 اس بات کا نوشتہ لکھا لیا اور ہمیشہ کی طرف سے یہ اقرار کیا کہ بعد امتحان کے ہم شمسہ کا تجھ سے نکاح کر دینگے بعد اسکے
 ناوہ رازدار سے فرمایا کہ تو حکیم صاحب کی خدمت میں جا اور حال اریاق کا بیان کرنا و رہ رازدار
 حکیم صاحب کے پاس گئی اور اریاق کا حال عرض کیا حکیم صاحب نے ایک بوریا پورانا رازدار کو دیا
 اور فرمایا کہ یہ بوریا ملکہ کے پاس لیجا اور میری طرف سے کہنا کہ پہلا اریاق کو بوریا پر بٹھانا اور اسکے بعد اس اسم کو
 پڑھنا اور اس بوریا سے کہنا کہ بحق خداوند عز و جل جس نے تجھے حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کا نایب کیا ہو اریاق
 کو مقام امتحان میں پہنچا دے پس وہ بوریا اریاق کو پہنچا کر تھارے پاس پھر چلا آئیگا جب وہ چلا آئے پھر اس طرح
 ملکہ نو بہار گلشن افروز اور چار خواہین جو کہ محرم راز ہوں اس بوریا پر کہ حصیر یا و سیما سکنا نام ہو سوار ہو کر
 مقام الامتحان میں چلی جائیں اور باغ پر قیام کریں اور روز نون میں سے دروازہ کے وہاں کا تماشا دیکھیں
 جو کچھ کہ وہاں واقع ہوگا بخوبی نظر آئیگا اور سامان اکل و شرب پاس ہونا چاہیے کیونکہ میوہ وغیرہ باغ کا محض
 ظلم ہو تماشا ٹی کے کھانے کے قابل نہیں ہو الا جو غل ظلم ہو وہ کھا سکتا ہو دوسرے یہ بھی ضرور ہو کہ جو کوئی ہمارے
 پاس آوے اسی بوریا پر سوار ہو کر آوے اور آئیہ و سلیمین الراج بر وقت سواری حصیر پڑھنا چاہیے اور بوریا کی طرف
 خطاب کرنا چاہیے فوراً وہ شخص میرے پاس پہنچ جائیگا مگر بعد امتحان اس امر کے کہ اریاق با وجود ضعف کے

تاثير طلسمی کے سبب بقیار ہو جائیگا اور شاہزادہ ہر چند کہ جوان ہو لیکن خود داری کو کام فرمائے گا نادرہ راز دارانہ جلد کے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی اور حکیم صاحب کے ارشاد سے ملکہ کو آگاہ کیا کہ ملکہ نے فرمایا ایسا نادرہ راز دار اگر شاہزادہ مغزالدین اس امتحان میں ثابت قدم رہا تو پھر مجھ کو کسی طرح کا شبہ اسکی نسبت باقی نہ رہیگا الغرض پہلے ملکہ نے اریاق کو حصار بادشاہ پر سوار ہو کر مقام الامتحان پر پہنچوایا بعد اسکے خود ملکہ اور نادرہ راز دار اور میسانہ پری وغیرہ خواصوں کے ساتھ حصار بادشاہ پر سوار ہو کر مقام الامتحان میں پہنچیں اور باغ کے دروازہ پر قیام کیا دروازہ کے روزنوں میں سے باغ کو دیکھا و حقیقت عجیب کیفیت کا پرفضا فرحت افزا باغ تھا کہ جسکی تعریف نہیں ہو سکتی اور عمارت باغ کی نہایت خوبصورت تھی بلکہ تامی سامان زینت وغیرہ سے آراستہ تھی اور اریاق غول سیست کے مانند باغ میں سیر کر رہا تھا اور اسکے چہرہ سے نہایت خوشی و بشارت ظاہر تھی اور حال یہ تھا کہ کبھی ناچتا تھا اور کبھی مثل شاطر چالاک کے شلنگ مارتا تھا ملکہ نو بہار گلشن افروز اور نادرہ راز دار اریاق کے حرکات و دیکھ کے متحرک تھے جب اریاق نے اپنا حال دگرگون دیکھا دل میں کہا کہ اریاق کج جی تجھے یہاں خواہش نفس امارہ ہوئی کبھی اس طرح کا جوش جوانی میں بھی نصیب نہیں ہوا اگر اسوقت کوئی تصویر مٹی کی بھی مجھے تو میرا محفوظ رہنا غیر ممکن ہو ناگاہ ایک زن کریمہ نظر بد صورت بدسیرت لیکن جوان ایک جانب سے ظاہر ہوئی اریاق اسی انتظار میں تھا بے اختیار اسکے پاس دوڑ کے گیا اور اختلاط شروع کر دیا اس عورت نے پکار کر کہا اریاق تجھے شمسہ کا خیال مطلق نہیں ایسا نہ کہ کوئی بلا نازل ہو آخر بمشکل جدا ہوا وہ عورت جس طرف سے آئی تھی چلی گئی لیکن اریاق کو بعد اسکے چلے جانے کے ایسا جوش نفس ہوا کہ تمام باغ آ نکھوں میں تیرہ تار ہو گیا اور اپنے اوپر لعنت کی کہ تو نے ناحق اُسے جانے دیا آخر ضبط نہوسکا اسکی تلاش میں تمام باغ میں پھرنے لگا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز نادرہ راز دار مع خواصوں کے یہ تماشا دیکھ رہی تھیں اور نہستی تھیں اس اثنا میں ایک اور عورت اگلی عورت سے کچھ حسین اریاق کے پاس آئی اریاق تو تلاش ہی میں تھا اسکو مثل کجشک کے حسب طرح باز دہالیتا ہوا اریاق نے دیو ج لیا اور عہد و اقرار وغیرہ کا کچھ ہوش نہ رہا ہر چند اس عورت نے کہا اے اریاق دیکھ کیا غضب کرتا ہو پشیمان ہو گا شمسہ پھر تیرے ہاتھ نہ آئیگی اسے مال و اسباب بھی تیرا سرکار میں ضبط ہو جائیگا کون سنہتا ہو بلکہ اریاق نے کہا ای جان بن میری جان بھی اسوقت تیرے ناز و غمزہ پر سے تصدق ہو میں کیا جانوں کیسی شمسہ اور مال و زر تو میں ایک حب کے برابر بھی نہیں سمجھتا زندگی مشروط ہو پھر پیدا کر لوں گا اور یہ دولت اسوقت جو ہاتھ آئی ہو پھر کہاں آخر اس عورت کو ایک مکان میں لیجا کر اپنا مطلب حاصل کیا جب باہر آیا تو بھڑک سہا دی عبارت لوح پیشانی پر لکھی تھی کہ اریاق محض بیہودہ و عمہ شکن و دروغ گو ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز وغیرہ نے جو وہ نوشتہ تقدیر اریاق کا دیکھا سمجھ گئیں کہ اس مردک نے اپنا انتظام نہ کیا ناگاہ ایک بچہ غیب اریاق کو لیکر ثابت ہو گیا بعد

ہو جانے اریاق کے نادورہ رازدار نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہا اؤ ملکہ آفاق الحمد للہ کہ حرکات ساریاق
اشر اس مقام الامتحان کے بچشم خود دیکھ لیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اریاق کا عشق صادق دستاویز محض جھوٹا تھا
ایک ایسی بد صورت عورت سے نہ بچ سکا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ صرف اریاق کا میں امتحان
بول و منظور میں کر سکتی ہوں اگر دو چار شخص اور بھی اسی صفت کے ہوتے اور اس باغ میں محفوظ نہ رہتے تو میں
بانتی اور نقین کامل ہوتا کہ یہ جانے امتحان ہو نادورہ رازدار نے کہا اب میں پردہ قاف میں جا کر وہاں سے
دو چار نامہ دھن لاتی ہوں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا ہاں جب تک میں اس مقام کا امتحان بخوبی نہ کر لوں گی
ہرگز یہاں سے نکلنے کی نادرہ رازدار اسی وقت حصیر باد پیا پر سوار ہو کر پردہ قاف میں گئی اور تھوڑی
یر میں چار نامہ اپنے ساتھ لیے ہوئے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی خدمت میں پہنچی اور ان چاروں کو اس
مکان میں داخل کیا اور ہر ایک کو سمجھا یا کہ خیر دار کسی عورت سے شفقت نہ کرنا ورنہ جان بھاری جاتی رہی ہے

ہرچہ خواہی تو درین باغ میں	لیکن از صحبت زنب گبریز	زن اگر نزد تو نشستند ہم
ما فاش سازد و پیشش برخیز	در نہ بریاد رود جہان سرت	تیغ برفرق تو آید چون ریز

ان تیار و لائے منفعت المفظ جواب دیا ای خاتون ہم اس کام ہی کے نہیں ہیں طرح فعل بد کر کے ہیں نادورہ رازدار
نے کہا اگر ہم اس کار بد سے محفوظ رہے تو میں نکو بہت اچھی طرح با عزت و حرمت تمہارے مکان کو پہونچا دوں گی
بیکہ انکو باغ میں داخل کر دیا اور ایک روز و شب وہاں گذرا اور یہی معاملہ پیش آیا جو اریاق سے رو بکار ہوا تھا
وہ وہی دست زیب انکو بھی بد فعات باغ سے لگایا اب ملکہ نو بہار گلشن افروز وہاں سے اپنے مکان پر
شریف لائی اور نادورہ رازدار حکیم صاحب کی خدمت میں پہونچی اور یہ سب حال گذشتہ حکیم صاحب سے
رض کیا حکیم صاحب نے فرمایا ای نادورہ رازدار ملکہ نو بہار گلشن سے کہنا کہ اب میں فقط کپاس خاطر
تھارت شاہراہ مغر الدین کو کہ بجائے میرے فرزند کے ہو اور بوجہ سیادت تمام عالم کا صاحب زادہ ہو
مقام الامتحان میں مجتبا ہوں اور تمہارے تاثیرات وہاں کے بچشم خود دیکھ لے کہ کوئی انسان یا جن و پریزاد
کسی طرح نہیں نک سکتا اسی واسطے اس مقام کا نام بزبان عجم امتحان گاہ عشق و ہوس ہو مگر بعد اس امتحان
کے جو تمہیں کسی طرح کی محبت و تکرار یا غدر یا کسی کے ہکارت سے برہی مزاج کو کام فرمایا تو ہم تم سے نہایت بیزار ہونگے
اور ہماری ناراضی باعث خرابی کا ہوگی یہ تم خوب اپنے دل میں تصور کر لو نادورہ رازدار وہاں سے ملکہ
نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی اور حکیم صاحب کا ارشاد ملکہ سے بیان کیا اور خود بھی کہا کہ اؤ ملکہ آفاق ابکی
حکیم صاحب نے نہایت سختی سے فرمایا ہو دیکھو اس امر کو مثل اور امور کے سہل نہ تصور کرنا ملکہ نو بہار گلشن افروز
نے بچہ جواب نہ دیا مگر دل میں سوچی کہ مبادا شاہراہ بے اختیار میری مثل اریاق کے کسی عورت سے باخلاص ہو جائے

پیش آیا یا کوئی حرکت کی اور وہ کسی صدمہ جانکاہ میں پھنسا تو میں جیتے جی ہلاک ہو جاؤنگی اور اگر امتحان کو موقوف رکھتی ہوں تو یہ بھی مشکل ہے اس سے کسی حیلہ و حوالہ سے ٹالوں بہر کیف اب خداوند کریم ہی میری جان اور شاہزادہ کی جان کا حافظ ہو وہاں سے اٹھی اور ایک گوشہ میں جا کر پہلے دو رکعت نماز حاجت پڑھی اور نہایت گریہ و زاری درگاہ پروردگار عالم میں واسطے اپنے محبوب کے کی اور کہا کہ خداوند اتو ہی شرم کا رکھنے والا ہو یہ کیکے ملک پر سیٹ رہی ناورہ رازدار حکیم صاحب کی خدمت میں پہنچی اور اسنے حکیم صاحب سے حال زاد ملک نو بہار گلشن افروز بیان کیا اور کہا حضور کے ارشاد کا ملکہ نے کچھ جواب نہیں دیا خاموش ہو کر ہی بظاہر یہ خاموشی رضامندی پر دل ہو لیکن چہرہ ملک نو بہار گلشن افروز کا زرد ہو گیا حکیم صاحب نے فرمایا ای ناورہ رازدار شاہزادہ معزالدین کو بھی اس عہد و اقرار سے مطلع کر دے اور کہنا کہ یہ اسم بزرگ بہ ترکیب تعلیم کرتے ہیں ہر وقت وہ ہر لحظہ اسکا در و رکھنا یقین ہے کہ برکت سے اس اسم پاک کے محفوظ رہیگا اور کہنا اگر ایک ذرہ بھی اشتعال ہوس کا ہوگا تو پھر تھارا محفوظ نہ رہنا مشکل ہو اس واسطے کہ اس وظیفہ میں ہزار ہا نازنین ماہ جبین خورشید مثال خوش جمال تھارے پاس آئیگی اور کوئی وجہ ہر کانے کا اٹھا نہیں رکھیں گی لیکن خبر دار تم اسم پڑھے جانا اور کسی طرف التفات نہ کرنا تا انکہ ملکہ ضعیج و لکشا بھی اگر آئے اور پیام محبت آمیز بھیجے تو جواب نہ دینا الغرض شاہزادہ معزالدین کو سب امور سمجھا کے دروازہ سے اپنے محل کے باہر کر دینا وہ بظاہر مستقیم مقام الامتحان میں جا پہنچے گا اب اس کے ناورہ راز سے فرمایا اریاق حجرہ دیوان عام میں قید ہو اب موافق عہد و اقرار کے اسکو سزا دوناورہ راز دار نے کہا حضرت ان چار نفروں کا حال نہیں معلوم کیا ہو جنہیں میں پردہ قاف سے لائی تھی حکیم صاحب نے فرمایا وہ اپنے اپنے مکان کو پہنچ گئے کیونکہ وہ پیارے محض بے قصور تھے ناورہ رازدار حکیم صاحب کے پاس سے نصرت ہو کر ملک نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی اور جو کچھ کہ حکیم صاحب سے گفتگو ہوئی تھی وہ بیان کی ملکہ نے اریاق کو بلا کر پوچھا کہ اب تجھے کیا عذر ہو اریاق اپنے فعل سے ناوم و پشیمان ہوا ملکہ نے ناورہ رازدار کو حکم دیا کہ مال و اسباب مع ملک اریاق کا ضبط کر لیا و جبشہ و شمسہ کو دیر واد اس مردود کو بیان سے نکلا و جبشہ نے کہا اے ملکہ عالم مال اریاق سب مال غصب ہو کر اس حرام خوردے نظم و ستم ہر ایک سے لیا ہے فردیہ کو ایسے مال کا لینا منظور نہیں ہو آپ اسی کو بخش دیں ملکہ اسکی ریانت و امانت سے بہت خوش ہوئی اور ایک پریزا کو نام اسکا شمشاد تھا اسکے ساتھ نکاح غمسہ کا کرونا اور اریاق سے چلکہ لیا کہ بارگاہ نام شمسہ کا زبان پر نہ لائے القصہ دوسرے روز ناورہ رازدار بطرف قصر اسرار روانہ ہوئی یہاں شاہزادہ ناورہ کا منتظر تھا اور ہر روز روشنگ سے پوچھتا تھا کہ دیکھیں ناورہ رازدار کب آتی ہیں روشنگ کہتی تھی کہ ناورہ رازدار آپ ہی کے کام کو گئی ہو اور کوشش کر رہی ہو انشا اللہ تعالیٰ عنقریب آتی ہوگی جب تک حضور یہاں سیر فرما دیں اور دل بہلائیں شاہزادہ نے فرمایا کہ اے روشنگ ہر چند

بہتر از قصر اسرار تمام عجائبات میں سے کوئی مقام نہیں ہو لیکن اس روشنگر میں مفارقت میں ملکہ نو بہار گلشن افروز
ایسا بے قرار ہوں کہ کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا روشنگر نے کہا حضور خاطر جمع فرما میں عنقریب دولت وصال
دست جمال میسر ہوا جاہتی ہو حضور مطلق رہیں یہ گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ وید بان گنبد گیتی نالے ناوردہ رازدار
کے آنے کی شاہزادہ کو خبر دی شاہزادہ نے یکا یک دیکھا کہ تمام آسمان پر وبال سے پر یزادوں کے رنگین ہو گیا



اور اس رنگ پر وبال سے جالہ خدائی نظر آتا تھا شاہزادہ بطور استقبال ناوردہ رازدار کے ناوردہ بارگاہ گیا
کہ ناوردہ رازدار وکیل مطلق شاہزادہ کی کئی اور بجان و دل کوشش کر رہی تھی انفرض ناوردہ رازدار مع ان
پر یزادوں کے شجرہ طیبہ پر نازل ہوئی اور ان پر یزادوں کے چہرے انسانی مصفا و برات اور پر وبال رنگ برنگ
کے مثل زرد و یا قوت و زبرد و الماس کے تھے اور لباس دزیور مرغ نگار تھا شاہزادہ کے دیکھتے ہی ہوش جاتے رہے
اور جو کہ مارا یا مثلاً قبلہ سنا تھا جلوہ میں ان پر یزادوں کے بچشم خود دیکھا ناوردہ رازدار نے آداب و تسلیمات عرض
کیا شاہزادہ نے عالم محویت میں ناوردہ رازدار سے فرمایا

اے شفیق و رفیق عاشق راز	مہربان میرے قاصد غم خوار	تو ہی روح روان عاشق ہو	تو ہی گویا زبان عاشق ہو
عینہ دل کو بس نسیم ہو تو	مرض عشق کا حکیم ہو تو	خبر پار تو ہی لاتا ہو	عاشق مرده کو جلاتا ہو
	قاصد ہاں تجھے خدا کی قسم	جلد تو کر بیان حال صنم	

ناوردہ رازدار شہتی ہوئی ماس انداز و ناز سے شاہزادہ کے پاس آئی کہ شاہزادہ بے قرار ہو گیا اور دل میں کہا
کہ اگر خداوند کریم مجھے کامیاب کرے گا تو میں ناوردہ رازدار کا عقد جو ہر سے ضرور کر دوں گا کیونکہ جس طرح وہ میرا بار و بھائی

ہر اس طرح یہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کی خواہر رضا غی ہو اور یہ دونوں زن و مرد با ہم مزاج و شکل و خصال میں بھی اتنا و کامل رکھتے ہیں نہایت ہی مناسب ہو گا لیکن اب حال شاہزادہ کا مثل حال آئندہ نہیں ہو سکتا۔ معنی کہ پہلے یہ کیفیت تھی کہ صبح و شام یا دو خیال وطن و احباب ضرور ہوتا تھا جب سے کہ قصر انوار میں داخل ہوا اور مرغ اسرار سے حال طلسم بنا وہ سب محو ہو گیا تھا اب منزل اعلیٰ میں جو کہ فلک نہم مشہور ہو پیر و ہی حالت ہونے لگی کہ اب ہر وقت حال اپنا یاد کرنے لگے لیکن اب بجائے شمسہ تاجدار ملکہ نو بہار گلشن افروز کو جانتا ہو اور یہی سمجھتا ہو کہ مجھے ابو المکارم نے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی تصویر دکھائی تھی اور میں اسی کے عشق میں وطن سے نکلا ہوا تھا خدا جانے اس میں کیا حکمت ہو کہ جیل اعلیٰ اور قریہ فردوس کا حال موافق کیفیت طلسمی یا دہنیں آتا اور دیکھیے کب تک یا دہنیں آتا ہو اور جو یاد بھی آدینگا تو انجام کار کیا ہوتا ہے القصہ جب ناوہ رازدار شاہزادہ کے پاس آئی شاہزادہ نے بکمال شفقت و مہربانی پیشانی پر بوسہ دیا ناوہ رازدار بعد از اب و تسلیمات کے دست بستہ سامنے شاہزادہ کے بیٹھے گئی اتفاقاً شاہزادہ نے اس شب میں ملکہ نو بہار گلشن افروز کو خواب میں دیکھا تھا اب وہ خواب ناوہ رازدار کے ساتھ بیان کیا یعنی فرمایا اے خواہر شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بیار ہوں اور ملکہ نو بہار گلشن افروز میری عبادت کو آئی ہیں مگر حال مزاج دریافت کر کے فوراً چلی گئیں بعد اسکے چند شعر ناوہ کے سامنے پڑھے۔

مرحبا ای پیک فرخ قال ما باز گو آن ماہ دہر آراے ما آنکہ از پایے سیل نشاندہ دل پر از نو سپید دیدار او از درم ناگہ در آید بے حجاب گفت او شیدا دل مفتون بن	مرحبا ای مایہ اقبال ما باز گو زان یار بے پروا کا عمر را ببرد و پیمان را جان بلب از حسرت گفتار او لب گزان از رخ براغندہ نقاب دے ہلاکش عاشق مخزون من یک دم شبست بر بالین من	باز گو از نجد و از یاران نجد از زبان آن نگار تند خو شب کہ بودم با ہزار اندوہ کان قیامت است بیان شکر کا کل مشکین بدوش نہاختہ کیف حال القلب فی نار افراق رفت با خود بر عقل دین من	تا در دیوار آراے بوجد از پر تمکین من حرفے بگو سر بزدانوںے غمش نبشتہ فرد آفت دوران بکلام و ذرن وز نکاہے کار عالم ساختہ گفتش و اندھا حائل الاطلاق
---	---	---	--

ای ناوہ رازدار محرم اسرار خواب میں میں نے اس ناہربان کو اپنے حال پر کمال شفیق و مہربان و پرسان حال پایا اب بیان کرو کہ میرے حق میں نے کیا صورت نکالی ہو ای ناوہ رازدار یقین کرنا کہ میں اپنی زندگی سے ایسا تنگ آیا ہوں کہ قابل بیان نہیں ہر وقت و ہر خطہ مجھے کسی طرح قرار و آرام نہیں ہے براے خدا سچ کہو اگر تھنے کوئی شکل معقول میرے واسطے پیدا کی ہو تو مجھ سے اطلاع کرو کہ فی الجملہ طلب حزمین کو قرار آوے و گرنہ مجھے

ہو اب وہ دیکھ میرا جو چہ پاس ہے کر گزروں ناوہ راز دار نے عرض کی اور شہر یار کا مگر شایر سننے یہ آیت نہیں دیکھی اور

یہ شعر تو لکھا میرا جو

مشکے نیست گر آسان نشود | مرد باید کہ ہر آسان نشود

وہن تجھ سے اللہ تعالیٰ بے یغی و بخل بخارائے نو بہار گلشن افروز سے ایک سنت الہی ہو کہ کسی صورت سے تبدیل نہیں ہو سکتا مگر ہاں ایک وقت بہ موقوف ہو اور تین ہر کردہ وقت ہی قریب ہو بعد اس کے جو گفتگو حکیم صاحب سے ہوئی تھی اور ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جو جوابات دیے تھے وہ سب فصل شاہزادہ سے بیان کیے اور یہ بھی کہا کہ اب آپ کو مقام الامتحان میں جانا ہو گا کہ جو امتحان گاہ عشق و ہوس ہو اگر اس امتحان میں پورے اترے تو پھر کوئی بابے عذرا و حوا ملکہ نو بہار گلشن افروز کہ باقی نہ بیک شاہزادہ نے جو کیفیت مقام الامتحان کی ناوہ راز دار سے سنی حواس جانے رہے اور ہوش بجا نہ رہا اور کہا اور ناوہ راز دار خدا ہی آبرو رکھے گا کسو اسطے کہ بندہ عاجز ہو و ہاں کیا جاسکے کیا معانات پیش آدین خیر مصرعہ برید فرزند آدم ہر جو آید بندہ خداوند کریم مالک ہو اور قتال مشکلات میری مدد کریگا ناوہ راز دار نے کہا آپ میرے نہیں سبب اسباب سب سامان درست کر دیو دو چار روز اور غریب خانہ میں آرام فرمائیے بعد ازاں میں ایک مقام الامتحان میں پہنچا دوں گی اور خدا سے چاہتا تو انجام بخیر ہو گا روانہ ہونا شاہزادہ عالیجاہ کا مقام الامتحان میں اور دیکھنا بواحبی و شیرینی زمانہ ناہنجار و مشعبہ پرداز کی اس مکان غائب نشان میں اور سننا قصہ ناصر و شہر کا یہ بیل تمثیل کے



واقفانے کہ در سخن فردا اند

شرح این داستان چنین گردند

القصہ جب شاہزادہ معز الدین عالی قدر والا مقدار کھرا سر اس سے روانہ ہوا اس طرح کا ایک مہر اسے لے و دی دیا
 کہ جسے دیکھ کے رستم کا دل شق ہو جائے اور نیز جسکی ابتداء و انتہاء معلوم ہوتی تھی اور اسوقت اسقدر تمازت آفتاب
 تھی کہ زمین سے شعلہ آگ کے نکلنے تھے پائون مجھے جلتے تھے آخر شاہزادہ دل داوہ شکل تمام تا وقت زوال آفتاب
 ایک درخت کے سایہ میں ہو چکا وہاں ایک حشیہ آب شیرین کا نظر آیا شاہزادہ نے منہ ہاتھ دھویا اور نماز پڑھا اور
 کی بعد انفرار نماز ایک بار کی جو نظر بلند کی دیکھا کہ ایک رومال بستہ بجائے تھا اس درخت کی شاخ میں لٹک رہا ہے اس
 شاہزادہ نے از بسکہ گرسنہ تھا وہ رومال کھولا دیکھا دو روٹیاں روغنی اور کباب و بیضہ مرغ بریان نہایت عمدہ
 موجود ہیں شاہزادہ نے یہ مصرع پڑھا اور وہ کھانا نوش فرمایا مصرعہ رزق برادری رسان پر مہر ہدیہ اور آرام
 فرمایا جب آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک شخص شاہزادہ کا اولاد کھا رہا ہے شاہزادہ کو خیال گذرا کہ شاید یہ کھانا اسی کا
 تھا میری وجہ سے یہ بچارہ بھوکا رہا افسوس ناحق تو نے یہ کھانا کھایا یہ شخص اپنے دل میں کیا کہتا ہو گا اس شخص نے
 شاہزادہ کو سلام کیا شاہزادہ نے بعد جواب سلام پوچھا تو کون ہو اسنے کہا کہ میں مقام الامتحان کا نگہبان ہوں
 اور یہ کھانا میں نے فقط حضور کے واسطے اس درخت پر لٹکا دیا تھا الحمد للہ حضور نے نوش فرمایا شاہزادہ نے
 پوچھا تیرا نام کیا ہو اسنے کھانا میرا ہر اس ہو بعد ازاں ہر اس نے اپنے مکان پر شاہزادہ کو ہمان رکھ کے
 دعوت کی شاہزادہ شب کو وہاں رہا صبح کو روانہ ہوا اور موافق معمول بوقت زوال دوپہر ایک جگہ فودکش
 ہوا اور اسی طرح دسترخوان درخت میں بندھا پایا شاہزادہ نے پھر بے تکلف وہ کھانا نوش فرمایا اور آرام کیا
 جب بیدار ہوا اسی طرح ایک مرد کو اولاد کھاتے دیکھا پوچھا تو کون ہو اور بیان سے مقام امتحان کا کس قدر فاصلہ
 ہو اسنے کہا میں نگہبان راہ ہوں اور نام میرا سا ہوں ہو اور حضور دور و زمین مع اخیر مقام الامتحان میں پہنچ جائیگا
 شاہزادہ سا ہوں کے مکان پر تشریف لایا اور آرام فرمایا سا ہوں نے عرض کیا کہ حضور خادم کی
 حوائج مع نان وغیرہ کے قبول فرمائیں شاہزادہ نے فرمایا کہ مجھے چند روز سے نانچ و رنگ موقوف کیا عرض وہ شب
 بھی عالم تنہائی میں گذاری اور صبح کو روانہ ہوا اور اسی قدر مسافت طو کی ہوگی کہ شاہزادہ میں طاقت رفتاریاتی
 نہ رہی آخر ہزار دقت و خرابی عصر کے وقت ایک باغ فردوس شان میں پہنچا وہاں دیکھا کہ علاوہ آرائش
 و کیفیت کے باغ کے تمام طاقتوں میں طرح طرح کے میوہ تر و خشک چنے ہیں اور طعام تختہ رنگارنگ کے دسترخوان
 پر موجود ہیں لیکن کوئی آدم زاد نہ پریرا دخالی مکان تھا شاہزادہ حیران ہوا کہ بیان کوئی نظر نہیں آتا یہ سامان کسے کیا
 پھر کہا کہ یہ شعبہ طلسمی نہوا سکا تعجب کرنا ناحق ہو کہ دفعتاً خواہش نفس کا اظہار ہوا کہ شاہزادہ بیقرار ہو گیا پس
 اس سے شاہزادہ کو یقین واقع ہو گیا کہ مقام امتحان یہی ہے اور اپنے دل میں نہایت ڈرا کہ کہیں ایسی حالت میں مجھے نہ

دور ہو جائے جو باعثِ ندامت و پشیمانی ہو مگر نصیب دسی کیجیے کہ کیا ہوتا ہے اور اس طعنِ نادرہ رازدار نے
نوبہار گلشنِ افروز کو اطلاع کی کہ شاہزادہ مقامِ الامتحان میں پہنچا اب آپ بھی حصیر باد پہا پر سوار ہو کے
زمین تشریف لیجائیے اور اپنے عاشق کی کیفیت و خود داری کو ملاحظہ فرمائیے آخر ملکہ نوبہار گلشنِ افروز نادرہ
در چند خواصوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئیں اور وہاں پہنچ کر تا شاہزادہ کا دیکھنا شروع کیا لیکن شاہزادہ
ملکہ نوبہار گلشنِ افروز وغیرہ کے آنے کی مطلق خبر نہیں تھی مگر شاہزادہ کو لمحہ شدتِ شہواتی کی ترقی ہونا
عہد ہوئی آخر شاہزادہ نے موافقِ تعلیم نادرہ رازدار کے وہ اسم پاک شروع کیا چند ساعت کے بعد چنداثرین
شیدائے مثال صاحبِ حسن و جمال نہایت چالاک ایک گوشہ باغ سے نمودار ہوئیں اور شاہزادہ کو نہایت غمزہ و انداز
سلام کیا کہ شاہزادہ حد سے زیادہ بیقرار ہو گیا بعد ازاں ایک جامِ بلورین شرابِ ریحانی کا سامنے لائی اور کہا

نبوش بادہ کہ ایامِ غم نخواہد ماند | چنان نماذجین نیز ہم نخواہد ماند

شاہزادہ نے فرمایا کیا کہتی ہو بلوگ شراب کو حرام شفاق جانتے ہیں وہ بولی یہ نہیں کہنے تعلیم کیا ہے اور تم کس خیال میں
میں خوب جانتی ہوں کہ میری منت تم نہ مانو گے میں تم کو زبردستی بلاؤنگی کیا معنی کہ آئیں محبت میں معشوق کو عاشق پر
لازم ہے یہ کہنے گلاس شراب کا شاہزادہ کے منہ سے لگا دیا ہر چند کہ شاہزادہ کی شدتِ مستی سے حالتِ غیر ہوئی
تھی لیکن طبیعت کو قیام رکھا اور فرمایا تو کون ہو جو مجھ سے عاشقی و معشوقی کا قصہ نکلا میں کیا جانوں کہ تو کون بلا ہو
مجھ سے تجھے کیا سروکار میں تیری صورت سے بھی اکا نہیں ہے

نازبران کن کہ خریدارِ مست | بیش کسے رد کہ طلبکارِ مست

نازبان بولی خیر اگر تجھ کو میری محبت نہیں ہو تو مجھے تو تیری محبت ہی چاہیے کہ میرا مطلب نہ بتائیے میں یہاں سے
نے غزوئی جب شاہزادہ نے دیکھا کہ یہ مردار کسی طرح باز نہیں آئی آخر ناچار ایک چٹا پنچہ اس زور سے اُسکے منہ پر مارا
سکے منہ سے خون جاری ہوئی وہ بحال خراب کنارہ حوض کے جا کر بیٹھ گئی اور زار زار رونے لگی شاہزادہ
یا ایک ستون مکان سے تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اور پھر وہی اسم پڑھنے لگا اتنے میں ایک دوسری نازبان ماہِ جبین پری چکر
یت حسین و بان آئی اور اسنے اُس نازبان سے پوچھا کہ تو بوا حرمت النساء تجھے کیا ہوا جو تو ایسی روئی ہو
یہ خون کیسا تیرے منہ سے جاری ہو حرمت النساء نے کہا اس بے رحم زبے دروت نے بے گناہ مجھے مار کر اس
کو پونچا یا اسنے کہا تو نے کوئی حرکت بیوہ کی ہوگی جس سے اس نے کو پونچا حرمت النساء نے کہا تاہم تو کوئی
نے ایسی حرکت نہیں کی القہم میں شراب زبردستی پلائی تھی اسنے کہا او قبحہ حرامزادی جیسی تو نے حرکت بد
دیسی نہرا پائی میں نے تجھے اس جوان کے پاس اسی واسطے بھیجا تھا کہ ایسا امر کرے چل دور ہو سامنے سے
پربارِ گرین نے تجھے اس باغ میں دیکھا تو ایسی کنش کاری کرونگی کہ یاد کریگی حرمت النساء بعد صر سے

آئی تھی چکی چلی گئی یہ نازنین مع جام صراحی مرصع نگار شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا ای جوان دلشان مین نہایت خوش ہوئی کہ تھے اس تجبہ کو اس گستاخی کی نرا دی جب بی بی خود موجود ہو پھر کنیز کو اپنے دل نعمت کی طرف نظر بد سے دیکھنا نہ چاہیے سمیت

من انیک بہ پیش تو استادہ ام | تن و جان رو خوش ہو دادہ ام

شاہزادہ نے فرمایا ای نیک بخت تیرا یہ خیال غام ہو مجھے کیون دم دیتی، ہر مین تیرے لاین کار نہیں ہوں اور جو تو مجھ پر سبقت کر لیگی تو میں اس کنیز سے زیادہ تیرا حال بد کرونگا اسنے کہا ای جوان عالی شان میرا نام غرت ہو اور مجھے تم ایسی ذلت سے جواب صاف دیتے ہو

بہر کار مایا بج ہادی ایم | بہر چیز فرمان کنی راضی ایم

میں ایک مدت سے آپکی ملاقات کی مشتاق تھی اور بجز آپکی خبر تشریف آوری سنکے باغ مین آئی وگرنہ میرا یہاں کیا کام تھا شاہزادہ خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا غرت النساء بھی اچھ دو ساعت کے چلی گئی اور جو جواب و سوال اُن نازنینوں اور شاہزادے سے ہوئے تھے ملکہ تو بہار گلشن افر و زار نادرہ راز و غیرہ نے سنے آخر ایک اور نازنین خورشید جبین چارہ سالہ نہایت خوبصورت باغ سے آئی اور اسنے از سر تا پا شاہزادہ کی بلائیں لیں بعد اسکے عرض کیا ای شاہزادہ عاشق تے اگر آیکو بار ہو تو میں کچھ عرض کروں شاہزادہ نے بنگاہ مست اسکو دیکھا اور اشارہ سے کہا کہ کیا کہتی ہو اسنے کہا کہ میں عورت سیوہ کی دختر ہوں اور آگے مین کافر تھی اتفاقاً کل رات کو میں نے عالم خواب مین حضور کو دیکھا اور اپنے مجھے دولت اسلام عنایت فرمائی بعد اسکے اپنے عقد مین لائے اور وہ دون عورتیں جو پہلے آئیں تھیں وہ قسم شیا طین سے تھیں اور اُنکو منظور تھا کہ میں محروم رہوں اپنے حق کو نہ ہو بخون بارے خداوند کریم نے خیر کی کہ آپ اُنکے دام بکریں گرفتار نہوے ورنہ حق حقدار کو نہ ہو بچتا اب مین اسی واسطے آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ہوں شاہزادہ کا دل بھی اُسکے کلمات شیریں و پرافسون پر مائل ہوا مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ ایسا نہو اسقدر التفات پر کوئی بلاے ارضی و سماوی نازل ہو افر خاموش ہو کے سو رہا وہ بیجاری بھی مایوس و غمگین وہاں سے چلی گئی ناگاہ شام کے وقت چند کنیزیں بلباس پر تکلف باغ مین آئیں اور اُنھوں نے شاہزادہ سے کہا ای شہر یار دولت مدار آفرین ہزار آفرین کہ آپ کسی کنیز و خواص سے مختلط نہیں ہوئے جب ہی تو آپ کے مزاج کا استقلال ہماری ملکہ کو نہایت پسند آیا اور دل و جان سے آپ پر عاشق ہو گئی ہیں اب وہ خود بدولت و اقبال بیان تشریف لاتی ہیں خبردار حضور کوئی کلمہ خلاف مزاج اُنکے فرمایے گا ورنہ آپ سے دل اشتیاق منزل انکا جیسا کہ شفیقہ ہو اس سے زیادہ نیرا ہو جائیگا اور

شاہزادی کا مزاج برہم کرنا اچھا نہیں ہوتا کیونکہ اس سے نتیجہ بد پیدا ہوتا ہے شاہزادہ نے دل میں کہا لا حول ولا قوت
لا ملکہ الا علی العظم ہر گز میری اس مقام فقہان گزیر میں آفت تارہ نازل ہوئی نہ دیکھا جاہتے کہ میں دن اس طرح گزرتے
ہے خدا بچائے یہاں کے مکر و فریب سے اس عرصہ میں ایک نازنین مہر جبین مع چند زرین کر
جواہر پوشش خواصوں کے اس شکل و شمائل سے باغ میں آئی کہ اگر فرشتہ بھی ایک نظر دیکھے
از خود رونق ہو جائے شاہزادہ وہ صورت زیبا دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا لیکن خوف سے
اس مکان سوا پر خدا کے دم نہ مارا اور اس عظم پرستے گیا اس عرصہ میں وہ نازنین مہر جبین شاہزادے کے
آئی اور نہایت غم سے کھائی روکشی دیدار دیدہ مستحانان میں نے پہلے نہیں دیکھا اس سے
امتحان کے اپنی خواصوں کو تمہارے پاس بھیجا تھا جب میں نے امتحان کر لیا کہ آپ ان سے امتحان لیتے ہو
تو میں خود حاضر ہوئی یہ کہہ قصد کیا کہ شاہزادے کے لئے میں ہاتھ ڈال دوں شاہزادہ نے اسکو اس حرکت سے منع
کیا ایک کنیز خاص نے کہا اگر شہزادہ اگر ہماری ملک سے تواسیع ہو کر ہم میں کسی طرح کافرق کر دے گی یا اُن کے فرما میں
کسی نوع کا انکار یا تا مل ہوگا تو تم غضب سلطانی میں گرفتار ہو جاؤ گے شاہزادہ نے فرمایا دو دو اچھے پشت غنیمت خیر
یا تیری ناتوانی پر نازل ہوگا جو کہ بہشت حق میں بہت تک آئی میں کیا جانوں تو کون بلا کر اور تیری خاتون کون کتیا
ہو پس وہ خاتون اس سخت کلامی سے شاہزادہ کی کنارہ خوانی کے جا بوسی اور اب نشاط کو حکم دیا کہ نایب اور گانا
شروع ہو اُنہوں نے جو نازل شروع کی اس مضمون پر تھا کہ آتش و پیر یک باہم و رنگ افر نہیں کرتی اور عاشق باوجود
عشق صادق کے معشوق سے التفات نہیں کرتا اور وہ نازنین خور میں انداز و نازت لگائی اور تیری کہ شاہزادہ نے جبین ہو گیا
بلکہ بار بار یہی جوش حق و جوش سواد سے دین آتا تھا کہ لپٹ ہی جا ہر جہاں دابا ہو ہوگا وہ ہوگا پسند نہیں اس کے کہ خیال گداز اور
انصیحت نادرہ رازدار کی یاد آئی خاموش ہو رہا غصہ بڑا وقت و خرابی تو زعزوب و غشاہ کی اور میوہ طاق سے
باغ سے اُتار کے خوش فرمایا مگر وہ نازنین فرخندہ جمال نام عجیب عجیب طرح کے حرکات و مشوقانہ اور ناز و اداسے
دلربا نہ کرتی رہی اب اس نے دیکھا کہ شاہزادہ میرے قریب میں کسی طرح نہیں آتا لاچار ہو کر بعد نصف شب کے بھی گئی
شاہزادہ نے بھی کراہم فرمایا سچ کو بیدار ہوا اور ناز صبح ادا کی اور ستون مکان پر تکیہ کر کے بیٹھا اسی بھونٹ طلوع آفتاب
ہوا تھا کہ وہ گروہ نازنیناں ہر ایک حسن و جمال میں بے مثال ہر عورت سے باغ کے آنا شروع ہوئیں اور سب نے
ہر ادب و تہذیب سے کہا اور کہا اگر شہزادہ یا رت میں ملاقات اپنی ماہ پیکر کی مبارک ہو ہر چند کہ قفس مفارقت میں ہماری ملک
کے کمالی تعلیم تھا لیکن اور عرصہ مدید تک صحرانوردی کے عرصہ میں اس کی راحت و یمن پائی کہ اب بفضل الہی
ملاقات سے ہمہ پار ہوئے اور غلبہ آچکا یہاں ملا مصرعہ ہر گز اس سے است و لیکن بر شیعہ دار و دروہ ابھی اکیلی محبوبہ
مضطربہ ملکہ آفتاب شریف لائی ہیں کہ ملکہ نور بہار گلشن افر و زونے بھی یہ ہنگامہ نکلا دیکھا اور کلمات اُن کے سننے

ناورہ رازدار سے کہا اے نوری حکیم صاحب نے اس مقام کا نام تو کچھ اور ہی بتلایا تھا ناورہ رازدار نے کہا
فقط مقام الامتحان نام ہی ملے تو بہار گلشن افرور نے فرمایا اس مقام کو قحبہ آبا خطاب دیا جائے تو بہرہ ہوا سو سٹے
کہ ایک سے ایک بڑھ کر قحبہ فاحشہ ملی آتی ہو اور کسی عورت کو چنے یا غیرت و شرم نہیں دیکھا اور خوبی اُن حرافزادیوں
کی سنو کہ ہوا آتی ہو وہ شاہزادہ کو قتل کی سزا دے دیتی ہو نہیں معلوم کہ وہ معشوقہ شاہزادہ کی کون بہ ناورہ رازدار
نے کہا کہ یہ سب ممکن ہیں اور شاہزادہ کو قریب دیتی ہیں دیکھ اب بعد ایک ساعت کے حکیم صاحب کا پہنچا
جا رہتا ہی کہ شاہزادہ سے صفائی کر لو کیونکہ تھے قرار واقعی شاہزادہ کا استقلال مزاج دیکھ لیا اور اب جس قدر کہ
مدارج امتحان تھے وہ بھی طے ہو گئے ملکہ تو بہار گلشن افرور نے فرمایا تو دیوانی ہوئی ہو زبان کو لگام دے اور ہوش
میں آ اگر خراج خواستہ حکیم صاحب میری نسبت ایسا حکم دینگے تو اسی وقت میں اپنے کو ہلاک کرونگی کیا تو نے
مجھے بھی باغ کی عورتوں میں سمجھ لیا ہی ناورہ رازدار ملکہ تو بہار گلشن افرور نے مزاج دیکھ کر خوب ہنسی اُچھپے رہی

اب شاہزادہ مفرالدین کا حال سنئے

کہ وہ بحال خود حیران تھا اور دل میں کٹا تھا یا انہی این گل دیگر شگفت یہ خواہیں ہو مجھے فردہ وصل دیتی ہیں معلوم
نہیں کہ وہ کون مجھو میری ہوا اور ایک نظر دیکھنا چاہیے لیکن اکثر خواہیں صورت آشنا معلوم ہوتی ہیں غرض کہ تمام باغ
کو اُن خواہیوں نے پاک و صاف کیا اور پانی تمک حوض کا بدلا ناگاہ جلوس شاہانہ نظر آیا اور بعد جلوس کے ایک
ماہ میں ماہ بیکر تخت زر نگار پر سوار ہوا آئے وہ گھبراہٹ میں آیا اور شاہزادہ کو بھی خود بخود اشتیاق دید پیدا ہوا کہ وہی خود میں
گرتی تری شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا اتو شہر بارشتاق لقاے دیدار معشوقہ طر حذر خبردار ہو ملکہ تشہیف لاتی ہیں
شاہزادہ نے فرمایا کہ مجھے بھی تو معلوم ہو کہ میری معشوقہ کون ہو اس خواہ میں نے کہا وہ ملکہ آفاق ہو جسکے سبب منزل
خاص سے نکالے گئے اس عرصہ میں وہ ناز میں تجلشن میں بھی قریب آ پہنچی شاہزادہ نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ
صبح و لکشا یعنی ملکہ طلسم آفتاب ہو شاہزادہ کو نہایت تعجب ہوا اور دل میں کہا کہ خدا یا ملکہ صبح و لکشا یہاں کہاں
شاہد ملکہ تو بہار گلشن افرور نے صلح قبول نہ کی اس واسطے ملکہ صبح و لکشا کو حکیم صاحب نے میرے پاس بھیجا ہوا یہاں
ملکہ تو بہار گلشن افرور نے جو ملکہ صبح و لکشا کو دیکھا ناورہ رازدار سے پوچھا کیون ناورہ رازدار ملکہ صبح و لکشا
یہاں قحبہ خانہ میں بس رہے آئی ناورہ رازدار نے کہا جب آپ کسی طرح شاہزادے سے راضی نہیں تو حکیم صاحب نے لاچار ہو کر
ہمارے عوض ملکہ صبح و لکشا کو بھیجا ہے آپ کو اب خاموش رہنا لازم ہو کسی امر میں اب دخل دینا مناسب نہیں ہو ملکہ
تو بہار گلشن افرور کا یہ کہ چہرہ شمع ہو گیا اور ضبط ہو گیا فوراً کہا کہ میری پا پوش دخل دیتی ہو خدا کرے یہ بیچاری
شاہزادہ مفرالدین کے وصل سے کامیاب ہو کیونکہ یہ پردہ قاف سے بڑی کوشش اور سفارش سے یہاں تک

ہوئی اور شاہزادہ کی جی بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے آرزو سے دلی بردگی اور میرا بھی شہرہ برطوت ہو جائیگا ایسا
وقت تملیہ کا پھر کا ہیکو ہاتھ آئیگا لیکن یا وہی رکھنا کہ بعد ختم استخوان ملکہ صبح دلکشا کو اس بیانی کی حرکت سے زندہ
میں رکھوئی سہانہ شد میری بہن ہو کر ایسی بے شرم و بے لیا ہو خدا اس ناشدنی کو زمین کا پیوند کرے کہ پھر میں اسکی
سورت نہ دیکھوں ملکہ نو بہار گلشن افروز کا جب ناوہ راز دار نے ایسا غضب کیا ایک قہقہہ مارا کہ نو بہار گلشن افروز
کو کمال ناگوار معلوم ہوا اور کہا قسم ہو خدا کی کہ میں تجھیں اپنا دوست جانتی تھی لیکن خندہ بے محل سے یہ معلوم ہوا کہ تو
میری دشمن جانی ہو اور نہیں تو مجھے اسخرا بنایا ناوہ راز دار نے کہا ملکہ صبح دلکشا کے حق میں فرماتی ہو کہ میں زندہ
نہیں رکھنے کی اسکے ساتھ مجھے بھی اپنے ہاتھ سے مراد واسواسطے کہ میں ملکہ صبح دلکشا کے حال پر بھی اسکی ملکہ اسبے کو
آپ عقلمند جانتی ہیں مگر میرے نزدیک ابھی بچپنے کے حرکات مزاج عالی سے نہیں گئے یہ خیال فرماتے کہ ملکہ صبح دلکشا
کہان اور یہ مقام کہان یہ سب صورتیں خیالی و ظلمی ہیں کہ جو نور علم سیمیاہان ظاہر ہوتی ہیں اس بیان سے ناوہ راز دار
کے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی خاطر جمع ہوئی اور فرمایا بخدا میرے خیال میں یہ نہ آیا تھا بلکہ میں اسکو حقیقت سمجھتی تھی
مجھے ایک طرح کا ایسا خیال آیا کہ طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی ناوہ راز دار نے کہا ان صاحب رشک جہان میں
عجیب بلا ہو بیان شاہزادہ نے جو ملکہ صبح دلکشا کی صورت دیکھی محبت ویرینہ نے دل میں جوش کھایا اور خیال آیا
کہ استقبال کرنا چاہیے مگر خوف ناوہ راز دار ایسا غالب ہوا کہ چپ ہو رہا اور اسم پر ہنسنے لگا ملکہ صبح دلکشا حوض
کے کنارے فرش پر بیٹھی اور شاہزادہ کی طرف مطلق التفات نہ کیا مگر کبھی بھی دوزیدہ نظر سے شاہزادہ کی طرف
دیکھ لیتی تھی جب شاہزادہ کی طرف سے سبقت نہوئی تب ایک خواص خاص کو شاہزادہ کے پاس بھیجے
سلام شوق ملکہ صبح دلکشا کی طرف سے کہا اور کہا کہ ہماری ملکہ نے فرمایا ہو کہ بڑے تعجب کی بات ہو کہ جس
مکان میں ہم قید ظلم کے سبب سے مجبور محض تھے وہاں تو آپ ہمارے حال پر مہربان تھے اور اب جو یہ محبت
بہنا کا نہ ہمسائی تو آپ بالکل بیگانہ ہو گئے اور اسقدر بے التفاتی کو کام فرمایا کہ گویا صورت آشنا بھی
نہ تھے ہم تو معشوق ہو کر بشوق تمام محض آپکی ملاقات کے واسطے یہاں آئے ہیں اور آپ ہمارے پاس تشریف
نہیں لائے معلوم ہوتا ہو کہ آپ کو ہمارا باغ میں آنا ناگوار ہوا یہی بے التفاتی کا باعث ہو شاہزادہ نے
فرمایا میری طرف سے جواب دینا کہ واقعی تھے اس خاکسار کے حال پر کمال مہربانی فرمائی لیکن میں اسوقت
اسم پر حصا ہوں جب تک یہ اسم تمام نہیں ہوتا میرا نا نہیں ہو سکتا بغیر ختم اسم حاضر ہونگا اور واضح ہو کہ
ناوہ راز دار نے ایک اسم آئیہ الکرسی ہزار بار مع بسم اللہ شاہزادہ کو اعلم کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر احیاناً
بہول جانا تو اسنو پھر شروع کرنا یقین ہو کہ برکت اس اسم پاک کے ہر آنکشت سے محفوظ رہو گے لیکن
بوقت شروع کرنے اسم پاک کے اکثر و سوسہ شیطانی سے نفس امارہ سرکشی کریگا خبردار تم اپنی جگہ سے

حرکت نہ کرنا جب تک کہ اس ختم نہ ہو اور دلوں کو مضبوط رکھنا اور بعد ختم ہو کر اسم تکوین سے نجات نیلے غرض جب ملکہ صبح دلکشیا
کو شاہزادہ کی طرف سے بھی جواب پہنچا ملکہ صبح دلکشیا نے اسی خواص سے پھر کہا بھیجا کہ تمام کرنا ہم کا سہل ہو لیکن آرزو
کرنا ہمارے دل کا آئین محبت و اخلاص سے نہایت خلاف ہو شاہزادہ نے دل میں کہا یہ دہی ملکہ صبح دلکشیا ہو
جسکی وجہ سے آج تک بلائے ناگمانی میں مبتلا ہوں ایسا نہ ہو کہ اس پیام و سلام سے کوئی بلا تازہ بین پھر گرفتار
ہو جاؤں پس اس جگہ سے نقل و حرکت نہ کرنا چاہیے لیکن خواہش نفس یہی کہتی تھی کہ ایسا وقت فرصت بھر بیٹھا آئیگا
اور اس طرف ملکہ نو بہار گلشن افروز ناوہ رازدار شاہزادہ دیکھ رہی تھیں اور جب کوئی حرکت شاہزادہ کی ملکہ
کو ناگوار ہوتی تھی اسوقت ناوہ رازدار ملکہ کو سمجھا دیتی تھی کہ اے ملکہ عالم یہ حرکت شاہزادہ کی فقط قوت شہوانی کے
سبب سے ہو اور نسیب اسکا ہو پس ہو اور ہوس کا مقام نفس امارہ ہو اور جب کوئی حرکت انکار و پرہیز کی سرزد
ہوتی تھی اسوقت ناوہ رازدار ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہتی تھی کہ یہ قوت روحانی ہو جسکا مبداء عشق ہو اور مقام
عشق دل ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز ناوہ رازدار کے کہنے سے خاموش ہو رہتی تھی اور وہ لال خاطر اقدس دور ہو جاتا
تھا قصہ کوتاہ ملکہ صبح دلکشیا نے ہر چند پیام محبت آمیز بھیجے مگر شاہزادہ نے بخوف ناوہ رازدار جواب نہ دیا
جب ملکہ صبح دلکشیا نے دیکھا کہ شاہزادہ پیام سلام سے رجوع نہیں ہوتا پر نہ او ان خوش رو کو حکم دیا کہ اگر کاو
کوئی نقل عجیب و حکایت غریب عشق و عاشقی کے مقدمہ میں باد ہو تو ہمارے سامنے بیان کرو ہم تمہاری قدر سے
زیادہ افام دینگے ان پر ناوہ رازدار میں ایک پریرا و شعبدہ پری سیر کردہ تھی اُس نے عرض کیا کہ اے ملکہ آفاق یہ
کنیز حسب الحکم عالی ایسی ایک نقل رنگین حضور کے سامنے بیان کرتی ہو کہ آپ نے کبھی نہ سنی ہو لیکن ایک
شرط ہو اگر آپ قبول فرماوین ملکہ صبح دلکشیا نے کہا وہ شرط کیا ہو اُس نے کہا کہ میں نقل میں آپ کو بھی شریک
کر دوں گی ایسا نہ ہو کہ اسوقت طبع مبارک میں کسی طرح کا خیال اور گزرے کہ یہ کنیز کیسی حرکت گستاخانہ سے پیش
آئی اور حضور اقدس سے انکار فرما میں ملکہ صبح دلکشیا نے کہا نہیں خاطر جمع رکھ جو تو کہیں گی میں کر دوں گی شاہزادہ نے
بھی یہ سنا کہا دیکھیے کیا تا شاہزادہ شعبدہ پری نے کہا اے ملکہ آفاق میں آپ سے عرض کیے دیتی ہوں تاکہ حضور
وقت پر انکار فرمائیں کس واسطے کہ ہمارے اُستاد نے کہا ہو کہ نقل کسی ایسے بادشاہ کے آگے کرنا کہ جسکے
قول و فعل کا اعتبار ہو ورنہ در صورت دیگر یا وہ نقل و ہنر اُس نقال سے سلب ہو جائیگا اور یا وہ نقل کرنے والا
کسی بلائے سخت میں مبتلا ہو گا ملکہ صبح دلکشیا نے کہا بس اب تو ناحق اندیشناک ہو مرنے تو اقرار ہی کر لیا
بعد اس قول و اقرار کے شعبدہ پری نے ایک شہر چین بنایا اور باشندے بھی فرض کیے اور
انکی شکلین طرح طرح کی بنائیں بعد اسکے اُس شہر چین کا ایک بادشاہ قرار دیا اسی طرح
امراء و وزراء مقرر کیے

مل بادشاہ چین کی کہ مقام الامتحان میں شعبدہ پری نے شاہزادہ معز الدین
نصرت قرین اور ملکہ صبح و لکشا کے روبرو بیان کی



نراویان سخن پرور این چنین مردیست کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ روئیست

سی زماں میں ایک بادشاہ فقور چین تھا اور اس کے دربار میں سلطنت تھی ایک ناصر اور ویر نصیر اور آن
شیون میں باہم ایسا ربط و اتحاد تھا کہ دونوں بھائی بھائی جیسی معلوم ہوتے تھے مگر خدا کی قدرت کاملہ سے
دونوں لاد لہتے اور شب و روز وہ رنج و مصدہ اولاد میں گرفتار رہتے تھے ایک روز آنھوں نے
یہ گاہ سلطانی میں واسطے شکار کے اجازت مانگی بادشاہ نے دس روز کی رخصت فرمائی ناصر و نصیر

از صبح تا شام شکار کھیلتے تھے اور رات کو کسی درخت کے سایہ میں آرام کرتے تھے اسی طرح ایک روز شکار کھیلتے ہوئے
دور نکل گئے وہاں ایک چشمہ نہایت شیرین و صاف نظر آیا اور وہ صحرانہایت فرحت افزا و پر بہار تھا کیونکہ
جہاں تک نظر کام کرتی تھی بجز اشجار گل و ثمر کے اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا ناصر و نصیر دونوں وہیں چشمہ زن ہوئے
اور کباب شکار کے اپنے ہاتھ سے تیار کیے ناگاہ نظر انکی ایک درخت پر گئی دیکھا کہ قریب چشمہ کے ایک درخت پر
ایک جانور نے کہ اُسے حمل کتے ہیں بچے دیے ہیں اور وہ اپنے بچوں کو دانہ بھرا رہا ہو یہ دونوں بھائی
اُسکے دانہ بھرانے کا تماشا دیکھ رہے تھے اور وہ جانور پہلا جاتا تھا اور دانہ کھا کر پھر آتا تھا اور اپنے بچوں کو بھرانے
تھا اس عرصہ میں ایک اور جانور اُس سے قوی تر آیا اور اُس نے اس جانور بچہ دار سے زبردستی وہ طعمہ چھین لیا اس
اثنائ میں ایک اور جانور اُس جانور سے بھی زبردست آیا اور اُس نے جانور دوم سے چھین لیا اس رد و بدل میں وہ طعمہ
زمین پر گر پڑا یہ جانور اول بچہ دار کہ اسی امر کا منتظر تھا اور مشکل تمام آرزو کے واسطے بچوں کے لایا تھا وہ طعمہ لیکر بھاگا
اور اپنے بچوں کو دیا ناصر و نصیر کو اس حرکت سے جانور کی بے اختیار رقت قلب حاصل ہوئی اور ایک آہ کی
نصیر نے ناصر سے کہا اے بھائی تھنے دیکھا کہ یہ جانور ضعیف الخلق کس محبت سے بچوں کے واسطے طعمہ لایا اور آپ
رات بھر بھوکا رہا اس سے معلوم ہوا کہ محبت فرزند ہی عجیب نعمت خدا وادہ و افسوس ہو کہ ہم اس نعمت سے
بے نصیب رہے ناصر نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں اتفاقاً اس وقت ایک فقیر باکمال بزرگ صورت تشریف
لایا مگر ناصر و نصیر اپنے حال میں ایسے بے خبر تھے کہ اُس درویش کی طرف متوجہ نہ ہوئے وہ درویش کہ عارف
خدا تھا اُنکے درو باطنی سے آگاہ ہو گیا اور اُس نے کہا سبحان اللہ فرزند مہوم کا بچہ اس قدر تگ و ہمت سے ہوش
بجا نہیں ہیں کہ تم اپنے برا در موجود کی تواضع و تعظیم کا کچھ خیال کرو ناصر و نصیر نے جب یہ کلمہ فقیر سے سنا پس
یقین کامل ہوا کہ یہ درویش باکمال ہو آخر انھوں نے اپنا غدر تقصیر کیا اور ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑے ہوئے اور
کہا اے خدا آگاہ ہلو آپکی عنایت و افضال خدا سے سارے جہان کی دولت میسر ہو لیکن دولت اولاد سے
دامن خالی ہو اس رنج و الم سے کوئی دم خالی نہیں فقیر صاحب نے ایک اسم اُن دونوں کو ملحدہ ترکیب سے
تعلیم کیا اور فرمایا اس اسم کو اس تعداد سے اکیس روز متواتر پڑھو اور ہر شب انکی اپنی بی بیوں سے ہم صحبت ہو
انشاء اللہ تعالیٰ ساتویں روز فرزند دروازہ عمارت کا ہمارے یہاں نظر منعقد ہوگا شعبہ پری نے ہر جگہ موقع محل
سے مع نقشہ اشارتاً و کلماتاً یون ادا کیا یعنی اُن جانوروں کی صورت اور طبع کا نقشہ بنایا اور اُن دونوں بھائیوں
کی صورت اور درویش سے ملنا اور کہنا غرض سب بیہینہ معرکہ دیکھا دیا اس واسطے کہ اُنکو قدرت بقی جیسی جاہل صورت
بن جائیں برخلاف انسان کے کہ اُنکو یہ قدرت نہیں ہو اور فقیر نے قبل از دلاوت نام کو بھی بتا دیا کہ بٹیا ہو تو
اختر نام رکھنا اور بیٹی ہو تو کوکب نام رکھنا اور درویش رخصت ہو گیا اور بر وقت رخصت کیا کہ اگر خدا سے ہوا

پھر بھی ہمارا پھرنا ہوگا ہر چند کہ ناصر و نصیر نے درویش سے جہانی کو کہا لیکن درویش نے قبول نہ کیا اور چلا گیا ناصر
نصیر بھی اپنے مکان چلے آئے اور حسب ارشاد فقیر علی بن لائے قدرت کاملہ خدا سے تعالیٰ کو دیکھنا چاہیے کہ ناصر کے
ان لڑکا پیدا ہوا اسنے نام اسکا حسب ہدایت اختر رکھا اور نصیر کے بیان لڑکی پیدا ہوئی اسنے اسکا نام کوکب
کہا اور ناصر و نصیر کی بیبیوں میں رابطہ و اتحاد زیادہ تھا ایک روز آپس میں کہا کہ اگر یہ دونوں جی بچے تو ہم آپس
لگا عقد کر دینگے آخر ایک روز انکے قبائل میں شادی تھی لہذا دونوں عورتیں بچوں کے وہاں گئیں حسب اتفاق
و کب و اختر دونوں کی دایہ دونوں کو لیے تھیں اور آپس میں کچھ باتیں کر رہی تھیں دونوں بچے بھی باہم مخاطب
ہو گئے دونوں کو ہر ایک کی دایہ نے گود سے اٹھا راتوار دیا ان دونوں بچوں میں ایسی باتیں محبت کی ہوئیں
سب دیکھنے والے محو حیرت ہو گئے یعنی ایک نے دوسرے کے گٹھے میں باہن ڈال دیں اور اختر کو کب کو
ٹٹے سے لگا کے پیار کرنے لگا اور کوکب بھی اختر کے ٹٹھ سے ٹٹھ ملنے لگی اور آپس میں دونوں خوب خوش ہوئے
دونوں دایہ ویر تک تاملانہ انکی محبت کا اور آپس کے اختلاط کا دیکھا کین اور دونوں لڑکوں کی ماؤں سے
س امر کی اطلاع کی اختر کہ اسکی ماں کا نام ثاقبہ خاتون تھا اور کوکب کی ماں نسیرہ خاتون دونوں
ماں آئیں اور انھوں نے بھی وہی تاملانہ اپنی آنکھ سے دیکھا تمام مجلس راہین جہان کہ یہ وہاں تھیں اس بات
چرچ ہوا دایوں نے ان دونوں کو جب جدا کیا وہ دونوں ایسے روئے کہ جسکی حد نہیں اور کسی صورت سے
پ نہوتے تھے جب ناچار پھر دونوں کو ایک جا کیا تو چپ ہو گئے یہ خبر ناصر و نصیر کو بھی پہونچی انھوں نے
خبر کوکب کو بلا کے بچشم خود دیکھا نصیر نے ناصر سے کہا اے بھائی اب مناسب ہی ہو کہ ان دونوں کی
بیت کر دیں ناصر نے کہا بہت خوب ارشاد ہوا یہی مناسب ہو الغرض اختر و کوکب جب دوسرے
ہے ہوئے نصیر و ناصر کو خبر ہوئی کہ وہی درویش جنکا نام شاہ الہام تھا تشریف سفریٹ لائے ہیں پس پھر
ٹٹھے اس خبر کے دونوں بھائی یعنی نصیر و ناصر حاضر خدمت شاہ صاحب ہوئے اور باہم دونوں کی
بت وارتباط کی خبر شاہ صاحب سے بیان کی شاہ صاحب نے یہ حال سنے فرمایا کہ تیرہ برس سے انکیں برس تک
لح میں کوکب بیجاری کے ایک تارہ سخت ایسا ہڑ کیا عجب کہ وہ بیجاری کسی وبال میں گرفتار ہو جاوے
رہتین ہر کسب عزیز و اقارب بھی کوکب کے ساتھ گرفتار ہوں اور اختر کہ دوست صادق ہو یہ آوارہ ٹٹھ دبا
در ہوگا لیکن وہ ایسے بادشاہ قری شان کی ملازمت پیدا کریگا جسکے ملک میں آفتاب و ماہتاب کا مطلق دخل
رگا اٹھ بادشاہ سے کوکب کے علاج کی درخواست کرے تو البتہ اس تدبیر سے کوکب اپنی ماہیت اصلی پر
جا بگی ورنہ اور کوئی شکل اسکی نسبت کی نہیں ہو ناصر و نصیر فقیر صاحب کے اس راز کو نہ سمجھے لیکن اس مضمون
بطور معاکہ لکھ لیا اور وہ تعویذ بنا کے کوکب کے گٹھے میں ڈالی دیا اور ابھی مرتبہ شاہ صاحب کو یہ دونوں بھائی

شہر میں لائے اور دعوت بڑے تکلف سے کی اور ان بچوں کا حال شاہ صاحب نے بھی دیکھا اور فرمایا خیر تقدیر الہی سے کیا چارہ کہ یہ روہنیں ہو سکتی مجبوری ہو بعد اسکے دونوں کے حق میں دعا ہے خیر کر کے روانہ ہو گئے الغرض اختر و کوکب کو بغیر دیکھے ایک دوسرے کے قرار و آرام نہ تھا اُنکے والدین نے حکم دیا کہ دونوں بچے ایک ہی چارہ کے پرورش پائیں آخر شدہ شدہ ان بچوں کی محبت کا حال بادشاہ کو بھی معلوم ہوا شاہ فغفور نے دونوں کو اپنے پاس بلوایا اور دونوں کا آپس میں اخلاط و ارتباط دیکھا اور تا دیر ہی تماشا دیکھا کیا جب دونوں لڑکے پندرہ برس کے ہوئے بادشاہ اور ناصر و نصیر نے تیاری شادی کی کی چونکہ شہر چین میں یہ ضابطہ تھا کہ عروس و داماد ماہیتہ نکاح روپوش رہتے تھے اس واسطے اختر و کوکب بن چالیس روز تک جدائی رہی ان ایام مفارقت میں نہایت تکلیف و بقیاری ہوئی لیکن رسم شہر سے کیا چارہ تھا دونوں نے دم نہ مارا شعبدہ نے اپنے علم و فضل سے ایک کو اختر قرار دیا اور دوسرے کو کوکب بنایا اسی طرح ناصر و نصیر وغیرہ ارکان مقرر ہوئے شاہزادہ مخرالدین حیرت زدہ قصہ کو سن رہا تھا اور ایسا تماشا نظر آیا تھا کہ جس طرح کتاب میں لکھتے ہیں اور مقام بمقام تصویر میں ہوتی ہیں الغرض جب شعبدہ پری یہاں تک قصہ بیان کر چکی ملک صبح و لکشانے کہا اس شعبدہ پری جو ملک دہ قات میں تو پسند کر لگی میں تجھے روز ملی حقیقت میں یہ تو نے طرفہ نقل بیان کی اور اس کیفیت سے بیان کی کہ نقل کو اصل کو یہ شعبدہ پری نے کہا قربانت شوم چالیس روز تک کوکب و اختر جدا رہے باوجودیکہ بعد عقد ہوا صلت یا ہمی یقینی تھی لیکن کسی صورت سے قرار نہ تھا بلکہ ہر روز رقعہ بازی ہو کر رہتی تھی اُس پر بھی رات و دن گریہ و زاری آہ بیکاری میں بسر ہوتی تھی آخر وہ چالیس روز گزر گئے چالیس ہزار برس کے ہو گئے تھے بمثل تمام ختم ہوئے اور اکمل الیومین رات کو اختر واسطے نکاح کے بطور شاہانہ سوار ہو کر محل عقد میں پہنچا اور عروس کو بھی مستورات محل برائے غسل حمام میں لے گئیں بعد ایک لمحہ کے پردہ غیب سے ایک آواز ایسی خوفناک و مہیب آئی کہ سب بیہوش ہو گئیں جب ہوش آیا اور اپنی صورت کو عروس نے آئینہ میں دیکھا تو کیا دیکھتی ہو کہ وہ چہرہ جو محل آفتاب کے روشن و منور تھا گردن تک استغیر سیاہ ہو گیا کہ آنکھ سے دیکھا نہیں جاتا اس حادثہ جانکاہ اور واقعہ ہوش رہا سے تمام محل میں دھوم ہو گئی نبیرہ خاتون کوکب کی مان سینہ و سر پستی ہوئی وہاں آئی اور اسنے جو کوکب کو رو سیاہ دیکھا زار زار مانند ابرو بہا روئے لگی کوکب نے کہا ای والدہ صاحبہ اس آہ و زاری سے کیا حاصل بظاہر میری زندگی ابھی تک تھی اب افسوس نہ کیجیے کیونکہ اب میرا بغیر ہلاکت کوئی علاج نہیں ہی میری طرف سے اختر بلا کش و مصیبت زدہ کو کہدینا کہ تجھے خداوند کیلیم صبر و صبر فرمائے جو اسکی مشیت میں تھا وہ ہوا ہمارے ہمارے وصل مقدر نہ تھا بلکہ میری تقدیر میں سودا ہاں کھاکر مر جانا تھا نبیرہ خاتون نے وہ ریزہ ہائے الماس کوکب کے ہاتھ سے چھین لیے اور کہا ایو فرزند اس حرام موت سے کیا فائدہ تم اب تقدیر پر اپنی مشاکر رہو جو خدا کے قدر نے مقدر کیا ہوگا وہ ضرور ہوگا کوکب نے کہا ای والدہ ہر مان

پہی انصاف فرمایا کہ اب تک تو جہنم اس حسن و جمال سے بسری اور اب کس صورت مکروہ سے میں اختر کے گھر
 باؤن حالانکہ اختر بھانوا و شرم کچھ نہ کہیگا لیکن باطن کا حال خدا ہی کو ظاہر ہو اس صورت میں ٹکومانغ ہلاکت ہونا
 نہ چاہیے اس سے کوکب کی وہ محفل عروس ماتم سرا ہو گئی اور کوئی زن و مرد ایسا نہ تھا جو روتا نہ تھا اختر نے جو یہ
 خبر وحشت افروشی گریبان تابہ و اس چاک کہا اور استغدر رو یا کہ بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو والدین سے
 کہا خیر تقدیر الہی سے کیا چارہ میں اس امر کا شکر کرتا ہوں کہ کوکب زندہ و سلامت تو ہی دوسرے ناموس صلا
 جس شکل و نہایت کی خدا نے عطا فرمائی بہر کیف تسلیم کرنا چاہیے جب کوکب نے یہ تقریر اختر سنی کہا کہ اختر بلاشبہ میرا
 محب ہی مجھ سے پرہیز و نفرت نہ کریگا لیکن میں اپنے دل کا کیا علاج کروں کہ وہ تو سسرال ہر مجھے اپنے گھر میں
 بھی تو اس صورت سے زندہ رہنا منظور نہیں ہو جب فرصت پاؤنگی بلا تکلف زہر کھا کر مر جاؤنگی اس عرصہ میں نصیحت
 نو قول شاہ الہام کا یاد آیا اور اُس نے وہ تعویذ لگے سے کوکب کے کھول کے دیکھا تو اس میں لکھا تھا کہ فلان سال اور
 فلان روز اور فلان وقت کوکب کے طالع کو ایسا افتراق ہوگا کہ تمام چہرہ اسکا تابہ گردن سیاہ مطلق ہو جائیگا کہ
 ہر ایک کو اسکی صورت سے کراہت آئیگی لیکن اُس وقت جو دوست روحانی و محب جانی کوکب کا ہو وہ شہر شہر
 و دیار پدیا رآ دارہ و سرگردان پھرے رفتہ رفتہ ایسے کسی بادشاہ کے شہر میں وارد ہوگا کہ جسکے کشور میں نام آفتاب
 اہتاب کا دخل ہوگا اُس بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حال کوکب کا بیان کرے بادشاہ اسکا منظور کریگا اور
 حکم دیگا کہ کوکب کو ہمارے پاس لے آؤ کہ ہم کوکب کی صورت اپنی آنکھ سے دیکھ لیں اختر کوکب بالاتفاق بادشاہ
 کے پاس جایں اور جبکہ مشتری برج حوت میں ہوا اور زہرہ برج سرطان میں وہ بادشاہ خود عریان ہو کر ایک حوض میں غسل
 کرے اور اختر و کوکب سے کہے کہ میرے سامنے کنارے حوض کے باہم صحبت کرو اختر و کوکب کو چاہیے کہ حسب الحکم
 بادشاہ کے عمل میں لاوین بادشاہ میں صحبت میں تین مرتبہ اپنی کلی کا پانی چہرہ پر کوکب کے زور سے مارے پس فوراً
 اس حرکت سے یقین ہو کہ کوکب اپنی صورت اصلی پر آ جاوے اور افتراق مطلق باقی نہ رہے غرض جب مضمون
 تعویذ تمام اہل محفل نے سنا قاضی نے کہا یار و قول شاہ صاحب کا مسلم الثبوت ہو لیکن یہ نعم میں نہیں آتا وہ کونسا
 ملک جو حسین آفتاب و ماہتاب کا دخل نہ ہو حاضرین نے کہا بان بھلوگ ابھی نہ سمجھے کہ یہ کیا بات ہے شعبہ ہری نے
 کہا صورت اس نفل کی ملکہ صبح و لکشا اور شاہزادہ کے موافق ہر شاہزادہ کا محبوبیت سے یہ حال تھا کہ اسم کا پڑھنا
 بھول گیا تھا اور کوکب کی حالت بد پر آب دیدہ ہوا کہ افسوس ایک آن واحد میں کیا تھا کیا ہو گیا بعد اس کے شعبہ ہری نے
 نے عرض کیا امی ملکہ آفاق جب اختر مصیبت زدہ مضمون رقعہ سے آگاہ ہوا اُس نے وہ کاغذ اپنے خسر سے لے لیا اور کہا
 امی پدر والا قدر آب اپنی بیٹی سے تین برس کی رخصت مجھے دلوادیجیے تاکہ میں ایک بار تمام جہان میں تلاش کر کے
 فقیر صاحب کے نوشتہ کو نوشتہ تقدیر سمجھ کے عمل کروں اس عرصہ میں اگر مقصد ولی برآیا ہو المراء ورنہ میری غیبت

میں کوکب کو اپنی زینت و مرگ کا اختیار ہرمان باب نے کوکب کو ہزار منت و ساجت راضی کیا کہ تجھے تین برس صبر کرنا ضرور ہو خدا نے چاہا تو اختر کوئی صورت بھاری تندرستی کی ضرور پیدا کرے گا جب فقیر حسین نے پستنا کو اختر سفر کو جایا چاہتا ہو نصیر و ناصر کو بلا کر کہا ہے سنا ہو کہ اختر سفر کو جاتا ہو ناصر نے عرض کیا ای شہر یار غلام کو رنج کوکب کا تھا اب دوسرا رنج اختر کا بھی پیدا ہوا اب دیکھے اختر زندہ بھی پھرتا ہو یا نہیں شاہ حسین نے حکم دیا کہ اُن بادشاہوں کے نام کی فہرست ہم کو دو جو کہ ہمارے ہمسریں دیکھیں اس نام کا کوئی بادشاہ ہو یا نہیں متصدیوں نے حسب الحکم سلاطین کی فہرست بادشاہ کی خدمت میں گزرائی لیکن کچھ حصول مطلب نہوا ایک روز اختر پوشیدہ شکار کے ہاں سے شہر سے نکلے ایک سمت روانہ ہوا قصہ کوتاہ کوہ و دشت میں آوارہ پھرتا ہوا چلا جاتا تھا لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ کہاں جائیگے اول صدمہ جدائی احباب و وطن دوسرے مفارقت مشوق نازک بدن کے سبب سے اپنے ہوش میں نہ تھا آخر بھر قطع ہر اہل و طے منازل کے ایک قافلہ میں پہونچا اور گھوڑا بھی مشقت رفتار سے بغیر آب و دانہ کے ہلاک ہو گیا باوجود اور صدقات کے زیادہ پیادہ پائی کا صدمہ تھا یہ اختر پریشان و سرگردان ایک خیمہ کے دروازہ پر ٹھک کر بیٹھ گیا صاحب خیمہ نے کہ ایک مرد رحم دل و خدا ترس تھا حال اختر اتر دیکھا اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ ای شخص تو کون ہو اور تیرے تالہ اور فریاد کی کیا وجہ ہو اختر نے کہا میں اپنے حال زار پر سوچہ سے روتا ہوں کہ تمام خوش و اقارب سے مفارقت نصیب ہوئی اور پیادہ پائی سے نہایت تکلیف ہو اس مروئے جسکا حسن نام تھا اختر کی ساری کیفیت خواجہ اکرام قافلہ باشی کے روبرو بیان کی خواجہ باشی نے اختر کو کمال اغراز و عزت اپنے پاس رکھا اختر خواجہ اکرام کی عنایت و مشقت اپنے حق میں ایک ام غیبی سمجھا اور اس سبب سے رفاقت خواجہ کی قبول کی کہ تار لوگ ملک در ملک تجارت کرتے ہیں کیا عجب ہو کہ کسی ملک میں میرا مطلب بھی بر آوے آخر بعد ایک سال کے خواجہ اکرام حسین سے ملک فتن ہو چکا اور وہاں خواجہ اکرام سے ایک سوداگر خواجہ ہر ساق سے ملاقات ہوئی اور ہر ساق کو اُن دنوں میں سفر مالک خاورد در پیش تھا اختر نے خواجہ اکرام سے کہا ای خواجہ میں ہر ساق کے ساتھ مالک خاورد کو جاؤنگا آپ بخوشی دل مجھے خصت فرمائیے خواجہ اکرام نے کہا ای جوان ناحق سرگردان ہوتا ہو خاص طلب اپنا ہے بیان کر ہم اسی شہر میں تیرا بندوبست کر دینگے اختر نے کہا ای خواجہ بزرگ تم میری سفارش کروں ہی آپ کی عنایت ہو خواجہ اکرام نے خواجہ ہر ساق سے اختر کی سفارش کی اور ہاتھ اختر کا ہر ساق کے ہاتھ میں دیا خواجہ ہر ساق بعد دو مہینہ کے ایک شہر میں پہونچا جسکو افق خاوران کہتے تھے اختر نے وہ شہر نہایت آباد و خوش و خرم دیکھا مگر بادشاہ شہر ایک ملک فائق شاہ تھا الہی سے مرگیا تھا چونکہ کوئی وارث سلطنت بجز ایک ناکثہ مالک سحر سہا کے نہ تھا ارکان دولت نے ملکہ سحر سہا کو

روشن ضمیر سلطان خطاب دیکر تخت پر بٹھا دیا مگر یہ بات تمام مالک خا و زمین شہور تھی کہ ملکہ سحر سما کو علم قیادہ میں کمال دخل ہو غرض جو وقت اختر شہر افق میں آیا خود طبیعت شکفتہ ہوئی اور دل سے گواہی دی کہ بلاشبہ سراغ مطلب میرا یہاں سے ملے گی اگر آخروں سے روز سیر بازار کو نکلا اور ہر ایک اہل شہر سے پوچھا کہ جس بادشاہ کے کشور میں آفتاب و ماہتاب کا دخل نہو آیا کوئی بادشاہ اس نام کا ہو ہر ایک نے جواب دیا ہم کو نہیں سمجھے شدہ شدہ یہ خبر روشن ضمیر سلطان کو بھی پہونچی کہ ایک سوداگر مالک ختن سے تازہ وارد شہر میں آیا ہے کہ بادشاہ کو تجا لیل ملک ختن سے کمال شوق تھا خواجہ ہر ساق کو اپنے پاس دربار میں بلایا اور تمام اسباب تجارت دیکھا ناگاہ ملکہ سحر سما کی بھی نظر اختر پر پڑی اور عرصہ تک بغور دیکھا گی بعد ازان وقت خواجہ ہر ساق سے فرمایا اگر خواجہ تم اپنے مکان کو جاؤ ہم اس جوان کو دو چار ساعت کے بعد خدمت کریں گے جب خواجہ ہر ساق رخصت ہو ملکہ نے اختر کو ایک مکان خلوت میں بلایا اور فرمایا اس جوان پہن تیرے قیادہ سے دریافت کرتا ہو کہ تو کسی مصیبت میں گرفتار ہو اور کسی امید و توقع پر تونے اپنا تخت و سلطنت ترک کیا ہو اگر یہ ہمارا گمان سچ ہو تو حقیقت اپنی ہمے بیان کر اختر نے باجشم گریان و سینہ بریان نام سرگزشت ملکہ کی خدمت میں بیان کی ملکہ سحر سما نے بعد سننے اس حال کے فرمایا اے جوان اہل میں وہ بادشاہ میں ہوں یعنی اہل نام میرا سحر ہو اور کشور میں آفتاب و ماہتاب کا دخل غیر ممکن ہو بہر حال چند ملازم معتد تیرے ہمراہ کیے دیتی ہوں شہر ختن میں جا کر اپنی منگودہ کو ہمارے پاس لے آؤ خدا کے فضل سے مدعا تیرا بوجہ حسن و خوبی کے حاصل ہوگا دوسرے ہمتارے ختن مطلب میں میرا یہی ایک کام ہو ملکہ صبح و لکشانے پوچھا اگر شعیبہ بری ملکہ سحر سما کا کیا مطلب ہو شعیبہ بری نے عرض کیا اے ملکہ آفاق ملکہ سحر سما نے خواب میں ایک شاہزادہ مغرب کو دیکھا ہے اور وہ اس پر عاشق و فریفتہ ہے اور ادھر شاہزادہ مغرب بھی سی وجہ سے ملکہ سحر سما پر عاشق ہو کر اپنے وطن سے اس کے جذبہ عشق میں نکل گیا ہے اور سارے جہان میں آوارہ پھرتا ہوا ہنر اردقت و جال فشانے اس سال شہر افق میں پہونچا جس سال کہ اختر کو کب شہر افق میں پہونچے تھے ہر چند کہ سراغ معشوقہ کا شہر افق میں ملا لیکن بوجہ سقیم الحال ہونے کے کوئی صورت ملاقات کی ہم نہ پہونچی اور ملکہ سحر سما کو اپنے عاشق کے آنے کی خبر نہ ہوئی بقدرت کا مدد خداوند قدیر اسی درویش یعنی شاہ الہام نے کہ جسکی دعا سے ناصر و نصیر کے یہاں فرزند پیدا ہوئے تھے عالم واقعہ میں ملکہ سحر سما کو بشارت دی کہ جب اختر کو کب ہمتارے ملک میں آئیں گے اسی زمانہ میں شاہزادہ مغرب بھی یہاں ضرور آئے گا پس یہی وجہ تھی جو ملکہ سحر سما نے اختر کو تاکید کی کہ اپنی بی بی کو جلد ہمارے پاس لاؤ ملکہ سحر سما کو یقین و ائین تھا کہ کو کب کے ساتھ شاہزادہ مغرب بھی یہاں ضرور آئے گا انقصہ ملکہ سحر سما کی راست بیانی پر اختر کو یقین ہوا اور وہ شہر ختن میں آیا بعد ازان اس نے ناصر و نصیر اور غفور کے روہرو حال گزشتہ اپنا بیان کیا آخر کار چند روز کے بعد اختر کو کب کو لے کے

شہر افق کی جانب روانہ ہوا نا صبر و نصیر بھی اپنے فرزند کے ہمراہ ہوئے فغفور نے ایک نجست نامہ یعنی خط اشتیاق روشن ضمیر سلطان یعنی ملکہ سحر سما کو اس مضمون کا لکھا کہ اختر و کوکب ہمارے فرزند خاص تمہارے پاس پہنچتے ہیں تم براہ مہربانی جس قدر کہ انکی پاس داری کرو گے گویا وہ احسان ہم پر کیا الغرض چند روز میں یہ قافلہ بعد طو مسافت قطع مراحل شہر افق میں داخل ہوا

ای ملکہ عالم اسب حال فرخندہ قال ملکہ سحر سما یعنی روشن ضمیر سلطان کا بیان کیا جاتا ہی

کہ جس روز اختر و کوکب وغیرہ اہل لیاں ختن شہر افق میں پہنچے اُس روز ملکہ سحر سما نقاب افگندہ واسطے شکار گئی تھی اور عقب میں ایک زخمی ہرن کے گھوڑا ڈالے ہوئے بے تحاشا چلی جاتی تھی قضاے کار و اتفاق روزگار راہ میں ملکہ سحر سما نے ایک جوان حسین و خوش جمال کو دیکھا کہ کنارہ ایک چشمہ کے بیٹھا ہو لیکن ایسا ضعیف و ناتوان ہے کہ فقط پوست و استخوان باقی ہیں اور قریب ہلاکت ہے ملکہ سحر سما نے جب قریب سے دیکھا خود بخود دل ملکہ کا ایسا مضطرب و بیقرار ہوا قریب تھا کہ زمین پر گرے غرض ہزار دھواری ضبط کیا اور قریب آگے پوچھا ای جوان ناکام تو کون ہو کہ خاص اس شکار گاہ سلطانی میں بے خوف و خطر بیٹھا ہو شاید تجھے اپنی جان عزیز نہیں ہو اسنے جواب دیا کہ اتنا بقادر و ناخالیکہ میں خود بادشاہ کا شکار نیم جان ہوں تو میرا خاص سکن ضرور شکار گاہ ہے لیکن تو مجھے ظاہر بادشاہ کا مقرب معلوم ہوتا ہے اگر تو واقعی مقربان شاہی سے ہو تو میری طرف سے خدمت شاہ میں عرض کرنا کہ ایک بیچارہ خانان آوارہ کنارہ چشمہ شکار گاہ بچشم خون بار بہ عرض کرنا ہو کہ پرکھاد

گاہ سے از خاکے رت در ہر بزم ما بہ بند | اینچنین بگزار یا را یا رہا کن پا بہ بند

ملکہ سحر سما نے کہا ای گدا سے مفلوک بادشاہ اس کلام گستاخانہ سے مجھے اور مجھے زندہ نہ رکھیں گے شاہزادہ مغرب نے کہا زندہ کو ہلاک کرتے ہیں میں تو خود کشتہ ہوں مجھے ہلاک کرنے کی کیا حاجت ہے ملکہ سحر سما نے کہا اول تو صاف صاف حال زار اپنا بیان کرتا کہ ہمارے فہم میں آوے ورنہ ہم کیا حال تیرا بیان کریں گے شاہزادہ مغرب نے تمام حال از ابتدا تا انتہا اپنے ملکہ سحر سما کی تصویر و مکیہ کر عاشق کہونا اور نکلتا جوش و جشت میں اپنے ملک سے اور آوارہ پھرنا بالتصریح بیان کیا ملکہ سحر سما یہ سنے اپنے لشکر میں چلی آئی لیکن یہ سمجھ گئی کہ میرا عاشق ہے مگر شاہزادہ مغرب کو اصلاً معلوم نہوا کہ یہ خود ملکہ تھی یا کوئی ملازم شاہ تھا جب شعبدہ پری نے نقل یہاں تک بیان کی ملکہ صبح دلکشانے کہا ای شعبدہ پری اور تو نے سب بیان کیا لیکن شاہزادہ مغرب کا نام کیوں نہ لیا کسو اسطے پوشیدہ رکھا شعبدہ پری نے کہا ای ملکہ عالم سچ تو یہ ہے کہ نام شاہزادہ مغرب کا میں خود بھول گئی مجھے یاد نہیں ہے لیکن تصویر اسکی میرے پاس موجود ہے ہر وقت ختم نقل کے خدمت میں حاضر کرونگی ملکہ صبح دلکشانے کہا پھر کیا ہوا شعبدہ پری

نے عرض کیا، اے ملکہ جو وقت ملکہ سحر سہا محل میں تشریف لائی ناظر کو حکم دیا کہ ایک جوان اس صورت کا کنارہ چشمہ شکار گاہ
 پر روز و رخت پہنچا ہو اسکو شہر میں لا کر جام کراؤ اور پوشاک مکلف پہناؤ علاوہ اسکے اسکی خاطر و مدارت میں کمی نہ کرنا بعد
 اسکے جب ہم بلا میں ہمارے پاس لے آنا خواجہ سر اسب حکم شاہزادہ مغرب کو شہر میں لایا اور ایک مکان پاکیزہ میں
 جہان رکھا دوسرے روز ناصر و نصیر وغیرہ بھی پہنچے اور ملازمت شاہ حاصل کی اور نامہ مفتوحہ میں پیش کیا
 سلطان روشن ضمیر نے بعد ملاحظہ کرنے اس خط کے فرمایا، امی اختر میں روز جمعہ کو ساعت اول نہ بھرہ میں تمہاری
 خاطر سے خلوت خانہ کے خوش میں برہنہ ہو کر غسل کرونگی لیکن پہلے تجھ مجھ سے صیغہ برادری مستحکم کرنا ضروری ہے کہ شاہزادہ مغرب
 شہباز دین غروس کو ہم صحبت اکثر دیکھتی ہیں قصہ کوتاہ جمعہ کو بعد پختہ صیغہ برادری درخت کے رات کو کب گئے
 ملکہ سحر سہا نے اندر بلایا قضا را خواجہ سر اسب نے شاہزادہ مغرب کو بھی اسی خلوت خانہ کی طرف ایک مکان میں فروکش
 کیا تھا جہاں بادشاہ یعنی ملکہ سحر سہا نے اپنے نقاب دہن سے سیاہی کو کب کی دور کرنا چاہی تھی بلکہ ایک دروازہ
 خلوت خانہ کی طرف بھی تھا اسوقت شاہزادہ مغرب کو خود بخود خیال آیا کہ دروازہ کی درارت دیکھیں کیا معاملہ
 درپیش ہے جب شعبدہ پری نے یہ نقل بیان کی اور کلین کو کب اختر اور ناصر و نصیر کی بعید عالم تقدیر میں دیکھا میں
 شاہزادہ معزالدین اسوقت اس طرح موجود تھا کہ اسم خواتی بھی بھولا نا ورہ راز دار اور ملکہ نور مارگلہ فرور
 کا بھی یہی حال تھا جانا چاہیے کہ وہ بھی بکیرت اس نقل کو سن رہی تھیں الغرض بعد بیان کرنے اس جملہ کے شعبدہ پری
 نے ملکہ صبح و لکشا سے کہا اے ملکہ عالم اب وقت ایفائے وعدہ کا آگیا ملکہ صبح و لکشا نے کہا کہ اب مجھ کو کیا کرنا چاہیے
 شعبدہ پری نے کہا آپ برہنہ ہو کر خوش میں غسل کریں بعد ازاں تین بار پانی کلی کا کو کب جی کے چہرہ پر چھڑکیں کہ
 احتراق اسکا دفع ہو ملکہ صبح و لکشا نے کہا اے شعبدہ پری یہ حرکت تجھ سے ہوگی اور جو کچھ ہو کر ونگی لیکن برہنہ ہو کر
 غسل نہیں کرنے کی شعبدہ پری نے کہا خیر رضی تمہاری لیکن قصہ ناقص رہا بلکہ اس بد عہدی سے خدا بخواسے
 کوئی آفت آئی نہ تھی اور تم مقلدون کے سر پرست و رنازل ہوگی راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ معزالدین نے
 شروع قصہ میں یہ عزم کیا تھا کہ اگر اختر و کو کب اپنے مدعا سے دلی کو پہنچنے لگے تو میں بھی ملکہ
 صبح و لکشا سے ضرور کام دل حاصل کروں گا آخر اسی خیال میں ملکہ صبح و لکشا سے فرمایا اے ملکہ
 جو عہد و اقرار آپس میں ہو وہ بہر کیف ایفا کرنا چاہیے ملکہ صبح و لکشا نے کچھ جواب نہ دیا
 شعبدہ پری نے کہا اے ملکہ آفاق اب توقف بہتر نہیں جلد تر باس اوتا کر خوش
 میں غسل کرو تا کہ یہ نفل تمام ہو ملکہ صبح و لکشا نے کہا خیر میں تیرے کہنے سے برہنہ
 ہوئی لیکن اول بیان کر کہ حالت اصلی پر ہو جانا کو کب کا اب مضبوط سے ملکہ سحر سہا کے
 اور حاصل ہونا اختر کے مقصد دلی کا اور ہو پختہ اختر کا مع کو کب کے دوبارہ شہر افضی میں ملکہ سحر سہا

کے پاس اور وارڈ ہونا شاہزادہ مغرب کا جو ملکہ سحر سما کے عشق میں سرشار تھا اسی زمانہ میں یہ کیا معاملہ ہوا اور ملکہ سحر سما نے کس وجہ سے حال زار پر اختر کے توجہ کی شعبدہ پریمی نے کہا اور ملکہ آفاق جب فائق شاہ ملکہ سحر سما کے باپ نے قضا کی اور یہ بادشاہ ہوئی اور آتش عشق شاہزادہ مغرب کی سینہ میں ملکہ سحر سما کے بدلت مدید سے پوشیدہ تھی اور دل و جگر کو جلائے دیتی تھی یہاں تک کہ کار و بار سلطنت سے بیکار کر دیا تھا آخر مجبور ہو کر ملکہ نے منجنون کو جو علم نجوم میں یکتاے روزگار تھے بلایا اور تجلیہ میں اُسے حال اضطرابی دل بیان کیا اور کہا کہ خبر داریہ راز کسی سے نہ کہنا منجنون نے زراچہ کر کے حال دریافت کیا کہ اور ملکہ آفاق ہمیں آثار کو اکب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں ایک مرد اختر نام سا کٹان ملک چین سے اپنی زوجہ کو ہمراہ لیے بغرض صحت دوبارہ آپکے پاس آئیگا انھیں ایام میں شاہزادہ مغرب بھی ضرور داخل شہر ہوگا بلکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اختر کا اور آپکا کام ایک ہی روز ہوگا ملکہ سحر سما نے فرمایا کہ اگر اختر آیا بھی تو میرے پاس کیوں آدیکھا اور مجھ سے کس طرح ملاقات کریگا اور مجھ کو کیونکر دریافت ہوگا کہ وہ آیا ہی اور میری دعا کا وقت آیا ہی منجنون نے عرض کیا ہاں ہیں ایسا کچھ معلوم ہوتا ہے کہ اختر کا مطلب آپ سے متعلق ہی بدون آپکے حصول مطلب اختر کا بالکل غیر ممکن ہے اگر حکم ہو تو ہم ایک تعویذ ایسا تیار کریں کہ بغیر حصول ملازمت آپ کے کسی طرح کام اختر کا نہ نکلے ملکہ سحر سما نے کہا کہ اچھا بہتر ہو کہ سوہنے کہ یہ باعث نام آوری کا بھی ہوگا دوسرے تمام اہل چین ہمارے مقلد بھی ہونگے اور ہمارا احسان بھی مانینگے منجنون نے حسب حکم ملکہ سحر سما بزور علم پہلے نام اختر کی زوجہ کا اور عارضہ اُسکا دریافت کیا بعد ازاں علاج اُسکا معلوم کیا کہ پانی سے ملکہ سحر سما کلی کریں پس یہ حقیقت ہو جو کہ گزارش کی ہو اب حضور کو بھی کو کب مصنوعی برکلی کرنا مناسب ہو کہ محرق کو صحت ہو راوی کتنا ہی کہ حاصل اس فعل کا یہ تھا کہ شاہزادہ کے سامنے ملکہ صبح و لکشا برہینہ ہو کہ عالم سستی میں شاہزادہ کو تاب ضبط نہ رہے مثل اندھون کے ملکہ صبح و لکشا پر جا پڑے القصہ پہلے تو ملکہ صبح و لکشا بانڈا معشوقانہ ناز و خنجرے اور عذر بہانے کرتی رہی جب خوب نگرار کر چکی حلیہ و حوالہ کے بعد آخر لباس اتار کر حوض میں داخل ہوئی اور تمام بال سر کے پریشان کیے شاہزادہ معزالدین نے جو ملکہ صبح و لکشا کو برہینہ دیکھا اور جسم بلورین مثل آئینہ کے صاف نظر آیا شاہزادہ معزالدین بے چین ہوا اور جوش مستی ایسا غالب ہوا کہ آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا لیکن خوف ناوہ رازدار کا ایسا غالب تھا کہ دم نہ مارا اور بہرکت اسم پاک کے تحمل کیا ورنہ مثل شیر و شکر کے آمیز ہو جاتا اور ملکہ صبح و لکشا بھی حوض میں عجیب عجیب طرح کی حرکت کر رہی تھی کہ انسان تو کیا اگر فرشتہ ہوتا تو وہ بھی اُسکے قریب میں آجاتا اور طرفہ امر یہ تھا کہ اختر کو کب سے صحبت داری کر رہا تھا اسوجہ سے بیقراری شاہزادہ معزالدین کو ہلاک کیے ڈالتی تھی آخر ملکہ صبح و لکشا نے کلیان کو کب پر اسی حال میں ڈالیں وہ سیاہی چہرہ سے کو کب کے دفع ہو گئی اور اپنی ہیئت اصلی پر آگئی بعد اسکے شعبدہ پریمی سے ملکہ صبح و لکشا نے کہا اور شعبدہ پریمی تو نے کیفیت شاہزادہ مغرب

کی بیان نہیں کی شعبہ پر ہی نے کہا اس ملک عالم انجام کار شاہزادہ مغرب اور ملک سحر سما کا یہ ہوا بگوش ہوش سننے
لیکن ایک شرط سے میں بیان کرونگی ملک صبح و لکشا نے کہا وہ شرط کیا ہے شعبہ پر ہی نے کہا اس ملک آفاق یہ تصویر
شاہزادہ مغرب کی میرے پاس موجود ہے اسے آپ سینے سے لگا لیں اور رخسارہ تصویر پر اپنے رخسارہ کو رکھیں
اور اسکی پیشانی نورانی پر بوسے دیکھیں ملک صبح و لکشا نے کہا دیوانی ہوئی ہو تو اس میں آگے بات کیا کر اس میں
اس نقل بے اصل کے شوق میں خصوصاً اس شاہزادہ کے سامنے جلتے واسطے میں پر وہ قاف سے آئی ہوں ایک
نامحرم کی تصویر کو سینہ سے لگاؤں اور بوسے لوں یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا اور مجھ سے ایسی توقع کبھی نہ رکھنا شعبہ پر ہی
نے کہا آپ غصہ نہوں یہ حرکت واجبات سے ہے علاوہ برین تصویر کو سینہ سے لگا نا کچھ عیب کی بات نہیں ہے
غرضکہ پہلے ملک صبح و لکشا نے خوب نظر غور تصویر کو شاہزادہ مغرب کی دیکھا بعد ازاں سینہ سے لگا یا ورنہ سے
سنہ خوب ملا یا شاہزادہ کو یہ حرکت ملک صبح و لکشا کی ناگوار معلوم ہوئی اور کہا اس عورت نے کسی مرد و شکل
خوش جمال کی تصویر دیکھی ہے اس سبب سے فریفتہ ہو گئی ہمارا مشق خیال نہ رہا اس اثنا میں ملک صبح و لکشا تصویر
ہاتھ میں لیے ہوئے شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا اس شہریار تم جی دیکھو کہ یہ تصویر کس شاہزادہ کی ہے شاہزادہ
وہ تصویر بعینہ اپنی دیکھے حیران ہو گیا اور فرمایا وہ میں کجا اور یہ تصویر کجا ملک صبح و لکشا نے کہا آپ کیون حیران
ہیں خداوند کریم نے میری مواصلت آپ سے روز ازل سے مقرر کی ہے اور یہی وجہ میری اور تمہاری یہاں ایک جگہ
وارد ہونے کی ہے ورنہ میرا یہاں کیا کام تھا جو میں پر وہ قاف سے آئی یہ باغ عیش خلوت خانہ ہر کوئی یہاں دوسرا
محل نہیں ہو تب تکلف آرزو لے دل مشتاق نکالو اور لطف زندگی حاصل کرو مجھے آپ کے سیطرہ کا غرض میں شاہزادہ
نے جب ملک صبح و لکشا سے جو باتیں محبت کی سنیں دل میں خیال کیا کہ یہ نازنین سچ کہتی ہے اور مغرالدین لطف زندگی
حاصل کرو یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ ایک آواز غیبی مہیب و خوفناک کان میں آئی کہ اس جوان نا کام خبردار اگر
کسی فعل کا خیال بھی دل میں آتا تو تمام عمر ندامت و انفعال میں گرفتار رہیگا اور کسی صورت سے صفائی نہیں
ہوگی اور علاوہ اسکے وہ اسم اکہی بھی تھے نام نہیں کیا بلکہ ہر در و دیوار سے اس آواز کا ہتکتہ ہوا ہوا لولالان
را رہاں رب کی صدا متواتر صاف آتی ہے شاہزادہ بھر دھنسنے اس آواز کے ایسا خائف ہوا کہ پھر ملک صبح و لکشا
کی طرح نظر بھی نہ کی ملک صبح و لکشا نے دیکھا کہ یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی اپنی خواصوں سے ایسا ایک اشارہ کیا کہ وہ
وقعاً منتشر ہو گئیں جس طرح کوئی آفت نازل ہو نیوالی ہو اور سب سرسیمہ و پریشان ہو جائیں شاہزادہ نے ایک
خواص سے پوچھا کہ تم پر کیا ایسی آفت آئی کہ جو تم سب متفرق ہو گئیں خواص نے کہا اس شہریار والا تبار ہمارا حال
پر اختلاف نہ پوچھیے ہم فقط آپ کی برکت قدم مبارک سے اس مصیبت سخت میں گرفتار ہوئے اور اب بجز مرگ کے
کوئی صورت نجات کی نظر نہیں آتی حضور ہماری ملکہ بیچاری کہ جسکے پسینہ پر جان کو قربان کریں وہ چند ساعت

میں ہلاک ہوا چاہتی ہو کاش آپ باغ بین تشریف نہ لائے ہوتے اور اگر آپ آئے بھی تھے تو ہماری ملک کو خبر نہ ہوتی ہوئی تو خوب تھا اور خوبی تھی یہ کہ جس امر کے واسطے آپ نے تکلیف شاقہ اپنے اوپر گوارہ کی وہ بھی نہواشا ہزار وہ نے فرمایا صاف صاف بیان کر کے سمجھ میں آوے یعنی کیا کام ہو وہ جو نہوا اور کس مرین بن ہے مروت ہوں خواصوں نے کہا اس شہر یا اصل امر یہ ہو کہ جب ملکہ صبح و لکشا پوشیدہ حضور کی ملاقات کو باغ میں آئی کسی ہاسوس نے یہاں کی صحبت کا مفصل حال ملکہ کے والد بزرگ دار یعنی ملک خا و رشاہ سے کہہ دیا ملک خا و رشاہ بھر دھیر پانے کے شعلہ آتش ہو گیا اور خود آیا چاہتا ہوا اس سبب سے ہلو گون کو نہایت ہراس ہو اور ملکہ کو بھی اس قدر اضطراب ہو کہ قابل بیان نہیں اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا کیا عجیب ہو کہ خا و رشاہ یہاں پہنچتے ہی ملکہ اور خواصوں کو قتل کرے شاہزادہ نے فرمایا آخر تم نے کیا تجویز کیا وہ بولیں کہ اس امر پر اگر حضور و داسم الہی کو واسطے ایک لمحہ کے موقوف کریں اور ہماری ملکہ کو نفل میں لیلیں اس واسطے کہ ایسے وقت ناز کا قطع کرنا جائز ہو چہ جائیکہ وظیفہ ہمارے خا و رشاہ سے فرما دیجیے گا کہ اس سفاک ہر چند کہ ملکہ صبح و لکشا مجھ سے منتقد ہو گئی لیکن ہنوز کوئی حرکت خلاف وضع ایسی سرزد نہیں ہوئی کہ جس کے عوض یہ ظلمو مہ قتل کیا جائے پھر کس علت میں اس بے گناہ کا خون اپنی گردن پر لیتا ہو چونکہ آپ کائنات طلسم میں محترم ہیں یقین ہو کہ آپ کی وجہ سے خا و رشاہ سمجھ جائیگا اور قتل سے ہلو گون کے باز آئیگا شاہزادہ نے اشارہ سے فرمایا کہ خاطر جمع رہو میں موافق ہوتا ہوں ملک خا و رشاہ کو ضرور سمجھا دوں گا لیکن اس وقت خوف سے آواز غیبی کے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ بجز اسم خوانی کے کسی طرف مخاطب نہوتا تھا ناگاہ سامان جلوس سلطنت نہایت انتظام و احتشام سے باغ میں داخل ہوا شاہزادہ نے دیکھا کہ چوہدار وغیرہ عصاے جواہر نگار و مرصع کار ہاتھوں میں لیے ہوئے بلکے آتے ہیں اور ہزار ہا شاطر و عیار گرد و پیش ایک تخت یا قوت نگار کے کہ اس پر ایک بادشاہ عالی و قار سوار ہو باہتمام دور باشکر رہے ہیں لیکن بادشاہ کی پیشانی سے ایسا خشم و غضب ظاہر تھا کہ خدا کی پناہ ملکہ صبح و لکشا نے چونکہ خا و رشاہ کو دیکھا حیران و پریشان ہو کر ہر طرف باغ میں گوشہ عافیت تلاش کرنے لگی اس اثنا میں تخت بادشاہ کا صحن باغ میں رکھا گیا بادشاہ نے باواز بلند و صیب شاطرون کو حکم دیا کہ اس گیسو بریدہ ناشدنی کو جلد ہمارے پاس باندھ کر لاؤ چند نفر شاطر ملکہ صبح و لکشا کو کمال ذلت و خواری سے کشان کشان بادشاہ کے سائے لے گئے بادشاہ نے ایک طبیب اپنے اس زور سے ملکہ صبح و لکشا کے مارا کہ خون اس کے رخسار نازنین سے جاری ہو اور چاہتا تھا کہ خنجر سے سر اسکا جدا کر دے ملکہ صبح و لکشا نے باواز ورنہاں فریاد کی کہ اس شاہزادہ مغالہ سنگدل و بے رحم میں نقطہ تمھاری محبت میں مفت قتل ہوتی ہوں براے خدا مجھے اس ظالم اظلم سے بچا شاہزادہ چونکہ رجم المزاج تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ ملکہ صبح و لکشا میرے عقہ میں داخل ہوگی پس بے اختیار آتش غیرت

سینہ میں مشتعل ہوئی اور اس میں بھی تمام ہو گیا تھا الغرض حسب درخواست خواصوں کے ملک خا ورشاہ کو تہدید کرنا چاہتا تھا کہ پھر ایک آواز پہلے سے بھی زیادہ ترعیب نزدیک سے آئی بلکہ شاہزادہ کو گمان ہوا کہ کوئی شخص رشتہ سے میرے کہتا ہو کہ او غافل خبردار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا شاہزادہ نے جیسے پھر کے دیکھا کہ ایک مرد مسخ چشم قد اتر شمشیر خون چکان ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑا ہو اور آنکھیں آنکلی مثل نیش مثل روشن بین اور چند سرکے ہوئے گردن میں پڑے ہوئے تہذیب سے دیکھ رہا ہو آخر ایک تلوار اس مرد کو نچوڑنے لگا صبح دلاشا کے ایسی داری کہ مرا سکا دھڑ سے گر پڑا اور دریائے خون اس معرکہ میں جاری ہوا بعد اسکے ملک خا ورشاہ کو بھی قتل کیا اور جس قدر غلام و مرد وہاں تھے سب مار ڈالے گئے اور وہ مرد قاتل بھی غائب ہو گیا اس وقت ایسی تاریکی گئی کہ تو طوفان باغ میں تھا کہ زمین و آسمان نظر نہ آتا تھا شاہزادہ سبب مشاہدہ کرنے اس حادثہ عجیب و غریب کے تمام رات بیہوش رہا جب ہوش آیا تو ان مقتولوں کی لاش کا نشان تک نہ معلوم ہوا اور اپنے کو ایک باغ میں کہ نمونہ فردوس تھا پایا دیان دیکھا کہ ایک جوان رعنا صاحب حسن و جمال بدیا سن گانٹ بیٹھا ہو اُس نے بادب تمام شاہزادہ والا مقام کو سلام کیا شاہزادہ نے بعد جواب سلام پوچھا تو غریزہ تم کون ہو اور یہ مکان کس کا ہے اُس نے کہا اے شہریار با وقار بہارک ہو کہ آپ مقام الامتحان میں محفوظ و سلامت رہے اور کوئی حرکت امتحانی کی تھے ظہور میں نہ آئی اب انشاء اللہ تعالیٰ کام آپ کا درست ہو جائیگا اور میں اس باغ کا داروغہ ہوں نام میرا شکیمون ہے اور یہ مکان ریاض نشاط ہے شاہزادہ نے فرمایا اے شکیمون عجیب حیرت کی بات ہے کہ ابھی تو ایک ہنگامہ محشر برپا تھا کہ قتل عام ہوا اور پھر جو دیکھا تو کچھ بھی نہیں شکیمون نے کہا جو کچھ تماشا آپ نے مقام الامتحان میں دیکھا وہ ایک شعبارہ تھا اسکی کچھ اصل نہ تھی فقط آپ کے ہکانے کے واسطے یہ معرکہ آرائی تھی وگرنہ ملکہ صبح و لکشا کہاں اور مقام الامتحان کہاں وہ اس قدر و منزلت کی پرزادہ نہیں کہ باہن بے شرمی حضور کے پاس باغ میں آئے بلکہ وہ ایسی عالی و نازک مزاج عورت ہے کہ کسی غیر عورت سے بات نہیں کرتی نہ کہ مرد نامحرم کے آگے تنگی ہو کر حوض میں غسل کرتی بس یہ کام پرزادہ ان شعبہ باز کا ہے جو خاص اسی کام کے لیے خلق ہوئی ہیں اور ہر طرح انسان کو فریب دیتی ہیں اگر آپ اسم پاک سے ایک لفظ بھی غافل ہوتے تو خواہ مخواہ آپ فریب میں آجاتے خصوصاً آخرین کہ جو ملکہ صبح و لکشا ہے مصنوعی ہے آپ سے سفارش چاہی تھی اور آپ بھی ملک تھا ورشاہ سے سوال و جواب کو مستعد ہو گئے تھے اس میں آپ کا کچھ تصور نہیں اس واسطے کہ جو رحمہ الطبع ہو گا اسے ضرور ہی خیال آویجا بلکہ دوسرے کو تہذیب و عیبت و بدیہ کے بے بین ہو جائیگا علاوہ اسکے آپ کو ایک طرح کی محبت باطنی بھی مقتضی اس امر کی تھی کہ آپ سفارش خا ورشاہ سے ملکہ صبح و لکشا کی ضرورت کرتے لیکن سفارش میں یہ خرابی واقع ہوتی کہ جو جاسوس ملکہ

نوبہار گلشن افروز کی طرف سے پوشیدہ نگران تھے وہ اسی وقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اطلاع کرتے اور تمام عمر اصلاح مزاج ملکہ نوبہار گلشن افروز کی کسی طرح ممکن نہ ہوتی خیر طالع اقبال آپکا مددگار تھا اور دعوت اسم پاک بھی تمام ہو گئی تھی جو صبرائیل موکل نے آپکو محفوظ رکھا اور ان شعبہ ہا زون کو سزا کے محقول دی اور وہ آواز مہیب اسی موکل کی تھی جسکے خوف سے آپ ہمیشہ ہر گئے اور میں اسی حالت بیہوشی میں آپکو یہاں لے آیا اب جب تک کوئی حکم نہ آدے آپ یہاں بعیش و آرام بسر کیجئے اور میں آپکی خدمت کی واسطے موجود ہوں شاہزادہ معزالدین حقیقت ہوش رہا شکلیوں سے شکے شکرا کہی بجایا

اب راوی نازک خیال شاہزادہ فرخ فال کو ریاض نشاط میں مشغول بعیش و آرام و محو سیر و تماشا رکھتا ہوں اور حال ملکہ نوبہار گلشن افروز کا بیان کرتا ہوں

قصہ مختصر چوتھے روز صبح کو مقام الامتحان میں ناورہ راز دار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت میں عرض کیا کہ اے ملکہ آفاق شکر اس پروردگار عالم کا کہ جسے مدارج آزمائش و امتحان کے نہایت خوبی سے طے کرا دیے اور آپ نے بچشم خود ملاحظہ بھی فرمایا کہ شاہزادہ والا قدر کہ قدر مستقل مزاج و ثابت قدم رہا و گرنہ انسان تو مرکب خطا و نسیان سے ہوا اگر فرشتہ بھی ہوتا تو فریب میں شباطیں کے آجاتا اور اگر کسی عورت کی طرف کسی قدرائل بھی ہوتا تو یا مقابل اعتماد نہ تھا کس واسطے کہ کیفیت طلسمی بہر صورت اپنی تاثیر کرتی ہے پھر شاہزادہ کا کیا قصور تھا غرض اب شاہزادہ کی خطا و تقصیر بھی معاف ہوگی یا نہ اور فرمودہ جناب حکیم صاحب بھی یہی ہو کہ بعد ختم امتحان شاہزادہ اپنے مکان کو چلا آدے میں اسی وجہ سے آپکی خدمت میں التماس کرتی ہوں کہ اگر مرضی مبارک ہو تو شاہزادہ کو ہمراہ اپنے حکیم صاحب کی خدمت میں اسی محضر یا دھیما پر سوار کر کے شہر عرشہ کو لے چلیے یقین ہو کہ حکیم صاحب آپکی اس بات سے نہایت خوش ہوں ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ میں شاہزادہ کو لیچنے سے کیا سروکار جس طرح سے کہ وہ مقام الامتحان میں آئے ہیں اسی طرح چلے جائیں گے دوسرے یہ کہ شاہزادہ کے ہمراہ اگر اتفاق سے کسی پریراؤنے دیکھ لیا تو وہ خدمت میں میرے باپ کے ضرور کہیں پھر سخت مصیبت میں پڑوگی ناورہ راز دار نے کہا دراصل لیکر تھا والدین نے حکیم صاحب کے سپرد کیا اور کہا کہ آپکو اختیار ہو اور حکیم صاحب نے شاہزادہ سے منسوب کرنے کو راضی ہو کر کسی کا کیا خوف ہو یہ خیال آپکا بھیجا ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا سچ ہو لیکن اس طرح کی بے شرمی و بیجانی لائق نہیں ہو خیر جو امر تقدیری ہو وہ بہر حال نمودار ہو آویگا ناورہ راز دار نے کہا مجھے یہ خیال ہو کہ شاہزادہ یہاں تنہا رہ جائیگا آپ تو تشریف لے جائیے گا وہ کس طرح جاسکتا ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا جسے یہاں بھیجا وہی اسکا محافظ بھی ہو گا ناورہ راز دار نے کہا شکر ہو خدا کا کہ اب شاہزادہ کی محبت نے آپ کے دل میں تاثیر

کی کہ اسے حفاظت میں جادوان شاہ کے دیتی ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ میں نے بات کا چرنا
جیسا کہ تھنے کہا تم جو چاہو سمجھو قصہ کوتاہ ملکہ نو بہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور پریزادین اسی
حصہ پر پوریا پر سوار ہوا اپنے محل میں پوچھیں نادرہ رازدار دوسرے روز حکیم صاحب کی خدمت میں پوچھیں اور تمام
کیفیات مقام الامتحان کی حکیم صاحب سے بیان کیں حکیم صاحب نے فرمایا کہ نادرہ رازدار ہلکے وہاں کا حال بخوبی
معلوم ہو چاہتے تھے اسے بیان کی نہیں ہو نادرہ رازدار نے کہا قبلہ و کعبہ میرے نزدیک مصداق و وقت یہ ہو کہ
مفسر ملکہ نو بہار گلشن افروز کو بلا لیں اور دونوں کے مزاج کی اصلاح ہو چاہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہلکے
شاہزادہ کے باب میں گفتگو کرنا مناسب نہیں ہو مگر تلو بہاری طرف سے اجازت ہو ملکہ کا استکراج مزاج کو دیکھو کہ
ملکہ کیا جواب دیتی ہو نادرہ رازدار حسب الارشاد ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی اور کہنا کہ امی ملکہ
خوبان روزگار اب اس بیچارہ دل دادہ خاطر آئیں

لو کہ اپنے مریض غم فراق کو خدا را	آہو نٹوں پہ ہو دم اور وہ کوئی دم میں ہوتا
مست سے اسی شکر کو ہر وقت ہو پڑھتا	اور وہ کو جلا دیتے ہو اس رشک سیسا
بیمار کو کیوں اپنے تم اچھا نہیں رکھتے	

یعنی شاہزادہ کا مضر الدین کے حق میں کیا فرمائی ہو اب تو جھوٹ اور سچ کا بھی امتحان ہو گیا اب کیا عذر و بہانہ
لائی ہو شاہزادہ کو اپنی مجلس خاص میں بلاؤ ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جواب دیا نادرہ رازدار نے کہا کہ
اگر موشی بھی ہنزلہ راضی ہونے کے ہر اب شاہزادہ مضر الدین کو بلا لاتی ہوں اس گفتگو سے بعض خرمون
سے جو زیادہ نزدیک تھے اتفاق کیا حسب اتفاق اسی وقت ایک رقعہ سلطان روح الملک کے محسوس کے فقیہوں
نے ملکہ نو بہار گلشن افروز کو اس مضمون کا لکھا کہ ایک روز ملکہ ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک
سہاے خود اپنی صحبت میں ذکر کرتی تھی کہ غمزدہ انداز ملکہ نو بہار گلشن افروز کے جامہ پر ختم ہو بجان اللہ باطن
میں تو شاہزادہ کو اس قدر چاہتی ہیں کہ اگر خوف حکیم صاحب ہو تو ایک دم اپنے سے جدا کر دیں اور کجسب نظر ہر
اس مسافر غریب الوطن بہان کو ایسا پریشان و سرگردان کر رکھا ہو کہ وہ بیچارہ اپنی زندگی سے تنگ آ گیا جو حق ہو
ہو کہ ہر شے کی ایک حد ہر مثل مشہور ہو مصرع جو حال حد سے زیادہ بڑھا وہ مسافر انسان کو چاہیے کہ ایسا بھی دوسرے
کو مجبور نہ کرے اور اس قدر حسن و جمال پر غور و فکر خوب نہیں ہو نص فضلنا بعظم علی بعض خداوند ازل نے علی قدر مراد
ایک سے ایک حسین و خوبصورت پیدا کیا ہر بالفرض تم بادشاہ حسن ہو مگر مصرع آڑ جائیگے ہو اکی طرح دن بہار کے
دل ملکہ نو بہار گلشن افروز کو جو ناطقہ روشن بیان سے ایک طرح کا ملال دلی تھا جیسا کہ خواجہ عنبرناظر
کی زبان سے تھا اب اس رقعہ کے دیکھنے سے زیادہ تر آندہ ہوئی اور وجہ ملال کی یہ ہو کہ جب شاہزادہ مضر الدین کا

عقد ناطقہ روشن بیان سے ظہورستان میں واقع ہوا تھا ملکہ نو بہار گلشن افروز کو نہایت ناگوار گذرایکین چونکہ یہ حکم حکیم صاحب کے ہوا تھا اسوجہ سے دم نہ مارا اگرچہ ملکہ صبح دلکش بھی ملکہ نو بہار گلشن افروز کی خالہ زاد بہن تھی لیکن ہر تکتہ نہیں تھی بلکہ ملازموں کے ذمہ میں تھی اور ناطقہ روشن بیان کے آباد و اجداد اسطو کے وقت سے طلسم کے بادشاہ ہوتے آئے ہیں اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کو حکیم صاحب نے بنظر محبت آپ اپنے طلسم کا بادشاہ مقرر کیا بلکہ ایک نوع کی فضیلت سلطان روح الملک کو بھی ہو غرض کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جب طعن و تشنیع رقعہ میں ناطقہ روشن بیان کے دیکھی زمین و آسمان نظر میں بسبب غصہ کے سیاہ ہو گیا اور اسوقت بے اختیار یہ شعر زبان سے نکلا

ابے شراکت غیر بادشاہینم | یا با فراغ خاطر از بدعاشینم

ناورہ راز دار نے اسوقت ملکہ نو بہار گلشن افروز کی آشفتمزاجی کا حال حکیم صاحب سے بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے ناورہ راز دار میری طرف سے ملکہ نو بہار گلشن افروز کو خوب سمجھا دینا کہ جو خطرہ تیرے دل میں ہو اسکا نتیجہ بجز پریشانی یا ندامت کے کچھ نہیں ہو اور میں قاعدہ پندرہ سو برس کا تمھاری محبت میں موقوف نہیں کر سکتا یعنی نسبت ناطقہ روشن بیان کی شاہزادہ مغزالدین سے معلم اول حکیم اسطو مقرر کر گئے ہیں اور تمھاری نسبت پہنچنے قرار دی ہو فقط بنظر محبت فرزند دی اور علاوہ اسکے تمھاری عین سعادت ہو کہ ایک عالی نسب سے منعقد کیا و اب خبردار آگاہ ہو کہ اگر اب شاہزادہ سے لصلح و آشتی پیش نہ آؤ گی تو واللہ ایسی حالت بد میں گرفتار ہو گی کہ تمام عمر ذایقہ اسکا زبان پر آئینگا کیونکہ جب مشیت ایزدی میں شاہزادہ مغزالدین کی تیرے ساتھ نسبت مقرر ہو تو پھر اس جہل و غور سے کیا حال ناورہ راز دار وہاں سے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی اور اسنے ارشاد حکیم صاحب سے آگاہ کیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے غصہ ہو کے کہا کہ جس خدا نے پیدا کیا ہو اسی کو نا پید کرنے کا بھی اختیار ہو غرض کیا چیز ہو اصل یہ ہو کہ ہم سے بے حقیقت بات کے واسطے جہنم قبول نہیں کیا جاتا ناورہ راز دار نے کہا حکیم صاحب سے ایسے کلام بیہودہ کہنا لائق نہیں ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا بس جب رہ تجھے ہمارے سوال و جواب میں کیا مداخلت ہو ناورہ راز دار خاموش ہو رہی پھر کچھ نہ کہا ملکہ نو بہار گلشن افروز ایک مکان خلوت میں چلی آئی اور اسی رنج و الم میں تین روزہ خلوت گزارنے سے باہر نہ نکلی

نکلنا ملکہ نو بہار گلشن افروز کا واسطے شکار کے اور پہونچنا اردو سے قسمت میں اور بجز عقد ہونا اسکا شاہزادہ مغزالدین سے اور آگاہ نہونا تاہنگام

عقد ایک دوسرے کے حال سے



راوی گذارش کرتا ہی کہ روز چہارم ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اسی حالت بر ہی طبیعت میں واسطے
سواری شکار کے حکم دیا فریاد کو سی سے

بفرمود تمار خوش راز میں کنند ہمہ دشت پر بازو شاہین کنند

الغرض بصورت انسانی جو با اعتبار و تقدیر منافی آدم بہترین و اشرف ترین مخلوقات سے ہے بلکہ اس مردانہ
مہکتہ پیر میں پیکر یہ سوار ہو کر شکار گاہ کی جانب روانہ ہوئی قدرت خداے قادر و توانا سے جو صبح اکہ ہمیشہ صید شکار

سے آباد رہتا تھا اس روز وہاں وحوش و طیور کا نشان تک نظر نہ آیا بلکہ تمام روز ہر طرف شکار کی تلاش میں پھرتی رہی جب شام کا وقت ہوا کیا دیکھتی ہو کہ ایک ہرن جھول زربفتی پشت پر سنگوٹیاں یا قوت نگار اور طلائی سوتیلوں کا بارنگلے میں پائون میں گھنگر و چیم چیم کرتا ہوا صحرا میں چر رہا ہو بلکہ نو بہار گلشن افروز نے بقصد گرفتاری عقب میں ہرن کے گھوڑا ڈالا ہرن نے نسل با دھڑکے ایک طرف بیابان کی راہ لی بلکہ نے بھی گھوڑے کو ایسا دبا یا کہ شکر سے جدا ہو گئی یہاں تک کہ جو پر نیا دھڑکے پر وبال کا سایہ ملکہ کے سر پر رکھتی تھی وہ بھی پیچھے رہ گئی بلکہ نو بہار گلشن افروز یونین خیزا خیز جلو ریز پیچھے ہرن کے چلی جاتی تھی اور کتنی تھی کہ آج تک اس جنگل میں اس شکل کا ہرن خوش نامہ نہیں دیکھا ناگاہ اس دوادوش میں دور سے ایک دیوار اور چند درخت سرو کے ایسے نظر آئے کہ ہر سرو و درخت خرمیا کے برابر تھا اور ایسے گنجان تھے کہ جا نور بھی انہیں داخل نہوسکتا تھا بلکہ نے دل میں کہا کہ آج شکار میں تماشائے عجیب و غریب نظر آیا القصد ہرن ایک جانب سے سروستان میں داخل ہوا بلکہ بھی اسی راہ سے اس باغ میں پہونچی ہرن نے ملکہ سے مخاطب ہو کے کہا اسی ملکہ خیر ہو نصیب اعدا اس وقت کیا خیال فاسد طبیعت نازک میں گذر اظاہر معلوم ہوتا ہو کہ میری گرفتاری کا قصد رکھتی ہو لیکن تم اب دیکھو یہ تقدیر میں ایسی گرفتار ہوئی ہو کہ بیان سے نکلنا تمہارا محال ہو گا

بسیارہ بمقامے زخود رسیدہ رسیدہ | کہ سچ دیدہ چہین جاے بواجوبہ بندیدہ

یہ کہے ہرن طرفہ العین میں غائب ہو گیا بلکہ نو بہار گلشن افروز کو ہرن کی گویائی پر کمال حیرت ہوئی اور اس کے مراجعت کا قصد کیا اور وہاں پہونچی کہ جہاں سے داخل باغ ہوئی تھی لیکن وہ راہ بند تھی ہر چند تلاش کی راہ نہ ملی اور تمام درخت گنجان ایک صورت کے تھے ناچار گھوڑے کو ایک چابک مارا گھوڑا ابھی بلندی تک و رختوں کی نہ پہونچی تھا کہ قوت پرواز زائل ہو گئی اور گھوڑا زمین پر گر کر ملکہ گھوڑے سے اتر زمین پوش بچھا بیٹھ گئی اور گھوڑا میوہ جو خرچی میں تھا نوش کیا اور وہ شب دہین بسر کی صبح کو پھر گھوڑے پر سوار ہو کے راہ کو تلاش کیا لیکن راہ کا پتہ نہ لگا تمام روز راہ کی تلاش میں سرگردان پھری آخر تھک کر پھر گھوڑے سے اتر می اور گھوڑے کو چراگاہ میں چھوڑ دیا اور آپ کنارے ایک چشمہ کی پیٹھ پر ہی اس صورت میں کئی مرتبہ چاہا کہ اپنی ہیئت اصلی پر ہوسکے پرواز کر جائون لیکن نہوسکا بلکہ گھوڑا بھی بصورت چار عنصری ہو گیا اور پرواز نہ کر سکا جب ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اپنے کو اس بلا میں گرفتار دیکھا اور کسی طرح کی طاقت نہ پائی با چشم پر آب ایک آہ کھینچی اور کہا اسی نو بہار اگر حکم صاحب کے حکم کی تابع رہتی تو کاشے کو یہ روز بد دیکھتی اب اس لا چاری و بے انتیاری میں کیا کروں اظاہر معلوم ہو گیا ہو کہ روانہ بیابان مرگ ہو گئی اس تیری بد باطنی نے مجھے اس نوبت کو پہونچایا جو ٹوسے ملکہ ناطقہ بنت روح الملک کو شاہزادہ کی سلسلہ زوجیت سے خارج کروانا چاہا افسوس خدا افسوس کہ ہم تو

یہاں اس نصیب میں ہلاک ہوں اور شاہزادہ ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ صبح و لکشا سے عیش و آرام کرے مگر
جائے الفات دغور ہو کہ شاہزادہ نے میرے واسطے کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں اور کیا کیا سرگردان و حیران پیرا
نکین میں نے اسکی قدرتی اور میرے اس دوروز کی تکلیف میں ہوش و حواس بجانہ رہے اور ساری سرشتی و شوقی
ایک دوروز میں جاتی رہی سچ ہو مقولہ قدر عافیت آن کسے داند کہ بحیثیت گرفتار آید خداوند اصدقہ اپنی وحدانیت
کا میرے گناہ و قصور کو معاف کر کہ میں اپنی سزائے اعمال کو پہنچی اب میں عہد کرتی ہوں کہ اگر شاہزادہ معز الدین
میرے سامنے ہزار نکاح کرے تو ہرگز رشک نہیں کرنے کی فقط اسکے جمال باکمال کی زیارت سے کام لے کر پہلے میں نے
ایسی تکلیف اٹھائی ہوتی تو کبھی شاہزادہ کو ہرگز ایسی تکلیفات شاقہ نہ دیتی قصہ مختصر تمام شب ملکہ نو بہار گلشن افرور
اسی افسوس و تاسف میں رہی اور صبح کو وہاں سے ایک طرف روانہ ہوئی ناکاہ دور سے ایک برج طلائی نمودار ہوا
جب نزدیک پہنچی تو دیکھا کہ ایک بارگاہ عالیشان ہوا اور ایک لشکر ایسا عظیم الشان پیرا کہ جب خیمہ و خراگاہ کی کچھ انتہا
معلوم نہیں ہوتی اور اس برج طلائی چمک چشمہ انقباب کو خیرہ کی دیتی ہوا اور ایک حصار چوبی تو لیکن کل پر کام
سونے کا بنا ہوا اور چار دروازہ تھے اور چاروں دروازوں پر چار برج مثل برج فلک بنے ہوئے تھے ملکہ کو اس لشکر
سے حیرت ہوئی کہ تمام عمر اس صحرائیں سیر و تماشا دیکھا لیکن یہ مقام کہیں نہیں دیکھا یقین ہو کہ یہ کسی بادشاہ عظیم الشان
کا لشکر ہو گا اور کبھی یہ خیال میں آیا کہ شاید اپنی زشتی اعمال سے یہ سامان نظر آیا ہو آخر اس حیرت و استعجاب میں ایک
دروازہ پر حصار کے آئی اور لشکر میں جانے کا قصد کیا دربانوں نے پوچھا اگر جوان بے ادب تو کون ہو اور کہاں سے آیا
ہو اور کہاں جا بیگا ملکہ نو بہار گلشن افرور نے جواب دیا کہ مسافر ہوں قصد ہو کہ چند روز بھارت لشکر میں رہوں
اور سیر و تماشا دیکھوں و دربانوں سے کہا دور ہو یہاں سے پھر ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا اوبے وقوف سیر کا مقام
صحرا و بلخ ہو یا لشکر بادشاہوں کا یہ جائے ادب و زیارت ہو بس حق میں تیرے یہی ہتہ و النسب ہو کہ جہاں سے آیا
وہیں چلا جا آج تک کوئی جن یا لشکر ہمارے لشکر میں سیر و تماشا کو نہیں آیا ملکہ نو بہار گلشن افرور سپاہیوں کی اس
سخن کلامی سے مایوس و آبدیدہ ہو کر وہاں سے چلی آئی اور دل میں کہتی تھی سبحان اللہ کیا قدرت اسکی ہو وہی ملکہ
نو بہار گلشن افرور بادشاہ طلسم ہو کہ جسکی بارگاہ عالی جاہ میں پر نیاوان زرین کمر و ماہ رویان پری پیکر کا بھی دخل
نہوتا تھا اور اب یہاں دربان دروازہ کے اس طرح سخت زبانی سے مجھ سے پیش آئے اور لشکر میں جانے ہی

نہیں دیتے واقعی

ایک نصیب است ہم میرسد	ورنہ ستانی بستم می رسد
دیکھیے اس ذلت و خواری میں کب تک گرفتار رہی ہوں آخر پھر ملکہ نو بہار گلشن افرور رات کو اسی چشمہ پر سو رہی اور صبح کو پھر دوسرے دروازہ پر لشکر کے پہنچی مگر اس روز بھی دربانوں سے ویسے ہی جواب و سوال ہوئے اور	

اس دفعہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو سخت کلامی دربانوں کی ایسی ناگوار ہوئی کہ یقین تھا اپنے کو ہلاک کر دے اور
 کہا اس بے شرمی و بیجائی کے جینے سے مر جانا بہتر ہو مگر پھر اپنی سخت جانی سے بچ گئی اور اُسی یاس و ہراس میں
 وہ رات بھی گزری آخر تیسرے دروازہ پر آئی ایک دربان ضعیف العمر نے ملکہ سے کہا اے جوان اگر کوئی دربان
 دروازہ کا تجھ سے پوچھے کہ تو کون ہو اور کمان سے آیا ہو اور لشکر میں کس ارادہ سے داخل ہوتا ہے تو یہ جواب دینا
 کہ مسافر ہوں اور قصہ سکونت لشکر میں جایا چاہتا ہوں جب یہ کلمہ کہیگا پھر کوئی دربان متعرض نہوگا ورنہ ایسے سوال
 و جواب میں عمر گزر جائیگی اور لشکر میں جانا نہوگا ملکہ نو بہار گلشن افروز چوتھے روز دروازہ چہارم پر قلعہ کے
 تشریف لائی حسب ہدایت اس ضعیف کے سپاہی سے جو دربانوں کا سردار تھا یہی جملہ بیان کیا سردار دربانوں کا
 جبکہ لقب حاجب باشی تھا نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا بعد ازاں کہا اے جوان مسافر اگر بارادہ سکونت یہاں
 آیا ہو بسر و چشم آئین بہن تو لباس مردانہ میں ایک نازنین و شیرہ ناکتخدا معلوم ہوتی ہو اور لشکر کے بادشاہ کا یہ
 ضابطہ ہو کہ کسی مردوزن کو اپنے لشکر میں ناکتخدا نہیں رہنے دیتا یقین ہو کہ موافق اپنے دستور العمل کے تجھے بھی
 کسی مرد سے ضرور کتخدا کر دیگا مگر خاطر جمع رکھ کہ نکاح تیرا غیر جنس و غیر کفو سے نہیں ہوگا بلکہ جو تو اس نسبت کو
 قبول کرے گی اسی طرح تیرے آنے سے پہلے چند زن و مرد لشکر میں وارد ہوئے تھے اور بادشاہ نے ہمارے باہم انکا عقد
 کر دیا تھا اب وہ سب بادشاہ کو دعائیں دیتے ہیں اور اوقات اپنی عیش و آرام میں گزارتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ
 یہی صورت تیرے معاملہ میں بھی پیش آئیگی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جب یہ جملہ سنا حاجب باشی کو سخت ہنس
 کہا اور وہاں سے چلی آئی اور کہتی تھی الکی عجب شخصہ میں پھنسی ہوں کہ کوئی صورت نجات کی معلوم نہیں ہوتی عجب
 حیرت کی بات ہو کہ نہ تو راہ ملتی ہو اور نہ لشکر میں کوئی جانے دیتا ہو دوسرے قوت پر واز میری اور میرے ٹھوڑے
 کی خدا جانے کسوجہ سے زائل ہو گئی خیر تن بہ تقدیر اس جینے سے مر جانا بہتر ہو آخر ملکہ نو بہار گلشن افروز نے
 ایک سرانگندہ کا درخت کی شاخ میں باندھا اور دوسرا سر اپنی گردن میں باندھ کر درخت میں لٹک گئی جب حلوت
 بند ہوا اور نفس نے تنگی کی قدرت الہی سے خود بخود کند و دو ٹکڑے ہو گئی اور ملکہ نو بہار گلشن افروز بہوش ہو کر
 زمین پر گر پڑی اُسی عالم بیہوشی میں یہ آواز ملکہ کے کان میں آئی کہ اے ملکہ نو بہار گلشن افروز مرگ حرام
 تیرا لشکر میں داخل ہونا بہتر تھا کہ وہاں نوشتہ تقدیر پیش آتا حاجب ملکہ کے ہوش بجا ہوئے پھر اتنی بھی قوت پا
 کہ جو اپنے کو ہلاک کر سکتی القصہ دوسرے روز لشکر کی طرف روانہ ہوئی دروازہ چہارم پر پہنچی وہی جواب
 سوال دربانوں سے ہوئے بعد ازاں حسب ہدایت بشارت خواب لشکر میں گئی وہ لشکر کمال آراستہ و پیرا
 دیکھا دل میں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اے ملکہ نو بہار جس طرح عجائبات کی تو بادشاہ تھی شاہزادہ
 مصلح الدین کے واسطے وہ مقام حیرت تھا اور تو وہاں کے معاملات سے بخوبی آگاہ تھی یہاں خداوند کبریم نے

تجھے بھی ایسے عجائبات میں پھنسا یا ہو کہ اب تو شاہزادہ مغزالدین سے زیادہ حیران ہو کر چوشت و شوکت ہر ایک کو اس لشکر میں میسر ہو شاید کسی سلاطین عالم کو میسر نہ ہوگی جب چند قدم روانہ ہوئی ایک دربان دروازہ کا ملکہ کے ساتھ ہوا ملکہ نے دربان سے پوچھا تو کون ہو اور کہاں جاتا ہو اس نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں تاکہ تم کو اس مکان معلق میں پہنچا دوں ملکہ نے دریافت کیا کہ لشکر کا کیا نام ہو اور یہ خلق خدا کون ہو اور طریقہ اہل لشکر کا کیا ہو دربان نے کہا نام لشکر کا اصحاب الفوز ہو اور بادشاہ کا نام نصیب سلطان ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا واہ ایسے نام بھی تمام عمر نہیں سنئے سچان من لایخفی عجائب وہ دربان ملکہ نو بہار گلشن افروز کو اول چار چوک میں لایا ملکہ نے دیکھا کہ بیچ میں چوک کے ایک صندلی بھی ہوئی ہو کہ جس کے جواہر کی قیمت برابر خراج ایک ملک کے ہوگی اور ایک فرد نقادار صندلی پر بیٹھا ہو اور خدمت کا دست بستہ گرد و پیش کھڑے ہیں دربان نے ملکہ کو دور استاودہ کر دیا اور خود نقادار صندلی پوش کے پاس گیا اور کان میں نقادار کے کچھ کہا اس نقادار نے خواہر کو اشارہ کیا خواہر نے ملکہ سے کہا بسم اللہ بیان سے آپ بدولت و اقبال تشریف لیجئے ملکہ نو بہار نے پوچھا اے ناظر یہ نقادار کون ہو ناظر نے کہا اے جوان یہ نقادار ہمارے لشکر کا بادشاہ ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا یہ کیا نام ہو اس نے کہا ناظر فیروز اور اب بادشاہ نے مجھے آپکا تابع دار کر دیا ہو تلو لازم ہو کہ جو میں عرض کروں وہ قبول فرماؤ ملکہ نو بہار گلشن افروز خواہر سرا کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی خواہر سرا ملکہ کو ایک خیمہ عایشان میں لایا ملکہ نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ قبیہ طلائی جو دور سے معلوم ہوتا تھا اسی خیمہ کا کلس تھا اور آگے اسکے قنوار سا پائین باغ ہو فقط چند درخت روئیدہ ہیں اور گرد اسکے ایک حصار چوبی ہو مگر چوب پر سونے کا کام کیا ہوا اور نقش و نگار عجیب و غریب بنے ہوئے تھے اور صحن میں جا بجا مختصر خوش ترکیب دشن مندی کی اور اس میں درخت چھوٹے چھوٹے پھولوں کے اور میوہ کے تھے اور حوض طلائی و نقاری جا بجا رکھے تھے مگر ایسی صنعت کے جہاں جا ہو ایجا کو اور ان میں پھلیاں سرخ و سبز و سفید اور سنہری جھوٹی ہوئی تھیں اور خواصان و عورتیں سنبل بودہ ہی پیکر لباس فلورہ سرستہ پاتک زبور مرغ ننگا پہنے ہوئے ہر طرف سے یہاں میں متعدد و سرگرم تھیں اور ایک تخت جواہر نگار کنارہ پر حوض کے رکھا تھا اور سندرز نگار نہایت پر تکلف تخت پر بھی ہوئی تھی اس اثنا میں ایک پیر زال وسیع پوش وہاں آئی ناظر پیر زال کے کان میں کچھ کہہ کر خود روانہ ہوا پیر زال نے ملکہ نو بہار گلشن افروز کو تخت پر بٹھایا اور خود زیر تخت بیٹھی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اے ماور بہان میں تجھے پوچھتی ہوں کہ یہ لشکر کس کا ہو اور مالک لشکر کون ہو اور تیرا کیا نام ہو پیر زال نے جواب دیا کہ اے ملکہ آفاق میں حال سے لشکر بادشاہ کے مطلق آگاہ نہیں ہوں اور بے لقرض اگر آگاہ بھی ہوتی تو بیان نہ کرتی لیکن تمہاری وکیل ہوں جو خدمت فرماؤ اس پر چشم بچا لاؤں اور جو آئین و سرشتہ لشکر کا ہو میں خود کو تعلیم کر دوں گی اور نام میرا بھی

نرگس خاتون ہو آپ بدولت و اقبال بخاطر جمع اس بارگاہ فلک اشتباہ میں اوقات گذار میں بیان تمام عیش و عشرت کا سامان موجود ہو تاکہ نے پوچھا بیان کا رویہ کیا ہو نرگس خاتون نے کہا ہر روز ایک نازنین تازہ مختاری ملا تھا کیونکہ اسے ایسی موافق میری تعلیم کے اس سے ملاقات کرنا بعد ازان نرگس خاتون نے ارباب فضاٹ کو حکم دیا کہ نایاب شروع ہو غرض ملکہ نایاب وغیرہ سے کمال محفوظ ہوئی لیکن خیال جدائی خانان و تصور شاہزادہ کی مفارقت کا کسی طرح دل سے دفع نہوتا تھا نرگس خاتون نے کہا قربانت شوم آرزوہ خاطر نوازشاہ و اللہ تعالیٰ چند روز میں تمام کام مختار سے حسب دلخواہ حاصل ہو جائینگے اگر میرا کہنا خلاف ہو مجھے نفرتین کرنا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اویںک بخت میرا مدعا فقط یہ ہو کہ کسی صورت سے حال لشکر کا دریافت ہو کیونکہ میں نے اس طرح کا لشکر سامان کبھی نہیں دیکھا نہ ایسی خلقت نظر آئی نرگس خاتون نے کہا اویں ملکہ آفاق ایک نام میرا وکیلہ خاتون بھی ہے اور لشکر کو قسمت آبا و اور اردو سے قسمت کہتے ہیں چونکہ ہر جا بادشاہ و رعیت کا ہونا لازم و ملزوم ہے اسی طرح بیان بھی قیاس کرنا چاہیے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اویں وکیلہ خاتون اب میرا حال پر اختلاف کن کہ میں آج ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا اسنے مجھے احاطہ میں مروستان کے پہنچا دیا پھر میں نے ہر چند جستجس کیا اور سرگردان رہی لیکن راہ کا نشان نہ پایا بلکہ قوت پرواز بھی میری اور میرے گھوڑے کی زائل ہو گئی آخر ناچار ایک طرف کی راہ لی تھوڑی دور چلی تھی کہ ایک قہر ملا اور آگے گئی تو لشکر دیکھا جب دروازہ پر بارگاہ کے آئی تو دربانوں سے یہ جواب و سوال واقع ہوئے وکیلہ خاتون نے کہا اویں ملکہ آفاق حال اس ہرن کا اور زائل ہو جانا تھا میرے گھوڑے کی قوت پرواز کا مجھے معلوم نہیں بلکہ کسی واحد کو بھی لشکر کے معلوم نہوگا ہاں میں فقط اس کام کی ہوں کہ جو حکم کروں و سب چشم بجا لاؤں اور جو جواب و سوال آئے اور دربانوں سے ہوئے وہ سب بجا اور درست ہیں کہ اس لشکر میں قدیم الایام سے ہی رسم علی آتی ہو کہ اگر کوئی عورت یا مرد غیر ملک کا وارد ہوتا ہو تو اسکا نکاح کر دیتے ہیں خواہ مرد و عورت راضی ہوں یا نہ ہوں اس امر میں دونوں کا اختیار نہیں ہر ہمارے بادشاہ کو اختیار ہو کہ جسکا جس سے چاہیں عقد کر دیں بلکہ ابھی قبل آپ کی تشریف آوری کے چار عورتیں نازنین وارد ہوئیں اور بعد انکے چار مرد بھی اتفاق سے آگئے بادشاہ نے ان چاروں عورتوں کا ان چاروں مردوں سے باہم عقد کر دیا حالانکہ وہ ایک دوسرے کے حال سے آگاہ نہ تھے اویں ملکہ عالم ہمارے بادشاہ کا یہی قول ہو کہ جو کوئی بندہ خدا میرے لشکر میں وارد ہوتا ہو وہ میرے بجائے فرزند کے ہو اور فرزند کے حق میں مان باپ کو نیک و بد کا اختیار ہو اب وہ چاروں زن و شوہر آپس میں راضی و خوش ہیں اور بادشاہ کو دعائیں دیتے ہیں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جو یہ سنا وہ وہم اور خیال طبعیت سے زائل ہو گیا بلکہ اب یہ خیال آتا تھا کہ شاید اگر بادشاہ کا خود تجھ سے عقد کرنے کا ارادہ ہوتا تو کیا ہو گا کبھی یہ کہتی تھی کہ اس بادشاہ کو نقاب پوشی سے کیا فائدہ کہ ہر وقت نقاب سے منہ چھپائے رہتا ہو

قصہ مختصر تیسرے روز نرگس خاتون نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہا آج ان چاروں نازنینوں میں سے جس کا
اب عقد ہوا ہو ایک نازنین مختاری ملاقات کو آجی مکتبین لازم ہے کہ تم بھی نقاب مخمور پر ڈال لو اور جب وہ سے سلام کرے
تم سید سے ہاتھ سے جواب سلام دینا اور اس قدر فاصلہ پر کرسی بچھو انا کہ اسکی آواز تمھارے کان تک آوے بعد اسکے کسی خواص کی
معرفت پوچھنا کہ ایسا وارڈ آرووے قسمت تیرا کیا حال ہو اور کس طرح تیری بسر ہوئی ہو اور جو کھانے کا وقت
آئے تو تم علیحدہ کھانا کھانا اور اسکو علیحدہ کھانا اسی طرح سے ناچ وغیرہ کا بھی جلسہ دکھانا ملکہ نو بہار گلشن افروز
نے فرمایا اسکی کچھ وجہ بھی ہو نرگس خاتون نے کہا کہ ایسا ملکہ ہر ملکہ و ہر سے ہمارے لشکر کی ہی رسم ہو اور یہ حکم بادشاہ
ہو کہ کوئی امر خلاف رسم قدیم عمل میں نہ آوے اور رسم میں کوئی دلیل نہیں کیجاتی کیونکہ حکم حاکم کی تعمیل واجب
ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اپنے چپ ہو رہی لیکن دل میں کہتی تھی کہ یہ امور فقط بسبب برہمنی مزاج جناب
حکیم صاحب کے ہیں ورنہ مجھے ان قصوں سے کیا کام تھا اب دیکھئے کہ غبار غافلہ حضرت کب دفع ہوا اور کیونکہ
مزاج اصلاح پرانے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہم مہر بہین کھڑا کھڑا کر مر جائیں گے ہر چند کہ جلوگ آشی بین ہلکو خلقت
خاک یعنی آدمی سے پہلے خبر ہوتی ہو لیکن یہ لشکر عجیب الخلق خلق ہوا ہے کہ جبکہ حال دریافت نہیں ہوتا ہے کیا امر
ہو اور کیا اسرار ہو عجیب نہیں کہ جس طلسم کی میں بادشاہ تھی یہ مقام اس طلسم میں داخل نہیں بلکہ خارج طلسم ہوگا
اس اثنا میں ایک سواری خیمہ میں داخل ہوئی ایک خواص نے ملکہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایسا ملکہ آفاق
ملکہ سیہ پوش حضور کی ملاقات کیواسطے آئی ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے دیکھا کہ ایک عورت بلباس سیاہ
چند خواصین ہمراہ نہایت کد و فر سے بارگاہ میں آئی نرگس خاتون نے کہا کہ ایسا ملکہ اگر تھے کوئی امر خلاف رسم
میان کے کیا یا کوئی شرط موافق شرائط کے نہ جالائیں تو پھر تمام عمر یہاں سے نجات غیر ممکن ہو ملکہ
نو بہار گلشن افروز نے بلا جاری استیوقت نقاب چہرہ پر ڈالی اس نازنین سیہ پوش نے مجرہ گاہ پر سے
سلام کیا اور اپنی کرسی پر بیٹھ گئی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ہاتھ کے اشارہ سے سلام لیا بعد ایک خواص
نے ذرا چہ سے پوچھا کہ ایسا وارڈ آرووے قسمت تیرا کیا حال ہو اسنے دست بستہ عرض کیا کہ ایسا ملکہ عالم
اقد و جد ناما و عہد نامہ حقا اگر چہ کینے نے اول چند تہلینین اٹھائیں مگر آخر اپنے مدعاے ولی کو پہنچی بلکہ جو ذی حیات
اس آرووے قسمت میں داخل ہوتا ہے وہ اپنی راہ کو ضرور پہنچتا ہے اس جواب سے ملکہ بہار گلشن افروز کی کچھ
تسکین ہوئی جب وقت نماز عصر آیا اس نازنین نے خدمت چاہی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ میں اگر
رات کو اس غریب الوطن پر نوازش فرماؤ تو عین احسان ہو اسنے جواب دیا کہ ہلکو علم بادشاہ شب کو کسین ہنے کا
انہیں ہو یہ کیلے وہ چلی گئی نرگس محلدار سے ملکہ نے یہ کیفیت بیان کی اور پوچھا کہ اسکا نام کیا ہے اور مقصد اسکا کیا تھا
اور یہ وارڈ لشکر کیونکر ہوئی بیان کر نرگس خاتون محلدار نے کہا کہ ایسا ملکہ آفاق تمام حال لشکر کا بعد تمھارے عقد

کے تلو معلوم ہو جائیگا ابھی سے ایسے سوالات سے کیا مائل مجھے معاف فرمائیے اور عیش و آرام میں رہتے الایہ خوب جانتی ہوں کہ جو اس لشکر میں وارد ہوتا ہے وہ اپنی مراد کو ضرور پہنچتا ہے بلکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا دیکھیے میرا نوشتہ تقدیر کب پورا ہوتا ہے نرگس خاتون محلدار نے کہا اگر فضل الہی شامل حال ہو تو آپکا انجام بھی بخیر ہوگا جب شب تمام ہو گئی صبح ہوئی نرگس خاتون محلدار نے کہا آج نازنین نارنجی پوش آپکی ملازمت حاصل کریگی لیکن حضور اس سے بھی اسی طرح پیش آئیں غرض نارنجی پوش ایک نازنین چند خواصوں سے بستہ سابق آئی اور اس نے بھی سلام و مجرا عرض کیا بلکہ نو بہار گلشن افروز نے نہایت تعظیم و تکریم سلام لیا اور مزاج پوچھا نارنجی پوش نے عرض کیا حضور کی عنایت سے بجا اندھا چھی ہوں تمام مقاصد دلی میرے برائے غرض وہ بھی عصر کے وقت رخصت ہو گئی اور تیسرے روز نازنین نسخہ پوش آئی اور بعد اداے شکر تا وقت مقرری حاضر رہی بعد اسکے روانہ ہو گئی ابکی دفعہ اس قدر فرق ضرور ہوا کہ کرسی نازنین اول سے قریب تر بچھوائی اور سوئی کی دومی سے قریب تر الغرض روز چہارم ایک نازنین نقاب دار نفشی پوش با جمیعت کنیزان نہایت شوکت و شان سے واسطے ملازمت ملکہ نو بہار گلشن افروز کے آئی نرگس خاتون محلدار نے کہا کہ اے ملکہ عالم اس نازنین کے واسطے تم تخت بچھوادو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے حکم دیا کہ ایک تخت ہمارے تخت سے اس قدر قریب بچھاؤ کہ ہماری بات کی آواز اسکے کان تک جائے اس عرصہ میں نازنین نفشی پوش بھی ہو چکی اور بعد رسم سلام کے تخت پر بیٹھ گئی اور اپنے حصول مقصد دلی کا شکر یہ ادا کیا بلکہ کواٹکی آواز سے کان آشنا معلوم ہوئے کہ کہیں سنی ہی جب وہ رخصت ہونے لگی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نرگس خاتون محلدار سے پوچھا اے نرگس اس نازنین نفشی پوش کی کس وجہ سے اور نازنینوں سے قدر و منزلت زیادہ ہے اور اسکی آواز میرے کان سے آشنا ہے نام اسکا کیا ہے میں کمان تک اس بلاے بے درمان میں گرفتار ہو گئی اب حال میرا اچھا نہیں ہے نرگس خاتون محلدار نے کہا خاطر جمع رکھو تمام عقدے تمہارے حل ہوئے جاتے ہیں کیونکہ تم پر نشان ہوتی ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز یہ سنکے خاموش ہو رہی

اب یہ قصہ اس جا پر موقوف رکھا جاتا ہے اور حال شاہزادہ معزالدین ابو یتم

کا گذارش کیا جاتا ہے

سخن سنج دانائے شیرین کلام	چنین دادا میں داستان نظام
کہ جب شاہزادہ معزالدین ریاض نشاط میں جو مقام الامتحان سے متصل تھا شکیبوں موکل کی	

معرفت پہنچا وہاں تمام سامان بشری مہیا و موجود پایا دن تو خورد نوش میں گذرا شب پر یزدان شیریں گفتار کی صحبت میں بسر ہوئی لیکن جو بیان طبیعت مقام الامتحان میں تھی وہ بیان نہ پایا گئی قصہ مختصر روز چہارم صبح کو دروازہ سے باغ کے باہر نکلے ابھی ایک فرسخ راہ طر نہ کی تھی کہ دامنہ کوہ سے ایک آواز حنین و غمناک کان میں آئی شاہزادہ وہ آواز شکے بے چین ہو گیا اور آواز کے نشان پر پہنچا دیکھا کہ وہاں ایک جوان صاحب جمال میں برس کا سن ایک کتاب واسطیلاب نعل میں لیے نہایت درو سے رونا ہوا شاہزادہ نے کہا اے عزیز تو کیوں اس قدر برباب ہو کے روتا ہو تجھے ایسی کیا مصیبت پڑی ہو اسنے با دب تمام شاہزادہ کو سلام کیا اور عرض کیا خداوند تعالیٰ احسن و کرم سلامت رکھے کہ آپ ایسے وقت میں تشریف لائے اور پرسان حال ہوئے اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتے تو میں شدت گریہ سے ہلاک ہو جاتا اسباب آپ ارشاد فرمایا میں کہ آپ قوم جنات سے ہیں یا آدم زاد شاہزادہ نے فرمایا کہ میں آدم زاد ہوں لیکن پہلے تم بیان کرو کہ تمہاری کیا مصیبت پڑی ہو کہ ایسی بقراری سے رو رہے ہو اسنے کہا اے دلاور دوران میں سعد اللہ منجم کا بیٹا ہوں اور نام میرا بدر عالم ہو باپ میرا بادشاہ ملک غوری یعنی شہا سب الدین غوری کا منجم و صاحب تھا قصارا اسے ایک روز مرض الموت عارض ہوا میں نے اپنے باپ کے واسطے کوٹھے پر فرش بچھا دیا اس وقت بحر میرے کوئی خویش واقارب سے وہاں موجود نہ تھا ناچہ ہمیں غور میں پریرا نہایت صاحب حسن و جمال ہاں میرے پاس آئین اسوقت میرے ہوش و حواس بجا نہ تھے اور انکے چہرے کی چمک پر آنکھ نہ ٹھہرتی تھی میں نہایت متحیر ہوا کہ خدا یا یہ کون غور میں ہیں اور کہاں سے آئی ہیں اور یہاں میرے پاس آنے کا کیا باعث ہو لیکن ایک نازنین اسمین تھی بیت

برس پندرہ ایک کا سن سال نہایت حسین اور صاحب جمال

اشکی صورت پر میں مبتلا ہو گیا اور ایسا مدہوش ہوا کہ مجھے اپنے باپ کے بھی جینے مرنے کی خبر نہ تھی وہ پریرا دین میرے باپ کے چنگ کے پاس آئیں باپ کو میرے اس وقت کچھ تسکین تھی آنکھوں نے ان پریرا دون سے پوچھا کہ تمہارا کیا مطلب ہے اور تم کون ہو اور یہاں کیونکر آنا ہوا پریرا دون نے کہا ہم قوم پریرا دین سے ہیں اور اسوقت اس غرض سے یہاں آئے ہیں کہ ہمارے بادشاہ نے تمہارے علم نجوم کی بہت تعریف سنی ہے لہذا ایک مطلب کے دریافت کیواسطے تمکو بلا یا ہو مگر تم ایسے سخت عارضہ میں مبتلا ہو کہ ہم کچھ کہہ نہیں سکتے میرے باپ نے ان سے کہا تم میری طرف سے بادشاہ کی خدمت میں بعد تسلیمات کے یہ بات عرض کرنا کہ اگر کچھ بھی اتفاقاً تجھے ہوا تو میں بسر و چشم حاضر ہوں گا لیکن تم میری خبر مرگ و زسیت ضروری رکھنا تا مجھے بھی خیال رہے پریرا دین یہ سنکے رونا نہ ہو گئیں اور میرا حال اسکے عشق میں روز بروز بدتر ہونے لگا اور خواب خورد حرام ہوا

تا اینکه بعد چار روز کے باپ نے میرے انتقال کیا لیکن میں اپنے حال میں ایسا مبتلا تھا کہ مجھے خبر بھی نہ تھی کہ باپ نے کب قضا کی اور کب دفن ہوئے میں انکی تجسیم و تکفین میں بھی شریک نہ ہوا ایک ہفتہ اُنکے انتقال کو گزرا تھا کہ میں ایک روز عالم مجنونیست میں سیر کرتا ہوا پہاڑ پر چلا جاتا تھا مگر تصور میں اسی ماہ روئے گریبان ناگاہ وہی تینوں پر تیارین میرے پاس آئیں اور کہا اے جوان تہنہ سنا کہ باپ نے تیرے قضا کی خداوند کریم تجھے اُنکے غم میں صبر عطا فرمائے اور اب ہم تیرے پاس آئے ہیں کہ اگر تو بھی مثل اپنے باپ کے علم بخوم میں دستگاہ رکھتا ہو تو ہم بھی گویا و شاہ کے پاس تجلین میں نے جواب دیا ہے

بچہ بڑا اگر شب سینه بود | آپ دریا شتاب سینه بود

البتہ علم بخوم میں مجھے بھی بخوبی دخل ہو لیکن اس شرط سے تمھارے ہمراہ میں چلتا ہوں کہ اس پر نیا د کا مجھ سے عقد کر دو کیونکہ میں اسکے عشق میں تمامی کار و بار عالم سے مغرور و معطل ہو گیا ہوں اُنھوں نے جواب دیا کہ اے جوان اگر تو راہ وفا میں ثابت قدم رہے تو ہمکو تیرے ساتھ عقد کر دینے میں کیا عذر ہو سکتا ہو میں نے کہا تم اپنی شرائط مجوزہ کے نسبت مجھ پر یہ نوشتہ لیلو تا کہ تمھارا اطمینان کامل ہو جائے اُنھوں نے کہا بس اب کچھ نوشتہ کی ضرورت نہیں ہو رہی مگر فقط تمھارا قول زبانی نوشتہ ہو آخر کار کتاب احکام اور اسطرلاب لیکر اُنکے ہمراہ ہوا وہ پر نیا دین باری باری اپنی پشت پر سوار کر کے آسمان کی طرف روانہ ہوئیں اور مجھے ثابت ہوا کہ یہ مجھ سے محبت رکھتی ہیں آخر تین شب روز ہمارا راہ میں گزری یہ سب سے روز صبح کو جب میری آنکھ کھلی تو وہ پر نیا دین وہاں پہاڑ پر نہ تھیں مجھے گمان ہوا کہ شاید یہ بکر و حیلہ ہو بلکہ انکی شوخی و ایر انتظار کر و بعد اسکے واپس چلو آخر جب نہ آئیں تب میں ناچار بحال خراب و چشم پر آب زیر کوہ چلا آیا اور میں دل سے کہتا تھا افسوس نہر ارا فوس جسکے عشق میں اس حال کو پہونچا وہ بھی وفادے لگی کس مصیبت میں پھنسنے اور اب کہاں جاؤں اور کس سے کہیں رباعی

آہ از عہدہ پردازی بخت سرکش | داد از خانہ بر اندازی چرخ کج باز
دل در اندیشہ و جان در غم و لب زکاید | خصم مغرور و جهان دشمن طالع ناساز

کہ اس عرصہ میں حضور میرے پاس تشریف لائے گویا جان آگئی شاہزادہ نے بعد سننے اس حال کے فرمایا اے میرے عالم تم خاطر جمع رکھو اگر خداوند کریم نے مجھے میرے مطلب دلی پر فائز کیا تو پھر تمھارا مطلب بر آنا مشکل نہیں ہو میرے عالم نے کہا اے جناب عالی بیت

در باد یہ بر گور غریبان ز جہسوزد | آن شمع فروزان کہ بود و نور محفل

فیر حضور آپ اپنی کیفیت سے مجھے مطلع فرمائیے کہ اس بیابان پر خار و ستوار گزار میں کس طرح تشریف لائے اور شاہ یہ حضور کو معاف ہو کہ یہاں آبادی بھی ہو یا نہیں شاہزادہ نے فرمایا اے میرے عالم میں ملک مغرب کا شاہزادہ

ہوں اور مغر الدین میرا نام ہر ایک حکیم واجب التعظیم نے مجھے سیر عجائبات کے واسطے بھیجا ہوا اتفاق سے ایک
 پرنیزاد ملکہ نو بہار گلشن افروز پرین عاشق ہو گیا ابتداء صہبت میں اُسکو بھی مجھ سے نہایت اشن تھا لیکن کسی بدگو
 نے اُس سے ایسا کچھ کہا ہو کہ وہ مجھ سے کشیدہ ہو گئی ہو چہرہ کہ میں نے بظاہر کوئی تصور نہیں کیا تھا تاہم حتی الامکان
 غبر کیا اب نہیں معلوم وہ غبار کدورت اسکے دل سے دفع ہوا یا نہیں الغرض اسی تصور و خیال میں ہر طرف آوارہ
 و سرکشہ صحرابھرا کوہ بکود پھرتا ہوں لیکن ہنوز کوئی صورت ملاقات نظر نہیں آتی بان خداوند قدیر سے البتہ امید
 ہو کہ وہ انجام بخیر کرے اور یہ مکان بھی جہاں کہ تم وارد ہو داخل طلسم ہو بدر عالم نے دست حق پرست کو شاہزادہ
 کے بوسہ دیا اور ساتھ ہو لیا چونکہ اُس صحرائین درختان میوہ دار اور چشمہ ہائے شیرین کثرت سے تھے اس وجہ سے
 کھانے پینے کی تکلیف نہیں ہوئی اور تین روز راہ روی میں گزرے چوتھے روز شاہزادہ نے بدر عالم معجم سے
 فرمایا کہ ای رازدان افلاک کتاب واسطراب بھی تمہارے پاس موجود ہو پھر تم بعلم نجوم دریافت کیوں
 نہیں کرتے کہ کس قدر زمانہ تمہارے حصول مطلب میں باقی ہو بدر عالم نے عرض کیا ای حضور ایسا میں اس
 پریشانی میں مبتلا تھا کہ مطلق اسکا خیال نہ آیا اب حضور نے یاد دہی فرمائی کہ میں رازچہ کرتا ہوں اور حال استقبال اپنا
 اور حضور کا دریافت کر کے عرض کرتا ہوں آخر بدر عالم نے اسطراب کو آفتاب سے مقابل کیا اور طالع مسئلہ کو
 خوب نظر غور سے دیکھا اور کہا ای شہریار عالم مدارات اثرات بدوچ گردش کو اکب سے دریافت ہوتا ہو کہ حضور
 دس روز کے عرصہ میں بخیر و خوبی اپنی معشوقہ کے وصل سے کامیاب ہو گئے اور غلام بھی بدولت حضور کے
 مقصود دلی کو پہنچے گا جیسا کہ یہ آریہ کریمہ تلک عشرۃ کاملہ میرے قول کا مصداق ہو آئندہ جو منظور خدا ہو
 وہ ہو گا بدر عالم کے بیان سے شاہزادہ کی فی الجملہ خاطر جمع ہوئی اس اثنا میں وہی آہو کہ جس نے ملکہ
 نو بہار گلشن افروز کو سروستان میں پہونچایا تھا شاہزادہ کو بھی نظر آیا شاہزادہ نے بھی ہرن کے گرفتار
 کرنے کا قصد کیا ہرن موافق قاعدہ کے سروستان میں داخل ہوا شاہزادہ اور بدر عالم معجم بھی عقب میں ہرن
 کے سروستان میں پہونچے ہرن چند قدم کے بعد غائب ہو گیا بعد غائب ہونے ہرن کے ہر چند شاہزادہ نے
 جا ہا کہ سروستان سے باہر جاؤں لیکن راہ نہ ملی مجھ وہی معاملہ پیش آیا یعنی تمام دن سرگردان رہا لیکن کچھ نہ ملا
 شاہزادہ نے بدر عالم سے فرمایا اب مبتلاؤ ہماری منزل مقصود پر پہونچنے کی علامت کیا ہو کہ ہم
 اس سروستان سے کسی طرح نکل نہیں سکتے خیر جو منظور خدا الغرض چوتھے دن شاہزادہ کو سواد
 اردوے قسمت اور قیہ بارگاہ سلطانی کا نظر آیا بدر عالم نے کہا ای شہریار کامگار ہم راہ کو بھول کر
 کہاں آنکھ دیکھے یہ بارگاہ وغیرہ کسکی ہو کہ جہاں اسقدر لشکر بے قیاس مقیم ہو جہاں تک نگاہ کام
 کرتی ہو بجز خیمہ و خرگاہ کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا شاہزادہ نے فرمایا میں تم سے زیادہ حیران ہوں

داخل ہونا شاہزادہ کا اردو سے قسمت میں اور عقد ہونا ملکہ نو بہار گلشن افروز سے



جب دروازہ حصار پر پہنچے اور اندر داخل ہونے کا قصد کیا حسب دستور شاہزادہ نامدار عالم سے دربانوں نے پوچھا کہ تم کون ہو اور بے محابا کہاں چلے جاتے ہو شاہزادہ کو پوچھنا دربانوں کا از حد ناگوار ہوا اور جواب کے عوض ایک طباخ اس کے گلے پر مارا اور کہا ای بیوقوف تو نہیں جانتا کہ میں جہان عزیز عجائبات کا ہون دار و وضعی جو یہ کلمہ سنا بہ تعظیم و تکریم پیش آیا اور عرض کی کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ

شاہزادہ والا تبار حضور ہی ہیں اپنے عالم سے خطاب آپکا شمس القمرین سنا ہی اور ہم تو آپکی تشریف آوری کے عرصہ سے منتظر تھے بسم اللہ حضور تشریف شریف لے چلیں بدر عالم بولا حضور نے خوب دربانوں کو نرا دی اب تمام کام آسان ہو گئے شاہزادہ نے فرمایا ای برادر

کار کی بکریاں پر کیا پید دیو ایکیے در و سیا پید

الغرض جب شاہزادہ آرو سے قسمت میں داخل ہوا داروغہ آرو سے قسمت ایک تخت زرنگار واسطے سواری شاہزادہ نامدار کے لایا اور ایک گھوڑا بھی مع ساز و سامان تخت کے ساتھ تھا شاہزادہ تخت پر سوار ہوا اور بدر عالم کو گھوڑے پر سوار کر کے روان ہوا داروغہ شاہزادہ کو ایک بارگاہ بین لایا کہ جبکہ کنگرے کی چمک فلک پہاڑم تک جاتی تھی اور قصبہ ہائے بارگاہ بعینہ مثل آفتاب و ماہتاب کے درخشان تھے جب شاہزادہ و بدر عالم دونوں اندر بارگاہ کے داخل ہوئے وہاں دیکھا تو ہزار ہا تخت یا قوت نگار و زمردی جا بجا بچھے ہیں اور دنگل و کرسی و میز اور کوچی فرش اور قالین اور بستند اور انواع انواع ساز و سامان سے آراستہ ہو پر دون اور خاتون و غیرہ میں اسقدر جواہرات بے ہاشکا ہوا تھا کہ جبکہ حساب نہیں ہو سکتا شاہزادہ نے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ بارگاہ ہمارے قبضہ میں ہو تو نہایت عمدہ بات ہو مگر شاہزادہ کو معلوم نہ تھا کہ جبل اعلیٰ میں ہی بارگاہ ملکہ شمسہ تاجدار کے روز عقد برپا ہوگی جب بارگاہ کے اندر گئے ملاحظہ فرمایا کہ ایک لقا بدر سفید پوش تخت پر بیٹھا ہی اور چاروں گوشوں میں بارگاہ کے چار کرسیاں زرنگار کھینچی ہیں اور ان چار کرسیوں پر چار نقاد برادر و اید پوش و شمع پوش اور سبز پوش و زرد پوش بیٹھے ہیں باقی کرسیوں پر گرد پوش پڑا ہوا تھا اور خد متکا رو ملازم اپنے اپنے کام میں مصروف تھے جب شاہزادہ قریب پہنچا ہر نقاد برادر سے سوا سے سفید پوش کے سلام کیا اور سفید پوش نے ایک خواص کے ہاتھ سلام کہلا بھیجا بعد اسکے ناظر فیروز کو حکم ہوا کہ جبکہ شاہزادہ شمس القمرین بحسب قسمت منعقد ہو اسکو ہماری دعوت میں رکھو ناظر فیروز شاہزادہ کو وہاں سے دوسری بارگاہ میں لایا شاہزادہ نے یہ بارگاہ بھی آرائش و زینت میں بارگاہ ٹکان سے کسی طرح کم نہ دیکھی ناظر فیروز نے شاہزادہ کو تخت زرنگار پر بٹھایا اور بدر عالم کو دست راست کرسی عنایت فرمائی بعد ازاں سامان عیش و نشاط کیا ناچ ہونے لگا پر ہر اداں خواب روا انواع و اقسام کی پوشاکیں پہنے زیور و جواہرات میں غرق و دروید اپنے اپنے ساز لیکر حاضر ہوئے شاہزادہ دل میں کہتا تھا دیکھیے اس بزم و رفص و سرور کا کیا نتیجہ ہوتا ہو اسکا انجام کیا ہو سے باہر ہی اسی حالت استعجاب میں بیٹھا تھا مگر ضبط نمودگان ناظر فیروز سے کہا کہ عزیز یہ لشکر کسا ہو اور یہ نقاد برادر سفید پوش و مردارید پوش وغیرہ کون ہیں اور یہاں کا بادشاہ

کون ہو ناظر فیروز نے کہا ای شاہزادہ شمس القمرین اہل لشکر کو اصحاب الفوز کہتے ہیں اور نام بادشاہ سپید پوش
ہو جسکو نصیب سلطان کہتے ہیں اور باقی حال ہمیں خود ہمیں معلوم کیا عرض کریں شاہزادہ نے فرمایا خطاب
شمس القمرین کیا تھے مجھے دیا ہو ناظر فیروز نے کہا ہماری کیا مجال و قدرت کہ جو کسی کو خطاب دے سکیں ام جناب عالی
اور دوسرے سمت میں ہر شخص کا موافق اُسکے رتبہ کے بادشاہ کی طرف سے خطاب دیا جاتا ہو شاہزادہ خاموش ہو گیا
اور مشغول بسیر و تماشاے پریرا دان ہوا لیکن بار بار گھبرا کے آہ سرودل پرورد سے کھینچتا تھا اور بدر عالم سے
کہتا تھا ای بدر عالم اُن دس روز کی جو تھے قید لگا کی تھی انہیں کئی دن تو گزرے مگر اس بیقراری دل سے یقین ہو کہ
خداوند کریم کوئی صورت ایسی پیدا کرے گا کہ جس سے مراد دلی بر آویگی کیونکہ

وعدہ وصل چون شود نزدیک | آتش شوق تیز تر گرود

بدر عالم نے جواب دیا کہ ابھی اُن روز معینہ میں سے کل جا روز گزرے ہیں اور چھ روز باقی ہیں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ
وہ بھی دن آتا ہو جس دن کی امیدواری ہو ابھی یہ ذکر شاہزادہ و بدر عالم میں تھا کہ فیروز ناظر نے عرض کیا اگر
حضور ہمارے بادشاہ سے ملاقات کیا جاسکتے ہیں تو بسم اللہ تشریف لے لے لیکن طریقہ دربار جو یہاں کا ہو اسکا لحاظ
ضرور چاہیے شاہزادہ نے فرمایا طریقہ دربار یہاں کا کیا ہو ناظر فیروز نے کہا کہ کسی اہل دربار سے بات نہ کرنا شاہزادہ
نے فرمایا یہ ملازمین سرکار و رعایا کو چاہیے کیا میں بھی ملازم ہمارے بادشاہ کا ہوں جو خاموش رہوں اور
دیوانہ وار ایک ایک کی صورت دیکھوں ناظر فیروز نے کہا یہ امر ادب میں داخل تو نہیں ہو مگر ہاں رسم ہیائی
اسی طرح واقع ہو لیکن پہننے رازداران اسرار طلسم سے یہ بھی سنا ہو کہ ایک ہفتہ میں یہ مراسم سب ل جائیں گے
اور ہر واحد بذات خود کلام کریگا در انحالیکہ آپ وارد لشکر ہیں اور صمان ہیں تو پھر ایسے سہل امر کیو اسطے غالباً
میزبان کے دل کو آزر دہ کرنا نامناسب ہو اگر ایک ساعت وہاں خاموش رہو گے تو کوئی گناہ لازم نہ
آئیگا شاہزادہ نے فرمایا خیر مجھے مختاری خاطر داری ہر طور منظور ہو جو کہو گے اُسپر عمل کیا جائیگا ناظر فیروز
شاہزادہ کو دربار میں لایا تمام اہل دربار نے سر و قد تعظیم دی اور کمال ادب سلام کیا بادشاہ سپید پوش
نے اپنے پہلو میں شاہزادہ کو جگہ دی اور بدر عالم کو کرسی دی بعد ایک لمحہ کے خواجہ فیروز ناظر نے ایک ترجیح
بادشاہ کے ہاتھ میں لایا بادشاہ نے وہ ترجیح اس زور سے سینہ پر شاہزادہ کے مارا کہ پرزے ہو گیا اور ایسی خوشبو اُس سے پیدا ہوئی کہ
تمام دربار معطر ہو گیا بعد ازاں سوائے بادشاہ سپید پوش کے اور تمام اہل بارگاہ نے شاہزادہ کو مبارکباد دی
شاہزادہ نے حسب شرائط دربار میں کسی کو جواب نہ دیا اور وہاں سے اپنی بارگاہ میں تشریف لے آیا اور
خواجہ فیروز سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہو کہ میں تو بموجب کہنے مختارے کے خاموش رہا مگر تمام مردمان بارگاہ
نے بالاتفاق باواڑ بلند مجھے مبارکباد دی علاوہ اسکے وہ ترجیح کیا تھا جو بادشاہ نے میرے سینہ پر مارا



خواجہ فیروز ناظر نے کہا اے شہر یار جو عورت یا مرد اردو کے قسمت میں وارد ہوتا ہو وہ بغیر نکاح نہیں رہتا اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ اگر کوئی عورت وارد ہوئی ہو تو بحسب قسمت ایک مرد بھی اسکے واسطے کسی نہ کسی تقریب سے ضرور ہی پہنچتا ہو اور باہم انکا عقد ہوتا ہو جس طرح سے کہ وہ چاروں نقاد ہمارے کہ دربار میں آپ نے ملاحظہ فرمائے اول وہ دربار میں وارد ہوئے بعد اُنکے چار عورتیں بھی آئیں ہمارے بادشاہ نے چاروں مردوں سے فوراً بے دریافت کے نکاح کر دیا کہ کوئی بندہ خدا شکر میں ناکتہ نہ رہے چنانچہ اب چند روز کا ذکر ہو کہ ایک نازنین خورشید حسین زہرۃ الریاض اردو کے قسمت میں وارد ہوئی بادشاہ نے ہمارے موافق قسمت عقد آپکا زہرۃ الریاض سے مقرر فرمایا جو اسوجہ سے اس روز وہ ترجیح آپ کے سینہ پر مارا اور تمام حاضرین دربار نے مبارکباد دی

پس یہی علامت نسبت کی ہو شاہزادہ نے فرمایا یہ امر خلاف قاعدہ ہو تمہارے بادشاہ کو پہلے جیسے دریافت فرمانا تھا کہ یہ نسبت تلو قبول و منظور ہو یا نہیں بعد اسکے جیسا امر مقرر ہوتا عمل میں آتا ناظر فیروز نے کہا اسے دریافت کی کیا حاجت ہو جبکہ لشکر کا نام اردو وے قسمت ہی بھر قسمت سے کسی کا کیا چارہ ہو شاہزادہ نے فرمایا ایو مرد تجھ کو شاید معلوم نہیں کہ میں ایک مدت سے ایک پرہیز کے عشق میں سرگرداں ہو رہا ہوں اور وہ کل عجائبات کی بادشاہ ہو میں کس طرح سے کسی غیر عورت سے نکاح کر سکتا ہوں چنانچہ صرف ایک مرتبہ ملکہ صبح و لکشا کو باغواے ایک دلالہ کے بنظر التفات دیکھا تھا جسکے مواخذہ میں اتک گرفتار ہوں اور تم میرا بیان نکاح کروانے ہو اگر اس حال سے ملکہ نو بہار گلشن افروز کو خبر ہوئی تو پھر تمام عمر صفائی مشکل ہی خواجہ فیروز ناظر نے کہا ہمارے بادشاہ کو ان قضیوں سے کیا عرض بیان تو بقول النصیب یصیب ولو کان تحت الجبلین کے کاربند ہیں زہرہ القریاض سے نکاح تمہارا ہونا مقدر ہو چکا ہو وہ کسی صورت سے نہیں ہو سکتا ضرور ہوگا

انچہ نصیب ست ہم میرسد | ورنہ ستانی بستم میرسد

شاہزادہ نے فرمایا کہ خیر قدر درویش بر جان درویش

اہمیںم کہ ناگردگار جان | درین آشکارا چہ داردنجان

ایو خواجہ فیروز ناظر میرا ایسے کام سے نہایت دل گھبراتا ہے بلکہ کلیجہ منہ کو آتا ہے بارودگر اگر ایسے کلام کر دے تو میں لشکر سے نکل جاؤنگا خواجہ فیروز ناظر نے کہا یہ آپکا خیال خام ہی کیا مجال کہ جو بے نکاح کیے نکل جائے اور اگر آپکا اختیار ہوتا تو سروستان سے نکل گئے ہوتے یہاں کیوں تشریف رکھتے شاہزادے نے فرمایا کہ خیر اگر یہاں سے نکلنا ممکن نہیں ہے تو نہ لیکن انسان کو اپنی ہلاکت کا تو اختیار ہو خواجہ فیروز ناظر نے کہا ہمارے شکر میں یہ بھی آخر خداوند کریم نے بخشا ہے کہ انسان اپنی جان بے وجہ ضائع نہیں کر سکتا فرض کر دو کہ اگر زہر کھاؤ گے وہ بمنزلہ گل شکر کے ہو جائیگا اگر کسی ہتھیار سے خودکشی کرنا چاہو گے تو وہ تمہارے اوپر کارگر نہ ہوگا کیا مجال ہو کہ ضرر پہنچا سکے اور پانی میں ڈوبنا ممکن نہیں ہو شاہزادہ نے کہا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں کسی طرح کسی بشر یا جن یا پری کا اختیار نہیں ہو خواجہ فیروز ناظر نے فرمایا کہ اگر آپ کو فرمانا ہرگز مناسب نہیں ہو کس واسطے کہ خداوند کریم ہر کام کو ساتھ خیر کے انجام دیتا ہو یہ تو خیال فرمائیے کہ اگر عورت مرد کا اتفاق مقدر میں نہیں ہو تو وہ کس طرح اردو وے قسمت میں آسکتا ہو شاہزادہ نے فرمایا خیر ہو ہونا ہوگا وہ ہوگا خواجہ فیروز ناظر روانہ ہو گیا شاہزادہ نے بدر عالم سے فرمایا ایو منجہ تم نے کیا خوب حکم لگایا تھا کہ دس روز میں معشوقہ سے ملاقات ہوگی حق ہے کہ اہل منجہ خبر زمین و آسمان کی دیتے ہیں مگر کبھی کاہ کی جگہ کو بھی تجویز کر سیتے ہیں دوسرے ابھی تمہارے مطلب کا کوئی افرطور میں نہیں آیا بدر عالم نے کہا پیر و مرشد غلام کو جو حال ناچہ میں معلوم ہوا وہ عرض کر دیا آئندہ عالم غیب کو معلوم ہو اس بحث میں خواجہ فیروز ناظر پھر آیا اسنے کچھ عطر اور پھول

بدر عالم کو دیکر کہا اے جوان مبارک ہو تو بھی منعقد ہو گا کہ جو عورت تیری تقدیر میں تھی وہ بھی لشکر میں آگئی شاہزادہ نے پوچھا کہ بدر عالم کی منگو کا کیا نام ہے خواجہ فیروز ناظر نے کہا ابھی ہکونین معلوم کیا معنی کہ جو خطاب تمکو ہمارے بادشاہ نے دیا ہر ایک کو یہ مرتبہ نہیں مل سکتا ہے ہاں اس نقابدار مردارید پوش کو تو ہمارے بادشاہ نے البتہ خطاب صاحب المصاحبین دیا ہے باقی سب اپنے اپنے لباسی رنگ سے مشورہ ہیں جیسے کہ سرخ پوش ہر پوش و غیرہ شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ

نہ سرشت تیرا بیتوان یافتن

نہ زین رستمہ سریتوان یافتن

الغرض جس روز کہ شاہزادہ پر وہ ترجیح خوشبو بادشاہ نے مارا اسی روز ٹرکس خاتون محلدار نے کہ جس کا نام ہم کیلہ بانو بھی تھا ایک انگلیٹھی الماس کی مرصع نگار بطریق نشان کے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی انگلی میں پہنائی اور کہا اے ملکہ شاہزادہ تمہیں لقمہ ہر روز ازل سے تمہارا شوہر مقرر ہو آرووے قسمت میں تشریف لایا ہے اور ہمارے بادشاہ نے نسبت تمہاری اسی شاہزادہ سے مقرر کر دی ہے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جو یہ لفظ ٹرکس خاتون محلدار کی زبانی سنا فرمایا اے ضعیفہ تو دیوانی ہو گئی ہے شاہزادہ تمہیں لقمہ ہر کون بلا ہے جس سے میرا عقد ہو گا تو نہیں جانتی کہ میں بجز ذات والا صفات شاہزادہ عالی درجات کے اور تمام جہان کے مردوں کو حرام مطلق جانتی ہوں اور ظاہر مجھے تمہارے بادشاہ کے مزاج میں خفقان معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کا بلا دینا دیا بجا بے قبول بطور خود باہم عقد کر دیتا ہے ٹرکس خاتون محلدار نے عرض کیا قربانت شوم ہمارے لشکر میں ہرگز کسی امر میں اختیار نہیں ہے جس طرح سے ہو سکے صبر و شکر کرو اور خدا پرشاکر رہو کہ تمہیں آپ ہی خود جباروں نازنینان نقابدار کی زبانی انکا حال سن لیا کہ وہ اپنے نوشتہ تقدیر پر کس قدر شاکر و رضا مند ہیں اگر کوئی امر خلاف مرضی آئے ہوتا تو وہ بیشک تمہیں شکایت کرتیں لہذا تمکو بھی اس مقدمہ میں زیادہ تردد لین کرنی مناسب نہیں ہیں ویکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے ہر چند کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ٹرکس خاتون کی بات کا جواب نہیں دیا الا دل میں کہا اے نو بہار گلشن افروز خیر جو مرضی خدا ایام زندگی میں تک تھے تو وہاں من غضب الحليم سنا تھا بیان غضب حکیم بخشیم خود دیکھا میں نہ جانتی تھی کہ یہ خیمہ خیمہ اجل ہے اور یہ آرووے قسمت لشکر قضا ہے خیر ہر تقدیر پہلے ایک نظر شاہزادہ تمہیں لقمہ ہر کون جو ہماری تقدیر میں مقرر ہو چکا ہے ویکھو لو بعد از اپنا ہلاک کرنا کچھ مشکل نہیں ہے آخر ملکہ نو بہار گلشن افروز نے یہ قصد اپنے دل میں مقرر کر کے ایک خنجر چھوٹا سا اپنے پاس رکھ لیا کہ جس وقت شاہزادہ کسی طرح کی دست درازی کا قصد کرے پہلے اسکو ایک خنجر سے ہلاک کروں بعد اپنی جان دونگی خداوند کریم شاہزادہ معزالدین کو زندہ رکھے مجھے کسی بہت حسین اور خوبصورت عورتیں اسکو میسر ہوئی ایک میں ہوئی تو کیا القصد دوسرے روز بادشاہ سپید پوش نے تمام لشکر کو آئینہ بندی کا

حکم دیا اور شب کو روشنی فانوس و چراغان ایسی ہوئی کہ خورشید تابان کی بھی روشنی گرد ہو گئی بقول کسی شاعر کے بیت

ندیدہ چنین جشن چشم بہرہ
کہ شمع و چراغش بود ماہ و مہر

جبکہ قرآن السعدین برج حوت میں واقع ہوا اور خانہ مشتری میں شرف زہرہ ہوا چار عورتیں نقابدار آئیں اور انھوں نے دست و پائیں شاہزادہ کے ہندی لگائی اور انہیں سے ایک نے بدر عالم مخم کے بھی دست و پائیں ہندی لگائی شاہزادہ نے دل میں کہا ای مغز الدین اگرچہ پہلے بھی دو تین جاے طلسم میں تیرا عقد ہوا اور پھر خداوند کریم نے وہاں سے محفوظ رکھا لیکن یہ سامان اس طرح کا نظر آتا ہے کہ یہاں سے بچنا مشکل ہو آخر کار دوسرے روز شب جمعہ کو بادشاہ سپید پوش نے شاہزادہ کو ایک اسب پری پیکر پر سوار کیا اور تمام لشکر کی اپنے سپہ کرائی شاہزادہ نے اس طرح کی صورتیں خوفناک اور فکلیں عجیب و غریب دیکھیں کہ کہیں نظر سے نہ گزری تھیں الغرض اسی طرح ہر جگہ گئے اور ہر مکان کی سیر و تماشا دیکھتے ہوئے اُسی بارگاہ فلک اشتباہ میں تشریف لائے اب جو اسکو دیکھا تو وہ ایسی وسیع بارگاہ پائی کہ چار بار گاہیں دیکھی ہیں اور آراستگی و رونق کا کیا ذکر کیا جائے اور وہاں چالیس نقابدار علاوہ نقابداران اول کے لباس شاہانہ تخت اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے شاہزادہ نے خواجہ فیروز ناظر سے پوچھا کہ یہ اسقدر نقابدار اس سموڑے عرصہ میں کہاں سے آگئے خواجہ فیروز ناظر نے جواب دیا کہ بعد عقد کے خود ہی معلوم ہو جائیگا ابھی حضور خاموش رہیں اور ناچ دیکھیں بیت

ندیدہ نہ بیند دگر آسمان
چنین جشن عالی در اہل جہان

ناگاہ وقت عقد قریب آیا نقابدار سپید پوش تخت نشین ایک طرف گیا اور بعد ایک لمحہ کے وہاں سے پھر آیا بعد اسکے نقابدار مروارید پوش سے جو پہلو میں شاہزادہ کے بیٹھا تھا اس سے کہا ای صاحب حکم حکم جناب عالی ہو کہ ملک و مال کے علاوہ پردہ سبز نگار کی حکومت اپنی دختر لبند اختر کے جہیز میں دو مروارید پوش نے جواب دیا کہ جناب عالی پر سب حال بخوبی روشن ہو کہ حکومت پردہ سبز نگار میری ملک میں داخل نہیں ہو لیکن حاکم وہاں کا میرا نوکر ہو نقابدار سپید پوش جواب لیکر روانہ ہو گیا شاہزادہ نے گوشہ چشم سے دیکھا کہ یہ کہاں جاتا ہو دیکھا کہ صحن بارگاہ میں ایک خیمہ نہایت باخشم و خمد استادہ ہوا اور درخیمہ پردہ مروارید نگار پڑا ہوا اس نقابدار سپید پوش نے جواب نقابدار مروارید پوش وہاں جا کر بیان کیا بعد ایک ساعت کے پھر وہاں سے آیا اور کہا جناب عالی فرماتے ہیں کہ ملک خوب معلوم ہے کہ حکومت پردہ سبز نگار تیری ملک میں لیکن حاکم وہاں کا سپہر چشم تھا رمی بیٹی کے جہیز میں جائیگا مروارید پوش نے کہا اگر یہی اسکی خوشی ہو تو میں منت نہیں کرتا جب شاہزادہ نے یہ کیفیت دیکھی دل میں کہا خداوندیہ جناب عالی کون بزرگ ہیں کہ جسکے نام میں اسقدر ادب کو کام فرمایا جاتا ہو قصہ مختصر ایک نقابدار نے انہیں سے شاہزادہ شمس القمرین کا ملکہ زہرۃ الریاض سے عقد پڑھا اور بدر عالم کا خوشنوا بری سے نکاح ہوا

ہر چار طرف مبارکباد بلند ہوئی اور ہر عروس کا ستر ہزار بار شتر و ریشم قرار پایا شاہزادہ نے جو آواز سنیں انہیں اکثر آوازیں گونگشتا معلوم ہوئیں شاہزادہ نے خواجہ فیروز ناظر سے پوچھا کہ یہ کون اشخاص ہیں خواجہ فیروز ناظر نے کہا کیوں آپ گھبراتے ہیں ایک لمحہ میں آپ کو بخوبی معلوم ہو جائیگا بعد اسکے نقابدار سپید پوش نے کہا اے شاہزادہ والا تبار حضور محل میں تشریف فرما ہوں اور جمال عروس کا مشاہدہ فرمائیں شاہزادہ نے فرمایا اے برادر میں تمہاری آواز بھی پہچانتا ہوں مگر اس وقت چند در چند میں ایسے افکار میں ہوں کہ میرے ہوش و حواس بجا نہیں ہیں کہ بتا سکوں کہ میں نے کہا یہ آواز سنی ہے سپید پوش نے کہا شاید ایسا ہی ہو اور ہر ملکہ نو بہار گلشن افروز کو بھی ایسا ہی معاملہ درپیش ہوا کہ محل میں چند عورتیں نہایت حسین و جمیل اور وہ چاروں عورتیں نقاب پوش جو سابق آئی تھیں ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اب آپ بھی حمام فرمائیں ملکہ نے آہستہ بحسرت کہا کہ غسل عروسی بھی کم از غسل است آئیں ہر تر گس خاتون محلدار نے کہا اے ملکہ آفاق یہ وقت ایسی بات سننے سے نکالنے کا نہیں ہو مگر محض عجب مزین نال بدکا درد حال بد بدہ القصہ جب ملکہ نو بہار گلشن افروز غسل عروسی سے فارغ ہوئی اور لباس فاخرہ زیب جسم کیا ایک خنجر بھی پوشیدہ اپنے پاس رکھ لیا تر گس خاتون محلدار بھی اور کہا یہ خنجر آپ سے کیوں اپنے پاس رکھا ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ محافظ میری آبرو کا ہو اور ہر وقت میرے پاس رہتا ہو تر گس خاتون محلدار نے کہا قربانت شوم پہلے آپ صورت شوہر کی دیکھ لیں بعد ہم ہم پر پوچھنے کے بعد رکاوٹ انکار اور عذر کہاں گیا بیست

در آن حالت کہ مینی روئے داماد سر خود را بپائے او گذاری چو تصویر آن زبان خاموش گروی بہوش آئی و نشینی چو بر تخت ازین صحبت کہ می بینی بیاد آید	یقین دان خنجر از دست تو افتاد کہ تاب دیدن رویش ندار سی عجب نبود اگر بیوشش گروی گرفتہ در کنار خود سیہ بخت چسان گرمست صحبت ہائے دلدار
---	---

یہ باتیں حسرت و افسوس کی ہو رہی تھیں کہ شاہزادہ محفل میں داخل ہوا لیکن چہرہ انور پر بادشاہ سپید پوش نے نقاب ڈال دی شاہزادہ نے فرمایا کہ نقاب پوشی کی یہاں کیا وجہ ہے بادشاہ سپید پوش نے کہا کہ یہاں کا رسم ہی ہے جب یہ سب نقابدار چہروں سے نقاب دور کرینگے اس وقت آپ بھی نقاب دور کیجئے گا شاہزادہ بادشاہ سپید پوش کے ہمراہ روانہ ہوا کہ بادشاہ سپید پوش نے شاہزادہ سے کہا حضور نے کچھ ملاحظہ فرمایا شاہزادہ نے فرمایا کہ ہاں بادشاہ سپید پوش نے کہا ذرا اوپر نگاہ فرمائیے جیسے ہی شاہزادہ نے سراوٹ کیا دیکھا کہ ہر اہل نقاب پوش تختہ سے نرنگا پر باسہائے رنگ برنگ پہنے معلق ہوا پر قائم ہیں اور جہان ملکہ نو بہار گلشن افروز تخت و قار پر رونق افروز ہیں

ہو جان ایک سائبان زبرد کا مریخ نگار پڑا ہوا، جو جب شاہزادہ قریب پہنچا بادشاہ سپید پوش نے وہ سائبان اُتروا ڈالا تاکہ ملکہ نو بہار گلشن افروز بھی کیفیت نقابداروں کی دیکھے بعد اسکے شاہزادہ سے کہا اے شہریار یہ فرمائیے کہ پہلے جہاں جہان ناعروس کا ملاحظہ فرمائیے گا یا نقابداروں کو دیکھیے گا شاہزادہ نے فرمایا صورت عروس تو بعد میں دیکھوں گا لیکن میں پہلے مشتاق نقابداروں کا ہوں خصوصاً میں تمھاری صورت کا سب سے زیادہ مشتاق ہوں کہ تمھاری آواز نے نہایت متحیر کر رکھا ہے بادشاہ سپید پوش نے اپنے چہرہ سے نقاب دور کی بس شاہزادہ نے دیکھا کہ اقبال شاہ ہیں بے اختیار شاہزادہ نے فرمایا اے براور تم کمان اور سینہ سے لگا لیا اقبال شاہ نے کہا کہ میں اپنا حال پھر بیان کروں گا بالفضل ان نقابداروں کو ملاحظہ فرمائیے اب جو شاہزادہ نے دیکھا تو تخت معلق پر حفیظ ثریا مکان اور احمر نو جوان اور مسعود نام جو اور ملکہ فرنگ سلطان اور ملکہ جگر گلگون پوش اور رمانہ دروندان اور ملکہ سودا وہ کسیہ نقاب اور شہاب نو جوان وغیرہ تمام یہ لوگ خنتاے طلسمی پر سوار ہیں اور علاوہ انکے ہزار ہا پیادہ و آدم زاد ایسے جمع تھے کہ جنسے شاہزادہ واقف نہ تھا اور نہ صورت سے آشنا تھا جب یہ سامان دیکھا تو شاہزادہ نے قیاساً کہا عجیب نہیں کہ معاملہ سب طرح درست ہوا اور عقد بھی ہمارا حسب دلخواہ ہوا اور ساعت حکم بدر عالم منجم بھی قریب ہی بعد اسکے شاہزادہ عروس کی طرف متوجہ تھا طلب ہوا کہ نقاب چہرہ سے دور کر کے صورت دیکھے اتفاقاً ملکہ نو بہار گلشن افروز کی طبیعت میں بھی اسوقت ہی خیال آیا آخر ہاتھ شاہزادہ کا نقاب ملکہ پر پڑا اور ہاتھ ملکہ کا نقاب پر شاہزادہ کی پڑا دونوں نقابین برابر چہروں سے دور ہوئیں دونوں نے بحیرت و حسرت ایک دوسرے کو دیکھا اور فوراً بیہوش ہو گئے۔

تھی نظریا کہ جی کی آفت تھی	وہ نظر ہی وداغ طاقت تھی	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ	جھبر رخصت ہوا اک دم کے ساتھ
دل پر کسے لگا پلیدن ناز	رنگ چہرہ سے کر گیا پرداز		

قصہ کوتاہ جب ملکہ نو بہار گلشن افروز ہوش میں آئی اپنے کو شہر غمشہ میں خست سلطنت پر پایا اور بلو میں شاہزادہ معزالدین کو دیکھا جب شاہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ معشوقہ سرزافو پر اپنے لیے ہوئے بنگاہ خست دیکھ رہی ہو مگر اب اس خار بیوشی میں شبہ ہوا کہ یہ کون معشوق ہو نہیں سکتا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز ہو یا کوئی شعبدہ طلسمی ہی آخر نہ ضبط ہو کا ملکہ نو بہار گلشن افروز کے سات بار گرد پھرا اور پانوں پر سر رکھ دیا ملکہ نو بہار گلشن افروز بحیرت شاہزادہ کی صورت دیکھا کی اور دل میں ہزار ہزار شکر جامع المتقرقین اور کردگار احسن الراحمین کی درگاہ میں ادا کیے اور تمام شب اسی صحبت استعجاب میں گذری صبح کو ناورہ راز وارسے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہا اے ملکہ عالم ناحق اس حیرت و استعجاب میں گرفتار ہو ملکہ شکر خداوند و جہان ادا کرو تم اپنی مراد کو پہنچیں شہر خرم بدہ بوستان دست فرما کے بلو بھارت احمد دین جگر سباز آمدہ

بعد ہوش بجا ہونے کے پہونچنا شاہزادہ نامدار اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کا شہر عیشیہ میں



ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نا ورہ ملاز دار کو سینہ سے لگا لیا اور کہا اے خواہر عزیزا منو س تمہیں میرے حال کی مطلع اطلاع نہیں کہ اس زمانہ میں میرے اوپر کیا کیا مصیبت گزری نا ورہ راز دار نے کہا اے اے ملکہ آفاق جس روز عالم بے و ماعنی میں شکار کے واسطے گئیں شام کے وقت ایک پریراد خواص نے مجھ سے کہا کہ ملکہ کا کہیں سراغ نہیں ملتا اس خبر وحشت اثر سے جہاں میری آنکھوں میں سیاہ ہو گیا اور کوئی جاہلی باقی نہ رہی جہاں میں نے تھکو تلاش نہیں کیا جب کہیں نشان نہ ملانا چار اسی وقت جناب حکیم صاحب کی خدمت میں پہونچی اور تمام حال بتھا را بیان کیا حکیم صاحب نے میری نہایت دلچسپی کی اور کہا کہ چند روز میں ہر نو بہار گلشن افروز خود بخود محل میں آجائیں گی ہر چند حکیم صاحب نے میری تسکین کر دی تھی لیکن اس پر بھی کسی طرح دل نا صبور کو صبر نہ آتا تھا بلکہ ابکی جو میں ستمزارے فراق میں مضطرب الحال حکیم صاحب کی خدمت میں گئی تو حضرت نے خود مجھ سے فرمایا کہ اے ملکہ راز دار بہنے تمھاری ملکہ کو ایسی جاہر گرفتار کیا ہو کہ تھوڑی سی تکلیف کے بعد تمام غرور و تکبر اُسکا دفع ہو جائیگا اور شاہزادہ معزال دین کی سرگردانی و جانفشانی کی حقیقت بھیجی بلکہ قدر کوئی اور ابکی عقد بھی ملکہ نو بہار گلشن افروز کا شاہزادہ معزال دین سے ہو جائیگا میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے بھی وہاں پہونچو اور میں تاک میں بھی اپنی قانون کے عقد میں شریک ہوں حکیم صاحب نے فرمایا یہ عقد غلطی ہی بیان ضرورت شرکت نہیں ہو یا ان جب نکاح ملکہ

نو بہار گلشن افروز کا بیرون طلسم ہوگا اُس وقت تمہارا ہونا ضروری اب تم نیا بتا ملک کے امور سلطنت کو انجام
 دو کل تک عدائے چاہا تو ملک نو بہار گلشن افروز ہمراہ شاہزادہ معزالدین کے آجائیگی بعد اسکے جو کیفیت نکاح
 کی تھی وہ سب بیان کی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں خود شب عقد کو دہان جاؤنگا اور کل قبائل ملک و سائکنین عجائبات
 بھی حاضر ہونگے اور نادرہ رازدار اقبال شاہ جو کہ شاہزادہ معزالدین کا چار شلہ میں مدوگا رتھا وہ سوا لشکر
 ہوگا اور اہل لشکر اعلیٰ طبقہ کے جن ہونگے لیکن شاہزادہ معزالدین و ملک نو بہار گلشن افروز دونوں کو یہ نہ
 معلوم ہوگا کہ ہمارا نکاح کسے ساتھ ہوگا اور عجائبات اوروے قسمت کے انواع انواع طرح کے دیکھنے ملک
 نو بہار گلشن افروز نے کہا سچ ہو ایسی ایسی صورتیں اور وہ وہ مصیبتیں پیش آئی ہیں کہ قابل بیان نہیں اور ابھی تک
 حالات لشکر سے مطلق خبر نہیں بلکہ اپنے حال کی بھی خبر نہیں کمال تعجب یہ تجربہ ہو بعد اسکے ملک نو بہار گلشن افروز نے
 تمام سرگذشت اپنی نادرہ رازدار سے بیان فرمائی نادرہ رازدار نے کہا وکان امر اللہ قدر مقدوراً لشکر
 اُس خدا کا کہ انجام اسکا حسب وخواہ تمہارے بخیر ہوا اور کیون نہ مصرع بعد رزون کے ہمیشہ غرہ ہو سوال کا
 اور جناب حکیم صاحب نے ایک پیغام اور آجکے دیا ہو اسکو خوب طرح سے سن لو ملک نو بہار گلشن افروز نے کہا
 بیان کرو نادرہ رازدار نے کہا حضرت نے فرمایا ہو کہ شاہزادہ معزالدین سے فقط لطف صحبت رہے خبر دوا
 خبر دار ابھی بیرون اجازت ہمارے وصل حقیقی ہوئے اس واسطے کہ یہ عقد طلسمی ہو اگر خدا نخواستہ یہاں عالم طلسم
 میں جو کوئی امر و سر ہو گیا تو ستے شاہزادہ بالکل منحرف ہو جائیگا اور پھر عمر بھر یہ شکل مزاج کی نہ رہیگی اور
 جس قدر تم یہاں اپنی حفاظت کرو گی اسی قدر بیرون طلسم شاہزادہ تمہارا مشتاق رہیگا اور خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالیٰ
 جبل اعلیٰ میں بعد عقد ملک شمسہ تاجدار کے تمہارا بھی نکاح ضرور ہی ہوگا اور تم بھی مقابل میں ملک شمسہ تاجدار
 کے منکوحہ و دم قرار دیجاؤ گی کہ خداوند کریم نے ازل سے چار بیگان شاہزادہ کی مقرر فرمائی ہیں انہیں اول
 ہم قوم ملک شمسہ تاجدار دوسری ملک ناطقہ روشن بیان تیسری آتشی قوم ملک نو بہار گلشن افروز چوتھی ملک
 صبح و لکشا ملک نو بہار گلشن افروز نے کہا ملک صبح و لکشا بھی عقد میں شاہزادہ معزالدین کے آجائیگی
 نادرہ رازدار نے کہا ہاں مجھ سے حکیم صاحب نے یہی فرمایا ہو بلکہ یہ بھی حکم دیا کہ تم اپنی صحبت عیش میں ملک
 صبح و لکشا کو بھی رکھو اور جو کدورت تمہارے دل میں ہو اسے نکال دو اور شاہزادہ کو سیر و تماشے میں
 مشغول رکھو میں نے یہ عقد فقط تمہارے اطمینان کے واسطے کر دیا ہو اور چونکہ عقد طلسمی میں غربت نا محرمی باقی
 نہیں رہتی لہذا اختلاط و بوس و کنار اس میں جائز ہو لیکن چند روز مصلحتاً معاملات خانہ داری کو معطل رکھنا
 مناسب ہو اور اگر شاید شاہزادہ زیادہ کسی امر میں مصروف ہو اور ضبط نہ سکے تو شاہزادہ کو سیر و تماشے
 مشکوے حیرت میں مشغول کر دینا کہ اکثر نازنیناں مشکوے حیرت مشتاق لقاے شاہزادہ عالم پناہ

حد سے زیادہ ہیں اور شاہزادہ نے بھی اُسے خود وعدہ ملاقات کیا ہے وہ بھی ایسا ہو جائیگا اور تندر فراجی بھی شاہزادہ کی مدد سے ہو جائیگی اور وہ پر یزادین بھی اپنی آرزو سے دلی کو پہنچ جائیگی مصرعہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دوکار اور اسکا بھی خیال رہے کہ بزم عیش و نشاط میں حکیم صاحب کا دخل ضرور ہے ملک نو بہار گلشن افروز نے فرمایا سمعنا و اطعنا قطع

کنیز کے کہ از حکم آقا بروں شد | زمین پر سی کورا در گاہی شد | اگر سر نہ چسبم ز حکم مرلی | ہر چیز گویم ہو الا مر رہی |
اس دشنام میں شاہزادہ نے ایک خواص خاص کے ذریعہ سے ملک نو بہار گلشن افروز کو کہلا بھیجا کہ اگر ماہ خوبان جہان معلوم ہوتا ہو کہ ہتھماری طبیعت نازک سے غبار کدورت نہیں گیا کہ مجھ سوختہ آتش فراق کو آب چشمہ دیدار خوش گوار کو فرحت آثار سے سرد نہ کر دی نا درہ راز دار نے کہا اگر ملکہ آفاق شاہزادہ کو بلا لے لے کر آجائے جو کچھ ہو سکا تھا ہو گیا ملک نو بہار گلشن افروز نے بظاہر نا درہ راز دار کے کہنے سے شاہزادہ کو وہیں بلا لیا شاہزادہ ملکہ کے پاس تشریف لایا ملکہ نے نہایت اغزاز سے اپنے پہلو میں جگہ دی شاہزادہ نے اُس کے لب جان بخش کے چند ہوسہ لیے بعد اسکے شاہزادہ نے فرمایا کہ اگر ملکہ آفاق یہ صحبت ہو یا خواب ہم دیکھتے ہیں بیت

دست در آغوش یار در و بر ویش بے حجاب | انیکہ می بینم بہ بیداریست یارب بخواب |



البتہ آپ کے فراق میں ایسے صدمے اور تکلیفیں اٹھائیں کہ پناہ بذات خدا اور کیا کیا تماشے عجائبات ظلم میں دیکھتے مگر میں اپنے حال میں ایسا بتلا تھا کہ مجھے دین و دنیا کا مطلق ہوش نہ تھا خصوصاً صاحب یہ معلوم ہوا کہ تم مجھ سے آزد ہو پس زندگی تلخ ہو گئی اور ہاتھ پاؤں کا دم نکل گیا ملک نو بہار گلشن افروز نے فرمایا واقعی یہ درد ہجر و فراق یار ایسی ہی بلا ہے بے درمان ہو کہ خداوند عالم کسی کو نہ سے بقول امانت ہے

یہ وہ موزی ہو کہ انداز میں کئے سیر ہمار	یہ وہ زنبور ہو جو لینے نہ لے لگو قرار	یہ وہ آذر ہو کہ اک شعلہ میں کرے فی النہار	یہ وہ کالا ہو کہ انسان کو دیکھے سچ سے مار
یہ وہ بجلی ہو فلک کے سے جیسے بہت جاکا	یہ وہ برق ہو کہ رعد کی چھانی بہت جاکا		

مگر خیر فضل الہی سے انجام تو بخیر ہوا اب اُن ایام کا خیال کرنا عبث ہی شاہزادہ نے فرمایا اگر تمہارے قراق میں جہون
 ہو جاتا یا تمہاری تلاش جستجو میں کوئی دیو یا غول کھرائی ہلاک کر ڈالتا تو آپ کو خوشی تو کمال ہوتی بلکہ تو بہار گلشن افروز
 نے کہا تمہارے نحو سے کلام سے یہ مترشح ہوتا ہو کہ شاید ہلکے آپسے کچھ تعلق خاطر نہ تھا یہ جاے غور ہو کہ اگر میں تعلق
 ولی نہ رکھتی ہوتی تو مجھے تمہارے دریافت حال سے کیا غرض تھی دوسرے اکثر امرا آپ نے خلافت احکام تسلیم کیے تھے
 ورنہ اور کسی کی بھی قدرت تھی کہ جو ایک ذرہ خلاف کر سکتا اور یہ بھی امر میرے تعلق خاطر کی دلیل ہو کہ ملکہ صلیح و لکشا
 کی طرف جو آپ نے توجہ فرمائی ہلکے کیونکر خبر ہوئی اور کسی غول یا دیو یا جن کی قدرت و مجال تھی کہ جو آپ سے انکے
 ملا سکتا ہلاک کرنا تو شرم دیکر ہی اس وجہ سے کہ مجھے ہر وقت آپ کا حال معلوم ہوا کرتا تھا آپ سے غافل نہ تھی بلکہ
 اسی خوف سے دو پرزاد آپ کے ہمراہ کیے تھے کہ ہر وقت و ہر لحظہ کا حال ہم سے بیان کرتے رہیں وہی آپ کے محافظ و
 نگہبان بھی تھے نام انکا طیران و سیران ہو اور جناب عالی نے جو ظان پہاڑ پرار و بول وغیرہ دیو بچون
 کو قتل کیا اور جس دیو نے آپ کو بغل میں لیکر وہاں سے پرداز کی وہ کیونکر گرفتار ہوا اور آپ کو کسی طرح کی گزند نہ پہونچی
 تاہم آفرین اور صد ہزار آفرین بیشک و شہمہ آپ اپنے وقت کے رستم و افراسیاب ہیں جامہ شجاعت
 و مردانگی خدا نے تمہارے ہی واسطے قطع کیا ہی شاہزادہ نے فرمایا درحقیقت یہ تو کلمات خوش طبعی کے تھے
 لیکن اگر آپ کو میرا پاس خاطر نہ ہوتا تو ہر چند کہ دعوت و خاطر و مدارات کا ہونا محال تھا بلکہ تو بہار گلشن افروز
 نے مسکرا کر فرمایا کہ خاطر و مدارات و مہمانی تو محبت میں داخل نہیں ہو ہاں آپ کو فقط واسطے آزمائش کے سرگردان کرنا
 تھا پس آپ کا ثابت قدم رہنا بہر حال ثابت ہو گیا بیشک آپ انتہائے مستقل مزاج ہیں یہ کلمہ ہاتھ شاہزادہ
 کا آنکھوں سے لگا لیا اور کہا یہ وہی دست نازنین ہو کہ جس سے وہ دیو بچے قتل ہوئے بس پھر تو شاہزادہ
 بھی بے تکلف ہو گیا بیست

لبش نوشید و گفتا انگبین است	نشان دادش کہ جاے بوسہ نیست
<p>ناگاہ عنان صبر و تحمل ہاتھ سے شاہزادہ کے چھوٹ گئی اور تو سن خواہش انتہا کا گرم ہو گیا اور ہر سے دستاں بڑھا اُدھر شرم و حیا انگشت بدندان ہوئی اور فرمودہ حکیم صاحب پیش آیا بلکہ تو بہار گلشن افروز نے جب شاہزادہ کو جوش سستی سے از خود رفتہ دیکھا بجلیہ دوسرے مکان میں چلی گئی اور ناوہہ رازدار سے حقیقت حال بیان کی ناوہہ رازدار نے کہا ملکہ آپ نے نہایت ہوشیاری کو کام فرمایا جو وہاں سے تشریف لے آئیں بلکہ آپ کو ہر وقت اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ شاہزادہ ٹکونہ پر نہ کر سکے ورنہ تمہارے بنائے کچھ نہ بن سکیگا آخر</p>	

ایک تخت اور پہلوئے ملک میں نا دورہ راز دار نے شاہزادہ کے واسطے بچھو دیا ملک نے جب کنارہ اختیار کیا شاہزادہ نے دل میں کہا کہ شاید کوئی حرکت گستاخانہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو میری ناگوار ہوئی لیکن بجز سکوت کچھ زبان سے نہ کہا جب شاہزادہ اور ملکہ نو بہار گلشن افروز اپنے اپنے تخت پر جلوہ گر ہوئے نا دورہ راز دار نے حکم دیا پر نیا دان ارباب نشاط کو کہ ناچ گانا شروع ہو شاہزادہ نے جو ایک طرف پر نیا دان خوب رو کو اور ایک طرف اپنی ماہ رو کو مشاہدہ کیا خوشی سے اپنے جامہ میں نہ سما یا آخر اسی عیش و نشاط میں وہ روز گذر رات ہوئی خاصہ تनावل فرمایا نا دورہ راز دار نے شاہزادہ کے واسطے علیحدہ مکان میں فرش کر دیا شاہزادہ نے کان میں نا دورہ راز دار سے فرمایا اے عزیز از جان میرے لیے تو ہنوز روز اول جو پہنی شیدا بھی ملکہ نو بہار گلشن افروز میرے حال پر بظاہر مہربان ہو مگر باطن صاف نہیں ہے نا دورہ راز دار نے کہا تو شہریار عالم مدار بالشر کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز اصلاً بخاری طرف سے غبار نہیں رکھتی بلکہ استمداد خوش آؤ کہ گویا دولت کونین حاصل ہو گئی شاہزادہ نے فرمایا اگر تم سچ کہتی ہو تو پھر مجھ آوارہ و سرگردان مقصد دلی کیوں حاصل نہیں ہوتا حالانکہ عقد شرعی بھی تو ہو چکا ہے اور حیلہ شرعی بھی نہ رہا یا تو عفو و تقہیر نہیں ہوا یا بے رغبت نہیں ہو جو اس طرح کا پرہیز ہوتا ہے نا دورہ راز دار نے کہا وہ اہل مجلس کمان ہیں آپ آئیں تو ہم بھی تو وہیں آپ کا دعویٰ سچ ہے یا جھوٹ ہے اتنے دن ہوئے اس کا رخاہ طلسم میں سیر کرتے لیکن ہنوز بسنت کی خبر نہیں یہ کارخانہ علمی ہوا کی بھی کوئی اصل ہے ہر وقت ایک تماشا ہاڑہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح ایک یہ بھی شعبہ بتا کر نکاح آپ کا ہوا آپ شکر درگاہ پر دروگاہ میں نہیں کرتے کہ پہلے فقط ایک نظر دیکھنے کی آرزو میں تھے اور اب جو صحبت بے تکلفا نہ میسر آئی تو آپ کو کچھ اور سوچنا فقط آپ پر کیا موقوف ہے یہ تو قاعدہ کلیہ ہے کہ جب انسان کو حسب و نحوہ عیش و آرام نصیب ہوتا ہے تو وہ اپنے روز بد کو بھول جاتا ہے آپ ان خیالات سے باز آئیے اور اس عیش و صحبت پر کو غلبہ نہ کیجیے جس خدا نے اس امید کو پورا کیا وہ سبب الاسباب ہو وصل کا بھی کوئی سبب پیدا کر دیکھا شاہزادہ نے فرمایا

قصر جمیل دیکھتے کب تک وہ وقت نصیب ہوتا ہے

اما کار خویش را بخداوند کار ساز | بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند

ای خواہر نامدار یہ تو میں بخوبی سمجھا کہ شعر

یو یار کی سونگیا کے صبا نے اڑائے ہوں | باد مراد نے مری کشتی تباہ کی

مگر مجھے ان مقدمات کا سوال تھے کہ ناہو کہ جسے نفس میں نابلد ہوں نا دورہ راز دار نے کہا فرمائیے وہ کیا سوال ہیں شاہزادہ نے فرمایا پہلے بدر عالم منجم کے حال سے مطلع ہونا چاہیے کہ آیا یہ شعبہ طلسمی ہے یا اصلی نا دورہ راز دار نے کہا بدر عالم بیچارہ نبی آدم ہو اور جو اسنے اپنا حال زار بیان کیا وہ سچ ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ اب وہ کمان ہے

ناورہ رازدار نے کہا شہر عیش میں اپنے معشوقہ خوشنواز پری کے ساتھ عیش کرتا ہی بلکہ کل جب حضور تخت فرما نردانی پر اجلاس فرمائیکے بدر عالم بھی واسطے ملازمت کے حاضر ہو گا شاہزادہ نے فرمایا نہیں معلوم کہ کس پر نواز دے بدر عالم کو پردہ قاف سے بلایا تھا اور راہ میں تنہا اسے چھوڑ کے پہاڑ پر گئی تھی ناورہ رازدار نے کہا غریب پرورد بدر عالم کو آپ کی عاشق صادق نے واسطے حال پوچھنے کے بلایا تھا کہ ہر ورطہ مجھ متبادے کہ میں بھی لائق صحبت شاہزادہ کے ہوں یا نہیں خوشنواز پری تمہاری عاشق کی خواہش تیرے ہی کو کہ ہر جگہ وقت کہ دلنواز و خوشنواز مان بیٹیان بدر عالم کو بلا کر پہاڑ پر لے گئیں شب و ہن بسر کی صبح کو جب وہ بیدار ہوئیں کیا دیکھتی ہیں کہ ایک دیو کوہ پیکر عنایت حرام خوار جو مدت سے خوشنواز پری کا عاشق تھا حسب اتفاق اس پہاڑ پر موجود ہوا بدر عالم سوتا تھا بس دیو نے دلنواز و خوشنواز کو لیجانے کا قصد کیا دلنواز تو دیو سے بمقابلہ پیش آئی اور خوشنواز دہان سے فوراً بھاگی بقدرت خداے قادر و توانا اتقان و خیران بخوبی مستقیم ہر دوستان حیرانی میں پہونچی اور اُدھر اس ملعون نے دلنواز کو مار ڈالا یقین ہو کہ کل جسوقت بدر عالم فیضیاب خدمت عالی ہو تو خوشنواز پری بھی بدر عالم کے ساتھ آئے اور اپنی مان کا دعویٰ خون سرکار عالی میں پیش کرے اور آپ افسران لشکر کو حکم دیجئے گا کہ عنایت حرام خوار قاتل کو سزائے اعمال دیجائے شاہزادہ نے پوچھا کہ وہ جو عاشق میرا ہی نام آسکا کیا ہو اور وہ کس خاندان سے ہو اور رہنے والا کہاں کا ہو ناورہ رازدار نے کہا آپ اسے خوب جانتے ہیں بلکہ اسنے اکثر جا اپکی مدد اور ملک بھی کی ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ وہ اللہ مجھے اسوقت مطلق خیال نہیں آتا کہ وہ کون ہو ناورہ رازدار نے کہا ہزار افسوس کہ اس بیچارہ نامراد و ناشاد نے تمہارے عشق میں جان و آبرو و دونوں کو برباد کیا اور تمکو ذرا بھی خیال نہیں حق یہ ہو کہ تم کیا کر و معشوق کا نام ہی ایسا ہو شاہزادہ نے فرمایا ہو خواہر بخت بیت

چو از بس شور بلی در سرم بود	کجا پرواے کار دیگرم بود
مجھے مفارقت ملکہ نو بہار گلشن افروز نے دنیا سے کھو دیا بقولے	
عقل متاع و ہوش جو کچھ تھا وہ کھو گئے	ہمت و ہون کی جان کو پہلے ہی رو پکے
میں اس قابل نہیں کہ کسی کا یرسان حال ہوں اب مجھے میرے عاشق کے حال سے اطلاع کر داورہ رازدار نے کہا کہ جب تمہیں نے اس بیچارہ کو فراموش کیا تو میرے یاد دلانے سے کیا فائدہ ہے	
قص میں برگ گل رکھنے سے ایسا کیا تھا	دلانی پھر اسیر وں کو جن کی یاد کیا تھا
جب شاہزادہ نے زیادہ اسرار کیا ناورہ رازدار نے کہا ہو شہر یا عاشق تمہاری ملاحیت پری ہو کہ اسنے دل میں آتش محبت آپکی مشتعل ہو کسی پہلو قرار و آرام نہیں ہو او کتی ہرے	

این رازیکہ جویم و این قصہ بکہ گویم
 حیرانم و در مانم در قدرت ربانی
 تا اینکه محض آپ کی محبت میں آئے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی کینزی اختیار کی شاہزادہ نے نام ملاحست پری کا سنکے
 اسکے حقوق کو یاد کیا اور کمال محبوب ہوا اور ملاحت اپنے اوپر کی اور فرمایا اگر آپ بیجاری نے علم سچ حوت میں
 میری خدمت ایسی کی کہ اسکا شکر یہ میں نہیں ادا کر سکتا نہیں معلوم کہ وہ کس طرح داخل کینزدون میں ملکہ نوبہار گلشن افروز
 کے ہوئی تا وہ راز دار نے کہا اس شہر یار یہ مسئلہ شرعی تو سب پر حالی ہو کہ چار بیسیوں کے علاوہ باچونین زوجہ
 حرام مطلق ہو مگر مان حرمون اور کینزدون اور خواصون کی کچھ قید نہیں ہو اور در حالیکہ چار بیسیان آپ کی تجویز پر کینیں
 پھر ملاحست پری کا کس صورت سے عقد ممکن تھا شاہزادہ نے فرمایا کہ میری چارون بیسیوں کا نام کیا ہوا وہ راز دار
 نے کہا ایک ملکہ نوبہار گلشن افروز دوسری ملکہ صبح و لکشا یہ تو قوم آلتی میں سے ہیں اور ایک ملکہ
 ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک اور چوتھی منکوہ سے میں آگاہ نہیں ہوں + +

اب حال ملاحست پری کا سنو

جبکہ صباحت پری ملاحست پری کی مان نے انتقال کیا سلطان شمسون ملکہ نوبہار گلشن افروز کے
 والد ماجد نے ملاحست پری کو پردہ سبز نگار کا حاکم کیا قصداً ملاحست پری کو آپ کا عشق ہوا اور آئے
 حال عاشقی عبیدون عابد سے بیان کیا عبیدون عابد نے حکیم ابوالمحاسن سے ملاحست پری کی سفارش
 کی حکیم ابوالمحاسن نے حکیم صاحب سے بیان کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ ملاحست پری کو بھی صحبت شاہزادہ
 کی میر ہو حکیم صاحب نے فرمایا کہ مجھ اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر ایسی نہیں ہو کہ ملاحست پری زمرہ میں کینزدون
 کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے جہیز میں دیجائے ملاحست پری نے خوشی دل سے قبول کیا یہی سبب تھا
 کہ جو بوقت عقد نقابدار سپید پوش نے دوسرے نقابدار مردارید پوش سے کہا تھا کہ پردہ سبز نگار کے حاکم کو اپنی دختر
 کے جہیز میں دے چنانچہ نام بھی نکاح نامہ میں درج کیا گیا شاہزادہ نے فرمایا خدا جانے چوتھی عورت گم نام میری منکوہ
 کون ہو دوسرے ملکہ صبح و لکشا جسکی بدولت میں نے کیسے کیسے رنج و صدمات اٹھائے اور کیسی کیسی آفات طلسمی میں
 گرفتار ہوا اور پھر وہی مجھے منعقد کجائے حالانکہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو ناگوار بھی ہو تیسرے ملکہ ناطقہ روشن بیان
 بھی اگرچہ میری منکوہ ہو اور عقد بھی اسکا عرصہ ہوا کہ ہو گیا پھر میرے سامنے آنے میں اسکو کیا عذر باقی رہا میں نے اسکی
 صورت تک نہیں دیکھی اور اقبال شاہ کا بیان حصار چار شلہ میں تھا کہ براؤر و میدامقبیل ملکہ ناطقہ روشن بیان
 پر عاشق ہو اور فقط مقبل کے کام کیواسطے اپنے وطن سے آیا ہوں تا وہ راز دار نے کہا میں عذر کر چکی ہوں کہ
 مجھکو جو ستے محل کا حال نہیں معلوم اسواسطے کہ جناب حکیم صاحب نے فرمایا ہو کہ شاہزادہ کے چار محل ہونگے لیکن آئیں

تین محل کے مفصل نام ارشاد ہوئے اور چوتھے کا نام بیان نہیں فرمایا نہیں معلوم کہ اس پوشیدگی میں کیا مجید ہو اور ملکہ
نوبہار گلشن افروز اب کسی حرکت سے تمھاری آرزو نہ ہوگی وہ آرزو کی کے دن تمام ہو گئے اور ملکہ ناطقہ روشن بیان
بجوت ملکہ نوبہار گلشن افروز کے آپ کے سامنے نہ آئی لیکن کسی وقت ضرور حاضر خدمت ہوگی اور یقین ہو کہ اقبال شاہ
نے مقبل آپ ہی کو خطاب دیا ہو تو کیا عجب کوئی اس میں بھی مصلحت ہوگی ورنہ ایسے خیالات میں آپ مبتلا ہونے
شورش محبت ملکہ نوبہار گلشن افروز میں کوئی آپ سے نکاح کا ذکر بھی کسی غیر عورت سے آپ کے سامنے
بیان کرتا تو آپ کو ناگوار ہوتا اور اگر آپ کے سامنے اقبال شاہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کے نکاح کا تذکرہ بھی کرتے
تو یقین تھا کہ آپ اقبال شاہ کی رفاقت ترک کرتے اور یہ عقل میں نہیں آتا کیونکہ یہ حرکت خلاف قاعدہ بانیان
طلسم کی تھی کہ حکماء متقدمین آپ کا عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان سے پہلے ہی مقرر کر گئے ہیں اور یہ عقد ملکہ
ناطقہ روشن بیان و ملکہ نوبہار گلشن افروز کا طلسمی ہو اسطور پر کہ جیسے آسمان پر شیت ازروی میں گذرتا
ہو جسے عالم اسباب اور ہندی میں سن جوگ کہتے ہیں بس یہ عقد آسمانی کافی نہیں ہوتا وقتیکہ پردہ دنیا پر علی رسول لا شہاد
عمل میں نہ آوے یہ ہی وجہ ہو کہ حکیم صاحب نے یہ تمینون عقد نکاح چہارم پر موقوف رکھے ہیں کہ جب تک آپ کا
نکاح چوتھی بی بی بیرون طلسم سے نہ ہوگا یہ عقد طلسمی ہے اصل ہیں اور عقد طلسمی میں صحبت بوسہ و کنار کو جائز رکھا
ہو ممانعت نہیں کی شاہزادہ نے فرمایا اسی راز دار طلسم حکمت سر بوستان چیرانی کی کیا اصل ہو اور ملکہ
نوبہار گلشن افروز کے وہاں جانے کی کیا وجہ ہوئی اور ملکہ سودا وہ درمانہ و حمار کے کلرنگ
وغیرہ نازنین کیونکر آرو و شہمت میں وارد ہوئیں اور طرفہ تریہ کہ انکے شوہر بھی وہاں موجود ہیں اور
سوا اسکے ہزار ہا زن و مرد کہ جنکے نام و صورت سے بھی ہیں واقعت نہ تھا وہ بھی وہاں تھے تا انیکہ سلطان فتح الملک
بھی وہیں ہیں ناوہ راز دار نے کہا ابیات

کہ گیتی ست اہل گیتی بندہ ات باد	زمانہ سال و مہ فرخندہ ات باد	مبادا آنکہ او شاد ت نخواہد
خراب آن کس کہ آباد ت نخواہد	جمالت با جوانے ہم نفس باد	ہمیشہ با مرادت دسترس باد

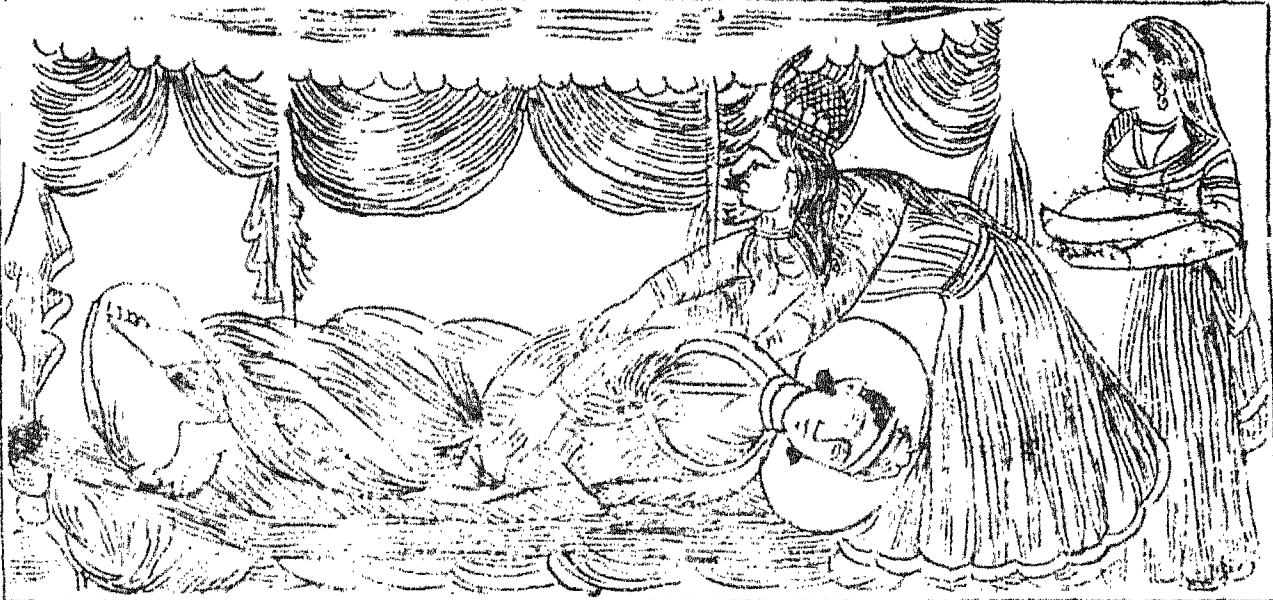
ای شاہزادہ و لا تبار سر بوستان چیرانی مقام طلسم جدید بنایا ہوا ہمارے حکیم صاحب کا ہو جبکہ خداوند کریم نے
حکیم قسطنطینس حکمت کو خلعت مرتبت مثل فلاطون وارسطو اپنے کارخانہ حکمت سے عنایت فرمایا حکیم
قسطنطینس حکمت نے چاہا کہ آپ کا عقد ملکہ نوبہار گلشن افروز سے تجویر کریں لیکن علم نجوم سے جب
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے مزاج میں تندہی و کشری از حد ہو اور یہ طریقہ
معشوقان جہان کا ہو لہذا ہر یہ عذر وہاں بہت درمیان میں لائیکلی اور ایسا اسکو ناز و غرور حسن پر ہو گا
کہ یہ پانچون زمین پر نہ رکھیں اور شاہزادہ کو تمام جہان میں آوارہ و سرگشتہ پھراویگی اس واسطے ملکہ

نوبہار گلشن افروز کو ایسی جابند کرنا چاہیے کہ جہاں کچھ اُسکو بھی تکلیف ہو تاکہ اور کی بھی تکلیف کو خیال میں لائے پس اُس وقت شاہزادہ کی ملاقات کو غنیمت بلکہ ایک دولت سمجھے گی آخر الامر وہی معاملہ ضرور بین آیا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سرستان حیرانی میں چار روز تک پریشان و سرگردان رہی اور از حد تکلیف اٹھائی اور باقی نقابدار نارنجی پوش وغیرہ بھی زن و مرد حفیظ ثریا مکان و ملکہ فرنگ سلطان و ہین موجود تھے جنگی آواز آپکے کان آشنا معلوم ہوئی تھی اور صورتیں بھی ملاحظہ میں آئی تھیں شاہزادہ نے پوچھا کہ انکے وہاں پہونچنے کا کیا باعث ہوا نا دورہ راز دار نے کہا جب آپکا عقد شہر ظہورستان میں ملکہ ناطقہ روشن بیان سے واقع ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو نہایت ناگوار ہوا اور حیلہ و ہذا نہ پاتے تھی کہ اُس حیلہ سے ریش پیدا کروں اس عرصہ میں سیرگاہ چارم میں باغواے امارہ خاتون محلدار کے ملکہ صبح و لکشا کی طرف آپ نائل ہوئے اور یہ خبر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو پہونچی پس ملکہ نوبہار گلشن افروز کو یہ موقع خوب ہاتھ آیا مصرع دل نا خواستہ را غدر بسیار رہ پس اس خطا کو ہمتاری دلیل گردانا اور تنکو منزل خاص جو کہ شہر ظہورستان میں واقع ہو وہاں نکلوا دیا بعد اسکے اسی غنیمت و غضب میں حفیظ ثریا مکان اور منطقہ زرین کمر اور بہرام و ملکہ شرف افزا جن جہانکاح محض آپ ہی کی کوشش و سعی سے ہوا تھا اور وہ بیچارے بدولت آپ کے اپنی اپنی مراد کو پہونچتے تھے انہیں ایسی تفرقہ اندازی کی کہ ہر ایک کو صحرائے دیران میں پہونچا دیا وہ ناحق بیچارے ہلاکت میں پھنس گئے اگر جناب حکیم صاحب دیش اور رحم و کرم فرماتے تو یہ سب بیچارے مفت نہ کر دے گناہ ہلاک ہو جاتے آخر حکیم صاحب نے ہر ایک کو سرستان حیرانی میں پہونچا دیا کہ وہاں ہر ایک کی ملاقات بھی ہو گئی ہر چند کہ سلطان روح الملک حکیم ارسطو کے وقت سے طلسم کا بادشاہ ہوتا آیا ہوا اور اسکی شاہی آبائی ہو لیکن بخوف حکیم صاحب ملکہ نوبہار گلشن افروز کا تابع حکم ہو اور ملکہ نوبہار گلشن افروز بوجہ فرزند سی حکیم صاحب کے عام بادشاہان طلسم کو اپنا نوکر جانتی ہو اور کسی بادشاہ کی حقیقت نکمیں سمجھتی اعزاز کرنا کیا چیز ہو

اب حال ملکہ فرنگ سلطان کا سنئے کہ وہ قابل شننے کے ہو

اگر شہر یار زوی و قار ایک روز ملکہ فرنگ سلطان اور منطقہ زرین کمر میں باہم کسی ذکر پر نزاع لفظی واقع ہوئی اس واسطے کہ عورتوں کا قاعدہ ہو کہ جب چار پانچ مجتمع ہو کے بیٹھتی ہیں انواع و اقسام کے ذکر ہوتے ہیں اور اکثر باہم نزاع کی بھی نوبت آجاتی ہو چنانچہ حفیظ ثریا مکان نے منطقہ زرین کمر کی طرفداری کی ملکہ فرنگ سلطان کو طرفداری حفیظ ثریا مکان کی ایسی ناگوار ہوئی کہ وہاں سے اٹھ کے ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہوئی اور رسیان کشتی کی کاٹ دی قدرت خدا سے تعالیٰ اور عنایات حکیم صاحب سے وہ کشتی کنارے دریا سے آب الارباب کے پہونچی

اور وہاں سے بخیر و سلامتی سر وستان حیرانی میں داخل ہو گئی جب حفیظ شریا مکان کو ملکہ فرنگ سلطان کے چلے جانے کی خبر پہنچی وہ اپنی حرکت پر نہایت پشیمان ہوئے بعد ازاں وہ بھی ایک کشتی میں سوار ہو تلاش میں ملکہ فرنگ سلطان کے روانہ ہوا اتفاقاً کشتی حفیظ کی طوفانی ہمو کے پرزہ پرزہ ہو گئی اور حفیظ شریا مکان ایک تختہ پر معلق چلا قدرت خدا سے سر وستان حیرانی میں پہنچ گیا اور اسے ملکہ فرنگ سلطان سے عذر گناہ کیا اور اپنی خطا معاف کروائی پھر کوئی صورت ملال باہم درمیان عورت و مرد کے باقی نہ رہی چنانچہ بروقت اجلاس تخت فرمان روائی ہر ایک واسطے مجرے کے حضور میں حاضر ہو گا اور اپنا حال خدمت عالی میں گزارش کریگا شاہزادہ نے فرمایا کہ میں نے اقبال شاہ کے شکریوں کی عجیب و غریب صورتیں دیکھی ہیں میں معلوم کہ انکی کیا حقیقت ہو نا درہ راز دار نے کہا کہ اقول تو ان میں طبقہ اعلیٰ کے جن تھے اور باقی لشکر حصار چار مثلہ کا تھا جسے آپ کے ساتھ ملک گیری کی شاہزادہ نے فرمایا کہ قوم اجنہ میں شاید یہی طریقہ ہو نا درہ راز دار نے کہا غریب پرورد اس قوم آتش میں خداوند عالم نے تین طبقہ خلق فرمائے ہیں اول طبقہ اعلیٰ کہ ان میں اجنہ مسلمان باایان ہیں اور امثال میں مثل فرشتوں کے ہیں بلکہ موکلان عالم سفلی انھیں کو مشہور کرتے ہیں یعنی سوائے خوشبویات کے اور کوئی چیز انکی خوش نہیں ہو دوم طبقہ اوسط اور وہ ہماری قوم ہی کہ جب ہم عبادت و ریاضت ملومی کریں تو مرتبہ اعلیٰ کو پہنچیں اور اگر سفلی کی طرف راعب ہوں تو آدم زاد سے وصل اور ہم کفو ہوں اور انھیں کی تقلید کریں اور ہماری قوم میں کا فرو خدا پرست دونوں میں تیسرے طبقہ ادنیٰ جسے فرقہ مشیاطین مراد ہو اس فرقہ میں خدا پرست کم ہیں اور کا فر زیادہ ہیں الغرض جو خدا پرست ہیں انکو جن کہتے ہیں اور جو کافر ہیں انکو مشیاطین شاہزادہ نے فرمایا اشارہ شدتے ایسا مفصل حال بیان کیا کہ میری سمجھ میں بخوبی آ گیا نا درہ راز دار نے کہا میں کیا اور میرا بیان کیا لیکن یہ تمام فیضان صحت حکیم صاحب کا ہو اموشہ یار جناب حکم صاحب نے ملکہ نو بہار گلشن فروزا اور اس خاوسہ کو اپنی زبان معجز بیان سے فرزند ارشاد فرمایا اور انکو بادشاہی طلسم کی رحمت فرمائی اور اس خاکسار کو بحسب لیاقت یہ عمدہ عنایت فرمایا اور مکان میرا جائے نزول مرغ اسرار قرار دیا اور مرغ اسرار نے تمام حکمت و مقدمات رازداری و اسرار طلسم فحجے تعلیم کے راوی کہتا ہو کہ یہ صحبت تخلیہ کی نا درہ راز دار و شاہزادہ عالی وقار کی باہم اس وقت ہوئی جبکہ ملکہ نو بہار گلشن افروز آرام خاص میں گئی اور وہ وقت چار گھڑی رات رہے کا تھا اور اسی گفتگو کے بعد شاہزادہ نے بھی آرام کیا اور ایسا سو یا کہ نماز صبح قضا ہو گئی غرض صبح کو حسب الحکم جناب حکیم صاحب کے دیوان عام عیسیٰ از سر نو آراستہ کیا گیا اور تمام شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا اور جلسہ عام قرار پایا اعلیٰ و ادنیٰ خاص و عام سب جمع ہوئے اور شاہزادہ ایسا سو یا کہ مطلق خبر نہوائی اور دن زیادہ آ گیا نا درہ راز دار



صبح شب کا حال ملکہ نو بہار گلشن افروز سے بیان کیا اور کہا کہ آپ تشریف لے کر خود شاہزادہ کو خواب راحت بیدار فرمائیے کہ ساعت جلوس تخت قریب آئی عرض ملکہ نو بہار گلشن افروز نے شاہزادہ نامدار کو بیدار کیا اور فرمایا کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے و از اس الانسان الضو عانا لجنبہ قدسا عدا او قایا فلما کشفنا عنه ضرہ و کان لم یعدنا الی افرسنہ میں موافق اس آیت کے آپکا حال ہو گیا معنی کہ جب تک آپ میرے خیال میں مبتلا رہے بھی ناز صبح قضا نہیں ہوئی مجھے کیا بے فکر ہوئے کہ خدا سے بھی غافل ہو گئے اور بے غل و غش آرام فرمایا کھانکی نماز اور کیسا روزہ شاہزادہ نے فرمایا کہ واقعی اس صبح نے مجھے استدرجہ ان و پریشان کیا تھا کہ میں اسکی صورت دیکھتا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا مائی الحقیقت اس خواب سے بہت اور کوئی خواب نہ تھا شاہزادہ نے ملکہ نو بہار گلشن افروز کو سینہ سے لگایا اور چند بوسہ لب و دہن کے لیے اور جوش و ولولہ ایسا شاہزادہ کی طبیعت میں پیدا ہوا کہ از خور رفتہ ہو گیا بیست

در کمار آئینہ ان کشیدش تنگ | کہ طہر خون شدش نہال خندنگ

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے شاہزادہ کو از خور رفتہ پا کے ناورہ نازدار کو آواز دی ناورہ رازدار اسوقت فوراً ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی شاہزادہ بسبب شرم کے خاموش ہو رہا ناورہ رازدار نے کہا اے شہریار آپ ناحق گہرائے ہیں اب خدا نے چاہا تو روز بروز صحتیں اور زیادہ ہونگی آپ کس خیال میں ہیں بسم اللہ حمام فرما کے غلخت زیب بدن فرمائیے اور تخت فرمائند ہی پر جلوہ گر ہو سچے کہ تمام اہل دیار تصور کے جمال بے مثال کے مشاق ہیں غرض شاہزادہ حمام میں تشریف لے گیا اور بعد غسل لباس شاہی زیب جسم کیا اور سر پہ گوبہر پہیل جو کہ شاہوں کے واسطے مخصوص ہو سر پر باندھ کے محل سے برآمد ہوا بجز و برآمد

ہونے کے ہر چار طرف سے نداے ہوشیار ہاش بلند ہوئی اور نوبت سکندری و سلیمانی کی صدا فلک ہنیم یک ہوئی شاہزادہ
 پیادہ خرامان خرامان دیوان عام کی طرف متوجہ ہوا اور بساعت سعید تخت عرشہ و سریر سلیمانی پر جلوس فرمایا
 حجرائیوں کا جہاز ہوا شاہزادہ نے اس قدر کثرت انسان و پریرادون کی دیکھی کہ شمار انکا غیر ممکن تھا جہاں تک نگاہ کام
 کرتی تھی بجز انسان و پریرادون کے اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا اور اس طرح کی رونق و زینت دیکھی کہ کبھی نظر سے
 نہ گذری تھی پہلے سب سے ایک مرد سفید پوش و خوش جمال نے سلام کیا شاہزادہ نے فرمایا ای جوان تم کون ہو کہ
 ہم نے تمہیں کہیں دیکھا ہو اس سے جواب میں کہا کہ غلام رافع بن ارفع ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں مریض
 نا تو ان دیکھا تھا اس وجہ سے پہچان نہیں اب اپنا حال بیان کرو کہ اس مرض سے نجات ہوئی یا ہنوز باقی ہو رافع
 نے عرض کی پیر و مرشد جس وقت کہ مرفوع میرے خسر نے دعائے شفا میرے واسطے مانگی تو آتیر بہ ہدف ہوئی اور
 جس خیمہ میں میں نے غسل کیا تھا وہاں سے مجھے چند اجنبی لیکے اور لپکا کر شفا خانہ سلیمانی میں پہنچایا جو کہ پردہ قاف
 میں ہو داروغہ شفا خانہ نے کہ جسکا نام طبیبون جنی ہی میری نبض دیکھی اور کہا کہ تمکو مرض محبت ہو یعنی حرارت و دیہوش
 عشق کی وجہ سے اپنی منگوہ سے ہم محبت نہیں ہو سکتے اور یہ مرض مرض رو حانی کہا جاتا ہے اس شہر یا عالی و قار
 وہاں شفا خانہ میں ایک حوض ہو محض اس واسطے کہ مریض آسٹیں اچھے ہوتے ہیں پس طبیب نے مجھے اسی حوض میں
 غسل کرایا جب غسل سے فرصت پا کے باہر حوض کے آیا بالکل اچھا تھا وہ مرض بالکل دفع ہو گیا میں نے
 طبیبون جنی سے کہا کہ ای بزرگ مجھے خداوند تعالیٰ اس نے تمہارے قدموں کی برکت سے صحت عنایت فرمائی
 اب مجھے رخصت کرنا چاہیے طبیبون جنی نے فرمایا کہ ای جوان میں تمکو ایک اسم معظم ایسا تعلیم کروں کہ تم عالم عجائبات
 میں سلطان روح الملک کے نائب خدمت ہو جاؤ اور سب سے پہلے شاہزادہ مغیر الدین کو سلطنت اطلسم کی
 مبارکباد دو میں نے حسب ارشاد طبیبون جنی ایک ہفتہ وہ اسم پڑھا آٹھویں روز طبیبون جنی نے مجھے رخصت
 کیا اور چند تحفہ پر وہ قاف کے عنایت فرمائے میں براہ راست سلطان روح الملک کی خدمت میں حاضر
 ہوا سلطان روح الملک نے فرمایا ای رافع ہم تجھے عمدہ نیابت شہر عرشہ کا دیا جاتے ہیں شاہزادہ
 مغیر الدین کو ہماری طرف سے جلوس تخت کی مبارکباد دو دنیا میں نے عرض کی بہت مبارک ہو میں حاضر ہوں
 سلطان روح الملک نے اسی وقت خلعت گران قیمت مع ہزار سوار جہاز مسلح و کمل دیکر شہر عرشہ کو روانہ کیا
 اس روز سے لباس ہمارا مع سواروں کے کہودی مقرر ہوا اور ایک اسپ صبار رفتار سلطانی کہ جو ہمیشہ نائب کے
 متعلق رہتا ہے وہ بھی دیا شاہزادہ مغیر الدین نے فرمایا کہ ہم نے بھی بروز جائزہ لشکر حشمت نگارین ایک نقابدار
 کہودی پوش دیکھا تھا مگر ہمکو اس وقت اس کیفیت سے اطلاع نہ تھی اب بجز اللہ تمکو ہنہ خوشحال پایا رافع نے
 عرض کیا غلام شب و روز حضور کی دعائے دولت اقبال میں بسر کرتا ہوں ابیات

چنین گفت آن سخن گوئے کس زاد کہ چون نہ آمد اندر برج ماہی ز نورش نہ ہرہ درخز چنگ بریں ز پرکار زحل خورشید منظور عطار دکر و زاول خط جو زرا ہرین طالع کزو فیروز شد بخت پر یزادان مبارکبا و گفتند فلک زانوار از عکس جہانش بجلس آدمی زادان نشسته ہدیوان گرچہ کہ بود آؤن زاد سلیمان و ارشاد ہنشاہ دوران جہان روشن شد از نقش گیش	کہ بودش داستان ہائے کس یاد معرالدین شد بر تخت شاہی سحارت داد از تلیف و تدیس ہدیواندہ فلسفہ پر توئے نور سوئے رنج شیر افکن تماشا معرالدین برآمد بر سر تخت بشرگان خاک آن درگاہ فتند زمین را رونق از تاجہ و بلالش پر یزادان بخدمت دست بستند وئے قدرش زیادہ از پر یزاد نشست بر سر تخت سلیمان ہمین خواند آفرینش آفرینش
--	---

الغرض جب شاہزادہ معرالدین والا جاہ تخت ملیک پر طوبہ افرید ہوا تو اس طرح کا افتخار و افتخار سلیمانی اور
قدرو وقار و حشمت و اجلال خسروانی پیدا ہوا کہ کبھی کسی جن یا بشر کو خواب میں بھی نصیب نہوا تھا اور پر یزادان
خوش جمال اپنے پروبال کا سایہ کیے ہوئے اور پری رویان خورشید مثال بال ہما کے جنوریے ہوئے ہمیں الغرض
رافع بن ارفع کے بعد ہر اہم سرخ قباد اور قاضی الملک اور چارون رئیس حصار چار مثلثہ و عبید و حصار
و محفوظ قلمدار و رفیع کرسی نشین و حفیظ ثریا مکان و حکیم ابوالحیاسن و عبیدون عابد و حکیم طالقوس
و شہاب نوجوان و عالی سلطان و شاد و نوجوان و غیہ اخص نے مبارکباد دہی مگر جن جن پر یزاد
نے کہ طلسم میں شاہزادہ سے ملاقات کی تھی اور غار راج طلسم میں موجود تھے وہ سب دیوان عام میں حاضر تھے بعدہ
بدر عالم منجم بھی ملازمت عالی میں حاضر ہوا اور اسے پایہ تخت کو بوسہ دیا شاہزادہ نے حال پرسی فرمائی بدر عالم
منجم نے عرض کی جناب عالی حضور تو اس شب عقار کو مجلس امین داخل ہوئے اور غلام کہ چند ملازم ایک خیمہ میں لائے
وہاں میں اپنی معشوقہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوا لیکن متحیر تھا کہ یہ خواب ہر یا بیداری اسی حیرت میں سو رہا جب
صبح کو بیدار ہوا دیکھا تو میں ایک مکان عالی شان میں مع اپنی محبوبہ و مطلوبہ خوشنوا پری کے وارد ہوں اس وقت
بہ تصدیق حضور عجیب عیش میں بسر ہوتی ہی رہی

خلوت ہو وصل یار ہی بوسہ و کناہ ہر	تقدیر اوج پر مرے بخت رسا کی ہر
-----------------------------------	--------------------------------

اور دعائے دولت حضور میں مشغول رہتا ہوں لیکن غلام کی منکوحہ دعویٰ خون اپنی مادر مظلومہ کا عنداق دیو پر کیا جاتی
ہو کہ اس ملعون نے بے گناہ اس بیچاری کو قتل کیا شاہزادہ نے حکم دیا کہ عنداق دیو حرا مخوار کو اسی وقت گرفتار
کر لاؤ غرض وہاں حکم کی دیر تھی فوراً وہ دیو حرا مخوار گرفتار ہوا یا شاہزادہ نے بعد تحقیقات کے اس کے قتل کا حکم دیا
اور بدر عالم سنج سے فرمایا کہ یہ اشخاص جو حاضر دربار میں حقیقت ثریا مکان وغیرہ تمام عشق پیشہ تھے اور تلاش میں اپنی
محبوبہ و مطلوبہ کے سرگردان تھے پہنچے کس کس جہ و جہد سے بفضل خدا انکی مشکون کو حل کیا اور سب کو انکے مطالب
دلی کو پہنچایا انقا سم محروم یہ سب تو اپنی اپنی مراودلی کو پہنچے لیکن ہمارے لیے ہنوز روز اول ہوا اسی امر کو
میں غیبت جانتا ہوں اور شکر کرتا ہوں اس خدا سے کار ساز کا کہ وہ ملال جو کہ دل میں ملکہ نو بہار گلشن افروز
کے میری طرف سے متقاد فیع ہوا بدر عالم سنج نے کہا پیر و مرشد جو امر دشوار و سخت ہوتا ہو وہ اسی دشواری
سے حاصل ہوتا ہے لیکن غلام کو زائچہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے تمام کام برآوینگے بعدہ شاہزادہ دیوان عام
سے مجلس امین تشریف لیکر یا یہاں محل میں نازنینان پر ہی تماشل و ماہوشان خوش جمال و آدم زاد پر نرا و گرہ گر وہ
ہر طرف سے علی آتی تھیں اور مبارکباد دیتی تھیں اور صد ہا پر نرا دین خوش رو و عنبر بورنگ کبرنگ کی پوشاکیں
پہنے جو ہرات میں غرق عطریات میں بی ہوئی ملکہ نو بہار گلشن افروز کو حلقہ میں لیے ہوئے تھیں ہر گاہ شاہزادہ
قریب پہنچا شرف افروز اور منطقہ زرین کمر و سودا وہ سیہ نقایب حمرائے گلگون پوش و کبودان
یاہ منظر و زمانہ دردندان و ملکہ فرنگ سلطان مرصع کمر و سعیدہ قمر طلعت و رانی چندرمان کہ جسکا
قمرائے حور پیکر لقب تھا اور نرگس شہلا یہ سب نازنینیں پہلے نقدن ہوئیں بعد ازاں سلطنت طلسم کی مبارکباد
دی غرض جبکہ شاہزادہ نے طلسم میں نازنینوں کو ملاحظہ فرمایا تھا وہ سب حاضر تھیں لیکن ملکہ صبح و لکھا آزرہ
ہو کر عبادت خانہ سے اپنے ملک ساتفات کو علی گئی تھی پھر ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس نہیں آئی اول یہ کہ وہ
خود بھی عالی دماغ ہو دوسرے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی خالہ زادہ ہمشیرہ ہم پائیہ ہو لہذا حکیم صاحب بھی انکا نہایت
پاس و لحاظ فرماتے ہیں اور تو قیر و عزت سے پیش آتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ملکہ صبح و لکھا کا حال جبل اعلیٰ میں
گزارش ہوگا اور ملاحظہ پری کو حسب ارشاد حکیم صاحب کے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اپنے پاس بلالیا
تھیں مختصر تین روز شاہزادہ نے اسی طرح بہر کی کہ دن کو دیوان عام میں حکمرانی فرماتا تھا اور شب کو مجلس امین
پر ہی رویان خوش جمال سے حرف و حکایات میں اوقات صرف کرتا تھا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز نے
تا ورہ رازدار سے کہا اے خواہر گرامی قریب میرا چلی جا ہتا ہے کہ جسقدر میں نے ملال اپنے دل کو دیا ہو اسقدر
میں عیش و نشاط میں بسر کروں اور صبرا و کوہستان کا تماشا دیکھتی ہوں تاکہ دل میں کسی طرح کی ہوس باقی
نہ رہے اے نادردہ رازدار اس شہر خوشبہ کے مرغزار میں چند صید گاہ کیفیت کے ہیں چاہتی ہوں کہ میں اور شاہزادہ

دو دن وہاں کی سیر سے چندے حظ اٹھائیں بعد اُسکے نہر رشک سلسبیل کو دیکھیں اور کنارہ نہر کے لطف چراغان
 اٹھائیں وہاں کبھی شکار گھوڑوں پر کرچے اور گاہ پیدل کہ یرون درمیان کے کسی طرح جلد تمام ہوں کیونکہ اب
 ایک دن ایک برس کے برابر معلوم ہوتا ہوتا وصل حقیقی بجز ایسے سو و لعب کے طبیعت کا تمام مشکل معلوم ہوتا ہے
 اور دل آزر و منذ کو بھی گونہ تسکین ہوگی یہ رشک سلسبیل وہ نہر ہے جو شہر علیین سے مشکوے حیرت کو گئی ہے
 اور مرغ اسرار مثل جانوران پر دار کے ہر روز اس میں غوطہ مارتا ہوتا ہے جیسا کہ اوّل ذکر ہوتا ہے جب نادرہ رازدار نے ملک
 نو بہار گلشن افرورز کی توجہ طرف شکار وغیرہ کے دیکھی اور سو و لعب سے دل کا ہلانا سنا دل میں دوسوہ پیدا ہوا
 کہ اگر عالم تنہائی میں مبادا ملک نو بہار گلشن افرورز خود شکار ہو گئی تو تو خوب تاشہ ہوا کیونکہ ادھر جوش جوانی میں
 ولولہ اشتیاق ہوا دھر آرزوے وصال میں ملک مدہوش ہے اور لبظاہر عقد بھی ہو گیا ہے گو وہ عقد طلسمی ہے لیکن ایسا الفخ کا
 نہیں دوسرے جب انسان کو غلبہ شوق و ذوق ہوتا ہے تو عقل بالکل ترائل ہو جاتی ہے اور دین و دنیا کا خوف
 جاتا رہتا ہے بہر حال ایسی حالت میں نخل ہونا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے اور اگر یرون طلسم شاہزادہ کے دل میں کوئی
 فتور پیدا ہوا تو دیکھ لیا جائیگا بالفعل اس عیش کا برباد کرنا اچھا معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اسکے انجام کار سے یہ پریزاد عالم
 ہو لندا انجام اس حرکت کا ایسا بد ہوگا کہ تمام عمر کا ریاض ایک لمحہ میں مٹ جائیگا اور پھر تاقیامت بتلائے رنج و الم
 ہونا ہوگا آخر الامر نادرہ رازدار نے ہزاٹھا کہا اے ملک آفاق ایک دن وہ بتھا کہ تلو شاہزادہ کے آنے سے عبادت خانہ
 میں تکلیف ہوئی اور وہ گھوڑی رات دشوار ہو گئی تھی کیونکہ آپ ہر مرتبہ یہی کہتی تھیں کہ عہد سحر ہو تو میں یہاں سے
 جاؤں اور جو میں کوئی کلمہ سفارش زبان پر لاتی تھی تو مجھ سے آزرہ ہوتی تھیں اور آج یہ معاملہ کیا ہے کہ عجیب و غریب
 ولولے آپکے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور اسکے انجام کا کچھ خیال نہیں ملک نو بہار گلشن افرورز نے فرمایا اے
 خواہر میں تم سے نہ پادہ ترکسی کو اپنا دوست و خیر خواہ نہیں سمجھتی ہوں جو تم مجھے نہایتش کر و گی وہ مصلحت و وقت ضرور
 ہے اسی نظر سے جو راز ہوتا ہے وہ میں تم سے بیان کر دیتی ہوں نادرہ رازدار نے کہا یہ تو سب آپکی غیبت پرورش
 ہو لیکن میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ پہلے حکیم صاحب سے اس امر خاص کی اطلاع کر لو تو پھر مضائقہ نہیں
 ملک نو بہار گلشن افرورز نے کہا سچ کہتی ہو میں بھی تمہاری رائے سے اتفاق کرتی ہوں بس اسی وقت تم حضرت
 سے جا کر دریافت کر آؤ تا کہ میری تسلی خاطر ہونا درہ رازدار حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور
 ملک کے سوال کو بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے نادرہ رازدار ہماری بھی خوشی ہے کہ ملک نو بہار گلشن افرورز
 و درشاہزادہ عالی وقار مرغزار شہر علیین میں جائیں اور سیر و تماشا دیکھیں جس طرح کہ خسرو شیرین کا واقعہ
 ملک ازمن میں ہوا تھا اور تو اس وقت بجائے ہمیں بالو کے ہو جو شیرین کی بھولی تھی ہر وقت ملک
 نو بہار گلشن افرورز کے ساتھ موجود رہنا نادرہ رازدار نے عرض کیا پیر و مرشد لونڈی نے یہ قصہ سنا ہے

کہ زمانہ سلف میں شاہزادہ خسرو نام ایک عورت شیریں پر عاشق و فریفتہ ہوا تھا اور باہم عیش و نشاط میں بسر کی لیکن مفصل جو نہیں سنا تو خیال میں نہیں آیا حکیم صاحب نے کتاب تاریخ خسرو و شیرین نا درہ راز و راز کو دی اور فرمایا کہ پہلے تم خوب بخور و کھنا بعد اسکے بطور افسانہ عام جلسہ میں ملکہ نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ کو سنانا اور نتیجہ اسکا خلاصہ یہ ہو کہ مرد عورت کی ہر چند خواہش کرے لیکن عورت اپنے کو محفوظ رکھے اور گو کہ اُسے بھی غلبہ شوق ہو لیکن وضع کو کام فرمائے ملکہ نو بہار گلشن افروز اس قصہ کو بخوبی سنے گی اور دل میں خیال کریگی کہ ایک آدم زاد عورت اپنی پھولی کی نصیحت کو عمل میں لائی اور عشق خسرو سے محفوظ رہی پھر میں تو پر نر او ہوں کیا مجھ سے تاہنگام عقد صحیح اپنی حفاظت نہو سکے گی کمال شرم کی بات ہو نا درہ راز دار نے عرض کی اگر حضور کی رائے ہو تو میں یہ کتاب نیسا نہ پری کو دیدوں کہ وہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کے روبرو بخوبی پڑھیں گی حکیم صاحب نے فرمایا کیا مضائقہ ہے القصہ نا درہ راز و در وہ کتاب تاریخ ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس لائی اور فرمانا حکیم صاحب کا بیان کیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اے خواہر صبح کو شاہزادہ سے کتنا کہ حفیظ ثریا مکان اور مسعود نا مجو و احمر لو جو و اصغر بن طافی شاہ دار فہ بن رافع اور عالی سلطان و ادریس نو جوان و بہرام سرخ کلاہ وغیرہ رفقا کو لے کے مرغزار نشاط انگیز میں تشریف لجائے پھر میں بھی اُن نازنینوں کے ساتھ آؤنگی لیکن اسباب نشاط مع سامان لہو و لعب موجود رہے اور جا بجا مرغزار میں روشنی فانوس وغیرہ ہوا و زخمہ ہاے پر تکلف برپا کیے جائیں اور دور و دور سے کنارے نہر کے چراغان کی روشنی ہو نا درہ راز دار نے شاہزادہ سے پیغام ملکہ کا کہا شاہزادہ دل میں نہایت خوش ہوا کہ اس سبب سے کسی دن بوقت فرصت یقین ہو کہ مطلب لی بھی حاصل ہو جائے ابیات

سحر کہ کا قتاب عالم افروز	سرشب را جدا کرد از تن روز	ہنا د از حوصلہ نازغ سیر پر	بزدیر بال طوطی بیضہ زر
معزالدین شہنشاہ زمانہ	کہ باشد شرح حالش بن فسانہ	او اگر وہ ناز با مدادان	بر آمد بر منہ از تخت شادان
سلاطین و گران در رکابش	بسان ذرہ دور آفتابش	بدست ہر یکے فرخندہ بازے	کہ بر قصر فلک می کرد نازے
	باین شوکت و ان شد جانب و	کہ دشت از مقدم او گلستان	

القصہ صبح کو شاہزادہ نا درہ راز محبت بادشاہان کا مگر اسب صبار رفتار پر سوار ہو کے مرغزار نشاط میں تشریف فرما ہوا وہ صحرائے بہار ایسا فرحت آفر و کھا کہ شائد ایسی لطافت بہشت عنبر سرشت میں ہو تو ہو اور نہ مثل حبشہ آب حوان در میان صحرائے برضیا کے جاری تھی علاوہ برین جانوران و خوش و طیور کا شکار بھی موجود تھا یہ کیفیت دیکھ کے شاہزادہ بہت خوش ہوا اور مع رفقا و یاران شکار کھیلنا شروع کیا اور سر شام خیمہ میں تشریف لایا رفقا نے شکار کو باور حنائی شاہی میں بھیجا وہاں طرح طرح اور انواع انواع اقسام کے کباب تیار ہوئے شاہزادہ نے فرمایا جو جو شخص کہ جس جس طرح کے گوشت شکاری کے کباب تیار کرے قدرے اپنی اپنی معشوقہ کو بھی کھلاوے ہر ایک نے

اپنی اپنی معشوقہ کو حسب الحکم عالی طرح طرح کے کباب بطریق تھنہ پیچے شاہزادہ نے بھی کئی قسم کے کباب ملکہ نو بہار گلشن افروزی کی خدمت میں روانہ کیا اور فرمایا کہ ہماری طرف سے ملکہ کی خدمت میں عرض کرنا کہ آپ کب تشریف فرما ہے مرغزار نشاط انگیز ہوگی کیونکہ ہمارا بغیر آپ سے نہایت دل گھراتا ہے جب کباب ملکہ نو بہار گلشن افروزی کے ملاحظہ میں پہنچے اور پیام شاہزادہ کا سنا ملکہ نے فرمایا کہ ہم مع انجینر صبح کو یہاں سے روانہ ہونگے اور خواتین محل کو آواز دی کہ ایسی بیوی ہمارے پاس آؤ اور اپنا اپنا حصہ لیاؤ منقطعہ زرین کمر وغیرہ حاضر ہوئیں اور اپنا اپنا حصہ لیں ملکہ نو بہار گلشن افروزی نے بھی ہر کو شاہزادہ کی آنکھوں سے لگا کے قدمے کباب نوش فرمائے لیکن ناوہ رازدار کو اس وقت خیال آیا کہ افسوس ہزار افسوس اگر مجھے کسی مرد سے تعلق ہوتا تو میرے واسطے بھی تھنہ آتا اگرچہ کباب ہر ایک نے ناوہ رازدار کو بھی دے لیکن وہ فرہ کہاں آخر اس صدمہ نے ایسا دل کوناوہ رازدار کے پریشان کیا کہ کوئی صورت دفع ملال کی پیدا نہ ہو سکی بلکہ وقتاً فوقتاً ملال زیادہ ہوتا گیا جب زیادہ بے چین ہوئی شب کو حکم صاحب کی خدمت میں پہنچی یکایک اندرون پردہ سے آواز آئی کہ اے ناوہ رازدار خیریت ہو آج تو غلات دکت کیوں آئی ناوہ رازدار نے عرض کیا اے حضرت کیا عرض کروں آج شاہزادہ نے اور اگلے دن کے کباب شکار کے ملکہ نو بہار گلشن افروزی کو اور ہر ایک نے اپنی اپنی معشوقہ کو بطریق تھنہ پیچے حکم صاحب نے فرمایا اس وقت میرے دل کو میں پردہ پاتا ہوں اور یہ نظامت تیرے بیچ ثابت ہوتا ہے ناوہ رازدار نے عرض کی حضور ہاں اس وقت مجھے کمال سچ ہو اور یہی وجہ اس وقت میری حاضری کی ہے کہ شاید حضور کے ارشاد سے دل کو گونگہ نشین حکم صاحب نے فرمایا تو نے بہت خوب کیا جو تیرے پاس چلی آئی میں تجھے اس وقت بلایا جاتا تھا اے ناوہ رازدار ملکہ نو بہار گلشن افروزی سے کہو کہ تم اپنے نقالان محفل کو حاکم دو کہ وہ خسرو شیرین کی نقل ابتداء عاشقی سے تا انتہا تمہارے سامنے بیان کریں بلکہ اس طرح سے کہ بجائے خسرو شاہزادہ مغزا الدین کو قرار دیں اور بجائے شیرین ملکہ نو بہار گلشن افروزی کو اور شیریں والدہ ملکہ مشرف افروزی ہمیں بانو شیرین کی بھولی معین ہو اور سامان سب تمہاری سرکار میں موجود ہو لیکن ہنگام نقل ایک مرد مصور کی ضرورت ہوگی کہ وہ عیار کو مل بھی ہو بلکہ عام صنایع میں سبے مثل ہو جب ایسا مرد کہ جس میں یہ سب صفتیں ہوں دستیاب ہوگا تو وہ بجائے شہنا پور قرار دیا جائیگا کہ وہ خسرو کا سر ہنگ عیار تھا اور اس نے بلباس درویشی ملک ارمن میں اور خاص شکار گاہ میں شیرین کے ہر دخت میں تصویر خسرو کی آویزان کی تھی جب شیرین نے تصویر خسرو کی دیکھی فوراً عاشق ہو گئی اے ناوہ رازدار جب وقت ملکہ نو بہار گلشن افروزی طرف مرغزار عشرت کے توجہ کرے اسکے ساتھ کنارہ کنارہ نہر رشک سلسیل کے جانا جب بارہ فرسخ پر پہنچو گی تو ایک عظیم الشان پارلیگام نام اسکا جیل رنوت ہو وہاں ایک جوان عالیشان سے ملاقات ہوگی وہ شاہزادہ کا محرم راز ہے باقی احوال تم کو خود ہی معلوم ہو جائیگا ناوہ رازدار

حکیم صاحب سے خصت ہو کے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی اور تمام گفتگو حکیم صاحب کی ملکہ نو بہار گلشن افروز سے بیان کی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے حکم دیا کہ جلد اسکی تعمیل کی جائے تا وہ راز دار صبح ہوئے ہی پہلے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے جبل رفعت کی طرف روانہ ہوئی ملکہ نو بہار گلشن افروز بھی بعد روانہ ہونے تا وہ راز دار کے توسن گلفام پر سوار ہو مع تمام نازنینان ہمراہی کے کہ وہ کل دس عورتیں تھیں اور باقی خواصین تھیں کہ ہر ایک فن سب کرمی بین طاق بلکہ شہرہ آفاق تھی روانہ تھی طرف جبل رفعت کے ہوئی گویا یہ اشعار انھیں کی شان میں مولوی نظامی نے نظم کیے تھے ابیات

بمردی ہر یکے اسفند پارے	بہ تیر انداختن رستم شکارے	بچوگان خود چنان چالاک بودند
کہ گوئے از چتر گردون در بودند	ہمہ برقع فروہستند چون ماہ	روان گشتند سوئے خدمت شاہ

الغرض تمام پر نیرادین گھوڑا اڑاتی ہوئی اور شکار کھیلتی ہوئی مع ملکہ نو بہار گلشن افروز مرغزار عشرت میں پہنچیں شاہزادہ آمد ملکہ کی خبر سننے خیمہ سے برآمد ہوا اور خود بنفس نفیس چند قدم استقبال کر کے ملکہ نو بہار گلشن افروز کو اپنے خیمہ میں لے گیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے شاہزادہ سے فرمایا کہ اے شہر یار ہارا دل چاہتا ہو کہ پہلے تمام زن و مرد آپسین علاوہ شوہروں کے رشتہ خواہری و برادری جاری کر لیں تاکہ کسی عورت کو کسی مرد سے غیریت نہ رہے شاہزادہ نے فرمایا نہایت مناسب ہو آخر ملکہ نو بہار گلشن افروز نے سب کو ایک جگہ اکٹھے خواہری و برادری مستحکم کرادیا اور پردہ مابین سے ہر ایک کے اٹھا دیا بعد اسکے شاہزادہ سے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ اے شہر یار فردوسی

اے فرماے تارخش رازین کنند	دم اندر دم نائے زرین کنند
---------------------------	---------------------------

سیری طرف منطقہ زرین کمر وغیرہ عورتیں اور تمھاری طرف حفیظ خریا مکان وغیرہ مرد ہوں باہم چوگان بازی کریں دیکھیں اس فن میں مرد و عورتوں پر غالب ہوتے ہیں یا عورتیں مردوں پر شاہزادہ نے فرمایا یہ عورتیں تیر اندازی یا چوگان بازی سے واقف ہیں ضرور سبقت لیجائیں گی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ یہ عورتیں شاہزادیاں ہیں پھر کیا وجہ کہ یہ صفت انھیں نہ ہو بلکہ شاہزادیوں کو یہ سب ہنر واجب و لازم ہیں چنانچہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت ملک سعدان شاہ سے تم خود واقف ہو باقی خواصون کو میں نے آپ خود تعلیم کیا ہو اور میں خود جناب حکیم صاحب کی تعلیم یافتہ ہوں شاہزادہ نے فرمایا واہ جو معاملہ میں بیان دیکھا ہوں عجیب و غریب پاتا ہوں بلکہ میں خود تمھارے کہنے سے چوگان بازی دیکھنے کا مشتاق ہوں سے

زہر غرض آن شیرین مقالان	بر شہر سوئے میدان شاد تابان	چو در بازی کہ میدان رسیدند	پر نیرادان ز شادی بر پریدند
روان شد ہر نہ چون آفتابے	پدید آمد نہر کبکے عقابے	چو سلطان یزدگان مغان ساز	چمن را تا خستند و صید را باز

بدلیہ گرفت ہاں تاسپ تازیم زچوگان گشتہ بے دستان ہمدرا	درین میدان زمانے کوئے بازیم زمین را بید و صندل سود ہرماہ زیک سوماہ بود و اخترانش	فلک را گوئے درچوگان فلکنہ نہ بہر گوئے کہ بروی مادران بید زدیگر سوشہ فرمان برانش	شکر فغان شور در میدان فلکنہ نہ خستگی در گریبان گوی خوشید
---	--	---	---



الغرض پہلی مرتبہ اس طرح چوگان بازی ہوئی کہ کوئی انہیں غالب مغلوب نہ معلوم ہوا بعد اس کے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے حکم دیا کہ اب ہر ایک اپنے اپنے نشو و ہون سے جدا جدا چوگان بازی کریں اور میں شاہزادہ سے اس فن میں امتحان کرونگی ابھی معلوم ہو جائیگا کہ کون غالب ہوتا ہو اور کون مغلوب شاہزادہ نے فرمایا اے ملکہ آفاق یہ علم نکلان انصاف معلوم ہوتا ہو کس واسطے کہ آدم زاد سے پرزوا کا مقابلہ کسی طرح ممکن نہیں ظاہر اجوبتی و چالاک کی جو ہر لطیف قوم آتش میں ہو وہ خاکی میں کیا خاک ہوگی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ جو پرزوا داپنی ہیئت اصلی سے کجا نہ بشریت میں داخل ہوتا ہو پھر اس سے بجز کارا انسانی کے کوئی کام اپنا اصلی نہیں ہو سکتا بدر عالم منجھ نے کہا اے ملکہ عالم میں ایسا مرد غریب پنجم ہوں اگر کوئی مسئلہ مجھ کا حضور در یافت فرمائیں تو خیر ہو جائے کہ اس کام میں دستگاہ رکھتا ہوں فوراً عرض کرونگا اور چوگان بازی فدوی نے کیا بلکہ میری ہنصا دلشت نے بھی کبھی دیکھی ہوگی کرنا کیسا میں کیونکر اسے عمل میں لاسکتا ہوں میں جانتا ہی نہیں کہ چوگان کس چیز کا نام ہو شاہزادہ مغر الدین اور ملکہ نو بہار گلشن افروز عذر بدر عالم پنجم سے خوب ہنسے بعد اس کے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے سکوت کیا اور کہا خیر راحت پیری نے بدر عالم منجھ کو بلایا ہو وہی بدر عالم پنجم کے عوض چوگان بازی کریں گی بعدہ ملکہ قمر اسے حور پیکر نے بھی عذر کیا یعنی رانی خندہ رما نے کہ میں برہمن زادی ہوں میرے ملک میں

چوگان بازی کا مطلق رواج نہیں ہوا امیدوار ہوں کہ مجھے بھی معاف فرمائے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اچھا تمہارے عوض صارم شیردل اور یس نو جوان سے چوگان بازی کریگا اس واسطے کہ اور یس نو جوان اور رانی چند رہا پیر سبز پوش کے متعلقات سے ہیں اور صارم شیردل پیر سبز پوش کا فرزند بشید ہوا اگرچہ حقیقت صارم شیردل کی مثلثہ آبی بین شاہزادہ کو بھی دریافت نہیں ہوئی کہ پیر سبز پوش کا فرزند ہوا اب اس تقریب سے معلوم ہو گیا آخر تو بہت نبوت آپسین چوگان بازی شروع ہوئی اور امتحان گاہ میں بعض عورتیں مردوں پر غالب ہوئیں اور بعض مرد عورتوں پر بعد اسکے شاہزادہ نامدار مع رفیق دیا رسیدان آزمائش میں تشریف لایا اور اس طرف ملکہ نو بہار گلشن افروز مع نازنینان آفت روزگار مقابلہ میں آئی اور یہ شعر پڑھے ابیات

زیبا سوما ہوا دوا خترانش	زدگیر سوشہ فرما نبرانش
گوزن و شیر بازی نمی نمودند	تدروان باز غالب نمی ربودند

الغرض ملکہ نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ معزالدین عالی تبار میں اس طرح چوگان بازی ہوئی کہ صلیہ حسین و آفرین ہر ایک آدم زاد پر یز او کی زبان سے بلند ہوئی لیکن کسی کو غالب و مغلوب کی تمیز نہ ہوئی اور یہ شعر کسی استاد کا پڑھا بیت

گئے خورشید بروے کوئی گراہ	گئے دل برگرو بروے گئے شاہ
---------------------------	---------------------------

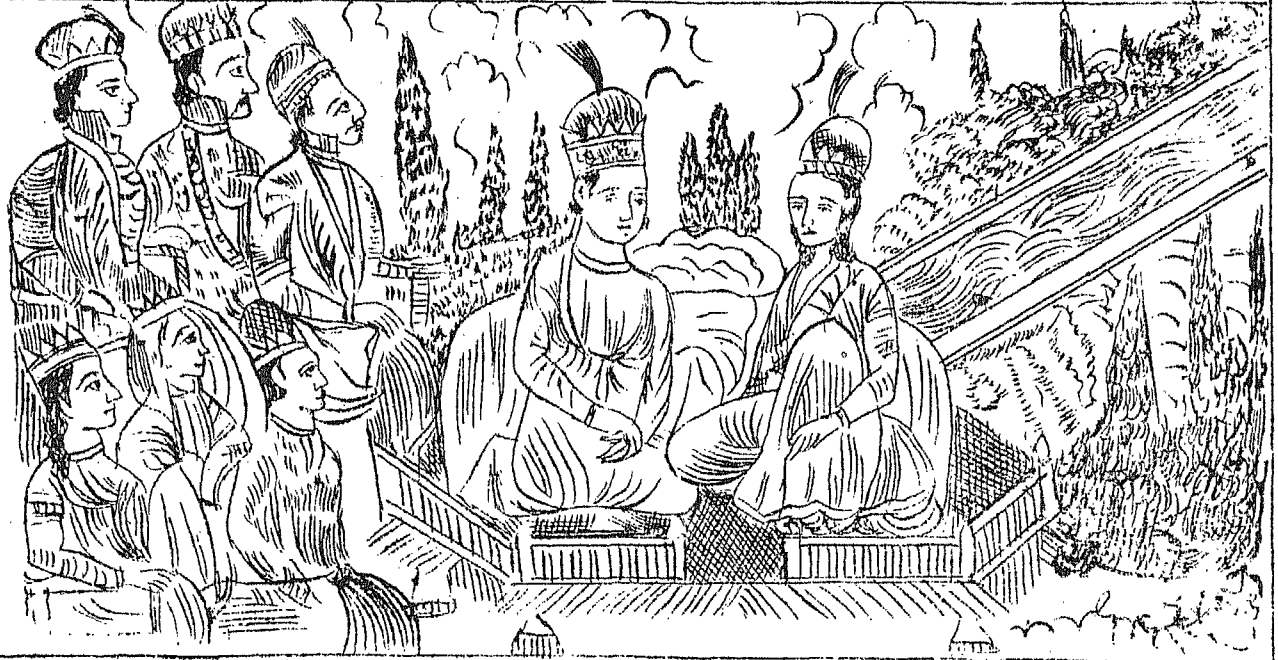
جب وہ ہنگامہ چوگان بازی ختم ہوا شاہزادہ نے فرمایا امی ملکہ خوبان جہان اب اسی طرح شکار اندازی میں بھی آزمائش ہو کہ ابیاست

تعال اللہ چہ خوش روزے رسیدہ	جہان را تخت فیروزی رسیدہ
بس آن بہتر کہ سوے دشت تازیم	پے صید افگنی گردن منہ ازیم
چو کام از گوے چوگان برگرفتند	طوائف گرویدند ان در گرفتند
بگفام بے شبگون گرد میدان	چو روز و شب ہمین گردند جولان
وز انجا سوے صحرارخ نہادند	بصیدانداختن باز و کشادند
پنڈان صید گوناگون فلکندند	کہ در حد حساب آید کہ چندند
بزحسم تیرا ہر نو جوانے	زمین کردہ بگوزان نیستانے
نبوک نیزہ ہر خاتون سوارے	تہی کردہ ز آہو مرغزارے

جب بقصد صید افگنی ان نازنینان جہان رستم دوران نے صید ہائے مختلف کے عقب میں کھڑے پہنچ کر شاہزادہ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہر ایک نازنین صید افگنی میں بلاے روزگار ہو دل میں کہا اللہ اکبر

ناوک نے ترے سعید نہ چھوڑا زمانہ میں	ترپے آدم غ قبلہ نما آشیانے میں
اشعار	
ملک زان بادہ شیران شکارے	شگفتی ماند در چپ یک سوارے
کہ ہر یک بود فرمیدان ہماے	بدیوے گاہہ پخیر اثر و ہماے
<p>ہر چند کہ شاہزادہ معزالدین نے بھی نفس نفیس باجج ہرن نیزہ سے مارے اور دو ہرن کندہ سے گرفتار کیے اور ملکہ نو بہار گلشن افروز نے تین آہوان صحرائی کا شمشیر سے شکار کیا اور ایک ہرن کو کندہ سے گرفتار کیا لیکن وہ ہرن اس قوت سے تڑپا کہ ملکہ مع کندہ اسکے پیچھے چلی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے چالاکی سے دو ہرن احاطہ کندہ اسکی گردن میں ڈالا مگر وہ ہرن اس زور سے بھاگا کہ دونوں سرے کندہ کے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے ہاتھ سے چھوٹ گئے اور دست بہین اس یسبان کندہ کے صدمہ سے نکال ہو گئے لیکن ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اسوقت بڑی جوانمردی کو کام فرمایا کہ جب وہ ہرن مع کندہ کے صحرا کو روانہ ہوا ملکہ نے اسکا تعاقب کیا قدرت خدا سے سر کندہ کا ایک درخت خاردار میں ایسا الجھا کہ ہر چند وہ تڑپا اور زور کیا مگر نہ چھوٹ سکا ملکہ نے فریاد اٹھاتے ہوئے اسے جسبت کی اور اس ہرن کو بچالاکئی تمام گرفتار کر لیا اور کشتان کشتان اپنے خیمہ میں لے آئی شاہزادہ نے دور سے جو کیفیت دیکھی</p>	
[انہوں نے دست شمشیر سے گرفتار کیا]	
یعنی ملکہ نو بہار گلشن افروز اس ہرن کو زندہ گرفتار کر لائی بس شاہزادہ نے جرات و قوت ملکہ پر	
آخرین کی اور فرمایا ہے	
کہا چو این دوست صیب الفتن سوارے	کہ وہ چو این معزالدین شکارے
الفرق وہ نامہ روز شہر میں اسے ہوئی اہیات	
فلک بادل فارغ از درد و غم	برا فرات بر چرخ ہفتسم عالم
گئے باخت چو کمان و گر کوے برد	گئے باخت صیب و گئے یا کوہ خورد
<p>جب شام کا وقت ہوا شاہزادہ والا جاہ اور ملکہ نو بہار گلشن افروز اپنے خیام فلک احتشام میں داخل ہوئے اور ارباب نقیاط حاضر ہوئے صحبت و سرور گرم ہوئی شاہزادہ نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے پوچھا اے ملکہ ناوہ رازدار کو میں نے نہیں دیکھا وہ پوچھا ان بازی میں بھی شریک نہ تھی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا شاہزادہ سب الحکم جناب حکیم کے بتلاش کسی مرد کے وہ گئی جو شاہزادہ چپ ہو رہا</p>	
اب انکو کفارہ نہر شکسبیل کے عیش و عشرت اور صید و شکار میں	

مصروف رکھا جاتا ہوا و چند کلمہ حال میں خارج طلسم کے گذارش کیے جاتے ہیں



راوی کا بیان ہو کہ جس وقت سے ابوالحسن جوہر اپنے طلسم سے نکلا ہی ہر وقت دہر ساعت تصویر میں شانہ اودہ
معزالدین کے پریشان رہا کرتا ہو اگرچہ غم شیریں کار اور بستان افروز پیری کا بھی خیال ہو لیکن
زیادہ تر شانہ اودہ کی یاد میں مضطرب و بیقرار ہو علاوہ اسکے حکیم صاحب نے سہیل کو حکم دیا کہ خبردار
چالیس روز تک کوئی شخص دروازہ پر بقیعہ فیض کے نہ آوے اسوجہ سے ابوالحسن جوہر اور زیادہ تر جہان تھا
بلکہ امیر جلال الدین و امیر خلیل الدین و امیر سلطان وغیرہ بھی مفارقت میں اپنی اپنی معشوقان طلسمی
کے ایسے بے چین تھے کہ انکو کسی طرح قرار نہ تھا اور حکیم صاحب کے پاس قطعاً جانا محال تھا اس روز زیادہ
ہر ایک پریشان تھا تا گاہ بقیعہ فیض سے آواز آئی کہ امی سہیل ابوالحسن جوہر کو جلد ہمارے پاس حاضر کرو
سہیل نے اسی وقت ابوالحسن جوہر کو آستانہ فیض شامہ پر حاضر کر دیا حکیم صاحب نے ابوالحسن جوہر کو
اندربلایا ابوالحسن جوہر سلام کر کے باوب بیٹھ گیا اور دست مبارک کو بوسہ دیا حکیم صاحب نے فرمایا اے
ابوالحسن جوہر تھیں میں نے اسواسطے بلایا ہو کہ پہر رات رہے تم چار فرسخ پر یہاں سے کوہستان میں جانا
وہاں پہاڑ پر ایک درخت شفتالو کا ہو اور قریب اس درخت کے چوڑا حوض ہیں اور ہر حوض کا پانی
ہر رنگ کا ہو اور ہر ساعت تبدیل ہوتا رہتا ہو تم برہنہ ہو کر اس حوض میں غسل کرنا یقین ہو کہ وہاں سے
فوراً ہمارے پاس پہونچو پھر جو ہم کہیں اسے عمل میں لانا ابوالحسن جوہر نے ارشاد حکیم صاحب

بدل و جان قبول و منظور کیا اور تمام شب اختر شماری میں گزار دی جب صبح ہوئی جلد بلند حوائج ضروری سے فراغت کر کے کمر ہمت کو جست باندھا اور روانہ کو ہستان ہوا واقعی ایسا سرسبز بہار بھی کا ہی کو نگاہ سے گذر رہا تھا اسکے آگے جبل علی کا رتبہ کیا تھا اور درخت شفتالو کے قریب چوڑا عرض برنگ مختلف پہلو بہ پہلو دیکھے اور پانی اُنکا جوش و خروش میں تھا اور ہر ایک حوض دوسرے سے شاید گزر گزر کے فاصلہ پر ہو گا اور کنارے اُنکے انواع و اقسام کے پتھروں کا فرش تھا ابو الحسن جو ہر نے کہا واہ کیا قدرت خدا کا تماشا ہو غرض حسب الحکم حکم صاحب ایک حوض میں کودا بعد اسکے پانی میں غوطہ مار کے جب سر باہر نکالا تو دیکھا کہ باہم ہر ایک حوض دوسرے سے ملحق ہو بلکہ سب کا پانی ایک ہو گیا پھر تو جہان تک نظر نے کام کیا بحر پانی کے اور کچھ گفرت آیا وہ سب ملے ایک دریا سے سواج ہو گئے اور اس میں ایک مگر نہایت عیسائی نمونہ کا مثل غار کے کھلا ہوا نظر آیا ابو الحسن جو ہر نے جب اس مگر کو دیکھا کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون بس زندگی تو تمام ہوئی یہ ملک الموت کی صورت ہو بعد وہ مگر قریب آیا ابو الحسن جو ہر نے کہا نہیں معلوم کہ مجھ سے کیا تصور سزا ہو جو حکیم صاحب نے مجھ پر یہ بلا نازل فرمائی یہاں مجھے محض ہلاکت کے واسطے بھیجا ہو میں نے تو یہ پانی بہت صاف دیکھا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ اس میں ملک الموت کا گھر ہو ایک خطہ میں یہ آب صفا بحر ہلاکت ہو گیا ناگاہ وہ مگر قریب تر آ گیا ہر چند کوشش کی کہ نکل جاؤں لیکن کچھ کوشش سے فائدہ نہوا سانس لینے کی فرصت نہ دی فوراً وہ مگر ابو الحسن جو ہر کو نگل گیا پھر ابو اس جو ہر کو اپنے مال و مال کی خبر نہ رہی جب ہوش آیا تو دیکھا کہ نہ وہ مگر ہی نہ وہ دریا بلکہ میں بہار پر کھڑا ہوں ابو الحسن جو ہر نے اپنی سلامتی جان کا سجدہ شکر ادا کیا مگر اب سوائے ایک ننگی کے اور کچھ پاس نہیں دل میں کتنا تھا کہ کیا کروں جو کوئی دیکھتا کہ کیا کیا واہ جناب حکیم صاحب نے خوب بھیجا غرض یہی بکنا ہوا ایک درخت کے پاس آیا وہاں ایک پیر خضر صورت کو سایہ درخت کین بیٹھا دیکھا اور ایک طرف ایک خوان پر از طعام مختلف الالوان رکھا ہوا تھا اور ایک بقیہ آسمین کچھ بندھا ہوا رکھا دیکھا اُس وقت میں ابو الحسن جو ہر کے خیال آیا کہ یہ بقیہ بہ عیاری اس مرد پرستے لے لیجئے بجز اس خیال کے وہ بندھا خوب ہنسا اور کہا یہ آپ ہی کے واسطے میں لایا ہوں آپ یہ خاصہ نوش فرمائیے اور یہ پوٹاک زریب ہم بھیجے باقی اور زیادہ تکلیف کو کیوں کام فرمائیے کہ ناحق گناہ کا ہو پتا ابو الحسن جو ہر اُس وقت اپنے خیال بہبودہ سے سخت نادام ہو کے سرنگون بیٹھ گیا جب بقیہ کھول کے دیکھا تو آسمین اپنے کپڑے جو کنارہ حوض اتارے تھے پائے اس امر سے اور زیادہ حیرت ہوئی اور اپنے دل میں اپنے اوپر نفرت کی کہ ناحق حکیم صاحب کی بھی شکایت بجا کی غرض کہ وہ کپڑے پہنے اور یراق عیاری زریب جسم کیا بعد اسکے اس پیر مرد سے پوچھا کہ حضرت کا اسم مبارک اور اس مقام کا نام کیا ہو اور میرا سبب بیان کیوں کر آ گیا دوسرا عجب یہ ہو کہ مجھے تو ایک مگر جانور دریائی نگل گیا تھا پھر

بین کس طرح زندہ بچا پیر مرد نے کہا نام میرا خضر کو ہستانی ہو اور اس پہاڑ کو جبل رفعت کہتے ہیں میں مدت العمر سے یہیں رہتا ہوں جب کوئی عورت یا مرد اس پہاڑ پر وارد ہوتا ہے وہ گویا میرا ہمان ہو جی وہی وہی کہ جو میں نے تمہاری عزت و توقیر کی اور تمہارا اسباب بھی وہاں سے منگا دیا اور وہ جو مگر تمکو دکھلائی دیا وہ جانور نہ تھا بلکہ باقیان طلسم نے راہ ہر طلسم کی خلاف اور غیر مکر رکھی ہو کہ بعض طلسم کی راہ خوفناک ہو اور بعض کی عجیب و غریب ہی اس طرح اس طلسم کی راہ وہاں مگر ہوا اسباب خاطر جمع رکھو تمکو تکلیف کسی طرح کی نہو گی غرض ابو الحسن جو ہر نے کھانا کھایا اور شراب نوش کی لیکن بوقت نر نوشی وہ پیر مرد وہاں سے چلا گیا ابو الحسن جو ہر کو اس نشہ شراب میں بہتان فروز پری اور غمزدہ شیریں کا خیال آیا اسی تصویر میں کچھ اشعار حاشفانہ پڑھے بعدہ کچھ خیال آیا کہ فوراً بچہ میں سے سامان مصوری نکالا اور چونکہ فن مصوری میں ابو الحسن جو ہر یکتا سے روزگار تھا اُس وقت ایک تصویر خیالی شاہزادہ مغر الدین کی بچنی اور حسن اور قبح تصویر کا بنظر اصلاح دیکھنے لگا

یہاں ابو الحسن جو ہر کو شاہدہ تصویر میں مشغول رکھا جاتا ہے اور حال ناوہ رازدار کا گزارش کیا جاتا ہے



جس وقت ناوہ رازدار حکیم صاحب کی خدمت سے حسب ہدایت حکیم صاحب کوہ رفعت پر پہنچی رفتہ رفتہ اُس درخت کے نزدیک آئی جہاں ابو الحسن جو ہر تصویر خیالی شاہزادہ مغر الدین کی دیکھ رہا تھا ناوہ رازدار

نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا نہایت شکیل و جلیل زیر دشت بیٹھا، جو کہ جسکی روشنی حسن سے دھوپ بھی مسلی و مانند معلوم ہوتی ہے لیکن کسی کاغذ کی طرف متوجہ نہ تھا اور ہ راز و راز بجز دو دیکھنے اس صورت بے نظیر وہ لہذا ابوالحسن جو ہر کے عاشق و فریفتہ ہو گئی ادھر ابوالحسن جو ہر ایسا اس تصویر کے دیکھنے میں مشغول ہوا کہ اسے ناورہ راز و راز کے آنے کی مطلق خبر نہ ہونی ناورہ راز و راز نے لکھوڑے کو ایک درخت سے باندھ دیا اور آپ براہ ابوالحسن جو ہر کے جانے تصویر کو بغور دیکھنے لگی ناورہ راز و راز نے جو بغور دیکھا کہ وہ تصویر عینہ شاہزادہ مغل الدین کی ہے تو ناورہ راز و راز اور حیران ہوئی کہ

لمبارک آمدہ بر تو بہار این تصویر | اگر من مصور را در اینجا پسندیدم

لیکن چونکہ سامان مصوری تو موجود ہی تھا ناورہ راز و راز نے یہ صناعتی اسی جوان کی ہزار کثر جانتی تھی گھر رہا تھا جب ناورہ راز و راز کی آواز ابوالحسن جو ہر کے کان میں آئی پس پشت دیکھ کر ایک نازنین ماہ سپر رشک قمر صاحب جمال بے مثال پشت پر جسکی بکتری تصویر کو دیکھ رہی ہے سو وقت ناورہ راز و راز کی صورت ابوالحسن جو ہر کو ایسی حسین معلوم ہوئی کہ تو باصانع حقیقی نے خود اسکو بنایا تھا ابوالحسن جو ہر اسکی صورت دیکھتے ہی محو حیرت ہو گیا ایسا ہے

شب افروزی چو ہتاب جوانی	سیہ چشمے چو آب زندگانی	دو لبہا چون عقیق آب دادہ	دو گیسو چون کند تاب دادہ
حسنم گیسوش ناز و دل کشیدہ	بیک سوسنہ بر گل کشیدہ	کشیدہ قامت چون گل سبین	دو رنگی بر سر بخشش لب چین
نمک دار دلش و خندہ پیوست	نمک شیرین نباشد لیکن دست	شدہ گرم از سیم شک شیرش	دماغ ز لیس بیار خیزش
فسون گر کردہ بر خود چشم خود را	زبان بستہ با فسون چشم بد را	ز بس کا و رو یاد آن نوش لب را	دین بر آب شیرین شد طلب را
دو پستان چون یقین ناردن خبر	بدان پستان گلستان درم ریز	ز ش تقویم انجم راز وہ راہ	نشانہ دست بخورشید و براہ
ز غلش بوسہ را پا سنج بجز و	کہ نقلش گر کشاید در پر پر و	مناوہ گردن آہو گردنش را	بر آب چشم شیشہ دانش را
بچشم آہوان آن چشمہ نوش	و ہ شیر افکنان را خواب نروغوش	ز رشک زرش مستش خروشان	بیازار ارم رجحان فوشان
مہ از نو بیش خود را حال خواندہ	شب از نو البش کما قال خواندہ	ہدایت و ہزار آشوب و لبند	لب او صد ہزاران ہوشمند

ابوالحسن جو ہر بھی ہزار جان سے ناورہ راز و راز پر عاشق و شیدا ہو گیا اور ایسا محو ہوا کہ تمام خیالات گذشتہ کہ جسکے بے چین ہو رہا تھا وہ سب دل سے مٹ ہوئے قریب تھا کہ بیوش ہو جائے لیکن ہزار و شواری اپنے کو سنبھالا اور ضبط کیا اور جو شعر کہ ناورہ راز و راز نے پڑھا تھا اسکا جواب دیا کہ

قربان صورت تو مصور ہزار بار | لیکن بحیرت است کہ ناز تو چون کشد

اور یہ شعر اپنے سر حال پڑھا

درون سینہ من زخم ہے نشان زدہ | چہ کہم کہ جب تر بے گمان زدہ

بعد پڑھنے اس شعر کے ابو الحسن جوہر نے کہا اے بادشاہ کشور خوبی و گویا ہر بحر محبوبی تنے کمال اس پریشان مال پر
لطف و احسان فرمایا کہ جو اس وقت عالم یاس و ہراس میں مسافر نوازی و غریب پروری کو کام فرمایا اگر دولت خانہ رگلا
دولت مدار سی نواح میں ہو تو اس غریب الوطن بے یار و کمکار کو مہمان اپنا تصور فرمائیے اور ایک ساعت
توقف فرمائیے کہ میں اس قلب مضطرب و خربین کو آپ کے جمال با کمال کے مشاہدہ سے فی الجملہ تسکین و دل نادرہ راز دار
نے جو اب دیا خدا خیر کرے آپ خواہ مخواہ اختلاط گرم با گرم کو کام فرماتے ہیں آپ مجھے کیا جانیں جو اس خوشامد
سے پیش آتے ہیں یا مجھے آپ در پر وہ بناتے ہیں ابو الحسن جوہر نے کہا یہ تو آپ نے سچ ارشاد فرمایا
لیکن مشہور ہو کہ جس سے دنیا میں ملاقات ہوتی ہو اس سے ازل میں ملاقات مقدر ہو چکی ہو اس وجہ سے گو کہ
مجھے آپ کی خدمت میں بظاہر نیاز حاصل نہیں ہو لیکن یہ بھی ملاقات ازلی تصور کرنا چاہیے نادرہ راز دار نے
کہا خیر فرمائیے کہا ان بیٹیوں ابو الحسن جوہر نے فوراً اپنے پیلوں میں جگہ خالی کر دی اور کہا

امن نمی گویم کہ یا بر دیدہ نہ یا بر زمین | چشم من فرش است ہر جائے نہی یا بر زمین

نادرہ راز دار نے کہا خیر خدا تم کو سلامت رکھے ایسے قدر دان کہ میں پیدا ہوتے ہیں یہ کھلے پہلو سے
ابو الحسن جوہر میں بیٹھ گئی ابو الحسن جوہر پہلے نادرہ راز دار کے تصدیق ہوا بعد کے عالم شوق میں بیٹھ پڑھا

یاری آید و من فکر بتارے دارم | ایک دم از من مروای دل ہو کارے دارم

نادرہ راز دار نے شرم سے مسکرا کر کہا اے صاحب وہ تمہارا یار و دلدار کہاں ہو کہ جبکہ آپ مشطریان ہیں
ابو الحسن جوہر نے کہا واقعی مجھے غلطی ہوئی ورنہ مجھے اس طرح کہنا لائق تھا مصرعہ یا رسن آمد و من فکر بتارے
دارم نہ نادرہ راز دار نے بنا ز معشوقانہ کہا اے زبان دراز ہو آشنائی تنے ہمارے فہم ثابت کرتا چاہا ہی ہو
تو یہ دل سے دور رکھو اور ہوش و حواس اپنے درست کرو ابو الحسن جوہر نے دست بستہ نہایت عجز و انکسار
سے کہا کہ اے ماہ دل افروز آپ اپنی زبان معجز بیان سے یہ ارشاد فرمائیے کہ آپ کس گلستان خوبی کی شمع ہیں
اور کس بحر حسن کی دالا گہر ہیں نادرہ راز دار نے کہا میں یہ نیرادون کے بادشاہ کی ہمشیرہ ہوں اور آج کل
ہمارے بادشاہ عالم پناہ کو نقل خمس و شیرین کی بالتفصیل سننے کا شوق ہوا ہوا اور سامان نقل بشل لباس وغیرہ
کے ہماری سرکار میں موجود ہو لیکن کوئی نقال شاپور صفت کا جو خمس و کا عیار ہوتا موجود نہیں ہو اسکی تلاش کو
ایک بزرگ نے جو کہ پیشوا ہمارا ہو مجھے کوہ رفعت پر بھیجا ہو لہذا میں اسکی تلاش میں بیان آئی ہوں اب جو
پر وہ غیب سے ظاہر ہوگا اسے دیکھنا ہو بہر حال ایک شخص تلاش کر کے خدمت میں بادشاہ کی بھیجا ہوتا کہ نقل کامل ہو
میں نے جھکو بیان دیکھا اور خیال ہوا کہ شاید تو ہی اس کام کے لائق ہو کہ اس کم سنی میں تو نے ایسی تصویر خیالی
بنائی ابو الحسن جوہر نے کہا کہ اے ماہ آرام و جان جہان جو کچھ تنے فرمایا بجا ہو ہر چند کہ حسب الارشاد تمہارے

لیا قسٹ نہیں رکھتا اگر چند روز آپ میرے حال پر اختلال پر عنایت فرمائیں گی تو کیا عجب ہو کہ یہ حقیر فیضان صحبت سے
 مختاری اس مرتبہ کے قابل ہو جائے لیکن مختار نے فحوائے کلام سے ثابت ہوتا ہو کہ یہ خادم مختار الجعدہ لقانی مقرر
 کیا جائیگا نادرہ راز دار اس بات سے ابو الحسن جوہر کے خوب تنہی اور کہار میں زادے اور شاہزادے ہر ایک
 فن و ہنر سے ماہر ہوتے ہیں کیونکہ بے ہنر ہنر مند کی قدر کیا جائے اب بتائیے کہ یہ تصویر جبکہ آپ مطالعہ فرمائے ہیں
 اسکو کس نے بنایا ہو اور کسی تصویر ہو اور اس صاحب تصویر سے تلو کیا نسبت ہو ابو الحسن جوہر نے کہا سوائے غلامی
 اور خاندادی کے اور کیا نسبت ہو بلکہ جو نسبت مختارے بادشاہ سے تلو ہو وہی نسبت میرے بادشاہ عالیجاہ سے
 مجھکو ہو نادرہ راز دار نے کہا ہر اور رضاعی متبعین شاہزادہ معزال دین کے ہوا ابو الحسن جوہر نے کہا ہاں مشہور تو
 یوں ہی ہوں نادرہ راز دار نے کہا نام مختار ابو الحسن جوہر ہو ابو الحسن جوہر نے کہا ہاں ہی نام ہو مگر مجھکو
 مختارے اس دریافت کرنے سے یہ ثابت ہو کہ تم گویا میرے نام سے واقف ہوا صورت کو نہیں پہچانتے
 نادرہ راز دار نے کہا ہاں ہنر اپنے بزرگوں سے سنا تھا کہ ابو الحسن جوہر شاہزادہ معزال دین کا برادر رضاعی
 ہو ابو الحسن جوہر نے کہا سبحان اللہ عجیب مرتبہ کے مختارے بزرگ تھے جنہیں حالات غیب سے بھی آگاہ ہی تھی
 یہ علم تو سوائے امام باقر کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا نادرہ راز دار نے خداوند کریم نے علم کو عجیب رتبہ دیا ہو
 اور انسان کو عقل ایسی لطیف شروعات فرمائی ہو کہ جس سے ہر امر اہم کے حالات دریافت کر سکتا ہو اور دل میں کہا
 کہ ہزار شکر اس پروردگار عالم کا کہ جس نے ایسے انسان سے عجاوہ باتوں کیا جو شاہزادہ معزال دین کا برادر رضاعی
 ہو یعنی بعینہ میرے مقابلہ کا نادرہ راز دار نے پوچھا اب شاہزادہ معزال دین کہاں ہیں ابو الحسن جوہر
 نے جواب دیا کہ ایک مدت سے حکیم قسطاس الحکمت نے اپنے عجائبات کی سیہ کو بیجا ہو بلکہ میں بھی ایک اسلم
 میں گرفتار ہو گیا تھا وہاں عجیب عجیب تماشے دیکھے اور مشقت و زحمت جمیل کر اب اس طلسم سے نکلا تھا کہ بعد
 چند روز کے پھر حکیم صاحب نے یہاں بھیج دیا ہو مگر میں جانتا ہوں کہ شاید یہ سرزمین بھی عجائبات میں داخل ہو نادرہ راز دار
 نے کہا ہوگی ہیں کیا معلوم ابو الحسن جوہر نے کہا شاید مثل میرے تم بھی لا علم ہونا ورہ راز دار نے کہا میں یہ بھی
 نہیں کہہ سکتی کہ میری اسل و حقیقت کیا ہو اور مجھ سے کیا کام متعلق ہو ابو الحسن جوہر کو یہ معلوم ہوا کہ یہ دانستہ مجھ سے
 پوشیدہ کرتی ہو پھر ابو الحسن جوہر نے پوچھا کہ مکان مختارے بادشاہ کا یہاں سے کس طرف ہو اور کس قدر دور ہو
 نادرہ راز دار نے کہا قریب ہو بعد اس کے ابو الحسن جوہر نے ایک گلاس شراب ارغوانی کا نادرہ راز دار
 کو دیا اور کہا سیت

ہنوش بادہ دل صاف کن در کشان	بہشتگان زبے لعل جرمہ پیشبان
نادرہ راز دار نے جواب دیا کہ ای صاحب ہمارا دل ہمیشہ سے ایسا صاف ہو کہ کدورت کا ذکر بھی نہیں آنے پاتا	

لیکن وہ گلاس ابو الحسن جوہر سے لیلیا اور نوش کیا پھر ابو الحسن جوہر نے شیشہ و گلاس ناوہ را زوار کے آگے رکھ دیا اور خاموش ہو رہا ناوہ را زوار نے کہا کہ اس حرکت سے کیا حاصل ابو الحسن جوہر نے کہا بقول حضرت حافظ بیت

ساقیا بر خیز و رورہ جام را | خاک بر سر کن غم ایام را |

اسی حضور آخر یہ غریب بھی تو حضور کا مہمان ہو اور مہمان پروری واجبات سے ہو مصرع گذشتہ نوبت ساقی رسید نوبت ماہ ایک جام شراب کو ناب آب اپنے دست نگین سے بھی عنایت فرمائیے غرض ناوہ را زوار نے ایک جام شراب باہین نازد انداز ابو الحسن جوہر کو دیا کہ وہ بیقرار ہو گیا آخر نوبت چند جام کی آپس میں آئی مجب و نون مست و مدہوش ہو گئے اتفاقاً ایک لمبی شیریں پر ناوہ را زوار کے ہر مرتبہ پیچتی تھی اور اڑ جاتی تھی اور ناوہ را زوار اسکو ہر مرتبہ دفع کرتی تھی ابو الحسن جوہر نے کہا یہ کمی بے حیابے میری گس رانی کے دفع ہوگی آخر شہ اپنا قریب لب معشوق لے گیا ناوہ را زوار نے جھجک کے شہ اپنا بلند کر لیا لیکن اس بلند کرنے میں و نون عاشق و معشوق کے شہ ایسے متصل ہو گئے کہ ابو الحسن جوہر نے بے تکلف ایک بوسہ لب نازک کالیلیا ناوہ را زوار پر ہم ہوئی اور کہا او مردنا انصاف شاید تیرے طریقہ میں اسی طرح گس رانی کرتے ہیں شہ گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہوا موت آئی ہو سر چڑھتا ہو دیوانہ ہوا ہوا ابو الحسن جوہر نے کہا یہ میری خطا نہیں بل مشہور ہو بیت ہر کا چشمہ بود شیریں ہر دم و مرغ و مور گرد آئینہ اور علاوہ برین گرا سی ہی ناراضی ہو تو بیت

بوسہ لینے سے خفا ہوتی ہو بوسہ لیلو | تم بھی ہو جاؤ برابر کسین بد لیلو |

ناوہ را زوار نے کہا واہ ایسا بھی بیباک و بے شرم انسان کو نہونا چاہیے اگر خدا نخواستہ کوئی میرا شتا سنا یہاں ہوتا اور یہ ہتھاری حرکت بیہودہ دیکھتا تو پھر کیا ہوتا ہر کام کے واسطے ایک وقت معین ہو اور جو کام کہ عجلت کے ہیں وہ شیطانی ہیں ابو الحسن جوہر نے کہا حضور خداوند تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہو کہ خلق الانسان عوج لا پھر آدمی کی کیا جلال و قدرت ہو کہ خلاف اسکے کئے حکم الہی کہیں ٹل سکتا ہو ناوہ را زوار اس تہید سے اور آشفۃ مزاج ہوئی اور پاس سے ابو الحسن جوہر کے اٹھ کھڑی ہوئی ابو الحسن جوہر دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا قربانت شوم دائمی مجھ سے حرکت بیہودہ ہو گئی اسکی جو منہ مجھے ملے بجا اور درست ہو مگر میں نہ جانتا تھا کہ یلب بخت میرا عالم بے خودی میں حضور کے لب نازنین سے مس ہو جائیگا ناوہ را زوار نے کہا واہ یہ بے اختیاری کیسی ابو الحسن جوہر نے کہا

ای خاتون صل تو یہ ہو کہ بیت

ملحد گر سہ در خانہ خالی بر خوان | عقل باور کند کز رمضان اندیشہ |

ناوہ را زوار نے کہا شاید یہ آپہ تیری نظر سے قرآن مجید کا نہیں گذرا ان الذین یلحدون فی آیائنا یفلحون جہنم و آخرین تو اپنے کو آپ ملحدون سے تشبیہ دیتا ہو ابو الحسن جوہر نے کہا میں نے حضور کے ہر حرف و رخ سے

کوئی بے ادبی ایسی نہیں کی کہ مستو جب جہنم کا ہون اور اگر آپ کو میرا ایک بوسہ لینا ایسا ناگوار تر گذرے تو غیر سے

بوسہ بہن داوی و رنجیدہ بازستان گرد پندیدہ

بلکہ ایک بوسہ کے عوض دس بوسہ لیلو لیکن برائے خدا آذر وہ تو ہوا سوا سطلے کہ شرع میں عوض خون کے خون ہو
جواب ترکی بہ ترکی مشہور ہونا درہ راز دار کو ابو الحسن جو بہر کی اس گفتگو سے تنہی آئی لیکن ضبط کیا باہین
خیال کہ زیادہ گستاخی اور بھی پردہ اٹھا دیگی بعد اسکے کہا تو عیار طرار البتہ میں نے آپ کے ایسی ہی کچھ اوصاف
حمیدہ و خصال پسندیدہ سنے ہیں چنانچہ مشاہدہ میں بھی اسے معلوم ہوتا ہو کہ آپ اپنی جگہ پر بیاری و فیلسوف
ہمارے دل میں بھی راہ پیدا کیا جاتے ہیں اور دل کو ہمارے آپ بچائے خود کوئی مکان تصویر کیے ہیں کہ جہان
نقب یا کند لگا کر کام نکال لینگے ابو الحسن جو بہر نے کہا کہ میرے پاس ایسے آلات ہیں کہ میرا کام کسی جا پر بند نہیں
رہ سکتا دل کیا شہر ہونا درہ راز دار نے پوچھا وہ کیا آلات ہیں ہم بھی سلیں ابو الحسن جو بہر نے کہا کہ تیشہ آہ اور کند
نالہ وغیرہ سوائے اسکے اور کیا شہر مجھ غریب کے پاس ہے

ما جوئے خون رسینہ بنا خن روا کنم باتیشہ کوہ کن نمکند انچہ مالکنم

چونکہ غصہ نادرہ راز دار کا بناوٹ کا تھا خاموش ہو رہی ابو الحسن جو بہر خاموشی نادرہ راز دار
کی نیم رضا سمجھا اور از سر تاپا بلائیں لین نادرہ راز دار اس حرکت سے ابو الحسن جو بہر کی آگ ہو گئی
اور چند کام ناراض ہو گئے چلی تھی کہ ابو الحسن جو بہر قدموں پر گر پڑا بس نادرہ راز دار
شہر کی مسدس

دیکھ کر اسکو بناوٹ سے وہ بگڑی ایکبار یہ بھی قدموں پر رہا اور نہ کچھ کی ٹکڑا
سر کو نہوڑا کے یہ کی مکر سے اسنے گفتار ایسا بیباک زمانہ میں ہو گا ز نمار

آبروریزی سے شاید نہیں تو ڈرتا ہو

غیر سے یہ حرکت کوئی بھلا کرتا ہو

غصہ جب اس ستم ایجاو کا کچھ دور ہوا بیٹھ کر پاس تب آہستہ سے اسنے یہ کہا
دل کی بتیابی نے پیاری مجھے ناچار کیا تجھ پر سو جان سے قصد ہونی راستہ اٹھا

یا داؤد مجھے ڈستہ ہی نہ رسوائی ہو
کشتش جذبہ دل کھینچ کے بان لائی ہو

نیم راضی سا جو اس بات پر اسکو پایا بے حجابانہ سخن وہ یہ زبان پر لایا
آپ نے لطف کیا مجھ پر مفرمایا مجھ کو حیرت ہو ہی جی میں مرے کیا کیا

ہاتھ بھی باندھ چکے ہاؤن پر سر دھرتے ہیں جو کہ تھا غدر میں چاہیے ہم کرتے ہیں		
گور کھائی سے کیا آئے سرسرا نکار دیر تک رد و بدل نہیں ہی اور تکرار	ایک بھی بات سنی اسکی نہ آئے نہ ہار دل سے دل ہلکيا نقشہ یہ ہوا آخر کار	
گر دپھر پھر کے فدا اس پر وہ دیوانہ ہوا شیع رخسار یہ وہ صورت پروانہ ہوا		
سکرا کر یہ شرارت سے جواب نہ دیا مرنے جینے سے کسی کے نہیں افسانہ ہلا	مجھ کو معلوم ہو کیا حال پر اے دل کا کوئی یحییٰ ہو تو ہا کے کرے اپنی دوا	
مجھ سے تدبیر دوا اسکی بھلا کیا ہوے مردون کو زندہ کرے وہ جو سچا ہوے		

الغرض اسی حرت و حکایات میں تمام روز دونوں رہے اور خوب شراب پللی بیان تک خود رفتگی ہوئی کہ ناوہ رازدار کو ابوالحسن جو ہر کا بیجا نا حکیم صاحب کی خدمت میں یاد نہ رہا جب رات ہو گئی تو بابا خضر کو ہستانی شمع و فانوس روشن کر کے لائے اور دو بچھونے لائے جدا جدا بچھا دیے اور خود بھی کنارہ بیٹھ گئے ناوہ رازدار اس وقت شرم و لحاظ سے اس خضر کو ہستانی کے عرق ہو گئی اور ابوالحسن جوہر کو بھی نخل صحبت ہونا خضر کو ہستانی کا ناگوار خاطر ہوا بابا خضر کو ہستانی نے جب ان دونوں زن و مرد کو خاموش دیکھا ناوہ رازدار سے فرمایا ای ناوہ رازدار تم تجسب ظاہر عاقلہ و بالغہ ناکتھا معلوم ہوتی ہو اور علی ہذا القیاس یہ صاحبزادہ بھی اور اس پہاڑ کا نام کہ جہان تم دونوں وارد ہو جیل رفعت ہو لہذا تمھارا باہم نام محرم بیان رہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا ناوہ رازدار نے جو یہ سنا دل میں کہا مہرے سرگاوے زدہ بودم سرخر پیدا شد بدین تو اس بڑھے کو خضر راہ سمجھی تھی سو یہ تو شیطان صفت نکلا مٹا یہ بھی خیال آیا کہ استغفر اللہ ایک بزرگ نے تو کلمہ حق بطور اطلاع کہ ہم ناواقف تھے کہا اور تو نے اسکی نسبت اس طرح کا گمان بد کیا بابا خضر نے کہا ای ناوہ رازدار یہ خیال جو تمھارے دل میں ہو سچا ہو اس واسطے کہ مجھے تم دونوں کی طبیعت باہم فریفتہ معلوم ہوتی ہو بس تمھارے حق میں مناسب یہ ہو کہ تم دونوں اسی جگہ زمین و آسمان کو گواہ قرار دیکر میرے فریعت سے یہ عقد پڑھوا لو تا کہ یہ رات عیش و آرام میں بے تکلفی سے بسر ہو اس بات کو بابا خضر کو ہستانی کی سنے ناوہ رازدار کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور دل میں بابا خضر کو ہستانی کو نہایت سخت و ست کہا مگر ابوالحسن جوہر نے جو یہ کلمہ بابا خضر کو ہستانی کی

زبان سے سُکے دونوں ہاتھ اُنکے اپنی آنکھوں سے لگائے اور کہا شعور

تو دستگیر شو اور خضرؑ کی غبتہ کر من

ایجادہ میر و م و ہر بان سوار اندر

ناورہ راز دار نے کہا ای ابو الحسن جو ہر خاموش زبان بند کرو کیا میں ایسی بے دار بنی ہوں کہ میرا نکاح ایسے عالم مجبوری و تنہائی میں ہوگا بابا خضر کو ہستمانی نے فرمایا کہ بالغ و بالغ کو کچھ ضرورت وارث کی نہیں ہو فقط رضا مندی طرفین جبکویا بجا و قبول کئے ہیں کافی ہوا ابو الحسن جو ہر نے کہا حضرت درست ارشاد فرماتے ہیں ناورہ راز دار نے کہا بس ایک تم درست کہتے ہو دوسرے حضرت لیکن مجھے حضرت کی بزرگی و تقدس سے کمال تعجب ہو کہ بلا تحقیقات ایک مرد رومی کی لڑکی کا ایک مرد غیبی سے زبردستی نکاح کیے دیتے ہیں بابا خضر کو ہستمانی نے ناورہ راز دار کے کان میں آہستہ سے کہا ای ناورہ راز دار تم اس حالت خوب واقف ہو کہ باوجود اس دولت و ثروت کے تمہاری ملکہ کا کس عالم بیکسی میں آردوے قسمت کے اندر نکاح ہوا اور تم باوصف راز داری کے وہاں نہ پہنچ سکیں پھر میں کسوجہ سے تمہاری ملکہ کو تمہارے نکاح میں بلاؤں ناورہ راز دار نے کہا حضرت نے درست فرمایا لیکن مجھے رضا مندی جناب عالی کا خیال ہو بابا خضر کو ہستمانی نے کہا کہ میرا ذمہ اس امر کا ہے کہ جناب عالی خود تمہارے نکاح نامہ پر اپنی ہر بخشش کر دیجئے ناورہ راز دار نے کہا اُس وقت میں آپکو کمان ڈھونڈھوں گی دوسرے عقد ملکہ نو بہار گلشن افروز کا جوشا ہر ادہ معزالہ من سے آردوے قسمت میں ہوا وہ قابل اعتبار نہیں ہو جب تک کہ بیرون طلسم ہر عقد نہ ہو بابا خضر کو ہستمانی نے فرمایا تم عقد کو اپنا کس وجہ سے درست و معتد سمجھتی ہو تمہیں کیا یاد نہیں کہ جس دن ہر ایک رفیق نے شاہزادہ کے گوشت لشکار کا اپنی اپنی معشوقوں کو بھیجا تو تم کس قدر بلول ہوئیں اور حکیم صاحب کی خدمت میں گئیں اور حال پر لال اپنا بیان کیا اسی مصلحت سے جناب عالی نے حسب خواہش تمہاری تلو اس کوہ رفعت پر بھیجا پس یہ سمجھنا چاہیے کہ اگر مرضی مبارک نہ ہوتی تو وہ تمہیں بیان کیوں بھیجتے ناورہ راز دار یہ سُکے خاموش ہو رہی پھر کچھ جواب نہ دیا آخر کار بابا خضر کو ہستمانی نے ناورہ راز دار اور ابو الحسن جو ہر کا نکاح پڑھا بعد اسکے خورد و بان سے روانہ ہو گئے ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ خدمتگار انواع اقسام کا کھانا اور میوہاے تازہ و خشک مع شراب وغیرہ لائے اور انھوں نے دسترخوان بچھایا ناورہ راز دار اور ابو الحسن جو ہر نے کھانا نوش کیا بعد فراغ اکل و شراب کے ایک ہی جا آرام کیا ناورہ راز دار نے کہا ای ابو الحسن جو ہر صدق اللہ العلیٰ العظیم و یا اوتیتم من العلم الاقلیل یعنی باوجود منصب راز داری کے مجھے معلوم نہیں ہوا کہ یہ بزرگ کون تھا اور کمان سے تشریف لایا تھا ابو الحسن جو ہر نے کہا جو امر اُس بزرگ نے کہا بہت درست تھا خداوند کریم انکو خزا سے خیر دے ناورہ راز دار نے کہا کہ ان ہاں تم تو تعریف کیا چاہو کہ اُنکے طفیل میں تمہارا

عقد حسب وخواہ ہوا ابو الحسن جوہر نے کہا سچ تو ہوتا ورہ راز دار نے کہا غلط ہونے میں کیا شک ہوا ابو الحسن جوہر نے کہا سچ کہنا تھیں اپنی ملکہ کے سراقہ کی قسم کہ تھیں مجھ سے محبت ہوتا ورہ راز دار نے کہا خیر قسم سے میں لاچار ہو گئی کلمہ حق تو یہ ہو کہ اگر تجھے محبت نہ ہوتی تو میں اپنی اوقات کیوں ضائع کرتی مگر ایسی محبت نہ تھی کہ ایک بڑھا نا آشنا غیب سے پیدا ہو کر میرا تھے نکاح بچہ کر دے دوم راسے حکیم صاحب کی بھی مقدم تھی

اولی و دارش من قبلہ من ست حکیم | کہ سزا حکم بلند کش منی تو احم تاقت

ابو الحسن جوہر نے کہا رضامندی تمہاری مقدم ہو بعد حکیم صاحب بھی راضی ہو جائینگے نادرہ راز دار نے کہا ای ابو الحسن جوہر ملکہ نو بہار گشتن افر و نے اپنے عاشق کو مدت تک اپنے فراق میں کوہ بکودہ صحرابھرا آوارہ و سرگشتہ پھرایا بعد اسکے اسکے حال پر احتلاک پر رحم آیا بعد اسکے آپسین پھر شراب کے دور چلے جبکہ نشہ شراب سے سرشار و بدست ہوئے ابو الحسن جوہر نے نادرہ راز دار کو سینہ سے لگا کر دو چار بوسہ لب و رخسار کے لیے نادرہ راز دار نشہ میں دانستہ غافل ہو گئی سر سے پاؤں تک دوپٹہ ستان کے آنکھیں بند کر لیں گویا سو گئی اور ابو الحسن جوہر سے کہدیا کہ ہم سوتے ہیں ہیں ستانا نہیں اور اوہرا ابو الحسن جوہر کی ہوس زیادہ ہوئی جب نادرہ راز دار کو ابو الحسن جوہر کے تیور بد معلوم ہوئے اپنے سر کی قسم دے کے ابو الحسن جوہر سے کہا کہ خبردار کسی طرح کا ارادہ نہ کرنا ابو الحسن جوہر نے جب دیکھا کہ نادرہ راز دار مانع وصل حقیقی ہو بس خود بھی شاہزادہ کے سر مبارک کی قسم کھائی کہ بغیر رضامندی تمہارے میں کوئی حرکت نہ کروں گا اب تم بے خوف و خطر آرام فرماؤ الغرض نادرہ راز دار ابو الحسن جوہر ہم نفل و دونوں نے براحت تمام آرام کیا اور صبح کو باہم دو گنا فخر ادا کی بعدہ بابا خضر کو ہستانی ایک اسچش رفتار نہایت چالاک و طرار لائے اور نادرہ راز دار سے کہا یہ گھوڑا ابو الحسن جوہر کے واسطے موجود ہوا ابو الحسن جوہر نے بعد سلام و دست بوسی دعائے خیر سے یاد کیا بابا خضر کو ہستانی نے نادرہ راز دار کو علیحدہ بلا کر چپکے سے کہا ای نادرہ راز دار تم خاطر جمع رکھو کہ نکاح تمہارا حسب ایما حکیم صاحب کے ہوا ہو تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کرنا لیکن پہلے ابو الحسن جوہر کو حکیم صاحب کی خدمت میں لیجانا اور جیسا وہ حکم دین عمل میں لانا نادرہ راز دار نے کہا ای حضرت ہر چند کہ میں عمدہ راز داری رکھتی ہوں لیکن میں اب تک آپکے حال سے آگاہ نہیں ہوں یہ بھی ایک محل حیرت ہو بابا خضر کو ہستانی نے کہا کہ شل ہمارے اکثر خدمت گزار خدمت میں اس حکیم عالی وقار کے شب و روز حاضر رہتے ہیں انہیں سے ایک میں بھی ہوں قصہ مختصر نادرہ راز دار ابو الحسن جوہر کو ساتھ لے اور بابا خضر کو ہستانی کو نصرت کر ملک حشمت نگار کی راہ سے علیحدہ بالا بالا جناب حکیم صاحب کی خدمت میں پہنچی یکایک پردہ اسرار غیب سے آواز آئی کہ ای نادرہ راز دار اب اگر تجھے اپنے بخت ساز گار سے کچھ شکایت ہو تو بیان کر نادرہ راز دار سمجھ گئی کہ بابا خضر کو ہستانی بہت درست کہتے تھے کہ یہ معاملہ بغیر رضا جناب حکیم صاحب

تصور میں نہیں آیا آخر نادرہ راز دار نے نہایت شرم و حیا سے جواب دیا کہ یہ درمشت جبکہ کہ حضور پشت و پناہ ہوں اسے شکایت کس طرح ہو سکتی ہو علی الخصوص یہ کینز خاص جو تمامی عمر حاضر خدمت رہی حکیم صاحب نے حکم دیا کہ ابو الحسن جو ہر کو ہمارے پاس بلا لانا نادرہ راز دار حسب الحکم ابو الحسن جو ہر کو منزل خاص میں جناب حکیم صاحب کے لائی اور جو طریقہ آداب حضور سی جناب حکیم صاحب کے تھے وہ ابو الحسن جو ہر کو بخوبی تعلیم کر دیے تاکہ کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم کا فروگذاشت نہ ہو غرض کہ ابو الحسن جو ہر نے جب وہ عمارت مالیشان دیکھی حیران ہو گیا یعنی اس ترکیب سے ساخت اسکی تھی کہ قطعات کے بیان میں ہو سکتے کیونکہ تمام علم ہر یا حتی اسین صرف کیا تھا وہ مکان کو با ایک فلسفہ معلوم ہوتا تھا اور بیچ میں اس مکان کے ایک حوض سنگ مر مر کا تھا اور اس طرف حوض کے ایک پردہ زر نگار درمستغ کار پڑا تھا نادرہ راز دار نے قریب پردہ جا کر پردہ کو حرکت دی پردے کے اندر سے آواز آئی کہ ای ابو الحسن جو ہر سلام علیک ابو الحسن جو ہر نے آواز کو حکیم صاحب کی پہچان کے جواب سلام دیا اور جس طرح سے طریقہ آداب حضور سی جناب حکیم صاحب ابو الحسن جو ہر کو تعلیم کیا تھا ابو الحسن جو ہر مودب اسی طرح زیارت حسب قاعدہ بجا لایا اور یہ اشعار مذہبیہ حکیم صاحب نہایت حسن و خوبی سے پڑھے ایات

ای درون و برون ز کو جو	گاہ در پردہ و گاہ بظہور	ذات تو مثل قمار بیکتا	میتوان یافت در غلا دلا
ہجو سر از کمال فحش شان	کردہ بر سپہر گر ہر مکان	برزین نیز جلوه ات پیداست	عقل ہر کا طبع دین شید است
استی از ہر ہر کہ می خواہی	سہر فرما ز ماہ تا ماہی	کہ بری ذرہ را بروی سما	کہ دہی بر زمین سہارا جا
صہدا قادری کہ انسان را	ابن کمالات بخشہ و شان را	آنکہ داؤد را نبوت داد	ہم بہ لقمان کمال حکمت داد
داد حکمت ہر کہ رب قدیر	دارا دراز لطف خیر کثیر	ہم ز فیضش گرفت گرموئے	شد ز تحصیل علم ارسطوئے
نوئی ای بادشاہ کشور جان	در زمانہ ارسطوئے دوران	عالم از نور تو درخشان باد	آفتاب کمال تابان باد

حکیم صاحب نے بوجہ خواہر رضامی ہونے ملکہ تو بہار گلشن افروز کے نادرہ راز دار کی عزت و توقیر فرمائی تھی اور منصب راز داری بھی عنایت فرمایا تھا جب شاہزادہ مغزا الدین نے تحت سلطنت طلسم پر بجا ملکہ تو بہار گلشن افروز اجلاس فرمایا تو حکیم صاحب نے ابو الحسن جو ہر کو بھی خدمت راز داری مرحمت فرمائی اور نادرہ راز دار کے شریک کیا یہی وجہ ہوئی کہ ابو الحسن جو ہر کو خلوت خاص میں بلا کے اپنا محرم راز فرمایا کیونکہ بجز نادرہ راز دار کے اور کوئی اس مکان خاص میں انسان یا پر نیاوندہ آسکتا تھا بعد ختم اشعار مذہبیہ حکیم صاحب نے نادرہ راز دار سے فرمایا کہ اب ابو الحسن جو ہر کو حقیقت حال سے مفصل آگاہ کر دو اور نادرہ راز دار نے تمام کیفیت شاہزادہ مغزا الدین کی ازاجہ تانا تھا ابو الحسن جو ہر سے بیان کی اور بعد کے جس کام کے واسطے ابو الحسن جو ہر بلا یا گیا تھا اس کام سے بھی یعنی تصویر کشی و نقالی وغیرہ قصہ سر و شیریں

کر دیا ابو الحسن جوہر نے جو حال شاہزادہ مغزالدین کی موجودگی کا سنا اور یہ بھی سنا کہ ملکہ نوبہار گلشن افرور
جو کل طلسم عجائبات کی بادشاہ ہے وہ شاہزادہ عالیجاہ کی معشوقہ ہے اور اب ہرم عشرت و نشاط گرم ہوا چاہتی ہے اور
اسی واسطے مجھے بھی حکیم صاحب نے یاد فرمایا ہے کہ میں بھی شریک جلسہ کیا جاؤنگا یہ سمجھ کے دل میں نہایت خوش ہوا اور
اُسی وقت یہ مضمون دل میں آیا کہ شاہزادہ سے اس طرح ملاقات کیجے کہ شاہزادہ ہرگز نہ پہچانے اور اہل محفل کو نہایت
حظ اٹھے اور تیری ظرافت و خوش طبعی کو سب لوگ مان جائیں آخر ابو الحسن جوہر نے جو دل میں تصور کیا تھا حکیم صاحب
سے اظہار کر دیا حکیم صاحب نے فرمایا جس طرح تمہارا جی چاہے شاہزادہ مغزالدین سے ملاقات کر دہنے نکو اجازت
دی اور کتاخی تمہاری معاف ہو ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ حضور نا دورہ رازدار کو علم دین کہ تم اور ملکہ
نوبہار گلشن افرور ہر کام میں ابو الحسن جوہر کے شریک و مددگار رہنا ابو الحسن جوہر حکیم صاحب سے نصیحت ہو کر
روانہ ہوا راہ میں نا دورہ رازدار نے کہا اے ابو الحسن جوہر دایم عیار طرار مجھ سے تو بیان کر کہ شاہزادہ سے
کس طرح ملاقات کریگا ابو الحسن جوہر نے کہا خاموشی سے بات کر دو کیونکہ حکیم صاحب نے تو کو میرا بعد ار
مقرر فرمایا ہے یا تعلیم کنندہ کہ تم دخل در معقولات کرتی ہو یہ اچھا نہیں ہے خیر ابکی تو کو جو نا واقفی معاف کیا مگر
آئندہ خبردار کوئی کلمہ بے تہذیبی کا زبان سے نہ نکلے ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہوگا نا دورہ رازدار نے یہ بات
ابو الحسن جوہر سے کہی تمہارا اور کہا سبحان اللہ واہ اور یہ سب کسی استاد کا پڑھا مسدس

اس قدر کس لیے کی آپ نے اپنی تعریف	آپ تو فضل الہی سے ہیں ان کے ات ثریف
ضبط دشوار ہے از بسکہ طبیعت ہے ظریف	ایک مطلع میں پڑھوں آپ اگر ہوں نہ نصیف

منہ نہ کھلو ایسے بس آپ کا بیجا ہے غور
اپنے منہ سے میان ٹھوٹے مثل ہو مشہور

کسی نے یہ مصرعہ بھی حضور ہی کی شان میں نظم کیا ہے مصرع رو سیاہ کم ہا میں کہ چہ درد ماغ دار و نہ ابو الحسن جوہر
نے کہا سیاہ تو غلام کو کہتے ہیں میں غلام کسکا ہوں جو تنے میری شان میں یہ مصرعہ پڑھا نا دورہ رازدار نے کہا
ہم نے خود تمہاری زبان سے اکثر سنا ہے کہ میں شاہزادہ مغزالدین کا غلام ہوں بلکہ خانہ زاد لیکن بوجہ کمال فن ہر
سلطان اسمعیل نے ابو الحسن جوہر خطاب دیا ابو الحسن جوہر نے کہا غلط ہے میں شاہزادہ مغزالدین کا برادر
رضاعی ہوں اور باپ میرا ابو صالح مصری علمائے مصر سے تھا اور خطاب بادشاہی اسکا شرع و یقین بلکہ
بعد انبیاء علیہم السلام انھیں معظم و مکرم کا رتبہ ہو مگر ہاں تم البتہ ملکہ نوبہار گلشن افرور کی کینز ہو چونکہ
تم کاروبار میں ہوشیار تھیں لہذا حکیم صاحب نے تو کو منصب رازداری کا عنایت فرمایا پس آپ چنپن دیکرے
نیت سمجھتی ہیں نا دورہ رازدار نے کہا اگر میں کینز ہوں تو نام بھی میرا گوہر نافضہ ہوتا جس طرح حضور کو جوہر کہتے ہیں

ابو الحسن جوہر نے کہا وہ نام جو ان باپ بچپن میں بوجہ پیار کے پکارتے ہیں قابل اعتبار نہیں ہو مان مختصر نام وہ ہو جو مندرج دفتر شاہی ہو یا کندہ مہر ہوا در چونکہ جوہر کمال مجاہدین تھا لہذا بادشاہ نے جوہر سے موسوم کیا لیکن دل میں معقول بھی ہوتا جاتا تھا کہ بیشک ایسا نام اکثر غلاموں کا ہوتا ہو اور طرفہ یہ تھا کہ بیان ابو الحسن جوہر سے جس قدر ناورہ رازدار ہستی جاتی تھی اسی قدر ابو الحسن جوہر ضعیف ہوتا تھا اور اصل امر یہ تھا کہ حکیم صاحب نے ابو الحسن جوہر کے تمام حالات سے ناورہ رازدار کو آگاہ کر دیا تھا اور ابو الحسن جوہر ناورہ رازدار کی اصل سے ناواقف تھا آخر الام ناورہ رازدار نے کہا ای ابو الحسن جوہر تمام دنیا کے تم نظائر و دلائل پیش کر لیکن میرا شک نہیں دفع ہو گا کس واسطے کہ کسی شریف کا نام آج تک جوہر نہیں سنا ابو الحسن جوہر نے مجبور ہو کر کہا خیر میں غلام ہی ہوں لیکن تلو میری شان میں ایسے کلمات تحفیر نہ کہنا چاہیے کہ اب میں سے منفرد ہو چکا ہوں بلکہ جو اور کوئی کہے اسکو تم منع کرو نہ کہ تم خود کو ناورہ رازدار نے کہا ہاں یہ کارخانے قضا و قدر کے ہیں اس میں جابے دم زدن نہیں کس واسطے کہ اکثر بادشاہزادیاں اپنی زبونی طالع سے اور شومی بخت کے سبب بے حقیقت لوگوں سے منسوب ہو گئی ہیں اگر میرا بھی سے عقد ہو گیا تو کیا تعجب کی بات ہو بیست

کیون عیث پھر تاہو اپنے کام کی تدبیریں | لکھ لے ہوتا ہو وہی لکھا ہو تو تقدیر میں

ابو الحسن جوہر نے ناورہ رازدار کو گلے سے لگا لیا اور کہا دانشمندی غلام نہیں ہوں ناورہ رازدار نے کہا تم کھانے سے کیا ہوتا ہو لا علم تھا رمی قسم کا اعتبار کر سکتا ہو اور مجھے تو خوب پتہ تھا حال ابتدا سے انتہا تک تفصیل معلوم ہو ابو الحسن جوہر نے کہا حکیم صاحب کی خدمت میں چلو کہ وہ خوب واقف امر و غیب ہیں ان سے تصدیق کرو ناورہ رازدار نے کہا حکیم صاحب کے پاس چلنے کی ضرورت کیا ہو عیان راہ بیان آخر ابو الحسن جوہر کو غصہ آیا اور سلطان اسماعیل شاہ کے باب کو سخت کوشش کیا شروع کیا ناورہ رازدار نے کہا اگر بندہ خدا انکو تو کون نفرت کرے گا ہو انکا کیا قصور ہو ابو الحسن جوہر نے کہا انہی یہ قصیر ہو کہ انھوں نے میرا نام ابو الحسن جوہر کیون رکھا کہ جوہر میں اس عذاب میں گرفتار ہو گیا اور ایک یہ بھی امر سچا ہو انکو کیا معلوم تھا کہ ایک روز کسی ناقص العقل سے یہ بحث ہو گی اور وہ قیمت خواہ مخواہ لگائی ناورہ رازدار نے دیکھا کہ انھوں میں جوہر کے آنسو بہ آئے اور واقعی میرا کتنا برا معلوم ہوا پہلے انھوں سے آئسو پاک کیے اور کہا وہ بایں عیاری طراری آتا ہوں بڑے طفولیت باقی ہو ای بے وقوف میں محض خوش طبعی سے کہتی تھی برہم ہونے کی کیا بات ہو تم یہ نہ سمجھے کہ اگر خدا خواہستہ ایسا ہوتا تو حکیم صاحب میرے ساتھ تھا را عقد کبھی نہ گوارہ کرتے خیر گدشتہ را عملیات لیکن آپ فرمایا ہے تو میں سب حال مفصل بیان کروں پھر ابے باب کا قرائتوں کے ہاتھوں سے شہید ہونا اور سلطان اسماعیل کا پھیلنے اپنے فرزند کے ساتھ پرورش کرنا مجھے سب معلوم ہو ابو الحسن جوہر نے جو یہ حال سنا خاطر جمع ہوئی اور کہا صدق اللہ ان

کیند گن غظیم راوی کا بیان یہ ہے کہ جس راہ میں نادرہ رازدار اور ابو الحسن جوہر کے ہا ہم گرفتار واقع ہوئی وہ پوشیدہ حکیم صاحب کی خدمت میں پہنچنے کی ایک راہ مثل نقب کے ہو اور اس راہ کو منزل قدس کہتے ہیں غرض جب نادرہ رازدار اپنے مکان پر پہنچی ابو الحسن جوہر کو مسند پر تکلف پر بٹھایا اور خود پہلو میں بیٹھی بعد اسکے جوہر سے کہا کہ میں اب ملکہ نو بہار گلشن افروز کی خدمت میں جاتی ہوں بعد دو روز کے آؤنگی لیکن اب کہو کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کس تقریب کی گفتگو کروں ابو الحسن جوہر نے کہا اول یہ بتاؤ کہ تم کو حکیم صاحب نے میرا نام بعد ازاں واقعی کیا ہے یا بخاطر کمدا ہے نادرہ رازدار نے کہا آخر آپ اپنا مطلب بیان فرمائیں ابو الحسن جوہر نے کہا اول تو میری خواہش وصل ہے بعد ازاں اور کہو ننگا نادرہ رازدار نے ایک ہاتھ پشت پر مارا اور کہا سبحان اللہ مصرعہ فخر در خواب بیند نیمہ دانہ یہ امر ایک امر پر موقوف ہے ابھی ایسے خیالات لاؤ بالی سے ہانڈ آئیے دیکھیے شاہزادے نے آپ کے ملکہ کے عشق میں کس قدر مصائب و آفات اٹھائے اور کہاں کہاں سرگردان و پریشان پھرا اور بنور وصل حقیقی نہیں ہوا اور آپ مطلب اپنا شاید بے درد سر نکالا چاہتے ہیں شکر خداوند چارہ ساز نہیں بچا لائے کہ کس قدر جلد بے مشقت وہاں پہنچا ہوا جہاں شاہزادہ ہمتھارا بمثل تمام ایک مدت مدید میں پہنچا تھا ابو الحسن جوہر نے کہا میں عیار ہوں اور عیاری ایک پیشہ جلد دستی اور ہر جا کے پہنچ جانے کو بھی کہتے ہیں میرا ہر کام بہت جلد وقوع میں آنا چاہیے اور شاہزادہ جو کہ کوہ تجل و آسمان وقار ہوا اسے کام میں اگر عرصہ ہو تو کیا عجب ہے خیر اب اس گفتگو کو موقوف کرو اور جو کہوں اس پر عمل کرو ورنہ میں بری طرح پیش آؤنگا دران حالیکہ حکیم صاحب نے تم کو میرا مطیع و فرمانبردار کیا ہے پھر غدر و حیلہ کیا معنی یہ سب تاجرت از نادرہ رازدار نے کہا کہ میں کس طرح سبقت کر سکتی ہوں جس وقت ملکہ نو بہار گلشن افروز اپنی مراد کو پہنچلی پھر مجھے بھی کچھ غدر نہوگا انصاف بھی دنیا میں ہے یا فقط خود غرضی ہے بلکہ اس امر میں تو تم کو بھی تقلید اپنے شاہزادے کی واجب ہے ابو الحسن جوہر نے کہا یہ سب صحیح ہے مگر

جزوصال یا رطاسب عاشقوں کا کچھ نہیں	اسکی حسرت کے سوا دل میں نہنا کچھ نہیں
گل بہت ہیں بوستان دہرین جلوہ کنان	بے گل روئے صنم اسکا تا شا کچھ نہیں

لیکن خیر جو تم کہتی ہو وہی صحیح اور بجائے خود یہ خیال ہوا ہے

جفا کو جان غنیمت گلہ ستم نکر	یکڑے کے پار سے ایدل بنائے گا بھر کیا
------------------------------	--------------------------------------

بعد ابو الحسن جوہر نے کہا کہ اے خاتون اب آپ شیخین نے شاہزادے کی ملاقات ہر طور سے بخوبی ہی نادرہ رازدار نے کہا فرمائیے ابو الحسن جوہر نے کہا میں ایک نازنین ماہ حبیب کی صورت اپنی بناؤنگا ملکہ نو بہار گلشن افروز سے جا کر عرض کرو کہ وہ مجھے نہایت آبرو و عزت سے اپنے پاس بلائیں اور شاہزادے سے فرمائیں کہ فلان ملک کی شاہزادی میری ملاقات کو آئی ہے لیکن مردمان ظلم سے پردہ کرتی ہے اور بد وقت جو مناسب ہوگا کہتا جاؤنگا لیکن

اس صورت سے ملاقات ہو کہ شاہزادہ نہایت مشتاق ہو کر ملاقات کرے تاکہ اسکو ایک طرح کی فریفتگی بھی پہنچے آپ ملاحظہ کیجئے گا کہ کہا تھا شاہزادہ جو غرض ناوہ راز دار ابو الحسن جو ہر سے نصرت ہو کر ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی لیکن شاہزادہ شکار کی واسطے گیا تھا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کہیں وہ گئی تھی خواہسون کے ہمراہ جب شام ہوئی شاہزادہ شکار سے واپس آئے خیمہ علی بن تشریف لے گیا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز سے تذکرہ فرمایا کہ ناوہ راز دار ابھی تک نہیں آئی خدا جانے کہاں گئی ہو اور جس کام کو کہ وہ گئی ہو نہیں معلوم وہ ہو یا نہیں ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا مجھے بھی حیرت ہو نہیں معلوم کیا معاملہ درپیش ہوا جو ابھی تک وہ نہیں آئی ہر چند کہ مجھ کو ناوہ راز دار کی طرف سے خاطر جمع ہو مگر بے اس کے ہماری صحبت کا تطف نہیں ہو شاہزادہ نے فرمایا اگر ملکہ عالم تم یقین جانوین ناوہ راز دار کو اپنی ہمشیرہ حقیقی کے برابر جانتا ہوں اور عزیز رکھتا ہوں اور اس کے احسانات بھی ایسے ہیں کہ شک نہ کیا نہیں ادا ہو سکتا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا درست آپ فرماتے ہیں ناوہ راز دار ایسی ہی مرتبہ کی پری ہے

اب حاضر ہونا ناوہ راز دار کا خدمت میں ملکہ نو بہار گلشن افروز کے اور بیان کرنا احوال ابو الحسن جو ہر کا اور پیام حکیم صاحب کا



القصہ ملکہ نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ عالی وقار میں ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ناوہ راز دار بھی وہاں

پہنچی ملکہ نو بہار گلشن افروز کو اور شاہزادہ کو بادب سلام کیا شاہزادے نے پوچھا اے رازدارہ رازدارہ کہاں تھیں
 واللہ مجھ کو کمال اتشار تھا کہ کیا ایسا امر ہو جو نادرہ رازدارہ نہیں آئیں بلکہ ابھی تھا راہی ذکر ملکہ نو بہار گلشن افروز
 سے کر رہا تھا نادرہ رازدارہ نے کہا حضور جناب حکیم صاحب کو آپکا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کا مثل خسرو شیرین
 کے عیش و عشرت کرنا منظور ہو چنانچہ اس واسطے مجھ کو تلاش ایک جوان شاپور صفت کے بھیجا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر
 ملجائے تو اسکو شاہزادے کی خدمت میں پہنچا دینا میں نے ہر چند ہاڑ پر جا کے تلاش کیا لیکن کہیں نہ ملا لاچار ہو کر واپس
 آئی اور حکیم صاحب کو اطلاع دی حکیم صاحب نے فرمایا کہ وہ خود آملیگا کچھ تلاش کی ضرورت نہیں ہو اسوجہ سے
 میں حاضری خدمت حضور سے معذور رہی شاہزادے نے فرمایا اے رازدارہ رازدارہ جو سیر و تماشا مجھے بدولت
 حکیم صاحب کے اس طلسمات میں میسر ہوا شاید کسی بادشاہ کو نصیب ہوا ہو تعجب ہو حالانکہ حکیم صاحب کی کمال
 عنایت اور توجہ میرے حال پر ہو لیکن کبھی مجھے یاد نہ فرمایا اور سعادت قد مبوسی سے اب تک محروم رکھا ملکہ نو بہار گلشن افروز
 نے کہا اے شہریار اسکا حکیم صاحب سے شکوہ ناحق ہو کسو واسطے کہ میں انکی فرزند ہوں اور کوئی درجہ مہربانی و عنایت کا
 میرے واسطے اس جناب نے اٹھا نہیں رکھا اور یہ بھی مجھے یقین ہو کہ از حد مجھے چاہتے ہیں میری ایذا و تکلیف انکو مطلق
 گوارہ نہیں ہو الا پھر بھی میری کیا مجال و قدرت کہ جو میں بدولت اُنکے پاس حاضر ہو سکوں مگر بان جب میرا دل
 بہت چاہتا ہو نادرہ رازدارہ سے کمالا بھیجتی ہوں اگر مناسب و منظور ہو تو مجھے بلا لیا ورنہ خود تشریف لائے
 غرض سوائے نادرہ رازدارہ کے کہ وہ منصب رازداری رکھتی ہو اور کوئی اس مکان فیض نشان کا محرم راز نہیں ہو
 اور اسی کی معرفت کل مقدمات طلسم فیصل ہوتے ہیں یہ کہلے ایک آہ سر و دل پرورد سے کھینچی اور آنکھوں میں آنسو
 بھیر لائی اور کہا کہ اے شہریار ایک روز ایسا شدنی ہو کہ تم بھی حکیم صاحب سے ملاقات کرو گے شاہزادے نے کہا
 اے ملکہ آفاق ایسی آہ سر و بھرنے کی کیا وجہ کیا میری ملاقات حکیم صاحب سے ہونے میں کوئی قباحیت ہم کہ تم
 چشم پُرباب ہو میں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا نہیں مجھے اسوقت اپنا زمانہ بچنے کا یاد آیا کہ حکیم صاحب وہ
 شفقت مبذول فرماتے تھے کہ جسکی حدود نہایت نہیں غرض جب ملکہ نو بہار گلشن افروز شاہزادے کے پاس
 آرام گاہ میں گئی نادرہ رازدارہ نے وہ ساری حقیقت ابوالحسن جوہر کی بیان کی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جو سنا
 کہ نادرہ رازدارہ سے ابوالحسن جوہر کی ملاقات ہو گئی نادرہ رازدارہ کو از سر تا پا بنظر غور دیکھا اور واقعی
 نادرہ رازدارہ کے چہرے سے آثار و نمونگی صاف پائے گئے آخر گلے سے لگایا اور فرمایا اے خواہر قسم جناب عالی
 کے سر مبارک کی میں ایک عرصہ سے اسی فکر میں تھی کہ کسی شاہزادے سے خواہ آدم زاد یا پرنیاد ہوا اگر حسب وخواہ
 ہم پہنچے تو اس سے تمھارا عقد کروں مگر شکر خدا کا کہ تم نے آپ اپنا ایسا کھوڑو صوٹھ لیا کہ اس لیاقت و متانت کا
 کوئی شخص میری نظر سے نہیں گذرا اور واقعی یہ امر ہو کہ ایسے ذی کمال شخص کا ہاتھ آنا نہایت مشکل ہو کر ابوالحسن جوہر کے

حال سے میں محض لاعلم تھی وہ تو شاہزادہ عالی وقار کا بھائی جو طرح سے کہ تم میری بہن ہو اور نہایت لائق و فائز ہو اور شاہزادہ بھی اُسے نہایت عزیز رکھتا ہو بلکہ اپنا فرزند جانتا ہو تاوہ راز و ارٹ نہ کہا میں نے تو حال ابو الحسن جو ہر کا جناب عالی کی زبانی سنا اور نہ میں کیا جانوں بلکہ اُسکا مجھے تو نکاح بھی ہو گیا جب حضرت نے حکم اظہار فرمایا ورنہ پہلے تو راز میں داخل کیا تھا بلکہ نو بہار گلشن افروز نے کہنا خیر شکر ہو خدا کا اب یہ بیان کرو کہ وہ کس شان و شوکت کا شخص ہو اور تمھارے بھی حسبِ نحوہ ہو یا نہیں اور عقل و فہم میں کیسا ہو اس قدر تو میں جانتی ہوں کہ تصویر خوب کھینچتا ہو لیکن اور میں نہیں جانتی کہ کس کس صفت سے مہموت ہو تاوہ راز دار نے کہا میری عقل نے جہاں تک رسائی کی میں نے تو اُسے ہمہ صفت موصوف پایا بلکہ یہ کہہ سکتی ہوں کہ شاید اس طرح کا ظریف و طہار و جامع کمالات و دانائے روزگار جہاں میں خلقت نہ ہو تو کا بلکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اے خداوند کار ساز ہزار ہزار شکر پھر تاوہ راز دار سے کہہ کہ اے خواہر اب یہ بتاؤ کہ قیافہ ابو الحسن جو ہر کا کیسا دیکھا اگر چہ مردوں کا دیکھنا بجز حسبِ نسب کے بیکار ہو لیکن میں جانتی ہوں کہ ایک تصویر خیالی اُسکی اسوقت مجھے دکھا دے کہ میں ہر ایک عضو کو تفصیل معلوم کر لوں اور یہ امر میں نے اس وجہ سے کہا کہ ابھی کسی اہل ظلم نے ابو الحسن جو ہر کو نہیں دیکھا میں پہلے تمام حال ابو الحسن جو ہر کو دریافت کر لوں تو بہتر ہو تاوہ راز دار غلاموش ہو گئی شرم سے کوئی جواب نہ دیا بلکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا یہ شرم عجیب طرح کی ہو اری احمق کام شرم میں خراب ہوتا ہو یا دہو کہ تو نے میری ہی شان میں کیسے کیے الفاظ کہے تھے اور میں چپ ہو رہی تھی کچھ اچھا بُرا نہ کہا اب وہی بات درپیش ہو تاوہ راز دار نے اور شرم سے سر جھکا لیا بلکہ نو بہار گلشن افروز نے اپنے اور جناب عالی کے سر کی سمت دے کے پوچھنا چار تاوہ راز دار نے کہا یہ کیا سوالات فضول کرتی ہو پس یہ کافی ہو کہ جو نوشتہ تقدیر تھا وہ ہوا اور تم اپنی جگہ یہ سمجھتی رہو کہ شاہزادہ اور ابو الحسن جو ہر دونوں ایک ہی دودھ سے پرورش ہوئے اس سے یقین ہو کہ خوبو ایک ہی ہو بلکہ نے فرمایا دیوانی ہوئی ہو مفصل بیان کر تاوہ راز دار نے کہا اس دریافت امر فضول سے کیا حاصل بلکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا سبحان اللہ فقط حال بیان کرنے سے ابو الحسن جو ہر کے تم اس قدر شرماتی ہو جو وقت بخل گرم کرو گی اسوقت کیا حال ہو گا تاوہ نے کہا اب آپ کو پریشان کرنا منظور ہو بلکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کہ میں مزاح و دریافت حال نہیں کرتی بلکہ فی الحقیقت پوچھتی ہوں تاوہ راز دار نے کہا اگر سچ پوچھتی ہو تو سنو یہ حلیہ ہو کہ ابرو پیوستہ رنگ سرخ و سفید قد میان لب باریک دندان مثل مروارید دست و پانچوسط بینی بلند و باریک بلکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اسوقت تو منہ میں پانی بھر آیا ہو گا تاوہ راز دار نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ سوائے کہ میری تو ابھی پہلی بیم اللہ ہو جو پرانی ہو گئی ہیں جو انکا حال ہوا ہو گا وہی میرا حال ہے

بھی ہو گا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا مردار کی شامت آئی ہو پہلے شرم سے بات ٹکرتی تھی اب خروسی و زبرگی سب بالائے طاق دو ہی دن کی صحبت میں حاضر جواب ہو گئیں اب جو خاطر اسکی ہوگی ہماری کجا اس اثنا میں اور چند خواہشیں محرم راز آئیں انھوں نے جو دیکھا کہ بالفعل بیان قصہ تازہ رو بہ کار ہو نا ورہ راز دار سے کہا ای راز دار ہکو تو تھے یہ امید نہ تھی کہ تم کوئی راز اپنا ہم سے پوشیدہ کر دگی نا ورہ راز دار نے کہا راز میرا کیا ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز سے دریافت کر لو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے تمام قصہ ابو الحسن جوہر اور نا ورہ راز دار کا خواص و نواقص سے بیان کیا بعد اسکے نا ورہ راز دار نے پیام ابو الحسن جوہر کا بابت ملاقات شاہزادے کے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے عرض کیا ملکہ نے فرمایا کچھ تم یقین ہو کہ ایسی ملاقات میں عجب لطیف ہو گا غرض ملکہ نے اسبوقت بہانہ پرسی کو علم دیا کہ ابو الحسن جوہر کو بارہ ہزار بریزاؤ کی جمعیت سے باحشمت و سامان شاہی غلام پہاڑ پر لیجاؤ یقین ہو کہ میں بھی سچ گوہان آؤنگی جب رات گذر گئی صبح کو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے شاہزادہ عالی وقار سے کہا اس شہر یا غلام گھاتی پر کوہ قاف کے ایک شہر عناصر حصار ہو اور اس شہر کا عناصر شاہ باوشاہ قضاے آبی سے فوت ہو گیا اور اسکی دختر ملکہ حسن افروز بجائے اپنے باپ کے تخت نشین ہوئی اور وہ ایسی حسن و جمال میں یکتا ہے روزگار ہو بلکہ شہرہ آفاق ہو کہ باید و شاید اتفاقاً میں بطریق سیر اسکے ملک میں وارد ہو گئی وہ فوراً میرے استقبال کو آئی اور بکلاس شاہانہ مجھے شہر میں لگئی اور میری بڑی دھوم سے دعوت کی اور ایسے حسن و سلوک سے وہ پیش آئی کہ میں نے اسے اپنی ہمشیرہ قرار دیا بعد دو چار روز کے پھر میں اپنے ملک کو واپس آئی اب کل ملکہ حسن افروز بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے باحشمت و شوکت میری ملاقات کیو واسطے آئی ہو اور غلام پہاڑ پر مقیم ہو شاہزادے نے جب ملکہ نو بہار گلشن افروز سے ملکہ حسن افروز کے حسن و لیاقت کی تعریف سنی کمال شائق ملاقات ہوا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز سے پوچھا کہ ملکہ حسن افروز کی شادی ہو گئی یا نہیں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا عقد ہونا اسکا بقول ایک حکیم کے محالات سے ہو اسوجہ سے وہ ابھی نا کتھا ہی علاوہ اسکے خود ملکہ حسن افروز کو بھی نکاح سے نفرت ہو شاہزادے نے پوچھا آخر حکیم صاحب نے کیا تجویز کیا اسکے نکاح میں کہ غیر ممکن ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا ہاں غار جاسنا ہو کہ ملکہ حسن افروز کو ایام طفولیت میں ایک مرض عارض ہوا تھا ایک حکیم نے تشخیص کیا کہ اگر کسی مرد کا بخیاں وصل ملکہ حسن افروز کے جسم کو ہاتھ لگا جاوے گا تو فوراً قلب ماہیت ہو جائیگی شاہزادے نے کہا کہ قلب ماہیت کے تو انواع و اقسام کے اشکال ہیں انہیں سے کوئی شکل بیان کر دے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کہ ہاں اسقدر سننا ہو کہ نزاکت انتہا سے زیادہ ہو وہ متحمل مرد کی نہیں ہو سکتی اگر اجازت ہو تو میں بھی اسے استقبال کو جاؤں شاہزادے نے فرمایا بہر حال تمکو جانا لازم بلکہ واجب ہو لیکن وہاں سے مراجعت تک ہوگی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات میں ملکہ حسن افروز کو ہمراہ لیا اور چلی آئی شاہزادے نے کہا جلد تشریف لائیے گا کہ مجھ کو ایک ساعت بے آپ کے ہنر ایک سال کے معلوم ہوئی ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے

کہا بجائے میرے میری ہمشیرہ ناوردہ رازدار تو موجود ہے یہ خدمت میں حاضر ہوئی بیان چنانچہ اس کی ابو الحسن جوہر نے جناب حکیم صاحب سے اجازت لے لی تھی اسی وجہ سے ملکہ بھی جواہر الحسن جوہر کہنا تھا وہ کرتی تھی اور یہ بھی عالم دیا تھا کہ پرے وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں کس واسطے کہ عیار سے پردہ نہیں ہوتا دوسرے شاہزادہ کا ہمیشہ برادر بھی ہوتا تھا اس سے روپوشی مناسب نہیں ہو قصہ مختصر دوسرے روز صبح کو ملکہ نو بہار گلشن افروز کوہ خرم کو روانہ ہوئی بیان بعد جانے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے ناوردہ رازدار سے شاہزادے نے پوچھا کہ کیوں ناوردہ رازدار تھے جی ملکہ حسن افروز کو دیکھا ہے کس صورت کی وہ عورت ہے ناوردہ رازدار نے کہا جیسی ہے حضور خود ہی دیکھ لیکن اب حضور شہر اب گلہ نام کا جام نوش فرمائیں اور گانا اور ناچ وغیرہ پر زیادہ دل کا ملاحظہ فرمائیں

اب حال ابو الحسن جوہر کا بیان ہوتا ہے

کہ جب یہاں میری حسب حکم ملکہ نو بہار گلشن افروز با حشمت و سامان شوکت ابو الحسن جوہر کے پاس آئی جوہر نے خیمہ میں غلامہ جا کے بغیر عیاری اسی تبدیل ہیئت کی کہ اگر فرشتے بھی دیکھیں تو دام فریب میں گرفتار ہو جائیں جب ملکہ نو بہار گلشن افروز خیمہ میں ابو الحسن جوہر کے گئی اور ابو الحسن جوہر کو دیکھا ہر چند کہ مطلع تھی تاہم بھی کسی پر زار و شکری کی وغیرہ اور دیکھا غش کر گئی اور بے ساختہ سچان اللہ زبان پر باری ہوا اور ابو الحسن جوہر نے جو ملکہ نو بہار گلشن افروز کو دیکھا بے ساختہ ہنسا اور آداب بجالایا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ابو الحسن جوہر سے کہا واد برادر سرگز مھلو تمیز ہوئی کہ یہ یقین ذات پاک ہو بعد اسکے پہلے ابو الحسن جوہر سے سعیدہ اخوت ملکہ نے ٹیڑھاتا کہ ہم ناخرجی و میان سے دفع ہو جب ملکہ نو بہار گلشن افروز اور ابو الحسن جوہر پیشین ہوئے تو ابو الحسن جوہر نے کہا تو ملکہ اتفاق ہوا شکر خداوند عالم کا کہ جس نے میرے شاہزادہ والا جاہ کو، تسماعشوق پری پیکر کہ جسکا جہان میں عدیل و نظیر نہیں ہو عطا فرمایا پھر ملکہ نو بہار گلشن افروز نے بھی ابو الحسن جوہر کی تعریف حد سے زیادہ کی بعد اسکے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اے برادر جو امر تھے ناوردہ رازدار کی زبانی کہلا بھیجا تھا میں نے اگلی تمیل بخوبی کر دی ابو الحسن جوہر نے کہا آپسٹ خوب کیا اب میں نقاب چہرے پر ڈال کے شاہزادے سے ملاقات کرونگا آپ دیکھ ملکہ نہایت مخطوط ہوئی دیکھ گاہ کہ کیا باغ سینہ شاہزادے کو دکھاتا ہوں آنحضرت دوسرے روز ملکہ نو بہار گلشن افروز ملکہ حسن افروز عملی کو ساتھ لے خیمہ میں شاہزادے کے اس وقت داخل ہوئی کہ جس وقت شاہزادہ ناوردہ رازدار سے ملکہ حسن افروز کا حال دریافت کر رہا تھا یکایک خبر ہوئی کہ ملکہ مع ہمان تازہ داخل خیمہ رفت ہوئی شاہزادہ اسی وقت عالم اشتیاق میں ملکہ حسن افروز کے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس تشریف لایا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز سے پوچھا کہ وہ آپکا ہمان گمان ہے ہم بھی ایک نظر دیکھیں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا وہ اس خیمہ رنگاری میں ہے لیکن وہ کسی غیر مرد کے سامنے

نہیں ہوتی اسکو مرد کی صورت سے نفرت ہو شاہزادے نے فرمایا کہ کوئی عورت طلسمی ہم سے پردہ نہیں کرتی اسکا چھپنا ناحق ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ ملکہ حسن افروز طلسم کی باشندہ نہیں ہو وہ تو فقط محبت میری ملاقات کیواسطے آئی ہو شاہزادے نے فرمایا بالفرض وہ باشندہ طلسم نہیں ہو لیکن وہ تمہاری بہن ہماری سالی تو ہو اگر رشتہ سے سامنے ہوگی تو بھی کچھ گناہ نہیں ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کچھ آپ کو خیر ہو خواہ مخواہ وہ ایک مرد نامحرم کے سامنے ہو جاوے یہ شرط داخل دوستی و محبت نہیں ہو اور فرض کیا کہ بوجہ میری دوستی و محبت کے اسکو جسے بھی ایک نوع کی محبت یا اہل ہو لیکن محبت میں یہ ضرور نہیں ہو کہ وہ تمہارے سامنے ہی ہو جائے اور تمکو اپنی صورت بالمشافہ دکھاوے شاہزادے نے فرمایا کہ ہماری تو یہ غایت ہو کہ ہم بھی یقین کہ حسن اسکا موافق تمہارے بیان کے ہو یا نہیں ایسا بھی ہوتا ہو کہ جسے دل چاہتا ہو وہ تمام دنیا سے اچھا معلوم ہوتا ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کہ ایک دور وز صبر کیجیے کہ وہ بھی تازہ وارد ہو میں کہو گی کہ شاہزادہ بھی تمہاری ملاقات کا شائق ہو تمہیں چاہیے کہ اب تخلیہ میں نقاب کو چہرہ بے مثال سے اٹھا دو اور صورت و لپڈ پر اپنی شاہزادے کو دکھا دو شاہزادے نے ملکہ نو بہار گلشن افروز کو گلے سے لگایا اور کہا خداوند کریم تمکو زندہ و سلامت رکھے اس سن و سال میں یہ ادراک فہم محلو خدا نے عنایت فرمایا ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز بھی شاہزادے کے منفرحن کو پہونچ گئی اور کہا اب جلدی کیا ہو آج نہیں تو کل شاہزادے نے کہا اے ملکہ آفاق میں جو ترکیب کہوں وہ عمل میں لاؤ ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا فرمائیے وہ کیا ترکیب ہو شاہزادے نے کہا کہ تم اپنے تھان کو ایک خیمہ میں بٹھاؤ اور درخیمہ پر ایک پردہ ڈال دو میں دوسرے خیمہ سے پوشیدہ بخوبی اسکی صورت دیکھ لوں گا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا بہت عجب جیسا ارشاد ہو گا مطابق اس کے بجا لاؤں گی مجھے آپ کی خاطر ہر نوع منظور ہو بعد اسکے ملکہ نو بہار گلشن افروز وہاں سے ابوالحسن جو ہر کے پاس آئی اور یہ تمام سوال و جواب جو کچھ شاہزادے سے ہوئے تھے بیان کیے ابوالحسن جو ہر نے کہا ہاں بہتر تو میری صورت کسی طرح سے خیمہ میں شاہزادے کو دکھا دو پھر دوسرے روز میں تمہارے شاہزادے کے خیمہ میں چلوں گا لیکن خبردار شاہزادہ میرے حال سے ہرگز آگاہ نہوئے پاوے ورنہ ساری محنت میری برباد ہو جائیگی اور یہ سب تا شا بگڑھا بیگا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا تم خاطر جمع رکھو پھر ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اے برادر نادارہ رازدار تمہارے پاس آئی یا وہ ابھی نہ آئی ابوالحسن جو ہر نے کہا میں نے تو نادارہ رازدار کی صورت بھی نہیں دیکھی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ایک خواص کو بھیجا کہ نادارہ رازدار کو بلا لاؤ کہنا مھر عم یا درخانہ و تو گر و جهان می گردی یہ وہ خواص نادارہ رازدار کہ بلالائی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اے عورت تجھے ایک دم بھیجنا ہمارے برادر عزیز کے پاس ناگوار معلوم ہوتا ہو نادارہ رازدار مہر م سے خاموش ہو رہی جواب نہ دیا ابوالحسن جو ہر نے کہا اے ملکہ آفاق تم نے جو فرمایا کہ ایک دم برادر عزیز کے پاس بھیجنا ناگوار ہو اسوجہ سے انکو لحاظ آیا ابوالحسن جو ہر کے اس لطیفے سے ملکہ خوب طلسمی

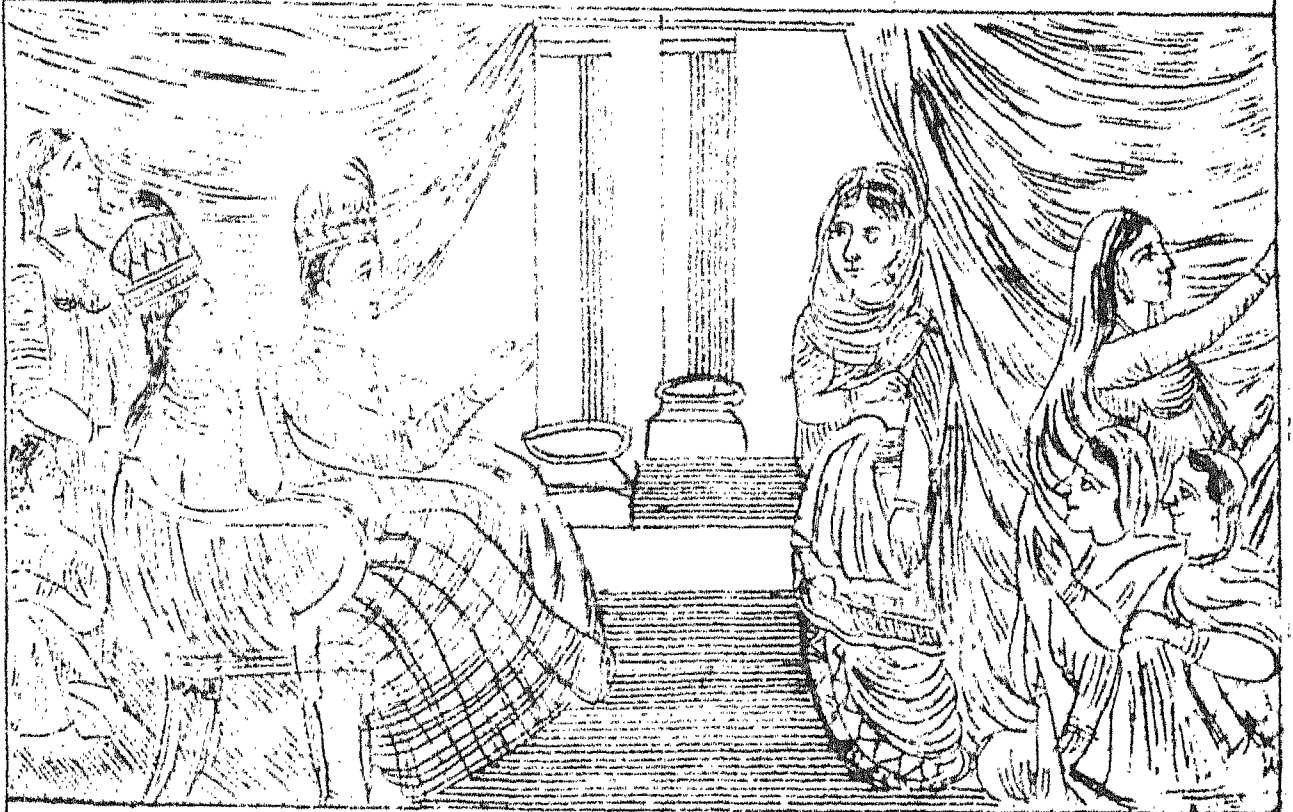
بعد اسکے باہر چلی آئی نادورہ راز دار بھی ہمراہ ملکہ کے چلی آئی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا تو کس واسطے چلی آئی
 نادورہ راز دار نے کہا کہ امی ملکہ عالم بین ابوالحسن جوہر سے ہر وقت ملت رہتی ہوں کہ مبادا کسی طرح کی
 بے اعتدالی کو کام نہ فرمائے کس واسطے کہ انکو نہ کسی کا خوف ہو اور نہ لحاظ ملکہ نے فرمایا اچھا اگر کوئی حرکت
 بھی اُسے کی تو کیا عجیب کی بات ہو کیونکہ بھٹا نکاح اسکے ساتھ تو ہو ہی چکا ہو نادورہ راز دار نے کہا
 واہ جبوقت تک آپکا مقدمہ مفصل نہ ہو مجھے کوئی حرکت کرنا زیبا و مناسب نہیں ہو اور شاہزادہ اس خوف سے
 کہ ایسا ہو میں ہمیں کسی بلا میں گرفتار ہو جاؤں دم نہیں مارتا اور ابوالحسن جوہر بھی تازہ وارد ہوا اسے یہاں کی
 کوئی آفت نہیں دیکھی ہو اور نہ کوئی مصیبت چھلی ہو اگر خدا غواستہ تنہائی میں کسی طرح کی حرکت کر گزرتے تو میں کیا کرونگی
 اور کوئی اسوقت میری فریاد کو نہ پہنچے گا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا سچ ہی بھٹا راندیشہ بیانیہ ہو القصہ
 دوسرے روز شاہزادہ خیمہ میں چھپ رہا اور دوسرے خیمہ میں ابوالحسن جوہر بیٹھا شاہزادے نے خیمہ میں سے
 ایک سٹعلہ نور کا روشن دیکھا بے قرار ہو گیا اور دل میں کہا سبحان اللہ پروردگار عالم نے اس نازنین کو عجیب
 طرح کا حسن و جمال عنایت فرمایا ہو یکا یک ابوالحسن جوہر نے حاضرین بخت سے ایسے کلام شیریں اور نرم کہے
 کہ سب حیران بلکہ محو ہو گئے اور اس تازہ و انداز سے باتیں کرتا تھا کہ شاہزادہ بے قرار ہوا جاتا تھا آخر الامر
 شاہزادہ اس امر پر مستعد ہوا کہ ہرچہ بادا بادا بخت میں چلے ملکہ حسن افروز کا حسن و جمال نزدیک سے
 دیکھیں اور ہم کلام بھی ہوں پھر خیال آیا کہ مبادا ملکہ کو یہ حرکت تیری ناگوار گذرتے مگر مجھے حیرت ہو کہ ظلم میں جو
 عورت دکھائی دیتی ہو اسکی صورت دلپذیر ایسی ہی ہوتی ہو خیر اب چاہے ملکہ ناراض ہوں یا خوش حسب طرح
 ہوگا میں ملکہ حسن افروز سے نکاح ضرور کروں گا کیونکہ ہندو ملکہ نو بہار گلشن افروز سے وصل حقیقی ہونے میں عرصہ
 معلوم ہوتا ہو دوسرے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اکثر کہا ہو کہ میری خواہشوں میں سے جسکو پسند کرو بے تکلف
 اپنے صوف میں لاؤ اگر ملکہ نو بہار گلشن افروز خواہشوں کے عوض میں اسی اپنے بھان کو دید میں تو کیا لطف کی بات ہو
 اس عرصہ میں ملکہ حسن افروز دوسرے خیمے میں چلی گئی اور شاہزادہ دن بھر اسی خیال میں رہا قصہ مختصر جب ملکہ
 حسن افروز ہزار منت و صاحب نقاب چہرے پر ڈال کر محفل شاہزادے میں آئی شاہزادے نے مسند دولت عزت
 پر جلوس فرمایا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کو داہنی طرف مسند پر بٹھایا اور ملکہ حسن افروز کو بائیں طرف بعد از ان
 ملکہ حسن افروز کو نگاہ خریداری خوب دیکھا اور ابوالحسن جوہر عالم سکوت میں عجیب و غریب حرکات معشوقانہ
 کر رہا تھا اور عجیب شیریں زبانی سے باتیں کرتا تھا جب شاہزادہ اسکے حرکات سے زیادہ ترجمین ہوا اسی عالم
 بیقراری میں اُسٹھ کے ایک خیمہ میں علیحدہ چلا گیا اور نادورہ راز دار کو بلا کر فرمایا امی نادورہ راز دار تھیں وہ قول اپنا
 یاد ہو نادورہ راز دار نے کہا کیا ارشاد ہوا شاہزادے نے فرمایا تم نے کہا تھا کہ اب ملکہ نو بہار گلشن افروز کو تھائی

کوئی حرکت گونہیں معلوم ہوگی بہر حال وہ تمھاری خوشی کی خواہان ہو علاوہ ازین یہ بھی تم نے بارہا کہا ہو کہ خواصون کو ملکہ
 نو بہار گلشن افروز کی اپنے تصرف میں لاؤ تا ورنہ راز دار سکرانی اور کہا حضور کی اس بیان طویل و متیر سے کیا عرض ہو
 جو اصل مطلب ہو راز دار فرمائیے شاہزادہ نے کہا ایک شرط سے میں اپنا راز بیان کرونگا کہ کوئی فساد پیدا نہو تا ورنہ راز دار
 نے کہا فساد کیون ہوگا جو کہنا ہو صاف صاف فرمائیے شاہزادے نے فرمایا اے خواہر اصل مطلب میرا یہ ہے کہ کسی طرح ملکہ
 حسن افروز سے نکاح شرعی کروادے و اللہ تبارک و تعالیٰ میں شکر گزار ہوں نگاہ وقت سے میں نے صورت ملکہ حسن افروز
 کی دیکھی ہو دل میرا تھیں ہو رہا ہو ہر چند میں ضبط کرتا ہوں لیکن مصرع بھولتا ہی نہیں دل یار کی تصویر بھی +
 نا ورنہ راز دار نے کہا کہ دو امر ایسے ہیں کہ ان کے سبب سے عقد نہیں ہو سکتا ورنہ یہ بات کوئی مشکل نہ تھی شاہزادے
 نے فرمایا وہ دو امر کون ہیں تا ورنہ راز دار نے کہا ایک تو ملکہ حسن افروز کو خود مرد سے نفرت و انکار ہو دوسرے
 میں نے حکم صاحب کی زبان سنا ہو کہ شاہزادے کے عقد میں چار بیبیاں مقدر ہو چکی ہیں جب میں نے نام ان چار
 بیبیوں کا پوچھا تو حضرت نے ایک تو ملکہ نو بہار گلشن افروز کو بتایا دوسری ملکہ ناطقہ روشن بیان میری ملکہ صلیحہ و لکشا
 اور چوتھی بی بی کا نام نہیں فرمایا کہ وہ بیرون طلسم عقد میں شاہزادے کے آدھی پھر آپ خود فرمائیے کہ ملکہ حسن افروز
 کس طرح آپ کے عقد میں آسکتی ہو شاہزادے نے فرمایا اور جو چھٹی بی بی یہی ملکہ حسن افروز ہو تو کیا عجب ہو اب تم
 بخاطر میری پہلے جناب حکیم صاحب کی خدمت میں جا کر دریافت کرو کہ جو اس حکیم مردود نے ملکہ حسن افروز کے حق میں
 یہ کہا ہو کہ مرد کے ہاتھ لگانے سے اسکی قلب مایوس ہو جائیگی یہ کیا بات ہو میرے کچھ قیاس میں نہیں آتی اور اگر یہ
 غلط ہو تو خیر ورنہ حضرت اس مرض کا علاج خمایش کر دیجیے نا ورنہ راز دار نے کہا اس طرح کے کلمات حضرت کی خدمت
 میں میں تو عرض نہیں کر سکتی حضور ایک سوال عبت سے ناحق ندو یہ کو ذلیل کر ادینگے پھر شاہزادے نے فرمایا اگرچہ
 پانچویں عورت سے نکاح حرام ہو لیکن تم تو جائز ہو اگر نکاح نہو تو متعہ ملکہ حسن افروز سے کرونگا نا ورنہ راز دار نے
 کہا واہ بھکو اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کہ آپ نے اپنی کنیز میں تصور کیا ہو جو ہم سے آپ اس طرح کی فرمایش کرتے ہیں
 ہاں میں بفرط محبت آپ کے اتنا کر سکتی ہوں کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو اس معاملے میں دخل نہ دینے دوں گی اگر
 آپ کو یقین نہو تو ابھی آپ کے سامنے میں ملکہ نو بہار گلشن افروز سے اقرار کرادوں وہ خود اپنی زبان سے کہہ دیں
 کہ مجھے شاہزادے اور ملکہ حسن افروز کے معاملے میں حاشا کچھ سروکار نہیں ہو میں بخوشی اجازت دیتی ہوں شاہزادے کو
 اختیار ہو شاہزادے نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہو جب ملکہ میرے سامنے اپنی زبان سے اقرار کر دیتی تو پھر میری
 خاطر جمع ہو جائیگی نا ورنہ راز دار نے اسی وقت ملکہ نو بہار گلشن افروز کو بلا کر شاہزادے کی گفتگو کو سنا دیا
 ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اے شہر پار عاشق تن ہر دل عزیز جناب حکیم صاحب کے مبارک کی قسم میں بخوشی دل تلو
 اجازت دیتی ہوں اگر ملکہ حسن افروز سے راضی ہو بسم اللہ تم شوق سے اپنے تصرف میں لاؤ میرا کیا نقصان ہو میں نے

اس اپنی آزر دگی طبیعت کے سبب ایسی سزاے کامل پائی کہ تمام عمر یاد رہی اور ملکہ حسن افروز سے تو مجھے ایسی کچھ محبت ہو گئی
ہو کہ دل ہی چاہتا ہو کہ یہ میرے پاس رہے اگر یہ امر خدا کرے کہ طر ہو جائے تو پھر میرے بھی دل کا گہرا مانا جانا رہے گا اور
کبھی کبھی جو وحشت سی ہو جاتی ہو وہ بھی دفع ہو جائیگی لیکن ملکہ حسن افروز کا قبول کرنا البتہ ایک امر محال ہو
اس واسطے کہ اسکو ایک سچے دلی ایسا ہو کہ قابل بیان کے نہیں شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ آفاق حسومت میں
اپنے معاملہ کو تمہیداً ملکہ حسن افروز سے ذکر کروں تو تم اور نادورہ رازدار و دونوں میری بات کی تائید ضرور کرنا
نادورہ رازدار نے کہا آپ خاطر جمع فرمائیے جہاں شک زبان گو بانی رنگی خدا نے چاہا تو میں قصور نہ کرونگی شاہزادے
نے فرمایا حیف کی بات ہو کہ تم ایسی شفیق و مہربان ہو اور تم سے اتنا کام نہو سکے یہاں پر اگر میرا برا اور عزیزان یا دشمن
ابو الحسن جو ہر ہوتا تو اب تک کیا مجھے کچھ کہنے کی نوبت آتی ایک ذرا میری توجہ وہ دیکھ لیتا پھر بھلا ملکہ حسن افروز
کی کیا حقیقت ہو اگرچہ راجہ اندر کے بھی اکھاڑے کی کوئی پری ہوتی تو وہ ہمارے پہلو میں پڑی ہوتی اسکو اسقدر
تاب کمان اور تم تو عورت ہو عورتوں سے ایسے کام کا ہونا کیا مشکل ہے عورتوں کے کہنے سے عورت کبھی غدر نہیں
کر سکتی نادورہ رازدار خاموش ہو رہی پھر جواب نہ دیا جب وہ دن گذر گیا اور شب ہوئی ملکہ نو بہار گلشن افروز
نے شاہزادے سے کہا ای شہر یار آج میں نے ملکہ حسن افروز کو ایسی لعنت و ملامت کی اور کہا کہ بھلا کچھ یہ زیبا ہو کہ
ہمارے شاہزادے سے پردہ کر پھر ہمارے اور تمہارے درمیان محبت و اخلاص کمان باقی رہا اور وہ شاہزادہ
کہ جو عالم مجاہدات میں نہان مشہور ہو اور کوئی عورت ادنیٰ و اعلیٰ غلام کی اس سے آج تک بجز تمہارے روپوش نہیں
ہوئی پھر تم میں کیا خفا و حسد ہو ملکہ حسن افروز نے جواب دیا کہ بھئی کیا اندر ہی سامنے ہونے میں جیسے تمہاری کنیز
ویسے ہی انکی بھی خفا و حسد ہے نہ ہوں لیکن اس امر میں ایک شرط ہو اگر آپ بڑا نمانین تو میں عرض کروں ای شہر یار
میں نے کہا کہ تم شوق سے کہو کسو اسٹے کہ ہے اور تم کچھ مفاد پرست تو ہو نہیں جو امر ہو وہ صاف ہو تو بہتر ہو ہم بڑا
نمانین گے ملکہ حسن افروز نے کہا میں تاہم کہتے ڈرتی ہوں کہ شاید آپکو اور انکو ناگوار ہو پھر اپنی صاحبکامت میں بھی
فرق آجائے میں نے کہا ای ملکہ حسن افروز تو یہ غمزہ ان مردوں سے کہ جو تیرے خریدار ہوں باقی تجھیں ہماری خریداری
منظور ہوگی وہ بھی یہ غمزہ بے جا نہ اٹھا دینے عرصہ ہوا ایک ذرا سی بات کے لیے وہ کسی طرح سے صاف نہیں ہوتی
ہزار مرتبہ کہنے کا کہ ای نیک بخت بی بی ہم ناراض نہون گے جو تیرے دل میں ہو وہ بیان کراؤ شہر یار اسوقت اس نے یہ کہا
کہ اچھا آپ شاہزادے سے بھی دریافت فرمائیے شاید وہ ناراض ہوں پھر میں نے کہا نہیں انکی بھی میں ذمہ دار ہوں
کہ وہ بھی ناراض نہون گے کسو اسٹے کہ انکے مزاج میں کسی سے ناراضی کا دخل ہی نہیں ہو علی الخصوص تم بیماریاں ہمارے
سے اسنے جواب دیا نہیں آپ میری خاطر سے شاہزادے کی خدمت میں عرض کیجیے اگر وہ بھی اقرار فرمادیں تو میں عرض
کروں شاہزادے نے جب یہ سوال و جواب طرفین کے سماعت فرمائے بیقرار تو ہی رہا تھا اسوقت ہر چند ضبط کیا

مگر ضبط نہوسکا خود باواز بلند کہا نہیں صاحب میں کبھی ناراض نہونگا مجھے نوشتہ لیلو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے بھی باواز بلند کہا لو اب تو کہو گی شاہزادہ چمکہ لکھنے کو موجود ہو یا شاید حقیقتاً نوشتہ ہی لے لو گی تب کہو گی ملکہ حسن افروز نے پھر نہایت ناز سے کہا دیکھیے ملکہ نو بہار گلشن افروز صاحب میں دست بستہ آپ دنوں صاحبوں کی خدمت میں عرض کرتی ہوں کہ پھر آپ صاحب مجھے خفا نہوجیے گا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اور نادہ راز دار نے کہا حسن افروز کیسے تخصیص غمزنے آئے ہیں خدا نکرے کہ کوئی مروت سے محبت کرے اسکی تو پھر سچ یہ ہو کہ موت ہی ہو کسو اسطے کہ یہ ایک ادنی بات ہو اسکی کچھ اصل نہیں ہو محبت دا تھا دین بہت بڑی باتیں ہو جاتی ہیں اور کسی کو کاؤن نہیں ہوتی پس ایک بات کا فی ہو اگر منظور نہیں ہو سائے ہونا شاہزادے سے توصاف کہہ دو کہ ہم سامنے نہونگے اور اگر محبت کا خیال ہو تو نقاب کو چہرے سے اتار کے پھینک دو ملکہ حسن افروز نے کہا میں ملکہ کی لونڈی ہوں مجھے غم نہیں اٹھی چاہیں وہ سچ لیں اگر میں غم نہ کروں تو تم سب مجھے نفرت و لعنت کرنا مجھے فقط ناراضی کا خیال ہو نا ورنہ راز دار نے کہا نہیں تم اسکا خیال نہ کرو کہو ملکہ حسن افروز نے نا ورنہ راز دار کے کان میں جھجک کے یہ کہا اگر شاہزادے صاحب مجھ پر رشہ برادری و خواہری کر لیں تو مجھے کچھ غم نہیں ہو مگر مجھے یہ بھی خیال ہو کہ شاہزادہ اور ملکہ یہ نہ سمجھیں کہ یہی ہم سے دعویٰ برادری رکھتی ہو شاہزادے نے جو یہ جملہ نادہ راز دار کی زبان سے سنا و لیں کہا کیا خوب میرا اور ارادہ ہو اور ملکہ حسن افروز اور ہی کچھ کہتی ہو ایسی صورت میں تو حصول مطلب محال ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا ملکہ حسن افروز کہتی ہو کہ میں اس رسم کی بھی تکلیف دینے کی ردا دار ہوتی مگر اسکا سبب یہ ہو کہ ایک روز ایک سوداگر نے ایک تصویر میرے نذر کی میں نے جب وہ تصویر دیکھی بے اختیار دل ہاتھ سے جاتا رہا اسی بے اختیاری میں زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ اگر مجھکو اپنی قلب ماسیت کا اندیشہ و خوف نہوتا تو میں صاحب تصویر سے ضرور نکاح کرتی اب جو میں نے شاہزادہ کو دیکھا تو اس تصویر سے مشابہ تر پایا اسی نظر سے احتیاطاً صیغہ برادری و خواہری شاہزادے کے مقابل میں ہونا مناسب جانا بعد اُنکے سامنے ہونے میں کچھ غم نہیں ہو شاہزادے نے فرمایا وہ تصویر ایک نظر میں تو دیکھوں کہ کیسی ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نا ورنہ راز دار سے کہا وہ تصویر ملکہ حسن افروز سے لاکر شاہزادے کو دکھا دو نا ورنہ راز دار نے کہا ملکہ حسن افروز ایک لحظہ تو وہ تصویر جدا نہیں کرئی ہاں ہی وقت موقع پاکے لے آؤنگی آخر دوسرے روز نادہ راز دار تصویر لائی اور شاہزادے کو دکھائی شاہزادے نے جو تصویر دیکھی تو تعبیر اپنی شکل کے موافق پائی کمال حیران ہوا لیکن دل میں کہا کہ بالفعل ملکہ حسن افروز سے سلسلہ برادری ہی کرنا واجب ہو واجب طرفین میں رضا مندی ہو جائیگی پھر مستحق کر لیگے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہا خیر مجھے کتنا تمھاری ہمشیرہ کا قبول و منظور ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ابو الحسن جو ہر کو اطلاع دی کہ اب شاہزادے نے وہ بھی قبول کیا ابو الحسن جو ہر نے

کہا اسو ملکہ آفاق اب ہوشیار ہو جاؤ وقت تماشے کا قریب آیا القحطہ دوسرے روز ابوالحسن جوہر اور شاہزادہ دونوں باہم دو گانہ ہوئے واضح ہو کہ دو گانہ اصطلاح ہو دلایت ہند کی کہ جب عورتیں باہم دو باہم خواہری یا برادری کرنا چاہتی ہیں تو باہم دو مغر کھلتے ہیں اور دو گانہ مشہور کرتے ہیں یہاں شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر آپس میں دو گانہ ہوئے بعد اسکے ملکہ حسن افروز نے نقاب محفل شاہزادے میں آئی جب شاہزادے نے صورت و لہریب ملکہ حسن افروز علی کی دیکھی



میں ساختہ کہا سبحان اللہ کیا تیری قدرت کا مدعا ہو کہ تو نے کیسے کیسے بشر خلق کیسے ہیں اب آپس میں شاہزادے اور ملکہ حسن افروز کے کلام بہ لطافت و ظرافت اور نہایت خوش طبعی کے ساتھ ہونے لگے تمام اہل محل نے اس لطیف بازی سے کمال خطا اٹھایا لیکن ملکہ حسن افروز میں ناز و انداز سے شاہزادے سے بات کرتی تھی کہ شاہزادے کا دل سپین ہوا جاتا تھا ناورہ راز دار اور ملکہ نے بہار گشت افروز اور خواہش میں مل اور توابعین سب شوش عالم محبوبیت میں بھی ہوئی سیر دیکھ رہی تھیں اور دل میں تھی کہ مائے بے تاب ہوئی جاتی تھیں جب اس صحبت کو عرصہ گزرا حسن افروز نے کہا اس شہزادہ اب میں خدمت ہوئی ہوں بشرط صحت و حیات خدمت میں پھر حاضر ہوں گی شاہزادے نے ناورہ راز دار سے کہا تو ناورہ راز دار میں نے سب کچھ کیا تھا لیکن بہار گشت پر ناورہ راز دار میں نے دیکھا لیکن یہ گرمی و صورت پر راحت و نرمی نہیں دیکھی اور کسی کی طرف توجہ ہوئی مگر میں نہیں کہہ سکتا میرے قلب کا کیا حال ہو گیا جس نے

سے میں نے ملکہ حسن افروز کو دیکھا ہو خود بخود دل بقرار ہوا جاتا ہوں اور ہر راز دار نے کہا ہاں ہم کو حضور کے دل کی کیا خبر
الافظا ہر ایہ معلوم ہوتا ہو کہ آپ کی نظر توجہ ملکہ حسن افروز پر ضرور ہو اور دل بھی حضور کا از حد مایل معلوم ہوتا ہو قصہ کوتاہ
اسی طرح ہر روز ملکہ حسن افروز کا شاہزادے کے پاس آنا اور صحبت گرم کرنا اور سہلی جانا و روریا اور شاہزادہ تصور
میں ملکہ حسن افروز کے کمال پریشان و مضطرب تھا ایک روز ملکہ حسن افروز شاہزادے سے غمزدہ و ناز کی باتیں
کر رہی تھی کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز اپنے خیمہ میں چلی گئی ناوہ راز دار بھی ملکہ نو بہار گلشن افروز کے ساتھ آٹھ گئی
خواہین بھی رہنے بائیں ہو گئیں شاہزادے کو ان سب کا چلا جانا غصہ ہو گیا شاہزادہ ملکہ حسن افروز سے ہمدرد قریب ہوا کہ
شاہزادے کا زانو اور ملکہ حسن افروز کا زانو برابر ہو گیا ملکہ حسن افروز نے اپنا زانو شاہزادے کے زانو پر رکھ دیا شاہزادہ سمجھا کہ خیال
ملکہ کے بظاہر تو یہ رشتہ خواہری ظاہر کرتی ہو لیکن باطن میں ضرور میری خواہش رکھتی ہو آخر شاہزادے نے ملکہ حسن افروز کو جھٹ پینے سے
لگایا اور کہا ای آدم جان کیا تم نہیں جانتیں کہ میرا تمھارے لیے کیا حال ہو گیا ہو اور یہ بھراپنے حسب حال جیسے زبان پر لایا یا میت

اگر دم و گشم ترسم کہ مغز استخوان مسوزدا

یہ لکے شاہزادے نے چاہا کہ بوسہ لون اس جوش و ولولہ مستی میں جسے شاہزادے کا ران میں ملکہ حسن افروز کے لگا بھجرو اس
حرکت کے ایک لفرہ ایسا ملکہ حسن افروز نے مارا کہ تمام مجلس گوج گئی اور آنکھیں ملکہ حسن افروز کی سرنج مثل
خون کیو تر ہو گئیں اور منھ سے کھٹ جاری ہو گیا اور تمام بدن میں لرزہ پیدا ہوا اور فوراً اٹھ کے ایک حجرے میں داخل
ہو گئی اور دروازہ حجرے کا بند کر لیا شاہزادے نے جب تیر ملکہ حسن افروز کا دیکھا ہوش بناتے رہے اور حجرے
کی طرف خوف زدہ دیکھا کیا ادھر ملکہ نو بہار گلشن افروز اور ناوہ راز دار اور ملاحت یری اور خواہین دوڑیں
سب نے بوجھا او شہر یار عالم یہ کیا ماجرا گذرا ملکہ حسن افروز کہاں گئی شاہزادے نے تمام حقیقت بیان کی ملکہ
نو بہار گلشن افروز نے کہا نہیں معلوم کہ تم ایسے افعال سے ہمارے سر پر کیا کیا بلانا زل کر آؤ گے تمھاری
حرکتیں ایسی ہیں کہ جسکا بیان نہیں ایک خواص ملکہ حسن افروز کی بھی موجود تھی اُس نے کہا ای ملکہ نو بہار گلشن افروز
حکیم صاحب مرحوم نے یہی علامت ملکہ حسن افروز کے تغیر حال کی بیان کی تھی جیسا کہ شاہزادے نے فرمایا ملکہ
نو بہار گلشن افروز اور ناوہ راز دار نے کہا او شہر یار اب ایسے عقلمند ہو کے ایسی حرکت کریں کہ مال تعجب
ہو شاہزادہ اپنے فعل پر ایسا پشیمان اور متفعل ہوا کہ جیسی کچھ انتہا نہیں اور بجز خاموشی کے کچھ جواب نہ واجب اس
قصہ کو طول ہوا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ناوہ راز دار سے فرمایا ای ناوہ راز دار بس اب زیادہ ہنسی
ہیں خوش نہیں معلوم ہوتی دیکھتی ہو کہ شاہزادے کا شرم و ہدایت سے کیا حال ہوا جاتا ہوں ناوہ راز دار نے
کہا سبحان اللہ آپ شاہزادے کی ایسی درخواست ہیں کہ ایسی حرکت عظیم پر ایک لمحہ کی آزادی شاہزادے
کی ناگواری ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا بس اب آپ کو یہ طعن کی باتیں زیبا نہیں ہیں کیونکہ اب آپ کا بھی خریدار

موجود ہو گیا ہو بلکہ یہ روشنی آپ ہی کی تو ہو گا افسوس یہ ہو کر شاہزادے کو اس حال سے مطلع نہیں کر سکتی اور نہیں تو کہتی کہ ملکہ حسن افروز نا ورہ رازدار کی بغل گرم کر لگی نا ورہ رازدار نے کہا کہ کیوں ملکہ یہ وہی شاہزادہ ہو جسکی شکل سے آپ بیزاریتھیں اور بواہوس و ہر جانی خطاب دیا تھا اور جب میں کوئی کلمہ سفارش کا کہتی تھی تو مجھے کیا کیا زبان مبارک سے فرماتی تھیں اب نہیں معلوم کہ کیوں ہر امر میں طرفداری و حمایت کی جاتی ہو اور شاہزادہ کا حال یہ ہو کہ تیری میری عورتوں پر گرے پڑتے ہیں اور پھر خوف بھی بہت ہو ملکہ صبح و لکشا ہی نے ایسی خطا کی تھی کہ جسکے واسطے سارے جہان کی خاک چھینواؤانی ہر چند کہ وہ تو ایک دلالہ کے بھگانے سے کچھ رنجست ہو گئی تھی یہاں تو شاہزادے صاحب قبلہ نما ہو گئے لیکن آپ نفاذ نہیں اور اُسے انھیں کی حمایت کرنے لگیں ملکہ تو بہار گلشن افروز نے کہا شاہزادے نے میرے سوداے محبت میں کسی کیسی تکلیفیں گوارا کیں کہ اگر وہ سارا دوتا تو اس عشق بازی ہی کو لعنت کرتا دوسرے کوئی درجہ محبت کی آزمائش کا نہ تھا جو میں نے اُنٹار کا جب سب میں ثابت قدم پایا تو میں نے خود اُس سے اب عشق کر لیا اور جب خود عاشق ہو گئی تو پھر کوئی خاصتہ مشق کی ناگوار نہیں ہوتی تیسرے مردوں کے مکر کا کسی نے بھی انتظام کیا ہو جو میں کروں اور شاہزادے نے جو کیا میری اجازت سے کیا اول تو کیا اُسے کیا بھی ایک شعبہ تھا ہمارے والدین کا حال تو تھیں سنا ہی ہو گا کہ جناب والد ماجد مرحوم عشق میں جناب والدہ صاحبہ کے کمان کمان پھرے اور کیا کیا کچھ کیا تنقیر یہ کہ جب سیب مراد لائے تو عقد ہوا لیکن جب سب مقدمے طو ہو گئے پھر دفعتاً خدا جلے وہ محبت کمان گئی اور ایک عقد پر اکتفا نہ کیا یہ مرد ہیں انکو سب زیا ہو بلکہ یہ روایت مشہور ہے کہ وہ بے شاہ غریب یعنی سرور کائنات سے چند عورتوں نے ناش کی تھی کہ یا حضرت یہ مرد یا بھائی عورت کی نہیں کرتا ہو کیوں آپ نے پابند ایک مرد کا فرمایا ہو ہو کو بھی اجازت ہو کہ ہم بھی پابندی ایک مرد کی چھوڑیں حضرت نے جواب میں فرمایا کہ اچھا علی آوین تو تمہارے سوال کا جواب دین اس اثنا میں جناب امیر علیہ السلام بھی تشریف لائے حضرت نے اُن عورتوں کا مقدمہ پیش کیا اور فرمایا کہ جواب اسکا انکو دو جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ مرد اگر ایک شب میں جس قدر عورتوں کے پاس رہے تو یہ یقین ہو کہ اُس نے ہی لڑکے پیدا ہوں اب ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ تم میں بھی ایسی قدرت ہو کہ جو ایک عورت کسی مردوں کے پاس جاوے تو اُس نے ہی لڑکے پیدا ہوں سب نے کہا مولانا یہ نہیں ہو سکتا پھر حضرت نے فرمایا وہ کب ہو سکتا ہو آخر معقول ہو کے چلی گئیں بس اسی نظر سے میں بھی نہیں روکتی میری اجازت ہو شاہزادے کو بلکہ میری خواصوں میں سے جسکو پسند کرے میری خوشی ہو ہر چند کہ اس میں بظاہر ایک یہ بات ہو کہ خواص کو ایک گونہ دعویٰ برابری کا ہو گا لیکن میں کچھ اسکی بھی پروا نہیں ہو اور یہ فقط اس نظر سے تھا کہ ابوالحسن جو ہر کی ملاقات سے شاہزادہ از حد خوش ہو گا ورنہ مجھکو ایک دم کا بھی اُسکا آرزوہ خاطر کرنا منظور نہیں ہو نا ورہ رازدار نے کہا اس کنیز نے بھی حضور سے یہ بات مذاق

سے عرض کی تھی آپ کچھ اور نہ خیال فرمائیے اس گفتگو کے بعد ملکہ نو بہار گلشن افروز نادرہ رازدار شاہزادہ والا تبار کی خدمت میں آئیں اور انھوں نے کہا اے شہریار ملکہ حسن افروز نے درجہ اندر سے بند کر لیا ہے لیکن حضور درار سے ملاحظہ فرمائیں کہ زندہ بھی ہو یا خدا نخواستہ مر گئی شاہزادے نے بمشکل تمام دروازہ حجرے کا کھولا اور دیکھا تو بجائے ملکہ حسن افروز کے ایک جوان وجیہ مسلح دو خنجر برہنہ لیے ہاتھوں میں بیٹھا ہوا اور عیاروں کی طرح چیخ نکال رہا تھا شاہزادے کو اس تماشے سے اور حیرت ہوئی اور فرمایا کہ میں نجاتا تھا کہ حکیم ایسا حاذق ہو کہ جو جوئے و تخیل کر تا ہو وہی اصل میں ہو جاتا ہو میں نے خود پیشتر دیکھا کہ ملکہ حسن افروز کی قلب ماہیت ہو گئی اور اصل اب اس کے مقابلے میں رستم و اسفندیار کی بھی حقیقت نہیں ہو اور طرفہ یہ ہو کہ سامان عیاری بھی سب موجود ہو جب خوب نظر غور دیکھا تو مشابہ ابوالحسن جوہر کے پایا یکا یک ابوالحسن جوہر نے باواز بند کہا اے فرزند سلطان اسٹھیل و جگر بند عالیہ خاتون وائے شاہزادہ معزالدین آخر تو نے مجھے اس حال کو پہونچایا اور اب بنظر حیرت دیکھ رہا ہے شاہزادے نے فرمایا کہ اے حسن افروز میں یہ بحیرت دیکھ رہا ہوں کہ تو میرے بھائی ابوالحسن جوہر کی بعینہ صورت ہو ابوالحسن جوہر نے کہا کہ جو امر شدنی تھا وہ ظہور میں آیا اب حیرت سے کیا حال ہو گا ان ائمہ اللہ مقولاً دوسرے جب نئے اپنے بھائی کے ہمشکل مجھ دیکھا تو اب تمہیں چاہیے کہ مجھے بغلیگر ہو غرض ابوالحسن جوہر نے دونوں خنجر غلاف میں کیے اور خود باہر حجرے کے آگے بغلیگر ہوا شاہزادہ ابوالحسن جوہر سے بغلیگر ہوا مگر خالی اور ایسی تفریح قلب حاصل ہوئی کہ جیسے بھائی سے بھائی ملتا ہو اور پھر خیال گذرا کہ شاید حکیم صاحب نے طلسم میں ابوالحسن جوہر کو بھیجا ہو اور نادرہ رازدار لائی ہو اور اس نے اس طرح مجھ سے ملاقات کروائی ہو ورنہ حسن افروز میرے مان باب کے نام سے کیونکر واقف ہو سکتی اور ابوالحسن جوہر وہ بلائے بد ہو کہ جس نے ارل تفریق گوشت کی فضیحت کی اور بلیاس زنا نہ ملکہ خلدانہ کے محل میں پہونچا چھ عجیب نہیں ہو کہ وہ یہاں بھی اپنی طرفت سے پہونچا ہو اب ابوالحسن جوہر سند پر پہلو بہ پہلو شاہزادے کے بیٹھا شاہزادے نے فرمایا اے حسن افروز ماضی اور ابوالحسن جوہر حال اگر تو میرے بھائی کی صورت سے مشابہ ہو تو یقین ہو کہ تو میرے لشکر سے بھی آگاہ ہو گا بیان کر کہ میرا بھائی ابوالحسن جوہر کہاں ہو جوہر نے جواب دیا کہ اے دو گانہ مہنی و شاہزادہ معزالدین سرداران لشکر تمہارے بخیر و عافیت ہیں لیکن تمہارے مشتاق زیارت ہیں اور سلطان جوہر ابوالحسن کا حال جو میرا ہو وہی حال اسکا ہو اب شاہزادے سے ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار جوہر کے لپٹ گیا اور دونوں ایسے باہم لپٹے کہ بہوش ہو گئے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے فرمایا اے خواہر دیکھتی کیا ہو گلاب و عرق بید مشک و غیرہ دونوں کے منہ پر چھڑک نادرہ رازدار نے کہا ترک دب ہو پہلے حضور شاہزادے کے منہ پر عرق چھڑکین پھر کین چھڑکونگی غصہ کہ دونوں ہوش میں آئے تب شاہزادے

نے فرمایا او کار ساز عجب اسب یہ تمہارے دل میں کیا آیا کہ تھے بٹھے ان پر زیادوں میں ذلیل کرایا تمام فنون
تھے میرے ہی واسطے حج کیے تھے خیر شکر یہ جو کہ اسی ذریعہ سے تمہاری ملاقات میسر ہوئی اور حسن افروز سے
بھی تو بھگوار زیادہ عزیز ہو گیا ہے

دلم بود و دایم بیادست توین	ترا دیدم و دیدہ شد نیز روشن	بر اوج کمال است آن شاہ ہارس
کہ از توش صید یک خطہ این	بعیاری از عمر خبر دسی کردا	بہ تصویر شاپور و دوست ازین

ابو الحسن جوہر نے بھی شاہزاد کیویں غادی سے

کہ او آفتاب پھر کمال	ترا نیست ہر گوہر بیتی زوال	باقال اسکندر و عمر خضر	و ہر زوت و روت بے ہال
بود ہر حسابے کہ ایام را	شود صرف عمرت ہمہ سال	ز شوق رخ مثل خود شیر تو	تو بود و پیوستہ آہیون ہلال
	ز نور جمالت کنون بدر شد	رہے قدرت قادر و اعلیٰ	

راوی کہتا ہوا اس روز منطقہ زرین کمر اور ملک شرف افروز اور سودا وہ وغیرہ تمام عقوبتیں مجلس این موجود تھیں
اور انکی ملاقات کا تا شاہ دیکھا کہین شاہزادے نے فرمایا کہ اب ارباب نشاط کو حکم ہے کہ باہر گیا دکانیں کج بھائی
ابو الحسن جوہر ہزار قوت بازو سے ملا ابو الحسن جوہر نے عرض کی یہ وہ شد حضور کو ناگوار تو نہیں ہوا کہ
بدون حکم عالی ملک نو بہار گلشن افروز غلام کے سامنے ہو گئیں شاہزادے نے فرمایا یہ کیا کہتے ہو ابیات

زن و خواہر و دختر و مادر	ابو و دختر و مادر و خواہر	ہمین است عالم ناموس تو	چہ گویم و گزتا شود بادت
	درین ہر وقت لب و جان کیے	خدا شاہدم انجرا بادت	

ای بھائی قسم جوہر و دو گار عالم کی کہ میں اپنے اور تمہارے ناموس کو ایک جانتا ہوں فرق نہیں سمجھتا بلکہ تمہارے
ناموس کو اپنے ناموس پر فوق دیتا ہوں ابو الحسن جوہر نے کہا یہ جو میں نے عرض کیا با حیا ط عرض کیا در نہ حضور
سے امید و توقع سب طرح کی رکھا ہوں اور شاہزادے نے ابو الحسن جوہر کی ایسی صحبت و شنائی کی کہ نادرہ راز دار
کہ جاہ جہ میں تنگ ہوا ابو الحسن جوہر نے نادرہ راز دار سے کچھ اشارتاً کہا شاہزادہ اس اشارے سے ابو الحسن جوہر
کے سمجھ گیا کہ کچھ اس میں رفر ہو آخر فرمایا ای برادر یہ نادرہ راز دار قوم پرزاد میں سے اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتی
دوسرے عقل و فراست میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتی اور اکثر حرکات و سکنات بھی تمہارے حرکات سے مشابہ پائے جاتے
ہیں اور میرے ساتھ بھی اسکو نہایت محبت ہو اور میں بھی اسکا اپنی ہمیشہ حقیقی سے زیادہ چاہتا ہوں ابو الحسن جوہر نے
کہا کہ اس بیان سے آپکا کیا مطلب ہو شاہزادے نے فرمایا میرے کہنے کی وجہ یہ ہو کہ اگر تم کو منظور ہو تو ہم سلسلہ منبائی
کریم ابو الحسن جوہر نے کہا میں بے وجہ کسی کا احسان کیوں لوں شاہزادے نے کہا تمہیں کیا جو احسان ہوگا میرے اوپر
ہوگا ابو الحسن جوہر نے کہا حضور تو صلاح سمر قندی کرتے ہیں میں بے وجہ ایک امر زاہد کے واسطے آپ کو تکلیف

کیون دون ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا ای شہ پار ابو الحسن جو ہر سچ کہتے ہیں انکے معاملے میں آپ کی کوشش و سعی کی کیا ضرورت ہو یعنی جو ہر ایسا کب ہو کہ آپ کی سفارش چاہیگا وہ اپنا کام بالالام لا بغیر آپ کے اور ہمارے درست کر لایا شاہزادے نے کہا بسیار خوب ہم بھی سنیں کہ کس طرح کام درست ہوا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے سب کیفیت بیان کی اور کہا اسکا کناج بھی ہو گیا شاہزادے نے فرمایا سبحان اللہ کیون نہیں کہتے کہ ہم بیگانے ہیں بلکہ ہر بھی انکی ہاں صاحب اب زمانے کا یہی رنگ ہو خیر خوش رہو مصرع صلاح کار کجاؤ من خراب کجا بہ میں تو فقط ہمتا رہی خوشی سے غرض ہو خوش رہو بعد اسکے ناو رہ راز دار سے کہا کہ ای ناو رہ راز دار شوہر مبارک ہو ناو رہ راز دار نے جواب دیا ہاں حضور کے تقریب سے بجاتب مجھے نصیب ہوا اور نہ حقدار کو حق ہرگز نہ پہونچتا ہے تو کوئی درجہ میری حق تلفی کا آٹھانہیں رکھا تھا مگر میرے ایسے ہی طالع قوی تھے جو مجھ کو حق پہونچا شاہزادے نے فرمایا کہ کس قدر ناو رہ راز دار تو حاضر جواب ہو کہ کسی جانہیں جو کئی یہ سارے تیرے کرشمے ہیں آخر تا صبح اسی حرف حکایات و عیش و نشاط میں بسر ہوئی اور شراب ناب کے خوب دور ہوئے اور یہ شعر کسی استاد کا پڑھا بیت

ادار میں خرم ادا زین دل شاد | خانہ چشم شان زہم آباد

جب دوسرے روز خسرو زین کلاہ ست زمر دین پر جلوہ گر ہوا شاہزادہ والا جاہ ابو الحسن جو ہر کو ہمراہ لیکے محل سے برآمد ہوا اور دیوان عام میں اور نگ جہان بینی پر بعد شوکت و اجلال تھن ہوا اور ابو الحسن جو ہر کو دست راست تخت کے کرسی زنگار درجست فرمائی اس عرصہ میں حفیظ ثریا مکان اور ہرام سرخ کلاہ احمد جوان و اصغر بن طافی شاہ وغیرہ رفیق طلسمی بفرق مجرا و سلام حاضر ہوئے ان سب کے سامنے بھی شاہزادے نے محض براہ غرت افزائی تعریف ابو الحسن جو ہر کی فرمائی ہر ایک ابو الحسن جو ہر سے بخلگ ہوا اور حسب لیاقت سبھوں نے نذر گذرانی بعد اسکے شراب ناب کا دور شروع ہو گیا اور محل میں ہر دو گرم ہوئی جب چند دورے شراب کے ہو گئے شاہزادے کو عالم سرور میں خیال آیا کہ اب کچھ زبانی ابو الحسن جو ہر کے بھی گانا سنا چاہیے غرض کہ ابو الحسن جو ہر کو سینے سے لگایا اور فرمایا ای برادر یہ محفل عیش منزل اپنی ہو بیان غیر کا دخل نہیں میں بہت ہمتا رہی عدا کا مشتاق ہوں اور ان پر زیادہ دل کو بھی معلوم ہو کہ آدم زاد بھی کچھ علم موسیقی میں دخل رکھتے ہیں کیونکہ یہ قوم اپنے گانے بجانے پر بہت نازان ہو چونکہ ابو الحسن جو ہر بھی انشہ میں شراب کے نہایت شہوار تھا بجز و حکم شاہزادہ والا جاہ کے طنبود آٹھا لیا اور اس لطف سے گایا کہ صدائے آفرین از زمین تا برج ہفتمین بلند ہوئی اور سب محو ہو گئے شاہزادے نے اسوقت لبوس خاص مع جواہر بہ بہا و صلاح در صغ کار عنایت فرمایا ابو الحسن جو ہر نے وہ خلعت ارباب طرب کو لب و لہجہ انعام بخشید یا شاہزادے کو یہ حرکت ابو الحسن جو ہر کی کمال ناگوار معلوم ہوئی اور فرمایا شاید ہمارا لباس ہمتا رہے لائق نہ تھا ابو الحسن جو ہر نے کہا ای شہ پار ہر چند کہ میں حضور کا برادر عزیز ہوں الا اسوقت یہ بخشش میرے حق میں مناسب نہ تھی



لہذا میں نے سبے تامل سلطون کو دیدیا دوم حاضرین محفل کو یہ معلوم ہو کر عتیا بھی شاہزادے کا اس قدر عالی ہمت اور صاحب حوصلہ ہو شانہ اوس نے فرمایا میں سمجھا تھا کہ تھیں میری بخشش ناگوار گزری بعد ازاں شاہزادہ اور ابوالحسن جو ہر محل میں داخل ہوئے شاہزادے نے ابوالحسن جو ہر کے گانے کی ملکہ تو بہار گلشن افروز سے بہت قریب کی ملکہ تو بہار گلشن افروز نے کہا ای برادر حسین آپ نے انھیں کمال سے محروم رکھا غرض عمل میں بھی ابوالحسن جو ہر خوب لطف سے گایا خواہ میں محل بھی محفوظ ہوئیں اور سب نے نادرہ راز دار کو مبارکباد دی اور کہا واہ رہی خوش قسمت خداوند عالم نے بچھلو کیا ہا کمال شوہر عنایت فرمایا نیکہ سخنان خوبی روایات و خورہ پینان خوشی سلوبی حکایات سے اب اس طرح ساعت میں پہنچا کہ جب شاہزادہ عالی قدر و جلیل القدر رفیق بخش تاج و درہیم سلطان مغزا الدین ابوتیم نے تمام سامان و اسباب پیش و طب سب در تہ مناسب جمع و یکجا اور ملکہ تو بہار گلشن افروز سے مشتاقہ و دلریا کو اور ابوالحسن جو ہر سے رفیق و شفیق کو صحبت میں موجود پایا لشکر و رکابہ قاضی انعامات میں بجالایا اس بات

سراسر وید عشرت کہ جہان را	صلاسے عیش ز درہم و جوان را	کمر بست از چہ ساز غلغیران	بہا ط عیش و عشرت تازہ چینان
بہار افش و کردن شکار سے	بچوگان بازی و یار سے پیار سے	بجوہر گفت کامی جان برادر	بلند از گوہر شان برادر
بصیر ایک نظر کن خرمی میں	دراں جوش پری و آرمی میں	کز انسان ہر یکے صاحب دل است	کلان و خور و شان بدر و ہلال است

زین خاکست باغبان سر شستہ بیابان ہم در اکیم از در عیش کہ از تاج بندہ ما ہے بچ شاہی توئی امر و ز ثانی سلیمان جہان تہا ہست باشی دجہان شاد کہ از اجبا پیشین آئی دشت نشاط عمر باشد تابسی سال چو شست آید شست بد بدیاد در آنجا گر بعد منزل رسانی خوش آن روز رستگان روز جو تو از شہزادہ سالار جوانی جنوری بے عنایک جہرہ یادہ شود کا سیدہ بدر عمر ہر دم نباید وصل او از دست دلون بکن عیش کہ خسرو ہم نکر و است	جہان چون گلشن فردوس گشتہ زمانے دور باشم از رہ طیش بفرمان تو از سر تا با ما ہی پری فرما بخت مانند انسان بدوران صیت قتالت فردن باد در قلعہ سخن شاہنشہ و است چو چہل آید فردیر و پر وال چو ہفتاد آید اعضا رفت ز کا بود مرگت بصورت زندگانی کزین عہد کہ عہد زندگانی جوانی و عجب غمش دل جوانی نہ بے مطرب شود طبیعت کشادہ شود ہر لحظہ نقد زندگانی کم کہ آید موسم از پایہ قنادون کہ چو گان تو گو از جلد بردست اگر شیرین و خسر زندہ گردند	بروسے گل شدہ بلبل غل خوان جو جو ہر گوش کرد این داستان زمین را از قد و ست سر بلندی پری و آدمی از پا کر انت وزین بلبل بچہ جو گرفتہ باشاد از ان گفتار سن ہم میلیم یا و پس از پنجاہ شانہ شد رستی برہشتا و و نو و چون در رسیدی پس آن بہتر کہ خود را شاد واری ہر است آن زندگی بہتر شاری نمود و نیست در اولاد آدم شمار زندگی ہر کہ چنین ست جوانی را بود پیری بدین حال ہمان بہتر کہ جام یادہ گیریم نہ خسر و دشتہ این بخت باری درین محفل کینر و بندہ گردند	بشوق دل شدہ طاووس قہقان زمین بوسیدہ و پا سنج و او آن را سعادت را از بخت است اجنبی شیاطین و یو جن فرما بخت نہ شرح آن نظامی گشت گام کہ رحمت بدوان پاک و باد فقد تابل زنت در پاکستی بساختی کہ دیر پیری کشیدی وران شادی خلد ادا و داری نہ چون وفادہ جوانی روز گاری جوانی اند تو خوش دل با عالم کہ با ہر راحت بچہ قرین است تغیر میرسد ہر دم باحوال مراد دل ز روسہ سادہ گیریم نہ شیرین دشت چمن نو بہار
--	--	--	--

جب شب تمام ہوئی دوسرے روز صبح کو شاہزادے نے ملکہ نو بہار گلشن افروزی سے فرمایا ای ملکہ کیا بہار اسی طرح کے سامان عیش و طرب کا حکم دو کہ ہم اب جشن جمبیدی کیا چاہتے ہیں ملکہ نو بہار گلشن افروزی نے کہا جیسا ارشاد ہو سب سامان موجود ہو شاہزادے نے فرمایا کہ اپنے لشکر سے لوگ انتخاب کرو کہ جو عاشق مزاج اور جوان وجہ اور معزز ہوں اور باقی لشکر کو یہیں رہنے دو ملکہ نو بہار گلشن افروزی نے چار ہزار آدم زاد و پیرلو کہ جو جوان و صاحب جمال تھے لشکر سے انتخاب کیے اور طانی شاہ وغیرہ سرداروں کو اپنے اپنے ملک کو رخصت کیا اور انکے فرزند مع انکی بیبیون اور بیبیون کے یہیں مقیم رہے بعد اسکے نادرہ رازدار کو حکم دیا کہ شہر علیسین سے مرغزار عشرت تک تمام بیابان کو آئینہ بند کر دو اور تمام درختوں کو زربفت و شجر سے سنڈھو واد اور نہر رشک سبیل کے دونوں طرف ٹھاٹھ روشنی کے نصب کیے جائیں اور جھاڑ اور قانوسل درم رنگ اور دو ڈالہ اور دیوار گیری وغیرہ سے جہان جیسا مناسب و شایان ہو لگایا جائے اور کنارے پر ہر چہ کے دیباچے چینی اور پرتیان تختانی اور تاشن بادلی ہندی

اور زرقعت و محل کاشانی اور ہا ولہ برہان پوری کا فرش کیا جائے اور پہاڑوں پر اطراف و جوانب مرغزار عشرت کے برابر علمہائے زرین چٹکے پھر برے طلائی عمدہ بنے ہونے ہوں قاضی بروس و س قدم کے نصب ہوں اور آئینہ ملی کی جوڑیاں اس ترکیب سے لگانی جائیں کہ جہان سے جو دیکھے سارا جلسہ آئے ایک جائے نظر آئے اور خاک میں مرغزار کے مشک و عنبر ملا و غرض کہ تین روز کے خاصہ بین الکاران میر کا یعنی پیر زادان چاہے دست نے کہ چلی شان میں یہ آئیہ کریمہ نازل ہوئی ہو کھٹکوں لڑا یکتا گو میں محاریر کے آقا شیل و بھان کا جواب ٹوٹے ذرا سیت صادق آتی ہو یہ سب سامان درست کر دیا ایات

دے گفت بن ہمدہ کوئی زرہ چل	بہنا کر نوشتہ تو نہ ہا مثل قریب	این سمت دایں چشمین کی جو ہر	با و نشہ نقل کر درون زمین بود
اقتیم کا اٹھکرا عرض و جو اہر	میداشتی گر عقل محم تو نہیں بود	شہ ی پرچی ملک شامیہ شنیدی	بے صفا اگر رفت تو نہ درین بود

اب چو گان بازی کرنا شاہزادے کا نامہ نو بہار گلشن افروز سے اور ہر ایک عاشق کا اپنے اپنے معشوق سے گزارش ہوتا ہے

اقصہ جب سامان درست ہو گیا شاہزادے نے فرمایا کہ چلے ابو الحسن جو ہر اور ماورہ راز و ار سے چو گان بازی ہو کہ یہ دونوں پہلے چو گان بازی میں موجود نہ تھے غرض حسب حکم باہر ماورہ راز و ار اور ابو الحسن جو ہر نے مرکبان پری پیکر ہر سوار ہو کر چو گان بازی اور دونوں برابر رہے بعد اسکے ابو الحسن جو ہر نے کہا



ای شہر یار اب حضور حکم دین کہ تا درہ راز دار گھوڑے پر ہو اور غلام پیادہ ہو تب لطف چوگان بازی کا ہو ملک
نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ ای ابو الحسن جو ہر تم گھوڑے پر چوگان بازی میں تا درہ راز دار سے برابر
رہے اب پیادہ روی میں کیونکر پیش رفت ہو گے یہ قیاس سے باہر معلوم ہوتا ہے ابو الحسن جو ہر نے
کہا آپ ملاحظہ تو فرمائیں کہ میں کیا کام کرتا ہوں عرض جب حسب خواہش ابو الحسن جو ہر کے چوگان بازی ہوئی
ابو الحسن جو ہر تا درہ راز دار پر اس طرح غالب آیا کہ تمام آدم زاد و پر زاد کے ہوش جاتے رہے بعد اسکے
حفیظ ثریا مکان اور بہرام سرخ کلاہ وغیرہ کو حکم چوگان بازی ہوا ہر ایک اپنی اپنی معشوقہ کو ہمراہ لے لے
چوگان بازی و شکار کو گئے اور خود شاہزادہ اور ملک نو بہار گلشن افروز اور تا درہ راز دار اور ابو الحسن جو ہر
ایک سکت کو روانہ ہوئے حاصل کلام اس روز خوب شکار اور شراب نوشی اور کباب وغیرہ کا مشغلہ رہا اور
رات کو کنارے نہر سلسبیل کے روشنی چراغان کی سیر ہوئی دوسرے روز شاہزادے نے ایک چمن میں خمیہ
برپا کر لیا اور محفل شراب خوب گرم ہوئی تا انیکہ اس نشہ شراب سے ہوش و حواس مطلق باقی نہ رہے آخر ملک
نو بہار گلشن افروز سے شاہزادہ آپٹ گیا ملک نو بہار گلشن افروز نے جب شاہزادے کو مدہوش دیکھا
بجیلہ درد جگر فرش پر لوٹ گئی شاہزادہ ملک نو بہار گلشن افروز سے جدا ہو گیا اور فرمایا ای ملک آفاق قربانیت م
خیر ہو ملک نو بہار گلشن افروز نے جو بہن فرصت پائی نیسا نہ پری کو بلا کے کہا ای نیسا نہ پری جلد نقل
خسر و شیرین شروع کر دے

نقل ہوئی خسر و شیرین کی حسب الحکم حکیم صاحب کے شاہزادے کے روبرو



نیسا نہ پری نے عرض کیا کہ ای ملک آفاق خسر و بن ہر مغربن نو شیر وان کا ایام شاہزادگی میں ایک عیار طرار

شاپور صاحب قدیم تھا اسنے ایک روز خسرو کے روبرو یہ نقل بیان کی کہ ملک ارمن میں ایک زن پیر زال مہین بالو نام حکمران ہو اسنے اپنے بھائی کی دختر شیرین کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور شیرین ایسی صاحب حسن و جمال ہو کہ اسنے حسن کا تمام بلاد میں بطور فساد کے تذکرہ ہوتا ہوا اور ایک گھوڑا شہد نیز نام شیرین پاس اس صفت کا ہو کہ اکثر لوگ اسنے اشتیاق دیدن آتے ہیں خسرو نے جب شیرین کا حال شاپور کی زبانی سنا نا دیدہ عاشق ہو گیا اور ایسا فریفتہ ہوا کہ بالکل کار و بار و بیوی سے محفل ہو گیا آخر شاپور سے کہا کہ تو جسطرح ممکن ہو ملک ارمن میں جا اور بیوی ایسی کوئی تدبیر کر میری ملاقات شیرین سے ہو ورنہ میں ہلاک ہو جاؤں گا غرض شاپور مجبور حکم حاکم ملک ارمن کو روانہ ہوا اور آئے وہاں پہونچکر یہ کام کیا کہ خسرو کی چند تصویریں خاص سیر کاہ شیرین میں پہونخت پرا ویزان کر دیں جب شیرین سیر گاہ میں آئی اور تصویر خسرو دیکھی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئی آخر شیرین نے شاپور کو بلوائے تصویر کا حال پوچھا شاپور عیار نے پہونچت شیرین انکا کیا آخر حال شیفہ و فریفتہ ہونے خسرو کا شیرین سے بیان کیا اور کہا اگر حکم ہو تو خسرو کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں شیرین نے کہا اچھا لیکن جلدی اس کام میں کر دیر نہ کرنا شاپور نے کہا میں جاتا ہوں اور اگر میرے آنے میں شاید دیر ہو تو آپ مرگے پر سوار ہو کے بجلہ شکار مدائن کو روانہ ہو جیسے کا یقین ہو کہ میں راہ میں آؤں گا بلکہ کیا شب ہو کہ خسرو کو راہ ہی میں آپ دیکھیں مگر علامت میں اسکی بتائے دیتا ہوں جس مرد کو اس وضع سے دیکھنا سمجھ جانا کہ خسرو میں ہو جسے سہ سے پاتک سنج کپڑے پہنے ہو گا بس یہ نشانی شیرین کو بتا کے آپ مدائن میں خسرو کے پاس آیا اور اپنی کار وائی کی خسرو سے خبر کی اور ادھر بعد جانے شاپور کے شیرین موافق کئے شاپور کے تمام اپنے بیگانوں سے پوشیدہ روانہ ہوئی جب خسرو کے باپ نے سنا کہ خسرو شیرین پر عاشق ہو گیا تو چاہا کہ خسرو کو قید کرے خسرو نے جب اپنے قید ہونے کی خبر سنی تو راتے سرو پا ملک ارمن کی راہ لی حسب اتفاق خسرو کنارتے ایک پتھر کے غار میں بیٹھا تھا کہ شیرین بھی وہاں آن ہی پہونچی لیکن خسرو نے خوف دشمنوں کے لباس اپنا تبدیل کر ڈالا تھا اسوجہ سے شیرین نے اسکو نہ پہچانا آخر شیرین تو مدائن کو گئی اور خسرو ملک ارمن میں پہونچا بیان شیرین کے گم ہونے کی خبر شہر ارمن میں عام ہوئی مہین بالو نے ہر طرف آدمی روانہ کیے اور آپ رنج و غم میں اپنی دختر کے گریان ہوئی اس غم میں مہین بالو نے سنا کہ خسرو بن ہر فرخوردستان سے ملک ارمن میں آیا آسے یہ سنے سامان دعوت ہمائی خسرو کے واسطے ہتیا کیا اور خود بھی استقبال کو آئی

اب حال شیرین کا گزارش کیا جاتا ہے

کہ جب وہ ملک مدائن میں پہونچی خسرو کے ایک رفیق کے ذریعہ سے محل خاص میں داخل ہوئی لیکن خواہوں ۱۸

کے ہاتھ سے نہایت تکلیف پائی اور سنا کہ خسرو و عشق میں شیرین کے ملک ارمن کو روانہ ہوا اس خبر سے نہایت رنج ہوا اور یہ خیال آیا کہ وہ جو کنارے چشمے کے جوان بیٹھا تھا یقیناً کامل ہی ہو کر شاید وہی خسرو تھا دوسرے روز شیرین نے مغلدار سے خسرو کے کہا کہ مجھے آب و ہوا یہاں کی موافق نہیں آئی مگر خسرو نے بردقت جانے کے مغلدار سے تاکید کی تھی کہ شاید شیرین یہاں آجائے تو اسکو فلان پہاڑ پر ایک مکان مع ساز و سامان خوش قطع بنوا دینا تاکہ اسکا دل نہ گھبرائے مغلدار نے حسب الحکم اپنے آقائے نامدار کے شیرین کیلئے ایک مکان عالیشان نہایت فرحت افزا دلکش اس پہاڑ پر بنوا دیا چنانچہ اب تک وہی مقرر شیرین مشہور ہو جب نیسا نہ پری یہاں تک نقل بیان کر چکی شاہزادہ نے ملکہ نو بہار گلشن افرور سے فرمایا کہ تہنہ سنا شیرین عشق خسرو میں کمان سے کمان پہنچی اور ہم باوجود اس لطیف و مہربانی کے اب تک مجھ سے صاف نہیں ہو ملکہ نو بہار گلشن افرور نے کہا صبر کرو اس نقل کو تمام ہونے دو اگر شیرین کا بے عقد کے خسرو سے وصل حقیقی ہوا ہوگا تو میں بھی حاضر ہوں شاہزادے نے فرمایا عقد تو ہو گیا ہو اسکا عذر ناحق ہو ملکہ نو بہار گلشن افرور نے کہا کہ عقد طلسمی کافی نہیں ہو سکتا عقد صحیح باجارت والدین جب بیرون طلسم ہو تو البتہ مستند ہو تا ورنہ راز دار نے کہا اے شہر یار آپ تو بڑے عالی ہمت ہیں لیکن حیف کہ آپ سے اسقدر صبر نہیں ہو سکتا شاہزادے نے فرمایا قطع

کب تک فراق یار کے صدمے سہا کروں
قابو میں اپنے دل کو نہ پاؤں تو کیا کروں

ٹکرا کے سر کو جان ندون میں تو کیا کروں
ہر چند چاہتا ہوں نہ بولوں میں یار سے

ابو الحسن جو ہرنے کہا پیر و مرشد بھی فرماتے ہیں لیکن شاہون کا کسی کام میں جلدی کرنا نا اعلیٰ عصمت و شان سے نہایت بعید ہو ان اگر ہم اپنے عیار پیشہ بیچارے اپنے مقدمات میں جلدی کریں تو زیبا ہو اور بجا ہو کیونکہ اگر چستی و چالاکي نہ تو اس پیشے کے خلاف ہو دوسرے ہمارے کام کی مقدار ہی کیا اسکا عدم وجود برابر ہو کیونکہ نادرہ راز دار میں سچ کہتا ہوں یا جھوٹا ورنہ راز دار نے کہا معاذ اللہ آپ کے قول کو کون غلط سمجھے خداوند کریم نے آپ کو ایسا ہی مرتبہ عالی عنایت فرمایا ہوا ابو الحسن جو ہر یہ نقل مشہور ہو کہ ایک کتا غار ششی کسی بادشاہ کے باور چخانے میں گیا اور اسنے باور چیون سے کہا کہ مجھے سب ہمانون سے پہلے کھانا دے دو باور چیون نے پوچھا تجھ میں کیا ایسا وصف ہو جو تو ایسا کلمہ کہتا ہو اس نے کہا مجھ میں یہ صفت ہو کہ میں شکاری ہوں باور چی نے کہا اگر ہاتھ میں کچھ نہ تو توبہ مجھے میں ہمانون سے پہلے کھانا دیتا شاہزادہ اس نقل سے نادرہ راز دار کی خوب ہنسنا بلکہ ابو الحسن جو ہرنے بھی اس برجستہ نقل پر تعریف کی ملکہ نو بہار گلشن افرور نے نیسا نہ پری سے کہا ان پھر کیا ہوا نیسا نہ پری نے کہا قربانت شوم جب خسرو ملک ارمن میں پہنچا اسنے

ہر ایک سے حال شیریں دریافت کیا اہل شہ نے بیان کیا کہ شیروں بہان سے کسب طرنگی گئی اس عرصہ میں شاہ پور ملک
ارمن میں پہونچا اور اسے جب شیروں کے گم ہونے کی خبر سنی خسرو سے کہا بظاہر شیروں سے صدمہ بچ ضبط بنوسکا وہ
مدائن میں پہونچی خسرو نے کہا سچ کتا بچھے بھی راہ میں فلان شے پر ایک عورت لباس مردانہ گھوڑے پر لی تھی وہ اس
شے پر ایک ساعت ٹھہری بعد اسکے روانہ ہو گئی لیکن میں اسکے حال سے افسوس سطلق آگاہ ہوا
اب تو پھر مدائن جا اور شیریں کو جلد بہان لے آیا شاہ پور اسی وقت حسب الحکم خسرو کے گیا
اور شیریں کو ملک ارمن میں لے آیا اور خسرو کو خبر کی خسرو نے دوسرے روز مہمین پاؤت کھلا بھیجا کہ اگر ملکہ
بہت بھی بخاری جو کہ گم ہو گئی تھی میرا عیاں تلاش کر کے بہان لایا تو میں با تو مجھ دینے اس خبر کے اسی وقت خسرو
کے پاس آئی اور شیریں سے ملاقات کی ہر چند کہ مہمین با تو حال عاشق و معشوق شیروں و خسرو سے واقف تھی
لیکن لحاظ بزرگی اسکا کچھ ذکر نہ کیا اور شیریں کو اپنے ساتھ محل میں لے آئی بعد ازاں غلامت میں ادھر ادھر کے ذکر
کیے اور کلمات نصیحت کے کہہ کر تو بہا رنگشن افروز نے پوچھا کہ وہ کلمات نصیحت کیا ہیں اور اسکا نتیجہ مہمین با تو
کو کیا ملا بیسار نہ ہر می سے عرض کیا کہ ملکہ عالم جب شیریں مہمین با تو کی خدمت میں حاضر ہوئی مہمین با تو نے
پیشانی کو اسکی بوسہ دیا اور یہ نصیحت کی کہ جسکی ملا نظامی نے اس طور سے شرح بخشی ہو اہمیاست

شیریں گفت کاو فرزانہ فرزند سعادت خواجہ تاج شاہ تو تو گنج سر بہر خزانہ سودہ کہ این صاحب قرآن دل دادہ است کہ مردان حیلہ ہا بسیار دہند فرماندہ ترا آلودہ خویش نہ رفتی از طریق یارسانی رخ چون نہ بیک نکتہ غراش اگر بروستا و فرسوخ گروی	نہ بر من ہر بہنو بان خداوند صلاح از جملہ پیرایہ تو بدونیک جہان نا آلودہ شکار پس بزرگ قنادہ است ہمہ وقت فنون بہکار دارند ہو سکے دیگرے دار و فرما پیش زبان دارد بکار بادشاہی اگر چہ عاشقی آہستہ می باش بدین باکی بہنگ آلودہ گروی بسا بادہ کہ در ساغر کشیدند	یہ تار تو صد از ملک شاہی جہان را از بالست رشانی جہان نہ کہے با دانہ نمون ولیکن گر چہ ہستی شایبش منی باید کہ از شیریں زبانی تو گر چہ پارسانے نیک نامی نہ چون از نیک نامی دور گروی زبان اگر خود بہت شیرین نہ بہا کل را بنہ تر تر کشند بجرعہ بخشد کہ چون کشیدند	یکے موت نواز نہ تا بہا ہی ہماست در پناہ یارسانی بدور و دیدن و یا قوت سودن نوازا کہ شہساری ہر فرشت نہ رو ملو است شیریں را بجائے و گر چہ با جہاںے چون نظامی بر شقی در جہان مشہور گروی نہ مردان بزرگان بسیار خندند بخیلند نہ جہان ابو بر گشتند
--	--	---	---

ملکہ تو بہا رنگشن افروز نے کہا واقعی حال مردون کا ایسا ہی ہو جلات ہمارے شاہزادے کے کہ فضل الہی سے
ایسا قایم مزاج کوئی نہ مرد جہان میں نہو گا شاہزادے نے فرمایا سبحان اللہ عجیب و غریب باتیں ہیں جلال مہمین ان
باتوں سے تسکین بخشی ہوتی ہو ابوالحسن جو ہر نے کہا ای ملکہ عالم اگر حضور قایم مزاجی میں یہی شان میں فرمایا تو بجا ہو کہ میں

سزا وار قایم مزاجی کا ہونے نادرہ راز دار نے ایک دوہتر شائے پر ابوالحسن جو ہر کے مارے اور کہا ای بیہودہ تو ناحق دخل در عقولات کرتا ہو دروغ گویم بروے تو گریبان میں منہ نہیں ڈالتا ابوالحسن جو ہر نے کہا ای بے ادب زبان کو لگام دے نہیں جانتی کہ حضور میں بادشاہوں کے کلمہ گستاخانہ باعث آبروریزی کا ہوتا ہی نادرہ راز دار نے کہا خیر خطا ہوئی معاف فرمائیے مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ آپ بھی شاہوں میں داخل ہیں شاہزادہ اور ملکہ نو بہار گلشن افروز و دولون ہنس پڑے شاہزادے نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہا کیوں ہنسنے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ اچھا جوڑ ملا ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نیسانہ پر سی سے فرمایا ہاں صاحب پھر کیا ہوا نیسانہ پر سی نے کہا حضور بعد ازین ہمیں بانو نے شیریں سے کہا ای فرزند سنو آیات

تو خود دانی کہ وقت سرفرازی	زنان شونی بہ است از عشق بازی	اگر چہ تو بخیر و ہوسر بانی	من اینک گفتنی گفتی تو دانی
ولیکن گفت من باین رازی	ہمہ بازیست پیش عشق بازی	کزین بندہ را باشی خبر دار	نباشی در بلا و غم گرفتار
چو شیرین گوش کرد آن ہندو نثر	نہاد آن پند را چون حلقہ در گوش	دلش باین سخن ہمدستان بود	کہ اور نیز در خاطر ہمدان بود
بہفت و رنگ وشن خور و سوگند	بروشن نامہ گوشتی خداوند	کہ گر خون گرم از ذوق جالش	نخواہم شد بخیر جفت ملا لیل
چو بانو دید آن سوگند خواری	پدید آمد دلش را استواری	رضا و دلش کہ رسیدان در کاخ	نشید بانک گلشن گلستاخ
	بشرطے آنکہ تنہائی بخوید	میان جمع گوید آنچہ گوید	

حاصل مطلب ان اشعار نصیحت و نیکدہی ہو کہ جو عورت ایسی صاحب حسن و جمال ہو کہ پردہ فرنیامین اسکا ثانی خلق نہوا ہو اور ہر شہر و دیار میں اسکے حسن کا غرہ ہو اور وہ ناکتخدا بھی ہو اور عصمت و عصمت بھی رکھتی ہو وہ بوجہ سن و سال کے نیک و بد سے زمانے کے آگاہ ہوگی اور دنیا میں ہزار ہا طرح کے مقدمات پیش ہو جاتے ہیں بس اسکو لازم ہو کہ ہر ایک صحبت میں نشست و برخاست اختیار کرے لیکن اپنی وضع کو ہاتھ سے نہ لے خصوصاً کمون اور بادشاہان وقت کو اس بات کا خیال پر ضرور ہو کہ سوا سطلے کہ بغیر نشیب و فراز زمانہ کا دیکھے تجربہ نہیں حاصل ہوتا صحبت سبقت انسان ہو بس اثر صحبت نتیجہ یہ دکھلائگا کہ جب کسی بات میں عقل کو دخل دیکھا ممکن نہیں کہ بدی کو عقل گوارا کرے لقصہ ہمیں بانو نے شیریں سے یہ کہا کہ ای فرزند جگر بند خسرو پرویز تمہارے عشق میں اپنا ملک چھوڑ کر تنہا یہاں آیا ہو اگر تمہارے دام میں گرفتار ہو جائے تو اس سے ہتر کیا ہو دو سرے یہ بھی ضرور ہو کہ جو کوئی کسی کا عاشق ہوتا ہو تو معشوق کو بھی اسکا خیال ہوتا ہو پس ممکن نہیں کہ تمہاری طبیعت بھی اسپر ایل نہوا سین چارہ کیا ہو اور اس سلسلہ کو قطع کر دینا بھی نامناسب ہو لیکن عورت کو ہر وقت و ہر لحظہ اس امر کا خیال رکھنا چاہیہ ہو کہ مردوں کے حیلے پر ہرگز اعتماد نہ کرے ورنہ آخر پشیمانی حاصل ہوگی کیونکہ مرد بہر نوع اپنا مطلب اور کار پر آمای چاہتے ہیں اگر خدا نخواستہ سے کوئی حرکت ظلم وضع ظہور میں آئی تو تمام دنیا میں فضیلت و رسوائی ہوگی کسوا سطلے

کہ جب قدر جو مشہور ہوتا ہو اس قدر بلکہ اس سے زیادہ اسکی بدنامی مشہور ہوتی جو انسان کی بات سوتی کی آب کئی ہوں
پھر نہیں آتی اور یہ بھی ظاہر ہو کہ مرد ہو یا عورت ولولہ و شوق میں خیال آل نہیں رہتا ایسی حالت میں محفوظ رہنا ہر ایک
کا کام نہیں ہاں تمنائی میں مرد و عورت کبھی نہ بیٹھیں تو ایسی آفتوں سے بچنا ممکن ہو اور مردوں کا خاصہ طبیعت یوں
واقع ہوا ہو کہ جب تک رنگ و روغن وغیرہ عورت کا درست ہو وہ بھی موجود ہیں اور جہاں کچھ صورت میں نقص آ یا
پھر وہ گویا کبھی کے آشنا ہی نہ تھے ای فرزند ہر چند میرا کہنا مختارے موثر ہو گا کسوا سٹے کہ نصیحت سے سب کو بری معلوم
ہوتی ہو لیکن جب وقت ہاتھ سے جاتا رہتا ہو بعدین فقط افسوس بھجاتا ہو لیکن بھلا کیا بابر حسن و قبح سے آگاہ
کر دینا ضرور ہوتا کہ تم کسی رنج و بلا سے زمانہ میں از خود مبتلا نہ ہو آئندہ تم با نوا اور کام ہوتا رہتا رہے جتنے کے جب یہ کمالات
انصیحت ہمیں بانو سے سنے جان و دل سے قبول کیے اور عمدہ کیا کہ اگر لین باؤنگی تو ہرگز بغیر عقد کے ہم صحبت نہ ہونگی
ہمیں بانو نے کہا بس ہی میرا بھی مطلب تھا اب یہ خیال رہے کہ تمنائی میں خسرو سے بے شکست ہو نا ورنہ وہ
قاہو پیا کر ٹکڑو مجبور کر لینگا اب باؤنگی کو اجازت ہو کہ تم خسرو سے ہم پایا و ہم نوالہ ہو جب یہ نقل بیان پر ختم ہوئی ملک
نوبہار گلشن افروز نے شاہزادے سے کہا کیوں آپ نے شکار شیرین خدا و رسول سے آگاہ نہ تھی بلکہ کافر تھی
لیکن کس قدر خود داری کو کام فرمایا کہ جو آج تک نام عفت عصمت کا اسکے باقی جو اور نفیرین ہو نہ یہ کہ ہم دین حق
ہیں اور کتاب و امانیت سے کبھی واقف ہیں اور مرکب اس امر کے ہوں کہ جو خلاف شریعت ہو گستاخی
معاف ہو آپ کیسے اولاد رسول ہیں کہ حکم خدا و رسول کا خیال نہیں اگر جسے کوئی امر خلاف شرع ہو تو عجب
نہیں آپ کو خوب معلوم ہو کہ ہمارا عقد آپ سے ضرور ہو گا اور پھر آپ کو عیب نہیں اب اس خیال لغو سے باز آؤ
اور پیش و عشرت میں چندے بسر کرو اور اگر ایسا ہی حال ہو کہ ضبط نہیں ہو سکتا تو ہماری خواہشیں حاضر ہیں جسے
چاہو اپنے کام میں لاؤ میں واللہ رشک نہیں کرونگی شاہزادے نے کہا سبحان اللہ ملک صبح و لکشا کو بنظر التفات
دیکھا تھا اسکا مواخذہ تو آج تک باقی ہو اب میں اس سلاح سمرقندی کو ہماری کب خیال میں لاتا ہوں
دوسرے جب تم سامع شوق بغل میں ہو تو حیف ہو کہ کسی غیر عورت کی طرف التفات ہوں ملک نوبہار گلشن افروز
نے فرمایا کہ جو اصل حال تھا مجھے کہہ دیا اب آپ کو اپنے فعل کا اختیار ہو ہر چند بظاہر شاہزادہ خاموش ہو رہا لیکن باطن
اسی فکر میں رہا کہ جس طرح سے ممکن ہو وصل ملک نوبہار گلشن افروز سے ہونا چاہیے غرض غرہ فردین سے
چودھویں تک مرغزار عشرت میں کبھی صید و شکار اور گاہ شراب و خوشگوار میں بسر کی قطعہ

کہ سرکہ شکار گئے جو بجا م کرو	در ہر زمانہ بوضع و کر کرد عشرتے
مانند شمع کہ پس از خستہ کردنش	بروی فلک درمی بکشا یزد و لکتے

بعد اسکے شاہزادے نے فرمایا کہ ای ملک جہاں اب اس مرغزار عشرت سے مرغزار نشاط میں چلنا چاہیے

اور شب اول کنارے نہر رشک سلسبیل روشنی چراغان ہو اُسکی سیر دیکھیے کہ وہاں شب مہتاب کا لطف ہوتا ہو ملک نو بہار گلشن افروز نے فرمایا بہت خوب انیات	اول افروز گل چون نو بہارے ہسان فرہ گرد آفتابیش زمین را بخت گاہے سلطنت یافت کہ جز سون ترست آنجا گیا ہے شریادار گرد خرمین ماہ خروش جنگ کیوان رسیده صرحی ہائے لعل ز دست ساقی	شہنشاہ شد بسیر مرغزارے پر یزادان جو انجم در کالیش فلک را ساکنان مرحمت یافت ز سبزہ یافتند آرام گاہے پر یزادان نہ رو کر و خطر گاہ مغنی ساز و رایوان کشیدہ	نیز پیش نادرہ چون ماہ انور ز بخت سعد و دیدہ از جہندی ہمہ جایش تماشا گاہ باشد ز اطلس خمیہ ہا بر پائے گردند چو سروسا تادہ گلرویان ہیک بیک جامع کردہ آب آفتاب
قصہ شاہزادہ والا تبار و ملک نو بہار گلشن افروز نادرہ رازدار اور ابو الحسن جو ہر نامدار مرغزار نشاط میں آئے ناگاہ عالم سرور و سرشاری میں شاہزادہ کو پھر جوش ہوا کہ آج شب کو جس طرح سے ہو ملک نو بہار گلشن افروز سے کام دل نکالے آخر ابو الحسن جو ہر سے اس بات میں مشورہ کیا ابو الحسن جو ہر نے کہا حضور یہ بات پوشیدہ نہیں ہو کہ یہ پر یزاد بغیر حکم عظیم صاحب کوئی کام نہ کر سکی شاہزادے نے کہا کہ تم ابھی اُنکے حال سے واقف نہیں ہو کیونکہ تم تازہ وارد ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ یہ لوگ فریب دیتے ہیں اور جھوٹ بولنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتے اگر انکی فیلسوفی و مکاری کا حال سنو تو ہوش بجا نہ رہیں جہل مر کو اپنا دل نہیں چاہتا حکیم صاحب پر محول ہوتا ہوا دیکھو کہ آپ جاہلی ہیں اسے خود کر گزرتی ہیں اور برا در انصاف شرط ہو کہ ایسے ام غلات کے منع کرنے سے کیا فائدہ اور میری طبیعت کا جو حال ہو اسکو کیا بیان کروں کہ مجھے ایک دن برابر ایک سال کے معلوم ہوتا ہوا اور تمام رات غیند نہیں آتی ابو الحسن جو ہر نے کہا کہ میں بھی اسی وقت کا منتظر ہوں کہ میری بھی امید بر آئگی آخر ایک روز شاہزادے نے ملک نو بہار گلشن افروز سے فرمایا کہ آج سہ پہر پر تم سوار ہو اور سب کفام پر میں سوار ہوتا ہوں میدان میں انکی چالاکی اور دوڑ کا امتحان کر کے کہ میں کون زیادہ دوڑنے والا ہوں ملک نو بہار گلشن افروز نے کہا بہتر ان غرض ملک نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ نادرہ دونوں نے گھوڑوں پر سوار ہو کر بائیں اٹھائیں دونوں گھوڑے ایسی چالاک سے دوڑے کہ باد صبا بھی اُنکی گرد کو نہ پہونچی فضا را اسی دوا دو میں شاہزادہ اور ملک نو بہار گلشن افروز ایسی جا پہونچے کہ وہاں چند درخت کنجاں اور ایک چٹہ پانی کا تھا شاہزادہ سایہ میں درختوں کے تشریف لایا اور ملک نو بہار گلشن افروز سے فرمایا کہ ایک ساعت یہاں دم لیو غرض کہ گھوڑوں کے زمین پوش سایہ درخت میں	ایک شش جو ہر تابندہ گوہر ز اقبالش رسیدہ سر بلندی کسے کا سہا ب دل خواہ باشد در ان صحرائے دلکش جائے گردند نشستہ نو بہار و شہ بیک جا بو صفت ساقی موزون گلش بجندہ گفت باد این عیش باقی	قصہ شاہزادہ والا تبار و ملک نو بہار گلشن افروز نادرہ رازدار اور ابو الحسن جو ہر نامدار مرغزار نشاط میں آئے ناگاہ عالم سرور و سرشاری میں شاہزادہ کو پھر جوش ہوا کہ آج شب کو جس طرح سے ہو ملک نو بہار گلشن افروز سے کام دل نکالے آخر ابو الحسن جو ہر سے اس بات میں مشورہ کیا ابو الحسن جو ہر نے کہا حضور یہ بات پوشیدہ نہیں ہو کہ یہ پر یزاد بغیر حکم عظیم صاحب کوئی کام نہ کر سکی شاہزادے نے کہا کہ تم ابھی اُنکے حال سے واقف نہیں ہو کیونکہ تم تازہ وارد ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ یہ لوگ فریب دیتے ہیں اور جھوٹ بولنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتے اگر انکی فیلسوفی و مکاری کا حال سنو تو ہوش بجا نہ رہیں جہل مر کو اپنا دل نہیں چاہتا حکیم صاحب پر محول ہوتا ہوا دیکھو کہ آپ جاہلی ہیں اسے خود کر گزرتی ہیں اور برا در انصاف شرط ہو کہ ایسے ام غلات کے منع کرنے سے کیا فائدہ اور میری طبیعت کا جو حال ہو اسکو کیا بیان کروں کہ مجھے ایک دن برابر ایک سال کے معلوم ہوتا ہوا اور تمام رات غیند نہیں آتی ابو الحسن جو ہر نے کہا کہ میں بھی اسی وقت کا منتظر ہوں کہ میری بھی امید بر آئگی آخر ایک روز شاہزادے نے ملک نو بہار گلشن افروز سے فرمایا کہ آج سہ پہر پر تم سوار ہو اور سب کفام پر میں سوار ہوتا ہوں میدان میں انکی چالاکی اور دوڑ کا امتحان کر کے کہ میں کون زیادہ دوڑنے والا ہوں ملک نو بہار گلشن افروز نے کہا بہتر ان غرض ملک نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ نادرہ دونوں نے گھوڑوں پر سوار ہو کر بائیں اٹھائیں دونوں گھوڑے ایسی چالاک سے دوڑے کہ باد صبا بھی اُنکی گرد کو نہ پہونچی فضا را اسی دوا دو میں شاہزادہ اور ملک نو بہار گلشن افروز ایسی جا پہونچے کہ وہاں چند درخت کنجاں اور ایک چٹہ پانی کا تھا شاہزادہ سایہ میں درختوں کے تشریف لایا اور ملک نو بہار گلشن افروز سے فرمایا کہ ایک ساعت یہاں دم لیو غرض کہ گھوڑوں کے زمین پوش سایہ درخت میں	نیز پیش نادرہ چون ماہ انور ز بخت سعد و دیدہ از جہندی ہمہ جایش تماشا گاہ باشد ز اطلس خمیہ ہا بر پائے گردند چو سروسا تادہ گلرویان ہیک بیک جامع کردہ آب آفتاب

بچہ ہمارے دونوں بیٹے گئے چونکہ سارا شہر و کھاسب و شہر و شہر میں موجود تھا باہر کیلکٹی میں واقع ہوئی تھی اور ایک جام کی نوبت آئی تھی یکا یک باہر ارغوانی کا نشہ ہوا اور اس نشہ کے عالم میں جوش برپا ہو گیا اور وہ شوق سے زور کھینچا شاہزادے نے ملکہ نو بہار گلشن افروز کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا قربانت شوم یہ کنگہ دو چار بوسہ دے اور کھانا کھا جا۔ دل بڑھار کھنے سے کیا فائدہ جو ہر مرتبہ جلد و حوالہ تین تالیقی ہو اب مجھ میں طاقت سب و استغفار باقی نہیں بڑا و تم سب قدر انکار کرتی ہو اور میرے اصرار جوتا ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اگر شہر یا رہ

بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم	کر من دل شدہ این رہ نہ بخود میگویم
بلکہ ارشاد وز استاذین است	در من ہم دل گم نشہ خودی جویم

شاہزادے نے فرمایا کہ تمہارا یہ غدر بجا ہوا اور غلط کہتی ہو کوئی استاد زن دشوہ کے باب میں کہیں حکم نہیں کرتا بقول شخصیت

بہا نہ می کنی ای در کمون	بگم ناز سید اری دلم خون
--------------------------	-------------------------

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا میرا بیان غلط نہیں ہو تمہارے قسم کی غلطی ہو کہ تم میری بات کا یقین نہیں کرتے ہو شاہزادے نے فرمایا جو کچھ ہوا سوقت میرا حال نہایت اتر ہوا باہر یہ کہا اور ہاتھ پکڑ کر زور سے ملکہ نو بہار گلشن افروز کو کھینچ لیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے بہت قسمیں دین گدی شاہزادے نے کچھ نہ سنا جب ملکہ نو بہار گلشن افروز نے دیکھا کہ اب میری نالہ و زاری اور بیقراری سے مفرغ نہیں ہو جس نربان پر زیادتی آن گھوڑوں سے کچھ کہا بھر داس گئے کے شہزادوں اور گفنام دونوں صحرا کو روانہ ہوئے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے غل چھاپا اور کہا کہ اگر شہر یا رہ غضب ہوا اسوقت کوئی آدمی نہیں کہ گھوڑوں کو لاوے بخدا جلد آپ تکلیف فرماوین اور انکو لا دین ورنہ تباہی شکر بادہ پا جانا ہوگا یہ سننے ہی شاہزادہ کی حالت بخود ہی جاتی رہی اور کہا استغفر اللہ ہی وقت ان جانوروں کے بھاگنے کا تھا اگر میں اسوقت نہیں جاتا ہوں تو یہ پر زیادتی کھینگی کہ جن سے گھوڑے پکڑے نہیں مہاتے اُسے اور یہ کیا ہوگا نا چار گھوڑوں کے پیچھے شاہزادہ و دران گھوڑوں نے بہت شاہزادے کو حیران و پریشان کیا اور کسی طرح ہاتھ نہ آتے تھے اور نہ نظر سے غائب ہوتے تھے انھیں درختوں کے گرد چہرتے سے جب شاہزادہ کے ہاتھ پاؤں میں طاقت باقی نہ رہی ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آیا اور عالم غیظ و غضب میں فرمایا اگر صاحب یہ گھوڑے کا ہیکہ ہیں غول بیا بانی ہیں تمہا میں انکو بلاؤ میرے ہاتھ نہیں آئیں گے اور نہ یہ میری زبان سمجھیں گے ملکہ نو بہار گلشن افروز پہلے خوب مہنسی بعد از ان گھوڑوں کو کچھ اشارے سے کہا فوراً گھوڑے اپنے مقام پر چلے گئے شاہزادے نے فرمایا اب میں سمجھا کہ یہ حیوان تمہارے اشارے سے بھاگ گئے تھے اور میرے کار میں خجل انداز ہوئے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کہ عالم تنہائی میں آپ اپنا مطلب نکالا چاہتے تھے اب آپ

دیکھا کہ جب تک جس کام کا وقت نہیں ہو چکا کوئی تبریز بن نہیں آتی شاہزادے نے فرمایا میں تم سے زیادہ جانتا ہوں
لیکن مجبور ہوں کہ دل نہیں مانتا بلکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اے شہر یار مجھے اب تم سے کسی طرح کا انکار یا
نہیں رہا لیکن میں کیا کروں مجبور ہوں کہ بغیر حکم جناب حکیم صاحب کے کوئی امر نہیں کر سکتی کہ وہ مالک کل موافق
طلسم کے ہیں خلاف اُنکے کرنے میں آنکا تو کچھ نقصان نہیں ہو لیکن میں نہیں معلوم کس مصیبت و بلا میں مبتلا ہو
ہو مبادا مصرعہ خود کردہ را غالبے نیست پیش آئے اور جب وہ وقت مناسب آئیگا تو ایک لمحہ دیر نہو
خود حکم ہو گا کہ ان اب دیر خطا ہو شاہزادے نے کہا کہ زن و شوہر کے ایک باہو نے میں فرمائیے کسی کا کیا نقصان
ہو بلکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا مجھے کیا معلوم میں البتہ یہ جانتی ہوں کہ فعل الحکم لا یخلو عن الحکمت اس عرصہ میں
ناورہ راز واربھی وہاں آگئی بلکہ نو بہار گلشن افروز نے تمام حالت گذشتہ شاہزادے کی ناورہ راز دار
سنائی بعد شاہزادہ اور ملکہ نو بہار گلشن افروز وہاں سے سوار ہو کر مرغزار نشاط میں آئے اور شام کی وقت
کنارے نہر شکسبیل کے آتش بازی اور چراغان کی سیر دیکھی وہاں کی روشنی کا کیا بیان کیا جائے بس
معلوم ہوتا تھا کہ از زمین تا چرخ برین منور ہو رہا تھا دن کو اس روشنی کے رد ہو گیا رتبہ تھا شاہزادے کو اس
صحبت میں امیر خلیل و امیر سلطان کا خیال آیا اور فرمایا کہ افسوس ہمارے رفیق ہماری صحبت میں نہو
اب یہاں واضح ہو کہ شاہزادے کو خیالات وطن اور احباب وغیرہ یاد آتے ہیں لیکن اثر طلسمی ایسا ہو کہ
ملکہ شمسہ تاجدار کا خیال نہیں آتا اور دیکھے اگر یاد آجائے تو کیا ہوتا ہو قصہ کوتاہ شاہزادہ چار گھڑی را
رہے وہاں سے چمنستان سن دیاسن میں تشریف لایا دیکھا کہ جہان تک نظر کام کرتی ہو اس شب ماہ
فرش سفید صاف بچھا نظر آتا ہو اور تمام درخت تمامی اور بادے سے منڈھے ہیں اور بہت سے شجر سپید جوا
اور انہیں گل و ٹبر بھی زرد و باقوت و مردارید کے موجود ہیں اور بیچ میں اس چمن کے ایک صفحہ بلورین سو
سو گز مربع نہایت خوش قطع ہو اور اس پر ایک مسند مردارید بچھی ہوئی ہو شاہزادے کا مگرا اور ملکہ نو بہار گلشن
دونوں عاشق و معشوق اس مسند نور پر جلوہ گر ہوئے باقی اور تمام پرند و پرن اپنے اپنے قریب سے بیٹھ گئے
ابو الحسن جوہر نے جو یہ سامان اور شب مہتاب کا سامان دیکھا بے اختیار اسکی زبان سے نکلا شجران ا
خی نانا اسباب النشاط و ہمید لنا اکھیش خیر بسا ط جس طرف دیکھتا تھا نور ہی نور نظر آتا تھا شاہزادے نے
نو بہار گلشن افروز سے فرمایا بیت

ای ساقی شکر بارے دے کرم کن	بادہ بسا غما صاف اسب غل شنب
اس عرصے میں شراب اور جام وغیرہ اور مطربان خوب رو حاضر ہوئے تاجچ ہونا شروع ہوا اور دہر شراب	
کا حرکت میں آیا شاہزادہ نے اس عالم سرور میں فرمایا افسوس یہ میوہ جان بخش و روح افزا موجود ہوا	

یون ترسین ابوالحسن جوہر نے کہا حضور دست فرستہ بین بین جی اسی غضب بین مبتلا ہوں افسوس بلکہ ہزار افسوس
یہ ایام جوانی اور اسیر یہ ستم معشوق میرا دور دورہ کوئی آرزوے دل دیکھے

ادمی کشد زما دست ما دانتش بندہ چن | ادا ریم ما و دلبر با جو کشاکش اشب

ہر چند کہ بیان حال راز و نیاز کا بیان کرنا باعث دل کا ہر لہذا انتہی لے فقط ان اشعاروں پر التفاتی

شبے از جمیع شہائے بہاری دران متناہش تیز خورشید سہی سرو ان شستند در کنارے حریقان خورده چون خورشید خندان خواصان ز شستن بست گشتند ہتیا مجھے بے گردا غیار سر زلف گرہ گیر دل آرام ہر آنچہ از عمر پیشین رفت گورد شب فصل است لب خندہ دایم یک شب تازہ دایم این نفس را بکن بازی بدان زلف گرہ گیر رجان شیرین تری اچہ نیمہ نوش	سعادت رونود و بخت یاری شدہ بادہ روان چون سیبید از بہر سر و شگفتہ نو بہاری ہپاے ساغر چون آب یوان بدام خواہا ہا پاست گشتند نیانیز و گلے بے زحمت غار پست آورد و بخود کرد از دوم کنون روز نو است ہوزی نو چراغے عاشقی را زندہ داریم کہ بر فردا ولایت نیست کس را سخن بازی کن شنبست سبک من و چون گیر چمن جان را غنور	شدہ روشن شب بہتایں روز صدائے مرغ و نوشا نوش ساقی یکے بہر جات ساغر و گرفتہ چو دورے چند گشت از جام یوان تہار ساقیان افتادہ در تاب شہ از راہ شکبائی گذر کرد لبش بوسیدہ گفت خوش غلام فرز چندین گرہ بزلف خود بند بیاتناز در دولت در آیم بنقد اشب کہ با ہم سازگاریم بجان آمد دم در مان من ساز چو شکر گریست بوسم و گر پاسے	قدح برداشتہ ماہ شب افروز زد لہا برداند و سراقی یکے جلاب دان در کف گرفتہ گران شد بہرے از خواب و شین دماغ سطران پیچید و رتاب شکار آرزو را تنگ تر کرد بدہ دانہ کہ مرغ آمد بامت نصید لاغرا اشب باش خرسند چو دولت خوش در آمد خوش دایم نظر بر نسیم فردا ہم داریم کنا خود حصائے جان ساز ہم شیرین تر آمد جانان از جہائے
--	--	--	--

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ہوشا ہزار دے کی طبیعت کا حال دگرگون دیکھا کما ابو صاحب اس برہمی مزاج سے کیا حاصل
میں تاکجا بمانہ وحیلہ کردنگی کہ تم بد خط ہو اسیات

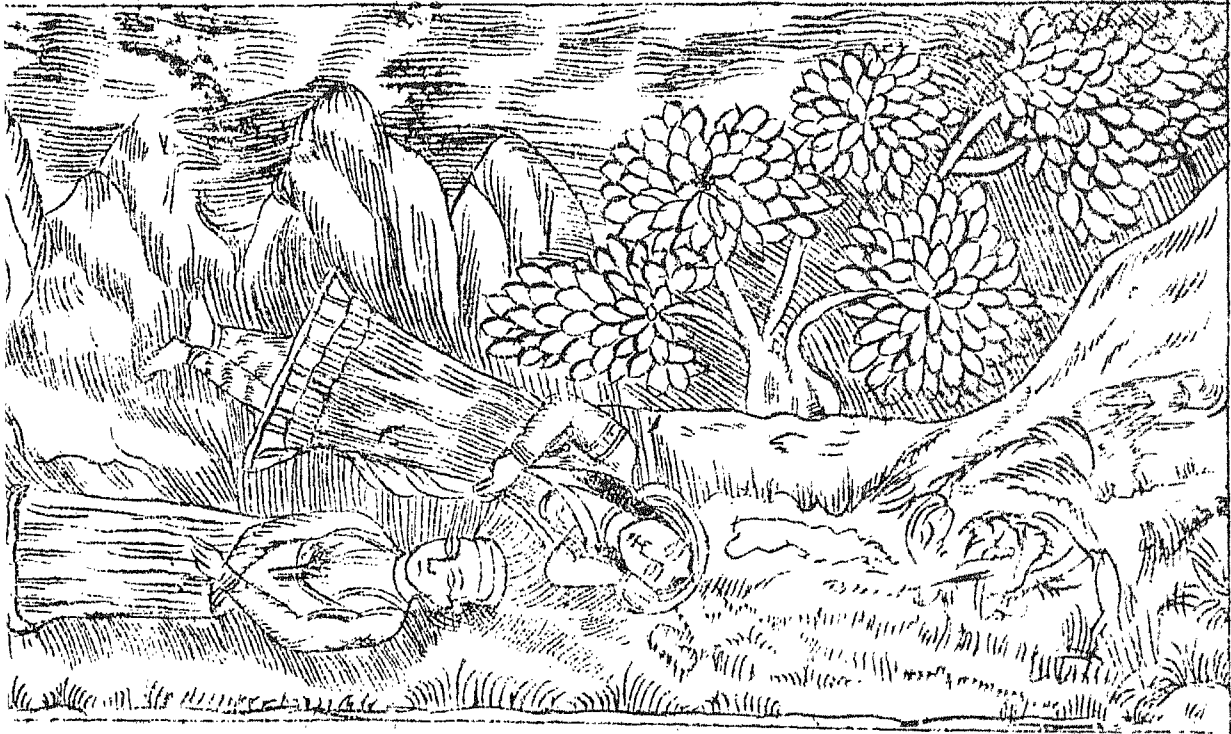
از منت کم مقصود آنست ندام بر سرم دیگر چہ آید بجو آئے کہ آہم را بریزد ہمان بینی ز بہر شاد کامیت ہمان بہتر کہ از خود شرم دایم	کہ حکم دیگرے بہن روان است ز جو رکن بند اخضر چہ آید مخواہ کا حے کہ از ما بر نخیزد مگر بینی ز بہر نیک نامیت بدین شرط از خدا آرم داریم نست از من قناعت کن بجلاب	اگر از حکم او کردن بستایم محاذا اللہ کہ او آزرده گردد کزین مقصود بے مقصود گردیم چہ شاید طمع را خود کام کردن من آن شیرین رخسار آہم داریم کہ حلوا ہم تو خواہد خورد شتاب	دگر خود را بجال خود نیایم دل زندہ ز مہریش مرده گردد تو آتش گردی و من عود گردم مراد تو م خود بدنام کردن کہ ہم حلوا و ہم جلاب داریم
---	---	--	---

و شہر یار اس امر سے تم خوب واقف ہو کہ میرا اندر وہمانہ ناز معشوقانہ وغرور و تکبر سے نہیں ہوتا بلکہ مجھے زیادہ تر سین

مجبور ہوں کہ کسی طرح کی قدرت بھٹکوں نہیں ہو ورنہ مجھ کو بجز مختاری ذات بابرکات کے کوئی پروہ دنیا پر اچھا نہیں ہوتا مگر ابھی سخت مجبور ہوں

چسان دل چون تو جانان را نخواهد ز وصل خود نخواهد دادتش کام ازین بادہ بنی بخشی چو کا مم شگفت از تازہم چون گل بخندید بگفتش نوش کن این جام شیرین	وے باشد کہ او جان را نخواهد بلا بگفت کا یہ ماہ شب افروز بدہ بوسہ کہ من بخت تلخ کا مم حایل دست خود در گردش کرد کہ دورش حلقہ سازد نام شیرین بحکم خواب گردیدند ثنائی کوش	شمشہ دیدگان ماہ دل آرز شیم از روئے تو روشن تراز شکر لب این سخن از نشہ چو بشت عقیق خود بلبل شہ در آ گرفت یکدگر را اندر آغوش
--	--	--

شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ خیر وہ آرزوئے ولی میری بر لانا منظور نہیں ہو الا بوس و کنار سے تو محروم چاہیے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اس حرکت کو میں نے کب منع کیا آخر الامر شاہزادہ اور نو بہار گلشن افروز نے نشہ کے عالم میں اسی صفحہ پر آرام فرمایا۔



روانہ کرنا ملکہ نو بہار گلشن افروز کا نادرہ راز دار کو خدمت میں جناب حکیم صا

اور حال بقراری اور بے اعتدالی کا شاہزادے کی بیان کرنا اور حکیم صاحب کا شاہزادے کو بلانا واسطے سیر مشکوے حیرت کے

سخن دانے کہ معنی ساز کردہ	سخن را این چنین آغاز کردہ
دو چیز است پیرایہ کدوانی	دو چیز است سرمایہ زندگانی
نشاط شراب و شراب صبوحی	صبحا ج بہار و بہار جوانی

ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادے کے پاس سے اٹھی اور نادرہ رازدار کو اشارے سے بلا اور تھپیہ بین کیا۔ آخر
خواب ہر تم و یک صفتی ہو کر اس آدم زادے نے کس مصیبت میں مجھے مبتلا کیا ہے کہ کسی حیلہ و بہانہ کو یہ نہیں مانتا اور نہ کبھی
پریشان کرتا ہے اور آپ بھی ہلاک ہوتا ہے۔ اب تک تو جس طرح سے ہوسکا اپنے کو ہر طرح محفوظ رکھا لیکن شاہزادہ
ہر وقت وہ خطہ اپنی شرارت سے باز نہیں آتا مبادا کوئی حرکت خلاف مزاج جناب عالی کے ہو گئی تو آپ ہی بات
نہیں تو اور یہ بین خوب سمجھتی ہوں کہ جو مناسب وقت ہو وہی حکیم صاحب میرے حق میں فرماتے ہیں مگر یہ ناچنے
نفس شوم کی شرارت سے خوف زدہ ہوں کہ اگر میرا حال بھی موافق حال شاہزادے کے ہو گیا اور خود داری
و حفاظت نہ ہو سکی تو اسکا نتیجہ اچھا نہیں ہو اب تک تو میں جس طرح سے ہوسکا امور شعیثانی سے باز رہی لیکن اب
اس آراستگی بزم شراب و گلاب سے حفاظت مشکل معلوم ہوتی ہے دو سہ یہ کہ اب شاہزادے کو میں بدل و جان
پاہتی ہوں ایک ذرا سی بھی بے چینی اسکی مجھے شاق معلوم ہوتی ہے تاکہ حیلہ و حوالہ کروں ہر ایک چیز کی ایک
حد ہو اب تم جناب حکیم صاحب کے پاس جاؤ میری طرف سے از حد نذر کرنا اور شاہزادے کی منت و ساجت کا حال
مفصل بیان کرنا بلکہ اسکے سوا اور جو مناسب جاننا عرض کرنا یقین ہے کہ حضرت کوئی صورت معقول اس امر کی
دیکھ لیں گے و نہ کش پکش ہر روزہ سے نوبت بہر ہلاکت پہنچے گی نادرہ رازدار نے کہا کہ ملکہ عالم قسم ہو مجھے آپ کے سر
غریز کی بین بھی ہر وقت ابواسسن جو ہر کے ہاتھ سے غیب مصیبت میں گرفتار رہتی ہوں مگر کیا کروں کوئی چارہ کا
نہیں اب بین جاتی ہوں امید خدا سے ہے کہ کوئی صورت نکل آوے آپ غا طر جمع رکھیں آخر یہ کیلے نادرہ رازدار
پہلے شہر علمین میں آئی بعد اسکے اسی راہ معینہ سے حکیم صاحب کی خدمت میں پہنچی حکیم صاحب نے فرمایا خیر تو تم
نادرہ رازدار نے بعد آداب تسلیمات کے تمام حال مفصل بیان کر دیا حکیم صاحب نے فرمایا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
اپنی خواصون میں سے کسی کو اجازت دے کہ وہ شاہزادے کی خدمت میں حاضر رہے تاکہ شاہزادے کو فی الجملہ
سکون ہو سوساے اسکے اور سہل تدبیر کوئی نہیں ہو تا ورنہ رازدار نے کہا پیر و مرشد ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بت کیا

لیکن شاہزادہ قبول نہیں کرتا حکیم صاحب نے فرمایا اے رازدار تو اسی حصیر بادشاہ پر سوار ہوا اور اس خزانہ کا پانی جہان سے مقام الامتحان میں آتا ہوا اور تمام درو دیوار پر مشکوے حیرت کے چھڑک دو جب اس سے فارغ ہوتا ہے ملکہ نو بہار گلشن فروزا اور شاہزادے کے روبرو مشکوے حیرت کا ذکر کرنا شاہزادہ تمھارے ہمراہ بوجہ ترغیب تمھاری کے جائیگا پس ہر قصر کا مشکوے حیرت کے تاشاد کیا تا وہ نہان رہیگا ہم نے پہلے ہی مشکوے حیرت کی نازنینوں کو جمع کر کے ابوالحسن جو ہر اور شاہزادے کی مہمانی کا حکم دیا تو اس امر سے وہ بیچارہ بے بسی اپنی مراد دلی کو پہونچائی اور شاہزادہ بھی اپنے وعدہ سے فراغت پائیگا اور عہد و اقرار روز اول بھی پورا ہو جائیگا تا وہ رازدار نے کہا کہ جناب وہ اقرار کیا ہو حکیم صاحب نے کہا اے رازدار جب ہم نے اُن پر نیا دون کو رات کو انسان اور دن کو حیوان ہونے کو کہہ تو انھوں نے قبول نہ کیا تب ہم نے شاہزادے کی اُنکو صورت دکھائی اور کہا کہ اگر تم ہمارے کہنے کو قبول کرو گی تو یہ جوان مہمان ایک ایک شب تمھارے بیان رہیگا اور تم اُسکی دولت وصال سے بہرہ مند ہو گی جب کہ بیان طلسم نے اس طلسم محض واسطے سیر شاہزادے کے ترتیب دیا ہو تو اُن نازنینوں کا عاشق ہونا بھی ضرور ہو اور کبھی انسان دگاہ حیوان ہونا بھی اپنا محض اسی اسید پر کھوارا کیا ہے اس صورت میں شاہزادے کو اُنکی تسکین خاطر کر دینا ضرور ہو جس طرح راضی ہوں راضی کرنا اُنکا واجب ہو شاہزادہ ایک شب ہرنانہین کے پاس رہیگا تا وہ رازدار نے کہا جناب عالم شاہزادہ کیا کل طلسم کی سیر کر چکا یا کوئی مرحلہ باقی ہو حکیم صاحب نے فرمایا ہاں ابھی ایک مرحلہ قبتہ المثل گنبد گیتی نما باقی ہے جو وہ گنبد بجائے خود ایک طلسم ہو اگر کوئی انسان یا ہرنیا داسین جائے تو تمام ارکان طلسم میں اسی وقت زلزلہ پیدا ہو جائے حکماء متقدمین سے منقول ہے کہ جب فتح طلسم کا زمانہ قریب ہوگا تو از خود در وقت طلسم کی زبان پر نام گنبد جاری ہوگا شاید اب زمانہ فتح طلسم قریب ہو کہ مجھے سمجھ سے پوچھا اور میں نے نام گنبد بہ رازدار کو اس بیان حکیم صاحب سے کمال تاسف ہوا اور کہا اے حکیم صاحب میرے نزدیک تو اُسکا نام لینا مصلحت نہیں ہو حکیم صاحب نے فرمایا مجھے خطبہ ہو گیا ہوا ہے یہ امور ات مقدری ہیں کہ میں روکنے سے رکتا ہوں کہ جو میں اُنکو روکوں اب تم جاؤ اور کام کا اپنے بند و بست کرو تا وہ رازدار وہاں سے ملکہ نو بہار گلشن فرو کے پاس آئی اور جو کچھ حکیم صاحب سے گفتگو ہوئی تھی وہ مفصل بیان کی

اب یہاں حال ملکہ صبح دلکشا کا بھی بیان کرنا ضرور ہے

ملکہ صبح دلکشا کو بھی شاہزادہ و دستار الدین سے محبت قلبی ہو لیکن بظاہر اس نے اپنی گرفتاری طبیعت کا حال شاہزادے پر ظاہر نہیں کیا

لیکن کیونکہ اگرچہ غلبہ الفت کی شدت ہو

انھیں ہو پاس رسوائی نہیں لوگوں کی ہمت ہو

لیکن جب باغیان ظالم کی کیفیت معلوم ہوئی کہ انھوں نے میرا عقد بھی شاہزادہ مغزا الدین سے قرار دیا ہو پھر تو وہ محبت
ہزار درجہ زیادہ ہو گئی تا آنکہ ایک لمحہ بغیر شاہزادے کے قرار و آرام نہ تھا طلسم آفتاب میں شاہزادے سے
ملاقات ہوئی اور ملک خلقی پیش آئی تو وہ بقاعدہ طلسمی اپنے وہاں کی رسم کے بموجب تھا اور شاہزادے کو بھی ہر چند
ملکہ صبح و لکشا سے محبت تھی لیکن بخوف ملکہ نو بہار گلشن افروز کے دم نہ مار سکتا تھا جبکہ شاہزادہ ظہورستان میں
ہو بچا اور وہاں بحسب تقدیر ملکہ ناطقہ روشن بیان سے عقد ہوا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان ساتھ شاہزادے
کے نہ آئی اس میں دو سبب تھے اول وجہ تھی کہ یہ امر ملکہ نو بہار گلشن افروز کو اس زمانے میں کمال ناگوار گذرا
تھا اور ناگواری ملکہ نو بہار گلشن افروز کی حکیم صاحب کو گوارا نہیں تھی دوسرے حکیم صاحب کل امور میں ملکہ
شمسہ تاجدار کو مقدم سمجھتے ہیں اور اسی کے عشق میں شاہزادہ اپنا ملک افریقہ چھوڑ کے حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر
ہوا تھا اور حکیم صاحب نے اپنے طلسم میں داخل کیا تھا غلامہ اُسکایہ جو کہ تا وقتیکہ ملکہ شمسہ تاجدار شاہزادے سے منعقد ہو کر
دولت حاصل سے کامیاب نہ ہوئیگی کتب تک ملکہ نو بہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح و لکشا کی نوبت
نہ آئیگی اس واسطے کہ ملکہ شمسہ تاجدار سرخیل از دواج شاہزادہ ہو ہر چند کہ سلطان روح الملک بخوف حکیم صاحب دم
نہیں مار سکتا لیکن شاہزادے کا ملکہ نو بہار گلشن افروز کے ساتھ پیش و پیشت میں بہ کرنا باعث سوہان روح ہر
قصہ کو تاہ جس طرح سے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے تمام نازنینان مشکوے حیرت سے شاہزادے کے حال کو پوچھا
تھا اسی طرح ملکہ صبح و لکشا سے بھی دریافت کیا تھا ملکہ صبح و لکشا نے خوف سے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے جو معاملہ
طلسم آفتاب میں گذرا تھا مفصل بیان کر دیا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کو شاہزادے کا التفات ملکہ صبح و لکشا سے
ناگوار گذرا جب دوسری بار ملکہ صبح و لکشا حکیم صاحب کے ظہورستان کے اندر سیر گاہ چہارم میں آئی ملکہ نو بہار گلشن افروز
نے ملکہ صبح و لکشا سے تاکید فرمایا کہ اگر اس مرتبہ شاہزادے سے ملاقات ہو تو انکی طبیعت کا ضرور امتحان لینا اور دیکھنا
کہ اب کس ڈھنگ پر ہو لیکن خبردار کوئی حرکت خلاف مزاج میرے ہونے پائے ورنہ تاقیامت میں صاف نہوگی
اور میری آزر دگی ہزار طرح کی آفت ڈھائیگی ملکہ صبح و لکشا نے کہا اے ملکہ نو بہار گلشن افروز میری کیا مجال جو میں
خلاف حکم کوئی حرکت کروں سوائے اسکے اے ملکہ دوران میں خود ایسی بے تمیز نہیں ہوں کہ مجھے تم نصیحت کرتی ہو
چنانچہ سیر گاہ چہارم میں جو امارہ محلدار کے اغوا سے شاہزادے کی ملکہ صبح و لکشا سے ملاقات ہوئی تو ملکہ صبح و لکشا
سب فرمائش ملکہ نو بہار گلشن افروز کے شاہزادے سے ملتفت نہیں ہوئی بلکہ ایک ہتھمہ مار کے وہاں سے غائب
ہو گئی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نقطہ اتنے ہی شاہزادے کے التفات پر شاہزادے کو بحال خراب ملک ظہورستان
سے نکال دیا اور بیابان وحشت میں پہنچا دیا اور امارہ خاتون محلدار نے جو شاطہ گری کی اسکی یہ وجہ تھی کہ
امارہ خاتون محلدار وایہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کی جو وہ یہ چاہتی تھی کہ شاہزادہ اور ملکہ نو بہار گلشن افروز

مین ہماوافت ہوتا کہ شاہزادہ ملکہ ناطقہ روشن بیان سے بلا شرکت غیر می عیش کرے اور ملکہ نو بہار گلشن افروز
 اور ملکہ صبح و لکشا سے جو دو چار باتیں رمز و کنایہ کی عبادت خانہ میں ہو مین تو ملکہ صبح و لکشا کو نہایت ناگوار گذرین
 اور اسی وجہ سے وہ اپنے ملک قاف کو گئی تو پھر نہیں آئی لیکن اب جو شاہزادہ معزالعین اور ملکہ نو بہار گلشن افروز
 کے باہم صحبت عیش و عشرت کی خبر مشہور ہوئی اور ملکہ صبح و لکشا نے مفصل سنا پس ایسا رنج و ملال ہوا کہ چہرہ متغیر ہو گیا
 اور آتش رشک و حسد نے ایسا سببہ و جگر کو سوختہ کیا کہ تاب ضبط نہ لاسکی آخر ایک رقعہ ناوہ رازدار لکھا کہ ای
 خواہر عالی قدر مین ملاقات ملکہ ناطقہ روشن بیان کی چاہتی ہوں تم جناب حاکم صاحب سے اجازت حاصل کر کے
 اطلاع دو ناوہ رازدار نے حسب درخواست ملکہ صبح و لکشا حکیم صاحب سے اجازت لیکر آپ موافق ارشاد
 جناب والا مقام الامتحان کو روانہ ہوئی اور ملکہ صبح و لکشا بعد پانے اجازت کے ملک ظہورستان میں کی ملکہ ناطقہ روشن بیان
 نے نہایت غرت و توقیر سے ملکہ صبح و لکشا کو محل میں بلایا ملکہ صبح و لکشا نے پہلے ملکہ روح افرا ملکہ ناطقہ روشن بیان
 کی والدہ بزرگوار سے ملاقات کی ملکہ روح افرا نے پوچھا ای ملکہ صبح و لکشا تم بغیر عافیت تو رہیں جتنے تو ایک ست
 کے بعد کو دیکھا ملکہ صبح و لکشا نے کہا ای ملکہ عالم حضور کے واسطے دعا کرتی ہوں ہاں اس عرصہ میں حاضر ہونے کا
 اتفاق نہیں ہوا ملکہ روح افرا نے کہا بار بار ہمارے دل میں خیال آیا کہ تم کو بلا کر ویکھیں مگر پھر یہ خیال آیا کہ شاید تم بھی ملکہ
 نو بہار گلشن افروز کے جیسے نفرت رکھتی ہو اور نہ آؤ تو رنج اور زیادہ ہو ملکہ صبح و لکشا نے کہا ملکہ نو بہار گلشن افروز اپنے
 فعل کی ضمانت میں مجھے اتنی آزدگی و نفرت سے کیا سروکار رکھ اس نظر سے فرماتا آپکا بھی درست ہو کہ میں بھی بخوف
 ملکہ نو بہار گلشن افروز کے حضور میں حاضر نہوسکی ای ملکہ آفاق عجب شیوہ ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اختیار
 کیا ہو اور طرفہ مزاج خداوند کریم نے اُسے عطا کیا ہو کہ کسی طرح اصلاح پر آتا ہی نہیں شاید آپ نے بھی سنا ہوگا
 جو کہ گفتگو میرے اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کے باہم عبادت خانہ جادو ان شاہ مین ہوئی مین نے اسی روز سے
 انکے پاس کا جانا قطعاً موقوف کر دیا ملکہ روح افرا نے کہا ہاں کچھ مجھلاہنے سنا ہو کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز
 سے کچھ کشیدہ خاطر ہو حیرت کی بات ہو کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کا خود حکیم ارسطو نے عقد کیا مگر انواع انوار
 طرح کے رنج و ملال مین گرفتار ہو اور ملکہ نو بہار گلشن افروز رات دن شاہزادے سے ہم صحبت ہو ملکہ
 صبح و لکشا نے کہا ای ملکہ عالم اگر ملکہ نو بہار گلشن افروز کو حکیم صاحب کا خوف ہوتا تو پھر ملاحظہ فرمائیں
 کہ یہ پرنیزاد کیا قیامت برپا کرتی اس واسطے مین آپکے پاس آئی ہوں کہ اگر تک یک خاموش رہو گی اور اپنی حق طلبی
 نکر وگی آگاہ ہو کہ اسی غفلت مین ملکہ ناطقہ روشن بیان کا کام تمام ہو جائیگا پھر پھر پشیمانی کے کچھ حاصل
 ہوگا اور دست تاسست مل کے رہ جائے گا ہر چند کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز بھی شاہزادہ معزالعین
 کی بی بی ہیں لیکن ملکہ ناطقہ روشن بیان کی ہم رتبہ کسی صورت سے نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان

بلی بی بی جو اگر اب لاکھ بیسیاں شاہزادہ کرے تو اس کے مقابل کوئی نہیں ہوسکتی اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کا عقد تو حکیم صاحب نے بیاعت محبت فرزند کی کے مقرر فرمایا جب تک کہ تم اس مقدمے میں خود حکیم صاحب سے فریاد دزاری نکر دو گی ہرگز کوئی تمہارا پرسان مال نہوگا اس واسطے کہ وہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو از حد غمزدار رکھتے ہیں بلکہ روح افزا نے کہا سچ ہوتی ہو ابھی تو چند روز توقف کرتی ہوں بعدہ خود اپنے طلب حق میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھوئی بعد اس کے ناطقہ روشن بیان ملکہ صبح دلکشا کو اپنے محل میں لائی اور دعوت شادمانہ بڑی دھوم سے کی تباہ صبح دلکشا اور ناطقہ روشن بیان شراب ناب سے نوبہ سہار ہو گئیں بلکہ ناطقہ روشن بیان نے کہا تو بہن صبح دلکشا کیا تماشہ ہو کہ بخاری بہن ملکہ نو بہار گلشن افروز غم کے شوہ کو زبردستی اپنا شوہ بنے لیتی ہو اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہو اور فرض کر دم کہ وہ بھی بی بی صبح لیکن ایک بی بی تو ذرا قی شوہ میں خون جگر پیے اور ایک روز و شب بغل گرم کر حکیم صاحب نے استغدر بے انصافی اور عدم توجہی کو کہہ کر فرمایا ہو کہ بخیر ملکہ نو بہار گلشن افروز دوسرے کے بیان حال تھا نہیں ہوتے ہیں سچ کہتی ہوں کہ اگر اس معاملے میں جناب حکیم صاحب کا قدم در میان نہوتا تو پھر تم دیکھتیں کہ کیا کل گشتہ اور اب تو بخیر غم کھانے اور خون جگر پینے کے کچھ علاج بن نہیں آتا بلکہ صبح دلکشائے حکیم صاحب دانستہ تمہارے مقدمے میں دخل نہیں دیتے اور وہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کے سوا اور کسی بظاہر التفات نہیں کرتے بس انصاف بھی انہیں پر ختم ہو اب تمہارے شوہ کو کہ حکیم صاحب نے فیض ملکہ نو بہار گلشن افروز کے رفع شک کیواسطے شاہزادے کو مقام الامتحان میں بھیجا کہ عشق و محبت کی تمیز ہو اور دیان ہست عورتیں بفریب شاہزادے کے پاس آئیں از انجملہ ایک جاہلی بھی ہر شکل پیش اور اسے کوئی دقیقہ ناز و اندازہ باقی نہ رکھیں شاہزادہ ان شبیا طہین کے فریب میں نہ آیا مال ہست مردانہ کو کام فرمایا بلکہ شاید یہ بھی تمہارے ہی نصیحت و نصیحت کیواسطے ہوا ہوا اور یہاں تک تو ہو کہ حکیم صاحب کو خود کلمات خدات ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہے اور اسی وجہ سے خود بھی تلمس میں گرفتار ہوئی اور وہیں نکاح شاہزادہ کا ہوا پھر ملکہ صبح دلکشائے کہا جو کہ کہ ناوار خاطر جناب حکیم صاحب ہوا وہ کیا کتنا کچھ تہمتیں بھی سنا ہو یا نہیں ملکہ ناطقہ روشن بیان نے کہا بھلا مجھے نہ معلوم کون سناتا اب تم بیان کرو بلکہ صبح دلکشائے کہا کہ مجھے یقین ہو کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو تمہارا عقد منسوخ کرنا منظور تھا کہ بلا شرکت غیرے عیش کرے ملکہ ناطقہ روشن بیان یہ کلمہ سنتے ہی آگ ہو گئی اور رنگ چہرے کا سرخ ہو گیا اور غمزدہ شیریں کارنات امارہ خاتون محلدار کی پیشی سے کہا تو نے سنا ملکہ صبح دلکشائے کیا کہا اس وقت اما جان کی خدمت میں جا کر یہی طرف سے کہہ کر اس مقدمہ میں غفلت واجب نہیں ہو ایسا نہو کہ تم غفلت میں اسید وار رہو اور حلیت اپنا کام کر جائے غمزدہ شیریں کارنے ملکہ روح افزا سے پیغام ملکہ ناطقہ روشن بیان کا کہ ملکہ روح افزا نے کہا مجھے خود سے زیادہ فکر ہو کہ بخاطر جمعہ شیعی ہو چند روز کے بعد کسی معتد و ذوی عقل کو جناب حکیم صاحب کی خدمت میں ضرور روانہ کرتی ہوں غرض ملکہ صبح دلکشائے

تو رخصت ہو کر اپنے مکان پر چلی گئی ۔

یہ قصہ پھر بیان کیا جائیگا اب حال نادرہ رازدار کا بیان ہوتا ہے

راوی تازہ فکر کا بیان ہے کہ بعد بحث و مباحثہ کے اور سننے تمام قصہ کے نادرہ رازدار حسب حکم جناب حکیم صاحب عالی وقتاً اچھی یاد دیر پہا پر سوار ہو کر مقام الامتحان میں پہنچی اور وہاں سے پانی لائی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے کہا کہ ان گئی تھیں نادرہ رازدار نے کہا حکیم صاحب کے پاس اور حکیم صاحب ہے کہ شاہزادہ پیر مشکوے حیرت میں تشریف لیجائے اور اسی ذکر میں قبتہ المثل اور گنبد گیتی نما کا ذکر بھی جس طرح کہ جناب حکیم صاحب کی زبان معجز بیان سے سننا تھا بیان کیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے گنبد گیتی نما کا نام بھی کبھی نہ سنا تھا ہوش جاتے رہے اور فرمایا اے خواہر یقین ہے کہ گنبد گیتی نامیرے اور شاہزادے کے درمیان باعث مفارقت ہو میرا دل گواہی دیتا ہے یہ کیلئے بے اختیار ملکہ نو بہار گلشن افروز مثل ابرو نو بہار روئے لگی نادرہ رازدار نے کہا ابھی سے اس گریہ دہری سے کیا فائدہ جو امر کہ شہدنی ہے ہر طور ہوگا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا میں کیا کروں مجبور ہوں کہ میرا دل میرے اختیار میں نہیں ہے خداوند روز بد مجھے نہ دکھائے کہ شاہزادہ مجھ سے جدا ہو نادرہ رازدار نے کہا اے ملکہ عالم یہ خیال بھٹکانا حق ہو شاہزادے کا عقد جو کہ اصل بی بی ہے اس سے ضرور ہوگا اور وہ بیرون طلسم ہے تو شاہزادہ شہر فرودوسیہ کو خواہ مخواہ تشریف لیجائیگا یہی وجہ ہے کہ جو یہ نکاح طلسمی کسی حساب میں نہیں ہے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ حکیم صاحب ہر ایک کا چوتھا محل بھی طلسم میں بدالین تو کیا ممکن نہیں ہے کہ چاروں ایک ہی جا شریک رہیں اور پھر شاہزادے کو بھی طلسم سے نکلنے کا خیال ہوگا کس واسطے کہ ایسی عظمت و شان کی بادشاہی و شوکت و حمت لشکر ظفر پیکر اور خزانہ جواہر ہینار کسی سلاطین باوقار کو پردہ دنیا پر ممکن نہیں جو کہ شاہزادہ عالیجاہ کے دست قدرت میں ہے اور پرزہ او دانشان و دونوں فرما ہزار و تالیع حکم ہیں جب چاہیگا شاہزادہ اپنے والدین کو بھی ہمیں بلالے کا شکست طلسم سے کیا فائدہ ہوگا آئندہ جو نشیت ایزدی نادرہ رازدار نے کہا اگر عمر ہی طلسم کی ختم ہو گئی ہو تو پھر اسکا کیا علاج ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا یہ تم کس دلیل سے کہتی ہو کیا حکیم صاحب کچھ سے فرمایا ہو نادرہ رازدار نے کہا حکیم صاحب تو نہیں کہتے بلکہ میں کہتی ہوں کہ ہر شے کی واسطے ایک عمر ہو بقا بجز ذات واحد کے اور کسی کی واسطے نہیں ہے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا ہاں یہ تو سچ ہے مگر انسان کو اپنا بند و بست کرنا ضرور ہے اب تم کوئی ایسی تدبیر کرو کہ گنبد گیتی نما کا ذکر شاہزادہ نہ سننے پائے کہ نہ شاہزادہ اس حال سے واقف ہوگا نہ حکیم صاحب سے درخواست اس کے سیر کی کریگا اور ایک مرتبہ تم اور جا کر حکیم صاحب سے میری طرف سے جا کر عرض کرنا کہ حضور ایسا کچھ انتظام فرمائیں کہ شاہزادہ سیر گنبد گیتی نما کو نہ جائے نادرہ رازدار نے کہا تم خاطر جمع رکھو جب تک کہ شاہزادہ خود درخواست سیر گنبد گیتی نما نہ کریگا حکیم صاحب

اجازت یون دینگ اور جوشا ہزاوے نے استدعا کی سیر کی تو پھر حکیم صاحب کسی کا غدر ساعت نہ فرمائینگے بیشک حکم
سیر شاہزادے کو دینگے کو واسطے کہ تمام مرحلات طلسم کی سیر سیار طلسم کی واسطے ضرور ہر سین یہی شخص بنانا تھا رہے ہو کہ
جوشا ہزاوے کی درخواست سے حکیم صاحب اجازت دینگے ورنہ خود سیر گنبد گیتی نما کا حکم دیا جاتا ملکہ نو بہار گلشن افروز
نے کہا خیر تن بہ تقدیر جو ہو لیکن شاہزادے کا آگاہ ہونا گنبد گیتی نما سے اچھا نہیں ہونا ورنہ راز دار نے کہا ہے
جو نوشتہ تقدیر ہو وہ تو ضرور ہوگا لیکن میں پانی مقام الامتحان کا لائی ہوں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے
فرمایا البتہ یہ صورت بھی خوب ہو کہ جب خرو حرارت کہ ہوگا پھر دلو لہ بھی جاتا رہیگا یہ کہلے ملکہ نو بہار گلشن افروز
تو شاہزادے کے پاس آئی اور شاہزادے نے نشہ شراب میں ملکہ نو بہار گلشن افروز کے لب و رخسار کے
بوسے لیے اور کہا خیر اگر تم سے ہماری آرزوے دلی نہیں نکلتی تو تم ساقی کا جام شراب ہی ہلکویلاؤ
ملکہ نو بہار گلشن افروز نے بانداز و ناز جام و صراحی اٹھا کر دو جام شراب شاہزادے کو دیے جوشا ہزاوے
خوب نشہ میں سرشار ہوا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اے شہزادہ آپ نے سیر مشکوے حیرت کی بھی ملاحظہ
فرمائی ہو شاہزادے نے فرمایا ہاں پہلے ہم مشکوے حیرت ہی میں داخل ہوئے تھے اور وہاں سیر و تماشا بہت
دیکھا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا یونیک سراسر سیر کی ہوگی بخوبی وہاں کہ سامان نظر انور سے نہ گذرا ہوگا
اب حضور بدولت و اقبال تشریف یکلین اور بد جمعی تمام سیر وہاں کی ملاحظہ فرمائیں اور جن جن سے کہ حضور نے
وعدہ ملاقات فرمایا ہر اسکا ایفا بھی ضرور ہو کہ وہ بیچارے نازنین مشتاق نقائے حضور ہو گئی شاہزادے نے کہ
جو بایں خوابانہ تماشے تازہ کلا شائق رہتا تھا فرمایا اے ملکہ نو بہار گلشن افروز ہکوان نازنینوں سے تو کچھ حیدان بننے کی
ضرورت نہیں ہو بان اگر تمہارا حکم بہر طور مجھے قبول و بدل منظور ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے حکم دیا کہ کشتیان
جلد آدین غرض صبح کو کشتیان حاضر ہوئیں ملکہ نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ معزالدین و ابوالحسن جو ہر
ایک کشتی پر لور کشتیوں میں تمام رفیق اور یار مع اپنی اپنی معشوقان باوقار کے سوار ہو کے روانہ مشکوے حیرت ہوئے
اور وہاں قبل تشریف لیجانے شاہزادے کے نا ورنہ راز دار مشکوے حیرت میں پہنچے اور اسے تمام درود و دیوان
پر ہر قصر کے پانی مقام الامتحان کے حوض کا چھڑکا بعد ازاں قصر چہار درہم میں آئی اور رات کو تمام نازنینان
مشکوے حیرت نا ورنہ راز دار کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سب نے شکایت کی کہ افسوس اے نا ورنہ راز دار
ہم ہر روز اسی اشتیاق ہی میں رہے کہ کبھی تو ہم کو اپنی محفل عیش میں یا دفراؤگی لیکن نہ آپ نے ہلکویلا دیا اور
نہ خود تشریف لائیں نا ورنہ راز دار نے کہا مجھے اس قدر فرصت کہاں کہ جو میں تمہارے پاس آئی انہوں نے کہا
سبحان اللہ اور ملکہ نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ معزالدین عہان کے ساتھ کس کس طرح سے عیش کرتی ہو
لیکن کبھی ہلکویلا سے جی یاد نہ کیا ہوگا نا ورنہ راز دار نے کہا واقعی جیسا کہ رشک عورتوں کو دُنیا میں ہوتا ہے

کسی کو ویسا نہوگا کیا تمکو ہمارا عیش کرنا ناگوار خاطر گذرا کہ جو تم نے ایسا کلمہ زبان سے نکالا اٹھون نے کہا کہ جلاہاری کیا مجال جو ہم کسی طرح کا گمان بھی کر سکیں جس دور شک کیسا ناوڑہ رازدار نے کہا تم کیا کرو اپنی خلقت سے مجبور ہو فیض طریح رکھو اب شاہزادے صاحب خود ہی تشریف لاتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری قرار واقعی خدمت کر دوں گی ناوڑہ رازدار کی اس بات کو سن کے اُن سب نے ایک ہتھ مارا اور کہا کہ آپ ہم خادموں سے نہ نہیں ناوڑہ رازدار نے کہا خیر نہیں ابھی معلوم ہوئی جاتی ہو وہ نازنین خاموش ہو رہیں ناوڑہ رازدار وہاں سے سوار ہوئی اور سوار ہونے کے وقت حکم دیا کہ ہر ایک اپنے اپنے قصر میں جائیں اور آراستگی قصر کا انتظام کریں کہ میں شاہزادے کو لاتی ہوں وہ سب اپنے اپنے قصر و مکانات کی آراستہ میں مصروف ہو گئے اور شاہزادہ مع رفقا تماشا سیر دریا کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ راہ میں ناوڑہ رازدار سے بھی ملاقات ہوئی شاہزادے نے فرمایا ای ناوڑہ رازدار تم کہاں غائب ہو جاتی ہو کہ ہماری صحبت بدون تمہارے بے لطف رہتی ہو ابو الحسن جو ہر بولاسے

ابجا بودی کہ امشب سوختی آزرده جانے را | بقدر روز محشر طول دادی ہر زمانے را

ناوڑہ رازدار نے کہا ای شہر یا رندار کینز آپ ہی کے کارفروری کو گئی تھی بایں وجہ حاضر خدمت ہوئی شاہزادے نے فرمایا میرا کام کیا تھا ناوڑہ رازدار نے کہا وہ یہ کام ہو کہ جب میں نے سنا کہ حضور میر مشکوے حیرت کا قصد رکھتے ہیں تب میں وہاں جا کر سبکو ہوشیار کر آئی اور سامان دعوت اور آرایش مکانات کو حکم دے آئی شاہزادے نے ناوڑہ رازدار کو بھی اپنے پاس بلا لیا اور وہاں سے روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہ نہر بعض مقام پر تو ایسی عریض تھی کہ ایک دریا سے قمار معلوم ہوتا تھا اور بعض جا ایسی تنگ کہ ایک کشتی کے سوا دوسری نہ جاسکے اور انتہائی گہری گہرائی ایسا لگتا کہ باوجود اس قدر عمق کے تہ کے پتھر اور صدف اور موتی وغیرہ بخوبی محسوس ہوتے تھے اور رات کو ایسی ایک ڈنی دریا میں ہوتی تھی اور ایسے جانوران عجیب الخلق رنگین نظر آتے تھے کہ جب کا بیان نہیں ہو سکتا مصرع نہ در تقریر ما گنجد نہ در تحریر ما شاہزادہ یہ تماشا عجیب و غریب دیکھ کر محو حیرت ہو رہا تھا اور کہتا تھا کہ واہ ری قدرت کاملہ تیری کہ تو نے کیسی کیسی چیزیں بحر و برین خلق کی ہیں کہ جب کا بیان نہیں ہو سکتا

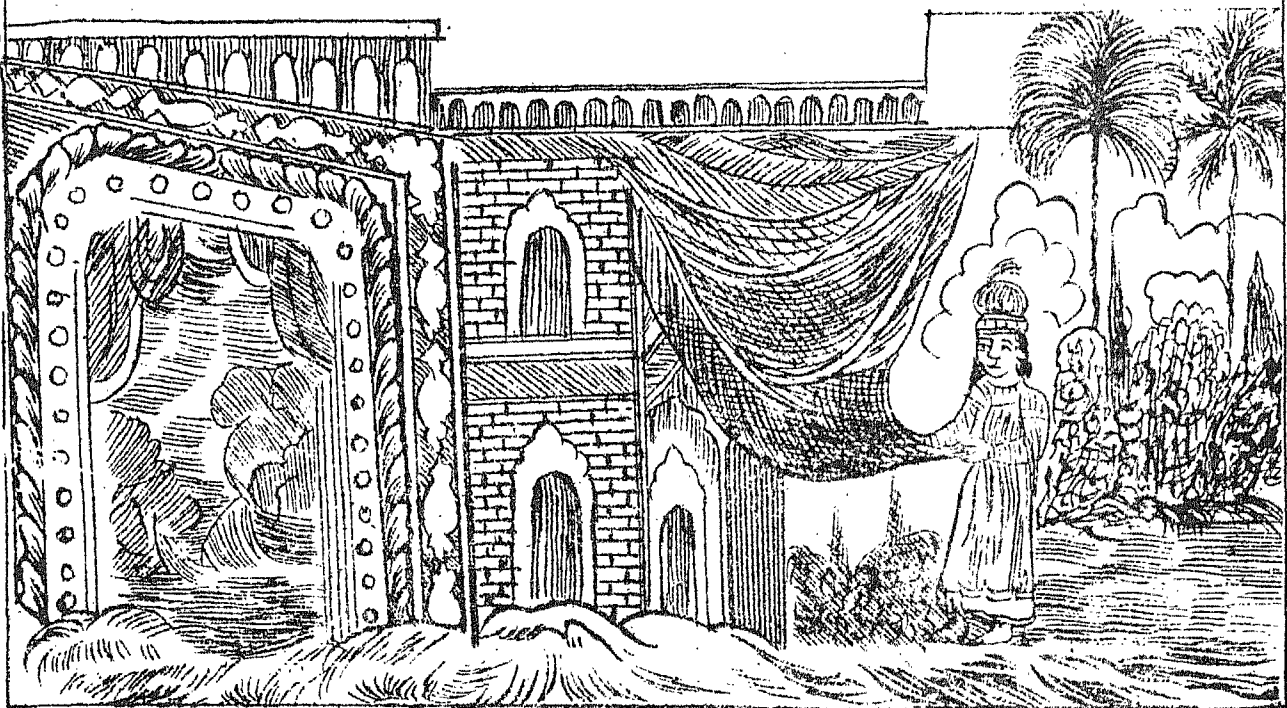
اب راوی نازک خیال اس حال کو تو یہاں موقوف رکھتا ہے اور حال فرخندہ فال ملکہ روح افزا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان کا گزارش کرتا ہے

القصة جوقت ملکہ صبح و لکشاوہ آتش جان سوز دل و جگر میں ملکہ ناطقہ روشن بیان کے لگا کر اپنے ملک کو روانہ ہوئی ملکہ روح افزا اپنے شوہر سلطان روح الملک کے پاس گئی اور اس بات میں مشورہ کیا کہ کسی شخص معتد کو جناب حکم صاحب کی خدمت میں روانہ کرنا چاہیے اور اپنا حق طلب کرنا چاہیے جس طرح کہ ناوڑہ رازدار ملکہ

نوبہار گلشن افروز کی طرف جواب و سوال کی واسطے مقرر ہو اسی طرح غمزہ شیرین کار کو بھی ملکہ ناطقہ روشن بیان کی طرف سے دلیل مطلق کرنا ضرور ہو اور حال غمزہ شیرین کار کا یہ ہو کہ طلسمات ربیع یعنی طلسم امیر جلال الدین و امیر زادہ سیف الدین و امیر خلیل و امیر سلطان اور ابوالحسن جو ہر طلسم اجرام و اجسام کے پائین باغ ہیں اور بانیان طلسم نے جس طرح کہ عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان کا شاہزادہ معز الدین سے مقرر کیا تھا اسی طرح ابوالحسن جو ہر کا بھی عقد غمزہ شیرین کار سے مقرر ہوا ہو کہ ابوالحسن جو ہر برادر رضاعی شاہزادہ معز الدین ہو اور غمزہ شیرین کار بھی خواہر رضاعی ملکہ ناطقہ روشن بیان کی ہو اور امارہ خاتون خلدار کی بیٹی ہو اور اسی واسطے حکیم صاحب نے انہیں باغ اہل کمال کا شمار کیا ہے کہ اس طلسم بن ابوالحسن جو ہر کی ملاقات غمزہ شیرین کار سے ہو اور ابوالحسن جو ہر چونکہ عیار پیشہ تھا لہذا غمزہ شیرین کار بھی اپنی عیاری ابوالحسن جو ہر کو دکھا چکی ہو بعد اس کے بستان افروز پر ہی کے مکان میں کردہ تھی تیسری بی بی ابوالحسن جو ہر کی طلسمی جو در پیش و تہی سے عقد ابوالحسن جو ہر کا غمزہ شیرین کار سے کر دیا لیکن ابوالحسن جو ہر کا غمزہ شیرین کار سے وصال تیشی نہیں ہونے پایا جب ابوالحسن جو ہر نے خواہش وصال غمزہ شیرین کار سے کی وہ بیکار چلی گئی اور ایک نازن خلیہ کو شکل اپنی ابوالحسن جو ہر کے پاس بھیج دیا اور ابوالحسن جو ہر کو تا یہ طلسمی میں مبتلا تھا اس نے ہرگز تیرہ نہ کی کہ یہ غمزہ شیرین کار جو یا کوئی اور عورت ہو پس جوش سستی میں اس سے ہم صحبت ہوا اور غمزہ شیرین کار فقط بتناظر اپنی ملکہ ناطقہ روشن بیان کے کہ جب تک ملکہ ناطقہ روشن بیان کا وصال شاہزادے سے نہ ہوگا ہمارا بھی ابوالحسن جو ہر سے وصال ہونا مناسب نہیں ہو خود فوراً ہی مگر اس آئینہ میں یہ غمزہ شیرین کار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کا حال شاہزادے سے عیش و عشرت کر لیا کہ شاہزادہ عیش و عاشقی کی خبر معلوم ہوئی غمزہ شیرین کار کمال متوجش ہوئی اور صدمہ و رنج حد سے زیادہ ہوا کہ وہ جانتی تھی شاہزادہ فقط ملکہ ناطقہ روشن بیان کا شوہر ہو چنانچہ اسی وجہ سے غمزہ شیرین کار نے ابوالحسن جو ہر کو بستان افروز سے دست درازی کی تمت لگا کے طلسم سے نکلوا دیا اور آپ اپنی خاتون ملکہ ناطقہ روشن بیان کے پاس چلی گئی الغرض یہ وہی غمزہ شیرین کار آفت روزگار عیار طرار بلائے بے درمان ناطقہ روشن بیان کی روح و جان عمدہ راز داری مثل ناز و رہ راز دار کے رکھتی ہو اور حسب حکم جناب حکیم صاحب کے چار دیوہ قوی بیکل فرمان برداری میں ہر وقت حاضر خدمت غمزہ شیرین کار کے رہتے ہیں تاکہ حسب ضرورت غمزہ شیرین کار کو جو حکیم صاحب کی خدمت میں ہو بجا دین اب جو سلطان روح الملک اور روح افراتوہ ضرورت پیش آئی انھوں نے غمزہ شیرین کار سے کہا کہ اے فرزندم جناب حکیم کی خدمت میں بعد تشکلات کے عرض کرنا کہ حضور کو بنظر لطافت انصاف کو کام فرمانا ضرور ہو کہ حضور جامع اخلاق ہیں بس ماکہ نوبہار گلشن افروز اور

ملکہ ناطقہ روشن بیان کے مقدمے میں دونوں کو برابر سمجھنا چاہیے اسکی کیا وجہ ہو کہ حضور ملکہ نو بہار گلشن افروز کو ترجیح فرماتے ہیں ملکہ ناطقہ روشن بیان پر حالانکہ بوجہ حکم حکیم ارسطو کے الہی ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بہر صورت تقدم حاصل ہو اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کا نام بھی حکماء سابق سے کہیں سننے میں نہیں آیا ہاں فقط حضرت کی کمر بانی و توجہ سے اس مرتبہ کو پہونچی کہ شوہر ملکہ ناطقہ روشن بیان سے بے غل و غش عیش آرام میں مصروف ہو اور ملکہ ناطقہ روشن بیان بلکاظ و شرم حضور کے کہ جو قرینہ صاحب عفت و عصمت ہو و دم میں مارتی لیکن ہر وقت دہر لحظہ اُسے بھی گرفت ہو اور کوئی لحظہ ایسا نہیں ہو کہ اُسکی آنکھ سے آنسو نہ بہتا ہو عجیب نہیں کہ وہ اسی غم میں ہلاک ہو جائے ہر چند کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو حضور نے اپنی فرزند ی میں لیا ہو تو ملکہ ناطقہ روشن بیان بھی تو حضور سے دعویٰ خانہ زادی کا رہتی ہو پس بجز حضور کے اور کس سے یہ جا کر فریاد کرے اور اپنے در و دل کو کسے حضور کو ایسی تغافل شعاری کو کام فرمانا زیبا نہیں ہو یہ کیا غضب ہو کہ پاک بی بی تو شب و روز شوہر سے عیش کرے اور دوسری بی بی کو شوہر کی صورت بھی دیکھنا نصیب نہو اب حضور کو جس طرح سے ممکن ہو ملکہ ناطقہ روشن بیان پر نظر توجہ بہر حال فرمانا ضرور ہو اور جو اُنکا ہلاک ہو جانا ہی مرکز خاطر ہو اور اسے جس طرح شیت ایزدی میں گذرا ہو کہ وہ غریب اشتیاق شوہر میں آغوشِ حدیث آرام کرے تو مجبوری ہو اسکا تو چارہ ہی نہیں مگر تا وقتیکہ معلوم نہو جائے صبر نہیں آتا اور اب اسکا یہ قول ہو ہیست

گر بر کھنم دل از تو و بردارم از تو ہر | این ہر بر کہ افکنم این دل کا برم



غمرہ شیرین کار نے کہا اگر ملکہ عالم بین ابھی جا کر حضرات سے بیٹھام حضور کا بیان کرتی ہوں آخر ان چاروں دیودن میں
ایک کا نام خیزان جی تھا اسکو بلا کر کہا کہ جلد بچے آستان حکمت پر چو پنا دست خیزان جی اپنے دوش پر غمرہ شیرین کار
کو سوار کر کے طرفہ العین میں آستان حکمت پر چو پنا غمرہ شیرین کار مکان میں گئی اور حسب قاعدہ پر وہ ہلایا اندر سے
آواز آئی ای غمرہ شیرین کار آج یہ آنا خلافت دستور کیا کہ ایسا تھا غمرہ شیرین کار نے بعد تشیبات کے پیام
سلطان روح الملک و ملکہ روح افزا کا مفصل حکیم صاحب کی خدمت میں عرض کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے
غمرہ شیرین کار ملکہ روح افزا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان ہوتے ہیں جو ہر شب اسباب حکام کے تقدیر میں عقد
ملکہ ناطقہ روشن بیان کا شاہزادہ معزالدین سے کر دیا بعد اس کے عقد ملکہ نو بہار گلشن افروز کا ازدواج قسمت میں
واقع ہوا مگر آج تک کوئی عمل و آداب حسب قاعدہ زن و شوہر کے نہیں ہوا اور حسب کتاب شاہزادہ و شہزادی سے ہر دو لڑکی
چلنے اور راج شاہزادے کے ہیں بلکہ شاہزادے کے رفقا کے جی ناموس و صلاح حقیقی سے محروم رہتے ہیں اس میں ملکہ
نو بہار گلشن افروز ہوں یا ملکہ ناطقہ روشن بیان ہوں یا ملکہ نو بہار گلشن افروز کو اجازت واسطے
صحبت پاک بازار کے شاہزادے سے بایں خیال دی ہو کہ وہ پریشان نہ ہو اس واسطے کہ سب ملکہ نو بہار گلشن افروز
سے ایک طرح کی محبت ہو لہذا ہر حال اسکے اکرام کا خواہاں ہوں اور غمرہ شیرین کار کو بتم گلوںش بدوش بلکہ ہر گلوں
ہو کہ سنو کہ گنبد گیتی تمام علات ظلم سے ایک مرملہ ہو اور بانیان ظلم کے وہی گنبد گیتی نما شاہزادہ معزالدین
کے برآمد ہونے کی راہ مقرر کی ہو پنا پھر اسی واسطے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ہمدوست کیا ہو کہ کوئی شاہزادہ
سیر گنبد گیتی نما کی خبر نہ کہے تم کوئی ایسا آدمی ہو اختیار ہم جو بخاؤ کسی مہربان سے تنہائی میں شاہزادے کے پاس جا کر حال
گنبد گیتی نما سے آگاہ کر دے جو وقت کہ شاہزادہ ناظم گنبد گیتی نما آئے گا ممکن نہیں کہ نادرہ راز دار کے ذریعہ سے
سیر گنبد گیتی نما کی اجازت نہ مانگے اور ہرگز ملکہ نو بہار گلشن افروز کی محبت پر نظر نہ کریگا ضرور ہی جاوے گا غمرہ شیرین کار
نے عرض کیا اگر مجھے حکم ہو تو میں یہ خدمت بجالاؤں حکیم صاحب نے فرمایا ہاں بغیر تیرے کسی سے یہ کام مقبول طرح سے
انجام کو نہ ہو پنا غمرہ شیرین کار نے عرض کی اب آفتاب سپر قدر و جلال راہ کو کب برج کمال بے زوال ملکہ ناطقہ روشن بیان
نے بعد آداب کے عرض کیا ہو کہ حضرت سے تو نکال سخن نہیں ہو مگر میں جو چاہتی ہوں جو گستاخی میری ہو وہ معاف فرمائی جاوے
حکیم صاحب نے فرمایا کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان نے کیا کہا جو غمرہ شیرین کار نے کہا ملکہ ناطقہ روشن بیان نے یہ
عرض کیا ہو کہ کیا یہ فدویہ لایق محبت کے نہ تھی کہ حضور نے غیر جنس کو فرزند ہی میں لیا ہو مگر ان یہ بھی خوبی قسمت کہ
ہمارے ہوتے حضور غیر جنس کو اپنی فرزند ہی میں لین یہ بھی اسکی قدرت کا مد کا تا شاہ حکیم صاحب نے فرمایا میری طرف
سے ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بعد دعا کے کہنا ای فرزند واقعی ہو جو جنسیت کے تو میں تمہیں مثل فرزند حقیقی کے جانتا ہوں
اور ملکہ نو بہار گلشن افروز تو فرزند خواندہ ہو رہی وجہ ہو کہ اگر غیر کی خاطر نہ کرے تو وہ خیال کرنا ہو اسی وجہ سے

میں ہر امر میں پاسداری ملکہ نو بہار گلشن افروز کی کرتا ہوں غمخیز شیریں کار نے عرض کیا جناب عالی یہ بھی ملکہ
 ناطقہ روشن بیان نے عرض کیا ہو کہ میرے وقت ولادت حضرت خود تشریف رکھتے تھے اور آپ نے خود زایچہ
 میرا بنایا اور حال آئندہ بھی میرا میرے والدین سے فرمایا لیکن بوجہ پاس داری ایک غیر غیس کے اس قدر ذلیل اور
 حقیر سمجھے کر دیا کہ مجھے اپنوں اور بگیاؤں میں سمجھ دھلائے کی جگہ نہیں رہی حکیم صاحب نے فرمایا او غمخیز شیریں کار ملکہ نو بہار
 گلشن افروز سے میرے محبت کرنے کی دو وجہیں ہیں ایک تو اسکے والدین کا حق خدمت میرے ذمہ تھا دوسرے
 ملکہ نو بہار گلشن افروز باوجود قوم آتش ہونے کے اسکو اس درجہ عقل و فہم ہو کہ خود بخود وہ صاحب محبت ہو
 ورنہ دراصل تم دونوں میری فرزند ہو اور میں تم دونوں کا رتبہ برابر جانتا ہوں جس طرح تمہارے نکاح کو ملکہ
 نو بہار گلشن افروز کے عقد پر ترجیح دی اسی طرح عیش چندر وزہ کو شاہزادے کے ملکہ نو بہار گلشن افروز
 کے ساتھ جایز رکھا حالانکہ عیش طلسمی کوئی چیز نہیں ہو محض بے اصل ہو مگر تاہم مصروفی طبیعت کے واسطے
 مضائقہ نہیں ہے لیکن ملکہ نو بہار گلشن افروز کو اس عیش بے فیض کا بھی ایسا صدمہ ہوگا کہ تمام عمر نہ بھولے گی
 اور ملکہ ناطقہ روشن بیان فضل الہی سے سب صدقات سے محفوظ رہی غمخیز شیریں کار بعد حاصل کرنے
 جواب کے حکیم صاحب سے رخصت ہو کر سلطان روح الملک کی خدمت میں آئی اور ملکہ روح افزا کو
 حکیم صاحب کے ارشاد سے مطلع کیا اور کہا کہ اب ایسے آدمی کی ضرورت ہے کہ شاہزادے سے جا کر گنبد گیتی ستا کی
 کیفیت بیان کرے ناطقہ روشن بیان نے جو یہ غمخیز شیریں کار کی زبان سے سنا اس گلے سے لگایا اور کہا
 بجز تیرے اور کسی میں یہ یاقوت نہیں دیکھتی جس طرح سے ہو سکے تم اپنی بہن کی بارے میں کوشش کرو غمخیز شیریں کار
 نے کہا مجھے جو ہو سکے گا بھلا میں اٹھارکھوں لی بلکہ تم خود اپنی آنکھ سے میری کارگزاری دیکھ لینا جدا اسکے جو کچھ
 ناطقہ روشن بیان کی طرف سے غمخیز شیریں کار نے حکیم صاحب سے کہا تھا اور حکیم صاحب نے جواب دیا تھا
 وہ ملکہ ناطقہ روشن بیان سے غمخیز شیریں کار نے کہا ملکہ ناطقہ روشن بیان بہت خوش ہوئی اور
 کلمہ آفرین زبان بر لائی اور کہا کہ ہیشیر کو ہیشیر کی نسبت ایسی کرنا واجب ہو جس طرح سے ہو جا کر شاہزادے کو حال
 گنبد گیتی نما سے آگاہ کر آؤ غمخیز شیریں کار نے کہا مجھے یہ بھی خیال ہو کہ شاہزادہ طلسم سے نکلا جائیگا اور ایک
 مدت تک اسے مفارقت شاہزادے سے رہی ملکہ ناطقہ روشن بیان نے کہا اب میں کب ہم پیالہ و ہم نوالہ
 عیش میں شاہزادے سے ہوں کہ مجھے شاہزادے سے مفارقت کا قلق ہوگا ہاں اگر ملکہ نو بہار گلشن افروز
 کو جدائی کا قلق ہو تو بجا ہے اچھا تو ہی پھر میرا نام کیوں لیتی ہو صاف یہ کیوں نہیں کہتی کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز
 کی مفارقت شاہزادے سے ہونا مجھے گوارا نہیں ہو غمخیز شیریں کار نے کہا آپ پر خاستہ کیوں ہوتی ہیں
 حاشا میں دنیا میں تمہارے مقابلہ میں کسی فرشتہ کی بھی تو حقیقت نہیں جانتی ملکہ نو بہار گلشن افروز کیا چیز ہو

تو باشی و رہبان گوئس نباشد اگر گل بہت فارخس نباشد

مجھے آہکے مقدمین بخدا ایسا خیال ہو کہ میں شب و روز عجب کرب میں بسر کرتی ہوں اور جبکہ اسکا انتظام نہ کر لوں گی کسی طرح مجھے قرار دے کر ام ہو گا اب انشاء اللہ تعالیٰ آپکو دو ایک وزین معلوم ہو جائیگی

اب راوی نازک خیال ملکہ ناطقہ روشن بیان اور غمزہ شیرین کار کو اس کار کی فکر وادہ
میں مبتلا رکھتا ہی اور بار و گرد استان بحر بیان شاہزادہ مغرالدین والا قدر اور ملکہ
نوبہار گلشن افروز اور ابوالحسن جوہر اور نادرہ رازدار کی گذارش کر تا ہی

کہ شاہزادہ مغرالدین نہر رشک سبیل کی راہ سے سیر کرتا اور تماشہ دیکھتا ہوا مشکوے حیرت کی سرحد میں
پہنچا پہلے عالم افروز پیری نادرہ رازدار کی نائب مع اپنے ملازمین کے استقبال شاہزادے کو حاضر ہوئی اور
بعد اواسے مراکم آداب و قدیمہوی عرض کیا کہ حضور پر نور اپنے نور قدم سے فقیر خائے کو منور فرمائیں مصدح
شامان چہ عجب گر نبوا زندگدار اپنا نادرہ راز دار نے کہا کہ عالم افروز پیری انشاء اللہ تعالیٰ بروقت
مراجعت شاہزادہ عالی قدر ضرور رونق افروز ہوگا سامان مہمانی تیار رکھنا عالم افروز پیری کو نصرت کر کے
شاہزادہ پیرھوین قصر کے قریب پہنچا بیان حسن افروز پیری مانگ تھہر سیدہ ہم بھی استقبال شاہزادے کو
حاضر ہوئی اسنے بھی مثل عالم افروز پیری کے نصرت کیا فقہ مختصر اسی طرح رفعت پیری خاتون اور
مشکین طرہ اور سعادت آباد وغیرہ نازنینان مشکوے حیرت کو نصرت کرتے ہو اور انکو اپنے اپنے
قصر کی آراستگی اور حیرانگان کا حکم دیتا ہوا اور درختون کو بہشت اصلی ملاحظہ کرتا چلا جاتا تھا لیکن وہ جا نور
درختون پر نظر نہ آئے آخر شاہزادے نے نادرہ رازدار سے ان جانوروں کا حال پوچھا نادرہ رازدار نے کہا
حضور وہ جا نور نہ تھے وہ ہی نازنینان نقس کردن کو جا نور اور سات کو آدمی کی شکل سے مشکل ہو جاتی تھیں اب
انھوں نے وہ پیشہ ترک کر دیا کہ وہ سامان محض حضور کے تماشے اور استعجاب کیواسطے تیار ہوا تھا اور وہ جب
نظر اقدس سے گذر گیا تو پھر دوسری بار کی کیا ضرورت ہو غرض کہ شاہزادہ کو تھے پر محل کے تشریف فرما ہوا وہاں
ایسی سرور و راحت افزا ہوا آئی کہ شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر دونوں غلبہ شہوت کے سببے یحییٰ ہوئے
تاب ضبط نہ رہی شاہزادے نے دل میں کہا کہ خدا خیر کرے آج کچھ رنگ بیدھنگ ہوا ابوالحسن جوہر سے
پوچھا کیون براور کیا حال ہوا ابوالحسن جوہر نے کہا میں حضور سے زیادہ یحییٰ ہوں شاہزادے نے فرمایا کہ
ایسی کیفیت سے تو بیان محفوظ رہتا مشکل معلوم ہوتا ہی میں تو ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ضرور ہم صحبت ہونگا

ابو الحسن جو ہر نے کہا حضور درست فرماتے ہیں اس وقت کی ترکیب سے ہم محفوظ رہ نہیں سکتے ایسا نہ ہو کہ کچھ صدمہ روح کو پہنچے شاہزادے نے فرمایا اے ابو الحسن جو ہر خبردار بچہ ناورہ رازدار کے اور کسی پر نراو سے ملتفت نہونا ہر چند خوشید حسین کی طرف میری طبیعت مائل ہو لیکن یہ لایق نہیں کہ سوا سے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے غیر غور سے ایسی حرکت کروں کہ اتنے روز کی محنت میری برباد ہو جائیگی ابو الحسن جو ہر نے کہا اے حضور ان پر نراو کی وضع اور قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی صورت سے وہ راضی نہوگی پس اس شکل میں شکار کو ہاتھ سے ضائع کر دینا کام عقلمندوں کا نہیں ہے آئندہ آپ کو اختیار ہے اس اثنا میں ملکہ نو بہار گلشن افروز اور ناورہ رازدار اور خوشید حسین اور ماہ پیکر وہان آئین شاہزادے نے جام و صراحی محفل میں طلب کی



محبوب باوازی چنگ نے خوروند

محفل آراستہ و محو خوروند

چونکہ مفصل تحریر کیفیت محفل سے طول بہت ہوگا لہذا تمام سامان تفصیلی کی ضرورت نہیں فقط یہ کافی ہو کہ اور محفلوں سے یہ محفل بدرجہا عمدہ اور بہتر اور پر کیفیت تھی محفل شام کو شاہزادہ نہر پر روشنی چراغان کا تاشا و کیتا ہوا محفل میں تشریف لایا جب نصف سے زیادہ رات گزری اور ناچ وغیرہ موقوف ہوا شاہزادے نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے فرمایا کہ اے ملکہ آفاق اب آج تو کوئی جیلہ و حوالہ نہ کر دگی کہ میں نہایت یحیی ہوں اب مجھے ہرگز ضبط نہوگا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ یہ سب تا دینیں اسی واسطے

ہیں جو پسند خاطر ہوا اپنے کام میں لائیے شاہزادے نے فرمایا اگر میں اس شیوہ کا آدمی ہوتا تو آج تک خود داری
نکر تا ملک نو بہار گلشن افروز نے کہا خیر آج تمام شب اگر خورشید حسین سے کوئی حرکت نکرے تو کل میں حاضر
ہوں کوئی غدر نہ ہو گا شاہزادے نے فرمایا اگر اس بات کا اقرار دو تو البتہ درجہ یقین کا ہونا چاہیے ملک نو بہار گلشن افروز
نے کہا بس یہی قول ہے جو زبان سے کہا شاہزادے نے دل میں کہا اے میرا الدین اس قدر مدت تو نے حفاظت کی اس
ایک شب کا گزار دینا کیا مشکل ہو ملک نو بہار گلشن افروز نے ایک مکان علیحدہ واسطے خواجگاہ شاہزادے کے
فرش وغیرہ سے آراستہ کرایا اور ابوالحسن جوہر کو دوسرے مکان میں مقیم کیا سنوز شاہزادہ مشغول بنوا ہوا تھا
کہ خورشید حسین صاحب قصر موجود ہوئی اور خورشید حسین کی خواہر کاغذی اور وزیر حسین نام ابوالحسن جوہر
کے پاس پہنچی ہر چند شاہزادے کا حال اسوقت جوش بوائی و جرمی سے دگرگون ہوا لیکن بامید وصال ملکہ
نو بہار گلشن افروز خورشید حسین کی طرف متوجہ نہ ہوا ابوالحسن جوہر نے دل میں کہا کہ ناوردہ راز دار
بجز روز معین کسی طرح راضی نہ ہوگی پھر ناحق تکلیف گوارا کرنے سے کیا فائدہ آخر ابوالحسن جوہر شب اول ہی
مہ حسین سے بے تکلف ہم صحبت ہو گیا اور تمام شب با رام تمام عیش و عشرت میں بسر کی لیکن شاہزادے نے ہرگز
توجہ نہ کی مالاںکہ نوبت بہ ہلاکت پہنچی پھر شاہزادے کو خیال ہوا کہ لاجول والا قوتہ الا بالشد اگر میں ہی زندہ
رہا پھر ملک نو بہار گلشن افروز سے وصل کسا ہو گا لعنت بھی کرو اسکے عہد و پیمان پر اب توجان کا بچا نامقدم ہو
اور خورشید حسین بد صورت بھی نہیں ہو غرض کہ عالم بے اختیاری میں خورشید حسین سے ہم صحبت ہوا اور
صبح تک با سائیش تمام آرام فرمایا جب خواب راحت سے بیدار ہوا ملک نو بہار گلشن افروز شاہزادہ والا تھا
کے پاس آئی اور ایک انداز ناز سے سلام کیا اور شکر اگر خاموش پہلو میں بیٹھ گئی شاہزادہ ملکہ نو بہار گلشن افروز
کے سلام کرنے سے کمال مجبوب ہوا ملک نو بہار گلشن افروز سمجھ گئی کہ یہ اثر اب حوض مقام الامتحان کا ہو رہا
شاہزادہ ایسی حرکت کا مرتکب نہ ہوتا آخر ملک نو بہار گلشن افروز نے شاہزادے سے کہا خیر عیش گنی آگے
کی آپ ندامت سے کیا فائدہ بسم اللہ اب حمام فرمائیے اور پوشاک زیب جسم کیجیے کہ پھر اب قصر دوم میں چلیں گے
آج گلہ خسار پر ہی کے ہمان رہیں گے شاہزادے کو ملک نو بہار گلشن افروز کے ایسے کلام محبت آئیزاد پانا ایسی
حرکت بد کرنا نہایت حقیر کرتے تھے اور دل میں کہتا تھا کہ ناحق عیش گنی کی آج پھر عہد کرنا چاہیے تاکہ ملکہ
نو بہار گلشن افروز سے وصل ہوا اور ناگوار خاطر ہو القصہ شاہزادہ خواجگاہ سے باہر تشریف لایا اور
ابوالحسن جوہر بھی موجود ہوا اور ناوردہ راز دار بھی ابوالحسن جوہر کو دیکھ کر بے اختیار رہی ابوالحسن جوہر
نے کہا کہ عورت اس خندہ بے محل سے کیا فائدہ اگر کوئی امر مجھے تمہارے ناگوار ہوا تو آج سے نہ تمکو انکار ہو
تاہم کوئی حرکت کریں ناوردہ راز دار نے کہا ہاں صاحب میری ہی رشتی بخت تھی کہ جو میں ایسی دولت سے

محروم رہی مگر آپ ایسے سچیاہن کہ اپنی حرکت سے نادمنین اور ہمیں کو قائل کرتے ہو شاید سمجھنے یہ قول
بزرگون کا نہیں مناسبیت

اگر آپ چاہ نصرانی نہ پاکست | یہودی مردہ گر شودید چہ پاکست

ابوالحسن جوہر نے جواب دیا اے صاحب وہ مردہ ایسی ہی تھا جسکے وجود خاص پر تمام جہان کا مدار ہے جو
انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز تم بھی اُس مردے کو دیکھو گی تو پھر ہم پوچھینگے کہ اب کہو یہ مردہ ہو کہ زندہ ملکہ
نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ نامدار اس لطیفہ بازی پر ناوردہ راز دار اور ابوالحسن جوہر کے خوب غصے
اور مسکرا کر ناوردہ راز دار کو دیکھنا ناوردہ راز دار کھسائی ہوئی غرض شاہزادہ والا تبار اور ابوالحسن جوہر دونوں حمام
میں گئے اور دونوں نے اپنی اپنی شب کی کیفیت بیان کی شاہزادے نے فرمایا کہ رات ایسی بے لطف گزری
کہ کسی طرح آرام و قرار نہ آیا جب خورشید حسین سے ہم صحبت ہوا تو ننید آئی ابوالحسن جوہر نے کہا غلام
نے اول ہی عیش کیا اور تمام رات نہایت آرام سے سویا شاہزادے نے کہا میں اپنی حرکت پر ایسا پشیمان
ہوا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کسی طرح آنکھیں چار نہیں ہوسکتیں اور اگر میں مرتکب ایسے امر کا ہوتا تو
ملکہ نو بہار گلشن افروز ضرور اپنا وعدہ پورا کرتیں ابوالحسن جوہر نے کہا میں تو پشیمان نہیں ہوا اس واسطے
کہ جب کوئی مطلب بغیر وقت کے ممکن نہیں ہو تو پھر کیوں اُسکے درپے ہوں غلام نے پہلے عرض کیا تھا کہ یہ
پر یزادین کبھی راضی نہیں ہونگی بغیر وقت معینہ کے آپ ناحق درپے ہوتے ہیں اور اپنا عیش ترک فرماتے ہیں آخر آپ نے
ملاحظہ فرمایا وہی ہوا شاہزادے نے فرمایا آج بھر ضبط کر ڈنگا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو ناگوار نہ لیکن پہلے اقرار
وائق کر لوں گا کہ اگر آج میں نے ضبط کر لیا تو پھر کل تلو جاے عذر نہ رہی ابوالحسن جوہر بولا حضور کو اختیار ہو انفس
شاہزادے نے بعد غسل پوشاک ہم رنگ قصیر زیب جسم فرمائی ناوردہ راز دار نے عرض کیا اے شہریار حضور آج تا شام
یہاں شکار فرمائیں شام کو سیر چراغان فرمائیے گا بعد اسکے قصردوم میں تشریف لیجیے گا شاہزادے نے فرمایا شکار
یہاں مرغزار عشرت سے زیادہ نہیں ہو بیت

ایمان بہتر کہ در دریا در آئیم | دینے با کشتی صہبا در آئیم

ناوردہ راز دار نے کہا ہمیں حضور سے اطلاع کرنا تھا اب جیسا مناسب جائیے شاہزادہ بعد خاصہ نوش فرمانے
کے مع رفقا کشتیوں میں سوار ہوا اور خورشید حسین صاحب خانہ قصر اول بھی ساتھ کشتی میں سوار ہوئی لیکن شاہزادہ
مطلق اُس سے ملتفت نہوا بلکہ ایک طرح کی بے زاری ہوئی کہ اسی کی وجہ سے میں نے عہد شکنی کی وگرنہ آج وصل
معشوق سے بہرہ مند ہوتا آخر فرمایا اے نیک نخت ہمارے ساتھ تو ناحق تکلیف کرتی ہو بس مشایعت ہو چکی ہے لہذا
اب اپنے مکان میں جاؤ آرام کرو ہم بخوشی گئے ہیں خورشید حسین نے باشارہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کہنا کہ اے

شہر یار عالم دار شاہ انصاف و شرط محبت پروردہ دنیا سے نیست و نابود ہو فقط غرض آشنائی باقی ہو کہ رات کو تو یہ گرم جوشی اور رون کو گویا صورت آشنا بھی نہ تھے سچ کہتے ہیں کہ مرد کا بچہ اعتبار نہیں اور بیجاری عورتوں کو بیوفا کہتے ہیں ناوردہ راز دار نے کہا خورشید حسین بہت خوب کشتی ہو و اندا سوقت کی مختاری آنکھ بھیر لینے سے اور ایسی بے مروتی سے ملکہ نو بہار گلشن افروزی بھی نظم برید ہوئی جاتی ہو شاہزادے نے فرمایا کہ میں نے فقط اس راہ سے کہا کہ مکان آنکا وہاں خالی پڑا ہوگا ایسا نہ کہ کوئی واردات ہو جاوے تو بیجاری کیون پریشان ہو خورشید حسین نے کہا جو چوری ہونے والی تھی ہو گئی اب اس سے زیادہ نہ چوری ہوگی اور نہ ایسا عالی مرتبہ چور آدیکہ شاہزادے نے فرمایا جب تو آپ چور کو بلاوے تو اسکا کیا تصور خورشید حسین نے کہا کہ وہ منت و سماجت میری خاطر و تہانداری اور شرط انسانیت میں داخل تھی نہ اسلئے کہ کوئی میرا خواہان آبرو کا ہو مسافر و تہمان کی خاطر شکنی کسی مذہب میں جائز نہ ہوگی اور اس منت و سماجت سے میری آپ نے کوئی خبر نہیں لی بلکہ نہایت دیانت کو کام فرمایا لیکن کل تو میں نے منت نہیں کی تھی کہ برائے خدا آپ مجھے سرفراز فرمائیے اگر جو مجھ کو یہ معلوم ہوتا کہ آپ اس طرح آنکھ بھیر لینے تو وہ وقت ایسا تھا کہ شاید جو میں عرض کرتی حضور اسے بشوق تمام منظور فرماتے ناوردہ راز دار نے کہا اے شہر یار خورشید حسین اسی وقت تک اپنے مکان کی کمین تھی کہ جب تک تو وہاں تہجد خاص نہ تشریف لے گئے تھے جب وہ حضور میں سرفراز ہو چکی تو شرط انسانیت سے بعید ہو کہ ملکہ نو بہار گلشن افروزی کی خدمت میں حاضر نہ رہے شاہزادہ جب ہوا اس گفتگو میں کشتی قصر دوم میں پہنچی اور ملکہ گلرخسار پر ہی واسطے استقبال کے حاضر ہوئی اور عرض کی کہ

اور عرض کی کہ

درواق منظر چشم من آشیانہ نست	اکرم ناو فرو دہا کہ خانہ خانہ نست
------------------------------	-----------------------------------

شاہزادہ جس طرح سے کہ خورشید حسین سے محبت پیش آیا تھا اسی طرح ملکہ گلرخسار پر بھی سے محبت پیش آیا تا انیکہ ہر وقت اسی کے ناز و نیاز کی طرف توجہ نگران تھا شاہزادے نے دل میں کہا کہ میں سخت مشکل میں گرفتار ہوں کیا کہوں نہیں معلوم کہ ان نازنینوں نے کوئی سحر کیا ہو کہ میرا دل خود بخود مائل اسی طرف ہوا جاتا ہو ورنہ یہ وہی پریرادین ہیں کہ جنکی طرف میں آنکھ پھیر کے دیکھتا ہوں نہ تھا تو توجہ کیسی یا اب جہاں صورت دیکھی کا کہہ کا نقشہ ہو گیا اول بھی تو میں اسی مشکوے حیرت میں آیا تھا مجھے ہرگز اسنے محبت نہ تھی اب کہا ہو کہ شغل محبت آنکا میرے سینے میں روشن ہو جاتا ہو بلکہ مجھ پر کیا موقوف ہو دیکھو نہ یہی حال ابوا حسن جو ہر کا بھی ہو ناوردہ راز دار نے جو یہ حال شاہزادے کا متغیر دیکھا ملکہ نو بہار گلشن افروزی کو اشارہ کیا کہ ذرا اپنے شوہر کا ستوتا شاہ دیکھو ملکہ نو بہار گلشن افروزی شاہزادے کو دیکھ کر خوب ہنسی شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ عالم تم کیا نہیں ملکہ نو بہار گلشن افروزی نے کہا مجھ نہیں شاہزادے نے ناوردہ راز دار سے پوچھا کہ اے ناوردہ راز دار

شاید طلسم میں روغن سحر بھی کسی ترکیب سے بنتا ہو اور وہ روغن زنان طلسم اپنے مُنہ پر پلتی ہیں ناوردہ راز دار نے کہا
 اوشہر پار منزل اعلیٰ میں جسکا قصہ سادہ خطاب ہو سحر و ساحری کا دخل نہیں ہو لیکن طلسم چار مثلثہ میں تاثیر کو اکب
 کے باعث بیشتر رواج سحر ہو شاہزادے نے فرمایا اگر سحر نہیں ہو تو پھر کیا بلا ہو کہ جسوقت سے میں نے ملکہ
 گلرخسار پر ہی کو دیکھا ہو دل بے قرار ہوا جاتا ہو اور اس کے حسن و جمال کے روبرو کوئی عورت نظر میں نہیں رہتی
 ناوردہ راز دار نے کہا یہ حال اپنے دل سے پوچھو ہلکو کیا معلوم القصہ قصہ دوم میں بھی تمام روز عیش میں گزارا اور
 تا شام گزارے پر نہر کے سیکشی کی جب آفتاب غروب ہوا ناوردہ راز دار سے شاہزادے نے کہا آج
 مرغ اسرار نازل نہوانا ورنہ راز دار نے کہا جب تک کہ نازنینان مشکوے حیرت اپنی تبدیل ہیئت کرتی
 تھیں مرغ اسرار کا بھی نزل ہوتا تھا جب انکی تبدیل ہیئت موقوف ہوئی نزل مرغ اسرار بھی موقوف ہو گیا
 اب یہ مکان مشکوے حیرت آپ کے واسطے قصہ نشاط آراستہ کیا گیا ہو شاہزادہ بعد دو گھڑی رات کے بالا خانہ
 مقصود تشریف لیکھا ملکہ نو بہار گلشن افروز بھی پہلے نشین شاہزادہ ہو میں آج شاہزادہ شب اول سے زیادہ
 بچپن ہوا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا او ملکہ آفاق اب بھی تم میرے حال زار پر رحم
 فرماؤ ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کہ تم اپنے عہد و شرط پر قائم نہ رہے اور پھر وہی تقاضا کرنے لگے بڑے شرم
 کی بات ہو شاہزادے نے فرمایا انسان سے خطا ہو ہی جاتی ہو مجھے معاف فرماؤ بلکہ اب پھر اقرار کر لو ملکہ
 نو بہار گلشن افروز نے کہا کیا مضائقہ ہو اگر تم ملکہ گلرخسار کے پاس نہ رہے تو پھر میں حاضر ہوں شاہزادے نے
 دل میں عہد کیا کہ آج اگر ہلاک بھی ہو جاؤں تو بلا سے لیکن یہ فعل ہرگز نہ کروں گا جب نصف شب گزری بستر راحت
 پر آرام فرمایا یکایک ملکہ گلرخسار پر ہی حاضر ہوئی شاہزادہ ملکہ گلرخسار پر ہی کو دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا مگر ضبط
 کر کے اسی حالت میں بقیار ہی میں ملکہ گلرخسار پر ہی سے فرمایا کہ او عورت برائے خدا تو یہاں سے چلی جا ملکہ گلرخسار
 پر ہی نے ناز و انداز سے دست بستہ کہا او شہریار یہ کینہ اس مکان و صاحب مکان کی خدمت کیواسطے مقرب ہو
 میں یہاں سے کہاں جاؤں غرض یہ چند شاہزادے نے ضبط کیا اور خود داری کو کام فرمایا لیکن کچھ نہوسکا اور
 باہم صحبت ہو ہی گئی صبح کو ملکہ نو بہار گلشن افروز بدستور نہستی ہوئی شاہزادے کے پاس آئی اور کہا مبارک ہو
 فرمائیے کہ یہ شب خیر و عافیت سے گزری یا آج بھی کوئی فتور واقع ہوا شاہزادے نے فرمایا ہاں مجبور تو ہوں
 عین نہیں جانتا کہ یہ کیا اسرار ہو میں ایسا بے خود ہو جاتا ہوں کہ مجھے مطلق اپنے حال و استقبال کا ہوش نہیں رہتا
 ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ ہاں جو شخص قریب بہ ہلاکت پہنچے تو اسکو اس فعل کو ٹکڑا منع ہو ورنہ اس کے
 لیے باعث ہلاکت ہو اور اپنے خون میں آب مایہ خوف ہونا ہو شاہزادے نے فرمایا یہ

دانش کہ تجھ بن مجھے آرام نہیں ہو

یوں لاکھ ہوں نیا میں تو کچھ کام نہیں ہو

ملکہ نوربہار گلشن افروز نے کہا بان اس میں کیا شک ہے جو فرماتے ہو دوست پر لیکن جو امر ہوسکتا ہے واسطہ مقدر ہو وہ
 اسی وقت ہوا پانچاچا اب تم غیبت ایک فکر ہو وہ میں گرفتار ہوت ہوا اور اپنے ساتھ اور وہ کو بھی پریشان کرتا ہو یہ گفتگو
 تھی کہ ابوالحسن جو ہر بھی سے ناوردہ رازدار کے زمان ہو ہوا اور کہا کہ حضور رات کسی گزری شاہزادے نے کہا میں ہی
 جیسی اتول گزری تھی بعد اسکے وہ نون حمام میں گئے اور بعد غسل کے تبدیل پوشاک ہوئی اور قمر سوم کی عزت روانہ ہوئے
 جب قمر سوم میں پہنچے ملکہ سیم غنیمت بالکسا قصر شاہزادے کی خدمت میں حاضر ہوئی شاہزادہ سب معلوم تمام
 اور شکار و سیر و تماشے میں مصروف رہا شب کو شاہزادے نے ناوردہ رازدار سے کہا کہ آج میرے ملکہ سے میں وعدہ
 کرونگا ابوالحسن جو ہر نے کہا کہ حضرت بے فائدہ آپ عہد فرما کر غیبت شکن ہوتے ہیں اگر یہ عہد فرمائیے گا تو کیا
 ہوگا اس شعر کے معنیوں کو مدح حفظ فرمائیے اور ہر روز عیش کیجئے قبول کسی استیاد کے بیست

کیون غیبت پڑتا ہوا پتہ کام کی تہیہ دن | ملکہ نے ہونا ہر وہی مکتا جو ہر تقدیر میں

جناب عالی اب یہ خیال نام چھوڑ دیجئے میں حضور سے کشتا خانہ عرض کرتا ہوں کہ بیست

کوئین کے منے میں مری سہوشت میں | ابریاں اگر بیان میں تو تو میں شہت میں

قصر خضر شاہزادہ اس شب کو ملکہ سیم غنیمت کے پاس رہا اور نیز ابوالحسن جو ہر تین دن اب ملکہ سیم غنیمت
 کے پاس شب باش ہوا صبح کو جب محمول ملکہ نوربہار گلشن افروز نے شاہزادے کو خوب سچا ابوالحسن جو ہر
 نے کہا میں پہلے ہی خدمت عالی میں گذارش کرچکا ہوں کہ آپ ملکہ نوربہار گلشن افروز کے خیال میں کیون اپنا
 لطف زندگی اور عیش بے وجہ ہر باد کرتے ہیں یہ بھی بد و ن حکو جناب عہد صاحب کوئی امر نہ کر سکی اور جناب عہد صاحب
 جب تک وقت نہ آویجے ہرگز اجازت انہماک بیست

نہ نشین سب مرے ایاں چلے آئیے | بن بلایے مرے ہر آس چلے آئیے

شاہزادے نے کہا سچ تو میں بھی خوب جانتا ہوں کہ وہی ملکہ نوربہار گلشن افروز ہے اور وہی ملکہ نوربہار گلشن افروز ہے
 قصر چہارم میں پہنچے ملکہ آتشیں رخسار اور آتش طبع ناغہ اسکی واسطے استقبال کے آئی شاہزادے نے جو
 آتشیں رخسار کو دیکھا اس بیکاری با تہر بانہ سے ہوتے حاضر ہوئی عرض اس شب کو میں ملکہ نوربہار گلشن افروز
 سے وہی عہد ہوا اور حکم ہوا کہ شراب ہماری محفل میں نہ آوے اس واسطے کہ شراب کا بطل واسطے ہوناوردہ رازدار
 نے عرض کیا کہ خیر شراب نہ سہی عرض شراب کے معیون ہی میں عرض بعد بلسر قص و سرود اسے آرام فرمایا بعد ایک
 ساعت وہی کیفیت پیدا ہوئی اوسا یہی بیکاری ہوئی کہ جبکی صدفین لاپ رہو کہ ملکہ آتشیں رخسار سے ہم خواب
 ہوا اور صبح کو بالفعال تمام ابوالحسن جو ہر کے ساتھ حمام میں گیا اور غسل و لباس سے فراغت حاصل کر کے قصر میں
 تشریف لایا ابوالحسن جو ہر نے کہا آج کیا معاملہ رہو کہ شاہزادے نے کہا کیا کدن کچھ عقل کام نہیں کرتی عجبات

ہو آخر پہلے بھی تو میں مشکوے حیرت میں آیا تھا یہ اب کی کیا آفت ہو کہ ہمارے ہمارے صورت و یکھی پھر ضبط نہیں ہو سکتا ابوالحسن جوہر نے کہا اول حضور خیال ملکہ نو بہار گلشن افروز میں ایسے مبتلا تھے کہ اپنے جامہ کی خبر نہ تھی بقول سرور ۵

ظاہر میں گر چہ بیٹھا لوگوں کے درمیان میں | پیر یہ خبر نہیں ہو میں کون ہوں کہاں ہوں |

اسوجہ سے ان نازنینوں کی طرف رغبت نہیں ہوئی اور اب خدا سے اطمینان خاطر ہو شاہزادے نے فرمایا درست یہی بات ہو غرض اب قصہ پنجم میں شاہزادہ تشریف لایا یہاں ملکہ قمر طلعت اور قمر ویدار نائب اسکی حاضر خدمت ہوئی شاہزادہ موافق دستور کے ملکہ قمر طلعت کا عاشق ہو گیا نا دورہ راز دار نے کہا حضور جو حکم فرمائیں تعمیل کیا جائے شاہزادے نے فرمایا آج اسباب گرم کھانے میں ہوں اور کل طعام بار واد اور مضربا ہونا دورہ ہار وادار نے کہا بہت خوب یکا یک ملکہ قمر طلعت حاضر خدمت ہوئی اور اس ناز و انداز سے سلام کیا کہ شاہزادہ بیقرار ہو گیا اور بجز اس سے ہم خواب ہونے کے اور کچھ بن نہ آیا صبح کو ابوالحسن جوہر نے کہا حضور جو آب فعل کرتے ہیں غلام بھی کرتا ہو لیکن اس بے لطفی سے کہ روز نداشت اور انفعال ہو اس سے کہا حاصل شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ حاجت میری دامن گیر ہو گیا کمون ہی دل میں سوچتا ہوں مصرع شاید کہ ہمیں بیفہ بر آ رہے پر وبال ابوالحسن جوہر نے کہا غلام نے تو عرض کیا کہ

اثر یار علاج دل شیدا شد فی نیست | جلا و جفا پیشہ سچا شد فی نیست |

جب وقت اُسکا آئیگا بے تردد وہ کام ہو جائیگا بعد اسکے شاہزادہ قصر ششم میں گیا اور تمام دن حسب معمول سیر و تماشے میں رہا شام کو سجادہ عبادت پر تشریف لائے اور حکم دیا کہ آج ہم عبادت الہی میں بسر کرینگے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نا دورہ راز دار سے کہا خدا خیر کرے آج شاہزادے کا قصد نام خدا کچھ اور ہونا دورہ راز دار نے کہا آپ خاطر جمع فرمائیں مقام الامتحان کا پانی ایسا نہیں ہو کہ اسکا اثر زایل ہو جائیگا یکا یک ملکہ خرو آرا یا تو مالک قصر ششم حاضر ہوئی اور خرو و افروز نائب اسکی ملکہ نو بہار گلشن افروز اور نا دورہ راز دار دونوں ہیوقت شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر کے پاس سے ہٹ گئیں جب غلیہ ہو گیا شاہزادے کو رکعت کا تمام کرنا مشکل ہو گیا آخر گا ایسا بیقرار ہوا کہ ناز کو قطع کر کے ہم صحبت ہوا صبح کو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے پوچھا بیت

ای مصلی بلو کہ خیر گذشت | یا مسجد خیال دیر گذشت |

شاہزادے نے جواب دیا

شیطان چو قوی بود مصلی چہ کند | صد حیلہ اگر کند شلی چہ کند |

شاہزادہ نے فرمایا یہ ملکہ خرو آرا یا تو ایسی شیطان صفت میرے پاس آئی کہ عبادت میں متور واقع ہو گیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا واہ اس عشرت کدہ میں عبادت کرنا آپ ہی کا کام ہو ہر ایک سے نہیں ہو سکتا

قصہ کوتاہ بعد فراغت غسل وغیرہ قصر ہنقمین تشریف لائے ملکہ نامہید طلعت بالک قصر ہنقمین مع نائب
 زہرہ طلعت حاضر ہوئی اور روشنی چراغان کا کنارے کے حکم و یا شاہزادے نے ناوہ راہ دار سے کہا
 آج کوئی عورت ہمارے پاس نہ آئے آج ہم تنہا آرام کریں ناوہ راہ دار نے کہا سوائے ملکہ نامہید طلعت
 کے اور کوئی عورت نہیں آسکی شاہزادہ چپ ہو رہا اور دروازہ مکان اندر سے بند کر لیا جب آدھی رات گزری
 ایک بیک در وقت ایسا عارض ہوا کہ کسی پہلو قرار نہ تھا آخر مکان سے گھبرا کر باہر تشریف لایا دیکھا کہ ایک خواص
 قریب دروازہ سوتی ہوئے پاس جا کر ہم خواب ہوا اس سے روز زیادہ درو ہوا اور ایک خواص اتفاقاً وہاں کسی
 کام کو گئی تھی اس سے زبردستی مرتکب فعل بد کا ہوا اس نے ایسا شور و غل مچایا کہ تمام خواصین جاگ اٹھیں محل میں
 ایک جھوم خواصوں کا ہو گیا اور شاہزادے کو اس کثرت سے خوابش فتنی کہ منطلق خبر ہوئی ہنوز ایک سے فاسخ ہوا
 تھا کہ دوسری کو پکڑا اور کسی طرح سکون ہوا اور نہ درو میں تخفیف ہوئی اس بیک مر شور و غل سے ملکہ نامہید طلعت
 بھی وہاں آئی اور اس نے کہا اے شہر یار افسوس باوجود میرے سوہو ہونے کے آپ میری خواصوں سے ایسی
 حرکت نہ لالین فرماتے ہیں یہ آپ کی شان سے غلام ہوا آخر شاہزادہ ملکہ نامہید طلعت سے ہم بغل ہوا اور
 جب چند مرتبہ متواتر خلاص ہوا تب درو سے بان بچی ملکہ نو بہار گلشن افروز اور ناوہ راہ دار نے
 شاہزادے کو حالت دیوانگی میں مبتلا دیکھ کر ایسا ہنسا کہ اس نے ہنسنے مارے کہ جسکی حد نہیں اور کہا شہر یار آج رات
 قرار واقعی آپ نے دوا اپنی کی تھی تو یہ ہو کہ اس سے زیادہ مرتبہ خود داری کا کیا ہو گا جو آپ نے فرمایا شاہزادے
 نے فرمایا کہ اب میں سمجھا کہ تردد و فکر میری محض بے فائدہ ہو گیا معنی کہ یہ امر محض بے اختیار سی اثر بیان عقل کو
 دخل نہیں ہر بین تاثیر طلسمی میں مبتلا ہوں ابوالحسن جو ہر نے سچ کہا تھا خیر اب سہی اب تقلد اس بات
 میں ابوالحسن جو ہر کا ہوا وہ باقی رات اسی لطیفہ و حکایت میں گزری صبح کو بعد غسل و تبدیل پوشاک قصر
 ہنقمین میں داخل ہوا ملکہ خورشید طلعت اور اسکی نائب مہر آرا حاضر ہوئی اور شرف قدیموسی شاہزادہ
 والا جاہ چل گیا شاہزادے نے فرمایا اے راہ دار میں یہاں ایک مکان میں سویا صبح کو دیکھا کہ خود بخود
 دوسرے مکان میں چلا گیا اور سیر و تماشا بھی عجائب و غرائب کا دیکھنے میں آیا مگر اس مرتبہ وہ امر نہیں دیکھا
 ناوہ راہ دار نے کہا اے شہر یار وہ باطن طلسم محض حضور کے ملاحظے کیواسطے تیار ہوا تھا جب آپ نے ملاحظہ فرمایا
 موقوف ہو گیا اسواسطے کہ ایک کو دوبارہ دکھانے سے کیا فائدہ کہ وہ تجلی باطن طلسم ہوا در طلسم کا باطن حکم تجلی رکھتا ہے
 اور مشکوے حیرت طلسم کا ظاہر ہے جبکہ بانی مبین ہمارے حکیم صاحب ہیں شاہزادے فرمایا پہلے طلسم کتاب کی
 ملکہ صبح دلکشا مالک تھی اب ملکہ خورشید طلعت ہر ناوہ راہ دار نے کہا ملکہ صبح دلکشا اپنے ملک مشرق نگارین ہر ملکہ
 نو بہار گلشن افروز نے کہا اے شہر یار اس تفسار حال کا سبب ملکہ صبح دلکشا سے ظاہر ثابت ہوتا ہے کہ ہنوز خیال ملکہ صبح دلکشا

خاطر اقدس سے دفع نہیں ہوا شاہزادہ نے فرمایا کہ پوچھنے سے حال کے کچھ گناہ لازم نہیں ہو جاتا بعدہ شاہزادہ بالاسے
 قصر تشریف لیگیا ملکہ خورشید طلعت سے ہم خواب ہوا اور صبح کو بعد حمام کے پوشاک گلناری زیب جسم کی اور قصر نعم میں تشریف لے گیا
 ملکہ حمراے خوشخوار ملکہ قصر نعم اور گلنار پری نائب اسکی حاضر ہوئیں شاہزادہ نے ملکہ حمراے خوشخوار سے فرمایا کہ اے خاتون جو
 جوتنے تماشائے داخل ہونے کے وقت کیا تھا اب بھی وہ تماشا دکھلاؤ ملکہ حمراے خوشخوار نے عرض کیا وہ تماشا محض معیشت
 کے واسطے مختصر تھا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے پوچھا وہ کیا تماشا تھا شاہزادے نے باہم خنجر بازی اور خون ریزی کا حال ملکہ
 نو بہار گلشن افروز کے سامنے بیان کیا نا درہ راز دار نے کہا وہ سامان جو حضور نے ملاحظہ فرمایا بعینہ قیامت کا
 سامان ہوا اب آپ کو بجز عیش و آرام کے کسی سیر و تماشے میں مشغول ہونا نہ چاہیے شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا
 قصہ کوتاہ آدھی رات تک تو ملکہ حمراے خوشخوار سے ہم خواب ہوا صبح کو بعد غسل لباس زیب جسم کر کے قصر دوم میں
 تشریف لایا ملکہ سعادت بخش مع نائب اپنی سعیدہ طالع پری کے حاضر ہوئی شاہزادے نے نا درہ راز دار
 سے پوچھا کہ اے نا درہ راز دار حقیقت ثریا مکان وغیرہ سیرے رفقا کہاں ہیں میں نے چند روز سے انکو نہیں دیکھا جب
 میں مشکوے حیرت بن آیا تھا تو سب میرے ساتھ تھے نا درہ راز دار نے کہا سب رفیق حضور کے حاضر ہیں اور اپنی اپنی
 مشغولیتوں سے شب و روز عیش میں بسر کرتے ہیں اگر حضور چاہیں انکے مکان میں تشریف لیا میں شاہزادے سے اور
 ابوالحسن جو ہر کو نا درہ راز دار قصر سے باہر لائی وہاں سامنے قصر کے ایک دروازہ عالیشان لا جو روی دیکھا
 نا درہ راز دار سے شاہزادے نے پوچھا کہ یہ دروازہ پہلے بنے نہیں دیکھا تھا نا درہ راز دار نے کہا یہ قصر دوم کے مضافات ہیں بلکہ
 اس طرح ہر ایک قصر دوم کے مضافات ہوتے ہیں پہلے اپنے خیال نہ فرمایا ہو گا منجملہ ان سب مکانات کے ایک مکان کا دیکھنا کافی ہو
 شاہزادہ اُس مکان میں داخل ہوا وہاں ایک قلعہ دیکھا کہ اُس میں بازار اور باغیچے بہت تھے اور بیچ میں ایک باغ وسیع
 نہایت آراستہ و پیراستہ تھا اور اُس میں صد ہا مکانات نہایت خوش قطع بنے ہوئے تھے نا درہ راز دار شاہزادہ
 کو اُس باغ میں لائی شاہزادے نے تمام رفقا کو اپنے موجود پایا اُٹھون نے جو شاہزادے کے آنے کی
 خبر سنی سب کے سب حاضر خدمت ہوئے اور شاہزادے سے سب نے شکایت کی کہ ہمکو حضور نے کبھی یاد نہ فرمایا
 شاہزادے نے فرمایا کہ میں ایسی فکر میں مبتلا تھا کہ تمھارا کیا خود مجھے اپنا ہی ہوش نہ تھا جب اُس سے نجات ہو
 تمھارے پاس میں خود ہی آیا حقیقت ثریا مکان و بہرام وغیرہ نے بزم نشاط آراستہ کی اور تمام روز و شب
 بالاتفاق شراب و کباب اور ناچ وغیرہ میں مشغول رہے اور ملکہ شرف افروز بانو اور بہرام سے پوچھا کہ
 شاید تمھارا ملک یہاں سے قریب اسی سرحد میں واقع ہو نا درہ راز دار نے کہا بہرام کا ملک طلسم خرم
 کے باطن سے متعلق ہو لیکن ملکہ شرف افروز بانو اس قصر کے مضافات سے ہو جبکہ مشیر می
 ہیں شاہزادے نے کہا اے نا درہ راز دار تمھارے کہا تھا کہ اب باطن میں اثر باقی نہیں رہا اور تجلی کو تکرار

نہیں ہوتی پھر یہ سنگ کیونکر قائم ہو گا ورہ راز نے کہا یہ شہر حکیم ارسطو کے وقت سے آباد چلا آتا ہے اور موجودات
 اسکے خارج طلسم میں بھی ممکن ہیں خلافت یرنجات طلسم کے کہ وہ حکم انجلی کا رکھتے ہیں اور ایک ساعت میں وہ ہزار
 و ہنگ بدلتے ہیں جس طرح آپ نے باطن طلسم میں بیچ میں ملاحظہ فرمایا تھا کہ وہ چاروں بادشاہ با فوج کا ہر
 ایک ساعت میں فنا ہو گئے جب کہ وہ دن باقی رہا شاہزادہ باغ سے نکل کر واسطے سیر چراغان کے نہر پر
 تشریف لایا اور بعد وہاں کے براہ قیصر یہ قصر دہم میں داخل ہوا اور وہ راز دار نے عرض کی کہ حضور
 یہاں جو مکان ایسی صورت کے ہیں انکو قیصر یہ کہتے ہیں حضور نے ایک مکان میں کہ فقط حضور کے ہیں ملاحظہ
 فرمایا بس سب اسی طرح کے ہیں دوسری راہ قیصر یہ کی قصر کے بالا بالا واقع ہے شاہزادے نے بعد فراغ
 محفل جشن کے ملکہ سعادت بخش کے پاس آرام فرمایا اور صبح کو بجائے غسل و تبدیل لباس کشتی میں سوار ہو گیا بیرون
 قصر میں داخل ہوا ملکہ مشکین طرہ اور مشک فام پر ہی دونوں نائب و منیب حاضر ہو کر بعد قدمبوسی
 کے شاہزادے کو اپنے قصر میں لائیں شاہزادہ اس روز شکریہ سوار ہو کر اپنے محل میں داخل
 ہوا اور مع نازنیناں پر ہی پیکر روشنی چراغان کی سیر دیکھی اور خاصہ نوش فرمایا منطقہ اور سلطان فرنگ غیر
 خصت ہو میں بعد جانے اسکے کے ایک خواص نے عرض کی ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہ آج کل شاہزادے
 کو کچھ کسی کی فکر نہیں ہے جس عورت سے جی چاہتا ہے ہم بغل ہوتا ہے اگر حکم ہو تو ملاحت پر ہی بھی اپنی مراد ملی
 کو چھوٹے وہ کیوں آرزو میں رہے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ کیا قباحست ہو وہ بیچارہ ہی اسی قصارت سے
 کنیزی میں آئی ہو میں انکو کیوں منع کروں یہ شرط انصاف سے بعید ہے مگر چونکہ میری ذات خاص سے تعلق کشتی جو
 لہذا میں چاہتی ہوں کہ انکو بھی با عزت اور بطریق معقول شاہزادے کی خدمت میں بھیجوں تاکہ انکو بھی معلوم
 ہو کہ کنیزی میں ملکہ نو بہار گلشن افروز کی مجھے یہ رتبہ ملاحت پر ہی نے عرض کیا کہ اگر ملکہ آفاق بیت

داسن و نصف دوا و بخت نگوں بدست میں | ماہی عشرت آمدہ گشتہ اسیرت میں

یہ کنیز حضور کی بقسم عرض کرتی ہے کہ میں سوائے خوشی مزاج عالی کے اور کسی شو کی طالب نہیں ہوں قصہ کوتاہ
 شاہزادہ اس شیب کو ملکہ مشکین طرہ سے ہمنوا ہوا اور ابوالحسن جو ہر مشک فام سے نسج کو بجائے غسل
 و تبدیل پوشاک روز بارہویں قصر میں ہوا اور رفعت پر ہی خالوتون و رفیعہ بلند پیشانی یہ دونوں مالک
 قصر و وزیر شاہزادہ عالی وقار اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کی خدمت میں حاضر ہو میں نا ورہ راز دار
 نے شاہزادے کی خدمت میں عرض کی کہ نواح میں اس قصر کے سب سے زیادہ تر تماشا ہے اور صحرا بھی پر ہمار
 و جب اوزان شکار سی سے ملو ہو اگر حضور فرمائیں تو

ہم آہوان صحرا سر خود نہادہ برکت | بعد آرزو کہ روزے بظکار خواہی آمد

فردوسی بیت

بفرماے تارخیں رازین کنند / آہمہ درشت پر بازو شاہین کنند

غرض شاہزادہ شکار کو روانہ ہوا اور پیچھے سب رفیق اور یار بھی ہمراہ رکاب فیض آثار ہوئے تمام روز تو شاہزادہ دیر شکار میں مشغول رہا وقت مراجعت ایک حوض اثنائے راہ میں ہزار گز کا مزاج دیکھا مگر بنے آب تھا اور چاروں طرف قلابے آہنی نہایت پائیداری سے نصب کیے ہوئے تھے شاہزادے نے اسکی بے آبی پر افسوس کیا بدر عالم منجم نے کہا حضور مجھے بھی حیرت ہو کہ ایسا حوض اور پانی نہو کمال تعجب ہو قیاس میں نہیں آتا اور یہ بھی عقل گو اور انکسین کرتی کہ یہ کبھی لبریز نہوا اور بظاہر کہیں منبع کا بھی نشان معلوم نہیں ہوتا اور نہر سلسبیل یہاں سے ساتھ فرسج ہو اور پانی نہر کا بھی بستہ ہو روان نہیں ہو کہ جو خزانہ حوض اس میں تصور کیا جائے ہاں شاید بارش کے پانی سے بھرنا ہو تو عجب نہیں ہو نا دورہ رازدار نے کہا اگر حضور مجھے فرمائیں تو ابھی اس حوض کو پر از آب کر دوں شاہزادے نے کہا ہاں اسکی قدرت سے دو نہیں ہو ابھی ابر آئے اور حوض کیا چیز ہو دریا کے دریا پر ہو جائیں نا دورہ رازدار نے کہا حضور فقط آپکے حکم کی دیر ہو شاہزادے نے کہا کہ ہاں تم رازدار جناب حکیم صاحب ہو مگر معلوم ہوگا شاید اس میں کوئی راز ہوگا نا دورہ رازدار نے کہا حضور تکلف تو یہ ہو کہ اگر حکم ہو تو آب سرد سے حوض پر ہو اور جو فرمائیے تو گرم پانی سے لبریز ہو جائے شاہزادہ اور بدر عالم منجم کو زیادہ تر حیرت ہوئی اس اثنائے ابوالحسن جو بہر بھی وہاں پہنچا اور اسنے جو یہاں شاہزادے سے عرض کیا کہ آپ ناحق سچتر ہیں نا دورہ رازدار سچ کہتی ہو شاہزادے نے کہا ہاں بھائی صاحب سبیل را بچشم مجنون بایدید آپ جو تعریف نا دورہ رازدار کی فرمائیں بجا ہو نا دورہ رازدار نے کہا حضور مجھے اس پہاڑ پر جانے کی اجازت دیں بعد اُس طرح کا پانی بھرنے کا حکم ہو مگر یا سرد اسی طرح کا پانی بھر جائیگا شاہزادے نے فرمایا اچھا ہم آب گرم حوض میں بھرنا چاہتے ہیں نا دورہ رازدار شاہزادہ عالی تجار سے رخصت ہو کر پہاڑ پر گئی تھوڑی دیر میں جو حوض کو دیکھا تو واقعی آب گرم سے لبریز ہو گیا نا دورہ رازدار شاہزادہ کے پاس چلی آئی اور کہا حضور نے یہ تماشا دیکھا شاہزادے نے فرمایا واہ یہ تو خوب کل ہو اب اسکی حقیقت سے آگاہ کر نا دورہ رازدار سنے اُن حلقوں میں سے جو کہ چاروں طرف حوض کے نسب تھے ایک حلقہ کو پہنچ دیا فوراً آب گرم زمین سے اُبلنے لگا اسی طرح دوسرے قلابے کو پہنچ دیا اس سے پانی سرد پیدا ہوا اور حوض پر پہنچا شاہزادے نے فرمایا خزانہ آب سرد اور گرم کا کمان ہو نا دورہ رازدار نے کہا او شہر یا رسو گز زیر زمین حوض خزانہ آب سرد ہو اور اسی طرح دوسرا خزانہ آب گرم کا ہو جب قلابہ شرفی کو پہنچ دیتے ہیں آب سرد خزانہ سے آتا ہو اور قلابہ مغربی کے پہنچ دینے سے آب گرم جوش کھاتا ہو اور یہ دونوں قلابے خانی کرنے کے ہیں یعنی آنکے پہنچ دینے سے پانی نہر شک سلسبیل کو چلا جاتا ہو مگر اصل پہنچ آب سرد کا پہاڑ ہے جو کہ ایک چشمہ ہو اور اس میں سے آتا ہو اور آب گرم کے خزانہ کی تہ میں ایک چراغ ہو

اسکی روشنی کے سبب سے پانی گرم ہو جاتا ہے اور وہ چراغ طلسمی ہو شانہ اوسے نے پوچھا اس عوض کا نام کیا ہے تا وہ راز دار نے کہا برکتہ العزیز شانہ اوسے نے عقل و فراست پر حکماء متقدمین کے آفرین کہی اور وہاں سے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس تشریف لایا اور تمام حقیقت عوض کی بیان کی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا ہاں میں نے یہی وہ عوض دیکھا ہے جو غرض پھر حسب معمول روشنی نہ رہا تا شاو یکھا اور خاصہ نوش فرمایا اور ناچ دیکھا اور ملکہ نصرت خاتون سے تمام شب صحبت رہی صبح کو بعد غسل کے قصر سبز و ہم کی جانب روانہ ہوئے وہاں ملکہ حسن افروز اور حسن آرا نائب و منیب دونوں حاضر ہوئیں شانہ اوسے نے بیان ہی ناچ وغیرہ سے فراغت کر کے ملکہ حسن افروز سے عیش میں مشغول ہوا اور ابوالحسن جو ہر بھی اسی شکل میں حسن آرا سے غرض صبح کو غسل کیا پاشاک بدلی سپہ کو تا وہ راز دار نے کہا اس صحرا پر فضا کی بھی آب و ہوا نہایت خوب ہے اور رکانات خوش طبع ہیں اور کھانسا پہ بہار اور چشمک شیریں و خوشگوار اور مرغان خوش آواز و نغمہ سرا کو ملا خطہ فرمائیے کہ بیان انکا قلب نہ نہیں ہو سکتا دیکھنے سے تعجب رکھتا ہے الغرض شانہ اوسے نے چوبیسین قصر میں بھی تھما رہا چوتھے روز وہاں سے چودھویں قصر میں تشریف لایا یہاں ملکہ عالم افروز اور اسکی نائب حوران و خست و دونوں حاضر ہوئیں اور شانہ اوسے کو ملکہ شیریں شاہ اودہ حسب معمول بعد فراغت سیر و شکار صحرا کے پہاڑ میں کہ جو بہشت عجائبات مشہور ہے اور قصر اسرار بھی اسے کتہ چن بفر اغت تمام عالم افروز پر ہی سے ہم صحبت رہا اور حوران و خست ابوالحسن جو ہر کے نصرت میں آئی جب دوسرا روز ہوا تخت دولت و کامرانی پر اجلاس فرمایا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہا اس ملکہ بیان کرد کوئی اور سیر بھی باقی ہے یا تمام مرطلات طلب ختم ہوئے الحمد للہ کہ مشکوے حیرت کا تا شاہی نظرت کہ رگزار ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اسو شہر یار جو شخص کہ دار الخدیہ میں داخل ہوتا ہے اسے سیر کی کیا حاجت ہے یہ قصر اسرار عجائبات کا دارالقدر و من مشہور ہے شانہ اوسے نے فرمایا فردوس و خلد تو بعد مرنے کے سیر ہوتا ہے پس یہ بہشت طلسم بھاری ذات خاص کو مبارک ہو اگر میں خود یہاں سے نہ نکل سکونگا تو جان و کیر تو یہاں سے نکلن ہو گا مگر غور کر کہ کسب تک میں ایک جابر عمر اپنی بسر کروں جبکہ دنیا و عالم کو قرار نہیں ہو تو انسان کو قرار کجا اس طرح کی گفتگو سے شانہ اوسے نے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے ہوش جالنے رہے اور سمجھی کہ اب شانہ اوسے کا قہام مشکل ہو اگر جناب حکیم صاحب اجازت دین تو شانہ اوسے سے دلیل حقیقی ہو جائے نہیں تو یہ امید تازہ نیست دل میں باقی رہی اور کشاہزادہ بھی پراگندہ مزاج ہوگا اور میں ملکہ نا طقمہ روشن بیان اور ملکہ صبح و لکشا کو بھی بلا لونی آخر جب شانہ اوسے کو تین شب و روز اس طرح پریشان حالی میں گذرے چوتھے روز ملکہ نو بہار گلشن افروز اور تا وہ راز دار سے فرمایا کہ تنہ میرے سوال کا کچھ جواب نہ دیا تا وہ راز دار نے کہا اسو شہر یار بجز اسکے اور کیا جواب ہے کہ بہشت سے زیادہ کوئی عمدہ جگہ نہیں ہے جو چن عوض کروں شانہ اوسے نے کہا کہ بس بہشت دنیا کی سیر ہو چکی

اب دل نہیں چاہتا بلکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا علاوہ ان قصرات اور محلات و نازنینان مشکوے حیرت کے تمام خواصین میری جو ہر ایک صاحب جمال اور حسن و صورت میں بے مثال ہیں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں انکو آپ نصرت میں لائے غرض بلکہ نو بہار گلشن افروز کی یہ تہی کہ اس ترغیب و عنوان سے شاہزادے کا مزاج بہل جائے اور سیر گنبد گیتی نما کی خواہش نکرے اور یہیں کے اشغال اور لہو و لعب میں مشغول رہے لیکن بلکہ نو بہار گلشن افروز کو یہ نہ معلوم تھا کہ شاہزادے کے دلوں عشق بلکہ شمسہ تاجدار نے قلب عالی میں رخسہ پر دازی شروع کر دی اور لطف یہ ہو کہ شاہزادے کو خود اپنے حال دل سے اطلاع نہیں مگر ہاں خود بخود طبیعت یہاں سے اوداس ہوتی جاتی ہو اور دل گھبراتا ہو اور ایک جوش و شبت پیدا ہوتا جاتا ہو بلکہ نو بہار گلشن افروز نے ایک خواص حسین کو لباس پر تکلف و زیور جو اہرات سے آراستہ و پیراستہ کیا اور شاہزادہ والا تبار کی خدمت میں بھیجا اور شاہزادہ اس سے ہم صحبت ہوا قدرت پروردگار کی دیکھنا چاہیے کہ یہ وہی بلکہ نو بہار گلشن افروز عالی وقار ہو جسے فقط نظر تو جہ سے بلکہ صبح و کشا کی طرف دیکھنے سے کیسا شاہزادہ کو پریشان کیا اور کو ہزارین حیران و سرگردان پھر آیا اور اب بھی وہی بلکہ ہو کہ جسے نازنینان مشکوے حیرت کو خود شاہزادے کے ہم صحبت دیکھا بلکہ اپنی خواہش سے شاہزادے کی خوشی کو مقدم جانا اور اپنی خواص خاص کو ان تکلفات سے آراستہ و پیراستہ کر کے بھیجا کہ کسی طرح شاہزادے کا دل پہلے اور یہاں سے نچائے اور شاہزادے کا بھی وہ حال ہوا کہ یا تو بدون دیکھے بلکہ نو بہار گلشن افروز کسی طرح ایک لحظہ آرام و قرار نہ آتا تھا اور از خود فراموش تھا یا یہ کہ اب دم گھبراتا ہو اور خود کنارہ کرتا ہو اور جان دنیا گوارا ہو مگر طلسم میں رہنا گوارا نہیں ہو غرض وہ خواص بڑے ناز و انداز سے شاہزادے کے پاس گئی اور ہم صحبت ہوئی اور کوئی درجہ شاہزادے کی مدارت و خدمت گزاری میں بلکہ نو بہار گلشن افروز نے باقی نہیں رکھا مگر ایک روز شاہزادہ کی خواب راحت سے آنکھ کھلی بعد اداے نماز صبح حکم دیا کہ اسے شگون کو حاضر کرو میں واسطے ہوا کھانے کے جاؤنگا اور میرے ساتھ کوئی نچائے فقط ایک سائیں کافی ہو ابوا حسن جو میرے کہا غلام تو ہمراہ رکاب ضرور ہی ہوگا شاہزادے نے فرمایا کہ بدون تیرے کوئی امر ہو بے لطف ہو ابوا حسن جو ہر ساتھ ہوا اور شاہزادہ عالیجاہ سوار ہوا حسب اتفاق اس روز بلکہ نو بہار گلشن افروز اور نا درہ راز دار ایسی خواب غفلت میں سرشار ہوئیں کہ مطلق شاہزادے کے سوار ہونے کی خبر ہوئی جب بلکہ نو بہار گلشن افروز بیدار ہوئی اور سنا کہ شاہزادہ سوار ہو گیا اور تنہا واسطے ہوا خواری کے گیا ہو نا درہ راز دار سے کہا ای خواہر آج خلافت قاعدہ شاہزادہ تنہا گیا یہ خالی از علت نہیں ہو نا درہ راز دار نے کہا آپ کیون و سو اس کرتی ہیں دو ایک گھڑی میں شاہزادہ آجائے گا بلکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا چند پرزادوں کو خفیہ واسطے خبر کے ضرور بھیجنا چاہیے نا درہ راز دار نے کہا

ابو الحسن جوہر اور شاہزادہ شہرہ سلیمانی آنکھوں میں لگا پارتے ہیں اُنٹے پر نرادر پویشیدہ نہیں ہو سکتے مگر یہاں کوئی جاسے اندیشہ نہیں ہو جسکا ٹھکانہ خیال ہو لکہ نو بہار گلشن افروز بولی اچانک کچھ دل کو بیت خود بخود انتظار ہو خدا خیر کرے تا وہ رات وار بولی تم خفقانی ہونا ہی خیالات ہیودہ طبیعت سے پیدا کرتی ہو تا وہ شاہزادہ دامنه کوہ میں پہونچا اور وہاں شاہزادہ کے کان میں ساز ہندی کی ایسی آواز آئی کہ دل بچپن ہو گیا بس شاہزادہ سایہ درخت میں زمین پوش کچھا کر بیٹھا اور ابو الحسن جوہر سے کہا تو برا درستم اس چہار پر جاؤ ویکو یہ ساز کون کچھا ہو ابو الحسن جوہر پہاڑ پر گیا دیکھنا کہ درخت کے سایہ میں ایک جوان حسین و صاحب جمال پوشاک فقیرانہ پہنے سجادہ عبادت پر نماز میں مشغول ہو اور ایک ساز طرز نو کا چلو میں رکھا جو جب ابو الحسن جوہر سے غور اس فقیر کو دیکھا صورت آشنا معلوم ہوا دل میں کہا میں نے اس درویش خیر اندیش کو کبیں ضرور دیکھا جو مرغلوم نہیں کہاں دیکھا جب اس درویش نے عبادت سے فرصت پائی ابو الحسن جوہر نے ہر دو ب سلام کیا درویش نے جواب دیا اور پوچھا کہ کہاں سے آنا ہوا جو تم عبادت اتنی میں خلل انداز ہو ابو الحسن جوہر نے کہا اے خدا آگاہ میں چونکہ فقیر مسلک کا بدل فرائض ہوں لہذا خداوند کا ساز بٹھایا ہے ایک نہ ایک اپنے ہر خاص کی زیارت کر دیتا ہوں اگر حضور کی مرضی ہو تو میں بیٹھ جاؤں فقیر نے کہا اچھا کیا مصداق ہے جو بیشتر جا ابو الحسن جوہر دست بستہ فقیر کے سامنے بیٹھ گیا دل میں حسن و جمال خود شہید مثال درویش جمال کی مثال تعریف کر رہا تھا آخر کہا کہ اے غارت درگاہ باری تجھے کچھ خیال سا جو کہ حضور سے کہیں نہ ملے گا ابھی تو فقیر نے کہا تو نیامین تو ملاقات کی خبر نہیں لیکن عالم ارواح میں ضرور ہو کہ ملاقات ہوں جو جسکی رہ سہا کی آنکھ بند ہوا ابو الحسن جوہر نے کہا شاید ایسا ہی ہوا جو فقیر صاحب نے فرمایا ہاں اسی جو ابھی ابو الحسن جوہر نے پوچھا اس ساز کا نام جسکو آپ اپنا دم ساز کہتے ہوٹ ہیں کیا ہو فقیر نے کہا ہاں جسے کونکہ کونکہ غار غ ہوتا ہوں تو اپنی تعلق اوقات کرتا ہوں کہ ٹیٹ من فقیرت سے کمال شوق جو ابو الحسن جوہر کو جب دیر ہوئی شاہزادہ نے گھوڑا سامنے کو دیا اور خود پہاڑ پہ پہونچ گیا اکر جو دیکھا تو ایک جوان بنیل برس کا بنا بیت حسین و صاحب جمال درویش صفت زیر درخت سجادہ عبادت پہونچا اور ابو الحسن جوہر سامنے فقیر کے بیٹھا ہوا کچھ گفتگو ہو رہی تو جب درویش نے شاہزادہ کو دیکھا ابو الحسن جوہر سے پوچھا یہ کون جوان ہو ابو الحسن جوہر نے کہا یہ مرشد شاہزادہ معزا اللہ ہیں ہمارا آقا کے نام دار جو درویش نے فرمایا شاید اسیر ظلم بھی اسے کہتے ہیں ابو الحسن جوہر نے کہا اسیر ظلم کے معنی قدوسی کے خیال میں نہیں لے اس و صدین شاہزادہ بھی قریب پہونچا اور صاحب سلامت ہوئی فقیر نے شاہزادہ کو دیکھا کی تعظیم ہی اور حسب تعظیم مصداق کیا شاہزادہ نے ایسا صاحب حسن و جمال بیٹھا فقیر کمال کہہ کر دیکھا تھا مگر کہیں نظر نہ گذرا تھا دل میں سوچا

کہ ہر چند یہ فقیر کم سن ہو لیکن آثار کرامت و خرق عادات مثل ویوں کے پائے جاتے ہیں اور ظاہر بھی بشرہ سے جاہ و جلال سردارانہ پایا جاتا ہو شاہزادے نے فرمایا ہان والا جناب میں نے آپ کی زبان سچ سچ بیان سے لفظ اسیر سنا نہیں معلوم کہ حضرت نے اس لفظ سے کس کو یا فرمایا درویش پس یہ لاکہ بابا جب اس جوان نے نام مختار امیر الدین بیان کیا تب میں نے پوچھا کہ شاید اس کا نام اسیر طلسم بھی ہو شاہزادے نے فرمایا کہ مجھے شاہزادہ فہمان اور شاہزادہ شمس القمران مروان طلسم کہتے ہیں مگر آپ یہ خطاب تازہ سرکار سے



مرحمت ہوا درویش نے کہا بخدا میں نے اس نام سے تلو سو سو مہین کیا بلکہ تمام مخلوق خدا یہی کہتی ہو شاہزادے نے فرمایا دروغا لیکہ میں نے زندان طلسم کی صورت نہیں دیکھی پھر میں کیونکر اسیر طلسم ہوا فقیر نے کہا اگر جوان مائل یہ تم خوب سمجھ لو کہ اصل زندان بنیاد طلسم ہو اور دوسری دلیل یہ ہو کہ آپ کو طلسم سے باہر جانے کی کب قدرت ہو تو بس بدتر از زندان ہو مگر ہان جو کہ اسرار و انجام کار سے باہر ہو اس کو نہیں کہہ سکتے شاہزادہ دل میں معقول ہوا اور فرمایا کہ اگر ہاوی طریق و استاد شفیق اب حضور اپنے حال سے مطلع فرمائیے کیونکہ یہ پہاڑ آپ کا دارالقرار ہو غالباً بطریق سیاحی درود اجلال ہوا ہو گا اور اسم پاک حضور کا کیا ہو فقیر نے کہا بابا اس فقیر مجبور سراپا قصور و وصل جانان سے دور کو ارشاد کہتے ہیں اور اب چندے سے بوجہ خوبی آپ دہوا کے یہاں بود و باش اختیار کی ہو اور باقی شب و روز سیاحی میں گذرتے ہیں شاہزادے نے پوچھا وطن مالوت شریف درویش نے کہا عدم شاہزادے نے کہا کہ عدم سے کس ولایت میں وجود شہو و میں آئے درویش نے کہا ولایت بدن میں شاہزادے نے فرمایا ایسا جواب دیجیے کہ ہر فرد بشر سمجھے اور شریک حال ہو

اسخوالدین کا حضور کے کیا نام تھا درویش نے کہا اظلاک میرے ابا ہیں اور عناصر مادہ حقیقی شاہزادے نے فرمایا یہ تو فرزند گناہ کی باتیں ہیں جو میں عرض کرتا ہوں اُسکا جواب عنایت ہو فقیر نے کہا تمہیں فقیر کی حقیقت سے کیا کام جو اپنا مطلب ہو اُسے پوچھو ہم اپنی حقیقت سے کیا بیان کریں اور تمکو اُس سے کیا فائدہ ہوگا مصرع ارض صفت ہر جا کہ نشستیم وطن شد شاہزادے نے فرمایا آپ جو اسیر طلسم تھے ارشاد فرماتے ہیں یہ واقعی فرمایا یا خوش طبعی سے درویش نے کہا اگر واقعی نہ تو تو فنا طلب باہن خطاب نہوتا اور جو کتنا ہمارا تمکو غلط معلوم ہو تو طلسم سے نکل کے دیکھ لو اگر اختیار میں تمہارے طلسم سے نکل جانا ہو تو تم اسیر نہیں ہو ورنہ بدتر از اسیر ہوا جو ان عقل ایک جو ہر لطیف ہو کہ اُنکے سبب سے معرفت عبد و معبود حاصل ہوتی ہو چنانچہ اسی جو ہر سے خداوند کریم نے انسان کو کل مخلوق پر شرف عنایت فرمایا ہوا ویرہ آریہ شاید تمکو نہیں معلوم والتقون یا اولی الالباب ہم تھے پوچھتے ہیں کہ تم اپنی کیفیت بھولے ہو اور ہماری کیفیت دریافت کرتے ہو آیا تمہارے والدین بھی ہیں یا تم بھی منسوب طلسم تھے ہوا ویرہ صانع نے تمکو قشتہ ہی تماشہ کیواسطے خلق کیا ہو شاہزادے نے فرمایا اے حضرت میں تو اس طلسم میں ایک یزاد پر عاقل ہوں جب وصل حقیقی اُس سے حاصل ہو جائیگا پھر طلسم میں نہیں رہوں گا درویش نے کہا بشرطیکہ قتل حقیقی میسر ہو اور چاشنی فانیہ طلسم بھی منحل مقصود کی خارج ہو اسوقت با اختیار خود طلسم سے نکلنا ممکن ہو اور جو عالم بے اختیاری میں نکالا گیا اور نصیب طلسمی طبیعت سے مخدوم ہو پھر سوائے ندامت اور پشیمانی کے کیا حاصل ہوگا اور خارج ہونا طلسم سے یہ امر یقینی ہو شاہزادے نے فرمایا کہ پہلے آپ نے اسیر طلسم فرمایا اور اب یہ کہا کہ طلسم سے نکالا جائیگا یہ کچھ بدین نہیں سمجھا فقیر نے کہا بابا میں تو اختیار دے اختیار میں تمکو کرتا ہوں ورنہ یہ بات تو صریح ہو کہ عمر طلسم اور عمر سیر طلسم اور عمر سیاح طلسم آخر ہو جائیگی اگر قابل و عاقل ہے تو بجائے خود دیکھے اور سمجھے کہ تمام مرحلات کی سیر کر لی یا کچھ باقی ہو آخر کار طلسم سے خارج ہو گا اور منحل مقصود میری عالم طلسم سے خلافت ہو تو البتہ اُس مرد عقلمند کی نسبت وہ لفظ اسیری مانگ نہیں ہوتی شاہزادہ نے فرمایا ہاں اب میں تجھ کو سمجھا کہ واقعی میں طلسم میں بے اختیار محض ہوں

عیشم مدام است از لعل خواہ	اکارم بکار است الحمد للہ
درویش نے کہا کاش عیش مدام بھی نصیب ہونے کہ عیش غیر مدام کیواسطے آدمی اپنے کو ہزار آفت میں گرفتار کرے یہ کیا عقل کی بات ہوا جو ان اگر اسی شراب بیوشی کا استعمال رہا تو نشہ اُسکا تمام معاطات اصلی سے بچنے بے نصیب محض کروں گا ہر چند کہ یہ جو ہر مرد عیار پیشہ اور ذی علم ذی فنون ہو لیکن ناویدہ روزگار اور ناخبرہ کار ہو کہ خود دیکھا اُسکو یا نہیں البواہن جو ہر خوف سے درویش کے ایسا دم بخود ہوا کہ تصویر ہو گیا اور سب بابین بگوش دل سنا کیا اور دل پر نقش کر لیا بعد اُسکے درویش نے شاہزادے سے کہا اے جو ان تمکو ایسی غفلت	

زیبا نہیں ہو کہ تم باو شاہ ہو اور بادشاہ بھی اولوالعزم و صاحبقران روزگار جسکی ایسی صفت ہو وہ یوں غافل ہو بڑا افسوس ہو اور نہایت شرم کی بات ہو ابو الحسن جو ہر نے شاہزادے سے کہا ایسے کلمات یا تہذیب مفید و اثر پذیر تمام عمر سننے میں نہ آئے بیشک و شبہ یہ درویش با خدا و اہل کمال و کمالات سے ہو شاہزادے نے فرمایا اے بادہی اس میں وسال ہیں جو خداوند کریم نے کمال آپ کو مرحمت فرمائے ہیں ہم نے تو کسی بشر میں نہیں دیکھے براے خدا آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ اب کوئی اور مرحلہ طلسم ایسا ہو جو کہ میری نظر سے نہیں گذرا درویش نے ارشاد فرمایا ایک مرحلہ ایسا ہو کہ تمام مرسلات طلسم کی اسکے آگے کچھ حقیقت نہیں ہو وہ ہمتاری نظر سے نہیں گذرا اور وہی مرحلہ منزل مقصود کی راہ ہو مگر جبکہ طبیعت درست ہو اور مستقل مزاج ہو کسی کے ہکانے پر عمل نہ کرو تب وہاں تک پہنچو گے ورنہ پہنچنا بہت دشوار ہو شاہزادے نے کہا کہ نام اس مرحلہ کا کیا ہو اسے کس طرح سے دیکھیں درویش نے کہا نام اسکا قوتہ المثل و گنبد گیتی نما ہو لیکن وہاں کی سیر جب تم دیکھو گے کہ اس عیش طلسم سے دست بردار ہو اور نادرہ راز و ار کی معرفت حکیم صاحب سے اجازت منگاؤ جب وہ مقام دیکھنے میں آدینگا اسوقت تم ہمارے قول کو یاد کرو گے لیکن یقین کہو کہ محبت ملکہ نو بہار گلشن افروز مانع سیر گنبد گیتی نما ہو مگر خرد دار تم اپنے عزم بالجزم پر مستعد رہنا اور کیسی ہی کوئی منت و سہاوت کرے تم ایک نہ سننا ورنہ انتہائے مرتبہ کل ایک سال کی مدت عمر طلسم کی باقی ہو بعد اس مدت کے پھر نہ تم ہو گے اور نہ مرحلہ طلسم بس پشیمانی اور ندامت البتہ ہو گی۔ **سیرت**

من نمی گویم زبان کن یا بفکر سود باش	امروز فرصت ہے خبر در ہر چہ باشی زرد باش
-------------------------------------	---

انسان کو ہر کام و ہر امر میں مال کار کا خیال رکھنا اور انجام پر غور کرنا ضرور ملکہ واجب ہو اور جو ملکہ نو بہار گلشن افروز از حد اصرار کرے تو تم یہ کہنا کہ اچھا میری سیر گنبد گیتی نما وغیرہ اس شرط سے ترک ہوتی ہو کہ اپنے شربت حاصل ہے مجھ کو سیراب کرو بس یہ جواب ایک ہزار جواب پر ترجیح رکھتا ہو اگر وہ وصل قبول کرے تو تم کہنا کہ فقیر دروغ گو تھا لیکن جب تک نفس امارہ کی خواہش کو دفع نہ کرو گے منزل مقصود کو نہ پہنچو گے۔

منت آنچه حق بود گفت تمام	تو دانی و گر بعد ازین والسلام
--------------------------	-------------------------------

شاہزادے نے شاہ ارشاد سے ساز و نغمہ کی فرمائش کی فقیر نے کہا یہ وقت میری عبادت کا ہو اسکو اور کسی وقت پر اٹھا رکھو انشاء اللہ تعالیٰ یا رزندہ و صحبت باقی کبھی ہمارا ساتھ بھی سن لیجیے گا شاہزادہ اور ابو الحسن جو ہر دونوں درویش سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے واضح ہو کہ یہ شاہ ارشاد وہی آفت روزگار غفرہ شیرین کار ہو کہ جس نے ملکہ روح افزا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان کا پیغام جناب حکیم صاحب کو پہنچایا تھا اور حسب الحکم حکیم صاحب کے شاہزادے کو گنبد گیتی نما کے نام سے آگاہ کر دیا القصہ شاہزادہ اور ابو الحسن جو ہر وہاں سے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں نادرہ راز و دار سے ملاقات ہوئی شاہزادہ نے فرمایا

ایک نا ورہ رازدار ہنسنے منع کیا تھا کہ کوئی واحد ہمارے ہمراہ نہ آوے پھر تھنے کس واسطے تکلیف کی نا ورہ رازدار نے عرض کی حضور کو جو زیادہ تر عرصہ ہوا ملک نو بہار گلشن افروز نے بعد انتظار بسیار تجھے بھیجا اور ابھی تک حاضری بھی نوش نہیں فرمائی شاہزادے نے فرمایا کہ کیا ہم کسی بلاتین گرفتار ہو گئے تھے وہ فقط خاکار کے جانے میں اس قدر بیکار سی نا ورہ رازدار نے کہا خیر ہر آج حضور کا مزاج مبارک کچھ بہتر ہو پانی ہون شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا محل میں تشریف لایا جب مندر جلوہ گر ہوا ملک نو بہار گلشن افروز نے جامہ بادہ ناب شاہزادے کو دیا شاہزادے نے فرمایا اس وقت شراب پینے کو دل نہیں چاہتا بلکہ تاج ہی موقوف ہو کہ یہ ناحق کی دماغ دہائی ہو ملک نو بہار گلشن افروز دم بخود ہو گئی نا ورہ رازدار نے کہا اس شہر پر آج حضور کا مزاج کچھ مکر معلوم ہوتا ہو خدا نخواستہ کون سا ام خلائق مزاج و بان واقع ہوا شاہزادے نے فرمایا غلہ ہر ہو کہ میں ایک مروتیاب ہوں ہر لحظہ ایک تماشائے عجیب و سیر کا غریب کا جو بان ربت ہوں اور تمہاری ملک میرے مطلب میں اقسام و انواع کے غدر و حیلے کرتی ہو پھر تمہیں انصاف کیوں کہ اس دل خواہان وصال کو کب تک سمجھاؤں اور کیونکر صبر آئے اور کہاں تک ہر وقت میں عمر کو ضائع کروں نا ورہ رازدار نے کہا اس شہر پر ملک شرف و فخر کے شہر سے شہر علیین تک برابر شہر و بلاد آراستہ موجود ہیں اور ہر شہر میں سواد شہر اور مقامات سیر و تماشا اور شکار موجود ہیں جہاں تک ہو سامان عیش و طرب چھٹا ہو جانے شاہزادے نے فرمایا یہ سب مقامات میں دیکھ چکا ہوں نا ورہ رازدار نے کہا حضور کا قول یہ ہو کہ ملک نو بہار گلشن افروز غدر و حیلہ کرتی ہیں بخدا یہ خیال آپکا محض غلط ہو یہ تو فرمائیے کہ اگر ملک نو بہار گلشن افروز حضور سے انکار رو پر ہیز کر بیگی پھر جہاں میں وہ کون شخص ہو کہ جس سے رضا مند ہو گئی مگر بان ہر ایک امر کا موقع و محل ہو شاہزادے نے فرمایا کہ موقع و محل کو میں لیکر کہاں رکھوں ملک نو بہار گلشن افروز نے کہا تمہاری آزدگی بیجا ہو میں تم سے ہزار بار کم چکی کہ تم خواصوں کو اپنے کام میں لاؤ میں نجوشتی کہتی ہوں شاہزادے نے کہا کہ کہاں تک میں اس شغل و ہوی میں بسر کروں آخر اسکی کچھ حد بھی ہو مگر نو بہار گلشن افروز نے کہا بان صاحب وہ بھول گئے اور وہ زمانہ اب کہاں گیا کہ آپ شب و روز کس پریشانی اور رنج میں گرفتار رہتے تھے اور ہر وقت ایک نظر میری صورت دیکھنے کے مشتاق و آرزو مند رہتے تھے اور جب سختی زمانے سے فرصت پائی اور میری صحبت ملی اور پھر عجیب و غریب فراموشی ہوئے لیکن آپ تو فرماتے تھے کہ میں فقط ایک نظر دیدار کا مشتاق ہوں

بلکہ وہ شعر آپکا موجود ہے

خواہ نزدیک ہو خواہ رکھو دور مجھے	دیکھنا ایک نظر تلو ہو منظور مجھے
جب آپ کو صورت دیکھنا میرے نہ آئی تھی اب دن رات میں مثل فرمانبرداروں کے خدمت میں حاضر رہتی ہوں	

اور چند روزے صبر کرو وہ بھی دن آیا جاتا ہے جسکے تم طالب ہو اور کیوں صاحب	یہی اقرار ہی قول ہی وعدے تھے
عہد پر عہد کیے تھے یہی زمین کھا کے	غیر سے ملنے کے لئے تھے چنگل کیلئے
یہی ہوتے ہیں غرض اہل وفا کیلئے	

وہ محبت وہ عنایت وہ الاماعت کیا تھی
وہ خوش آمد وہ کجا جیت وہ حاجت کیا تھی

شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ آفاق خلایہ یہ ہو کہ اگر کوئی سیرگاہ تازہ و تماشائے عجیب و نو میری نظر سے گذر رہا ہے تو طبیعت میری پر اگندہ ہو ورنہ شب و روز اسی رنج و غم میں مبتلا رہونگا آخر اس شب کو شاہزادہ تنہا رہا اور صبح کو دیوان عام میں تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا اور حفیظ شریا مکان وغیرہ رفقا دربار میں حاضر ہوئے شاہزادہ چند ساعت کے بعد دربار سے پھر محل میں آیا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز سے فرمایا کہ تیرے پریشانی طبیعت کا کچھ علاج نہ کیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا میں از سر نو مرغزار عشرت کی تیاری کراتی ہوں شاہزادے نے کہا کہ تو بہشت برین کی بھی سیر اچھی معلوم نہیں ہوتی مرغزار عشرت کیا چیز ہے خیراب میں مفصل حال اپنا بیان کرتا ہوں کہ عجائبات میں ایک مقام قبۃ المشانق کہنہ گیتی نما ہے اسکی اگر سیر تمھارے اختیار میں ہو تو تم اجازت دو ورنہ جناب حکیم صاحب سے اجازت منگا دو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جو نام گیتی نما کا سن کر گہرے کاف ہو گیا اور نادارہ رازدار کی طرح دیکھا



ناورہ رازدار کو ملکہ نوبہار گلشن افروز سے زیادہ تراستجاپ ہونا ناورہ رازدار نے اپنے سر کی قسم دی کہ آپ بتائیے کہ یہ آپ سے کسے کہا اور کون دشمن جانی ہمارا تھا کہ جسے ہمارے سینے میں اک لگا دی کر دل و جگر دونوں جل گئے شاہزادے نے فرمایا کہ لفظ دشمنی میں نہیں سمجھا مجھے سمجھا دو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا دل تم نام اسکا بتا دو تو پھر حال دشمنی میں بیان کروں شاہزادے نے کہا ایک شرط سے میں کہتا ہوں کہ تم میرے ٹائے کی مانع نہ ہو ورنہ میں از حد ناراض ہوں گا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا میں مانع نہیں آپ شوق سے تشریف لیجائیں شاہزادے نے کہا اے ملکہ آفاق جس روز میں تنہا سیر کو گیا تھا فلاں پہاڑ پر ایک درویش خدا رسیدہ کو میں نے دیکھا اور اسنے مجھے گنبد گیتی نما کے حال سے آگاہ کر دیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا میں ان فقیر کا دخل نہیں ہوناورہ رازدار نے کہا میں ابھی جا کر فقیر کا حال دریافت کرتی ہوں ناورہ رازدار حسب الحکم ملکہ نوبہار گلشن افروز پہاڑ پر گئی اور تمام پہاڑ چھان ڈالا فقیر کیسا کسی ذی حیات کا بھی نشان نہیں ملا لیکن زبان جلودار کے بھی یہ سنا جو شاہزادے کے ساتھ گیا تھا کہ آواز غمزدہ ساز کی پہاڑ پر سے آتی تھی اور شاہزادہ والو احسن جو ہر پہاڑ پر گئے تھے اور چار گھڑی کا مل کے بعد وہاں سے آئے تھے لیکن یہ نہیں جانتا کہ وہ کون تھا اور کیا معاملہ رو بکار ہوا جب ناورہ رازدار سے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے یہ حال سنا فرمایا بیشک یہ کام کسی دشمن سخت کا ہو خیر جو کچھ ہوا سو ہوناورہ رازدار نے کہا اب اسکی ہی تدبیر ہو کہ شاہزادے کو ہلاک کر دیا ہو کہ مجھے کہے کہ تم جا کر جناب حکیم صاحب سے اجازت لا دو پھر میری مجال نہیں کہ جو میں ایک دم تباہ کر سکوں ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یہ ممکن نہیں کہ جو شاہزادہ نہ کہے لیکن تو شاہزادے کی درخواست سے پہلے جناب حکیم صاحب کی خدمت میں جا اور میری طرف سے عرض کرنا کہ اے حضرت شاہزادے نے کسی گم نام فقیر سے گنبد گیتی نما کا نام سنا ہے اور امیر فرخ و امین وہ حضور سے ضرور کستہ عا سیر گنبد گیتی نما کی کریگا لہذا حضور سے امیدوار ہوں کہ حضور ازراہ بندہ پروری و نوازش بزرگانہ ایسی تدبیر فرمائیں کہ شاہزادے کا جانا ملتوی رہے اور طلسم سے باہر نہ نکلے اور اگر شاید وہ والدین کی زیارت کا مشاق ہو تو حضرت انھیں بھی بین بلو الین دوسرے نام سے بھی اس فقیر کے آگاہ فرمائیں جسے کہ گنبد گیتی نما کا نام شاہزادہ عالی جاہ کو بتایا ہوناورہ رازدار یہ پیام لیکے جناب حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پیام ملکہ نوبہار گلشن افروز کا بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے ناورہ رازدار ملکہ کو دعا کہنا اور جواب دینا کہ جو ام مقرر ہو چکا وہ کسی طرح بدل نہیں سکتا اور شاہزادے کا طلسم سے باہر جانا یقینی ہو تم ناحق اصرار کرتی ہو کسو اسلئے کہ اگر شاہزادہ ہزار برس طلسم میں رہے گا تو بھی مطلب دلی طرفین کا حاصل نہ ہوگا اور والدین شاہزادے کے کسی طرح داخل طلسم نہیں ہو سکتے کسو اسلئے کہ بغیر اجازت

با نیاں طلسم کوئی واحد داخل طلسم نہیں ہو سکتا لیکن خاطر جمع رکھو خدا کا فضل شامل حال ہوا انجام کار بخاراجھا ہو گا مگر
 اب شاہزادے کو بخوشی تمام واسطے سیر گنبد گیتی نما کے جانے دو بعد اسکے جو معاملہ کہ پیش آئیگا اسے بیان کرنا میرے
 بیان کرنے کی اولیٰ ہی سے کچھ ضرورت نہیں ہو اور اس فقیر کا حال دریافت کرنے سے بجز بیوقوفی کے اور کیا
 حاصل ہونا ہو شاید تم نے ہکو نماز سمجھا ہو پس وہ دوست و خیر خواہ طرفین ہو جسے کرنا م گنبد گیتی نما کا بتایا تم کو
 شک گذار ہونا چاہیے کہ اسے میری بخاری خاطر سے سیر گنبد گیتی نما کی شاہزادے سے بیان کی ورنہ میں خود وہاں بھیجتا
 باقی والسلام تا دورہ راز دار وہاں سے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی اور جو کیفیت کہ جناب حکیم صاحب
 سے سننی تھی بیان کی ملکہ نو بہار گلشن افروز یہ سننے بے اختیار مثل ابرو بہار روئے لگی اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا
 زمانہ مفارقت و ہجرت اب قریب آیا اور دیکھئے آتش فراق شاہزادے میں کب تک جلون غیر مصداق
 نہ تبت او گذشت نوبت ماست نہ تا دورہ راز دار نے کہا تھے بھی تو شاہزادے کو مدت مدید تک اپنے
 رجز و فراق میں انواع و اقسام کی تکلیفیں دی ہیں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نا دورہ راز دار سے کہا
 اے خواہر ہم شاہزادے کے روبرو کہنا جو شخص گنبد گیتی نما میں جاتا ہو وہ زندہ و سلامت نہیں پھرنا شاید وہ بیان سے
 تمھارے خوف زدہ رہ جائے اور نہ جائے آخر دوسرے روز پھر شاہزادے نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہا کہ شاید تم نے
 نا دورہ راز دار کو جناب حکیم صاحب کی خدمت میں نہیں بھیجا بلکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا نہیں معلوم ہو گیا
 ہو گیا ہو جو اہل میں تھے پوچھتی ہوں کہ گنبد گیتی نما میں تم کیا تماشا دیکھو گے اے جناب سیر گاہوں میں یہاں کی ایسا
 تماشا ہو کہ اسکے آگے گنبد گیتی نما مثل ایک بیابان ویران کے ہو دوم یہ بھی سننے میں آیا ہو کہ جو شخص سیر گنبد گیتی نما
 کو گیا پھر وہاں سے نہیں پھر شاہزادے نے کہا کہ قدرت انسان یا پریرا و تمھارے زمانے میں گنبد گیتی نما کی سیر کوئے
 ہیں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا میرے زمانے میں تو نہیں کوئی گیا اور زمانہ گذشتہ کا حال میں نہیں جانتی
 شاہزادے نے فرمایا جسے جناب حکیم صاحب بھیجے وہ بھلا مصیبت میں گرفتار ہو سکتا ہو تم بہت جلد نا دورہ راز دار
 کو جناب حکیم صاحب کے پاس واسطے اجازت کے بھیجا اگر انھوں نے اجازت نہ دی تو میں البتہ نہیں جا سکتا آخر
 ملکہ نو بہار گلشن افروز اور نا دورہ راز دار نے کوئی بُرائی گنبد گیتی نما کی بیان کرنے میں اٹھا نہیں مگر لیکن
 شاہزادے نے یہی جواب دیا کہ ایک نظر میں ضرور دیکھو نگا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کہ میں یہ جانتی ہوں
 کہ تم میرا کہنا نہ مانو گے اور ضرور جاؤ گے مجھے زندہ درگور کرو گے خیر بسم اللہ شریف بچا ہے اب میں بھی زیادہ
 اصرار نہیں کرتی ہاں اگر مناسب ہو تو چہ نہیں اور توقف کرو باقی پھر تمھیں اختیار ہو کہ دفعتاً مجھ سے با مفارقت بخارا
 نہ اٹھو گا شاہزادے نے دل میں تصور کیا کہ شاہ ارشاد کا کہنا راست ہوا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز پھر بیٹنے کو نہ کرتی ہو
 اور اس قدر عمر طلسم باقی ہو پھر آپ سے آپ نکالا جائے گا ابھی موقع نکال جانے کا طلسم سے خوب ہو پھر جو طلسم کا عمر

ختم ہوئی تو مدت عمر طسم ہی میں گرفتار رہے اور یہ چونکہ نفس زندگی کے ہیں وہ ہمیں صرف ہونے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور
 نادرہ راز دار سے کہا کہ تو خدمت میں جناب حکیم صاحب کے نہیں جا سکتے بہر حال اپنی خاتون کا کلمہ منظور ہو اور
 ہمارے کہنے کا خیال نہیں اور ہمارا سارا کام مٹل ہو جائے یہی تیری اور تیری ملکہ کی خوشی ہو ملکہ تو بہار گلشن افروز
 تو چہ بیٹھے کو مہی ہیں اپنے میں غلاقت ضبط چھوڑ کر بھی نہیں دیکھتا اور نادرہ راز دار اگر تو خدمت میں جناب
 حکیم صاحب کے ہو جب میرے حکم کے دیکھی تو تیرے حق میں اچھا مانوگا تو منصب سلطانی سے نہیں ڈرتی پس نادرہ
 راز دار شاہزادے کے برہم ہونے سے ہم گئی اور باتھ جوڑ کے عرض کیا کہ میری کیا خیال جو حکم سے حضور کے کوئی امر
 خلاف کر سکوں قل انشاء اللہ تعالیٰ ضرور جاؤنگی اور پیغام حضور کا ضرور پہونچاؤنگی شاہزادے نے فرمایا یہ کیسی تعمیل
 حکم کہ ہم تو حکم دیتے ہیں کہ ابھی جا اور تو ٹالتی ہو اور کہتی ہو کہ کل جاؤنگی پس معلوم ہوا کہ تو تعمیل حکم نہیں کرتی فقط
 خاطر کام کرتی ہو نادرہ راز دار نے کہا میں ابھی روانہ ہوتی ہوں یہ کہنے نادرہ راز دار ملکہ کو بہار گلشن افروز
 کے پاس آئی اور کہا ای ملکہ غضب ہوا آخر تھے تھے بھی شاہزادے سے سخت باتیں سنو اس میں شاہزادے نے غصے میں مجھے علم دیا
 کہ ابھی جا بہر چند میں نے کہا کہ میں کل جاؤنگی ایک نہ مانا اور جو سوئچ میں آیا وہ کہا اب میں لاچار ہوں خدمت
 میں جناب حکیم صاحب کے میں ابھی جا کر پیام شاہزادے کا پہونچاتی ہوں ملکہ تو بہار گلشن افروز یہ نادرہ
 راز دار سے شکے چلا کر رونے لگی اور کہا خیر جو مرضی خدا کی نادرہ راز دار نے کہا تم سچ کرتے کرتے ہلاک ہو جاؤگی
 اور کچھ فائدہ نہیں اس سے شیت ایزدی پر شاگرد ہو جو ہونا ہو وہ تو ہو ہی گا یہ تو خیال کرو کہ جب وہ وقت نہا
 تو یہ کب رہیگا ملکہ نے کہا اے خواہر مجھ میں طاقت تحمل مفارقت شاق معلوم ہوتی ہو میری طرف سے حکیم صاحب
 سے پوچھنا کہ کیسی طرح شاہزادے کے ہمراہ سیر گنبد گیتی نمایاں شریک ہو سکتی ہوں غرضکہ نادرہ راز دار مجبورانہ
 خدمت میں جناب حکیم صاحب کے پہونچی اور پیام شاہزادے کا عرض کیا حکیم صاحب نے ایک لوح ہفت جہل
 کہ اسپر نقش کندہ نادرہ راز دار کو دینی اور کچھ کان میں کہا واضح ہوا کہ اس راز مخفی کو کسی وقت
 بیان کرنا ہوگا بعد اسکے نادرہ راز دار چہ تذکرہ ملکہ تو بہار گلشن افروز کا کیا حکیم صاحب کو فہم ہوا یا لاخ کہنا
 تھا شا گنبد گیتی نما کا خاص جہم کہ غصہ خاک شریک ہو وہ دیکھ سکتا ہو یا نا تھ طاس دور کے کو منصب نہیں
 جو گنبد گیتی نمایاں داخل ہو مگر امور سلطنت میں مشغول رہو بعد چند روز کے بیرون ملک چہ شاہزادے
 سے بوجہ حسن ملاقات ہوگی اور اس اضطراب سے کچھ مائل ہوگا نادرہ راز دار جواب دیکر ملکہ تو بہار گلشن افروز
 کے پاس آئی ملکہ کو تاب ضبط کجا گفتار نادرہ راز دار کے مثل ابرو بہا نادرہ راز دار نے لگی اور یہ شعر پڑھنے لگی

تو نے وہ ظلم و ستم اوستم اچا دیا	نام محبوبی و رعنائی کا برابر کیا
وہ کیا تو نے میرے ساتھ کشتی اچا دیا	دل من دانہ من دانہ و دانہ دل من

بعد اسکے نادورہ رازدار سے کہا اے خواہر اب مجھے یقین ہو کہ شاہزادہ ظلم سے ضرور نکلیا گیا اور دیکھتے کہ کب تک
اسکی آتش فراق بین مجھکو جلنا ہو اور سوائے اسکے پھر بھی ملاقات ہو یا نہ ہو شاید حکیم صاحب نے قیصری تشنی کے لیے
یہ کلمے کہے ہوں نادورہ رازدار نے کہا باوجود اسکے کہ یہ امکان بھی ہی کہتا ہو کہ جو تم کہتی ہو لیکن ایک گمان ضعیف
یہ ہو کہ شاید شاہزادہ مراجعت فرمائے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا وہ گمان کس وجہ سے ہو نادورہ رازدار نے
کہا کہ جس روز ہم شاہزادہ کے ہمراہ دروازہ گنبد گیتی نما پر پہنچنے اور شاہزادہ لوح سفیت جوش
دکھائیگا فوراً دروازہ گنبد گیتی نما کا کھلے گا اور اندرون گنبد حکیم بخشی جان داروغہ گنبد گیتی نما کا باہر
گنبد سے آکر اول یہ شاہزادے کو فہمائش کریگا کہ جو کوئی انسان مکانات گنبد میں سے دوبارہ جاتا ہو اسکی حالت
غیر ہو جاتی ہو اسوقت ہم اور تم شاہزادے کو غایت کرین وہ شاید مکر کسی مکان میں جانے کا قصد کرے
تو البتہ اسکا ظلم سے خارج ہوتا محال ہوگا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا ہاں تدبیر تو اچھی ہو مگر موافق آتا
شرط ہو نادورہ رازدار ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس سے شاہزادے کی خدمت میں پہنچی اور عرض کیا اے
شہریار جناب حکیم صاحب نے دعا فرمائی ہو اور اجازت گنبد گیتی نما میں جانے کی دی ہو انشاء اللہ تعالیٰ شنبہ کو
ہم حضور کو ایسی راہ سے نیچا سینگے کہ جو شہر عجائبات کے نظر مبارک سے گزرے ہیں انکو بارہ ملاحظہ فرمائے گا شاہزادے
نے پوچھا کہ گنبد گیتی نمایاں سے کتنی دور ہو نادورہ رازدار نے کہا اگر ہم منزل بمنزل جا دیں تو چار دینے کی راہ
ہو بہرہ زادن کے دوش پر سوار ہو کر انشاء اللہ شنبہ کو روانہ ہونگے اور جمعہ کو مع انچیر پہنچ جائینگے اور
دوسرے شنبہ کو داخل گنبد گیتی نما ہونگے اور تو نادورہ رازدار شاہزادے سے حال گنبد گیتی نما بیان
کر رہی تھی اور شاہزادہ والا تیار دریافت کر رہا تھا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کی آنکھوں سے
دو دریا اشک کے جاری تھے اور کبھی حسرت سے نادورہ رازدار کو دیکھتی تھی اور گاہ شاہزادے کو لیکن
شاہزادے کو اپنا شوق گنبد گیتی نما کا پیدا ہوا تھا اور دوسرے وہ اثر دل میں شاہ ارشاد کی نصیحت کا ہوا
تھا کہ شاہزادے کو ملکہ نو بہار گلشن افروز کے رونے کا مطلق خیال نہ تھا بلکہ جب ملکہ نو بہار گلشن افروز
کا خیال آتا تھا تو اپنی مصیبت کو خیال کرتا تھا کہ یہ وہی ملکہ نو بہار گلشن افروز ہے کہ جس نے مجھے ایسا آوارہ و بے ہودہ
پھرایا تھا غرض جب یہ خبر عام ہوئی کہ شاہزادہ واسطے سیر گنبد گیتی نما کے تشریف لیجائے گا تاحی زین و مرد
کو ایسا غم ہوا کہ جیسے کوئی کسی کا غیر مر جاتا ہو اور شاہزادے نے اس روز سے محفل عیش و عشرت بالکل
ترک کر دی اور عبادت الہی میں ہر وقت مصروف رہنا شروع کیا اور اپنے رفقا کی خاطر داری بدل کر لیا اور
تمام خواتین محل اور نادورہ رازدار ملکہ نو بہار گلشن افروز وغیرہ کو نہایت تشفی اور دلاسا دیتا تھا
قصہ کوتاہ سب کو اسی رنج و غم میں تین روز گزرے چوتھے روز شنبہ کو نادورہ رازدار سے کہا ہاں اب جلد

سواری طلب کرنا چاہیے تا وہ رات و اور نے ایک تخت روان سواری شاہزادے کے واسطے حاضر کیا شاہزادہ نالدار اور ابوالحسن جو ہر عیار تخت پر سوار ہوئے اور لشکر کو حکم دیا کہ شام سے کوہ زمرد کے دامنہ میں پہنچنا اور ہمارا انتظار کرنا جب لشکر کو روانہ کر لیا تو بعد کو پرزادان پر ہی پیکر تخت روان دوش پر رکھے سوئے آسمان روانہ ہوئے پہلا مقام مقام الاستحان و سروستان میں ہوا ملک نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ عالی وقار نے کیفیت گذشتہ ابوالحسن جوہر سے بیان کی بعد اسکے حشمت نگار اور شہر آمینہ داران میں آئے جب مرفوع کو نہر ہوئی استقبال کو آیا اور تختہ و ہدیہ وغیرہ پیش کش کیا اور خود بھی ہمراہ ہوا وہاں سے شہر صورت پرستان میں پہنچے بدستور مرفوع و ارفع بھی ساتھ ہوئے جب شہر ظہورستان میں پہنچے سلطان روح الملک اور رئیسان ارفع مع طافی شاہ وغیرہ استقبال کو آئے قلعہ کوتاہ شہر و بلاد و عجائبات کی سیر کر شاہزادے نے کی اور حبقدر رئیس ہر شہر کے تھے وہ سب ساتھ ہوئے شاہزادہ اپنی مصیبت و پریشانی کا حال ملک نو بہار گلشن افروز سے بیان کرتا تھا ملک نو بہار گلشن افروز کہتی تھی کہ بیان آجکی مصیبت تو گذشتہ اب ہمارے مصیبت کا دشت آگیا اور کہتی تھی کہ تم نادانستہ مصیبت میں گرفتار رہے لیکن ہم کو دانستہ مصیبت میں گرفتار کرتے ہو اور ذرا بھی خیال نہیں اگر تلو میری ہلاکت کا خیال ہوتا تو ابھی چندے سیر کنند گیتی نما سو قوت رکھتے کچھ مضائقہ کی بات نہ تھی شاہزادہ فرماتا تھا کہ ایو ملک آفاق تم خاطر جمع رکھو میں دو چار ہی روز میں تمام مہلات کی سیر کر کے گمشد گیتی نما کو دیکھ کے پھر تمہارے پاس چلا آتا ہوں تم سمجھو راہبر کرو ملک نو بہار گلشن افروز کہتی تھی مصرع عاشق سے بھی ہوتا ہو کہ میں صبر و تحمل بہر چہند شاہزادہ ملک نو بہار گلشن افروز کی تشفی کرتا تھا اور دلاسا دیتا تھا کہ میں وہ کہتی تھی ۵

دہ بھی ہوگا کوئی امید برائی جی | ایسا مطلب تو نہ اس پہنچے کہن سے کلا

یہ کہتی تھی اور زارا مثل ابر نو بہار روئی تھی اور شاہزادے کے دل سے وہ اثر غمسی زایل ہوتا جاتا تھا اور خیال احباب و وطن آتا جاتا تھا اور ملک نو بہار گلشن افروز کی طرف سے دل برداشتہ ہوا تھا خطا ہوا طبعان خاطر کر رہا تھا الغرض بعد ایک ہفتہ کے سفر تمام ہوا بروز جمعہ نشانات کوہ زمرد نظر آئے اور شاہی راہ میں حکیم ابوالحسن اور طالقوس منجم نے بھی شاہزادے سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ امیر شاہزادہ عالم یہ خادم بھی حاضر ہوتا ہو جب شاہزادہ عالیجاہ کوہ زمرد کے دامنہ میں پہنچا ایک مکان عالیشان و فرحت بخش و دلکش میں مقیم ہوا اور لشکر کی فرو دگاہ جدا قرار دی گئی وہاں خیمہ و خرگاہ جنگی برپا کر آئے رات کو مجلس امین شاہزادہ والا تبار تشریف لایا اور تا وہ رات و اور سے پوچھا کہ اب یہاں سے گمشد گیتی نما کس قدر فاصلے پر ہو تا وہ رات و اور نے مکمل انشاء اللہ نقالے نماز ظہر و عین حضور ادا کر کے

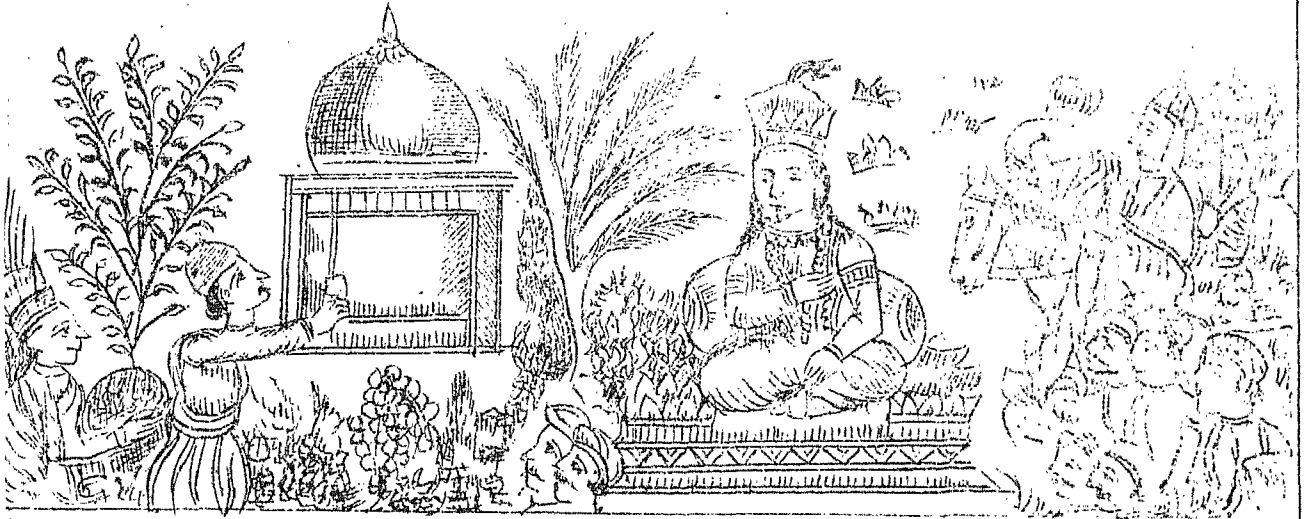
پھر شاہزادے نے پوچھا کہ لشکر کا ہر ہمارا سب آگیا یا ابھی کچھ باقی ہو نا ورنہ رازدار نے عرض کی قربانت شوم
 سوائے ارباب مثلشہ طانی شاہ و غیرہ کے اور کل لشکر داخل خیام گاہ ہو گیا شاہزادے نے فرمایا ای نا ورنہ
 رازدار اب کس روز داخل گنبد گیتی نما ہونگے نا ورنہ رازدار نے کہا یوم القیامت یعنی شنبہ کو شاہزادے نے
 فرمایا شنبہ تو کل ہو کل کس طرح داخل گنبد گیتی نما ہونگا قیاس میں نہیں آتا نا ورنہ رازدار نے کہا ایک ہفتہ بیان
 قیام کرنا پڑیگا اس عرصہ میں باقی ماندہ لوگ بھی لشکر میں آجائینگے اور ہم بھی ہر ایک سے ملاقات کر کے انعام و خلعت
 حسب مراتب دینگے پھر جمعہ آئندہ کو انشاء اللہ تعالیٰ بیان سے روانہ ہونگے آخر کار چار شنبہ تک شاہزادے
 نے دربار عام کیا اور تمام لشکر کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا اور کل حاضرین مع آدم زاد و بیہ نیا دشاہزادے
 کے ثنا خوان ہوئے لیکن کہتے تھے ہکویقین ہو کہ کسی مصیبت سخت میں گرفتار ہوں شاہزادہ بھی فرماتا تھا کہ واقعی
 اپنے حال میں ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہو اور جب محل میں آتا تھا ملکہ نو بہار گلشن افروز کو از حد مضطرب الحال پاتا
 تھا اور فرمایا تھا کہ اضطراب کا حال نہیں معلوم ہوتا نا ورنہ رازدار نے کہا ای شہر یار میں زیادہ ترخوت یہ نہ ہو
 کہ جو انسان و بیہ نیا د گنبد گیتی نما میں گیا پھر وہاں سے نہیں نکلا شاہزادے نے فرمایا اگر گنبد گیتی نما کی سیر
 حملک ہوتی تو حکیم صاحب مجھے ہرگز سیر کی اجازت دیتے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا بلاشبہ تمہارے
 واسطے کوئی صورت خرابی کی نہیں ہو اسکا حال ہمیں پوچھو کہ جسکے اوپر آسمان بھٹ پڑیگا اب یقین ہو کہ
 آپ ہمیں فقط محبت ظاہری رکھتے تھے کہ چاہے ہم مومن یا کفرین لیکن سیکند گیتی نما موقوف نہ ورنہ میں آپکو
 پردہ قاف میں لجا کر عمارات سلیمانی کا تماشا دکھاتی شاہزادے نے فرمایا کوئی تماشا بھی اس سے بہتر پردہ دنیا پر
 تو نہیں ہو اور قاف کیا چیز ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اکی غصہ توئے اس فقیر کی جان پر پھر اس سے
 دوسرا سال نصیب نہو جسے تمکو یہ پکا سبق پڑھایا ہو کہ بھولتا ہی نہیں اگر میں اسے پانی تو قیہہ عیبہ کرتی اور زراعت و زین
 کو اسکا گوشت کھلاتی مگر کیا کروں افسوس ہو کہ مجھکو اسکا نشان نہ ملا شاہزادے نے جواب نہ دیا کہ کیا کہتی ہو
 اور مجلس سے دیوان عام میں تشریف لایا اور ہر روز یہی معاملہ درپیش رہتا تھا قصہ جمعہ کو شاہزادہ اور ملکہ
 نو بہار گلشن افروز گنبد گیتی نما کی طرف روانہ ہوئے اس اثنا میں گنبد گیتی نما کا کس آفتاب جان تاب
 سے زیادہ روشن معلوم ہوا شاہزادے نے کہا ای نا ورنہ رازدار اب سے کسی گنبد گیتی نما کی کس قدر روشن
 ہو نا ورنہ رازدار نے کہا ای شہر یار گنبد گیتی نما کے گرد ایک فرسخ ہر چار طرف ابر محیط رہتا ہو اور کسی
 گنبد گیتی نما کی مثل آفتاب کے رہتی ہو جب شاہزادہ قریب پہونچا دیکھا کہ گرد گنبد کے تمام مکانات وسیع
 دھوش قطع واقع ہیں اور گنبد گیتی نما مثل آسمان کے بیچ میں ہو اور سو گز کا عرض و طول ہو اور بلند بھی از حد
 ہو کیونکہ نیچے سے اوپر تک سات درجہ شامالین ہیں اور ہر درجے میں سات گنبد محینہ مثل آسمان کے ہیں مگر

اب میں ایک دوسرے سے مختلف یعنی ایک گنبد سیاہ دوسرا سفید سیاحی پڑتا زرد پائیوان سپید چمکا کبود سا توان
 ہر تھا اور آٹھویں گنبد کا رنگ بوجہ بلندی کے ثبوت ہوتا تھا کہ کیسا ہو اور آٹھویں نو بلتے تھے اور وہ شمس روشن بھی
 ل آفتاب کے طبقہ چہارم میں نصب تھا شاہزادے نے فرمایا بخدا فقط یہ ایک گنبد تمام عجائبات کی سیر سے
 نمل حاوہ ہوتا ہو جان اللہ عجیب شان کا گنبد ہوا فوس ہو کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز اس تاشا سے حیرت افزا
 ہے انکو محروم رکھتی تھی جب غروب آفتاب ہوا تو دیکھا کہ شمس شمس بھی درجہ چہارم میں گنبد کے غروب ہو گیا اور
 جب اول سے ماہتاب کی روشنی طالع ہوئی شاہزادے نے بعد ملاحظہ عجائبات رہنما کو نصحت کیا اور خود مجلس امین
 حل ہوا دیکھا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو تمام خواصین حلقہ میں بے ہوش ہیں اور ملکہ نو بہار گلشن افروز نے انکیاد
 رزار رو رہی ہو ملکہ منطقہ زرین کمر و ملکہ فرنگ سلطان نے کہا اے ملکہ عالم ہم سب آپ کے شریک درد و الم ہیں
 ن آفرودہ کیا ہو کہ جو آپ ایسی بے قرار ہیں ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کیا وجہ بیان کروں پھر خود بخود دل
 راہیٹھا جاتا ہو خداوند کریم اپنا فضل کرے کہ انجام بخیر ہوا میں شاہزادہ تشریف لایا اور ہر ایک کو مبتلا
 درد و الم دیکھ کے خود بھی آبدیدہ ہوا اور یہ قسطہ پڑنا قطعہ

دلم بظرف تاشا بحسب میل نمود	کہ چشم من شدہ بے اختیار نمود
میان دیدہ ددل قتل و غارت آباد	بجیر تم کہ سرا ختام من چہ خواہر بود

اسکے ناورہ راز و ار سے فرمایا اے خواہر کل گنبد گیتی نماین داخل ہونے کی کیا صورت ہوگی کہ بظاہر کوئی دروازہ
 معلوم نہیں ہوتا ناورہ راز و ار نے کہا اے شہر یار یہ لوح ہفت جوش جو حکیم صاحب نے دی ہے حضور کا حسین
 دکر کے لوح کو نزدیک سے گنبد گیتی نمایا پر مارین پھر در گنبد خود بخود ظاہر ہوگا اور حکیم بخشی جان دار و غنبد
 لمر آپ سے ملاقات کریں گے آپ اتنے سیر گنبد کی فرمائش کیجیے گا شاہزادے نے اس جاخیمہ عبادت کے آستانہ
 نے کا حکم دیا اور فرمایا کہ آج میں تمام شب عبادت پروردگار عالم بجا لاؤنگا ملکہ نو بہار گلشن افروز
 رناورہ راز و ار اور منطقہ زرین کمر وغیرہ سب عورتیں محل کی بھی عبادت الہی میں مشغول ہوئیں اور
 لہ نو بہار گلشن افروز نے بجز و نیاز درگاہ خداوند کریم میں دعا کی کہ اے چارہ ساز بیجاگان مجیب الدعوات
 بیست زدگان را تو جامع المتفرقین وای رب العالمین اگرچہ میں قوم آتشی ہوں لیکن تیری محاورات سے
 ہوں صدقہ اپنی وصایت کا اور طفیل اپنے رسول قبول کے مجازت کو درمیان سے دور فرما جب شب آخر ہوئی
 رطلوع صبح شش ہوئی ناورہ راز و ار نے عرض کی اے شہر یار بسم اللہ تشریف لے چلی اور لوح کو دروازے
 بند کے مارے شاہزادہ قریب گنبد آیا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کو بہت سچا یا کیونکہ ملکہ نو بہار گلشن افروز
 اس مردانہ وہان موجود تھی ناورہ راز و ار چالیس قدم گنبد سے شمال کی طرف لگی اور کہا اب حضور کا حسین بند

کر کے لوح کو گنبد پر مارین شاہزادے نے موافق ہدایت نادرہ رازدار بقوت تمام لوح کو گنبد پر مارا
نمودار ہونا دروازہ گنبد گیتی نما کا اور ملاقات کرنا شاہزادہ معزالدین کا واروہ
گنبد گیتی نما یعنی حکیم آخشی جان سے



راوی کا بیان یہ ہو کہ جب شاہزادہ معزالدین نے آنکھ کھولی ایک دروازہ عظیم الشان مطلقاً نقش گنبد
بے در سے پیدا ہوا شاہزادہ ابھی متوجہ نقش و نگار دروازہ تھا کہ آندر سے ایک پیر مرد باریش سفید برآمد ہوا
عمامہ سبز بر سر و عبا و قباے سفید و ربڑوزہ سیاہ پاؤں میں عصا سے مرصع نگار ہاتھ میں انگشتی فیروزہ داہنے
ہاتھ میں شاہزادے سے مصافحہ کیا تمام زن و مرد نے سلام کیا پیر مرد نے بعد جواب سلام شاہزادے سے کہا
اچھ شد کہ بعد مدت دیدار فرحت آتا رہو میسر آیا بارے مزاج مبارک تو چاہا شاہزادے نے فرمایا آپ کی عنایت سے
بہر حال شکر گزار ہوں دروکار عالم ہوں بعد اسکے زیر و بودار گنبد گیتی نما ایک قالین نہایت عمدہ ریشمین بچھا پیر مرد نے
شاہزادے سے کہا حضور رونق افروز ہوں شاہزادے نے فرمایا آپ بھی توجہ فرمایا میں غرض دونوں صاحب اسر
غالیچے پر بیٹھے نادرہ رازدار حکیم آخشی جان کے پس پشت دست بستہ کھڑی ہوئی شاہزادے کی ماس رانی کر رہی
تھی ملک نو بہار گلشن افروز نے ابھی قصد وہاں آنے کا کیا مگر حکیم صاحب نے اجازت نہ دی غرض دو گھڑی کا
حکیم صاحب سلوک میں آنکھیں بند کیے سرنگون بیٹھے رہے بعد اسکے شاہزادے سے پوچھا آپ نے کس قصد سے
یہاں تکلیف فرمائی شاہزادے نے کہا آپ سے حال ظاہر کا بیان کرنا فضول ہو گوسواسٹے کر آپ پر سب حال
روشن ہو مجھے فقط شوق و تمنا ہے سیر گیتی نما البتہ ہو حکیم صاحب نے کہا کہ اول تکو حقیقت حال سے گنبد گیتی نما کے آگے

ہونا ضرور ہے بعد از ان اختیار ہو خواہ ہر ادے نے فرمایا آپ ارشاد فرمایا میں حکیم صاحب نے کہا کہ گنبد گیتی نمایاں کیا
 مکان سے دوسرے مکان میں ندر جانے کا حکم نہیں ہے یعنی اگر تم ایک شہر یا کسی جا میں مگر جاؤ گے یا کوئی جگہ سے
 ساتھ والا کہ وہ اول کسی مکان میں گیا ہو پھر اگر جاؤ گے تو البتہ متغیر حال ہو جائیگا ہر چند کہ تم راہ و مان جاؤ گے
 ہو مگر اس شخص کی ہر ہی کی وہ سب سے کھارے بھی غیر حال کا احتمال ہے البتہ استغناء فوق ضرور ہو گا کہ اسکا حال اخیر لذات
 طاسی کے سبب سے رنج ہو گا اور تمہارا اسکے سبب سے شاہزادے نے فرمایا اس تغیر حال کی تفصیل کیفیت میں
 فرمائیے تاکہ معلوم ہو کہ کیا تغیر ہو گا حکیم صاحب نے فرمایا میں نہیں جانتا جو پیش آئے کہ جو پتھر خود دیکھ لو گے شاہزادہ
 نے فرمایا میں بعض رفقہ کو بھی اپنے شکر یک سیو تماشا کیا جاتا ہوں اسواٹھ کہ تمہا میرا لشت نہیں ملتا جب تک
 کہ کوئی دوست و آشنا نہ ہو حکیم خوشی جان نے پھر مراقبہ کیا اور بعد ایک لمحہ کے فرمایا میں ایک اسم نہیں جانتا ہوں
 بعد تمام ہونے اسم کے ایک جانور شکل طاؤس آسمان سے گنبد گیتی نما پر آئیگا تم اسکی آواز جو سننا اگر اسنے
 ایک مرتبہ آواز دی تو موافق حد و آواز رفقہ کو قیاس کر لینا اور جو وہ خاموش بیٹھا پر دہا کر گیا تو خود تمہا جانا اور
 بروقت پرواز کے اپنے تمام رفقہ کو صفت بانہ کھٹے کھڑا کرنا وہ جانور سب کے سروں پر سے اٹھے گا تم اسوقت ہر ایک
 کے لباس پر نظر کرنا جبکہ لباس سبز ہو اسے ہمراہ لینا شاہزادے نے فرمایا بہت حکیم خوشی جان نے اسم شروع کیا
 ہاگا ایک جانور شکل طاؤس آسمان سے آکر گنبد گیتی نما کے قعر پر بیٹھا اور تین آرائیں سو اتر دین شاہزادہ
 سمجھا کہ تین رفیقوں کی اجازت ہوئی شاہزادے نے حقیقت ثریا مکان اور بہرام سنخ کلاہ اور پندر عالم سجھ و صفر
 و احمر و اوریس نوجوان وغیرہ کو برابر ایک جاکڑا کیا وہ جانور پرواز کر کے اٹھے اور پھر سے گنبد شاہزادے
 نے ہر ایک رفیق کے کپڑوں کو دیکھا انہیں سے انھیں تینوں رفیقوں کا لباس سبز تھا باقی سب جو خود ہوتے حکیم
 خوشی جان نے کہا کہ آپ محل میں تشریف لجا میں رحیل کی سعادت کہ انھیں جو تم یہاں آنا اور
 گنبد گیتی نمایاں داخل ہونا شاہزادہ بموجب حکم حکیم صاحب شاہراہ میں آیا اور جو جواب و سوال حکیم
 خوشی جان اور شاہزادے سے ہوئے تھے وہ ناوہ راز دار نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے بیان کیے
 ملکہ نو بہار گلشن افروز اس درد سے روئی کہ شاہزادے کا بھی دل سہ پین ہو گیا اور بے اختیار آنکھوں سے
 آنسو جاری ہو گئے مگر وہ نصیحت بھی شاہ ارشاد کی فوراً یاد آگئی اور دل میں کہا سچ ہو کہ جب تک محبت
 ملکہ نو بہار گلشن افروز کی دل سے نہ جاوے گی سیر گنبد گیتی نما سیر ہو گی غرض ظاہر داری کو کام فرمایا
 ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہا اے ملکہ آفاق بیت

از دیدار توام دوری ضروری میشود در نہ

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جواب دیا ہے

ایک شہر بارہ سردار اگر دوان زدوش من وگر نہ ہر زمان ہر تو آرد بر سر مہر گے	اگر قتل من بیچارہ شہ را مدعا باشد ازین بدتر غذا نمی یستل چون بتلا باشد
--	---

اسی طرح ابوالحسن جوہر اور نادرہ رازدارین بھی شکایات کی باتیں ہوئیں آخر شاہزادہ بساعت زحل ابوالحسن پر
ادرادریس اور بدر عالم منجم کے ہمراہ گنبد گیتی نماین داخل ہوا

داخل ہونا شاہزادہ مضرالدین کا گنبد گیتی نماین اور دیکھنا تاشا ہفت اقلیم کا
عالم مثال میں اور برآمد ہونا عجائب اس کے

محرران اہل دانش و کتابان قصہ پیش نے بیان اس طرح بیان کیا ہو کہ جب شاہزادہ قتبہ المثال میں مع اپنے رفقا
کے ہو نیا حکیم بخشی جان بھی ہمراہ رکاب تھے اب شاہزادے نے جس قدر کہ وسعت باہر سے گنبد گیتی نماین کی
دیکھی تھی اندر نہ دیکھی اور رنگ ہر دروازے کا بعینہ آسمان سا تھا اور ہر دروازے کی پیشانی پر بخط جلی ہر اقلیم کا
نام لکھا تھا یعنی اقلیم اول اور دوم و سوم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم حکیم بخشی جان نے شاہزادے سے کہا پلویں
ان دروازوں کے ایک زمینہ ہو اس زمینہ سے تشریف لے جائیں وہاں عالم علوی و عالم سفلی کا تماشا نظر آتا ہو یعنی صورت اور
صورت کا دخل ہو مگر ماوہ نہیں ہو یعنی جس لائے میں موس نہیں ہوتا چونکہ عالم علوی کو فضیلت ہو لہذا تم بھی اول
عالم علوی کا تماشا دیکھو اسی وجہ سے حکمائے اسکا اجرام و اجسام نام رکھا ہو کہ بیان دونوں عالم کا منہ نظر سے
گذرنا ہو شاہزادے نے فرمایا اول حضرت زینہ پر قدم رکھیں بعد ازاں آپ کے عقب میں میں آتا ہوں غرض حکیم بخشی جان
مقدم ہوئے اور شاہزادہ مع رفقا ان کے عقب میں روانہ ہوا وادھنی طرف ایک دروازہ اور نظر آ یا حکیم بخشی جان نے
کہا اس دروازے میں کرہ ہوا کی مثال ہو جس حال میں کہ کرہ آب و کرہ خاک باہم مزوج ہیں انکی ہیئت اصلی سے
ہفت اقلیم میں آگاہ ہو گئے اسی شہر بارہ تاشا تھے اول عجائب میں دیکھا ہو وہ نقطہ آثار و ترکیبات کو ایک
تھا مگر اب فلکائیں ستاروں کی اور ہیئت افلاک کی جو شہر کمرسی میں اجمالاً نظر سے گذرین انکو تفصیلاً گنبد
گیتی نماین دیکھو گے پھر حکیم بخشی جان نے اپنے ہاتھ سے دروازہ کھولا اور شاہزادے کو مع رفقا دروازہ
کے اندر داخل کیا وہاں انکو کوئی شے نظر نہ آئی البتہ ہوا ایسی تند و تیز تھی کہ حواس پر اکندہ ہو گئے شاہزادہ جا کر
باہر نکل آیا اور کیفیت تند ہی ہوا کی حکیم بخشی جان سے پوچھی حکیم بخشی جان نے کہا یہ کرہ ہوا کی شکل ہو
اور جسم ہوا کہ بسیط ہو اس سبب سے نظر نہیں آتا بعد اسکے دوسرے زمینہ سے دوسرے مکان میں گئے وہاں کرہ آتش
کی مثال دیکھی کہ بجائے خود ایک پہاڑ آگ کا روشن ہو لیکن حرارت و سوزش نہ تھی ابوالحسن جوہر اور بدر عالم منجم

حکیم بخشی جان سے سوال کیا کہ تو صفت چلے آپ نے فرمایا کہ نمونہ کرہ ہوا اور صورت افلاک نفس عالم مثال ہم
 احب مادہ نہیں اور فی الواقع کرہ آتش روشن بقا لیکن حرارت سوزش نہ تھی لیکن تندی ہوا نے کیوں اس قدر
 نشان کیا یہ کیا بات ہو حکیم بخشی جان نے پوچھا آپا کرہ ہوا میں ہوا بھی تھی یا نہ ابوا حسن جو ہرے کما اسی تھی کہ
 ہلکی ہم شکایت کرتے ہیں حکیم بخشی جان نے فرمایا ابوا حسن جو ہر جبکہ کسی شے کا خالی ہونا ہواست محال ہوا وہ ہوا
 ملی تھی کہ محکوس لاسم میں محکوس ہوئی دوسرے تم اس وقت کرہ ہوا کے تاشے میں ہوا عن مسدود تھے اس سبب سے
 پا وہ تر محسوس ہوئی لیکن کرہ آتش میں آتش حقیقی نہ تھی فقط صورت تھے وہ بھی در نہ حرارت ضرور محسوس ہوئی پھر
 حکیم بخشی جان شاہزادے کو اور دروازے پر لائے شاہزادے نے کہا یہ دروازہ کس رنگ پر ہے حکیم بخشی جان
 نے کہا خود آپ جا کر اندر ملاحظہ فرما وین کہ کیا قدرت خدا کا کلمہ ہر شاہزادہ مع رفقا دروازے میں داخل ہوا
 جان چار فلک قد آدم بلند نظر آئے انہیں ایک فلک قمر بھی تھا باقی اور پرورد ہا لائے افلاک تھے شاہزادے
 نے حکیم بخشی جان سے پوچھا یہ بھی ہیئت افلاک ہو حکیم بخشی جان نے کہا یہ فلک قمر کی مثال ہر شاہزادے نے کہا
 فلک قمر تو ایک شاہزادہ چار افلاک کیستے نظر آئے ہیں حکیم بخشی جان نے بدر عالم فحیم سے کہا تم تو باہمی
 ہیئت دان ہو شاہزادے کے سوال کا جواب دو بدر عالم منجھنے نہا سیری کیا قدرت جو میں آپ کے کساتے جو اس
 سے سکون حکیم بخشی جان نے کہا اور شاہزادان چار دن افلاک کے نام موافق علم ہیئت کے جدا ہیں یعنی ایک کا
 نام مشعل اور دوسرے نام فلک خارج مرکز اور تیسرے نام فلک تدویر اور فلک چہارم کا نام جوزا ہوا تو شاہزادہ
 غالب کل غائب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے واسطے حصول علم و ہیئت علم تشریح کے اکثر موشن کو حکم دیا
 کہ وہ حضرت خداوند جلیل سے آگاہ ہوں اب بیان مفصل بیان میں البتہ طول کا خیال ہو اس سبب سے فقط
 اسی قدر اشارتاً بیان ہوا صاحب استعداد کو ایک نکتہ کافی ہوا لفظ شاہزادے نے بعد ویکت ان عجائبات
 کے صنعت تکمیل سے تقدیر کی نہایت سچ کی بعد ازین حکیم بخشی جان کے ساتھ دوسرے دروازے میں داخل
 ہوئے وہاں بھی پانچ افلاک کی صورت دیکھی انہیں سے ایک فلک سین ایک ستارہ کہودی رنگ بھی تھا اور
 وہ سب فلک گردش میں تھے لیکن ایک کی گردش دوسرے کے خلاف تھی مثلاً ایک مشرق سے مغرب کو جاتا تھا
 تو دوسرا مغرب سے مشرق کو غرض اسی طرح کی گردش فلک میں تھی شاہزادے نے نام افلاک پوچھے حکیم بخشی جان
 نے کہا یہ فلک فلک عطار و کے شمال ہیں اور چار فلک جزدی اسکے تابع ہیں انہیں ایک مشعل ہوا اور دو
 فلکوں کو خارج مرکز کہتے ہیں ایک کو تدویر شاہزادے نے فلک زہرہ کو بھی دیکھا کہ خود کلی ہوا اور سین فلک
 یعنی مشعل و خارج مرکز اور تدویر ہمراہ تھے اور ایک ستارہ فلک تدویر میں نصب تھا جب دروازہ
 چہارم میں داخل ہوئے حکیم بخشی جان نے کہا یہ شمال فلک آفتاب کی ہوجس سے دو فلک جزوی و مشعل

و خارج مرکز متعلق بین اور انھیں افلاک میں ایک کا نام تدویر ہے قصہ کوتاہ اسی شکل سے فلک مرجع و فلک مشتری اور فلک زحل بھی نظر سے گزرے کہ ہر فلک سے افلاک جزوی متعلق تھے جب فلک ہشم پر پہنچے خلاف ان ساتوں کے کہ کلی تھے اس فلک کو ایک فلک سے زیادہ بنایا اسوجہ سے فلک ہشم کو مفرد کلی خطاب کرتے ہیں بعد ازاں دروازہ دوم میں داخل ہوئے وہاں ایک فلک اس ہیئت کا دیکھا جسکے جوف میں تمام فلک تھے حکیم آخشی جان نے کہا ای شہر یار یہ فلک اعظم کی مثال ہو اب بغور دیکھو کہ اسکے جرم میں کوئی ستارہ نہیں ہو یہ سادہ محض ہو اور فلک ہشم میں تمام ثوابت یعنی اشکال ستارہاں غیر متحرک اور ہیئت بروج و منازل قمر اور شکل منطبقہ البروج کہ ایک خط فرضی دائرے کے مانند بروج تقاطع دائرہ فلک نہم کہ جسکو معدل النہما کہتے ہیں موجود ہیں جس وقت علم نجوم و علم ہیئت میں تمام و کمال شاہزادے کی نظر سے گزرے تہذیب عالم متعجب اور ابواسن جو ہر کا درجہ علم یقین عین الیقین کو پہنچ گیا شاہزادہ جس فلک پر جاتا تھا فلک ماتحت کو ہدایت میں فلک اول کے دیکھتا تھا کہ سطح کوزہ پشت فلک تھانی تھانی تھانی سے منسلک ہوتا تھا شاہزادے نے چہ ساعت میں سیر افلاک کلیہ و جزئیہ سے فراغت کی ایک کلی اور دو مفرد اور سات مرکب اور بائیس جزوی تھے اور حکیم آخشی جان شاہزادے کو وہاں سے اور اوپر لیگئے شاہزادے نے پوچھا ای جناب فلک اعظم سے اوپر کوئی منزل ہو حکیم آخشی جان نے فرمایا جو ہو گا تمھاری نظر سے گزرے گا شاہزادے نے وہاں سات دروازے دیے جب ان دروازوں سے باہر آئے موافق روایت ثلث بیضا و شریعت خواہیست افلاک نظر آئی یعنی موافق شریعت کے بعض افلاک مس اور بعض ظہا اور بعض نقرہ و مرورید اور زمر و یاقوت کے تھے اور ہر فلک کے طایفہ و فرشتوں کا جوش و خروش تھا اور وہ سب عبادت الہی میں مشغول تھے ازاں حکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام فلک چہارم پر مقیم دیکھا عرض شاہزادے کو اس مشاہدہ سے تمنا کے عجیب و غریب کے استعجاب ہوتا تھا اور شاہزادہ حکما کی تعریف کرتا تھا آخر حکیم آخشی جان سے پوچھا کہ یہ بھی عالم مثال ہو حکیم آخشی جان نے فرمایا وہ ہیئت کا کہ جو تھے ملا حظہ فرمائی موافق تقسیم حکماء با صنیعہ کے ہو اور انبیاء علیہم السلام نے زبان معجز بیان سے فرمایا ہو اس علم کو بجز انبیاء اور ائمہ علیہم السلام کے اور کوئی بشر نہیں جان سکتا اور اسکا مدار سماعت پر ہو عقل ناقص بشر محال نہیں کہ دخل دے سکے مگر تصریح کرنے والے بظاہر عالم مثال کے قابل نہیں ہیں جو ہر عقل و فہم و ادراک کی تھا کرتے ہیں اور حکماء متقدمین نے جس طرح کہ حقیقت انبیاء سے سنی اُسی کے موافق ہر فلک کا نمونہ بنایا کہ حکماء متکلمین سب شریعت کے مقلد ہوتے آئے ہیں چنانچہ ہمارے استاد حکیم قسط اس کا حکمت کا بھی یہی عقیدہ لیکن رمد بندی و ترتیب طلسم و استخراج مرجع بین علم حکمت کی پابندی ضرور ہو مگر موافق شریعت کے دونوں طریق باہم متفق ہیں بلکہ کلام انبیاء علیہم السلام کا بھی کہ حکماء حقیقی تھے اُنکے قول کے مطابق ہو اور بیشتر کلام انکا موا

مہ فی طب کے ہوتا ہوں جس طرح و نکلتا الناس علی قدر عقولہم تھے سنا میں انکے مغز میں کو بشر دریافت نہیں کر سکتا
 لیکن امور شرع میں عقل کو کیا دخل بعد ازان شاہزادے نے پوچھا ابو حضرت آپ نے وقت جواب میرے سوال کے
 پہلے مراقبہ کیا بعد اسکے جواب دیا حکیم بخشی جان نے کہا میں نے مثل اشرافین اپنے استاد کی خدمت میں تو جہ کی
 نئی جو حکم ہوا عمل میں لا یا شاہزادے نے فرمایا شاید حکماء اسلام میں جن علم مراقبہ جاری ہو حکیم بخشی جان نے
 کہا البتہ صوفیہ اس طریقہ کے بہت پابند ہیں القصہ آفتاب جب قریب پونچا حکیم بخشی جان اور شاہزادہ معز الدین
 نے آئے حکیم بخشی جان نے کہا مکان میں تشریف رہے گا یا شکر میں اور صبح کو پھر انشا اللہ تعالیٰ جیسا ہوگا
 کیسا جائیگا حضور تشریف لائینگے تو سیر و تماشا ہفت اقلیم کا دیکھا ونگھا شاہزادے نے کہا جس حال میں مجھ کو آپ نے
 لے تو بہار گلشن افروز کے پاس جانے کا حکم دیا پھر میں غیر جگہ کیوں رہوں حکیم بخشی جان نے شاہزادے کو
 صحت کیا اور خود گنبد گیتی نمایں داخل ہوا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جو شاہزادے کو دیکھا ہے اعتبار ہاے
 نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئی جب ہوش میں آئی شاہزادے کو سینے سے لگایا اور حکیم اشکبار کہا بخدا یہ نعمت خیر
 رقبہ ہو کہ میں نے پھر ملکہ دیکھا ورنہ ہرگز یقین نہ تھا کہ مجھ کو ہر ملاقات میں اس کی گشت ہزاروں نے کیا ہی کتنی ہو
 نے خود اپنے آنے کا یقین نہ تھا خداوند کریم حکیم بخشی جان کی عمر دراز کرے کہ انہی اجازت سے میں تمہارے
 س آیا ہوں بعد اسکے علم و عمل کی حکیم بخشی جان کے بہت تعریف کی اور کہا میرے نزدیک حکیم سراسر خلقت
 نے شاگردوں میں حکیم بخشی جان اور حکیم ابوالحسن شاگرد رشید و مقرب ہیں اور ہم درجہ ہیں ملکہ
 بہار گلشن افروز بولی کہ حکیم بخشی جان کا مرتبہ حکیم ابوالحسن سے کمین زیادہ ہو کیونکہ حکیم
 بخشی جان داروغہ گنبد گیتی نمایں اور حکیم ابوالحسن کو امورات ظلم تفویض میں بلکہ حکیم بخشی جان
 خلیفہ بزرگ سمجھا جاسیے اب آپ بیان فرمائیے کہ آج گنبد گیتی نمایں کیا تماشا دیکھا شاہزادے نے تمام
 گزشت اپنی بیان کی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اتنے تمہاری زبان آج گنبد گیتی نمایں کی حقیقت سننی
 گاہی ہوئی ورنہ ہم باوجود شاہی رسم کے بیان کے حالات مطلع نہیں ہیں مگر خداے تعالیٰ اس سیر و تماشے کا انجام
 کرے جب شاہزادے نے آرام فرمایا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے کہا میں جانتی
 ہوں کہ کل حکیم بخشی جان شاہزادے کے جانے سے پہلے گنبد گیتی نمایں سے نکلنے تم حکیم بخشی جان کے پاس
 کر میری طرف سے سلام کہنا اور پوچھنا کہ اگر شاہزادہ کسی مکان میں مکر گیا اور حالت اسکی متغیر ہو گئی پھر
 نہ میرے پاس آ سکتا ہو یا نہیں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ تمام دن سیر گنبد گیتی نمایں کرے اور رات میرے
 س آئے الغرض صبح کو شاہزادہ مجلس راتے برآمد ہوا اور دیوان عام میں آکر حکم دیا کہ سلاطین باوقار
 ناہر اوگان نوی اقتدار و افسران امور شعرا و باریاب دربار ہوں جب سب حاضر دربار ہوئے

شاہزادے نے تمام حقیقت گنبد گیتی نما کی سب سے بیان کی اور شاہزادہ راز دار قبل برآمد ہونے شاہزادے کے حکیم بخشی جان کی خدمت میں پہنچی اور اس نے پیام ملکہ نو بہار گلشن افروز کا گزارش کیا حکیم بخشی جان نے فرمایا اؤ ناوہ راز دار اگر شاہزادہ خود یا دوسرے کے ساتھ دوبارہ کسی مکان میں متعلقہ گنبد گیتی نما کے جائیگا بیشک تغیر حال ہوگا دوسرے یہ بھی شاہزادے کو اختیار رہو کہ ہر روز بعد سیر گنبد گیتی نما کے جہان جی چاہے شب سیر کرے اور صبح کو پھر داخل گنبد گیتی نما ہو کر سیر کرے ناوہ راز دار جواب لیکر ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی اور یہ کہ حکیم بخشی جان نے بیان کیا ملکہ نو بہار گلشن افروز سے کہا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ناوہ راز دار سے کہا اب میں ہر شب افسانہ تازہ مذمت گنبد گیتی نما میں شاہزادے سے بیان کروں گی اس واسطے کہ سیر کرے آؤ شاہزادہ تا طلوع آفتاب عالم تاب رفقا سے گرم صحبت رہا بعد ازاں ابو الحسن جوہر اور ادریس نو جوان و بدر عالم سخن کے ہمراہ دروازے پر گنبد گیتی نما کے تشریف لایا حکیم بخشی جان انتظار میں شاہزادے کے تھے شاہزادے نے حکیم بخشی جان کو سلام کیا حکیم بخشی جان نے بعد جواب سلام فرمایا کہ اؤ شہر یار با وقار اب آپ اپنے رفقا کو نصرت فرمائیں اور خود میرے ساتھ داخل گنبد گیتی نما ہوں شاہزادے نے ملکہ نو بہار گلشن افروز اور ناوہ راز دار اور حفیظ ثریا مکان وغیرہ کو نصرت کیا اور خود حکیم بخشی جان کے ساتھ داخل گنبد گیتی نما ہوا ابو الحسن جوہر اور ادریس نو جوان اور بدر عالم سخن بھی ہمراہ شاہزادے کے ہوئے شاہزادے نے وہی سات دروازے پر دیکھے جنکے اوپر تمام ہفت اقلیم لکھا تھا حکیم بخشی جان نے فرمایا کہ پہلے آپ جس دروازے پر دیکھے اوپر کہ باب الاقلیم لکھا ہو داخل ہوں شاہزادہ مع رفقا حسب اجازت باب الاقلیم میں داخل ہوا وہاں ایک سلامت کو یہ سقف اس قدر وسیع نظر آیا کہ جسکی انتہا معلوم نہ ہوتی تھی غالباً عرض اسکا چالیس گز کا تھا اور برابر برابر اسکے دروازے دو تون طرف دور تک صدمہا معلوم ہوئے اور ہر دروازے پر پردہ سیاہ رنگ کا پڑا تھا اور ایک کرسی صندلی رنگ کی بچھی تھی اور کرسی پر گرویش ایک پوشش نہایت سکھت پڑی تھی شاہزادے نے حکیم بخشی جان سے پوچھا کہ یہ کون مقام اختی جان نے کہا مقام قیصریہ اقلیم اول ہے یعنی خندق شہر کہ اقلیم اول میں ہیں وہ آئیں موجود ہیں اور ہر دروازہ ہر شہر کا ہے اور ہر شہر میں قیصریہ قصبہ دیہات کو کہتے ہیں جب تم ان دروازوں میں سے کسی دروازے میں جاؤ گے عالم مثال میں اس شہر کے اندر جا پہنچو گے اور سیر دیہات و قصبہ منظور ہو تو وہ بھی ممکن ہے لیکن خبردار اسکا خیال ضرور رہے کہ دوبارہ کسی مکان یا شہر میں ہرگز نہ جانا ورنہ تغیر ہوگا شاہزادے نے فرمایا کہ تغیر کے بھی حال سے آگاہ فرمائیے حکیم بخشی جان نے کہا یہ اسے قابل بیان کے نہیں ہے خود آپ کو معلوم ہو جائیگا لیکن بفضل کروگا اس تغیر کا مال کار اچھا ہوگا اور یقین ہے کہ اسی تہ میں اپنی منزل مقصود کو پہنچو گے شاہزادے نے فرمایا تمام ممالک کا دیکھنا مشکل بلکہ محال ہے اور سیر کو بھی اسکی عرصہ چاہیے حکیم بخشی جان نے کہا لوح میں دیکھ لو جو



صندلی پر بیٹھے فاشیہ کے کبھی ہو آئیں کل شہر دن کے نام لگتے ہوئے ہیں جس پر شاہ و تماشہ دیکھنا منظور ہو جان تشریف لیا و شاہزادہ اور
ادیس نوجوان اور بدر عالم خیم نے متفق ہو کر کوچ کو دیکھا آئیں وہ تیسرا اول کے شہر معلوم ہوئے کہ جہاں ذکر تفصیل مندرج لفظ
نقشہ اقلیم اول

بادشاہ سلطان	بلالہ اتر	مجموع	حصین مدوہ	شہر جہ	جیل	ویار جلی	انفسا	سیرین	جبران	نعتا	بشت شاد
صعدہ	نیوان	جیش	ارب سا	نظر موت	زبید	مر باط	تھہ پانچ	ریجہ	بدرہ	عزاقہ کوکم	اجال قارون
جزیرہ بلان	جزیرہ سون	مستوطر	جزیرہ ملک	جزیرہ لکھنؤ	جزیرہ الامری	جزیرہ مرج	مدنیہ نیلا	کو کو جیہ	جیہ	ز غا وہ	بربر
مدنیہ ازین	مقدشو	قلماس	معلی	اسنا	ہاجہ	خالقو	خا بنو	برادیسون	بنوس	رامیشہ	راج مندر

جسہ را ندیب کی راہ تین ہو یہ نقشہ بطور نمونہ کے مختصر لکھا ہو کہ کل اقلیم کے بیان میں طول ہو جاننا چاہیے کہ اقلیم اول
میں ایک ہزار تیس شہر ہیں انہیں سے ہزار شہر چھوٹے اور آٹھ سو پانچ باندہ بڑے اور تیس شہر نہایت بڑے اور آباد
میں اور منافعات و منسوبات کی حد نہیں اور یہ اقلیم کو کب رطل کی جسکو ہندی میں شیچہ کہتے ہیں منسوبات میں ہو
اور یہاں سیاہ رنگ کے لوگ زیادہ ہوتے ہیں اور جدولیہ تعلیم و بان سے شروع ہوتی ہے جہاں درازی روز کی کھینا
بارہ و چھ ساعت کی ہو اور درازی شب گیارہ و نیم ساعت کی اور اقلیم کے وسط میں دکنی درازی تیرہ ساعت تک ہو جاتی
ہو غرض کہ شرف اقلیم اول کے جزیرہ باقوت سے شروع ہو اور جنوب بلا و چین اور شمال سراندیب اور
وسط بلا و سند و ہند اور ہندو کوہ سے گذر کر بحر فارس کو قطع کرتی ہو اور جنوب بلا و عمان اور وسط بلا و چین

اور روئیل اور دیار نو بہ اور بربر کو قطع کرتی ہوئی بحر محیط بین ہستی ہو یہ ذکر بھی بطور علم بخوم و علم ہیئت کے کچھ بیان ہو گیا کہ ہر جگہ کارنگ مقتضی ہوتا ہو الغرض شاہزادہ نام شہروں کے سکے پر نشان ہوا اور حکیم بخشی جان سے فرمایا کہ میں کما تک شہروں کا تماشا دیکھونگا اب آپ کسی شہر کی کیفیت کا حال بیان فرمائیے کہ میں اسکا تماشا دیکھوں کچھ بخشی جان نے کہا پہلے بہشت شدادی کو ملاحظہ فرمائیے کہ وہ تمام دنیا سے بہتر ہو شاہزادے نے فرمایا کہ اول یہ تو حضور بیان فرمائیں کہ ان بہشت اقلیم کو تقسیم کئے کیا ہو حکیم بخشی جان نے کہا اے شہر یار حکماء سابق نے پہلے ایک خط معدل النہار کے مقابل زمین پر فرض کیا جسکو خط استوا کہتے ہیں بعد اسکے اقلیم کی ابتدا خط استوا سے نوئے درجہ تک لگائی جو حصہ چہارم تین سو ساٹھ درجہ کا ہو اور درج مسکون اسکا نام رکھا مگر تقسیم انکی موافق علم کے ہو نہ بطور حقیقت جسکی ماہیت سے عالم الغیب واقف ہو اور وہ حکماء ہنہین ایک فرید و ن فرخ دوسرا ارد شیر فارس تیسرا سکندر رومی ہیں کہ یہ حکیم بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے انکو اتنا سیر عالم بین مشرق کی طرف بڑے بڑے پہاڑ اور دریا سے تھما رہے یا بان سدرہ ہوئے اور مغرب کی جانب بحر محیط مانع ہوا اور شمال میں ظلمات یعنی اندھیرا جو کہ نبات انعش کے تحت میں ہو جابل ہوا اس سبب سے ظلمات میں ہمیشہ سردی رہتی ہوتا انیکہ اس برودت کی وجہ سے نباتات و حیوانات کا نشان تک نہیں پایا جاتا ہو اور جنوب کی طرف سمیل کی نظر سے اس شدت سے باد و سموم چلتی ہو کہ زمین پر قدم نہیں رکھا جاتا نباتات کا پیدا ہونا کیسا غرضکہ ان بادشاہوں کو سیر اقلیم سے بخوبی معلوم ہوا کہ دنیا حصہ چہارم پر منحصر ہو موافق علم کے نہ بحسب حقیقت اس بیان کے بعد شاہزادے نے حکیم بخشی جان سے بہشت شدادی کا دروازہ پوچھا حکیم بخشی جان نے کہا پیشانی دروازے سے دریافت کر لو مگر خبردار مگر کسی دروازے میں داخل نہو نا ورنہ باعث خرابی کا ہو بلکہ رفیقون میں سے بھی کوئی شخص دوبارہ کسی دروازے مکان میں گیا تو اسکے سبب سے اُن باقی رفقا پر بھی تغیر حال ہو گا کما سبق بعبارة آخر علی دوسرے رات کو زہنا جب نیم ساعت روز باقی رہ جائے تم فوراً گنبد گیتی نمایں داخل ہو جانا اور شاید جو کسی قریہ میں ہو گے تو پھر تم گنبد گیتی نمایں ہو گے اور بانیان طاسم نے پھر آنے کا یہ طریقہ مقرر کیا ہو کہ پھر تھے وقت تکلو آپ معلوم ہو گا شاہزادے نے فرمایا یہ سب مجھکو قبول و منظور ہو آپ نے نہایت مہربانی کی ہو مجھے یہ نصیحت فرمائی اب آپ مجھکو عنایت فرما کر بہشت شدادی کا دروازہ بتا دیجیے حکیم بخشی جان نے ایک دروازہ بتا دیا جسکی بیانی پر بہشت شدادی لکھا تھا شاہزادے نے حکیم بخشی جان سے کہا پہلے آپ تشریف لیجیے حکیم بخشی جان نے فرمایا کہ میری ہمراہی کی ضرورت نہیں ہو کہ ایک ایک نائب و کارندہ میرا ہر جگہ پر حاضر ہو وہ آپکو بخوبی تمام سیر کرادینگا اور جوار شاد ہو گا بجالائینگا تم بوقت غروب آفتاب اس سے کہنا کہ مجھے گنبد گیتی نمایں ہو چاؤہ تکو ہو چاؤہ دینگا غرض اس مرد کو بجائے خود اپنے شہر کا مختار سمجھنا شاہزادہ حسب الاجازت مع رفقا کے داخل ہوا جب دروازے

مقابل اُس زبور کے سونا اور چاندی اور اشرفی اور روپیہ کا بھی انبار ہو شاہزادے نے عبداللہ سے پوچھا کہ یہ کون
 مقام ہے عبداللہ نے کہا یہ بلاد نوبہ ہے یہاں کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی سوداگر کسی طرف کا آتا ہے اسباب کا اپنے
 حسب طرح کے حضور نے ملاحظہ فرمایا ایک جا انبار کر دیتا ہے اور آپ وہاں سے دور جا کر کھڑا ہوتا ہے رات کی وقت
 باشندگان شہر حرارت آفتاب کے سبب تہ خانوں سے ٹھکراتے ہیں اور مقابل جنس کے کہ جو انکو خریدنی منظور ہوتی
 ہو قیمت رکھ دیتے ہیں اور پھر شہر میں چلے جاتے ہیں اگر صاحب جنس اس قیمت پر راضی ہو گیا تو قیمت لے لی اور
 جنس کو بچسہ وہیں رہنے دیا اور اگر صاحب مال اس قیمت پر راضی نہیں ہے تو جنس علیحدہ اور قیمت کو علیحدہ رکھ دیتا
 ہے غرض کہ اسی طرح جب تک طرفین راضی نہیں ہوتے ہی معاملہ درپیش رہتا ہے سونا چاندی انکے دیس میں بکثرت
 پیدا ہوتا ہے اسی وجہ سے یہ لوگ بڑے مالدار ہیں جب کوئی سوداگر وارد ہوتا ہے آواز طبل سے خلا لیں تو یہ لوگ آگاہ
 کرتا ہے آج تک کسی سوداگر نے اہل نوبہ کی صورت نہیں دیکھی مادرے ازین باب شریعت اور امور سلطنت میں
 نہایت عادل و با انصاف ہیں اگر اقلیم اول کا تمام حال مع انکے شہروں کے تفصیل لکھا جائے تو کتاب کو طول ہو
 لہذا جہان کہیں سیر عجائبات کا موقع ہوتا ہے وہاں کا حال بیان کیا جاتا ہے اور اسی کے ذیل میں کچھ محجلا اور بھی ذکر
 کیا جائیگا تاکہ سلسلہ قطع نہ چھوٹا پڑے حضور موت ایک شہر ہو وہاں کیوں موافق مقدار بقیہ مرغ کے پیدا ہوتا ہے
 عبداللہ نے کہا اس شہر یا رزماہ سابق میں حاکم کی حالت و انصاف کی وجہ سے شہر میں تمام جوہات اسی قدر
 کلان پیدا ہوتے تھے جب ظلم میں زیادتی ہوتی جوہات میں بھی قلت ہوتی تھی آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ
 شاہزادہ وہاں سے شہر سبائین آیا عبداللہ نے کہا اس شہر میں حشرات الارض کی تولید نہیں ہوتی ایسا وہ سے
 مدینہ طیبہ رب غفور اسکا نام ہے شاہزادے نے کہا شہر صنعا میں ایک قصر عمدہ ایسا ہے کہ اسے چار ستون
 ہیں اس رنگ کے یعنی ایک زرد ایک سرخ ایک سپید ایک سبز اور ہر ایک ستون پر ایک شیر بنا ہوا ہے اور جب ہوا
 کی شدت ہوتی ہے تو اس شیر میں سے ایک آواز پیدا ہوتی ہے بقیہ شیر کی سی ایک روایت یہ ہے کہ عثمانؓ نے
 اپنے عمر خلافت میں اس قصر عمدہ کو منہدم کرنے کا حکم دیا ہر چند لوگ مانع ہوئے لیکن نہ مانا آخر خود بھی بیاعت
 اندام قصر کے قتل ہوئے حالانکہ کاہنان پیشین نے خبر دی تھی کہ منہدم کر نیوالا اس قصر کا ہلاک ہوگا بعد انکی
 وفات کے بادشاہ دیار بکر نے پھر وہی قصر بنو ادیا شاہزادہ وہاں سے ملک چین میں آیا اور ایک قصبہ میں
 اسکے دیکھا کہ ایک چشمہ میں لوگوں نے ایک اسب بے لگام اتارا ہے اور لوگ انکے باہر آنے کے مانع ہیں اور
 جس قدر کہ اس گھوڑے کو حیران کرتے ہیں اسی قدر بارش ہوتی ہے شاہزادہ اس روز تا غروب آفتاب اقلیم اول
 میں رہا اور پچاس شہروں کا تماشا دیکھا اور شام کو موافق معمول کے گنبد گیتی نما میں پہنچ گیا بعد اسکے حکیم
 انشی جان سے رخصت ہو کر ملک نوبہار گلشن افروز کے پاس آیا ملک نوبہار گلشن افروز نہایت

نوش ہوئی اور حقیقت حال پوچھی شاہزادے نے جو کچھ سیر کی تھی اور تماشا دیکھا تھا بیان کیا مگر نو بہار گلشن افروز
 نے کہا دیکھو خبردار کبھی کسی مکان میں نہ مکر رہ جانا میں نے سنا ہے کہ گنبد گیتی نما کے جو کسی مکان میں بار در گیا پھر وہ
 قید خانہ داکھی میں گرفتار ہو جاتا ہے یا کسی بد صورت عورت سے صحبت اسکو نصیب ہوتی ہے شاہزادے نے فرمایا کہ
 مگر سیر کیسی ایک ہی بار مشکل ہو چکی کو پھر شاہزادہ گنبد گیتی نما میں داخل ہوا پھر خوشی جان نے کہا کہ اب اعلیٰ
 دوم کا بھی حال لیجئے سے معلوم کرو شاہزادے نے کہا جسے آپکا فرمان کافی ہو حکیم خوشی جان نے کہا یہاں مستلیم
 کو کب مشتری سے منسوب ہو اور خلقت بیان کی گندم و بون ہو اور طول روز ساڑھے تیرہ ساعت ہو اور رات
 ساڑھے دس ساعت اور ابتدائے اقلیم مشرق سے شریع ہو اور اوسط ولایت جہنمی اور شمال سراندریب
 اور شہر بلا وسند و قندھار اور وسط بلار کابل اور جنوب ہلاکمران اور بحر فارس اور ولایت عثمان
 اور وسط بلاد مغرب اور بحر قلمزم کو قطع کرتی ہوئی بحر الجور اور اوقیانوس میں ختم ہو جاتی ہے اور شہر
 اور مواضع مہترکہ اقلیم دوم کے کہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور جہدہ و حجاز و طائف ہیں علاوہ اسکے تین تہو
 شہر بزرگ ہیں اور دو ہزار شہر چھوٹے اور ستر ہزار بہت بلند اور دو سو ہزار بڑی ہیں اب یہاں راوی
 کو فقط ذکر مدینہ منورہ و یہ کہ معظمہ کا کرنا ضروری ہے واضح ہو کہ ایک شہر بزرگ ہو اور شان
 کعبہ میں یہ قول مشہور ہو اسطیقل کافی شہر امتیہ لیتے لیتا ہے کچھ جو کچھ کہ اسکی مان کے پستان میں ہوتا
 ہو اسی طرح مکہ بھی عصیان کو نصیب کرتا ہو مگر ایسی سبب اسکے نام کا ہو اور سرے بلکہ یہاں سے موحده
 بھی اسسم خانہ کعبہ ہو کہ یک زبان عربی اژدہ نام کو کہتے ہیں اور وہاں اژدہ نام خلائق بہت ہوتا ہے
 اقلیم ازرقنا و اذخلنا فیہا و درہ نشہ سے ایک نام احم القرمی بھی مشہور ہے اور خداوند تعالیٰ نے
 اول زمین کو مکہ کی کوہ بوقیس کے تحت میں پیدا کیا جو اڑتین ہزار اول پر وہ دنیا پر پیدا ہوا اور کوہ عثمان
 بھی مکہ معظمہ میں واقع ہو لیکن کوہ بوقیس کی فضیلت زیادہ ہے شاہزادہ معزالدین عالم مثال میں مکہ کے
 اندر گیا اور اتفاق سے موسم حج جی تھا اور کثرت خلائق حد سے زیادہ تھی شاہزادے نے حج اسو کو بوسہ
 دیا اور بعد زیارت مقام ابراہیم و چاہ زحرم کے باہر آیا عبداللہ شاہزادے کو واسطے زیارت
 مدینہ منورہ کے لے گیا جب وہاں پہنچے تو عبداللہ نے کہا ایک نام اسکا شرب تاج حضرت
 سرور کائنات نے خطاب و یا جب سے مدینہ ہوا اور جانب شمال مدینہ منورہ کے کوہ احد ہو اور
 وکین کی طرف سیر فرماتا ہے سیر اریس یعنی چاہ فضا اور چاہ اریس بین ان میں سے ایک چاہ میں
 انگوشی حضرت کی عثمان کے ہاتھ سے گری ہر چند دھونڈتی گئی نہیں نہ ملی اور میں اسب تلو وہاں لیے چلتا
 ہوں تب ان بھیجے حضرت رسول اللہ کا خانہ مبارک میں ہوا اور اسی جہاں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے

وفات فرمائی ہو بلکہ اسی جا خواب گاہ غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام مشہور ہو شاہزادہ بھی وہاں آیا اور سب کی زیارت اور وہ مسجد جو خود حضرت نے بذات خود بنوائی ہو موجود تھی آقرض شاہزادہ اُس دروازے میں داخل ہوا جہاں پیشانی پر ہندوستان لکھا تھا جب وہاں آیا ہزار ہا تاجانہ دیکھے اور اڑوہام خلایق بکثرت تھا ابوالحسن جو ہر سے فرمایا کہ اے ابوالحسن جو ہر بیان کی بھی سیر ضروری ہو جب قریب آئے دیکھا کہ ایک بت برابر قد آدم کے زمین پر کھڑا ہو اور اُس بت سے آواز پیدا ہوتی ہو عبداللہ نے شاہزادے سے کہا کہ اسکا نام ہمارا ہے اور یہ سال بھر ایک پہلو سے زمین میں پڑا رہتا ہو اور ہر سال میں ایک مرتبہ اسی طرح کھڑا ہو جاتا ہو جس طرح کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا اور خلایق اُسکی آواز کو باعث ارزائی غلہ اور سلامتی خلق تصور کرتی ہو اور اگر سال یا دو سال یہ بت کھڑا نہ ہو تو قحط پڑ جاتا ہو اور ساکنان شہر انواع و اقسام کے امراض میں مبتلا رہتے ہیں شاہزادہ وہاں سے شہر شیرین میں آیا وہاں ایک مینار دیکھا اور مینار پر جام اور اُسپر ایک جانور سونے کا تھا اور ایک مرد ہر وقت مینار پر جانے کا قصد کرتا تھا جب وہ دو چار روز نیون پر مینار کے جاتا تھا جانور طلانی سے ایک آواز خوفناک آتی تھی کہ تمام شہر میں زلزلہ پڑ جاتا تھا آخر اُسکو خلق مینار پر جانے نہ دیتی تھی تو وہ جانور طلانی بھی چپ ہو جاتا تھا شاہزادے نے عبداللہ سے اُس جانور کی کیفیت پوچھی عبداللہ نے کہا خلایق کو یقین ہو کہ اس مینار پر خزانہ بے حد ہو اسی وجہ سے ہر شخص مینار پر جانے کا قصد کرتا ہو اور جب ایک یا دو درجہ پر پہنچتا ہو تو یہ جانور طلانی شور کرتا ہو شاہزادہ وہاں سے اور ایک ملک میں ہندوستان کے پہنچا وہاں بھی ایسا ہی ایک مینار بلند دیکھا اور اُسپر ایک بٹ پتھر کی دیکھی اور نیچے مینار کے ایک چشمہ آب تھا عبداللہ نے کہا اس مینار میں سے ہر سال عاشرے کو پانی اسقدر مترشح ہوتا ہو کہ چشمہ نہر پر پہنچتا ہو اور صرف خلایق شہر اسی چشمہ سے ہو اور نام شہر کا قریہ کلیسا ہو شاہزادے نے پوچھا یہ بھی کارخانہ طلسم سے ہو عبداللہ نے کہا یہ کارخانہ طلسم قضا و قدر ہو اب راوی کا بیان ہو کہ شاہزادے نے چالیس روز میں گنبد گیتی نما کی سیر تمام کی اس طرح کہ دن کو سیر گنبد گیتی نما میں مشغول رہتا اور رات کو ملکہ نو بہار گلشن افرور کے پاس آتا تھا اور جو کچھ دیکھتا تھا ملکہ نو بہار گلشن افرور سے بیان کر دیتا تھا آخر شاہزادے نے ہر رفیق کو حکم دیا کہ تم علیحدہ علیحدہ جاؤ اور سیر کرو اور جو تماشا و سیر دیکھو مجھ سے بیان کرو ورنہ سیر ہفت اقلیم کی ایسی نہیں ہو کہ اس عمر میں تمام ہوا ابوالحسن جو ہر نے کہا حضور درست فرماتے ہیں شاہزادہ دل میں ایسا حیران ہوتا تھا کہ قابل بیان کے نہیں ہو اسوجہ سے فرماتا تھا کہ نہیں معلوم کیا بلا سے تازہ مجھ پر نازل ہوا چاہتی ہو اور کیا مصیبت پیش آئے دالی ہی ہر حال تم سب دعا کرو کہ انجام میرا بخیر ہو

ماکارنخویش را بخداوند کار ساز	بہر وہ ایم تا کر دم او چاکند
-------------------------------	------------------------------

چو نچا اور یہ تماشا دیکھا کہ پھاڑتے پانی جاری ہوا اور ایک جگہ بیچ ہو رہا ہوا اور جب تک کہ تمام پانی شیشہ کا ٹکڑا نہیں جاتا
 آب تازہ نہیں آتا شاہزادہ وہاں سے اہرام مصر میں آیا یعنی تین گنبد وہاں نہایت برے تھے ان میں سے ایک گنبد
 نہایت بلند تھے انکا نام ہرین تھا عبدالصمد نے کہا کہ بانی ان گنبدوں کے حضرت ادریس علیہ السلام ہیں
 ان میں بڑا گنبد چار سو گز کا ہو اور دوسرا گنبد تین سو گز کا ہو شاہزادے نے ان گنبدوں میں عجیب صنعت
 کے آتش دھنکار ملاحظہ فرمائے بعد اسکے دشت ریگستان میں آیا وہاں دیکھا ریگ شل دریا کے روان ہو رہا پر دشت
 کے ایک تصویر سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہو شاہزادے نے عبدالصمد سے پوچھا یہ کسکی تصویر ہو عبدالصمد نے کہا اس
 تصویر کا نام ابوالہول ہے یہ تصویر اس واسطے یہاں بنائی گئی کہ ریگ کو روانی تازہ کرے ورنہ ساری دنیا کو
 راب کر دیگی شاہزادہ وہاں سے شہر سپید میں آیا کہ یہ شہر قریب مرے ہو اس فوج میں ایک غار دیکھا کہ اس میں
 اشہین از حد تھیں عبدالصمد نے کہا اس شہر کا رواج یہ ہے کہ ایک روغن لاش پر ملا اور غن دیا اور
 اس غار میں پھینک دیا کہ چڑا اور گوشت شہر نچاے اور واقعی ایک مدت تک مردہ اپنی ہیئت اصلی پر
 رہتا ہے بلکہ اکثر لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ مومیائی مصر اسی کے جسم سے نکلتی ہو شاہزادے نے کہا کہ یہ بھی اسرار تازہ
 و بعد اسکے شاہزادہ عین الشمس میں آیا یہاں بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے آتش پرستوں نے
 خانہ بت بنوائے تھے ان میں ایک مینار تھا اور اُس پر ایک تصویر تانبے کی بنی ہوئی تھی اور واسٹے بائیں
 و تصویر میں اور تھیں اور اس مینار سے پانی اس قدر جاری تھا کہ تمام زمین بے مینار کے تر ہو گئی تھی اور کہیں
 سے خزانہ پانی کا معلوم نہ ہوتا تھا اور مینار ایک سنگ عجیب کا تھا کہ اشہین جو سہریاہ تھے شل خال کے
 شاہزادہ وہاں سے روانہ ہوا اور شہر حلب میں پہنچا عبدالصمد نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 جہ کو دودھ گائے بچیسوں کا شہر کے مساکین کو تقسیم فرمایا کرتے تھے اور شیر کو زبان عرب میں حلب کہتے ہیں
 ردودھ دوہنے کو بھی کہتے ہیں اسی وجہ سے نام شہر حلب مشہور ہو گیا شاہزادہ وہاں سے شہر دمشق کو
 آیا وہاں بھی یہی تماشا دیکھا وہاں سے انطاکیہ میں پہنچا وہاں چوہے کو بلی سے بڑا دیکھا اور بلی سے لڑتے
 رہے دیکھا بعد اسکے شام کو پھر گنبد کیتی نما میں پہنچ گیا حکیم اخشی جان نے شاہزادے کو گل میں روانہ
 دیا اور راہ میں جو دروازے تھے انکو بتائے تھے کہ یہ فلاں شہر کا دروازہ ہو اور یہ فلاں شہر کا دروازہ
 لیکن اس روز کچھ مزاج شاہزادے کا کمزور تھا ناگاہ ایک دروازے کی پیشانی پر شہر افریقیہ کا نام لکھا تھا پس
 جیتے ہی اس نام کے شاہزادے کو سلطان اسماعیل اور ملکہ عالیہ خاتون اپنے والدین کا خیال آیا بے اختیار
 اس حسرت آنکھوں سے جاری ہوئے حکیم اخشی جان نے کہا کہ جب دروازے میں داخل ہو گے ملاں تمہارا دفع
 جائیگا موافق معمول کے وہی عبدالصمد موکل آیا اور اس نے دروازے پر شہر افریقیہ کے انکو پہنچا دیا شاہزادہ

نے اپنی دانست میں کئی برس کے بعد وطن کی صورت دیکھی نہایت خوش ہوئے اور دیوان عام میں چلے آئے وہاں دیکھا جناب والد ماجد سلطان اسماعیل تخت حکمرانی پر اجلاس فرما رہے ہیں اور شل خواجہ شمس الدین وزیر اعظم اور امیر محمد کبیر خان سالار اور امیر نظام الدین دلاور اور امیر ناصر الدین یکہ تازہ وغیرہ کے تمام سردار و اُمراء بار میں حاضر ہیں حسب اتفاق بادشاہ اسوقت شاہزادہ معز الدین ہی کا سردار ان دربار سے ذکر کر رہے تھے ہر چند عالم مثال میں آواز نہ تھی لیکن بادشاہ نے جو فرمایا برکت سے اسراء الہی کے شاہزادے نے بخوبی سنا اور وزیر اعظم سے فرمایا اے خواجہ بزرگ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ معز الدین بجلد فتح محکات عالمیات اس قدر سفور و دراز کرے گا تو ہرگز ہرگز میں نہ جانتا اب ہم اُنکی کیفیت سے بھی آگاہ نہیں ہیں خدا جانے کس عالم میں وہ مبتلا ہو گیا اور کہاں ہو خواجہ شمس الدین نے عرض کیا اے شہر یار ہم نے سنا ہے کہ شاہزادہ عالی تبار ابو عامر قدوسی کی بیٹی پر عاشق ہو گئے اور اسی کے عشق میں اس بہانہ سے گئے ہیں قدوسی نے اکثر باسوس روانہ کیے ہیں لیکن ہر کہ دو چار روز میں خبر آوے بادشاہ اُس وقت خیال میں اپنے فرزند ارجمند کے آبدیدہ ہوا شاہزادہ اور ابو الحسن جو ہر قریب تخت واسطے قدبوسی کے گئے لیکن جب وہاں پہنچے بادشاہ کی صورت نہ دیکھی ناچار اپنے مقام پر چلے آئے اور پھر دیکھا کہ اسی طرح بادشاہ تخت پر بیٹھے ہیں عبدالصمد نے کہا اے شہر یار آپ کو خیر ہو عالم مثال میں عالم اسباب کی کیفیت دیکھنا چاہتے ہیں شاہزادے نے فرمایا مجبور ہوں شوق قدبوسی والدین بے اقرار کیے دیتا ہے عبدالصمد نے اُس حال کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا ۵

این قران یار مانگر کہ در برج مثال | اختر از منہ خوشه چین و منہ زہر نفاق است

آگاہ ایک عیار دربار میں حاضر ہوا اور آسنے بادشاہ سے عرض کیا کہ ابو زید مکتب دار زمانہ سابق میں باغی و سرکش ہو گیا تھا اب وہ بہ استقلال تمام طبقہ مغرب میں حکومت کرتا ہے اور شہر و قلعہ کا اُس نے ایسا انتظام کیا ہے کہ ظاہر کا بھی گزر نہیں ہے اور یقین ہے کہ تھوڑے ہی روز میں وہ خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کریگا اسواسطے کسی کو واسطے تنبیہ و گوشمالی ابو زید کے روانہ کرنا ضرور ہے ورنہ انجام اُنکا بُرا ہوگا ۵

درختے کہ اکنون گرفت است پائے | بہ نیروے مردے بر آید ز جاسے

وگر بچمان روزگارے ہلی | بگردوش از سچ بزنکسی

سلطان نے ایک آہ کا لغزہ مارا اور فرمایا ۵

میکطف فکر سپر کیون خیال دشمن است | واز تردد حال من بدتر ز حال دشمن است

امیر ناصر الدین نے کہا حضور نا حق تردد فرماتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب حضور مال غربت مال شاہزادے سے مطلع ہوا چاہتے ہیں دوسرے ابو زید کی کیا یاقوت ہے کہ لشکر ظفر پیکر شاہی سے مقابلہ کرے

مگر چند مردمان بے حقیقت کو اس جا جمع کیا ہو لہذا برسر پر فاش ہو اگر حضور اسکی گوشمالی کا خادم کو حکم فرمائیں تو
 بس کافی ہو بادشاہ نے فرمایا ہاں تم جاؤ اور اس نکر ام کو اسکی سرکشی کی سزاے معقول دو امیر ناصر الدین بادشاہ
 سے رخصت ہو کر باہر آیا اور بادشاہ محل میں تشریف لیکے شاہزادہ اور ابوالحسن جو ہر بھی ساتھ بادشاہ کے
 محل میں گئے مگر بدر عالم سنجہ اور ادریس نو جوان اور عبدالصمد موکل باہر رہے شاہزادے نے محل میں جناب
 والدہ ماجدہ کو نہایت ملوک و غلین دیکھنا ناانیکہ رنج و غم میں شاہزادے کے سیاہ پوشی اختیار کی تھی اور کوئی
 لحظہ آستو آنکھوں سے موتوں نموتے تھے بلکہ یہی حال صافیہ بانو ابوالحسن جو ہر کی دایہ کا تناب پھر
 شاہزادے نے چاہا کہ کسے بڑے قد موسی سے مشرت ہوں پھر وہی معاملہ در پیش ہوا کہ قریب جا کر کچھ بھی
 نہ دیکھائی دیا اس اثنا میں باہر سے عبدالصمد موکل بھی آیا اور کہا اے شہر یار یہاں توقف زیادہ اچھا
 نہیں ہو کیونکہ اب شام قریب ہے شاہزادہ بیہوش ہو کر محل سے برآمد ہوا عبدالصمد نے براہ قیصر یہ اقلیم سوم
 میں پہونچا دیا شاہزادہ حکیم بخشی جان سے رخصت ہو کر عالم ہراس دیاس میں ملکہ نو بہار گلشن افرور کے
 پاس آیا اور تمام کیفیت گذشتہ بیان کی اور حال مزاج شاہزادے کا عجیب ہو گیا یعنی اپنی گرفتاری ظلم
 و مجبوری ثابت ہو گئی کہ فی الحقیقت میں محض بے اختیار ہوں ملکہ نو بہار گلشن افرور شاہزادہ
 کا تکرر و ملال دیکھ کر بھی کہ اب شاہزادے کا ہنر نا ظلم میں محال معلوم ہوتا ہوا آخر وہ شب بھی شاہزادہ اور ابوالحسن
 کو آہ و زاری میں گذری اور صبح پہر گنبد گیتی تھامیں داخل ہوا اب شاہزادے نے تجویز کیا کہ آج در و آدمی
 سیر کریں اور اپنا مال ہم سے بیان کریں شاہزادہ اور ابوالحسن جو ہر جو تھی اقلیم میں گئے ادریس نو جوان اور
 بدر عالم سنجہ سیر اقلیم سوم کو روانہ ہوئے جب ادریس نو جوان نے دروازہ ملک نیم روز کا دیکھا اور
 بدت دراز کے بعد وطن کا نام دروازے پر لکھا دیکھا بدر عالم سنجہ سے کہا اے برادر چلے اپنے با در و بدر کو
 دیکھیں جب دروازے میں در آیا موافق معمول کے عبدالصمد کسے ملاقات ہوئی وہ شہر نیم روز میں
 لے گیا اثنائے راہ میں جو شہر کا آدمی ملتا تھا اسکو بدر عالم سنجہ اور ادریس نو جوان بتاتے تھے کہ یہ ملازم
 شاہی اور یہ شخص فلان ہو آخر وہ ان عام میں پہونچے ادریس نو جوان نے ناصر شاہ بادشاہ ملک
 نیم روز کو کہ جو منصور بن نوح سامانی کا نائب تھا تخت پر دیکھا اور کرسی وزارت باپ کی اپنے
 خالی دیسی گمان ہوا کہ شاید باپ میرا دربار میں بضررت نہیں آیا چلو مجلس امین دیکھیں آخر بدر عالم
 اور عبدالصمد موکل دروازہ مجلس پر آئے اور بدر عالم سے کہا تم یہاں توقف کرو میں بعد دو گھڑی کے
 آتا ہوں بدر عالم نے کہا اچھا لیکن جلد آنا عبدالصمد نے کہا اے ادریس نو جوان ایسا نہ ہو کہ آفتاب
 غروب ہو جائے اور تم کسی بلا میں مبتلا ہو جاؤ تو پھر شاہزادے سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہو اور میں نکل

شاہزادے کے مجلس سے تلو بلاتے نہ جاؤنگا کسو اسطے کہ وہ فاتح طلسم ہوا و سیاح عجائبات اور پس نوجوان نے کہا غلطی
 رکھو میں نہایت جلد آتا ہوں یہ کہنگر مجلس میں داخل ہوا وہاں دیکھا کہ باپ بستر بیماری پر پڑا ہے اور تمام اغراض اقربا
 چاروں طرف بے تکلف پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اکثر زمین میں اور پس نوجوان نے جو باپ کو اس حال میں دیکھا
 نے اختیار روئے نگا اور چند ساعت اور وہاں ٹھہر گیا کہ اب دیکھو ان انجام کار اسکا کیا ہوتا ہے آخر آفتاب قریب
 غروب ہو چکا بدر عالم منجھ نے عید الصمد سے کہا کہ وقت کم رہ گیا ہے تم اور پس نوجوان کو محل سے بکار لو عید الصمد
 نے کہا اب تم اور پس نوجوان سے دست بردار ہو کہ اب اسکا آنا دشوار ہے اور میں بلانے نہ جاؤنگا بدر عالم منجھ
 نے کہا خیر تم نہ جاؤنگے ہم جاتے ہیں عید الصمد نے کہا دیکھو تم بھی اور پس نوجوان کے ساتھ کسی آفت میں نہ مبتلا
 ہو جاؤ آخر بدر عالم بھی گھر میں گیا وہاں اسنے دیکھا کفر وز کا نزع کا عالم ہے اور اور پس نوجوان باپ کو بکسرت
 دیکھ رہا ہے بدر عالم منجھ نے باؤاز بلند کہا ای اور پس نوجوان عید الصمد سوکل بلاتا ہے اور پس نوجوان نے
 کچھ جواب نہ دیا بدر عالم منجھ نے پھر کہا ای اور پس نوجوان تو کس خواب غفلت میں ہے وقت چلنے کا آگیا اور پس
 نوجوان نے کہا ای بھائی ایک لحظہ توقف کرو میں اپنے باپ کو کہ قریب ہلاکت ہے دیکھ لوں ایسے حال میں دل
 قبول نہیں کرتا کہ میں چوڑ کر چلا جاؤں بدر عالم منجھ نے کہا ارے دیوانہ ہوا ہے عالم مثال میں حال نیک و بد دیکھنے
 سے کیا فائدہ اور پس نوجوان نے کہا پھر جو کچھ ہو باپ کی محبت ایسی نہیں ہے کہ میں مفارقت گوارا کروں بدر عالم
 منجھ نے کہا میں سمجھا تم نہ آؤ گے خدا حافظ میں جاتا ہوں آخر بدر عالم منجھ تو باہر چلا آیا اور حال اور پس نوجوان
 کا عید الصمد سے بیان کیا عید الصمد نے کہا میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ اور پس نوجوان نہیں آئیگا تم جلد آنکھیں
 بند کرو کہ تمکو تو گنبد گیتی نمایاں ہو چکا دون غرض عید الصمد نے بدر عالم منجھ کو گنبد گیتی نمایاں ہو چکا دیا
 اسی وقت ابو الحسن جو ہر اور شاہزادہ مغزالدین بھی گنبد گیتی نمایاں آئے اور حکیم بخششی جان سے باتیں
 کر رہے تھے کہ بدر عالم منجھ نے اور پس نوجوان کا حال بیان کیا شاہزادہ اور پس نوجوان کے مال پر
 امدیدہ ہوا اور حکیم بخششی جان سے فرمایا کہ انسان ہر وقت خطا وار ہے اس مرتبہ خطا اور پس نوجوان
 کی معاف فرمائیے اب ایسی حرکت نہو گی حکیم بخششی جان نے فرمایا سبحان اللہ آپ سمجھتے ہیں کہ شاید اور پس
 نوجوان اس عالم میں پھر بھی آسکتا ہو بس اب آپ اسکے حق میں دعا کے خیر فرمائیے اور

چپ ہو رہے قطع

کارے ز دست رفته تدارک پذیر نیست	جان ہم بقید جسم تو دایم اسیر نیست
میر رفته بدست تو تا بہت فرصت است	مارا اگر گشت و گزشتگیر نیست

شاہزادہ دم بخود ہو گیا اور کچھ نہ کہا اور اسی حالت رنج و غم میں ملکہ نو بہار گشتن فروز کے پاس تشریف لایا

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا آج حضور کا ہشرہ مجھے کچھ متغیر معلوم ہوتا ہے شاہزادے نے فرمایا زبانی بدر عالم سخن کے معلوم ہوا کہ ادریس نو جوان گنبد گیتی نما سے غائب ہو گیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کیا ہوا ہوا ادریس نو جوان غائب ہو گیا شاہزادے نے فرمایا زبانی بدر عالم سخن کے معلوم ہوا کہ ادریس نو جوان مجلس اسے تاغروب آفتاب باہر نہ آیا پھر خدا جانے کیا ہوا رانی چند زمانہ یعنی لکھنؤ قمرائے حور میں گئے ادریس نو جوان کے الم فراق میں تابدا سن گریبان چاک کیا اور از سر نو لباس سیاہ پہنا یہ چند ملکہ نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ معز الدین نے ہر ایک طرح سے تسلی و تشفی کی لیکن اسے دل کو کسی طرح قرار و آرام نہ آیا

اب راوی ادریس نو جوان کا حال گذارش کرتا ہے



کہ ادریس نو جوان اپنے باپ کو نظر حسرت سے دیکھ رہا تھا جب بارگھڑی رات آئی ایک بیک ایسا دوران سر پیدا ہوا کہ میوش ہو گیا جب ہوش آیا اپنے کو باپ کے پلنگ کے پاس دیکھا اور تمام خواتین محل کو اسی طرح گرد پلنگ کے جمع پایا آخر والدہ نے ادریس جوان کی ادریس کو سینے سے لگایا اور پوچھا اے میرے فرزند دل بند آیا تو درحقیقت ادریس ہوا ہم خواب میں بھی دیکھتے ہیں اور فیروز نے بعد ایک مدت کے بیٹے کی صورت دیکھی تھی جو غش محبت ہوا کہ وہ مرض فوراً جاتا رہا اور صحیح ہو گیا بعد سب سے حال ادریس نو جوان سے پوچھا کہ دفعۃً کیونکر تریبان پہنچ گئے اور سالہا سال سے کہاں غائب ہو گئے تھے ادریس نو جوان نے کہا میری سرگزشت ایک فترت ہی سن لینا چلتے تم یہ بتاؤ کہ میں کس طرح بیان ہو چکا ہوں نے کہا ہم تیرے باپ کے پلنگ کے پاس بیٹھے تھے کہ

ناگاہ ہمارے کان میں ایک آواز آئی کہ جیسے کوئی چیز زمین پر دھم سے گری اہم پہلے تو ڈرے بعد ازان جو منظر غور دیکھا تو ٹکڑے ہوش یہاں پڑا دیکھا اور پس فوجوان نے والدین سے کہا کہ میری نظر میں ایسے عجائبات گذرے کہ اگر بیان کروں تو آپکو ہرگز باور نہ آئے گا۔ آخر بیان کیا کہ میں یوں رانی چند زمان پر عاشق ہوا اور شاہزادہ معزالدین سے ملاقات ہوئی انکی کوشش سے کامیاب ہوا اور رانی چند زمان سے ملاقات میسر ہوئی سب کو اس بیان سے اور پس کے کمال حیرت ہوئی

باقی حال اور پس فوجوان کا جلد سوم میں بیان ہوگا اور اب قصہ شاہزادہ معزالدین کا گزارش ہوتا ہے

غرض دوسرے روز شاہزادہ اقلیم چہارم میں داخل ہوا یکم بخشی جان نے کہا یہ اقلیم نہایت دلکش و فرحت آفرین و مسو بہ آفتاب ہوا اور خلقت کیان کی اکثر زرد و سرخ رنگ مائل بہ سفیدی ہوتی ہو اور وسط و نیامین اقلیم واقع ہو اور حکما کا قول ہو کہ اقلیم چہارم معدن انبیاء و اولیاء خیرین حکماء و علماء و ارباب دین و ارباب دولت ہو اور اسکو قلب الاقالم بھی کہتے ہیں یعنی یہ اقلیم اور اقلیموں کا دل ہو اور جو خصلت کہ اس اقلیم کے سکنا کی ہو اور اقلیم کے لوگوں کو نصیب نہیں ہوتی اور خلافت بلا و الزنج و ملک حبش و عرب بہت سفید و متلون مزاج و بد باطن و طامع ہوتے ہیں اور بالکل بندہ زہین ایمان سے بہرہ نہیں رکھتے اور سخت قلب ہیں شاید ان اقلیم میں کوئی انسان لطیف مزاج خوش خلق و خوبصورت پیدا ہوا ہو یہ امر شاہزادہ کہ ملک عرب کو محض ذات پاد برکات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث فضیلت ہوئی ورنہ مردمان عرب سے زیادہ تر کوئی شدید القلب نہیں ہو چکی شان میں یہ آیت الا عرب أشد کفراً و نفقا نازل ہوا چنانچہ یہی وجہ ہوئی کہ خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین عرب میں پیدا کیا کہ جب ایسی قوم شدید القلب اطاعت قبول کریگی پھر کسی قوم کو نافرمانی کی مجال و قدرت نہ ہوگی چنانچہ خداوند قہار عذاب الیم نازل کرے اس قوم بے حیا پر کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال فرماتے ہی غدر کر دیا اور آل اطہر پیغمبر کو کیسے کیسے رنج پہونچائے اور جب کو پیغمبر سب سے زیادہ چاہتے تھے اسی کو سب سے زیادہ آزار دے اور عشرہ حرم کو اعدائے دین نے اپنی دانست میں کوئی دقیقہ اٹھانیں رکھا تا کہ اس خاندان کا نشان بھی پر وہ دنیا پر نہ رہے القصہ جدول اقلیم چہارم وہاں سے شروع ہوئی ہو جان سے طولی روز ساطع چودہ ساعت تک پہونچتا ہو اور ابتدا مشرق کے شمال تک بلا و چین سے بلا و تبت و ختا اور کشمیر و بلاد ہندوستان

شمار کیے جاتے ہیں اور جنوب میں دیار یا حوج و ما حوج اور بلاد ترکستان اور شمال میں بلاد وسط اور
کیرمان و فارس اور بلاد خورستان اور وسط بلاد عراق اور دیار بکر و دیار بیجر اور شمال میں
بلاد شام اور بحر روم جزیرہ قرونس اور شمال میں مصر و اسکندریہ اور بلاد تارقی و بلاد قسریج و بحر
فرونگ اور طلیحہ سے گذرتی ہوئی بحر محیط میں تین ہوتی ہیں چنانچہ بلاد شمر اقلیہ چہارم کی پانچویں

مرہ	سادہ	اشید	قصر عبدالکریم	طنجہ	الہمان	جزیرہ قسریج	قرطبہ	بلطہ	غریب	جزیرہ یا ہرہ
مسدسہ	جزیرہ سرادیہ	مدینہ رہا	جزیرہ روس	طرطوس	آباس	تل جردون	مصبہ	فحص	طریس	الہبک
باب سکندریہ	الطاکمہ	حصن کیفا	رقبہ بیضا	فرقا	فایقلا	حصن منصور	سمباط	جیبین	جزیرہ بین شمر	شیار
دبیلی	موسل	ارسیہ	مزانہ	رودنیل	بلخ	شہرستانی	سبلم	استہ آباد	کرستان	
یشایہ	مرامطوس	تبریز	جرہان	شہر ردر	قصر شیرین	کیران شاہان	کنج	نشان	خراسان	قاریاب

اس اعلیٰ میں بحسن شہر کلان اور چار ہزار شہر چھوٹے ہیں اب بنا بر ضرورت بعض شہروں کا حال معروض بیان میں آئی
شاہزادہ پہلے قسطنطنیہ میں تشریف لے گیا ملک خطا کو نہایت وسیع و آباد پایا یعنی ہر ایک قطعہ اسکا بہشت و دنیا تھا
عہد الجہیل موکل سیر فرماتے شاہزادے سے کہا کہ ایک ماٹے میں قبل خان بن کولخان ایک شہر بیان بلع نام آباد کرے گا
اور وہی اسکا دار السلطنت ہوگا الحاصل خلقت اس شہر کی مع شاہ و گدا بہت بہت تھی اور بتانے بہت کلان
سے ملو تھے اور جو سب سے بڑا بہت تھا اسکو سام کون خطاب کرتے تھے عہد الجہیل نے کہا اس شہر یا راہل خطا
چار منزل کا مکان چوبی بناتے ہیں ایک طبقہ واسطے رکھنے دولت و اسباب کے واسطے کارخانجات کے سود و چہارم اپنی
سکونت کے واسطے بناتے ہیں اور چھت ایسی مضبوط و متصل ہوتی ہو کہ ایک آدمی چھت پر سے تمام مکان
میں پھر آسے فی الحقیقت شاہزادے نے عمارات ملک خطا موافق بیان عہد الجہیل کے دیکھیں اور زین و مرد
نہایت صاحب جہاں نظر سے گذرے شہر دیوان نام شاہی میں آئے وسط میں دیوان نامک سات صفہ نشہ و برج
دیکھے وہاں ہفت صحن آنگوشت ہیں اس وجہ سے کہ عمارتوں کے مکان دس گز سے دس گز مربع ہوتے ہیں
در تمام سامان دعوت شل کپہ و بشیرہ و شربت و میوہ وغیرہ کے آن صفوں پر ہمان کے روبرو رکھا جاتا ہو
اور دعوت کو وہ لوگ اپنی زبان میں بشیرہ کہتے ہیں اور یہ بھی دستور ہو کہ حاکم ہر شہر آپ تہرم کو نہ انہیں و پتا
ہتہ پانوں باندھ کے حضور معالیٰ میں روانہ کر دیتا ہو بادشاہ کو نہ اسے بدینے کا اختیار ہو شاہزادے نے
بہ روز میں اکثر ملک خطا کی سیر کی بعد اسکے پوچھا کہ یہ شہر کسے آباد کیا ہو عہد الجہیل نے کہا کہ یہ ملک
انفت بن نیرج علیہ السلام کا آباد کیا ہوا ہے شاہزادہ بدستور قدیم شام کو گشت گشتی نما میں آیا اور رات کو

ملکہ نو بہار گلشن افریقہ کے پاس رہا صبح کو پھر گنبد گیتی نمایاں مع رفقا داخل ہوا اور اس روز سیر و تماشا کے کوہ پیر کے
 گیا آٹا سے سیر بن عبد الجلیل نے کہا اے شہر پیر کو نہ بیدہ خاتون بانو سے ہارون رشید نے آباد کیا
 اور چند مرتبہ زلزلہ سے خراب و ویران ہو گیا اور پھر اسی صورت سے آباد ہوا جب ابو طاہر نجم طالع میں برج
 سرطان کے اس زمانے سے سو برس کے بعد آباد کر دیا پھر شہر ویران نہیں ہونے کا شاہزادہ وہاں سے ملک
 خراسان میں آیا اور وہاں سے مشہد مقدس کی زیارت بجالایا بعدہ نیشاپور میں آیا عبد الجلیل نے کہا
 نیشاپور ظہور شرف و یوبند نے آباد کیا ہو وہاں سے ملک ہرات میں آئے عبد الجلیل نے کہا اے شہر پیر
 ملک ہرات کے آباد ہونے کی عجیب نقل ہو یعنی سکندر رومی نے شہر کنڈر کی خلافت سے مشورہ کیا کہ ہم
 ایک شہر آباد کیا جائے میں اہالیان شہر کنڈر سمجھے کہ بادشاہ ہمارے شہر کو اٹھا کر دوسرا شہر آباد کرنا
 چاہتا ہو آخر سب نے کہا کہ ہم آباد کرنا دوسرا شہر نہیں چاہتے سکندر کو یہ گنا گنڈر والوں کا ناگوار گذرا
 رفتہ رفتہ یہ خبر والدہ کو اسکی پہونچی اس معظّمہ نے رقعہ سکندر کو لکھا کہ تھوڑی سی مٹی کنڈر کی ہلکو بھجیو
 سکندر نے حسب الارشاد والدہ ماجدہ کے مٹی کنڈر کی لیکر بھیجی اس معظّمہ نے اس مٹی کا ایک جگہ پر فرش
 کر کے عقلاے شہر کو بلا کے وہاں بٹھایا اور سب سے مشورہ کیا کہ فلان سرزمین پر سکندر ایک شہر آباد کیا چاہتا
 ہو اس مقدمہ میں تم کیا کہتے ہو بعض نے کہا نسب ہو اور بعض نے کہا یہ صرف بے فائدہ اور زاید معلوم
 ہوتا ہو بس سکندر کی والدہ نے وہ مٹی علیحدہ کر دی اور پھر انکو بلا کر پھر وہی مشورہ کیا اب سب نے کہا کہ
 بادشاہ کو شہر کا آباد کرنا باعث بلندی نام کا ہو بس سکندر کی والدہ نے سکندر کو لکھا کہ تم کنڈر کے لوگوں
 سے شہر کے آباد کرنے کا مشورہ نہ کرو کہ رائے انکی صائب نہیں بلکہ منقلب ہو سکندر نے بدون مشورہ ساکنان
 کنڈر کے شہر ہرات کو آباد کیا شاہزادے نے ایک مسجد شہر ہرات میں دیکھی عبد الجلیل نے کہا کہ یہ
 مسجد ایک رات میں تیار ہوئی شاہزادے کو یقین ہوا عبد الجلیل نے کہا اے شہر پیر عبد اللہ بن
 ذوالمتین طاہر کے زمانے میں یہاں ایک مسجد تھی اور پہلو میں ایک آتشکدہ تھا لوگ جو اس کے بادشاہ کو
 جزیہ دیکر علائقہ پرستش کرتے تھے آخر الامر یہ امر ضعف اسلام سمجھ کے ایک شب تمام مسلمان جمع ہوئے
 اور کلند اور بھاڑوے لیکر اس آتشکدہ کو گھود کر بالکل صاف کر دیا اور وہاں مسجد راتوں رات بنائی
 صبح کو جو لوگ سب دربار میں عبد اللہ بن ذوالمتین کے گئے اور فریاد کی اس طرف چار نہر
 سادات و اہل شہر بہ نیت و قصد جہاد جمع ہو گئے اور دیوان عام میں پہونچے اور سب نے کہا کہ یہ مسجد
 قدیمی ہو اور ہم نے اپنی عمر میں یہاں کوئی آتشکدہ نہیں دیکھا شاہزادے نے مسلمانوں پر نہایت افریقہ
 کی اور فرمایا دروغ مصالحت آمیز بہ ازراستی فتنہ انگیز بعد اسکے شام کو گنبد گیتی نمایاں آیا اور ملکہ

نوبہار گلشن افروز کے پاس شب گذری اور صبح پھر گنبد گیتی نما میں داخل ہوا اور رفتہ رفتہ سیر کرتا ہوا شہر غور میں ہو گیا جہاں کا بدر عالم منجھ پاشا سندھ تھا بدر عالم منجھ نے کہا اگر علم ہو تو میں وطن کو ایک نظر دیکھ آؤں شاہزادے نے فرمایا بہتر بدر عالم منجھ اپنے مکان میں گیا اور بچہ اپنی والدہ کے اور سب غریزوں کو جمع دیکھا غلبین و ملول وہاں سے پھر شاہزادے سے کہا تصور والدہ کو نہیں دیکھا نہیں معلوم کہ وہ زندہ ہیں یا رحلت کر گئیں شاہزادے نے کہا کہ کہیں مہمان گئی ہوں گی آخر شاہزادہ وہاں سے بعد فراغت گنبد گیتی نما میں آیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آرام فرمایا صبح کو پھر گنبد گیتی نما میں داخل ہوا اب ابوالحسن جوہر اور بدر عالم منجھ کو حکم دیا کہ تم علیحدہ علیحدہ سیر کو جاؤ اور جو پھر دیکھو ہم سے بیان کرو اس واسطے کہ اس اقلیم میں شہر و بلاد کثرت کے ہیں لیکن خبردار اور پس کی طرح تم نہ کہیں شام کو دنیا بدر عالم منجھ نے کہا ہم دیکھوانے نہیں ہیں جو ایسی حرکت کر کے آپ خرابی میں پڑیں قصہ کوتاہ شاہزادہ اور بدر عالم منجھ و ابوالحسن جوہر جدا جدا سیر کو روانہ ہوئے بدر عالم منجھ پتہ آفریا بجان و قلم قزاقین وغیرہ میں لگے اسکے پھر شہر غور میں آیا تاکہ والدہ کا اپنی حال دریافت کرے اور وہاں تکم اس آئیہ کے ادا کیا و القضا و عمی البصر جسوقت آتی جو قضا اندھی ہو جاتی ہو بصیرت حکیم انجلی جان کی مطلق یا نہ رہی جب قدم دروازے میں رکھا خیال آیا کہ تھوڑے سیٹھلی واقع ہوئی گرا با کیا ہوتا ہو آخر وہی معاملہ پیش آیا کہ جسوقت بدر عالم منجھ نے والدہ کی صورت دیکھی بس ایکٹ ران سر پیدا ہوا کہ بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا دیکھا کہ سر والدہ کے زانو پر کیا ہوا وہاں چلا آیا اور وہی زمین بدر عالم منجھ نے اسی حالت تھیر میں ان سے پوچھا کہ میں کس طرح آیا انھوں نے کہا تھنے یہ دیکھا کہ تم ہمارے پاس بیہوش لپڑے ہو اور ہم کچھ نہیں جانتے اب اپنی کیفیت بیان کرو بدر عالم منجھ نے از اول تا آخر سب حال گزشتہ بیان کیا لیکن جب خیال خوشنواز پر ہی کا آیا بس از خود رفتہ ہو گیا اور قرار آرام جاتا رہا ایک روز راتچہ کیسے کے حال آئندہ دیکھنے لگا معلوم ہوا کہ ملک نیم روز کو جاؤ وہاں کوئی شکل پیدا ہو جائیگی بدر عالم منجھ اپنی والدہ کے پاس گیا کہ اب آپ دودھ پکھن دیکھ اور رخصت فرمائیے اگر زندہ رہا تو پھر حاضر ہونگا ورنہ بقاتہ خیر یا و فرمائیے گا آخر بچہ والدہ سے رخصت لیکر ملک نیم روز کو روانہ ہوا اب حال بدر عالم منجھ کا اور پس نوجوان کے ساتھ بیان ہوگا

اب راوی حال شاہزادہ مغرالدین کا بیان کرتا ہے

کراس روز بھی شاہزادے نے متعدد شہروں کی سیر ملاحظہ فرمائی اور شام کو گنبد گیتی نما میں تشریف لایا ؟

اس اثنا میں ابو الحسن جو ہر بھی آپہنچا اور چند ساعت بدر عالم منجم کی راہ دیکھی سوکل سے پوچھا کہ بدر عالم منجم کو کیا ہوا عبد الجلیل نے شاہزادے سے کہا آپ کس خیال میں ہیں وقت تنگ ہو شاید آپ بدین رہنمائی شاہزادہ نے فرمایا کہ میں بدر عالم منجم کا انتظار کرتا ہوں عبد الجلیل نے کہا بدر عالم منجم سے آپ دست بردار ہوں اور اپنی فکر کیجئے اندیشہ ہو کہ خدا نخواستہ بدر عالم منجم کی فکر میں شاید کوئی مصدقہ نکلتی آپ کو نہ پہونچے ابو الحسن جو ہر نے کہا حضور بدر عالم منجم کو بھی بجائے اور لکس نوجوان مجھیں شاہزادہ اور ابو الحسن جو ہر نے آنکھیں بند کیں اور فوراً گنبد گیتی نما کی داخل ہو گئے حکیم اخشی جان نے فرمایا کج حضور کے بشرے سے بھر کوئی ملال ظاہر ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ حکیم صاحب ہم چار آدمیوں میں سے اب وہی آدمی رہ گئے اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور کہا دیکھیے ہمارا انجام کیا ہوتا ہو عبد الجلیل نے کہا تم خاطر جمع رکھو اندیشہ نہ کرو خداوند کریم انجام بخیر کریگا ابو الحسن جو ہر نے شاہزادہ سے کہنے سنا کہ حکیم صاحب نے کیا فرمایا یعنی حکیم صاحب کے کلام سے ثابت ہوتا ہو کہ ہم بھی طلسم سے نکلے جائیں گے اور اس روز یاد ہو کہ شاہ ارشاد نے فرمایا تھا کہ سیر گنبد گیتی نما کی بھاری حصول مقاصد کا دروازہ ہو شاہزادے نے فرمایا کہ بیشک وہ درویش صادق ہو پھر شاہزادہ حکیم اخشی جان سے رخصت ہو کر ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آیا اور بدر عالم منجم کا بھی کھوجانا ملکہ نو بہار گلشن افروز سے بیان کیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا میں یہاں کہا تھا کہ سیر گنبد گیتی نما کی بدین ہو آپ نے نہ مانا اب بھی اسکی سیر سے باز آؤ اتنی ہی سیر پر کفایت کرو شاہزادہ نے فرمایا کہ چار اقلیم کی سیر میں گرچہ تین اقلیمیں اور باقی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی چند روز میں ختم ہونی جاتی ہیں امی ملکہ نو بہار گلشن افروز معلوم ہوتا ہو کہ اور لکس نوجوان اور بدر عالم منجم ایسی کسی جائے حرکت افزا میں پہونچے ہیں کہ انکو ہماری یاد بھی نہ رہی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کہ معشوقین تو انکی یہاں ہیں پھر کس جگہ میں انکو چھوڑ کر گئے ہونگے ابو الحسن جو ہر نے کہا شاید دل انکا کہیں لگ گیا ہو گا تا ورنہ راز دار نے کہا امی ابو الحسن جو ہر اور لکس نوجوان و بدر عالم منجم بھاری طرح سے ہرجائی و بیوفائی نہیں ہیں اگر جو انکے حق میں یہ کلمہ کہتے ہو یا ان اگر تاخیر طلسم سے کوئی حرکت ان کے ظہور میں آئے تو اسکا گناہ آپ پر لازم نہیں آسکتا ادھر خوش نواز پری نے جو کم ہونا بدر عالم منجم کا سنا ایسا سینہ و سر کو پٹیا کہ بیہوش ہو گئی الغرض سب خواتین محل سے بعد ہوش میں آنے کے خوش نواز پری کو دلاسا اور شفقت دی کہ جو امر تقدیری تھا وہ تو ہوا اب اس گریہ و زاری سے کیا ہو گا اس سے بہتر یہ ہو کہ صبر کرو تم خالاً مرد و روز میں شاہزادہ نے اقلیم چہارم کی سیر بخوبی کی اور تیسرے روز اقلیم پنجم میں داخل ہوا حکیم اخشی جان نے کہا امی شہر یار یہ اقلیم پنجم کو کب زہرہ سے تعلق رکھتی ہو اور حسنہ یہاں آئی اکثر سپید رنگ ہو اور باریک بدن اور جدول اقلیم پنجم وہاں سے شروع ہوئی ہو جہاں سے دن

چودہ ساعت اور چند دقیقہ ہو اور سچ میں اقلیم کے پندرہ ساعت میں پہنچ جاتا ہو غرض اقلیم پر اس طرح واقع ہوئی ہو کہ وسط بلاد ترکستان اور نادر اور النہر و شمال بلاد خراسان و کرمان فارس سے گذر جاتی ہو اور وسط بلاد ارمنہ اور روم اور جزیرہ یونان و جنوب بحال الزہرہ اور وسط بلاد اندلس سے گذرتی ہوئی ہو اور قیاساً نوس میں پہنچتی ہوئی ہو پس اس تفصیل کا نقشہ یہ ہے

معد	دعائے	سلطانیہ	سرخسین	شہر ارسن	انگور	عوریہ	نورثیہ	اقلستانی	سہواس	امان روم	قیصریہ
آفریاجان	موس	اخطا	بصری	شمکور	تقیس	بیلقان	نہجہ	سلطانیہ	سیدونان	ہربانیہ	نور روم
گرگج	ابکزی	زنجشہ	نوارست	درغان	بخارا	سمرقند	کسانہ	اشاق	سامات	راج	۲

اس اقلیم میں بھی دو سو پندرہ شہر چھوٹے بڑے ہیں شاہزادہ ملک روم کے دروازہ میں داخل ہوا ابو الحسن جوہر نے کہا میں آج علیحدہ سیر کرونگا شاہزادہ نے فرمایا بہتر ابو الحسن جوہر ایک طرف روانہ ہوا شاہزادہ نے دروازہ میں قدم رکھا تھا کہ ایک جوان عبد الرؤف نام آیا شاہزادہ کو ملک روم میں لے گیا شاہزادہ نے شہر میں ایک قلعہ دیکھا کہ اسکے دروازہ پر ایک گھوڑا بنا ہوا ہے اور وہ اپنی دم کو دروازہ پر مالتا ہے عبد الرؤف نے کہا یہ گھوڑا پتھر کا ترکیب طلسم سے ہو کوئی اہل آدم اسکی کیفیت سے ناہر نہیں جو شاہزادہ وہاں سے شہر اخطا میں آیا وہاں یہ دیکھا کہ ابتدا سو سو ہزار میں تین روز متواتر جا نوران خرو و شل بخشت آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور خلق اللہ انھیں گرفتار کرتی ہے اور جب تین روز گذر جاتے ہیں تو وہ پھر دروازہ پر جاتے ہیں شاہزادہ بخشت اشرف اور کر بلا سے معالی کو روانہ ہوا اور عالم مثال میں زیارت سے شرف ہوا بعد ازاں قیصر روم میں آیا وہاں یکم بلیناس فرنگی نے ایک حمام بنایا تھا اور طلسم سے صنعت رکھی تھی کہ وہ حمام فقط ایک چراغ سے گرم ہوتا تھا اسکی نواح میں ایک مقام نظر سے گذرا کہ خلافت وہاں واسطے زیارت کے جاتی تھی شاہزادہ سے عبد الرؤف نے بیان کیا کہ یہاں محمد خلیف حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فرزند کا مزار مقدس ہے شاہزادہ نے اس مزار مقدس کی بھی زیارت کی بعد ازاں شہر یونان میں آیا مگر یہ بھی خیال تھا کہ ابو المکارم نے کوئی تصویر کسی نازنین کی دکھائی تھی اور میں اسکے عشق میں اپنے وطن سے نکلا ہوں اور وہ جو یکم میری جنس سے ہے بخلاف ملک نو بہار گلشن افروز کے یعنی آدم زاد ہے عبد الرؤف سے اس حال کو پوچھا عبد الرؤف نے کہا میں نہیں جانتا شاہزادہ یونان شہر مینیہ میں وارد ہوا وہاں ایک آتشکدہ دیکھا کہ مجاور پانی حوض سے لیکر اس آتشکدہ پر چڑھتے تھے ناگاہ ایک لکھ آبر آسمان سے پیدا ہوا اور اس شدت سے پانی برسا کہ طوفان کی نوبت پہنچی عبد الرؤف نے کہا اے شہر یار جس سال شہر مینیہ میں خشک سالی

ہوتی ہو بیان کے رہنے والے اس تشکدہ پر جمع ہو کر فریاد کرتے ہیں اور خادم و مجاور تشکدہ پانی حوض کا ہر چار طن چٹرکتے ہیں جس طرح اب آپ نے ملاحظہ فرمایا خدا کی قدرت سے بارش کامل ہوتی ہو اور قحط دفع ہو جاتا ہو شاہزادہ ارمینیہ سے اندلس میں پہونچا نواح اندلس میں ایک گھوڑے کی تصویر دیکھی اور رخ سوار کا آپاوی کی طرف تھا جب کوئی آدمی سوار کے پاس جانے کا قصد کرتا تھا وہ ہاتھ کے اشارہ سے کہتا تھا کہ میرے پاس نہ آؤ عہد الروف نے کہا پشت کی طرف سوار کے صحراے مورچکان ہو اور ہر ایک چوٹی مثل کتے کے ہو آدمی کو ایک لحظہ میں ہلاک کرتی ہو اس واسطے وہ سوار اپنے پاس نہیں آنے دیتا اور منع کرتا ہو اتفاق سے ابو الحسن جو ہر بھی سیر کرتا ہوا اسی جا پہونچا جہاں کہ شاہزادہ تھا شاہزادہ نے پوچھا تھے کس کس شہر کی سیر کی ابو الحسن جو ہر نے کہا میں نے خوارزم اور قوا نیہ اور سمرقند کو دیکھا اور توران کے اکثر شہروں کے دروازے مثل خون کبوتر کے سرخ رنگ دیکھے اور انکے دیکھنے سے خود بخود وحشت ہوتی تھی میں نے اس شہرخی کو عہد الروف سے دریافت کیا اسنے کہا تم حکیم آخشی جان سے پوچھنا مجھے معلوم نہیں ہو شاہزادہ نے فرمایا درست ہو میں نے بھی ایسی ہی شہرخی دیکھی ہو بہرات اور بغداد میں غرض شام کو ابو الحسن جو ہر اور شاہزادہ حسب معمول گنبد گیتی نما میں آئے اور بغداد و بخارا وغیرہ شہروں کی شہرخی کا حال پوچھا حکیم آخشی جان نے کہا ہمسے حال آئندہ دریافت کرتے ہو وہ یہ ہو کہ تین سو برس قبل اس زمانہ کے ایک بادشاہ چنگیز خان نامے دشت قبیاق میں پیدا ہوگا اور وہ وہاں اہل شہروں کو کہ جنگی دروازے سرخ ہیں قتل کرے گا اس ہنگامہ سخت میں اکثر خاندان عالیشان خراب و تباہ ہو جائیں گے اور اکثر بزرگان خدا آگاہ اور مردمان غارت اس کے دست ظلم سے قتل ہونگے یہاں تک کہ سارا جہان تہ و بالا ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا خداوند کریم اس ظالم ان ظالم کے ہاتھ سے محفوظ رکھے بعد اس کے حکیم آخشی جان سے رخصت ہو کر حسب معمول ملکہ تو بہار گاشن افرودز کے پاس آیا اور ماجراے گذشتہ بیان کیا اور صبح کو پھر گنبد گیتی نما میں داخل ہوا اب سیر اقلیم ششم کی ہو کہ یہ کو کب عطار سے متعلق ہو اور بیان کی غلطی اکثر سیاہ و سبز ہوتی ہو اور دیگر عجائبات ہیں اور ابتدا اس اقلیم کی مشرق سے شروع ہوتی ہو اور شمال میں دیار یا جوج مابجوج اور بلاد خاقانی شجاب اور بعض نواح خوارزم اور ہرات میں اور شمال قسطنطنیہ اور جنوب بحر صقالیہ اور شمال ہیکل الزہرہ اور اندلس سے گذرنے بحر اعظم میں ختم ہوئی ہو چنانچہ نقشہ اقلیم ششم کا یہ ہو

رومیہ	قسطنطنیہ	جند	باب الابواب	قرینہ طراز	شیخ	کاشغر	تیرہ	بندقیہ	یرشاوش
-------	----------	-----	-------------	------------	-----	-------	------	--------	--------

قصہ کوتاہ چالیس شہر بڑے اور ہزار شہر چھوٹے اور بانس پھاڑ بڑے اور بیس نہرین عظیم واقع ہیں اب فقط شہر قسطنطنیہ کا حال بیان ہوتا ہو غرض شاہزادہ اور ابو الحسن جو ہر شہر قسطنطنیہ میں داخل ہوئے دیکھا کہ

دروازہ ہر شہر کا ایک فرسخ کی دوری پر ہو اور ہر ایک شہر کے دروازہ پر ایک تصویر گھوڑے کی سی بنی ہوئی ہو اور
ایک سوار بھی اسی گھوڑے پر اس ہیئت سے ہو کہ ہاتھ دین کوڑھ لے ہوئے شاہزادہ نے عبدالرحمن سے فرما سے
پوچھا یہ سوار کون ہو عبدالرحمن نے کہا اس سوار نے اس شہر کو آباد کیا ہو اور نام اس کا غلط نہیں ہو اور ایک مقام
شاہزادہ کی نظر سے ایسا گذر کہ جسکی دیوار پر ہزار ہا تصویریں زن و مرد کی آویزاں ہیں عبدالرحمن نے کہا او
شہر یا جسکو کوئی عارضہ لاحق ہوتا ہو اس مکان میں وہ جاتا ہو اور جو تصویر کہ اسکی صورت سے مشابہ ہوئی ہو
اپنے عضو مخصوص کو اس تصویر کے عضو سے مل کر تا ہو قدرت خدا تہ آبی وقت صحت پاتا ہو شاہزادہ نے
دور زمین اہل اقلیم کی سیر کی بعد ازاں قیصر یہ اقلیم مفتوحہ میں داخل ہوا خوشی جان نے کہا او شاہزادہ کامگار
اقلیم مفتوحہ کو کب قمر سے منسوب ہو بیان کی خلقت اکثر سپید و سبز رنگ کے در بیان ہوتی ہو اور وسط میں اس
اقلیم کے اطول روز سولہ ساعت کا ہوتا ہو اور ابتدا مشرق سے شروع ہوتی یعنی بلاد یا جوج و ما جوج اور
کیماکس واللمان شمال بلاد شلخ اور جنوب بلاد ترقان سے گذر کر جو اعظم میں داخل ہو جاتی ہو اس
اقلیم کے بلاد کا نقشہ یہ ہو

ششپای	صفحہ	طرق	فرخار	فرقر	صوارق	کفا	کری	بق	صران	کلب	بلغار	دیارینج	سیوار	طبلاس
-------	------	-----	-------	------	-------	-----	-----	----	------	-----	-------	---------	-------	-------

کہ جو شہر بحر محیط کے کنارہ پر واقع ہو قصہ کوتاہ اس اقلیم میں جی پپاس شہر پڑے اور نہ ارد شہر چھوٹے اور دیوار
 میں بعد ازان شاہزادہ اور عبدالباری سیر فرماتے سد سکندر اور دیوار یا جوج میں چوٹے پائیر یا ایک دیوار
 سفید بلند نظر آئی عبدالباری نے کہا سد سکندر یہی دیوار از شہر ہو و تحقیقت ایسی وہ دیوار بلند تھی کہ اگر انکی
 چوٹی پر سے کوئی بچہ دیکھے تو یہ آدمی بقدر ایک بالشت کے معلوم ہوتے ہیں اور یہ دیوار تانبے اور کسٹ
 وغیرہ کی ہو اور تاقیامت اسکو بھی قیام ہو اگر یہ دیوار درمیان میں مانع نہ ہوتی تو یا جوج و ما جوج دنیا
 کو خراب و ویران کر دیتے اسکی تفصیل یہ ہو کہ یا جوج و ما جوج حضرت افح علیہ السلام کے فرزند زادے ہیں جو وقت
 یافت بن فوح کی اولاد دنیا میں منتشر ہوئی یا جوج و ما جوج بھی سرزمین شرق میں آباد ہوئے اور انکی نسل
 سے اسقدر مخلوق ہوئی کہ جبکہ عدد حساب نہیں چنانچہ اہل اہل تواریخ لکھتے ہیں کہ دس حصہ میں نوحہ اولاد
 یا جوج و ما جوج ہیں اور ایک حصہ میں دوسری قوم ہو اور اس میں دو فرقہ ہیں دو بجائیون کی اولاد سے
 اور ہر فرقہ نو قسموں میں منقسم ہوا ہے سوائے اسکے جب تک کہ ایک سے ہزار پیدا نہیں ہو لیتے وہ فنا نہیں ہوتے
 اور بحسب خلقت ہر فرقہ کا عرض و طول ایک سو بیس گز کا مربع ہوتا ہو اور بعض کے ایک سر سے چالیس
 سر تک ہوتے ہیں اور ایسے زبردست ہوتے ہیں کہ شیر اور ہاتھی ان کے مقابلہ نہیں کر سکتے اور ہمیشہ کملی

اڑھتے ہیں اور جو کوئی انہیں سے ملتا ہو سب کے سب اسکو کھا لیتے ہیں اور کوئی مذہب انکا نہیں ہو بعد ازان
شاہزادہ زندان جال میں آیا دیکھا کہ زنجیر و سلاسل میں و جال گرفتار ہو مگر ایسا زبردست اسکو دیکھا کہ کبھی ایسا زبردست
کسی کو نہ دیکھا تھا عبدالرحمن سے پوچھا کہ و جال کو کسی نے اس زمانہ میں بھی دیکھا ہو عبدالباری نے کہا
یتیم نام نصرانی کی کشتی طوفانی ہو کر یہاں آئی تھی اور و جال اور یتیم سے کچھ سوال و جواب بھی ہوئے تھے بعد اسکے
یتیم حضرت رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا اور حال اپنا بیان کیا شاہزادے نے پوچھا کہ یتیم سے و جال نے
کیا سوال کیا اور یتیم نے کیا جواب دیا عبدالباری نے کہا پہلے سوال و جال نے یہ کیا کہ نخل بیان بارور ہوتا
ہو یا نہیں دوم یہ کہ چشمہ درعہ میں پانی باقی ہو یا خالی ہو گیا سوم یہ کہ شجرہ طیبہ میں برگ و بار آیا یا خزان آگئی
و جال نے جو سنا کہ نخل بیان و چشمہ درعہ اور شجرہ طیبہ بحال خود ہیں پس غضب میں آیا اور کہا
حسب حق شجرہ طیبہ میں مڑا بیگا اور چشمہ میں پانی بھر گیا تو میں خروج کرونگا شاہزادہ وہاں سے قیصر یہ اقلیم ہنتم
میں تشریف فرما ہوا ناگاہ ایک دروازہ جسکی پیشانی پر باب الطسمات والعجائبات متفرقہ لکھا تھا دیکھا
شاہزادہ نے اس دروازہ کا حال حکیم اخشی جان سے پوچھا حکیم اخشی جان نے کہا جب دروازہ میں داخل
ہو گے تو تمام دنیا کے عجائبات تمہارے پیش نظر ہونگے اور حبقدر عجائبات میں بلاد مکتے دیکھے پھر وہ دیکھو گے
بعد ازان شاہزادہ شہر کرسی میں گیا تیغ کرسی نشین اور سعید لوحدار اور محفوظ قلمدار کو عالم مثال میں دیکھا
اور حسب اتفاق ذکر شاہزادہ کا کر رہے تھے اسی طرح روسائے اربع یعنی طاقی شاہ و عادل شاہ اور
راسب شاہ و مرطوب شاہ کے ملک میں ہوئے اور وہاں سے ملک ظہورستان میں آئے وہاں
سلطان روح الملک و روح افزا بھی موجود تھے لیکن ملکہ ناطقہ روشن بیان کو نہ دیکھا ابوالحسن جوہر
نے غمہ شیریں کار کو دیکھا کہ باغ میں عجیب ناز و انداز سے سیر بستان کر رہی ہو ابوالحسن جوہر نے پہچانا کہ یہ
نازنین میری منکوحہ ہو مگر عیاری سے نادانستہ حال غمہ شیریں کار کا پوچھا عبدالباری نے کہا تم خود
واقف ہو کہ یہ امارہ خاتون مملدار کی بیٹی ہو الغرض شہر کے عجائبات و شہر آئینہ داران و ملک شہت نگار و
مقام الامتحان اور سرورستان حیرانی تا عرشہ نظر سے گذرے شاہزادہ کو بارہا خیال آتا تھا کہ میں نے
تمام حمان عالم مثال میں دیکھا لیکن اقبال شاہ کو نہیں دیکھا شاید اقبال شاہ نے کوئی گوشہ عبادت ایسا
بنایا ہو کہ کوئی بشر وہاں نہیں پہنچ سکتا یا یا بنیان طلسم نے اسکی صورت ظاہر نہیں کی خیر حکیم اخشی جان سے معلوم
ہو جائیگا الغرض تمام دن تو شاہزادہ سیر گنبد گیتی نکامین رہتا تھا اور رات کو ملکہ نو بہار گلشن افروز کے
پاس تشریف لاتا تھا ملکہ نو بہار گلشن افروز ہر شب شاہزادہ سے کتنی کتنی کہیں اب سیر گنبد گیتی نکامین و
کرو کہ ہفت اقلیم کی بھی سیر بخوبی دیکھ لی شاہزادہ جواب دیتا تھا کہ تھوڑے شہر اور باقی ہیں وہ بھی تمام

ہوئے جاتے ہیں اور اس میں قباحت کیا ہو رات کو تو تمہارے پاس پہنچ جاتے ہیں اور اصل میں رات تو تمہاری
 ہو تلو دن سے کیا غرض لہذا تم بالغ میر ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز کشتی تھی کہ میر بخت اقلیم بھی تمام ہو اور آپکا وعدہ
 ختم ہوا اب آپ مرغزار عشرت میں تشریف لیجیے اور وہاں بےش آرام رہتے شاہزادہ نے فرمایا کہ اب دو ہی چار روز کا
 بکھیرا اور ہر پھر تو تم اور ہم تمام عمر جدا ہونگے اگر والدین بھی بیان آگئے تو نہایت مناسب ہو کیونکہ میں انکی زیارت
 کا نہایت مشتاق ہوں علی الخصوص جس وقت سے کہ میں نے عالم مثال میں والدین کو اپنے غم میں از حد ملول دیکھا ہو
 بس دل کو میرے بھی قرار و آرام نہیں ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا غلط ہے یہ بھی میں جناب ظہیر قسطاس الحکمت
 سے ضرور عرض کر دنگی اور بلوا لوں گی جب رات گزر گئی تو صبح کو ابوالحسن جو بہر اور شاہزادہ داخل کشتی گئی نما ہوئے
 اور شاہزادہ نے چند دروازہ دیکھے ان پر پردے پرے تھے شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ پردہ دروازے کس شہزادہ
 سے اعلق رکھتے ہیں حکیم بخشی جان نے نما خود ہاکر دیکھا جو جب شاہزادہ دروازہ کے اندر گیا معلوم ہوا کہ شہزادہ
 ہو اور ملکہ مصورہ بانو امیر جلال الدین کی معشوقہ اور خلیل قومی بازو اور مماثل شاہ وغیرہ اشخاص نظر سے
 گذرے وہاں سے شہر برزخیہ میں آئے عبدالباری نے تلیم سرگزشت امیرزادہ سیف الدین کی بیان
 کی اور ظلم میں ہر ایک ہاکا نشان دیا کہ یہ شہر خنایہ ہو اور موخر شاہ ہو اور یہ ملکہ عقلیہ تنہ خوا میرزادہ
 سیف الدین کی محبوبہ ہو اور یہ ملکہ قمرائے حور بیکر دوسری بی بی امیرزادہ سیف الدین کی ہو اور چل عرب
 ہو اور یہ جاسے وہ ہو چوان امیرزادہ سیف الدین نے اثر دے کو مارا ہو اور یہ حدیقہ العجائب ہو اور یہ سرطون جیہ
 بن بطل شاہ جانی ہو ملکہ امیر سلطان و امیر خلیل کے ظلم کا حال بیان کیا اور حال محمود خراسانی نہیں بیان کیا
 کہ وہ بعد حال ظلم کے بیان کیا جائیگا عبدالباری نے کہا اب اس دروازہ میں تشریف لیجاؤ کہ جو پہلو میں ہو
 شاہزادہ نے پوچھا یہ دروازہ کس ملک کا ہو عبدالباری نے کہا یہاں تمام جہان کے عجائبات کا منہ ہو
 شاہزادہ مع ابوالحسن جوہر کے اس دروازہ میں گیا اب اگر تفصیل سے یہاں کا حال لکھا جائے تو طول ہوگا
 لہذا مختصر بیان ہوتا ہو الغرض شاہزادہ نے اس دروازہ میں قدم رکھا جو عجائبات کے ریح مسکون میں ہیں نظر سے
 گذرے اور عوائق بیان صاحب کتاب حبیب السیر و روضۃ الصفاء و عجائب المخلوقات و
 عجائب البلدان شاہزادہ نے دیکھا اور ترکستان میں ایک پہاڑ بہت بڑا پر فضا تھا اور نیچے اسکے بہت زن
 مرد مع ساز اشطرف کو روانہ تھے شاہزادہ نے عبدالباری سے فرمایا کہ یہ معاملہ کیا ہو بیان کرو عبدالباری
 نے کہا اس شہر یار جو کوئی اُنکے گروہ میں بیمار ہوتا ہو وہ ایسے سامان سے پہاڑ پر جاتا ہو اگر وہاں پہنچتے ہی بارش
 ہوئی تو وہ فوراً تندرست ہو جاتا ہو ورنہ مر جاتا ہو اور آب بارش میں لاش بہ جاتی ہو اور سیاہان تو یہ میں
 ایک سنگ مریخ پر تخت بٹھکا رکھا ہو اور اس تخت پر ایک آدمی بے جان و عریان بیٹھا ہو ہو جو حاجتمند اس سے

حاجت طلب کرتا ہو فوراً برآتی ہو اور نواح مصر میں خلائی غول کا شکار کرتی ہو اور غول وہاں کا زبان انسانی سمجھتا ہو اور ایسے کتا ہو کہ تم دعا کرو کہ بارش ہو اور جو بارش ہوئی تو تمکو قتل کرونگا جب وہ علماء سب دعا کرتے ہیں تو بارش بخوبی ہوتی ہو اور ہندوستان میں بہت بہت پرست ہیں کہ ہر سال عید کرتے ہیں اور سردار قوم خراب پیتا ہو اور پیلیہ تلوار کا سینہ پر رکھ لے اس زور سے دباتا ہو کہ لپشت سے پار ہو جاتا ہو اور اسی حال زخم داری میں حال آئندہ بیان کر دیتا ہو اور جب تلوار نکال لی تو جراح خاک رکھ کر باندھ دیتا ہو پس قدرت خدا سے وہ زخم اچھا ہو جاتا ہو اور ملک چین میں ایک چشمہ ہو کہ ہر مرض کے واسطے مریض کو پانی اس چشمہ کا دیتے ہیں اگر موت اُسکی ہو تو اسی وقت مریض جاتا ہو اور اگر زندگی ہو تو فوراً اچھا ہو جاتا ہو اور بلا و چین میں ایک مکان میں ایک مردہ کھان پڑا رہتا ہو جب کوئی قریب جاتا ہو تو اس زور سے طمانچہ اُسکے گلہ پر مارتا ہو کہ وہ فوراً مریض ہو جاتا ہو اور کوہ ہماوند میں ایک جوف مثل بدر کے ہو جب وہاں خشک سالی ہوتی ہو تو خلعت وہاں جاتی ہو اور اُس شگاف زمین سے جو مثل بدر کے ہو پانی طلب کرتے ہیں پس اُس شگاف سے قدرت خدا سے اس قدر پانی آتا ہو کہ پھر حاجت نہیں رہتی جب کہتے ہیں کہ ہمیں حاجت نہیں ہو تو پانی موقوف ہو جاتا ہو کوہ سراندیب میں حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کی لہائی ستر گز کی ٹھینا ہو اور ہر روز پانی برستا ہو اور مشرق کی طرف ایک جزیرہ ہو واق واق نام وہاں اس قدر سونا پیدا ہوتا ہو کہ برتن کھانے پینے کے بھی سونے کے ہیں اور زیور عورتوں کا جست اور تاجے کا ہوتا ہو پھر اور اہواز کے درمیان ایک چتر ہو کہ اس میں سے ایک آدمی بلند قد نکلتا ہو اور مثل دیو کے ہو اور صدائے بوق و طبل ہر طرف سے آتی ہو مغرب میں ایک موضع کی زمین ہو کہ اس میں مثل گیارہ کے غول پیدا ہوتے ہیں لیکن اُس مقام پر بحیرہ سکندر اور کوئی نہیں گیا ہو ہندوستان میں پہاڑ کے نیچے ایک چشمہ ہو کہ اس میں سے ایک جانور مثل طاووس کے پیدا ہوتا ہو اور جو بچ میں پانی لیکر اور جانوروں کو دیتا ہو حدود مغرب میں ایک جانور ہمیشہ آگے آگے کشتی کے چلتا ہو جب کوئی آفت کشتی پر آنے والی ہوتی ہو وہ جانور چلاتا ہو اہل کشتی ہوشیار ہو جاتے ہیں اور کشتی کو بچاتے ہیں اب شاہزادہ ملک کرمان میں ہو نچا وہاں ایک مینار مع زمینہ دیکھا کہ اکثر آدمی مینار پر جاتے ہیں شاہزادہ نے عبدالباری سے مینار کی کیفیت پوچھی عبدالباری نے کہا یہاں کے لوگوں کو جب جلاب کی حاجت ہوتی ہو پس اس قدر زمینہ ہیں کہ اُس پر چڑھنے سے سب مادہ فاسد نکل جاتا ہو ولایت مرزہ میں ایک جاے دیہی کہ سیاہ پتھر کو آدمی توڑ رہے تھے عبدالباری نے کہا اوی شہر یار یہ پتھر مثل کوئلے کے جلتے ہیں اور رکھ اُسکی کپڑے دھونے میں کام آتی ہو اور دیکھا کہ خط استوا کے نزدیک ایک پہاڑ ہو اور اُس پر مینار کے اوپر ایک غار ہو اور اُس غار میں ایک تصویر جانور کی ہو اور صفحہ میں تصویر کے ایک چیز انجیر کی طرح ہو عبدالباری نے کہا اوی شہر یار یہ انجیر حب پختہ ہونے

میں حسب قاعدہ طلسمی چند جانور پتھر کی صورت وہاں سے منقاروں میں انجیر لاکر اس غار میں جمع کرتے ہیں غلاموں
 انجیر پر سے انجیر لے آتی ہر منارہ ارمن میں دیکھا کہ پانی چشمہ درعہ کا اسٹین سے جاری ہوا اس علامت سے معلوم
 ہوا کہ نخل بیابان میں بھی پھل ہوگا بعد اسکے شاہزادہ بیت المقدس میں آیا اور وہاں سے صحیح البحرین میں پہونچا
 وہاں ایک میل پر زاع سیاہ بنا ہوا ہوا عبد الباری نے کہا یہ میل رات کو مثل شمع کے روشن ہوتا ہوا اور پہلو
 میں میل کے تہا نہ ہوا جس بقدر ہماں شہر میں وارد ہوتے ہیں یہ کو اٹلسمی مثل آدمیوں کے آواز دیتا ہوا کہ تیرا دے
 ہوشیار ہوتے ہیں اور مہانوں کے واسطے سامان مہانی تیار کر لاتے ہیں اسی وجہ سے نام اس تجستان کا
 کنیستہ الغرب ہوا شاہزادہ نے فرمایا کیا قدرت اسکی ہو کہ تیرا نہ میں بھی وہ اپنی قدرت نہائی کرتا عبد الباری
 نے کہا مگر وہ نے بھی چند چیزیں بنوائی تھیں انہیں ایک بطیسی کہ بک کوئی شہر میں مسافر داخل ہوتا تھا تو وہ
 خود بخود ایسی آواز دیتی تھی کہ تمام شہر کو معلوم ہو جاتا تھا کہ کوئی شہر میں آیا اور مسافر خانہ کے لوگ اس مسافر
 کی مہانی کرتے تھے اور ایک طبل تھا کہ جبکہ گھر میں چوری ہوتی تھی وہ ایک ہاتھ طبل پر مارتا تھا اور طبل سے
 آواز پیدا ہوتی تھی کہ فلاں شخص نے مال لیا ہوا اور فلاں جا رہا ہے اور شہر سوم میں ایک آئینہ ہر سال روز جمین
 کو حال آئینہ کی خبر دیتا تھا اور شہر چارم میں ایک حوض تھا اسکے کنارہ پر ٹھرو دربار عام کرتا تھا اور اہل شہر
 کو حکم ہوتا تھا کہ گلاب اور شربت و شراب و غسل و بید مشک پانی میں حوض کے ملا دو اور پھر اپنا پانی جام بھرینے
 کا حکم ہوتا وہ لوگ جام حوض میں سے بھر لیتے تھے جبکہ کہ شہر تھا اسکے جام میں حوض سے شہر ہی آتا تھا اور جو
 گلاب ڈالتا تھا اسکے جام میں گلاب اسی طرح جو چیز کہ حوض میں ڈالتا تھا وہی چیز جام میں اسکے آتی تھی
 پنجم یہ کہ ایک چشمہ تھا اسمین مدعی و مدعا علیہ کو حکم ہوتا تھا کہ تم اپنے پانوں ڈالو جو سچا ہوتا تھا وہ اسی طرح
 رہتا تھا اور جبکہ دعویٰ جھوٹ ہوتا تھا وہ ڈوب جاتا تھا شہر میں ایک چشمہ کے گرد تمام شہر آباد کے نام
 لکھے ہوئے تھے جب کوئی حاکم شہر مژدہ سے بغاوت کرتا تھا اس چشمہ سے پانی روانہ ہوتا تھا یہاں تک کہ اس شہر
 کو غرق آب کر دیتا تھا اور شہر ہفتم میں کہ خاص دارا خلعت مژدہ تھا دروازہ پر بارگاہ کے ایک درخت تھا
 جسقدر خلائی سایہ میں درخت کے چمچ ہوتی تھی سایہ درخت بھی پھیل جاتا تھا چنانچہ جسقدر آدمی ہوتے تھے
 اسی قدر سایہ بھی بڑھتا تھا مگر اس نجیب پر بھی خدا سے انحراف کیا اور حضرت خلیل اللہ کو پیغمبر نہ سمجھا آخر ایک
 پشتہ نے ہلاک کر دیا شاہزادہ وہاں سے حضرت نوح علیہ السلام کی مسجد میں آیا مسجد کے سات دروازے تھے
 اور وہ مسجد کوہ جو دی پر تھی عبد الباری نے کہا یہاں حضرت نوح کا یہ منجرہ ہو کہ جو کوئی مسافر کسی مسافر کا
 کچھ چورانا ہوا پھر اسکو دروازہ معلوم نہیں ہوتا تا وقتیکہ وہ چیز وہاں نہ رکھے الغرض ایسے ہی نقل و کاپا
 کتاب تواریخ میں مندرج ہیں اگر سب ملاحظین تو طول ہوا اور مطلب کتاب کا جانا رہے ہذا موقوف رکھ کے

کچھ حال بحار العظیمہ کا بیان کیا جاتا ہے بعد اسکے حال شاہزادہ کا بیان ہوگا مورخان صاحب تحقیق نے لکھا ہے کہ بحر اعظم پانچ ہین پہلے بحر ہند کہ جو بحر سندھ و بحر فارس اور بحر عمان و بحر چین کے نام سے مشہور ہوتے ہیں اس دریا میں نہر ازخراٹر بڑے بڑے واقع ہیں انہیں ایک ولایت چین دوسرے بحر الشام ہو کہ جسکا بحر الروم و بحر افریقیہ و بحر البیسر بھی نام ہو اس بحر میں دوسو پاس جزیرے معمول ہیں سوم بحر مغرب اس در کو بحر طرائس و بحر طنجہ و بحر الاسود بھی کہتے ہیں بلکہ جزائر خالد و ث اسے بحر کے جزیروں میں داخل ہیں چہاں بحر میطلس جسکا لقب بحر طراوند اور بحر الروس ہے بحر طبرستان کہ جو بحر گیلان اور بحر باب الالباب اور بحر احرار خطاب کیا جاتا ہے اس بحر کے دیہات مدور ہیں اور تمام دریاے عالم سے زیادہ تر خطرناک ہے اور نفط سیاہ و سپید کہ جسکو زبان ہندی میں رال کہتے ہیں اسی دریا کے جزائر میں سے نکلتا ہے اور یہ پانچوں دریا ملے ایک بحر الجور اور بحر اعظم اور بحر اوقیانوس نام ہے یہ تمام دریاے مذکورہ بحر اوقیانوس میں مین شامل ہو جاتے ہیں اور جو دریاے خرد انکی شعبہ ہیں وہ ان ناموں سے مشہور ہیں

بحر تریز	بحر قلزم	بحر فارس	بحر سند	بحر سینیات	بحرات	بحر تربیش	بحر چرمون
بحر اتر	بحر قلیچہ	بحر تبیس	بحر موفون	بحر بطلبہ	بحر اقابہ	بحر شعوبہ	بحر الہند
بحر فرغانہ	بحر آفجی	بحر ترخان	بحر کران	بحر اخلاط	بحر دشت	بحر احس	x

حضرت خضر علیہ السلام سے قعر و عمق دریا میں روایت ہے کہ حضرت نوح کی رسالت کے وقت ایک مرد دریا میں غرق ہوا تھا ابھی تک تین حصہ بھی دریا کے اُسے طوفان میں کیے ہیں ذکر انہار نہایت مختصر بیان ہوتا ہے کہ غار بارون میں بہت گہرے ہیں اور بے شمار ہیں آب باران و آب برف ان غاروں میں داخل ہوتا ہے اور بعد اسکے درہ کوہ سے تھوڑا تھوڑا نکلتا ہے اور اسی سے نہرین ہو جاتی ہیں اور جو خزانہ کوہ میں جمع ہوتا ہے اُسکو اوسال کہتے ہیں اگر اوسال کو قلعہ ہاے پہاڑ سے مدون ملے تو پھر پانی بالکل خشک ہو جائے ورنہ جس طرف پانی نشیب پاتا ہے روان ہوتا ہے اسی وجہ سے بعض نہرین مشرق سے مغرب کو جاری ہیں اور بعض دھن سے شمال کی طرف جاری ہیں نقشہ

نہر امل	نہر آذربا	نہر صفاد	نہر قلم	نہر دیس	نہر طاب	نہر سیر	نہر سوس	نہر دجلہ	نہر اندلس	نہر سلمان
نہر اس	نہر کرد	نہر تبریز	نہر گنگ	نہر مغاب	نہر نیل	نہر چین	نہر روم	نہر یاسین	نہر احمق	نہر زابین
نہر زبدہ	نہر یاسان	نہر الاصاب	نہر بابل	نہر اصفہان	نہر المسج	نہر عبدالرحمن	نہر سائبک	نہر سیح	نہر العلم	x

ذکر العیون یعنی زمین اور مغارات سے چشموں کے برآمد ہونے کی یہ علت ہے کہ زمین کے اندر روزن و شکاف

بیشتر ہوتے ہیں اور وہاں ہوا بھی موجود ہوتی ہے جب پانی ہوا پر غالب آتا ہے ہوا بھی پانی ہو جاتی ہے اگر پانی کو کسی جگہ سے مدد پہنچے اور زمین بھی سخت دنا ہو تو پھر پانی وہاں سے نکلنے کا قصد کرتا ہے اور شگاف کو وہ زمین پر جاری ہوتا ہے جس طرح کہ کنواں کھودا جاتا ہے دوسرے پانی کے گرم ہونے کا ایسا سرا میں یہ سبب ہے کہ جب ہوا سرد ہوتی ہے تو حرارت زمین میں داخل ہوتی ہے اور پانی گرم ہوتا ہے نقشہ تفصیل چشمہ

عین تنہا	عین لاطیف	عین با و بال	عین البحرار	عین بیان	عین دوست	عین ملیط	عین نکلورہ
عین الفلاح	عین البراہیم	عین النجس	عین النعیم	عین الذهب	عین الشمس	عین نسک	x

نوکر جزیرہ یہ ہے کہ رجب مسکون میں جزیرہ ہوا اور جزیرہ آب دو ویران کثرت سے ہیں ان میں بعض میں قوت بشر خداوند کریم نے تقریر فرمائی ہے اور بعض واسطے متافع و فوائد کے مقرر ہونے چنانچہ جہان کی زراعت ہوتی ہے وہ نبی آدم کے کثرت میں آئے اور اکثر زمین پر قوم آتشی کی بود و باش ہو حالانکہ نبی آدم بھی رستے ہیں اور بعض زمین پر کج رہتے ہیں اور بعض جگہ جو کائناتیں وغیرہ ہیں لیکن جو جزائر کہ مشہور ہیں ان کا بیان ہوتا ہے نقشہ انکساریہ

جزائر بادوت	جزیرہ بیضا	جزیرہ الفصہ	جزیرہ زنج	جزیرہ النوان	جزیرہ خارک	جزیرہ کفراب	جزیرہ الفج	جزیرہ ابیرن
جزیرہ شاذن	جزیرہ اسفر	جزیرہ الجرب	جزیرہ افان	جزیرہ الخرقہ	جزیرہ اناس	جزیرہ سنکبان	جزیرہ الغار	جزیرہ الملکیہ
جزیرہ ہاراج	جزیرہ زبرہ	جزیرہ عمان	جزیرہ الرباطی	جزیرہ مائو	جزیرہ سرلہ	جزیرہ قوی	جزیرہ زنگبار	جزیرہ مولن
جزیرہ حیات	جزیرہ موانہ	جزیرہ خوس	جزیرہ طویل	جزیرہ طویل	جزیرہ موساری	جزیرہ اسرس	جزیرہ کوہ	x

اب کچھ پہاڑوں کا حال مختصر بیان ہوتا ہے کہ خلاق عالم نے اس دنیا میں جت بڑے بڑے پہاڑ واسطے فوائد عظیمہ کے پیدا کیے ہیں اول یہ کہ اگر زمین ہوا رہتی تو دریا اس کو غرق کر دیتے اور مخلوق ہلاک ہو جاتی دو م نباتات و معدنیات کے پیدا کرنے کی بھی غرض سے ہیں سوم نبی آدم کو آب شیرین میسر نہ آتا تھا سو جہ سے پہاڑ سر بلند کشیدہ بلند پیدا کیے کہ ان سے آب برت و باران زمین پر جاری ہو اور انسان اور حیوان سیراب ہوں اور جو پانی غار میں پہاڑ کے جمع ہوتا ہے اس سے معدنیات پیدا ہوتے ہیں بان خیال یہاں تک کام کرتا ہے ورنہ اسے مصالح وہی جانے الغرض شاہزادہ دوسرے روز باب الصیاری میں مع ابو الحسن جو ہر داخل ہوا اور تا شام بیابان مغرب اور بیابان قصردامون و بیابان حجاز و بیابان فلسطین و بیابان صغیر و بیابان کیود و بیابان گوہر کا روئے شاہد و یکسا اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس تشریف لایا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا نہیں معذرت ہو اس

فقیر کبخت نے کیسا سبق پڑھایا اور افسون کیا ہو کہ تلو سوائے بادیر پھائی کے اور دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہو شاہزادہ نے فرمایا اور روز کی سیر اس گنبد گیتی نما کی باقی ہو پھر میں تمھاری خدمت میں تمام عمر عیش و آرام سے رہونگا ہر چند شاہزادہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کی تسلی کرتا جاتا تھا لیکن طبیعت خود بخود تعلقات طبعی سے ہر روز برخاستہ ہوتی جاتی تھی اور عجیب عجیب خیالات دل میں پیدا ہوتے تھے آخر ابو الحسن جو ہر سے فرمایا ای برادر اس روز شاہ ارشاد دے سے فرمایا تھا کہ گنبد گیتی نما دروازہ مقصود تمھارا ہو شاید وہ مقصد ملکہ نو بہار گلشن افروز کی خلوت صحیح سے مراد ہو یا شاید سعادت قدسوس والہین سے مراد ہو سوزیارت والدین عالم مثال میں بیسر آپکی یہ بھی اسکا شکر ہو یقین ہو کہ اب بعد انتقام سیر گنبد گیتی نما وصل حقیقی ملکہ نو بہار گلشن افروز سے بھی بہرہ مند ہو جائوں ابو الحسن جو ہر نے کہا پیر و مرشد میرا دل گواہی نہیں دیتا آپ ارشاد فرمائے ہیں بلکہ یقین ہو کہ کوئی مطلب تازہ ہر آئے اور وقت اسکا قریب تر آیا ہو الفرض اتالیقین روز شاہزادہ نے ابو الحسن جو ہر سے فرمایا کہ دروز چالیس روز کے وعدہ میں باقی ہیں تم ایک طرف جاؤ اور میں ایک سمت جاتا ہوں غرض شاہزادہ روانہ ہوا خدا کی قدرت سے اس روز شاہزادہ کو سوائے بیابان گردی اور صحرا نوردی کے اور کوئی سیر نظر نہ آئی مگر ابو الحسن جو ہر نے ایک دروازہ باپردہ نرنگار دیکھا اور اس پر یہ عبارت بخط جلی لکھی دیکھی سبحان من جعل الشمس سلطان النجوم والشمس حسن الفنون العلی و رفیع الجبال الاعلی والذی خلق الفردوس خیر الجنان ابو الحسن جو ہر نے جو عبارت مسجع دیکھی عبدالبہاری سے پوچھا ای برادر یہ دروازہ کس شہر کا ہو عبدالبہاری موکل نے کہا حال اس دروازہ کا بعد داخل ہونے کے معلوم ہوگا جب ابو الحسن جو ہر دروازہ میں گیا بعد چند قدم ایک کوہ عظیم الشان نظر آیا اور اسکی چوٹی پر ایک قصر سبز رنگ بنا ہوا ایسا خوش آب و تاب تھا کہ گنبد گیتی نما کی آنکھوں میں کھپی جاتی تھی اور اسکی یاقوت نگار قتبہ مثل انتخاب جہان تاب کے چمکتے تھے ابو الحسن جو ہر اس پہاڑ کے دامنہ میں پہنچا دیکھا کہ وہ کوہ جبل اعلیٰ ہو اور جشن نوروزی وہاں برپا ہو اور خلق کا اثر و دام ہو اور ابو عاشر دایہ عالم دونوں بھائی ایک تخت پر جلوہ گر ہیں اور ملکہ شمسہ تاجدار بھی کرسی زرنگار و مرصع کار پر جلوہ فرما ہو اور پادری ایدروس بھی بدستور خلایق کو افہام و تفہیم کر رہا ہو لیکن بہ نسبت سابق خلایق کم ہو ابو الحسن جو ہر نے دل میں کہا سبحان اللہ یہ مکان گویا بہشت اقلیم سے علیحدہ ہو داخل اقلیم نہیں ہو کیونکہ تمام اقلیم میں سیر کی لیکن اسی کو نہیں دیکھا اور آج یوم نوروز بھی نہیں کیا معنی کہ آفتاب برج حمل میں نہیں ہو پھر بیان مجمع کیوں ہو آخر ابو الحسن جو ہر نے عبدالبہاری موکل سے پوچھا کہ یہ کون مکان ہو اور یہاں مجمع خلایق کیسا ہو عبدالبہاری نے کہا



این مکان طرفہ مکان ست تو ہم میدانی
از پے گوهر مقصود بہرین بر طرفی

این چه محتاج بیان ست تو ہم میدانی
چشم ترنس نگران ست تو ہم میدانی

ابو الحسن جو ہر مقام روز اس گروہ خلایق کا تماشہ دیکھتا رہا اور ہر مرتبہ ہی خیال دل میں آتا تھا کہ آیات و زمین
اور پردین اس مجمع نور و زمین آگے تھے اور چار گھڑی دن باقی رہے سب شفرق ہو گئے تھے آج عجیب اتفاق ہوا
کہ انتخاب قریب غروب پہونچا اور مجمع ختم نہیں ہوا یا یہ کہ عالم المثال میں ہی قاعدہ ہو عبدا لہاری نے کہا
اے ابو الحسن جو ہر اب وقت تنگ ہو جلد بیان سے چلو ابو الحسن جو ہر مجبوری وہاں سے روانہ ہوا اور
دل میں کہتا تھا تجب ہو کہ شاہزادہ مغیر الدین سودا کے عشق میں ملکہ شمسہ تاجدار کے ملک افریقہ سے
مکلا اور اب بسبب کیفیت ظہم کے ملکہ شمسہ تاجدار کا بھی نام ہی زبان پر نہیں آتا اسقدر ظلم میں گرفتار

ہو مگر میرے دل سے معاملہ طلسم کیوں فروگذاشت ہو گیا وہ کیا صنعت حکیم عالی منزلت ہو کہ سبکی تاثیر سے آدمی کا
دُنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی اسی کا نام طلسم ہو خراب شاہزادہ کو حال ملکہ شمسہ تاجدار اور جیل اعلیٰ سے اطلاع
کرمین و کمین ہماری یاد دہی سے کسی قدر یاد کرتا ہو یا نہیں اور قول شاہ ارشاد بھی کسی قدر سچا اور حکیم تھا کہ جو کہ
وہی ظہور میں آیا مطلق فرق نہوا قصہ مختصر جب ابوالحسن جو ہر گنبد گیتی نمایاں آیا شاہزادہ حکیم بخشی جان سے
کہ رہا تھا کہ آج کوئی تاشاد و لحسپ ہو کو نظر نہ آیا تمام روز ناحق خراب و خستہ صحرانوروی ہوئی حکیم بخشی جان
نے کہا خاطر جمع رکھو نقیبن ہو آج ابوالحسن جو ہر نے تمھارے حصہ کا بھی تاشاد دیکھا ہو گا جب ابوالحسن جو ہر
کی زبان سے سیر آج کی سن لو گے تو پھر تمھاری خستگی تمام دور ہو جائیگی اور اب چالیس روز وعدہ کے ہم
افضل خدا پورے ہو گئے یکایک سامنے سے ابوالحسن جو ہر بھی نمودار ہوا اور شاہزادہ کے پاس بیٹھ گ
شاہزادہ نے فرمایا او برادر ہم تو آج نہایت خراب رہے کہو تم پر آج کیا گزری ابوالحسن جو ہر
کہا پیر و مرشد آج وعدہ میں سے ایک روز ادھر باقی رہا ہو حکیم بخشی جان نے فرمایا وہ بھی کل ہو جائیگا صبح
اور سیر آخری گنبد گیتی نما دیکھو شاہزادہ حکیم بخشی جان سے رخصت ہوا ابوالحسن جو ہر کو ساتھ لے ملکہ
نوبہار گلشن افرورز کے پاس آیا ابوالحسن جو ہر نے راہ میں تمام سرگزشت اپنے سیر کی بیان کی بس حضور
وہ سرگزشت کیا تھی گویا ایک افسون زبردست تھا کہ تیرے نام ملکہ شمسہ تاجدار اور حال قریہ فردوس
کے شاہزادہ کو ایسا صدیہ سخت ہوا کہ قریب تھا کہ غش آ جائے بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور آنکھوں میں
آنسو بھر آئے ابوالحسن جو ہر سے پوچھا او برادر و ملا قدر میں کس بلا نے ناگمانی و آفات ساوی میں گرفتار
ہو گیا تھا کہ مجھ کو مطلق ملکہ شمسہ تاجدار کا خیال بھی نہیں رہا و اللہ شاہ ارشاد نے اسی جیل اعلیٰ کو ہماری منزل مقصد
بتایا تھا سبحان اللہ عجب تاثیر طلسم ہو کہ یہ طلسم محبت پر بھی غالب ہو گیا وہ ملکہ شمسہ تاجدار کہ جسکے ہر موئے تن
سے میری جان فدا و قربان تھی اور کین محض اُسی کے سوداے عشق میں آوارہ جہان ہوا اور پھر اُسی کو ایسا محو
کہ کبھی خیال بھی نہ آیا یا وہ قریہ عجب کی بات ہو کہ باوجود اس امر کے بھی ملکہ نوبہار گلشن افرورز کی محبت سے
دل سے کم نہیں ہوئی اور اُسکی مفارقت کو ہرگز دل گوارہ نہیں کرتا لیکن کیا کروں مجبور ہوں اب میں ضرور تمھارے
ساتھ جیل کے عالم مثال میں ملکہ شمسہ تاجدار کے جمال جہان آرا کی زیارت کرونگا ابوالحسن جو ہر نے کہا حصہ
آجکی سیر سیر تھی کہ ایک قدرت خدا نظر آتی تھی شاہزادہ نے فرمایا کہ کیا کل روز نوروز تھا جو تم نے ایسی کیفیت مشاہدہ
ابوالحسن جو ہر نے کہا یہی تو مجھے بھی حیرت ہو کہ غلات روز جمع غلایق کا ہونا خدا جانے اس میں کیا اسرار ہو شاہ
نے فرمایا کہ خیر جس طرح سے ہو سیر جیل اعلیٰ ضرور ہو ابوالحسن جو ہر نے کہا اب حضور کو معلوم ہوا ہو گا کہ شاہ
نے کیا کیا تھا شاہزادہ نے فرمایا بیشک وہ فقیر یادہ کو نہیں تھا جو کچھ کہا سچ کہا ابوالحسن جو ہر نے کہا

حال حضور ملکہ نو بہار گلشن افروز سے نہ ارشاد فرمائیے گا درہ غضب ہو جائیگا اپنی تو کیا اسکی جان کچی دشوار ہو جائیگی شاہزادہ نے فرمایا سادہ اللہ میں کیا ایسا و لو انہ ہوں کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو اس قسم سے آگاہ کروں گا مجھے بعد ملکہ شمسہ تاجدار کے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی بھی خاطر منظور ہو کہ میرا حال اسکے فراق میں اس طرح قیاس کرنا چاہیے

چون ماہی ضعیف کا افتد در آب تند | اور عین اختیار مرا اختیار نیست

بعد اس گفتار کے شاہزادہ ادراہو الحسن جو ہر محل محل ہوئے ملکہ نو بہار گلشن افروز کا بیان ایسا حال متغیر دیکھا کہ جبکہ بیان نہیں شاہزادہ بعد نماز عشا خواہ گاہ میں تشریف لایا ملکہ نو بہار گلشن افروز بھی شاہزادہ کے پاس آئی اور بوجھا فرمائیے آج کیا سیر کیتی شاہزادہ نے فرمایا آج بجز بیابان و صحرا کے کچھ نہیں دیکھا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا الحمد للہ کہ کوئی مقام گنبد کیتی نہ آیا نہ ہوگا کہ جہاں آپ نہ تشریف لے گئے ہوں اور آپ نے نہ ملاحظہ فرمایا ہوگا اور چالیس روز بھی گزر گئے وعدہ ختم ہوا اب مرغزار عشرت میں تشریف لے چلے شاہزادہ نے فرمایا کل روز آخر گنبد کیتی نہ آئی سیر کا ہو بعد اسکے جو فرماؤ گی وہ کیا جائیگا اب خود بخود دل ملکہ نو بہار گلشن افروز کا ایسا بیقرار ہوا کہ جبکہ بیان نہیں اور آئینہ ہر وقت آنکھوں سے جاری ہونے لگے جب آدھی رات گزری شاہزادہ نے ادراہو الحسن جو ہر کو پاؤں فرمایا اور نگاہ میں فرمایا کہ بغیر تھکے کہیں میرا دل نہ لگے لگا اور مجھے کوئی لطف نہ ملے گا اور تمہارا ساتھ جانا خلاف حکم حکیم اشقی جان ہوا سو اسے کہ تم ایک مرتبہ واپس ہو آئے ہو ادراہو الحسن جو ہر نے کہا پیر و مرشد یہ قید تو گنبد کیتی نہ آئی ہو اور میں تو بالکل بے یار و مدد ہوں آئینہ بیشک کوئی فساد پیدا ہوگا خیر جو ہر نے فرمایا بولا ہر چند کہ کیونکر ہو و ہر جہاں مصائب طلسمی آٹھائے ہیں یہ بھی گوارا کرے گا ادراہو الحسن جو ہر نے کہا میں روزانہ تک تو حضور کے ہمراہ ضرور ہی جاؤں گا آپ تنہا دروازہ کے اندر تشریف لیجائیے گا شاہزادہ نے فرمایا جیسے تمہارا جانا منظور نہیں ہو اگر میں کسی بلا سے تازہ بین گرفتار ہو گیا تو پھر تم کو کہاں پاؤں گا اور شاید بقول حکیم اشقی جان کے واپس سے پھر نا نصیب نہوا تو ضرور ہوگا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز سے مع درمان طلسم کے رخصت ہونا واجب ہی نہیں ملکہ نو بہار گلشن افروز کے حال پر نہایت تاسف کرنا چاہیے کہ خدا جلنے میری جائی میں اسکا کیا حال ہوگا مگر مجبور ہوں کہ محبت ملکہ شمسہ تاجدار سے اختیار اپنی طرف تشش کرتی ہو اور جب ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کی محبت کو میں مقابل کرتا ہوں و اللہ اصل و نقل کا فرق معلوم ہوتا ہو ادراہو الحسن جو ہر نے کہا حضور فدوسی نے ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نو بہار گلشن افروز دونوں کو ایک ہی صورت و شہادت کا دیکھا بعدہ شاہزادہ محل سے برآمد ہوا اور رفقاے طلسم کو بلایا حفیظ ثر یا مکان اور احمد و صفرو وغیرہ حاضر ہوئے اور رسم قدیمہی بجالائے لیکن اسوقت جو انسان

یادہ نیرادشا ہزاوہ کو دیکھتا تھا بے اختیار چشم پر آب ہوتا تھا بعد اسکے خوان جو اہرات گران ہا طلب خراسے نہ را اشیائے مملو حاضر ہوئیں شاہزادہ نے غلے قدر مراتب ہر ایک زمین کو خلعت و نعمت سے سرفراز فرمایا پس پھر تو صدائے الفراق الوداع ہر طرف سے بلند ہوئی بعد ازاں ہرام و حفیظ نثر یا مکان نے عرض کیا کہ اس سچ و طلال و قلع کو ہم نہیں جانتے کہ کیا رمز ہی بظاہر کیجیے ثبوت نہیں ہوتا سوائے اسکے کہ شاید کوئی مصیبت سخت ہم پر آنے والی ہو شاہزادہ نے فرمایا: امیر شہر فی محل صبح کو ظاہر ہو جائیگا مگر ہاں کوئی امر ہمتا رہے طلال و صدمہ کا طرز دور ہو در نہ ملکہ نو بہار گلشن افروز سیر کشید گشتی نما سے منع نہ کرنی اگر کل میں آگیا تو غیر اور جو موافق ملکہ نو بہار گلشن افروز کے کسی بلائے تارہ میر گرفتار ہو گیا تو میرے حق میں تم لوگ دعاے خیر کرنا اس بیان جگر تراش شاہزادہ سے تمام حاضرین دربار جلا کر دروستے روئے کہ آد از گریہ و زاری کی محل خاص میں پہنچی یکا یک اندر محل سے بھی ایک شور و محشر برپا ہو گیا ابوالحسن اور شاہزادہ بتیا باہر محل میں آنے دیکھا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز اور نادارہ رازدار اور منطقہ زرین گمر وغیرہ چار رہنما خواتین مع اشان ویر زیاد ایک جامعہ ہیں اور ہر ایک کے آگے جام زہر ملا ل رکھا ہو اور بے اختیار رو رہی ہیں



شاہزادہ نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے فرمایا کہ ای ملکہ آفاق یہ کیا سامان مرگ پیش از مرگ عیا کر رکھا ہو ما نو بہار گلشن افروز نے وفور گریہ سے شاہزادہ کی بات کا جواب نہ دیا مگر منطقہ زرین گمر اور نادارہ رازدارہ کہا ای شہریار اس وقت ملکہ نو بہار گلشن افروز کی جو روتے روتے آنکھیں چھپکی تو دیکھا کہ ایک گویہر گران ہا میرب ہاتھ میں ہو اور میں اُس گویہر کو اپنی جان سے زیادہ عزیز تر رکھتی ہوں یکا یک وہ گویہر میرے ہاتھ سے جاتا رہا اور

گم ہونے کا ایسا صدمہ سخت میرے قلب و فکر پر ہوا کہ میں قریب مرگ ہو گئی ہوں اسی حالت میں بھر دیکھا کہ کوئی شخص وہی گوہر مثل پارہ ول کے مجھے دوسرے دکھاتا ہو میں نے کہا اس شخص پر گوہر میرا ہوا ہے جو ابے یا کہ توفیق صاحب کے مجھے بھجائے گا میں نے قسمہ کیا کہ زبردستی اپنا گوہر اس سے لیلوں کہ ہنکھ کھل گئی تا وہ راز دار نے کہا اس شہر یا رکنیز نے یہ خواب دیکھا کہ ایک انگوٹھی حکیم قسطاس الحکمت نے مجھے عنایت فرمائی تو اور میں وہ انگوٹھی اپنی جان سے زیادہ دوست رکھتی ہوں قضا را وہ انگوٹھی میرے پاس سے غائب ہو گئی اور سب نے کہا کہ ہتھ پٹی ہی دیکھا کہ گویا ایک ایک حجرہ ہم لوگوں کا جدا جدا ہو اور ایک مکان تو اس میں روشنی شبنم وغیرہ کی از حد جو اور ایسی روشنی تیز ہو کہ انکی ضیاء سے ہمارے حجرے بھی روشن ہیں تاکہ غیب سے کچھ ایسا معلوم ہوا کہ کوئی روشنی نے گیا بس اسی روشنی کا غائب ہونا تھا کہ ہمارے حجرے بالکل بے نور محض ہوئے ملکہ قہر اے حور پیکر اور خوش نواز یری کر اولیں نوجوان اور بدو عالم مجسم کی متشوقین ہیں انھوں نے اپنے خواب کی کیفیت سب سے زیادہ بیان کی شاہزادہ نے ابو الحسن جوہر سے فرمایا اے برادر تھے بھی خواب ان عورتوں کا کتاب کیا تیرا ہو گیا ہے

طوفان شرارت و غنا سے ستا | ہر کہ بینی مہر شمسو دے ستا | کل نام شدہ این فضا نیست | اگرچہ ہر یک بخت نوبی است |
شاہزادہ نے ملکہ نو بہار گلشن افروز کو سینہ سے لگایا اور کہا کہ مجھے جو خواب دیکھلے یہ جام ہزار سال سے رکھ لیے ہیں آخر اس سے کیا فائدہ اور تبیر ان خوابوں کی کیا ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اس طرح کے خواب کی بجز اسکے کہ اللہ تعالیٰ کو ہم تم بہر ہو گئے اور پھر تمہاری مفارقت میں زندہ رہے نہ رہے اگر تو ہماری خاطر غریزہ تو پر سے خدا سیر گنبد گیتی تھا موقوف رکھو اور اوپر حال زار ہم صلیبت زدگان را وہی محبت کے رحم کر دو ورنہ اس نہر سے ہوا منع ملکہ شمعوت انچہ حق بود کہ تم تمام یہ تو دانی و گر بعد ازین واسطہ یہ کہنے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے وہ نام زہر اٹھایا اور لب شیرین سے اپنے لگا لیا اور وہ جارون ہزار عورتیں بھی موجود مرگ پر ہو گئیں شاہزادہ نے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے ہاتھ سے وہ جام زہر لیلیا اور دل میں کہا کہ بھان اشد یہ وہی ملکہ نو بہار گلشن افروز ہو جسے عشق میں آوارہ صحرا صحران کوہ بکودہ پھرا ہوں اور وہ اب میری جدائی میں اپنی زندگی سے ہزار بار خوش ہزار بار اذرا ح سے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی شاہزادہ مغالین نے دھیمی کی اور شفقی فرمائی لیکن کچھ مؤثر نہ ہوئی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا

یا در فراق در رہ جان چہ بے | یا بر مراد بر سر گردون نیم سر | یا ازل تو قند بکر نصیب است | یا زہر شد بخت یا قصہ محقر |
شاہزادہ نے کہا جو کچھ تم کہو وہ زیبا ہو لیکن جو امر واقعی ہو وہ بیان کرو کہ تم کو کیا منظور ہو دوسرے بھی لازم ہیں جو کہ سطرچ کی تعبیر خواب تم تصور کرو وہی ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا یہ خواب خیالی نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک شخص نے میں متعدد اشخاصوں نے دیکھے شاہزادہ نے فرمایا کہ بالفرض اگر یہ خواب جیسے کہ تم نے دیکھے ہی اسکی

تعبیر ہو تو بھی ابھی غمور اسکا نہیں ہو سکتا پھر کیوں مضطر و پریشان ہوتی ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اگر ہمارے قول کا تکیا اعتبار نہیں ہو چند روز صبر کرو میں تادیرہ راز دار کو جناب حکیم صاحب کی خدمت میں روانہ کرتی ہوں اور خواب بھی کہلائے بھیجتی ہوں جیادہ ارشاد فرمائیں تم عمل میں لاؤ کیونکہ انکا فرمانا تو ایسا نہیں کہ جو کوئی نہ مانے شاہزادہ نے فرمایا جواب آنے میں کس قدر عرصہ ہو گا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا ایک ہفتہ کا شاہزادہ فرمایا صبح کو ضرور گنبد گیتی نما میں جاؤنگا کہ آج آخرون ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اگر چالیس روز میں ایک روز سیر گنبد گیتی نما کر دو تو کوئی مضائقہ نہیں ہو علاوہ اسکے کوئی سیر و تماشا ایسا باقی نہیں ہو کہ جو کہل کی نظر ان سے نہ گذرا ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ ایک دروازہ پردہ دار باقی ہو بظاہر اس میں تمام عالم سے زیادہ کیفیت ہو کیونکہ اس دروازہ کا پردہ نہایت پر تکلف ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا بقول سعدی

اہل قامت خوش کہ زیر چادر باشد | چون باز کنند مادر مادر باشد

میاختہ یہ شعر ملکہ نو بہار گلشن افروز کی زبان سے نکل گیا ابوالحسن جو ہر اس لطیفہ پر خوب ہنسا اور شاہزادہ سے اشارتاً کہا آپ نے ملاحظہ فرمایا کیا جربہ لطیفہ ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ بہ شوخ طبع ہر ہر وقت لطائف زبان پر جاری رہتے ہیں پھر شاہزادہ نے فرمایا اسی ملکہ آفاق تمھارے خواب میں عروج ہو اور کل کی سیر گنبد گیتی نما ہو سکتی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اگر یہ قصد مصمم ہو تو پھر آپ کو اپنے فعل کا اختیار ہوگا اپنے فعل کا میں تو تم سے مزاحم ہو ہی نہیں سکتی پھر تم کیوں مزاحمت کرتے ہو کس واسطے کہ میری غایت یہ ہو کہ جو کچھ ہونے والا ہو وہ تمھارے سامنے ہو جائے تاکہ نصرت میرا انجام بخیر ہو شاہزادہ نے دل میں کہا کہ اب کیا کیا جاوے کوئی صورت جان بری کی معلوم نہیں ہوتی آخر کہا اچھا او ملکہ تم ناحق پریشان ہوتی ہو اور مجھ کو بھی حیران کرتی ہو حسب معمول شام کو پھر تمھارے پاس آؤنگا اور ان خوابوں کی تعبیر معقول و دونگا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں جناب عالی جو کچھ کہ ہونا ہو وہ اسی سیر میں تو ہوگا یہ بیفائدہ آپ دنیا سازی کی باتیں کہ ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ امر جدا گانہ ہو خواہ مخواہ جو خیال طبیعت میں آگیا پھر کسی طرح وہ دفع نہیں ہوتا نو بہار گلشن افروز نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں ہر چند میں کہتی ہوں کہ ایک دن کی سیر گنبد گیتی نما کی موقع نہ کر دیجیے وہ جو خیال دل میں سا گیا ہو کسی طرح نہیں جاتا خیر اب بے وجہ طول دینے سے کیا فائدہ اگر آپ کو منظور ہو اتنی باقی ماندہ رات میں میری زینت کا بندوبست کر دیجیے ورنہ تم اوپر سیر گنبد گیتی نما کو روانہ ہوئے اور میں اپنا غائب کیا شاہزادہ جب ہو رہا ابوالحسن جو ہر نے کہا او ملکہ عالم حکیم بخشی جان حکیم قاسم حکمت کا شاہ رشید موجود ہو چلے حکیم بخشی جان سے تعبیر خواب کی دریافت کیجیے وہ تعبیر معقول دینگے ملکہ نو بہار گلشن افروز شاہزادہ معزالدین دونوں کو یہ رائے پسند آئی اور ابوالحسن جو ہر اور شاہزادہ راز دار اسی وقت رات

اس فراق کی صیبت طے ہے	وسے وصال کی سرت جان بہت	نتوان کر دیچارہ تقدیر	ہر سچے سودم نہ دار و این تدبیر
-----------------------	-------------------------	-----------------------	--------------------------------

از تو ناچار چون جدا گشتم	بمستم و در مبتلا گشتم	بجذمت سپارمت ناچار	کہ بماند ز لطف دیگر بار
گر گرفت مرا امان بخشید	بعد چل سال باز خواهم دید	وگر از دست ہجر تو مردم	بہجوجل از غم تو افسردم
	روز محشر بگیرست دامن	داد خود را ستا بم از دامن	

اوی شہر یار و اورس مظلومان و شکنین وہ مجبوران و پشت و پناہ مجبوران اب یقین کامل ہو گیا کہ رنج فرقت و صدمہ ہما جرت ہو کر ضرور منتہ و کلا میگا اور حکم دم زدن نہیں ہو گا افسوس ہزار افسوس ۵

نہ تھا سحاوم الفت میں کہ غم کھانا بھی ہوتا ہو	بگر کی بیکی اور دل کا گھبرا نا بھی ہوتا ہو
سکنا آہ کرنا اشک بھرنا نا بھی ہوتا ہو	تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا نا بھی ہوتا ہو
یکے پر اپنے پھر آپہی کو دکھ پانا نا بھی ہوتا ہو	کف افسوس کو ملل کے بچھٹا نا بھی ہوتا ہو
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را	نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

اوی شاہزادہ عالم و اللہ سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئی مگر کیا چارہ ہو بجز اسکے کہ تہہ درویش بر جان درویش اور ہر خطہ اسکے افسوس ہو کہ اس چنچ ناہنجار و فلک جفا کار نے بجز رنج و غم کے کوئی روز خوش نہ دکھلایا کہ جسکا ایسا انتقام جانور مجسمہ جان سے لیا ہر حال پروردگار لایزال تا صدوسی سال تک سلامت باکرامت رکھے مگر میں ناشاد و نا مراد بختارے سر مبارک پر تصدق ہوئی اور ہر چند کہ مجھے صد ہا حسین و خوبصورت نازنین خدمت میں حاضر رہی مگر افسوس ہزار افسوس کہ راہ و رسم محبت و الفت میں یہ جان پر حسرت و ارمان میری مفت تلف ہوئی اور کوئی حسرت ولی نہ نکلی خدا جانے مجھ نا توان کو کیا خیال تھا اور اب کیا ہو گیا مگر اوی شاہزادہ عالی و قار چونکہ میرا بھی حق خدمت تہہ ہو لہذا اسکے عوض میں امید وار ہوں کہ نجم گرفتار الم مفارقت و مبتلا سے رنج و ہما جرت کو دل سے فراموش نہ فرمائیے گا بخداوند قہار اس نو بہار کا خیال ضرور رکھے گا اگر تا تشریف آوری آپکے زندہ رہی تو حضور میں حاضر ہو گئی اور اگر جان بحق تسلیم ہوئی تو اب فاقہ سے محروم نہ رکھے گا اوزین نے خون ناحق اپنا بجان و دل نکلو بخشا اور جو تکلیف کہ آپکو میری ذات سے پہنچی ہو اُسے آپ بھی بصدق دل معاف فرمائیے کہ میں نادانستہ محض عقی مجھکو نہ معلوم تھا کہ عمر طلسم کی ایسی قلیل و بنے بنیاد ہو اور جو امر کہ باعث شدا ید آپ کے ہوئے یہ امور تقدیری و تاثیرات طلسم سے ہوئے شاہزادہ نے فرمایا اوی ملکہ نو بہار گلشن افروز یہ بختار بیان ہو کہ ایک مرتبہ بجز خورش ہو کہ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کیے دیتا ہو اور گیتوشن ہوا جاتا ہو خداوند کریم وہ روزید مجھکو نصیب نہ کرے کہ میں نے تمہارے اس دارنا پیدار میں بادل داغ دار و سینہ نگار زندہ رہوں اب جو عالم رویا میں دیکھا ہو بیان کرو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جو خواب شب کو دیکھا تھا بیان کیا شاہزادہ نے سنا کہ ہمارے اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کے بعد چالیس سال طلسم کے ملاقات ہوگی دل میں کہا وہ لطف ملاقات تو اب ہو کہ چندہ برس کا سن ہو اور جب چالیس برس اور گذرے

بہن بھیس کے سن بن ملاقات ہوگی تو ایسی ملاقات کا ہونا نہ ہونا برابر ہو جائے انشا اگر نسل زلیخا کے قدرت نمائی کرے تو کیا مضائقہ یہ امر حکیم صاحب سے ضرور گزارش کرنے کا ہے بعد اسکے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے فرمایا اے آرام جان تم کیوں ناحق ایسے ایسے خیالات طبیعت سے پیدا کر کے ہلاک ہوئی جاتی ہو میں اگر خدا نے چاہا تو حسب معمول شام کو پھر تمھارے پاس آؤنگی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اس کو نیا سازی سے آپ کی میری نفسی خاطر نہیں ہوتی یہ میرے دل پر نقش کا حجر ہو گیا ہے کہ تم ضرور صبح کو واسطے سیر کھینچتی تھاکے جاؤ گے پھر تلو میں نہیں جاؤنگی قطع

گو ہم افسے بعد ازین اگر تلخ ج سزمین
اما غم مندوی بسوسے کھینچ گیتی

اما شک بد امان رسد از چشم تر من
بشکست ز بار غم ہم بجران کر من

الغرض ہر چند کہ شاہزادہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو سمجھانا تھا لیکن ملکہ نو بہار گلشن افروز کو کسی طرح قرار دیا کہ نہ بٹھا اور نہ کھتی تھی شعیر

از سر بالین من برخیز اگر نادان طیب
درد مند عشق را در درج ویدانیت

انقص وہ رات تمام ہوئی اور اٹھا صبح نیامت نمایان ہوئے جنوز شاہزادہ نے عام کھینچ گیتی نماز کیا تھا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز نے خواصوں کو اشارہ کیا خواصوں نے نشستیاں سامنے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے حاضر بنیں جب کشتی پوش آئے تو دیکھا کہ لباساے زرد متعدد کشتیوں میں چنے ہوئے ہیں پہلے خود ملکہ نو بہار گلشن افروز نے لباس زرد زیبہم کیا بعد ازاں ایک ایک جوڑا تمام خواتین محل کو دمٹ ہوا شاہزادہ نے ملکہ نو بہار گلشن افروز سے زرد پوشی کی وجہ پوچھی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ ایک روز تم میرے سواے عشق میں سیاہ پوش ہوئے تھے آج میں تمھارے الم مفارقت میں لباس زرد مائی پستی ہوں شاہزادہ نے فرمایا کہ تم مصیبت زرد لباس کی پوچھتے ہیں ناوہہ راز دار نے کہا اے شاہزادہ والا تبار ظلم میں یہ رسم قدیم سے چلی آتی ہے کہ جو عورت کا مرد مر جاتا ہو تو اہل ظلم اسکے غم میں سبز پوش ہوتے ہیں اور عالم مفارقت و جدائی میں لباس زرد پہنتے ہیں اس واسطے کہ اہل ظلم اس مفارقت کو زیادہ مرگ سے جانتے ہیں بعد اسکے تمام زنان اس آواز درو نکستہ رو میں کہ تمام محل با تم سرا ہو گیا یکا یک شاہزادہ محل سے برآمد ہوا اور ابو الحسن جو ہر سے فرمایا اے برادر اب جلد چلو کہ حال میرا اچھا نہیں ہے ابو الحسن جو ہر نے کہا حکیم آخشی جان نے فرمایا ہے کہ چار شنبہ کو ساعت زہرہ عصر کے وقت ہوگی بس اسوقت داخل ہو جیے گا شاہزادہ دیوان عام میں گیا اور سب کو یہاں بھی زرد پوش پایا شاہزادہ نے حقیقت فرمایا مکان سے پوچھا کہ تم نے زرد پوشاک کیوں پہنی حقیقت فرمایا مکان نے بچشم پر آب عرض کیا پیر و مرشد کو حقیقت معلوم ہو گیا کہ صدر مفارقت و ہجرت حضور میں مبتلا ہو گئے لہذا یوم الوداع سے زرد پوش ہونا ضرور ہے اور سب شاہزادہ کو دیکھتے تھے اور روتے تھے شاہزادہ کو اپنے رفتا کی گریہ و زاری اور تمام لوگوں کی آہ بیکاری سے کمال پریشانی ہوئی آخر محل میں پھر تشریف لایا یہاں بھی

ہری شور برپا تھا بلکہ تمام شہر میں ایک قیامت کبرے برپا تھی حفیظ فرمایا مکان اور بہرام سخی کلاہ و اصغر بن طائی شاہ و احمر نو جوان و شاہزادہ مشتری طلعت دروازہ محل سے اعلیٰ مرتبت پر حاضر ہوئے اور انھوں نے اپنی اپنی بی بیوں سے بلا کر کہا کہ تم ہماری طرف سے ملکہ نو بہار گلشن افرورز کی خدمت میں دست بستہ جا کر عرض کرو کہ برائے خدا کوئی تدبیر ایسی فرمائیے کہ شاہزادہ آج گنبد گیتی نما میں تشریف نہ لپھائے اور اس گریہ و بکا کو موقوف فرمائیے کیونکہ شاہزادہ بنائیت پریشان ہو رہا ہے انھوں نے ان لوگوں کا پیام ملکہ نو بہار گلشن افرورز کی خدمت میں جا کر عرض کیا ملکہ نو بہار گلشن افرورز نے فرمایا کہ میری طرف سے جا کر آنے کہو کہ میں جیسے ہی پیام کھلا بھیجا چاہتی تھی تم نے خود کہا اور خواتین محل کو خاموش کیا جب شاہزادہ نے ملکہ نو بہار گلشن افرورز سے یہ جواب سنا پھر ضبط ہو سکا اور دروازہ محل پر خود سب سے ملے اس شہر کے رونے لگے کہ ایک غفلت عظیم برپا ہو گیا اور مستورات محل انکی گریہ و زاری سے اور زیادہ تر رونے لگیں اسل ٹنائیں



شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر داخل مجلس ہوئے پس سب عورت اور مرد و گر و شاہزادہ کے جمع ہو گئے اور نوحہ و بکا اس درجہ ہوا کہ سب مرد اور عورت ایک ہو گئے بلا پردہ و ستر اور ہر ایک کی نوبت غشی کی پہونچی

ابو الحسن جو ہر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا باواز بلند کہا اے صاحبو اس تمھاری گریہ و زاری سے کچھ شوق ہوئے جاتے ہیں ایسا ہو کہ خدا بخواسے شاہزادہ کو بھی کوئی صدمہ پہونے نہ پویش ہو اور شاہزادہ کو قسمت کرو گیا کوئی سفر نہیں کرتا خدا نے چاہا تو پہونے دے گا قیامت آئیں گے ابو الحسن جو ہر کی اس تمھاری سبب چاہے دور سے بلوں چکیاں بندھی رہیں اور انھیں سوچی بھولی نہیں بلکہ نو بہار گلشن افروز کے ہاتھ میں شاہزادہ کو دے دینا کہ باخود اور یہ شعر کہی است و کا زبان تو مستعد

آفریں سوختہ یار پر پناہ کر دم | تاکے رہی ہوں وہ زمانہ میں
آخر جب وہ غل و غور ہو وقت ہوا کہ نو بہار گلشن | نو روز سے شاہزادہ کو بھی وہاں سے نہ نکلتا تھا
زل پر انتظار کیا کوئی و سبب و قرار بجز ذات | والا اعتبار کے بغیر نہیں آتا کہ وہاں تو مطلق نہیں
نور آشنائی نہیں چاہنے کوئی مرے پاسے کوئی جیسے | اب یہ کہیں کوئی نہ آئے کہ وہاں ہر دو کو شوق نہ
سے نہیں چاہتا ایسا مستعد

ایک بیگ ہوئے ہونے کا نام ہے یہ کہیں | تیرے دوست ہونے کا نام ہے یہ کہیں
دیکھا تو نے نہ سنا تو نے نہ | دل میں وہ نہیں ہے یہ کہیں

شاہزادہ نے فرمایا تم سچ کہتی ہو ورنہ میں حال جو میں خود بیان ہوتا تو یہ یہ معاملہ تو میں طرح طرح کی باتوں سے بڑھتی ہوں
سے باہر نکالے دیتا ہوں اور میرے منتہی میں ایسی مہر و موشی رکھ دی کہ میں کچھ کہ نہیں سکتا یہاں تک کہ شاہزادہ کو اطلاع ہوئی کہ ظافری شاہ اور اسب شاہ اور خاویل شاہ اور بہرام شاہ یہ سب راجہ ہیں وہ یہ میرا بہترین حاضر
ہیں شاہزادہ دیوان عام میں تشریف لایا بیان بھی ہر ایک کو ضرور پیش اور ابدیدہ پادشاہ اور وہ اپنے قدر و مراتب
سب کو خلعت و جواہر عطا فرمایا انھوں نے آداب و مہر کی رسم کو سب کا عہدہ ادا کیا بعد اسے شاہزادہ
دیوان عام سے پھر محل سرا میں تشریف فرما ہوا اور منطقہ نرین میں کہ وہاں قمر ٹنگ سلطان بیک سب خواہشیں مکمل کر
بلا کر بعد تسلی خاطر کے فرمایا تم میری جدائی کا استدار بچ و صدمہ کیون کر تی ہو تمھارے شوہر افضل خدا سے طلسمین
موجود ہیں الا ملک نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ راز دار اور قمر اسے حور پیکر و خوشنوازی ہی جہدرا اپنا حال
پریشان و اشر کر میں کیا ہوا سوا سوا کہ ہر عالم منجم اور وریس نو جوان پہلے ہی سے نائب ہیں انھیں نشان اب ایک
نشین ملا اور میرا اور ابو الحسن جو ہر کا دیکھ لیا انجام ہوتا تو منطقہ نرین میں کہ اور شرف افروز نے کہا کہ شہر بار
عالم طلسمین رونق و زینت محض حضور کے قدم مبارک سے تھی گویا آپ جان طلسم ہیں جب جان تل لگی پھر جسم
تل لگا کر جو بعد حضور کے تشریف لے جانے کے تمام کل تاج فرمان ملک نو بہار گلشن افروز کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور شوہر وں کی اپنے صورت تک نہیں دیکھنے جب تک چارہ ساز بیچارگان اپنے فضل و کرم سے پھر ملک

نوبہار گلشن افروز کو آپکا وصل نصیب نہ فرمائے اور اس عرصہ دراز میں کس کو امید اپنی نسبت کی ہو اور خیر اگر زندہ بھی رہے تو بیکار محض لب گور ہونگے اُس عالم پیری میں کیا نکاح اور کیسا وصل ہم آغوشی گور کا البتہ شوق پیدا ہو گا الغرض جب سواری کی بیماری ہوئی شاہزادہ ہاجتم پر آب اہل طلسم سے رخصت ہوا ابو الحسن جو ہر بھی ناوہ رازدار سے طالب رخصت ہونا دیرہ رازدار نے ابو الحسن جو ہر سے چند عہد و پیمان کروائے بعد ازاں رخصت کیا اس اثنا میں ملاحت پیری باسر عریان و حیران و پریشان چاک گریبان شاہزادہ عالمجاہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور قدم مبارک پر بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کیا اے شاہزادہ عالیشان و داورس درویشان میری گستاخی معاف ہو کہ میں ایک عالم بے اختیاری میں ہوں عرض میری بگوش دل سماعت ہو اور انصاف میرے حق میں براہ غریب پروری فرمایا جائے شانہ اداہ نے نہایت اشفاق و عنایات سے فرمایا کہ کہو کیا مطلب ہو ملاحت پیری نے عرض کیا کہ جس روز سے کینز حضور کے جمال باکمال کی زیارت سے مشرف ہوئی کوئی درجہ اطاعت و فریاداری کا اٹھا نہیں رکھتا تاہم انیکہ محض شوق زیارت حسن و جمال بے مثال سے میں نے اپنے کو کینز دین میں ملکہ عالم کے داخل کیا اور اب کینز تاب مقارقت حضور کسی طرح لائیں سکتی ہو حضور سے خود میں انصاف طلب ہوں کہ ایام زندگی کینز کے لیے حضور کس طرح بسر ہونگے جبکہ حیات و ممات قبضہ میں حضور کے ہو پھر حضور تشریف لے جائیں اور یہ کینز رہ جائے استغفر اللہ اگر میں مر بھی گئی تو روح حضور کے ہمراہ ہوگی میں امیدوار ہوں کہ مجھے حضور اپنے دست حق پرست سے کسی کے سپرد فرمائیں تو مناسب ہو ورنہ میں جان اپنی حضور کے ناخن پا پر تصدق کرتی ہوں اور یہ شعر پڑھا شعر

شاہا گلہ گزیارے فضولی بودا
در ہم سخن لطف فراوان گدارا

اس حال پر طال ملاحت پیری سے شاہزادہ پھر محل میں آیا اور سب خواتین محل نے دیکھا کہ شاہزادہ نے فرمایا ہاں اے ملکہ آفاق تم ہمیشہ مجھ سے ملاحت پیری کی سفارش کیا کرتی تھیں اور تم بھی اُسکے حال پر نہایت لطف و عنایات مری رکھتی تھیں اب میں تم سے اسکی سفارش کرتا ہوں کہ بعد میرے ملاحت پیری سے نہایت دلجوئی و تسفی سے پیش آنا یہ کہلے ہاتھ اسکا ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہاتھ میں دیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے مالت گریں کہا کہ اچھا مجھے بدل منظور و قبول ہو لیکن ملاحت پیری کو تو حضور نے مجھو سپرد کیا اور مجھے آپ کے سپرد فرمائے ہیں شاہزادہ معزالدین نے فرمایا کہ تمہارا خدا حافظ ہو قصہ مختصر شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ناوہ رازدار وغیرہ سے رخصت ہو کر برآمد ہوا درگنبد گیتی نما کے دروازہ پر پہنچا اہالیان طلسم بھی بالباس زرد ہمراہ شاہزادہ کے آئے شاہزادہ نے ابو الحسن جو ہر سے پوچھا کہ ہم آج کس وقت اور ساعت میں داخل گنبد گیتی نما ہونگے ابو الحسن جو ہر نے عرض کیا کہ اول حضور سے دریافت فرمائیں کہ یہاں اسوقت تمام اراکین طلسم موجود ہیں

کیونکہ شب کو حکیم بخشی جان نے مجھے فرمایا تھا کہ تا وقتیکہ تمام اراکین طلسم پیر سلطان روح الملک جمع نہ ہوں گے دروازہ گنبد گیتی نہ کھلیں گھٹے گا شاہزادہ نے فرمایا کہ تم طاقی شاہ یا محفوظ قلمدار سے دریافت کرو کہ تمام خوارا کین طلسم بیان موجود ہیں یا نہیں محفوظ قلمدار نے کہا اسد بن بہرام اور حشمت شاہ یا و شاہ طلسم عقرب نہیں ہیں اور سب ہیں شاہزادہ نے فرمایا میں نے بھی اسد بن سے اسد کو نہیں دیکھا اب دن قلیل ہو ورنہ کسی پر نیا کو واسطے اسکی خبر کے بھیجا ضرور ہو آخر حشمت اور اسد بن بہرام کے انتظار میں وقت زوال آ گیا شاہزادہ نے بارغداد یا رناظر ادا کی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جو سنا کہ جب تک اسد بن بہرام اور حشمت شاہ آویں گے دروازہ گنبد گیتی نہ کھلے گا نہایت خوش ہوئی کہ شاید اسی سبب سے شاہزادہ کاغب نامہ ہو ناگاہ کہ وہ سخا بن کی طرف سے ایک گرد تیرہ و تار بلند ہوئی اور بعد چاک ہونے دامن گرد کے اسد بن بہرام اپنی جمعیت اور حشمت سے آکر موجود ہو گیا اور شاہزادہ نے فرمایا اے اسد بن بہرام تمہارے انتظار میں بہت بڑا عرصہ گزر گیا کہ ان تھے اور کس شغل میں گرفتار تھے اسد نے عرض کیا اے شہر کار حیدر و زہوئے کہ حشمت شاہ نے قضا کی اور کل اراکین سلطنت نے فردی کو بجائے حشمت شاہ تخت نشین کیا ہنوز میں نے انتظار ملکی سے فرصت نہ پائی تھی کہ شب گذشتہ عالم واقعہ میں مجھے جناب حکیم صاحب کا حکم محکم پہونچا کہ فلان راہ سے جلد تر تم گنبد گیتی نہ کھلو اور شاہزادہ سے رخصت ہوئیں غلام اسی وقت روانہ ہوا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جو اسد بن بہرام کو دیکھا پھر وہی گریہ و زاری شروع کی اور دروازہ گنبد گیتی نہ کھلا ہوا شاہزادہ اور ابوالحسن جو ہر پیر دوبارہ ملکہ نو بہار گلشن افروز دارہ راز دارہ سے رخصت کو آئے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے شاہزادہ سے کہا کہ برائے خدا ایک لمحہ توقف کرو میں حکیم صاحب کے پاس ہواؤں شاہزادہ نے فرمایا بہتر ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نادرہ راز دارہ کی زبانی حکیم صاحب سے کہا بھیجا کہ اگر حکم ہو تو میں تا در گنبد گیتی نہ کھلا شاہزادہ کے ساتھ حاضر ہوں کیونکہ اب جو دم ہو غیبت ہو حکیم صاحب نے بعد مراقبہ کے فرمایا کہ اس شرط سے اجازت دیجاتی ہو کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کوئی حرکت خلاف نکرے نادرہ راز دارہ نے جواب حکیم صاحب کا ملکہ نو بہار گلشن افروز کو پہونچایا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے شاہزادہ سے کہا اے شہر یار و فاشا رحم میرے حال زار سے بخوبی آگاہ ہوا امیدوار ہوں کہ حضور مجھے بھول جائیں کہ میں قید طلسم میں بے اختیار ہوں

اے داسے برا سیرے کز یاد رفتہ باشد | درو ام ماندہ باشد و صیا در رفتہ باشد

بصیرت میرا یہ حال ہے شاہزادہ نے کہا اے سرو فرستہ مستوفان جہان بختاری محبت میری ہر گ و پو میں موثر ہو گئی میں ہرگز تمہارے خیال سے ایک لحظہ غافل نہیں رہ سکتا لیکن کیا کروں بغیر مائے بن نہیں پڑتا اس سے مجبور ہوں



بشرط حیات مستعار پھر آملین گے یہ کہلے شاہزادہ وہاں سے روانہ ہوا ملکہ نو بہار گلشن افروز بھی مع خواتین محل
ناملہ کنان پیچھے پیچھے شاہزادہ کے روانہ ہوئی ملکہ نو بہار گلشن افروز اور محل اہالیان طلسم فریاد و فغان
کرتے ہوئے ہمراہ تھے اور سب کی یہی دعا تھی کہ ایک بار پھر شاہزادہ سے قدمبوس ہوں جب دروازہ
گنبد گیتی نما پر پہنچے حکیم بخش جان کو بھی اس وقت با چشم پر تب دیکھا ابوالحسن جو بہرنے حکیم بخش جان
سے بوجھا حضور خیر تو ہو آپکا اس قدر ملال خالی از علت نہیں معلوم ہوتا حکیم بخش جان نے فرمایا ارے
ابوالحسن جو بہرین ملکہ نو بہار گلشن افروز کے حال زار پر افسوس آتا ہو یہ بیچاری معشوقیت سے گذر کر
عاشق ہوئی جب بھی کوئی صورت اس کے مفر کی نہیں ہو خداوند کریم اس کے حال زار پر رحم فرمائے شاہزادہ نے
پھر ملکہ نو بہار گلشن افروز کو سینہ سے لگایا اور بہت تشفی دی اور فرمایا کہ اب تم بھی بخوشی ہلکو خست
کر و ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا میں ایسا دل کہاں سے لاؤں کہ اپنی زبان سے کہوں جاؤ شاہزادہ
معزالدین نے پھر توقف نہ کیا اور دروازہ گنبد گیتی نما میں قدم رکھا ملکہ نو بہار گلشن افروز بے اختیار
ہا ہا اور کہا ای شاہزادہ معزالدین براے خدا ایک نظر لطف سے بھر مجھ دستہ و خاطر شکستہ کی طرف دیکھ لو

کہ کچھ تو تسکین اس قلب خرب کو ہو اور یہ اشعار ملکہ کی زبان پر جاری ہوئے

خدا را یک نظر بسگر دین سو

کو دیگر من کہا ہاشم کہا تو

منہ نام کہ در گز دو ملاقات

زمانے من ترا بسبب غم مرالو

پس اس وقت ملکہ نو بہار گلشن افروز کے قلب مخزون نے پراثر کیا کہ تمام درد و یار گنبد گیتی تمام صدمے پہ
پیدا تھی اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کا حال زار کسی سے دیکھا نہ جاتا تھیکمراختی جان بھی بے اختیار رونے لگے اور کہا
ای ملکہ نو بہار گلشن افروز صبر کرو تم خلافت اپنے وعدہ کے ٹکرو ابھی تو مرے ہی دن ہوتے ہیں تنہ کیا وعدہ کیا تھا ملکہ
نو بہار گلشن افروز نے کہا تو حضرت میں وعدہ کے خلافت نہیں کرتی لیکن دل کو میں کیا کروں کہ مجھ سے غیبی نین
ہو سکتا اور شاہزادہ نے جو یہ حال بڑ لال ملکہ نو بہار گلشن افروز کا دیکھا قریب تھا کہ وہ ازہ سے قدم باہر نکالے اور
ملکہ نو بہار گلشن افروز کی تسکین کرے کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ او شاہزادہ معزالدین دیکھو سنبھالو یہ کیا غضب کرتے
ہو میں ثابت قدم رہو ورنہ تمام محنت رایگان ہو جائیگی ابوالحسن جو یہ بولا اور شاہزادہ نے ملاحظہ ہو کہ گنبد گیتی نمایاں نہ ہون
جوان حضور کی ملاقات کو کچھ اہواستے میں شاہ ارشاد قلندر یعنی غم شیرین کا ایک جانب سے گنبد گیتی نما کے
آئی اور باچشمہ اشکبارمرا شہریار فراموش کن عاشق زار اب تو آپ کو جوئی معلوم ہوا ہوگا کہ درویش خدا شناس
جسوت نہیں بولتے ابوالحسن جوہر نے چاہا کہ غم شیرین کا رستہ کچھ سکے دفعہ وہ غائب ہو گئی تھیکمراختی جان نے
فرمایا او شہریار اب آپ کو تو وقت ہرگز جائز نہیں ہو کہ جلد تر گنبد گیتی نمایاں جاؤ کہ وقت نہایت تنگ ہو چکا ہے شاہزادہ نے
دیکھا کہ اقبال شاہ گنبد گیتی نمایاں کمرے میں شاہزادہ بھی اشتیاق ملاقات اقبال شاہ میں داخل گنبد گیتی نما
ہو گیا لیکن وہاں اقبال شاہ کو گنبد گیتی نمایاں نہ پایا اور دروازہ گنبد گیتی نما کا بند ہو گیا میں ملکہ نو بہار گلشن افروز
اور ناوہ رازدار و منطقه زربین کمر وغیرہ اور سب اہالیان طہم نے غرت ہاتھ کے مارے حفیظ ثریا مکان اور
محفوظ قلمدار و شرف افزا دگلکو نہ وہرام سرخ گلاہ سب زن دم و داو بلا ودا حشر تارکتے ہوئے اپنے اپنے
مکان پر واپس گئے اور اپنے اپنے بستر غم پر بیہوش ہو گئے اور شاہزادہ کو شوق عالم اسباب پیدا ہونا گاہ اقبال شاہ
گوشتہ گنبد گیتی نما سے شاہزادہ کے پاس آئے شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر سے فرمایا اقبال شاہ ہی جوان ہو کہ
جو عالم ظلم میں میرا کفیل مال تھا ابوالحسن جوہر نے کہا واقعی اقبال شاہ ایسے ہی مرتبہ کا جوان ہو کہ جسکی پیشانی نورانی
سے آثار جوا نغروی کے ظاہر ہیں شاہزادہ اقبال شاہ سے بعد سلام رسم اسلام بغل گیر ہوا اور فرمایا او برادر گرامی قدر
آپ کہاں تھے کہ مجھے آپ کو عالم مشاک میں بھی ہر چند تلاش کیا لیکن نہ پایا اقبال شاہ نے کہا ہم آپ کو ہر روز دیکھتے
تھے اور کسی وقت آپ کے خیال سے غافل نہ تھے چنانچہ اب بھی میں نقطہ آپ کو خدمت کرنے آیا ہوں کہ اب یہ ملاقات
میری آخری ہو لیکن اب عالم ظہور میں مجھ کو آپ نہ دیکھیے گا لیکن حال میرا حکیم قسطاس الحکمت سے دریافت ہوگا یہ کہا

اور پھر دوبارہ اقبال شاہ شاہزادہ سے بغلیگر ہوا اور اسی حالت بغلیگری میں غائب ہو گیا بعد غائب ہو جانے اقبال شاہ کے پھر شاہزادہ کے وہی خیال جشم و خرم و جاہ و شوکت کہ جواہر تھا دل میں پیدا ہوا اور خیالات طلسم و فتنہ طبیعت سے بالکل دفع ہو گئے اس اثنا میں پھر آواز گریہ و زاری کان میں شاہزادہ کے آئی ابوالحسن جو ہرنے کہا ساکھ ابا لیان طلسم دور ہے میں شاہزادہ نے فرمایا و اسے بر حال ملکہ نو بہار گلشن افروز خدا ہی اسکو صبر عطا فرما سے ورنہ بظاہر کوئی سامان اسکی زندگی کا نہیں معلوم ہوتا

پونچنا شاہزادہ نامدار کا عالم مثال میں شہر فردوس کے اندر اور دیکھنا ملکہ شمسہ تاجدار غلب البیان کو بالمشافہ اور برآمد ہونا طلسم غائب ساس سے اور آگاہ ہونا قصہ سے محمود خراسانی کے بعد از ان ملاقات کرنا حکیم قسطاس الحکمت سے

سبحن سبحان دانائے شیریں کلام	چنین دادا میں داستان را نظام
------------------------------	------------------------------

کہ جب شاہزادہ عالی وقار و ابوالحسن جوہر نامدار گنبد گیتی نما کے دروازہ سے باہر آئے شاہزادہ قریب اس دروازے کے جسکی پیشانی پر عبارت عربی باب زر لکھی تھی آیا ابوالحسن جوہر نے عرض کیا اے شہر یا علی جاہ وہ دروازہ ہی ہو کہ جہان سے میں جیل اسلئے میں کیا تھا شاہزادہ اسی دروازہ میں داخل ہوا مگر اس روز کوئی موکل سیر فرما ہوا فوق معمول روزمرہ حاضر نہوا اور خود بخود شاہزادہ بعد چند قدم کے قریہ فردوس میں پہنچ گیا ابوالحسن جوہر نے جو وہ قبہ طلائی دیکھا شاہزادہ سے کہا حضور ملاحظہ ہو کہ وہ قبہ طلائی قصر اخضر کا ہے شاہزادہ نے زیر کوہ مہج نوروز دیکھا کہ اثر وہام ضلالت صی سے زیادہ ہوا ابوالحسن جوہر نے کہا اے جناب عالی طرفہ یہ امر ہو کہ ہر سال ایک مرتبہ صبح کو مجمع یہاں ہوتا ہو اور عصر کے وقت بر غماست ہو جاتا ہو لیکن عالم مثال میں فدوی نے مثل نوروز کے کل بھی مجمع دیکھا اور آج بھی یہی ہو اور زیادہ تر عجیب یہ ہو کہ تمام دن وہی ہنگامہ عظیم نظر آتا ہو شاہزادہ نے فرمایا آج کوئی سیر فرما حاضر نہیں کہ ہم اس سے یہ حال دریافت کرتے الغرض ابوالعالم و ابوالعالم کو ایک ہی تخت پر دیکھا اور ملکہ شمسہ تاجدار کرسی زر نگار پر جلوہ افروز تھی اور پادری ایدروس موافق معمول کے خلعت کو اقامہ و تقیم کر رہا تھا جب آفتاب قریب غروب پہنچا دستور ملکہ شمسہ تاجدار قصر اخضر میں داخل ہوئی اور خلعت اپنے اپنے مکان کو لہی ہوئی اور ادھر ابوالحسن جوہر اور شاہزادہ معز الدین بھی ملکہ شمسہ تاجدار کے ساتھ قصر اخضر میں پہنچے ملکہ شمسہ تاجدار جب داخل قصر ہوئی نقاب جہد سے دور کی بس معلوم ہوا کہ ابر سے آفتاب جہاں نقاب نکل آیا اور اس ناز و ادا سے ملکہ مسند عروج پر رونق افروز

دلی کہ تحریر کرنا اسکا ممکن نہیں شاہزادہ کو بجز دوپہنے اس چہرہ آفتاب مثال ملکہ شمسہ تاجدار کے سکتے ہو کیا اور وہ
سند آرا سے جن تکمیل لگائے ایک پیر و دوسرے کھٹنے پر رکھے ایک ورق تصویر کو انور دیکھتی تھی اور تہذیب شاہزادہ
لو ہوش آیا آگے بڑھ کے اس تصویر کو دیکھا وہ تصویر بعینہ اپنی صورت کی دیکھی نہایت حیران ہو کر ابو الحسن جوہر
سے فرمایا کہ الحمد للہ ملکہ شمسہ تاجدار کو بھی مجھ سے ایک لطف دلی پایا جاتا تھا ابو الحسن جوہر نے کہا پیر و دوسرے
بہن وقت میں پروین کے ساتھ آیا تھا میں نے زبانی اہل شہر کے سنا کہ ایک تصویر نکل کے تہذیب سے نکلے تو اور
ملکہ شمسہ تاجدار اس تصویر پر از حد فریفتہ ہو گئی اور کسی وقت اپنے پاس سے اسے جدا نہیں کرتی مثل جان غیز
کے رکتی ہو یمن معلوم تھا کہ وہ تصویر حضور ہی کی ہو شاہزادہ نے فرمایا شاید مجھے اس روز بوجہ لائسنسی یہ کما تھا
کہ ملکہ خدا جائے کس گیدی کی تصویر پر عاشق ہوئی ہو ابو الحسن جوہر کو یہ سنے کمال انفعال ہوا اس انما میں
ملکہ شمسہ تاجدار نے دایہ سمن ہاتھ سے ذکر شاہزادہ کا کیا اور بے ساختہ اشک حسرت آنکھوں سے جاری ہوئے
شاہزادہ بھی بے اختیار رو دیا بعد پھوڑی دیر کے یہ خیال آیا کہ اب چل کے قصر کا رقبہ دیکھیں آخر شاہزادہ
مغزا الدین اور ابو الحسن جوہر ہاڑ کے پہنچے آئے اور شہر فرو و سیہ بن ہوئے دلتی اس شہر اور خزانہ شہر
کو جیسا کہ ابو المکارم سے سنا تھا اس سے وہ چند پایا اپنے ثابت آباد و شاد دیکھا بعد اس کے ابو الحسن جوہر
وعدہ گاہ پروین میں یعنی اس درخت کے سایہ میں جہان کہ پروین اور ابو الحسن جوہر سے وعدہ ہوا
تھا شاہزادہ کو لایا شاہزادہ نے فرمایا کہ اب ایک لحظہ بیان آرام کرنا ضرور ہو ابو الحسن جوہر نے فرش بچایا
اور خود بھی بیٹھا اور شاہزادہ بھی جلوہ گر ہوا دفعۃً ایسی ہوا مفرج قلب و جگر آئی کہ شاہزادہ کی نمود آنکھیں بند
ہو گئیں جو نہیں آنکھ کھلی دیکھا کہ اب اس عالم مثال مادی میں ہیں یعنی وہ درخت مع شاخ و برگ و بار
معلوم ہونے لگا اور معاملات طلسمی خواب و خیال ہو گئے لیکن حال خواب یا رہتا اب شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر
کو معلوم ہوا کہ ہم طلسم سے نکلے ہیں لیکن چہت زدہ تھے کہ کس نے جکویان پہونچا دیا شاہزادہ نے ابو الحسن جوہر
سے فرمایا اے بڑا اور جلوہ ایک مرتبہ پیر ملکہ شمسہ تاجدار کی صورت دیکھیں ابو الحسن جوہر نے کہا اب وہاں حضور کا
جانا مناسب نہیں ہو پہلے حکیم قسطنطس الحاکم کی ملاقات کیجیے جیسا کہ ارشاد فرمایا میں مل میں لائے ابو الحسن جوہر
کو حکیم صاحب نے ایک رخن دیا تھا کہ جسکی بو سے جانوران موزیہ و درندہ بھاگ جاتے تھے اور وہ ایسی باقا
کہ طلسم کن یا دنہ آیا مگر اسوقت چونکہ ضرورت تھی موجود پایا اور ابو الحسن جوہر نے جس راہ سے کہ حکیم صاحب
کے پاس گیا تھا نشانات راہ کے یاد کر لیے تھے شاہزادہ سے کہا حضور اگر خدا نے چاہا تو میں آپ کو دور و زمین
حکیم صاحب کی خدمت میں اسی راہ سے پہونچا دوں گا آپ خاطر جمع رکھیے شاہزادہ کو یہ مشورہ ابو الحسن جوہر کا پہلا
آیا اور وہ روحن جسم پر ملا اور کوہستان کی راہ لی۔

اب راوی تازہ خیال شاہزادہ معزالدین کو راہ میں سرگرم رفتار رکھتا ہوا اور حال اُن
 اُمراءے نامدار کا بیان کرتا ہوا کہ جو اپنے اپنے طلسم سے نکل کر شاہزادہ والا جاہ کی
 تشریف آوری کے منتظر ہیں

واضح ہو کہ جس وقت امیر جلال الدین فیروز پختی اپنے گمان میں دو برس چھ مہینے کے بعد طلسم سے نکلے تو
 آنکھوں نے موافق ایام دنیا کے اپنی سکونت طلسم کا حساب کیا معلوم ہوا کہ بحساب ایام دنیا کے ایک مہینہ
 ہوا یعنی عالم اسباب میں ایک دورہ آفتاب کو جو سال شمسی مشہور ہوا ایک دورہ شمس سال سے زحل کے مطابق
 آتا ہو یعنی ساکنان طلسم کو ایک روز و شب دنیا کا ایک ماہ طلسمی معلوم ہوتا ہے پس یہ حساب حکماء بتقدیم
 نے مقرر کیا ہوا اور یہ بھی کہ ہر روایت مشہورہ کہ ایک شخص طلسم میں سالہائے دراز تک رہا جب دنیا میں آیا
 ایک لمحہ سے زیادہ نہ رہا الغرض ایسی حکایات ہفت پیکر ملا نظامی و ہشت بہشت امیر خسرو اور
 ہفت منظر ملا ہا تقی میں لکھے ہیں اور اسی طرح ابوالحسن جو ہر اپنے حساب سے طلسم میں دو مہینے رہا
 اور امیرزادہ سیف الدین نے چار برس تک مالک طلسم کا تاشا دیکھا کہ از روئے حساب کے وہ سب
 ایک مہینہ اٹھارہ روز ہوئے ہوئے اور امیر خلیل و امیر سلطان پانچ برس طلسمی عجائبات میں سیر کرنے
 رہے اور عیش و نشاط سے لبر کی وہ دنیاوی دو مہینے ہوئے اور یہ بھی ایک طلسم سمجھنا چاہیے کیونکہ عجبت
 بذریعہ علم و عمل حکماء نے طلسم میں رکھی ہو کہ باوجود کمی زیادتی سیر کی یعنی مثلاً کوئی دو برس رہا اور کوئی چار برس
 لیکن بروقت نکلنے طلسم سے راہ میں ضرور ملاقات ہوگی چنانچہ ان اُمراءے بھی آپس میں ملاقات ہوئی اور
 خیال میں آیا کہ یہ بھی ہمارے ساتھ ہی طلسم سے نکلے ہیں اسی طرح شاہزادہ نے آٹھ برس اور نو مہینے طلسم
 میں عجائبات کی منزل بہ منزل بالتفصیل سیر دیکھی کہ جو حساب سے دنیا کے تین مہینے اور پندرہ روز ہوئے
 اور ایام یافیت و آخرت موافق اس آئینہ کریمہ کے سمجھنا چاہیے تعریج الملئکتہ والروح الیہ فی یوم کان
 مقدارہ اثنین الف سنتہ نصبر اجمیلاً یعنی ایک روز آخرت کا دنیا کے روز سے پچاس ہزار برس کے
 برابر ہوگا اسی وجہ سے روز قیامت کو حمل الاحمال کہتے ہیں الغرض جب یہ اُمراءے اپنے طلسم سے نکلے
 اور مشوقان طلسمی کی مفارقت میں بقرار ایسے ہوئے کہ کسی طرح آرام نہ آتا تھا شب و روز انھیں کے
 تصور و خیال میں رہتے تھے آخر ایک روز امیر جلال الدین اور امیرزادہ سیف الدین اور
 امیر خلیل و امیر سلطان حکم قسط اس الحکمت کی خدمت میں بقعہ فیض کے دروازہ پر گئے
 پدوین نے حکم کی طرف سے اُنکو کہا کہ آپ سب صاحب چند روز لشکر میں توقف کریں ہم بروقت

تشریف لائے شاہزادہ معزالدین کے تھے ملاقات کرینگے آخر یہ سب ناچار لشکر میں واپس آئے اور حسین صلاح کی کہ ہم تو مفارقت میں معشوقوں کی اپنے ہلاک ہوئے جاتے ہیں اور حکیم صاحب کو کچھ خیال نہیں آخر ضبط تانا کے اب بلباس قلندرانہ تلاش میں معشوق کے نکل چلین جو تقدیر میں ہوگا وہ ہوگا امیر جلال الدین کی راے یہ ہوئی کہ تشریف آوری شاہزادہ معزالدین یہاں سے جانا مناسب نہیں ہو شاید شاہزادہ کی سفارش سے ہم اپنے مقاصد ولی کو پہنچیں جب ابوالحسن جوہران افسران نوح کے مشورہ و صلاح سے خبردار ہواستان سب صاحبوں سے کہا تم سب فجنون دیوانے ہوئے ہو یہ حرکت بھاری شان سے نہایت امیدواران سب امرائے یہ جواب دیا کہ بھاری بھلی میں تو خلدانہ ماہ رو موجود ہو تمہیں کیا پرواہ ہو ہکو تو کوئی دقت اور کوئی ساعت انکی مفارقت میں قرار نہیں ایک ایک لمحہ مثل ایک ایک سال کے گذرتا ہوا اگر شاہزادہ کو بھی ہمارے حال سے خبر ہوئی تو ہم تعلقات دنیا کو ترک کرینگے اور جنگل میں رہینگے امیر یوسف و امیر ترکمان و امیر معظم جو سردار طلسم میں گئے تھے ان امرائے بھی سمجھا یا کہ مقدمات طلسمی مثل شعبہ کے ہوتے ہیں انہیں عمل کرنا حاکم ہوئے اسی اسی نقلین اور حکایتیں بہت سنی ہیں اور کتابوں میں دیکھی ہیں جس طرح تم کہتے ہو بعینہ اسی طرح ہر ام گور کے آگے سات لڑکیوں نے بادشاہوں کی سات نقلین جدا جدا بیان کی تھیں انکا بھی یہی نتیجہ تھا کہ جو شخص طلسم میں گیا پھر نہ نکلا اور جو نکلا بھی تو دیوانہ ہو گیا کسی کام کا نہ رہا پس آپ کو شکر اس خالق بیچون کا ادا کرنا چاہیے کہ زندہ اور صحیح طلسم سے نکالا اور ہم اسکا شکر کرتے ہیں کہ ہم طلسم میں نہ گئے ورنہ ہمارا بھی یہی حال ہوتا امیر جلال الدین و امیر خلیل نے کہا کہ اب ہماری نوبت بہ جنون اسی پہنچی ہو کہ کسی کا سمجھنا ناممکن نہیں ہوتا اور یہ شخص کسی آستانہ کا پڑھا بیت

از سر بالین من برخیز اے نادان طیب | درد مند معشوق را دارد بجز دیدار نیست

ابوالحسن جوہر نے کہا آخر کیا قصد ہوا میروں نے کہا بس یہی قصد ہو شعر یا یا بکریم رخ یا رخویش راہ یا از جہان بریم برون یا رخویش راہ الغرض جب ساتھی تین ماہ کا عرصہ شاہزادہ کو طلسم میں گذرا ایک روز حکیم قسطاس الحکمت نے تمام امرائے لشکر کو بقعہ فیض کے دروازہ پر بلوایا اور سہیل سے کہلا بھیجا کہ تم استقبال نو شاہزادہ کے جاؤ صبح کو بعد چند قدم فلان راہ میں ایک دروازہ باغ کا نہایت عظیم الشان نظر آئے گا تم اس باغ میں جانا اور تین روز وہاں سیر کرنا چوتھے روز شاہزادہ باغ میں تشریف لائے گا بلکہ یہ تین روزانہ وہاں شکر کے حکیم صاحب کے تھان ہیں لیکن رات کو نہرا آدمی سے زیادہ باغ میں نہ رہیں اور سہیل کو واسطے ہمائی امرائے مقرر فرمایا میروں کو شکر کی ہمائی کا حکم دیا سہیل و میروں نے منادی کرادی کہ آج سے تین روز تک تمام لشکر کی مع حیوان و انسان کے حکیم صاحب نے دعوت کی ہو لیکن ایک شرط یہ ہو کہ جس خیمہ میں کہ پندرہ آدمی ہیں

انہیں سے بائج آدمی سیر کو جائیں زیادہ عجائبات جب وہ سیر کر آئیں پھر آدمی جائیں غرض اسی طرح سے تمام لشکر سیر و تماشا دیکھے جب وہ رات گزر گئی تو آواز نہ دینے کا انہوں نے غرض اہل لشکر نے اس باغ کو اور اسکی آراستگی کو ایسا دیکھا کہ کبھی خواب میں بھی دیکھنا نصیب نہوا تھا بس خلاصہ یہ ہو کہ منور بہشت تھا اور ہر چار طرف دوکانیں اور بازار اور نہرین اور ہر دوکان میں تمام جہان کا اسباب اور سامان سب موجود تھا آخر سہیل و پروین نے لشکر کے امرا کو ایک مکان عایشان میں لیکے وہاں سب داکر پیشہ اور تصدیی وغیرہ اہل خدمت تھے بعد اسکے سب کو کھانا ہر طرح کا کھلایا اور طرفہ یہ بات تھی کہ جسے جس چیز کی خواہش کی اسکے واسطے وہی کھانا موجود تھا بعدہ زر نقد علی قدر مراتب سب کو دیا اور ہر چار طرف باغ کے ٹخہ خانہ کثرت سے تھے اور عورتیں فاحشہ ہر قسم کی موجود تھیں سب نے اُنسے عیش کیا مگر ایک یہ لطف اور تھا کہ ایک کی مطلوبہ دوسرے کی نظر میں نہ ہو وہ معلوم ہوتی تھی الغرض بجز امیر جلال الدین و امیر زادہ سیف الدین و امیر خلیل و امیر سلطان کے اور تمام سردار و غیر سردار بیت اللطف میں جا کر عجیب لطف سے شراب خواری میں مشغول تھے اور نشہ میں ایسے ایسے حرکات کرتے تھے کہ قابل بیان نہیں اور اس باغ کے دروازہ پر بچھڑ جلی نکھا تھا ہم قہر بالتشیر الالبصار

اب اہل لشکر کو اس عشرت کدہ میں مشغول بعیش رکھا جاتا ہی اور حال فرخ مال شاہزادہ معز الدین اور ابوالحسن جو ہر کا گذارش ہوتا ہی۔

راوی کا بیان یہ ہو کہ جس وقت شاہزادہ والا جاہ اور ابوالحسن جو ہر عالم مثال سے عالم اسباب میں آئے حکیم صاحب کی خدمت میں روانہ ہوئے اور تیسرے روز بعد علی مراحل قطع منازل کے ایک دیوار ایسی بلند مثل پہاڑ کے نظر آئی کہ جسکی حد لایق بیان کے نہیں شاہزادہ نے ابوالحسن جو ہر سے پوچھا کہ یہ دیوار کس مکان کی ہو ابوالحسن جو ہر نے عرض کیا حضور جب میں پروین کے ساتھ یہاں آیا تھا تو یہ دیوار نہ تھی خدا جانے یہ مکان کسکا ہو کہ جسکی اسی دیوار ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ میں تنہا یہاں ٹھہرتا ہوں تم جا کر دیکھو کہ کسی طرف اسکا دروازہ بھی ہو یا نہیں ابوالحسن جو ہر حسب ارشاد شاہزادہ چھ فرسخ تک گیا لیکن کہیں دروازہ نہ دیکھا آخر شاہزادہ سے آکر عرض کیا کہ حضور مجھ کو تو قیاس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ دیوار اسی طلسم کی ہو جہاں سے ہم اور آپ آئے ہیں شاہزادہ نے فرمایا خیر جلوہ بین تو دروازہ اس دیوار کا ہوگا ابوالحسن جو ہر نے کہا میں جو اس طرف گیا تو دور سے میں نے کسی کے رونے کی آواز سنی حضور بھی اس آواز پر تشریف لے گئے تھے کہ سرخ راہ کا ملجائے شاہزادہ اس طرف روانہ ہوا جب چھ فرسخ راہ طوی دیکھا کہ

ایک درخت سفر جل یعنی ہی کا اندر حصار کے ہو اور شاخیں اُسکی اسطرت دیوار کے ایسی خم کھا کر آئی ہیں کہ آدمی ہاتھ سے اُنکو پکڑ کر چڑھ جائے اور ایک شخص انکسین بند کیے نہایت ضعیف زیر دیوار بیٹھا ہو اور ہائے ہست کر رہا ہو شاہزادہ نے ابوالحسن جو ہر سے کہا کہ یہ درخت اور وسیعہ شقی بن ہلا معلوم ہوتا ہو چلو اس سے اسکا حال دریافت کریں جب قریب پہنچے اور بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ محمود و خراسانی عیال و محمود نے جو ہن شاہزادہ معزالہ من اور ابوالحسن جو ہر کو دیکھا قد میوس ہوا شاہزادہ نے پوچھا محمود و یو کس حال میں ترقی رہی اور یہ کون مقام ہو محمود نے عرض کیا اے شہر یار کامکار جب حضور نے طلسم میں جانے کا حکم دیا تھا اسوقت سختی طالع سے مجھکو یہ خیال آیا کہ پہلے اس مکان کے رقبہ کو دیکھ لیں پھر اندر جا لیں گے آخر میں پہنچے نیچے دیوار کے جلا تمام دن میں چلا لیکن دیوار کی حد نہ معلوم ہوئی آخر میں کہا کہ جو ہوسو ہواب بیٹک کہ اسکی حد نہ دیکھ لوں گا ہرگز نہ پھر و نہ کا آخر میں روز میں اس درخت تک پہنچا اور شدت گرمی سے عجیب حال ہوا ہر چند چاہا کہ ایک ہی اس درخت سے توڑ کر کھاؤں لیکن جب میں ہاتھ بڑھاتا تھا کہ پل توڑا درخت خود بخود بلند ہو جاتا تھا آخر ہو کھا پیاسا وہاں سے آگے چلا چند قدم آگے گیا تھا کہ ایک اثر دہا سے آتش نشان بھرا ہوا میں خوف زدہ رہاں سے افتان و خیزان پھر اسی جا واپس آیا پھر تو جھپٹ گیا میں ملامت پیش آیا آخر یوں شوق ہو کر ایک روز میں نے اثر دہے سے کہا اے نقبان بقدرت الہی یا تو مجھے ہلاک کر یا راہ دے تا میں اپنے مقام کو واپس جاؤں اُس اثر دہے نے بڑباز فصیح کہا اے محمود و خراسانی تجھے خطائے ناش ہوئی کہ تو قیق دیوار میں یہاں آیا ورنہ تو بھی مثل اور سرداروں کے کسی ہاشمین ہاتا اب تا تشریف آوری شاہزادہ کی طرح سے ہو سکے میں ہر اوقات کہ وہی تیر شاہزادہ تجھے اس بلات نجات دیکھا میں نے پوچھا کہ میرا شاہزادہ کب طلسم سے نکلے گا اثر دہے نے کہا اے طلسم سے نکلنے میں آٹھ برس اور نو مہینے کا عرصہ ہو یہ میں نے کہا اے حیوان فصیح البیان ہلا اسقدر عرصہ تک میں کشمکش میں بسر کروں اور کیا کھاؤں اُس نے کہا تو ہر روز اس اثر دہے تک ہو آیا کر اور ایک دائرہ ہی تجھکو کافی ہو میں نے کہا کہ میں عجب مصیبت سخت میں پھنسا دیکھتے کب شاہزادہ تشریف لاتا ہو کہ میں اس بلا سے آسانی سے نجات پاؤں شعر

در بزم ہائے زندان شرب مدام گردند نوبت با جو افتاد آتش بجام گردند



جب میں نے نام اُس اثر ہے کا پوچھا کہا نام میرا حارس العجا ئبات ہے اور اس مقام کا نام برق برلق ہے جو وقت
 تجھے جھوک معلوم ہو کہنا اسی درخت سفر میل برق برلق کی خاطر سے ایک دانہ ہی مجھے دے بس اسی وقت ایک ہی تجھے
 مل جائیگی اُسکو کھا لینا میں نے پوچھا کہ یہ برق برلق کیا چیز ہے حارس العجا ئبات نے کہا کہ وہ بھی اس درخت پر
 ایک روز نیکی تجھ سے بیگی اسی شہر یا بعد اس سوال وجواب کے وہ اڑ دیا نظر سے غائب ہو گیا میں ناچار درخت
 کے پاس آیا اور موافق تعلیم اڑ دہے کے جب میں نے بھی درخت سے طلب کیے مجھے مل گئے اور میں اُسے کھا کر ایسا
 سیر ہو گیا کہ پھر کسی چیز کی خواہش نہ رہی اور اس چشمہ کا پانی پیاجو کہ زبردیوار جاری ہے اور سورہا آخر حضور چھ ماہ
 کامل مجھے یہاں گزرے ایک روز صبح کو جو میں اٹھا دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین و گلر خسار بالائے دیوار موجود ہے
 بس دیکھتے ہی اُسکو میں اپنے ہوش میں نہ رہا اور وہ بھی مجھے بنگاہ التفات دیکھ رہی تھی لیکن بات نہ کرتی تھی آخر بعد
 دو ساعت کے دیوار پر سے غائب ہو گئی میرا اُسکی مفارقت میں عجیب حال ہو گیا اور کسی طرح قرار و آرام نہ آتا تھا
 شب دروز دیوار کو دیکھا کرتا تھا اس امید پر کہ شاید وہ آفت روزگار آوے اور میں نہون تو اُسکی زیارت سے بھی
 محروم رہوں آخر چار تین دن کے بعد پھر وہ نازنین دیوار پر آئی مگر بجائے زبور و لباس سامان عیاری سے آراستہ میں نے
 بھی کوئی دقیقہ منت و ساجت میں نہیں اٹھا رکھا لیکن وہ مجھے دیکھ کر مسکرائی اور چار گھڑی پختہ دیوار پر بیٹھی رہی بعد
 اُسکے چلی گئی ابکی غلام کا حال زیادہ تر خراب و خستہ ہوا بعد تین تین دن کے ایک روز پھر آئی اور تجھے کہا اے جوان
 نام شنایہ جو عشق و عاشقی کا تو دعویٰ کرتا ہے آیا مجھ سے تجھے کیا مناسبت ہو میں نے کہا اے بادشاہ کشور
 حسن و خوبی بس یہی مناسبت ہے کہ جو مجھ شیفہ جال کو اپنے غلاموں میں سمجھو اُس وقت اُس آفت روزگار نے
 نہایت ناز و شوخی سے کہا کہ تیری غلامی سے میرا کیا کام لے لے گا تو کون ہو اور یہاں تو کس طرح سے آیا ہو میں نے
 اپنی سرگذشت بیان کی پہلے تو وہ نازنین نہی اور بعدہ کہا کہ بارک اللہ عیادون کو بالادوی ایسی چاہیے ہم بھی
 فن عیاری تجھے سیکھیں گے کہ تو اس فن عیاری میں کامل معلوم ہوتا ہو میں نے کہا ہاں اے آرام جان پہلے میں بھی
 اپنی حرکت سے نہایت نادم تھا لیکن جب سے کہ میں نے تمہارا جمال جہاں آرا دیکھا سب خیالات دل سے دور
 ہو گئے اُسے جواب دیا کہ بوجہ تیرے کمال کے ہلکے بھی تیرا خیال ہو لیکن کوئی صورت وصل کی نظر نہیں آتی اس واسطے
 کہ میں قدم پری سے ہوں تو انسان دوسرے خدمت عیاری و شاطری پر زرا ددن کے بادشاہ کی مجھے متعلق ہے
 لہذا ممکن نہیں ہاں اگر مرضی بادشاہ کی ہوگی تو البتہ میرا تجھ سے وصل ممکن ہے ورنہ خیر میں نے کہا تیری ضمانندی
 شرط ہے پھر بادشاہ کا راضی ہونا کیا شکل ہو اُسے کہا جو ہمارا بادشاہ ہے وہ ایک اور بزرگ کا محکوم ہو میں نے کہا
 وہ بزرگ کون ہے وہ بولی تو بخوبی جانتا ہے لیکن مجھے نام بتانے کا حکم نہیں ہو میں نے کہا تم اپنا نام تو بتاؤ
 اُسے کہا ابی اگر آنا ہوا تو نام بھی بتا دوں گی بس یہ کہے روانہ ہو گئی بعد ایک ہفتہ کے پھر آئی اور مجھے کہا کہ اے

ہو خراسانی اگر تیری مرضی ہو تو ہم تیرے پاس آئیں میں نے جو یہ کلمہ اسکی زبان سے سنا نہایت درجہ خوش ہوا اور کہا اے
 ام جان بسم اللہ تشریف لاؤ اور گچہ جگر سوختہ آتش فراق کو اپنے شربت دیدار سے تسکین بخشو وہ نازنین دیوار پر
 میرے پاس آئی اور کہا نام میرا برق بریق آداب میں ہر ہفتہ کو تیرے پاس آیا کرونگی اگر شاہ بار نامدار
 ہ روز پنجب روز تھا کہ گویا سلطنت دونوں جہان کی کجاوٹ لگتی تھی آخر ہر ہفتہ کو اسے میرے پاس آتا اور محفل شہاب
 لباب گرم کرنا اور چلے جانا دستور رہا بعدہ تیسرے روز آنا شروع کیا اسی طرح ایک مدت تک یہی قریب رہا
 چار روز کا ذکر ہو کہ وہ ایک شب میرے پاس رہی اور صبح کو جاتے وقت کہا کہ ام محمود خراسانی اب میں
 تیری ہون اگر خدا نے چاہا تو پھر ہم تم عالم اسباب میں ملین گے بس یہ شک میرے ہوش جاتے رہے میں نے کہا
 زمانہ زندگی تیری مفاہلت میں میسر کیا حال ہوگا اسنے کہا کہ تیرا شاہزادہ جی تو ہماری خاتون پر عاشق ہوا
 میں ہو کہ اب ظلم سے نکلے اگر شاہزادہ کا عقد ہماری خاتون سے ہوا تو پھر ہمارا بھی وصل سے ممکن ہو میں اس
 یہ کو شکے چپ ہو رہا اور آنکھوں سے آنسو بے اختیار جاری ہو گئے برق بریق نے میری نہایت گریہ و زاری
 شفی ودلا سادیا اور روانہ ہو گئی غلام کو بعد اسکے جانے کے ایسی تپ عارض ہوئی کہ دنیا اور مافیہا کی خبر نہ رہی
 اسی بیوشی میں استاد ابوالحسن جو ہر اور حضور کی آواز کان میں آئی اور بان ایک بات باقی ہو وہ یہ ہو
 بروقت رخصت وہ یہی کنگلی کہ شاید تمہارا شاہزادہ ادھر تشریف لائے اور دروازہ اس دیوار کا تلاش کرے
 کہ دنیا کے دروازہ نہ نہیں ہو لیکن راہ اس باغ کی اس درخت پر سے آو جو اسنے نظر آتا ہو شاہزادہ نے فرمایا
 کہ محمود خراسانی ہم تیری مشوق برق بریق کے حال سے بخوبی واقف ہیں کہ وہ طہرانہ پری کی بیٹی ہو اور
 طہرانہ پری ملکہ نو بہار گلشن افروز کی مقربان خاص سے ہر گز میں ملکہ نو بہار گلشن افروز سے ملا
 سوقت تمہارا عقد اس برق بریق سے ضرور ہوگا بعد اسکے شاہزادہ معزالدین و محمود خراسانی اور ابوالحسن
 و ہر کے ساتھ درخت پر پہونچا اور اس درخت پر ایک دروازہ معلوم ہوا جب دروازہ میں داخل ہوئے بعد
 پند قدم کے ایک ایسے بازار خرابات میں پہونچے کہ جہان اسباب فسق و فجور کا بجا موجود تھا

ساعت بادہ یک حرف ہوزہ	یک طرف کا سبک حرف کوزہ	ہنگ را خود حساب نتوان کرد	ہنگیان را خطاب نتوان کرد
ازینان ماہ رخسارہ	زیر ہر یک چو خرہ پڑہ پارہ	ہر یکے با حریف ہم آغوش	ہر فلک فتنہ بانگے شانوش

بعض آدمی بیخود و بدست بیچ بازار میں پڑے تھے اور بعض لشہر میں سرشار خوش نعلیان کر رہے تھے شاہزادہ
 بان سے پڑے باغ میں تشریف لایا میان ایک مکان میں امیر ترکمان بہر زادان ہوش کا ناچ دیکھ رہا تھا
 ورجام کو لگاؤں گردش میں تھا بلکہ سب سرداران لشکر اسی عیش و عشرت میں مشغول تھے ناگاہ امیر ترکمان کی نگاہ
 شاہزادہ پر پڑی اسنے عالم محویت میں سر و قد تعظیم دی اور قدمبوس ہوا غرض کہ تشریف آوردی شاہزادہ کی تمام میں



نہر عام ہو گئی امیر اور سردار واسطے ملازمت کے حاضر ہوئے بعدہ سہیل و پروین بھی حاضر ہوئے اور آداب و تعلیمات بجا لائے اور شاہزادہ کو اس باغ میں جو کہ خاص مہمانی شاہزادہ کے لیے آراستہ کیا گیا تھا لائے اور تاج وغیرہ شروع ہو گیا اور مبارکباد کی صدا بلند ہوئی سرداران لشکر کی تفرین گذرنے لگیں اور سب کرسی اور دنگل اور نیم تخت پر اپنے اپنے قریب سے مودب بیٹھے راوی بیان کرتا ہو کہ وہ وقت میں سو اکاؤن بھری کا تھا ابو اسحاق اور شاہزادہ معز الدین کو ملکہ نو بہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار یاد آئیں بے اختیار آنسو آنکھوں سے جاری ہو گئے اور امرائے گرامی قدر اپنے امیر جمال الدین اور امیر سیف الدین و امیر خلیل و امیر سلطان بھی قدمبوس شاہزادہ کے ہوئے لیکن شاہزادہ نے ان امرا کو عجیب حال پر ملا میں مبتلا پایا شاہزادہ نے ہر ایک کی مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ یہ کیا حال تھا راہو گیا آنکھوں نے اپنی پہلے سرگذشت بیان کی اور آخر میں جو کہ باہم صلاح و مشورہ ہوا تھا شاہزادہ سے سب بیان کیا شاہزادہ نے فرمایا یہ حرکت تم کو کبھی لائق نہ تھی اگر میں تباہ حال غیر کروں تو بجا ہو کس واسطے کہ میری نظر سے ایسا تماشا عجیب و غریب گذرا ہو کہ جبکہ بیان کو عمر فروغ چاہیے امرائے عرض کیا حضور والا ہم کسی تماشے کے مشتاق نہیں ہیں ہیبت

اما غریبان را تماشا ہے چن در کا نیست | کار عاشق جز تماشا ہے جال یا نیست

ہم مفارقت میں مشغول ان طلسمی کے ہلاک ہوئے جاتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا انصاف بشرط ہو کہ جو تم ملکہ نو بہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار کو دیکھتے تو کہتے کہ پردہ دنیا پر ایسی بھی عورتیں خلق ہوتی ہیں امیر و ن

ما جس حال میں کہ حضور در ابو الحسن جو ہر کو خداوند کریم نے طلسم میں لکھ نو بہار گلشن افرور و نادارہ رازدار
و عطا فرمایا اور باہر طلسم کے لکھ سمسہ تا جدار اور خلد انہ ماہ رو موجود ہیں تو آپ کو معشوقان طلسمی کی کیا بردا
فلان ہمارے کہ ہم اپنی مرگ و زندگی کا سبب انھیں کو جانتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا خیر اب چپ ہو رہو
بب حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات ہوگی تو جیسا ہوگا سمجھا جائیگا سہیل بولا کہ اگر شہر یا ریہ امراے
امدار طالب وصال ہیں اسبیک یہ سنا نہیں کہ انسان مقدمات طلسمی کو خارج طلسم میں دیکھے حضور ابو الحسن
جو ہر سے دریافت فرمائیں کہ انھوں نے اول و دوم طلسم میں کیا تاشا و کیما اور خارج طلسم میں اسکا کیا اثر
یا یہ سب امرا اس امر سے لاعلم محض ہیں کہ بجلی کو تکرار کا لازم نہیں آخردہ رات اسی طرح آناجی وغیرہ میں
نام ہوئی صبح کو وہ باغ معلوم بھی نہوا کہ کہاں تھا اور کہاں گیا شاہزادہ سرداران شبائے ساقہ بقعہ فیض
کی طرف روانہ ہوا اور جتنے ارائیں و سرداران لشکر تھے سب ہمراہ ہوئے شاہزادہ یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا

ہمان ہم ای برادر چون طلسم است لداے ما برادر گر بشا ہے ازو لیکن اثر فردا نہ بینے	متاع دولت او ہم باہم است مندان و دشمنان را در گردانی ورین جہت اعراس نشینے بدنیا دل ز بند دہر کہ دست	بقائے نیست موجودات اورا کندا مر و ز خیر بر تو غایب مرا خوش آید این شمعون شاد کہ دنیا سر بسر اندوہ در دست	شبائے نیست احوالات اورا کہ در و غمش بود غم تو قاصر کہ رست بر روان پاک و دام
---	--	---	---

شاہزادہ ہنوز بقعہ فیض کے دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ پیروین نے حکیم قسطاس الحکمت کی طرف سے
پیام دیا کہ تم دو تین روز لشکر میں آرام فرماؤ تاکہ کسل سادہ و رفع ہو پھر انشاء اللہ تعالیٰ فلان روز حضور
یمان تشریف لائیں گے اور ہم بھی ملاقات کریں گے شاہزادہ و مان سے واپس آیا اور سب نے اپنی اپنی سرگشت
بیان کی ابوالمکارم کو ایک خلعت فاخرہ مرحمت ہوا اور فرمایا کہ واللہ جو کچھ ہے تاشا و کیما و فقط بخاری و جہ
سے دیکھا پھر ابو الحسن جو ہر نے نقشہ اپنا کما بعدہ امیر جلال الدین یمنی نے حال اپنا بیان کرنا شروع
کیا جب رئیس مقدم تک و استان پونجی امیر جلال الدین کو سرنگ لگا کر مصورہ بانو کے پاس جانا
اپنا یاد نہر بادشاہ نے اعادہ کیا امیر جلال الدین کو اس بات سے نہایت استعجاب ہوا انھیں اسی طرح
سب امیرون نے اپنی اپنی سرگشت بیان کی اور جہان جہان یہ لوگ غلطی کرتے تھے شاہزادہ متنبہ کرتا جاتا
تھا اس اثنا میں حکیم صاحب نے سہیل سے کہلا بھیجا کہ شاہزادہ کو بغرض ملاقات بلایا ہو شاہزادہ ابو الحسن جو ہر
اور چند امراے فاعدار کو ہمراہ لیکر بقعہ فیض کے دروازہ پر گیا جب گنبد میں داخل ہوا حکیم صاحب
استقبال کو تشریف لائے شاہزادہ نے مدد سلام کیا حکیم صاحب نے شاہزادہ کو سینہ سے لگا لیا اور ہر ایک
امیر کی پشت بشفقت ہاتھ رکھنا بعدہ حکیم صاحب نے فرمایا کہ شاہزادہ مغر الدین بیان کرو کہ تھے عجائبات

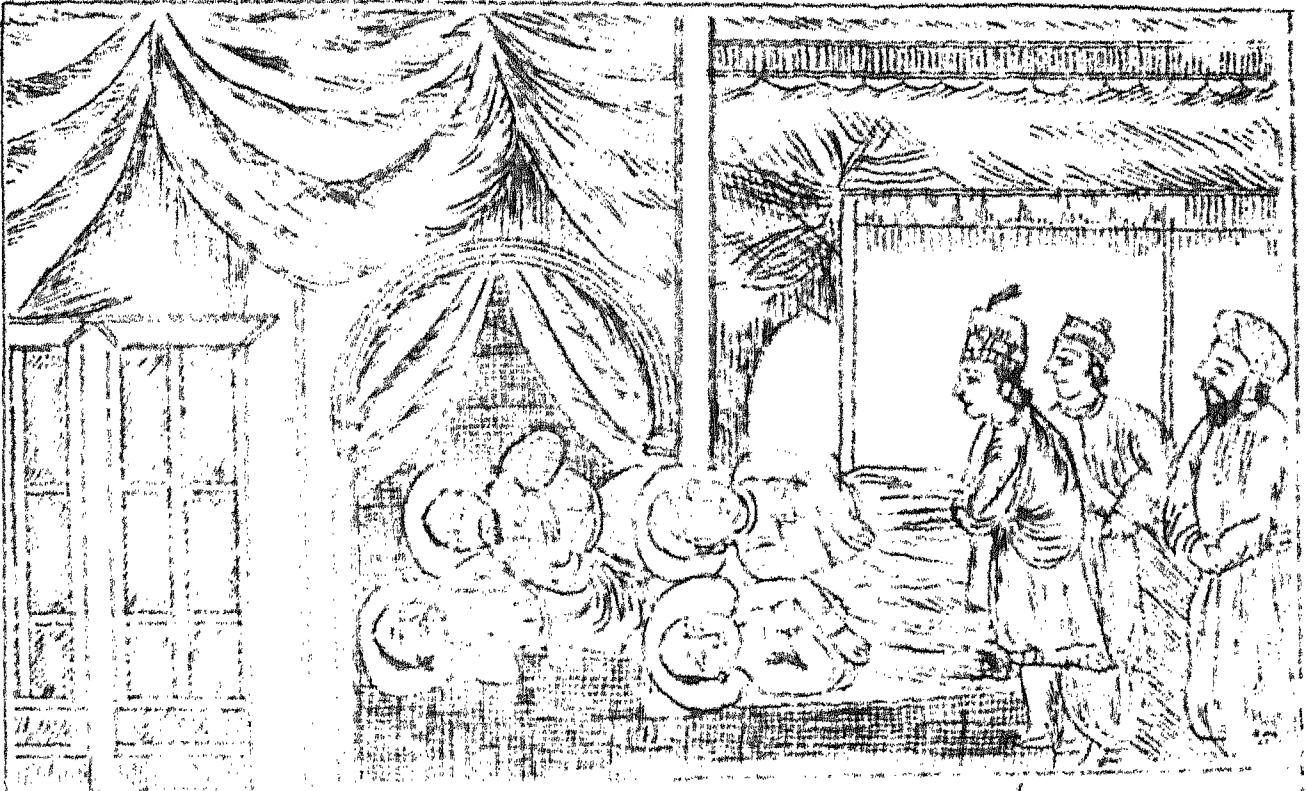
میں کیا کما تھا شاہ کما اور کھانے کماں ہو چکے شاہزادہ نے فرمایا اے محدث علوم نامتناہی حضرت کے فیض باطنی و شفقت ظاہری سے ایسے معاملے کو عجیب و غریب نظر سے گزرے ہیں کہ شاید سکندر زوالقرنین نے بھی بدولت علم اہل طوطا و فلاطون نہ دیکھے ہونگے میری زبان میں اس قدر یا را کماں جو میں حضور میں حال گذشتہ اپنا بیان کروں بلکہ اکثر عقدے ایسے طبیعت میں جمع ہونے ہیں کہ حل اُنکا بجز ذات فیض برکات حضور کے محال ہو پیر و مرشد ابتداء سے سیرت میں ایک نازنین کا عشق میرے دل میں ایسا پیدا ہوا کہ اُسکے عشق میں وطن چھوٹا ہونے لگا اُسکی تلاش بخوبی ہونے لگی تھی کہ دوسرے کے عشق نے بالکل محو کر دیا خیر اُس کیفیت طلسمی کے معشوق کو معشوقہ پہلی سمجھا اور سالہا سال اُسی کے خیال میں مبتلا رہا جب کیفیت طلسمی طبیعت سے زائل ہوئی پھر اسی عشق اول نے عود کیا اور اُس طلسم سے باہر آیا لیکن محبت نازنین دوم کی دل سے محو نہیں ہوئی اسوجہ سے کہ ملکہ تو بہا رگلشن افروز اور ملکہ شمسہ تاجدار اس شکل و شمائل کی عورتیں ہیں کہ شاید پردہ دُنیا پر انکی ثانی کوئی اور دوسری عورت پیدا ہوئی ہو اور یہ بھی حیرت ہو کہ بانی طلسم کون شخص تھا حکیم صاحب نے فرمایا اے فرزند ہتھاری نقل بعینہ اُس عابد کی نقل سے مشابہ تر ہو جو کہ واسطے عبادت کے پہاڑ پر گیا تھا شاہزادہ نے فرمایا ارشاد ہو وہ کیا نقل ہو حکیم صاحب نے فرمایا کہ بلا مشرق میں ایک عابد تھا خدارسیدہ خلافت شہر نے اُسکے اوقات عبادت میں جلال تیزی کی وہ اپنی زوجہ حاملہ کو لیکر ایک ایسی گھاتی میں پھار کے منزل گزین ہوا کہ جہاں آفتاب مہتاب و دنون جلنے سے معذور رہتے اور ایک سال کا سامان خورش اپنے ساتھ لے گیا تھا اور بی بی سے تاکید کی تھی کہ مجھے افطار کے وقت ایک روٹی دیدیا کرو قدرت اُنکی کا تماشا دیکھنا چاہیے کہ وہاں ایک چشمہ بانی کا تھا بعد چند روز کے ایک لڑکا صاحب حسن و جمال پیدا ہوا جب وہ بچہ سن تیز کو پہونچا حسب اتفاق ایک روز درہ کوہ سے آفتاب کی شعاع دکھائی دی عابدزادہ نے کبھی روشنی تو دیکھی ہی تھی بے اختیار اُس روشنی پر عاشق ہوا جب تک کہ وہ روشنی اُس وزن سے معلوم ہوتی تھی یہ نہایت خوش ہوتا تھا اور عجیب عجیب خوش فعلیاں کرتا تھا یکایک وہ روز بند ہو گیا اُس عابدزادہ نے جو ایک روز اپنے معشوق کو نہ دیکھا گھبرا کر بلا اجازت باپ کے اس غار سے باہر نکل آیا یہاں مہتاب کی روشنی سے تمام عالم روشن تھا اس عابدزادہ کو یقین ہوا کہ یہی روشنی اُس وزن سے معلوم ہوتی تھی اور میں اسی کا عاشق ہوا محتاج کچھ کو وہ غروب ہوا اور آفتاب عالم تاب نکلا یہ عابدزادہ سمجھا کہ یہی مطلوب میرا ہو اور اُس وزن میں سے اسی کی روشنی نظر آتی تھی اُس نے اپنی غلط فہمی پر کمال افسوس کیا اور کہا کہ مجھ سے کمال خطا ہوئی کہ میں نے خلاف اُسکے دوسرے کو معشوق اپنا قرار دیا اب بشرط انصاف یہ ہو کہ اُس دوسرے کو بھی محبوب اپنا سمجھنا چاہیے کہ اُسکا مرتبہ بھی لائق اسی کے ہو گو مشاہدہ میں جدا ہو بعد اسکے وہ اپنے باپ عابد کے پاس آیا اور اُس نے اپنی طبیعت کی فریقگی کمال بیان کیا عابد نے ایک نصیحت ایسی کی کہ وہ اپنی مراد دلی کو پہونچ گیا شاہزادے نے فرمایا کہ اُن کلمات نصیحت کو حضور ضرور ارشاد فرمائیں حکیم صاحب نے فرمایا کہ ابھی اُنکے اظہار کا وقت نہیں ہو جب تم سب سامعین

دینوی سے فراغت کر کے اپنے والدین کی خدمت میں پہنچو گے تو اس وقت میں تھو وہ کلمات بتا دوں گا اب تم اس نقل کے بیان کرنے کا نشانہ کو جس واسطے نقل پہنچنے بیان کی پہلے تو تم ملکہ شمسہ تاجدار پر عاشق ہوئے اور اس کے عشق میں وطن اور والدین اور احباب کو چھوڑا اور راہ میں ایک طلسم میں داخل ہو گئے اور وہاں تاثیر طلسمی نے سب عشق آپکا بھلا دیا اور اس عشق کے عوین دوسرا عشق پیدا ہو گیا اور جب عالم طلسم سے نکلے چروہی عشق نمود کر آیا اصلی کلام یہ کہ ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نور بہار گلشن افروز یہ دونوں آفتاب و آفتاب کا حکم کرتی ہیں ظاہر اودہ نے دست مبارک حکیم صاحب پر بوسہ دیا اور کہا حضور نے دست فرمایا اور اس میں فیضی خدایا بیان فرمائی ابھی یہ گنگو شمع نہوئی تھی کہ اودہ چارون امیر یا دل کباب ہوئے اور دست بستہ عرض کیا کہ امیر قباد وین دنیا راسے خدا ہم پیار سے غریبون پر بھی ایک نظر تو فرما جائے ورنہ ہم اس صعدہ سخت و دشوار سے ہلک ہو جائیں گے حکیم صاحب نے شاہزادہ سے پوچھا یہ ہمارے امیر کیا کہتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا حضور پر سب روشن و ہمدرد ہو بیٹھتے ہیں مجاہد حاجت شرح غمیں در پروین نے کہا جناب عالی یہ امر اطلب محال میں بیٹھتے ہو تماشا کر طلسم بن دیکھا ہے وہ یہ لوگ غماج طلسم میں کی دیکھا جاتے ہیں یعنی مشہور قاتن طلسمی سے فارغ موقوفات پات ہیں یا صاحب نے فرمایا سبحان اللہ مصرعہ کا سہاے زارش گرم تراندہ او کچھ نہ کہا شاہزادہ حکیم صاحب سے نصیحت ہو کر لنبی سے باہر نکلا ان امیر وین نے سوسل و پروین سے پوچھا کہ حضرت نے ہمارے باب میں کیا ارشاد فرمایا حضور نے کہا کچھ بے اعتنائی سے کہہ دیا انہوں نے کہا حکیم صاحب کی اس بے اعتنائی اور جواب نہ دینے سے معلوم ہوا کہ ہماری عشوقان سے ملاقات نہوگی شاہزادہ نے ہر چند سمجھا یا لیکن انکی سمجھ میں کچھ نہ آیا اور یہ جواب دیا

تاجہان ست در جهان باشتی | بر ہمہ خلق سکران باشتی

ہم غلامان کو حضور آزاد فرمائیں ہم ایسے غلام بنار ہتر سے خانہ رزا ملازم رکاب عالی ہیں ہم نمونے نور ہون شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا سب امر ابھی اپنے اپنے خیمہ میں چلے گئے اور رات کو اپنے اپنے خیموں میں آگ لگا دی اور شاہ ابدال کے تکیہ میں کہ وہاں سے قریب تھا جا بیٹھے درویش بلال اخیسم و تواضع پیش آیا اور جو کچھ کہ اس وقت کہیں ہوا حاضر کیا صبح کو شاہزادہ کو اس حال کی خبر ہوئی ابوالحسن جو ہر سے فرمایا امیر برادر میں امر کے باعث سے بعض مقدمات طلسم کا حکیم صاحب سے سوال نہ کر سکا اور یہی طرح اپنے بیوہ خیالات سے باز نہیں آتے اب تم مع چند سر داران لشکر جاؤ اور انکو جس طرح سے ہو سکے سمجھا کے لے آؤ کہ یہ امر باعث بدنامی کا ہو غریب سر داران کے پاس گئے اور سب نے فہمائش کی امیر جلال الدین مینی دامیر خلیل نے یہی کہا کہ اب لوگ ہلکے ستادین ناچار شاہزادہ خود ابوالحسن جو ہر کو ہمراہ لے تکیہ میں تشریف لے گیا اور فرمایا امیر صاحب نفس الامر یہ ہو کہ معاملات طلسم میں پریشان ہونا چاہیے اس واسطے کہ امور طلسمی کا بیرون طلسم کسی طرح

موجود ہونا ممکن نہیں ہو تھے میری سرگذشت مفصل سنی ہو کہ نہیں آگاہ ہو اس طلسم میں وہ تماشے کہ جو وہم و خیال میں نہیں آتے دیکھائی دیے اگر تم بنظر انصاف دیکھتے تو کہتے کہ شاہزادہ بیشک بے انصاف و بے مروت ہو کہ ایسے معشوق تو دیکھتے بے اعتنائی کرتا ہو لیکن چونکہ میں خوب آگاہ تھا کہ یہ مقدمات طلسم ہیں وجود محض میں اتکا تصور و خیال کرنا ایک فعل عبث ہے امیروں نے کہا امیر شہر یار پہنچے حضور کے خواب کی تعبیر جناب حکیم صاحب کی زبان سے سنی ہو کہ حضرت نے آپ کی معشوقہ کو ماہتاب سے نسبت دی ہو اور ملکہ شمسہ تا جہار کو آفتاب سے پس جائے انصاف ہو کہ جو انسان دنیا میں مثل ماہ و خورشید کے معشوقہ رکھتا ہو اسکو اور کسی معشوق کے تصور و خیال سے کیا سروکار شاہزادہ نے فرمایا کہ ہم تلو اسی واسطے لائے تھے کہ راہ میں تم ہماری رفاقت ترک کرو اور ہلکو چھوڑ دو اور اس عالم تنہائی میں جواب صاف دو واثق یہ حرکت تلو جائز نہیں ہو اور تلو مناسب ہو کہ میں جب تک اس سفر دور و دراز سے فرصت کر کے حضور میں بادشاہ کے نہ پہنچوں اسوقت تک تم صبر کرو اور بعد وہاں پہنچنے کے تلو اپنے فعل کا اختیار ہو دوسرے میں یہ بھی یقین کرتا ہوں کہ جناب حکیم صاحب ضرور ہی خیال فرمائیں گے اسی طرح ابو الحسن جو ہر اور ابدال شاہ نے بھی سمجھا یا آخر امیران مذکور مجبور شاہزادہ کے ساتھ لشکر میں آئے اور تمام روز خدمت میں حاضر رہے جب شام ہوئی اپنے خیمہ میں گئے اور پھر باہم مشورہ کیا کہ ہم آسمان پر بھی جائیں گے تو شاہزادہ کے ساتھ سے نجات مشکل ہو پس اب بہتر یہ ہو کہ زہر کھا کر ہلاک ہو جائیں کہ قصہ ہی پاک ہو آخر الامران امیروں نے اس طرح پوشیدہ زہر کھا لیا کہ کسی ملازم تک کو مطلع خبر نہ ہوئی جب رات گزری اور صبح ہوئی ٹھنڈا کر کیا دیکھتے ہیں کہ سر سے پا تک تمام جسم انکا سبز ہو گیا ہو اور بھینیں بھی ساقط ہیں ملازموں نے شاہزادہ سے اطلاع کی شاہزادہ وحشت زدہ امیروں کے خیمہ میں آیا دیکھا تو واقعی انکی حالت نزع ہو ابو الحسن جو ہر سے کہا امیر اور جلد انکا علاج کرو ورنہ یہ ایک دو لحظہ میں ہلاک ہیں ابو الحسن جو ہر نے کہا حضور خود جناب حکیم صاحب کی خدمت میں جا کر اس حال کو بیان فرمائیں تو البتہ کوئی صورت انکی جان بری کی ہوگی ورنہ کچھ علاج اسکا نہیں ہو شاہزادہ اسی وقت حکیم کی خدمت میں پہنچا حکیم صاحب نے پوچھا خبر ہو شاہزادہ نے عرض کیا امیر حضرت میں ان امیروں کے ہاتھ سے نہایت تنگ ہوں پہلے انھوں نے خیمہ اپنے جلا دیے اب سبھی بالاتفاق زہر کھا یا اور کسی کو خبر نہ ہوئی اگر یہ مر گئے تو پھر میری زندگی محال ہو جائے گی حکیم صاحب نے چچا آخر ہلاکت کی کوئی علت بھی ہو شاہزادہ نے کہا کیا عرض کروں مرض عشق لا علاج ہو حکیم صاحب نے ایک سیاہ پتھر دیا اور فرمایا کہ اس پتھر کو گھس کے تھوڑا بلا دو انشاء اللہ تندرست ہو جائیں گے شاہزادہ نے وہ پتھر ابو الحسن جو ہر کے حوالہ کیا اور کہا میں جناب حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں تم جاؤ اور



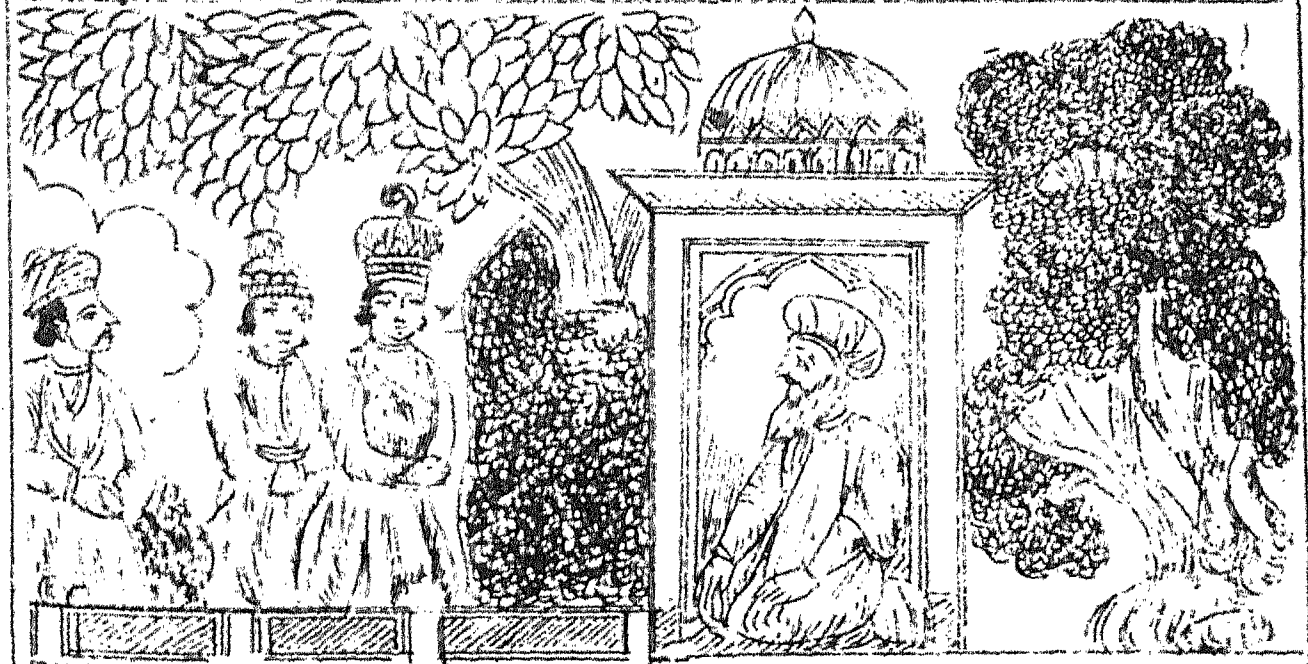
انکا جڈ تر علاج کروا لیا کہ جس جو ہرنے پانی اس پتھر کا امیر دن کو پلایا بھر دیا لانے کے امیر دن کو چند مرتبے
قرہ ہوں چند ساعت کے بعد امیر تندرست ہو گئے اور اسی وقت حکیم صاحب کی خدمت میں پہنچے اور ہاتھ
باندھ کے مؤدب عرض کیا کہ امی قہر و کعبہ

سر شک از زخم پاک کردی چہ حاصل | غلابے ہن کردم خون نیاید

اور امی خواہن پیر رازد اسرار الہی واسے معدن غموض و رموز ناتنا ہی اس مرتبہ حضرت بہارے حال تہ آگاہ
ہو گئے کہ علاج ہمارا عمل میں آیا اگر ہمارے در دوا کا علاج نفرمائیں گے تو ہم ضرور اپنے جان کو ایسا ہلاک کرینگے
کہ ملک الموت کو بھی خبر نہو گی حکیم صاحب نے فرمایا اگر میں جانتا تو پہرگز طلسم میں نہ بھیجتا شاہزادہ نے سر مبارک کو
بظور سر نیاز آگے حکیم صاحب کے جو کا یا کہ میں نے کوئی مطلب اپنا خدمت میں گذارش نہیں کیا حالانکہ صد ہا عقدے
اہم دل میں میرے جمع ہیں اول یہ ہو کہ لوح طلسم بیضا کے راز سے مطلع فرمائیے دوسرے عقد کرنا ملک شمسہ تاجدار سے
چاہتا ہوں کہ یہ باعث نام آوری کل سلاطین میں ہو تیسرے اکثر مقدمات طلسمی ایسے ہیں کہ بجز ذات والا درجہات
کے وہ کسی سے حل نہو گئے مگر ان امرا نے ایسا حیران کیا ہو کہ کیا عرض کروں بلکہ میں اپنے کام پر مقدم اٹھین کے کام
کو جانتا ہوں حضور کو بھی ان بیچاروں کے حال پر مال پر تو جہ چاہیے حکیم صاحب نے فرمایا خیر جب حیل اعلیٰ میں
ہو پوچھ گئے اور ملک شمسہ تاجدار سے تمھارا عقد ہو گا تو ان امرا کا بھی مطلب دلی برائے گا شاہزادہ آداب بکالایا

اور دست حکیم صاحب پر بوسہ دیا لیکن امیر ذن کو حکیم صاحب کے ارشاد کا یقین نہوا آخر سہیل و پردین نے حکیم صاحب کے قول کی گواہی دی اور سہیل نے کہا ایسا نہیں ہو کہ جو حکیم صاحب زبان مبارک سے فرمایا اور وہ امر نہو تم اسکو نقش کا حجر سمجھو لغرض یہ امر اسے نامدار اور شاہزادہ عالی وقار لشکر میں آئے شاہزادہ و فرزند کے بعد حکیم صاحب کے پاس گیا اور کہا اے عالم راز غیبی یہ کترین بھی مع ابوالحسن جو ہر حضور کی شفقت بزرگانہ کا امیر و ار ہو حکیم صاحب نے فرمایا اے فرزند درنا خالیکہ تھاری اور ابوالحسن جو ہر کی معشوقین باہر طلسم کے موجود ہیں تمکو معشوقان طلسمی کی کیا پروا ہو ابوالحسن جو ہر نے کہا پیر و مرشد معشوقان طلسمی کو پہننے اپنی پامردی سے پیدا کیا ہو اس میں کچھ حضور کا احسان نہیں ہو اگر کوئی تحفہ طلسم محرمت ہو تو البتہ باعث افتخار رہا ہو حکیم صاحب نے پھر جواب نہ دیا شاہزادہ نے فرمایا اے برادر جو محاللات طلسمی نظر سے گزرے دل سے فراموش نہیں ہوتے حکیم صاحب نے فرمایا تم نے کیا دیکھا اور کیا سنا شاہزادہ نے فرمایا پیر و مرشد میں نے اکثر اہالیان طلسم سے سنا ہے کہ میری قسمت میں روز ازل سے چار عقد مقدر ہو چکے ہیں میں سے ایک باہر طلسم کے بھی ہو گا اور تین نکاح طلسم میں ہونگے مگر حیرت ہے کہ میں نے صرف ملکہ نو بہار گلشن فرور اور ملکہ اصبح و گلشن کو دیکھا اور نا طقہ روشن بیان کا نام سنا اسی طرح ابوالحسن جو ہر سے غمزہ شیرین کار اور بستان افروز اور نا درہ راز دار سے ملاقات ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا پہننے فقط بلحاظ و پاس تھارے امر سے وعدہ کیا ہو کہ انکا مطلب حاصل ہو گا اب تم انواع اقسام کے مضامین پیدا کرتے ہو شاہزادہ نے فرمایا جناب عالی بروقت میرے طلسم سے باہر آنے کے ایک قیامت کبریٰ برپا تھی علی الخصوص ملکہ نو بہار گلشن فرور اور نا درہ راز دار کی پریشانی و گریہ و زاری قابل بیان نہیں خراجا جانے میری مفارقت میں وہ زندہ بھی رہیں یا نہ حکیم صاحب نے کہا خاطر جمع رکھیے ہر کسب معلوم ہو عنقریب وہ اور تم سب ایک جا ہوا چاہتے ہو شاہزادہ نے کہا حضور اکثر مقدمہ طلسمی ایسے میں کہ وہ نا درہ راز دار اور مرغ اسرا سے بھی حل نہیں ہوئے انکا حل ہونا فقط آپ ہی کی ذات پر موقوف رکھا گیا امیدوار ہوں کہ ان سوالوں کا جواب بھی محرمت ہو حکیم صاحب نے فرمایا کہ علاوہ مقدمات طلسمی کے اور کوئی کام بھی ہو یا فقط یہی خیال ہو خیر کل شام کو تم مع ابوالحسن جو ہر ہمارے پاس آؤ تمکو اس سرزمین پر لجاؤنگا جہاں شجرۃ العقل سے ثمرۃ الفہم تک کھلانا ہو کیونکہ جب تک ثمرۃ الفہم نہ کھاؤ گے جب قدر کام سے متعلق ہیں وہ سب بیکار رہیں گے اور کل جہر عینہ تجویل آفتاب کے باقی ہیں وہی دن ملک فرو و سیمین جشن نوروزی کا ہو گا اور تمکو خط لوح سے مطلع ہونا ضرور ہو گا پھر راہ میں ان سوالوں کا بھی جواب تمکو مل جائے گا مگر عقد ملکہ شمسہ تا جدار جو کہ مقدمہ ہر وہ انھیں دو مین چیزوں پر موقوف ہو شاہزادہ حکیم صاحب سے رخصت ہوا اور لشکر میں آیا اور ارباب نشاط کے دار و غم کو بلا کر حکم دیا کہ

سب اب قص وغیرہ حاضر ہو کہ ہماو ناطر سرداران لشکر کی مشورہ ہو ورنہ فیصلہ قص و سردار ہایان ظلم کو یاد دل کر محسن
کرتا ہوا ابو الحسن جوہر اور امیر خلیل وغیرہ نے عرض کیا حضور بجا ارشاد فرماتے ہیں سرداران ظلم کے عمل قریب
اگر شہر بار فلک اقتدار ہماو ظلم و مینا نصیب نہوا اس واسطے ہمیں ہی ہلکے نصیرت ہو شاہزادہ نے فرمایا سچ ہے۔



روانہ ہونا شاہزادہ عالی وقار کا مح ابوالحسن جوہر و قاشعار حکیم صاحب کے ہمراہ واسطے

لکھانے ثمرۃ النعم کے اور حل ہونا راہ میں باقی مقدمات طلسم کا

انقصہ روز سوم سہیل شاہنشاہ کے پاس آیا اور کہا حضور کو جناب عالی نے بلایا ہو شاہنشاہ اور ابوالحسن جوہر سہیل کے ہمراہ حکیم صاحب کے پاس آئے رسم آداب و قدسوسی بجالائے حکیم صاحب نے فرمایا کہ تین روز کے واسطے کوئی شخص لایق واسطے سرانجام شکر کے مقرر کرنا چاہیے شاہنشاہ نے کہا حضور تین مہینے طلسم میں رہا اور شکر یہاں نہیں بے نائب رہا اب تین دن کے واسطے نائب کرنا کیا ضرور ہو حکیم صاحب نے فرمایا جب ہم نے کھاری نیا بت کی تھی اب ہم بھی مختارے ہمراہ چلتے ہیں غرض شاہنشاہ نے امیر جلال الدین فیروز گھنٹی کو مقدمۃ الجیش مقرر کیا بعد فراغ مغربین حکیم صاحب نے سہیل کو بلا کر کچھ اسکے کان میں کہا سہیل گنبد سے باہر آیا اور بیروین نے دروازہ گنبد کا بند کیا بعد اسکے دسترخوان بچھا اور غذا کے لطیف انواع اقسام کی شاہنشاہ کے سامنے حاضر کی حکیم صاحب نے فرمایا بسم اللہ کچھ تناول فرمائیے شاہنشاہ نے کہا حضور بھی تناول کریں حکیم صاحب نے کہا بس مجھے اسکی بوجہ فی ہر غرض شاہنشاہ جب خاصہ نوش فراچکا بیروین نے پہلوئے گنبد میں ایک دروازہ کھولا شاہنشاہ نے دیکھا اسپین ایک زینہ سرنگ کا تھا حکیم صاحب نے پہلے قدم مبارک زینہ پر رکھا اور شاہنشاہ سے فرمایا کہ تم بھی ہمارے قدم کے نشان پر چلے آؤ شاہنشاہ اور ابوالحسن جوہر حیرت زدہ حکیم صاحب کے پیچھے اس سرنگ میں روانہ ہوئے بیروین ایک سیخ روشن کر کے سب کے آگے ہو لیا ہر چند کہ سیخ ایک انگشت سے زیادہ تھی مگر روشنی اسکی دس قدم کے فاصلہ تک پہنچتی تھی راہ میں جہان ایک دو خطہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا بیروین نے ایک روشن دان کھول دیا کہ اس روشن دان سے ہوائے لطیف آتی تھی اور راہ اس نقب کی سیدی نہ تھی بلکہ پیچ در پیچ تھی گاہے داہنے اور گاہے بائیں کو جاتی تھی آخر کار صبح کو اس نقب سے باہر نکلے اور ایک دروازے بزرگ کے کفارہ پر پہنچے کہ نہایت جمیع تھا اور پانی اسکا اس زور و شور سے بہتا تھا کہ کوسوں تک آواز جاتی تھی حکیم صاحب بعد نماز صبح لب دریا تشریف لائے اور ایک اسم پڑھا جب وہ اسم تمام ہوا باؤ از بلند فرمایا اخرج یا دابۃ البحر یکا یک ایک جانور مدد دریا سے برآمد ہوا کہ وسعت پشت کی اسکے دس گز سے دس گز تھی جب وہ کنارہ پر آیا بیروین نے اسکی پشت پر فرش کیا کہ شاہنشاہ اور حکیم صاحب وغیرہ اسکی پشت پر بیٹھے اور وہ جانور دریائی طرف شمال کے روانہ ہوا شاہنشاہ نے اس جانور کا نام پوچھا حکیم صاحب نے کہا یہ جانور تلکوسر حد ملک یونان میں پہنچا دیکھا شاہنشاہ نے اثنائے راہ میں اکثر آدمی عجیب الخلقیت دیکھے اور انھوں نے حکیم صاحب کو سلام کیا اور کچھ تحفہ دیا اور چلے گئے غرض از صبح تا نصف شب یہی تماشہ شاہنشاہ نے ابوالحسن جوہر سے کیا وہ کہا عالی مرتبہ حکیم صاحب کی ذات بابرکات ہو کہ خلقت بروبحر سب اطاعت گزار بلکہ خراج گزار ہیں تاکہ بعد نصف شب دوسرے کوئی شمشل ستارہ کے روشن معلوم ہوئی شاہنشاہ نے کہا

لہو کعبہ ایسا ستارہ سرخ بنے کبھی زمین دیکھا حکیم صاحب نے فرمایا یہ وہی مرقۃ الفہم ہے جس کے واسطے آپ کو تکلیف
 ہو گئی ہو شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ عجیب بھلے کی روشنی مثل ستارہ کے جو جب آدھ ہزار قریب درخت کے
 درختوں کی روشنی زیادہ نظر آنے لگی کیونکہ سوائے بھلے کے پتے بھی روشن تھے وہ درخت نہ تھے کوئی فرشتی جھڑ ہوا
 بہا ہوتا ب قریب غروب ہو چکا ایک سمت سے دیا ہوتا معلوم ہوا اب جو شاہزادہ نے درخت کو غور سے دیکھا معلوم ہوا
 ایک افی سیاہ آسمین لپٹا ہو حکیم صاحب نے فرمایا اے فرزندم قریب درخت کے جاؤ اور اس اہم کو پڑھو اور کوہ
 بحر طیبہ دیکھو مگر بہر کہ حق کلمہ محمد و علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر بیکے برگگان و معرفان صاحب یقین نے
 نیست خیر و ثواب بیان لگایا ہو تو ایک مٹھکے دسے میں بڑی درست اسی امید پڑا یا دون اور ایک صاحب
 حکیم اور مشکل سخت درپیش ہو کر بدون اس بھلے کے مرقۃ الفہم سے ہاتھ نہ آنے کا اگر نالغ متنازع ہو تو ایک
 رطلخ درخت سے تمھارے دامن مراد میں آ جاویگا شاہزادہ نے فرمایا پیر و مرشد اگر مقدسین یہ نمونہ بہتات
 ضرور سادھی کمال مجھے یہاں کیوں لاتا اور میں کس طرح یہاں پہنچتا حکیم صاحب نے فرمایا کہ وہی غور میں آتا ہے جو
 قدر ہو چکا ہو ابوالحسن جو ہر نے کہا حضور بسم اللہ تشریف لیجلیں انشاء اللہ نتیجہ ہوگی یہاں تک پہنچنا
 بیل مثاب براری کی ہر مصرع سالیکی نکوست از ہار شہ پداست ہا شاہزادہ نے فرمایا اے برادر اکثر یہ ہوا
 و کہ لقمہ شہ کا معدہ تک نہیں پہنچتا ابوالحسن جو ہر نے کہا یہ لازم نہیں ہو کہ (لنادر کا معدہ) آپ ہی
 کے واسطے مقرر ہو پس شاہزادہ اپنی جاسے اٹھا اور جانب درخت کروانہ ہوا حکیم صاحب نے فرمایا اے فرزند
 بیادس قدم وہ درخت رہے تب تم پر اسم پڑھنا بعد اسکے اس سانپ سے کہنا کہ اے خوفناک میل جی بیکے حکماء
 سابق نے نگہبان شجرہ العقل کیا ہو آگے تیرا باپ سائیل تھا اور دادا تیرا بھی ہر سائیل محافظ تھا اب تیرے
 درخت سے جدا ہو جاتا کریں اپنا مطلب حاصل کر لوں قصہ مختصر شاہزادہ حسب ہدایت حکیم صاحب مرقۃ الفہم
 نے آیا حکیم صاحب نے فرمایا بسم اللہ اس شجر کو نوش فرماؤ شاہزادہ نے وہ شجر نوش فرمایا بادشاہ نے کہا
 واقعی اس ذائقہ کا میوہ میں نے آج تک نہیں کھایا ہوا اسکے حکیم صاحب چند پتے اس درخت سے نمودار لے اور
 پورا حسن جو ہر کو کھلائے پس مجھ کو کھانے اس شجر کے شاہزادہ کا فہم بہ نسبت سابق ہزار حصہ زیادہ ہو گیا اور
 ناقصہ تو اس غضب کا ہو گیا کہ سن طقو بیٹ کی باتیں جو نسیا عیسائیکین وہ سب پیش نظر ہو گئیں اور جودت طبع کا
 نیا ذکر کیا جائے ویسے ہی ابوالحسن جو ہر کے ہم وز کا حال ہو گیا جو شکر ناقص تھی کامل ہو گئی بعد اسکے
 حکیم صاحب جو وہاں سے اسی طرف پشت پر چھوڑ کے سوار ہو کر روانہ ہوئے اور رفتہ رفتہ ایست شہر میں پہنچے
 کہ خلعت وہاں کی نہایت خوبصورت و صاحب اخلاق تھی اور بادشاہ وہاں کا مردارید پوش واسطے استقبال
 شاہزادہ کے آیا شاہزادہ نے حکیم صاحب سے مردارید پوش کا حال پوچھا حکیم صاحب نے فرمایا کہ اسکا

نام بہام شاہ جزیرہ نشین ہو اور نام جزیرہ کا بھی بہام ہو وہاں سے ایک اور جزیرہ میں پہونچے شیخ برہ نے حکیم صاحب کی خدمت میں تجاوت دہرایا جو اہرات کی قسم سے پیش کش کیے اور دعوت کا وعدہ لیا حکیم صاحب نے فرمایا کہ مجھے فرصت نہیں ہو محذور ہوں جب وہاں سے روانہ ہوئے دور سے ایک دروازہ معلوم ہوا نہایت عظیم الشان و نقش و رنگین حکیم صاحب نے اس دروازہ کو دروازہ کی طرف اشارہ کیا وہ جاؤ دروازہ کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ نے فرمایا حضور نے فرمایا تھا کہ ہم سوالوں کا جواب دینگے حکیم صاحب نے فرمایا بیان کرو شاہزادہ نے فرمایا سوال اول یہ ہو کہ مرغ اسرار کیا شو ہو کہ جس پر تمام راز و اسرار طلسمی روشن و ظاہر ہیں حکیم صاحب نے فرمایا کہ میں نے بزور ریاضت اسرار اعظم اپنے ہمزاد یعنی سیما جی کو ایسا مسخر کیا ہو کہ وہ سب طرح فرمانبردار ہو چنانچہ وہی سیما جی حسب فہمائش میرے تمام امورات مالی و ملکی کو سرانجام دیتا ہو اور میرا ہمزاد میری آواز کے موافق ہو شہزادہ ہلاؤ و سر اسوال سے کہ اقبال شاہ کو بھی اب تک پہنچنے نہیں ہوا حالانکہ ہر طلسم میں میرے دو گار رہے حکیم صاحب نے فرمایا اے فرزند اقبال شاہ تمہارے بیچ اقبال کا موکل تھا جب مجھے حصار چا مثلثہ میں تمہارے کار ہا سے مروجہ کا انجام دینا منظور ہوا میں نے بزور علم دعوت عزرائیل نامے موکل اقبال کو تمہارے مسخر کیا بعد ازاں شہر خفا میں بھیجا کہ جس شہر کا نور الزمان شاہ بادشاہ ہو اور اسکی دو اولادین تھیں ایک لڑکی سعادت بانو اور ایک لڑکا صاحب جمال اقبال شاہ قضاے کردگار سے اقبال شاہ بن نور الزمان شاہ پانزدہ سالگی میں عارضہ دق میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا اور نور الزمان شاہ عم فرزند میں قریب ہلاکت پہونچا میں نے ایک شب عالم رویا میں نور الزمان شاہ کو ہدایت کی کہ تم فلان پہاڑ پر جاؤ تمہارے فرزند کا ہم عمر وہم صورت ایک جوان ہو اور خصائل اخلاصیہ اقبال شاہ سے بھی زیادہ ائینہ بین تم اسکو اپنی فرزندگی میں لے آؤ اور اسی طرح عزرائیل موکل کو بھی فہمائش کردی کہ تا حکم ثانی خبردار اپنی صورت کسی طرح تبدیل نہ کرنا بلکہ مرغاموشی اسکی زبان میں لگا دی تاکہ وہ اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرے بس نور الزمان شاہ حسب ہدایت میرے عزرائیل موکل کو شہر میں لے آیا اور یہ مشہور کیا کہ میرے فرزند کو سکتا ہو گیا تھا جب قبر میں دفن کیا قدرت خدا سے ایک پتھر اسکے دماغ پر لگا اور خون مثل فوارہ کے دماغ سے جاری ہوا چند ساعت کے بعد خود بخود ہوش میں آ گیا بس ہم اسکو قبر سے نکال لائے اقبال شاہ کو مرے ہوئے چونکہ عرصہ تین روز کا ہوا تھا خلافت شہر کو یقین آ گیا نور الزمان شاہ نے اسی روز سے تمام کاروبار ملکی و مالی اقبال شاہ کے سپرد کیا اور آپ گوشہ نشین ہوا اقبال شاہ ایک عرصہ تک بصورت انسان امورات مملکت کو انجام دیتا رہا اس عرصہ میں آپ شہر کرسی میں داخل ہوئے میں نے اقبال شاہ کو ہر کام میں تمہارا شریک کیا اور بخوبی فہمائش کردی کہ وہ کچھ زبان سے نہ نکالے اب آپ اقبال شاہ کے

برادر روحی یعنی مقبل کی حقیقت نے کہ مقبل نام صاحب اقبال کا ہے اور غلام میں صاحب اقبال کی ذات
 مشہورہ صفات سے مراد ہوا اس وجہ سے اقبال شاہ نے ہمارے آگے یہ تمہید بیان کی کہ ایک جانی ہو مقبل جو
 شاہ ظہورستان کی بیٹی یعنی ملکہ ناطقہ روشن بیان پر عاشق ہو و بعد ملکہ ناطقہ روشن بیان کا زماں
 پیشین سے روستا سے اریج کے باہم صلح پر موقوف تھا مگر مقبل کے معاملہ میں کہ شش کرو تا کہ مقبل
 طلب بھی اس ذیل میں حال ہوا اور اغلب ہو کہ اگر اقبال شاہ اسی تہی نہ تھا تا تو عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان
 سے قبول کرتے اور اقبال شاہ کی تہی کو غور ہیودہ سمجھتے کہ ملکہ روشن ملکہ نو بہار گلشن افروز تھا ملکہ روشن نو
 اپنی ذات کا نہ تھا اور یہ خلاف حکم حکماء نے تقدیر میں کہ ہوتا اور تہی ملکہ نو بہار گلشن افروز اور ملکہ
 ناطقہ روشن بیان دونوں کا عقد سے منظور تھا اس واسطے کہ ملکہ ناطقہ دے کے اس طلب کو پوشیدہ کیا
 اور عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان سے کر دیا کہ نسا طبع با نیاں غلام کا بھی تھا کہ بعد فراغ اس عقد کے سبب غلام
 تمام معاملات و منازل غلام کو با تفصیل دیکھے اور صنعت حکماء پر حسین و آفرین کرے شاہ ادا دے کہا کہ حضرت بیک
 عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان کا پہلے سے مقرر تھا یہ وہ کیون تھے روپوش ہوئی غلام صاحب نے فرمایا حضرت
 ہمنے پوشیدہ کیا ورنہ ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ نو بہار گلشن افروز دونوں تھارے ہول سے
 بے نصیب رہتیں کہ غالب انسان میں دو عشق کی گنجائش ممکن نہیں ہوا اسی وجہ سے تھے مرآت الخیب میں عباس
 ملکہ ناطقہ روشن بیان کے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی صورت دیکھی یہ چند کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو
 عقد تھا ملکہ ناطقہ روشن بیان سے ایسا ناگوار گذر کہ جبکہ بیان غیر ممکن ہو لیکن غوث میرے اسے دم
 نہیں مارا اور جب تھے سیرگاہ پہاڑ میں مارہ خالقون محلدار کے ہرے سے ملکہ صبح و لکشا کو نظر التماس
 دیکھا اسوقت ملکہ نو بہار گلشن افروز کو یہ حیلہ ہوا کہ آیا اور اسے ملکہ صاحب ظہورستان سے بکھلوا دیا اور
 اقبال شاہ نے جو ملک ظہورستان میں تھے بیان کیا تھا کہ اب یہ سے جانی مقبل کو ملکہ ناطقہ روشن بیان
 سے کچھ سروکار نہ رہا مگر کثرت مستی کھا گیا اور مرتبہ اس کے کو چوٹا اسکی کیفیت یہ ہو کہ گویا میں نے تمام
 بانفس مطمئنہ مقبل خطاب دیا اور نفس مطمئنہ کا یہی کہاں ہو کہ آخر اپنے مہر سے وصل ہو جاوے
 سوائے اسکے ایک قال نیک بھی تھا رے حق میں تھی جب دوسری مرتبہ اقبال شاہ نے لباس و روشنی
 سے ملاقات بیت المعمور ثانی میں کی وہ مکان قدسی نشان مرجع مستمندان تھا چونکہ تمام غلام اس پر
 جانے کی حاجت رکھتے تھے لہذا ہمارے عوض اقبال شاہ نے لباس و روشنی زیبہ ہم کیا اور شکوہ کثرت
 زدی تیسری مرتبہ سرورستان حیرانی میں بان شکوہ و جہت اقبال شاہ کی ملاقات کر کے کہ یہ وہ تھی
 کہ وہاں ملکہ نو بہار گلشن افروز سے ہماری تقریب عقد و پیش تھی اور چوتھی مرتبہ گنبد گیتی مابین اقبال شاہ

کاتے بغلیں ہر دنا اور ملنا باشتیاق تمام اور غائب ہو مانا گویا یہ ملاقات آخری تھی لیکن اب بظاہر اقبال شاہ سے
 نہ ملے گا مگر ہاں باطن میں ضرور مختار مددگار ہوگا اور اسکی وجہ یہ کہ جو اسوقت اقبال شاہ سے آتا اور جسے ملاقات
 نہ کرتا تو ہم بلکہ نو بہار گلشن افروز کی اُلفت میں گنبد سے باہر چلے جاتے اور یہ حرکت غلاف حکم بانیانِ طلسم
 کے ہوتی تیس بہت بڑی خرابی واقع ہو جاتی شاہزادہ نے کہا اس مجمع کمالاتِ حنفی و حلی و مقبول بارگاہِ کلم تیری بشیر
 کی کیا مجال ہو کہ اسکی حقیقت کو دریافت کر سکے پھر شاہزادہ نے فرمایا کہ نور الزمان شاہ کیون نہ میری ملاقات
 کو آتا حکیم صاحب نے فرمایا نور الزمان انھیں ایام میں انتقال کر چکا تھا اور اسکی جگہ پر بلکہ سعادت یا نو
 تحت نشین ہوئی تھی شاہزادہ نے پوچھا کہ بلکہ سعادت بانو کی شادی نہیں ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا ہاں شاہزادہ
 نے کہا پیر و مرشد اگر امیر مجاہدین سے عقد اسکا ہو جائے تو مناسب ہو حکیم صاحب نے فرمایا کہ اول تلوان کا مومن سے
 فراغت ہو لے جو مقدم ہیں پھر جیسا مناسب ہوگا عمل میں آدیکا شاہزادہ نے فرمایا کہ بروقت نکلتے کے طلسم سے
 مرآت الغیب اور زرہ صد شتالی و نیمچہ دیوکش کو میں نے اپنے پاس نہیں دیکھا حکیم صاحب نے فرمایا جن سوکھوں کے تمکو
 عالم ظہور میں ہو چکا تھا وہی تمھارے اسباب کے محافظ و نگہبان ہیں انشاء اللہ تعالیٰ بروقت آجا دینگے شاہزادہ نے فرمایا کہ
 حضرت کے کلام سے ثابت ہوتا ہو کہ بلکہ نو بہار گلشن افروز سے باہر طلسم کے بھی ملاقات ہوگی مگر مجھے انسوس اسبات کا
 ہرگز اگر میں بیرونِ طلسم کوشش کرتا تو لشکر بے قیاس میرے پاس جمع ہو جاتا اور تمام جہان میں کوس صاحبقرانی بجاتا اور اسبابِ جہان کفایت
 بیان کر دینگا تو کسی کو یقین نہ آدیکا حکیم صاحب نے فرمایا جو چشم و خدم تمھارے مقدر میں ہو وہ ہر جہان جو ہوگا شاہزادہ نے
 کہا قبلہ من طلسم محل النہار میں ایک آہوے صحرانی کہ جسکی سنیکو تیان زرنگار تھیں وہ میرے پاس آیا اور اُسے
 بزبانِ انسانی مجھے کلام کیا اور حیلہ سے مجھے ایسی جالیکیا کہ مجھکو کمال وحشت ہوئی وہاں نہایت عمیق ایک اندازہ تھا
 اسکی اندر ایک درخت بیری کا دیکھا آسمان ایک مرد خوفناک صورت و درخت سے لٹا ہوا تھا اور موٹا سیاہ و سفید
 شاخ درخت کو قطع کر رہے تھے اور چار موڈی سانپ اُس درخت کی جڑ میں اسکی منتظر تھے کہ وہ مرد غافل ہو تو اُسکو
 ہلاک کریں اور نثمان آتش فشان منتظر تھا کہ جسوقت وہ شخص کو میں میں گرے میں فوراً ٹنگاؤں میں نے اس مرد
 سے پوچھا اس شخص مجھے اس رحمت سے کیا چل اُسے جواب دیا کہ جب تو مجھ سے زیادہ تر ایک کنوین میں گرفتار
 ہو تو پوچھ کیون میرا حال پوچھتا ہو اُس کلمہ نے ایسی تاثیر کی کہ پھر میں اور کچھ نہ پوچھ سکا جلد قدم بڑھا کے وہاں سے
 روانہ ہوا حکیم صاحب نے فرمایا اس فرزندِ طلسم فلکِ عظم کا وہ نمونہ تھا اور فلکِ اعظم بحسب حکمتِ حکیم ازلی وہ ہو کہ
 جس میں ستارہ وغیرہ نہیں ہیں بلکہ بموجب احکامِ شریعت عرشِ رحمن اُسے کہتے ہیں اور فلکِ بزرگ بھی نام ہوا سو اُسے
 حکماء پیشین اور ارسطو کو منظور ہوا کہ فلکِ سادہ میں دو ایک مثالیں اور ٹکلیں دینا ہے بے وثا کی بھلم حکمت ظاہر کو
 انہیں سے وہ اندازہ مثال دینا تھا اور وہ ہر دن دنیا کا نمونہ تھا جو تم سے ہم کلام ہوا جب دُنیا دراصل بے وفا ہو اور بجا گنا

اسکا شیوہ اصلی میں داخل ہو لہذا اس ہرن کو دنیا کی صورت بنایا اور وہ شخص جو در کی طرف راغب تھا وہ طالب دنیا کی مثال تھی اور وہ درخت خاردار دولت دنیا اور وہ دونوں چوبیس سیاہ و سفید جو درخت کو قطع کر رہے تھے وہ درخت پر ہیں کہ روز بروز عمر آدمی کی تمام ہوتی جاتی ہے اور وہ درخت پیری کا عر نشان ہے اور چاروں جانب چار منبر ہیں کہ تھوڑی سی بے اعتدالی میں آدمی ہلاک ہو جاتا ہے اور یہ ارڈ ہارمگ ہے کہ وہ ساعت بساعت منتظر لقمہ ہے اور اس مرد پر ہے جو یہ کہہ کر تو مجھے زیادہ چاہ بلا میں گرفتار ہوئے کہ جس نے کما کر تھا را وقت حشر و ثروت و سلطنت اور فکر معشوق میں گذرنا ہو بلکہ یونین تازہ است گذر یگا شاہزادہ کو اس بیان سے حکیم صاحب کے کمال عبرت ہوئی پھر عرض کیا کہ میں وہاں سے روانہ ہوا چند قدم کے بعد ایک مزرعہ خشک پر پہنچا اور مجھے اسوقت کھجور کی بوٹ کی ناکاہ ایک دھقانی آیا اور اس نے دانہ افشانی اس مزرعہ میں کی الغرض جو کچھ طلسم فلک نیم میں بیان ہوا ہے اسکی بابت سوال کیا حکیم صاحب نے فرمایا وہ دہقان حکماء دنیا کی مثال ہے اپنے سخنان حکمت کے گمراہوں کو راہ راست پر لاتے ہیں اور وہ دانے جو پتھر پر گرے اور بسبب انجھا و گل کے روئیدہ ہوئے اور پھر خشک ہو گئے وہ مراد ان کے سخنان حکمت سے ہے جو بعض تہلکے واسطے نصیب ہوئے مگر بعد چندے بسبب خست جلی کے ان کے وہ پھر پکا رہو گئے جو دانے خالص زمین پر گرے وہ اپنی مراد کو پہنچے اس سے غرض یہ ہے کہ بعض انسان ان سخنان حکمت کے کار بند ہوئے اور ان کا دل کامل ہونے کا شاہزادہ نے فرمایا کہ حضور میرے بزرگ ہیں امیدوار ہوں کہ مجھے بھی کچھ تلقین فرمائیے حکیم صاحب نے فرمایا بس تلو تلقین ہی کافی ہے کہ تم اپنا کا و حال بخدا کرو اور اسی کے فضل کے امیدوار رہو شاہزادہ نے کہا جب میں نے وہ دانے کھائے تو مجھے تشنگی کا غلبہ از حد ہوا اور اسی دھقانی کی ہدایت سے کنارہ دریا کے گیا کہ جہاں کنارہ تھا پھر نقل اس صیاد و جانور کی بیان کی حکیم صاحب نے فرمایا کہ صیاد نے سچ کہا اس طرح کا تماشا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی دیکھا لیکن اس کے اصل مطلب کو نہ پہنچے آخر ایک فرشتہ بصورت صیاد حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ یہ مثال رسول آخر الزمان کے علم نامتا ہے کی جو یعنی ایک ایک قطرہ علم نے حضرت سرور کائنات کے چار سمت عالم کو معمور کیا اور وہ قطرہ پنجم کہ جانور نے پھر دریا میں ملا دیا اسکا یہ حال ہے کہ بحر ذات باریکات رسول و آل رسول کو ایسا طہارت مراد ہے کوئی عالم اس علم سے واقف نہیں ہوا اور نہ ہو گا چنانچہ حضرت نے فرمایا انا مدنیۃ العلم و علی بابا شاہزادہ نے دست حق پرست حکیم صاحب پر بوسہ دیا اور کہا کہ خدائے عز و جل آپ کی ہدایت کے آفتاب کو تاقیام کیا مرست تابان رکھے کہ آپ نے میرے عقد بائے لایحل حل کیے اس اثنا میں واجتہا البحر اس دروازہ کے قریب پہنچا وہ دروازہ عجیب و غریب ترکیب و شان کا تھا کہ رنگ اسکا معلوم نہوتا تھا یعنی ہر لحظہ رنگ بدلتا تھا شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے حکیم صاحب نے فرمایا اب تک وہ تماشا دکھاتا ہوں کہ اول تمھاری نظر سے بالتفصیل گزرا ہے ابوا الحسن جو ہرنے کہا کہ قبلہ و کعبہ غلام ہیں ایک سوال کیا جاتا ہے حکیم صاحب نے فرمایا کیا سوال ہے جو ہرنے

کہا جس وقت کترین عالم مثال میں جبل اعلیٰ میں گیا اور شہر فردوس میں پہنچا وہاں میں نے بغیر روز و نوح و کچا اور
دوسرے روز جو شاہزادہ کے گیا تو بھی مجمع دیکھا کیا آج کل ہر روز شہر فردوس میں مجمع رہتا ہو حکیم صاحب نے فرمایا ای
ابو الحسن جو ہر اہل فردوس کے وصیت نامہ میں سلطان البیضا خورشید تاج بخش کے وقت سے یہ لکھا ہو کہ
سات سو بیاسی برس بعد تولد صاحب قرآن اعظم کیو قتی مجمع نور و سال میں دوبار ہوا کرے ایک بروقت میرا علم کے
نقطۂ اعتدال ربیعہ میں کہ وہ اول درجہ برج حمل کا ہو اور روز نور و سے مشہور ہو دوسرے بروقت داخل ہونے
خمس و نما و نقطۂ اعتدال خریفہ میں کہ وہ درجہ اول میزان کا ہو لیکن تجھے جو دور و زعلی التواتر مجمع دیکھا یہ تا ثا فقط
باعث طلسم کے عالم مثال میں نظر آیا بلکہ گنبد کی راہ سے اگر ایک ماہ کا کل جبل اعلیٰ میں جائے اسی صورت سے
مجمع برپا دیکھتے بعد اسکے حکیم صاحب نے تفریق ایام طلسمی ایام دنیا کی نسبت جس طرح سے اول ذکر ہوا
ہو بیان فرمائی شاہزادہ نے کہا عجیب حیرت ہو کہ ایک روز انسان کو ایک سال یا ایک ماہ معلوم ہو حکیم صاحب
نے فرمایا اس عمل کو عمل تصور و توسیع الخیال کہتے ہیں جیسا کہ آدمی اپنی دانست میں مشرق سے مغرب تک
پھر آیا اور خارج طلسم میں ایک قدم بھی حرکت نہیں ہوتی اور فرزند یہ علم کمال صفائی قلب اور اشتراق باطنی
کے سبب حاصل ہوتا ہو یعنی استقدر تصور کو قوی کرتے ہیں کہ جو معاملہ خارج طلسم میں گزرے وہاں نظر آئے
اور جو عمل بے ترتیب اجزائے علوی سماوی یا اجزائے سفلی ارضی یا بغیر دعوت اسمائے الہی کسی انسان سے ظاہر
ہو وہ اعجاز میں داخل ہو جس طرح کہ قصہ معراج میں تاج الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ یہود کا لکھا ہو کہ
ایک یہودی دریا میں غرق ہو گیا وہاں اُسے نکاح کیا اور لڑکی پیدا ہوئی اور جب کیا ہر نکلا ایک لحظہ سے
زیادہ نہ گزرا تھا مشہور ہو کہ وہ یہودی معراج حضرت کا منکر تھا جب طلسم سے نکلا بصدق دل مسلمان ہوا انفرض جو حکما ترتیب
جزائر و اسمائے عظم طلسم ترتیب دیتے ہیں اُس طلسم کو طلسم یا دعوت کہتے ہیں اور بانی اسکا حکیم مشہور ہوتا ہو اور دعوت بھی حکمت
کا ایک جزو اعظم ہو اور بعد انبیاء علیہم السلام حکماء خدا پرست کا مرتبہ ہو مگر بشرط پابندی شریعت کیونکہ حکمت کا مرتبہ نبوت عام
کے مقابلہ میں ہو ورنہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو نبوت و سلطنت و حکمت کے باب میں اختیار دیا حضرت
لقمان علیہ السلام نے حکمت قبول کی اور الحاح و زاری کر کے سلطنت سے انکار کیا خدا تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کی شان
میں یہ آیہ وافی ہدایہ نازل فرمایا ولقد آتینا لقمان الحکمۃ اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام
داخل ہیں مگر حکمت الہی اور نبوت عام میں یہ فرق ہو کہ ہر نبی حکیم ہوتا ہو مگر حکیم نبی نہیں ہو سکتا شاہزادہ نے
پوچھا کہ علاوہ خدا پرست کے اور فرقہ نہیں ہیں حکیم ہوتے ہیں حکیم صاحب نے فرمایا ہاں بعض حکیم ایسے تھے کہ انکو علم
یشریحات اور طلسم بندی کا شوق تھا مگر منکر خدا تھے اس وجہ سے اس فرقہ کو طبعیین کہتے تھے اور حکماء
خدا پرست کو امیین کہتے تھے پس حکماء خدا پرست امیین مشہور ہیں شاہزادہ نے پوچھا کہ اس زمانہ میں بھی

کوئی حکیم ہو حکیم صاحب نے فرمایا ہاں دو ایک حکیم مصر میں ہیں شاہزادہ نے پوچھا مکہ شمسہ ما جدار کے جدار کا
کو جو صاحبقران اعظم خطاب دیا ہو شاید اس زمانہ میں اور بھی صاحبقران تھا حکیم صاحب نے فرمایا صاحبقران دوم
خورشید تاج بخش کا چھوٹا بھائی شاہزادہ بدر منیر تھا اسکو لوگ صاحبقران الصغر کہتے تھے اور یہ دونوں
ایک ہی روز پیدا ہوئے تھے ایک بھائی خرد سائین غائب ہو گیا اور جدت پر آیا اور خورشید تاج بخش
خواب میں اونٹن کا جان بادشاہ خطا کی بیٹی پر عاشق ہوا اور اسی کے سواک عشق میں لگا پڑا اور اسی اختیار کی
اور اسی حالت عشق میں بہت کاہنمایان کیے انشاء اللہ ذکر اسکا دینر برا اور خرد صاحبقران الصغر کا مفصل
شاہنامہ بزرگ یعنی شاہنامہ خورشیدی میں قلم بند ہو گا وہی کتاب بزرگ برادر خور و مکہ شمسہ ما جدار کے
سامنے کر سہی جواب نگ رہی جاتی ہو شاہزادہ نے کہا شاہنامہ خورشیدی یقین ہو کہ نشر افورست حضرت کے
گزارا ہو حکیم صاحب نے کہا میں نے دیکھا تو ہمیں لیکن اس کے حال سے بخوبی واقف ہوں اس وجہ سے کہ
اسقلینوس اسی قسط اس دوم کا ہم عصر تھا اسے مجھل حال لکھا ہو غلامدیکر جب تک شاہزادہ و خورشید
یہاں سوال و جواب میں رہے وہ جانور و اہل انہر دروازہ کے سامنے ٹھہرا رہا بعد اسے حکیم صاحب اسکی پشت سے
اترے اور فرمایا اے جانور تو نے خوب حق خدمت ادا کیا آفرین اب جا تجھکو بہتہ رخصت کیا کل عصر کے وقت
میں آ جانا شاہزادہ دل میں کہتا تھا کہ یہ کون جا ہو کہ جہاں حکیم صاحب رات بسر فرمائیں ہمیں کے جہاں روا
کے قریب ہو چکے حکیم صاحب نے بزور اسم معظم دروازہ کھولا اور داخل دروازہ ہوئے وہاں ایک ایسا باغ و لکڑ
و فرحت افزا نظر آیا کہ باغمانے طلسمی سے بالکل مشابہ تھا بلکہ ترکیب عمارت سب وہی تھی حکیم صاحب ایک مکان
میں تشریف لے گئے شاہزادہ سے کہا یہاں تشریف رکھیے پر دین نے طبقہ سے یہ وہ ترو شک و نوا کہ لطیف
شاہزادہ کے سامنے رکھے شاہزادہ اور ابوالحسن جو ہر نے وہ میوہ نوش فرمایا حکیم صاحب نے بھی باسرار تمام
و وہاں روا نوش فرمائے شاہزادہ نے کہا اے واقف اسرار خفی و علی اس مقدار کہ کیا نام ہو کہ بعینہ طلسم اجرام و جہاں
کی صورت ہو حکیم صاحب نے فرمایا آج یہاں آرام فرمائیے کل اس کے حال بیان کیا ہاں اسکا قصہ وہ رات تک حکیم صاحب
نے عبادت پروردگار میں بسر کی اور صبح کو حکیم صاحب اور شاہزادہ اور ایک دوست پر تشریف لائے اور شاہزادہ
سے فرمایا کہ اس دروازہ میں بند رہو کیا تا شاہ نظر آتا ہو شاہزادہ نے اس دروازہ میں غور سے دیکھا تو ایک مکان
نظر آیا اور اس میں قریب ہزار چرخ کے رکھے ہوئے تھے اور ہر چرخ کا ایک عجلہ تھا شاہزادہ نے حکیم صاحب سے
کہا اے سعدن دانش و فہم ہر چند میں نے ان چرخوں کو دیکھا لیکن مجھکو معلوم ہوا کہ یہ کیا ہو حکیم صاحب نے
کہا آپ اس مکان کے کوٹھے پر جائیے شاہزادہ اور ابوالحسن جو ہر کوٹھے پر آئے وہاں دیکھا کہ جہاں تک
نظر جاتی تھی ایک کوٹھا نہایت وسیع سطح نظر آتا تھا اور مقوری مقوری دور کے فاصلہ پر عجلے بند و چرخ

بنے تھے اور بیچ میں آنکے ایک صفہ تھا نہایت وسیع اور اسی صفہ وسیع پر بہت سے صفہ خود تھے جنہیں تصویریں شہر کی اور
 اہالیان شہر کی نیز بعض جانوروں کی بنی ہوئی تھیں بلکہ اسی غیر نہایت اور ایک طرف کوٹھے کے ایک یو او بٹائی تھی اور اس یو او میں
 موافق اعداد و صفہ کے دروازے تھے اور ہر دروازے پر ایک پردہ پڑا تھا شاہزادہ نے جب ان شہر دن کو اور تصویریں
 کو غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ یہ شہر اور آدمی کہیں دیکھے ہیں اور اسی صورت سے مکان میں بھی بہت چرخ تھے اور ان میں جو وہ
 چرخ بڑے تھے اور ہر چرخ میں اکثر چھوٹے تھے غرض کہ تمام دیکھا چھوٹے اور بڑے ہزار چرخ تھے شاہزادہ نے حکیم صاحب
 سے پوچھا حضرت یہ چرخ کیسے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آئے حکیم صاحب نے فرمایا کہ توقف کرو میں فلو بخوبی دیکھائے دیتا
 ہوں اور پروں سے کان میں کچھ کہا پروں وہاں سے روانہ ہوا ایک ساعت کے بعد خود بخود ایک آواز پیدا ہوئی
 حکیم صاحب نے ابو الحسن جو ہر سے فرمایا اس دروازہ میں جاؤ اور دیکھو کیا تماشا ہو ابو الحسن جو ہر دروازہ
 میں گیا یہاں شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ تصویریں کہ جو صفوں پر نصب تھیں خود بخود حرکت ہوئیں حکیم صاحب نے شاہزادہ
 سے پوچھا کہ اب تمہیں کیا تماشا دکھائی دیتا ہو شاہزادہ نے کہا قبلہ جو طلسم مرغ میں اس نازنین مسخ پوش منار نشین
 کے آگے ان چاروں بادشاہوں میں سے پہلا تھا بعینہ بیان نظر آتا ہو حکیم صاحب نے کہا ابو الحسن جو ہر وہاں کا
 حال بتفصیل بیان کریں گے اس عرصہ میں آواز موقوف ہو گئی یہاں حرکت تصویروں کی بھی موقوف ہو گئی اور
 ابو الحسن جو ہر بھی دروازہ سے آئے حکیم صاحب نے ابو الحسن جو ہر سے فرمایا تھے کیا سیر دیکھی شاہزادہ سے بیان کرو
 ابو الحسن جو ہر نے وہی حال بیان کیا کہ جو شاہزادہ نے باطن طلسم مرغ میں دیکھا تھا حکیم صاحب نے فرمایا اگر
 فرزند اب اندر سے چرخوں کو دیکھو کہ چلنا پھرنا انکا اسمائے آسمانی سے متعلق ہوئے ہر چرخ میں
 ہر کام کے واسطے ایک اسم لکھا ہوا ہے جب طلسم ٹوٹنے کا وقت آئے گا یہ سب چرخ ہمارے ہاتھ سے
 ٹوٹ جائیں گے اور طلسم کا نشان بھی نہ معلوم ہوگا لیکن جو امرا و سلاطین جن یا بشر خارج طلسم میں
 موجود ہیں اور تم سے اُن سے ملاقات ہوئی ہو وہ بیرون طلسم میں بھی ہمارے لشکر میں داخل
 ہونگے شاہزادہ نے کہا اس مقام کا نام کیا ہو حکیم صاحب نے فرمایا اس مقام کا نام مبداء العجاوبات
 اور اصل طلسمات ہو ابو الحسن جو ہر نے کہا قبلہ و کعبہ غلام کو حکم ہو کہ مبداء العجاوبات کی
 سیر کرے کہ مجھ سے بھی مثل شاہزادہ کے کوئی مقام طلسم کا پوشیدہ نہ رہے حکیم صاحب نے فرمایا تھے پہلے ہی اپنے حصہ کا
 تماشا دیکھ لیا ابو الحسن جو ہر نے کہا وہ تماشا پایہ اعتبار میں نہیں ہو حکیم صاحب نے فرمایا خیر اب اس دروازہ قصر
 قرآن السعدین میں جاؤ قصر کوتاہ ابو الحسن جو ہر بھی مثل شاہزادہ کے قصر قرآن السعدین میں گیا اور وہیں
 تکلیف اٹھائی اور قرآن السعدین میں جس طرح شاہزادہ کی بلکہ نو بہار گلشن افرور سے ملاقات ہوئی تھی ابو الحسن
 جو ہر سے اور بوستان افرور پری سے ملاقات ہوئی اور ابو الحسن جو ہر میری بار مبداء العجاوبات کی راہ سے

پھر اسی ظلم کلاں میں پونجا اور دہان سے اسے نصر قران السعدین اور نصر قران الخسین کا تماشا بنوا دیا اور پونجا
 کو گویا ایک مدت سے عالم ظلم میں بین میان شاہزادہ بی بیرون دروازہ ویسا ہی تماشا دیکھ رہا ہو کر غم میں پونجا
 ظلم سے باہر آیا پھر اسے کوئی تماشا دیکھنے کو نہ ملا اس آئینہ نگار عطا القوس و حکیم انجمنی جان اور حکیم دانش
 اور حکیم سلیمون اور حکیم ارقیمون اور حکیم صدر اعلیٰ اور حکیم عبدالسلام وغیرہ دیکھنے کے تمام شاہزادوں کو
 شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے سیر عاتر کی شاہزادہ کو کلبہ رکھا دی اور گناہ بکار دینا
 کا حضور کی ذات بابر کا تہہ بوقت ہو اور وہ وقت بھی اب میں پونجا ہو پس یہ تھا اور خدمت ہو کر اپنے
 مسکن کو پہلے گئے حکیم صاحب پھر اسی کنارہ دریا پر تشریف لائے دیکھا وہ شاہزادہ بی بی انتقام میں تماشہ بوقت
 اور شاہزادہ معزالدین اور ابوالحسن جو ہر دو پروین اسکی پشت پر سوار ہو کر انسی رنگ کی راہ سے گنبد
 پونجے کے سمیل خدمت میں حاضر ہوا حکیم صاحب نے وہ پتھر دریا کی شاہزادہ کو خدمت فرمایا اور فرمایا اگر
 حکیم رجب روز پنجشنبہ مشتری سے تسوے ہو تم پھر میرے پاس آنا کہ میں تم سے اول تفسیر باطن کا عمل شروع کر دوں
 جب عالم اشراق میں فکروں دستگاہ ہو جائیگی اور صفائی قلوب حاصل ہوگی پھر ہنس الہام سے اپنے اور پادشاهے اول
 حکیم سقراط و حکیم افلاطون اسی کی تصانیف کا سبق دوں گا تاکہ لوح ظلم بیضا کے خط سے تلوے شانی ہو جائے
 شاہزادہ حکیم صاحب سے نصرت ہو کر بقعہ فیض سے باہر آیا اور حکیم صاحب تشریف لیگے یہاں سب دریا
 لشکر نظیر واسطے استقبال کے حاضر ہوئے شاہزادہ نے وہ جو اہر عطیہ حکیم صاحب رفقا کو عنایت فرمایا اور تمام
 عیش و نشاط میں بسر کیا بعد ازاں غرہ جب المرتب روز پنجشنبہ ساعت اول مشتری میں حکیم صاحب کی خدمت
 حاضر ہوئے حکیم صاحب نے شاہزادہ کو حکماء اشراقین کے طریقہ سے ایک اسم بزرگ واسطے صفائی قلب
 تعلیم فرمایا اور کہا ایک گوشہ گنبد میں اس اسم کو شروع کرو شاہزادہ جب تعلیم ہدایت اس اسم کو پڑھتے رہے
 مشغول ہو اس ترجمہ نگار شاہزادہ عالی وقار کو درد اسما پروردگار میں مشغول رکھ کے اس جلد کو تمام کرتا
 اگر زمانہ ناخوار و بھری فلک بختار نے اس خاشی و عاصی کو فرصت دی اور نیز بشرہ حیات متعارفہ انشا ارحم
 جلد ما بعد میں حال سلاطین و مشقیہ کا بیان ہوا علی الخصوص حال حبشہ خود پرست تاکہ جو اپنے کو قابل شاہزادہ
 معزالدین کا جانتا تھا او جیل اعلیٰ میں پونجنا امیر مجاہد الدین کا او شہ فردوس میں روانہ ہونا ابوالکلام
 کا بصیغہ سفارت اور قصہ باہر ہمیشہ خود پرست اور امیر محمد بن امیر جلال الدین فیروز مینی بعقوبت
 کے اور روانہ ہونا شاہزادہ معزالدین کا بعد تحصیل علوم غیبیہ شہ فردوس کی طرقت تانیکہ پونجنا جیل الصفا
 میں اور صفوان جیل نشین کا مطلع ہونا اور جو کچھ کہ تعلق اس کے ہوا سکا بھی ذکر ہو گا

محمد الدین داستان شہزادہ	ابو عیش ماند ارم کلام	ابو کلکم دران پون بوقول و ط	امداد میں ختم شد در اشل
--------------------------	-----------------------	-----------------------------	-------------------------

خاتمہ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بہار ہزار شکر و سپاس میقیاس اس معبود برحق و قادر مطلق کا کہ ترجمہ جلد دوم بوستان خیال موسوم بہ دو حق الابصار
 ہر سیر ہوا سین ذکر شاہزادہ معزالدین کے عاشق ہونے کا ہو بلکہ شمسہ تاجدار اور ملک نو بہار گلشن افروز پر
 اور نیز سیر عجائبات کی کرنا اور مقابلہ کرنا دیوان ابلیس پرست سے تفصیل تمام مذکور ہو۔ اگرچہ وہابی میں بھی اس کا ترجمہ
 ہو مگر جیسے دماغ سوزی اور عرق ریزی عالیشان والا اور دومان جناب ہزار محسن علیخان عرف آغا ججو صاحب
 و خاص بہ ہندی اعلیٰ اللہ مقار فی الجنان نے کی ہو وہ بنظر انصاف معلوم ہو سکتی ہو۔ ہاں یہ البتہ کمال افسوس کی بات ہو
 کہ عمر نے ان موسوم کی وفات کی تاکہ یہ تمام جلدیں انھیں کی حیات میں تکمیل کو پہنچتیں۔ مگر خداوند عالم مسبب الاسباب ہو
 تو ان کے اسد ان مغفور کا نام نامی تا ابد الابد باقی رکھنا منظور تھا یا یک عالی ہم والا شیم صاحب عظمت و شہرت
 و ہی ہمت و تربت والا تبار ملک التجار شریف پروردگار اہل ہر جناب بخشی نو کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای
 مرحوم و مغفور۔ کی ہمت والا نہایت مقتضی اس امر کی ہو گئی کہ ایک ریس با کمال کی تخت رائگان ہو لہذا بصرف تر کثیر
 اس قصہ عجیب و دوستان غریب کو مرتب و مکمل فرمایا اور بعد طبع جلد اول موسوم بہ ہمدمی تمام کے اس جلد ثانی کو بھی
 صرف اشاعت بخشا۔ واضح ہو کہ اب ترجمہ جلد سوم بوستان خیال موسوم بہ ضیاء الابصار و ترجمہ جلد چہارم
 موسوم بہ شمس النہار و ترجمہ جلد پنجم موسوم بہ مطلع الانوار و ترجمہ جلد ششم موسوم بہ خزینۃ الاسرار و ترجمہ جلد
 ہفتم موسوم بہ نور الانوار بھی نہایت حسن انتظام اور فرید اہتمام سے معرض الطبع میں آکر ہدیہ ناظرین والا مقام
 ہوتے ہیں اور اپنی خوبی و عمدگی سے ہر ایک جلد مقبول عام ہو چکا ہے بفضل ایزدی یہ ناظرہ و دلفریب ہزاران
 زینت و زیب طبع نامی شہر نزدیک و دور بخشی نو کشور واقع لکھنؤ میں حسب احکام آقاے نامدار اسے بہادر
 جناب بخشی پراگ فرامین صاحب مالک مطبع موصوف بہ اہمبہ ۱۶۹۷ ع مطابق ماہ بقیعہ ۱۳۳۲ھ
 یا رسوم حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر نہایت بخشش منحل شتاقان ہوئی۔ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے
 فضل و کرم سے اس عروس زیبا کو حسن قبول عطا فرماوے۔

اعلان حق ترجمہ اس کتاب فرحت انتساب کا بحق نول کشور پریں محفوظ و محمد ود ہی۔



CALL NO. { 171:44
2000

ACC. NO. 5-115

AUTHOR

TITLE

URDU SECTION



MAULANA AZAD LIBRARY

ALFARUQI W. R. M. UNIVERSITY

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text book, and **10 Paise** per volume per day for general book kept over due.

